تفسیر السراج المنیر (اردو)

تلخیص

تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ

ترجمہ۔ مولانا حافظ محمد داؤد راغب رحمانی رحمہ اللہ

تلخیص، تہذیب، اضافہ۔ مولانا ابو الاشبال احمد شاغف حفظہ اللہ

جلد دوم

المکتبۃ السلفیۃ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ کِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ سورۃ ہود

تفسیر السراج المنیر

تلخیص

تفسیر ابن کثیر

تالیف۔ حافظ عماد الدین اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القریشی الدمشقی رحمہ اللہ

ترجمہ
مولانا حافظ محمد داود راغب رحمانی رحمہ اللہ

تلخیص تہذیب و اضافہ
مولانا ابو الاشبال احمد شاغف حفظہ اللہ

تصحیح و مراجعت
مولانا عبد الصمد ریالوی ● حافظ ابوبکر ظفر

ناشر المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ لاہور۔ پاکستان

اہتمام ———— احمد شاکر
ناشر ———— المکتبۃ السلفیۃ لاہور
مطبع ———— زاہد بشیر پرنٹرز لاہور

علوم سلف کی اشاعت میں مستعد

4 شیش محل روڈ، لاہور 54000 فون: 0092-42-7237184, 7230271

فہرست مضامین
تفسیر السراج المنیر تلخیص تفسیر ابن کثیر

خصوصیات وتوضیح رموز

1. قرآن حکیم کی ہر آیت کے آخر میں گول دائرے کے اندر آیت کا نمبر ہے اور اس نمبر کے مطابق ہر آیت کی تفسیر قرآن وحدیث اور صحابہ وغیرہم کے اقوال سے کی گئی ہے۔
2. قرآن پاک کا متن اور اس کے بعد ترجمہ پھر اس کے نیچے تفسیر ہے۔
3. تفسیر کے سلسلے میں جو آیتیں دی گئیں ہیں ان کا حوالہ بریکٹ میں اس طرح دے دیا گیا ہے کہ پہلے سورت کا نام پھر اس کا نمبر ہے اور اس کے بعد آیت کا نمبر ہے تا کہ آیت تلاش کرنے میں آسانی ہو۔
4. تفسیر میں عنوان قائم کر دیئے گئے ہیں تا کہ مضامین ڈھونڈ نے میں آسانی ہو۔
5. تفسیر کے سلسلے میں جو حدیث لائی گئی ہے۔ اس کا حوالہ ''حسب مذکورہ رموز'' بریکٹ میں دے دیا گیا ہے۔
6. کہیں کہیں حسب ضرورت وضاحتی نوٹ بھی دیئے گئے ہیں۔
7. ضعیف وموضوع حدیثیں بالکل نکال دی گئی ہیں۔
8. کبھی کسی خاص فائدے کے لئے ضعیف حدیث بھی بیان کر دی گئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کا ضعف بھی ظاہر کر دیا گیا ہے۔
9. کہیں کہیں سورت کے شروع یا اخیر میں کسی خاص فائدے کے پیش نظر سورت کا خلاصہ بھی دے دیا گیا ہے۔
10. آیات واحادیث کے صرف سلیس وشگفتہ ترجمہ پر قناعت کی گئی ہے۔
11. تفسیر بالرائے سے قطعی اجتناب کیا گیا ہے کیونکہ اللہ کے رسول نے تفسیر بالرائے سے منع فرمایا ہے۔
12. ترجمہ بامحاورہ کیا گیا ہے اور زبان سلیس شگفتہ اور عام فہم استعمال کی گئی ہے۔ تا کہ عوام آسانی سے سمجھ سکیں اور فائدہ اٹھا سکیں۔
13. قارئین کرام مطالعہ کرنے کے بعد تفسیر السراج المنیر کو ایک مستقل تفسیر خیال فرمائیں گے اور کسی کے ذہن میں ترجمہ کا وہم وگماں بھی نہ آئے گا۔
14. تصحیح کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ اس لئے ان شاء اللہ شاذ ونادر ہی کوئی غلطی باقی رہ گئی ہوگی۔ خصوصا قرآن پاک کی تصحیح میں کافی عرق ریزی سے کام لیا گیا ہے۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔ آمین

اس تفسیر میں بیان کردہ رموز کی تشریح

ا	....	سے مراد	....	مسند احمد
ب	....	سے مراد	....	بخاری
ت	....	سے مراد	....	ترمذی
ج	....	سے مراد	....	جماعت
ح	....	سے مراد	....	ابن حبان
خ	....	سے مراد	....	خمسہ
د	....	سے مراد	....	ابوداؤد
ط	....	سے مراد	....	طبرانی
ق	....	سے مراد	....	بخاری مسلم
م	....	سے مراد	....	مسلم
ن	....	سے مراد	....	نسائی
تناد	....	سے مراد	....	ترمذی نسائی ابوداؤد ابن ماجہ

و قس علی ذلك بقية الرموز المجتمعة

حوالوں میں ان رموز کے علاوہ باقی کتابوں کے نام دیے گئے ہیں۔

❀❀❀

تفسیر السراج المنیر (اردو)

تلخیص

تفسیر ابن کثیر

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَیْءٍۭ
بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِیْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾

''فرمایا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کر سکتے' فرمایا کہ اگر میں اس کے بعد آپ سے کسی چیز کے متعلق سوال کروں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا' واقعی آپ میری طرف سے معذور سمجھے جائیں گے''۔

اگر اب کے ٹوکوں تو آپ مجھے علیحدہ کر دینا: (۷۵،۷۶) خضرؑ نے پھر موسیٰؑ کو شرط یاد دلائی اور انہیں تاکید کی کہ آپ شرط کے خلاف کر رہے ہیں' موسیٰؑ نے جواب دیا کہ اگر میں اب کے ٹوکوں تو بلاشبہ آپ مجھے علیحدہ کر سکتے ہیں اور آپ کو میں معذور سمجھوں گا' ابی بن کعب کہتے ہیں رحمت عالم ﷺ کو جب کوئی یاد آجاتا تو آپ اس کے لئے دعائے خیر فرماتے' مگر پہلے اپنے لئے دعا کرتے' ایک دن آپ نے فرمایا کہ اللہ ہم پر اور موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے اگر موسیٰ اپنے ساتھی (خضرؑ) کے ساتھ ٹھہرے رہتے تو عجائبات کا مشاہدہ کرتے' لیکن آپ نے یہ فرمادیا کہ اگر پھر میں ٹوکوں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا' آپ میری طرف سے معذور سمجھے جائیں گے۔ (ابن جریر)

فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَیَاۤ اَهْلَ قَرْیَةِ ِۣ اسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ
یُّضَیِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ
لَتَّخَذْتَ عَلَیْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَ بَیْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ
بِتَاْوِیْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾

''پھر دونوں چل پڑے' آخر کار جب ایک بستی والوں کے پاس آئے تو ان سے کھانا طلب کیا لیکن انہوں نے مہمان رکھنے سے انکار کر دیا' پھر وہاں دونوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرنے والی ہے (جھکی ہوئی ہے) تو خضرؑ نے اسے سیدھا کر دیا' موسیٰؑ بولے اگر آپ چاہتے تو اس کام پر مزدوری لے سکتے تھے' فرمایا یہ لو اب میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہے میں تم کو ان کاموں کی مصلحت بتائے دیتا ہوں جن پر تم سے صبر نہ ہو سکا تھا''۔

حضرت خضرؑ کی ایک کرامت: (۷۷،۷۸) اب یہ بزرگ تیسری بار جا رہے ہیں' چلتے چلتے ایک بستی میں پہنچتے ہیں' حدیث میں ہے کہ وہ آبادی کنجوسوں کی تھی' ان لوگوں نے ان بزرگوں کو بھی مہمان رکھنے سے انکار کر دیا' اس بستی میں ایک دیوار جھکی کھڑی تھی' خضرؑ نے اسے دیکھا اور سیدھا کر دیا' حدیث میں گزر چکا کہ آپ نے اپنے ہاتھوں سے اسے سیدھا کر دیا یہ بھی ایک کرامت تھی' موسیٰؑ سے اب بھی نہ رہا گیا اور بول پڑے کہ آپ کو اس محنت کی مزدوری لینی چاہئے تھی' جب ان لوگوں نے ہماری مہمان داری قبول نہیں کی تو آپ نے اس کا کام مفت کیوں کیا' خضرؑ بولے کہ اب تم سے جدائی کا وقت آ گیا' کیونکہ بچے کے قتل کے وقت تم نے یہ شرط کی تھی کہ اگر اب کے سوال کروں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا لہٰذا اس شرط کی رو سے اب آپ میں اور مجھ میں جدائی ہے

آپ میرے ساتھ نہیں رہ سکتے' ہاں میں آپ کو ان تمام کاموں کی مصلحت بتائے دیتا ہوں۔

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾

''وہ کشتی چند غریبوں کی تھی جو دریا میں کام کرتے تھے' میں نے اسے عیب دار بنانا چاہا' ان کے آگے ایک بادشاہ ہر کشتی غصب کرلیا کرتا تھا''۔

مذکورہ بالا تینوں کاموں کی مصلحتوں کا بیان: (۷۹) کشتی کا تختہ اکھاڑنے کو حضرت موسیٰ نے بظاہر برا کام سمجھا تھا اور اس پر ٹوکا بھی تھا' اس کی اندرونی مصلحت خضر کو اللہ نے بتادی تھی چنانچہ آپ نے فرمایا کہ میں نے کشتی کو اس لئے عیب دار بنایا تاکہ ظالم بادشاہ کے ہاتھوں سے عیب دار ہونے کی وجہ سے ان غریبوں کی کشتی بچ جائے' جن کی روزی کا اسی پر دارومدار ہے' وہ بادشاہ جس کے علاقے سے کشتی گزرتی تھی' ہر عمدہ اور نفیس کشتی چھین لیا کرتا تھا کہا جاتا ہے کہ کشتی والے یتیم تھے اس ظالم بادشاہ کا نام ہدد بن بددتھا جو عیص بن اسحاق کی اولاد میں سے تھا' تورات میں جن بادشاہوں کا کھلم کھلا بیان ہے' ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿۸۰﴾ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾

''اور بچے کے ماں باپ ایمان والے تھے ہمیں ڈر ہوا کہ یہ انہیں کفر وسرکشی کی وجہ سے پریشان نہ کردے پھر ہم نے چاہا کہ اس کے بدلے انہیں ان کا رب اس سے اچھا' پاکیزہ اور پیارا بچہ عطا فرمائے''۔

مقتول بچے کا قتل: (۸۰) ایک روایت میں ہے کہ جو بچہ خضر نے قتل کیا تھا اس کی گھٹی ہی میں کفر تھا (ابن جریر) ڈر اس بات کا تھا کہ کہیں حسین وجمیل بچے کی محبت اس کے ماں باپ کو کفر کی طرف نہ کھینچ لائے۔

مقتول بچہ کے بدلے بچی پیدا ہوئی: (۸۱) یعنی اللہ تعالیٰ اس مقتول بچے سے زیادہ پاکیزہ بچہ عطا فرمائے' اور وہ اس سے زیادہ ماں باپ کا لاڈلا' پیارا' فرمانبردار ہو' ایک روایت میں ہے کہ پھر ان کے ہاں بچی پیدا ہوئی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب خضر نے اس بچے کو قتل کیا تو اس کی ماں کو مسلمان بچی کا حمل تھا۔ (ابن جریج)

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾ ع ۱۰

''اور دیوار دو یتیم بچوں کی تھی جو اس شہر میں رہتے تھے اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا' اور ان کا باپ ایک نیک شخص تھا' آپ کے رب نے چاہا کہ یہ یتیم جوان ہوں اور رب کی مہربانی سے اپنا خزانہ نکال لیں' میں نے اپنی رائے سے کوئی کام بھی نہیں کیا' یہ ہے ان کاموں کی حکمت جن پر تم صبر نہ کر سکے''۔

قریہ شہر کو بھی کہا جاتا ہے: (۸۲) (اس آیت سے معلوم ہوا کہ قریہ شہر کو بھی کہا جا سکتا ہے کیونکہ اوپر والی آیت میں حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةٍ فرمایا تھا اور یہاں يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ فرمایا قرآن میں دوسری جگہ مکہ معظمہ کو بھی قریۃ کہا گیا ہے چنانچہ فرمایا فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْۤ اَخْرَجَتْكَ الخ (محمد ۴۷ '۱۳) ہم نے بہت سے ایسے شہروں کو جو تمہارے اس شہر سے زیادہ طاقت ور تھے جس سے تم کو نکالا گیا ہے' ہلاک کر دیا' پھر کوئی ان کا حمایتی کھڑا نہ ہوا۔ (۲) وَقَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ (زخرف ۴۳ '۳۱) بولے یہ قرآن کسی بڑے آدمی پر جو ان دو شہروں میں سے ہوتا کیوں نہیں اتارا گیا؟ دو شہروں سے مکہ معظمہ اور طائف مراد ہیں) مطلب یہ ہوا کہ میں نے اس دیوار کی اس لئے اصلاح کی کہ یہ دو یتیم بچوں کی ملکیت ہے' جن کا خزانہ اس کے نیچے گڑا ہوا ہے۔

اللہ نیکوں کی اولاد کی حفاظت فرماتا ہے: فرمایا کہ ان کا باپ صالح تھا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نیک آدمی کی اولاد کی حفاظت فرماتا ہے۔

کیا خضر نبی تھے؟: پھر فرمایا کہ رب کی رحمت سے یہ باتیں ہوئیں یعنی یہ جو میں نے مذکورہ بالا تین کام انجام دیئے ہیں' دراصل اللہ کی مہربانی تھی' کشتی والوں پر بھی مقتول بچے کے ماں باپ پر بھی اور نیک شخص کے بچوں پر بھی میں نے یہ کام اپنی رائے سے نہیں کئے بلکہ مجھے ان کا حکم ملا اور مجھے ان کی اندرونی مصلحت بتائی گئی۔

خضر کی وجہ تسمیہ: آپ نے خضر کے بارے میں فرمایا کہ آپ کو خضر اس لئے کہا گیا کہ ایک دفعہ آپ خشک گھاس پر بیٹھ گئے تھے اتنے میں آپ کے نیچے سبز گھاس لہلہانے لگی (با) پھر فرمایا یہ ان کاموں کی حکمت ہے جن پر آپ صبر نہ کر سکے اور بول پڑے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ؕ۸۳ اِنَّا
مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۙ۸۴

''لوگ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں' آپ فرما دیں کہ میں تمہیں ان کا کچھ بیان بذریعہ تلاوت سناتا ہوں' ہم نے دنیا میں اسے قوت دی تھی اور اسے ہر چیز کے اسباب بھی فراہم کئے تھے''۔

(۸۳) اوپر گذر چکا کہ مکہ کے کافروں نے اہل کتاب کے پاس قاصد بھیجے تھے کہ وہ ان سے ایسی باتیں پوچھ کر آئیں جن سے محمد ﷺ کا امتحان لیا جائے تو انہوں نے کہا تھا کہ اس شخص کے بارے میں پوچھو جو تمام زمین پر گھوم گیا تھا اور ان جوانوں کے بارے میں بھی جو لاپتہ ہو گئے تھے اور روح کے بارے میں بھی پھر سورۂ کہف اتری۔

ذوالقرنین کی وجہ تسمیہ: ذوالقرنین اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے سر کی دونوں جانب تانبا رہتا تھا' بعض اہل کتاب کہتے ہیں کہ اس لئے بھی کہ وہ روم و فارس کا بادشاہ تھا یا اس کے سر کے دونوں جانب سینگ تھے' یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے دنیا کے دونوں

سروں تک کا سفر کیا اس لئے ذوالقرنین کا لقب دیا گیا۔

ذوالقرنین ایک بڑی سلطنت و طاقت کے مالک تھے : (۸۴) یعنی ہم نے انہیں ایک عظیم سلطنت اور زبردست جنگی طاقت دی' آپ کے پاس ایک عظیم لشکر اور بہت سا سامان جنگ تھا' اور بڑے بڑے قلعے قبضے میں تھے' اسی وجہ سے آپ دنیا کے مشرق و مغرب کے ممالک پر قابض ہو گئے' دنیا آپ کی مطیع و منقاد ہو گئی' دنیا کے بادشاہ باجگذار ہو گئے' اور دنیا کی عربی اور عجمی قوموں نے آپ کی خدمت باعث سعادت سمجھی۔

ذوالقرنین تمام زبانیں جانتے تھے : پھر فرمایا ہم نے انہیں ہر چیز کے اسباب مہیا فرمائے خوب علم دیا اور دنیا کی چھوٹی بڑی نشانی بھی بتادی تھی تمام زبانیں جانتے تھے جس قوم سے جہاد کرتے اس قوم کی زبان میں لوگوں سے بات چیت کر لیتے۔

فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۵﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ
حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّاۤ اَنْ
تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا ﴿۸۶﴾ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ
فَیُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸۷﴾ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ
الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا یُسْرًا ﴿۸۸﴾ؕ

''پھر وہ ایک راہ پر لگ گئے' آخر کار جب سورج کے ڈوبنے کی جگہ پہنچے تو آپ نے اسے ایک دلدل والے چشمے میں ڈوبتا دیکھا اور اس چشمے کے پاس ایک قوم بھی دیکھی ہم نے کہا کہ اے ذوالقرنین یا تو انہیں تکلیف پہنچا یا ان کے متعلق کوئی اچھی راہ اختیار کر' بولے کہ ہم ظالموں کو تو اب بھی سزا دیں گے' پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹائے جائیں گے' پھر وہ انہیں سخت عذاب دے گا' البتہ جو ایمان لائے اور نیک عملوں میں مشغول رہے تو بدلے میں' ان کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے اور ہم انہیں اپنے کام میں بھی سہولت ہی دیں گے''۔

ذوالقرنین سمتِ مغرب پر چل پڑے : (۸۵، ۸۶) ذوالقرنین ایک راہ پر لگ گئے یعنی مشرق و مغرب کی درمیانی راہ پر ایک طرف کو چل پڑے' یعنی مغرب کی سمت چل پڑے' زمین کی منزلیں اور نشانات طے کرتے ہوئے مغربی سمت پر چلتے رہے' چلتے چلتے انتہائے مغرب تک پہنچ گئے یعنی زمین کی مغربی سمت کی انتہاء تک کیونکہ مغرب آسمان پر پہنچنا ناممکن ہے' آپ نے دیکھا کہ سورج بحر محیط میں ڈوب رہا ہے ہر وہ شخص جو ساحل پر کھڑا ہو سورج کو سمندر ہی میں ڈوبتا دیکھے گا۔

ایک آباد شہر دیکھا : پھر فرمایا کہ اس کے پاس ایک قوم پائی یعنی ایک شہر آباد پایا' جس کے بارہ ہزار دروازے تھے اگر شہر کے باشندوں کا شور غوغا نہ ہوتا تو لوگ سورج ڈوبتے وقت اس کے ڈوبنے کی آواز سن لیتے' بنی نوع انسان کی یہ ایک عظیم قوم تھی' ہم نے ذوالقرنین کو اس قوم پر غالب کیا' ان کا بادشاہ بنایا' ذوالقرنین کو فتح دی اور انہیں اختیار دیا کہ اگر چاہو تو قتل و گرفتار کرو اور چاہو تو احسان رکھ کر یا فدیہ لے کر چھوڑ دو' چنانچہ آپ نے عدل و انصاف اور دیانت و امانت کو مدنظر رکھ کر فرمایا۔

مشرکوں کو دنیا میں بھی سزا دی جائے گی اور آخرت میں بھی: (۸۷) کہ ہم ظالموں کو یہاں دنیا میں بھی سزا دیں گے پھر انہیں لوٹ کر اللہ ہی کے پاس جانا ہے، وہاں اللہ بھی انہیں سخت عذاب میں مبتلا فرما دے گا، یعنی جو کفر وشرک پر اڑا رہا ہم اسے قتل کر ڈالیں گے۔

مومنوں کو دنیا میں بھی ثواب ہے اور آخرت میں بھی: (۸۸) یعنی جس نے ہماری بات مان لی، اللہ پر ایمان لے آیا، توحید اختیار کر لی اور نیک عملوں میں لگا رہا تو اللہ کے پاس آخرت میں اس کے لئے اچھی جزا ہے، اور ہم بھی اسے اپنے کاموں میں سہولت دیں گے، اور اس کی حوصلہ افزائی کے لئے اس سے حسن سلوک کریں گے۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿۹۰﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾

''پھر وہ ایک راہ پر لگ گئے، یہاں تک کہ جب سورج کے طلوع ہونے کی جگہ پہنچے تو سورج کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتا ہوا پایا، جس کے لئے ہم نے اس سے کوئی اوٹ نہیں بنائی تھی، بات ایسی ہی ہے، ہم نے اس کی پاس والی تمام خبریں گھیر لی ہیں''۔

ذوالقرنین کی سمتِ مشرق کو روانگی: (۸۹، ۹۰) پھر ذوالقرنین سمت مغرب چھوڑ کر سمت مشرق کی طرف چل پڑے راستے میں جو بھی قوم پڑی اسی کو زیر کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے انہیں توحید کی دعوت بھی دیتے جاتے تھے، اگر کوئی دعوتِ توحید قبول کر لیتا تو خیر ورنہ انہیں ذلیل وخوار کرتے، ان کا مال اور تمام سامان لوٹ لیتے، اور ان سے لشکر کی خدمت اور سامان رسد فراہم کراتے، تا کہ آنے والی قوم کی سرکوبی کی جا سکے۔

ذوالقرنین کی عمر ۱۶ سو سال ہوئی: اسرائیلی روایتوں میں ہے کہ آپ کی عمر ۱۶ سو سال ہوئی، آپ نے دنیا کے طول وعرض میں پھیل کر دنیا کے مشارق ومغارب فتح کر لئے۔

ذوالقرنین ایک وحشی قوم کے پاس: جب دنیا کی انتہائی مشرقی سمت میں پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ سورج ایک ایسی قوم پر طلوع ہو رہا ہے جن کے گھر نہیں یہ نیم وحشی ہیں، اور نہ درخت ہی ہیں جن کی چھاؤں میں وہ بیٹھ سکیں اور دھوپ سے بچ سکیں، ان کے قد پست، رنگ سرخ اور گھر غار تھے، اور عام خوراک مچھلی تھی۔

ذوالقرنین کا صحیح واقعہ یہی ہے: (۹۱) یعنی واقعہ ایسا ہی ہوا ہمیں ذوالقرنین کی تمام باتوں کا علم ہے، ہم اس کے اور اس کے لشکریوں کے تمام حالات سے خبردار ہیں، ہم سے ان کی کوئی بات بھی چھپی ہوئی نہیں، خواہ کتنا ہی لشکر اور جگہ جگہ زمین پر پھیلا ہوا ہی کیوں نہ ہو، فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ الخ۔ (آل عمران ۳/۵) اللہ سے زمین وآسمان کی کوئی بات بھی چھپی ہوئی نہیں۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا

وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انفُخُوا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾

''پھر ایک راہ پر لگ گئے یہاں تک کہ جب وہ دو دیواروں کے درمیان پہنچ گئے تو دیواروں کے پیچھے ایک ایسی قوم دیکھی جو بات سمجھ ہی نہیں سکتی تھی انہوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین اس سرزمین پر یاجوج ماجوج نے ایک اودھم مچا رکھا ہے تو کیا ہم آپ کو خرچ دے دیں بشرطیکہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان دیوار بنوا دیں بولے جس پر میرے رب نے مجھے قادر کیا ہے وہی بہتر ہے تم قوت سے میری مدد کرو میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط آڑ بنائے دیتا ہوں مجھے لوہے کی چادریں لا کر دے دو آخر کار جب یہ دیوار دونوں پہاڑوں میں برابر کر دی گئی تو حکم دیا کہ آگ خوب جلاؤ آخر کار جب انہوں نے اسے آگ بنا دیا تو فرمایا میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لے آؤ تا کہ میں اس پر ڈال دوں''۔

ذوالقرنین ایک گھاٹی پر پہنچے: (۹۲) یعنی پھر ذوالقرنین دنیا کی مشرقی سمتوں سے ہٹ کر ایک اور راہ پر چل پڑے پھر جب آپ ایک گھاٹی پر پہنچے جو دو پہاڑوں کے درمیان تھی اور جس سے یاجوج ماجوج نکل کر ترکی شہروں میں گھس کر تباہی مچاتے تھے کھیتیاں اجاڑ دیتے تھے اور جانور مار ڈالتے تھے۔

یاجوج ماجوج کون ہیں: یاجوج ماجوج بنی نوع انسان میں سے ہیں چنانچہ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ آدمؑ کو پکار کر فرمائے گا کہ آدم! آگ میں بھیجے جانے والوں کو علیحدہ کر لو وہ عرض کریں گے یا اللہ کس قدر آگ میں بھیجے جانے والے ہیں حکم ہو گا کہ ہر ہزار میں سے ۹۹۹ جہنمی ہیں اور ایک جنتی ہے یہ سن کر بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے پھر فرمایا کہ تم میں دو قومیں ایسی ہیں کہ وہ جس قوم میں مل جائیں اسے کثیر بنا دیتی ہیں یعنی یاجوج ماجوج (ق)۔

ترکوں کو ترک کہنے کی وجہ: ترکوں کو ترک اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ پہاڑوں کے پیچھے اور دیوار کے پس پشت چھوڑ دیئے گئے تھے تا کہ گڑبڑ نہ مچائیں۔

چندہ دینے کی خواہش: (۹۳) چونکہ وہ عجمی تھے اور لوگوں سے بھی دور رہتے تھے اس لئے بات ان کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔

(۹۴) انہوں نے چاہا کہ چندہ کر کے ذوالقرنین کو دے دیا جائے تا کہ وہ اس خرچ سے دیوار تیار کرائیں آپ نے بے پرواہی دیانت اور ہمدردی کی نیت سے فرمایا۔

ذوالقرنین کا جواب: (۹۵) کہ اللہ نے مجھے جو ملک و سلطنت اور قوت و اقتدار عطا فرما رکھا ہے وہ تمہارے چندے سے کہیں بہتر ہے جیسے سلیمانؑ نے فرمایا تھا اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ الخ (نمل ۲۷: ۳۶) کیا تم مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے جو مجھے دے رکھا ہے وہ تمہارے دیئے ہوئے مال سے کہیں بہتر ہے اسی طرح ذوالقرنین نے فرمایا کہ میرے پاس والا مال تمہارے چندے سے کہیں بہتر و پاکیزہ ہے۔ (۹۶) البتہ تم محنت و مزدوری اور تعمیری چیزوں سے میرا ہاتھ بٹا سکتے ہو میں تمہارے لئے دیوار بنوا دوں گا تم میرے پاس لوہے کی اینٹیں لے آؤ پھر آپ نے لوہے کی دیوار چنوائی جب یہ دیوار طول و عرض میں پہاڑوں کی

چوٹیوں تک پہنچ گئی تو فرمایا اب اس پر آگ خوب دھونکاؤ' پھر جب وہ آگ سے آگ کی طرح بن گئی تو بولے کہ اب پگھلا ہوا تانبہ لا کر اوپر سے اس پر بہا دو' قرآن میں ہے وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ (سبا ۳۴/۱۱) ہم نے ان کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا' اسی وجہ سے وہ مخطط چادر جیسی تکتی ہے۔

فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝۹۷ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۝۹۸ۭ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝۹۹ۙ

''پھر نہ تو وہ اس دیوار پر چڑھ سکتے ہیں اور نہ اس میں سوراخ ہی کر سکتے ہیں فرمایا یہ محض میرے رب کی عنایت ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو وہ اسے زمین کے برابر کر ڈالے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے' اس دن ہم انہیں اس حال میں چھوڑیں گے کہ وہ سب آپس میں گڈمڈ ہو جائیں گے اور صور پھونکا جائے گا' پھر ہم ان سب کو گھیر کر جمع کر لیں گے''۔

یاجوج و ماجوج نہ اس دیوار پر چڑھ سکتے ہیں اور نہ نقب لگا سکتے ہیں: (۹۷) یعنی یاجوج و ماجوج اس دیوار کے اوپر نہیں چڑھ سکتے کہ پھلانگ کر اتر آئیں اور نہ اس میں نقب لگانا ان کے بس کی بات ہے (چونکہ نقب لگانے کی بہ نسبت چڑھنا آسان تھا اس لئے اِسْطَاعُوْا استعمال کیا اور نقب کے لئے اِسْتَطَاعُوْا) ام المومنین زینبؓ بنت جحش سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہمارے محبوب نبی سو کر اٹھے آپ کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور آپ فرما رہے تھے کہ لا الہ الا اللہ افسوس فتنہ عرب کے قریب آ گیا' آج دیوار یاجوج ماجوج کھول دی گئی اور آپ نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کا حلقہ بنا کر دکھایا کہ اتنی کھل گئی میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے' جب کہ ہمارے اندر نیک لوگ بھی موجود ہیں فرمایا ہاں جب گناہوں کی کثرت ہو جائے گی۔ (ق)

دیوار یاجوج و ماجوج اللہ کی ایک عظیم رحمت ہے: (۹۸) جب ذوالقرنین یہ دیوار بنا کر فارغ ہو گئے تو فرمایا کہ میرے رب کی لوگوں پر یہ ایک رحمت عظمی ہے کہ اس نے ان کے اور ان کے دشمنوں کے درمیان جو یاجوج و ماجوج ہیں اور اودھم مچاتے ہیں اس دیوار سے رکاوٹ پیدا کر دی اور اب بجمدہ وہ فساد مچانے کے لئے ادھر آ نہیں سکتے' پھر جب میرے رب کا سچا وعدہ آئے گا تو وہ اسے زمین دوز بنا دے گا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا یاجوج و ماجوج کے بیوی بچے اور باغات بھی ہیں' ان میں سے ایک ایک آدمی ایک ایک ہزار سے بھی زیادہ اولاد چھوڑ کر مرتا ہے (ن)۔

یاجوج و ماجوج کا ظہور اور ان کی کثرت: (۹۹) جب یاجوج ماجوج کا ظہور ہوگا تو ان کی کثرت وازدحام سے کھوے سے کھوا چھلتا ہوگا' دجال کے بعد اور قیامت سے پہلے ان کا ظہور ہوگا جیسا کہ اس کا بیان انبیا (۲۱/۹۶) آ رہا ہے ان شاءاللہ' کہتے ہیں ان کا ظہور قیامت سے پہلے ہوگا' پھر اس کے بعد صور پھونک دیا جائے گا' پھر سب کو گھیر کر میدان محشر میں جمع کر دیا جائے گا۔

صور کا بیان: پھر فرمایا کہ صور پھونکا جائے گا' صور ایک نرسنگھا ہے جس میں پھونک ماری جائے گی جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے' صور قیامت کے نزدیک اسرافیل پھونکیں گے فرمایا مجھے کیسے چین آئے حالانکہ صور والے نے صور منہ میں لے رکھا ہے' پیشانی جھکا لی ہے اور اس انتظار میں ہیں کہ کب حکم ہو اور کب صور پھونکوں' صحابہؓ نے پوچھا ہمیں کیا دعا پڑھنی چاہئے فرمایا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ

الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا پڑھتے رہو، پھر فرمایا کہ ہم تمام انسانوں اور جنوں کو میدان محشر میں حساب لینے کے لئے جمع کر دیں گے فرمایا قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ الخ (واقعہ ۵۶/ ۴۹، ۵۰) آپ فرما دیں کہ یقین مانو تمام اگلے اور پچھلے ایک مقررہ دن اکٹھے ہونے والے ہیں وَحَشَرْنٰهُمْ (کہف ۱۸/ ۴۷) اور ہم انہیں اٹھائیں گے، اور ان میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑیں گے۔

وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ﴿۱۰۰﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾

''اور اس دن ہم کافروں پر جہنم پیش کریں گے، جن کی آنکھیں میرے ذکر سے پردے میں تھیں، اور وہ سننے کی تاب ہی نہ لاتے تھے، کیا پھر ان کافروں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ وہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو کارساز بنا لیں گے، یقین مانو ہم نے ایسے کافروں کے لئے بطور مہمانی کے جہنم تیار کر رکھی ہے''۔

کافر جہنم میں جانے سے پہلے اس کا عذاب دیکھ لیں گے: (۱۰۰) یعنی کافر جہنم میں جانے سے پہلے پہلے جہنم کا عذاب دیکھ لیں گے اور یہ یقین کر کے کہ اب ہم اسی ہولناک جہنم کی آگ میں جھونک دیئے جائیں گے، انہیں جہنم میں جانے سے پہلے ہی انتہائی قلق و ملال اور کمال رنج و غم ہوگا، فرمایا قیامت کے دن جہنم کے ستر ہزار لگام میں ڈال دیں گے اور ہر لگام پر ستر ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے گھسیٹتے ہوئے میدان محشر میں لائیں گے۔ (م)

حق سے اندھوں اور بہروں کے لئے جہنم ہے: (۱۰۱) یعنی جو تغافل سے کام لیتے رہے، اندھے اور بہرے ہو گئے، نہ ہدایت دیکھ سکے اور نہ سن سکے، اور قبول ہدایت و حق کی پیروی سے غافل ہو گئے جیسا کہ فرمایا وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ الخ (زخرف ۴۳/ ۳۶) اور جو شخص رحمان کے ذکر سے اندھا ہو جائے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں پھر وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے، یہاں فرمایا کہ یہ اللہ کے احکام و ممانعات کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔

شرکیہ عقیدے کی تردید: (۱۰۲) یعنی کیا لوگوں کا شرکیہ عقیدہ صحیح ہو سکتا ہے اور وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟ فرمایا كَلَّا سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ الخ (مریم ۱۹/ ۸۲) ہرگز نہیں یہ معبود تو ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے اور ان کے دشمن ہو جائیں گے، اسی وجہ سے فرمایا کہ میں نے ان کی مہمان نوازی کے لئے قیامت کے دن جہنم تیار کر رکھی ہے جہاں یہ جلیں بھنیں گے اور اپنے عملوں کی سزا بھگتیں گے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ

جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ﴿١٠٦﴾

''آپ فرما دیں کیا میں تمہیں عملوں میں سب سے زیادہ نقصان والے بتا دوں؟ یہ وہ ہیں جن کی دنیوی زندگی کی تمام کوششیں بیکار گئیں' اور وہ اسی خیال میں ہیں کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں' یہی ہیں وہ جو اپنے رب کی آیتوں کو اور اس کی ملاقات کو نہ مانتے تھے' لہٰذا ان کے سارے عمل برباد ہو گئے' اب قیامت کے دن ہم ان کا کچھ بھی وزن قائم نہ کریں گے بات یہ ہے کہ ان کا بدلہ جہنم ہے کیونکہ انہوں نے میری آیتیں نہ مانی تھیں' اور ان کو اور میرے رسولوں کو مذاق میں اڑایا تھا''۔

فاسقوں کے لئے وعید: (۱۰۳) عام معنی مراد ہے' جس میں خارجی یہودی اور عیسائی سب شامل ہیں۔ چنانچہ اس آیت کا ایک عام مفہوم ہے اور ہر اس شخص کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے جو خلاف آئین اسلام اللہ کی عبادت کرتا ہو اور اس راہ کو صحیح سمجھ رہا ہو اور یہ سمجھ رہا ہو کہ اس کا عمل قبول ہو رہا ہے حالانکہ وہ غلطی پر ہے اور اس کا عمل اسی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔

جیسا کہ سورۂ نور میں فرمایا وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ الخ (۲۴/۳۹) جن لوگوں نے اپنے رب کو نہ مانا ان کے عمل میدان کی ریت کی طرح ہیں جسے پیاسا پانی سمجھ لیتا ہے پھر جب اس کے پاس پہنچتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا' یہاں فرمایا کیا میں تم کو عملوں میں نقصان والے نہ بتاؤں؟ اگلی آیت میں اس کا جواب ہے۔

(۱۰۴) یعنی جنہوں نے خلاف آئین اسلام عمل کئے جو عمل اللہ نے مقرر نہیں فرمائے تھے اور نہ وہ اللہ کو پسندیدہ تھے اور نہ قابل قبول مگر وہ ایسے ہی عمل کرتے رہے اور سمجھتے رہے کہ ہم اچھے عمل کر رہے ہیں اور اللہ کے مقبول و محبوب بندے ہیں۔

قیامت کے دن کافر کا ایک ذرے کے برابر بھی وزن نہ ہو گا: (۱۰۵) یہی ہیں وہ جنہوں نے دنیا میں اللہ کی آیتیں اور اس کے دلائل جو اس کی یکتائی پر قائم کئے گئے تھے نہیں مانے اور نہ اس کے رسولوں کی اور آخرت کی تصدیق کی' آج قیامت کے دن ان کے عملوں کا کوئی وزن نہ ہو گا کیونکہ وہ سعادت و بھلائی سے خالی تھے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ایک چوڑا چکلا اور موٹا تازہ شخص آئے گا جس کا اللہ کے نزدیک مچھر کے ایک پر کے برابر بھی وزن نہ ہو گا' اگر تم چاہو تو آیت فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ الخ پڑھ لو (ق)۔

(۱۰۶) ہم نے انہیں ان کے کفر و مذاق اڑانے کے بدلے یہ سزا دی' انہوں نے اللہ کی کتابوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ مذاق کیا تھا اور انہیں شدت سے جھٹلایا تھا۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾

''بلاشبہ جو ایمان لا کر اچھے عمل کرتے رہے' ان کے لئے بطور مہمانی کے فردوس کی بہشتیں ہیں' جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے اور وہاں سے ہٹنا نہ چاہیں گے''۔

فردوس کی تفسیر: (۱۰۷) حق تعالیٰ سعادت مندوں کو اپنی نعمتوں کی بشارت دے رہا ہے کہ جو اللہ پر ایمان لائے نیک عملوں میں

مقدور بھر مصروف رہے اور رسولوں کی تصدیق کی ان کے لئے سدا بہار فردوس کی بہشتیں ہیں رومی زبان میں انگوروں کے باغ کو فردوس کہا جاتا ہے، فردوس جنت کا اوپر والا اور درمیانی اور افضل حصہ ہے جیسا کہ ایک مرفوع روایت سے ثابت ہے (ابن جریر) فرمایا جب تم اللہ سے جنت مانگو تو فردوس مانگو کیونکہ وہ جنت کا بالائی اور درمیانی حصہ ہے اور اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں (ق)

جنتی کا کبھی جنت سے دل ہی نہ بھرے گا: (۱۰۸) یعنی جنتی جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور وہاں سے منتقل ہونا نہ چاہیں گے جنت کو چھوڑ کر وہ کوئی اور جگہ پسند نہ کریں گے انہیں جنت ہی سے پیار ہوگا وہ ان کا ایک مرغوب و من بھاتا گھر ہوگا انسان ایک جگہ رہتے رہتے اکتا جاتا ہے لیکن جنت ہی ایک ایسا راحت کدہ ہوگا کہ دائمی رہنے کے باوجود بھی دل اس سے کبھی نہ اکتائے گا اور نہ کوئی جنتی جنت سے منتقل ہونا چاہے گا اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا الْفِرْدَوْسَ. آمین۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾

''آپ فرما دیں کہ اگر میرے رب کے کلموں کے لئے سمندر سیاہی بن جائے تو یقیناً میرے رب کے کلموں کے ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائے گا گو مدد کے طور پر اس جیسا ہم ایک اور سمندر بھی لے آئیں''۔

رب کے کلمے ختم ہونے والے نہیں: (۱۰۹) یعنی آپ لوگوں کو بتا دیں کہ اگر سمندر رب کے کلمے لکھنے والے قلم کی سیاہی بن جائے جس سے رب کے کلمے اس کی حکمتیں اور اس کے دلائل لکھے جائیں تو یہ سیاہی ختم ہو جائے گی اور رب کے کلمے باقی رہ جائیں گے اگرچہ اس جیسے بے شمار سمندر اس میں ملا دیئے جائیں گے مگر رب کے کلموں کو ختم ہونا ہے اور نہ ہوں گے فرمایا وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ الخ (لقمان ۳۱: ۲۷) اگر روئے زمین کے تمام درختوں کے قلم بنا لئے جائیں اور ایک سمندر میں سات اور سمندر ملا لئے جائیں تو اللہ تعالیٰ کے کلمے ختم نہ ہوں گے واقعی اللہ بڑی عزت والا اور بڑی حکمت والا ہے ربیع بن انس فرماتے ہیں اللہ کے علم کے مقابلہ میں تمام انسانوں کا علم سمندر کے ایک قطرہ کی طرح ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی یعنی اگر تمام سمندر اللہ تعالیٰ کے کلموں کے لئے سیاہی بن جائیں اور تمام درخت قلم، تو قلم ٹوٹ جائیں سمندر ختم ہو جائیں مگر رب کے کلمے جوں کے توں باقی رہیں، کیونکہ کوئی شخص ان کا اندازہ نہیں لگا سکتا اور نہ کوئی رب کی پوری پوری تعریف کر سکتا ہے جیسے خود اس نے اپنی آپ تعریف فرمائی ہے، واقعی ہمارے رب کی وہی شان ہے جو وہ بتاتا ہے، اور وہ ہماری تعریفوں سے بلند و بالا اور اعلیٰ ہے، یاد رکھو شروع سے لے کر آخر تک تمام دنیا کی نعمتیں آخرت کی نعمتوں کے مقابلے میں ایسی ہیں جیسے روئے زمین پر ایک رائی کا دانہ پڑا ہوا ہو۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

''آپ فرما دیں میں تو صرف تم جیسا ایک بشر ہوں میرے پاس وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے پھر جو شخص

اپنے رب سے ملاقات کا امیدوار رہو اسے نیک عمل کرنے چاہئیں' اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیے''۔

رسول کے بتائے ہوئے ماضی کے واقعات اس کی رسالت کے شاہد ہیں: (۱۱۰) یہ آیت سب سے اخیر میں اتری ہے اس میں حق تعالیٰ اپنے رسول سے فرما رہا ہے کہ آپ ان مشرکوں سے جو آپ کی رسالت کو جھٹلا رہے ہیں فرما دیں کہ میں تو تم جیسا ایک انسان ہوں جس شخص کو یہ خیال ہو کہ میں جھوٹا ہوں وہ قرآن جیسا قرآن لے آئے' میں نے جو تم کو ماضی کی باتیں بتائیں اور اصحاب کہف کا واقعہ اور ذوالقرنین کے حالات سنائے تو میں عالم الغیب تو ہوں نہیں تم جیسا ایک انسان ہوں اگر وحی کے ذریعہ اللہ مجھ کو ان باتوں کی خبر نہ کرتا تو مجھے گزرے ہوئے واقعات کا کیسے علم ہوتا۔

معبود صرف اللہ ہے: لہٰذا جس طرح میرے بتائے ہوئے ماضی کے واقعات سچے ہیں' ٹھیک اسی طرح میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ میں تمہیں جس معبود کی طرف بلا رہا ہوں وہ ایک ہی ہے' اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

اللہ کی رضا کا ایک ہی طریقہ ہے: اب جو شخص اپنے رب سے ثواب و نیک صلہ کا امیدوار ہو تو اسے عمل صالح کرنے پڑیں گے جو شریعت کے مطابق ہوں اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنانا پڑے گا' صرف یہی ایک طریقہ ہے جس کے ذریعہ اللہ کو راضی کیا جا سکتا ہے' اور ایک مقبول عمل کے یہی دو رکن ہیں کہ اس میں خلوص ہو اور صرف اللہ کے لئے کیا جائے' اس میں کسی غیر اللہ کو شریک نہ کیا جائے' اور رحمت عالم ﷺ کی شریعت کے مطابق ہو۔

ریاکاری چھوٹا شرک ہے

ایک شخص نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا کہ میں بہت سے نیک عمل اللہ کی رضا کے لئے کرتا ہوں اور مجھے یہ بھی پسند ہے کہ لوگ میری نیکیاں دیکھ بھی لیں' آپ نے کوئی جواب نہیں دیا' پھر یہ آیت اتر آئی (ابن ابی حاتم) یعنی اس کا وہ عمل اللہ کے نزدیک مقبول نہیں کیونکہ اس میں شرک کا شائبہ ہے۔ اور اللہ شرک کو پسند نہیں فرماتا۔ اللہ ہم سب کو شرک خفی و جلی سے بچائے آمین۔ الحمد اللہ سورۂ کہف کی تفسیر مکمل ہوئی۔ اور قرآن کریم کا نصف حصہ تمام ہوا۔

سورۂ مریم

بترتیب مصحف انیسویں اور بترتیب نزول چوالیسویں سورہ ہے۔ یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی اس میں ۹۸ آیتیں اور ۶ رکوع ہیں۔

پہلی ہجرت مکہ معظمہ سے حبشہ کی طرف کی گئی تھی' جعفر بن ابی طالب نے نجاشی اور اس کے درباریوں کو اسی سورت کی چند ابتدائی آیتیں پڑھ سنائی تو بادشاہ رونے لگا اور اتنا رویا کہ اس کی داڑھی تر ہوگئی۔ (بیہقی ابن ابی حاتم)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا

وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾ وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِي وَكَانَتِ امْرَاَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿٥﴾ يَّرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾

''شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے

کھٰیٰعص (کے معنی اللہ ہی جانتا ہے) اپنے بندے زکریاؑ پر آپ کے رب کی مہربانی کا یہ بیان ہے' جب انہوں نے اپنے رب کو آہستہ آہستہ پکارا کہا کہ اے رب میری ہڈیاں بوسیدہ ہوگئیں اور میرا سر سفیدی سے چمک اٹھا' اور میں تجھ سے دعا کر کے کبھی محروم نہیں رہا' مجھے اپنے پیچھے رشتہ داروں کا ڈر ہے' اور میری عورت بانجھ ہے تو تو مجھے اپنے پاس سے ایک وارث دے جو میرا اور آل یعقوبؑ کا وارث ہو اور اے رب اسے پسندیدہ بندہ بنا''۔

(۱) کھیعص یہ حروف مقطعات ہیں ان کے معانی اللہ ہی جانتا ہے۔

حضرت زکریاؑ کا بیان: (۲) یعنی یہ اللہ کی رحمت کا بیان ہے جو اس نے اپنے مقبول بندے زکریاؑ پر فرمائی آپ اسرائیلی نبیوں میں سے ایک عظیم نبی تھے' بخاری میں ہے کہ آپ بڑھئی تھے اور اپنے ہاتھ کی کمائی ہوئی روزی کھاتے تھے۔

آپ نے چپکے چپکے کیوں دعا مانگی؟: (۳) چپکے چپکے اس لئے دعا مانگی کہ لوگ سن کر ہنسیں گے کہ لو ایک انوکھی بات سنو اب بڑھاپے میں بیٹے کی دعا مانگی جا رہی ہے' علاوہ ازیں اللہ کو وہی دعا زیادہ پیاری ہے جو چپکے چپکے مانگی جائے' حق تعالیٰ کو پاکیزہ قلب معلوم ہے اور وہ پوشیدگی والی دعا کو قبول فرما لیتا ہے' آپ تہجد کے وقت اٹھے جب گھر والے گہری نیند میں تھے اور اپنے محبوب اللہ سے بلک بلک کر چپکے چپکے دعا کرنے لگے' فرمایا اے رب' اے سچے معبود اور اے پیارے آقا مجھے بیٹا عطا فرما' آسمان سے جواب آیا میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں۔

(۴) درخواست کی کہ اے ہمہ گیر قدرت والے میری ہڈیاں بوسیدہ ہوگئیں قویٰ کمزور ہو گئے اور سر سفیدی سے چمک اٹھا' کالے سر پر سفیدی چھا گئی' میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا' بڑھاپے کی اندرونی و بیرونی نشانیاں ظاہر ہیں اور اے ناز اٹھانے والے معبود میں کبھی آج تک تجھ سے مانگ کر محروم نہیں ہوا

میں نے جو مانگا اسے تو نے عنایت سے دیا
تیرے قربان مولیٰ ناز اٹھانے والے

عزیزوں سے خوف کی وجہ: (۵) موالی سے عصبة (رشتے دار) مراد ہیں۔ آپ کو رشتے داروں سے اس لئے خوف تھا کہ مرنے کے بعد رشتے دار لوگوں کو اللہ کی راہ پر نہ رہنے دیں گے' انہیں گمراہ کر دیں گے اور میرے کوئی بیٹا ہے نہیں جو میری گدی سنبھالے اور نبوت کا سلسلہ قائم رہ سکے' اس لئے اے مسبب الاسباب مجھے ایک وارث عطا فرما جو میرے بعد میری نبوت کا کام سنبھال لے' آپ کی دعا قبول ہو گئی۔

آپ نے وارثِ نبوت مانگا: یہ بات نہیں کہ آپ نے مال و جائداد کے لئے وارث طلب فرمایا تھا' کیونکہ نبی کی عظمت و شان

ایسی نہیں ہوتی کہ وہ اپنے مال کی وراثت کے لئے اس ڈر سے کہ کہیں یہ مال دور کے رشتے داروں میں نہ چلا جائے کوئی وارث طلب کرے علاوہ ازیں آپ مال دار بھی نہ تھے مزدوری کر کے کھاتے تھے بھلا ایک مزدور کیسے مال والا ہو سکتا ہے اور پھر مزدور بھی اللہ کا نبی نبی تو دنیا سے بیزار ہوتے ہیں اور مال جمع نہیں کرتے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا مال ورثے میں نہیں بانٹا جاتا بلکہ صدقہ کر دیا جاتا ہے (ق) ایک روایت میں ہے کہ ہم نبیوں کا مال ورثے میں نہیں بانٹا جاتا (ت) لہٰذا وارث سے مراد وارث نبوت متعین ہو گیا۔

(۶) یعنی میری نبوت کا بھی وارث ہو اور آل یعقوبؑ کی نبوت کا بھی قرآن میں ہے وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ. الخ (نمل ۱۶/۲۷) سلیمانؑ داؤد کے وارث ہوئے یعنی نبوت میں کیونکہ اگر سلیمانؑ مال کے وارث ہوتے تو دوسرے بیٹوں کو چھوڑ کر آپ کو وراثت کے لئے مخصوص نہیں کیا جاتا علاوہ ازیں دنیا کے تمام مذاہب میں یہ ایک مانا ہوا مسئلہ ہے کہ اولاد باپ کی وارث ہوا کرتی ہے پھر زکریا نے جو خاص طور سے فرمایا کہ وہ میرا وارث ہو اس کی کوئی خاص وجہ ہی ہو سکتی ہے ورنہ آپ کا یہ کہنا ہی بے فائدہ ہوگا معلوم ہوا کہ دعا میں وہ عام ورثہ مراد نہ تھا جو لوگوں کو معلوم ہے بلکہ کوئی خاص ورثہ مراد تھا یعنی نبوت کا ورثہ یہ تمام باتیں رحمت عالم ﷺ کی اس حدیث کی تائید فرماتی ہیں کہ ہم نبیوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا بلکہ ان کا مال خیرات کر دیا جاتا ہے لہٰذا یہاں نبوت کی اور علمی وراثت مراد ہے کیونکہ آل یعقوبؑ کی وراثت بھی علمی ہی تھی اور زکریا آل یعقوبؑ میں سے تھے اس لئے آپ کی تمنا ہوئی کہ میری طرح میرا ہونے والا بیٹا بھی نبی ہی بنے جیسے ہمارے باپ دادا نبی ہوتے چلے آئے ہیں اور میرے علم و نبوت کا وارث ہو اور آل یعقوبؑ کی نبوت کا بھی

پھر فرمایا کہ اے رب ایسا بیٹا عطا فرما جو تجھے اور تمام دنیا کو پسند ہو تیرا بھی پیارا ہو اور قوم میں ہر دلعزیز بھی ہو اس کا دین اور اس کے اخلاق سب کو پسند آئیں۔

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ
سَمِيًّا ﴿۷﴾

"اے زکریا ہم آپ کو ایک بچے کی خوشخبری سناتے ہیں۔ جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ ہم نے اس سے پہلے اس کا ہم نام بھی کسی کو نہیں بنایا"۔

دُعا کی قبولیت اور بیٹے کی بشارت: (۷) یعنی آپ کی دعا قبول ہو گئی۔ اور آپ سے کہا گیا کہ آپ کو ایک بیٹے کی خوش خبری دی جاتی ہے جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ اور اس سے پہلے کسی شخص کا نام یحییٰ نہ رکھا گیا ہوگا دوسری جگہ فرمایا هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ الخ (آل عمران ۳/ ۳۸،۳۹) اس وقت زکریا نے اپنے رب سے دعا مانگی۔ فرمایا اے رب اپنے پاس سے مجھے پاکیزہ اولاد عطا فرما یقیناً تو دعا خوب سننے والا ہے۔ پھر فرشتوں نے ان سے پکار کر کہا۔ جب کہ وہ حجرے میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ اللہ آپ کو یحییٰ کی بشارت دے رہا ہے۔ جو اللہ کے کلمہ کی تصدیق کریں گے سردار ہوں گے۔ گناہ سے باز رہیں گے۔ نبی ہوں گے اور صالح ہوں گے۔

سمیا کی تفسیر: پھر فرمایا کہ ان سے پہلے ان کا ہمنام کوئی نہیں ہوا یعنی اس شخص کا نام ماضی میں نہیں گزرا ان کے مشابہ کوئی نہ ہوا چنانچہ فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا (مریم ۱۹: ۶۵) اللہ کے آگے جھک جاؤ اور اس کی عبادت پر صبر کرو کیا تم کسی کو اس کے مشابہ جانتے ہو ابن عباس فرماتے ہیں یعنی ان جیسا بانجھ عورتوں کے بچہ پیدا نہ ہوا اس سے معلوم ہوا کہ زکریا کے اولاد نہیں ہوتی تھی اور شروع ہی سے ان کی اہلیہ بانجھ تھیں۔

قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿٨﴾ قَالَ كَذَٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِن قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ﴿٩﴾

''بولے کہ اے رب میرے کیسے بچہ ہوگا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی کمال کمزوری کو پہنچ چکا ہوں فرمایا کہ وعدہ اسی طرح ہو چکا آپ کے رب نے فرمایا ہے کہ یہ تو میرے لئے بالکل آسان بات ہے آپ کو بھی جبکہ آپ کچھ نہ تھے میں پیدا کر چکا ہوں''۔

دعا کی قبولیت کے بعد تعجب ہوا: (۸) جب دعا قبول ہوگئی اور بیٹے کی بشارت مل گئی تو مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے اور لگے تعجب کرنے کہ بچہ کیسے پیدا ہوگا؟ بظاہر تو اسباب مفقود ہیں بیوی بھی شروع ہی سے بانجھ ہیں اور اب تو ان کا بڑھاپا بھی ہے اور میں خود بوڑھا ہو چکا ہوں ہڈیاں خشک ہو چکیں قوی کمزور ہو گئے اور صحبت کے قابل بھی نہیں رہا (جب لکڑی خشک ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں عتا عود یعنی بڑھاپے کی وجہ سے میری تو ہڈیاں بھی خشک ہو چکی ہیں)

فرشتہ کا جواب: (۹) فرشتے نے جواب دیا کہ آپ سے اور آپ کی اسی بیوی سے بچہ پیدا ہوگا اللہ کے لئے ہر بات آسان ہے پھر فرمایا کہ تمہارے اس سوال سے زیادہ عجیب تو تمہاری پیدائش ہے جب کہ تمہارا نام ونشان تک نہ تھا فرمایا هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ الخ (دھر ۷۶/۱) انسان پر تو وہ وقت بھی آ چکا ہے کہ اس کا دنیا میں نام ونشان تک نہ تھا۔

قَالَ رَبِّ اجْعَل لِّي آيَةً قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿١٠﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ أَن سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ﴿١١﴾

''بولے اے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تو باوجود تندرست ہونے کے تین دن رات لوگوں سے بات نہ کر سکے گا' پھر آپ حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے' پھر ان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ تم روزانہ صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کرتے رہو''۔

حمل کی نشانی: (۱۰) زکریا نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں اس کے وعدے کی کوئی نشانی بتادی جائے تاکہ دل کو اطمینان ہو فرمایا

کہ یہ نشانی ہے کہ تم تین دن تک کسی سے بات چیت نہیں کر سکو گے حالانکہ تم اچھے اور تندرست ہو گے۔ گونگے نہ ہو گے چنانچہ جب حمل قرار پایا تو بغیر کسی مرض کے آپ کی زبان بند ہو گئی۔ فرمایا قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً (آل عمران ۳/۴۰) بولے اے رب میرے لئے کوئی علامت مقرر فرما۔ فرمایا تمہاری نشانی یہ ہے کہ تم تین دن بجز اشارے کے لوگوں سے بات نہ کر سکو گے۔ اور تم کثرت سے اپنے رب کا ذکر کرتے رہو اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو' اس سے معلوم ہوا کہ آپ تین دن رات لوگوں سے گفتگو کرنے سے قاصر رہے البتہ اشاروں سے بات چیت کرتے رہے' اسی وجہ سے آیت نمبر ۱۱ میں فرمایا۔

(۱۱) کہ آپ اس حجرے سے جس میں آپ کو بیٹے کی بشارت ملی تھی نکل کر باہر لوگوں کے پاس آئے اور آپ نے ان سے اشارے سے کہا کہ صبح و شام میری طرح اللہ کی پاکی بیان کرتے رہو اور اس نعمت عظمیٰ پر اللہ کا شکر بجالاؤ۔

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿۱۲﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ﴿۱۳﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿۱۴﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿۱۵﴾

''اے یحییٰ یہ کتاب قوت کے ساتھ پکڑ لو اور ہم نے انہیں بچپن ہی میں دانشمندی عطا فرما دی تھی' اور اپنے پاس والی شفقت و پاکیزگی بھی اور وہ اللہ سے ڈرنے والے تھے' اور اپنے ماں باپ کے فرماں بردار تھے' اور سرکش و گنہ گار نہ تھے' اور ان پر سلامتی ہو جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن فوت ہوں گے اور جس دن زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے''۔

بیٹے کی ولادت: (۱۲) پھر آپ کے ہاں وہ بچہ ہوا جس کی بشارت ملی تھی' یعنی یحییٰ علیہ السلام عالم وجود میں آئے اور اللہ نے انہیں کتاب (تورات) سکھا دی جس کو وہ آپس میں ایک دوسرے کو درس دیتے تھے' اور جس سے نیک لوگ' علماء اور نبی مسلمانوں کے فیصلے کیا کرتے تھے چونکہ اس وقت آپ چھوٹے تھے' اس لئے اللہ نے اپنی اس قیمتی نعمت کا بیان فرمایا کہ زکریا کو بیٹا بھی دیا اور انہیں آسمانی کتاب کا عالم بھی بنایا' چنانچہ فرمایا کہ اے یحییٰ محنت' شوق اور کوشش سے یہ کتاب سیکھ لے' اور ہم نے انہیں چھوٹی سی عمر ہی میں سمجھ' علم' سنجیدگی' عزم' نیکیوں کا شوق' نیکیوں کی کمال رغبت اور ان کے حاصل کرنے کی انتہائی کوشش سب کچھ دے دیا تھا۔

یحییٰ کے پیدائشی صفات: (۱۳) ہم نے انہیں اپنے پاس والی شفقت دی' جسے ہمارے سوا کوئی اور دے ہی نہیں سکتا' پروردگار عالم کی یحییٰ پر بڑی نگاہ شفقت تھی' رب کو آپ سے محبت تھی' اور آپ کو اللہ کے پاس والی عظمت حاصل تھی رحمت عالم ﷺ نے فرمایا دوزخی دوزخ میں ایک ہزار سال یا حنان یا منان کہہ کر چیختے رہیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے زکوۃ کا ترجمہ برکت سے کیا ہے' یعنی ہم نے انہیں باعث برکت بنایا' آپ کی زندگی کا نصب العین صرف نیک عمل ہی رہے' اور آپ گناہوں سے عمر بھر کنارہ کش رہے آپ متقی اور پاک بن کر دنیا میں رہے اور کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔

یحییٰ ماں باپ کے فرمانبردار تھے: (۱۴) آپ ماں باپ کے فرماں بردار اور رب کے اطاعت گزار بنے رہے پہلے فرمایا کہ آپ رب کے مطیع و منقاد رحیم و شفیق پاک وصاف اور پارسا تھے پھر فرمایا کہ آپ ماں باپ کے بھی مطیع و منقاد فرماں بردار اور ان کے قول و فعل اور ہاں اور نہیں میں نافرمانی سے بچنے والے تھے اور سرکش و نافرمان نہ تھے پھر ان اوصاف حمیدہ کے بعد بطور جزا کے

فرمایا۔

وحشت کے تین مواقع: (۱۵) کہ ان پر بروز پیدائش بروز موت اور بروز زندگی بعدالموت تینوں حالتوں میں امن و سلامتی ہے۔ انسان کو ان تین موقعوں پر بڑی وحشت ہوتی ہے ایک پیدائش کے دن کہ ماں کے پیٹ سے نکل کر ایک نئی دنیا میں آتا ہے جو اس کی دنیا سے بالکل جداگانہ ہوتی ہے اور موت کے دن کہ اس کا فرشتوں سے اور نئے نئے لوگوں سے تعلق پیدا ہوتا ہے اور اس دن بھی جس دن قبر سے اٹھایا جائے گا اور ایک عظیم میدان محشر میں اپنے آپ کو دیکھے گا' جہاں بے شمار انسان ہی انسان ہوں گے اور تمام دنیا جمع ہوگی۔

یحییٰ کو وحشت کے تینوں موقعوں پر سلامتی کی بشارت: ان تینوں موقعوں پر اللہ نے یحییٰ کو امن و سلامتی کا پیغام عطا فرما کر ان کو عزت و حوصلہ افزائی فرمائی (ابن جریر) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ہر شخص جب اللہ سے ملاقات کرے گا تو گنہگار ہوگا کوئی ایسا شخص نہ ہوگا جو گناہوں سے بچا ہوا ہو مگر یحییٰ گناہوں سے پاک و صاف ہوں گے' آپ نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہیں اور نہ آپ کے دل میں کبھی کسی عورت کا تصور آیا۔ (عبدالرزاق مرسل)۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ
مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۖ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾
قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ
رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ
بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً
لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾

''آپ اس کتاب میں مریم علیہا السلام کا قصہ بھی بیان کریں' جب کہ وہ اپنے گھر والوں سے ہٹ کر ایک مشرقی جگہ پر آئیں' اور ان کی جانب سے پردہ کر لیا' پھر ہم نے ان کے پاس اپنا فرشتہ بھیجا' اور وہ ان کے آگے ایک پورا آدمی بن کر ظاہر ہوگیا' بولیں کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں بشرطیکہ تو پارسا ہو' اس نے کہا میں تو تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں' تاکہ تمہیں ایک پاکیزہ بیٹا دے جاؤں بولیں بھلا میرے بچہ کیسے ہوسکتا ہے' مجھے کسی شخص نے چھوا تک نہیں' اور نہ میں فاحشہ ہوں' بولا بات ایسی ہی ہے' آپ کے رب کا فرمان ہے کہ یہ کام میرے لئے بہت ہی آسان ہے' ہم اس بچے کو لوگوں کے لئے ایک معجزہ بنا دیں گے' اور اپنی خاص رحمت بھی' یہ بات طے ہو چکی ہے''۔

مریم صدیقہ اور حضرت مسیح علیہ السلام کا بیان: (۱۶) اوپر زکریا کا بیان تھا اور یہ بھی کہ اللہ نے انہیں باوجود یہ کہ وہ بوڑھے و کمزور تھے اور ان کی بیوی بھی بوڑھی اور بانجھ تھیں' ایک پاک اور برکت والا بیٹا عطا فرمایا' یہاں مریم علیہا السلام کا واقعہ بیان فرمایا کہ انہیں

بھی ہم نے بلا باپ کے مسیح جیسا مبارک بیٹا عطا فرمایا' چونکہ ان دونوں قصوں میں مشابہت اور ایک گونہ مناسبت ہے' اسی وجہ سے ان کو آل عمران میں اور اس سورت میں اور سورہ انبیاء میں ملا جلا بیان فرمایا کیونکہ ان دونوں میں معنوی قرب بھی ہے اور ان سے اللہ کی ہمہ گیر قدرت کا اور اس کے عظیم غلبہ کا انکشاف بھی ہوتا ہے' مریم علیہا السلام داؤدؑ کے خاندان میں عمران کی صاحبزادی ہیں' آپ ایک اسرائیلی پاکیزہ اور طیب گھرانے کی چشم و چراغ ہیں' سورۂ آل عمران (۳۳'۳۴'۳۴) میں آپ کی ولادت کا بیان ہے۔

مریم صدیقہ کا بیت المقدس سے دور مشرقی جانب جانا: (۱۷) یعنی لوگوں سے دور چلی گئیں اور ان کی نگاہوں سے چھپ گئیں' اس پر اللہ نے آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا' جبرئیلؑ آپ کے سامنے ایک آدمی کے روپ میں ظاہر ہوئے۔

آپ نے تنہائی میں ایک اجنبی آدمی دیکھ کر اسے اللہ کا ڈر یاد دلایا: (۱۸) جب فرشتہ انسانی روپ میں آپ کے سامنے آ گیا جب کہ آپ ایک دور والے مکان میں اپنی قوم سے دور تھیں تو آپ کو ڈر ہوا کہ کہیں یہ شخص کسی بد ارادے سے نہ آیا ہو' آپ نے اس سے کہا کہ اللہ سے ڈر جاؤ مدافعت کے وقت آسان سے آسان طریقے سے مدافعت کی جانی چاہیے' اسی وجہ سے آپ نے پہلے پہل اللہ سے ڈرایا کہ اگر تمہارے دل میں کچھ بھی اللہ کا خوف ہے تو میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں' آپ کو یہ معلوم تھا کہ نیک آدمی کو اللہ کا بہت خوف ہوتا ہے۔

فرشتے کا جواب: (۱۹) فرشتے نے آپ کا خوف محسوس کر کے فرمایا کہ میرے بارے میں آپ کا گمان صحیح نہیں' میں تمہارے رب کا قاصد ہوں اور اللہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تم کو ایک پاکیزہ بیٹا دوں۔

بشارت سن کر اظہار تعجب: (۲۰) یہ سن کر آپ کو تعجب ہوا اور پوچھنے لگیں بھلا میرے کیسے بیٹا ہو سکتا ہے نہ تو میرا کوئی شوہر ہے اور نہ میں بے حیائی پر آمادہ ہو سکتی ہوں' نہ آج تک مجھے کسی انسان نے چھوا اور نہ میں فاحشہ ہوں' فاحشہ زنا کار آوارہ عورت کو کہا جاتا ہے' اسی وجہ سے حدیث میں آوارہ عورت کی مزدوری سے ممانعت آئی ہے۔

(۲۱) فرشتے نے آپ کو جواب دیا کہ اللہ نے یہی فرمایا ہے کہ تم سے بیٹا پیدا ہوگا' اگرچہ تمہارا کوئی شوہر نہ ہو اور تم پاکدامن بھی رہو' کیونکہ اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے' اور اس پر ہر کام آسان ہے' علاوہ ازیں یہ بچہ لوگوں کے لئے ایک نشانی اور پیدا کرنے والے کی قدرت کی علامت و دلیل بھی ہوگا' اللہ نے انسان کو کئی طرح سے پیدا فرمایا' آدم کو بلا ماں باپ کے حوا کو آدم کے جسم سے اور عام انسانوں کو ماں باپ سے پیدا کیا' اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کو بلا باپ کے پیدا فرمائے گا' لہٰذا چار طرح سے انسان پیدا ہوئے' اور پیدائش کی ہر نوع اللہ کی کمال قدرت پر اور عظیم غلبہ پر دلالت کرتی ہے' یاد رکھو اللہ کے سوا نہ کوئی معبود ہے اور نہ کوئی رب' پھر فرمایا کہ ہم اس بچے کو اپنی رحمت اور نبی بنائیں گے جو اللہ کی عبادت و توحید کی دعوت دے گا جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ الخ (آل عمران ۳/ ۴۵، ۴۶) فرشتوں نے کہا اے مریم علیہا السلام اللہ تم کو اپنے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے' جن کا نام مسیح علیہ السلام اور عیسیٰ بن مریم ہوگا جو دنیا اور آخرت میں رتبے والا اور اللہ کا مقرب بندہ ہوگا اور لوگوں سے بچپنے اور بڑھاپے میں باتیں کرے گا اور نیک ہوگا' یعنی یہ بچہ توحید و عبادت کی دعوت حالت شیر خواری میں اور بڑھاپے میں دے گا۔

پھر فرمایا کہ یہ بات طے ہو چکی ہے' یہ جبرئیل علیہ السلام کے کلام کا تتمہ ہے اور آپ مریم علیہا السلام کو خبر دے رہے ہیں کہ یہ کام اللہ کے علم و قدرت میں اور اس کی مشیت و تقدیر میں طے پا چکا ہے اور حق تعالیٰ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دے رہا ہے' اس سے کنایہ روح پھونک دینا ہے قرآن میں ہے وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ الخ (تحریم ۶۶/ ۱۲) اور مریم علیہا السلام عمران کی بیٹی جنہوں نے اپنی

عصمت کی حفاظت کی پھر ہم نے ان میں اپنی روح پھونک دی ﴿وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا﴾ الخ (انبیاء ۲۱/۹۱) اور وہ جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی یعنی اللہ اس کام کا عزم کر چکا ہے اور اس کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ (ابن جریر)

﴿فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿٢٣﴾﴾

”پھر انہیں ان کا حمل قرار پا گیا‘ اور وہ ایک دور والے مکان میں چلی گئیں‘ پھر دردزہ انہیں ایک کھجور کے تنے کے نیچے لے آیا‘ کہنے لگیں کاش میں اس سے پہلے ہی مر چکی ہوتی‘ اور بھول بسر گئی ہوتی“۔

قرارِ حمل کی تفصیل: (۲۲) مریم صدیقہ جبرئیل کی بات سن کر اللہ کے فیصلے پر راضی ہوگئیں۔ پھر جب حمل قرار پا گیا تو بڑی گھبرائیں‘ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ لوگوں سے کیا کہیں گی کیونکہ یہ تو خوب معلوم تھا کہ لوگ آپ کی سچی بات کو ہرگز بھی نہیں مانیں گے‘ آخر کار آپ نے حمل کا راز کھول دیا‘ اور اپنی خالہ جان سے تذکرہ کر دیا‘ زکریا نے بھی بیٹے کی دعا مانگی تھی جو قبول کر لی گئی تھی‘ اور ان کی اہلیہ آپ کی خالہ جان کو بھی حمل قرار پا گیا تھا‘ ایک روز جو مریم ان سے ملنے گئیں تو ان کی خالہ جان نے اٹھ کر انہیں گلے سے لگا لیا‘ اور کہنے لگیں بیٹا تمہیں معلوم نہیں میں اللہ کے حکم سے اور تمہارے خالو جان کی دعا سے حاملہ ہوں‘ مریم نے جواب دیا خالہ جان کیا بتاؤں میرے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آ گیا ہے‘ اور آپ نے انہیں اول سے لے کر آخر تک سارا قصہ سنا دیا‘ چونکہ یہ گھرانہ نبی کا تھا‘ اس لئے ان عورتوں کو اللہ کی قدرت پر یقین تھا اور اللہ کی قدرت کی ہمہ گیری کو خوب پہچانتی تھیں‘ پھر جب کبھی خالہ جان بھانجی کے سامنے آئیں تو ایسا محسوس ہوتا جیسے ان کے پیٹ کا بچہ بھانجی کے پیٹ کے بچے کو سجدہ کر رہا ہے۔

مریم کو الزام کا خطرہ: پھر جب مریم کو قوم کی طرف سے زنا کے الزام کا خطرہ محسوس ہوا تو ان سے علیحدہ ہو کر ایک دور والے مکان میں چلی گئیں تاکہ نہ قوم انہیں دیکھ سکے اور نہ وہ قوم کو‘ جب حمل کی حالت ظاہر ہوئی تو لوگوں نے آوازے کسنے شروع کئے‘ بات عوام میں پھیل گئی‘ خوب چرچے ہوئے‘ جگہ جگہ پھبتیاں کسی گئیں‘ اور لوگوں نے یوسف بن نجار سے آپ کو متہم کر دیا حالانکہ وہ بڑے نیک شخص تھے‘ لوگ کہنے لگے ہو نہ ہو یوسف ہی ہے‘ کیونکہ اس کے سوا عبادت خانے میں اور کوئی رہتا ہی نہیں‘ جب یہ حال دیکھا تو آپ لوگوں سے چھپ گئیں اور ان سے اتنی دور چلی گئیں کہ نہ وہ آپ کو اور نہ آپ انہیں دیکھ سکیں۔

وضع حمل کا دور: (۲۳) جب دن پورے ہو گئے تو دردزہ اٹھا جس نے آپ کو بے قرار کر دیا‘ بے چینی میں آپ ایک کھجور کے درخت کے نیچے آ کر بیٹھ گئیں جو اسی جگہ تھا جہاں یہ قوم سے دور رہتی تھیں۔

عیسیٰ علیہ السلام کی بیت اللحم میں پیدائش: ایک روایت میں ہے کہ یہ مقام بیت المقدس سے آٹھ میل دور تھا‘ اور اس جگہ کا نام بیت اللحم تھا‘ ایک حدیث میں ہے کہ ولادت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ بیت اللحم ہے (ن‘ بیہقی)۔ یہ ایک مشہور بات ہے جو ایک دوسرے سے سنتا چلا آیا ہے‘ اور عیسائیوں کو اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام بیت اللحم میں پیدا ہوئے‘ اس کے بارے میں ایک حدیث بھی آئی ہے‘ اگر صحیح ہو تو پھر تو شک کا امکان ہی نہیں‘ دردزہ کے وقت دنیا کی طعن و تشنیع کا خیال کر کے تمنا کرنے لگیں کاش اس سے

پہلے میں مر چکی ہوتی اور بھول بسر گئی ہوتی۔

دینی فتنہ کے وقت موت کی آرزو: اس سے معلوم ہوا کہ دین میں فتنے کے وقت موت کی آرزو کرنا جائز ہے' مریم علیہا السلام کو معلوم تھا کہ اس بچے کی وجہ سے انہیں ایک زبردست امتحان سے گزرنا پڑے گا' اور کوئی شخص بھی ان کی بات ماننے کو تیار نہ ہوگا' اب تک تو لوگ انہیں عبادت گزار اور نیک سمجھتے رہے مگر اب وہ بدکار اور آوارہ سمجھی جائیں گی' یہ خیال آ آ کر بار بار ان کا کلیجہ مسوستا رہا اور انگاروں پر لٹاتا رہا' جب بہت ہی بے چین ہوئیں تو بے ساختہ زبان سے نکلا کہ اس بدنامی سے تو بہتر یہ تھا کہ اس واقعہ سے پہلے ہی میں مر جاتی اور لوگ مریم کو بھول جاتے یا میں پیدا ہی نہ ہوتی۔

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ وَهُزِّىٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِىٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾ ۚ

''کسی نے ان سے ان کے نیچے ہی سے پکار کر کہا کہ رنج نہ کیجئے' آپ کے رب نے آپ کے پاؤں کے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے' اور اپنی طرف کھجور کا تنہ ہلا یئے' یہ آپ کے اوپر ترو تازہ اور پکی پکی کھجوریں گرا دے گا' پھر آرام سے کھا پی کر آنکھیں ٹھنڈی کیجئے' اگر آپ کی کسی انسان پر نگاہ پڑ جائے تو اس سے کہہ دیجئے میں نے مہربان اللہ کے لئے نہ بولنے کے روزے کی منت مان لی ہے' اس لئے میں کسی سے ہرگز بات نہ کروں گی''۔

پکارنے والے کون تھے؟: (۲۴) ابن عباس فرماتے ہیں مریم صدیقہ علیہا السلام کو یہ بات ان کے نیچے سے جبرئیل علیہ السلام نے پکار کر کہی تھی اور عیسیٰ علیہ السلام نے اس وقت بات کی ہے' اس وقت آپ کی والدہ آپ کو قوم کے پاس لے آئی ہیں' مطلب یہ ہے جبرئیل نے میدان کے زیریں حصے سے بلند آواز سے فرمایا کہ آپ ملول خاطر نہ ہوں'

رب کی طرف سے مریم کو تسلی: (۲۵) یعنی کھجور کی ٹہنی ہلا کر کھجوریں کھا سکتی ہو' کہا جاتا ہے کہ کھجور کا یہ درخت سوکھ گیا تھا مگر یہاں بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ درخت تو خشک نہ تھا مگر اس وقت اس پر کھجوریں نہ تھیں۔

اللہ نے اپنا فضل وکرم ظاہر فرمایا اور اپنا احسان جتایا کہ گھبراؤ نہیں تمہارے پاس کھانا پینا سب موجود ہے اس درخت کو ہلاؤ تروتازہ پکی پکی کھجوریں جھڑ جائیں گی۔

نفاس والی عورت کے لئے تر اور خشک کھجور بہت مفید ہے: (۲۶) انہیں خوشی خوشی کھاؤ پیو اور اللہ کا شکر بجا لاؤ' نفاس والی عورت کے لئے تر اور خشک کھجور سے زیادہ مفید کوئی اور پھل نہیں جس کی دلیل یہ آیت ہے

پھر فرمایا کہ اگر تم کسی شخص کو دیکھو تو اس سے بات نہ کرنا اور اسے اشارے سے سمجھا دینا کہ آج میرا روزہ ہے لہٰذا میں بات کرنے سے معذور ہوں۔

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـــًٔا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ يٰٓاُخْتَ
هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾ فَاَشَارَتْ
اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ ڟ
اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿۳۰﴾ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ
بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿۳۱﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا
شَقِيًّا ﴿۳۲﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۳﴾

''پھر آپ انہیں اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لائیں' قوم نے کہا مریم تو نے تو بڑی نامعقول حرکت کی' اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ برا تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی' پھر آپ نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا (کہ اس سے پوچھ لو) بولے ہم گود کے بچے سے کیسے بات کر سکتے ہیں' بچہ بول پڑا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے' اور اپنا نبی بنایا ہے اور میں جہاں بھی ہوں اس نے مجھے برکت والا بنایا ہے' اور مجھے جب تک میں زندہ رہوں نماز' زکوٰۃ کا تاکیدی حکم فرمایا ہے' اور اپنی والدہ کی فرماں برداری کا بھی اور اس نے مجھے سرکش و بدنصیب نہیں بنایا اور مجھ پر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا' اور جس دن میں مروں گا اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا''۔

مریم صدیقہ نے اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا: (۲۷) جب مریم کو حکم مل گیا کہ اس دن نہ بولنے کا روزہ رکھ لیں اور کسی سے بات نہ کریں' اس سے ان کی صداقت ثابت ہو جائے گی' اور یہ بات ان کی برأت کے لئے کافی ہے تو انہوں نے اللہ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیا' اور راضی بقضا ہو گئیں' پھر بچے کو گود میں لے کر قوم کے پاس تشریف لائیں' جب لوگوں نے مریم صدیقہؑ کی گود میں ایک ننھا سا بچہ دیکھا تو انہیں بڑا برا بھلا کہا کہ تو خاندان کی ناک کاٹ آئی' یہ تو نے کیا کیا۔ یہ تو تو نے بہت برا کام کیا تیرا خاندان تو پاکدامنی میں مشہور تھا' اور اس کی پارسائی ضرب المثل تھی۔

مریمؑ صدیقہ کو قوم کا برا کہنا: (۲۸) اے ہارون کی بہن مریم نہ تو تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی' تو تو ایسے پاکیزہ اور شریف خاندان کی بیٹی ہے جو عبادت و ریاضت اور صلاح و تقویٰ میں مشہور زمانہ تھا' افسوس تجھ سے ایسا گندہ کام کیسے سرزد ہو گیا۔

مریمؑ کو ہارون کی بہن کہنے کی وجہ: مریم علیہا السلام کا خاندان نیکی میں مشہور زمانہ تھا' لوگ اس خاندان کی بزرگی کے قائل تھے' بعض خاندان شریف و نیک ہوتے ہیں' اور ان کی اولاد بھی شریف و نیک ہوتی ہے اور بعض رذیل و بدمعاش ہوتے ہیں اور ان کی اولاد بھی ایسی ہی ہوتی ہے' ہارون ایک مصلح اور قوم میں اثر والے تھے' یہ ہارون وہ ہارون نہیں ہیں' جو موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہیں یہ تو ان کے بہت بعد کے ہارون ہیں' جس دن یہ فوت ہوئے ہیں ان کے جنازے میں چالیس ہزار ایسے آدمی تھے جن میں سے ہر ایک کا نام ہارون تھا' یہاں سے اندازہ لگائیے کہ جنازے میں کس قدر لوگ ہوں گے (ابن جریر)۔

مریمؑ نے جواب میں بچہ کی طرف اشارہ کر دیا: (۲۹) گود میں بچہ دیکھ کر لوگوں کو شک ہوا اور برس پڑے اور صدیقہ کو جو کچھ کہنا تھا کہنے لگے' آپ پر بدکاری اور بداخلاقی کا الزام لگانے لگے' آپ کا اس روز روزہ تھا خاموش تھیں' اشارے سے کہا کہ اس بچے سے معاملہ پوچھ لو یہ دیکھ کر اور بھی چراغ پا ہوئے کہ ہم سے مذاق کیا جا رہا ہے' اور ہمیں حقیر سمجھ کر ہمارا تمسخر اڑایا جا رہا ہے' کہنے لگے ہم گود کے بچے سے کیسے بات کر سکتے ہیں ایک تو تو نے بداخلاقی کی اور اب ہمارے ساتھ مذاق کرتی ہے کہ اس بچے سے بات کر لو ہم اس گود کے بچے سے کیا بات کریں جو بول بھی نہ سکتا ہو' وہ غصے میں تلملا اٹھے اور کہنے لگے کہ اس کی بدکاری سے زیادہ تکلیف دہ اس کا مذاق ہے بھلا گود کا ایک شیر خوار بچہ کیسے بول سکتا ہے' یہ خوبصورت بھولا بھالا ننھا سا بچہ سب کچھ سن رہا تھا۔

ننھے منے بچہ کا جواب: (۳۰) اس سے رہا نہ گیا بول پڑا اور سب سے پہلے یہی فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں' اللہ اولاد سے پاک ہے کیونکہ اولاد غلام نہیں ہوا کرتی' اور وہ تمام عیبوں' کمیوں اور نقصانوں سے بری ہے مجھے اللہ کا غلام سمجھو اس کے سوا میں کچھ اور نہیں ہوں' اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنا کر بھیجا' اس سے آپ نے اپنی والدہ کی پاکدامنی ظاہر فرمائی۔

مجھے نماز و زکوٰۃ کا حکم ملا ہے: (۳۱) پھر فرمایا کہ مجھے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ میں عمر بھر نماز و زکوٰۃ کا پابند رہوں قرآن میں یہی حکم رحمت عالم ﷺ کو ملا ہے فرمایا وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ الخ (حجر ۱۵/۹۹) آپ اپنے رب کی عبادت مرتے دم تک کرتے رہیں' یہی حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ زندگی کے آخری دم تک مجھ پر یہ دونوں باتیں فرض ہیں۔

ماں کی فرمانبرداری کا حکم: اور مجھے یہ حکم بھی ملا ہے کہ میں اپنی امی جان کی خدمت و فرماں برداری کرتا رہوں' اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بعد والدہ کی اطاعت کا بیان فرمایا' اللہ قرآن میں جا بجا اپنی اطاعت کے بعد والدین کی اطاعت کا حکم فرماتا ہے۔ فرمایا: وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا الخ (اسراء ۱۷/۲۳) حکم ہے کہ اسی کی عبادت کرو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ. الخ (لقمان ۳۱/۱۴) میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا بھی' تمہیں میرے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے۔

میں بدبخت نہیں ہوں: پھر فرمایا کہ اس نے مجھے سرکش بدبخت نہیں بنایا کہ میں سرکشی سے اس کی عبادت و اطاعت سے منہ موڑ لوں اور ماں باپ کی فرماں برداری سے بھی' جس کے نتیجے میں میں بدنصیب بن جاؤں' وہ بدبخت ہے جو غصے میں کسی کو قتل کر ڈالے۔

اللہ نے مجھے برکت والا بنایا ہے: (۳۲) یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے مبارک بنایا ہے جہاں بھی میں ہوں یعنی میں جس جگہ بھی موجود رہوں گا لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا رہوں گا' جس سے برکت ہوگی اور نفع بھی میں لوگوں کے لئے باعث برکت نفع ہوں

میرے لئے کٹھن منزلوں میں بھی سلامتی ہے: (۳۳) یوم ولادت سے لے کر یوم زندگی بعد الموت تک میرے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے۔ اس سے بھی آپ کا بندہ اور مخلوق ہونا ثابت ہو رہا ہے کہ آپ دیگر آدمیوں کی طرح عدم سے عالم وجود میں آئے' پھر آپ کو موت بھی آئے گی اور پھر قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہوں گے لیکن چونکہ یہ تینوں مقام بڑے کٹھن ہیں' اس لئے آپ نے فرمایا کہ ان کٹھن منزلوں سے بھی میں سلامتی سے گزر جاؤں گا' آپ پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتی ہوں۔ آمین

ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۳۴﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ

اَنۡ یَّتَّخِذَ مِنۡ وَّلَدٍ ۙ سُبۡحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ
فَیَكُوۡنُ ﴿۳۵﴾ وَ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیۡ وَ رَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ ﴿۳۶﴾
فَاخۡتَلَفَ الۡاَحۡزَابُ مِنۡۢ بَیۡنِهِمۡ ۚ فَوَیۡلٌ لِّلَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ مَّشۡهَدِ
یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ﴿۳۷﴾

''یہ ہیں عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) اور یہی ہے وہ سچی بات جس میں لوگ متردد ہیں' اولاد تو اللہ کی شان کے لائق ہی نہیں' اللہ کی پاک ذات ہے جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو اس سے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا' پھر وہ ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو میرا اور تمہارا رب اللہ ہے۔ اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھی راہ ہے۔ پھر فرقے آپس میں مختلف ہو گئے۔ پھر کافروں کے لئے ایک بڑے دن کے آ جانے سے خرابی ہے''۔

عیسیٰ علیہ السلام کا سچا واقعہ: (۳۴) حق تعالیٰ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما رہا ہے کہ ہم نے آپ کو عیسیٰ علیہ السلام کا جو واقعہ سنایا یہی سچا واقعہ ہے جس میں لوگ مختلف ہیں' کچھ تو مانتے ہیں اور کچھ نہیں مانتے۔

میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں: (۳۵) جب آپ نے یہ فرمادیا کہ اللہ نے مجھے ایک بندہ اور رسول بنا کر بھیجا ہے تو اللہ کی ذات اقدس کی پاکی بیان فرمائی کہ اولاد اللہ کی شان کے لائق نہیں وہ اس سے پاک و برتر ہے' یہ جاہل ظالم اور حد سے آگے بڑھنے والے جو باتیں اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں' اللہ ان سے بلند و بالا اور پاک ہے جب وہ کسی چیز کے کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے ہو جانے کا حکم فرما دیتا ہے' پھر وہ فوراً ہی اس کی مرضی کے مطابق عالم وجود میں آ جاتی ہے جیسا کہ فرمایا اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ الخ (آل عمران ۳/ ۵۸) اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال آدم جیسی ہے کہ اللہ نے انہیں مٹی سے بنایا پھر ان سے کہا ہو جا پھر وہ ہو گئے۔

ماں کی گود میں توحید کی تعلیم: (۳۶) یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود میں لوگوں کو جو تعلیم دی اس میں یہ بات بھی بتائی کہ یقین مانو میرا اور تمہارا رب اللہ ہے' اسی کی عبادت کرو یہ توحید جس کو میں تمہارے پاس تمہارے رب کے پاس سے لایا ہوں' سیدھی راہ ہے جو اس پر چل پڑا اس نے راہ پالی اور فلاح کو پہنچ گیا' اور جس نے اس کی مخالفت کی وہ راہ سے بھٹک گیا اور گڑھے میں جا پڑا۔

عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لوگوں کے مختلف خیالات: (۳۷) پھر ان فرقوں نے آپس میں اختلاف کیا' یعنی اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں (باوجودیکہ آپ اس قدر صاف اور سلجھے ہوئے انداز میں لوگوں کو بتا گئے کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں میں اللہ کا ایک بندہ ہوں اس کا رسول ہوں اور اس کا ایک کلمۃ ہوں جو اس نے مریم کی طرف ڈالا تھا اور اس کی روح ہوں) مختلف ہو گئے' ایک ملعون فرقے نے تو خاکم بدہن آپ کو ولد الزنا اور آپ کے کلام کو جادو بتایا' اور دوسرے نے کہا کہ بات اللہ ہی نے کی ہے' اللہ اس بچے کے روپ میں آیا ہے ایک بولا نہیں بلکہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے فرزند ہیں' ایک نے کہا آپ تین معبودوں میں سے تیسرے ہیں' اور ایک نے کہا سب غلط آپ محض اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' یہی قول سچا ہے جو حق تعالیٰ نے ایمان والوں کو بتایا

ہے۔

اَسۡمِعۡ بِهِمۡ وَاَبۡصِرۡ ۙ يَوۡمَ يَاۡتُوۡنَنَا لٰـكِنِ الظّٰلِمُوۡنَ الۡيَوۡمَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۳۸﴾
وَاَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡحَسۡرَةِ اِذۡ قُضِىَ الۡاَمۡرُ ۘ وَهُمۡ فِىۡ غَفۡلَةٍ وَّهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۹﴾
اِنَّا نَحۡنُ نَرِثُ الۡاَرۡضَ وَمَنۡ عَلَيۡهَا وَاِلَيۡنَا يُرۡجَعُوۡنَ ﴿۴۰﴾

''کیا خوب دیکھنے اور سننے والے ہوں گے' جس دن ہمارے پاس آئیں گے' لیکن یہ ظالم آج تو کھلی گمراہی میں ہیں' آپ انہیں حسرت والے دن سے ڈرائیں جب کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت میں ہیں' اور یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے' ہم ہی زمین کے اور زمین والوں کے وارث ہوں گے' اور سب ہماری ہی طرف لوٹ کر آئیں گے''۔

قیامت کے دن کافروں کی قوت بصارت وسماعت خوب تیز ہوگی: (۳۸) یعنی کافر قیامت کے دن خوب سننے والے اور خوب دیکھنے والے ہوں گے اگرچہ آج دنیا میں ان کے کانوں میں میل ٹھسا ہوا ہے اور آنکھیں پٹ ہیں فرمایا وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاکِسُوْا ۔الخ (سجدہ ۳۲/۱۲) کاش تم دیکھتے جب گنہ گار اپنا سر جھکائے ہوئے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوئے کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے آقا ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا افسوس سمجھ بھی کب آئی جب سر سے پانی اتر گیا اب یہ سمجھ کچھ کام نہیں آئے گی' اگر یہ بات عذاب مشاہدہ کرنے سے پہلے کہتے تو مفید ثابت ہوتی اور اللہ کے عذاب سے بچا لیتی' پھر فرمایا جس دن ہمارے پاس آئیں گے یعنی قیامت کے دن تو خوب دیکھیں گے اور سنیں گے لیکن یہ ظالم آج دنیا میں کھلی گمراہی میں پھنسے ہوئے ہیں' نہ حق سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں دنیا میں ان سے ہدایت کا مطالبہ ہے مگر اس سے منہ موڑ رہے ہیں اور جب ہدایت کا مطالبہ نہ ہوگا جب صحیح راہ پر آجائیں گے مگر بے سود۔

حسرت وندامت کے دن سے ہوشیار رہو: (۳۹) یعنی اے نبی آپ حسرت وندامت والے دن سے لوگوں کو متنبہ فرما دیں جب جنت وجہنم والوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا اور ہر ایک ہمیشہ ہمیش کے لئے اپنے اپنے ٹھکانے پر چلا جائے گا' آج تو یہ لوگ دنیا میں غفلت و بے خبری میں پڑے ہوئے ہیں اور حسرت وندامت کے دن کو بھولے ہوئے ہیں' اور اسے مانتے ہی نہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جنت والے جنت میں اور جہنم والے جہنم میں چلے جائیں گے تو موت کو ایک چت کبرے مینڈھے کی شکل میں لاکر جنت وجہنم کے درمیان کھڑا کر کے اعلان کیا جائے گا کہ جنت والو اسے پہچانتے ہو جنت والے جھانک کر دیکھیں گے اور پہچان کر عرض کریں گے کہ یہ تو موت ہے' پھر جہنم والوں سے کہا جائے گا کہ اسے پہچانتے ہو وہ بھی جھانک کر دیکھیں گے اور کہیں گے کہ ہاں یہ تو موت ہے پھر اسے اللہ کے حکم سے ذبح کر دیا جائے گا پھر کہا جائے گا کہ اے جنت والوں اب ہمیشگی ہے اور موت نہیں' اور اے جہنم والو اب ہمیشگی ہے اور موت نہیں' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی پھر ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا دنیا والے غفلت میں پھنسے ہوئے ہیں (قا) اس سے اہل جنت کو خوشی ہوگی اور اہل جہنم کو حسرت وندامت اسی وجہ سے اس دن کو حسرت وندامت کا دن کہا گیا۔

یوم الحسرۃ۔ قیامت کے دن کا نام ہے یہ بہت بڑا دن ہوگا' اللہ نے اس سے اپنے بندوں کو ڈرایا ہے۔ (ابن عباسؓ)

کائنات کا خالق و مالک اللہ ہی ہے: (۴۰) یعنی اللہ ہی کائنات کا خالق و مالک ہے اور وہی اس میں حسب مرضی تصرف فرماتا ہے' دنیا کی ایک ایک چیز فنا ہو جائے گی اور اللہ کی ذات باقی رہے گی' کوئی شخص ملک وتصرف کا دعوے دار نہ ہوگا' بلکہ اللہ ہی اپنی تمام مخلوق کا وارث ہوگا وہی باقی رہے گا' وہی لوگوں پر حاکم ہوگا اور کسی پر مچھر کے پر برابر بھی ظلم نہ فرمائے گا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ
يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ
قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يٰٓاَبَتِ
لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۬ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ
اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾

''اور کتاب میں ابراہیمؑ کا ذکر کرو' واقعی وہ بڑے سچے نبی تھے' جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا اے ابا جان آپ ایسی چیزوں کی کیوں پرستش کرتے ہیں جو نہ سن سکیں نہ دیکھ سکیں اور نہ آپ کے کچھ کام آ سکیں' اے ابا جان یقین مانیئے میرے پاس وہ علم آ گیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا' آپ میری پیروی کیجئے میں آپ کو سیدھی راہ پر چلاؤں گا' اے ابا جان شیطان کی بندگی نہ کیجئے' بلاشبہ شیطان رحمان کا بڑا ہی نافرمان ہے' اے ابا جان مجھے ڈر ہے کہیں رحمان کی طرف سے آپ پر عذاب نہ آ جائے' پھر آپ شیطان کے دوست بن جائیں''۔

خلیل اللہ کا بیان: (۴۱) حق تعالیٰ اپنے محبوب نبی سے فرما رہا ہے کہ آپ اس کتاب سے ابراہیم کا قصہ اپنی قوم کے بت پرستوں کو سنائیں اور انہیں خلیل اللہ کے جن کی یہ اولاد ہیں اور ملت ابراہیمی کے دعویدار بھی واقعات بتائیں' آپ بڑے سچے تھے اور اللہ کے نبی تھے' آپ نے کس عجیب انداز سے اپنے باپ کو بت پرستی سے منع کیا۔

نفع وضرر پر غیر قادر کی عبادت بیکار ہے: (۴۲) فرمایا اے ابا جان ایسوں کی عبادت بیکار ہے جو نہ سن سکیں اور نہ دیکھ سکیں' اور نہ آپ کو فائدہ پہنچا سکیں اور نہ نقصان۔

بیٹا باپ کو راہ راست دکھاتا ہے: (۴۳) یعنی اگرچہ میں آپ کا بیٹا ہوں اور آپ سے چھوٹا ہوں مگر یقین مانئے مجھے اللہ تعالیٰ نے وہ باتیں بتادی ہیں جن سے آپ قطعی بیگانہ ہیں نہ آپ کے پاس کوئی خبر آئی ہے اور نہ آپ انہیں جانتے ہیں' آپ میری بات مانیں میں آپ کو دین کے سیدھے راستہ پر لے چلوں گا جو منزل مطلوب تک یقیناً پہنچ جائے گا اور اللہ کے عذابوں سے نجات دلائے گا۔

بت پرستی چھوڑ دیجئے: (۴۴) یعنی آپ بتوں کی عبادت نہ کریں اور شیطان کی بات نہ مانیں' کیونکہ شیطان ہی بت پرستی سے خوش ہوتا ہے' اور وہی شرک پر آمادہ کرتا ہے فرمایا اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ الخ (یٰس ۳۶/۶۰) اے اولاد آدم کیا میں نے تم سے یہ عہد نہ لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا دیکھو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا الخ (نساء ۴/۱۱۷)

مشرک اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عورتوں ہی کی پرستش کرتے ہیں اور سرکش شیطانوں ہی کو پکارتے ہیں' پھر فرمایا کہ شیطان تو رحمان کا بڑا ہی نافرمان ہے' یعنی مخالف ہے اور اپنے رب کی اطاعت سے مغرور و منحرف ہے' اللہ نے اسے دھکے دے کر نکال دیا ہے' اور اپنی رحمت سے دور پھینک دیا ہے' اگر آپ اس کی بات مانیں گے تو آپ بھی اسی جیسے ہو جائیں گے۔

(۴۵) شرک و نافرمانی کی وجہ سے مجھے ڈر ہے کہ آپ پر کہیں اللہ تعالیٰ کا عذاب نہ آ جائے پھر آپ کا کارساز' فریادرس اور حمایتی شیطان کے سوا کوئی بھی نہ ہوا اور شیطان کے یا کسی اور کے اختیار میں کچھ بھی نہیں بلکہ آپ کا اس کے نقش قدم پر چلنا اللہ کے عذاب کو گھیر کر لانا ہے فرمایا تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤی اُمَمٍ الخ (نحل ۱۶/۶۳) اللہ کی قسم ہم نے آپ سے پہلی امتوں کے پاس رسول بھیجے پھر شیطان نے ان کے عمل انہیں خوبصورت بنا کر دکھائے۔ آج وہی ان کا دوست ہے اور انہیں کے لئے دکھ بھرا عذاب ہے۔

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ
مَلِیًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا ﴿۴۷﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ
وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ ۖ عَسٰۤی اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ
رَبِّیْ شَقِیًّا ﴿۴۸﴾

''بولا اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے بیزار ہے؟ اگر تو باز نہ آئے گا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا' مجھے ایک مدت دراز تک چھوڑ دے اور چلا جا' فرمایا اچھا تم سلامت رہو' میں تمہارے لئے اپنے رب سے دعائے مغفرت مانگوں گا واقعی وہ مجھ پر بے حد مہربان ہے' میں تم سے اور ان معبودوں سے جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو علیحدہ ہو جاؤں گا اور اپنے رب کو پکاروں گا' مجھے توقع ہے کہ میں اپنے رب سے دعا کروں گا تو محروم نہ رہوں گا''۔

پدر ابراہیم کا جواب: (۴۶) دعوت ابراہیمی کو ٹھکرا کر آزر نے جو جواب دیا اس کا بیان ہے کہ اگر تم بت پرستی سے بیزار ہو' دیوی دیوتاؤں کی عبادت نہیں کرتے اور ان کی پرستش پر راضی نہیں ہوتے تو انہیں برا بھلا نہ کہو' ان میں کیڑے نہ نکالو اور ان کی برائیاں نہ کرو ورنہ میں تم سے انتقام لوں گا' تمہیں ماروں پیٹوں گا' اور بدترین سزا دوں گا' اور پتھر مار مار کر ہلاک کر دوں گا' بہتر یہ ہے کہ بھلے چنگے گھر سے نکل جاؤ اور مجھے اپنا منہ نہ دکھاؤ' ورنہ سزا بھگتنی پڑے گی۔

خلیل اللہ کا جواب: (۴۷) خلیل اللہ نے جواب دیا کہ اچھا مجھے گھر سے چلا جانا منظور ہے اور آئندہ میں کبھی اپنی شکل آپ کو نہ دکھاؤں گا' آپ سلامت رہیں' میں آپ کے لیے اپنے رب سے دعائیں ہی مانگتا رہوں گا فرمایا وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ الخ (فرقان ۲۵/۶۳) جب ایمان والوں سے جاہل بات کرتے ہیں تو ایمان والے سلامتی کی بات کرتے ہیں وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا الخ (قصص ۲۸/ ۵۵) اور جب وہ بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اسے ٹال جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے کام ہمارے عمل آئیں گے اور تمہارے کام تمہارے عمل تم پر سلامتی ہو ہم جاہلوں سے منہ نہیں لگتے۔ خلیل اللہ کا یہ مطلب ہے کہ آپ میرے باپ ہیں' آپ کو مجھ سے کوئی دکھ نہیں پہنچے گا میں آپ کا احترام کرتا ہوں کیونکہ آپ میرے باپ ہیں۔ اور آپ کے بارے میں حق

تعالی سے دعا مانگوں گا کہ اللہ آپ کو ہدایت کی توفیق عطا فرمائے' اور آپ کے گناہ معاف فرمادے' میرا رب مجھ پر انتہائی مہربان ہے کہ اس نے مجھے اپنی عبادت کی اور خلوص کی توفیق عطا فرمائی وہ میری دعا رد نہیں کرے گا' اسے میرا خاص خیال ہے' چنانچہ آپ نے اپنا وطن عزیز چھوڑ دیا' ہجرت کر کے شام میں جا بسے' عرب میں مکہ معظمہ میں بیت اللہ بنایا' اور آپ کے دو فرزند اسمٰعیل واسحاق پیدا ہوئے۔ اس طویل عرصے میں آپ برابر حسب وعدہ اپنے باپ کے لئے دعائے مغفرت مانگتے رہے۔ رَبَّنَا اغۡفِرۡلِیۡ وَلِوَالِدَیَّ الخ (ابراہیم۱۴/۴۱) کہ اے ہمارے آقا جس دن حساب لیا جائے اس دن مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دینا اور تمام ایمان والوں کو بھی جیسا کہ سورۂ توبہ میں ہے۔ ابراہیمؑ کا اپنے باپ کے لئے دعائے مغفرت کرنا صرف ایک وعدے کی بنا پر تھا جو آپ اس سے کر چکے تھے' پھر جب آپ پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو آپ اس سے بیزار ہوگئے' واقعی ابراہیمؑ بڑے نرم دل اور بڑے تحمل والے تھے۔

(۴۸) یعنی میں تم سے اور تمہارے تمام دیوی دیوتاؤں سے کنارہ کش ہو جاؤں گا اور ان سے ہر طرح سے بیزار ہوں' میں تو صرف اپنے رب کی عبادت کروں گا جو تنہا ہے اور کوئی ساجھی نہیں رکھتا مجھے یقین ہے کہ میں رب کی عبادت کر کے محروم نہیں رہوں گا' یہاں ''عسٰی'' یقین کے لئے ہے کیونکہ خلیل اللہ رحمت عالم ﷺ کے علاوہ تمام نبیوں کے سردار و سرتاج ہیں۔ آپ کو اللہ کے ہر وعدے پر کامل یقین و بھروسہ تھا' اور اس سے قطعی مطمئن تھے۔

فَلَمَّا اعۡتَزَلَهُمۡ وَمَا یَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَیَعۡقُوۡبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلۡنَا نَبِیًّا ﴿۴۹﴾ وَوَهَبۡنَا لَهُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِنَا وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ لِسَانَ صِدۡقٍ عَلِیًّا ﴿۵۰﴾ ع

''پھر جب آپ ان سے اور ان کے تمام جھوٹے معبودوں سے علیحدہ ہو گئے تو ہم نے آپ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ دیئے' اور ہم نے ہر ایک کو نبی بنایا' اور ہم نے انہیں اپنی رحمتیں عطا کیں اور ان کے ذکر جمیل کو بہت اونچا درجہ عطا فرمایا''۔

اللہ نے خلیل اللہ کو قوم سے بہتر آدمی دیئے: (۴۹) یعنی جب خلیل اللہ اپنے باپ سے اور قوم سے علیحدہ ہو کر ملک شام میں جا بسے تو ہم نے انہیں ان سے بہتر آدمی عطا فرمائے' آپ کے ہاں اسحاق اور اسحاق کے ہاں یعقوب علیہم السلام پیدا ہوئے' جیسا کہ دوسری آیت میں ہے (۱) وَیَعۡقُوۡبَ نَافِلَةً الخ (انبیاء۲۱/۷۲) ''یعنی یعقوب علیہ السلام عطیہ ہیں'' کیونکہ خلیل اللہ نے صرف بیٹا مانگا تھا اللہ نے بیٹے کے ساتھ پوتے کی بھی بشارت سنادی۔

اللہ نے انبیاء کا مرتبہ سب سے اونچا فرمایا: (۵۰) ہم نے انہیں اپنی مہربانیوں سے سرفراز فرمایا' اور ان کا ذکر جمیل لوگوں میں پھیلایا اور ان کا درجہ بہت بلند کیا' دنیا کے تمام مذاہب والے انہیں کے گن گاتے نظر آتے ہیں' اور وہ ساری دنیا کی نگاہوں میں معزز و محترم اور اللہ کے نیک بندے شمار کئے جاتے ہیں اللہ کی ان سب پر بے شمار رحمتیں اور سلامتیاں ہوں آمین۔

وَاذۡكُرۡ فِی الۡكِتٰبِ مُوۡسٰۤی ۫ اِنَّهٗ كَانَ مُخۡلَصًا وَّكَانَ رَسُوۡلًا نَّبِیًّا ﴿۵۱﴾ وَنَادَیۡنٰهُ

مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾

''اوراس کتاب میں موسیٰ علیہ السلام کا بھی ذکر کیجئے' واقعی آپ چنے ہوئے رسول اور نبی تھے' ہم نے آپ کوطور کی دائیں جانب سے آواز دے کر پکارا' اور راز داری کے لئے انہیں اپنے پاس بلا لیا اور ہم نے اپنی مہربانی سے انہیں ان کے بھائی ہارونؑ کو نبی بنا کر ہبہ کیا۔''

کلیم اللہ کا بیان: (۵۱) خلیلؑ کے ذکر خیر کے بعد کلیمؑ کا ذکر جمیل آیا' قرآن میں ہے قَالَ يَا مُوْسٰى اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ الخ (اعراف ۷/۱۴۴) اے موسیٰ میں نے تجھ کو لوگوں پر اپنی رسالت کے لئے چن لیا ہے' پھر فرمایا کہ آپ رسول بھی تھے اور نبی بھی' آپ پانچ بڑے بڑے عزم وحوصلے والے رسولوں میں سے ایک تھے' پانچ اولوالعزم پیغمبر نوحؑ، ابراہیمؑ موسیٰؑ عیسیٰؑ اور محمد ﷺ ہیں' اللہ کی آپ پر اور دیگر تمام نبیوں پر رحمتیں اور سلامتیاں ہوں۔ آمین۔

موسیٰ علیہ السلام آگ لینے پہاڑ پر گئے: (۵۲) جب موسیٰ علیہ السلام آگ کی تلاش میں پہاڑ پر تشریف لے گئے تو آپ کو پہاڑ کی سیدھی جانب سے آگ والے درخت سے آواز آئی' آپ درخت پر آگ چمکتی دیکھ کر آگ لینے کی غرض سے آگے بڑھے تو میدان کے ایک گوشے پر پہاڑ کی اس جانب جو آپ سے سیدھی طرف تھی ایک درخت پر آگ لگ رہی تھی' وہاں سے آواز آئی اللہ نے آپ کو بلایا' آپ سے بات کی اور قریب بلا کر راز داری کی۔ (۵۳) ہم نے ان کی یہ دعا (ہارون کو نبی بنا دیا جائے) قبول کی اس دعا کا وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ الخ (قصص ۲۸/۳۴) میں بیان ہے یعنی اور میرے بھائی ہارونؑ کو جو مجھ سے زیادہ چرب زبان ہیں بطور میرے مددگار کے رسول بنا کہ یہ میری رسالت کی تصدیق کریں' مجھے ڈر ہے کہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے فرمایا قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ الخ (طٰہٰ ۲۰/۳۶) موسیٰ تمہاری دعا قبول ہوئی۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۫ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾

''اور آپ اس کتاب میں اسماعیل کا بھی ذکر کیجئے واقعی آپ وعدے کے پکے اور رسول و نبی تھے اور اپنے گھر والوں کو نماز وزکوٰۃ کا حکم فرماتے رہتے تھے' اور اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھے''۔

حضرت اسماعیل کا بیان: (۵۴) خود حق تعالیٰ نے اسماعیلؑ کی تعریف فرمائی' آپ عربوں کے باپ ہیں' آپ وعدے کے سچے اور بات کے پکے تھے آپ نے اپنے رب سے جو وعدہ کیا اسے پورا ہی کر کے دکھلایا' اگر کسی عبادت کی منت مان لی تو اسے کئے بغیر نہ چھوڑی' اور اس کا حق ادا کر کے چھوڑا۔

آپ کو وعدے کا سچا اس لئے فرمایا گیا کہ آپ نے اپنے والد محترم خلیل اللہ سے فرمایا تھا آپ ان شاء اللہ مجھے صابر ہی

پائیں گے (صافات) اور آپ نے یہ وعدہ سچ کر دکھایا' سچ بولنا اور وعدہ پورا کرنا' اخلاق حمیدہ میں سے ہے اور وعدہ خلافی بڑی بری عادت ہے فرمایا یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (صف ۶۱/۲،۱) ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جو تم خود نہیں کرتے' اللہ اس سے سخت غضبناک ہوتا ہے کہ تم کہو اور کرو نہیں' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے' جب وعدہ کرے اسے پورا نہ کرے' اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے (مشکوٰۃ)۔ چونکہ یہ منافقوں کی صفتیں ہیں معلوم ہوا کہ متضاد صفتیں ایمان والوں کی ہیں' اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ نبی اسماعیلؑ کی تعریف فرمائی' کہ آپ وعدے کے پکے تھے' پھر فرمایا کہ آپ رسول و نبی تھے' اس سے اسماعیلؑ کی اسحاقؑ پر فوقیت ثابت ہوئی' کیونکہ اسحاقؑ کو محض نبوت کی صفت سے متصف کیا گیا' اور آپ کو نبوت و رسالت دونوں صفتوں سے' آپ نے فرمایا کہ اللہ نے اولادِ ابراہیم میں اسماعیل کو چن لیا (م) اس سے بھی آپ کی فضیلت نکلی

نماز بہترین عبادت ہے: (۵۵) اس سے بھی آپ کی صفت حمیدہ' ثابت ہوئی کیونکہ آپ رب کی طاعت و عبادت پر صابر تھے اور اس کا حکم اولاد کو بھی فرماتے رہتے تھے' چنانچہ خود اللہ نے اپنے محبوب رسول سے فرمایا وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ الخ (طٰہٰ ۲۰/۱۳۲) آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم فرمائیں اور اس پر صبر کریں یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا الخ (تحریم ۶۶/۶) اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ' جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں' جس پر کھرے اور سخت فرشتے متعین ہیں جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے' اور جو کچھ حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں' یعنی انہیں اچھی باتوں کا شوق دلاؤ اور بری باتوں سے روک دو' کہنا سننا بند نہ کرو کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو اور وہ آگ کا نوالہ بن جائیں' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ اس شخص پر رحمت فرمائے جو رات کو جاگے اور نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے' اگر وہ اٹھنے میں حیل و حجت کرے تو اس کے منہ پر پانی چھڑک دے اور اللہ اس عورت پر بھی رحم فرمائے جو رات کو جاگے' اٹھ کر نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو بھی جگائے' اگر وہ اٹھنے میں پس و پیش کرے تو اس کے منہ پر پانی چھڑک دے (د'ابن ماجہ) (۲) جب کوئی شخص رات کو جاگ جائے اور اپنی اہلیہ کو بھی جگا دے' پھر دونوں میاں بیوی دو رکعت نماز پڑھ لیں تو دونوں اللہ کے ان بندوں میں لکھے جائیں گے جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے ہیں (دن' ابن ماجہ)

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾

''اور آپ اس کتاب میں ادریسؑ کا بھی ذکر کیجئے' یقیناً آپ بھی بڑے سچے تھے اور نبی تھے' اور ہم نے آپ کو بلند جگہ اٹھا لیا''۔

آپ نے حضرت ادریسؑ کو چوتھے آسمان پر دیکھا: (۵۶) شب معراج رحمت عالم ﷺ نے ادریسؑ کو چوتھے آسمان پر دیکھا' آپ درزی تھے جب سوئی میں ڈورا ڈالتے تو سبحان اللہ فرماتے پھر جب شام ہو جاتی تو روئے زمین پر آپ سے زیادہ عمل والا کوئی نہ ہوتا۔

(۵۷) بلند مکاں سے جنت مراد ہے' اللهم ارزقنا الجنة الفردوس. آمین.

اور ادریس نوح سے پہلے کے ہیں' اللہ نے آپ کو آپ کی قوم میں مبعوث فرمایا اور قوم کو صرف یہ حکم دیا کہ محض لا الہ الا اللہ کے قائل ہو جائیں عمل جو چاہیں کریں مگر یہ بدنصیب کلمے کے بھی قائل نہ ہوئے' آخر کار اللہ نے انہیں تباہ کر دیا (ابن ابی حاتم از ابن عمرؓ)

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ
حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا
وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۩ ﴿٥٨﴾ السجدة ۵

''یہی وہ ہیں جن پر اللہ نے اپنا انعام فرمایا' جو آدم کی اولاد میں سے ہیں' اور ان کی نسل میں سے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ کشتی پر چڑھا لیا تھا اور ابراہیمؑ و یعقوبؑ کی اولاد میں سے ہیں' اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے ہدایت دی اور چن لیا' جب ان کے سامنے رب رحمان کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ روتے ہوئے سجدے میں گر جاتے ہیں''۔

انبیاء پر اللہ کا انعام ہے: (۵۸) یعنی یہ نبی ہیں' نبی سے جنس نبی مراد ہے' وہی نبی نہیں جن کا بیان اس سورت میں ہے' بلکہ دنیا میں جس قدر بھی انبیاء آئے سب مراد ہیں' چند افراد بیان کر کے جنس کی طرف اشارہ فرمایا گیا' اولاد آدمؑ میں سے ادریسؑ کشتی والوں میں سے ابراہیمؑ' ابراہیمؑ کی اولاد میں سے اسحاقؑ' اسماعیلؑ' یعقوبؑ اور یعقوبؑ کی اولاد میں سے موسیٰ' ہارونؑ' زکریاؑ' یحییٰؑ اور عیسیٰؑ ہیں' اسی وجہ سے ان انبیاء کا نسب الگ الگ بیان کیا گیا' اگرچہ آدمؑ کی اولاد میں سب شامل تھے۔ کیونکہ ان میں وہ نبی بھی ہیں جو کشتی والوں کی اولاد میں سے نہیں ہیں۔ مثلاً ادریسؑ جو نوحؑ کے دادا ہیں۔

پھر فرمایا جب ان کے سامنے رب مہربان کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے ہیں' یعنی جب اللہ کا کلام سنتے ہیں جس میں دلائل ہوتے ہیں تو عاجزی اور فروتنی سے رب کے آگے شکر کے طور پر روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے ہیں کیونکہ ان پر بھی تو اللہ کا بڑا بھاری انعام و اکرام ہے' اسی وجہ سے اس آیت کا سجدہ متفق علیہ ہے۔

تاکہ انبیاء کی اقتداء ہو جائے' عمرؓ نے سورۂ مریم پڑھ کر سجدہ کیا' اور فرمایا سجدہ تو کر لیا لیکن اب رونا کہاں سے لائیں۔ (ابن ابی حاتم)

فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ ۖ فَسَوْفَ
يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ
وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ﴿٦٠﴾

''پھر ان کے بعد ایسے نالائق پیدا ہوئے کہ نمازیں ضائع کر بیٹھے اور خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے' پھر یہ عنقریب نقصان سے دوچار ہوں گے' مگر جس نے توبہ کر لی ایمان لے آیا اور نیک عملوں میں لگا رہا' ایسے ہی لوگ جنت میں جائیں گے اور ان پر کچھ بھی ظلم نہ ہو

گا''۔

نالائق اولاد کا بیان: (۵۹) اوپر انبیاء کا اور ان کے ماننے والے سعادت مند گروہ کا بیان تھا جو اللہ کے احکام و حدود قائم رکھتے ہیں' فرائض بجالاتے ہیں اور ممنوعات سے بچتے رہتے ہیں اب ان کی نالائق اولاد کا بیان ہے جو اپنے بزرگوں کے سراسر متضاد ہیں' یعنی ان انبیاء کے نیک گروہ کے بعد دوسرے لوگ پیدا ہوئے جن کی نالائقی کا یہ عالم ہے کہ نماز ہی ضائع کر بیٹھے' پھر جب دین کا ستون اس کی روح اور بہترین عمل ہی کھو بیٹھے تو دوسرے عملوں کا تو کہنا ہی کیا ہے' تمام فرائض و واجبات ترک کر بیٹھے اور خواہشوں پر اور دنیوی لذتوں پر ٹوٹ پڑے' دنیوی زندگی پر مگن اور اس سے پورے پورے مطمئن ہو گئے یہ عنقریب قیامت کے دن نقصان سے دوچار ہوں گے۔

نماز ضائع کرنے سے کیا مراد ہے؟: اس سے نمازوں کا وقت سے بے وقت سستی و کاہلی سے ادا کرنا و نیز مطلق ترک دونوں باتیں مراد ہیں کیونکہ نماز کا تارک کافر اور بے وقت و کاہلی سے پڑھنے والا منافق ہے اور دونوں کا مآل قریب قریب ہے۔ اللھم احفظنا منھما۔

سچی توبہ تمام گناہ مٹا دیتی ہے: (۶۰) ہاں جو نماز ضائع کرنے سے اور شہوت پرستی سے رک گیا اور سچے دل سے توبہ کر لی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالے گا' اس کا انجام اچھا کرے گا اور اسے نعمت والی جنت کا وارث بنا دے گا کیونکہ سچی توبہ تمام پہلے گناہوں کا استیصال کر دیتی ہے' ایک حدیث میں ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے کے بعد انسان ایک معصوم شخص کی طرح ہو جاتا ہے' اسی وجہ سے توبہ کر لینے کے بعد ان کی نیکیوں کے صلہ میں ذرا بھی کمی نہیں کی جائے گی کہ ان کا پہلے گناہوں سے مقابلہ کیا جائے اور بعد والی نیکیاں ان بدیوں کے مقابلہ میں لا کر برباد کر دی جائیں' کیونکہ وہ بدیاں باطل ہو گئیں اور بھلا دی گئیں' اور کریم کے لطف و کرم اور حلیم کے تحمل سے وہ سب یونہی ختم کر دی گئیں۔

جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَیْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِیًّا ﴿۶۱﴾
لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِیْهَا بُكْرَةً وَّعَشِیًّا ﴿۶۲﴾ تِلْكَ
الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِیًّا ﴿۶۳﴾

''یعنی ہمیشگی والی جنتوں میں جن کا مہربان اللہ نے غائبانہ اپنے بندوں سے وعدہ فرمالیا ہے' یقین مانو اس کا وعدہ پورا ہی ہونے والا ہے' جہاں وہ کوئی بے ہودہ بات نہ سنیں گے' بس سلام ہی سلام کی آوازیں آئیں گی اور انہیں وہاں صبح و شام کھانا بھی ملے گا' یہ ہے وہ جنت جس کا وارث ہم اپنے متقی بندوں کو بنائیں گے''۔

سچی توبہ کرنے والوں کے لئے جنتیں ہیں: (۶۱) یعنی جن جنتوں میں گناہوں سے توبہ کرنے والے جائیں گے وہ ہمیشگی والی سدابہار جنتیں ہیں' جن کا مہربان پروردگار نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ کر رکھا ہے' یعنی جنت پر ایمان لانا چونکہ غائبانہ تھا' اور اللہ نے ان کا بندوں سے وعدہ فرمالیا تھا' اس لئے اس پر ایمان لانے والے انہیں جنتوں میں جائیں گے' اس لئے کہ یہ کمال یقین اور زور ایمان سے ان پر ایمان لے آئے تھے' پھر اللہ کا وعدہ تو پورا ہو کر ہی رہے گا' کیونکہ وہ وعدہ خلافی نہیں فرماتا اور نہ وعدے میں

رد و بدل کرتا ہے گویا جنت کے حصول و ثبوت کے لئے یہ جملہ تاکیدی ہے قرآن میں ہے كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا الخ (مزمل ۷۳/ ۱۸) اللہ کا وعدہ لامحالہ ہو کر رہے گا (''مأتیا'' یعنی آنے والا ہے کیونکہ ہر وہ چیز جو تمہارے پاس آ گئی تو تم بھی اس کے پاس آ گئے عربی محاورہ ہے کہ مجھ پر پچاس سال آ گئے اور میں پچاس سال کے پاس آ گیا دونوں جملے ہم معنی ہیں)

جنتوں میں بے ہودہ کلام نہیں: (۶۲) یعنی ان جنتوں میں بے ہودہ اور بے معنی کلام نہیں' جیسے دنیا میں لوگ بے ہودہ اور لغو باتیں کر لیا کرتے ہیں' پھر فرمایا بجز سلام کے۔ یعنی سلام ہی سلام کی آوازیں سنائی دیں گی' چاروں طرف سلامتیاں اور مبارک بادیاں گونجتی ہوں گی دوسری جگہ فرمایا لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا. الخ (واقعہ ۵۶/ ۲۵، ۲۶) لوگ اس میں بے ہودہ اور گناہ کی بات نہیں سنیں گے۔ بجز سلام ہی سلام کے۔

جنت میں رزق ملے گا: پھر فرمایا کہ انہیں جنت میں صبح و شام رزق ملے گا۔ مطلب یہ ہے کہ صبح و شام جیسے وقتوں میں روزی ملے گی۔ یہ بات نہیں کہ وہاں دن رات ہوں گے۔ البتہ اوقات ضرور ہوں گے جو آتے جاتے رہیں گے جن کا آنا جانا انوار و تجلیات سے پہچان لیا جائے گا۔ جیسا کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ جنت والوں کا پہلا گروہ جو جنت میں جائے گا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح دمک رہے ہوں گے نہ انہیں وہاں تھوک آئے گا نہ بلغم اور نہ پیشاب پائخانہ۔ ان کے برتن اور کنگھے سونے چاندی کے ہوں گے۔ ان کی انگیٹھیاں عود کی ہوں گی۔ اور پسینہ مشک ہوگا۔ ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی۔ اور ان کا اس غضب کا حسن ہوگا کہ گوشت کے اندر سے پنڈلی کا گودا نظر آئے گا۔ نہ وہاں اختلاف آراء ہوگا۔ اور نہ کوئی کسی سے بغض رکھے گا۔ ان سب کے دل ایک ہی شخص کے دل جیسے ہوں گے۔ اور وہ صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کریں گے۔ (قا)

جنت کے وارث پارسا ہوں گے: (۶۳) یعنی اس جنت کا وارث جس کا حلیہ ہم نے ان بڑی بڑی خوبیوں سے بیان کیا ہے۔ ہم اپنے پارسا بندوں کو بنائیں گے۔ پارسا وہ ہیں جو دکھ اور سکھ ہر حال میں اللہ کے فرماں بردار رہتے ہیں۔ غصہ پی جاتے ہیں۔ اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ فرمایا' أُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ (مومنون ۲۳/ ۱۰، ۱۱) جن میں مذکورہ بالا خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ وہی وارث ہیں جو فردوس کے وارث ہوں گے۔ جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ۔ آمین

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ
وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ
لِعِبَادَتِهٖ ۭ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ ع

''ہم آپ کے رب کی اجازت کے بغیر نہیں اترتے۔ ہمارے آگے کی' پیچھے کی اور درمیان کی تمام چیزیں اسی کی ملکیت ہیں۔ اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں۔ وہ آسمان و زمین کا اور ان کی درمیانی چیزوں کا رب ہے۔ آپ اسی کی عبادت کریں۔ اور اسی کی عبادت پر جم جائیں۔ کیا آپ کسی کو اس کے برابر کا جانتے ہیں؟''۔

فرشتے اللہ کے حکم کے بغیر نہیں اترتے: (۶۴) رحمت عالم ﷺ نے جبرائیلؑ سے پوچھا کہ آپ ہم سے ملنے کے لئے

کثرت سے کیوں نہیں آتے۔ اس پر یہ آیت اتری جبرئیل کی طرف سے رحمت عالم ﷺ کو یہ جواب مل گیا (قا) ابن عباسؓ فرماتے ہیں جبرئیلؑ کا آنا رک گیا۔ جس سے آپ کو بڑا ملال ہوا۔ پھر آپ کے پاس جبرئیلؑ آئے اور اپنے نہ آنے کا یہ عذر بیان کیا کہ ہم اللہ کی اجازت کے بغیر نہیں اترتے۔

اللہ آپ کو بھولا نہیں: پھر فرمایا کہ آپ کا رب بھولنے والا نہیں یعنی آپ کا رب آپ کو نہیں بھولا۔ یہ آیت وَالضُّحٰی وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰی کی طرح ہے۔

ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ اللہ نے جو چیز حلال فرمادی وہی حلال ہے۔ اور جو چیز حرام فرمادی وہی حرام ہے۔ اور جس سے خاموش ہو گیا' وہ معاف ہے۔ لہٰذا اللہ سے اس کی معافی قبول کرلو۔ کیونکہ اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی چیز کو بھول جائے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی (ابن ابی حاتم)

(۶۵) یعنی اللہ تمام کائنات کا خالق اور حاکم ہے۔ وہ کائنات میں حسب منشا تصرف پر قادر ہے۔ اور اس کا حکم کوئی ٹال نہیں سکتا۔ لہٰذا آپ اسی کی عبادت پر جمے رہیں۔ اس کی کائنات کی نہ کوئی تمثیل ہے نہ کوئی تشبیہ۔ نہ اس کے سوا کوئی اور اس لائق ہے کہ اس کو رحمٰن کہہ کر پکارا جائے۔ انتہائی رحم و محبت والا تو بس وہی ہے۔ جل جلالہ وعم نوالہ

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿۶۶﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ﴿۶۷﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿۶۸﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿۶۹﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿۷۰﴾

''اور انسان کہتا ہے جب میں مر جاؤں گا' تو کیا پھر ایک زمانے کے بعد زندہ کر کے قبر سے اٹھایا جاؤں گا۔ کیا انسان کو یاد نہیں کہ شروع میں ہم نے اسے پیدا کیا۔ اور وہ کچھ نہ تھا۔ آپ کا رب تاکید قسم کھا کر کہتا ہے کہ ہم انہیں ضرور اٹھائیں گے۔ اور شیطانوں کو بھی۔ پھر ہم انہیں جہنم کے آس پاس اس حال میں حاضر کریں گے کہ وہ گھٹنوں پر گرے ہوئے ہوں گے' پھر ہم انہیں جو جہنم میں جانے کے زیادہ حق دار ہیں خوب جاننے والے ہیں''۔

انسان کا زندگی بعد الموت پر تعجب: (۶۶ و ۶۷) یعنی انسان زندگی بعد الموت کو عقل سے بعید سمجھتا ہے اور اس پر تعجب کرتا ہے فرمایا (۱) وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ الخ (رعد ۱۳/ ۵) اگر تمہیں تعجب ہے تو ان کا یہ قول بھی تعجب خیز ہے کہ جب ہم مٹی بن جائیں گے تو کیا ہم ایک نئی پیدائش میں اٹھائے جائیں گے (۲) اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا الخ (یس ۳۶/ ۷۷ تا ۹۷) کیا انسان کو معلوم نہیں کہ ہم نے اسے نطفے سے بنایا' پھر وہ کھلا جھگڑالو بن گیا' اور اس نے ہمارے لئے مثال بیان کی اور اپنی پیدائش بھول گیا' بولا بھلا بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے' آپ جواب دیں کہ انہیں وہ زندہ کر سکتا ہے' جس نے انہیں شروع میں پیدا کیا تھا اور وہ ہر مخلوق

سے خوب خبردار ہے' ابتدائی پیدائش سے زندگی بعد الموت پر استدلال کیا گیا ہے' یعنی جب اللہ تمہیں بلانمونہ کے عدم سے وجود میں لے آیا تو کیا وہ دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا جب کہ وہ ایک شے بھی بن گیا تھا' جب اس نے عدم سے وجود دے دیا تو وجود کے بعد وجود بخشنا تو آسان ہی آسان ہے۔

زندگی بعد الموت یقینی ہے: (۶۸) اللہ اپنی عزت والی ذات کی قسم کھا کر فرما رہا ہے کہ وہ تمام انسانوں کو اور ان تمام جنوں کو جو اللہ کے سوا دنیا میں پوجے جاتے تھے ضرور زندہ کر کے محشر میں جمع فرمائے گا اور پھر انہیں یقیناً جہنم کے پاس لایا جائے گا جہاں وہ گھٹنوں پر گرے ہوئے ہوں گے' فرمایا۔ وَتَرٰی كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِیَةً الخ (جاثیہ ۴۵/ ۲۸) تم ہر قوم کو گھٹنوں کے بل گری ہوئی دیکھو گے۔

مجرموں کی جرم کی سنگینی کے اعتبار سے جماعتیں ہوں گی: (۶۹) پھر ہم ہر قوم سے ان لوگوں کو نکال لیں گے جو مہربان اللہ کے انتہائی مخالف و نافرمان تھے۔ یعنی جرم کی سنگینی کے اعتبار سے مجرموں کی جماعتیں بنا دی جائیں گی۔ اور سب کو روک لیا جائے گا۔ پھر سب سے بڑے مجرموں سے باز پرس ہوگی۔ پھر ان کے بعد والے مجرموں سے اسی طرح اول سے آخر تک سب سے باز پرس ہوگی۔ ہر ملت و مذہب کے سرداران کے سرغنہ اور ان کے راہ نما اور ان کے قائد الگ الگ کر لئے جائیں گے۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے حَتّٰٓی اِذَا ادَّارَكُوْا فِیْهَا جَمِیْعًا الخ (الاعراف ۷/ ۲۰-۲۹) یہاں تک کہ جب وہاں سب جمع ہو جائیں گے تو عقیدت مند اپنے پیشواؤں کے بارے میں اللہ سے عرض کریں گے کہ اے ہمارے آقا! انہیں لوگوں نے ہماری راہ ماری تھی۔ لہٰذا انہیں جہنم میں ہم سب سے زیادہ سزا دی جائے۔ ارشاد ہوگا کہ آج ہر ایک زیادہ سزا میں مبتلا ہوگا۔ لیکن تم کو علم نہیں۔ اور پیشوا مریدوں سے کہیں گے ہم پر تمہیں کوئی برتری حاصل نہیں۔ اب تم اپنے گناہوں کے عوض یہ عذاب چکھتے رہو۔

اللہ کو ہر ایک کے جرم کی مقدار معلوم ہے: (۷۰) ہمیں خوب معلوم ہے کہ کون جہنم میں جانے کا زیادہ حق دار ہے۔ کہ ہمیشہ اس میں جلتا بھنتا رہے۔ اور کون دگنے عذاب کا دونوں گروہ دگنے عذابوں کے حق دار ہیں۔ سرغنہ گمراہ کرنے کی وجہ سے اور چیلے چانٹے انبیاء کی تعلیمات چھوڑ کر ان کے پیچھے لگ جانے کی وجہ سے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ۚ ثُمَّ نُنَجِّي
الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾

''تم میں سے ہر ایک دوزخ میں جانے والا ہے۔ یہ آپ کے رب کا ایک قطعی فیصلہ ہے پھر ہم پارساؤں کو بچا لیں گے۔ اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے''۔

کیا جہنم میں سب جائیں گے؟: (۷۱) جنت والے جنت میں جا کر کہیں گے کیا ہم سے ہمارے رب نے جہنم میں داخل ہونے کا وعدہ نہیں فرمایا تھا۔ ہم تو اس میں گئے ہی نہیں جواب ملے گا کہ تم جہنم ہی سے تو نکل کر جنت میں آئے ہو۔ مگر اس وقت آگ ٹھنڈی کر دی گئی تھی۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں تمام لوگ پل صراط پر داخل ہوں گے۔ آگ کے پاس کھڑے ہونے سے پل صراط پر داخل ہونا ہی

تو آپ فرمادیں آؤ ہم بھی اپنے بیٹے بلالیں اور تم بھی ہم بھی اپنی عورتیں بلالیں اور تم بھی۔ اور ہم بھی آ جائیں اور تم بھی۔ پھر ہم مباہلہ کریں اور اللہ کی لعنت جھوٹوں پر بھیجیں لیکن عیسائی بھی مباہلہ کی جرأت نہ کر سکے' (جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے)

وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَرَدًّا ﴿٧٦﴾

''اور اللہ ہدایت والوں کی ہدایت بڑھا دیتا ہے۔ اور باقی رہنے والی نیکیاں ثواب وانجام کے اعتبار سے بہت ہی بہتر ہیں''۔

ہدایت والوں کی ہدایت میں اضافہ کیا جاتا ہے: (۷۶) اوپر بیان تھا کہ ڈھیل دے کر گمراہوں کی گمراہی میں اضافہ کر دیا جاتا ہے یہاں یہ بیان ہے کہ ہدایت والوں کی ہدایت بڑھا دی جاتی ہے۔ فرمایا وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ (توبہ ۱۱/۱۲۴) اور جب کبھی کوئی سورت اترتی ہے' تو ان میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں اس سورت نے تم میں سے کس کا ایمان بڑھایا۔ اس نے ایمان والوں کا ایمان بڑھا دیا۔ اور وہ مارے خوشی کے کھل اٹھے۔ باقی رہنے والی نیکیوں کا بیان ان کی تشریح اور ان کے متعلق حدیثیں سورۂ کہف میں گذر چکیں۔

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ﴿٧٧﴾ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿٧٩﴾ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾

''کیا تم نے اسے دیکھا جس نے ہماری آیتیں نہیں مانیں۔ اور کہا کہ مجھے یقیناً مال واولا د دی جائے گی۔ کیا وہ غیب کو جھانک آیا ہے یا مہربان اللہ کے پاس سے کوئی وعدہ لے آیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہم اس کی باتیں لکھ لیں گے اور اس کے لیے سزا بڑھاتے ہی چلے جائیں گے اور ہم اس کی چیزوں کے وارث ہوں گے۔ اور یہ ہمارے پاس تنہا آئے گا''۔

عاص بن وائل کی تردید: (۷۷۔۷۹) خباب بن الارت کہتے ہیں میں مکہ میں لوہار تھا۔ ابوالعاص بن وائل پر میرے پیسے تھے۔ ایک دفعہ تقاضے کے لئے اس کے پاس گیا تو کہنے لگا' جب تک محمد ﷺ کو مانو گے میں کبھی تمہارے پیسے نہ دوں گا۔ میں نے کہا اللہ کی قسم تو مر کر بھی زندہ ہو جائے تو بھی میں آپ کے ساتھ کفر نہ کروں گا۔ بولا اچھا جب میں مر جاؤں گا اور پھر اٹھایا جاؤں گا تو اس وقت میرے پاس آنا۔ وہاں میرے پاس مال واولا د ہوگی۔ اس وقت میں تمہارے پیسے دوں گا۔ اس پر یہ آیتیں اتریں۔ (ا) میں مکہ میں لوہار تھا۔ میں نے عاص کی تلوار بنائی تھی۔ پھر میں پیسوں کے تقاضے کے لئے اس کے پاس آیا۔ (ب) عہد سے پکا وعدہ مراد ہے۔

(۸۰) آخرت میں اس بد بخت کو دولت واولاد تو کیا ملے گی ہم تو دنیا میں بھی اس کی دولت واولاد چھین لیں گے۔ یعنی آخرت میں اس کے پاس نہ مال رہے گا اور نہ اولاد۔ ہمارے پاس تن تنہا خالی ہاتھ آئے گا۔ ہم ہی اس کی دنیوی پونجی کے اور عملوں کے وارث ہوں گے۔ اس کے ساتھ تھوڑا بہت کچھ بھی نہ ہوگا۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾ ع اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾

''ان مشرکوں نے اللہ کو چھوڑ کر غیروں کو معبود بنالیا۔ تا کہ وہ ان کے لئے عزت کا سبب ہوں۔ ہر گز نہیں وہ تو ان کی عبادت ہی کا انکار کردیں گے۔ اور ان کے دشمن بن جائیں گے کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہم نے کافروں کے پاس شیطان بھیج دیئے ہیں۔ جو انہیں خوب اکساتے رہتے ہیں۔ آپ ان کے بارے میں جلدی نہ کریں۔ ہم تو آپ ہی ان کی مدت گن رہے ہیں''۔

مشرکوں کے معبود عبادت ہی کا انکار کردیں گے: (۸۱،۸۲) یعنی مشرکوں نے جھوٹے معبود اس لئے بنائے ہیں کہ ان کی وجہ سے انہیں عزت وامداد حاصل ہو۔ لیکن ان کی یہ امید دل کی دل ہی میں رہ جائے گی۔ اور ان کا یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔ یہ معبود تو اور الٹے قیامت کے دن ان کی عبادت ہی کا سرے سے انکار کردیں گے۔ اور ان کے گمان کے خلاف ثابت ہوں گے۔ فرمایا وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا الخ (احقاف ۴۶/ ۵،۶) بھلا اس سے زیادہ اور کون گمراہ ہوگا۔ جو اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے سکیں بلکہ وہ تو اس کی پکار سے بھی بے خبر ہیں۔ اور جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو وہ الٹے۔ ان کے دشمن بن جائیں گے۔ اور ان کی عبادت ہی کا انکار کردیں گے۔

کافروں پر شیطان مسلط رہتے ہیں: (۸۳) یعنی ہم نے کافروں پر شیطان مسلط کردیئے ہیں جو انہیں گمراہ کرتے رہتے ہیں مسلمانوں کے خلاف اکساتے رہتے ہیں۔ گناہوں پر ابھارتے رہتے ہیں' انہیں بھٹکاتے رہتے ہیں۔ آرزوئیں دلاتے رہتے ہیں' اور تمرد وطغیانی میں بڑھاتے رہتے ہیں۔ فرمایا وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ الخ (زخرف ۴۳/ ۳۶) جو شخص مہربان اللہ کے ذکر سے اندھا بن جاتا ہے' ہم اس پر ایک شیطان مسلط کردیتے ہیں۔ جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔

مشرکوں پر لامحالہ عذاب آ ہی جائے گا: (۸۴) یعنی آپ ان پر عذاب کی جلدی نہ مچائیں۔ ہم نے انہیں چند دنوں کی (ایک مقررہ مدت تک) ڈھیل دے دی ہے۔ عذاب تو ان پر لامحالہ آنے ہی والا ہے۔ اور یہ اس میں یقیناً پھنس جانے ہی والے ہیں۔ فرمایا (۱) وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا (ابراہیم ۱۴/ ۴۲) تم اللہ کو ان ظالموں کے عملوں سے بے خبر نہ جانو۔ (۲) فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ الخ (طارق ۸۶/ ۷) آپ ان کافروں کو ڈھیل دے دیں۔ اور انہیں ذرا اور ڈھیل دے دیں۔

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وقف لازم

''وہ دن یاد کرو جس دن ہم پارساؤں کو مہربان اللہ کی طرف مہمانوں کے طور پر اکٹھا کریں گے۔ اور گناہ گاروں کو پیاسے جہنم کی طرف ہانک کرلے جائیں گے۔ اور سفارش کا کسی کو بھی اختیار نہ ہوگا۔ ہاں جس نے مہربان اللہ سے اجازت لے لی ہو''۔

قیامت کے دن اللہ والے اللہ کے مہمان ہوں گے: (۸۵) اللہ اپنے دوستوں کی طرف سے جو پرہیزگار ہیں۔ اور اس سے دنیا میں ڈرتے رہے ہیں اس کے رسولوں کی پیروی کرتے ہیں۔ اور ان کی خبروں کی تصدیق کرتے ہیں۔ ان کے بتائے ہوئے کام بجالاتے ہیں۔ اور روکے ہوئے کاموں سے رک جاتے ہیں۔ خبر دے رہا ہے کہ وہ انہیں قیامت کے دن بطور اپنے مہمانوں کے اٹھا کر جمع کرے گا اور اولیاء اللہ اس دن اللہ کے مہمان ہوں گے۔ وفد نمائندہ کو کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ آخرت میں نورانی عمدہ سانڈھنیوں پر سوار ہو کر میدان محشر میں جمع ہوں گے۔ اور اپنے معزز میزبان کے عزت والے گھر میں عزت واحترام کے ساتھ لائے جائیں گے۔

قیامت کے دن مسلمانوں کی آؤ بھگت: ایک روایت میں ہے کہ جب مومن قبر سے اٹھے گا تو اس کا استقبال ایک ایسا شخص کرے گا جس کا حسن و جمال چاند کو بھی شرمارہا ہوگا۔ ایسی پیاری اور من موہنی صورت کبھی دیکھنے میں بھی نہ آئی ہوگی۔ اس سے خوشبو کی لپٹیں آرہی ہوں گی۔ مومن کہے گا آپ کون ہیں؟ پیکر حسن کہے گا۔ آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ مومن کہے گا نہیں۔ میں نے آپ کو نہیں پہچانا۔ ہاں یہ ضرور دیکھ رہا ہوں کہ اللہ نے آپ کو بہترین خوشبو والا اور پاکیزہ بنایا ہے۔ پیکر حسن کہے گا میں آپ کا نیک عمل ہوں۔ دنیا میں جو آپ کا عمل پاکیزہ و معطر تھا وہ میں ہی ہوں۔ میں دنیا میں آپ پر سوار رہا۔ آیئے اب آپ مجھ پر سوار ہو جائیں۔ چنانچہ مومن اس پر سوار ہو جائے گا۔ (ابن ابی حاتم)

مشرکوں کی درگت: اس کے برعکس مجرموں کو جو رسولوں کے مخالف تھے اور انہیں جھٹلایا کرتے تھے دھکے دے دے کر پیاسے جبریہ جہنم کی طرف ہانک کر لایا جائے گا' اور پوچھا جائے گا کہ اب بتاؤ کس کا مرتبہ اونچا اور کس کا مقام بلند ہے' تمہارا یا مسلمانوں کا؟

باغیوں کا برا انجام: (۸۶) یعنی اللہ کے باغی اور نافرمان مارے پیاس کے بلبلا رہے ہوں گے اور انہیں اسی حالت میں فرشتے دھکے دے دے کر بری طرح گھسیٹتے ہوئے جہنم کے پاس جمع کر دیں گے۔

مشرکوں کا کوئی سفارشی نہ ہوگا: (۸۷) یعنی ایمان والوں کی طرح ان کا کوئی سفارشی ہی کھڑا نہ ہوگا۔ مومن تو آپس میں ایک دوسرے کی اللہ کی اجازت لے کر سفارش کر دیں گے۔ مگر ان بدبختوں کی سفارش کوئی بھی نہیں کرے گا۔ فرمایا فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ الخ (شعراء ۲۶: ۱۰۰، ۱۰۱) نافرمان کہیں گے آج نہ ہمارا کوئی سفارشی ہے اور نہ کوئی جگری دوست پھر فرمایا مگر جس نے اللہ کی طرف سے کوئی وعدہ لے لیا ہے۔ عہد سے کلمہ شہادت کا اقرار اور اس کے تقاضوں پر عمل مراد ہے ابن مسعود نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا توحید والوں نے اللہ کا وعدہ حاصل کر لیا ہے۔ اللہ قیامت کے دن فرمائے گا۔ جس کے پاس اللہ کا حاصل کیا ہوا وعدہ ہو وہ کھڑا ہو جائے۔ لوگوں نے کہا اللہ کا وعدہ حاصل کرنے کا ہمیں بھی طریقہ بتا دیجئے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو۔ اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا اَنَّكَ اَلَّا تَكِلْنِيْ اِلٰى عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِيْ مِنَ الشَّرِّ وَ يُبَاعِدُنِيْ مِنَ الْخَيْرِ وَ اِنِّيْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ لِّيْ عِنْدَكَ عَهْدًا تُؤَدِّيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔ اے اللہ اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے اور اے ظاہر و باطن کو جاننے والے میں تجھ سے دنیوی زندگی میں عہد کر لیتا ہوں کہ تو مجھے میرے اس عمل کے حوالے نہ کر جو مجھے برائی سے قریب اور بھلائی سے دور کر دے۔ مجھے تیری رحمت ہی کا بھروسہ ہے سو مجھ سے عہد فرما جس کو تو قیامت کے دن عطا فرمائے گا۔ بلاشبہ تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں میں تجھ سے ڈرتا

ہوں، تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور تجھ سے معافی چاہتا ہوں۔ مجھے تیرا ہی خوف ہے اور تیری ہی رغبت ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ
يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ أَنْ دَعَوْا
لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ إِنْ كُلُّ
مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَقَدْ أَحْصٰهُمْ
وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾

''لوگوں نے کہا مہربان اللہ بھی صاحب اولاد ہے، بلاشبہ تم ایک انتہائی بری اور بھاری بات کے مرتکب ہوئے، جس کی وجہ سے عجب نہیں کہ آسمان پھٹ جائیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں یعنی یہ بات کہ تم مہربان اللہ کی طرف اولاد کی نسبت کر رہے ہو، حالانکہ مہربان اللہ کی شان کے یہ لائق نہیں کہ وہ صاحب اولاد ہو اور آسمان و زمین کے تمام رہنے والے اللہ کے غلام کی حیثیت سے اس کے سامنے حاضر ہونے والے ہیں، اس نے ان سب کو گھیر رکھا ہے اور گن رکھا ہے یہ سب قیامت کے دن تنہا تنہا اس کے سامنے حاضر ہوں گے''۔

عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے نہیں: (۸۸) چونکہ اس مبارک سورت میں عیسیٰ علیہ السلام کا بندہ ہونا اور بلا باپ کے پیدا ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ لہٰذا اب ان کی تردید شروع ہوتی ہے۔ جو آپ کو اللہ کا بیٹا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اللہ اولاد سے بلند و پاک ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ مشرک عیسائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں، اور مہربان اللہ کے بھی اولاد ہے۔

(۸۹) یعنی تم نے اللہ کے لئے اولاد کی بات گھڑی ہے یہ ایک بہت بڑے جرم کی بات ہے۔ حق تعالیٰ کی ذات والا صفات تو اولاد سے پاک و صاف ہے۔ اور نہ اولاد اس کی شان کے لائق ہے۔

شرک سے نظام عالم کے درہم برہم ہونے کا ڈر ہے: (۹۰) ان بے ایمان مشرکوں سے یہ بات سن کر کچھ بعید نہیں کہ اللہ کی عظمت و جلال سے آسمان و زمین پھٹ جائیں۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں کیونکہ سب اللہ کی مخلوق ہیں۔ اس کی توحید پر قائم ہیں۔ اور سب کو یقین ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں۔ نہ اس کا کوئی ساجھی ہے نہ شریک ہے نہ اولاد ہے نہ بیوی ہے اور نہ کوئی ہمسر ہے۔ بلکہ وہ تو ایک ہے اور سب سے بے نیاز ہے۔

شرک کی نحوست سے درختوں میں کانٹے پیدا ہو گئے: (۹۱) جب اللہ نے زمین پیدا کی اور اس پر درخت بنائے تو کوئی ایسا درخت نہ تھا جس سے انسان فائدہ نہ اٹھا سکے۔ متواتر ان کے پھلوں اور پھولوں سے لوگ فائدہ اٹھاتے رہتے پھر جب فاجر انسانوں نے شرک کا یہ بول بولا کہ اللہ صاحب اولاد ہے تو زمین تھرا اٹھی اور درختوں میں کانٹے پیدا ہو گئے۔ (ابن ابی حاتم) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص تکلیف دہ باتیں سن کر اللہ سے زیادہ صبر نہیں کرتا۔ اس کے ساتھ شرک کیا جاتا ہے اور اس کے اولاد بتائی جاتی ہے۔ مگر وہ لوگوں کو عافیت سے رکھتا ہے۔ ان کی تکلیفیں دور فرماتا ہے اور انہیں رزق دیتا ہے۔ (تا)

(۹۲) اللہ کی عظمت و کبریائی اور جلال و جبروت کے یہ لائق نہیں کہ اس کے اولاد ہو۔ کیونکہ ساری مخلوق میں اس کے برابر کا کوئی نہیں۔ کیونکہ ساری مخلوق اس کی غلامی کے دائرے میں بند ہے۔

(۹۳) جیسا کہ فرمایا آسمان و زمین کا ہر باشندہ مہربان اللہ کے سامنے غلامانہ حیثیت میں آئے گا۔

(۹۴) اللہ نے سب کو اپنے علم میں گھیر رکھا ہے۔ اور پیدا ہونے کے دن سے لے کر قیامت تک ایک ایک مرد و عورت کو اور چھوٹے بڑے کو گن رکھا ہے

(۹۵) قیامت کے دن سب اس کے سامنے تنہا تنہا آئیں گے۔ بجز اللہ وحدہ لاشریک کے۔ نہ کوئی کسی کا حمایتی ہوگا۔ نہ کوئی کسی کا پناہ دینے والا۔ وہی اپنی مرضی کے مطابق مخلوق کا فیصلہ فرمائے گا۔ وہ انصاف پسند ہے۔ کسی پر ذرا سا بھی ظلم نہیں کرتا۔ بدیوں کی سزا برابر برابر دیتا ہے۔ اور نیکیوں کی جزا بڑھا چڑھا کر۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا
یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِیْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا
قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾ ع

''واقعی جو ایمان والے اور نیک عمل کرنے والے ہیں' ان کے لئے مہربان اللہ محبت فرما دے گا' ہم نے آپ کی زبان میں یہ قرآن آسان کر دیا ہے تا کہ آپ اس سے پرہیزگاروں کو بشارت سنائیں اور اکھڑ لوگوں کو ڈرائیں' ہم نے ان سے پہلے بہت سی قومیں تباہ کر دیں' کیا آپ ان میں سے کسی ایک کی بھی آہٹ محسوس کرتے ہیں یا کسی کی بھنک سنتے ہیں''۔

نیکوں کی لوگوں کے دلوں میں محبت ہوتی ہے: (۹۶) اللہ مومنوں کی جو نیک عملوں میں مصروف رہتے ہیں اپنے نیک بندوں کے دلوں میں محبت پیدا کر دیتا ہے۔ اعمال صالحہ وہ ہیں جو شریعت محمدیہ کے مطابق خلوص سے بجا لائے جائیں۔ نیکوں کے دلوں میں نیکوں کی محبت کا پیدا ہونا یقینی ہے۔ اس بارے میں مختلف سندوں سے صحیح حدیثیں بھی آئی ہیں۔ فرمایا (۱) جب اللہ کو کسی بندے سے محبت ہوتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے کہ مجھے فلاں بندے سے محبت ہے۔ تم بھی اس سے محبت رکھو۔ پھر جبرئیل علیہ السلام کو بھی اس سے محبت ہوتی ہے اور آپ آسمان میں اعلان کر دیتے ہیں کہ اللہ کو فلاں سے محبت ہے۔ اے آسمان کے فرشتو! تم بھی اس سے محبت رکھو۔ پھر فرشتے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر وہ دنیا والوں کے دلوں میں بھی ہر دلعزیز ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بغض و عداوت کا حال سمجھو۔ (قا)

اللہ کی محبت کی یہ نشانی ہے کہ کوئی مسلمانوں کے دلوں میں ہر دلعزیز ہو جائے اسے پاکیزہ اور حلال روزی نصیب ہو اور زبان سے سچی بات ہی نکلے۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

قرآن عربی میں اترا جو فصیح و جامع زبان ہے: (۹۷) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کی عربی زبان میں جو فصیح و جامع زبان ہے یہ قرآن اتارا تا کہ آپ اس کے ماننے والوں کو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والوں کو جنت اور اللہ کی رضا کی بشارت سنائیں' اور اس سے ٹیڑھے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں جو حق سے ہٹ کر باطل کی طرف جھکے ہوئے ہیں سیدھے نہیں ہیں'

سخت جھگڑالو ہیں' اکھڑ ہیں' جھوٹے ہیں' دل کے کان بہرے کئے ہوئے ہیں اور بدکار و ظالم ہیں' کہتے ہیں کہ اس سے قریشی مراد ہیں۔

(۹۸) ان سے پہلے کی جن قوموں نے اللہ کی آیتوں کو نہ مانا اور اس کے رسولوں کو جھٹلایا ہم نے انہیں ہلاک کر دیا' آج وہ بے نام و نشان ہیں نہ ان میں سے کوئی شخص باقی ہے اور نہ کانوں میں کسی کی آواز کی بھنک آتی ہے' ایسے مٹے کہ آج زبانوں پر ان کے افسانے ہی افسانے رہ گئے' الحمدللہ سورۂ مریم ختم ہوئی۔

سورۃ طٰہٰ

یہ بیسویں سورہ ہے بترتیب مصحف اور پینتالیسویں ہے بترتیب نزول اور یہ مکی سورہ ہے اس میں ۱۳۵ آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
طٰهٰ ۞ ① مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ② اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ③
تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ④ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ
اسْتَوٰى ⑤ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ⑥
وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ⑦ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ⑧

''میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے

طٰہٰ (کے معنی تو اللہ ہی جانتا ہے) ہم نے آپ پر اس لئے قرآن نہیں اتارا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں' بلکہ اللہ سے ڈرنے والوں کی نصیحت کے لئے (اتارا) یہ اس کی طرف سے اتارا گیا ہے' جس نے زمین اور بلند آسمان پیدا کئے جو رحمان ہے اور مستوی عرش ہے' جس کے قبضے میں آسمانوں کی' زمین کی ان دونوں کے درمیان کی اور زمین کے نیچے کی ہر ایک چیز ہے' اگر آپ زور سے کوئی بات کہیں تو' وہ تو پوشیدہ بات کو اور ہر چھپی سے چھپی بات کو بھی جانتا ہے وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اسی کے پیارے پیارے نام ہیں''۔

---

(۱) طٰہٰ : یہ حروف مقطعات ہیں ان کا معنی اللہ ہی جانتا ہے۔

تعمیل احکام قرآنیہ پر مشرکوں کا اعتراض: (۲،۳) جب رحمت عالم ﷺ پر قرآن اترا اور اس کے احکام پر آپ اور صحابہ کرام عمل کرنے لگے تو قریشی مشرکوں نے کہا کہ قرآن تو ان لوگوں کے لئے اچھی خاصی مصیبت بن گیا اور یہ بڑی تکلیف میں پڑ گئے' اس پر اللہ نے یہ آیت اتاری کہ ہم نے تم پر قرآن تمہیں مشقت میں ڈالنے کے لئے نہیں اتارا بلکہ یہ حصول سعادت کا ذریعہ ہے اور نیکوں کے لئے عبرت و نصیحت کا خزانہ ہے' اس میں اللہ کا عطا کیا ہوا علم ہے اور جس کو اللہ نے اپنا یہ علم عطا فرما دیا اسے سب کچھ

دے دیا فرمایا اللہ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا فرماتا ہے (ق) طبرانی کی یہ حدیث کس قدر پیاری ہے کہ اللہ جب قیامت کے دن عدالت کی کرسی پر اپنے بندوں کے فیصلے کے لئے قائم ہوگا تو علماء سے فرمائے گا کہ میں نے تمہارے دلوں میں اپنا علم اور اپنی حکمت اسی وجہ سے اتاری تھی کہ میں تم کو بخشنا چاہتا تھا خواہ تمہارا عمل کچھ ہی ہو مجھے پرواہ نہیں (اس کی سند عمدہ ہے)۔

نماز دل پر جبر کر کے نہ پڑھو: لوگ نماز کی خاطر سینوں میں رسیاں باندھ لیا کرتے تھے تاکہ اگر نیند آئے تو بیدار رہ سکیں' اس آیت نے بتایا کہ ایسا نہ کرو اور نوافل جب دل چاہے پڑھ لو' نماز دل پر جبر کر کے نہ پڑھو' فرمایا فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ الخ (مزمل ۷۳/۲۰) قرآن جتنا آسانی سے پڑھ سکو پڑھو۔ پھر فرمایا قرآن شقاوت کے لئے نہیں بلکہ سعادت و رحمت کے لئے اتارا گیا ہے اور یہ جنت کو لے جانے والا نور ہے۔

قرآن اللہ کے پاس سے آیا ہے: (۴) اے پیارے نبی یہ جو قرآن آپ کے پاس آیا ہے یہ آپ کے اور تمام کائنات کے مربی' مالک اور قادر مطلق کے پاس سے آیا ہے' جس نے کثیف و پست زمین بنائی اور لطیف و بلند آسمان' ہر آسمان تک پانچ سو برس کی مسافت ہے' اور ہر آسمان کی گہرائی بھی پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ (ت)

استواء کی تفسیر: (۵) اس مقام پر صحیح مسلک سلف کا ہے کہ جو کچھ قرآن وحدیث سے ثابت ہے اس پر ایمان لے آؤ اور کیفیت نہ پوچھو' الفاظ میں ردوبدل بھی نہ کرو' اللہ کو کسی کے مشابہ اور مثل بھی نہ سمجھو' اور نہ اسے ان صفتوں سے معطل کرو جو قطعی دلائل سے ثابت ہوں۔

تمام کائنات کا اللہ ہی خالق و مالک و مربی ہے: (۶) یعنی تمام کائنات پر اللہ کا قبضہ ہے دنیا اس کے تصرف میں ہے اس کی مشیت وارادے کے دائرے میں ہے اس کی ملکیت ہے اور اس کے حکم کے ماتحت ہے۔ وہی اس کا خالق و مالک اور معبود ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور نہ کوئی سزاوار ربوبیت ہے۔ (''ثری'' سے ساتوں زمینوں کے نیچے کا حصہ مراد ہے)۔

اللہ ہی عالم الغیب ہے اور سر و اخفیٰ کی تفسیر: (۷) یعنی یہ قرآن اس نے اتارا جو خالق کائنات ہونے کے ساتھ ساتھ عالم الغیب بھی ہے اور ہر بھید اور پوشیدہ سے پوشیدہ چیز خوب جانتا ہے فرمایا: قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ الخ (فرقان ۲۵/۶) آپ جواب دے دیں کہ یہ قرآن اس نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کے بھید جانتا ہے واقعی وہ بڑا ہی بخشنے والا اور مہربان ہے۔ راز وہ ہے جسے انسان چھپائے اور وہ جو اس سے چھپا لیا جائے جس کو وہ مستقبل میں کرنے والا ہو اور اس کی اسے خبر بھی نہ ہو وہ اخفی ہے اس کو اللہ خوب جانتا ہے۔ لہٰذا اس کے علم میں ماضی اور مستقبل حال کی طرح ہیں اور سب برابر ہیں' اس کے نزدیک تمام مخلوق ایک شخص کی طرح ہے فرمایا مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ الخ (لقمان ۳۱/۱۸) تمہارا پیدا کرنا اور تمہارا پھر جلانا ایک ہی شخص کی طرح ہے' چھپائی ہوئی بات بھید ہے اور جو تصور ہی میں نہ آئے وہ اخفی ہے' تم کو اپنی آج کی چھپائی ہوئی باتیں معلوم ہیں لیکن کل کیا چھپاؤ گے اس کے متعلق کچھ نہیں جانتے مگر اللہ کو سب معلوم ہے۔

سچا معبود اللہ ہی ہے: (۸) جس نے آپ پر قرآن اتارا وہ ایسا معبود ہے جس کے علاوہ کوئی بھی لائق عبادت نہیں اس کے پیارے پیارے نام اور اونچی اونچی صفتیں ہیں' اسمائے حسنیٰ کے سلسلے میں بحمدہ سورۂ اعراف کے آخر میں حدیثیں گزر چکی ہیں وہاں ملاحظہ کر لی جائیں۔

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝٩ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ
نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝١٠

''کیا آپ کے پاس موسیٰ کا واقعہ بھی آیا ہے جب انہوں نے آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے آگ نظر آ رہی ہے مجھے توقع ہے کہ میں اس سے کوئی انگارا تمہارے پاس لے آؤں یا آگ والے سے راستہ ہی معلوم کر آؤں''۔

موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی ابتداء کا بیان: (۹) یہاں سے موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ شروع ہو رہا ہے کہ آپ پر کس طرح وحی کی ابتداء ہوئی' اور اللہ نے آپ سے کہاں کلام کیا جب موسیٰ نے وہ دس سالہ مدت پوری کر لی جوان کے خسر نے ان سے ٹھہرائی تھی تو آپ اپنے گھر والوں کو لے کر مصر کی طرف چلے' مصر چھوڑے ہوئے دس سال سے زیادہ ہو گئے تھے اور آپ کے ساتھ آپ کی اہلیہ شعیبؑ کی صاحبزادی بھی تھیں' حسن اتفاق سے راستہ بھول گئے' جاڑے کا موسم تھا' رات ہو گئی آخر کار آپ پہاڑ کی کسی گھاٹی میں ٹھہر گئے' ایک تو جاڑے کا موسم' دوسرے رات کا وقت' تیسرے آسمان پر ابر چھا گیا اور گھپ اندھیرا ہو گیا' اب آپ نے اپنے پاس والے چقماق سے آگ سلگانی چاہی جیسا کہ آپ کی عادت تھی لیکن افسوس ایسے نازک وقت پر آگ نہ سلگ سکی' چقماق سے کوئی چنگاری بھی نہ جھڑی۔

(۱۰) آپ آگ سلگانے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں آپ کو دور سے شعلے والی آگ دکھائی دی' یعنی جس پہاڑ کی گھاٹی میں آپ ٹھہرے ہوئے تھے اسی پہاڑ پر آپ کے سیدھی جانب آپ سے دور آگ سی جلتی نظر آئی' آپ نے اپنی بیوی کو آگ کی بشارت سنائی اور فرمایا کہ میں وہاں جاتا ہوں آگ بھی لیتا آؤں گا اور راستہ بھی معلوم کرتا آؤں گا تاکہ تم تاپ سکو' معلوم ہوا کہ کافی ٹھنڈک تھی' ''قبس'' یعنی جلتا ہوا انگارا اس سے معلوم ہوا کہ کافی اندھیرا تھا اور یہ جو فرمایا کہ راستہ بھی معلوم کرتا آؤں گا' اس سے معلوم ہوا کہ آپ راستہ بھول گئے تھے' غرضیکہ جاڑے کا موسم تھا رات ہو گئی تھی' راہ بھولے ہوئے تھے' آگ دیکھ کر خیال ہوا کہ اس آگ والے سے آگ بھی لیتا آؤں گا' اور راستہ بھی پوچھتا آؤں گا' اور اگر وہاں کوئی آدمی نہ ہو گا تو کم از کم آگ تو تاپنے کے لئے لے ہی آؤں گا۔

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝١١ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ
الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝١٢ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝١٣ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝١٤ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ
اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ۝١٥ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ
بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ۝١٦

''پھر جب آپ اس کے پاس آئے تو آواز آئی موسیٰ! میں تمہارا پروردگار ہوں' اپنے جوتے اتار دو کیونکہ تم ایک مقدس وادی طویٰ

میں ہو اور میں نے تم کو چن لیا ہے لہٰذا جو وحی ہوگی اسے غور سے سن لو یقین مانو میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں' لہٰذا میری ہی عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز پابندی سے پڑھتے رہو' یقین مانو قیامت آنے والی ہے' جس کو میں چھپا ہوا ہی رہنے دینا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو اس کی کوششوں کا بدلہ دیا جائے' خبردار تم کو اس پر یقین کر لینے سے کوئی ایسا شخص آڑے نہ آ جائے جس کا اس پر ایمان نہ ہو اور خواہش پرست ہو' ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے''۔

درخت کی طرف سے آواز آئی موسیٰ میں تمہارا رب ہوں: (۱۱' ۱۲) جب موسیٰ آگ کے پاس پہنچے تو آپ کا نام لے کر آپ کو آواز دی گئی فرمایا فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الخ (قصص ۲۸/ ۲۰) اس مبارک جگہ کے اس میدان کے داہنی طرف سے ایک درخت کی طرف سے آواز آئی یعنی اے موسیٰ بلاشبہ میں اللہ رب العالمین ہوں یعنی تم سے جو کلام کر رہا ہے وہ تمہارا پروردگار عالم ہے جو سچا معبود ہے۔

جوتے اتارنے کا حکم: پھر فرمایا کہ جوتے اتار کر آؤ اس مبارک جگہ کی عظمت کے خیال سے جوتے اتار دینے کا حکم ہوا' جیسے انسان کعبۂ اقدس میں جاتے وقت اس کی عظمت کے خیال سے جوتے اتار ڈالتا ہے' یا حکم ہوا کہ آپ اس سرزمین قدس میں ننگے پاؤں ہی چلیں' اس وادی مقدس کا نام طویٰ تھا' فرمایا اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الخ (نازعات ۷۹/ ۱۶) جب کہ انہیں ان کے رب نے وادی مقدس طویٰ میں آواز دی۔

بشارت رسالت: (۱۳) یعنی میں نے آپ کو رسالت کے لئے چن لیا ہے فرمایا قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ علی الخ (اعراف ۷/ ۱۴۴) بلاشبہ میں نے لوگوں میں سے آپ کو اپنے پیغاموں اور کلام کے لئے چن لیا ہے' یعنی آپ کے ہم عصروں میں سے آپ کو پیغمبری کے لئے چن لیا گیا ہے' کہتے ہیں کہ آپ سے اللہ نے پوچھا جانتے ہو میں نے تم کو کلام کے لئے کیوں منتخب کیا ہے' بولے نہیں فرمایا اس لئے کہ میں نے تم جیسی عاجزی کسی اور میں نہیں دیکھی' لہٰذا اب تم میری باتوں کو اور آنے والی وحی کو غور سے سنو۔

توحید کا حکم: (۱۴) میں ہی اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں' انسان کا سب سے پہلا یہی فرض ہے کہ وہ دل سے یقین کر لے کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ تنہا ہے اور اس کا کوئی شریک کار نہیں پھر فرمایا کہ میری ہی عبادت کرو یعنی میری توحید پر قائم ہو جاؤ اور صرف میری ہی عبادت کرو اس میں کسی اور کو شریک نہ کرو اور مجھے یاد رکھنے کے لئے نماز قائم رکھو یا بھولی ہوئی نماز جب یاد آ جائے پڑھ لو' چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا (۱) جب کوئی نماز پڑھے بغیر سو جائے یا اسے بھول جائے تو جب یاد آ جائے پڑھ لے کیونکہ اللہ نے فرمایا وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ (ل)۔ (۲) جو نماز پڑھے بغیر سو جائے یا بھول جائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب نماز یاد آ جائے پڑھ لے بس یہی کفارہ ہے اور کچھ نہیں (ق)۔

قیامت یقیناً آئے گی: (۱۵) یعنی قیامت لامحالہ آ کر رہے گی اس کے آنے میں کوئی شک ہی نہیں میں اس کے آنے کی صحیح تاریخ چھپائے ہوئے ہوں اور اپنا یہ راز کسی پر ظاہر کرنا نہیں چاہتا' آسمان و زمین کے ہر شخص سے قیامت کا علم پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

قیامت آنے کی وجہ: پھر فرمایا کہ قیامت اس لئے آ کر رہے گی کہ ہر شخص کو اس کی کوششوں کا بدلہ دے دیا جائے اور ہر کام کرنے والا اپنے کاموں کی سزا یا جزا بھگت لے فرمایا فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (زلزال ۹۹/ ۸) جو ذرہ بھر نیکی کرے گا اسے دیکھ

لے گا اور جو ذرہ بھر برائی کرے گا وہ بھی اسے دیکھ لے گا (۲) اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ الخ (طور۵۲/۱۶) تمہیں تمہارے عملوں ہی کا بدلہ دیا جا رہا ہے۔

خبردار باغیوں کی راہ پر نہ چلو: (۱۶) نبی کے واسطے سے امت سے خطاب ہے یعنی تم ان لوگوں کی راہ نہ چلو جو قیامت کو نہیں مانتے اسے جھٹلاتے ہیں دنیوی لذتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں اللہ کے باغی ہیں اور خواہش پرست ہیں پھر جو ان کے ہم نوا اور ہم عقیدہ ہو گیا وہ ہلاک ہو گیا اور آخرت بری طرح برباد کر بیٹھا (تَرَدّٰی یعنی تم ہلاک ہو جاؤ گے) فرمایا وَمَا يُغْنِىْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰی الخ (لیل ۹۲: ۱۱) جب وہ ہلاک ہونے لگے گا تو اس کا مال اس کے کچھ کام نہیں آئے گا۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾ قَالَ هِىَ عَصَاىَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِىْ وَلِىَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِىَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾

''موسیٰ! یہ تمہارے سیدھے ہاتھ میں کیا ہے؟ بولے یہ میری لاٹھی ہے' میں اس پر ٹیک بھی لگا لیتا ہوں اور بکریوں کے لئے پتے بھی جھاڑ لیتا ہوں' اور مجھے اس سے اور بھی فائدے ہیں فرمایا موسیٰ اسے زمین پر ڈال دو' چنانچہ آپ نے اسے زمین پر ڈال دیا' ڈالتے ہی وہ سانپ بن کر دوڑنے لگا فرمایا اسے پکڑ لو اور ڈرو نہیں' ہم اسے پہلی حالت پر لوٹا دیں گے''۔

موسیٰ سے معجزے کا ظہور: (۱۷) یہ جملہ موسیٰ کو مانوس کرنے کے لئے لایا گیا اور استفہام تقریری ہے تاکہ آپ سانپ دیکھ کر گھبرا نہ جائیں یعنی کیا تمہارے ہاتھ میں تمہاری لاٹھی نہیں ہے؟ جسے تم جانتے بوجھتے ہو اب تم دیکھو گے ہم اس کو کیا بناتے ہیں۔ یا آنے والے جملے کی تمہید ہے موسیٰ کی صداقت پر یہ ایک زبردست دلیل اور کمال حیرت انگیز معجزہ ہے ایسے کمالوں پر حق تعالیٰ کے سوا کوئی قادر نہیں' اس قسم کے کمالات پیغمبروں ہی سے سرزد ہوا کرتے ہیں۔

عصا کے فوائد: (۱۸) یعنی چلتے چلتے اس پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو جاتا ہوں اور بکریوں کے چرنے کے لئے درختوں سے پتے بھی جھاڑ لیتا ہوں (اگر ٹہنی میں آنکڑا ڈال کر اسے اس طرح ہلایا جائے کہ اس سے پتے اور پھل جھڑ جائیں مگر شاخ نہ ٹوٹنے پائے تو اس مفہوم کو ھش سے تعبیر کیا جاتا ہے) پھر فرمایا کہ اس میں میرے لئے اور بھی فوائد ہیں' حق تعالیٰ نے یہ فوائد ظاہر نہیں فرمائے۔

لاٹھی زمین پر ڈالنے کا حکم: (۱۹) حکم ہوا کہ تمہارے ہاتھ میں جو لاٹھی ہے اسے زمین پر ڈال دو۔

عصا کا اژدھا بن جانا اور آپ کا ڈرنا: (۲۰، ۲۱) آپ نے زمین پر ڈال دی پھر ڈالتے ہی سانپ بن کر دوڑنے لگی فرمایا فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ الخ (نمل ۲۷/۱۰) پھر جب آپ نے دیکھا کہ سانپ بن کر دوڑنے لگی تو پیٹھ پھیر کر بھاگے (عربی میں ''جان'' سب سے زیادہ تیز رفتار سانپ کو کہا جاتا ہے مگر ہوتا ہے چھوٹا لاٹھی بہت بڑی تھی اور سانپ سے زیادہ تیز رفتار تھی) فرمایا اسے پکڑ لو ڈرو نہیں۔ موسیٰ نے اسے پکڑ لیا' پکڑتے ہی وہی قدیمی لاٹھی تھی' اور آپ کا ہاتھ اسی جگہ تھا جس جگہ سے لاٹھی کو پکڑا کرتے تھے' جب اس کی دو شاخوں پر ٹیک لگایا کرتے تھے۔

وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿٢٢﴾
لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿٢٣﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٢٤﴾ قَالَ
رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ
لِّسَانِيْ ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿٢٨﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿٢٩﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿٣٠﴾
اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿٣١﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٣٢﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿٣٣﴾
وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿٣٤﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿٣٥﴾

''اپنا ہاتھ بغل میں لے جاؤ وہ بلا کسی عیب کے چمکتا ہوا سفید نکلے گا یہ دوسرا معجزہ ہے تا کہ ہم تم کو اپنی کچھ بڑی بڑی نشانیاں دکھا دیں' فرعون کے پاس جاؤ وہ بڑا سرکش ہو گیا ہے' دعا کی اے رب میرا سینہ کھول دے اور مجھ پر میرا کام آسان فرما دے' اور میری زبان کی گرہ کھول دے تا کہ وہ میری بات سمجھ لیں اور میرے گھر والوں میں سے میرا ایک وزیر مقرر فرما یعنی ہارونؑ کو جو میرے بھائی ہیں ان سے میری ڈھارس بندھا اور انہیں میرے کام میں شریک فرما تا کہ ہم دونوں خوب خوب تیری پاکی بیان کریں' اور کثرت سے تیرا ذکر کریں یقیناً تو ہمیں خوب دیکھنے والا ہے''۔

دوسرا معجزہ ید بیضا ملا: (۲۲) یہ موسیٰ علیہ السلام کو دوسرا بڑا معجزہ ملا اللہ نے آپ کو حکم فرمایا کہ اپنے گریبان میں (جس کی صراحت دوسری آیت میں ہے) ہاتھ ڈال کر نکال لو جس کی تعبیر یہاں اور ایک دوسری آیت میں جناح سے کی ہے۔

(۲۳) یہ دو بڑے بڑے معجزے آپ کو ملے تو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا قریب آؤ آپ آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ اس درخت کے تنے سے پشت لگا کر بیٹھ گئے جب دل قابو میں آیا اور کپکپاہٹ دور ہوئی تو آپ نے عصا ہاتھ میں لے کر سر جھکا لیا۔

موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ کا حکم: (۲۴) یعنی فرعون شاہ مصر کے پاس جاؤ جہاں سے تم بھاگ کر آئے ہو اور اسے توحید کی دعوت دو کہ اللہ ایک ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور اسے ہدایت کرو کہ اسرائیلیوں سے حسن سلوک سے پیش آئے اور انہیں تکلیفیں نہ پہنچائے وہ بڑا سرکش ہو گیا ہے اور اللہ کا باغی ہے بس دنیوی زندگی ہی کو جانتا ہے اور اپنے بلند و برتر رب کو بھول گیا ہے۔ میرا پیغام لے کر سلامتی سے جاؤ تم میری نظروں کے سامنے ہو' تمہارے ساتھ میرا ہاتھ اور میری نگاہ ہے میں نے تم کو غلبہ کی ڈھال دے دی ہے تا کہ تم اس سے لڑنے کے لئے میرے دین کی حمایت کے لئے اپنی طاقت مکمل کر لو' تم لشکروں میں سے ایک عظیم لشکر ہو میں نے تم کو اپنی کمزور مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے یہ جو میری نعمتوں پر اترا رہے ہیں اور میری تدبیر سے بے خوف ہیں' انہیں دنیا نے دھوکہ دے کر مجھ سے جدا کر رکھا ہے اور یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ فرعون میرے حق کا منکر ہے اور میری ربوبیت کو نہیں مانتا اور کہتا ہے کہ میں اللہ کو نہیں جانتا مجھے اپنی عزت کی قسم اگر میرے اور مخلوق کے درمیان ایک مقررہ مدت نہ ہوتی جو میں نے مقرر کر دی ہے تو میں

اس کی ایک ایسے سخت گیر کی طرح گرفت کرتا جس کے غصہ سے آسمان، زمین، پہاڑ اور دریا سب ہی کو غصہ آ جاتا ہے اگر میں آسمان کو اشارہ کروں تو وہ اس پر ٹوٹ پڑے، اگر زمین سے کہوں تو اسے نگل جائے اگر پہاڑ کو حکم کروں تو اسے کچل ڈالے اور اگر دریا کو پکڑنے کو کہوں تو اسے ڈبو دے مگر وہ کچھ نہیں، اور میری نگاہ سے گرا ہوا ہے میرے تحمل کی وسعت میں ہے اور میں اپنے عالی شان مرتبے کی وجہ سے اس سے بے نیاز ہوں میں ہی غنی ہوں میرے سوا کوئی اور غنی نہیں تم جا کر اسے میرا پیغام پہنچاؤ اور اسے میری عبادت و توحید اور اخلاص کی دعوت دو، میرے واقعات یاد دلاؤ، میری پکڑ سے ڈراؤ اور اسے بتا دو کہ میرا غصہ کوئی چیز نہیں سنبھال سکتی اور اسے نرمی سے اور محبت و پیار سے سمجھاؤ تا کہ وہ نصیحت مان لے یا ڈر جائے اسے بتا دو کہ میں بہ نسبت غضب وقہر کے معافی اور بخشش کی طرف تیز تر جاتا ہوں اس کا دنیوی لباس اور ٹھاٹ باٹ دیکھ کر مرعوب نہ ہو جانا، اس کی پیشانی کے بال میرے ہاتھ میں ہیں، اس کا بولنا، دیکھنا اور سانس لینا میرے حکم سے ہے اس سے کہو کہ رب کی دعوت قبول کر لے وہ وسیع معافی والا ہے، اس نے تجھے چار سو سال مہلت دی تو اس طویل عرصے میں اس سے جنگ کرنے کو اس کے مقابلے پر آتا رہا، اسے برا کہتا رہا، اس کی شان میں گستاخی کرتا رہا، اور اس کے بندوں کو اس کی راہ سے روکتا رہا تا ہم وہ برابر بارش برساتا رہا اور زمین سے پھل پھول اگاتا رہا نہ تو بیمار پڑا نہ بوڑھا ہوا نہ محتاج ہوا اور نہ کسی کا مطیع ہوا اگر اللہ تجھ سے خود ہی انتقام لینا چاہتا تو کبھی کا لے چکا ہوتا مگر وہ تو تاخیر و تحمل والا ہے تم اور تمہارے بھائی اس سے ثواب حاصل کرنے کی غرض سے جہاد کریں کیونکہ اگر میں چاہوں تو اس کے مقابلے کے لئے ایک ایسی فوج کھڑی کر دوں جس کے مقابلہ کی وہ تاب نہ لا سکے۔ اب اس کمزور بندے کو جس کو اپنے اوپر اور اپنے لشکر پر بڑا گھمنڈ ہے معلوم ہو جانا چاہئے کہ تھوڑی سی جماعت میرے حکم سے ایک بڑی جماعت پر غالب آ جاتی ہے تم اس کا جاہ و جلال کر وفر اور ساز و سامان دیکھ کر دنگ نہ ہو جانا اور اس کی طمطراق کی طرف نگاہ نہ دوڑانا کیونکہ یہ تو صرف دنیوی رونق ہے اور خوش حال طبقے کی زینت ہے اگر میں تم کو دنیوی زینت سے آراستہ کرنا چاہوں تو فرعون بھی اسے دیکھ کر دنگ رہ جائے۔ اور سمجھ جائے کہ وہ بھی تم دونوں جیسی زیب و زینت سے عاجز ہے تو میں ایسا کر سکتا ہوں لیکن میں تم کو اس سے نفرت دلاتا ہوں اور اس سے تم کو جدا ہی رکھنا چاہتا ہوں، میں ایک زمانے سے اپنے دوستوں کے ساتھ ایسا ہی کرتا چلا آیا ہوں میں انہیں دنیوی نعمتوں اور زینتوں سے اس طرح ہٹاتا ہوں جیسے ایک مہربان چرواہا اپنے جانوروں کو دھوکہ والی چراگاہ سے ہٹا دیتا ہے یہ اس لئے نہیں کہ وہ میری نگاہ میں حقیر ہیں بلکہ محض اس لئے کہ وہ میرے عزت کے گھر میں اپنا پورا پورا حصہ لے سکیں جسے دنیا نے مجروح نہ کیا ہو، میرے بندوں کے لئے دنیا کی بے رغبتی سے زیادہ کوئی زینت نہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کی دعا: (۲۵ تا ۲۸) موسیٰ علیہ السلام عزت و جلال والے رب سے دعا کرتے ہیں کہ اے رب رسالت کے سلسلے میں میرا سینہ کھول دے کیونکہ رسالت کا کام بہت بڑی ذمے داری کا کام ہے اور بڑی کٹھن منزل ہے جس کے بجا لانے کا مجھے حکم ہے اور میں موجودہ دور کے سب سے بڑے بادشاہ کی طرف بھیجا جا رہا ہوں جو سب سے زیادہ سخت گیر، سخت مزاج اور کفر و شرک میں اکھڑ ہے، جس کے پاس سب سے زیادہ لشکر جرار ہے، جس کی بادشاہت آباد و خوش حال ہے اور جو سب سے زیادہ سرکش ہے جس کی سرکشی کا یہ عالم ہے کہ اس کا دعویٰ ہے کہ میں اللہ کو جانتا ہی نہیں کہ وہ کون ہے، رعایا سے کہتا ہے کہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی اور اللہ ہے ہی نہیں، علاوہ ازیں موسیٰ علیہ السلام کی کم سنی کا زمانہ اس کے شاہی محل میں گزرا اور اسی کی سرپرستی میں بیتا، پھر موسیٰ علیہ السلام نے اس کی قوم کا غلطی سے ایک شخص مار ڈالا اور آپ کو ڈر ہوا کہیں قصاص میں مجھے قتل نہ کر ڈالے اس لئے وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے،

اور دس بارہ سال اس سے جدا رہے' ادھر تو یہ تمام باتیں اور ادھر اللہ کا حکم ہے کہ اس کے پاس جاؤ اور اسے توحید کی دعوت دو' بڑا سخت مرحلہ ہے اس لئے دعا مانگی کہ اے رب میرا سینہ کھول دے اور میرے لئے یہ کٹھن منزل آسان فرما دے یعنی جب تک تو میری مدد نہ فرمائے گا اور میرا پشت پناہ نہ بنے گا میں کچھ بھی نہ کرسکوں گا میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ میری بات اچھی طرح سے سمجھنے لگیں' بچپن میں آپ کے سامنے آزمانے کے لئے فرعون نے کھجوریں اور انگارے رکھ دیئے تھے' آپ نے ایک انگارا اٹھا کر منہ میں رکھ لیا تھا جس سے آپ کی زبان جل گئی تھی اور اس میں لکنت پیدا ہو گئی تھی جیسا کہ اس کا بیان ان شاءاللہ آ رہا ہے' اسی گرہ کے کھولے جانے کی دعا مانگی' پھر دعا بھی یہ نہیں ہے کہ بالکل ہی زبان صاف ہو جائے بلکہ اس قدر کہ لوگ بات سمجھنے لگیں اگر آپ بالکل ہی زبان کے صاف ہو جانے کی دعا مانگتے تو وہ بھی قبول ہو جاتی لیکن نبیوں کا سوال بقدر ضرورت ہوا کرتا ہے اسی وجہ سے زبان میں کچھ لکنت باقی رہ گئی تھی فرمایا اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ الخ (زخرف ۴۳/۵۲) بلکہ میں اس شخص سے بہتر ہوں جو حقیر ہے اور صاف بول بھی نہیں سکتا بہرحال آپ نے ایک گرہ کھل جانے کی دعا مانگی اگر اس سے زیادہ دعا مانگتے تو وہ بھی قبول ہو جاتی۔

(۲۹، ۳۰) یہ بھی کلیم اللہ کا ایک خارجی سوال ہے کہ میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر و مشیر بنا دیا جائے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں جس وقت موسیٰ علیہ السلام کو نبی بنایا گیا اسی وقت ہارونؑ کو بھی نبی بنا دیا گیا تھا (توریٰ) ایک دفعہ عائشہ رضی اللہ عنہا عمرے کی غرض سے مکہ کو روانہ ہوئیں' آپ کہیں دیہاتیوں میں ٹھہر گئیں' سنا کہ ایک شخص لوگوں سے پوچھ رہا ہے کہ دنیا میں کونسا بھائی اپنے بھائی کے لئے مفید ترین ثابت ہوا لوگوں نے کہا ہمیں تو معلوم نہیں سائل بولا اللہ کی قسم میں جانتا ہوں میں نے دل میں کہا اس نے قسم میں ان شاءاللہ بھی نہیں کہا' یقیناً اسے جواب معلوم ہوگا بولا موسیٰ علیہ السلام ہیں کیونکہ آپ نے اپنے بھائی کے لئے نبوت کا سوال کیا تھا' جواب سن کر میں نے کہا واقعی اس نے ٹھیک جواب دیا' میں نے کہا اسی وجہ سے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کی تعریف فرمائی۔ فرمایا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا الخ (احزاب ۳۳/۶۹) آپ اللہ کے نزدیک بڑی عزت والے ہیں۔ (۳۱) یعنی انہیں میرا پشت پناہ بنا اور ان سے میری کمر کس دے (''ازر'' پشت کو کہتے ہیں)۔ (۳۲) یعنی انہیں میرے مشورے میں شریک فرما۔

انسان کثرت سے ذکر کرنے والا کب ہوتا ہے: (۳۳، ۳۴) انسان اس وقت تک کثرت سے ذکر کرنے والا نہیں ہوتا' جب تک کہ کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ کا ذکر نہ کرتا رہے۔

اللہ کی نعمتوں کا شکر ہے: (۳۵) یعنی تو نے جو ہم کو نبوت کے لئے انتخاب فرما کر اعزاز نبوت سے نوازا ہے اور ہمیں فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے تو تو ہمارے حال سے خوب واقف ہے تیری ان عظیم نعمتوں کا ہم تہ دل سے شکر ادا کرتے ہیں۔

قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿۳۷﴾
اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿۳۸﴾ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ
فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ۭ وَاَلْقَيْتُ
عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ڬ وَلِتُصْنَعَ عَلٰي عَيْنِيْ ﴿۳۹﴾ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ
اَدُلُّكُمْ عَلٰي مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ڛ

وقف لازم

وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا۟

''موسیٰ تمہاری دعا قبول کر لی گئی بلاشبہ ہم تم پر ایک دفعہ اور بھی احسان کر چکے ہیں' جب ہم نے تمہاری والدہ کے دل میں وہ بات ڈالی جو ڈالی جاتی تھی کہ اسے صندوق میں ڈال کر دریا میں چھوڑ دے پھر یہ دریا اسے کنارے پر لا پھینکے گا اور میرا اور اس کا دشمن اسے اٹھا لے گا اور میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت و مقبولیت ڈال دی تا کہ میری نگاہوں کے آگے تمہاری پرورش ہو جب تمہاری بہن چلتے ہوئے کہتی جا رہی تھی کیا میں تم کو اس کی خبر دوں؟ جو اس کی نگہبانی کرے۔ پھر ہم نے تم کو تمہاری والدہ کے پاس لوٹا دیا تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور اسے ملال نہ ہو اور تم نے ایک خون کر ڈالا تھا پھر ہم نے اس فکر سے بھی تم کو بچا لیا' اور ہم نے تم کو خوب آزما لیا۔

پھر تم چند سال تک مدین والوں میں ٹھہرے' پھر وعدے کے مطابق آ گئے' میں نے تمہیں اپنے لئے پسند کر لیا ہے تم اور تمہارے بھائی دونوں میری نشانیاں لے جاؤ اور خبردار میرے ذکر میں سستی نہ کرنا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ کیونکہ وہ سرکشی پر اتر آیا ہے۔ پھر اس سے نرمی سے بات کرو کہ وہ سمجھ لے یا ڈر جائے''۔

دعاؤں کی قبولیت کی بشارت: (۳۶، ۳۹) ان آیتوں میں موسیٰ علیہ السلام کو بشارت دی جا رہی ہے کہ تمہاری دعائیں قبول ہو گئیں اور حق تعالیٰ آپ کو اپنی سابق نعمتیں یاد دلا رہا ہے کہ تمہاری والدہ کا کیسا نازک معاملہ تھا کہ وہ تم کو دودھ پلاتی تھیں اور فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف سے تمہارے قتل کا انہیں ہر وقت دھڑ کا لگا رہتا تھا کیونکہ تمہاری پیدائش قتل والے سال ہی میں ہوئی تھی' پھر یہ خطرہ اس وقت رفع ہوا جب اللہ نے ان کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تم رنج و ملال نہ کرو بےفکر رہو ہم اس بچے کو تمہارے ہی پاس لے آئیں گے اور اسے ایک بڑا پیغمبر بنائیں گے۔ حق تعالیٰ نے انہیں حکم فرمایا کہ اس بچے کو پیدا ہوتے ہی ایک صندوق میں آرام سے لٹا دو اور اسے دریائے نیل میں ڈال دو آخر کار جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ نے ایسا ہی کیا پھر جب ان کا لال ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا اور صندوق بہتا بہتا دور چلا گیا تو شیطان نے ان کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالے' دل ہی دل میں کہنے لگیں کہ یہ میں نے اپنے بچے کے ساتھ کیا کیا اس سے تو یہی اچھا تھا کہ میرا لال میری آنکھوں کے سامنے ذبح کر ڈالا جاتا تا کہ میں اسے اپنے ہاتھوں سے کفن پہنا کر دفن تو کر دیتی' ہائے اب تو اسے مچھلیاں کھا جائیں گی' آخر کار یہ صندوق بہتا بہتا ملکہ کی لونڈیوں کے گھاٹ کے کنارے جا لگا' انہوں نے دیکھتے ہی اسے نکال لیا اور کھولنا چاہا' بعض نے کہا اس میں ہو نہ ہو مال ہے' اگر ہم اس کو کھول لیں گے تو ملکہ ہمارے بتائے ہوئے مال کو ہرگز بھی نہ مانیں گی' اور کہہ دیں گی تم نے چرا لیا ہے' آخر کار یہ لونڈیاں صندوق کو جوں کا توں ملکہ کے پاس اٹھا کر لے گئیں جب ملکہ نے کھولا تو اس میں ایک خوبصورت موٹا تازہ بچہ دیکھا' اللہ نے ملکہ کے دل میں اس کی بے پناہ محبت پیدا کر دی' ادھر موسیٰ علیہ السلام کی والدہ سب کچھ بھول گئیں' بس انہیں ہر وقت بچے کا تصور رہتا تھا جب ذبح کرنے والوں نے سنا کہ دریا سے ایک بچہ نکالا گیا ہے تو شاہی محل پہنچ گئے کہ اسے لے کر ذبح کر ڈالیں' یہ دوسری آزمائش تھی ملکہ نے کہا ابھی ٹھہرو یہ ایک بچہ اسرائیلیوں کی تعداد میں اضافہ نہیں کر سکتا میں بادشاہ سلامت سے مل کر اس کی جان بخشوا لوں گی' اگر وہ یہ بچہ مجھے دے دیں گے تو خیر ورنہ تم کو اختیار ہے جو چاہو کرنا' ملکہ (بادشاہ کے پاس جا کر) کہنے لگی یہ بچہ تمہاری اور میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے' بادشاہ کہنے لگا تمہاری آنکھ کی ٹھنڈک ہو گا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ ہمارے محبوب پیغمبر ﷺ نے فرمایا اس کی قسم جس

کی قسم کھائی جاتی ہے اگر فرعون بھی انہیں اپنی آنکھ کی ٹھنڈک مان لیتا جیسا ملکہ نے مان لیا تھا تو ملکہ کی طرح اسے بھی اللہ ہدایت عطا فرما دیتا لیکن اس نے تو حرام ہی کر لیا تھا' غرضیکہ بادشاہ نے ملکہ کو ہبہ کر دیا ملکہ نے آس پاس کی دائیاں تلاش کرائیں تاکہ بچہ کو دودھ پلائیں۔ مگر انہیں جو بھی عورت دودھ پلانا چاہتی یہ اس کا سینہ منہ میں لیتے ہی نہ تھے یہ دیکھ کر ملکہ کو ڈر ہوا کہ بچہ بھوکا نہ مر جائے۔

بچہ اپنی ماں کے پاس کس طرح پہنچتا ہے: موسیٰ کی والدہ کو بچے کی جدائی کا بڑا صدمہ تھا انہوں نے اپنی بچی سے کہا کہ جدھر یہ صندوق بہہ کر گیا ہے ادھر جاؤ اور بچے کو ڈھونڈو شاید کسی کی زبان سے معلوم ہو جائے کہ میرا بچہ زندہ بھی ہے کہ نہیں کہیں اسے مچھلیاں نہ کھا گئی ہوں اللہ کے وعدے کو بھول گئیں فرمایا فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ الخ (قصص ۲۸/۱۱) موسیٰ کی بہن تلاش میں جو نکلیں تو آپ نے اجنبی بن کر یا دور سے انہیں دیکھا لوگوں کو خبر تک نہ ہوئی' ایک بھیڑ لگی ہوئی تھی اور اس خوبصورت بچے کو ہر عورت چاہتی تھی مگر آپ کسی کا بھی سینہ منہ میں نہیں لیتے تھے۔

جب اس خوبصورت بچے کے متعلق یہ عزم کر لیا گیا کہ اسے بیٹا بنا لیا جائے گا اور یہ شاہی محل میں رکھ لیا گیا تو اب اس کے لئے دائیاں تلاش کی گئیں مگر اس نے کسی کا سینہ منہ میں نہیں لیا وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ الخ (قصص ۲۸/۱۲) ہم نے اس پر دائیاں پہلے ہی سے حرام کر دی تھیں' اتنے میں اس بچے کی ہمشیرہ آ کر کہنے لگیں اگر تم کہو تو میں تمہیں ایک خاندان فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ الخ (قصص ۲۸/۱۲) کا پتہ بتادوں جو اس بچے کی محبت و پیار سے پرورش کر لیں گے یعنی تنخواہ پر اس بچے کو دودھ پلا دیں گے چنانچہ وہ اپنے اس ننھے منے بھائی کو گود میں اٹھا کر لے گئیں اور شاہی خاندان والے ان کے ساتھ ہو لئے' انہوں نے ان کی والدہ کی گود میں جا کر بچہ دے دیا' انہوں نے سینے سے لگا کر دودھ جو دیا تو بچہ چسر چسر پینے لگا' شاہی خاندان والے بڑے خوش ہوئے اور انہیں تنخواہ پر دودھ پلانے کے لئے رکھ لیا گیا' ان کی والدہ کو ان کی وجہ سے دنیا میں بھی راحت و آرام اور خیر و سعادت پہنچی اور آخرت کی نعمتوں کا تو ٹھکانہ ہی کیا ہے' اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے کہ اس کاریگر کی (جو اپنی کاریگری میں بھلائی کی نیت کرتا ہے) مثال موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرح ہے کہ وہ اپنے لال کو دودھ بھی پلاتی تھیں اور تنخواہ بھی لیتی تھیں جب آپ اپنی والدہ کی گود میں پہنچ گئے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں اور ان کا قلق و ملال جاتا رہا'

جب ملکہ نے بچے کو دائی کی گود میں ہنستا کھیلتا دیکھا تو بولیں کہ تم محل میں رہو میرے بچے کو دودھ پلاؤ مجھے اس بچے سے بے حد محبت ہے' موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے جواب دیا کہ میں اپنا گھر اور اپنے بچے کو نہیں چھوڑ سکتی وہ بے چارے تتر بتر ہو جائیں گے اگر تم چاہو تو میں اس بچے کو بھی اپنے گھر لے جاؤں میں اس کی خیر خواہی میں کوتاہی نہ کروں گی اب انہیں اللہ کا وعدہ یاد آیا اور ملکہ کی بات کسی صورت سے نہ مانی کیونکہ انہیں یقین تھا کہ اللہ کے وعدے کے مطابق بچہ تو میرے ہی پاس رہے گا آخر کار ملکہ بھی راضی ہو گئی اور یہ بچے کو لے کر اپنے گھر آ گئیں' موسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کی نگرانی میں پلنے بڑھنے لگے اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت و نگرانی میں پروان چڑھنے لگے اور اس محلے کے اسرائیلی بھی فرعون کے مظالم سے اس بچے کی وجہ سے محفوظ ہو گئے۔

کم سنی میں موسیٰ علیہ السلام کا شاندار شاہانہ استقبال: جب کچھ دن گزر گئے تو ملکہ نے حکم بھیجا کہ میرا بچہ دکھا جاؤ چنانچہ ایک دن مقرر کیا گیا ملکہ نے امرائے سلطنت اور حکام و معززین شہر کو حکم دیا کہ فلاں دن میرا بچہ مجھے ملنے آ رہا ہے سب تحفے تحائف اور نذرانے لے کر اس کا استقبال کریں تاکہ میں اپنی آنکھوں سے اس کی شان دیکھوں میں ایک شخص کو اسی بات پر مقرر کر رہی ہوں

کہ وہ مجھے تمہاری رپورٹ بھیجے کہ تم نے کیا کیا تحفے دیئے' چنانچہ آپ محل تک بڑی شان وشوکت اور بڑے احترام واکرام کے ساتھ پہنچے ملکہ نے گراں قدر رقم بطور انعام کے دی اور جشن مسرت منایا پھر بادشاہ کے پاس لے گئیں اس خیال سے کہ وہ بھی میرے بیٹے سے خوش ہو کر انعام دیں گے اور بادشاہ کی گود میں جا لگایا۔

موسیٰ نے فرعون کی داڑھی کھینچ لی' فرعون کا انہیں قتل کا ارادہ: معصوم بچے نے فرعون کی داڑھی پکڑ کر کھینچ لی' حاسدوں نے فرعون سے کہا ہو سکتا ہے کہ یہی وہ بچہ ہو جس کا اللہ نے اپنے خلیل سے وعدہ فرمایا تھا اور یہی آپ کے تخت وتاج کا وارث ہو اور آپ پر غالب آ جائے اور آپ کو پچھاڑ دے بہتر یہی ہے کہ اسے قتل کرا دیا جائے یہ سن کر فرعون بھی کھٹک گیا اور اپنے قتل کرنے والے جلادوں کو بلانے کا حکم دے دیا یہ چوتھا فتنہ تھا جو سب سے بڑا اور اہم تھا جب اس کی خبر ملکہ کو پہنچی تو وہ بے تابانہ آ کر عرض کرنے لگیں کہ یہ بچہ تو آپ نے مجھے دے دیا تھا اب کیا بات ہوئی کہ آپ نے یہ اندوہناک ارادہ فرمایا فرعون نے کہا تم کو خبر نہیں اس نے میری ڈاڑھی پکڑ کر کھینچ لی جیسے یہ مجھ پر غالب آنا اور مجھے پچھاڑنا چاہتا ہے' ملکہ بولیں یہ بے چارا بھولا بھالا معصوم ہے' اسے اچھے برے کی تمیز ہی نہیں اگر یقین نہ ہو تو آزما کر دیکھ لیجئے جھوٹ سچ معلوم ہو جائے گا ایک طباق میں دو تین انگارے رکھ دیجئے اور ایک میں موتی اور اس کے سامنے رکھ دیجئے آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ یہ بچہ نہ سمجھی سے موتیوں کو چھوڑ کر انگارا اٹھا کر منہ میں رکھ لے گا اگر ایسا نہ کرے تو سمجھ لینا کہ سمجھ دار ہے' موسیٰ علیہ السلام نے انگارا اٹھا کر منہ میں ڈال لیا جس سے آپ کی زبان جل گئی ملکہ نے اسے نکال پھینکا۔ بولیں دیکھا نا سمجھی کا تو یہ عالم ہے یہ دیکھ کر فرعون کا ارادہ بدل گیا اور اللہ نے اس کا بد ارادہ دفع فرما دیا۔

موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ایک قبطی کا قتل: پھر جب آپ ہوشیار و سمجھ دار اور بالغ ہو گئے تو اسرائیلیوں پر جو مظالم کئے جا رہے تھے ان میں کمی ہو گئی' ایک دن آپ شہر سے گذر رہے تھے اتنے میں آپ کی نگاہ دو شخصوں پر پڑ گئی' ایک قبطی تھا اور ایک اسرائیلی' دونوں دست وگریبان تھے' آپ کو دیکھ کر اسرائیلی نے فریاد کی موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آ گیا کیونکہ قبطی اب بھی اسرائیلی کو دبوچے ہوئے تھا حالانکہ اسے آپ کا مرتبہ معلوم تھا اور یہ بھی معلوم تھا کہ آپ اسرائیلیوں کی حمایت کرتے ہیں' اس لئے کہ آپ نے ایک اسرائیلی عورت کا دودھ پیا ہے مگر اصلی وجہ تو آپ کی والدہ کو اور اللہ کو معلوم تھی' بہرحال آپ نے قبطی کی زیادتی دیکھ کر غصے میں اس کے ایک مکا مار دیا' اللہ کی شان قبطی نے دم توڑ دیا یہ واقعہ بجز اس اسرائیل کے کسی اور نے نہیں دیکھا تھا قبطی مر گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ سے یہ ایک شیطانی کام سرزد ہو گیا' واقعی وہ گمراہ کرنے والا اور کھلا دشمن ہے پھر دعا مانگی کہ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ الخ (قصص ۲۸/۱۶) اے رب میں نے اپنے اوپر ظلم کیا مجھے معاف فرما دے اللہ نے آپ کو معاف فرما دیا وہ تو غفور رحیم ہے ہی' اس واقعہ کی صبح کو آپ شہر میں خبر کے انتظار میں خوف زدہ اور سہمے ہوئے گشت لگا رہے تھے فرعون کو بھی قتل کی خبر مل گئی تھی' مگر قاتل کا پتہ نہ تھا' قبطیوں نے شور مچایا کہ کسی اسرائیلی نے ہمارے ایک آدمی کو قتل کر دیا ہے اس سے انتقام لیا جائے اور ہرگز قاتل کو نہ چھوڑا جائے' فرعون نے کہا قاتل کا سراغ لگاؤ اور قتل کے گواہ بھی مہیا کر لو مانا کہ مقتول شاہی قوم کا آدمی ہے مگر بلا ثبوت و گواہان۔ بادشاہ کو کسی کو گرفتار کرانا درست نہیں تم قاتل کو معہ ثبوت و گواہوں کے لے آؤ میں اس کو قتل کرا دوں گا' اب لوگوں کو قاتل کا پتہ معلوم کرنا تھا اس لئے وہ قاتل کی تلاش میں شہر کی گلی در گلی گشت لگا رہے تھے' موسیٰ علیہ السلام بھی خوف زدہ ادھر ادھر گھوم رہے تھے' اتنے میں موسیٰ علیہ السلام نے کل والے اسرائیلی کو ایک قبطی سے لڑتا دیکھا' اس نے پھر موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر فریاد کی مگر اس نے آپ کے چہرے سے محسوس کر لیا کہ آپ کل والے کام پر پشیمان سے نظر آ رہے ہیں' آج آپ نے بھی اس کے روزمرہ کے جھگڑے کو برا سمجھا اور اس سے کہا

کہ تو بڑا جھگڑالو قسم کا آدمی ہے یہ فرما کر آپ نے اس قبطی کو پکڑنا چاہا مگر یہ شخص یہ سمجھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے چہرے سے کل کی طرح کا غصہ ظاہر ہو رہا ہے شاید آج مجھ کو قتل کر ڈالیں گے' حالانکہ آپ نے اس کے پکڑنے کا ارادہ نہیں کیا تھا' آپ نے قبطی کو پکڑنا چاہا تھا' اسرائیلی نے ڈر کر کہا موسیٰ کیا تم میرا بھی خون کرنا چاہتے ہو جس طرح کل تم نے ایک قبطی کی جان لے لی۔

افشائے راز اور موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا حکم اور ان کا مدین بھاگ جانا: اسرائیلی کے منہ سے یہ بات سن کر وہ قبطی بھاگ کر فرعون کے پاس پہنچا اور اسے بتایا کہ فلاں فلاں اسرائیلی نے یہ بات بتائی ہے کہ کل والے قبطی کو موسیٰ علیہ السلام نے قتل کیا ہے' فرعون نے جلاد بلا بھیجے کہ موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا جائے چنانچہ سپاہی موسیٰ کو گرفتار کرنے کے لئے شارع عام پر روانہ ہو گئے' انہیں یقین تھا کہ موسیٰ ضرور ہاتھ آ جائیں گے مگر ایک اسرائیلی راستہ کاٹ کر موسیٰ کے پاس پہنچا اور انہیں بتایا کہ آپ کی گرفتاری کے لئے سپاہی آ رہے ہیں اور قصاص میں آپ کے قتل کا فیصلہ ہو چکا ہے میں از راہ ہمدردی کہتا ہوں کہ آپ یہاں سے فرار ہو جائیں' اسی میں آپ کی خیر ہے یہ ایک اور آزمائش تھی' آخر کار آپ بادل نخواستہ مدین کی طرف فرار ہو گئے یہ بڑا نازک وقت تھا آپ بالکل خالی ہاتھ تھے' پیدل چلنے کے عادی بھی نہ تھے اور تماشا یہ ہے کہ آپ کو راستہ کی بھی خبر نہ تھی صرف اللہ کے بھروسے پر نکل کھڑے ہوئے' چنانچہ اللہ نے قرآن میں آپ کا قول نقل فرمایا ہے عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ الخ (قصص ۲۸/۲۲) مجھے یقین ہے کہ مجھے میرا رب سیدھی راہ پر ڈال دے گا وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ الخ (قصص ۲۸/۲۳) پھر جب آپ مدین کے کنوئیں پر پہنچے تو وہاں لوگوں کو اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلاتے دیکھا اور ان کے پیچھے دو عورتیں دیکھیں جو اپنی بکریاں روکے کھڑی ہیں۔ آپ نے ان سے پوچھا کیا بات ہے تم الگ کیوں کھڑی ہو اور جانوروں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں بولیں کہ لوگوں کے دھکوں کی ہم میں طاقت نہیں' ہم بعد میں لوگوں کے جانوروں کا بچا ہوا پانی اپنی بکریوں کو پلا دیتی ہیں۔

کنوئیں سے پانی کھینچ کر بکریوں کو پلانا: آپ نے ڈولوں سے بہت سا پانی نکالا جسے ان کی بکریوں نے خوب سیراب ہو کر پیا اور یہ آج سب سے پہلے گھر روانہ ہو گئیں' موسیٰ علیہ السلام ایک درخت کی چھاؤں میں آرام کرنے کے لئے بیٹھ گئے اور دعا مانگی کہ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ الخ (قصص ۲۸/۲۴) اے میرے آقا میں ہر اس خیر کا محتاج ہوں جو تو میرے لئے اتارے' چونکہ آج شعیبؑ کی بچیاں بکریاں جلدی گھر لے آئی تھیں' آپ نے یہ خلاف معمول بات دیکھ کر پوچھا کہ آج سویرے سے کیسے آ گئیں؟ ماشاءاللہ بکریوں کی بھی کوکھیں نکلی ہوئی اور تھن خوب بھرے ہوئے ہیں کوئی نہ کوئی نئی بات ضرور ہے' بچیوں نے پورا واقعہ تفصیل سے بتایا۔

شعیبؑ سے ملاقات: آپ نے ایک بچی کو بھیجا کہ انہیں بلا لاؤ' موسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئے بیٹھے اور شعیبؑ سے باتیں ہوئیں' مصر سے بھاگ آنے کا واقعہ سنایا' شعیبؑ نے فرمایا کوئی فکر کی بات نہیں' تم کو اللہ نے ان ظالموں سے بچا لیا' فرعون کا یا اس کی قوم کا ہم سے کوئی واسطہ نہیں ہم اس کی حدود و سلطنت میں نہیں۔

بچی نے موسیٰ علیہ السلام کو ملازم رکھنے کی سفارش کی: پھر ایک بچی نے کہا قَالَتْ يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ الخ (قصص ۲۸/۲۵) ابا جان آپ انہیں ملازم رکھ لیجئے بہترین اور اچھا ملازم وہی ہوتا ہے جو طاقت ور بھی ہو اور امین بھی یہ سن کر آپ کو شرم محسوس ہوئی اور رہا نہ گیا پوچھ بیٹھے کہ تم کو ان کی طاقت و امانت کی کیسے خبر ہوئی؟ بچی نے جواب دیا کہ قوت تو اس وقت معلوم ہوئی جب آپ نے کنوئیں سے کھینچ کر ہمارے جانوروں کو پانی پلایا' میں نے اس وقت آپ سے زیادہ کسی کو طاقت ور نہیں دیکھا امانت یوں معلوم

ہوئی کہ جب میں انہیں بلانے ان کے پاس گئی تو ان کی پہلی نظر تو مجھ پر پڑ گئی پھر آپ نے نگاہ نیچی کر لی سر جھکا لیا' اور اس وقت تک سر نہیں اٹھایا جب تک کہ آپ کا پیغام میں نے سنا نہیں دیا پھر مجھ سے فرمایا تم میرے پیچھے پیچھے آؤ اور راستہ بتاتی چلو' یہ باتیں تو ایک امانت دار ہی کی ہو سکتی ہیں۔

موسیٰ سے شادی کی درخواست: بچی سے یہ سن کر آپ کو مسرت ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام سے کہا قَالَ اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡكِحَكَ الخ (قصص ۲۸/ ۲۷) اگر تمہاری مرضی ہو تو میں اپنی دونوں بچیوں میں سے کسی ایک بچی کی تمہارے ساتھ شادی کر دوں' بشرطیکہ تم آٹھ سال میری ملازمت پر تیار ہو اور اگر دس سال پورے کر دو تو تمہاری خوشی ہے میں تم کو زیادہ تکلیف دینا نہیں چاہتا' ان شاء اللہ تم مجھے نیک لوگوں میں سے پاؤ گے' آپ نے یہ شرط منظور کر لی اور شعیب کے پاس آٹھ سال گزار دیئے جو آپ پر واجب تھے اور مزید دو سال کا آپ نے وعدہ فرما لیا تھا وہ وعدہ بھی اللہ نے آپ سے پورا کرا دیا اور آپ کے پاس پورے دس سال گزار دیئے۔

موسیٰ علیہ السلام نے دس سال پورے کئے: ابن جبیرؒ فرماتے ہیں:۔ مجھ سے ایک عیسائی عالم نے پوچھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے کونسی مدت گزاری؟ چونکہ مجھے جواب معلوم نہ تھا اس لئے میں نے کہہ دیا مجھے معلوم نہیں پھر میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا تو فرمایا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ کے نبی پر آٹھ سال تو واجب تھے نبی کی یہ شان نہیں کہ واجب میں سے کچھ کمی کر دے اور اس کا بھی یقین کیا جائے کہ اللہ نے اپنے نبی کا وعدہ بھی پورا کرا دیا' لہٰذا موسیٰ علیہ السلام نے دس سال اپنے خسر کے پاس گزارے' پھر میں نے اس عیسائی عالم کو یہ مدت بتائی۔

موسیٰ کی مصر کو روانگی: دس سالہ مدت گزر جانے کے بعد موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر والوں کو لے کر مصر کو روانہ ہوئے' پھر آگ کا دیکھنا عصا کا اژدھا بن جانا ہاتھ کا چاند کی طرح درخشاں ہو جانا یہ سب واقعات پیش آئے' جن کا بیان قرآن میں ہے آپ نے اللہ سے عرض کیا کہ قبطیوں کے ایک آدمی کا خون میرے ذمے ہے' مبادا مجھے وہ اس کے بدلے قتل کر ڈالیں اور میری زبان میں لکنت بھی ہے' آپ کی زبان میں لکنت تھی جو روانگی قائم نہ رکھ سکتی تھی پھر اللہ سے دعا کی کہ مجھے میرے بھائی ہارونؑ سے امداد پہنچا' انہیں میرا معاون و مشیر بنا تا کہ وہ اپنے خطیبانہ انداز میں ان باتوں کو جن کو میں سمجھانے سے قاصر رہ جاتا ہوں لوگوں کو سمجھا دیں' اللہ نے آپ کی دعائیں قبول فرمالیں' آپ کی زبان کی لکنت بقدر سوال کے دور کر دی گئی اور اللہ نے ہارونؑ پر بھی وحی بھیجی اور انہیں حکم فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام سے مل لیں' پھر موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور سے اپنا عصا لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہارونؑ سے جا ملے۔

موسیٰ اور ہارونؑ کا فرعون کے پاس جانا: پھر اللہ کے دونوں نبی فرعون کے محل کی طرف بڑھے موسیٰ نے عصا سے قصر شاہی کا دروازہ کھٹکھٹایا فرعون نے پوچھا یہ کون گستاخ ہے پہرہ داروں نے بتایا کہ یہ دیوانے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول ہیں' پھر انہیں اندر بلایا گیا' پھر اندر جا کر اللہ کے دونوں نبیوں نے کہا کہ اے بادشاہ ہم آپ کے رب کے رسول ہیں' پوچھا تمہارا رب کون ہے؟ فرمایا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز پیدا کی پھر اسے زندہ رہنے کی راہ سمجھائی جیسا کہ قرآن میں اسی سورت میں آگے آ رہا ہے پوچھا تم کیا چاہتے ہو؟ تمہارے ذمے ہمارے آدمی کا خون ہے' موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہاں میں نے سن لیا غلطی سے وہ بے چارا مارا گیا۔

اللہ پر ایمان لانے کی درخواست: موسیٰ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اللہ پر ایمان لے آؤ اور اسرائیلیوں کو میرے ساتھ بھیج دو' فرعون نے انکار کیا اور کہا اگر تم سچے ہو تو کوئی معجزہ دکھاؤ' آپ نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا ڈالتے ہی وہ ایک اژدھا بن گیا اور منہ

پھاڑ کر فرعون کی طرف دوڑا جب فرعون نے دیکھا کہ یہ بلا تو اسی کا قصد کر کے اسی کی طرف آ رہی ہے تو ڈر ا اور اپنے تخت سے اتر پڑا اور موسیٰ سے اس کے روک لینے کی درخواست کی' آپ نے اسے پکڑ لیا پھر آپ نے گریبان میں ہاتھ ڈال کر جو نکالا تو بلا کسی روگ کے وہ چاند کی طرح چمک رہا تھا' پھر جو ڈال کر نکالا تو اپنی اصلی حالت پر آ گیا تھا۔

فرعون کے مشورے پر درباریوں کا جواب: اب فرعون نے اپنے درباریوں سے ان معجزوں کے بارے میں مشورہ کیا ان سرداروں نے کہا کہ یہ دونوں جادوگر ہیں' اور اپنے جادو سے تمہارے ملک سے تم کو نکالنا اور تمہارا بہترین طریقہ مٹانا چاہتے ہیں۔

فرعونیوں کا انکار: پھر موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا گیا کہ ہم تمہاری کوئی بات بھی ماننے کو تیار نہیں اور فرعون کو مشورہ دیا کہ آپ سلطنت محروسہ کے تمام جادوگروں کو بلا لیں اور ان سے ان کا مقابلہ کرائیں' آپ کے ملک میں جادوگروں کی کمی نہیں ہے' اس صورت سے ان کا زور ٹوٹے گا' آخر کار فرعون نے تمام جادوگروں کے نام دعوت نامے بھیج دیئے' اور ملک کے تمام جادوگر اکٹھے ہوئے اور فرعون سے پوچھا کہ یہ جادوگر کیا کرتب دکھاتا ہے' بولا سانپ بناتا ہے کہنے لگے تمام دنیا میں ہم سے بڑھ کر کوئی جادوگر نہیں' ہم رسیوں اور لکڑیوں کو سانپ بنا دیتے ہیں اور اپنے فن میں ماہر ہیں' اگر ہم غالب آ جائیں تو ہمیں کیا انعام ملے گا' فرعون نے کہا تم میرے خاص اور مقرب درباری بنا دیئے جاؤ گے اور بھی جو چاہو گے وہی دوں گا' چنانچہ عاشورا کا دن اس مقابلے کے لئے مقرر کیا گیا اور اعلان کر دیا گیا کہ محرم کی دس تاریخ کو تمام لوگ صبح صبح میدان میں جمع ہو جائیں یَوْمُ الزِّیْنَةِ سے وہی دن مراد ہے' جس دن اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر اور جادوگروں پر غلبہ عطا فرمایا تھا' پھر جب لوگ ایک ہموار میدان میں جمع ہو گئے تو آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے آؤ ہم بھی مقابلہ دیکھیں اگر یہ غالب آ جائیں گے تو ہم بھی ان کی پیروی کر لیں گے یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے پیروکار بن جائیں گے (یہ طنزیہ کہہ رہے تھے)

جادوگروں سے مقابلہ: جب جادوگر میدان میں آ ڈٹے تو موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ الخ (اعراف ۷/ ۱۱۵) یا تو تم ڈالو یا ہم اپنے کرتب دکھلائیں فرمایا نہیں تم ہی اپنے کرتب دکھاؤ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ الخ (شعراء ۲۶/ ۴۴) چنانچہ انہوں نے اپنی اپنی رسیاں اور لکڑیاں ڈالیں اور فرعون کی عزت کی قسم کھا کر کہا یقیناً ہم ہی جیتیں گے' موسیٰ علیہ السلام ان کا جادو دیکھ کر دل ہی دل میں خوف محسوس کرنے لگے' مگر اللہ نے ان کے پاس وحی بھیج کر فرمایا کہ اپنا عصا زمین پر ڈال دو جب آپ نے عصا ڈالا تو ڈالتے ہی وہ ایک بڑا اژدھا بن گیا جو منہ پھاڑے ہوئے تھا' جادوگروں کی رسیاں اور لکڑیاں سب گڈمڈ ہو گئیں اور وہ اژدھا یکے بعد دیگرے سب کو نگل گیا۔

جادوگروں کا ہار مان کر مسلمان ہو جانا: اب تو جادوگروں کو آپ کے جادوگر نہ ہونے کا یقین ہو گیا اور دل ہی دل میں کہنے لگے بھلا جادو میں یہ طاقت کہاں یہ تو ضرور اللہ کی طرف سے ایک نشان ہے' ہمارا موسیٰ علیہ السلام پر ایمان ہے اور اس پر بھی جو وہ اللہ کے پاس سے لائے ہیں ہم جس دین پر تھے اس سے بیزار ہیں' اے اللہ ہماری توبہ ہے ہمیں معاف فرما' اللہ نے منظر عام پر اس کھلے میدان میں فرعون کو شکست فاش دی اور وہ اور اس کے ساتھی زرد پڑ گئے' بری طرح سے منہ کی کھائی' اور فرعون و فرعونیوں کا زور ٹوٹ گیا' حق غالب آ گیا اور ان کے کرتب سب دھرے کے دھرے رہ گئے فرمایا فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا الخ (اعراف ۷/ ۱۱۹) پھر وہ اس جگہ ہار گئے اور ذلیل ہوئے' ملکہ مصر میلے کچیلے کپڑوں میں بے چین و بے قرار بیٹھی ہوئی اللہ سے بلبلا بلبلا کر چپکے چپکے دعائیں مانگ رہی تھیں کہ اے اللہ میرے بچے موسیٰ کو فرعون پر اور اس کے جتھے پر فتح عطا فرما' انہیں غلبہ دے اور انہیں اپنی

مد عنایت فرما' لوگ انہیں اس حالت میں دیکھ کر سمجھ رہے تھے کہ یہ شاہ مصر کے لئے اور اس کے جتھے کے لئے دعائیں کر رہی ہیں' حالانکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے بے قرار و بے چین تھیں۔

فرعون کی بار بار وعدہ خلافی: بار بار فرعون جھوٹے وعدے کرتا مگر توڑ ڈالتا جب اللہ کی طرف سے کوئی نشانی آ جاتی تو وعدہ کر لیتا کہ میں اسرائیلیوں کو بھیج دوں گا' پھر جب وہ خطرہ ٹل جاتا تو وعدہ خلافی کر بیٹھتا اور کہنے لگتا کیا تمہارا رب اس کے علاوہ بھی کوئی نشانی لا سکتا ہے؟ ان پر طوفان بھی آیا' ٹڈی دل بھی ٹوٹ پڑے' جوؤں کا بھی زور ہوا' مینڈکوں کی بھی کثرت ہوئی' اور خون بھی ظاہر ہوا' تفصیل سے یہ سب بلائیں آئیں مگر ہر دفعہ موسیٰ علیہ السلام کی خوشامد جا کرتا اور ان سے ان کے ٹل جانے کی درخواست کرتا اور پکا وعدہ کرتا کہ میں تمہارے ساتھ اسرائیلیوں کو کر دوں گا پھر جب وہ بلا ٹل جاتی وعدہ خلافی کرتا اور اپنا عہد و پیمان توڑ ڈالتا۔

موسیٰ کا راتوں رات قوم کو لے کر نکل جانا: آخر کار اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ قوم کو لے کر یہاں سے چلے جائیں آپ مصر سے راتوں رات قوم کو لے کر نکل گئے' صبح کو فرعون کو معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر نکل گئے ہیں تو ملک بھر میں آدمی دوڑا دیئے کہ فوج جمع کی جائے چنانچہ ایک لشکر جرار تیار ہو گیا۔

فرعون کا تعاقب: فرعون اس لشکر جرار کو لے کر موسیٰ علیہ السلام کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا' اللہ نے دریائے نیل کو حکم بھیجا کہ جب تجھ پر میرا بندہ موسیٰ اپنا عصا مارے تو بارہ راستے دے دینا تاکہ وہ معہ اپنے ساتھیوں کے عبور کر جائیں پھر فرعون اور فرعونیوں پر ٹوٹ پڑنا اور سب کو ایک ایک کر کے ڈبو دینا' موسیٰ علیہ السلام دریا پر پہنچ گئے مگر دریا پر عصا مارنا بھول گئے' دریا میں بڑی موجیں اٹھ رہی تھیں' اور بڑا بے قرار دکھائی دیتا تھا کہ شاید اس کے کسی حصہ پر موسیٰ علیہ السلام عصا مار دیں اور اسے خبر نہ ہو سکے تو اللہ کی نافرمانی ہو جائے' پھر جب دونوں فوجیں ایک دوسری کو دیکھنے لگیں اور نزدیک آنے لگیں تو اسرائیلیوں نے کہا اب تو ہم پکڑے گئے اب جو کچھ رب کا حکم ہے اسے بجا لایا جائے کیونکہ نہ رب جھوٹا ہو سکتا ہے اور نہ آپ' فرمایا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ جب میں دریا پر پہنچوں گا تو وہ بارہ راستے دے گا تاکہ میں اس سے پار ہو جاؤں' پھر آپ کو عصا مارنا یاد آ گیا آپ نے اس وقت عصا دریا پر مارا جب فرعونی لشکر کا اگلا حصہ موسوی لشکر کے پچھلے حصے سے جا ملا دریا پھٹ گیا اور بارہ راستے دے دیئے۔

موسیٰ کا معہ قوم کے بچ جانا اور فرعون کا معہ لشکر کے ڈوب جانا: پھر جب موسیٰ علیہ السلام اور تمام اسرائیلی اول سے آخر تک پار ہو گئے اور تمام فرعونی معہ فرعون کے دریا کے اندر آ گئے تو ان پر دریا ٹوٹ پڑا' پھر جب موسیٰ سلامتی کے ساتھ پار ہو گئے' اور اسرائیلیوں نے فرعونیوں کے ڈوب جانے کا تماشا دیکھ لیا تو اسرائیلی موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے شاید فرعون نہ ڈوبا ہو ہم اس کے ڈوب جانے کا کیسے یقین کریں؟ اس پر آپ نے اللہ سے دعا مانگی' آخر آپ کی دعا سے اللہ نے اس کی لاش ساحل پر پھینک دی' تب اسرائیلیوں کو فرعون کے ہلاک ہونے کا یقین آیا۔

اسرائیلیوں کی بے جا خواہش: اس واقعہ کے بعد اسرائیلی ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جو دیوی دیوتاؤں کی پوجا پاٹ میں لگے ہوئے تھے اور مشرک تھے بولے قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا الخ (اعراف ٧/ ١٣٨'١٣٩) موسیٰ! ان کی طرح ہمارے معبود بھی بنا دیجئے فرمایا تم جاہل ہو یہ جن کاموں میں مصروف ہیں ان کی وجہ سے انہیں تباہ ہونا ہے اور جو کچھ کر رہے ہیں غلط ہے' تم عبرت ناک واقعات دیکھ چکے ہو اور کافی نصیحتیں سن چکے ہو مگر افسوس تمہاری وہی حالت ہے۔

اسرائیلیوں کو حکم کہ ہارون کی اطاعت کرنا: آخر کار آپ نے اسرائیلیوں کو ایک منزل میں جا اتارا اور فرمایا میری جگہ ہارون

کو سمجھنا اور ان کی تابعداری کرنا یہ میرے جانشین ہیں' میں ایک ماہ کے لئے اپنے رب کے پاس جا رہا ہوں' آپ وہاں سے اپنے رب کے پاس آئے تیس دن تک لگاتار دن رات کے روزے رکھے پھر یہ خیال کر کے کہ روزوں سے منہ میں بھبھک پیدا ہو جاتی ہے اور اللہ سے کلام کرنا ہے' آپ نے کوئی بوٹی چبالی' پھر جب رب کے پاس آئے تو اس نے پوچھا کہ روزہ کھول کر کیوں آئے ہو' حالانکہ اسے خوب معلوم تھا کہ اس کا سبب کیا ہے بولے کہ اے رب مجھے آپ سے بات کرنی تھی' اس لئے میں نے سوچا کہ اس وقت میرا منہ پاکیزہ اور خوشبودار رہنا چاہیے' اس لئے یہ بوٹی چبالی فرمایا موسیٰ تم کو یہ معلوم نہیں کہ مجھے روزہ دار کے منہ کی بو مشک سے بھی زیادہ پیاری ہے' جاؤ اور دس روزے اور رکھو پھر آؤ موسیٰ علیہ السلام یہ حکم بھی بجالائے چونکہ آپ قوم کے پاس مقررہ مدت پر نہ پہنچ سکے اس لئے لوگوں کو فکر ہوئی کہ نہ معلوم کیا بات ہے کیوں دیر ہوئی۔

ہارون نے قبطیوں کے تمام زیورات ایک گڑھے میں ڈلوا دیئے: ہارونؑ نے انہیں سمجھایا کہ تم مصر سے نکل کر آئے ہو اور تمہارے پاس قبطیوں کی امانتیں اور مانگی ہوئی کچھ چیزیں موجود ہیں اور تمہاری امانتیں بھی ان کے پاس تھیں' میری رائے ہے کہ تم اپنی امانتوں کو تو ثواب کی خاطر ان سے معاف کر دو' رہیں ان کی امانتیں تو وہ تمہارے لئے حلال نہیں' اب ہم کسی چیز کو واپس تو کر ہی نہیں سکتے کیونکہ قوم ہی تباہ ہو گئی اور نہ اپنے پاس ہی رکھ سکتے ہیں کیونکہ ہمارے لئے حلال نہیں' پھر آپ کے حکم سے ایک گڑھا کھودا گیا اور سب کو حکم کر دیا گیا کہ جس کے پاس کوئی چیز یا کوئی زیور بطور امانت کے ہو وہ اسے گڑھے میں ڈال آئے پھر اس جگہ آگ جلا دی گئی' جس نے تمام چیزیں جلا دیں فرمایا وہ نہ ہماری ہیں اور نہ کسی دوسرے کی۔

سامری کی افسوس ناک حرکت: سامری گائے پرستوں میں سے تھا جو اسرائیلیوں کے پڑوسی تھے' اسرائیلی نہ تھے مگر قبطی نہ ہونے کی وجہ سے اور پڑوسی ہونے کی وجہ سے یہ لوگ بھی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چلے آئے تھے سامری نے کسی نشان سے مٹھی میں کچھ مٹی لے لی اور ہارونؑ کے پاس سے گزرا' آپ نے فرمایا تم اپنے ہاتھ کی مٹی پھینک کیوں نہیں دیتے سامری کافی دیر سے مٹھی میں یہ خاک لئے ہوئے تھا بولا یہ اس قاصد کے نشان کی مٹی ہے' جس نے تم کو دریا پار کرایا تھا میں اس کو زمین پر ڈالے دیتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ تم اللہ سے دعا کرو کہ وہ اس سے وہ چیز بنا دے جس کا میں ارادہ کئے دیتا ہوں' سامری نے وہ خاک زمین پر پھینک دی اور ہارونؑ نے دعا فرما دی بولا میں چاہتا ہوں کہ یہ بچھڑا ہو جائے' مٹی کے پھینکتے ہی اس گڑھے میں جو مال تھا وہ سب اکٹھا ہو گیا اور ایک بچھڑے کا کھوکھلا بت بن گیا' جس سے آواز بھی نکلتی تھی' دراصل اس کی دبر سے ہوا داخل ہو کر منہ سے نکل آتی تھی جس سے یہ آواز پیدا ہو جاتی تھی' اب اسرائیلیوں میں پھوٹ پڑ گئی' کچھ لوگوں نے سامری سے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو اسے خوب جانتا ہے اس نے کہا یہ تمہارا رب ہے' موسیٰ علیہ السلام راہ سے بھٹک گئے تھے کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم اس کو جھٹلاتے نہیں' جب تک کہ موسیٰ علیہ السلام واپس تشریف نہ لے آئیں' اگر یہ ہمارا رب ہے تو ہم ایسے نہیں کہ اسے ضائع کر دیں اور اسے دیکھ بھال کر چھوڑ دیں' اور اگر یہ رب نہیں ہے تو ہم موسیٰ علیہ السلام کی بات مانیں گے اور کچھ لوگوں نے کہا یہ ایک شیطانی کام ہے بھلا رب کیسے ہو سکتا ہے نہ ہم اس پر ایمان لائیں گے اور نہ اس کی تصدیق کریں گے۔

بچھڑے کی پرستش: البتہ بعض لوگوں نے سامری کی بات سچی جان کر اسے اپنا رب سمجھ لیا اور اس کی محبت ان کے دلوں میں رچ گئی اور ظاہری طور پر اس کی بات جھٹلا دی۔ فرمایا وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُوْنُ يٰقَوْمِ الخ (طٰہٰ ۲۰/۹۰)

ہارونؑ کی نصیحت: ہارونؑ نے ان سے فرمایا کہ اے قوم تم اس کی وجہ سے فتنے میں پڑ گئے' یقین مانو تمہارا رب تو مہربان اللہ ہے

تم میری پیروی کرو اور میری بات مانو' قوم نے کہا کیا بات ہے موسیٰ نے ہم سے تیس دن میں واپس آنے کا وعدہ کیا تھا کیوں وعدہ خلافی کی آج چالیس دن بھی گزر چکے مگر آپ آج تک واپس نہیں آئے' جاہلوں نے کہا معلوم ہوتا ہے انہیں ان کا رب ملا نہیں وہ رب کی تلاش میں ہوں گے پھر جب کلیم اللہ کی حضرت حق سے بات چیت ہوئی تو اللہ نے آپ کو آپ کی قوم کی یہ افسوس ناک حرکت بھی سنائی۔

موسیٰ علیہ السلام کی غصہ کی حالت میں واپسی: فرمایا فَرَجَعَ مُوْسٰى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا الخ (طٰہٰ ۲۰/۸۶) یہ سن کر موسیٰ قوم کی طرف غصے میں بھرے ہوئے افسوس کے ساتھ لوٹے اور قوم سے وہی کہا جسے تم قرآن میں سن چکے ہو پھر ہارونؑ کے سر کے بال گھسیٹ کر فرمایا کہ تم نے انہیں گمراہی سے روکا کیوں نہیں اور سخت غضبناک ہو کر تختیاں پھینک دیں پھر جب آپ نے ہارونؑ کا معقول عذر سنا تو انہیں معذور سمجھا اور ان کے لئے دعائے مغفرت مانگی۔

موسیٰ علیہ السلام کا سامری سے خطاب: پھر سامری سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو نے یہ شرمناک حرکت کیوں کی فرمایا قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ الخ (طٰہٰ ۲۰/۹۶، ۹۷) بولا میں نے قاصد کے پاؤں کے نیچے سے ایک مٹھی خاک لے لی تھی میں پہچان گیا تھا مگر تم میں کوئی بھی نہ پہچان سکا تھا پھر میں نے وہ زمین پر ڈال دی میرے دل میں یہی بات آئی آپ نے فرمایا اچھا جا دنیا میں تیرے لئے یہ عذاب متعین کر دیا گیا کہ تو یہی کہتا رہے گا کہ مجھے ہاتھ نہ لگانا اور تیرے لئے ایک وعدے کا وقت ہے جو تیرے سے ٹلنے والا نہیں اب تو اپنے معبود کو دیکھ جس کی عبادت کے لئے تو ایک گوشے میں بیٹھا ہوا تھا ہم اسے جلا کر اس کی راکھ اس دریا میں بہائے دیتے ہیں اگر وہ سچا معبود ہوتا تو ہم اس کی یہ گت نہیں بنا سکتے تھے۔

درِ توبہ کے کھول دینے کی درخواست: اب اسرائیلیوں کو یقین آیا کہ یہ ایک فتنہ تھا اور ان کو بڑی مسرت ہوئی جو ہارونؑ کے ہم نوا تھے انہوں نے گوسالہ پرستوں کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ حق تعالیٰ سے دعا مانگئے وہ توبہ کا دروازہ کھول دے ہم توبہ کر لیں اور ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ الخ (اعراف ۷/۱۵۶، ۱۵۷) میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے لیکن میں اسے ان لوگوں کے لئے لکھ لیتا ہوں جو گناہوں سے بچتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں جو ہمارے رسول کی (جو ایک ان پڑھ نبی ہیں اور جن کی صفتیں تورات و انجیل میں لکھی ہوئی پاتے ہیں) پیروی کرتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے رب میں نے اپنی قوم کے بارے میں توبہ کا سوال کیا تھا تو نے فرمایا کہ میں نے اپنی رحمت میری قوم کے علاوہ غیر قوموں کے لئے لکھ لی ہے تو ہمیں پیچھے کیوں نہیں لایا کہ تو ہمیں اس جماعت میں پیدا کرتا جس پر تیرا رحم و کرم ہے۔

بنی اسرائیل کی توبہ کا طریقہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کی توبہ کا یہ طریقہ ہے کہ ان میں سے ہر شخص جس کو پائے قتل کر ڈالے خواہ اس کا باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اور اس کے قتل کی پرواہ نہ کرے پھر توبہ کر لے ایسے لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام اور ہارونؑ تو جانتے نہ تھے لیکن اللہ ان کے گناہوں سے خبردار تھا انہوں نے گناہوں کا اقرار کر لیا' اور اللہ کے اس حکم کو بجا لائے۔ اللہ نے قاتل مقتول دونوں کو بخش دیا پھر موسیٰ علیہ السلام انہیں ارض مقدسہ کی طرف لے کر چلے اور غصے میں جو تختیاں پھینک دی تھیں وہ اٹھا لیں۔

انکارِ عمل پر طور کا سر پر چھا جانا: پھر آپ نے انہیں احکام تورات پر عمل کرنے کا حکم دیا لیکن اسرائیلیوں نے یہ کام بڑا کٹھن جانا اور انکار کر دیا پھر اللہ نے ان پر پہاڑ بادل کی طرح لا کر کھڑا کر دیا یہ بادل ان سے اس قدر قریب آیا کہ انہیں یہ ڈر ہوا کہیں ہم پر گر

کر ہمیں چور چور نہ کر دے ڈر کر سیدھے ہاتھوں میں کتاب لے لی اور کان لگا لئے مگر نگاہیں پہاڑ ہی پر تھیں کہ کہیں گر نہ پڑے۔

عمالقہ سے جنگ کرنے کا انکار: پھر یہ آگے بڑھتے بڑھتے بیت المقدس تک پہنچے وہاں انہوں نے دیکھا کہ شہر میں سخت گیر لوگ رہتے ہیں جن کے اخلاق بھی بدترین ہیں وہاں کثرت سے پھل بھی دیکھنے میں آئے انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اس شہر میں درندوں جیسے پہاڑ کھانے والے آدمی رہتے ہیں ہم میں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں اور ہم اس میں جب تک نہ جائیں گے جب تک یہ لوگ وہاں رہیں گے' اگر یہ وہاں سے نکل جائیں تو پھر ہم اس شہر میں چلے جائیں گے اس پر دو اللہ والوں نے کہا تم ان کے ڈیل ڈول اور کثرت سے ڈر رہے ہو لیکن یہ بالکل بزدل ہیں اور ان کے پاس طاقت واقت خاک نہیں تم پھاٹک سے ان پر داخل ہو جاؤ' ان شاء اللہ غالب ہی رہو گے۔

انہوں نے کہا جب تک یہ سرکش اس شہر میں موجود ہیں ہم ہرگز بھی اس میں داخل نہ ہوں گے۔ اے موسیٰ علیہ السلام تمہارا رب اور تم دونوں چلے جاؤ اور لڑ لو ہم تو یہاں آرام سے بیٹھے ہیں۔

موسیٰ کی قوم کے حق میں بددعا: موسیٰ نے ناراض ہو کر ان کے لیے بددعا کر دی اور انہیں فاسق کہا اس سے پہلے آپ نے کبھی بددعا نہیں کی تھی' باوجودیکہ ان کے گناہ اور برے افعال دیکھتے رہتے تھے لیکن آج بددعا کر دی۔

بددعا کے اثرات: اللہ نے بددعا قبول فرمالی اور انہیں فاسقوں کے نام سے پکارا اور چالیس سال تک ارض مقدسہ حرام فرمادی' یہ وادی تیہ میں حیران و سرگرداں پھرتے رہے' روزانہ سفر کرتے' چین سے بیٹھنا ہی نصیب نہیں ہوا' وادی تیہ میں موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے ان پر ابر کا سایہ رہتا تھا اور کھانے کے لئے من اور سلویٰ اترتا تھا کپڑے نہ پرانے ہوتے تھے اور نہ میلے' اللہ کے حکم سے موسیٰ نے ایک پتھر پر عصا مارا اور اس سے بارہ چشمے جاری ہو گئے اسرائیلی بارہ قبیلے کے تھے ہر قبیلہ کے لئے ایک علیحدہ چشمہ تھا۔

فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۬ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿۴۰﴾
وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿۴۱﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿۴۲﴾
اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ
اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾

پھر تم چند سال تک مدین والوں میں ٹھہرے' پھر وعدہ کے مطابق آ گئے' میں نے تمہیں اپنے لیے پسند کر لیا ہے تم اور تمہارے بھائی دونوں میری نشانیاں لے جاؤ اور خبردار میرے ذکر میں سستی نہ کرنا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ کیونکہ وہ سرکشی پر اتر آیا ہے۔ پھر اس سے نرمی سے بات کرو کہ وہ سمجھ لے یا ڈر جائے۔

غیر شعوری طور پر منصب نبوت کا مل جانا: (۴۰) یعنی اے موسیٰ فرعون اور اس کے سرداروں سے بھاگ کر تم مدین کئی سال تک اپنے خسر کی بکریاں چراتے رہے' پھر جب دس سالہ مدت پوری ہو گئی تو تم وہاں سے تقدیر الٰہی کے مطابق غیر شعوری طور پر اللہ کے پاس کلام کرنے کے لئے پہنچ گئے' سب کچھ اللہ ہی کے اختیار میں ہے وہی اپنے بندوں کو جس طرح چاہے اور جہاں چاہے لے

جاتا ہے اور لے آتا ہے اس کے وعدے کے مطابق مقررہ وقت پر تم کو پہنچ جانا ہی تھا پھر تم اپنی قدر و منزلت کو پہنچ گئے اور تم کو نبوت و رسالت کا جلیل الشان منصب مل گیا۔

رسالت کے لئے موسیٰ علیہ السلام کا انتخاب: (۴۱) یعنی میں نے تم کو چن کر اپنا رسول بنا لیا مجھے اختیار ہے جو چاہوں کروں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم و موسیٰ علیہ السلام میں بحث چھڑ گئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے لوگوں کو تکلیف میں مبتلا کر دیا اور جنت سے نکلوا دیا' آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کو اللہ نے اپنی رسالت و نبوت کے لئے چن لیا اور تم پر تورات بھی اتاری (ٹھیک ہے نا) فرمایا ہاں فرمایا پھر تم نے اس میں یہ لکھا ہوا نہیں پایا کہ یہ چیز میری پیدائش سے پہلے ہی میرے مقدر میں لکھی جا چکی تھی فرمایا ہاں پایا' آخر کار آدم جیت گئے اور موسیٰ علیہ السلام ہار گئے۔ (ق)

معجزے لے کر فرعون کے پاس جاؤ: (۴۲) یعنی تم دونوں میرے عطا کردہ دلائل و براہین یعنی معجزات اپنے ہمراہ لے کر فرعون کے پاس جاؤ اور میرے ذکر میں دیر اور سستی نہ کرو' اور کمزوری نہ دکھاؤ' اور کسی حال میں بھی اللہ کا ذکر نہ چھوڑو' بلکہ فرعون کے مقابلہ پر اور کثرت سے ذکر اللہ کرنا تاکہ اس سے تم میں طاقت و حوصلہ پیدا ہو اور ڈھارس بندھی رہے اور اس سے فرعون کا زور گھٹ جائے چنانچہ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ میرا کامل بندہ وہ ہے جو دشمن کے مقابلہ پر بھی میرا ذکر کرتا ہے۔

(۴۳) یعنی فرعون سرکشی زیادتی سخت گیری اور بغاوت پر اتر آیا ہے اس کے پاس جاؤ اور اسے محبت و پیار سے مخلصانہ انداز میں نرمی سے سمجھاؤ۔

محبت و پیار اور نرمی سے سمجھانا چاہیے: (۴۴) شاید وہ سمجھ جائے یا اللہ سے ڈر جائے' غور کا مقام ہے کہ فرعون انتہائی سرکش و مغرور اور موسیٰ علیہ السلام تمام مخلوق میں منتخب اور اللہ کے رسول مگر پھر بھی یہی حکم ہے کہ اسے نرمی سے اور محبت و شفقت سے سمجھاؤ اور اس سے گفتگو کرو کہ (حق تعالیٰ بہ نسبت غضب و انتقام کے معافی اور بخشش سے بندے سے زیادہ قریب ہے) تم لا الہ الا اللہ پڑھ لو تمہارا ایک ہی یکتا رب ہے' تمہارے لئے زندگی بعد الموت بھی ہے اور آخرت میں دو ہی گھر ہیں' جنت یا جہنم۔ جنت حاصل کرو اور جہنم سے بچ جاؤ' بہر حال تمہاری دعوت میں نرمی ہو' محبت ہو' پیار ہو اور میٹھی میٹھی باتیں ہوں تاکہ دلوں میں اتر جائیں اور ذہنوں میں اثر انداز اور نتیجہ خیز ہوں۔

قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿۴۵﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ
اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿۴۶﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ
اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿۴۷﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۴۸﴾

''دونوں نے کہا اے ہمارے آقا ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہم پر زیادتی نہ کر بیٹھے یا سرکشی پر نہ اتر آئے فرمایا ڈرو مت میں تمہارے ساتھ ہوں' سن اور دیکھ رہا ہوں تم دونوں اس کے پاس جا کر کہو کہ ہم تیرے رب کے پیغمبر ہیں' لہٰذا ہمارے ساتھ اسرائیلیوں کو بھیج دے اور انہیں حد سے زیادہ نہ ستا' ہم تیرے پاس تیرے رب کی نشانی لے کر آئے ہیں اور ہدایت کے پیرو کاروں پر سلامتی ہو' ہمارے پاس

یہ وحی آ گئی ہے کہ جھٹلانے والوں اور پیٹھ پھیرنے والوں کے لئے عذاب ہے''۔

دونوں نبیوں کو فرعون کی طرف سے خطرہ: (۴۵) اللہ کے دونوں نبیوں نے اللہ کی پناہ مانگی اور عرض کی کہ کہیں فرعون چھوٹتے ہی ہم پر ظلم نہ کرے یا ہمارے ساتھ کوئی گستاخی یا بدسلوکی نہ کر بیٹھے اور ہم ناکردہ گناہ میں نہ پکڑ لئے جائیں۔

فرعون سے ذرا نہ ڈرو: (۴۶) یعنی فرعون سے بالکل نہ ڈرو' میں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہارے دشمن کا کلام سن رہا ہوں اور تم سب کا حال دیکھ رہا ہوں' تمہاری کوئی بات مجھ سے چھپی ہوئی نہیں' یقین مانو اس کی پیشانی کے بال میرے ہاتھ میں ہیں' اس کا بات کرنا' سانس لینا اور پکڑنا میرے حکم پر موقوف ہے' اور میری حفاظت' مدد اور تائید تمہارے ساتھ ہے۔

فرعون سے ملاقات: (۴۷) جب موسیٰ علیہ السلام مدین سے واپس مصر پہنچے تو اپنی والدہ اور بھائی کے ہاں مہمان بن کر ٹھہرے پہلے تو میزبانوں نے آپ کو پہچانا نہیں جو کچھ گھر میں موجود تھا مہمانوں کے سامنے لا حاضر کیا' پھر ماں اور بھائی نے آپ کو پہچان لیا' موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے حکم فرمایا کہ میں فرعون کے پاس جاؤں اور اسے دعوتِ توحید دوں اور تم کو یہ حکم ہے کہ میری معاونت کرو' ہارون نے فرمایا کہ میں رب کا حکم بجا لانے کو تیار ہوں چلو ابھی چلو' آخر کار دونوں بھائی مل کر چلے' رات کا وقت تھا' موسیٰ علیہ السلام نے عصا سے قصر شاہی کا دروازہ جا کھٹکھٹایا' فرعون کھٹکھٹاہٹ سن کر برافروختہ ہوا اور بولا یہ کون گستاخ ہے جو یہ گستاخانہ حرکت کر رہا ہے' دربانوں اور پہرہ داروں نے بتایا کہ ایک دیوانہ ہے جو یہ کہہ رہا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں فرعون نے کہا اسے میرے سامنے لاؤ' پھر جب دونوں بھائی فرعون کے سامنے جا کر کھڑے ہوئے تو سوال و جواب وہی ہوئے جن کا قرآن میں بیان ہے۔

نافرمانوں کے لئے اللہ کا عذاب: (۴۸) حق تعالیٰ کی طرف سے جو ہمارے پاس وحی آئی ہے اس میں ہمیں یہ خبر دی گئی ہے کہ اللہ کا عذاب خصوصیت سے ان لوگوں کے لئے ہے جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائیں اور اس کی اطاعت سے منہ موڑ لیں فرمایا (۱) فَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الخ (نازعات ۷۹/ ۳۷، ۳۹) پھر جس نے سرکشی اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے (۲) فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى (لیل ۹۲/ ۱۴ تا ۱۶) میں تم کو بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈراتا ہوں جس میں حد سے زیادہ بدبخت ہی جائے گا جس نے رسولوں کو جھٹلایا تھا اور اطاعت سے منہ موڑا تھا۔

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿۵۱﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ﴿۵۲﴾

''پوچھا تم دونوں کا رب کون ہے؟ فرمایا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی پیدائش عطا فرمائی' پھر راہ سجھائی پوچھا اچھا تو پہلے لوگوں کا حشر کیا ہونا ہے' فرمایا ان کا علم کتاب میں میرے رب کے پاس ہے میرا رب نہ تو غلطی کرتا ہے اور نہ بھولتا ہے''۔

تمہارا رب کون ہے؟: (۴۹) خالق و بے مثال کاریگر کا جو ہر چیز کا معبود' بادشاہ اور رب ہے فرعون نے انکار کیا اور موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ تم دونوں کا رب جس نے تم کو رسول بنا کر بھیجا ہے کون ہے؟ میں اسے نہیں پہچانتا' مجھے معلوم نہیں کہ میرے سوا تمہارا کوئی

اور بھی معبود ہے۔

رب ہر چیز کا خالق ہے: (۵۰) فرمایا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کا جوڑا بنایا' جس نے انسان کو انسان گدھے کو گدھا اور بکری کو بکری بنایا' جس نے ہر چیز کو اس کی خاص شکل عطا فرمائی' جس نے ہر جانور کی پیدائش ٹھیک ٹھاک کی جس نے ہر مخلوق کو اس کے مناسب شکل وصورت دی' انسان کو چوپائے کی چوپائے کو کتے کی اور کتے کو بکری کی صورت نہیں دی' اور ہر چیز کو جو اس کے لائق تھا دیا کوئی مخلوق پیدائش میں کھانے پینے میں اور شادی بیاہ میں کسی دوسری مخلوق کے مشابہ نہیں' اور جس نے ہر چیز پیدا کی پھر اسے راہ سجھائی جس نے عمل' اجل اور رزق لکھ دیا پھر تمام مخلوق اسی راہ پر ہے جس راہ پر پیدا کی گئی اور اس راہ سے ایک انچ بھی ادھر ادھر نہیں ہٹ سکتی' یعنی ہمارا رب وہ ہے جس نے حسب منشاء مخلوق پیدا کی اور تقدیریں مقرر کیں۔

مشرکوں کے عمل اللہ کے پاس محفوظ ہیں: (۵۱) جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو یہ جواب دیا کہ ہمارا رب جس نے ہمیں رسول بنا کر بھیجا ہے وہ ہے جس نے ہمیں پیدا کیا اور روزی پہنچائی' اور جس نے اندازہ لگایا اور راہ سمجھائی تو فرعون پہلے لوگوں کا حوالہ دے کر جھگڑنے لگا کہ جن پہلے لوگوں نے اللہ کی عبادت نہیں کی' بلکہ غیروں کی پوجا کی ان کا کیا حشر ہوگا۔

(۵۲) اس پر موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ ان مشرکوں کے عمل اللہ کے پاس محفوظ ہیں' اور ایک کتاب میں مندرج ہیں وہ انہیں ان کے عملوں کی ضرور سزا دے گا یہ کتاب جس میں اعمال مندرج ہیں لوح محفوظ اور کتاب الاعمال ہے پھر فرمایا کہ میرا رب نہ تو غلطی کر سکتا ہے اور نہ بھول سکتا ہے یعنی اس سے کوئی چیز چھوٹتی نہیں' اور ہر چھوٹی بڑی چیز اس کے سامنے ہے وہ بھولتا بھی نہیں' یعنی اللہ کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ کسی چیز کو بھولتا بھی نہیں وہ برکت والا اور بلند و برتر ہے' مخلوق کے علم میں دو عیب پائے جاتے ہیں' ایک تو کمی کہ کسی چیز کو پوری طرح سے گھیر نہیں سکتی' دوسرے بھول جانا ان دونوں عیبوں اور کمیوں سے رب کا علم پاک ہے۔

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿۵۳﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۵۴﴾ ع مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا
نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۶﴾

''جس نے تمہارے فائدے کے لئے زمین فرش بنا دی اور تمہارے لئے اس میں راستے بنا دیئے اور آسمان سے پانی اتارا' فرمایا ہم نے اس سے طرح طرح کی بوٹیوں کے جوڑے پیدا کئے خود بھی کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی کھلاؤ' یقیناً اس میں عقل والوں کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹا دیں گے اور اسی سے ہم دوسری بار تم کو نکالیں گے' بلاشبہ ہم نے اسے اپنی تمام نشانیاں دکھلا دیں لیکن اس نے انہیں جھٹلا دیا اور مانا نہیں''۔

(۵۳) یہ موسیٰ کے جواب کا تتمہ ہے' پھر درمیان میں ایک جملہ معترضہ لایا گیا۔ یعنی زمین ایک قرارگاہ بنائی جس پر تم آرام و

چین سے اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہو اور دور دراز کے سفر بھی کرتے ہو پھر اس میں مختلف راستے بھی بنائے جن پر چل کر تم سفر کی منزلیں طے کرتے ہو دوسری جگہ فرمایا وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا الخ (انبیاء ۲۱/۳۱) اور اللہ نے اس میں کشادہ راستے بنائے تاکہ لوگ منزل تک پہنچ جائیں' پھر فرمایا کہ آسمان سے مینہ برسا کر اس سے طرح طرح کی بوٹیوں کے جوڑے پیدا کئے' قسم قسم کے اناج' وضع وضع کے پھل پھول' ترش' میٹھے' کڑوے اور کسیلے بنائے' اور تمام انواع واقسام کی بوٹیاں پیدا کیں۔

(۵۴) کچھ پھل اور کچھ غذا تمہارے کھانے کے لئے پیدا کیں' اور کچھ تمہارے جانوروں کے سبز و تازہ اور خشک چارے بنائے' واقعی اس میں ارباب دانش کے لئے بڑے پکے دلائل ہیں اور ارباب عقل سلیمہ ان سے اللہ کے سچے معبود و رب ہونے کو پہچان جاتے ہیں۔

انسان مٹی سے بنا پھر مٹی ہی بن جائے گا اور اسی سے اٹھایا جائے گا: (۵۵) یعنی ہم نے تم کو شروع میں بھی مٹی ہی سے بنایا تھا تمہارے باپ آدم روئے زمین کی مٹی سے پیدا کئے گئے تھے' مرنے کے بعد تم اسی میں گھل مل جاؤ گے اور پھر قیامت کے دن اسی سے پیدا کئے جاؤ گے فرمایا يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ الخ (اسراء ۱۷/۵۲) جس دن اللہ پکارے گا اور تم اس کی پکار کا اس کی تعریفیں کرتے ہوئے جواب دو گے اور تم سوچ رہے ہو گے کہ تھوڑی سی دیر ہی رہے ہو (۲) قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ الخ (اعراف ۷/۱۵) اسی میں تم زندہ ہوئے اسی میں مر جاؤ گے اور اسی سے نکالے جاؤ گے۔

قبر پر مٹی ڈالنے کی دعا: رحمت عالم ﷺ ایک جنازے میں شامل تھے' میت کو دفن کرنے کے بعد آپ نے ایک مٹھی مٹی لے کر قبر میں ڈالی اور فرمایا مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ پھر دوسری مٹھی ڈالتے ہوئے فرمایا وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ پھر تیسری مٹھی ڈال کر فرمایا وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى۔ (سنن)

ازلی شقی معجزے بھی نہیں مانتے: (۵۶) یعنی فرعون کے سامنے تمام معجزے آ گئے اور اس نے ان سب کا اپنی آنکھوں سے معائنہ کر لیا مگر افسوس پھر بھی کفر و سرکشی اور بغاوت سے انہیں نہ مانا اور جھٹلا دیا فرمایا وَجَحَدُوْا بِهَا (نمل ۲۷/۱۴) اور انہوں نے ظلم و غرور سے ان کا انکار کر دیا' حالانکہ ان کے دل یقین کر رہے تھے۔

قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾

''فرعون نے کہا کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہمیں اپنے جادو سے ہمارے ملک سے نکال باہر کرے ہم بھی یقیناً تیرے مقابلہ پر اس جیسا جادو پیش کریں گے اچھا تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک صاف میدان کا وعدہ کر کہ تو اور ہم اس کے خلاف نہ کریں' فرمایا کہ وعدہ عید والے دن کا ہے لوگ دن نکلتے ہی اکٹھے ہو جائیں''۔

فرعون نے معجزوں کو جادو قرار دیا: (۵۷) جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو عصا اور ید بیضا کا معجزہ دکھلایا تو اس نے کہا کہ یہ جادو ہے اور تو نے ہم پر جادو کرنے کے لئے یہ کرتب دکھائے ہیں تاکہ تو لوگوں پر غالب آ جائے لوگ تیرے عقیدت مند بن کر تیرے

ساتھ ہو جائیں اور ان سے تیری تعداد میں اضافہ ہو جائے مگر یہ تیرا ارمان پورا نہ ہوگا' اپنے جادو پر ناز نہ کر' ہمارے پاس بھی تیرے جیسا جادو ہے۔

ایک میدان میں خاص تاریخ پر جمع ہو کر تیرا مقابلہ ہوگا: (۵۸) اچھا تو ہم سے وعدہ کر اور ایک کھلا میدان تجویز کر تا کہ ہم میں سے کوئی وعدہ خلافی نہ کرے اور سب اس میدان میں جمع ہو جائیں تا کہ ہم اپنے جادو سے تیرے جادو کا مقابلہ کریں اور اس میدان میں ٹھیک مقررہ تاریخ پر پہنچ جائیں۔

(۵۹) یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا تم مجھ سے مقابلہ چاہتے ہو اچھا آؤ شوق سے مقابلہ کر لو' عید کا دن مقابلے کیلئے مقرر کیا جائے وہ چھٹی کا دن ہے اس دن سب جمع ہو سکیں گے۔ اللہ کی بے مثال قدرت کا مشاہدہ کریں گے' اور انبیاء کے معجزوں کا جادو سے مقابلہ بھی دیکھیں گے' لوگوں کو چاہئے کہ سب صبح صبح اس میدان میں جمع ہو جائیں تا کہ اچھی طرح دیکھ سکیں' یہی شان انبیاء ہے کہ ان کا ہر کام واضح' صاف' روشن اور کھلا ہوتا ہے' اس میں کسی طرح کی پوشیدگی اور دھوکہ نہیں ہوتا' اسی وجہ سے رات کا وقت مقرر نہیں کیا گیا' جیسا کہ شعبدے باز مقرر کرتے ہیں' بلکہ دن کا اور صبح کا وقت مقرر کیا گیا تا کہ لوگ کھلم کھلا اللہ کے نبی کا معجزہ دیکھ لیں۔

فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾

''پھر فرعون چلا گیا اور اپنا ہتھکنڈا جمع کر لایا موسیٰ نے لوگوں سے کہا بدبختو اللہ پر جھوٹ مت باندھو ورنہ وہ تمہیں اپنے عذاب سے غارت کر دے گا اور جس نے بہتان باندھا وہ ناکام ہی ہوا' آخر کار لوگ باہمی مشورے میں اختلاف کر بیٹھے اور چپکے چپکے مشورے ہونے لگے لوگوں نے کہا اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دونوں جادوگر ہیں' اور تم کو اپنے جادو سے تمہارے اس ملک سے نکالنا اور تمہارے بہترین طریقے کو برباد کرنا چاہتے ہیں تم بھی بالاتفاق اپنی تدبیریں لے کر میدان میں قطار باندھ کر کھڑے ہو جاؤ آج جو جیت جائے گا وہی ہمیشہ کے لئے کامیاب ہوگا''۔

فرعون کی مقابلہ کے لئے تیاریاں: (۶۰) جب مقابلہ کے لئے میدان اور تاریخ کا تعین ہو گیا تو فرعون ممالک محروسہ کے شہروں سے جادوگر جمع کرنے لگا' اور اس نے اس زمانے کا ہر چھوٹا بڑا جادوگر بلا لیا' اس زمانے میں جادو کا خوب زور شور تھا فرمایا وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ الخ (یونس ۱۰/۷۹) فرعون نے کہا کہ میرے پاس ہر جاننے والے جادوگر کو لے آؤ پھر لوگ مقررہ تاریخ پر عید کے دن میدان میں جمع ہو گئے' فرعون تخت سلطنت پر جو اس میدان میں بچھا دیا گیا تھا رونق افروز ہو گیا' نیز اکابر سلطنت قطار

باندھ کر کھڑے ہو گئے' اور عوام دائیں بائیں کھڑے ہو گئے۔ موسیٰ علیہ السلام عصا پر ٹیک لگا کر تشریف لائے' آپ کے ساتھ آپ کے بھائی ہارون بھی تھے جادوگر صفیں باندھ کر فرعون کے سامنے کھڑے ہو گئے' فرعون انہیں اس بات پر آمادہ کر رہا تھا اور ابھار رہا تھا کہ وہ بڑی ہوشیاری اور کمال خوبصورتی سے اپنے کرتبوں کا اظہار کریں' یہ انعام واکرام کے لالچ سے آئے تھے اور فرعون بڑے بڑے انعام واکرام کا ان سے وعدہ کر رہا تھا انہوں نے کہا: اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا الخ (شعراء ۲۶/۴۱، ۴۲) اگر ہم جیت جائیں تو کیا ہمیں انعام ملے گا بولا ہاں ہاں بلکہ تم مقرب درباری بنا لئے جاؤ گے۔

موسیٰ علیہ السلام کا جادوگروں کو وعظ: (۶۱) موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے خطاب کر کے فرمایا بڑے افسوس کی بات ہے اللہ پر جھوٹ مت باندھو کہ کرتبوں سے بے بنیاد چیزیں نظر بندی کر کے لوگوں کو دکھلاؤ جادو سے حقیقت نہیں بدلا کرتی دیکھو ایسا نہ کرو ورنہ اللہ کے عذاب سے تباہ ہو جاؤ گے اور ایک بھی نہ بچے گا' جھوٹ باندھنے والا ہمیشہ ناکام و نامراد ہی رہتا ہے۔

جادوگروں میں موسیٰ کے بارے میں اختلاف: (۶۲) پھر جادوگروں میں اختلاف ہو گیا کوئی تو کہتا تھا کہ اس قسم کی گفتگو ایک نبی ہی کی شان کے لائق ہے' یقیناً آپ نبی ہیں اور کوئی آپ کو جادوگر بتاتا تھا اور چپکے چپکے مشورے ہونے لگے۔

(۶۳) جادوگروں نے آپس میں کہا جانتے ہو یہ دونوں جادوگر ہیں اور فن جادو میں بڑے ماہر ہیں' ان کا علم انتہائی وسیع ہے یہ چاہتے ہیں کہ تم پر اور تمہاری قوم پر شاندار فتح پا کر لوگوں پر چھا جائیں' عوام ان کے جادو کی وجہ سے ان کے معتقد بن جائیں پھر فرعون و فرعونیوں سے جنگ کر کے انہیں ملک سے مار بھگائیں اور چھوٹے موٹے جادو کو جس پر ہماری عزت و روزی موقوف ہے اپنے جور و استبداد سے مٹا دیں ان کے غلبے کی صورت میں ہمیں کون پوچھے گا' عوام انہیں کے معتقد ہو جائیں گے اور عظمت و اقتدار انہیں کو حاصل ہو گا پھر جب ان دونوں کا غلبہ ہو جائے گا تو تم کو تباہ کر دیں گے اور ملک سے مار بھگائیں گے' اور خود ملک پر قابض ہو جائیں گے اور تم سے ریاست چھین کر خود رئیس بن بیٹھیں گے' تم کو تمہارے ملک سے اور عیش و آرام سے نکال دیں گے' لوگوں کی توجہ انہیں کی طرف مبذول ہو جائے گی' شرفاء عقلاء اور بزرگوں کی مٹی پلید ہو جائے گی' معززین و سرداروں کو مٹا دیں گے اچھے لوگوں کو بھگا دیں گے' اس زمانے میں اسرائیلی تعداد و مال میں بڑھے ہوئے تھے فرعون کہتا ہے کہ یہ بھی انہیں کے ساتھ ہو جائیں گے اور تمہارے دین کو مٹا دیں گے۔

جادوگروں کی بازی جیتنے کی کوشش: (۶۴) یعنی سب ایک قطار میں کھڑے ہو کر بہ یک وقت کرتب دکھاؤ تاکہ دیکھنے والے دنگ و ششدر رہ جائیں اور تم ان دونوں پر غالب آ جاؤ' آج جو بھی اونچا رہے گا اسی کے سر سہرا ہے' وہی کامیاب و بامراد ہے' اگر ہم جیت گئے تو بادشاہ نے ہم سے بڑے بڑے انعام واکرام کا وعدہ کر لیا ہے' پھر تو پانچوں انگلیاں گھی میں ہیں' اور اگر یہ دونوں جیت گئے تو ایک عظیم ریاست پر قابض ہو جائیں گے۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿٦٥﴾ قَالَ
بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا
تَسْعٰى ﴿٦٦﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ

اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿٦٨﴾ وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰى ﴿٦٩﴾ فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿٧٠﴾

”جادوگروں نے موسیٰ سے پوچھا کیا تم ڈالتے ہو یا پہلے ہم ہی ڈال دیں‘ فرمایا نہیں بلکہ تم ہی ڈالو‘ ڈالتے ہی ان کی رسیاں اور لکڑیاں ان کے جادو کی وجہ سے رینگتے ہوئے سانپ معلوم ہو رہے تھے‘ پھر موسیٰ کے دل میں بھی خوف پیدا ہوا ہم نے کہا ڈرو نہیں یقین مانو تم ہی سب سے اونچے رہو گے جو تمہارے سیدھے ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو‘ یہ ان شعبدوں کے سانپ جو انہوں نے ڈالے ہیں نگل جائے گا یہ ایک جادوگر کے کرتب ہی تو ہیں اور جادوگر جہاں بھی جائے کامیاب نہیں ہوتا‘ اب تو یہ سارے جادوگر یہ کہتے ہوئے سجدے میں گر گئے کہ ہم بھی ہارون و موسیٰ کے رب پر ایمان لے آئے“۔

پہلے جادوگروں کو کمال دکھانے کی پیشکش: (۶۵) جب جادوگر موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ پر ڈٹ گئے تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا تم پہلے اپنا کمال دکھاؤ گے یا ہم دکھائیں؟ (۶۶) فرمایا پہلے تم ہی اپنا کمال دکھلاؤ ہم بھی تو دیکھیں تم کیا کمالات دکھاتے ہو اور دنیا کے سامنے تمہارے کمالوں کی حقیقت بھی کھل جائے کہ اللہ نے انہیں کس طرح مٹا ڈالا۔

جادوگروں کی فتح کی ڈینگیں: (۶۷) آخر جادوگر کرتب دکھانے لگے اور فرعون کی عزت کی قسم کھا کر ڈینگیں مارنے لگے کہ ہماری ہی جیت ہوگی قرآن میں ہے (۱) وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ الخ (شعراء ۲۶/۴۴) اور انہوں نے فرعون کی عزت کی قسم کھا کر کہا کہ فتح ہماری ہی ہوگی (۲) سَحَرُوْۤا اَعْیُنَ النَّاسِ الخ اعراف (۷/۱۱۶) انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انہیں ڈرا دیا اور بہت بڑا جادو پیش کیا‘ یہاں فرمایا کہ ڈالتے ہی ان کی رسیاں اور لکڑیاں ان کی نظر بندی کی وجہ سے دوڑتی ہوئی معلوم ہونے لگیں۔

(۶۸) ہم نے وحی کے ذریعہ ان سے کہا اندیشہ نہ کرو‘ غلبہ تم ہی حاصل کرو گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اژدھا: (۶۹) یہ جو تمہارے سیدھے ہاتھ میں عصا ہے‘ اس کو زمین پر ڈال دو‘ یہ جادوگروں کے کرتبوں کو نگل جائے گا کیونکہ میدان میں جتنے سانپ نظر آ رہے ہیں سب جادوگروں کے کرتب ہیں اور جادوگر کہیں بھی ہوں کامیاب نہیں ہوا کرتے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم جادوگر کو پکڑ لو تو اسے قتل کر ڈالو‘ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ جادوگر جہاں بھی مل جائے اسے امن نہ دی جائے (ت‘ ابن ابی حاتم مرفوع وموقوف)۔

جادوگروں کا مسلمان ہو جانا: (۷۰) جب جادوگروں نے اللہ کے نبی کا یہ بڑا معجزہ دیکھا تو چونکہ انہیں جادو کے بارے میں ہر قسم کے معلومات تھے اس لئے انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور انہیں یقین ہو گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کا کمال جادو نہیں ہے یہ تو اللہ کی عطا کردہ ایک واقعی نشانی ہے‘ اس قسم کی نشانی پر وہی قادر ہو سکتا ہے جس کے حکم سے چیز معرض وجود میں آ جائے یہ سوچ کر وہ اللہ کے سامنے سجدے میں گر گئے اور موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے صبح کو جادوگر تھے اور شام کو اللہ کی راہ میں شہید‘ سبحان اللہ۔
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِیْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۫ وَ لَتَعْلَمُنَّ اَیُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبْقٰى ﴿۷۱﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الَّذِیْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ﴿۷۲﴾ اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَ مَاۤ اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَ اللّٰهُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿۷۳﴾

الثلثة

''فرعون بولا تم میری اجازت سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لے آئے یقیناً وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے میں تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے سیدھے کٹوا کر تم کو کھجور کے تنوں پر سولی پر لٹکوا دوں گا تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کس کا عذاب سخت اور دیر پا ہے' انہوں نے جواب دیا کہ ہم تجھ کو اپنے پاس آئے ہوئے دلائل پر اور اس پر جس نے ہم کو پیدا کیا ہے ترجیح کبھی نہ دیں گے اب جو کچھ تجھے کرنا ہے کر گزر تو ہماری یہ دنیوی زندگی ہی ختم کر سکتا ہے' ہم اپنے رب پر ایمان لے آئے ہیں تا کہ وہ ہمارے گناہوں کو اور اس گناہ کو بھی کہ تو نے ہم کو جادو پر مجبور کر دیا تھا معاف فرما دے اور اللہ ہی خیر والا اور باقی رہنے والا ہے''۔

فرعون کی شقاوت اور جادوگروں کو دھمکی: (۷۱) فرعون کے کفر و عناد کا اس کی بغاوت و نافرمانی کا اور اس کی ضد اور ہٹ دھرمی کا بیان ہے کہ اس نے باوجودیکہ ایسے بڑے بڑے دنگ کر دینے والے معجزے دیکھے اور جادوگروں کو بھی منظر عام پر سب کے سامنے موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاتا دیکھا اور موسیٰ علیہ السلام کی شاندار فتح اپنی آنکھوں سے معائنہ کر لی مگر پھر بھی ایمان نہیں لایا اور مکابرے اور ظلم پر اتر پڑا اور ہار کر جادوگروں پر اپنی طاقت کا استعمال شروع کر دیا انہیں ڈرایا دھمکایا' ڈانٹا ڈپٹا اور خوب سخت سست کہا پھر بولا کہ تم نے میری اجازت کے بغیر کیوں اس کی تصدیق کی' تم نے اس بارے میں میرے حکم کا کیوں انتظار نہیں کیا پھر موسیٰ علیہ السلام پر ایک ایسا سفید جھوٹ باندھا جس کو دنیا بھی جھوٹ ہی سمجھتی تھی کہ وہ تمہارا استاد ہے اسی نے تم کو جادو سکھایا ہے اور تم سب نے میرے اور میری رعایا کے خلاف بالاتفاق ایک محاذ بنا لیا ہے تا کہ تم ملک و ریاست پر غالب آ جاؤ فرمایا اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ الخ (اعراف ۷/۱۲۳) یہ ایک گہری سازش ہے جو تم نے اس شہر میں کی ہے کہ اس سے تم شہر والوں کو نکال دو' اچھا ابھی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس طرح کی سازشوں کا کیا انجام ہوا کرتا ہے۔ پھر انہیں ڈرانے کے لئے کہا کہ میں تمہارے ہاتھ پاؤں کٹوا کر تم کو کھجور کے تنوں پر سولی پر لٹکوا دوں گا اور بے دردی سے پوری ذلت کے ساتھ تمہاری روحیں نکالوں گا' سب سے پہلے کھجور کے تنے پر فرعون ہی نے پھانسی دی ہے (ابن ابی حاتم از ابن عباس رضی اللہ عنہ) تم کہتے ہو کہ میں اور میری قوم گمراہ ہے اور تم اور موسیٰ (علیہ السلام) حق پر ہیں ابھی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ کون سزا میں گرفتار رہتا ہے۔

کہیں شیر بھی ڈرا کرتے تھے؟: جب ان توحید پرستوں کو اس مشرک نے طرح طرح سے ڈرایا دھمکایا تو انہیں اللہ کی راہ میں جانوں کی قربانیاں پیاری اور آسان معلوم ہوئیں اور اس بدبخت کو یہ جواب دیا۔

فرعون کے لئے جادوگروں کا پرتاثیر وعظ: (۷۲) ہم اپنے پاس آئی ہوئی ہدایت پر اور اپنے پیدا کرنے والے پر تجھ کو ترجیح نہیں دے سکتے۔ تجھ سے زیادہ ہمیں ہدایت پیاری ہے جسے کسی صورت سے بھی نہیں چھوڑ سکتے' اللہ ہی عبادت کے لائق ہے تو نہیں تجھے ہمارے ساتھ جو کچھ کرنا ہے کرگزر زیادہ سے زیادہ تو ہماری جانیں لے لے گا' اس سے زیادہ تو کچھ نہیں کرسکتا' ہمیں دنیا اچھی بھی نہیں معلوم ہوتی' ہمیں تو آخرت کا شوق اور دارالقرار کی آرزو ہے۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ ہمارے گناہ معاف فرمادے گا: (۷۳) یعنی ایمان کی برکت سے ہمیں یقین ہے کہ اللہ ہمارے گناہ معاف فرمادے گا خصوصاً یہ گناہ جس پر تو نے ہمیں لالچ دے دلا کر راضی کیا تھا' اور تیرے کہنے سننے سے ہم اللہ کے نبی کے مقابلہ پر ڈٹ گئے تھے'

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۷۴﴾
وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿۷۵﴾
جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا
مَنْ تَزَكّٰى ﴿۷۶﴾

ع ۲۲ / ۱۲

''دیکھو جو اپنے رب کے پاس مجرم بن کر جائے گا یقیناً اسی کے لئے جہنم ہے جہاں اسے نہ تو موت ہی آئے گی اور نہ آرام کی زندگی ہی ملے گی' اور جو مومن بن کر جائے گا اور اچھے عمل بھی کرچکا ہوگا' انہیں کے لئے بڑے بڑے بلند درجے ہیں' ہمیشگی والی بہشتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے' یہ ان لوگوں کا صلہ ہے جو پاک ہوئے''۔

جادوگروں کے وعظ کا تتمہ: (۷۴) بظاہر انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جادوگروں کے وعظ کا جو فرعون کے سامنے کہا گیا تھا تتمہ ہے اس میں اللہ کے عذاب سے اور اس کی دائمی سزا سے ڈرایا گیا تھا اور غیر منقطع صلہ کی نوید جانفزا سنائی گئی تھی کہ جو قیامت کے دن اللہ سے اس کا باغی بن کر ملاقات کرے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا' جہاں نہ موت ہے اور نہ آرام کی زندگی فرمایا (۱) لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا الخ (فاطر ۳۵/۳۶) نہ تو ان کی روح ہی قبض کی جائے گی کہ مرجائیں اور نہ ان کی سزا میں تخفیف ہی کی جائے گی' ہم ہر ناشکرے کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

موحد گنہ گار جہنم میں گر کر مرجائیں گے: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جہنمی جو حقدار ان جہنم ہیں' جہنم میں نہ مریں گے اور نہ زندہ ہی رہیں گے' البتہ کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جنہیں گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جھونک دیا جائے گا اور آگ انہیں مار دے گی اور وہ کوئلہ بن جائیں گے' پھر ان کی سفارش کا حکم ملے گا اور وہ ڈھیر کے ڈھیر جنت کی نہروں پر بکھیر دیئے جائیں گے اور جنت والوں سے کہا جائے گا کہ ان پر پانی بہاؤ' پھر وہ اس طرح اگیں گے جیسے سیلاب زدہ علاقوں میں اناج وگھاس پیدا ہوجاتی ہے' ایک شخص نے یہ مثال سن کر فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ آپ جنگلوں میں رہ چکے ہیں (م) ایک دفعہ آپ نے خطبے میں یہ آیت پڑھ کر فرمایا جو جہنم والے ہیں وہ نہ تو اس میں مریں گے اور نہ زندہ ہی رہیں گے ہاں جو اس کے اہل نہیں آگ انہیں جلا دے گی' پھر اللہ کے حکم

سے شفیع کھڑے ہوں گے اوران کی سفارش کریں گے' پھران کے ڈھیر کے ڈھیر نہر حیات پر لا کر بکھیر دیئے جائیں گے پھر وہ سیلاب زدہ علاقے کی گھاس کی طرح پیدا ہوں گے۔(ابن ابی حاتم)۔

ایمان والوں کے لئے جنت ہے: (٧٥) یعنی جو شخص قیامت کے دن ایمان ویقین کی حالت میں رب سے ملے گا' اس کے لئے جنت ہے جس میں اونچے اونچے درجے ہیں' امن والے بالا خانے ہیں اور پاکیزہ گھر ہیں' رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے سو درجے ہیں' ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے اور فردوس سب سے اونچا درجہ ہے(تا)

(٧٦) یعنی ہمیشگی والی سدا بہار بہشتیں ہیں جن میں نہریں جاری ہیں اور جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے یہ ان کا صلہ ہے جنہوں نے میل کچیل' گندگی اور شرک سے اپنے دل پاک صاف رکھے' اللہ وحدہ لاشریک لہ ہی کو پوجا' اور احکام وممنوعات میں نبیوں ہی کی پیروی کی۔

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿٧٧﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿٧٨﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿٧٩﴾

''بلاشبہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے جاؤ اور ان کے لئے دریا میں خشک راستہ بناؤ' نہ تم کو کسی کے پکڑنے کا ڈر ہوگا اور نہ کوئی اور خطرہ پھر فرعون اپنا لشکر لے کر ان کے پیچھے لگا پھر انہیں دریا نے ڈھانک لیا' جس نے انہیں ڈھانک لینا تھا اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کر دیا اور راہ نہیں دکھائی''۔

موسیٰ اسرائیلیوں کو لے کر راتوں رات نکل گئے: (٧٧) فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کا یہ مطالبہ بھی نہیں مانا تھا کہ وہ اسرائیلیوں کو آزاد کر کے انہیں موسیٰ کے ساتھ بھیج دے آخر کار اللہ نے انہیں حکم فرمایا کہ تم اسرائیلیوں کو راتوں رات مصر سے نکال کر لے جاؤ اور اس طرح انہیں فرعون کے پنجہ جبر واستبداد سے چھڑالو' اللہ نے علاوہ اس سورت کے اور سورتوں میں بھی یہ واقعہ تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

فرعونیوں کا تعاقب اور غرقابی: جب موسیٰ علیہ السلام راتوں رات اسرائیلیوں کو لے کر نکلے تو صبح کو فرعونیوں نے دیکھا کہ اسرائیلی محلے سونے پڑے ہیں' وہاں کوئی بھی نہیں' ہو کا عالم ہے۔ نہ آدم ہے نہ آدم زاد' یہ دیکھ کر فرعون مارے غصے کے تلملا اٹھا اور تمام شہروں میں لوگ دوڑا دیئے کہ جوانوں کو جمع کر کے لائیں اور ایک لشکر جرار تیار کر کے موسیٰ علیہ السلام کا تعاقب کریں اس کا خیال تھا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ (شعراء ٢٦/٥٤، ٥٥) کہ اسرائیلی تھوڑے سے ہیں اور وہ ہمارا جی جلا کر گئے ہیں' چنانچہ چاروں طرف سے جوان لائے گئے' اور بہت جلدی ایک لشکر جرار تیار ہو کر اللہ کے نبی کے تعاقب میں چل پڑا' ادھر سورج نکلا ادھر یہ لشکر جرار فرعون کی سرکردگی میں روانہ ہوا' اس لشکر نے اسرائیلیوں کو اور اسرائیلیوں نے اس فوج کو دور سے دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام والوں نے موسیٰ سے گھبرا

کر کہا کہ اب تو ہم پکڑ لئے گئے' آپ نے فرمایا ایسا کبھی نہیں ہو سکتا' یقین مانو میرے ساتھ میرا رب ہے جو مجھے راہ بجھا دے گا۔ کلیم اللہ اسرائیلیوں کو لے کر بحر نیل کے کنارے پر کھڑے ہوئے ہیں' دریا سامنے ہے کوئی پل نہیں کہ پار ہو جائیں' دشمن کا لشکر بڑھا چلا آ رہا ہے' اس نازک وقت پر یاد آیا کہ مجھ کو دریا پر عصا مارنے کا حکم آ چکا ہے پس آپ نے یہ کہہ کر دریا پر عصا مارا کہ اللہ کے حکم سے میرے لئے راستہ دے دے' دریا پھٹ گیا بارہ راستے دے دیئے اور پانی کی ہر دیوار ایک بڑے پہاڑ کی طرح کھڑی ہو گئی پھر تیز ہوا سے یہ راستے خشک بھی ہو گئے فرمایا اب یہ خطرہ باقی نہیں رہا کہ تم پکڑ لئے جاؤ گے' اور نہ دریا میں ڈوب جانے کا اندیشہ رہا۔

(۷۸) جب موسیٰ امن و سلامتی سے پار ہو گئے تو فرعون کا لشکر دریا پر پہنچا' یہ بھی اسرائیلیوں کی دیکھا دیکھی دریا میں اتر گئے' پھر جب ساری فوج دریا کے اندر آ گئی تو اللہ کے حکم سے ان پر دریا ٹوٹ پڑا' چنانچہ اللہ نے فرمایا پھر اس نے انہیں چھپا لیا جس نے چھپا لیا یعنی یہ ایک مشہور واقعہ ہے کہ سب دریا کے شکار ہو گئے۔

(۷۹) فرعون نے لوگوں کو گمراہ کیا اور انہیں دریا پر لے گیا' اس بدبخت نے انہیں سیدھی راہ نہیں سجھائی' ٹھیک اسی طرح يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الخ (ھود ۱۱/ ۹۸) ہے۔ یعنی قیامت کے دن یہ اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا' پھر انہیں جہنم میں داخل کر دے گا اور وہ گھاٹ بدترین ہوگا جس میں وہ داخل ہوں گے۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿۸۰﴾ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾

''اے اسرائیلیو! میں نے تم کو تمہارے دشمنوں سے بچا لیا اور تم سے طور کی سیدھی جانب کا وعدہ کیا اور تم پر من و سلویٰ اتارا کہ اللہ کی پاکیزہ روزی میں سے کھاؤ' اور اس میں حد سے آگے نہ بڑھو ورنہ تم پر میرا قہر اتر آئے گا اور جس پر میرا قہر اتر آئے وہ یقیناً تباہ ہو جائے گا' اور یقین مانو میں انہیں معاف کر دیتا ہوں جو توبہ کر لیں' ایمان لے آئیں اور اچھے عمل کرنے لگیں پھر راہ پر قائم رہیں''۔

اللہ کے احسانات یاد کرو: (۸۰) اللہ اسرائیلیوں کو اپنے احسانات یاد دلا رہا ہے کہ میں نے تم کو تمہارے دشمنوں سے بچا لیا اسے تباہ کر کے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کیں' صبح صبح تم دریا کے پار اس کنارے پر کھڑے ہوئے ان کے ڈوبنے کا تماشا دیکھ رہے تھے' تم نے دیکھا کہ ان میں سے ایک بھی زندہ نہ بچ سکا فرمایا وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ الخ (بقرہ ۲/ ۵۰) ہم نے فرعونیوں کو ڈبو دیا اور تم دیکھ رہے تھے۔

من و سلویٰ کا بیان: من اور سلویٰ کی تفسیر سورہ بقرہ میں گزر چکی من تو ایک قسم کا حلوہ تھا جو ان پر آسمان سے اترتا تھا اور سلویٰ پرندے تھے جو ان کے پاس خود بخود آ جاتے تھے۔ اور ہر ایک بقدر ضرورت پکڑ کر انہیں بھون کر کھا لیا کرتا تھا۔ انہیں اللہ کی مہربانی

سے بلا مشقت روزی مل رہی تھی۔ فرمایا۔

بلا مشقت کے روزی پر اللہ کا شکر ادا کرو: (۸۱) یعنی جو روزی ہم نے تم کو دے رکھی ہے اس میں سے کھاؤ اور میرے عطا کردہ رزق میں حد سے آگے نہ بڑھو کہ بلا ضرورت پرندے پکڑو اور میرے حکم کی خلاف ورزی کر دو ورنہ میں تم سے ناراض ہو جاؤں گا' اور میری ناراضی شقاوت کا باعث ہے۔

توبہ کا بیان: (۸۲) یعنی جو مجھ سے سچے دل سے توبہ کر لے میں اس کا گناہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو معاف کر دیتا ہوں اسرائیلیوں نے گوسالہ پرستی کر کے توبہ کر لی تو میں نے انہیں بھی معاف کر دیا توبہ کا مطلب یہ ہے کہ اس گناہ کو چھوڑ دے جس سے توبہ کی ہے خواہ کتنا ہی عظیم گناہ کیوں نہ ہو اور دل سے ایمان لے آئے اور اعضاء سے احکام بجا لائے اور گناہ کے معاف ہو جانے پر شک نہ کرے' راہ راست پر قائم رہے' سیدھا رہے' عمر بھر اسلام کو چمٹا رہے اور ثواب کا یقین رکھے فرمایا ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ (بلد ۹۰/ ۱۷) پھر ان لوگوں میں سے ہو جائے جو ایمان لائے اور پابندی کی اور صبر و رحم کی ایک دوسرے کو تاکید کرتے رہے۔

وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ؕ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ۙ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ؕ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ ع

''موسیٰ آپ کو آپ کی قوم سے کس چیز نے جلدی کرائی فرمایا کہ لوگ میرے پیچھے ہی پیچھے ہیں' اور اے رب میں نے تیری طرف اس لئے جلدی کی کہ تو راضی ہو جائے فرمایا ہم نے تمہاری قوم کو تمہارے بعد فتنے میں ڈال دیا ہے اور انہیں سامری نے گمراہ کر دیا ہے' آخر کار موسیٰ افسوس کرتے ہوئے غصے میں قوم کی طرف واپس لوٹے فرمایا کہ اے قوم کیا تم سے تمہارے رب نے ایک پیارا وعدہ نہیں کیا تھا کیا اس کی مدت طویل ہو گئی تھی یا تم نے یہ چاہا کہ تم پر تمہارے رب کا قہر نازل ہو کہ تم نے وعدہ خلافی کی' بولے ہم نے آپ کے وعدے کے خلاف اپنے اختیار سے نہیں کیا لیکن ہم پر قوم کی زینت کے جو بوجھ لاد دیئے گئے تھے ہم نے وہ اتار

پھینکے‘ اور اسی طرح سامری نے بھی اتار پھینکے پھر اس نے لوگوں کے لئے ایک بچھڑے کا بت نکالا جس کی آواز بھی تھی‘ پھر لوگ کہنے لگے یہ ہے تمہارا معبود اور موسیٰ کا بھی‘ موسیٰ بھول گئے تھے پھر کیا یہ لوگ یہ نہیں دیکھتے تھے کہ یہ بت تو ان کی باتوں کا جواب بھی نہیں دیتا‘ اور نہ اسے ان کے نفع ونقصان کا کچھ اختیار ہے‘‘۔

یہودیوں کی ایک ناجائز خواہش: (۸۳) فرعون کی تباہی کے بعد موسیٰ علیہ السلام قوم کو لے کر آگے بڑھے‘ اور ایک بت پرست قوم کے پاس سے گزرے۔ قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ الخ (اعراف ۷/ ۱۳۸، ۱۳۹) اسرائیلیوں نے کہا موسیٰ علیہ السلام ان کے معبودوں کی طرح ہمارے لئے بھی ایک معبود بنا دیجئے‘ فرمایا تم جاہل ہو‘ یقین مانو ان لوگوں کے افعال انہیں ہلاک کر دیں گے اور ان کے عمل سراسر غلط ہیں۔

تورات دینے کا وعدۂ الٰہی: اللہ نے آپ کو تورات دینے کا وعدہ فرمایا اور پہلے تیس دن کی میعاد مقرر فرمائی اور پھر دس دن کی یعنی کل ۴۰ دن کی میعاد مقرر فرمائی کہ دن رات روزہ رکھ کر طور پر بات کرنے کے لئے آئیں۔ اس وعدے کے مطابق موسیٰ علیہ السلام قوم پر اپنے بھائی ہارون کو جانشین مقرر فرما کر جلدی سے طور پر پہنچ گئے‘ اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ تم قوم کو غافل چھوڑ کر جلدی سے کیوں آ گئے۔

(۸۴) فرمایا قوم میرے پیچھے پیچھے آ رہی ہے وہ طور کے قریب آ کر ٹھہر جائیں گے اور اے سچے معبود میں جلدی سے ان سے پہلے اس لئے آ گیا کہ تو مجھ سے اور بھی زیادہ خوش ہو جائے۔

آپ کے پیچھے یہودیوں کا شرک میں مبتلا ہونا: (۸۵) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تمہارے بعد تمہاری قوم کو فتنے میں ڈال دیا ہے‘ انہیں سامری نے گمراہ کر دیا ہے وہ اس بچھڑے کو پوجنے لگے ہیں جو سامری نے انہیں بنا کر دیا ہے‘ اسرائیلی کتابوں میں ہے کہ سامری کا نام بھی ہارون ہی تھا اس وعدے کی مدت میں موسیٰ علیہ السلام کو دینے کے لئے توریت کی تختیاں لکھ لی گئی تھیں‘ جیسا کہ قرآن نے بیان فرمایا ہے وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ الخ (اعراف ۷/ ۱۴۵) اور ہم نے ان کے لئے تختیوں میں ہر طرح کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی تھی پھر تم قوت سے اس کو پکڑ لو اور اپنی قوم کو بھی حکم دو کہ اس کو بہترین طریقے سے پکڑ لیں میں تم کو فاسقوں کا گھر دکھا دوں گا‘ یعنی نافرمانوں اور باغیوں کا انجام آخرت میں برا ہوگا۔

گمراہی کی خبر سن کر اظہارِ قلق و ملال: (۸۶) اللہ سے اسرائیلیوں کی گمراہی کی خبر سن کر موسیٰ علیہ السلام سخت افسوس کرتے ہوئے انتہائی غصے میں قوم کی طرف واپس تشریف لائے‘ آپ تو ان کی ترقی اور اصلاح کی فکر میں تھے اور تورات (جس پر آپ کی شریعت کا دارومدار ہے اور جو قوم کے لئے باعث شرف وسیادت ہے) لینے کے شوق میں طور پر گئے ہوئے تھے‘ لیکن نالائق لوگوں نے بت پرستی شروع کر دی‘ اور ایسا معبود مقرر کیا جس کو ایک موٹی عقل والا بھی معبود نہیں مان سکتا‘ چہ جائیکہ ارباب دانش اس قسم کا احمقانہ کام کر بیٹھیں‘ اس وقت ان کی عقلیں ماری گئیں اور بالکل احمق بن گئے‘ موسیٰ علیہ السلام کو بڑا قلق و ملال ہوا‘ غصے کے مارے تڑپ اٹھے اور قوم کے پاس کمال صدمہ لئے ہوئے آئے اور فرمایا اے قوم کیا تمہارے رب نے تم سے میری زبانی دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی کا اور حسن انجام کا ایک خوبصورت اور دل خوش کن وعدہ نہ فرمایا تھا‘ تم نے خود اس کی مدد کا مشاہدہ کر لیا ہے کہ اس نے تمہارے سامنے تمہارے دشمنوں کو کس طرح تباہ کیا‘ اور تم کو اس پر غلبہ دیا اور بھی اللہ کی تم پر بڑی بڑی نعمتیں ہیں‘ کیا اللہ کے وعدے کی مدت

طویل ہو گئی تھی' اور تمہاری آنکھیں اس کا انتظار کرتے کرتے پتھرا گئی تھیں کیا تم اس کی قدیمی نعمتوں کو اور وعدوں کو بھلا بیٹھے' نہیں نہیں بلکہ تم نے تو یہ چاہا تھا کہ تم پر تمہارے رب کا قہر وعتاب نازل ہو اس لئے تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا۔

وعدہ خلافی کا ایک نامعقول عذر: (۸۷) موسیٰ علیہ السلام نے جب اس طرح قوم کو جھنجھوڑا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے اختیار سے آپ کے وعدے کے خلاف نہیں کیا' پھر ایک نامعقول عذر پیش کیا اور اپنی پرہیز گاری جتائی۔

سامری نے سونے کا بچھڑا بنایا: (۸۸) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہارون سامری کے پاس گئے یہ بچھڑا بنا رہا تھا پوچھا کیا بنا رہے ہو' بولا وہ چیز بنا رہا ہوں جو نہ نفع پہنچا سکتی ہے' اور نہ نقصان آپ نے دعا فرما دی کہ اے اللہ اس کے دل کی مراد پوری فرما دے یہ دعا کر کے آپ تو تشریف لے گئے' ادھر سامری نے دعا مانگی' اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ یہ بولے بھی چنانچہ وہ ڈیں ڈیں بھی کرنے لگا' اب اس کی پرستش شروع کر دی گئی' جب رینگتا تو اس کے آگے سجدے میں گر جاتے پھر جب رینگتا تو سر اٹھا لیتے' ایک روایت میں ہے کہ سامری نے یہ جواب دیا تھا کہ میں ایسی چیز بنا رہا ہوں جو فائدہ تو پہنچائے مگر نقصان نہ پہنچائے۔ (ابن ابی حاتم)

لو یہ ہے تمہارا معبود: اب تو گمراہوں اور گوسالہ پرستوں نے کہا یہ ہے تمہارا اور موسیٰ کا معبود وہ بھول کر طور پر معبود کی تلاش میں چلے گئے اور معبود یہیں موجود ہے وہ تم سے یہ کہنا بھی بھول گئے کہ یہ تمہارا معبود ہے' لوگ اس کی پرستش کرنے لگے' اور انہیں اس سے کمال محبت ہو گئی' سامری اسلامی فرائض بھول گیا اور انہیں چھوڑ بیٹھا۔

گوسالہ پرستوں کی تردید: (۸۹) اس آیت میں گوسالہ پرستوں کی تردید و برائی ہے' اور ان کے کان کھولے گئے ہیں' اور ان کی نادانی و جہالت کا بیان ہے کہ انہیں یہ نہیں سوجھتا کہ جب ہم اس سے سوال کرتے ہیں تو یہ جواب نہیں دیتا اور نہ خطاب کرتے وقت ہوں ہاں کرتا ہے' اور نہ انہیں کچھ دنیوی یا اخروی فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم آواز اس سے اس لئے نکلتی تھی کہ ہوا اس کی دبر سے داخل ہو کر منہ سے نکل جاتی تھی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شیطان اس میں داخل ہو کر آواز نکالتا رہا ہوتا کہ لوگ اس سے گمراہ ہو جائیں۔

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾

''پہلے ہی سے ان سے ہارون نے کہہ دیا تھا کہ تم اس بچھڑے سے فتنے ہی میں ڈالے گئے ہو' یقین مانو تمہارا رب تو مہربان اللہ ہے' سو تم میری پیروی کرو اور میرا حکم مانو' قوم نے جواب دیا کہ ہم موسیٰ کے آنے تک تو اسی کے مجاور بنے بیٹھے رہیں گے''۔

ہارون نے لوگوں کو بت پرستی سے روکا: (۹۰) یعنی ہارون نے انہیں اس بت پرستی سے روکا اور یہ بھی جتا دیا کہ یہ بچھڑا تمہارے فتنے کا سبب ہے' اس سے اللہ نے تمہاری آزمائش کی ہے کہ تم توحید میں پکے ہو یا کچے' تمہارا رب تو مہربان اللہ ہے' جس نے ہر چیز پیدا کی' پھر اس کا ایک اندازہ مقرر فرمایا وہ بزرگ عرش والا ہے' اور حسب منشا کر گزرنے والا۔

قوم کی طرف سے جاہلانہ جواب: (۹۱) جواب ملا کہ ہم اس کی عبادت نہیں چھوڑ سکتے' جب تک اس کے بارے میں موسیٰ کی رائے نہ سن لیں' لوگ ہارونؑ کی مخالفت کرنے لگے' ان سے برسر پیکار ہو گئے' اور انہیں قتل کرتے کرتے رہ گئے۔

قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّىْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿۹۴﴾

''آپ نے ہارونؑ سے پوچھا کہ جب تم نے انہیں گمراہ ہوتے ہوئے دیکھا تھا تو روکا کیوں نہیں؟ کیا تم میری پیروی نہیں کر رہے تھے' اور میرے حکم کے خلاف چل رہے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ میری ڈاڑھی نہ پکڑیں اور نہ میرے سر کے بال مجھے ڈر ہوا کہ آپ یہ نہ کہیں کہ تم نے اسرائیلیوں کے درمیان پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا خیال نہ رکھا''۔

موسیٰؑ نے بت پرستی دیکھ کر بھائی سے باز پرس کی: (۹۲، ۹۳) جب موسیٰؑ تشریف لے آئے اور قوم میں ایک طوفان بدتمیزی اور شرک و بت پرستی کا چرچا دیکھا تو آپ سخت برافروختہ ہوئے اور توراۃ کی تختیاں زمین پر دے پٹخیں اور بھائی کے سر کے بال پکڑ کر انہیں اپنی طرف گھسیٹ لیا' ہم سورہ اعراف میں یہ واقعہ تفصیل سے لکھ چکے ہیں اور وہاں حدیث (لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ) بھی بیان کر آئے ہیں' اور انہیں برا بھلا کہنا شروع کیا کہ جب شروع میں یہ گمراہی پھیل رہی تھی تو تم نے مجھے اس کی خبر کیوں نہ کر دی جب میں نے تمہارے پاس یہ حکم بھیجا تھا کہ قوم میں میری جگہ اسلامی کام کرو اور شر پسندوں کی راہ پر نہ چلو تو تم نے اس کی خلاف ورزی کیوں کی؟

ہارونؑ کا معقول عذر: (۹۴) ہارونؑ نے کہا اے میری والدہ کے بیٹے (ماں کا اس لئے ذکر کیا کہ موسیٰؑ کو محبت پیدا ہو' ترس آ جائے اور دل نرم پڑ جائے' ورنہ موسیٰؑ آپ کے حقیقی بھائی تھے)۔ میں نے اس اٹھتے ہوئے فتنے کی آپ کو اس لئے خبر نہیں کی کہ مجھے یہ خیال پیدا ہو کہ اگر میں اس واقعہ کی خبر کرنے کے لئے آپ کے پاس چلا جاؤں تو آپ یہ نہ فرما دیں کہ تم انہیں چھوڑ کر کیوں چلے آئے' تم نے ان میں پھوٹ کیوں ڈال دی اور تم نے میرے حکم کا خیال کیوں نہیں کیا' ابن عباسؓ فرماتے ہیں ہارونؑ آپ سے ڈرتے تھے' اور آپ کے مطیع و منقاد رہے تھے۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۠ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾

''پوچھا کہ اے سامری تجھے کیا ہوا تھا' اس نے کہا میں نے وہ چیز دیکھی ہے جو لوگوں نے نہ دیکھی تھی اس لئے میں نے فرشتے کے نشان قدم سے ایک مٹھی خاک لے لی تھی پھر میں نے اسے اس گڑھے میں ڈال دیا' یہ بات میرے دل میں اسی طرح آ ئی فرمایا اچھا جا دور ہو اب تیرے لئے زندگی میں یہی سزا ہے کہ تو مت چھوؤ ہی کہتا رہے گا اور یقین مان کہ تیرے لئے ایک وعدہ اور ہے جو تیرے بارے میں ہرگز ہرگز خلاف نہیں کیا جائے گا۔ اب تو اپنے اس معبود کو دیکھ جس کا تو مجاور بنا بیٹھا تھا کہ ہم اسے جلا کر اس کی راکھ دریا میں بکھیر کر بہائے دیتے ہیں' تمہارا معبود تو اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اس کا علم تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے''۔

سامری کے بت بنانے کی وجہ: (۹۵) سامری سے موسیٰ نے پوچھا کہ تجھے اس بت کے بنانے پر کس چیز نے آمادہ کیا تھا' تجھ پر کیا مصیبت پڑی تھی کہ تو نے یہ بدترین وشرمناک حرکت کی (۹۶) سامری نے یہ مٹی جبرئیل کے گھوڑے کے کھر کے نشان سے لی تھی اس نے اس مٹی کو اسرائیلی زیورات پر ڈال دیا' اور اس سے ایک بچھڑے کا بت بنایا' جس کی آواز بھی تھی' اس کے اندر سے ہوائی آواز ایسی نکلتی تھی جیسے یہ رینگ رہا ہو۔ پھر اس نے یہ کہا یہ ہے تمہارا اور موسیٰ کا معبود۔

سامری کو مجھے نہ چھوؤ کی سزا: (۹۷) یعنی جس طرح تو نے ایک ایسی چیز لی اور چھوئی جس کا لینا اور چھونا تیرے لائق نہ تھا تو دنیا میں تجھ کو یہ سزا ملی کہ تو لامساس کہتا رہ' لوگ نہ تجھے چھوئیں گے اور نہ تو ان کو تیرے لئے ایک وعدے کا وقت ہے یعنی قیامت کا دن ہے جس سے تو بچ کر نہیں جا سکتا اور نہ چھوٹ سکتا ہے' آج بھی سامری کی نسل کے لوگ لامساس کہتے نظر آتے ہیں' اب تو اپنے معبود کو دیکھ جس کی عبادت پر تو قائم تھا ہم اسے جلا ڈالیں گے' آپ نے ہتھوڑوں سے اسے توڑ کر آگ میں جلا دیا۔

معبود تو صرف اللہ ہے: (۹۸) یعنی کور عقلو یہ بچھڑا تمہارا معبود نہیں ہے' تمہارا معبود تو وہ ہے جس کی ذات ہی عبادت کا استحقاق رکھتی ہے' عبادت اسی کو لائق ہے' کیونکہ ہر چیز اسی کی محتاج ہے اور اسی کی غلامی میں جکڑی ہوئی ہے' وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے' اس کے علم نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے اور ہر چیز کی تعداد شمار کر رکھی ہے' اس سے کائنات کا ایک ذرہ بھی چھپا ہوا نہیں فرمایا وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ الخ (انعام ۶/ ۵۹) اللہ تو جھڑنے والے پتے بھی جانتا ہے اور زمین کے پیٹ کا ایک ایک دانہ اور ہر تر و خشک ایک واضح کتاب میں ہے۔

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾

''اسی طرح ہم آپ کو گزری ہوئی وارداتوں کی خبریں سناتے ہیں اور ہم آپ کو اپنے پاس سے نصیحت والا قرآن عطا کر چکے ہیں جو اس سے منہ پھیر لے گا وہ یقیناً قیامت کے دن بوجھ اٹھائے گا جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہے گا اور یہ بوجھ ان کے لئے قیامت کے

دن بدتر ثابت ہوگا“۔

قرآن ایک جامع اور کمال والا اللہ کا ذکر ہے: (۹۹) یعنی اے نبی جس طرح ہم نے آپ کو صاف صاف موسیٰ علیہ السلام کے وہ واقعات سنائے جو انہیں فرعون اور فرعونیوں کے ساتھ پیش آئے تھے' اسی طرح ہم آپ کو گزرے ہوئے واقعات جوں کے توں سناتے ہیں' ان میں کمی بیشی نہیں کرتے علاوہ ازیں ہم نے آپ کو اپنے پاس والا ذکر یعنی قرآن بھی عطا فرمایا ہے' جس کے پاس باطل کسی سمت سے بھی نہیں آ سکتا اور جو خوبیوں اور حکمتوں والے کی طرف سے اتارا گیا ہے' ایسی جامع اور کمال والی کتاب آج تک کسی کو نہیں دی گئی جس میں ماضی اور مستقبل کی خبریں موجود ہوں' اور لوگوں میں فیصلوں کے طریقے بھی مذکور ہوں۔

قرآن نہ ماننے والوں کی سزا: (۱۰۰) جس نے یہ کتاب مقدس جھٹلائی' اس کے احکام کی پیروی سے منہ موڑا اس کے ممنوعات ترک نہیں کیے اور کسی اور کتاب سے ہدایت ڈھونڈھی اللہ یقیناً اسے گمراہ کر دے گا' اور وسط جہنم تک پہنچا دے گا' وہ قیامت کے دن سر پر اپنے گناہ لادے ہوئے ہوگا فرمایا وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ الخ (ھود ۱۱/ ۱۷) اور جو فرقہ اسے نہ مانے گا اس کی وعدے کی جگہ جہنم ہے یہ ڈراوا ہر اس شخص کے لئے ہے جسے قرآن پہنچا خواہ وہ عربی ہو یا عجمی' اہل کتاب ہو یا غیر اہل کتاب جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ الخ (الانعام ۶/ ۱۱۹) اور میرے پاس یہ قرآن وحی سے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس سے جس جس کو یہ پہنچ جائے اسے ڈراؤں' لہٰذا جسے قرآن پہنچ جائے یہ اسی کے لئے نذیر و داعی ہے۔

(۱۰۱) پھر جس نے اس کی پیروی کر لی' اس نے ہدایت پالی اور جس نے اس کی مخالفت کی اور اس سے منہ موڑا وہ گمراہ ہو گیا' اس نے دنیا اور آخرت کی نحوستیں سمیٹ لیں' اور قیامت کے دن جہنم کی آگ اس کے وعدے کی جگہ ہے' جس سے بچ کر جا نہیں سکتا اور نہ وہاں سے جدا ہو سکتا ہے' ان کا بوجھ کیسا بدترین بوجھ ہے' اللہ ہمیں اس بوجھ سے محفوظ فرمائے۔ آمین

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾

ع ۵ / ۱۴

”جس دن صور پھونکا جائے گا اور اس دن ہم مجرموں کو نیلی آنکھیں کر کے اٹھائیں گے جو آپس میں چپکے چپکے کہہ رہے ہوں گے کہ تم صرف دس دن ٹھہرے ہو' ہم ان کی باتوں کو خوب جانتے ہیں' اتنے میں ان میں سب سے بہترین رائے والا کہہ رہا ہوگا کہ تم تو صرف ایک ہی دن ٹھہرے ہو“۔

صور کا بیان: (۱۰۲) رحمت عالم ﷺ سے صور کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ ایک نرسنگھا ہے جس میں پھونک ماری جائے گی' ایک حدیث میں ہے کہ یہ ایک بڑا نرسنگھا ہے جس کا دائرہ آسمانوں و زمین کی برابر ہے' اسے اسرافیل پھونکیں گے' ایک حدیث میں ہے کہ میں کیسے چین سے بیٹھوں' حالانکہ صور والے نے صور منہ میں لے لیا ہے' پیشانی جھکا لی ہے اور اجازت کا منتظر ہے' صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ ہم کیا پڑھیں فرمایا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا۔ پڑھتے رہو' قیامت کے دن ہولناکیوں کی کثرت کی وجہ سے مجرموں کی آنکھیں نیلی ہوں گی۔

دنیا اور برزخ میں ٹھہرنے کی مدت ذرا سی معلوم ہوگی: (۱۰۳) یعنی ہم دنیا میں (زندگی میں اور مرنے کے بعد قبروں میں) تقریباً دس دن ٹھہرے ہوں گے اس سے زیادہ نہیں۔

(۱۰۴) ہمیں وہ باتیں خوب معلوم ہیں جو ان میں چپکے چپکے ہو رہی ہیں' اتنے میں ان میں سے سب سے زیادہ صائب الرائے کہے گا کہ تم دنیا میں ایک ہی دن ٹھہرے ہو' کیونکہ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی طول طویل مدت بھی ایک دن کے برابر ہے' اسی وجہ سے کافر قیامت کے دن دنیا کی عمر بہت ہی کوتاہ سمجھیں گے جس سے ان کا مقصد یہ ہوگا کہ دنیا کی عمر کی کوتاہی کی وجہ سے قیام حجت اپنے سے دفع کر سکیں چنانچہ اللہ نے فرمایا (۱) وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ الخ (روم ۳۰/ ۵۵، ۵۶) جس دن قیامت آ جائے گی تو مجرم قسمیں کھا کر کہیں گے کہ وہ دنیا میں گھڑی بھر ہی رہے' اسی طرح وہ الٹے چلا کرتے تھے اور عالم ومومن کہیں گے کہ اللہ کی تحریر میں تم دنیا میں جی اٹھنے تک ٹھہر چکے ہو' اب یہ زندگی بعد الموت کا دن ہے لیکن تم کو اس کا یقین ہی نہ تھا (۲) اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ الخ (فاطر ۳۵/ ۳۷) کیا ہم نے تمہیں اس قدر عمر نہ دی تھی کہ سمجھنے والا اس میں سمجھ سکتا اور کیا تمہارے پاس ڈرانے والا نہیں آیا تھا (۳) قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ (مومنون ۲۳/ ۱۱۲ تا ۱۱۴) ارشاد ہوگا کہ تم دنیا میں کتنے سال ٹھہرے یہ جواب دیں گے کہ ایک دن یا ایک دن سے بھی کم سو آپ گننے والوں سے پوچھ لیں فرمائے گا تم دنیا میں تھوڑی سی مدت ہی ٹھہرے کاش تم کو یقین ہوتا' یعنی دنیا میں تمہارا قیام تھوڑا ہی سا تھا کاش تم اس کی حقیقت جانتے تو فانی کو باقی پر ترجیح نہ دیتے لیکن افسوس تم نے برا تصرف کیا اور موجود وفانی کو آنے والی باقی پر مقدم کر دیا۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا
صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ
الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾

''لوگ آپ سے پہاڑوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں آپ فرما دیں انہیں میرا رب ریزہ ریزہ کر کے پراگندہ کر دے گا پھر زمین کو ایک چٹیل صاف اور ہموار میدان کر کے چھوڑ دے گا' آپ اس میں نہ نشیب دیکھیں گے اور نہ کوئی فراز' لوگ اس دن پکارنے والے کے پیچھے پیچھے ہولیں گے جس کے سامنے کوئی ٹیڑھا نہ ہوگا اور مہربان اللہ کے سامنے آوازیں پست ہو جائیں گی اور آپ کھسر پسر ہی سن سکیں گے''۔

قیامت کے دن زمین ہموار ہوگی: (۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷) لوگ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ قیامت کے دن یہ پہاڑ باقی رہیں گے یا نہیں' آپ فرما دیں کہ میرا رب انہیں ان کی جگہ سے ہٹا کر مٹا دے گا' ان کو ریزہ ریزہ کر کے ہوا میں اڑا دے گا' اور زمین فرش کی طرح صاف وہموار رہ جائے گی (قاع اور ''صفصف'' ہموار زمین کو کہا جاتا ہے' ''قاع'' کے بعد ''صفصف'' بطور تاکید کے ہے یا ''قاع'' چٹیل میدان کو کہتے ہیں' اصل معنی تو پہلا ہی ہے مگر یہ معنی لازمی ہے) اسی وجہ سے فرمایا کہ تم اس دن زمین پر کوئی وادی' ٹیلہ' غار اور نشیب وفراز نہ دیکھو گے۔

لوگ پکارنے والے کی آواز پر دوڑیں گے: (۱۰۸) جب لوگ یہ حالات اور ہولناکیاں دیکھیں گے تو پکارنے والے کی

آواز پر لبیک کہیں گے' دوڑ کر اس کے پیچھے پیچھے ہو لیں گے اور جدھر کا حکم ہوگا ادھر ہی کو دوڑ کر جائیں گے۔ اگر ان میں دنیا میں اطاعت کا جذبہ ہوتا تو یہ ان کے حق میں مفید ثابت ہوتا مگر افسوس آج اطاعت سے کیا فائدہ فرمایا (ا) اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ الخ (مریم ۱۹/ ۳۸) جس دن وہ ہمارے پاس آئیں گے تو خوب ہی سننے اور دیکھنے والے ہوں گے لیکن یہ ظالم آج صریح گمراہی میں ہیں۔ جب لوگ میدان محشر کی طرف سکون و عاجزی سے جائیں گے تو صرف ان کے قدموں کی چاپ ہوگی اور کھسر پسر بھی کسی وقت ہوگی' ہر وقت نہ ہوگی جیسا کہ اللہ نے فرمایا یَوْمَ یَاْتِ لَا تَکَلَّمُ نَفْسٌ (ھود ۱۱/۱۰۵) (یا) جس دن وہ آئے گا تو کوئی بھی بلا اجازت کے لب نہ ہلا سکے گا' پھر ان میں سے کچھ بدنصیب ہوں گے اور کچھ نصیبے والے۔

يَوْمَىِٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ
قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿١١٠﴾
وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ
يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾

"اس دن سفارش فائدہ نہ پہنچائے گی مگر جسے مہربان اللہ اجازت دے دے' اور وہ اس کی بات سے راضی بھی ہو' اللہ خوب جانتا ہے اور لوگوں کا علم اس پر حاوی نہیں ہو سکتا' اور چہرے زندہ اور کائنات کو سنبھالنے والے اللہ کے سامنے جھک جائیں گے اور ظلم لادکر آنے والا ناکام ہوگا اور جس نے نیک عمل کئے ہوں گے اور ایمان بھی لے آیا ہوگا وہ بے انصافی اور حق تلفی کے خطرے سے محفوظ رہے گا"۔

اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہ کر سکے گا: (۱۰۹) یعنی قیامت کے دن اللہ کے آگے اسی کی سفارش کام دے گی جسے وہ اجازت دے دے اور اس کی بات سے راضی بھی ہو فرمایا (ا) مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ الخ (بقرہ ۲/ ۲۵۵) اس کی اجازت کے بغیر کون ہے جو اس سے سفارش کرے۔ یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِکَةُ الخ (نبا ۷۸/ ۳۸) جس دن روح اور فرشتے قطار باندھ کر کھڑے ہوں گے اور وہ بات نہ کریں گے مگر جسے مہربان اللہ نے اجازت دے دی ہوگی اور وہ بات بھی صحیح صحیح کہنے والا ہوگا۔

رحمت عالم ﷺ سفارش فرمائیں گے: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ میں عرش بریں کے سامنے آؤں گا اور اللہ کے سامنے سجدے میں گر جاؤں گا' اللہ مجھ پر ایسی ایسی تعریفیں کھول دے گا جن پر اب میں قادر نہیں' پھر جب تک اسے منظور ہوگا مجھے سجدے میں پڑا رہنے دے گا' پھر مجھ سے فرمائے گا محمد ﷺ اپنا سر اٹھاؤ کہو تمہاری بات سنی جائے گی' اور سفارش کرو تمہاری سفارش مان لی جائے گی فرمایا پھر میرے لئے ایک تعداد مقرر کر دی جائے گی' میں انہیں جنت میں داخل کرا کر پھر آؤں گا' آپ نے چار بار بار بار آنے کا ذکر فرمایا (ق) آپ پر اور تمام نبیوں پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتیاں ہوں آمین۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اسے بھی جہنم سے نکال لو جس کے دل میں رائی بھر ایمان ہو' چنانچہ اللہ کی بہت سی مخلوق نکال لی جائے گی پھر فرمائے گا

کہ اسے بھی جہنم سے نکال لو جس کے دل میں رائی کے آدھے دانے کے برابر ایمان ہو اسے بھی نکال لو جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو اور اسے بھی نکال لو جس کے دل میں رائی کے چھوٹے سے چھوٹے حصے کی برابر بھی ایمان ہو۔

اللہ کا علم سب پر محیط ہے: (۱۱۰) یعنی اللہ اپنے علم سے تمام مخلوق کو گھیرے ہوئے ہے اور اس کے علم کے دائرے میں کائنات کا ایک ایک فرد بند ہے مگر وہ خود کائنات کے علم سے ماوراء ہے علم و ادراک کی رسائی اس تک ناممکن ہے پھر فرمایا لوگ اللہ کے ذرا سے علم پر بھی حاوی نہیں ہو سکتے جیسا کہ آیت الکرسی میں فرمایا کہ لوگ اس کے ذرا سے علم کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جس قدر اسے منظور ہو۔

اللہ کی کمال والی چند صفتوں کا بیان: (۱۱۱) اپنے جبار اللہ کے آگے تمام کائنات حقیر و ذلیل اور سرخمیدہ ہے اللہ دائمی حیات والا ہے ازلی ہے ابدی ہے اس پر نہ عدم آیا اور نہ فنا آئے وہ مدبر کائنات اور اس کا نگران ہے اللہ کبھی سوتا نہیں وہ ہر چیز کا سنبھالنے والا منتظم اور محافظ ہے سو وہ اپنی ذات میں کامل و اعلیٰ ہے اور دنیا کی ہر چیز اس کی محتاج ہے اور ہر چیز کے وجود کا دارومدار اسی پر ہے پھر فرمایا کہ جس نے قیامت کے دن اپنے اوپر ظلم لادلیا وہ تباہ ہوا کیونکہ اس دن اللہ سب سے صاحبان حقوق کے حقوق دلوائے گا اور انصاف کا یہ عالم ہوگا کہ بے سینگ والی بکری کو سینگ والی بکری سے بھی جس نے دنیا میں اس کو مارا تھا بدلہ دلوا دیا جائے گا ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم آج کسی ظالم کا ظلم مجھ سے آگے نہ بڑھے گا ایک صحیح حدیث میں ہے اپنے آپ کو ظلم سے بچائے رکھو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیروں میں تبدیل ہو جائے گا اور وہ بڑا نامراد و بدبخت ہوگا جو مشرک بن کر اللہ سے ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ الخ (لقمان ۳۱/۱۳) یاد رکھو شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔

انصاف پسندوں کا اور ان کے صلوں کا بیان: (۱۱۲) چونکہ اوپر کی آیت میں ظالموں کا اور ان کے ڈراووں کا بیان تھا اس لئے اس آیت میں انصاف پسندوں کا اور ان کے صلوں کا بیان ہے کہ ان پر نہ ظلم کیا جائے گا نہ ان کی برائیوں میں اضافہ کیا جائے گا اور نہ نیکیوں میں کمی معلوم ہوا کہ ظلم سے زیادتی مراد ہے کہ کسی پر کسی غیر کا گناہ لاد دیا جائے اور ہضم سے کمی اور حق تلفی مراد ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰۤى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾

''اسی طرح ہم نے آپ پر عربی زبان والا قرآن اتارا اور اس میں طرح طرح سے ڈراوے بیان کئے تا کہ لوگ پارسا بن جائیں یا یہ ان کے دلوں میں غور و فکر پیدا کر دے لہذا بلند شان والا اللہ سچا شہنشاہ ہے آپ قرآن پڑھنے میں جلدی نہ فرمائیں جب تک کہ آپ پر اتاری جانے والی وحی پوری نہ کر لی جائے اور یہ دعا فرماتے رہیں کہ اے میرے پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما''۔

اللہ نے قرآن فصیح عربی زبان میں اتارا: (۱۱۳) یعنی جزا و سزا اور واپسی کا دن لامحالہ آکر ہی رہے گا پھر جب اس کا آنا ضروری ہے تو ہم نے قرآن اتارا بشیر و نذیر بنا کر عربی زبان میں جو ایک وسیع اور فصیح زبان ہے اور جس میں مطلب ادا کرنے میں

دشواری پیش نہیں آتی' ہم نے اس میں طرح طرح سے نئے نئے انداز سے اللہ کے عذاب سے لوگوں کو ڈرایا تا کہ وہ گناہ' بے حیایاں اور حرام کاریاں چھوڑ دیں یا یہ قرآن ان میں غور وفکر کی صلاحیت پیدا کر دے اور ان میں فرماں برداری اور عبادت کے جذبات بھڑ کا دے۔

حجت قائم کرنے سے پہلے کسی پر عذاب نہیں آتا: (۱۱۴) اللہ کی شان بلند ہے وہ پاک و برتر ہے اور سچا اور حقیقی شہنشاہ ہے' جس کا وعدہ سچا ہے ڈراوا برحق ہے اور جس کی جنت فی الواقع ہے اور جہنم درحقیقت موجود ہے اور جس کی ہر چیز واقعی ہے اس کے انصاف کا تقاضا ہے کہ وہ رسولوں کو مبعوث کرنے سے پیشتر کسی پر عذاب نہ بھیجے اور حجت قائم کرنے سے پہلے کسی کو سزا نہ دے' تا کہ نہ کسی کی حجت باقی رہے اور نہ کسی کو شبہ کا موقعہ ملے۔

قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے: پھر فرمایا کہ جب تک وحی پوری نہ ہو جایا کرے آپ قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کریں' یہی مضمون سورہ قیامت میں اس طرح ادا فرمایا ہے لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ الخ (۷۵/۱۶تا۱۹) آپ اپنی زبان کو حرکت نہ دیں کہ جلدی سے قرآن پڑھ لیں یاد رکھیں کہ اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھانا ہمارے ذمہ ہے' پھر جب ہم اس کو پڑھیں تو آپ اس کی قرأت کی پیروی کریں پھر اس کا بیان ہمارے ذمہ ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔ رحمت عالم ﷺ کو وحی کے وقت بڑی تکلیف ہوتی تھی' آپ کو جبرئیلؑ کے ساتھ ساتھ ہی پڑھنا پڑتا تھا' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری (ب)

علم کی زیادتی کی دعا: پھر یہ بتایا گیا کہ آپ علم کی زیادتی کی اپنے رب سے دعا کرتے رہیں' چنانچہ آخری دم تک آپ کے علم میں اضافہ ہی ہوتا رہا' ایک حدیث میں ہے کہ آپ پر لگاتار وحی آتی رہی یہاں تک کہ جس دن آپ فوت ہوئے اس دن بھی خوب وحی آئی۔ آپ یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَعَلِّمْنِیْ مَا يَنْفَعُنِیْ وَ زِدْنِیْ عِلْمًا وَالْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔ اے اللہ جو تو نے مجھے سکھایا ہے اس سے مجھے فائدہ پہنچا مجھے مفید علم سکھا میرا علم بڑھا اور ہر حال میں اللہ ہی کی بڑائیاں ہیں (ابن ماجہ' ت' بزار کی روایت میں اخیر میں یہ زیادہ ہے یعنی دوزخیوں کے حال سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں)۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ ع۱۵/۶
قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ
اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾
اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾
فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ
وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ

عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾

''دیکھو ہم نے پہلے ہی آدم کو (ایک بات کی) تاکید کر دی تھی مگر وہ بھول گئے اور ہم نے ان میں عزم نہیں پایا اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا' بس اس نے انکار کر دیا پھر ہم نے کہا کہ اے آدم یقیناً یہ تمہارا اور تمہاری اہلیہ کا دشمن ہے ایسا نہ ہو کہ یہ تم دونوں کو جنت سے نکلوا دے پھر تم کو تکلیف ہو یقیناً جنت میں تم کو یہ آرام ہے کہ نہ تو تم بھوکے رہتے ہو اور نہ ننگے اور نہ تم اس میں پیاسے رہتے ہو اور نہ دھوپ میں' مگر شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا' اس نے کہا کہ اے آدم کیا میں تمہیں ہمیشگی والا درخت اور نہ فنا ہونے والی بادشاہت بتاؤں؟ آخر کار دونوں نے اس درخت سے کھالیا تو ان کے پردے والے اعضا کھل گئے پھر وہ جنت کے درختوں کے پتے اپنے جسموں پر لپیٹنے لگے' اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور بہک گئے پھر انہیں ان کے رب نے چن لیا' ان کی توبہ قبول فرمائی اور ان کی رہنمائی کی''۔

انسان کی وجہ تسمیہ: (۱۱۵) ابن عباسؓ فرماتے ہیں انسان کو انسان اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس سے عہد لیا گیا مگر وہ اسے بھول گیا۔

انسان کی شرافت و سیادت کا بیان: (۱۱۶) یہاں سے انسان کی شرافت و بزرگی کا اور تمام مخلوق پر اس کی فضیلت کا بیان ہے یہ قصہ بقرہ میں' اعراف میں' حجر میں اور کہف میں گذر چکا اور ص کے اخیر میں آ رہا ہے اس میں آدم علیہ السلام کی پیدائش کا پھر اللہ کے حکم سے ان کو فرشتوں کے سجدہ کرنے کا بیان ہے۔ کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرایا جس سے ان کی شرافت و سیادت ثابت ہوئی۔ اس میں یہ بھی بیان ہے کہ ابلیس کی انسان سے قدیمی عداوت ہے۔ کیونکہ وہ ان کے باپ آدم کا دشمن رہ چکا ہے۔ اللہ کا حکم سنتے ہی تمام فرشتے سجدے میں گر گئے۔ مگر ابلیس نہ گرا اور اس کے دماغ میں غرور سما گیا۔

شیطان سے ہوشیار رہنے کا حکم: (۱۱۷) زوجۂ آدم سے حوا مراد ہیں' یعنی ہوشیار رہنا۔ شیطان تم کو جنت سے نکالنے کی کوشش میں ہے اگر اللہ نہ کرے ایسا ہو گیا تو تم کو جنت میں جو آرام ہے وہ سب چھین لیا جائے گا' پھر تم کو روزی کی جستجو میں طرح طرح کی مشقت اٹھانی پڑے گی' یہاں تو تم کو ہر طرح کا عیش و آرام ہے اور بلا محنت و مشقت کے ہر چیز بافراغت مل رہی ہے۔

سرزمین جنت میں ہر طرح کا آرام ہے: (۱۱۸) یہ ہے جنت کی مبارک سرزمین جہاں نہ تم بھوکے رہ سکتے ہو اور نہ ننگے نہ پیاسے رہ سکتے ہو اور نہ دھوپ میں یہاں ہر طرح کا آرام ہے۔

(۱۱۹) بھوک اور عریانی کو اس لئے جمع کیا کہ ایک اندرونی ذلت ہے اور ایک بیرونی اسی طرح پیاس اندرونی گرمی ہے اور دھوپ بیرونی۔

شیطان کا دھوکہ: (۱۲۰) اوپر گذر چکا کہ شیطان نے انہیں دھوکہ دیا تھا فرمایا وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا الخ (اعراف ۷/۲۱'۲۲) اس نے دونوں سے قسم کھا کر کہا کہ میں بلاشبہ تمہارا خیر خواہ ہوں اور دھوکہ سے انہیں وہ نیچے لے آیا اور پر یہ بھی گذر چکا ہے کہ اللہ نے آدم وحوا علیہما السلام کو تاکید فرما دی تھی کہ جنت کا ہر پھل استعمال کر سکتے ہو مگر اس مخصوص درخت کے پاس تک بھی نہ جانا' اس وقت سے

ابلیس ان دونوں کے پیچھے لگا رہا اور بہکانے کی کوشش کرتا رہا' آخر کامیاب ہو گیا اور دونوں نے اسی ممنوعہ درخت کا پھل کھا لیا' شیطان نے یہ فریب دیا کہ یہ شجرۃ الخلد ہے یعنی اگر کوئی اس میں سے کھا لے تو کبھی فنا کا شکار نہ ہو اور ہمیشہ کے لئے زندہ ہی رہے۔

شجرۃ الخلد کا بیان: حدیث میں خلد والے درخت کا بیان ہے کہ جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ اس کے سائے میں ایک سوار سو سال تک لگاتار چلنے کے باوجود اسے طے نہیں کر سکے گا یہ درخت شجرۃ الخلد ہے۔ (ابو داؤد طیالسی)

ممنوعہ درخت کے پھل کھانے کا اثر: (۱۲۱، ۱۲۲) اللہ نے آدم علیہ السلام کو کھجور کے لمبے تنے کی طرح لمبا پیدا کیا تھا آپ کے سر کے بال خوب گھنے تھے' ممنوعہ درخت کا پھل چکھتے ہی آپ کے جسم سے جنتی لباس اتر گیا اور آپ کا پردے والا جسم بھی کھل گیا' جب آپ کی اس پر نگاہ پڑی تو گھبرا کر ادھر ادھر جنت میں بھاگنے لگے' اتفاق سے ایک درخت میں آپ کے سر کے بال الجھ گئے' آپ نے بمشکل تمام اس سے بال چھڑا لئے ادھر اللہ کی طرف سے آواز آئی آدمؑ مجھ سے بھاگ رہے ہو بولے اے آقا تجھ سے نہیں بھاگ رہا بلکہ شرم کے مارے بھاگ رہا ہوں کیا اگر میں توبہ کر لوں اور رجوع کر لوں تو پھر جنت میں چلا جاؤں گا؟ فرمایا ہاں (فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ) میں اسی کا بیان ہے (ابن ابی حاتم بسند منقطع) (اس روایت کا مرفوع ہونا صحیح نہیں) پھر فرمایا اپنے اوپر جنت کے پتے لپیٹنے لگے یعنی انجیر کے پتے توڑ توڑ کر پردے کے اعضاء چھپانے لگے' پھر فرمایا کہ آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور راہ سے بھٹک گئے۔

آدم و موسیٰ میں جھگڑا: ایک دفعہ موسیٰ علیہ السلام آدم سے جھگڑے اور آپ سے کہنے لگے کہ آپ ہی نے لوگوں کو گناہ کر کے جنت سے نکلوایا اور انہیں اس سے محروم کرایا' آدمؑ نے جواب دیا کہ تم کو اللہ نے اپنے پیغاموں اور کلاموں کے لئے چن لیا کیا تم مجھے ایک ایسی بات کا طعنہ دیتے ہو جس کو اللہ نے پیدا کرنے سے پہلے ہی مجھ پر لکھ دیا تھا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ آدمؑ جیت گئے اور موسیٰ ہار گئے (ق) (ابن ابی حاتم میں بھی ابو ہریرہؓ والی حدیث بھی اس کے ہم معنی آئی ہے۔)

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾

''فرمایا دونوں ایک ساتھ جنت سے اتر و تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہوگا' پھر اگر تمہارے پاس میری ہدایت آ جائے تو جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ مشقت اٹھائے گا اور جو میرے ذکر سے منہ موڑ لے گا یقیناً اس کی زندگی تنگ رہے گی' اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے وہ پوچھے گا کہ اے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا حالانکہ میں تو دیکھتا بھالتا تھا' حق تعالیٰ فرمائے گا اسی طرح ہونا لائق تھا' تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تھیں مگر تو نے انہیں بھلا دیا تھا اسی طرح آج تجھے بھی بھلا دیا جائے گا''۔

1719

جنت سے نکل جانے کا حکم: (۱۲۳) آدمؑ حواؑ اور ابلیس تینوں کو جنت سے نکل جانے کا حکم ہو گیا کہ تم سب ساتھ ساتھ جنت سے نکل کر دنیا بساؤ' سورہ بقرہ میں اس کی تفصیل گذر چکی ہے' پھر فرمایا کہ ایک دوسرے کا دشمن ہو گا یعنی آدم و آدم زاد کے دشمن ابلیس اور ابلیس زادے ہوں گے' پاس والی ہدایت سے نبی' رسول اور بیان مراد ہے' ہدایت اپنا لینے کے بعد نہ تو دنیا میں کوئی گمراہ ہو سکتا ہے اور نہ آخرت کی سعادتوں سے محروم۔

نافرمانوں کے لئے دونوں جہانوں میں تنگی ہے: (۱۲۴) یعنی جس نے میری مخالفت کی' میں نے اپنے رسولوں پر جو کتابیں اتاریں ان سے منہ پھیرا اور ان کی پرواہ نہیں کی اور دوسروں سے ہدایت ڈھونڈھی' اس کی دنیوی زندگی تنگ رہے گی نہ اسے سکون قلب نصیب ہو گا اور نہ شرح صدر۔ بلکہ اسکا سینہ گمراہی کی وجہ سے تنگ و بند ہو جائے گا گو وہ ظاہری عیش و آرام میں ہو' جب اس کا دامان قلب خالص یقین و ہدایت سے محروم ہے تو لامحالہ قلق و ملال اور حیرت و تردد کی آماجگاہ ہے' یہی دنیوی زندگی کی تنگی ہے جس سے بدبختی مراد ہے۔

تنگ زندگی سے کیا مراد ہے؟: ابن عباسؓ فرماتے ہیں یعنی میں اپنے بندے کو جو کچھ تھوڑا یا بہت دیتا ہوں اور وہ اس میں میرا خوف نہیں رکھتا تو اس میں اسے بھلائی نصیب نہیں ہوتی' یہی زندگی کی تنگی ہے' آپ نے یہ بھی فرمایا کہ گمراہوں نے حق سے منہ پھیر لیا جب کہ انہیں دنیا میں خوش حالی میسر تھی اور مغرور ہو گئے پس حق سے روگردانی ہی دنیوی تنگی ہے' یہ اللہ سے بدگمان ہیں اور اسے جھٹلاتے ہیں لیکن پھر بھی انہیں روزیاں ملتی رہتی ہیں بلکہ اور فراخی ہو جاتی ہے' برے عمل اور گندی روزی دنیوی زندگی کی تنگی ہے' دنیا میں ایسے لوگوں کو قبر بھی دبوچتی ہے کہ ادھر کی پسلیاں ادھر اور ادھر کی ادھر آ جاتی ہیں۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس پر ۹۹ سانپ مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو قیامت تک اس کا گوشت نوچتے رہیں گے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اس سے قبر کا عذاب مراد ہے۔

قیامت کے دن اندھے کون اٹھیں گے؟: پھر فرمایا کہ ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے یعنی اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہو گی اسے جہنم ہی جہنم نظر آئے گی ہو سکتا ہے کہ ایسا شخص قبر ہی سے آنکھوں سے اور دل سے اندھا اٹھے چنانچہ فرمایا وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ الخ (اسراء ۱۷/ ۹۷) ہم انہیں قیامت کے دن منہ کے بل اندھا' گونگا اور بہرا اٹھائیں گے' ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

(۱۲۵) اسی وجہ سے یہ عرض کرے گا کہ میں دنیا میں تو دیکھتا بھالتا تھا نابینا نہ تھا اے رب آج تو نے مجھے نابینا بنا کر کیوں اٹھایا؟

(۱۲۶) یعنی جب تو نے اللہ کی آیتوں سے اعراض کیا' اور اس جیسا معاملہ کیا جس کے پاس آیتیں پہنچ گئیں تھیں مگر اس نے انہیں یاد نہیں کیا تھا بھلا دیا تھا' ان سے منہ پھیر لیا تھا اور غفلت برتی تھی آج ہم بھی تجھ سے وہی معاملہ کریں گے جو بھولنے والے سے کیا کرتے ہیں اور تجھے بھول جائیں گے کیونکہ جزا جنس عمل سے ملتی ہے۔

قرآن بھولنے کی سخت وعید آئی ہے: قرآن کے معنی سمجھتے ہوئے اور اس کے احکام پر عمل کرتے ہوئے اگر کسی کے ذہن و حافظے سے اس کے الفاظ نکل جائیں تو وہ اس وعید میں شامل نہیں' اگرچہ دوسری جانب سے اس پر وعید آتی ہے کیونکہ حدیث میں قرآن کو بھول جانے کی سخت ممانعت اور شدید وعید آئی ہے فرمایا جو شخص قرآن پڑھ کر اسے بھول جائے وہ قیامت کے دن اللہ سے کوڑھ کی حالت میں ملے گا۔ (۱)

وَكَذٰلِكَ نَجْزِیْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰی ﴿۱۲۷﴾

''اور اسی طرح ہم اسے بدلہ دیں گے جو حد سے بڑھ جائے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اور واقعی آخرت کا عذاب بڑا سخت اور انتہائی پائیدار ہے''۔

مسرفوں پر سخت عذاب ہے: (۱۲۷) یعنی ہم دنیا اور آخرت میں اسی طرح آیات الٰہیہ جھٹلانے والوں اور حد سے آگے بڑھنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں فرمایا لَهُمْ عَذَابٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا الخ (الرعد:۱۳۔۳۴) دنیوی زندگی میں بھی ان کے لئے عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو بڑا ہی تکلیف دہ ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ سے کوئی بچانے والا نہیں' یعنی آخرت کا عذاب دنیوی عذاب سے بے حد اذیت رساں اور دردناک ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے' اسی وجہ سے اللہ کے رسول نے لعان کرنے والوں سے فرمایا تھا یقین مانو دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت ہی ہلکا ہے۔ (سوچ سمجھ کر قسمیں کھاؤ)۔

اَفَلَمْ یَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ یَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ﴿۱۲۸﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّی ﴿۱۲۹﴾ فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰی ﴿۱۳۰﴾

''کیا اس بات نے بھی انہیں عقل نہیں بخشی کہ ہم ان سے پہلے بہت سی قومیں ہلاک کر چکے ہیں' جن کے مکانوں میں یہ چل پھر رہے ہیں' یقیناً اس میں بھی ارباب دانش کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں' اگر آپ کے رب کا کلمہ پہلے ہی سے مقرر کیا ہوا نہ ہوتا اور پہلے ہی سے عذاب کی ایک مقررہ مدت نہ ہوتی تو عذاب ابھی آ چمٹتا لہٰذا آپ ان کی باتوں پر صبر کرتے رہیں' اور سورج طلوع ہونے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی پاکی معہ حمد کے بیان کرتے رہیں' اور رات کے اوقات میں بھی پاکی بیان کریں' اور دن کے اول و آخر میں بھی تاکہ آپ خوش ہوں''۔

نافرمانی سے بہت سی قومیں ہلاک ہوچکیں: (۱۲۸) کیا ان جھٹلانے والوں کی اس بات نے رہنمائی نہیں کی کہ ہم نے بہت سی ایسی قومیں ہلاک کردیں' جو رسولوں کو جھٹلایا کرتی تھیں' اب نہ ان میں سے کوئی قوم باقی ہے نہ کسی قوم کا کوئی فرد باقی ہے اور نہ ان کا کوئی کھوج ہی باقی ہے ان کے محلے سونے پڑے ہیں جن میں آج یہ چل پھر رہے ہیں' صحیح عقل والوں کے لئے اس میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا (۱) اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ الخ (حج ۲۲/۴۶) کیا یہ دنیا میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے سمجھنے والے دل اور سننے والے کان ہو جاتے' یاد رکھو آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں

(۲) اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا (سجدہ ۳۲/۲۶) کیا اس بات نے ان کی آنکھیں نہیں کھولیں کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی قومیں ہلاک کر دیں۔

اللہ نے عذاب کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا: (۱۲۹) اگر پہلے ہی سے اللہ کا ایک کلمہ نہ ہوتا (اللہ نے پہلے ہی سے یہ کہہ رکھا ہے کہ حجت قائم ہو جانے کے بعد کسی پر عذاب بھیجا جاتا ہے) اور ایک مقررہ مدت نہ ہوتی (جو اللہ نے ان جھٹلانے والوں کی ہلاکت کی مقرر فرما رکھی ہے) تو اچانک انہیں عذاب آ چمٹتا' اسی وجہ سے اللہ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو تسلی دی' اور فرمایا جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے۔

پنجگانہ نماز پڑھنے کا حکم: (۱۳۰) یعنی اگر آپ کو یہ جھٹلا رہے ہیں تو آپ صبر و سہار سے کام لیں اور سورج نکلنے سے پہلے اللہ کی پاکی بیان کریں یعنی صبح کی نماز پڑھیں اور سورج ڈوبنے سے پہلے بھی یعنی عصر کی نماز پڑھیں۔ ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے چودھویں رات کا چاند دیکھ کر فرمایا کہ تم اس طرح اپنے رب کو دیکھو گے جیسے آج یہ بدر دیکھ رہے ہو اس کے دیدار میں دھکم دھکا نہ ہو گی' خبردار صبح اور عصر کی نماز نہ چھوڑو' پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی (ق)۔ وہ ہرگز ہرگز آگ میں داخل نہ ہو گا جس نے صبح و عصر کی نمازیں پڑھیں (م)

حدیث میں ہے کہ اللہ جنت والوں کو پکارے گا جنت سے لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ کی صدائیں گونج اٹھیں گی حق تعالیٰ پوچھے گا خوش ہو یہ عرض کریں گے کہ اے پیارے آقا بھلا ہم کیوں خوش نہ ہوں تو نے ہمیں وہ سب کچھ دیا جو اپنی کسی مخلوق کو نہیں دیا فرمائے گا آؤ میں تمہیں ان نعمتوں سے بھی افضل ایک نعمت دوں یہ پوچھیں گے کہ موجودہ نعمتوں سے کون سی نعمت افضل ہے؟ فرمائے گا کہ آج میں تمہارے لئے اپنی رضا حلال کرتا ہوں اب میں تم سے کبھی ناراض ہونے والا نہیں۔ دوسری حدیث میں ہے جنت والو اللہ نے تم سے ایک وعدہ کر رکھا ہے جسے آج وہ پورا کرنا چاہتا ہے' پوچھیں گے وہ کیا وعدہ ہے کیا اس نے ہمیں سرخرو نہیں کیا ہماری...... بھاری نہیں فرمائیں ہمیں جہنم سے دور کر کے جنت نصیب نہیں فرمائی؟ پھر اللہ پردہ اٹھا دے گا' اور جنت والے اسے دیکھیں گے' اللہ کی قسم اللہ نے دیدار سے بہتر آج تک انہیں کوئی نعمت نہیں دی تھی۔

بے حجابانہ درآ از در کاشانہ ما! کہ کسے نیست بجز شوق تو در خانہ ما

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وزيادة میں زیادۃ سے یہی دیدار مراد ہے۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْــَٔـلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾

''آپ کبھی ان چیزوں کی طرف (جن سے ہم نے مختلف لوگوں کو بطور دنیوی زینت کے فائدہ پہنچا رکھا ہے تاکہ ان سے ان کا امتحان لیں) آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں اور آپ کے رب کی روزی کہیں بہتر و دیرپا ہے' آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم فرمائیں' اور خود بھی اس کے پابند رہیں ہم آپ سے روزی طلب نہیں کرتے بلکہ ہم آپ کو روزی دیں گے اور بہتر انجام تقویٰ کا ہے''۔

مالدار نافرمانوں کے عیش و آرام کی طرف نہ دیکھو: (۱۳۱) اے رسول ﷺ آپ ان خوش حالوں اور مالداروں کی طرف نہ دیکھیں جو ہماری طرح طرح کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں جن کو دنیا کا ہر عیش و آرام میسر ہے یہ تو دنیوی زینت ہے جو عنقریب ختم ہو جائے گی' مال و دولت چلتی پھرتی چھاؤں ہے' آج ہے کل نہیں' پھر اللہ مال دے کر مالداروں کو آزماتا بھی ہے کہ وہ اس کی اس نعمت کا شکر بھی ادا کرتے ہیں کہ نہیں فرمایا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (سبا۳۴/۱۳) میرے شکر گزار بندے تھوڑے ہی ہیں۔ آپ ان دنیاداروں کی طرف نگاہ کیوں دوڑائیں' آپ کو تو اللہ نے ان سے کہیں بڑھی چڑھی نعمتیں عطا فرما رکھی ہیں فرمایا وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا. الخ (حجر۱۵/ ۸۷،۸۸) بلاشبہ ہم نے آپ کو سات بار بار پڑھی جانے والی آیتیں اور قرآن عظیم دیا ہے' آپ نگاہ اٹھا کر بھی ان چیزوں کو نہ دیکھیں جن سے ہم نے مختلف لوگوں کو فائدہ پہنچا رکھا ہے اور ان پر افسوس نہ کریں اور اپنا بازو ایمان والوں کے لئے جھکا دیں' اسی طرح اللہ نے آخرت میں اپنے رسول ﷺ کے لئے بڑی بڑی نعمتیں جمع کر رکھی ہیں جو بیان و تصور سے بھی باہر ہیں۔

نماز کا بیان: (۱۳۲) یعنی اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم فرما کر انہیں اللہ کے عذاب سے بچا لو اور خود بھی پابند رہ کر ان پر صبر و سہار کرتے رہو فرمایا یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا الخ (تحریم۶۶ /۶) اے ایمان والو تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچا لو' پھر فرمایا کہ ہم تم سے روزی کا مطالبہ نہیں کرتے اور تمہیں روزی خود دیتے ہیں' یعنی اگر تم نماز کے پابند بن جاؤ تو تمہارے پاس روزی ایسی جگہ سے آئے جہاں سے اس کے آنے کا وہم و گمان بھی نہ ہو چنانچہ دوسری جگہ فرمایا وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ (طلاق۶۵ /۲،۳) اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لئے پریشانی سے نکلنے کی راہ نکال دے گا اور اسے ایسی جگہ سے روزی پہنچائے گا جہاں سے اس کو وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔

پارساؤں کا دونوں جہانوں میں اچھا انجام ہے: پھر فرمایا کہ دنیا اور آخرت میں بہترین اور خوشگوار انجام پارساؤں کا ہے ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا رات میں نے خواب میں دیکھا جیسے ہم عقبۃ بن رافع کے گھر میں ہیں اور ہمارے سامنے ابن طاب (عمدہ کھجور کی قسم) کی تازہ کھجوریں لائی گئیں میں نے اس خواب کی یہ تعبیر لی کہ دنیا میں ہمارا انجام اچھا ہوگا' ہم بلندی حاصل کریں گے' اور ہمارا دین طیب و پاکیزہ ہے۔ (مشکوٰۃ)

وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ
الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ
اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ
فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾ ع ۸

"بے ایمان بولے یہ رسول ہمارے پاس اپنے رب کے پاس سے کوئی معجزہ کیوں نہیں لاتا؟ کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کی ایک روشن دلیل نہیں پہنچی' اگر ہم انہیں اس سے پیشتر ہی عذاب سے غارت کر ڈالتے تو یقیناً یہی کہتے کہ اے ہمارے آقا تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے تیری آیتوں کی پیروی کر لیتے' آپ فرما دیں ہر ایک انتظار میں

ہے تم بھی انتظار کرو' تم کو جلدی ہی معلوم ہو جائے گا کہ صحیح راہ والے کون ہیں اور کون راہ یافتہ ہیں''۔

ہٹ دھرمی سے معجزوں کا مطالبہ: (۱۳۳) کافروں کی ہٹ دھرمی کا بیان ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ اپنے رب کے پاس سے ہمارے پاس کوئی ایسی نشانی کیوں نہیں لے آتے جس سے آپ کی صداقت معلوم ہو جائے کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ﷺ ہیں' اللہ نے فرمایا کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کی طرح ایک روشن دلیل نہیں آ چکی' یعنی کیا قرآن عظیم ان تک نہیں پہنچا' جسے اللہ نے آپ پر اتارا ہے' حالانکہ آپ ان پڑھ ہیں لکھنا پڑھنا بھی نہیں جانتے نہ کسی اہل کتاب کے پاس اٹھتے بیٹھتے ہیں' اسی قرآن میں پہلے زمانے کے لوگوں کے واقعات بھی ہیں اور اکثر واقعات اہل کتاب کی کتابوں کے موافق بھی ہیں بشرطیکہ ان میں تحریف نہ ہوئی ہو دراصل قرآن ان کتابوں کا محافظ ہے ان میں جو صحیح احکام ہیں ان کی تصدیق کرتا ہے اور جو بدلے ہوئے ہیں انہیں غلط بتاتا ہے۔ فرمایا وَقَالُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ (عنکبوت ۲۹/۵۰،۵۱) انہوں نے کہا محمد ﷺ پر ان کے رب کے پاس سے نشانیاں کیوں نہیں اتریں' آپ فرما دیں نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں میں تو صرف ایک کھلا ڈرانے والا ہوں کیا یہ بات انہیں کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر کتاب اتاری' جو ان کے سامنے پڑھی جاتی ہے' یقیناً اس میں ایمان والوں کے لئے رحمت و نصیحت ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو کچھ معجزات دیئے گئے جن کو دیکھ کر لوگ ان پر ایمان لائے (پھر وہ معجزے ان کی موت سے ختم ہو گئے) میرا معجزہ قرآن ہے جس کی اللہ نے مجھ پر وحی فرمائی (یہ قیامت تک باقی رہے گا) مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری امت سب سے زیادہ ہوگی (ق) اس مقام پر آپ نے سب سے بڑا معجزہ جو قرآن ہے بیان فرمایا ورنہ آپ سے بے شمار معجزے ظاہر ہوئے جن کا بیان اپنے مقام پر ہے۔

حجت قائم ہونے سے پہلے عذاب نہیں آتا: (۱۳۴) یعنی اگر ہم ان جھٹلانے والوں کو اپنے معزز رسول ﷺ کے بھیجنے سے اور قرآن اتارنے سے پہلے ہی ہلاک کر ڈالتے تو یہ چیخ پڑتے کہ اے پروردگار عالم تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا۔ کہ ہم ہلاک ہونے سے پہلے اس پر ایمان لے آتے اس کی پیروی میں اپنی عمر عزیز گذار دیتے۔ اور اس ذلت و رسوائی سے پہلے پیارے قرآن کے احکام پر عمل کر لیتے۔ اللہ فرما رہا ہے کہ یہ جھٹلانے والے سرکش و مغرور ہیں باتیں ہی بناتے ہیں۔ فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ (یونس ۱۰ ۹۶،۹۷) انہیں ایمان تو نصیب ہونے والا نہیں' اگرچہ ان کے پاس دنیا بھر کی نشانیاں آ جائیں فرمایا وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ الخ (الانعام ۶ ۱۵۶ تا ۱۵۸) یہ کتاب برکت والی ہے ہم نے یہ آپ پر اتاری ہے تم اس کی پیروی کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے' اس واسطے کہ کبھی یہ نہ کہہ دو کہ کتاب تو ہم سے پہلے دو ہی فرقوں پر اتری تھی' اور ہمیں تو ان کے پڑھنے پڑھانے کی بھی خبر نہ تھی یا یہ نہ کہہ دو کہ اگر ہم پر کتاب اترتی تو ہم یقیناً ان سے زیادہ ہدایت پر ہوتے سو اب تمہارے رب کے پاس سے تمہارے پاس شاہد آ چکا اور ہدایت و رحمت آ چکی' پھر اس سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوگا جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلا دے اور ان سے کترا جائے' ہم اپنی آیتوں سے کترا جانے والوں کو جلدی ہی بدترین سزا دیں گے' کیونکہ وہ ہماری آیتوں سے کترایا کرتے تھے۔

انجام کا انتظار کرو: (۱۳۵) اے پیارے نبی ﷺ! آپ ان جھٹلانے والوں اور مخالفوں سے جو اپنے کفر و عناد پر ڈٹے ہوئے ہیں فرما دیں کہ ہم اور تم میں سے ہر ایک اپنے حسن انجام کا منتظر ہے لہٰذا اور انتظار کر لو تم کو جلدی ہی معلوم ہو جائے گا کہ کون سیدھی راہ والے اور حق پر ہیں اور کون نہیں وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الخ (فرقان ۲۵/۴۲) جب یہ عذاب دیکھیں گے تو عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون راہ گم کردہ تھا۔

(الحمدللہ سورہ طٰہٰ کی تفسیر مکمل ہوئی)

سورۃ الانبیاء

یہ سورہ مکی ہے اور یہ بترتیب مصحف اکیسویں اور بترتیب نزول تہترویں سورہ ہے اس میں ۱۱۲ آیتیں اور سات رکوع ہیں۔
فضیلت انبیاء: عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بنی اسرائیل' کہف' مریم' طہٰ اور انبیاء میرا قدیمی نفیس اور پرانا مال ہیں۔ (ب)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝۱ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ
مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝۲ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ط
وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ق الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ق هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ج
اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝۳ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ
فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ز وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۴ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ
اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ج فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝۵
مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ج اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝۶

(الجزء السابع عشر ۱۷)

"میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے
لوگوں کا حساب نزدیک آ گیا ہے اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس جو بھی نئی نصیحت آتی ہے اسے ہنستے' کھیلتے' سنتے ہیں ان کے دلوں میں غفلت ہے اور ان ظالموں نے چپکے چپکے کانا پھوسی کی کہ یہ تو تم ہی جیسے صرف ایک انسان ہیں کیا تم آنکھوں دیکھتے جادو کے پھیر میں آ رہے ہو؟ نبی نے فرمایا کہ میرا رب آسمان وزمین کی ہر بات جانتا ہے اور وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے بلکہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ قرآن پراگندہ خیالات ہیں بلکہ انہوں نے خود قرآن گھڑ لیا ہے بلکہ یہ تو ایک شاعر ہیں' اچھا تو انہیں ہمارے پاس کوئی معجزہ لانا چاہئے جیسے پہلے نبیوں کو بھیجا گیا تھا' ان سے پہلے وہ بستیاں بھی ایمان نہیں لائی تھیں جن کو ہم نے تباہ کر ڈالا تو کیا اب یہ مومن بن جائیں گے"۔

قیامت سر پر ہے مگر پھر بھی لوگ غفلت کا شکار ہیں: (۱) اللہ متنبہ فرما رہا ہے کہ قیامت سر پر کھڑی ہے لیکن افسوس لوگوں کو اس کی پرواہ نہیں اس سے بالکل غافل ہیں' اس کی تیاری نہیں کرتے اور اس کٹھن منزل سے گزرنے کے لئے سامان سفر مہیا نہیں کرتے' لوگ دنیا کی دلدل میں بری طرح پھنسے ہوئے ہیں' اور آخرت کو بھلائے بیٹھے ہیں' رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غفلت سے دنیا میں پھنسنا مراد ہے (ن) فرمایا اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ الخ (نحل ۱/۱۶) اللہ کا حکم آ پہنچا ہے اس کی جلدی نہ مچاؤ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ الخ (قمر ۱/۵۴، ۲) قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا اگر یہ بے ایمان کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو

منہ پھیر کر صاف کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو ایک چلتا جادو ہے۔

کافر وحی نہیں سنتے: (۲) یعنی یہ قریشی اور ان جیسے دیگر کافر وحی کی طرف کان نہیں لگاتے اور اسے توجہ سے نہیں سنتے آسمان سے جو بھی تازہ تازہ وحی آتی ہے اسے ہنستے کھیلتے ہوئے سنتے ہیں' ابن عباسؓ فرماتے ہیں تمہیں کیا ہو گیا کیوں اہل کتاب سے پوچھتے ہو اور کیوں ان کی کتابوں کی طرف جاتے ہو' انہوں نے تو کتابوں میں ردوبدل کر دیا ہے اور گھٹا بڑھا دیا ہے اور تمہاری کتاب تازہ' جدید' خالص اور نتھری ہوئی ہے جسے تم پڑھتے ہو۔ (ب)

کافر رسالت کے منکر ہیں: (۳) یعنی کافر چپکے چپکے کھسر پسر کر رہے ہیں کہ یہ محمد ﷺ جو نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں تم جیسے ایک انسان ہیں' پھر بھلا انہیں آسمانی وحی کے لئے کس طرح چن لیا گیا' یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی اس لئے تم آنکھوں دیکھتے ان کے جادو کے چکر میں کیوں آتے ہو؟ اور کیوں ایک جادوگر کی پیروی کرتے ہو؟۔

کافروں کے شبہ کا جواب: (۴) اس دروغ گوئی کا اللہ نے یہ جواب دیا کہ جو آسمان و زمین کی ہر ایک بات جانتا ہے اور اس سے کوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں' اسی نے یہ قرآن اتارا ہے جس میں اگلوں اور پچھلوں کی خبریں ہیں۔ اور جو انسانی طاقت سے باہر ہے' لہٰذا اس قرآن کو وہی پیش کر سکتا ہے جو اللہ کا نبی ہو اور اللہ نے وحی کے ذریعہ اس پر اتارا ہو' اللہ تمہاری باتوں کو اچھی طرح سے جانتا ہے اور تمہارے حالات سے خوب خبردار ہے' اس جملے میں کافروں کے لئے دھمکی ہے۔

کافروں کا قرآن کے بارے میں اختلاف: (۵) اس آیت میں کافروں کی سرکشی بے دینی اور گمراہی کا بیان ہے کہ اس قرآن کے بارے میں خود انہیں میں اختلاف ہے اور وہ خود حیرت و استعجاب میں گرفتار ہیں کبھی اسے جادو بتاتے ہیں' کبھی شعر' کبھی پراگندہ خیالات اور دیوانوں کی بڑ اور کبھی گھڑا ہوا۔ فرمایا اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الخ (اسراء ۱۷/ ۵۹) آپ دیکھئے تو سہی انہوں نے آپ کی کیسی کیسی مثالیں بیان کی ہیں' آخر گمراہ ہو گئے اور اب راہ نہیں پا سکتے۔

من مانے معجزوں کا مطالبہ: پھر فرمایا کہ اچھا اگر یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں تو سابق انبیاء کی طرح کوئی معجزہ پیش کر کے دکھائیں جیسے صالح علیہ السلام نے اونٹنی اور موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیگر مختلف معجزے دکھائے تھے اللہ نے فرمایا وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ (الاسراء ۱۷/ ۵۹) ہمیں تو معجزے بھیجنے سے محض اس بات نے روکا کہ انہیں پہلے لوگوں نے جھٹلا دیا تھا۔ اسی وجہ سے یہاں فرمایا۔

من مانے معجزے نہ بھیجنے کی حکمت: (۶) ہم نے جس شہر کے باشندوں کو اپنے رسول کے واسطے سے کوئی معجزہ دیا وہ اس پر ایمان نہیں لائے بلکہ جھٹلانے لگے تو آخر کار ہم نے انہیں اس حرکت کی وجہ سے ہلاک کر دیا۔ کیا یہ لوگ معجزے دیکھ کر ایمان لے آئیں گے اور پہلوں جیسا طریقہ اختیار نہ کریں گے؟ ضرور کریں گے' ان میں اور ان میں سرِمو بھی فرق نہ ہو گا فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ الخ (یونس ۱۰/ ۹۶' ۹۷) یقین مانو جن لوگوں پر آپ کے رب کا کلمہ واجب ہو چکا ہے وہ ایمان لانے والے نہیں۔ جب تک کہ عذاب الٰہی کو آنکھوں سے دیکھ نہ لیں۔ اگرچہ ان کے پاس دنیا بھر کے معجزے آ جائیں۔

رحمت عالم ﷺ نے تو بہت معجزے دکھائے: حالانکہ یہ بدبخت رحمت عالم ﷺ کے متعدد بڑے بڑے معجزے مشاہدہ کر چکے ہیں۔ جو دیگر نبیوں کے معجزوں سے کہیں زیادہ روشن اور عجیب و غریب ہیں۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ
كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷﴾ وَمَا جَعَلۡنٰهُمۡ جَسَدًا لَّا يَاۡكُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَمَا
كَانُوۡا خٰلِدِيۡنَ ﴿۸﴾ ثُمَّ صَدَقۡنٰهُمُ الۡوَعۡدَ فَاَنۡجَيۡنٰهُمۡ وَمَنۡ نَّشَآءُ وَاَهۡلَكۡنَا
الۡمُسۡرِفِيۡنَ ﴿۹﴾

''ہم نے آپ سے پہلے جس قدر بھی رسول بھیجے سب مرد ہی تھے جن پر ہم وحی کرتے تھے' اگر تم کو علم نہیں تو اہل کتاب سے پوچھ لو' ہم نے انہیں ایسے جسم نہ بنایا تھا کہ وہ کھاتے پیتے نہ ہوں' اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے پھر ہم نے ان سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور انہیں اور ان کو بھی جن کو ہم نے چاہا نجات دی' اور ہم نے حد سے آگے بڑھنے والوں کو ہلاک کر دیا''۔

رسول انسان ہی ہوتا ہے: (۷) جو یہ کہتے ہیں کہ رسول انسان نہیں ہوسکتا' ان کی تردید ہے کہ آپ سے پہلے جس قدر رسول آ چکے ہیں سب انسان تھے ایک بھی فرشتہ یا جن نہ تھا فرمایا وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ الخ (یوسف۱۲/۱۰۹) آپ سے پہلے ہم نے جس قدر بھی رسول بھیجے سب مرد ہی تھے۔ ہم ان کے پاس وحی بھیجا کرتے تھے قُلۡ مَا كُنۡتُ بِدۡعًا الخ (احقاف۴۶/۹) آپ فرما دیں کہ میں کوئی نیا رسول نہیں جو تم کو تعجب ہو رہا ہے) پہلے لوگ بھی یہی کہا کرتے تھے کہ انسان رسول نہیں ہوسکتا' چنانچہ فرمایا اَبَشَرٌ يَّهۡدُوۡنَنَا الخ (تغابن۶۴/۶) کیا انسان ہماری رہبری کرتا ہے اسی وجہ سے فرمایا کہ اگر تم کو معلوم نہیں ہے تو اہل کتاب سے پوچھ لو' یہودیوں' عیسائیوں اور دیگر قوموں سے معلوم کرلو کہ جو رسول ان کے پاس آئے تھے کیا وہ انسان تھے یا فرشتے؟ تمام رسول انسان ہی تھے' دنیا پر اللہ کا یہ بڑا احسان ہے کہ اس نے انہیں میں سے رسول بھیج کر اپنی نعمت کی تکمیل فرما دی کہ وہ ان سے علم و روشنی حاصل کرتے ہیں۔

کاروبار اور کھانا پینا نبیوں کی شان کے خلاف نہیں: (۸) ہم نے انہیں ایسے جثے نہیں بنایا کہ وہ کھائیں پئیں نہیں' بلکہ تمام نبی علیہم السلام کھاتے پیتے تھے چنانچہ فرمایا وَمَآ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ الخ (فرقان۲۵/۲۰) ہم نے آپ سے پہلے جس قدر بھی رسول بھیجے وہ سب کھاتے پیتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے' یعنی سب انسان تھے انسانوں کی طرح کھاتے پیتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے کہ کاروبار کریں اور کمائیں' یہ چیزیں انہیں نقصان دہ اور ان کی قدر گھٹانے والی نہ تھیں جیسا کہ مشرکوں کا خیال ہے کہ کاروبار نبیوں کی شان کے خلاف ہے' چنانچہ اللہ ان کا قول نقل فرماتا ہے مَالِ هٰذَا الرَّسُوۡلِ الخ (فرقان ۲۵/۷) یہ کیسا رسول ہے کہ کھاتا پیتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا بھی ہے' اس کے ساتھ فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا کہ وہ آگاہ کر دینے والا ہوتا یا اس کی طرف خزانہ کیوں نہیں اتارا گیا یا کم از کم اس کا ایک باغ ہی ہوتا کہ وہ اس سے کھاتا (اور چین کرتا)

کوئی نبی دنیا میں ہمیشگی کے لئے نہیں آیا: پھر فرمایا سارے نبی دنیا میں ہمیشہ ہمیش رہنے کے لئے نہیں آئے تھے' بلکہ اپنی مقررہ عمر پوری کر کے دنیا سے سدھار گئے فرمایا وَمَا جَعَلۡنَا لِبَشَرٍ الخ (انبیاء۲۱/۳۴) آپ سے پہلے ہم نے کسی انسان کے لئے ہمیشگی نہیں مقرر کی انبیاء کی خاص نشانی یہ ہے کہ ان کے پاس اللہ کے پاس سے فرشتے وحی لے کر آتے ہیں جس سے شریعت کے

احکام معلوم ہوتے ہیں۔

(۹) یعنی اللہ نے ان سے جو یہ وعدہ فرمایا کہ وہ یقیناً ظالموں کو غارت کر دے گا' اس نے وہ وعدہ سچا کر کے دکھا دیا' اور ظالم اپنے کیفر کردار کو پہنچ گئے' ہم نے نبیوں کو اور جن جن کو ہم نے چاہا سب کو تباہی سے بچا لیا' نبیوں کے ماننے والے اللہ کے عذاب سے بچ گئے' اور نبیوں کے جھٹلانے والے تباہ ہو گئے۔

ع ۱۰

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَكَمْ قَصَمْنَا
مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا
بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾ ؕ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ
فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾
فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾

''بلا شبہ ہم نے تم پر ایک ایسی کتاب اتاری جس میں تمہارے لئے نصیحت ہے کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ ہم نے بہت سی ظالم بستیاں تباہ کر ڈالیں اور ان کے بعد دوسری قومیں پیدا کر دیں' پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پالی تو آہٹ پاتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے' مت بھاگو اور جہاں تم عیش و آرام سے رہ سہہ رہے تھے وہیں لوٹ جاؤ اور اپنے اپنے گھر جاؤ تاکہ تم سے پوچھ لیا جائے' کہنے لگے ہائے ہماری شامت! واقعی ہم ظالم تھے' پھر ان کا برابر یہی قول رہا یہاں تک کہ ہم نے انہیں کٹی ہوئی کھیتی کی طرح کر کے بجھا ہوا چھوڑ دیا''۔

قرآن پاک کی فضیلت: (۱۰) قرآن کی فضیلت و شرف کا بیان ہے اور مسلمانوں کو حکم ہے کہ اس کی قدر و منزلت پہچانیں اور اس کا ادب و احترام بجا لائیں' یعنی ہم نے جو تم پر قرآن اتارا ہے اس میں تمہاری فضیلت ہے' اور تمہارے لئے نصیحتیں ہیں اور وہ تمہارا دین ہے مگر افسوس پھر بھی تم کو عقل و سمجھ نہیں' اور تم اس نعمت عظمیٰ کی قدر نہیں کرتے' اسے سر اور آنکھوں پر جگہ نہیں دیتے' اور اس پر عمل کر کے دونوں جہانوں کی سعادتیں اور برکتیں نہیں سمیٹتے فرمایا وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ الخ (زخرف/۴۴) یقیناً یہ قرآن آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے باعث شرف و نصیحت ہے' اور عنقریب تم سے اس کے بارے میں پوچھ لیا جائے گا۔

بہت سی ظالم قومیں ہلاک ہو چکیں: (۱۱) یعنی ہم نے بہت سی ظالم بستیوں کو ہلاک کر دیا فرمایا (۱) وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ الخ (اسراء ۱۷/۱۷) ہم نے نوح کے بعد بہت سی قومیں ہلاک کر دیں (۲) فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ (حج ۲۲/۴۵) ہم نے بہت سی ظالم بستیاں ہلاک کر دیں' اب وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں' اور بہت سے کنوئیں اور مضبوط قلعے غیر آباد پڑے ہیں' پھر فرمایا کہ ہم نے انہیں ہلاک کر کے ان کی جگہ دوسری قومیں پیدا کر دیں۔

عذاب دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے: (۱۲) جب انہیں یقین ہو گیا کہ عذاب نے انہیں آ گھیرا ہے اور ان کے نبی کا وعدہ پورا ہو رہا ہے تو وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے تاکہ اللہ کے عذاب سے بچ جائیں۔

(۱۳) یہ طنزیہ کلام ہے جس سے حقارت کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ اب کیوں بھاگتے ہو اور اپنے عیش و آرام کی جگہ کیوں چھوڑ رہے ہو کیوں اپنے آراستہ و پیراستہ بھرے ہوئے گھر چھوڑ کر جا رہے ہو اور ان میں واپس لوٹ کر کیوں نہیں آتے ابھی تو تم سے یہ پوچھنا ہے کہ تم نے اللہ کی نعمتوں کا کیا شکر ادا کیا۔

آج اقرار گناہ بے سود ہے: (۱۴) اب یہ اپنے گناہوں کا اقرار کر رہے ہیں مگر افسوس اب تو یہ اقرار بے سود ہے آج تم لاکھ کہو کہ ہم ظالم تھے' گنہگار تھے' خطا کار تھے' پشیمان ہیں نادم ہیں اور سرنگوں ہیں' یقیناً ہم نے بڑا ظلم کیا' اپنے پیروں پر آپ کلہاڑی ماری مگر بے کار۔ اس وقت کا اقرار کام آنے والا نہیں' اب تو عذاب آ چکا۔

(۱۵) پھر یہ اپنے گناہوں پر بے وقت روتے دھوتے ہی رہے' یہاں تک کہ ہم نے ان کا بھس اڑا دیا' انہیں تہس نہس کر دیا' اور کٹی ہوئی کھیتی کی طرح کر کے رکھ دیا' اور ان کی حرکتوں اور آوازوں کو بجھا کر چھوڑ دیا' ایسے مٹائے گئے کہ بولنا چالنا اور رونا دھونا سب ختم ہو کر رہ گیا۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾

''ہم نے آسمان و زمین کو اور ان کی درمیانی چیزوں کو کھیل کے طور پر نہیں پیدا کیا' اگر ہمارا ان کی پیدائش سے کھیل ہی کا ارادہ ہوتا تو ہم کھیل اپنے پاس ہی کی کسی چیز کو بنا لیتے' مگر ہم ایسا کرنے والے ہی نہیں' بلکہ ہم سچ کو جھوٹ پر دے پٹختے ہیں' پھر وہ جھوٹ کا دماغ توڑ ڈالتا ہے اور جھوٹ فوراً ہی ختم ہو جاتا ہے اور تم جو باتیں بنا رہے ہو ان سے تمہارے لئے بڑی خرابی ہے تمام آسمان و زمین پر بادشاہت اللہ ہی کی ہے اور اس کے پاس والے نہ اس کی عبادت سے سرکشی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں' دن رات اللہ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں۔ اور دم نہیں لیتے''۔

کائنات عدل و حکمت سے بنائی گئی: (۱۶) یعنی یہ تمام کائنات عدل و انصاف سے ایک مقصد کے لئے بنائی گئی ہے' بچوں کا سا کھیل کود نہیں کہ ابھی کوئی چیز بنا دی اور ابھی بگاڑ دی اللہ کے عدل کا تقاضا ہے کہ وہ بروں کو اور اچھوں کو ان کے عملوں کی سزا و جزا دے' اللہ نے یہ کائنات بیکار اور بطور کھیل کے نہیں پیدا کی فرمایا وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ الخ (ص ۳۸/ ۲۷) ہم نے آسمان و زمین کو اور ان کے درمیانی چیزوں کو بیکار نہیں پیدا کیا' یہ تو کافروں کا گمان ہے سو کافروں کے لئے جہنم میں ویل ہے۔

شان الوہیت کھیل یا مشغلہ نہیں: (۱۷) یعنی اگر ہمیں مشغلہ ہی منظور ہوتا تو مشغلہ اپنے پاس ہی سے بنا لیتے' نہ موت پیدا کرتے نہ زندگی بعد الموت اور نہ جنت بناتے' اور نہ جہنم اور نہ حساب و کتاب کا سلسلہ قائم کرتے۔ اگر ہم عورت ہی کرنا چاہتے تو

اپنے پاس والی حوروں میں سے کسی کو بیوی بنا لیتے اگر ہمیں اولاد کی چاہت ہوتی تو اپنے پاس والے فرشتوں میں سے کسی کو اولاد بنا لیتے فرمایا لَوْ اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا الخ (زمر ۳۹/۴۰) اگر اللہ اولاد چاہتا تو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا چن لیتا مگر وہ تو پاک ہے جو صرف ایک ہے اور سب پر غالب ہے۔ اس آیت میں اللہ نے اپنی ذات اقدس کو مطلق اولاد سے پاک بتایا' خصوصاً لوگوں کے کذب و بہتان سے بھی وہ پاک ہے نہ عیسیٰ علیہ السلام اس کے فرزند ہیں' نہ عزیر اور نہ فرشتے اس کی بیٹیاں ہیں' وہ تو ان مشرکوں کی باتوں سے پاک وصاف ہے اور بہت بلند ہے' پھر فرمایا کہ ہم ایسا کرنے والے نہیں' ہماری شان اس سے بالا ہے۔

اللہ اولاد و بیوی سے پاک ہے: (۱۸) یعنی اللہ کی طرف اولاد و بیوی کی نسبت مشرکوں کی بکواس ہے اور سراسر باطل ہے' ہم تو حق کو باطل کے دماغ پر پٹخ دیتے ہیں' جس سے اس کا دماغ چورا چورا ہو جاتا ہے اور وہ ختم ہو جاتا ہے' اور سچ کو اس خوبی سے واضح کرتے ہیں کہ جھوٹ خود بخود دفع ہو جاتا ہے اے مشرکو اور اے اللہ کی طرف اولاد و بیوی کو منسوب کرنے والو تمہارے لئے ویل ہے۔

فرشتے ہر دم اللہ کی پاکی میں مصروف ہیں: (۱۹) اس آیت میں فرشتوں کی عبادت اور ان کا دن رات رب کی پاکی کے بیان کرنے میں مصروف رہنے کا بیان ہے کہ تم جن فرشتوں کو معاذ اللہ اللہ کی بیٹیاں سمجھ رہے ہو ان کا تو یہ حال ہے کہ وہ دن رات عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور اللہ کی عظمت والی شان کا اس بات سے اندازہ لگاؤ کہ آسمان و زمین اور ان کے درمیان والی تمام چیزیں اسی کی ملکیت ہیں اور اسی کی ہیں۔ اس کے پاس والے مقدس فرشتے اس کی عبادت سے شرماتے نہیں' بلکہ بڑے شوق سے دن رات اسی کی بندگی میں مصروف رہتے ہیں دوسری جگہ فرمایا لَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا الخ (نساء ۴/۱۷۲) نہ مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بندہ ہونے میں شرم آتی ہے اور نہ مقرب فرشتوں کو اور جو اس کی بندگی سے شرمائے یا غرور کرے اللہ عنقریب ان سب کو اپنے پاس جمع کرے گا (پھر ان کے شرمانے اور غرور کرنے کا مزا چکھائے گا) پھر فرمایا کہ فرشتے اس کی عبادت میں لطف و کیف حاصل کرتے ہیں نہ اکتاتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔

فرشتے عبادت کبھی بند نہیں کرتے: (۲۰) یعنی لگاتار دن رات دم لئے بغیر اس کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں' ہر وقت سرگرم عمل ہیں اور قصد و ارادے سے مطیع و منقاد ہیں' اور عبادت موقوف نہیں کرتے فرمایا لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ الخ (تحریم ۶۶/۶) فرشتے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور اس کا ہر حکم بجالاتے ہیں۔

عبداللہ بن حارث کہتے ہیں: میں نے کعبؓ سے پوچھا کیا باتیں پیغام رسانی اور دیگر کام فرشتوں کی تسبیح میں مزاحم نہیں ہوتے؟ پوچھا یہ لڑکا کون ہے؟ لوگوں نے کہا آل عبدالمطلب کا ایک بچہ ہے یہ سن کر آپ نے میری پیشانی چوم کر فرمایا بیٹا ان کی تسبیح تمہاری سانس کی طرح ہے کیا تم بات چیت میں اور چلتے پھرتے سانس نہیں لیتے؟ جیسے سانس میں کوئی کام مزاحم نہیں ہوتا' اسی طرح تسبیح میں بھی مزاحم نہیں ہوتا۔

اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِھَةً مِّنَ الْاَرْضِ ھُمْ یُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ
اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا یُسْـَٔلُ
عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾

''انہوں نے جو معبود بنا رکھے ہیں کیا وہ زمین سے مردے زندہ کر کے اٹھا دیتے ہیں' اگر آسمان و زمین میں اللہ کے علاوہ اور بھی معبود ہوتے تو دونوں کا نظام بگڑ جاتا لہٰذا عرش کا رب مشرکوں کے وصفوں سے پاک ہے' کوئی ایسا نہیں جو اس کے کسی کام کی باز پرس کرے اور وہ تمام لوگوں سے باز پرس کرے گا''۔

جھوٹے معبودوں کی تردید: (۲۱) جھوٹے معبودوں کی تردید ہے کہ ان مشرکوں سے پوچھو تو کیا ان کے معبود دیوتا ان کے پیروں اور بزرگوں کو زندہ کر کے زمین سے اٹھا سکتے ہیں یا کسی مردے کو زندہ کر سکتے ہیں' ان کے بس کی ایک بات بھی نہیں' پھر کس بنا پر معبود بنائے گئے' اور اللہ کی عبادت میں شریک کئے گئے۔

کئی معبود نظام عالم کی خرابی کو لازم ہیں: (۲۲) یعنی اگر اللہ کے سوا اور معبود مان لئے جائیں تو نظام عالم درہم برہم ہو جائے' نہ زمین میں امن قائم رہے اور نہ آسمانوں میں دوسری جگہ فرمایا مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ الخ (مومنون ۲۳/ ۹۱،۹۲) اللہ کے اولاد نہیں اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہے' ورنہ ہر معبود اپنی اپنی مخلوق لئے پھرتا اور ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش میں لگا رہتا اللہ تو ان مشرکوں کے وصفوں سے پاک ہے' وہ چھپی کھلی تمام باتوں کا عالم ہے اور ان مشرکوں کی بکواس سے بلند و برتر ہے اس آیت میں بھی یہی فرمایا کہ اللہ ان مشرکوں کے جھوٹ اور بہتان سے پاک وصاف اور بہت ہی بلند و بالا ہے۔

اللہ کا حکم کوئی نہیں ٹال سکتا: (۲۳) وہ ایسا حاکم و مالک ہے کہ اس کے حکم کو ٹالنے کی کسی کو مجال نہیں اس کی عظمت و جلال' علم و کبریائی' عدل و حکمت اور لطف و کرم میں کوئی آڑے نہیں آ سکتا' اور اس کے کسی کام کے آگے کسی کو ہوں کرانے کی مجال نہیں' البتہ وہ اپنی مخلوق سے ایک ایک کام کے بارے میں باز پرس کرے گا۔ فرمایا (۱) فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (حجر ۱۵/ ۹۲،۹۳) آپ کے رب کی قسم ہم یقیناً ان سب سے ان کے کاموں کو پوچھ لیں گے۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾

''کیا انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر غیر معبود بنا لئے ہیں' آپ فرما دیں کہ اپنی دلیل لاؤ' یہ میرے ساتھیوں کی کتاب اور مجھ سے پہلے نبیوں کی کتابیں (موجود) ہیں لیکن اکثر لوگ حق کا یقین نہیں رکھتے' اس لئے وہ روگردانی کر رہے ہیں' ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا' جس پر یہ وحی نہ اتاری ہو' کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کرو''۔

اگر شرک کی کوئی دلیل ہو تو لاؤ: (۲۴) یعنی اپنے دعویٰ کی دلیل پیش کرو کہ اللہ کے سوا کوئی اور بھی حق دار عبادت ہے' یہ قرآن اور تمام اگلی کتابیں تمہارے خلاف بول رہی ہیں اور بتا رہی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں' ہر وہ کتاب جو دنیا کے رسول پر اتری صاف بتا رہی ہے کہ اللہ ہی عبادت کا سزاوار ہے' لیکن تمہیں تو سچی بات کا یقین ہی نہیں آتا' اسی وجہ سے تم توحید سے

بدک رہے ہو۔

(۲۵) یعنی رسول تو صرف میری ہی عبادت کی دعوت دینے کے لئے آئے فرمایا (۱) وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ (زخرف۴۳/۴۵) آپ اگلے رسولوں سے پوچھ لیں کیا ہم نے مہربان اللہ کو چھوڑ کر عبادت کئے جانے کے لئے اور بھی معبود مقرر فرمائے ہیں؟ (۲) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا الخ (نحل ۱۶/۳۶) اللہ جانتا ہے کہ اس نے آپ سے پہلے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا اور اس پر یہی وحی کی کہ اللہ کی عبادت کرو اور بتوں سے بچو' معلوم ہوا کہ اللہ نے جو نبی مبعوث فرمایا اسی نے اللہ کی عبادت و توحید کی دعوت دی' فطرت کا تقاضا بھی توحید ہی کا ہے اور مشرکوں کے پاس شرک کی کوئی دلیل نہیں' ان کی چرب زبانی رب کے سامنے جاتی رہے گی' اور ان پر اللہ کا قہر اور سخت عذاب ہوگا۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ ع

''اور لوگوں نے کہا مہربان اللہ کے اولاد ہے وہ تو پاک ہے بلکہ فرشتے تو عزت والے بندے ہیں' وہ کسی بات میں بھی اس سے پیش قدمی نہیں کر سکتے' اور اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں وہ ان کے آگے پیچھے کی تمام باتیں جانتا ہے اور وہ سفارش نہیں کریں گے' مگر اسی کی جس سے اللہ راضی ہوگا' اور وہ اس کے خوف سے سہمے ہوئے رہتے ہیں' اور جو ان میں سے یہ کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں' ہم اس کو جہنم کی سزا دیں گے' ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں''۔

فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہنے والوں کی تردید: (۲۶) ان لوگوں کی تردید میں ہے جن کا گمان ہے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں' مثلاً جاہلیت میں عربوں کا عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تو اولاد سے پاک ہے بلکہ فرشتے تو اللہ کے عزت والے بندے اور اس کے غلام ہیں' ان کے مراتب عالی شان اور مقامات بلند ہیں' اور قول و فعل میں سراسر رب کے مطیع و منقاد ہیں اور اسی کے حکم پر چلتے ہیں۔

فرشتے اللہ کے مطیع رہتے ہیں: (۲۷) فرشتے اللہ کی کسی بات میں سبقت نہیں کرتے' اور نہ اس کے فرمان عالی شان کی مخالفت کی جرأت کرتے ہیں۔ بلکہ اس کی بجا آوری میں جلدی کرتے ہیں اور اللہ کا علم انہیں گھیرے ہوئے ہے' اس سے ان کی کوئی بات بھی چھپی ہوئی نہیں۔

فرشتے موحد کی سفارش کریں گے مشرک کی نہیں: (۲۸) اللہ فرشتوں کے اگلے پچھلے تمام حالات سے خبردار ہے' یہ سفارش بھی اسی کی کریں گے' جس سے رب راضی ہوگا جیسے آیۃ الکرسی میں فرمایا کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے پاس سفارش

کے لیے لب ہلا سکے۔وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ الخ (سبا۳۴/۲۳) اس کے پاس سفارش اسی کی فائدہ بخش ہوتی ہے۔جس کو وہ سفارش کی اجازت دے دے۔پھر فرمایا کہ فرشتے اللہ کے خوف سے مارے دہشت کے سہمے ہوئے رہتے ہیں۔

اگر فرشتے بھی معبود بننے کا دعویٰ کریں تو وہ بھی جہنم رسید ہوں: (۲۹) اگر ان میں سے کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میں بھی اللہ کے ساتھ معبود ہوں' تو ہم اسے جہنم میں جھونک دیں گے' ہم ایسے ظالموں کو اسی قسم کی سزا دیا کرتے ہیں۔مطلب یہ ہے کہ فرشتے ایسا دعویٰ کر ہی نہیں سکتے۔اگر وہ بھی دعویٰ کریں تو وہ بھی جہنم میں جھونک دیئے جائیں۔اوروں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۖ
وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ﴿۳۰﴾ وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ
رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿۳۱﴾
وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا ۖ وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ ﴿۳۲﴾ وَهُوَ الَّذِي
خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿۳۳﴾

’’کیا کافروں کو معلوم نہیں کہ آسمان وزمین ملے جلے تھے پھر ہم نے انہیں پھاڑ کر جدا کیا' اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز بنائی' کیا پھر بھی یہ ایمان نہیں لاتے اور ہم نے زمین میں میخیں گاڑ دیں تا کہ وہ لوگوں کو نہ ہلائے اور ہم نے اس میں فراخ راستے بنا دیئے تا کہ لوگ راہ پا سکیں اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا اور لوگ اللہ کی نشانیوں سے منہ موڑے ہوئے ہیں' اسی نے رات دن کو اور سورج چاند کو پیدا کیا ہر ایک اپنے اپنے محور میں گھوم رہا ہے‘‘۔

توحید کے دلائل: (۳۰) اللہ اپنی مکمل اور ہمہ گیر قدرت کا اپنے غلبہ کا جو کائنات کے پیدا کرنے سے نمایاں ہے اور تمام مخلوق پر اپنے تسلط واقتدار کا بیان فرما رہا ہے کہ جو کافر اللہ کی معبودیت کو نہیں مانتے اور اس کے ساتھ دوسروں کی پرستش کرتے ہیں کیا انہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ پیدا کرنے میں مستقل اور تنہا ہے اور تدبیر وانتظام میں بھی پھر اس کے ساتھ دوسروں کی بندگی کا اور شرک کا کیا جواز ہے۔کیا انہیں معلوم نہیں کہ شروع میں آسمان وزمین ملے جلے تھے۔ایک دوسرے سے تہہ بہ تہہ چمٹے ہوئے تھے۔پھر اللہ نے زمین سے آسمان جدا فرمایا۔اور سات آسمان بنائے اور سات ہی زمینیں۔اور دنیوی آسمان وزمین کے درمیان حد فاصل ہوا بنائی۔اور آسمان سے پانی برسا کر زمین سے نباتات پیدا کی۔اسی وجہ سے فرمایا کہ ہم نے ہر زندہ چیز پانی سے بنائی۔کیا لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے' حالانکہ اس کی مخلوق کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔کہ چیزیں کس طرح رفتہ رفتہ بن کر آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہیں۔ہر چیز فاعل مختار اور قادر مطلق اور صانع عالم کے وجود پر ایک قطعی دلیل ہے۔

ہر چیز میں نشانی ☆ اس کی کہ رب ہے واحد

پہلے رات تھی یا دن: ابن عباسؓ فرماتے ہیں سے پوچھا گیا کہ پہلے رات تھی یا دن فرمایا جب آسمان وزمین ملے جلے تھے تو اندھیرا ہی اندھیرا تھا' یہاں سے معلوم ہوا کہ پہلے رات تھی۔

پھر فرمایا کہ پانی ہر زندہ چیز کی اصل ہے' ابو ہریرہؓ نے رحمت عالم ﷺ سے کہا آپ کو دیکھ کر میری آنکھوں میں ٹھنڈک اور دل کو چین آ جاتا ہے' آپ ہمیں ہر چیز کے بارے میں بتائیں' فرمایا ہر چیز پانی سے پیدا کی گئی۔ (ابن ابی حاتم)

زمین کو ٹھہرانے کے لئے پہاڑ پیدا کئے گئے: (۳۱) یعنی زمین پر پہاڑوں کی میخیں ٹھونک دیں۔ اوران کے بوجھ سے اسے دبا دیا گیا۔ تاکہ لوگوں کو ہلا جلا نہ سکے۔ کیونکہ اگر زمین متحرک رہتی تو اس پر بسنا بڑا مشکل تھا۔ کیونکہ زمین پانی میں ڈوبی ہوئی ہے۔ اور بقدر چوتھائی حصہ کے آبادی کے قابل بنی ہے۔ چوتھائی حصہ ہوا اور دھوپ کے سامنے کھلا ہوا ہے۔ تاکہ زمین کے باشندے آسمان کا اور اس کی روشن نشانیوں کا معائنہ کرلیں۔ پھر فرمایا کہ ہم نے پہاڑوں میں فراخ گھاٹیاں اور درے بنا دیئے تاکہ لوگ ان سے اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر آ جا سکیں۔ مشاہدہ میں بھی یہی آتا ہے کہ جب دو ملکوں کے درمیان پہاڑ حائل ہوتے ہیں' تو اللہ آنے جانے کے لئے فراخ گھاٹیاں اور درے بنا دیتا ہے۔

زمین پر آسمانی گنبد: (۳۲) آسمان زمین پر ایک گنبد کی طرح نظر آتا ہے۔ اسی لئے اسے محفوظ چھت فرمایا۔ فرمایا وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ الخ (ذاریات ۵۱/ ۴۷) ہم نے اپنے ہاتھوں سے آسمان بنایا اور ہم وسیع قدرت والے ہیں (۲) وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا الخ (شمس ۹۱/ ۵) آسمان کی اور اس کے بنانے والے کی قسم۔ (۳) اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ الخ (ق ۵۰/ ۶) کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے کس طرح بنایا۔ اور خوبصورتی دی اور اس میں کوئی دراڑ نہیں ہے۔

پھر فرمایا کہ لوگ اللہ کی نشانیوں سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ فرمایا وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ الخ (یوسف ۱۲/ ۱۰۵) لوگ آسمان و زمین کی بہت سی نشانیوں سے منہ پھیر کر گذر جاتے ہیں۔ یعنی آسمان کی عظیم وسعت پر' اس کی حیران کن بلندی پر' قائم و متحرک تاروں پر' سجاوٹ و آراستگی پر' اور دن رات پر جو سورج کی حرکت سے پیدا ہوتے ہیں۔ غور نہیں کرتے سورج ۲۴ گھنٹوں میں آسمان کی پوری مسافت طے کر جاتا ہے۔ اس کی تیز رفتاری کو بجز اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ اللہ ہی اسے ایک اندازے کے ساتھ چلاتا ہے۔ اور اسی نے اسے مسخر کیا ہوا ہے۔

توحید کی دو بڑی بڑی دلیلیں دن رات ہیں: (۳۳) دن رات بھی اللہ کی دو بڑی بڑی نشانیاں ہیں رات میں اندھیرا اور سکون ہوتا ہے اور دن میں روشنی اور شور و غل۔ کبھی دن بڑا اور رات چھوٹی ہوتی ہے' اور کبھی رات چھوٹی اور دن بڑا اور کبھی رات دن دونوں برابر ہوتے ہیں' پھر وقت کے ان دونوں حصوں میں اللہ نے روشنی کے لئے سورج اور چاند بنائے' سورج کا ایک مخصوص نور ہے اور اس کا ایک مخصوص فلک ہے' اور اس کا کارخانہ جداگانہ ہے' اور اس کی حرکت و سیر مخصوص ہے اور چاند کا جداگانہ نور ہے' جداگانہ فلک ہے' جداگانہ رفتار ہے اور جداگانہ انداز ہے' ہر ایک اپنے اپنے فلک میں گردش کر رہا ہے' جیسے چرخے میں تکلا گردش کرتا ہے فرمایا فَالِقُ الْاِصْبَاحِ الخ (الانعام ۶/ ۹۷) وہی صبح نکالنے والا ہے' اسی نے رات سکون والی بنائی' اور سورج اور چاند کو ایک حساب سے رکھا' یہ غالب و جاننے والے اللہ کی ٹھہرائی ہوئی بات ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝۳۴
كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۭ وَاِلَيْنَا
تُرْجَعُوْنَ ۝۳۵

''ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کو ہمیشگی نہیں دی' پھر اگر آپ فوت ہو جائیں تو کیا یہ ہمیشہ رہیں گے' ہر شخص موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے' ہم تم کو برائی اور بھلائی میں مبتلا کر کے آزماتے ہیں' اور تم کو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے''۔

دنیا میں دائمی زندگی کسی کو نہیں ملی: (۳۴) یعنی اے نبی آپ سے پہلے ہم نے کسی کو دائمی زندگی نہیں دی' فرمایا کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ الخ (رحمان ۵۵/۲۶،۲۷) ہر وہ شخص جو زمین پر ہے فنا ہو جائے گا' اور آپ کے رب کی جلال وعزت والی ذات ہی باقی رہے گی (یہ آیت خضر کی موت کی دلیل ہے' کیونکہ آپ بھی ایک بشر تھے' خواہ ولی ہوں' یا نبی یا رسول) پھر فرمایا کہ اے محمد ﷺ اگر آپ فوت ہو جائیں تو کیا وہ آپ کے بعد ہمیشہ زندہ رہیں گے ایسا ناممکن ہے بلکہ ہر ایک کو فنا اور موت ہے۔

(۳۵) موت کا ذائقہ ہر شخص کو چکھنا پڑے گا' پھر فرمایا کہ ہم تم کو کبھی تو مصائب وآفات کا شکار کر کے اور کبھی اپنی نعمتوں سے مالا مال کر کے آزماتے ہیں کہ کون مصائب پر صبر کرتا ہے' نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے' اور کون نہیں فراخی وتنگی میں' تندرسی وبیماری میں' خوش حالی وناداری میں حلال وحرام میں' فرماں برداری ونافرمانی میں اور ہدایت وگمراہی میں' ہر حال میں انسان کو جانچا جا رہا ہے' پھر تم لوٹ کر ہمارے ہی پاس آؤ گے' اور ہم تم کو تمہارے ہی عملوں کی جزا وسزا دیں گے۔

وَإِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ
يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ
مِنْ عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾

''کافر جب بھی آپ کو دیکھتے ہیں تو آوازے ہی کستے رہتے ہیں کہ کیا یہی ہیں جو تمہارے دیوتاؤں کا (برائی سے) بیان کرتے ہیں اور وہ خود مہربان اللہ کی یاد کے منکر ہیں' انسان کی پیدائش میں جلد بازی ہے میں تمہیں ابھی ابھی اپنی نشانیاں دکھلائے دیتا ہوں جلدی نہ مچاؤ''۔

ابو جہل وغیرہ کی گستاخی: (۳۶) رحمت عالم ﷺ سے خطاب ہے کہ ابو جہل اور اس جیسے ازلی بد بخت آپ کا مذاق ہی اڑاتے رہتے ہیں' اور آپ میں کیڑے ہی نکالتے رہتے ہیں' ادھر آپ کو دیکھا ادھر یہ کہنا شروع کر دیا اچھا یہی ہیں جو تمہارے دیوتاؤں کو برا کہتے رہتے ہیں یہ جاہل آپ کی بے ادبی کرتے رہتے ہیں اور آپ کو احمق بتاتے رہتے ہیں' پھر فرمایا کہ یہ بد بخت اللہ کا تو انکار کرتے ہی تھے مگر اب اللہ کے مقدس رسول کا مذاق اڑا رہے ہیں فرمایا وَإِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ الخ (فرقان ۲۵/۴۱،۴۲) جب یہ مشرک آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کیا یہی ہیں جن کو اللہ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے یہ تو ہمارے معبودوں سے ہمیں ہٹا ہی دیتے اگر ہم صبر سے ان پر جمے نہ رہتے اور جب یہ عذاب دیکھیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون راہ سے ہٹا ہوا تھا۔

انسان میں فطری جلد بازی ہے: (۳۷) یعنی انسان کی فطرت میں جلد بازی ہے فرمایا وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا الخ (اسراء ۱۷/۱۱) انسان تو ہے ہی جلد باز۔

وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾
بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾

''لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ)۔ کاش ان کافروں کو اس گھڑی کا علم ہوتا جب یہ اپنے چہروں سے آگ نہ ہٹا سکیں گے اور نہ اپنی پشتوں سے اور نہ انہیں کسی قسم کی مدد پہنچائی جائے گی' بلکہ وہ گھڑی تو ان کے پاس اچانک آ جائے گی' اور انہیں بدحواس بنا دے گی' پھر یہ اسے ہٹا نہ سکیں گے اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی''۔

مشرکوں کی بے غیرتی کا بیان: (۳۸) مشرکوں کی بے غیرتی کا بیان ہے کہ وہ بطور تکذیب و انکار اور کفر و سرکشی کے عذاب کے نہ آنے پر یقین کر کے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ قیامت کب آئے گی۔

(۳۹) یعنی اگر کافروں کو وہ وقت معلوم ہو جاتا جب وہ اپنے جسموں سے اور جسم کے دیگر حصوں سے آگ نہ ہٹا سکیں گے تو عذاب کی جلدی نہ مچاتے۔ جلدی تو اس لئے مچا رہے ہیں کہ عذاب پر یقین نہیں ہے۔ اگر وہ وقت معلوم ہو جائے جب عذاب ان کو اوپر نیچے سے گھیر لے گا تو دم بخود رہ جائیں۔ فرمایا لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ الخ (زمر ۳۹/۱۶) ان کو اوپر نیچے سے آگ کے شعلے گھیرے ہوئے ہوں گے۔

مشرکوں کو جہنم اچانک دبوچ لے گی: (۴۰) یعنی انہیں جہنم کی آگ اچانک دبوچ لے گی جس سے وہ بدحواس ہو جائیں گے' گھبرا جائیں گے' سر جھکا دیں گے اور ان سے اس کے دفع کرنے کی کوئی تدبیر بن نہ سکے گی اور نہ انہیں ایک سیکنڈ کی مہلت ہی ملے گی۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ
مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ ع قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ ۱۴ع
بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ
دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾

''دیکھئے آپ سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی مذاق کیا گیا تھا پھر مذاق اڑانے والوں ہی پر وہ چیز الٹ پڑی جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے' آپ ان سے پوچھیں تو سہی کہ مہربان اللہ کے سوا اور کون تمہاری دن رات حفاظت کر رہا ہے' بلکہ یہ لوگ اپنے رب کے ذکر سے کترا رہے ہیں' کیا ان کے ایسے معبود ہیں جو انہیں ہمارے سوا مصائب سے بچا لیں وہ تو خود اپنی مدد کی بھی طاقت نہیں رکھتے' اور نہ انہیں ہماری طرف سے پناہ دی جاتی ہے''۔

مشرک جس عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے اسی نے انہیں آ گھیرا: (۴۱) اللہ آپ کو تسلی دے رہا ہے کہ یہ آپ کے

ساتھ کوئی نئی باتیں نہیں ہیں' آپ سے پہلے رسولوں کو بھی ان کی قوموں نے اسی طرح جھٹلایا تھا' پھر وہ جس عذاب کے آ جانے کو عقل سے بعید سمجھتے تھے' اسی عذاب نے انہیں آ گھیرا فرمایا وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ الخ (انعام ۶/۳۴) بلاشبہ آپ سے پہلے رسولوں کو بھی جھٹلایا گیا تھا لیکن انہوں نے بے ایمانوں کے جھٹلانے پر اور ایذا پہنچانے پر صبر کیا' آخر کار ان کے پاس ہماری مدد آ پہنچی' اور اللہ کی باتوں میں کوئی ردوبدل نہیں کر سکتا' دیکھئے آپ کے پاس بعض پیغمبروں کی بعض خبریں آ چکی ہیں۔

اللہ کی نعمت حفاظت کا بیان: (۴۲) اللہ اپنی نعمت کا بیان فرما رہا ہے کہ وہ دن رات اپنے بندوں کی نہ سونے والی آنکھوں سے حفاظت ونگرانی کرتا ہے لیکن افسوس لوگ اللہ کی نعمتوں کا اقرار نہیں کرتے' اور اس کے احسان وکرم کو ٹھکرا دیتے ہیں۔

بت مدد پر قادر نہیں: (۴۳) کیا ہمارے سوا کوئی ایسا بھی ہے جو انہیں مصائب سے بچا لے اور دن رات ان کی حفاظت کرتا رہے نہیں ہرگز نہیں' تم نے جو بات خیال کر رکھی ہے وہ نہیں ہے' تمہارے دیوتا تمہاری مدد تو کیا کریں گے وہ تو اپنی مدد سے بھی قاصر ہیں بلکہ وہ ہماری پناہ میں بھی نہیں' نہ ہماری طرف سے ان کے ہاتھ میں کوئی بھلائی ہے اور نہ وہ کسی کو مصائب سے بچا سکتے ہیں۔

بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۗ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۗ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾

''بلکہ ہم نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو فائدہ اٹھانے دیا یہاں تک کہ اسی حال میں ان پر ایک مدت گزر گئی کیا وہ دیکھ نہیں رہے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آ رہے ہیں پھر کیا یہی غالب آئیں گے؟ آپ فرما دیں میں تم کو اللہ ہی کے کلام سے ڈرا رہا ہوں اور بہرے پکار کو سنتے ہی نہیں جب انہیں ڈرایا جاتا ہے اگر انہیں آپ کے رب کے عذاب کی بھاپ بھی لگ جائے تو پکار اٹھیں گے کہ ہائے ہماری شامت ہم ظالم تھے' اور ہم قیامت کے دن انصاف کے لئے ترازو نصب کریں گے اور کسی پر ذرا سا بھی ظلم نہ ہوگا' اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم حساب لینے میں کافی ہیں''۔

مشرکوں کے دھوکہ کی وجہ: (۴۴) یعنی مشرکوں کو اس بات نے دھوکہ دیا اور گمراہی پر آمادہ کیا کہ ہم نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو ایک زمانہ دراز تک دنیا میں برتنے کا خوب سامان دیا یہ مدت سے دنیوی عیش وآرام میں ہیں اور اس آرام بخش حالت میں انہیں ایک زمانہ گزر گیا جس سے انہیں یہ غلط فہمی ہوئی کہ ہم اللہ کے پیارے ہیں اور ہم بھی کچھ ہیں' اسی دھوکہ اور غلطی کو بتانے کے

لئے فرمایا گیا' کیا یہ مشرک یہ نہیں دیکھ رہے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آ رہے ہیں۔ یعنی زمین اپنے چاروں کونوں سے سمٹتی چلی آ رہی ہے' کافر و مشرک تباہ ہو رہے ہیں' اسلام کا نور پھیلتا چلا جا رہا ہے اور اسلام کفر پر چھاتا چلا آ رہا ہے' کیا یہ لوگ مسلمانوں کی شاندار فتوحات سے عبرت حاصل نہیں کرتے اور جھٹلانے والی قوموں کی اور ظالم شہروں کی ہلاکت سے ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں' اور مومنوں کے بچ جانے سے انہیں ہوش نہیں آتا' ذرا عبرت کی نگاہ سے دیکھو کس کا اقتدار بڑھ رہا ہے اور کون پست ہو رہا ہے۔

رسول' اللہ کا مبلغ ہے: (۴۵) یعنی میں تو اللہ کی طرف سے ایک مبلغ ہوں اور تمہیں صرف اللہ کی وحی کے ذریعہ اللہ کے عذاب سے ڈرا رہا ہوں' وحی میرے پاس آتی ہے لیکن جس کی دل کی آنکھیں اندھی ہوں اور جس کے دل پر اور کانوں پر مہر لگ چکی ہو اس کو میری نصیحت فائدہ نہیں پہنچا سکتی' اور جب بہرے ڈرائے جائیں تو وہ پکار کو سنتے ہی نہیں۔

ان کے لئے اللہ کا معمولی عذاب بھی کافی ہے: (۴۶) یعنی اگر جھٹلانے والوں پر اللہ کا معمولی سا عذاب بھی آ جائے تو اپنے گناہوں اور ظلم کا فوراً اقرار کر لیں گے اور کف افسوس ملتے رہ جائیں گے۔

وزن اعمال کا بیان: (۴۷) ہم قیامت کے دن عدل وانصاف کے لئے ترازو رکھیں گے۔ ترازو تو ایک ہی ہے مگر اس کی جمع وزن والی چیزوں کی تعداد کی وجہ سے لائی گئی' چونکہ اعمال جو اس میں تولے جائیں گے۔ بہت ہوں گے' اس لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا' پھر فرمایا نہ کسی پر ظلم ہوگا اور نہ کسی کا رائی کے دانے کے برابر عمل ضائع ہوگا۔ فرمایا (۱) وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (کہف ۱۸/ ۴۹) آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ (۲) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ الخ (نساء ۴/ ۴۰) یقین مانو اللہ ایک ذرے کے برابر بھی ظلم نہیں کرے گا' اور اگر نیکی ہوئی تو اس میں اور اضافہ فرما دے گا اور اپنے پاس سے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾
الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾
وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾

''دیکھو' ہم نے موسیٰ اور ہارون کو ایک ایسی کتاب دی جو فیصلہ کن' نورانی اور پارساؤں کے لئے نصیحت تھی جو غائبانہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور انہیں قیامت کا دھڑکا بھی لگا رہتا ہے' اور یہ برکت والا قرآن ہے ہم نے اس کو آپ پر اتارا' کیا پھر بھی تم اس کا انکار کرتے ہو''۔

آسمانی کتاب کی تین خصوصیات: (۴۸) اوپر بیان ہو چکا کہ قرآن میں کثرت سے موسیٰ علیہ السلام' و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور قرآن اور تورات کا ملا جلا بیان آتا ہے' اسی وجہ سے اس آیت میں بھی ہے فرقان یعنی تورات اور اس کے حلال وحرام اور حق و باطل میں فرق کرنے والے احکامات۔ تمام آسمانی کتابوں میں یہ خوبی پائی جاتی ہے کہ وہ حق و باطل' ضلالت و ہدایت اور حلال وحرام میں فرق کر دیتی ہیں اور ان میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جن سے دلوں میں نور ہدایت' اللہ کا خوف اور اس کی طرف توجہ پیدا ہو' اسی وجہ سے یہاں تین خوبیاں بیان فرمائیں' حق و باطل میں فرق کرنے والی' دلوں میں نور ہدایت پیدا کرنے والی اور اللہ سے ڈرنے والوں

کے لئے پند و موعظت والی، پھر اللہ سے ڈرنے کی تعریف فرمائی۔

(۴۹) یعنی جو غائبانہ یا بن دیکھے اللہ سے ڈرتے ہیں۔ جیسے اس آیت میں فرمایا مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ الخ (ق ۵۰/۳۳، ۳۴) جو مہربان اللہ سے بن دیکھے یا غائبانہ ڈرتا رہا ہوگا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا ہوگا اس سے کہا جائے گا سلامتی سے جنت میں داخل ہو جا یہ ہمیشگی والا دن ہے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ الخ (ملک ۶۷/۱۲) بلاشبہ جو بن دیکھے اللہ سے ڈرتے ہیں، ان کے لئے وسیع مغفرت اور بھاری اجر ہے، پھر فرمایا کہ وہ قیامت سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں، اور انہیں ہر وقت اسی کا دھڑکا لگا رہتا ہے، اور چوبیس گھنٹے اسی کا خوف لگا ہوا ہے۔

قرآن کے اوصاف کا بیان: (۵۰) یعنی یہ قرآن عظیم جس کے پاس کسی سمت سے باطل پھٹک ہی نہیں سکتا، اور جو خوبیوں اور حکمتوں والے اللہ کے پاس سے اترا ہے، بڑی برکتوں اور سعادتوں والا ہے، اور انتہائی واضح صاف اور روشن ہے کیا پھر بھی تم اس کا انکار کرتے ہو؟ سخت افسوس ہے تم پر۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۡ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾

"بلاشبہ ہم نے ابراہیمؑ کو پہلے ہی سے ہدایت دے رکھی تھی اور ہم انہیں جانتے تھے جب انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا یہ مجسمے کیا ہیں جن کی تم عبادت کر رہے ہو؟ قوم نے کہا ہم نے اپنے باپ دادا کو انہیں کی پرستش کرتے ہوئے پایا ہے، فرمایا اللہ کی قسم تم اور تمہارے باپ دادا کھلی گمراہی میں مبتلا رہے، بولے کیا تم ہمارے پاس حق لے کر آئے ہو یا دل لگی کر رہے ہو، فرمایا بلکہ تمہارا رب تو آسمان و زمین کا رب ہے، جس نے انہیں پیدا کیا، اور میں بھی تم پر اس بات کا گواہ ہوں"۔

خلیل اللہ کی بعض خوبیوں کا بیان: (۵۱) خلیل اللہ کا بیان ہے کہ ان کے پاس کم سنی ہی میں ہدایت آ گئی تھی اور اللہ نے ان کے دل میں توحید ڈال دی تھی، جس کی آپ نے ایک قطعی دلیل بھی قوم کے سامنے رکھ دی فرمایا وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَا الخ (انعام ۶/۸۴) یہ ہماری حجت تھی جو ہم نے ابراہیمؑ کو ان کی قوم کے مقابلے کے لئے دی تھی، (پھر فرمایا کہ ہمیں ان کی صلاحیت معلوم تھی کہ وہ ہدایت کے اہل ہیں)۔

توحید کا اور انکار بت پرستی کا جذبہ: (۵۲) خلیل اللہ کو چھٹپنے میں جو ہدایت عطا ہوئی یہ ہدایت بت پرستی کا انکار اور توحید کا جذبہ بے پناہ تھا جو آپ کے دل میں کروٹیں لے رہا تھا، اسی جذبے کا اظہار حق تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ قوم کی اور خود اپنے گھرانے کی بت پرستی دیکھ کر آپ سے رہا نہ گیا مزاحمت کی اور سمجھایا کہ یہ مورتیں جنہیں تم پوج رہے ہو کیا ہیں؟ یعنی کچھ نہیں اس

کی عبادت کیوں نہیں کرتے' جس نے یہ کائنات رچائی اور ان بیکار و معذور بتوں کے آگے کیوں جھک رہے ہو کیوں ان پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگائے بیٹھے ہو یہ تم کو کیا نفع یا نقصان پہنچائیں گے خود ہی اپنے نفع و نقصان پر قادر نہیں اور تمہارے محتاج ہیں۔

شطرنج کی وعید: ایک دفعہ شطرنج کھیلنے والوں پر علیؓ کا گزر ہوا' آپ نے فرمایا یہ کیا مورتیں ہیں جن پر تم ٹھٹھ لگائے بیٹھے ہو' اگر بجھنے تک ہاتھ میں آگ کا انگارا دبا کر بیٹھ جاؤ تو ان بتوں کے چھونے سے پھر بھی بہتر ہے۔

شرک کی دلیل بزرگوں کی تقلید: (۵۳) شرک کی دلیل ہی کیا ہے' بجز آبائی تقلید کے کہ بزرگ ان کی عبادت کیا کرتے تھے اس لئے ہم بھی ان کے آگے سربہ سجود ہیں۔

(۵۴) یعنی شرک کے ثبوت میں باپ دادا کی تقلید غلط ہے جو سوال تم سے ہے وہی سوال تمہارے بزرگوں سے ہوتا اگر آج وہ زندہ ہوتے وہ بھی گمراہ تھے تم بھی گمراہ ہو' انہوں نے بھی سیدھی راہ چھوڑ دی تھی تم نے بھی چھوڑ دی' پھر جب آپ نے ان کی نادانی اور جہالت کا اظہار کیا' ان کے بزرگوں کو گمراہ بتایا' اور ان کے دیوتاؤں کی برائی کی تو انہوں نے آپ سے کہا جیسا کہ آیت نمبر ۵۵ میں ہے۔

قوم خلیل کا آپ سے مطالبہ: (۵۵) کہ آپ ہمیں یہ بتائیں کیا آپ واقعی سنجیدگی سے کہہ رہے ہیں یا دل لگی کر رہے ہیں' اس سے پہلے تو کبھی ہم نے کسی سے ایسی بات نہیں سنی کیا واقعی شرک و بت پرستی باعث لعنت ہیں؟ آپ نے کمال جرأت و سنجیدگی سے فرمایا۔ جیسا کہ آیت میں ہے۔

توحید کی دلیل: (۵۶) کہ تمہارا رب وہی ہے جو کائنات کا رب ہے اور جس نے یہ دنیا کا کارخانہ بنایا یہ تمہارے دیوتا کس چیز کے خالق ہیں جو معبود بن گئے' خالق ہی کو عبادت کا استحقاق ہے' اور ان مورتیوں نے تو مچھر کا ایک پر بھی نہیں بنایا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا رَبَّ سِوَاهُ۔

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾

''اللہ کی قسم میں تمہارے جانے کے بعد تمہارے ان معبودوں کا ضرور علاج کروں گا' پھر آپ نے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا مگر سب سے بڑے کو چھوڑ دیا' تاکہ مشرک اسی کی طرف لوٹیں' بولے یہ حرکت کس نے ہمارے دیوتاؤں کے ساتھ کی ہے یقیناً وہ ظالم ہے' لوگوں نے کہا ہم نے ایک جوان کو ان کا ذکر کرتے ہوئے ضرور سنا تھا جس کا نام ابراہیم ہے' بولے اچھا تو اسے لوگوں کی نگاہوں

کے سامنے لے آؤ تاکہ سب دیکھ لیں بولے اے ابراہیم کیا تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے: فرمایا بلکہ یہ حرکت اس بڑے نے کی ہے۔ تم ان دیوتاؤں ہی سے معلوم کرلو۔ اگر یہ بول سکتے ہوں"۔

خلیل للہ کا بتوں کو توڑ ڈالنا: (۵۷) ابراہیم نے قوم کے چند لوگوں کے سامنے قسم کھا کر کہا کہ جب لوگ چلے جائیں گے تو میں ان بتوں کی درگت بناؤں گا اور انہیں توڑ پھوڑ کر ختم کر ڈالوں گا۔ عید کا جشن قریب تھا۔ اور سب لوگ عید کے دن شہر سے باہر چلے جاتے تھے۔ عید کے دن جب لوگ جانے لگے تو آپ کے باپ نے آپ سے کہا اگر تم ہمارے ساتھ عید مناؤ گے تو مجھے یقین ہے تمہیں ہمارا دین پسند آ جائے گا آپ باپ کے ساتھ چل پڑے چلتے چلتے راستے میں لیٹ گئے۔ اور فرمایا میری طبیعت ٹھیک نہیں۔ لوگ جاتے ہوئے آپ سے بھی چلنے کو کہتے مگر آپ بیماری کا عذر فرما دیتے جب تمام شہر میدان میں نکل گیا اور اپاہج ومعذور رہ گئے تو آپ نے ان کے سامنے قسم کھا کر فرمایا کہ میں ان مورتیوں کی درگت بناؤں گا۔ انہوں نے آپ کی بات سن لی۔ پھر ایک دن آپ نے سب بت توڑ ڈالے۔ پس ایک سب سے بڑا بت چھوڑ دیا۔ قرآن نے دوسری جگہ فرمایا فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ الخ (صافات ۳۷/۱۴) پھر آپ ان پر ٹوٹ پڑے اور مارنے لگے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے کلہاڑی بڑے بت کے ہاتھ پکڑا دی تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ اس نے شرکت کی غیرت میں آ کر ان تمام بتوں کو توڑ ڈالا ہے۔

بت ٹوٹے ہوئے دیکھ کر لوگ خوب چراغ پا ہوئے: (۵۹) جب لوگ عید منا کر گھر واپس آئے تو دیوتاؤں کی توہین دیکھ کر بڑے چراغ پا ہوئے۔ نادان یہ نہ سمجھ سکے کہ اگر یہ معبود ہوتے تو انہیں کوئی توڑ سکتا تھا۔ کہنے لگے کہ یہ کام جس نے بھی کیا وہ بڑا ظالم ہے آخر کس نے ایسی جسارت کی؟

راز کھل گیا: (۶۰) جنھوں نے خلیل اللہ کو بتوں کے توڑ ڈالنے پر قسمیں کھاتے ہوئے سنا تھا انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان شخص کو جس کا نام ابراہیم ہے ان بتوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا تھا۔

خوش قسمتی سے عام اجتماع میں تقریر کا موقعہ ہاتھ آ گیا: (۶۱) لوگوں نے کہا کہ اسے بھرے مجمع میں منظر عام پر لے آؤ تاکہ سب لوگ دیکھ لیں۔ ابراہیمؑ کا سب سے بڑا مقصد یہی تھا کہ آپ ایک بڑے مجمع میں لوگوں کی جہالت و نادانی کا بیان فرمائیں کہ ایسوں کو معبود بنانا جو اپنی بھی مدد نہ کرسکیں اور اپنی مصیبت کو رفع نہ کرسکیں عقل کی کوتاہی نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر بھلا ایسوں سے نفع نقصان کی امید رکھنا کتنی کم عقلی اور بے وقوفی کی بات ہے۔ الحمدللہ آپ کا یہ مقصد بلا کسی محنت کے حاصل ہو گیا۔ اور آپ کو ایک بڑے اجتماع میں شرک وبت پرستی کی تردید پر بولنے کا موقعہ ہاتھ آ گیا۔

(۶۲) لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ یہ کرتوت آپ ہی کے ہیں؟ فرمایا۔ ان میں جو سب سے بڑا ہے اسی نے یہ حرکت کی ہوگی۔ اگر یہ بولتے ہوں تو ان سے پوچھ لو۔

(۶۳) اس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ لوگ خود ہی اقرار کرلیں کہ یہ تو جمادات ہیں۔ بول نہیں سکتے اور نہ ان سے ایسا فعل سرزد ہوسکتا ہے۔ ان کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ نہ تو اپنی مصیبت کو دفع کر سکتے ہیں اور نہ بول ہی سکتے ہیں۔ کہ کسی سے کہہ سن کر اس کی ہمدردیاں حاصل کرلیں پھر یہ کیسے معبود؟ ابراہیمؑ نے ان تین موقعوں کے علاوہ کبھی جھوٹ کے روپ میں بات نہیں کی۔ دو سچی باتیں (جو جھوٹ کے روپ میں تھیں) تو اللہ کی راہ میں بولیں کہ یہ حرکت بڑے نے کی ہوگی اور میں بیمار ہوں' ایک دفعہ آپ ایک

ظالم بادشاہ کے علاقہ سے گذر رہے تھے' آپ کے ساتھ آپ کی اہلیہ سارہؑ بھی تھیں' کسی منزل پہ ٹھہر گئے' سارہؑ کا حسن و جمال اپنی مثال آپ تھا' کسی نے اس ظالم بادشاہ کو بھی خبر کر دی کہ آج فلاں جگہ ایک پردیسی ٹھہرا ہوا ہے' اس کے ساتھ ایک عورت ہے جو حسن و جمال کا مرقع ہے' بادشاہ نے آپ کو بلا بھیجا' تشریف لے گئے۔ پوچھا یہ عورت تمہاری کون ہے؟ فرمایا میری ہمشیرہ ہے۔ بولا اسے میرے پاس بھیج دو' آپ بادل ناخواستہ سارہؑ کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ اس ظالم بادشاہ نے تمہارے بارے میں مجھ سے پوچھا کہ تم سے میرا کیا رشتہ ہے میں نے تم کو اپنی ہمشیرہ بتا دیا ہے تم بھی یہی بتانا ایسا نہ ہو کہ میں جھوٹا پڑ جاؤں' اور تم ہو بھی میری ہمشیرہ کیونکہ اللہ کے دین کی رو سے تم میری بہن ہی ہو' دنیا میں میرے اور تمہارے سوا کوئی اور مسلمان ہے ہی نہیں' سو تم اسلامی بہن ہو' چنانچہ آپ سارہؑ کو اس کے پاس لے گئے اور انہیں بادشاہ کے پاس چھوڑ کر نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے' جب سارہؑ شاہی محل میں داخل ہو گئیں تو اس بدبخت نے بدارادہ سے آپ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا' فوراً اس کا ہاتھ سن ہو کر رہ گیا جس سے اس کو سخت تکلیف ہوئی کہنے لگا میرے لئے اللہ سے دعا کر دے میں تجھے کچھ نہیں کہوں گا' آپ کو اس کی بے بسی پر ترس آ گیا اور اللہ سے دعا کر دی اس کا ہاتھ اچھا ہو گیا' پھر اس کم بخت نے بدارادے سے ہاتھ بڑھایا' اب کے پہلی بار سے بھی زیادہ سن ہو گیا' پھر بلبلا کر دعا کی درخواست کی' آپ نے اس کی بے بسی دیکھ کر پھر دعا کر دی اور ہاتھ ٹھیک ہو گیا مگر پھر اس نے اسی بدارادے سے ہاتھ بڑھایا' اب کے ہاتھ انتہائی سن ہو کر رہ گیا' پھر کم بخت نے دعا کی درخواست کی اور آپ کی دعا سے ہاتھ اچھا ہو گیا' آخر کار اس نے اپنے ایک دربان کو بلا کر کہا' کم بخت تو میرے پاس انسان نہیں لایا بلکہ کسی جناتنی کو پکڑ لایا' نکال اسے میں نے اس کی خدمت کے لئے ہاجرہ ہبہ کر دی' آخر کار آپ کو ہاجرہ دے کر محل سے نکال دیا۔ ابراہیمؑ نماز سے فارغ ہو کر آپ کے انتظار میں بیٹھے ہی تھے جوں ہی آپ کے پیروں کی آہٹ سنی دوڑ کر آئے پوچھا کیسے گذری' بولیں اللہ بے حیا کافر کی تدبیر پر غالب آیا اور کافی ہو گیا اور خدمت کے لئے ایک عورت ہاجرہ بھی عطا فرما دی' ابو ہریرہؓ جب یہ حدیث بیان فرماتے تو فرماتے کہ اے اسماء کے پانی کے بیٹو یہی ہاجرہ تمہاری ماں ہیں۔ (ق)

فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا
عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿۶۶﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾

''پھر ان لوگوں نے دل ہی دل میں سوچا اور کہا کہ واقعی تم ہی غلطی پر ہو پھر سر جھکا کر کہا کہ تمہیں خوب معلوم ہے کہ ان میں بات کرنے کی صلاحیت ہی نہیں' فرمایا پھر کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کی پرستش کرتے ہو جو تم کو ذرا بھی فائدہ یا نقصان نہ پہنچا سکیں' تف ہے تم پر اور تمہارے معبودوں پر جو اللہ کے علاوہ ہیں کیا تم میں اتنی سی بھی عقل نہیں''۔

خلیل اللہ کی بیباکانہ اور مؤثر تقریر: (۶۴) خلیل اللہ کی سناٹا پیدا کرنے والی تقریر سن کر قوم نے غور کیا۔ اور سوچا کہ غلطی تو

ہماری ہی ہے کہ ہم اپنے دیوتاؤں کی حفاظت کا کوئی انتظام کر کے نہیں گئے۔ اور یہ اندوہناک نتیجہ دیکھنا پڑا۔

خود کردہ را علاجے نیست

مشرکوں کا اقرار کہ بت جمادات ہیں: (۶۵، ۶۶) سر جھکا کر بولے کہ تو جو کہتا ہے کہ ہم ان معبودوں سے اصل واقعہ پوچھ لیں تو کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ جمادات ہیں اور بولتے نہیں کمال حیرت واستعجاب سے انہیں یہ کہنا پڑا۔ خلیل اللہ کو تو انہیں کی زبان سے یہی بات اگلوانی تھی۔ جب انہوں نے بتوں کے جمادات ہونے کا اور نہ بولنے کا اقرار کر لیا تو آپ نے فرمایا:

تف ہے تم پر اس کھلے کفر پر غور کرو: (۶۷) جب یہ جمادات ہیں اور بول بھی نہیں سکتے تو تم اللہ کو چھوڑ کر کیوں ان کی پرستش کرتے ہو‘ کیا تم اپنی گمراہی پر اور اس کھلے کفر پر غور نہیں کرتے۔ جس کو صرف جاہل وظالم اور بے دین ہی مان سکتا ہے۔ اس بیان سے آپ نے انہیں قائل کر دیا۔ اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ الخ (انعام ۶/۸۴) یہ تھی ہماری دلیل جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلہ پر دی تھی۔

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿٦٩﴾ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ﴿٧٠﴾

”بولے اسے آگ میں جلا دو اور اپنے دیوتاؤں کا بدلہ لو اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے‘ ہم نے کہا اے آگ تو ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا اور انہوں نے ابراہیم کا برا چاہا مگر ہم نے انہیں کو ناکام بنا دیا“۔

مشرک ہار کر قوت پر اتر آئے: (۶۸) جب یہ لوگ ہار گئے‘ ان کا منہ بند ہو گیا‘ ان کی بے بسی ظاہر ہو گئی اور حق کھل گیا اور باطل مٹ گیا تو اب زور وزبردستی پر اتر آئے اور قوت استعمال کرنی چاہی۔

(۶۹) جب انسان عاجز آ جاتا ہے تو اس کا آخری حربہ یہی ہوتا ہے انہوں نے بدلہ لینے کا پکا ارادہ کر لیا اور فیصلہ کر لیا کہ ابراہیمؑ کو آگ میں جلا دیا جائے کیونکہ مورتیوں کی توہین کرنے والے کی یہی سزا ہونی چاہیے۔ آخر کار وہ اس عزم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے لکڑیاں جمع کرنے لگے‘ یہ جذبہ لوگوں میں اس قدر بڑھا کہ اگر کوئی عورت بیمار پڑ جاتی تو وہ یہ منت مانتی کہ اگر میں اچھی ہو جاؤں گی تو ابراہیمؑ کے جلانے کے لئے لکڑیاں لاؤں گی‘ پھر یہ لکڑیاں ایک‘ خندق میں جمع کی گئیں اور ایک مقررہ تاریخ پر ان میں آگ لگا دی گئی‘ آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے‘ ایسی آگ آج تک دیکھنے میں نہیں آئی تھی‘ پھر ایک فارسی دیہاتی کاشتکار کے مشورے سے آپ کو منجنیق میں بٹھا کر آگ میں پھینکا گیا‘ جب آپ کو آگ میں پھینکا گیا تو آپ نے فرمایا حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (ب)۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تو بارش کا فرشتہ انتظار میں تھا کہ مجھے حکم ہو تو پانی برسا کر آگ ٹھنڈی کر دوں مگر اللہ نے براہ راست آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی بنا دی۔

ایک روایت میں ہے کہ اس دن ہر جانور نے آگ بجھانے کی کوشش کی بجز گرگٹ کے۔ اسی وجہ سے رحمت عالم ﷺ نے اس کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا ہے اور اس کو فویسق (بگاڑنے والا) بتایا ہے‘ عائشہؓ کے گھر میں نیزہ دیکھ کر پوچھا گیا کہ آپ اس سے کیا

کرتی ہیں فرمایا اس سے گرگٹ مارتی ہوں' میرے محبوب رسول ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ کی آگ تمام جانور بجھا رہے تھے علاوہ اس کے یہ پھونکیں مار رہا تھا' ہمیں آپ نے اس کے مار ڈالنے کا حکم فرمایا:۔

برائی مشرکوں پر الٹ پڑی: (۷۰) یعنی انہوں نے آپ کا برا چاہا تھا مگر انہیں کو پسپا ہونا پڑا اللہ نے آپ کو بچالیا اور انہیں شکست دی' انہوں نے آپ کو زیر کرنا چاہا تھا مگر خود زیر ہو گئے۔

وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ۙ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰۗىِٕثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾ۙ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ۧ

''ہم آپ کو اور لوطؑ کو بچا کر اس ملک کی طرف لے گئے جس میں ہم نے جہان والوں کے لئے برکت رکھی ہے' اور ہم نے انہیں اسحاق اور زیادتی میں یعقوب ہبہ کئے' اور ہر ایک کو نیک بنایا اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا جو ہمارے حکم سے لوگوں کی رہنمائی فرماتے تھے' اور ہم نے ان پر وحی کی کہ نیکیاں کرو نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے اور ہم نے لوطؑ کو حکمت وعلم دیا اور انہیں اس بستی سے بچایا جن کے گھناونے کرتوت تھے' واقعی بستی والے برے اور بے دین تھے' اور ہم نے لوط کو اپنی رحمت میں داخل فرمالیا کیونکہ وہ نیکوں میں سے تھے''۔

خلیل اللہ کی شام کی طرف ہجرت: (۷۱) اللہ نے ابراہیمؑ کو ان کی قوم کی آگ سے بچالیا' اور قوم سے نکال کر سرزمین شام کی طرف ارض مقدس کی جانب جس میں دنیا کے لئے برکت ودیعت فرمائی ہے' آپ کا رخ پھیر دیا' ارض سے ملک شام مراد ہے صخرۃ کے نیچے سے میٹھا پانی نکلتا ہے ابیؓ بن کعب کہتے ہیں:۔ آپ سرزمین عراق سے ہجرت کر کے شام پہنچے' ملک شام ہی نبیوں کی ہجرت گاہ ہے جو دنیا میں گھٹتا ہے شام میں بڑھ جاتا ہے اور جو شام میں گھٹتا ہے فلسطین میں بڑھ جاتا ہے' شام کی سرزمین کو ارض حشر ونشر بھی کہا جاتا ہے اسی علاقہ میں عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور یہیں دجال قتل کیا جائے گا۔

یہ بزرگ پیشوا بنائے گئے: (۷۳) یعنی ہم نے انہیں پیشوا بنایا کہ لوگ ان کی اقتدا کریں اور ان کے نقش قدم پر چلیں یہ بزرگ' اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتے رہے اور خود بھی نیک عمل انجام دیتے رہے یہ لوگوں کو جن باتوں کی دعوت دیتے خود بھی ان پر سرگرم عمل رہا کرتے تھے۔

لوط علیہ السلام کا بیان: (۷۱) لوط علیہ السلام کے باپ کا نام ہاران اور دادا کا نام آزر تھا' آپ ابراہیمؑ پر ایمان لے آئے تھے' اور آپ کے

پیروکار تھے اور آپ ہی کے ساتھ وطن مالوف چھوڑ آئے تھے اللہ نے آپ کو بھی حکمت وعلم عطا فرمادیا اور آپ پر بھی وحی آنے لگی آپ کو روم اور اس کے آس پاس والے علاقہ کے لوگوں کا نبی بنا کر بھیجا گیا لوگوں نے آپ کی مخالفت کی اور آپ کو جھٹلایا آخرکار ہلاک کر دیئے گئے آپ کا قصہ بھی قرآن میں جگہ جگہ ہے پھر فرمایا ہم نے آپکو اس شہر کے لوگوں سے نجات عطا فرمائی جو گندے کام کیا کرتے تھے جن کے اخلاق حیاسوز اور کام شرمناک اور دین سے باہر تھے اور تھے بھی بے دین و نالائق۔

(۷۵) ہم نے آپ کو یعنی لوط کو اپنی آغوش رحمت میں لے لیا کیونکہ آپ ارباب صلاح و خیر میں سے تھے اور اللہ کے نبی تھے۔

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ
الْعَظِيمِ ﴿٧٦﴾ وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا
قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٧٧﴾

''اور آپ نوح کو یاد کیجئے کہ جب انہوں نے زمانہ ماضی میں ہم سے دعا کی ہم نے ان کی دعا قبول فرمالی اور سخت بے چینی سے انہیں اور ان کے گھر والوں کو بچالیا اور ہم نے اس قوم پر ان کی مدد کی جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلا دی تھیں یقیناً وہ برے لوگ تھے پھر ہم نے ان سب کو ڈبو دیا''۔

نوحؑ کا بیان اور ان کی قوم پر بددعا: (۷۶،۷۷) جب نوحؑ کو آپ کی قوم نے جھٹلایا اور باوجود ایک لمبی مدت تک سمجھانے کے وہ آپ پر ایمان نہیں لائی تو آپ نے تنگ آکر بددعا کر دی اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے ان کی بددعا قبول فرمالی فرمایا فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ الخ (قمر ۵۴/۱۰) پھر آپ نے رب سے دعا فرمائی کہ میں دبا ہوا ہوں اب تو ہی انتقام لے (۲) رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ الخ (نوح ۷۱/۲۶،۲۷) اے پروردگار روئے زمین پر کسی کافر کو رہتا بستا نہ چھوڑ اگر تو نے انہیں چھوڑ دیا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کے بچے بھی فاسق و فاجر اور ناشکرے ہی پیدا ہوں گے پھر فرمایا کہ ہم نے انہیں اور ایمان والوں کو بچالیا فرمایا قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِن كُلٍّ الخ (ھود ۱۱/۴۰) ہم نے کہا کشتی میں اپنے گھر والوں کو بھی سوار کر لو مگر جن پر عذاب کی بات سبقت کر چکی ہے اور ایمان والوں کو بھی اور آپ پر تھوڑے ہی سے آدمی ایمان لائے تھے سخت بے قراری سے وہ توہین و تکذیب اور اذیت و تکلیف مراد ہے جو قوم آپ کو پہنچایا کرتی تھی آپ نے ان میں ساڑھے نوسو سال تبلیغ کی اور انہیں اللہ کی طرف بلایا لیکن اتنی طویل مدت کی تبلیغ میں بھی بجز چند قدسی صفات نفوس کے آپ پر کوئی ایمان نہیں لایا البتہ آپ کو تکلیف پہنچانے میں تیز تھے اور آپ کی مخالفت کی اولاد کو بھی وصیت کر جاتے تھے۔ لھذا

قوم نوح علیہ السلام کی عام تباہی: ہم نے آپ کو اس قوم سے جو آپ کی تکذیب کیا کرتی تھی اور ہماری آیتیں جھٹلایا کرتی تھی اور بداخلاق تھی بچالیا اور سب کو ڈبو دیا ان میں سے ایک شخص بھی روئے زمین پر باقی نہیں رہا اور اللہ کے نبی کی بددعا کا پورا پورا ظہور ہوا۔

وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾

’’اور داؤد علیہ السلام سلیمان علیہ السلام کو بھی یاد کیجئے جب وہ ایک کھیت کے بارے میں فیصلہ کرر ہے تھے‘ جب کہ اسے کچھ لوگوں کی بکریاں رات میں چرگئی تھیں اور ان کے فیصلے کے وقت ہم بھی حاضر تھے پھر ہم نے وہ معاملہ سلیمانؑ کو سمجھا دیا اور ہم نے ہر ایک کو حکمت و علم دیا اور ہم نے داؤدؑ کے تابعدار پہاڑ بنا دیئے‘ جو ان کے ساتھ اللہ کی پاکی بیان کیا کرتے تھے اور پرندے بھی اور ہم کرنے والے ہی تھے‘ اور ہم نے انہیں تمہارے لئے لباس بنانے کی صنعت سکھا دی تھی تا کہ وہ لباس تم کو جنگ میں محفوظ رکھ سکے کیا اب بھی تم شکر گزار بنو گے؟ اور ہم نے تیز ہوائیں سلیمان علیہ السلام کے تابعدار بنا دیں جو ان کے حکم سے اس زمین کی طرف چلا کرتی تھی‘ جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور ہم ہر چیز سے خبردار ہیں‘ اور بعض شیطان آپ کے لئے غوطہ لگاتے تھے‘ اور اس کے علاوہ اور بھی کام کرتے تھے‘ اور ہم ہی ان کے محافظ و نگران تھے‘‘۔

جھگڑے والے کھیت کا بیان: (۷۸) یہ کھیت جس میں جھگڑا تھا انگوروں کا تھا جس کے خوشے لٹکے ہوئے تھے۔ (ابن اسحاق از ابن مسعودؓ)

بکریوں کے ریوڑ نے انگور کے باغ میں گھس کر اس کے خوشوں کا ستیاناس کر ڈالا تھا۔ داؤد علیہ السلام نے فیصلہ سنایا تھا کہ ریوڑ باغ والے کو دے دیا جائے۔ سلیمانؑ نے کہا اے اللہ کے نبی! اس کے علاوہ بھی فیصلہ ہے۔ پوچھا وہ کیا؟ بولے انگور ریوڑ والے کو دے دیئے جائیں۔ وہ ان کی پرورش کرے۔ جب تک کہ وہ پھر پہلی حالت پر نہ آ جائیں۔ اور بکریاں باغ والے کو دے دیں جائیں۔ وہ ان سے فائدہ اٹھائے۔ پھر انگوروں پر حسب سابق پھل آ جائیں تو باغ والے کو باغ اور ریوڑ والے کو ریوڑ واپس کر دیا جائے۔ اللہ نے اسی مہم کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ (ابن جریر از ابن مسعود عوفی از ابن عباس) ایک دفعہ قاضی شریح کے پاس دو شخص آئے۔ ایک نے کہا کہ اس شخص کی بکریوں نے میرا نقصان کر ڈالا! پوچھا رات میں یا دن میں! اگر دن میں نقصان کیا ہے تو بکریوں والا غیر ذمہ دار ہے۔ اور اگر رات میں نقصان کیا ہے تو تو ذمہ دار ہے۔ پھر آپ نے یہی آیت پڑھ کر سنائی قاضی شریح کا یہ فیصلہ ذیل کی حدیث کے مشابہ ہے کہ براءؓ بن عازب کی اونٹنی کسی کے باغ میں جا گھسی اور نقصان کر دیا رحمت عالم ﷺ نے فرمایا دن

میں باغوں کی حفاظت باغ والوں کے ذمہ ہے اور اگر رات میں جانور نقصان کر جائیں تو جانوروں کے مالک نقصان کے ذمہ دار ہیں۔(ا)

عادل قاضی کی غلطی پر پکڑ نہیں: (۷۹) ایک موقعہ پر ایاسؒ بن معاویہ سے قاضی بننے کی درخواست کی گئی۔ آپ روتے ہوئے حسنؒ کے پاس پہنچے۔ پوچھا کیا بات ہے؟ فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے کہ قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں ایک قاضی تو وہ ہے جس سے اجتہاد میں غلطی ہوگئی ہو وہ جہنمی ہے ایک قاضی وہ ہے جس نے اپنی خواہش کے مطابق فیصلہ کیا ہو وہ بھی جہنمی ہے اور ایک قاضی وہ ہے جس کا اجتہاد صحیح ہو وہ جنتی ہے۔ حسنؒ نے فرمایا اللہ نے قرآن میں داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کا قصہ نقل فرمایا ہے' اور دیگر نبیوں کا بھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی یہ بات غلط ہے کہ اگر قاضی سے اجتہاد میں غلطی ہو جائے تو وہ جہنمی ہے' فیصلے پر اللہ نے سلیمانؑ کی تعریف فرمائی اور داؤد علیہ السلام کی برائی نہیں کی۔ پھر حسنؒ نے کہا'' اللہ نے حاکموں سے تین باتیں منوائی ہیں کہ وہ حکم سے تھوڑی سی پونجی نہ خریدیں۔ حکم میں خواہش کی پیروی نہ کریں۔ اور بلا خوف صحیح فیصلہ کریں۔ چنانچہ فرمایا (۱) يَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ الخ (صافات ۳۸/ ۲۶) اے داؤد ہم نے تمہیں اس سرزمین پر جانشین بنایا۔ لوگوں میں حق وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ اور خواہش کی پیروی نہ کرو ورنہ تم راہ سے بھٹک جاؤ گے۔ (۲) فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ (مائدہ ۵/ ۴۴) لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو (۲) وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلًا (مائدہ ۵/ ۴۴) میری آیتوں سے تھوڑی سی پونجی نہ خریدو۔ میں کہتا ہوں کہ نبی تو بالاتفاق سب معصوم ہیں۔ اور ان کو اللہ کی طرف سے تائید ہوتی ہے۔ البتہ دیگر لوگوں کے بارے میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حاکم کا اجتہاد صحیح ہو جائے تو اسے دہرا اجر ہے۔ اور اگر غلط ہو جائے تو اکہرا (ب) لہٰذا یہ غلط ہے کہ حاکم غلط اجتہاد پر جہنم میں جائے گا۔

ایک واقعہ: اس مقام پر حافظ ابن عساکر نے سلیمان علیہ السلام کے حالات میں ایک قصہ نقل فرمایا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اسرائیلیوں کے زمانہ میں ایک خوبصورت عورت سے اسرائیلی چار رئیسوں نے وصال چاہا۔ مگر وہ عورت کسی سے بھی راضی نہ ہوئی۔ اب تو چاروں رئیسوں نے بالاتفاق داؤد علیہ السلام کے پاس جا کر اس کی شکایت کی کہ فلاں عورت نے ایک کتا پال رکھا ہے۔ اور اس سے صحبت کراتی ہے۔ آپ نے فیصلہ فرمایا کہ اسے سنگسار کر دیا جائے۔ شام کو سلیمانؑ بطور کھیل کے حاکم بن کر بیٹھے۔ اور چار لڑکے چار رئیس بنے۔ اور ایک لڑکا عورت بنا۔ اب چاروں رئیسوں نے حاکم کے پاس آ کر کہا کہ اس عورت کے پاس ایک کتا ہے۔ جس سے یہ بدکاری کراتی ہے۔ سلیمانؑ نے کہا تم میں سے چاروں میرے پاس تنہا تنہا آؤ۔ چنانچہ آپ نے پہلے ایک کو بلا کر پوچھا کہ اس کتے کا رنگ کیسا ہے اس نے کہا سیاہ ہے' آپ نے اسے ایک گوشے میں بٹھا کر پھر دوسرے کو بلا کر پوچھا کہ کتے کا رنگ کیسا ہے؟ بولا سرخ' تیسرے نے خاکی اور چوتھے نے سفید بتایا۔ آخر آپ نے ان چاروں کو قتل کئے جانے کا حکم دے دیا۔ داؤد علیہ السلام کے سامنے یہ کھیل بیان کیا گیا۔ آپ نے فوراً ان چاروں رئیسوں کو بلا بھیجا اور کتے کا رنگ پوچھا کسی نے کچھ اور کسی نے کچھ بتایا آپ نے چاروں کو قتل کئے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ پھر فرمایا کہ ہم نے پہاڑ اور پرندے آپ کے تابع دار بنا دیئے۔ پہاڑ آپ کے ساتھ اللہ کی پاکی بیان کرتے تھے۔ آپ کمال خوش الحان تھے۔ آواز نہایت پیاری تھی۔ جب آپ سریلی آواز سے زبور کی تلاوت فرماتے تو ہوا کے پرندے بھی مست ہو کر ٹھہر جاتے اور اللہ کی پاکی میں مصروف ہو جاتے۔ اور پہاڑوں کی گونج سے ان سے بھی وہی تسبیح پیدا ہو جاتی ایک دفعہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رات میں قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ رحمۃ اللعالمین کا ادھر سے گذر ہوا۔ آپ کی آواز بڑی پیاری تھی۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے۔ اور بڑے شوق سے آپ کی قرأت سننے لگے۔ اور

فرمایا کہ ابوموسیٰ کو آل داؤد کی آوازوں کی مٹھاس ملی ہے۔

داؤد علیہ السلام زرہ ساز تھے: (۸۰) آپ زرہ بنانے کی صنعت میں ماہر تھے پھر فرمایا کہ یہ زرہیں تم کو جنگ میں محفوظ رکھتی ہیں۔ تم اللہ کی اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے اپنے بندے داؤد کو ایک ایسی کاری گری سکھائی جو میدان جنگ میں تمہاری حفاظت کرتی ہے۔

سلیمان کی بے مثال حکومت: (۸۱) یعنی ہم نے تیز ہوائیں سلیمان علیہ السلام کے تابع دار بنا دیں جو آپ کے حکم سے سرزمین شام کی طرف چلتی ہیں۔ جس میں ہم نے برکت رکھی ہے۔ اور ہم ہر چیز جانتے ہیں آپ کے پاس لکڑی کا ایک وسیع تخت تھا۔ جس کے اوپر نظام سلطنت کی تمام چیزیں رکھ دی جاتی تھیں۔ گھوڑے، خیمے، لشکر اور سب کچھ اس پر آ جاتا تھا۔ پھر آپ کے حکم سے ہوا اس کے نیچے گھس کر اس کو اٹھا کر آپ جہاں چاہتے وہیں لے جاتی تھی، پرندے دھوپ سے بچانے کے لئے آپ پر سایہ کر لیا کرتے تھے، منزل مقصود پر پہنچ کر تخت نیچے اتر آتا تھا، اس طرح آپ کے اسلحہ اور لشکر جہاں آپ چاہتے اتر جاتے تھے فرمایا (۱) فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ الخ (ص ۳۸/۳۶) ہم نے ہوا آپ کے تابع بنا دی آپ جہاں جانا چاہتے ہوا آپ کے حکم سے اسی طرف نرمی سے آپ کو لے چلتی (۲) غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ الخ (سبا ۳۴/۱۲) اس کی صبح کی منزل بھی مہینے بھر کی ہوتی اور شام کی بھی،

(۸۲) بعض جن سمندر میں غوطے لگا کر آپ کے لئے موتی اور جواہر نکالنے پر متعین تھے، علاوہ ازیں جن اور بھی مختلف کاموں پر متعین تھے فرمایا وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ الخ (ص ۳۸/ ۳۷،۳۸) ہم نے شیطان آپ کے تابع کر دیئے تھے جو عمارتیں بنانے کا اور دریا میں غوطے لگا کر موتی نکالنے کا کام کرتے تھے، اور بہت سے زنجیروں میں جکڑے ہوئے بھی تھے، پھر فرمایا کہ ہم ان کے محافظ تھے، شیطان آپ کے ساتھ زیادتی نہیں کر سکتے تھے، ہر شیطان آپ کے قبضہ و تصرف میں تھا، آپ کے قریب آنے کی بھی کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی، آپ کو اختیار تھا خواہ آپ چھوڑ دیں یا گرفتار رکھیں۔

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُۥٓ أَنِّى مَسَّنِىَ ٱلضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿٨٣﴾ فَٱسْتَجَبْنَا لَهُۥ فَكَشَفْنَا مَا بِهِۦ مِن ضُرٍّ ۖ وَءَاتَيْنَٰهُ أَهْلَهُۥ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَٰبِدِينَ ﴿٨٤﴾

''اور ایوبؑ کا ذکر کریں جب انہوں نے اپنے رب کو پکار کر کہا کہ مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو سب سے زیادہ شفیق و مہربان ہے، پھر ہم نے آپ کی دعا قبول کر لی اور آپ کو جو بیماری لاحق تھی اس کو دور کر دیا، اور ہم نے انہیں بیوی بچے بھی دیئے، اور ان کے ساتھ ساتھ انہیں جیسے اور بھی اپنی خاص مہربانی سے دیئے تاکہ مخلص بندوں کے لئے نصیحت کا سبب ہوں''۔

ایوبؑ کا بیان: (۸۳) ایوبؑ کو مالی، جسمانی اور اولاد کی طرف سے مصائب میں مبتلا کر کے آزمایا گیا، آپ کے پاس کثرت سے جانور تھے، وسیع پیمانے پر کھیتی باڑی ہوتی تھی، اولاد بھی ماشاءاللہ خوب تھی اور عمدہ عمدہ جائدادیں اور مکانات بھی تھے، ہر قسم کا مال تھا، عیش تھا، آرام تھا اور مسرت تھی، اللہ نے آپ کو آزمایا اور یکے بعد دیگرے ساری چیزیں چھین لیں، اولاد بھی تباہ ہوئی، گھربار بھی غارت ہوا، دولت بھی چھن گئی، جائداد بھی دوسروں کے قبضے میں چلی گئی۔ پھر آپ کو جسمانی دیرپا بیماری میں بھی مبتلا کر دیا، بدن میں

کوڑھ پھوٹ پڑا' سارا بدن پھوڑوں سے بھر گیا' بس زبان اور دل محفوظ رہے' جن سے اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے' دوستوں کو بھی گھن آنے لگی' شہری بھی گھبرائے' اور آپ کو شہر کے ایک گوشے میں ڈال دیا' ایک ایک کر کے سب عزیز و آشنا کترا گئے' ہمدردی اور رحم کے جذبات سرد پڑ گئے۔

کوئی پرسان حال نہ تھا عجب بے کسی کا عالم تھا' گھن کے مارے لوگ پاس بھی نہ آتے تھے' مگر آپ کی رفیقہ حیات نے برابر آپ کا ساتھ دیا یہی آپ کی خیر خبر لیتی رہیں' اور تیمارداری میں خوشی خوشی مصروف رہیں' جب پاس کچھ نہ رہا پیسے پیسے کو محتاج ہو گئیں تو مجبوراً آپ کی خیر خبر لینے کی وجہ سے شہر میں کسی کے گھر ملازمت کر لی۔

دو کا خرچ چلاتا تھا' ملازمت کے بغیر چارہ کار نہ تھا ہمارے محبوب نبی ﷺ نے فرمایا انبیاء کی سب سے زیادہ کٹھن آزمائش ہوتی ہے پھر نیک لوگوں کی لوگ درجہ بدرجہ اپنے اپنے عملوں کے مطابق آزمائش میں مبتلا کئے جاتے ہیں' ایک حدیث میں ہے کہ انسانوں کو اس کے دین کے مطابق آزمایا جاتا ہے' اگر دین میں پکا ہے تو آزمائش بھی سخت ہوتی ہے' ایوبؑ نے صبر کا ریکارڈ توڑ دیا' آپ کمال صابر و شاکر تھے' صبر و شکر میں آپ کی مثال دی جاتی ہے' صبر ایوب مشہور زمانہ ہے۔

جب اہل و عیال' مال و منال اور اولاد کو تباہ کر کے آپ کو آزمایا گیا' اور آپ کے پاس کچھ بھی نہ رہا تو اب آپ نے ذکر اللہ میں خاص توجہ فرمائی اور فرمایا کہ اے بادشاہوں کے پروردگار میں تیرے احسانات و انعامات پر بھی تیری بڑائی بیان کرتا ہوں کہ تو نے مجھے مال و اولاد سے نوازا تھا' میرے دل کے ہر حصے میں ان کا خیال تھا' پھر تو نے سب کچھ مجھ سے لے لیا' اور میرا دل خالی کر دیا' اب تیرے اور میرے درمیان کوئی چیز حائل نہیں' اگر میرے اس عمل کی ابلیس کو خبر ہو جائے تو وہ مارے حسد کے جل کر کباب ہو جائے' آخر کار ابلیس کو آپ کی موجودہ روش پر بڑا صدمہ ہوا اور ہاتھ دھو کر آپ کے پیچھے پڑ گیا' ایوبؑ نے رب سے کہا تو نے مجھے مال و اولاد سے نوازا تھا' پھر میرے در پر ظلم کا شکوہ کرنے کے لئے کوئی نہیں آیا' اے اللہ تجھے خوب معلوم ہے میرے لئے بستر بچھا دیا جاتا تھا میں اس پر آرام نہیں کرتا تھا' اور اپنے دل سے کہتا تھا کہ تو آرام کرنے کے لئے نہیں پیدا ہوا' اے اللہ تیری رضا کے لئے میں اپنا بستر چھوڑ دیا کرتا تھا۔ (ابن ابی حاتم) منقول ہے کہ آپ اس آزمائش میں عرصہ دراز تک مبتلا رہے۔ آپ کی اہلیہ آپ کی خیر خبر رکھتی تھیں' اور آپ کو راکھ میں رکھتی تھیں' جب بیماری نے طول کھینچا تو آپ کی اہلیہ نے آپ سے درخواست کی کہ آپ اللہ سے دعا فرمائیں وہ آپ کی بیماری دور فرما دے۔ فرمایا الحمد للہ میں نے ستر سال تک صحت سے فائدہ اٹھایا' اگر ستر سال تک بیمار رہوں اور صبر کرتا رہوں تو بھی تھوڑا ہے آپ خاموش ہو گئیں' کسی کے گھر میں کام کاج کر کے جو کچھ ملتا اس سے اپنا اور اپنے بیمار شوہر کا خرچ چلاتی تھیں۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ۱۸ سال بیمار رہے' آپ کو اپنوں اور بیگانوں سب ہی نے چھوڑ دیا علاوہ دو بھائیوں کے جن کو آپ سے گہری محبت تھی یہ دونوں روزانہ صبح و شام آپ کی خیر خبر لینے آتے رہے' ایک دن یہ دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ معلوم ہوتا ہے ایوبؑ سے کوئی بڑا گناہ ہوا ہے جو دنیا میں آج تک کسی سے نہیں ہوا۔ دوسرا کہنے لگا کیوں؟ پہلا بولا یہ ۱۸ سال سے بیمار ہیں اب تک ان پر اللہ کی نگاہ رحمت نہیں پڑی کہ ان کی بیماری دور ہو جاتی جب یہ دونوں شام کو آپ کو دیکھنے گئے تو ایک سے نہ رہا جا سکا اور آپ سے تذکرہ کر دیا کہ ان کا ایسا ایسا خیال ہے' ایوبؑ نے فرمایا تمہاری بات میں سمجھ نہ سکا اللہ خوب جانتا ہے کہ اگر میں دو جھگڑنے والوں کے پاس سے گزرتا اور دونوں اللہ کا نام لے کر اپنے دعوے کا ثبوت دیتے تو میں گھر آ کر ان کی طرف سے

کفارہ ادا کر دیا کرتا تھا کہ کہیں کسی نے ناحق اللہ کا نام نہ لے لیا ہو۔ آپ قضائے حاجت کے لئے جاتے تو آپ کی اہلیہ ہاتھ پکڑ کر آپ کو بٹھا آتیں اور جب فارغ ہو جاتے تو لے آتیں ایک دن اہلیہ کے آنے میں دیر ہو گئی' اللہ نے ایوبؑ کے پاس وحی بھیجی کہ اپنا پاؤں زمین پر مارو' زمین پر پاؤں مارتے ہی ایک چشمہ جاری ہو گیا' فرمایا اس میں غسل کرو اور یہ پانی پینے کے لئے بھی ٹھنڈا اور میٹھا ہے' (ابن ابی حاتم یہ شاید انسؓ کا قول ہو مرفوع ٹھیک نہیں)۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب آپ نہا چکے تو آپ کے واسطے جنت سے جوڑا آ گیا' آپ نے اسے پہن لیا اور ایک طرف بیٹھ گئے' اتنے میں آپ کی بیگم آئیں' اور آپ کو پہچان نہ سکیں پوچھا اے اللہ کے بندے میرا بیمار کہاں گیا جو یہاں پڑا رہتا تھا ہائے اسے بھیڑیا نہ لے گیا ہو یا شیر نہ کھا گیا ہو' آپ دیر تک ان سے باتیں کرتی رہیں' آپ نے فرمایا تم پر اللہ اپنا رحم فرمائے میں ہی تو ایوب ہوں بولیں آپ مجھ غمزدہ سے دل لگی کیوں کر رہے ہیں' بولے اللہ تم کو خوش رکھے میں ہی ایوب ہوں' اللہ نے مجھے تندرست جسم عطا فرما دیا ہے (ابن ابی حاتم) اللہ نے آپ کو مال واولاد سب کچھ دگنا دے دیا تندرست ہو جانے کے بعد آپ پر سونے کی ٹڈیاں برسیں' آپ انہیں سمیٹ سمیٹ کر دامن میں بھرنے لگے' آواز آئی ابھی پیٹ نہیں بھرا' بولے اے رب تیری رحمت سے کس کا پیٹ بھر سکتا ہے (ابن ابی حاتم۔ اس کی اصل بخاری مسلم میں بھی ہے)

آپ کے گھر تندرسی کے بعد بچے بھی پیدا ہوئے: (۸۴) اوپر گذر چکا ہے کہ آپ کو فوت شدہ اولاد مل گئی تھی کہا جاتا ہے کہ آپ کی رفیقہ حیات کا نام رحمت تھا اگر یہ نام آیت کے انداز بیان سے لیا گیا ہے تو غلط ہے اور اگر اسرائیلی روایتوں سے لیا گیا ہے تو نہ تصدیق کی جا سکتی ہے اور نہ تکذیب۔

پھر فرمایا کہ ہم نے اپنی رحمت سے ان کے ساتھ ایسا کیا' اور ہم نے ان کو صبر کرنے والوں کے لئے ایک نمونہ بنا کر چھوڑا تا کہ وہ مصائب پر صبر سے کام لیں اور راضی برضا رہیں اور سمجھ جائیں کہ اللہ کے ہر کام میں ایک حکمت کارفرما ضرور ہوتی ہے وہ جو کچھ کرتا ہے انسان کے حق میں اچھا ہی کرتا ہے گو بظاہر اس میں کسی کو تلخی محسوس ہوتی ہو۔

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۸۵ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۸۶

''اور اسماعیل وادریس اور ذوالکفل کا بھی ذکر کیجئے' ہر ایک صبر وسہار والا تھا' ہم نے ان سب کو اپنی رحمت میں داخل کر لیا کیونکہ وہ نیکوں میں سے تھے''۔

اسماعیلؑ و ذوالکفلؑ کا بیان: (۸۵) اسماعیلؑ سے اسمٰعیلؑ بن ابراہیم خلیل اللہ مراد ہیں آپ کا اور ادریسؑ کا بیان سورہ مریم میں گذر چکا بظاہر انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالکفلؑ کو نبیوں کے ساتھ اس لئے بیان کیا گیا کہ آپ بھی نبی ہی تھے (۸۶) تفسیر واضح ہے۔

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ڰ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۸۷

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُــْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾

''اور مچھلی والے نبی کو یاد کرو جب وہ غصہ میں بھر کر چلے گئے اور خیال کر بیٹھے کہ ہم ان پر قادر نہ ہوں گے پھر تاریکیوں میں زور سے یہ دعا مانگی کہ اے معبود تیرے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں' یقیناً میں ظالم ہوں' آخر ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور انہیں غم سے بچالیا' اور ہم ایمان والوں کو بھی اسی طرح بچالیتے ہیں''۔

یونسؑ کا بیان: (۸۷) یہ قصہ سورۂ صافات اور سورۂ نون میں بھی آیا ہے قصہ یہ ہے کہ یونس بن متی کو اللہ نے نینویٰ شہر کے لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا تھا جو موصل کے علاقے میں ہے' آپ نے لوگوں کو اللہ کی دعوت دی لیکن لوگ اپنے کفر و شرک پر جمے رہے اور آپ کی دعوت تسلیم نہیں کی' آپ ناراض ہو کر وہاں سے نکل کھڑے ہوئے اور لوگوں سے کہہ گئے کہ تم پر تین دن کے بعد عذاب آرہا ہے' جب لوگوں نے آپ کی سچی زبان سے عذاب کی دھمکی سنی اور انہیں یہ یقین بھی تھا کہ نبی جھوٹ نہیں بول سکتے تو ڈر گئے اور عورت مرد بوڑھے جوان بچے کچے سب میدان میں نکل آئے اور جانور بھی ساتھ لے آئے' ماؤں کو بچوں سے علیحدہ کر دیا گیا' پھر سب مل کر بلک بلک کر اللہ کے سامنے گڑگڑائے روئے دھوئے' گناہوں سے سچے دل سے توبہ کی' جانور بھی بول رہے تھے' اونٹ اور اونٹ کے بچے بلبلا رہے تھے۔ گائے' بیل وغیرہ رینک رہے تھے' بکریاں اور پٹھیاں میں میں کر رہی تھیں' غرضیکہ جانوروں اور آدمیوں نے سب نے اللہ کے عذاب سے بچنے کی دعا کی' آخر کار اللہ نے ان سے عذاب ہٹا لیا فرمایا فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ الخ (یونس ۱۰/ ۹۸) پھر کوئی بستی عذاب دیکھنے کے بعد ایمان نہیں لائی کہ اس کا ایمان اس کے کام آتا بجز قوم یونس کے جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان سے رسوائی کا عذاب ہٹا دیا اور ہم نے انہیں ایک مدت تک فائدہ اٹھانے دیا' ادھر یونسؑ ایک کشتی میں پار ہونے کو بیٹھے' کشتی ڈانواں ڈول ہونے لگی اور لوگوں کو ڈوب جانے کا اندیشہ لاحق ہوا' آخر کار قرعہ ڈالا گیا کہ کس کو کشتی ہلکی کرنے کے لئے سمندر میں دھکیلا جائے' قرعہ یونسؑ کے نام نکلا' تین دفعہ قرعہ ڈالا مگر ہر بار بار آپ ہی کا نام آتا رہا فرمایا فَسَاهَمَ فَكَانَ الخ (صافات ۳۷/ ۱۴۱) پھر قرعہ ڈلوایا تو ملزم آپ ہی ثابت ہوئے۔ آپ کھڑے ہو گئے اور کرتہ اتار دیا' پھر خود ہی دریا میں چھلانگ ماری اور بقول ابن مسعودؓ:۔ اللہ نے بحر اخضر سے ایک مچھلی بھیج دی تھی جو دریا کو چیرتی پھاڑتی آ پہنچی تھی وہ مچھلی یونسؑ کو نگل گئی' مچھلی کو حکم تھا کہ گوشت ہضم نہ کرنا کیونکہ یہ تیری روزی نہیں ہے بلکہ تیرا پیٹ ان کا قید خانہ ہے (نون یعنی مچھلی اور مچھلی والے نبی یونسؑ ہیں) غصہ آپ کو قوم پر تھا کہ ایمان کیوں نہیں لاتی۔

دعائے ذوالنون: پھر فرمایا کہ تاریکیوں میں آپ نے یہ دعا پڑھی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ کئی اندھیرے جمع تھے' مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا دریا کا اندھیرا اور رات کا اندھیرا' اندھیرے پر اندھیرا تھا' مچھلی آپ کو نگل کر سمندر کی تہہ میں پہنچ گئی' جب آپ نے سنگریزوں کی تسبیح سمندر کی تہہ میں سنی تو اس وقت یہ دعا مانگی (ابن عباسؓ وغیرہ) آپ نے مچھلی کے پیٹ میں جا کر خیال کیا کہ میں فوت ہو گیا ہوں' پھر پاؤں ہلائے' جس کی وجہ سے مچھلی بے چین ہو کر حرکت میں آئی تو آپ نے پیٹ ہی میں سجدہ کیا پھر پکار کر کہا اے رب میں نے تیرے لئے اس جگہ مسجد بنائی ہے جہاں آج تک کوئی آدمی نہ پہنچ سکا۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جب اللہ نے یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ میں قید کرنا چاہا تو اس کی طرف وحی کی کہ انہیں نگل جا خبردار ان کے جسم پر خراش اور ہڈی پر ضرب نہ آنے پائے' جب مچھلی آپ کو لے کر سمندر کی تہہ میں پہنچ گئی تو آپ نے کچھ بھنبھناہٹ سنی

دل میں سوچا یہ کیا ہے' اللہ تعالیٰ نے مچھلی کے پیٹ ہی میں آپ پر وحی اتاری کہ یہ دریا کے جانوروں کی تسبیح کی آواز ہے' آپ نے بھی مچھلی کے پیٹ میں تسبیح پڑھی' فرشتوں نے آپ کی تسبیح سن کر کہا کہ اے رب ہم ایک اجنبی سرزمین پر ایک کمزور آواز سن رہے ہیں فرمایا یہ میرا بندہ یونسؑ ہے' انہوں نے میری نافرمانی کی تو میں نے انہیں دریا میں مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا' فرشتوں نے کہا وہ تو ایک نیک آدمی ہیں' روزانہ ان کی طرف سے آسمان پر نیک عمل چڑھتے رہتے ہیں' فرمایا ہاں فرشتوں نے آپ کی رب سے سفارش کی' پھر اللہ کے حکم سے مچھلی نے آپ کو ساحل پر اگل دیا فرمایا فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ الخ (صافات ۳۷/۱۴۵) پھر ہم نے انہیں ایک کھلے میدان میں ڈال دیا' اور آپ بیمار تھے۔ (ابن جریر' بزار)

دعائے ذوالنون ہر مصیبت کا تریاق ہے: (۸۸) یعنی ہم نے انہیں مچھلی کے پیٹ سے اور اندھیروں سے نکال لیا' اسی طرح جب ہمارے بندے مصائب میں مبتلا ہو جائیں اور سچے دل سے ہماری طرف توجہ اور رغبت کریں اور خصوصیت کے ساتھ یہی دعا پڑھ کر ہم سے دعا کریں کہ ہم انہیں مصائب سے نجات دے دیں تو ہم انہیں نجات دے دیتے ہیں اور مصائب سے نکال لیتے ہیں' سید الانبیاء نے بھی اسی دعا کا شوق دلایا ہے (ابن ابی حاتم)۔ سعدؓ فرماتے ہیں میں نے عثمانؓ کو مسجد میں جا کر سلام کیا' آپ نے مجھے خوب غور سے دیکھا' مگر سلام کا جواب نہیں دیا' میں نے عمرؓ سے آ کر دو دفعہ پوچھا کیا اسلام میں کوئی نئی چیز پیدا ہوگئی ہے فرمایا نہیں کیا بات ہے' میں نے کہا کچھ نہیں' میں نے عثمانؓ کو سلام کیا تھا' انہوں نے مجھے غور سے دیکھ کر سلام کا جواب نہیں دیا' عمرؓ نے عثمانؓ کو بلا کر پوچھا کہ تم نے اپنے بھائی کو سلام کا جواب کیوں نہیں دیا' فرمایا میں نے ایسا نہیں کیا' میں نے کہا آپ نے مجھے سلام کا جواب نہیں دیا' پھر انہوں نے نہ کرنے کی اور میں نے کرنے کی قسم کھائی' اتنے میں عثمان رضی اللہ عنہ کو یاد آ گیا اور فرمایا ہاں میں نے ایسا کیا تھا میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں جب تم میرے پاس سے گزرے تھے تو میں ایک بات میں غور کر رہا تھا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی' اللہ کی قسم جب بھی وہ بات مجھے یاد آ جاتی ہے میری آنکھوں پر اور دل پر پردہ پڑ جاتا ہے' سعدؓ بولے میں اس کی تمہیں خبر کئے دیتا ہوں' ہمارے سامنے رحمت عالم ﷺ نے ابھی دعا کا ذکر ہی فرمایا تھا جو ایک دیہاتی آ گیا اور اس نے آپ کو باتوں میں لگا لیا' آخر کار آپ کھڑے ہو گئے میں آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا جب مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ آپ مجھ سے پہلے ہی گھر میں داخل ہو جائیں گے تو میں زمین پر پیروں کو زور زور سے مار کر چلنے لگا' قدموں کی آہٹ سن کر آپ نے مجھے دیکھا اور فرمایا کون ابو اسحاق میں نے کہا جی میں ہوں پوچھا کیا بات ہے میں نے کہا کوئی بات نہیں البتہ آپ نے دعا کا بیان فرمایا ہی تھا جو ایک دیہاتی نے آ کر آپ کو باتوں میں لگا لیا فرمایا ہاں وہ مچھلی والے نبی کی دعا ہے جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے وہ دعا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ہے جو مسلمان یہ دعا پڑھ کر اپنے رب سے کچھ مانگے گا یقیناً پالے گا (تاریخ در الیوم واللیلة)

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٨٩﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡوَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿٩٠﴾

''اور زکریا کو یاد کیجئے جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے مربی مجھے تنہا نہ چھوڑ اور تو بہترین وارث ہے تو ہم نے ان کی دعا قبول فرمائی اور انہیں یحییٰ ہبہ کر دیا اور ان کی اہلیہ کو ٹھیک کر دیا' کیونکہ یہ لوگ نیکیوں میں سبقت کرنے والے تھے' اور اللہ سے ذوق و شوق سے لرزتے ہوئے دعا مانگا کرتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کا اظہار کرنے والے تھے''۔

زکریاؑ کی دعا کا بیان: (۸۹) زکریا کی دعا کا بیان ہے کہ آپ نے رب سے بیٹا مانگا تا کہ نبوت کی گدی برقرار رہے آپ کا واقعہ پوری تفصیل سے سورۂ مریم میں اور آل عمران میں گذر چکا یہاں بہت ہی مختصر ہے' رب کو پکارا مگر قوم سے چھپ کر دعا مانگی تا کہ لوگ سن کر مذاق نہ اڑائیں کہ اب بڑھاپے میں بیٹے کی سوجھی ہے دعا یہ مانگی کہ اے آقا میرے اولاد نہیں کوئی بیٹا نہیں جو میرے بعد نبوت کے کاموں کو سنبھال لے' میرا کوئی وارث نہیں' اگرچہ تو بہترین وارث ہے اور تیرے ہی اختیار میں سب کچھ ہے دعا بھی کی اور موقعہ کے اعتبار سے بڑائی بھی کر دی'

(۹۰) آپ کی اہلیہ جو بانجھ تھیں اور جن کے کبھی جوانی میں بھی بچہ پیدا نہ ہوا تھا' آپ کی دعا کی برکت سے ٹھیک ہو گئیں' اور حمل ٹھہر گیا' پھر ان کے تقرب کی وجہ بتائی کہ یہ بزرگ فرائض ونوافل میں اور تمام نیکیوں میں سبقت کرنے والے تھے۔ پورے ذوق وشوق سے بلکہ بلک کر دعائیں مانگتے تھے' ہماری پکڑ سے دل سے ڈرنے والے تھے' ہماری کتابوں کی تصدیق کرنے والے تھے اور سچے مومن تھے''خشوع'' وہ خوف ہے جو کبھی دل سے جدا نہ ہو' یہ عاجزی کا اظہار کرنے والے تھے' اور مسکینی وفروتنی سے پیش آتے تھے' ایک دفعہ ابوبکرؓ نے خطبے میں فرمایا کہ میں تم کو اللہ کے تقویٰ کی تاکید کرتا ہوں اور اس بات کی بھی کہ تم اس کی شان کے شایاں اس کی حمد وثنا کرتے رہو' رغبت کو ڈر کے ساتھ ملائے رکھو اور چمٹ کر بار بار مانگو' دیکھو اللہ نے زکریا کی اور ان کی اہلیہ کی تعریف فرمائی' پھر آپ نے اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ الخ پڑھ کر سنائی (ابن ابی حاتم)۔

وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩١﴾

''اور اس عورت کو بھی یاد کرو جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی' پھر ہم نے اس میں اپنی ایک روح پھونک دی' اور ہم نے اس کو اور اس کے بیٹے کو دنیا والوں کے لئے ایک نشانی بنایا''۔

عیسیٰ اور مریم صدیقہ کا بیان: (۹۱) پہلی آیت میں زکریا کا اور یحییٰ کا بیان تھا' اس آیت میں مریم کا اور عیسیٰ کا بیان ہے' زکریا کے واقعہ کے بعد مریم کا واقعہ آتا ہے' کیونکہ اس قصے سے وہ قصہ بندھا ہوا ہے' زکریا بوڑھے اور کمزور تھے' یہ عمر اولاد کے قابل نہیں ہوتی' مگر اللہ نے اسی عمر میں آپ کو اولاد دی' علاوہ ازیں آپ کی بیوی بھی بڑھیا تھیں اور پھر طرہ یہ کہ تھیں بھی بانجھ' ان کے کبھی جوانی میں بھی اولاد نہیں ہوئی تھی' لیکن خلاف معمول انہیں کے بطن سے یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے' پھر مریم کا واقعہ آتا ہے جو زکریا کے واقعہ سے زیادہ حیرت ناک اور تعجب انگیز ہے کہ آپ کے بطن سے بلا باپ کے بچہ پیدا ہوا' آل عمران اور سورۂ مریم میں یہی ترتیب ہے اور یہی ترتیب یہاں ہے۔ سورۂ تحریم میں فرمایا وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الخ (۶۶/ ۱۲) اور مریم عمران کی صاحبزادی جنہوں نے اپنی عصمت کی حفاظت فرمائی' پھر ہم نے ان میں اپنی روح پھونک دی پھر فرمایا ہم نے دنیا کے لئے ان کو اور ان کے بیٹے کو اللہ کی

نشانیاں بنایا جن سے معلوم ہوا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور وہ جو چاہے پیدا کر دے اس کے تو حکم کی دیر ہے ادھر حکم ہوا اُدھر چیز پیدا ہوئی فرمایا وَلِنَجْعَلَهٗ آيَةً لِّلنَّاسِ الخ (مریم ۹۱/۲۱) تا کہ ہم انہیں لوگوں کے لئے نشانی بنائیں۔

إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ ﴿٩٢﴾ وَتَقَطَّعُوا
أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ ۖ كُلٌّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ ﴿٩٣﴾ فَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ ع
مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ ﴿٩٤﴾

''یقین مانو یہ تم سب کا دین ایک ہی دین ہے اور میں تمہارا رب ہوں سو میری ہی عبادت کرو اور لوگوں نے آپس میں اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہر فرقہ ہمارے ہی پاس لوٹ کر آئے گا پھر جو نیک عملوں میں لگا رہے گا اور ایمان والا بھی ہوگا اس کی کوشش کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور ہم اس کے عمل لکھنے والے ہیں''۔

مسلمانوں کو اللہ ہی کی عبادت کرنی چاہیے: (۹۲) اس آیت میں یہ بیان ہے کہ مسلمانوں کو کس چیز سے بچنا ہے اور کیا کرنا ہے یعنی تمہارا دین وطریقہ ایک ہی ہے یہی تمہاری شریعت ہے جو میں نے بیان کی اور جس کی تمہارے سامنے وضاحت کی میں ہی تمہارا رب ہوں لہٰذا میری ہی عبادت کرو فرمایا يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا الخ (مومنون ۲۳/۵۱، ۵۲) اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عملوں میں مصروف رہو میں تمہارے عملوں سے خوب واقف ہوں اور یہ تمہارا دین ایک ہی دین ہے۔ میں تمہارا رب ہوں لہٰذا مجھ ہی سے ڈرتے رہو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہم جماعت انبیاء علاتی بھائی بھائی ہیں ہم سب کا دین ایک ہی ہے یعنی سب توحید لے کر آئے البتہ شریعتیں علیحدہ علیحدہ ہیں فرمایا لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا الخ (مائدہ ۵/ ۴۸) ہم نے تم میں سے ہر ایک کو ایک شریعت دی اور ایک طریقہ عطا کیا۔

ہدایت آنے کے بعد لوگوں نے پھوٹ ڈالی: (۹۳) پھر لوگوں نے آپس میں پھوٹ ڈال لی اور ایک دین کے بے شمار ٹکڑے کر ڈالے کوئی رسولوں کو مانتا ہے اور کوئی نہیں قیامت کے دن سب ہمارے ہی پاس جمع ہوں گے اور ہر ایک کو اس کے اچھے برے عمل کی جزا وسزا دی جائے گی۔

نیک عملوں کی قدر ہوگی: (۹۴) یعنی جو دل سے تصدیق کرتا ہو اور اعضاء سے عمل صالح بھی اس کی کوشش کی ناقدری نہ ہوگی بلکہ قدردانی ہوگی اور اس پر ذرا سا بھی ظلم نہ ہوگا ہم اس کے تمام عمل لکھ رہے ہیں اور ان میں سے ایک عمل بھی ضائع نہ ہونے دیں گے اور پورا پورا بدلہ دیں گے۔

وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٩٥﴾ حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ
وَمَأْجُوجُ وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ ﴿٩٦﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ
فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا يَا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ

مِّنۡ هٰذَا بَلۡ كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ ﴿۹۷﴾

''جس بستی کو ہم ہلاک کر چکے ہیں اس کے باشندے لوٹ کر نہیں آ سکتے' یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آ کر بکھر جائیں گے اور سچا وعدہ نزدیک آ جائے گا تو اس وقت اچانک ان کافروں کی نگاہیں اوپر کو چڑھی ہوئی ہوں گی' اور ہائے ہائے کر رہے ہوں گے کہ ہم اس سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے بلکہ ہم ظالم تھے''۔

(۹۵) یعنی جن بستیوں کو تباہ کر دیا گیا ہے' ان کے باشندے پھر واپس دنیا میں نہیں آ سکتے۔

یاجوج ماجوج کا بیان: (۹۶) یاجوج ماجوج نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں یعنی یافث کی اولاد ہیں یہ لوگ دیوار کے پیچھے چھوڑ دیئے گئے تھے جس کو ذوالقرنین نے بنایا تھا اور کہا تھا هٰذَا رَحۡمَةٌ مِّنۡ رَّبِّيۡ الخ (کہف ۱۸/ ۹۸،۹۹) یہ میرے رب کی مہربانی ہے' پھر جب میرے رب کا وعدہ آ جائے گا تو وہ اسے زمین دوز کر دے گا' اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے اور ہم انہیں گڈمڈ چھوڑ دیں گے' یعنی جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے تو وہ بگاڑ کرنے کو دنیا میں تیزی سے پھیل جائیں گے یہ ان کی نشانی ہو گی (حدب بلندی کو کہتے ہیں) فرمایا وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِيۡرٍ الخ (فاطر ۳۵/۱۴) ایک خبردار کی طرح تم کو کون خبر دے سکتا ہے؟ یعنی یہ خبر اس باخبر نے دی ہے جس کے علم کے آگے ماضی اور مستقبل حال ہیں جو آسمان و زمین کی تمام پوشیدہ چیزیں جانتا ہے اور جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے چند بچے کھیلتے ہوئے دیکھے وہ آپس میں ایک دوسرے پر کود رہے تھے فرمایا یاجوج ماجوج بھی اسی طرح کودتے پھاندتے نکلیں گے'

ایک روایت میں ہے کہ یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ لوگوں میں پھیل جائیں گے جیسا کہ اس آیت میں ہے کہ وہ ہر اونچی جگہ سے تیزی سے پھیل جائیں گے یہ لوگوں پر چھا جائیں گے' لوگ اپنے اپنے شہروں اور قلعوں میں سمٹ آئیں گے اور اپنے جانوروں کو بھی اپنے پاس ہی رکھیں گے' یاجوج ماجوج روئے زمین کا پانی پی جائیں گے' ان کی ایک جماعت کسی نہر سے گزرے گی اور اس کا سارا پانی پی جائے گی' نہر خشک ہو جائے گی' پھر دوسری جماعت اس نہر سے گزرے گی اور خشک دیکھ کر خیال کرے گی کہ کبھی اس میں پانی نہ ہوگا' آخر کار جب لوگوں میں سے کوئی باقی نہ رہے گا' بجز ان لوگوں کے جو شہروں اور قلعوں میں بند ہیں تو یہ کہیں گے کہ ہم زمین والوں سے تو فارغ ہو چکے اب آسمان والے رہ گئے ہیں پھر نیزے اٹھا کر آسمان کی طرف پھینکیں گے تو بطور آزمائش کے ان کے نیزے خون میں لتھڑے ہوئے واپس ہوں گے' پھر اللہ کے حکم سے ان کے گلوں میں پھوڑے پیدا ہو جائیں گے اور وہ مرے کے مرے رہ جائیں گے' ان کی آہٹ بھی باقی نہ رہے گی' پھر مسلمان کہیں گے کہ ہے کوئی شخص جو مسلمانوں پر اپنی جان قربان کرے اور اس قوم کی خبر لائے' یہ سن کر ثواب کی غرض سے ایک شخص یہ خیال کرکے اترے گا کہ جان تو جانی ہی ہے یہ ان کی لاشوں کو گڈمڈ دیکھے گا اور خوش ہو کر اسی جگہ سے اعلان کرے گا کہ مسلمانو خوش ہو جاؤ اللہ نے تمہارے دشمن کو تباہ کر دیا ہے' اب مسلمان باہر نکلیں گے اور اپنے جانوروں کو بھی چرائیں گے' جانوروں کو بجز ان کی لاشوں کے کچھ نہ ملے گا' یہ ان کا گوشت کھا کھا کر خوب موٹے تازے ہو جائیں گے (۱) (ابن ماجہ)

(۲) ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر ایسے انداز سے کیا کہ ہم سمجھے وہ ان کھجوروں کے جھنڈ میں چھپا ہوا ہے اور نکلا ہی چاہتا ہے فرمایا مجھے تم پر غیر دجال سے زیادہ اندیشہ ہے' اگر میری موجودگی میں دجال نکل آئے گا' تو میں خود اس سے جھگڑ لوں گا

اور تم پر آنچ نہ آنے دوں گا اور اگر میرے پیچھے نکلے گا تو ہر شخص بذات خود جھگڑ لے گا' اللہ ہر مسلمان پر میرا جانشین ہے' یہ نوجوان ہو گا' انتہائی گھونگھریالے بال ہوں گے اور اس کی ایک آنکھ ابھری ہوئی (پھولے والی) ہوگی اور شام و عراق کے درمیانی علاقے سے نکلے گا اور ادھر ادھر فساد مچاتا پھرے گا' اے اللہ کے بندو دین پر ثابت قدم رہنا ہم نے پوچھا کہ یہ دنیا میں کتنے عرصے تک رہے گا فرمایا چالیس دن تک' ایک دن ایک سال کا' پھر ایک دن ایک ماہ کا پھر ایک دن ایک ہفتہ کا ہوگا' اور باقی دن تمہارے جیسے ہوں گے' پوچھا جو دن سال کے برابر ہوگا کیا اس میں ایک ہی دن کی نماز کافی ہوگی' فرمایا نہیں بلکہ نمازوں کا اندازہ لگا کر نمازیں پڑھنا' پوچھا دجال دنیا میں کس تیزی سے پھیلے گا فرمایا بادل کی طرح جس کو ہوا آناً فاناً پھیلا دیتی ہے پھر یہ ایک قبیلے سے گزرے گا' انہیں اپنے دین کی دعوت دے گا وہ اس کی دعوت قبول کر لیں گے' اس کے حکم سے وقت پر آسمان سے بارش ہوگی' اور زمین سے خوب پیداوار ہوگی' جب شام کو چر کر ان کے جانور آئیں گے تو کوکھیں نکلی ہوں گی اور ان کے لمبے لمبے کوہان ہو جائیں گے' اور خوب دودھ دیں گے' پھر ایک قبیلے کے پاس سے گذرے گا اور انہیں دعوت دے گا مگر یہ قبیلہ اس کی بات نہ ماننے لگا لیکن ان کے مال اس کے پیچھے پیچھے ہو جائیں گے' اور یہ خالی رہ جائیں گے' ان کے پاس کچھ بھی نہ رہے گا' دجال ویرانے سے گزرے گا اور اس سے کہے گا اپنا خزانہ باہر نکال' خزانہ باہر آ کر شہد کی مکھیوں کے چھتے کی طرح اس کے پیچھے لگ جائے گا' اس کے حکم سے ایک شخص کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں گے' اور دونوں ٹکڑوں کو دور دور رکھ دیا جائے گا' پھر انہیں آواز دے گا تو وہ شخص زندہ ہو کر آ جائے گا' اتنے میں اللہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کو بھیجے گا آپ دمشق کے مشرقی جانب سفید منارہ کے پاس دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے' آپ اس کا تعاقب کریں گے اور اسے جا پکڑیں گے' اور باب لد کے مشرقی جانب قتل کر ڈالیں گے' پھر اللہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندے نکال دیئے ہیں کہ تم ان سے جنگ نہیں کر سکتے' میرے بندوں کو طور پر لے جاؤ' پھر اللہ یاجوج ماجوج نکال دے گا جیسا کہ فرمایا وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ' پھر عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان اللہ سے بددعا کریں گے تو اللہ ان کی گردنوں میں گلٹیاں پیدا فرما دے گا' اور سب کے سب آناً فاناً مرے کے مرے رہ جائیں گے' پھر مسلمان طور سے اتریں گے اور زمین کا کوئی حصہ ایسا نہ پائیں گے جہاں ان کی لاشوں کا ڈھیر اور تعفن نہ ہو' پھر مسلمان اور اللہ کے نبی اللہ سے دعا کریں گے' پھر بختی اونٹوں کی گردنوں جیسے پرندے ظاہر ہوں گے جو ان کی لاشوں کو اٹھا اٹھا کر جہاں اللہ کا حکم ہوگا پھینک آئیں گے یعنی مھیل (مطلع آفتاب) میں ڈال آئیں گے' پھر ایک ہمہ گیر بارش ہوگی' جس سے نہ کوئی خیمہ بچے گا اور نہ کوئی گھر' یہ بارش چالیس دن تک رہے گی اور زمین کو دھو کر صاف کر دے گی' اب زمین ہتھیلی کی طرح صاف ہو جائے گی' پھر اللہ کے حکم سے زمین اپنے پھل پھول اور برکتوں کو خوب ظاہر کرے گی' اس دن ایک انار سے ایک جماعت کا پیٹ بھر جائے گا اور اس کا چھلکا سائے کا کام دے گا اور دودھ میں اس قدر برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ جماعت کو ایک گائے کا دودھ قبیلے کو اور ایک بکری کا دودھ ایک خاندان کو کافی ہوگا لوگ اسی حال میں ہوں گے' اتنے میں اللہ کے حکم سے ایک پاکیزہ ہوا چلے گی' یہ ہوا بغلوں کے نیچے سے گذر جائے گی جس سے تمام مسلمان فوت ہو جائیں گے اور غنڈے رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح آپس میں ملتے رہیں گے' انہیں پر قیامت آ جائے گی (مات)

(۹۷) سچے وعدے سے قیامت مراد ہے' یعنی جب یہ حالات یہ ہولناکیاں یہ دھڑکنیں اور بے قراریاں ظاہر ہو جائیں تو سمجھ لو قیامت آ پہنچی اور نزدیک ہی آ لگی' پھر جب وہ آ جائے گی تو کافر افسوس کے ساتھ کہیں گے کہ یہ تو بڑا سخت دن ہے' پھر تو

ہولناکیوں کا مشاہدہ کر کے کافروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور وہ یہ کہہ رہے ہوں گے ہائے ہماری شامت، ہم دنیا میں اس سے بے خبر ہی رہے، بلکہ ہم نے اپنے اوپر ظلم ہی ڈھایا، اب بے وقت گناہوں کا اقرار کریں گے جو بے سود ہے۔

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾
لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيْهَا
زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ
اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ
اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ
هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

''بلاشبہ تم اور اللہ کے سوا تمہارے معبود سب جہنم کا ایندھن ہیں، تم سب اس میں جاؤ گے، اگر یہ معبود ہوتے تو جہنم میں نہ جاتے، اور تم میں سے ہر ایک اس میں ہمیشہ ہمیش رہنے والا ہوگا، یہ وہاں چیخ رہے ہوں گے، اور کچھ بھی نہ سن سکیں گے، واقعی جن کے لئے پہلے ہی سے ہماری جانب سے نیکی ٹھہرائی جا چکی ہے وہ سب جہنم سے دور رکھے جائیں گے اور اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ اپنی من پسند چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے، انہیں بڑی گھبراہٹ بھی پریشان نہ کر سکے گی، اور فرشتے ان کی آؤ بھگت کر رہے ہوں گے، یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا''۔

مشرک اور اُن کے بت سب جہنم کا ایندھن ہیں: (۹۸) قریشی مشرکوں سے اور بت پرستوں سے خطاب ہے کہ تم سب اور تمہارے سارے معبود دوزخ کا ایندھن ہیں فرمایا وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ الخ (بقرۃ ۲/۲۴) اس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، مورتیاں بھی پتھروں ہی کی ہوتی ہیں، تم سب جہنم کے درخت اور اس کی لکڑیاں ہو یا تم اس میں پھینکے جاؤ گے (حصب محصوب کے معنی میں ہے)

پھر فرمایا کہ تم سب اس میں جھونکے جاؤ گے

(۹۹) اگر یہ دیوتا اور یہ مورتیاں سچے معبود ہوتے، جیسا کہ تمہارا خیال ہے تو پھر جہنم میں کیوں داخل ہوتے عابد و معبود ہر ایک جہنم رسید ہوگا اور اس میں ہمیشہ ہمیش رہے گا۔

(۱۰۰) دوسری جگہ فرمایا لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ الخ (ھود ۱۱/۱۰۶) وہ دوزخ میں چیخ چیخ کر اور گھٹ گھٹ کر روئیں گے، پھر فرمایا اور وہاں کچھ نہ سن سکیں گے، ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جب جہنم میں ہیشگی والے جہنمی رہ جائیں گے تو انہیں آگ کے صندوقوں میں بند کر دیا جائے گا، جس میں آگ ہی کی میخیں ہوں گی، ان میں سے ہر شخص یہی خیال کرے گا کہ اسی کے سوا کسی کو بھی عذاب نہیں ہو رہا پھر آپ نے لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ اور وَهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ پڑھ کر سنائیں، (ابن ابی حاتم، ابن جریر)۔

نیک بختوں کا بیان: (۱۰۱) حسنیٰ سے رحمت و سعادت مراد ہے اوپر بدبختوں کا بیان تھا یہاں نیک بختوں کا بیان ہے کہ یہ وہ ہیں

جنہیں اللہ پہلے ہی سے سعادت مند ٹھہرا چکا ہے اور انہوں نے دنیا میں اللہ کی خوشنودی کے لیے شریعت کے مطابق عمل کئے تھے موحد تھے اور شرک سے بیزار تھے اسی وجہ سے یہ جہنم سے دور رہیں گے فرمایا (ا) لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی الخ (یونس ۱۰/۲۶) جنہوں نے خلوص سے نیک عمل کیے ان کے لیے جنت ہے اور مزید صلہ بھی۔

(۱۰۲) یعنی انہیں جہنمیوں کے جلنے کی آواز سنائی نہ دے گی پل صراط پر جہنمیوں کو ناگ ڈس رہے ہوں گے اور پھنکاریں مار رہے ہوں گے مگر جنت والوں کو نہ ناگ نظر آئیں گے اور نہ ان کی پھنکاریں سنائی دیں گی پھر فرمایا کہ جنتی تو اپنے من پسند عیشوں میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے اللہ انہیں خطروں اور دہشتوں سے بچالے گا اور ان کی مرادیں اور تمنائیں برلائے گا ایک دفعہ رات کو علیؓ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا کہ میں عمرؓ عثمانؓ، زبیرؓ طلحہؓ عبدالرحمٰنؓ یا سعدؓ انہیں لوگوں میں سے ہیں نماز کی تکبیر ہوگئی تھی آپ جلدی سے لَا یَسْمَعُوْنَ الخ پڑھتے ہوئے کھڑے ہوگئے (ابن ابی حاتم) یہ بھی کہا گیا ہے یہ آیت بطور استثناء کے ہے اوپر تھا کہ تمام معبود جہنم کا ایندھن ہیں پھر استثناء فرمایا کہ وہ معبود نہیں جن کو ان کی مرضی کے خلاف پوجا گیا حالانکہ وہ پکے موحد اور شرک سے بیزار تھے اس استثناء سے عزیزؑ اور مسیحؑ اور دیگر موحد بزرگ نکل گئے اور فرشتے بھی

بڑی گھبراہٹ سے کیا مراد ہے؟: (۱۰۳) بڑی گھبراہٹ سے موت نفخ صور آگ میں ڈالے جانے کا حکم جہنم کی آگ کا لوگوں کو چاروں طرف سے گھیر لینا موت کا جنت و دوزخ کے درمیان ذبح کیا جانا مراد ہے پھر فرمایا کہ فرشتے انہیں ہاتھوں ہاتھ لے رہے ہوں گے جب وہ قبر سے اٹھیں گے تو فرشتے انہیں یہ بشارت دے رہے ہوں گے کہ جس دن کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا یہ وہی دن ہے اب تم مسرتوں کے امیدوار ہو اور اس دن کی بہاروں سے لطف اندوز ہونے والے ہو حق تعالیٰ ہمیں بھی اپنی رحمت و مغفرت کے جھولوں میں جھلائے۔ آمین

یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ ؕ
وَعْدًا عَلَیْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِیْنَ ﴿۱۰۴﴾

”جس دن ہم آسمان کو کتابوں کے دفتروں کے لپیٹنے کی طرح لپیٹ لیں گے اور جیسے ہم نے شروع میں پیدائش کی تھی اسی طرح ہم اسے لوٹا دیں گے یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے جسے ہم کر کے ہی رہیں گے“۔

(۱۰۴) یعنی قیامت کے دن یہ ضرور ہوگا جس دن ہم آسمان کو لپیٹ لیں گے جیسے اس آیت میں فرمایا وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ الخ (زمر ۳۹/۶۷) لوگوں نے اللہ کی قدر و منزلت کا حق ادا نہیں کیا حالانکہ قیامت کے دن تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان لپیٹے ہوئے اس کے ہاتھ میں ہوں گے اللہ ان مشرکوں کی باتوں سے پاک و برتر ہے ہمارے محبوب نبی ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ زمینیں مٹھی میں لے لے گا اور آسمان اس کے سیدھے ہاتھ میں ہوں گے (ب) ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ ساتوں آسمانوں کو معہ ان کی مخلوقات کے اور ساتوں زمینوں کو معہ ان کی مخلوقات کے اپنے سیدھے ہاتھ میں لے لے گا اور یہ تمام کائنات اس کے ہاتھ میں ایک رائی کے دانے کی طرح ہوگی (ابن ابی حاتم)

سجل سے مراد: ”سجل“ سے کتاب مراد ہے یعنی کتابوں کے لپیٹے جانے کی طرح آسمان لپیٹ لئے جائیں گے۔

زندگی بعد الموت یقینی ہے: پھر فرمایا کہ جیسے ہم نے تم کو شروع میں پیدا کیا تھا' اسی طرح دوبارہ پیدا کر دیں گے اور ایسا ہو کر رہے گا' زندگی بعد الموت کا لامحالہ وقوع ہوگا' جس دن اللہ تمام مخلوق ایک نئی پیدائش میں پیدا فرمائے گا' پھر اس نے جیسے شروع میں پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کر دے گا وہ ہر چیز پر قادر ہے' اور ایسا یقیناً ہوگا کیونکہ یہ اللہ کا وعدہ ہے' اور اللہ کا وعدہ کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا' اور نہ اس میں رد و بدل ہو سکتا ہے' فرمایا لوگو تم اللہ کے سامنے ننگے اور غیر مختون اٹھو گے' جس طرح ہم نے تم کو شروع میں پیدا کیا تھا' اسی طرح لوٹا دیں گے' یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے جسے ہم کر کے ہی رہیں گے (ق) تمام چیزیں ختم ہو جائیں گی' اور پھر از سر نو بنائی جائیں گی۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِقَوْمٍ عَابِدِينَ ﴿١٠٦﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ﴿١٠٧﴾

''ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہی ہوں گے' یقیناً اس میں عبادت گزار بندوں کے لئے کفایت ہے' اور اے نبی ہم نے آپ کو رحمۃ للعالمین ہی بنا کر بھیجا''۔

دین و دنیا میں نیکوں کی سعادتوں کا بیان: (۱۰۵) حق تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے لئے دنیا اور آخرت میں جو سعادتیں واجب کر دی ہیں اور زمین کی وراثت کا جو فیصلہ فرما دیا ہے اس کا بیان ہے دوسری جگہ فرمایا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا (اعراف ۷/ ۱۲۸) زمین اللہ ہی کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنا دے اور اچھا انجام پرہیز گاروں ہی کا ہوتا ہے۔

(۲) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ الخ (نور ۲۴/ ۵۵) اللہ نے تم میں سے ایمان والوں سے اور نیک عمل کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ انہیں یقیناً زمین کا خلیفہ بنائے گا' جیسا کہ اس نے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا' اور ان کے لئے ان کے اس دین کو جما دے گا' جس سے وہ خوش ہیں' پھر فرمایا کہ یہ چیز شرعی اور قدری کتابوں میں لکھی ہوئی ہے جس کا لامحالہ ظہور ہوگا۔

زبور کی تفسیر: دراصل زبور کے معنی کتاب کے ہیں ذکر آسمان والی کتاب یعنی لوح محفوظ کو کہا جاتا ہے۔

ابن عباس کا قول ہے کہ اللہ نے اپنے سابق علم کی جو آسمان و زمین کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے' آسمانی کتابوں میں خبر دی ہے کہ وہ امت محمد یہ ﷺ ہی کو ملک کا وارث بنائے گا' اور نیک لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ (ارض سے مراد ارض جنت ہے)

عبادت گزاروں کی تعریف: (۱۰۶) یعنی اس قرآن میں جسے ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ پر اتارا ہے عبادت گزار بندوں کے لئے کفایت و منفعت ہے یہ لوگ وہ ہیں جو شریعت کے مطابق اللہ کی عبادت کرتے ہیں' اس سے محبت کرتے ہیں' اس سے خوش ہوتے ہیں اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں' شیطان کی مخالفت کرتے ہیں' اور دل کی خواہشوں کو شریعت کے آگے ٹھکرا دیتے ہیں۔

رحمتِ عالم ﷺ رحمت للعالمین ہیں: (۱۰۷) یعنی ہم نے اپنے محبوب نبی کو دنیا والوں کے لئے رحمت والا رسول بنا کر بھیجا پھر جو اس رحمت کو قبول کر لے گا اور اس نعمت کا شکر ادا کر لے گا وہ دنیا اور آخرت میں سعادت والا بن جائے گا' اور جو اس رحمت و نعمت کو ٹھکرا دے گا وہ دنیا اور آخرت میں نقصان اٹھائے گا جیسا کہ فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ الخ (ابراہیم

۱۴/ ۲۸،۲۹) کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کفر سے بدل ڈالی اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں لا ڈالا' یعنی جہنم میں جس میں وہ جائیں گے اور جو بدترین ٹھہرنے کی جگہ ہے رحمت عالم ﷺ سے کہا گیا کہ آپ مشرکوں کے حق میں بددعا فرمائیں فرمایا میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا مجھے تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔(م)

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ایک خطبے میں فرمایا اگر میں نے غصے میں کسی شخص کو برا یا سخت سست کہہ دیا ہو تو میں ایک انسان اور آدم کی اولاد ہوں' مجھے بھی تمہاری طرح غصہ آ ہی جاتا ہے' اللہ نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے' اے اللہ میرے اُن الفاظ کو بھی ان کے لئے قیامت کے دن باعث رحمت بنا دینا (د ا)۔

ایک شبہ کا جواب: اگر کہا جائے کہ آپ سے کافروں کو کون سی رحمت حاصل ہوئی؟ تو اس کا جواب ابن عباسؓ نے دیا ہے فرمایا ایمان والوں کے لئے تو دنیا اور آخرت کی رحمتیں لکھی گئیں اور بے ایمانوں کے لئے دنیوی کہ وہ دیگر قوموں کی طرح زمین میں دھنسائے جانے سے اور آسمان کے پتھراؤ سے بچ گئے۔(ابن جریر' ابن ابی حاتم)۔(طبرانی کی روایت میں یہ بھی ہے) اور مسخ کئے جانے سے عافیت میں ہیں۔

قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ ع

''آپ فرما دیں کہ میری طرف یہی وحی آئی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پھر کیا تم بھی اسے مانتے ہو' پھر بھی اگر یہ کترا جائیں تو آپ فرما دیں کہ میں نے تو تم کو یکساں طریقے سے آگاہ کر دیا ہے' اور مجھے معلوم نہیں کہ جو تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا دور ہے' اللہ ہی کھلی باتوں کو اور چھپی باتوں کو جانتا ہے' میں نہیں جانتا ہو سکتا ہے کہ یہ تمہارے لئے آزمائش ہو' اور ایک مقررہ وقت تک کا برتنا ہو' نبی نے کہا' اے رب انصاف سے فیصلہ کر' اور ہمارا رب بڑا ہی مہربان ہے' جس سے تمہاری گھڑی ہوئی باتوں پر مدد طلب کی جاتی ہے''۔

وحی کا خلاصہ یہی ہے کہ اللہ ہی کی عبادت کرو: (۱۰۸) یعنی آپ ان مشرکوں سے فرما دیں کہ میرے پاس آنے والی وحی کا خلاصہ صرف اتنا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے تو کیا تم یہ بات مانتے ہو' اور اللہ کے مطیع و منقاد بنتے ہو۔ اور میری پیروی کرتے ہو؟

مسلمان مشرک سے بیزار ہے: (۱۰۹) یعنی اگر لوگ دعوت قبول نہ کریں اور ٹھکرا دیں تو آپ فرما دیں کہ میں نے تم کو صاف صاف طریقے پر یکساں طور پر مطلع کر دیا ہے کہ میں تم سے اور تم مجھ سے بیزار ہو' اور میں تمہارا دوست اور تم میرے دوست نہیں ہو فرمایا وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ الخ (یونس ۱۰/ ۴۱) اگر لوگ آپ کو جھٹلائیں تو آپ فرما دیں کہ میرا عمل میرے کام آئے گا اور تمہارا

عمل تمہارے کام آئے گا' تم کو میرے عملوں سے اور مجھے تمہارے عملوں سے کوئی واسطہ نہیں۔

پھر فرمایا کہ قیامت تو یقیناً آ کر رہے گی لیکن مجھے اس کی تاریخ معلوم نہیں کہ جلدی آئے گی یا دیر میں' اور قریب ہے یا ابھی دور ہے' اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے' جس پر ہر چھپی کھلی چیز یکساں ہے۔

(۱۱۰) یعنی اللہ ہی عالم الغیب ہے' وہ مخلوق کی تمام چھپی کھلی باتوں کو خوب جانتا ہے' وہی دلوں کی باتیں اور دلوں میں آنے والے کھٹکے خوب جانتا ہے' اسے اچھی طرح معلوم ہے کہ لوگ خلوت وجلوت میں کھلے' چھپے اور اندرو باہر کیا کر رہے ہیں' اور وہ انہیں ان کے عملوں کی خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے' ادنیٰ ہو یا اعلیٰ اور اچھے ہوں یا برے جزا یا سزا ضرور دے گا۔

قیامت کی خبر نہیں: (۱۱۱) یعنی مجھے تو خبر نہیں ہوسکتا ہے کہ قیامت کی تاخیر میں بھی تمہاری آزمائش ہو اور اس سے تم کو فائدہ ہی پہنچ جائے' مقررہ مدت تک دنیوی فائدہ تو ظاہر ہے۔

(۱۱۲) نبی نے تنگ آ کر رب سے دعا مانگی کہ اے رب ہمارے اور جھٹلانے والوں کے درمیان فیصلہ فرما دے' انبیاء علیہم السلام کی یہی دعا ہوتی ہے رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا الخ (اعراف ۸۹/۷) کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان انصاف سے فیصلہ فرما اور تو بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے' رحمت عالم ﷺ کو بھی یہی دعا مانگنے کا حکم ہوا' جب آپ کسی جنگ میں حاضر ہوتے تو فرماتے اے رب انصاف سے سچا فیصلہ فرما' پھر فرمایا کہ ہمارا مہربان اللہ ہی اس لائق ہے کہ مشرکوں کی باتوں پر اسی سے مدد مانگی جائے آج یہ لوگ باتیں بنا رہے ہیں' اور اللہ پر افتراء کر رہے ہیں' اور عجیب عجیب انداز سے جھٹلا رہے ہیں' اے اللہ ہماری مدد فرما' ہمارا معاملہ تیرے ہی حوالے ہے۔ الحمد للہ آج سورۂ انبیاء کی تفسیر مکمل ہوگئی' اللہ پاک قبول فرمائے اور مترجم کو اپنی گوناگوں نعمتوں سے نوازے آمین۔

سورۂ حج

یہ بائیسویں سورہ بترتیب مصحف اور ایک سوتین نمبر کی سورہ ہے بترتیب نزول یہ سورہ مکی ہے اس میں ۷۸ آیتیں اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝۱ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝۲

''میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

لوگو! اپنے رب سے ڈر جاؤ' یاد رکھو قیامت کا زلزلہ بڑی چیز ہے' جس دن تم اسے دیکھ لو گے تو ہر دودھ پلانے والی ماں اپنے بچے سے

بے خبر ہو جائے گی اور ہر حمل والی کا حمل ساقط ہو جائے گا' اور تم لوگوں کو مدہوش دیکھو گے' حالانکہ وہ بدمست نہ ہوں گے' لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہے''۔

تقوے کا حکم اور قیامت سے ڈرنے کا بیان: (۱) اللہ اپنے بندوں کو تقوے اور پارسائی کا حکم فرما رہا ہے' اور قیامت کے آنے والی ہولناکیوں سے زلزلوں سے اور دھڑکوں سے ڈرا رہا ہے۔ یہ زلزلے قیامت کے دن جب لوگ قبروں سے اٹھ اٹھ کر میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے آئیں گے یا قبروں سے اٹھنے سے پہلے فرمایا اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ الخ (زلزال ۹۹/۱،۲) جب زمین اپنے بھونچال سے تھرتھرائے گی اور زمین اپنا بوجھ نکال پھینکے گی۔ (۲) وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ الخ (حاقہ ۶۹/۱۴،۱۵) اور زمین اور پہاڑ اٹھا لئے جائیں گے' پھر ایک ہی دفعہ پیچ دیئے جائیں گے' پھر اس دن ہو پڑنے والی ہو پڑے گی (۳) اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ الخ (واقعہ ۵۶/۴،۵) جب زمین خوب کپکپائے گی اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔

کتنوں میں کتنے جہنمی اور کتنے جنتی: (۱) ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے کسی سفر میں بلند آواز سے سورہ حج کی چند ابتدائی آیتیں پڑھیں' جب صحابہ کرام نے یہ آیتیں سنیں تو اپنی اپنی سواریاں دوڑا کر آپ کے پاس پہنچ گئے کہ شاید آپ کچھ بیان فرمائیں' پھر جب سب اکٹھے ہو گئے تو آپ نے فرمایا جانتے ہو وہ کیسا دن ہو گا؟ اس دن آدم کو پکار کر ان کا رب ان سے فرمائے گا کہ اے آدم! جہنم والوں کو جہنم میں بھیج دو' عرض کریں گے اے رب جہنمی کون ہیں حکم ہو گا کہ فی ہزار ۹۹۹ جہنمی ہیں صرف ایک جنتی ہے' صحابہ کرام یہ بات سمجھ نہ سکے اور پریشان سے نظر آئے فرمایا خوش ہو جاؤ اور عمل کرتے رہو اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے تم ایسی دو مخلوقوں کے ساتھ ہو کہ وہ جس قوم کے ساتھ ہوتی ہیں ان کی تعداد بڑھا دیتی ہیں یعنی یاجوج و ماجوج مردوں اور شیطان کی اولاد کے ساتھ' یہ سن کر صحابہ کی پریشانی دور ہوئی پھر فرمایا خوش ہو جاؤ اور عملوں میں مصروف رہو اس کی قسم جس ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے' تمہاری مثال لوگوں میں ایسی ہے جیسے اونٹ کے جسم میں سفید داغ یا جانور کے ہاتھ میں کوئی نشان ہو (تان)

(۲) قیامت کے دن اللہ آدم کو آواز دے گا آپ لبیک وسعدیک کہتے ہوئے حاضر ہو جائیں گے حکم ہو گا کہ ہمارے حکم سے اپنی اولاد میں سے جہنم کا حصہ علیحدہ کر دو' پوچھیں گے کہ اے رب جہنم کا حصہ کتنا ہے فرمائے گا ہر ہزار سے ۹۹۹ اس وقت حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور تم لوگوں کو نشے میں دیکھو گے حالانکہ انہیں نشہ نہ ہو گا' لیکن اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے' صحابہ کو اس کا بڑا صدمہ ہوا' اور ان کے چہروں سے ظاہر ہونے لگا' فرمایا یاجوج و ماجوج سے ۹۹۹ جہنم کا حصہ ہیں اور تم میں سے ایک جنتی ہے تم لوگوں کے مقابلے میں ایک سفید بیل کے جسم میں ایک کالے بال کی طرح یا سیاہ بیل کے جسم میں ایک سفید بال کی طرح ہو مجھے توقع ہے کہ تم ۱/۴ پھر ۱/۳ پھر ۱/۲ جنتی ہو' صحابہ نے مارے خوشی کے نعرہ تکبیر بلند کیا (قن)۔ (۳) تم قیامت کے دن ننگے پاؤں ننگے بدن اور غیر مختون اٹھائے جاؤ گے' عائشہؓ نے فرمایا جب عورت مرد ننگے ہوں گے تو ایک دوسرے کو دیکھیں گے فرمایا معاملہ بڑا سخت ہو گا کوئی کسی کو دیکھ نہ سکے گا' سب کو اپنی اپنی پڑی ہو گی (ق)۔

محشر میں تین انتہائی نازک اوقات کا اور پل صراط کا بیان: (۴) صدیقہؓ فرماتی ہیں میں نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا کیا قیامت کے دن کوئی دوست اپنے دوست کو بھی یاد کرے گا' فرمایا عائشہؓ تین موقعوں پر کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا' اعمال تلتے وقت

جب تک کہ پلہ جھک یا اٹھ نہ جائے' اعمال نامے دیئے جانے کے وقت کہ سیدھے ہاتھ میں دیئے جاتے ہیں یا بائیں ہاتھ میں' اور جب جہنم سے ایک گردن نکلے گی اور جہنمیوں پر بپھرے گی اور انہیں اپنی زد میں لینا چاہے گی اور اعلان کرے گی کہ میں تین شخصوں پر مسلط کی گئی ہوں تین دفعہ یہی کہے گی کہ میں مشرک پر' منکر آخرت پر' اور ہر سخت گیر و سرکش پر مسلط ہوں' پھر انہیں اپنی لپیٹ میں لے کر جہنم کی گہرائیوں میں پھینک دے گی' جہنم پر ایک پل ہوگا جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہوگا' اس پر آنکڑے اور گوکھروہوں گے جو انہیں پکڑ لیں گے' جن کے پکڑ لینے کا حکم ہوگا' کچھ لوگ اس سے بجلی کی طرح گذر جائیں گے' کچھ پلک جھپکنے کی مدت میں' کچھ تیز ہوا کی طرح' کچھ عمدہ گھوڑوں کی رفتار سے' کچھ عمدہ اونٹوں کی رفتار سے اور فرشتے دعا کر رہے ہوں گے اے رب بچا' اے رب بچا' پھر کوئی تو صحیح سالم بچ کر نکل جائے گا کوئی زخمی ہو کر بچ جائے گا اور کوئی منہ کے بل جہنم میں گر جائے گا (ا) اسی وجہ سے یہاں فرمایا کہ قیامت کا زلزلہ بڑی چیز ہے یعنی ایک عظیم اندوہ ناک حادثہ ہے' زلزلہ دلی گھبراہٹ اور پریشانی کو بھی کہا جاتا ہے فرمایا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا اس وقت مومنوں کی آزمائش کی گئی' اور انہیں سخت جھنجھوڑا گیا' گھبرا دیا گیا۔

قیامت کے دن کی خود فراموشی: (۲) یعنی قیامت کی شدت و ہوا سے اور اس کی غضب کی دہشت و ہیبت سے ماں بھی اپنے شیر خوار لاڈلے کو بھول جائے گی' گہرا دوست بھی اپنے گہرے دوست کو فراموش کر دے گا۔ حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے' لوگ بدحواس و دہشت زدہ ہو کر عقلیں کھو بیٹھیں گے اور اس قدر خوف غالب ہوگا کہ ان کے ذہن کام ہی نہ کریں گے' دیکھنے سے ایسا معلوم ہوگا جیسے کچھ پئے ہوئے ہیں ایسے خود فراموش ہوں گے کہ بدمست معلوم ہوں گے حالانکہ کچھ پئے ہوئے نہ ہوں گے' لیکن اللہ کا عذاب سامنے ہے' جس نے ان کے ہوش و حواس کھو رکھے ہیں' اور لوگ حیران و سراسیمہ اور پریشان و سرگرداں ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝۳
كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ
السَّعِيْرِ ۝۴

''بعض ایسے بھی ہیں جو بلا علم کے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں' اور ہر سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں' جس کی بابت لکھ دیا گیا ہے کہ جو اس سے دوستی کرے گا' وہ اسے بلاشبہ گمراہ کر دے گا اور اس کی جہنم کے عذاب کی طرف رہنمائی کرے گا''۔

شیطان کے مریدوں کی مذمت: (۳) جو زندگی بعد الموت کے اور قدرت کی ہمہ گیری کے قائل نہیں' آسمانی کتابوں سے روگرداں ہیں' ہر بات میں سرکش شیطان (انسان یا جن) کے مرید ہیں اور اس کے نقش قدم پر چل رہے ہیں' اس آیت میں انہیں کی مذمت ہے۔ گمراہوں اور بدعتیوں کا جو حق سے بیزار اور باطل کے پیروکار ہوتے ہیں یہی حال ہوتا ہے' اللہ نے اپنے رسولوں پر ایک واضح دین اتارا ہے یہ اسے چھوڑ دیتے ہیں اور گمراہ سرداروں کے اقوال کو اور خواہش پرست لیڈروں کی رایوں کو پسند کرتے ہیں اسی وجہ سے اللہ نے ان جیسوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ اللہ کے دین میں بلا صحیح علم کے جھگڑتے ہیں اور شیطانوں کے مرید ہیں۔

قیامت کے دن شیطان پرستوں کا ملال: (۴) یعنی شیطان کے بارے میں یہ تحریر تقدیر گذر چکی ہے کہ جو اس کا پیروکار ہوگا

اور اس کی تقلید کرے گا یہ اسے دنیا میں گمراہ کر دے گا اور آخرت میں جہنم کی راہ دکھائے گا' اس وقت اس مرید کو بڑا قلق و ملال ہوگا اور بڑی کوفت ہوگی اور انگاروں پر لوٹے گا' یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں اتری' ایک قرشی خبیث نے کہا بتاؤ تمہارا رب سونے کا ہے یا چاندی کا یا پیتل کا' اس پر فوراً آسمان سے بجلی گری' جس سے اس کا سر دھڑ سے الگ ہو گیا' آپ سے ایک یہودی نے پوچھا کہ تمہارا رب موتی کا ہے یا یاقوت کا' فوراً اس پر بجلی گری اور وہ مر گیا۔ (ابن ابی حاتم)

يَآيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْــــًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ⑤
ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُـحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ⑥ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ⑦

''لوگو! اگر تم کو زندگی بعد الموت میں کچھ شک ہے تو دیکھو ہم نے تم کو مٹی سے پھر نطفے سے' پھر علقہ سے' پھر پورے یا ادھورے لوتھڑے سے پیدا کیا' تا کہ ہم تم پر ظاہر کر دیں اور ہم جسے چاہیں ایک مقرر وقت تک ماں کے پیٹ میں ٹھہرائے رکھتے ہیں' پھر ہم بچہ بنا کر باہر لے آتے ہیں تا کہ تم اپنی پوری جوانی کو پہنچو اور بعض تم میں سے مر جاتے ہیں اور بعض ردی عمر کو پہنچ جاتے ہیں' تا کہ علم کے بعد بے علم بن جائیں' اور تم زمین خشک دیکھتے ہو' پھر جب ہم اس پر مینہ برسا دیتے ہیں تو وہ ابھر آتی ہے پھلتی پھولتی ہے اور ہر طرح کی رونق والی بوٹیاں اگاتی ہے' یہ اس واسطے کہ اللہ ہی سچا ہے وہی مردے زندہ کرتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے اور قیامت آنے والی ہے' جس میں کوئی شک نہیں اور بلا شبہ اللہ قبر والوں کو زندہ کر کے اٹھائے گا''۔

زندگی بعد الموت کے دلائل: (۵) اوپر زندگی بعد الموت اور قیامت کے نہ ماننے والوں کا بیان تھا' یہاں یہ بیان ہے کہ اللہ کی قدرت میں زندگی بعد الموت ہے اور اس کی دلیل روزمرہ کے مشاہدات ہیں کہ انسان کو اللہ ہی پیدا کرتا ہے چنانچہ فرمایا اگر تمہیں زندگی بعد الموت میں شک ہے تو ذرا غور کرو ہم نے تمہیں شروع میں مٹی سے پیدا کیا۔ یعنی تمہارے باپ آدم کو خاک سے بنایا' پھر ان کی نسل کا دارومدار ایک حقیر پانی کی بوند پر رکھا' پھر اس سے علقہ بنایا' اور علقہ سے لوتھڑا پیدا کیا' نطفہ رحم میں ٹھہر جانے کے بعد چالیس دن تک کچھ نامعلوم سے تغیرات حاصل کرتا ہے' پھر ایک سرخ علقہ بن جاتا ہے' چالیس دن تک بتدریج بڑھتا رہتا ہے' پھر اللہ کے حکم سے لوتھڑا بن جاتا ہے' جس کی کوئی شکل و صورت نہیں ہوتی اور نہ اعضا کی نشاندہی ہوتی ہے' پھر آنے والے چالیس دنوں

میں شکل حاصل کرتا ہے' سر' ہاتھ' سینہ' پیٹ' رانیں' پاؤں اور تمام اعضاء بن جاتے ہیں' یہ حمل کبھی تو شکل وصورت حاصل کرنے سے پہلے اتفاق سے گر جاتا ہے' اور کبھی بعد میں اسی وجہ سے فرمایا کہ وہ لوتھڑا شکل والا یا بے شکل کا ہوتا ہے جیسا کہ تمہارے مشاہدے میں آتا ہے اور کبھی رحم میں ٹھہر جاتا ہے اور ساقط نہیں ہوتا۔

حمل میں تغیرات کا بیان: ایک روایت میں ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کی پیدائش ماں کے پیٹ میں جمع کی جاتی ہے' پھر وہ چالیس دن میں بندھے خون کی شکل اختیار کر لیتی ہے' پھر چالیس دن میں لوتھڑا بن جاتا ہے' پھر اللہ کے حکم سے فرشتہ آ کر چار باتیں لکھ جاتا ہے روزی' عمل' موت' اچھا یا برا' پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے (ق) عبداللہؓ فرماتے ہیں جب حمل قرار پا جاتا ہے تو فرشتہ نطفے کو اپنے ہاتھ میں لے کر رب سے کہتا ہے' یہ شکل والا ہوگا یا نہ ہوگا' اگر یہ جواب مل جاتا ہے کہ شکل والا نہ ہوگا تو اس میں جان نہیں پڑتی اور ساقط ہو جاتا ہے' اور اگر یہ جواب ملتا ہے کہ شکل والا ہوگا تو فرشتہ پوچھتا ہے کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی' برا ہوگا یا اچھا' عمر کتنی ہوگی' کہاں کہاں چلے پھرے گا' اور کہاں مرے گا' پھر نطفے سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے وہ اللہ کو اپنا رب بتاتا ہے' پھر پوچھا جاتا ہے کون تیرا روزی رساں ہے وہ کہتا ہے اللہ' پھر فرشتے سے کہا جاتا ہے کہ اصل کتاب میں جا کر یہ سارا بیان لکھا ہوا دیکھ لو' پھر یہ بچہ پیدا ہوتا ہے' عمر پوری کرتا ہے' روزی کھاتا ہے' اور لکھی ہوئی جگہ چلتا پھرتا ہے' پھر جب موت آتی ہے تو مر جاتا ہے اور زمین میں دفن کر دیا جاتا ہے' پھر شعبی نے یہ آیت پڑھ کر سنائی (ابن ابی حاتم ابن جریر)۔ (۲) حمل قرار پا جانے کے چالیس یا ۴۵ دن کے بعد فرشتہ آتا ہے' اور رب سے پوچھتا ہے کہ یہ برا ہے یا اچھا' اللہ بتا دیتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے' پھر پوچھتا ہے کہ لڑکا ہے یا لڑکی' اللہ بتا دیتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے' پھر اس کا عمل اس کا چلنا' پھرنا اس کی روزی اور اس کی عمر لکھ لی جاتی ہے' پھر کتاب بند کر دی جاتی ہے اب اس تحریر میں کمی بیشی نہیں کی جاتی۔ (ابن ابی حاتم' م)

بچہ کمزور ہوتا ہے پھر رفتہ رفتہ جوان ہوتا ہے: پھر فرمایا کہ ہم تم کو دنیا میں لے آتے ہیں اور تمہارا بدن اور تمام اعضاء کمزور و لاغر ہوتے ہیں' کان' آنکھ' حواس' قوت گرفت اور عقل سب ابتدائی مرحلے میں ہوتے ہیں' پھر اللہ رفتہ رفتہ انہیں قوی کرتا جاتا ہے' اور اپنی مہربانی سے ماں باپ کے دلوں میں تمہاری محبت پیدا کر دیتا ہے' تمہاری ماں دن رات تمہاری نگرانی کرتی ہے اور ہر طرح کی خیر خبر لیتی ہے تم خیر سے پروان چڑھتے ہو' پوری جوانی کو پہنچ جاتے ہو' تمہارے قوی کامل ہو کر پورے شباب پر آ جاتے ہیں' اور تم خوبصورت دکھائی دینے لگتے ہو' پھر تم میں سے کوئی تو جوانی ہی میں مر جاتا ہے' اور کوئی بڑھاپے میں اور ردی عمر میں' ردی عمر یعنی انتہائی بڑھاپا' جب انسان کے قویٰ جواب دے دیں' عقل جاتی رہے' ہوش وحواس کھو جائیں' سوچ و بچار کی صلاحیت ختم ہو جائے اور انسان سٹھیا جائے' اور عالم بھی جاہل بن کر رہ جائے۔ فرمایا اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ ضُعْفٍ الخ (روم ۳۰/۵۴) اللہ ہی نے تمہیں کمزوری کی حالت میں پیدا کیا' پھر اسی نے کمزوری کے بعد طاقت بخشی' پھر اسی نے قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دے دیا' وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ خوب جاننے والا اور ہر چیز پر قادر ہے۔

قدرت کا دوسرا نمونہ: پھر فرمایا تم زمین غیر آباد اور خشک دیکھتے ہو یہ زندگی بعد الموت کے سلسلے میں اللہ کی قدرت کا دوسرا نمونہ ہے' یعنی جس طرح آج تمہاری آنکھوں کے سامنے مردہ زمین زندہ کر دی جاتی ہے' اسی طرح تمہیں بھی زندہ کر دیا جائے گا "ھامدۃ" یعنی غیر آباد' خشک' اجاڑ اور مردہ زمین' پھر جب اسی مردہ زمین پر اللہ کے حکم سے بارش ہو جاتی ہے تو اس پر زندگی نئے نئے اور عجیب روپ میں نمودار ہو جاتی ہے' یہی مردہ زمین نباتات سے سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے' اس کے انگ انگ میں زندگی

پھوٹ نکلتی ہے اور یہ پستی سے ابھر آتی ہے' اس پر طرح طرح کے پھل پھول' قسم قسم کے اناج اور وضع وضع کی بوٹیاں لہلہانے لگتی ہیں' جن کے رنگ' بو' ذائقے' شکلیں اور فائدے الگ الگ ہیں اور اس پر طرح طرح کی دلفریب بوٹیاں اگ آتی ہیں۔

رنگ برنگ کی بوٹیاں توحید کا سبق دیتی ہیں: (۶) یہ رنگ برنگ کی بوٹیاں جو زمین کی گود میں مسکرا رہی ہیں چیخ چیخ کر بتا رہی ہیں کہ اللہ ہی سچا معبود ہے وہی خالق و مدبر ہے اور وہی جو چاہتا ہے کر دیتا ہے' پھر جیسے اللہ نے یہ مردہ زمین زندہ کر دی' ٹھیک اسی طرح وہ مردے بھی زندہ کر دے گا فرمایا قُلۡ یُحۡیِیۡهَا الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَهَا الخ (یٰسین ۳۶/۷۹) یعنی جس نے انہیں پہلی بار حیات بخشی وہی دوبارہ حیات بخش دے گا وہ ہر طرح سے پیدا کرنا جانتا ہے فرمایا اِنَّ الَّذِیۡۤ اَحۡیَاهَا الخ (فصلت ۴۱/۳۹) جس نے یہ زمین زندہ کر دی وہ مردے بھی زندہ کر دے گا' وہ تو ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ (۲) اِنَّمَاۤ اَمۡرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ الخ (یٰسین ۳۶/۸۲) اس کے تو حکم کی دیر ہے' ادھر حکم ہوا' ادھر چیز موجود ہوئی۔

قیامت اور زندگی بعد الموت برحق ہے: (۷) یعنی قیامت کے آنے میں ذرا سے شک کی بھی گنجائش نہیں اور یہ بھی یقین ہے کہ اللہ مردے دوبارہ زندہ فرمادے گا اور قبر والے زمین پھاڑ کر نکل آئیں گے جیسے اللہ نے انہیں شروع میں عدم سے وجود بخشا اسی طرح قبروں میں بے نشان ہو جانے کے بعد پھر عدم سے وجود بخش دے گا فرمایا وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلۡقَهٗ الخ (یٰسین ۳۶/۷۹ تا ۸۱) انسان نے ہمارے لئے مثال بیان کی اور اپنی پیدائش بھول گیا' بولا بھلا بوسیدہ ہڈیاں کون زندہ کرے گا؟ آپ فرما دیں کہ انہیں وہی زندہ کر دے گا جس نے انہیں شروع میں بنایا تھا' وہ ہر طرح کی پیدائش سے خوب واقف ہے۔ جس نے تمہارے فائدے کے لئے سبز درخت سے آگ بنائی' جس سے تم آگ سلگاتے ہو' ایک روایت میں ہے کہ معاذ بن جبل نے فرمایا جس کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ ہی سچا اور برحق ہے اور قیامت یقیناً آئے گی' اس کے آنے میں کوئی شک نہیں اور زندگی بعد الموت واقعی ہے وہ قطعی جنتی ہے۔ (ابن ابی حاتم)

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ وَّلَا هُدًی وَّلَا کِتٰبٍ مُّنِیۡرٍ ﴿۸﴾ ثَانِیَ عِطۡفِهٖ لِیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِی الدُّنۡیَا خِزۡیٌ وَّنُذِیۡقُهٗ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ عَذَابَ الۡحَرِیۡقِ ﴿۹﴾ ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتۡ یَدٰکَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَیۡسَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِیۡدِ ﴿۱۰﴾ ع

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے بارے میں بغیر کسی علم کے' بغیر کسی دلیل کے' اور بغیر کسی روشن کتاب کے غرور کرتے ہوئے جھگڑتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے بے راہ کر دیں' ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور ہم انہیں قیامت کے دن بھی جلن والا عذاب چکھائیں گے (اس سے کہا جائے گا کہ) یہ عذاب ان عملوں کی بناء پر ہے جو تو آگے بھیج چکا تھا' اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا''۔

بدعتیوں اور گمراہوں کے سرداروں کا بیان: (۸،۹) اوپر ایک آیت میں جاہل اور گمراہ مقلدوں کا بیان تھا یہاں مشرکوں اور

بدعقیوں کے سرداروں اور گمراہوں کے لیڈروں کا بیان ہے کہ یہ لوگ اللہ کے بارے میں اور اس کے دین کے بارے میں کٹ حجتی کیا کرتے ہیں' نہ تو ان کے پاس عقل سلیم اور طبع مستقیم ہے' نہ کوئی معقول دلیل ہے اور نہ کسی آسمانی کتاب کا حوالہ۔ محض اپنی رائے سے جھگڑتے ہیں جس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ حق کی آواز پر نہ خود لبیک کہیں' اور نہ کسی کو اس کی طرف رخ کرنے دیں' یہ لوگ دعوت حق پر غرور و نخوت سے گردن موڑ لیتے ہیں اور اکڑ جاتے ہیں فرمایا وَفِيْ مُوْسٰى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ الخ (ذاریات ۵۱/ ۳۸، ۳۹) موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غور کرو جب ہم نے انہیں فرعون کے پاس ایک روشن دلیل دے کر بھیجا تو وہ معہ اپنے ارا کین سلطنت کے پیٹھ موڑ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ یا تو جادوگر ہے یا دیوانہ۔

پھر فرمایا کہ ایسے شخص کے لئے دنیا میں بھی ذلت و رسوائی ہے۔ چونکہ دنیا میں بھی اس نے غرور و نخوت سے اللہ کی آیتوں سے منہ موڑا تھا' اس لئے اللہ بھی دنیا میں اس پر ذلت ڈال دے گا اور آخرت سے پہلے دنیا ہی میں سزا دے دے گا کیونکہ اس کی تو دنیا ہی دنیا ہے' آخرت کو تو مانتا ہی نہیں اور آخرت میں بھی اس کو جلن والا عذاب بھگتنا پڑے گا۔

(۱۰) پھر اس کے کان کھڑے کرنے کے لئے زجر و توبیخ کے طور پر کہا جائے گا کہ یہ عذاب تیرے کرتوتوں کا نتیجہ ہے جو تو دنیا میں کر چکا ہے یہ نہ سمجھ لینا کہ اللہ نے تجھ پر ظلم کیا ہے اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا' اعمال کی جزا سزا اس کے عدل کا تقاضا ہے فرمایا خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ الخ (دخان ۴۴/ ۴۷، ۵۰) پکڑ لو اسے اور گھسیٹ کر وسط جہنم میں لے جا کر ڈالو پھر اس کے سر پر بطور عذاب کے سخت گرم پانی بہاؤ' لے یہ عذاب چکھ تو دنیا میں بڑی عزت و بزرگی والا تھا' دیکھ لو یہ وہی ہے جس میں تم شک کیا کرتے تھے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ
بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ
هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ⑪ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ
ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ⑫ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ
لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ⑬

''اور بعض لوگ ایک کنارے پر اللہ کی عبادت کرتے ہیں پھر اگر انہیں فائدہ پہنچ جائے تو اس سے مطمئن ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی آنچ آ جائے تو فوراً منہ موڑ لیتے ہیں یہ دنیا اور آخرت میں نقصان والے ہیں' یہی تو سراسر کھلا نقصان ہے یہ اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکارتے ہیں جو انہیں نہ نقصان پہنچا سکیں اور نہ نفع' یہی تو دور والی گمراہی ہے اور ایسوں کو پکارتے ہیں جن کا نقصان ان کے نفع سے قریب تر ہے' واقعی یہ بڑے ہی برے دوست اور بہت ہی برے ساتھی ہیں''۔

حرف کی تفسیر اور ایک کنارے پر عبادت کرنے کا بیان: (۱۱) حرف سے شک مراد ہے یعنی اللہ کی عبادت شک کے ساتھ کرتے ہیں یا کنارا مراد ہے' یعنی اللہ کی عبادت کنارے ہو کر کرتے ہیں پھر اگر انہیں عیش مل جاتا ہے تو جم جاتے ہیں اور اگر تکلیف پہنچ جاتی ہے تو مرتد ہو جاتے ہیں' لوگ مدینہ منورہ آتے اگر ان کے ہاں بیٹا پیدا ہو جاتا' اور گھوڑی خوبصورت بچہ دے دیتی تو کہتے

یہ دین اچھا ہے' اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کہتے یہ دین ٹھیک نہیں (ب از ابن عباسؓ) دیہاتی رحمت عالم ﷺ کے پاس مدینہ منورہ آ کر مسلمان ہو جاتے اور اپنے اپنے گاؤں چلے جاتے' اگر اس سال وقت پر بارش ہو جاتی' اچھی پیداوار ہوتی اور من پسند اولاد ہوتی تو کہتے کہ اسلام اچھا ہے اور اس پر خوب عمل کرتے' اور اگر اس کے خلاف ہوتا تو خیال کرتے کہ اسلام اچھا نہیں' اس پر یہ آیت اتری (ابن ابی حاتم از ابن عباسؓ)

پھر فرمایا اس کے ہاتھ سے دنیا بھی گئی اور آخرت بھی نہ تو دنیا ہی میں کچھ ملا اور نہ آخرت میں' آخرت میں تو کفر و فسق کی وجہ سے سخت محرومی اور ذلت ہی ذلت ہے' اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ یہ ایک بڑی زبردست اور انتہائی نقصان والی بات ہے۔

مشرکوں کی مضحکہ خیز عادت: (۱۲) یعنی مشرک مورتیوں سے اور تھانوں سے فریاد کرتے ہیں اور مدد اور روزیاں مانگتے ہیں حالانکہ ان میں نہ فائدہ پہنچانے کی صلاحیت ہے اور نہ نقصان کی' بھلا اس سے بڑھ کر گمراہی اور کیا ہوگی۔

اگر ایک فائدے کے بدلے ہزارہا نقصانات ہوتے ہوں تو وہ فائدہ بھی نقصان ہی ہے: (۱۳) یعنی آخرت سے پہلے دنیا میں ان سے نقصان پہلے ہے اور فائدہ بعد میں مطلب یہ ہے کہ اگر بظاہر ان سے دنیا میں کوئی فائدہ بھی پہنچ جائے تو نقصان زبردست ہے توحید جاتی رہتی ہے' ایمان بگڑ جاتا ہے' اور شرک جیسی نحوست ہاتھ آتی ہے' پھر اسی شرک کی نحوست سے دنیا میں طرح طرح کے نقصانات اٹھانے پڑ جاتے ہیں' ایک فائدے کی خاطر ہزار ہا نقصان مول لے لئے' اور وہ فائدہ بھی اللہ ہی کا پہنچایا ہوا تھا مگر یہ سمجھتے رہے کہ ان بتوں نے ہمیں فائدہ پہنچایا ہے' پھر اس ناسمجھی سے ہزارہا نقصانات اٹھانے پڑ گئے' اور آخرت میں جو نقصانات اٹھانے پڑیں گے وہ تو تصور کی دنیا سے بھی باہر ہیں پھر فرمایا کہ یہ بت جن کو کارساز و حمایتی مان لیا گیا ہے' بہت ہی خطرناک ہیں' اور ان کے ماننے والے بھی بدترین لوگ ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ﴿١٤﴾

''بلا شبہ اللہ ایمان والوں کو اور نیک عمل کرنے والوں کو ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا' جن کے نیچے نہریں جاری ہیں' واقعی اللہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے''۔

(۱۴) اوپر بدبختوں اور گمراہوں کا بیان تھا' یہاں نیک بختوں کا بیان ہے' جن کے دلوں میں ایمان ہے' اور ان کے ایمان کی تصدیق ان کی نیکیاں کرتی ہیں یہ ہمیشہ نیک عملوں میں لگے رہتے ہیں' اور برائیوں سے کنارہ کش رہتے ہیں' اللہ نے انہیں ان کے ان پاکیزہ عملوں کے صلے میں بہشتوں کے سدابہار باغوں میں اونچے اونچے درجے عطا فرما دیئے ہیں' جہاں یہ دائمی عیش والی زندگی گزاریں گے' اللہ نے مشرکوں کو گمراہ کر دیا اور توحید والوں کو راہ سجھا دی' اسے اختیار ہے جو چاہے کرے جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت' ہر حالت میں وہ قابل تعریف و لائق توصیف ہے۔

مَن كَانَ يَظُنُّ أَن لَّن يَنصُرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ مَا يَغِيظُ ﴿١٥﴾

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾

”جس کا یہ خیال ہو کہ اللہ اپنے رسول ﷺ کی نہ اس دنیا میں مدد کرے گا اور نہ آخرت میں تو اسے چاہئے کہ آسمان تک ایک رسی تان لے اور اس کو کاٹ دے پھر وہ دیکھے کہ کیا اس کی مکاری اسے جلانے والی چیز کو بند کرا سکتی ہے' اور اسی طرح ہم نے یہ قرآن صاف صاف آیتوں میں اتارا ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے' اسی کو ہدایت پر لاتا ہے“۔

اللہ اپنے رسول ﷺ کی ضرور مدد فرمائے گا: (۱۵) یعنی اگر کسی کا یہ خیال ہو کہ اللہ اپنے پیارے رسول ﷺ کی نہ دنیا میں مدد فرمائے گا اور نہ آخرت میں تو اس کا یہ خیال سراسر غلط ہے' اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی مدد ضرور فرمائے گا' اگرچہ یہ جل کر مر ہی جائے' یا اپنے گھر کی چھت میں رسی ڈال کر اور گلے میں پھندا ڈال کر لٹک جائے اور گھٹ کر مر جائے آسمانی مدد یقیناً آ کر رہے گی' یا رسی پر چڑھ کر اوپر سے آنے والی مدد کو یا وحی کو روک آئے اگر اس کے بس میں ہو' پس جس کا یہ گمان ہو کہ اللہ اپنے رسول کی اپنی کتاب کی اور اپنے دین کی مدد نہیں فرمائے گا وہ اپنا گلا گھونٹ کر مر جائے کیونکہ اسے آپ کی مدد بھاتی نہیں اور حسد پیدا ہوتا ہے' اللہ تو یقیناً آپ کی مدد فرمائے گا' فرمایا اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا الخ (غافر ۴۰/۵۱) ”ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی ضرور مدد کریں گے' اس دنیا میں بھی اور قیامت کے دن بھی' پھر فرمایا کہ پھر وہ غور کرے کہ اس کی مکاری اور عیاری سے رحمت عالم ﷺ کی شان میں کیا فرق آیا' اور اس کے غیظ و غضب میں کیا کمی پیدا ہوئی۔

(۱۶) اسی طرح ہم نے قرآن میں واضح آیتیں اتاریں یعنی اس کے الفاظ بھی واضح ہیں اور معانی بھی' اور لوگوں پر اللہ کی طرف سے حجت ہے' اور اللہ جسے چاہتا ہے راہ سجھا دیتا ہے' اور جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے' اس میں بھی اس کی حکمت تامہ اور عدل شہنشاہی کارفرما ہے' فرمایا لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ الخ (الانبیاء ۲۱/۲۳) اس کے کاموں پر کوئی ہوں بھی نہیں کر سکتا اور وہ سب سے ایک ایک بات پوچھ لے گا' اس کی حکمت و رحمت' عدل و علم اور قہر و عظمت کے لحاظ سے اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور وہ جلدی حساب لینے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٔيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾

”بلاشبہ اللہ قیامت کے دن ایمان والوں کا' یہودیوں کا' بے دینوں کا' عیسائیوں کا' مجوسیوں کا اور مشرکوں کا سب کا فیصلہ فرمائے گا' یقیناً اللہ ہر چیز پر گواہ ہے“۔

قیامت کے دن تمام فرقوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ ہو گا: (۱۷) اللہ مختلف مذاہب کے لوگوں کے بارے میں فرما رہا ہے کہ خواہ مومن ہوں یا کافر' یہودی ہوں یا عیسائی اور مجوسی ہو یا مشرک' قیامت کے دن سب کے درمیان حق و انصاف سے فیصلہ ہو جائے گا' مومن جنت میں اور کافر جہنم میں جائیں گے' اللہ ان کے فعلوں پر گواہ ہے' ان کے اقوال کا محافظ ہے' ان کے

اسرار جانتا ہے اوران کے راز پہچانتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ؕ سجدۃ ﴿۱۸﴾

السجدۃ

''کیاتم نے دیکھانہیں کہ اللہ کے سامنے تمام آسمان والے اور تمام زمین والے سورج' چاند' تارے' پہاڑ' درخت' جانور اور بہت سے انسان بھی سجدے میں ہیں' اور بہت سے انسانوں پر عذاب ثابت ہو چکا ہے' اور جس کو اللہ ذلیل کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں' واقعی اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے''۔

ہر چیز کا مخصوص سجدہ ہے: (۱۸) اللہ فرما رہا ہے کہ میں ہی عبادت کا مستحق ہوں میں یکتا ہوں اور میرا کوئی شریک نہیں' میری عظمت کی وجہ سے ہر چیز میرے آگے سجدہ کر رہی ہے' خواہ خوشی سے سجدہ کر رہی ہو یا ناخوشی سے' ہر چیز کا مخصوص سجدہ ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ الخ (نحل ۱۶/۴۸،۴۹) کیا انہوں نے اللہ کی پیدا کردہ ہر چیز دیکھی نہیں کہ ان کے سائے دائیں بائیں اللہ کو سجدہ کرنے کے لئے عاجزی سے جھک جاتے ہیں' آسمان میں بسنے والے تمام فرشتے سربسجود ہیں' اور زمین میں انسان' جن' جانور اور پرندے رب کے آگے جھکے ہوئے ہیں وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ الخ (اسراء ۱۷/۴۴) ہر چیز اللہ کی تسبیح وحمد میں مصروف ہے' پھر فرمایا کہ سورج چاند اور تارے سب اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں' انہیں خاص طور سے اس لئے بیان کیا کہ لوگ ان کی پرستش کرتے ہیں' اس لئے فرمایا کہ یہ خود رب کے حکم کے تابعدار' اس کی مخلوق وتربیت یافتہ اور اس کے آگے سربسجود ہیں فرمایا لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ الخ (فصلت ۴۱/ ۳۷) سورج کو سجدہ نہ کرو نہ چاند کو بلکہ اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا فرمایا۔ ابوذر فرماتے ہیں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جانتے ہو سورج ڈوب کر کہاں جاتا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ﷺ خوب جانتا ہے فرمایا عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے پھر حکم طلب کرتا ہے وہ وقت آ رہا ہے کہ اس سے کہہ دیا جائے گا جدھر سے آیا ہے ادھر ہی واپس لوٹ جا (ق)

سجدۂ تلاوت کی دعا: ایک شخص نے رحمت عالم ﷺ سے کہا کہ میں نے رات خواب میں دیکھا کہ میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں میں نے جو سجدہ کیا تو اس درخت نے بھی سجدہ کیا اور میں نے اسے سجدہ میں یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا۔ اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَضَعْ عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا وَاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَ تَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ۔ اے اللہ میرے لئے اس سجدے کے بدلے اپنے پاس اجر لکھ لے میرے گناہ مٹا دے اس کا اپنے پاس ذخیرہ رکھ اور یہ سجدہ قبول فرما جیسے تو نے اپنے بندے داؤد علیہ السلام سے قبول فرمایا تھا' ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس کے بعد آپ نے سجدہ کی آیت پڑھ کر جو سجدہ کیا تو اس میں درخت والی یہی دعا پڑھی (حت' ابن ماجہ از ابن عباسؓ)

سواریوں پر بلا معقول عذر کے تقریر کی ممانعت: پھر فرمایا کہ اللہ کو تمام جانور سجدہ کرتے ہیں' رحمت عالم ﷺ نے جانوروں کی پشتوں کو منبر بنانے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ بہت سی سواریاں اپنے سواروں سے بہتر یا اللہ کا زیادہ ذکر کرنے والی ہوتی ہیں۔

اللہ کو سجدہ باعث عزت ہے: پھر فرمایا بہت سے آدمی بھی خوشی خوشی بطور عبادت کے اللہ کی خوشنودی کے لئے اسے سجدہ کرتے ہیں' اور بہت سے لوگوں پر عذاب واجب ہو چکا ہے' ایسے ہی لوگ سجدہ کرنے سے گریز کرتے ہیں' اور سجدے میں اپنی توہین سمجھتے ہیں' پھر فرمایا کہ اللہ کے آگے سجدہ کرنے سے انسان کی توہین نہیں ہوتی' بلکہ عزت بڑھتی ہے اور سجدہ نہ کرنے سے توہین ہوتی ہے' دراصل ایسے لوگوں کو اللہ نے ذلیل کر رکھا ہے گو وہ اپنے آپ کو عزت والا سمجھ رہے ہوں اور جس کو اللہ ذلیل فرما دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں' اللہ قادر و مختار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کے کاموں میں کوئی دم نہیں مار سکتا' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جب انسان سجدہ کی آیت پڑھتا ہے تو شیطان روتا ہوا الگ ہو جاتا ہے اور کہتا ہے ہائے میری شامت' انسان کو سجدہ کا حکم ہوا تو اس نے سجدہ کر لیا اور جنت کا وارث بن گیا' مجھے بھی سجدے کا حکم ہوا تھا لیکن میں نے انکار کیا' اب میرے لئے جہنم ہے۔ (م)۔ عمرؓ نے جابیۃ میں سورہ حج کے دونوں سجدے پڑھ کر سجدہ کیا اور فرمایا کہ یہ اپنے دو سجدوں کی وجہ سے دوسری سورتوں سے افضل ہے۔ (اسماعیلی)

قرآن میں پندرہ سجدۂ تلاوت ہیں: عمروؓ بن العاص کو رحمت عالم ﷺ نے تمام قرآن میں پندرہ سجدے پڑھائے جن میں سے تین مفصل میں ہیں اور دو سورہ حج میں' معلوم ہوا سورۂ حج میں دو ہی سجدے ہیں۔

هٰذٰنِ خَصۡمٰنِ اخۡتَصَمُوۡا فِىۡ رَبِّهِمۡ‌ۡ فَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا قُطِّعَتۡ لَهُمۡ
ثِيَابٌ مِّنۡ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنۡ فَوۡقِ رُءُوۡسِهِمُ الۡحَمِيۡمُ ﴿۱۹﴾ يُصۡهَرُ بِهٖ مَا فِىۡ
بُطُوۡنِهِمۡ وَالۡجُلُوۡدُ ﴿۲۰﴾ؕ وَلَهُمۡ مَّقَامِعُ مِنۡ حَدِيۡدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَاۤ اَرَادُوۡۤا اَنۡ
يَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَا مِنۡ غَمٍّ اُعِيۡدُوۡا فِيۡهَا وَذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ ﴿۲۲﴾

"یہ دو مد مقابل ہیں جو اپنے رب کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں' پھر کافروں کے لئے آگ کے کپڑے تیار کئے جائیں گے' اور اوپر سے ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا' جس سے ان کے پیٹوں کی ساری چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی' اور ان کے مارنے کے لئے لوہے کے گرز ہوں گے' جب بھی وہ بے چینی کی وجہ سے وہاں سے نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے' اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ جلن والا عذاب چکھتے رہو"۔

شان نزول: (۱۹) ابوذرؓ نے قسم کھا کر فرمایا یہ آیت حمزہ اور ان کے مقابلہ کے لئے بدر کی جنگ میں جو دو کافر آئے تھے یعنی عتبہ اور اس کے دو رفیقوں کے بارے میں اتری ہے۔ (ق) علیؓ فرماتے ہیں میں قیامت کے دن سب سے پہلے اپنے رب کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھوں گا اور اپنی حجت ثابت کروں گا۔ قیسؓ نے کہا انہیں کے بارے میں یہ آیت اتری یعنی جنگ بدر میں جو سب سے پہلے میدان میں کودے تھے وہ علیؓ' حمزہؓ اور ابو عبیدہؓ تھے' اور ان کے مدمقابل شیبۃ' عتبہ اور ولید تھے (ب)

جہنمیوں پر اوپر سے کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا: (۲۰) یعنی اوپر سے ان کے سروں پر سخت کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہ کھولتا ہوا پانی جب ان کے سروں پر ڈالا جائے گا تو کھوپڑیوں میں گھس کر پیٹ میں جائے گا' اور تمام احشاء کو نکال کر پیروں پر پھینک دے گا' پھر انسان پہلی حالت پر آ جائے گا (ابن جریرؒ' ابن ابی حاتم)۔ (۳) اگر غساق کا ایک ڈول دنیا میں ڈال دیا جائے تو تمام دنیا سڑ جائے (ل)

گرز نہایت بھاری ہوگا: (۲۱) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اگر لوہے کا گرز زمین پر رکھ دیا جائے اور تمام جن اور انسان مل کر اسے اٹھانا چاہیں تو اسے ہلا بھی نہیں سکتے (ل)۔ (۲) اگر گرز پہاڑ پر مار دیا جائے تو یہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائے (ل)

جہنمیوں کو اسی گرز سے مارا جائے گا' چوٹ پڑتے ہی ایک ایک عضو جھڑ جائے گا' اور یہ خوفناک چیخیں مار مار کر دہاڑ دہاڑ کر روئیں گے کہ ہائے ہماری شامت ہائے ہماری شامت (ابن عباسؓ)۔

(۲۲) سلمانؓ فرماتے ہیں جہنم کی آگ سیاہ و تاریک ہے' اس کے انگارے اور چنگاریاں روشن نہیں ہیں' پھر یہ آیت پڑھ کر سنائی۔

پھر فرمایا کہ انہیں قول و فعل سے ذلیل کیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ اب جلن والا عذاب چکھتے رہو فرمایا وَقِیْلَ لَھُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ الخ (سجدہ ۳۲/۲۰) اور ان سے کہا جائے گا اب اس آگ کا عذاب چکھتے رہو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا۔

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ الْحَمِيدِ ﴿٢٤﴾

''واقعی اللہ ایمان والوں کو اور نیک عمل کرنے والوں کو بہشت کے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی' وہاں انہیں سونے کے اور سچے موتیوں کے کنگن پہنائے جائیں گے' اور ان کے کپڑے اصلی ریشم کے ہوں گے' اور انہیں پاکیزہ باتیں (توحید کی باتیں) سمجھادی گئی تھیں' اور قابل تعریف راہ پر ڈال دیا گیا تھا''۔

جنتیوں کی نعمتوں کا بیان: (۲۳) اوپر جہنم والوں پر طرح طرح کے ہولناک عذابوں کا اور ان کے طوق و سلاسل کا اور ان کے آگ کے کپڑوں کا ذکر تھا' اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جنت والوں کا تذکرہ فرمایا ہے' اللہ ہمیں بھی اپنے فضل و کرم سے جنت کا وارث بنائے آمین' فرمایا بہشتوں کے گوشے گوشے میں ہر طرف پاکیزہ نہروں کا جال بچھا ہوگا' درختوں کے نیچے نہریں رواں ہوں گی' عالی شان محلوں کے نیچے نہریں لہریں لے رہی ہوں گی' اور جنت والوں کے ارادوں کے تابع ہوں گی' وہ جدھر چاہیں گے انہیں پھیر دیں گے' پھر فرمایا کہ ان کے ہاتھوں میں سونے اور موتیوں کے کنگن پہنائے جائیں گے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جہاں تک وضوء کا پانی پہنچے گا وہیں تک زیورات پہنائے جائیں گے۔ (ق)

پھر فرمایا کہ جنتی ریشمی لباس زیب تن کئے ہوئے ہوں گے' دوزخ والوں کے لئے آگ کے کپڑے تیار کئے جائیں گے' اور

جنت والوں کے کپڑے دبیز اور مہین ریشم کے ہوں گے فرمایا عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ الخ (دہر ۷۶/۲۱،۲۲) ان پر مہین و دبیز سبز ریشمی کپڑے ہوں گے' چاندی کے کنگن ہوں گے اور انہیں ان کا رب پاکیزہ شراب پلائے گا' یقیناً یہی تمہارا صلہ تھا اور تمہاری کوششوں کی قدر دانی کی گئی' ایک صحیح حدیث میں ہے کہ تم دنیا میں کسی طرح کا ریشم نہ پہنو کیونکہ جس نے دنیا میں ریشم پہن لیا اسے آخرت میں نصیب نہ ہوگا' عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں جس کو آخرت میں ریشمی بناس نہ ملے گا وہ جنت میں نہ جائے گا کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جنت میں جنت والوں کا لباس ریشمی ہوگا۔

(۲۴) دوسری آیت میں فرمایا وَأُدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا الخ (ابراھیم ۱۴/۲۳) اور ایمان و عمل صالح والے جنتوں میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جہاں وہ اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ ہمیش رہیں گے اور ان کے آداب کا طریقہ سلام ہوگا وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ الخ (الرعد ۱۳/۲۳،۲۴) ان کے پاس ہر دروازے سے فرشتے سلام کرتے ہوئے آئیں گے کہ آج صبر کی وجہ سے تم پر سلامتی ہے' آخرت کے گھر کا انجام کیسا اچھا ہے لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا الخ (واقعہ ۵۶/۲۵،۲۶) یہ جنت میں بے ہودہ اور فضول بات نہ سنیں گے' بس یہی آواز آئے گی سلامت رہو' سلامت رہو سبحان اللہ انہیں ایسی پاکیزہ اور پر بہار جگہ ملے گی جہاں یہ اچھی اچھی اور دل خوش کن باتیں سنیں گے فرمایا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا الخ (فرقان ۲۵/۷۵) وہاں انہیں بقاؤ سلامتی ہی کی دعائیں ملیں گی' برعکس اس کے جہنم والوں کو دھتکار کر اور جھڑکیاں دے دے کر ذلیل وخوار کیا جا رہا ہوگا' ان پر چاروں طرف سے لعنتیں پڑ رہی ہوں گی' اور ان سے ڈانٹ ڈانٹ کر کہا جا رہا ہوگا کہ اب جلن والا عذاب چکھتے رہو' پھر فرمایا کہ انہیں قابل تعریف راہ سجھائی گئی' یعنی اس جگہ انہیں بسایا گیا' جہاں وہ اپنے رب کی اس کے بے شمار احسانات وانعامات پر دن رات تعریفیں ہی کرتے رہتے ہیں' ایک صحیح حدیث میں ہے کہ جنتی سانس کی طرح تسبیح وتحمید میں مصروف رہیں گے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٥﴾

''جو لوگ کافر ہیں اور اللہ کی راہ سے روک رہے ہیں اور عزت والی مسجد سے بھی جسے ہم نے لوگوں کے لئے بنایا ہے' جس میں مقیم و مسافر سب برابر ہیں اور جو بھی ظلم سے اس میں بے دینی کا ارادہ کرے گا ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے''۔

مشرکوں نے مسلمانوں کو عمرے سے روک دیا تھا: (۲۵) قریشی مشرکوں نے مسلمانوں کو عمرے سے روک دیا تھا اور بیت اللہ میں جانے نہ دیا تھا اس پر ان کی مذمت کی جا رہی ہے کہ اولیاء اللہ ہونے کا دعویٰ اور یہ ذلیل حرکتیں؟ تم کیسے اللہ کے ولی بن سکتے ہو فرمایا وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ الخ (انفال ۸/۳۴) یہ اللہ کے ولی نہیں' اس کے ولی تو اس سے ڈرنے والے لوگ ہیں یعنی مسلمان' اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ مدینہ شریف کا ہے۔ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ الخ (بقرہ ۲/۲۱۷) لوگ آپ سے حرمت والے مہینوں میں جنگ کرنے کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دیں کہ ان میں جنگ کرنا بہت

بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے اور حرمت والی مسجد سے روک دینا' اللہ کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد والوں کو نکال دینا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ سنگین ہے اور شرک جنگ سے بڑھ کر ہے' کافروں کی یہ عادت ہے کہ وہ کفر کے ساتھ ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے اور حرمت والی مسجد سے بھی روکتے ہیں' خصوصاً مسلمانوں کو جو حقیقت میں ان سے زیادہ مسجد میں آنے کے حق دار ہیں' یہی ترتیب اس آیت میں ہے اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ الخ (رعد ۱۳/ ۲۸، ۲۹) اس سے مراد وہ ہیں کہ جو ایمان والے ہیں اور ایمان کے ساتھ ساتھ ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن رہتے ہیں یاد رکھو اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے' یعنی مسلمانوں کی عادت ہے کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔

کیا مکہ کے گھروں میں سب کا حق ہے: پھر فرمایا کہ یہ مشرک مسلمانوں کو اس حرمت والی مسجد سے روک رہے ہیں جو ہم نے عام لوگوں کے لئے بنائی ہے' اس میں سب کو نماز پڑھنے کا حق حاصل ہے خواہ وہ مقیم ہوں یا مسافر اور قریب رہتے ہوں یا دور۔ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں مکہ والے اور باہر والے مسجد حرام میں سب ٹھہر سکتے ہیں۔

حرم میں گناہ کی نیت پر بھی پکڑ ہے: پھر فرمایا جو حرم میں ظلم سے الحاد کا ارادہ کرے' ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے' یعنی جو کوئی حرم میں بڑے گناہوں کا دیدہ و دانستہ ارادہ کرے بطور تاویل کے نہیں' ابن عباس ؓ ظلم سے شرک مراد لیتے ہیں' یعنی جو کوئی اس میں شرک جیسے گناہ کا ارادہ کرے اور غیر اللہ کو پوجنا چاہے' حرم کی حرمت قائم نہ رکھے کسی پر ظلم توڑے کسی کو ناحق قتل کر ڈالے تو اس کے لئے دردناک عذاب لازم ہے۔ یہ حرم کی خصوصیت ہے کہ اگر کوئی مسافر یہاں کسی برے کام کا ارادہ کرے مگر اس کا ارتکاب نہ کرے تو محض ارادے ہی پر اس کی پکڑ ہوگی' ابن مسعود ؓ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص حرم میں ظلم سے گناہ کا ارادہ کرے اگرچہ ابھی وہ عدن ہی میں ہو تو اللہ اسے دردناک عذاب چکھائے گا۔ (ابن ابی حاتم)

یہ آیت عبداللہ بن انیس کے بارے میں اتری' رسول اللہ ﷺ نے اسے دو آدمیوں کے ساتھ بھیجا تھا' جن میں سے ایک مہاجر تھا اور ایک انصاری یہ دونوں نسب پر فخر کرنے لگے' عبداللہ بن انیس نے ناراض ہو کر انصاری کو قتل کر ڈالا پھر مرتد ہو کر مکہ کی طرف بھاگ کھڑا ہوا' اس کے بارے میں یہ آیت اتری' یعنی جس نے مرتد ہو کر اور اسلام چھوڑ کر حرم میں پناہ لی ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے' ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا چیزیں الحاد میں داخل ہیں لیکن الحاد ان سب سے عام معنی میں استعمال کیا گیا ہے بلکہ اس میں الحاد کے سب سے بڑے درجہ کی طرف متنبہ کیا گیا ہے اسی وجہ سے جب ہاتھی والے لشکر نے بیت اللہ کے برباد کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ نے ان پر پرندوں کے غول کے غول بھیج دیئے جو ان پر سنگریزے برسانے لگے اور ذرا سی دیر میں ان کا بھس اڑا کر رکھ دیا' یعنی انہیں تباہ کر دیا' اور ان کو ایک نمونہ بنا کر ان لوگوں کے لئے چھوڑ دیا' جو بری نیت سے سرزمین حرم میں آنا چاہیں' اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک لشکر بیت اللہ پر چڑھائی کی غرض سے روانہ ہوگا جب وہ بیداء میں پہنچے گا تو زمین میں اول سے آخر تک دھنسا دیا جائے گا۔

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ
بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ
بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾

''اور جب ہم نے ابراہیمؑ کے لئے کعبہ کی جگہ متعین کر دی کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں' قیام کرنے والوں رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک رکھنا' اور آپ لوگوں میں حج کا اعلان کر دیں' آپ کے پاس لوگ پیدل چل کر بھی آئیں گے' اور دور سے دبلے دبلے اونٹوں پر بھی آئیں گے''۔

کیا سب سے پہلے ابراہیمؑ نے بیت اللہ بنایا: (۲۶) اس آیت میں قریشی مشرکوں کے کان کھولے گئے ہیں کہ تم ڈھیٹ بن کر اس مقدس جگہ شرک کر رہے ہو جس کی بنیاد شروع ہی سے توحید پر رکھی گئی تھی کہ اس میں اللہ وحدہ لاشریک لہ ہی کی عبادت کی جائے' ہم نے ابراہیمؑ کو بیت اللہ کی جگہ بتا کر اس کی نشان دہی کر دی' اور اس کے بنانے کی انہیں اجازت بھی دے دی' اسی آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ ابراہیمؑ ہی نے سب سے پہلے بیت اللہ بنایا' آپ سے پہلے کسی نے اسے نہیں بنایا تھا' ابوذرؓ نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا کہ سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی' فرمایا حرمت والی مسجد پوچھا' پھر فرمایا بیت المقدس پوچھا' ان دونوں میں کتنا فاصلہ ہے فرمایا چالیس سال کا (ق)۔ خود اللہ نے فرمایا اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ الخ (آل عمران ۳/۹۶) کہ پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے جو برکت والا ہے اور جہان والوں کے لئے نور ہدایت ہے فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ الخ (آل عمران ۳/۹۷) اس گھر میں صاف صاف نشانیاں ہیں اور مقام ابراہیم بھی ہے' اور جو اس میں آ جاتا ہے امن پا جاتا ہے فرمایا وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ الخ (بقرہ ۲/۱۲۵) ہم نے ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کو تاکیدی حکم بھیجا کہ میرے گھر کو طواف کرنے' اعتکاف کرنے اور نماز پڑھنے والوں کے لئے پاک کرو۔

یہاں فرمایا کہ صرف میرے نام پر یہ گھر بنایا جائے' شرک سے پاک رکھا جائے اور خالص ان کے لئے بنایا جائے جو صرف اللہ ہی کی عبادت کرنے والے ہیں' طواف ایک مخصوص عبادت سے طواف بیت اللہ ہی کے ساتھ خاص ہے' اس کے سوا کسی اور گھر کا طواف کرنا شرک ہے' اور قائم سے مراد نماز کا قیام ہے اسی وجہ سے رکوع اور سجدے کا بیان فرمایا طواف کو نماز کے ساتھ اس لئے ملایا گیا کہ یہ دونوں ملے جلے بیت اللہ کے ساتھ خاص ہیں' بیت اللہ ہی کا طواف ہوتا ہے اور اسی کی طرف نماز پڑھی جاتی ہے' البتہ حالت اشتباہ میں لڑائی اور سفر میں' نفل نماز میں اس کی طرف رخ نہ کرنا معاف ہے۔

بیت اللہ کے حج کی دعوت: (۲۷) یعنی لوگوں کو بلند آواز سے بیت اللہ کی (جس کی تعمیر کا ہم نے تمہیں حکم دیا ہے) زیارت کرنے کی دعوت دو' منقول ہے کہ آپ نے کہا اے اللہ لوگوں تک میری آواز کیسے پہنچے گی' آواز تو اپنے محدود حلقے تک پہنچے گی' فرمایا تم اعلان کرو آواز کا پہنچا دینا ہمارے ذمے ہے' آخر کار آپ نے کعبہ کے قریب بلند مقام پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے فرمایا لوگو! تمہارے رب نے ایک گھر بنایا ہے تم اس کے حج کرنے کے لئے آؤ کہا جاتا ہے کہ پہاڑ جھک گئے' اور آپ کی آواز دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچ گئی' جسے پیٹوں اور پشتوں کے بچوں نے بھی سن لیا' اور ہر سننے والے پتھر نے' ڈھیلے نے' درخت نے اور ان لوگوں نے جن پر اللہ نے حج کرنا واجب کر دیا ہے لبیک کہا یعنی لبیک اللھم لبیک پڑھ لیا۔

کیا حج پیدل افضل ہے یا سواری پر؟: پھر فرمایا کہ لوگ پیدل اور سواریوں پر دور دور سے آئیں گے' معلوم ہوا کہ تندرستی میں پیدل حج کرنا سواری پر حج کرنے سے بہتر ہے کیونکہ اللہ نے پیدل چلنے کو مقدم فرمایا ہے' جس سے اس کی اہمیت وفضیلت ظاہر ہوتی ہے' ابن عباسؓ فرماتے ہیں: مجھے کسی چیز کی خواہش نہیں' البتہ یہ خواہش ہے کہ پیدل حج کرتا کیونکہ اللہ فرماتا ہے لوگ آپ کے

پاس چل کر آئیں گے اسی طرح سورہ ابراہیم میں ہے کہ آپ نے فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ الخ (ابراہیم ۱۴/ ۳۷) اے اللہ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل فرما دے اور انہیں طرح طرح کے پھلوں سے روزیاں دے یہ آپ کی دعا ہی کی برکت ہے کہ ہر مسلمان بیت اللہ کے طواف و دیدار کا مشتاق رہتا ہے اور لوگ دنیا کے گوشوں سے کھینچ کھینچ کر اللہ کے گھر کا حج کرنے کے لئے آتے ہیں۔

لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾

''تاکہ اپنے فائدے حاصل کرنے کے لئے آ جائیں اور مقرر دنوں میں اللہ کے نام کا ذکر کرتے رہیں کہ اس نے انہیں پالتو جانور عطا فرمائے سو تم ان میں سے خود بھی کھاؤ اور بدحال فقیر کو بھی کھلاؤ پھر اپنا میل کچیل دور کر دیں اپنی منتیں پوری کریں اور اس پرانے گھر کا طواف کریں''۔

---

(۲۸) منافع سے دنیا اور آخرت کے فوائد مراد ہیں (ابن عباسؓ) آخرت کا فائدہ اللہ کی خوشنودی و رضا ہے اور دنیوی فائدے سے مراد قربانی کے اونٹوں اور ذبیحوں سے فائدہ اٹھانا اور تجارتی کاروبار وغیرہ ہے فرمایا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ الخ (بقرة ۲/ ۱۹۸) تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو پھر فرمایا تاکہ مقررہ دنوں میں اللہ کا شکر ادا کریں کہ اس نے پالتو جانور عطا فرمائے مقررہ دن ذی الحجہ کا اول عشرہ ہے (ب)۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ان دنوں کے علاوہ اور دنوں میں عمل اتنا افضل نہیں۔ جتنا ان دنوں میں ہے صحابہ نے پوچھا اللہ کی راہ کا جہاد بھی نہیں؟ فرمایا نہ اللہ کی راہ کا جہاد ہاں جو شخص جان و مال لے کر نکلا اور کچھ بھی لے کر نہیں لوٹا (بلکہ شہید ہو گیا شاید یہ عمل ان دنوں کے عمل کی برابری کر سکے)۔ (بادت ابن ماجہ)

(۲) ان دس دنوں سے بڑھ کر دوسرے ایسے دن نہیں جن میں عمل اللہ کے نزدیک عظیم بھی ہوں اور بہت محبوب بھی لہذا کثرت سے ان دنوں میں لا الہ الا اللہ اللہ اکبر اور الحمد للہ پڑھتے رہو (ا)۔ ابن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ ان دنوں میں بازاروں میں جا جا کر تکبیریں پڑھا کرتے تھے اور ان کی دیکھا دیکھی لوگ بھی (ب)۔ یہ وہی عشرہ ہے جس کی اللہ نے قرآن میں قسم کھائی ہے فرمایا وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ (۸۹/ ۲،۱) قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی۔

(۳) رسول اللہ ﷺ اس عشرے کے روزے رکھا کرتے تھے (د) اس عشرے میں عرفہ کا دن بھی آتا ہے جس کے بارے میں ہے کہ

(۴) رحمت عالم ﷺ سے عرفہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا میں اللہ سے اس کے ثواب کا امیدوار ہوں کہ وہ اس سے گزشتہ سال کے اور آئندہ سال کے گناہ مٹا دے۔ (ھ)

ذی الحجہ کا اول عشرہ افضل ہے اسی عشرے میں یوم النحر بھی ہے جو حج اکبر کا دن ہے اور حدیث سے ثابت ہے کہ (۵) اللہ

کے نزدیک یہ دن بڑی فضیلت والا ہے' بہر حال یہ عشرہ سال بھر کے دنوں میں افضل ہے۔

ابن عمر فرماتے ہیں ایام معلومات سے ذی الحجہ کی ۱۰، ۱۱، ۱۲ تاریخیں مراد ہیں اور ایام معدودات سے ۱۱، ۱۲، ۱۳ تاریخیں مراد ہیں' لہٰذا ایام معلومات چار دن ہوئے ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ (ابن ابی حاتم)۔ پالتو جانوروں سے اونٹ' بیل اور بکری وغیرہ مراد ہیں' جیسا کہ انعام میں ثمنیة ازواج میں اس کی تفصیل آ گئی ہے۔

قربانی کا گوشت کھانا مستحب ہے: پھر فرمایا قربانی کے جانور کا گوشت تم بھی کھاؤ اور خستہ حال لوگوں کو بھی دو' اس جملے سے بظاہر قربانی کا گوشت کھانا واجب معلوم ہوتا ہے کیونکہ امر کا صیغہ ہے جو وجوب کے لئے ہوتا ہے تاوقتیکہ استثناء موجود نہ ہو' جب رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے جانور ذبح کر دیئے تو آپ کے حکم سے ہر اونٹ میں سے ایک ایک بوٹی لے کر پکائی گئی' آپ نے گوشت بھی کھایا اور شوربا بھی پیا' لیکن صحیح یہی ہے کہ قربانی کا گوشت کھانا مستحب ہے اور یہ آیت ان آیتوں کی طرح ہے فَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا الخ (مائدہ ۵/۲)۔ جب تم احرام کھول دو تو شکار کرو ظاہر ہے کہ شکار کرنا واجب نہیں (۲) فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا الخ (جمعہ ۶۲/۱۰) پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

احکام حج کا بیان: (۲۹) تفث سے احکام حج مراد ہیں یا احرام کھولنا کہ سر منڈا لیا جائے' ناخن کٹوا دیئے جائیں اور سلے ہوئے کپڑے پہن لئے جائیں' پھر فرمایا کہ منتیں پوری کرو' یعنی اونٹ نحر کر کے منتیں پوری کرنی چاہئیں' یا حج کی یا قربانی کی یا جو بھی منت ہو اس کو پورا کر لیں' قربانیاں پیش کر دیں' ہر نذر مؤجل کو پورا کریں حج ادا کریں اور حج کی شرطیں پوری کریں' بیت اللہ کا طواف کریں' صفا مروہ کے درمیان سعی کریں' عرفات میں قیام کریں مزدلفہ میں رات گزاریں اور منیٰ میں آ کر جمرات پر کنکریاں ماریں (ابن ابی حاتم) اور دسویں تاریخ کو طواف واجب یعنی طواف افاضہ کریں' ابن عباسؓ فرماتے ہیں احکام حج کا اخیری حکم بیت اللہ کا طواف ہے' رحمت عالم ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا ہے' جب آپ دسویں تاریخ کو منیٰ میں تشریف لائے تو پہلے جمرات پر سات سات کنکریاں ماریں' پھر قربانی کی پھر سر منڈوایا پھر طواف افاضہ کیا' ابن عباسؓ فرماتے ہیں لوگوں کو حکم تھا کہ سب سے اخیر میں بیت اللہ کا طواف کریں' البتہ طواف (طواف وداع) حائضہ عورت سے ساقط ہے۔

طواف میں حطیم بھی داخل ہے: پھر فرمایا کہ پرانے گھر کا طواف کرو' اس سے معلوم ہوا کہ طواف میں حطیم کو لے لیا جائے کیونکہ بنائے ابراہیمی کی رو سے حطیم بھی بیت اللہ میں داخل ہے اگرچہ خرچہ کی کمی کی وجہ سے قریش نے یہ حصہ نکال ڈالا تھا' اسی وجہ سے رحمت عالم ﷺ نے طواف میں حطیم کو لے لیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ بیت اللہ ہی کا حصہ ہے' آپ نے دونوں شامی رکنوں کا استلام نہیں کیا کیونکہ یہ رکن ابراہیمی بنیادوں پر نہیں ہیں بلکہ درمیانی حصے ہیں' اسی وجہ سے ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جب وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اتری تو رسول اللہ ﷺ نے حطیم کے پیچھے سے طواف کیا۔

کعبہ اقدس کو بیت العتیق کہنے کی وجہ: اسے پرانا گھر اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ لوگوں کا سب سے قدیمی عبادت خانہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اس پر کوئی جابر بادشاہ غالب نہ آ سکا' اس لئے اس کو پرانا گھر کہا جاتا ہے۔ (ت' ابن جریر)

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ

لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ﴿٣٠﴾ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ﴿٣١﴾

''حکم تو یہ ہے اور جو اللہ کے حرمت والے احکام کی تعظیم کرے گا تو یہ اس کے رب کے پاس اس کے لئے بہتر ہے اور تمہارے لئے چوپائے جانور حلال کر دیئے گئے ہیں' علاوہ ان کے جو تمہارے سامنے بیان کر دیئے گئے ہیں' لہٰذا بتوں کی گندگی سے اور جھوٹی باتوں سے بچو' بس اللہ کے ہو کر رہو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو' اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے گویا وہ آسمان سے گر پڑا' پھر خواہ پرندے اس کی بوٹیاں نوچ لیں' یا اسے ہوا کسی دور جگہ لے جا کر پٹخ دے''۔

برائیوں کے ترک پر بھی ثواب ملتا ہے: (۳۰) یعنی یہ احکام حج ادا کرنے کی عبادتیں ہیں' اور ان کا ثواب بہت بڑا ہے اور جو گناہوں سے اور حرام کاموں سے جن کا ارتکاب بالذات برا ہے بچتا رہے اس کے لئے اللہ کے پاس بہت بڑا صلہ ہے اور عظیم اجر ہے جیسے نیکیاں کرنے پر عظیم ثواب ملتا ہے' اسی طرح برائیاں چھوڑنے پر بھی بھاری اجر ملتا ہے۔

مستثنیٰ جانوروں کے علاوہ جانور حلال ہیں: پھر فرمایا کہ تمہارے لئے چوپائے حلال ہیں' ہاں جن کی حرمت تم کو بتا دی گئی ہے وہ حرام ہیں بحیرہ' سائبہ' وصیلہ اور حام جو نافرمانوں نے نام رکھ چھوڑے ہیں انہیں اللہ نے حرام نہیں فرمایا' البتہ اس نے تمہیں بتا دیا کہ مردہ جانور' خون' خنزیر' غیر اللہ کے نام کے جانور' گلا گھونٹا ہوا جانور وغیرہ حرام ہیں۔

جھوٹ شرک کی طرح گندہ ہے: یہاں شرک اور جھوٹ کو ایک جگہ بیان فرمایا' جس سے اس کی سخت برائی نکلی' دوسری آیت میں فرمایا قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ الخ (اعراف ۷/۳۳) آپ فرما دیں میرے رب نے ظاہری اور باطنی بے حیائیوں کو حرام فرما دیا ہے اور گناہوں کو بھی اور ناحق کی بغاوت کو بھی اور شرک کو بھی جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور بغیر علم کے اللہ پر باتیں بنانے کو بھی۔

جھوٹی گواہی کا بیان: اسی میں جھوٹی گواہی بھی داخل ہے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ضرور بتایئے فرمایا اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا' آپ ٹیک لگائے بیٹھے تھے ایک دم بیٹھ کر فرمایا خوب ہوشیاری سے سن لو جھوٹی گواہی' جھوٹی گواہی بار بار یہی فرماتے رہے' یہاں تک کہ ہمیں خواہش ہوئی کاش آپ خاموش ہو جاتے (ق) ایک دفعہ خطبے میں فرمایا لوگو جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے (۳ بار)۔ پھر فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ کی تلاوت فرمائی (تا)۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے صبح کی نماز پڑھ کر خطبہ دیا تھا' جس میں یہ فرمایا تھا (ا)

دین پر عمل کرنے کی تاکید اور شرک کی برائی: (۳۱) یعنی اللہ کے دین پر خلوص سے عمل کرو' باطل سے کترا کر حق کا قصد کرو

اور اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو' پھر مشرک کی ایک مثال بیان فرمائی کہ اس کی گمراہی اور ہدایت سے دوری اسے کہیں کا نہ رکھے گی' گویا وہ آسمان سے گر پڑا' اب یا تو اسے چرندے اچک کر اس کی بوٹیاں نوچ نوچ کر کھالیں گے' یا وہ ہوا کے تیز و تند جھونکوں سے کسی دور والی جگہ پر جا پڑے گا اور گرتے ہی تباہ ہو جائے گا' اسی وجہ سے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب فرشتے کافر کی روح آسمان پر لے کر چڑھتے ہیں تو اس کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھلتے اور اس کی روح وہیں سے پٹخ دی جاتی ہے' پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾
لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾ ع

''حکم تو یہ ہے اور جو اللہ کی نشانیوں کی عظمت برقرار رکھے تو یہ اس کے دل کی پرہیزگاری کی بات ہے ان قربانیوں میں تمہارے لئے ایک مقررہ مدت تک کے لئے فائدے ہیں پھر ان کے حلال ہونے کی جگہ بیت اللہ ہے''۔

قربانیوں کا بیان اور شعائر کی تفسیر: (۳۲) شعائر سے اسلامی احکام مراد ہیں یعنی احکام کا احترام برقرار رکھنا دلوں کے تقویٰ کی نشانی ہے' انہیں میں سے قربانیاں ہیں کہ ان کی عظمت کی جائے انہیں موٹا تازہ بنایا جائے اور خوبصورت بنا کر اللہ کی راہ میں ذبح کیا جائے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ کو دو سیاہ جانوروں سے ایک سفید جانور زیادہ پیارا ہے (۱' ابن ماجہ)۔ معلوم ہوا کہ قربانی میں سفید جانور افضل ہے' اور دوسرے رنگ کے جانور بھی جائز و کافی ہیں خود رحمت عالم ﷺ نے دو چتکبرے سینگوں والے مینڈھے ذبح کئے آپ نے سینگ والے سرمگیں مینڈھے کی قربانی کی' جس کا منہ' آنکھیں اور پاؤں سیاہ تھے' (سنن) آپ نے دو بڑے بڑے موٹے تازے سینگوں والے چت کبرے اور خصی مینڈھوں کی قربانی کی (ۃ ابن ماجہ ابو داؤد)

کن جانوروں کی قربانی منع ہے: رحمت عالم ﷺ نے مندرجہ ذیل جانوروں کی قربانی سے منع فرمایا جس کا جڑ سے کان کٹا ہوا ہو' جس کا جڑ سے سینگ ٹوٹ گیا ہو' جو کانا ہو' جو کمزوری کی وجہ سے ریوڑ کے پیچھے رہ جاتا ہو اور جو لنگڑا ہو (د) ان عیبوں کی وجہ سے قربانی ناجائز ہے' اگر قربانی کا جانور متعین کرنے کے بعد کوئی عیب لاحق ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

ابو سعیدؓ فرماتے ہیں میں نے قربانی کے لئے ایک مینڈھا خرید لیا' پھر بھیڑیئے نے حملہ کر کے اس کے چوتڑے کا گوشت اتار لیا میں نے رحمت عالم ﷺ سے فتویٰ پوچھا فرمایا جائز ہے کر لو (ا)۔ اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے قربانی کا جانور دیکھ بھال کر خریدنے کا حکم فرمایا ہے' نتیجہ یہ نکلا کہ قربانی کا جانور موٹا تازہ خوبصورت اور قیمتی ہونا چاہیے' ابن عمرؓ فرماتے ہیں عمرؓ نے ایک عمدہ اونٹ قربانی کے لئے متعین فرمایا پھر اس کے تین سو دینار ملنے لگے' آپ نے رحمت عالم ﷺ سے فتویٰ پوچھا کیا میں اس کو بیچ کر کئی اونٹ خرید کر اللہ کی راہ میں قربانی کر دوں فرمایا نہیں اسی کی قربانی کرو (دا)

حضرت علی فرماتے ہیں کہ رحمت عالم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ قربانی کے جانوروں کی آنکھیں اور کان وغیرہ دیکھ بھال لیا کریں اور اس جانور کی قربانی نہ کریں جس کے آگے سے یا پیچھے سے کٹے ہوئے کان ہوں یا لمبائی میں چرے ہوئے ہوں یا سوراخ والے ہوں (اُ' سنن)

اونٹوں میں فوائد: (۳۳) یعنی تمہارے لئے اونٹوں میں فوائد ہیں ان کا دودھ' اون' بال' پشم' سواری' نسل حاصل کرنا یہ تمام چیزیں ایک مقررہ مدت تک (جب تک قربانی کے لئے نامزد نہ ہوں) تمہارے فائدے کی ہیں' پھر جب قربانی کے لئے نامزد ہو گئے تو اب ان سے فائدہ اٹھانا درست نہیں یعنی ان کو فروخت کر کے منافع حاصل کرنا جائز و روا نہیں' البتہ ایسے جانور جو سواری کے کام آتے ہیں ان پر حسب ضرورت سوار ہونا جائز ہے جس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ قربانی کا اونٹ ہانک کر لے جا رہا ہے فرمایا اس پر سوار ہو جا بولا یہ تو قربانی کا ہے' فرمایا اللہ کے بندے سوار ہو جا نہ معلوم یہ دوسری بار کہا یا تیسری بار (ق)

(۲) ضرورت کے وقت ان پر سوار ہو جایا کرو (مـ)

پھر فرمایا کہ قربانیوں کے ذبح ہونے کی جگہ بیت اللہ ہے' یعنی ان کی انتہاء بیت اللہ ہے وہاں پہنچ کر ذبح ہوتے ہیں فرمایا (۱) هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ الخ (مائدہ ۵/۹۵) قربانی کا جانور جو کعبہ تک پہنچا دیا جائے۔ (۲) وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ الخ (۴۸/۲۵) ان مشرکوں نے تم کو قربانی سے روک دیا جو رو کی ہوئی ہے اور ذبح ہونے کی جگہ تک نہیں پہنچ سکتی' ابن عباسؓ نے آیت کا یہ ٹکڑا پڑھ کر فرمایا جس نے بیت اللہ کا طواف کر لیا وہ حلال ہو گیا۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾

''ہم نے ہر قوم کی عبادت کے طریقے مقرر کر دیئے ہیں تاکہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں لہٰذا تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے اسی کے فرماں بردار رہو' اور آپ عاجزی کرنے والوں کو مژدہ سنا دیں' جن کے دل اللہ کے ذکر کے وقت لرز جاتے ہیں' اور مصائب پر صبر کرنے والوں کو بھی اور نماز قائم رکھنے والوں کو بھی اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے خرچ کرنے والوں کو بھی''۔

قربانی کا رواج دنیا کے تمام مذاہب میں ہے: (۳۴) یعنی اللہ کے نام کی قربانیاں کرنا اور خون بہانا تمام مذاہب میں شروع ہی سے مروج ہے' ہر قوم کی عید کا دن مقرر ہے' اور وہ اس میں اللہ کے نام کی قربانیاں کیا کرتی ہیں۔

اللہ کا نام لے کر ذبح کرنا چاہیے: پھر فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر جانور ذبح کریں' نبی ﷺ کے پاس دو چتکبرے اور سینگوں والے مینڈھے لائے گئے' آپ نے ان کی گردن پر پاؤں رکھ کر بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر انہیں ذبح کر دیا۔ (ق) صحابہ فرماتے ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ یہ قربانیاں کیا ہیں فرمایا تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہیں۔ پوچھا ان سے ہمیں کیا ملے گا فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی پوچھا اور اون کے بدلے؟ فرمایا ہر اون کے بال کے بدلے بھی ایک نیکی ملے گی (۱) ابن ماجہ)

تمام انبیاء توحید لے کر آئے: پھر فرمایا تمہارا معبود ایک ہی ہے اگر چہ نبیوں کی شریعتیں جدا گانہ رہیں اور بعض بعض کو منسوخ کرتی رہیں' لیکن تمام انبیاء توحید ہی کے قائل تھے اور شرک سے بیزار فرمایا وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ الخ (انبیاء ۲۱/۲۵) ہم نے آپ سے پہلے ہر رسول ﷺ کے پاس یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں' میری ہی عبادت کرو' یہاں فرمایا کہ خلوص سے اس کی فرماں برداری کرو' اس کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دو اور اس کی اطاعت بجالاؤ' پھر فرمایا آپ سمجھنے والوں کو بشارت سنا دیں یعنی اسلام پر مطمئن رہنے والوں کو' تواضع کرنے والوں کو' ڈرنے والوں کو اور ان کو جن پر ظلم بھی ہوتا ہے تو ظلم نہیں کرتے اور بدلہ نہیں لیتے' اور راضی بہ قضا رہنے والوں کو اور سر تسلیم جھکانے والوں کو بشارت سنا دیں۔

مسلمانوں کی اچھی عادتیں: (۳۵) یعنی انہیں جن کے دل اللہ کے ذکر کے وقت کانپ اٹھتے ہیں' جو مصائب پر صبر کرتے ہیں۔ جو نماز قائم رکھتے ہیں' فرائض ادا کرتے ہیں سرگرم رہتے ہیں' اللہ کی دی ہوئی حلال و پاکیزہ روزی میں سے اہل وعیال پر' عزیزوں پر اور فقیروں پر خرچ کرتے ہیں' اللہ کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾

''اور ہم نے قربانی کے اونٹوں کو تمہارے لئے اللہ کے نشانات مقرر کر دیئے ہیں' ان میں تمہارے لئے بھلائی ہے' پھر انہیں کھڑا کر کے اللہ کا نام لے کر نحر کرو پھر جب ان کی کروٹیں زمین سے لگ جائیں تو ان میں سے' کھاؤ اور نہ مانگنے والے اور مانگنے والے دونوں کو کھلاؤ' اسی طرح ہم نے انہیں تمہارے تابعدار بنا رکھا ہے تا کہ تم شکر ادا کرو''۔

---

(۳۶) اللہ نے اپنی مہربانی سے چوپائے جانور بنائے اور قربانی والے جانوروں کو اپنے نشانات مقرر فرمائے یہ قربانی کے اونٹ بطور نیاز کے بیت اللہ جاتے ہیں' بلکہ ان کی قربانی بھی افضل ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ الخ (مائدہ ۵/۲) اے ایمان والو اللہ کے نام کی چیزیں حلال نہ سمجھو نہ حرمت والے مہینوں کو نہ قربانی کے جانوروں کو جو مکہ جا رہے ہوں اور نہ ان کے ہاروں کو اور نہ عزت والے گھر کی طرف آنے والوں کو۔

قربانی کی فضیلت: پھر فرمایا کہ قربانی کے جانوروں میں تمہارے لئے بھلائی ہے' یعنی آخرت میں قربانیوں کا بہت بڑا صلہ ملے گا' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا بقرعید کے دن اللہ کے نزدیک خون بہانے سے زیادہ پیارا کوئی عمل نہیں' قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے کھروں' سینگوں اور بالوں سمیت پیش ہوگا' قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی درجہ قبولیت پا لیتا ہے' اس لئے خوشی خوشی قربانیاں کرو (ابن ماجہ' ت)

جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بقرہ عید کی نماز پڑھی' فارغ ہونے کے بعد آپ کے پاس ایک مینڈھا لایا گیا' آپ نے اسے ذبح کرتے وقت فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّيْ وَعَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ

مِنْ اُمَّتِیْ۔ یعنی بسم اللہ واللہ اکبر اے اللہ یہ میری طرف سے ہے اور ان امتیوں کی طرف سے بھی جو قربانی نہ کر سکتے ہوں۔(د ا ت)

قربانی سے قبل دعائے مسنون: رسول اللہ ﷺ نے بقرہ عید کے دن دو مینڈھیں ذبح کئے جب انہیں قبلہ رخ لٹایا تو فرمایا اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذَالِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُّحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ پھر بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر جانور ذبح کر دیا(سیرت ابن اسحاق)۔آپ جب قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو موٹے تازے سینگوں والے چت کبرے مینڈھے خریدتے' پھر جب لوگوں کو نماز پڑھا کر اور خطبہ دے کر فارغ ہوتے تو ان میں سے ایک جانور آپ کے پاس لایا جاتا جب کہ آپ نماز ہی کی جگہ تشریف فرما ہوتے' آپ اسے خود چھری سے ذبح کرتے وقت فرماتے اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنْ اُمَّتِیْ جَمِیْعِهَا مَنْ شَهِدَلَكَ بِالتَّوْحِیْدِ وَ شَهِدَ لِیْ بِالْبَلَاغِ۔ اے اللہ یہ میری تمام امت کی طرف سے ہے جس نے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ لیا ہو' پھر دوسرا لایا جاتا آپ اسے ذبح کرتے وقت فرماتے هٰذَا عَنْ مُّحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔ پھر ان دونوں کا گوشت محتاجوں کو دے دیتے اور خود بھی گھر میں کھانے کے لئے لے آتے (احمد' ابن ماجہ) اونٹ ذبح کرتے وقت تین پیروں پر کھڑا کر دیا جائے اور اس کا ایک بایاں ہاتھ بندھا ہوا ہو پھر بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ کہہ کر نحر کیا جائے۔(ابن عباسؓ وغیرہ)

پھر فرمایا پھر جب وہ نحر کر دیئے جائیں اور زمین پر گر جائیں اور ٹھنڈے ہو جائیں کیونکہ اس وقت تک قربانی کے جانور کو چھیڑنا منع ہے' جب تک وہ ٹھنڈا نہ ہو جائے اور اس کی حرکت بند نہ ہو جائے ایک حدیث میں ہے کہ روح نکلنے سے پہلے جلدی نہ کرو کہا جاتا ہے کہ یہ عمرؓ کا قول ہے' اس قول کی تائید مسلم کی یہ حدیث کرتی ہے کہ اللہ نے ہر چیز کے ساتھ حسن سلوک فرض فرما دیا ہے جب تم قتل کرو تو اس طرح قتل کرو کہ تکلیف کم سے کم پہنچے اور جانور ذبح کرو تو بھی اسی طرح ذبح کرو چھری تیز کر کے پھرتی سے ذبح کر دو اور جانور کو راحت پہنچاؤ فرمایا زندہ چوپائے کا کٹا ہوا گوشت مردار ہے(دات)۔پھر اس میں سے تم بھی کھاؤ اور محتاجوں کو بھی کھلاؤ یہ امر اباحۃ ہے یعنی قربانی کا گوشت کھانا اور کھلانا مستحب ہے۔

قانع و معتر کی تفسیر: قانع وہ شخص ہے جو اپنے گھر میں ہے اور اسے تمہارے گوشت کی پرواہ نہیں ہے اور معتر وہ ہے جو تمہارے پاس گوشت کے لئے آ جاتا ہے مگر سوال نہیں کرتا (ابن عباسؓ)

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ آپ نے لوگوں سے فرمایا میں نے تم کو قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے منع کر دیا تھا' اب تم کھاؤ اور جب تک چاہو رکھ چھوڑو' ایک روایت میں ہے کھاؤ' جمع کر لو اور صدقہ کر دو ایک روایت میں ہے کھاؤ' کھلاؤ اور صدقہ کرو'

قربانی کا وقت: قربانی کا وقت نماز کے بعد ہے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہم اپنے اس دن میں سب سے پہلے نماز پڑھتے ہیں پھر واپس آ کر قربانیاں کرتے ہیں جس نے ایسا کیا اس نے سنت پر عمل کیا اور جس نے نماز سے قبل قربانی کر لی اس کی قربانی نہیں ہوئی' وہ صرف کھانے کا گوشت ہو گیا کہ گھر والوں کے لئے مہیا کیا گیا ہے(ق) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا تمام ایام تشریق قربانی کے ایام ہیں۔(خا)

پھر فرمایا ہم نے اسی وجہ سے یہ جانور تمہارے ماتحت کر دیئے کہ تم ان کا جو چاہو کرو خواہ سواری لو یا دودھ دوہو یا قربانی کرو فرمایا اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ الخ (یٰسین ۳۶/۷۱،۷۳) کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے ان کے لئے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے چوپائے پیدا کئے اب وہ ان کے مالک ہیں' اور ہم نے ان کے آگے انہیں بے بس بنا دیا کسی پر وہ سوار ہوتے ہیں اور کسی کو کھاتے ہیں اور ان کے لئے ان میں (اور بھی) فائدے ہیں اور پینے کی چیزیں بھی۔ پھر کیوں شکر نہیں کرتے' اس آیت میں بھی یہی بیان ہے کہ ہم نے انہیں تمہارے آگے بے بس کر دیا تا کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾

''اللہ کے پاس نہ قربانیوں کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے اللہ نے اسی طرح ان کو تمہارا فرماں بردار بنا دیا تا کہ اللہ کی دی ہوئی توفیق پر تم اس کی بڑائی بیان کرو اور آپ مخلصوں کو خوشخبری سنا دیں''۔

رب کے نام کی عظمت کے لئے قربانی مقرر کی گئی: (۳۷) یعنی قربانیاں اس لئے مقرر کی گئی ہیں کہ قربانی کرتے وقت حق تعالیٰ کا نام عظمت کے ساتھ لیا جائے اور اسے پیدا کرنے والا اور روزی رساں مانا جائے یہ بات نہیں ہے کہ قربانیوں کے گوشت سے یا ان کے خون سے اللہ کو کچھ نفع پہنچتا ہے کیونکہ وہ تو تمام مخلوق سے بے نیاز ہے' جاہلیت میں جب کوئی بتوں کے نام کا جانور ذبح کرتا تو اس کا گوشت ان کے سامنے رکھ دیتا اور اس کا خون ان پر چھڑک دیا کرتا تھا' اللہ نے فرمایا کہ ان جھوٹے معبودوں کی طرح اللہ کے پاس قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا' جاہلیت میں ایک یہ رسم بھی تھی کہ قربانی کا خون بیت اللہ پر چھڑک دیا کرتے تھے' صحابہ نے بھی ایسا کرنا چاہا اس پر یہ آیت اتری کہ اللہ دل کا تقویٰ دیکھتا ہے' اسی کو قبول فرماتا ہے اور اسی پر جزا دیتا ہے' اسے قربانیوں کے گوشت پوست اور ان کے خون سے کوئی تعلق نہیں' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ تمہاری صورتیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دل اور عمل دیکھتا ہے' یعنی اپنی نیتوں کو ٹٹولو اور عملوں میں خلوص پیدا کرو' اللہ کے ہاں خلوص ہی کی قدر ہے اور فرماں برداری ہی کی عزت ہے' ابو ایوب فرماتے ہیں عہد رسالت میں ایک شخص اپنے اور اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کر دیا کرتا تھا اسے وہ خود بھی کھاتے تھے اور لوگوں کو بھی کھلا دیتے تھے' پھر لوگوں نے فخر کرنا شروع کر دیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگ فخریہ قربانیاں کرنے لگے جسے تم مشاہدہ کر رہے ہو۔ (ت، ابن ماجہ) عبداللہؓ بن ہشام اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کیا کرتے تھے۔ (ب)

قربانی کے جانور کی عمر: قربانی کے جانور کی عمر کیا ہونی چاہیے' اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسنۃ ہی ذبح کرو' ہاں اگر دشواری پیش آ جائے تو پھر چھ ماہ کا بھیڑ کا بچہ بھی کر سکتے ہو۔

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾ ع

''یقیناً اللہ مومنوں کی طرف سے مدافعت فرماوے گا' اللہ ہر خیانت کرنے والے اور ناشکرے کو پسند نہیں فرماتا''۔

مومنوں کو حفاظت کی بشارت: (۳۸) مومنوں کو بشارت ہے کہ خود اللہ ان کی طرف سے بدخواہوں کی شرارت اور دشمنوں کی بدخواہی ہٹا دے گا' اور ان کا محافظ و نگران بن جائے گا بشرطیکہ وہ اس پر بھروسہ رکھیں اور اس کی طرف جھکے رہیں فرمایا (۱) اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ الخ (زمر ۳۹/۳۶) کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ الخ (طلاق ۶۵/۳) اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے اللہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے بلاشبہ اللہ اپنا کام پورا کر کے ہی رہتا ہے' اس نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر فرما رکھا ہے' پھر فرمایا کہ اللہ بدعہد و خائن کو پسند نہیں فرماتا جو وعدہ خلافی کریں اور ناقدرے ہوں یعنی ایسے لوگوں کی امداد نہیں فرماتا۔

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُۨ ۝۳۹ۙ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝۴۰

''مسلمانوں کو مظلوم ہونے کی وجہ سے جنگ کی اجازت دے دی گئی' جن سے کافر برسر پیکار ہیں' یاد رکھو اللہ ان کی مدد پر خوب قادر ہے جو بلا وجہ' اپنے گھروں سے نکالے گئے صرف اس بات پر کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے' اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا تو گرجے' عبادت خانے یہودیوں کے معبد اور مسجدیں جن میں کثرت سے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے سب گرا دی جاتیں اور جو اللہ کی مدد کرے گا یقیناً اللہ اس کی مدد کرے گا' واقعی اللہ بڑا زبردست اور بھاری غلبے والا ہے''۔

جہاد کی سب سے پہلی آیت: (۳۹) یہ آیت اللہ کے نبی اور صحابہ کے بارے میں اتری جب یہ قدسی صفات انسان مکہ معظمہ سے نکالے گئے (ابن عباسؓ) یہ جہاد کی سب سے پہلی آیت ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ بغیر جنگ ہی کے مسلمانوں کی امداد پر قادر ہے' لیکن وہ انہیں اپنی اطاعت میں کمال سرگرم عمل دیکھنا چاہتا ہے کہ وہ مقدور بھر کوششوں میں کوتاہی نہ کریں فرمایا فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ (محمد ۴۷/۴ تا ۶) پھر جب تم کافروں سے بھڑ و تو ان کی گردنیں اڑاؤ یہاں تک کہ جب تم خون ریزی کر چکو تو گرفتار کرو پھر بعد میں یا تو احسان رکھ کر مفت چھوڑ دو یا فدیہ لے کر یہاں تک کہ لڑائی موقوف ہو جائے' سن چکے اور اگر اللہ چاہتا تو ان سے انتقام لے لیتا لیکن وہ بعض کو بعض سے آزمانا چاہتا ہے اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کے اعمال ہرگز ہرگز ضائع نہ ہوں گے' اللہ انہیں ان کی منزل مقصود تک پہنچائے گا' ان کے حال کی اصلاح کرے گا اور انہیں جنت میں داخل فرمائے گا جیسے وہ ان کو پہنچوا چکا ہے۔

اللہ نے ایک مناسب وقت پر جہاد فرض کیا' کیونکہ مکہ میں مشرکوں کی اکثریت تھی' اور مسلمانوں کی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی۔ اگر اس وقت جہاد کا حکم اتر آتا تو ایک مسلمان کا مقابلہ دس سے بھی زیادہ مشرکوں سے ہوتا جس سے مسلمانوں کو سخت دشواریاں پیش آتیں' اسی وجہ سے جب عقبہ والی رات کو یثرب کے اسی (۸۰) سے کچھ اوپر مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ

پر بیعت کی تو انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا کہ اگر حضرت اجازت دیں تو ہم منیٰ والوں پر حملہ کر کے انہیں قتل کر ڈالیں فرمایا مجھے اس کا حکم نہیں ہے یعنی ابھی جہاد کا حکم نہیں اترا ہے' پھر جب مشرکوں نے یہاں تک مظالم ڈھائے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو بھی وہاں سے نکال دیا' آپ کے قتل کا عزم کر بیٹھے اور صحابہ کرام کو تتر بتر کر دیا' کچھ حبشہ کی طرف چلے گئے' اور کچھ لوگوں نے مدینہ آ کر پناہ لی اور جب مہاجر مدینہ میں جم گئے اور محمدی جھنڈے کے نیچے آ کر آپ پر جان چھڑکنے کے لئے تیار ہو گئے اور ایک دارالسلام مقرر ہو گیا' جس میں قدم ٹکانے کی جگہ مل گئی تو اب اللہ نے جہاد فرض کر دیا' اللہ فرما رہا ہے کہ ان مظلوموں کو جن سے صرف اس قصور پر جنگ کی جا رہی ہے کہ انہوں نے یہ اقرار کر لیا ہے کہ ہمارا رب اللہ ہے' جہاد کی اجازت دے دی گئی' اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے اور وقت ضرورت مدد کر چکا ہے۔

مشرکوں کے فرزندانِ توحید پر مظالم: (۴۰) یہ مظلوم وہ اللہ کے بندے ہیں جن کو بلاوجہ مکہ کی مقدس سرزمین سے نکال دیا گیا ہے' یعنی مکہ سے مدینہ نکال دیا گیا یہ مظلوم رحمت عالم ﷺ اور صحابہ تھے' انہوں نے قوم کے ساتھ کوئی برائی نہیں کی اور نہ ان کا کوئی جرم ہے بس ان سے وجہ دشمنی یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کی توحید کا اسی کی عبادت کا اور اس کے ساتھ شرک نہ کرنے کا کیوں عہد کر لیا ہے۔

پھر فرمایا کہ جو اللہ کے دین کی مدد کرے گا اللہ اس کی یقیناً مدد فرمائے گا دوسری جگہ فرمایا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ الخ (محمد ۴۷/۷، ۸) اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم ثابت رکھے گا اور کافروں کے لئے ہلاکت ہے اور اللہ نے ان کے عمل برباد کر ڈالے' پھر فرمایا کہ اللہ بڑی قوت والا ہے' اس نے اپنی اس قوت سے تمام مخلوق پیدا کی پھر اس کا اندازہ مقرر فرما دیا اور عزت کی وجہ سے اس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا بلکہ ہر شخص اس کے آگے ذلیل و محتاج ہے' پھر جس کا قوی و عزیز معاون ہو وہ ضرور شاندار فتح پائے گا اور اس کا دشمن ضرور منہ کی کھائے گا' اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا (۱) وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا الخ (صافات ۳۷/۱۷۱ تا ۱۷۳) بلاشبہ ہماری بات پہلے ہی سے پیغمبروں کے لئے مقرر کر دی گئی ہے کہ یقیناً وہی فتح حاصل کریں گے اور ہمارا لشکر ہی یقیناً غالب رہے گا (۲) كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ الخ (مجادلہ ۵۸/۲۱) اللہ نے لکھ لیا ہے کہ یقیناً میں اور میرے رسول ہی غالب آئیں گے' یقیناً اللہ بڑی طاقت والا اور بڑا غالب ہے۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝۴۱

''اگر ہم ان لوگوں کو دنیا میں اقتدار عطا کریں تو یہ نماز قائم رکھیں گے' زکوٰۃ دیں گے' اچھی باتوں کا حکم کریں گے اور بری باتوں سے روکیں گے اور اللہ ہی کے اختیار میں تمام کاموں کا انجام ہے''۔

صحابہ کی شان میں شان نزول: (۴۱) عثمانؓ فرماتے ہیں یہ آیت ہمارے بارے میں اتری ہم اپنے وطن مالوف سے بلاوجہ نکالے گئے' ہمارا قصور صرف اتنا تھا کہ ہم نے اللہ کے رب ہونے کا اقرار کر لیا تھا' پھر جب ہمیں اقتدار مل گیا تو ہم نے نماز قائم کی' زکوٰۃ دی' اچھی باتوں کا حکم کیا اور بری باتوں سے روکا' نیک کاموں کا بہترین انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔ (ابن ابی حاتم)

پھر فرمایا کہ تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے دوسری جگہ فرمایا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ (اعراف ۷/۱۲۸، قصص ۲۸/۸۳) پارساؤں کا انجام اچھا ہوتا ہے اوران کے عملوں کا صلہ اللہ کے پاس ہے۔

وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ﴿٤٢﴾ وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ﴿٤٣﴾ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ ۖ وَكُذِّبَ مُوسَىٰ فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٤﴾ فَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَشِيدٍ ﴿٤٥﴾ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ﴿٤٦﴾

''اگر یہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں تو (آپ غم نہ کریں) ان سے پہلے قوم نوحؑ نے عادیوں نے اور ثمودیوں نے بھی جھٹلایا تھا' اور قوم ابراہیمؑ نے' قوم لوطؑ نے اور مدین والوں نے بھی اور موسیٰ علیہ السلام کو بھی جھٹلایا گیا تھا' پھر میں نے کافروں کو ڈھیل دے دی' پھر پکڑ لیا' بتاؤ میرا عذاب کیسا رہا' غرضیکہ بہت سی ظالم بستیاں ہم نے ہلاک کر دیں' اب وہ اپنی چھتوں پر گری ہوئی ہیں اور بہت سے کنوئیں اور مضبوط قلعے ویران ہیں' کیا انہوں نے دنیا کی سیر نہیں کی کہ ان کے پاس سمجھنے والے دل اور سننے والے کان ہوتے' بلاشبہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں البتہ سینوں والے دل اندھے ہو جایا کرتے ہیں''۔

رحمت عالم ﷺ کو تسلی : (۴۲، ۴۳، ۴۴) قوم کی تکذیب ومخالفت پر اللہ اپنے محبوب نبی ﷺ کو تسلی دے رہا ہے کہ آپ ان کے جھٹلانے پر دلگیر نہ ہوں اور فکر نہ کریں یہ تو نبیوں کے ساتھ قوموں کی عادتیں ہیں' کوئی نئی بات نہیں' آپ سے پہلے فلاں فلاں نبی کو بھی ان کی قوموں نے جھٹلایا تھا' اخیر میں فرمایا اور تو اور موسیٰ علیہ السلام کو بھی جھٹلایا گیا تھا باوجودیکہ ان کے پاس بڑے بڑے معجزے اور روشن نشانیاں تھیں' میں نے کافروں کو مہلت دی' فوراً انہیں پکڑا وہ اور اترا گئے' آخر میرے عذاب نے انہیں دے پٹخا' اب بتاؤ میری پکڑ اور میری سزا کیسی رہی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ظالم کو ڈھیل دیتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب اسے پکڑ لیتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا' پھر آپ نے وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ الخ (۱۱/۱۰۲) پڑھی (ق)۔

اللہ کے عذاب نے ظالموں کو کہیں بھی نہیں چھوڑا : (۴۴) بہت سی ظالم بستیاں ہم نے غارت کر دیں ان کا ظلم یہی تھا کہ رسولوں کو جھٹلایا کرتے تھے اب ان کی چھتیں گری پڑی ہیں' منزلیں کھنڈر ہیں' اوران میں اُلّو بول رہے ہیں' بہت سے کنویں بیکار پڑے ہیں' اب نہ کوئی ان کے پاس آنے والا اور نہ پانی کھینچ کر لے جانے والا جب کہ کسی زمانے میں بھیڑ رہا کرتی تھی' اور کثرت

سے پانی بھرنے والے ہوتے تھے' لیکن آج نہ آدم ہے نہ آدم زاد' بہت سے مضبوط و عالی شان شاہانہ قصر ویران ہیں' اب نہ ان میں چہل پہل ہے اور نہ رہنے والے' اور وہاں بوم و زغن کے آشیانے ہیں' ان میں بسنے والے کہاں جا سوئے؟ ان اونچے اونچے مکانوں کے مکین کہاں گئے؟ اور یہ مضبوط قلعے کیوں خالی ہو گئے؟ عبرت کا مقام ہے ان میں رہنے والوں کو اللہ کے عذاب سے نہ ان کی مضبوطی بچا سکی نہ بلندی' نہ ان کی پائداری ان کے کام آئی اور نہ خوبصورتی' اللہ کا عذاب ان کی چھتیں توڑ کر ان میں گھس گیا اور ان کا بھس اڑا کر رکھ دیا فرمایا اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ الخ (نساء۴/ ۷۸) تم جہاں کہیں بھی ہو گے موت تمہیں آ دبائے گی' خواہ تم مضبوط و مستحکم قلعوں میں بند کیوں نہ ہو' موت تو تمہارے قلعوں کے لوہے کا پھاٹک بھی توڑ ڈالے گی' تمہاری چھتیں بھی پھوڑ ڈالے گی' اور تمہاری آرام گاہوں میں پہنچ کر تمہارا گلا گھونٹ دے گی۔

(۴۶،۴۵) کیا تم دنیا میں چلے پھرے نہیں یا تم نے غور و فکر نہیں کیا اور تباہ ہونے والوں کے کھنڈر نہیں دیکھے تم نے سوچا نہیں کہ ان قوموں کی تباہی کی کیا وجہ ہے' آخر اللہ کے عذاب نے انہیں کیوں آ گھیرا اور وہ کیوں قہر الٰہی کے شکار ہوئے۔

حوادثات و انقلابات سامنے رکھو' گزشتہ لوگوں کے واقعات سناؤ' پہلے لوگوں کے مصائب و آفات یاد دلاؤ' ان کے شہروں اور کھنڈرات کی سیر کراؤ اور غور کرو کہ ان کا کیا انجام ہوا کہاں گئے کہاں جا سوئے آئیں گے بھی کہ نہیں' ان جھٹلانے والی قوموں کو اللہ کے عذاب نے کیسا تہس نہس کر دیا' نام و نشان تک نہ چھوڑا' جب نگاہ عبرت میں سے یہ کھنڈر دیکھو گے تو تمہارے دل سمجھ والے اور کان سننے والے ہو جائیں گے اور ان سے خوب عبرت حاصل کرو گے' اگر آنکھ اندھی ہو جائے تو کوئی خطرے کی بات نہیں' لیکن افسوس اگر دل اندھا ہو جائے تو اندھیرا ہی اندھیرا ہے نہ عبرتوں سے سبق حاصل کر سکتے ہو اور نہ واقعات کی تہہ تک پہنچ سکتے ہو۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ ع

ع ۱۲

''یہ لوگ آپ سے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں حالانکہ اللہ ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرے گا' اور آپ کے رب کے نزدیک ایک دن تمہاری گنتی کے ہزار سال کے برابر ہے' میں نے بہت سی ظالم بستیوں کو ڈھیل دی تھی' پھر میں نے انہیں پکڑ لیا اور میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے''۔

---

(۴۷) یہ کافر' ملحد اور بے ایمان جو اللہ کو' اس کی کتاب کو' اس کے رسول ﷺ کو اور قیامت کو جھٹلا رہے ہیں' آپ سے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں فرمایا (۱) وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ الخ (انفال ۸/ ۳۲) اور جب انہوں نے یہ دعا مانگی اے اللہ اگر توحید ہی برحق ہے اور تیرے پاس سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر کوئی دردناک عذاب بھیج' (۲) رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا الخ (ص ۳۸/ ۱۶) اور انہوں نے دعا مانگی کہ اے ہمارے رب قیامت سے پہلے دنیا ہی میں عذاب میں سے ہمارا حصہ دے دے۔

اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا: پھر فرمایا اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا اس نے قیامت کے قائم کرنے کا' دشمنوں سے انتقام لینے کا اور دوستوں کے اکرام و احترام کا وعدہ کر لیا ہے لہٰذا عذاب آ رہا ہے' قیامت ضرور آئے گی اور اپنے ساتھ ہولناکیاں ضرور لائے گی۔

فقراء مالداروں سے پانسو برس قبل جنت میں جائیں گے: (۴۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان فقراء مالداروں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے (تن)

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾

''آپ فرما دیں لوگو! میں تو تمہارے لئے صرف کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں' پھر جو ایمان لا کر اچھے عملوں میں لگے رہے' ان کے لئے بڑی بھاری مغفرت ہے' اور عزت والی روزی ہے اور جنہوں نے ہماری آیتیں پست کرنے کی کوشش کی وہ جہنم والے ہیں''۔

رسول صرف نذیر ہے اور عذاب مقررہ وقت پر آئے گا: (۴۹) جب کافروں نے رسول اکرم ﷺ سے عذاب کی جلدی مچائی تو اللہ نے آپ کو یہ جواب بتایا کہ آپ فرما دیں کہ اللہ نے مجھے تمہاری طرف صرف نذیر بنا کر بھیجا ہے کہ میں تمہیں اس کے آنے والے عذاب سے ہوشیار کر دوں' مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ عذاب جلدی آئے یا دیر میں' تمہارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے خواہ وہ جلدی عذاب بھیج دے یا دیر میں' خواہ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرمالے' اور اگر وہ چاہے تو ازلی بدبخت کو گمراہ کر دے وہ جو ارادہ کرتا ہے' اور جو پسند فرماتا ہے وہی کر گزرتا ہے فرمایا لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ الخ (الرعد الخ ۱۳/ ۴۱) کوئی اس کا حکم ٹال نہیں سکتا اور وہ جلدی سے حساب لینے والا ہے۔

ایمان با عمل قابل قدر ہے: (۵۰) یعنی جن کے دلوں کے ایمان کی ان کے افعال تصدیق کرتے ہیں' ان کے تمام پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے' اور ان کی تھوڑی سی نیکیوں پر عزت والا صلہ ملے گا' قرآن میں جہاں کہیں رزق کریم آیا ہے: اس سے جنت کا رزق ہی مراد ہے۔

اسلام و قرآن کے بدخواہ جہنمی ہیں: (۵۱) جو ہماری آیتیں پست کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور لوگوں کو رسول وقت کی پیروی کرنے سے روک رہے ہیں وہ جہنمی ہیں' ابن عباسؓ فرماتے ہیں جو ہماری آیتوں کی توہین کرنے میں کوشاں ہیں وہ جہنم والے ہیں' جحیم سخت گرم اور دردرساں آگ کو کہتے ہیں جس کا عذاب انتہائی سخت ہوگا' اللہ ایمان والوں کو اپنے عذاب سے بچائے آمین فرمایا اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا الخ (نحل ۱۶/ ۸۸) جو لوگ کافر ہیں اور اللہ کی راہ سے روک رہے ہیں ہم ان پر عذاب پر عذاب کا اضافہ کریں گے کیونکہ یہ فساد مچایا کرتے تھے۔

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ

فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾

''اور ہم نے آپ سے پہلے جس رسول کو اور جس نبی کو بھیجا اسی کے ساتھ یہ معاملہ ہوا کہ جب اس نے کچھ پڑھا تو شیطان نے اس کی قرأت میں کچھ ڈال دیا' پھر اللہ شیطان کی ڈالی ہوئی بات دور فرما دیتا ہے اور اپنی آیتیں پکی بنا دیتا ہے اور اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے تاکہ اللہ شیطان کی ڈالی ہوئی بات کو ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور سنگ دلوں کے لئے بھی فتنہ بنا دے' اور یقیناً یہ ظالم دور والی مخالفت میں ہیں اور تاکہ اہل علم کو یقین ہو جائے کہ وہ آپ کے رب کی طرف سے برحق ہے پھر اس پر ایمان لے آئیں اور اس کے آگے ان کے دل جھک جائیں' بلاشبہ اللہ ایمان والوں کو سیدھی راہ سجھانے والا ہے''۔

غرانیق والے قصہ کی طرف اشارا: (۵۲) اس آیت کی تفسیر میں اکثر علماء نے غرانیق والا قصہ نقل کر کے فرمایا ہے کہ حبشے کے مہاجر یہ سوچ کر کہ اب تو مکہ کے مشرک بھی مسلمان ہو گئے ہیں پھر مکہ لوٹ آئے تھے لیکن یہ روایت تمام سندوں سے مرسل ہے' میں نے کسی صحیح سند سے اسے مسند نہیں پایا سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں :۔ ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے مکہ میں سورہ والنجم پڑھی' جب آپ نے وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى کی تلاوت فرمائی تو شیطان نے آپ کی آواز میں آواز ملا کر یہ کلمے پڑھ دیئے تلك الغرانيق العلى و ان شفاعتهن لترتجى مشرک یہ کلمے سن کر بڑے خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ آج تک کبھی ہمارے بتوں کو اچھا کہا ہی نہیں گیا تھا' پھر آپ کے سجدے کے ساتھ مشرکوں نے بھی سجدہ کیا اس پر یہ آیت اتری (ابن ابی حاتم ابن جریر)۔ (یہ روایت مسند بزار میں مسند بھی آئی ہے کہ سعیدؒ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں مگر بزار اس پر یہ تبصرہ فرماتے ہیں کہ ہمیں متصل اسی سند سے معلوم ہے صرف امیہ بن خالد جو ثقہ اور مشہور ہیں اسے متصل بیان کرتے ہیں)۔ یہ یاد رکھئے کہ بشرط صحت یہ شرکیہ جملے رحمت عالم ﷺ کی زبان پر نہیں آئے تھے' اور کسی مسلمان نے نہیں سنے تھے بلکہ شیطان نے آپ کی سی آواز بنا کر مشرکوں کے کان میں پھونک دیئے تھے' مشرک سمجھے کہ خود رحمت عالم ﷺ نے پڑھے ہیں' اللہ نے یہ آیت اتار کر ان کی غلط فہمی ظاہر فرما دی۔ پھر فرمایا کہ جب انہوں نے بات کی تو شیطان نے ان کی باتوں میں اپنی بات ڈال دی' اس جملے سے نبی کریم ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ اس کا غم نہ کریں یہ کوئی نئی بات نہیں' آپ سے پہلے رسولوں اور نبیوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا چلا آتا ہے' اللہ شیطان کی ڈالی ہوئی بات مٹا دیتا ہے۔

مرض سے شک وتردد مراد ہے: (۵۳) مرض سے شک وتردد' کفر ونفاق اور شرک وگمراہی مراد ہے یعنی جن کے دلوں میں روگ ہے ان کے لئے یہ شیطانی باتیں فتنہ ہیں' جیسے مشرک انہیں سن کر پھولے نہیں سمائے' سجدے میں گر گئے' اور اللہ کے پاس والی بات سمجھ بیٹھے حالانکہ شیطانی بات تھی' پھر فرمایا کہ ظالم دور والی گمراہی میں مبتلا ہیں' دور دراز کی مخالفت ودشمنی پر تلے ہوئے ہیں اور

حق وصواب سے کوسوں دور ہیں' پھر فرمایا جن کو وہ علم ملا ہے جس سے صحیح وغلط میں تمیز کر لیں اور جن کا اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان ہے انہیں یقین ہے کہ آپ کے پاس بھیجی ہوئی ہماری وحی آپ کے رب کے پاس سے سچی ہے جو اس نے اپنے علم وحفاظت سے اتاری ہے اور اس بات کی بھی احتیاط برتی ہے کہ اس میں غیروں کی باتیں نہ ملنے پائیں وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ○ لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ الخ (فصلت ۴۱/۴۲) یقیناً وہ تو ایسی غالب کتاب ہے کہ اس میں کسی جانب سے بھی اور کسی صورت سے بھی باطل کی آمیزش نہیں ہو سکتی' اور اللہ حکیم وحمید کی طرف سے اتری ہے' پھر فرمایا پھر اہل علم وایمان اس پر ایمان لے آئیں' اس کے مطیع ومنقاد بن جائیں' اسکے سامنے ان کے دل جھک جائیں اور سرخم ہو جائیں' اللہ دنیا اور آخرت میں ایمان والوں ہی کو سیدھی راہ سجھاتا ہے' اور دنیا میں انہیں کو اتباع حق کی توفیق دیتا ہے' اور باطل کی مخالفت اور اس سے پرہیز کرنے کا جذبہ عطا فرماتا ہے اور آخرت میں بھی سیدھی راہ سجھا دے گا جو جنت کے درجوں تک پہنچانے والی ہوگی اور دردناک عذابوں سے اور دوزخ کے گڑھوں سے دور رکھے گا۔

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ
بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ﴿٥٥﴾ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ يَحْكُمُ
بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٥٦﴾ وَالَّذِينَ
كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٥٧﴾ ع ۹ / ۱۴

''کافر اللہ کی وحی کی طرف سے برابر شک ہی میں رہیں گے یہاں تک کہ اچانک ان کے پاس قیامت آ جائے یا اس دن کا عذاب آ جائے جو خیر وبھلائی سے خالی ہوگا اس دن اللہ ہی کی بادشاہت ہوگی' وہی ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا' پھر ایمان ونیک عمل والے عیش والی جنتوں میں ہوں گے اور جو کافر تھے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے' ان کے لئے ذلت والے عذاب ہوں گے''۔

کافروں کا شک وتردد کبھی نہ جائے گا: (۵۵) یعنی اس قرآن میں کافروں کو جو شک وتردد ہے وہ قیامت تک ان کے دلوں سے نہ جائے گا اور شیطان کی سجھائی ہوئی باتیں حشر تک جاگزین رہیں گی' پھر قیامت اور قیامت کے ہولناک عذاب اچانک آ کھڑے ہوں گے' اللہ نے جس قوم کو بھی پکڑا غفلت ومدہوشی میں اور عیش آرام میں پکڑا' اس لئے اللہ کی مہلت سے دھوکہ نہ کھاؤ' اس کی ڈھیل سے دھوکہ کھا جانے والے بے دین ہی ہوتے ہیں۔

فرماں برداروں کے لئے سدا بہار جنتیں ہیں: (۵۶) فرمایا مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ (فاتحہ ۱/۴) وہ جزا کے دن کا مالک ہے اور جیسے (۲) اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ (فرقان ۲۵/۲۶) اس دن سچی بادشاہت مہربان اللہ ہی کی ہوگی اور وہ دن مشرکوں پر بڑا بھاری ہوگا' پھر جنہوں نے سچے دل سے اللہ کی اور اس کے رسول کی تصدیق کی اور علم کے تقاضوں پر عمل بھی کیا اور ان کے دلوں میں اور اقوال واعمال میں موافقت بھی قائم رہی' ایسے لوگ سدا بہار نعمتوں والی بہشتوں میں موج اڑائیں گے جو نہ چھنیں نہ فنا ہوں' اور نہ ان پر کبھی زوال آئے۔

نافرمانوں کی درگت: (۵۷) جنہوں نے سچی بات کا انکار کیا' رسولوں کی مخالفت کی اوران کی پیروی میں ازراہ غرور اپنی ہتک سمجھی' ایسوں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے' ان کے غرور وانکار حق کا یہی بدلہ ہے فرمایا اِنَّ الَّذِیۡنَ یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ الخ (غافر ۴۰/۱۰) جو میری عبادت سے غرور کرتے ہیں وہ ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔

وَالَّذِیۡنَ هَاجَرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوۡۤا اَوۡ مَاتُوۡا لَیَرۡزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزۡقًا حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ ﴿۵۸﴾ لَیُدۡخِلَنَّهُمۡ مُّدۡخَلًا یَّرۡضَوۡنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِیۡمٌ حَلِیۡمٌ ﴿۵۹﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنۡ عَاقَبَ بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِیَ عَلَیۡهِ لَیَنۡصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوۡرٌ ﴿۶۰﴾

''جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی' پھر مارے گئے یا مر گئے' یقیناً اللہ انہیں پاکیزہ روزی عطا فرمائے گا واقعی اللہ ہی بہترین روزی رساں ہے اور وہ انہیں ضرور راحت کدوں میں داخل فرمائے گا' جن سے وہ خوش ہو جائیں گے' یقیناً اللہ بڑے علم والا اور بڑے تحمل والا ہے' یہی بات یہی ہے اور جس نے بدلہ اسی کے برابر لیا جو اس کے ساتھ کیا گیا تھا' پھر اس پر زیادتی کی گئی تو یقیناً اللہ اس کی مدد کرے گا' یقین مانو اللہ بڑا ہی معاف کرنے والا اور خوب ہی بخشنے والا ہے''۔

اللہ کے لئے ہجرت کرنے والوں کا عظیم صلہ: (۵۸) جو اللہ کی خوشنودی اور اس کی رضا کی خاطر وطن مالوف سے ہجرت کر کے گھر بار چھوڑ کر اور احباب واقارب سے منہ موڑ کر اللہ کی راہ میں نکل کھڑا ہوا اور اللہ کی اور اس کے رسول کی خاطر اس کے دین کی عظمت وبلندی کے لئے اپنا شہر چھوڑ آیا پھر جہاد کرتے کرتے شہید ہوگیا' یا گھر میں اپنی موت سے مر گیا' وہ اعلیٰ درجے کے صلے کا اور ثنائے جمیل کا حق دار بن گیا فرمایا وَمَنۡ یَّخۡرُجۡ مِنۡۢ بَیۡتِهٖ مُهَاجِرًا الخ (نساء ۴/۱۰۰) اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ کی اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کر کے نکل آئے' پھر اسے موت آ جائے اس کا اجر اللہ پر واجب ہو چکا' پھر فرمایا کہ اللہ انہیں اچھا رزق عطا فرمائے گا یعنی جنت دے گا اور اپنے فضل کو اور روزی کو ان پر بہا دے گا جن سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی وہ بہترین روزی رساں ہے۔

شہداء زندہ ہیں اور انہیں روزی ملتی ہے: (۵۹) انہیں راحت کدوں میں پہنچا دیا جائے گا جن سے وہ خوش ہو جائیں گے یعنی جنتوں میں فرمایا فَاَمَّاۤ اِنۡ کَانَ مِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ الخ (واقعہ ۵۶/۸۸،۸۹) پھر اگر وہ مقرب ہوگا تو راحت' روزی اور نعمتوں والی جنت میں ہوگا' پھر فرمایا کہ اللہ سچے مہاجروں کو اور سچے مجاہدوں کو خوب جانتا ہے کہ ان میں سے کون کون ثواب جزیل کے حق دار ہیں اور اللہ بڑے تحمل والا ہے اپنے حلم سے درگذر فرما دیتا ہے' اور ہجرت وتوکل کی وجہ سے خطائیں مٹا دیتا ہے اور جو اللہ کی راہ میں شہید ہوا خواہ مہاجر ہو یا غیر مہاجر وہ رب کے پاس زندہ ہے اور اسے روزی پہنچائی جاتی ہے فرمایا وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا الخ (ال عمران ۳/۱۶۹) جو اللہ کی راہ میں شہید ہوگئے' انہیں تم مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس روزیاں پہنچائے

جاتے ہیں' جو اللہ کی راہ میں مر گیا خواہ وہ مہاجر ہو یا غیر مہاجر اس آیت کی اور صحیح حدیثوں کی رو سے اسے بھی روزی دی جاتی ہے' اللہ کا اس پر بڑا احسان و کرم ہے۔ شرجیل بن السمط کہتے ہیں سرزمین روم کے ایک قلعہ پر ہمارا ایک عرصہ دراز تک محاصرہ رہا' میرے پاس سے سلمان فارسی گزرے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ جو شخص مرابطہ کرتا ہوا مر جائے اس کا اجر اور رزق قیامت تک برابر اللہ کی طرف سے جاری رہتا ہے اور وہ شر پسندوں سے محفوظ رہتا ہے اگر چاہو تو وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا الخ پڑھ لو (ابن ابی حاتم)

(۶۰) صحابہ کرام کے ایک چھوٹے سے دستے کی حرمت والے مہینے میں' مشرکوں سے مڈبھیڑ ہو گئی مسلمانوں نے ہر چند چاہا کہ جنگ نہ کریں مگر مشرک باز نہ آئے' آخر کار مجبور ہو کر مسلمانوں کو بھی لڑنا پڑا اور اللہ نے انہیں شان دار فتح نصیب فرمائی یہ آیت اسی دستے کے بارے میں نازل ہوئی کہ اس مجبوری میں اللہ درگزر کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ (ابن جریر' مقاتل بن حیان)

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِىُّ الْكَبِيْرُ ﴿۶۲﴾

''یہ اس لئے ہے کہ اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل فرماتا ہے اور وہ یقیناً خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے' یہ اس واسطے ہے کہ اللہ ہی سچا ہے اور مشرک اسے چھوڑ کر جنہیں پکارتے ہیں وہ جھوٹے ہیں بلاشبہ اللہ ہی بلندی والا اور کبریائی کا مالک ہے''۔

دنیا کا خالق و متصرف اللہ ہی ہے: (۶۱) اس بات پر آگاہ کیا جا رہا ہے کہ کائنات کا خالق اللہ ہی ہے اور وہ اس میں حسب مرضی تصرف کرتا رہتا ہے فرمایا قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ الخ (آل عمران ۳/۲۶، ۲۷) آپ فرما دیں اے اللہ تو ہی ملکوں کا مالک ہے تو جسے چاہے ملک دے، اور جس سے چاہے چھین لے' جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ تیرے ہی ہاتھ میں اچھائیاں ہیں اور تو ہر چیز پر خوب قادر ہے' تو ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے' اور جاندار بے جان سے اور بے جان جاندار سے نکالتا ہے اور تو جسے چاہے بے حساب روزی عطا فرماتا ہے' داخل کرنے کے یہ معنی ہیں کہ رات سے دن میں کچھ حصہ لے لیا جاتا ہے اور دن سے رات میں' کبھی رات بڑی ہو جاتی ہے اور دن چھوٹا جیسا کہ جاڑوں میں ہوتا ہے اور کبھی دن بڑا ہو جاتا ہے اور رات چھوٹی جیسا کہ موسم گرما میں ہوتا ہے' پھر فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں کی باتیں اچھی طرح سے سن رہا ہے' اور انہیں دیکھ بھی رہا ہے اس کے سامنے ان کے تمام حالات اور حرکات و سکنات ہیں' اس سے ایک چیز بھی پوشیدہ نہیں جب یہ معلوم ہو گیا کہ اس کائنات میں اللہ ہی کا تصرف ہے اور وہی ایسا حاکم ہے جس کے حکم کو ٹالنے کی کسی میں بھی جرأت نہیں تو یہ فرمایا گیا۔

اللہ ہی سچا معبود ہے: (۶۲) کہ اللہ ہی سچا معبود ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (کیونکہ وہی زبردست غلبے والا ہے' اس نے جو چاہا ہو گیا اور جو نہ چاہا نہ ہوا' ہر چیز اس کی محتاج ہے' اور اس کے آگے ذلیل ہے۔ یہ بت' یہ دیوی دیوتا' یہ تھان اور یہ مورتیاں سب جھوٹے معبود ہیں کوئی نفع و نقصان پر قادر نہیں' اللہ ہی بلندی اور کبریائی والا ہے فرمایا وَهُوَ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمُ الخ (بقرہ

۲/۲۵۵) وہی بلندی والا اور عظمت والا ہے (۲) اَلْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ الخ (الرعد۱۳/۹) وہی کبریائی والا اور بلندی والا ہے' لہٰذا ہر چیز اس کے غلبہ واقتدار میں ہے اور اس کی عظمت کے آگے سرنگوں ہے' اس کے سوا نہ کوئی معبود ہے اور نہ رب۔ اس سے زیادہ کوئی عظمت والا نہیں اور نہ اس سے بڑھ کر کوئی بلندی والا ہے' اس کی کبریائی کے آگے سب کے سر جھکے ہوئے ہیں وہ پاک و برتر ہے اور ان ظالم مشرکوں اور حد سے گزرنے والوں کی باتوں سے پاک وصاف ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۫ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ
اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾ ع اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ
وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ
عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ
اَحْيَاكُمْ ۫ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾

''کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر زمین سرسبز ہوگئی' یقین مانو اللہ لطف والا اور خبردار ہے' آسمانوں میں اور زمین پر جو کچھ ہے سب اسی کا ہے بلاشبہ اللہ ہی بے نیاز وخوبیوں والا ہے' کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ نے تمہارے لئے زمین کی ساری چیزیں مسخر کر دیں' اور دریا میں کشتی اسی کے حکم سے چلتی ہے' وہی آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے مگر اس کا حکم ہو جائے تو خیر' بلاشبہ اللہ لوگوں پر بڑا ہی مشفق ومہربان ہے' اسی نے تم کو زندہ کیا' پھر وہی تم کو مار دے گا' پھر وہی تم کو زندہ کر دے گا' یقیناً انسان بڑا ہی ناشکرا ہے''۔

بارش اللہ کے غلبہ وعظمت کی دلیل ہے: (۶۳) آسمان سے پانی کا برسنا بھی اللہ کی قدرت کی اور غلبہ عظمیٰ کی دلیل ہے' وہی ہوائیں بھیجتا ہے جو بادل اٹھا کر فضا میں لے آتی ہیں' پھر یہ بادل اس کے حکم سے مردہ اور غیر آباد زمین پر برس پڑتے ہیں پھر خشکی اور سیاہی کی جگہ تروتازگی اور سبزی لے لیتی ہے' یہی زمین جو کل سیاہ' خشک ویران اور قحط زدہ تھی' آج طرح طرح کی بوٹیوں سے لہلہا اٹھتی ہے فرمایا فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ الخ (حج ۲۲/۵) پھر جب ہم اس پر پانی برسا دیتے ہیں تو وہ لہلہا اٹھتی ہے اور ابھر آتی ہے' پھر فرمایا پھر زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔

شہنشاہ اللہ ہی ہے: (۶۴) تمام چیزوں پر اسی کی بادشاہت ہے وہ تمام چیزوں سے بے پرواہ ہے' ایک ایک چیز اس کی محتاج ہے اور اس کی غلامی کے دائرے میں آئی ہوئی ہے۔

(۶۵) تمام حیوانات' جمادات اور نباتات اللہ نے تمہارے فائدے کے لئے تمہارے قبضے میں دے دیئے ہیں فرمایا وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ الخ (جاثیہ۴۵/۱۳) اس نے آسمان وزمین کی تمام چیزیں تمہاری مطیع ومنقاد کر دی ہیں یعنی اس نے

اپنے احسان وکرم سے ایسا کیا' پھر فرمایا کہ جہاز وکشتیاں اللہ کے حکم سے چلتی ہیں' اسی نے انہیں تمہارے تابعدار بنا دیا ہے یہ بحر متلاطم میں پہاڑوں جیسی موجوں کو چیرتی پھاڑتی تمہیں لے کر آرام سے چلی جاتی ہیں' ہر طرح کا سامان تجارت انہیں کے ذریعہ اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر آتا جاتا ہے' اور ضروریات کی چیزیں ایک ملک سے دوسرے ملک پہنچتی رہتی ہیں پھر فرمایا کہ اسی کے حکم سے آسمان زمین پر گرتا نہیں اگر وہ چاہتا تو آسمان زمین پر گرا کر قیامت لے آتا' لیکن اس نے اپنی مہربانی سے آسمان کو زمین پر بلا کسی ستون کے کھڑا کر رکھا ہے' پھر فرمایا کہ اللہ لوگوں پر بڑا شفیق ومہربان ہے اور ان کے ظلم کے باوجود ان سے اپنی رحمت کو نہیں ہٹاتا' دوسری جگہ فرمایا وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ الخ (الرعد ۱۳/۶) یقیناً آپ کا رب لوگوں پر باوجود ان کے ظلم کے بڑی مغفرت والا ہے' اور آپ کا رب سخت پکڑ والا بھی ہے۔

اللہ نے تمہیں عدم سے وجود بخشا: (۶۶) تمہارا نام ونشان بھی نہ تھا اسی نے تم کو پیدا کیا سورہ بقرہ میں فرمایا کَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ الخ کیسے اللہ کے ساتھ کفر کر سکتے ہو حالانکہ تم بے نام ونشان تھے پھر اللہ نے تمہیں زندہ کیا پھر تم کو مار دے گا' پھر زندہ کر دے گا پھر اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ الخ (جاثیہ ۴۵/۲۶) آپ فرما دیں کہ اللہ ہی تم کو پیدا کرتا ہے پھر وہی مار دے گا پھر وہی قیامت کے دن اکٹھا فرما دے گا جس کے آنے میں کوئی شک نہیں قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ الخ (غافر ۴۰/۱۱) انہوں نے کہا اے ہمارے رب تو نے ہمیں دو دفعہ مارا اور دو دفعہ زندہ کیا' مطلب یہ ہے کہ تم کو اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہوئے اور اس کی عبادت میں غیروں کو شریک کرتے ہوئے شرم نہیں آتی حالانکہ وہی پیدا کرنے میں' روزی دینے میں اور ہر طرح کے اختیار میں مستقل اور تنہا ہے' اسی نے تم کو ایجاد کیا' حیات بخشی اور وجود کا لباس پہنایا' پھر وہی مار ڈالے گا اور وہی قیامت کے دن زندہ کرے گا۔ پھر فرمایا کہ انسان بڑا ناشکرا ہے اللہ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتا۔

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ۭ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾

''ہم نے ہر قوم کی عبادت کا طریقہ بنا دیا ہے' وہ اسی طرح عبادت بجا لاتے رہے ہیں' سو انہیں آپ سے اس معاملہ میں جھگڑنا نہیں چاہئے' اور آپ اپنے رب کی دعوت دیتے رہیں' یقیناً آپ سیدھی راہ پر ہیں' اور اگر وہ آپ سے جھگڑا کریں تو آپ فرما دیں کہ تمہارے عملوں کی اللہ کو اچھی طرح سے خبر ہے اور اللہ تمہارے اختلافات میں قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا''۔

ہر قوم کی ایک شریعت ہے: (۶۷) یعنی ہر نبی کی امت کی ایک شریعت ہے منسک وہ مقام ہے' جس پر انسان کو کثرت سے آنے جانے کی عادت ہو خواہ بھلائی کے لئے آئے جائے یا برائی کے لئے اسی وجہ سے حج کے احکام کو مناسک کہا جاتا ہے کیونکہ لوگ بار بار وہاں جاتے ہیں اور جا کر ٹھہرتے ہیں' مطلب یہ ہے کہ اللہ نے حسب ضرورت ومصلحت پچھلی قوموں کو پچھلے انبیاء کے

ذریعہ عبادات کے مختلف طریقے بیان کر کے ان پر عمل کرنے کا حکم دیا تھا اب ان سب کو حسب مصلحت منسوخ کر کے ایک ہی طریقہ عبادت بیان کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا ہر ایک کو آپ کی پیروی کے بغیر چارہ کار نہیں لیکن یہ لوگ بجائے اسے تسلیم کرنے کے جھگڑتے رہتے ہیں۔ آپ کی پیروی واتباع کے لئے تیار نہیں یہ سب تقدیری چیزیں ہیں اور اللہ کے ارادے اور مشیت سے جھگڑ رہے ہیں' آپ اپنے دل پر میل نہ لائیں' اور جس حق پر آپ گامزن ہیں ان کے جھگڑنے سے آپ اس سے ہرگز نہ ہٹیں' اسی وجہ سے فرمایا کہ آپ اپنے رب کی دعوت دیئے جائیں کیونکہ آپ روشن اور سیدھی راہ پر ہیں جو منزل مقصود تک لے جانے والی ہے' دوسری جگہ فرمایا وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ الخ (قصص ۲۸/ ۸۷)

یہ مشرک آپ کو اللہ کے احکام سے نہ روک دیں جب کہ وہ آپ پر اتر بھی چکے ہیں اور آپ اپنے رب کی طرف بلاتے رہیں۔

مشرکوں کے عملوں سے اللہ خوب آگاہ ہے: (۶۸) یعنی پھر بھی اگر کوئی جھگڑالو آپ سے چمٹ جائے اور الجھنے لگے تو آپ فرما دیں کہ تمہارے عملوں سے اللہ بخوبی آگاہ ہے جیسے فرمایا وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ الخ (یونس ۱۰/ ۴۱) اگر مشرک آپ کو جھٹلائیں تو آپ فرما دیں میرا عمل میرے کام آئے گا اور تمہارا عمل تمہارے کام' تم میرے عملوں سے بری ہو اور میں تمہارے عملوں سے یہ کہہ کر کہ اللہ تمہارے عملوں سے بخوبی واقف ہے' ڈانٹا گیا اور کان کھولے گئے ہیں کہ سارا کیا دھرا سامنے آ جائے گا اور سب کی سزا بھگتنی پڑے گی جیسے اس آیت میں دھمکایا هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ الخ (احقاف ۴۶/ ۸) تم جن عملوں میں گھس رہے ہو ان سے اللہ بخوبی واقف ہے' میرے اور تمہارے درمیان اس کا گواہ ہونا کافی ہے' اس مقام پر بھی یہی فرمایا گیا۔

اللہ ہی اختلافات کا فیصلہ فرمائے گا: (۶۹) یعنی قیامت کے دن تمہارے اختلافات کا اللہ ہی فیصلہ فرمائے گا فرمایا فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ الخ (شوریٰ ۴۲/ ۱۵) لہٰذا آپ اسی طرح بلاتے رہیں اور جن باتوں کا آپ کو حکم ہے ان پر جمے رہیں' اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کریں اور فرما دیں کہ میں اللہ کی اتاری ہوئی کتاب پر ایمان لے آیا ہوں' اور مجھے تم میں انصاف کرنے کا حکم ہے' ہمارا اور تمہارا رب اللہ ہے ہمارے عمل ہمارے کام آئیں گے اور تمہارے عمل تمہارے' ہم میں اور تم میں کچھ جھگڑا نہیں' اللہ ہم سب کو جمع کر دے گا اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ۭ
اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝

''کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ آسمان و زمین کی ہر چیز جانتا ہے' یقین مانو یہ بات کتاب میں مندرج ہے اور اللہ کے لئے بالکل آسان ہے''۔

رب کے کمال علم کا بیان: (۷۰) پروردگار عالم کے علم کے کمال کا بیان ہے کہ اس کے علم کے دائرے میں آسمان و زمین کی ہر چیز گھری ہوئی ہے' آسمان و زمین کا ایک ذرہ بھی اس سے اوجھل نہیں' کوئی چھوٹی بڑی چیز ایسی نہیں جو ایک روشن کتاب میں مندرج نہ ہو' کائنات کے وجود سے پہلے ہی اللہ کائنات کے تمام حالات سے باخبر تھا' اور ان حالات کو لوح محفوظ میں لکھ چکا تھا' رحمت عالم

ﷺ نے فرمایا (۱) آسمان وزمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے اللہ کائنات کی تقدیریں لکھ چکا تھا' اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا (م)۔ (۲) سب سے پہلے اللہ نے قلم پیدا کیا اور اسے لکھنے کا حکم دیا اس نے پوچھا کیا لکھوں فرمایا جو کچھ ہونے والا ہے' چنانچہ قلم نے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا لکھ دیا (سنن)۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ نے لوح محفوظ کو اتنا بڑا بنایا ہے کہ اسے طے کرنے کے لئے سو سال کی مسافت درکار ہے' اللہ نے مخلوق پیدا کرنے سے پہلے قلم کو لکھنے کا حکم فرمایا' قلم نے پوچھا کیا لکھوں فرمایا قیامت تک کے مخلوق کے بارے میں میری معلومات لکھ لے' آخرکار قلم نے اللہ کے علم کی قیامت تک کے لئے تمام باتیں لکھ لیں۔ یہ اللہ کے علم کے کمال کی دلیل ہے کہ وہ چیزوں کے حالات ان کے وجود میں آنے سے پہلے ہی جانتا ہے اور ان کے حالات لکھ بھی چکا ہے کہ بندے کیا کریں گے' اللہ کو انسان کے پیدا ہونے سے پہلے ہی معلوم ہے کہ فلاں اپنے اختیار سے فرماں بردار ہوگا اور فلاں باغی' تمام باتیں سپرد قلم کی جا چکی ہیں اور اللہ کا علم تمام باتوں کو گھیرے ہوئے ہے' یہ بات اللہ کے لئے

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾ ع

دشوار نہیں بالکل آسان ہے۔

''لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کی عبادت کر رہے ہیں جن کی عبادت کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور نہ ان کے پاس اس کی کوئی دلیل ہے اور ان ظالموں کا کوئی حمایتی نہیں' اور جب ان کے آگے ہماری صاف صاف آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو تم ان کافروں کے چہروں سے ناراضگی کے آثار نمایاں دیکھ لیتے ہو جیسے ہماری آیتوں کے پڑھنے والوں پر جھپٹ پڑیں گے' آپ فرما دیں کیا میں تم کو اس سے بھی زیادہ اندوہناک خبر سنا دوں وہ آگ ہے جس کا وعدہ اللہ نے کافروں سے کر لیا ہے اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے''۔

مشرکوں کی جہالت و نادانی اور کفر و شرک کا بیان: (۷۱) مشرکوں کی جہالت و نادانی اور ان کے کفر و شرک کا بیان ہے کہ بلاسند کے غیر اللہ کی عبادت میں مگن ہیں' ان کے پاس شرک کی نہ کوئی نقلی دلیل ہے اور نہ عقلی فرمایا وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الخ (مومنون ۲۳/ ۱۱۷) جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو پکارے حالانکہ اس کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں اس کا حساب اس کا رب ہی لے گا بلاشبہ کافر فلاح نہیں پاتے' شرک ان کا خود ساختہ اور گھڑا ہوا ہے اور باپ دادا کی تقلید ہے ورنہ ان کے پاس شرک کی کوئی دلیل نہیں' شیطان نے انہیں شرکیہ افعال خوبصورت بنا کر دکھا دیئے ہیں' اسی وجہ سے یہ فرما کر مشرکوں کے کان کھولے گئے کہ تم ظالم ہو اور ظالموں کا کوئی ساتھ دینے والا اور حمایتی نہیں' جو انہیں اللہ کے عذاب سے چھڑا لے۔

مشرک دلائل توحید سن کر طاقت پر اتر آتے ہیں: (۷۲) جب مشرکوں کے آگے توحید و رسالت کی دلیلیں بیان کی جاتی

ہیں تو یہ ان دلیلوں کے بیان کرنے والوں پر حملہ کرتے ہوئے سے معلوم ہوتے ہیں' جیسے انہیں تکلیف پہنچانے کے لئے زبان و ہاتھ دراز کر دیں گے ان بداخلاقوں کی زبانوں پر گالیاں ہوتی ہیں' اور ہاتھوں سے مارنا چاہتے ہیں' اے نبی آپ فرما دیں کہ میں تم کو اس سے بھی بدتر چیز کی خبر دیتا ہوں جو آگ ہے اور جس کا عذاب کافروں اور مشرکوں کے لئے ہے یعنی جہنم کا عذاب اور اس کی سزا نہایت سخت و تکلیف دہ اور خطرناک ہے' ہم تمہاری گیدڑ بھبھکیوں سے مرعوب ہونے والے نہیں' تم جو مومنوں کو آنکھیں نکال نکال کر دکھا رہے ہو ان پر نیلے پیلے ہو رہے ہو' اور ان کی ایذا کے درپے ہو تو آخرت کا عذاب تم پر منڈلا رہا ہے جو تمہاری ان ایذاؤں سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے' ذرا عقل و سمجھ سے کام لو اور ان نامعقول حرکتوں سے باز آ جاؤ' پھر فرمایا آگ بدترین منزل ہے یعنی ڈراؤنا گھر اور خطرناک قرارگاہ ہے فرمایا اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا الخ (فرقان ۲۵/ ۶۶) جہنم کا مقام اور ٹھہرنے کی جگہ بدترین ہے۔

يَآيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ
شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا
اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾

''لوگو ایک مثال بیان کی جا رہی ہے اسے غور سے سنو' جن کو اللہ کو چھوڑ کر تم پکار رہے ہو وہ ناممکن ہے کہ ایک مکھی بھی پیدا کر سکیں اگرچہ سارے اکٹھے ہو جائیں' اور اگر ان سے مکھی کچھ چھین کر لے جائے تو اس سے اسے چھڑا بھی نہیں سکتے' طلب کرنے والا بھی کمزور ہے طلب کیا جانے والا بھی' لوگوں نے اللہ کے مرتبے کے مطابق اس کی قدر نہیں کی' یقیناً اللہ طاقتور اور غالب ہے''۔

حقارتِ اصنام اور اصنام پرستوں کی حماقت کا بیان: (۷۳) بتوں کی حقارت اور ان کے پجاریوں کی حماقت کا بیان ہے کہ بتوں کی جنہیں جاہل و مشرک پوجتے ہیں ایک مثال سن لو اور اس میں خوب غور و فکر کرو کہ یہ تمہارے جھوٹے معبود اور دیوتا ایک مکھی پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں گو سب اکٹھے ہو کر پیدا کرنا چاہیں' مکھی تو مکھی' مکھی کا ایک پر بھی نہیں پیدا کر سکتے' ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کون ظالم ہو گا جو میری طرح پیدا کرنا چاہے' اگر کسی کو حقیقت میں الٰہی قدرت میسر ہے تو وہ ایک چیونٹی یا ایک مکھی یا ایک دانہ ہی پیدا کر کے دکھا دے (ل)۔ یا ایک جو ہی پیدا کر کے دکھا دے (ق) مکھی تو کیا پیدا کر سکیں گے' ان کی عاجزی اور بے بسی کا تو یہ عالم ہے کہ اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو اس سے اپنا حق واپس بھی نہیں لے سکتے' اور اس کے مقابلے اور انتقام سے عاجز ہیں' حالانکہ مکھی ایک معمولی اور حقیر سی مخلوق ہے طالب و مطلوب دونوں کمزور ہیں' یعنی بت اور مکھی اللہ کی حقیر ترین مخلوق ہیں یا عابد و معبود دونوں کچھ بھی نہیں۔

(۷۴) لوگوں نے اللہ کا مرتبہ' اس کا مقام اور اس کی عظمت نہیں پہچانی' جب ہی تو اس کے ساتھ ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو اپنی عاجزی کی بدولت ایک حقیر سی مخلوق سے انتقام لینے پر بھی قادر نہیں' حالانکہ اللہ اس قدر قوی ہے کہ اس نے اپنی قوت و قدرت سے تمام مخلوق پیدا کی فرمایا وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ الخ (روم ۳۰/ ۲۷) وہی شروع میں پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا

کر دے گا اور وہ اس کے لئے آسان ترین ہے' اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ (بروج ۸۵/۱۳) وہی شروع میں پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کر دے گا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ الخ (ذاریات ۵۱/ ۵۸) واقعی اللہ ہی روزی رساں ہے اور وہ زبردست قوت والا ہے' پھر فرمایا کہ اللہ سب پر غالب اور سب پر مسلط ہے اور وہ اپنے غلبہ واقتدار کی وجہ سے نہ تو مزاحمت کیا جا سکتا ہے اور نہ کسی سے ہار سکتا ہے' وہی واحد وقہار ہے اور عزیز و جبار ہے۔

اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾

''اللہ ہی فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے رسول ﷺ منتخب فرماتا ہے واقعی اللہ خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے' وہ لوگوں کے آئندہ اور گزشتہ احوال سے خوب واقف ہے' اور تمام کام اسی کی طرف لوٹتے ہیں''۔

(۷۵) یعنی اللہ ہی اپنی مقرر کی ہوئی تقدیر کو جاری کرنے کے لئے اور مقرر کردہ شریعت کو رسولوں تک پہنچانے کے لئے فرشتوں میں سے جسے چاہتا ہے رسول منتخب فرما لیتا ہے اور اپنے احکام لوگوں تک پہنچانے کے لئے لوگوں میں سے جس کو چاہتا ہے چھانٹ لیتا ہے وہ اپنے بندوں کے اقوال بخوبی سنتا ہے' انہیں بخوبی دیکھ رہا ہے اور بخوبی جانتا ہے کہ ان میں سے کون رسالت کا حق دار ہے اور کون نہیں فرمایا اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ الخ (انعام ۶/ ۱۲۵) اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کہاں رکھے۔

اللہ اپنے رسولوں کا محافظ ہے: (۷۶) یعنی اسے پیغمبروں کے آگے پیچھے کا بخوبی علم ہے کہ کیا ان تک پہنچا اور انہوں نے کہاں تک تبلیغ کا حق ادا کیا' ان کی کوئی بات بھی اس سے چھپی ہوئی نہیں فرمایا عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ الخ (جن ۷۲/ ۲۶، ۲۸) وہ عالم الغیب ہے اور اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا البتہ جس نبی کو وہ چھانٹ لے تو اس کے آگے پیچھے پہرے دار فرشتے مقرر فرما دیتا ہے تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ انہوں نے اللہ کے پیغام پہنچا دیئے' اللہ ان کے تمام احوال گھیرے ہوئے ہے اور اسے ہر چیز کی تعداد معلوم ہے' معلوم ہوا کہ اللہ اپنے رسولوں کا نگہبان ہے' انہیں جو کچھ کہا جا رہا ہے اس پر گواہ ہے اور ان کا محافظ و مددگار ہے' فرمایا يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ الخ (مائدہ ۵/ ۶۷) اے رسول ﷺ آپ پر اللہ کے پاس سے جو کچھ اترا اس کی تبلیغ کیجئے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو اس کی رسالت کا حق ادا نہیں کیا اور اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ ﴿۷۷﴾ السجدۃ وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِىْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

السجدۃ عند الامام الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲

شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ
وَآتُوا الزَّكَوٰةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ ۗ هُوَ مَوْلَىٰكُمْ ۖ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ
وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٧٨﴾

''اے ایمان والو! رکوع کرو' سجدہ کرو' اپنے رب کی عبادت کرو اور اچھے کام کرتے رہو' تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ' اور اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کر دو' اسی نے تم کو چھانٹ لیا ہے اور دین کے معاملے میں تم پر کوئی تنگی نہیں ڈالی تم اپنے باپ ابراہیم کے مذہب پر قائم رہو' اللہ ہی نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے' اس سے پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی' تا کہ تم پر اللہ کا رسول گواہ ہو جائے اور تم لوگوں پر گواہ بن جاؤ' لہٰذا نماز قائم رکھو' زکوۃ دو اور اللہ کا دین مضبوط پکڑے رہو' وہی تمہارا کارساز ہے' پھر کیسا اچھا کارساز ہے اور کیسا مددگار ہے''۔

حج کے دوسرے سجدے میں اختلاف ہے: (۷۷) عقبہؓ بن عامر والی حدیث بیان کی ہے کہ سورۂ حج کو دو سجدوں کی وجہ سے فوقیت حاصل ہے اگر کوئی دو سجدے نہ کرے تو وہ یہ سورت نہ پڑھے' کامیابی اور خوش حالی کی کنجی نماز پڑھنا' اللہ کی عبادت کرنا اور ہر طرح کی نیکیوں میں مصروف رہنا ہے' اللہ کی عبادت ہی میں کامیابی اور ترقی کا راز مضمر ہے کاش مسلمان یہ مقام سمجھ لیں اور سرگرم عمل ہو جائیں۔

اسلام انتہائی آسان دین ہے: (۷۸) اللہ کی راہ میں جان سے' مال سے' زبان سے اور تحریر و تقریر سے ہر طرح سے جہاد کرو' یہی جہاد کا حق ادا کرنا ہے فرمایا يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ الخ (۱۰۱/۴) اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے' مسلمانو اللہ نے تم کو تمام قوموں میں منتخب فرما کر فوقیت و شرف عطا فرمایا ہے' تم کو سب سے بڑے رسول ﷺ سے اور جامع و کامل شریعت سے نوازا ہے اور تم پر تمہاری طاقت سے زیادہ احکام مقرر نہیں فرمائے' تمہارے دین میں تنگی نہیں رکھی کوئی ایسا حکم نہیں جو تم سے نہ ہو سکے ہر دشواری کی ایک راہ نکال دی ہے' نماز (اقرار توحید و رسالت کے بعد) اسلام کا سب سے بڑا رکن ہے' حالت اقامت میں چار رکعتیں' حالت سفر میں دو رکعتیں اور حالت خوف میں ایک ہی رکعت فرض ہے جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے اور نماز خوف پیدل' سوار' قبلہ رخ اور غیر قبلہ رخ ہر طرح پڑھی جاتی ہے' اسی طرح سفر میں نفل نماز سے قیام ساقط ہو جاتا ہے' اور قبلہ رخ اور غیر قبلہ رخ سواری پر پڑھی جاتی ہے' اسی طرح بیماری کی وجہ سے قیام ساقط ہو جاتا ہے' بیمار جس طرح ممکن ہو بیٹھ کر لیٹ کر اور اشارے سے نماز پڑھ سکتا ہے' اسی طرح تمام فرائض و واجبات میں رخصتیں اور سہولتیں ہیں' اسی وجہ سے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا مجھے توحید والا آسان دین دے کر بھیجا گیا ہے' جب آپ نے معاذؓ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر یمن بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو انہیں تاکید کی کہ لوگوں کو رغبت دلانا' نفرت نہ دلانا' ان پر نرمی کرنا سختی نہ کرنا' یعنی تمہارے دین میں کوئی تنگی نہیں' جیسے تمہارے باپ ابراہیم کے دین میں کوئی تنگی نہ تھی' اور اس میں وسعت و فراخی ہے۔ قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي الخ (انعام ۶/ ۱۶۲) میں فرمایا یعنی آپ فرما دیں کہ مجھے میرے رب نے سیدھی راہ کی ہدایت فرما دی ہے دِينًا قِيَمًا اسے چمٹ جاؤ۔

اللہ نے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا نام مسلمان رکھا ہے: پھر فرمایا اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے (ابن عباسؓ) یہ بھی ہو سکتا

ہے کہ ابراہیمؑ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے جیسا کہ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا. الخ (بقرہ ۲/ ۱۲۸) سے معلوم ہوتا ہے یعنی اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنا فرماں بردار بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی اپنی فرمانبردار جماعت بنا۔ ابن جریرؒ۔

امت محمدیہؐ کا ذکر آسمانی کتابوں میں موجود ہے: پھر امت محمدیہؐ کو اپنا احسان یاد دلایا کہ ان کا ذکر خیر پرانے زمانے میں آسمانی کتابوں میں بھی موجود ہے جنہیں علماء اور درویش پڑھتے ہیں اور فرمایا کہ اللہ نے قرآن سے پہلے بھی تمہارا نام مسلمان رکھا اور اس قرآن میں بھی، رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جس نے اب بھی جاہلیت کا دعویٰ کیا (اپنے خاندان پر فخر کیا اور دوسرے کو حقیر جانا) وہ جہنم کا ایندھن ہے، ایک شخص نے پوچھا اگر چہ وہ نماز پڑھتا ہو اور روزے رکھتا ہو، فرمایا ہاں گو وہ روزے بھی رکھتا ہو اور نماز بھی پڑھتا ہو، تم مسلمانوں کو اللہ کی پکار سے پکارو (اس نے تمہارا نام مسلمان ومومن رکھا ہے تم بھی اللہ کے بندوں کو مسلمان ومومن کہہ کر پکارو (ن)۔

پھر فرمایا کہ اے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تم اس نعمت عظمیٰ کے شکریہ میں اللہ کے فرائض ادا کرتے رہو اور حرام کاموں سے بچتے رہو، نماز قائم رکھو اور زکوۃ دیتے رہو جس سے اللہ کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک ہوتا ہے اللہ نے مالداروں پر فرض کر دیا ہے کہ وہ اپنے مال میں سے سالانہ چالیسواں حصہ نکال کر فقیروں محتاجوں اور کمزوروں کو دیتے رہیں جیسا کہ سورۂ توبہ میں اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ الخ کی تفسیر میں گذر چکا پھر فرمایا کہ اللہ کو مضبوط تھام لو، یعنی اس سے مدد مانگو، اسی پر بھروسہ رکھو، اسی کو اپنی طاقت سمجھو اور اسی سے مانگو، وہی تمہارا محافظ ومعاون ہے اور وہی تم کو دشمنوں پر غلبہ عطا کرنے والا ہے، وہ بڑا ہی اچھا کارساز اور بڑا ہی اچھا مددگار ہے۔

الحمدللہ آج بروز جمعہ صبح کے وقت بتاریخ ۲۸ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ کو سورۂ حج کی تفسیر پایہ تکمیل کو پہنچی اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے اور قبول فرما کر دین و دنیا میں اپنی امداد نصیب فرمائے آمین۔

وبفضلہٖ تعالیٰ آج بروز ہفتہ بتاریخ ۸ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ قبل صلاۃ العصر اس کی تہذیب سے فارغ ہوا

سورۂ مومنون

یہ سورہ مکی ہے یعنی مکہ میں نازل ہوئی' یہ باعتبار مصحف تیئسویں اور باعتبار ترتیب نزول چوہترویں سورہ ہے۔اس میں ایک سواٹھارہ آیتیں اور چھ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝۴ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۵ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۶ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۹ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۰ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۱

''شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے
بلاشبہ مومن کامیاب ہیں جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں' بے ہودہ باتوں سے بچتے ہیں زکوۃ دیتے ہیں' اپنی عصمتوں کی حفاظت کرتے ہیں علاوہ اپنی بیویوں اور مملوکہ لونڈیوں کے کیونکہ ان میں یہ قابل ملامت نہیں' ہاں جو ان کے علاوہ کوئی اور راہ ڈھونڈھے وہی حد سے آگے بڑھ جانے والا ہے جو اپنی امانتوں اور وعدوں کا خیال رکھتے ہیں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یہی وارث بننے والے ہیں جو فردوس کے وارث ہوں گے جس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے''۔

سورہ مومنوں کی پہلی دس آیتوں کی فضیلت: (۱) عمرؓ فرماتے ہیں جب رحمت عالم ﷺ پر وحی اترتی تو آپ کے سامنے شہد کی مکھیوں کی سی بھنبھناہٹ محسوس ہوتی تھی ایک دفعہ وحی کے بعد ہم تھوڑی سی دیر ٹھہرے تھے کہ آپ نے قبلہ رخ ہو کر اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَاٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَاَرْضِ عَنَّا وَاَرْضِنَا یعنی اے اللہ ہم پر اپنی نعمتوں کا اضافہ فرما کمی نہ کر ہمیں عزت دے ذلیل نہ کر ہمیں اپنی نعمتیں دے ان سے محروم نہ رکھ ہمیں بڑھا اور ہمارے مخالفوں کو نہ بڑھا اور ہم سے راضی ہو جا اور ہمیں بھی راضی فرما دعا مانگ کر فرمایا مجھ پر دس آیتیں اتری ہیں ان پر عمل کرنے والا جنتی ہے پھر آپ نے مذکورہ بالا دس آیتیں پڑھ کر سنائیں (نا) (ترمذی نے یہ حدیث منکر بتا کر فرمایا ہم یونس کو نہیں پہچانتے) یزید بن بانبوس مجاہد کہتے ہیں ہم نے صدیقہؓ سے رحمت عالم ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا آپ نے یہ دس آیتیں پڑھ کر فرمایا کہ آپ کے اخلاق سراسر قرآنی احکام کے مطابق تھے اور ایسے تھے (ن)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب اللہ نے جنت عدن اپنے ہاتھ سے پیدا کی اور اس میں لدے پھندے پھل دار درخت اگائے اور نہروں کا جال بچھایا تو اس کی طرف دیکھا اس نے یہ آیتیں پڑھیں فرمایا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم تجھ میں بخیل داخل ہو کر میرا پڑوسی نہیں بنے گا (ط) اللہ نے جنت عدن اپنے ہاتھ سے سفید موتی' سرخ یاقوت اور سبز زمرد کی اینٹوں سے بنائی جن کا گارا مشک سنگریزے سچے موتی اور گھاس زعفران ہے پھر اس سے بات کرنے کو کہا اس نے یہی آیتیں پڑھیں اور اللہ نے اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر فرمایا بخیل تجھ میں داخل ہو کر میرا پڑوسی نہیں بنے گا پھر آپ نے (وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ) یعنی جو اپنے نفس کی کنجوسی سے بچایا گیا۔ وہی نجات یافتہ ہے) پڑھی غرضیکہ وہ لوگ کامیاب ہیں جو ایمان کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالا اوصاف سے متصف بھی ہیں یعنی یہ دس باتیں جنت کی کنجی ہیں۔

نماز میں خشوع کا حکم اور اس کی کیفیت: (۲) یعنی جو نماز میں خشوع کرتے ہیں' اللہ سے ڈرتے ہیں اور سکون کے ساتھ کھڑے رہتے ہیں' دل حاضر رکھتے ہیں اور خیالات بٹنے نہیں دیتے صرف اللہ کی طرف دھیان رکھتے ہیں ان کی آنکھیں جھکی ہوئی اور بازو پست رہتے ہیں وہی فلاح پائیں گے۔ صحابہ نماز میں آسمان کو دیکھ لیا کرتے تھے جب یہ آیت اتری تو انہوں نے نگاہیں جھکائیں اور سجدے گاہ سے آگے نہ بڑھنے دیں۔

نماز میں خشوع اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب دنیا سے کٹ کر اللہ ہی کی طرف توجہ ہو اور نمازی پر ایسا محویت کا عالم طاری ہو کہ وہ خود فراموش ہو کر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جائے اب اسے نماز میں راحت وٹھنڈک محسوس ہو گی جیسا کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا مجھے خوشبو اور عورتیں محبوب ہیں اور نماز میں میری آنکھ کی ٹھنڈک رکھ دی گئی ہے (نا) (۲) بلالؓ! اٹھو اور ہمیں نماز سے آرام پہنچاؤ (ا) ایک انصاری نے نماز کے وقت اپنی لونڈی سے فرمایا پانی لاؤ تاکہ میں وضو کر کے اور نماز پڑھ کر راحت پالوں پھر جب انہوں نے ہمارا تعجب دیکھا تو ہمیں مذکورہ بالا حدیث سنائی۔

بیہودہ باتیں نمازی کی شان کے خلاف ہیں: (۳) یعنی مومن بے ہودہ اور باطل باتوں سے بچتے رہتے ہیں باطل بات میں شرک' گناہ اور بیکار اقوال وافعال سب شامل ہیں فرمایا وَاِذَا مَرُّوْا (فرقان ۲۵/۷۲) اور جب وہ لغو باتوں سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ شان کے ساتھ گزر جاتے ہیں اللہ نے تمام باتیں کھول کھول کر بتا دیں اور ہر طرح سے خبردار کر دیا۔

زکوٰۃ سے کیا مراد ہے: (۴) زکوٰۃ سے زکوٰۃ مال مراد ہے گو یہ آیت مکی ہے اور زکوٰۃ مدینہ میں ۲ھ میں فرض ہوئی۔ یاد رکھو اصل زکوٰۃ مکہ ہی میں فرض ہو چکی تھی مدینہ میں تو مخصوص نصاب اور مقداریں متعین کی گئیں۔ چنانچہ سورہ انعام میں جو مکی ہے فرمایا۔ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ (انعام ۶/۱۴۱) یعنی کھیتی کا حق اسے کاٹنے کے وقت ادا کرو۔ (۲) وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ (فصلت ۴۱/۶، ۷) یعنی مشرکوں کے لئے ویل ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔

حفاظت عصمت کا بیان: (۵ تا ۷) یعنی جو عصمتوں کی حفاظت کرتے ہیں اور زنا لواطت' جلق' چپٹی بازی' اور جانوروں کی صحبت وغیرہ میں سے کوئی شرمناک کام نہیں کرتے اپنی جائز بیویوں اور مملوکہ لونڈیوں کے علاوہ کسی اور کے پاس جا کر کالا منہ نہیں کرتے اور بیویوں اور لونڈیوں کو بھی شرعی طریقے سے استعمال کرتے ہیں ایسے لوگ قابل ملامت تو کیا لائق تعریف ہیں اور اگر حد سے آگے بڑھ گئے تو واقعی ظالم ہیں۔

جلق وغیرہ کی حرمت: جلق یعنی مشت زنی ہاتھ سے رگڑ کر منی نکالنا جس کو استمنا بالید بھی کہا جاتا ہے حلال والی دونوں قسموں

سے خارج ہے اور اللہ نے فرما دیا ہے کہ ان دونوں قسموں سے آگے بڑھنے والا ظالم ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ قیامت کے دن سات قسم کے آدمیوں کو نگاہ رحمت سے نہ دیکھے گا اور نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے گا اور انہیں عمل کرنے والوں کے ساتھ جمع کرے گا اور سب سے پہلے جہنم میں جھونکے گا ہاں اگر توبہ کرلیں تو اللہ معاف کرنے والا ہے۔ جلق لگانے والا' لواطت کرنے والا' لواطت کیا جانے والا' شراب کا عادی' ماں باپ کو مارنے والا کہ وہ بیچارے فریاد کرتے پھریں پڑوسیوں کو ایذا دینے والا کہ وہ تنگ آ کر کوسیں اور پڑوسی کی بیوی سے حرام کرنے والا (حسن بن عرفہ) (روایت غریب ہے اور سند میں مجہول راوی ہے)

مومن امین ہوتا ہے: (۸) یعنی اگر مومن کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ اس میں خیانت نہیں کرتا بلکہ اسے جوں کی توں ادا کر دیتا ہے اور جب وعدہ یا کوئی معاملہ کرتا ہے تو اسے پورا کرتا ہے منافقوں کی طرح نہیں جن کے بارے میں اللہ کے نبی نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں ہر بات میں جھوٹا ہوتا ہے ہر وعدہ کے خلاف کرتا ہے اور امانت میں خیانت کرتا ہے۔

مومن پابند نماز ہوتا ہے: (۹) یعنی نماز میں وقت پر ہمیشگی کرتے ہیں بے وقت نماز نہیں پڑھتے اور نہ کبھی چھوڑتے ہیں اور پابندی سے ہر وقت شریعت کے مطابق ادا کرتے ہیں۔ (ابن مسعودؓ) میں نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا اللہ کو کونسا عمل بہت پیارا ہے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا پوچھا پھر فرمایا ماں باپ کی فرمانبرداری کرنا پوچھا پھر فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا (ق' حاکم) اللہ نے مذکورہ بالا صفات کا آغاز بھی نماز ہی سے فرمایا اور اختتام بھی معلوم ہوا نماز بڑا افضل عمل ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا دین پر جمے رہو تم کبھی (نیکیاں) گھیر نہ سکو گے یقین مانو تمہارا بہترین عمل نماز ہے اور مومن ہی وضو کی حفاظت کرتا ہے۔

مومنوں کے لئے جنت ہے: (۱۰،۱۱) یہی قدسی صفات انسان جو مذکورہ بالا اخلاق حمیدہ سے متصف ہیں فردوس کے وارث ہیں اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جب تم اللہ سے جنت مانگو تو فردوس مانگو کیونکہ یہ اوپر والی اور درمیانی جنت ہے اس سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں اور اس کے اوپر مہربان اللہ کا عرش عظیم ہے (ق) (۲) تم میں سے ہر ایک کے دو گھر ہیں جنت کا گھر اور جہنم کا گھر پھر اگر کوئی جہنم میں گیا تو جنت والے اس کے گھر کے وارث ہوں گے اسی لئے فرمایا کہ یہی فردوس کے وارث ہوں گے۔ (ابن ابی حاتم)

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِىْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾

"یقین مانو ہم نے انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے بنایا پھر ایک محفوظ جگہ میں اسے نطفہ بنا کر محفوظ کر دیا پھر نطفہ کو منجمد خون بنا دیا پھر اس

منجمد خون سے لوتھڑا بنا دیا پھر اس لوتھڑے سے ہڈیاں بنا دیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا پھر اسے ایک نئی پیدائش میں کھڑا کر دیا لہٰذا کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو سب سے اچھا خالق ہے پھر تم یقیناً اس زندگی کے بعد مر جاؤ گے پھر بلاشبہ قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے''۔

انسان کی آغاز پیدائش کا بیان: (۱۴،۱۲) یعنی انسان شروع میں بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا گیا اللہ نے آدمؑ کو کیچڑ اور بجتی ہوئی مٹی سے پیدا فرمایا تھا فرمایا وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ (روم۳۰/۲۰) اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے بنایا پھر تم انسان بن کر دنیا میں پھیل گئے۔ رحمتؐ عالم ﷺ نے فرمایا اللہ نے آدم علیہ السلام کو تمام زمین سے لی ہوئی مٹھی بھر مٹی سے بنایا اسی لئے لوگوں کے رنگ الگ الگ ہیں اور مٹی کی طرح کوئی سرخ ہے کوئی سفید اور کوئی سیاہ ہے اور کوئی درمیانی اسی طرح کوئی اچھا ہے اور کوئی برا اور کوئی درمیانی ہے (دات) پھر فرمایا پھر ہم نے اسے نطفہ بنایا۔

وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَہٗ (سجدہ۳۲/ ۱۷) اللہ نے انسان کی پیدائش کی ابتداء کیچڑ سے کی پھر اس کی سبیل کمزور پانی کے قطرے سے بنائی (۲) اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ فَجَعَلْنٰهُ (مرسلات ۷۷/۲۰ تا ۲۳) کیا ہم نے تمہیں کمزور وحقیر پانی سے نہیں بنایا پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹھہرا دیا محفوظ جگہ سے مراد رحم ہے جو اسی کام کے لئے بنایا گیا ہے یعنی ہم نے اسے رحم میں ایک مقررہ مدت تک رکھا حتیٰ کہ وہ مضبوط ومکمل ہو گیا اور بتدریج ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوتا ہوا پورا ہو گیا یہاں اسی تدریجی حالت کا بیان ہے یعنی ہم نے اس نطفہ کو اور اس کودنے والے پانی کو جو مرد کی پشت سے اور عورت کی سینے کی ہڈیوں سے نکلتا ہے سرخ و مستطیل جما ہوا خون بنا دیا پھر اسے لوتھڑا بنا دیا جس میں شکل ونشانات نہ تھے پھر اس لوتھڑے کو ہڈیاں بنا دیں پھر اس میں ہاتھ پاؤں سر معہ منہ ہڈیوں پٹھوں اور رگوں کے بنا دیئے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا انسان کا تمام جسم فنا ہو جاتا ہے البتہ دم کی ہڈی باقی رہتی ہے جس سے وہ بنا تھا اور جس سے پھر اسے بنا دیا جائے گا (ق) پھر فرمایا پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا جس سے وہ چھپ بھی گئیں مضبوط بھی ہو گئیں اور خوبصورت بن گئیں پھر ایک دوسری پیدائش میں کھڑا کر دیا یعنی روح پھونک دی اب وہ متحرک ہو گیا اس میں زندگی کی لہر دوڑ گئی اور ایک ایسی مخلوق بن گیا جس میں کان آنکھ ادراک اور حرکت سب کچھ ہے پھر فرمایا اللہ برکت والا ہے جس کی کاری گری سب سے اچھی اور خوبصورت ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں یعنی ہم حمل کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کرتے ہوئے آئے ہیں یہاں تک کہ وہ بچہ بن کر دنیا میں آ جاتا ہے پھر رفتہ رفتہ بڑھ کر جوان ہوتا ہے پھر بوڑھا ہو کر مر جاتا ہے۔ غرضیکہ ابتدائے حمل سے برابر تغیرات ہوتے چلے آ رہے ہیں اور ان کا سلسلہ زندگی بھر جاری رہتا ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کی پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ کی صورت میں جمع رہتی ہے پھر ۴۰ دن تک جما ہوا خون رہتا ہے پھر ۴۰ دن تک گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے پھر اللہ کے حکم سے فرشتہ آ کر روح پھونک دیتا ہے اور چار باتیں لکھ دیتا ہے روزی موت عمل اور سعادت یا شقاوت اس کی قسم جس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں تم میں سے بعض جنت والوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ہاتھ بھر فاصلہ رہ جاتا ہے پھر وہ تحریر سبقت کرتی ہے اور اس کا خاتمہ جہنم والوں جیسے عملوں پر ہو جاتا ہے اسی طرح بعض عمر بھر جہنم والوں کے سے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ہاتھ بھر کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر وہ تحریر سبقت کرتی

ہے اور اس کا خاتمہ جنت والوں کے سے عمل پر ہو جاتا ہے اور جنت میں چلا جاتا ہے۔(ق)

تصدیق نبوت کے لئے ایک یہودی کا سوال: ایک دفعہ ایک یہودی رحمت عالم ﷺ کے پاس آیا آپ صحابہؓ سے باتیں فرمارہے تھے قریشی مشرکوں نے یہودی کو دیکھ کر کہا یہودی! یہ شخص دعویدار نبوت ہے بولا اچھا میں ان سے ایک بات پوچھتا ہوں جسے نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا پوچھا انسان کس چیز سے پیدا ہوتا ہے فرمایا مرد وعورت کے ملے جلے نطفہ سے مرد کی منی گاڑھی ہوتی ہے جس سے ہڈیاں اور پٹھے بنتے ہیں اور عورت کی پتلی ہوتی ہے جس سے گوشت اور خون پیدا ہوتا ہے بولا آپ سے پہلے نبی بھی اسی طرح بتایا کرتے تھے۔(ا)

موجود کے لئے فنا لازمی ہے: (۱۵) یعنی عدم سے وجود میں آنے کے بعد تمہیں ایک نہ ایک دن موت بھی ضرور آئے گی پھر تم دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے فرمایا ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ (عنکبوت ۲۹/ ۲۰) پھر اللہ دوسری دفعہ پیدا کر دے گا۔

(۱۶) یعنی قیامت آئے گی اور روحیں جسموں سے ملا دی جائیں گی تاکہ لوگوں کا حساب لے کر ہر ایک کو اس کے عملوں کی جزا یا سزا دے دی جائے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾

''واقعی ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے اور ہم اپنی مخلوق سے بے خبر نہیں''۔

آسمانوں کی پیدائش: (۱۷) قرآن میں اکثر انسان کی پیدائش کے ساتھ ساتھ آسمان وزمین کی پیدائش کا بھی ذکر ہے فرمایا لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ (غافر ۴۰/ ۵۷) آسمان وزمین کی پیدائش یقیناً انسان کی پیدائش سے بہت بڑی ہے اسی طرح الم تنزیل السجدہ کے شروع میں آسمان وزمین کی پیدائش کا بیان ہے پھر انسان کی پیدائش کا بیان ہے کہ وہ مٹی سے پھر خاک سے پیدا کیا گیا پھر زندگی بعد الموت اور جزا وغیرہ کا بیان ہے۔ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ سے ساتوں آسمان مراد ہیں فرمایا تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ (اسراء ۱۷/ ۴۴) ساتوں آسمان وزمین اور ان میں بسنے والی مخلوق اللہ کی پاکی بیان کر رہی ہے (۲) اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ (نوح ۷۱/ ۵) کیا تم نے دیکھا نہیں اللہ نے ساتوں آسمان کس طرح تہ بہ تہ بنائے (۳) اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ (طلاق ۶۵/ ۱۲) اللہ ہی نے سات آسمان اور انہیں جیسی (سات) زمینیں بنائیں ان میں اسی کا حکم اترتا ہے تاکہ تم کو علم ہو جائے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کے علم نے ہر چیز گھیر رکھی ہے۔

اللہ کو مخلوق کے تمام حالات معلوم ہیں: پھر فرمایا ہم مخلوق سے بے خبر نہیں فرمایا يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ۔ جو زمین کے اندر جاتا ہے اور جو اس سے باہر آتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو آسمان پر چڑھتا ہے اللہ کو سب معلوم ہے اور تم جہاں بھی ہو اس کا علم تمہارے ساتھ ہے اور اللہ تمہارے عمل اچھی طرح سے دیکھ رہا ہے ساتوں زمین وآسمان اس کے دیکھنے میں حائل نہیں وہ پہاڑوں کی چوٹیوں کا اور سمندر کی گہرائیوں کا حال بخوبی جانتا ہے پہاڑوں اور ٹیلوں کے سنگریزوں کی تعداد ریت کے ذروں کا شمار سمندر کے قطروں کی گنتی اور درختوں کے پتوں کا حساب اسے خوب معلوم ہے فرمایا وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ (الانعام ۶/ ۵۹) اللہ ہر گرنے والے پتہ کو بھی جانتا ہے اور کوئی تر اور خشک چیز ایسی نہیں جو روشن کتاب میں نہ ہو۔

وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسۡكَنّٰهُ فِى الۡاَرۡضِ ‌ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ
بِهٖ لَقٰدِرُوۡنَ ۚ‏ ﴿۱۸﴾ فَاَنۡشَاۡنَا لَـكُمۡ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنۡ نَّخِيۡلٍ وَّاَعۡنَابٍۘ لَـكُمۡ
فِيۡهَا فَوَاكِهُ كَثِيۡرَةٌ وَّمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ۙ‏ ﴿۱۹﴾ وَشَجَرَةً تَخۡرُجُ مِنۡ طُوۡرِ سَيۡنَآءَ
تَنۡۢبُتُ بِالدُّهۡنِ وَصِبۡغٍ لِّلۡاٰكِلِيۡنَ‏ ﴿۲۰﴾ وَاِنَّ لَـكُمۡ فِى الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَةً ‌ؕ
نُسۡقِيۡكُمۡ مِّمَّا فِىۡ بُطُوۡنِهَا وَلَـكُمۡ فِيۡهَا مَنَافِعُ كَثِيۡرَةٌ وَّمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ۙ‏ ﴿۲۱﴾
وَعَلَيۡهَا وَعَلَى الۡـفُلۡكِ تُحۡمَلُوۡنَ ﴿۲۲﴾

''اور ہم نے آسمان سے ایک اندازے سے پانی برسایا پھر اسے زمین میں ٹھہرا دیا اور ہم اس کے فنا کر دینے پر بھی خوب قادر ہیں پھر ہم نے اس سے تمہارے لئے کھجوروں کے باغ پیدا کر دیئے ان میں تمہارے لیے بہت کچھ پھل بھی ہیں اور کچھ ان میں سے کھاتے بھی ہو اور وہ درخت پیدا کر دیا جو ہرے بھرے کوہ طور پر پیدا ہوتا ہے جس سے تیل نکلتا ہے اور کھانے والوں کے لئے سالن بھی ہے اور چوپایوں میں بھی تمہارے لئے غور کا مقام ہے۔ ہم تمہیں ان کے پیٹوں سے دودھ پلاتے ہیں اور ان میں تمہارے لئے اور بھی بہت فائدے ہیں اور تم ان میں سے بعض کو کھاتے بھی ہو اور ان پر اور کشتیوں پر سوار بھی ہوتے ہو''۔

اللہ کی انسان پر لگاتار نعمتیں: (۱۸) اللہ اپنی بے شمار نعمتوں کا بیان فرما رہا ہے کہ دم بہ دم انسان پر اس کی نعمتوں کا سلسلہ قائم ہے اور اس پر ان گنت نعمتوں کی بارش ہو رہی ہے۔ ضرورت کے مطابق آسمان سے مینہ برس جاتا ہے پھر نہ تو اس قدر زیادہ برستا ہے کہ زمین خراب کر دے اور نہ اس قدر کم کہ کھیت اور باغ پوری طرح سیراب نہ ہوں اور پیداوار تباہ ہو جائے بلکہ وقت پر بقدر حاجت بارش ہو جاتی ہے بارش کا میٹھا پانی انسان خود بھی پیتا ہے' جانوروں کو بھی پلاتا ہے اور آب پاشی بھی کرتا ہے اور اور بھی فائدے اٹھاتا ہے حتیٰ کہ جن زمینوں کو قابل کاشت ہونے کی وجہ سے زیادہ پانی کی ضرورت پڑتی وہاں زیادہ اور جہاں کم پانی کی ضرورت ہے وہاں کم بارش ہوتی ہے اور جو علاقہ زرخیز نہیں ہوتا وہاں بارش نہیں ہوتی لیکن وہاں ندیوں اور نالوں کے ذریعہ پروردگار عالم پانی پہنچا کر اسے بھی سرسبز و شاداب رکھتا ہے جیسے مصر کا علاقہ جو نیل کے پانی سے ہرا ابھرا رہتا ہے علاوہ ازیں سرزمین حبشہ سے نیل کا پانی اپنے ساتھ وہاں کی سرخ مٹی بھی کھینچ لاتا ہے جو پانی کے ساتھ ساتھ مصری علاقہ کے کھیتوں میں پھیل جاتی ہے جس سے پیداوار میں کافی اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ مصر کی زمین ریگستانی اور شور ہے مگر رازق کی شان کے قربان اس شوریلی اور ریگ والی زمین کو وہ نیل کے پانی سے سرسبز و شاداب رکھتا ہے پھر فرمایا کہ ہم اس پانی کو زمین میں ٹھہرا دیتے ہیں یعنی زمین میں آسمان کا پانی جذب ہو کر ٹھہر جاتا ہے اور ذخیرے کے طور پر جمع رہتا ہے جس سے وہاں کے علاقے کو سیراب کیا جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ ہم اس کے لے جانے پر بھی قادر ہیں یعنی اگر ہم چاہیں تو گھٹائیں زمین سے لگ لگ کر واپس چلی جائیں اور پانی کی ایک بوند بھی نہ برسے اور یہ شور زمین پر' میدانوں اور جنگلوں میں برس جائیں علاوہ ازیں اگر ہم چاہیں تو اسی پانی کو کڑوا بنا دیں کہ نہ کوئی پی سکے نہ

جانوروں کو پلا سکیں اور نہ آب پاشی کے قابل ہو اور اگر چاہیں تو زمین سے جذب کی صلاحیت ہی سلب کر دیں تا کہ پانی بلا جذب ہوئے بہہ کر وہاں سے نکل جائے اور اگر چاہیں تو اسے زمین میں اس قدر گہرا پہنچا دیں کہ تمہاری پانی تک رسائی ہی نہ ہو سکے یعنی ہم سب کچھ کرنے پر قادر ہیں لیکن ہم اپنے لطف و کرم سے گھٹا سے میٹھا صاف و شفاف آب مقطرا تارتے ہیں جس میں سے کچھ زمین کے اندر جا کر ٹھہر جاتا ہے کچھ پانی سے ندی نالے بہہ نکلتے ہیں کچھ دریاؤں میں چلا جاتا ہے جن سے نہریں نکلتی ہیں جن کا جال تمہارے علاقے میں پھیلا ہوا ہے ان سے علاقہ سیراب ہوتا ہے تمہارے اور تمہارے جانوروں کے پینے کے لئے اور نہانے دھونے کے لئے میٹھے پانی کے جگہ جگہ چشمے، کنوئیں اور تالاب ہیں اللہ کی ان نعمتوں کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم کو بلا مشقت کے استعمال کرنے کے لئے افراط سے میٹھا پانی مہیا فرما دیا۔

میٹھے پانی کی برکتیں: (۱۹) اسی میٹھے پانی سے ہم نے تمہارے لئے کھجوروں انگوروں اور دیگر طرح طرح کے پھلوں کے خوبصورت باغ پیدا کر دیئے جو دلفریب اور روح خوش کن ہیں حجاز میں کھجوروں اور انگوروں ہی کے باغ ہوتے ہیں کسی چیز میں اور اس کی نظیر میں کوئی فرق نہیں ہوتا اللہ نے ہر علاقے میں وہاں کی پیداوار کے مطابق ہرے بھرے باغ پیدا کئے جن کا وہاں کے باشندے شکر بھی ادا نہیں کر سکتے پھر فرمایا کہ باغوں میں تمہارے لئے تمام قسم کے میوے ہیں دوسری جگہ فرمایا يُنۢبِتُ لَكُمۡ بِهِ الزَّرۡعَ وَالزَّيۡتُوۡنَ (نحل ۱۶/۱۱) اللہ تمہارے لئے اس پانی سے کھیتی زیتون، کھجور، انگور اور طرح طرح کے پھل پیدا کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ ان میں تم کھاتے بھی ہو یعنی ان کے حسن و جمال سے بھی خوش ہوتے ہو، ان کے رنگ برنگ کے رنگوں سے بھی محظوظ ہوتے ہو اور ان میں سے کھاتے بھی ہو۔

ہریالا پہاڑ طور کہلاتا ہے: (۲۰) ہریالے طور پر جو خودرو کثرت سے درخت پیدا ہوتے ہیں وہ زیتون کے درخت ہیں طور کو درختوں کی وجہ سے ہی طور کہا گیا اگر پہاڑ جھلسے ہوئے ہوں اور ان پر درخت نہ ہوں تو پھر انہیں جبل کہا جاتا ہے طور سینا یا طور سینین وہی پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ کو رب کی ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا تھا اسی طور پر اور اس کے آس پاس کے پہاڑوں پر زیتون کے درخت کثرت سے خودرو پیدا ہوتے ہیں۔ چونکہ زیتون کے دانوں سے تیل نکلتا ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ یہ سالن کا بھی کام دیتا ہے اور جسم پر ملا بھی جاتا ہے عرب و شام والے روٹی زیتون کے تیل سے لگا لگا کر کھالیا کرتے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا زیتون کا تیل کھاؤ بھی اور جسم پر بھی لگاؤ کیونکہ یہ برکت والے درختوں سے بنتا ہے۔ (ل)

جانوروں کے فوائد کا بیان: (۲۱و۲۲) اس آیت کریمہ میں چوپایوں کے فائدوں کا بیان ہے ان کا دودھ بھی پیا جاتا ہے جو گوبر اور خون کے درمیان سے نکلتا ہے، اور گوشت بھی کھایا جاتا ہے ان کے بالوں روؤں اور اون سے بنا ہوا کپڑا بھی استعمال کیا جاتا ہے، ان کو بطور سواریوں کے بھی استعمال کیا جاتا ہے اور یہ بھاری بھاری بوجھ بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک ملک سے دوسرے ملک لے جاتے ہیں چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا وَتَحۡمِلُ اَثۡقَالَكُمۡ اِلٰى بَلَدٍ (نحل ۱۶/۷) اور یہ تمہارے بوجھ اٹھا کر اس شہر کو لے جاتے ہیں کہ تم وہاں تک آدھی جان کر کے ہی پہنچ سکتے تھے۔ اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا خَلَقۡنَا لَهُمۡ (یٰسین ۳۶/۷۱تا۷۳) کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے ان کے لئے اپنے ہاتھوں سے چوپائے پیدا کئے جن کے وہ آج مالک ہیں اور ہم نے انہیں ان کا تابعدار بنا دیا۔ بعض پر سوار ہوتے ہیں اور بعض کو کھاتے اور ان کے لئے ان میں اور بھی فائدے ہیں کیا یہ اب بھی ہمارا شکر ادا نہ کریں گے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚۖ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌ ۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾

''بلا شبہ ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا انہوں نے کہا اے قوم اللہ ہی کی عبادت کرو تمہارا اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں پھر کیا تم اس سے ڈرتے نہیں؟ قوم کے کافر سرداروں نے جواب دیا یہ تو تم جیسا ایک انسان ہے یہ تم پر فوقیت حاصل کرنا چاہتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو فرشتے اتار دیتا ہم نے اپنے پہلے بزرگوں کے زمانے میں یہ سنا ہی نہیں یہ تو محض ایک دیوانہ ہے اچھا اسے ایک مدت معینہ تک مہلت دے دو''۔

حضرت نوح علیہ السلام کا بیان: (۲۳) حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ بیان ہو رہا ہے کہ اللہ نے انہیں ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا تاکہ آپ انہیں اللہ کے عذاب سے اور اس کے سخت انتقام سے ڈرائیں خصوصاً مشرکوں مخالفوں اور جھٹلانے والوں کو تاکہ ان کے کان کھڑے ہوں اور ہوشیار ہو جائیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کا وعظ: (۲۴) آپ نے فرمایا لوگو تم کو شرک کرتے ہوئے شرم نہیں آتی تم اللہ سے ڈرتے نہیں اور اس کی پکڑ سے نڈر بیٹھے ہو قوم کے سرداروں اور معزز لوگوں نے اللہ کے نبی کو یہ جواب دیا کہ ہم تمہاری بات ماننے کو تیار نہیں اور زیر اثر لوگوں سے کہا کہ یہ تم جیسا ایک انسان ہے دراصل یہ تم پر برتری چاہتا ہے اور نبوت کا دعویٰ کر کے بڑا بننا چاہتا ہے جب یہ ہم جیسا ایک انسان ہے تو ہم سب کو چھوڑ کر اسی کی طرف کیوں وحی کی گئی۔ اگر اللہ چاہتا کہ وہ ہمارے پاس کسی نبی کو بھیجے تو فرشتے کو جو اس کے پاس ہیں نبی بنا کر بھیج دیتا جو بشر نہ ہوتا ہم نے اپنے اسلاف و بزرگوں کے زمانے میں یہ بات نہیں سنی کہ انسان بھی رسول بن کر آتا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام پر دیوانگی کا الزام: (۲۵) یہ شخص دیوانہ ہے تب ہی تو کہتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میرے پاس اللہ کے پاس سے وحی آتی ہے کچھ زمانے تک دیکھتے رہو اور صبر کرتے رہو یہ خود زمانے کے حوادث کا شکار ہو جائے گا اور ہمیں اس سے نجات مل جائے گی۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ

ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا
مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا
لَمُبْتَلِيْنَ ﴿۳۰﴾

''بولے اے رب ان کے جھٹلانے پر میری مدد فرما آخر ہم نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ تم ہمارے حکم کے مطابق ہماری آنکھوں کے سامنے کشتی بناؤ پھر جب ہمارا حکم آ جائے اور تنورا بلنے لگے تو اس میں ہر طرح کا جوڑا جوڑا ڈالو اور اپنے گھر والوں کو بھی علاوہ ان کے جن پر ان میں سے ہماری بات سبقت کر چکی ہے اور خبردار کافروں کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرنا وہ سب ڈوبنے والے ہیں پھر جب تم اور تمہارے ساتھی کشتی پر چڑھ جائیں تو کہو تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں ظالموں سے بچایا اور کہو اے رب مجھے برکت والی جگہ اتار اور تو بہترین اتارنے والا ہے یقیناً اس میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ اور بلاشبہ ہم جانتے والے ہیں''۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ سے مدد کی دعا مانگی: (۲۶) حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ وہ ان کی قوم پر ان کی مدد فرمائے دوسری آیت میں انہیں کی طرف سے خبر دیتے ہوئے فرمایا رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (قمر) اے رب میں مجبور ہوں تو ان سے بدلہ لے لے یہاں فرمایا کہ اے رب قوم کے جھٹلانے پر میری مدد فرما اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔

(۲۷) اور آپ کو حکم دیا کہ نہایت ہوشیاری سے ایک مضبوط و مستحکم کشتی بنائیں اور اس میں ہر قسم کے جانوروں کے جوڑے اور ہر نوع کی بوٹیوں اور پھلوں کے پودے لا دلیں اور اپنے گھر والوں کو اور ایمان والوں کو بجز ان لوگوں کے جن پر پہلے ہی سے ہلاکت لکھی جا چکی ہے اور جو خاندان میں سے بے ایمان ہیں جیسے بیوی اور ایک بیٹا پھر فرمایا ظالموں کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرنا یعنی جب تم یہ دیکھو کہ آسمان سے متواتر غضب کی بارش ہو رہی ہے اور قوم تباہ ہو رہی ہے تو تم کو ان کی حالت زار پر ترس نہ آنے پائے کہ پگھل جاؤ اور عذاب کے ہٹ جانے کی اس لالچ میں دعا کر بیٹھو کہ شاید یہ لوگ ایمان لے آئیں کیوں کہ میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ یہ بدستور اپنے کفر و شرک پر جمے رہیں گے اور اسی حالت میں ڈوب کر مریں گے سورہ ہود میں اس قوم کے ڈوبنے کا واقعہ تفصیل سے گذر چکا ہے۔

سواری کی دعا: (۲۸) کشتی پر چڑھ کر یہ دعا مانگ لینا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ دوسری جگہ فرمایا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ (زخرف ۴۳/۱۲) اللہ نے تمہارے لئے بعض کشتیاں اور بعض چوپائے سواری کے لئے بنائے تاکہ تم ان پر چڑھ کر اپنے رب کی نعمتیں یاد کرو اور یہ دعا پڑھو سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اس کی تعمیل فرمائی جیسا کہ فرمایا وَقَالَ ارْكَبُوْا فِیْهَا (ھود ۱۱/۴۱) حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اس کشتی میں بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا پڑھ کر بیٹھ جاؤ آپ نے آغاز سفر کے وقت بھی اللہ کا ذکر کیا اور اختتام سفر کے وقت بھی۔

کافروں کا ڈوبنا اور مومنوں کا بچنا نبی کی صداقت کی دلیل ہے: (۲۹) یعنی یہ دعا بھی پڑھ لو رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ وَاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ یعنی مومنوں کے بچانے میں اور کافروں کے ڈبونے میں نبی کی صداقت پر اور ان کی لائی ہوئی شریعت کی سچائی پر روشن اور صاف صاف بڑی بڑی دلیلیں ہیں اور اس بات پر بھی کہ حق تعالیٰ مختار ہے جو چاہے کرے وہ ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے۔

بعثت انبیاء آزمائش ہے: (۳۰) پھر فرمایا کہ ہم رسول بھیج کر لوگوں کو آزماتے ہیں کہ وہ ان کی بات مانیں گے یا ٹھکرا دیں گے۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ ع وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَیَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَیَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ﴿۳۷﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِیْلٍ لَّیُصْبِحُنَّ نٰدِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۱﴾

''پھر ہم نے ان کے بعد اور قومیں پیدا کیں پھر ان میں انہیں میں سے رسول بھیجے کہ اللہ ہی کی عبادت کرو تمہارا اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر کیا اس سے ڈرتے نہیں؟ اور ان کی قوم کے کافر سرداروں نے جنہوں نے آخرت کے آنے کو جھٹلا دیا تھا اور ہم نے انہیں دنیوی زندگی میں خوشحال بھی بنایا تھا کہا یہ تو بس تم جیسا ایک انسان ہے جو تم کھاتے ہو یہ بھی کھاتا ہے اور جو پیتے ہو یہ بھی پیتا ہے اگر تم اپنے جیسے ایک انسان کی اطاعت کرو گے تب تو یقیناً تم بڑا نقصان اٹھاؤ گے کیا یہ تم سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں بن جاؤ گے تو تم پیدا کئے جاؤ گے وہ بہت ہی دور ہے وہ بہت ہی دور ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے ہماری زندگی صرف دنیوی زندگی ہے کہ ہم پیدا ہوتے اور مرتے رہتے ہیں ہم اٹھائے جانے والے نہیں یہ تو ایک شخص ہے جس نے اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ہے ہم اس کی بات کا یقین کرنے والے نہیں فرمایا اے رب ان کے جھٹلانے پر میری مدد فرما فرمایا جلدی ہی یہ

پچھتائیں گے آخر کار بتقاضائے عدل ایک چیخ نے انہیں آ پکڑا پھر ہم نے انہیں کوڑا کرکٹ بنا ڈالا سو ان ظالموں پر اللہ کی مار ہو"۔

عادیوں یا ثمودیوں کا بیان: (۳۱) ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد دوسری قوم پیدا کی کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد عادی ہیں کیونکہ ان کے بعد یہی ان کے جانشین تھے یا ثمودی ہیں کیونکہ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ سے انہیں کا ثبوت ملتا ہے۔

(۳۲۔۳۳) ہم نے انہیں میں سے ان میں بھی رسول بھیجا جس نے انہیں توحید کی دعوت دی اور شرک سے نفرت دلائی لیکن انہوں نے بھی اسے جھٹلایا اس کی مخالفت کی اس کی بات نہ مانی اور محض اس وجہ سے اس کی پیروی نہیں کی کہ وہ ان جیسا ایک بشر ہے انہیں انسانی رسول کی پیروی سے شرم آئی انہوں نے قیامت کے دن اللہ کی ملاقات کو بھی جھٹلا دیا اور زندگی بعد الموت کا صاف انکار کر دیا اور کہا کہ معاد جسمانی ایک بے بنیاد مسئلہ ہے مالداروں نے اور اونچے طبقے کے لوگوں نے اس میں حصہ لیا اور زیر اثر لوگوں کو بھی اللہ کی راہ سے روکے رکھا اور یہ کہہ کر انہیں سمجھایا کہ اول تو یہ ایک انسان ہے اور تمہاری طرح کھاتا پیتا ہے اگر تم اپنے جیسے ایک شخص کی ہر بات مان لو گے تو تم بڑے نقصان میں۔

(۳۴) رہو گے ذرا اس کی بے تکی باتوں پر غور تو کرو کہتا ہے (۳۵) کہ تم مر کر اور گل سڑ کر پھر پیدا کئے جاؤ گے یہ بات عقل و سمجھ سے کتنی بعید اور کتنی دور ہے۔

(۳۶،۳۷) زندگی بعد الموت کچھ نہیں بس یہی ہماری دنیوی زندگی ہے دنیا میں کوئی پیدا ہوتا ہے اور کوئی مرتا ہے یہی سلسلہ جاری رہے گا اور دنیا کبھی ختم ہی نہ ہو گی۔

(۳۸) بلکہ یہ تو ایک جھوٹا شخص ہے جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے کہ میں اس کا رسول ہوں تمہیں ڈرانے کے لئے آیا ہوں تمہیں اللہ کو منہ دکھانا اور زندگی بعد الموت یقینی ہے۔ہم اس کی ان باتوں پر ہرگز ایمان لانے والے نہیں۔

نبی نے تنگ آ کر بددعا کی: (۳۹) آخر رسول نے تنگ آ کر اپنے رب سے دعا مانگی کہ اے رب میری مدد فرما میری قوم مجھے مانتی نہیں اور سخت مخالف ہے' دعا قبول ہوئی اور حق تعالیٰ نے آپ کو بشارت سنائی۔

(۴۰) کہ عنقریب یہ لوگ اپنے عملوں پر پچھتائیں گے اور آپ کی مخالفت و عداوت کا انجام ندامت و پشیمانی ہو گی پھر کف افسوس ملتے رہ جائیں گے۔

(۴۱) آخر کار انہیں کفر و سرکشی کی وجہ سے ایک دلدوز چیخ نے آ پکڑا بظاہر دلدوز چیخ کے ساتھ ساتھ تیز و تند اور سخت ٹھنڈی آندھی بھی آئی تھی فرمایا تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا (احقاف ۴۶/۲۵) اپنے رب کے حکم سے ہر چیز جڑ سے اکھاڑ پھینک رہی تھی اور ان کے گھروں کے سوا ان میں سے کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا پھر فرمایا پھر ہم نے انہیں کوڑا بنا دیا یعنی انہیں ہلاک و تباہ کر ڈالا اب وہ لمبے لمبے مرے پڑے تھے اور سیلاب کے کوڑے کی طرح حقیر و ذلیل تھے ایسے ظالموں کے لئے حق کی رحمت سے دوری ہی ہے فرمایا وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا (زخرف ۴۳/۷۶) ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی ظالم تھے یہ اپنی سرکشی' مخالفت اور کفر و شرک کی وجہ سے ظالم تھے سننے والوں کو ان کے واقعہ سے سبق لینا چاہئے اور انہیں رسول وقت کی مخالفت سے بچنا چاہئے۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا

بِسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾

''پھر ان کے بعد ہم نے دوسری قومیں پیدا کیں کوئی قوم اپنے مقررہ وقت سے نہ آگے بڑھتی ہے اور نہ پیچھے ہٹتی ہے پھر ہم نے مسلسل رسول بھیجے جب بھی کسی قوم کے پاس اس کا رسول آیا اس نے اسے جھٹلایا پھر ہم نے بعض کو بعض کے پیچھے لگا دیا اور انہیں افسانہ بنا کر چھوڑ دیا سو بے ایمانوں پر اللہ کی مار ہے''۔

دیگر اقوام کا بیان: (۴۲) یعنی عادیوں یا ثمودیوں کے بعد بھی بہت سی قومیں آئیں اور ان کی جانشین بنیں ان کے گھروں جائدادوں اور باغوں پر قابض ہوئیں پھولی پھلیں اور پروان چڑھیں۔

(۴۳) حق تعالیٰ نے ان کی جو مدت مقرر فرما دی تھی اور اسے ایک کتاب میں اور اپنے علم میں محفوظ فرما لیا تھا اس سے نہ وہ آگے بڑھیں اور نہ پیچھے ہٹیں اور مقررہ مدت پر فنا ہو گئیں۔

انبیاء لگا تار آئے: (۴۴) پھر ہم نے لگا تار رسول بھیجے یعنی یکے بعد دیگرے رسولوں کا سلسلہ جاری رہا فرمایا وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا (نحل ۱۶/۳۶) بلا شبہ ہم نے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور بتوں سے بچو پھر ان میں سے بعض کو تو اللہ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوگئی پھر فرمایا کہ جب بھی ان کے پاس رسول آیا اس کو انہوں نے جھٹلا ہی دیا اکثر قوموں کا رسولوں کے ساتھ یہی رویہ رہا فرمایا۔ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ (یٰسین ۳۶/۲۰) ہائے افسوس بندوں پر ان کے پاس جو بھی رسول آتا ہے یہ اس کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہیں پھر فرمایا کہ ہم نے بعض کو بعض کے پیچھے لگا دیا یعنی انہیں بھی نافرمانی کی وجہ سے ہلاک کر دیا فرمایا وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ (اسراء ۱۷/۱۷) ہم نے نوح علیہ السلام کے بعد بہت سی قومیں ہلاک کر دیں پھر فرمایا کہ انہیں افسانہ بنا کر چھوڑ دیا آج لوگ ان کے واقعات بیان کر کے دل بہلاتے ہیں فرمایا وَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ پھر ہم نے انہیں افسانہ بنا دیا اور پوری طرح سے انہیں دھن کر رکھ دیا۔

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾ ع

''پھر ہم نے موسیٰ کو اور ان کے بھائی ہارون کو اپنے معجزے اور روشن دلیل دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا لیکن انہوں نے غرور کیا اور وہ سرکش تھے ہی چنانچہ انہوں نے کہا کیا ہم اپنے جیسے دو شخصوں پر ایمان لے آئیں حالانکہ ان کی قوم ہماری غلام ہے غرض انہوں نے انہیں جھٹلایا پھر ہلاک ہونے والوں میں ہو گئے بلاشبہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تاکہ لوگ سیدھی راہ پر آ جائیں۔ اور ہم نے مریم کے بیٹے کو اور ان کی والدہ کو ایک نشانی بنایا اور ہم نے دونوں کو ایک بلند و زرخیز اور پانی والی جگہ میں پناہ دی''۔

فرعون کا بیان: (۴۵) ہم نے موسیٰ کو اور ان کے بھائی ہارون کو فرعون اور فرعونیوں کی طرف بڑے بڑے معجزے اور پکی پکی دلیلیں دے کر رسول بنا کر بھیجا۔

(۴۶) لیکن فرعون نے معہ فرعونیوں کے ان کی پیروی میں شرم محسوس کی کیونکہ یہ بڑے مغرور تھے۔

(۴۷) کہنے لگے کہ یہ دونوں ہم جیسے انسان ہی تو ہیں اور ان کی قوم ہماری غلام ہے ہم اونچے ہیں اور یہ نیچے کے طبقے کے ہیں پھر ہم انہیں کیسے نبی مان لیں جیسا کہ پہلی قوموں نے محض اس وجہ سے رسولوں کو نہ مانا تھا کہ وہ ان جیسے انسان تھے دراصل کافروں کے دل ایک دوسرے کے مطابق ہوتے ہیں اور ان کی عادتیں ملتی ہیں۔

(۴۸) ان ظالموں نے دونوں نبیوں کو جھٹلا دیا پھر اللہ نے ایک دن فرعون و فرعونیوں کو آن واحد میں ڈبو کر ہلاک کر دیا۔

(۴۹) جب حق تعالیٰ نے ایک سخت گیر کی طرح فرعون و فرعونیوں پر اپنی پکڑ بھیج کر انہیں ہلاک کر دیا تو پھر حضرت موسیٰ کو ہدایت کے لئے تورات عطا فرمائی جس میں احکام اور حلال و حرام کا بیان ہے تورات کے بعد پھر کوئی قوم عام عذاب سے ہلاک نہیں کی گئی بلکہ جہاد کا حکم اتر آیا جیسا کہ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ (قصص ۲۸/۴۳) پہلی قومیں ہلاک کرنے کے بعد ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بصیرت و ہدایت کے لئے کتاب دی تاکہ وہ نصیحت مان لیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیان: (۵۰) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنایا گیا آپ قدرت کی ہمہ گیری پر حجت قاطعہ ہیں کہ اللہ جس طرح چاہے پیدا کر دے اس نے آدم علیہ السلام کو بلا ماں باپ کے حوا کو بلا ماں کے آدم کے جسم سے عیسیٰ علیہ السلام کو بلا باپ کے ماں سے اور تمام لوگوں کو ماں باپ سے پیدا کیا۔ ربوہ یعنی بلند و زرخیز جگہ اور ہموار زمین جس میں یکساں پانی پھیل جائے۔ معین یعنی جاری پانی فرمایا قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا (مریم) اللہ نے تمہارے پیروں کے نیچے ایک نہر جاری کر دی ہے یہ علاقہ بیت المقدس کا تھا معلوم ہوا کہ اس آیت کی تفسیر سورہ مریم کی چوبیسویں آیت کرتی ہے کیونکہ قرآن کی تفسیر پہلے قرآن سے پھر صحیح حدیثوں سے اور پھر آثار صحیحہ سے کرنا زیادہ بہتر ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلرُّسُلُ كُلُوا۟ مِنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَٱعْمَلُوا۟ صَٰلِحًا ۖ إِنِّى بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٥١﴾
وَإِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً وَأَنَا۠ رَبُّكُمْ فَٱتَّقُونِ ﴿٥٢﴾ فَتَقَطَّعُوٓا۟ أَمْرَهُم
بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۖ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٥٣﴾ فَذَرْهُمْ فِى غَمْرَتِهِمْ
حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٥٤﴾ أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُم بِهِۦ مِن مَّالٍ وَبَنِينَ ﴿٥٥﴾

نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾

''اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے عمل کرو میں تمہارے عملوں سے اچھی طرح سے خبردار ہوں یقین مانو تمہارا یہ دین ایک ہی دین ہے اور میں تمہارا رب ہوں سو مجھی سے ڈرتے رہو پھر انہوں نے اپنے دین کے آپس ہی میں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے ہر گروہ اپنے پاس والے دین پر اترا رہا ہے آپ کچھ عرصے تک انہیں ان کی غفلت میں پڑا رہنے دیں کیا ان کا یہ خیال ہے کہ ہم جوان کے مال واولاد میں اضافہ کر رہے ہیں بھلائیوں میں ان کے لئے جلدی کر رہے ہیں نہیں بلکہ یہ شعور نہیں رکھتے''۔

حلال روزی اور نیک عملوں کا حکم: (۵۱) اللہ اپنے تمام پیغمبروں کو حکم فرما رہا ہے کہ حلال روزی کھاؤ اپنے رب کی عبادت کرو اور اچھے عملوں میں مصروف رہو معلوم ہوا کہ حلال روزی اچھے عملوں پر مددگار ہے نبیوں نے اس نصیحت پر اچھی طرح سے عمل کر کے دکھلا دیا اور قول وفعل سے اور رہنمائی ونصیحت سے ہر بھلائی پر عمل کر گئے اللہ ان قدسی صفات انسانوں کو بندوں کی طرف سے جزائے خیر دے آمین۔ دیکھو اللہ نے تم کو زرد وسرخ اور میٹھے کھٹے کا حکم نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ صرف حلال روزی استعمال کرو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی نے اپنی قوم کی بکریاں چرائی ہیں پوچھا گیا آپ نے بھی فرمایا ہاں میں بھی مکہ والوں کی معین قیراط پر بکریاں چرایا کرتا تھا۔ (۲) حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھایا کرتے تھے' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا لوگو اللہ پاک ہے اور پاک ہی قبول فرماتا ہے اور اللہ نے مومنوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو اپنے پیغمبروں کو دیا ہے کہ اے رسولو حلال کھاؤ اور اچھے عمل کرو مجھے تمہارے عمل اچھی طرح سے معلوم ہیں اور فرمایا اے ایمان والو ہماری دی ہوئی حلال روزی کھاؤ (بقرہ ۲/۱۷۲) (تام) پھر فرمایا کہ ایک شخص دور دراز کا سفر کرتا ہے اس کے پریشان بال ہیں غبار آلود چہرہ ہے اور اس کا کھانا پینا اور لباس حرام کا ہے اور حرام ہی سے پرورش ہو رہی ہے یہ شخص اللہ کی طرف ہاتھ پھیلا پھیلا کر اس سے دعائیں مانگتا ہے بھلا اس کی دعائیں کیسے قبول ہوں۔

تمام انبیاء کا دین توحید ہی ہے: (۵۲) انبیاء سے خطاب ہے کہ تمہارا دین وطریقہ ایک ہی ہے یعنی دعوت توحید کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کی جائے اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کیا جائے اور صرف اسی سے ڈرا جائے۔ (انبیاء میں اس کا بیان گذر چکا)

لوگوں نے دین میں پھوٹ ڈال دی: (۵۳) یعنی اس ایک دین کے قوموں نے آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور اپنی گمراہی پر مگن ہیں اور اترا رہے ہیں کیونکہ یہی سمجھ رہے کہ ہم راہ پائے ہوئے ہیں اس وجہ سے ان کے کان کھولنے کے لئے بطور ڈرانے کے فرمایا۔

(۵۴) یعنی ہلاکت کے وقت تک آپ انہیں ان کی گمراہی اور کج روی میں گرفتار چھوڑ دیں فرمایا فَمَهِّلِ الْكَافِرِيْنَ (طارق ۸۶/۱۷) آپ ان کافروں کو مہلت دیں اور کچھ دیر تک چھوڑ دیں ذَرْهُمْ يَأْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا (حجر ۱۵/۳) آپ انہیں کھانے پینے اور فائدہ اٹھانے دیں اور امیدوں میں غافل پڑا رہنے دیں یہ عنقریب جان لیں گے۔

(۵۵،۵۶) کیا ان دھوکہ کھائے ہوؤں کا یہ خیال ہے کہ اللہ ہم کو اپنا مقرب ہونے کی وجہ سے یہ مال ومنال اور یہ دولت و اقبال دے رہا ہے ہم اللہ کے چہیتے اور اس کے پیارے ہیں جبھی تو وہ ہمارا اس طرح خیال رکھتا ہے اور ہمیں اپنی طرح طرح کی

نعمتوں سے نوازتا رہتا ہے۔ فرمایا وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا (سبا ۳۴/۳۵) انہوں نے کہا ہم تم سے مال واولاد میں زیادہ ہیں اور ہم پر عذاب ہونے والا نہیں، لیکن ایسا ناممکن ہے یہ اللہ کے برگزیدہ اور محبوب نہیں نہ اس کے نزدیک عزت والے اور بزرگ ہیں۔ یہ تو ان کی محض خوش فہمی ہے ہم انہیں مال واولاد بطور استدراج کے دیتے ہیں اور ظالموں کی رسی دراز کر دیتے ہیں لیکن انہیں پھر بھی ہوش نہیں آتا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾

”بے شک جو لوگ اپنے رب کے خوف سے کانپتے رہتے ہیں اور جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لائے ہوئے ہیں اور جو اپنے رب کے ساتھ شرک نہیں کرتے اور جو لوگ اس حال میں دیتے ہیں کہ ان کے دل ڈرے ہوئے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں یہی لوگ نیکیوں میں جلدی کرنے والے ہیں اور یہی نیکیوں کی طرف دوڑ کر جانے والے ہیں“۔

مسلمان اللہ سے خائف رہتا ہے: (۵۷) یہ لوگ پرخلوص ایمان اور اچھے عملوں کے باوجود بھی اللہ سے ڈرتے کانپتے اور لرزتے رہتے ہیں کہ کہیں اللہ ناراض نہ ہو جائے خبر نہیں اللہ کو ہمارے عمل پسند بھی ہیں یا نہیں اور انہیں قبول بھی کرتا ہے یا نہیں۔

(۵۸) یعنی جو رب کی آیات کونیہ اور آیات شرعیہ دونوں پر ایمان لے آتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے حضرت مریم کی طرف سے نقل فرمایا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا انہوں نے اپنے رب کے کلموں کی اور کتابوں کی تصدیق کی یعنی انہیں یقین تھا کہ جو کچھ خلاف معمول ہوا وہ اللہ کے علم اور فیصلے میں تھا اور اس کی شریعت پر بھی انہیں پورا پورا یقین تھا کہ جن باتوں کے کرنے کا حکم ہے وہ اللہ کو محبوب و پسندیدہ ہیں اور جن سے منع کیا گیا ہے وہ اسے ناراض کر دینے والی ہیں اور اللہ کی خبریں سچی ہیں۔

مسلمان کا معبود اللہ ہی ہے: (۵۹) یعنی وہ اللہ کے ساتھ غیروں کی عبادت نہیں کرتے بلکہ تنہا اسی کی عبادت کرتے ہیں اور انہیں یقین ہے کہ ایک اللہ کے علاوہ کوئی اور حقدار عبادت نہیں وہ بے پرواہ ہے اور نہ بیوی والا ہے اور نہ اولاد والا اور نہ اس کا کوئی نظیر و مثیل ہے اور نہ برابر کا وہ تو ایک ہی معبود ہے جو تنہا خالق و رازق ہے۔

مسلمان اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے: (۶۰) یعنی وہ اپنا حلال و پاکیزہ مال اللہ کی راہ میں ڈرتے ہوئے دیتے ہیں کہ نہ معلوم حق تعالیٰ قبول بھی فرمائے گا کہ نہیں۔ ہم نے تو یقین کامل کے ساتھ اس کے حکم کے مطابق دے دیا۔ اب اس سے قبول کر لینے کی دعا کرتے ہیں۔ صدیقہؓ نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا یہ آیت چوروں، بدکاروں اور شرابیوں کے بارے میں ہے جو اللہ سے ڈرتے نہیں فرمایا نہیں اے صدیقہؓ صدیقؓ کی بیٹی یہ ان کے بارے میں ہے جو نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں مگر قبول نہ ہونے کے خوف سے سہمے رہتے ہیں (ت' ابن ابی حاتم)

مسلمان نیکیوں میں سبقت کرتا ہے: (۶۱) مذکورہ بالا خوبیوں سے جو ایمان والے متصف ہیں وہی نیکیوں میں دوڑ لگاتے ہیں اور انہیں سب سے پہلے کرنے کے لئے مستعد ہو جاتے ہیں اللہ پاک ہمیں بھی انہیں میں سے کر دے آمین۔

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٦٢﴾ بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِنْ دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ﴿٦٣﴾ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِمْ بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ﴿٦٤﴾ لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُمْ مِنَّا لَا تُنْصَرُونَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُونَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ﴿٦٧﴾

’’ہم ہر شخص کو اس کی طاقت کے مطابق ہی مکلف کرتے ہیں اور ہمارے پاس کتاب ہے جو سچی بات بتا دے گی اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کے دل اس طرف سے بے ہوشی میں ہیں اور اس کے علاوہ اور بھی عمل ہیں جن کو یہ کرتے ہیں آخر کار جب ہم ان کے خوش حالوں کو عذاب میں پکڑ لیں گے تو وہ گریہ وزاری کرنے لگیں گے آج مت گریہ وزاری کرو یقیناً تم ہمارے عذاب سے بچائے نہ جاؤ گے ہماری آیتیں تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں لیکن تم اپنی نخوت سے اکڑتے ہوئے قصہ گوئی کرتے ہوئے بے ہودہ بکواس کرتے ہوئے اور اپنے ایڑیوں پر الٹے بھاگا کرتے تھے‘‘۔

اللہ کے عدل کا بیان: (۶۲) اللہ کے عدل کا بیان ہے کہ اس نے بندوں کے لئے دنیا میں جو شریعت مقرر فرمائی ہے وہ نہایت آسان ہے کیوں کہ اس کے عدل کا یہی تقاضا ہے کہ انسان کو ان عملوں کی تکلیف دی جائے جو اس کی طاقت کے اندر ہوں اور وہ برداشت کر سکے اور عمل کر سکے پھر قیامت کے دن اس کے تمام عملوں کا حساب لیا جائے گا جو ایک لکھی ہوئی کتاب میں مندرج ہیں جس میں کسی عمل کو بھی لکھے بغیر نہیں چھوڑا گیا ہے جو سچی سچی باتیں بتاتی ہے اسی کے مطابق اسے سزا یا جزا دی جائے گی کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا کہ کوئی نیکی گھٹا دی جائے البتہ اللہ بندوں کی اکثر برائیوں کو معاف فرما دیتا ہے اور ان سے درگذر فرما لیتا ہے۔

کافر قرآن سے غافل اور شرک پر مگن ہیں: (۶۳) اس آیت میں کافروں اور قریشی مشرکوں کی برائی ہے کہ ان کے دل قرآن عزیز کی طرف سے غفلت و گمراہی میں ہیں اور شرک کے علاوہ ان کے اور بھی بہت سے برے عمل ہیں وہ کفر و شرک پر تو ڈنکے کی چوٹ قائم ہیں کھلم کھلا اس کا ارتکاب کر رہے ہیں اور شرک کے بغیر انہیں چین ہی نہیں آتا ہم نے اپنے علم کے مطابق ان کے حق میں برائیاں لکھ لیں ہیں جن کا وہ ارتکاب کرتے رہتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور انہیں پر ان کی روح پرواز کر جائے گی اور عذاب کی بات واجب ہو جائے گی پہلے ابن مسعودؓ والی حدیث بیان ہو چکی ہے کہ اللہ کی قسم انسان جنت والوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ہاتھ بھر کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اللہ کی تحریر تقدیر غالب آتی ہے اور وہ دوزخ والوں کے سے عمل کرتا کرتا دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے اور اس میں جا پہنچتا ہے۔

عذاب میں پھنس جانے کے بعد رحم کی درخواست: (۶۴) جب مالداروں دوست مندوں خوش حال رئیسوں اور نوابوں کو اللہ کا عذاب اس کا قہر اور اس کا عتاب آ پکڑتا ہے اور وہ چاروں طرف سے قہر الٰہی میں گھر جاتے ہیں تو اب چیختے چلاتے ہیں اور روتے پیٹتے ہیں اور رحم کی درخواست کرتے ہیں فرمایا وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ (مزمل ۷۳/ ۱۱ تا ۱۲) آپ مجھے اور جھٹلانے والے نعمتوں والوں کو چھوڑ دیں اور انہیں تھوڑی سی اور مہلت دے دیں یقیناً ہمارے پاس بیڑیاں اور جہنم ہے اور اٹکنے والا کھانا اور درد ناک عذاب بھی۔ ہم نے ان سے پہلے بہت سی قومیں ہلاک کر دیں پھر انہوں نے خوب چیخ و پکار کی حالانکہ اب چھٹکارے کا وقت نہیں تھا۔

(۶۵) یعنی آج ہمارے عذاب سے تم کو کوئی پناہ دینے والا نہیں خواہ تم واویلا کرو یا نہ کرو نہ اب عذاب سے ہٹنا ہے نہ نجات پانا ہے اور نہ چھوٹنا ہے اب تو سزا سے چمٹ گئی اور عذاب واجب ہو گیا پھر ان بدنصیبوں کا سب سے بڑا گناہ بیان کیا جاتا ہے۔

جہنمیوں کا سب سے بڑا گناہ: (۶۶) جب تم کو حق کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم پیٹھ موڑ کر اس سے کتراتے جاتے تھے اور جب تم کو ایمان کے لئے طلب کیا جاتا تھا تو ہرگز نہ آتے تھے فرمایا ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ (غافر ۱۸/ ۱۲) تمہارا تو یہ حال تھا کہ جب تم کو صرف اللہ کی دعوت دی جاتی تھی تو تم انکار کر دیا کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ شرک کیا جاتا تھا تو تم ایمان لے آتے تھے لہٰذا یہ حکم اللہ ہی کا ہے جو بلند و بالا اور سب سے اعلیٰ ہے۔

(۶۷) یعنی مشرکین مکہ حرم میں قصے اور افسانے سننے سنانے کے عادی تھے اور بے ہودہ بکواس بھی کر لیا کرتے تھے نیز قرآن عزیز کو پہلوں کا افسانہ سمجھتے تھے اور اسے ناشائستہ الفاظ سے پکارتے تھے کہ یہ جادو یا شعر یا کہانت یا دیوانوں کی بڑ ہے اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر اپنے قصے کہانیوں میں برے اور غلط انداز سے بیان کیا کرتے تھے اور آپ پر شان میں گستاخانہ الفاظ کہا کرتے تھے کہ آپ شاعر یا جادوگر یا جھوٹے یا دیوانے ہیں حالانکہ یہ ساری باتیں غلط ہیں بلکہ آپ تو اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں آپ کو اللہ نے ان پر غالب فرمایا ہے اور آپ نے انہیں حرم محترم سے ذلیل و خوار کر کے نکالا ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری تو قصہ گوئی کو برا سمجھا گیا۔ مشرکوں نے بیت اللہ پر فخر کیا اور بڑے غرور سے کہنے لگے کہ ہم بیت اللہ والے ہیں اس میں بیٹھ کر قصے کہانیاں کہتے ہیں یہی ان کا شغل تھا کہ بیت اللہ میں آ کر بجائے عبادت کرنے کے قصے کہانیاں سنتے سناتے اور اسے عبادت و ذکر اللہ سے آباد نہ کرتے۔ (ابن ابی حاتم)

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ اَمْ لَمْ
يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ
جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ
لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ
عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾ اَمْ تَسْــَٔـلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ڰ

وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٧٣﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٥﴾

''پھر کیا انہوں نے اس میں غور نہیں کیا یا ان کے پاس وہ چیز آئی جوان کے پہلے باپ دادا کے پاس نہ آئی تھی یا کیا انہوں نے اپنا رسول نہیں پہچانا کہ اس کے ماننے کو تیار نہیں یا یہ کہتے ہیں کہ اسے تو جنون ہے بلکہ ان کے پاس سچی بات آ گئی ہے اور ان میں سے اکثر سچی بات کو ناپسند کرتے ہیں اور اگر اللہ ان کی خواہشوں کی پیروی کرتا تو آسمان وزمین اور ان کی درمیانی چیزیں درہم برہم ہو جاتیں بلکہ ہم ان کے پاس ان کی نصیحت لے کر آ گئے ہیں اب وہ اپنی نصیحت سے اعراض کر رہے ہیں کیا آپ ان سے خراج مانگتے ہیں آپ کے رب کی اجرت سب سے بہتر ہے اور وہ بہترین روزی رساں ہے یقیناً آپ انہیں سیدھی راہ کی طرف بلا رہے ہیں اور جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ اس راہ سے مڑ رہے ہیں اگر ہم ان پر ترس کھا کر ان کی تکلیفوں کو دور کر دیں تو پھر یہ اپنی سرکشی پر جم کر بھٹکنے لگیں گے''۔

مشرکوں کی تردید و برائی: (۶۸) مشرکوں کی جو اس قرآن عظیم میں غور وفکر نہیں کرتے اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور اس سے منہ موڑے ہوئے ہیں تردید و برائی ہے۔ کس قدر بدبختی ہے کہ اللہ نے انہیں ایک ایسی جامع کتاب کے ساتھ خاص کیا جو کسی ایسے رسول پر جو رحمت عالم ﷺ سے زیادہ کامل ہو نہیں اتری یعنی نہ آپ سے زیادہ کوئی کامل رسول ہے اور نہ یہ جامع کتاب آپ کے سوا کسی اور پر اتری آپ ﷺ سب سے زیادہ کامل' اشرف اور افضل ہیں اور قرآن جامع ترین کتاب ہے ذرا غور کیجئے انہیں کے باپ دادا کے پاس جو جاہلیت میں فوت ہو چکے ہیں نہ کوئی کتاب آئی اور نہ کوئی ڈرانے والا اس لحاظ سے یہ اپنے بزرگوں سے زیادہ خوش نصیب ہیں کہ ان کے پاس سید المرسلین تشریف لائے اور آپ پر سید الکتب اتری ان کو تو یہ لائق تھا کہ اس نعمت عظمیٰ کی جس قدر بھی قدر کرتے کم تھی انہیں تو بڑی خوشی سے اسے مان لینا چاہئے تھا اور اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہئے تھا۔ اس میں غور وفکر کرتے سمجھتے سمجھاتے سنتے سناتے اور خوشی خوشی اس پر عمل کرتے جس طرح اس پر خوش نصیب دن رات عمل کرتے ہیں اسی طرح انہیں بھی اس کے تقاضوں کو دن رات پورا کرنا چاہئے تھا۔ اگر یہ قرآن میں غور کرتے تو اس میں گناہوں سے روکنے والی ہدایتیں پا لیتے کاش اب بھی لوگ اس میں غور وفکر کریں اور اسے سمجھیں لیکن افسوس متشابہات کے پیچھے پڑ کر ہلاک ہو گئے۔

(۶۹) پھر اللہ نے ان قرشیوں کے جو آپ کو رسول نہیں مانتے تھے کان کھولے کہ وہ سچ سچ بتائیں کیا محمد ﷺ کو نہیں پہچانتے آپ کی صداقت وامانت کو اور صیانت ودیانت کو نہیں جانتے آپ انہیں میں پلے بڑھے اور بار بار ان کے سامنے آپ کی یہ خوبیاں آئیں' ہے کوئی جو آپ کی ان خوبیوں کا انکار کر دے اور آپ کی ذات گرامی پر کذب و بہتان کا داغ لگا سکے جعفر بن ابی طالب نے نجاشی سے کہا تھا اے بادشاہ اللہ نے ہم میں ایک رسول بھیجا جس کا ہم نسب صداقت اور امانت اچھی طرح پہچانتے ہیں یہی بات مغیرہؓ بن شعبہ نے مقابلہ کے وقت کسریٰ کے جانشین سے اور ابو سفیان نے حالت کفر میں ہرقل سے کہی تھی جب اس نے ان سے آپ کا حسب ونسب' صدق وامانت اور دیگر خوبیاں پوچھی تھیں آپ کے دشمنوں کو بھی آپ کی ان خوبیوں کا اقرار کئے بغیر

چارہ نہ تھا۔

رحمت عالم ﷺ پر مشرکوں کا الزام: (۷۰) مشرک رحمت عالم ﷺ کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ قرآن آپ کا خود ساختہ ہے آپ نے اسے گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے یا آپ کو جنون کا عارضہ ہے ہوش ہی نہیں کہ کیا فرما رہے ہیں اللہ نے فرمایا کہ ان کا قرآن پر ایمان نہیں ....حالانکہ اس کے بارے میں ان کی جو رائے ہے اسے سراسر غلط سمجھ رہے ہیں کیونکہ اس مقدس و بہترین کلام کا نہ کوئی مقابلہ کر سکتا ہے۔ اور نہ کوئی اس جیسا بنا کر لا سکتا ہے خود قرآن نے نہ صرف ان کو بلکہ دنیا کے تمام انسانوں کو للکارا ہے کہ اس جیسا قرآن بنا کر دکھائیں فرمایا وَلَنْ تَفْعَلُوْا (بقرہ۲/۲۴) تم کبھی بنا ہی نہ سکو گے ان کے پاس حق آ پہنچا ہے مگر اکثر لوگ حق سے نفرت ہی کرتے ہیں۔

دین خواہشوں کے مطابق نہیں: (۷۱) یعنی اگر اللہ تمہاری خواہشوں کے مطابق شریعت مقرر فرما دے تو تمام نظام عالم درہم برہم ہو جائے کیونکہ خواہشات فسادات و اختلافات سے خالی نہیں فساد کا یہاں سے اندازہ لگاؤ کہ تمہارا خیال ہے (۱) لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ (زخرف۴۳/۳۱) یہ قرآن ان دوشہروں (مکہ اور طائف) کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں اتارا گیا کیا یہ آپ کے رب کی رحمت کو بانٹنا چاہتے ہیں۔ (۲) قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ (اسراء۱۷/۱۰۰) آپ فرمادیں اگر تم میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک بن جاؤ تو خرچ کے ڈر سے انہیں روک لو اور انسان ہے ہی تنگ دلا (۳) اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ (نساء۴/۵۳) کیا ملک میں ان کا کوئی حصہ ہے پھر تو وہ لوگوں کو کھجور کے چھلکے کے برابر بھی نہ دیں ان آیتوں میں انسان کی بے بسی اور عاجزی کا اور راویوں کے اختلافات کا بیان ہے اور یہ بھی کہ حق تعالیٰ اپنی تمام خوبیوں میں اقوال و افعال میں دین و شریعت میں تقدیر و تدبیر میں اور ہر بات میں کامل بلند و برتر اور پاک وصاف ہے اس کے سوا نہ کوئی معبود ہو سکتا ہے اور نہ رب پھر فرمایا بلکہ ہم ان کے پاس ان کا ذکر (قرآن) لے آئے ہیں مگر یہ اس سے کترا رہے ہیں۔

آپ تعلیم پر اجرت نہیں مانگتے: (۷۲) یعنی آپ توحید کی دعوت پر لوگوں سے کچھ مانگتے نہیں بلکہ آپ مفت ثواب کی غرض سے اپنا فرض انجام دے رہے ہیں اور اللہ کے پاس والے بے پایاں اجر کے امیدوار ہیں فرمایا قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ (سبا ۳۴/۴۷) آپ فرمادیں کہ میں نے اپنا واجبی معاوضہ تمہیں ہی دیا مجھے حق تعالیٰ صلہ عطا فرمائے گا قُلْ لَّا اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا (شوریٰ۴۲/۲۳) آپ فرمادیں کہ میں تم سے اس قرآن پر بجز محبت و قرابت کے اور کچھ نہیں چاہتا وَجَآءَ مِنْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ (یٰسین ۳۶/۲۰) شہر کے ایک کونے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اس نے کہا لوگو پیغمبروں کی پیروی کرو ان کی پیروی کرو جو تم سے اجر نہیں مانگتے۔

رحمت عالم ﷺ کی اور امت کی مثال: (۷۳) رسول اللہ ﷺ کے پاس خواب میں دو فرشتے آئے' ایک تو آپ کے پائنتی اور دوسرا سرہانے بیٹھ گیا پھر پائنتی والے نے سرہانے والے سے کہا ان کی اور ان کی امت کی کوئی مثال بیان کرو اس نے کہا آپ کی مثال ان مسافروں کے قافلے کی طرح ہے جو ایک بیابان میں پہنچ گیا ہے کھانے پینے کی چیزیں ختم ہو گئی ہیں اب نہ تو اس کے پاس کسی قسم کا زادراہ رہا کہ واپس آ سکے اور نہ منزل مقصود تک ہی پہنچے' قافلے والے بڑی پریشانی میں ہیں کہ اتنے میں ان کے پاس یمنی مخطط لباس میں ایک شخص آ کر کہتا ہے اگر میں تم کو گھاس والے سرسبز و زرخیز علاقے میں' جہاں بھری ہوئی نہریں جاری ہیں پہنچا دوں۔ تو کیا تم میری بات مان لو گے یہ خوشی خوشی پیروی کرنے کا اقرار کر لیتے ہیں آخر کار یہ شخص انہیں لے کر چلتا ہے اور

چیخ پکار ہے جب انہیں ایک سرسبز علاقے تک پہنچا دیتا ہے جہاں نہریں جاری ہیں یہاں آ کر وہ خوب کھاتے پیتے ہیں اور موٹے تازے
ہو جاتے ہیں یہ ان سے کہتا ہے کہ دیکھو تم ہلاکت سے اور موت کے منہ میں سے نکال کر یہاں لایا ہوں اگر تم میرا کہنا مانو تو میں تم کو
اس جگہ سے بھی اچھی جگہ لے جاؤں یہ اس بات کو بھی منظور کر لیتے ہیں وہ کہتا ہے دیکھو تمہارے آگے اس علاقے سے بھی زیادہ
سرسبز شاداب علاقے ہے وہاں سے بھی زیادہ پانی کی افراط اور ریل پیل ہے تم میرے پیچھے پیچھے آ جاؤ یہ سن کر ایک جماعت تو
اس کی تصدیق کرتی ہے اور اس کے پیچھے پیچھے لگ جاتی ہے اور ایک جماعت کہتی ہے کہ ہمیں یہی علاقہ پسند ہے ہم یہیں رہیں
گے۔(۱)

(۷۴) یعنی یہ راہ سے ٹیڑھے اور منحرف ہو گئے اور اس سے ہٹ گئے ہیں۔

کافر کفر میں مصر ہیں۔(۷۵) کافروں کے کفر کا بیان ہے کہ اگر ان کی تمام تکلیفیں دور کر دی جائیں اور انہیں قرآن بھی سمجھا دیا جائے تو اسے نہ مانیں گے اور کفر و سرکشی ہی پر اڑے رہیں گے فرمایا وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا (انفال ۱۱/۲۲) اگر اللہ ان میں بھلائی کی صلاحیت دیکھتا تو انہیں سننے کی توفیق دیتا اگر انہیں سنوائے بھی تو اس سے کترا کر منہ موڑ لیں گے۔

(ابن عباس فرماتے ہیں ہر وہ آیت جس میں لفظ ''لو'' استعمال کیا گیا ہے قیامت تک ہونے والی نہیں یعنی ''لو'' ایک فرضی چیز کے لئے استعمال کیا جاتا ہے)

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰٓى اِذَا
فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ ع وَهُوَ الَّذِيْٓ
اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْ
ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ
الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْٓا
ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ
وَاٰبَاۗؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾

''بلاشبہ ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا پھر بھی یہ نہ اپنے رب کے آگے جھکے اور نہ گڑگڑائے آخر کار جب ہم ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دیں گے تو یہ اس وقت مایوس ہو کر رہ جائیں گے اسی نے تمہارے کان آنکھیں اور دل پیدا کئے تم شکر نہیں بجالاتے اسی نے تم کو دنیا میں پھیلا دیا اور اسی کی طرف جمع کئے جاؤ گے وہی پیدا کرتا اور مارتا ہے اور اسی کے قبضہ قدرت میں دن رات کا اختلاف ہے کیا پھر تم سمجھ سے کام نہیں لیتے بلکہ انہوں نے بھی وہی کہا جو اگلوں نے کہا تھا یہ کہا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈی رہ جائیں گے تو کیا پھر بھی اٹھائے جائیں گے واقعی ہم سے اور ہمارے بزرگوں سے پہلے ہی سے یہ وعدہ ہوتا چلا آ رہا ہے یہ کچھ بھی نہیں محض

پہلے لوگوں کے ڈھکوسلے ہیں''۔

مصائب کا شکار ہو کر بھی کافر ہی رہے: (۷۶) یعنی ہم نے انہیں مصائب و آفات میں مبتلا کر دیا پھر بھی یہ کفر و مخالفت سے باز نہ آئے اور اللہ کے آگے نہیں جھکے بلکہ اپنی سرکشی اور گمراہی پر اڑے رہے ان کے دلوں میں نرمی نہیں پیدا ہوتی ان کے ہاتھ دعاؤں کے لئے نہیں اٹھے۔ اور ان کی زبان اللہ کے سامنے نہیں گڑگڑائی فرمایا فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَأْسُنَا (انعام ۶/۴۳) جب ان پر ہمارا عذاب آتا ہے تو یہ گڑگڑاتے کیوں نہیں لیکن ان کے دل سخت ہو گئے ہیں ابن عباسؓ فرماتے ہیں ابوسفیان رحمت عالم ﷺ سے کہنے لگا میں آپ کو اللہ کا اور رشتہ داروں کا واسطہ دیتا ہوں آپ قحط دور ہونے کی دعا فرما دیں نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ ہم چمڑا اور خون کھانے پر مجبور ہو گئے ہیں اس پر یہ آیت اتری (ن) ابن ابی حاتم آپ نے تنگ آ کر قریش پر سات سالہ قحط کی بد دعا کر دی تھی (ق)

اللہ کا عذاب اچانک آ جائے گا: (۷۷) یعنی جب ان پر اللہ کا عذاب آ جائے گا اور قیامت آ دھمکے گی جس کا انہیں وہم و گمان بھی نہ ہوگا تو پھر یہ بھلائی اور عیش و آرام سے ناامید ہو کر رہ جائیں گے اور ان کی تمام امیدیں پارہ پارہ ہو کر رہ جائیں گی۔

تمہارے قویٰ اللہ کی عطا کردہ نعمتیں ہیں: (۷۸) اللہ اپنی مخصوص نعمتیں یاد دلا رہا ہے کہ اس نے انسان کو کان آنکھیں اور عقل دی کہ غور و فکر کرے اور کائنات کی نشانیوں سے جو اللہ کی توحید پر دلالت کرتی ہیں اور یہ بتاتی ہیں کہ اللہ ہی فاعل و مختار ہے سبق لے لیکن افسوس اور ہزار افسوس جوں جوں اللہ کی نعمتوں میں اضافہ ہوتا گیا شکر میں کمی آتی گئی لوگ اللہ کی نعمتوں کا شکر نہیں ادا کرتے فرمایا وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ (یوسف ۱۲/۱۰۳) گو آپ کو سب کے ایمان کی تمنا ہو مگر اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں۔

اللہ کے ہمہ گیر غلبہ کا بیان: (۷۹) اللہ کی جلیل الشان قدرت کا اور اس کے ہمہ گیر غلبے کا بیان ہے کہ اس نے دنیا کے گوشے گوشے میں مخلوق پیدا کر دی اور زمین کے مختلف علاقوں میں آدمی پھیلا دیئے جن کی جنسیں زبانیں اور عادتیں علیحدہ علیحدہ ہیں پھر وہ قیامت کے دن اگلوں اور پچھلوں کو ایک مقررہ وقت پر جمع فرما دے گا ہر چھوٹا بڑا۔ مرد۔ عورت اور امیر و غریب زندہ کر دیا جائے گا۔ جیسے شروع میں پیدا کر دیا گیا تھا اسی وجہ سے اگلی آیت (۸۰) میں فرمایا کہ

اللہ ہی پیدا کرتا ہے اور وہی مار دے گا یعنی لوگوں کو جلانے اور مارنے والا وہی ہے اسی کے حکم سے دن رات آتے جاتے ہیں اور ایک نظام کے ساتھ ایک کے بعد دوسرا آتا ہے نہ ایک دوسرے کو پکڑتا ہے نہ یہ سست ہوتا ہے اور نہ وہ غفلت برتتا ہے فرمایا لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ (یٰسین ۳۶/۴۰) نہ سورج چاند کو پکڑ سکتا ہے اور نہ رات دن سے سبقت کر سکتی ہے۔ پھر فرمایا کیا تم کو اتنی سی بھی سمجھ نہیں کہ تم عزیز و علیم اللہ کو سمجھ سکو جو ہر چیز پر غالب و قاہر اور مسلط ہے اور اس کے آگے ہر چیز جھکی ہوئی ہے۔

کافر زندگی بعد الموت کو نہیں مانتے: (۸۱) زندگی بعد الموت کو نہ ماننے والوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کے اگلے پچھلوں کی ایک ہی بات ہے جو اگلوں نے کہا وہی یہ پچھلے کہہ رہے ہیں۔

(۸۲،۸۳) پچھلوں نے کہا تھا کہ گل سڑ جانے کے بعد انسان کا ازسرنو پیدا ہو جانا عقل سے بعید ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں اس کا وعدہ نہ صرف ہم سے بلکہ ہمارے بزرگوں سے بھی ہوتا چلا آ رہا ہے یہ کچھ نہیں محض ایک ڈھکوسلا ہے یعنی زندگی بعد الموت

محال ہے ہم نے تو آج تک کسی کو مر کر زندہ ہوتا دیکھا نہیں فرمایا إِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً (نازعات ۷۹/۱۱) کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں بن جائیں گے؟ بولے تب تو یہ ٹوٹے والا لوٹنا ہوگا فرمایا وہ تو صرف ایک ڈانٹ ہوگی پھر فوراً تمام لوگ ایک میدان میں جمع ہو جائیں گے۔

قُل لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَن فِيهَا إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨٤﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٨٥﴾ قُلْ مَن رَّبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿٨٦﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٨٧﴾ قُلْ مَن بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨٨﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ فَأَنَّىٰ تُسْحَرُونَ ﴿٨٩﴾ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٩٠﴾

''آپ فرمادیں کہ یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے کس کی ہے اگر تمہیں علم ہے (تو بتاؤ) فوراً وہ اللہ ہی کو بتائیں گے آپ فرمادیں کہ پھر تم کیوں نصیحت نہیں مانتے آپ پوچھیں کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا رب کون ہے فوراً وہ اللہ ہی کو بتائیں گے آپ فرمائیں کہ پھر تم اس سے ڈرتے کیوں نہیں آپ پوچھیں کہ ہر چیز پر کس کی بادشاہت ہے اور کون پناہ دیتا ہے اور کس کے مقابلے میں پناہ نہیں دی جاتی اگر تم کو علم ہے (تو بتاؤ) فوراً وہ اللہ ہی کو بتائیں گے آپ فرمادیں پھر تم کدھر سے جادو کر دیئے جاتے ہو بلکہ ہم نے ان کے پاس حق پہنچا دیا ہے اور واقعی یہ جھوٹے ہیں''۔

اللہ ہر کام میں منفرد ہے: (۸۴) اس آیت میں اللہ اپنی انفرادیت ثابت فرما رہا ہے کہ میں ہی پیدائش' تصرف و اختیار اور بادشاہت و ملکیت کا مستقل مالک ہوں' میرے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں عبادت صرف میرے ہی لائق ہے اس میں میرا کوئی شریک نہیں۔ اسی لئے اللہ نے رحمت عالم ﷺ سے فرمایا کہ آپ مشرکوں سے جو اللہ کے ساتھ غیروں کو بھی شریک کر لیتے ہیں حالانکہ یہ اعتراف کرتے ہیں کہ اس کی ربوبیت میں کوئی شریک نہیں اور ان کے معبود نہ کسی چیز کو پیدا کر سکتے ہیں اور نہ ان میں کسی قسم کا تصرف و اختیار ہی پایا جاتا ہے نہ کسی کو نقصان ہی پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع بلکہ اس عقیدے سے انہیں پوجتے ہیں کہ یہ ان کے اور اللہ کے درمیان واسطہ ہیں اور انہیں اللہ سے قریب کر دیں گے جیسے قرآن فرماتا ہے۔ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا (زمر ۳۹/۳) ہم ان کی صرف اس وجہ سے عبادت کرتے ہیں کہ یہ واسطہ بن کر ہمیں اللہ سے قریب کر دیں گے کہ فرمادیں زمین کا اور اس کی تمام کائنات کا کون مالک و خالق ہے اس پر حیوانات' نباتات' جمادات پھل پھول اور ہر قسم کی مخلوق کس نے پیدا کی' اگر تم کو علم ہے تو بتاؤ۔

(۸۵) یہ یقیناً یہی جواب دیں گے کہ زمین کا خالق و مالک اللہ ہے جو اکیلا ہے اور جس کے کسی کام میں کوئی شریک نہیں جب یہ بات ہے کہ اللہ ہی خالق و مالک ہے تو عبادت بھی اسی کی کرنی چاہئے عبادت کا حقدار بھی وہی ہے اس کے سوا نہ کوئی خالق ہے اور نہ حقدار عبادت کیا تم اتنی سی بات کو بھی نہیں سمجھ سکتے کہ عبادت خالق و رازق ہی کی کرنی چاہئے غیروں کی نہیں۔

(۸۶) آپ ان سے پوچھیں کہ ساتوں آسمانوں کا رب کون ہے اور کون عرش عظیم کا مالک ہے کون عالم بالا کا معہ اس کے روشن تاروں کے اور عبادت گذار فرشتوں کے خالق ہے اور عرش عظیم کا جو تمام مخلوق کی چھت ہے کون مالک ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا (ا) اللہ کی شان بڑی عظمت والی ہے آپ نے ہاتھ سے ایک گنبد کی طرح بنا کر فرمایا کہ اس کا عرش آسمانوں پر اس طرح ہے (د)

(۸۷) اب بھی وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ پھر جب تم اس بات کا اقرار کرتے ہو تو اس کے عذاب سے ڈرتے کیوں نہیں اس کی عبادت میں غیروں کو کیوں شامل کر لیتے ہو۔

(ابن عمرؓ) رحمت عالم ﷺ اکثر ایک عورت کا یہ واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ جاہلیت کے زمانے میں پہاڑ کی چوٹی پر ایک عورت رہتی تھی اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ یہ بکریاں چرایا کرتا تھا ایک روز اس کے بیٹے نے پوچھا امی جان تمہیں کس نے بنایا بولیں اللہ نے پوچھا ابا جان کو بولیں اللہ نے پوچھا اور مجھے بولیں اللہ نے پوچھا اور آسمان کو بولیں اللہ نے پوچھا اور زمین کو بولیں اللہ نے پوچھا اور پہاڑوں کو بولیں اللہ نے پوچھا اور بکریوں کو بولیں اللہ نے بولا میں اللہ کی عجیب شان دیکھ رہا ہوں یہ کہہ کر وہ تھر تھر کانپنے لگا اور اس کے دل میں اللہ کی ہیبت اس قدر سمائی کہ پہاڑ سے گر پڑا اور چل بسا (ابن ابی الدنیا در کتاب التفکر والاعتبار)

(۸۸) یعنی یہ پوچھو کہ یہ سارا کارخانہ کس کے ہاتھ میں ہے اور اختیار کس کا ہے۔ فرمایا وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ (ھود۱۱/۵۶) ہر جاندار کی پیشانی کے بال اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں رسول اللہ ﷺ کثرت سے یہ قسم کھایا کرتے تھے لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جب زیادہ زور دیتے تو فرماتے لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ دلوں کے الٹنے پلٹنے والے کی قسم بہرحال حق تعالیٰ سبحانہ وخالق و مالک اور مختار مطلق ہے۔

جب سب سے بڑا سردار اللہ ہے تو وہی معبود بھی ہے: (۸۹) یعنی وہ اس بات کا اقرار کر لیں گے کہ عظیم سردار جو خود پناہ دے سکتا ہو اور اس کے خلاف پناہ نہ دی جاتی ہو اللہ ہی ہے جو اکیلا ہے اور بلا شریک کے ہے جب یہ بات ہے تو اس کے ساتھ غیروں کی عبادت کرنے میں تمہاری عقلیں کیوں ماری جاتی ہیں اور کون تمہارے عقلوں کو کھو جاتا ہے۔

توحید کا اثبات اور شرک کی تردید: (۹۰) سچ تو یہ ہے کہ ہم نے ان کے پاس حق پہنچا دیا ہے انہیں لا الہ الا اللہ کی خبر دے دی توحید پر صحیح دلیلیں اور براہین قاطعہ پیش کر دی ہیں یقیناً یہ اللہ کے ساتھ غیروں کی عبادت کرنے میں جھوٹے ہیں اور ان کے پاس شرک کی کوئی دلیل نہیں فرمایا وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ (مومنون۲۳/ ۱۱۷) اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت کرے جس پر اس کے پاس کوئی دلیل نہیں اللہ اس سے باز پرس کر کے رہے گا یقیناً وہ ایسے کافروں کو کامیاب نہیں فرماتا معلوم ہوا کہ مشرک کسی دلیل کی رو سے شرک نہیں کرتے بلکہ شرک محض گمراہی اور افترا پردازی ہے انہیں جاہل باپ دادا کی تقلید نے اس دلدل میں پھانس دیا ہے فرمایا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ (زخرف۴۳/۲۳) ان کافروں کا قول اس طرح فرمایا ہم نے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا اور ہم انہیں کے نقوش پا پر چل رہے ہیں۔

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ

وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ ع

''اللہ نے کوئی بیٹا نہیں بنایا اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے ورنہ ہر معبود اپنی مخلوق پر قابض ہوتا اور ایک دوسرے پر غالب ہونا چاہتا اللہ ان مشرکوں کے وصفوں سے پاک ہے وہ چھپی کھلی ہر بات جاننے والا ہے اور مشرکوں کے شرک سے بالاتر ہے''۔

اللہ کا کوئی شریک نہیں: (۹۱) بادشاہت' تصرف واختیار اور عبادت میں بلکہ کسی بات میں بھی اللہ کا کوئی شریک نہیں اور نہ وہ صاحب اولاد ہے اگر چند معبود فرض کر لئے جائیں تو ہر معبود اپنی مخلوق پر قابض ہوا اور انتظام وجود درہم برہم ہو جائے ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ عالم موجودات عالم علوی سے لے کر عالم سفلی تک باقاعدہ منظم و مرتب ہے اور ایک دوسرے سے بے حد متصل ہے فرمایا مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ۔ (ملک ۶۷/۳) تم مہربان اللہ کی مخلوق میں کوئی تفاوت نہ پاؤ گے علاوہ ازیں چند معبود ایک دوسرے پر غالب آنا چاہیں گے اور آپس میں جنگ چھڑ جائے گی۔ پھر فرمایا کہ اللہ ان ظالموں اور مسرفوں کی باتوں سے جو اس کی طرف اولاد و شرکا کی نسبت کرتے ہیں بہت ہی اونچا ہے۔

(۹۲) اسے ظاہر و باطن کھلی چھپی اور اندرونی اور بیرونی ایک ایک بات معلوم ہے اور وہ منکر و ظالم کی افترا پردازیوں سے پاک وصاف اور بلند و بالا ہے۔

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾

''آپ دعا مانگیں کہ اے رب اگر تو مجھے وہ عذاب دکھا دے جن کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے تو اے رب مجھے ان ظالموں میں سے نہ کرنا یقیناً ہم آپ کو وہ چیز دکھانے پر خوب قادر ہیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کر لیا ہے آپ برائی ایسے طریقے سے دور فرمائیں جو سرتاپا احسن ہو جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں ہمیں خوب معلوم ہے آپ دعا مانگیں کہ اے رب میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے بھی کہ وہ میرے پاس آ جائیں''۔

آڑے وقت دعا مانگنے کا حکم: (۹۳و۹۴) محبوب نبی کو حکم ہے کہ مصائب و آفات اور عذابوں کے وقت یہ دعا مانگا کریں رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ یعنی اگر تو میری موجودگی میں میری آنکھوں کے سامنے ان پر عذاب اتارے تو مجھے ان میں شامل نہ فرمانا بلکہ ان سے بچا لینا ایک حدیث میں آپ کی دعا کا یہ بھی ایک ٹکڑا ہے وَاِذَا اَرَدْتَّ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَتَوَفَّنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ ۔ کہ اے اللہ جب تو کسی قوم کو فتنے میں ڈالنا چاہے تو مجھے فتنے میں مبتلا کئے بغیر ہی اٹھا لے (تا) (۹۵) یعنی اگر ہم چاہیں تو آپ کو وہ عذاب وسزائیں دکھا دیں جن کو ہم ان پر بھیجنا چاہتے ہیں۔

عداوت دفع کرنے کی بہترین تدبیر: (۹۶) اس آیت کریمہ میں ایک ایسی بہترین تدبیر بتائی گئی جو عداوت کے وقت اکسیر اعظم سے کم نہیں یعنی دشمن کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور اس کی برائی کا بدلہ احسان سے دو تاکہ خود بہ خود اس کے دل میں عداوت کے بجائے محبت اور بغض کے بجائے کشش پیدا ہو دوسری آیت میں فرمایا اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ (حم سجدہ ۴۱/۳۴) بہترین طریقے سے مدافعت کرو فوراً ہی تمہارا دشمن تمہارا گہرا دوست بن جائے گا لیکن یہ مقام صبر کرنے والوں ہی کو اور بڑے نصیبے والوں ہی کو حاصل ہوتا ہے۔

شیطانوں سے پناہ مانگنے کا رسول کو بھی حکم ہے: (۹۷) حکم ہے کہ آپ بھی شیطانوں سے اللہ کی پناہ مانگیں کیونکہ ان کے ساتھ تدبیریں بے سود ہوتی ہیں اور وہ اچھی باتوں کے پابند ہوتے نہیں ہم نے استعاذۃ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ۔ پڑھا کرتے تھے۔

شیطانوں کو بھگانے کے لیے کام سے پہلے بسم اللہ کا حکم: (۹۸) یعنی میرے کسی کام کے وقت بھی شیطان نہ آنے پائیں اسی وجہ سے شیطان کو بھگانے کے لئے کام شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا حکم ہے کھانے پینے، صحبت کرنے اور جانور ذبح کرنے کے وقت بسم اللہ کے پڑھے جانے کی یہی حکمت ہے رحمت عالم ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَرَمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَدْمِ وَمِنَ الْغَرَقِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ يَتَخَبَّطَنِيَ الشَّيْطَانُ۔ اے اللہ میں بوڑھاپے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور دیوار وغیرہ کے گرنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور ڈوبنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور خاص کر اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ مرتے وقت شیطان مجھے بہکانے نہ پائے (د)

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا
فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ
يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

''آخر کار جب ان میں سے کسی کو موت آنے لگتی ہے تو کہنے لگتا ہے کہ اے رب مجھے لوٹا دے تا کہ میں اس دنیا میں جا کر جسے میں چھوڑ آیا ہوں اچھے عمل کروں ہرگز نہیں یہ صرف ایک بات ہے جس کو یہ کہہ رہا ہے اور ان کے پیچھے اٹھائے جانے کے دن تک ایک برزخ ہے''۔

سکرات کے وقت کافروں کی تمنائیں: (۹۹) سکرات کے وقت کافروں اور سخت گنہگاروں کا حال بیان ہو رہا ہے کہ اس بے کسی اور بے بسی کے وقت ان کے دلوں میں کیا کیا تمنائیں کروٹیں لے رہی ہوتی ہیں اس وقت ان کی یہی آرزو ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح پھر وہ دنیا میں واپس کر دیئے جائیں تا کہ اپنی دنیوی زندگی کے بگاڑوں کی اصلاح کر لیں اور نیک بن جائیں دوسری جگہ فرمایا وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ (منافقون ۶۳/۱۰) ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے اس وقت سے پہلے پہلے خرچ کر لو کہ موت تمہارے پاس آ کر تم کو دبوچ لے اور تم یہ تمنا کرو کہ اے رب تو نے مجھے ذرا سی اور مہلت کیوں نہیں دی کہ میں صدقہ خیرات کر کے نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ (ابراہیم ۱۴/۴۴) آپ لوگوں کو اس دن سے ڈرائیں

جس دن ان پر عذاب آ جائے گا تو ظالم دعائیں مانگیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں تھوڑی سی اور مہلت دے دے کہ ہم تیری دعوت قبول کر لیں اور رسولوں کے پیروکار بن جائیں کیا تم نے اس سے پہلے قسمیں نہ کھائی تھیں کہ تمہیں کہیں جانا ہی نہیں يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ (اعراف ۷/۵۳) جس دن اس کا آخری نتیجہ پیش آ جائے گا تو جو اس کو پہلے ہی سے فراموش کر چکے تھے کہیں گے واقعی ہمارے رب کے پیغمبر سچی سچی باتیں لائے تھے سو اب کیا کوئی ہمارا سفارشی ہے جو ہماری سفارش کر دے یا کیا ہم پھر واپس بھیجے جا سکتے ہیں تا کہ اپنے کئے ہوئے عملوں کے خلاف عمل کریں (اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں مثلاً انعام ۲۷، ۲۸ شوریٰ ۴۴، مومن ۱۱، ۱۲، فاطر ۳۷ وغیرہ)۔ ان آیتوں میں اللہ نے بیان فرمایا کہ کافر سکرات کے وقت پھر دنیا میں آنے کی آرزو کرتے ہیں مگر ان کی بے وقت کی آرزو پوری ہونے والی نہیں پھر نہ صرف سکرات کے وقت دنیا میں آنے کی تمنا کریں گے بلکہ قبروں سے اٹھنے کے وقت، رب کے سامنے پیش کئے جانے کے وقت اور جب جہنم میں دھکیلے جائیں گے اس وقت بھی یہی تمنا کریں گے۔

(۱۰۰) ان کی یہ تمنا ہرگز پوری نہ ہوگی یہ تو ان کا صرف کہنا ہی کہنا ہے جو ہر ظالم کہا کرتا ہے یا ان کی یہ تمنا اس لئے قبول نہ ہو گی کہ یہ ایک ایسا کلمہ ہے جس پر عمل ہونے والا نہیں اگر یہ دنیا میں لوٹا دیئے جائیں تو پھر وہی کریں گے جو پہلے کیا کرتے تھے اور جھوٹ ثابت ہو جائے گا فرمایا وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا (انعام) اگر یہ لوٹا دیئے جائیں تو جن باتوں سے انہیں روکا گیا ہے وہی کریں گے یقیناً یہ جھوٹے ہیں کافر بیوی بچوں میں آنے کی یا خاندان میں رہنے کی یا زر و جواہر کی یا اپنے ہر طرح کے ارمان بر آنے کی تمنائیں کریں گے واقعی اس شخص پر اللہ کی بڑی مہربانی ہے جو آج ہی زندگی میں نیک عمل کر رہا ہے جس کی کافر عذاب دیکھ کر تمنا کرتے ہیں۔

برزخ کا عذاب: اس آیت میں ظالموں اور کافروں کو ڈرایا جا رہا ہے کہ ان پر عالم برزخ میں بڑے بڑے عذاب ہوں گے فرمایا مِنْ وَرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ (جاثیہ ۴۵/۱۰) ان کے پیچھے جہنم ہے وَمِنْ وَرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيظٌ (ابراہیم ۱۴/۱۷) اس کے پیچھے سخت عذاب ہے پھر ان پر عالم برزخ کا عذاب قبروں سے اٹھنے تک ہو گا حدیث میں ہے کہ یہ زمین یعنی قبر میں برابر عذاب میں رہیں گے۔

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَآ أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَآءَلُونَ ﴿١٠١﴾ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُۥ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُۥ فَأُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ خَسِرُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ فِى جَهَنَّمَ خَٰلِدُونَ ﴿١٠٣﴾ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ ٱلنَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَٰلِحُونَ ﴿١٠٤﴾

"پھر جب صور پھونکا جائے گا تو اس روز نہ تو باہمی نسب ہوں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا پھر جن کے نیک عملوں کا پلہ بھاری ہو جائے گا وہ نجات پا جائیں گے اور جن کی بدیوں کا پلہ بھاری ہو جائے گا انہوں نے آپ ہی اپنا نقصان کر لیا اور ہمیشہ کے لئے جہنم رسید ہو گئے آگ ان کے چہرے جھلستی ہی رہے گی اور وہ آگ میں بری شکل کے ہو جائیں گے"۔

صور کا بیان: (۱۰۱) جب زندگی بعد الموت کا صور پھونکا جائے گا اور مردے اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے تو اس دن رشتے ناتے سب ٹوٹ جائیں گے اور کوئی کسی کو نہ پوچھے گا اور نہ کوئی کسی کے کام آئے گا اور نہ باپ کو اولاد سے محبت رہے گی اور نہ اولاد ہی کو باپ سے فرمایا وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا (معارج ۷۰/۱۰-۱۱) اور کوئی عزیز کسی عزیز کو نہ پوچھے گا حالانکہ ایک دوسرے کو دیکھتا ہوگا اس قدر آپا دھاپی ہوگی کہ کوئی گہرا دوست بھی اپنے گہرے دوست کو نہ پوچھے گا اگرچہ اس پر اس قدر بوجھ لدا ہوا دیکھ لے گا جس سے اس کی کمر ٹوٹی جا رہی ہوگی گو یہ دنیا میں اس کو سب سے زیادہ پیارا تھا مگر آج اس کی طرف نگاہ غلط انداز سے دیکھنے تک کا بھی روادار نہ ہوگا اور نہ اس کا مچھر کے پر کی برابر بوجھ اٹھانے کو تیار ہوگا فرمایا يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ (عبس ۸۰/۳۴-۳۷) جس دن انسان بھائی سے ماں سے باپ سے بیوی سے اور بیٹوں سے کترائے گا اس روز ہر شخص کی ایک خود فراموشی کی حالت ہوگی۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں قیامت کے روز جب حق تعالیٰ اگلوں اور پچھلوں کو میدان محشر میں جمع کر لے گا تو منادی کرادی جائے گی کہ جس کا کسی پر کوئی حق ہو وہ آ کر اپنا حق لے جائے اس روز اگر کسی کا کوئی معمولی سا حق بھی باپ پر یا اولاد پر یا بیوی پر ہوگا تو وہ بھی خوش ہو کر دوڑتا ہوا حق لینے کو آ موجود ہوگا جس کے ثبوت میں یہ آیت پڑھی۔

وزن اعمال: (۱۰۲) یعنی جس کی نیکیوں کا پلہ جھک جائے گا خواہ تھوڑا سا ہی سہی وہ کامیاب ہو جائے گا دوزخ سے بچ جائے گا اور جنت والا بن جائے گا اور جو کچھ اس نے مانگا تھا سب کچھ مل جائے گا اور جس سے بچنے کی تمنا کی تھی بفضلہ اس سے بچ جائے گا۔

(۱۰۳) اور جن کی بدیاں نیکیوں پر جھک جائیں گی وہ دیوالیہ ہو جائیں گے ہلاک ہو جائیں گے نقصان والے سودے کو لے کر لوٹیں گے اور ہمیشہ کے لئے جہنم رسید ہوں گے جس سے کبھی نکلنا نصیب نہ ہوگا۔

جہنم کی آگ برابر چہرے جھلستی رہے گی: (۱۰۴) ان کے چہروں کو جہنم کی آگ برابر جھلستی ہی رہے گی دوسری جگہ فرمایا وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ النَّارُ (ابراہیم ۱۴/۵۰) ان کے چہروں کو آگ ڈھانپے ہوئے ہوگی لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ (انبیاء ۲۱/۳۰) کاش کافر جان جائیں جب یہ اپنے چہروں سے پیٹھوں سے آگ نہ روک سکیں گے اور نہ ان کی مدد کی جائے گی رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جب جہنمی جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے تو اس کے خوفناک شعلے ان کا استقبال کریں گے اور ان کے چہرے جھلس کر رکھ دیں گے چہروں کا گوشت گل کر پیروں پر آ پڑے گا (ابن ابی حاتم) پھر فرمایا جہنمی بدشکل ہو جائیں گے دانت نکلے ہوئے ہوں گے (تا) اوپر کا ہونٹ اوپر کو چڑھا ہوا ہوگا نیچے کا ہونٹ گرا ہوا ہوگا بالائی ہونٹ سر کو لگ جائے گا اور زیریں ہونٹ ناف پر آ گرے گا اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا اے اللہ ہمیں اپنے عذابوں سے اپنی مہربانی سے بچانا اور جنت الفردوس میں جگہ دینا آمین۔

أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿١٠٥﴾ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ﴿١٠٧﴾

”کیا تمہیں میری آیتیں پڑھ کر سنائی نہیں جاتی تھیں پھر تم انہیں جھٹلا دیا کرتے تھے کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہم پر ہماری بدنصیبی غالب آئی اور تھے ہی ہم گمراہ اے ہمارے رب ہمیں اس سے نکال اگر پھر ہم ایسے کام کریں تو واقعی ہم ظالم ہیں“۔

قیامت کے دن کفر وشرک پر ڈانٹ: (۱۰۵) اس آیت میں اس کا بیان ہے جو کافروں پر قیامت کے دن ہوگی کہ تم نے کفرو شرک کا، بڑے بڑے گناہوں کا حرام کاموں کا اور شرمناک جرائم کا ارتکاب کیا تھا اب تم پر ان کی وجہ سے یہ دھتکار پڑ رہی ہے حق تعالیٰ ان سے فرمائے گا کیا میں نے تمہارے پاس رسول نہیں بھیجے تھے تم پر کتابیں نہیں اتاری تھیں تمہارے شبہے زائل نہیں کئے تھے اور تمہارے لئے کوئی حجت باقی نہیں چھوڑی تھی کُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ (الملک ۶۷/ ۸ تا ۱۱) جب کبھی اس میں ایک جماعت ڈالی جائے گی تو جہنم کا داروغہ پوچھے گا کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا یہ جواب دیں گے ہمارے پاس ڈرانے والا تو آیا تھا لیکن ہم نے اسے جھٹلا دیا تھا کہہ دیا تھا کہ اللہ نے کوئی چیز نہیں اتاری تم بہت ہی گہری گمراہی میں ہو اور کہیں گے اگر ہم ان کی بات سنتے یا سمجھتے تو آج ہمیں یہ برادن دیکھنا نصیب نہ ہوتا یہ اپنے گناہوں کا اقرار کرلیں گے لہٰذا جہنم والوں کے لئے دوری ہو۔

قیام حجت کے باوجود اطاعت نہ کی: (۱۰۶) یعنی ہم پر حجت تو قائم ہو چکی تھی لیکن ہم اطاعت وانقیاد سے محروم رہے اور اس سے بھٹک گئے افسوس ہمیں اطاعت نصیب نہیں ہوئی۔

دنیا میں لوٹائے جانے کی تمنا: (۱۰۷) یعنی ہمیں دنیا میں بھیج دیا جائے اگر ہم وہاں لوٹ کر پھر پہلے جیسے عمل کریں تو واقعی ہم ظالم اور حقدار عذاب ہیں جیسے فرمایا فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا (غافر ۴۰/ ۱۱، ۱۲) ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کرلیا تو پھر کیا عذاب سے بچ نکلنے کی کوئی صورت ہے تمہارا تو یہ حال تھا کہ جب ایک اللہ کی دعوت دی جاتی تھی تو تم اس کا انکار کر دیا کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ شرک کیا جاتا تو ایمان لے آتے تھے آج اللہ بلند وبرتر ہی کا حکم ہے یعنی عذاب سے بچنے کی کوئی صورت ہی نہیں کیونکہ تم اللہ کے ساتھ شرک کیا کرتے تھے جبکہ ایمان والے صرف اللہ ہی کی عبادت کیا کرتے تھے۔

قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾
فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾
اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

”حکم ہوگا کہ ذلیل ہو کر اسی میں پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو دیکھو میرے بندوں کی ایک جماعت برابر یہی کہتی رہی کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لا چکے ہمارے گناہ بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو بہترین رحم فرمانے والا ہے تو تم نے انہیں مذاق میں اڑایا اور ان کے پیچھے پڑ کر میرا ذکر ہی بھلا بیٹھے اور تم ان پر ہنستے ہی رہے آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا ہے یقیناً وہ اپنی مرادیں پا چکے“۔

کافروں کی تمنا کا جواب: (۱۰۸) جب کافر جہنم سے نکالے جانے کی اور پھر دنیا میں بھیجے جانے کی درخواست کریں گے تو انہیں یہ جواب دیا جائے گا کہ تم اس میں ذلیل وخوار ہو کر پھٹکارے ہوئے پڑے رہو خبردار آئندہ مجھ سے یہ سوال نہ کرنا کیونکہ اس

بیکار سوال کا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔ابن عمرؓ فرماتے ہیں جہنم والے چالیس سال تک داروغہ جہنم کو پکارتے رہیں گے آخر کار بمشکل تمام یہ ان کی طرف متوجہ ہوں گے اور جواب دیں گے کہ تم اسی میں ہمیشہ کے لئے اسی طرح ذلیل وخوار رہو گے اللہ کی قسم داروغہ جہنم کو اور حق تعالیٰ کو ان کی چیخ و پکار کی کوئی پرواہ نہ ہوگی (ابن ابی حاتم) ابن عمرؓ پھر جہنمی تھک کر اپنے رب سے رو رو کر دعائیں مانگیں گے کہ اے رب ہماری محرومی ہم پر غالب آ گئی تھی اور ہم ظالم تھے اے پیارے رب ہمیں اس سے نکال دے اگر ہم پھر حسب سابق عمل کریں تو ظالم ہیں ان کی یہ دعائیں ایک لاکھ سال تک قبول نہ ہوں گی پھر جواب یہی ملے گا کہ اس میں ذلیل و خوار پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو اب تو یہ مایوس ہو کر چیخیں چلائیں گے اور گدھوں کی طرح بڑبڑائیں گے ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جب اللہ کا ان میں سے کسی کو بھی جہنم سے نکالنے کا ارادہ نہ ہوگا تو وہ ان کے چہرے اور رنگ بدل ڈالے گا پھر مومن آ کر رب سے سفارش کریں گے حکم ہوگا کہ جنہیں پہچانتے ہو نکال لو مومن آئیں گے اور ان میں کسی کو بھی نہ پہچان سکیں گے لوگ چیخ چیخ کر کہیں گے کہ اے فلاں میں فلاں بن فلاں ہوں مومن کہیں گے میں تم کو نہیں پہچانتا اب یہ کہیں گے رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ۔اس وقت حق تعالیٰ جواب دے گا۔اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنَ جب یہ جواب مل جائے گا تو آگ ان پر چھا جائے گی اور ایک کو بھی نہ نکالا جائے گا۔پھر اللہ انہیں دنیا کے گناہ اور ایمان والوں کا مذاق اڑانا یاد دلائے گا (۱۰۹) فرمائے گا کہ میرے بندوں کی ایک جماعت یہ دعائیں مانگا کرتی تھی کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے ہیں ہمارے گناہ بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو بہترین رحم کرنے والا ہے۔

مذاق کا خمیازہ بھگتو: (۱۱۰) تو تم ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے ان کی دعاؤں پر پھبتیاں کسا کرتے تھے ان کے پیچھے پڑ کر میرے معاملہ کو بھلا بیٹھے تھے اور ان کی عبادت اور عملوں پر ہنسا کرتے تھے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا (مطففین ۸۳/ ۲۹،۳۰) واقعی جرائم پیشہ لوگ ایمان والوں پر ہنستے ہیں اور جب ان کے پاس سے گذرتے ہیں تو ایک دوسرے کو آنکھ مارتا ہے۔

جنت صبر والوں کا بدلہ ہے: (۱۱۱) آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا ہے کہ وہ تمہارے مذاقوں پر اور اذیتوں پر صبر کر لیا کرتے تھے اور اللہ سے بہترین صلہ کے امیدوار رہتے تھے آج میں نے انہیں سعادتوں اور سلامتیوں سے ہم کنار کر کے جنت میں پہنچا دیا ہے اور جہنم سے بچا دیا ہے۔

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾

”حق تعالیٰ پوچھے گا کہ تم برسوں کی تعداد کے اعتبار سے دنیا میں کتنے سال رہے یہ جواب دیں گے کہ ہم ایک دن یا اس سے بھی کچھ کم دنیا میں رہے آپ گننے والوں سے پوچھ لیں فرمائے گا کہ واقعی تم دنیا میں بہت ہی کم رہے کاش تم کو اس کا پہلے ہی سے علم ہوتا کیا تمہارا یہ خیال تھا کہ ہم نے تم کو یونہی بیکار پیدا کر دیا ہے اور تم ہمارے پاس لوٹ کر نہ آؤ گے حق تعالیٰ تو سچا بادشاہ ہے اس کے سوا

کوئی حقدار عبادت نہیں وہی عزت والے عرش کا مالک ہے''۔

بتاؤ دنیا میں کتنے دن زندہ رہے: (۱۱۲) کافروں کو جتایا جا رہا ہے کہ تم نے اپنی تھوڑی سی عمر دنیا میں گذاری اللہ کی اطاعت سے پھرے رہے اور اس کی عبادت سے منحرف رہے اگر تم اپنی چندروزہ زندگی میں اطاعت وعبادت صبر کے ساتھ کرتے رہتے تو آج اسی طرح کامیاب وخوش اقبال ہوتے جیسے اللہ والے ہو رہے ہیں حق تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ ذرا یہ تو بتاؤ تم دنیا میں کس قدر زندہ رہے اور کتنے سال دنیوی زندگی سے فائدہ اٹھاتے رہے۔

ہم ایک دن یا اس سے بھی کم زندہ رہے: (۱۱۳) یہ جواب میں عرض کریں گے کہ ہم دنیا میں ایک دن بلکہ اس سے بھی کم ہی رہے ہوں گے حساب جاننے والوں سے پوچھ لیا جائے۔ (۱۱۴) حق تعالیٰ فرمائے گا بہرحال تم دنیا میں تھوڑی ہی مدت رہے کاش تم کو آخرت کا یقین ہوتا تو تم فنا ہونے والی دنیا کو باقی رہنے والی آخرت پر ترجیح نہ دیتے برے کاموں میں پڑ کر اپنی آبرو خراب نہ کرتے اور اس تھوڑی سی مدت میں اللہ کو ناراض نہ کرتے اگر تم اس کی عبادت وبندگی میں مومنوں کی طرح صبر کرتے تو ان کی طرح آج تم بھی کامیابی سے ہمکنار ہوتے اور سعادت وکامرانی تمہارے بھی پاؤں چومتی رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو حق تعالیٰ پوچھے گا کہ اے جنت والو تم دنیا میں کتنے سال رہے یہ جواب دیں گے کہ ایک دن بلکہ اس سے بھی کم رہے ہوں گے فرمائے گا تم نے اس تھوڑی سی مدت میں میری رحمت ورضا کی اور جنت وراحت کی بہترین تجارت کی اب ان جنتوں میں ہمیشہ ہمیش رہو سہو اور موج اڑاؤ پھر یہی سوال جہنم والوں سے ہوگا اور وہ بھی جنت والوں کی طرح جواب دیں گے فرمائے گا۔ تم نے اس تھوڑی سی مدت میں میری آگ کی اور ناراضی کی بدترین تجارت کی اب تم جہنم میں ہمیشہ ہمیش کے لئے جلتے بھنتے رہو (ابن ابی حاتم)

انسان کو بے کار نہیں پیدا کیا گیا: (۱۱۵) کیا تم نے یہ خیال کر لیا تھا کہ ہم نے تم کو بے کار بطور کھیل اور تماشے کے پیدا کر دیا ہے تمہارے پیدا کرنے سے ہماری کوئی غرض وابستہ نہیں تم بلا قصد وارادے کے اور بلا حکمت ومصلحت کے محض کھیل کود کے لئے پیدا ہوئے ہو جیسے جانوروں کو پیدا کر دیا گیا ہے کہ انہیں نہ آخرت کا ثواب ہے اور نہ عذاب یاد رکھو ہم نے تم کو عبادت ہی کے لئے اور اپنے احکام کو قائم کرنے ہی کے لئے پیدا کیا تھا مگر تم نے یہ گمان کر لیا تھا کہ تم مر کر ہمارے پاس نہ آؤ گے اور زندگی بعد الموت محض ایک ڈھکوسلہ ہے اس کی کوئی اصل نہیں فرمایا اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی۔ (قیامہ ۷۵/۳۶) کیا انسان کا یہ گمان ہے کہ وہ یونہی بیکار چھوڑ دیا جائے گا۔

اللہ ہر عیب سے پاک ہے: (۱۱۶) یعنی حق تعالیٰ جو سچا اور حقیقی شہنشاہ ہے ہر عیب سے پاک ہے اور اس سے بھی کہ تم کو بیکار پیدا کرے یا کسی چیز کو یونہی بطور کھیل کے بنا دے اس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اس نے تم کو عبادت کے لئے پیدا کیا تھا وہی عزت والے عرش کا مالک ہے جو تمام مخلوق کی چھت ہے اور کمال خوبصورت اور دیدہ زیب ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرنی تھی اور اسی کے در پر جبہ سائی کرنی تھی تاکہ پیدائش کی غرض پوری ہو جاتی اور تم سے مالک عرش بریں خوش ہو جاتا۔

آسیب زدہ کا علاج: (ابن مسعودؓ نے ایک آسیب زدہ کے کان میں اَفَحَسِبْتُمْ سے آخر سورت تک کی آیتیں پڑھ دیں وہ اچھا ہو گیا رحمت عالم ﷺ کے سامنے اس کا ذکر آیا تو فرمایا اللہ کی قسم اگر پورے یقین کے ساتھ کوئی شخص پہاڑ پر بھی ان آیتوں کو پڑھ

دے تو وہ بھی اپنی جگہ سے ہٹ جائیں (ابن ابی حاتم 'ابراہیم بن حارث ؒ) ہمیں رحمت عالم ﷺ نے ایک لشکر میں بھیجا اور صبح وشام اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ۔ پڑھنے کا حکم دیا ہم یہ برابر پڑھتے رہے مال غنیمت بھی ہاتھ آیا اور صحیح سالم بھی رہے۔ (ابونعیم)

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع

ع ۶

''اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرے جس کی دلیل اس کے پاس کوئی بھی نہیں تو اس کا حساب اللہ ہی کے ہاں ہوگا یقیناً وہ ایسے کافروں کو کامیاب نہیں فرماتا آپ دعا کرتے رہیں کہ اے رب بخشش اور رحم فرما اور تو بہترین رحم فرمانے والا ہے''۔

شرک بڑا ظلم ہے اور بے سند ہے: (۱۱۷) جو اللہ کی عبادت میں غیروں کو شریک کرتے ہیں انہیں ڈرایا جا رہا ہے اور یہ بتایا جا رہا ہے کہ مشرکوں کے پاس شرک کی کوئی دلیل نہیں حق تعالیٰ ان سے خود پوچھ لے گا ایسے کافروں کو قیامت کے روز کامیابی اور نجات نصیب نہیں ہوگی ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا تم کس کی عبادت کرتے ہو بولا اللہ کی اور فلاں فلاں بت کی پوچھا اگر تم کسی تکلیف میں گرفتار ہو جاؤ اور اس سے رہائی کی دعا مانگو تو کونسا بت تمہاری امید برلاتا ہے بولا کوئی بھی نہیں بجز اللہ کے پوچھا تمہاری ضرورت کونسا بت پوری کرتا ہے بولا کوئی بھی نہیں بجز اللہ کے فرمایا پھر کیوں اس کے ساتھ بتوں کی عبادت کرتے ہو کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ وہ اللہ پر غالب آ جائیں گے بولا میں اسی طرح رب کا شکر ادا کرتا ہوں فرمایا خوب جان بوجھ کر انجان کیوں بنے جاتے ہیں پھر وہ اسلام لانے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ رحمت عالم ﷺ نے مجھے بالکل لاجواب کر دیا۔ (ابن ابی حاتم مرسلات ومسند)

ہمیشہ رحمت ومغفرت کی دعائیں مانگتے رہو: (۱۱۸) حق تعالیٰ شانہ اپنے نبی کو اس دعا کی ہدایت فرما رہا ہے کہ کہو اے اللہ ہمارے گناہ مٹا دے اور لوگوں سے چھپا لے اور اے اللہ ہمیں صحیح راہ پر قائم رکھ اور اقوال وافعال میں نیکی کی توفیق عطاء فرما۔

الحمد للہ سورہ مومنون کی تفسیر پایہ تکمیل کو پہنچی اللہ پاک قبول فرما کر ذخیرۂ عاقبت بنائے۔ آمین

سورۂ نور

سورہ نور مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی یہ باعتبار ترتیب مصحف ۲۴ ویں اور باعتبار نزول ۱۰۲ نمبر کی سورہ ہے۔ اس میں ۶۴ آیتیں اور ۹ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ

تَذَكَّرُوْنَ ① اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۠ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ②

''میں مہربان وشفیق اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں یہ ایک سورۃ ہے جو ہم نے اتاری' مقرر فرمائی اور اس میں صاف صاف احکام نازل کئے تا کہ تم یاد کرلو بدکار مرد وعورت میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور تمہیں اللہ کے دین میں ان پر ترس کھانا نہیں چاہئے۔ اگر تمہارا اللہ پر اور آخرت پر ایمان ہے اور ان کی سزا کے وقت ایمان والوں کی ایک جماعت کو موجود رہنا چاہئے''۔

سورہ نور کی اہمیت: (١) یعنی ہم نے یہ سورۃ اتاری ہے' اس جملے سے اس سورت کی اہمیت معلوم ہوئی اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسری سورتیں اہم نہیں ہر سورت اپنی اپنی جگہ پر اہم اور ضروری ہے پھر فرمایا کہ ہم نے اس کو مقرر فرمایا ہے یعنی اس میں حلال و حرام کا کرنے نہ کرنے کے کاموں کا اور حدوں کا بیان ہے جن کو تم پر اور تمہارے بعد والوں پر فرض کیا گیا ہے اور اس میں ایسی آیتیں اتاریں جو روشن اور واضح ہیں تا کہ تم یاد کرلو۔

حد زنا کا بیان: (٢) اس آیت کریمہ میں زنا کی حد (تعزیر) کا بیان ہے بدکار یا تو غیر شادی شدہ ہو یا شادی شدہ جبکہ آزاد و بالغ اور صحیح ہوش وحواس والا بھی ہو۔ کنوارے کی سزا اس آیت کی رو سے سو کوڑے ہیں علاوہ ازیں ایک سال تک جلاوطن بھی کیا جائے اس کی دلیل یہ ہے کہ دو دیہاتی رحمت عالم ﷺ کے پاس آئے ایک بولا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں ملازم تھا اس نے اس کی بیوی سے بداخلاقی کر لی میں نے اس کی طرف سے سو بکریاں اللہ کی راہ میں دے دیں ایک لونڈی بھی آزاد کر دی پھر میں نے علماء سے پوچھا تو انہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ اس کی سزا سو کوڑے اور سال بھر جلاوطنی ہے اور عورت کی سزا رجم ہے فرمایا اللہ کی قسم میں تم دونوں میں کتاب اللہ سے فیصلہ کرتا ہوں لونڈی اور بکریاں واپس کر دی جائیں گی اور تیرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور سال بھر کی جلاوطنی ہے اے انیس (یہ ایک اسلمی شخص تھے) اس کی بیوی کے پاس جا کر پوچھو اگر وہ اقرار کرلے تو اسے سنگسار کر دو چنانچہ صبح کو انیس نے جا کر اس سے پوچھا اس نے اقرار کرلیا اور سنگسار کر دی گئی (ق) معلوم ہوا کہ کنوارے کی سزا سو کوڑوں کے علاوہ سال بھر جلاوطنی بھی ہے اور شادی شدہ کی سزا سنگسار کرنا ہے۔

قرآن میں سنگسار کرنے کی آیت اتری تھی: (ایک دفعہ عمرؓ نے حمد وصلوٰت کے بعد فرمایا لوگو اللہ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو سچا نبی بنا کر بھیجا اور آپ پر کتاب بھی اتاری اس میں رجم کی آیت بھی اتری تھی ہم نے اس کی تلاوت کی ہے اور اسے حفظ بھی کیا ہے آپ نے بھی بدکاروں کو سنگسار کیا اور آپ کے بعد ہم نے بھی۔ مجھے ڈر ہے کہ ایک طویل مدت گذر جانے کے بعد کہنے والا یہ نہ کہہ دے کہ قرآن میں رجم کی آیت نہیں پھر ایک فرض چھوڑنے کی وجہ سے گمراہ ہو جائے لہٰذا رجم اللہ کی کتاب میں ہے اور برحق ہے جو مرد یا عورت شادی کے بعد بدکاری کا ارتکاب کرے اسے سنگسار کیا جائے گا جبکہ بدکاری کا ثبوت ہو یا حمل ظاہر ہو جائے یا اقرار کرلے (مو طا' ق) ایک روایت میں ہے کہ رجم کے بغیر چارہ نہیں اگر مجھے لوگوں کے اعتراض کا ڈر نہ ہوتا تو رجم کی آیت مصحف کے ایک گوشے میں لکھوا دیتا عمرؓ عبدالرحمٰن اور فلاں فلاں گواہ ہیں کہ آپ نے رجم کیا اور آپ کے بعد ہم نے بھی' بعد میں

آنے والے کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو رجم کی' شفاعت کی' عذاب قبر کی اور جل جانے کے بعد جہنم سے لوگوں کو نکالنے کی تکذیب کریں گے (۱) عمرؓ فرماتے ہیں رجم کا انکار کر کے ہلاک نہ ہو جانا (تا)

رجم والے کو کوڑے نہیں مارے جائیں گے: یہ روایت متعدد سندوں سے ثابت ہے جس سے معلوم ہوا کہ رجم کی آیت لکھی ہوئی تھی پھر اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی اور اس کا حکم باقی رہا جس پر عمل کیا جاتا ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے مزدور والے قصے میں اس عورت کو سنگسار کرنے کا حکم فرمایا اور آپ نے ماعز کو اور غامدیہ کو سنگسار کرایا ان میں سے کسی نے بھی یہ بات نقل نہیں کی کہ آپ نے رجم سے پہلے انہیں کوڑے بھی لگائے ہوں صحیح حدیثوں سے جو متعدد سندوں سے اور مختلف الفاظ سے آئی ہیں یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے سنگسار ہی کیا کوڑے نہیں لگائے۔

حدیں جاری کرنے میں سست نہ بنو: پھر فرمایا کہ اللہ کی حدیں جاری کرنے میں مضبوط رہو اور بدکاروں پر ترس نہ کھاؤ دل کے رحم کی ممانعت نہیں ان کی حالت قابل رحم ہے ہی لیکن حاکم کو حد جاری کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہئے اور رحم کھا کر انہیں چھوڑ دینا نہیں چاہئے اگر معاملہ اندر خانے دبا دیا جائے تو اس پر خاک ڈال دو آگے نہ بڑھاؤ اور بدکاروں کو توبہ کی ہدایت کر دو اور اگر حاکم تک پہنچ گیا ہے اور ثبوت بھی ہو گیا ہے تو پھر حد کے بغیر چارہ نہیں ایک حدیث میں ہے تم آپس میں حدیں معاف کر دو لیکن حد کا جو واقعہ مجھ تک پہنچ جائے گا اس میں حد واجب ہوگی ایک حدیث میں ہے کہ چالیس دن کی بارش سے زیادہ مفید دنیا میں ایک حد کا قائم ہو جانا ہے۔

پھر فرمایا کہ اگر تمہارا اللہ پر اور آخرت پر ایمان ہے تو بدکاروں پر حدیں جاری کرو اور مارنے میں سختی کرو لیکن ایسی سختی نہیں کہ پھر ان کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں تاکہ وہ اپنی شرمناک حرکتوں سے باز آ جائیں اور دوسروں کو عبرت بھی ہو۔ کسی صحابی نے اللہ کے رسول سے پوچھا کہ مجھے بکری ذبح کرنے میں اس پر ترس آتا ہے فرمایا اس پر بھی تم کو ثواب ملے گا۔

حدیں منظر عام پر جاری کرو: پھر فرمایا کہ سزا کے وقت مسلمانوں کا اجتماع ہو اور منظر عام پر سزا دی جائے تاکہ بدکاروں کے دلوں میں ڈر بیٹھ جائے۔ جب لوگوں کے سامنے عام مجمع میں مجرموں کو کوڑے لگیں گے تو وہ آئندہ اس کام سے ڈریں گے اور باز آ جائیں گے کیوں کہ اس طرح ان کی سخت توہین سخت ذلت اور کمال رسوائی ہوگی۔

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳

''بدکار مرد ہی بدکار یا مشرک عورت سے بداخلاقی کرتا ہے اور بدکار عورت ہی بدکار یا مشرک مرد سے بداخلاقی کرتی ہے اور بداخلاقی ایمان والوں پر حرام کر دی گئی ہے''۔

زنا بدکار ہی کرتے ہیں: (۳) یعنی بدکار مرد سے زنا کاری پر وہی عورت راضی ہوتی ہے جو خود بھی بدکار یا مشرکہ ہو اسی طرح بدکار عورت سے زنا کرنے پر وہی مرد راضی ہو سکتا ہے جو خود بھی بدکار و مشرک ہو مشرک زنا کو رضا کے ساتھ حرام ہی نہیں سمجھتے تھے (آج کل بھی یہی آفت ہے کہ بدکاری کو رضامندی کے ساتھ کھلم کھلا رواج دیا جا رہا ہے اور اس میں کوئی برائی نہیں سمجھی جاتی بس

اتنی سی غیرت باقی ہے کہ جبریہ آبروریزی کو برا سمجھا جاتا ہے افسوس آج مسلمان بھی اسی مقام پر ہیں جہاں مشرک تھے اللہ پاک صحیح سمجھ عطا فرمائے' آمین یہاں نکاح سے' صحبت مراد ہے (ابن عباسؓ)۔

مومن زنا حرام سمجھتا ہے: پھر فرمایا کہ ایمان والوں پر زنا حرام ہے یعنی ایمان والوں کو بدکاری اور زنا سے کیا تعلق بے حیائی ان کی شان کے شایاں نہیں یا پاک دامن خواتین کے لئے بدکار مرد اور پاکدامن مردوں کے لئے رنڈیاں حرام ہیں۔ بہر حال مومنوں پر زنا حرام ہے اسی طرح رنڈیوں سے نکاح کرنا بھی حرام ہے (جب تک وہ توبہ نہ کرلیں اور بے حیائی سے باز نہ آجائیں) فرمایا مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَّلَا مُتَّخِذَاتِ (سورہ نساء۴/ ۲۵) یعنی انہیں عورتوں سے نکاح کرو جو پاکدامن ہوں زنا کار نہ ہوں اور نہ چھپی دوستی کرنے والیاں ہوں۔ (۲) مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ الخ تم انہیں اپنے مال سے ڈھونڈھو اور تم خود بھی پاکدامن ہو زنا کار نہ ہو اور چھپی دوستی کرنے والے نہ ہو پاکدامن مرد کا رنڈی سے نکاح صحیح نہیں تاوقتیکہ توبہ نہ کرائی جائے اگر وہ سچے دل سے توبہ کرے تو نکاح صحیح ہوگا ورنہ نہیں اسی طرح پاک دامن عورت کا زنا کار مرد سے نکاح درست نہیں تاوقتیکہ توبہ نہ کرلے کیونکہ آیت وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ جب ایک شخص نے اللہ کے رسول سے ام مہزول (رنڈی) سے نکاح کرنے کی اجازت مانگی کہ وہ میرا خرچ اٹھانے کی بھی ذمہ داری لیتی ہے تو آپ نے یہی آیت پڑھ کر سنائی بلکہ ابن عمرؓ تو فرماتے ہیں کہ یہ آیت اسی وجہ سے اتری (ن)

تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہ ہوں گے اور قیامت کے دن اللہ انہیں نگاہ رحمت سے دیکھے گا بھی نہیں ماں باپ کا نافرمان' مرد بننے والی عورت جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہو اور دیوث اور قیامت کے دن تین قسم کے آدمیوں کو حق تعالیٰ نگاہ رحمت سے نہیں دیکھے گا ماں باپ کا نافرمان' ہمیشہ کا شرابی اور دے کر احسان جتانے والا (نا) اللہ نے تین قسم کے آدمیوں پر جنت حرام فرمادی ہے۔ ہمیشہ کا شرابی' ماں باپ کا نافرمان اور جو اپنی بیوی کو بے حیائی پر باقی رہنے دے (دیوث)' دیوث جنت میں نہیں جائے گا۔ دیوث بے غیرت کو کہا جاتا ہے جو آنکھوں سے حرام کاری دیکھ کر بھی خاموش رہے اگر بدکار مرد یا عورت سچے دل سے توبہ کرلے تو پھر نکاح درست ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾

''اور جو پاکباز عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ پیش کرسکیں تو ان کو اسی (۸۰) کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو یہی فاسق ہیں مگر اس کے بعد جنہوں نے توبہ کرلی اور اصلاح کرلی تو اللہ بڑا بخشنے والا اور کمال مہربان ہے''۔

تہمت کی حد کا بیان: (۴) اس آیت کریمہ میں پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت کی حد کا بیان ہے (محصنۃ' یعنی آزاد بالغ اور پاک دامن عورت) اور اگر کسی آزاد و بالغ اور پاک دامن مرد پر کوئی تہمت لگائے تو اس کے بھی ۸۰ کوڑے لگائے جائیں گے یہ ایک اتفاقی مسئلہ ہے اگر الزام لگانے والا تہمت میں چار گواہ پیش کردے تو اس سے حد ساقط ہو جائے گی لیکن اگر الزام کا ثبوت پیش

نہ کر سکا تو پھر اس پر تین حکم قائم ہو جائیں گے ۸۰ کوڑے بطور تعزیر کے مارے جائیں گے' اس کی گواہی کبھی قابل قبول نہ ہو گی وہ فاسق ہے عادل نہیں نہ اللہ کے نزدیک اور نہ لوگوں کی نگاہوں میں۔

الزام کے بعد توبہ کا کیا حکم ہے: (۵) توبہ کے بعد گواہی بھی مانی جائے گی اور فسق بھی اٹھ جائے گا اس کی صراحت سعید بن مسیبؒ اور علمائے سلف کی ایک جماعت سے آ گئی ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝ ع

''اور جو اپنی بیویوں پر زنا کا الزام لگائیں اور ان کے پاس ان کے سوا اور گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ہر ایک کا ثبوت یہ ہے کہ وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ واقعی وہ سچا ہے' اور پانچویں بار کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو اور اس عورت سے سزا کو یہ بات ہٹا دے گی کہ وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے یقیناً وہ جھوٹا ہے اور پانچویں بار کہے کہ اگر وہ سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا قہر نازل ہو اور اگر حق تعالیٰ کا تم پر فضل و مہربانی نہ ہوتی تو تم مشکلات میں پھنس جاتے یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والا اور بڑی حکمت والا ہے''۔

لعان کا بیان: (۶) تا (۹) اس مبارک آیت میں لعان کا بیان ہے اور شوہروں کے چھٹکارے کی اور بچاؤ کی صورت ہے جب وہ بیویوں پر الزام لگائیں اور ثبوت نہ پیش کر سکیں تو لعان کر لیں جس کا طریقہ یہ ہے کہ بیویوں کو حاکم کے سامنے لا کر ان کے جو کچھ کرتوت دیکھے ہوں بیان کریں تو حاکم چار گواہوں کے بدلے چار قسمیں کھلوائے گا کہ ہم سچے ہیں اور اگر جھوٹے ہوں تو ہم پر اللہ کی لعنت ہو جب شوہر حاکم کے سامنے یہ اقرار کر لیں گے تو ان سے بیویوں کو علیحدہ کر دیا جائے گا شافعیؒ اور اکثر علماء کے نزدیک تو لعان ہی سے بیوی جدا ہو کر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی شوہر سے اس کا مہر دلوا دیا جائے گا اور حد زنا کا امکان باقی رہے گا لیکن اگر عورت بھی چار بار قسم کھا کر اقرار کرے گی کہ یہ جھوٹا ہے اور اگر یہ سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو تو اس سے زنا کی حد ساقط ہو جائے گی عورت کو خاص طور پر مغضوب علیہا قرار دیا گیا ہے کیونکہ مردوں میں غالب امکان یہی ہے کہ کوئی اپنی بیوی پر بلا وجہ الزام نہیں لگایا کرتا اور بیوی کی رسوائی برداشت کرنے کی جرأت نہیں کیا کرتا ہاں جب وہ آنکھوں سے ہی یہ ماجرا دیکھ لے اور مجبور ہو جائے تو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور اسے اس بات کا پختہ یقین ہوتا ہے کہ ایسا جرم سرزد ہوا ہے اس لئے اگر واقعی وہ جھوٹا ہے اور محض

ذاتی کاوش کی بنا پر اس نے یہ ذلیل حرکت کی ہے تو جھوٹوں پر اللہ کی پھٹکار ڈالی گئی اللہ کا غصہ اس پر بھڑکتا ہے جو واقعی بات رد کر دے اور حق کو جان بوجھ کر چھپا دے۔

اللہ کے لطف وکرم کا بیان: (۱۰) لوگوں پر اللہ کے لطف وکرم کا اور اس کی محبت وشفقت کا بیان ہے کہ اس نے ان کے لئے ایسی آسان شریعت مقرر فرمائی کہ اس میں کسی قسم کی تنگی اور پیچیدگی نہیں اور اگر اللہ کی مہربانی نہ ہوتی تو وہ تنگی میں پڑ جاتے اور انہیں بہت سے کاموں میں دشواری پیش آتی اسلام میں ہر نزاکت و دشواری سے نکلنے کی راہ موجود ہے۔

توبہ ہر حال میں قابل قبول ہے: (پھر فرمایا کہ اللہ ہر حالت میں بندوں کی توبہ قبول کرنے کو تیار ہے اگر چہ جھوٹی قسموں کے اور سخت عہد و پیمان کے بعد ہی توبہ کیوں نہ کی جائے اللہ نے احکام شرع بڑی حکمت سے مقرر فرمائے ہیں اور اس کے احکام و ممانعتوں میں مخصوص حکمت کارفرما ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب قذف کی آیت اتری تو سعدؓ بن عبادہ (انصار کے سردار) نے کہا کہ اللہ کے رسول کیا یہ آیت اسی طرح اتری ہے فرمایا انصاریو! سنتے نہیں تمہارے سردار کیا کہہ رہے ہیں انصار نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول آپ خیال نہ کریں یہ بڑے غیرت والے ہیں انہوں نے دوشیزاؤں ہی سے شادی کی ہے اور کمال غیرت کی وجہ سے کسی کو طلاق نہیں دی کہ ان کی بیوی کسی اور سے نکاح نہ کرے۔

سعد فرماتے ہیں اے اللہ کے نبی مجھے یقین ہے کہ یہ آیت سچی ہے اور اللہ کی طرف سے ہے مگر مجھے سخت حیرت ہو رہی ہے کہ اگر میں کسی بدبخت عورت کو اس حال میں دیکھ لوں کہ اس کی رانوں پر کوئی شیطان ہے اور میں اسے کچھ نہ کہوں بلکہ چار گواہ لینے چلا جاؤں تو جب میں چار گواہ لاؤں گا تو وہ اپنی حاجت پوری کر چکا ہوگا ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی جو ہلال بن امیہؓ تشریف لے آئے آپ ان تینوں میں سے ہیں جن کی توبہ قبول کی گئی تھی۔ یہ جب رات کو اپنے کھیت سے گھر آئے تو انہوں نے اپنی آنکھوں سے اپنی بیوی کے پاس خاص حالت میں ایک شخص کو دیکھا اور کانوں سے اس کی باتیں سنیں یہ چپ چاپ الگ ہو گئے اور صبح کو رسول اللہ ﷺ سے آ کر کہنے لگے کہ رات میں نے اپنی آنکھوں سے ایسا واقعہ دیکھا ہے اور میں نے اپنے کانوں سے باتیں بھی سنی ہیں آپ کو ان کی بات بری معلوم ہوئی اور آپ نے انہیں کچھ کہا سنا بھی انصاری جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ سعد بن عبادہؓ کی بات کی وجہ سے ہم اس مصیبت میں گرفتار ہوئے اب اللہ کے رسول ہلالؓ پر الزام کے ۸۰ کوڑے لگوائیں گے اور ان کی گواہی کو بھی باطل فرما دیں گے ہلالؓ بولے مجھے یقین ہے کہ اللہ اس پیچیدگی سے نکلنے کے لئے میرے لئے کوئی راہ نکال دے گا پھر ہلالؓ نے کہا یارسول اللہ جو بات آپ کو سخت ناگوار گذری میں نے تو اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا اللہ جانتا ہے کہ میں بالکل سچا ہوں اللہ کی قسم رحمت عالم ﷺ حد قذف لگانے کا حکم فرمانے ہی والے تھے جو اللہ نے آپ پر وحی اتاری جب آپ پر وحی اترتی تو صحابہ کرام آپ کے چہرے سے پہچان لیا کرتے تھے اور خاموش ہو جاتے تھے جب تک کہ آپ وحی سے فارغ نہ ہو جاتے آپ پر وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ۔ الخ اتری جب وحی ختم ہوگئی تو آپ نے ہلالؓ سے فرمایا ہلالؓ مبارک ہو اللہ نے تمہارے بچاؤ کی صورت نکال دی ہلالؓ بولے میں اپنے عزت وجلال والے رب سے پہلے ہی سے اس کا امیدوار تھا فرمایا اسے بلا لاؤ چنانچہ عورت بلانے سے آ گئی پھر آپ نے دونوں کو یہ آیت پڑھ کر سنائی انہیں اللہ کا خوف دلایا اور بتایا کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے بہت ہی سخت ہے ہلال نے کہا اے اللہ کے رسول اللہ کی قسم میں سچا ہوں عورت نے کہا یہ جھوٹے ہیں آپ نے فرمایا ان میں لعان کرادو چنانچہ

ہلالؓ سے کہا گیا کہ چار قسمیں کھاؤ کہ قطعی میں سچا ہوں اور پانچویں دفعہ قسم کھا کر کہوا گر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو آپ نے پانچویں بار قسم کھانے سے پہلے انہیں اللہ کا خوف یاد دلایا اور فرمایا دیکھو دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت آسان ہے اور پانچویں قسم عذاب کو واجب کر دینے والی ہے۔ ہلالؓ نے کہا اللہ کی قسم اللہ مجھے اس قسم پر سزا نہیں دے گا جیسے اس نے مجھے کوڑوں سے بچا لیا پھر قسم کھالی پھر عورت سے کہا گیا تم چار دفعہ قسم کھا کر کہو کہ اللہ کی قسم یہ جھوٹے ہیں اس نے قسم کھالی پھر پانچویں بار کھانے سے پہلے اس سے کہا گیا کہ اللہ سے ڈر جاؤ دیکھو آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے کہیں زیادہ سخت ہے اور یہ قسم عذاب واجب کر دینے والی ہے آخر کار کچھ دیر تو وہ سوچتی رہی اور اقرار کرنا چاہا پھر دل میں سوچا کہ میں کیوں اپنی قوم کی ناک کاٹوں اور پانچویں دفعہ قسم کھا کر کہہ دیا کہ اگر وہ سچے ہوں تو مجھ پر اللہ کا قہر نازل ہو آپ نے دونوں کو جدا کرا دیا اور یہ فیصلہ فرمایا کہ اس کا بچہ باپ کی طرف منسوب نہ کیا جائے اور نہ اسے طعنہ دیا جائے جو کوئی اس عورت کو یا اس کے بچے کو طعنہ دے گا اس پر الزام کی حد جاری ہوگی اور فرمایا اب نان ونفقہ اور گھر شوہر کے ذمے نہیں کیونکہ دونوں میں جدائی بلا طلاق وموت کے ہوگئی اور فرمایا اگر اس کے بچہ سرخ و سفید رنگ کا بھری بھری پنڈلیوں والا پیدا ہو تو وہ ہلال کا ہوگا اور اگر سیاہ رنگ کا پتلی پتلی پنڈلیوں کا بھاری بھاری چوتڑوں کا اور گٹھے ہوئے جسم والا ہو تو وہ اس کا ہے جس سے بدنام ہوئی ہے آخر کار وہی بچہ ہوا جو بدنامی کا نشان بتایا گیا تھا آپ نے فرمایا اگر لعان نہ ہوتا تو میں اس پر حد جاری کرتا یہ بچہ بڑا ہو کر مصر کا امیر ہوا اور ماں کی طرف منسوب تھا باپ کی طرف نہیں (د) اس روایت کی تائید میں متعدد صحیح حدیثیں مختلف سندوں سے آئی ہیں) ابن زبیرؓ کے زمانے میں لعان والوں کے بارے میں سعیدؒ بن جبیر سے پوچھا گیا کیا دونوں میں تفریق کرا دی جائے فرماتے ہیں مجھے جواب معلوم نہ تھا میں گھر سے اٹھ کر ابن عمرؓ کے گھر پہنچا اور ان سے پوچھا کیا لعان والے میاں بیوی میں تفریق کرا دی جائے فرمایا سبحان اللہ سب سے پہلے فلاں بن فلاں نے رحمت عالم ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو بد اخلاقی کی حالت میں دیکھے تو اگر اس کو اَلَمْ نَشْرَحْ کرے تو بڑی بے شرمی کی بات ہے اور اگر خاموش رہے تو بھی بڑی بے غیرتی ہے آپ خاموش ہو گئے کچھ جواب نہیں دیا پھر اس نے آپ سے پوچھا اور کہا کہ اس بلا میں میں گرفتار ہوں پھر آپ پر سورۂ نور کی یہ آیتیں اتریں (آگے مذکورہ بالا واقعہ ہے (قان) عبداللہ فرماتے ہیں ہم جمعہ کی شام کو مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے ایک انصاری بولا اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو بے حیائی کرتا دیکھ لے تو اگر غیرت میں آ کر اسے قتل کر ڈالے تو تم قصاص میں اسے قتل کر ڈالو گے اور اگر اس بات کو ظاہر کر دے تو تم اس پر الزام کے کوڑے لگاؤ گے اور اگر چپ ہو جائے تو بڑی بے غیرتی اور غصے کی بات ہے اللہ کی قسم اگر میں صبح تک زندہ رہا تو ضرور رحمت عالم ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھوں گا چنانچہ صبح کو اس نے آ کر اسی طرح مسئلہ پوچھا اور یہ دعا کی کہ اے اللہ فیصلہ فرما چنانچہ لعان کی آیت اتری یہی شخص سب سے پہلے اس مصیبت میں گرفتار ہوا تھا (م) غویمرؓ نے عاصمؓ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھ آؤ کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بے حیائی کی حالت میں کسی مرد کے ساتھ دیکھ لے اور قتل کر ڈالے تو کیا وہ قصاص میں قتل کیا جائے گا؟ آخر وہ ایسی صورت میں کیا کرے۔ عاصمؓ نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا آپ نے انہیں ڈانٹ دیا۔ غویمر نے عاصم سے پوچھا۔ کیا جواب لائے بولے کیا جواب لاتا۔ تم میرے پاس اچھی بات لے کر نہیں آئے میں نے آپ سے وہ مسئلہ پوچھا آپ نے مجھے ڈانٹ دیا غویمر نے کہا اللہ کی قسم میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ مسئلہ پوچھوں گا وہ آئے تو اس بارے میں آپ پر آیت لعان اتر چکی تھی آپ نے دونوں کو بلا کر دونوں میں لعان کرا دیا غویمرؓ نے کہا اے اللہ کے رسول اگر میں اس کو لے کر جاؤں تو گویا میں نے اس پر جھوٹا الزام

لگایا چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے بغیر عورت کو علیحدہ کر دیا پھر لعان والوں کی یہی صورت جاری ہوگئی آپ نے فرمایا اگر اس کا بچہ کالا سرمگیں آنکھوں والا اور بھاری بھاری چوتڑ والا ہو تو میرے خیال میں اس نے سچ کہا اور اگر گرگٹ کی طرح سرخ ہو تو میرے خیال میں وہ جھوٹا ہے چنانچہ مکروہ نشانی پر بچہ پیدا ہوا (صحاح ستہ علاوہ ترمذی کے) بخاری کی روایت میں ہے کہ عورت حاملہ تھی اس کے شوہر نے کہا یہ میرا حمل نہیں ہے عورت کا بیٹا عورت کی طرف منسوب ہوا میراث میں ماں بیٹے کی اور بیٹا ماں کی میراث کا حق دار ہوگا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ
بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِیْ
تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱﴾

’’واقعی جن لوگوں نے یہ طوفان اٹھایا تمہاری ہی ایک جماعت ہے تم اس بہتان کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ تمہارے حق میں بہتر ہے ان میں سے ہر ایک کے لئے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا اور جو اس کا سرغنہ ہے اس کے لئے بڑا عذاب ہے‘‘۔

افک کا بیان: (۱۱) یہ آیت اور اس کے بعد والی نو آیتیں صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں اتریں جب آپ پر منافقوں نے تہمت لگائی تھی جو سراسر جھوٹ اور بے بنیاد تھی پروردگار عالم کی غیرت کو جوش آیا اور اپنے پیارے رسول کی حرم محترم کی برأت قرآن پاک میں اتاری تا کہ رسول کی آبرو پر دھبہ نہ آئے فرمایا کہ یہ طوفان اٹھانے والے ایک یا دو نہیں بلکہ تمہاری پوری ایک جماعت ہے جس کا سرغنہ عبداللہ بن ابی ہے جو منافقوں کا سردار ہے یہی لوگوں کو جمع کر کر کے ایک ایک کے کان میں یہ بے بنیاد بات پروتا تھا اور پھیلا رہا تھا آخر کار سنتے سنتے مسلمانوں کے دلوں میں بھی وسوسہ پیدا ہوا اور آپس میں چپکے چپکے چہ میگوئیاں شروع ہونے لگیں یہ سلسلہ تقریباً ایک ماہ تک جاری رہا پھر قرآن پاک کی ان آیتوں نے معاملہ صاف کر دیا اور صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت ظاہر کر دی۔ صحیح حدیثوں میں یہ قصہ پوری تفصیل سے آیا ہے صدیقہ کہتی ہیں جب طوفان اٹھانے والوں نے صدیقہ رضی اللہ عنہا پر طوفان اٹھایا تو اللہ نے ان کی برأت ظاہر فرما دی' صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رحمت عالم ﷺ کسی سفر کا ارادہ کرتے تو عورتوں کو لے جانے کے بارے میں قرعہ ڈالتے اور جس کے نام قرعہ نکل آتا اس کو اپنے ساتھ لے جاتے ایک دفعہ ایک لڑائی کے موقعہ پر میرا نام بھی نکل آیا میں آپ کے ساتھ روانہ ہوگئی یہ واقعہ پردہ واجب ہونے کے بعد کا ہے میں اپنے ہودے ہی میں سوار کرا دی جاتی تھی اور ہودے ہی کو اتار دیا جاتا تھا جس میں میں ہوتی تھی آخر ہم میدان جنگ میں پہنچ گئے پھر جب آپ اس سے فارغ ہو گئے تو واپس لوٹ آئے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو ایک جگہ ٹھہر گئے آپ نے رات ہی میں قافلہ روانہ ہونے کا اعلان فرما دیا میں حاجت ضروریہ کی وجہ سے لشکر کے پڑاؤ سے بہت دور چلی گئی تھی پھر جب فارغ ہو کر واپس آئی تو پڑاؤ کے قریب پہنچ کر گلا جو ٹٹولا تو یمنی منکوں کا ہار گلے سے کہیں گر گیا تھا اسے ڈھونڈھنے کے لئے پھر اسی جگہ گئی جہاں حاجت ضروریہ سے فارغ ہوئی تھی اور اسے ڈھونڈھنے میں لگی رہی ہودج اٹھانے والوں نے ہودج یہ سمجھ کر سوار کرایا کہ میں اس میں ہوں گی اس زمانے میں عورتیں دبلی پتلی اور ہلکی پھلکی ہوتی تھیں بھاری بھرکم اور موٹی تازی نہیں ہوتی تھیں کیونکہ بقدر زندگی ہی کھانا کھایا کرتی تھیں لوگوں نے

جب ہودج اٹھا کر اونٹ پر رکھا تو اس کے ہلکے پن سے انہیں یہ خیال بھی نہ گذرا کہ میں اس میں نہ ہوں گی اس وقت میں نوعمر بچی ہی تھی لوگوں نے اونٹ اٹھایا اور چل دیئے میں نے لشکر کے جانے کے بعد ہار ڈھونڈ ھ لیا اب جو میں پڑاؤ پر پہنچی تو وہاں چڑیا کا بچہ بھی نہ تھا سناٹا تھا آخر میں اسی جگہ پہنچی جہاں میرا اونٹ بٹھایا گیا تھا وہیں بیٹھ گئی اور انتظار کرنے لگی کہ جب لوگ مجھے نہ پائیں گے تو اس جگہ میری تلاش میں آئیں گے بیٹھے بیٹھے نیند کا غلبہ ہوا اور سوگئی صفوانؓ بن معطل سلمی لشکر کے پیچھے پیچھے تھے وہ بھی اپنے مقام سے پچھلی رات کو چل پڑے اور ہمارے پڑاؤ کے قریب صبح کو پہنچ گئے انہوں نے دور سے ایک سوتا ہوا آدمی دیکھا تو قریب آئے تو دیکھ کر پہچان گئے کیونکہ انہوں نے مجھے پردے سے پہلے دیکھا تھا مجھے دیکھ کر زور سے اناللہ پڑھی ان کی آواز سے میں بیدار ہوگئی اور چادر سے پردہ کرلیا اللہ کی قسم انہوں مجھ سے بات بھی نہیں کی اور نہ میں نے ان سے بجز اناللہ کے کچھ سنا جب انہوں نے اپنی سواری بٹھا دی اور اس کے ہاتھ پر اپنا پاؤں رکھ لیا تو میں اٹھ کر اس پر سوار ہوگئی پھر وہ سواری کو ہانک کر لے گئے اور قریب دوپہر کے ہم اپنے قافلہ والوں سے جا ملے بات صرف اتنی ہی تھی جس کا ہلاک ہونے والوں نے بتنگڑ بنالیا ان کا سرغنہ اور گروگھنٹال عبداللہ بن ابی تھا آخر کار ہم مدینہ منورہ پہنچ گئے میں مدینہ میں آتے ہی ایک ماہ تک بیمار رہی لوگ بہتان والوں کی باتوں کو پھیلا رہے تھے اور مجھے اس معاملہ کی ذرا بھی خبر نہ تھی البتہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے رویے سے شک ضرور ہوتا تھا کیونکہ میں اس بیماری میں آپ کی محبت وشفقت میں کمی دیکھتی تھی ورنہ آپ میری بیماری سے سخت بے قرار ہوجایا کرتے تھے اور آپ کی محبت وشفقت بڑھ جایا کرتی تھی اس دفعہ آپ آکر سلام کرتے پھر حال پوچھ کر تشریف لے جاتے اس سے مجھے شک ہوتا تھا کہ نہ معلوم آپ کی عنایتوں میں کیوں کمی ہے مجھے کیا خبر تھی کہ لوگوں نے مجھ پر الزام لگا رکھا ہے اور اس کا خوب چرچا ہو رہا ہے ایک روز باوجود نحیف و لاغر ہونے کے میں اور ام مسطح رضی اللہ عنہا جنگل میں قضائے حاجت کے لئے گئے' ہم جنگل ہی میں قضائے حاجت کے لئے جایا کرتے تھے اور رات ہی کو نکلا کرتے تھے اس زمانے میں گھروں میں بیت الخلاء نہیں بنائے جاتے تھے قدیم عربوں کی طرح گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے بوجہ بدبو کے گھن آتی تھی آخر کار میں ام مسطح رضی اللہ عنہا بنت ابی دہم بن المطلب بن عبدمناف کے ساتھ قضائے حاجت کے لئے روانہ ہوئی ان کی والدہ صخر بن عامر کی صاحبزادی تھیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں اور ان کا ایک بیٹا مسطحؓ بن اثاثہ بن عباسؓ عبدالمطلب بھی ہے ہم قضائے حاجت سے فارغ ہو کر گھر واپس آرہی تھیں کہ ام مسطح رضی اللہ عنہا کا چادر میں پاؤں الجھا اور گر گئیں ان کی زبان سے بے ساختہ نکلا کہ مسطحؓ ہلاک ہو میں نے کہا یہ کیا کہہ رہی ہو ایسے شخص کو کوس رہی ہو جو جنگ بدر میں شامل تھا بولیں بھولی بچی تجھے کیا معلوم اس نے کیا اڑا رکھا ہے میں نے پوچھا کیا اڑا رکھا ہے انہوں نے میرے متعلق جو کچھ لوگوں میں چرچا پھیلا ہوا تھا مجھے سب کچھ بتا دیا ایک تو میں بیمار تھی ہی دوسری بیماری یہ چمٹ گئی پھر جب میں گھر آئی تو رحمت عالم ﷺ نے آکر سلام کیا اور پوچھا کیسی طبیعت ہے میں نے آپ سے میکہ جانے کی اجازت مانگی میرا خیال تھا کہ اس سلسلے میں میکہ والوں سے تحقیق کروں کہ کیا یہ چرچا پھیلا ہوا ہے یا کیا ہے آپ نے مجھے میکہ جانے کی اجازت دے دی میں نے میکہ آکر اپنی امی جان سے پوچھا امی جان یہ لوگوں میں کیا چرچا پھیلا ہوا ہے اور میرے متعلق یہ کیا افواہ اڑ رہی ہے امی جان نے فرمایا بیٹا تم نے اپنا دل بھاری کیوں کیا اگر کسی شخص کی کوئی خوبصورت بیوی ہو اور وہ اسے محبوب بھی ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں تو اس قسم کی باتیں پیدا ہو ہی جایا کرتی ہیں۔ اور سوکنیں یہ باتیں اڑا ہی دیا کرتی ہیں میں نے کہا سبحان اللہ کیا لوگوں میں میرے متعلق اس قسم کی باتیں پھیلی ہوئی ہیں؟ غرضیکہ میں رات بھر روتی رہی آنسو تھمتے ہی نہ تھے نیند تو کس کی رہی رات بھر پلک

سے پلک نہ جھپکائی اور بڑی بے قراری سے تارے گن گن کر اور رو رو کر رات کاٹی صبح ہوگئی اب بھی میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے وحی میں دیر لگی آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلا کر میرے بارے میں مشورہ کیا اسامہ بن زید رضی اللہ نے کہا میرے خیال میں یہ قطعی پاک دامن ہیں ان کی محبت' عزت اور شرافت ہمارے دلوں میں ہے ہم ان کے بارے میں اچھا ہی خیال رکھتے ہیں ہم نے آج تک ان کی اچھائیاں ہی دیکھی ہیں اور کوئی برائی نہیں پائی علی رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ حق تعالیٰ کی جانب سے آپ پر کوئی تنگی تو ہے نہیں ان کے علاوہ عورتیں بہت ہیں آپ اس خادمہ سے پوچھ لیں یہ آپ کو صحیح صحیح بات بتا دے گی چنانچہ آپ نے بریرہؓ کو بلا کر ان سے پوچھا۔تم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی کوئی شک والی بات تو نہیں دیکھی؟ بریرہؓ نے جواب دیا اس کی قسم جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے میں نے ان کی کبھی کوئی شک والی بات نہیں دیکھی ہاں یہ بات ضرور ہے کہ کمسن ہیں بچی ہیں اور بے پرواہ ہیں کبھی کبھی گندھا ہوا آٹا رکھ کر سو جاتی ہیں اور بکری اسے آ کر کھا جاتی ہے اسی روز آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا مسلمانو تم میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جو مجھے اس شخص کی ایذاؤں سے بچائے جس کی ایذاؤں کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اب اس نے میری اہلیہ پر بھی الزام لگایا ہے اللہ کی قسم میں نے ان میں اچھی باتوں کے سوا کوئی بری بات دیکھی ہی نہیں اور جس شخص سے بدنام کیا ہے وہ بھی بے چارہ نیک ہے کبھی خلوت میں میرے گھر جاتا بھی نہیں کبھی کبھار آتا ہے تو میرے ساتھ ہی گھر میں آتا ہے آپ کے یہ درد بھرے الفاظ سن کر سعد بن معاذؓ انصاری نے کھڑے ہو کر کہا اے اللہ کے رسول اس بدبخت سے میں آپ کو بچاؤں گا اگر وہ اوس کا ہوگا تو اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر ہمارے بھائیوں (خزرج) کا آدمی ہوگا تو آپ جیسا حکم فرمائیں گے ہم بلا تامل اسے بجا لائیں گے یہ سن کر سعد بن عبادہؓ سردار خزرج (جو تھے تو نیک مگر قومی حمیت سے غصے میں بھر گئے تھے) کھڑے ہو کر کہنے لگے سعد بن معاذ اللہ کی قسم تمہارا خیال غلط ہے تم اسے قتل تو قتل اس کے قتل پر قادر بھی نہیں ہو سکتے۔اگر وہ تمہارے قبیلے کا ہوتا تو یقیناً تم اس کا قتل کیا جانا کبھی گوارا نہ کرتے اس پر اسید بن حضیر (جو سعد بن معاذؓ کے چچازاد بھائی تھے) نے سعد بن عبادہؓ سے کہا تم جھوٹے ہو اللہ کی قسم ہم اسے قتل کر ڈالیں گے تم منافق ہو اور منافقوں کی طرف سے جھگڑتے ہو اس پر اوس وخزرج کے دونوں قبیلے بپھر گئے اور ایک دوسرے پر حملہ کرنے کا قصد کرنے لگے رحمت عالم ﷺ منبر پر ہیں اور یہ فتنہ بھڑک رہا ہے آپ دونوں قبیلوں کو ٹھنڈا کرتے رہے آخر بمشکل تمام دونوں خاموش ہوئے آپ بھی خاموش ہو گئے' میں آج دن بھر بھی برابر روتی رہی مجال ہے جو ایک منٹ کو آنکھ لگ جاتی امی جان اور ابا جان کو اندیشہ ہوا کہیں یہ روتے روتے مر نہ جائے دونوں بے چارے غمگین میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں رو رہی تھی اتنے میں ایک انصاری عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت مانگی میں نے اسے اجازت دے دی وہ بے چاری بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی ہم اسی حال میں تھے کہ اتنے میں رحمت عالم ﷺ تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے جب سے یہ افواہ اڑی تھی اس دن سے آج کے سوا آپ میرے پاس بیٹھے ہی نہ تھے ایک مہینہ گذر گیا تھا اور میرے بارے میں کسی قسم کی وحی اترتی ہی نہ تھی آپ نے بیٹھ کر حمد وثنا کے بعد فرمایا عائشہؓ! تمہارے بارے میں مجھے یہ خبر ملی ہے اگر تم اس سے بری ہو تو انشاء اللہ' اللہ تم کو بری فرما دے گا اور اگر تم سے ناگہاں سرزد ہو گیا ہے تو اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش مانگ لو اور توبہ کر لو کیونکہ جب بندہ اپنے گناہ کا اقرار کر لیتا ہے اور توبہ کر لیتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے جب آپ بات پوری کر چکے تو میرے آنسو تھم گئے پھر آنکھوں سے ایک قطرہ بھی نہ گرا میں نے ابا جان سے کہا آپ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں انہوں نے فرمایا کہ میں آپ کو کیا جواب دوں میری سمجھ میں کچھ آتا ہی نہیں پھر امی جان سے

جواب دینے کی درخواست کی لیکن انہوں نے بھی یہی جواب دے دیا میں نوعمر بچی تھی اور قرآن بھی زیادہ یاد نہ تھا میں نے کہا تم سب نے ایک بات سنی تمہارے دلوں میں بیٹھ گئی اور تم نے اسے سچ سمجھ لیا اب اگر میں تم سے اپنی بے گناہی کا دعویٰ کروں حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں تو تم میری بات کو سچا نہ مانو گے اور اگر میں اس کا اقرار کرلوں حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے سراسر بری ہوں تو تم میری تصدیق کرلو گے اب اللہ کی قسم میری اور تمہاری مثال حضرت یوسفؑ کے باپ کے اس قول فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۙ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (اب تو صبر ہی اچھا ہے جس میں شکوہ وشکایت نہ ہو اور تمہاری باتوں پر حق تعالیٰ میری مدد فرمائے) کی طرح ہے پھر میں اپنے بستر پر جالیٹی اللہ کو خوب خبر تھی کہ میں بے گناہ ہوں مجھے یقین تھا کہ وہ میری بے گناہی لوگوں پر ظاہر فرمادے گا لیکن مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ اس سلسلے میں قرآن میں آیتیں اتریں گی جو پڑھی جائیں گی یقیناً میری نگاہ میں میری شان اس سے بہت ہی کمتر تھی کہ میرے بارے میں وحی اترے مجھے یہ توقع ضروری تھی کہ آپ کو خواب میں میری بے گناہی بتادی جائے گی ابھی نہ تو رحمت عالم ﷺ اپنی جگہ سے ہٹے تھے اور نہ گھر والوں میں سے کوئی ہلا تھا کہ حق تعالیٰ نے اپنے نبی پر وحی اتاری آپ کے چہرے پر وہی نشانات نمودار ہوئے جو وحی کے وقت ہوا کرتے تھے اور آپ کی پیشانی سے موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے ڈھلکنے لگے حالانکہ جاڑے کا دن تھا وحی کے وقت آپ کی یہی کیفیت ہوا کرتی تھی پھر وحی کھل گئی آپ مسکرا رہے تھے سب سے پہلے آپ نے یہی فرمایا عائشہؓ خوش ہو جاؤ حق تعالیٰ نے تم کو بے گناہ بتایا ہے امی جان نے مجھ سے کہا جاؤ اور رحمت عالم ﷺ کے سامنے کھڑی ہو جاؤ میں نے کہا میں کیوں آپ کے سامنے کھڑی ہوں اور کیوں آپ کا شکریہ ادا کروں حق تعالیٰ کی حمد نہ کروں اور اس کا شکریہ نہ بجالاؤں جس نے میری بے گناہی ظاہر فرمائی حق تعالیٰ نے میرے بارے میں دس آیتیں اتاریں پہلی آیت اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ ہے پھر جب اللہ نے قرآن پاک میں میری بے گناہی نازل فرمادی تو ابوبکر جو مسطح کو محتاج وغریب ہونے کی وجہ سے بوجہ رشتے داری کے کچھ وظیفہ دیا کرتے تھے کہنے لگے کہ مسطح نے میری بچی پر الزام لگایا ہے اب میں اسے کچھ نہ دوں گا اس پر وَلَا يَاْتَلِ اُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ الخ اتری جو آگے آرہی ہے یہ آیت سن کر ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اللہ کی مغفرت مجھے بہت پیاری ہے اور مسطح کو جو دیا کرتے تھے اسے بحال رکھا اور فرمانے لگے کہ میں برابر اسے دئے جاؤں گا رحمت عالم ﷺ زینب بنت جحش سے میرے بارے میں پوچھا کرتے تھے کہ تمہیں عائشہ کے بارے میں کیا معلوم ہے یا تم نے کیا دیکھا وہ عرض کرتیں کہ اے اللہ کے رسول میں اپنے کانوں اور آنکھوں کو محفوظ رکھتی ہوں اللہ کی قسم مجھے تو ان کی نیکی ہی معلوم ہے امہات المؤمنین میں سے یہی میرے مقابے کی تھیں حق تعالیٰ نے انہیں پارسائی اور دینداری کی وجہ سے محفوظ رکھا مگر ان کی ہمشیرہ حمنہؓ بنت جحش نے ان کے کانوں میں بہت کچھ پر دیا اور ان کے نہ ماننے پر ان سے لڑ بھی پڑیں مگر انہوں نے اپنی زبان سے کبھی میری برائی نہیں کی اور حمنہؓ ہلاک ہونے والوں میں ہلاک ہوگئیں (ق)

خاندان صدیقہؓ کی فضیلت: حق تعالیٰ نے قرآن عظیم میں صدیقہؓ کی بے گناہی اتار کر ان کے گھر والوں کی فضیلت وسیادت پر روشنی ڈالی ہے۔ صدیقہؓ کے مرض الموت میں ابن عباس ان کی طبیعت کا حال معلوم کرنے کے لئے گئے اور ان سے کہنے لگے کہ آپ کو بشارت ہو آپ رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ ہیں جن سے آپ کو بہت محبت تھی آپ نے آپ کے سوا کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا اور قرآن پاک میں آپ کی بے گناہی اتاری۔ ایک دفعہ صدیقہؓ اور زینبؓ آپس میں فخر کرنے لگیں زینبؓ نے کہا میرا نکاح آسمان پر ہوا صدیقہؓ نے فخریہ لہجے میں فرمایا کہ میری بے گناہی قرآن پاک میں آسمان سے اتری جب مجھے صفوانؓ بن معطل

سواری پر بٹھالائے تھے زینبؓ نے پوچھا جب تم اونٹ پر سوار ہوئی تھیں تو کیا دعا پڑھی تھی فرمایا حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ بولیں تم نے مومنوں کا بول پڑھا تھا (ابن جریر) پھر فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک پر گناہ ہے جو اس نے کمایا یعنی جن جن لوگوں نے اس سازش میں حصہ لیا اور صدیقہؓ پر طوفان اٹھایا تھا ان کے لئے عذاب کا بہت بڑا حصہ ہے اور ان کا جو گروگھنٹال ہے جس نے اس الزام کی ابتداء کی اور جو لوگوں کو جمع کر کر کے سنایا کرتا تھا اس کے لئے تو بہت بڑا عذاب ہے یہ سرغنہ عبداللہ بن ابی تھا جس کی حدیث میں صراحت بھی آ گئی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾

”جب تم نے یہ بات سنی تو مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے آپس والوں کے بارے میں نیک گمان کیوں نہیں کیا اور یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ یہ تو ایک کھلا ہوا بہتان ہے شر پسند اس بات پر چار گواہ نہیں لائے تو بس اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں“۔

افواہوں کے بارے میں مومنوں کو ادب کی تعلیم: (۱۲) حق تعالیٰ شانہ مومنوں کو ادب سکھا رہا ہے کہ تم نے جو صدیقہؓ کی شان میں یہ گستاخانہ باتیں پھیلائیں یہ تمہاری شان کے شایاں نہ تھیں یہ لائق نہ تھا کہ تم ام المؤمنین پر یہ الزام لگاتے جب تم نے ام المؤمنین کی شان میں یہ گستاخانہ الزام سنا تھا تو ایمان والے مردوں اور عورتوں نے اپنے اوپر قیاس کیوں نہیں کر لیا کہ جب یہ شرمناک فعل ان کے لائق نہیں تو ام المؤمنین کے لائق تو بدرجہ اولیٰ نہ ہوگا کہا جاتا ہے کہ یہ آیت ابوایوبؓ خالد بن زید انصاری کے اور ان کی گھر والی کے بارے میں اتری یعنی نجاریوں کا بیان ہے کہ ابوایوبؓ انصاری سے ان کی اہلیہ نے پوچھا کہ صدیقہؓ کے بارے میں لوگ جو افواہ اڑا رہے ہیں تم نے اسے نہیں سنا بولے ہاں سنا تو ہے مگر سراسر جھوٹ ہے ام ایوبؓ بتاؤ تو سہی کیا تم ایسا کر سکتی ہو بولیں ہرگز نہیں بھلا یہ کام میرے لائق ہے فرمایا اللہ کی قسم صدیقہؓ تو تم سے بہت ہی اچھی ہیں وہ کبھی ایسا نہیں کر سکتیں پھر قرآن پاک کی آیتیں اتریں اور اللہ پاک نے افترا پردازوں کا بیان فرمایا کہ وہ ایک جماعت ہے جو تمہیں میں سے ہے (یعنی حسانؓ اور ان کے ہم نوا جنہوں نے ام المؤمنین پر الزام لگایا تھا) تو پھر اللہ نے یہ آیت اتاری کہ مسلمان مردوں اور عورتوں نے ابوایوبؓ انصاری اور ام ایوبؓ انصاری کی طرح سے اپنے اوپر قیاس کر کے اس بات کو غلط کیوں نہ سمجھ لیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بات ابی بن کعب نے کہی تھی بہرحال اس آیت میں ہے کہ ایمان والوں نے ام المؤمنین کے بارے میں اچھا خیال کیوں قائم نہیں کیا کیوں کہ ام المؤمنین اچھائی کے لائق ہیں اور ان کی شان کے لائق اچھے ہی کام ہیں ان کا مقام دیکھ کر دلوں میں اچھے خیال رکھتے اور زبانوں سے کہہ دیتے کہ یہ تو سفید جھوٹ ہے۔ علاوہ ازیں واقعہ کی نوعیت بھی یہی بتا رہی ہے کہ آپ بے گناہ ہیں کیونکہ ام المؤمنین صفوان کی سواری پر سوار ہو کر دن میں دوپہر کے وقت لشکر میں پہنچیں جس کا مشاہدہ تمام لشکر نے کیا اور رحمت عالم ﷺ بھی موجود تھے اگر شک والی بات ہوتی تو اس طرح کھلے بندوں بھرے مجمع میں کیسے آتے ایسا معاملہ دن دہاڑے تو ہوا نہیں کرتا ایسی کوئی بات ہوتی تو چپکے سے لشکر میں شامل ہو جاتے اس سے معلوم ہوا کہ بات قطعی بے بنیاد اور جھوٹی ہے۔

(۱۳) اگر یہ سچے ہوتے تو کیا اپنی بات کے ثبوت میں چار گواہ پیش نہیں کرتے؟ جب ان کے پاس کوئی گواہ بھی نہیں تو یہ سراسر جھوٹے اور فتنہ پرداز ہیں فاسق وفاجر ہیں اور شریعت کی رو سے جھوٹ بول رہے ہیں۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ
اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ
بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ
عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾

''اگر تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل وکرم نہ ہوتا تو تم جس بات میں گھسے ہوئے تھے اس میں یقیناً تم کو بہت بڑا عذاب پہنچتا جب تم یہ بات اپنی زبانوں سے لے رہے تھے اور منہ سے وہ بات بول رہے تھے جس کی تم کو خبر نہ تھی اور اسے ایک معمولی سی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت ہی بڑی بات ہے''۔

مسلمانوں پر اللہ کا فضل وکرم ہے: (۱۴) اے صدیقہؓ کے بارے میں چرچا کرنے والو اگر تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل وکرم نہ ہوتا کہ اس نے اپنی مہربانی سے تمہیں توبہ کی توفیق بخشی دنیا میں تمہاری توبہ قبول فرمالی اور تمہارے ایمان ودین کی وجہ سے تم کو آخرت میں معاف فرمادیا تو تم یقیناً ایک سخت وخطرناک عذاب میں گرفتار کردیئے جاتے اور اس بہتان کی وجہ سے تم پر اللہ کا غصہ بھڑک اٹھا ہوتا یہ حکم ان لوگوں کے بارے میں ہے جن کے دلوں میں ایمان بھی موجود تھا جیسے مسطح رضی اللہ عنہ۔ حسان اور حمنہ بنت جحش۔ منافقوں (عبداللہ بن ابی وغیرہ) کے حق میں نہیں ہے کیونکہ وہ ایمان وعمل صالح کی دولت سے محروم ہیں جس سے اس گناہ کی تلافی ہوتی یہاں یہ بات یاد رکھو کہ جس برائی پر کوئی وعید آئی ہو اس کا اطلاق اسی وقت ہے جب اس سے توبہ نہ کرلی جائے اس کے مقابلہ میں اس کی برابر یا اس سے بڑی نیکی نہ کرلی جائے (۵) جب تم اس کو پھیلا رہے تھے کہ ایک نے دوسرے سے دوسرے نے تیسرے سے اور تیسرے نے چوتھے سے کہا اسی طرح بہت سی زبانوں سے اس کی نقل در نقل ہوتی رہی۔

پھر فرمایا تم بلا علم ویقین کے ایک بات زبانوں سے ادا کررہے تھے یعنی ام المؤمنین کی پروقار شان میں گستاخی کررہے تھے جس کو تم ایک معمولی سی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ ایک بڑی بات ہے اگر یہ صدیقہؓ کا معاملہ بھی نہ ہوتا تو بھی بڑی بات تھی پھر جب خاتم الانبیاء اور سردار اولیاء کی حرم محترم کا معاملہ ہے تو کس قدر سنگین بات ہے اور اللہ کے نزدیک یہ بات انتہائی بڑی ہے کہ اس کے پیارے محبوب کی زوجہ مطہرہ کے بارے میں کوئی ناشائستہ بات بولی جائے اسی وجہ سے غیرت ربانی اپنے محبوب نبی کی زوجہ مطہرہ کی وجہ سے جوش میں آئی اور حق تعالیٰ نے وحی اتار کر صدیقہؓ کی بے گناہی ثابت فرمائی اس نے تو ہر نبی کی بیوی کو اس فحش کام سے محفوظ رکھا ہے پھر جب ایسا کام کسی نبی کی بیوی نہیں کرسکتی تو آپ تو دنیا کی عورتوں' نبیوں کی بیویوں کی اور تمام امہات المؤمنین کی سردار ہیں اور ان کی زوجہ مطہرہ ہیں جو دنیا اور آخرت میں سب سے افضل واشرف رسول ہیں یہ معمولی گناہ نہیں بلکہ بہت بڑا ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا بعض دفعہ کوئی شخص اپنے خیال میں کوئی بات معمولی سی سمجھ کر کہہ جاتا ہے جس

سے اللہ ناراض ہو جاتا ہے اسے خبر نہیں ہوتی کہ یہ کیا رنگ لائے گی لیکن وہ اس کی وجہ سے جہنم کی اتنی گہرائی میں پہنچ جاتا ہے جس کا فاصلہ زمین سے آسمان تک ہے ایک روایت میں ہے کہ بے پرواہی سے بات بول جاتا ہے۔ (ق)

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾

''اور جب تم نے اسے سنا تھا تو یہ کیوں نہ کہہ دیا تھا کہ ہمیں ایسی بات منہ سے نکالنی بھی لائق نہیں اے اللہ تو پاک ہے یہ تو بڑا ہی زبردست بہتان ہے اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا نہ کرنا اگر تم ایمان والے ہو اور تمہارے سامنے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے اور اللہ بہت ہی علم والا اور زبردست حکمت والا ہے''۔

بزرگوں کے بارے میں اچھا گمان رکھنا چاہیے: (۱۶) پہلی تعلیم وادب کے بعد یہ دوسرا ادب سکھایا جا رہا ہے کہ جب کوئی ناشائستہ اور بے ہودہ بات بزرگوں کے بارے میں کہی جائے تو ایمان والوں کو ان سے اچھا گمان رکھنا چاہیے اور اپنے دل میں ان کی طرف سے کوئی شک و تردد نہیں لانا چاہیے اگر بتقاضائے بشریت کوئی برا خیال یا بے ہودہ وسوسہ دل میں آئے تو اسے ہرگز منہ سے نہ نکالنا چاہیے کیونکہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ نے میری امت کے خیالات سے تجاوز فرما لیا ہے جب تک کہ انہیں قولی یا عملی جامہ نہ پہنا لیا جائے (ق) یعنی مسلمانوں کو بے ہودہ باتوں کا چرچا نہیں کرنا چاہیے اور نہ کسی سے ذکر کرنا چاہیے پھر فرمایا اللہ کی ذات پاک ہے کہ اس قسم کی بے ہودہ بات کی نسبت اس کے رسول کی حرم محترم اور اس کے دوست کی محبوب رفیق زندگی کی طرف کی جائے۔

بری باتوں سے احتیاط: (۱۷) خبردار آئندہ اس قسم کی بات نہ ہونے پائے اللہ کی طرف سے اس قسم کی بات سے ایمان والوں کو روکا گیا اور سختی سے ڈانٹا گیا ہے کہ اگر تم اللہ کی طرف سے اس کی شریعت مطہرہ پر ایمان رکھتے ہو اور تمہارے دلوں میں اس کے پیارے رسول ﷺ کی عظمت وعزت ہے تو آئندہ کبھی ایسا نہ کرنا ہاں جو کافر ہیں ان کا تو حکم ہی دوسرا ہے۔

(۱۸) یعنی اللہ تمہارے سامنے کھول کھول کر شرعی احکام اور تقدیری حکمتیں بیان فرما رہا ہے وہ اپنے بندوں کی مصلحتوں سے اچھی طرح سے آگاہ ہے اور اس کے احکام شرعیہ اور قدریہ حکمتوں سے بھرپور ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾

''جو لوگ ایمان والوں میں بے حیائی کی بات پھیلانا پسند کرتے ہیں ان کے لئے یقیناً دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ کو سب کچھ معلوم ہے اور تمہیں کچھ بھی معلوم نہیں''۔

بری بات پھیلائی نہ جائے: (۱۹) یہ تیسری ہدایت ہے کہ اگر کوئی بری بات سنے اور وہ اس کے دماغ میں بیٹھ جائے اور کسی سے

اس کا ذکر بھی کر دے تو اسے پھیلائے نہیں کہ ہر کسی سے بیان کرتا پھرے بری بات کا پھیلانا حرام ہے کیونکہ اسی سے سزا ملتی ہے دنیا کی یہ سزا ہے کہ اسی (۸۰) کوڑے بطور سزا کے مارے جائیں گے اور آخرت میں بھی سخت عذاب ہوگا پھر فرمایا کہ اللہ کو سب کچھ معلوم ہے تم کو کچھ بھی معلوم نہیں اس لئے اپنے تمام کام اللہ ہی کی طرف لوٹا دو راہ پا جاؤ گے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا نہ اللہ کے بندوں کو ستاؤ نہ انہیں طعنہ دو اور نہ ان کے عیب ٹٹولو کیونکہ جس نے مسلمان بھائی کا عیب ٹٹولا اللہ اس کے عیب ٹٹولے گا اور اسے گھر ہی میں ذلیل کر دے گا۔(ل)

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾

ع ۹ النصف

''اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی (تو معاملہ ہی دگرگوں ہو جاتا) یاد رکھو اللہ بڑا ہی شفیق و مہربان ہے اے ایمان والو شیطان کے قدموں پر نہ چلو اور جو شیطان کے قدموں پر چلے گا تو شیطان اسے بے حیائی اور برے کاموں ہی کا حکم دے گا اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی کبھی پاک نہ ہوتا لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اللہ اچھی طرح سے سننے والا اور خوب جاننے والا ہے''۔

توبہ اور حد اللہ کی مہربانی کی نشانیاں ہیں: (۲۰) یعنی اگر اللہ کی مہربانی نہ ہوتی تو معاملہ دگرگوں ہو جاتا لیکن حق تعالیٰ اپنے بندوں پر کمال شفیق و مہربان ہے جس نے توبہ کر لی اللہ نے اپنی شفقت و مہربانی سے اس کی توبہ قبول فرمالی اور بعض لوگوں کو تہمت کے اسی (۸۰) کوڑے لگوا کر پاک فرمادیا۔

شیطان کے نقش قدم پر چلنے کی ممانعت: (۲۱) یعنی شیطان کی راہوں پر اس کے نقش قدم پر اور اس کی باتوں پر نہ چلو پھر کمال فصیح و بلیغ مختصر اور خوبصورت الفاظ میں لوگوں کو شیطانی راہوں سے ڈرایا گیا اور ان سے نفرت دلائی گئی خطوات سے شیطانی کام شیطانی وسوسے ہر طرح کے گناہ اور گناہوں کی نذریں ماننا مراد ہے۔ ابن مسعودؓ سے ایک شخص نے پوچھا کہ میں نے فلاں کھانا نہ کھانے کی منت مان لی ہے فرمایا قسم کا کفارہ دے دو اور اسے شوق سے کھاؤ۔ شعبیؒ نے اس شخص کے بارے میں کہا جس نے بیٹے کو ذبح کرنے کی منت مان لی تھی کہ یہ شیطانی وسوسے ہیں بجائے بیٹے کے اللہ کی راہ میں مینڈھا ذبح کر دو۔ ابو رافع کہتے ہیں میں ایک دن اپنی بیوی سے ناراض ہو گیا وہ بھی غصے میں کہنے لگیں کہ ایک دن میں یہودیہ ہوں اور ایک دن عیسائیہ اور میرے تمام غلام آزاد ہوں اگر تم مجھے طلاق نہ دو۔ ابن عمرؓ نے فتویٰ دیا کہ یہ شیطانی وسوسے ہیں یہی جواب زینب بنت ام سلمہؓ نے دیا اس زمانے میں وہ مدینہ میں سب سے زیادہ دینی سمجھ والی خاتون تھیں اور عاصمؒ بن عمر نے بھی یہی جواب دیا پھر فرمایا کہ اگر اللہ اپنی مہربانی سے

تمہیں توبہ کرنے کی توفیق عطا نہ فرماتا اور شرک و نافرمانی سے میل کچیل سے اور برے اخلاق سے ہر ایک کو اس کی حیثیت کے مطابق پاک نہ فرماتا تو نہ کوئی پاک ہوتا اور نہ خیر و برکات حاصل کرتا پھر فرمایا کہ اللہ بندوں کی باتوں سے باخبر ہے اور وہ جانتا ہے کہ کون ہدایت کا حق دار ہے اور کون گمراہی کا۔ وہ جسے چاہے پاک فرما دے اور جسے چاہے گمراہ کر کے سیدھی راہ سے ہٹا کر اور ہلاکت کی دلدلوں میں پھنچ کر ہلاک کر دے۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٢﴾

''اور تم میں سے جو بزرگی و فراخی والے ہیں انہیں اپنے رشتے داروں محتاجوں اور اللہ کی راہ کے مہاجروں کو دینے سے قسم نہیں کھانی چاہئے بلکہ انہیں معاف کر دینا چاہئے اور درگذر کرنا چاہئے کیا تم کو یہ بات پسند نہیں کہ اللہ تمہارے گناہ معاف فرما دے اور اللہ تو بڑا ہی بخشنے والا اور انتہائی مہربان ہے''۔

بزرگوں کو خاص طور سے صلہ رحمی کی طرف متوجہ رہنا چاہئے : (۲۲) یعنی اللہ والے اور فراخی والے اپنے رشتے داروں کو نہ دینے کی قسم نہ کھائیں اور یہ عزم نہ کریں کہ انہیں اور محتاجوں کو اور اللہ کی راہ کے مہاجروں کو کچھ نہیں دیں گے اللہ پاک نے یہ ہدایت فرما کر بزرگوں اور خوشحال مسلمانوں کی توجہ صلہ رحمی کی طرف مبذول کرائی اور رشتے داری کا لحاظ کرنے کی رغبت دلائی اس لئے فرمایا کہ اگر ان سے ایذائیں اور تکلیفیں پہنچ گئی ہوں تو درگذر کریں اور معاف کر دیں یہ بھی لوگوں پر حق تعالیٰ کا لطف و کرم اور اس کی مہربانی اور بردباری ہے کہ مظلوموں کو ظالموں سے معاف کرنے کی رغبت دلائی۔ یہ آیت ابوبکرؓ کے بارے میں اتری جب مسطحؓ بن اثاثہ نے صدیقہؓ پر بے حیائی کا الزام لگایا تو آپ نے قسم کھالی کہ اب میں اس کا وظیفہ بند کر دوں گا جیسا کہ اوپر حدیث میں گذر چکا ہے پھر جب اللہ نے صدیقہؓ کی بے گناہی قرآن میں اتار دی اور ایمان والوں کے دلوں کو چین نصیب ہوا اور اس سلسلے میں جن مسلمانوں نے حصہ لیا تھا انہیں معاف کر دیا گیا اور بعض پر الزام کی حد بھی جاری کی گئی تو اب حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے صدیق اکبرؓ کی توجہ ان کے عزیز و قریب اور رشتہ داروں کی طرف متوجہ فرماتا ہے یعنی مسطحؓ بن اثاثہ کی طرف جو آپ کے خالہ زاد بھائی تھے اور محتاج و حقیر تھے اور جن کا خرچ آپ ہی اٹھایا کرتے تھے آپ اللہ کی راہ کے مہاجر تھے ایک لغزش ہو گئی تھی جو توبہ اور حد سے معاف ہو گئی تھی، صدیقؓ حسن سلوک میں مشہور و معروف تھے ان کے اپنوں اور بیگانوں پر بڑے بڑے احسانات تھے جب حق تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور ابوبکرؓ نے خصوصی طور سے آیت کے اس حصے أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ پر غور کیا تو بے ساختہ آپ کی زبان سے نکل گیا کیوں نہیں اللہ کی قسم اے اللہ ہمیں یہ بات پیاری ہے کہ تو ہمارے قصور معاف فرما دے کیونکہ جزا عمل کی جنس سے ہوتی ہے۔ اگر آج تم لوگوں کے قصور معاف کر دو گے تو کل اللہ قیامت کے دن تمہارے قصور معاف فرما دے گا اور جیسے تم درگذر کرو گے اسی طرح اللہ تم سے درگذر فرمائے گا آپ نے ان کا وظیفہ بحال رکھا اور فرمایا کہ میں ان کا وظیفہ کبھی بند نہ کروں گا واقعی صدیق صدیقؓ ہی تھے اللہ پاک ان سے اور ان کی صاحبزادی صدیقہؓ سے راضی ہو جائے۔ آمین

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ
بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٤﴾ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ
اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿٢٥﴾

''جو پاک دامن بھولی بھالی اور ایمان والی عورتوں پر بداخلاقی کا الزام لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی پھٹکار ہے اور ان کے لئے سخت وعظیم عذاب ہے۔ جس دن ان کے خلاف ان کی زبانیں ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے عملوں کی گواہی دیں گے اس دن اللہ انہیں حق وانصاف کے ساتھ پورا پورا بدلہ دے گا اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ صحیح فیصلہ کرنے والا اور معاملہ کو ظاہر کرنے والا ہے''۔

مومنوں کی شان میں گستاخی کی ممانعت: (۲۳) جب اللہ نے عام ایمان والی عورتوں پر بے حیائی کا الزام لگانے سے لوگوں کو ڈرایا ہے اور ان کی یہ سزا تجویز فرمائی ہے تو نبیوں کی بیویوں پر جو تمام مسلمانوں کو مائیں ہیں بہتان باندھنے والوں کی سزا کیا ہوگی خصوصاً اس پاکدامن صدیقہؓ پر جن کے بارے میں یہ آیت اتری اور جو صدیق کی صاحبزادی اور سید الرسل کی زوجہ محترمہ تھیں۔ اس آیت کے اتر آنے کے بعد جس نے آپ کی شان گرامی میں کوئی گستاخی کی آپ پر زبان طعن دراز کی اور آپ کو مورد الزام ٹھہرایا وہ کافر ہے کیونکہ وہ قرآن کی اس آیت کے خلاف کر رہا ہے۔ دیگر امہات المؤمنین کے بارے میں بھی صحیح قول یہی ہے پھر فرمایا کہ ایسے لوگوں پر دونوں جہانوں میں اللہ کی پھٹکار ہے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (احزاب ۳۳/۵۷) یقیناً جو لوگ اللہ کو اور اس رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں پھٹکار ڈال دی ہے اور ان کے لئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں عام مسلم خواتین پر الزام لگانے والوں کی توبہ تو قبول کر لی جائے گی لیکن ان کی گواہی ناقابل قبول ہوگی پھر آپ نے وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا الخ (نور ۲۴/۴) کی تلاوت کر کے فرمایا کہ یہ آیت عام مسلم خواتین پر الزام لگانے والوں کا حکم بیان کرتی ہے لیکن یہاں آیت ۲۳ میں حضرت عائشہؓ اور دیگر امہات المؤمنین کے بارے میں ہے یعنی ان پر الزام لگانے والوں کی توبہ قابل قبول نہیں اس بہترین تفسیر کو سن کر بعض لوگ بھڑک اٹھے اور آپ کی پیشانی چومنی چاہی۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچتے رہو پوچھا گیا یا رسول اللہ وہ کون سے گناہ ہیں فرمایا (۱) شرک (۲) جادو (۳) ناحق قتل (۴) سود (۵) یتیم کا مال ہڑپ کرنا (۶) میدان جنگ میں مقابلے سے بھاگنا اور (۷) پاک دامن بھول بھالی اور ایمان دار عورتوں پر بداخلاقی کا الزام لگانا (ق) (۲) پاک دامن خاتون پر بداخلاقی کا الزام لگانے سے سو سال کے عمل غارت ہو جاتے ہیں (ط)

قیامت کے دن اعضاء جرائم کا اقبال کریں گے: (۲۴) ابن عباس فرماتے ہیں جب مشرک یہ دیکھیں گے کہ جنت میں نمازی ہی جا رہے ہیں تو کہیں گے آؤ ہم بھی شرک کا انکار کر دیں چنانچہ شرک کا صاف انکار کر دیں گے پھر ان کے مونہوں پر مہر لگ

جائے گی ان کے ہاتھ پاؤں ان کے عملوں کی گواہی دیں گے اللہ سے ایک بات بھی نہ چھپا سکیں گے (ابن ابی حاتم) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن کافر اپنے عمل پہچان جائے گا مگر انکار کر دے گا اور جھگڑنے لگے گا اس سے کہا جائے گا کہ لے یہ تیرے پڑوسی ہیں اور تیرے عملوں پر گواہ ہیں جواب دے گا کہ یہ جھوٹے ہیں کہا جائے گا کہ تیرے گھر والے اور خاندان والے گواہ ہیں جواب دے گا کہ یہ بھی جھوٹے ہیں کہا جائے گا کہ قسم کھا مگر یہ جھوٹی قسم بھی کھا جائے گا پھر گونگا کر دیا جائے گا اور ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے پھر اللہ جہنم میں جھونک دے گا (ابن ابی حاتم ابن جریرؒ)

یہاں دین سے حساب مراد ہے: (۲۵) یعنی اس دن بروز قیامت اللہ رب العالمین ہر ایک کو پورا پورا جزاء عطا فرمائے گا کمی نہیں کرے گا کیونکہ وہ عادل ومنصف ہے۔ پھر فرمایا کہ انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کے وعدے اور اس کے ڈراوے سچے ہیں اور اس کا حساب انصاف والا ہے جس میں ظلم وتعدی نہیں۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾ ع

''گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لائق ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لائق۔ یہ پاک لوگ لوگوں کے بہتانوں سے بے لگاؤ ہیں انہیں کے لئے بخشش اور عزت والی روزی ہے''۔

مسلمانوں کے اچھے اخلاق ہوتے ہیں: (۲۶) ابن عباسؓ فرماتے ہیں یعنی فحش باتیں برے لوگوں کے لئے ہیں اور برے لوگ فحش باتوں کے لئے اسی طرح اچھی باتیں اچھے لوگوں کے لئے ہیں اور اچھے لوگ اچھی باتوں کے لئے یہ آیت صدیقہؓ اور آپ پر الزام لگانے والوں کے بارے میں اتری''۔ مطلب یہ ہوا کہ بہتان باندھنے والوں نے صدیقہؓ پر جو بداخلاقی کا الزام لگایا ہے وہی اس بات کے لائق ہیں اور صدیقہؓ بے گناہ۔ پاک وطاہر ہیں صدیقہؓ تو ہر پاکیزہ شخص سے زیادہ پاک ہیں۔ اگر ان میں کوئی عیب ہوتا تو انہیں اللہ کے رسول کی زوجیت کا شرف نہ شرعی طور سے حاصل ہوتا نہ کونی طور سے پھر فرمایا وہ ان منافقوں کی بکواس اور ہرزہ سرائی سے سراسر بے لگاؤ ہیں انہیں اس الزام کی وجہ سے اللہ کی طرف سے بخشش کا صلہ ملے گا اور نعمتوں والی سدا بہار بہشتوں میں عزت والی روزی ملے گی اس میں حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ آپ جنت میں بھی آپ کی رفیقہ حیات ہوں گی۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی مثال جو اچھی بری ہر طرح کی باتیں سنے پھر بری باتیں ہی بیان کرے ایسی ہے جیسے ایک شخص ریوڑ والے کے پاس آ کر کہتا ہے کہ مجھے ایک بکری دے دے یہ جواب دیتا ہے کہ اس ریوڑ میں سے جون سی بکری تم کو پسند ہو لے جاؤ مگر یہ شخص بجائے بکری کے کتا لے جاتا ہے۔ (۱)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا

وَتُسَلِّمُوا عَلٰٓى اَهۡلِهَا ؕ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنۡ لَّمۡ
تَجِدُوۡا فِيۡهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدۡخُلُوۡهَا حَتّٰى يُؤۡذَنَ لَـكُمۡ ۚ وَاِنۡ قِيۡلَ لَـكُمُ
ارۡجِعُوۡا فَارۡجِعُوۡا ۚ هُوَ اَزۡكٰى لَـكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ عَلِيۡمٌ ﴿۲۸﴾ لَيۡسَ
عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَدۡخُلُوۡا بُيُوۡتًا غَيۡرَ مَسۡكُوۡنَةٍ فِيۡهَا مَتَاعٌ لَّـكُمۡ ؕ
وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَمَا تَكۡتُمُوۡنَ ﴿۲۹﴾

''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ اور گھروں میں داخل مت ہوتا وقتیکہ اجازت نہ لے لو اور ان میں رہنے والوں کو سلام نہ کر لو یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ پھر اگر ان گھروں میں تم کسی کو نہ پاؤ تو اندر نہ جاؤ جب تک کہ تم کو اجازت نہ مل جائے اور اگر تم سے واپس جانے کو کہا جائے تو واپس آ جاؤ یہ بات تمہارے لئے پاکیزگی والی ہے اور اللہ تمہارے کام خوب جانتا ہے ان غیر آباد گھروں میں جانے میں جہاں تمہارا سامان ہو کوئی حرج نہیں اور تم جو ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو اسے اللہ خوب جانتا ہے''۔

اسلامی آداب وتہذیب کا بیان: (۲۷) اسلامی آداب وتہذیب (جو حق تعالیٰ نے ایمان والوں کو سکھائی ہے) کا بیان ہے کہ جب اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں جاؤ تو اجازت حاصل کرلو اور پروانگی لئے بغیر نہ جاؤ پھر جب پروانگی مل جائے اور اندر جاؤ تو سب سے پہلے گھر والوں کو سلام کرو تین بار اجازت مانگی جائے اگر مل جائے تو جاؤ ورنہ واپس ہو جاؤ جیسا کہ ایک صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ابوموسیٰ اشعریؓ نے عمرؓ سے تین دفعہ اجازت مانگی مگر اجازت نہیں ملی آپ واپس تشریف لے آئے آپ کے جانے کے بعد عمرؓ نے کہا میں نے ابوموسیٰ کی آواز سنی ہے انہیں اندر بلالو دیکھا تو آپ چلے گئے تھے پھر آپ کسی وقت عمرؓ کے پاس آئے پوچھا کل کیوں واپس ہو گئے تھے بولے میں نے تین بار اجازت مانگی جب اجازت نہیں ملی تو واپس ہو گیا میں نے رحمت عالم ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ تین دفعہ اجازت مانگنے پر بھی اجازت نہ ملے تو واپس ہو جاؤ فرمایا یا تو اس حدیث کا ثبوت پیش کرو ورنہ میں تمہیں سخت سزا دوں گا یہ سن کر آپ انصاریوں کی ایک جماعت کے پاس گئے اور ان سے عمرؓ کا حکم بیان کیا انہوں نے کہا اس بات کی گواہی یہ دیں گے جو ہم سب سے چھوٹے ہیں آخر کار ابوسعید خدریؓ نے آ کر آپ کے سامنے گواہی دی فرمایا مجھے اس حدیث سے کاروبار نے بے خبر رکھا۔

اجازت مانگنے والے کو دروازے کے عین سامنے نہ کھڑا ہونا چاہئے بلکہ دائیں یا بائیں کھڑا ہو جب رحمت عالم ﷺ کسی کے دروازے پر آتے تو عین سامنے کھڑے نہ ہوا کرتے تھے بلکہ دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو کر سلام کیا کرتے تھے کیونکہ اس زمانے میں گھروں کے دروازوں پر پردے نہ ہوتے تھے ایک دفعہ سعدؓ رحمت عالم ﷺ کے دروازے پر اجازت مانگنے کے لئے عین دروازے کے سامنے کھڑے ہو گئے آپ نے فرمایا ادھر کھڑے ہو جاؤ یا ادھر نگاہ نہ پڑنے کی وجہ سے تو اجازت مانگنے کا حکم ہے (ذطیالسی) (۲) اگر کوئی شخص تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے گھر میں جھانکنے لگے اور تم سنگریزہ مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دو تو کوئی گناہ

نہیں (ق) (۳) جابرؓ فرماتے ہیں میں رحمت عالم ﷺ کے پاس والد مرحوم کے ذمے جو قرض تھا اس کے بارے میں مشورہ کرنے کے لئے آیا اور آپ کا دروازہ کھٹکھٹایا آواز آئی کون میں نے کہا میں ہوں فرمایا میں میں گویا آپ نے میں کو ناپسند فرمایا کیونکہ جب نام نہ بتایا جائے تو میں سے کچھ معلوم نہیں ہوتا کیونکہ ہر شخص اپنے کو میں کہہ سکتا ہے اور جس غرض کی وجہ سے اجازت کا حکم ہے وہ فوت ہو جاتی ہے۔ (ج) (۴) کلدۃ رضی اللہ عنہ بن صفوان بن امیہ نے اسلام لانے کے بعد مجھے رحمت عالم ﷺ کے پاس بھیجا آپ میدان کے بالائی حصے میں تشریف فرما تھے فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے اجازت نہیں مانگی اور گھسا چلا گیا پھر جا کر سلام بھی نہیں کیا آپ نے فرمایا باہر جاؤ اور دروازے پر کھڑے ہو کر کہو السلام علیکم کیا میں اندر آ سکتا ہوں (تندا) (۵) ایک عامری نے رحمت عالم ﷺ کے دروازے پر آ کر اجازت مانگی آپ گھر ہی پر تشریف فرما تھے اس نے کہا کیا میں اندر آ سکتا ہوں آپ نے اپنے خادم سے کہا اسے جا کر اجازت مانگنے کا طریقہ سکھا دو اور اس سے کہو کہ یوں کہو السلام علیکم کیا میں اندر آ سکتا ہوں اس شخص نے سن کر یہی الفاظ دہرائے آپ نے اسے اجازت دے دی اور وہ اندر آ گیا (د) (۶) ایک شخص نے رحمت عالم ﷺ سے اس طرح اجازت مانگی کیا میں یا کیا ہم داخل ہو سکتے ہیں آپ نے اپنی ایک لونڈی روضۃ سے کہا جا کر اجازت مانگنے کا طریقہ بتا دو یہ جانتا نہیں اور کہو کہ اس طرح اجازت مانگو السلام علیکم أ ادخل تم پر سلامتی ہو کیا میں اندر آ سکتا ہوں اس شخص نے سن کر یہی الفاظ کہے آپ نے کہا آ جاؤ (ابن منصور)۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں ابن عمرؓ کسی ضرورت سے آئے آپ کو تپش نے بے قرار کر رکھا تھا آپ ایک قرشی خاتون کے خیمے کے پاس پہنچے اور فرمایا السلام علیکم أ ادخل اندر سے آواز آئی ادخل بسلام (بخوشی تشریف لائیں) آپ نے پھر فرمایا السلام علیکم أدخل پھر وہی جواب آیا آپ کے پاؤں جل رہے تھے اور بدل بدل کر ایک ایک پاؤں پر کھڑے ہو رہے تھے (فرمایا یوں کہو اُدخل) آ جاؤ پھر اندر سے ادخل کی آواز آئی تب آپ خیمہ میں آئے ام ایاس فرماتی ہیں ایک دفعہ ہم چار عورتوں نے صدیقہؓ کے پاس آنے کی اجازت مانگی ہم نے کہا اندخل کیا ہم اندر آ جائیں جواب آیا لا (نہیں) پھر ہماری ایک ساتھ والی نے کہا السلام علیکم اندخل فرمایا داخل ہو جاؤ پھر آپ نے ہمیں یہ آیت پڑھ کر سنائی (ابن ابی حاتم) ابن مسعود رضی اللہ عنہ ماؤں اور بہنوں کے پاس بلا اجازت نہ جاؤ۔ ایک انصاری خاتون نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا کہ میں کبھی اپنے گھر میں ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ اس حالت میں یہ گوارا نہیں کرتی کہ مجھے کوئی دیکھے اپنے والد اور بچے کے دیکھنے کو بھی پسند نہیں کرتی لیکن گھر والے اسی حال میں میرے پاس برابر آتے جاتے ہیں اس پر یہ آیت اتری۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں لوگوں نے تین آیتوں پر عمل ترک کر رکھا ہے حق تعالیٰ نے تو فرمایا کہ سب سے بڑا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ (حجرات ۱۳) لیکن لوگ کہتے ہیں سب سے بڑا وہ ہے جس کا سب سے بڑا گھر ہو اور لوگوں نے اخلاق و آداب بھی چھوڑ رکھے ہیں عطاءؒ نے پوچھا میرے گھر میں میری یتیم بہنیں میری تولیت میں رہتی ہیں کیا ان سے بھی اجازت لے کر گھر میں جاؤں فرمایا ہاں پھر انہوں نے پوچھا تا کہ آپ رخصت دے دیں مگر آپ نے رخصت نہیں دی اور فرمایا کیا تم کو یہ بات گوارا ہے کہ انہیں ننگا دیکھو میں نے کہا نہیں فرمایا تو اجازت لے کر جاؤ پھر انہوں نے پوچھا فرمایا تم کو اللہ کی اطاعت پسند ہے بولے ہاں فرمایا تو اجازت لے کر جاؤ۔

صحیح حدیث میں ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی رات کو سفر سے آئے اور خبر کئے بغیر گھر میں گھس جائے کہ گھر والوں کی خیانت ٹٹولے ایک روایت میں ہے کہ رحمت عالم ﷺ دن کے وقت مدینہ منورہ کے قریب آئے فرمایا مدینہ کے باہر ٹھہر جاؤ تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے پھر شام کو گھر جائے تا کہ عورتیں اپنے بال سنوار لیں اور نہا دھو کر پاک صاف ہو جائیں۔ میں نے

کہا اے اللہ کے رسول سلام تو ہم جانتے ہیں یہ استیناس کیا ہے فرمایا سبحان اللہ یا اللہ اکبر یا الحمد للہ کہنا یا کھنکھارنا تا کہ گھر والوں کو خبر ہو جائے (ابن ابی حاتم) جاہلیت کے زمانے میں ملاقات کے وقت حییت صباحا وحییت مساء کا بطور سلام کے رواج تھا اور جب کوئی کسی کے گھر جاتا تو بلا اجازت واطلاع کے گھسا چلا جاتا اور جا کر کہہ دیتا کہ میں آ گیا ہوں گھر والے اس کے آنے سے تکلیف محسوس کرتے اور کبھی کبھی ایسے حال میں بھی ہوتے کہ انہیں اس کا آنا بہت برا معلوم ہوتا اللہ نے یہ رواج ہی ختم کر دیا پردے اور پاک دامنی کے آداب سکھائے اور انسان کو گندگی سے میل کچیل سے اور پلیدی سے پاک وصاف اور ستھرا بنا دیا (مقاتل بن حیانؒ) یہ قول اچھا ہے پھر فرمایا کہ اجازت مانگ لینا دونوں فریقوں کے حق میں اچھا ہے اجازت مانگنے والے کے لئے بھی اور گھر والوں کے لئے بھی اور اس طریقے میں تمہاری بھلائی اور ہمدردی ہے۔

(۲۸) چونکہ کسی کے گھر میں بلا اجازت کے داخل ہو جانا اس کی ملک میں تصرف ہے اس لئے اس سے منع فرمایا گیا گھر والے کو اختیار ہے خواہ اجازت دے یا نہ دے پھر جب گھر والے اپنے دروازوں سے اجازت کے بعد یا اس سے پہلے تم کو واپس کر دیں تو واپس آ جاؤ واپس آنا ہی تمہارے حق میں اچھا ہے ان کے دروازوں پر کھڑے نہ رہو۔ قتادہؒ فرماتے ہیں بعض مہاجر فرماتے ہیں کہ ہمیں اس آیت پر عمر بھر عمل کرنے کا موقعہ ہی نصیب نہیں ہوا جب کبھی بھی ہم نے کسی کے دروازے پر جا کر اجازت مانگی تو کسی بے چارے نے یوں نہیں کہا کہ واپس چلے جاؤ کہ ہم ناراض ہو کر واپس آتے۔

(۲۹) یہ آیت پہلی آیت سے مخصوص ہے کیونکہ اس سے اس گھر میں بلا اجازت جانے کی اجازت مل رہی ہے جو غیر آباد ہو اور کسی کا اس میں سامان وغیرہ رکھا ہوا ہو مثلاً وہ گھر جو خاص مہمانوں ہی کے لئے بنایا جاتا ہے جب کسی کو اس میں ایک دفعہ آنے کی اجازت مل گئی تو اب بار بار بلا اجازت آ سکتا ہے پہلی آیت کے عموم سے یہ استثناء ہے۔

کھانا کھانے کے بعد کی دعا: ایک دفعہ رحمت عالم نے سعد بن عبادہؓ سے اندر آنے کی اجازت مانگی اور فرمایا السلام علیک و رحمۃ اللہ سعدؓ نے جواب دیا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ آپ نے سنا نہیں اور تین دفعہ سلام کیا اور سعدؓ نے تین ہی دفعہ جواب دیا مگر آپ نے ایک دفعہ بھی نہیں سنا آپ واپس جانے لگے سعدؓ آپ کے پیچھے دوڑ کر گئے اور بولے اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کا ہر سلام میں نے سنا اور میں نے آہستہ سے اس لئے جواب دیا کہ آپ بار بار میرے لئے برکت و سلامتی کے الفاظ استعمال فرمائیں پھر سعدؓ آپ کو گھر لے گئے اور آپ کے سامنے منقے پیش کئے آپ نے تناول فرمائے اور فارغ ہو کر یہ دعا پڑھی اَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَاَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّآئِمُوْنَ نیک لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا فرشتوں نے تمہارے لئے دعائے مغفرت کی اور روزہ داروں نے تمہارے پاس روزہ کھولا (ا) ایک روایت میں ہے کہ سعدؓ نے غسل کرنے کی درخواست کی آپ نے غسل فرمایا پھر آپ کو سعدؓ نے ورس یا زعفران سے رنگی ہوئی ایک چادر دی آپ نے اسے اوڑھ لیا پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی اے اللہ آل سعد پر رحمت و برکت نازل فرما پھر کھانا تناول فرمایا پھر جب واپس ہونے کا ارادہ فرمایا تو سعدؓ نے سواری کے لئے گدھا پیش کیا جس پر پالان کسا ہوا تھا آپ سوار ہو گئے سعدؓ نے اپنے بچے قیس سے کہا تم اللہ کے رسول کے ساتھ ساتھ چلے جاؤ قیس کہتے ہیں میں آپ کے ساتھ ہو لیا آپ نے مجھ سے سوار ہونے کو کہا مگر میں نے انکار کیا فرمایا یا تو سوار ہو جاؤ یا پھر واپس چلے جاؤ آخر میں واپس آ گیا (د ن) (یہ حدیث بہت سی سندوں سے آئی ہے اور جید وقوی ہے)

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۳۰

''آپ ایمان والوں سے فرمادیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہی ان کے لئے پاکیزہ تر ہے یقیناً اللہ ان کے تمام کاموں سے خبردار ہے''۔

نیچی نگاہیں رکھنے کا حکم: (۳۰) مومنوں کو حکم ہے کہ حرام چیزوں سے نگاہیں پست رکھیں انہیں چیزوں کو دیکھیں جن کا دیکھنا مباح ہے اور اجنبی عورتوں پر نگاہ نہ ڈالیں اگر کسی عورت پر غیر شعوری طور پر نگاہ پڑ جائے تو فوراً نگاہ واپس کرلیں جریر بن عبداللہؓ بجلی فرماتے ہیں میں نے رحمت عالم ﷺ سے اتفاقیہ نگاہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مجھے نگاہ پھیر لینے کا حکم فرمایا (مادنت) ایک روایت میں ہے کہ اپنی نگاہ جھکا لو یعنی زمین کی طرف دیکھنے لگو' نگاہ پھیرنا اس سے عام ہے۔علیؓ نگاہ نگاہ کے پیچھے نہ لگاؤ اچانک نگاہ معاف ہے دوسری نہیں (تد) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا (۱) راستوں پر نہ بیٹھو لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اس کے بغیر تو ہمیں چارہ نہیں ہم راستوں پر بات چیت کے لئے بیٹھتے ہیں فرمایا اگر اس کے بغیر چارہ نہیں تو راستے کا حق ادا کیا کرو پوچھا کہ راستے کا کیا حق ہے فرمایا نگاہ پست رکھنا تکلیف دہ چیز ہٹا دینا سلام کا جواب دینا اچھی باتیں پھیلانا اور بری باتوں سے روکنا (۲) تم چھ باتوں کے ذمہ دار بن جاؤ میں تمہارے لئے جنت کا ذمہ دار بن جاؤں گا جب تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے جب کسی کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کرے اور جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف نہ کرے نگاہیں پست رکھو ہاتھ روکے رہو اور عصمت کی حفاظت کرو۔ (بغوی) (۳) جو میرے لئے زبان وعصمت کا ضامن ہو جائے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ (ب) ہر وہ کام جس سے اللہ کی نافرمانی ہو برا ہے۔ (عبدالرزاق)

پھر فرمایا کہ نگاہیں نیچی رکھنے سے اور عصمتوں کی حفاظت سے دلوں میں پاکی پیدا ہوتی ہے اور دین میں صفائی اور ستھرائی یہ قول مشہور ہے کہ جس نے اپنی نگاہ کی حفاظت کی اللہ اس کی بصیرت میں یا دل میں نور پیدا فرمادے گا رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اگر کسی مسلمان کی کسی عورت کے حسن و جمال پر اور زیب و زینت پر نگاہ پڑ جائے اور وہ خود نگاہ نیچی کرلے تو اللہ اسے یقیناً ایسی عبادت نصیب فرمائے گا جس میں مٹھاس ہو گی (۱) (۲) نگاہیں پست کرلو عصمتوں کی حفاظت کرلو اور چہرے سیدھے رکھو ورنہ حق تعالیٰ تمہارے چہرے بدل ڈالے گا (ط) (۳) نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے جس نے اسے میرے ڈر سے چھوڑ دیا میں اسے اس کے بدلے ایسا ایمان نصیب فرماؤں گا جس سے اس کے دل میں مٹھاس پیدا ہو گی (ط) پھر فرمایا کہ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے فرمایا يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ (غافر ۴۰/ ۷۹) اسے آنکھوں کی چوری کی بھی خبر ہے اور دل کی چوری کی بھی رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہر شخص پر زنا کا حصہ لکھا ہوا ہے جسے وہ چار و نا چار کر کے رہے گا۔آنکھوں کا زنا دیکھنا زبان کا زنا گفتگو کرنا کانوں کا زنا سننا ہاتھوں کا زنا پکڑنا اور پیروں کا زنا چل کر جانا ہے دل میں خواہش اور شوق پیدا ہوتا ہے اور شرمگاہ سچا یا جھوٹا کر دیتی ہے (ق)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ہر آنکھ اشکبار ہو گی بجز اس آنکھ کے جو اللہ کی حرام کی ہوئی

چیزوں سے بچی اور اس آنکھ کے جو اللہ کی راہ میں جاگی اور اس آنکھ کے جس سے اللہ کے خوف سے ایک قطرۂ اشک ندامت ٹپکا (ابن ابی الدنیا)

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۗ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾

''آپ ایمان والی عورتوں سے کہیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمتوں کی حفاظت کریں اور اپنی خوبصورتی کو ظاہر نہ کریں مگر جو خوبصورتی کھلی رہتی ہے اور اپنے سینوں پر اپنے دوپٹے ڈالے رکھیں اور اپنی آرائش کسی پر ظاہر نہ کریں علاوہ اپنے شوہروں کے یا باپ کے یا شوہر کے لڑکوں کے یا بھائیوں کے یا بھتیجوں کے یا بھانجوں کے یا اپنی جان پہچان کی عورتوں کے یا اپنی لونڈیوں کے یا ان نوکروں کے جو مردوں جیسی شہوت والے نہ ہوں یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کی پردے والی باتوں سے آگاہ نہ ہوں اور زور سے زمین پر اپنے پاؤں مار مار کر نہ چلیں تاکہ ان کی چھپی ہوئی آرائش معلوم ہو جائے اور اے ایمان والو تم سب اللہ سے توبہ کرو تاکہ کامیاب بنو''۔

پردے کے احکام: (۳۱) اس آیت میں حق تعالیٰ اسلامی خواتین کو کچھ ادب سکھاتا ہے تاکہ ان کے غیرت مند مسلمان مردوں کو قرار و سکون نصیب ہو ان کی بیگمات جاہلیت کے زمانے کی رسمیں چھوڑ کر اسلامی قوانین معاشرت سیکھیں اور مشرکوں کی شرمناک رسموں سے متنفر ہوں۔ جابرؓ بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں اسماء بنت مرشد کا گھر بنی حارثہ کے محلہ میں تھا ان کے پاس آنے والی عورتیں حسب دستور بلا تہہ بند کے آتی جاتی تھیں ان کے پیروں کے جھانجھن دکھائی دیتے تھے سینہ اور سر کھلا رہتا تھا اسماء نے اس بے شرمی کو دیکھ کر کہا کہ افسوس کس قدر شرمناک و بری بات ہے کہ عورتوں کی پردے کی چیزیں ظاہر ہوں اس پر یہ آیت اتری کہ مسلمان خواتین کو ان کے نبی ہدایت فرما دیں کہ وہ حرام چیزوں سے نگاہیں پست رکھیں اور بجز اپنے شوہر کے کسی غیر مرد پر نگاہ نہ ڈالیں۔ ام سلمہؓ والی روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں اور میمونہؓ رحمت عالم ﷺ کے پاس تھیں اتنے میں ابن ام مکتومؓ آئے یہ واقعہ پردے کے بعد کا ہے آپ ﷺ نے فرمایا ان سے پردہ کرو میں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا یہ نابینا نہیں؟ یہ نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں

اور نہ پہچان سکتے ہیں فرمایا تم تو نابینا نہیں تم تو انہیں دیکھ سکتی ہو۔(ابوداؤد ترمذی وغیرہ)

ایک صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ عید کے دن مسجد نبوی میں حبشی چھوٹے نیزوں سے اپنے کمال دکھانے لگے تو رحمت عالم ﷺ بھی انہیں دیکھنے لگے اور صدیقہؓ بھی انہیں آپ ﷺ کے پیچھے سے دیکھ رہی تھیں آپ نے پردہ کیا ہوا تھا آخر کار جب دیکھتے دیکھتے اکتا گئیں تو واپس ہو گئیں۔

ان دونوں حدیثوں کو سمجھنے میں اکثر لوگوں سے غلطی ہوئی اور مسئلہ مختلف فیہ بن گیا حالانکہ حضرت عائشہ والی روایت میں خود موجود ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ مجھ جیسی بچی کمسن کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے معلوم ہوا کہ ناسمجھ بچیاں دیکھ سکتی ہیں اور سمجھ دار عورتیں نہیں دیکھ سکتیں۔

پھر فرمایا کہ اپنی عصمتوں کی حفاظت کریں یعنی بے حیائیوں' بدکاریوں اور بداخلاقیوں سے باز رہیں اور ان چیزوں سے بچیں جوان کے لئے حلال نہیں ہیں خصوصاً زنا سے۔

پھر فرمایا کہ اپنی آرائش' زیب و زینت اور حسن و جمال کسی پر ظاہر نہ کریں غیروں سے اپنا ہر عضو چھپائیں ہاں جن کا چھپانا ہی ناممکن ہو تو دوسری بات ہے اور ظاہری زینت و آرائش بھی معاف ہے جس کو پوشیدہ نہ کیا جا سکتا ہو مثلاً چادر بالائی کپڑے وغیرہ چادر اوڑھنے کے بعد اگر نیچے سے کپڑا ظاہر ہو تو معاف ہے کیونکہ اس کا چھپانا ناممکن ہے۔

پھر فرمایا کہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈال لیں تاکہ سینہ گردن اور پسلیوں کے سامنے والا حصہ چھپا رہے اور جاہلیت کے رواج کی مخالفت ہو جائے جاہلیت میں عورتیں اپنے سینوں پر کچھ بھی نہیں ڈالتی تھیں ان کی گردنیں' سر کے بال اور کانوں کی بالیاں کھلی رہتی تھیں اللہ نے مسلمان خواتین کو حکم فرمایا کہ ان کی مخالفت کریں اور اپنی تمام حالتوں میں پردے کی احتیاط رکھیں فرمایا یَآ اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ (احزاب۳۳/۶۹) اے نبی آپ اپنی بیویوں بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیں کہ اپنی چادریں اوڑھ لیا کریں تاکہ اس طریقے سے آسانی سے پہچان لی جائیں اور ستائی نہ جائیں (خمر خمار کی جمع ہے یعنی دوپٹے' چادریں وغیرہ جن سے سر ڈھکا جاتا ہے) یعنی گلا اور سینہ دوپٹوں سے چھپا رہے اور ذرا سا بھی نہ کھلے صدیقہ فرماتی ہیںؓ سب سے پہلے ہجرت کرنے والی عورتوں پر رحم فرمائے جب اللہ نے یہ آیت اتاری تو انہوں نے اپنی چادریں پھاڑ کر ان کے دوپٹے بنا لئے (ب) صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس آیت کے اترنے کے بعد انہوں نے اپنے تہہ بندوں کے حاشیے میں سے کپڑا پھاڑ کر ان کے دوپٹے بنا لئے (ب) صفیہؓ بنت شیبہ فرماتی ہیں ہم نے صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس قریشی عورتوں کا اور ان کی فوقیت کا ذکر چھیڑ دیا آپ نے فرمایا یقیناً قریشی عورتیں فضیلت والیاں ہیں مگر میں نے اللہ کی قسم انصاریہ عورتوں سے زیادہ فضیلت والیاں اللہ کی کتاب کی تصدیق کرنے والیاں اور اس پر ایمان لانے والیاں اور عورتوں کو نہیں دیکھا جب سورۂ نور کی آیت وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ اتری تو صحابہ نے اپنی بہو بیٹیوں بیویوں اور بہنوں کو یہ آیتیں جا کر سنائیں اور ہر رشتے دار عورت کو بھی انہوں نے اسی وقت اس آیت پر عمل کر لیا اور صبح کو نماز میں حاضر ہوئیں تو سب کے سروں پر دوپٹے تھے گویا کہ ڈول رکھے ہوئے ہیں (ابن ابی حاتم) پھر فرمایا کہ اپنے بناؤ سنگھار کو اور آرائش کو بجز شوہروں کے کسی اور کے سامنے ظاہر نہ کریں وہ مرد جن کے سامنے ایک عورت بلا آرائش کے شرم کے ساتھ آ جا سکتی ہے باپ' خسر' بیٹا' شوہر کا بیٹا' بھائی' بھتیجا' بھانجا اور غلام ہیں گو بعض ظاہری آرائش پر ان کی نگاہ پڑ جائے اگرچہ چچا اور ماموں بھی محرم ہیں مگر ان کا اس لئے بیان نہیں کیا گیا کہ ممکن ہے وہ اپنے بچوں کے سامنے بھتیجی یا بھانجی کی خوبصورتی

بیان کریں لہٰذا ان کے سامنے بلا دوپٹہ کے نہیں آنا چاہئے (ابن المنذر) پھر فرمایا کہ ایک مسلمان عورت مسلمان عورتوں کے سامنے آ جا سکتی ہے مگر ذمی عورتوں کے سامنے نہ آئے جائے ممکن ہے وہ اپنے شوہروں سے اس کے محاسن بیان کریں یہ خطرہ اگر چہ تمام مسلم عورتوں کے سامنے آنے سے بھی متعلق ہے مگر ذمی عورتوں کے سامنے آنے سے زیادہ خطرہ ہے کیونکہ مسلمان عورتیں تو بداخلاقی کا ارتکاب کرنے سے باز رہیں گی کیونکہ ان کی شریعت میں اسے حرام قرار دیا گیا ہے مگر ذمی عورتوں کو بداخلاقی سے کون سی چیز حائل ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ سوئے پھر اس کے محاسن اپنے شوہر کے سامنے بیان کرے گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے (ق) عمرؓ نے ابوعبیدہؓ کو لکھا مجھے پتہ چلا ہے کہ بعض مسلم خواتین حمام میں جاتی ہیں اور ان کے ساتھ مشرک عورتیں بھی ہوتی ہیں یاد رکھو ایک مسلم خاتون کو جائز نہیں کہ وہ اپنا جسم کسی غیر مسلم عورت کو دکھلائے (ابن عباسؓ) عورت کے جسم کے جس حصے کو ایک محرم دیکھ سکتا ہے اسے غیر مسلم عورت کو نہ دکھایا جائے اور ایک مسلم خاتون کو غیر مسلم خواتین سے پردہ کرنا چاہئے۔

عطاءؒ فرماتے ہیں جب صحابہ کرام بیت المقدس پہنچے تو ان کی عورتوں کی دائیاں یہودی اور عیسائی عورتیں تھیں یہ روایت بشرط صحت ضرورت و ذلت پر محمول ہوگی علاوہ ازیں اس میں پردے والی چیزوں کا کھلنا بھی نہیں ہے بہرحال ایک مسلم خاتون کو ننگے سر غیر مسلم عورتوں کے سامنے نہ ہونا چاہئے پھر فرمایا کہ لونڈی غلاموں سے بھی پردہ نہیں کرنا چاہیے یعنی مشرکہ لونڈیوں کے سامنے ننگے سر ہو سکتی ہو۔

ابوداؤد کی انس والی حدیث میں ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فاطمہؓ کو ایک غلام ہبہ کیا تھا آپ اسے لے کر فاطمہؓ کے پاس آئے فاطمہؓ ایک ایسی چادر اوڑھے ہوئے تھیں کہ سر چھپاتیں تو پیر کھل جاتے اور پیر چھپاتیں تو سر کھل جاتا جب آپ نے ان کی اس تکلیف کا احساس کیا تو فرمایا کوئی حرج نہیں گھر میں تمہارا غلام یا باپ ہے۔ عبداللہ بن سعدہؓ فزاری کالے بھٹ تھے رحمت عالم ﷺ نے ان کو اپنی صاحبزادی فاطمہؓ کو ہبہ فرما دیا تھا حضرت فاطمہؓ نے ان کی پرورش کی پھر انہیں آزاد کر دیا یہ جنگ صفین میں معاویہؓ کے طرف داروں میں اور علیؓ کے مخالفوں میں سے تھے (ابن عساکر)

ام سلمہؓ فرماتی ہیں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کا کوئی مکاتب غلام ہو اور اپنے ذمے والی مقررہ رقم میں سے کچھ ادا کر چکا ہو تو اس سے پردہ کرے (اد) پھر فرمایا یا ایسے مرد نوکر چاکر جو شہوت والے نہ ہوں جیسے خدمت گار، مزدور، مختی اور نوکر جو تمہاری برابر کے نہیں پھر ہیں بھی نادان و ناسمجھ جن کو عورتوں کی خواہش نہیں اور نہ وہ اس قسم کی ہمت رکھتے ہیں بلکہ نامرد و ہیجڑے ہیں جن کو شہوت ہی نہیں ان کے سامنے آنے میں کوئی حرج نہیں۔

ہیجڑوں کا حکم: صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک ہیجڑا رحمت عالم ﷺ کے گھروں میں آیا جایا کرتا تھا لوگ اسے ان مردوں میں سے شمار کرتے تھے جو عورتوں کی خواہش نہیں رکھتے ایک روز جو رحمت عالم ﷺ تشریف لائے تو وہ کسی عورت کا حلیہ بیان کر رہا تھا کہ جب وہ آتی ہے تو اس کے پیٹ میں چار سلوٹیں دکھائی دیتی ہیں اور واپسی پر آٹھ یعنی بہت موٹی تازی اور فربہ اندام ہے آپ نے فرمایا خبردار ایسے لوگوں کو ہرگز ہرگز نہ آنے دیا کرو۔ آپ نے اسے نکال دیا وہ بیداء میں رہا کرتا تھا اور جمعہ کے جمعہ مانگنے کے لئے آیا کرتا تھا۔ ام سلمہؓ فرماتی ہیں ایک دفعہ میرے پاس رحمت عالم ﷺ تشریف لائے گھر میں ایک ہیجڑا بھی تھا اور ان کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ بھی تھے ہیجڑا ان سے کہہ رہا تھا عبداللہ اگر کل اللہ تم کو طائف پر قبضہ دے دے تو میں تم کو غیلان کی لڑکی دکھاؤں گا

جو بڑی موٹی تازی اور فربہ اندام ہے آپ نے اس کی باتیں سن کر ام سلمہؓ سے فرمایا یہ تمہارے پاس نہ آیا کرے (قا)

ایک روایت میں ہے کہ پھر اس سے پردہ کیا گیا (م دن) پھر فرمایا کہ ناسمجھ بچوں سے پردہ نہیں جو اپنی کم سنی کی وجہ سے عورتوں کے مخصوص حالات سے واقف نہ ہوں اور ان کی باتوں سے اور رفتار و گفتار سے لذت اندوز نہ ہوتے ہوں لیکن اگر ان میں اتنی تمیز پیدا ہوگئی ہو کہ وہ عورتوں کے حالات سے ان کی رفتار و گفتار سے اور ان کے حسن و جمال سے لطف اندوز ہوتے ہوں تو پھر ان سے پردہ واجب ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا عورتوں کے پاس جانے سے بچتے رہو آپ سے دیور کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا وہ تو موت ہیں (ق) پھر فرمایا کہ چلنے میں پیروں کو زمین پر دے دے کر نہ مارو جاہلیت کے زمانے میں اگر کسی عورت کے پیروں میں خاموش جھانجھن ہوتے تو وہ زمین پر پیروں کو مار مار کر چلا کرتی تھی تاکہ جھانجھنوں کی جھنکار لوگوں کو سنائی دے حق تعالیٰ نے مسلم خواتین کو اس بات سے منع فرما دیا اس ممانعت میں ہر وہ پوشیدہ زینت داخل ہے جس کو کوئی عورت ظاہر کرنے کی کوشش کرے اسی وجہ سے عورت کو گھر سے جاتے وقت عطر اور خوشبو لگانا منع ہے تاکہ لوگ اس کی خوشبو سے اس کی طرف مائل نہ ہوں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہر آنکھ زنا کار ہے اور اگر عورت خوشبو لگا کر کسی مجلس سے گذرے تو وہ ایسی اور ایسی ہے یعنی زنا کار ہے (تدن) ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں مجھے ایک ایسی عورت ملی جس سے خوشبو کی لپٹیں آ رہی تھیں اور اس کے دامن خوشبو سے مہک رہے تھے پوچھا کیا آپ مسجد سے آ رہی ہیں بولی ہاں فرمایا کیا آپ نے خوشبو لگائی ہے بولی ہاں فرمایا میں نے اپنے محبوب ابو القاسم ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ اس عورت کی نماز قبول نہیں فرماتا جو مسجد میں خوشبو لگا کر آئے تاوقتیکہ وہ گھر جا کر غسل جنابت کی طرح غسل کر کے اسے ختم نہ کر دے (د) (ابن ماجہ) فرمایا غیر جگہ زینت کو ظاہر کرنے والی عورت قیامت کے دن تاریکی کی طرح ہوگی جس میں روشنی نہ ہو (ت) اسی لئے عورتوں کو بیچ راستے میں چلنے سے روکا جاتا تھا کیونکہ اس سے بھی ایک قسم کی زینت کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے مسجد سے باہر آ کر دیکھا کہ راہ میں عورت مرد ملے جلے جا رہے ہیں فرمایا عورتو تم ذرا توقف کر کے جایا کرو اور کنارے کنارے چلا کرو اس کے بعد عورتیں دیوار سے اتنی چمٹ کر چلا کرتی تھیں کہ کپڑا دیوار سے چمٹ جایا کرتا تھا پھر فرمایا اے ایمان والو! تم سب اللہ سے توبہ کرو تاکہ تم کامیاب ہو یعنی تم کو جو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ اخلاق حمیدہ اور اوصاف جمیلہ سے متصف ہو جاؤ ان پر عمل کرو اور جاہلیت کے زمانے کے اخلاق صفات رذیلہ کو چھوڑ دو یہ اس لئے ہے کہ کامیابی اور نجات کا ذریعہ اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت پر موقوف ہے اور ہر کام میں اللہ ہی کی مدد درکار ہے۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۭ اِنْ يَّكُوْنُوْا
فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ
لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ
مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ڰ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ
مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا

لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾ ع

''اورتم میں سے جو بیوہ ہو جائیں ان کا نکاح کرادو اور اپنے نیک غلاموں کا اور لونڈیوں کا بھی اگر وہ غریب ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے انہیں بے نیاز کر دے گا اور اللہ بڑی وسعت والا اور بڑے علم والا ہے اور ان لوگوں کو پاک دامن رہنا چاہیے' جو نکاح کرنے کا مقدور نہیں رکھتے جب تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے بے نیاز نہ فرمادے اور تمہارے غلاموں میں سے اگر کوئی کچھ دے کر آزاد کئے جانے کی تحریر کرائے تو تم ایسی تحریر کر دو اگر تم کو ان میں بہتری نظر آتی ہو اور اللہ نے تم کو جو مال دے رکھا ہے اس میں سے انہیں بھی دو اور اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو جب وہ پاک دامن رہنا چاہتی ہوں تاکہ تم ان سے دنیوی زندگی کا فائدہ حاصل کرو اور جو انہیں اس بے حیائی پر مجبور کرے گا تو اللہ ان پر جبر کئے جانے کے بعد بڑی بخشش والا اور کمال مہربان ہے بلاشبہ ہم نے تم پر کھلی اور صاف صاف آیتیں اتاری ہیں اور تم سے پہلے لوگوں کے واقعات بھی اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت کی باتیں بھی''۔

بیواؤں کے نکاح کی ترغیب: (۳۲) اللہ نے ان آیتوں میں بہت سے احکام بیان فرمائے ہیں: اس آیت میں بیواؤں کے نکاح کی ترغیب ہے۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اے گروہ جوانان تم میں سے جو نکاح کا مقدور رکھے وہ نکاح کرلے کیونکہ نکاح نگاہ کو نیچی رکھتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے اور جس کو مقدور نہ ہو اسے روزے رکھنے لازم ہیں کیونکہ روزے شہوت کمزور کر دیتے ہیں۔ (ق)

''ایامیٰ'' ایم کی جمع ہے مجرد مرد اور مجردہ عوت کو ''ایم'' کہا جاتا ہے خواہ کنوارے ہوں یا شادی ہونے کے بعد مجرد رہ گئے ہوں (جوہری) حق تعالیٰ نے نکاح کی رغبت دلائی اور آزاد و غیر آزاد سب کو نکاح کرنے کا حکم دیا اور غریبوں سے تونگری کا وعدہ فرمایا ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا حق تعالیٰ نے تم کو جو نکاح کرنے کا حکم فرمایا ہے اس کی اطاعت کرو اللہ نے تم سے جو تونگری کا وعدہ فرمایا ہے وہ پورا فرمائے گا۔ (ابن ابی حاتم)

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا تین شخصوں کی مدد کرنا اللہ کے ذمے ہے وہ نکاح کرنے والا جو پاکدامنی کا خواہش مند ہو وہ مکاتب جو رقم ادا کرنا چاہتا ہو اور اللہ کی راہ کا غازی (تان' ابن ماجہ) رحمت عالم ﷺ نے اس شخص کا بھی نکاح کرا دیا جس کے پاس صرف ایک تہبند ہی تھا اور ایک لوہے کی انگوٹھی بھی میسر نہ تھی اور مہر یہ مقرر فرمادیا کہ بیوی کو قرآن یاد کرادے جتنا اسے یاد ہو کیونکہ آپ کو اللہ کے فضل و کرم سے یقین تھا کہ اللہ انہیں فراخی دے گا اور دونوں کی ضرورتیں پوری فرمائے گا۔

نکاح کا مقدور نہ رکھنے والے پاکدامن رہیں: (۳۳) جن کو نکاح کرنے کا مقدور نہیں ان کو ہدایت ہے کہ پاکدامن رہیں جب تک کہ حق تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے بے نیاز نہ فرمادے بخاری و مسلم کی ابھی حدیث گذری کہ آپ نے فرمایا جسے نکاح کا مقدور نہ ہو وہ شہوت کمزور کرنے کے لئے روزے رکھے یہ آیت عام ہے اور سورۂ نساء کی آیت وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا

الخ اس سے خاص ہے یعنی اگر لونڈیوں سے نکاح نہ کرو تو یہ تمہارے حق میں اچھا ہے۔

پھر فرمایا کہ اگر غلام مالکوں کو کچھ رقم دے کر آزاد ہونا چاہیں تو وہ تحریر کریں کہ جب وہ رقم ادا کر دیں گے تو آزاد ہو جائیں گے یعنی مالک اس میں مزاحمت نہ کریں بشرطیکہ غلام کا کوئی ایسا پیشہ ہو جس کی وجہ سے وہ کما کر اپنے سردار کو مال ادا کر سکے۔

پھر فرمایا بشرطیکہ تم ان میں امانت یا صداقت یا مال یا پیشہ دیکھو ایک مرسل روایت میں رحمت عالمؐ سے بھی خیر کی تفسیر پیشہ سے آئی ہے (دور مراسیل) مطلب یہ ہے کہ اسے لوگوں پر بوجھ بنا کر نہ چھوڑ و پھر فرمایا کہ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے انہیں بھی دو یعنی کتابت کی کچھ رقم معاف کر دو چوتھائی' تہائی' آدھی یا کچھ حصہ نہ لو یا انہیں زکوٰۃ دو یعنی مالک اور دوسرے مسلمان اسے زکوٰۃ میں سے دیں تاکہ یہ اپنی رقم ادا کر کے آزاد ہو جائے اللہ کا حکم ہے کہ ایمان والے دونوں کے چھڑانے میں اعانت فرمائیں اوپر حدیث گذر چکی کہ تین قسم کے لوگوں کی اعانت اللہ کے ذمے ہے ان میں سے ایک مکاتب بھی ہے جو ادا کرنے کا خواہش مند ہو۔

ابن عمرؓ فرماتے ہیں جب کسی غلام سے کتابت کا معاملہ فرماتے تو پہلی قسط میں سے اسے کچھ معاف نہ فرمایا کرتے تھے کہ کہیں یہ پوری رقم ادا کرنے سے مجبور نہ ہو جائے اور ان کا صدقہ لوٹ کر انہیں کے پاس آ جائے البتہ آخری قسط میں سے جتنا چاہتے معاف فرما دیتے تھے لوگوں کو یہ بات محبوب تھی کہ وہ مکاتب کی کتابت میں سے کچھ رقم معاف کر دیں۔ علیؓ فرماتے ہیں چوتھائی کتابت معاف کر دی جائے۔ (ابن جریر)

کسی کو زنا پر مجبور نہ کرو: پھر فرمایا کہ پاک دامن جوان لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو اور بدکاری کی کمائی نہ کھاؤ جاہلیت میں لوگ جوان لونڈیوں کو زنا کاری کے لئے چھوڑ دیا کرتے تھے اور ان سے روزانہ مقرر رقم لے لیا کرتے تھے اسلام نے مسلمانوں کو اس شرمناک کام سے روک دیا یہ آیت عبداللہ بن ابی کے بارے میں اتری اس کی لونڈیاں تھیں اور انہیں زنا کاری پر مجبور کرتا تھا تاکہ دولت بھی ہاتھ آئے اور ان کی اولاد سے اس کی ریاست کی شان بھی دوبالا ہو۔

اس کم بخت منافق کی یہ عادت تھی کہ جب اس کے ہاں کوئی مہمان آ کر ٹھہرتا تو یہ معاذہ لونڈی سے کہتا کہ اس کے پاس جا کر سو جا تاکہ وہ اس سے صحبت کر لے اور اس کی ہر طرح سے خاطر تواضع ہو جائے اس لونڈی نے ابوبکرؓ کے پاس آ کر اس بات کی شکایت کی آپ نے رحمت عالم ﷺ سے کہا آپ نے حکم فرما دیا کہ اس سے اس لونڈی کو لے لیا جائے لونڈی لے لی گئی اب تو اس نے خوب شور و غل کیا کہ محمدؐ ہماری لونڈیاں چھین لیتا ہے ان کے بارے میں یہ آیت اتری (سعدی مقاتلؒ) یہ آیت دو شخصوں کے بارے میں اتری جن کے پاس دو لونڈیاں تھیں انصاری کی لونڈی کا نام مسیکۃ تھا اور عبداللہ بن ابی کی لونڈی کا نام امیمۃ بنت سلیکۃ تھا اور معاذہ اور اروی بھی اسی مقام پر تھیں پھر سلیکۃ اور امیمۃ دونوں نے رحمت عالم ﷺ کے پاس آ کر اپنی بپتا سنائی تو یہ آیتیں اتریں۔

یہ جملہ کثرت کے اعتبار سے لایا گیا: پھر فرمایا اگر وہ پاک دامن رہنا چاہیں یہ بطور اکثریت کے فرمایا گیا اور اس کا یہ معنی نہیں کہ اگر وہ پاک دامن نہ رہنا چاہیں تو انہیں زنا کرنے دیا جائے کیونکہ اس کا کوئی مفہوم نہیں۔

زنا کی اجرت حرام ہے: پھر فرمایا کہ تم ان سے زنا کاری کرا کر دولت حاصل کرنا چاہتے ہو کہ زنا کی اجرتیں بھی کھاؤ اور اولاد جو پیدا ہو وہ بھی چونکہ لونڈی غلام ہو گی اس لئے اسے بھی بیچ کر دولت مند بنو رحمت عالم ﷺ نے پچھنے لگانے والے کی کمائی سے زنا کی اجرت سے اور غیب کی بات بتانے والے کی مزدوری سے منع فرمایا ایک روایت میں ہے کہ زنا کار عورت کی اجرت گندی ہے پچھنے

لگانے والے کی اجرت گندی ہے اور کتے کی قیمت گندی ہے پھر فرمایا کہ اگر کسی سے جبر یہ زنا کر لیا جائے تو اس بے چاری مظلومہ پر اللہ کی طرف سے کوئی پکڑ نہیں اگر تم ان پر ظلم کرو گے تو اللہ انہیں معاف فرما دے گا اور ان پر رحم فرمائے گا اور زنا کا وبال تمہیں پر پڑے گا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا میری امت سے خطا بھول اور جبر کی پکڑ اٹھالی گئی ہے مذکورہ بالا احکام تفصیل سے بیان کر کے آیت (۳۴) میں فرمایا کہ

قرآن کی فضیلت: ہم نے تم پر قرآن اتارا جس میں صاف صاف روشن اور واضح آیتیں ہیں اور پہلی قوموں کے واقعات بھی ہیں کہ ان پر رسول کی مخالفت پر کیا کیا عذاب آئے فرمایا فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا (زخرف ۴۳/۵۶) پھر ہم نے انہیں گیا گذرا اور پچھلوں کے لئے نمونہ بنا دیا یعنی حرام کاموں اور گناہوں سے بچنے کے لئے ڈانٹنے والا بنا دیا پھر فرمایا کہ قرآن میں اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے نصیحت بھی ہے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ
فِىْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ
زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِىْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ
نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ
لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۙ﴿۳۵﴾

”اللہ آسمان وزمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایک طاق کی طرح ہے جس میں ایک چراغ ہو یہ چراغ شیشے والی قندیل میں ہو اور یہ قندیل ایک درخشاں اور روشن تارے کی طرح ہو اور وہ چراغ ایک برکت والے درخت زیتون کے روغن سے جلایا جا رہا ہو جو درخت نہ شرقی ہو اور نہ غربی یہ تیل خود بہ خود ہی جلنے لگے اگر چہ اسے آگ بالکل نہ لگی ہو نور در نور ہے اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی رہنمائی فرماتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے“۔

رہنمائی اور روشنی اللہ ہی عطا فرماتا ہے: (۳۵) یعنی اللہ ہی آسمان وزمین والوں کا رہنما ہے وہی دونوں میں تاروں کا اور سورج و چاند کا انتظام فرماتا ہے یہ مومن کی مثال ہے جس کے دل میں حق تعالیٰ نے ایمان وقرآن کی دولت ودیعت فرمائی ہے پس دراصل اللہ ہی کے نور سے آسمان وزمین روشن ہیں طائف والوں نے جب آپ کو بے حد ستایا تو آپ نے دعا مانگی جس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اے رب میں تیری ذات اقدس کی روشنی سے جس سے اندھیرے بھی جگمگا اٹھتے ہیں اور جس پر دنیا اور آخرت کی صلاحیت موقوف ہے اس بات سے پناہ چاہتا ہوں کہ مجھ پر تیرا غضب نازل ہو یا تیری ناراضگی اترے تیرے ہی لئے اطاعت ہے جب تک تو راضی نہ ہو جائے اور ہر طرح کی قوت وطاقت اللہ ہی کے ساتھ ہے (سیرت ابن اسحاق) رحمت عالم ﷺ جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے اے اللہ تیری ہی تعریفیں ہیں تو آسمان وزمین کا اور ان میں رہنے والوں کا نور ہے تو ہی آسمان و زمین کا اور ان میں رہنے والوں کا سنبھالنے والا ہے (ق) ابن مسعودؓ تمہارے رب کے پاس رات اور دن نہیں ہیں اس کے چہرۂ

انور کے نور سے عرش بھی منور ہے۔

مومن کے دل کی مثال: مثل نورہ۔یعنی مومن کے دل میں اللہ کی ہدایت کی مثال طاق میں رکھے ہوئے ایک چراغ کی طرح ہے (ابن عباسؓ) یا مومن کے دل کے نور کی مثال طاق میں رکھے ہوئے ایک چراغ کی طرح ہے حق تعالیٰ نے مومن کے دل کو اور اس کی فطری ہدایت کو اور قرآنی تعلیمات کو جو اس کے عین فطرت کے مطابق ہے تشبیہ دی ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ (ھود ۱۱/ ۱۷) پھر کیا جو اپنے رب کی طرف والی دلیل پر ہو اور ساتھ ساتھ شاہد بھی لئے ہوئے ہو مومن کے دل کو اس کی ذاتی صفائی میں قندیل سے تشبیہ دی اور قرآنی اور شرعی تعلیمات کو جو اس کے اندر بھر پور ہیں صاف وشفاف عمدہ زیتون کے نتھرے ہوئے تیل سے جو چمکدار و معتدل ہے اور جس میں گدلا پن نہیں' مشکوٰۃ وہ طاق جس میں چراغ رکھا جاتا ہے اور مصباح روشن چراغ کو کہتے ہیں۔ یہودیوں نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا بھلا آسمان سے اللہ کا نور آسمانوں کے حائل ہونے کے ساتھ ساتھ تم تک کیسے پہنچ سکتا ہے تو اس کی مثال دے کر بتایا کہ جیسے چراغ کی روشنی چمنی کے پار ہو کر تم تک پہنچ جاتی ہے اسی طرح اللہ کا نور پہنچ جاتا ہے حق تعالیٰ نے اپنی تابعداری کو نور فرمایا اور اس کی مثال نور سے دی۔

پھر فرمایا کہ یہ چراغ یا یہ روشنی ایک صاف وشفاف چمنی میں جگمگا رہی ہے چمنی سے مراد مومن کا دل ہے کہ اس میں ایمان کی روشنی درخشاں ہے اور یہ چمنی گویا اصلی موتی کا تارا ہے۔مطلب یہ ہے کہ وہ ایک روشن تارے کی طرح درخشاں ہے جو بہت بڑا اور واضح تارا ہے پھر فرمایا کہ یہ چراغ ایک برکت والے درخت کے روغن زیتون سے جل رہا ہے اور یہ درخت زیتون نہ تو مشرقی ہے کہ شروع دن ہی سے دھوپ میں بھستا رہے اور نہ مغربی ہی ہے کہ سورج ڈوبنے سے پہلے ہی اس سے سایہ ہٹ جائے بلکہ ایک درمیانی جگہ پر ہے تاکہ شروع دن سے سورج ڈوبنے تک صاف وشفاف روشنی میں رہے اس لئے اس کا روغن صاف وشفاف اور چمکدار نکلتا ہے۔ یہ درخت زیتون میدان میں ہے جس پر نہ کسی درخت کا سایہ ہے اور نہ پہاڑ کا نہ یہ کسی غار میں یا کسی گہری جگہ چھپا ہوا ہے اور اس کا روغن بے حد عمدہ اور نفیس ہے (ابن ابی حاتم از ابن عباسؓ)

پھر فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بلا آگ ہی جل اٹھے گا یعنی روغن زیتون کی چمک کی روشنی ہی سے جل اٹھے گا پھر فرمایا کہ نور پر نور ہے یعنی ایمان پر عمل سونے پر سہاگہ ہے (ابن عباس) دہرا نور ہے آگ کا نور الگ اور روغن زیتون کا نور الگ اس لئے نور پر نور ہے۔

پھر فرمایا کہ اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی ہدایت دے دیتا ہے یعنی جس کو وہ چنتا ہے ہدایت کی توفیق عطا فرما دیتا ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اپنی مخلوق اندھیرے میں پیدا کی پھر ایک دن اس پر اپنا نور ڈالا اس دن جس پر اس کا نور پڑ گیا وہ دنیا میں آکر ہدایت پا گیا اور جس پر نہیں پڑا وہ گمراہ ہو گیا اسی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ اللہ کے علم کے مطابق قلم لکھ کر خشک ہو چکا (ابزار) پھر فرمایا کہ اللہ لوگوں کو مثالیں دے دے کر سمجھاتا ہے اور وہ ہر چیز اچھی طرح سے جانتا ہے چونکہ اللہ نے شروع آیت میں مومن کے دل میں نور ہدایت کی مثال بیان فرمائی تھی اس لئے آیت کو اسی پر ختم کر دیا کہ اللہ لوگوں کو مثالیں دے دے کر سمجھاتا ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ کون استحقاق ہدایت رکھتا ہے اور کون نہیں۔

دلوں کے اقسام: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا دل چار قسم کے ہوتے ہیں (۱) بے حد مجرد دل جو چراغ کی طرح جگمگاتا ہے (۲) غلاف والا دل جو غلاف میں بند ہوتا ہے۔ (۳) اوندھا دل اور (۴) پھرا ہوا دل پہلا دل تو مومن کا ہے اس کے چراغ میں اس کا

نور ہے دوسرا دل کافر کا ہے تیسرا دل منافق کا ہے کہ یہ جان بوجھ کر حق کا منکر ہوتا ہے اور چوتھا دل وہ دل ہے جس میں ایمان ونفاق ملا جلا ہوتا ہے اس میں ایمان کی مثال ترکاری کی سی ہے جس کو پاکیزہ پانی بڑھا رہا ہے اور نفاق کی اس پودے کی سی ہے جس میں خون اور پیپ بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے پھر جو مادہ غالب آ جاتا ہے وہی دل پر چھا جاتا ہے۔(ل)

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ ۽ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

''ان گھروں میں جن کی عزت کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور یہ بھی کہ ان میں اس کا نام لیا جائے جہاں صبح وشام اللہ کی پاکی ایسے لوگ بیان کرتے ہیں جن کا کاروبار اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے نماز کو پابندی کے ساتھ پڑھنے سے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتے وہ تو ایسے دن سے لرزتے رہتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں گی تاکہ اللہ انہیں ان کے عملوں کا بہت ہی اچھا بدلہ دے اور اپنے فضل وکرم سے مزید بھی دے اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی عطا فرماتا ہے''۔

مسجد مسلمان کی سب سے پیاری جگہ ہے: (۳۶) اوپر کی آیت میں مومن کے دل کی اور اس میں جو ہدایت وعلم ہے اس کی اس چراغ سے مثال دی گئی تھی جو ایک صاف شفاف چمنی میں رکھا ہوا ہے اور پاکیزہ اور نفیس روغن زیتون سے جل رہا ہے اس آیت میں اس کی جگہ بتائی گئی کہ اس کے مقامات مسجدیں ہیں جو روئے زمین پر اللہ کو سب سے زیادہ پیاری ہیں یہ وہ گھر ہیں جن میں اللہ کی عبادت کی جاتی ہے اور اس کی توحید کا مظاہرہ کیا جاتا ہے ان کی نگرانی کا انہیں خس وخاشاک سے پاک وصاف رکھنے کا اور ان میں بے ہودہ اقوال وافعال سے بچنے کا حکم ہے حق تعالیٰ نے مسجدوں میں بے ہودگی سے منع فرمایا ہے اور انہیں بنانے کا آباد کرنے کا ان کا ادب واحترام بجالانے کا اور پاک رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ مسجدوں کے بنانے کے بارے میں ان کے ادب واحترام میں انہیں پاک وصاف رکھنے میں اور ان میں خوشبو سلگانے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ رحمت عالم ؐ نے فرمایا (۱) جس نے اللہ کی رضا کے لئے مسجد بنائی اللہ اس کے لئے اس کے مثل جنت میں گھر بنائے گا (ق) (۲) جس نے مسجد بنائی جس میں اللہ کا ذکر کیا جائے اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا (ابن ماجہ) (۳) ہم کو رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مسجدیں بنانے کا انہیں پاک وصاف رکھنے کا اور ان میں خوشبو سلگانے کا حکم فرمایا (ل) سنن بجز نسائی کے لوگوں کی عبادت کے لئے ایک سائبان بناؤ اور خبردار اسے سرخ یا زرد کرنا ورنہ ان کے فتنے میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے (ب) (۴)

سائب بن یزید کندی کہتے ہیں میں مسجد میں کھڑا تھا کہ ایک شخص نے کنکر ماری مڑ کر دیکھا تو عمرؓ تھے فرمایا ان دونوں کو بلا کر لے آؤ میں نے ان دونوں کو آپ کے سامنے لا کر حاضر کر دیا فرمایا تم کون ہو یا کس شہر کے ہو بولے طائف کے فرمایا اگر تم اس شہر

کے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا تم مسجد نبوی میں آوازیں بلند کر رہے ہو۔ (ب) عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کی مسجد میں آواز سنی فرمایا تم کو خبر بھی ہے کہ تم کس مقام پر ہو (ن) مسجدوں کے دروازوں پر وضو اور پاکی کی جگہیں بنانے کا اس لئے حکم ہے کہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ رحمت عالم ﷺ کی مسجد کے قریب کنوئیں تھے جن سے پانی لے کر لوگ پیتے بھی تھے نہاتے بھی تھے اور وضو بھی کرتے تھے جمعہ کے روز خصوصیت سے مسجدوں میں خوشبو سلگایا کا اس لیے حکم ہے کہ اس روز کثرت سے لوگ جمع ہوتے ہیں عمرؓ جمعہ کے روز مسجد نبوی میں خوشبو سلگایا کرتے تھے۔ (ابویعلیٰ)

نماز باجماعت کا ثواب: جماعت والی نماز کا ثواب گھر والی نماز سے اور بازار والی نماز سے پچیس گنا زیادہ ہے کیونکہ جب کوئی اچھی طرح سے وضو کر کے مسجد کی طرف صرف نماز ہی کی غرض سے جاتا ہے تو اس کے ہر قدم پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے پھر جب نماز پڑھتا ہے تو جب تک مسجد میں اپنی نماز کی جگہ پر رہتا ہے فرشتے برابر اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور وہ نماز ہی میں رہتا ہے جب تک کہ نماز کے انتظار میں رہتا ہے۔ (ق) آپ اندھیرے میں مسجدوں میں جانے والوں کو قیامت کے دن مکمل نور کی بشارت سنا دیں۔ (سنن)

مسجد میں داخل ہونے کا طریقہ اور دعا: مسجد میں جانے والوں کو مستحب ہے کہ وہ سیدھے پاؤں سے ابتدا کریں جب رحمت عالم ﷺ مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْكَرِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْعَظِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ آپ نے فرمایا جب کوئی یہ دعا پڑھ لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے اب یہ مجھ سے دن بھر کے لئے محفوظ ہو گیا (ب) جب کوئی مسجد میں جائے تو اسے یہ دعا پڑھ لینی چاہئے۔ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ اور نکلتے وقت یہ دعا پڑھ لے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (من) جب کوئی مسجد میں داخل ہو تو اللہ کے رسول پر سلام بھیج کر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ اور جب نکلے تو رحمت عالم ﷺ پر سلام بھیج کر یہ دعا پڑھ لے اَللّٰهُمَّ اَعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ (ابن ماجہ ابن خزیمہ ح)

پھر فرمایا کہ ان میں اللہ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے دوسری آیت میں فرمایا يَا بَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ (اعراف ۷/۳۱) اے اولاد آدم ہر مسجد کے نزدیک اپنی زینت استعمال کرو وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ۔ اور ہر مسجد کے پاس اپنا منہ سیدھا رکھو اور اللہ کی خلوص سے عبادت کرو (۳) وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا (جن ۷۲/۱۸) مسجدیں اللہ ہی کی ہوتی ہیں اس لئے اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو اللہ کے نام کا ذکر کرنا یہ ہے کہ وہاں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے پھر فرمایا کہ وہاں صبح و شام وہ اللہ کے بندے اللہ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں جن کا کاروبار انہیں اللہ کے احکام سے غافل نہیں کرتا۔

لفظ رجال سے اشارۂ لطیف: (۳۷) اس آیت میں رجال کا لفظ استعمال کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا کہ ان کی ہمتیں بلند حوصلے اونچے اور نیتیں اعلیٰ درجے کی ہیں کہ یہ اللہ کی مسجدیں آباد کرنے والے ہیں جو روئے زمین پر اللہ کے گھر ہیں اور اس کی عبادت و شکر کے اور توحید و تنزیہہ کے مقامات مقدسہ ہیں۔

عورتوں کی نماز گھروں میں افضل ہے: عورتوں کی نماز گھروں ہی میں افضل ہے کیونکہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ عورت کی دالان کی نماز سائبان کی نماز سے افضل ہے اور کوٹھری کی نماز دالان کی نماز سے افضل ہے (د) (۲) عورتوں کی بہترین مسجدیں ان کے گھروں کے اندرونی حصے ہیں (۳) ام حمیدؓ ابوحمید ساعدی کی اہلیہ نے رحمت عالم ﷺ سے کہا کہ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا

پسند کرتی ہوں فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تم میرے پیچھے نماز پڑھنا چاہتی ہو لیکن تمہاری نماز تمہارے کوٹھے میں تمہارے دالان سے بہتر ہے اور دالان میں گھر کے صحن سے بہتر ہے اور گھر کے صحن میں محلّہ کی مسجد سے بہتر ہے اور محلّہ کی مسجد میں میری مسجد سے بہتر ہے چنانچہ ان کے اشارے سے ان کے لئے کوٹھے میں نماز کے لئے ایک جگہ مقرر کر دی گئی آپ مرتے دم تک اسی جگہ نماز پڑھتی رہیں (ل) عورت کو مردوں کی جماعت میں بھی نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ کسی کو ایذا نہ پہنچائے نہ اپنی آرائش کسی پر ظاہر ہونے دے نہ بن سنور کر مسجد میں جائے اور نہ خوشبو لگا کر چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی لونڈیوں کو مسجدوں میں آنے سے نہ روکو (ق) ابوداؤد میں ہے کہ ان کے گھر ان کے لئے بہترین ہیں ایک روایت میں ہے کہ وہ خوشبو لگائے بغیر گھر سے باہر نکلیں فرمایا اگر کوئی عورت مسجد میں آنا چاہے تو خوشبو نہ لگائے (م) صدیقہؓ فرماتی ہیں مومن عورتیں رحمت عالم ﷺ کے پیچھے صبح کی نماز میں آیا کرتی تھیں پھر اپنی چادروں میں لپٹی لپٹائی واپس ہو جاتی تھیں اور اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں (ق) صدیقہؓ فرماتی ہیں اگر رحمت عالم ﷺ عورتوں کی موجودہ رفتار دیکھتے تو انہیں یقیناً مسجدوں میں آنے سے منع فرما دیتے جیسے اسرائیلی عورتوں کو روک دیا گیا تھا (ق) یہ جو فرمایا کہ اللہ کے بندوں کو سوداگری اور تجارت ذکر اللہ سے غافل نہیں کرتی اسی مضمون کی یہ آیت ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ (منافقون ۶۳/۹) اے ایمان والو تمہارے مال اور تمہاری اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ بنا دے اور جو شخص ایسا کرے گا وہ سخت نقصان اٹھائے گا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا (جمعہ ۶۲/۹) اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دے دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف آنے کی کوشش کرو اور کاروبار چھوڑ دو حق تعالیٰ اپنے بندوں کی تعریف فرما رہا ہے کہ انہیں دنیا دنیوی زیب و زینت خرید و فروخت اور زیادہ فائدے کا لالچ اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتا انہیں ہر حال میں اپنے خالق و رازق کی عبادت کا خیال رہتا ہے انہیں یقین ہے کہ ان کے لئے حضرت حق کے پاس جو جو صلے ہیں وہ اس تجارت سے کہیں بہتر اور مفید ہیں کیونکہ ان کا دنیوی مال تو ختم ہونے والا ہے مگر آخرت کے صلے اور انعامات کبھی ختم نہ ہوں گے وہ اللہ کی اطاعت و مرضی کو اور اس کی محبت و خوشنودی کو ہر چیز پر مقدم رکھتے ہیں۔

ایک دفعہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بازار میں کچھ کاروبار کرنے والوں کو دیکھا کہ وہ اذان سنتے ہی اپنا تمام کاروبار چھوڑ کر نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا یہ لوگ انہیں لوگوں میں سے ہیں جن کا ذکر حق تعالیٰ نے اپنی کتاب اقدس میں فرمایا ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ الخ۔

ذکر اللہ سے مراد فرضی نماز ہے (ابن عباسؓ) یعنی جماعت سے نماز پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں انہیں کاروبار نماز میں خشوع و خضوع سے نہیں روکتا اللہ کے حکم کے مطابق نماز قائم رکھتے ہیں اور اوقات و شروط کی حفاظت کرتے ہیں پھر فرمایا انہیں اس دن کا دھڑکا لگا رہتا ہے جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی یعنی قیامت کے دن کا جو انتہائی گھبرا دینے والا اور انتہائی خطرناک دن ہوگا جس دن آنکھیں چڑھ جائیں گی دل بانسوں اچھلتے ہوں گے اور کلیجے دہل جائیں گے فرمایا (۱) وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ (غافر ۴۰/۱۸) آپ انہیں اس دن سے ڈرائیں جو قریب ہے جب دل اڑ جائیں گے اور سانس گلوں میں آ کر اٹک جائیں گے (۲) اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ (ابراہیم ۱۴/۴۲) اللہ انہیں اس دن کی مہلت دے رہا ہے جس دن آنکھیں پتھرا کر رہ جائیں گی (۳) وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ (الدہر ۷۶/۸ تا ۱۲) کھانے کی محبت کے باوجود محتاجوں کو یتیموں کو اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور کہتے کہ ہم تمہیں محض اللہ کی رضا کے لئے کھلاتے ہیں ہم تم سے اسکا بدلہ یا شکریہ نہیں چاہتے۔ ہم اپنے رب کی طرف سے ایک

سخت اور تلخ دن کا اندیشہ رکھتے ہیں لہذا اللہ انہیں اس دن کی برائی سے محفوظ رکھے گا اور انہیں تازگی اور مسرت عطا فرمائے گا اور انہیں ان کے صبر کی جزا میں جنت اور ریشم کا لباس دے گا (۳۸) یہاں فرمایا کہ اللہ ان کے عملوں کا اچھا بدلہ عطا فرمائے گا اور انہیں ان کی نیکیاں مقبول ہوں گی اور خطائیں معاف کر دی جائیں گی اور اللہ اپنے فضل سے نیکیوں کو بڑھا چڑھا کر ان کا صلہ عطا فرمائے گا فرمایا وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ (بقرہ ۲/ ۲۶۱) اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے بڑھا چڑھا دیتا ہے یہاں فرمایا کہ اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی عطا فرماتا ہے ایک دفعہ ابن مسعودؓ کے پاس دودھ لایا گیا آپ نے یکے بعد دیگرے تمام حاضرین مجلس کو پینے کے لئے دیا مگر کسی نے بھی نہیں پیا کیونکہ سب کا روزہ تھا آخر کار آپ ہی نے یہ آیت پڑھ کر پی لیا (ن) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا حق تعالیٰ اگلوں اور پچھلوں کو جمع فرمائے گا تو ایک منادی اعلان کرے گا جس کو تمام موقف والے سن لیں گے اور قابل عزت واحترام لوگوں کو جان جائیں گے کہ کھڑے ہو جائیں جنہیں کاروبار اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتا تھا آخر کار یہ تھوڑے سے حضرات کھڑے ہوں گے پھر تمام لوگوں کا حساب لیا جائے گا (ابن ابی حاتم) (۲) پورا اجر تو جنت میں چلا جانا ہے اور زیادتی یہ ہوگی کہ جن حضرات نے دنیا میں ان کے ساتھ حسن سلوک کیا ہوگا اور آج وہ شفاعت کے حق دار ہوں گے تو ان کی شفاعت کا حق انہیں ملے گا۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْــــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ ع ۵

''اور کافروں کے عمل چٹیل میدان کے چمکتے ہوئے ریت کی طرح ہیں جس کو پیاسا (دور سے) پانی سمجھ لیتا ہے لیکن جب اس کے پاس پہنچتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا اور وہ اللہ کو اپنے پاس پائے گا پھر وہ اس کا حساب بلا کم وکاست چکا دے گا اور اللہ بہت جلدی حساب لینے والا ہے یا انتہائی گہرے سمندر کے تہہ والے اندھیروں کی طرح ہیں جسے اوپر تلے والی موجوں نے چھپا رکھا ہو پھر اس پر بادل جھکا ہوا ہو غرضیکہ اوپر تلے اندھیرے ہی اندھیرے ہیں جب وہ ہاتھ نکالتا ہے تو ہاتھ تک سجھائی نہیں دیتا اور جس کو اللہ ہی نور عطا نہ فرمائے تو پھر اس کے پاس کسی طرح کی بھی روشنی نہ ہوگی''۔

دو قسم کے کافروں کی دو مثالیں: (۳۹-۴۰) دو مثالیں دو قسم کے کافروں کی بیان کی گئی ہیں ان دونوں مثالوں میں سے پہلی مثال ان کافروں کی ہے جو لوگوں کو کفر کی دعوت دیتے ہیں اور یہ خیال کیے بیٹھے ہیں کہ وہ بھی کچھ ہیں اور ان کے عمل وعقیدے صحیح ہیں حالانکہ کچھ بھی نہیں ان کی مثال میدان کے اس چمکتے ریت کی طرح ہے جو دور سے ایسا دکھائی دیتا ہے جیسے دریا میں موجیں اٹھ رہی ہوں۔ پانی جیسا نظر آتا ہے پھر جب ایک پیاسا سراب کو دور سے دیکھتا ہے تو اسے پانی خیال کر کے پینے کی غرض سے وہاں

پہنچتا ہے لیکن وہاں کچھ بھی نہیں پاتا اسی طرح کافر خیال کرتا ہے کہ میں نے عمل کر لئے اب مجھے ان کا صلہ ملے گا پھر جب قیامت کے دن اللہ کے سامنے اس سے حساب وکتاب ہوگا اور اس کے کرتوتوں پر گرفت ہوگی تو اس کے پاس کچھ بھی نہ ہوگا یا تو اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے یا شریعت مطہرہ کے موافق نہ ہونے کی وجہ سے اللہ نے فرمایا وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ (فرقان ۲۳/۲۵) ہم ان کے کئے ہوئے عملوں کے پاس آئیں گے پھر انہیں پراگندہ ذلت بنا دیں گے قیامت کے دن یہودیوں سے پوچھا جائے گا کہ تم کس کے پرستار تھے کہیں گے ہم عزیر ابن اللہ کے پجاری تھے انہیں جھڑک کر کہا جائے گا تم جھوٹے ہو اللہ کے تو اولاد ہے ہی نہیں اچھا اب تم کیا چاہتے ہو اور تمہیں کس چیز کی تلاش ہے یہ کہیں گے کہ اے مالک ہم سخت پیاسے ہیں ہمیں پانی پلا دیا جائے ان سے کہا جائے گا ادھر نہیں دیکھتے (وہاں جا کر پانی پی آؤ) دور سے انہیں آگ پانی جیسی معلوم ہوگی جیسے چمکدار ریت دور سے پانی کی طرح موجیں مارتا دکھائی دیتا ہے آخر یہ اس کی طرف جائیں گے اور اس پر پروانوں کی طرح ٹوٹ پڑیں گے (ق) یہ مثال جہل مرکب میں پھنسے ہوئے جاہلوں کی ہے لیکن جہل بسیط میں پھنسے ہوئے جاہل جو گھر کی عقل سے بھی کورے ہیں اور بہرے گونگے بن کر کفر کے پیشواؤں کی تقلید کر رہے ہیں انکی مثال گہرے دریا کے اندھیروں کی سی ہے جس میں اوپر تلے موجیں اٹھ رہی ہوں اور سیاہ بادل بھی جھکے ہوئے ہوں اور اس قدر اندھیرا ہو کہ ہاتھ سے ہاتھ سجھائی نہ دیتا ہو یہی مثال کافر اور اس مقلد کے دل کی ہے جو اپنے قائد کے حالات سے بے خبر ہو اور اسے خبر نہ ہو کہ کدھر جا رہا ہے ایسے لوگوں کی مثال اس جاہل کی طرح ہے جس سے پوچھا گیا کہ کدھر جا رہے ہو بولا لوگوں کے ساتھ جا رہا ہوں پوچھا کہ لوگ کدھر جا رہے ہیں بولا مجھے معلوم نہیں ایسے کافروں کی دلوں کانوں اور آنکھوں کی جھلیاں دریا کی اوپر تلے والی موجوں کی طرح ہیں پھر فرمایا کہ جو اللہ کی روشنی سے محروم رہا اسے روشنی میسر ہی نہیں آتی جس کو اللہ نے ہدایت نہ دی وہ جاہل ہے حیران وسرگردان ہے ہلاک ہونے والا ہے اور کافر ہے فرمایا مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ (اعراف ۱۸۶/۷) جس کو اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت پر نہیں لا سکتا ایمان والوں کے حق میں فرمایا تھا کہ اللہ جسے چاہے اپنی روشنی کی ہدایت دے اسی کے مقابلے میں یہاں کافروں کے نور سے محروم بتایا گیا آؤ ہم سب مل کر اپنے عظمت والے اللہ سے دعا مانگیں کہ اے اللہ ہمارے دلوں میں نور ہمارے دائیں نور ہمارے بائیں نور اور ہمارے آگے نور مقرر فرما اور ہمیں بہت بڑا نور عطا فرما۔ آمین۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِیْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِیْرُ ﴿۴۲﴾

”کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ آسمان وزمین کی تمام چیزیں اور پر پھیلا کر اڑنے والے تمام پرندے حق تعالیٰ کی پاکی بیان کر رہے ہیں ہر ایک کو اپنی اپنی نماز اور تسبیح معلوم ہے اور ان کے عملوں سے اللہ اچھی طرح سے واقف ہے اور آسمان وزمین پر اللہ ہی کی سلطنت ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے“۔

تمام مخلوق اللہ کی پاکی بیان کر رہی ہے: (۴۱) کائنات کی ایک ایک مخلوق فرشتے، انسان، حیوان نباتات اور جمادات سب

اپنے رب کی پاکی بیان کر رہے ہیں اور اپنی اپنی مخصوص تسبیح سے اس کی عبادت میں مصروف ہیں فرمایا تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ (اسراء ۱۷/۴۴) اس کی پاکی تمام آسمان وزمین اوران کی تمام مخلوق بیان کر رہی ہے ہر چیز اس کی پاکی بیان کر رہی ہے لیکن تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے۔ پھر فرمایا کہ پرندے بھی اڑتے ہوئے اللہ کی پاکی بیان کرنے میں مصروف ہیں اور اللہ نے ان کے دلوں میں جس تسبیح کا الہام کیا ہے اسے پڑھتے رہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ہر ایک کو اپنی اپنی تسبیح اور نماز معلوم ہے یعنی اللہ نے اپنی عبادت کا ہر مخلوق کو ایک طریقہ بتا دیا ہے اور ایک راہ سمجھا دی ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ کائنات کی ایک ایک چیز سے خبر دار ہے اس سے ایک بات بھی چھپی ہوئی نہیں وہ ہر ایک کے عملوں سے خوب خبر دار ہے۔

مختار وسلطان مطلق اللہ ہی ہے: (۴۲) تمام کائنات پر اللہ ہی کی بادشاہت ہے وہی خود مختار حاکم اور سچا معبود ہے انسان کو اسی کی عبادت لائق ہے اس کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں وہ ایسا زور آور بادشاہ ہے کہ اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور سب کو لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے پھر وہ سب کا انصاف سے فیصلہ فرمائے گا فرمایا لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا (نجم ۵۳/۳۱) تا کہ برے لوگوں کو ان کے برے عملوں کی سزا دے اور اچھوں کو ان کے اچھے عملوں کی جزا لہٰذا وہی خالق و مالک ہے دنیا اور آخرت میں اسی کا حکم چلتا ہے اور دونوں جہانوں میں اسی کی تعریفیں ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَاۗءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾

''کیا آپ نے دیکھا نہیں اللہ بادلوں کو ہانکتا ہے پھر انہیں باہم ملا دیتا ہے پھر انہیں تہ بہ تہ بنا دیتا ہے پھر تم ان میں سے مینہ برستا دیکھتے ہو وہی آسمان سے اولوں کے پہاڑوں میں سے اولے برساتا ہے اور پھر جن پر چاہتا ہے ان کے پاس برسا دیتا ہے اور جن سے چاہتا ہے ان سے ہٹا دیتا ہے قریب ہے کہ اس کی بجلی چمک کر نگاہیں اچک لے وہی دن رات کو ادل بدل کرلاتا ہے یقیناً اس میں بھی آنکھوں والوں کے لئے بڑی بڑی عبرتیں ہیں''۔

اللہ کے حکم سے گھٹا کا اٹھنا: (۴۳) اللہ کی قدرت سے شروع شروع میں جب گھٹا اٹھتی ہے تو کمزور ہوتی ہے پھر بہت سے بادل مل جل کر اچھی خاصی گھنگور گھٹا بن جاتی ہے اور بادل ایک دوسرے پر تہ بہ تہ جم جاتے ہیں پھر اسی گھٹا سے بارش ہوتی ہے گھٹا آنے سے پہلے ہوائیں چلتی ہیں اور زمین کو بارش کے قابل بناتی ہیں پھر بادل پیدا کرنے والی ہوائیں چلتی ہیں جن سے فضا میں متفرق بادل پیدا ہو جاتے ہیں پھر انہیں آپس میں ملانے والی اور گھٹا بنانے والی ہوائیں چلتی ہیں جو گھٹا بنا دیتی ہیں جب یہ گھٹا جھک جاتی ہے تو پانی سے بھرپور ہو کر اللہ کے حکم سے برسنے لگتی ہے (ابن ابی حاتم' ابن جریر' پھر فرمایا کہ اللہ آسمان سے اولوں کے

پہاڑوں سے پانی اتارتا ہے پھر فرمایا کہ پھر کہیں تو اس گھٹا سے اللہ کے حکم سے بارش ہو جاتی ہے اور کہیں گھٹا بار بار زمین چوم چوم کر چلی جاتی ہے اور ایک بوند تک نہیں گرنے پاتی اس بارش والی گھٹا سے بارش کی دونوں قسمیں (سیال و منجمد) باعث رحمت بن جاتی ہیں اور کسی مقام کے لوگوں پر دیر سے بارش ہوتی ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کہیں تو اولے گرا کر نقصان پہنچا دیا جاتا ہے اور کہیں اولوں کا ایک دانہ بھی نہیں گرنے پاتا اولوں سے پھل جھڑ جاتے ہیں کھیتیاں برباد ہو جاتی ہیں اور درخت ٹوٹ جاتے ہیں یا سوکھ جاتے ہیں پھر اللہ جن سے چاہتا ہے اپنی مہربانی سے اولوں والی گھٹا ہٹا دیتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ کی قدرت دیکھو انہیں بادلوں کے اندر سے بجلی نکلتی ہے جس کی تیز چمک سے آنکھیں چکا چوند ہو کر رہ جاتی ہیں اور دیکھنے والے کی بینائی جاتے رہنے کا خطرہ بھی ہوتا ہے۔

دن رات میں اللہ ہی کا تصرف ہے: (۴۴) یعنی اللہ ہی دن رات میں اپنے اختیار سے تصرف فرماتا ہے کبھی دن چھوٹا رات بڑی کبھی رات چھوٹی دن بڑا اور کبھی دونوں برابر ہوتے ہیں حق تعالیٰ اپنے حکم و تسلط سے اور عزت و علم سے ان میں تصرف کرتا رہتا ہے اللہ کی عظمت و کبریائی پر انہیں دن رات کے گھٹنے بڑھنے میں غور کرنے والوں کے لئے بڑی بڑی دلیلیں ہیں دوسری جگہ فرمایا اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آل عمران ۳/ ۱۹۰، ۱۹۴) یقیناً آسمان و زمین کی پیدائش میں اور دن رات کے آنے جانے میں عقل و ہوش والوں کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾

”اور اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا فرمایا ان میں سے بعض تو پیٹ کے بل رینگتے ہیں بعض دو پیروں پر چلتے ہیں اور بعض چاروں ہاتھ پاؤں پر اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے یقیناً اللہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے“۔

طرح طرح کی مخلوق اللہ کے غلبہ کی دلیل ہے: (۴۵) طرح طرح کی مخلوقات دیکھ کر رب کی قدرت کی ہمہ گیری کا اور اس کے عظیم اقتدار و غلبے کا اعتراف کرنا ہی پڑتا ہے یہ قسم قسم کی مخلوق جن کی طرح طرح کی شکلیں وضع وضع کے رنگ جداگانہ حرکتیں الگ الگ انداز سکون ایک ہی پانی سے بنائی گئی ہیں پھر سانپ اور اس جیسے جانور تو پیٹ کے بل رینگ کر چلتے ہیں اور انسان و پرندے دو پیروں پر چلتے ہیں اور چوپائے اور دیگر حیوانات چاروں پیروں پر۔ پھر فرمایا کہ اللہ اپنی قدرت سے جسے چاہتا ہے پیدا فرما دیتا ہے اسی کی مشیت پر کارخانہ عالم کا وجود ہے اس نے جو نہ چاہا وہ لباس وجود نہ پہن سکا یقیناً اللہ کی قدرت کمال وسیع ہے۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾

”بلاشبہ ہم نے صاف صاف آیتیں اتاری ہیں اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے“۔

قرآن میں مصلحت آمیز احکام ہیں: (۴۶) ارشاد ہے کہ اس قرآن میں اللہ ہی نے حکمتوں اور مصلحتوں والے احکام اور

روز روشن کی طرح چمکنے والی آیتیں اتاری ہیں اور اصحاب ہوش وحواس کو اور ارباب دانش کو ان کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے وہ جسے چاہے سیدھی راہ پر لگا دے اللہ پاک ہمیں بھی قرآن پاک کی سمجھ عطا فرمائے۔آمین

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ
بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا
اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ
اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾

”یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لے آئے اور اطاعت والے بن گئے پھر اس کے بعد ان میں سے ایک گروہ پھر جاتا ہے اور یہ ایمان والے ہی نہیں جب انہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ اللہ کا رسول ان کے جھگڑوں کا فیصلہ فرمادے تو فوراً ان کی ایک جماعت اعراض کرنے لگتی ہے اور اگر انہیں کوئی حق پہنچنے والا ہو تو آپ کی طرف سر جھکائے چلے آتے ہیں کیا ان کے دلوں میں روگ ہے یا متردد ہیں یا اس بات کا ڈر ہے کہ ان پر اللہ اور اس کا رسول ظلم فرمائے گا نہیں نہیں بلکہ یہی بے انصاف ہیں ایمان والوں کو جب اللہ کی اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے کہ رسول ان کے جھگڑے چکا دے تو ان کا قول یہی ہوتا ہے کہ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور اطاعت پر راضی ہو گئے یہی کامرانی حاصل کرنے والے ہیں اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈرتے رہیں اور اس کا دلوں میں خوف رکھیں وہی کامیاب ہوں گے“۔

منافقوں کی گندی عادتیں: (۴۷) منافقوں کی عادتوں کا بیان ہے جن کی زبانوں پر کچھ ہوتا ہے اور دلوں میں کچھ زبانوں سے تو اقرار کرتے ہیں کہ ہمارا اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان ہے اور ہم ان کے مطیع ومنقاد ہیں مگر اقرار کے باوجود ان میں سے ایک جماعت منہ موڑنے لگتی ہے اپنے عملوں سے اپنا اقرار ٹھکرا دیتی ہے جو کہتی ہے وہ کرتی نہیں کیونکہ دلوں میں ایمان کے بجائے نفاق ہے اس لئے یہ مومن نہیں۔

(۴۸) اگر انہیں قرآن کی طرف جس کو حق تعالیٰ نے رسول پر اتارا ہے اور ہدایت کی طرف بلایا جاتا ہے تو اس سے منہ موڑ لیتے ہیں اور دلوں میں اس کی پیروی کرنے پر از راہ غرور تیار نہیں ہوتے دوسری جگہ فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ

آمَنُوْا (نساء۴/ ۶۰، ۶۱) کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جن کا گمان ہے کہ ان کا آپ کی اور تمام نبیوں کی کتابوں پر ایمان ہے یہ اپنے مقدمے شیطان کے پاس لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ انہیں اس کے نہ ماننے کا حکم ہے اور شیطان انہیں بہکا کر بہت دور لے جانا چاہتا ہے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس حکم کی طرف آؤ جو اللہ نے اتارا ہے اور رسول کی طرف بھی تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ سے اعراض کر رہے ہوں گے۔

(۴۹) یعنی جب انہیں اپنا فائدہ دکھائی دیتا ہے تو خوشی خوشی گردن جھکائے چلے آتے ہیں اور حاکم کے فیصلے کو سن کر بڑی خوشی سے سر تسلیم خم کر لیتے ہیں اور جب ان کا نفع نہ ہو اور فیصلہ ان کی خواہشوں کے خلاف پڑتا ہو تو پھر مڑ کر بھی اس کی طرف نہیں دیکھتے اور غیروں کے پاس مقدمے لے جاتے ہیں تاکہ ان کے پاس ان کی دروغ گوئی کو فروغ ہو معلوم ہوا کہ رسول کے فیصلے پر شروع شروع میں ان کا سر تسلیم خم کر دینا حق کی خاطر نہ تھا بلکہ خواہش کے مطابق ہونے کی وجہ سے تھا اس لئے جب ان کی خواہشیں حق کے مخالف پڑیں تو دوسروں کے پاس فیصلے لے گئے۔

(۵۰) یعنی دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہے یا تو ان کے دلوں میں روگ ہے اور دین کے معاملہ میں شک وتردد ہے یا اللہ کی اور اس کے رسول کی طرف سے انہیں اپنی حق تلفی کا خطرہ ہے بہرحال جو بھی ہو ہر صورت میں سراسر کفر ہے یہی لوگ غیر انصاف پسند ہیں حق تعالیٰ کو ایک ایک کی خبر ہے اور ان کی دلی باتوں کی بھی۔ ظالم فاجر ہی ہیں اللہ اور اس کا رسول ظلم و فجور سے پاک وصاف ہیں۔

مومنوں کی اچھی عادتوں کا بیان: (۵۱) اس آیت میں ایمان والوں کی عادتوں کا بیان ہے جو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور بجز کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے کسی اور راہ کی تلاش نہیں کرتے جب حق تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ انہیں ان کے مقدموں کے فیصلے کے لئے بلاتے ہیں تو یہ فوراً آتے ہیں رحمت عالم ﷺ کے فیصلوں کو سر اور آنکھوں پر جگہ دیتے ہیں اور سر تسلیم خم کر کے انہیں عملی جامہ بھی پہناتے ہیں یہی کامیاب و بامراد ہوں گے یہی جنت میں جائیں گے اور جہنم سے بچ جائیں گے مذکور ہے کہ عبادۃؓ بن صامت نے جو عقبہ والوں میں سے تھے بدری تھے اور انصار کے نمائندے تھے مرض الموت میں اپنے بھائی جنادۃؓ سے کہا کیا میں تم کو بتاؤں کہ تم پر کیا حقوق ہیں اور تمہارے کیا حقوق ہیں بولے ضرور بتایئے فرمایا کہ تم سن کر اطاعت کرنی لازمی ہے خواہ تمہیں اس بات میں آسانی ہو یا دشواری خواہ وہ بات اچھی معلوم ہو یا بری خواہ کسی کو تم پر ترجیح کیوں نہ دی جائے اور زبان کو انصاف پر قائم رکھنا ضروری ہے حاکموں سے جھگڑا نہ کرنا البتہ اگر وہ کھلم کھلا اللہ کی نافرمانی کا حکم دیں تو جو بات اللہ کی کتاب کے مخالف ہو اس میں کتاب کی پیروی کرنا (قتادۃ) ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں اسلام اللہ کی اطاعت ہی میں ہے بھلائی جماعت ہی میں ہے اور اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کے خلیفہ کی اور عام مسلمانوں کی ہمدردی ہی میں ہے ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ عمرؓ فرماتے تھے اسلام کا کڑا لا الہ الا اللہ کی گواہی ہے اور نماز قائم رکھنا زکوٰۃ دینا اور خلیفہ کی اطاعت کرنا بھی (ابن ابی حاتم) کتاب اللہ کی سنت رسول ﷺ کی خلفائے راشدین کی اور خلفاء کی اطاعت کے وجوب پر بے شمار حدیثیں اور آثار آئے ہیں۔

کامیاب حضرات: (۵۲) جس نے اللہ کے احکام کی فرماں برداری کی حرام باتوں سے اجتناب کیا اور ماضی کے گناہوں پر اللہ سے ڈرتا رہا اور مستقبل میں بھی اللہ کا خوف دل میں رکھا وہی کامیاب ہے انہیں دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی نصیب ہوگی اور ہر برائی سے بچ جائیں گے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۭ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾

''انہوں نے پکی قسمیں کھا کھا کر کہا کہ اگر آپ انہیں حکم فرمائیں گے تو نکل کھڑے ہوں گے آپ فرما دیں کہ قسمیں نہ کھاؤ تمہاری بات ماننے کی حقیقت معلوم ہے اللہ تمہارے عملوں سے اچھی طرح خبردار ہے آپ فرما دیں کہ تم اللہ کی اور اس کے رسول کی بات مانو پھر بھی اگر تم نے اعراض کیا تو رسول کے ذمے وہ ہے جو وہ اٹھائے ہوئے ہے اور تمہارے ذمے وہ ہے جو تم پر لاد دیا گیا ہے اور اگر تم رسول کی بات مانو گے تو راہ پاؤ گے اور رسول کے ذمے صاف طور پر پہنچا دینا ہی ہوتا ہے''۔

منافقوں کا بیان: (۵۳) ان منافقوں کا بیان ہے جو رحمت عالم ﷺ کے سامنے اپنا اسلام منوانے کے لئے پکی پکی قسمیں کھا کر کہہ رہے تھے کہ اگر آپ انہیں جنگ کے لئے روانہ ہونے کا حکم دیں تو وہ تیار ہیں حکم سنتے ہی نکل کھڑے ہوں گے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیارے نبی آپ ان سے فرما دیں کہ بس قسمیں زیادہ نہ کھاؤ تمہاری اطاعت کی حقیقت معلوم ہے صرف باتیں ہی باتیں ہیں کرنا دھرنا خاک بھی نہیں تم جب بھی قسمیں کھاتے ہو تو جھوٹی قسمیں کھایا کرتے ہو فرمایا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ (توبہ ۹/۹۶) یہ تمہارے سامنے تم کو راضی کرنے کے لئے قسمیں کھاتے ہیں پھر اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو اللہ تو ایسے فاسقوں سے راضی نہیں ہوگا۔ اِتَّخَذُوْا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً (منافقون ۶۳/۷) انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روک رہے ہیں واقعی ان کے عمل شرمناک ہیں غرضیکہ ان کی عادت ہی جھوٹ بولنا ہے تم ہی سے نہیں بلکہ اپنے ہم نواؤں سے بھی چنانچہ فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا (حشر ۵۹/۱۱،۱۲) کیا آپ نے منافقوں کو نہیں دیکھا یہ اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے جاؤ گے تو ہم بھی ضرور تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے بارے میں ہم کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی جائے گی تو ہم یقیناً تمہاری مدد کریں گے اللہ گواہ ہے کہ یہ قطعی جھوٹے ہیں اگر کافر نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر مدد کریں گے بھی تو میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں گے پھر ان کی مدد نہیں کی جائے گی' اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ قسمیں نہ کھاؤ اور دستور کے مطابق مومنوں کی طرح اطاعت کرو اللہ تمہارے عملوں سے خوب خبردار ہے اسے معلوم ہے کہ کون اطاعت گزار و وفا شعار ہے اور کون بدکردار و غدار ہے اگر بظاہر قسمیں کھا کر وفاداری کا لوگوں کے سامنے اقرار بھی کر لو اور لوگ تم کو وفادار سمجھ بھی لیں تو کیا ہے اللہ کے نزدیک تو تم غدار' جفا کار' ستم شعار بدعہد اور امانت میں خیانت کرنے والے ہو۔

(۵۴) یعنی قرآن و حدیث کی پیروی کرو اگر تم ان دونوں سے پھر جاؤ اور ان کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دو تو رسول ﷺ کے ذمہ صرف اللہ کا پیغام پہنچا دینا اور رسالت کا ادا کرنا ہے اس کا مان لینا اس کا ادب و احترام کرنا اور اس کے تقاضوں پر عمل کرنا

تمہارا کام ہے یہ بات ضروری ہے کہ اگر تم رسول کی بات مان لو گے تو راہ پا جاؤ گے کیونکہ وہ سیدھی راہ کی دعوت دے رہا ہے۔ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ (شوریٰ ۴۲/۵۳) جو اس اللہ کی راہ ہے جس کی آسمان و زمین پر بادشاہت ہے فرمایا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَیْنَا الْحِسَابُ (رعد ۱۳/۴۰) آپ کے ذمہ تو بس پہنچا دینا ہے اور ہمارے ذمے حساب ہے فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ (غاشیہ ۸۸/۲۱،۲۲) آپ نصیحت فرماتے رہیں آپ تو بس نصیحت ہی کرنے والے ہیں آپ ان پر کوئی داروغہ تو ہیں نہیں،

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾

''اللہ نے تم میں سے ایمان والوں سے اور اچھے عمل کرنے والوں سے وعدہ فرما لیا ہے کہ وہ انہیں یقیناً زمین کا خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلوں کو خلیفہ بنایا ہے اور یقیناً ان کے لئے ان کے اس دین کو قائم کر دے گا جسے وہ ان کے لئے پسند کر چکا ہے اور ضرور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا وہ میری عبادت کرتے ہیں اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتے اور جو اس کے بعد ناشکری کریں وہی فاسق ہیں''۔

امت محمد یہ لوگوں کی قائد و سلطان ہوگی: (۵۵) حق تعالیٰ اپنے محبوب رسول سے وعدہ فرما رہا ہے کہ آپ کی امت کو دنیا کا بادشاہ اور لوگوں کا پیشوا اور ان کا حاکم بنا دیا جائے گا ان سے دنیا کے مختلف علاقوں اور ملکوں کی اصلاح ہوگی دنیا ان کے زیر نگیں آئے گی اور انہیں خوف کے بعد امن و بے خوفی نصیب ہوگی الحمدللہ حق تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا تھا اسے پورا کر دیا رحمت عالم ﷺ کی زندگی ہی میں مکہ، خیبر، بحرین، طائف اور تمام جزیرۂ عرب اور یمن کا تمام علاقہ مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا تھا آپ نے ہجر کے مشرکوں سے ٹیکس وصول فرمایا اور شام کے بعض علاقوں سے بھی شام، روم اور ہرقل نے، شاہ مصر نے، شاہ اسکندریہ مقوقش نے عمان کے بادشاہوں نے اور نجاشی شاہ حبشہ نے جو اصحمۃ کے بعد بادشاہ ہوا سب نے رحمت عالم ﷺ کی خدمت گرامی میں تحفے تحائف بھیجے ماشاءاللہ اصحمۃ شاہ حبش تو مسلمان ہی ہو گئے تھے اللہ ان پر اپنا رحم فرمائے اور انہیں وہاں کی بہاریں دکھائے پھر جب رحمت عالم ﷺ دنیا سے سدھار گئے اور حق تعالیٰ نے آپ کو اپنی معزز مہمانی کے لئے چن لیا تو آپ کے بعد آپ کی جگہ حضرت ابوبکر کو بالاتفاق خلیفہ چن لیا گیا آپ نے فتنہ ارتداد کو دبایا اور عرب کی حکومت کو مضبوط و محکم بنایا اور خالد بن ولیدؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر جرار کسریٰ کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا جس نے شاندار فتوحات حاصل کیں اور کفر و شرک کے ایک بڑے عنصر کو چھانٹ دیا ایک دوسرا لشکر ابوعبیدہؓ کی سرپرستی میں شام کی طرف بھیجا، اور تیسرا عمرو بن العاصؓ کی سرداری میں مصر کی طرف بھیجا خلیفہ اول کی زندگی ہی میں شامی لشکر نے بصریٰ، دمشق وغیرہ فتح کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کر لئے تھے پھر حق تعالیٰ نے آپ کو بھی اپنی معزز و محترم

مہمانی میں بلا لیا حق تعالیٰ کا مسلمانوں پر بڑا احسان تھا کہ اس نے حضرت ابوبکر کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ عمرؓ کو خلیفہ بنا گئے چنانچہ حضرت عمرؓ خلیفہ بنا دیئے گئے نبیوں کے بعد آپ جیسا خلیفہ آسمان کے نیچے نہیں دیکھا گیا آپ کی نیک سیرت، پہاڑ جیسا عزم اور کمال عدل وانصاف اپنی مثال آپ تھا آپ کے مبارک دورۂ خلافت میں تمام شام فتح ہو گیا تمام مصر اسلامی سلطنت میں شامل ہو گیا اور اکثر علاقہ فارس کا بھی اسلامی حکومت میں آ گیا آپ نے کسریٰ کی سلطنت کے ٹکڑے اڑا دیئے کسریٰ اس قدر ذلیل ہوا کہ منہ چھپاتا پھرا قیصر کو ختم کر دیا اس کے تمام مقبوضہ علاقے پر قبضہ کر کے اسے قسطنطنیہ کی طرف دھکیل دیا قیصر وکسریٰ کے خزانے اللہ کی راہ میں لٹا دیئے جیسا کہ رحمت عالمؐ نے خبر دی تھی اور مسلمانوں سے وعدہ فرمایا تھا۔ پھر خلافت عثمانیہ میں اسلامی حکومت مشرق ومغرب کی انتہا تک پہنچ گئی مسلمان مغرب کی طرف اندلس، قبرص قیروان وسبتہ کے ممالک جو بحر محیط کے متصل ہیں فتح کرتے چلے گئے اور مشرق کی طرف چین کے بعض علاقوں پر قابض ہو گئے کسریٰ مارا گیا اور اس کی تمام حکومت مسلمانوں کے قبضے میں آ گئی عراق۔ خراسان اور اہواز کے تمام شہر اسلامی جھنڈے کے نیچے آ گئے ترکوں سے ایک زبردست جنگ لڑی گئی حق تعالیٰ نے ان کے بادشاہ خاقان کو بھی مسلمانوں کے ہاتھوں ذلیل کرا دیا اور مشرق ومغرب کے گوشوں سے خراج بارگاہ عثمانی میں پہنچوائے حضرت عثمان کی تلاوت قرآن کی برکت کا یہ اثر تھا کہ قرآن پاک کا پڑھنا پڑھانا اور امت کو ایک قرأت پر جمع کرنا آپ ہی کا شاندار کارنامہ ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی میں نے زمین کے مشرق ومغرب کا گوشہ گوشہ دیکھ لیا میری امت کی حکومت تمام اس علاقے پر ہو جائے گی جتنا علاقہ مجھے دکھایا گیا اور جس قدر میرے لئے زمین سمیٹی گئی ہے (ب) آج ہم اللہ کے اور رسول کے وعدے کے مطابق چل پھر رہے ہیں اور اسلام دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلا ہوا ہے اللہ کا اور اس کے رسول کا وعدہ سچا ہی ہوتا ہے اللہ ہم کو ایمان پر ثابت قدم رکھے شکر کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سے راضی ہو جائے آمین۔

رحمت عالم ﷺ نبوت کے بعد مکہ میں تقریباً دس سال ٹھہرے آپ پوشیدہ طور سے توحید کی دعوت دیتے رہے مسلمان مشرکوں سے خائف رہتے تھے انہیں لڑنے کا حکم تھا ہی نہیں پھر مسلمانوں کو مدینہ کی ہجرت کا حکم مل گیا یہ مدینہ میں آ کر بس گئے اب حق تعالیٰ نے جنگ کا حکم بھی دے دیا مسلمان مدینے میں بھی دشمنوں سے خائف تھے اور ہر وقت مسلح رہتے تھے۔ یہ نازک دور صبر و شکر سے گزرتا رہا پھر ایک دن ایک صحابی نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی کیا ہم ہمیشہ اسی طرح دشمنوں سے خائف رہیں گے؟ کیا ہمیں ایسے دن نصیب نہ ہوں گے کہ ہم بے خوف ہو کر ہتھیار اتار دیں آپ نے فرمایا بس! اب تھوڑا سا اور صبر کر لو ایسا وقت آ رہا ہے کہ تم ایک مجمع میں پاؤں پسار کر اور ہتھیار اتار کر آرام سے بیٹھو گے پھر اللہ نے یہ آیت اتاری اور اپنے نبی کو تمام عرب پر قابض فرما دیا سارا عرب مسلمان ہو گیا اور سب نے ہتھیار اتار ڈالے پھر رحمت عالم ﷺ کے بعد عہد صدیقی، عہد فاروقی میں بھی یہی امن وامان برقرار رہا یہاں تک کہ لوگوں نے حضرت عثمان کو بے گناہ قتل کر ڈالا پھر مسلمان ان جھگڑوں میں مبتلا ہو گئے جو پیدا ہو گئے تھے اب یہ پھر خوف زدہ رہنے لگے اور حفاظت کے لئے پہرے دار اور سپاہی مقرر کئے جانے لگے جب انہوں نے خود اپنی حالت بدل دی تو اللہ نے بھی ان کی حالت بدل ڈالی۔

براء بن عازب فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری تو ہم سخت خائف رہتے تھے۔ دوسری جگہ فرمایا وَاذْكُرُوٓا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ (انفال ۸/۲۶) یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اور ملک میں کمزور سمجھے جاتے تھے تم کو دشمنوں کی لوٹ کھسوٹ کا اندیشہ رہتا تھا پھر اللہ

نے تم کو مدینہ میں جگہ دی اور تم کو اپنی مدد سے قوت بخشی اور تم کو عمدہ چیزیں عطا فرمائیں تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو پھر فرمایا جیسے حق تعالیٰ نے تم سے پہلوں کو زمین کا خلیفہ بنایا تھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ (اعراف ۷/ ۱۲۹) یقین ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو تباہ کر کے تم کو اس سرزمین پر خلیفہ بنا دے گا اور تمہارے عملوں کو دیکھے گا وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ (قصص ۲۸/ ۵، ۶) ہمارا ارادہ ہے کہ ہم ان پر اپنا احسان فرمائیں جو سرزمین مصر میں کمزور شمار کئے جاتے ہیں انہیں پیشوا بنائیں انہیں مالک بنائیں انہیں دنیا میں حکومت دیں اور فرعون و ہامان کو اور ان کے لشکروں کو وہ باتیں دکھائیں جن سے وہ ڈرا کرتے تھے۔ پھر فرمایا کہ یقیناً انہیں ان کے دین پر قائم کر دیا جائے گا جب عدی بن حاتم آپ کے پاس وفد میں آئے تو آپ نے ان سے پوچھا حیرہ کو جانتے ہو بولے میں نے شہر حیرہ دیکھا تو نہیں البتہ سنا ضرور ہے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ اس دین کو مکمل فرمائے گا اور اس قدر امن و امان ہو جائے گا کہ ایک عورت تن تنہا حیرہ سے چل کر مکہ معظمہ آ کر بیت اللہ کا طواف کرے گی اور یقیناً تم کسریٰ کے خزانے فتح کرلو گے میں نے تعجب سے پوچھا کیا کسریٰ بن ہرمز کے فرمایا ہاں ہاں کسریٰ بن ہرمز کے دولت کی اس قدر ریل پیل ہوگی کہ اسے کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔ عدی بن حاتم کہتے ہیں دیکھتا ہوں آج حیرہ سے تن تنہا ایک عورت چل کر آتی ہے اور بیت اللہ کا طواف کر جاتی ہے اور کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کرنے والوں میں میں خود تھا اللہ کی قسم مال کی ریل پیل بھی ہو کر رہے گی کیونکہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہے آپ نے ابیؓ سے فرمایا اس امت کو ترقی کی بلندی کی دین کے غلبے کی، فتح و نصرت کی اور دنیا پر چھا جانے کی بشارت دو پھر جس نے دنیا کے لئے عمل کیا اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہ ہوگا (ا) پھر فرمایا کہ مسلمان توحید شعار ہیں اور شرک سے بیزار ہیں۔

معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں ایک دفعہ میں سواری پر رحمت عالم ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا میرے اور آپ کے درمیان پالان کی لکڑی ہی تھی آپ نے آواز دی معاذؓ میں نے کہا لبیک وسعد یک یارسول اللہ پھر آپ نے تھوڑی دور چل کر آواز دی معاذؓ میں نے کہا اے اللہ کے رسول لبیک وسعد یک تھوڑی دور چل کر پھر آپ نے آواز دی معاذؓ میں نے کہا اے اللہ کے نبی لبیک وسعد یک میں حاضر ہوں فرمایا جانتے ہو اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے فرمایا اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں پھر تھوڑی دور چل کر فرمایا معاذؓ میں نے کہا جی یارسول اللہ فرمایا جانتے ہو جب بندے توحید پر جم جائیں گے اور شرک سے بیزار ہو جائیں گے تو بندوں کا اللہ پر کیا حق ہوگا میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے فرمایا بندوں کا اللہ پر یہ حق ہوگا کہ وہ انہیں سزا نہ دے (ق) پھر فرمایا کہ اس کے بعد جو میری اطاعت سے باہر ہوا وہ اپنے رب کے حکم سے نکل گیا اور یہی بات گناہ کبیرہ کے لئے کافی ہے چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رحمت عالم ﷺ کے بعد اللہ کے احکام انتہائی قائم رکھنے والے اور اللہ کے بے حد مطیع و منقاد تھے اس لئے اللہ نے ان کی ان کے ایمان کے مطابق مدد فرمائی ان بزرگوں نے اللہ کا حکم مشرق و مغرب تک پھیلا دیا حق تعالیٰ نے بھی ان کو کمال قوت بخشی اور ان کو تمام شہروں کا اور لوگوں کا حکم بنا دیا ان کے بعد جب لوگوں میں احکام بجا لانے میں سستی پیدا ہونے لگی تو اسی کے مطابق ان میں تنزل آتا چلا گیا رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی انہیں چھوڑنے والے ان کے مخالف قیامت تک ان کا بال بیکا نہ کر پائیں گے ایک روایت میں ہے کہ جب تک اللہ کا حکم نہ آ جائے اس حالت میں کہ وہ اسی پر ہوں ایک روایت میں ہے جب تک دجال سے جنگ نہ کرلیں اور ایک روایت میں ہے کہ جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم نہ اتر آئیں اس حال میں کہ وہ

غالب ہوں (ق) تمام روایتیں صحیح ہیں اور ان میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ یہ ساری باتیں ہوں گی۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٥٦﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۖ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٥٧﴾ ع ۱۲

''اور نماز قائم رکھو زکوۃ دو اور رسول کی بات مانو تاکہ تم پر رحم کیا جائے آپ ان کافروں کے بارے میں یہ خیال نہ کریں کہ یہ ادھر ادھر بھاگ کر ہمیں ہرا دیں گے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بڑا ہی برا ٹھکانہ ہے''۔

نماز و زکوۃ اور اطاعت کا حکم: (۵۶) حق تعالیٰ اپنے ایمان والے بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ نماز قائم رکھو جو صرف اللہ ہی کی عبادت ہے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں اور زکوۃ دو اس سے کمزوروں اور غریبوں کے ساتھ حسن سلوک ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ عبادت و اطاعت میں رسول ﷺ ہی کے نقش قدم پر چلو وہ جس کا حکم دیں اسے بجا لاؤ اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ تاکہ تم پر اللہ کی مہربانی ہو اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول ﷺ کی پیروی سے اللہ کی مہربانی اترتی ہے فرمایا اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ (توبہ ۹/۷۱) ایسے ہی لوگوں پر اللہ رحم فرماتا ہے۔

کافر اللہ کو ہرا نہیں سکتے: (۵۷) یعنی اے نبی آپ یہ خیال نہ کریں کہ یہ کافر جو آپ کے مخالف ہیں اور آپ کو جھٹلاتے ہیں اللہ کو ادھر ادھر بھاگ کر اور چھپ کر ہرا دیں گے نہیں نہیں یہ ہرگز بھی اللہ کو نہیں ہرا سکتے اللہ ان پر خوب قادر ہے اور انہیں سخت عذاب میں پکڑ لے گا اور آخرت میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جو کافروں کا ٹھکانہ ہے اور بے حد برا اور بدترین فرش ہے اور ٹھہرنے کی بے حد بری جگہ ہے۔ اللہ پاک تمام مسلمانوں کو جہنم سے بچائے۔ آمین

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۚ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۚ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۚ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٥٨﴾ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٥٩﴾ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ

نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾

''اے ایمان والو! تم میں سے تمہارے غلاموں کو اور نابالغ بچوں کو تین وقتوں میں تم سے اجازت لینی چاہیے صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کو جب تم اپنے کپڑے اتار دیتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد یہ تینوں وقت تمہارے پردے کے ہیں ان کے علاوہ تم پر اور ان پر کوئی حرج نہیں تم کثرت سے ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے ہو اسی طرح اللہ اپنے احکام صاف صاف بیان فرماتا ہے اور اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے اور جب تمہارے بچے بالغ ہو جائیں تو انہیں بھی اجازت مانگنی چاہئے جیسے ان سے پہلے کے بڑے اجازت مانگتے ہیں اسی طرح اللہ اپنے احکام تمہارے سامنے کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے اور وہ معمر عورتیں جن کو نکاح کی خواہش ہی نہ رہی ہو ان پر کپڑے اتارنے میں کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ آرائش ظاہر نہ کریں اور ان کا احتیاط کرنا ان کے لئے اچھا ہے اور اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے''۔

اقرباء کا گھروں میں اجازت لے کر آنا: (۵۸) اس آیت میں رشتے داروں سے اجازت لے کر آنے کا بیان ہے اور آیت میں اجنبیوں کے لئے حکم تھا فرمایا تین وقتوں میں غلاموں خادموں اور نابالغ بچوں کو بھی اجازت مانگ کر آنا چاہیے صبح کی نماز سے پہلے کیونکہ عموماً اس وقت لوگ اپنے اپنے بستروں پر سوئے ہوئے ہوتے ہیں دوپہر کے وقت جب کپڑے اتار کر سو رہے ہوں کیونکہ اس وقت بھی انسان نہ معلوم کس حال میں ہو اور عشاء کی نماز کے بعد کیونکہ اس وقت انسان سوتا ہے خدام وغلاموں کو بچوں کو حکم کر دیا جائے کہ وہ ان تینوں وقتوں میں بلا اجازت نہ آئیں کیونکہ یہ خلوت کے اوقات ہیں اسی وجہ سے فرمایا کہ یہ تمہارے پردے کے اوقات ہیں ان اوقات کے علاوہ کسی اور وقت میں اگر یہ بلا اجازت آجائیں تو خیر کوئی حرج نہیں اور وقتوں میں اپنے کام کاج کے لئے تم بھی انہیں بلا سکتے ہو اور یہ بھی آسکتے ہیں کیونکہ خدمت کے لئے ان کا آنا جانا ضروری ہے اور بار بار آنے کی اجازت مانگنا دقت طلب ہے۔

اس آیت کا حکم بدستور باقی ہے مگر لوگ اس پر عمل نہیں کرتے ابن عباسؓ نے بھی اس بات کی شکایت کی تھی کہ لوگوں نے تین آیتوں پر عمل کرنا چھوڑ رکھا ہے ایک تو اس آیت پر دوسری سورۂ نساء کی آیت نمبر ۸ پر تیسری حجرات کی آیت ۱۳ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ پر (ابن ابی حاتم) ابن عباسؓ فرماتے ہیں لوگوں نے اجازت لینے کی آیت پر عمل چھوڑ دیا ہے میں نے تو اپنی اس لونڈی کو بھی ہدایت کر رکھی ہے کہ اجازت لے کر آیا کرے۔

ابن عباسؓ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا اللہ پردے والا ہے اور پردے کو محبوب رکھتا ہے لوگوں کے گھروں کے دروازوں پر پردے نہ ہوتے تھے اور نہ ان کے گھروں میں جداگانہ کمرے ہوتے تھے کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ کسی کا نوکر یا غلام یا بچہ یا یتیم جو اس کی سرپرستی میں ہوتا تھا ایک دم گھر میں آجاتا اور وہ بیوی کے پاس لیٹا ہوتا اس لئے حق تعالیٰ نے ان مخصوص اوقات میں اجازت کا حکم اتار دیا پھر لوگ خوش حال ہو گئے اور فراخی کی وجہ سے ان کے گھروں کے دروازوں پر پردے بھی لٹکائے جانے لگے اور انہوں نے کمرے بھی الگ الگ بنوا لئے اور سمجھنے لگے کہ اب اجازت کی ضرورت نہیں اس لئے اس پر عمل چھوڑ دیا (ابن ابی

حاتم د)

(۵۹) یعنی جب یہ بچے جوان اوقات میں اجازت مانگ کر آیا جایا کرتے تھے بالغ ہو جائیں تو اب کسی وقت بھی بلا اجازت کے نہ آئیں اور بڑوں کی طرح یہ بھی اجازت مانگ کر داخل ہوں۔

بوڑھی عورتوں کو پردہ کرنا ضروری نہیں: (۶۰) قواعد ان معمر عورتوں کو کہا جاتا ہے جن کا ماہواری خون بڑھاپے کی وجہ سے بند ہو گیا ہو اور نکاح کی رغبت اور اولاد کی امید نہ رہی ہو اب ان پر پردے کی وہ پابندیاں نہیں جو جوان عورتوں پر ہیں چنانچہ ابن عباسؓ کے نزدیک یہ آیت قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ سے مستثنیٰ ہے (د) ایسی عورتیں چادر اور نقاب اتار سکتی ہیں بشرطیکہ سر پر موٹا دوپٹہ ہو اور آرائش دکھانا مقصود نہ ہو صدیقہؓ سے بناؤ سنگھار کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا عورتو تم سب کا حال ایک سا ہے اللہ نے تمہارے لئے آرائش حلال فرما دی ہے لیکن کسی پر ظاہر نہ ہو یعنی غیر مردوں کی نگاہوں میں جچنے کے لئے نہ ہو۔ (ابن ابی حاتم)

پھر فرمایا کہ اگر بوڑھی عورتیں بھی پردے ہی میں رہیں تو ان کے حق میں اچھا ہی ہے اور اللہ لوگوں کی باتیں خوب سنتا ہے اور ان کی دلی باتوں سے خوب واقف ہے۔

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا
عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ
اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ
اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ۭ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ
تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُوْنَ ﴿٦١﴾ ع

ع ۱۴

''اندھے پر لنگڑے پر اور بیمار پر کوئی حرج نہیں اور نہ تم پر کہ تم اپنے گھروں سے یا باپوں کے گھروں سے یا ماؤں کے گھروں سے یا بھائیوں کے گھروں سے یا چچاؤں کے گھروں سے یا پھوپھیوں کے گھروں سے یا ماموؤں کے گھروں سے یا خالاؤں کے گھروں سے یا ان کے گھروں سے جن کی کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دستوں کے گھروں سے کھانا کھالو اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ پھر جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے عزیزوں کو سلام کرو جو اللہ کی طرف سے دعائے خیر و برکت ہے اور پاکیزہ ہے اسی طرح اللہ کھول کھول کر تمہارے سامنے احکام بیان فرما رہا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو''۔

عزیزوں کے گھر کھانا کھانا: (۶۱) بعض لوگ اس وجہ سے اندھوں کے ساتھ کھانا نہیں کھایا کرتے تھے کہ وہ بے چارے دستر

خوان پر رکھی ہوئی نعمتوں کو نہیں دیکھتے ہو سکتا ہے کہ ان سے پہلے دوسرے انہیں کھا جائیں مسلمانوں کو یہ بات گوارا نہ تھی کہ ان کے ساتھ کھائیں اور ان کی حق تلفی ہو اس پر یہ آیت اتری۔

پھر فرمایا کہ خود تم پر بھی کھانے میں کوئی حرج نہیں یہ بات تو ظاہر ہی تھی مگر اس کا خاص طور پر اس لئے ذکر کیا کہ بعد میں آنے والے حکم میں اس کے برابر ہو جائیں بیٹوں کے گھروں کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ آیت میں اس کا ذکر نہیں ہے مگر بطور ضمن کے سمجھا جاتا ہے اسی وجہ سے ان لوگوں نے جن کا یہ خیال ہے کہ بیٹے کا مال باپ کے مال کے قائم مقام ہے اسی آیت سے اس پر استدلال کیا ہے فرمان رسالت ہے کہ تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے۔ (سنن)

پھر فرمایا کہ اس کے گھر میں بھی کھا سکتے ہو جس کی کنجیوں کے تم مالک ہو اس سے غلام ونگران مراد ہیں وہ مالک کے مال میں سے دستور کے مطابق کھا سکتے ہیں۔ صدیقہؓ فرماتی ہیں جنگ کے موقعہ پر ہر صحابی کی یہی خواہش ہوتی تھی کہ ہم بھی آپ کے ساتھ شریک ہوں صحابہ چلتے وقت اپنے ذمہ دار اشخاص کو کنجیاں دے جایا کرتے تھے اور یہ کہہ جاتے تھے کہ تم شوق سے اپنی ضرورت کی چیز استعمال کر لینا وہ یہ خیال کرتے تھے کہ ان مجاہدوں کا مال ہمارے لئے حلال نہیں ہے انہوں نے بادل ناخواستہ اجازت دے دی ہے ہم امین ہیں اور امین کا کام خیانت نہیں اس پر آیت کا یہ حصہ اترا۔ پھر فرمایا کہ دوستوں اور ساتھیوں کے گھروں سے بھی کھا سکتے ہو بشرطیکہ انہیں گراں نہ گزرے اور وہ برا نہ مانیں۔ پھر فرمایا کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ دونوں طرح جائز ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اتری تو مسلمانوں نے کہا کہ حق تعالیٰ نے ہمیں آپس میں باطل طریقے سے کھانے کو منع فرمایا ہے اور کھانا تمام مال سے افضل ہوتا ہے لہٰذا کوئی کسی کا کھانا نہیں کھا سکتا اور نہ کھانا حلال ہے جب لوگ رک گئے تو حق تعالیٰ نے لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى سے اَوْ صَدِیْقِكُمْ تک آیت اتاری۔ تنہا کھاتے ہوئے بھی صحابہ کو شرم محسوس ہوتی تھی جب تک کہ ان کے ساتھ کوئی اور نہ ہو اس پر اللہ نے رخصت اتار دی۔ جاہلیت میں بنی کنانہ میں تنہا کھانا بڑی ذلت کی بات سمجھی جاتی تھی۔ کوئی شخص بھوکا ہوتا اور اس کے پاس دودھ کا جانور ہوتا تو جب تک دوسرا آدمی اس کے ساتھ کھانے کو نہ ہوتا وہ ہرگز نہیں کھاتا تھا اس پر یہ آیت اتری اس آیت میں تنہا کھانے کی رخصت مل گئی اگرچہ مل جل کر کھانا باعث برکت وفضیلت ہے۔

گھروں میں سلام کر کے جاؤ: پھر فرمایا کہ گھروں میں سلام کر کے جاؤ یعنی ایک دوسرے کو سلام کرے جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں جب تم گھر جاؤ تو گھر والوں کو سلام کرو جو اللہ کی طرف سے ایک پاکیزہ اور برکت والی دعائے خیر ہے آپ سلام کرنا ضروری سمجھتے تھے۔

مجھے رحمت عالم ﷺ نے خاص طور سے پانچ باتوں کی تاکید فرمائی کہ انس اچھی طرح سے وضو کر تیری عمر میں برکت ہوگی۔ میری امت کے ہر ملنے والے پر سلام کر تیری نیکیاں بڑھیں گی۔ گھر میں آتے وقت گھر والوں کو سلام کر گھر کی خیر و برکت میں اضافہ ہوگا۔ چاشت کی نماز پڑھ کیونکہ پہلوں کا یہی طریقہ تھا۔ اے انسؓ چھوٹے پر رحم کر بڑے کی عزت کر تو قیامت کے دن میرے رفقاء میں ہوگا۔ یہ سلام اللہ کے پاس سے برکت والی اور پاکیزہ دعائے خیر ہے۔

پھر چونکہ اللہ نے اس سورت میں احکام وقوانین کو بیان فرمایا ہے اس لئے اپنے بندوں سے فرمایا کہ اللہ تمہارے سامنے اسی طرح کھول کھول کر احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم ان میں غور وفکر کرو اور عقل سے کام لو۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾

''ایمان والے وہی ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لا چکے اور جب کسی ایسے معاملہ میں جس میں لوگوں کے جمع کرنے کی ضرورت ہوتی ہے یہ نبی کے ساتھ جمع ہوتے ہیں تو بلا اجازت حاصل کئے آپ سے علیحدہ نہیں ہوتے واقعی جو لوگ آپ سے اجازت لے لیتے ہیں یہی لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر یقین رکھتے ہیں پھر جب یہ اپنے کسی کام کے لئے آپ سے رخصت مانگیں تو ان میں سے آپ جسے چاہیں رخصت دے دیں اور سب کے لئے اللہ سے دعائے مغفرت فرماتے رہیں یقیناً اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور کمال مہربان ہے''۔

واپسی پر اجازت مانگنے کا حکم: (۶۲) حق تعالیٰ نے یہاں بھی مسلمانوں کو ادب سکھایا ہے جس طرح یہ حکم فرمایا تھا کہ گھروں میں جاتے وقت اجازت مانگو اسی طرح فرمایا کہ واپسی پر بھی اجازت مانگو خصوصاً جب رحمت عالم ﷺ کے ساتھ کسی مہم پر ہو مثلاً جمعہ کی نماز پڑھنی ہو یا عید کی جماعت میں شامل ہو یا مشورے کی غرض سے مجلس شوریٰ میں اجتماع ہو تو حق تعالیٰ کا حکم ہے کہ اس قسم کے اجتماعوں میں سے بلا اجازت کے واپس نہ آنا چاہیے پھر جو اس حکم کی پابندی کریں گے وہ کامل ایمان والے ہیں پھر رسول کو حکم دیا کہ اگر کوئی آپ سے اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے اجازت مانگے تو آپ کو اختیار ہے خواہ آپ اجازت دیں یا نہ دیں جیسا مناسب ہو کریں اور مسلمانوں کے لئے حق تعالیٰ سے بخشش کی دعا مانگتے رہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو اہل مجلس کو سلام کرے اور واپسی پر بھی سلام کرے پچھلا سلام پہلے سلام سے کم ثواب والا نہیں (دنت)

لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾

''تم آپس میں اللہ کے رسول کو پکارنے کو باہمی ایک دوسرے کو پکارنے کی طرح نہ سمجھو اللہ ان سے خبر دار ہے جو تم میں سے نگاہ بچا کر کھسک جاتے ہیں اس لئے رسول کی مخالفت کرنے والوں کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ ان پر کوئی آفت نہ آ پڑے یا ان پر کوئی دکھ بھرا عذاب نہ آ جائے''۔

نبی سے احترام سے خطاب کرنے کا بیان: (۶۳) لوگ رحمت عالم ﷺ کو آپ کا نام یا کنیت لے کر آواز دیتے تھے جیسے عام طور پر دوسرے لوگوں کو آواز دی جاتی ہے حق تعالیٰ نے اپنے نبی کے اکرام و احترام کی خاطر لوگوں کو اس بات سے منع فرمایا اور

تاکید کردی کہ رحمت عالم ﷺ کا نام یا کنیت لے کر آواز نہ دو اور نہ آپ سے اس طرح خطاب کرو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر خطاب کرو یا آواز دو (ابن عباسؓ وغیرہ)

فرمایا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ (حجرات ۴۹/۲ تا ۵) اے ایمان والو نبی کی آواز پر اپنی آوازیں بلند نہ کرو اور آپ کے سامنے اونچی آواز سے بات چیت نہ کرو جیسے تم آپس میں کیا کرتے ہو ورنہ تمام عمل برباد ہو جائیں گے اور تم کو احساس بھی نہ ہوگا یقیناً جو لوگ اپنی آوازیں اللہ کے رسول کے سامنے پست رکھتے ہیں وہی ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے آزمالیا ہے ان کے لئے مغفرت اور عظیم صلہ ہے جو آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر عقل سے خالی ہیں اگر وہ آپ کے آنے تک صبر کرتے تو ان کے حق میں اچھا ہوتا ان تمام آیتوں میں رحمت عالم ﷺ سے بات چیت اور خطاب کرنے کا ادب بتایا گیا ہے شروع میں آپ سے کچھ مشورہ کرنے سے پہلے صدقہ کا حکم فرمایا گیا تھا مگر پھر یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔

پھر فرمایا کہ اللہ کو وہ لوگ معلوم ہیں جو نظریں بچا کر چپکے سے کھسک جاتے ہیں یہ حال منافقوں کا تھا کہ منافق اللہ کے نبی سے اور اس کی کتاب سے ہٹ جایا کرتے جماعت سے نکل جاتے اور مخالفت پر اتر آتے تھے امر رسول سے آپ کی راہ آپ کی اطاعت آپ کا طریقہ آپ کی سنت اور آپ کی شریعت مراد ہے علماء کے اقوال و افعال رحمت عالم ﷺ کے اقوال و افعال سے ملائے جائیں اگر موافق ہوں تو قبول کر لئے جائیں ورنہ پٹخ دیئے جائیں خواہ وہ بڑے سے بڑا علامہ ہی کیوں نہ ہو غرضیکہ آپ کے اقوال و افعال صحت کے لئے کسوٹی ہیں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے طریقے کے خلاف ہے وہ رد کر دیا جائے گا (ق) پس ظاہر و باطن میں شریعت کا خلاف کرنے والوں کو فتنے اور دکھ بھرے عذاب سے ڈرنا چاہیے اس سے دلوں میں کفر یا نفاق یا بدعت کے گھس آنے کا یا دنیا میں دکھ بھرے عذاب کا اندیشہ ہے مثلاً قتل و گرفتاری کا یا حد کا اندیشہ ہے۔

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾ ع ۹ ۱۵

''سن لو جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے تم جس روش پر ہو وہ اسے معلوم ہے اور جب لوگ اس کے پاس لوٹائے جائیں گے تو وہ انہیں ان کے عملوں کی خبر دے گا اور اللہ تو ہر چیز اچھی طرح جانتا ہے''۔

اللہ حاضر و ناظر ہے: (۶۴) اللہ ہی آسمان و زمین کا مالک ہے وہی چھپی کھلی باتوں کا جاننے والا ہے اسے خوب معلوم ہے کہ اس کے بندے خلوت و جلوت میں کیا کچھ کر رہے ہیں وہ ان کی روش سے یقیناً خبردار ہے (قَدْ يَعْلَمُ میں قد تحقیق و اثبات کے لئے ہے)

یعنی تمہاری روش کا اسے خوب علم ہے اور تمہارے اقوال و افعال اس کی آنکھوں کے سامنے ہیں اس سے تو کائنات کا ایک ذرہ بھی چھپا ہوا نہیں فرمایا وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ (شعراء ۲۶/ ۲۱۷) غالب و مہربان اللہ پر بھروسہ رکھو جو تمہارے قیام کو اور نمازیوں کے ساتھ تمہاری نشست و برخاست کو خوب جانتا ہے یقیناً وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

فرمایا اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ (الرعد ۱۳/ ۳۳) وہ بندوں کی ہر بھلی اور بری کمائی کا عالم ہے (۴) اَلَا حِيْنَ

یَسۡتَغۡشُوۡنَ ثِیَابَھُمۡ (ھود۱۱/۵) یاد رکھو جب لوگ کپڑوں میں چھپ جاتے ہیں اور کچھ کرتے ہیں تو ہر چھپی کھلی چیز اس کے لئے برابر ہے (۵) سَوَآءٌ مِّنۡکُمۡ مَّنۡ اَسَرَّ الۡقَوۡلَ (الرعد ۱۳/۱۰) تمہاری پوشیدہ اور کھلی بات اس کے لئے برابر ہے۔ وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِی الۡاَرۡضِ (ھود۱۱/۶) زمین پر جو بھی چلنے پھرنے والا ہے اللہ کے ذمے اس کی روزی ہے وہ ہر جاندار کے ہر حال کو خوب جانتا ہے تمام باتیں ایک روشن کتاب میں موجود ہیں (۷) وَعِنۡدَہٗ مَفَاتِحُ الۡغَیۡبِ (انعام ۶/۵۹) غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں جن کو وہی جانتا ہے اور وہ خشکی اور تری کی ایک ایک چیز سے واقف ہے وہ ہر جھڑنے والے پتے کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں پڑے ہوئے دانے کو اور ہر خشک و تر کو ایک روشن کتاب میں لکھ چکا ہے۔

پھر فرمایا کہ جب لوگ قیامت کے روز لوٹ کر اس کے پاس جائیں گے تو وہ انہیں ان کے چھوٹے اور بڑے کام جتادے گا فرمایا (۱) یُنَبَّؤُا الۡاِنۡسَانُ یَوۡمَئِذٍ (قیامہ ۷۵/۱۳) اس دن انسان کو اس کے تمام اگلے اور پچھلے عمل دکھائے جائیں گے (۲) وَوُضِعَ الۡکِتٰبُ (کہف ۱۸/۴۹) اور اعمال نامہ رکھا جائے گا پھر تم مجرموں کو اس کی تحریر سے خوف زدہ دیکھو گے اور وہ کہہ رہے ہوں گے ہائے ہماری شامت اس کتاب میں تو ہمارا چھوٹا بڑا ایک ایک عمل موجود ہے اور اپنے تمام عمل موجود پائیں گے اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

الحمدللہ آج صبح کے وقت جمعرات کے دن سورۂ نور کی تفسیر مکمل ہوئی اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت کا ذخیرہ بنائے۔

آمین

سورۂ فرقان

بترتیب مصحف یہ پچیسویں اور بترتیب نزول بیالیسویں سورہ ہے اس میں ۷۷ آیتیں اور ۶ رکوع ہیں یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِہٖ لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرَا ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ وَخَلَقَ کُلَّ شَیۡءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقۡدِیۡرًا ﴿۲﴾

’’میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

وہ برکت والا ہے جس نے اپنے بندے پر فیصلہ والی کتاب اتاری تا کہ وہ تمام لوگوں کو ڈرانے والا ہو وہ اللہ جس کی آسمان و زمین پر بادشاہت ہے وہ اولاد والا نہیں اور نہ اس کے ملک میں اس کا کوئی شریک ہے اس نے ہر چیز بنائی اور اس کا ایک اندازہ مقرر فرما دیا‘‘۔

قرآن اللہ نے اتارا: (۱) حق تعالیٰ اپنی عزت والی ذات کی تعریف فرما رہا ہے کہ میں نے قرآن عظیم (صحیح وغلط میں فیصلہ کرنے والا صحیفہ مقدس اپنے معزز رسول پر اتارا فرمایا اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِہِ (کہف ۱۸/۱ تا ۳) تمام بڑائیاں اس

اللہ کے لئے مخصوص ہیں جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب اتاری اور اس میں ذراسی بھی کجی نہیں رکھی جو بالکل سیدھی ہے تاکہ وہ اپنے پاس والے سخت عذاب سے ڈرادے اور مومنوں کو خوشخبری سنائے جو نیک عمل کرتے ہیں۔

یہاں اس آیت میں فرقان سے قرآن مراد ہے کیونکہ یہ جھوٹ و سچ میں ہدایت و گمراہی میں' حلال وحرام میں اور صحیح وغلط میں فرق کردینے والا ہے۔ پھر فرمایا کہ ہم نے اپنے بندے پر اتارا یہ تشریفی اضافت ہے جس سے تعریف وتوصیف کا پہلو نکلتا ہے چنانچہ اس لفظ کے ساتھ آپ کو اس وقت یاد کیا گیا جب آپ کو آسمانوں پر بلایا گیا تھا جو آپ کی روحانی ترقی کا سب سے اعلیٰ زینہ تھا فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ (اسراء ۱۷/۱) وہ اللہ تمام عیبوں سے پاک ہے جس نے راتوں رات اپنے بندے کو سیر کرائی مقام عبادت میں بھی آپ کو اسی لفظ سے پکارا گیا ہے فرمایا وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ (جن ۷۲/۱۹) اور جب اللہ کا بندہ اللہ کی عبادت کے لئے کھڑا ہوا تو جن اس پر ٹوٹے پڑتے تھے آپ کو اسی مبارک وصف سے اس وقت یاد کیا گیا جب آپ پر یہ کتاب مقدس اتری اور معزز فرشتہ آیا جیسا کہ موجودہ آیت میں فرمایا پھر فرمایا کہ آپ پر یہ عظیم و مفصل اور روشن ومحکم کتاب جس کے پاس کسی سمت سے بھی باطل کا گزر نہیں ہوسکتا اور جو حکیم وحمید اللہ کی طرف سے اتری ہے اس لئے خاص طور سے اتاری گئی کہ آپ کی رسالت دنیا کے ہر شخص کے لئے ہو جو اس نیلے گنبد کے نیچے اور اس سبز فرش پر رہتا سہتا ہے اور آپ کی کتاب مقدس کو فرقان عظیم بنایا جس سے کھرا اور کھوٹا الگ ہو جاتا ہے خود رحمت عالم ﷺ نے فرمایا میں ہر سرخ وسیاہ کی طرف بھیجا گیا ہوں فرمایا مجھے خاص طور سے پانچ چیزیں ملی ہیں جو مجھ سے قبل کسی نبی کو نہیں ملیں ان میں سے ایک یہ چیز بھی ہے کہ ہر نبی خاص طور سے اپنی قوم میں بھیجا جاتا تھا اور میں دنیا کے تمام لوگوں کے لئے بھیجا گیا ہوں قرآن فرماتا ہے قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (اعراف ۷/ ۵۸) آپ فرمادیں اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ جو آسمان وزمین کا شہنشاہ ہے اور جس کے اختیار میں حیات وموت ہے۔

رسول بھیجنے والا آسمان وزمین کا مالک ہے: (۲) یعنی جس نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے وہ آسمان وزمین کا مالک ہے جس کے صرف اشارے ہی سے ہر چیز موجود ہو جاتی ہے وہی بناتا ہے اور بگاڑتا ہے اسی کے قبضے میں آسمان وزمین کی بادشاہت ہے جو صاحب اولاد نہیں اور جس کا ملک میں کوئی شریک نہیں اسی نے کائنات کی ہر چیز بنائی وہی ہر چیز کا خالق ورب اور بادشاہ ومعبود ہے اور ہر چیز اسی کے قبضہ وتدبیر میں اور اندازہ وتقدیر میں ہے بس وہی دنیا کا خالق ہے اور اس کے ماسوا ہر چیز مخلوق ہے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝

"مشرکوں نے اللہ کو چھوڑ کر اوروں کو معبود بنا رکھا ہے جو کچھ بھی پیدا نہیں کرسکتے بلکہ وہ خود پیدا شدہ ہیں وہ تو اپنے نفع ونقصان پر بھی قادر نہیں نہ موت وحیات ان کے بس کی ہے اور نہ زندگی بعد الموت پر قادر ہیں"۔

مشرکوں کی نادانی کا بیان: (۳) مشرکوں کی نادانی کا بیان ہے کہ انہوں نے جو غیروں کو معبود بنا رکھا ہے اور خالق کائنات کو (جس کے ہاتھ میں تمام کاموں کی باگ ڈور ہے جس کے اشارے سے ہر چیز بنتی اور بگڑتی ہے اور جو تمام چیزوں کا مالک وبادشاہ

ہے) چھوڑ رکھا ہے اور اس کے ساتھ بتوں کو پوجتے ہیں جو ایک مچھر کا پر بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود ہی مخلوق ہیں اور اپنی بھلائی برائی بھی ان کے بس میں نہیں بھلاوہ اپنے پجاریوں کو کیا نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں موت و زندگی کا اور زندگی بعد الموت کا اختیار حق تعالیٰ ہی کو ہے جو پیدا کرتا ہے اور مارتا ہے اور قیامت کے دن سب کو اول سے لے کر آخر تک دوبارہ پیدا فرمادے گا فرمایا وَمَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ (لقمان ۳۱/ ۲۸) تمہارا پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کر کے اٹھانا ایک ہی شخص کے پیدا کرنے اور دوبارہ زندہ کرنے کی طرح ہے وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ (قمر ۵۴/ ۵۰) ہمارا حکم بس یکبارگی پلک جھپکنے کی طرح ہو جائے گا فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ (نازعات ۷۹/ ۱۳،۱۴) قیامت تو محض ایک ڈانٹ ہوگی پھر لوگ فوراً ایک میدان میں ہوں گے فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ (صافات ۳۷/ ۱۹) وہ تو ایک للکار ہی ہوگی پھر فوراً لوگ دیکھنے بھالنے لگیں گے۔ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ (یٰسین ۳۶/ ۳۲) پھر لوگ سب کے سب ہمارے پاس حاضر ہو جائیں گے لہٰذا اللہ کے سوا نہ کوئی سچا معبود ہے اور نہ رب ہے عبادت اسی کی شان کے شایاں ہے کیونکہ اسی کے حکم سے وجود و عدم ہے اس کے نہ باپ ہے نہ اولاد نہ کوئی اس کے برابر کا ہے اور نہ ہمسر نہ اس کا کوئی وزیر و مشیر ہے اور نہ مثیل و نظیر بلکہ وہ اکیلا ہے یکتا ہے بے پرواہ ہے اور کائنات کا بادشاہ ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَاۗءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ ④ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ⑤ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ⑥

''اور کافروں نے کہا قرآن کچھ بھی نہیں محض بہتان ہے محمد ﷺ نے اسے گھڑ لیا ہے اور اس پر دوسرے لوگوں نے ان کی مدد کی ہے یقیناً انہوں نے ظلم اور جھوٹ کا ارتکاب کیا انہوں نے کہا یہ پہلے لوگوں کے افسانے ہیں جو انہوں نے لکھ لئے ہیں اور وہی صبح و شام ان کے سامنے پڑھے جاتے ہیں آپ فرمادیں کہ اسے اس نے اتارا جو آسمان و زمین کے رازوں سے واقف ہے واقعی وہ بڑا بخشنے والا اور کمال مہربان ہے''۔

کافر قرآن کے منکر ہیں: (۴) ان جاہلوں کی نادانی ملاحظہ ہو کہ یہ قرآن پاک کے بارے میں یہ بکواس کر رہے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے اسے محمد ﷺ نے گھڑ کر پیش کر دیا ہے اور اس کی تالیف و ترتیب میں دوسرے لوگوں نے بھی ان کا ہاتھ بٹایا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ان ظالموں نے نبی اکرم پر بڑا بھاری بہتان باندھا ہے انہیں خود یہ معلوم ہے کہ ہم معصوم نبی پر جھوٹا الزام لگا رہے ہیں۔

(۵) یعنی قرآن میں ہے ہی کیا محض پہلے لوگوں کے افسانے ہیں اور پہلی کتابوں سے نقل کر لئے گئے ہیں اور یہی آپ پر صبح و شام پڑھے جاتے ہیں اس بات میں بالکل جان نہیں اور اسے سب ہی غلط جانتے ہیں کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ آپ لکھنا جانتے

ہی نہ تھے نہ آپ نے بچپن میں لکھنا سیکھا اور نہ جوانی میں آپ انہیں میں شروع سے نبی ہونے تک چالیس سال تک رہے آپ کی آمد و رفت سے صداقت وامانت سے اور عفت و دیانت سے خوب واقف تھے آپ اخلاق رذیلہ سے متنفر رہتے تھے اور قوم ہی نے آپ کو الامین کا لقب دیا تھا۔ پھر جب حق تعالیٰ نے آپ کو منصب رسالت عطا فرما کر رسول بنا دیا تو لوگ آپ کے دشمن بن گئے اور آپ کی طرف ان ناشائستہ باتوں کو منسوب کرنے لگے ہر عقلمند جانتا ہے کہ آپ ان سے پاک تھے یہ خود متردد تھے کہ آپ کو کیا کہیں اس لئے کبھی آپ کو جادوگر کبھی شاعر کبھی دیوانہ اور کبھی کذاب کہتے تھے حق تعالیٰ نے فرمایا اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ (اسراء ۱۷/ ۴۸) دیکھئے تو یہ آپ کی شان میں کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں یہ راہ سے بھٹک گئے ہیں اب راہ نہیں پا سکتے۔

انکار قرآن کا جواب: (۶) کافروں کے الزام کا جواب ہے کہ اے نبی آپ فرما دیں کہ یہ قرآن جس میں اگلوں اور پچھلوں کے سچے واقعات ہیں اس نے اتارا ہے جو کائنات کی چھپی ہوئی باتوں سے واقف ہے اس کے سامنے چھپی کھلی باتیں سب برابر ہیں اگر اب بھی یہ اپنے الزام سے توبہ کر لیں اور ان باتوں سے باز آ جائیں تو حق تعالیٰ بخشنے والا اور مہربان ہے اس کی رحمت ہمہ گیر ہے اور اس کا تحمل بہت بڑا ہے جو اس کے آگے خلوص سے توبہ کرتا ہے وہ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اگر اب بھی اس جھوٹے الزام کے باوجود اس کفر و سرکشی کے باوجود اور رسول و قرآن کی شان میں ان گستاخانہ الفاظ کے باوجود سچے دل سے توبہ کر لو گے تو ان سے باز آ جاؤ گے اور اسلام و ہدایت قبول کر لو گے تو اللہ تم کو معاف فرما کر تمہاری توبہ قبول فرما لے گا۔

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ
اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝۷ اَوْ يُلْقٰۤى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ
يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝۸
اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝۹ ع
تَبٰرَكَ الَّذِيْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝۱۰ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۫ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ
بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝۱۱ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝۱۲
وَاِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝۱۳ لَا تَدْعُوا
الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝۱۴

”انہوں نے کہا یہ کیسا رسول ہے جو کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا بھی ہے اس کی طرف کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا

کہ وہ اس کے ساتھ رہ کر (لوگوں کو) متنبہ کرتا یا اس کی طرف کوئی خزانہ ہی بھیج دیا جاتا یا اس کا کوئی باغ ہی ہوتا جس سے یہ کھاتا اور ان ظالموں نے کہا تم تو محض ایک مخبوط الحواس کی پیروی کر رہے ہو دیکھئے تو انہوں نے آپ کی کیسی کیسی مثالیں بیان کی ہیں اس لئے یہ خود ہی بہک رہے ہیں اب راہ نہیں پا سکتے اللہ کی ذات بڑی برکت والی ہے اگر وہ چاہے تو ان کی بتائی ہوئی چیزوں سے آپ کو کہیں بہتر چیزیں دے دے یعنی ایسے باغ جن میں نہریں جاری ہوں اور آپ کے لئے عالی شان محل بھی بنا دے بلکہ یہ قیامت کو جھوٹ سمجھتے ہیں اور ہم نے ایسے لوگوں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر لی ہے جب جہنم انہیں دور سے دیکھے گی تو یہ اس کا جھنجھلانا اور چلانا سنیں گے اور جب یہ جہنم کے کسی تنگ و تاریک گوشے میں جکڑے ہوئے پھینک دیئے جائیں گے تو وہاں ہلاکت ہی ہلاکت پکاریں گے آج ایک ہلاکت کو نہ پکارو (بلکہ) بہت سی ہلاکتوں کو پکارو"

کافروں کی منہ زوری کا بیان: (۷) کافروں کی تکذیب و سرکشی کا اور ان کی منہ زوری کا بیان ہے کہ بلا دلیل کے سچی بات کو جھٹلا رہے ہیں اور کچھ نہیں تو رسول کی رسالت کا محض اس وجہ سے انکار کرتے ہیں کہ وہ کھاتے پیتے ہیں اور بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں اس حماقت کا کیا ٹھکانہ کہ کھانا پینا' تجارت کرنا اور سودا سلف خریدنا نبی کی شان کے خلاف سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ خرید و فروخت کے لئے اور تجارتی لین دین کے لئے بازاروں میں کیوں آتا جاتا ہے اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں اترا کہ وہ یہ کہتا کہ یہ سچے رسول ہیں ان کی بات مانو فرعون نے بھی تو اسی طرح کہا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام پر سونے کے کنگن کیوں نہیں اتارے گئے یا اس کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتے کیوں نہیں اتارے گئے تمام کافروں کے دل یکساں ہیں جو اس نے کہا وہی یہ بک رہے ہیں۔

(۸) یعنی انہیں ایسا علم آتا جس سے خزانے معلوم کر لیا کرتے یا ان کے پاس چلتا پھرتا باغ ہی ہوتا کہ اپنی زندگی آرام و چین سے بسر کرتے خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی دیتے دلاتے حق تعالیٰ کے لئے ان میں سے کوئی بات بھی دشوار نہیں سب آسان ہیں لیکن اس کا ہر کام حکمت والا ہوتا ہے آپ کو ان ظالموں کی خواہش کے مطابق یہ چیزیں نہیں دی گئیں جن کے نہ دینے میں اللہ کی حکمت کارفرما ہے پھر یہ ظالم لوگوں سے کہتے ہیں کہ تم محض ایک مسلوب العقل کی جو ہوش و حواس سے بھی بیگانہ ہے پیروی کر رہے ہو۔

(۹) دیکھئے تو سہی انہوں نے آپ کے لئے کیسی کیسی بے بنیاد باتیں گھڑی ہیں کہ آپ جادوگر ہیں دیوانے ہیں جھوٹے ہیں شاعر ہیں اور کاہن ہیں یہ سب بے بنیاد الزام ہیں جن کو ذرا سی بھی سمجھ ہے وہ جانتے ہیں کہ اللہ کے رسول پر یہ سب جھوٹے الزام ہیں ان الزاموں کی وجہ سے یہ راہ ہدایت سے بھٹک گئے اور اب صحیح راہ نہیں پا سکتے کیوں کہ جو سیدھی راہ سے بھٹک جائے اور حق سے باہر ہو جائے وہ جدھر بھی جائے گا گم راہ ہو گا کیونکہ حق ایک ہی ہے اور اس کی راہ بھی ایک ہی ہے حق میں موافقت ہوتی ہے ناممکن ہے کہ اس میں تعارض ہو۔

(۱۰) حق تعالیٰ اپنے نبی کو خبر دے رہا ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنے نبی کو ان کے چاہے ہوئے باغ سے بھی بہتر باغ دنیا میں عطا فرما دے اور آپ کا عالی شان محل بھی بنا دے یہاں دنیوی باغ و محل مراد ہیں عربوں کے محاورے میں پتھروں سے بنے ہوئے ہر مکان کو قصر کہا جاتا ہے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا۔

قیامت کا انکار: (۱۱) یعنی یہ جھٹلانے اور سرکشی کی وجہ سے ایسا کہہ رہے ہیں یہ بات نہیں ہے کہ اگر یہ باتیں ظاہر ہو جائیں تو مسلمان ہو جائیں گے بلکہ قیامت کو جھٹلا رہے ہیں اور یہی عقیدہ انہیں ان فضول باتوں پر ابھار رہا ہے پھر فرمایا کہ ہم نے قیامت کے جھٹلانے والوں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے جو اس قدر الم ناک اور گرم ہے جو بیان سے باہر ہے۔

(۱۲) یعنی جب میدان محشر میں جہنم انہیں دور سے دیکھے گی۔ اسی کے مانند فرمایا۔ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا (ملک ۶۷/ ۷،۸) جب اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کی گرج سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی قریب ہے کہ مارے غصے کے پھٹ جائے کافروں پر پل پڑے اور انہیں جلا کر بھسم کر ڈالے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر وہ بات کہی جو میں نے نہ کہی ہو یا غیر ماں باپ کا دعویٰ کیا یا غیر مالکوں کی طرف اپنی نسبت کی اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہئے ایک روایت میں ہے کہ اس کا جہنم کی آنکھوں میں ٹھکانہ ہوگا۔ پوچھا گیا کیا جہنم کی بھی آنکھیں ہیں فرمایا کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ (ابن ابی حاتم ابن جریرؒ)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب جہنمی کو جہنم کی طرف گھسیٹ کر لے جایا جائے گا تو وہ اسے دیکھ کر چنگھاڑ مارے گی اور ایسی خوفناک آواز نکالے گی جس سے تمام محشر والے خوف زدہ ہو جائیں گے (ابن ابی حاتم)

جہنم جب خوف ناک چیخوں سے چیخے گی تو مقرب فرشتے اور اللہ کے رسول بھی تھر تھراتے ہوئے منہ کے بل گر پڑیں گے یہاں تک کہ ابراہیمؑ بھی دوزانو بیٹھ کر دعا کریں گے کہ اے رب آج میں تجھ سے اپنی نجات ہی کا خواہش مند ہوں (عبد الرزاق)

جہنم کی تنگی: (۱۳) یہ جگہ بے حد تنگ ہوگی رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اس کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کافر اس طرح آگ میں ٹھونسے جائیں گے جیسے دیوار میں کیل زبردستی ٹھونسی جاتی ہے۔

سب سے پہلے ابلیس کو آگ کا جوڑا پہنایا جائے گا: (۱۴) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے ابلیس کو آگ کا جوڑا پہنایا جائے گا یہ اس کو اپنی پیشانی پر رکھے ہوئے اور پیچھے سے گھسیٹتے ہوئے اپنے چیلے چانٹوں کو پیچھے پیچھے لگائے ہوئے چیخ چیخ کر یہ کہتا ہوا پھر رہا ہوگا ہائے حسرت وافسوس اور ہائے تباہی اور بربادی اور اس کے پیچھے والے بھی ہائے تباہی ہائے ہلاکت کے نعرے لگا رہے ہوں گے پھر یہ جہنم کے پاس آ کر کھڑا ہو جائے گا اور پھر ٹھنڈی سانس بھر کر چیخے گا ہائے ہلاکت اور اس کے ساتھی بھی ہائے ہلاکت کہہ کر چیخیں گے اب ان سے کہا جائے گا کہ تم آج ایک موت کو نہیں بلکہ بے شمار موتوں کو پکارو۔ (ابن ابی حاتم، ابن جریر)

قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ﴿۱۶﴾

''آپ ان سے پوچھیں کیا یہ بہتر ہے یا سدا بہار جنت جس کا پارساؤں سے وعدہ کیا گیا ہے وہی ان کے لئے بدلہ ہے اور لوٹنے کی جگہ ہے وہاں ان کے لئے جو چاہیں گے وہی موجود ہوگا یہ آپ کے رب کے ذمہ وعدہ ہے جو مانگنے کے لائق ہے''۔

جنت اچھی ہے یا جہنم: (۱۵،۱۶) یعنی یہ جو بدنصیبوں اور ازلی بدبختوں کا حال زار بیان کیا گیا ہے جن کو چہروں کے بل چلا کر

جہنم کی طرف لے جایا جائے گا اور وہ ان کا ترش روئی سے غیظ وغضب میں بھر کر اور گرج کر استقبال کرے گی پھر یہ اس کے تنگ و تاریک گوشوں میں جکڑے جکڑائے پھینک دیئے جائیں گے نہ ہل جل سکیں گے نہ اس قید خانے سے چھوٹ سکیں گے اور نہ ان کا کوئی حمایتی ہی کھڑا ہوگا کیا یہ بہتر ہے یا ہمیشہ کی بہاروں والی بہشت جس کا حق تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں سے وعدہ فرمایا ہے اور انہیں کے لئے بنائی گئی ہے یہ ان کے نیک عملوں کے صلہ میں اور اطاعت وفرمانبرداری میں انہیں دی جائے گی ایسے لوگوں کا آرام کدہ جنت ہی ہوگی جہاں انہیں ہر قسم کی لذت والی چیزیں نصیب ہوں گی کھانے پینے کی چیزیں نرم ونازک ریشمی کپڑے عالی شان محل رنگ برنگ کی سواریاں اور دل خوش کن مناظر سب ہی کچھ ہوں گے وہ وہ نعمتیں ہوں گی جو نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں اور نہ کسی کے دل میں ان کا کھٹکا گزر سکتا ہے یہ ان نعمتوں میں ہمیشہ ہمیش موج اڑاتے رہیں گے نہ انہیں زوال ہوگا نہ یہ ختم ہوں گے نہ ان میں کمی آئے گی نہ ان سدا بہار محلوں سے اکتائیں گے من بھاتے کھانے مفرح مشروب دل پسند لباس اونچے اونچے شاہانہ محل طرح طرح کی نعمتیں مبارکبادیوں اور سلامتیوں کی صدائیں فرشتوں کی دلجوئیاں حوروں کی محبت بھری نگاہیں غلاموں کی سرگرم خدمتیں اور اللہ کا دیدار پر بہار سبحان اللہ ایک جنتی کو حق تعالیٰ کس کس نعمت سے نوازے گا اے اللہ ہمیں بھی اپنے سچے وعدوں کا حق دار بنا اور توحید کی سچی تڑپ عطا فرما آمین جب رب نے اپنے نیک بندوں سے جنت کا وعدہ فرما لیا ہے تو وہ پورا ہو کر رہے گا اس کی بڑی مہربانی ہے کہ بلا عوض اپنے بندوں کو ایسی ایسی جلیل الشان نعمتیں عطا فرمائے گا۔

اس سورت میں پہلے جہنم کا بیان کیا گیا اور جہنم والوں کے حال زار کا پھر جنت والوں کی قابل رشک حالت کی طرف اشارا کیا گیا جیسے سورہ صافات میں جنت والوں کا قابل رشک حال اور جنت کی رونق وتازگی اور بہاروں کا بیان کر کے فرمایا اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ (۳۷/۶۲،۷۰) بھلا یہ دعوت اچھی ہے یا زقوم کا درخت ہم نے اس درخت کو ظالموں کے لئے باعث فتنہ بنایا یہ ایک درخت ہے جو جہنم کی گہرائی میں پیدا ہوتا ہے اس کے پھل گویا سانپوں کے پھن ہیں تو یہ لوگ یقیناً اس سے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے پھر اوپر سے انہیں کھولتا ہوا پانی ملا کر دیا جائے گا اور پھر ان کا اخیر ٹھکانہ دوزخ ہی کی طرف ہوگا انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہی کی حالت پر پایا تھا پھر یہ بھی انہیں کے قدم بہ قدم تیزی سے دوڑنے لگے تھے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ
عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ
يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ
حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ
فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا
كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾

"وہ دن یاد کرو جس دن اللہ انہیں اور ان کے جھوٹے معبودوں کو جمع کرے گا پھر پوچھے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا

یہ خودی راہ کھو بیٹھے تھے وہ جواب میں عرض کریں گے کہ تیری ذات پاک ہے ہمیں خود یہ بات لائق نہ تھی کہ ہم تجھے چھوڑ کر غیروں کو اپنا کارساز سمجھیں لیکن تو نے انہیں اوران کے باپ دادا کو خوش حالیاں عطا فرمائی تھیں یہاں تک کہ وہ نصیحت کو بھلا بیٹھے تھے یہ لوگ تھے ہی تباہ ہونے والے لہٰذا انہوں نے تم کو تمہاری تمام باتوں میں جھوٹا جانا اب نہ تم ان سے عذاب ہٹا سکتے ہو اور نہ ان کی مدد ہی کر سکتے ہو اور تم میں سے جس نے بھی ظلم کیا ہوگا آج ہم اسے سخت عذاب چکھائیں گے''۔

مشرکوں پر قیامت کے دن کی لعنت کا بیان: (۱۷،۱۸) قیامت کے دن مشرکوں پر غیروں کی عبادت پر جو سرزنش اور لعنت و ملامت کی جائے گی اس کا بیان ہے کہ قیامت کے دن اللہ انہیں اور ان کے معبودوں کو جمع کرے گا حضرت عیسیٰ حضرت عزیر اور فرشتے بھی میدان محشر میں ہوں گے اور حق تعالیٰ معبودوں سے پوچھے گا کیا تم نے میرے بندوں کو گمراہ کیا تھا اور اپنی عبادت کی دعوت دی تھی یا انہوں نے تمہاری دعوت کے بغیر اپنے دلوں سے تمہاری بندگی کی تھی فرمایا وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ (مائدہ ۵/۱۱۶،۱۱۷) اور جب حق تعالیٰ پوچھے گا کہ اے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری والدہ کو معبود مان لو آپ جواب دیں گے کہ اے اللہ تیری ذات پاک ہے مجھے یہ زیبا نہ تھا کہ ایسی بات کہتا جس کا مجھے حق نہ تھا اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھے خوب معلوم ہے تو میرے ارادوں سے واقف ہے اور میں تیرے ارادوں سے واقف نہیں یقیناً تو ہی غیب جاننے والا ہے میں نے تو ان سے وہی بات کہی تھی جس کا تو نے مجھے حکم فرمایا تھا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو جو ہم سب کا پروردگار ہے۔ اسی طرح جب اور معبودوں سے پوچھا جائے گا تو وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ تیری ذات پاک ہے اور تو شرک سے مبرا ہے ہمیں یہ بات لائق نہ تھی کہ ہم تجھے چھوڑ کر اوروں کو اپنا کارساز بنا لیتے۔

(۱۹) اب حق تعالیٰ مشرکوں سے فرمائے گا کہ دیکھو اب تمہارے معبود ہی تم کو جھٹلا رہے ہیں جن کو تم نے اپنا کارساز اور اپنے اور اللہ کے درمیان واسطہ سمجھ رکھا تھا فرمایا وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا (احقاف ۴۶/۵) ان سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکارتے ہیں جو قیامت تک انہیں جواب نہ دے سکیں اور وہ ان کی پکار سے بھی بے خبر رہتے ہیں اور جب لوگ اٹھائے جائیں گے تو یہ ان کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہو جائیں گے پھر فرمایا کہ اب تمہارے یہ معبود تم سے اللہ کا عذاب نہ ہٹا سکیں گے اور نہ تمہاری کسی طرح کی مدد کر سکیں گے تم میں سے جس جس نے شرک کیا ہوگا آج ہم اسے سخت عذاب میں گرفتار کر دیں گے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ
فِى الْاَسْوَاقِ ؕ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ
بَصِيْرًا ﴿۲۰﴾ ع

''اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے وہ سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے اور ہم نے تم میں سے ایک کو دوسرے کے لئے باعث فتنہ بنا دیا ہے کیا تم صبر سے کام لو گے؟ اور آپ کا رب خوب دیکھنے والا ہے''۔

تمام انبیاء کھاتے پیتے اور سودا خریدتے تھے: (۲۰) یعنی ہم نے آپ سے پہلے جس قدر رسول بھیجے سب کھانے پینے کے محتاج تھے اور سب سودا سلف خریدنے بازار آیا جایا کرتے تھے۔ کھانا پینا اور بازاروں میں آنا جانا نبیوں کے منصب و مقام کے خلاف نہیں البتہ حق تعالیٰ انہیں پاکیزہ خوبیاں' قابل تعریف عادتیں' پسندیدہ اقوال' لائق اعمال غالب معجزے اور روشن دلیلیں عطا فرما دیتا ہے جن سے ایک موٹی عقل والا بھی اور عقل سلیم وصحیح بصیرت والا بھی ان کی نبوت و رسالت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور ان کی صداقت ماننے بغیر نہیں رہتا فرمایا (۱) وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا (یوسف ۱۲/ ۱۰۹) ہم نے آپ سے پہلے مردوں ہی کو رسول بنایا اور انہیں پر وحی اتاری (۲) وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا (انبیاء ۲۱/ ۸) ہم نے انہیں محض جثہ نہیں بنایا کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے پھر فرمایا کہ ہم نے بعض کو بعض سے جانچا تا کہ معلوم ہو جائے کہ کون وفادار و نیک کردار ہے اور کون جفا شعار و غدار کون صابر و شاکر ہے اور کون بے صبرا اور احسان فراموش۔ پھر فرمایا کیا تم صبر کرو گے اور آپ کا رب اچھی طرح جانتا ہے کہ کون نبوت کا استحقاق رکھتا ہے اور کون نہیں رسالت کی صلاحیت کس میں ہے اور کس میں نہیں چنانچہ فرمایا۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (انعام ۶/ ۱۲۵) اللہ خوب جانتا ہے کہ منصب رسالت کی صلاحیت کس میں ہے اور کون ہدایت کا حق دار ہے اور کون نہیں یعنی اگر میں چاہتا کہ اپنے رسولوں کو دنیا عطا فرماؤں اور ان کی مخالفت نہ کی جائے تو ایسا کر دیتا لیکن میں ان کے ذریعہ لوگوں کا امتحان لیتا ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں چاہتا تو اللہ پاک میرے ساتھ چلتے پھرتے سونے چاندی کے پہاڑ کر دیتا (ا) ایک صحیح حدیث میں ہے کہ آپ سے کہا گیا کہ دو باتوں میں سے ایک بات پسند کر لیں خواہ نبی اور بادشاہ بننا پسند فرمائیں خواہ نبی اور بندہ بننا آپ نے نبی اور بندہ بننے کو پسند فرمایا۔

❀❀❀

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾

”جنہیں ہماری ملاقات کی توقع نہیں انہوں نے کہا کہ فرشتے ہم پر کیوں نہیں اتارے گئے یا ہم اپنی آنکھوں سے اپنے پروردگار کو دیکھ لیتے بلاشبہ انہوں نے اپنے دلوں میں اپنے کو بڑا سمجھ رکھا ہے اور سخت سرکشی پر اتر پڑے ہیں جس دن فرشتوں کو دیکھ لیں گے اس دن ان مجرموں کو کوئی خوشی نصیب نہ ہوگی اور عرض کریں گے کہ یہ محروم ہی محروم کر دیئے گئے ہم ان کے کئے ہوئے عملوں کی طرف آئے پھر انہیں پراگندہ ذرات کی طرح اڑا دیا اس دن جنت والوں کا بہترین ٹھکانہ ہوگا اور خوابگاہ بھی خوبصورت ہوگی“۔

کافروں کی کفر و سرکشی کا بیان: (۲۱) کفر و سرکشی کا بیان ہے کہتے ہیں کہ جیسے نبیوں کے پاس فرشتے آتے ہیں اسی طرح فرشتے براہ راست نبی بن کر ہمارے پاس کیوں نہیں آتے۔ دوسری جگہ فرمایا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ (انعام ۶/۱۲۵) انہوں نے کہا کہ ہم کبھی بھی آپ پر ایمان نہیں لائیں گے تاوقتیکہ ہم کو وہ نہ دیا جائے جو رسول کو دیا جاتا ہے یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ ہم پر فرشتے کیوں نہیں اتارے گئے ہم ان کا مشاہدہ کر لیتے اور وہ ہمیں خبر دیتے کہ واقعی محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جیسے دوسری جگہ فرمایا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا (اسراء ۱۷/۹۲) آپ اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آتے یہاں بھی یہی فرمایا کہ ہم اپنے رب کو دیکھ لیتے یہ اپنے دلوں میں اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھ رہے تھے اور ان کے غرور کا ٹھکانہ نہ رہا تھا پوری پوری سرکشی پر اتر آئے تھے چونکہ انہیں ایمان لانا تو تھا نہیں اس لئے یہ خرافات بکا کرتے تھے فرمایا وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ (الانعام ۶/۱۱۱) اگر ہم ان پر فرشتے بھی اتار دیتے اور ان سے مردے بھی بات چیت کر لیتے اور دیگر تمام چیزیں ان کے سامنے لے آتے تب بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے۔

(۲۲) یعنی ایک دن فرشتے بھی ان کے پاس آئیں گے اور یہ انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے لیکن ان کے دیکھنے سے انہیں کوئی بھلائی حاصل نہ ہوگی فرشتے کافروں کے پاس سکرات کے وقت آتے ہیں اور انہیں جہنم کی آگ کی اور جبار و قہار کے قہر و عتاب کی خبر دیتے ہیں فرشتے نزع کے وقت روح قبض کرنے کے لئے ان سے کہتے ہیں کہ اے گندے جسم کی پلید روح آگ کی طرف آگ کی لپیٹوں کی طرف اور سخت گرم پانی اور سائے کی طرف نکل کر آ۔ روح نکلنا نہیں چاہتی اور بدن میں چھپی چھپی پھرتی ہے پھر فرشتے اسے مارتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا (۱) وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ (انفال ۸/۵۰) کاش تم دیکھتے جب فرشتے کافروں کی روح قبض کرتے ہیں تو ان کے مونہوں اور پشتوں پر مارتے جاتے ہیں (۲) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ (انعام ۶/۹۳) کاش تم دیکھتے جب یہ ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے انہیں ہاتھ پھیلا پھیلا

کر مار رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ اپنی روحیں نکالو آج تم کو بدلے میں ذلت والا عذاب دیا جائے گا کیونکہ تم اللہ پر ناحق باتیں باندھا کرتے تھے اور اس کی آیتوں سے غرور کیا کرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کافر موت کے وقت اور قیامت کے دن فرشتوں کو دیکھیں گے پھر جب وہ دن آ جائے گا تو کافروں کو خوشی نصیب نہ ہوگی غرضیکہ ان دونوں نازک! اوقات میں فرشتے کافر و مومن سب کے سامنے آ جاتے ہیں اور مومنوں کو رحمت و رضا کی اور کافروں کو عتاب و عذاب کی خوشخبری سناتے ہیں اس روز کافروں کو کوئی اچھائی نصیب نہیں ہوتی کیونکہ فرشتے کافروں سے کہیں گے کہ آج کے دن کی بھلائی تم پر حرام ہے تم ہر طرح کی بھلائی سے محروم رہو گے۔

مشرکوں کے عمل بیکار ہیں: (۲۳) قیامت کے دن سب انسانوں سے ان کے اچھے اور برے عملوں کا حساب لیا جائے گا تو اللہ کا فرمان ہے کہ اس دن ان مشرکوں کے عمل جن کو وہ باعث نجات سمجھ رہے تھے کچھ بھی نہ ہوں گے سب غارت ہو جائیں گے کیونکہ ان میں شرعی شرطیں نہیں پائی جائیں گی نہ تو ان میں اخلاص ہی ہوگا اور نہ اللہ کی شریعت کی موافقت ہر عمل جو اخلاص و موافقت سے خالی ہو باطل ہے کافروں کے عملوں میں ان دو شرطوں میں سے کوئی بھی شرط نہیں پائی جاتی وہ نہ تو خالص اللہ کے لئے ہوتے ہیں اور نہ شریعت مطہرہ کے موافق لہٰذا ان کے نیک عمل بھی برباد ہو جائیں گے۔

غرضیکہ انہوں نے ثواب کی نیت سے جو عمل کئے تھے جب وہ منصف حاکم اور انصاف پسند شہنشاہ کے سامنے پیش کئے جائیں گے جو کسی پر ظلم و ستم روا نہیں رکھتا تو وہ خاک بھی نہ رہیں گے اور پراگندہ ذرات گرے ہوئے پانی اور اڑتی گرد کی طرح ثابت ہوں گے فرمایا (۱) مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ (ابراہیم ۱۴/ ۱۸) کافروں کے عملوں کی مثال راکھ کی سی ہے جسے ایک تیز آندھی والے دن ہوا اڑا کر لے جائے وہ اپنی ذرا سی کمائی پر بھی قادر نہ ہوں گے یہی ہے دور والی گمراہی اسی طرح سورہ نور میں فرمایا کہ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَعْمَالُهُمْ (۲۴/ ۳۹) کافروں کے عمل ایک چٹیل میدان میں چمکتے ہوئے ریت کی طرح ہیں جس کو پیاسا پانی سمجھ لیتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے تو وہاں کچھ بھی نہیں پاتا۔

جنتیوں کے راحت کدے اور خواب گاہیں بے حد خوبصورت ہوں گی: (۲۴) یعنی قیامت کے دن جنت والوں کی قیام گاہیں کمال نفیس اور خواب گاہیں بے حد خوبصورت اور دیدہ زیب ہوں گی فرمایا لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ (حشر ۵۹/ ۲۰) جہنمی اور جنتی برابر نہیں ہو سکتے جنتی ہی اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں گے جنتی بلند درجوں میں اور پر امن بالا خانوں میں سلامتی والے دلفریب اور پاکیزہ مقام میں ہوں گے موج اڑا رہے ہوں گے (۲) خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ (فرقان ۲۵/ ۷۶) یہ وہاں ہمیشہ ہمیش رہیں گے ان کی آرام گاہیں اور دولت کدے خوبصورت و دلکش ہوں گے۔ اس کے برخلاف جہنمی جہنم کے نیچے کے طبقے میں طرح طرح کے عذابوں میں قسم قسم کی سزاؤں میں لگاتار حسرت و افسوس کے ساتھ ہاتھ ملتے ہوئے ہوں گے فرمایا اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا (فرقان ۲۵/ ۶۶) ان کی منزل و قیام گاہیں بدترین ہوں گی یعنی ان کے ٹھہرنے کی جگہ بدترین شکل و صورت کی اور بے حد خوفناک ہوگی اور ان کی خواب گاہیں ہیبت ناک ہوں گی اور پھاڑ کھانے کو دوڑیں گی جنت والوں کو ان کے مقبول عملوں کے صلہ میں یہ نعمتیں اور یہ مراتب عالیہ ملے اور اس سدا بہار و دلفریب بہشت میں داخل ہوئے بخلاف جہنم والوں کے کہ ان کے پاس ایک نیکی بھی ایسی نہ تھی جو انہیں جنت میں لے جاتی اور دوزخ سے چھڑا دیتی۔ حق تعالیٰ نے خوش نصیبوں کا حال بیان فرما کر بدبختوں کے حال کی طرف اشارا فرمایا ہے کہ چونکہ وہ تہی دامن ہیں اس لئے اچھائیوں سے محروم ہیں۔

صفوان بن محرز کہتے ہیں قیامت کے دن دو شخصوں کو لایا جائے گا ان میں سے ایک تو دنیا میں بادشاہ اور سرخ وسفید تھا اس سے حساب لیا جائے گا اس کے پاس ایک نیکی بھی نہ نکلے گی آخر کار اللہ کے حکم سے وہ جہنم میں جھونک دیا جائے گا اور دوسرا فقیر تھا جس کے پاس ایک کمبل ہی تھا جب اس سے حساب لیا جائے گا تو یہ کہے گا کہ اے آقا تو نے مجھے کچھ دیا ہی نہ تھا کہ حساب دوں حق تعالیٰ فرمائے گا کہ میرا بندہ سچ کہہ رہا ہے اسے چھوڑ دو پھر اللہ کے حکم سے اسے جنت میں لے جایا جائے گا پھر جب تک اللہ کا حکم ہو گا دونوں جہنم و جنت میں رہیں گے پھر جہنمی کو بلایا جائے گا یہ جل کر کوئلہ ہو گیا ہو گا پوچھا جائے گا آگ کا کیا حال ہے عرض کرے گا کہ وہ بدترین خواب گاہ ہے پھر اس کو لوٹ جانے کا حکم ہو گا۔ پھر جنتی کو بلایا جائے گا یہ چودھویں رات کے چاند کی مانند جگمگا رہا ہو گا پوچھا جائے گا جنت کا کیا حال ہے عرض کرے گا کہ اے آقا وہ بہترین آرام گاہ ہے پھر اس سے کہا جائے گا کہ جنت ہی میں واپس چلے جاؤ۔ (ابن ابی حاتم)

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿٢٥﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۭ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿٢٦﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿٢٧﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿٢٨﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿٢٩﴾

”جس دن آسمان بادل سے پھٹ جائے گا اور فرشتے لگا تار اتر آئیں گے اس دن حقیقی طور پر ملک مہربان اللہ ہی کا ہو گا اور وہ دن کافروں پر بڑا سخت ہو گا جس دن ظالم اپنا ہاتھ کاٹ کاٹ کر کہے گا کاش میں رسول کی راہ پر چلا ہوتا ہائے ہائے کاش میں نے فلاں کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا بلاشبہ اس نے مجھے اس نصیحت سے گمراہ کر دیا تھا جب کہ وہ میرے پاس آ چکی تھی اور شیطان انسان کو دھوکہ ہی دینے والا ہے“۔

قیامت کی ہولنا کیوں کا بیان: (۲۵) قیامت کی ہولنا کیوں اور اس کی بڑی بڑی باتوں کا بیان ہے ان میں سے آسمان کا پھٹ جانا اس کا ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا اور اس میں شگاف پڑ کر اس سے نورانی ابر کا جس سے آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی نمودار ہو جانا بھی ہے اس دن آسمانوں سے فرشتے بھی اتریں گے جو مقام محشر میں انسانوں کو گھیر لیں گے پھر حق تعالیٰ شانہ بندوں میں فیصلہ کرنے کے لئے جلوہ افروز ہو گا فرمایا هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ (بقرہ۲/۲۱۰) وہ اسی بات کے منتظر ہیں کہ اللہ ان کے پاس ابر کے سایوں میں آ جائے اور فرشتے بھی اور معاملہ کا فیصلہ کر دیا جائے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں حق تعالیٰ قیامت کے دن جنوں اور انسانوں کو چوپایوں کو درندوں کو اور پرندوں کو ایک کھلے میدان میں جمع فرمائے گا پھر پہلا آسمان پھٹ جائے گا اور آسمان والے اتر آئیں گے جو جنوں انسانوں اور تمام مخلوق سے زیادہ ہوں گے یہ جنوں انسانوں اور تمام مخلوق کو گھیر لیں گے پھر دوسرا آسمان پھٹے گا اور اس کے فرشتے اتریں گے جو پہلے اترے ہوئے فرشتوں

جنوں انسانوں اور تمام مخلوق کو گھیر لیں گے اور پہلے آسمان کے فرشتوں سے زیادہ ہوں گے پھر تیسرا آسمان پھٹے گا اور اس کے فرشتے اتریں گے جو دوسرے آسمان کے فرشتوں سے اور پہلے آسمان کے فرشتوں اور جنوں انسانوں سے اور تمام مخلوق سے زیادہ ہوں گے اسی طرح ہر آسمان پھٹتا رہے گا اور اس کے فرشتے اس سے پہلے آسمان والے اور تمام مخلوق سے بڑھتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ساتواں آسمان پھٹے گا یہ ان تمام فرشتوں سے جو ان سے پہلے اترے ہیں اور تمام جنوں اور انسانوں سے زیادہ ہوں گے اور ان سب کو گھیر لیں گے اور ہمارا رب ابر کے سایوں میں اترے گا اور اس کے آس پاس مقرب ترین فرشتے ہوں گے جو ساتوں آسمانوں کے فرشتوں سے اور تمام جنوں اور انسانوں سے زیادہ ہوں گے ان پر سینگوں کی طرح بانس کی گانٹھوں جیسے ابھار ہوں گے یہ عرش کے نیچے فرشتے ہوں گے اور ان سے تسبیح وتہلیل اور تقدیس کی گونج آ رہی ہوگی ان میں سے کسی ایک فرشتے کے تلوے سے لے کر ٹخنے تک اور ٹخنے سے گھٹنے تک' گھٹنے سے ناف تک' ناف سے سینے تک' سینے سے کانوں تک اور کانوں سے اوپر تک پانچ پانچ سو برس کی مسافت ہوگی (ابن ابی حاتم)

قیامت کے دن حقیقی بادشاہت اللہ ہی کی ہوگی: (۲۶) دوسری جگہ فرمایا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (غافر۴۰/۱۶) آج کس کا ملک ہے؟ صرف واحد وقہار اللہ ہی کا ہے ایک صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ ایک ہاتھ میں آسمان لپیٹ لے گا اور ایک میں زمینیں پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں میں جزا دینے والا ہوں کہاں گئے زمین کے بادشاہ؟ اور کہاں ہیں سخت گیر ومغرور؟ پھر فرمایا کہ وہ دن کافروں پر بے حد سخت ہوگا کیونکہ وہ عدل وانصاف کا اور جزا وسزا کا دن ہوگا فرمایا فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ (مدثر۷۴/۹،۱۰) اس دن وہ دن سخت ہوگا اور کافروں پر آسان نہ ہوگا۔ اس دن کافروں کا برا حال ہوگا بخلاف مومنوں کے چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ (انبیاء۲۱/۱۰۳) انہیں بڑی گھبراہٹ بھی غم زدہ نہ بنائے گی اور فرشتے ان کی آؤ بھگت کر رہے ہوں گے۔ رحمت عالم ﷺ سے پوچھا گیا کہ پچاس ہزار سال کا دن تو بہت لمبا ہوگا فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ مومن کے لئے بہت ہی ہلکا ہوگا اس کو تو ایک فرض نماز کے وقت سے بھی زیادہ ہلکا معلوم ہوگا (ا)

مشرکوں کی پشیمانی کا بیان: (۲۷) مشرکوں کی پشیمانی کا بیان ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کی راہ سے ہٹ گئے تھے اور اس روشن حق سے بھی کترا گئے تھے جس کو اللہ کے نبی ان کے پاس لے کر آئے تھے اور جس میں ذرا سی بھی شک وتردد کی گنجائش نہ تھی اور وہ رسول کی راہ چھوڑ کر دیگر راہوں پر پڑ گئے تھے قیامت کے دن سخت پشیمان ہوں گے مگر افسوس اس دن ندامت وافسوس سے کچھ حاصل نہیں (لاکھ دانتوں میں انگلی دو اور کف افسوس ملتے رہو مگر بے کار ہے) (حسرت وندامت کا وقت تو نکل چکا) یہ آیت عام ہے جس میں ہر ظالم وبدبخت شامل ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ (احزاب۳۳/۶۶،۶۸) جب ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ ہو رہے ہوں گے تو وہ کہہ رہے ہوں گے ہائے ہائے کاش ہم اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کر لیتے کہیں گے کہ اے ہمارے آقا ہم نے اپنے سرداروں کی اطاعت کی تھی انہوں نے ہمیں راہ سے بہکا دیا اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر اپنی دور والی پھٹکار ڈال غرضیکہ قیامت کے دن ہر ظالم بے حد نادم ہوگا اور یہ کہہ کہہ کر دانتوں میں انگلی دبائے گا۔

(۲۸) کہ ہائے میں نے رسول کی راہ اختیار کر لی ہوتی ہائے اب کیا کروں کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا جس نے مجھے راہ ہدایت سے ہٹا کر گمراہی کی راہ پر لگا دیا کاش میں گمراہ پیشواؤں کی راہ اختیار نہ کرتا جنہوں نے مجھے صحیح راہ سے ہٹا دیا۔

(۲۹) انہیں ظالموں نے مجھے اس نصیحت سے اور قرآن سے جبکہ وہ میرے پاس آ چکا تھا نفرت دلائی تھی اور مجھے بہکایا تھا پھر فرمایا کہ شیطان کا کام ہی یہ ہے کہ انسان کو ذلیل وخوار کر دے اس سے حق چھڑا دے اسے سیدھی راہ سے ہٹا دے اور وہی اس کو باطل کی دعوت دیتا ہے۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿٣٠﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿٣١﴾

''اور رسول کہے گا اے رب میری قوم نے یہ قرآن چھوڑ دیا تھا اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بعض گنہگار بنا دیئے ہیں اور آپ کا رب ہی رہنمائی کرنے والا اور مدد کرنے والا کافی ہے''۔

قیامت کے دن رحمت عالم ﷺ امت کی شکایت کریں گے: (۳۰) قیامت کے دن رحمت عالم ﷺ اپنے نافرمان امتیوں کی شکایت فرمائیں گے کہ اے رب میری قوم نے یہ قرآن چھوڑ رکھا تھا کیونکہ مشرک نہ تو قرآن کی طرف توجہ ہی دیتے تھے اور نہ اسے سننا ہی گوارا کرتے تھے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا (فصلت ۴۱/ ۲۶) اور کافروں نے کہا کہ اس قرآن کو مت سنو اور اس کے پڑھے جانے کے وقت شور وغل کرو تا کہ تم ہی غالب رہو۔ چنانچہ جب قرآن کی تلاوت کی جاتی تو یہ خوب شور وغل اور بکواس کیا کرتے تھے اور سنتے ہی نہیں تھے یہی قرآن کا چھوڑنا ہے اور اس پر ایمان نہ لانا اس کی تصدیق نہ کرنا اس میں غور وفکر نہ کرنا اسے سمجھنے کی کوشش نہ کرنا اس پر عمل نہ کرنا اس کے احکام نہ بجالانا اس کے بتائے ہوئے حرام کاموں سے نہ بچنا اسے چھوڑ کر شعروں کی طرف لوگوں کے اقوال کی طرف گانے کی طرف لہو ولعب کی طرف یا کسی اور کلام کی طرف اور کسی غیر راہ کی طرف متوجہ ہونا یہ تمام باتیں قرآن کے چھوڑنے میں داخل ہیں ہم بزرگ و برتر اللہ سے جو محسن اعظم ہے اور ہر چیز پر قادر ہے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اپنی مہربانی سے ایسی باتوں سے بچائے جو اسے ناراض کرنے والی ہوں اور اپنی رضا کے عمل کرائے کہ ہم قرآن حفظ کریں اسے سمجھنے کی کوشش کریں اور صبح وشام اس کے پسندیدہ طریقوں کے مطابق اس کے تقاضوں پر قائم رہیں وہ بڑا بزرگ ہے اور بہت ہی دینے والا ہے۔

(۳۱) یعنی اے پیارے نبی جس طرح آپ کی قوم میں ایسے لوگ ہیں جنہوں نے قرآن چھوڑ رکھا ہے اسی طرح پہلی قوموں میں بھی لوگ تھے کیونکہ اللہ پاک نے بعض مجرموں کو ہر نبی کا دشمن بنا دیا ہے جو لوگوں کو گمراہی اور کفر کی طرف بلاتے ہیں فرمایا وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا (انعام ۶/ ۱۱۲، ۱۱۳) اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن جنوں اور انسانوں میں سے شیطان بنا دیئے ہیں ان میں سے بعض بعض کی طرف چکنی چپڑی باتوں کا دھوکہ دینے کے لئے وسوسہ ڈالتے رہتے ہیں اور اگر آپ کے رب کو منظور ہوتا تو یہ ایسا نہ کرتے لہٰذا آپ انہیں ان کی افتراپردازیوں پر چھوڑ دیں اور اس لئے بھی کہ ان کی طرف ان لوگوں کے دل مائل ہو جائیں جن کا آخرت پر ایمان نہیں اور تا کہ اسے پسند کرلیں اور ان گناہوں کے مرتکب ہو جائیں جن کے وہ مرتکب ہو رہے ہیں۔ پھر فرمایا کہ آپ کا رب رہنمائی کرنے اور مدد کرنے کے لئے کافی ہے یعنی ان کی امداد ورہنمائی کے لئے کافی ہے جو اس کے رسول کی اتباع کرتے ہیں اس کی کتاب پر ایمان لاتے ہیں اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اس کی پیروی کرتے ہیں انہیں کا دنیا

اور آخرت میں اللہ معاون اور مددگار ہے۔ یہ مشرک لوگوں کو قرآن سے روک رہے ہیں تاکہ کوئی اس سے ہدایت نہ پاسکے اور ان کی راہ قرآن کی راہ پر غالب آجائے' لیکن صلاحیت والوں کو اللہ کی ہدایت وحمایت کافی ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿٣٣﴾ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٣٤﴾ ع

''اور کافروں نے کہا کہ ان پر سارا قرآن ایک ساتھ ہی کیوں نہ اتار دیا گیا ہم نے اسی طرح رفتہ رفتہ اتارا تاکہ اس سے آپ کا دل مضبوط رکھیں ہم نے آپ پر اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا ہے اور یہ آپ کے پاس جو مثال بھی لائیں گے ہم آپ کو اس کا حقیقی جواب اور بہترین توجیہہ بتا دیں گے جو لوگ مونہوں کے بل جہنم کی طرف گھسیٹ کر جمع کیے جائیں گے وہی بدترین مکان والے اور گمراہ ترین راہ والے ہیں''۔

اس اعتراض کا کہ قرآن اکدم کیوں نہیں اترا جواب: (۳۲) کافروں کے اعتراض ومنہ زوری کی اور خرافات وبکواس کی خبر دی جارہی ہے کہ انہوں نے یہ اعتراض بھی کیا کہ یہ قرآن تورات وانجیل اور زبور کی طرح آپ پر سارے کا سارا یکبارگی کیوں نہ اتارا گیا جیسا کہ تمام الہامی کتابوں کا طریقہ ہے حق تعالیٰ نے انہیں اس اعتراض کا یہ جواب دیا کہ قرآن آپ پر ۲۳ سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا کر کے واقعات ومصالح کے اعتبار سے اتارا گیا تاکہ اس طرح مومنوں کے دل مضبوط ہوجائیں فرمایا وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ (اسراء ۱۷/۱۰۶) اور ہم نے قرآن میں فصل رکھا تاکہ آپ لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سنائیں اور ہم نے اسے بتدریج اتارا (مطلب یہ ہے کہ اس طرح عمل کرنے میں بھی سہولت ہوگی اور سمجھنے میں بھی اور ایمان بھی مضبوط ہوتا چلا گیا) اور ہم نے اس کی خوب وضاحت اور خوب تشریح کردی۔

(۳۳) مثل سے مراد کٹ حجتی اور شبہ ہے یعنی یہ جو بھی اعتراض کریں گے ہم انہیں اس کا صحیح صحیح جواب دے دیں گے جو بے حد روشن واضح اور ان کے اعتراض سے زیادہ زوردار صاف اور کھلا ہوا ہوگا یہ رسول میں یا قرآن میں جو کمی بتائیں گے اس کا جواب حضرت جبرئیلؑ لے کر آپ پر اتر آئیں گے۔

رحمت عالم ﷺ کی بزرگی کی دلیل: اس سے رحمت عالم ﷺ کی بزرگی ثابت ہوئی کہ آپ پر اللہ کی طرف سے قرآن کی وحی صبح وشام دن رات سفر اور حضر میں ہر وقت آتی رہتی ہے اور آپ کے پاس فرشتہ ہر بار قرآن لے کر اترتا رہتا ہے سابق الہامی کتابوں کی طرح قرآن کا نزول نہیں ہے یہ مقام بڑا جلیل القدر اور اعلیٰ مرتبہ والا ہے اور آپ ہی کے ساتھ خاص ہے دیگر نبیوں کو نہیں ملا لہٰذا قرآن تمام الہامی کتابوں میں افضل ہے اور رحمت عالم ﷺ تمام نبیوں میں افضل واعظم ہیں حق تعالیٰ نے قرآن میں اتارے جانے کی دونوں صفتیں ودیعت فرمائی ہیں یہ لوح محفوظ سے بیت العزت میں جو پہلے آسمان پر ہے یکبارگی اتارا گیا پھر

بیت العزت سے زمین پر موقعہ اور محل کے اعتبار سے واقعات کے مطابق رفتہ رفتہ ۲۳ سال میں اتارا گیا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں قرآن شب قدر میں سارے کا سارا دینوی آسمان کی طرف اتارا گیا پھر اس کے بعد بیس سال میں اترا پھر آپ نے یہ آیت وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا کی تلاوت فرمائی (ن) اس روایت میں بیس سال کا ذکر ہے یعنی ابن عباسؓ نے حسب طریقہ عرب ۲۰ سال کا ذکر کیا اور اوپر کا حصہ جو تین سال پر مشتمل ہے چھوڑ دیا جو دوسری روایت سے ثابت ہے۔

کافروں کا برا حشر ہوگا: (۳۴) قیامت کے دن میدان محشر میں کافروں کا جو برا حشر ہوگا اس کا بیان ہے وہ برے حالوں جہنم میں جمع کئے جائیں گے اور قابل عبرت طریقوں سے جہنم کی طرف چلائے جائیں گے ایک شخص نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا کہ قیامت کے دن کافر منہ کے بل کیسے چلائے جائیں گے فرمایا جس نے انہیں پیروں پر چلایا وہ قیامت کے دن مونہوں پر بھی چلانے پر قادر ہے۔ (صحیح)

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۚۖ ﴿۳۵﴾ فَقُلْنَا
اذْهَبَاۤ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ
لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ
عَذَابًا اَلِيْمًا ۚۖ ﴿۳۷﴾ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَاۡ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾
وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۫ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ
الَّتِيْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾

"دیکھو ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب دی اور ان کے ہمراہ ان کے بھائی ہارون کو وزیر بنا دیا پھر ہم نے دونوں سے کہا کہ تم ان کی طرف جاؤ جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلا دی ہیں پھر ہم نے انہیں جنہوں نے جھٹلایا بالکل ہی تہس نہس کر دیا اور قوم نوح نے بھی جب رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں غرق کر دیا اور انہیں لوگوں کے لئے نمونہ عبرت بنا کر چھوڑ دیا اور ہم نے ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے عادیوں کو ثمودیوں کو کنویں والوں کو اور ان کے درمیان والی بہت سی قوموں کو بھی غارت کر دیا ہم نے ہر ایک کے سامنے مثالیں بیان کی تھیں پھر ہر ایک کو بالکل ہی تباہ کر دیا بلاشبہ یہ لوگ اس بستی پر بھی گذرے ہیں جس پر بری طرح کی بارش کی گئی کیا انہوں نے پھر بھی اسے نہیں دیکھا بلکہ انہیں اٹھنے کی توقع ہی نہیں"۔

قریشی مشرکوں کو ڈراوا: (۳۵،۳۶) حق تعالیٰ قریشی مشرکوں کو جنہوں نے رحمت عالم ﷺ کو جھٹلایا اور آپ کی مخالفت کی تھی اپنی سزا سے اور دکھ بھرے عذابوں سے جو انبیائے کرام کو جھٹلانے والی قوموں پر آچکا ہے ڈرا رہا ہے موسیٰ علیہ السلام کے بیان سے ابتدا کی گئی کہ اللہ نے انہیں مبعوث فرمایا اور آپ کے ہمراہ آپ کے بھائی ہارونؑ کو آپ کا وزیر و مشیر بنا کر دونوں بھائیوں کو فرعون کی اور اسکی قوم کی طرف بھیجا لوگوں نے خصوصاً فرعون نے آپ کو جھٹلایا حق تعالیٰ نے انہیں دریائے نیل میں ڈبو دیا فرمایا اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي

الْاَرْضِ (محمد ۴۷/۱۰) کیا یہ دنیا میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے کہ ان سے پہلوں کا انجام کیسا ہوا اللہ نے انہیں تباہ کر دیا دیگر کافروں پر بھی یہی عذاب آنے والے ہیں۔

(۳۷) قوم نوح نے بھی جب اللہ کے نبی کو جھٹلایا ان کا بھی یہی حشر ہوا سب غرق کر دیئے گئے اور انہیں لوگوں کے لئے عبرت بنا دیا گیا چونکہ ایک رسول کے جھٹلانے سے تمام رسولوں کا جھٹلانا لازم آتا ہے کیونکہ نبیوں کی تعلیم توحید میں کوئی فرق نہیں اگر یہ بات فرض کر لی جائے کہ اللہ ان جھٹلانے والوں پر تمام رسول بھیج دیتا تو بلاشبہ یہ انہیں بھی جھٹلا دیتے اسی لئے اللہ نے فرمایا کہ قوم نوح نے رسولوں کو جھٹلایا حالانکہ انہوں نے صرف ایک ہی رسول حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلایا تھا کیونکہ ان میں فقط یہی بھیجے گئے تھے۔ آپ نے انہیں ساڑھے نوسو سال تک تبلیغ کی توحید کی دعوت دی اور اللہ کے عذابوں سے ڈراتے رہے لیکن آپ پر چند لوگوں کے سوا کوئی بھی ایمان نہیں لایا اس وجہ سے حق تعالیٰ نے تمام بے ایمانوں کو ڈبو دیا ایک کو بھی باقی نہیں چھوڑا کشتی والوں کے سوا روئے زمین پر کوئی بھی نہ بچ سکا۔ پھر فرمایا کہ ہم نے قوم نوح کو لوگوں کی عبرت کے لئے ایک نشانی بنا دیا کہ لوگ ان کی تباہی سے سبق لیں اور رسولوں کو نہ جھٹلائیں فرمایا اِنَّا لَمَّا طَغَی الْمَآءُ (حاقہ ۶۹/۱۱، ۱۲) جب پانی میں طغیانی آئی تو ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کر دیا تاکہ یہ واقعہ تمہارے لئے یادگار رہنا ئیں اور اسے یاد رکھنے والا کان یاد رکھے یعنی ہم نے تمہارے لئے کشتیاں باقی رکھیں جن پر تم سوار ہوتے ہو اور سمندر کی موجوں میں سفر کرتے ہو تاکہ تم اللہ کی نعمتیں یاد رکھو کہ اس نے تمہیں ڈوبنے سے بچا لیا اور ایمان والوں کی اور ماننے والوں کی اولاد میں سے بنایا۔

(۳۸) عادیوں اور ثمودیوں کے قصے کئی سورتوں میں پوری تفصیل سے گذر چکے کنویں والے بھی ثمودیوں کے علاقوں میں سے ایک علاقے کے باشندے تھے۔

(۳۹) یعنی ہم نے ان قوموں میں سے ہر ایک کے سامنے دلائل رکھے انہیں براہین قاطعہ سے سمجھایا ان سے عذر اٹھائے اور ہم نے ہر ایک کو بالکل تباہ کر ڈالا دوسری جگہ ہے وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ (الاسراء ۱۷/۱۷) ہم نے نوح کے بعد بہت سی قومیں ہلاک کر دیں۔ بظاہر قرن ایک زمانے کی ہمعصر قوموں کو کہا جاتا ہے جب یہ لوگ ختم ہو جائیں اور ان کی جگہ نئی نسل آ جائے تو دوسرا قرن آ جاتا ہے جیسے حدیث میں آیا ہے کہ سب سے اچھا زمانہ میرا زمانہ ہے پھر ان کے بعد والوں کا اور پھر ان کے بعد والوں کا (ق)

(۴۰) یہ لوطیوں کا علاقہ سدوم تھا جسے اللہ نے پلٹ کر اور پتھروں کی بارش برسا کر تباہ کر دیا چنانچہ فرمایا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا (شعراء ۲۶/۱۷۳) ہم نے ان پر ایک بارش کی پھر ڈرائے ہوؤں کی بارش بری تھی وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ (صافات ۳۷/۱۳۷، ۱۳۸) تم دن میں اور رات میں اس سے گزرتے ہو کیا پھر بھی عقل سے کام نہیں لیتے وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ (حجر ۱۵/۷۶) یقین مانو وہ ایک آباد راستے پر ہے وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ (حجر ۱۵/۷۹) بلاشبہ یہ دونوں بستیاں ایک صاف سڑک پر واقع ہیں۔ پھر فرمایا کیا انہوں نے اسے دیکھا نہیں کہ ان کے باشندوں کے عذاب سے عبرت حاصل کرتے کہ رسولوں کے جھٹلانے سے اور اللہ کے احکام کی مخالفت سے انہیں تباہی کے گھاٹ اترنا پڑا' پھر فرمایا بلکہ ان سے گزرنے والے کافر اس لئے سبق نہیں لیتے کہ انہیں قیامت اور زندگی بعد الموت کا یقین نہیں۔

وَإِذَا رَأَوْكَ إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ
رَسُولًا ﴿٤١﴾ إِن كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَن صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ
يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ
إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ
يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٤﴾ ع

''جب یہ آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق ہی اڑاتے ہیں کیا یہی ہیں وہ جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے یہ تو ہمیں ہمارے معبودوں سے ہٹا ہی دیتے اگر ہم ان پر جمے نہ رہتے یہ عنقریب جان لیں گے جب عذاب دیکھیں گے کہ کون راہ سے بے راہ تھا کیا آپ نے اسے دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے کیا آپ اس کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر سنتے ہیں یا سمجھتے ہیں وہ تو محض جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ راہ سے بھٹکے ہوئے''۔

کافروں کے مذاق کا بیان: (۴۱) رحمت عالم ﷺ کو دیکھ کر کافروں کے مذاق کا بیان ہے دوسری جگہ فرمایا وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا (انبیاء۲۱/۳۶) جب آپ کو کافر دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق اڑاتے ہیں اچھا یہی ہیں وہ جو تمہارے معبودوں کا ذکر کیا کرتے ہیں یعنی ان میں عیب نکالتے ہیں اور ان کی برائی کرتے ہیں یہاں بھی یہی فرمایا کہ وہ آپ کو دیکھ کر طنزیہ کہتے ہیں اچھا یہی ہمارے پاس اللہ کے پاس سے نبی بن کر آئے ہیں یہ بدبخت از راہ حقارت وعیب کے طور پر کلمہ کہا کرتے تھے حق تعالیٰ ان سے سمجھے دوسرے جگہ فرمایا وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ (الانبیاء۲۱/۴۱) آپ سے پہلے رسولوں کا بھی مذاق اڑایا گیا تھا پھر مذاق اڑانے والوں کو اسی چیز نے آ گھیرا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

(۴۲) کافروں کا قول نقل فرمایا کہ اگر ہم اپنے دیوتاؤں پر جمے نہ رہتے تو یہ تو ان کی عبادت سے ہمیں روک ہی دیتے وہ تو یہ کہیے کہ ہم اپنے معبودوں کی پرستش پر ثابت قدم رہے۔ اللہ نے انہیں ڈانٹ کر جواب دیا کہ جب یہ عذاب دیکھیں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ کون راہ سے ہٹا ہوا تھا۔

خواہشوں کو معبود بنا لیا گیا: (۴۳) اس آیت میں رحمت عالم کو بتایا گیا ہے کہ جس پر بدبختی اور گمراہی لکھی جا چکی اسے بجز اللہ کے کوئی راہ پر نہیں لا سکتا۔ پھر فرمایا کہ خواہش کو معبود بنا لیا یعنی جو چیز اچھی لگی اور بھلی معلوم ہوئی اسی کو اپنا دین ومعبود بنا لیا فرمایا أَفَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ (فاطر۳۵/۸) پھر کیا وہ شخص جس کو اس کا برا عمل خوبصورت دکھایا گیا ہو پھر اس نے اسے اچھا سمجھ لیا ہو (اور وہ جو برے کو برا ہی سمجھتا ہو برابر ہو سکتے ہیں) بلاشبہ اللہ جسے چاہے گمراہ کر دے آپ ان پر افسوس نہ کریں اللہ ان کے کاموں سے خوب واقف ہے۔ یہاں فرمایا پھر کیا آپ اس کے ذمہ دار ہیں ابن عباسؓ فرماتے ہیں انسان جاہلیت کے زمانے میں سفید پتھر کی پرستش کرنے لگتا تھا اگر اس سے زیادہ خوبصورت کوئی اور پتھر دیکھتا تو پہلے کو چھوڑ کر اس کی عبادت میں لگ جاتا جو چیز اچھی معلوم ہوتی اسی کو معبود بنا لیتا۔

مشرک چوپایوں سے بھی گئے گزرے ہیں: (۴۴) یعنی وہ تو چرنے والے چوپایوں سے بھی گئے گزرے ہیں کیونکہ جانور جس غرض کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اسے بجالاتے ہیں اور یہ اللہ ہی کی عبادت کے لئے پیدا کئے گئے جس کا کوئی شریک نہیں لیکن موحد ہی نہ بن سکے غیروں کے پرستار رہیں اور انہیں اللہ کا شریک بتاتے ہیں باوجودیکہ رسول نے آ کر ان پر حجت پوری کر دی۔

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَهُوَ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾

''کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ آپ کے رب نے کس طرح سایہ پھیلا دیا ہے اگر وہ چاہتا تو اسے ٹھہرا دیتا پھر ہم نے سورج کو اس کی نشانی بنا دیا پھر ہم نے اسے دھیرے دھیرے اپنی طرف سمیٹ لیا اسی نے تمہارے لئے رات پردہ والی اور نیند آرام والی بنائی اور دن جاگنے کا وقت بنایا''۔

وجود باری اور اس کی وسیع قدرتوں کا بیان: (۴۵) یہاں ہستی باری تعالیٰ اور اس کی وسیع قدرت کی دلیلوں کا بیان ہے کہ اس نے مختلف اور متضاد چیزیں بنائیں اور سائے پھیلائے ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ وقت صبح صادق سے سورج کے نکلنے تک کا ہے اگر اسے منظور ہوتا تو سایہ ایک ہی حالت پر برقرار رہتا اور ہمیشہ رہتا کبھی فنا نہ ہوتا جیسا کہ فرمایا قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ (قصص ۲۸/۷۱) آپ فرما دیں کہ مجھے بتاؤ تو سہی اگر اللہ تم پر ہمیشہ قیامت تک کے لئے رات ہی مسلط فرما دیتا تو اللہ کے سوا کون سا معبود تمہارے پاس دن کی روشنی لے آتا کیا پھر بھی تم سنتے نہیں پھر فرمایا کہ ہم نے سورج کو اس پر دلیل بنایا کیونکہ اگر سورج نہ نکلتا تو اسے پہچانا بھی نہ جاتا کیونکہ چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں سورج اس کی ایک ایسی دلیل ہے۔

(۴۶) جو اس کے پیچھے آتی ہے پھر ہم نے سائے کو یا سورج کو دھیرے دھیرے جلدی سے چپکے چپکے اپنی طرف سمیٹ لیا یہاں تک کہ چھتوں اور درختوں کے نیچے کے سوا کہیں بھی سایہ نہیں رہتا حالانکہ سورج نے اوپر بھی سایہ کر رکھا تھا۔

رات پردے والی ہے: (۴۷) اللہ ہی نے رات تمہارے لئے پردہ والی بنائی کہ وہ کائنات کے وجود پر پردہ ڈال کر اسے ڈھک دیتی ہے فرمایا وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى (لیل ۹۲/۱) قسم ہے رات کی جب وہ ڈھانپ لے پھر فرمایا کہ نیند باعث راحت بنائی کہ وہ جسم کے آرام کے لئے حرکت بند کر دیتی ہے کیونکہ انسان دن میں روزگار کی خاطر سخت محنت ومشقت کرتا ہے جس سے اعضا تھک کر سست ہو جاتے ہیں پھر جب رات آتی ہے اور وہ آرام سے بستر پر لیٹ جاتا ہے تو اسے سکون نصیب ہوتا ہے محنت کے کام بند ہوتے ہیں اعضاء آرام کرتے ہیں اور میٹھی نیند کی آغوش میں چلے جاتے ہیں جو روح و بدن دونوں کے لئے باعث راحت ہے پھر فرمایا کہ دن کو اٹھ بیٹھنے کا ذریعہ بنایا لوگ دن میں صبح صبح اپنے اپنے کاموں پر چلے جاتے ہیں اور روزگار کے اسباب فراہم کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں فرمایا وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ (قصص ۲۸/۷۳) اس نے اپنی مہربانی سے تمہارے لئے رات اور دن بنائے تاکہ تم رات میں آرام کرو اور دن میں اللہ کا فضل تلاش کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْیِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا وَّنُسْقِیَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِیَّ كَثِیْرًا ﴿۴۹﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَیْنَهُمْ لِیَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓی اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾

''اسی نے اپنی رحمت سے پہلے بشارت دینے والی ہوائیں بھیجیں اور آسمان سے پاکیزہ پانی اتارا تاکہ ہم اس سے مردہ شہر زندہ کریں اور اسے اپنی مخلوق کو جانوروں کو اور بہت سے انسانوں کو پلائیں بلاشبہ ہم نے اسے ان کے درمیان طرح طرح سے ہیر پھیر کر کے بیان کیا تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں مگر اکثر لوگوں نے ناشکری ہی کی اور اسے مانا ہی نہیں''۔

اللہ کے غلبہ عظیم کا بیان: (۴۸) اللہ کی ہمہ گیر قدرت اور اس کے غلبہ عظیم کا بیان ہے کہ حق تعالیٰ بشارت دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے جو گھٹا لانے کا مژدہ سناتی ہیں۔ ہواؤں کی بہت سی قسمیں ہیں اور ہر قسم کے الگ الگ خواص ہیں بعض ہوائیں گھٹائیں لاتی ہیں بعض گھٹاؤں کو لا دیتی ہیں بعض بادل کو لے کر چلتی ہیں اور انہیں بارش کے قابل بنا دیتی ہیں اور بعض بادلوں کو پانی سے بھر کر بوجھل بنا دیتی ہیں پھر اللہ کے حکم سے بارش ہونے لگتی ہے پھر فرمایا کہ ہم نے آسمان سے پاکیزہ پانی اتارا کہ اس سے لوگ پانی حاصل کرتے ہیں۔

مردہ زمین کی تفسیر: (۴۹) مردہ زمین اس خشک زمین کو کہا جاتا ہے جو مدتوں سے بارش کی منتظر تھی جس پر گھاس کا نام ونشان تک نہ تھا اور خاک اڑ رہی تھی پھر جب اس پر بارش ہوگئی تو یہ زندہ ہوگئی اور اس پر طرح طرح کی رنگ برنگ کی بوٹیاں پیدا ہوگئیں اور یہ لہلہا کر تر و تازہ ہوگئی فرمایا فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ (حج ۲۲/۵) پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا تو وہ لہلہانے لگی اور بڑھنے لگی اور اس پر ہر رونق دار بوٹی پیدا ہوگئی پھر فرمایا کہ ہم اس پانی سے حیوانات کو بھی سیراب کرتے ہیں اور انسان کر بھی لوگ خود بھی پیتے ہیں اور اپنے کھیتوں باغوں کو سیراب کرتے ہیں اور جانوروں کو بھی پلاتے ہیں فرمایا وَهُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ (شوریٰ ۴۲/۲۸) وہی لوگوں کے ناامید ہو جانے کے بعد بارش اتارتا ہے اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے۔ فَانْظُرْ اِلٰٓی اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ (روم ۳۰/۵۰) اللہ کی رحمت کے نشانات دیکھو کہ وہ زمین کو مرنے کے بعد کس طرح زندہ فرما دیتا ہے۔

بارش جہاں اللہ چاہتا ہے وہیں ہوتی ہے: (۵۰) یعنی ہم نے اسی زمین پر جہاں ہمیں منظور تھا مینہ برسایا ہمارے پانی سے بھرے ہوئے بادل دوسری زمینوں سے گذر کر وہاں پہنچ کر برس پڑے کافی برسے اور اسے خوب سیراب کر دیا اور دیگر زمینوں پر پانی کی ایک بوند بھی نہیں گری اس میں بھی حق تعالیٰ کی حکمت ورحمت کارفرما ہے۔

ابن عباسؓ وغیرہ فرماتے ہیں ہر سال برابر برابر بارش ہوتی ہے ایسا نہیں ہے کہ کسی سال کم ہو اور کسی سال زیادہ البتہ حق تعالیٰ اپنی مرضی کے مطابق اس میں تصرف فرما دیتا ہے وہ جہاں چاہتا ہے برساتا ہے اور جہاں نہیں چاہتا نہیں برساتا پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی پھر فرمایا تاکہ انہیں نصیحت ہو یعنی مردہ زمین کو زندہ ہوتا دیکھ کر وہ سمجھ جائیں کہ اسی طرح اللہ پاک مردوں کے زندہ کرنے پر بھی قادر ہے اور بوسیدہ ہڈیوں پر گوشت چڑھا کر زندہ کر سکتا ہے یا جن پر بارش نہیں ہوئی وہ سمجھ جائیں کہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے بارش نہیں ہوئی پھر وہ اپنے گناہوں سے باز آ جائیں اور توبہ کر لیں۔

پھر فرمایا کہ اکثر لوگوں نے ناشکری ہی کی یعنی جو یہ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں تارا نکلا تھا اس لئے بارش ہوئی وہ بڑے احسان فراموش اور ناشکرے ہیں۔ ایک دفعہ رات کو بارش ہوئی صبح کی نماز پڑھ کر رحمت عالم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا؟ بولے اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے فرمایا حق تعالیٰ نے فرمایا میرے بندوں میں آج صبح بہت سے تو مومن ہیں اور بہت سے کافر جنہوں نے کہا کہ اللہ نے اپنے فضل ومہربانی سے بارش کردی وہ مجھ پر ایمان لانے والے اور تاروں کے ساتھ کفر کرنے والے ہیں اور جنہوں نے یہ کہا کہ فلاں فلاں تارے سے بارش ہوئی وہ میرے ساتھ کفر کرنے والے ہیں اور تاروں پر ایمان لانے والے۔ (م)

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِیْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴿۵۴﴾

”اگر ہمیں منظور ہوتا تو ہر آبادی میں ایک ڈرانے والا بھیج دیتے لہٰذا آپ کافروں کی اطاعت نہ کریں اور اس قرآن سے ان سے بڑا جہاد کریں اس نے دو دریا ملا دیئے ہیں یہ تو میٹھا اور مزیدار ہے اور یہ کھارا اور کڑوا ہے اور ان دونوں میں ایک پردہ اور ایک مضبوط آڑ کردی ہے اسی نے پانی سے انسان کو بنایا پھر اسے صاحب نسب اور سسرال کے رشتوں والا بنادیا اور آپ کا رب اچھی طرح ہر چیز پر قادر ہے“۔

رحمت عالم ﷺ تمام دنیا کے نبی ہیں: (۵۱ و ۵۲) اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک آگاہ کردینے والا بھیج دیتے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا لیکن اے محبوب نبی ہم نے تمام روئے زمین کے باشندوں کی طرف آپ کو خاص طور سے رسول بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ کو حکم فرمایا کہ آپ اس قرآن کی تبلیغ کریں فرمایا (۱) وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ (انعام ۶/ ۱۹) مجھ پر یہ قرآن اتارا گیا تاکہ میں اس سے تم کو اور جس کو یہ پہنچ جائے اس کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤں (۲) وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ (ھود ۱۱/ ۱۷) جو جماعت اس کو نہ مانے آگ اس کے وعدے کی جگہ ہے (۳) وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی (انعام ۶/ ۹۲) تاکہ آپ اس سے مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائیں (۴) قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (اعراف ۷/ ۱۵۸) آپ فرمادیں اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا (۱) میں ہر سرخ وسیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں (ق) (۲) پہلے نبی اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے اور میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں (ق) آپ کافروں کی اطاعت نہ کریں اور قرآن سے ان سے زبردست جہاد کریں فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ (تحریم ۶۶/ ۹) اے نبی کافروں سے اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

پانی اللہ کی ایک نعمت عظمیٰ ہے: (۵۳) یعنی اللہ ہی نے میٹھا اور کھارا پانی پیدا فرمایا میٹھا پانی نہروں، دریاؤں، چشموں اور کنوؤں کا ہوتا ہے یہی میٹھا اور ذائقہ دار دریا ہے جس کا پانی صاف وشفاف ہے (ابن جریج، ابن جریر) یہی معنی صحیح ہے کیونکہ دنیا

میں کوئی ایسا ساکن سمندر نہیں جس کا پانی میٹھا اور خوش ذائقہ ہو حق تعالیٰ نے اپنے نبی کو واقعی چیزوں کی خبر دی ہے تا کہ اپنے بندوں کو اپنی نعمتیں یاد دلائے کہ وہ ان کا شکر ادا کریں لہٰذا میٹھا دریا وہی ہے جو لوگوں میں جاری ہے حق تعالیٰ نے اسے اپنے بندوں میں تقسیم فرما دیا ہے کیونکہ انہیں اس کی ضرورت ہے ضرورتوں کے مطابق ہر جگہ دریا کنویں اور چشمے جاری فرما دیئے ہیں تا کہ خود بھی استعمال کریں اور کھیتوں اور باغوں کو بھی سیراب کریں پھر فرمایا کہ دوسرا دریا کھارا اور کڑوا ہے اور سخت بدمزا ہے جو زبان پر رکھا بھی نہیں جاتا یہ سمندر مشرق ومغرب میں مشہور ہیں۔ بحر محیط اور اس کی متصلہ خلیجیں بحر قلزم، بحر یمن، بحر بصرہ، بحر فارس، بحر چین، بحر ہند اور بحر روم وغیرہ جو اپنی اپنی جگہوں پر ٹھہرے ہوئے ہیں جاری نہیں البتہ جاڑوں میں اور سخت ہواؤں کے وقت ان میں بڑی بڑی موجیں ضرور اٹھتی ہیں اور یہ متلاطم ہوتے ہیں بعض میں مدوجزر بھی پیدا ہوتا ہے شروع مہینے میں تو ان میں مدوجزر کی زیادتی ہوتی ہے اور جوں جوں مہینے میں اور چاند میں کمی پیدا ہوتی ہے اس زیادتی میں بھی کمی پیدا ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ اپنی اصلی حالت پر آ جاتے ہیں پھر جب دوسرا مہینہ شروع ہوتا ہے تو چودہ تاریخ تک بہاؤ میں پھر زیادتی ہوتی ہے اور پندرہ تاریخ سے کمی ہوتی جاتی ہے۔ پھر رفتہ رفتہ اپنی اصلی حالت پر آ جاتے ہیں حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اس لئے ان سمندروں کو پیدا فرمایا ہے (یہ تمام ٹھہرے ہوئے سمندر کھارے اور کڑوے ہیں) کہ ان سے ہوا میں تعفن نہیں پیدا ہوتا ورنہ اگر یہ سمندر نہ ہوتے تو ہوا متعفن ہو کر نظام عالم میں خلل پیدا کر دیتی ان سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ ان میں مرے ہوئے جانوروں کی بدبو سے انسان محفوظ ہو جاتے ہیں چونکہ ان کا پانی کھارا ہے اس لئے ان کی ہوا ٹھیک وصحت بخش ہے اور اس کا مرا ہوا جانور پاک ہے رحمت عالم ﷺ سے سمندر کے پانی سے وضو کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا اس کا پانی پاک ہے اور اس میں مرا ہوا جانور حلال ہے (مالکؒ شافعیؒ (سنن اربعہ) پھر فرمایا کہ ان دونوں سمندروں میں ایک آڑ رکھ دی یعنی میٹھے اور کھارے سمندر میں۔ خشک زمین ایک مضبوط آڑ ہے جو انہیں آپس میں ایک دوسرے سے ملنے نہیں دیتی فرمایا مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ (الرحمٰن ۵۵/ ۱۷، ۱۸) اسی نے دو دریا ملائے وہ ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور ان دونوں کے درمیان ایک آڑ ہے کہ دونوں بڑھ نہیں سکتے اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا (نمل ۶۱/۲۷) یا وہ ذات جس نے زمین ٹھہرنے کی جگہ بنائی اور اس میں نہریں پیدا کیں اور زمین پر میخیں ٹھونک دیں اور سمندروں میں حجاب پیدا کر دیا کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہو سکتا ہے۔ بلکہ اکثر لوگ سمجھ سے بے بہرہ ہیں۔

انسان منی سے پیدا ہوا: (۵۴) یعنی انسان کو منی کے کمزور قطروں سے بنایا پھر اسے درست کر کے پورا مرد یا عورت بنا کر دنیا میں بھیج دیا انسان شروع میں تو بچہ ہوتا ہے اور کسی کی بیٹی یا بیٹا کہلاتا ہے پھر جوان وبالغ ہو کر شادی کے بعد داماد کہلاتا ہے اور سسرالی رشتے قائم ہو جاتے ہیں پھر فرمایا کہ ایسے قادر اللہ کی تم عجیب وغریب قدرتیں دیکھ رہے ہو۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۭ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ
ظَهِيْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ
اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْـحَيِّ الَّذِيْ
لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۭ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرَۨا ﴿۵۸﴾ۚ الَّذِيْ خَلَقَ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ
اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا
الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾

''لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے اور کافر تو اپنے رب کی طرف سے پیٹھ پھیرنے والا ہے ہی ہم نے آپ کو صرف خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا رسول ہی بنا کر بھیجا ہے آپ فرما دیں کہ میں اس قرآن کے پہنچانے پر تم سے کچھ نہیں مانگتا مگر جو کوئی اپنے رب کی راہ پکڑنا چاہے۔ آپ اسی زندہ اللہ پر بھروسہ رکھیں جس کو کبھی فنا نہیں اور آپ اس کی پاکی اور حمد بیان کرتے رہیں اور وہ اپنے بندوں کے قصوروں سے کافی واقف ہے جس نے آسمان و زمین اور ان کی درمیانی چیزیں چھ دن میں پیدا کیں پھر وہ مستوی عرش ہوا وہی مہربان اللہ ہے کسی خبردار سے اس کے بارے میں پوچھ لو اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کرو تو پوچھتے ہیں کہ رحمان کیا ہے کیا ہم اسے سجدہ کریں جس کا آپ ہمیں حکم فرما رہے ہیں؟ یہ حکم ان کی نفرت ہی بڑھاتا ہے''۔

مشرکوں کی جہالت : (۵۵) مشرکوں کی جہالت کا بیان ہے کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر بلا دلیل کے غیروں کو پوج رہے ہیں اور ان پتھروں کے آگے سر جھکا رہے ہیں جو انہیں نفع یا نقصان پہنچانے پر قادر نہیں پھر ان کے پاس شرک کی کوئی عقلی یا نقلی دلیل بھی نہیں محض رائے اور خواہش سے شرک میں مبتلا ہیں انہیں بتوں سے ان کے دوستانہ مراسم ہیں انہیں کی خاطر جنگ کرتے ہیں اور انہیں کے لئے اللہ سے اس کے رسول سے اور ایمان والوں سے دشمنی رکھتے ہیں اسی وجہ سے فرمایا کہ کافر تو رب کی طرف سے پیٹھ پھیر ہی لیتا ہے وہ تو شیطان کا ساتھی ہوتا ہے اور اس کی طرف سے اللہ والوں کی کاٹ کرتا رہتا ہے لیکن غلبہ اللہ والوں ہی کا ہو کر رہتا ہے۔

رسول محض بشیر و نذیر ہے : (۵۶) ہم نے آپ کو محض بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے کہ فرمانبرداروں کو جنت کی بشارت سنا دیں اور نافرمانوں کو دوزخ کے ہولناک عذابوں سے ڈرائیں (منوانا آپ کے ذمہ نہیں)

(۵۷) یعنی میں تعلیم و تبلیغ پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میں تو صرف اللہ کی رضا کی خاطر تبلیغ کر رہا ہوں فرمایا لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ (تکویر ۸۱/ ۲۸) تم میں سے جو سیدھا ہونا چاہے قرآن کی روشنی میں سیدھا ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ میں تم سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم میں سے جو چاہے وہ اپنے رب کی راہ اختیار کر لے اور میں جو کچھ لے کر آیا ہوں اس کی روشنی میں اس راہ پر چل پڑے (تاکہ اس کی اخروی نجات کی راہ نکل آئے اور وہ اللہ کے دائمی عذابوں سے قیامت کے دن بچ جائے)

توکل کا حکم : (۵۸) یعنی اپنی تمام باتوں میں اور تمام کاموں میں اس اللہ پر بھروسہ رکھیں جو دائمی زندہ ہے جس پر کبھی فنا نہ آئی اور نہ آئے گی فرمایا هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ (حدید ۵۷/۳) جو اول بھی ہے اور آخر بھی ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور ہر چیز کو خوب جانتا ہے وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا باقی ہے دائمی ہے سرمدی ہے ازلی اور ابدی ہے زندہ ہے کائنات کا منتظم ہے ہر چیز کا رب اور شہنشاہ ہے اسی کو اپنا ماویٰ اور ملجا بنا لو اسی پر بھروسہ رکھو اور گھبرا کر نازک حالت میں اسی کی طرف دوڑو وہی تم کو کافی ہے وہی تمہارا مددگار و حمایتی ہے اور وہی تم کو دشمنوں پر کامیاب بنانے والا ہے فرمایا يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ (مائدہ ۵/ ۶۷) اے رسول

آپ اس کی تبلیغ فرمائیں جو آپ پر آپ کے رب کے پاس سے اترا ہے اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو حق رسالت ادا نہ کریں گے اللہ آپ کو لوگوں سے بچالے گا۔

پھر فرمایا کہ اس کی پاکی اور حمد بیان کرتے رہو یعنی حمد و تسبیح دونوں ملا کر پڑھو اسی وجہ سے رحمت عالم ﷺ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ پڑھا کرتے تھے یعنی خالص اللہ ہی کی عبادت کرو اور خالص اسی پر بھروسہ رکھو فرمایا (۱) رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (مزمل ۷۳/ ۹) وہ مشرق و مغرب کا رب ہے اس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں آپ اسی کو کارساز بنائیں (۲) فَاعْبُدْهُ (مریم ۱۹/ ۱۶) اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو (۳) هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ (ملک ۶۷/ ۲۹) وہی مہربان اللہ ہے ہمارا اسی پر ایمان و بھروسہ ہے پھر فرمایا اللہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے یعنی اس کے ہمہ گیر علم میں ہر چیز موجود ہے اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ایک ذرہ بھی اس سے اوجھل نہیں۔

اللہ حی و قیوم ہے: (۵۹) یعنی اللہ بزرگ و برتر زندہ ہے فنا ہونے والا نہیں وہ ہر چیز کا خالق ہے رب ہے اور بادشاہ ہے اسی نے اپنی قدرت اور اپنے غلبہ و اقتدار سے کس قدر اونچے اور وسیع سات آسمان اور کمال پست و کثیف سات زمینیں پیدا فرمادیں چھ دن میں سب کچھ کر کرا کر عرش بریں پر مستوی ہوا وہی کاموں کی تدبیر فرماتا ہے وہی حق و انصاف سے فیصلہ فرماتا ہے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

علماء سے اللہ کے بارے میں پوچھو: پھر فرمایا کہ مہربان اللہ کے بارے میں ان لوگوں سے معلومات حاصل کرو جو اس کی باتوں سے خبردار ہیں اور عالم ہیں انہیں کی پیروی کرو اور انہیں کی اقتدا کرتے رہو بلاخوف تردید یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے کوئی زیادہ اللہ کی باتوں سے خبردار اور عالم نہیں آپ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں دنیا اور آخرت میں اولاد آدم میں سب کے سردار ہیں آپ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے جو وحی آتی ہے اسی کو بیان فرماتے ہیں آپ کے تمام اقوال برحق ہیں اور آپ کی بتائی ہوئی تمام خبریں سچی ہیں آپ ہی وہ امام محکم ہیں جن کے پاس جھگڑوں کا لے جانا واجب ہے جو بات آپ کے اقوال و افعال کے موافق ہو اسے مان لینا ضروری ہے اور وہی صحیح ہے اور جو خلاف ہو اس کا چھوڑ دینا واجب ہے خواہ وہ کسی بڑے سے بڑے کی بات ہی کیوں نہ ہو حق تعالیٰ نے فرمایا فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ (نساء ۴/ ۵۹) پھر اگر تم کسی بات میں جھگڑو تو اسے اللہ کی اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو اگر تمہارا اللہ پر اور آخرت پر ایمان ہے یہی بات تمہارے حق میں بہتر ہے اور اچھے انجام والی ہے وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ (شوریٰ ۴۲/ ۱۰) تم جس چیز میں بھی اختلاف کرو اس کا فیصلہ اللہ ہی کی طرف ہے وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ (انعام ۶/ ۱۱۵) اور آپ کے رب کی بات صدق و عدالت میں مکمل ہے یعنی اس کی خبریں سچی ہیں اور اس کے مقرر کئے ہوئے احکام عدالت والے ہیں جس چیز کی میں نے تم کو خبر دی ہے وہ اسی طرح ہے جس طرح میں نے اس کی خبر دی ہے یا یہ قرآن تمام باتوں کی خبر دیتا ہے تم اللہ کے بارے میں اس سے معلومات فراہم کرو۔

مشرکوں کی مذمت: (۶۰) مشرکوں کی مذمت ہے جو غیر اللہ کو سجدے کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ رحمان کیا ہے ہم رحمان کو پہچانتے نہیں یہ اللہ کے اسم اعظم رحمان سے بدکتے تھے اور اسے تسلیم نہیں کرتے تھے جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر تحریر کے وقت معاملہ پیش آیا تھا جب رحمت عالم ﷺ نے علیؓ سے بسم اللہ لکھنے کو فرمایا تو مشرکوں نے کہا ہم رحمان اور رحیم کو نہیں جانتے جیسے تم پہلے لکھا کرتے تھے اسی طرح لکھو یعنی بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اسی لئے حق تعالیٰ نے قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا

فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (اسراء۱۷/۱۱۰) یعنی اللہ اللہ بھی ہے اور رحمان بھی' اتاری اس آیت میں فرمایا کہ جب ان سے رحمان کو سجدہ کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تو کہنے لگتے ہیں رحمان کیا ہے ہم اسے جانتے نہیں اس لئے اس کو مانتے ہی نہیں کیا ہم محض آپ کے کہہ دینے سے رحمان کو سجدہ کرلیں اس بات سے ان کی بیزاری اور نفرت میں اضافہ ہی ہوا ایمان والے تو اسی کی عبادت کرتے ہیں جو اللہ ہے اور رحمٰن ورحیم ہے اس کو تنہا معبود سمجھتے ہیں اور اسی کے آگے جھکتے ہیں۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿٦١﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿٦٢﴾

''وہ ذات برکت والی ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے تارے بنائے اور اس میں سورج اور ایک چمدار چاند جڑ دیا اس نے رات اور دن ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والے اس کے لئے بنائے جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے''۔

قدرت کی ہمہ گیری کا بیان: (۶۱) حق تعالیٰ اپنی ذات ستودہ صفات کی بڑائی اور اپنی قدرت کی عظمت و ہمہ گیری کا بیان فرما رہا ہے کہ اس نے آسمان میں کیسے خوبصورت برج جڑ دیئے برج یعنی بڑے بڑے تارے۔ نیز دوسری جگہ سورہ ملک میں فرمایا (۱) وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا (۶۷/۵) ہم نے دنیوی آسمان کو چراغوں سے جگمگا دیا سراج سے مراد سورج ہے جو عالم وجود میں چراغ کی طرح ہے فرمایا (۲) وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا (نباء ۷۸/۱۳) اور ہم نے ایک روشن چراغ جڑ دیا پھر فرمایا کہ اس میں جگمگاتا چاند بھی جڑ دیا جو سورج کی نور کے ماسوا درخشاں ہے۔ فرمایا (۳) هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً (یونس ۱۰/۵) اسی نے سورج کو روشن اور چاند کو نورانی بنایا حضرت نوحؑ نے اپنی قوم سے فرمایا تھا اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ (نوح ۷۱/۱۵، ۱۶) کیا تم کو دکھائی نہیں دیتا کہ اللہ نے تہ بہ تہ سات آسمان پیدا فرمائے اور ان میں چاند کو نور بنایا اور سورج کو چراغ

(۶۲) یعنی دن رات ایک دوسرے کے پیچھے آتے جاتے ہیں اور اس نظام میں سرمو فرق نہیں آتا دن آتا ہے تو رات کافور ہو جاتی ہے اور رات آتی ہے تو دن فرمایا (۱) وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنَ (ابراہیم ۱۴/۳۳) اللہ نے سورج اور چاند کو تمہارا مسخر بنا دیا جو ہمیشہ چلتے ہی رہتے ہیں اور دن رات کو بھی تمہارے مسخر بنائے (۲) يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ (اعراف ۷/۵۷) رات دن کو چھپا لیتی ہے اور دوڑ دوڑ کر اسے طلب کرتی آتی ہے (۳) لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَا (یٰس ۳۶/۴۰) نہ سورج کو یہ لائق ہے کہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن پر سبقت کر سکتی ہے پھر فرمایا کہ یہ دن رات جو ایک دوسرے کے پیچھے آتے جاتے ہیں اللہ نے اپنے بندوں کی عبادت کے اوقات معلوم کرنے کے لئے پیدا کئے ہیں۔ لہٰذا جس کا رات کا عمل جاتا رہا ہو وہ دن میں قضا کر کے اس کی تلافی کر لے اور جس کا دن کا جاتا رہا ہو وہ رات میں کر لے ایک صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ رات کو ہاتھ پھیلاتا ہے کہ دن کا گنہگار توبہ کر لے اور دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کا گنہگار توبہ کر لے ایک دفعہ عمرؓ نے چاشت کی نماز لمبی پڑھی پوچھا گیا کہ آپ نے خلاف معمول کیوں دیر تک نماز پڑھی فرمایا میرا کچھ وظیفہ رہ گیا تھا اسے پورا کیا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی (طیالسی)

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ
الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾
وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ
غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ
يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾

''اور مہربان اللہ کے حقیقی بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو وہ سلامتی کی بات کہتے ہیں اور جو اپنے رب کے سامنے سجدے میں اور قیامت میں راتیں بسر کرتے ہیں اور جو یہ دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم سے جہنم کا عذاب ہٹا کیونکہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔ بلاشبہ وہ ٹھہرنے کی اور قیام کرنے کی بدترین جگہ ہے اور جو خرچ کرتے وقت نہ تو بے جا خرچ کرتے ہیں اور نہ کنجوسی ہی کرتے ہیں اور دونوں کے درمیان ایک معتدل راہ اختیار کرتے ہیں''۔

اللہ والوں کے اخلاق حمیدہ کا بیان: (۶۳) ان آیتوں میں اللہ کے نیک بندوں کے اخلاق حمیدہ کا بیان ہے فرمایا جو زمین پر عاجزی اور مسکینی سے وقار کے ساتھ چلتے ہیں ان کی چالوں میں نہ اکڑ ہوتی ہے نہ تکلف ہوتا ہے، اور نہ غرور ٹپکتا ہے دوسری جگہ فرمایا وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا (اسراء/۱۷/۳۷) زمین پر اکڑ کر نہ چل نہ تو تو زمین پھاڑ سکتا ہے اور نہ اتنا لمبا ہو سکتا ہے کہ پہاڑ تک پہنچ جائے اللہ والے تو بلا غرور و اکڑ کے اور بلا اتراہٹ و تصنع کے زمین پر اطمینان سے چلتے ہیں اس سے یہ مطلب نہیں کہ وہ بیماروں کی طرح گرتے پڑتے اور آہستہ آہستہ چلتے ہیں اور لوگوں کو دکھانے کے لئے چلنے میں تصنع سے کام لیتے ہیں کیونکہ رحمت عالم ﷺ جو اولاد آدم کے سردار ہیں جب چلتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا اوپر سے نیچے اتر رہے ہیں گویا زمین آپ کے لئے سمٹی جا رہی ہے ایک دفعہ عمرؓ نے ایک نوجوان کو دیکھا۔ آہستہ آہستہ چل رہا ہے پوچھا کیا بات ہے کیا بیمار ہو بولے نہیں آپ نے درہ اٹھایا اور حکم دیا کہ طاقت کے ساتھ چلو۔

پھر فرمایا کہ جب ان سے جاہل باتیں کرتے ہیں تو وہ سلامتی کی باتیں کرتے ہیں یعنی اگر جاہل ان سے جہالت کی شرمناک و بری باتیں کرتے ہیں تو یہ ان کی طرح جہالت کی باتیں نہیں کرتے بلکہ معاف و درگذر کر دیتے ہیں اور اچھی ہی بات کرتے ہیں جیسا کہ رحمت عالم ﷺ میں جاہل کی سختی سے اور بردباری بڑھ جایا کرتی تھی دوسری جگہ فرمایا وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ (قصص ۲۸/۵۵) اور جب وہ کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اسے ٹال جاتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے عمل ہمارے لئے ہیں اور تمہارے عمل تمہارے لئے ہم تم کو سلامتی ہی کی دعا دیتے ہیں اور جاہلوں سے الجھنا نہیں چاہتے رحمت عالم کے سامنے ایک شخص نے کسی کو گالی دی اور جسے گالی دی گئی تھی وہ کہہ رہا تھا کہ تجھ پر سلامتی ہو یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ تم دونوں میں فرشتہ تیری طرف سے جواب دے رہا تھا۔ یہ شخص جو گالی تجھ کو دیتا تھا فرشتہ کہتا تھا یہ اس کا حقدار نہیں ہے بلکہ تو اس کا اہل ہے اور جب تو یہ کہتا

تھا کہ تجھ پر سلامتی ہو تو فرشتہ کہتا تھا اس پر نہیں بلکہ تجھ پر سلامتی ہو تو ہی سلامتی کا اہل ہے وہ نہیں (ل) باسناد حسن) پھر فرمایا کہ اللہ کے بندے جاہلوں کو برا نہیں کہتے بلکہ اپنی زبان سے ان کے جواب میں اچھی باتیں ہی نکالتے ہیں اگر دوسران پر ظلم کرتا ہے تو یہ بردباری سے کام لیتے ہیں اور زندگی کے ایام اللہ کے بندوں کے ساتھ اسی طرح گزارتے ہیں کہ ان کی ترش وتلخ باتیں سن کر درگذر کرتے رہتے ہیں اور ان کی راتیں خیر وبرکات والی ہوتی ہیں چنانچہ اگلی آیت یعنی آیت نمبر۶۴ میں فرمایا۔

اللہ والوں کی راتیں عبادت میں گذرتی ہیں: (۶۴) اللہ کے بندوں کی راتیں اللہ کی اطاعت وعبادت میں گذرتی ہیں دوسری جگہ فرمایا كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ (ذاریات۵۱/۱۸) یہ رات میں بہت ہی کم سوتے ہیں اور رات کے پچھلے حصوں میں اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ (سجدہ۳۲/۱۶) ان کی کروٹیں خواب گاہوں سے دور ہو جاتی ہیں اللہ کو خوف ورجا سے پکارتے رہتے ہیں اور ہماری دی ہوئی روزیوں میں سے خرچ کرتے ہیں اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ (زمر۳۹/۹) بھلا جو شخص رات کی ساعتوں میں سجدہ وقیام کی حالت میں عبادت کر رہا ہو اور آخرت سے ڈر رہا ہو اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہو وہ اور جو ایسا نہ کرتا ہو وہ کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

اللہ والوں کی راتوں کو بلک بلک کر دعائیں: (۶۵) راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے مالک ہم سے جہنم کا عذاب دور رکھ کیونکہ اس کا عذاب جس کسی کو چمٹ جاتا ہے تو پیچھا نہیں چھوڑتا وہ ہمیشہ عذاب میں جلتا بھنتا رہتا ہے اگر وہ کسی کو عذاب دے تو چمٹ کر رہ جاتا ہے اور اگر عطائے جزیل سے نوازے تو پرواہ نہیں کرتا اس کے عذاب بھی کبھی پیچھا نہ چھوڑنے والے اور اس کی عطائیں بھی اندازہ وحساب سے باہر ہیں۔

جہنم ہر اعتبار سے بدترین جگہ ہے: (۶۶) یعنی منزل کے اعتبار سے بھی یہ جگہ بری ہوگی اور مقام وخواب گاہ کے اعتبار سے بھی، مالکؒ بن حارث کہتے ہیں جب کسی کو جہنم میں جھونکا جائے گا تو وہ اس میں گرے گا جب اس کے بعض دروازوں سے راہ میں گزرے گا تو اس سے کہا جائے گا ذرا ٹھہر جا اور یہ تحفہ لیتا جا۔ پھر اسے سانپوں اور بچھوؤں کے زہر کا بھرا ہوا جام پلایا جائے گا جس کو پیتے ہی کھال الگ اور بال الگ جا پڑیں گے۔ اسی طرح پٹھے اور رگیں سب الگ الگ ہو جائیں گی عبید بن عمیرؒ فرماتے ہیں جہنم میں کنوؤں کی طرح گڑھے ہیں جن میں بختی اونٹوں جیسے اژدھا اور سیاہ خچروں کے برابر بچھو ہیں جب دوزخیوں کو دوزخ میں پھینکا جائے گا تو یہ سانپ اور بچھو وہاں سے نکل کر انہیں لپیٹ کر ان کے ہونٹ، سر کے بال اور جسم کے دیگر حصے میں ڈس لیں گے جن کے زہر سے گوشت گل کر قدموں پر آ پڑے گا۔ پھر جب وہ آگ کی گرمی محسوس کریں گے تو پھر اپنی جگہ لوٹ جائیں گے۔

اللہ والے بیجا خرچ نہیں کرتے: (۶۷) یعنی بے جا خرچ نہیں کرتے کہ ضرورت سے زیادہ خرچ کریں اور نہ بخل کرتے ہیں کہ حقداروں کا حق مار لیں اور انہیں حسب ضرورت خرچ نہ دیں بلکہ اعتدال کے ساتھ درمیانی راہ چلتے ہیں کیونکہ درمیانی راہ بہترین راہ ہوتی ہے فرمایا وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً (اسراء۱۷/۲۹) اور اپنا ہاتھ گردن میں بندھا نہ رکھو اور نہ اسے پوری طرح سے پھیلا ہی دو ورنہ الزام خوردہ اور محتاج ہو کر بیٹھ رہو گے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا وہی شخص سمجھ دار ہے جو کمائی میں درمیانی راہ اختیار کرے (ل) (۲) جس نے درمیانی راہ اختیار کی وہ فقیر نہ ہو گا (ل) (۳) مالداری میں درمیانی راہ کیسی اچھی ہے اور فقیری میں بھی اور عبادت میں بھی (مسند بزار)

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾

''جو اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں کرتے اور ناحق کسی کو قتل نہیں کرتے جس کا قتل اللہ نے حرام فرما دیا ہے اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو ایسا کرے گا سزا بھگتے گا اور قیامت کے دن اس کی سزا بڑھتی ہی چلی جائے گی اور وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ ذلیل ہو کر رہے گا مگر جس نے توبہ کر لی ایمان لے آیا اور نیک کام کرتا رہا اللہ ایسے لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل ڈالے گا اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور بے حد مہربان ہے اور جس نے توبہ کی اور نیک کام کرتا رہا وہ اللہ کی طرف اچھی طرح سے رجوع کر رہا ہے''۔

شرک سب سے بڑا گناہ ہے: (۶۸) رحمت عالم ﷺ سے سب سے بڑے گناہ کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا خالق کے ساتھ شرک کرنا پوچھا گیا پھر اس کے بعد والا فرمایا اپنے ساتھ کھانے کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل کر ڈالنا پوچھا گیا پھر اس کے بعد والا فرمایا اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا ابن مسعودؓ راوی حدیث نے فرمایا کہ اسی کی تصدیق میں یہ آیت اتری (قان)

(۲) حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا یاد رکھو سب سے بڑے بڑے گناہ صرف چار ہی ہیں اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو ناحق کسی کو قتل نہ کرو جس کا قتل کرنا حرام ہے زنا نہ کرو اور بے جا خرچ نہ کرو (ن) (۳) ایک دفعہ آپ نے صحابہؓ سے پوچھا زنا کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ بولے یہ اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کر دیا ہے اس لئے یہ قیامت تک حرام ہی ہے فرمایا کسی کا دس عورتوں سے زنا کرنا پڑوسی کی عورت سے زنا کرنے سے بہت ہلکا ہے فرمایا چوری کے بارے میں کیا کہتے ہو بولے اسے بھی اللہ نے اور اس کے رسول نے حرام فرما دیا ہے اور (ہمیشہ کے لئے) حرام ہے (فرمایا کسی کا دس گھروں میں چوری کرنا پڑوسی کے گھر کی چوری سے بہت ہلکا ہے (ل) یعنی پڑوسن سے زنا کرنا اور پڑوسی کے گھر میں چوری کرنا زنا اور چوری کے گناہ کو بڑھا دیتا ہے پھر فرمایا کہ جو شخص ایسا کرے گا اسے سزا بھگتنی پڑے گی ابن عمرؓ: اثام جہنم کی ایک وادی ہے یعنی وہ اس کی سزا بھگتنے کے لئے اس وادی میں داخل کیا جائے گا۔ و نیز آثام کے معنی جزا کے بھی ہیں یہ معنی ظاہر آیت کے زیادہ مناسب ہے۔

(۶۹) یعنی قیامت کے دن ان پر عذاب بڑھتا ہی چلا جائے گا یہ سخت اور بار بار عذاب میں گرفتار کئے جائیں گے اور اس میں ہمیشہ کے لئے ذلیل و خوار رہیں گے۔

(۷۰) مذکورہ بالا گندی عادتوں پر یہ سزا ملے گی ہاں جس نے توبہ کر لی اللہ کے سامنے جھک گیا اور ان گناہوں سے رک گیا حق تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

قاتل کی توبہ صحیح ہے: معلوم ہوا کہ قاتل کی توبہ صحیح ہے اس میں اور وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا

الخ (نساء ۴/۹۳) میں کوئی مخالفت نہیں کیونکہ وہ اگر چہ مدنی ہے مگر مطلق ہے اور اس کا تعلق توبہ کرنے والوں سے نہیں اور آیت توبہ سے مقید ہے (مطلق کو مقید پر محمول کیا جاتا ہے) علاوہ ازیں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ یہ گناہ معاف نہیں فرماتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے (معلوم ہوا کہ قتل بھی معاف ہو جاتا ہے) صحیح حدیث سے بھی قاتل کی توبہ کا صحیح ہونا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اس شخص کے قصے سے معلوم ہوتا ہے جس نے سو قتل کئے تھے پھر اس نے توبہ کر لی تھی اللہ نے اس کی توبہ قبول فرمالی اس کے علاوہ اور بھی حدیثوں سے ثابت ہے۔

تائب کی برائیاں بھلائیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں: پھر فرمایا کہ اللہ توبہ کرنے والوں کی برائیاں بھلائیوں سے بدل دے گا یعنی جب انہوں نے بجائے برائیوں کے نیکیاں کرنی شروع کر دیں اور ایمان لا کر نیکیوں میں مصروف ہو گئے تو اللہ نے انہیں برائیوں سے نیکیوں کی طرف پھیر دیا اور ان کی حالت و عادت ہی پلٹ دی۔ اس آیت کا دوسرا معنی یہ ہے کہ گذشتہ برائیاں خالص توبہ سے نیکیاں کر دی جاتی ہیں کیونکہ جب بھی مومن کو برائیاں یاد آتی ہیں تو ان پر نادم ہوتا ہے انا اللہ پڑھتا ہے اور معافی مانگتا ہے تو گناہ اطاعت سے بدل جاتا ہے اگر چہ قیامت کے دن یہ برائیاں اعمال نامے میں لکھی ہوئی ہوں گی لیکن ان پر پکڑ نہ ہو گی کیونکہ اس میں بدلی ہوئی نیکیاں بھی مندرج ہوں گی جیسا کہ احادیث و آثار سے ثابت ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا میں اس جہنمی کو پہچانتا ہوں جو سب سے اخیر میں جہنم سے نکلے گا اور سب سے اخیر میں جنت میں جائے گا ایک شخص جو لایا جائے گا حق تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کے بڑے گناہوں سے قطع نظر کر کے چھوٹے گناہوں کی باز پرس کر و اس سے پوچھا جائے گا کیا تو نے فلاں دن فلاں فلاں گناہ کئے تھے اور فلاں فلاں دن فلاں فلاں گناہ؟ وہ اقرار کرلے گا اور انکار کئے نہ بنے گی پھر کہا جائے گا کہ تیرے لئے ہر برائی کے بدلے نیکی ہے یہ عرض کرے گا کہ اے رب میں نے ان کے علاوہ کچھ اور بھی گناہ کئے تھے جن کو میں یہاں نہیں دیکھتا۔ پھر رحمت عالم ﷺ خوب کھل کر ہنسے (م) یعنی ابھی ابھی اس سے قبل سہا ہوا تھا اور جب معاملہ اپنے حق میں دیکھا تو اپنے چھپے ہوئے گناہوں کا اظہار کرنے لگا۔

توبہ کا بیان: (۱۷) بندوں پر اللہ کی ہمہ گیر رحمت کا بیان ہے کہ جو شخص سچے دل سے اللہ سے توبہ کر لے حق تعالیٰ اس کا گناہ معاف فرما دے گا خواہ گناہ بڑا ہو یا چھوٹا سنگین ہو یا غیر سنگین حق تعالیٰ توبہ قبول فرما لیتا ہے فرمایا (۱) قُلۡ يٰعِبَادِيَ الَّذِيۡنَ اَسۡرَفُوۡا (زمر ۳۹/۵۳) آپ میرے بندوں سے فرما دیں کہ جنہوں نے اپنے نفسوں پر اسراف کیا ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں یقیناً اللہ توبہ کرنے والوں کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے (۲) وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا (نساء ۴/۱۱۰) جو کوئی برائی کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ سے معافی مانگ لے تو اللہ کو بخشنے والا اور مہربان پائے گا (۳) اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡٓا اَنَّ اللّٰهَ (توبہ ۹/۱۰۴) کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

وَالَّذِيۡنَ لَا يَشۡهَدُوۡنَ الزُّوۡرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوۡا بِاللَّغۡوِ مَرُّوۡا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيۡنَ اِذَا
ذُكِّرُوۡا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمۡ لَمۡ يَخِرُّوۡا عَلَيۡهَا صُمًّا وَّعُمۡيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيۡنَ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا
هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡيُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾

''اور جو لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی لغو بات سے گذرتے ہیں تو شریفانہ طور سے گذر جاتے ہیں اور جب انہیں ان کی رب کی آیتوں سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اندھے اور بہرے ہو کر ان پر نہیں گرتے اور جو یہ دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہماری بیویوں سے اور ہماری اولاد سے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پارساؤں کا پیشوا بنا''۔

اللہ والوں کا برائیوں سے اجتناب: (۷۲) اللہ والوں کی یہ عادتیں بھی ہوتی ہیں کہ وہ شرک و بت پرستی سے نفرت کرتے ہیں اور جھوٹ و فسق و فجور سے کفر و شرک سے اور لغو و باطل سے بچتے ہیں' لغو گانے کو بھی کہا جاتا ہے یعنی وہ گانا بھی نہیں سنتے اور مشرکوں کی عیدوں میں بھی شریک نہیں ہوتے بری اور فحش مجلسوں میں نہیں اٹھتے بیٹھتے میکدوں میں شراب پینے کے لئے نہیں جاتے اور نہ شراب کی رغبت رکھتے ہیں وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے رحمت عالم ﷺ نے تین بار فرمایا کیا میں کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ تم کو نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ضرور بتایئے' فرمایا شرک اور ماں باپ کی نافرمانی آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر بیٹھ کر فرمایا یاد رکھو اور جھوٹی گواہی اور جھوٹی گواہی آپ بار بار یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ ہمیں تمنا ہوئی کہ آپ خاموش ہو جائیں (ق) بظاہر انداز بیان سے یہی معلوم ہوتا ہے' کہ وہ اس قسم کی جگہوں پر حاضر نہیں ہوتے اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جب بے ہودہ جگہوں سے ان کا گذر ہوتا ہے تو کریمانہ طور سے گذر جاتے ہیں اور دامن بچا کر صاف نکل جاتے ہیں۔ ایک دفعہ ابن مسعودؓ کسی تماشے کے پاس سے گذرے مگر ٹھہرے نہیں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ ابن مسعودؓ کریمانہ صبح و شام گذارتے ہیں (ابن ابی حاتم)

مومن اللہ کے ذکر کے وقت کانپ اٹھتے ہیں: (۷۳) یہ بھی ایمان والوں کی عادتیں ہیں کہ ان کے دل اللہ کا ذکر کرتے وقت کانپ اٹھتے ہیں فرمایا اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ (انفال ۸/۲) اللہ کا ذکر کرتے وقت ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور اس کی آیتوں کی تلاوت کے وقت ان کے ایمان بڑھ جاتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں بخلاف کافروں کے کہ ان پر کلام اللہ سننے کے باوجود بھی کوئی اثر نہیں ہوتا اور نہ ان کی موجودہ حالت میں کوئی تغیر آتا ہے بلکہ برابر کفر و سرکشی پر اور جہالت و گمراہی پر اڑے رہتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ (توبہ ۹/۱۲۴، ۱۲۵) اور جب کبھی کوئی سورت اترتی ہے تو بعض ان میں سے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو بڑھایا لیکن ایمان والوں کے ایمان کو یہ سورت بڑھا دیتی ہے اور وہ اس سے کھل اٹھتے ہیں البتہ جن کے دلوں میں روگ ہے یہ ان کی ناپاکی میں اور ناپاکی کا اضافہ کر دیتی ہے۔

قرآن سے مومن متاثر ہوتے ہیں کافر نہیں: پھر فرمایا کہ وہ ان آیتوں پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے بخلاف کافروں کے کہ وہ آیتوں کو سن کر متاثر نہیں ہوتے اور ان کی حالت میں انقلاب نہیں پیدا ہوتا گویا وہ بہرے اور اندھے ہیں انہوں نے نہ آیتیں سنیں اور نہ کلام اللہ دیکھا اور نہ اسے سمجھا بہت سے لوگ آیتیں پڑھ کر ان پر بہرے اور اندھے ہو کر گر پڑتے ہیں مسلمان نہ حق سے بہرے ہوتے ہیں اور نہ اندھے اللہ کی قسم ان لوگوں نے تو حق کو سمجھا اور قرآن کی آیتوں سے فائدہ اٹھایا۔

نیک اولاد کی دعا: (۷۴) اللہ والے اللہ سے برابر یہ دعا مانگتے رہتے ہیں کہ ان کی اولاد نیک و صالح ہو توحید پرست ہو اور اللہ کی اطاعت و عبادت میں دلچسپی لے تاکہ ان سے دنیا اور آخرت میں ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں (اور انہیں دیکھ کر آنکھوں میں نور اور دل میں سرور پیدا ہو) اس سے ان کی مراد حسن و جمال اور خوبصورتی نہیں ان کی تو یہ آرزو ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے وفادار اور

اطاعت گذار بندے ہوں۔

پھر فرمایا کہ ہمیں پارساؤں کا پیشوا بنا کر ہر نیکی میں ہماری اقتدا کی جائے ہم راہ یافتہ رہنما ثابت ہوں اور لوگوں کو بھلائیوں کی طرف بلاتے رہیں لہٰذا مسلمانوں کو یہ بات محبوب ہے کہ وہ اور ان کی اولاد سب مل جل کر اللہ کی عبادت کریں اور ان کی ہدایت سے دوسرے بھی فائدہ اٹھائیں تا کہ اس کا ثواب بڑھ جائے اور انجام بہ خیر ہو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل ختم ہو جاتے ہیں بجز تین قسم کے عملوں کے نیک اولاد چھوڑ جائے جو اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہے یا علم چھوڑ جائے جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا رہے یا صدقۂ جاریہ چھوڑ جائے۔(م)

أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ﴿٧٥﴾ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٧٦﴾ قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۖ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾

''انہیں لوگوں کو صبر کرنے کی وجہ سے صلہ میں بالا خانے ملیں گے اور وہاں انہیں دعاء وسلام پہنچایا جائے گا جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے وہ حسین وعمدہ جگہ اور مقام ہے آپ فرمادیں اگر تم ایمان نہیں لاتے تو میرا رب تمہاری پرواہ بھی نہیں کرتا' تم جھٹلا چکے ہو اب عنقریب ہی تم کو اس کی سزا مل جانے والی ہے جو تمہیں چمٹ جائے گی''۔

اخلاق حمیدہ والے مومنوں کے لئے جنت ہے: (۷۵) اوپر مومنوں کے اخلاق حمیدہ' اقوال جمیلہ اور افعال جلیلہ کا بیان تھا اس آیت میں فرمایا کہ جو مومن مذکورہ بالا اخلاق حمیدہ سے متصف ہیں انہیں قیامت کے دن بہشت میں بالا خانے ملیں گے۔ چونکہ دنیا میں وہ صبر پر قائم رہے تھے اس لئے آج اس کے صلے میں انہیں یہ بالا خانے ملے ہیں اور جنت میں ان پر چاروں طرف سے مبارکبادیوں کی اور سلام ہی کی آوازیں گونج رہی ہوں گی فرشتے ان کی آؤ بھگت کررہے ہوں گے اور ان کا ادب واحترام اور عزت واکرام ہو رہا ہوگا آج ان پر بھی سلامتی ہے اور ان کے لئے بھی سلامتی ہے کیونکہ فرشتے جنت کے ہر دروازے سے آ کر انہیں سلامتی کی دعائیں دیں گے کہ یہ تمہارے صبر کا صلہ ہے دیکھو اس گھر کا انجام کتنا اچھا ہے۔

دائمی بالا خانے: (۷۶) پھر فرمایا کہ وہ ان بالا خانوں میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے نہ انہیں اکتا کر چھوڑیں گے نہ ان سے ہٹیں گے نہ انہیں وہاں موت آئے گی نہ ان سے علیحدہ ہوں گے اور نہ انہیں چھوڑ کر دوسرے مقام ڈھونڈھیں گے فرمایا وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا (ھود ۱۱/ ۱۰۸) لیکن خوش نصیب لوگ جنت میں ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے جب تک کہ آسمان وزمین قائم رہیں گے۔ پھر فرمایا کہ اس منزل کا نظارہ دلکش ودل فریب ہوگا اور وہ آرام گاہ نفیس وپاکیزہ ہوگی۔

عبادت ہی ذریعہ محبت الٰہی ہے: (۷۷) یعنی جب تم اللہ کی عبادت نہ کرو گے اس پر ایمان نہ لاؤ گے تو اللہ کو بھی تمہاری پرواہ نہ ہوگی کیونکہ اس نے تم کو اپنی عبادت اپنی توحید اور اپنی پاکی ہی کے لئے پیدا فرمایا ہے اللہ نمک حراموں کا کیا کرے گا (دعا سے ایمان مراد ہے)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ کو کافروں کی ضرورت نہیں کیونکہ اس نے انہیں مومن نہیں بنایا اگر اسے ان کی حاجت ہوتی تو

مسلمانوں کی طرح ان کے دلوں میں بھی ایمان کی تڑپ پیدا فرما دیتا پھر فرمایا کہ اے کافرو تم نے حق جھٹلایا یہ تمہاری تکذیب عنقریب اللہ کا عذاب بن کر تم کو چمٹ جانے والی ہے اس سے تم پر اللہ کا عذاب آ جائے گا اور تم دنیا اور آخرت میں تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔

الحمدللہ سورہ فرقان کی تفسیر پایہ تکمیل کو پہنچی اللہ پاک قبول فرما کر جنت کا ذخیرہ بنائے آمین۔

سورہ شعراء

یہ بترتیب مصحف ۲۶ ویں اور بترتیب نزول ۴۷ ویں سورہ ہے۔ اور مکی سورہ ہے اس میں ۲۲۷ آیتیں اور ۱۱ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ اَلَّا يَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۳﴾ اِنۡ نَّشَاۡ نُنَزِّلۡ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتۡ اَعۡنَاقُهُمۡ لَهَا خٰضِعِيۡنَ ﴿۴﴾ وَمَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ ذِكۡرٍ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ مُحۡدَثٍ اِلَّا كَانُوۡا عَنۡهُ مُعۡرِضِيۡنَ ﴿۵﴾ فَقَدۡ كَذَّبُوۡا فَسَيَاۡتِيۡهِمۡ اَنۡۢبٰٓؤُا مَا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۶﴾ اَوَلَمۡ يَرَوۡا اِلَى الۡاَرۡضِ كَمۡ اَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍ كَرِيۡمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ‌ؕ وَمَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۸﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ﴿۹﴾ ع

”میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان و بے حد رحم والا ہے

طسم (کے معنی تو اللہ ہی جانتا ہے) یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں ان کے ایمان نہ لانے پر شاید آپ اپنی جان ہلاک کر ڈالیں گے اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک نشانی اتار دیں جس کے سامنے ان کی گردنیں جھک جائیں ان کے پاس مہربان اللہ کی طرف سے جو نصیحت بھی آئی اسی سے اعراض کرتے رہے انہوں نے جھٹلایا ہے لہٰذا جلدی ہی ان کے پاس اس کی خبریں آ پہنچیں گی جس سے یہ مذاق کیا کرتے ہیں کیا انہوں نے زمین نہیں دیکھی کہ ہم نے اس پر کتنے نفیس جوڑے پیدا کئے ہیں یقیناً اس میں نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں اور یقیناً آپ کا رب ہی سب پر غالب ہے اور بے حد مہربان ہے“۔

قرآن کی توصیف: (۱) طسم یہ حروف مقطعات ہیں ان کا معنی اللہ ہی جانتا ہے (۲) یعنی یہ روشن قرآن کی آیتیں ہیں جو صاف واضح ہیں اور حق و باطل میں اور ہدایت و ضلالت میں حد فاصل ہیں۔

رحمت عالم ﷺ کو لوگوں کے ایمان کی تڑپ: (۳) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان کے ایمان نہ لانے پر اپنی جان کھو دیں

گے آپ چاہتے ہیں کہ سب مشرک ایمان لے آئیں اور ان کی بے ایمانی پر آپ کو رنج وصدمہ ہوتا ہے اس آیت میں رحمت عالم ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ جو ازلی کافر ایمان نہیں لاتے آپ ان کا خیال نہ کریں دوسری جگہ فرمایا (۱) فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ (فاطر ۳۵/۸) ان پر افسوس کرنے سے کہیں آپ کی جان نہ جاتی رہے (۲) فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰٓ اٰثَارِهِمْ (کہف ۱۸/۶) شاید آپ ان کے پیچھے صدمے سے اپنی جان ہلاک کر دیں اگر وہ اس قرآن پر ایمان نہ لائیں گے۔

اختیاری ایمان مطلوب ہے: (۴) یعنی اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے کوئی ایسی نشانی اتار دیں جو انہیں ایمان لانے پر مجبور کر دے لیکن ہم ایسا نہیں کرتے کیونکہ ہم اختیاری ایمان چاہتے ہیں اضطراری نہیں فرمایا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ (یونس ۱۰/۹۹) اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام روئے زمین کے انسان ایمان لے آتے پھر کیا آپ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کرتے ہیں۔ فرمایا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ (ھود ۱۱/۱۱۸) اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی قوم بنا دیتا لہٰذا اللہ نے اپنے اندازے کو جاری فرمایا اختلاف مذاہب میں بھی اس کی حکمت کارفرما ہے اور لوگوں کے پاس رسول اور کتابیں بھیج کر اس نے اپنی حجت پوری فرما دی ہے۔

اکثر لوگ آسمانی کتابوں سے منہ پھیرتے رہے: (۵) جب کبھی کوئی آسمانی کتاب اتری اس سے اکثر لوگوں نے اعراض کیا فرمایا وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ (یوسف ۱۲/۱۰۳) آپ ایمان کے کتنے ہی خواہش مند ہوں لیکن اکثر ایمان لانے والے نہیں یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ (یس ۳۶/۳۰) ہائے افسوس بندوں پر ان کے پاس جو رسول بھی آتا ہے اسی کا مذاق اڑاتے ہیں ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا (مومنون ۲۳/۴۴) پھر ہم نے لگاتار رسول بھیجے جب کسی امت کے پاس اس کا رسول آیا اس نے اسے جھٹلا دیا۔

(۶) یعنی ان کے پاس جو حق آیا اسے انہوں نے جھٹلا دیا یہ ایک زمانے کے بعد اس تکذیب کا نتیجہ بھگتیں گے فرمایا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا (شعراء ۲۶/ ۲۲۷) اور ظالم عنقریب جان لیں گے کہ انہیں کیسی جگہ لوٹ کر جانا ہے۔

اللہ کی شوکت وعظمت کا بیان: (۷و۸) ان آیتوں میں حق تعالیٰ کے غلبہ واقتدار کا اس کی شان وشوکت کا اور اس کی جلیل الشان سطوت وعظمت کا بیان ہے کہ جس کے رسول کی مخالفت کی جا رہی ہے اور جس کی کتاب مقدس کو جھٹلایا جا رہا ہے وہ سب پر غالب ہے سب کو گھیرے ہوئے ہے اور عظیم قدرت والا ہے جس نے زمین بنائی پھر اس پر نباتات کے کھیتی باڑی کے پھل اور پودوں کے اور جانداروں کے طرح طرح کے نفیس وعمدہ اور خوبصورت جوڑے پیدا کئے انسان بھی زمین کی نباتات میں سے ہے پھر جو جنت میں چلا گیا وہ کریم (عزت والا) ہے اور جو جہنم رسید ہوا وہ لئیم (بدبخت) ہے بیشک ان سب میں ایمان والوں کے لئے ایک نشانی ہے لیکن اکثر اس پر ایمان نہیں لاتے۔

اللہ بڑا بردبار ہے: (۹) عزیز یعنی جو ہر چیز پر چھا جائے اور غالب آ جائے رحیم یعنی آپ کا رب اپنی مخلوق پر بڑا ہی مہربان ہے گناہگاروں کو جلدی سزا نہیں دیتا بلکہ انہیں مہلت اور ڈھیل دے دیتا ہے پھر بھی اگر وہ گناہوں سے باز نہیں آتے تو پھر انہیں سختی سے پکڑ لیتا ہے مخالفوں اور مشرکوں سے انتقام لینے میں غالب ہے اور توبہ کرنے والوں پر اور اپنی طرف جھکنے والوں پر کمال مہربان ہے۔

وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۚ أَلَا
يَتَّقُونَ ﴿١١﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ ﴿١٢﴾ وَيَضِيقُ صَدْرِي
وَلَا يَنطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ﴿١٣﴾ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنبٌ فَأَخَافُ
أَن يَقْتُلُونِ ﴿١٤﴾ قَالَ كَلَّا ۖ فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا ۖ إِنَّا مَعَكُم مُّسْتَمِعُونَ ﴿١٥﴾
فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا
بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٧﴾ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ
عُمُرِكَ سِنِينَ ﴿١٨﴾ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾
قَالَ فَعَلْتُهَا إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ﴿٢٠﴾ فَفَرَرْتُ مِنكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ
فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٢١﴾ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا
عَلَيَّ أَنْ عَبَّدتَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٢٢﴾

"اور جب آپ کے رب نے موسیٰ (علیہ السلام) کو آواز دے کر کہا کہ ظالموں کے پاس جاؤ یعنی فرعون کی قوم کے پاس کیا یہ تقویٰ اختیار نہیں کریں گے بولے اے رب مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے میرا سینہ بھنچ رہا ہے اور زبان میں روانگی نہیں تو ہارون کے پاس وحی بھیج اور ان کا میرے ذمے ایک جرم بھی ہے مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے قتل کر ڈالیں گے فرمایا ایسا کبھی نہ ہوگا تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور سننے والے ہیں دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم رب العالمین کے بھیجے ہوئے ہیں کہ ہمارے ساتھ اسرائیلیوں کو روانہ کر دے فرعون بولا کیا ہم نے بچپنے کے زمانے میں اپنے ہاں تیری پرورش نہیں کی تھی کیا تو نے اپنی زندگی کے کئی سال ہم میں نہیں گذارے اور تو نے اپنا وہ کام بھی کیا تھا جو تو کر گیا تھا اور تو احسان فراموشوں میں سے ہے فرمایا میں نے وہ کام ایسی حالت میں کیا تھا کہ میں راہ بھولے ہوئے لوگوں میں سے تھا پھر میں نے تم سے خوف کیا تو تم سے بھاگ گیا پھر مجھے میرے رب نے حکم عطا فرمایا اور مجھے اپنا پیغمبر بنا دیا کیا یہی وہ احسان ہے جس کو تو مجھے جتا کر اسرائیلوں کو غلام بنا کر رکھنا چاہتا ہے"۔

موسیٰ علیہ السلام کو طور پر پیغمبری مل گئی: (۱۰) حق تعالیٰ نے طور کی سیدھی جانب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آواز دے کر جو حکم اپنے بندے رسول اور کلیم کو دیا تھا اس کا بیان ہے کہ اللہ نے انہیں آواز دے کر بلایا ان سے کلام کیا' سرگوشی کی انہیں چن کر رسول بنایا اور حکم فرمایا کہ فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس جا کر انہیں سمجھاؤ یہ لوگ ظالم ہیں۔

(۱۱) یعنی نہ تو اللہ سے ڈرتے ہیں اور نہ کسی گناہ سے شرماتے ہیں۔

(۱۲) کلیم اللہ نے اپنی چند بشری کمزوریاں حق تعالیٰ سے بیان کیں فرمایا مجھے فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف سے جھٹلانے کا ڈر ہے۔

(۱۳) یعنی میرا دل تنگ ہونے لگتا ہے' زبان میں روانگی بھی نہیں آپ ہارون کے پاس بھی وحی بھیج دیں کہ میں ان ظالموں سے جو کچھ کہوں یہ اپنے خطیبانہ انداز سے ان کے دلوں میں اتار دیں۔ علاوہ ازیں میرا دل مضبوط ہو جائے تا کہ مرعوب ہوئے بغیر انہیں تبلیغ کر سکوں زبان کی گرہ بھی کھل جائے کہ توحید کے سمجھانے میں قاصر نہ رہوں اور دوسری جگہ فرمایا قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي (۲۰/۲۵) اے رب میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تا کہ لوگ میری بات سمجھیں اور میرے گھر والوں میں سے میرا وزیر ہارون کو بنا جو میرے بھائی ہیں اور ان سے مجھے تقویت پہنچا اور انہیں میرے کام میں شریک فرما تا کہ ہم کثرت سے تیری پاکی بیان کریں اور تیرا خوب ذکر کریں یقیناً تو ہمیں خوب دیکھ رہا ہے اللہ نے جواب دیا کہ موسیٰ تمہاری دعائیں قبول ہو گئیں۔

(۱۴) قتل کا اندیشہ اس لئے ہے کہ قبطی کے قصاص میں آپ کو قتل کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے آپ مصر سے بھاگنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

(۱۵) حق تعالیٰ نے جواب دیا کہ تم کسی بات کا فکر نہ کرو وہ ایسا ہرگز نہ کر سکیں گے دوسری جگہ فرمایا سَنَشُدُّ عَضُدَكَ (قصص ۲۸/۳۵) ہم تم کو تمہارے بھائی سے تقویت پہنچائیں گے اور تم کو غلبے والی دلیل عطا فرمائیں گے ہماری نشانیوں کے ہوتے ہوئے وہ تم تک نہ پہنچ سکیں گے تم دونوں اور تمہارے ماننے والے ہی غالب رہیں گے پھر فرمایا تم دونوں ہماری آیتیں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور سننے والے ہیں دوسری جگہ فرمایا إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ (طٰہٰ ۲۰/۴۶) میں تم دونوں کے ساتھ ہوں اور سن اور دیکھ رہا ہوں یعنی میری حفاظت میری حراست میری مدد اور میری تائید تمہارے ساتھ ہے۔

(۱۶) یعنی فرعون وفرعونیوں سے کہو کہ ہم اللہ کے رسول ہیں دوسری آیت میں فرمایا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ (طٰہٰ ۲۰/۴۷) ہم دونوں تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں یعنی ہم میں سے ہر ایک کو تیری طرف بھیجا گیا ہے)

(۱۷) یعنی اسرائیلیوں کو اپنی غلامی سے اپنے قبضے سے اپنے قہر وتسلط سے اور اپنی ستم آرائیوں سے چھوڑ دے کیونکہ وہ اللہ کے ایمان والے بندے ہیں اور اس کی جماعت ہیں اور تیرے راج میں ذلت والی تکلیفوں میں مبتلا ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ سوال سن کر فرعون نے منہ پھیر لیا پھر انکی طرف نگاہ حقارت وعیب سے دیکھ کر بولا۔

فرعون کا جواب: (۱۸'۱۹) کیا تو وہی نہیں جس کو ہم نے اپنے ہاں پالا تھا جو ہمارے گھروں میں اور ہمارے فرشوں پر پلا بڑھا اور جس کو ہم نے کئی سال تک ناز ونعمت' عیش وعشرت اور آغوش شفقت میں رکھا پھر تو نے ہمارے اس عظیم احسان کا یہ بدلہ دیا کہ ہمارے ایک آدمی کو قتل کر کے بھاگ گیا تو بڑا احسان فراموش اور ناشکرا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب: (۲۰ تا ۲۲) میں نے وہ کام اس وقت کیا تھا کہ ابھی مجھ پر وحی نہیں اتری تھی اور اللہ نے مجھے منصب رسالت ونبوت نہیں عطا فرمایا تھا یا مجھے خبر نہیں تھی کہ وہ ایک مکے سے مر جائے گا۔ پھر میں تم سے ڈر کر مصر سے بھاگ گیا تھا وہ زمانہ ختم ہو چکا اب ایک نیا دور آیا ہے اللہ نے مجھے اپنا رسول بنا دیا ہے اگر تو میری اطاعت کرے گا تو سلامتی سے رہے گا ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔ کیا میری پرورش واحسان کا یہ بدلہ ہے کہ تو نے اسرائیلیوں کو غلام بنا لیا اور ان سے بیگار لیتا ہے کیا میرے ساتھ کا

سلوک واحسان میری تمام قوم کی ساتھ والی برائی کے برابر ہوسکتا ہے تیرا سلوک میرے ساتھ کچھ بھی نہیں جبکہ تو تمام قوم پر مظالم ڈھا رہا ہے۔

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾

''فرعون نے کہا رب العالمین کیا ہے؟ فرمایا وہ آسمان وزمین کا اوران کی درمیانی چیزوں کا رب ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو' فرعون نے آس پاس والوں سے کہا کیا تم سنتے نہیں ہو؟ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ وہ تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا رب ہے' فرعون بولا یقیناً تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے دیوانہ ہے' فرمایا وہ مشرق ومغرب کا اوران کے درمیانی چیزوں کا رب ہے اگر تم عقل سے کام لو''۔

فرعون کی سرکشی: (۲۳) فرعون کی کفروسرکشی اور تمرد وطغیانی کا بیان ہے کہ پوچھ رہا ہے کہ رب العالمین کون ہے اس نے اپنی قوم کو بہکا رکھا تھا اور انہیں سمجھا دیا تھا کہ میں ہی تمہارا معبود ہوں فرمایا مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ (قصص ۲۸/ ۳۸) مجھے اپنے سوا تمہارا کوئی اور معبود معلوم نہیں فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ (زخرف ۴۳/ ۵۴) غرض اس نے اپنی قوم کی عقل ماردی اور انہوں نے اس کی بات مان لی قوم فرعون اللہ کے وجود کی قائل نہ تھی اوران کا عقیدہ تھا کہ فرعون کے علاوہ ان کا کوئی رب نہیں ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں رب العالمین کا رسول ہوں تو فرعون نے کہا کہ وہ میرے سوا کون ہے جسے تو رب العالمین کہتا ہے؟

یہ آیت اس آیت کی طرح ہے قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى (طٰہٰ ۲۰/ ۴۹، ۵۰) اس نے کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تم دونوں کا رب کون ہے؟ فرمایا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو وجود بخشا پھر اسے راہ دکھائی۔ جب اس نے منہ زوری سے پوچھا کہ رب العالمین کون ہے تو کلیم اللہ نے جواب دیا۔

کہ رب العالمین آسمان وزمین کا اوران کی درمیانی چیزوں کا رب ہے جو خالق ومالک کائنات ہے اوراس میں اسی کا اختیار چلتا ہے وہ سب کا معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی نے تمام چیزیں پیدا کیں یہ عالم علوی یہ ٹھہرے ہوئے اور چلنے والے روشن تارے اور یہ عالم سفلی یہ دریا یہ میدان یہ پہاڑ یہ درخت یہ جانور یہ بوٹیاں یہ پھل اور فضا کی یہ ہوا اور یہ پرندے سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں سب اسی کے غلام بے دام ہیں سب اسی کے آگے جھکے ہوئے ہیں اور سب اس کے سامنے ذلیل ہیں اگر تمہارے پاس یقین والے دل ہیں اور دوررس نگاہیں ہیں (تو تم مظاہر قدرت سے اسے پہچان لوگے) یہ سن کر فرعون نے اپنے پاس والے سرداروں رئیسوں اور بڑے لوگوں سے بطور طنز کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلانے کے لئے کہا۔

(۲۵ تا ۲۷) سنتے نہیں ہو یہ کیا کہہ رہا ہے تم اس کی بات پر تعجب نہیں کرتے کہ یہ کہہ رہا ہے تمہارا کوئی اور معبود ہے جو میرے سوا ہے فرعون کا انداز بیان دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ تو تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے گذرے ہوئے پہلے باپ دادا کا بھی اللہ تم سب کا خالق و مالک ہے اور شروع دنیا سے لے کر اب تک کا خالق و رب ہے پھر فرعون اپنی قوم سے کہنے لگا کہ تمہارا رسول دیوانہ ہے اسے خبر ہی نہیں کہ کیا کہہ رہا ہے بھلا میرے سوا کوئی اور رب بھی ہو سکتا ہے۔

(۲۸) فرعون نے جو لوگوں کے دلوں میں شبہ پیدا کر دیا تھا اسے دور کرنے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ تو مشرق و مغرب کا اور ان کی درمیانی تمام چیزوں کا بھی رب ہے اگر تم عقل سے کام لو اس نے مشرق کو مشرق بنایا جن سے سیارے طلوع ہوتے ہیں اور مغرب کو مغرب بنایا جن میں سیارے غروب ہو جاتے ہیں اور اس تمام نظام کا رب ہے جو اس نے مسخر و مقرر کر رکھا ہے اگر فرعون کا یہ کہنا کہ میں ہی تمہارا رب اور معبود ہوں صحیح ہے تو نظام کو الٹ جانا چاہئے مشرق مغرب اور مغرب مشرق بن جانی چاہئے اگر اس میں کچھ سکت ہے تو مشرق کو مغرب بنا کر دکھائے تو سہی یہی دلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے سامنے پیش کی تھی فرمایا رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ (بقرہ ۲/ ۲۵۸) میرا وہ رب ہے جو پیدا کرتا اور مارتا ہے نمرود بولا میں بھی مار دیتا اور زندہ رہنے دیتا ہوں' حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اللہ سورج مشرق سے نکالتا ہے تو اسے مغرب سے نکال دے اب تو کافر دنگ و ششدر رہ گیا۔ پھر جب فرعون لاجواب و مغلوب ہو گیا تو اب قوت و زور پر اتر آیا اور طاقت کے بل پر دھمکانے لگا سمجھ رہا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اس کی گیدڑ بھبکیوں سے مرعوب ہو جائیں گے اور اس وقت اس کا یہ حربہ کارگر ہو جائے گا۔

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ ﴿۲۹﴾
قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ
الصّٰدِقِیْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ﴿۳۲﴾ وَّنَزَعَ
یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا
لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ ﴿۳۴﴾ یُّرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا
تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ﴿۳۶﴾
یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِیْمٍ ﴿۳۷﴾

''فرعون نے کہا اگر تو میرے سوا کسی اور کو معبود بنائے گا تو میں تجھے جیل میں بھیج دوں گا فرمایا اگرچہ میں تیرے پاس کوئی روشن دلیل لاؤں کیا پھر بھی؟ بولا اگر تو سچا ہے تو اسے لے آ' آخر آپ نے عصا ڈال دیا وہ فوراً کھلم کھلا ایک اژدہا بن گیا اور ہاتھ نکالا تو وہ بھی فوراً دیکھنے والوں کو سفید و چمکدار دکھائی دینے لگا فرعون نے اپنے پاس والے سرداروں سے کہا بلاشبہ یہ ایک بہت بڑا ماہر جادوگر ہے اور اپنے جادو سے تم کو تمہارے ملک سے نکالنا چاہتا ہے اب تم کیا کہتے ہو؟ یہ بولے آپ اسے اور اس کے بھائی کو ڈھیل دے دیں

اور شہروں میں جادوگروں کو جمع کرنے والے لوگ بھیج دیں وہ آپ کے پاس ہر بڑے اور ماہر جادوگر کو لے آئیں''۔

طاقت کی دھمکی: (۲۹،۳۰) جب مباحثے میں عقلی دلیل کے سامنے فرعون نے ہتھیار ڈال دیئے تو اب وہ طاقت پر اتر آیا اور اس نے چاہا کہ حضرت موسیٰ کو اپنی طاقت سے دبا دے اس کے خیال میں اس کے سوا اب کوئی چارہ کار نہ رہا تھا کہنے لگا کہ اگر تو نے میرے علاوہ کوئی معبود بنایا تو میں تجھے جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں سڑا سڑا کر ماردوں گا یہ دھمکی سن کر حضرت موسیٰ نے نڈر ہو کر فرمایا اگر چہ میں تیرے سامنے ایک روشن دلیل پیش کروں اور اپنی سچائی پر کسی ایسے معجزے کا اظہار کردوں جس کو دیکھ کر تجھے بھی میرا لوہا ماننا پڑ جائے تو کیا پھر بھی؟

معجزوں سے لاجواب ہونا پڑا: (۳۱) فرعون کو چارو نا چار کہنا ہی پڑا کہ اگر تو سچا ہے تو اسے لے آ۔

عصا اور ید بیضا کے معجزوں کا ظہور: (۳۲،۳۳) آپ نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا پھر وہ سچ مچ ایک اژدہا بن گیا یہ اژدہا بہت ہی بڑا اور تیز دانتوں والا مہیب وڈراؤنی شکل والا منہ پھاڑے ہوئے صاف دکھائی دیا پھر آپ نے گریبان سے ہاتھ نکالا تو وہ چاند کی طرح چمکتا ہوا دکھائی دیا

فرعون کا موسیٰ پر جادو کا الزام : (۳۴) فوراً فرعون نے اپنی ازلی بدبختی کی وجہ سے آپ کو جھٹلانے میں منہ زوری سے کام لیا اور اپنے پاس والے سرداروں سے کہنے لگا کہ یہ فن سحر میں بڑا ماہر ہے اور صاحب فن جادوگر ہے اس نے آپ کے معجزے کو جادو کہہ کر ٹال دیا اور لوگوں کو بھی یہی سمجھایا کہ یہ چیزیں جادو کی ہیں ایسے معجزے نہیں ہوا کرتے۔

(۳۵) پھر انہیں آپ کی مخالفت پر اور کفر پر ابھارا اور کہنے لگا کہ یہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے نکالنا چاہتا ہے اب تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو یہ جادو سے لوگوں کے دل اپنی طرف مائل کرنا چاہتا ہے تاکہ ملک میں کثرت سے اس کے معاون معتقد اور ماننے والے ہو جائیں پھر یہ ان کی مدد سے تمہاری اس ریاست پر غالب آ جائے اور تم سے تمہاری ریاست چھین لے اب بولو میں اس کا کیا کروں؟ ان لوگوں نے متفقہ طور سے یہ جواب دیا۔

سرداروں کا جواب: (۳۶،۳۷) کہ آپ اسے اور اس کے بھائی کو ڈھیل دیں جب تک کہ آپ اپنی ریاست کے شہروں میں سے لوگوں کو بھیج کر ہر قابل جادوگر کو نہ بلائیں جو اس کا مقابلہ کریں اور اس طرح کی چیزیں بنا کر لوگوں کو دکھائیں اس صورت سے آپ کی تائید و مدد بھی ہوگی اور آپ ہی غالب رہیں گے فرعون نے اپنے سرداروں کے اس مشورے کو مان لیا اور جادوگر جمع کرنے میں لگ گیا حق تعالیٰ نے اس صورت سے تمام لوگوں کے لئے جمع ہو جانے کا موقعہ نکال دیا کہ وہ سب ایک میدان میں جمع ہوں اور اللہ کی نشانیاں روز روشن میں کھلم کھلا ان پر ظاہر ہوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت کا ثبوت ہو۔

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٣٨﴾ وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنتُم
مُّجْتَمِعُونَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِن كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا
جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ﴿٤١﴾
قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٢﴾ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ أَلْقُوا

مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾

''پھر ایک مقرر دن میں مقررہ وقت پر تمام جادوگر جمع کئے گئے اور لوگوں سے کہہ دیا گیا کہ تم بھی جمع ہو جانا تا کہ اگر جادوگر جیت جائیں تو ہم انہیں کی پیری کریں پھر جب جادوگر آئے تو فرعون سے بولے کہ اگر ہم جیت جائیں تو کیا ہمیں کچھ انعام بھی ملے گا بولا ہاں ہاں ایسی صورت میں تو تم میرے خاص مقرب درباری بنالئے جاؤ گے ان سے موسیٰ نے فرمایا کہ تمہیں جو کچھ ڈالنا ہے ڈال دو آخر انہوں نے اپنی اپنی رسیاں اور لکڑیاں ڈال دیں اور کہنے لگے فرعون کی عزت کی قسم یقیناً ہم ہی جیتیں گے پھر موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا وہ فوراً ہی ان کے بنائے ہوئے سانپوں کو نگلنے لگا آخر کار جادوگر سجدے میں گر گئے اور کہنے لگے کہ ہم رب العالمین پر موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لے آئے''۔

کھلے میدان میں منظر عام پر مقابلہ: (۳۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کے درمیان مقابلہ کا بیان سورہ اعراف میں سورۂ طٰہٰ میں اور اس سورۃ میں ہے قبطی اللہ کی روشنی کو پھونکوں سے بجھانا چاہتے تھے لیکن اللہ اپنا نور مکمل کئے بغیر نہ رہا اگرچہ کافروں کو ناگوار ہو یہی کفر و ایمان کی شان ہے کہ جب ان دونوں کا مقابلہ ہوتا ہے تو ایمان ہی غالب آتا ہے فرمایا بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ (انبیاء ۲۱/ ۱۸) بلکہ ہم حق کو باطل پر دے مارتے ہیں جو اس کا دماغ پھاڑ دیتا ہے پھر وہ بجھ کر رہ جاتا ہے اور ان باتوں سے تمہارے لئے خرابی ہے جو بیان کر رہے ہو وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ (اسراء ۱۷/ ۸۱) آپ فرما دیں کہ حق آ گیا اور باطل بجھ گیا۔ باطل تو حق کے سامنے بجھ ہی جاتا ہے۔ آخر کار اس زمانے کے مشہور و معروف اور ماہرین فن جادوگروں کو علاقہ مصر کے ایک ایک شہر سے جمع کیا گیا جادوگروں کی ایک جماعت تھی، جن کی تعداد مختلف بتائی جاتی ہے۔ حقیقت کا علم اللہ ہی کو ہے۔ بہر حال ان کی خاصی تعداد تھی، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان میں کچھ تو ماہرین فن تھے اور باقی انہیں کے ماتحت تھے۔

(۳۹، ۴۰) لوگ اس دن تقریباً سب ہی جمع ہو گئے تھے اور کہنے والے کہہ رہے تھے کہ اگر جادوگر جیت گئے تو شاید ہم ان کی پیروی کر لیں یہ نہیں کہا کہ ہم حق کی پیروی کر لیں گے خواہ جادوگر حق پر ہوں یا موسیٰ علیہ السلام بلکہ یہ کہا کہ ہم جادوگروں کی پیروی کر لیں گے کیونکہ لوگوں کا دین وہی ہوتا ہے جو ان کے بادشاہ کا ہوتا ہے۔

جادوگروں کے جیتنے پر انعام کی درخواست: (۴۱) پھر جب جادوگر فرعون کے دربار میں جمع ہو گئے (فرعون نے اس روز خاص طور سے دربار سجایا تھا اس کے نوکر چاکر سپاہی وزراء اور روساء سب جمع تھے اور فرعون بڑے کر و فر سے تخت پر جلوہ افروز تھا) تو انہوں نے فرعون کے سامنے کھڑے ہو کر کہا اگر ہم جیت جائیں تو کیا ہمیں کچھ انعام بھی ملے گا؟

فرعون کی طرف سے بڑے بڑے انعاموں کا لالچ: (۴۲) فرعون نے جواب دیا کیوں نہیں بہت کچھ انعام ملے گا اور

سب سے بڑا یہ انعام ہوگا کہ تم کو اپنا مقرب درباری بنالوں گا چنانچہ تمام جادوگر میدان میں مقابلے کے لئے ڈٹ گئے۔

(۴۳) دوسری جگہ فرمایا قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ (طٰہٰ ۲۰/ ۶۵، ۶۶) انہوں نے کہا موسیٰ یا تو تم ڈالو یا ڈالنے والوں میں پہلے ہم ہوں فرمایا بلکہ تم ڈالو اسی کو یہاں مختصر بیان فرمایا گیا کہ ان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تمہیں جو کچھ ڈالنا ہو ڈالو۔

(۴۴) آخر کار انہوں نے اپنی اپنی رسیاں اور لکڑیاں ڈال کر کہا فرعون کی عزت کی قسم ہم ہی غالب آئیں گے جیسے جاہل جب کسی کام کو کرتے ہیں تو کہتے ہیں یہ فلاں کی برکت سے ہے فرمایا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ (اعراف ۷/ ۱۱۶) جادوگروں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر کے انہیں مرعوب کر دیا تھا اور ایک بڑا جادو لے آئے تھے فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ (طٰہٰ ۲۰/ ۶۶، ۶۹) پھر فوراً ہی ان کی رسیاں لکڑیاں ان کے جادو سے متحرک معلوم ہونے لگیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی دل ہی دل میں خوف محسوس کرنے لگے ہم نے کہا آپ خوف نہ کریں آپ ہی اونچے رہیں گے اور اپنے ہاتھ کی لکڑی ڈال دیں وہ ان کے کرتبوں کے سانپوں کو نگل جائے گی انہوں نے جو کچھ کرتب دکھائے ہیں جادو کا مکر وفریب ہیں اور جادوگر جہاں جاتا ہے ناکام ہی ہوتا ہے۔

(۴۵) پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لکڑی ڈال دی وہ فوراً ہی چن چن کر سانپوں کو نگلنے لگی سب کو نگل گئی اور میدان میں ایک سانپ بھی نہیں چھوڑا فرمایا فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ (اعراف ۷/ ۱۱۸، ۱۲۲) اب تو حق ظاہر ہو گیا اور باطل دب گیا اور ان کی کرائی محنت سب غارت ہو گئی وہ اس جگہ ہار گئے اور ذلیل ہو گئے اور جادوگر سجدے میں گر گئے۔

جادوگروں کا مسلمان ہونا: (۴۶، ۴۸) اور کہنے لگے کہ ہم رب العالمین پر جو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون کا رب ہے ایمان لے آئے یہاں بھی یہی فرمایا کہ تمام جادوگر سجدے میں گر گئے اور کہنے لگے کہ ہم تمام جہانوں کے پروردگار پر ایمان لے آئے جو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا پروردگار ہے یہ کوئی معمولی سی بات اور غیر معقول دلیل نہ تھی بلکہ ایک بڑی بات اور معقول دلیل تھی اور لاجواب کر دینے والی حجت تھی جن لوگوں سے فرعون اپنی حمایت میں مقابلہ کرا رہا تھا اور جو اللہ کے نبی پر غالب آنا چاہتے تھے وہی چت ہو گئے اور نہ صرف ہارے بلکہ صداقت ان کے دلوں میں سما گئی اور اللہ کے آگے سجدے میں گر گئے اور اسی وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔

فرعون کا موسیٰ علیہ السلام پر الزام: فرعون اس بری طرح سے ہارا کہ آج تک کوئی اس طرح نہ ہارا ہوگا چونکہ ڈھیٹ قسم کا بے شرم آدمی تھا اس لئے اب از راہ غرور ونخوت جھگڑنے لگا بولا اچھا اب معلوم ہوا کہ تم سب کی یہ ملی بھگت ہے موسیٰ علیہ السلام تم سب کا استاد ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے فرمایا اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ (اعراف ۷/ ۱۲۳) یہ سب کا ایک فریب ہے جو تم نے مل کر شہر میں کیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ شہریوں کو نکال باہر کر و اس لئے جلدی ہی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے۔

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۥ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۡ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ ۚ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ ؑ

ع ۳

''بولا قبل اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے یقیناً وہ تم سب کا بڑا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے اب عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا میں تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے سیدھے کاٹ ڈالوں گا اور تم سب کو پھانسی کے تختے پر لٹکا دوں گا انہوں نے کہا کوئی حرج نہیں ہم تو اپنے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ہمیں یقین ہے کہ ہمارا رب ہمارے گناہ معاف فرما دے گا کیونکہ ہم سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں''۔

جادوگروں کو فرعون کی دھمکی: (۴۹) فرعون نے انہیں ڈرایا دھمکایا مگر انہوں نے ذرا سا بھی اثر نہیں لیا اس نے انہیں ڈانٹا ڈپٹا مگر ان کے ایمان میں اضافہ ہی ہوتا رہا اور ان کی خوئے تسلیم بڑھتی ہی رہی کیونکہ حق تعالیٰ نے ان کے دلوں سے کفر کا پردا اٹھا دیا تھا اور ان کے سامنے صداقت آ گئی تھی انہوں نے اپنے علم کے مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر دل میں سمجھ لیا تھا کہ یہ انسان کی طاقت سے باہر ہے جب تک کہ حق تعالیٰ کی طرف سے تائید نہ ہو اور وہ اس کو رسول کی صداقت پر حجت و دلیل بنا کر نہ بھیجے فرعون نے جب معاملہ دگرگوں دیکھا تو ان سے اس طرح مخاطب ہوا کہ تم کو ایمان لانے کے لئے مجھ سے اجازت حاصل کرنی ضروری تھی اگر میں اجازت دے دیتا تو خیر ورنہ دین بدلنے کا کوئی جواز حق نہ تھا کیونکہ میں حاکم ہوں لوگوں کو میری بات ماننی پڑتی ہے (تم نے میری اجازت کے بغیر ایمان لا کر سنگین جرم کیا ہے اور اتنے بڑے مجمع کے خیالات بگاڑے ہیں اور اسے میری بغاوت پر ابھارا ہے) اب مجھے معلوم ہوا کہ تم سب جادوگروں کی ملی بھگت ہے تم سب استاد و شاگرد ہو یہ تم سب کا بڑا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے اور تم اس کے شاگرد ہو۔ فرعون کی یہ منہ زوری اور ہٹ دھرمی ہر شخص پر ظاہر تھی کیونکہ ان جادوگروں کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جان پہچان بھی نہ تھی نہ اب سے پہلے کبھی ملاقات کا اتفاق ہوا تھا پھر کس طرح آپ جادو میں سب کے استاد بن سکتے تھے ایک موٹی سمجھ والا آدمی بھی ایسی پوچ و لچر بات نہیں کہہ سکتا پھر فرعون نے انہیں الٹے سیدھے ہاتھ پاؤں کاٹنے اور پھانسی کے تختے پر لٹکانے کی دھمکی دی یہ دھمکی سن کر ان اللہ کے پختہ ارادے والے بندوں نے جواب میں بس یہی فرمایا۔

فرعون کی دھمکی کا جواب: (۵۰٬۵۱) خیر کوئی حرج نہیں ہمیں تو ایک نہ ایک دن مر کر حق تعالیٰ کے دربار میں جانا ہی ہے' ہمیں اپنی جانوں کی پرواہ نہیں جب ہم اللہ کے پاس لوٹ کر جائیں گے تو وہ اخلاص والے عملوں کے صلے ضائع نہ فرمائے گا۔ اسے تیرا جور و ستم اور ہماری بے گناہی اور مظلومی خوب معلوم ہے وہ ہمیں اس کا مکمل بدلہ دے گا اور ہمارا انعام ضائع نہ کرے گا۔ ہم نے جن جن گناہوں کا ارتکاب کیا ہے اور تیرے کہنے سننے سے مجبور ہو کر جادو سے اللہ کے نبی کا جو مقابلہ کیا ہے' ہمیں یقین ہے کہ ہمارا رب ہمارے یہ تمام گناہ معاف فرما دے گا کیونکہ ہم نے اپنی قوم قبطیوں میں سے سب پہلے اسلام لانے کی جسارت کی ہے۔ غرض فرعون کے حکم سے ان تمام جادوگروں کو قتل کر ڈالا گیا۔ انا لله وانا الیه راجعون

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٥٢﴾ فَاَرْسَلَ
فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿٥٣﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَاِنَّهُمْ
لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ
وَّعُيُوْنٍ ﴿٥٧﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿٥٨﴾ كَذٰلِكَ ۭ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿٥٩﴾

''ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے جاؤ یقیناً تمہارا تعاقب کیا جائے گا پھر فرعون نے تمام شہروں میں لوگوں کو جمع کرنے والے بھیج دیئے کہ یہ تھوڑے سے لوگ ہیں اور انہوں نے ہمیں سخت غصہ دلایا ہے اور ہم سب کو ان سے خطرہ ہے آخر کار ہم نے انہیں باغوں سے اور چشموں سے اور خزانوں سے اور عزت والے مکانوں سے نکالا اسی طرح ہوا اور ہم نے اسرائیلیوں کو ان کا وارث بنا دیا''۔

فرعون پر عذاب کی آمد: (۵۲) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی عمر کا ایک زمانہ مصر کے شہروں میں اللہ کی توحید پھیلانے میں گزارا اور فرعون و فرعونیوں پر اللہ کی حجتیں اور دلیلیں قائم کیں مگر وہ برابر منہ زوری اور مکابرہ ہی کرتے رہے تو اب اللہ کے عذاب کے سوا کوئی چارہ ہی نہ رہا آخر کار حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ وہ اسرائیلیوں کو لے کر رات میں چپکے سے نکل جائیں اور انہیں اس جگہ لے جائیں جہاں اللہ کا حکم ہے آپ نے اللہ کے حکم کی تعمیل فرمائی اسرائیلیوں نے قبطیوں سے کچھ دنوں کے لئے بہت سے زیورات مانگ لئے تھے یہ سب زیورات ان کے پاس تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں راتوں رات لے کر روانہ ہو گئے رات کو جب چاند طلوع ہوا تو یہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چل پڑے کہتے ہیں اس رات چاند کو گرہن لگا ہوا تھا۔ واللہ اعلم

(۵۳ تا ۵۶) صبح کو جو فرعونیوں نے دیکھا کہ یہاں تو ایک اسرائیلی بھی نہ رہا اور ان کے محلے سونے پڑے ہیں تو فرعون کو خبر کی فرعون بڑا چراغ پا ہوا اور اسرائیلیوں پر اس کا غصہ بھڑک اٹھا کیونکہ اللہ پاک اسے تباہ کرنا چاہتا تھا اس نے فوراً شہروں میں لوگ دوڑا دیئے کہ نوجوانوں کو جمع کر لاؤ اور ایک لشکر جرار تیار کر کے ان کا تعاقب کرو اور پھر تمام لشکر میں اعلان کر دیا۔ کہ یہ تھوڑی سی جماعت ہے (چند سر پھرے لوگ ہیں جنہوں نے ملک میں بدامنی پھیلا رکھی ہے) یہ ہر وقت ہمیں جلاتے اور پریشان کرتے رہتے ہیں ملک کو ان سے خطرہ ہے اور ہم سب مسلح ہیں میں چاہتا ہوں کہ ان کی جڑیں ہی کھود پھینکوں اور انہیں ایک ایک کر کے مٹا ڈالوں اس کے اسی ناپاک ارادے کی وجہ سے اس کو یہ سزا ملی کہ خود یہ اور اس کی قوم ایسی تباہ ہوئی کہ اس میں سے کوئی بھی نہ بچ سکا سچ ہے۔ چاہ کن را چاہ درپیش (۵۷۔۵۸) آخر کار یہ اپنے ہرے بھرے سرسبز کھیتوں اور موجیں مارتی ہوئی نہروں کو چھوڑ کر عیش و آرام سے منہ موڑ کر اپنی جنتوں سے جہنم کی طرف چل پڑے ہم نے انہیں ان کے خزانوں سے عمدہ مکانوں سے اور لدے پھندے باغوں سے نکال باہر کیا۔ (۵۹) دوسری جگہ فرمایا وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا (اعراف ۷/۱۳۷) ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس زمین کی مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا۔ جو برکت والی تھی وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى (قصص ۲۸/۵) ہم ان لوگوں پر احسان کرنا چاہتے ہیں جو ملک میں کمزور سمجھے جاتے ہیں اور ہم انہیں پیشوا اور وارث بنانا چاہتے ہیں۔

فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا
لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۶۲﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى
اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۳﴾
وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۵﴾

ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۶۷﴾

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶۸﴾ ع

’’پھر انہوں نے اسرائیلیوں کو سورج نکلتے وقت جالیا پھر جب دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ والوں نے کہا بس اب تو ہم پکڑ لئے گئے فرمایا ہرگز نہیں یقیناً میرے ساتھ میرا رب ہے جو مجھے ابھی راہ دکھا دے گا پھر ہم نے موسیٰ کے پاس وحی بھیجی کہ اپنا عصا دریا پر مارو پھر وہ پھٹ گیا اور ہر حصہ ایک اونچے پہاڑ کی طرح کھڑا ہو گیا اور ہم نے اسی جگہ دوسروں کو بھی لا کر کھڑا کر دیا اور ہم نے موسیٰ کو اور ان کے تمام ساتھیوں کو بچالیا پھر دوسروں کو ڈبو دیا بلاشبہ اس میں بھی بڑی عبرت ہے اور ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں یقیناً آپ کا رب کمال غالب و مہربان ہے‘‘۔

(۶۰) فرعون اپنے تمام لشکر جرار کو اپنی تمام رعایا کو ریاست کے تمام لوگوں کو لے کر بڑی شان و شوکت سے بڑے کروفر کے ساتھ اسرائیلیوں کے تعاقب میں سورج نکلنے سے پہلے ہی چل پڑا قرآن عزیز نے فرعون کے لشکر کی تعداد نہیں بتائی کیونکہ تعداد بتانے سے کیا حاصل ہوتا البتہ اتنا ضرور بتایا ہے کہ وہ سب ہی کو لے کر نکل کھڑا ہوا تھا۔ اور سورج نکلتے ہی انہیں جا پکڑا۔

(۶۱) پھر جب دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ والوں نے گھبرا کر کہا کہ بس اب تو ہم پکڑ لئے گئے پیچھے دشمن سامنے دریا ہے۔ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔ والا مضمون ہے۔

(۶۲) فرمایا ہرگز نہیں جس کا تم کو خطرہ ہے وہ بات ہرگز نہ ہوگی گھبرانے کی کوئی بات نہیں مجھے اللہ ہی نے تم کو یہاں لانے کا حکم دیا ہے اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا حضرت ہارون یوشع بن نون اور آل فرعون کا مومن مقدمہ لشکر میں تھے اور حضرت موسیٰ پچھلے لشکر میں تھے۔

اسرائیلی دریا کے ساحل پر آ کر ٹھہر گئے اور حیران تھے کہ اب کیا کریں پیچھے سے دشمن بڑھا چلا آ رہا ہے اور دریا سے عبور کرنے کی کوئی صورت نہیں آخر یوشع بن نون نے یا آل فرعون کے مومن نے کہا کہ اے اللہ کے نبی کیا اللہ نے آپ کو یہی حکم فرمایا تھا کہ ہمیں اس جگہ لے آئیں فرمایا ہاں یہی حکم تھا اب فرعون اور اس کا لشکر اور بھی پاس آ گیا بس تھوڑی سی دور رہ گیا تھا۔

(۶۳) اتنے میں اللہ کے نبی کو حکم ہوا کہ دریا پر عصا ماریں آپ نے دریا پر عصا مارا دریا پھٹ گیا اور اس نے اللہ کے حکم سے راستہ دے دیا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام دریا پر پہنچے تو آپ نے یہ دعا مانگی اے وہ ذات جو ہر چیز سے پہلے ہے ہر چیز بنانے والی ہے اور ہر چیز کے بعد ہے ہمارے لئے راہ نکال پھر اللہ پاک نے آپ پر یہ وحی فرمائی۔ (ابن ابی حاتم)

آپ نے دریا کے پاس آ کر کہا اے ابو خالد اللہ کے حکم سے پھٹ جا دریا پھٹ گیا اور ہر حصہ ایک بڑے پہاڑ کی طرح کھڑا ہو گیا طود پہاڑوں کی درمیانی گھاٹی کو کہا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دریا بارہ جگہ سے پھٹا تھا اور بارہ راستے دے دیئے تھے ہر قبیلہ کا ایک راستہ تھا اللہ نے تیز و تند ہوا چلا دی تھی جس سے دریا کی کیچڑ بھی سوکھ گئی تھی فرمایا فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا (قصص ۲۰/۷۷) آپ ان کے لئے دریا میں خشک راستے کے لئے عصا ماریں نہ پکڑے جانے کا خطرہ باقی رہے اور نہ ڈوب جانے کا یہاں فرمایا

(۶۴ تا ۶۸) کہ ہم نے دوسروں کو بھی اسی جگہ لا کر نزدیک ہی کھڑا کر دیا یعنی ساحل بحر پر فرعون اور فرعونی بھی پہنچ گئے ہم نے انہیں اس کے قریب کر دیا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کے تمام ساتھیوں کو ڈوبنے سے اور فرعون سے بچا لیا ان میں سے کوئی بھی ہلاک نہیں ہوا تمام ایمان والے صحیح وسلامت رہے اور فرعون کو اور فرعونیوں کو ڈبو دیا اور ان میں سے ایک بھی زندہ باقی نہ بچا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ کا پچھلا آدمی دریا سے نکلا اور فرعون کے تمام آدمی دریا میں آ گئے اس روز جس قدر تعداد تھی اتنی کبھی نظر نہیں آئی آخر دریا ان پر ٹوٹ پڑا اور فرعون معہ لشکر کے ڈوب گیا اس واقعہ میں اس کے عجائبات میں اور اللہ والوں کی مدد و تائید میں لوگوں کے لئے بڑی عبرت ہے اور اللہ کے رسول کی صداقت پر زبردست دلیل و حجت ہے ہر کام میں اللہ کی حکمت کارفرما ہے پھر بھی اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور آپ کا رب سب پر غالب اور کمال مہربان ہے۔

وقف لازم

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿۷۱﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۵﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۷﴾

”آپ انہیں ابراہیم کا واقعہ بھی سنا دیں جب انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے پوچھا کہ کس کی پرستش کرتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم بتوں کی بندگی کرتے ہیں اور ان کے مجاور بن کر بیٹھ جاتے ہیں پوچھا جب تم انہیں پکارتے ہو تو کیا یہ تمہاری آواز سنتے ہیں یا تم کو نفع پہنچا سکتے ہیں یا نقصان پہنچا سکتے ہیں بولے بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طرح کرتے ہوئے پایا ہے فرمایا جن کو تم پوج رہے ہو ان کی کچھ خبر بھی ہے؟ تم بھی اور تمہارے بڑے بوڑھے بھی وہ سب میرے دشمن ہیں بجز تمام جہانوں کے پروردگار کے“۔

شرک کی تردید میں خلیل اللہ کا وعظ: (۶۹) امام الموحدین خلیل اللہ کے واقعہ کا بیان ہے حق تعالیٰ اپنے محبوب رسول کو حکم فرما رہا ہے کہ آپ اپنی امت کو یہ واقعہ سنائیں تا کہ وہ اخلاص و توکل میں اور عبادت و توحید میں خلیل اللہ کے نقوش کو مشعل راہ بنائیں آپ پکے موحد تھے شرک سے اور مشرکوں سے سخت بیزار تھے حق تعالیٰ نے کم سنی ہی سے آپ کو توحید کی سمجھ عطا فرما دی تھی آپ چھوٹی عمر سے لے کر جوان ہونے تک برابر شرک و بت پرستی کی برائی کرتے رہے اور قوم کو دیوتاؤں کی پرستش سے منع فرماتے رہے۔

(۷۰) یہ مورتیاں جن کے تم مجاور بنے بیٹھے ہو کیا ہیں اے ابا جان اور اے قوم کے نونہالو تم کس کو پوج رہے ہو اور کس کے آگے اپنی پاکیزہ پیشانیاں جھکا رہے ہو۔

(۷۱) بولے ہم بتوں کی پرستش کرتے ہیں انہیں کے آگے جھکتے ہیں انہیں سے دعائیں مانگتے ہیں اور انہیں کی بندگی کے

لئے اعتکاف میں بیٹھتے ہیں۔

(۷۲،۷۳) پوچھا کہ جب تم ان کی عبادت کرتے ہو اور انہیں پکارتے ہو تو یہ تمہاری آواز سن لیتے ہیں اور تمہاری دعائیں قبول کر لیتے ہیں؟ کیا تم کو نفع اور نقصان پہنچانے پر قادر ہیں؟

(۷۴) یعنی ہمارے بت نہ ہماری آواز سنتے ہیں نہ دعا قبول کرتے ہیں اور نہ نفع ونقصان پر قادر ہیں ہم ان کی عبادت تقلید کے طور پر کرتے ہیں ہم نے اپنے باپ دادا کو انہیں کے آگے سرخم کرتے دیکھا ہے اور ہم انہیں کی لکیروں کو پیٹ رہے ہیں جب ان سے یہ تمام باتیں خلیل اللہ نے سن لیں تو آپ نے انہیں قائل کرنے کے لئے فرمایا۔

(۷۵،۷۷) کچھ خبر بھی ہے تم کس کی عبادت کرتے ہو اور تمہارے بڑے بوڑھے کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ یہ سب جھوٹے معبود ہیں جن کی عبادت ہو رہی ہے اور اللہ واحد وقہار کے ساتھ شرک کیا جا رہا ہے) یہ سب میرے دشمن ہیں میں ان سے بیزار ہوں اگر یہ بت کسی قابل ہیں اور کچھ کر سکتے ہیں تو مجھے کچھ تکلیف پہنچا کر دکھائیں میں ان کا کھلم کھلا دشمن ہوں مجھے ان کی ذرا پرواہ نہیں اور ان سے کسی قسم کا خطرہ نہیں اسی طرح حق تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کی طرف سے خبر دی فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ (یونس ۱۰/۷۱) تم سب مل جل کر اور اپنے شرکاء کو بھی ملا کر اگر میرا کچھ بگاڑ سکتے ہو تو بگاڑ کر دکھاؤ۔ حضرت ہودؑ نے فرمایا اِنِّیْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا (ھود ۱۱/۵۴،۵۶) میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں تم بھی گواہ رہو میں تمہارے بتوں سے جن کو تم شریک کرتے ہو بیزار ہوں تم سب مل کر بلا ڈھیل دیئے ہوئے اگر میرا کچھ بگاڑ سکتے ہو تو بگاڑ و میرا بھروسہ اللہ پر ہے جو میرا اور تمہارا رب ہے ہر جاندار کی پیشانی کے بال اسی کے ہاتھ میں ہیں واقعی میرا رب ہی سیدھی راہ والا ہے۔ خلیل اللہ نے بھی بتوں سے اسی طرح نفرت کا اظہار فرمایا وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ (انعام ۶/۸۱) میں تمہارے بتوں سے جن کو تم اللہ کی عبادت میں شریک بنا رہے ہو کس طرح مرعوب ہو سکتا ہوں حالانکہ تم کو اس بات سے ڈر نہیں لگتا کہ تم اللہ کے ساتھ بلا دلیل کے شریک بنا رہے ہو قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (ممتحنہ ۶۰/۴) تمہارے لئے ابراہیم میں ایک بہترین نمونہ ہے اور ان کے ساتھ والوں میں بھی جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ ہم تم سے اور اللہ کے سوا تمہارے جھوٹے معبودوں سے بری ہیں ہم نے تمہارے ساتھ کفر کیا ہم میں اور تم میں عداوت ودشمنی ہمیشہ کے لئے قائم ہوگی جب تک کہ تم اکیلے اللہ پر ایمان نہ لے آؤ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ (زخرف ۴۳/۲۶،۲۸) اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ میں ان بتوں سے بیزار ہوں جن کی تم پرستش کرتے ہو بجز اس اللہ کے جس نے مجھے پیدا کیا یقیناً وہی مجھے راہ بتائے گا اور آپ نے اسی (لا الہ الا اللہ) کو کلمہ بنا لیا۔

الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ﴿۷۸﴾ وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ﴿۷۹﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۸۲﴾

’’جس نے مجھے پیدا فرمایا ہے وہی مجھے ہدایت دیتا ہے وہی مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور جب بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا عطا فرماتا ہے وہی مجھے مار دے گا پھر زندہ فرمائے گا مجھے اس سے لالچ ہے کہ وہ جزا کے دن میرے گناہ معاف فرما دے گا‘‘۔

تقدیر کا بیان: (۷۸تا۸۲) میری پیشانی اسی کے آگے جھکے گی جو یہ تمام کام انجام دیتا ہے کہ وہی میرا اور سب کا خالق ہے۔ جس نے ایک اندازہ مقرر فرمادیا ہے اور مخلوق کو اسی کی طرف لے جاتا ہے ہر شخص تحریر تقدیر کی طرف دوڑ رہا ہے اللہ جسے چاہے ہدایت دے اور جسے چاہے گمراہ فرمادے اللہ ہی میرا خالق و رازق ہے وہی مجھے کھلاتا پلاتا ہے اسی نے روزی کے آسمانی اور ارضی اسباب فراہم فرمائے گھٹائیں بھیجیں مینہ برسایا زمین زندہ فرمائی اس سے بطور روزی کے طرح طرح کے پھل پیدا کردیئے اسی نے آسمان سے میٹھا صاف اور شیریں پانی اتارا جسے جانور اور بہت سے انسان بھی پیتے پلاتے ہیں بیماری کو اپنی طرف منسوب کرکے ادب ملحوظ خاطر رکھا ہے ورنہ بیماری بھی اللہ کی تقدیر اور اس کے فیصلے سے ہے اور اسی کی پیدا کی ہوئی ہے جیسا کہ نمازی کو حق تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ وہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کہے یہاں انعام و ہدایت کی نسبت اللہ کی طرف کی ہے غضب کا فاعل حذف کردیا ہے اور گمراہی بندوں کی طرف منسوب فرمادی ہے سورہ جن میں فرمایا وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ (جن۷۲/۱۰) ہمیں معلوم نہیں کہ زمین والوں کے لئے برائی چاہی گئی ہے یا ان کے رب نے ان کے ساتھ بھلائی چاہی ہے۔ بطور ادب کے برائی کی نسبت رب کی طرف نہیں کی اور بھلائی کی نسبت کی گئی ہے) حضرت ابراہیم نے بھی یہی فرمایا کہ جب میں بیمار پڑ جاتا ہوں تو اللہ کے سوا مجھے کوئی بھی تندرستی عطا نہیں کرسکتا وہی شفا بخشتا ہے اور وہی تندرستی کے سامان فراہم فرماتا ہے۔ مارنے جلانے پر وہی قادر ہے اس کے سوا کسی کی مجال نہیں کہ کسی کو مار سکے یا جلا سکے وہی ابتدائی وجود بخشتا ہے اور وہی ثانوی وجود بخش دے گا دنیا اور آخرت میں گناہ اللہ ہی معاف فرما سکتا ہے بھلا اللہ کے سوا کون گناہوں کو معاف کرسکتا ہے وہی جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے۔

رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۸۵﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾

''اے رب مجھے حکمت بخش اور مجھے نیک لوگوں میں شامل فرمادے اور میرا ذکر خیر بعد والوں میں بھی باقی رکھ اور مجھے نعمتوں والی بہشت کے وارثوں میں سے بنا میرے باپ کو معاف فرما بلاشبہ وہ گمراہوں میں سے تھا اور مجھے اس روز ذلیل نہ کر جس روز لوگ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے جس دن مال و اولاد سے کام نہ نکلے گا البتہ فائدہ اسی کو پہنچے گا جو عیبوں سے پاک دل لے کر آئے گا''۔

خلیل اللہ کی چند دعائیں: (۸۳) حضرت ابراہیم نے حق تعالیٰ سے دعا کی کہ اے رب مجھے حکم عطا فرما حکم سے علم عقل و سمجھ اور نبوت و حکمت مراد ہے پھر دعا مانگی کہ مجھے نیک لوگوں میں دنیا اور آخرت میں شامل رکھ جیسا کہ رحمت عالم ﷺ نے سب سے پچھلا کلمہ تین بار یہ فرمایا کہ اے اللہ مجھے بلند رفقاء میں شامل فرما حدیث کی ایک دعا یہ بھی ہے اے اللہ ہمیں مسلمان زندہ رکھ مسلمان ہی مار اور نیکیوں میں رسوائی اور تبدیلی کے بغیر شامل فرما۔

(۸۴تا۸۵) یعنی میرے بعد آنے والے لوگوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھ کہ لوگ میرا ذکر خیر کرتے رہیں اور ہر بھلائی کے

کام میں میری اقتداء کریں حق تعالیٰ نے فرمایا وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِيْنَ (صافات ۳۷/۱۰۸،۱۱۰) ہم نے پچھلے لوگوں میں ان کا ذکر چھوڑ دیا کہ سب آپ پر سلام ہی بھیجتے ہیں ہم مخلصوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں لسان صدق سے تعریف وتوصیف مراد ہے۔یعنی دنیا میں میرا ذکر خیر باقی رکھ مجھ پر انعام فرما اور آخرت میں مجھے نعمتوں والی جنت کا وارث بنا۔

(۸۶) اے رب میرے گمراہ باپ کو بھی معاف فرما یہ ابراہیم کی دعا ہے جس کا ذکر پہلے کئی بار گذر چکا ہے۔

قیامت کی رسوائی سے پناہ: یعنی مجھے قیامت کی رسوائی سے اور اس دن کی ذلت سے بچانا جس دن تمام اگلے پچھلے اور بڑے چھوٹے سب جمع ہوں گے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا حضرت ابراہیمؑ قیامت کے دن اپنے باپ کو دیکھیں گے اس کا منہ مارے ذلت کے غبار آلود ہوگا (ب) دوسری روایت میں آپ دعا مانگیں گے کہ اے اللہ تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ تو مجھے بعثت والے دن رسوا نہ فرمائے گا حق تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے کافروں پر جنت حرام فرمادی ہے (ب) ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم اسے دیکھ کر فرمائیں گے کیا میں نے تجھ سے یہ نہ کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کر' وہ کہے گا آج میں نافرمانی نہ کروں گا پھر آپ دعا مانگیں گے اور فرمائیں گے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا رسوائی ہوگی کہ میرا باپ اللہ کی رحمت سے بہت دور ہے حق تعالیٰ فرمائے گا میں نے کافروں پر جنت حرام فرمادی ہے پھر فرمائے گا کہ نیچے دیکھو آپ نیچے دیکھیں گے تو ایک بجو پلیدی میں لتھڑا ہوا نظر آئے گا پھر اس کے پاؤں سے پکڑ کر جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔(ن)

قیامت کے دن فدیہ قبول نہ ہوگا: (۸۸) یعنی اس دن زمین بھر کر سونا بھی دیا جائے تو اللہ کے عذاب سے بچنا کارے دارد اور اگر فدیے میں بیٹوں کو اور تمام زمین والوں کو بھی دیا جائے تو بھی اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا اس روز ایمان' اخلاص' توحید اور شرک سے بیزاری ہی کام آئے گی۔اسی وجہ سے اگلی آیت میں فرمایا۔

قلب سلیم کی تفسیر: (۸۹) کہ جو قلب سلیم لے کر آئے گا اسی کی نجات ہوگی بے عیب دل وہ ہے جس میں توحید ہو اور جو شرک سے محفوظ ہو اور تندرست ہو۔ایسا دل مومن کا ہوتا ہے کیونکہ کافروں اور منافقوں کے دل بیمار اور عیب دار ہوتے ہیں حق تعالیٰ نے فرمایا قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (بقرہ ۲/۱۰) ان کے دلوں میں بیماری ہے۔قلب سلیم وہ دل ہے جو بدعت سے پاک ہو اور سنت پر قائم ہو۔

وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ
أَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾
فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَجُنُوْدُ إِبْلِيْسَ أَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا
يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾ إِذْ نُسَوِّيْكُمْ
بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شٰفِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾
وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ إِنَّ

فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ
لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۰۴﴾

''اور جنت پارساؤں کے قریب لائی جائے گی اور گمراہوں کے لئے جہنم ظاہر کردی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا کہ تمہارے وہ معبود کہاں ہیں جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا تمہاری طرف سے کچھ انتقام لے سکتے ہیں پھر وہ اور تمام گمراہ جہنم میں اوپر تلے ڈال دیئے جائیں گے اور ابلیس کے تمام لشکر بھی' یہ اس میں جھگڑتے ہوئے کہیں گے اللہ کی قسم یقیناً ہم کھلی غلطی پر تھے جب کہ تم کو تمام جہانوں کے پروردگار کے برابر سمجھتے تھے ہمیں تو انہیں مجرموں نے گمراہ کیا تھا اب ہمارا کوئی سفارشی بھی نہیں اور نہ کوئی گہرا دوست ہے اگر ہمیں ایک بار پھر دنیا میں جانے کا موقعہ ملتا تو اب کے ہم سچے مومن بن جاتے بلا شبہ اس میں بھی بڑی عبرت ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں یقیناً آپ کا رب سب پر غالب ومہربان ہے''۔

تقوے والوں کے لئے جنت بنا سنوار کر لائے جائے گی: (۹۰) جنت کو بنا سنوار کر پوری آرائش کے ساتھ جنت والوں کے قریب لایا جائے گا کہ وہ اپنے اپنے جنت کدوں کا سیر ہو کر نظارہ کرلیں جنت والے متقی ہوں گے جو دنیا میں اس کے مشتاق و خواہش مند تھے اور اس کے لئے نیک عمل کرتے رہتے تھے۔

گمراہوں کے سامنے جہنم ظاہر ہوگی: (۹۱'۹۶) گمراہوں کے سامنے جہنم ظاہر کردی جائے گی اور اس سے حجاب اٹھالیا جائے گا پھر اس سے ایک گردن نکلے گی جو ایسی خوفناک آواز سے گرجے گی جس سے کلیجے منہ کو آجائیں گے پھر جہنم والوں سے زجر وتوبیخ کے طور پر کہا جائے گا کہاں ہیں تمہارے جھوٹے معبود جن کی تم دنیا میں عبادت کیا کرتے تھے اور سچے معبود کو جو اللہ ہے چھوڑ بیٹھے تھے کیا آج وہ تمہاری کچھ مدد کر سکتے ہیں اور تمہاری طرف سے کچھ انتقام و بدلہ لینے پر قادر ہیں؟ افسوس آج ان میں سے کوئی بھی تمہارے کام نہ آئے گا وہ تو اپنے آپ ہی کو اللہ کے عذاب سے نہ چھڑا سکے گا چہ جائیکہ تمہارے کام آئے تم اور تمہارے معبود جہنم کا ایندھن ہیں سب ہی اس میں جھونک دیئے جائیں گے۔ آج سب کے سب جہنم میں اوندھے لٹکا دیئے جائیں گے اور سب اوپر تلے اس میں جھونک دیئے جائیں گے۔ اور اول سے لے کر آخر تک تمام شیطانی لشکر بھی اسی میں دھکیل دیا جائے گا۔ وہاں یہ سب عابد و معبود آپس میں جھگڑیں گے اور کہیں گے اللہ کی قسم ہم تو بڑی صاف اور کھلی گمراہی میں گرفتار تھے۔

عابد و معبود کا جھگڑا: (۹۷،۹۸) جب کہ ہم تم کو رب العالمین کے برابر سمجھتے تھے فرمایا فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا (غافر ۴۰/ ۴۷) کمزور سرپھروں سے کہیں گے ہم تو تمہارے تابع تھے تو کیا تم ہم سے جہنم کے عذاب ہٹا سکتے ہو پھر خود ہی اپنے آپ کو برا بھلا کہیں گے کہ اس قدر صاف اور واضح گمراہی میں ہم مبتلا تھے پھر بھی افسوس ہماری آنکھیں نہیں کھلیں اور آرام سے سوتے ہی رہے یعنی کتنی صاف گمراہی تھی کہ ہم تم کو رب العالمین کے برابر سمجھتے رہے تمہاری باتوں کو اللہ کی باتوں کی طرح مانتے رہے اور تم کو اللہ کے ساتھ پوجتے رہے۔

(۹۹ تا ۱۰۲) ہمیں تو انہیں مجرموں نے بہکایا تھا اور راہ سے بے راہ کردیا تھا ہمیں ان کاموں کی ترغیب انہیں بدبختوں نے دی تھی ہائے یہ اپنے ساتھ ہمیں بھی لے ڈوبے۔ افسوس آج ہمارا کوئی سفارش کرنے والا بھی نہیں یعنی کوئی فرشتہ بھی ہماری سفارش نہیں کرسکتا فرمایا فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ (اعراف ۷/ ۵۳) جہنمی آپس میں کہیں گے کیا ہمارے سفارشی ہیں جو ہماری سفارش کریں

یا ہم پھر دنیا میں لوٹا دیئے جائیں تا کہ ان عملوں کے خلاف عمل کریں یہاں بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ ہائے افسوس آج ہمارا کوئی سفارشی بھی نہیں کہ ہمیں اللہ کے عذاب سے چھڑا لے اور نہ کوئی ہمدرد و مخلص دوست ہی ہے کہ آج وہ کام آ جائے اللہ کی قسم وہ جانتے ہیں کہ نیک دوست ہی کام آ سکتا ہے اور نیک عزیز ہی سفارش کر سکتا ہے کاش ہمارے لئے پھر ایک بار دنیا میں جانا ہو جائے پھر مومن بن جائیں گے اب یہ آرزو کریں گے کہ انہیں دنیا میں نیک عمل کرنے کے لئے بھیج دیا جائے اور وہ اللہ کی اطاعت و عبادت کریں مگر اللہ کو معلوم ہے کہ اگر یہ پھر دنیا میں بھیج دیئے جائیں تو پھر وہی کام کریں گے جن سے منع کیا گیا ہے اور یہ جھوٹے ہیں۔ حق تعالیٰ نے سورۃ صٓ میں جہنمیوں کے جھگڑنے کا بیان فرمایا ہے پھر فرمایا اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ (صٓ ۳۸/۶۴) یقیناً ان میں یہ جھگڑا ہوگا۔

مناظرۂ خلیل میں توحید کے دلائل: (۱۰۳،۱۰۴) قوم سے حضرت ابراہیم کے مناظرے میں اور توحید پر دلیلیں قائم کرنے میں اس بات پر صاف روشن اور واضح دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں لیکن پھر بھی اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور آپ کا رب یقیناً سب پر غالب ہے اور بڑا ہی مہربان ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۝۱۰۵ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ
أَلَا تَتَّقُونَ ۝۱۰۶ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝۱۰۷ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝۱۰۸
وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝۱۰۹
فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝۱۱۰

''قوم نوحؑ نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب ان سے ان کے بھائی نوحؑ نے کہا تم کیوں نہیں ڈرتے میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں تم اللہ سے ڈر جاؤ اور میری بات مانو میں تبلیغ پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمے ہے اس لئے تم اللہ سے ڈر جاؤ اور میری اطاعت کرو''۔

حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب کا بیان: (۱۰۵) حق تعالیٰ اپنے بندے اور اپنے رسول حضرت نوحؑ کی طرف سے بیان فرما رہا ہے کہ انہیں قوم نے کس کس طرح جھٹلایا بت پرستی پھیل جانے کے بعد جو سب سے پہلا رسول شرک و بت پرستی کی تردید کے لئے آیا ہے وہ آپ ہی ہیں حق تعالیٰ نے آپ کو شرک و بت پرستی سے روکنے کے لئے مبعوث فرمایا تھا کہ آپ لوگوں کو اللہ کے عذاب و عقاب سے ہوشیار کر دیں قوم نے آپ کو جھٹلایا اور اپنے شرمناک فعلوں پر بدستور ڈٹے رہے آپ کی نصیحت کے باوجود بھی بت پرستی اور شرک سے باز نہیں آئے چونکہ تمام نبی توحید کی دعوت کے لئے مبعوث فرمائے گئے اس لئے ایک کے جھٹلانے سے سب کو جھٹلانا لازم آتا ہے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب کو تمام پیغمبروں کی تکذیب کی جگہ رکھ کر فرمایا کہ قوم نوحؑ نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

حضرت نوح کا وعظ: (۱۰۶) یعنی تم کو ڈر معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ کی عبادت میں دوسروں کو شریک کر رہے ہو اور شرم بھی نہیں آتی

(یہ کام تو بڑا شرمناک ہے کہ شریف کا حق رذیل کو دے دیا جائے)

(۱۰۷،۱۰۹) میں اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ایک امانت دار رسول بن کر آیا ہوں میں اپنے رب کے پیغامات تم کو سناتا ہوں اور ان میں ذرا سی بھی کمی بیشی نہیں کرتا جوں کے توں پہنچا دیتا ہوں اس لئے تم اللہ کا خوف کرو اور میری اطاعت کرو اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ گے میں وعظ ونصیحت پر تم سے کچھ اجرت تو نہیں مانگتا مجھے اس کا ثواب اللہ کے ہاں ملے گا میرا صلہ وہیں جمع ہو رہا ہے۔

(۱۱۰) پھر میں تم سے مکرر کہتا ہوں کہ اللہ سے ڈر جاؤ اور میری نصیحت مانو میری صداقت وامانت اور خیر خواہی تم پر آشکارا ہو چکی ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھے جس کام کے لئے مبعوث فرمایا ہے اس میں میں سچا ہوں اور امانت دار ہوں۔

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰي رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۵﴾

”قوم نوح بولے کیا ہم تجھ پر ایمان لے آئیں حالانکہ گھٹیا لوگوں نے تیری پیروی کر رکھی ہے فرمایا مجھے کیا خبر وہ پہلے کیا کام کرتے رہے ان کا حساب تو میرے رب ہی کے سپرد ہے اگر تم کو شعور ہو میں ایمان والوں کو دھکے دے کر نکالنے والا نہیں میں تو صرف صاف طور سے ہوشیار کر دینے والا ہوں“۔

قوم نوح کا جواب: (۱۱۱) یعنی ہم تم پر ایمان نہیں لا سکتے بھلا ہم ان کمینوں کے ساتھ جو تمہارے پیروکار ہیں اور تمہاری تصدیق کرتے ہیں تمہاری اقتدا کریں یہ تو ہم میں سے گرے پڑے لوگ ہیں ہم ان کے ساتھ کیسے اٹھ بیٹھ سکتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کا جواب: (۱۱۲ تا ۱۱۴) فرمایا مجھے ان کے سابق عملوں سے کیا سروکار نہ مجھے ان کے سابق عملوں کے کرید کرنے کی ضرورت جب یہ لوگ میرے پاس حق تسلیم کرنے کے لئے آ گئے تو کیا اب میں ان کے پہلے کاموں کی اور پیشوں کی کرید کرتا پھروں میرا کام تو یہ ہے کہ میں ان کی تصدیق قبول کرلوں اور ان کی دلی باتوں کو اللہ کے حوالہ کر دوں ان کا حساب ان کا رب خود ان سے لے لے گا بڑے افسوس کی بات ہے تم اتنی موٹی سی بات بھی نہیں سمجھ سکتے۔ شائد آپ سے ان لوگوں نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ آپ ان کمینوں کو اپنے پاس سے بھگا دیں تو ہم آپ کی پیروی کرلیں گے آپ نے ان کی یہ بات نہ مانی ہو اور فرمایا ہو کہ میں اپنے پاس سے ایمان والوں کو دھکے دے کر نکالنا نہیں چاہتا۔ (۱۱۵) میں تو صرف نذیر بنا کر بھیجا گیا ہوں جو میری اطاعت کرے گا میرے نقش قدم پر چلے گا اور میری تصدیق کرے گا وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں خواہ وہ تمہاری نگاہ میں شریف ہو یا رذیل اور بڑا ہو یا چھوٹا میری نگاہ میں سب برابر ہیں۔

النصف

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

فَاَنۡجَیۡنٰهُ وَمَنۡ مَّعَهٗ فِی الۡفُلۡكِ الۡمَشۡحُوۡنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا بَعۡدُ
الۡبٰقِیۡنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا کَانَ اَکۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۲۱﴾ وَاِنَّ
رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۲۲﴾

''قوم نوح بولے اے نوح اگر تو باز نہیں آیا تو بلاشبہ تجھے سنگسار کر ڈالا جائے گا فرمایا اے رب میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا لہٰذا تو مجھ میں اور ان میں کوئی اٹل فیصلہ فرما اور مجھے اور میرے ایمان والے ساتھیوں کو بچا پھر ہم نے انہیں اور ان کے ساتھیوں کو جو بھری ہوئی کشتی میں تھے نجات دے دی اس کے بعد تمام لوگوں کو غرق کر دیا یقیناً اس میں بڑی عبرت ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان والے نہیں اور یقیناً آپ کا رب سب پر غالب و مہربان ہے''۔

حضرت نوحؑ نے قوم پر بددعا کی: (۱۱۶) چونکہ اللہ کے نبی حضرت نوحؑ ایک مدت دراز تک قوم کو دن رات خلوت و جلوت میں مجلسوں میں اور گھروں میں اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے مگر جوں جوں بار بار انہیں دعوت دی جاتی وہ اور سخت کفر پر اڑ جاتے اور دعوت سے بہرے ہو کر پوری کوشش سے رکے رہتے یہاں تک کہ آخر میں آپ کو دھمکی بھی دے بیٹھے کہ اگر تم اپنی اس دعوت سے باز نہ آئے تو ہم تم کو یقیناً سنگسار کر دیں گے اور اللہ کی طرف سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اب یہ ایمان لانے والے نہیں اس لئے تنگ آ کر اور ناامید ہو کر اللہ کے نبی نے ان پر بددعا کی جو قبول ہو گئی۔

(۱۱۷، ۱۱۸) دعا فرمائی کہ اے رب میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا دوسری جگہ فرمایا اَنِّیۡ مَغۡلُوۡبٌ (قمر ۵۴/ ۱۰) ''اے رب میں مغلوب ہو گیا اب تو انتقام لے'' دعا مانگی کہ اے رب میرے اور قوم کے درمیان ایک قطعی فیصلہ فرما اور مجھے اور میرے ساتھ والے ایمان والوں کو نجات عطا فرما۔

عذاب کی آمد: (۱۱۹، ۱۲۰) یعنی ہم نے حضرت نوحؑ کو اور آپ کے تمام تابعداروں کو ڈوبنے سے بچا لیا مشحون سامان سے بھری ہوئی کشتی کو کہا جاتا ہے جس پر ہر جاندار کا ایک ایک جوڑا سوار کر لیا گیا تھا اور آپ کے نہ ماننے والوں کو اور تمام مخالفوں کو ڈبو دیا۔

(۱۲۱، ۱۲۲) اس واقعہ میں بھی حضرت نوح کی صداقت کی زبردست دلیل ہے مگر پھر بھی اکثر لوگ ایمان سے محروم ہی رہے افسوس یقیناً آپ کا رب سب پر غالب اور کمال مہربان ہے۔

کَذَّبَتۡ عَادُ ۣ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذۡ قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ هُوۡدٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۲۴﴾
اِنِّیۡ لَکُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۲۶﴾ وَمَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ
عَلَیۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبۡنُوۡنَ بِکُلِّ
رِیۡعٍ اٰیَةً تَعۡبَثُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُوۡنَ مَصَانِعَ لَعَلَّکُمۡ تَخۡلُدُوۡنَ ﴿۱۲۹﴾ وَاِذَا
بَطَشۡتُمۡ بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِیۡنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۳۱﴾ وَاتَّقُوا الَّذِیۡۤ

أَمَدَّكُم بِمَا تَعْلَمُونَ ﴿١٣٢﴾ أَمَدَّكُم بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ﴿١٣٣﴾ وَجَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٣٤﴾
إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٣٥﴾

عادیوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا جب ان کے بھائی ہود نے ان سے کہا تم اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے یقیناً میں تمہارے لئے ایک امین رسول ہوں لہٰذا تم اللہ سے ڈر جاؤ اور میری اطاعت کرو میں تبلیغ پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا میری اجرت تو رب العالمین کے ذمے ہے کیا تم ہر ٹیلے پر بیکار عمارت بناتے ہو اور صنعتوں والے مکانات تعمیر کر رہے ہو جیسے تم کو ہمیشہ رہنا ہے اور جب تم کسی کو پکڑتے ہو تو سخت گیر بن کر پکڑتے ہو سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور اس سے ڈرو جس نے تمہاری مدد ان چیزوں سے کی جو تمہارے علم میں ہیں۔ اس نے تمہاری امداد جانوروں سے اور اولاد سے کی اور باغوں اور نہروں سے کی مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

حضرت ہودؑ کا وعظ: (۱۲۳ تا ۱۲۷) یہ واقعہ حق تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول حضرت ہودؑ کا ہے انہوں نے عادیوں کو اللہ کی دعوت دی آپ کی قوم والے عاد احقاف میں بسے ہوئے تھے۔ احقاف یمن کے علاقے میں حضر موت کے قریب ریتیلے ٹیلے تھے جہاں یہ لوگ آباد تھے ان کا زمانہ قوم نوحؑ کے بعد کا ہے جیسا کہ فرمایا وَاذْكُرُوٓا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ (اعراف ۷/ ۶۹) میں ہے یعنی اللہ کی یہ نعمت یاد کرو کہ اس نے تم کو قوم نوح کے بعد ان کا جانشین بنایا اور تم کو ڈیل ڈول میں وسعت دی یہ ڈیل ڈول میں چوڑے چکلے بڑے طاقت ور لمبے لمبے اور سخت گیر تھے جن کو فراخ روزیاں' خوب مال و دولت' نہریں' اولاد ہرے بھرے لہلہاتے کھیت' اور لدے پھندے باغ سب کچھ حاصل تھا اس خوش حالی اور فارغ البالی کے باوجود غیروں کی پرستش کرتے تھے حق تعالیٰ نے انہیں میں سے ایک شخص حضرت ہودؑ کو رسول بنا کر ان کی طرف مبعوث فرمایا اور آپ کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا آپ نے انہیں توحید کی دعوت دی اور شرک پر اللہ کے عذاب و گرفت سے ڈرایا آپ نے بھی وہی کہا جو حضرت نوح نے کہا تھا۔

(۱۲۸) پھر فرمایا کیا تم ہر اونچی جگہ پر مکان بطور تماشے کے بناتے ہو "ریع" عام گذرگاہوں اور آباد شاہراہوں کے قریب اونچی جگہ کو کہا جاتا ہے عادی ایسے ہی مقامات پر مضبوط و عالیشان نمایاں اور حیران کن بلند عمارتیں بلاضرورت کے نام کے لئے بنایا کرتے تھے تاکہ مال و دولت کا اور قوت کا اظہار ہو اسی لئے اللہ کے نبی نے انہیں اس فضول کام سے' وقت برباد کرنے سے اور خواہ مخواہ کی محنت سے منع فرمایا کہ ایسی بلاضرورت عمارتوں سے نہ دنیا کا کوئی فائدہ ہے اور نہ آخرت کا۔

(۱۲۹) مصانع پختہ برجوں اور گنبدوں کو فلک بوس عمارتوں کو اور اونچے اونچے مناروں کو کہا جاتا ہے حمام کے مناروں کو بھی مصانع کہتے ہیں یعنی تم جو یہ اونچے اونچے منارے بنا رہے ہو جن کی پختگی اور مضبوطی کا عالم ہی نرالا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا تم کو دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے کبھی مرنا نہیں گویا تمہیں ہمیشگی کی زندگی مل گئی ہے حالانکہ دوام کسی کو بھی نصیب نہیں تم بھی اسی طرح فنا ہو جاؤ گے جس طرح تم سے پہلے فنا ہو گئے۔ جب ابوالدرداءؓ نے دیکھا کہ مسلمانوں نے غوطہ میں عالی شان قصر بنوانے شروع کر دیئے ہیں اور ان میں باغ بھی لگوا دیئے ہیں تو آپ نے ان کی مسجد میں کھڑے ہو کر آواز دی کہ اے دمشق والو لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے آپ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا تم کو شرم نہیں آتی تم ایسی چیزیں جمع کرتے ہو جنہیں کھا نہ سکو گے اور ایسی عمارتیں بناتے ہو جن

میں آباد نہ ہوسکو گے اور ایسی امیدیں باندھتے ہو جو تم کو حاصل نہ ہوسکیں گی دیکھو تم سے پہلے قومیں گذر گئیں جو جوڑ جوڑ کر رکھا کرتی تھیں اور مضبوط عمارتیں بنایا کرتی تھیں اور لمبی چوڑی امیدیں رکھتی تھیں پھر ان کی تمنائیں دھوکہ ثابت ہوئیں ان کا جوڑا ہوا مال لٹ گیا اور ان کی عمارتیں قبرستان بن گئیں عادیوں ہی کو دیکھ لو عدن سے لے کر عمان تک ان کے اونٹ اور گھوڑے تھے کیا آج کوئی عادیوں کی میراث دو درہم میں خرید سکتا ہے؟ (ابن ابی حاتم)

عادیوں کی طاقت وسنگ دلی کا بیان: (۱۳۰، ۱۳۱) عادیوں کی طاقت وسنگدلی اور سرکشی کا بیان ہے پھر مکرر فرمایا کہ اللہ سے ڈر جاؤ اسی کی عبادت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

عادیوں پر اللہ کے احسانات: (۱۳۲ تا ۱۳۵) ان آیتوں میں عادیوں پر اللہ کے احسانات کا بیان ہے کہ اس نے تم کو ان نعمتوں سے نوازا جو تمہارے علم میں ہیں تم کو چوپایوں اور بیٹوں سے تقویت پہنچائی اور تمہیں باغ و نہریں دیں اگر ان نعمتوں کے باوجود بھی تم نے جھٹلایا اور مخالفت کی تو مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے آپ نے انہیں رغبت دلا دلا کر اللہ کے عذاب سے ڈرا ڈرا کر اللہ کی طرف بلایا مگر افسوس انہیں نہ ترغیب مفید ثابت ہوئی اور نہ ترہیب۔

قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَآ
اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۭ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾ ع

''انہوں نے کہا خواہ آپ وعظ کہیں یا نہ کہیں دونوں باتیں ہمارے لئے برابر ہیں یہ دین ہی پہلے لوگوں کا ہے ہم پر عذاب آنے والا نہیں پھر انہوں نے آپ کو جھٹلایا آخر کار ہم نے انہیں ہلاک کر دیا بلاشبہ اس میں بھی بڑی عبرت ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں یقیناً آپ کا رب بڑا ہی غالب ومہربان ہے''۔

عادیوں کا جواب: (۱۳۶) عادیوں کے جواب کی خبر دی جا رہی ہے کہ ان پر اللہ کے نبی کے پر اثر واعظ نے اللہ کا خوف دلانے والے اور رغبت اور ڈر والے خطبوں نے کچھ اثر نہیں کیا آپ نے ان کے سامنے کھول کھول کر حق بیان فرمایا مگر انہوں نے یہی جواب دیا کہ آپ کا ہمیں ڈرانا اور نہ ڈرانا برابر ہے ہم اپنی موجودہ روش سے پھرنے والے نہیں فرمایا وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا (هود ۱۱/۵۳) ہم آپ کے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے اور آپ پر ایمان لانے والے نہیں درحقیقت کافروں کی یہی روش ہوتی ہے حق تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ (بقرہ ۲/۶) جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے آپ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ (یونس ۱۰/۹۶، ۹۷) جن پر آپ کے رب کی بات واجب ہوگئی وہ ایمان نہیں لائیں گے خواہ دنیا بھر کے معجزے ان کے سامنے آ جائیں جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں گے۔

حضرت ہودؑ پر الزام: (۱۳۷ و ۱۳۸) یعنی جس دین پر وہ قائم ہیں وہ ان کے باپ دادا کا دین ہے۔ اور ان کا کہنا ہے کہ ہم انہیں کے تابع ہیں انہیں کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں جس حال میں انہوں نے زندگی بسر کی اس حال میں ہم بسر کریں گے اور جس حال پر وہ فوت ہوئے اس پر ہم فوت ہو جائیں گے زندگی بعد الموت کچھ نہیں اور نہ حشر ونشر ہے مرنے کے بعد ہم پر عذاب ہونا

محال ہے۔

عذاب کی آمد: (۱۳۹، ۱۴۰) پھر یہ برابر اللہ کے نبی حضرت ہودؑ کو جھٹلاتے رہے' ان کی مخالفت پر تلے رہے اور اپنی سرکشی پر اڑے رہے آخر کار اللہ نے انہیں ہلاک کر دیا حق تعالیٰ نے قرآن میں کئی جگہ ان کو تباہ کرنے والا عذاب بھی بیان فرمایا ہے کہ اللہ نے ان پر تیز وتند آندھی مسلط فرمادی جو بے حد ٹھنڈی تھی لہٰذا اسی جنس سے ان کی تباہی آئی جس پر یہ قائم تھے کیونکہ یہ بے حد سرکش اور سخت گیر و بے رحم تھے اللہ نے ان سے زیدہ سرکش اور قوت والی ہوا ان پر مسلط فرمادی فرمایا اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ (فجر ۸۹/ ۶، ۷) کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے عادیوں کے ساتھ کیا کیا جوارم کی اولاد تھے اور ستون والے تھے یہ قدیمی عاد ہیں فرمایا وَاَهْلَكَ عَادًا (نجم ۵۳/ ۵۰) اور اس نے پہلے عادیوں کو ہلاک کر دیا یہ عاد ارم بن سام بن نوحؑ کی اولاد میں سے تھا یہ لوگ ستونوں والے گھروں میں رہتے سہتے تھے فرمایا اَلَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا (فجر ۸۹/ ۸) اس جیسا قبیلہ دنیا میں تھا ہی نہیں یعنی قوت' شدت اور سرکشی میں ان جیسا قبیلہ دنیا میں کوئی تھا ہی نہیں۔

فرمایا فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا (فصلت ۴۱/ ۱۵) لیکن عادیوں نے دنیا میں ناحق غرور کیا اور کہنے لگے کہ ہم سے زیادہ قوی کون ہوسکتا ہے کیا انہیں معلوم نہیں کہ جس اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے بہت قوی ہے اور وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے پھر ان پر تیز وتند ٹھنڈی ہوا مسلط کر دی گئی حق تعالیٰ کے حکم سے اس ٹھنڈی ہوا نے شائیں شائیں کر کے ان کے شہروں پر پتھراؤ کر ڈالا اور ان کی ہر چیز کو تہہ و بالا کر دیا فرمایا تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ (احقاف ۴۶/ ۲۵) ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے ہلاک کر رہی تھی' عادی تیز و ٹھنڈی اور سرکش ہوا سے ہلاک کئے گئے جس کو اللہ نے ان پر لگاتار سات رات اور آٹھ دن مسلط فرمادیا تھا تم قوم کو اس میں بچھڑا ہوا دیکھتے تھے گویا وہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں یعنی ان کے سر دھڑ سے جدا ہو گئے تھے اور بلا سر کی لاشیں زمین پر پڑی ہوئی کھجوروں کے تنوں جیسی معلوم ہو رہی تھیں وہ زمین پر پچھڑے ہوئے لمبے لمبے پڑے تھے ہوا انہیں اٹھا کر اوپر لے جاتی پھر سر کے بل زمین پر پٹخ دیتی جس سے ان کا بھیجا پاش پاش ہو جاتا تھا اور سر دھڑ سے کٹ کر علیحدہ جا پڑتا تھا اگرچہ یہ پہاڑوں کے غاروں میں اور تہہ خانوں میں چھپ گئے تھے اور آدھے جسموں کو زمین میں گاڑ لیا تھا مگر اللہ کے عذاب سے کسی تدبیر نے بھی نہیں بچایا فرمایا اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ (نوح ۷۱/ ۴) اللہ کی مقرر کردہ مدت جب آجاتی ہے تو پھر اس میں تاخیر نہیں ہوتی۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۱۴۱ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝۱۴۲
اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝۱۴۳ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝۱۴۴ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ
اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۴۵

"ثمودیوں نے بھی نبیوں کو جھٹلایا جب کہ ان سے ان کے بھائی صالح نے کہا تم اللہ سے ڈرتے کیوں نہیں یقیناً میں تمہاری طرف ایک امین رسول بن کر آیا ہوں اس لئے اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تبلیغ پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا میری اجرت تو رب العالمین ہی ادا فرمائے گا"۔

حضرت صالح علیہ السلام کا بیان: (۱۴۱ تا ۱۴۵) ان آیتوں میں حضرت صالح علیہ السلام کا جو اللہ کے بندے اور اس کے رسول تھے بیان

ہے کہ آپ کو آپ کی قوم ثمودیوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا تھا یہ خالص عرب تھے اور حجر کے علاقے میں رہتے تھے جو وادی قریٰ اور شام کے شہروں کے درمیان واقع تھا ان کی آبادیاں مشہور و معروف ہیں ہم نے سورۂ اعراف میں وہ حدیثیں بیان کر دی ہیں جن میں ہے کہ رحمت عالم ﷺ تبوک جاتے ہوئے ان کی آبادیوں سے گذرے تھے یہ لوگ عادیوں کے بعد اور حضرت ابراہیم سے پہلے گذرے ہیں ان کے نبی حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو توحید کی دعوت دی اور یہ فرمایا کہ دین کے کاموں میں میری اطاعت کرو لیکن انہوں نے آپ کی بات ٹھکرا دی آپ کو جھٹلایا اور آپ کی مخالفت پر اتر آئے آپ نے انہیں یہ بھی جتا دیا تھا کہ میں اللہ کا پیغام پہنچانے پر تم سے اجرت نہیں مانگ رہا ہوں میں تو اللہ کی رضا کے لئے کام کر رہا ہوں وہی مجھے اس کا صلہ عطا فرمائے گا پھر آپ نے انہیں اللہ کے احسانات وانعامات یاد دلائے اور فرمایا۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ﴿١٤٦﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٤٧﴾ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ﴿١٤٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٥٠﴾ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ﴿١٥١﴾ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿١٥٢﴾

''کیا تم یہاں والی چیزوں میں امن وسلامتی سے چھوڑ دیئے جاؤ گے ان باغوں میں اور ان چشموں اور نہروں میں اور ان کھیتوں میں اور ان کھجوروں میں جن کے شگوفے مارے بوجھ کے ٹوٹے جا رہے ہیں اور تم پہاڑوں کو تراش تراش کر ان میں یہ پر تکلف مکانات بناتے رہو گے اللہ کے بندو اللہ سے ڈر جاؤ اور میری اطاعت کرو اور حد سے گذر جانے والوں کی بات نہ مانو جو دنیا میں فساد مچاتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے''۔

حضرت ثمود کا روح پرور وعظ: (۱۴۶ تا ۱۴۸) آپ قوم کو وعظ فرما رہے ہیں انہیں اللہ کے عذابوں سے ڈرا رہے ہیں اور اللہ کی نعمتیں یاد دلا رہے ہیں کہ اس نے تم کو بافراغت روزیاں دے رکھی ہیں تمہیں امن وسلامتی عطا فرمائی ہے تمہارے لئے باغات اگا دیئے ہیں۔ نہریں بہا دی ہیں غرضیکہ ہر قسم کی ضروریات زندگی سے نواز دیا ہے۔

(۱۴۹) تم بڑی ہوشیاری اور مہارت سے چٹانوں کو تراش تراش کر گھر بناتے ہو جن پر اتراتے اور ناز کرتے ہو یہ لوگ نام و نمود کے لئے بلاضرورت کے گھر بنایا کرتے تھے اور فن سنگ تراشی میں ماہر تھے جنہوں نے ان کے تراشے ہوئے گھروں کا مشاہدہ کیا ہے وہ ان کی فن کی مہارت وصفائی سے خوب واقف ہیں۔

(۱۵۰ تا ۱۵۲) یعنی اللہ سے ڈر جاؤ اور ایسے کام کرو جس سے دنیا میں بھی فائدہ پہنچے اور آخرت میں بھی اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا فرمایا اور روزی دی۔ اسی کی توحید کے قائل ہو جاؤ اور صبح وشام اسی کی پاکی بیان کرتے رہو۔ ان لوگوں کی بات نہ مانو جو حد سے گذر جانے والے ہیں' دنیا میں شرارت وفساد پھیلا رہے ہیں اور امن پسند نہیں۔ یعنی اپنے ان سرداروں اور بڑوں کی بات نہ مانو جو تم کو شرک وکفر اور امن کی مخالفت کی طرف بلا رہے ہیں۔

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚۖ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۵۹﴾ ع۹

''قوم نے جواب دیا کہ تو تو جادو کئے ہوئے لوگوں میں سے ہے تو ہمیں جیسا ایک انسان ہے اگر تو سچا ہے تو کوئی معجزہ دکھلا فرمایا یہ اللہ کی اونٹنی ہے ایک دن اس کے پانی پینے کے لئے ہے اور ایک معین دن تمہارے جانوروں کے لئے خبردار اسے برائی سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ بڑے دن کا عذاب تم کو آ پکڑے گا آخر کار اسے زخمی کر ڈالا پھر پشیمان ہوئے پھر انہیں عذاب نے آ پکڑا یقیناً اس میں بڑی عبرت ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں اور واقعی آپ کا رب بڑا ہی غالب و مہربان ہے''۔

ثمودیوں کا جواب: (۱۵۳) جب اللہ کے نبی نے انہیں ان کے رب کی عبادت کی دعوت دی تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے جس سے تیرا دماغ صحیح نہیں رہا تو دیوانہ اور عقل سے بیگانہ ہے۔

(۱۵۴) جب تو ہم جیسا ایک انسان ہے تو ہم سب کو چھوڑ کر تیری طرف کس طرح وحی آ گئی فرمایا ءَاُلْقِيَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ (قمر ۵۴/ ۲۵،۲۶) کیا ہمارے درمیان میں سے صرف اسی پر نصیحت اتاری گئی ہے نہیں بلکہ وہ جھوٹا اور فتنے باز ہے عنقریب کل انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون جھوٹا اور فتنہ اٹھانے والا تھا۔

معجزے کا مطالبہ: اچھا بفرض محال اگر تو سچا ہے تو کوئی معجزہ دکھا تاکہ تیری صداقت ہم پر کھل جائے اس وقت ان کے چھوٹے بڑے سردار و عقیدت مند سب جمع تھے سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ اگر تو سچا ہے تو اس چٹان سے دس ماہ کی گابھن اونٹنی نکال دے جو ایسی اور ایسی ہو۔

اونٹنی کا ظہور: حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے پکا عہد کرا لیا کہ اگر ایسا ہو گیا تو پھر تم کو ایمان لانا پڑے گا اور آپ کی پیروی کرنی پڑے گی انہوں نے پکا اقرار کر لیا آخر حضرت صالح علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھی پھر اللہ سے دعا مانگی کہ وہ قوم کا سوال پورا فرما دے آخر انہوں نے جس پتھر کی طرف اشارہ کیا تھا وہ پھٹا اور اس سے دس ماہ کی گابھن اونٹنی ان کی خواہش کے مطابق پیدا ہوئی یہ دیکھ کر چند لوگ تو ایمان لے آئے لیکن اکثر لوگوں نے کفر ہی کو پسند کیا اور اسی پر اڑے رہے۔

(۱۵۵) فرمایا یہ اونٹنی ہے جو اللہ کی اونٹنی کہلائے گی ایک دن یہ پانی پینے کے لئے آیا کرے گی اور ایک دن تم اپنے جانوروں کو پانی پلایا کرنا خبردار برے ارادے سے اسے ہاتھ بھی نہ لگانا ورنہ ایک بڑے دن کا عذاب تم کو آ گھیرے گا آپ نے پہلے ہی سے احتیاط کے طور پر اللہ کے عذاب سے انہیں ڈرا دیا تھا چنانچہ وہ اونٹنی ایک زمانے تک ان میں رہی اور باری کے دن پانی پینے آتی اور چرتی پھرتی لوگ اس کے دودھ سے فائدہ اٹھاتے رہے اپنی اپنی ضرورت کے مطابق ہر شخص دودھ دوہ کر لے جایا کرتا

تھا پھر جب ایک زمانہ گذر گیا اور ان میں ایک بے حد بدنصیب آدمی آموجود ہوا تو سب نے اونٹنی کے قتل کرنے پر اتفاق کر لیا اور یہ طے پایا کہ اس کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔

اونٹنی کا قتل اور عذاب کی آمد: (۱۵۶تا۱۵۹) آخر کار ایک منحوس شخص نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور اسے قتل کر ڈالا پھر پشیمان ہوئے۔ مگر اللہ کے عذاب نے انہیں آ گھیرا بڑا زبردست بھونچال آیا اور ایک دل دوز چیخ نے ان کے کلیجے ہلا دیئے اور سب مرے کے مرے رہ گئے ایسا عذاب آیا جس کا وہم وگمان بھی نہ تھا ثمودی اپنے گھروں میں گھٹنوں پر گرے کے گرے رہ گئے یقیناً اس میں بھی ایک بڑی عبرت ہے لیکن اکثر لوگ ایمان کی دولت سے محروم ہی رہتے ہیں یقیناً آپ کا رب سب پر غالب و مہربان ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٦٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٤﴾

''قوم لوط نے بھی نبیوں کو جھٹلایا جب کہ ان سے ان کے بھائی لوط نے کہا تم اللہ سے ڈرتے کیوں نہیں یقیناً میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں لہٰذا تم اللہ سے ڈر جاؤ اور میری اطاعت کرو میں تبلیغ پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا میری اجرت تو اللہ رب العالمین ادا فرمائے گا''۔

حضرت لوط کا بیان: (۱۶۰تا۱۶۴) اللہ کے بندے اور رسول حضرت لوط علیہ السلام کے واقعہ کا بیان ہے آپ لوط بن ہاران بن آزر تھے اور خلیل اللہ کے بھتیجے تھے حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ہی کی زندگی میں آپ کو ایک بڑی قوم کی طرف نبی بنا کر مبعوث فرمایا تھا یہ لوگ سدوم اور اس کے علاقوں میں آباد تھے سدوم کے ساتھ حق تعالیٰ نے سب کو ہلاک کر دیا اور آبادی کی جگہ بدبودار اور گندی خلیج چھوڑ دی یہ خلیج غور کے علاقے میں مشہور ہے اور بیت المقدس کے پہاڑوں کے اور کرک وشوبک کے درمیان ہے آپ نے انہیں توحید کی اور تنہا اللہ کی عبادت کی دعوت دی اور شرک سے روکا اور اپنی اطاعت کی ترغیب دی اور ہدایت کی کہ اس رسول کی بات مانو جس کو اللہ نے ان کی طرف مبعوث فرمایا ہے اللہ نے گناہوں سے منع کیا اور دنیا میں انہوں نے جو ایک نئی گندگی نکالی تھی جس کا وجود اب سے پہلے نہ تھا کہ عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں سے بدفعلیاں کرتے تھے اس سے روکا چنانچہ اسی کے بارے میں اگلی آیتیں ہیں۔

أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٥﴾ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا

يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٧٠﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِى الْغٰبِرِيْنَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿١٧٢﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٣﴾ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧٤﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٧٥﴾

''کیا تم دنیا والوں میں سے مردوں کے پاس بھی آتے ہو اور اپنی بیویوں کو چھوڑ دیتے ہو جن کو تمہارے رب نے تمہارے واسطے پیدا فرمایا ہے بلکہ تم حد سے بڑھ جانے والے ہو انہوں نے جواب دیا کہ اے لوط اگر تو باز نہ آیا تو ہمیں تجھ کو نکالنا پڑے گا فرمایا میں تمہاری اس حرکت سے ناراض ہوں اے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے کرتوتوں سے بچا آخر ہم نے انہیں اور ان کے تمام گھر والوں کو بچا لیا بجز ایک بڑھیا کے جو باقی رہنے والوں میں سے تھی پھر دوسروں کو ہلاک کر دیا اور ان پر ایک خاص قسم کی بارش کی پھر ڈرائے ہوؤں کی بارش بری تھی یقیناً اس میں بڑی عبرت ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں اور واقعی آپ کا رب سب پر غالب و مہربان ہے''۔

حضرت لوط کا روح پرور وعظ: (۱۶۵ و ۱۶۶) یعنی تم کو شرم نہیں آتی تم ان بے حیائیوں کا ارتکاب کر رہے ہو اور لڑکوں سے بدفعلیاں کر کے منہ کالا کر رہے ہو ڈوب جانے کا مقام ہے مگر افسوس تم شرماتے بھی نہیں جن کو حق تعالیٰ نے تمہارے واسطے بنایا ان کے پاس نہیں جاتے اور بیویوں کو چھوڑ کر مردوں سے منہ کالا کرتے پھرتے ہو یہ تو بڑی زیادتی اور ظلم کی بات ہے۔

لوطیوں کا جواب: (۱۶۷ تا ۱۶۹) آپ کی نصیحت سن کر قوم نے جواب دیا تو یہ دیا کہ اے لوط اگر تو اپنی طعن و تشنیع سے اور دعوت توحید سے باز نہیں آیا تو ہمیں تجھ کو اپنے شہر سے نکالنا پڑے گا ہم تجھ کو جلا وطن کر دیں گے دوسری جگہ فرمایا فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا (نمل ۲۷/۵۶) آپ کو قوم کے پاس بجز اس کے اور کیا جواب تھا کہ یہ کہا کہ اپنے شہر سے لوط کے گھرانے کو نکال دو یہ لوگ بڑے پاک بنتے ہیں پھر جب آپ نے دیکھا کہ ان تلوں میں تیل نہیں یہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے اور اپنی گمراہیوں پر بدستور قائم ہیں تو آپ نے ان سے بیزاری کا اظہار فرمایا اور صاف فرما دیا کہ میں تمہارے عملوں سے ناراض ہوں اور انہیں دیکھ کر میرا غیظ و غضب بڑھتا ہے مجھے ان سے سخت نفرت ہے اور میں تم سے الگ ہوں پھر تنگ آ کر آپ نے بددعا فرمائی کہ اے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے کاموں سے نجات عطا فرما حق تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور بشارت دی۔

عذاب کی آمد: (۱۷۰ تا ۱۷۵) کہ ہم نے آپ کو اور آپ کے تمام گھر والوں کو بچا دیا بجز ایک بڑھیا کے یہ بڑھیا آپ کی بدنصیب بیوی تھی یہ اپنی قوم کے ساتھ رہ گئی اور ان کے ساتھ ہلاک ہو گئی سورۂ اعراف، ہود اور حجر میں ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ اپنے گھر والوں کو لے کر راتوں رات نکل جائیں بجز اپنی بیوی کے اور جب قوم کی چیخ و پکار سنیں تو پیچھے پھر کر نہ دیکھیں چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اللہ کا حکم سن کر صبر کیا اور برابر آگے بڑھتے ہی رہے اللہ پاک نے قوم پر عذاب اتار دیا جو سب کو گھیرے ہوئے تھا یعنی ان پر آسمان سے تہ بہ تہ پتھر برسے۔

كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧٦﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٧﴾

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۷۸﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۷۹﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۸۰﴾

''ایکہ والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا جب کہ ان کے بھائی شعیب نے ان سے کہا تم اللہ سے ڈرتے کیوں نہیں یقیناً میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں تم اللہ سے ڈر جاؤ اور میری اطاعت کرو میں اس تبلیغ پر تم سے اجرت نہیں مانگتا میری اجرت تو اللہ رب العالمین ہی ادا فرمائے گا''۔

مدین والوں کا بیان: (۱۷۶ تا ۱۸۰) اصحاب ایکہ مدین والے ہیں یہی معنی زیادہ صحیح ہے اللہ کے نبی حضرت شعیبؑ بھی خود انہیں میں سے تھے آپ کو ان کا بھائی محض اس لئے نہیں بتایا گیا کہ یہ لوگ ایکہ کی طرف منسوب تھے اور ایکہ ان کا معبود تھا جو ایک درخت تھا یا درختوں کا جھنڈ تھا یہ لوگ اسی کی عبادت کیا کرتے تھے اگرچہ آپ ان کے نسبی بھائی تھے مگر شرک کی وجہ سے آپ کو نسبی بھائی بھی نہیں فرمایا گیا۔ بعض لوگوں نے اس باریکی کو نہیں سمجھا اور خیال کرلیا کہ مدین ایکہ اور رس یہ تینوں تین قومیں ہیں اور شعیبؑ کو ان تینوں قوموں کا نبی بنایا گیا تھا حالانکہ وہ تینوں نام ایک ہی قوم کے ہیں۔ واللہ اعلم

أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿۱۸۱﴾ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿۱۸۲﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿۱۸۳﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۸۴﴾

''پیمانہ پورا بھرا کرو اور کم دینے والوں میں سے نہ بنو اور سیدھی اور صحیح ترازو سے تولا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دو اور دنیا میں فساد مچاتے ہوئے نہ پھرو اس سے ڈر جاؤ جس نے تم کو پیدا کیا اور تم سے پہلی مخلوق کو بھی''۔

پورا تولنے اور ماپنے کا حکم: (۱۸۱ تا ۱۸۳) حضرت شعیبؑ قوم کو پیمانے اور ترازو سے پورا پورا دینے کا حکم فرما رہے ہیں اور کم دینے سے روک رہے ہیں یعنی پورے پیمانے بھر کر دو اور صحیح ترازو سے تول کر دو نہ پیمانے بھرنے میں کمی کرو اور نہ تول میں ڈنڈی مارو کہ بظاہر پلہ جھک جائے اور اس ترکیب سے لوگوں کو کم دو لیکن جب ان سے لو تو پورا پورا لو۔ جس طرح لیتے ہو اسی طرح دو اور جس طرح دیتے ہو اسی طرح لو قسطاس یعنی ترازو ویعنی لوگوں کو ان کے مال کم کر کے نہ دو اور روئے زمین پر شر و فساد مچاتے ہوئے نہ پھرو یعنی چوری اور لوٹ مار نہ کرو فرمایا وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ (اعراف ۷/۸۶) اور ہر راہ پر لوگوں کو ڈرانے دھمکانے کے لئے اور اللہ کی راہ سے روکنے کے لئے نہ بیٹھو۔

اللہ کے عذاب سے ڈر جاؤ: (۱۸۴) اللہ کا عذاب یاد دلایا جا رہا ہے کہ جس خالق و رازق نے تم کو اور تمہارے باپ دادا کو پیدا فرمایا اس کے عذاب سے ڈر جاؤ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے فرمایا تھا رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ (شعراء ۲۶/۲۶) اللہ تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا رب ہے۔

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۹۱﴾

"انہوں نے جواب دیا کہ تجھ پر تو جادو ہی کر دیا گیا ہے اور تو تو ہم جیسا ایک انسان ہی ہے اور واقعی تو ہمارے خیال میں جھوٹا ہے اگر تو سچا ہے تو ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرا دے فرمایا تمہارے عمل میرا رب خوب جانتا ہے پھر انہوں نے آپ کو جھٹلایا آخر انہیں سائے والے دن کے عذاب نے آ پکڑا واقعی وہ ایک بڑے دن کا عذاب تھا یقیناً اس میں بھی بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں اور واقعی آپ کا رب کمال غالب اور مہربان ہے"۔

قوم کا جواب: (۱۸۵، ۱۸۶) جو ثمودیوں نے اپنے رسول کو جواب دیا تھا وہی قوم شعیبؑ حضرت شعیبؑ کو جواب دے رہی ہے دونوں کے خیالات مل گئے کہنے لگے یقیناً تجھ پر جادو کر دیا گیا ہے تو ہم جیسا ایک انسان ہے ہم یقیناً تجھ کو جھوٹا سمجھ رہے ہیں تو اللہ پر جان بوجھ کر جھوٹ بول رہا ہے اللہ نے تجھ کو نہیں بھیجا۔

عذاب کی درخواست: (۱۸۷) اچھا اگر تو سچا ہے تو ہم پر آسمان کے ٹکڑے یا آسمان کا کوئی حصہ گرا دے یعنی آسمان سے عذاب اتار دے قریش نے بھی رحمت عالم ﷺ سے یہی کہا تھا (۱) وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ (اسراء ۱۷/۹۰، ۹۲) انہوں نے کہا ہم ہرگز آپ پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ آپ ہمارے لئے اس زمین سے چشمہ جاری نہ فرما دیں یا خود آپ ہی کے انگور و کھجور کے باغات ہوں اور آپ ان میں نہریں جاری فرما دیں یا جیسا کہ آپ کا خیال ہے آپ ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں یا ہمارے سامنے اللہ کو اور فرشتوں کو لے آئیں (۲) وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ (انفال ۸/۳۲) اور جب انہوں نے کہا اے اللہ اگر یہ تیرے پاس سے برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے۔

اللہ کے نبی کا جواب: (۱۸۸) یعنی اللہ تمہارے عمل خوب جانتا ہے اگر تم عذاب کے مستحق ہو تو وہ تم پر عذاب اتار دے گا اور وہ ظالم نہ ہوگا چنانچہ ان کے عملوں کے بدلے اللہ کا عذاب اترا اور جو انہوں نے دعا مانگی تھی وہ حرف بحرف پوری ہوئی جیسا عذاب مانگا تھا وہی عذاب آیا اور تباہ ہو گئے۔

عذاب کی آمد: (۱۸۹، ۱۹۱) ان بدبختوں کی زبان سے یہ نکلا تھا کہ ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دیا جائے ایسا ہی ہوا سات دن تک سخت گرمی میں مبتلا کر دیئے گئے غضب کی گرمی پڑی لوگ بلبلا اٹھے گھبرا گئے کسی جگہ بھی قرار نہ تھا سات دن کے بعد آسمان پر ایک ابر دکھائی دیا جو رفتہ رفتہ ان پر چھا گیا یہ سب گھروں سے نکل نکل کر خوشی خوشی میدان میں گھٹا کے سائے میں آ گئے کہ کچھ ٹھنڈک میسر آئے جب سب اس کے نیچے جمع ہو گئے تو حق تعالیٰ نے اس سے آگ برسائی ابر سے انگارے اور شعلے برسنے لگے اور ایک

سخت ہیبت ناک بھونچال آیا پھر ایک دل دوز گرج پیدا ہوئی جس سے سب کی روحیں پرواز کر گئیں اسی وجہ سے فرمایا گیا کہ وہ ایک بڑے دن کا عذاب تھا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ نے ان پر زلزلہ اور سخت گرمی بھیج دی تھی جس سے ان کا دم گھٹنے لگا تھا یہ گھروں سے نکل پڑے اور میدان میں آ گئے پھر اللہ نے ایک ابر بھیج دیا یہ اس کے نیچے آئے تو وہاں انہیں ٹھنڈ اور راحت ملی پھر آواز دے دے کر لوگوں نے سب کو وہیں بلا لیا آخر کار جب سب جمع ہو گئے تو اللہ نے ان پر آگ برسا دی یہی سائے والے دن کا عذاب ہے واقعی یہ بڑے دن کا عذاب تھا اس میں بھی بڑی عبرت ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں اور واقعی آپ کا رب کافروں سے بدلہ لینے پر غالب ہے اور وہ اپنے ایمان والے بندوں پر کمال مہربان ہے۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿١٩٣﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿١٩٥﴾

''واقعی یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے اسے لے کر روح الامین آپ کے دل پر اترے تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں جو سلیس عربی زبان میں اترا ہے''۔

قرآن اللہ نے اتارا: (۱۹۲-۱۹۳) حق تعالیٰ نے جو کتاب مقدس رحمت عالم ﷺ پر اتاری اس کا بیان ہے آغاز سورت میں بھی قرآن ہی کا بیان تھا اور اختتام پر بھی اسی کا بیان ہے کہ واقعی یہ قرآن مقدس رب العالمین نے آپ پر وحی کے ذریعہ اتارا ہے جس کو آپ کے دل پر روح الامین لے کر اترے ہیں روح الامین سے حضرت جبرئیلؑ مراد ہیں۔

جبرئیلؑ قرآن لے کر اترے: (۱۹۴) یعنی اے محمد ﷺ آپ کے دل پر جو میل کچیل سے پاک وصاف اور کمی بیشی کرنے سے محفوظ ہے اس کلام پاک کو وہ معزز فرشتہ لے کر اترا ہے جو امانت دار ہونے کے علاوہ اللہ کے نزدیک اونچے مرتبے والا اور فرشتوں کا سردار بھی ہے تاکہ آپ اس سے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں جو اس کی مخالفت کرتے ہیں اور اسے جھٹلاتے ہیں اور ایمان والوں کو اور اس پر عمل کرنے والوں کو اس سے بشارت سنائیں۔

اللہ نے عربی کی فصاحت کی تعریف کی ہے: (۱۹۵) یہ قرآن جو ہم نے آپ پر اتارا ہے عربی فصیح زبان میں اتارا ہے جو ایک مکمل اور جامع زبان ہے تاکہ یہ صاف اور روشن ہو عذر کاٹ دے اور حجت قائم کر دے اور مشعل راہ ثابت ہو ایک دن رحمت عالم ﷺ صحابہ کے ساتھ ایک ابر کے دن تشریف فرما تھے اتنے میں آپ نے ان سے فصاحت کے ساتھ ابر کے اوصاف بیان فرمائے ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ تو بڑے فصیح ہیں میں نے کسی کو آپ سے زیادہ فصیح نہیں دیکھا فرمایا فصاحت تو میری فطرت ہے میری ہی زبان میں قرآن اترا ہے اور حق تعالیٰ نے اس زبان کی فصاحت کی تعریف فرمائی ہے۔ (ابن ابی حاتم)

وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٩٦﴾ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿١٩٧﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿١٩٨﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا

كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾

''اوراس کا بیان پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی ہے کیا انہیں یہ نشانی کافی نہیں کہ اس کی حقانیت کو اسرائیلی علماء بھی جانتے ہیں اگر ہم اسے کسی عجمی پر اتارتے پھر وہ لوگوں کے سامنے اسی کی تلاوت کرتا تو وہ اس پر ایمان نہ لاتے''۔

قرآن کا ذکر پہلی کتابوں میں بھی ہے: (۱۹۶) یعنی اس قرآن عظیم کا ذکر اوراس کی عظمت کا بیان پہلے لوگوں کی کتابوں میں بھی موجود ہے جو ان کے پیغمبروں سے نقل کی گئی ہیں جنہوں نے پرانے اور نئے زمانے میں آپ کی بشارت دی ہے جیسا کہ اللہ نے ان سے اس کا عہد لیا تھا یہاں تک کہ پچھلے نبی نے اپنے خاص لوگوں میں اپنی تقریر میں احمد کی بشارت دی فرمایا وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ (صف ۶۱/۶) اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے اسرائیلیو میں تم سب کی طرف بھیجا ہوا ہوں اور اپنے سامنے والی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوں اور بعد میں آنے والے رسول کی خوش خبری سناتا ہوں جن کا نام احمد ہوگا۔

(۱۹۷) یعنی کیا انہیں اس کی صداقت پر یہ سچا گواہ کافی نہیں کہ اسرائیلی علماء بھی اس قرآن پاک کا ذکر اپنی کتابوں میں پاتے ہیں جن کا وہ درس دیتے ہیں یہاں دیندار و عادل علماء مراد ہیں جو اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہمارے پاس والی کتابوں میں رحمت عالم ﷺ کا بیان موجود ہے آپ کی صفت کا آپ کی بعثت کا اور آپ کی امت کا ذکر ہے جیسا کہ ان علماء نے خبر دی جو ان میں سے ایمان لے آئے تھے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام نے اور سلمان فارسیؓ نے ان علماء سے جن کو انہوں نے دیکھا اور حق گو علماء نے خبر دی کہ آپ کی صفت وغیرہ تورات و انجیل میں موجود ہے حق تعالیٰ نے فرمایا اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ (اعراف ۷/ ۱۵۷) جو لوگ ایک امی نبی اور رسول کی پیروی کرتے ہیں جس کو اپنے پاس تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ انہیں بھلی باتوں کا حکم دیتا ہے اور بری باتوں سے روکتا ہے ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا ہے اور گندی چیزیں حرام کرتا ہے اوران سے ان کے بوجھوں کو اوران طوقوں کو اٹھاتا ہے جو ان پر تھے۔

قریش کا کٹرپن: (۱۹۸ تا ۱۹۹) اس آیت میں قریش کے کٹرپن اور سرکشی کا بیان ہے کہ اگر یہ قرآن کسی عجمی پر اتارا جاتا جو عربی کا ایک لفظ بھی نہ جانتا ہوتا اور یہ کتاب مقدس اس پر اپنی وضاحت وفصاحت کے ساتھ اتار دی جاتی تو یہ ہرگز بھی اس پر ایمان نہیں لاتے فرمایا وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا (حجر ۱۵/ ۱۴، ۱۵) اگر ہم ان کے لئے آسمان کا دروازہ کھول دیں اور وہ اس میں چڑھنے لگیں تو یہی کہہ دیں گے کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ (انعام ۶/ ۱۱۱) اگر ہم ان کی طرف فرشتے بھی اتار دیتے اور ان سے مردے بھی بات کر لیتے اور ہم ہر چیز ان کے سامنے جمع کر دیتے جب بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ (یونس ۱۰/ ۹۶، ۹۷) یقیناً جن لوگوں پر آپ کے رب کی بات واجب ہوگئی وہ ایمان نہیں لائیں گے اگرچہ ان کے سامنے دنیا بھر کی نشانیاں آجائیں جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں گے۔

كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٠٠﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ
الْاَلِيْمَ ﴿٢٠١﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٠٢﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ
مُنْظَرُوْنَ ﴿٢٠٣﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٢٠٤﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿٢٠٥﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ

مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿٢٠٦﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿٢٠٧﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿٢٠٨﴾ ذِكْرٰى وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٢٠٩﴾

''اس طرح ہم نے یہ انکار ان مجرموں کے دلوں میں داخل کر دیا ہے وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں پھر وہ ان کی بے خبری میں ان پر اچانک آ جائے گا پھر کہیں گے کیا ہمیں مہلت مل سکتی ہے پھر کیا یہ ہمارے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں اچھا ذرا بتاؤ تو سہی اگر ہم انہیں چند سال اور فائدہ اٹھانے دیں پھر ان کے پاس وہ عذاب آ جائے جس سے یہ دھمکائے جا رہے ہیں تو یہ چند سال کا فائدہ کچھ کام نہ آئے گا ہم نے جس شہر کو ہلاک کیا اسی حال میں ہلاک کیا کہ اس کے ڈرانے والے تھے تا کہ لوگوں کو عبرت ہو اور ہم ظالم نہیں ہیں''۔

(۲۰۰٬ ۲۰۲) ہم نے ان مجرموں کے دلوں میں جھٹلانا اور انکار کرنا ہی داخل کر دیا ہے یہ قرآن پر ایمان لانے والے نہیں جب تک کہ اپنی آنکھوں سے دردناک عذاب کا مشاہدہ نہ کر لیں گے اس وقت ظالموں کو حیلہ بہانہ کام نہ دے گا وہ اللہ کی رحمت سے دور ہو جائیں گے اور ان کے لئے دار آخرت کی ساری برائیاں واجب ہو جائیں گی اللہ کا عذاب ان پر بے خبری میں اچانک آ جائے گا اور یہ کف افسوس ملتے کے ملتے رہ جائیں گے

اب کیا پچھتائے ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

(۲۰۳) پھر جب عذاب آ گھیرے گا تو مہلت مل جانے کی بے جا امیدیں باندھیں گے کہ اگر انہیں ذرا سی بھی مہلت مل جائے تو اپنے خیال میں اللہ کی اطاعت کے کام کر لیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ (ابراہیم ۱۴/۴۴) آپ لوگوں کو ڈرائیں جس دن انہیں عذاب آ گھیرے گا تو ظالم کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں ذرا سی اور مہلت دے دے ہم تیری دعوت قبول کر لیں گے اور رسولوں کی اطاعت بھی بجا لائیں گے کیا تم پہلے یہ نہیں کہا کرتے تھے کہ تمہیں کہیں جانا ہی نہیں لہٰذا ہر ظالم و فاجر اور ہر کافر و مشرک جب اپنی آنکھوں سے اپنی سزا دیکھ لے گا تو سخت نادم ہوگا۔ فرمایا فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْا (غافر ۴۰/۸۴، ۸۵) پھر جب ہمارا عذاب دیکھ لیتے ہیں تو ایمان کا اقرار کر لیتے اور شرک سے توبہ کر لیتے ہیں ہمارے عذاب کو دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان انہیں مفید ثابت نہ ہوگا۔

کافروں کو دھمکی: (۲۰۴) کافروں کی مذمت ہے اور انہیں دھمکایا گیا ہے کیونکہ وہ رسولوں کو جھٹلاتے تھے اور عذاب کو عقل سے بعید سمجھا کرتے تھے کہتے تھے کہ ہم پر اللہ کا عذاب لے آ فرمایا وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ (عنکبوت ۲۹/۵۳، ۵۵) یہ لوگ عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں اور اگر ایک مقررہ مدت نہ ہوتی تو عذاب کبھی کا آ چکا بھی ہوتا عذاب تو ان کی بے خبری میں اچانک آ جائے گا یہ عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں اور جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے جب عذاب انہیں ان کے اوپر سے اور نیچے سے چھپا لے گا اور فرشتہ کہے گا تم اپنے عملوں کا مزا چکھو (۲۰۵ تا ۲۰۷) یعنی اگر ہم انہیں اور مہلت موقعہ اور وقت دے دیں خواہ وہ کافی زمانہ ہی کیوں نہ ہو پھر ان پر عذاب آ جائے تو جن نعمتوں میں انہوں نے اپنی زندگی بسر کی تھی کیا وہ اللہ کے عذاب کو روک لیں گی اور یہ مہلت انہیں فائدہ پہنچا دے گی فرمایا كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا (نازعات ۷۹/۴۶) جس دن وہ اسے دیکھ لیں گے تو یہ سمجھیں گے کہ دنیا میں

صبح یا شام ٹھہرے یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ (بقرہ۲/۹۶) تم میں سے کوئی ہزار سال کی عمر کی تمنا کرتا ہے اور عمر کا زیادہ دیا جانا اللہ کے عذاب کو ہٹا دینے والا نہیں وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ (لیل ۹۲/۱۱) جب وہ گڑھے میں گرے گا تو اس کا مال اس کے کام نہ آئے گا۔

اللہ کے عدل کا بیان: (۲۰۸و۲۰۹) حق تعالیٰ اپنے عدل وانصاف کا بیان فرمارہا ہے کہ ہم نے جس امت کو ہلاک کیا پہلے ان کے پاس رسول بھیجے کتابیں بھیجیں انہیں اپنا عذاب یاد دلایا ان پر حجتیں قائم کیں اور ان کے حیلے بہانے ختم کر دیئے پھر بھی اگر وہ شرارتوں سے باز نہیں آئے تو ہم نے اپنے عذاب سے انہیں ہلاک کر دیا فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى (اسراء۱۷/۱۵) ہم عذاب دینے والے نہیں جب تک کہ رسول نہ بھیج دیں وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى (قصص۲۸/۵۹) آپ کا رب شہروں کو ہلاک کرنے والا نہیں جب تک کہ بڑے شہر میں رسول نہ بھیج دے جو انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے اور ہم اسی وقت شہروں کو ہلاک کرتے ہیں جب ان کے باشندے ظالم ہوتے ہیں۔

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾

''اور اس کو شیطان لے کر نہیں اترے نہ ان کے یہ لائق ہے اور نہ انہیں اتنی سکت ہے یقین مانو وہ تو اس کے سننے سے علیحدہ کر دیئے گئے ہیں''۔

قرآن جبرئیل لے کر اترے شیطان نہیں: (۲۱۰) حق تعالیٰ اپنی کتاب عزیز جس کے دائیں بائیں باطل پھٹک بھی نہیں سکتا اور جو حکمت والے اور خوبیوں والے اللہ کی طرف سے اتری ہے اس کے متعلق خبر دے رہا ہے کہ اسے روح الامین لے کر اترے ہیں جن کو حق تعالیٰ کی تائید وحمایت حاصل ہے اس کو شیطان لے کر نہیں اترے اس دعوے کی تین دلیلیں بیان کیں۔

(۲۱۱'۲۱۲) کہ اس عزت والی کتاب کو لے کر آنا شیطانوں کے لائق نہیں یہ کام ان کے کاموں اور کوششوں میں سے نہیں کیونکہ ان کی گھٹی میں تو فساد اور لوگوں کو بہکانا داخل ہے اور اس کتاب میں بھلائیوں کی ترغیب اور برائیوں سے نفرت دلائی گئی ہے یہ نور ہدایت ہے اور ایک عظیم برہان ہے اس لئے اس میں اور شیطانوں کی عادتوں میں بہت بڑا فرق اور زبردست تضاد ہے بھلا وہ ایسا کام کیوں کرنے لگے جس سے لوگوں میں نور ہدایت پھیلے یہ کام تو ان کی طبیعتوں اور عادتوں کے سراسر خلاف ہے۔ پھر ان کو تو آسمان پر جانے ہی سے روک دیا گیا ہے۔ اور سخت پہرہ لگا دیا گیا ہے۔

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾

"پھر تم اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارو ورنہ تم سزا کے مستحق ہو جاؤ گے اور آپ اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈرائیں اور اپنے ماننے والوں ایمان والوں کے سامنے اپنا بازو جھکا دیں پھر اگر یہ لوگ آپ کی نافرمانی کریں تو آپ فرما دیں میں تمہارے عملوں سے بیزار ہوں اور غالب ومہربان اللہ پر بھروسہ رکھیں جو آپ کو دیکھ رہا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور سجدہ کرنے والوں میں جب آپ اٹھتے بیٹھتے ہیں واقعی وہ بڑا ہی سننے والا اور خوب جاننے والا ہے"۔

خالص عبادت کا حکم: (۲۱۳) حق تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی خالص عبادت کا حکم فرما رہا ہے اور یہ بتا رہا ہے کہ جس نے اس کے ساتھ شرک کیا وہ عذاب کا حق دار بن گیا۔

(۲۱۴ تا ۲۱۶) رسول کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ پہلے اپنے قریبی رشتے داروں کی اصلاح فرمائیں پھر ترتیب وار اصلاح کا حلقہ بڑھاتے جائیں آپ کے رشتے داروں میں سے وہی نجات پائیں گے جو رب العالمین پر خلوص سے ایمان لے آئیں گے۔ حکم ہے کہ آپ عزت و عاجزی کے ساتھ اپنے ماننے والوں سے جو ایمان والے ہیں پیش آئیں اور جو آپ کی نافرمانی کرے اور آپ کی بات ٹھکرا دے اس سے بیزار ہو جائیں خواہ وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو۔

لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی (شوریٰ ۴۲) تا کہ آپ مکہ والوں کو اور آس پاس والوں کو ڈرائیں وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ (انعام ۶/ ۵۱) اور آپ اس قرآن سے ان کو ڈرائیں جن کو اپنے رب کے پاس جمع کئے جانے کا کھٹکا ہے۔ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ (مریم ۱۹/ ۹۷) تا کہ آپ اس سے پارساؤں کو بشارت دیں اور جھگڑالو قسم کے لوگوں کو ڈرائیں وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ (ھود ۱۱/ ۱۷) اور جو جماعت اس کو نہ مانے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے دور نبوت کا کوئی شخص خواہ یہودی یا عیسائی مجھے سنے پھر مجھ پر ایمان نہ لائے وہ ضرور جہنمی ہے (م) اس آیت کریمہ کے شان نزول میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری تو رحمت عالم ﷺ نے صفا پر چڑھ کر اعلان کیا یا صباحاہ یہ سن کر تمام لوگ جمع ہو گئے کچھ تو خود آ گئے اور کسی نے اپنے آدمی بھیج دیئے آپ نے فرمایا اے عبدالمطلب کی اولاد اے فہر کی اولاد اور اے لوئی کی اولاد مجھے بتاؤ تو سہی اگر میں تم کو خبر دوں کہ غنیم اس پہاڑ کے دامن میں تم پر چڑھائی کی تیاری کر رہا ہے تو کیا میری بات سچی مان لو گے؟ سب نے ایک آواز سے جواب دیا کہ ضرور مانیں گے فرمایا اچھا تو میں تم کو آنے والے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں ابولہب نے کہا تجھ پر ہمیشہ ہلاکت ہو کیا تو نے اسی بات کے لئے ہم کو یہاں جمع کیا تھا اس پر تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ اتری (قاتن) عائشہؓ فرماتی ہیں جب یہ آیت اتری تو رحمت عالم ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا اے فاطمہ محمد ﷺ کی بیٹی اے صفیہ عبدالمطلب کی بیٹی اور اے اولاد عبدالمطلب میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا آج میرے مال میں سے جس قدر چاہو مانگ لو (م)

(۲۱۷ تا ۲۱۹) اپنے تمام کاموں میں حق تعالیٰ غالب ومہربان پر بھروسہ رکھو وہی آپ کا مددگار و طاقت بخش ہے وہی آپ کا نگران ہے وہی آپ کو کامیاب بنانے والا ہے اور وہی آپ کا کلمہ بلند کرنے والا ہے جو آپ کو اس وقت بھی دیکھتا ہے جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور ہر وقت آپ کا محافظ ہے فرمایا وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ (طور ۵۲/ ۴۸) اپنے رب کے حکم پر صبر کرتے رہیے کیونکہ آپ ہماری آنکھوں کے آگے ہیں وہ آپ کے قیام کو رکوع کو سجدے کو دیکھ رہا ہے جب آپ تنہا نماز پڑھتے

ہیں اور آپ بستر و مجلس سے اٹھتے ہیں جو آپ کو کھڑے بیٹھے ہر حال میں دیکھتا ہے وہ آپ کو حالت قیام میں تنہا بھی اور جماعت میں بھی دیکھتا ہے۔ رحمت عالم ﷺ اپنے پیچھے والوں کو اسی طرح دیکھا کرتے تھے جس طرح سامنے والوں کو دیکھا کرتے تھے اس کی شہادت یہ صحیح حدیث دیتی ہے کہ اپنی صفیں سیدھی کرلو میں تم کو اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

(۲۲۰) وہی اپنے بندوں کی باتوں کو اچھی طرح سے جاننے والا ہے فرمایا وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ (یونس ۱۰/۶۱) آپ جس حال میں ہوں اور آپ جو قرآن پڑھیں اور جو عمل کریں ہم ان پر گواہ ہیں اور جب آپ ان پر عمل کرتے ہیں تو ہم دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ۭ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ ع ۱۵

''کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کن پر اترتے ہیں وہ ہر بہتان باندھنے والے کذاب وگناہ گار پر اترتے ہیں وہ سنی ہوئی باتوں کو ڈالتے ہیں اور ان میں سے زیادہ تر جھوٹے ہوتے ہیں اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ ہی کرتے ہیں کیا تم نے دیکھا نہیں کہ شاعر ہر جنگل میں حیران وسرگردان پھرتے ہیں اور وہ جو کہتے ہیں کرتے نہیں ہاں جو ایمان لے آئے اور نیک عملوں میں لگے رہے اور کثرت سے ذکر اللہ میں لگے رہے اور اپنے پر ظلم کئے جانے کے بعد بدلہ لے لیا اور ظالم ابھی جان لیں گے کہ کس پلٹنے کی جگہ وہ پلٹتے ہیں''۔

مشرکوں کے الزام کی تردید: (۲۲۱، ۲۲۲) حق تعالیٰ ان مشرکوں سے مخاطب ہے جن کے خیال میں رسول کا دین سچا نہیں اور آپ نے اپنی طرف سے قرآن گھڑ لیا ہے یا آپ کے پس جنوں کا سردار آ کر آپ کو یہ قرآن سکھا جاتا ہے حق تعالیٰ نے اپنے رسول کی ذات کو ان چیزوں سے بری ثابت فرمایا اور بتایا کہ آپ جو قرآن پاک پیش کر رہے ہیں وہ اللہ کے پاس سے اترا ہے اللہ نے وحی کے ذریعہ آپ پر اتارا اور ایک معزز وامین اور عظیم فرشتہ اس کو لے کر آپ کے دل پر اترتا ہے یہ شیطانوں کی طرف سے نہیں کیونکہ انہیں اس جیسے عظیم قرآن کی رغبت ہی نہیں شیطان تو اپنے جیسے جھوٹے کاہنوں پر اترتے ہیں جو اپنی باتوں میں جھوٹے ہوتے ہیں اور جن کے افعال شرمناک ہوتے ہیں ایسے ہی کذاب وفاسقوں سے شیطان دوستی گانٹھتے ہیں کیونکہ وہ خود کاذب و فاسق ہوتے ہیں یہ کوئی آسمان کی بات چوری سے سن لیتے ہیں اور اس کے ساتھ سو جھوٹی باتیں ملا کر اپنے انسانی دوستوں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں اور لوگوں کو وہ باتیں بتا دیتے ہیں پھر لوگ ایک بات کے صحیح ہونے کی وجہ سے ان کی تمام باتوں پر یقین کر لیتے ہیں عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں لوگوں نے رحمت عالم ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا کاہن کچھ نہیں لوگوں

نے کہا اے اللہ کے رسول ان کی بعض بات سچی بھی ہو جاتی ہے فرمایا وہ سچی بات جن اچک لاتا ہے پھر اسے اپنے دوست کے کان میں پھونک دیتا ہے پھر وہ اس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا دیتے ہیں (ب) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا فرشتے بادلوں پر آسمانی فیصلے کی بات چیت کرتے ہیں شیطان ان سے کوئی بات سن کر کاہنوں کے کانوں میں ڈال دیتے ہیں اور اس میں سو جھوٹ اور ملا لیتے ہیں۔ (ب)

شاعروں کے پیروکار گمراہ ہیں: (۲۲۳، ۲۲۴) یعنی کافر شاعروں کی بات گمراہ انسان اور جن مانتے ہیں دو شاعر کسی کی خدمت میں قصیدے کہتے اور ہر ایک کی پشت پر حمایت کے لئے ایک ایک جماعت کھڑی ہو جاتی اس پر اللہ نے یہ آیت اتاری۔ ابو سعیدؓ فرماتے ہیں ہم رحمت عالم ﷺ کے ساتھ عرج میں جا رہے تھے۔ اتنے میں ایک شاعر سامنے آ گیا جو شعر پڑھ رہا تھا آپ نے فرمایا اس شیطان کو پکڑ لو انسان کا پیپ سے پیٹ بھر لینا شعروں سے پیٹ بھر لینے سے بہتر ہے (ا) یعنی شاعر ہر بے ہودہ باتوں میں گھس جاتے ہیں یہ کلام کے ہر فن میں داخل ہو جاتے ہیں ہم نے جنگلوں میں انہیں بھٹکتے دیکھا ہے کبھی کسی کی ہجو کر رہے ہیں اور کبھی کسی کی مدح شاعر مدح بھی غلط کرتا ہے اور ہجو بھی باطل ہی سے مدح ہوتی ہے اور باطل ہی سے ہجو۔

عہد رسالت کا ایک واقعہ: (۲۲۵) عہد رسالت میں دو شخص تھے ایک انصاری اور ایک کسی اور قوم کا ان دونوں نے آپس میں ایک دوسرے کی مذمت میں قصیدے کہے اور ہر ایک کے ساتھ اس کی قوم کے گمراہ اور نادان لوگ ہو گئے اس پر اللہ نے وَالشُّعَرَآءُ سے مَا لَا یَفْعَلُوْنَ تک کی آیتیں اتاریں۔ شاعروں کی اکثر باتیں جھوٹی ہوتی ہیں یہ آسمان و زمین کے قلابے ملاتے ہیں اور ایسی ایسی شیخیاں بگھارتے ہیں جو بیان سے باہر اور محال ہیں اور ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں جنہیں خود کرتے نہیں۔

ایک دفعہ عمرؓ نے نعمان بن عدیؓ کو میسان شہر پر جو بصرے کے علاقے میں تھا حاکم مقرر فرمایا یہ شاعر تھے انہوں نے یہ اشعار کہے کیا میری حسین محبوبہ کو یہ خبر نہیں کہ اس کا پیارا میسان میں ہے جہاں شراب کے خم بھرپور ہیں اور جام پر جام لنڈھائے جا رہے ہیں اگر میں چاہوں تو میرے سامنے دیہات کی بھولی بھالی دوشیزائیں گانے اور ناچنے کو تیار ہیں میسان اے ہم نشین اگر تجھ سے ہو سکے تو مجھے اس سے بڑے جام پلا مجھے اس سے چھوٹے اور چھید والے جام نہ پلا اللہ کرے امیر المومنین کو یہ خبر نہ ملے ورنہ وہ ناراض ہو کر سخت سزا دیں گے پھر جب ان شعروں کی امیر المومنین کو خبر لگی تو فرمایا ہاں ہاں ان شعروں نے مجھے اذیت پہنچائی ہے جو شخص نعمانؓ سے ملے وہ اس سے کہہ دے کہ امیر المومنین نے تجھ کو معزول کر دیا ہے پھر آپ نے اس کے نام یہ حکم نامہ جاری فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حٰمٓ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ۔ امابعد مجھے تمہارا یہ شعر پہنچ گیا کہ شائد امیر المومنین کو ہماری ہم نشینی سے اذیت پہنچے اللہ کی قسم اس سے مجھے دکھ ہوا میں نے تم کو معزول کر دیا پھر جب یہ عمرؓ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں ان اشعار پر ڈانٹا بولے اللہ کی قسم میں نے کبھی شراب نہیں پی یہ اشعار تو صرف میری زبان پر یونہی آ گئے تھے فرمایا کہ خیال تو میرا بھی یہی ہے لیکن اب اللہ کی قسم تم میرے عامل نہ بنو گے جب کہ تم اس قسم کے اشعار کہہ چکے ہو۔

اس آیت کے اترنے پر شعرائے اسلام کا استفسار: (۲۲۶ و ۲۲۷) جب وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ اتری تو حسان بن ثابت عبداللہ بن رواحہ اور کعب بن مالکؓ رحمت عالم ﷺ کے پاس آ کر رو کر بولے کہ جب یہ آیت اتری تو اللہ کو معلوم تھا کہ ہم شاعر ہیں پھر آپ نے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ پڑھ کر سنائی اور فرمایا تم ایمان و عمل صالح والے اور کثرت سے اللہ

کا ذکر کرنے والے ہو اور ظلم کئے جانے کے بعد بدلہ لینے والے ہو (ابن ابی حاتم ابن جریر) ایک روایت میں ہے کہ حسانؓ اور عبداللہؓ رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں روتے ہوئے آئے آپ نے انہیں اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ پڑھ کر سنائی (ابن ابی حاتم) اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ استثناء صحیح ہے۔

ہاں اس استثناء میں نہ صرف شعرائے انصار ہی داخل ہیں بلکہ جاہلیت کے وہ شاعر بھی داخل ہیں جو اسلام کی برائی بیان کیا کرتے تھے پھر سچے دل سے توبہ کر کے مسلمان ہو گئے برائی سے باز آ گئے نیک عمل کرنے لگے اور کثرت سے ذکر اللہ کرنے لگے کیونکہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں انہوں نے مسلمانوں کی اسلام کی ہجو کے مقابلہ میں مدح بھی کی جیسا کہ عبداللہ بن زبعریؓ نے مسلمان ہو کر رحمت عالم ﷺ کی مدح کی اور زمانہ جاہلیت میں جو ہجو کی تھی اس سے معذرت کی درخواست کی۔ پھر فرمایا کہ ظلم کئے جانے کے بعد بدلہ لیتے ہیں یعنی کافروں کی تردید کرتے ہیں جو ایمان والوں کی ہجو کرتے ہیں رحمت عالم ﷺ نے حضرت حسانؓ سے فرمایا تھا کہ مشرکوں کی ہجو کرو تمہارے ساتھ جبرئیل ہیں۔ کعب بن مالکؓ نے رحمت عالم ﷺ سے کہا کہ حق تعالیٰ نے شاعروں کے بارے میں جو آیت اتاری ہے وہ آپ کو معلوم ہی ہے آپ نے فرمایا مومن اپنی تلوار سے اور اپنی زبان سے جہاد کرتا ہے اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تمہارے شعر ان کے دلوں میں تیروں کی طرح جا کر چھد جاتے ہیں پھر فرمایا کہ ظالم بہت جلدی جان لیں گے کہ کس لوٹنے کی جگہ لوٹ کر جائیں گے فرمایا يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ (غافر۴۰/۵۲) جس دن ظالموں کو ان کا عذر کام نہ آئے گا رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اپنے آپ کو ظلم سے بچاؤ کیونکہ قیامت کے دن ظلم تاریکیوں میں تبدیل ہو جائے گا ظالم سے برے شاعر مراد ہیں اور ان کے علاوہ ہر ظالم اس میں شامل ہے۔

الحمدللہ سورۂ شعراء کی تفسیر ختم ہوگئی اللہ پاک قبول فرما کر آخرت کا ذخیرہ بنائے آمین

سورۂ نمل

یہ بترتیب مصحف ۲۷ ویں اور بترتیب نزول ۴۸ ویں سورہ ہے۔ یہ مکہ میں نازل ہوئی۔ اس میں ۹۳ آیتیں اور ۷ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۵﴾ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ﴿۶﴾

''میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے

طٰسٓ (کے معنی تو اللہ ہی جانتا ہے) یہ قرآن کی اور اس روشن کتاب کی آیتیں ہیں جو ایمان والوں کے لئے ہدایت و بشارت ہے جو

نماز قائم رکھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لئے ان کے عمل حسین بنا دیئے اب وہ بھٹکتے پھرتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے بدترین عذاب ہے اور یہی آخرت میں بھاری نقصان والے ہیں یقیناً آپ کو حکمت والے اور جاننے والے اللہ کے پاس سے قرآن سکھایا جا رہا ہے''۔

قرآن ماننے والوں اور عمل کرنے والوں کے لئے ہدایت ہے: (۱) طٰسٓ یہ حروف مقطعات ہیں ان کا معنی اللہ ہی جانتا ہے پھر فرمایا کہ یہ آیتیں روشن قرآن اور واضح کتاب کی ہیں (۲ و ۳) یعنی قرآن پاک سے انہیں لوگوں کو ہدایت و بشارت ملتی ہے جو اس پر ایمان لائیں اس کی اتباع کریں اس کی تصدیق کریں فرض نماز وقت پر پابندی سے پڑھتے رہیں فرض زکوٰۃ ادا کرتے رہیں دار آخرت کا یقین رکھیں زندگی بعد الموت کو برحق جانیں اچھے برے عملوں کی جزا و سزا پر ایمان لے آئیں اور جنت و جہنم پر بھی ان کا ایمان ہو۔ فرمایا قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (فصلت ۴۱/۴۴) آپ فرما دیں یہ قرآن ایمان والوں کے لئے ہدایت و شفا ہے اور جو اس پر ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ڈاٹیں ہیں۔ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ (مریم ۱۹/ ۹۷) تا کہ آپ اس سے پرہیز گاروں کو بشارت دیں اور جھگڑنے والوں کو ڈرائیں۔

آخرت پر ایمان نہ لانے کی سزا: (۴، ۵) یعنی جن کا آخرت پر ایمان نہیں اور زندگی بعد الموت کو عقل سے بعید جانتے ہیں ہم نے انہیں ان کے عمل خوبصورت دکھا دیئے اور ان کی گمراہی میں ان کی مدد کی اب وہ اپنی گمراہی میں بھٹکتے پھر رہے ہیں انہیں آخرت کو جھٹلانے کی یہ سزا ملی کہ ان کے دل اندھے ہو گئے فرمایا وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ (انعام ۶/ ۱۱۰) ہم ان کے دل اور ان کی آنکھیں پلٹ دیں گے جیسے وہ پہلی بار ایمان نہیں لائے تھے اور انہیں ان کی سرکشی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دیں گے یعنی ایسے لوگ دنیا اور آخرت میں بدترین عذابوں میں گرفتار ہی رہتے ہیں ان کے علاوہ محشر والوں میں سے کسی کو بھی اس قدر جانی اور مالی نقصان نہیں پہنچتا جتنا انہیں پہنچتا ہے۔

اللہ قرآن سکھا رہا ہے: (۶) واقعی آپ کو یہ قرآن وہ سکھا رہا ہے جو بڑی حکمت والا اور بے حد وسیع علم والا ہے جس کے احکام میں حکمتیں کارفرما ہیں اور جو چھوٹے بڑے ہر کام کو اچھی طرح سے جانتا ہے لہٰذا اس کی دی ہوئی خبر سراسر سچی ہے اور اس کا حکم سرتا پا انصاف ہے فرمایا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ (انعام ۶/ ۱۱۵) آپ کے رب کی باتیں صداقت و انصاف میں مکمل ہیں۔

اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖۤ اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ
بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝۷ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ
مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۸
يٰمُوْسٰۤى اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۹ وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا
رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫ اِنِّيْ
لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ

سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۱﴾ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِیْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ
فِیْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۱۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا
مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا
وَّعُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴﴾

''جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے کہا میں نے آگ دیکھی ہے میں بہت جلدی اس سے کوئی خبر لے کر یا آگ کا کوئی سلگتا ہوا انگارا لے کر تمہارے پاس آتا ہوں تاکہ تم تاپ لو پھر جب وہ اس کے پاس آئے تو آواز آئی کہ جو اس نور میں ہے وہ بھی اور جو اس کے آس پاس ہے وہ بھی برکت والا ہے اور اللہ پاک ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اے موسیٰ (علیہ السلام) واقعی میں اللہ ہوں اور سب پر غالب وحکمت والا ہوں تم اپنی لکڑی ڈال دو پھر جب آپ نے اس کو متحرک دیکھا گویا وہ ایک بڑا سانپ ہے تو آپ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پلٹ کر دیکھا تک بھی نہیں (آواز آئی) اے موسیٰ ڈرو نہیں میرے پاس پیغمبر ڈرا نہیں کرتے لیکن جو لوگ ظلم کریں پھر برائی کے بعد اس کے بدلے نیکی کریں تو میں کمال بخشنے والا مہربان ہوں تم اپنے گریبان میں اپنا ہاتھ ڈالو وہ بلا روگ کے چمکیلا نمودار ہوگا ان نو معجزوں کو لے کر فرعون کے اور اس کی قوم کے پاس جاؤ کیونکہ وہ نافرمان ہیں پھر جب ان کے پاس ہمارے بصیرت افروز معجزے پہنچے تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے اور انہوں نے ظلم وغرور سے ان کا انکار کر دیا حالانکہ ان کے دل اسے ماننے کو تیار تھے اب آپ دیکھیں کہ ان شر پسندوں کا انجام کیسا ہوا''۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ: (۷) حق تعالیٰ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ کا واقعہ یاد دلا رہا ہے کہ اس نے کس طرح انہیں منتخب فرمایا کس طرح ان سے بات چیت کی کیسے ان سے سرگوشی کی اور کیسے انہیں دنگ کر دینے والے بڑے بڑے معجزے عطا فرمائے اور کیسی کیسی عاجز کر دینے والی دلیلیں بخشیں پھر آپ کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف مبعوث فرمایا انہوں نے ان تمام معجزوں کو نہ مانا انہیں ٹھکرا دیا اور ان کی پیروی اور اطاعت سے منہ موڑ لیا (واقعہ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے) کہ آپ کو وہ واقعہ یاد ہوگا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر والوں کو لے کر (سسرال سے) چل پڑے اور راستہ بھول گئے اندھیری رات تھی جاڑے کا موسم تھا آپ نے دور سے طور پہاڑ پر ایک طرف جلتی ہوئی آگ دیکھی اور اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ میں نے آگ دیکھی ہے میں وہاں جا کر راستہ پوچھ کر تمہارے پاس آتا ہوں یا کم از کم وہاں سے آگ کا جلتا ہوا شعلہ ہی اٹھا لاؤں گا تاکہ تم تاپ لو جو بات سوچی تھی وہی پیش آئی آپ آگ کے پاس سے ایک بڑی خبر لے کر لوٹے اور آخرت کی روشنی کے لئے آپ کو ایک عظیم نورانی دیا مل گیا۔

(۸) جب اس آگ کے پاس پہنچ گئے تو آپ نے وہاں ایک عجیب وغریب اور حیرت انگیز نظارہ دیکھا آگ ایک ہرے بھرے درخت میں لگ رہی تھی اور جوں جوں آگ بڑھتی جاتی تھی درخت کی سرسبزی بھی بڑھتی جاتی تھی پھر آپ نے سر اٹھا کر دیکھا تو اس کا نور تو آسمان سے باتیں کر رہا تھا اور فلک بوس تھا ابن عباس فرماتے ہیں یہ آگ نہ تھی بلکہ نور چمک رہا تھا اور رب

العالمین کی تجلی کا نور تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ عجیب نظارہ دیکھ کر دنگ رہ گئے اور غور سے دیکھنے لگے پھر اسی نور سے آواز آئی کہ جو اس نور میں ہے وہ پاک ہے اور اس نور کے آس پاس والے فرشتے بھی پاک ہیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نہیں سوتا اور سونا اس کی شان کے شایاں بھی نہیں وہ ترازو کو جھکاتا اور اٹھاتا ہے اس کی طرف رات کے عمل دن سے پہلے اور دن کے عمل رات سے پہلے چڑھ جاتے ہیں (مسعودی نے زیادہ کیا) اس کا حجاب نوریا نار ہے اگر وہ اس حجاب کو اٹھادے تو اس کی ذات کی کرنیں ہر چیز کو حد نگاہ تک جلا ڈالیں (چونکہ اللہ کی نگاہ تمام کائنات پر ہے اس لئے تمام کائنات جل جائے (ابن ابی حاتم، اصل حدیث مسلم میں بھی ہے) پھر فرمایا کہ اللہ پاک ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے وہ جو چاہے کر گزرے اس کے مشابہ کوئی نہیں اسے کوئی احاطہ نہیں کر سکتا وہ عالی شان اور عظیم کبریائی والا ہے اور تمام مخلوق سے علیحدہ ہے زمین وآسمان اسے گھیر نہیں سکتے بلکہ وہ اکیلا ہے بے پرواہ ہے اور مخلوق کی مشابہت سے پاک و بری ہے۔

(۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے خبر دی کہ جو تم سے خطاب وسرگوشی فرما رہا ہے وہ ان کا رب اللہ ہے جو ہر چیز پر غالب ہے اور کمال عزت والا ہے ہر چیز اس کے غلبہ وقہر کے دائرے میں بند ہے اور اپنے قول وفعل میں حکمت والا ہے (یعنی میں تمہارا رب ہوں بڑی عزت وطاقت والا ہوں اور میرا ہر کام حکمت پر موقوف ہے۔

(۱۰) حق تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا کہ اپنی لکڑی زمین پر ڈال دو تا کہ آپ کے سامنے بھی ایک روشن دلیل سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ حق تعالیٰ فاعل مختار ہے اور ہر چیز پر قادر ہے پھر جب آپ نے اللہ کے حکم سے لکڑی زمین پر ڈال دی تو وہ فوراً ہی ایک بڑے ہولناک تیز رفتار سانپ کی شکل میں تبدیل ہوگئی جب آپ نے اسے متحرک دیکھا جو ایک تیز رفتار سانپ کی طرح رینگ رہی تھی تو بھاگ کھڑے ہوئے۔ غرضیکہ آپ نے اسے متحرک جو دیکھا تو بری طرح ڈر گئے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور الٹ کر دیکھا تک بھی نہیں (آواز آئی) موسیٰ! یہ سانپ دیکھ کر ڈرو نہیں میں تم کو رسول بنانا چاہتا ہوں اور ایک معزز نبی بنانے کا ارادہ کر چکا ہوں میرے پاس رسول ڈرا نہیں کرتے۔

توبہ کی قبولیت کی شرط: (۱۱) اس میں انسان کے لئے ایک بشارت عظمیٰ ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص کسی برے عمل کا ارتکاب کر رہا ہو پھر وہ اس پر نادم ہو جائے اور سچے دل سے توبہ کر کے اس سے باز آجائے اور اللہ کی طرف جھک جائے تو حق تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے چنانچہ دوسری جگہ فرمایا وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ (طٰہٰ ۲۰/۸۲) میں اس کو ضرور معاف کر دیتا ہوں جو توبہ کر لے صاحب ایمان بن جائے اور نیک عمل کرنے لگے پھر راہ پر آجائے وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءً (نساء ۴/۱۱۰) اور جو کوئی برائی کا ارتکاب کر لے یا اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے پھر اللہ سے معافی مانگ لے وہ اللہ کو بخشنے والا اور مہربان پائے گا۔

ید بیضا: (۱۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ دوسرا معجزہ دیا گیا اللہ کی ہمہ گیر قدرت کی یہ دوسری روشن دلیل ہے اور اللہ کے فاعل مختار ہونے پر اور معجزے والے کی صداقت پر ایک ناقابل تردید حجت ہے حق تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا کہ قمیص کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالیں تو ہاتھ چاند کی طرح صاف وشفاف چمکیلا بلا کسی عیب کے برآمد ہوگا اور بجلی کی طرح جگمگا رہا ہوگا پھر فرمایا کہ نو معجزوں میں سے یہ دو معجزے بھی ہیں میں نو معجزوں سے تمہاری تائید وحمایت کروں گا اور انہیں تمہاری صداقت کی دلیلیں بناؤں گا تم انہیں فرعون اور اس کی قوم کی طرف لے کر جاؤ وہ فسق وفجور میں مبتلا ہیں (انہیں جا کر سمجھاؤ یہ نو معجزے وہ ہیں جن کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ (اسراء ۱۷/۱۰۱) بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو نو غلبے والے معجزے دیئے اس آیت کی

تفسیر میں ان کی تفصیل گذر چکی۔

معجزے دیکھ کر جادو کا الزام: (۱۳) پھر جب ان کے پاس ہمارے یہ معجزے کھلم کھلا پہنچ گئے اور انہوں نے ان کی آنکھیں کھول دیں تو انہیں جادو بتا دیا اور ان کا مقابلہ جادو سے کیا مگر ہار گئے اور ذلیل ہو کر اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

دل موسیٰ کو مانتے تھے: (۱۴) بظاہر ان کا انکار کیا مگر دل ماننے کو تیار تھا کہ یہ سچے ہیں اور اللہ کے پاس سے ہیں مگر پھر بھی منہ زوری اور ہٹ دھرمی سے از راہ نخوت وغرور انہیں ٹھکرا دیا کیوں کہ ظلم ان کی گھٹی میں تھا اور حق کی پیروی سے غرور ان کی دوسری طبیعت تھی اے محبوب نبی آپ غور فرمائیں کہ ان شرپسندوں کا کیسا انجام ہوا کہ ایک صبح کو حق تعالیٰ نے ان کا ڈھیر کر دیا اور سب کو ڈبو دیا انداز خطاب بتا رہا ہے کہ رحمت عالم ﷺ کو جھٹلانے والوں کو متنبہ ہو جانا چاہیے جو قرآن کو بھی جھٹلاتے ہیں کہیں اللہ کا عذاب ان کی طرح انہیں بھی نہ آ گھیرے ان سے زیادہ تو یہ عذاب کے حق دار ہیں کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ نہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بلکہ تمام نبیوں سے افضل واشرف ہیں اور آپ کو ملے ہوئے معجزے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزوں سے زیادہ موثر اور قوی ہیں آپ کی ذات والا صفات آپ کے اخلاق حمیدہ اور تمام نبیوں کی زبانی آپ کی بشارتیں اور پیغمبروں کا اپنی اپنی امت سے آپ پر ایمان لانے کا اقرار کرانا یہ ساری باتیں اپنی جگہ پر زبردست معجزے ہیں آپ کے رب کی طرف سے آپ پر بہترین رحمتیں اور سلامتیاں ہوں۔ آمین

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ
عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ
الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَىْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ
مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ
نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ
وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِىْٓ اَنْ
اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ وَعَلٰى وَالِدَىَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ
وَاَدْخِلْنِىْ بِرَحْمَتِكَ فِىْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾

”بلا شبہ ہم نے داؤد و سلیمان کو علم دیا دونوں نے کہا اس اللہ کی تعریفیں ہیں جس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عطا فرمائی اور سلیمان داؤد کے علم کے وارث ہوئے انہوں نے کہا لوگو ہمیں پرندوں کی گفتگو سکھا دی گئی اور ہمیں ہر چیز ہبہ کی گئی واقعی یہ ہم پر اللہ کا کھلا فضل ہے اور سلیمان کے سامنے ان کے تمام لشکر جن انسان اور پرندے جمع کیے گئے پھر وہ الگ الگ کھڑے کر دیئے گئے یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کے جنگل میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا چیونٹیو اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں بے خبری میں

سلیمان اور ان کا لشکر ہمیں کچل نہ ڈالے اس بات سے سلیمان مسکرا کر ہنس پڑے اور دعا مانگی کہ اے رب مجھے توفیق دے کہ میں ان نعمتوں کا جو تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں شکر ادا کروں اور نیک عمل کرتا رہوں جن سے تو راضی ہو جائے اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما دے''۔

حضرت داؤد و حضرت سلیمان کا تذکرہ: (۱۵) حق تعالیٰ نے اپنے بندوں اور رسولوں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو جن انعامات جزیلہ اور احسانات عظیمہ دیئے تھے اور انہیں جن بڑی بڑی نعمتوں سے شرف فرمایا تھا ان کی خبر دے رہا ہے کہ دونوں کے لئے دنیا اور آخرت کی سعادتیں جمع کر دی تھیں دنیا میں سلطنت وحکومت اور پوری طاقت کے مالک تھے اور دین میں نبوت ورسالت کے عظیم منصب پر سرفراز تھے۔

ورثہ کی تفسیر: (۱۶) یہاں مال کا ورثہ مراد نہیں بلکہ سلطنت علم ونبوت کا ورثہ مراد ہے کیونکہ اگر مال کا ورثہ مراد ہوتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی کوئی خصوصیت نہ ہوتی حضرت داؤد علیہ السلام کی اور بھی اولادیں جو اس ورثے میں آپ کے ساتھ برابر کی حق دار تھی حضرت داؤد کی پوری سو بیویاں تھیں ان سے کتنی اولاد ہوگی؟ علاوہ ازیں نبیوں کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جیسا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء ہیں ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو کچھ مال چھوڑ جائیں وہ صدقہ کر دیا جاتا ہے۔

سلیمانؑ و داؤدؑ کی خصوصیات: پھر حق تعالیٰ کی نعمتوں کی خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے ہمیں اپنے فضل سے حکومت عطا فرمائی زبردست طاقت دی اور انسانوں کو جنوں کو اور پرندوں کو ہمارا مطیع ومنقاد بنایا آپ تمام پرندوں اور جانوروں کی بولیاں سمجھتے تھے جہاں تک ہمارا علم ہے یہ ایک ایسی نعمت ہے جو کسی کو بھی نہیں ملی اللہ نے اور اس کے رسول نے ہم کو یہی خبر دی ہے جن نادانوں نے یہ سمجھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے سے پہلے انسان کی طرح جانور بھی بولا کرتے تھے غلط ہے اور بلا دلیل کے بات ہے اگر ایسا ہوتا تو پھر حضرت سلیمانؑ کی خصوصیت کیا ہوتی کیونکہ ہر شخص پرندوں کی اور جانوروں کی باتیں سمجھ کرتا یہ بات نہیں جیسا کہ ان نادانوں کا خیال ہے پرندے اور جانور جیسے آج ہیں اس طرح ہمیشہ سے ہیں البتہ اللہ نے حضرت سلیمانؑ کو یہ خصوصیت عطا فرمائی تھی کہ آپ پرندوں اور جانوروں کی آپس کی باتیں سمجھ لیا کرتے تھے یعنی ان کی مخصوص آوازوں سے ان کا مطلب سمجھ جاتے تھے پھر فرمایا کہ ہمیں ضروریات ملک کی ہر چیز دی گئی حق تعالیٰ کا ہم پر یہ ظاہری فضل وکرم ہے۔

سلیمانؑ کا دربار: (۱۷) حضرت سلیمانؑ کے سامنے آپ کے ہر قسم کے لشکر جنات' انسان پرند اور جانور سب جمع ہو جاتے آپ کی سواری بڑی شان وشوکت سے بڑے رعب ودبدبے سے اور کروفر سے نکلتی تھی آپ سے متصل آپ کے ارد گرد انسان ہوتے تھے ان کے بعد جن ان کے بعد پرندے پرندوں کا مقام آپ کے سر پر ہوتا تھا اور اگر گرم موسم ہوتا تو وہ آپ پر سایہ کر لیا کرتے تھے ہر ایک اپنے اپنے مقام اور اپنے اپنے مرتبہ پر ہوتا تھا اور اول سے آخر تک اپنی اپنی جگہ قائم رہتا تھا آپ نے ہر نوع پر افسر مقرر کر رکھے تھے جو انہیں ان کی جگہ سے ہٹنے نہ دیتے تھے جیسے آج بادشاہوں کا دستور ہے۔

سلیمانؑ کا چیونٹیوں کی آبادی پر گذر: (۱۸) ایک دفعہ جب ان تمام لشکروں کو لے کر حضرت سلیمانؑ کی شاہانہ سواری نکلی تو آپ کا گزر چیونٹیوں کی آبادیوں پر ہوا اور ایک چیونٹی نے آواز دے کر سب کو اپنے اپنے بلوں میں گھس جانے کا حکم دیا تا کہ لشکر کی روند میں آ کر پس نہ جائیں۔

اسے اندیشہ ہوا کہ چیونٹیوں کو لشکر کے گھوڑے اپنے کھروں سے کچل نہ ڈالیں اس لئے اس نے انہیں اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جانے کا حکم دیا حضرت سلیمانؑ اس چیونٹی کے اعلان کو سمجھ گئے۔

سلیمانؑ کی دعا: (۱۹) پہلے تو مسکرائے پھر ہنس پڑے پھر اللہ سے دعا مانگی کہ اے رب مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری نعمتوں کا شکر ادا کروں جن سے تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو نوازا ہے کہ تو نے مجھے پرندوں اور حیوانوں کی بولی سکھائی اور میرے ماں باپ کو اپنا فرمانبردار اور ایمان والا بنایا مجھے اپنے محبوب و پسندیدہ عملوں کی توفیق دے اور جب تو مجھے اپنے پاس بلائے تو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما اور بلند رفقاء میں جو تیرے اولیاء ہیں لے جا رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت سلیمانؑ بارش کی دعا مانگنے نکلے اتنے میں آپ نے ایک چیونٹی کو دیکھا وہ چاروں شانے چت لیٹی ہوئی اپنے چاروں ہاتھ پاؤں اوپر کو اٹھائے ہوئے کہہ رہی ہے اے اللہ ہم بھی تیری مخلوق ہیں ہمیں بھی تیرے پانی کے بغیر چارہ نہیں اگر تو بارش نہ کرے گا تو ہم سب مر جائیں گے حضرت سلیمانؑ نے فرمایا واپس چلو تمہارے غیر کی دعا قبول ہوگئی اب بارش ہوگی (ابن ابی حاتم) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ ایک چیونٹی نے ایک نبی کو کاٹ لیا آپ نے اس کے سارے چھتے کو جلا دیا حق تعالیٰ نے آپ پر وحی کی کیا محض اس وجہ سے کہ ایک چیونٹی نے آپ کو کاٹ لیا تھا آپ نے تسبیح پڑھنے والی ایک قوم کو ہلاک کر دیا ایک ہی چیونٹی کیوں نہیں ماری۔ (م)

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ﴿٢٠﴾ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿٢١﴾

''آپ نے پرندوں کو دیکھا تو ایک پرندہ کو نہ پایا اور فرمایا کیا بات ہے میں ہد ہد کو نہیں دیکھ رہا کیا واقعی وہ غائب ہے؟ واقعی میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا یا وہ میرے سامنے کوئی معقول عذر پیش کرے''۔

ہد ہد کی عدم حاضری: (۲۰) ہد ہد ایک ریاضی دان کا کام دیتا تھا اور جب حضرت سلیمانؑ چٹیل میدان میں ہوتے تو پانی کو ڈھونڈھ کر آپ کو پانی کی اطلاع دیتا تھا یہ پانی کو زمین کی گہرائی میں اس طرح دیکھ لیتا تھا جیسے انسان سطح زمین پر ایک ظاہری چیز کو دیکھ لیتا ہے اسے یہ بھی معلوم ہو جاتا تھا کہ پانی زمین سے کس قدر نیچا ہے جب ہد ہد آپ کو یہ باتیں بتا دیتا تو آپ کے حکم سے جن وہ جگہ کھود کر پانی برآمد کر لیا کرتے تھے ایک دفعہ آپ کا ایک چٹیل میدان میں گذر ہوا آپ نے جو پرندوں پر نگاہ ڈالی تو ہد ہد کو غائب دیکھا فرمایا کیا بات ہے آج مجھے ہد ہد دکھائی نہیں دے رہا کیا واقعی وہ غیر حاضر ہے؟ ایک روز ابن عباسؓ اسی طرح کی تقریر فرما رہے تھے حاضرین میں ایک خارجی نافع بن ازرق بھی تھا یہ آپ کی باتوں پر خوب اعتراض کیا کرتا تھا اس وقت بھی نہ چوکا اور بولا ذرا ٹھہریئے آج آپ ہار جائیں گے فرمایا کیوں بولا کہ آپ ہد ہد کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ وہ زمین کی گہرائیوں میں پانی معلوم کر لیتا ہے حالانکہ ایک بچہ دانے ڈال کر جال بچھا دیتا ہے اور اسے مٹی سے ڈھک دیتا ہے جب ہد ہد آتا ہے تو اسے ذرا سی مٹی کی تہ میں جال کا پتہ نہیں چلتا اور جال میں پھنس جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ یہ یوں کہتا پھرے گا کہ میں نے ابن عباسؓ سے ایک بات پوچھی تھی مگر وہ جواب نہ دے سکے تو میں اسے جواب نہ دیتا۔ خیر پھر آپ نے اس سے فرمایا اللہ کے

بندے جب تقدیر کا اٹل فیصلہ آتا ہے تو آنکھیں بھی اندھی ہو جاتی ہیں اور احتیاط بھی سلب ہو جاتی ہے نافع بھی آپ کی مہارت کا لوہا مان گیا اور بولا اب میں کبھی قرآن کی کسی آیت کے بارے میں آپ پر اعتراض نہ کروں گا۔ یہاں ایک بات یہ بھی یاد رہے کہ ہدہد زمین کے اندر صرف پانی دیکھتا ہے یعنی اللہ نے اسے اتنا ہی علم عطا فرمایا ہے اس کے علاوہ کسی اور چھپی چیز کا دیکھنا ثابت نہیں لہٰذا اعتراض غلط ہے۔

ہدہد کی غیر حاضری پر سزا کا وعدہ: (۲۱) میں اسے سخت سزا دوں گا اس کے پر اکھاڑ کر دھوپ میں چھوڑ دوں گا کہ کیڑے مکوڑے اور چیونٹیاں کھا جائیں یا قتل کر ڈالوں گا یا وہ کوئی معقول عذر پیش کرے جو ظاہر ہو جب ہدہد آیا تو پرندوں نے اس سے کہا دیر کر کے کیوں آئے ہو حضرت سلیمانؑ تو تمہارے خون کی منت مان چکے ہیں پوچھا استثناء نہیں فرمایا بولے ہاں استثناء تو فرمایا ہے بولا پھر تو میں بچ جاؤں گا کوئی بات نہیں۔

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ﴿٢٢﴾ إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٢٤﴾ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿٢٥﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۩ ﴿٢٦﴾

''ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ اس نے آ کر کہا کہ میں ایک ایسی خبر لایا ہوں جس سے آپ بے خبر ہیں اور میں سبا کی ایک سچی خبر آپ کے پاس لایا ہوں میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ لوگوں کی ملکہ ہے اور جسے سب کچھ میسر ہے اور اس کا ایک بڑا تخت بھی ہے میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ کے بجائے سورج کو سجدہ کرتے پایا شیطان نے ان کے عمل اچھے دکھلا کر انہیں اللہ کی راہ سے روک دیا ہے اس لئے وہ راہ نہیں پاتے یہ اسی اللہ کو سجدہ کیوں نہیں کرتے جو آسمان وزمین کی پوشیدگیوں کو نکال باہر کرتا ہے اور اسے معلوم ہے تم جو کچھ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں' وہ بڑے عرش کا مالک ہے''۔

ہدہد کی غیر حاضری کا معقول عذر: (۲۲) ہدہد تھوڑی سی دیر تو غائب رہا پھر حضرت سلیمانؑ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ مجھے ایک ایسی خبر معلوم ہے جس سے آپ اور آپ کے تمام لشکر نا آشنا ہیں میں آپ کے پاس ملک سبا سے ایک سچی پکی اور واقعی خبر لایا ہوں سبا والے حمیر تھے جو یمن کے بادشاہ تھے۔

ملکہ بلقیس کے حالات: (۲۳) سبا کی ملکہ بلقیس بنت شراحیل تھیں' ابن عباسؓ فرماتے ہیں ان کا لاکھوں کا لشکر تھا بارہ ہزار سپہ سالار تھے اور ہر سپہ سالار کے ماتحت ایک ایک لاکھ فوج تھی ان کے درباری مشیر ۳۱۲ تھے جن میں سے ہر ایک کے ماتحت دس دس

ہزار کا لشکر تھا یہ مآرب کی سرزمین پر حکومت کرتی تھیں جو صنعاء سے تین میل دور ہے ان کی سلطنت کا اکثر حصہ ملک یمن تھا اللہ نے انہیں سب کچھ دے رکھا تھا ملک کی تمام چیزیں مہیا تھیں ان کے پاس ایک رعب دار جڑاؤ تخت بھی تھا جس کو دیکھ کر انسان دنگ رہ جائے جس میں طرح طرح کے ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے۔

تخت سونے کا اور حاشیہ یاقوت و زبرجد کا تھا طول ۸۰ ہاتھ اور عرض ۴۰ ہاتھ تھا ملکہ کی خدمت کے لئے ۶۰۰ سو عورتیں متعین تھیں یہ تخت ایک بڑے اونچے مضبوط اور خوبصورت محل میں رکھا ہوا تھا جس کی شرقی اور مغربی دیواروں میں تین تین سو کھڑکیاں تھیں یہ محل اس صنعت کے ساتھ بنایا گیا تھا کہ سورج ہر روز ایک نئی کھڑکی سے طلوع ہو کر روزانہ نئی مقابل والی کھڑکی سے غروب ہوتا یعنی صبح شام تخت سے سورج طلوع وغروب ہوتا ہوا دکھائی دیا کرتا تھا ملکہ سورج پرست تھی اور صبح وشام سورج کو سجدہ کیا کرتی تھی شیطان نے انہیں راہ حق سے روک رکھا تھا اور یہ توحید سے ہٹے ہوئے تھے۔

(۲۴) انہیں یہ راہ ملی ہی نہیں تھی کہ خلوص سے اللہ کے سامنے جھکیں اوراس کی مخلوق کے آگے نہ جھکیں فرمایا وَمِنْ اٰيَاتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ (فصلت ۴۱/ ۳۷) اوراس کی نشانیوں میں سے رات دن، سورج اور چاند ہیں سورج کو سجدہ نہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ اسے سجدہ کرو جس نے ان کو پیدا کیا اگر تم اللہ کی عبادت کرتے ہو۔

(۲۵) یعنی خبردار اے قوم اللہ کو سجدہ کرو پھر فرمایا جو آسمان وزمین کی پوشیدگیاں باہر نکال لاتا ہے یعنی کائنات کی ہر چھپی چیز جانتا ہے پھر فرمایا کہ اللہ بندوں کے چھپے کھلے اقوال وافعال جانتا ہے فرمایا تم میں سے کسی کو بات کا چھپانا اور ظاہر کرنا برابر ہے اور کسی کا رات میں چھپنا اور دن میں ظاہر ہونا برابر ہے۔

معبود اللہ ہی ہے: (۲۶) معبود تو صرف اللہ ہی ہے جس کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں وہی عرش کا مالک ہے اور مخلوق میں کوئی اس سے بڑا نہیں چونکہ ہدہد نیکی کی اللہ کی عبادت کی اوراسی کو سجدہ کرنے کی ترغیب دے رہا ہے اسی لئے اسے مارنے کی ممانعت آئی ہے حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے چار جانوروں کو مارنے سے منع فرمایا، چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور ممولا (باسناد صحیح)

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ
اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ
اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ ع

’’فرمایا اب ہم دیکھیں گے کہ تو سچا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے میرا یہ خط لے جا اور یہ ان پر ڈال آ پھر وہاں سے ہٹ جا اور دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں ملکہ نے کہا اے سردارو مجھ پر ایک معزز خط ڈالا گیا ہے یہ سلیمان کی طرف سے ہے اوراس میں یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم تم میرے مقابلہ پر سرکشی نہ کرو اور میرے پاس مسلمان بن کر آ جاؤ‘‘۔

(۲۷) جب ہدہد نے حضرت سلیمانؑ کو سبا والوں کی اور ان کی ملکہ کی خبر دی تو آپ نے ہدہد سے فرمایا کہ ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچا ہے یا جھوٹا اور تو نے یہ خبر سچ بتائی ہے یا سزا سے بچنے کی تدبیر نکالی ہے۔

سلیمانؑ کا خط ملکہ کے نام: (۲۸) میرا یہ خط لے جا ان کو خط دے کر الگ ہٹ جا اور دیکھ کیا جواب دیتے ہیں آپ نے بلقیس کو اور ان کی قوم کو ایک خط لکھا اور اسے ہدہد کو دے دیا ہدہد یہ خط اپنے بازو میں یا چونچ میں دبا کر سبا والوں کی طرف اڑا اور بلقیس کے خلوت خانے میں پہنچا اور روشندان سے اس خط کو اس پر ڈال دیا پھر ادب کا لحاظ کر کے ایک طرف ہٹ گیا ملکہ خط دیکھ کر پہلے تو آگ بگولا ہوگئی پھر ڈری پھر کچھ سوچ کر خط اٹھا کر اس کی مہر توڑی اور اسے پڑھا اس میں لکھا ہوا تھا کہ یہ خط سلیمانؑ کی طرف سے ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم مجھ پر سرکشی نہ کرو اور میرے پاس مسلمان ہو کر آ جاؤ پھر اس نے دربار میں بڑے بڑے سرداروں وزیروں اور مشیروں کو بلایا اور اکابر ریاست کو جمع کر کے ان سے مخاطب ہوئی جیسا کہ

ملکہ کا خط کے بارے میں مشورہ: (۲۹،۳۰،۳۱) میں ہے کہ اے ارا کین ریاست اور اے سردارو میرے پاس ایک عزت والا خط آیا ہے چونکہ اس کو ایک پرندہ لایا تھا اور یہ ایک عجیب بات تھی اس لئے اس نے سوچا کہ ضرور یہ کسی بڑے معزز آدمی کا خط ہے جو اس طرح میرے پاس بھیجا گیا ہے یہ کام کسی بادشاہ کے تو بس کا ہے نہیں پھر اس نے امرائے دولت کو یہ خط پڑھ کر سنایا بسم اللہ الرحمن الرحیم میرے مقابلہ پر سرکشی نہ کرو اور مسلمان ہو کر آ جاؤ وہ پہچان گئے کہ یہ خط اللہ کے نبی حضرت سلیمانؑ نے بھیجا ہے جن کے مقابلہ کی کسی میں تاب نہیں اس خط کی عبارت بے حد فصیح و بلیغ اور مختصر ہے آسان و اچھی عبارت میں معانی کے موتی پرو دیے ہیں۔

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿٣٢﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿٣٣﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٣٥﴾

”ملکہ نے کہا اے سردارو میرے معاملہ میں مشورہ دو میں اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتی تاوقتیکہ تم موجود نہ ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم طاقت والے اور جنگجو ہیں اور معاملہ آپ کے اختیار میں ہے غور کر لیجئے آپ کیا حکم دیتی ہیں بولی دیکھو جب کسی شہر میں بادشاہ آتے ہیں تو اسے تباہ کر ڈالتے ہیں اور اس کے معزز شہریوں کو ذلیل بنا دیتے ہیں وہ اسی طرح کیا کرتے ہیں میں ان کے پاس تحفے بھیجتی ہوں پھر دیکھتی ہوں کہ بھیجے ہوئے کیا بات لے کر واپس آتے ہیں“۔

(۳۲) ملکہ نے درباریوں کو حضرت سلیمانؑ کا خط پڑھ کر سنایا اور مہم میں ان سے مشورہ کیا اور کہا کہ میں حکومت کے کسی کام کو تمہاری موجودگی میں تمہارے مشورے ہی سے کرتی ہوں (اس سلسلے میں تمہاری جو رائے ہو پیش کرو تا کہ میں عملی قدم اٹھاؤں)۔

اراکین سلطنت کا مشورہ: (۳۳) بولے کہ جہاں تک طاقت اور جنگ کا سوال ہے ہماری فوج باقاعدہ مسلح ہے اور ہم زبردست طاقت کے مالک ہیں اور جنگجو بھی ہیں آگے معاملہ آپ کے اختیار میں ہے آپ جیسا حکم فرمائیں ہم اسے بجالانے کے لئے حاضر ہیں نہ تو ہم کمزور ہیں اور نہ ہمیں کوئی اندیشہ ہے اگر آپ جنگ کا اشارہ کریں گی تو ہم ہر طرح سے تیار ہیں۔

ملکہ کا صلح کی طرف میلان: (۳۴) ہم حاضر ہیں اور آپ کی جو رائے ہو اسی پر عمل کرنے کو تیار ہیں۔ تمام سرداروں نے معاملہ ایک عورت پر چھوڑ دیا مگر چونکہ وہ عاقبت اندیش تھی اور دوررس نگاہ رکھتی تھی اور سرداروں سے جنہوں نے لڑائی کی طرف اشارہ کیا تھا زیادہ ہوشیار تھی اس لئے اس نے حضرت سلیمانؑ کی شخصیت کو اور ان کے مقام کو تاڑ لیا اور سمجھ لیا کہ ان کی فوج کے مقابلے پر آنے کی کس کو تاب ہے جن کی فوج میں جن انسان پرندچرند سب ہی شامل ہیں ایسی فوج کا کون مقابلہ کرسکتا ہے علاوہ ازیں اس نے ہد ہد ہی سے بھانپ لیا تھا کہ جس کے حکم کے جانور اس قدر تابع اور مؤدب ہوں انسان میں اس کے مقابلہ کی سکت نہیں اس لئے اس نے کہا کہ اگر ہم ان کے بلائے ہوئے نہ جائیں اور ان سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو جائیں پھر وہ ہمارے مقابلے کے لئے اپنے عجیب وغریب لشکر کو لے کر میدان میں آ ڈٹیں تو پھر ہماری خیر نہیں ہم سب کو تباہ کردیں گے کیونکہ بادشاہوں کا دستور ہے کہ جب وہ فاتحانہ شان سے کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اس میں فساد مچاتے ہیں اور عزیز شہریوں کو ذلیل کردیتے ہیں شہر ویران کر دیا جاتا ہے اور اس کے باشندے قتل اور گرفتار کر لئے جاتے ہیں جب ملکہ نے یہ الفاظ کہے تو حق تعالیٰ نے فرمایا اور ایسا ہی کیا کرتے ہیں پھر ملکہ صلح وصفائی اور جنگ نہ کرنے پر جھک گئی کہ تحفے تحائف بھیج کر آپ کو مرعوب کیا جائے۔ اور آپ سے دوستانہ تعلقات پیدا کئے جائیں

(۳۵) چنانچہ اس نے فیصلہ کرلیا کہ میں سلیمانؑ کی شان کے مناسب آپ کی خدمت میں تحفے تحائف بھیجتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ اس کے بعد کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے اور آپ کیا جواب دیتے ہیں ممکن ہے آپ ہمارے تحفے قبول فرمالیں اور ہم پر چڑھائی سے باز آجائیں یا ہم سے سالانہ خراج وصول کرلیا کریں اور خود ہی اسے مقرر فرمادیں ہم انہیں برابر سالانہ ٹیکس ادا کرتے رہیں گے اس صورت ہی سے ہمارا پیچھا چھوٹ جائے بلقیس اپنے شرک کے زمانے میں کمال ہوشیار تھیں' انہیں معلوم تھا کہ تحفے تحائف بھیجنے سے سخت سے سخت انسان بھی موم ہو جاتا ہے اس لئے انہوں نے یہ تدبیر سوچی علاوہ ازیں یہ بھی سوچا کہ یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ وہ بادشاہ ہیں یا نبی اگر بادشاہ ہیں تو ہمارے تحفے قبول فرمالیں گے پھر ہم ان سے جنگ کرسکتے ہیں اور اگر تحفے قبول نہ فرمائیں گے تو پھر وہ اللہ کے نبی ہیں ان کی پیروی اختیار کرنے میں دین ودنیا کی سعادتیں نصیب ہوں گی۔

فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ؗ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

''پھر جب قاصد سلیمانؑ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا کیا تم مجھے مال دے کر ٹھنڈا کرنا چاہتے ہو مجھے میرے رب نے تم سے بہتر مال دے رکھا ہے بلکہ تم ہی اپنے اس تحفے سے خوش رہو ان کے پاس لوٹ جاؤ ہم ان پر ایسا لشکر لے کر چڑھائی کریں گے جس کا

مقابلہ وہ نہ کر سکیں گے اور ہم انہیں ذلیل کر کے وہاں سے نکال باہر کریں گے''۔

ملکہ کے ارسال کردہ تحائف: (۳۶) ملکہ سبا نے حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں نہایت شاندار تحفے بھیجے جو بادشاہوں کے شایان شان ہوں لیکن ان کی تفصیل کتاب وسنت سے ثابت نہیں کہ وہ کیا تھے۔

تحائف رد کر دیئے گئے: بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے اس کے تحفے تحائف دیکھے بھی نہیں نہ آپ نے ان کی طرف توجہ کی بلکہ ان سے منہ موڑ لیا اور بطور انکار کے فرمایا کیا تم مجھے مال یعنی رشوت دے کر تھپکنا چاہتے ہو اور میں تم کو تمہارے شرک پر اور ملک پر برقرار رہنے دوں؟ اللہ نے مجھے جو ملک و دولت اور عسکری طاقت عطا فرما رکھی ہے وہ تمہارے ملک و مال سے اور طاقت سے کہیں بہتر ہے بلکہ تم ہی لوگ اس قسم کے ہو کہ تحفے تحائف سے پگھل جاتے ہو میں ان چیزوں کی پرواہ نہیں کرتا مجھے تو اسلام کی چاہت ہے ورنہ پھر تلوار ہے۔

ابن عباس فرماتے ہیں جنوں نے حضرت سلیمانؑ کے حکم سے ایک ہزار سونے چاندی کے کمرے تیار کر رکھے تھے جب بلقیس کے قاصدوں نے یہ محل دیکھے تو دل میں کہنے لگے بھلا یہ ہمارے تحفوں کو کیوں قبول فرمانے لگے اس سے معلوم ہوا کہ بادشاہ غیر ملکی وفد کے اور قاصدوں کے لئے آرائش کا سامان اور تکلفات کا اظہار کر سکتا ہے۔

جنگ کی دھمکی: (۳۷) حکم ہوا کہ قاصد تحفے لے کر واپس چلے جائیں ہم ایک ایسا لشکر لے کر آئیں گے جن سے جنگ کرنا اور جن کے مقابلہ پر ٹھہرنا ان کے بس کا نہ ہوگا اور ہم ان کو ان کے شہروں سے ذلیل ورسوا کر کے نکال باہر کریں گے اور وہ بے آبرو ہو کر وہاں سے نکلنے پر مجبور ہوں گے آخر کار اس وفد نے تحفے واپس لا کر ملکہ کو حضرت سلیمانؑ کے خیال سے آگاہ کیا ملکہ نے آپ کا پیغام سنا اور وہ معہ اپنی قوم کے مطیع ومنقاد ہوگئی اور لشکر کو لے کر حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں انکی تابعدار ہو کر اسلام لانے کی نیت سے روانہ ہوئی جب آپ کو ان کے آنے کی خبر ملی تو آپ کو کمال مسرت ہوئی۔

قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾
قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ
عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ
اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ
رَبِّيْ ۣ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ
رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾

''فرمایا اے سردارو! تم میں سے کون اس کا تخت میرے پاس لا سکتا ہے قبل اس کے کہ وہ مطیع ہو کر میرے پاس آئیں ایک سرکش جن بولا میں اسے آپ کی اس مجلس کے برخواست ہونے سے پہلے آپ کے پاس لے آؤں گا دیکھئے میں اس پر قادر ہوں اور امانت دار ہوں' اس شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا علم تھا میں اسے آپ کے پاس پلک جھپکنے میں لے آؤں گا پھر جب آپ

نے اسے اپنے سامنے رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا یہ میرے رب کا فضل ہے وہ مجھے آزما رہا ہے کہ میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جس نے شکر ادا کیا وہ اپنے ہی فائدے کے لئے شکر ادا کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو یقیناً میرا رب بے نیاز و عزت والا ہے''۔

ملکہ کا مطیع ہونا: (۳۸) قاصد نے ملکہ کو تحفے واپس لا کر دیئے اور حضرت سلیمانؑ کی دھمکی بھی اس کے گوش گذار کر دی ملکہ نے کہا مجھے تو پہلے ہی سے معلوم تھا کہ وہ بادشاہ نہیں ہیں بھلا ان سے ٹکر لینے کی ہم میں کہاں طاقت ہم تو تھوڑی سی دیر بھی ان کے سامنے نہیں جم سکتے ملکہ نے پھر آدمی دوڑایا کہ میں اپنی قوم کے سرداروں کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہی ہوں تا کہ میں غور کر سکوں کہ آپ کا کیا حکم ہے اور جس دین کی آپ ہمیں دعوت دے رہے ہیں وہ کیا ہے پھر ملکہ کے حکم سے اس کا تخت جو سونے کا تھا اور یاقوت' زبرجد اور سچے موتیوں سے جڑا ہوا تھا سات محلوں میں مقفل کر دیا گیا اور جانشین کو حکم دے دیا گیا کہ سلطنت کے تمام کام ہوشیاری سے سنبھالے رکھے اور خاص طور سے تخت کی حفاظت رکھے خبردار اس تک کسی کی رسائی بھی نہ ہو اور کسی کی نگاہ بھی نہ پڑنے پائے پھر یہ ہزاروں کی تعداد میں سرداران یمن کو لے کر لاکھوں کی تعداد میں لشکر کے ساتھ حضرت سلیمانؑ کی طرف چل پڑیں حضرت سلیمانؑ نے جنوں کو اس بات پر مقرر کر رکھا تھا کہ وہ ان کے حالات سفر سے اطلاع دیتے رہیں کہ دن میں کس قدر مسافت طے کی اور رات میں کس قدر اور اب کتنی دور ہیں۔

ملکہ کا تخت منگوا لیا گیا: جب یہ لوگ قریب ہی پہنچ گئے تو آپ نے اکابر جن اور انسانوں کو جمع کر کے فرمایا کہ ان کے آنے سے پہلے ملکہ کا تخت میرے پاس کون لا سکتا ہے آپ سے ملکہ کے تخت کی تعریف کی گئی تھی جس پر آپ کو تعجب تھا تخت سونے کا تھا اور پائے موتیوں اور جواہرات کے جس پر ریشمی مہین و دبیز پردے پڑے رہتے تھے یہ نو تالوں میں بند تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے تخت کو اس لئے حاضر کرنے کا حکم دیا تھا کہ اس سے آپ کے ملک کی اور آپ کے لشکر کی جو اللہ نے آپ کو دے رکھا ہے عظمت ظاہر ہو ایسا لشکر نہ آپ سے پہلے کسی کو ملا اور نہ آپ کے بعد کسی کو ملے گا تخت کا حاضر ہونا ہی بلقیس کے اور اس کی قوم کے سامنے آپ کی نبوت کی صداقت کی دلیل بن جائے گا کیونکہ یہ بھی تو ایک معجزہ ہے کہ مالک تخت کے پہنچنے سے پہلے اس کے محفوظ و مقفل تخت کو جوں کا توں حاضر کر دیا جائے جب کہ پہرے دار بھی اس کی دیکھ بھال پر مقرر رہوں۔

ایک شیطان کی پیشکش: (۳۹) ایک سرکش جن جس کا نام کوزن تھا اور ڈیل ڈول میں پہاڑ جیسا تھا بولا کہ میں اسے آپ کی اس مجلس کے برخواست ہونے سے پہلے پہلے آپ کے پاس لے آؤں گا یعنی آپ کے اٹھنے سے پہلے وہ حاضر کر دیا جائے گا آپ صبح سے دوپہر تک فیصلوں کے لئے اور سلطنت کے لئے اور دیگر ضرورتوں کے لئے روزانہ وقت دیا کرتے تھے یہ جن کہنے لگا کہ مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ میں اسے اٹھا لاؤں گا اور اس کی قیمتی چیزوں کی پوری حفاظت کروں گا میں امین ہوں خیانت نہیں کروں گا فرمایا میں تو اس سے بھی جلدی منگانا چاہتا ہوں۔

(۴۰) اس شخص نے جسے کتاب کا علم تھا فرمایا کہ آپ دیکھتے رہیں اور جب تک آپ سے ہو سکے پلک نہ ماریں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے میں تخت کو حاضر کروں گا آپ دور تک دیکھیں ابھی منتہائے نگاہ تک آپ کی نگاہ جائے گی بھی نہیں کہ تخت موجود ہو جائے گا کہتے ہیں کہ انہوں نے یمن کی طرف آپ سے دیکھنے کو کہا جہاں وہ تخت تھا پھر کھڑے ہو کر دعاء کی تخت فوراً آپ

کے سامنے آ موجود ہوا دعا کے بعد تخت اپنی جگہ پر غائب ہو گیا اور زمین کے اندر ہی اندر آ کر حضرت سلیمانؑ کے آگے زمین سے نمودار ہو گیا جب حضرت سلیمانؑ نے اور آپ کے سرداروں نے اس کو اپنے سامنے موجود پایا تو آپ نے بطور اظہار شکر کے فرمایا کہ یہ مجھ پر اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ میں اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں۔

پھر فرمایا کہ جس نے ناشکری کی اپنا ہی بگاڑا میرا رب تو بے نیاز و بزرگ ہے یعنی وہ بندوں سے اور ان کی عبادتوں سے بے پرواہ ہے اور بالذات عزت والا ہے خواہ کوئی بھی اس کی عبادت نہ کرے کیونکہ اس کی عظمت کسی کی محتاج نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا اِنۡ تَكۡفُرُوۡۤا اَنۡتُمۡ (ابراہیم ۱۴/ ۸) اگر تم اور تمام روئے زمین کے انسان کافر بن جائیں تو بھی یقیناً اللہ بے نیاز اور خوبیوں والا ہے۔

ایک حدیث قدسی میں ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو اگر تمہارے اگلے پچھلے انسان اور جن سب ایک فرمانبردار انسان کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں اضافہ ہونے والا نہیں اور اگر سب ایک نافرمان انسان کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں کمی آنے والی نہیں میرے بندو یہ تو تمہارے عمل ہیں جو جمع کئے جا رہے ہیں پھر میں تم کو ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا پھر جو کوئی بھلائی پائے اسے اللہ کا شکر بجالانا چاہئے اور جو برائی پالے وہ اپنی ذات ہی پر ملامت کرے۔ (م)

قَالَ نَكِّرُوۡا لَهَا عَرۡشَهَا نَنۡظُرۡ اَتَهۡتَدِيۡۤ اَمۡ تَكُوۡنُ مِنَ الَّذِيۡنَ لَا يَهۡتَدُوۡنَ ﴿۴۱﴾
فَلَمَّا جَآءَتۡ قِيۡلَ اَهٰكَذَا عَرۡشُكِ ؕ قَالَتۡ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوۡتِيۡنَا الۡعِلۡمَ مِنۡ قَبۡلِهَا
وَكُنَّا مُسۡلِمِيۡنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتۡ تَّعۡبُدُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتۡ مِنۡ قَوۡمٍ
كٰفِرِيۡنَ ﴿۴۳﴾ قِيۡلَ لَهَا ادۡخُلِى الصَّرۡحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتۡهُ حَسِبَـتۡهُ لُـجَّةً وَّكَشَفَتۡ عَنۡ
سَاقَيۡهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرۡحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنۡ قَوَارِيۡرَ ؕ قَالَتۡ رَبِّ اِنِّىۡ ظَلَمۡتُ
نَفۡسِىۡ وَاَسۡلَمۡتُ مَعَ سُلَيۡمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۴۴﴾

''فرمایا کہ اس کے اس تخت میں کچھ ردو بدل کرو (تا کہ ہم دیکھیں کہ آیا یہ راہ پا لیتی ہے یا راہ نہ پانے والوں میں سے ہو جاتی ہے پھر جب وہ آ گئی تو پوچھا گیا کیا آپ کا تخت اسی طرح کا ہے اس نے جواب دیا کہ یہ گویا وہی ہے ہم تو پہلے ہی سے جانتے تھے اور ہم فرمانبردار تھے وہ اللہ کو چھوڑ کر جن معبودوں کو پوجتی تھی انہوں نے اسے اللہ کی راہ سے روک رکھا تھا بلاشبہ وہ کافر قوم کی تھی اس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو پھر جب اس نے اس کو دیکھا تو اسے حوض سمجھ کر اپنی پنڈلیاں کھول دیں فرمایا یہ محل شیشے سے منڈھا ہوا ہے بولیں اے میرے رب میں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور اب میں سلیمانؑ کے ساتھ اللہ کی فرماں بردار ہوں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے''۔

بلقیس کی آزمائش: (۴۱) جب حضرت سلیمانؑ کے پاس بلقیس کا تخت ان کے آنے سے پہلے آ گیا تو آپ کے حکم سے اس کی

بعض چیزوں میں ردوبدل کر دیا گیا تا کہ ان کی ہوشیاری اور دانائی کا حال معلوم ہو جائے کہ کیا وہ اقرار کرتی ہیں کہ یہ تخت انہیں کا ہے یا انکار کرتی ہیں۔

(۴۲) جب وہ آ گئیں تو ان کے سامنے ان کا تخت لایا گیا جس میں ردوبدل تھا کچھ کی بیشی تھی اور کچھ ترتیب میں بھی فرق تھا وہ ہوشیار اور صاحب عقل تھیں اس میں غور وفکر کا مادہ اور بیدار مغزی بھی تھی نہ تو یہ جواب دیا کہ یہ میرا ہی تخت ہے کیونکہ یمن کا علاقہ شام سے کافی دور تھا اور نہ یہ کہا کہ میرا نہیں ہے جبکہ اس میں وہی آثار ونشانات اور وہی چیزیں اور خوبیاں دیکھیں جوان کے تخت میں تھیں اگر چہ ان میں کچھ ردوبدل بھی کیا تھا۔ اس نے ایک معقول جواب دیا کہ یہ تخت تو گویا وہی معلوم ہو رہا ہے گویا اسی کے مشابہ اور اس کے قریب قریب ہے اس نے جواب سے انتہائی ہوشیاری اور بیدار مغزی کا ثبوت دیا پھر فرمایا کہ ہمیں تو اس سے پہلے ہی معلوم تھا اور ہم فرمانبردار ہیں۔

(۴۳) یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بات ہے اور اس سے بعد والی آیت آپ کے کلام کا نتیجہ ہے آپ نے فرمایا ہمیں اس کے بارے میں پہلے ہی سے معلوم تھا کہ اکیلے اللہ کی عبادت سے ان لوگوں کو ان کے جھوٹے معبود روکتے ہیں جن کو اللہ کے سوا پوجا جاتا ہے واقعی وہ کافر قوم میں تھی۔

شیش محل سے بلقیس کی آزمائش: (۴۴) حضرت سلیمان کے حکم سے جنوں نے آپ کے لئے ایک عالی شان شیش محل بنایا اس محل میں یہ صفت رکھی کہ یہ پانی پر بنایا گیا تھا البتہ جاننے والے بے دھڑک اس میں داخل ہو جاتے اور انہیں پانی سے شیشے بچالیا کرتے تھے آپ نے اسے اپنا عظیم ملک اور عالی شان غلبہ دکھانے کے لئے اس محل میں داخل ہونے کا حکم فرمایا۔

جب اس نے دیکھا تو خیال کیا کہ یہ پانی ہے اور اپنے پائنچے اٹھا لئے جس سے پنڈلیاں ظاہر ہو گئیں اسے یقین تھا کہ یہ پانی ہی ہے پھر اس کو بتایا گیا کہ یہ محل ہے اور پانی پر شیشوں سے اس کا فرش بنوایا گیا ہے پھر جب یہ حضرت سلیمانؑ کے پاس پہنچیں تو آپ نے اس کو اللہ کی توحید کی دعوت دی اور اللہ کو چھوڑ کر سورج کی پرستش کی غلطی ظاہر فرمائی (سیرت ابن اسحاق) ملکہ یہ ٹھاٹھ باٹ یہ شان وشوکت اور یہ کروفر دیکھ کر اتنا تو سمجھ گئی کہ یہ بادشاہت اس کی بادشاہت سے کہیں بڑھ کر ہے اس روز حضرت سلیمانؑ نے اسی شیش محل کے فرش پر اپنا تخت شاہی بچھوا کر دربار منعقد فرمایا تھا اور پرند جن اور انسان سب اپنے اپنے مقام پر متعین تھے پھر اسی شیش محل کے دربار میں اپنی شان وشوکت اور رعب ودبدبہ دکھانے کے لئے اس کو بلوایا تھا اس نے بیچ مچ پانی سمجھ کر پائنچے چڑھا لئے مگر اسے بتا دیا گیا کہ پانی نہیں ہے بے دھڑک تشریف لے آئیں وہ آئی اور حضرت سلیمانؑ کے درباری شان وشوکت دیکھی آپ نے انہیں توحید کی دعوت دی اور سورج پرستی کی تردید فرمائی ملکہ نے سورج پرستی کے ثبوت میں بے دینوں کی طرح جواب دیا جواب سن کر حضرت سلیمانؑ اللہ کی عظمت کے آگے سجدے میں گر پڑے اور آپ کے ساتھ آپ کے تمام درباری بھی اب تو اس کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے اور شرمندہ ہوئی پھر حضرت سلیمانؑ نے سجدے سے سر اٹھا کر فرمایا اللہ کی بندی تو نے کیا جواب دیا تھا بولی مجھے یاد نہیں رہا اور یہ دعا مانگی کہ اے اللہ میں نے تیرے ساتھ شرک کر کے اپنے اوپر بڑا ظلم کیا ہے اور میں سلیمانؑ کے ساتھ اللہ رب العالمین پر ایمان لے آئی اور مسلمان ہو گئی اور اس کا اسلام بہترین ثابت ہوا۔

غرضیکہ حضرت سلیمانؑ نے ایک بہت اونچا اور عظیم شیش محل بنوایا تھا تا کہ ملکہ سبا کو اپنی سلطنت کی عظمت وشان دکھلائیں اور اپنی طاقت واقتدار کا مظاہرہ فرمائیں جب ملکہ نے آپ کے پاس اللہ کی دی ہوئی بے شمار نعمتیں دیکھیں اور آپ کی جلالت شان

اور عظمت وسطوت پر غور کیا تو اللہ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ پہچان گئی کہ آپ اللہ کے معزز نبی ہیں اور عظیم بادشاہ بھی۔ پھر وہ مسلمان ہوگئی کفر وشرک پر اور اپنی قوم کی اور اپنی سورج پرستی پر بہت کچھ شرمندہ ہوئی آپ نے حضرت سلیمان کے دین کو قبول فرمالیا اور خالص اللہ کی عبادت میں لگ گئی جس نے ہر چیز پیدا کی اور اس کا ایک اندازہ مقرر فرمادیا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِیْقٰنِ یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ یٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّیِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْ لَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّیَّرْنَا بِكَ وَ بِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓىِٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾

''بلاشبہ ہم نے ثمودیوں کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہ تم سب اللہ ہی کی عبادت کرو پھر جلدی ہی وہ دو گروہ بن کر آپس میں جھگڑنے لگے فرمایا اے قوم تم نیکیوں سے پہلے برائیوں کی کیوں جلدی مچارہے ہو تم اللہ سے گناہوں کی معافی کیوں نہیں مانگتے تاکہ تم پر اس کا رحم ہوا انہوں نے جواب دیا کہ ہم تجھ سے اور تیرے ساتھیوں سے بدشگونی لے رہے ہیں فرمایا تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے بلکہ تم فتنے میں مبتلا کیے ہوئے لوگ ہو''۔

ثمودیوں کے کرتوتوں کا بیان: (۴۵) اللہ ثمودیوں کی اور انہوں نے حضرت صالح کے ساتھ جو معاملہ کیا تھا اس کی خبر دے رہا ہے جب آپ کو اللہ نے ان کی طرف مبعوث فرمایا تھا اور آپ نے انہیں خالص اللہ کی عبادت کی طرف بلایا تھا یعنی وہ دو گروہوں میں بٹ گئے اور جھگڑنے لگے ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ مشرک ہی رہا۔ جیسے قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا (اعراف ۷/۷۵،۷۶) میں فرمایا یعنی آپ کی قوم کے مغرور سرداروں نے کمزور اور ایمان والوں سے کہا کیا تم کو یقین ہے کہ صالح اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں بولے ہمیں ان کی رسالت کا یقین ہے ان مغروروں نے کہا کہ تم جس رسالت کا یقین کر رہے ہو ہم اسے نہیں مانتے۔

عذاب کی جلدی نہ مچاؤ: (۴۶) یعنی عذاب کی جلدی کیوں مچارہے ہو اللہ کی رحمت کیوں نہیں مانگتے اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو تاکہ اس کی تم پر مہربانی ہو اور تم دین ودنیا کی برکتیں حاصل کرو۔

قوم بولی آپ نحس ہیں: (۴۷) ان بدبختوں نے جواب دیا کہ ہم تمہارے ساتھیوں کے چہروں پر بھلائی نہیں دیکھتے ان سے نحوست ٹپکتی ہے اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچتی تو بدبخت یہی سمجھتے ہیں کہ صالح اور ان کے ساتھ والوں کی وجہ سے ہم پر یہ مصیبت ٹوٹی اور انہیں نحس جانتے۔ فرمایا سورہ یٰس میں قَالُوْۤا اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِكُمْ (۳۶/۱۸،۱۹) جب ان کے پاس پیغمبر آئے تو شہر والوں نے کہا ہم نے تم سے بدشگونی لی اگر تم باز نہ آؤ گے تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے اور ہم سے تم کو یقیناً دردناک سزا پہنچے گی انہوں نے جواب دیا کہ تمہاری بدشگونی تمہارے ساتھ ہے تمہاری بدشگونی پر تم کو اللہ بدلہ دے گا بلکہ تم لوگ آزمائے جارہے ہو کہ اللہ کی اطاعت کرتے ہو یا نافرمانی لیکن بظاہر یہ معنی ہیں کہ تم کو تمہاری گمراہی میں حق تعالیٰ ڈھیل دے رہا ہے اور اس نے تم کو فتنے میں

ڈال رکھا ہے۔

وَ كَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿۴۸﴾ قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۵۲﴾ وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿۵۳﴾

''اور اس شہر میں نو سردار تھے جو ملک میں فساد برپا کرتے رہتے تھے اور اصلاح پسند نہ تھے انہوں نے کہا تم آپس میں قسمیں کھا کر یہ اقرار کرو کہ ہم رات ہی کو صالح پر اور ان کے گھر والوں پر چھاپہ ماریں پھر اس کے وارثوں سے کہہ دیں گے کہ ہم اس کے گھر والوں کی ہلاکت کے موقعہ پر موجود نہ تھے ہم بالکل سچے ہیں انہوں نے یہ بھاری مکر کیا اور ہم نے انہیں ان کے مکر کا اچھی طرح سے بدلہ دیا اور انہیں شعور تک نہ ہوا اب آپ غور کریں کہ ان کے مکر کا کیا انجام ہوا ہم نے انہیں اور ان کی قوم کے سب لوگوں کو غارت کر دیا ان کے ظلم ہی کی وجہ سے ان کے یہ گھر ویران پڑے ہیں واقعی علم والوں کے لئے اس میں ایک بڑی عبرت ہے اور ہم نے انہیں بچا لیا جو ایمان لے آئے تھے اور متقی تھے''۔

قتل صالح علیہ السلام کی سازش: (۴۸) حق تعالیٰ ثمودیوں کے سرکشی اور شرارت و فساد کے سرغنہ لوگوں کی خبر دے رہا ہے جو اپنی قوم کو کفر و گمراہی کی طرف بلاتے رہتے تھے حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلاتے رہتے تھے اور ستانے کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو قتل کر ڈالا تھا اور آپ کے قتل کا بھی ارادہ کر لیا تھا کہ ہم سب مل کر رات کو ان کے گھر پر چھاپہ ماریں اور بے خبری میں انہیں قتل کر ڈالیں پھر ان کے وارثوں سے کہہ دیں کہ ہم تو اس معاملہ سے آگاہ تک بھی نہیں ہم موجود ہی نہ تھے ہماری صداقت میں کیا کلام ہو سکتا ہے چنانچہ فرمایا کہ ثمودیوں کے اس شہر میں نو شخص تھے جو شہر میں اودھم مچاتے رہتے تھے اور چین سے بیٹھنا نہیں جانتے تھے یہ لوگ ثمودیوں پر چھائے ہوئے تھے کیونکہ ان کے بڑے اور سردار تھے انہیں لوگوں کی باہمی مشورے سے اونٹنی قتل کی گئی آخر کار حق تعالیٰ نے انہیں بھی اپنے عذاب و لعنت میں گرفتار کر لیا۔

سازش کا وبال: (۴۹ تا ۵۱) ان غنڈوں نے آپس میں بیٹھ کر مشورہ کیا کہ آج صالح کو اور ان کے گھر والوں کو رات میں چھاپہ مار کر ختم کر ڈالو سب نے اس بات کا پکا اقرار کیا اور قسمیں کھا کھا کر بیعت کر لی اللہ نے ان کی سازش کا وبال انہیں پر ڈال دیا یہ آپ کے ہلاک کرنے پر قادر نہ ہو سکے یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے انہیں اور ان کی قوم کو ہلاک کر دیا انہوں نے قسمیں کھا کر یہ عہد و پیمان کیا تھا کہ رات کو صالح کو پکڑ کر قتل کر ڈالا جائے ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ یہ ناپاک و شرمناک عہد و پیمان کر ہی رہے تھے کہ ایک چٹان ان پر آ گری اور سب کے بھیجے پاش پاش ہو گئے انہیں بدمعاشوں کی شرارت و سازش سے اونٹنی قتل کی گئی تھی پھر جب اونٹنی کو قتل کر چکے اور عذاب نہیں آیا تو ان کے حوصلے بڑھ گئے اور اب انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کو اور ان کے گھر والوں کو قتل کرنے کا

ناپاک منصوبہ باندھا اور آپس میں ایک دوسرے سے عہد و پیمان لئے گئے اور یہ تجویز طے کی گئی کہ رات کو چھاپہ مار کر اندھیرے میں قتل کر دیئے جائیں گے پھر صبح کو جب قتل کا چرچا ہوگا تو ہم بھی جا کر ان کے وارثوں سے اظہار ہمدردی کر دیں گے اور کہہ دیں گے کہ اس حادثہ کے وقت ہم موجود نہ تھے ہمیں تو اس حادثہ کا علم تک بھی نہیں لیکن حق تعالی نے انہیں اس ناپاک سازش کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے ہی غارت کر دیا۔

(۵۲٬۵۳) ''خاویۃ'' یعنی خالی اور اجاڑ ہیں کوئی رہنے والا نہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے دوستوں کی حمایت کی ان کی تائید کی اور انہیں بچالیا اور دشمنوں کو عذاب وقہر سے غارت کر دیا۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۵۸﴾ ع

''اور لوط کا بھی ذکر کرو جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم دیدہ و دانستہ بے حیائی کرتے ہو آخر یہ کیا بات ہے کہ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت کے ساتھ آتے ہو بلکہ تم نرے جاہل ہو ان کی قوم کے پاس بجز اس کہنے کے اور کچھ جواب نہ تھا کہ اپنے شہر سے لوط کے اہل و عیال کو نکال باہر کرو یہ پاکی بگھارتے پھرتے ہیں پھر ہم نے ان کو اور ان کے ساتھ والوں کو بچالیا سوائے ان کی عورت کے کہ ہم نے اس کو پیچھے رہنے والوں میں مقدر کر رکھا تھا اور ہم نے ان پر ایک خاص مینہ برسایا سو ان ڈرائے ہوئے لوگوں پر بری بارش ہوئی''۔

لوط کا بصیرت افروز وعظ : (۵۴٬۵۵) حق تعالی اپنے برگزیدہ بندے اور رسول حضرت لوط علیہ السلام کی خبر دے رہا ہے کہ آپ نے قوم کو ان کی ایجاد کردہ بے حیائی پر اللہ کے عذاب سے ہر چند ڈرایا (اللہ کا خوف ہر چند یاد دلایا مگر وہ باز نہیں آئے) ان کی بے حیائی یہ تھی کہ جنسی پیاس بجائے جائز عورتوں کے لڑکوں سے بجھایا کرتے تھے بھلا اس سے بڑھ کر اور کون سا گناہ ہوگا کہ مرد مرد پر اور عورت عورت پر اکتفا کرے آپ نے انہیں شرم دلائی کہ تم یہ بے حیائی کرتے ہو اور اس شرمناک حالت میں ایک دوسرے کو دیکھتے بھی ہو (بے حیائی پر بے حیائی ایک تو لڑکوں سے غیر محل میں صحبت کرنا دوسرے ایک دوسرے کو دکھلا کر تمہاری شرم و حیا کو کیا ہو گیا نہ اللہ کا خوف ہے اور نہ خطرناک بیماریوں کا اندیشہ) آخر تمہیں ہو کیا گیا ہے کہ تم شہوت رانی بجائے جائز عورتوں کے مردوں سے کرتے ہو افسوس تمہاری جہالت کا یہ عالم ہے کہ تم طبعی طور سے گھن کرتے ہو اور نہ شرعی طور سے دوسری آیت میں فرمایا أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ (شعراء ۲۶٬ ۱۶۵٬۱۶۶) کیا تم دنیا میں مردوں کے پاس آتے ہو اور اپنی بیویوں کو چھوڑ دیتے ہو جن کو تمہارے رب نے تمہارے واسطے پیدا فرمایا بلکہ تم ظالم ہو۔

قوم کا جواب: (۵۶) یعنی یہ لوگ اپنی پاکیزگی جتاتے ہیں اور تمہارے فعلوں کو گندہ اور بے حیائی کا کام بتاتے ہیں اور اسے گناہ عظیم سمجھ کر تم سے اس فعل کی وجہ سے بیزار رہتے ہیں آئے دن کی کل کل ختم کرو۔ اور انہیں اپنے شہر ہی سے نکال باہر کرو کیونکہ گندوں میں پاک بازوں کا کیا کام یہ تمہارے پڑوس کے قابل کب ہیں انہوں نے اس بات کا پکا ارادہ کرلیا لیکن اللہ نے انہیں ہلاک کردیا اور کافروں کے لئے انہیں جیسے عذاب موجود ہیں۔

زوجۂ لوطؑ قوم کے ساتھ ہلاک ہوئی: (۵۷) یعنی آپ کی بیوی قوم کے ساتھ ہلاک ہو جانے والوں میں سے ہے اس کی تقدیر میں یہی لکھا ہوا ہے کیونکہ وہ قوم کے دین پر ان کی معاون تھی اور ان کے شرمناک کاموں سے خوش تھی قوم کو آپ کے مہمانوں کا بتادیا کرتی تھی تاکہ وہ انہیں لے جائیں اور اپنی خواہشیں پوری کریں لیکن وہ بدکار نہ تھی کیونکہ حضرت لوطؑ کی بیوی تھی اور اللہ کے نبی کی بزرگی کے یہ بات خلاف ہے کہ آپ کی بیوی بدکار ہو۔

لوطیوں پر پتھراؤ: (۵۸) ہم نے ان پر ایک خاص قسم کی بارش کی ان پر تہ بہ تہ نشان دار کنکر یلے پتھر آسمان سے برسائے جن پر ان کے نام کندہ تھے اور جس کے نام کا جو پتھر تھا وہ اسی کو لگتا تھا اور خاتمہ کردیتا تھا اللہ کا عذاب ظالموں سے دور نہیں ان دھمکائے ہوئے لوگوں کی بارش بری تھی کیونکہ ان پر حجت بھی قائم ہو چکی تھی اور ان کے پاس ڈرانے والے بھی آچکے تھے لیکن انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور ان کی مخالفت کی اور اپنے شہر سے انہیں نکال دینے کا عزم کر بیٹھے۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾

"آپ فرمادیں کہ تمام بڑائیاں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اس کے چنے ہوئے بندوں پر سلام ہو کیا اللہ بہتر ہے یا وہ جن کو یہ لوگ شریک کررہے ہیں"۔

اللہ کی تعریف کا اور رسولوں پر سلام بھیجنے کا حکم: (۵۹) حق تعالیٰ اپنے پیارے رسول کو حکم دے رہا ہے کہ اللہ کی بے شمار نعمتوں پر اس کی بڑائی بیان فرمائیں اور اس کی اعلیٰ صفتوں اور اسمائے حسنیٰ پر بھی' اور اس کے برگزیدہ اور پسندیدہ بندوں پر جو اس کے معزز رسول اور بزرگ انبیاء ہیں سلام بھیجیں ان پر اللہ کی طرف سے افضل درود وسلام کی بارشیں ہوتی رہیں برگزیدہ بندوں سے مراد رسول ہیں فرمایا سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ (صافات ۳۷/۱۸۰،۱۸۲) آپ کا رب پاک ہے اور مشرکوں کے وصف سے بالاتر ہے اور رسولوں پر سلام ہو اور اللہ رب العالمین ہی کے لئے تمام بڑائیاں ہیں نیک بندوں میں سب نیک شامل ہیں انبیائے عظام بھی اور صحابہ کرام بھی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور صحابہ کرامؓ کو یہ حکم دے رہا ہے کہ اس کے تمام کاموں پر اس کی حمد وثنا کریں اور اس کے برگزیدہ اور پسندیدہ بندوں پر سلام بھیجیں پھر فرمایا کیا اللہ بہتر ہے یا ان کے شریک یہ استفہام انکاری ہے اور مشرک اللہ کے ساتھ جو غیروں کی عبادت کرتے ہیں ان کی تردید و مذمت ہے کہ عبادت خالص اللہ ہی کی بہتر ہے اور واجب ہے۔

❀❀❀

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ؕ ﴿۶۰﴾

''کس نے آسمان وزمین بنائے اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا اور اس نے اس سے پررونق باغ پیدا کر دیئے جن کے درخت لگانے تمہارے بس کے نہ تھے کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود بھی ہے؟ بلکہ یہ غیروں کو اللہ کے برابر سمجھتے ہیں''۔

توحید کے چند دلائل: (۶۰) یہ بلند وشفاف آسمان یہ روشن وچمکتے تارے اور گھومنے والے سیارے کس نے بنائے؟ یہ انتہائی پست وکثیف زمین' یہ پہاڑ یہ ٹیلے' یہ میدان وغار' یہ جنگل وبن یہ درخت وپھل یہ دریا اور یہ طرح طرح کے مختلف رنگوں اور صورتوں کے جاندار کس نے بنائے؟ اور کس نے تمہارے لئے اوپر سے پانی اتار کر اسے تمہاری روزی کا سبب بنایا؟ اور اس سے حسین و دلفریب اور خوش نما باغ اگائے جن کے اگانے پر تم قادر نہ تھے؟ پس خالق وروزی رساں ہی مستقل طور پر بلاشرکت غیرے ان پر قادر ہے یہ کام دیوی دیوتاؤں کا نہیں۔

پھر فرمایا کیا خالق وروزی رساں کوئی اور بھی ہے؟ مشرک بھی کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں پھر کیوں اس کے ساتھ غیروں کی عبادت کرتے ہیں فرمایا اَفَمَنْ يَّخْلُقُ (نحل ۱۶/ ۱۷) پھر کیا خالق وغیر خالق برابر ہو سکتے ہیں؟ یہاں بھی یہی فرمایا کہ جو ان تمام چیزوں پر قادر ہے کیا اس کے برابر ہو سکتا ہے جو ان میں سے کسی ایک پر بھی قادر نہ ہو؟

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ ﴿۶۱﴾

''کس نے زمین ٹھہرادی اور اس میں نہریں بہادیں اور اس کے لئے پہاڑ پیدا کر دیئے اور دو دریاؤں میں آڑ کر دی کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہو سکتا ہے؟ بلکہ ان میں سے اکثر سمجھ ہی سے محروم ہیں''۔

(۶۱) زمین ساکن وپرسکون کس نے بنائی' اس میں نہریں کس نے بہائیں اور اس پر پہاڑ کس نے پیدا کئے' اس پر ہمیشہ زلزلے نہیں آتے اور ہلتی جلتی نہیں ورنہ زندگی کا لطف نہ آتا اور عیش مکدر ہو جاتا۔ اللہ نے اسے اپنی مہربانی سے فرش کی طرح بچھادیا جس میں بظاہر حرکت نہیں محسوس ہوتی فرمایا اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ (غافر ۴۰/ ۶۴) اللہ ہی نے تمہارے لئے زمین کو پرسکون (فرش) بنایا جس کی چھت آسمان ہے پھر فرمایا اللہ نے زمین پر نہریں بہادیں یعنی اس پر صاف شفاف میٹھے پانی کی نہریں جاری فرمادیں جابجا چھوٹی بڑی نہریں اور چشمے انسان کی ضرورت کے مطابق مشرق ومغرب اور جنوب وشمال کی سمتوں میں مختلف علاقوں اور ملکوں سے گذرتی ہیں میٹھے پانی کے دریا دنیا کے اکثر علاقوں سے گذرتے ہوئے انہیں سیراب کرتے ہیں اور ان سے جانداروں

کی روزیاں فراہم ہوتی ہیں اللہ ہی نے انسان کی ضرورت کی تمام چیزیں پیدا فرمائیں زمین پر جگہ جگہ سر بہ فلک پہاڑ گاڑ کر زمین ٹھہرائی تا کہ تم کو لے کر ہلنے جلنے نہیں پھر میٹھے اور کڑوے دریاؤں میں آڑ کر دی دونوں دوش بہ دوش جاری ہیں اور ایک دوسرے سے ملتے نہیں تا کہ خراب نہ ہوں کیونکہ حکمت کا یہی تقاضا ہے کہ ہر دریا اپنی اپنی مطلوبہ صفت پر قائم رہے۔ میٹھے دریا تو دنیا کے مختلف علاقوں کے دریا ہیں ان سے یہی غرض ہے کہ میٹھے رہیں۔ تا کہ ان سے انسان وحیوان باغ وزراعت اور چراگاہیں سیراب ہوں اور کڑوا دریا سمندر ہے جو ہر طرف سے زمین کے گوشے گھیرے ہوئے ہے اس کا پانی سخت کڑوا ہوتا ہے اس کا ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ ہوا صاف رہتی ہے فرمایا وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ (فرقان ۲۵/۵۳) اللہ ہی نے دو دریا ملا دیئے ایک تو میٹھا اور صاف و شفاف ہے اور دوسرا کڑوا ہے اور ان میں ایک روک اور مضبوط آڑ بنا دی پھر فرمایا کیا اللہ کے ساتھ کسی دوسرے نے ایسا کیا یا کیا اس کے ساتھ دوسروں کی عبادت کی جا سکتی ہے؟ بلکہ اکثر لوگ سمجھ ہی سے عاری ہیں کہ اللہ کے ساتھ دوسروں کی عبادت کرتے ہیں۔

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾

''کون ہے جو بے قرار کی دعائیں قبول فرماتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور تکلیف دور فرما دیتا ہے اور تمہیں زمین پر جانشین بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ہو سکتا ہے؟ تم بہت کم نصیحت مانتے ہو''۔

(۱) یعنی لوگ آڑے وقت اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور دشواریوں میں پھنسنے کے بعد اسی سے ان کے ٹال دینے کی امیدیں باندھتے ہیں فرمایا وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ (اسراء ۱۷/۶۷) جب تمہیں سمندر میں کوئی آفت گھیر لیتی ہے تو تمہارے معبود بجز اللہ کے کھو جاتے ہیں (۲) ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ (نحل ۱۶/۵۳) پھر جب تم تکلیف کا شکار ہوتے ہو تو اسی کے آگے گڑگڑاتے ہو یہاں بھی یہی فرمایا کہ اللہ ہی بے بس و بے قرار کی سنتا ہے۔ وہی غم نصیبوں کی دستگیری کرتا ہے اسی کی آغوش پناہ میں انہیں قرار آتا ہے اور وہی ان کے غم دور فرماتا ہے کسی نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں فرمایا ایک معبود کی جس کی شان ایسی ہے کہ اگر تم کسی مصیبت میں پھنس جاؤ اور اس سے دعا مانگو تو وہ تمہاری مصیبت دور فرما دیتا ہے اور اگر کہیں راستہ بھول جاؤ تو تمہیں راستہ بتا دیتا ہے اور اگر قحط میں اس سے دعا مانگو تو مینہ برسا دیتا ہے پھر آپ سے وصیت کے بارے میں درخواست کی گئی تو فرمایا کسی کو گالی نہ دو اچھی بات قبول کر لو اور کچھ نہیں تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آؤ یا کسی کے برتن میں بھرا ہوا ڈول ہی ڈال دو آدھی ٹانگوں تک تہہ بند رکھو یا زیادہ سے زیادہ ٹخنوں تک اس سے آگے نہ بڑھو کیونکہ تہہ بند لٹکانا غرور میں داخل ہے اور اللہ غرور پسند نہیں فرماتا (۱)

ایک شخص کا واقعہ: ایک شخص نے کہا میرے پاس کرائے کے لئے ایک اونٹ تھا اس پر بوجھ لاد کر دمشق سے زیدان لے جایا کرتا تھا ایک دن ایک اجنبی میرے ساتھ ہو گیا آخر ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں سے زیدان کو دو راستے جاتے تھے ایک غیر آباد تھا وہ بولا اس سے چلو یہ قریب کا راستہ ہے میں نے کہا یہ مخدوش ہے بولا کوئی بات نہیں آخر ہم اسی راستے پر چل پڑے چلتے چلتے ایک خطرناک اور گھنے بن پر پہنچے جہاں مُردوں کی بہت سی لاشیں اور ڈھانچے پڑے ہوئے تھے بولا اونٹ ٹھہرالو کہ میں اتر جاؤں میں

نے اونٹ روک دیا اس نے اترتے ہی مجھ پر خنجر سے حملہ کرنا چاہا میں بھاگ کھڑا ہوا یہ میرے پیچھے دوڑا میں نے اللہ کا خوف دلایا اور اس سے کہا کہ میرا مال لے لو مگر مجھے قتل نہ کرو بولا یہ تو میرا ہے ہی میں تجھے بھی قتل کروں گا میں نے ہر چند اسے اللہ سے ڈرایا مگر یہ ٹس سے مس نہ ہوا آخر میں بھی چار و نا چار تقدیر کے آگے جھک گیا اور اس سے دو رکعت نماز کی مہلت مانگی بولا اچھا جلدی سے نماز پڑھ کر فارغ ہو جا میں نماز کے لئے کھڑا ہو گیا اور قرآن پڑھنا چاہا مگر گھبراہٹ میں قرآن کا ایک لفظ بھی یاد نہیں آیا حیران و پریشان ہاتھ باندھے کھڑا تھا اور وہ کہہ رہا تھا جلدی سے پڑھ لے اچانک اللہ نے میری زبان پر یہ آیت چڑھا دی اتنے میں ایک سوار بن کے کنارے سے نمودار ہوا اس کے ہاتھ میں چھوٹا سا نیزہ تھا اس نے وہی پھینک کر اس کو مارا جو اس کے دل میں پیوست ہو گیا اور چاروں شانے چت زمین پر گر کر مر گیا میں نے سوار سے پوچھا تم کون ہو تمہیں اللہ کی قسم مجھے اپنا حال بتاؤ بولا میں اس کا بھیجا ہوا ہوں جو بے قراروں کی سنتا ہے اور ان کے دکھ دور کرتا ہے پھر میں اپنا اونٹ مع لدے ہوئے سامان کے لے کر صحیح و سالم لوٹ آیا (ابن عساکر)

پھر فرمایا وہی تم کو ایک دوسرے کا جانشین بناتا ہے بیٹے باپوں کے اور پچھلے پہلوں کے جانشین بن جاتے ہیں یہی سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا فرمایا اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ (انعام ۶/ ۱۳۳) اگر وہ چاہے تو تمہیں ختم کر دے اور جسے چاہے تمہارے بعد تمہارا جانشین بنا دے جیسے تمہیں پیدا کیا (۲) وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ (انعام ۶/ ۱۶۵) اسی نے تمہیں دنیا میں جانشین بنایا اور بعض کے درجے بعض پر بلند فرمائے (۳) وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ (بقرہ ۲/ ۳۰) اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں اس زمین پر ایک جانشین بنانے والا ہوں جو آپس میں پچھلے پہلوں کے جانشین ہوں گے یہاں بھی یہی فرمایا کہ اللہ تمہیں زمین پر جانشین بناتا ہے یکے بعد دیگرے قومیں نسلیں اور جماعتیں جانشین بنتی ہیں اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی زمانے میں پیدا کر دیتا اور کوئی کسی کی اولاد نہ ہو سب حضرت آدمؑ کی طرح مٹی سے پیدا ہو جاتے یا اگر چاہتا تو بعض کو بعض کی اولاد بنا کر پیدا فرما کر کسی کو موت نہ دیتا اور مقررہ وقت پر سب کو ایک ساتھ مار دیتا لیکن اس کی قدرت و حکمت کا یہی تقاضا تھا کہ انسان ایک شخص سے پیدا کئے جائیں پھر رفتہ رفتہ دنیا میں پھیلا دیئے جائیں اور پہلوں کو مار کر پچھلوں کو جانشین بنا دیا جائے قیامت تک یہی سلسلہ قائم رہے یہاں تک کہ سب بھیجی جانے والی روحیں آ جائیں پھر قیامت آئے کہ ہر ایک کو اس کے عملوں کا پورا پورا بدلہ مل جائے پھر فرمایا گیا اس کے بعد بھی اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہو سکتا یا فرض کیا جا سکتا ہے ہرگز نہیں جبکہ یہ معلوم ہو گیا کہ اللہ ہی تن تنہا مذکورہ بالا کام انجام دیتا ہے اور اس کے کاموں میں کوئی شریک نہیں پھر فرمایا کہ حق باتوں کو اور سیدھی راہ کی ہدایتوں کو تم بہت ہی کم مانتے ہو۔

اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؕ﴿۶۳﴾

”کون ہے جو تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راہ دکھاتا ہے اور جو اپنی رحمت سے پہلے بشارت والی ہوائیں بھیجتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہو سکتا ہے اللہ پاک ان مشرکوں کے شریکوں سے بلند و برتر ہے“۔

(۶۳) یعنی علوی اور سفلی نشانیاں کس نے پیدا کیں جن سے بھولے ہوئے راہ پا جاتے ہیں۔ خواہ خشکی (اور فضائی) سفر میں ہوں خواہ سمندر میں۔ فرمایا وَعَلَامَاتٍ (نحل ۱۶/۱۶) اور بہت سی نشانیاں ہیں اور لوگ تاروں سے بھی راہ معلوم کر لیتے ہیں۔ (۲) وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ (انعام ۶ / ۹۷) اللہ ہی نے تمہارے لئے تارے بنائے تاکہ ان سے خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راہ پالو۔ پھر فرمایا کہ مینہ سے پہلے بشارت والی ہوائیں وہی چلاتا ہے اور خشک علاقوں پر وہی مینہ برساتا ہے۔ کیا اب بھی اللہ کے ساتھ دوسرا معبود مانا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تمام شریکوں سے بری علیحدہ اور بلند و بالا ہے۔

أَمَّن يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٦٤﴾

''کون ہے جو مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اسے دوبارہ پیدا فرمادے گا اور جو تمہیں آسمان و زمین سے روزی دیتا ہے' کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہو سکتا ہے آپ فرمائیں اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل لے کر آؤ''۔

(۶۴) اللہ ہی نے اپنی قدرت و غلبے سے شروع میں مخلوق پیدا کی پھر وہی دوبارا پیدا کر دے گا فرمایا اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ (روم ۳۰/۱۱) وہی ایجاد کرتا ہے اور وہی لوٹا دے گا (۲) وَهُوَ الَّذِي يَبْدَؤُا الْخَلْقَ (روم ۳۰/ ۲۷) وہی ایجاد کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کر دے گا اور دوبارہ پیدا کرنا تو (تمہارے اعتبار سے) بہت ہی آسان ہے پھر فرمایا تمہیں آسمان و زمین سے کون روزیاں دیتا ہے اور اوپر سے مینہ برسا کر زمین کی برکتیں کون ظاہر فرماتا ہے؟ فرمایا وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ (طارق ۸۶/۱۱' ۱۲) بارش والے آسمان کی اور پھوٹنے والی زمین کی قسم (۲) يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ (سبا ۳۴/۲) اللہ زمین میں جانے والی اور اس سے باہر آنے والی چیزوں کو جانتا ہے اور آسمان سے اترنے والی اور اس کی طرف چڑھنے والی چیزوں کو بھی وہی آسمان سے برکت والا مینہ برساتا ہے جسے زمین کے سوتوں میں جاری فرماتا ہے پھر اس سے زمین سے قسم قسم کی بوٹیاں پھل پھول اور غلے پیدا ہوتے ہیں فرمایا كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ (طہٰ ۲۰/۵۴) کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی کھلاؤ یقیناً اس میں بھی عقل والوں کے لئے بڑی بھاری نشانی ہے کیا پھر بھی کوئی اور معبود ہو سکتا ہے یا کوئی معبود ایسا کر سکتا ہے ہرگز نہیں پھر فرمایا کہ شرک و بت پرستی پر کوئی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ ان کی عقلی یا نقلی کوئی دلیل نہیں جیسے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا وَمَن يَدْعُ مَعَ اللَّهِ (مومنون ۲۳ / ۱۱۷) جو اللہ کے ساتھ دوسروں کی عبادت کرتے ہیں ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔

قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٦٥﴾ بَلِ ادَّارَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْآخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا ۖ بَلْ هُم مِّنْهَا عَمُونَ ﴿٦٦﴾

ع ۵

''آپ فرمادیں آسمان و زمین میں کوئی بھی بجز اللہ کے غیب نہیں جانتا انہیں تو یہ بھی خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے بلکہ آخرت کے بارے میں ان کے علم ختم ہو گئے ہیں بلکہ انہیں اس میں شک ہے بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں''۔

غیب دان اللہ ہی ہے: (۶۵) رسول کو حکم ہے کہ لوگوں سے بطور تعلیم کے فرما دیں کہ آسمان وزمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب دان نہیں یعنی غیب دان نہ آسمان کا کوئی فرشتہ ہے اور نہ زمین کا کوئی انسان بس اللہ ہی بلاشرکت غیرے غیب دان ہے فرمایا وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ (انعام ۶/ ۵۹) اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں اس کے علاوہ غیب کوئی نہیں جانتا۔

پھر فرمایا کہ آسمان وزمین والے تو قیامت کی تاریخ بھی نہیں جانتے فرمایا ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ (اعراف ۷/ ۱۸۷) قیامت آسمان وزمین پر بھاری ہے اور اچانک تمہارے پاس آ جائے گی یعنی قیامت کا علم بھاری ہے اور مخلوق کی پہنچ سے ماوراء ہے۔ صدیقہؓ فرماتی ہیں جو یہ سمجھے کہ اللہ کے رسول کل کی بات جانتے تھے اس نے اللہ پر بڑا بھاری بہتان باندھا پھر دلیل میں یہ آیت پڑھتی ہیں۔ (ابن ابی حاتم)

(۶۶) یعنی قیامت کی معرفت سے لوگوں کا علم عاجز ہے۔ یعنی لوگوں کا علم عدم معرفت میں برابر ہے کسی کو بھی قیامت کا وقت معلوم نہیں جب حضرت جبرئیل نے رحمت عالم ﷺ سے قیامت کا وقت پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ قیامت کا وقت نہ جاننے میں میرا اور تمہارا علم برابر ہے نہ مجھے قیامت کی خبر ہے اور نہ تمہیں (م) یا کافروں سے آخرت کا علم غائب ہے کیونکہ وہ اسے مانتے ہی نہیں اور اپنے رب سے جاہل ہیں اس لئے انہیں آخرت کی کرید ہی نہیں یا کافروں کو آخرت میں علم حاصل ہوگا اور عین وقت کا علم محض بے کار ہے فرمایا اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ (مریم ۱۹/ ۳۸) جس دن یہ ہمارے پاس آئیں گے تو بڑے سننے والے اور دیکھنے والے ہوں گے لیکن آج ظالم کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں پھر فرمایا کہ کافروں کو آخرت میں شک ہے بلکہ قیامت کے معاملہ میں بالکل اندھے اور کپٹ جاہل ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَىِٕنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾
لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ
الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾

”اور کافروں نے کہا کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم واقعی پیدا کئے جائیں گے بلاشبہ ہم سے اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا سے یہی وعدہ ہوتا چلا آرہا ہے یہ تو محض پہلے لوگوں کے افسانے معلوم ہوتے ہیں آپ فرما دیں کہ دنیا میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ مجرموں کا کیا انجام ہوا آپ ان کے بارے میں غم نہ کھائیں اور ان کی سازشوں سے دل پر میل نہ لائیں“۔

زندگی بعد الموت کے منکروں کا بیان: (۶۷، ۶۸) زندگی بعد الموت کے منکروں اور مشرکوں کا بیان ہے کہ وہ کہتے ہیں اجسام کا بوسیدہ ہڈیوں اور مٹی میں تبدیل ہو جانے کے بعد بن جانا ہماری سمجھ میں نہیں آتا یہ بات ہمارے بزرگوں سے شروع ہی سے کہی جارہی ہے اور ہم برابر اسے سنتے چلے آرہے ہیں لیکن ہمارے خیال میں اس کی کوئی حقیقت نہیں یہ مسئلہ پہلے لوگوں کی کتابوں سے لیا گیا ہے اور محض ڈھکوسلا ہے۔

منکروں کے اعتراض کا جواب: (۶۹) یہ مشرکوں کے اعتراض کا جواب ہے کہ آپ ان سے فرما دیں کہ دنیا میں چل پھر کر دیکھو تمہیں خود بہ خود معلوم ہو جائے گا کہ انبیاء کو جھٹلانے والوں کا اور زندگی بعد الموت کو یا آخرت کے کسی اور مسئلہ کو نہ ماننے والوں کا کیسا برا انجام ہوا کس طرح ان پر اللہ کا عام عذاب آیا کس طرح اس کے قہر و عتاب کا شکار ہوئے اور کس بری طرح سے موت آئی اور اللہ نے کس طرح اپنے پیارے اور معزز رسول کو اور انہیں ماننے والوں کو بچا لیا ان تمام حالات سے ظاہر ہے کہ جو کچھ انبیائے کرام لے کر آئے سب سچی اور صحیح باتیں ہیں۔

رحمت عالم ﷺ کی دل جوئی: (۷۰) اس میں رحمت عالم ﷺ کی دل جوئی ہے کہ آپ ان جھٹلانے والوں پر افسوس نہ فرمائیں ان کے موجودہ رویہ پر کڑھیں نہیں اور ان کی سازشوں سے دل پر میل نہ آنے دیں حق تعالیٰ آپ کا مددگار ہے اور آپ کے دین کو دنیا کے مشرقی و مغربی گوشوں میں مخالفوں کی مخالفت کے باوجود پھیلا کر رہے گا۔

وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسَى أَنْ يَكُونَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٤﴾ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٧٥﴾

''اور کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا آپ فرما دیں تم جس بات کی جلدی مچا رہے ہو شائد وہ تم سے قریب ہی آ لگی ہو واقعی آپ کا رب لوگوں پر بڑا ہی مہربان ہے لیکن اکثر آدمی ناشکرے ہوتے ہیں آپ کا رب ان کے دلوں کی چھپی اور کھلی تمام باتوں کو اچھی طرح سے جانتا ہے آسمان و زمین کی کوئی پوشیدہ چیز ایسی نہیں جو روشن کتاب میں نہ ہو''۔

---

(۷۱) مشرک قیامت کے بارے میں مسلمانوں سے پوچھا کرتے تھے اسے محال سمجھتے تھے اور کہا کرتے تھے اگر تم سچے ہو تو بتاؤ قیامت کب آئے گی۔

قیامت قریب ہی ہے: (۷۲) رسول کو حکم ہے کہ آپ یہ جواب دیں کہ تم جس کی جلدی مچا رہے ہو ہو سکتا ہے وہ قریب ہی ہو فرمایا يَقُولُونَ مَتَى هَذَا (اسراء ۱۷/۵۱) کہتے ہیں وہ کب آئے گی آپ فرما دیں شائد وہ قریب ہی آ گئی ہو (۲) وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ (عنکبوت ۲۹/۵۴) کافر آپ سے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں حالانکہ جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

اللہ بڑے فضل و کرم والا ہے: (۷۳) یعنی اللہ اپنے بندوں پر بڑے فضل و کرم والا ہے کہ ان کی بغاوت و سرکشی کے باوجود ان پر برابر اپنی نعمتیں برسا رہا ہے حالانکہ بجز چند اللہ کے بندوں کے لوگ اس کی نعمتوں کا شکر بھی ادا نہیں کرتے۔

اللہ پر راز بھی الم نشرح ہیں: (۷۴) یعنی آپ کا رب اسرار و رموز کو ظاہر چیزوں کی طرح جانتا ہے فرمایا سَوَاءٌ مِنْكُمْ مَنْ (الرعد ۱۳/۱۰) تم میں سے آہستہ بات کرنے والا اور زور سے بولنے والا دونوں برابر ہیں (اللہ دونوں کو برابر جانتا ہے) (۲) يَعْلَمُ

السِّرَّ وَاَخْفٰی (طٰہٰ ۲۰/ ۷) اللہ راز کو اور چھپی سے چھپی چیز کو جانتا ہے۔

(۷۵) یعنی اللہ آسمان و زمین کے تمام غیب سے واقف ہے وہی چھپی کھلی باتوں کا عالم ہے جو لوگوں سے اوجھل ہے اسے بھی اور جو ان کے سامنے ہے اسے بھی سب کو جانتا ہے آسمان و زمین کی ایک ایک بات روشن کتاب میں ہے فرمایا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ (حج ۲۲/۷۰) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ آسمان و زمین کی تمام چیزوں کو جانتا ہے وہ سب ایک کتاب میں ہیں یقین مانو یہ بات اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾

''بلاشبہ یہ قرآن اسرائیلیوں کے اکثر اختلافوں کا فیصلہ فرماتا ہے اور سچ مچ ایمان والوں کے لئے ہدایت و رحمت ہے بلاشبہ آپ کا رب ان میں اپنے حکم سے فیصلے فرمائے گا اور وہ سب پر غالب اور بڑے علم والا ہے پس آپ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں یقیناً آپ سچے اور روشن دین پر ہیں دیکھئے آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتے ہیں جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ دکھا سکتے ہیں آپ تو محض انہیں سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے ہوئے ہیں پھر فرمانبرداری میں مصروف رہتے ہیں''۔

قرآن اختلافات کا فیصلہ فرماتا ہے: (۷۶) قرآن کے بارے میں اس کی ہدایت و موعظت کے بارے میں اور اس کی حق و باطل میں فرق کرنے والی دلیلوں کے بارے میں ارشاد ہے کہ قرآن اکثر اسرائیلی اختلافات کا سچا فیصلہ فرماتا ہے مثلاً حضرت مسیح کے بارے میں جو لوگوں میں باہمی اختلاف ہے کہ یہودی آپ کو (معاذ اللہ) حرامی اور عیسائی معبود مانتے ہیں قرآن کہتا ہے آپ اللہ کے بندے اور اس کے معزز رسول تھے آپ یہودیوں کے بہتان سے بھی بری ہیں اور عیسائیوں کے غلو سے بھی فرمایا ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ (مریم ۱۹/۳۴) یہ ہیں عیسیٰ بن مریم صحیح بات یہی ہے جن کے بارے میں لوگ شک کرتے ہیں۔

(۷۷) یعنی قرآن مسلمانوں کے لئے ہدایت و رحمت ہے اس سے ان کے دلوں میں ہدایت کا نور اور عملوں میں برکت و رحمت بڑھتی ہے۔

اللہ فیصلہ فرمائے گا: (۷۸) اللہ قیامت کے دن ان میں اپنے حکم سے فیصلے فرمائے گا وہ انتقام میں سب پر غالب ہے اور سب کے اقوال و افعال سے خبردار ہے۔

اللہ پر بھروسہ رکھو: (۷۹) بس آپ اللہ ہی پر بھروسہ رکھ کر اطمینان سے اس کے پیغامات پہنچاتے رہیں کیونکہ آپ روشن و صحیح راہ پر ہیں کہ ازلی بد بخت آپ کی مخالفت کریں کیوں کہ ان پر آپ کے رب کی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے (اس لئے لامحالہ آپ کے مزاحم ہوں گے)

کافر مردہ ہیں: (۸۰) یعنی یہ مردہ ہیں ان کے دلوں پر پردے ہیں اور ان کے کانوں میں کفر و شرک کی ڈاٹیں ہیں پھر یہ آپ کی دعوت کیوں سننے لگے خصوصاً جبکہ پیٹھ پھیر کر بھاگے بھی جا رہے ہوں۔

(۸۱) آپ ان اندھوں کو جو گم گشتہ راہ ہیں کیسے راہ پر لا سکتے ہیں؟ آپ تو انہیں کو سنا سکتے ہیں جن کا ہماری آیتوں پر ایمان ہو اور ہر وقت فرمانبرداری میں لگے رہتے ہوں۔ وہی آپ کی آواز پر لبیک کہیں گے جو کان لگا کر سنیں گے دل لگا کر سمجھیں گے اور کتاب و سنت پر عمل کرنے کی تڑپ رکھتے ہوں گے۔

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ﴿٨٢﴾ ع

"اور جب ان پر عذاب کی بات واجب ہو جائے گی تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے گفتگو کرے گا کہ لوگ ہماری آیتوں کا یقین نہیں کرتے تھے"۔

خروج دابۃ الارض: (۸۲) دابۃ الارض قیامت کے بالکل قریب نکلے گا جب لوگ بالکل بگڑ جائیں گے اول سے لے کر آخر تک سب اللہ کے احکام چھوڑ بیٹھیں گے اور صحیح دین بدل ڈالیں گے تو اللہ مکہ سے دابۃ الارض کو نکالے گا یہ لوگوں سے بات چیت کرے گا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں دابۃ الارض لوگوں پر نشان دہی کر دے گا ایک روایت میں ہے کہ بات بھی کرے گا اور نشان دہی بھی کر دے گا۔

اس کے پاس عصائے موسیٰ اور انگشتری سلیمانؑ ہوگی اور ہر مومن کے چہرے پر عصائے موسیٰ سے ایک سفید نقطہ ڈال دے گا جو پھیل کر تمام چہرے کو چمکا دے گا اور کافر کے چہرے پر انگوٹھی سے ایک سیاہ نقطہ بنا دے گا جو پھیل کر تمام چہرے کو سیاہ کر دے گا اس وقت مومن و کافر صاف پہچان لئے جائیں گے لوگ بازاروں میں کہیں گے کہ اے کافر یا اے مومن یہ چیز کتنے کی ہے ایک دستر خوان پر بیٹھے ہوئے لوگ پہچان لئے جائیں گے کہ یہ مومن ہے اور یہ کافر۔

قیامت کی نشانیاں: (۱) حذیفہؓ بن اسید غفاری فرماتے ہیں ہم قیامت کے بارے میں تبادلہ خیالات کر رہے تھے کہ رحمت عالم ﷺ نے بالا خانے سے جھانک کر فرمایا قیامت نہ آئے گی جب تک تم یہ دس نشانیاں نہ دیکھ لو گے: سورج کا مغرب سے نکلنا، دخان کا ظاہر ہونا، دابۃ الارض کا نکلنا، یاجوج ماجوج کا نکلنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا، دجال کا آنا، مشرق و مغرب اور جزیرہ عرب میں تین جگہ زمین کا دھنس جانا اور وسط عدن سے آگ کا نکلنا جو لوگوں کو ہانک کر میدان محشر میں جمع کر دے گی اور ہر وقت ان کے ساتھ رہے گی جہاں یہ رات گذاریں گے وہیں یہ بھی رات گزارے گی۔ اور جہاں دوپہر کو سوئیں گے وہیں یہ بھی موجود ہوگی (م و

سنن)(۲) ایک دن آپ نے دابۃ الارض کا بیان فرمایا کہ یہ تین دفعہ برآمد ہوگا ایک دفعہ دیہات وجنگلات میں ظاہر ہوگا مکہ میں اس کی شہرت نہ پہنچے گی اور کافی عرصہ تک رہے گا پھر جب دوسری دفعہ ظاہر ہوگا تو دیہاتیوں اور شہریوں میں اس کا چرچا ہونے لگے گا لوگ مسجد حرام میں جو اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ادب واحترام والی مسجد ہے ہوں گے اور حجر اسود و مقام ابراہیم کے درمیان اسے دیکھ کر گھبرا جائیں گے یہ گن گنا تا ہوا سر سے مٹی جھاڑ رہا ہوگا لوگ اسے دیکھ کر مل مل کر اور تنہا تنہا بھاگ کھڑے ہوں گے لیکن مومنوں کی ایک جماعت جمی رہے گی کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اللہ کو تو ہرانے سے رہے دابۃ الارض انہیں سے ابتداء کرے گا اور ان کے چہرے چمکیلے تاروں کی طرح روشن کر دے گا پھر دنیا میں اس طرح گھومے گا کہ نہ کوئی ڈھونڈ ھنے والا اسے پا سکے گا اور نہ کوئی بھاگنے والا اس سے بچ سکے گا یہاں تک کہ ایک شخص نماز میں اس سے اللہ کی پناہ مانگ رہا ہوگا مگر وہ اس کے پیچھے سے آ کر کہے گا تو اب نماز پڑھ رہا ہے پھر سامنے آ کر اس کے چہرے پر نشان کر کے چلا جائے گا پھر لوگ اپنے اپنے کاروبار میں لگ جائیں گے اور اپنی اپنی جگہ مقیم ہوں گے لیکن اس کے نشانوں کے بعد کافر و مومن پہچان لئے جائیں گے یہاں تک کہ مومن کافر سے اور کافر مومن سے کہے گا کہ اے کافر یا مومن میرا حق کیوں نہیں دیتا (طیالسی)

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿٨٣﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٨٤﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنْطِقُونَ ﴿٨٥﴾ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٨٦﴾

’’اور جس دن ہم ہر قوم میں سے اس جماعت کو جو ہماری آیتیں جھٹلایا کرتی تھی جمع کریں گے یہاں تک کہ جب وہ حاضر ہو جائیں گے تو اللہ پوچھے گا کیا تم نے میری آیتیں جھٹلائی تھیں حالانکہ تمہیں ان کا پورا علم بھی نہ تھا اور تم کیا عمل کیا کرتے تھے اور ان پر ان کے ظلم کی وجہ سے یہ بات پڑ جائے گی پھر وہ کچھ بھی نہ بول سکیں گے کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے رات بنائی تا کہ لوگ اس میں آرام کریں اور دن کو روشنی والا بنایا بلاشبہ یقین والوں کے لئے اس میں بڑی نشانیاں ہیں‘‘۔

قیامت کے دن ظالموں کا حشر : (۸۳) قیامت کے دن ظالموں کا جو اللہ کی آیتوں کو اور اس کے رسول کو جھٹلایا کرتے تھے جو حشر ہوگا اس کا بیان ہے کہ انہیں اللہ کے سامنے جمع کیا جائے گا تا کہ وہ ان سے ان کے عملوں کے بارے میں پوچھے اور انہیں دھتکارے جس سے ان کی میدان محشر میں بے عزتی ' بدنامی اور خوب رسوائی ہو فرمایا وہ دن یاد کرو جس دن ہم ہر زمانے کی ہر قوم میں سے ایک ایک جماعت کو جو ہماری آیتیں جھٹلایا کرتی تھی جمع کریں گے دوسری جگہ فرمایا اُحْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا (صافات ۳۷/۲۲،۲۵) ظالموں کو ان کے جوڑوں کو اور ان کے معبودوں کو جمع کرو اور انہیں جہنم کی طرف ہانک لے جاؤ اور انہیں ٹھہرا لو ان سے باز پرس کی جائے گی کیا بات ہے کیوں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے (۲) وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ (تکویر ۸۱/۷) اور جب

لوگوں کے جوڑے جوڑے ملائے جائیں گے پھر فرمایا پھر انہیں دھکے دیئے جائیں گے ڈانٹا ڈپٹا جائے گا پہلوں کو پچھلوں پر دھکیل دیا جائے گا اور جانوروں کی طرح ہانک کر اللہ کے سامنے لایا جائے گا۔

(٨٤و٨٥) یعنی جب وہ اللہ کی عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہوں گے تو اللہ ان سے ان کے عقیدوں اور عملوں کے بارے میں پوچھے گا چوں کہ یہ سعادت مندوں میں سے نہ تھے اور ایسے تھے جیسا کہ اللہ نے ان کی طرف بیان فرمایا فَلَا صَدَّقَ (قیامہ ٧٥/٣١،٣٢) کہ نہ تصدیق کی تھی اور نہ نماز پڑھی تھی ہاں جھٹلایا اور عمل سے منہ موڑا تھا لہٰذا ان پر حجت قائم ہو جائے گی اور ان کے پاس کوئی عذر نہ ہوگا۔ جسے پیش کر سکیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ (مرسلات ٧٧/٣٥،٣٦) آج کے دن تو وہ بول بھی نہ سکیں گے اور نہ انہیں عذر بیان کرنے کی اجازت ملے گی یہاں بھی یہی فرمایا مبہوت و لاجواب ہو جائیں گے کیونکہ دنیا میں ظالم و سرکش تھے اب عالم غیب و شہادت کی طرف لوٹا دیئے گئے ہیں جس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں اور عالم کا ذرہ ذرہ اس کے سامنے ہے۔

اللہ ہمہ گیر غلبے والا ہے: (٨٦) اس آیت میں اللہ کی ہمہ گیر قدرت و بلند شان اور عظیم غلبہ کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں ایسے کمالات ہوں اس کی اطاعت اس کے احکام کی تعمیل اور اس کے رسولوں کی تصدیق لازم ہے چنانچہ فرمایا کہ ہم نے رات آرام کے لئے بنائی کہ لوگ اس کے اندھیرے میں آرام سے سو جائیں' چلنا پھرنا بند ہو جائے اور دن کی تھکن دور ہو جائے پھر فرمایا کہ دن روشن بنایا تاکہ روشنی میں کام کاج آسانی سے انجام پائے لوگ روزگار ڈھونڈھیں سفر کریں تجارت و زراعت کریں اور تمام ضرورتیں پوری کریں پھر فرمایا کہ ایمان و یقین والوں کے لئے اس میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ
اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا
جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۭ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۭ اِنَّهٗ
خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٨٨﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ
فَزَعٍ يَّوْمَىِٕذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿٨٩﴾ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي
النَّارِ ۭ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٠﴾

"اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو آسمان و زمین والے گھبرا جائیں گے بجز اس کے کہ جسے اللہ چاہے اور سب عاجزی کرتے ہوئے اس کے پاس آ جائیں گے اور تم پہاڑوں کو اپنی جگہ جمے ہوئے سمجھ رہے ہو مگر وہ بھی ابر کی طرح اڑے اڑے پھر رہے ہوں گے یہ ہے اللہ کی کاریگری جس نے ہر چیز مضبوط بنائی اور وہ تمہارے عملوں سے خوب واقف ہے جو شخص بھلائی کے ساتھ آئے گا اسے اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا اور جو برائی۔ لے کر حاضر ہوگا وہ اوندھے منہ جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے یہ محض تمہارے عملوں ہی کا بدلہ ہے"۔

قیامت کی ہولناکیوں کا بیان: (۸۷) قیامت کی ہولناکیوں کا بیان ہے جس دن صور پھونکا جائے گا کہ اس دن لوگ انتہائی گھبرائے ہوئے اور سراسیمہ و پریشان ہوں گے صور ایک نرسنگھا ہے جس میں اللہ کے حکم سے حضرت اسرافیل پھونک ماریں گے آپ دیر تک اسے پھونکتے رہیں گے یہ پہلا صور اس وقت پھونکا جائے گا جب دنیا میں شریر و بے ایمان ہی رہ جائیں گے دنیا کی آخری عمر ہوگی اور قیامت کا عظیم حادثہ پیش آنے والا ہوگا صور کی آواز سے تمام لوگ گھبرا اٹھیں گے اور آسمان و زمین والے سب ہی پریشان ہو جائیں گے مگر جنہیں اللہ محفوظ رکھے اللہ کی راہ کے شہیدوں کو یہ سعادت نصیب ہوگی کہ وہ صور کی آواز سے نہیں گھبرائیں گے کیونکہ شہدا اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اور انہیں روزی پہنچائی جاتی ہے۔ صور کی آواز سننے والا ابھی تو گردن جھکا کر غور سے سنے گا اور ابھی گھبرا کر گردن اٹھالے گا۔ صور کی آواز سب سے پہلے وہ سنے گا جو اپنے اونٹ کا حوض ٹھیک کر رہا ہوگا اس کی آواز سے سب بے ہوش ہو جائیں گے پھر ابتداء کی طرح مینہ برسانے گا جس سے لوگوں کے جسم (زمین کے اندر ہی اندر) تیار ہو جائیں گے پھر دوسرا صور پھونکا جائے گا اور فوراً تمام مردے اٹھ کھڑے ہوں گے اور دیکھ رہے ہوں گے پھر اعلان ہوگا لوگو اپنے رب کے پاس چلو فرشتو! انہیں ٹھہرا لو ان سے باز پرس ہوگی پھر حکم ہوگا کہ آگ میں جانے والوں کو الگ کرلو پوچھا جائے گا کتنوں میں سے کتنے؟ حکم ہوگا فی ہزار ۹۹۹ یہی وہ دن ہوگا جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا اس دن رب اپنی پنڈلی کی تجلی فرمائے گا۔ پہلا صور گھبرادینے والا ہوگا دوسرا موت کا اور تیسرا زندگی بعد الموت کا جب لوگ قبروں سے اٹھ کر رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے پھر فرمایا اس روز ہر شخص اللہ کے سامنے اس کا مطیع بن کر غلامانہ حیثیت میں حاضر ہوگا اور آج اس کا حکم ٹالنے کی کسی کو جرأت نہ ہوگی فرمایا يَوْمَ يَدْعُوكُمْ جس دن اللہ تمہیں آواز دے گا تو تم اس کی آواز پر اس کی تعریفیں کرتے ہوئے لبیک کہو گے اور سمجھ رہے ہو گے کہ دنیا میں تھوڑی دیر ہی ٹھہرے۔

صور والی حدیث میں ہے کہ تیسرا صور پھونکے جانے سے پہلے اللہ کے حکم سے تمام روحیں صور کے سوراخوں میں رکھ دی جائیں گی پھر جب اپنی اپنی قبروں میں جسم تیار ہو چکے ہوں گے تو حضرت اسرافیل صور پھونکیں گے صور پھونکتے ہی سب کی روحیں نکل پڑیں گی مومنوں کی روحیں نورانی اور کافروں کی تاریک ہوں گی حق تعالیٰ اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر حکم فرمائے گا کہ ہر روح اپنے اپنے جسم میں لوٹ جائے چنانچہ روحیں اپنے اپنے جسم میں اس طرح رینگیں گی جیسے کسی ڈسے ہوئے کے جسم میں زہر سرایت کرتا جاتا ہے پھر مردے اپنی اپنی قبروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں گے فرمایا يَوْمَ يَخْرُجُونَ (معارج ۷۰/۴۳، ۴۴) جب مردے اپنی اپنی قبروں سے تیزی سے نکلیں گے جیسے اپنی عبادت گاہوں کی طرف دوڑے جاتے ہوں آنکھیں جھکی ہوں گی۔ ذلت چھا رہی ہوگی یہی وہ دن ہے جس کا وعدہ تھا۔

(۸۸) یعنی پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ کر فضا میں ابر کی طرح اڑیں گے فرمایا يَوْمَ تَمُورُ السَّمَآءُ مَوْرًا (۵۲/۹، ۱۰) جس دن آسمان کانپنے لگے گا اور پہاڑ اڑے اڑے پھریں گے (۲) وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ (طہٰ ۲۰/ ۱۰۵) لوگ آپ سے پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دیں انہیں میرا رب ذروں کی طرح اڑا دے گا۔

پھر فرمایا کہ یہ اللہ کی کاریگری ہے جس نے اپنی عظیم قدرت سے ہر چیز مضبوط عمدہ خوبصورت اور اچھی بنائی اور اس میں عجیب عجیب حکمتیں رکھیں اللہ بندوں کی ہر بھلائی برائی سے واقف ہے اور انہیں ان کے عملوں کا پورا پورا بدلہ دے گا۔

سعید و شقی کا بیان: (۸۹) خوش نصیبوں اور بدنصیبوں کا بیان ہے کہ جو اخلاص و توحید کے ساتھ نیکیاں لے کر آئے گا اسے اس

کی نیکیوں سے بڑھ کر اجر ملے گا جیسا کہ دوسری آیت میں صراحت آ گئی ہے فرمایا مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ (انعام ۶/ ۱۶۰) یعنی ایک نیکی کا اجر کم سے کم دس گنا ملے گا۔ اور نیک اس دن کی گھبراہٹ سے بھی سلامت رہیں گے فرمایا لَا يَحْزُنُهُمُ (انبیاء ۱۰۳/۲۱) انہیں بڑی گھبراہٹ بھی پریشان نہ کرے گی اور فرشتے ان کا خیر مقدم کریں گے (۲) اَفَمَنْ يُّلْقٰى (فصلت ۴۱/ ۴۰) کیا پھر جو آگ میں جھونک دیا جائے وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن وعافیت سے رہے (۳) وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ (سبا ۳۴/ ۳۷) اور وہ جنت کے بالا خانوں میں امن وامان سے ہوں گے۔

(۹۰) یعنی جو برائیاں لے کر آئیں گے انہیں اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا یعنی جو برائیاں لے کر اللہ سے ملیں گے اور ان کے پاس کوئی بھی نیکی نہ ہوگی یا ان کی برائیوں کا پلہ نیکیوں کے پلہ پر بھاری ہو جائے گا انہیں ذلیل کر کے اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا پھر فرمایا یہ صرف تمہارے عملوں کا بدلہ ہوگا یہاں سیئة سے مراد شرک ہے یاد رکھو سب سے بڑی نیکی توحید ہے اور سب سے بڑی بدی شرک ہے۔

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ
شَيْءٍ ۫ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۹۱ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ
فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ
اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝۹۲ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَمَا
رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۹۳ ع

"مجھے یہی حکم ہے کہ میں اس شہر کے رب کی عبادت کروں جسے اس نے حرمت والا ٹھہرا دیا ہے اور ہر چیز اسی کی ہے اور مجھے حکم ہے کہ میں فرمانبرداروں میں شامل رہوں اور قرآن کی تلاوت کرتا رہوں پھر جو راہ پر آ جائے وہ اپنے فائدے کے لئے راہ پر آئے گا اور جو بھٹک جائے تو آپ فرما دیں میں تو صرف ڈرانے والوں میں سے ہوں اور آپ فرما دیں تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں وہ عنقریب تمہیں اپنی نشانیاں دکھا دے گا جنہیں تم پہچان لو گے اور اللہ تمہارے عملوں سے بے خبر نہیں ہے"۔

اللہ ہی کی عبادت کا حکم: (۹۱) حکم ہے کہ آپ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ مجھے اس شہر کے (جسے اللہ نے حرمت والا بنایا ہے) رب ہی کی عبادت کا حکم ہے اور ہر چیز اسی کی ہے فرمایا قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ (یونس ۱۰/ ۱۰۴) آپ فرما دیں لوگو! اگر میرے دین میں تمہیں شک ہے تو میں تو ان کی پرستش نہیں کروں گا۔ جن کی پرستش اللہ کو چھوڑ کر تم کر رہے ہو میں تو اللہ ہی کی عبادت کروں گا جو تمہیں موت دیتا ہے اور مجھے حکم ہے کہ میں ایمان والوں میں شامل رہوں۔

مکہ کی حرمت کا بیان: پھر فرمایا کہ اللہ نے اس شہر کو حرمت والا بنایا یعنی اس کی حرمت شرعی اور تقدیری دونوں قسم کی ہے کیونکہ اللہ نے اسے حرمت والا بنایا ہے۔ فتح مکہ کے دن رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اس شہر کو اللہ نے اسی دن حرمت والا بنا دیا تھا جس دن آسمان وزمین پیدا کئے تھے اب بھی یہ اللہ کی حرمت سے قیامت تک حرمت والا ہے یہاں کا کانٹا توڑا جائے نہ یہاں کے شکار کو

ڈرایا جائے اور نہ یہاں کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے ہاں وہ اٹھا سکتا ہے جو اسے پہچان کروائے اور نہ یہاں کی گھاس کاٹی جائے (ق) پھر فرمایا کہ اللہ ہی کی ہر چیز ہے۔

یعنی اللہ نہ صرف اس شہر کا بلکہ دنیا کی ہر چیز کا رب اور بادشاہ ہے اور اس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں۔ پھر فرمایا مجھے حکم ہے کہ میں موحد و مخلص اور اللہ کا مطیع و منقاد بن کر رہوں۔

میرا کام قرآن کی تبلیغ ہے: (۹۲) یعنی قرآن لوگوں کو سناتا اور اس کی تبلیغ کرتا رہوں فرمایا ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ (آل عمران ۳/ ۵۸) ہم تمہیں یہ پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں جو دلائل نبوت میں سے اور حکمت آمیز مضامین میں سے ہے (۲) نَتْلُوْ عَلَيْكَ (قصص ۲۸/ ۳) ہم آپ کو موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے سچے واقعات پڑھ کر سنا رہے ہیں یعنی میں مبلغ اور ہوشیار کر دینے والا ہوں پھر فرمایا کہ نیک عمل تمہارے ہی کام آئیں گے اور سرتابی کا وبال تمہیں پر پڑے گا میں تو محض ڈرانے والا ہوں میرے لئے تمام پہلے پیغمبر نمونہ ہیں جنہوں نے اپنی اپنی قوموں کو ڈرایا فریضہ رسالت پوری طرح ادا کیا اور اپنی ذمے داریوں سے سبکدوش ہو گئے اب ان کی امتوں کا حساب اللہ کے سپرد ہے (جو جیسا کرے گا آپ بھرے گا)۔

اللہ بلا حجت کے عذاب نہیں بھیجتا: (۹۳) یعنی اللہ کا شکر ہے کہ وہ حجت قائم کئے بغیر کسی پر عذاب نہیں بھیجتا جب رسول بھیج دیئے جاتے ہیں اور کتابیں اتاری جاتی ہیں مگر پھر بھی لوگ نہیں مانتے ایسوں پر حجت قائم ہو جاتی ہے اسی وجہ سے فرمایا کہ ہم تمہیں ایسی ایسی نشانیاں دکھائیں گے کہ تم خود قائل ہو جاؤ گے فرمایا سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا (فصلت ۴۱/ ۵۳) ہم انہیں دنیا میں اور خود ان کی اپنی جانوں میں ایسی ایسی نشانیاں دکھائیں گے کہ ان کے سامنے خود بہ خود سچائی ظاہر ہو جائے گی۔ پھر فرمایا آپ کا رب تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں بلکہ وہ ہر چیز سے واقف اور اس پر گواہ ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کوئی اپنے عملوں سے اللہ کو غافل نہ سمجھے اگر اللہ بے خبر ہوتا تو مچھر بھنگے اور چیونٹی سے بے خبر ہوتا (مگر وہ تو اپنی کسی مخلوق سے بھی بے خبر نہیں) (ابن ابی حاتم)

الحمد للہ سورہ نمل کی تفسیر خیر و خوبی سے پایہ تکمیل کو پہنچی حق تعالیٰ قبول فرمائے اور ہمیں اپنی رحمتوں کے جھولے میں جھلائے آمین۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

سورۂ قصص

یہ ۲۸ ویں سورہ ہے بترتیب مصحف اور ۴۹ ویں سورہ ہے بترتیب نزول۔ یہ کامل سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی یعنی ہجرت سے قبل لہٰذا یہ مکی سورہ ہے اس میں ۸۸ آیتیں اور ۹ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
طٰسٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى
وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ
وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ

وَيَسْتَحْيِ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۴ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۵ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِىَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝۶

''شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

طسم (کے معنی تو اللہ ہی جانتا ہے) یہ آیتیں روشن کتاب کی ہیں ہم آپ کو موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون کی سچی خبریں پڑھ کر یقین لانے والوں کے لئے سناتے ہیں واقعی فرعون نے سرزمین مصر پر سرکشی اختیار کر رکھی تھی اور اس کے باشندوں کو کئی حصوں میں بانٹ رکھا تھا ان میں سے ایک جماعت کو کمزور کر رکھا تھا ان کے بیٹے ذبح کر ڈالتا تھا اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتا تھا یقیناً یہ فساد مچانے والوں میں سے تھا ہم نے چاہا کہ ان کمزوروں پر جو اس علاقے میں کمزور کئے جا رہے ہیں اپنا احسان فرمائیں انہیں پیشوا اور وارث بنائیں اور انہیں اس علاقے میں طاقت دیں اور فرعون و ہامان اور ان کے لشکروں کو وہی دکھائیں جس سے وہ ڈر رہے تھے''۔

طسم:۔ یہ حروف مقطعات کہلاتے ہیں ان کا معنی اللہ ہی جانتا ہے۔

قرآن کی توصیف: (۲) یعنی یہ اس کتاب کی آیتیں ہیں جو صاف و روشن ہے اور حقائق سے پردہ اٹھا دینے والی ہے ایک نہایت واضح اور کھلی کتاب ہے اور اس میں ماضی و مستقبل کے معلومات بھی ہیں۔

(۳) دوسری جگہ فرمایا نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ (یوسف ۱۲/۳) ہم آپ کو بہترین قصہ سناتے ہیں یعنی واقعات آپ کو اس طرح جوں کے توں بتا رہے ہیں گویا آپ اس وقت وہاں موجود تھے اور خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے تھے۔

فرعون کی سرکشی کا بیان: (۴) دیکھئے فرعون نے سرزمین مصر میں سرکشی اختیار کر رکھی تھی اس کا غرور حد سے بڑھ گیا تھا اور وہ پوری طرح سے ظلم پر اتر آیا تھا اس نے مصر والوں کے کئی گروہ بنا رکھے تھے اور حسب خواہش ہر ایک گروہ سے مخصوص کام لیتا تھا ان میں سے ایک گروہ کو کمزور بھی کر رکھا تھا یعنی اسرائیلیوں کو اس زمانے میں اسرائیلی تمام لوگوں سے اچھے تھے اللہ نے ان پر ظالم و سرکش فرعون کو مسلط فرما دیا تھا جو ان سے ذلیل اور نیچے درجے کی خدمت لیا کرتا تھا اور اپنے اور اپنی قوم کے کاموں پر دن رات پیلے رکھتا تھا اس بہیمانہ سلوک کے باوجود بھی ان کے بیٹوں کو قتل کرا دیا کرتا تھا اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتا تھا تا کہ ان کی بے آبروئی ہو اور مزید ذلیل ہوں اور مردوں کی تعداد بڑھنے نہ پائے تا کہ کمزور رہیں اور اس لڑکے کا بھی استیصال ہو جائے جس کے بارے میں ریاست والوں نے اسے خبر دی تھی کہ اسرائیلیوں میں ایک لڑکا پیدا ہو گا جس کے ہاتھوں شاہ مصر ہلاک ہو گا اور اس کی ریاست ختم ہو جائے گی اب سے بہت پہلے خلیل اللہ اپنی اہلیہ حضرت سارہ کے ساتھ علاقہ مصر سے گذر رہے تھے جب حضرت سارہ کے حسن و جمال کی یہاں کے سرکش بادشاہ کو خبر لگی تو اس نے آپ سے حضرت سارہ کو چھین لیا مگر حق تعالیٰ نے اپنے خلیل کی اہلیہ کو اس کافر کی سازش کا شکار نہیں ہونے دیا اور آپ کو اس سے نہ صرف سلامتی کے ساتھ بچایا بلکہ خدمت کے لئے ایک لڑکی بھی ساتھ کر

دی اس وقت خلیل اللہ نے پیشین گوئی کی تھی اور یہ بشارت دی تھی کہ تمہاری اولاد میں سے کسی کی اولاد میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں مصر پر تباہی آئے گی چونکہ اسرائیلیوں کو یہ روایت درس میں سنائی اور پڑھائی جاتی تھی جسے قبطی بھی سنتے رہتے تھے ان کے کان کھڑے ہوئے اور انہوں نے فرعون کو اس بات سے آگاہ کیا یہ سن کر وہ محتاط ہوگیا اور یہ قانون بنا دیا کہ اسرائیلیوں کے بیٹے قتل کر دیئے جائیں اور بیٹیوں کو نہ چھیڑا جائے لیکن تقدیر کے آگے تدبیر کیا کام آ سکتی ہے اللہ نے اس بچے کی پیدائش کا جو وقت مقرر فرمایا تھا اس وقت یہ بچہ پیدا ہوا اور فرعون ہی کے گھر میں پلا بڑھا جس بچے کی وجہ سے ان ظالموں نے ہزاروں معصوموں کے گلوں پر چھری پھیری تھی حق تعالیٰ نے اسی کو ان کا متبنّی بنا کر انہیں کے ہاتھوں انہیں کی گودوں میں پلوایا۔

اسرائیلیوں کو حکومت کی بشارت: (۵و۶) یعنی اب ہم ان پر اپنی مہربانی کا اظہار کرنا چاہتے ہیں ہم انہیں حاکم و پیشوا اور علاقہ مصر کا والی و وارث بنا دیں گے اور ان کے ہاتھوں میں طاقت دے دیں گے تاکہ فرعون و فرعونیوں کو جس بات کا ڈر ہے وہی انہیں دکھا دیں چنانچہ ایسا ہی ہوا فرمایا وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ (اعراف ۷/۱۳۷) ہم نے انہیں جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس علاقے کے مغرب و مشرق کا مالک بنا دیا جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور آپ کے رب کا نیک وعدہ اسرائیلیوں کے حق میں ان کے صبر کی وجہ سے پورا ہوگیا اور ہم نے ان تمام کارخانوں کو جنہیں فرعون و فرعونیوں نے بنایا تھا درہم برہم کر دیا اور ان کی اونچی اونچی عمارتوں کو تہہ و بالا کر ڈالا۔

ہر چند فرعون نے اپنی طاقت کے بل پر حضرت موسیٰ سے بچنا چاہا لیکن عظیم شہنشاہ کی طاقت کے آگے وہ کچھ بھی نہ کر سکا اللہ تو ایسا عظیم شہنشاہ ہے جس کے تقدیری احکام ٹالے نہیں جا سکتے اور نہ دنیا کی طاقتوں سے دب سکتے ہیں ازل میں اس کے قلم سے جو یہ بات لکھی گئی تھی کہ فرعون کی تباہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ہوگی اس کا وہ تقدیری حکم جاری ہو کر رہا۔ پھر جس بچے سے بچنے کے لئے اس ظالم نے ہزاروں معصوموں کا خون کیا تھا قدرت نے اس کو اسی کے گھر میں اسی کی گود میں پلوا کر پروان چڑھایا۔ بلند آسمانوں کا رب ہی سب پر غالب ہے وہی عظیم ہے وہی بڑی طاقت والا اور غضب کی تدبیر والا ہے اس نے جو چاہا ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۭ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۝ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّىْ وَلَكَ ۭ لَا تَقْتُلُوْهُ ڰ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

”ہم نے موسیٰ کی ماں کو حکم دیا کہ اسے دودھ پلاتی رہ پھر جب تجھے اس کے بارے میں کچھ خوف ہو تو اسے بے خطر اس دریا میں

ڈال دے اور غم نہ کرنا ہم اس بچے کو تیرے ہی پاس لوٹا دیں گے اور ہم اسے پیغمبروں میں سے بنانے والے ہیں پھر فرعون والوں نے اسے اٹھالیا تا کہ یہ ان کا دشمن اور ان کے لئے باعث رنج بن جائے گا یقیناً فرعون' ہامان اور ان کے لشکر والے سب خطا کار تھے فرعون کی عورت نے کہا یہ بچہ تو میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے نہ مارو شائد یہ ہمیں کوئی فائدہ پہنچائے یا ہم اسے اپنا ہی بیٹا بنائیں اور یہ مستقبل سے بے خبر تھے''۔

قانون قتل میں ترمیم: (۷) کہا جاتا ہے کہ جب فرعون نے کثرت سے اسرائیلیوں کے بچے قتل کر ڈالے تو قبطیوں کو اسرائیلیوں کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ قوم ہی فنا نہ ہو جائے اور ان کے تحت اور نیچے درجے کے کام ہمارے سر نہ منڈھ جائیں انہوں نے فرعون سے اس اندیشے کو ظاہر کیا کہ اگر قتل کا یہ قانون کچھ دنوں اور مسلط رہا تو بوڑھے اسرائیلی تو مر جائیں گے اور ان کے بچے قتل ہی کر دیئے جاتے ہیں عورتیں سخت کاموں کو کر نہیں سکتیں لامحالہ یہ تمام کام ہمیں خود کرنے پڑ جائیں گے (اس لئے اس قانون کو کچھ نرم کر دیا جائے تا کہ اسرائیلی بالکل فنا نہ ہوں) چنانچہ مشورے سے یہ طے پایا کہ قانون میں یہ ترمیم کر دی جائے کہ ایک سال کے بچے مار ڈالے جائیں اور ایک سال کے زندہ چھوڑ دیئے جائیں (پھر اس قانون پر عمل درآمد شروع ہو گیا) اللہ کی شان معافی کے سال تو حضرت ہارون پیدا ہوئے اور قتل کے سال حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی طرف سے اس کام پر حاکم مقرر تھے اور دائیاں محلہ در محلہ گھومتی رہتی تھیں جس عورت کے حمل دیکھ لیتیں اس کا نام داخل رجسٹر کر لیا جاتا تھا پیدائش کے وقت قبطی عورتیں آ جاتیں اگر بچی پیدا ہوتی تو چھوڑ کر چلی جاتیں اور اگر بچہ پیدا ہوتا تو قتل کرنے والوں کو خبر کر دیتیں فوراً ذبح کرنے والے تیز تیز چھریاں ہاتھوں میں لے کر آ جاتے اور معصوم بچے کو ذبح کر کے چلے جاتے (ایسا ظلم بھی تاریخوں میں نہیں دیکھا گیا کہ ماؤں کے لال ان کی آنکھوں کے سامنے بے دردی سے ذبح کر دیئے جائیں انہیں معصوموں کا خون رنگ لائے بغیر نہ رہا اور یہ خونخوار درندے بے رحمی سے پانی کی موجوں کے بے رحم ہاتھوں کے حوالے کر دیئے گئے۔

موسیٰ کی پیدائش اور ان کی ماں کی حفاظتی تدابیر: (جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو آپ کا حمل ٹھہر گیا تو اور عورتوں کی طرح ان کے حمل کے آثار ظاہر نہیں ہوئے دائیوں نے آپ کو غیر حاملہ سمجھ کر نظر انداز کر دیا لیکن جب ان کے لڑکا پیدا ہوا تو ان کے پاؤں کے نیچے کی زمین نکل گئی اور اپنے لال کے قتل کئے جانے کا سخت ڈر ہوا آپ ہونہار تھے ماں کو آپ سے بڑی محبت ہو گئی اس معصوم بچے کی نگاہ میں یہ غضب کا اثر تھا کہ جس کو دیکھ لیتا وہی اس کا ہزار جان سے عاشق ہو جاتا تھا خوش نصیب وہی لوگ ثابت ہوئے جنہوں نے آپ سے طبعی اور شرعی محبت کی فرمایا وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي (طٰہٰ ۲۰/ ۳۹) اور میں نے تجھ پر اپنی پاس والی محبت ڈال دی تھی جب آپ کی ماں کو آپ کی پیدائش سے سخت پریشانی لاحق ہوئی تو حق تعالیٰ نے ان کے دل میں (خواب میں) یہ بات ڈال دی کہ انہیں دودھ پلاتی رہو اور خوف کے وقت اس دریا میں نڈر ہو کر ڈال دو اور کوئی غم نہ کرو ہر پھر کر بچہ تمہارے ہی پاس آئے گا کیونکہ یہ ایک بڑا پیغمبر بننے والا ہے۔

بچے والا صندوق بہہ گیا: ان کا گھر دریائے نیل کے کنارے پر تھا انہوں نے ایک صندوق بنوایا اور اس میں نرم نرم گدے بچھا دیئے اور بے فکری سے اپنے لال کو دودھ پلاتی رہیں خطرے کے وقت انہوں نے بچے کو صندوق میں رکھ کر صندوق دریائے نیل میں چھوڑ دیا ذرا سی دیر میں پانی کی موجیں صندوق کو کہیں سے کہیں لے گئیں صندوق بہتا بہتا فرعون کے محل کے سامنے آیا۔

باندیوں نے صندوق نکال کر ملکہ کو پیش کیا: لونڈیوں نے یہ صندوق اٹھالیا اور اسے ملکہ کے پاس لے آئیں انہیں معلوم نہ تھا کہ اس میں کیا ہے کھولا اس لئے نہیں کہ کہیں ملکہ ناراض نہ ہو اور کوئی فتنہ کھڑا نہ ہو جائے جبکہ ملکہ کے سامنے یہ صندوق کھولا گیا تو اس میں ایک بھولا بھالا خوبصورت حسین وجمیل اور پیارا پیارا بچہ تھا ملکہ اسے دیکھتے ہی ہزار جان سے قربان ہوگئی۔

ملکہ کے دل میں موسیٰ کی محبت: حق تعالیٰ نے اس کے دل میں ان کی بے پناہ محبت پیدا کر دی یہ ان کی خوش نصیبی کی علامت تھی کہ اللہ اس بچے کے ذریعہ انہیں آخرت کی عزت وآبرو اور بلند درجے اور بزرگی عطا فرمانا چاہتا تھا اور ان کے شوہر پر شقاوت چھا رہی تھی۔

(۸) اس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ نے آل فرعون کو ان کے اٹھانے پر اس لئے مجبور کر دیا کہ وہ انہیں ان کا دشمن بنائے اور انہیں ان کے لئے باعث رنج وغم بنائے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ نے تقدیر کو نہ ماننے والوں کی طرف ایک خط لکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے علم میں فرعون کے دشمن اور اس کے لئے باعث رنج والم تھے کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا وَنُرِیَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ لیکن تم یہ کہتے ہو کہ اگر فرعون چاہتا تو موسیٰ علیہ السلام اس کے معاون وحامی اور دوست ہوتے حالانکہ قرآن کہتا ہے لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا

موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر فرعون کو خطرہ: (۹) فرعون نے جب اس معصوم بھولے بھالے اور حسین بچے کو دیکھا تو چونک پڑا اور کہنے لگا کہیں کسی اسرائیلی نے نہ پھینک دیا ہو اور یہ وہی بچہ نہ ہو جس کے لئے ہزاروں بچوں کا خون کیا جا رہا ہے یہ سوچ کر اس نے اس بچے کو بھی قتل کرنے کا ارادہ کر لیا ملکہ مصر آسیہ بنت مزاحم اس معصوم کی طرف سے فرعون سے جھگڑیں بچے کی حمایت میں بولیں اور فرعون کو بھی توجہ دلائی کہ تم بھی اس سے محبت کرو بولیں دیکھو یہ بچہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے (محل سونا تھا اور اندھیرا ہی اندھیرا تھا اب اس میں ایک چراغ جل گیا اور شمع روشن ہوگئی اس کی قدر کرو) فرعون نے جواب دیا کہ تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو تو ہو میری آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں ہے ایسا ہی ہوا حق تعالیٰ نے اس بچے کے ہاتھوں فرعون کو ہلاک کیا اور اسی کے ذریعہ ملکہ مصر کو ہدایت کا نور بخشا۔

ملکہ نے کہا ہمیں توقع ہے کہ اس سے ہمیں نفع پہنچے گا چنانچہ ملکہ کو اس بچے سے عظیم فائدہ پہنچا انہیں کے ذریعہ اللہ نے ملکہ کو ہدایت عطا فرمائی اور بہشت کا وارث بنایا ملکہ نے یہ بھی کہا یا ہم اس کو بیٹا بنالیں گے یعنی آپ اسے بیٹا بنالیں (تو محل میں جو بچے کے بغیر سونا معلوم ہوتا ہے رونق آجائے گی) اور بادشاہ اور ملکہ دونوں کا بیٹا مان لیا جائے گا ملکہ کے ہاں فرعون سے کوئی بچہ نہ تھا پھر فرمایا کہ انہیں خبر بھی نہ تھی یعنی وہ اللہ کی اس حکمت سے بالکل بے خبر تھے جو اس بچے کے اٹھانے میں اس نے ودیعت فرمائی تھی کیونکہ انہیں کیا معلوم تھا کہ قدرت اندر ہی اندر اپنا منشاء پورا فرما رہی ہے۔

وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ لَوْلَاۤ اَنْ
رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰﴾ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ

قُصِّيۡهِ فَبَصُرَتۡ بِهٖ عَنۡ جُنُبٍ وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَحَرَّمۡنَا عَلَيۡهِ
الۡمَرَاضِعَ مِنۡ قَبۡلُ فَقَالَتۡ هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰٓى اَهۡلِ بَيۡتٍ يَّكۡفُلُوۡنَهٗ
لَـكُمۡ وَهُمۡ لَهٗ نٰصِحُوۡنَ ﴿۱۲﴾ فَرَدَدۡنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَىۡ تَقَرَّ عَيۡنُهَا
وَلَا تَحۡزَنَ وَلِتَعۡلَمَ اَنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳﴾ ع ۴

"اور موسیٰ کی ماں کا دل تڑپ اٹھا واقعی یہ تو راز کو آشکارا کر دینے والی ہی تھی اگر ہم اس کا دل مضبوط نہ کرتے (اور اسے ڈھارس نہ دلا دیتے) تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے رہے اس نے اس کی بہن سے کہا اس کے پیچھے پیچھے جا آخر کار وہ اسے دور ہی دور سے دیکھتی رہی اور انہیں اس بات کی خبر بھی نہ ہوئی ہم نے پہلے ہی موسیٰ پر دائیوں کا دودھ حرام فرما دیا تھا اس نے کہا کیا میں تمہیں ایسا خاندان بتاؤں جو اس بچے کی تمہاری وجہ سے پرورش پر راضی ہو جائے اور اس کا خیر خواہ بھی ہو آخر کار ہم نے اس بچے کو اس کی ماں کے پاس واپس کر دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور ملول بھی نہ رہے اور اسے معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ یقین نہیں کرتے"۔

بچہ کے بہہ جانے پر ماں کی بے قراری: (۱۰) جب یہ معصوم بچہ دریا میں بہہ گیا تو اس کی ماں کے دل کی جو حالت ہوئی اس کا بیان ہے کہ ان کے دل میں بجز غم موسیٰ کے اور کچھ نہ تھا ہر وقت اس کی چاند سی صورت آنکھوں میں پھرتی رہتی تھی اور انہیں ہر وقت اسی کی دھن سوار تھی اس کے لئے سخت بے چین و بے قرار اور اشکبار تھیں ان کا غم و رنج اور حزن و ملال اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ وہ مارے غم کے اس راز کو افشا ہی کر دیتیں اگر ہم ان کے دل کو ڈھارس نہ دلا دیتے اور انہیں صبر وضبط کی توفیق نہ دیتے وہ گھبرا کر لوگوں سے کہہ دیتیں کہ میرا لاڈلا اس اس طرح بہہ گیا ہے مگر اللہ نے انہیں صبر وضبط عطا فرمایا اور وہ یہ راز چھپاتی ہی رہیں۔

ماں نے بچی سے صندوق کی دیکھ بھال کے لئے کہا: (۱۱) انہوں نے اپنی بچی سے جو ہوشیار تھیں اور بات سمجھتی تھیں کہا کہ اس صندوق کے پیچھے پیچھے چلی جاؤ کسی کو خبر نہ ہونے پائے دیکھو اس کا کیا بنتا ہے اور اس کے بارے میں لوگوں سے کچھ سنو تو مجھے آ کر خبر دو چنانچہ اپنی والدہ کا حکم سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ ایک گوشے سے دور ہی دور سے کنارے کنارے اس صندوق کو بہتا ہوا دیکھتی رہیں اور آگے بڑھتی رہیں گویا انہیں اس سے کوئی تعلق ہی نہیں جب اس صندوق کو فرعون کے گھر میں کھول لیا گیا اور اس بچے کو متبنیٰ بنا لیا گیا اور ملکہ اس پر ہزار جان سے قربان ہونے لگی اور اس نے صندوق سے نکلوا لیا اور اسے دودھ پلانے کے لئے دائیاں تلاش کی جانے لگیں اور آپ نے کسی کا بھی سینہ منہ میں نہیں لیا تو آپ کو بازار میں لے جایا گیا شائد کوئی عورت ایسی مل جائے جس کا یہ دودھ پی لیں جب ان کی ہمشیرہ نے لوگوں کے ہاتھوں میں اپنے ننھے منے خوبصورت بھائی کو دیکھا تو پہچان گئیں لیکن یہ بات کسی پر ظاہر نہیں ہونے دی اور نہ لوگوں کو کچھ کھٹکا ہوا۔

موسیٰ علیہ السلام نے کسی کا دودھ نہیں پیا: (۱۲) فرمایا کہ ہم نے ان کی ہمشیرہ کے آنے سے پہلے ہی دائیوں کا دودھ اس بچے پر حرام کر دیا تھا یہ تقدیری حرمت تھی کیونکہ اللہ کو ان کی بزرگی کو برقرار رکھنا اور ماں کے علاوہ کسی اور عورت کے دودھ سے محفوظ رکھنا منظور

تھا اور یہی بات انہیں ان کی ماں کی گود میں پھر لے گئی تا کہ ماں ہی دودھ پلائے اور خوف کے بعد بے خوفی سے پلائے۔

موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ نے موسیٰ کی ماں کا حوالہ دیا: پھر جب ان کی ہمشیرہ نے یہ دیکھا کہ لوگ حیران ہیں کہ بچہ کسی کا دودھ منہ میں لیتا ہی نہیں اب کریں تو کیا کریں تو کہنے لگیں کہ میں تمہیں ایک دودھ پلانے والی عورت بتاتی ہوں جو اس کی خیر خواہی سے پرورش کرے گی اس بات سے لوگوں کو شبہ ہو گیا اور ان سے پوچھا گیا کہ تم کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ عورت اس کی خیر خواہ ہو گی اور کمال پیار و محبت سے پرورش کرے گی انہوں نے کہا افسوس تم یہ موٹی سی بات بھی نہیں سمجھ سکتے بھلا کون ایسی بد بخت عورت ہو گی جو ملکہ کو خوش کرنے کے لئے اس سے فائدہ اٹھانے کی امید پر اس کے بچے سے محبت و پیار نہ کرے گی اور اس کی پوری پوری دیکھ بھال نہ کرے گی جب لوگوں نے یہ معقول بات سنی تو شبہ دور ہو گیا اور پوچھا کہ بتاؤ وہ کون عورت ہے یہ مع بچے کے لوگوں کو لے کر اپنے گھر آئیں اور اپنی ماں کے پاس لوگوں کو لے جا کر کہا کہ یہ بچہ کسی کا دودھ منہ میں نہیں لیتا شائد آپ کا دودھ منہ میں لے لے ملکہ کو اس کے لئے ایک دودھ پلانے والی کی تلاش ہے انہوں نے اپنا دودھ دیا تو بچہ خوشی خوشی چسر چسر پینے لگا یہ دیکھ کر لانے والوں کو بڑی خوشی ہوئی اور ملکہ کے پاس بشارت دینے کے لئے ایک شخص پہنچا ملکہ نے موسیٰ کی ماں کو بوا لیا ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا خوب دیا دلایا درحقیقت اسے خبر ہی نہ تھی کہ یہ اس بچے کی ماں ہے ان کی آؤ بھگت اور خاطر تواضع اس لئے کی گئی کہ بچے نے ان کا دودھ پی لیا پھر ملکہ نے ان سے درخواست کی کہ آپ شاہی محل میں قیام فرمائیں اور بچے کو دودھ پلاتی رہیں مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہنے لگیں ماشاءاللہ میرے شوہر بھی ہیں اور اولاد بھی میں شاہی محل میں تو قیام نہیں کر سکتی مجبور ہوں اگر آپ چاہیں تو میں بچے کو گھر لے جا کر دودھ پلاتی رہوں ملکہ نے یہی بات منظور فرمالی اور ان کا معقول وظیفہ مقرر کر دیا علاوہ ازیں ملکہ اور بھی تحفے تحائف کپڑے لتے اور بڑھیا جوڑے اور دیگر کھانے پینے کی چیزیں بکثرت بھیجتی رہتی تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں خوش و خرم ہنستی بولتی شاہی محل سے گھر آگئیں اور حق تعالیٰ نے خوف کے بعد امن عطا فرمایا انہیں عزت و مرتبہ بھی ملا اور بافراغت روزی بھی اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے کہ اس مزدور کا حال جو آخرت کے ثواب کی نیت سے مزدوری کرتا ہے ام موسیٰ علیہا السلام کی طرح ہے کہ اپنے ہی بچہ کو دودھ پلا رہی ہیں اور دودھ پلائی کی اجرت بھی لے رہی ہیں ان کے رنج و مسرت میں چوبیس ۲۴ گھنٹے کا فرق رہا اور بہت جلدی رنج مسرت سے بدل گیا وہ پاک ہے جس کے اختیار میں ہر کام ہے جس کی مشیت پر ہر چیز کا وجود و عدم ہے اور جو پارساؤں کے لئے مصیبت و تنگی سے نکلنے کی راہ نکال دیتا ہے۔

ماں نے اپنا بچہ پالیا: (۱۳) یعنی ماں کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے کے لئے ہم نے اس بچے کو پھر اسی کی ماں کی گود میں پہنچا دیا تا کہ اس کا قلق و ملال دور ہو اور اسے معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے بچے کو لوٹا دینے کا وعدہ تھا سو بچہ لوٹ کر ماں کی گود میں آ گیا اور پیغمبر بنانے کا وعدہ تھا اور وہ بھی اسی طرح پورا ہو جائے گا چونکہ وہ وعدہ پورا ہو گیا تو انہیں یقین آ گیا کہ یہ بچہ ضرور پیغمبر بنے گا اس لئے خاص طور سے اور طبعی اور شرعی مناسب طریقوں سے اس کی پرورش میں مصروف ہو گئیں۔ پھر فرمایا کہ اکثر لوگ اللہ کے کاموں کی حکمتوں سے اور ان کے قابل تعریف نتائج سے ناآشنا ہوتے ہیں ان کے نتائج دنیا اور آخرت میں اچھے ہی ثابت ہوتے ہیں ہو سکتا ہے کہ ایک کام بظاہر طبیعت کو برا معلوم ہوتا ہو مگر حقیقت میں اس کا انجام اور نتیجہ اچھا ہو اگر وہ اللہ کا حکم ہو فرمایا عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا (بقرہ ۲/ ۲۱۶) شائد تم کسی کام کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور شائد تم کسی کام کو پسند کرو اور وہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہو نتائج کا علم اللہ کو ہے تم کو نہیں فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا (نساء ۴/ ۱۹) شائد تم کسی چیز کو پسند نہ کرو اور اس میں اللہ تمہارے

لئے بڑی بھلائیاں ودیعت فرمادے۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا
فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۖ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ
فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى
فَقَضٰى عَلَيْهِ ۖ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ
مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ
الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۷﴾

''جب وہ اپنی جوانی کو پہنچ گئے اور پورے طاقت ور ہو گئے تو ہم نے انہیں حکمت وعلم عطا فرمایا ہم مخلصوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں آپ شہر میں شہریوں کی غفلت کے وقت آئے جہاں دو شخصوں کو لڑتا جھگڑتا پایا ایک آپ کے رفقاء میں سے تھا اور ایک دشمنوں میں سے پھر اس دوست نے اس دشمن کے خلاف آپ سے فریاد کی موسیٰ (علیہ السلام) نے اس کو ایک مکا مار دیا جس سے وہ مر گیا کہنے لگے یہ ایک شیطانی کام سرزد ہو گیا واقعی شیطان کھلا دشمن اور گمراہ کر دینے والا ہے پھر دعا مانگی کہ اے رب میں نے اپنے اوپر ظلم کیا تو مجھے معاف فرمادے حق تعالیٰ نے آپ کو معاف فرمادیا اللہ بڑی بخشش ومہربانی والا ہے دعا مانگی کہ اے رب تو نے مجھ پر یہ احسان فرمایا ہے اس لئے اب میں ہرگز کسی مجرم کا مددگار نہ بنوں گا''۔

موسیٰ علیہ السلام کی جوانی، قبطی کا قتل، فرار اور نبوت کا ملنا: (۱۴) اوپر کی آیتوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے اور پرورش کے واقعات بیان کئے گئے تھے اس آیت میں فرمایا گیا کہ جب آپ خیر سے جوان ہو گئے اور پورے طاقتور ہو گئے تو حق تعالیٰ نے آپ کو حکم وعلم عطا فرمادیا یعنی نبوت کے منصب سے سرفراز فرمادیا پھر فرمایا ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں پھر وہ اسباب بیان فرمائے جو کلام ونبوت کے لئے راہ ہموار کر رہے تھے مثلاً آپ کے ہاتھ سے قبطی مارا گیا جس کی وجہ سے آپ کو مصر سے بھاگ کر مدین جانا پڑا۔

(۱۵) یعنی شہریوں کی بے خبری کے وقت اتفاق سے آپ شہر میں چلے گئے یہ وقت مغرب وعشاء کے درمیان کا یا عین دوپہر کا تھا وہاں آپ کو دو شخص لڑتے ہوئے ملے دونوں آپس میں دست وگریبان تھے اور ایک دوسرے کو مار رہا تھا ایک اسرائیلی تھا اور ایک قبطی اسرائیلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکایت کی آپ نے موقعہ غنیمت سمجھ کر قبطی کے ایک مکہ مار دیا اللہ کی شان مکہ کھاتے ہی وہ جان بحق ہو گیا۔

اس کے مرنے پر آپ سخت نادم ہوئے اور سمجھ گئے کہ مجھ سے یہ شیطانی کام سرزد ہو گیا شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اور

اسے گمراہ کر دیتا ہے۔

عفو گناہ کی دعا: (۱۶، ۱۷) پھر اس گناہ کی معافی کے لئے اللہ سے دعا مانگی اللہ نے آپ کو معاف فرما دیا پھر آپ نے اللہ سے معافی کے شکریہ میں وعدہ فرمایا کہ تو نے مجھے جو یہ عزت و نعمت اور یہ مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے میں اسے سامنے رکھ کر وعدہ کرتا ہوں کہ اب کبھی کسی مجرم کا مددگار نہ بنوں گا جو تیری نعمتوں کی ناشکری کرے اور تیرے احکام کی تعمیل نہ کرے۔

فَاَصۡبَحَ فِی الۡمَدِیۡنَۃِ خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی اسۡتَنۡصَرَہٗ بِالۡاَمۡسِ یَسۡتَصۡرِخُہٗ ؕ قَالَ لَہٗ مُوۡسٰۤی اِنَّکَ لَغَوِیٌّ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّاۤ اَنۡ اَرَادَ اَنۡ یَّبۡطِشَ بِالَّذِیۡ ہُوَ عَدُوٌّ لَّہُمَا ۙ قَالَ یٰمُوۡسٰۤی اَتُرِیۡدُ اَنۡ تَقۡتُلَنِیۡ کَمَا قَتَلۡتَ نَفۡسًۢا بِالۡاَمۡسِ ٭ۖ اِنۡ تُرِیۡدُ اِلَّاۤ اَنۡ تَکُوۡنَ جَبَّارًا فِی الۡاَرۡضِ وَ مَا تُرِیۡدُ اَنۡ تَکُوۡنَ مِنَ الۡمُصۡلِحِیۡنَ ﴿۱۹﴾

”پھر آپ صبح صبح ڈرتے ڈرتے خبریں معلوم کرنے کے لئے شہر گئے کہ اچانک وہی آدمی جس نے کل ان سے مدد مانگی تھی آج بھی فریاد کر رہا ہے آپ نے اس سے کہا واقعی تو سراسر راہ سے ہٹا ہوا ہے پھر جب آپ نے اپنے اور اس کے دشمن کو پکڑنا چاہا تو اسرائیلی کہنے لگا موسیٰ (علیہ السلام) کیا تو نے جیسے کل ایک آدمی مار ڈالا تھا (آج) مجھے مار ڈالنا چاہتا ہے تو ملک میں ظالم و سرکش ہی بننا چاہتا ہے اور صلح پسندوں میں سے بننا ہی نہیں چاہتا“۔

قتل کے نتیجہ کی تفتیش: (۱۸، ۱۹) جب آپ نے قبطی کو قتل کر دیا تو شہر میں ڈرتے ڈرتے معلوم کرنے کے لئے نکلے کہ دیکھئے اس کام کا کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے چلتے چلتے ایک راستے سے جو گزرے تو اچانک وہی شخص جس نے آپ سے کل قبطی کی شکایت کی تھی اور مدد مانگی تھی ایک دوسرے قبطی سے لڑ رہا ہے جب آپ اس کے پاس سے گذرے تو اس نے پھر آپ کو اپنی مدد کے لئے بلایا آپ نے اس سے کہا تم بڑے شر پسند ہو اور سراسر غلطی پر ہو یہ کہہ کر آپ نے اس قبطی کے پکڑنے کا عزم کیا لیکن اسرائیلی اپنی کمزوری بزدلی اور نادانی سے یہ سمجھا کہ موسیٰ اسی کو پکڑنا چاہتے ہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلے اسے ڈانٹا بھی تھا تو اس نے اپنے بچاؤ کے لئے زور سے کہہ دیا کہ موسیٰ جیسے کل تم نے ایک قبطی کو قتل کر دیا تھا آج مجھے بھی قتل کرنا چاہتے ہو اس سے پہلے قتل کے واقعہ کو یہ اسرائیلی اور حضرت موسیٰ ہی جانتے تھے جب اس قبطی نے اسرائیلی کے منہ سے قتل کی واردات سن لی تو فرعون کو خبر کر دی قاتل کا سراغ لگ گیا تو فرعون نے آپ کے قتل کا پکا ارادہ کر لیا سپاہی آپ کی جستجو میں چاروں طرف گھومنے لگے تا کہ آپ کو گرفتار کر کے فرعون کے سامنے حاضر کریں۔

وَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنۡ اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَۃِ یَسۡعٰی ۫ قَالَ یٰمُوۡسٰۤی اِنَّ الۡمَلَاَ یَاۡتَمِرُوۡنَ بِکَ لِیَقۡتُلُوۡکَ فَاخۡرُجۡ اِنِّیۡ لَکَ مِنَ النّٰصِحِیۡنَ ﴿۲۰﴾

''شہر کے سب سے دور والے گوشے سے ایک شخص بھاگا بھاگا آیا اس نے کہا موسیٰ (علیہ السلام) آپ کے بارے میں سردار قتل کر دینے کا مشورہ کر رہے ہیں اس لئے آپ یہاں سے بھاگ جائیں میں آپ کا خیر خواہ ہوں''۔

ایک شخص کا موسیٰ علیہ السلام کو ہمدردانہ مشورہ: (۲۰) اس شخص کو مرد اس لئے کہا کہ یہ تلاش کرنے والوں کے راستے کو چھوڑ کر ایک قریب کے راستے سے آپ کے پاس آیا اور آپ کو ہمدردانہ مشورہ دیا درحقیقت مرد ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو خود کو خطرے میں ڈال کر دوسروں کی جانیں بچالیں یہ بڑی بہادری کا کام ہے۔

فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۖ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّىْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِىْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۖ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِىْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ۖ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾

''آخر آپ خوف زدہ ہو کر احتیاط سے دیکھتے بھالتے یہاں سے نکل کھڑے ہوئے دعا مانگی اے رب مجھے ان ظالموں سے بچالے اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا مجھے توقع ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ دکھادے گا جب آپ مدین کے پانی پر پہنچے تو وہاں پانی پلانے والے لوگوں کی ایک جماعت پائی اور ان کے پیچھے دو عورتوں کو بھی دیکھا کہ وہ جانوروں کو روکے ہوئے کھڑی ہیں پوچھا کیا بات ہے (کیوں اپنے جانور روکے کھڑی ہو) انہوں نے جواب دیا کہ جب تک یہ تمام چرواہے واپس نہ چلے جائیں ہم اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلاتیں اور ہمارے والد بوڑھے اور ضعیف ہیں آخر آپ نے ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر چھاؤں میں جا بیٹھے اور دعا مانگی کہ اے رب میں اس بھلائی کا جو تو میری طرف اتارے محتاج ہوں''۔

موسیٰ علیہ السلام مدین کی طرف چل پڑے: (۲۱) جب اس مخلص خیر خواہ نے آپ کو فرعون اور فرعونیوں کے ظالمانہ مشورے کی خبر دے دی تو آپ تن تنہا چپ چاپ مصر سے نکل کھڑے ہوئے سفر کا یہ پہلا موقعہ تھا ناز و نعمت میں پلے بڑھے تھے چلنے کی عادت تھی نہیں ریاست میں رہے سہے تھے آپ دیکھتے بھالتے نہایت ہوشیاری سے چھپتے چھپاتے نکل کھڑے ہوئے اور اپنے رب سے یہ دعا مانگتے جا رہے تھے کہ اے رب مجھے ان ظالموں سے بچا اور فرعون اور اس کے سرداروں کے شر سے اپنی پناہ میں رکھ کہا جاتا ہے کہ حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیج دیا جو گھوڑے پر سوار تھا اور آپ کو راستہ بتاتا جا رہا تھا واللہ اعلم۔

(۲۲) جب آپ نے وہ راستہ پکڑ لیا جو مدین کو جا رہا تھا تو آپ نے خوش ہو کر فرمایا کہ مجھے توقع ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ بتادے گا۔ چنانچہ اللہ نے آپ کو دین و دنیا کا سیدھا راستہ بتا دیا اور آپ کو راہ نما اور راہ یافتہ بنا دیا۔

موسیٰ علیہ السلام کا بکریوں کو پانی پلانا: (۲۳) پھر جب آپ مدین پہنچ گئے اور مدین کے ایک کنویں کے پاس پہنچے جہاں چرواہے بکریوں کو پانی پلانے آیا کرتے تھے تو آپ نے دیکھا کہ بہت سے چرواہے جمع ہیں اور اپنی اپنی بکریوں کو پانی پلا رہے ہیں آپ نے دولڑکیوں کو سب سے پیچھے بکریاں روکے ہوئے کھڑا دیکھا یہ بے چاری بچیاں اپنی بکریوں کو روکے ہوئے تھیں اور دوسرے ریوڑوں میں جانے نہ دیتی تھیں کہ کہیں کوئی برا بھلا نہ کہے آپ کو ان کی حالت قابل رحم معلوم ہوئی دل پسیج گیا پوچھا کیا بات ہے تم کیوں اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلاتیں انہوں نے جواب دیا کہ ہماری باری سب سے اخیر میں آتی ہے اور ہمارے والد محترم بوڑھے اور کمزور آدمی ہیں اسی وجہ سے ہم اس حال میں ہیں جس حال میں آپ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔

(۲۴) جب سب چرواہے پانی پلا کر فارغ ہو گئے تو سب نے مل کر کنویں کے منہ پر ایک بھاری سی چٹان ڈھک دی جسے دس جوان اٹھ سکتے تھے جب آپ نے ان لڑکیوں کا حال معلوم کر لیا اور آپ کو ان پر ترس آیا تو آپ نے تن تنہا اس چٹان کو کنویں کے منہ سے ہٹا کر ایک ہی ڈول کھینچ کر جو ڈالا تو اسی پانی میں ساری بکریاں سیراب ہو گئیں (ابن ابی شیبہ باسناد صحیح) پھر آپ ایک درخت کی چھاؤں میں جا بیٹھے چونکہ آپ نے چھپ کر مصر سے مدین کا رخ کیا تھا اس لئے آپ کے ساتھ کھانا بھی نہ تھا سفر میں ساگ پات اور درختوں کے پتوں پر گذارا کرتے رہے ننگے پاؤں تھے چلتے چلتے پیروں میں آبلے پڑ کر پھوٹ گئے تھے حالانکہ آپ مخلوق میں اللہ کے برگزیدہ بندے تھے اور آپ کا پیٹ مارے بھوک کے پیٹھ سے لگا ہوا تھا ساگ کی سبزی پیٹ کے اندر سے دکھائی دے رہی تھی اس وقت تو آپ کو آدھی کھجور بھی نصیب نہ تھی آپ ایک درخت کی چھاؤں میں بیٹھ گئے۔ پھر اللہ سے دعا مانگی۔

فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۡ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ
لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۭ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ
لَا تَخَفْ ٭ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ
اسْتَاْجِرْهُ ۡ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّيْٓ
اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓي اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ
فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ۭ سَتَجِدُنِيْٓ
اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ
قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾ ع

''پھر ان دونوں میں سے ایک لڑکی آپ کے پاس چل کر شرماتی ہوئی آئی کہنے لگی کہ میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ آپ نے جو ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے اس کی مزدوری دے دیں پھر جب آپ ان کے پاس پہنچے اور انہیں اپنا سارا واقعہ سنایا تو انہوں نے فرمایا اب کوئی اندیشے کی بات نہیں تم ظالموں سے بچ کر نکل آئے دونوں بچیوں میں سے ایک نے کہا کہ ابا جان آپ انہیں

مزدوری پر مقرر فرما لیجئے کیونکہ بہترین مزدور، وہ ہوتا ہے جو طاقت ور بھی ہو اور امانت دار بھی فرمایا میں ان دونوں بچیوں میں سے کسی ایک کا نکاح تم سے کرنا چاہتا ہوں بشرطیکہ تم آٹھ سال تک میرے پاس کام کرو اگر دس سال پورے کرو تو تمہاری مرضی ہے میں تم کو مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا تم مجھے انشاء اللہ نیک لوگوں میں سے پاؤ گے آپ نے جواب دیا بہت اچھا یہ بات میرے اور آپ کے درمیان پکی ہوگئی ان دونوں مدتوں میں سے جونسی بھی مدت میں پوری کردوں تو مجھ پر کوئی زیادتی نہیں اور ہماری ان باتوں پر اللہ گواہ اور کارساز ہے''۔

حضرت شعیبؑ نے بچیوں سے جلدی آنے کی وجہ پوچھی: (۲۵) آج حضرت شعیبؑ کی دونوں بچیاں جلدی سے اپنی بکریاں گھر لے آئیں حضرت شعیبؑ نے تعجب سے پوچھا آج جلدی سے کیوں آگئیں انہوں نے حضرت موسیٰ کا حال سنایا کہ آپ نے ہماری بکریوں کو پانی پلا دیا اس لئے ہمارا جلدی سے آنا ہوا۔

موسیٰ علیہ السلام کی طلبی: آپ نے ایک بچی کو بھیجا کہ انہیں بلا لاؤ حق تعالیٰ شانہ بچی کے آنے کا حال بیان فرماتا ہے کہ آپ کی ایک بچی شریف و آزاد عورتوں کی طرح شرماتی ہوئی آئی۔

عمرؓ فرماتے ہیں وہ کرتے کی آستین سے پردہ کئے ہوئے تھیں ایک روایت میں ہے کہ منہ پر نقاب تھا نہ منہ کھولے ہوئے تھیں اور نہ زیادہ نکلنے والی تھیں (ابن ابی حاتم) شرماتی لجاتی پردہ کئے ہوئے آئیں اور فرمایا کہ میرے والد محترم نے آپ کو یاد فرمایا ہے تاکہ آپ نے جو ہماری بکریوں کو پانی پلایا ہے اس کی مزدوری ادا فرمادیں کس بہترین انداز سے پیام دے رہی ہیں یہ نہیں فرمایا کہ والد نے بلایا ہے تاکہ شکی طبیعتوں کو کچھ اور وہم نہ پیدا ہو یہ فرمایا کہ والد محترم آپ کو آپ کی مزدوری دینے کے لئے طلب فرما رہے ہیں تاکہ آپ کے احسان کا بدلہ احسان سے دیں پھر جب آپ حضرت شعیبؑ کے پاس آئے اور آپ کو اپنا سارا واقعہ سنایا کہ میں اس وجہ سے اپنا شہر چھوڑ کر نکلا تو حضرت شعیبؑ نے آپ کو تسلی دی اور فرمایا اب کوئی اندیشے کی بات نہیں پرواہ نہ کرو مطمئن اور خوش وخرم رہو تم ان لوگوں کی حدود سے نکل آئے ہو ہمارے شہروں میں ان کا حکم نہیں چلتا۔

شعیبؑ کون تھے؟: یہ حضرت شعیبؑ وہی تھے جن کو مدین والوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ جب سلمہ بن سعد عزی رحمت عالم ﷺ کی خدمت گرامی میں وفد بن کر آئے تو آپ نے ان الفاظ سے ان کا استقبال فرمایا قوم شعیبؑ کو اور موسیٰ علیہ السلام کی سسرال والوں کو مرحبا ہو کہ تم کو ہدایت کی توفیق ہوئی۔

موسیٰ علیہ السلام کو مزدوری پر مقرر کرلیا گیا: (۲۶) حضرت شعیب کی ایک صاحبزادی نے آپ سے درخواست کی کہ ابا جان انہیں مزدوری پر مقرر فرمالیں یہ توجہ دلانے والی وہی بچی تھیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے گئی تھیں انہوں نے اپنے والد سے کہا کہ انہیں بکریاں چرانے پر بطور مزدور کے مقرر فرمالیں جب انہوں نے یہ فرمایا کہ بہترین مزدور طاقت ور اور امانت دار ہوتا ہے تو والد نے پوچھا تم کو ان کی طاقت و امانت کا کیسے علم ہوا بولیں کہ انہوں نے تن تنہا کنویں کے منہ سے وہ چٹان اٹھالی جس کو دس آدمی مل کر اٹھایا کرتے ہیں تو اس سے ان کی طاقت کا اندازہ ہوگیا اور جب میں انہیں بلا کر لا رہی تھی تو میں ان کے آگے آگے چل رہی تھی انہوں نے کہا تم میرے پیچھے پیچھے چلو اگر میں خلاف راہ چلوں تو پتھر مار کر مجھے اشارے سے بتا دو کہ سیدھا راستہ یہ ہے میں اس پر چل پڑوں گا۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں تین شخصوں کی فراست کمال درجے کی ہے حضرت ابوبکرؓ کی آپ نے اپنی فراست سے حضرت عمرؓ کو بطور خلیفہ منتخب فرمایا حضرت یوسفؑ کے مصری خریدار کی جس نے حضرت یوسفؑ کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور بیوی سے کہا ان کی خاطر تواضع میں کسر اٹھا کر نہ رکھنا اور حضرت شعیبؑ کی صاحبزادی کی جنہوں نے اپنے والد محترم سے حضرت موسیٰؑ کو بطور مزدور رکھنے کی سفارش کی اور فرمایا کہ یہ طاقتور اور امین ہیں۔

(۲۷) ان بزرگ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ وہ ان کی کم از کم ۸ سال تک بکریاں چرائیں میں آپ کی شادی اپنی ان دونوں بچیوں میں سے کسی کے ساتھ کر دوں گا۔ پھر فرمایا بشرطیکہ تم آٹھ سال تک اجرت پر میرا کام کرو یعنی آٹھ سال تک میری بکریاں چراؤ اور اگر بطور حسن سلوک کے دس سال پورے کر دو تو تمہاری مرضی ہے ورنہ آٹھ سال ہی کافی ہیں میں زیادہ تکلیف دینا نہیں چاہتا میں برا آدمی نہیں ہوں انشاء اللہ تم مجھے اچھا اور نیک ہی پاؤ گے۔

(۲۸) آپ نے ان سے فرمایا کہ بات تو آٹھ سال ہی کی طے ہے لیکن اگر میں اپنی خوشی سے دس سال آپ کے پاس گزار دوں تو یہ میری مرضی پر موقوف ہے جب میں آپ کے پاس آٹھ سال کی مدت گذار دوں گا تو اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاؤں گا اور معاملہ کی شرط پوری ہو جائے گی پھر فرمایا ان دونوں مدتوں میں سے میں جو مدت بھی پوری کر لوں مجھ پر کوئی الزام نہیں۔ حالانکہ دس سال کی مدت اگرچہ مباح ہے مگر بیرونی دلیل کی رو سے زیادہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال کی مدت پوری کی: موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خسر کے پاس دس سال گزارے حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں مجھ سے شہر حیرہ کے ایک یہودی نے پوچھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی میں نے کہا مجھے معلوم نہیں تاوقتیکہ علامہ عرب کے پاس جا کر آپ سے پوچھ نہ لوں آخر کار میں نے ابن عباسؓ سے آ کر پوچھا تو فرمایا کہ زیادہ اور خوش کر دینے والی مدت پوری کی کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ جب کوئی بات کہہ دیتے ہیں تو پھر پوری بھی کرتے ہیں۔ (ب)

ابن عباسؓ کا یہ قول مرفوع بھی آ گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کونسی مدت پوری کی فرمایا زیادہ اور کامل مدت یہ روایت ابن جریر اور ابن ابی حاتم کی ہے۔

پھر جب دس سال پورے ہو گئے اور حضرت موسیٰ حضرت شعیبؑ سے رخصت ہونے لگے تو آپ نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ والد محترم سے کہو ہمیں گذارہ کے لئے کچھ بکریاں دے دیں حضرت شعیبؑ نے فرمایا میں نے اس سال کی تمام بکریاں تمہیں دے دیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تمام بکریوں کے پیٹ پر اپنا عصا پھیر دیا جس کی برکت سے ہر بکری کے دو یا تین بچے پیدا ہوئے اور خوب دودھ دینے لگیں بچے تمام چت کبرے تھے جن کی نسل اب بھی تلاش کرو تو مل سکتی ہے ایک روایت میں ہے کہ حضرت شعیب کی تمام بکریاں کالے رنگ کی تھیں اس سال ان کے تمام بچے بڑے بڑے باکھوں والے بے عیب اور زیادہ دودھ دینے والے تھے۔ شاید یہ روایتیں مرفوع نہ ہوں بلکہ انس بن مالکؓ کا قول ہو۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ
قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ
اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ

شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ
یّٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۰﴾ وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا
رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ
وَ لَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ
بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ ؗ وَّ اضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ
بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ىِٕهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ﴿۳۲﴾

’’پھر جب موسیٰ نے وہ مدت پوری کر لی اور آپ اپنی اہلیہ کو لے کر چل پڑے تو آپ نے کوہ طور کی ایک جانب آگ دیکھی اپنی اہلیہ سے فرمایا تم یہاں ٹھہرو میں نے آگ دیکھ لی ہے شاید میں وہاں سے تمہارے پاس (راستے کی) کوئی خبر لاؤں یا آگ کی کوئی چنگاری لے آؤں تا کہ تم تاپ لو پھر جس وقت آپ آگ کے قریب آئے تو اس برکت والی جگہ میں میدان کے دائیں طرف سے ایک درخت سے آواز دی گئی کہ اے موسیٰ میں اللہ رب العالمین ہوں اور تم اپنی لکڑی ڈال دو پھر جب آپ نے اسے سانپ کی طرح متحرک دیکھا تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے پھر کر بھی نہیں دیکھا (آواز آئی) موسیٰ آگے بڑھو ڈرو نہیں یقیناً تم امن میں ہو تم اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو وہ بغیر کسی عیب کے سفید و براق نکلے گا اور خوف سے بچاؤ کے لئے اپنا بازو اپنی طرف ملا لو یہ دونوں معجزے تمہارے لئے تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف ہیں یقیناً وہ فاسق لوگ ہیں‘‘۔

(۲۹) اوپر گذر چکا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زیادہ اور خوش کر دینے والی مدت پوری کی تھی یہی معنی اس آیت سے معلوم ہوتے ہیں کیونکہ الاجل سے مکمل مدت ہی کی طرف اشارہ ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کی واپسی: پھر فرمایا کہ آپ اپنے گھر والوں کو لے کر چلے کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے وطن کا اور گھر والوں سے ملنے کا شوق دامن گیر ہوا آپ نے فرعون اور فرعونیوں سے چھپ کر ان سے ملاقات کرنے کا پکا ارادہ فرمالیا چنانچہ آپ اپنی اہلیہ کو اور ان بکریوں کو جو خسر صاحب نے ہبہ کی تھیں لے کر چل پڑے چلتے چلتے رات ہوگئی آسمان پر گھٹا چھا گئی گھٹا ٹوپ اندھیرا ہو گیا ٹھنڈی رات تھی اوپر سے بارش بھی ہونے لگی مجبور ہو کر آپ ایک جگہ ٹھہر گئے اور چقماق سے آگ جلانے کی کوشش کرنے لگے مگر آج چقماق کام ہی نہیں کر رہا تھا آپ کو سخت تعجب ہوا آپ آگ سلگانے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ اچانک آپ کی نگاہ جو اٹھی تو کیا دیکھتے ہیں کہ دور پہاڑ پر آگ روشن ہے آپ نے اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ میں نے آگ دیکھ لی ہے تم یہیں ٹھہری رہو میں اس کے پاس جاتا ہوں شاید کسی آدمی سے راستے ہی کی خبر لے آؤں کیونکہ آپ راستہ بھول گئے تھے یا آگ کا کوئی کوئلہ اٹھا لاؤں تا کہ تم تاپ لو اور سردی سے بچ جاؤ۔

طور پر نبوت مل گئی: (۳۰) یعنی میدان کے غربی جانب سے جو کوہ طور کے دائیں جانب تھی آواز آئی جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ اِذْ (قصص ۲۸/۴۴) اور آپ غربی جانب نہ تھے جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے بات چیت کی تھی اور آپ

وہاں موجود نہ تھے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ قبلہ رخ آگ لینے گئے تھے مغربی پہاڑ آپ کے سیدھی جانب تھا اور پہاڑ کے دامن میں ایک سرسبز درخت میں آگ شعلے مار رہی تھی آپ یہ عجیب وغریب منظر دیکھ کر حیران کھڑے ہوئے تھے کیونکہ سرسبز درخت میں آگ کا لگنا اور اس سے اس کا نہ جلنا تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے اتنے میں آپ کے رب نے آپ کو آواز دی یہ آواز اسی درخت سے اس برکت والی جگہ میں کوہ طور کے دائیں جانب والے پہاڑ کے دامن سے آئی کہ اے موسیٰ میں اللہ رب العالمین ہوں یعنی جو تم سے مخاطب ہے وہ تمام جہانوں کا پروردگار ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی رب ہے اور نہ کوئی معبود وہ اپنی ذات وصفات میں اور اقوال وافعال میں مخلوق کی مشابہت سے بری ہے۔

معجزے کا ظہور: (۳۱) اور یہ آواز آئی کہ زمین پر اپنی لکڑی ڈال دو یعنی جو لکڑی تمہارے ہاتھ میں ہے اس کو زمین پر چھوڑ دو فرمایا **وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يَا مُوْسٰى** (طٰہٰ ۲۰/ ۱۷، ۱۸) موسیٰ علیہ السلام یہ تمہارے سیدھے ہاتھ میں کیا بولے یہ میری لکڑی ہے میں اس پر ٹیک لگا کر کھڑا بھی ہو جاتا ہوں اور اس سے بکریوں پر پتے بھی جھاڑ لیتا ہوں اور میرے لئے اس میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں مطلب یہ ہے کہ تم اپنی اس لکڑی کو جسے اچھی طرح سے پہچانتے بھی ہو زمین پر ڈال دو آپ نے اسے زمین پر ڈال دیا وہ فوراً ہی سانپ بن گیا جو دوڑنے لگا اس سے ثابت ہو گیا کہ آپ سے جو مخاطب ہے وہ ذات اقدس ہے جس کے حکم سے کسی چیز کا وجود ہو جاتا ہے جیسا کہ سورہ طٰہٰ میں اس کا بیان گذر چکا یہاں فرمایا جب آپ نے اسے متحرک دیکھا گویا وہ سانپ ہے یعنی عصا اپنی تیز رفتاری میں سانپ کی طرح معلوم ہو رہا تھا پھر ڈیل ڈول میں بڑا تھا چوڑا چکلا منہ تھا دانت چبا رہا تھا تیر کی طرح ادھر ادھر آ جا رہا تھا جدھر سے گذر جاتا پتھر ٹوٹ ٹوٹ کر اس کے منہ میں آ جاتے اور نگل جاتا چٹانوں کی چٹانیں سٹک رہا تھا اور بھاری بھاری چٹانیں اس کے منہ سے پیٹ میں اس طرح گر رہی تھیں جیسے پہاڑ سے کسی میدان میں گر رہی ہوں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ خوفناک نظارہ دیکھا کانپ اٹھے اور بھاگ کھڑے ہوئے اور ایسے بھاگے کہ پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھا کیونکہ ایسے ہولناک نظاروں سے انسان کی طبیعت میں وحشت وہیبت پیدا ہوتی ہی ہے پھر آواز آئی موسیٰ علیہ السلام کدھر بھاگے جا رہے ہو اور ادھر آؤ ڈرو نہیں یقین مانو تم امن وسلامتی سے رہو گے اور (تمہارا بال بھی بیکا نہ ہوگا) آواز سن کر آپ دل کو مضبوط کر کے پھر واپس تشریف لے گئے اور اس جگہ جا کر کھڑے ہو گئے جہاں پہلے کھڑے تھے حق تعالیٰ نے فرمایا۔

دوسرا معجزہ: (۳۲) یعنی اگر تم اپنی قمیص کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر نکالو گے تو وہ بلا کسی عیب کے چاند کی طرح جگمگا رہا ہوگا برص کے داغوں کی طرح اس میں چمک نہ ہوگی۔ پھر فرمایا کہ خوف ورعب سے بچاؤ کے لئے اپنا بازو اپنی طرف ملا لو اس سے تمہارا خوف جاتا رہے گا آپ کو حکم فرمایا گیا کہ جب آپ کسی چیز سے ڈریں تو اپنا ہاتھ اپنی طرف ملا لیں ڈر جاتا رہے گا بسا اوقات جب کوئی خوف زدہ اپنا ہاتھ اپنے دل پر رکھ لیتا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اقتداء کر لیتا ہے تو اس کا ڈر جاتا رہتا ہے یا کم از کم ضرور ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ یہ دونوں معجزے فاعل مختار کی قدرت پر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی صحت پر قطعی اور روشن دلیلیں ہیں آپ انہیں لے کر فرعون اور اس کی قوم کے رئیسوں کے پاس اور تمام فرعونیوں کے عوام وخواص کے پاس جائیں کیونکہ وہ لوگ اللہ کی اطاعت سے باہر ہیں اور اس کے حکم ودین کے مخالف ہیں۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْۤ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِیْكَ وَ نَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْكُمَا ۚۛ بِاٰیٰتِنَاۤ ۚۛ اَنْتُمَا وَ مَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾

''بولے اے رب میں نے ان میں سے ایک شخص کو مار ڈالا تھا مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے (اس کے بدلے) قتل کر ڈالیں گے اور میرے بھائی ہارون کو جو مجھ سے زیادہ صاف زبان ہیں میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ بھیج کہ وہ میری تصدیق کریں مجھے اندیشہ ہے کہ تمام فرعونی مجھے جھٹلائیں گے فرمایا ہم تمہارے بھائی سے تمہارا بازو مضبوط بنا دیں گے اور تم دونوں کو اپنے معجزوں سے غلبہ عطا کریں گے ان کی تم تک رسائی ہی نہ ہوگی تم اور تمہارے ماننے والے ہی غالب رہیں گے''۔

فرعون کی طرف جانے کا حکم: (۳۳'۳۴) جب حق تعالیٰ نے آپ کو فرعون کی طرف جانے کا حکم فرمایا جس کے خوف و رعب سے آپ مصر سے بھاگے تھے تو آپ نے کہا کہ غیر شعوری طور پر میرے ہاتھ سے ایک قبطی مارا گیا تھا مجھے اندیشہ ہے کہ جب مصر کے باشندے مجھے دیکھیں گے تو اس کے بدلے قتل کر ڈالیں گے۔ (علاوہ ازیں یہ بھی کہا) کہ میرے بھائی ہارون بڑے فصیح و بلیغ اور صاف زبان ہیں انہیں بھی میرا مددگار بنا کر رسول بنایا جائے وہ لوگوں کو بتائیں کہ میں سچا رسول ہوں کیونکہ تمام فرعونی مجھے جھوٹا مانیں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں کچھ رکاوٹ تھی کیونکہ حالت شیر خوارگی میں جب آزمائش کے طور پر آپ کے سامنے انگارے اور موتی رکھے گئے تھے تو آپ نے انگارا اٹھا کر زبان پر رکھ لیا تھا جس سے زبان جل گئی تھی رکاوٹ کی وجہ سے آپ کو مطلب سمجھانے میں ذرا دقت پیش آتی تھی اسی وجہ سے آپ نے یہ بھی دعا مانگی تھی وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ (طٰہٰ ۲۰/۲۷/۳۲) میری زبان کی گرہ کھول دی جائے تا کہ لوگ میری بات سمجھ لیں اور میرے گھر والوں میں سے میرا مددگار میرے بھائی ہارون کو مقرر فرمایا جائے ان سے میری کمر مضبوط کی جائے اور انہیں بھی میرے کام میں شریک کیا جائے یعنی تو نے مجھے جو یہ مہم سپرد کی ہے۔ اس میں میرے بھائی میرا حوصلہ بڑھاتے رہیں اور میری دل جوئی کرتے رہیں تا کہ میں نبوت و رسالت کا بوجھ اٹھا سکوں اور اس مغرور اور ظالم و سرکش بادشاہ کے پاس جا کر اسے سمجھ سکوں یہاں بھی یہی فرمایا کہ ہارون کو میرا وزیر و مشیر اور معین و مددگار بنا کہ جو کچھ میں ان سے کہوں اور اللہ کی طرف سے خبر دوں اس میں وہ میری تصدیق فرمائیں کیونکہ ایک سے دو کی خبر زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔

قبولیت دعا کی بشارت: (۳۵) یعنی ہم تمہارے کام مضبوط کر دیں گے اور تمہارے بھائی سے جس کے لئے تم نے ہم سے نبوت کا سوال کیا ہے تمہارے بازو کو مضبوط بنا دیں گے فرمایا قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ (طٰہٰ ۲۰/۳۶) موسیٰ علیہ السلام تمہاری مراد پوری کر دی گئی وَوَهَبْنَا مِنْ رَّحْمَتِنَا (مریم ۱۹/۵۳) ہم نے انہیں اپنی مہربانی سے ان کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر ہبہ کر دیا کسی بھائی کا اپنے بھائی پر اس قدر احسان نہیں جس قدر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا احسان اپنے بھائی ہارون پر ہے کیونکہ آپ ہی کی سفارش سے حضرت

ہارون کو نبی بنا کر دونوں بھائیوں کو فرعون اور فرعونیوں کی طرف بھیجا گیا اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا (احزاب۳۳/۶۹) آپ اللہ کے نزدیک بڑی عزت والے تھے پھر فرمایا کہ ہم تم دونوں کو غلبہ عطا کریں گے چونکہ تم انہیں ہماری آیتیں پہنچاؤ گے اس لئے ہم تمہاری حفاظت کریں گے وہ تمہیں تکلیف واذیت پہنچانے پر قادر نہ ہوں گے فرمایا يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ (مائدہ۵/۶۷) اے رسول جو کچھ آپ پر آپ کے رب کے پاس سے اتارا گیا ہے اس کی تبلیغ کرتے رہیے اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو رسالت کا حق ادا نہیں کیا اور اللہ لوگوں سے آپ کو بچالے گا اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ (احزاب۳۳/۳۹) جو لوگ اللہ کے پیغاموں کو پہنچاتے ہیں اور اس سے ڈرتے رہتے ہیں اور اس کے سوا کسی سے ڈرتے نہیں اور اللہ حساب لینے والا کافی ہے یعنی وہ ناصر و مددگار ہونے کے اعتبار سے کافی ہے اسی وجہ سے دونوں بھائیوں کو بشارت دی گئی کہ دنیا اور آخرت میں غلبہ تمہارا اور تمہارے ماننے والوں ہی کا رہے گا فرمایا كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ (مجادلہ۵۸/۲۱) اللہ نے لکھ لیا ہے کہ یقیناً میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے یقیناً اللہ سب سے زیادہ طاقت والا اور سب پر غالب ہے۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا (غافر۴۰/۵۱) ہم دنیا اور آخرت میں یقیناً اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد کریں گے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾

''پھر جب ان کے پاس موسیٰ علیہ السلام ہماری صاف صاف نشانیاں لے کر آئے تو یہ کہنے لگے یہ تو محض گھڑا ہوا جادو ہے ہم نے یہ بات اپنے اگلے باپ دادا کے زمانے میں سنی ہی نہیں موسیٰ علیہ السلام نے کہا میرا رب اسے خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے ہدایت لے کر آتا ہے اور جس کے لئے آخرت کا انجام اچھا ہوتا ہے ظالم کبھی کامیاب نہیں ہوتے''۔

دعوتِ توحید اور فرعون کے سامنے معجزوں کا اظہار: (۳۶) یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام دونوں مل کر فرعون کے اور اس کی قوم کے سرداروں اور رئیسوں کے پاس آئے اور حیرت انگیز معجزے اور لاجواب بنادینے والے دلائل پیش کئے جن سے ان کی سچائی ثابت ہوتی تھی انہوں نے فرعونیوں سے کہا کہ خالص اللہ ہی کی عبادت کرو اور اسی کے احکام مانو جب فرعون نے اور قوم کے بڑے لوگوں نے وہ معجزے اور دلائل دیکھ لئے اور غور وفکر کے بعد وہ یہ سمجھ گئے کہ واقعی یہ چیزیں اللہ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں تو یہ اپنے قدیمی کفر اور بغاوت کی وجہ سے منہ زوری اور ہٹ دھرمی پر اتر آئے کیونکہ حق ماننے میں انہیں عار آتی تھی غرور ونخوت کے مارے حق چھوڑ کر باطل پرستی پر اڑ گئے اور یہ بات بنائی کہ یہ سب لوگوں کو مرعوب کرنے اور اپنا اقتدار جمانے کے لئے جادو کے کرتب ہیں۔ غرضیکہ پہلے تو جادوگروں سے مقابلہ کرایا جب یہ بیل منڈھے نہ چڑھی تو پھر طاقت کے بل پر حق کی آواز کو دبانا چاہا مگر حق کا غلبہ ہو کر ہی رہا۔ پھر فرمایا کہ ہم نے اپنے اگلے باپ دادا کے زمانے میں خالص اللہ کی عبادت کا تو ذکر وفکر سنا ہی نہیں ہم

نے اپنے کسی بزرگ کو یا ان کے کسی آدمی کو اس دین پر دیکھا ہی نہیں ہم نے تو لوگوں کو اللہ کے ساتھ دوسروں ہی کو پوجتا دیکھا ہے۔

(۳۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا۔ کہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کے پاس سے ہدایت لے کر آیا ہے اور کون نہیں گمراہ و راہ یاب میرے اللہ کو خوب معلوم ہے وہ عنقریب میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے گا کہ کس کا انجام بخیر ہوتا ہے اور فتح و نصرت کس کے پاؤں چومتی ہے اور تائید الٰہی کس کا ساتھ دیتی ہے پھر فرمایا کہ اللہ ظالموں اور مشرکوں کو کامیاب نہیں بناتا۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ ع

''اور فرعون نے کہا اے سردارو! میں اپنے سوا کسی کو بھی تمہارا معبود نہیں جانتا لہٰذا اے ہامان میرے لئے مٹی کے پزاوے پکوا اور اس سے میرے لئے ایک انتہائی بلند عمارت بنوا تا کہ میں موسیٰ کے معبود کو جھانک کر دیکھ آؤں اور میرے خیال میں تو یہ جھوٹا ہی ہے اس نے اور اس کے لشکروں نے دنیا میں ناحق او دھم مچا رکھا تھا اور یہ خیال کر لیا تھا کہ وہ ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آئیں گے پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑا اور انہیں دریا میں پھینک دیا آپ غور کریں ان مشرکوں کا انجام کیا کچھ ہوا ہم نے انہیں ایسے پیشوا بنایا تھا کہ وہ لوگوں کو آگ کی طرف بلانے والے تھے اور قیامت کے دن ان کی مدد نہیں کی جائے گی اور ہم نے اس دنیا میں بھی ان کے پیچھے لعنت لگا دی اور قیامت کے روز بھی یہ پریشان لوگوں میں سے ہوں گے''۔

فرعون کے خدائی دعوے کا بیان: (۳۸) فرعون کی کفر و سرکشی کا اور اس کی جھوٹے معبودیت کے دعوے کا بیان ہے فرمایا فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ (زخرف ۴۳/۵۴) پھر اس نے اپنی قوم کی عقلیں مار کر ان سے اپنی اطاعت منوالی کیونکہ اس نے قوم سے کہا کہ مجھے اپنا معبود مانو لوگوں نے نادانی اور بے وقوفی سے اس کی بات مان لی۔ کیونکہ جب اس نے کہا کہ اے سردارو میں تمہارا اپنے سوا کوئی اور معبود نہیں جانتا فرمایا فَحَشَرَ فَنَادٰى (نازعات ۷۹/۲۳ تا ۲۶) اس نے لوگوں کو جمع کر کے اعلان کیا کہ میں ہی تمہارا سب سے اونچا رب ہوں آخر کار اللہ نے اسے آخرت کے اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا یقیناً اس میں ڈرنے والوں کے لئے

بڑی عبرت ہے جب اس بد بخت نے اپنی ربوبیت کا اعلان کیا تو تمام بے وقوفوں نے اسے بلا سوچے سمجھے اپنا رب مان لیا اور تو اور کم بخت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی بالمشافہ اپنی معبودیت کو منوانا چاہا اور آپ کو یہ دھمکی دی قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ (شعرا ۲۶، ۲۹) کہ اگر تو نے میرے سوا کوئی اور معبود مانا۔ تو جیل میں سڑا دوں گا پھر اس نے مذاق کے طور پر کہا ہامان آگ میں مٹی پکوا کر پختہ اینٹیں بنوا اور اس سے ایک بلند و مرتفع عمارت چنوا ہامان اس کا وزیر و مشیر تھا اور سلطنت کا سب نظم و نسق اسی کے ہاتھ میں تھا دوسری آیت میں فرمایا وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِيْ (غافر ۴۰/ ۳۶، ۳۷) فرعون نے کہا اے ہامان میرے لئے ایک بلند عمارت بنا تا کہ میں آسمان کے دروازوں پر پہنچ کر موسیٰ کے معبود کو جھانک آؤں اور میں تو اسے قطعی جھوٹا سمجھتا ہوں اس طرح فرعون کے برے عمل اسے اچھے معلوم ہو رہے تھے اور اسے راہ سے روک دیا گیا تھا اور فرعون کا مکر برباد ہی ہو کر رہا فرعون نے یہ اونچی عمارت جس سے اونچی اس زمانے میں کوئی اور عمارت نہیں تھی اس لئے بنوائی تھی کہ رعایا کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جھوٹا ثابت کرے کہ ہم تو آسمانوں میں جھانک آئے وہاں تو کوئی بھی اللہ نہیں اسی وجہ سے اس نے کہا میرے خیال میں تو یہ قطعی جھوٹا ہے یعنی اس بات میں کہ فرعون کے سوا بھی کوئی اور اللہ ہے اس نے رسالت میں آپ کو جھوٹا نہیں مانا تھا کیونکہ وہ تو سرے سے اللہ کا قائل ہی نہ تھا جیسا کہ اس نے کہا تھا وَمَا رَبُّ الْعَالَمِيْنَ (شعراء ۲۶/ ۲۳) رب العالمین کیا ہے اور کہا تھا لَئِنِ اتَّخَذْتَ (شعراء ۲۶/ ۲۹) موسیٰ علیہ السلام اگر تو نے میرے سوا کوئی اور معبود مانا تو میں تجھے جیل میں سڑا دوں گا اور یہ بھی کہا تھا کہ میں تمہارا اپنے سوا کوئی معبود نہیں مانتا۔

عذاب کی آمد: (۳۹ تا ۴۲) یعنی انہوں نے سرکشی، ظلم اور فساد برپا کر رکھا تھا اور قیامت و زندگی بعد الموت کے قائل نہ تھے فرمایا فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ (فجر ۸۹/ ۱۳، ۱۴) پھر آپ کے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا یقیناً آپ کا رب گھات میں ہے اسی وجہ سے یہاں فرمایا ایک ہی دن میں صبح کے وقت ہم نے ان سب کو دریا میں غرق کر دیا اور ایک بھی زندہ نہ رہا آپ غور کریں کہ ان مشرکوں کا کیسا برا حشر ہوا ہم نے انہیں گمراہ کن پیشوا بنایا تھا کہ جو ان کے پیچھے چلے گا ان جیسے عقیدے رکھے گا رسولوں کو جھٹلائے گا اور اللہ کا وجود نہ مانے گا انہیں یہ پیشوا آگ کی دعوت دے رہے ہیں اور قیامت کے دن بھی ان کی مدد نہیں کی جائے گی ان پر دنیا کی رسوائی آخرت کی ذلت و خواری سے ملی ہوئی مسلط کر دی گئی فرمایا اَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ (محمد ۴۷/ ۱۳) ہم نے انہیں ہلاک کر دیا اور ان کا کوئی حمایتی کھڑا نہ ہوا۔ یعنی انبیاء کو ماننے والے ہمیشہ دنیا میں فرعون اور فرعونیوں پر لعنت ہی بھیجتے رہیں گے اور قیامت کے دن بھی یہ لعنتی ہی ہوں گے اور ان کا برا انجام ہوگا فرمایا وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً (هود ۱۱/ ۹۹) ان کے پیچھے دنیا میں بھی لعنت لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾

”بلا شبہ ہم نے پہلے زمانے کے لوگوں کو ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تھی جو لوگوں کے لئے دلیل و ہدایت اور رحمت تھی تا کہ وہ نصیحت مان لیں“۔

موسیٰ علیہ السلام پر رب کے انعاموں کا بیان: (۴۳) کلیم اللہ پر حق تعالیٰ کے انعامات کا بیان ہے کہ فرعون وفرعونیوں کو تباہ کرنے کے بعد ہم نے انہیں ایک کتاب دی جس کا نام تورات ہے یہ جو فرمایا کہ پہلے لوگوں کو تباہ کرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی اس سے اس بات کی طرف اشارا ہے تورات کے بعد کوئی قوم عام عذاب سے تباہ نہیں ہوئی بلکہ اب ایمان والوں کو مشرکوں سے جہاد کا حکم اتر آیا فرمایا وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ (حاقہ ۶۹/ ۹،۱۰) فرعون اور اس سے پہلے کی قومیں اور الٹی ہوئی بستیوں کے لوگ خطاؤں کے مرتکب ہوئے اور اپنے رب کے رسولوں کی نافرمانیاں کیں آخر اللہ نے انہیں اپنی سخت پکڑ میں پکڑ لیا۔ ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں تورات اترنے کے بعد حق تعالیٰ نے روئے زمین پر رہنے والی کسی قوم کو آسمانی یا زمینی عذاب سے ہلاک نہیں کیا بجز اس بستی والوں کے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بندر بنا دیئے گئے تھے پھر آپ نے دلیل میں یہ آیت پڑھ کر سنائی (ابن جریر ابن ابی حاتم بزار)

ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے آسمان کے یا زمین کے عذاب سے جس قوم کو ہلاک کیا موسیٰ علیہ السلام کے قبل ہی ہلاک کیا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ
الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّآ أَنْشَأْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ
ثَاوِيًا فِيْٓ أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾
وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ إِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ
قَوْمًا مَّآ اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْلَآ أَنْ
تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ أَرْسَلْتَ
إِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾

”اور آپ طور کے مغربی جانب موجود نہ تھے جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو احکام کی وحی فرمائی تھی اور نہ آپ آنکھوں سے مشاہدہ کرنے والوں میں سے تھے لیکن ہم نے بہت سی نسلیں پیدا کیں جن پر لمبی لمبی مدتیں گذر گئیں اور آپ مدین والوں میں مقیم نہ تھے کہ ان کے سامنے ہماری آیتیں تلاوت کرتے ہوں بلکہ ہم ہی نبیوں کو بھیجنے والے ہیں اور آپ طور کے ایک طرف موجود نہ تھے جب ہم نے آواز دی تھی لیکن اللہ نے اپنی مہربانی سے آپ کو خبر کر دی تا کہ آپ ان لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تا کہ وہ نصیحت قبول کرلیں اگر یہ بات نہ ہوتی کہ انہیں اپنے آگے بھیجے ہوئے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی مصیبت پہنچتی تو یہ چیخ پڑتے کہ اے ہمارے رب تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم تیرے احکام کی تعمیل کرتے اور ایمان والوں میں سے ہو جاتے“۔

رحمت عالم ﷺ کی نبوت کی دلیل: (۴۴'۴۵) رحمت عالم ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے کہ آپ پچھلے واقعات کی اس طرح خبر دے رہے ہیں گویا آپ اس وقت موجود تھے اور آنکھوں سے دیکھ رہے تھے حالانکہ آپ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے اور ایسی قوم میں پلے بڑھے جن میں پڑھنے لکھنے کا رواج نہ تھا مگر پھر بھی آپ پوری تفصیل و وضاحت سے سچے سچے واقعات بیان فرما رہے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ وحی کے ذریعہ آپ کو صحیح صحیح باتیں بتاتا ہے لہٰذا آپ اس کے رسول ہوئے۔ حضرت مریم علیہا السلام کا واقعہ بیان کرنے کے بعد بھی حق تعالیٰ نے آپ کی نبوت کی اسی طرح کی دلیل دی ہے فرمایا وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ (آل عمران ۳/۴۴) آپ ان کے پاس نہ تھے جب وہ قرعہ ڈال رہے تھے کہ ان میں کون مریم کا سرپرست ہو اور آپ ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے پھر یہ جو آپ ان کا صحیح صحیح واقعہ اس طرح بیان فرما رہے ہیں گویا آپ وہاں کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے کیا یہ آپ کی نبوت کی قطعی دلیل نہیں؟ اسی طرح حضرت نوح کا واقعہ اور قوم کے ڈوب جانے کی اور ایمان والوں کے بچ جانے کی تفصیل بیان کر کے حق تعالیٰ نے فرمایا (۱) تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ (ھود ۱۱/ ۴۹) یہ غیب کی باتیں ہیں جن کو ہم وحی کے ذریعہ آپ کو بتا رہے ہیں اس سے پہلے انہیں آپ نہ خود جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم جانتی تھی پس آپ صبر سے کام لیں اور یقین رکھیں کہ اچھا انجام پرہیز گاروں ہی کا ہوتا ہے۔ (۲) ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى (ھود ۱۱/ ۱۰۰) یہ شہروں کی خبریں ہیں جو ہم آپ کو سنا رہے ہیں حضرت یوسفؑ کا واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا (۳) ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ (یوسف ۱۲/۱۰۲) یہ غیب کی خبریں ہیں جن کی وحی ہم آپ پر کر رہے ہیں، آپ ان کے پاس نہ تھے جبکہ انہوں نے اپنے معاملہ کا عزم کر لیا تھا اور وہ تدبیریں کر رہے تھے۔ (۴) كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ (طٰہٰ ۲۰/ ۹۹) ہم اسی طرح آپ کو ماضی کی خبریں بتا رہے ہیں اور ہم نے آپ کو اپنے پاس سے نصیحت والا قرآن دیا یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شروع سے لے کر آخر تک قصہ بیان فرما کر اور یہ بتا کر کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کس طرح وحی کی ابتداء فرمائی اور بات چیت کی۔ فرمایا اے پیارے نبی آپ پہاڑ کی مغربی جانب جس جگہ حق تعالیٰ نے ایک درخت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بات چیت کی تھی موجود نہ تھے یہ درخت وادی کے کنارے کے مشرقی جانب تھا اور نہ آپ اس کا مشاہدہ کرنے والوں میں سے تھے البتہ حق تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ آپ کو یہ واقعہ بتا دیا تاکہ آپ کی نبوت کی دلیل بن جائے اور جو نسلیں مدت دراز سے چلی آ رہی ہیں اور اللہ کے احکام بھلا بیٹھی ہیں اور پہلے نبیوں کی وحی بھی کھو بیٹھی ہیں ان پر ثابت ہو جائے کہ واقعی آپ اللہ کے سچے نبی اور اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں پھر فرمایا کہ آپ مدین کے باشندے نہ تھے کہ ان کے نبی اور ان کی قوم کے حالات بیان کرتے جو اس وقت انہیں پیش آئے تھے لیکن ہم ہی رسول بنا کر بھیجنے والے ہیں ہمیں نے وحی بھیج کر آپ کو یہ ساری باتیں بتائیں اور تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

(۴۶) اور نہ آپ وادی طور کے کنارے پر تھے جب ہم نے آواز دی تھی۔ فرمایا (۱) وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى (الشعراء ۲۶/ ۱۰) اور جب آپ کے رب نے موسیٰ (علیہ السلام) کو آواز دی (۲) اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ (نازعات ۷۹/ ۱۶) جب انہیں ان کے رب نے وادی مقدس طویٰ میں آواز دی (۳) وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ (مریم ۱۹/ ۵۲) ہم نے انہیں طور کی سیدھی جانب سے آواز دی اور سرگوشی کے لئے نزدیک بلایا پھر فرمایا لیکن آپ کو اپنے رب کی مہربانی سے وہ تمام واقعات معلوم ہیں جن کا آپ نے مشاہدہ نہیں کیا تھا حق تعالیٰ نے اپنی عنایت سے آپ پر وحی بھیج کر تمام واقعات کی خبر کر دی اور لوگوں پر یہ عنایت فرمائی کہ آپ کو ان کا رسول بنا کر بھیج دیا تاکہ آپ ان کو بیدار فرما دیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی بیدار کرنے والا

نہیں آیا تھا تاکہ وہ اس سے راہ پا جائیں بس تو آپ اپنے رب کے پاس سے لے کر ان کے پاس آئے ہیں۔

(۴۷) یعنی ہم نے آپ کو ان کے پاس اس لئے بھیجا کہ ان پر ہماری حجت قائم ہو جائے اور اگر ان پر ان کے کفر و شرک کی وجہ سے اللہ کا عذاب آ جائے تو ان کے پاس کوئی عذر باقی نہ رہے اور یہ نہ کہہ سکیں کہ ان کے پاس تو کوئی نبی اور کوئی بیدار کرنے والا آیا ہی نہ تھا جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن مبارک کے اتارے جانے کا بیان فرما کر فرمایا (۱) اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى (انعام ۶/ ۱۵۶، ۱۵۷) تم یہ نہ کہہ سکو کہ وہ کتاب تو ہم سے پہلے دو گروہوں کے لئے تھی ہم تو اس کے پڑھنے پڑھانے سے قطعی بے خبر تھے یا یہ نہ کہہ سکو کہ اگر ہم پر کتاب اترتی تو ہم ان سے بہت زیادہ راہ یافتہ ہوتے اب تو تمہارے پاس تمہارے رب کے پاس سے صاف و قطعی دلیل اور ہدایت و رحمت آ چکی (۲) رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ (نساء ۴/ ۱۶۵) ہم نے رسولوں کو بشارت دینے والے اور بیدار کرنے والے بنا کر بھیجے تاکہ لوگوں کے لئے اللہ پر حجت باقی نہ رہ جائے۔ (۳) يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ (مائدہ ۵/ ۱۹) اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول رسولوں کی عدم موجودگی کے زمانے میں آیا ہے جو تم کو کھول کھول اللہ کا پیغام بتاتا ہے کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی خوش خبری دینے والا اور کوئی آگاہ کرنے والا نہیں آیا تھا سو اب بشیر و نذیر آ گیا ہے اس کی پیروی کرو۔

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى
اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۗ
وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى
مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا
يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ۭ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى
مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ ۧ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ
الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾ ۭ

ع ۴

''پھر جب ان کے پاس ہمارے پاس سے سچائی آ پہنچی تو بولے کہ انہیں ایسے (معجزے) کیوں نہیں دیئے گئے جیسے موسیٰ کو دیئے گئے تھے کیا انہوں نے ان معجزوں کا انکار نہیں کیا تھا جو ان سے پہلے موسیٰ کو دیئے گئے تھے انہوں نے کہہ دیا تھا کہ یہ دونوں جادوگر ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کر رہا ہے اور کہہ دیا تھا کہ ہم تو ان میں سے کسی کو بھی نہیں مانتے آپ فرما دیں کہ اگر تم سچے ہو تو اللہ کے پاس سے تم بھی کوئی ایسی کتاب لے آؤ جو ان دونوں سے زیادہ روشنی والی ہو میں اس کی پیروی کر لوں گا پھر اگر یہ آپ کی درخواست قبول نہ کریں تو یقین کر لیجئے کہ یہ اپنی خواہشوں کے پیروکار ہیں اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو اللہ کی روشنی کو چھوڑ کر خواہش پرست بن جائے یقیناً اللہ ایسے ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا بلاشبہ ہم ان کے لئے برابر کلام بھیجتے رہے تاکہ نصیحت مان لیں''۔

قیام حجت کے بعد عذاب آتا ہے: (۴۸) یعنی اگر لوگوں پر رسولوں اور کتابوں کے بھیجے بغیر عذاب آجاتا تو وہ یہ دلیل دیتے کہ ہمارے پاس تو کوئی رسول آیا ہی نہیں اب جبکہ ان کے پاس اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ ﷺ کی زبانی حق آگیا تو ہٹ دھرمی، سرکشی، کفر، جہالت اور بے دینی سے کہنے لگے کہ انہیں موسیٰ علیہ السلام کی طرح کثرت سے معجزے کیوں نہیں دیئے گئے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لکڑی کا معجزہ، ہاتھ کا معجزہ، طوفان کا معجزہ، ٹڈیوں کا معجزہ، جوؤں کا معجزہ، مینڈکوں کا معجزہ، خون کا معجزہ بے دینوں کو تنگ کرنے کے لئے اناج و پھلوں میں کمی کا معجزہ دریا کے پھاڑنے کا معجزہ، بادل کے سایہ کرنے کا معجزہ اور من وسلوی اتارنے کا معجزہ اور ان جیسے دیگر روشن ولاجواب کرنے والے حیرت انگیز معجزے دیئے گئے تھے۔

نالائق معجزے مانتے ہی نہیں: پھر فرمایا کیا آپ سے پہلے موسیٰ کو جو معجزے ملے تھے ان کا فرعون وفرعونیوں نے اور سرکشوں نے انکار نہیں کر دیا تھا اس قدر صاف وحیرت انگیز معجزوں کا مشاہدہ کرنے کے باوجود وہ اپنے کفر ہی پر اڑے رہے اور اللہ کے دیئے ہوئے معجزے نہیں مانے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارونؑ کو جادوگر بتا دیا کہ ایک دوسرے کا جادو میں معاون و مددگار بھی ہے فرمایا (۱) اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا (یونس ۱۰/ ۷۸) کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ان معبودوں سے ہمیں ہٹا دے جن کی عبادت پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اور تم دونوں کا سرزمین مصر میں تسلط ہو جائے ہم تم دونوں پر ایمان لانے والے نہیں (۲) فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا (مومنون ۲۳/ ۴۸) انہوں نے دونوں کو جھٹلایا پھر ہلاک ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ ہم تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے منکر ہیں اس مقام پر بیان تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے مگر چونکہ حضرت ہارونؑ ان کے ساتھ ایسے گھلے ملے تھے کہ ایک کے بیان کو دوسرے کے لئے کافی سمجھا گیا اس لئے ایک ہی کا ذکر کیا جیسے خیر وشر دونوں ملے جلے ہیں اور ایک کے ذکر سے لازمی طور پر دوسرا سمجھ لیا جاتا ہے۔

موسیٰؑ اور ہارونؑ پر جادو کا الزام: پھر فرمایا کہ دونوں جادوگر ہیں اور ایک دوسرے کی تصدیق کر رہا ہے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام دونوں جادوگر ہیں اور ایک دوسرے کی تعریف بیان کر رہا ہے۔

الزام کا جواب: (۴۹) یعنی اگر تم سچے ہو تو اللہ کے پاس سے کوئی ایسی کتاب لا کر دکھلاؤ جو قرآن وتورات سے زیادہ ہدایت والی ہو جس سے حق ثابت کرو اور باطل کو دفع کرو۔

رحمت عالم ﷺ کو تسلی: (۵۰) یعنی اگر آپ کی بات قبول نہ کی جائے اور حق کی پیروی نہ کی جائے تو آپ یقین مانیں کہ یہ بلا کسی سند کے خواہش پرست ہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں ہو سکتا جو بلا کسی دلیل کے جو اللہ کی کتاب سے لی گئی ہو اپنی خواہش کا پیروکار ہو یقیناً اللہ ایسے ظالموں کو سیدھی راہ کی راہنمائی نہیں فرماتا۔

(۵۱) یعنی ہم نے انہیں یعنی قریش کو تفصیل سے صاف صاف بتا دیا کہ اگلوں کے ساتھ ہم نے کیا کیا اور پچھلوں کے ساتھ کیا کریں گے۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾

''جن کو ہم نے اس سے پہلے کتابیں دیں وہ قرآن پر بھی ایمان لاتے ہیں اور جب وہ انہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہمارا اس پر بھی ایمان ہے واقعی یہ سچی کتاب ہے اور ہمارے رب کے پاس سے ہے ہم تو اس سے پہلے ہی مسلمان وفرمانبردار تھے انہیں کو ان کے صبر کے بدلے دہرا ثواب ملے گا یہ نیکی سے برائی کو دور کرتے ہیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں اور جب بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ موڑ لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے عمل ہمارے لئے ہیں اور تمہارے عمل تمہارے لئے تم پر سلام ہو ہم جاہلوں کی راہ کے طالب نہیں''۔

اہل کتاب کے اولیاء اللہ: (۵۲) اہل کتاب کے علمائے زہاد کا بیان ہے کہ وہ بھی قرآن پر ایمان رکھتے ہیں جیسا کہ فرمایا (۱) اَلَّذِيْنَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ (بقرہ۲/۱۲۱) جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ قرآن کی تلاوت کا حق ادا کر دیتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں (۲) اِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ (آل عمران ۳/۱۹۹) بعض اہل کتاب اللہ پر تمہاری طرف اتاری ہوئی کتاب پر اور اپنی طرف اتاری ہوئی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے آگے جھکے رہتے ہیں (۳) اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ (اسراء ۱۷/۱۰۷) جو لوگ اس سے پہلے علم والے ہیں جب یہ انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں اور یہ دعا مانگتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے یقیناً ہمارے رب کا وعدہ ضرور پورا ہو کر رہے گا (۴) وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً (مائدہ ۵/۸۲،۸۳) تم ایمان والوں سے محبت میں قریب تر عیسائیوں کو پاؤ گے کیونکہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور حق ماننے سے عار نہیں کرتے اور وہ جب رسول پر اتری ہوئی آیتیں سنتے ہیں تو تم حق پہچان لینے کی وجہ سے ان کی آنکھیں اشکبار دیکھو گے وہ یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے آقا ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اس لئے ہمیں بھی گواہوں کے ساتھ لکھ لے۔

آیت کا شان نزول: یہ آیت اور بعد والی آیت ان ستر عالموں کے بارے میں اتری جن کو نجاشی نے رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا جب یہ حضرات آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے انہیں مکمل سورۂ یٰسین پڑھ کر سنائی یہ سن کر رونے لگے اور مسلمان ہو گئے۔

(۵۳'۵۴) فرمایا کہ یہ تو اس سے پہلے ہی ایمان والے تھے یعنی قرآن پاک سے پہلے بھی ہم مسلمان یعنی موحد و مخلص اور اللہ کی دعوت قبول کرنے والے تھے۔ یعنی وہ لوگ جو ایسی خوبیوں والے ہیں کہ پہلی کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور دوسری پر بھی پھر فرمایا کہ ان کے صبر کی وجہ سے انہیں دہرا اجر ملے گا یعنی انہوں نے حق کی پیروی پر صبر کیا تھا اور حق پر صبر کرنا بڑا دشوار کام ہے اس لئے انہیں دہرا اجر ملے گا رحمت عالم ﷺ نے فرمایا تین قسم کے شخصوں کو دہرا اجر ملے گا اہل کتاب کو جو اپنے نبی پر ایمان لائے پھر مجھ پر ایمان لائے غلام کو جس نے اللہ کا حق اور اپنے سید کا حق ادا کیا اور اس شخص کو جس کے پاس ایک لونڈی تھی اس نے اسے اچھا ادب و تہذیب سکھا کر آزاد کر دیا پھر اس سے نکاح کر لیا (ب)۔

پھر فرمایا کہ وہ نیکی سے برائی دفعہ کرتے ہیں یعنی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ درگذر اور معاف کر دیتے ہیں اور ہماری دی ہوئی حلال پاکیزہ روزی میں سے مخلوق پر خرچ کرتے رہتے ہیں ان پر گھر والوں کے اور عزیزوں کے جو خرچ واجب ہیں برابر دیتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور خیرات وصدقات بھی دیتے دلاتے رہتے ہیں۔

اللہ والے بری مجلسوں اور برے لوگوں میں نہیں اٹھتے بیٹھتے: (۵۵) یعنی نہ ایسی مجلسوں میں اٹھتے بیٹھتے ہیں اور نہ ایسے لوگوں سے ملتے جلتے ہیں بلکہ شریفانہ گذر جاتے ہیں فرمایا وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (فرقان ۲۵/۷۲) اور جب وہ بے ہودہ باتوں کے پاس سے گذرتے ہیں تو بزرگانہ گذر جاتے ہیں ہیں یہ لوگ گذرے ہی چلے جاتے ہیں ٹھہرتے نہیں اور اگر کوئی احمق ان سے الجھ جائے اور ان کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کرے جن کا جواب ان کی شان کے لائق نہ ہو تو اس سے منہ موڑ لیتے ہیں اور اس کی طرح برے الفاظ استعمال نہیں کرتے ان کی زبان سے اچھی ہی باتیں نکلتی ہیں اس وجہ سے حق تعالیٰ نے ان کی طرف سے فرمایا کہ وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے عمل ہمارے لئے ہیں اور تمہارے عمل تمہارے لئے (جو جیسا کرے گا ویسا ہی بھرے گا) ہم جاہلوں کی روش اختیار نہیں کرتے اور نہ اسے پسند کرتے ہیں جب حبشے کے عیسائیوں کو آپ کی خبر ملی تو آپ کے پاس مکہ میں تقریباً بیس عیسائی آئے اس وقت آپ بیت اللہ میں تشریف فرما تھے یہ لوگ آپ کے سامنے بیٹھ گئے بات چیت کی اور سوالات کئے بیت اللہ کے چاروں طرف قریش کی بیٹھکیں تھیں جن میں قریشی موجود تھے پھر جب یہ عیسائی اپنے تمام اعتراضوں سے فارغ ہو گئے تو آپ نے انہیں اللہ کی دعوت دی اور قرآن پڑھ کر سنایا قرآن سنتے ہی ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اللہ کی دعوت قبول کر لی آپ پر ایمان لے آئے اور ان کی کتاب میں آپ کے جو اوصاف لکھے ہوئے تھے وہ اوصاف پہچان گئے جب یہ آپ سے رخصت ہونے لگے تو ابو جہل چند دیگر قریشیوں کے ہمراہ ان سے ملا اور کہنے لگا اے قافلہ والو تم کو اللہ ذلیل فرمائے تمہاری قوم نے تو تم کو اس شخص کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا تھا مگر تم اس کے پاس بیٹھتے ہی اس پر لٹو ہو گئے اپنا آبائی دین چھوڑ بیٹھے اور اس کی باتوں میں آ گئے اسے سچا بتانے لگے ہم تم سے زیادہ احمق کسی قافلہ کو نہیں جانتے یا اسی قسم کے الفاظ استعمال کئے ان اللہ کے بندوں نے یہ جواب دیا کہ تم پر سلام ہو ہم تمہارے ساتھ جاہلانہ باتیں کرنا نہیں چاہتے ہمارے عمل ہمارے ساتھ ہیں اور تمہارے عمل تمہارے ساتھ ہم نے اپنے لئے جس دین میں خیر و برکت دیکھی اسے قبول کر لیا۔ (سیرت ابن اسحاق)

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ
وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾ وَقَالُوا إِنْ نَتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفْ
مِنْ أَرْضِنَا ۚ أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ
رِزْقًا مِنْ لَدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾

''آپ جسے چاہیں ہدایت پر نہیں لا سکتے ہاں اللہ جسے چاہے ہدایت پر لا سکتا ہے اور وہی راہ پائے ہوئے لوگوں سے خوب واقف ہے انہوں نے کہا اگر ہم آپ کے ساتھ ہو کر ہدایت کی پیروی کر لیں تو اپنے ملک سے اچک لئے جائیں کیا ہم نے انہیں حرمت والے اور امن وامان والے حرم میں جگہ نہیں دی جہاں ہر قسم کے پھل کھنچے چلے آتے ہیں جو ہمارے پاس سے بطور روزی کے ہیں

لیکن ان میں سے اکثر لوگ بالکل ہی جاہل ہیں"۔

ہدایت دینا نہ دینا اللہ کا کام ہے: (۵۶) یعنی سیدھی راہ پر لے آنا آپ کا کام نہیں آپ کا کام تو صرف پیغام پہنچا دینا ہے آگے اللہ کا کام ہے کہ وہ جسے چاہے ہدایت دے دے اور جسے چاہے نہ دے ہدایت دینے نہ دینے میں اللہ کی حکمتیں پنہاں ہیں فرمایا (۱) لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰهُمْ (بقرہ۲/۲۷۲) انہیں راہ پر لے آنا آپ کے ذمے نہیں ہے ہاں اللہ جسے چاہے راہ پر لا سکتا ہے (۲) وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ (یوسف۱۲/۱۰۳) گو آپ کا کتنا ہی جی چاہے مگر اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں پھر فرمایا وہی راہ پائے ہوؤں کو خوب جانتا ہے یعنی انہیں خوب جانتا ہے جو ہدایت کے مستحق ہیں اور انہیں بھی جو ہدایت کے مستحق نہیں۔

ابو طالب کے مرض الموت کا واقعہ: یہ آیت ابو طالب کے بارے میں اتری (ق) جو رحمت عالم ﷺ کا مخلص خیر خواہ چچا اور آپ کا محافظ ونگراں آپ کی جانب سے سینہ سپر رہتے تھے۔ آپ کی طرفداری کرتے تھے اور آپ سے بے حد محبت کرتے تھے یعنی بھتیجے کی طبعی محبت تھی شرعی نہیں جب ان کا آخری وقت ہوا اور مرض الموت میں گرفتار ہوئے تو آپ نے انہیں ایمان کی آخری دعوت دی لیکن تقدیر غالب آئی اور یہ آخری وقت بھی دولت ایمان سے محروم ہی رہے۔ افسوس چلتے چلتے بھی ہاتھوں سے پھسل گئے اور آخری وقت بھی کفر ہی پر اڑے رہے اللہ اپنی حکمتوں کو خوب جانتا ہے۔ میسبؓ بن حزن فرماتے ہیں جب ابو طالب کا آخری وقت ہوا تو ان کے پاس رحمت عالم ﷺ تشریف لائے اس وقت ان کے پاس ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بھی بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا چچا جان آپ لا الہ الا اللہ پڑھ لیجئے تو میرے لئے اللہ کے ہاں آپ کی سفارش حلال ہو جائے گی فوراً ابو جہل اور عبداللہ نے کہا کیا آپ مرتے وقت عبدالمطلب کے مذہب سے پھر جائیں گے؟ لیکن آپ برابر ان سے یہی فرماتے رہے اور یہ دونوں شیطان انہیں ورغلاتے رہے آخر کار مرتے دم انہوں نے یہی کہا کہ میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں اور کلمہ توحید نہ پڑھا پھر بھی آپ نے فرمایا کہ تمہارے لئے استغفار کرتا رہوں گا جب تک کہ مجھے روک نہ دیا جائے پھر اللہ نے مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا (توبہ۹/۱۱۳) اتاری یعنی نبی کو اور ایمان والوں کو مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت مانگنا لائق نہیں خواہ وہ ان کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں جب ان کے سامنے ان کا جہنمی ہونا ظاہر ہو چکا ہے اور ابو طالب کے بارے میں اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ الخ اتری (ق) ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ان سے کہا چچا جان لا الہ الا اللہ پڑھ لیجئے میں قیامت کے دن آپ کے لئے اس کلمے کی گواہی دوں گا انہوں نے کہا مجھے قریشی برا بھلا کہیں گے اور یہ کہہ دیں گے کہ موت کی بے قراری سے گھبرا کر ابو طالب نے کلمہ پڑھ لیا اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو میں کلمہ پڑھ کر آپ کا دل ٹھنڈا کر دیتا اس پر اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ الخ اتری (مات) ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا بھتیجے یہ ہمارے بزرگوں کا مذہب ہے (اسے کیسے چھوڑ دوں) اور آخری کلمہ یہی کہا میں عبدالمطلب کے مذہب پر ہوں۔

اگر ہم مسلمان ہو جائیں تو اچک لئے جائیں: (۵۷) حق کی پیروی نہ کرنے کا بعض کافروں نے جو عذر پیش کیا تھا اس کا بیان ہے کہ انہوں نے رحمت عالم ﷺ سے کہا کہ اگر ہم اسلام قبول کر لیں تو ہمارے آس پاس کے رہنے والے قبیلے مخالف ہو جائیں گے اور ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہمیں ستائیں گے ہم سے لڑیں گے اور ہم جہاں ہوں گے لوٹ لئے جائیں گے حق تعالیٰ نے انہیں اس عذر کا جواب دیا کہ اللہ نے تم کو ایک امن وامان والے شہر میں جگہ دے رکھی ہے اور ایک حرمت والے مقدس شہر میں بسا رکھا

ہے جو ہمیشہ سے امن وامان والا رہا ہے پھر یہ بات کیسے سمجھ میں آ سکتی ہے کہ اللہ کفر وشرک کی حالت میں تو تم کو امن وامان اور سلامتی سے رکھے مگر اسلام وصداقت قبول کر لینے کے بعد امن وامان سے نہ رکھے پھر اس امن وامان والے اور حرمت والے شہر کی یہ خصوصیت بتائی گئی کہ اس میں چاروں طرف سے ہر قسم کے پھل کھنچے چلے آتے ہیں اور تمام ضروریات زندگی اور ہر قسم کی چیزیں بافراغت دنیا کے گوشوں سے کھنچ کھنچ کر آتی ہیں جو ہمارے پاس سے بطور روزی کے تم کو پہنچائی جا رہی ہیں لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے واقف نہیں اس لئے انہیں اسلام لانے کی حالت میں لوگوں کی ایذا اور مخالفت کا خیال پیدا ہوتا ہے اور یہ بودا عذر پیش کرتے ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ عذر حارث بن عامر بن نوفل نے پیش کیا تھا۔ (ن)

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا ۖ فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ﴿٥٨﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ﴿٥٩﴾

''ہم نے بہت سی ایسی بستیاں تباہ کر دیں جن کے باشندے اپنے عیش وعشرت میں اترا گئے تھے یہ ان کے گھر ہیں جو ان کے بعد تھوڑے ہی سے آباد ہوئے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں آپ کے رب کی یہ شان نہیں کہ وہ بستیوں کو ہلاک کر دے تاوقتیکہ ان میں سے ایک بڑی بستی میں کوئی رسول نہ بھیج دے جو انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے ہم بستیوں کو اسی حالت میں ہلاک کرتے ہیں جب ان کے باشندے ظالم بن جاتے ہیں''۔

سرکش شہر ہلاک کر دیئے جاتے ہیں: (۵۸) مکہ والوں کو بیدار کیا جا رہا ہے کہ ہم انہیں بستیوں کو ہلاک کرتے ہیں جو عیش و عشرت میں پڑ کر سرکشی پر اتر آتے ہیں اترانے لگتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا اور اس کی روزیوں کا شکر ادا نہیں کرتے دوسری آیت میں فرمایا وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً (نحل ۱۶/۱۱۲،۱۱۳) اللہ نے ایک بستی کی مثال بیان کی جو امن والی اور اطمینان وسکون والی تھی اور اس میں ہر طرف سے بافراغت روزی آیا کرتی تھی پھر اس کے باشندوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی آخر کار اللہ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو بھوک اور خوف کا مزہ چکھا دیا۔ اللہ کی قسم ان کے پاس انہیں میں سے ایک رسول بھی آیا مگر انہوں نے اس کو جھٹلا دیا پھر عذاب نے انہیں ظلم کی حالت میں آ پکڑا پھر فرمایا کہ یہ ہیں ان کے گھر جو ویران وکھنڈر ہیں یہ اجڑی بستیاں اب تک ویران واجاڑ ہیں اگرچہ کچھ گھروں میں آبادی ہوگئی ہے مگر وہ نہ ہونے کے برابر ہے پھر فرمایا کہ ہم ہی وارث ہیں یعنی اب یہ بستیاں اجاڑ وویران ہیں جن میں کوئی بھی رہنے والا نہیں۔

اللہ عدل وانصاف والا ہے: (۵۹) اللہ اپنے عدل وانصاف کا بیان فرما رہا ہے کہ وہ کسی کو ظلم سے ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ رسول وکتاب بھیج کر انہیں بیدار نہیں کر دیتا ام القریٰ مکہ کا نام ہے اسی مکہ میں ایک آخری رسول مبعوث فرمائے گئے جو امی ہیں آپ کا نام نامی اور اسم گرامی محمد رسول اللہ ﷺ ہے آپ عرب وعجم کے تمام شہروں کے نبی ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا (۱) لِتُنْذِرَ أُمَّ

الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا (انعام ۶/۹۲) تا کہ ام القریٰ کو اور اس کے اردگرد کی بستیوں کو بیدار فرمائیں۔ (۲) یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (اعراف ۷/ ۱۵۸) لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں (۳) لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ (انعام ۶/ ۱۹) تا کہ میں قرآن سے تم کو اور جس کو یہ پہنچ جائے اس کو سب کو بیدار کروں (۴) وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ (ھود ۱۱/ ۱۷) جو جماعت اسے نہ مانے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

آپ نے فرمایا میں دنیا کے ہر باشندے کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں (ق) اسی وجہ سے آپ پر نبوت و رسالت ختم ہے آپ کے بعد قیامت تک نہ کوئی نبی آنے والا اور نہ کوئی رسول آپ کی شریعت مطہرہ قیامت تک باقی رہے گی یہ بھی کہا گیا ہے کہ ام القریٰ سے اصل اور بڑی بستی مراد ہے یہ معنی بھی درست ہے۔

وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِیْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ثُمَّ هُوَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ﴿۶۱﴾

ع

”تمہیں جو چیز دی گئی ہے وہ دنیوی زندگی کا سامان اور اس کی رونق ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور پائیدار ہے کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے پھر کیا وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کر لیا ہو جسے وہ پانے والا ہے اس کی طرح ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیوی زندگی کا چند روزہ فائدہ دے رکھا ہے پھر وہ قیامت کے دن حاضر کیا جائے گا“۔

دنیا ناپائیدار و فانی ہے: (۶۰) دنیا کی حقارت اس کی ناپائیدار خوبصورتی اور اس کی زوال پذیر بہار کو بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ نے اپنے نیک بندوں کے لئے آخرت میں جو عظیم و پائیدار نعمتیں تیار فرما رکھی ہیں ان کے مقابلے میں دنیا کی کوئی حقیقت ہی نہیں فرمایا (۱) مَا عِنْدَكُمْ یَنْفَدُ (نحل ۱۶/ ۹۶) تمہارے پاس والی چیزیں فنا ہو جائیں گی اور اللہ کے پاس والی نعمتیں فنا نہ ہوں گی (۲) وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ (آل عمران ۳/ ۱۹۸) اور جو اللہ کے پاس نعمتیں ہیں وہ نیک لوگوں کے لئے خیر و برکات سے بھرپور ہیں۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم آخرت کے مقابلہ میں دنیوی زندگی کچھ بھی نہیں بس ایسی سمجھو جیسے کوئی سمندر میں انگلی ڈال کر نکال لے پھر جتنا اس سمندر کے مقابلہ میں انگلی میں پانی آیا ہے اسی طرح آخرت کے مقابلے میں دنیا ہے۔ پھر فرمایا کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے جو دنیا کو آخرت پر مقدم کر رہے ہو۔

مومن و کافر برابر نہیں ہو سکتے: (۶۱) یعنی ایک مومن جو نیک عمل کر رہا ہے اور اللہ کے وعدوں پر یقین رکھتا ہے کہ اسے لامحالہ ان کا صلہ ملنے والا ہے کیا ایک کافر کی طرح ہو سکتا ہے جو اللہ کے پاس جانے کو اس کے وعدوں کو اور اس کے ڈراوؤں کو جھٹلا رہا ہے وہ تو بس چند دن دنیوی زندگی میں اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھالے گا پھر جہنم کے عذابوں کا شکار ہو جائے گا (مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ یعنی

پھر وہ قیامت کے روز عذاب والوں میں سے ہوگا) سورہ صافات میں فرمایا فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ (صافات ۳۷/۵۵تا۵۹) جنت میں سے ایک مومن جب اپنے ساتھی کو جھانک کر دیکھے گا جو وہ جہنم میں جل بھن رہا ہوگا بولے گا اگر میرے رب کی مجھ پر نعمت نہ ہوتی تو آج میں بھی عذاب والوں میں سے ہوتا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ (صافات ۳۷/ ۱۵۸) بلاشبہ شیطانوں کو معلوم ہے کہ وہ عذاب والوں میں سے ہیں۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَاءِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٦٢﴾ قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا أَغْوَيْنَاهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۖ تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ﴿٦٣﴾ وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿٦٦﴾ فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾

”جس دن اللہ مشرکوں سے پکار کر فرمائے گا کہ تم نے جن کو اپنے گمان میں میرے شریک ٹھہرا رکھا تھا وہ کہاں ہیں جن پر عذاب کی بات واجب ہو چکی وہ کہیں گے کہ اے ہمارے آقا یہ وہی ہیں جن کو ہم نے بہکایا ہم نے انہیں اسی طرح بہکایا جس طرح ہم خود بہکے ہوئے تھے۔ ہم ان سے تیری سرکار میں دست بردار ہوتے ہیں کہ یہ ہماری عبادت نہیں کیا کرتے تھے اور کہا جائے گا کہ اپنے شریکوں کو آواز دے کر بلاؤ سو وہ چیخ چیخ کر انہیں بلائیں گے لیکن وہ انہیں جواب تک نہ دیں گے اور عذاب کا معائنہ کرلیں گے کاش یہ لوگ راہ پالیتے اور جس دن اللہ انہیں پکار کر پوچھے گا تم نے نبیوں کی کیا بات مانی تھی اس روز ان سے سارے حیلے بہانے گم ہو جائیں گے اور وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ بھی نہ سکیں گے ہاں جس نے توبہ کرلی ایمان لے آیا اور نیک عمل کئے یقین ہے کہ وہ نجات پا جائے گا“۔

مشرکوں پر ڈانٹ کا بیان: (۶۲) حق تعالیٰ قیامت کے دن مشرکوں کو جن الفاظ سے ڈانٹے ڈپٹے گا ان کا بیان ہے کہ انہیں پکار کر ان سے پوچھے گا کہ وہ جنہیں تم نے میرے شریک سمجھ رکھا تھا کہاں ہیں؟ وہ معبود کہاں ہیں جن کو تم دنیا میں پوجا کرتے تھے تمہارے دیوی دیوتا بت، اور تھان کہاں ہیں جن کی پرستش میں تم نے اپنا وقت ضائع کیا تھا کیا آج وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا تمہاری طرف سے بدلہ لے سکتے ہیں؟ یہ الفاظ انہیں شرمندہ اور پشیمان کرنے کے لئے کہے جائیں گے فرمایا وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى (انعام ۶/۹۴) ہم نے تمہیں جس طرح شروع میں تنہا تنہا پیدا کیا تھا اسی طرح تم آج ہمارے پاس آئے ہو اور اپنا مال

اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشی نہیں دیکھتے جن کو تم شریک سمجھ رہے تھے آج تم میں اور ان میں تمام تعلقات منقطع ہو گئے اور جن کو تم شریک سمجھ رہے تھے وہ تم سے کھو گئے۔

مشرکوں پر اللہ کا حکم ثابت ہو چکا: (۶۳) جن پر اللہ کے عذاب کا کلمہ واجب ہو چکا وہ شیطان' سرکش' مشرک اور کفر کی طرف بلانے والے لوگ ہیں یہ خود مشرکوں کے خلاف گواہی دیں گے کہ ہم جس طرح خود گمراہ تھے ہم نے انہیں بھی اپنی طرح گمراہ کیا تھا ہم آج تیری سرکار میں ان سے دست بردار اور بیزار ہیں یہ ہمیں نہ پوجا کرتے تھے ہم نے انہیں بہکایا تھا انہوں نے ہماری بات مان لی تھی پھر صاف کہہ دیں گے کہ یہ ہمارے پرستار نہ تھے فرمایا (ا) وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (مریم ۱۹:۸۱-۸۲) مشرکوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور معبود بنا لئے تا کہ وہ ان کے لئے عزت کا ذریعہ بنیں ہرگز نہیں عنقریب وہ تو ان کی عبادت ہی کا انکار کر دیں گے اور الٹے ان کے دشمن بن جائیں گے۔

(۶۴) ان سے کہا جائے گا کہ اپنے شریکوں کو بلاؤ کہ وہ تم کو اللہ کے عذاب سے بچالیں جیسا کہ تم دنیا میں ان سے توقع رکھا کرتے تھے چنانچہ پکاریں گے مگر ادھر سے جواب تک نہ آئے گا اب انہیں یقین ہو جائے گا کہ بس اب خیر نہیں اب تو یقیناً عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا پھر عذاب کو مشاہدہ کرنے کے بعد تمنا کریں گے کاش ہم دنیا میں سیدھی راہ پر ہوتے فرمایا وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ (کہف ۱۸/۵۲، ۵۳) جس دن حق تعالیٰ فرمائے گا میرے شریکوں کو آواز دو جن کو تم نے شریک بنا رکھا تھا چنانچہ وہ آواز دیں گے لیکن وہ انہیں جواب تک نہ دیں گے کیونکہ ہم ان کے درمیان ایک آڑ کر دیں گے اور مجرم آگ دیکھ کر یقین کر لیں گے کہ وہ اس میں ضرور ڈالے جائیں گے اور بچنے والے نہیں۔

رسالت کے بارے میں سوال: (۶۵ تا ۶۷) پہلا سوال توحید کے بارے میں تھا یہ سوال نبوت کے بارے میں ہے یعنی تم نے پیغمبروں کے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا کیا ان کی رسالت مانی تھی توحید و رسالت ہی کے بارے میں قبر میں سوال کیا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے؟ مومن تو لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھ دیتا ہے اور کافر افسوس کر کے کہتا ہے مجھے معلوم نہیں اسی وجہ سے قیامت کے دن اس کے پاس بجز خاموشی کے کوئی جواب ہی نہ ہو گا کیونکہ جو دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا اور راہ سے بہکا ہوا ہی رہے گا اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے فرمایا یعنی ان سے حجتیں کٹ جائیں گی اور ان کے دماغوں سے ہر عذر غائب ہو جائے گا قیامت کے دن حسب و نسب اور رشتے ناتوں کا کوئی سوال نہ ہو گا ہاں جس نے توبہ کر لی اور ایمان لا کر نیک عملوں میں مصروف رہا یقین ہے کہ وہ قیامت کے دن نجات پا جائے گا یہ بات اللہ کے فضل و کرم سے لامحالہ ہو کر رہے گی۔

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۭ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ
وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا
يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى
وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾

"اور آپ کا رب جس کو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے اور چن لیتا ہے ان میں سے کسی کو کوئی بھی اختیار نہیں حق تعالیٰ ان مشرکوں کی باتوں

سے پاک و بلند ہے اور آپ کا رب ان تمام باتوں کو جانتا ہے جن کو ان کے سینے چھپاتے ہیں اور جن کو یہ ظاہر کرتے ہیں وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اس کے لئے دنیا میں اور آخرت میں تعریفیں ہیں اسی کی حکومت ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹ کر جاؤ گے''۔

اللہ خلق و اختیار میں منفرد ہے: (۶۸) یعنی حق تعالیٰ اختیارات و پیدا کرنے میں تنہا ہے خلق و اختیار میں نہ کوئی اس سے جھگڑنے والا ہے اور نہ کوئی اس کا حکم ٹال سکتا ہے عدم وجود کا اسی کی مشیت پر دارومدار ہے تمام اچھی اور بری باتیں اس کے ہاتھ میں ہیں اور ہر پھر کر اسی کی طرف لوٹ جاتی ہیں وہ جسے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے ان چنے ہوئے اللہ کے بندوں میں سے کسی کو بھی کچھ اختیار حاصل نہیں۔

اللہ ہی اسرار و رموز سے خبردار ہے: (۶۹) یعنی حق تعالیٰ دلوں کے رموز و اسرار سے اسی طرح خبردار ہے جس طرح لوگوں کی ظاہری باتوں سے فرمایا سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ (الرعد ۱۳/۱۰) تم میں سے کوئی بات کو چھپائے یا ظاہر کرے اور رات میں چھپا ہوا یا دن میں ظاہر ہوا اللہ کے نزدیک سب برابر ہیں۔

اللہ ہی معبود ہے: (۷۰) یعنی معبودیت میں وہی تن تنہا ہے اس کے سوا کوئی معبود ہو ہی نہیں سکتا کہ جسے چاہے پیدا کرے اور جسے چاہے چنے وہ اپنے تمام افعال میں عدالت و حکمت کی وجہ سے لائق تعریف و توصیف ہے اسی کی حکومت ہے اس کا حکم کوئی ٹال نہیں سکتا کیونکہ وہ سب پر غالب ہے ہر کام میں اس کی رحمت و حکمت کارفرما ہے قیامت کے دن تم سب کو اس کے پاس لوٹ کر جانا ہے وہ ہر عامل کو اس کے اچھے برے عملوں کا بدلہ دے گا اس سے کسی کا کوئی عمل پوشیدہ نہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ
اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ
غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾
وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ
وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾

''آپ فرمادیں بھلا بتاؤ تو سہی اگر تم پر اللہ قیامت تک برابر رات ہی رات رکھے تو اللہ کے علاوہ کون ہے جو تمہارے پاس روشنی لے آئے کیا تم سنتے نہیں ہو آپ فرمادیں بھلا بتاؤ تو سہی اگر تم پر اللہ قیامت تک برابر دن ہی دن رکھے تو اللہ کے سوا کون ہے جو تمہارے پاس رات لے آئے جس میں تم آرام کر سکو دیکھتے نہیں ہو اسی نے تو اپنی مہربانی سے تمہارے لئے دن اور رات بنائے تاکہ رات میں آرام کرو اور دن میں روزگار تلاش کرو اور تاکہ شکر ادا کرو''۔

دن رات اللہ کے احسانات میں سے ہیں: (۷۱) حق تعالیٰ مخلوق پر اپنا ایک احسان ظاہر فرمار ہا ہے کہ ان کے لئے دن اور رات بنائے گئے جن کے بغیر ان کی زندگی ناممکن ہے اگر قیامت تک ہمیشہ رات ہی رہتی تو لوگ علاوہ نقصانات کے اس سے اکتا اور گھبرا جاتے پھر اللہ کے علاوہ کون ایسا تھا جو دن کی روشنی تمہارے پاس لے آتا جس میں تم دیکھتے بھالتے اور تمہارا دل بہلتا افسوس تم ایسی باتوں کو بھی سن کر نظر انداز کر دیتے ہو اور غور نہیں کرتے

(۷۲) اسی طرح اگر قیامت تک ہمیشہ دن ہی رہتا تو نقصانات کے علاوہ کام کاج کی کثرت سے لوگ تھک کر چور ہو جاتے زندگی وبال جان بن جاتی تھکن کیسے دور ہوتی اور تازگی کیسے پیدا ہوتی اللہ کے سوا کون ایسا ہے جو رات لے آئے جس میں تم آرام کر لو لیکن افسوس تم دیکھنے بھالنے کے باوجود بھی آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو اور قدرت کی نشانیوں کو دیکھتے نہیں۔

(۷۳) اللہ نے تم پر اپنی مہربانی فرمائی جو تمہارے لئے دن رات بنائے تاکہ رات میں آرام کرو اور دن میں روزگار تلاش کرو سفر کرو چل پھر سکو کاروبار میں لگ سکو محنت مزدوری کر سکو اور دن رات کی ان نعمتوں پر عبادتیں بجالا کر اس کا شکر ادا کرو جس کا ورد دن میں جاتا رہے وہ رات کو پورا کر لے اور جس کا رات میں جاتا رہے وہ دن میں پورا کر لے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا هُوَ الَّذِي جَعَلَ (فرقان ۲۵/۶۲) اسی نے رات دن کو ان لوگوں کے لئے آگے پیچھے آنے جانے والے بنایا جو ذکر کرنا چاہیں یا شکر کرنا چاہیں۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٧٤﴾ وَنَزَعْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٧٥﴾ ع

''اور جس دن اللہ مشرکوں سے پکار کر فرمائے گا کہ تم جنہیں میرا شریک سمجھا کرتے تھے وہ کہاں ہیں اور ہم ہر قوم میں سے ایک ایک گواہ الگ کر لیں گے اور حکم کریں گے کہ اپنی اپنی دلیلیں پیش کرو تب انہیں معلوم ہو جائے گا کہ حق اللہ ہی کی طرف ہے پھر ان سے ان کی افتراپردازیاں غائب ہو جائیں گی''۔

مشرکوں پر ڈانٹ: (۷۴) مشرکوں کو اس پکار سے بھی ڈانٹا ڈپٹا جائے گا حق تعالیٰ منظر عام پر انہیں آواز دے کر فرمائے گا کہ دنیا میں تم نے جو میرے شریک بنا رکھے تھے وہ کہاں ہیں۔

(۷۵) شہید سے مراد رسول ہے پھر فرمایا کہ ہم ان سے کہیں گے کہ شرک کے ثبوت میں دلیل لاؤ اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ حق وصداقت اللہ ہی کی طرف ہے جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور کوئی جواب نہ بن پڑے گا۔

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿٧٦﴾ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ

اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾

''یقین مانو قارون موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم میں سے تھا مگران پرظلم ڈھانے لگا ہم نے اسے اس قدر خزانے دیئے تھے کہ ان کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت پر بھی بھاری تھیں جب اس سے اس کی قوم نے کہا کہ اترایا مت کر کیونکہ اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں فرماتا اور جو مال حق تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے اس سے آخرت کے گھر کی بھی تلاش جاری رکھ اور اپنا دنیوی حصہ بھی نہ بھول دیکھ جس طرح اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی احسان کرتا رہ اور ملک میں فساد کا متلاشی نہ رہ کیونکہ اللہ شر پسندوں کو پسند نہیں فرماتا''۔

قارون کا بیان: (۷۶) قارون کے باپ کا نام یصحب بن قاہث تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے باپ کا نام عمران بن قاہث تھا ابن اسحاق کا خیال ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا تھا لیکن صحیح قول یہی ہے کہ چچا زاد بھائی تھا اس کا لقب منور تھا کیونکہ تورات پڑھتے وقت اس کی آواز نہایت اچھی معلوم ہوتی تھی لیکن سامری کی طرح منافق تھا اور مال کی کثرت پر نازاں تھا جو اسے لے ڈوبی یہ عوام سے بالشت بھر کپڑے نیچے رکھتا تھا تا کہ لوگوں میں ممتاز اور اونچے طبقے کا معلوم ہو پھر فرمایا کہ ہم نے اسے خزانے دیئے یعنی مال اس قدر عطا فرمایا کہ اس کی کنجیاں اٹھانے میں ایک طاقت ور جماعت کو دشواری پیش آتی تھی۔ قارون کے خزانوں کی چابیاں چمڑے کی تھیں اور ہر جداگانہ خزانے کی چابی انگلی کے برابر تھی جب یہ کہیں جاتا تو چابیوں کو ساٹھ خچروں پر لدوا کر اپنے ساتھ ساتھ رکھا کرتا تھا (خیثمہ) پھر فرمایا جب اس سے اس کی قوم نے کہا کہ اترا مت اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں فرماتا یعنی نیک اسرائیلیوں نے اسے نصیحت کی اور از راہ ہمدردی کہا کہ تم اپنے مال پر نہ اتراؤ اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں فرماتا جو اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔

(۷۷) یعنی حق تعالیٰ کے اس دیئے ہوئے مال کثیر کو نیک کاموں پر صرف کرو اور اللہ کی یہ نعمت نیک کاموں میں لگاؤ اور اللہ کی راہ میں دے کر اس کا قرب حاصل کرو جس سے دنیا اور آخرت میں پھلو پھولو اور اپنا دنیوی حصہ بھی نہ بھولو جو اللہ نے تمہارے لئے جائز فرمایا ہے حسب ضرورت کھاؤ' پیو' پہنو' مکان بناؤ اور شادی کرو۔ اس میں اللہ کا بھی حق ہے اور خود تمہارا بھی حق ہے بیوی بچوں کا بھی حق ہے اور مہمانوں کا بھی حق ہے اس لئے ہر حق دار کو اس کا حق ادا کرو جس طرح تم پر اللہ کا احسان وکرم ہے اسی طرح تم بھی اس کی مخلوق سے حسن سلوک کرو اور مغرور ہو کر لوگوں پر مظالم نہ ڈھاؤ حق تعالیٰ شر پسندوں کو پسند نہیں فرماتا۔

قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ؕ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾

''بولا یہ مال مجھے اپنی فہم ودانش ہی کی وجہ سے ملا ہے کیا اسے یہ معلوم نہیں کہ اللہ نے اس سے پہلے بہت سی قومیں تباہ کر دیں جو اس سے بھی بہت زیادہ طاقتور اور دولت مند تھیں اور ایسے وقت مجرموں کے گناہوں سے باز پرس نہیں کی جاتی۔'' یعنی بغیر پوچھے جہنم رسید کیا جاتا ہے (پڑھا نہیں جاتا)

قوم کی نصیحت سن کر قارون کا جواب: (۷۸) یہ قارون کا جواب ہے جب لوگوں نے اسے نصیحت کی سمجھایا بجھایا اور اچھی بات بتائی تو بولا مجھے تمہاری نصیحتوں کی ضرورت نہیں کیونکہ حق تعالیٰ نے مجھے جو یہ مال دیا ہے تو اس لئے دیا ہے کہ اسے معلوم ہے کہ میں اس کا حقدار ہوں اللہ کو مجھ سے محبت ہے اسی لئے اس نے مجھے اس کثیر دولت سے نوازا فرمایا فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ (زمر ۳۹/۴۹) جب انسان کو کوئی دکھ پہنچتا ہے تو ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اسے اپنی نعمت عطا کر دیتے ہیں تو کہتا ہے مجھے یہ اس لئے دی گئی ہے کہ اللہ کو معلوم تھا کہ میں اس کا حق دار ہوں وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً (فصلت ۴۱/۵۰) اگر ہم تکلیف کے بعد اسے اپنی رحمت چکھادیں تو یہی کہتا ہے کہ اس کا تو میں مستحق تھا۔

حق تعالیٰ نے اس بات کی کہ اللہ کو مجھ سے محبت ہے تردید فرمائی کہ کیا اسے اب تک یہ معلوم نہیں کہ اس سے کہیں زیادہ بڑی بڑی طاقت ودولت والے اللہ کے عذاب سے ہلاک کر دیئے گئے اگر اللہ کو ان سے محبت ہوتی تو کیوں ہلاک ہوتے معلوم ہوا کہ مال اللہ کی محبت کی دلیل نہیں بلکہ آزمائش ہے مال والے ناشکری اور احسان فراموشی ہی کی وجہ سے تباہ ہوئے مجرموں سے کثرت گناہ کی وجہ سے باز پرس نہیں کی جاتی اور عذاب الٰہی کا شکار بنا دیئے جاتے ہیں۔ قارون کہتا تھا کہ مجھ میں اچھائی ہے مجھ پر اللہ کی مہربانی ہے اور میں اس کے فضل وکرم میں جھول رہا ہوں۔

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَیْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾

''پھر وہ اپنے پورے بناؤ سنگھار کے ساتھ اپنی قوم میں نکلا (اسے دیکھ کر) دنیادار کہنے لگے کاش ہمیں بھی کسی طرح وہ مال مل جاتا جو قارون کو ملا ہوا ہے واقعی یہ بڑے نصیبے والا ہے ارباب علم بولے نادانوں بہتر چیز تو وہ ثواب ہے جو اللہ ایمان والوں کو اور نیک عمل والوں کو عطا فرمائے گا یہ نعمت انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر والے ہیں''۔

---

(۷۹) یعنی ایک دن قارون پوری سج دھج کروفر اور شان وشوکت سے عمدہ اور نفیس سواریوں پر زرق برق لباس میں مع اپنے نوکر چاکر اور خدمت گاروں کے نکلا لوگوں میں دھوم مچ گئی کہ قارون کی سواری آرہی ہے اس پر دنیا کے متوالوں کی للچائی ہوئی نگاہیں پڑ رہی تھیں اور اس کی شان آرائش پر ریجھے ہوئے تمنا کر رہے تھے کہ قارون کی طرح ہمارے پاس بھی مال ہوتا ہم بھی اس کی طرح سونے اور چاندی کے ڈھیروں سے کھیلا کرتے اس میں کوئی شک نہیں قارون بڑا خوش نصیب اور زبردست تقدیر کا مالک

ہے۔

(۸۰) جب ان کی یہ تمنائیں عالموں نے سنیں تو انہیں خیر خواہی کے طور پر سمجھایا اور کہا افسوس تمہیں خوش نصیبی کی تمیز نہیں آخرت میں حق تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو جو ثواب عطا فرمائے گا وہ اس جاہ وحشم سے جسے تم دیکھ رہے ہو بہت بہتر ہوگا حق تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی شخص کے دل میں ان کا خیال گذرا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ الخ (سورہ سجدہ ۳۲/ ۱۷) کسی شخص کو معلوم نہیں کہ نیک بندوں کے لئے کیا کیا آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی نعمتیں چھپا کر رکھی گئی ہیں جو عملوں کے بدلے میں ہوں گی پھر فرمایا وہ صبر کرنے والوں کو نصیب ہوں گی یعنی جنت اور اس کی بہاریں۔

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع

''پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا اور اللہ کے علاوہ کوئی جماعت ایسی نہ تھی کہ اس کی مدد کرتی اور نہ وہ خود بدلہ لے سکا اور جو کل اس کا سا مرتبہ حاصل کرنے کی تمنا کر رہے تھے کہنے لگے دیکھتے نہیں اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ کر لیتا ہے اگر اللہ کا ہم پر احسان نہ ہوتا تو ہمیں بھی زمین میں دھنسا دیتا دیکھتے نہیں احسان فراموشوں کو کامیابی نصیب نہیں ہوتی''۔

قارون کا خوفناک انجام: (۸۱) اوپر قارون کے آغاز کا اور ظاہری شوکت وسطوت اور اتراہٹ کا بیان تھا یہاں اس کے خوفناک انجام کا بیان ہے کہ معہ اپنی دولت کے زمین میں دھنسا دیا گیا۔

قارون کے حق میں موسیٰ علیہ السلام کی بد دعا: کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بد دعا سے قارون ہلاک ہوا آپ نے کیوں بد دعا کی؟ اس کا علم اللہ کو ہے اس نے اس کی وجہ بیان نہیں کی البتہ یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ کے پیغمبر اس کے بندوں کے خیر خواہ ہوتے ہیں لہٰذا بلا کسی وجہ معقول کے بد دعا نہیں کرتے یقیناً اس نے کوئی ایسی حرکت کی ہوگی جس سے وہ بد دعا کا مستحق ہوا ہوگا اور پھر اس کے حق میں اللہ کے نبی نے بد دعا کی ہوگی۔

پھر فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی جماعت اس کی حمایت میں کھڑی نہیں ہوئی نہ خزانہ کام آیا نہ دولت اور نہ نوکر چاکر اس سے اللہ کا عذاب کوئی نہ ہٹا سکا اور نہ وہ خود ہی بدلہ لے سکا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حال میں کہ ایک شخص اپنا تہہ بند لٹکائے اتراتا ہوا جا رہا تھا اتنے میں وہ زمین میں دھنسا دیا گیا اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا (ب) (۲) ہم سے پہلے لوگوں میں سے

ایک شخص دو سبز چادروں میں اکڑتا ہوا جا رہا تھا حق تعالیٰ کے حکم سے زمین نے اسے پکڑ لیا اب وہ اس میں حشر تک دھنستا ہی رہے گا (ا) باسناد حسن۔

قارون کا خوفناک انجام دیکھ کر لوگ ڈر گئے: (۸۲) کل جن لوگوں نے اس کا کروفر دیکھا تھا اور ان کے منہ میں پانی بھر آیا تھا اس کا زرق برق لباس وسواری دیکھ کر آنکھیں چکا چوند ہوگئی تھیں اور قارون کو بڑا خوش نصیب سمجھ کر اللہ سے دعائیں مانگ رہے تھے کہ ہمیں بھی ایسی ہی عزت وعظمت عطا فرما آج جب وہ زمین میں دھنس گیا تو کہنے لگے تم دیکھتے نہیں اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے روزی فراخ فرما دیتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ کر دیتا ہے یعنی مال اللہ کی رضا کی نشانی نہیں کیونکہ حق تعالیٰ دیتا بھی ہے اور نہیں بھی دیتا تنگی فراخی قبض وبسط اور عزت وذلت اللہ ہی کے اختیار میں ہے اس کا ہر کام سرتاپا حکمت وحجت ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے روزیوں کی طرح اخلاق بھی بانٹ دیئے ہیں وہ مال تو دوست دشمن سب ہی کو دیتا ہے مگر ایمان دوست ہی کو عطا فرماتا ہے پھر فرمایا اگر ہم پر اللہ کا لطف واحسان نہ ہوتا تو اس کی طرح ہم بھی زمین دوز کر دیئے جاتے کیونکہ ہم نے بھی اسی جیسی عزت وعظمت کی تمنا کی تھی دیکھتے نہیں اللہ ایسے کافروں کو کامیاب نہیں فرماتا یعنی قارون کافر تھا اور کافر نہ دنیا میں فلاح پاتے ہیں اور نہ آخرت میں۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي
الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ
فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا
السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾

''یہ آخرت کا گھر ہم ان کو دیتے ہیں جو دنیا میں اونچا بننا نہیں چاہتے اور نہ فساد مچاتے ہیں اور انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے جو نیکی لے کر آئے گا اسے اس سے بہتر صلہ ملے گا اور جو برائی لائے گا تو برائی کرنے والوں کو ان کی کی ہوئی برائیوں کا بدلہ دیا جائے گا''۔

آخرت کی نعمتیں اللہ والوں کے لئے ہیں: (۸۳) یعنی آخرت اور اس کی پائیدار ولازوال نعمتیں اللہ نے اپنے ایمان والے منکسر المزاج بندوں کے لئے مقرر فرمائی ہیں جو دنیا میں اللہ کی مخلوق کو حقیر نہیں سمجھتے ان پر ناحق اپنی بڑائی نہیں جتاتے اور ان پر ظلم وتعدی نہیں کرتے۔

علیؓ فرماتے ہیں اگر کسی کو اپنے جوتے کا تسمہ اچھا معلوم ہو تو یہ بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔ یعنی جب اس پر فخر کرے اور دوسروں کو حقیر جانے کیونکہ یہی بات قابل مذمت ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا میرے پاس وحی آئی ہے کہ آپس میں تواضع اور عاجزی سے پیش آؤ کوئی کسی پر نہ فخر کرے اور نہ زیادتی اگر کسی کو جوتے کا تسمہ محض خوبصورتی کی وجہ سے اچھا معلوم ہوتا ہو تو اس میں کوئی برائی نہیں۔ کسی نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا کہ میں اپنے کپڑوں اور جوتے کو اچھا دیکھنا پسند کرتا ہوں کیا یہ غرور

ہے؟ فرمایا نہیں اللہ خوبصورتی پسند فرماتا ہے۔

(۸۴) یعنی قیامت کے دن ایک نیکی کا ثواب دس گناہ ملے گا۔ اول تو انسان کی نیکی سے اللہ کا ثواب بہت اچھا ہے پھر اضافے کی صورت میں تو سونے پر سہاگہ ہے کیونکہ یہ فضل وکرم کا مقام ہے پھر فرمایا کہ ایک بدی کا بدلہ ایک ہی بدی ملے گا اس میں نیکی کی طرح اضافہ نہ ہوگا یہ عدل کا مقام ہے فرمایا مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ (نمل ۲۷/۹۰) جو برائی لے کر آئیں کے وہ منہ کے بل جہنم میں جھونک دیے جائیں گے یہ تمہارے عملوں کا بدلہ ہے یہ عدل کا مقام ہے۔

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ۚ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ مَن جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٨٥﴾ وَمَا كُنتَ تَرْجُو أَن يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أُنزِلَتْ إِلَيْكَ ۖ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۘ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٨﴾

''دیکھیئے جس نے آپ پر قرآن فرض کیا ہے وہ آپ کو دوبارہ پہلی جگہ لے آئے گا آپ فرما دیں میرا رب خوب جانتا ہے کہ کون ہدایت لے کر آیا ہے اور کون کھلی گمراہی میں ہے آپ کو یہ امید بھی نہ تھی کہ آپ پر کتاب اتاری جائے گی مگر یہ آپ کے رب کی مہربانی ہے خبردار ہرگز بھی کافروں کے مددگار نہ بننا اور آپ پر کتاب اتارے جانے کے بعد یہ کافر آپ کو اللہ کی آیتوں کی تبلیغ سے نہ روکنے پائیں آپ اپنے رب کی طرف بلاتے رہیں اور مشرکوں میں سے نہ ہوں اور اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کریں اس کے سوا کوئی معبود نہیں بجز اس کی ذات کے ہر چیز فنا ہونے والی ہے اسی کی حکومت ہے اور اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے''۔

تبلیغ کا حکم: (۸۵) رحمت عالم ﷺ کو حکم ہے کہ لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچا دیں اور انہیں قرآن سناتے رہیں اللہ آپ کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کر کے پوچھے گا کہ پیغام رسالت پہنچایا تھا کہ نہیں۔ فرمایا (۱) فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ (اعراف ۷/۶) ہم ان سے بھی پوچھیں گے جن کی طرف رسول بھیجے گئے تھے۔ اور نبیوں سے بھی..... (۲) يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ (مائدہ ۵/۱۰۹) جس دن اللہ رسولوں کو جمع کر کے ان سے پوچھے گا کہ تمہاری بات کہاں تک مانی گئی (۳) وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ (زمر ۳۹/۶۹) اور انبیاء اور گواہ لائے جائیں گے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ اللہ قیامت کے دن آپ کو جنت میں لے جا کر آپ سے قرآن کے بارے میں پوچھے گا۔

پھر فرمایا آپ فرما دیں میرا رب خوب جانتا ہے کہ کون ہدایت لے کر آیا ہے اور کون کھلی گمراہی پر ہے یعنی آپ اپنے مخالفوں اور مشرکوں سے جو آپ کو جھوٹا مانتے ہیں فرما دیں کہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ تم ہدایت پر ہو یا میں۔ عنقریب تم کو معلوم ہو

جائے گا کہ حسن انجام کس کا ہوتا ہے اور دنیا اور آخرت میں کون پھلتا پھولتا ہے۔

منصب نبوت اللہ کی نعمت عظمیٰ ہے: (۸۶) اللہ اپنے رسول کو اور لوگوں کو اپنی نعمت عظمیٰ یاد دلا رہا ہے وحی اترنے سے پہلے آپ کو یہ وہم وگمان بھی نہ تھا کہ آپ پر آسمان سے وحی آیا کرے گی لیکن اللہ کی رحمت جوش میں آئی اور اس نے آپ کو اس نعمت سے سرفراز فرمایا خبردار آپ کافروں کے معاون نہ بنیں اور انہیں چھوڑے رکھیں اور ان کے خلاف رہیں۔

کامرانی کی بشارت: (۸۷) یعنی آپ مشرکوں کی مخالفت کریں اور اس کی پرواہ نہ کریں کہ وہ لوگوں کو سیدھی راہ سے روک رہے ہیں کیونکہ اللہ آپ ہی کا بول بالا کرنے والا آپ ہی کے دین کو پروان چڑھانے والا اور تمام دینوں پر غالب کرنے والا ہے آپ تو بس اپنے رب کی (جس کا کوئی شریک نہیں اور اکیلا ہے) عبادت کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیں اور مشرکوں سے الگ تھلک رہیں۔

معبود اللہ ہی ہے: (۸۸) یعنی عبادت اللہ ہی کے لائق ہے اسے اس کی عظمت ہی کی وجہ سے معبود مانا جاتا ہے بجز اس کی ذات اقدس کے ہر چیز فانی ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا لبید شاعر نے نہایت سچی بات کہی ہے یاد رکھو اللہ کے سوا ہر چیز ہیچ ہے کیونکہ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا وہی زندہ اور کائنات کو سنبھالنے والا ہے فرمایا کُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ (رحمٰن ۵۵/ ۲۶، ۲۷) زمین پر رہنے والا ہر شخص فانی ہے آپ کے عظیم جلال وعزت والے رب کی ذات ہی باقی رہے گی یا تمام عمل باطل ہیں بجز ان عملوں کے جو اللہ کی رضا کے لئے کئے جائیں۔

پھر فرمایا کہ اللہ کی ہی بادشاہت ہے کائنات میں اسی کا حکم چلتا ہے کوئی اس کا حکم ٹالنے والا نہیں قیامت کے روز تم سب اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے پھر وہ تم کو تمہارے اچھے برے عملوں کی جزا و سزا دے گا۔

الحمد للہ سورہ قصص کی تفسیر مکمل ہوگئی اللہ قبول فرمائے اور راضی ہو جائے۔ آمین

سورۂ عنکبوت

یہ انتیسویں سورہ ہے بترتیب مصحف ۸۵ ویں سورہ ہے بترتیب نزول۔ یہ مکی سورہ ہے اس میں ۶۹ آیتیں اور ۷ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

الٓمّٓ ۝۱ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ يُّتۡرَكُوۡۤا اَنۡ يَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَهُمۡ لَا
يُفۡتَنُوۡنَ ۝۲ وَلَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَلَيَعۡلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ
صَدَقُوۡا وَلَيَعۡلَمَنَّ الۡكٰذِبِيۡنَ ۝۳ اَمۡ حَسِبَ الَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ
اَنۡ يَّسۡبِقُوۡنَا ؕ سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ ۝۴

''میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان اور انتہائی رحم والا ہے

الم (کے معنی تو اللہ ہی جانتا ہے) کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ اس کہنے پر کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی ہم نے تو ان سے پہلوں کی بھی آزمائش کی ہے لہٰذا اللہ تو سچوں اور جھوٹوں کو جان کر ہی رہے گا کیا جو لوگ برائیاں کرتے ہیں انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ وہ ہمارے قابو سے نکل جائیں گے؟ ان کے یہ فیصلے برے ہیں''۔

(۱) یہ حروف مقطعات ہیں ان کا معنی اللہ ہی جانتا ہے۔

مومن کو بقدر ایمان کے آزمایا جاتا ہے: (۲۔۳) یعنی مومن بقدر ایمان کے ضرور آزمایا جاتا ہے جیسا کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ کڑی آزمائش نبیوں کی ہوتی ہے پھر نیکوں کی پھر ان سے کم درجے والوں کی پھر ان سے کم درجے والوں کی انسان کی جانچ بقدر ایمان کے ہوتی ہے اگر وہ دین میں پکا ہے تو جانچ بھی سخت ہوتی ہے دوسری جگہ فرمایا اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا (توبہ ۹/۱۶) کیا تمہارا گمان ہے کہ تم چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ ہنوز اللہ نے تم میں سے مجاہدوں کو اور صبر کرنے والوں کو جدا جدا نہیں فرمایا اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا (بقرہ ۲/۲۱۴) کیا تمہارا گمان ہے کہ تم جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ہنوز پہلے لوگوں جیسے امتحان کے موقعے تم پر نہیں آئے کہ انہیں بھوک و بیماری کا شکار ہونا پڑا اور وہ جھنجھوڑے گئے یہاں تک کہ رسول بھی اور ان کے ساتھ ایمان والے بھی کہنے لگے کب اللہ کی مدد آئے گی یاد رکھو اللہ کی مدد نزدیک ہے یہاں بھی یہی فرمایا کہ جب تک اللہ سچوں اور جھوٹوں کو الگ الگ نہیں فرمادے گا برابر جانچ ہوتی رہے گی۔

بے ایمان فتنوں سے بچنے والے نہیں: (۴) یعنی بے ایمان یہ نہ سمجھیں کہ ہم فتنوں سے بچ جائیں گے کیونکہ انہیں قیامت کے دن وہ وہ ہولناک سزائیں بھگتنی پڑیں گی جو بیان سے باہر ہیں دنیوی تکلیفیں تو کچھ بھی نہیں۔ کافر ہمارے قابو سے باہر نہیں ہو سکتے ان کا اس قسم کا خیال غلط ہے۔

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۵ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۷

''جو اللہ سے ملنے کی توقع رکھتا ہو تو اللہ کی مقرر مدت تو یقیناً آنے والی ہے اور وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے اور جو کوشش کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے کوشش کرتا ہے یقیناً اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے اور جو ایمان لا کر نیک عملوں میں لگے ہوئے ہیں ہم ان سے ان کی برائیاں مٹا کر رہیں گے اور انہیں ان کے عملوں کا بہترین بدلہ دیں گے''۔

امیدوار کی امیدیں ضرور برآئیں گی: (۵،۶) یعنی جو آخرت میں اللہ سے نیک عملوں پر ثواب کی امیدیں رکھتا ہو گا اللہ اس کی امیدیں بر لائے گا اور اسے بھرپور اور کامل بدلہ عطا فرمائے گا ایسا لامحالہ ہو کر رہے گا کیونکہ اللہ دعائیں سننے والا اور کائنات سے

خوب خبردار ہے دوسری جگہ فرمایا مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ (فصلت ۴۱/۴۶) جو نیکی کرے گا اپنے ہی لئے کرے گا یعنی نیکیوں کا نیکوں ہی کو ثواب ملے گا اللہ کو تو کسی کی نیکیوں کی ضرورت نہیں اگر تمام دنیا ایک پارسا شخص جیسی بن جائے تو اس کے ملک میں کچھ اضافہ نہیں ہوگا۔

مومنوں کو نیک صلہ کی بشارت: (۷) یعنی اللہ باوجودیکہ تمام لوگوں سے بے نیاز ہے اور ان کے ساتھ احسان وسلوک برابر کرتا رہتا ہے مگر ایمان والوں کو اور اچھے عمل کرنے والوں کو ان کے نیک عملوں کا بہترین صلہ عطا فرمائے گا اور ان کے گناہ مٹا دے گا اللہ ذرا سی نیکی قبول فرما کر دس گنا ثواب دیتا ہے اور دس گنے سے لے کر سات سو تک بڑھا دیتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور برائی کو معاف کر دیتا ہے یا برابر سرابر سزا دیتا ہے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ (نساء ۴/۴۰) اللہ ذرے کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور نیکی کو بڑھاتا ہے اور اپنے پاس سے زبردست صلہ عطا فرما دیتا ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۭ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۭ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝۹

''اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اگر وہ یہ کوشش کریں کہ تم میرے ساتھ ایسی چیزیں شریک کرلو جن کے شرک پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں تو ان کی بات نہ مانو تم سب کو لوٹ کر میرے ہی پاس آنا ہے پھر میں تم کو تمہارے عمل بتادوں گا اور جو لوگ ایمان والے اور نیک کام کرنے والے ہیں۔ انہیں یقیناً نیک بندوں میں داخل کرلیں گے''۔

ماں باپ کی اطاعت کا حکم: (۸) پہلے توحید کا شوق دلایا پھر حکم فرمایا کہ ماں باپ کی اطاعت کرو اور ان سے حسن سلوک سے پیش آؤ کیونکہ ماں باپ وجود کا سبب ہیں ان کا اولاد پر بڑا احسان ہے باپ تو کما کر کھلاتا پلاتا ہے اور ماں کی مامتا مشہور ہی ہے اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے فرمایا وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا (اسراء ۱۷/۲۳،۲۴) آپ کے رب کا یہ حکم ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی بھی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو اگر تمہارے سامنے ماں یا باپ یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو انہیں ہوں تک نہ کرو نہ انہیں جھڑکو بلکہ ان سے محبت بھری باتیں کرو اور انکساری کے ساتھ شفقت سے ان کے آگے جھکے رہو اور یہ دعا مانگتے رہو کہ اے اللہ ان پر رحم فرما جیسے انہوں نے مجھے بچپن میں پالا تھا پھر ان کے عظیم احسانات پر باوجود اتنی نرمی اور محبت بھرے سلوک کے شریعت کے حکم کے خلاف ان کی بات نہ ماننے کا بھی حکم دیا گیا۔

شریعت کے خلاف ماں باپ کا حکم نہ مانو: (۹) یعنی اگر وہ یہ چاہیں کہ تم ان کی طرح مشرک بن جاؤ تو یہ بات کبھی نہ مانو بلکہ انہیں بھی شرک سے بچانے کی کوشش کرو کیونکہ تم سب کو ہر پھر کر رب ہی کے پاس آنا ہے پھر وہ تم کو ان کے ساتھ حسن سلوک کا اور شریعت کے خلاف ان کی بات نہ ماننے کا ثواب عطا فرمائے گا اللہ تمہیں نیک لوگوں کے ساتھ اٹھائے گا ماں باپ کے ساتھ نہیں گو تم دنیا میں ان کے قریب ترین عزیز تھے کیونکہ انسان قیامت کے دن انہیں کے ساتھ اٹھایا جائے گا جن سے وہ دنیا میں دینی محبت کیا کرتا تھا۔ اسی لئے فرمایا کہ ہم نیکوں کو نیکوں ہی میں شامل رکھیں گے۔ سعدؓ فرماتے ہیں میرے بارے میں چار آیتیں اتریں پھر

آپ نے اپنا واقعہ بیان فرما کر کہا کہ میری ماں نے فرمایا کیا اللہ نے تم کو نیکی کا حکم نہیں دیا؟ اللہ کی قسم نہ میں کھانا کھاؤں گی اور نہ پانی پیوں گی جب تک مر نہ جاؤں یا تم کافر نہ بن جاؤ لوگ زبردستی ان کے منہ میں نوالے ٹھونسا کرتے تھے اس پر وَوَصَّيْنَا سے بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُوْنَ تک دو آیتیں اتریں (ما دنت)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۭ وَلَىِٕنْ جَاۗءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۭ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝۱۱

''بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن جب انہیں اللہ کی راہ میں ستایا جاتا ہے تو لوگوں کے فتنے کو اللہ کے عذاب کی طرح سمجھتے ہیں اور اگر آپ کے رب کی طرف سے مدد آ جائے تو کہنے لگتے ہیں ہم تو تمہارے ہی ساتھ تھے کیا اللہ دنیا والوں کی دلی باتوں کو اچھی طرح سے جاننے والا نہیں؟ اور یقیناً اللہ ایمان والوں کو ظاہر ہی کر کے رہے گا اور منافقوں کو بھی''۔

منافقوں کی عادتوں کا بیان: (۱۰) ان جھوٹوں کی عادتوں کا بیان ہے جو زبان سے تو ایمان کے دعویدار ہیں لیکن ان کے دلوں میں ایمان نہیں کہ جب دنیا میں انہیں ایمان کی راہ میں ستایا جاتا ہے تو گھبرا کر سمجھنے لگتے ہیں کہ ان پر اللہ کا عذاب آ گیا اور اسلام کو چھوڑ دیتے ہیں ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب لوگ اللہ کی راہ میں انہیں ایذا دیتے ہیں تو یہ اپنے دین سے پھر جاتے ہیں یہی ان کا فتنہ ہے فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ (حج ۲۲/۱۱،۱۲) ایسے بھی لوگ ہیں جو اللہ کی عبادت ایک کنارے پر کرتے ہیں پھر اگر انہیں بھلائی پہنچتی ہے تو مطمئن ہو جاتے ہیں اور، گر فتنہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو مرتد ہو جاتے ہیں یہ دنیا اور آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہیں یہ نقصان تو کھلا ہوا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکیں اور نہ فائدہ یہی دور والی گمراہی ہے پھر فرمایا کہ اگر اللہ کی مدد آ جائے تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے دینی بھائی ہیں یعنی اگر تم کسی ملک کو فتح کر لو اور مال غنیمت ہاتھ آ جائے تو دینی بھائی ہونے کا دعویٰ کرنے لگتے ہیں فرمایا الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ (نساء ۴/۱۴۱) جو تم پر مصائب کے انتظار میں رہتے ہیں پھر اگر تم کو اللہ کی طرف سے فتح نصیب ہو جائے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ اور اگر ناگہانی کافر غالب آ جائیں تو کہتے ہیں کیا ہم نے تمہارا ساتھ نہیں دیا تھا اور تم کو ایمان والوں سے نہیں بچایا تھا؟ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ (مائدہ ۵/۵۲) یقین ہے کہ اللہ فتح یا کوئی اور بات اپنے پاس سے لے آئے پھر یہ اپنی دلی باتوں پر پشیمان ہوں پھر فرمایا کیا اللہ کو دنیا والوں کی دلی باتوں کی خبر نہیں؟ یعنی گو یہ تمہاری موافقت جتائیں مگر اللہ تو ان کے دلوں سے اور دلی باتوں سے خوب واقف ہے۔

تنگی و فراخی سے آزمائش: (۱۱) یعنی اللہ تنگی اور فراخی سے لوگوں کو آزمائے گا تا کہ موافق و مخالف الگ الگ ہو جائیں کہ کون ہر حالت میں اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور کون صرف حالت فراخی ہی میں اطاعت کرتا ہے فرمایا وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى (محمد ۴۷/۳۱) ہم تم کو ضرور آزمائیں گے جب تک کہ تم میں سے مجاہدوں کو اور صبر والوں کو (دوسروں سے) علیحدہ نہ کر دیں اور تمہارے حالات

دیکھ بھال نہ لیں جنگ احد میں لوگوں کو جانچا گیا تھا اس واقعہ کے بعد اللہ نے فرمایا مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ (آل عمران ۳/۱۷۹) اسی حالت پر اللہ ایمان والوں کو چھوڑنے والا نہیں جب تک کہ برے اچھوں سے علیحدہ نہ ہو جائیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ⑫ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۡ وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ⑬ ع ۱۳

''اور کافروں نے ایمان والوں سے کہا ہماری راہ پر چلو ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے حالانکہ یہ کسی کا ایک گناہ بھی نہیں اٹھا سکتے یقیناً یہ جھوٹے ہیں یقیناً وہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسروں کے بھی اور قیامت کے دن ان سے ان کی افتراء پردازیوں کی ضرور باز پرس کی جائے گی''۔

کوئی کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا: (۱۲) کافر قریشیوں نے مسلمانوں سے کہا کہ اپنا دین چھوڑ کر ہمارے دین میں آ جاؤ اگر اس راہ پر چلنے سے تم کو گناہ ملیں گے تو ہم ذمہ دار ہیں یعنی بے خوف وخطر اس راہ پر چلتے رہو یہ راہ گناہوں کی نہیں اللہ نے ان کی تردید فرمائی کہ یہ ان کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے بلکہ ایک گناہ بھی نہیں اٹھا سکتے قیامت کے دن کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا یہ جھوٹے ہیں فرمایا (۱) وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ (فاطر ۳۵/۱۸) اگر کوئی بوجھ لدا ہوا کسی کو اپنا بوجھ اٹھانے کے لئے بلائے گا تو وہ اس کا ذرا سا بھی بوجھ نہ اٹھائے گا اگر چہ عزیز ہی کیوں نہ ہو (۲) وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا (معارج ۷۰/۱۰،۱۱) کوئی عزیز کسی عزیز کو جاننے اور پہچاننے کے باوجود بھی نہ پوچھے گا۔

(۱۳) کفر وگمراہی کی طرف بلانے والوں کی بدبختی کا بیان ہے کہ وہ قیامت کے دن نہ صرف اپنے بلکہ دوسروں کے بوجھ بھی اٹھائے ہوئے ہوں گے کیونکہ انہوں نے لوگوں کو گمراہ کیا تھا اور گمراہ ہونے والوں کے بوجھوں میں ذرا سی بھی تخفیف نہ ہوگی فرمایا لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ (نحل ۱۶/۲۵) انہیں قیامت کے دن اپنے بوجھ بھی پورے پورے اٹھانے پڑیں گے اور ان کے بوجھ بھی جن کو بلا دلیل کے گمراہ کیا کرتے تھے۔ ایک صحیح حدیث میں ہے جس نے کسی کو ہدایت پر ڈال دیا اسے اس پر قیامت تک جس قدر لوگ عمل کریں گے ان سب کے برابر ثواب ملے گا اور ہدایت پر چلنے والوں کے ثواب بھی کم نہ کئے جائیں گے اور جس نے گمراہی پر ڈال دیا اسے اس پر قیامت تک جس قدر لوگ عمل کریں گے ان سب کی برابر گناہ ملیں گے اور اس پر چلنے والوں کے گناہ کم نہ کئے جائیں گے۔

پھر فرمایا قیامت کے دن ان کے خود تراشیدہ بہتانوں کی باز پرس کی جائے گی۔ ابوامامۃؓ فرماتے ہیں رحمت عالم ﷺ نے اللہ کی تمام باتیں بتا دیں اور تبلیغ کا حق ادا فرما دیا (پھر فرمایا) ظلم سے بچتے رہو کیونکہ حق تعالیٰ قیامت کے روز عزت وجلال کی قسم کھا کر فرمائے گا آج مجھ سے ایک ظالم بھی نہ بچے گا پھر ایک منادی اعلان کرے گا کہ فلاں بن فلاں کہاں ہے وہ آئے گا اور اس کے

پیچھے پیچھے پہاڑوں جیسی نیکیاں بھی ہوں گی اس پر لوگوں کی نگاہیں اٹھ جائیں گی یہاں تک کہ وہ اللہ کے سامنے آ کر کھڑا ہو جائے گا پھر اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ جس کا فلاں بن فلاں پر کوئی حق ہو یا اس نے کسی پر ظلم کیا ہو وہ بھی آ جائے یہ سن کر صاحب حقوق و مظلوم سب آ کر اللہ کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے حق تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے بندے کی طرف سے لوگوں کے حقوق ادا کرو پوچھا جائے گا کس طرح ادا کریں حکم ہوگا کہ اس کی نیکیوں میں سے بقدر حق کے ہر حقدار کو دے دو پھر جب حقوق میں بٹ کر یہ تمام نیکیاں ختم ہو جائیں گی مگر ابھی حقوق باقی ہوں گے تو پوچھا جائے گا کہ اب کیا کریں حکم ہوگا کہ بقدر حق کے ہر حقدار کے گناہ اس پر لاد دو پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (ابن ابی حاتم)

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اے معاذ قیامت کے دن مومن سے اس کے تمام عملوں کی حتیٰ کہ آنکھ کے سرمے کی اور مٹی کے کریدنے کی بھی باز پرس ہوگی خبردار ایسا نہ ہو کہ تمہاری نیکیاں کوئی دوسرا لے جائے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾

"اور ہم نے نوح کو قوم نوح کی طرف بھیجا آپ ان میں ساڑھے نو سو برس رہے پھر ظلم کی حالت میں انہیں طوفان نے گھیر لیا۔ پھر ہم نے انہیں اور کشتی والوں کو بچا لیا اور ہم نے یہ سزا دنیا والوں کے لئے نشانی بنا دی"۔

حضرت نوح علیہ السلام کا بیان: (۱۴) اس آیت میں رحمت عالم ﷺ کو دلاسا ہے حق تعالیٰ آپ کو نوح کا واقعہ سنا رہا ہے کہ آپ اپنی قوم کو ۹۵۰ برس تک دن رات منظر عام پر بھی اور گھر گھر جا کر بھی توحید کی دعوت دیتے رہے لیکن پھر بھی وہ حق سے منہ موڑتے اور اس سے بھاگتے ہی رہے اور آپ کو جھوٹا ہی مانتے رہے اور بجز چند لوگوں کے آپ پر کوئی ایمان نہیں لایا اور آپ کی سرتوڑ کوششیں بارآور نہ ہوئیں اے رحمت عالم ﷺ آپ بھی اپنی قوم کے کافروں پر افسوس نہ کریں اور ان کے رویہ سے نہ کڑھیں کیونکہ ہدایت و ضلالت اللہ کے اختیار میں ہے تمام کام اسی کے قبضے میں ہیں اور اسی کی طرف لوٹتے ہیں فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ (یونس ۱۰/۹۶، ۹۷) جن کے بارے میں آپ کے رب کی بات ثابت ہو چکی وہ ایمان نہیں لائیں گے گو ان کے پاس دنیا بھر کی نشانیاں آ جائیں جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں گے۔ آپ یقین رکھیں کہ اللہ آپ کی مدد فرما کر غلبہ آپ ہی کو دے گا اور آپ کے دشمنوں کو ذلیل و نامراد بنائے گا ابن عباسؓ فرماتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام کو چالیس سال کی عمر میں نبی بنایا گیا آپ نے ۹۵۰ برس تک تبلیغ کے فرائض ادا کئے اور طوفان کے بعد ۶۰ سال زندہ رہے حتیٰ کہ نسل انسانی پھیل گئی۔

(۱۵) فرمایا ہم نے نوح کو اور کشتی والوں کو بچا لیا یعنی مسلمانوں کو بچا لیا جو آپ پر ایمان لے آئے تھے تفصیلی بیان سورہ ہود میں گذر چکا ہے۔

کشتی عبرت کے لئے بچالی گئی: پھر فرمایا ہم نے اسے دنیا کے لئے نشانی بنا دیا یعنی ہم نے یا تو بعینہ وہی کشتی عبرت کے لئے باقی رکھی یا نوع کشتی بطور یادگار کے باقی رکھی کہ اللہ کی نعمت نجات کو یاد دلائے فرمایا وَاٰيَةٌ لَّهُمْ (یٰسین ۳۶/۴۱، ۴۲) اور ان کے

لئے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری کشتی میں سوار کیا اور ہم نے کشتی جیسی اور سواریاں بھی پیدا کیں اور اگر ہم چاہیں تو انہیں ڈبو دیں پھر نہ ان کا کوئی حمایتی کھڑا ہو اور نہ وہ بچائے جائیں مگر ہم اپنی مہربانی سے انہیں ایک مقررہ مدت تک فائدہ اٹھانے دیتے ہیں (۲) اِنَّا لَمَّا طَغَی (حاقہ ۶۹/۱۱'۱۲) جب طوفان آیا تو ہم نے تمہیں کشتی پر سوار کیا تاکہ ہم اسے تمہارے لئے یادگار بنائیں اور محفوظ رکھنے والے کان اسے محفوظ رکھیں۔

وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا
وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ
لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ
اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ
وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾

''اور ہم نے ابراہیم کو بھیجا جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم دلیل سے کام لو تم اللہ کو چھوڑ کر محض بت پوج رہے ہو اور جھوٹ گھڑ رہے ہو دیکھو تم جنہیں اللہ کو چھوڑ کر پوج رہے ہو وہ تمہیں ذرا سی بھی روزی پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتے اس لئے روزی اللہ کے پاس ڈھونڈھو اسی کو پوجو اور اسی کا شکر کرو تمہیں اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے اور اگر تم مجھے جھٹلاؤ (تو کوئی تعجب نہیں) تم سے پہلی امتیں بھی جھٹلا چکی ہیں اور رسول کا فرض تو صاف صاف طور سے پہنچا دینا ہی ہے''۔

خلیل اللہ کا بصیرت افروز وعظ: (۱۶) امام الموحدین حضرت خلیل اللہ کا جو اللہ کے بندے اور رسول تھے بیان ہے کہ آپ نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت دی تھی کہ اس اللہ کو پوجو جو یکتا ہے اور اپنا شریک نہیں رکھتا اسی سے ڈرو اسی سے روزی مانگو اور اسی کا شکر ادا کرو کیونکہ وہی منعم ہے اور بندگی و خوف اسی کا حق ہے اگر ایسا کرو گے تو دنیا اور آخرت کی سعادتیں سمیٹ لو گے اور برائیوں سے بچ جاؤ گے۔

(۱۷'۱۸) بھلائی برائی بتوں کے اختیار میں نہیں تم نے ان مجسموں کے نام گھڑ کر انہیں معبود بنا لیا ہے حالانکہ یہ بھی تمہاری طرح مخلوق ہیں (ابن عباسؓ وغیرہ) ابن عباسؓ فرماتے ہیں تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا یعنی تم اپنے ہاتھوں سے تراش کر بت بناتے ہو۔ یہ بت تمہیں کیا روزی دیں گے روزی تو اللہ ہی دیتا ہے اسی سے مانگو۔

اسی کی عبادت کرو اور اس کی نعمتوں پر اسی کا شکر ادا کرو قیامت کے دن سب کو اسی کے پاس جانا ہے اور وہ ہر ایک کو اس کے عملوں کا پورا پورا بدلہ دے گا یعنی رسولوں کی مخالفت پر پہلی امتوں پر جو عذاب آچکے ہیں ان سے تم واقف ہو اس لئے مخالفت نہ کرو رسول کا کام صرف اللہ کے احکام پہنچا دینا ہے رہا ماننا نہ ماننا سو وہ اللہ کے اختیار میں ہے اس لئے سعادت مند بننے کی تڑپ رکھو۔

أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى
اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿١٩﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ
ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾
يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَن يَشَاءُ ۖ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ﴿٢١﴾ وَمَا
أَنتُم بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۖ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ
اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٢٢﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ ع
أُولَٰئِكَ يَئِسُوا مِن رَّحْمَتِي وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٣﴾

''کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ شروع میں کیسے مخلوق پیدا کرتا ہے پھر دوبارہ بھی پیدا کر دے گا یہ اللہ کے لئے بہت ہی آسان ہے آپ فرما دیں کہ دنیا میں چل پھر کر دیکھو کہ اللہ نے شروع میں کیسے مخلوق پیدا کی پھر اللہ دوسری دفعہ بھی پیدا کر دے گا بلاشبہ اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے وہ جسے چاہے گا سزا دے گا اور جس پر چاہے گا مہربانی فرما دے گا اور سب اسی کے پاس جائیں گے اور نہ تم اسے زمین پر ہرا سکتے ہو اور نہ آسمان میں اور اللہ کے سوا کوئی تمہارا کارساز و مددگار نہیں جو اللہ کی آیتوں کے اور اس کے پاس جانے کے منکر ہیں وہ میری رحمت سے ناامید ہیں ایسوں ہی پر دردناک عذاب ہوگا''۔

زندگی بعد الموت کے دلائل: (۱۹) خلیل اللہ نے زندگی بعد الموت (جس کی قوم قائل نہ تھی) کے ثبوت میں کئی دلیلیں پیش کیں کہ خود اپنی پیدائش میں غور کر لیں کہ عدم کی تاریکی میں گم تھے نام و نشان تک نہ تھا اللہ نے اپنے فضل و کرم سے وجود کا خلعت بخشا اور سماعت و بصارت کی قوتوں سے آراستہ فرمایا جب اس نے انہیں شروع میں پیدا کر دیا تو وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے بلکہ دوبارہ پیدا کرنا آسان ہے دوئم آسمان و زمین اور دیگر مخلوق میں غور کریں کہ زمین و آسمان چمکیلے گردش کرنے والے اور ٹھہرے ہوئے تارے غار' پہاڑ' میدان' بن' سبزہ زار درخت' نہریں' پھل پھول اور سمندر وغیرہ ان میں سے ہر ایک بالذات حادث ہے اور اپنے خالق و فاعل مختار کے متعلق بتا رہا ہے جس کے لفظ کن ہی سے چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں فرمایا وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ (روم ۳۰/۲۷) وہی مخلوق کی ابتداء کرتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کر دے گا اور دوبارہ پیدا کرنا زیادہ آسان ہے آسمان و زمین میں سب سے اعلیٰ شان اسی کی ہے اور وہ بڑے غلبے والا اور حکمت والا ہے۔

(۲۰) یعنی قیامت کے دن تمام اگلوں پچھلوں کو دوبارہ پیدا فرما دے گا فرمایا سَنُرِيهِمْ (فصلت ۴۱/۵۳) ہم عنقریب انہیں اپنی نشانیاں دنیا میں دکھائیں گے اور خود ان کی جانوں میں بھی حتیٰ کہ قرآن کی سچائی ان کے سامنے کھل جائے (۲) أَمْ خُلِقُوا (طور ۵۲/۳۵، ۳۶) کیا یہ کسی خالق کے بغیر خود بہ خود پیدا ہو گئے یا یہ اپنے خالق آپ ہیں یا انہوں نے آسمان و زمین بنائے ہیں بلکہ یہ یقین نہیں لاتے۔

(۲۱) یعنی اللہ ہی حاکم وخود مختار ہے جو چاہے کرے اس کے حکم میں کوئی دم نہیں مار سکتا نہ کوئی باز پرس کر سکتا ہے ہاں وہ سب سے باز پرس کرے گا اس لئے پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے اور حکومت کرنا بھی' اس کا ہر کام عدل پر موقوف ہے کیونکہ وہ ایسا مالک ہے جو ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا ایک حدیث میں ہے کہ اگر اللہ آسمان وزمین والوں پر عذاب کرے تو کر سکتا ہے پھر بھی ظالم نہ ہوگا پھر فرمایا کہ سب کو لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے لہٰذا اسی کی خالص عبادت کر کے اسی سے تعلقات استوار رکھنے چاہئیں۔

(۲۲) یعنی آسمان وزمین میں کوئی ایسا نہیں جو اللہ کو ہرا دے وہ تو اپنے بندوں پر غالب ہے ہر چیز اس سے خوف زدہ اور اس کی محتاج ہے اور وہ سب سے بے نیاز ہے وہی بگڑے کام بناتا ہے اور وہی آڑے وقت مدد کرتا ہے۔

(۲۳) یعنی جو اللہ کی آیتوں کو اور زندگی بعد الموت کو نہیں مانتے وہ اس کی رحمتوں سے محروم رہیں گے اور دنیا اور آخرت میں ان کے لئے دردناک سزائیں ہیں۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ
مِنَ النَّارِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ اِنَّمَا
اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ
ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۡ وَّمَاْوٰىكُمُ
النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ۙ

وقف لازم

''پھر ان کی قوم نے بس یہی جواب دیا کہ انہیں مار ڈالو یا جلا دو پھر اللہ نے انہیں آگ سے بچا لیا بلاشبہ اس میں بھی ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور ابراہیم نے کہا کہ تم نے جو اللہ کو چھوڑ کر بت تجویز کر لئے ہیں بس یہ تمہارے باہمی دنیوی دوستانہ تعلقات ہی کی وجہ سے ہے پھر قیامت کے دن تم میں سے ایک دوسرے کا منکر ہو جائے گا اور ایک دوسرے پر برسے گا اور تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا''۔

قوم کا جواب: (۲۴) قوم ابراہیمؑ کی کفر وسرکشی اور کٹ حجتی کا بیان ہے کہ انہوں نے آپ کی دعوت ونصیحت کا بس یہی جواب دیا کہ انہیں مار ڈالو یا جلا دو کیونکہ لاجواب ہو کر انسان طاقت ہی پر اتر آتا ہے انہیں طاقت وحکومت پر گھمنڈ تھا فرمایا قَالُوا ابْنُوْا (صافات ۳۷/۹۷) بولے اس کے لئے ایک آتش کدہ بنا کر اس میں جھونک دو۔ پھر یہ ایک طویل مدت تک لکڑیاں جمع کرتے رہے اور ایک گول اور اونچا احاطہ بنا کر اس میں بھرتے رہے پھر لکڑیوں میں آگ لگا دی جس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے اس سے پہلے ایسی خوفناک آگ نہیں دیکھی گئی تھی پھر حضرت ابراہیم کو باندھ کر منجنیق میں رکھ کر اس میں پھینک دیا گیا خلیل اللہ نے اللہ کے لئے اپنی جان کی قربانی پیش کر دی اور اپنا جسم مبارک آگ کے حوالہ کر دیا اللہ نے آپ پر آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی بنا دی اور چند دن کے بعد اس سے صحیح سالم نکل آئے انہیں قربانیوں کی وجہ سے اللہ نے آپ کو لوگوں کا پیشوا بنایا آپ نے اللہ کی راہ میں اکلوتے بیٹے کی قربانی بڑے شوق سے کی (اللہ نے انہیں بھی بچا لیا) اور مال مہمانوں کے لئے وقف کر دیا اسی وجہ سے تمام

مذاہب والے آپ سے محبت کرتے ہیں پھر فرمایا اس میں ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں (کہ اللہ مخلصوں کو اپنی مہربانی سے بچا لیتا ہے)

بت پرستی کی غرض دنیوی محبت ہے: (۲۵) قوم کے کان کھڑے کرنے کے لئے بت پرستی کو انتہائی شرمناک حرکت بتا کر فرماتے ہیں کہ اس بت پرستی سے تمہارا مقصد یہ ہے کہ باہمی دنیوی دوستانہ تعلقات قائم رہیں یا تمہیں دنیا میں محبت حاصل ہو جائے مگر قیامت کے دن معاملہ الٹ جائے گا اس دن نہ دوستانہ تعلقات قائم رہیں گے اور نہ کسی کو کسی کی محبت رہے گی تم باہمی تعلقات کا انکار کر دو گے اور معبود پجاریوں کے اور پجاری معبودوں کے دشمن بن جائیں گے فرمایا كُلَّمَا دَخَلَتْ (اعراف ۷/ ۳۸) جب کوئی جماعت جہنم میں داخل ہوگی تو اپنی جیسی دوسری جماعت پر لعنت کرے گی (۲) اَلْاَخِلَّاءُ (زخرف ۴۳/ ۶۷) بجز تقوی والوں کے دوست بھی اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے پھر فرمایا تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے یعنی حشر کے طویل دن کی بے انتہا پریشانیاں اٹھانے کے بعد جہنم میں جھونک دیئے جاؤ گے اور کوئی حمایتی یا ترس کھانے والا نہ ہوگا کہ تمہیں اللہ کے عذاب سے بچا لے۔ یہ کافروں کا حال ہوگا مومنوں کے لئے تو راحت ہی راحت ہے۔ ام ہانی فرماتی ہیں مجھ سے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اللہ میدان محشر میں تمام اگلے پچھلوں کو قیامت کے دن جمع کرے گا اس میدان کے کناروں کی کسے خبر (بولیں اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتا ہے) پھر عرش کے نیچے سے توحید والوں کو پکارا جائے گا یہ سر اٹھا کر آواز کی طرف کان لگائیں گے تیسری دفعہ کی پکار پر کہا جائے گا اللہ نے تمہیں معاف فرما دیا پھر مظلوم موحد کھڑے ہوں گے (جن پر موحدوں نے دنیا میں کچھ ظلم کیا تھا) پھر آواز آئے گی اے توحید والو ایک دوسرے کو معاف کر دو اللہ اس درگذر پر بھی تمہیں ثواب دے گا۔ (ابن ابی حاتم)

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا ۚ وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۷﴾

''پھر لوط علیہ السلام آپ پر ایمان لائے اور خلیل نے کہا میں اپنے رب کی طرف وطن چھوڑ کر چلا جاؤں گا بے شک وہ بڑی عزت و حکمت والا ہے۔ اور ہم نے انہیں اسحاق و یعقوب ہبہ کئے اور ان کی اولاد میں نبوت و کتاب باقی رکھی۔ اور ہم نے انہیں دنیا میں بھی صلہ دیا اور وہ آخرت میں بھی نیکوں میں سے ہوں گے''۔

حضرت لوط علیہ السلام کا بیان: (۲۶) حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم کے چچا زاد بھائی تھے۔ مردوں میں آپ اور عورتوں میں حضرت سارہ ایمان لائیں (بظاہر اس آیت میں اور اس حدیث (کہ ابراہیم سرکش بادشاہ کے پاس سے گذرے۔ اس نے آپ سے پوچھا۔ سارہ تمہاری کون ہیں۔ فرمایا ہمشیرہ ہیں۔ پھر حضرت سارہ سے کہا میں نے تمہیں ہمشیرہ بتا دیا ہے۔ مجھے جھوٹا نہ ہونے دینا کیونکہ تم میری دینی بہن ہو اور دنیا میں میرے اور تمہارے سوا کوئی اور مومن نہیں) میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔ شاید حدیث سے

یہ مراد ہو کہ دنیا میں میرے اور تمہارے سوا کوئی جوڑا مسلمان نہیں۔ حضرت لوط علیہ السلام بھی ہجرت کر کے ملک شام آپ ہی کے ساتھ آئے اور آپ ہی کی زندگی میں اہل سدوم اور علاقہ سدوم کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے۔ جیسا کہ گذر چکا اور آ رہا ہے)

خلیل اللہ کو نیک بیٹا اور پوتا دیا گیا: (۲۷) دوسری جگہ فرمایا فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ (مریم ۱۹/ ۴۹) پھر جب آپ ان سے اور ان کے معبودوں سے علیحدہ ہو گئے تو ہم نے آپ کو اسحاق و یعقوب دیئے اور ہر ایک کو نبی بنایا۔ یعنی قوم سے جدا ہونے کے بعد ہم نے آپ کو نیک بیٹا اور آپ کی زندگی ہی میں نیک پوتا عطا فرما کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ (۲) وَوَهَبْنَا لَهٗ (الانبیاء ۲۱/ ۷۲) ہم نے آپ کو اسحاق دیا۔ اور یعقوب پوتا دیا اور ہر ایک کو نیک بنایا۔ (۳) فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ (ھود ۱۱/ ۷۱) ہم نے سارہ کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی بشارت دی۔ یعنی یعقوب دونوں کی زندگی ہی میں پیدا ہوں گے۔ اور ان سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ اور قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت اسحاق کے بیٹے ہیں۔

اولاد خلیل میں نبوت کا مژدہ: پھر فرمایا ہم نے ان کی اولاد میں نبوت و کتاب رکھ دی۔ یعنی نہ صرف آپ کو خلیل اللہ ہی اور پیشوا ہی بنایا بلکہ عظیم و شان دار خلعت سے بھی نوازا گیا کہ آپ کی نسل میں نبوت و کتاب رکھ دی گئی۔ آپ کے بعد آنے والا نبی آپ ہی کی اولاد میں ہوا۔ تمام انبیائے بنی اسرائیل حضرت یعقوب کی نسل میں ہوئے اور سب سے اخیر میں حضرت عیسیٰ تشریف لائے اور آپ نے عربی قرشی ہاشمی اور خاتم الانبیاء کی بشارت دی۔ جو دنیا اور آخرت میں تمام اگلے پچھلوں کے سردار ہیں۔ اور جنہیں حق تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کی اولاد میں خالص عربوں میں سے چنا ہے۔ حضرت اسماعیل کی نسل میں آپ کے سوا اور نبی نہیں ہوا۔ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ. یعنی ہم نے ان کے لئے دنیا اور آخرت کی سعادتیں سمیٹ دیں۔ دنیا میں بھی آپ خوش حال، فارغ البال، فراخ روزی والے کشادہ گھر والے، نیک و حسین بیوی والے اور ذکر خیر والے ہیں۔ جنہیں لوگ عزت و عظمت اور محبت بھرے جذبات سے یاد کرتے ہیں۔ اور آپ ہر پہلو سے اللہ کے پورے پورے اطاعت گذار بھی تھے فرمایا إِنَّ إِبْرَاهِيمَ (نحل ۱۶/ ۱۲۰ تا ۱۲۲) بلاشبہ ابراہیم پیشوا تھے۔ اللہ کے فرماں بردار تھے اور موحد تھے۔ مشرک نہ تھے۔ اللہ کی نعمتوں کے شکر گذار تھے۔ اللہ نے آپ کو چنا تھا اور سیدھی راہ پر چلایا تھا اور ہم نے انہیں دنیا میں بھی بھلائیاں دیں اور آخرت میں بھی نیکوں میں سے ہوں گے۔

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ ۚ مَا
سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿٢٨﴾ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ
وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ ۙ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ ۖ فَمَا
كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ
مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٢٩﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ﴿٣٠﴾

ربع

''اور ہم نے لوط کو بھی نبی بنا کر بھیجا۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تم ایسی بے حیائی کے کام کر رہے ہو جنہیں تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا کیا تم مردوں کے پاس آتے ہو اور ڈاکہ ڈالتے ہو۔ اور اپنی مجلس میں شرمناک حرکتیں کرتے ہو؟ پس ان کی قوم

کے پاس یہی جواب تھا کہ اگر تم سچے ہو تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ۔ دعا مانگی اے رب ان فسادیوں پر میری مدد فرما''۔

لوط علیہ السلام کا بصیرت افروز وعظ: (۲۸ و ۲۹ '۳۰) حضرت لوط علیہ السلام نے بھی قوم کی شرمناک وحیا سوز حرکتوں پر لے دے کی۔ کہ تمہیں ان گھناؤنی حرکتوں سے شرم نہیں آتی۔ تم سے پہلے دنیا میں کسی نے ایسے گندے کام نہیں کئے۔ لواطت کے ساتھ ساتھ یہ کافر بھی تھے۔ اللہ کو نہیں مانتے تھے۔ رسول کو جھٹلاتے تھے اور مخالفت کرتے تھے اور قافلے لوٹ لیا کرتے تھے اور لوگوں کو قتل کر ڈالتے تھے۔ المنکر۔ حیا سوز فعل یعنی تم اپنی مجلسوں میں کھلم کھلا بے ہودہ باتیں اور حیا سوز حرکتیں کرتے ہو اور ذرا نہیں شرماتے۔ اور ان پر کوئی کسی کو برا بھی نہیں کہتا۔

صدیقہؓ فرماتی ہیں زور سے ریح خارج کر کے ہنستے تھے۔ بعض مینڈھوں اور مرغوں کو لڑایا کرتے تھے غرضیکہ ہر حیا سوز حرکت ہوتی تھی اور کوئی پرسان حال نہ تھا۔ بڑے گندے لوگ تھے۔ ام ہانیؓ فرماتی ہیں میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے منکر کے بارے میں پوچھا تو فرمایا راہ گیروں پر کنکریں پھینکتے تھے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ (ات جزابن ابی حاتم)

پھر فرمایا کہ یہی جواب دیا کہ عذاب لے آؤ۔ کفر و سرکشی اور مذاق کی حد ہوگئی۔ اسی وجہ سے اللہ کے نبی نے اپنے رب سے امداد کی درخواست فرمائی۔

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ
هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا
نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ڭ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڭ كَانَتْ
مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ
بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ڤ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ
اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ
الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ
اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾

''اور جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشخبری لائے تو انہوں نے کہا ہم اس علاقے کے باشندوں کو تباہ کرنے والے ہیں۔ کیونکہ یہ ظالم ہیں۔ فرمایا اس میں تو لوط بھی ہیں۔ فرشتے بولے ہمیں معلوم ہے جو جو وہاں ہیں۔ ہم انہیں اور ان کے گھر والوں کو بجز ان کی عورت کے بچالیں گے۔ اور عورت پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی۔ اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو آپ ان کی وجہ سے پریشان اور تنگدل ہوئے۔ اور فرشتوں نے کہا آپ ڈریں نہیں اور نہ دلگیر ہوں۔ ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو بچالیں گے بجز آپ کی بیوی کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی۔ ہم اس علاقے والوں پر ان کی

نافرمانیوں کی وجہ سے آسمانی عذاب اتارنے والے ہیں اور ہم نے اس بستی کے کچھ کھلے نشان عقل والوں کے لئے چھوڑ دیئے ہیں''۔

فرشتوں کا عذاب لے کر آنا: (۳۱) جب حضرت لوط علیہ السلام نے اللہ سے امداد کی درخواست فرمائی تو اللہ نے آپ کی مدد کے لئے فرشتے بھیجے۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس سے مہمانوں کی صورت میں گذرے۔ آپ تو تھے ہی مہمان نواز۔ فوراً مہمانوں کے سامنے کھانا لا رکھا۔ جب دیکھا کہ مہمان کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے تو گھبرائے اور خوف محسوس کیا۔ فرشتے آپ کو مانوس و خوش کرنے کے لئے بولے۔ آپ کی بیوی سارہؑ سے آپ کے ایک نیک بیٹا پیدا ہوگا۔ سارہؓ بھی موجود تھیں۔ انہیں بڑا تعجب ہوا جیسا کہ سورۂ ہود اور سورۂ حجر میں گذر چکا ہے۔ فرشتوں نے آپ کو یہ بھی بتایا کہ انہیں قوم لوط علیہ السلام کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

(۳۲) آپ اس خیال سے کہ شاید فرشتے اور مہلت دے دیں اور اللہ انہیں ہدایت دے دے ان سے جھگڑنے لگے۔ فرشتوں نے جواب دیا کہ ہم لوط کو اور ان کے گھر والوں کو بچالیں گے۔ بس ان کی بیوی ہلاک ہوگی۔ کیونکہ وہ بغاوت میں ان کا ہاتھ بٹاتی تھی۔ مِنَ الْغَابِرِيْنَ یعنی ہلاک ہونے والوں میں سے ہوگی۔

(۳۳) پھر فرشتے حضرت لوط کے پاس خوبصورت اور ہوشیار بچوں کے روپ میں گئے۔ آپ انہیں دیکھتے ہی کڑھے۔ پریشان ہوئے کہ اگر ٹھہراتا ہوں تو بھی قوم نہیں چھوڑے گی' اور اگر نہیں ٹھہراتا تو بھی قوم کے ہتھے چڑھ جائیں گے۔ آپ کو خبر نہ تھی کہ عذاب کی گھڑی آ پہنچی ہے۔ آخر فرشتوں نے آپ کو بتایا کہ ہم عذاب لے کر اترے ہیں۔ آپ کے گھرانے میں بس آپ کی عورت ہلاک ہوگی۔ (۳۴) حضرت جبرئیلؑ نے ان کے علاقے کی سرزمین اٹھا کر فضا میں لے جا کر الٹ کر پٹخ دی اور اللہ نے ان پر پتھروں والی آندھی بھیج دی اور آبادی کی جگہ ایک بدبودار و گندے بحیرہ نے لے لی۔ یہ علاقہ قیامت تک کے لئے ارباب ہوش کے لئے باعث عبرت ہے۔ یہ تو تھا دنیوی عذاب اور قیامت کا سخت عذاب رہا الگ۔

(۳۵) یعنی ہم نے اس علاقے کو ایک واضح نشانی بنا کر چھوڑ دیا۔ فرمایا وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ (صافات ۳۷/ ۱۳۷، ۱۳۸) تم ان کے علاقے سے صبح صبح اور رات میں گذرا کرتے ہو۔ کیا پھر بھی عقل سے کام نہیں لیتے۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ
فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۳۷﴾

''اور مدین والوں کے پاس ان کے بھائی شعیب کو نبی بنا کر بھیجا انہوں نے کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو اور قیامت کے دن سے ڈر جاؤ اور زمین پر فساد نہ مچاؤ۔ پھر انہوں نے شعیب کو جھٹلایا۔ آخر زلزلہ نے انہیں آ دبایا اور اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرے کے گرے رہ گئے''۔

حضرت شعیبؑ کا وعظ: (۳۶ و ۳۷) اللہ کے بندے اور رسول حضرت شعیبؑ کا بیان ہے کہ آپ نے مدین والوں کو اللہ کے

عذاب سے ڈرایا۔ انہیں خالص اللہ کی عبادت کا حکم کیا اور اللہ کے عذاب وانتقام اور اس کی شوکت وسطوت سے ڈرایا۔ یہ ناپ و تول میں کمی کرتے تھے۔ ڈاکہ ڈالتے تھے اور اللہ کو اور رسول کو نہیں مانتے تھے۔ آخر اللہ نے انہیں خوفناک و عظیم زلزلہ سے اور دلدوز چیخ سے تباہ کر دیا۔ اور ابر والے دن کے عذاب سے بھی۔ یہ بڑا سخت عذاب تھا۔ اس سے ان کی روحیں فنا ہو گئیں ان کا تفصیلی قصہ سورۂ اعراف، ہود، اور شعراء میں گذر چکا ہے۔

وَعَادًا وَّثَمُودَا۠ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۗ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۗ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾

''اور ہم نے عادیوں اور ثمودیوں کو بھی تباہ کیا اور تمہارے سامنے ان کی ہلاکت ان کے گھروں سے ظاہر ہے اور شیطان نے ان کے عمل خوبصورت دکھا کر انہیں راہ سے روک رکھا تھا۔ اور وہ عقلمند تھے۔ اور ہم نے قارون فرعون اور ہامان کو بھی غارت کیا' دیکھئے ان کے پاس موسیٰ کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے۔ پھر انہوں نے دنیا میں غرور کیا اور وہ بھاگنے والے نہ تھے۔ پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ پر پکڑ لیا۔ بعض پر پتھروں والی آندھی بھیجی' بعض کو چیخ نے آ پکڑا۔ بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور بعض کو ڈبو دیا۔ اور اللہ کی یہ شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرتا۔ لیکن یہی اپنے اوپر ظلم کرتے تھے''۔

انبیاء کرام کو جھٹلانے والوں کی تباہی: (۳۸) انبیائے کرام کو جھٹلانے والی قوموں کا بیان ہے کہ اللہ نے انہیں طرح طرح کے عذاب بھیج کر کس طرح ہلاک کیا۔ اور اپنے رسولوں کا انتقام لیا۔ عادی حضرت ہود کی قوم تھی جو احقاف میں آباد تھی۔ یہ علاقہ حضر موت یمن کے علاقے سے قریب ہے۔ ثمودی حضرت صالح کی قوم تھی یہ حجر میں رہتے تھے جو وادی القریٰ کے قریب ہے۔ عرب ان دونوں قوموں کی آبادیوں سے خوب واقف تھے اور اکثر ان سے گذرا کرتے تھے۔

(۳۹) قارون اپنے زمانے میں سب سے زیادہ مالدار تھا اور بھاری کنجیوں کا مالک تھا۔ فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں علاقہ مصر کا بادشاہ تھا اور اس کا وزیر ہامان تھا۔ یہ دونوں قبطی تھے اور اللہ کو اور اس کے رسول کو نہیں مانتے تھے۔

(۴۰) یعنی ہم نے ہر قوم کو اس کے مناسب سزا دی۔ عادیوں کو اپنی طاقت پر بڑا ناز تھا۔ ان پر سخت ٹھنڈی آندھی مسلط کر دی جو ان پر پتھر برسانے لگی۔ اور انہیں اٹھا اٹھا کر سر کے بل زمین پر پٹخنے لگی جس سے ان کا سر جسم سے کٹ کر الگ جا پڑتا تھا اور بلا

سر کے کھجوروں کے کھوکھلے تنوں کی طرح ان کے جسم زمین پر پڑے رہ جاتے تھے۔ ثمودیوں کو دل دوز چیخ نے ہلاک کیا۔ کیونکہ انہوں نے اللہ کے نبی سے جو معجزہ مانگا تھا۔ بعینہٖ اس کا ظہور ہوا۔ اور ان پر حجت قائم ہو گئی مگر پھر بھی یہ ایمان نہیں لائے اور کفر و سرکشی پر اڑے رہے بلکہ اور اللہ کے نبی حضرت صالح اور مسلمانوں کو دھمکانے لگے کہ انہیں جلاوطن اور سنگسار کر دیں گے۔ آخر ایسی جگر پاش چیخ آئی جس نے ان کی آوازیں اور حرکتیں سلب کر دیں اور مرے کے مرے رہ گئے۔ قارون زمین میں دھنسا دیا گیا۔ یہ بڑا سرکش و باغی، بداعمال و نافرمان زمین پر اکڑ کر چلنے والا اترا اترا کر قدم اٹھانے والا اور اپنے کو بہت بڑا سمجھنے والا تھا۔ اللہ نے اسے معہ اس کے خزانہ کے دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔ اور فرعون و ہامان کو معہ پورے لشکر کے صبح صبح بحر قلزم میں ڈبو دیا۔ ان میں سے ایک بھی نہیں بچا اللہ نے یہ سزائیں دے کر ان پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ ان کے عملوں کا پورا پورا اور مناسب بدلہ دیا۔ یہی وضاحت آیت کے انداز بیان سے ظاہر ہے پہلے جھٹلانے والی قوموں کا بیان مجمل تھا۔ پھر تفصیل وار کر دیا گیا۔ اسی کو اصطلاح میں لف و نشر کہتے ہیں۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚۖ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ؕ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

وقف لازم

”جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور کارساز بنا لئے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے جس نے گھر بنایا اور یہ واقعہ ہے کہ سب سے زیادہ کمزور مکڑی ہی کا گھر ہوتا ہے۔ کاش وہ جانتے اللہ وہ سب معلوم ہیں جنہیں یہ اللہ کو چھوڑ کر پوج رہے ہیں۔ اور اللہ بڑی عزت و حکمت والا ہے“۔

بتوں کی مثال: (۴۱) مشرکوں نے اللہ کو چھوڑ کر جو معبود تجویز کر لئے ہیں اور ان سے مرادیں اور روزیاں مانگتے ہیں اور آڑے وقت بلائیں ٹالنے کے لئے انہیں پکارتے ہیں اللہ نے ان کی یہ مثال بیان فرمائی ہے کہ ان کے معبود کمزوری میں مکڑی کے جالے کی طرح ہیں۔ کیا کوئی مکڑی کے گھر میں رہ کر سردی گرمی دھوپ اور بارش سے بچ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح ان کے بتوں کو اختیار و علم کچھ نہیں۔ نفع یا نقصان تو کیا پہنچا سکیں گے اگر مشرکوں کو ذرا بھی عقل ہو تو دیوی دیوتاؤں سے بیزار ہو جائیں۔ بخلاف مسلمانوں کے جن کے دلوں میں اللہ کی تصدیق ہے۔ اور وہ شریعت کے پابند رہ کر نیک عملوں سے بھی آراستہ رہتے ہیں۔ مسلمانوں کے ہاتھ میں ایسا مضبوط کڑا ہے کہ وہ ٹوٹنے والا نہیں۔

گندے عملوں کی ضرور سزا ملے گی: (۴۲) اس آیت میں مشرکوں کو ڈرایا ہے کہ اللہ کو مشرکوں کے عمل اور ان کے معبود معلوم ہیں۔ وہ بڑی حکمت والا ہے اور وسیع علم والا ہے ان کے گندے عملوں کی انہیں ضرور سزا دے گا۔

مثالیں سمجھنے والے گہرے علم والے ہی ہیں: (۴۳) یعنی ان مثالوں میں غور کرنے والے اور انہیں سمجھنے والے گہرے علم والے ہی ہیں۔ عمرو بن مرہ فرماتے ہیں جب میں قرآن کی کوئی ایسی آیت پڑھتا جو میری سمجھ میں نہ آتی تو مجھے رنج ہوتا۔ کیونکہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ انہیں گہرے علم والے ہی سمجھتے ہیں۔ (ابن ابی حاتم)

خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ۴۴ ع

"اللہ نے آسمان وزمیں حکمت ہی سے پیدا کئے ہیں۔ بلاشبہ ان میں ایمان والوں کے لئے روشن دلیل ہے"۔

دنیا حکمت سے پیدا کی گئی: (۴۴) حق تعالیٰ اپنی عظیم وہمہ گیر قدرت کی خبر دے رہا ہے کہ اس نے کائنات بیکار وعبث نہیں پیدا کی بلکہ حکمت سے پیدا کی ہے۔ فرمایا لِتُجْزٰی (طٰہٰ ۲۰/۱۵) تاکہ ہر ایک کو اس کے عملوں کا بدلہ مل جائے (۲) لِیَجْزِیَ (حم ۳۱/۵۳) تاکہ اللہ بدعملوں کو ان کے عملوں کی سزا دے اور نیک عمل والوں کو انعامات سے نوازے۔ پھر فرمایا اس میں مومنوں کے لئے زبردست نشانی ہے۔ یعنی آسمان وزمین اور اس کا ذرہ ذرہ اس بات پر صاف طور سے دلالت کر رہا ہے کہ اللہ ہی بلاشرکت غیرے خالق ومدبر عالم ہے اور سچا معبود ہے۔

❀❀❀

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾

''آپ پر جو کتاب وحی سے اتاری گئی ہے اسے پڑھتے رہیں اور نماز قائم رکھیں۔ دیکھئے نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روک دیتی ہے۔ واقعی اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے واقف ہے۔

مسلمانوں کو تبلیغ و تلاوت اور نماز کا حکم: (۴۵) اللہ کے رسول ﷺ کو اور مسلمانوں کو قرآن عزیز کی تلاوت و تبلیغ کا حکم ہے۔ اور نماز کی پابندی کا بھی۔ نماز کے قائم رکھنے سے اسے پابندی سے وقت پر شریعت کے مطابق پڑھتے رہنا مراد ہے۔ نماز کے دو بڑے فائدے ہیں پہلا فائدہ یہ ہے کہ اس سے انسان برائیوں سے باز رہتا ہے۔ ایک شخص نے رحمت عالم ﷺ سے آکر کہا کہ فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے اور صبح کو چوری کرتا ہے۔ فرمایا جلدی ہی نماز اسے چوری سے روک دے گی (اَبزار) دوسرا فائدہ یہ ہے کہ نماز میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے جو نماز کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ اللہ کا ذکر پہلے فائدہ سے بڑا فائدہ ہے۔ اور اللہ کو تمہارے اقوال وافعال خوب معلوم ہیں کہ وہ کیسے ہیں۔ پر خلوص ہیں یا نہیں۔

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ ڰ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾

''اہل کتاب سے بہترین طریقے سے ہی بحث کرو۔ بجز ان لوگوں کے جو ان میں سے ظالم ہیں اور کہہ دو کہ ہمارا اس کتاب پر بھی ایمان ہے جو ہم پر اتاری گئی اور اس پر بھی جو تم پر اتاری گئی اور ہمارا اور تمہارا الہ ایک ہی ہے۔ اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں''۔

غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کا طریقہ: (۴۶) اگر کوئی غیر مسلم تم سے تمہارا دین سمجھنا چاہے تو اسے نہایت سلجھے ہوئے انداز میں محبت و پیار سے سمجھا دینا چاہئے۔ شاید اس کے دل پر اثر ہو اور وہ راہ راست پر آ جائے جیسا کہ اللہ نے فرمایا اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ (نحل ۱۶/۱۲۵) آپ اپنے رب کی راہ کی طرف دلیل اور سلجھے ہوئے انداز سے بلائیں۔ اور ان سے بہترین طریقے سے بحث کریں۔ اللہ نے جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کو فرعون کی طرف بھیجا تو انہیں ہدایت فرمائی فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا (طہٰ ۲۰/۴۴) اس سے نرمی سے بات کرنا تاکہ نصیحت قبول کر لے یا اللہ سے ڈر جائے۔ پھر ظالموں کا استثناء فرمایا۔ یعنی جو راہ حق سے ہٹ جائیں۔ جان بوجھ کر اندھے بن جائیں دشمنی کی وجہ سے جھگڑیں، مذاکرہ میں تو تو میں میں کرنے لگیں اور خیر خواہوں سے ضد اور تعصب سے لڑنے اور اڑنے لگیں۔ ان سے گفتگو کرنا ہی فضول ہے۔ بھلا لاتوں کے بھوت باتوں سے کہاں مانتے ہیں۔ انہیں تو ڈنڈا ہی سیدھا کرتا ہے۔ فرمایا لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا (حدید ۵۷/۲۵) بلاشبہ ہم نے اپنے رسولوں کو معجزے دے کر بھیجا اور ان کے ہمراہ کتاب و میزان اتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہو جائیں اور ہم نے لوہا اتارا جس میں سخت ہیبت ہے اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں تاکہ اللہ جان لے کہ بے دیکھے اس کی اور اس کے پیغمبروں کی کون مدد کرتا ہے واقعی اللہ بڑا قوی اور سب پر غالب

ہے۔

اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو نہ تکذیب: پھر فرمایا کہ جب اہل کتاب ایسی باتوں کی خبر دیں جن کا جھوٹ و سچ ہمیں معلوم نہ ہو تو ہم انھیں جھٹلا بھی نہیں سکتے۔ ممکن ہے کہ صحیح ہوں اور تصدیق بھی نہیں کر سکتے۔ ممکن ہے کہ غلط ہوں۔ ہاں ان کی کتابوں پر ہمارا اجمالی ایمان ہے۔ بشرطیکہ آسمانی ہوں اور تبدیلی وتحریف شدہ نہ ہوں اور نہ تاویل والی ہوں۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں اہل کتاب عبرانی زبان میں تورات پڑھ کر مسلمانوں کو عربی زبان میں اس کی تفسیر سمجھایا کرتے تھے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب اور یہ کہہ دو کہ ہمارا اپنی اور تمہاری تمام آسمانی کتابوں پر ایمان ہے۔ ہم سب کا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں (ب)

ایک دفعہ معاویہؓ مدینہ میں قریش کی ایک جماعت سے فرما رہے تھے کہ اہل کتاب میں اور ان کے مسائل بیان کرنے والوں میں سب سے اچھے اور سب سے بڑے کعب احبار ہیں۔ لیکن پھر بھی کبھی کبھی ان کی بعض باتوں میں ہم جھوٹ پاتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ دیدہ و دانستہ جھوٹ بولتے ہیں۔ آپ تو ان کتابوں کی باتیں نقل کرتے ہیں جن پر آپ کو اعتماد ہے۔ مگر ان میں بھی جھوٹ سچ بھرا پڑا ہے۔ کیونکہ تبدیل شدہ ہیں۔ اہل کتاب میں حافظ تو تھے نہیں کہ کتاب اللہ کی حفاظت ہو سکتی۔ یہ فضیلت تو مسلمانوں ہی کو ملی ہے کہ ان میں لاکھوں عورتیں اور مرد حافظ ہیں اور بڑے بڑے احادیث کے ماہر حفاظ ہیں۔ اس کے باوجود بھی لوگوں نے بہت سی حدیثیں گھڑ لیں حالانکہ ان کی بہ نسبت زمانہ نبوت بھی قریب ہے۔ مگر اللہ کے فضل وکرم سے محدثین نے مقدور بھر غلط باتوں کو چھانٹ دیا۔ اب تمہارے سامنے زر خالص ہے۔ جن علم والوں کو اللہ نے یہ خدمت سپرد کی تھی وہ اپنی انتھک کوششوں سے ہمیں بے نیاز کر گئے۔ اللہ ان کی قبروں میں نور بھر دے۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿٤٨﴾ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٩﴾

’’اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف کتاب اتاری ہے۔ پھر جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے بھی اس پر ایمان لے آتے ہیں اور بعض ان میں سے بھی اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار کافر ہی کیا کرتے ہیں۔ اور آپ اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھتے ہوتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھ ہی سکتے تھے کہ ایسی صورت میں باطل پرستوں کو شک پڑتا۔ بلکہ یہ تو روشن آیتیں ہیں جو علم والوں کے سینوں میں محفوظ ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار ظالم ہی کیا کرتے ہیں۔‘‘

دیگر کتابوں کی طرح آپ پر بھی قرآن اترا: (۴۷) اے نبی ﷺ جس طرح ہم نے آپ سے پہلے نبیوں پر کتابیں اتاریں اسی طرح آپ پر اتاری (ابن جریرؒ)

بعض اہل کتاب قرآن مانتے ہیں: پھر فرمایا کہ بعض اہل کتاب بھی جنہیں ہم نے کتاب دے دی یعنی انہوں نے لے کر اسے پڑھ لیا وہ اس کتاب پر ایمان لے آئے۔ جیسے اہل کتاب کے جید اور ہوشیار عالم عبداللہؓ بن سلام اور سلمانؓ فارسی وغیرہ۔ پھر فرمایا اور ان لوگوں میں سے بھی بعض کا اس پر ایمان ہے۔ یعنی عرب بھی قرشی اور غیر قرشی اس پر ایمان لے آئے ہیں۔ ہماری آیتوں کو جھٹلانے والے اور ان کو برحق نہ ماننے والے کافر ہی ہیں جو حق وصداقت پر باطل کا پردہ ڈال دیتے ہیں اور سورج کی روشنی سے اندھے بن جاتے ہیں۔ بھلا حق دب کر رہنے والا ہے اور سورج کی روشنی چھپ سکتی ہے ہرگز نہیں۔

رحمت عالم ﷺ امی تھے: (۴۸) اے نبی آپ نے قرآن کے اترنے سے پہلے قوم میں اپنی عمر کے چالیس سال گذارے۔ سب جانتے ہیں کہ آپ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے اور قوم و غیر قوم کے ہر شخص کو معلوم ہے کہ آپ امی ہیں۔ پہلی آسمانی کتابوں میں بھی آپ کی یہی صفت بیان کی گئی ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ (اعراف ۷/ ۱۵۷) جو ان پڑھ نبی اور رسول کی پیروی کرتے ہیں جس کی صفت اپنے پاس توریت وانجیل میں لکھی ہوئی پاتے ہیں اور جو انہیں بھلائی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے رحمت عالم ﷺ نے تادم واپسیں لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا اور آپ نے کبھی اپنے ہاتھ سے ایک حرف بھی نہیں لکھا۔ ہاں آپ کے ہاتھ تلے وحی وخطوط لکھنے والے تھے۔ بعض لوگوں کو بخاری کی اس روایت ثُمَّ اَخَذَ فَکَتَبَ (پھر آپ نے قلم لے کر لکھا) سے غلط فہمی ہوئی لیکن دوسری روایت میں اس کی تفصیل آ گئی اس میں ہے ثُمَّ اَمَرَ فَکَتَبَ (آپ کے حکم سے لکھا گیا) یعنی آپ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر لکھنے کا حکم دیا کہ محمد بن عبداللہ لکھا جائے پھر لکھا گیا۔ پھر فرمایا آپ قرآن سے پہلے لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ اور ہنوز آپ قرآن کے علاوہ کوئی کتاب پڑھ نہیں سکتے اور نہ لکھنا ہی جانتے ہیں یعنی اب بھی آپ ان پڑھ ہی ہیں۔

پھر فرمایا کہ اگر آپ پڑھے لکھے ہوتے تو یہ آپ کے مخالف اور باطل پر اڑنے والے آپ کے بارے میں کچھ شک کی گنجائش پا سکتے تھے اور جاہل یہ کہہ سکتے تھے کہ آپ نے پہلے نبیوں کی کتابوں سے یہ قرآن سیکھ لیا ہے۔ لیکن افسوس پھر بھی جاہلوں نے کہہ ہی دیا کہ وَقَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ (فرقان ۲۵/ ۵) یہ پہلے لوگوں کی باتیں ہیں انہیں کو آپ نے لکھ لیا ہے اور یہی صبح وشام آپ کے سامنے پڑھی جاتی ہیں۔ اللہ نے جواب دیا آپ فرما دیں قرآن تو اس نے اتارا ہے جو آسمان و زمین کے ہر راز سے خبردار ہے۔

قرآن روشن آیتوں والا ہے: (۴۹) یہ قرآن روشن آیتوں والا ہے جس کی صداقت واضح ہے اور جس کے احکام و اخبار کی حقانیت روشن ہے جو حافظوں اور علماء کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ اور حق تعالیٰ نے جس کا یاد کرنا پڑھنا اور تفسیر کرنا آسان فرما دیا ہے۔ فرمایا وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ (قمر ۵۴/ ۱۷، ۲۲، ۳۲، ۴۰) اللہ کی قسم ہم نے یاد کرنے کے لئے قرآن آسان کر دیا ہے۔ اب ہے کوئی یاد کرنے والا جو یاد کرے۔

قرآن بڑا زبردست معجزہ ہے: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو معجزے دیئے گئے۔ جنہیں دیکھ کر لوگ ان پر ایمان لائے۔ مجھے قرآن بطور معجزے کے دیا گیا۔ امید ہے کہ میرے ماننے والے سب سے زیادہ ہوں گے۔ اللہ فرماتا ہے کہ میں تم کو اور تمہاری

وجہ سے لوگوں کو آزماؤں گا۔ اور تم پر ایک ایسی کتاب اتاروں گا جسے پانی نہ دھو سکے گا اور تم سوتے جاگتے اسے پڑھو گے (م) یعنی اگر قرآن کو پانی سے دھو دیا جائے یا کھرچ کر مٹا دیا جائے تو وہ پھر بھی ضائع نہ ہوگا) کیونکہ سینوں میں محفوظ ہے زبانوں پر رواں ہے' دلوں میں سمایا ہوا ہے۔ اس کے الفاظ لانا بھی انسان کے بس کی نہیں' اور معانی بھی سب ہی میں اعجاز ہے۔ اسی وجہ سے پہلی کتابوں میں امت محمد یہ کی یہ صفت آئی ہے کہ ان کی کتاب ان کے سینوں میں محفوظ ہوگی۔

پھر فرمایا کہ ظالم و مغرور ہی ان آیتوں کو جھٹلاتے۔ ان کی حق تلفی کرتے اور انہیں ٹھکراتے ہیں اور ان کو جان بوجھ کر چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ (یونس۱۰/ ۹۶، ۹۷) جن پر آپ کے رب کی بات واجب ہو چکی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اگرچہ ان کے پاس دنیا بھر کی نشانیاں کیوں نہ آ جائیں جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں گے۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ ع قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾

''انہوں نے کہا ان پر ان کے رب کی طرف سے نشانیاں کیوں نہیں اتاری گئیں۔ آپ فرما دیں کہ نشانیاں تو اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ اور میں تو کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔ کیا انہیں یہ معجزہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر یہ کتاب اتار دی جو لوگوں کے سامنے پڑھی جاتی ہے۔ واقعی اس میں ایمان والوں کے لئے بڑی رحمت و نصیحت ہے۔ آپ فرما دیں کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کا گواہ ہونا کافی ہے۔ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اسے معلوم ہے۔ اور جن لوگوں کا باطل پر ایمان ہے اور اللہ کا انکار ہے وہی نقصان اٹھانے والے ہیں''۔

معجزے دیکھنے کے باوجود معجزوں کا مطالبہ: (۵۰) مشرکوں کی ہٹ دھرمی۔ سرکشی اور منہ زوری کا بیان ہے کہ رحمت عالم ﷺ سے ایسے معجزے مانگتے ہیں جن سے آپ کی صداقت ثابت ہو جائے جیسے حضرت صالح نے قوم کی خواہش کے مطابق ایک چٹان سے اونٹنی نکال دی تھی۔ حق تعالیٰ نے جواب دیا کہ آپ فرما دیں کہ معجزوں کا معاملہ تو اللہ کے اختیار میں ہے کیونکہ اگر اس کے علم میں یہ بات ہوگی کہ تم معجزے دیکھ کر ایمان لے آؤ گے تو تمہارے مطالبات پورے فرما دے گا۔ اس کے لئے ہر بات آسان اور ہر محال ممکن ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے اس کے قابو سے کوئی چیز باہر نہیں۔ لیکن اسے معلوم ہے کہ تمہاری نیت ٹھیک نہیں اور تمہارا مقصد امتحان ہے ایمان لانا نہیں۔ اس لئے وہ تمہارے مطالبات پورے نہیں فرماتا۔ وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ (اسراء ۱۷/ ۵۹) ہمیں معجزوں کے بھیجنے میں اسی بات نے روکا کہ پہلے لوگوں نے انہیں جھٹلا دیا تھا۔ ہم نے ثمودیوں کو (بطور معجزے کے) اونٹنی دی تھی جو ان کی بصیرت کا ذریعہ تھی۔ لیکن انہوں نے اس پر ظلم ڈھایا۔ ہم معجزے ڈرانے ہی کے لئے بھیجا کرتے ہیں۔ پھر

فرمایا کہ میں تو بس صاف طور سے ڈرانے والا ہوں۔ میرے ذمہ اللہ کے احکام کی تبلیغ ہے اس کے علاوہ میرا کوئی اور فرض نہیں۔ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ (کہف ۱۸/۱۷) باقی اللہ جسے ہدایت دے وہ راہ پا جائے گا۔ اور جسے گمراہ کرے اس کا کوئی کارساز و رہنما نہیں۔ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ (بقرہ ۲/۲۷۲) آپ کے ذمہ لوگوں کو راہ پر پہنچا دینا نہیں۔ ہاں اللہ جسے چاہتا ہے راہ پر پہنچا دیتا ہے۔

سب سے بڑا معجزہ اللہ کی کتاب ہے: (۵۱) مشرکوں کی انتہائی نادانی کا بیان ہے کہ وہ رحمت عالم ﷺ سے آپ کی صداقت پر معجزے مانگ رہے ہیں حالانکہ ان کے سامنے ایک ایسی غالب کتاب موجود ہے جس کے پاس کسی سمت سے بھی باطل نہیں پھٹک سکتا۔ جو سب سے بڑا معجزہ ہے کیونکہ تمام زمانے کے فصیح و بلیغ خطیب و شاعر اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں۔ بلکہ اس جیسی دس سورتیں بھی نہیں لا سکتے۔ دس تو رہیں درکنار ایک بھی نہیں پیش کر سکتے۔ کیا یہ معجزہ کافی نہیں۔ اس میں ماضی و مستقبل کی خبریں ہیں۔ اور یہ لوگوں کے باہمی جھگڑوں میں پنچ ہے۔ حالانکہ آپ ان پڑھ ہیں۔ نہ لکھنا پڑھنا جانتے ہیں۔ نہ کسی اہل کتاب کے پاس اٹھتے بیٹھتے ہیں کہ پہلی کتابوں سے کچھ نقل کرلائیں۔ آپ تو ایک ایسی کتاب لائے ہیں جو پہلی کتابوں کی صحت کے لئے بھی کسوٹی ہے اور صاف وشفاف و روشن ہے۔ فرمایا اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً (شعراء ۲۶/۱۹۷) کیا ان کے لئے یہ معجزہ نہیں کہ بنی اسرائیل کے سچے عالم بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں اور جانتے پہچانتے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا۔ ہر نبی کو معجزے دیئے گئے جن کو دیکھ کر لوگ ان پر ایمان لائے۔ مجھے بطور معجزے کے وحی کے ذریعہ قرآن دیا گیا مجھے توقع ہے کہ قیامت کے دن میرے ماننے والے بہت زیادہ ہوں گے (قا)۔ پھر فرمایا کہ اس قرآن میں بڑی رحمت ہے یعنی حق کا بیان ہے اور باطل کی تردید ہے اور نصیحت بھی ہے۔ کیونکہ اس میں رسولوں کو نہ ماننے والوں اور گنہ گاروں کے لئے اللہ کے عذابوں کے ڈراوے ہیں کہ ایسے لوگوں پر کس کس طرح عذاب آئے۔

اللہ کو میری رسالت خوب معلوم ہے: (۵۲) یعنی اللہ تمہاری تکذیب کو اور میری رسالت کو خوب جانتا ہے اور اسے یہ بھی قدرت ہے کہ اگر میں اس کی طرف جھوٹ منسوب کروں گا تو وہ مجھ سے انتقام لے لے گا۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا (حاقہ ۶۹/۴۴ تا ۴۷) اگر یہ ہم پر بعض باتوں کا جھوٹ باندھ دیں تو ہم ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کی گردن کی رگ کاٹ ڈالیں اور تم میں سے کوئی اس بات سے ہمیں روکنے پر قادر نہ ہو۔ اسی لئے آپ نے فرمایا کہ میں تم سے جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ ہے اسی لئے اللہ نے مجھے عاجز کرنے والے معجزوں اور قطعی دلیلوں سے نوازا ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ آسمان و زمین کے تمام اسرار و رموز سے واقف ہے۔ اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں اور کافر و باطل پرست قیامت کے دن بڑا نقصان اٹھائیں گے۔ اللہ انہیں ان کے کرتوتوں کا بدلہ دے گا۔ اور انہیں اپنی ہٹ دھرمیوں کا مزا چکھنا پڑے گا۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ
وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَاِنَّ
جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ
تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾

''یہ آپ سے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں اگر ایک مقررہ مدت نہ ہوتی تو ان پر عذاب آ چکا بھی ہوتا۔ یقیناً عذاب اچانک ان کی بے خبری میں ان پر آ جائے گا۔ یہ آپ سے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں حالانکہ جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ جس دن انہیں عذاب اوپر نیچے سے ڈھانک لے گا اور اللہ کہے گا کہ اپنے عملوں کا مزہ چکھتے رہو''۔

عذاب کی جلدی: (۵۳) مشرکوں کی جہالت کا بیان ہے کہ یہ اللہ کے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں کہ وہ انہیں آ کر گھیر لے اور ان کا بیڑا غرق کر دے۔ جیسا کہ فرمایا وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ (انفال ۸/۳۲) اور جب انہوں نے دعا مانگی کہ اے اللہ اگر یہی تیرے پاس والا حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔ یا ہم پر دردناک عذاب بھیج دے۔ پھر فرمایا کہ اگر عذاب کی مقررہ مدت نہ ہوتی جو قیامت کا دن ہے تو ان پر کبھی کا عذاب آ چکا ہوتا جیسا کہ یہ جلدی مچا رہے ہیں۔ پھر فرمایا کہ عذاب اچانک آ جائے گا اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی۔

(۵۴) یعنی یہ عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں۔ حالانکہ ان پر عذاب لامحالہ آ کر رہے گا اللہ کا قہر وغضب ان سے چوکنے والا نہیں۔ جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

(۵۵) ظالموں کے اوپر نیچے آگ کی چادریں ہوں گی۔ دوسری جگہ فرمایا (۱) لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ (اعراف ۷/۴۱) ان کے لئے جہنم ہی کا بچھونا ہوگا اور جہنم ہی کا لحاف ہوگا۔ (۲) لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ (زمر ۳۹/۱۶) ان کے لئے اوپر بھی آگ کے سائے ہوں گے اور نیچے بھی۔ فرمایا لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ (الانبیاء ۲۱/۳۹) کاش کافروں کو معلوم ہوتا جس وقت یہ اپنے آگے اور پیچھے سے آگ نہ روک سکیں گے۔ معلوم ہوا کہ آگ میں چاروں طرف سے گھرے ہوئے ہوں گے۔ عذاب کی یہ بدترین صورت ہے۔ اوپر سے حق تعالیٰ کی جھڑکیاں ہوں گی اور شرمندہ اور ذلیل کرنے کے لئے کہا جائے گا کہ اپنے شرمناک افعال کا مزہ چکھتے رہو۔ یہ روحانی عذاب ہوگا۔ جسمانی عذاب کے ساتھ روحانی عذاب میں بھی مبتلا ہوں گے۔ فرمایا (۱) يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ (قمر ۵۴/۴۸) جس دن جہنمی مونہوں کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا) یہی وہ آگ ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ پھر کیا یہ جادو ہے یا تم اندھے ہو۔ اس میں چلے جاؤ اب تمہارا صبر کرنا نہ کرنا برابر ہے۔ یہ تمہیں تمہارے عملوں ہی کا بدلہ دیا جا رہا ہے۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى
رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ
يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾

''اے میرے ایمان والے بندو دیکھو میری زمین فراخ ہے لہٰذا میری ہی عبادت کرو۔ ہر شخص موت کا مزا چکھنے والا ہے۔ پھر تم سب ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے۔ اور جنہوں نے ایمان لا کر نیک عمل کئے ہم انہیں جنت کے بالا خانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور جہاں یہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ اچھے عمل کرنے والوں کا کیا بہترین صلہ ہے۔ جو صبر کرتے تھے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے تھے۔ بہت سے ایسے جاندار ہیں جو اپنی روزی اٹھائے اٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ ہی انہیں روزی پہنچاتا ہے اور تم کو بھی وہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے''۔

اگر کہیں قیام دین میں رکاوٹ ہو تو ہجرت کا حکم: (۵۶) حق تعالیٰ اپنے ایمان والے بندوں کو اس جگہ سے ہجرت کرنے کا حکم فرما رہا ہے۔ جہاں رہ کر وہ اپنے دین کو قائم نہیں رکھ سکتے ہوں کہ اللہ کی زمین فراخ ہے تنگ نہیں۔ وہاں سے ہجرت کر کے ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں اطمینان سے اللہ کی خالص عبادت کر سکو اور شریعت کے مطابق اس کے احکام بجالا سکو۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا تمام آبادی اللہ کی ہے اور تمام لوگ اللہ کے بندے ہیں لہٰذا جہاں تم کو آرام ملے وہیں بس جاؤ۔ جب مکہ کے کمزور مسلمانوں کا مکہ میں ٹھہرنا دوبھر ہوا تو انہوں نے اسی حکم کے مطابق وہاں سے ہجرت اختیار کر لی اور حبش میں جا بسے کیونکہ انہیں بہترین میزبان مل گئے۔ اس وقت اس ملک کے بادشاہ اصحمۃؒ نجاشی تھے۔ آپ نے انہیں پناہ دی اور ان کی مدد کی۔ یہاں یہ عزت کے ساتھ رہے سہے۔ اس کے بعد پھر خود رحمت عالم ﷺ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکہ سے یثرب کی طرف ہجرت کی جس کا نام آپ کے قیام کی وجہ سے مدینۃ النبی ﷺ پڑ گیا جو اب مدینہ کہلاتا ہے۔

موت چھوڑنے والی نہیں: (۵۷) یعنی تم جہاں بھی ہو گے موت تمہیں نہ چھوڑے گی۔ اس لئے اللہ کی اطاعت میں زندگی گذارو اور جہاں کہیں بھی رہو اسی کے احکام بجالاؤ یہی تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ موت کے بغیر تو چارہ نہیں۔

اجل جس کو کہتے ہیں آ کر رہے گی
جسے جان کہتے ہیں جا کر رہے گی

پھر قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہو کر اللہ کو منہ دکھانا ہے۔ سرخرو ہو کر اس کے سامنے جاؤ تاکہ وہ تم کو گوناگوں سدابہار نعمتوں سے نوازے اور پورا پورا صلہ دے۔ اسی لئے بعد والی آیت ۵۸ میں فرمایا۔

نیکیوں کے عالی شان صلے: (۵۸) کہ ہم نیک لوگوں کو بہشت کے عالی شان محلوں میں بسائیں گے جن کے نیچے نہریں موجیں مار رہی ہوں گی۔ صاف شفاف میٹھے پانی کی نہریں جاری ہوں گی۔ اسی طرح دودھ کی شراب مطہر کی اور خالص شہد کی نہریں بہہ رہی ہوں گی جن کو جنت والے اپنی مرضی کے مطابق جدھر چاہیں گے پھیر دیں گے۔ جنتی جنت میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ کبھی وہاں سے الگ ہونے کو ان کا دل نہ چاہے گا۔ یہ ایمان والوں کے نیک عملوں کا کس قدر اچھا انعام ہے۔

(۵۹) انہوں نے دنیا میں اسلام کی خاطر صبر وضبط سے کام لیا۔ اپنے دین پر ثابت قدم رہے۔ اللہ کی طرف ہجرت کی دشمنوں سے ترک موالاۃ کیا' اور اللہ کی رضا کی خاطر بیوی بچوں سے اور عزیزوں سے جدا ہوئے اس امید پر کہ انہیں حق تعالیٰ اپنے پاس والی نعمتیں عطا فرمائے کیونکہ انہیں اس کے وعدوں کا پورا پورا یقین تھا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایسے بالا خانے ہیں (جن کی دیواریں شیشے کی طرح صاف ہیں) اور جن کا سارا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے صاف دکھائی دیتا ہے۔ اللہ نے یہ محل ان کے لئے تیار فرما دیئے ہیں جو دنیا میں محتاجوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور لوگوں سے نرمی سے محبت و پیار کی باتیں

کرتے ہیں۔ نماز و روزے کے پابند ہیں اور رات کی خاموش ساعتوں میں کھڑے ہوئے اللہ کی عبادت کرتے ہیں (ابن ابی حاتم)۔ پھر فرمایا کہ ہر کام میں اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ یعنی دینی اور دنیوی ہر کام میں ان کی عادت توکل ہے (جب انسان اپنا وطن چھوڑتا ہے تو اسے عموماً روزی کا خیال آتا ہے کہ نئی جگہ جا کر ذریعہ معاش کیا ہوگا۔ اور کس طرح گذر ہوگی۔ اس خلجان کو دور کرنے کے لئے بعد والی آیت لائی گئی)۔

روزی ہر جگہ ملتی ہے: (۶۰) حق تعالیٰ نے صاف صاف فرما دیا کہ روزی کسی خاص جگہ سے مخصوص نہیں۔ بلکہ اللہ کی روزی اپنی مخلوق کے لئے عام ہے اور ہر جگہ ملتی ہے۔ بلکہ مہاجروں کی روزیاں ہجرت کی جگہوں میں فراخ ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ وہ کچھ دنوں کے بعد ملک کے گوشوں گوشوں اور شہروں کے حاکم بن جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ بہت سے ایسے جاندار ہیں جو اپنی روزیاں اٹھائے اٹھائے نہیں پھرتے۔ یعنی روزیوں کو کل کے لئے جمع کرنے پر قادر ہی نہیں ہوتے' نہ ان کے پاس اس قدر جمع ہوتا ہے کہ اسے کل کے لئے بطور ذخیرہ کے رکھ چھوڑیں۔ حق تعالیٰ انہیں اور تمہیں سب ہی کو روزی پہنچاتا ہے۔ یعنی روزگار کے اسباب مہیا اور آسان فرما دیتا ہے۔ اللہ اپنی ہر مخلوق کو اس کے مناسب روزی پہنچاتا ہے۔ کسی کو بھی نہیں بھولتا۔ بلوں میں چیونٹیوں کو ہوا میں پرندوں کو اور پانی میں مچھلیوں کو' سب ہی کو روزی پہنچا دیتا ہے۔ فرمایا وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ (ھود ۱۱/۶) زمین پر کوئی ایسا جاندار نہیں جس کی روزی اللہ نے اپنے ذمے نہ لے لی ہو۔ اسی کو اس کی قرارگاہ اور امانت گاہ معلوم ہے سب کچھ ایک روشن کتاب میں لکھا ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ
عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ
نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ
اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾

''اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ یہ آسمان و زمین کس نے بنائے' اور کس نے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا تو وہ اللہ ہی کو بتائیں گے۔ پھر کدھر الٹے جا رہے ہیں۔ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کا چاہے رزق فراخ کر دیتا ہے' اور جس کا چاہے تنگ کر دیتا ہے۔ بیشک اللہ ہر چیز کو اچھی طرح سے جانتا ہے۔ اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان سے کس نے پانی اتار کر اس سے مردہ زمین زندہ کی تو وہ اللہ ہی کو بتائیں گے۔ آپ بھی الحمد للہ پڑھیں۔ بلکہ اکثر لوگ سمجھتے نہیں''۔

توحید کی دلیل: (۶۱'۶۲) یہاں توحید کا ثبوت ہے کیونکہ مشرک بھی اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اللہ ہی نے مستقل طور پر آسمان و زمین اور سورج چاند بلکہ دنیا کی ہر چیز بنائی اور اسی نے دن رات انسان کی خدمت پر مقرر فرمائے۔ وہی خالق و روزی رساں ہے۔ وہی عمریں مقرر فرماتا ہے۔ اسی نے روزیوں اور عمروں میں فرق رکھا ہے کہ کسی کو مالدار اور کسی کو نادار بنایا۔ اسے خوب

معلوم ہے کہ کس کے مناسب کیا ہے اور کس میں کتنی صلاحیت ہے اسی نے اکیلے تنہا تمام کائنات پیدا کی اور وہی تنہا اس کا منتظم ہے۔

(۶۳) آسمان سے مینہ برسا کر زمین کو زندہ کرنا بھی اللہ ہی کا کام ہے۔ آپ اللہ کا شکر ادا کیجئے کہ مشرک بھی ان باتوں کا اقرار کرتے ہیں۔ پھر انہیں قائل کیجئے کہ غور کیوں نہیں کرتے جو تنہا ان کاموں پر قادر ہے اسی کی عبادت کرنی چاہیے۔ عبادت بس اسی کا حق ہے۔ قرآن عزیز میں اکثر توحید ربوبیت سے توحید الوہیت ثابت کی گئی ہے۔ جس طرح وہ اپنے ملک میں اکیلا ہے اسی طرح عبادت میں اکیلا ہے۔ مکہ کے مشرک بھی توحید ربوبیت کے قائل تھے جیسا کہ احرام میں جب تلبیہ کہتے تو یوں کہتے لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَكَ تَمْلِکُهُ وَمَا مَلَكَ۔ بارالہا ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں بجز ان شریکوں کے جن کا اور جن کی ملکیت کا تو ہی مالک ہے۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۶۴ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝۶۵ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ڔ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝۶۶

’’یہ دنیوی زندگانی محض کھیل اور تماشا ہے۔ یقین مانو سچی زندگی تو آخرت ہی کا گھر ہے۔ کاش لوگ غور کرتے۔ اور جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو خالص اللہ ہی کو پکارتے ہیں۔ پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو فوراً شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ ہماری دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کریں اور کچھ دنوں فائدہ اٹھالیں عنقریب معلوم ہو جائے گا‘‘۔

دنیا کی ناپائداری اور حقارت کا بیان: (۶۴) دنیا کی حقارت اور اس کی ناپائداری کا بیان ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کا دل بہل جاتا ہے اور خوش ہو جاتے ہیں۔ جیسے بچے کھیلوں سے خوش ہو جاتے ہیں۔ پھر اچانک موت آ جاتی ہے اور سارا سازوسامان پڑا کا پڑا رہ جاتا ہے جیسے بچے ذرا سی دیر میں کھیل ختم کر کے اٹھ جاتے ہیں۔ لہٰذا سچی اور دائمی زندگی آخرت کی زندگی ہے جس کے نہ زوال کا خطرہ ہے اور نہ ختم ہونے کا ڈر۔ اگر لوگوں کو ہوش ہوتا اور سمجھ سے کام لیتے تو فانی کو باقی پر اور ناپائدار کو پائدار پر ترجیح نہ دیتے۔

مشرک بھی آڑے وقت میں اللہ ہی سے مانگتے ہیں: (۶۵) یعنی مشرک آڑے وقت اللہ ہی سے بلا شرکت غیرے مانگتے ہیں پھر ہمیشہ اللہ ہی کی خالص عبادت کیوں نہیں کرتے۔ دوسری جگہ فرمایا وَاِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ (اسراء ۱۷/۶۷) جب سمندر میں تم کو کوئی دکھ پہنچتا ہے تو اللہ کے سوا تمہارے سب معبود گم ہو جاتے ہیں۔ پھر جب اللہ تم کو بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو تم منہ موڑ لیتے ہو اور انسان ہے ہی ناشکرا۔ یہاں فرمایا کہ جب اللہ بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو شرک کرنے لگتے ہیں۔ فتح مکہ کے دن عکرمہ بن ابی جہل مکہ سے بھاگ گئے تھے۔ پھر جب کشتی میں حبشہ جانے کے لئے سوار ہوئے تو کشتی ڈانواں ڈول ہونے لگی۔ کشتی والوں

نے کہا کہ اس نازک گھڑی میں خالص اللہ ہی سے دعا کرو کیونکہ اس وقت اللہ کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا۔ عکرمہ نے سوچا کہ جب سمندر میں اللہ کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا تو اللہ کی قسم خشکی میں بھی وہی نجات دہندہ ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر میں بچ گیا تو اپنا ہاتھ تیرے نبی کے ہاتھ میں دے دوں گا اور انہیں سراسر شفیق و مہربان پاؤں گا۔ آخر ایسا ہی ہوا اور آپ مسلمان ہو گئے (ابن اسحاق)۔

(٦٦) یعنی نجات کے بعد جو شرک کرنے لگتے ہیں وہ اس لئے کہ وہ ناشکرے اور احسان فراموش ہیں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۚ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ۗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٦٩﴾ ع

''کیا انہیں معلوم نہیں کہ ہم نے حرم کو امن والا بنایا اور اس کے چاروں طرف لوگوں کو اچک لیا جاتا ہے' پھر کیا یہ باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا جب اس کے پاس حق آئے تو اسے جھٹلا دے۔ کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں ہے اور جو لوگ ہماری راہ میں تکلیفیں اٹھاتے ہیں ہم یقیناً انہیں اپنی راہیں دکھا دیں گے۔ واقعی اللہ مخلصوں کے ساتھ ہے''۔

حرم میں بسنا بھی اللہ کی رحمت ہے: (٦٧) حق تعالیٰ قریش کو اپنی نعمتیں یاد دلا رہا ہے کہ ہم نے انہیں حرم میں بسایا جس میں مقیم و غیر مقیم سب برابر ہیں۔ جو یہاں آ جاتا ہے امن و امان پا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے قریشی نڈر ہو کر امن و امان سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور حرم کے آس پاس والے دیہاتی لوٹ کھسوٹ کر رہے ہیں اور ایک دوسرے کو قتل کر رہا ہے۔ فرمایا لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ (قریش ١٠٦/١ تا ٤) چونکہ قریش گرمی اور جاڑے کے سفر کے عادی ہیں تو انہیں چاہئے کہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک میں کھانا کھلایا اور خوف سے امن دی۔ پھر فرمایا کیا اللہ کی نعمت کی ناشکری نہیں کہ یہ شرک میں مبتلا ہیں۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا (ابراہیم ١٤/ ٢٨، ٢٩) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کی ناشکری کی اور اپنی قوم کو بلاکت کے گھر میں جا اتارا۔ یعنی انہوں نے اللہ کے بندے اس کے نبی اور اس کے رسول کو نہیں مانا۔ انہیں تو یہ بات لائق تھی کہ خالص اللہ ہی کی عبادت کرتے' اس کے ساتھ غیروں کو شریک نہ کرتے۔ رسول کو سچا مانتے۔ ان کی تعظیم و توقیر کرتے۔ لیکن انہوں نے رسول کو جھوٹا مانا ان سے جنگ کی اور انہیں جلاوطن کر دیا۔ اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے ان سے اپنی نعمتیں سلب فرما لیں اور جنگ بدر میں ستر بڑے بڑے کافر مارے گئے۔ پھر تمام عرب پر اللہ کی اس کے رسول کی اور ایمان والوں کی حکومت ہو گئی حق تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھوں مکہ فتح کیا۔ مشرکوں کی ناکیں کٹ گئیں اور وہ ذلیل و خوار ہو کر رہ گئے۔

مدعی نبوت بڑا ظالم ہے اور حق نہ ماننے والا بھی: (۶۸) یعنی اس سے بڑھ کر کوئی شخص بھی سنگین سزا کا مستحق نہیں جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہو اور یہ کہہ دیا ہو کہ اللہ نے مجھ پر وحی بھیجی' حالانکہ اس پر وحی نہ بھیجی گئی ہو۔ اسی طرح اس سے بھی زیادہ کوئی سنگین سزا کا مستحق نہیں جس کے پاس حق آ گیا ہو اور وہ اسے نہ مانتا ہو اور اسے جھٹلا رہا ہو پہلا شخص افترا پرداز اور دوسرا حق کو جھٹلانے والا ہے۔ دونوں سب سے زیادہ سخت سزا کے مستحق ہیں اور ایسے ناشکروں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اللہ کی راہ میں تکلیفیں اٹھانے والے راہ پا جائیں گے: (۶۹) اللہ کی راہ میں تکلیفیں اٹھانے والے رحمت عالم ﷺ صحابہ کرام اور قیامت تک ان کے نقش قدم پر چلنے والے مسلمان ہیں۔ فرمایا ہم انہیں جو علم کے تقاضوں پر عمل کرتے ہیں دنیا اور آخرت میں اپنی راہیں دکھا دیں گے۔ اسی لئے اس کے بعد فرمایا کہ اللہ مخصوں کے ساتھ ہے۔

حق تعالیٰ شانہ کے لطف و کرم سے اور اس کی توفیق سے الحمد للہ آج سورۂ عنکبوت کی تفسیر ختم ہوئی

سورہ روم

یہ بترتیب مصحف ۳۰ ویں سورہ ہے اور بترتیب نزول ۸۴ ویں سورہ ہے اور یہ مکہ میں نازل ہوئی یعنی مکی سورہ ہے اس میں ۶۰ آیتیں اور ۶ رکوع ہیں

سورہ روم کی فضیلت اور فجر کی نماز میں اس کی تلاوت کا استحباب: ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی اور سورہ روم پڑھتے پڑھتے بھول گئے' سلام پھیر کر فرمایا' بعض نمازی صحیح وضو کر کے نہیں آتے' جس سے تلاوت میں گڑ بڑ ہو جاتی ہے اس لئے جو شخص ہمارے ساتھ نماز پڑھے وہ اچھی طرح سے وضو کر کے آئے۔ (۱) مقتدیوں کے وضو کی کمی کے باعث رحمت عالم ﷺ پر اس لئے اثر پڑا کہ امام کی نماز کے ساتھ مقتدیوں کی نماز وابستہ ہے اس میں یہی نکتہ ہے۔ سورہ روم مکی ہے جس میں سات آیتیں اور چھ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ڛ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ښ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

''میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو مہربان نہایت رحم والا ہے

الم ۔ رومی نزدیک والی زمین میں شکست کھا گئے اور وہ اپنی شکست کے چند سال بعد جلدی ہی غالب آ جائیں گے اس سے پہلے اور اس کے بعد اللہ ہی کو اختیار ہے اس دن مسلمان اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے' اللہ جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے وہی سب سے زیادہ غالب و مہربان ہے یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا' لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں وہ دنیوی زندگی کے ظاہر ہی کو جانتے ہیں اور آخرت سے قطعی غافل ہیں''۔

---

(۱) الم ۔ حروف مقطعات ہیں ان کا معنی اللہ جانتا ہے۔

غلبہ روم کی پیشین گوئی: (۲و۳) جب سابور شاہ فارس نے شام و جزیرے کے آس پاس کے شہر فتح کر لئے تو یہ آیتیں اتریں اس وقت ہرقل شاہ روم مجبور ہو کر قسطنطنیہ میں محصور ہو گیا تھا' اس کا کافی مدت تک محاصرہ رہا' آخر کار اس نے سابور سے مفتوحہ علاقہ چھین لیا۔ اس وقت مکہ کے مشرکوں نے صحابہ کرام سے کہا تم اہل کتاب ہو اور عیسائی بھی اہل کتاب ہیں۔ اور ہم ان پڑھ ہیں' ہمارے بھائی پارسی تمہارے بھائی رومیوں پر غالب آ گئے ہیں اگر ہماری تمہاری جنگ چھڑ جائے تو یقیناً ہم تم کو مار بھگائیں گے' اس پر سورہ روم کی ابتدائی آیتیں اتریں' ابوبکرؓ نے مشرکوں سے جا کر کہا آج تم ہمارے بھائیوں پر اپنے بھائیوں کے غلبے سے اترا رہے ہو اترا ؤ مت اللہ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی نہیں فرمائے گا' اللہ کی قسم رومی پارسیوں پر غالب آ جائیں گے' اس بات کی ہمیں ہمارے محبوب نبی نے خبر دی ہے'

ابی بن خلف کہنے لگا تم جھوٹے ہو' ابوبکرؓ کہنے لگے چونکہ تم جھوٹے ہو اس لئے مجھے جھوٹا سمجھتے ہو' ابی نے جواب دیا میں دس دس اونٹوں کی شرط باندھتا ہوں اگر رومی پارسیوں پر غالب آ جائیں تو میں دس اونٹ دوں گا اور اگر تین سال تک فارس ہی غالب رہے تو تمہیں دینے پڑیں گے' پھر ابوبکرؓ نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا تو فرمایا میں نے یہ نہیں بتایا تھا بضع کا اطلاق تین سے نو تک ہوتا ہے جاؤ مال بڑھا دو اور مدت بھی بڑھا دو' ابوبکرؓ ۔ ابی کے پاس پہنچے دیکھتے ہی بولا شاید تم اپنی شرط پر پشیمان ہو' فرمایا نہیں آؤ اونٹ بھی بڑھا دیں اور مدت بھی' آخر نو سال کی مدت اور سو اونٹ کر دیئے گئے' ابی نے کہا مجھے منظور ہے پھر نو سال سے پہلے ہی رومی پارسیوں پر غالب آ گئے اور مسلمان شرط جیت گئے۔ اور ابوبکر نے سو اونٹ وصول کر لیے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں قیامت کی پانچ نشانیاں گذر چکی یعنی دخان' لزام' بطشۃ' شق قمر' غلبہ روم (ق)

فارس کے زوال کے اسباب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسائی ۷۲ فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں' اس کے باوجود وہ اپنے تبدیل شدہ دین پر قائم رہے اور یکے بعد دیگرے قیصر ہوتے رہے' عہد رسالت میں قیصر روم ہرقل تھا' یہ بڑا عقلمند' بیدار مغز' مدبر' نکتہ رس اور عظیم سلطنت کا مالک تھا اور بڑے کروفر سے حکومت کیا کرتا تھا' پھر کسریٰ شاہ فارس اس کا مخالف ہو گیا اور اس نے اس کے کئی شہروں پر جیسے عراق' خراسان' ری اور تمام عجمی شہروں پر قبضہ کر لیا' کسریٰ کا نام سابور ذوالاکتاف تھا' اس کی سلطنت قیصر کی سلطنت سے زیادہ وسیع تھی اور عجم کی ریاستیں اور پارسیوں کے علاقے بھی اس میں شامل تھے یہ لوگ آتش پرست تھے' سابور نے رومیوں پر چڑھائی کی' اور انہیں شکست فاش دی' مشہور یہ ہے کہ کسریٰ نے بذات خود اس سے جنگ کی تھی اور اس کا تمام علاقہ چھین لیا تھا اور وہ قسطنطنیہ میں محصور ہو گیا تھا' قسطنطنیہ کا محاصرہ بہت دنوں تک رہا' لوگ بھی تنگ آ گئے' لیکن کسریٰ اسے فتح نہ کر سکا' کیونکہ عیسائیوں کو اپنے بادشاہ سے والہانہ محبت و عقیدت تھی اور شہر کی فصیل بڑی مضبوط تھی' علاوہ ازیں آدھا شہر تو سمندر سے محفوظ تھا اور آدھا خشکی کے رخ پر تھا' سمندر سے انہیں کمک اور رسد برابر پہنچتی رہی جب محاصرہ کی مدت نے طول پکڑا تو قیصر نے ایک

چال چلی' کسریٰ سے کہلا بھیجا کہ آپ مجھ سے جس شرط پر چاہیں صلح کر لیں اور جس قدر مال چاہیں لے لیں' لیکن محاصرہ ختم کر دیں' کسریٰ نے یہ بات بخوشی منظور کر لی اور ان سے اس قدر مال مانگا کہ دنیا کا کوئی بادشاہ بھی اتنا مال نہیں دے سکتا تھا اتنا سونا ہو اتنے جواہر ہوں اتنا ساز و سامان ہو' اتنی لونڈیاں ہوں' اتنے غلام ہوں اور اتنی اتنی فلاں فلاں چیزیں ہوں' قیصر نے تمام شرطیں منظور کر لیں جیسے اس کے پاس یہ تمام چیزیں موجود ہیں اسے اس مطالبہ سے کسریٰ کی بے وقوفی کا حال معلوم ہو گیا کیونکہ اس نے ایسا مطالبہ پیش کیا تھا کہ اگر وہ اور کسریٰ دونوں مل کر بھی اس کو پورا کرنا چاہیں تو اس کا دسواں حصہ بھی پورا نہ کر سکیں' اس نے کسریٰ سے کہلا بھیجا کہ مجھے آپ کا مطالبہ منظور ہے' مجھے شام کے علاقے میں چل پھر کر یہ دولت جمع کرنی ہے' اس لئے ملک شام جانے کی اجازت مل جانی چاہیے' کسریٰ نے یہ بات منظور کر لی' جب قیصر نے قسطنطنیہ سے باہر جانے کا عزم کیا تو عیسائیوں کو بلا کر کہا کہ میں اپنے خاص کام کے لئے اپنے خاص خاص لوگوں کے ساتھ شہر سے باہر جا رہا ہوں اگر سال کے اندر اندر واپس آ جاؤں تو فبہا ورنہ تم کو اختیار ہے خواہ میرا انتظار کرنا یا کسی اور کو بادشاہ چن لینا' لیکن لوگوں نے کہا کہ ہمارے تو آپ ہی بادشاہ ہیں' جب تک آپ زندہ ہیں اگر چہ دس سال بھی غائب رہیں' آخر کار قیصر چپ چاپ کچھ جانبازوں کو لے کر شہر سے باہر چلا گیا' اور کسریٰ کا شہر ہی میں اس کے انتظار میں خیمہ گڑا رہا' قیصر سیدھا فارس پہنچا' چونکہ پارسی فوجیں تو ادھر آئی ہوئی تھیں' اس لئے وہ بے دھڑک پارسی شہروں میں گھس گیا' اور قتل عام شروع کر دیا جو سامنے آیا اسی کو تلوار کی دھار پر رکھ لیا' اسی طرح لوٹ مار مچاتا ہوا اور قتل عام کرتا ہوا مدائن پہنچا جو کسریٰ کا پایہ تخت تھا' مدائن میں بھی اس نے قتل عام کیا' کسریٰ کا تمام خزانہ لوٹا' محل کی لونڈیوں اور خود ملکہ کو گرفتار کیا' کسریٰ کے بیٹے کا سر منڈوا کر اسے گدھے پر سوار کر کے عورتوں کے ساتھ انتہائی ذلت وخواری کے ساتھ کسریٰ کے پاس بھیجا کہ لیجئے یہ آپ کا مطالبہ میں نے پورا کر دیا' جب اس ذلت کے ساتھ کسریٰ کے سامنے اس کے بیوی بچے گئے تو اسے انتہائی صدمہ ہوا اور قسطنطنیہ پر دانت پیسنے لگا اور اسے فتح کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنے لگا مگر ناکام ہی رہا' آخر کار ناامید ہو کر جیحون کے کنارے کنارے چلا جو قسطنطنیہ میں آنے کا ایک ہی راستہ تھا تاکہ قیصر کو گرفتار کر سکے' جب قیصر کو خبر لگی تو اس نے ایک اور عظیم و بے مثال تدبیر سوچی' اس نے اپنے لشکر کو معہ ساز و سامان کے دریا کے اس دہانے پر چھوڑا اور کچھ جانبازوں کو لے کر دریا کی مخالف سمت کو چل پڑا' اور اپنے ساتھ گھاس مینگنیاں اور لید کافی لے گیا' پھر ایک دن رات چلنے کے بعد حکم دیا کہ یہ گھاس وغیرہ سب دریا میں ڈال دو' جب یہ گھاس پانی پر بہتی ہوئی کسریٰ کے لشکر سے گزری تو انہوں نے سمجھ لیا کہ قیصر تو ادھر سے گزر گیا' قیصر پھر واپس اپنے لشکر میں گیا اور جیجون کا دہانہ عبور کر کے راستہ بدل کر قسطنطنیہ پہنچ گیا' اور کسریٰ اسے ڈھونڈنے کے لئے آگے بڑھ گیا' اس تدبیر سے وہ صحیح سالم اپنے شہر پہنچ گئے' لوگوں نے بڑی خوشیاں منائیں اور اس دن کو بڑے زور شور سے منایا' کسریٰ اور اس کا لشکر حیران و سرگرداں تھے' کہ ادھر تو رومیوں نے ان کا ملک اجاڑ کر خزانہ لوٹ لیا' اور بیوی بچوں کو گرفتار کر لیا' اور ادھر یہ ان کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے اس طرح رومی پارسیوں پر غالب آئے یہ غلبہ پارسیوں کے نو سال کے اندر ہوا اور یہ جنگ اذرعات اور بصریٰ کے درمیان لڑی گئی جو حجاز کے قریب والی شام کی سرحد ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ جنگ جزیرہ میں لڑی گئی جو فارس کے قریب شام کی سرحد ہے۔

رومیوں کے غلبہ کے دن مسلمانوں کو بھی کچھ خوشی نصیب ہوگی: (۴و۵) یعنی رومیوں کے غالب آنے کا پہلے بھی اللہ ہی کا حکم تھا' اور بعد میں بھی اسی کا حکم ہے' جس دن رومی غالب آئیں گے اس روز مسلمان بھی خوشیاں منائیں گے' یعنی مسلمانوں کو بھی کچھ خوشی میسر آئے گی۔

چنانچہ رومیوں کا غلبہ جنگ بدر کے دن ہوا تھا' جس سے مسلمانوں کو دہری خوشی ہوئی تھی' اللہ نے اسی دن مسلمانوں کو بھی مشرکوں پر غالب فرمایا تھا ایک تو اپنی فتح کی مسرت دوسری اہل کتاب کی فتح کی مسرت' مسرت پر مسرت تھی' ابوسعید فرماتے ہیں بدر کے دن رومی پارسیوں پر غالب آئے تھے اور مسلمانوں کو ان کی فتح سے خوشی ہوئی تھی (ت' بزار' ابن جریر' ابن ابی حاتم)

بہرحال پارسی غالب آئے تھے تو مسلمانوں کو رنج ہوا تھا اور اب جب رومی غالب آئے تو مسلمانوں کو مسرت ہوئی' کیونکہ رومی اہل کتاب ہیں اور بہ نسبت آتش پرستوں کے مسلمانوں سے قریب ہیں فرمایا لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ الخ (مائدہ ۵/۸۲'۸۳) مسلمانوں کے سب سے زیادہ دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے اور محبت میں قریب تر عیسائیوں کو کیونکہ ان میں اہل علم اور زاہد ہیں اور وہ حق ماننے سے عار نہیں کرتے اور جب اس رسول پر اتری ہوئی آیتیں سنتے ہیں تو حق پہچان لینے کی وجہ سے ان کی آنکھیں ڈبڈبا آتی ہیں اور یہ دعا مانگنے لگتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمارا اس پر ایمان ہے' ہمیں بھی گواہوں میں لکھ لے' زبیر کلابی فرماتے ہیں میں نے پارسیوں کا غلبہ بھی دیکھا اور رومیوں کا بھی اور قیصر و کسریٰ پر مسلمانوں کا بھی' یہ تمام انقلابات پندرہ سال کے اندر اندر ہو گئے (ابن ابی حاتم)۔ پھر فرمایا کہ اللہ دشمنوں سے بدلہ لینے میں سب پر غالب ہے' اس سے کوئی بچ کر نکل نہیں سکتا اور مسلمانوں پر بڑا مہربان ہے۔

(۶) یعنی اے نبی ﷺ یہ خبر جو ہم نے تم کو دی ہے کہ ہم رومیوں کو فارس پر غلبہ عطا کریں گے یہ اللہ کا پکا اور سچا وعدہ ہے جو لامحالہ پورا ہو کر رہے گا' کیونکہ اللہ کی عادت ہے کہ جو گروہ عدل و صداقت سے زیادہ قریب ہوتا ہے اسی کو غلبہ دیتا ہے لیکن اکثر لوگ یہ نہیں جانتے کہ اللہ کے احکام اور اس کے محکم افعال عدل کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں' اور انصاف کی سمت چلتے ہیں۔

عوام دنیا کماتے ہیں اور خواص دین: (۷) عوام کا علم دنیا ہی تک محدود ہوتا ہے اور کمائی اور روزگار سے آگے نہیں بڑھتا وہ دنیاداری اور پیسے کمانے میں تو بڑے ہوشیار ہوتے ہیں لیکن دینی باتوں سے اور آخرت میں فائدہ پہنچانے والے کاموں سے بالکل غافل رہتے ہیں جیسے انہیں کچھ ہوش و تمیز ہی نہیں۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کافر مراد ہیں جو دنیا میں تو خوب ماہر ہیں مگر دین میں بالکل بدھو اور جاہل ہیں۔

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا
بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ
لَكٰفِرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَ
عَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ
لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ
ع اَسَاۗءُوا السُّوْۗآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

''کیا انہوں نے اپنے دلوں میں اس بات پر غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمان وزمین کو اوران کی درمیانی چیزوں کو قرینے سے مقررہ وقت تک ہی کے لئے پیدا کیا ہے' اور بہت سے لوگ تو اپنے رب کی ملاقات ہی کے انکاری ہیں کیا انہوں نے دنیا میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیا حشر ہوا جو ان سے زیادہ طاقت ور تھے' انہوں نے ان سے بھی زیادہ زمین جوتی بوئی تھی' ان کے پاس ان کے رسول کھلے دلائل لے کر آئے تھے' پھر اللہ ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرتا ہاں وہ خود اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے' پھر ان برائی کرنے والوں کا انجام برا ہی ہوا' کیونکہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلا دیا تھا' اوران کا مذاق اڑایا کرتے تھے''۔

وجود باری کے بے شمار دلائل: (۸) اللہ لوگوں کی توجہ مخلوقات کی طرف مبذول فرما رہا ہے کہ ان میں غور وفکر کرو' ایک ایک مخلوق خالق کے وجود کو اس کی انفرادیت کو اوراسی کی ربوبیت والوہیت کو بتا رہی ہے' عالم علوی اور عالم سفلی کی ایک ایک چیز کو غور و تامل سے دیکھو اوران کے درمیانی چیزوں میں بھی غور وفکر کرو' تم کو طرح طرح کی مخلوق اور وضع وضع کی چیزیں دکھائی دیں گی کیا یہ آپ ہی آپ بن گئی ہیں؟ یا ان کا کوئی بنانے والا بھی ہے اگر ہے تو کیا اس نے انہیں بلا کسی حکمت کے بنا دیا ہے یا ان کے بنانے میں کوئی حکمت کارفرما ہے' آپ ہی آپ تو کوئی چیز بنتی نہیں ہر چیز کا کوئی نہ کوئی بنانے والا ضرور ہوتا ہے' پھر بنانے والا ہر چیز کسی کام ہی کے لئے بناتا ہے' یونہی نہیں بنایا کرتا' اللہ نے جو یہ کائنات کا کارخانہ رچایا تو اس میں ضرور ہی کوئی نہ کوئی حکمت کارفرما ہے اس لئے ماننا پڑے گا کہ آسمان وزمین حکمت سے بنائے گئے اوران کی ایک مقررہ مدت رکھی گئی جو قیامت ہے مگر اکثر لوگ نادانی سے اللہ کی ملاقات کا عقیدہ نہیں رکھتے اوران باتوں کو جھوٹا مانتے ہیں۔

اثباتِ رسالت: (۹) یہاں اثبات رسالت ہے کہ اللہ نے اپنے رسول بھیجے جو اس کے پاس سے اللہ کے احکام لائے اس نے انہیں معجزے عطا فرما کران کی صداقت واضح فرمائی' جنہوں نے انہیں نہ مانا' انہیں ہلاک کر دیا' اور جن لوگوں نے ان کا کہنا مان لیا انہیں بچا لیا' کیا انہوں نے دنیا میں چل پھر کر نہیں دیکھا اور پہلوں کے واقعات پڑھے یا سنے نہیں اوران میں غور وفکر نہیں کیا کہ گزشتہ قومیں اور پہلے لوگ کیسے کیسے تنومند ہٹے کٹے اور تندرست وتوانا تھے' جن کی طاقت کے مقابلہ میں یہ تو کچھ بھی نہیں' بڑے بڑے رنگیلے اور سجیلے نوجوان جن کے پاس مال ودولت اوراولاد کی ریل پیل تھی' تمہارے پاس تو ان کے مال کا دسواں حصہ بھی نہیں' انہیں دنیا میں ایسی ایسی آسانیاں فراہم تھیں جو تم کو نصیب نہیں ان کی لمبی لمبی عمریں ہوا کرتی تھیں' انہوں نے تم سے بہت زیادہ دنیا آباد کی تھی اور وہ تم سے بہت زیادہ کھیتوں اور باغوں کے مالک تھے' اس کے باوجود جب ان کے پاس ہمارے رسول کھلے کھلے معجزے لے کر آئے اور انہوں نے انہیں جھٹلایا اور اپنی دولت وقوت پر گھمنڈ کیا تو اللہ نے انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑ لیا' پھر انہیں اس کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہ کھڑا ہوا نہ مال کام آیا اور نہ اولاد اور نہ ان کا لاؤ لشکر ان سے اللہ کا ذرا سا عذاب ہٹا سکا' اللہ نے جو ان پر عذاب بھیجا تھا تو اس کا ظلم نہ تھا' ظلم اللہ کی شان کے شایان نہیں' بلکہ یہ آپ اپنے پیروں پر کلہاڑی مارا کرتے تھے یہ عذاب انہیں کے کرتوتوں کا بدلہ تھا کہ یہ اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے اوران کا مذاق اڑایا کرتے تھے ان کے شرمناک فعلوں ہی نے انہیں یہ روز بد دکھایا اوران کی اگلی تکذیب نے ہی انہیں ڈبو یا۔

(۱۰) دوسری جگہ فرمایا (۱) وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ الخ (انعام ۶/۱۱۰) ہم ان کے دل اور آنکھیں پلٹ دیں گے اور جیسے یہ پہلے ایمان نہیں لائے تھے اب بھی ایمان نہیں لائیں گے' اور ہم انہیں ان کی سرکشی میں بہکتا ہوا چھوڑ دیں گے۔

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ
السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَ
كَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾
وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي
الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾

''اللہ ہی مخلوق کو شروع میں پیدا کرتا ہے' پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کردے گا پھر تم سب اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے اور جس دن قیامت آ جائے گی تو مجرموں کی امیدوں پر پانی پھر جائے گا اور ان کا کوئی شریک ان کا سفارشی نہ ہوگا اور خود یہ بھی اپنے شریکوں کا انکار کر دیں گے اور جس دن قیامت آ جائے گی اس دن جماعتیں جدا جدا ہوں گی' پھر جو ایمان لائے تھے اور نیک عملوں میں لگے رہے تھے وہ تو بہشت کے باغوں میں موج اڑائیں گے اور جو ایمان نہیں لائے تھے اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے رہتے تھے اور آخرت کی ملاقات کو بھی وہ عذاب میں گرفتار کر دیئے جائیں گے''۔

بلانمونہ کے پیدا کرنے والا لوٹانے پر خوب قادر ہے: (۱۱) یعنی جو بلانمونہ کے کسی چیز کی ابتداء کر سکتا ہے وہ اس کے لوٹانے پر بدرجہ اولیٰ قادر ہوگا جیسے اس نے شروع میں پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ بھی پیدا کر دے گا' پھر قیامت کے دن تم سب کو لوٹ کر اللہ ہی کے پاس جانا ہے جو ہر شخص کو اس کے عملوں کی جزا و سزا دے گا۔

قیامت کے دن مشرکوں کی درگت: (۱۲) قیامت کے روز گنہگار اللہ کی رحمت سے ناامید ہو جائیں گے اور ذلیل وخوار اور سخت پریشان ہوں گے۔

(۱۳) آج یہ جن معبودوں کو اللہ کو چھوڑ کر پوج رہے ہیں' قیامت کے روز نہ یہ ان کی سفارش کریں گے اور نہ ان کی پرستش کے قائل ہوں گے یہ تو سخت ضرورت کے وقت بھی خیانت کریں گے اور منہ پھیر لیں گے۔

جنتیوں اور جہنمیوں میں دائمی جدائی: (۱۴۔۱۶) یعنی بروز قیامت مومنوں اور کافروں میں جدائی ہو جائے گی اور یہ ایسی جدائی ہوگی کہ پھر کبھی اجتماع نصیب نہ ہوگا یعنی جب بہشتی علیین میں اور جہنمی سجین میں بھیج دیئے جائیں گے تو پھر کبھی دونوں کو ملنا نصیب نہ ہوگا' وہ وقت ان کی آخری ملاقات کا ہوگا' اسی وجہ سے فرمایا کہ اللہ کے نیک بندے یعنی ایمان والے تو بہشتوں کے باغوں کی بہاروں میں موج اڑا رہے ہوں گے' خوش وخرم اور ہنس مکھ ہوں گے' اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے محظوظ ہوں گے۔ اور کافر اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوں گے اور ہولناک سزاؤں سے دوچار ہوں گے۔ اللهم احفظنا اللهم احفظنا

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ
وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ
تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ ع

''لہٰذا تم صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کیا کرو' آسمان وزمین میں تمام تعریفوں کے لائق وہی ہے' اور عشاء اور ظہر کے وقت بھی اسی کی پاکی بیان کیا کرو' وہی جان دار کو بے جان سے اور بے جان کو جان دار سے پیدا کرتا ہے اور زمین کو اس کے مر جانے کے بعد زندہ کرتا ہے اسی طرح تم بھی پیدا کر دیئے جاؤ گے''۔

پنجگانہ نماز کا حکم: (۱۷) اللہ اپنی مقدس ذات کی پاکی بیان فرما رہا ہے اور اپنے بندوں کو دن رات میں پانچ بار اوقات مخصوصہ میں تسبیح وحمد کی ہدایت فرما رہا ہے یعنی صبح' ظہر زوال کے بعد' عصر' مغرب' عشاء یہ پانچوں اوقات قدرت کے کمال پر اور اللہ کے غلبہ کی عظمت پر دلالت کرتے ہیں' شام اپنی تاریکیاں لے کر آتی ہے اور صبح اپنے دامن میں نور کی کرنیں لاتی ہے' پھر تسبیح کے مناسب بیچ میں ایک جملہ لایا گیا جس میں اللہ کی حمد کا بیان ہے۔

تمام کائنات خالق نور وظلمت کی حمد کر رہی ہے: (۱۸) یعنی کائنات کے پیدا کرنے پر اللہ تعالیٰ ہی کی آسمان وزمین میں تعریفیں ہو رہی ہیں۔ عشاء یعنی مکمل تاریکی اور ظہر یعنی مکمل نور اس لئے ظلمت ونور کا خالق پاک ہے وہی صبح کی پو پھاڑتا ہے اور وہی رات کو خاموش بناتا ہے جیسا کہ فرمایا (۱) وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا الخ (شمس ۹۱/۳،۴) دن کی قسم جب وہ اسے روشن کر دے اور رات کی قسم جب وہ اسے چھپا لے۔

خلیل اللہ کی وجہ تسمیہ: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کا جنہوں نے شرعی احکام پر پورا پورا عمل کیا' خلیل اللہ کیوں نام رکھا؟ اس لئے کہ آپ روزانہ صبح وشام یہ پڑھا کرتے تھے فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ (ا)۔

ایک کار آمد عمل: ایک روایت میں ہے کہ جس نے صبح کو یہ آیتیں پڑھ لیں اس سے دن میں جو کچھ فوت ہو گیا ہو اس کی تلافی ہو جائے گی اور جس نے شام کو پڑھ لیں اس سے رات میں جو کچھ فوت ہو گیا ہو اس کی تلافی ہو جائے گی (طہ)

کمال قدرت کا بیان: (۱۹) حق تعالیٰ کی قدرت کی ندرت ملاحظہ ہو کہ اس نے چیزیں معہ ان کی ضدوں کے پیدا کیں ان آیتوں میں بالمقابل چیزوں کا بیان ہے تاکہ اس کی قدرت کا کمال معلوم ہو' مثلاً صبح کے مقابل شام ہے' آسمان کے مقابل زمین ہے' دوپہر کے مقابل عشاء ہے' جان دار کے مقابل بے جان ہے اور زندگی کے مقابل موت ہے وہی اناج سے نباتات پیدا کرتا ہے اور نباتات سے اناج' مرغیوں سے انڈے پیدا کرتا ہے اور انڈوں سے مرغیاں' نطفے سے انسان پیدا کرتا ہے اور انسان سے نطفہ اور کافر سے مومن پیدا کرتا ہے اور مومن سے کافر' وہی زمین کو اس پر موت طاری ہو چکنے کے بعد از سر نو زندہ کر دیتا ہے فرمایا (۱) وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الخ (یٰسین ۳۶/۳۳،۳۴) ان کے لئے مردہ زمین بھی ایک نشانی ہے ہم نے اسے زندہ کر دیا اور اس سے غلہ پیدا کیا' جس میں سے تم کھاتے ہو' اور ہم نے اس میں کھجور وانگور کے باغ پیدا کئے اور اس میں نہریں جاری فرما دیں۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

''اوراس کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اللہ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا' پھر اچانک تم انسان بن کر چلنے پھرنے لگتے ہو اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اس نے تمہیں میں سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم کو ان سے آرام ملے اور اس نے تمہارے درمیان محبت وشفقت پیدا کر دی' واقعی اس میں سوچنے والوں کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں''۔

عظمت باری کی چند نشانیاں: (۲۰) اللہ کی عظمت و کمال قدرت کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اس نے تمہارے باپ آدم کو براہ راست مٹی سے پیدا کیا اور تم کو نطفے سے' پھر یکا یک تم انسان بن کر چلنے پھرنے لگے' لہٰذا تمہارا خمیر مٹی سے ہے' پھر ایک ناچیز منی کے قطرے سے جو ایک حسین صورت اختیار کر لیتا ہے' پہلے منجمد خون بنتا ہے پھر گوشت کا لوتھڑا' پھر انسانی شکل کا ہڈیوں کا ڈھانچا' پھر اللہ ان ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیتا ہے' پھر اس میں روح پھونک دیتا ہے' روح کے آتے ہی وہ سننے بھی لگتا ہے اور دیکھنے بھی لگتا ہے پھر جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو کمزور ونحیف اور کمزور قویٰ کا ہوتا ہے' پھر جوں جوں بڑھتا جاتا ہے قویٰ میں طاقت آتی جاتی ہے اور رفتہ رفتہ ان کی تکمیل ہوتی جاتی ہے' یہاں تک کہ پوری طاقت کا جوان بن جاتا ہے اور بڑے بڑے شہر اور مضبوط قلعے تیار کرنے لگتا ہے' دنیا کا گوشہ گوشہ چھان مارتا ہے' سمندر کی پشت پر (اور ہوا کے دوش پر سوار ہو کر دنیا کے اردگرد چکر لگا آتا ہے' طرح طرح سے روپیہ پیسہ کماتا ہے اور جوڑ جوڑ کر خزانہ جمع کر لیتا ہے' اس میں غور وفکر کا مادہ بھی ہے اور منصوبوں اور تدبیروں کی صلاحیت بھی یہ رائے اور مشورے بھی دیتا ہے اور دنیا اور آخرت کے کاموں کے حاصل کرنے کے لئے علم و دانائی بھی سیکھ لیتا ہے' ہر ایک کو اس کی صلاحیت کے مطابق یہ چیزیں دی گئی ہیں پھر بھلا وہ ذات کیوں نہ پاک ہو جس نے انسان کو پیدا کیا' اس کا صحیح صحیح اندازہ کیا' اسے دنیا کی سیر کرائی اس کے تابع تمام کائنات بنائی' اسے روزگار و کمائی کے فن سکھائے تا کہ زندگی برقرار رکھ سکے اور علوم وفنون میں' غور وفکر میں' حسن و جمال میں خوش حالی و بدحالی میں اور سعادت وشقاوت میں ان سب میں تفاوت رکھا رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ نے آدم علیہ السلام کو مٹھی بھر مٹی سے پیدا کیا' جس کو زمین کے تمام گوشوں سے لیا گیا تھا' اسی لئے زمین کے مطابق انسان کوئی گورا ہے' کوئی سرخ' کوئی کالا ہے کوئی درمیانی' کوئی گندہ ہے' کوئی پاک' کوئی نرم ہے کوئی سخت اور کوئی درمیانی ہے' (دات)۔

ہم جنس بیوی کا ہونا اللہ کی نعمت ہے: (۲۱) یعنی اللہ نے اپنی مہربانی سے تمہاری ہی جنس سے تمہارے آرام کے لئے عورتیں بنائیں اور ان سے تمہاری شادیاں رچائیں فرمایا هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ الخ (اعراف ۷/۱۸۹) اسی نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا تا کہ وہ اس سے آرام پائے اس سے حضرت حوا مراد ہیں' حق تعالیٰ نے آپ کو حضرت آدم کی چھوٹی اور بائیں پسلی سے پیدا فرمایا اگر تمام انسان مرد ہی ہوتے اور ان کی عورتیں کسی دوسری نوع سے ہوتیں مثلاً جنوں میں سے ہوتیں یا دیگر جانداروں میں سے تو ان میں اور ان کی بیویوں میں موافقت کبھی پیدا نہ ہوتی' بلکہ اختلاف جنس نفرت کا سبب بن جاتا ہے اور آپس میں محبت و پیار اور شفقت وانس ہرگز پیدا نہ ہوتا پھر اللہ کی کتنی بڑی اور مکمل نعمت ہے کہ اس نے نہ صرف

ہم جنس عورتیں پیدا کیں بلکہ میاں بیوی میں محبت وشفقت بھی پیدا کر دی، مرد عورت کو یا تو محبت کی وجہ سے رکھتا ہے یا اس وجہ سے کہ اس سے اس کی اولاد ہے اور وہ اس کی محتاج ہے، کیونکہ وہ اس کا کفیل ہے اور اسے خرچ دیتا ہے، سوچنے والوں کے لئے تو اس میں بھی اللہ کی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾

’’اور اس کی نشانیوں میں سے آسمان وزمین کا پیدا کرنا ہے اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف ہے یقیناً اس میں جاننے والوں کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں، اور اس کی نشانیوں میں سے رات میں تمہارا سونا اور دن میں تمہارا اس کے فضل کو تلاش کرنا ہے، بلاشبہ اس میں سننے والوں کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں‘‘۔

تخلیق کائنات اللہ کو پکار رہی ہے: (۲۲) حق تعالیٰ اپنی عظیم وہمہ گیر قدرت کی ایک اور نشانی بیان فرماتا ہے کہ اس نے اس قدر بلند و وسیع اور صاف وشفاف آسمان بنائے جن میں ٹھہرے ہوئے اور گردش کرنے والے روشن تارے بنائے، زمین انتہائی پست وکثیف بنائی، جس پر پہاڑ، کھیت سمندر، چٹیل میدان، ریگستان، حیوان اور درخت پیدا فرما دیئے، علاوہ ازیں مختلف بولیاں پیدا کیں، عربوں کی تاتاریوں کی، کردوں کی، رومیوں کی، فرنگیوں کی، حبشیوں کی، بربر کی، مکرونیوں کی، ہندوؤں کی، عجمیوں کی، صقالیہ کی، ارمنیوں کی اور جزریوں کی اور نہ معلوم اور کتنی روئے زمین کی بولیاں پیدا کیں اور اس نے تمہارے رنگ بھی مختلف بنائے، روئے زمین کے تمام انسان ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک باوجود یکہ وہیں دو آنکھیں دو بھویں، ایک ناک ایک پیشانی، ایک منہ اور دو رخسارے رکھتے ہیں، اور تمام اعضاء سب کے ایک ہی جیسے ہیں، لیکن پھر بھی ایک دوسرے سے جدا ہے ہر ایک میں کوئی نہ کوئی عادت، ہیئت، یا کلام کا انداز یا طرز ادا، ظاہری یا باطنی ایسی ضرور پائی جاتی ہے کہ اس کی وجہ سے یہ سب سے الگ دکھائی دیتا ہے، ہر شخص میں کوئی نہ کوئی امتیازی وصف ضرور پایا جاتا ہے جس سے اس کی شخصیت دوسروں سے اسے جدا رکھتی ہے، اگرچہ دو شخص کسی وصف میں ایک جیسے ہوں مگر ان میں ایک ایسا وصف ضرور ملے گا، جس سے دونوں میں بہ یک نظر امتیاز کر لیا جائے اور ہر ایک کو اس کے مخصوص وصف سے پہچان لیا جائے، پھر فرمایا کہ ہر غور وفکر کرنے والا اتنی عظیم طاقتوں کے مالک کو پہچان سکتا ہے اور اس کی ان عجیب وغریب صنعتوں سے اسے جان سکتا ہے۔

نیند بھی اللہ کی ایک نعمت ہے: (۲۳) اللہ کی قدرت کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اس نے تم میں نیند پیدا کر دی تم رات کو بھی سوتے ہو اور دوپہر کو دن میں بھی جس سے تم کو آرام ملتا ہے، سکون حاصل ہوتا ہے، تھکن دور ہو جاتی ہے اور پھر تازہ دم اور چاق و چوبند ہو جاتے ہو، دن میں چلتے پھرتے ہو معاش کے ظاہری اسباب فراہم کرتے ہو اور چھوٹے بڑے سفر کرتے ہو جو نیند کی حالت میں نہیں کئے جا سکتے، رات میں آرام اور دن میں کام کرتے ہو، آرام کام کی ضد ہے، سننے والوں اور سمجھنے والوں کے لئے اللہ کی

معرفت کی یہی ایک نشانی کافی ہے۔

نیند نہ آنے کی دعا: زیدؓ بن ثابت فرماتے ہیں ایک رات مجھے نیند نہیں آئی صبح کو میں نے رحمت عالم ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ رات بھر مجھے نیند نہیں آئی فرمایا یہ دعا پڑھ کر سو جانا میں نے رات کو یہ دعا پڑھی اور سو گیا دعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَھَدَأَتِ الْعُیُوْنُ وَاَنْتَ حَیٌّ قَیُّوْمٌ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ اَنِمْ عَیْنِیْ وَاَھْدَأْ لَیْلِیْ. (ط) اے اللہ تارے جگمگا رہے ہیں اور دنیا کی آنکھیں بند ہیں اور تو زندہ اور سنبھالنے والا ہے اے زندہ اور سنبھالنے والے میری آنکھوں کو سلا اور میری رات کو آرام دہ بنا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْاَرْضِ ۖ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾

''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ وہ تم کو ڈرانے اور امیدیں قائم رکھنے کے لئے بجلی دکھاتا ہے' اور آسمان سے پانی برسا کر اس سے خشک زمین کو سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے' واقعی اس میں بھی عقل والوں کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں' اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں پھر جب وہ تم کو آواز دے گا تو فوراً تم زمین سے نکل کھڑے ہوگے''۔

بارش سے امید و بیم: (۲۴) یعنی اللہ کی عظیم قدرت کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ وہ تم کو بجلیاں دکھاتا ہے جن سے تم کو کبھی تو خوف ہوتا ہے کہ کہیں بارش سے نقصان نہ ہو جائے اور بجلی کسی پر گر کر اسے مار نہ ڈالے اور کبھی یہ امید ہوتی ہے کہ اب بارش ہوگی' خشک سالی دور ہوگی اور ہر طرف پانی کی ریل پیل ہو جائے گی پھر آسمان سے پانی برستا ہے اور خشک زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے' کل تو اس پر خاک اڑ رہی تھی' لیکن آج بارش نے اس کا رنگ ہی بدل دیا اِھْتَزَّتْ وَرَبَتْ الخ (حج ۲۲/۵) زمین ابھرنے لگی اس پر زندگی کی لہر دوڑنے لگی' اور اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کا رونق دار جوڑا پیدا کر دیا' عقل والوں کو اسی بات سے معلوم ہو جاتا ہے کہ جس کی قدرت کی یہ نیرنگیاں ہیں وہ ضرور اسی طرح دوبارہ پیدا فرما کر قبروں سے اٹھا دے گا۔

اللہ کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں: (۲۵) دوسری آیت میں فرمایا (۱) وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ الخ (حج ۲۲/۶۵) اللہ آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے کہ آسمان اس کے حکم کے بغیر زمین پر نہیں گرتا (۲) اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ الخ (فاطر ۳۵/۴۱) اللہ ہی آسمان و زمین کو اپنی جگہ سے ہٹنے سے روکے ہوئے ہے۔ عمرؓ: جب قسم میں مزید زور پیدا کرنا چاہتے تو فرماتے اس کی قسم جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں یعنی اس کی تسخیر سے ٹھہرے ہوئے ہیں۔

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

يَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ وَهُوَ اَهۡوَنُ عَلَيۡهِ‌ؕ وَلَهُ الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰى
فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ۚ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۲۷﴾

''آسمان وزمین کی تمام مخلوق اسی کی مملوک ہے اور ہر ایک اسی کا فرماں بردار ہے' وہی شروع میں مخلوق پیدا کرتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کردے گا' اور یہ تو اس کے لئے بہت ہی سہل ہے' آسمان وزمین میں اسی کی اعلیٰ شان ہے اور وہی سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے''۔

تمام مخلوق اللہ کی مملوک ہے: (۲۶) یعنی آسمان وزمین کی تمام مخلوق اسی کی ملکیت میں ہے اور سب اسی کے لونڈی غلام ہیں' ہر ایک خوشی سے یا ناخوشی سے اسی کے زیر فرمان ہے ایک حدیث میں ہے کہ قرآن میں جہاں بھی قنوت آیا ہے اس سے مراد طاعت ہے۔

زندگی بعد الموت کی دلیل: (۲۷) یعنی جب کسی چیز کا دوبارہ پیدا کرنا شروع کے پیدا کرنے کی بہ نسبت آسان ہوتا ہے تو اللہ کے لئے تو شروع میں بھی پیدا کرنا آسان ہے پھر بھلا وہ دوبارہ کیسے نہ پیدا کر سکے گا' حق تعالیٰ نے فرمایا مجھے آدم کے بیٹے نے جھٹلایا' حالانکہ اسے یہ بات لائق نہ تھی اور اس نے مجھے گالیاں دیں حالانکہ اسے یہ بات بھی لائق نہ تھی' اس کا جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ مجھے دوبارہ پیدا نہیں کرسکتا' جس طرح اس نے شروع میں پیدا کیا تھا اور اس کا گالی دینا یہ ہے کہ اللہ کے اولاد ہے حالانکہ میں اکیلا ہوں بے نیاز ہوں نہ صاحب اولاد ہوں اور نہ ماں باپ والا اور نہ میرے برابر کا کوئی ہے۔ (با)

اللہ بڑی عالی شان والا ہے: پھر فرمایا کہ اس کی تو آسمان وزمین میں بڑی بلند شان ہے دوسری جگہ فرمایا لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ الخ (شوریٰ ۴۲٫ ۱۱) اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس کی شان ایسی اعلیٰ ہے کہ اس کے سوا نہ کوئی اور رب ہے اور نہ معبود۔ پس وہ ایسا غالب ہے کہ کوئی اسے شکست دے ہی نہیں سکتا اور اس کے کسی کام میں آڑے آ ہی نہیں سکتا وہ تو اپنی ہمہ گیر قدرت سے اور اقوال وافعال میں اپنی حکمت والی سطوت سے سب پر غالب ہے اور سب اس کے قابو میں ہیں۔

ضَرَبَ لَكُمۡ مَّثَلًا مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ‌ؕ هَلۡ لَّكُمۡ مِّنۡ مَّا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ مِّنۡ
شُرَكَآءَ فِىۡ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ فَاَنۡتُمۡ فِيۡهِ سَوَآءٌ تَخَافُوۡنَهُمۡ كَخِيۡفَتِكُمۡ
اَنۡفُسَكُمۡ‌ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ
الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَهۡوَآءَهُمۡ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ‌ۚ فَمَنۡ يَّهۡدِىۡ مَنۡ اَضَلَّ اللّٰهُ‌ؕ
وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ ﴿۲۹﴾

''اللہ نے تمہارے لئے تمہاری جنس ہی میں سے ایک مثال بیان فرمائی' ہم نے جو کچھ تم کو دے رکھا ہے کیا اس میں تمہارا کوئی غلام بھی شریک ہے کہ تم اور وہ اس میں برابر کا حق رکھتے ہوں اور تم کو ان سے اسی طرح خوف ہو جیسے تم کو اپنے نفسوں سے خوف ہوتا ہے'

اسی طرح اللہ عقل والوں کے لئے کھول کھول کر مثالیں بیان فرماتا ہے بلکہ ان ظالموں نے بلا دلیل کے اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور اسے کون راہ پر لا سکتا ہے جس کو اللہ گمراہ کر دے اور ان کا کوئی مددگار نہیں''۔

مشرکوں کی مثال: (۲۸) یہ ان مشرکوں کی مثال ہے جو عبادت میں اللہ کے ساتھ غیروں کو شریک کرتے ہیں اور یہ بھی اعتراف کرتے ہیں کہ یہ معبود اللہ ہی کے غلام اور مملوک ہیں جیسا کہ مشرک حالت احرام میں کہا کرتے تھے کہ اے اللہ تیرا کوئی شریک نہیں بجز اس کے جس کے نفس و مال کا تو ہی مالک ہے' فرمایا اللہ ایک ایسی مثال بیان فرماتا ہے جس کو تم اپنے اندر ہی پاؤ گے تا کہ اچھی طرح سے تمہارے ذہن نشین ہو جائے' کیا تم میں سے کوئی یہ بات پسند کرے گا کہ اس کا غلام اس کے مال میں برابر کا شریک ہو جائے اور اسے یہ کھٹکا لگا رہے کہ یہ غلام میرا آدھا مال بانٹ لے گا جس طرح تم کو اپنے غلام سے یہ کھٹکا نہیں ہوتا کہ وہ تمہارا مال بانٹ لے گا اور نہ اسے یہ بات لائق ہے کیونکہ وہ تمہارا شریک نہیں' اسی طرح اللہ کی مخلوق میں سے کوئی اس کا شریک نہیں' جب تم غلاموں کی شرکت اپنے لئے پسند نہیں کرتے تو اللہ کے لئے کیوں پسند کرتے ہو جس طرح ایک غلام اپنے آقا کی برابری نہیں کر سکتا' ٹھیک اسی طرح کوئی اللہ کا بندہ اللہ کا ہمسر نہیں ہو سکتا کتنا بڑا ظلم ہے کہ جس بات سے خود چڑو اور نفرت کرو اسی کو اللہ کے لئے ثابت کر دو جیسے خود تو بیٹیوں سے چڑتے اور گھبراتے ہو مگر فرشتوں کو جو اللہ کے مقدس بندے ہیں اللہ کی بیٹیاں بتاتے ہو اس کی طرف اس چیز کی نسبت کرتے ہو جس کو خود پسند نہیں کرتے اس سے زیادہ سخت اور کیا کفر ہوگا' اسی طرح یہاں خود تو اپنے غلاموں کی شرکت گوارا نہیں کرتے لیکن اللہ کے غلاموں کو اس کا شریک بتاتے ہو' حق تعالیٰ تو شرکت سے پاک و بری ہے' حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں مشرک اللہ کے ایسے شریک بتاتے تھے جن کی جان و مال کا اللہ ہی کو مالک سمجھا جاتا تھا' اس پر یہ آیت اتری کہ جب تم اپنے غلاموں کو اپنا شریک بنانا گوارہ نہیں کرتے تو اللہ کے غلاموں کو اس کی عبادت میں شریک سمجھتے ہو جب تم غلاموں کی شرکت سے بیزار ہو تو اللہ تو بدرجہ اولیٰ بیزار ہوگا' سبحان اللہ عقل و ہوش والوں کے لئے کس قدر دل نشین اور سلجھے ہوئے انداز میں سمجھایا گیا ہے اور مثال دے کر اللہ کو شرک سے پاک و بری بتایا گیا ہے۔

شرک محض خواہش پرستی ہے: (۲۹) دراصل مشرک نادانی سے غیروں کی عبادت کرتے ہیں اور بلا کسی سند کے اپنی خواہشوں کے پیچھے لگ گئے ہیں' ان کے پاس بت پرستی کی نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ نقلی' بلکہ محض خواہش پرستی یا باپ دادا کی تقلید ہے بھلا اسے کون ہدایت پر لا سکتا ہے جس پر اللہ ہی گمراہی لکھ چکا ہو' نہیں اللہ کی تقدیر سے کوئی چھڑانے والا اور اس کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں اللہ کو اختیار ہے اس نے جو چاہا کیا اور جو چاہے گا کرے گا۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا
تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۰
مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ ۝۳۱ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ

بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾

''اس لئے آپ یک سو ہو کر اپنا رخ دین کی طرف اللہ کی اس فطرت پر قائم رکھیں' جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے' اللہ کی بنائی ہوئی چیز کو تبدیل نہیں' یہی سچا دین ہے' لیکن اکثر لوگ سمجھتے نہیں' اللہ کی طرف جھک کر اسی سے ڈرتے رہو' نماز قائم رکھو اور مشرکوں میں نہ ملو' جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور گروہ در گروہ بن گئے' اور ہر گروہ اپنے پاس والی بات پر نازاں ہے''۔

دین ابراہیمی اختیار کرنے کا حکم: (۳۰) یعنی اپنا رخ سیدھا رکھو اور اس دین پر جم جاؤ جس کو اللہ نے تمہارے لئے مقرر فرمایا ہے جو ابراہیمی دین ہے اور توحید سے مالا مال ہے' اللہ نے اسی دین کی آپ کو رہنمائی فرمائی ہے اور اسے سراسر مکمل فرما دیا ہے علاوہ ازیں اپنی فطرت سلیمہ پر بھی جمے رہو جس پر اللہ نے اپنی تمام مخلوق پیدا فرمائی ہے' اللہ نے ہر شخص کو توحید و معرفت پر پیدا فرمایا ہے ایک حدیث قدسی میں ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو توحید پر پیدا کیا' پھر یہ شیطان کے بہکانے سے صحیح دین سے ہٹ گئے۔ حدیثوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ حق تعالیٰ نے ہر شخص کو اسلام پر پیدا فرمایا' پھر بعد میں بعض لوگ یہودی' عیسائی' مجوسی اور دیگر باطل دینوں پر قائم ہو گئے۔

شروع سے لے کر آخر تک اللہ کا دین ایک ہی ہے: پھر فرمایا کہ اللہ کے دین میں تبدیلی نہیں یعنی دین شروع سے آخر تک ایک ہی ہے جو توحید و اسلام ہے۔ و نیز اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ اللہ کے دین میں تبدیلی نہ کرو' اور لوگوں کو ان کے پیدائشی دین سے نہ پھیرو۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بچہ فطرت ہی پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جیسے جانور کا صحیح سالم بچہ پیدا ہوتا ہے تم نے کبھی کوئی کن کٹا بچہ دیکھا ہے؟ (پھر بعد میں لوگ اس کے کان کاٹ ڈالتے ہیں) پھر آپ نے فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ الخ کی تلاوت کی (ق)

توحید و نماز کا حکم: (۳۱) یعنی اللہ کی طرف جھکے رہو اور اس سے ڈرتے رہو نماز کو جو ایک عظیم عبادت ہے قائم رکھو اور مشرک نہ بنو بلکہ موحد بنو' خالص اللہ ہی کی عبادت کرو اور عبادت سے اسی کی رضا حاصل کرو' عمرؓ نے معاذؓ بن جبل سے پوچھا کہ اس امت کی اصلاح کی کیا چیزیں ہیں بولے تین اور یہی تین ان کی نجات کا باعث ہیں اخلاص یعنی وہ فطرت جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا فرمایا' نماز جو دین کی روح ہے اور اطاعت جس سے انسان گناہوں سے بچا رہتا ہے' فرمایا تم نے ٹھیک جواب دیا۔ (ابن جریر)

شرک سے اجتناب کا حکم: (۳۲) یعنی مشرک نہ بنو جنہوں نے اپنا دین بدل ڈالا اس میں ردوبدل کر ڈالا کچھ باتیں مان لیں اور کچھ نہیں مانیں۔ اصلی دین توحید کو بگاڑ کر اور صحیح راہ چھوڑ کر غلط راہ اختیار کر لی فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ الخ (انعام ۱۵۹/۶) جنہوں نے اپنا دین بدل ڈالا اور گروہ در گروہ بن گئے آپ کا ان سے کیا تعلق؟ ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے' ہم سے پہلے دین والے آپس میں مختلف ہو گئے' ہر ایک کی جداگانہ رائیں اور جداگانہ خیالات ہیں اور طرہ یہ ہے کہ ہر فرقہ یہی سمجھ رہا ہے کہ میں ہی سچائی پر ہوں' اور تو اور امت محمدیہ میں بھی بہت فرقے پیدا ہو گئے یہ سب گمراہ ہیں بجز ایک فرقے کے جو قرآن و سنت پر عمل پیرا ہے اور صحابہ کے طریقے پر گامزن ہے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ان تمام فرقوں میں نجات پانے والا کونسا فرقہ ہو گا فرمایا جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر عمل کرے گا۔

وَ إِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُم مِّنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣٤﴾ أَمْ أَنزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ﴿٣٥﴾ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ﴿٣٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٣٧﴾

''جب لوگوں کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اپنے رب کی طرف جھک کر اسی سے دعائیں مانگتے ہیں (کہ اے رب یہ مصیبت ٹال دے) پھر جب وہ انہیں اپنی مہربانی سے نجات دے دیتا ہے تو فوراً ہی ان میں سے ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتی ہے تا کہ ہماری دی ہوئی نعمت کی ناشکری کریں اچھا اور تھوڑا سا فائدہ اٹھا لو عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کیا ہم نے ان کے لئے آسمان سے (شرک کی) کوئی دلیل اتاری ہے جو ان کے شریکوں کو ثابت کرتی ہو اور جب ہم لوگوں کو اپنی رحمت سے نوازتے ہیں تو وہ اس پر پھول جاتے ہیں' اور اگر انہیں ان کے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ فوراً ہی ناامید ہو جاتے ہیں کیا انہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ ہی جسے چاہتا ہے فراخ روزی دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے کم دیتا ہے' یقیناً اس میں ایمان والوں کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں''۔

دکھ میں اللہ یاد آتا ہے: (۳۳و۳۴) عوام کی حالت بیان کی جا رہی ہے کہ وہ آڑے وقت تو بلا شرکت غیرے خالص اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور جب وہ انہیں اپنی بھرپور نعمتوں سے نواز دیتا ہے تو عیش کے وقت ایک جماعت شرک و بت پرستی کرنے لگتی ہے تا کہ ہماری دی ہوئی نعمتوں کی ناقدری کریں اور شکر ادا نہ کریں۔

پھر حق تعالیٰ نے ڈرایا کہ دنیا کو اور چند روز برت لو آنا ہماری ہی طرف ہے' شرک کا نتیجہ خود بہ خود معلوم ہو جائے گا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ اگر مجھے کوتوال یا کوئی ذمہ دار آدمی ڈانٹے اور ڈرائے تو میں تو اسی سے کانپ اٹھتا ہوں اور یہاں تو ڈرانے والا وہ شہنشاہ ہے جس کے اشارے پر چیزیں بن اور بگڑ جاتی ہیں' اس کے ڈراوے سے تو بدرجہ اولیٰ کانپ اٹھنا چاہئے۔

مشرکوں کی تردید: (۳۵) مشرکوں کی تردید ہے جنہوں نے اللہ کے ساتھ دوسروں کی بلا دلیل و برہان کے عبادت کر کے شرک کیا یعنی کیا ان کے پاس کوئی آسمانی دلیل ہے جو شرک و بت پرستی کو بتاتی ہو؟ ہرگز نہیں ان کے پاس بھی شرک کی کوئی دلیل نہیں نہ نقلی اور نہ عقلی۔

انسان کی ایک فطری بری عادت: (۳۶) یہاں انسان کی انسان ہونے کے اعتبار سے ایک بری عادت کی مذمت ہے (مگر

اللہ جسے بچائے) کہ وہ نعمتوں پر اترا کر مغرور و سرکش ہو جاتا ہے اور گھمنڈ کرنے لگتا ہے اور صاف کہہ دیتا ہے ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ الخ (ھود۱۱/۱۰) مجھ سے برائیاں ٹل گئیں دل ہی دل میں خوش ہوتا ہے دوسروں پر فخر کرتا ہے اور مصیبتوں میں گھر کر نا امید ہو جاتا ہے اور آس توڑ دیتا ہے کہ اب کبھی مجھے آرام نصیب نہ ہوگا فرمایا اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا الخ (ھود۱۱/۱۱) ہاں جو لوگ صابر ہیں اور نیک عمل کرتے رہتے ہیں (وہ اس بری عادت سے محفوظ رہتے ہیں) ان کے لئے بخشش ہے اور بڑا اصلہ ہے یعنی مصائب پر صبر کرتے ہیں اور حالت عافیت میں نیک عمل کرتے ہیں جیسا کہ ایک صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ مومن کی خوش قسمتی ہے کہ اس کے لئے اللہ کے ہر فیصلہ میں خیر و برکت ہے اگر اسے آرام پہنچتا ہے تو شکر بجالاتا ہے اور اگر تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے دونوں حالتوں میں اس کے لئے خیر ہی خیر ہے۔

روزیوں میں کمی بیشی اللہ کے اختیار میں ہے: (۳۷) یعنی اللہ فاعل و مختار مطلق ہے وہی اپنی حکمت و عدالت سے روزیوں کو گھٹاتا بڑھاتا ہے کسی کو مالا مال کر دیتا ہے اور کسی کو تنگ دست و قلاش بنا دیتا ہے اس میں بھی ایمان والوں کے لئے اللہ کی معرفت کی نشانیاں ہیں۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا
لِّيَرْبُوَا فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ
وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ
ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ
مِّنْ شَيْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ع

”رشتے دار کو اور محتاج و مسافر کو ہر ایک کو اس کا حق دو یہ ان کے لئے بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں ایسے ہی لوگ کامیاب ہوں گے تم اپنا مال جو بیاج پر دوسروں کو دیتے ہو تا کہ لوگوں کے مالوں میں تمہارا مال بڑھتا رہے وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو اللہ کی رضا جوئی کے لئے زکوۃ دیتے ہو تو ایسے ہی لوگ مال بڑھانے والے ہیں اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا پھر اسی نے روزی پہنچائی پھر وہی مار دے گا پھر وہی دوبارہ زندہ فرمائے گا ہے تمہارے شریکوں میں سے کوئی ایسا جو ان کاموں میں سے ایک کام بھی کر سکے مشرکوں کی افتراء پردازیوں سے اللہ پاک و بری ہے“۔

صلہ رحمی کا حکم: (۳۸) عزیزوں محتاجوں اور مسافروں کے ساتھ سلوک کرنے کا اور صلہ رحمی کا حکم دیا جارہا ہے محتاج وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو یا کچھ ہو تو مگر اس کی ضرورتیں اس سے پوری نہ ہوتی ہوں مسافر کو بھی خرچ کی اور ضروریات سفر کی ضرورت ہوتی ہے پھر فرمایا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں یعنی ان کے سامنے ہمیشہ آخرت رہتی ہے جو آخری گھر ہے اور جہاں

سب کو جانا ہے یہ سب کام ان کے لئے خیر و برکات کے باعث ہیں دنیا اور آخرت میں کامیابی ایسے ہی لوگوں کے قدم چومے گی۔

زیادتی کے خیال سے تحفہ دینا: (۳۹) یعنی جس نے کسی کو اس خیال سے تحفہ بھیجا کہ وہ اسے بدلے میں اس کے تحفے سے زیادہ دے گا' ایسے تحفے کا ثواب اللہ کے ہاں کچھ نہیں اگر چہ ایسا کرنا جائز ہے حرام نہیں' اس طرح سے دینا لینا جائز ہے مگر رحمت عالم ﷺ کو خصوصیت کے ساتھ اس سے منع فرمایا گیا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں سود دو قسم کے ہیں ایک سود تو حرام ہے اور ایک حلال ہے' پہلا سود بیاج ہے دوسرا سود وہ ہدیہ ہے جو دوسرے کے پاس سے بدلے میں زیادہ ہو کر آیا ہو یہ جائز ہے پھر آپ نے ثبوت میں یہ آیت سنائی' زکوٰۃ و خیرات میں ضرور ثواب ملتا ہے اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اللہ کی رضا کے لئے جو زکوٰۃ نکالتے ہو تو ایسے لوگوں کو اللہ بہت بڑھا چڑھا کر ثواب عطا فرمائے گا ایک صحیح حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنی حلال و پاکیزہ کمائی میں سے (اللہ کی راہ میں) ایک کھجور کے برابر بھی خیرات کرے گا' حق تعالیٰ یقیناً اسے اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے لئے بڑھائے گا اور اس طرح پرورش کرے گا جیسے کوئی اپنے اونٹ کے بچے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ ایک کھجور بھی احد پہاڑ سے بڑی ہو جائے گی۔

روزی رساں اللہ ہی ہے: (۴۰) یعنی پروردگار عالم ہی خالق و رازق ہے' انسان ماں کے پیٹ سے ننگا' بھوکا اور بالکل ناسمجھ پیدا ہوتا ہے اور اپنے اعضاء اور قویٰ سے صحیح فائدہ نہیں اٹھا سکتا پھر اللہ اس کو تمام چیزیں دے دیتا ہے اور اس کے پاس کپڑے لتے مال' جائداد گھر بار تجارت و بیوپار سب کچھ ہو جاتا ہے' حبہؓ اور سواء کہتے ہیں ہم رحمت عالم ﷺ سے ملنے گئے' آپ کسی کام میں مشغول تھے' ہم نے بھی آپ کا ہاتھ بٹایا آپ نے فرمایا جب تک تمہارا سر ہلتا رہے اللہ کی روزی سے ناامید نہ ہونا۔ کیونکہ جب بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو سرخ ہوتا ہے اور اس کے جسم پر ایک چھلکا بھی نہیں ہوتا پھر اللہ ہی اسے روزی پہنچاتا ہے پھر فرمایا کہ تمہارے جھوٹے معبودوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو مذکورہ بالا کاموں میں سے کوئی کام کر سکے؟ ہرگز نہیں' یہ کام کسی کے بھی بس کے نہیں اللہ کے سوا نہ کوئی پیدا کر سکتا ہے' نہ روزی دے سکتا ہے نہ روح پھونک سکتا ہے اور نہ روح قبض کر سکتا ہے' پھر وہی قیامت کے دن دوبارہ زندہ فرما دے گا' اللہ شریک و نظیر سے' ہمسر و ہم رتبے سے اور والد و ولد سے پاک و بری ہے' وہ تو تنہا ہے اکیلا ہے بے نیاز ہے نہ اولاد والا ہے نہ ماں باپ والا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ ۚ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ﴿٤٢﴾

''لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد پیدا ہو گیا تاکہ اللہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کی سزا چکھا دے تاکہ گناہوں سے باز آ جائیں' آپ فرما دیں دنیا میں چل پھر کر دیکھو کہ تم سے پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا' جن میں سے اکثر مشرک (وبت پرست) تھے''۔

دنیا میں گناہوں کے اثرات: (۴۱) غیر آباد اور آباد علاقے خصوصا وہ علاقے جو دریاؤں اور سمندروں کے قریب آباد ہوں' و

نیز خشکی وتری مراد ہیں' خشکی اور تری میں فساد کا ظاہر ہونا' خشکی پر تو مینہ کا نہ برسنا ہے' جس کے نتیجے میں خوفناک قحط آ جاتا ہے اور لوگ بھوکے مرنے لگتے ہیں اور تری میں پانی کے جانوروں کا مرنا ہے (ابن ابی حاتم)۔ آیت کا یہ مطلب ہے کہ گناہوں کی وجہ سے پیداوار میں کمی اور پھلوں میں نقصانات ہوتے ہیں' جس نے زمین پر رہ کر اللہ کی نافرمانی کی' اس نے زمین خراب کر دی کیونکہ زمین وآسمان کی اصلاح اللہ کی اطاعت پر موقوف ہے' اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ زمین پر ایک حد کا قائم ہونا چالیس دن کی بارش سے بہتر ہے (د) کیونکہ حد جاری کرنے سے لوگ گناہوں سے سب نہیں تو اکثر رک جاتے اور ڈر جاتے ہیں اور حرام کام چھوڑ دیتے ہیں اور گناہوں کا چھوڑ دینا زمین وآسمان کی برکتوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔

پھر فرمایا تاکہ حق تعالیٰ انہیں جانوں' مالوں اور پھلوں میں کمی کرا کے آزمائے اور ان کے کرتوتوں کا بدلہ بھی دے تاکہ وہ گناہوں سے باز آ جائیں فرمایا وَبَلَوْنَاهُمْ بِالْحَسَنَاتِ (الخ (اعراف ۷/ ۱۶۸) ہم نے انہیں اچھائیوں اور برائیوں میں مبتلا کر کے آزمایا تاکہ وہ باز آ جائیں۔

نافرمانوں کے انجام پر غور کرو: (۴۲) یعنی دنیا میں چل پھر کر یا لوگوں سے واقعات سن سمجھ کر غور کرو کہ پہلے لوگوں کا جو اللہ کی نعمتوں کو ٹھکرایا کرتے تھے اور رسولوں کو جھٹلایا کرتے تھے کیسا برا حشر ہوا۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ
مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ﴿٤٣﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا
فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ ﴿٤٤﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴿٤٥﴾

''اس لئے آپ اپنا رخ اسی سچے دین کی طرف رکھیں' پیشتر اس کے کہ اللہ کی طرف سے وہ دن آ جائے' جس کو کوئی لوٹا نہیں سکتا' اس دن لوگ جدا جدا ہو جائیں گے' جس نے کفر کیا ہوگا' اس کے کفر کا وبال اسی پر ہوگا' اور جو نیک عمل کر رہے ہیں وہ اپنے لئے فرش بچھا رہے ہیں تاکہ اللہ اپنے فضل سے ایمان والوں کو جو نیک عملوں میں لگے رہتے ہیں بہترین صلہ دے' یقین مانو وہ کافروں کو محبوب نہیں رکھتا''۔

قیامت سے پہلے پہلے مسلمان ہونے کا حکم: (۴۳) یعنی بلا تاخیر دین قیم پر جم جاؤ' اطاعت میں ثابت قدم رہو نیکیاں کرنے میں جلدی کرو اور قیامت کے دن سے پہلے پہلے اس سچے اور صحیح دین کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جاؤ' جب اللہ کی طرف سے وہ مقررہ دن آئے گا تو اسے کوئی ٹال نہ سکے گا اللہ کی بھیجی ہوئی ساعت کون لوٹا سکتا ہے؟ اس روز اچھے اور برے جدا جدا ہو جائیں گے' اچھے جنت کی بہاریں لوٹیں گے اور برے دوزخ میں جلے بھنیں گے۔

کافر اپنی آرام گاہیں بگاڑ رہے ہیں اور مسلمان سنوار رہے ہیں: (۴۴) کافروں پر ان کے کفر وشرک کا وبال پڑے گا اور وہ شرک کے بوجھ میں بری طرح سے دب رہے ہوں گے اور نیک عمل کرنے والے اپنے آرام کے سامان فراہم کر رہے ہیں جو قیامت کے دن ان کے کام آئیں گے اور اپنی آرام گاہیں سنوار رہے ہیں۔

(۴۵) حق تعالیٰ نیکوں کو ان کے عملوں کا اچھا بدلہ دے گا اور انعام میں اپنا فضل عطا فرمائے گا کہ ایک کے دس دس پھر سات سات سو دے گا پھر جس قدر چاہے گا اور بھی بڑھا دے گا' کافروں کو اللہ پسند نہیں فرماتا تاہم ان پر ظلم نہ ہوگا اور عادل مالک ان کے بدعملوں کی انصاف سے پوری پوری سزا دے گا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾

''اور اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی بشارت دینے والی ہواؤں کو چلانا بھی ہے تاکہ وہ تم کو اپنی رحمت کا ذائقہ چکھائے اور تاکہ کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر ادا کرو' بلاشبہ ہم نے آپ سے پہلے تمام قوموں کی طرف رسول بھیجے وہ ان کے پاس صاف صاف معجزے لے کر آئے پھر ہم نے مجرموں سے انتقام لیا اور ایمان والوں کی مدد ہمارے ذمے واجب ہے''۔

بارانِ رحمت کا بیان: (۴۶) اللہ لوگوں کو اپنی نعمتیں یاد دلا رہا ہے کہ اس نے باران رحمت سے پہلے مژدہ سنانے والی ہوائیں بھیجیں جو یہ نوید دیتی ہیں کہ عنقریب بارش ہونے والی ہے تاکہ وہ اپنی رحمت کا تم کو ذائقہ چکھائے یعنی مینہ برسا کر خشک زمین کو ہرا بھرا اور خشک ہونٹوں کو تر فرمادے' زمین کی پیداوار سے لوگوں کو زندہ رکھے اور دریاؤں میں کشتیاں چلیں کیونکہ ہواؤں پر ہی کشتیوں کا چلنا موقوف ہے (یعنی بادبانی کشتیوں کا دارومدار ہوا اور پانی پر ہے' آج کل کی دخانی کشتیاں اور پانی کے موٹر ہوا کے محتاج نہیں تاہم پانی کے تو محتاج ہیں) تاکہ تم ان میں اپنا تجارتی سامان لاد کر اسے ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف منتقل کرو اور خوب کمائیاں کرو اور ایک طرف سے دوسری طرف سفر کر سکو (ہوائی جہاز فضائی کشتیاں ہیں کیونکہ پانی سے زیادہ ہوا لطیف ہے) تم پر اللہ کی بے شمار نعمتیں ہیں ان کا شکر بجالاؤ اور ظاہری اور باطنی نعمتوں کی ناقدری اور ناشکری نہ کرو۔

رحمت عالم ﷺ کو تسلی: (۴۷) اس میں سید الرسل اور رحمت عالم ﷺ کو حق تعالیٰ نے تسلی دی ہے کہ اگر آپ کو آپ کی قوم کے اکثر لوگ جھوٹا مانتے ہیں تو آپ اس کا ملال نہ کریں یہ تو لوگوں کی قدیمی عادت ہے ہم نے آپ سے پہلے بھی لوگوں کی طرف رسول بھیجے تھے' جن کے پاس صاف صاف اور غالب معجزے تھے مگر لوگوں نے انہیں جھٹلا دیا تھا اور ان سے دشمنی گانٹھ لی تھی' آخر کار اللہ کا عذاب آیا' اللہ نے ان سے بدلہ لیا' انہیں تباہ کر دیا اور ایمان والوں کو بچا لیا حق تعالیٰ شانہ نے اپنے اوپر اپنے ایمان والے بندوں کی مدد اپنے فضل و کرم سے واجب فرمالی ہے فرمایا کَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ الخ (انعام ۶/۵۴) تمہارے پروردگار نے اپنے نفس کریم پر مہربانی واجب کر لی ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان اپنے بھائی کی آبرو بچالے اللہ کے ذمے ہے کہ وہ اسے قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بچالے پھر آپ نے وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ کی تلاوت فرمائی۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ
وَیَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَی الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ
مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْهِمْ
مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِیْنَ ﴿۴۹﴾ فَانْظُرْ اِلٰۤی اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ
مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰی ۚ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۵۰﴾ وَلَئِنْ
اَرْسَلْنَا رِیْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ یَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾

''اللہ ہی ہوائیں بھیجتا ہے جو بادل اٹھاتی ہیں پھر وہ اسے اپنی مرضی کے مطابق آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے' پھر تم دیکھتے ہو کہ اس میں سے قطرے برس پڑتے ہیں پھر اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اسے برسا دیتا ہے' تب دفعتًہ وہ کھل اٹھتے ہیں' یقین مانو کہ وہ قبل اس کے کہ ان پر مینہ برسایا جائے' آس توڑے ہوئے تھے' پھر تم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار دیکھو کہ وہ خشکی کے بعد زمین کو کس طرح سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے۔ یقین مانو وہ (اسی طرح) مردوں کو زندہ فرما دے گا اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے' اور اگر ہم تیز ہوا بھیج دیں اور لوگ کھیتوں کو زرد (مرجھائے ہوئے) دیکھ لیں تو پھر اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں''۔

ابر اٹھنے کے اسباب: (۴۸) یہ بیان ہے کہ بادل کس طرح پیدا ہوتے ہیں اور گھٹائیں کس طرح آتی ہیں' جن سے بارش ہوتی ہے فرمایا ہوائیں بادل اٹھاتی ہیں یا تو سمندر سے اٹھاتی ہیں یا جہاں سے اللہ کی مرضی ہوتی ہے وہاں سے اٹھاتی ہیں پھر اللہ یہ بادل پھیلا دیتا ہے اور اس قدر بڑھا دیتا ہے کہ یہ ذرا سی بدلی تمام آسمان پر چھا جاتی ہے اور گھٹا جھک جاتی ہے' ڈھال کے برابر ایک بادل نمودار ہوتا ہے پھر اللہ کے حکم سے تمام آسمان کے کناروں کو گھیر لیتا ہے' کبھی گھٹا سمندر کی طرف سے بھری ہوئی اور پانی سے بوجھل آتی ہے اور آسمان پر چھا جاتی ہے فرمایا وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ الخ (اعراف ۷/ ۵۷) اللہ ہی ہواؤں کو اپنی رحمت سے پہلے اپنی رحمت کی بشارت سنانے کے لئے بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ بھاری اور ثقیل بادل کو اٹھا لیتی ہے تو اللہ کسی خشک سرزمین پر اسے ہانک کر لے جاتا ہے پھر اس سے مینہ برسا کر طرح طرح کے پھل پیدا کر دیتا ہے' اسی طرح وہ مردوں کو پیدا کر دے گا۔ تاکہ تم سمجھ سے کام لو۔

(۴۹) یعنی جہاں بارش ہوگئی ہے وہاں کے لوگ بارش سے پہلے ناامید ہو چکے تھے' پھر ناامیدی کے بعد بارش ہوگئی اور جل تھل ہوگئے تو عین موقعہ کی بارش سے وہ کھل اٹھے اور مارے مسرت کے جھومنے لگے۔

(۵۰) اللہ کی رحمت کے آثار سے مراد بارش ہے کہ حق تعالیٰ نے مینہ برسا کر مردہ زمین زندہ کر دی' پھر اس سے مردوں کو زندہ کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی' جب کہ لوگوں کے جسموں کے اجزا الگ الگ ہو کر ناپید ہو جائیں اور ان کا نام و نشان اور کچھ اتا پتہ بھی نہ رہے چنانچہ فرمایا کہ جس نے مردہ زمین زندہ فرمائی وہ مردوں کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے' بلکہ وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔

(۵۱) یعنی اگر ہم ہرے بھرے اور تیار کھیتوں پر تیز وتند اور خشک ہوائیں چلا دیں جو انہیں زرد کر دیں اور بگاڑ دیں تو لوگ سابق نعمتیں بھی ٹھکرا دیتے ہیں اور ناشکری پر اتر آتے ہیں فرمایا اَفَرَاَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ الخ (۵۶/۶۳ تا ۶۷) اچھا ذرا یہ تو بتاؤ تم جو کچھ بوتے ہو اسے تم اگاتے ہو یا ہم اگر ہم چاہیں تو اسے ریزہ ریزہ کر دیں اور تم اسے تعجب سے دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ جاؤ (اور یہ کہنے لگو کہ) ہم پر تاوان پڑ گیا بلکہ بالکل ہی محروم رہ گئے۔

ہواؤں کی اقسام: ابن عمرؓ فرماتے ہیں ہوائیں آٹھ قسم کی ہوتی ہیں' چار رحمت والی اور چار عذاب والی' رحمت والی ہوائیں یہ ہیں' گھٹا اٹھانے والی' بارش کی خوش خبری دینے والی' گرد وغیرہ اڑانے والی اور مفید ہوائیں' اور عذاب والی ہوائیں غیر مفید ہوائیں' سخت ٹھنڈی اور تیز ہوائیں (یہ دونوں خشکی میں چلتی ہیں) اور عاصف اور قاصف (یہ دونوں دریائی ہوائیں ہیں) کبھی تو اللہ کے حکم سے ہوا باعث رحمت وبارش بن کر چلتی ہے جو گھٹا کو پانی سے بھر دیتی ہے جیسے نر مادہ کو حاملہ کر دیتا ہے اور کبھی غیر مفید و باعث عذاب بن کر آتی ہے جو سخت ٹھنڈی اور برداشت سے باہر ہوتی ہے اور جدھر سے گذر جاتی ہے تباہی مچاتی چلی جاتی ہے' رفتار کے لحاظ سے ہواؤں کے چار نام ہیں' پچھوا' پروا' جنوبی اور شمالی ہوائیں جس سمت کو چلتی ہیں اسی سے منسوب ہوتی ہیں' ان ہواؤں کے اثرات و فوائد میں بڑا فرق ہوتا ہے' ہلکی اور تر ہوا نباتات وحیوانات کی پرورش کرتی ہے اور سخت وخشک ہوا انہیں سکھا ڈالتی ہے' ایک قسم کی ہوا تباہ کر ڈالتی ہے ایک قسم کی اڑا دیتی ہے اور سخت بنا دیتی ہے اور ایک قسم کو بودا اور کمزور بنا دیتی ہے۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں یہ ہوائیں دوسری زمین سے مسخر ہیں جب اللہ نے عادیوں کو ہلاک کرنا چاہا تو محافظ ہوا کو حکم فرمایا کہ ہوا کے خزانے سے اتنی ہوا چھوڑ دے جو عادیوں کو ہلاک کر دے' محافظ بولا اگر حکم ہو تو بیل کے نتھنے کے سوراخ کے برابر ہوا چھوڑ دوں فرمایا نہیں' اتنی ہوا تو زمین کو اور زمین والوں کو الٹ دے گی البتہ انگوٹھی کے حلقے کے برابر چھوڑ دی جائے' اسی ہوا کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ الخ (ذاریات ۵۱/۴۲) کہ جس چیز سے گزر جاتی تھی اسے ریزہ ریزہ کرتی چلی جاتی تھی۔ (ابن ابی حاتم)

فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٥٢﴾
وَمَا أَنتَ بِهَادِ الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا
فَهُم مُّسْلِمُونَ ﴿٥٣﴾ ع ۵

''بلاشبہ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتے ہیں جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر جا بھی رہے ہوں اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ پر لا سکتے ہیں آپ تو صرف انہیں کو سناتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور فرماں بردار بھی ہیں''۔

کافر مردہ ہیں: (۵۲، ۵۳) یعنی جس طرح آپ کے بس میں قبروں میں مردوں کو سنانا نہیں اور لیٹ بہروں تک جو پیٹھ موڑ کر جا بھی رہے ہوں اپنی آواز پہنچانا نہیں' اسی طرح جو حق سے اندھے ہیں آپ انہیں بھی راہ دکھانے پر اور انہیں ان کی گمراہی سے روک دینے پر قادر نہیں' بلکہ یہ کام اللہ کا ہے اس کی قدرت میں سب کچھ ہے وہی جب چاہے مردوں کو زندوں کی آواز سنا دے جسے چاہے ہدایت دے دے اور جسے چاہے گمراہ کر دے' اور کسی کے بس کی یہ بات نہیں آپ تو صرف انہیں کو سنا سکتے ہیں جن کا ہمارے احکام پر ایمان ہے جو جھکے ہوئے ہیں' مان رہے ہیں اور عمل پیرا ہیں' یہی لوگ حق بات سن کر اس کی پیروی کرتے ہیں' ایسا مومن ہی کرتے

ہیں لہٰذا پہلی مثال کافروں کی اور یہ مثال مومنوں کی ہے فرمایا۔ اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ الخ (انعام ۶/ ۳۶) وہی مانتے ہیں جو سنتے ہیں اور مردوں کو بھی حق تعالیٰ زندہ کر دے گا پھر وہ اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے کسی ایسے مسلمان بھائی کی قبر سے گزرتا ہے جسے وہ دنیا میں جانتا تھا پھر اسے سلام کرتا ہے تو اللہ اس کی روح اس میں لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ سلام کا جواب دے دیتا ہے۔ (ابن عبدالبرؒ وصححہ ' از ابن عباسؓ)

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴿۵۴﴾

''اللہ ہی نے تم کو کمزوری میں پیدا کیا پھر کمزوری کے بعد طاقت بخشی' پھر طاقت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا وہ جو چاہے پیدا کرے اور وہی خوب جاننے والا اور خوب خبردار ہے''۔

انسان کے مختلف حالات کا بیان: (۵۴) حق تعالیٰ شانہ انسان کو اس کے مختلف حالات سے آگاہ فرما رہے ہیں کہ اس کی اصل تو خاک ہے پھر یہ نطفے سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے پھر ہڈیوں سے پیدا ہوتا ہے پھر اس پر گوشت چڑھا دیا جاتا ہے اور روح پھونک دی جاتی ہے پھر کمزور و نحیف پیدا ہوتا ہے تمام قوی کمزور ہوتے ہیں' پھر رفتہ رفتہ قوی مکمل ہوتے جاتے ہیں' ابھی چھوٹا بچہ ہے ابھی ہوشیار ہو گیا' ابھی بلوغت کے قریب پہنچ گیا' پھر بالغ ہو گیا اور ماشاء اللہ جوان ہو گیا اور پوری قوت کو پہنچ گیا' اللہ نے اسے کمزوری کے بعد خیر سے پروان چڑھایا اور پوری طاقت بخشی' پھر چالیس سال کے بعد قویٰ میں زوال پیدا ہونا شروع ہوتا ہے انسان جوان سے ادھیڑ اور ادھیڑ سے بوڑھا ہوتا چلا جاتا ہے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔ حرکات و گرفت کمزور پڑ جاتی ہے بال سفید ہو جاتے ہیں اور اندرونی و بیرونی حالات میں تغیر پیدا ہونے لگتا ہے یہ قوت کے بعد کمزوری کا لوٹ آنا ہے پھر فرمایا کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اپنی مرضی کے مطابق اپنے بندوں میں تصرف فرماتا ہے وہ ہر چیز اچھی طرح سے جانتا ہے اور ہر چیز پر خوب قادر ہے۔

وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ۬ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ ؗ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾

''اور جس دن قیامت آ جائے گی تو مجرم قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ وہ گھڑی بھر ہی ٹھہرے اسی طرح (دنیا میں) یہ بہکے ہوئے ہی رہے' اور جن لوگوں کو علم و ایمان نصیب ہے وہ جواب دیں گے کہ تم اللہ کی کتاب کے مطابق قیامت تک ٹھہرے رہے اس لئے یہ

قیامت کا دن آ گیا ہے لیکن تم کو تو اس کا یقین ہی نہ تھا' پھر اس دن کوئی عذر ظالموں کے کام نہ آئے گا' اور نہ ان سے توبہ طلب کی جائے گی''۔

کافروں کی دنیا اور آخرت میں جہالت: (۵۵) یعنی کافر دنیا میں بھی جاہل رہے اور آخرت میں بھی علم سے محروم رہیں گے' دنیا میں انہیں توحید نصیب نہیں ہوئی اور دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرتے رہے اور آخرت میں یہ زبردست غلطی سرزد ہوگی کہ اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہم تو دنیا میں صرف گھڑی بھر ہی ٹھہرے تھے اس کہنے سے مقصد یہ ہوگا کہ ان پر حجت قائم نہیں ہوئی اور انہیں اتنا موقعہ ہی نہیں ملا کہ رسولوں کو مانتے اس لئے انہیں معذور سمجھنا چاہئے پھر فرمایا کہ یہ جیسے آج یہاں بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں' اسی طرح دنیا میں بھی بھٹکے اور بہکے ہی رہے۔

مومنوں کی ہوشیاری: (۵۶) ایمان والے اہل علم انہیں آخرت میں جواب دیں گے جیسے انہوں نے دنیا میں ان پر اللہ کی حجت قائم کی تھی' آج بھی وہی بتائیں گے کہ تم اللہ کی کتاب (کتاب الاعمال) کے مطابق پیدائش سے لے کر دوسری دفعہ زندہ ہونے تک ٹھہرے رہے لیکن تم کو تو زندگی بعد الموت کا یقین ہی نہ تھا۔

قیامت کے دن کوئی عذر قبول نہ ہوگا: (۵۷) یعنی قیامت کے دن کوئی عذر مشرکوں کے کام نہ آئے گا اور نہ انہیں دنیا میں از سر نو بھیجا جائے گا فرمایا وَاِنْ یَّسْتَعْتِبُوْا الخ (فصلت ۴۱/۲۴) اگر وہ عذر کرنا چاہیں گے تو ان کا عذر بھی قابل قبول نہ ہوگا۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ
بِاٰیَةٍ لَّیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۝۵۸ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ
عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۵۹ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا
یَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ ۝۶۰ ع

''بلاشبہ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر قسم کی مثالیں بیان کر دی ہیں' اور اگر آپ ان کے پاس کوئی نشانی لے کر آئیں تو یقیناً کافر یہی کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو اسی طرح اللہ ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے جو یقین نہیں لاتے اس لئے آپ صبر کریں دیکھئے اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یقین نہ لانے والے آپ کو خفیف نہ کر دیں''۔

انتہائی روشنی کے باوجود بھی کافر ایمان لانے والے نہیں: (۵۸) یعنی ہم نے لوگوں کے سامنے حق کھول کھول کر اور مثالیں دے دے کر ذہن نشین کرا دیا تاکہ وہ اس کے پیروکار بن جائیں' پھر فرمایا کہ آپ ان کے پاس کوئی بھی معجزہ لے آئیں خواہ انہوں نے اسے طلب کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ ہرگز اس پر ایمان نہیں لائیں گے بلکہ اسے جادو اور باطل بتا دیں گے جیسا کہ شق القمر کا معجزہ دیکھ کر جادو بتا دیا تھا فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ (یونس ۱۰/۹۶) جن پر آپ کے رب کی عذاب کی بات واجب ہوگئی وہ ایمان لانے والے نہیں گو آپ ان کے پاس دنیا بھر کے معجزے اور نشانیاں لے آئیں جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں گے۔

بے ایمانوں کے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے: (۵۹) یعنی اسی طرح اللہ بے ایمانوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔

رحمت عالم ﷺ کو تسلی: (۶۰) نبی ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ ہر کام میں اللہ کا وعدہ سچا ہے آپ مشرکوں کی مخالفت اور دشمنی کو برداشت کر لیں اللہ نے جو آپ سے وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہوگا دنیا اور آخرت میں حسن انجام آپ ہی کا اور آپ کے ماننے والوں ہی کا ہوگا یہ بے ایمان آپ کو آپ کے فرائض سے نہ روک دیں' آپ تو اپنے کام میں لگے رہیں اور جم کر اپنے فرائض انجام دیتے رہیں کیونکہ آپ بلا خوف تردید اسی حق پر ہیں' جس کے سوا کوئی راہ ہدایت قابل اتباع ہے ہی نہیں تمام صداقتیں آپ ہی کے دین میں بند ہیں۔

بحمدہ تعالیٰ سورہ روم کی تفسیر ختم ہوئی

سورہ لقمان

یہ ۳۱ویں سورہ ہے بترتیب مصحف' اور ۵۷ ویں سورہ ہے بترتیب نزول اور یہ مکی سورہ ہے۔ اس میں ۳۴ آیتیں اور ۴ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾

''میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت شفیق و مہربان ہے

الم۔ (کے معنی اللہ ہی جانتا ہے) یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں جو مخلصوں کے لئے ہدایت و رحمت ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ نکالتے ہیں' اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں' یہی اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور یہی کامیاب ہیں''۔

---

(۱) الم۔ یہ حروف مقطعات ہیں ان کا معنی اللہ ہی جانتا ہے۔

قرآن سراسر ہدایت وشفا ہے: (۲ تا ۴) سورۂ بقرہ کے شروع میں اس سورت کی ابتدائی آیتوں کے متعلق ایک عام بیان گزر چکا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے یہ قرآن مخلصوں کے لئے سراسر ہدایت و رحمت اور سرتاپا شفا بنا کر اتارا ہے۔ مخلص وہ ہیں جو شریعت کے مطابق خالص اللہ ہی کے لئے عمل کرتے ہیں پابندی سے وقت پر نماز پڑھتے ہیں' فرائض و سنتوں کے ساتھ نفل نمازیں بھی پڑھتے رہتے ہیں اور حق تعالیٰ نے ان پر جو زکوٰۃ فرض کر دی ہے اسے مستحق لوگوں کو برابر ادا کرتے ہیں' صلہ رحمی قائم رکھتے ہیں' عزیزوں سے تعلقات میں کشیدگی پیدا نہیں ہونے دیتے' آخرت کی جزا کا یقین کر کے ثواب کی خاطر ذوق و شوق سے اللہ کی طرف راغب رہتے ہیں ریاکاری سے بچتے ہیں نہ عملوں کا لوگوں سے بدلہ طلب کرتے ہیں اور نہ ان کے شکریہ کے امیدوار رہتے ہیں' لہٰذا جس نے مذکورہ بالا طریقے پر عمل انجام دیئے وہ ضرور ان لوگوں میں شامل ہیں' جن کے بارے میں اگلی آیت میں اللہ نے ہدایت کی بشارت دی۔

مخلصوں کو بشارت: (۵) یہ اپنے رب کی ہدایت پر ہیں' انہیں ایک صحیح واضح اور روشن راہ مل گئی ہے جس پر یہ پورے ثبوت سے

سوچ سمجھ کر چل رہے ہیں' اور دنیا اور آخرت میں کامیابی قدم قدم پر ان کے قدم چومتی رہے گی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

''بعض ایسے بھی ہیں جو بے ہودہ باتوں کو خرید لیتے ہیں تا کہ بلا کسی دلیل کے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روک دیں' اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے ذلت والا عذاب ہے اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو اکڑ کر منہ پھیر لیتے ہیں' گویا انہوں نے سنا ہی نہیں گویا ان کے کانوں میں میل ہے' لہٰذا آپ انہیں دکھ بھرے عذاب کی خوش خبری سنا دیں''۔

بدنصیبوں کا بیان: (۶) اوپر خوش نصیبوں کا بیان تھا' یہاں بدنصیبوں کا بیان ہے خوش نصیب تو اللہ تعالیٰ کی کتاب سے راہ پا جاتے ہیں اور اسے سن کر اس سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں' جیسا کہ خود حق تعالیٰ نے فرمایا اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الخ (زمر ۳۹/۲۳) اللہ ہی نے بہترین کلام اتارا یعنی وہ کتاب جس کی آیتیں آپس میں ملتی جلتی ہیں اور بار بار دہرائی گئی ہیں اسے سن کر ان لوگوں کا رواں رواں کانپ اٹھتا ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں' پھر ان کے بدن اور دل ذکر اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں' لیکن بدنصیب اس سے فائدہ تو کیا خاک اٹھائیں گے اسے سننے کے بھی روادار نہیں وہ بجائے اللہ کا کلام سننے کے باجے دل بہلانے والے نغمے اور ڈھول ڈھما کے سنتے ہیں (افسوس آج کل کوئی گھر گانوں اور تصویروں سے خالی نہیں' ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی ایجاد نے یہ بلا اس قدر عام کر دی ہے کہ ہر شخص انہیں پر لٹو ہے)۔

گانوں اور باجوں کی برائی: ابن مسعودؓ (قسم کھا کر) فرماتے ہیں لہوالحدیث سے مراد گانا ہے آپ نے تین بار یہی بات دہرائی (ابن جریر)۔ ابن عباسؓ جابرؓ پھر فرمایا بعض لوگ گانوں اور باجوں کو اس لئے اچھا سمجھتے ہیں کہ اس سے اسلام کی اور مسلمانوں کی مخالفت ہوتی ہے۔

یعنی گانا بجانا اس لئے اچھا سمجھتے ہیں کہ اللہ نے ان کی تقدیر میں اس بہانے سے اپنی راہ سے رک جانا لکھا ہے اسی پر وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا کو قیاس کر لو کہ اللہ کی آیتوں کا اس لئے مذاق اڑاتے ہیں کہ اللہ نے ان کی تقدیر میں یہی لکھ دیا ہے یا گانا باجا اس لئے سنتے ہیں کہ قرآن عزیز کا مذاق اڑائیں۔

گانے سننے والے قرآن سے بیزار رہتے ہیں: (۷) لہو و لعب کا شیدائی رقص و سرود کا متوالا اور گانے بجانے کا شوقین بھلا قرآن کیوں سننے لگا' جب اس کے سامنے قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو اس سے منہ موڑ لیتا ہے بلکہ پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے اور بہرا بن جاتا ہے جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہیں کیوں کہ قرآن سننے سے اسے تکلیف پہنچتی ہے' مزا تو رہا درکنار قرآن سننے اور پڑھنے کا شوق ہی نہیں' پھر فرمایا ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیں یعنی جیسے آج تم کو قرآن سننے سے دکھ محسوس ہو رہا ہے' کل قیامت کے دن دردناک عذاب میں پھنس کر اس سے زیادہ دکھ محسوس کرو گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝۸ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ
وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۹

''جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے نعمتوں والی بہشتیں ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے یہ اللہ کا وعدہ ہے جو بالکل سچا ہے اور وہ سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے''۔

مومنوں کے حسن انجام کا بیان: (۸ و ۹) ان خوش نصیبوں کے لئے حسن انجام کا بیان ہے جن کا دنیا میں اللہ پر ایمان تھا' رسولوں کو سچا جانتے تھے اور اللہ کی شریعت کے مطابق نیک عمل کرتے رہتے تھے کہ ایسوں کے لئے نعمتوں والی جنتیں ہیں جہاں یہ ہر طرح کی لذتوں اور مسرتوں سے مالا مال ہوں گے' من بھاتے کھانے پینے ہوں گے اور من پسند کپڑے' محل' سواریاں اور بیگمات غرض ایسی بہاریں ہوں گی جو بیان سے باہر ہیں یہ ایسے سریلے اور رس بھرے نغمے سنیں گے جن کا آج کسی کے دل میں تصور بھی نہیں اور انہیں بہاروں اور انہیں دلفریب و پر بہار بہشتی باغوں میں موج اڑائیں گے اور ہنستے کھیلتے دائمی زندگی گزاریں گے' جنتی محل سے ہٹنے کو دل نہ چاہے گا اور نہ وہاں سے منتقل کئے جائیں گے پھر فرمایا کہ یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے جو لامحالہ ہو کر رہے گا کیونکہ اللہ وعدہ خلافی نہیں فرماتا وہ بڑے فضل و کرم والا اور بڑے احسان و انعام والا ہے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے اس کے غلبہ و سطوت میں ہر چیز ہے' کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے تابع فرمان ہے وہ اپنے اقوال و افعال میں بڑی حکمت والا ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ
تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا
فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝۱۰ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ
مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۱ ع

''اللہ ہی نے بلاستون کے آسمان بنائے جنہیں تم دیکھ رہے ہو اور زمین میں پہاڑ گاڑ دیئے تاکہ زمین تمہیں ہلا نہ سکے اور اس میں ہر قسم کے جاندار پھیلا دیئے اور ہم نے آسمان سے پانی اتار کر اس سے زمین پر طرح طرح کے نفیس جوڑے پیدا کر دیئے یہ اللہ کی مخلوق ہے' اب تم مجھے اس کی مخلوق دکھا دو جو اللہ کے علاوہ کسی نے پیدا کی ہے کچھ نہیں بلکہ مشرک کھلی غلطی پر ہیں''۔

توحید کے دلائل: (۱۰) اللہ کی عظیم و ہمہ گیر قدرت کا بیان ہے کہ اس نے آسمان و زمین اور ان کی درمیانی تمام چیزیں اپنی قدرت سے پیدا کر دیں' بلاستونوں کے آسمان کا نیلا گنبد کھڑا کر دیا' آسمان کے ستون نہ دکھائی دیتے ہیں اور نہ در حقیقت ہیں' پھر فرمایا کہ اس نے پہاڑ زمین میں گاڑ دیئے تاکہ زمین کو جو پانی پر قائم ہے ذرا سی بھی جنبش نہ ہونے پائے کیونکہ پہاڑ اپنے بھاری وزن سے زمین کو دبائے ہوئے ہیں' پھر فرمایا کہ زمین پر طرح طرح کے جاندار پیدا کر دیئے' جن کی شکلوں اور رنگوں کی تعداد ان کا خالق ہی جانتا ہے' چونکہ آیت کے ابتدائی حصے میں اللہ کا خالق ہونا بیان کیا گیا تھا اس لئے اس کے بعد اس بات کی طرف توجہ

دلائی کہ اللہ ہی رازق ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مینہ برسا کر زمین پر طرح طرح کے نفیس و خوبصورت جوڑے پیدا کر دیے۔

(۱۱) یعنی یہ تمام کائنات تو اللہ کی پیدا کی ہوئی ہے جس میں اس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں' اسی نے بلا شرکت غیرے سب کو پیدا کیا' اور سب میں اسی کی تقدیر کارفرما ہے' تمہارے معبودوں نے کیا چیز پیدا کی اگر کچھ پیدا کیا ہو تو ذرا دکھاؤ تو سہی پھر خود ہی فرمایا کہ انہوں نے مچھر کا ایک پر بھی نہیں بنایا بلکہ مشرک جو اللہ کو چھوڑ کر پتھروں کو پوجتے ہیں' ان کی گمراہی اور جہالت روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ⑫

''بلا شبہ ہم نے لقمان کو حکمت دی تھی کہ اللہ کا شکر ادا کرو اور جو شکر ادا کرتا ہے وہ اپنے فائدے ہی کے لئے ادا کرتا ہے اور جو ناشکرا ہے تو اللہ بہت ہی بے نیاز و خوبیوں والا ہے''۔

لقمانؑ کا بیان: (۱۲) لقمانؑ نبی تھے یا اللہ کے نیک بندے تھے' اس بارے میں کتاب و سنت سے صریح اور واضح دلیل نہیں البتہ صحابہ و تابعین کے اقوال مختلف موجود ہیں مثلاً: ابن عباسؓ فرماتے ہیں حبشی غلام تھے اور بڑھئی تھے' عبداللہؓ بن زبیر فرماتے ہیں میں نے جابر بن عبداللہ سے آپ کے بارے میں پوچھا تو فرمایا آپ کوتاہ قامت اور اونچی ناک والے نوبی تھے' آپ مصری تھے اور آپ کے موٹے موٹے ہونٹ تھے' حق تعالیٰ نے آپ کو حکمت عطا فرمائی تھی' آپ درجہ نبوت تک نہیں پہنچے تھے ایک شخص نے لقمان حکیم سے آ کر کہا کیا آپ بنی حسحاس کے غلام نہیں' فرمایا ہاں غلام ہوں بولا کیا آپ نے بکریاں نہیں چرائیں فرمایا چرائی ہیں بولا کیا کالے نہیں فرمایا میرا کالا ہونا تو سب کو معلوم ہے یہ بتاؤ تمہیں میری کس بات پر تعجب ہے؟ بولا لوگ آپ کا بستر طے کرتے ہیں' آپ کے دروازے پر بھیڑ لگی رہتی ہے' اور آپ کے فیصلے سے خوش ہو جاتے ہیں فرمایا بیٹا اگر تم میری بات غور سے سن کر اس پر عمل بھی کرلو تو تم بھی میری طرح ہو جاؤ گے فرمایا نگاہیں پست رکھنا' زبان کی حفاظت کرنا' حلال طیب کھانا' پاک دامن رہنا' سچ بولنا' وعدہ پورا کرنا مہمان کی خاطر کرنا' پڑوسیوں کی حفاظت کرنا اور فضول باتیں چھوڑ دینا ایسی عادتیں ہیں جنہوں نے مجھے اس مقام پر پہنچایا پھر فرمایا کہ اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں تمہارے ہم جنسوں ہم عمروں اور ہم عصروں میں مخصوص انعام فرما کر سب پر فوقیت عطا فرمائی پھر فرمایا نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا اپنے ہی فائدے کے لیے شکر ادا کرتا ہے کیونکہ شکر کا ثواب اسی کو ملتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا مَنْ عَمِلَ صَالِحاً الخ (روم ۳۰/۴۴) نیک عمل کرنے والے اپنے لئے اپنی آرام گاہیں سنوار رہے ہیں' پھر فرمایا کہ اللہ ناشکروں ناقدروں کی شکر گزاری کا محتاج نہیں' وہ تو بے نیاز و خوبیوں والا ہے' اگر تمام روئے زمین کے انسان ناشکرے بن جائیں تو اللہ کا اس سے کیا نقصان ہوگا وہ تو سب سے بے نیاز ہے اس لئے حق دار عبادت اللہ ہی ہے' آؤ ہم سب اسی کی عبادت کریں اور اسی کی چوکھٹ پر جھکیں۔

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ

لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿۱۳﴾ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ
وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ
الْمَصِيرُ ﴿۱۴﴾ وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا
تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ
إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۵﴾

"نصیحت کرتے ہوئے جب لقمانؒ نے اپنے بیٹے سے کہا جان پدر خبردار اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا' کیونکہ شرک بڑا سنگین ظلم ہے اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا' اس کی والدہ نے کمزوری پر کمزوری برداشت کر کے اسے اٹھائے رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے کہ تم میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری بجالاؤ' میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اگر تجھ پر تیرے ماں باپ اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ اسے شریک بنائے' جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح سے زندگی گزار اور میری طرف جھکنے والوں کی راہ پر چل پھر' میری ہی طرف تم سب کو لوٹ کر آنا ہے' پھر میں تم کو تمہارے عملوں کی خبر دوں گا"۔

لقمانؒ کی بیٹے کو وصیت: (۱۳) لقمان حکیم کی وصیت کا بیان ہے' آپ لقمان بن عنقاء بن سدون ہیں اور آپ کے بچے کا نام ثاران ہے (سہیلی)۔ حق تعالیٰ نے آپ کا ذکر خیر اچھائی کے ساتھ کیا اور فرمایا کہ ہم نے اسے حکمت دی تھی' باپ بیٹے پر شفیق و مہربان ہوتا ہی ہے اور اسے دل و جان سے چاہتا ہی ہے' اسی جذبہ محبت کی بنا پر آپ اپنے بچے کو ایک حکمت کی بات سمجھا رہے ہیں کہ دیکھنا ثاران سب سے پہلے تو تم پر اللہ کا حق ہے اسی کی بلا شرکت غیرے خالص عبادت کرنا' وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں' خبردار اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا' پھر شرک سے ڈراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ ایسا سنگین گناہ ہے جس کے مقابلے کا کوئی اور گناہ نہیں اس لئے اس سے ہمیشہ بچتے رہنا' ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جب سورہ انعام الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ الخ (انعام ۶/۸۲) اتری تو صحابہ کرام لرز گئے اور کہنے لگے کہ ایسا کون ہے جس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو فرمایا یہاں ظلم سے مراد شرک ہے' کیا تم نے لقمان کا قول نہیں سنا بیٹا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ کرنا کیونکہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے (ق)۔

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم: (۱۴) اس آیت میں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے جیسے دوسری جگہ فرمایا وَقَضَىٰ رَبُّكَ الخ (اسراء ۱۷/۲۳) آپ کے رب کا حکم ہے کہ اسی کی عبادت کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ' پھر فرمایا کہ ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے اٹھائے رکھا یعنی تکلیف پر تکلیف اٹھا کر بچے کو پیٹ میں رکھا اور دکھ پر دکھ اٹھائے' پھر فرمایا کہ وضع حمل کے بعد بچے کی تربیت کا دور آتا ہے ماں دو سال تک دودھ پلاتی ہے رضاعت کی یہی مدت ہے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ الخ (بقرہ ۲/۲۳۳) مائیں اپنی اولاد کو مکمل دو سال تک دودھ پلائیں۔ حق تعالیٰ شانہ بچوں کو ان کی والدہ کا پرورش کرنا اور تکلیفیں اور دکھ اٹھا کر راتوں کی نیند حرام کر کے دن رات ان کی خدمت میں لگا رہنا اس لئے یاد

لا رہا ہے کہ اولاد ماں کے سابق احسانات یاد رکھے (اور اس کے ساتھ ایسا حسن سلوک کرے جیسا کہ اس نے اس کے ساتھ کیا تھا فرمایا وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا الخ (اسراء ۲۴/۱۷) اور تو دعا مانگتا رہ کہ اے میرے رب میرے ماں باپ پر رحم فرما جس طرح انہوں نے پیار و محبت سے چھٹپنے میں میری پرورش فرمائی تھی' اسی لئے فرمایا کہ میرا احسان مانو اور اپنے ماں باپ کا بھی تم سب کو میری ہی طرف واپس لوٹ کر آنا ہے اور میں تم کو احسان ماننے کا پورا پورا اجر عطا فرماؤں گا۔

ماں باپ کے اشارے سے دین حق نہ چھوڑو: (۱۵) یعنی اگر ماں باپ تم پر پورا پورا دباؤ ڈالیں اور کوشش کر کے تم کو اپنے دین کی رغبت دیں اور ان کا دل یہ چاہے کہ تم ان کے دین پر قائم رہ کر ان کے نقش قدم پر چلو تو ان کی بات ہرگز نہ مانو اور توحید و اسلام پر قائم رہو لیکن ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے رہو' دنیا میں ان سے پیار و محبت کا برتاؤ رکھو اور ان کے سابق احسانات کے بدلے احسان کرتے رہو اور دین میں ان لوگوں کی پیروی کرو جو میری طرف جھکے ہوئے ہیں' تم کو آنا میری ہی طرف ہے' پھر میں تم کو تمہارے تمام عملوں کا بدلہ دوں گا' سعد بن مالک فرماتے ہیں وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰٓ أَنْ تُشْرِكَ بِي الخ میرے بارے میں اتری میں اپنی والدہ کا فرماں بردار بیٹا تھا جب مسلمان ہو گیا تو انہوں نے فرمایا سعد تم نے یہ کیا نیا دین اختیار کر لیا ہے یا تو تم یہ دین چھوڑ دو ورنہ میں کھانا پینا بند کر دوں گی اور بھوکی پیاسی مر جاؤں گی' تم کو لوگ بے غیرت کہیں گے اور کہا کریں گے کہ یہ اپنی ماں کا قاتل ہے میں نے کہا امی جان آپ ایسا نہ کریں میں تو کسی صورت سے بھی اپنا دین چھوڑنے والا نہیں چنانچہ تین دن تک انہوں نے کچھ بھی نہیں کھایا پیا' انتہائی کمزور ہو گئیں' تیسرے دن میں نے انہیں سمجھایا اور کہا امی جان اگر آپ کی سو جانیں بھی ہوں اور ایک ایک کر کے تمام جانیں جاتی رہیں تب بھی میں کسی قیمت پر اپنے اس پیارے مذہب کو چھوڑنے والا نہیں خواہ آپ کھائیں یا فاقہ کر کے بھوک سے مر جائیں' آخر مجبور ہو کر انہوں نے اپنا عہد توڑ دیا (ط)۔

يَٰبُنَيَّ إِنَّهَآ إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِى صَخْرَةٍ
أَوْ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ أَوْ فِى ٱلْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا ٱللَّهُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَطِيفٌ
خَبِيرٌ ﴿١٦﴾ يَٰبُنَيَّ أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ وَأْمُرْ بِٱلْمَعْرُوفِ وَٱنْهَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ
وَٱصْبِرْ عَلَىٰ مَآ أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ ٱلْأُمُورِ ﴿١٧﴾ وَلَا تُصَعِّرْ
خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِى ٱلْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ
مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿١٨﴾ وَٱقْصِدْ فِى مَشْيِكَ وَٱغْضُضْ مِن صَوْتِكَ ۚ إِنَّ
أَنكَرَ ٱلْأَصْوَٰتِ لَصَوْتُ ٱلْحَمِيرِ ﴿١٩﴾ ع

''پیارے بچے اگر کوئی چیز رائی برابر ہو پھر وہ کسی چٹان میں ہو یا آسمان میں یا زمین میں اسے بھی اللہ یقیناً لے آئے گا یقین مانو اللہ بڑا باریک بین اور خبردار ہے' پیارے بچے نماز قائم رکھنا' اچھے عملوں کی نصیحت کرتے رہنا اور برے عملوں سے روکتے رہنا' اور اس راہ

میں تمہیں جو تکلیف پہنچے اسے برداشت کر لینا' یقین مانو یہ کام بڑی ہمت کا ہے خبردار لوگوں [illegible] اور زمین پر اکڑ کر نہ چلنا' بلاشبہ حق تعالیٰ مغرور و شیخی خورے کو پسند نہیں فرماتا اور اپنی چال درمیانی رکھنا [illegible] آواز گدھے کی آواز ہے''۔

ظلم رائی بھر بھی برا ہے: (۱۶) یہ مفید نصیحتیں ہیں جن کو اللہ نے لقمان حکیم سے نقل فرمایا ہے تاکہ دنیا والے ان پر عمل کریں اور ان پر قائم رہ کر اپنی زندگی سنواریں فرمایا اگرچہ ظلم و تعدی یا گناہ رائی کے دانے کے برابر کیوں نہ ہو۔

اللہ اسے لے آئے گا یعنی جب حق تعالیٰ قیامت کے دن انصاف کے لئے ترازو نصب فرمائے گا تو اس ظلم اور گناہ کو حاضر کر دے گا اور پورا پورا بدلہ دے گا فرمایا (۱) وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الخ (انبیاء ۲۱/ ۴۷) ہم قیامت کے دن [illegible] فرمائیں گے اور [illegible] بھی ظلم نہیں کیا جائے گا (۲) فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ (زلزال ۹۹/ ۷، ۸) [illegible] اسے دیکھ لے گا اور جو رائی بھر بدی کرے گا وہ بھی اسے دیکھ لے گا اگرچہ وہ ذرہ کسی ٹھوس چٹان [illegible] آسمان کے کنارے میں غائب و پوشیدہ ہو اللہ اس کو لے آئے گا کیونکہ اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں' آسمان و زمین کا ایک ایک ذرہ اس کے سامنے ہے اسی وجہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ باریک علم والا ہے' لطیف و دقیق [illegible] اس سے پوشیدہ نہیں وہ تو شب تاریک میں ایک چیونٹی کی چال کو بھی جانتا ہے اگر بار یک سے [illegible] اپنے علم کی لطافت سے اسے بھی ظاہر فرما دے گا' چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی کسی ایسی ٹھوس چٹان میں جا کر عمل کرے جس کا نہ کوئی دروازہ ہو اور نہ کوئی سوراخ اس کو بھی حق تعالیٰ ظاہر فرما دے گا خواہ وہ نیک عمل ہو یا بد۔ (۱)

نماز کی پابندی کی وصیت: (۱۷) یعنی نماز کی باقاعدہ وقت پر پابندی کرنا مقدور بھر اچھے کاموں کی [illegible] کاموں سے لوگوں کو روکتے رہنا پھر چونکہ آپ کو معلوم تھا کہ نصیحت کرنے والوں کو لوگ قسم قسم کی تکلیفیں پہنچاتے ہیں [illegible] نے صبر کرنے کا حکم دیا کہ اس راہ کی ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کر لینا' پھر فرمایا کہ لوگوں کی ایذا پر صبر کرنا بڑی ہمت کا کام ہے۔

غرور سے اجتناب کی وصیت: (۱۸) جب تم سے لوگ بات کر رہے ہوں یا تم ان سے بات کر رہے ہو تو انہیں حقیر جان کر از راہ غرور و نخوت ان سے منہ نہ پھیر لینا' بلکہ خندہ پیشانی کے ساتھ حمیت و پیار سے اور نرمی سے پیش آنا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملاقات کرنا بھی نیکی ہے اور تہ بند لٹکانے سے بچتے رہنا کیونکہ یہ غرور کی نشانی ہے اور غرور کو حق تعالیٰ پسند نہیں فرماتا' غرور نہ کرنا کہ اللہ کے بندوں کو حقیر جانو اور بات کرتے وقت ان سے منہ پھیر لو' پیٹھ پھیر کر بات نہ کرو' تصنع سے باچھیں پھاڑ پھاڑ کر اور اترا اترا کر باتیں نہ کرو۔

پھر فرمایا کہ زمین پر اکڑ کر نہ چلو یعنی غرور و نخوت سے ظالموں اور سرکشوں کی طرح اکڑ اکڑ کر اور اترا اترا کر نہ چلو اللہ ایسے لوگوں سے بغض رکھتا ہے اور جو اتراتا ہے اور دوسروں پر گھمنڈ کرتا ہے اللہ اسے پسند نہیں فرمایا وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا الخ (اسراء ۱۷/ ۳۷) زمین پر اترا اترا کر نہ چل کیونکہ نہ تو تو زمین پھاڑ سکتا ہے اور نہ پہاڑ جیسا بلند ہو سکتا ہے ثابتؓ بن قیس فرماتے ہیں رحمت عالم ﷺ کے سامنے غرور کا ذکر چھڑ گیا آپ نے اس کی سخت مذمت کی اور فرمایا اللہ کسی غرور و گھمنڈ کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا پھر ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں کپڑے دھوتا ہوں اور ان کی سفیدی [illegible]

مجھے اپنے جوتے کا تسمہ اور کوڑے کا قبضہ اچھا معلوم ہوتا ہے فرمایا یہ غرور نہیں غرور تو یہ ہے کہ تم لوگوں کو حقیر جانو اور حق ٹھکرا دو۔(ط)

درمیانی چال کا حکم :(۱۹) یعنی درمیانی چال چلو نہ تو بالکل آہستہ ہی چلو اور نہ بھاگ کر' بات میں مبالغہ نہ کرو اور بلا ضرورت بلند آواز سے بات نہ کرو جو شخص بلا فائدہ چیختا چلاتا ہے وہ گدھا ہے گدھا ہی چیختا چلاتا ہے اور اس کی آواز بھی بری ہوتی ہے علاوہ ازیں ایسا شخص اللہ کی نگاہ میں برا ہے یہ تشبیہ اس فعل کی حرمت اور انتہائی مذمت پر دلالت کرتی ہے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہم بری مثال کے لائق نہیں جو شخص کسی کو کچھ بطور ہبہ کے دے کر لوٹا لیتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کتا قے کر کے چاٹ جاتا ہے۔

لقمان کے چند نصائح : لقمان حکیم کی مذکورہ بالا وصیتیں بڑی مفید ہیں' قرآن حکیم کے قصوں میں آپ کا قصہ بھی معہ آپ کی وصیتوں کے بیان فرمایا گیا ہے آپ سے اور بھی بہت سی نصیحتیں منقول ہیں جن میں سے کچھ بطور نمونے کے ہم درج کرتے ہیں' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ لقمان حکیم کہا کرتے تھے کہ جب حق تعالیٰ کو کوئی چیز سونپ دی جائے تو وہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ (۱)۔(۲) لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے بطور نصیحت کے کہا کہ پیارے بچے تقنع سے بچتے رہنا کیونکہ یہ رات میں خطرے والی چیز ہے اور دن میں قابل مذمت۔(ابن ابی حاتم)

عاجزی' فروتنی اور تواضع کا بیان : لقمان حکیم نے عاجزی کی اپنے بچے کو نصیحت کی تھی' ابن ابی الدنیا نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے' اس کتاب میں سے چند اہم باتیں ہم بیان کرتے ہیں' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا بہت سے پراگندہ بالوں والے اور دو کپڑوں والے جن کو لوگوں کے دروازوں سے دھکے دیئے جاتے ہیں جب کوئی قسم کھا بیٹھتے ہیں تو اللہ ان کی قسم ضرور پوری کر دیتا ہے (ایک روایت میں ہے) ان میں سے ایک براءؓ بن مالک بھی ہیں' فرمایا مبارک ہیں وہ پارسا خاک نشین جو موجودگی کے وقت قابل توجہ نہیں ہوتے' اور غیر موجودگی میں ان کی تلاش نہیں کی جاتی یہی لوگ چراغ ہیں اور ہر عظیم فتنے سے پاک و بری ہیں' ایک دفعہ عمر مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو رحمت عالم ﷺ کی قبر کے پاس معاذ بن جبلؓ کو روتا دیکھا پوچھا کیا بات ہے کیوں رو رہے ہو بولے مجھے ایک حدیث رلا رہی ہے جو میں نے رحمت عالم ﷺ سے سنی تھی آپ فرما رہے تھے کہ ذرا سی ریا کاری بھی شرک ہے اللہ پارساؤں کو جو غیر مشہور و خاک نشین ہوتے ہیں محبوب رکھتا ہے جو غیر موجودگی میں ڈھونڈے نہیں جاتے اور موجودگی میں ناقابل توجہ ہوتے ہیں' ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں اور یہ ہر سخت اور غبار والے فتنے سے بچ جاتے ہیں' (۲) بہت سے دو کپڑوں والے جو کسی گنتی وشمار میں نہیں ہوتے اگر اللہ پر قسم کھا لیں تو اللہ ضرور ان کی قسم پوری فرما دیتا ہے اگر اللہ سے جنت مانگ لیں تو اللہ انہیں یقیناً جنت عطا فرما دیتا ہے اور اگر دنیا مانگ لیں تو اللہ انہیں دنیا نہیں دیتا (۳) میرے بعض امتی اگر کسی کے دروازے پر دینار یا درہم مانگنے کے لیے آئیں تو کوئی ایک درہم بھی انہیں نہ دے لیکن اگر اللہ سے جنت مانگ لیں تو اللہ انہیں جنت ضرور دے دیتا ہے اور اگر اس سے دنیا مانگیں تو نہ تو ان کو دنیا دی جاتی ہے اور نہ روکی جاتی ہے کیونکہ دنیا ان کی نگاہوں میں بے وقعت ہے (۴) دو کپڑوں والے جو دنیا میں کسی گنتی وشمار میں نہیں ہوتے اگر اللہ پر قسم کھا لیں تو اللہ یقیناً ان کی قسم پوری فرما دیتا ہے (۵) جنت کے بادشاہوں میں سے وہ لوگ ہیں جو پریشان بالوں والے غبار آلود چہروں والے اور دو کپڑوں والے ہیں جو لوگوں کی نگاہوں میں حقیر ہیں اگر وہ امیروں اور حاکموں سے ملنا چاہیں تو انہیں ملنے کی اجازت نہ ملے اگر شادی کرنا چاہیں تو کوئی ان سے شادی کرنے پر راضی نہ ہو اگر کچھ کہیں تو ان کی بات نہ مانی جائے' ان کی امیدیں دل ہی دل میں رہیں' دنیا میں ایک بھی آرزو پوری نہ ہو اگر وہ اپنا نور قیامت کے دن لوگوں میں بانٹیں تو سب کو مل جائے ایک بھی محروم نہ رہے' حق تعالیٰ نے فرمایا میرے

نزدیک قابل فخر میرا وہ ولی ہے جو مومن ہو' اہل وعیال اور مال والا ہو' نمازی ہو اپنے رب کی خلوص سے خلوت وجلوت میں عبادت کرتا ہو لوگوں میں مشہور نہ ہو' اس کی طرف انگلیاں نہ اٹھتی ہوں اور وہ اسی حال میں صابر وشاکر ہو' پھر رحمت عالم ﷺ نے اپنے ہاتھ جھاڑ کر فرمایا کہ وہ جلدی مر جاتا ہو' اس کے پاس ورثہ بہت کم ہو اور اس پر کوئی رونے والا بھی نہ ہو' ابن عمرؓ فرماتے ہیں اللہ کو اس کے غریب بندے پیارے ہیں پوچھا گیا کون غریب ہیں فرمایا جو اپنے دین کی حفاظت کے لیے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں قیامت کے دن یہ لوگ حضرت عیسیٰؑ کے پاس جمع ہوں گے۔

شہرت کا بیان: فرمایا انسان کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ لوگ اس کی طرف دین اور دنیا میں انگلیاں اٹھائیں مگر جسے اللہ محفوظ رکھے' حق تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دل اور عمل دیکھتا ہے۔

علیؓ فرماتے ہیں اپنے مشہور ہونے کی ابتداء نہ کرو' اپنی شخصیت کو اتنا بلند نہ کرو کہ لوگ تمہارا ذکر کریں اور تم پہچان لیے جاؤ اپنی شخصیت چھپاؤ اور خاموش رہو سلامت رہو گے تم سے نیک حضرات خوش ہوں گے اور بد ناخوش۔

حسن اخلاق کا بیان: رحمۃ للعالمین ﷺ سب سے زیادہ خلیق تھے' آپ سے پوچھا گیا کون سا مؤمن افضل ہے فرمایا اچھے اخلاق والا۔ (۲) انسان تھوڑی سی عبادت کے ساتھ اچھے اخلاق کی وجہ سے آخرت کے اعلیٰ درجے اور بلند منزلیں پالیتا ہے اور عبادت کے باوجود بداخلاقی سے جہنم کے گڑھے میں جا پڑتا ہے (۳) حسن اخلاق دنیا اور آخرت کی خیر وبرکتوں کا ذریعہ ہے (۴) انسان حسن اخلاق کی وجہ سے دن میں روزے دار اور رات کو تہجد گزار کا درجہ پالیتا ہے (۵) پوچھا گیا کہ کس عمل سے لوگ کثرت سے جنت میں جائیں گے فرمایا اللہ کے خوف سے اور حسن اخلاق سے پھر آپ سے پوچھا گیا کہ کس عمل سے کثرت سے جہنم میں جائیں گے فرمایا زبان وشرمگاہ کی وجہ سے۔ (۶) اسامہؓ بن شریک فرماتے ہیں میں رحمت عالم ﷺ کے پاس تھا آپ سے ہر طرف سے دیہاتی آ کر پوچھنے لگے کون سی نعمت سب سے زیادہ اچھی ہے فرمایا حسن اخلاق (۷) ترازو میں حسن اخلاق سے زیادہ بھاری کوئی عمل نہ ہوگا (۸) تم میں وہی سب سے بہتر ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں (۹) اللہ اچھے اخلاق والوں کو اپنی راہ کے اس مجاہد جیسا ثواب عطا فرماتا ہے جس پر صبح وشام ثواب اترتا ہے (۱۰) مجھے سب سے پیارے اور مجھ سے سب سے زیادہ قریب خوش اخلاق ہیں اور سب سے برے اور مجھ سے بہت دور بد اخلاق ہیں جو بک بک کرنے والے بد گو اور تصنع کرنے والے ہوں (۱۱) کامل ایمان والے وہی ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں ہر جگہ آتے جاتے ہوں دوسروں سے محبت کرتے ہوں اور ہر دل عزیز ہوں۔

غرور کی برائی: (۱) جس کے دل میں رائی بھر بھی غرور ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا اور جس کے دل میں رائی بھر بھی ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا (۲) جس کے دل میں رائی بھر بھی غرور ہوگا اسے اللہ منہ کے بل جہنم میں جھونک دے گا (۳) انسان غرور کرتے کرتے جباروں میں لکھ لیا جاتا ہے اور انہیں میں پھنس جاتا ہے۔

فخر وگھمنڈ کی برائی: (۱) جس نے فخر سے اپنا کپڑا گھسیٹا' اللہ اسے دیکھے گا بھی نہیں (۲) اللہ قیامت کے دن اس کو نہ دیکھے گا جو اپنا کپڑا گھسیٹا کرتا تھا ایک شخص دو چادروں میں ملبوس اکڑتا اتراتا جا رہا تھا حق تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اب وہ اس میں قیامت تک دھنستا ہی رہے گا۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾

''کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے تمہارے لیے زمین و آسمان کی ہر چیز مسخر فرما دی' اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں مکمل فرما دیں' بعض لوگ اللہ کے بارے میں بلا علم کے بلا دلیل کے اور بغیر روشن کتاب کے جھگڑا کیا کرتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کی پیروی کرو تو کہتے ہیں نہیں بلکہ ہم تو اس راہ کی پیروی کریں گے جس پر باپ دادا کو پایا ہے' اگرچہ شیطان ان کے باپ دادا کو دوزخ کے عذاب کی دعوت دیتا رہا ہو''۔

دنیوی اور اخروی نعمتوں کا بیان: (۲۰) دنیوی اور اخروی نعمتوں کا بیان ہے کہ اللہ نے آسمان کے تارے انسان کی خدمت پر متعین فرما دیئے وہ رات میں تاروں کی اور چاند کی روشنی سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور دن میں سورج کی دھوپ سے پھر اس نے فضا میں گھٹائیں اٹھائیں ان سے مینہ برسایا' برف کو پالے اور اولوں کی صورت میں برسایا' آسمان کو لوگوں کے لیے ایک محفوظ چھت بنا دیا' زمین ٹھہرا دی اس میں ندیاں' نہریں اور دریا بہا دیئے' درخت پیدا کر دیئے' کھیتوں میں ہریالی پیدا فرمائی اور قسم قسم کے باغوں سے پھل پیدا کیے' پھر ان جسمانی اور ظاہری نعمتوں کے ساتھ ساتھ روحانی اور باطنی نعمتیں بھی اتاریں' رسول بھیجے' کتابیں نازل فرمائیں' لوگوں کے شکوک وشبہات دور فرمائے لیکن افسوس باوجود ان ظاہری اور باطنی نعمتوں کے سارے انسان ایمان نہیں لائے بلکہ بعض تو ان میں سے ایسے بھی ہیں جو توحید و رسالت میں جھگڑتے رہتے ہیں' ان میں نہ تو ذاتی عقل وشعور ہے اور نہ ان کے پاس عقلی دلیل ہے اور نہ نقلی' یہ بلا دلیل کے جھگڑ کر صداقت کا چراغ بجھانا چاہتے ہیں۔

تقلید کی برائی: (۲۱) جب ان جھگڑنے والوں سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ پر جو شریعت مطہرہ اتری ہے اس کی پیروی کرو تو صاف انکار کر دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ جس راہ پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا اسی پر چلیں گے شرک کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں زیادہ سے زیادہ باپ دادا کی تقلید پیش کر دیتے ہیں' حق تعالیٰ نے جواب دیا بھلا بتاؤ تو سہی اگر تمہارے بزرگ عقل سے محروم اور راہ گم کردہ ہوں تو کیا پھر بھی تم ان کی تقلید کرو گے جب وہ گمراہ تھے اور تم ان کی اولاد ہو تو کیا اپنے گمراہ باپ کی غلط بات میں تقلید کرو گے؟ یا اسے چھوڑ کر صحیح بات اختیار کر لو گے وہ تو شیطان کے مرید تھے اور شیطان انہیں جہنم کی راہ بتا تا رہتا تھا۔

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا

مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾
نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾

''اور جو خلوص سے اپنا رخ اللہ کی طرف پھیر دے گا' اس نے ایک مضبوط کڑا پکڑ لیا اور اللہ ہی کی طرف تمام کاموں کا انجام ہے اور جو کافر بن جائے آپ کو اس کا کفر صدمہ نہ پہنچائے' ان سب کو لوٹ کر ہماری ہی طرف آنا ہے پھر ہم انہیں ان کے عملوں کی خبر دیں گے یاد رکھو اللہ دلوں کے بھید خوب جاننے والا ہے ہم انہیں تھوڑا سا فائدہ اٹھا لینے دیں گے پھر سخت عذاب کی طرف مجبور کر دیں گے''۔

فرماں برداروں کا بیان: (۲۲) اللہ کے فرماں بردار و مخلص بندوں کا بیان ہے کہ انہوں نے احکام کی تعمیل کر کے اور ناشائستہ باتوں اور کاموں سے رک کر اللہ کے دین کا مضبوط کڑا پکڑ لیا' اب وہ جہنم کے گڑھے میں نہیں گریں گے اور اللہ سے دستاویز لے لی' اب اس کے عذاب میں گرفتار نہ ہوں گے' دراصل تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

رحمتِ عالم ﷺ کو تسلی: (۲۳) یعنی اگر کافر اللہ کو اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کو نہیں مانتے تو آپ اپنے قلب مبارک پر میل نہ لائیں' اللہ کی تقدیر ان کے سامنے آ رہی ہے' یہ سب جائیں گے اسی کی طرف پھر وہ انہیں ان کے کرتوتوں کا پورا پورا بدلہ عطا فرمائے گا' پھر فرمایا کہ اللہ تو دلوں کے رموز و اسرار بھی جانتا ہے' ان کے سب احوال و افعال اس کے سامنے ہیں۔

کافروں کے لیے دنیا کا تھوڑا سا فائدہ ہے: (۲۴) یعنی ہم انہیں دنیا میں تھوڑا سا فائدہ اٹھانے دیں گے پھر انہیں ہولناک و سخت عذاب کی طرف مجبور کر دیں گے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ (یونس ۱۰/ ۶۹ ـ ۷۰) جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوتے' وہ دنیا سے تھوڑا سا فائدہ اٹھالیں' پھر ہماری ہی طرف لوٹ کر آئیں گے پھر ہم انہیں ان کے کفر کی وجہ سے سخت عذاب چکھائیں گے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ
الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾

''اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ یہ آسمان و زمین کس نے بنائے تو یہ اللہ ہی کو بتائیں گے' آپ فرما دیں تمام خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں بلکہ ان میں سے اکثر سمجھ سے محروم ہیں' آسمان و زمین کی تمام چیزیں اللہ ہی کی ہیں' یقیناً اللہ ہی بے نیاز و خوبیوں والا ہے''۔

کائنات کا خالق اللہ ہی ہے: (۲۵) یعنی مشرک بھی اقرار کرتے ہیں کہ آسمان و زمین کا خالق تنہا اللہ ہی ہے اور اس میں اس کا کوئی شریک نہیں لیکن افسوس پھر بھی اللہ کے ساتھ دوسروں کی عبادت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شریک اسی کی مخلوق و مملوک ہیں پھر فرمایا آپ الحمد للہ فرمائیں یعنی اللہ کا شکر ہے کہ خود تم نے اللہ کی یکتائی کا اقرار کر لیا اور دلیل سے اسے مان لیا اب اللہ ہی کی

عبادت کرو وہی تعریفوں کے لائق ہے' پھر فرمایا بلکہ اکثر مشرک تو محض بے علم و جاہل ہیں ان میں غور وفکر کرنے کا مادہ ہی نہیں۔

(۲۶) یعنی تمام کائنات اللہ کی پیدا کی ہوئی ہے اور اسی کی ملکیت میں ہے' اللہ اپنے ماسوا سے بے نیاز ہے اور کائنات کا ہر ذرہ اس کا محتاج ہے' اللہ اپنی تمام مخلوق کے پیدا کرنے کے اعتبار سے بھی لائق حمد ہے اور شریعت کے اعتبار سے بھی آسمان وزمین میں اس کے احکام شرعیہ وقدریہ کی تعریفیں ہیں وہ اپنے تمام کاموں میں بے شمار تعریفوں کے لائق ہے۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾

''اگر روئے زمین کے تمام درختوں کے قلم بن جائیں اور سمندر اور اس جیسے اور سات سمندروں کی سیاہی' تو اللہ کے کلمے ختم نہیں ہوں گے یقیناً اللہ سب پر غالب ہے اور بڑی حکمت والا ہے' تم سب کا پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص کا' واقعی اللہ خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے''۔

اللہ کے کلموں کا بیان: (۲۷) حق تعالیٰ کی عظمت وکبریائی کا اس کے جاہ وجلال کا اس کے اسمائے حسنیٰ کا اس کی صفات کمالیہ کا اور اس کے کل کلموں کا (جن کو کوئی نہیں گھیر سکتا اور جن کے حقائق پر اور گننے پر کوئی بھی قادر نہیں) بیان ہے خاتم الانبیاء اور سید الاولیاء ﷺ نے فرمایا میں تیری اس تعریف پر قادر نہیں جو تو نے خود اپنی ذات والا صفات کی بیان فرمائی ہے' یہاں فرمایا کہ اگر روئے زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں اور موجودہ سمندر کے ساتھ سات اور سمندر ملا کر ان کی سیاہی بن جائے پھر اللہ کے وہ کلمے لکھے جائیں جو اس کی عظمت و بڑائی پر اور اس کے جلال و جمال پر دلالت کرتے ہیں تو لکھتے لکھتے قلم اور سیاہی ختم ہو جائے مگر اللہ کے کلمے ختم نہ ہوں' سات سمندر بطور مبالغہ کے کہے گئے ہیں' اس سے تعیین وحصر مقصود نہیں نہ دنیا میں سات سمندروں کا وجود ہے جو دنیا کو گھیرے ہوئے ہوں لہٰذا نہ صرف سات بلکہ اگر ان گنت سمندر بھی سیاہی بن جائیں تو بھی سیاہی ختم ہو جائے مگر اللہ کے کلمے ختم نہ ہوں فرمایا قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ الخ . (کہف ۱۸/ ۱۰۹) آپ فرما دیں کہ اگر سمندر میرے رب کے کلموں کی سیاہی بن جائے تو میرے رب کے کلموں کے ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائے اگر چہ ہم اس جیسا بطور مدد کے اور سمندر لے آئیں' اللہ کی نشانیوں اور اس کے کلمے ان گنت اور غیر محدود ہیں' اگر روئے زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی اور حق تعالیٰ اپنے فرامین گنوانا چاہے تو قلم ختم ہو جائیں سیاہی ناپید ہو جائے مگر رب کے فرامین ختم نہ ہوں۔ پھر فرمایا کہ اللہ سب پر غالب ہے ہر چیز اس کے اختیار وقبضے میں ہے۔ اس کے ارادے میں نہ کوئی مزاحمت کرنے والا ہے اور نہ مخالفت کرنے والا اور نہ اس کے حکم کو کوئی ٹال سکتا ہے' کائنات کی پیدائش اللہ کے احکام وممانعتیں اس کے اقوال وافعال اس کی شریعتیں اور اس کی تمام حالتیں حکمتوں سے لبریز و مالا مال ہیں۔

اللہ کی قدرت کی ہمہ گیری: (۲۸) یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آگے تمام انسانوں کی ابتدائی پیدائش اور زندگی بعد الموت ایک شخص کی ابتدائی پیدائش اور زندگی کے بعد الموت کی سی ہے اور بہت آسان ہے (۱) فرمایا اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ الخ . (یسین ۳۶/

۸۲) اس کے تو ارادہ وحکم ہی سے چیزوں کا وجود ہو جاتا ہے (۲) وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ الخ. (قمر ۵۴/ ۵۰) پلک جھپکنے کی طرح ایک ہی بار ہمارا حکم ہوتا ہے یعنی بار بار حکم کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی' ایک ہی دفعہ کے حکم سے چیز کا وجود ہو جاتا ہے (۳) فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ الخ. (نازعات ۷۹/ ۱۳-۱۴) وہ تو صرف ایک ڈانٹ ہوگی اتنے میں لوگ ایک میدان میں ہوں گے' پھر فرمایا کہ اللہ خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے جیسے تمہاری باتیں سنتا ہے اسی طرح تمہارے کام بھی دیکھتا ہے اور تم سب کی باتیں اور کام اس طرح سنتا اور دیکھتا ہے جیسے ایک شخص کی باتیں اور کام سنتا دیکھتا ہے تم سب پر اس کی قدرت اسی طرح ہے جیسے ایک شخص پر قدرت ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۡ كُلٌّ يَّجْرِىْۤ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِىُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ ع

''کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں اور اسی نے سورج اور چاند کو تابعدار بنا رکھا ہے' ہر ایک اپنے وقت مقررہ تک گردش کرتا رہے گا اور اللہ تمہارے عملوں سے خبردار ہے یہ انتظام اس لیے ہے کہ اللہ ہی برحق ہے اور مشرک اسے چھوڑ کر جن کو پکارتے ہیں وہ جھوٹے ہیں اور اللہ ہی عالی شان اور سب سے بڑا ہے''۔

تسخیر کائنات: (۲۹) یعنی رات کا کچھ حصہ دن میں داخل فرما دیتا ہے جس سے دن لمبا اور رات چھوٹی ہو جاتی ہے' جیسا کہ گرمی کے زمانے میں ہوتا ہے پھر دن اپنی پوری لمبائی کو پہنچ کر گھٹنا شروع ہو جاتا ہے' اور رات لمبی ہونے لگتی ہے' جاڑوں میں رات بہت لمبی اور دن مختصر ہو جاتا ہے پھر فرمایا کہ اسی نے سورج اور چاند کو تابعدار بنایا ہر ایک اپنی مقررہ مدت تک کے لیے گردش میں ہے یعنی ایک محدود غایت تک رحمت عالم ﷺ نے ابوذرؓ سے فرمایا جانتے ہو سورج ڈوب کر کہاں جاتا ہے بولے اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے پھر اپنے رب سے (دوسرے دن مشرق سے طلوع ہونے کی) اجازت مانگتا ہے عن قریب (ایک دن ایسا آئے گا کہ) اس سے کہا جائے گا جدھر سے آیا ہے اسی سمت لوٹ جا (مغرب سے طلوع ہو) (ق)۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں سورج رہٹ کی طرح گردش میں رہتا ہے' دن بھر تو آسمان میں اپنے فلک میں گردش کرتا ہے اور غروب کے بعد بھی' رات بھر اپنے فلک میں زمین کے نیچے گردش کرتا ہے آخر کار مشرق سے طلوع ہو جاتا ہے' اسی طرح چاند ہے' (ابن ابی حاتم باسناد صحیح) پھر فرمایا کہ اللہ تمہارے عملوں سے خبردار ہے دوسری جگہ فرمایا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ . (حج ۲۲/ ۷۰) کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ آسمان وزمین کی تمام چیزوں کو جانتا ہے یعنی اللہ ہی کائنات کا خالق ہے اور وہی کائنات کی ہر ہر بات سے واقف ہے فرمایا اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ الخ . (طلاق ۶۵/ ۱۲) اللہ ہی نے ساتوں آسمان پیدا کئے اور اسی طرح زمینیں بھی سات پیدا کیں۔

اللہ کی عظمت و مہربانی کا بیان: (۳۰) یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے اس لیے اپنی نشانیاں ظاہر فرماتا ہے کہ تمہیں توحید کی دلیلیں معلوم ہو جائیں اور تم دلیل و یقین سے کہہ سکو کہ اللہ موجود ہے اور سچا معبود ہے اس کے علاوہ تمام معبود جھوٹے ہیں وہ اپنے ماسوا سے بے نیاز ہے اور ہر چیز ہر وقت اسی کی محتاج ہے کیونکہ آسمان و زمین کی تمام مخلوق اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کی ہوئی ہے اور اسی کی غلام و مملوک ہے۔ ان میں سے کوئی بھی اس کی اجازت کے بغیر ایک ذرے کو بھی جنبش دینے پر قادر نہیں اگر تمام روئے زمین کے عقلاء اکٹھے ہو کر ایک بھنگا پیدا کرنا چاہیں تو بھنگا بھی پیدا نہ کر سکیں گے اور عاجز آ جائیں گے پھر فرمایا کہ اللہ سب سے بلند اور اونچا ہے اس سے اونچا کوئی نہیں اور سب سے بڑا ہے اس سے بڑا کوئی نہیں اس کے مقابلہ میں ہر چیز حقیر و ہیچ اور سرنگوں ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿٣١﴾ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿٣٢﴾

''کیا تم نے دیکھا نہیں کہ کشتیاں اللہ کے فضل سے سمندر میں چلتی ہیں تا کہ وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھلائے واقعی اس میں ہر شکر گزار و صابر کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں اور جب سائبانوں کی طرح ان پر موجیں چھا جاتی ہیں تو خالص اللہ ہی کو پکارتے ہیں پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو بعض ان میں سے درمیانی راہ پر رہتے ہیں اور ہر غدار ناشکرا ہی ہماری آیتوں کا انکار کرتا ہے''۔

سمندر کی تسخیر کا بیان: (۳۱) یعنی اللہ ہی نے سمندر کو تمہارے تابع بنایا تا کہ اس میں اس کے حکم و مہربانی اور تسخیر سے کشتیاں اور جہاز جاری رہیں (کیونکہ اگر وہ پانی میں ایسی قوت نہ رکھتا کہ وہ جہاز کو اپنی پیٹھ پر اٹھا لے تو اس میں جہاز کس طرح جاری ہوتے) تا کہ وہ تم کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھلائے' پھر فرمایا کہ اس میں ہر صابر و شکر گزار کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں جو مصائب پر صبر اور نعمتوں پر شکر کرتے ہیں (۳۲) یعنی جب پہاڑ جیسی موجیں اور گھٹائیں اٹھ اٹھ کر ان پر چھا جاتی ہیں تو خالص اللہ ہی سے اپنی نجات کی دعا کرتے ہیں فرمایا وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ الخ . (اسراء ۱۷/ ۶۷) جب تم کو سمندر میں ضرر پہنچ جائے تو بجز اللہ کے تمہارے معبود گم ہو جاتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔـا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿٣٣﴾

''لوگو! اپنے رب سے ڈر جاؤ اور اس دن کا ڈر رکھو جس دن باپ بیٹے کے اور بیٹا باپ کے کچھ کام نہیں آئے گا' بلا شبہ اللہ کا وعدہ سچا ہے خبردار تم کو دنیوی زندگی دھوکہ میں نہ ڈالنے پائے اور نہ دھوکہ باز شیطان تم کو اللہ سے دھوکہ میں ڈالنے پائے''۔

اللہ کا خوف اور آخرت کی یاد رکھو: (۳۳) لوگوں کو آخرت کے دن سے ڈرایا جا رہا ہے انہیں تقویٰ کی ترغیب اللہ کے خوف کی طرف توجہ اور قیامت کے دن کا خوف یاد دلایا جا رہا ہے جس دن اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو یا بیٹا اپنے باپ کو چھڑانے کے لیے اپنی جان کا نذرانہ بھی پیش کرنا چاہے۔ تو نا قابل قبول ہوگا۔ پھر فرمایا خبردار دیکھو تم کو دنیوی زندگی کا سکون و آرام اور دھوکہ باز شیطان آخرت سے اور اللہ سے غافل نہ کرنے پائے' غرور یعنی شیطان کیونکہ شیطان انسان کو عجیب عجیب دھوکوں سے اپنی طرف کھینچتا ہے' انہیں جھوٹی تمنائیں دلاتا ہے اور تھپک تھپک کر رکھتا ہے کہ ایسا ہوگا اور ایسا ہوگا۔ حالانکہ ہوتا ہوا تا کچھ نہیں بس وہی ہوتا ہے جو اللہ کو منظور ہوتا ہے یہ کم بخت توٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا جانتا ہے فرمایا يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ الخ (نساء۴/ ۱۲۰) شیطان ان سے وعدے کرتا ہے اور ہوسیں دلاتا ہے اور جھوٹے ہی وعدے کرتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿۳۴﴾

"یقیناً اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے وہی مینہ برساتا ہے اور وہی رحموں کا علم رکھتا ہے' کسی کو خبر نہیں کہ وہ کل کیا کرے گا نہ کسی کو یہ خبر کہ وہ کس سرزمین میں فوت ہوگا' یاد رکھو اللہ بڑے علم والا اور بڑی خبر رکھنے والا ہے"۔

اللہ ہی عالم الغیب ہے: (۳۴) یہ غیب کی کنجیاں ہیں جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں' ہاں اگر اللہ کسی کو کوئی بات بتا دے تو اور بات ہے' لہٰذا قیامت کی صحیح تاریخ اللہ کے سوا نہ کسی رسول کو معلوم ہے اور نہ کسی مقرب فرشتے کو فرمایا لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ الخ (اعراف ۷/ ۱۸۷) قیامت کو وقت پر اللہ ہی ظاہر فرمائے گا آسمان و زمین والوں پر قیامت کا علم دشوار ہے یعنی تاریخ کسی کو معلوم نہیں' اسی طرح بارش کا برسانا اسی کے قبضہ میں ہے جب وہ بارش کا حکم فرماتا ہے تو اس وقت فرشتے اس کے حکم سے جو اس کام پر مقرر ہیں بارش برساتے ہیں۔ اور اس کے آثار سے معلوم ہوتا ہے اسی طرح رحموں کے معاملات اللہ جانتا ہے یعنی رحم سے متعلق تمام علم اللہ ہی کو ہے البتہ جتنا اس نے لوگوں کو بتا دیا ہے' اتنا ہی لوگ جانتے ہیں اس سے زیادہ کا علم اللہ کو ہے اسی طرح کسی شخص کو یہ خبر نہیں کہ وہ کل کیا کرے گا' کیا کیا نیکیاں کرے گا اور کیا کیا بدیاں' اسی طرح کسی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کس سرزمین میں موت آئے گی' شہر میں یا دیہات میں یا باہر اور دیس میں یا پردیس میں دوسری جگہ فرمایا وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ الخ (انعام ۶/ ۵۹) غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا' حدیث میں بھی انہیں پانچ باتوں کو غیب کی کنجیاں کہا گیا ہے فرمایا ان پانچ باتوں کو بجز اللہ کے کوئی نہیں جانتا پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی (با)۔ (۲) ہر چیز کی کنجیاں دے دی گئیں بجز ان پانچ چیزوں کے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی (۱)۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں تمہارے نبی ﷺ کو ہر چیز کی کنجیاں دے دی گئیں بجز پانچ چیزوں کے پھر یہ آیت پڑھ کر فرمایا میں نے پچاس بار سے بھی زیادہ رحمت عالم ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے (۲)۔ (۳) ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ لوگوں میں تشریف فرما تھے اتنے میں آپ کے پاس ایک شخص چل کر آیا اور کہنے لگا ایمان کیا ہے فرمایا اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر اس کی ملاقات پر اور زندگی بعد الموت پر یقین رکھنا' پوچھا اسلام کیا ہے فرمایا

خالص اللہ ہی کی عبادت کرنا اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا' نماز قائم رکھنا زکوٰۃ نکالنا اور رمضان کے روزے رکھنا' پوچھا احسان کیا ہے فرمایا اللہ کی اس طرح عبادت کرنا گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اگر تم اسے دیکھ نہیں سکتے تو اس طرح عبادت کرو کہ حق تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے پوچھنے لگا قیامت کب آئے گی فرمایا اس کے نہ جاننے میں ہم تم دونوں برابر ہیں' البتہ اس کی شرطیں بتائے دیتا ہوں' جب لونڈی کے ہاں اس کی مالکہ پیدا ہو تو یہ قیامت کی نشانی ہے' اور جب ننگے پیرو ننگے بدن والے لوگوں کے سردار ہوں تو یہ بھی اس کی ایک نشانی ہے' قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں سے ہے' جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا' پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی پھر وہ شخص چلا گیا آپ نے فرمایا اسے بلا لاؤ لوگوں نے اسے واپس بلانے کے لیے دیکھا تو وہ غائب تھا فرمایا یہ جبرئیلؑ تھے اور تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ (ب) ایک عامری نے رحمت عالم ﷺ کے دروازے پر آ کر کہا کیا میں اندر آ سکتا ہوں' آپ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ باہر جا کر اسے اجازت مانگنے کا طریقہ بتا دو۔ کیونکہ یہ بے چارا جاہل ہے اس سے کہو یوں کہو اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کیا میں اندر آ سکتا ہوں چنانچہ خادم نے ان کے پاس آ کر رحمت عالم ﷺ کا پیام پہنچا دیا پھر اس نے سلام کر کے اجازت مانگی' اجازت مل گئی' فرماتے ہیں میں اندر گیا میں نے پوچھا آپ ہمارے پاس کیا چیز لے کر آئے ہیں فرمایا میں تمہارے پاس خیر و برکت لے کر آیا ہوں کہ تم خالص اللہ ہی کی عبادت کرو لات وعزیٰ کو چھوڑ دو' دن رات میں پانچ وقت نمازیں پڑھو' سال میں ایک ماہ کے روزے رکھو' بیت اللہ کا حج کرو اور مال داروں کے مال میں سے زکوٰۃ نکال کر اپنے محتاجوں پر بانٹ دو' میں نے پوچھا کیا کچھ ایسا علم بھی باقی ہے جسے آپ نہ جانتے ہوں' فرمایا حق تعالیٰ نے مجھے خیر و برکت والا علم سکھا دیا ہے' بعض علم ایسا بھی ہے جس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یہ پانچ چیزیں ہیں پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ (اسناد صحیح)

پھر فرمایا کہ کسی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں مرے گا یعنی بہت سی چیزوں کو اللہ نے اپنی خاص ذات اقدس کے لیے چن لیا ہے نہ انہیں کسی رسول کو بتایا ہے اور نہ کسی مقرب فرشتے کو' کسی کو یہ معلوم نہیں کہ قیامت کب آئے گی یعنی کس سن یا سال میں۔ البتہ اس کے علامات واشراط کا علم اس نے اپنے رسولوں کو بتایا اور رسولوں نے اپنی امتوں کو۔ اسی طرح بارش کا نازل کرنا اسی کے قبضہ قدرت میں ہے' نیز ارحام یعنی رحموں سے متعلق بالکلیہ علم اسی کو ہے اسی طرح کسی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کل نیکی کرے گا یا بدی اور اے انسان تجھے یہ بھی خبر نہیں کہ تو کب فوت ہوگا شاید تو کل ہی مر جائے اور اجل کے پنجہ خونیں میں گرفتار ہو جائے یعنی کسی شخص کو معلوم نہیں کہ اس کی قبر کہاں ہوگی خشکی میں یا دریا میں میدان میں یا پہاڑ پر حدیث میں آیا ہے جب اللہ کسی شخص کو کسی زمین میں فوت کرنا چاہتا ہے تو اس جگہ اس کی ضرورت رکھ دیتا ہے (طات' بزار)۔ (۲) جب تم میں سے کسی کی موت کسی سرزمین میں مقرر ہوتی ہے تو وہاں اس کی کوئی ضرورت نکل آتی ہے پھر جب وہ قدم طے کر کے اس جگہ پہنچ جاتا ہے تو اسے حق تعالیٰ اٹھا لیتا ہے' پھر قیامت کے روز زمین کہے گی کہ اے رب یہ تیری وہ امانت ہے جو میرے پاس محفوظ تھی۔ (ابن ماجہ)

الحمد للہ سورۂ لقمان کی تفسیر پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی

سورۂ سجدہ

یہ بترتیب مصحف ۳۲ ویں اور بترتیب نزول ۷۵ ویں سورہ ہے۔ اور یہ مکی سورہ ہے یعنی مکہ میں ہجرت سے قبل نازل ہوئی ہے اس میں ۳۰ آیتیں اور تین رکوع ہیں۔

الٓمٓ سجدہ کی فضیلت: (۱) رحمت عالم ﷺ جمعہ کے دن صبح کے فرضوں میں پہلی رکعت میں الٓمٓ تنزیل السجدۃ اور دوسری میں سورۃ دہر پڑھا کرتے تھے (ق)۔ (۲) رحمت عالم ﷺ الٓمٓ تَنْزِيْلُ السَّجْدَةِ اور سورہ ملک پڑھے بغیر سویا نہ کرتے تھے۔

سورۂ سجدہ مکہ میں اتری اس کی تیس آیتیں ہیں اور تین رکوع۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝۳

''میں اس اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور کمال محبت والا ہے۔ الٓمٓ (کے معنی تو اللہ ہی جانتا ہے۔) بلاشبہ یہ کتاب رب العالمین کی جانب سے اتاری گئی ہے کیا لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے اسے گھڑ لیا ہے نہیں نہیں بلکہ یہ تو آپ کے رب کی طرف سے برحق ہے تاکہ آپ اس سے ان لوگوں کو ہوشیار کر دیں، جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ہوشیار کرنے والا نہیں آیا تاکہ وہ راہ پا جائیں''۔

(۱) الٓمٓ یہ حروف مقطعات ہیں ان کا معنی اللہ ہی کو معلوم ہے ہمیں صرف ان پر ایمان لانا ہے کہ یہ قرآن ہے۔

بلاشبہ قرآن اللہ کی کتاب ہے: (۲) یعنی اللہ کی طرف سے اتارے جانے میں کوئی شک وشبہ نہیں بلاشبہ یہ کتاب حق تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے لوگوں کو ہوشیار کرنے کے لیے اتاری ہے۔

گھڑنے کا الزام: (۳) یعنی مشرک کہتے ہیں کہ آپ نے اسے گھڑ لیا ہے اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے، نہیں نہیں آپ نے اپنے دل سے یہ کتاب نہیں بنائی بلکہ حقیقت میں حق تعالیٰ کی طرف سے اتری ہے اور اللہ کا سچا کلام ہے تاکہ آپ اس سے عربوں کو بیدار فرما دیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں آیا تاکہ وہ راہ پر چل کر نجات پالیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۴ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاۗءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝۵ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۶

''اللہ ہی نے آسمان وزمین اور اس کی درمیانی چیزیں چھ دن میں پیدا کیں پھر مستوی عرش ہوا، اس کے علاوہ نہ تمہارا کوئی کارساز

ہے اور نہ سفارشی تو کیا تم سمجھتے نہیں ہو وہ آسمان سے لے کر زمین تک تمام کاموں کا منتظم ہے پھر وہ اس کی طرف ایک ہی دن میں چڑھ جاتے ہیں جس کی مقدار تمہاری شمار کے مطابق ایک ہزار سال کی ہے' وہی چھپے کھلے کا جاننے والا ہے اور وہی سب پر غالب اور بڑا ہی مہربان ہے''۔

خالق و مالک اللہ ہی ہے: (۴) یعنی اللہ ہی کائنات کا خالق ہے' اسی نے تمام کائنات چھ دن میں رچا دی' پھر وہ اس کے بعد مستوی عرش ہوا۔ اس کے سوا کسی کا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ سفارشی بلکہ تمام کاموں کی ڈور اسی کے ہاتھ میں ہے' وہی ہر چیز کا خالق ہے' وہی ہر چیز کا مدبر ہے' اور وہی ہر چیز پر قادر ہے لہٰذا بجز اس کے کوئی مخلوق کارساز نہیں اور کوئی کسی کی سفارش اس کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکے گا کیا پھر بھی اے مشرکو تم نصیحت نہیں مانتے تم جو اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی طرف جھک رہے ہو اور دوسروں پر بھروسہ کر رہے ہو' تم کو شرم نہیں آتی' اللہ کا نہ کوئی نظیر ہے نہ شریک ہے نہ وزیر ہے نہ اس کی کوئی ضد ہے' نہ کوئی اس کے مقابلے کا ہے اور نہ کوئی ہم سر ہے' اسی کی شان کے شایان توحید الوہیت اور توحید ربوبیت ہے' ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں رحمت عالم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اللہ نے آسمان و زمین اور ان کی درمیانی چیزیں جمعہ کے دن پیدا فرما دیں' پھر ساتویں دن وہ مستوی عرش ہوا' ہفتہ کو زمین' اتوار کو پہاڑ' پیر کو درخت' منگل کو مکروہات' بدھ کو نور' جمعرات کو جانور اور جمعہ کو عصر کے بعد دن کی آخری ساعت میں آدم کو پیدا فرمایا' آپ کو روئے زمین کی سرخ و سیاہ اور اچھی بری مٹی سے پیدا کیا' اسی وجہ سے انسان اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی (من)

فرمان باری کی پہنچ: (۵) یعنی حق تعالیٰ کا حکم آسمانوں کے اوپر سے اتر کر ساتوں زمینوں کے نیچے تک پہنچتا ہے جیسا کہ فرمایا اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ الخ (طلاق ۶۵/۱۲) اللہ ہی نے سات آسمان بنائے اور انہیں کی مانند زمینیں بنائیں اس کا حکم ان کے درمیان اترتا ہے۔ عمل اپنے دیوان کی طرف چڑھائے جاتے ہیں جو پہلے آسمان پر ہے اور زمین سے پہلے آسمان کی مسافت پانچ سو سال کی ہے پھر آسمان کی موٹائی بھی پانچ سو سال کی ہے' اس ایک ہزار سال کی مسافت کو اللہ کے حکم سے فرشتہ پلک جھپکنے میں طے کر لیتا ہے۔

ہر کام کا اللہ ہی منتظم ہے: (۶) یعنی ان کاموں کا انتظام حق تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جو اپنے بندوں کے ہر چھوٹے بڑے اور اعلیٰ اور ادنیٰ کام سے خبردار ہے اور اسی کی طرف ان کے تمام عمل چڑھائے جاتے ہیں وہ ایسا عزیز ہے جو ہر چیز پر غالب ہے اور اپنے کمال غلبہ و اقتدار کے ساتھ ساتھ مہربان بھی ہے' تمام مخلوق اس کی تابعدار ہے' اللہ مسلمانوں پر بڑا ہی مہربان ہے' اس کی مہربانی عزت کے ساتھ ہے ذلت کے ساتھ نہیں۔

الَّذِیْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ۝۷
ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۝۸ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِیْهِ
مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا
تَشْكُرُوْنَ ۝۹

''جس نے ہر چیز نہایت عمدہ بنائی اور انسان کی بناوٹ کی مٹی سے ابتداء کی' پھر اس کی نسل بے وقعت پانی کے خلاصے سے چلائی پھر

اسے درست کر کے اس میں اپنی روح پھونکی اور تمہارے کان آنکھیں اور دل بنائے تم بہت ہی کم شکر ادا کرتے ہو"۔

انسان کی پیدائش کی ابتداء مٹی سے ہے: (۷) یعنی اللہ ہی نے ہر چیز عمدہ، مضبوط اور کمال کے ساتھ بنائی، چونکہ اوپر کائنات کے بنانے کا بیان تھا، اس لیے یہاں فرمایا کہ انسان کی پیدائش کی ابتداء مٹی سے کی گئی یعنی حضرت آدمؑ کو جو تمام انسانوں کے باپ ہیں مٹی سے بنایا گیا۔

انسان منی سے پیدا ہوتا ہے: (۸) پھر عام انسانوں کی پیدائش ایک بے وقعت پانی کے خلاصے سے ہوئی یعنی نطفے سے توالد و تناسل کا سلسلہ جاری ہوا جو مرد کی پشت سے اور عورت کی پسلیوں سے برآمد ہوتا ہے۔

اللہ کے عطا کردہ قویٰ کا احسان مانو: (۹) پھر آدمؑ کو مٹی سے بنا کر اسے ٹھیک ٹھاک کیا اور درست و صحیح بنا کر اس میں اپنی روح پھونک دی اور کان آنکھیں اور عقلیں بخش دیں، قدرت کی بخشی ہوئی ان قوتوں کا تم احسان نہیں مانتے، سعادت مند وہی ہے جس سے اللہ اپنے دین کی خدمت لے اور اطاعت کی توفیق مرحمت فرمائے۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۰﴾ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ ع

"مشرکوں نے کہا جب ہم زمین میں گھل مل جائیں گے تو کیا ہم پھر نئے سرے سے پیدا کر دیئے جائیں گے بلکہ یہ اپنے رب کی ملاقات کا انکار کرتے ہیں، آپ فرما دیں تم کو موت کا فرشتہ مار دے گا جو تم پر مسلط کر دیا گیا ہے، پھر تم سب اپنے رب ہی کی طرف لوٹ کر آؤ گے"۔

زندگی بعد الموت کا بیان: (۱۰) مشرک زندگی بعد الموت کو محال سمجھتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ جب ہمارے بدن گل سڑ کر مٹی میں مل کر مٹی بن جائیں گے اور ہمارا نام و نشان تک باقی نہ رہے گا تو کیا ہم پھر نئے سرے سے پیدا کر دیئے جائیں گے، یہ تو سراسر ناممکن ہے، اس لیے زندگی بعد الموت کچھ نہیں دراصل ان نادانوں نے اپنی قدرت پر خالق کی قدرت کا قیاس کر لیا تھا، حالانکہ اللہ کے کسی کام کی اور کسی صفت کی نظیر و مثال ڈھونڈھنا ہی غلط ہے اللہ کی قدرت میں تو سب کچھ ہے جس قدرت نے انسان کو بلا کسی نمونے کے عدم سے وجود بخشا اور جس کے خالی حکم ہی سے چیزوں کا وجود ہو جاتا ہے، اس کی قدرت میں کیا کچھ نہ ہو گا اس لیے اس کی قدرت کے آگے زندگی بعد الموت بہت آسان ہے خواہ تم کتنے ہی بے نام و نشان ہو جاؤ اور مٹی بن کر مختلف روپ اختیار کر لو، پھر فرمایا بلکہ یہ قیامت کا اور حساب و کتاب کا عقیدہ نہیں رکھتے، اس لیے زندگی بعد الموت کو نہیں مانتے۔

ملک الموت کا بیان: (۱۱) اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ملک الموت ایک معین فرشتہ ہے۔ جو جانداروں کے ارواح قبض کرنے پر متعین ہے بعض آثار میں اس فرشتے کا نام عزرائیل آیا ہے، حضرت عزرائیل کے دیگر فرشتے معاون ہیں، حدیث میں آیا ہے کہ آپ کے ماتحت فرشتے تمام جسم سے روح کھینچتے ہیں پھر جب روح حلق تک آ جاتی ہے تو ملک الموت اسے لے لیتے ہیں، ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے ایک انصاری کے سرہانے موت کا فرشتہ دیکھا، فرمایا یہ انصاری میرا رفیق ہے اور مومن ہے اس کے ساتھ نرمی

سے پیش آنا' فرشتے نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ خوش ہو جائیں اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں میں تو ہر مومن کے ساتھ نرمی سے پیش آتا ہوں' دیکھیے میں بحر و بر میں ہر گھر میں روزانہ پانچ بار جھانک آتا ہوں اور ہر گھر کے چھوٹوں اور بڑوں کو پہچانتا ہوں' اے اللہ کے نبی اگر میں ایک مچھر کی روح قبض کرنا چاہوں تو قبض نہیں کر سکتا تاوقتیکہ اللہ کی طرف سے قبض کا حکم نہ مل جائے' (ابن ابی حاتم)

فرمایا کہ تم سب کو لوٹ کر ہمارے ہی پاس آنا ہے' یعنی قیامت کے دن تم سب قبروں سے اٹھ کر حساب و کتاب اور جزائے اعمال کے لیے ہمارے پاس ہی آؤ گے (ہمارا فرشتہ ہی تم کو گہری نیند سلا جاتا ہے' پھر قیامت کے روز صور تم کو جگا دے گا اور تم سب اپنے عملوں کی جزاء کے لیے ہماری عدالت میں آ کر کھڑے ہو جاؤ گے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَــٴَـنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

''کاش تم دیکھتے جب گنہگار اپنے سر اپنے رب کے سامنے جھکائے کھڑے ہوں گے (اور کہہ رہے ہوں گے کہ) بارالٰہا' ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا' اب ہمیں لوٹا دے تاکہ ہم نیک عمل کر لیں اب ہمیں پکا یقین ہے اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت پر لے آتے لیکن میری یہ بات واجب ہو چکی ہے کہ میں جنوں اور انسانوں سے جہنم بھر دوں گا' اچھا تو تم اس دن کی ملاقات کو بھلا بیٹھنے کا مزا چکھتے رہو ہم نے بھی تم کو بھلا دیا اور تم اپنے عملوں کی وجہ سے دائمی عذاب کا لطف اٹھاتے رہو''۔

قیامت کے دن مشرکوں کے حال زار کا بیان: (۱۲) قیامت کے دن مشرکوں کا جو حال ہوگا اس کا بیان ہے کہ جب وہ زندگی بعد الموت کا مشاہدہ کر لیں گے اور حق تعالیٰ شانہ کے سامنے حقیر و ذلیل اور شرم و پشیمانی سے سر جھکائے کھڑے ہوں گے تو اس وقت عرض کریں گے کہ اے اللہ اب ہم تیری بات سنیں گے اور تیرے حکم کی اطاعت کریں گے فرمایا اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ الخ (مریم ۱۹/ ۳۸) جس دن یہ ہمارے پاس آئیں گے تو کس قدر سننے والے اور کس قدر دیکھنے والے ہوں گے' اسی طرح جب جہنمی جہنم میں جائیں گے تو خود اپنے آپ کو برا بھلا کہیں گے اور اپنے اوپر جھنجھلائیں گے فرمایا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ الخ (ملک ۶۷/ ۱۰) یہ کہیں گے اگر ہم (رسولوں کی بات) سنتے یا سمجھتے تو آج جہنم والوں میں نہ ہوتے' مشرک بھی یہی کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم دیکھ اور سن چکے اب ہمیں دنیا میں بھیج دیا جائے ہم نیک عمل کریں گے اب ہمیں پکا یقین ہو گیا کہ تیرا وعدہ سچا ہے اور تجھ سے ملاقات برحق ہے اللہ کے علم میں یہ بات ہے کہ اگر انہیں پھر دنیا میں بھیج دیا جائے تو پھر بھی یہ پہلے کی طرح کافر ہی رہیں گے' اللہ کی آیتیں جھٹلائیں گے اور اس کے رسولوں کی مخالفت کریں گے جیسا کہ خود اس نے فرمایا وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا الخ (انعام

۶/ ۲۷) کاش تم دیکھتے جب یہ آگ پر کھڑے کیے جائیں گے تو کہیں گے ہائے ہماری شامت کاش ہمیں لوٹا دیا جائے' اب ہم اپنے رب کی آیتوں کو نہیں جھٹلائیں گے اور ایمان والے بن کر رہیں گے۔ ہرگز نہیں یہ پھر دنیا میں جا کر وہی کریں گے جو پہلے کر چکے ہیں۔

جبر یہ ایمان مطلوب نہیں : (۱۳) یعنی اگر ہمیں منظور ہوتا تو ہر شخص کو ہدایت نصیب ہو جاتی دوسری جگہ فرمایا وَلَوْشَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ الخ (یونس۱۰/ ۹۹) اور اگر آپ کا رب چاہتا تو روئے زمین کے تمام انسان ایمان لے آتے' پھر فرمایا کہ ہماری یہ بات طے ہو چکی ہے کہ جنوں اور انسانوں سے جہنم بھر دی جائے گی یعنی جنوں اور انسانوں دونوں قسموں سے جہنم پر ہوگی' ان کا گھر جہنم ہوگا جہاں سے نہ وہ ہٹائے جائیں گے اور نہ بچائے جائیں گے' اللہ اپنی مہربانی سے ہمیں جہنم سے پناہ میں رکھے آمین۔

مشرکوں کو ذلیل کرنے کے لیے جھڑ کا جائے گا : (۱۴) یعنی جہنمیوں سے انہیں ذلیل وخوار اور نادم وشرمسار کرنے کے لیے جھڑک کر کہا جائے گا کہ قیامت کو جھٹلانے کی اور اسے ناممکن جاننے کی اور بھلا دینے کی وجہ سے آج عذاب کا مزا چکھو تم نے اس کے ساتھ ایک بھول جانے والے کا سا معاملہ کیا تھا آج ہم بھی تمہارے ساتھ وہی معاملہ کریں گے' کیونکہ اللہ نہ تو کسی چیز کو بھولتا ہے اور نہ کوئی چیز اس سے غائب ہوتی ہے بلکہ یہ تو محض بدلے کے طور پر فرمایا جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنسٰكُمْ الخ (جاثیہ۴۵/ ۳۴) اور کہا جائے گا آج ہم تمہیں بھلائے دیتے ہیں جیسے تم اپنے اس دن کی ملاقات کو بھول گئے تھے' پھر فرمایا کہ کفر و تکذیب کی وجہ سے اب دائمی عذاب کا مزا چکھتے رہو فرمایا لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الخ (نبا۷۸/ ۲۴۔ ۳۰) جہنمی جہنم میں نہ تو ٹھنڈک کا مزا چکھیں گے اور نہ مشروب کا بجز کھولتے ہوئے پانی کے اور پیپ کے جو پورا پورا بدلہ ہوگا کیونکہ انہیں حساب پر یقین نہ تھا اور ہماری آیتوں کو خوب جھٹلایا کرتے تھے' ہم نے ہر بات ایک کتاب میں لکھ رکھی ہے' اب عذاب کا مزا چکھتے رہو ہم تم پر عذاب بڑھاتے ہی رہیں گے۔

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا
بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۩ ﴿۱۵﴾ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ
يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۡ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا
تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾

السجدۃ ۹

''ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی پاکی مع اس کی بڑائیوں کے بیان کرنے لگتے ہیں اور غرور نہیں کرتے' ان کی کروٹیں ان کی خواب گاہوں سے الگ ہو جاتی ہیں اور اپنے رب کو خوف و امید کے ساتھ پکارتے رہتے ہیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں' کسی کو معلوم نہیں کہ کیا کیا ان کے لیے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی نعمتیں چھپا کر رکھی گئی ہیں جو ان کے عملوں کی جزاء ہیں''۔

قرآن کی تصدیق کرنے والے لوگ: (۱۵) یعنی ہماری آیتوں کی ایسے لوگ تصدیق کرتے ہیں کہ جب انہیں ان سے نصیحت کی جاتی ہے تو فوراً سجدے میں گر پڑتے ہیں اور انہیں سنتے ہیں اور ان پر قول وفعل سے عمل کرتے ہیں اور اپنے رب کی عظمت و پاکی بیان کرتے ہیں اور اس کا شکر ادا کرتے ہیں کہ الحمدللہ اللہ نے ہمیں ہدایت بخشی اور ان کی پیروی سے اور ان کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے عار نہیں کرتے جیسا کہ جاہل و بدکردار کافر از راہ غرور ان سے عار کرتے ہیں فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ الخ (مومن۴۰/۶۰) جو لوگ میری عبادت سے غرور کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

تہجد کا بیان: (۱۶) یہ تہجد کا بیان ہے کہ اپنے گرم گرم بستر چھوڑ کر اللہ کی عبادت میں لگ جاتے ہیں اور خواب شیریں ترک کر دیتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ سے ڈرتے ہوئے اور اچھی امیدیں رکھتے ہوئے اسے پکارتے ہیں اس کے عذاب سے لرزتے رہتے ہیں اور اس کے جلیل الشان ثواب کے امیدوار ومنتظر رہتے ہیں پھر فرمایا کہ ہماری دی ہوئی روزی میں سے خرچ بھی کرتے ہیں یعنی دونوں طرح کی عبادتیں انجام دیتے ہیں لازمی بھی اور متعدی بھی رحمت للعالمین ان سب کے سردار ہیں عبداللہؓ بن رواحہ فرماتے ہیں ہم میں اللہ کے رسول موجود ہیں جو اللہ کی کتاب ہمیں صبح صادق کے وقت پڑھ کر سناتے ہیں آپ نے تاریکی کے بعد ہمیں روشنی دکھائی ہمیں یقین ہے کہ جو کچھ آپ نے فرمایا ضرور ہو کر رہے گا' آپ اپنے بستر سے علیحدہ ہو کر رات گزار دیتے ہیں جب مشرکوں کو بستروں سے اٹھنا مشکل معلوم ہوتا ہے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ دو شخصوں سے خوش ہوتا ہے ایک تو اس سے جو اپنے بستر سے عزیزوں اور بیوی بچوں کے درمیان سے اٹھ کر میرے انعام کا امیدوار بن کر اور میرے عذاب سے ڈر کر نماز کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے اور ایک اس سے جو اللہ کی راہ میں جنگ کر رہا ہے' اتفاق سے شکست کے سے آثار نظر آنے لگتے ہیں' اسے بھاگنے کا عذاب بھی معلوم ہے اور میدان میں ڈٹے رہنے کا ثواب بھی پس وہ اللہ کے عذاب سے ڈر کر ثواب کی امید پر میدان میں لڑتے لڑتے شہید ہو جاتا ہے' حق تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے فرشتو! ذرا میرے اس بندے کو تو دیکھو جو میرے عذاب سے ڈر کر اور ثواب کی امید پر اپنی جان تک قربان کر بیٹھا (۱)۔ معاذؓ بن جبل فرماتے ہیں میں تبوک کے سفر میں رحمت عالم ﷺ کے ساتھ تھا چلتے چلتے ایک دن میں نے آپ کے پاس آ کر کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے دور کر دے فرمایا تم نے بہت بڑی بات پوچھی ہے یہ بات اس کے لیے آسان ہے جس پر اللہ آسان فرما دے خالص اللہ ہی کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو' نماز قائم رکھو' زکوۃ نکالتے رہو' رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو' پھر فرمایا کیا میں تم کو بھلائی کے دروازے نہ بتا دوں؟ روزہ ڈھال ہے صدقہ گناہ مٹاتا ہے اور آدھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھنا (بھی بھلائی کا دروازہ ہے) پھر آپ نے یہ آیت پڑھی پھر فرمایا کیا میں تم کو ان کاموں کا سر ان کا ستون اور ان کے کوہان کی بلندی نہ بتاؤں؟ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ضرور بتایئے فرمایا تمام کاموں کا سر اسلام ہے' ان کا ستون نماز ہے اور ان کے کوہان کی بلندی اللہ کی راہ میں جہاد ہے' پھر فرمایا کیا میں تم کو ان تمام کاموں کی جڑ نہ بتا دوں؟ میں نے کہا ضرور بتایئے' آپ نے اپنی زبان پکڑ کر کہا اسے روک کر رکھو میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا باتوں کی بھی باز پرس ہو گی فرمایا معاذؓ تم کو تمہاری ماں گم کرے لوگوں کو اوندھے منہ ان کی زبان کی کھیتیاں ہی جہنم میں جھونکیں گی (تان' ابن ماجۃ) فرمایا جب حق تعالیٰ قیامت کے دن میدان محشر میں اگلوں اور پچھلوں کو جمع فرمائے گا تو ایک اعلان کرنے والا بلند آواز سے اعلان کرے گا جس کو تمام موقف والے سن لیں گے کہ آج بہت جلدی موقف والے جان لیں گے کہ اللہ کے نزدیک کون عزت والا ہے پھر دوبارہ اعلان کرے گا کہ وہ لوگ

کھڑے ہو جائیں جو اللہ کی عبادت کے لیے اپنے نرم و گرم بستر چھوڑ دیا کرتے تھے چنانچہ ایسے لوگ کھڑے ہو جائیں گے مگر تھوڑے ہوں گے۔ (ابن ابی حاتم)

نیکوں کے لیے اللہ کی نعمتیں: (۱۷) یعنی اللہ نے بہشتوں میں جو پائیدار نعمتیں اور لذتیں چھپا کر اپنے نیک بندوں کے لیے رکھی ہیں ان کی عظمت کو کوئی بھی نہیں جانتا' انسان کا تصور بھی ان تک پہنچنے سے قاصر ہے جس طرح ان اللہ والوں نے اللہ کی رضا کے لیے لوگوں سے چھپا کر عمل کئے تھے' اسی طرح اللہ نے ان کے لیے چھپا کر نعمتیں رکھ چھوڑی ہیں جو ان کے عملوں کے موافق بدلہ ہیں کیونکہ جزا عمل کی جنس سے ملتی ہے' لوگوں نے عمل چھپائے حق تعالیٰ نے ان کے لیے وہ وہ نعمتیں چھپا کر رکھیں جو نہ آنکھوں نے دیکھیں اور نہ تصور تک ان کی رسائی ہوئی' (ابن ابی حاتم) حق تعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی ایسی نعمتیں فراہم کر رکھی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی کے دل میں ان کا تصور آیا پھر ابو ہریرہؓ نے اس آیت کی طرف اشارا فرمایا کہ چاہو تو یہ پڑھ لو۔ (بت)

ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے ایک مجلس میں جنت کی خوبیاں بیان فرمائیں آخر میں فرمایا اس میں وہ نعمتیں ہیں جو نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں اور نہ ان کے دل میں ان کا کھٹکا گزرا پھر آپ نے یہ آیتیں پڑھیں۔ (ما)

عامر بن عبدالواحدؒ کہتے ہیں مجھے خبر پہنچی ہے کہ ایک جنتی اپنی جگہ ستر سال تک ٹھہرا رہے گا' پھر دوسری طرف جو نگاہ اٹھائے گا تو پہلی حور سے بھی زیادہ خوب صورت حور نظر آئے گی اور اس سے التجا کرے گی کیا کبھی میری مراد بھی بر آئے گی یہ پوچھے گا تم کون ہو وہ کہے گی میں اللہ کی مزید نعمتوں میں سے ہوں' آخر کار اس حور کے ساتھ بھی ستر سال گزارے گا پھر جو نگاہ اٹھائے گا تو اس سے بھی زیادہ ایک خوب صورت حور دکھائی دے گی اور اسے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر خوش ہو کر کہے گی کیا میرے ارمان بھی بر آئیں گے؟ پوچھے گا تم کون ہو وہ جواب دے گی کہ میں ان نعمتوں میں سے ہوں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ دل میں ان کا تصور آیا۔ (ابن ابی حاتم)

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۚ لَا يَسْتَوُونَ ﴿١٨﴾ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾ وَأَمَّا
الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا
فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٠﴾
وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ
الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ ﴿٢٢﴾

’’پھر کیا مومن فاسق کے برابر ہے؟ دونوں برابر نہیں ہو سکتے جن لوگوں نے ایمان لا کر نیک عمل کیے ان کے لیے ان کے عملوں کے صلہ میں مہمانی کے لیے ہمیشگی والی بہشتیں ہیں اور جو بد عمل ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ جب کبھی اس سے نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ اپنی تکذیب کی وجہ سے آگ کے عذاب کا مزا چکھتے رہو یقیناً ہم انہیں اس قریب والے عذاب کو بھی جو بڑے عذاب کے مقابلہ میں ہیچ ہے ضرور چکھائیں گے تا کہ یہ باز آ جائیں اور اس سے بڑا اور کون ظالم ہوگا جسے اس کے رب کی آیتوں سے وعظ سنایا جائے پھر وہ ان سے منہ پھیر لے یقین مانو ہم ان مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں‘‘۔

مومن و فاسق برابر نہیں: (۱۸) اللہ اپنے عدل و انصاف کا اور عزت و بزرگی کا بیان فرما رہا ہے کہ قیامت کے دن اس کے فیصلہ میں مومن و فاسق برابر نہیں ہو سکتے بھلا جو اللہ کی آیتوں پر ایمان رکھتا ہو اور اس کے رسولوں کا پیروکار بھی ہو وہ ایک فاسق کے برابر کیسے ہو سکتا ہے جو رب کی اطاعت سے بھی باہر ہو اور اس کے رسولوں کو بھی جھٹلاتا ہو فرمایا (۱) اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا الخ (جاثیہ ۴۵/۲۱) کیا ان لوگوں نے جو برائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں یہ خیال کر لیا ہے کہ ہم انہیں اور ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں برابر کر دیں گے اور ان کی زندگی اور موت برابر ہو گی' ان کا یہ حکم بہت ہی برا ہے (۲) اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ (ص ۳۸/ ۲۸) کیا ہم ایمان والوں اور نیک عمل والوں کو دنیا میں فساد برپا کرنے والوں کی مانند کر دیں گے؟ یا اللہ سے ڈرنے والوں کو بدکاروں کی مانند کر دیں گے (۳) لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ الخ (حشر ۵۹/۲۰) جہنمی اور جنتی برابر نہیں ہوں گے۔ جنتی تو کامیاب ہوں گے' یہاں بھی یہی فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک مومن و فاسق برابر نہیں ہو سکتے۔

مومن عالی شان بہشتوں میں ہوں گے: (۱۹) یعنی جن کے دلوں میں اللہ کی آیتوں کی تصدیق ہے اور وہ ان کے تقاضوں پر عمل بھی کرتے ہیں وہ ان بہشتوں میں ہوں گے جن میں حسین و جمیل گھر ہیں' خوبصورت محلے ہیں اور عالی شان بالا خانے ہیں' اللہ انہیں جنتوں میں ان کی مہمانی فرمائے گا اور انہیں مہمانی کا یہ عالی شان اعزاز نصیب ہو گا کیونکہ یہ نیک عمل کیا کرتے تھے۔

جہنمی جہنم میں ہوں گے: (۲۰) برعکس اس کے جو اللہ کی اطاعت سے باہر ہیں اور فاسق و فاجر ہیں' ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جب کبھی وہ اس سے نکلنے کا اردہ کریں گے تو اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے فرمایا كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا الخ (حج ۲۲/۲۲) جب کبھی وہ بے چینی کے مارے اس سے نکل آنے کا ارادہ کریں گے تو اسی میں لوٹا دے جائیں گے۔

قریب والے عذاب کی تفسیر: (۲۱) قریب والے عذاب سے دنیوی مصائب و آفات اور بیماریاں مراد ہیں جن میں اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس لیے مبتلا فرما دیتا ہے کہ وہ ہوش میں آ جائیں' اور گناہوں سے باز آ کر سچے دل سے توبہ کر لیں (ابن عباسؓ) ایک روایت میں ہے کہ اس سے مجرموں پر گناہوں کی حد قائم کر دینا مراد ہے' ابن مسعودؓ کے نزدیک قحط مراد ہے (ن) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں بدر کی جنگ میں مارا جانا اور گرفتار ہونا مراد ہے۔

ذکر اللہ سے منہ پھیرنے والا سخت ظالم ہے: (۲۲) یعنی اس سے بڑا کوئی ظالم نہیں جسے اللہ نے اپنی آیتیں تفصیل و وضاحت سے سمجھائی ہوں' لیکن پھر بھی اس نے آیتوں کو پس پشت ڈال دیا ہو اور انہیں نہ مانا ہو اور اس طرح ذہن سے اتار دیا ہو گویا اسے معلوم ہی نہیں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ

هُدًى لِّبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿٢٣﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا۟ ۖ
وَكَانُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا يُوقِنُونَ ﴿٢٤﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ فِيمَا
كَانُوا۟ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٢٥﴾

''بلا شبہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی تھی آپ کو اس کی ملاقات میں شک نہ ہونا چاہیے اور ہم نے ان کو اسرائیلیوں کے لیے باعث ہدایت بنایا تھا جب انہوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کیا کرتے تھے اور وہ ہماری آیتوں کا یقین رکھتے تھے' یقیناً قیامت کے دن آپ کا رب ہی ان کے درمیان ان کے اختلاف کا فیصلہ فرمائے گا''۔

شب اسراء حضرت موسیٰؑ سے ملاقات: (۲۳) یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو تورات دی تھی پھر فرمایا کہ آپ ان سے اپنی ملاقات پر شک نہ فرمائیں' یعنی شب اسراء جو آپ کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تھی اس پر لوگوں کو شک نہیں کرنا چاہیے ابن عباسؓ فرماتے ہیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شب اسراء حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا' آپ کا لمبا قد تھا' گندم گوں تھے اور گھنگھریالے بال تھے جیسے قبیلہ شنوءۃ کے آدمی ہوتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا' آپ کا درمیانی قد تھا' سرخ وسفید تھے اور سیدھے بال تھے' اس رات میں نے داروغہ جہنم مالک کو بھی دیکھا اور دجال کو بھی' پھر فرمایا اور اس کو اسرائیلیوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنایا۔

اللہ والے ہی پیشوائی کے اہل ہیں: (۲۴) یعنی چونکہ وہ اللہ کے احکام کے پابند تھے' ممانعتوں سے بچتے تھے رسولوں کی تصدیق کرتے تھے اور شریعتوں کی پیروی کرتے تھے' اس لیے ہم نے ان میں سے بعض کو پیشواء بنا دیا جو ہمارے حکم سے لوگوں کو صحیح راہ بتاتے تھے انہیں نیکیوں کی اور اچھے اچھے کاموں کی ترغیب دیتے تھے اور برے کاموں سے روکتے تھے' پھر جب انہوں نے اللہ کی مقدس کتاب میں تحریف کر دی' اور تاویل کا دروازہ کھول دیا تو پیشوائی کا منصب سلب کر لیا گیا کیونکہ اب ان کے دل پتھر ہو گئے تھے' اور اللہ کی کتاب کے کلموں کو ان کی جگہوں سے پھیرنے لگے تھے اور نیک عمل اور صحیح عقیدے چھوڑ بیٹھے تھے کوئی شخص جب تک دنیا سے بچا رہتا ہے اسے یہ عالی مقام حاصل رہتا ہے معلوم ہوا کہ پیشواء کو جس کی لوگ پیروی کرتے ہوں دنیا سے بچنا ضروری ہے اسرائیلی جب تک دنیا سے بچتے رہے' منصب امامت پر فائز رہے اور جب دنیا پرست بن گئے تو یہ مقدس منصب ان سے چھین لیا گیا دین کی بقاء کے لیے علم کا ہونا ضروری ہے جیسے جسم کی بقاء کے لیے کھانا ضروری ہے۔ (ن) پھر فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن ان کے اعتقادی اور عملی اختلافات کا خود فیصلہ فرمائے گا' اس میں ان کے لیے تو بیخ ہے۔

أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّنَ ٱلْقُرُونِ يَمْشُونَ فِى
مَسَٰكِنِهِمْ ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ ۖ أَفَلَا يَسْمَعُونَ ﴿٢٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا۟ أَنَّا نَسُوقُ
ٱلْمَآءَ إِلَى ٱلْأَرْضِ ٱلْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِۦ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَٰمُهُمْ

وَاَنْفُسُهُمْ ۭ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿٢٧﴾

”کیا اس بات نے انہیں راہ نہیں دکھائی کہ ہم نے ان سے پہلے کی بہت سی قومیں ہلاک کر دیں جن کے گھروں میں یہ چلتے پھرتے ہیں یقیناً اس میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں' کیا پھر بھی یہ سنتے نہیں کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم پانی خشک زمین کی طرف چلاتے ہیں' پھر اس سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس سے ان کے جانور اور وہ خود بھی کھاتے ہیں کیا پھر بھی غور نہیں کرتے“۔

ماضی سے عبرت پکڑو: (۲۶) یعنی یہ جو رسولوں کو جھٹلا رہے ہیں کیا ان کی آنکھیں رسولوں کو جھٹلانے والی پہلی قوموں کی تباہی نے نہیں کھولیں' آج ان میں سے نہ کوئی باقی ہے نہ کسی کا نام ونشان ہی باقی ہے کھوج تک مٹ گئے فرمایا هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ الخ (مریم ۱۹/ ۹۸) کیا آپ ان میں سے کسی کو دیکھتے یا کسی کی آہٹ سنتے ہیں جب وہ تباہ کر دیئے گئے تو تم ان کے گھروں پر قابض ہو گئے اور ان میں چل پھر رہے ہو جھٹلانے والوں کے گھروں میں جھٹلانے والے بسے ہوئے ہیں فرمایا (۱) كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا الخ (ھود ۱۱/ ۶۸) گویا وہ وہاں رہتے سہتے ہی نہ تھے (۲) فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً (نحل ۲۷/ ۵۲) ان کے ظلم کی وجہ سے ان کے یہ گھر اپنی چھتوں پر گرے پڑے ہیں۔

پھر فرمایا کہ اس میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں یعنی رسولوں کو جھٹلانے کی وجہ سے پہلوں کی تباہی میں اور ان پر ان کا صفایا کرنے والے عذاب میں اور ایمان والوں کے بچ جانے میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں' پھر فرمایا کیا یہ پہلے لوگوں کے حالات نہیں سنتے کہ ان کا انجام کیا کچھ ہوا۔

پانی کا بیان: (۲۷) اللہ کے لطف وکرم اور فضل واحسان کا بیان ہے کہ وہ یا تو آسمان سے مینہ برساتا ہے یا پہاڑی علاقوں میں جگہ جگہ چشمے جاری فرما دیتا ہے' پھر ندی نالوں اور دریاؤں اور نہروں کے ذریعہ وہ پانی کھیتوں کو سرسبز وشاداب بنا دیتا ہے' پہاڑوں کی اونچائی سے پانی آ کر میدان میں پھیل کر خشک زمین کو ہرا بھرا کر دیتا ہے ”ارض جرز“ وہ زمین جہاں گھاس کا تنکا تک نہ ہو فرمایا وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا الخ (کہف ۱۸/ ۸) اور ہم زمین کی تمام بہاروں کو مٹا کر اسے چٹیل اور بے آب وگیاہ والا میدان بنا دیں گے یعنی زمین خشک بنا دیں گے جس سے گھاس کا ایک تنکا بھی پیدا نہ ہوگا۔

دریائے نیل کی بھینٹ: مصری فتح مصر کے بعد حاکم مصر عمرو بن العاص سے کہنے لگے کہ دریائے نیل ہر سال بغیر ایک بھینٹ لیے جاری نہیں ہوتا ہم ہر سال ماہ بونہ کی ۱۲ تاریخ کو ایک دوشیزہ کو اس کے ماں باپ کو کچھ دے دلا کر راضی کر کے اچھے اچھے کپڑے اور زیور پہنا کر اور خوب بنا سنوار کر اس میں ڈال دیا کرتے ہیں' عمرؓ کہنے لگے یہ تو اسلام میں حرام ہے' اسلام پہلی تمام رسموں کو مٹانے آیا ہے چنانچہ وہ مخصوص مہینہ گزر گیا اور اس سال نیل کو کسی دوشیزہ کی بھینٹ نہیں دی گئی' دریا میں پانی نہیں آیا اور خشک ہونے لگا' تنگ آ کر لوگوں نے مصر چھوڑ دینے کا ارادہ کر لیا جب یہ حال دیکھا تو عمروؓ نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں واقعہ لکھا' عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ تم نے بہت اچھا کیا میں اس خط میں تم کو ایک پرچی بھیج رہا ہوں اسے دریائے نیل میں ڈال دینا' جب خط عمروؓ بن العاص کو وصول ہوا اور وہ پرچی بھی ملی تو آپ نے اسے کھول کر دیکھا یہ لکھا ہوا تھا اللہ کے بندے عمرؓ کی طرف سے جو امیر المؤمنین ہیں دریائے نیل کی طرف یہ خط بھیجا جا رہا ہے' حمد وصلاۃ کے بعد اے دریا مجھے معلوم ہوا کہ اگر تو اپنی مرضی سے جاری ہے تو خیر جاری نہ ہو اور اگر حق تعالیٰ جو واحد وقہار ہے تجھے بہاتا ہے تو ہم اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ تجھے جاری رکھے' عمرو نے یہ پرچی نیل

میں ڈلوادی' شام کو یہ پرچی ڈلوائی گئی' رات رات میں ۱۶ ہاتھ پانی چڑھ گیا' ہفتہ کے روز لوگوں نے اپنی آنکھوں سے چڑھا ہوا پانی دیکھا' اللہ نے آج تک مصر والوں کا قحط روک دیا (ط در کتاب السنۃ)

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع

''مخالف کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ) یہ فیصلہ کب ہوگا آپ فرما دیں کہ فیصلے کے دن کافروں کو ان کا ایمان مفید ثابت نہ ہوگا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی' آپ ان سے منہ موڑ لیں اور انتظار فرمائیں وہ بھی منتظر ہیں''۔

عذاب کی جلدی: (۲۸) کافروں کی جلدی مچانے کا بیان ہے کہ مسلمانوں سے کہا کرتے تھے کہ تم جو کہتے ہو کہ ہم پر اللہ کا عذاب اتر آئے گا اس میں تم سراسر جھوٹے ہو' اگر سچے ہو تو اس کا وقت بتاؤ کہ کب عذاب آئے گا آخر تمہارا غلبہ کب ہوگا جیسا کہ تمہارا خیال ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ ہم تم پر غالب آجائیں گے اور تم سے بدلہ لے لیں گے ہم تو تمہیں اور تمہارے ماننے والوں کو ذلیل وخوار چھپے چھپے اور لرزاں وترساں دیکھ رہے ہیں' حق تعالیٰ نے اس طنز کا یہ جواب دیا۔

عذاب کی جلدی کا جواب جیسا کہ: (۲۹) کہ جب دنیا میں تم پر اللہ کا عذاب اور اس کا قہر وعتاب اتر آئے گا تو پھر ایمان لانا بے سود ہوگا اور نہ مہلت ہی دی جائے گی (آج کے ایمان کا اعتبار ہے' عذاب کے بعد ایمان لائے تو کیا لائے جب تو ایمان بھی نا قابل قبول ہوگا اور مہلت بھی نہیں ملے گی) فرمایا فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ الخ (غافر۴۰/۸۳'۸۴) پھر جب امتوں کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے تو وہ اپنے پاس والے علم پر اترانے لگے اور ان پر وہ عذاب ٹوٹ پڑا جس کا مذاق اڑایا کرتے تھے پھر ہمارا عذاب دیکھ کر توحید کے قائل اور شرک سے بیزار ہو گئے۔ فتح سے فتح مکہ مراد نہیں' کیونکہ فتح مکہ کے دن تو آپ نے مکہ کے لوگوں کا ایمان قبول فرمالیا تھا جو تقریباً دو ہزار تھے اور آپ نے انہیں طلقاء کے نام سے پکارا تھا بلکہ فتح سے فیصلہ مراد ہے جیسا کہ فرمایا (۱) فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا الخ (شعراء۲۶/۱۱۸) اے اللہ میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما (۲) ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ الخ (سبا۳۴/۲۶) پھر اللہ ہم میں حق کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا۔

بے پروا ہو کر تبلیغ کا حکم: (۳۰) یعنی آپ مشرکوں سے اعراض کریں اور اطمینان سے تبلیغ فرماتے رہیں فرمایا اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ الخ (انعام۶/۱۰۶) آپ اس وحی کی پیروی کریں جو آپ پر آپ کے رب کی طرف سے آئی ہے کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے اعراض کریں' پھر فرمایا اور انتظار فرمائیں حق تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہے اسے عنقریب پورا فرمائے گا اور آپ کو دشمنوں پر غالب فرمائے گا' اللہ وعدہ خلاف نہیں فرماتا' آپ تو اللہ تعالیٰ کے وعدے کے منتظر ہیں اور آپ کے دشمن آپ کے زوال وانحطاط کے فرمایا اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ الخ (طور۵۲/۳۰) کیا دشمن کہتے ہیں کہ آپ شاعر ہیں ہم اس پر زمانے کی گردش کے انتظار میں ہیں' آپ جلدی ہی اپنے صبر کا اور تبلیغ کرنے کا حسن انجام دیکھ لیں گے حق تعالیٰ آپ کو غلبہ اور امداد عطا فرما کر تقویت پہنچائے گا اور دشمن اپنے ارمانوں کے خلاف دیکھ لیں گے' جب ان پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوڑا پڑے گا ہمیں اللہ کافی ہے وہ کیا ہی

اچھا کارساز ہے۔

الحمدللہ سورہ سجدہ کی تفسیر ختم ہوئی

سورۂ احزاب

یہ ۳۳ ویں سورہ ہے بترتیب مصحف اور ۹۰ نمبر کی سورہ ہے بترتیب نزول۔ یہ مدنی سورہ ہے یعنی مدینہ طیبہ میں بعد از ہجرت نازل ہوئی ہے اس میں ۷۳ آیتیں اور ۹ رکوع ہیں۔

سورۂ احزاب مدینہ میں اتری اور اس کی تہتر آیتیں ہیں اور نو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ﴿۲﴾ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۳﴾

''میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے اے نبی اللہ سے ڈر جایئے اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانئے' یقیناً اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے اور آپ کے رب کے پاس سے آپ پر جو وحی آتی ہے اس کی پیروی کیجئے واقعی اللہ تمہارے عملوں سے خوب خبر دار ہے اور اللہ پر بھروسہ رکھئے اور اللہ بطور کارساز ہونے کے کافی ہے''۔

تقویٰ کا حکم: (۱) اس آیت میں اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کیونکہ نصیحت کرنے کا یہ بھی ایک بہترین طریقہ ہے کہ بڑوں کو کہہ کر چھوٹوں کو چوکنا کیا جائے' جب حق تعالیٰ اپنے پیارے بندے اور محبوب رسول کو کسی بات کی تاکید فرمائے تو آپ کے ماننے والوں کو تو اس پر عمل کرنا بطریق اولیٰ ضروری ہے طلق بن حبیب فرماتے ہیں تقویٰ یہ ہے کہ اللہ کی عطا کردہ روشنی کے مطابق ثواب کے امیدوار بن کر اللہ کی اطاعت بجالاؤ اور اس کے عذاب سے ڈر کر اس کی روشنی کے مطابق اللہ کی نافرمانی چھوڑ دو' پھر فرمایا کہ آپ کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کریں یعنی ان کی بات نہ سنیں اور نہ ان سے مشورہ کریں' اللہ کے احکام بجالائے جانے کے سزاوار ہیں کیونکہ وہی کاموں کے نتائج اچھی طرح سے جانتا ہے اور اس کے اقوال وافعال بھی حکمتوں سے مالا مال ہیں۔

کتاب وسنت کی پیروی کا حکم: (۲) یعنی آپ قرآن وسنت کی پیروی کریں جو وحی کے ذریعہ آپ کے پاس بھیجے گئے ہیں' مسلمان یہ بات بھی ذہن نشیں کرلیں کہ اللہ ان کے عملوں سے خوب خبر دار ہے اس سے کوئی عمل بھی چھپا ہوا نہیں (اس لیے عملوں میں اخلاص وفروتنی ہو اور وہ شریعت مطہرہ کے موافق ہوں تاکہ ان کا اثر مرتب ہو)

توکل کا حکم: (۳) یعنی آپ اپنے تمام کاموں میں اور تمام احوال میں حق تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھیں اللہ کا اس کے لیے کارساز ہونا کافی ہے جو اس پر بھروسہ رکھتا ہو اور اس کی طرف جھکا ہوا ہو۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ
تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ
قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ﴿۴﴾
اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ
فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ
مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵﴾

''اللہ نے کسی کے سینے میں دو دل نہیں رکھے اور اس نے تمہاری بیویوں کو جن کو تم ماں کہہ دیتے ہو واقعی تمہاری مائیں نہیں بنایا اور تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا یہ تو تمہارے اپنے منہ کی باتیں ہیں' اور اللہ سچی بات کہتا ہے اور وہی سیدھی راہ دکھاتا ہے' انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارو' اللہ تعالیٰ کے نزدیک انصاف کی بات یہی ہے' پھر اگر تم کو ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں اور غلطی سے جو کچھ تم سے ہو جائے اس میں تم پر کوئی حرج نہیں' ہاں گناہ وہ ہے جس کو تمہارے دلوں نے ارادے سے کیا اور اللہ نہایت ہی بخشنے والا اور مہربان ہے''۔

متبنیٰ بیٹا نہیں ہوتا: (۴) اللہ معنوی مقصد سے پہلے بطور تمہید کے ایک مشہور و معروف بات بیان فرما رہا ہے کہ جس طرح ایک انسان کے پہلو میں دو دل نہیں ہوتے اور اس کی بیوی جس کو وہ اپنی ماں کہہ بیٹھا ہے اس کی سچ مچ کی ماں نہیں بن جاتی' اسی طرح متبنیٰ اس کا بیٹا نہیں ہو سکتا' کیونکہ دوسرے کی اولاد کو بیٹا بنا لینے سے وہ سچ مچ اپنا بیٹا نہیں ہو سکتا' اگر کسی نے اپنی بیوی کو غصے کی حالت میں یہ کہہ دیا کہ تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے تو محض اس کہہ دینے سے اس کی بیوی سچ مچ اس کی ماں نہیں بن جاتی جیسے فرمایا مَا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ الخ (مجادلہ ۵۸/۲) بیویاں ان کی مائیں نہیں ہیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہوئے' پھر فرمایا کہ تمہارے لے پالکوں کو اللہ نے تمہارے بیٹے نہیں بنایا یہ اصل مقصد ہے جس سے پہلے بطور تمہید کے دو باتیں بتائی گئیں تھیں' جیسے کہ ایک انسان کے پہلو میں دو دل نہیں ہوتے اور ایک شخص کی دو مائیں نہیں ہوتیں' اسی طرح ایک بچے کے دو باپ نہیں ہوتے' یہ آیت زیدؓ بن حارثہ کے بارے میں اتری' آپ رحمت عالم ﷺ کے غلام تھے پھر آپ نے انہیں نبوت سے پہلے آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا تھا اور لوگ انہیں محمد ﷺ کا بیٹا کہا کرتے تھے' آپ جنگ موتہ میں ۸ھ میں شہید ہوئے' حق تعالیٰ نے اس الحاق و نسبت کو ختم کرنا چاہا اور فرمایا اللہ نے تمہارے بنائے ہوئے بیٹوں کو سچ مچ کے بیٹے نہیں بنایا جیسا کہ اسی سورت میں کہا گیا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ الخ (احزاب ۳۳/۴۰) محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہاں آپ اللہ کے رسولؐ اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کو اچھی طرح سے جانتا ہے' یہاں فرمایا کہ یہ تو تمہارے اپنے منہ کی باتیں ہیں خالی کسی کو یہ کہہ دینے سے کہ تو میرا بیٹا ہے وہ تمہارا حقیقی بیٹا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ دوسرے کی اولاد ہے اور ایک بچے کے دو باپ نہیں ہوتے جیسے ایک انسان کے دو دل نہیں ہوتے' پھر فرمایا کہ اللہ انصاف کی بات فرماتا ہے اور وہی سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔

ایک دن رحمت عالم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے' آپ کے دل میں کچھ تصور گزرا' آپ کے پیچھے منافق بھی تھے کہنے لگے دیکھتے نہیں ان کے دو دل ہیں ایک دل تمہارے ساتھ ہے اور ایک ہمارے ساتھ اس پر یہ آیت اتری (تا ابن جریر' ابن ابی حاتم) زھریؒ فرماتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ یہ آیت زیدؓ بن حارثہ کے بارے میں بطور مثال کے اتری ہے کہ ایک بیٹے کے دو باپ نہیں ہو سکتے (عبدالرزاق) یہی قول ہماری تفسیر کے موافق ہے۔

متبنیٰ کا الحاق اسی کے باپ سے کیا جائے: (۵) شروع اسلام میں اس بات کی رخصت تھی کہ لے پالک کو اپنا بیٹا کہہ کر پکارا جائے مگر آیت کے اس ٹکڑے نے اس رخصت کو منسوخ کر دیا اور حکم ہو گیا کہ لے پالک کو اس کے سچ مچ کے باپ کی طرف منسوب کیا جائے یہی عدل وانصاف اور نیکی کی بات ہے' ابن عمرؓ فرماتے ہیں اس آیت سے پہلے ہم زیدؓ بن حارثہ کو زیدؓ بن محمد ﷺ ہی کہا کرتے تھے (قتن)۔ بلکہ لے پلکوں کے صلبی بیٹوں کی طرح تمام حقوق مانے جاتے تھے اور انہیں محرم سمجھا جاتا تھا' چنانچہ ابو حذیفہؓ کی اہلیہ سہلہؓ بنت سہیل نے رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں آ کر کہا کہ ہم نے سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیٹا بنا لیا ہے اور لے پالکوں کے بارے میں قرآن کی یہ آیت اتر آئی ہے' سالمؓ میرے پاس آتے جاتے ہیں۔ اور ان کے آنے سے ابو حذیفہؓ برا مانتے ہیں آپ نے فرمایا اسے اپنا دودھ پلا دو تم اس پر حرام ہو جاؤ گی' چونکہ یہ رخصت منسوخ کر دی گئی اور لے پالک کو صلبی بیٹا نہیں مانا گیا' اس لیے لے پالک کی بیوی بھی حلال کر دی گئی' چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے زینب بنت جحش سے جو زیدؓ بن حارثہ کی بیوی رہ چکی تھیں اور آپ نے انہیں طلاق دے دی تھی' نکاح کر لیا جیسا کہ اسی سورہ میں ہے لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ الخ (احزاب ۳۳/ ۳۷) تا کہ ایمان والوں پر ان کے لے پالکوں کی بیویوں میں کوئی حرج نہ ہو جب وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں مگر حقیقی بہو حرام ہے فرمایا وَحَلَائِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ الخ (نساء ۴/ ۲۳) تمہارے حقیقی بیٹوں کی بیویاں تم پر حرام ہیں معلوم ہوا کہ لے پالکوں کی بیویاں حلال ہیں کیونکہ وہ حقیقی بیٹے نہیں ہوتے اور رضاعی بیٹا شرع میں صلبی بیٹے کے قائم مقام ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ رضاعت سے وہ تمام رشتے حرام ہیں جو نسب سے حرام ہیں (ق)۔ دوسروں کی اولاد کو محبت و پیار سے بیٹا کہہ دینا اس آیت کی رو سے حرام نہیں' اس لیے کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہم بنی عبدالمطلب کے بچے مزدلفہ سے رحمت عالم ﷺ سے پہلے منیٰ آ گئے' آپ ہماری رانوں کو تھپک کر فرمانے لگے بیٹا سورج نکلنے سے پہلے رمی جمار نہ کرو یہ واقعہ حجۃ الوداع ۱۰ھ کا ہے اور اس کی دلالت ظاہر ہے۔ انس کو بھی رحمت عالم ﷺ نے بیٹا کہہ کر پکارا ہے (مسند)۔ پھر فرمایا کہ اگر تم کو ان کے باپ علوم نہ ہوں تو پھر وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں یعنی لے پالکوں کو ان کے باپوں کی طرف منسوب کرو اگر تم کو ان کے باپ معلوم ہوں ورنہ پھر وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں پھر فرمایا کہ اگر تم سے اس نسبت میں غلطی ہو جائے تو اس کی پکڑ نہیں' جب تم مقدور بھر پوری تحقیق و تفتیش کے بعد کسی کو اس کے باپ کی طرف منسوب کر دو اور حقیقت میں وہ اس کا باپ نہ ہو تو یہ تمہاری اجتہادی غلطی ہوئی اس میں کوئی گناہ نہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دعا مانگنے کی ہدایت فرمائی ہے رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا الخ (بقرہ ۲/ ۲۸۶) اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے غلطی ہو جائے تو ہماری پکڑ نہ فرما' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا حق تعالیٰ نے فرمایا مجھے منظور ہے (م)۔ پھر فرمایا گناہ اس پر ہوتا ہے جو جان بوجھ کر غلط قدم اٹھاتا ہے فرمایا لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ الخ (مائدہ ۵/ ۸۹) حق تعالیٰ تمہاری لغو قسموں پر تمہاری پکڑ نہیں فرمائے گا ہاں ان قسموں پر ضرور پکڑ لے گا جو تم نے دل سے کھائی ہوں گی۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

''نبی ایمان والوں پر خود ان سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور ان کی بیویاں امہات المؤمنین ہیں' اور رشتے دار از روئے کتاب کے بہ نسبت دوسرے مومنوں کے اور ہجرت کرنے والوں کے آپس میں زیادہ حق دار ہیں مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے کچھ سلوک کرو یہ بات لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے''۔

اللہ کے نبی مومنوں پر بڑے شفیق ہیں: (۱) چونکہ حق تعالیٰ کو معلوم ہے کہ اس کے محبوب نبی ایمان والوں پر خود ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ شفیق و مہربان ہیں اس لیے حق تعالیٰ نے آپ کو ان کی جانوں سے بھی بہت زیادہ اختیار عطا فرمایا چنانچہ فرمایا فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ الخ (نساء۴/ ۶۵) آپ کے رب کی قسم لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپ کو اپنے جھگڑوں میں پنچ نہ مان لیں پھر آپ کے فیصلے سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی بھی محسوس نہ کریں بلکہ اسے دل و جان سے مان لیں' ایک صحیح حدیث میں ہے اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کی جان و مال سے اس کی اولاد سے اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ لگوں۔ (۲) عمرؓ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ کی قسم آپ مجھے تمام چیزوں سے زیادہ پیارے ہیں بجز اپنی جان کے فرمایا نہیں اے عمرؓ جب تک کہ میں تمہیں تمہاری جان سے بھی زیادہ پیارا نہ لگوں' بولے اللہ کی قسم اب آپ مجھے تمام چیزوں سے بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں فرمایا ہاں اب ٹھیک ہے' قرآن بھی یہی بتاتا ہے کہ نبی مسلمانوں کے ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق دار ہیں' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا میں دنیا اور آخرت میں ہر مسلمان کا سب سے زیادہ حق دار ہوں اگر چاہو تو اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ پڑھ لو لہذا جو مسلمان مال چھوڑ کر مر جائے تو اس کے قریبی رشتے دار اس کے مال کے وارث ہوں گے اور جو قرض یا اہل و عیال چھوڑ کر مر جائے تو قرض کا ادا کرنا اور اس کے بیوی بچوں کی خبر لینا میرے ذمے ہے۔ (با' ابن جریر' ابن ابی حاتم)

نبی ﷺ کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں: پھر فرمایا کہ نبی کی بیویاں احترام و ادب میں مسلمانوں کی مائیں ہیں کہ وہ اپنی ماؤں کی طرح ان کی عزت و توقیر اور احترام و اکرام کریں لیکن بالا تفاق ان سے خلوت جائز نہیں اور ان کی بیٹیوں اور بہنوں کی حرمت بھی ثابت نہیں۔

عزیزوں کے علاوہ حق وراثت کی تنسیخ: پھر فرمایا کہ مومنوں اور مہاجروں کی بہ نسبت قرآن کی رو سے رشتے دار آپس میں زیادہ حق دار ہیں کتاب سے مراد حکم ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم میں رشتے دار آپس میں حق دار ہیں' اور وہ غیر رشتے داروں کا حق ہے' مہاجر انصار کے اور انصار مہاجروں کے ورثے کے حق دار نہیں' اس آیت سے پہلے دو قسم کے اور لوگوں میں بھی میراث تقسیم کی جاتی تھی' جن دو شخصوں نے آپس میں قسمیں کھا کر معاہدہ کر لیا ہو کہ وہ دل و جان سے ایک دوسرے کے لیے سینہ سپر رہیں گے' رحمت

عالم ﷺ نے مہاجرین وانصار میں بھائی چارا کرادیا تھا یہ بھی آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے' اس آیت نے اس قسم کے وارثوں کو ہٹا دیا اور رشتے داروں کو قائم رکھا' ابن عباسؓ فرماتے ہیں مہاجر انصاری کا وارث ہوتا تھا کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان میں بھائی چارا کرادیا تھا اور انصاری کے قریب وبعید کے رشتے دار محروم ہو جاتے تھے' آخر حق تعالیٰ نے یہ آیت اتار کر اس قسم کا حق وراثت منسوخ کر دیا' پھر فرمایا ہاں اگر تم اپنے دوستوں سے کچھ سلوک کرنا چاہو تو اور بات ہے یعنی حق میراث تو ختم ہو گیا' ہاں احسان وسلوک اور وصیت باقی ہے پھر فرمایا کہ یہ حکم کتاب میں لکھا ہوا ہے یعنی یہ اللہ کا حکم ہے جو تقدیری باتوں میں شامل ہے اور کتاب اول میں لکھا ہوا ہے جس میں تبدل وتغیر نہیں ہوتا' درمیان میں حق تعالیٰ نے جو اس کے خلاف حکم نافذ فرمادیا تھا وہ ایک خاص وقت تک خاص مصلحت کی بنا پر تھا اور اسے معلوم تھا کہ یہ منسوخ کر دیا جائے گا کیونکہ ازلی تقدیر میں ناسخ حکم موجود تھا اس لیے یہ وقتی حکم ہٹا کر اصلی حکم بھیج دیا گیا۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۙ﴿٧﴾ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿٨﴾ ع ۱۷

''اور جب ہم نے پیغمبروں سے اقرار لیا اور آپ سے اور نوحؑ سے اور ابراہیمؑ سے اور موسیٰؑ سے اور عیسیٰؑ بن مریمؑ سے اور ہم نے ان سے پکا اقرار لیا تا کہ اللہ سچوں سے ان کی سچائی ظاہر فرمادے اور کافروں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے''۔

انبیاء سے عہد: (۷) ارشاد ہے کہ پانچ بلند حوصلہ پیغمبروں سے اور دیگر تمام نبیوں سے اللہ کے دین کو قائم کرنے کا اللہ کے پیغام پہنچانے کا باہمی امداد واعانت کا اور اتفاق واتحاد کا عہد وپیمان لیا گیا دوسری جگہ فرمایا وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ الخ (آل عمران ۳/۸۱) اور جب اللہ نے نبیوں سے یہ عہد لیا کہ میں تم کو جو کچھ کتاب اور حکمت دے کر بھیجوں پھر تمہارے پاس والی چیز کی تصدیق کرنے والا کوئی رسول آ جائے تو تمہیں اس پر ایمان لانا پڑے گا اور اس کی مدد کرنی پڑے گی بتاؤ تمہیں اس بات کا اقرار ہے اور اس بات پر میرے سامنے پکا وعدہ کرتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اقرار کرتے ہیں فرمایا اچھا اب گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ رہوں گا' رسولوں سے یہ عہد رسالت دیئے جانے کے بعد لیا گیا پھر عام نبیوں کے بعد خاص خاص عالی حوصلہ پیغمبروں کا نام لیا' جس سے ان کی عظمت اور جلالت شان ظاہر ہوئی فرمایا شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ الخ (شوریٰ ۴۲/۱۳) اللہ نے تمہارے لیے وہ دین تجویز فرمایا ہے جس کا نوحؑ کو حکم دیا اور جس کی ہم نے آپ پر وحی کی اور جس کا ہم نے ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا کہ یہ دین قائم رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو' اس آیت میں بھی پانچ بلند حوصلہ پیغمبروں کا نام ایک خاص ترتیب سے لیا گیا ہے' شروع میں حضرت نوح علیہ السلام کا نام ہے جو سب سے پہلے پیغمبر ہیں' اخیر میں خاتم الانبیاء کا بیان ہے اور درمیان میں ترتیب سے حضرت ابراہیمؑ' حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیان ہے اور پھر' جس حکم کے بجالانے کا عہد لیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ دین قائم رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو (یہاں شروع میں خاتم الانبیاء کا نام لیا کیونکہ آپ ہی تمام نبیوں میں افضل واشرف ہیں پھر ترتیب وار دیگر نبیوں کو بیان فرمایا۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں تمام انسانوں میں پانچ بزرگ انبیاء سب سے بہتر اور افضل ہیں' حضرت نوح

حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ' حضرت عیسیٰ اور خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جوان پانچوں میں بہتر ہیں (بزار)
ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں حضرت آدمؑ کو اٹھایا گیا' آپ نے اپنی تمام اولاد دیکھی جن میں مال دار' نادار خوب صورت اور بدصورت ہر طرح کے انسان تھے کہنے لگے اے رب کیا اچھا ہوتا اگر تو اپنے بندوں کو برابر برابر کر دیتا جواب ملا مجھے یہ بات پیاری ہے کہ لوگ میرا شکر ادا کریں آپ نے ان میں نبیوں کو بھی چراغوں کی طرح جگمگاتا دیکھا ان پر نور چھایا ہوا تھا ان سے علاوہ عام میثاق کے ادائے رسالت و نبوت کا بھی عہد لیا گیا' اسی عہد کے بارے میں حق تعالیٰ فرما رہا ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ الخ۔ یثاق بڑے پکے عہد کو کہا جاتا ہے۔

(٨) یعنی تا کہ اللہ احکام رسالت کی تبلیغ کرنے والوں سے انبیائے کرام کی صداقت دریافت کرے اور اس نے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر لیا ہے' ہم مسلمان گواہی دیتے ہیں کہ رسولوں نے اپنے رب کے پیغام پہنچا دیئے' لوگوں کی مقدور بھر خیر خواہی۔ کی روشن اور صاف وشفاف حق ان پر ظاہر فرمایا جس میں شک وتردد کی گنجائش تک نہیں چھوڑی نہ حق و باطل میں خلط ملط کیا بلکہ خالص حق لوگوں کے سامنے رکھا اگر چہ جاہل و نادان مخالف و دشمن فاسق و فاجر اور ظالم و بے دین انہیں نہیں مانتے اور جھٹلاتے ہیں مگر یہ بدبخت خود جھوٹے اور راہ حق سے بھٹکے ہوئے ہیں' اللہ کے رسولوں نے جو کچھ بتا دیا وہی برحق ہے اور جس نے ان کی مخالفت کی وہ گمراہ ہے اے اللہ ہمیں گواہوں میں لکھ لے اور ہمیں توحید وایمان پر ثابت قدم رکھ آمین' جنت والے بھی رسولوں کی صداقت کی گواہی دیں گے فرمایا لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ الخ (اعراف ٧/٤٣) بلاشبہ ہمارے رب کے رسول حق لے کر آئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۹ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۱۰

''اے ایمان والو تم پر جو اللہ کی نعمتیں ہیں انہیں یاد کر لو جب تم سے لڑنے کے لیے فوجیں آئیں تو ہم نے ان پر آندھی بھیج دی اور ایسی فوجوں کو بھی جن کو تم نے دیکھا نہیں' اور اللہ تمہارے عمل خوب دیکھ رہا ہے' جب دشمن تم پر اوپر سے اور نیچے سے چڑھ آئے اور جب آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے' اور تم اللہ تعالیٰ سے کچھ اور گمان کرنے لگے''۔

جنگ احزاب کا بیان: (٩) یعنی اللہ کا تم پر یہ بھی ایک بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے تمہارے دشمنوں کا منہ پھیر دیا اور انہیں شکست فاش دی' جب غیر مسلموں نے اپنی پوری اور متحدہ قوت سے مسلمانوں کو مٹانے کا عزم کر لیا تھا جس کی وجہ سے شوال ۵ھ میں خندق کا واقعہ پیش آیا تھا' جنگ احزاب یا جنگ خندق کا بڑا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کو مدینہ سے جلاوطن کر کے خیبر بھیج دیا تھا اس لیے یہ مسلمانوں سے جلے ہوئے تھے ان میں سے چند ممتاز یہودی جن میں سلام بن ابی الحقیق' سلام بن مشکم اور کنانہ بن ربیع بھی تھے مکہ گئے اور قریشی سرداروں سے مل کر مسلمانوں کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کرنے کا خیال ظاہر کیا اور یہ بھی

وعدہ کیا کہ ہم مقدور بھر جانی اور مالی امداد بھی بہم پہنچائیں گے' قریشی ان کی رائے سے متفق ہو گئے پھر یہ قبیلہ غطفان میں پہنچے اور انہیں بھی یہی مشورہ دیا' یہ بھی راضی ہو گئے' ادھر قریش نے اپنے ماحول کے تمام گرے پڑے لوگ جمع کر لیے اور اپنے زیر اثر کے تمام لوگوں کو لڑائی پر آمادہ کر لیا' چنانچہ قریش مسلمانوں کے خلاف ایک زبردست لشکر لے کر نکلے' سردار لشکر ابوسفیان تھا' غطفانی دستے کا سردار عیینہ بن حصن تھا' یہ لشکر تقریباً دس ہزار فوجیوں پر شامل تھا۔

جب رحمت عالم ﷺ کو خبر لگی تو آپ نے سلمان فارسیؓ کے مشورے سے مسلمانوں کو مدینہ کے مشرقی سمت میں کھائی کھودنے کا حکم دے دیا چنانچہ مسلمان پوری سرگرمی اور جوش وخروش سے خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے' خود رحمت عالم ﷺ بھی کھود کھود کر مٹی نکال رہے تھے' آپ سے خندق کھودنے میں بھی روشن معجزے ظاہر ہوئے' مشرکوں نے آ کر مدینہ کے مشرقی جانب پہاڑ کے قریب ڈیرے جما لیے' اور ان کی فوج کے ایک بڑے دستے نے مدینہ کے بالائی حصے میں پڑاؤ جا ڈالا' اسی طرح انہوں نے بظاہر مسلمانوں کو اوپر نیچے سے گھیر لیا' جیسا کہ قرآن نے اشارا فرمایا ہے' رحمت عالم ﷺ کے پاس تقریباً تین ہزار یا سات سو مجاہد تھے انہوں نے اپنی پشتیں تو سلم پہاڑ کی جانب رکھیں اور دشمنوں کی طرف رخ کر لیا' دونوں لشکروں کے درمیان خندق حائل تھی جس میں پانی نہ تھا محض ایک گڑھا تھا جو مشرکوں کے سواروں کو اور پیادوں کو اجتماعی حملہ سے مانع تھا اور ان کے ریلے کو روکے ہوئے تھا' آپ نے عورتوں اور بچوں کو مدینہ کے ایک محلے میں جمع کر دیا تھا۔

اس وقت مدینہ میں بنوقریظہ بھی رہتے تھے' جن کا مشرقی سمت میں ایک مضبوط قلعہ بھی تھا' ان یہودیوں کا رحمت عالم ﷺ سے معاہدہ تھا یہ بھی تقریباً آٹھ سو نوجوان تھے جو لڑنے کے قابل تھے ان کو مسلمانوں کے خلاف آمادہ کرنے کے لیے حیی بن اخطب نضری پہنچا' اور انہیں پوری سرگرمی سے بھڑکاتا رہا' آخر کار ان لوگوں نے بھی عہد شکنی کی اور مسلمانوں کے خلاف مشرکوں کے لشکر میں جا ملے اب تو مہم بڑی اہم' خطرناک اور نازک ہو گئی' کیونکہ مدینہ کے باہر تو دس ہزار کا لشکر محاصرہ کیے پڑا تھا اور خود مدینہ کے اندر دشمن کا آٹھ سو کا مسلح فوجی دستہ موجود تھا' اس وقت مسلمانوں کی حالت بڑی نازک تھی حق تعالیٰ شانہ نے اس نازک حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ الخ (احزاب ۳۳/۱۱) اس وقت مومنوں کو جانچا گیا اور انہیں خوب جھنجوڑا گیا' دشمن ایک ماہ تک آپ کا گھیراڈالے پڑا رہا مگر آپ تک پہنچ نہ سکا اور جنگ رکی رہی' البتہ عمرو بن عبدود عامری جو جاہلیت میں ایک نامی گرامی پہلوان وشہسوار تھا اپنے ساتھ چند سوار لے کر خندق عبور کر کے مسلمانوں کے قریب پہنچ گیا یہ دیکھ کر رحمت عالم ﷺ نے اپنے سواروں سے کہا کہ اسے روکو مگر کسی کی ہمت نہیں ہوئی' آخر کار آپ نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اس کا مقابلہ کرو' آپ نے اس کا مقابلہ کیا اور چابک دستی سے اسے قتل کر دیا یہ فال مسلمانوں کے لیے اچھی اور حوصلہ افزاء ثابت ہوئی' پھر اللہ نے دشمنوں کے دستوں پر تیز وتند آندھی مسلط فرما دی جس نے ان کے تمام خیمے اکھاڑ ڈالے اور تمام چیزیں اڑ کر تتر بتر کر دیں اب یہ نہ تو آگ ہی سلگا سکتے تھے اور نہ آرام سے بیٹھ ہی سکتے تھے آخر کار ناامید ہو کر کافی نقصان اٹھا کر با دل ناخواستہ وہاں سے ہٹ گئے حق تعالیٰ مسلمانوں کو اپنی یہی نعمت عظمیٰ یاد دلا رہا ہے۔

ابن عمرؓ فرماتے ہیں مجھے میرے ماموں جان عثمانؓ بن مظعون نے خندق والی رات کو سخت سردی اور ہوا میں مدینہ بھیجا کہ کھانا اور لحاف لے آؤں' میں نے رحمت عالم ﷺ سے اجازت مانگی' آپ نے اجازت دے دی اور یہ کہہ دیا کہ تم کو جو مسلمان ملے اس سے واپس آ جانے کو کہہ دینا آخر کار میں ہوا کے تھپیڑے کھاتا ہوا چلا جو مسلمان ملتا اس سے کہہ دیتا کہ رحمت عالم ﷺ کے

پاس واپس چلے جاؤ یہ سن کر کوئی بھی انکار نہیں کرتا تھا اور تیر کی طرح آپ کی خدمت میں پہنچ جاتے تھے مڑ کر بھی نہیں دیکھتے تھے میرے ہاتھ میں ڈھال تھی اور ہوا کے تھپیڑے منہ پر آ آ کر لگ رہے تھے' ایک دفعہ ایسا زوردار جھونکا آیا کہ ڈھال کا لوہا میرے پاؤں پر پڑا اور ہوا نے اسے اڑا کر دور جا پھینکا' پھر فرمایا اور ہم نے ایسے لشکر بھیجے جنہیں تم دیکھ بھی نہیں سکتے تھے یہ غیبی طاقتوں کا لشکر فرشتے تھے جو دشمن کے پاؤں ڈگمگا رہے تھے اور ان کے دلوں میں دہشت اور خوف ڈال رہے تھے ہر قبیلے کا سردار لوگوں کو بلا کر کہہ رہا تھا کہ بچاؤ کی کوئی صورت پیدا کرو کیونکہ اللہ نے ان کے دلوں میں دہشت پیدا فرمادی تھی۔

جب حذیفہؓ نے لوگوں سے خندق والی شب کی خدمات بیان کیں تو حاضرین مجلس نے تمنا کی کہ اگر ہم بھی ہوتے تو یہ خدمات بجالاتے فرمایا یہ تمنا نہ کرو ہم احزاب کی شب کو آپ کے پاس موجود تھے اور قطار باندھے بیٹھے ہوئے تھے' ابوسفیان معہ اپنی جماعتوں کے ہمارے اوپر تھا اور بنوقریظہ نیچے تھے' ہمیں اپنے بیوی بچوں کا ڈر تھا' ہم نے کبھی ایسا گھپ اندھیرا اور ایسی زناٹے دار ہوا نہیں دیکھی تھی' بادل تڑخ رہے تھے کڑک اور گرج خوب تھی اور اندھیرے کا یہ عالم تھا کہ ہاتھ سے ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔

منافق تو گھبرا کر رحمت عالم ﷺ سے گھر جانے کی اجازت مانگنے لگے اور یہ بہانہ کرنے لگے کہ ہمارے گھروں کا کوئی محافظ نہیں حالانکہ یہ بات نہ تھی اس رات آپ سے جس نے گھر جانے کی اجازت مانگی آپ نے اسے اجازت دے دی یہ اجازت مانگ رہے تھے اور آپ فرما رہے تھے کہ شوق سے جاؤ آخر کار ایک ایک کر کے سب کھسک گئے اب ہم وہاں تین سو کے قریب رہ گئے۔

اتنے میں اللہ کے ﷺ رسول ہم میں سے ایک ایک آدمی کے پاس آئے یہاں تک کہ میرے پاس بھی آئے میرے پاس دشمن سے اور سردی سے بچنے کے لیے کچھ بھی نہ تھا فقط ایک چادر تھی جو میری اہلیہ کی تھی اور اتنی چھوٹی تھی کہ گھٹنوں تک آتی تھی آپ میرے پاس آئے میں اپنے گھٹنوں پر بیٹھا ہوا تھا پوچھا کون ہے میں بولا حذیفہؓ فرمایا حذیفہؓ سنو یہ سن کر میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی کہ کہیں کھڑا ہونا نہ پڑ جائے میں نے کہا جی اے اللہ کے رسول ﷺ اور میں کھڑا ہو گیا فرمایا دیکھو دشمنوں میں ایک نئی بات ہونے والی ہے ان کی خبر لے کر آؤ اگرچہ میں سخت سردی کی وجہ سے گھبرایا ہوا تھا لیکن تعمیل حکم کے لیے اٹھ کھڑا ہوا' آپ نے میرے لیے دعا فرمائی کہ اے اللہ اسے چاروں طرف سے محفوظ رکھ اللہ کی قسم ادھر تو آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمے نکلے ادھر میرے دل پر خوف و گھبراہٹ کا اور جسم پر سردی کا نام و نشان تک نہ رہا پھر جب میں آگے بڑھا تو آپ نے فرمایا حذیفہؓ دیکھ کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھنا جس سے وہ چوکنا ہو جائیں جب تک تم میرے پاس نہ آ جاؤ' میں روانہ ہو گیا جب میں دشمن کے لشکر کے قریب پہنچ گیا تو آگ جل رہی تھی اس کی روشنی میں میں نے دیکھا کہ ایک سیاہ فام موٹا تازہ آدمی ہاتھوں کو آگ پر گرم کر کے اپنی کوکھ سینک رہا ہے اور چلو چلو کہہ رہا ہے اس سے پہلے میں ابوسفیان کو نہیں پہچانتا تھا' میں دل کو مضبوط کر کے لشکر میں گھس گیا' مجھ سے قریب بنی عامر تھے اور کہہ رہے تھے چلو واپس چلو اب تمہارا ٹھہرنا ٹھیک نہیں ہوا حدود لشکر ہی تک تھی اس سے بالشت بھر بھی ہٹی ہوئی نہ تھی اور ان کے خیموں اور بستروں پر پتھر پھینک رہی تھی' جن کے گرنے کی مجھے آواز آ رہی تھی۔

پھر میں اللہ کے نبی کی طرف واپس لوٹا ابھی آدھا راستہ ہی طے کیا ہو گا کہ تقریباً بیس سوار عمامہ باندھے ہوئے مجھے ملے' انہوں نے کہا اپنے نبی کو خبر کر دو کہ اللہ آپ کی طرف سے دشمن کو کافی ہو گیا میں آیا تو آپ ایک چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے اللہ کی قسم جوں ہی میں منزل پر پہنچا مجھے اس قدر سردی محسوس ہوئی کہ دانت سے دانت بجنے لگے آپ نے نماز کی حالت ہی میں اپنے

ہاتھ سے قریب آنے کا اشارا فرمایا میں آپ کے پاس آ گیا' آپ نے چادر کا ایک پلو مجھ پر ڈال دیا آپ کی عادت تھی کہ نازک وقت آپ نماز پڑھنے کھڑے ہو جاتے تھے میں نے آپ سے دشمن کے حالات بیان کیے اور یہ بھی کہا کہ اب وہ واپس جا رہے ہیں اور اللہ نے یہ آیت اتاری (حاکم بیہقی در دلائل النبوت)

(۱۰) یعنی اوپر سے متحدہ جماعتیں اور نیچے سے بنو قریظہ چڑھ آئے' خوف و گھبراہٹ کے مارے آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آئے بلکہ اللہ کے نبی کے بعض ساتھیوں کو بھی وسوسہ ہو گیا کہ اب خیر نہیں گردش منڈلا رہی ہے بعض مسلمانوں کے دلوں میں بھی برے برے خیالات آنے لگے' منافقوں کا تو کہنا ہی کیا ہے یہاں تک کہ معتب بن قشیر نے کہا کہ ایک طرف تو محمد ﷺ ہم سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم قیصر و کسریٰ کے خزانے لوٹیں گے اور دوسری طرف یہ حال ہے کہ مسلمان ڈر کے مارے قضائے حاجت کو بھی نہیں نکل سکتے غرض یہ کہ لوگوں کے مختلف خیالات تھے منافق سمجھ رہے تھے کہ آج مسلمانوں کی جڑیں کھود دی جائیں گی اور مومنوں کو یقین تھا کہ اللہ کا اور اس کے رسول کا وعدہ سچا ہے اللہ مشرکوں کو تباہ کر کے اپنا دین ضرور غالب فرمائے گا۔

ابو سعیدؓ فرماتے ہیں ہم نے خندق کے دن اللہ کے رسول سے درخواست کی کہ کوئی دعا بتایئے کہ ہم اس کا ورد کریں ہم اس وقت بڑے نازک دور سے گزر رہے ہیں فرمایا ان کلموں کا ورد رکھو اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِنَا آخر کار ہوا کے تھپیڑوں نے تھپڑ مار مار کر دشمن کے منہ بگاڑ دیئے اور انہیں شکست دے دی۔ (ابن ابی حاتم' احمد)

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾

''یہیں ایمان والوں کی جانچ کی گئی اور انہیں خوب جھنجھوڑا گیا جب منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ تھا کہہ رہے تھے ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے جو وعدہ کیا ہے محض دھوکہ ہے اور جب ان میں سے ایک جماعت نے کہا کہ اے یثرب والو اب تمہارا ٹھہرنا ممکن نہیں اس لیے لوٹ جاؤ اور ان میں سے ایک گروہ نبی سے اجازت مانگ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہمارے گھر ننگے ہیں حالانکہ گھر ننگے نہ تھے یہ تو محض بھاگنا چاہتے تھے''۔

جنگ احزاب کے موقعہ پر مسلمانوں کی پریشانی: (۱۱) اس پریشانی کا بیان ہے جو جنگ احزاب کے موقعہ پر مسلمانوں کو پیش آئی تھی مدینہ کو دشمن چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھا' مسلمان انتہائی پریشانی اور بے چینی کی حالت سے دوچار تھے حالانکہ اللہ کے نبی ﷺ بھی ان میں موجود تھے' اس وقت مسلمانوں کو جانچا جا رہا تھا انہیں رسد بھی نہیں پہنچ رہی تھی اور خوب جھنجھوڑا جا رہا تھا۔

(۱۲'۱۳) اس نازک دور میں نفاق ظاہر ہوگیا اور جن کے دلوں میں روگ پرورش پا رہا تھا انہوں نے اپنی خوب بڑھانکی اور بڑھ بڑھ کر کہنے لگے کہ اللہ کے رسول نے جو ہم سے وعدہ کیا تھا محض ہمیں دھوکہ دیا تھا اس وقت منافقوں کا تو نفاق ظاہر ہوگیا اور جن کے دلوں میں شبہ اور تردد تھا اور ایمان کمزور تھا' وہ بھی اپنی انتہائی پریشانی پر نگاہ ڈالتے ہوئے طرح طرح کے وسوسوں میں مبتلا ہو گئے اور بعض لوگ کہنے لگے۔ کہ اب مدینہ میں ٹھہرنے کی کوئی صورت نہیں رہی' یثرب مدینہ کو کہا جاتا ہے جیسا کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا مسلمانو مجھے خواب میں تمہاری ہجرت گاہ دکھا دی گئی ہے جو دو سنگلاخ میدانوں کے درمیان ہے' میرا ذہن ہجر کی طرف منتقل ہوا لیکن وہ یثرب ہے پھر فرمایا یہاں ٹھہرنا ناممکن ہے یعنی یہاں رحمت عالم ﷺ کے پاس اب ٹھہرنا مناسب نہیں' آؤ اپنے اپنے گھر واپس لوٹ جائیں' پھر فرمایا کہ ان میں سے ایک جماعت اللہ کے رسول ﷺ سے اجازت مانگ رہی تھی یہ بنی حارثہ تھے انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہمیں چوروں کا ڈر ہے' وہاں کوئی پہرہ اور چوکی نہیں ہے اور یہ عذر پیش کرنے والا اوس بن قیظی تھا' اس نے کہا ہمارے گھر ننگے ہیں ان کی حفاظت کے لیے وہاں کوئی نہیں جو انہیں دشمن کی زد سے بچائے اس وقت دشمن کا بھی خطرہ لگا ہوا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بات نہیں تھی' بلکہ ان کے گھر محفوظ تھے البتہ وہ اس بہانے سے میدان جنگ سے فرار ہونا چاہتے تھے۔

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا
بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ
الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ
الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ
يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا
يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

''اور اگر مدینہ کے چاروں طرف سے ان پر لشکر داخل کیے جائیں پھر ان سے فتنہ کا سوال کیا جائے تو یہ یقیناً فتنہ میں پڑ جائیں گے اور فتنہ میں پڑ جانے میں کچھ یونہی سا توقف کریں گے بلاشبہ اس سے پہلے یہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھیں نہ پھیریں گے اور اللہ سے باندھے ہوئے پیمان کی باز پرس یقیناً کی جائے گی' آپ فرما دیں اگر تم موت کے ڈر سے یا قتل کے ڈر سے بھاگو گے تو یہ بھاگنا تم کو ہرگز بھی فائدہ مند ثابت نہ ہوگا اور اس وقت تم کو بہت کم فائدہ اٹھانے دیا جائے گا' آپ ان سے پوچھیں کہ اگر اللہ تم کو کچھ تکلیف پہنچانا چاہے یا تم کو اپنی رحمت سے نوازنا چاہے تو کون ہے جو تم کو بچا لے گا اور وہ اللہ کے سوا اپنا کوئی دوست اور مددگار نہ پائیں گے''۔

منافق ذرا سے خوف سے مرتد ہونے کو تیار ہیں: (۱۴'۱۵) یعنی اگر مدینہ کے ہر گوشے اور ہر سمت سے ان پر دشمن چڑھ آئیں' پھر ان سے کفر اختیار کرنے کو کہا جائے تو فوراً کفر اختیار کر لیں گے' افسوس ذرا سی پریشانی اور خوف سے ایمان کی حفاظت نہیں کرتے اور اس پر جمے نہیں رہتے' ان الفاظ سے انتہائی مذمت مقصود ہے' موجودہ پریشانی سے پہلے انہوں نے اللہ سے جو پکا

وعدہ کیا تھا کہ میدان جنگ سے بھاگنے کے نہیں' اسے یاد دلا کر شرم و غیرت دلائی جا رہی ہے کہ اپنا وعدہ یاد کرو تم تو لڑائی سے نہ بھاگنے کا پکا اقرار کر چکے ہو اور جو اللہ سے عہد کر کے توڑ دیا جاتا ہے' حق تعالیٰ اس عہد شکنی کی بابت ضرور باز پرس کرتا ہے۔ مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ غدار و عہد شکن ہو۔

بھاگنے سے موت نہیں ٹلتی: (۱۶) یاد رکھو میدان جنگ سے بھاگنے سے تمہاری موتیں ٹل نہیں سکتیں' اور عمریں بڑھ نہیں سکتیں بلکہ بسا اوقات بزدلی بے خبری میں موت کے آغوش میں جلدی سے جا سلا دیتی ہے دشمن تمہاری تاک میں ہوتا ہے اور غافل پا کر اچانک حملہ کر کے تمہیں موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے' اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ بھاگ کھڑے ہونے کے بعد تم کو دنیا سے تھوڑا سا ہی فائدہ اٹھانے دیا جاتا ہے فرمایا قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ الخ (نساء ۴/ ۷۷) آپ فرما دیں دنیا کا فائدہ تھوڑا سا ہے اور آخرت پرہیزگاروں کے لیے بہتر ہے۔

اللہ کی دی ہوئی مصیبت کو ٹالنے والا کوئی نہیں: (۱۷) یعنی اللہ کی بھیجی ہوئی مصیبت سے بچانے والا اور اس کی دی ہوئی رحمت کو روکنے والا کوئی نہیں' کسی کو اللہ کے سوا نہ کوئی پناہ دینے والا ہے اور نہ کوئی فریاد رسی کرنے والا۔

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚۖ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾

''اللہ تم میں سے انہیں خوب جانتا ہے جو دوسروں کو روکنے والے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہہ رہے کہ ہمارے پاس آ جاؤ اور وہ شاذ و نادر لڑائی میں اس حال میں آ جاتے ہیں۔ کہ تمہاری مدد پر بخیل ہیں پھر جب خوف و دہشت کا وقت آ جاتا ہے تو آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ آپ کی طرف نگاہیں جمائے ہوئے ہیں اور ان کی آنکھیں اس طرح پھٹ رہی ہیں جیسے اس کی جس پر موت کی بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے پھر جب دہشت ختم ہو جاتی ہے تو تمہارے سامنے اپنی تیز زبانوں سے چپڑ چپڑ کرتے ہیں اور مال کے بڑے ہی لالچی ہیں یہ مومن ہی نہیں' اس لیے اللہ نے ان کے سارے عمل غارت کر ڈالے ہیں' اور یہ بات اللہ کے لیے بہت ہی آسان ہے''۔

ہمیں منافق معلوم ہیں: (۱۸) یعنی ہمیں وہ معلوم ہیں جو دوسروں کو لڑائی میں آنے سے روک رہے ہیں' اور اپنے پاس اٹھنے بیٹھنے والوں سے کہہ رہے ہیں یعنی کہ ہمارے پاس آ کر ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں میں آرام کرو یہ خود بھی کبھی کبھار جنگ میں آتے ہیں کنجوس ہیں تم سے محبت و شفقت کرنا پسند نہیں کرتے اور تمہاری خیر خواہی ہمدردی اور غنیمت کے حصوں سے ناخوش رہتے ہیں۔

منافق بخیل و بزدل ہیں: (۱۹) یعنی تمہاری خیر خواہی اور ہمدردی میں بھی کنجوس ہیں اور حصے دینے میں بھی' اور بزدل بھی ہیں'

خوف کے وقت تھر تھر کانپنے لگتے ہیں اور مارے خوف کے ان کی حالت بالکل اس شخص کی سی ہو جاتی ہے' جس پر موت کی بے ہوشی طاری ہوتی ہے' حسرت بھری نگاہوں سے تکنے لگتے ہیں اور بار بار ادھر ادھر مایوسانہ نگاہوں سے دیکھتے ہیں پھر جوں ہی خوف ہٹ کر امن قائم ہو جاتا ہے تو اب اپنی چرب زبانی سے شیخیاں بگھارتے ہیں' اپنی بہادری اور جوان مردی کے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں اور بار بار کہتے ہیں کہ ہم نے جنگ میں بڑے بڑے شان دار کارنامے انجام دیئے' حالانکہ بالکل جھوٹے ہیں۔

جب مال غنیمت بٹتا ہے تو بخل و ہوس کے مارے سارا مال ہڑپ کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں اور دو' ہم نے فلاں فلاں شاندار کارنامہ انجام دیا تھا' ہم حق دار ہیں ہم نے تمہارا ساتھ دیا اور دشمن کو مار بھگایا حالانکہ دوران جنگ میں انتہائی بزدلی اور ڈرپوکی کا ثبوت دے چکے ہیں' اصل پوچھو تو یہی صداقت چھوڑ کر بھاگنے والے اور ہر خیر و بھلائی سے محروم رہنے والے ہیں۔

يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ۭ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ۝۲۰ ع ۱۸

''خیال کر رہے ہیں کہ لشکر نہیں گئے اور اگر لشکر آ جائیں تو یہ آرزو کرتے ہیں' کاش وہ دیہاتیوں کے ساتھ جنگلوں میں ہوتے اور تمہارے حالات معلوم کرتے اور اگر وہ تم میں حاضر بھی ہوں تو جنگ برائے نام ہی لڑیں گے''۔

(۲۰) بزدلی ڈرپوکی اور کچ دلی کا اس بات سے اندازہ لگالو کہ انہیں اس بات کا یقین نہیں آتا کہ لشکر واپس چلے گئے' ان کا خیال ہے کہ وہ گئے نہیں بلکہ ان سے قریب ہیں اور کچھ دور ہٹ گئے ہیں پھر اچانک حملہ کریں گے اور اگر لشکر آ جائیں تو ان کی یہی دلی تمنا ہوتی ہے کہ وہ تمہارے ساتھ مدینہ میں نہ ہوتے بلکہ کسی دیہات کے جنگل میں دیہاتیوں کے ساتھ ہوتے اور لوگوں سے تمہارے حالات معلوم کرتے کہ جنگ کا کیا انجام ہوا' کون جیتا اور کون ہارا' پھر فرمایا اگر یہ نامرد تمہارے ساتھ جنگ میں موجود بھی ہوتے تو جنگ تو کرتے نہیں البتہ دکھانے کے لیے کچھ ہاتھ پاؤں ہلا دیتے اللہ کو ان کا سارا حال معلوم ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝۲۱ۭ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ۝۲۲ۭ

''بلاشبہ تمہارے لیے اللہ کے رسول میں ایک اچھا نمونہ ہے بلکہ ہر اس شخص کے لیے جو اللہ پر اور آخرت پر یقین رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جب ایمان والوں نے لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے انہیں کا وعدہ اللہ نے اور اس کے رسول نے فرمایا تھا اور اللہ نے اور اس کے رسول نے سچ فرمایا' اس نزاکت نے ان کے ایمان و تسلیم کو اور بھی بڑھا دیا''۔

اتباع رسول ﷺ کا حکم: (۲۱) رحمت عالم ﷺ کے ہر قول و فعل کی اور ہر حالت کی پیروی کی سب سے بڑی دلیل یہی آیت ہے آپ وہ عظیم انسان ہیں جن کی مقدس زندگی کا ہر گوشہ قابل اقتداء ہے اسی وجہ سے جنگ احزاب میں اللہ نے مسلمانوں کو تاکید فرمائی کہ صبر و تحمل میں جمے رہنے میں استقلال و استقامت میں سرگرمیوں میں اور رب کی رحمت و برکت کے انتظار میں اللہ کے رسول کی پیروی کرو' چنانچہ اللہ نے ان لوگوں سے جو بے چین و بے قرار اور سراسیمہ و پریشان تھے فرمایا کہ تمہارے لیے اللہ کے رسول کی ہر شان میں بہترین نمونہ ہے' تم ان کی اقتداء کیوں نہیں کرتے اور ان کی مبارک عادتوں کو نمونہ کیوں نہیں بناتے' پھر فرمایا کہ آپ کی زندگی ان لوگوں کے لیے اسوۂ حسنہ ہے جو اللہ پر اور آخرت پر یقین رکھتے ہوں اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے ہوں۔

مومنوں کی تعریف: (۲۲) اللہ کے مومن بندوں کی تعریف ہے کہ ان کا اللہ کے وعدوں پر ایمان ہے اور انہیں یقین ہے کہ دنیا اور آخرت میں انہیں کا انجام بخیر ہوگا' وہ تو لشکر دیکھتے ہی کہنے لگے کہ ہم سے انہیں پر توفتح پانے اور انہیں کو شکست دینے کا وعدہ فرمایا گیا ہے یا ہم سے اسی جانچ اور آزمائش کا وعدہ فرمایا گیا ہے جس کے پیچھے فتح و نصرت اور کامیابی جھلک رہی ہے' پھر فرمایا کہ اس آزمائش نے ان کے ایمان و تسلیم کو بڑھا دیا' اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے' پھر فرمایا کہ اس وقتی نزاکت و پریشانی نے ان کے ایمان میں اضافہ اور یقین میں استحکام پیدا کر دیا' انہوں نے اللہ کے احکام کے آگے اور رسول ﷺ کے فرامین کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور جھک گئے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾ ۚ

''بعض ایمان والوں میں سے وہ جواں مرد بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اسے سچا کر کے دکھا دیا' پھر ان میں سے بعض نے تو عہد پورا کر دیا اور بعض پورا کرنے کے انتظار میں ہیں اور کوئی تبدیلی نہیں پیدا کی' تاکہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کی وجہ سے جزائے خیر دے اور اگر چاہے تو منافقوں کو سزا دے یا ان پر بھی رجوع فرمائے یقیناً اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور کمال مہربان ہے''۔

وفادار و امین مسلمان کی تعریف: (۲۳) اوپر غدار و عہد شکن منافقوں کا بیان تھا یہاں وفادار و امین مسلمانوں کی تعریف ہے کہ وہ اپنی بات کے پکے اور عہد کے پورے ہیں' ان میں سے بعض نے تو ایفائے عہد کی خاطر اپنی جانیں قربان کر دیں اور جام شہادت نوش کر کے اپنا عہد پورا کر کے دکھا دیا اور بعض جاں نثار عہد کے پورا کرنے کے موقعہ کا بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں' انہوں نے اللہ کے عہد کو نہ بدلا نہ اس میں تغیر کیا اور نہ اسے توڑا۔

انسؓ بن مالک فرماتے ہیں ہماری رائے میں یہ آیت انسؓ بن نضر کے بارے میں اتری (ب)۔ آپ جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے جس کا آپ کو بڑا قلق تھا اور آپ نے یہ سوچ رکھا تھا کہ چونکہ میں پہلی لڑائی میں شریک نہ تھا اس لیے اگر اب کوئی جنگ ہوگی تو اس میں میں اپنے جوہر دکھاؤں گا بس اللہ سے ڈرتے ہوئے اتنا ہی کہا' آخر آپ جنگ احد میں شامل ہوئے'

آپ کو حضرت سعدؓ بن معاذ واپس آتے ہوئے راستے میں ملے پوچھا ابو عمرؓ کہاں جا رہے ہو مجھے تو احد پہاڑ سے جنت کی خوشبو کی لپٹیں آ رہی ہیں یہ کہہ کر آپ دشمنوں میں گھس گئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے' آپ کے جسم پر اسی سے کچھ اوپر تیر و تلوار اور نیزوں کے زخم تھے ان کی ہمشیرہ یعنی میری پھوپھی ربیعؓ فرماتی ہیں' میں نے اپنے بھائی کو ان کے پوروں سے پہچانا' اس پر یہ آیت اتری' لوگوں کی یہی رائے تھی کہ یہ آیت آپ ہی کے بارے میں اور آپ کے رفقاء کے بارے میں اتری ہے (ابن جریر' ماتن)۔

جنگ احد میں مسلمان میدان خالی چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تو انسؓ بن نضر نے یہ دعا مانگی اے اللہ مسلمانوں کو معاف فرما' اے اللہ مشرکوں نے جو کچھ کیا میں اس سے بری ہوں' پھر آپ آگے بڑھے تو آپ کو سعدؓ بن معاذ آتے ہوئے ملے' سعدؓ نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ ہوں' فرماتے ہیں جو بہادری انسؓ نے دکھائی اس کی مجھے جرأت نہیں ہوئی' آخر کار شہید کر دیئے گئے (متن' ابن جریر)۔

جب رحمت عالم ﷺ احد سے واپس تشریف لائے تو آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر اللہ کی تعریف کر کے مسلمانوں کے ساتھ جو ناگفتہ بہ حالات پیش آئے تھے ان پر انہیں تسلی اور تشفی دی اور بتایا کہ ان کو آخرت میں یہ یہ اجر اور خزانہ ملے گا' پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اس پر ایک مسلمان نے کھڑے ہو کر پوچھا اے اللہ کے رسول یہ کون لوگ ہیں؟ طلحہؓ فرماتے ہیں اتنے میں میں آ گیا میرے بدن پر دو سبز حضرمی کپڑے تھے فرمایا اے سوال کرنے والے یہ بھی ان میں سے ہیں (ت)۔ موسیٰؒ بن طلحہ فرماتے ہیں میں ایک دفعہ معاویہؓ کے پاس گیا' پھر جب آنے لگا تو آپ نے بلا کر فرمایا آؤ میں تمہیں ایک حدیث سناؤں جسے میں نے خود اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آپ سے سنا آپ فرما رہے تھے طلحہؓ ان میں سے ہیں جنھوں نے اپنا وعدہ پورا کر کے دکھا دیا (ابن ابی حاتم: ابن جریر) پھر فرمایا کہ بعض بے چینی سے اس بات کے منتظر ہیں کہ اگر انہیں جنگ کا موقعہ ملے تو وہ بھی اپنے جوہر دکھا کر اپنا عہد پورا کر دیں' پھر فرمایا کہ انہوں نے تبدیلی نہیں کی یعنی عہد نہیں بدلا کہ وفا کے بجائے غداری کرتے بلکہ اپنے عہد پر بدستور قائم ہیں اور منافقوں کی طرح عہد شکن نہیں ہیں۔

مصائب سے امتحان مقصود ہے: (۲۴) یعنی اللہ اپنے بندوں کو خوف و جھٹکے دے دے کر اس لیے آزماتا ہے کہ بروں کو اچھوں سے علیحدہ کر دے اور ہر ایک کا حال اس کے ذاتی کاموں سے لوگوں پر ظاہر ہو جائے کہ یہ غدار ہے اور یہ وفادار باوجودیکہ اللہ چیزوں کے وجود سے پہلے ہی ان کے احوال سے واقف ہے لیکن اپنے علم پر انہیں سزاء و جزاء نہیں دیتا' جب تک کہ لوگ اس کے علم کے مطابق عمل نہ کر لیں فرمایا وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الخ (محمد ۴۷/۳۱) ہم تمہیں آزمائیں گے یہاں تک کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ تم میں سے کون مجاہد و صابر ہے اور کون نہیں' یہ علم وجود عمل کے بعد کا ہے اور وہ علم وجود میں آنے سے پہلے کا ہے' لہٰذا وجود سے پہلے کا علم اور وجود سے بعد کا علم دونوں علم اللہ کو حاصل ہیں پھر بدلہ ہے فرمایا مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الخ (آل عمران ۳/۱۷۹) جس حال میں تم ہو اس حال پر اللہ مومنوں کو چھوڑنے والا نہیں' یہاں تک کہ بروں کو اچھوں سے جدا نہ کر دے' اور اللہ تم کو غیب کی اطلاع کرنے والا نہیں' یہاں بھی یہی فرمایا تا کہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اس پر جمے رہے اور اسے توڑا نہیں بلکہ اس کی حفاظت کی اور منافقوں کو سزا دے جو عہد شکن و غدار ہیں اور اللہ کی حکم عدولیاں کرتے ہیں اور اپنے انہیں کرتوتوں کی وجہ سے اللہ کے عذاب و عتاب کے مستحق ہوئے البتہ یہ دنیا میں اللہ کی مشیت کے اندر ہیں اگر وہ چاہے تو یہ زندگی بھر یہی شرمناک حرکتیں کرتے رہیں پھر اللہ انہیں سزا دے اور چاہے تو انہیں توبہ کی توفیق عطا فرما دے اور وہ نفاق و حکم

عدولی چھوڑ کر ایمان وعمل صالح والے بن جائیں چونکہ اللہ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے اسی لیے فرمایا کہ اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور کمال مہربان ہے۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝۲۵

''اور اللہ نے کافروں کو ان کے غیظ وغضب ہی میں لوٹا دیا' انہیں کوئی بھلائی نہیں پہنچی' اور اس لڑائی میں اللہ پاک خود ہی مومنوں کو کافی ہو گیا' اور اللہ تعالیٰ بڑا طاقت ور اور سب پر غالب ہے''۔

احزاب کے موقعہ پر اللہ کا احسان عظیم: (۲۵) جنگ احزاب کے موقعہ پر اللہ نے ایمان والوں کے ساتھ جو احسان عظیم فرمایا تھا اس کا بیان ہے کہ حق تعالیٰ نے ہوا اور غیبی لشکر بھیج کر دشمن کا دھڑ توڑ کر رکھ دیا اگر اس کا رسول رحمت للعالمین ﷺ نہ ہوتا تو یہ ہوا عادیوں کی ہوا کی طرح انہیں اٹھا اٹھا کر پٹخ دیتی' اور ان کا مغز پھاڑ کر رکھ دیتی لیکن چونکہ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ الخ (انفال ۸/۳۳) اللہ انہیں عذاب میں مبتلا کرنے والا نہیں جب تک کہ آپ ان میں ہیں' اس لیے اس نے ان لشکروں پر ایسی ہوا مسلط فرما دی کہ اس نے ان کا تار پود بکھیر دیا' مختلف قبیلوں کا اجتماع خواہش نفسانی کی غرض سے تھا اس لیے ان پر ایسی ہوا بھیجی گئی' جس سے تمام قبیلے تتر بتر ہو گئے اور انہیں بادل ناخواستہ مدینہ سے محاصرہ اٹھا کر اور نقصان اٹھا کر غیظ وغضب میں مایوس ہو کر لوٹ جانا پڑا' ان کے ہاتھ کوئی خیر وبرکت نہیں آئی اور فتح وغنیمت کا جو لالچ تھا وہ بھی پورا نہ ہوا' پھر رسول ﷺ سے عداوت کر کے' آپ کے قتل کا ناپاک ارادہ کر کے' آپ کے لشکر کو بیخ وبن سے اکھاڑنے کا شرمناک عزم کر کے اور آپ کے مقابلہ پر آ کر جو آخرت کے گناہ کیے وہ علیحدہ رہے جو کسی کام کا قصد کر چکا ہو' وہ ایسا ہے جیسے اس نے اس کام کو کر ہی لیا ہو)۔ پھر فرمایا کہ اللہ مومنوں کو خود ہی کافی ہو گیا اور انہیں لڑنے تک کی نوبت نہیں آنے دی کہ لڑ کر دشمنوں کو پیچھے ہٹاتے' اللہ نے اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اس کے لشکر کو عزت بخشی' اس لیے آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں' وہی اکیلا ہے' اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اپنے بندے کی مدد فرمائی' اس کے لشکر کو عزت بخشی اور اسی اکیلے نے لشکروں کو شکست دی' اس لیے اس کے بعد کوئی چیز نہیں (ق) آپ نے ان الفاظ میں احزاب پر بددعا فرمائی تھی' اے اللہ اے کتاب اتارنے والے اور اے جلدی حساب لینے والے ان لشکروں کو شکست دے' اے اللہ انہیں پسپا کر اور ان کے پاؤں ڈگمگا دے' آیت کے اس ٹکڑے سے اس بات کی طرف بھی اشارا ہے کہ آج کے بعد سے قریشی مسلمانوں کے علاقے پر حملہ کرنے نہیں آئیں گے' جب لشکر محاصرہ اٹھا کر چلا گیا تو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اس سال کے بعد قریشی آئندہ کبھی تم پر حملہ نہ کریں گے' البتہ تم ان سے جنگ کرو گے (سیرت ابن اسحاق) چنانچہ پھر کبھی قریش نے آپ پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کی' بلکہ مسلمان غازی ان کے علاقوں پر حملے کرتے رہے' یہاں تک کہ مکہ فتح ہو گیا' پھر فرمایا کہ اللہ بڑی قوت والا ہے اسی نے اپنی قوت سے دشمنوں کو مایوس ومحروم کر کے لوٹا دیا' اسلام کو اور مسلمانوں کو عزت عطا فرمائی' اپنا وعدہ سچا فرمایا اور اپنے رسول ﷺ اور اپنے بندے کی مدد فرمائی' اس کے بڑے بڑے احسانات وکرم ہیں اور وہی قابل بڑائی ہے۔

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾

''اوران اہل کتاب کو جوان سے مل گئے تھے' ان کے قلعوں سے اتارا اوران کے دلوں میں رعب ڈال دیا ایک گروہ کو تم قتل کر رہے تھے' اور ایک گروہ کو قید کر رہے تھے' اور اس نے تمہیں ان کی زمین کا ان کے گھروں کا اوران کے مالوں کا وارث بنادیا اور اس سرزمین کا بھی جس پر تم چلے پھرے نہ تھے اور اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے''۔

(۲۶) اوپر گزر چکا ہے کہ بنی قریظہ عہد شکنی کر کے لشکروں سے مل گئے تھے' انہیں حیی نضری نے بہکایا تھا' حیی ان کے قلعہ میں جا کر ان کے سردار کعب بن اسد کو اللہ کے رسول کے خلاف بھڑکا تارہا' آخر کار اس نے عہد توڑ ڈالا' حیی (کعب سے کہنے لگا دیکھو میں تمہارے پاس دنیا کی عزت لے کر آیا ہوں میں قریش کو ان کے زیر اثر لوگوں کو غطفانیوں کو اور ان کے اثر والوں کو سب کو لے کر آیا ہوں یہ لشکر جرار یہاں سے نہ ہٹے گا جب تک کہ اللہ کے نبی ﷺ کو اور ان کے ماننے والوں کو بیخ وبن سے نہ اکھاڑ دے' کعب کہنے لگا نہیں یہ بات نہیں ہے بلکہ تم میرے پاس دنیا بھر کی ذلت لے کر آئے ہو' کم بخت حیی تم منحوس ہو ہمارا پیچھا چھوڑ و لیکن حیی اب بھی باز نہ آیا' اپنی چرب زبانی سے کعب کو برابر سمجھا تا بجھا تا رہا اور اس پر روغن قاز ملتا رہا' کعب بہک گیا اور اس کی موافقت کرنے پر آمادہ ہو گیا لیکن حیی نے یہ شرط کر لی تھی کہ اگر لشکر فتح کیے بغیر چلے گئے تو میں تمہارے ساتھ قلعہ بند ہو جاؤں گا اور جو تمہارا حشر ہوگا وہی میرا ہوگا جب بنی قریظہ نے معاہدہ توڑ ڈالا اور اس کی خبر رحمت عالم ﷺ کو ملی تو آپ کو اور مسلمانوں کو بڑا رنج ہوا' پھر جب اللہ نے اپنے فضل وکرم سے آپ کی مدد فرمائی دشمن کو اوندھا کیا اور انہیں سخت نقصانات اٹھا کر مایوس ہو کر محاصرہ اٹھانا پڑا' اور آپ صحیح سالم مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے اور ہتھیار اتار کر رکھ دیئے۔

بنی قریظہ کی سرکوبی: آپ ام سلمہؓ کے گھر سفر کے گرد وغبار کی وجہ سے نہا رہے تھے' اتنے میں آپ کے سامنے حضرت جبرئیل ظاہر ہوئے آپ ریشمی پگڑی باندھے ہوئے ایک خچر پر جس پر ریشمی گدا پڑا ہوا تھا سوار تھے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ نے اسلحہ اتار ڈالے فرمایا ہاں فرمایا لیکن فرشتوں نے ہنوز اسلحہ نہیں اتارے میں اس وقت بھی کافروں کے تعاقب سے آرہا ہوں پھر فرمایا کہ حق تعالیٰ کا آپ کو حکم ہے کہ آپ بنی قریظہ کی طرف جائیں اوران پر حملہ کریں مجھے بھی یہی حکم ہے کہ میں انہیں ڈگمگا دوں' یہ سن کر آپ فوراً تیار ہو گئے اور آپ نے صحابہ کرام کو بنو قریظہ کی طرف چلنے کا حکم دے دیا یہ ظہر کے بعد کا واقعہ ہے آپ نے ان سے ہدایت کر دی کہ عصر کی نماز بنی قریظہ پہنچ کر ہی پڑھنا قرظیوں کا قلعہ مدینہ سے کئی میل دور تھا آپ کا حکم سن کر صحابہ کرام چل پڑے' راستے میں عصر کا وقت ہو گیا' بعض نے تو راستے ہی میں نماز پڑھ لی اور کہا کہ رحمت عالم ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ بنی قریظہ میں جلدی پہنچ جاؤ' نماز کی ممانعت نہ تھی' لیکن بعض لوگوں نے کہا کہ ہم تو پہنچ کر ہی نماز پڑھیں گے' آپ نے دونوں میں سے کسی کو بھی کچھ نہیں کہا' آپ مسلمانوں کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے مدینہ پر ابن ام مکتومؓ کو خلیفہ بنا دیا' علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا۔

پھر مسلمانوں نے ان یہودیوں کا محاصرہ ۲۵ روز تک قائم رکھا یہودی قلعہ بند ہو گئے تھے پچیس دن میں پریشان ہو گئے اور تنگ آ کر سعدؓ بن معاذ کے فیصلہ پر قلعہ کھول دیا چونکہ بنو قریظہ جاہلیت میں اوس کے حلیف رہ چکے تھے اس لیے ان کا خیال تھا کہ سعدؓ ہمارا خیال کریں گے اور ہماری مرضی کے خلاف فیصلہ نہ کریں گے جیسے عبداللہ بن ابی نے بنی قینقاع کو چھڑایا تھا انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ سعدؓ کے خندق کے زمانے میں رگ اکحل میں ایک تیر لگ گیا ہے رحمت عالم ﷺ نے اکحل پر داغ لگا دیا تھا اور آپ کو مسجد میں ایک خیمہ میں ٹھہرا دیا تھا تا کہ آپ ہر وقت ان کی خیریت معلوم کرتے رہیں۔

سعدؓ نے یہ دعا مانگی تھی کہ اے اللہ اگر قریش سے کچھ لڑائی باقی ہے تو اس کے لیے مجھے زندہ رکھ اور اگر نہیں ہے تو اس رگ سے خون جاری رکھ اور جب تک بنی قریظہ کی سزا سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں اس وقت تک مجھے نہ مار اللہ نے ان کی یہ دعا قبول فرمالی اور قرظیوں کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ وہ ان کے فیصلہ پر قلعے کا دروازہ کھول دیں یہ مطالبہ انہیں کی طرف سے پیش کیا گیا اس وقت اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کو مدینہ سے بلوایا تا کہ آپ ان کے متعلق فیصلہ کر دیں جب آپ گدھے پر سوار ہو کر آئے جن پر لوگوں نے گدا بچھا دیا تھا تو تمام قبیلے والے آپ سے کہنے لگے کہ دیکھو سردار اوس یہ یہودی تمہارے حلیف رہ چکے ہیں' تمہارے دوست ہیں ان کا خیال رکھنا' اوس آپ کو نرم کرنے کے لیے یہودیوں سے دوستانہ سلوک کرنے کا اشارا کرنے لگے آپ خاموش رہے اور کسی کو کچھ جواب نہیں دیا' جب لوگ چمٹ ہی گئے تو سعد نے فرمایا اللہ کی قسم سعد کے لیے یہ ایک ایسی گھڑی آئی ہے کہ اسے اللہ کے دین کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خیال نہیں کرنا چاہیے اور بے پرواہ ہو کر فیصلہ کرنا چاہیے' اس جواب سے لوگ تاڑ گئے کہ اب بنو قریظہ کی خیر نہیں۔

جب آپ اس خیمے کے پاس پہنچے جس میں اللہ کے رسول ﷺ تشریف فرما تھے تو آپ نے فرمایا اپنے سردار کے استقبال کے لیے اٹھ کر جاؤ' چنانچہ مسلمانوں نے آپ کا آگے بڑھ کر استقبال کیا اور آپ کو بڑی عزت و احترام کے ساتھ اتارا کیونکہ آپ ایک پنچ کی حیثیت سے تشریف لائے تھے' جب آپ اطمینان سے بیٹھ گئے تو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہ بنی قریظہ تمہارے فیصلے پر اترے ہیں اب تم ان کا فیصلہ اپنی مرضی سے کر دو' پوچھا کیا میرا فیصلہ ان پر جاری ہو جائے گا فرمایا ہاں پوچھا اور ان خیموں والوں پر بھی فرمایا ہاں اور ادھر والوں پر بھی (آپ نے ادھر اشارا کیا جدھر رحمت عالم ﷺ تھے اور آپ کی بزرگی اور عظمت کی وجہ سے دیکھا نہیں) فرمایا ہاں کیوں نہیں بولے اچھا تو میرا یہ فیصلہ ہے کہ ان میں جو لوگ جنگ کرنے کے قابل ہیں ان سب کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد کو اور عورتوں کو قید کر لیا جائے اور ان کا مال لوٹ لیا جائے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا سعدؓ! تمہارا یہ فیصلہ وہ فیصلہ ہے جس کو ساتوں آسمان کے اوپر حق تعالیٰ طے کر چکا ہے' تم نے شاہانہ فیصلہ کیا پھر آپ نے خندقیں کھدوائیں' قرظیوں کو بندھا ہوا لایا گیا اور سب کو قتل کر دیا گیا یہ لوگ سات سو سے زیادہ اور آٹھ سو سے کم تھے اور انہیں غلام بنا لیا گیا' جن کے ناف کے نیچے کے بال نہیں پیدا ہوئے تھے اور عورتوں کو بھی اور ان کے مال پر قبضہ کر لیا گیا۔

پھر فرمایا کہ اللہ نے ان کے دلوں میں خوف بھر دیا کیونکہ انہوں نے رحمت عالم ﷺ سے لڑنے پر مشرکوں کی موافقت کی تھی اور عالم و جاہل برابر نہیں ہوتے انہوں نے مسلمانوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے منصوبے بنائے تھے اور ان کے قتل کا عزم کیا تھا تا کہ دنیا میں ان پر غالب آ جائیں لیکن معاملہ الٹا ہو گیا ان کے ناپاک ارادے انہیں پر پلٹ پڑے' مشرک تو بھاگ کھڑے ہوئے اور انہیں اس سودے میں بڑا نقصان اٹھانا پڑا' اور بری طرح دوالیہ ہوئے' عزت کی خواہش کے بدلے ان کے سر ذلت منڈھی' انہوں

نے مسلمانوں کو بیخ و بن سے اکھاڑنا چاہا تھا خود ہی بیخ و بن سے اکھڑ گئے' اس کے ساتھ ساتھ آخرت کی شقاوت علیحدہ رہی' الغرض انہوں نے مشرکوں سے جو سودا کیا تھا وہ بہت ہی گراں پڑا' عطیہ قرظی کہتے ہیں لوگوں نے میرے بارے میں شک کیا آخر میں آپ کے سامنے لایا گیا' آپ نے حکم دیا کہ زیر ناف کے بال دیکھ لو اگر نہیں ہیں تو چھوڑ دو چنانچہ دیکھے گئے بال نہ تھے مجھے چھوڑ دیا گیا اور قیدیوں میں شامل کر لیا گیا (ا) (سنن)۔

(۲۷) یعنی تمہیں ان کے گھر بار کا مالک بنا دیا کیونکہ سعدؓ کے حکم سے تم نے انہیں قتل کر ڈالا تھا' پھر فرمایا کہ تمہیں اس زمین کا بھی مالک بنا دیا جس پر تم چلتے پھرتے نہ تھے یعنی خیبر کا یا مکہ کا یا فارس و روم کا' پھر فرمایا کہ اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿۲۸﴾ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَٱلدَّارَ ٱلْءَاخِرَةَ فَإِنَّ ٱللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَٰتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۲۹﴾

"اے نبی ﷺ آپ اپنی بیویوں سے فرما دیں اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی خوبصورتی چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر خوب صورتی کے ساتھ چھوڑ دوں اور اگر تم کو اللہ' اس کا رسول ﷺ اور آخرت کا گھر پسند ہے تو یقین مانو اللہ نے تم میں سے مخلص عورتوں کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے"۔

امہات المومنین کو اختیار کا مسئلہ: (۲۸'۲۹) اللہ اپنے رسول کو حکم دے رہا ہے کہ آپ اپنی بیویوں سے فرما دیں کہ میں تمہیں دو باتوں کا اختیار دیتا ہوں دونوں میں سے جو بات چاہو پسند کر لو اگر تم کو دنیوی خوب صورتی بھاتی ہے تو میں تمہیں خوب صورتی کے ساتھ کچھ دے دلا کر چھوڑے دیتا ہوں اور اگر اللہ سے اس کے رسول ﷺ سے اور آخرت کے گھر سے محبت ہے تو رسول ﷺ کے پاس رہ کر جو تنگی ہے اسے برداشت کرنا پڑے گا' اس کا ثواب آخرت میں اللہ کے پاس سے بہت بڑا ملے گا' لیکن ان اللہ والیوں نے (حق تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے اور انہیں خوش کر دے) اللہ کو اس کے رسول کو اور آخرت کو دل و جان سے قبول کیا' اللہ نے بعد میں ان کے لیے دونوں سعادتیں جمع فرما دیں اور دنیا اور آخرت کی خیر و برکتیں انہیں نصیب ہوئیں۔

صدیقہؓ فرماتی ہیں جب اللہ نے اپنے رسول کو یہ حکم دیا کہ آپ اپنی بیویوں کو دو باتوں میں سے کسی ایک بات کا اختیار دے دیں تو آپ سب سے پہلے میرے پاس آ کر فرمانے لگے میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں جواب میں جلدی نہ کرنا جب تک کہ اپنے والدین سے مشورہ نہ کر لو آپ کو معلوم تھا کہ میرے والدین ایسے نہیں کہ وہ مجھے آپ سے الگ ہونے کا مشورہ دیں گے فرماتی ہیں پھر آپ نے میرے سامنے یہ دو آیتیں پڑھیں میں نے اسی وقت آپ سے کہہ دیا کہ اے پیارے اللہ کے رسول ﷺ اس میں امی جان اور ابا جان سے مشورہ کرنے کی کون سی بات ہے' مجھے تو اللہ' اس کا رسول اور آخرت پسند ہے پھر تمام ازواج مطہراتؓ نے وہی جواب دیا جو میں نے دیا تھا (ب) یہ آیتیں اس وقت نازل ہوئیں جب کہ ازواج مطہراتؓ نے آپ سے کچھ نان و نفقہ میں اضافہ چاہا۔

جابرؓ فرماتے ہیں ابو بکرؓ نے رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا' دیگر صحابہ آپ کے دروازے کے قریب بیٹھے

ہوئے تھے اور رحمت عالم ﷺ بھی گھر میں موجود تھے مگر اجازت نہیں ملی' پھر عمرؓ نے حاضر ہونا چاہا' آپ کو بھی اجازت نہیں ملی پھر آپ نے ابوبکرؓ عمرؓ دونوں کو بلالیا' جب یہ دونوں بزرگ اندر گئے تو رحمت عالم ﷺ خاموش بیٹھے ہوئے تھے اور چاروں طرف سے آپ کی عورتوں نے آپ کو گھیر رکھا تھا' عمرؓ نے دل میں سوچا کہ مجھے اللہ کے رسول ﷺ سے ایسی بات کرنی چاہیے' جس سے آپ ہنسنے لگیں بولے اے اللہ کے نبی ﷺ میری فلاں بیوی (زید کی بیٹی) نے ابھی ابھی مجھ سے خرچ مانگا تھا میں نے اس کی گردن کچل دی یہ سن کر آپ کو ہنسی آ گئی جس سے آپ کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں اور فرمایا میرے ساتھ بھی یہی معاملہ درپیش ہے یہ سب مجھ سے خرچ مانگ رہی ہیں یہ سن کر ابوبکرؓ عائشہؓ کی طرف اور عمرؓ حفصہؓ کی طرف لپکے اور کہنے لگے تم رحمت عالم ﷺ سے کیوں مانگ رہی ہو جب آپ کے پاس کچھ ہے ہی نہیں' آپ نے دونوں کو منع کر دیا کہ تم کچھ نہ کہو' سب نے کہا اب کبھی ہم اللہ کے رسول ﷺ سے ایسی حالت میں کچھ طلب نہ کریں گے جب آپ کے پاس کچھ نہ ہوگا پھر اللہ نے خیار کی آیتیں اتاریں' عائشہؓ نے کہا کہ آپ میرا جواب کسی اور بیوی سے بیان نہ فرمائیں' اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے جواب دیا کہ اللہ نے مجھے ڈانٹنے والا بنا کر نہیں بھیجا مجھے تو تعلیم دینے والا اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے' مجھ سے تو جو بیوی تمہارے جواب کو پوچھے گی صاف صاف بتا دوں گا (مان) خیار کے وقت آپ کے نکاح میں نو عورتیں تھیں پانچ تو قریشیہ تھیں' عائشہؓ' حفصہؓ' ام حبیبہؓ' سودہؓ اور ام سلمہؓ' صفیہؓ بنت حیی' میمونہؓ بنت حارث' زینبؓ بنت جحش اور جویریہؓ بنت الحارث۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

"اے نبی کی بیویو تم میں سے جو بھی کھلی بد اخلاقی کا ارتکاب کرے گی اسے دگنی سزا دی جائے گی' اور یہ بات اللہ کے نزدیک نہایت آسان ہے"۔

ازواج مطہرات عام عورتوں کی طرح نہیں: (۳۰) اللہ تعالیٰ ازواج مطہرات کو جنہوں نے اللہ کو اس کے رسول کو اور آخرت کو اختیار فرمالیا ہے اور آپ کے گھر میں عمر بھر کے لیے مقرر ہو چکی ہیں نصیحت فرما رہا ہے کہ تمہارا معاملہ عام عورتوں کا سا نہیں ہے چونکہ تم ازواج مطہرات ہو اس لیے تمہارا معاملہ خاص ہے کہ اگر تم میں سے کوئی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کرے گی' خواہ اللہ کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہو یا کوئی اور بد اخلاقی اسے دگنی سزا دی جائے گی (بہر حال یہ ایک شرط ہے اور شرط کا واقع ہونا ضروری نہیں ہوتا) چونکہ ازواج مطہرات کا مرتبہ اونچا ہے' اس لیے اگر بفرض محال ان سے کوئی بد اخلاقی سرزد ہو جائے تو اس کی سزا بھی مرتبہ کے مناسب سخت ہی ہونی چاہیے تاکہ ان کا مقام اونچا رہے' پھر فرمایا اسے دوہری سزا ملے گی یعنی دنیا اور آخرت میں' پھر فرمایا کہ اللہ کے لیے ساری باتیں آسان ہیں۔

❀❀❀

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿٣١﴾

''اورتم میں سے جو عورت اللہ کی اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گی اور نیک عمل کرے گی ہم اسے دہرا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت والی روزی تیار کر رکھی ہے''۔

امہات المؤمنین کا درجہ اعلیٰ علیین میں ہے: (۳۱) یعنی جو ام المومنین اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گی اور رسول کی بات مانے گی اس کے لیے جنت میں عزت والی روزی تیار ہے۔ ازواج مطہرات رحمۃ للعالمین کے ساتھ اعلیٰ علیین میں ہوں گی جو جنت میں سب سے اونچا درجہ ہے اور عرش کے بالکل قریب ہے اور اس کی چھت عرش بریں ہے اسی کا بیان ہے۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿٣٢﴾ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿٣٣﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿٣٤﴾

''اے نبی کی بیویو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو بشرطیکہ تم اللہ سے ڈرتی رہو خبردار نرم لہجے سے بات نہ کرنا کہ جس کے دل میں بیماری ہے اسے کچھ لالچ پیدا ہو اور دستور کے مطابق بات چیت کرو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور قدیمی جاہلیت کے زمانے کے مطابق بناؤ سنگھار نہ کرو نماز قائم رکھو زکوۃ دو اور اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اے نبی ﷺ کے گھر والو اللہ تم سے پلیدی دور کرنا چاہتا ہے اور تمہیں خوب پاک کرنا چاہتا ہے اور ان آیتوں اور حدیثوں کو یاد رکھو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں یاد رکھو اللہ بڑا باریک بین اور اچھی طرح سے واقف ہے''۔

امہات المومنین کو چند آداب کا حکم: (۳۲) یہ وہ آداب ہیں جن کا اللہ نے ازواج مطہرات کو حکم فرمایا ہے مسلمان عورتوں کو بھی انہیں آداب کو مدنظر رکھنے کا حکم ہے فرمایا کہ اگر اللہ کے حکم کے مطابق تم اللہ سے ڈرتی رہو تو تمہیں یہ بات لائق ہے کیونکہ تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو تمہاری فضیلت اور رتبے کو کوئی عورت نہیں پہنچی پھر فرمایا جب تم کسی سے بات کرو تو نزاکت سے بات نہ کرو تاکہ جن کے دلوں میں کھوٹ ہے انہیں تمہاری طرف سے کچھ لالچ پیدا ہو بلکہ ذرا کرخت لہجے میں درشت آواز سے قاعدہ کے مطابق سنجیدگی سے بات کرو یعنی غیر مردوں سے اس طرح گفتگو نہیں کرنی چاہیے جس طرح شوہروں سے بے دھڑک

کھل کر بات کی جاتی ہے۔

(۳۳) یعنی گھروں سے باہر نہ نکلو ہاں اگر سخت ضرورت کے وقت مجبور ہو کر نکلنا ہی پڑ جائے تو اور بات ہے' مسجد میں نماز کے لیے جانا بھی ایک شرعی ضرورت ہے' بشرطیکہ مسجد میں آنے کے جو آداب ہیں ان پر عمل کیا جارہا ہو جیسا کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا' اللہ کی لونڈیوں کو مسجدوں میں آنے سے نہ روکو اور انہیں بھی اسی حال میں نکلنا چاہیے جس حال میں گھروں میں رہتی ہیں بناؤ سنگھار کر کے نہیں (۲) ان کے گھر ان کے لیے بہت اچھے ہیں' (۳) انس ؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ عورتوں نے اللہ کے نبی سے آ کر کہا کہ مردوں کو عورتوں پر تو فضیلت ہے ہی اور وہ اللہ کی راہ میں جہاد کر کے اور بھی فضیلت لوٹ لیتے ہیں' ہمیں بھی کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جسے انجام دے کر ہم بھی اللہ کی راہ کے مجاہدوں کے برابر ثواب حاصل کر لیں فرمایا جو مسلمان خاتون گھر سے باہر نہ نکلے اور اپنے گھر ہی میں رہے وہ اللہ کی راہ کے مجاہدوں کا ثواب حاصل کر لے گی (بزار)۔ (۴) عورت سرتاپا پردہ ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکنے تاکنے لگتا ہے' یہ رب کی رحمت سے قریب اسی وقت ہوتی ہے جب اپنے گھر میں ہوتی ہے' (بزار ت)۔ (۵) عورت کی گھر کی کوٹھری کی نماز اس کے گھر کی نماز سے بہتر ہے اور گھر کی نماز اس کے گھر کے صحن کی نماز سے بہتر ہے (بزار' د)۔

پردے کا بیان: پھر فرمایا کہ قدیمی عہد جاہلیت کی آرائش کی طرح آرائش نہ کرو' جیسا کہ جاہلیت کے زمانے میں عورتیں بن سنور کر زیب و زینت دیکھانے کے لیے بے پردہ نکلا کرتی تھیں یہی جاہلیت کی آرائش تھی۔

نماز وغیرہ کا بیان: پھر فرمایا نمازیں پڑھو زکوۃ نکالو اور اللہ کی اور اس کے رسول کی تابعداری کرو' پہلے عورتوں کو برائیوں سے روکا پھر بھلائیوں کا حکم دیا کہ نماز قائم رکھو جو خالص اللہ ہی کی عبادت ہے اور مال کی زکات نکالو جس سے اللہ کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک ہوتا ہے پھر فرمایا کہ اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو جو تمام بھلائیوں کا سرچشمہ ہے۔

اہل بیت میں ازواج مطہرات داخل ہیں: پھر فرمایا کہ اے نبی کے گھر والو اللہ تم سے پلیدی دور کرنا چاہتا ہے اور تمہیں اچھی طرح سے پاک وصاف کرنا چاہتا ہے' یہاں اس بات کی صراحت ہے کہ ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں کیونکہ یہ آیتیں ازواج مطہرات کے بارے میں اتری ہیں اور آیت کا شان نزول آیت کے حکم میں شامل ہوا کرتا ہے و نیز ازواج مطہرات کے ساتھ اور بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہیں کیونکہ حدیثوں سے عموم حکم کا ثبوت ملتا ہے' انس ؓ بن مالک فرماتے ہیں رحمت عالم ﷺ جب صبح کی نماز کو نکلتے تو چھ ماہ تک برابر فاطمہ ؓ کے دروازے سے گزرتے ہوئے فرماتے تھے اَلصَّلٰوۃُ یَآ اَھْلَ الْبَیْتِ اے گھر والو نماز کا وقت ہے پھر یہ آیت پڑھتے (ت)۔

زید ؓ بن ارقم فرماتے ہیں ایک دن رحمت عالم ﷺ ماء خم میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے' خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے آپ نے اللہ کی بڑائی اور تعریفیں کیں' لوگوں کو نصیحتیں کیں اور سمجھایا بجھایا' پھر فرمایا امابعد لوگو سن لو میں ایک انسان ہوں قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا قاصد آ جائے اور میں اس کی بات مان لوں میں تمہارے پاس دو وزنی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اللہ کی کتاب جس میں ہدایت و نور ہے تم اللہ کی کتاب مضبوط پکڑے رہنا (اور آپ نے کتاب اللہ پر ابھارا اور اس کا شوق دلایا) پھر فرمایا اور اپنے اہل بیت کو اور تین بار فرمایا کہ میں اہل بیت کے بارے میں تم کو اللہ کا خوف یاد دلاتا ہوں' حصین ؓ نے زید سے پوچھا کہ اہل بیت کون ہیں کیا ازواج مطہرات ؓ اہل بیت میں سے نہیں ہیں فرمایا ازواج مطہرات تو اہل بیت میں سے ہیں ہی

لیکن آپ کے اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے پوچھا وہ کون ہیں فرمایا آل علیؓ، آل عقیلؓ، آل جعفر، اور آل عباسؓ پوچھا کیا ان میں سے ہر ایک پر آپ کے بعد صدقہ حرام تھا فرمایا ہاں (م)۔

قرآن وحدیث پر عمل کرنے کا حکم: (۳۴) یعنی اللہ تمہارے گھروں میں اپنے رسول پر جو کچھ اتار رہا ہے خواہ وہ قرآن ہو یا حدیث اس پر عمل کرتے رہو اور اللہ کی اس نعمت عظمیٰ کو مدنظر رکھو جس کو اس نے تمہارے ساتھ ہی مخصوص فرمایا ہے کسی اور کو یہ نعمت نصیب نہیں وحی تمہارے ہی گھروں میں اترتی ہے' کسی اور کے گھر نہیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ لطیف وخبیر ہے' اللہ کی مہربانی ہی سے تم اس رفیع الشان مرتبہ کو پہنچیں اور اس نے اپنے علم کے مطابق تمہاری صلاحیت معلوم کر کے تم کو خاص طور پر یہ مقام عطا فرمایا' ابن جریر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی تم پر جو مہربانی ہے اسے یاد کرو کہ اس نے تمہیں ایسے گھروں میں رکھا جہاں اللہ کی آیتوں کی اور اس کے رسول کی حدیثوں کی تلاوت ہوتی ہے اس لیے تمہیں اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اس کی تعریف کرنی چاہیے' اللہ تم پر بڑا مہربان ہے کہ اس نے تمہیں ایسے مبارک گھروں میں رکھا اور تم سے خوب خبردار ہے کہ اس نے تم کو اپنے رسول کی بیویاں بننے کے لیے چن لیا اللہ امہات المؤمنین کو اپنی نعمتیں جتا رہا ہے۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ
وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ
وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ
فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ
مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾

''مسلمان مرد اور عورتیں مومن مرد اور عورتیں فرماں بردار مرد اور عورتیں سچے مرد اور عورتیں' صابر مرد اور عورتیں عاجزی کرنے والے مرد اور عورتیں خیرات کرنے والے مرد اور عورتیں روزے رکھنے والے مرد اور عورتیں پاک دامن مرد اور عورتیں اور بکثرت اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور عورتیں اللہ نے ان سب کے لیے بڑی مغفرت اور عظیم ثواب تیار کر رکھا ہے''۔

شان نزول: (۳۵) ام سلمہؓ نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا کیا بات ہے' مردوں کی طرح ہمارا ذکر قرآن میں نہیں آتا' ایک دن میں اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی بالوں میں کنگھی کر رہی تھی کہ اچانک میں نے منبر پر رحمت عالم ﷺ کی آواز سنی میں نے کنگھی کے بغیر ہی بالوں کو لپیٹ لیا اور اپنے حجرے میں آ کر رحمت عالم ﷺ کی باتیں سننے لگی' آپ اس وقت یہی آیت پڑھ رہے تھے (نا)۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں عورتوں نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا کہ آپ مردوں کا تو ذکر کرتے ہیں' عورتوں کا ذکر کیوں نہیں کرتے' اس پر یہ آیتیں اتریں۔

اسلام عام ہے اور ایمان خاص: آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اور ایمان دونوں ایک نہیں بلکہ ایمان خاص ہے اور اسلام عام ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا الخ (حجرات ۴۹/۱۴) دیہاتیوں نے کہا ہم ایمان لے آئے' آپ فرما دیں تم

ایمان والے نہیں ہو ہاں یوں کہو ہم مسلمان ہیں' ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا ہے' ایک حدیث میں ہے کہ بدکار ایمان کی حالت میں بدکاری نہیں کرتا (ق) یعنی اس حالت میں اللہ اس کا ایمان سلب فرما لیتا ہے۔ اسلام کے بعد ایمان کا مرتبہ ہے اور ایمان کے بعد قنوت کا قنوت سکون کے ساتھ اطاعت بجالانے کو کہتے ہیں جیسے کہ پہلے بیان ہو گیا اور آئندہ آئے گا۔

سچ اور جھوٹ کا بیان: پھر فرمایا سچے مرد اور سچی عورتیں' یہ صفت قولی ہے' جس شخص میں راست بازی کی صفت پائی جاتی ہے اس کی دنیا تعریف کرتی ہے۔

کیونکہ سچ بولنا ایمان کی نشانی ہے جیسے جھوٹ نفاق کی۔ جس نے سچ بولا نجات پالی' سچ کو چمٹ جانا چاہیے کیونکہ سچ نیکی کی راہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کی راہ دکھاتی ہے' جھوٹ سے بچتے رہو کیونکہ جھوٹ بدکاری کی راہ دکھاتا ہے اور بدکاری جہنم کی طرف لے جاتی ہے' انسان سچ بولتے بولتے اور اس کا دھیان کرتے کرتے اللہ کے نزدیک صدیق لکھ لیا جاتا ہے' اسی طرح انسان جھوٹ بولتے بولتے اور اس کا دھیان کرتے کرتے اللہ کے نزدیک کذاب لکھ لیا جاتا ہے۔

صبر کا بیان: پھر فرمایا اور صبر کرنے والے مرد و عورتیں' صبر ثابت قدمی کی دلیل ہے' صبر حق پر جم کر راہ حق کی ہر دشواری برداشت کرنے کا نام ہے۔ مصائب پر صبر کرنا اور یہ یقین رکھنا کہ پیشانی کی تحریر تو ضرور پیش آنی ہے اس لیے ثابت قدمی اور خندہ پیشانی سے مصیبت سہہ لینا ایک قابل تعریف عادت ہے' ابتدائی صدمے کے وقت صبر بڑا دشوار ہوتا ہے جو اصل صبر ہے پھر تو چار و ناچار صبر کرنا ہی پڑتا ہے مگر جس نے شروع میں صبر کر لیا وہی صابر ہے۔

خشوع کا بیان: پھر فرمایا عاجزی کرنے والے مرد اور عورتیں خشوع کے معنی سکون و اطمینان' دل جمعی' تواضع' فروتنی اور مسکینی کے ہیں' اس کا باعث اللہ کا خوف اور اس بات کا یقین ہے کہ اللہ ہر شخص کو دیکھ رہا ہے اسی لیے اللہ کے رسول نے فرمایا کہ اس طرح اللہ کی عبادت کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ مقام حاصل نہ ہو تو اللہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔

صدقہ کا بیان: پھر فرمایا اور صدقہ کرنے والے مرد اور عورتیں صدقہ محتاج و کمزوروں کے ساتھ حسن سلوک ہے جن کی نہ کوئی خود اپنی کمائی ہو اور نہ ان کے لیے کوئی کمانے والا ہو' ایسوں کو اپنی ضرورتوں سے بچے ہوئے مال میں سے اللہ کی رضا کی خاطر اور احسان کے طور پر کچھ دے دیا جائے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز جب چھاؤں نہیں ہوگی' حق تعالیٰ سات قسم کے آدمیوں کو اپنے عرش کی چھاؤں میں جگہ دے گا' ان میں سے ایک وہ بھی ہے جس نے چھپ کر اس طرح خیرات کی کہ بائیں ہاتھ کو سیدھے ہاتھ کے خرچ کی خبر بھی نہیں ہوئی (ق)۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھاتا ہے جیسے پانی آگ کو۔

روزوں کا بیان: پھر فرمایا اور روزے رکھنے والے مرد اور عورتیں ایک حدیث میں ہے کہ روزہ بدن کی زکوۃ ہے۔ (ابن ماجۃ) یعنی روزہ بدن کو طبی اور شرعی طور پر ردی اخلاط سے پاک کر دیتا ہے۔

چونکہ روزے شہوت کو توڑ دینے کے لیے اکسیر ہیں اسی لیے اللہ کے رسول نے فرمایا ہے نوجوانو اگر تم میں سے کسی کو نکاح کی طاقت ہو تو نکاح کر لے کیونکہ اس سے نگاہ نیچی رہتی ہے اور انسان پاک دامن رہتا ہے اور جسے طاقت نہ ہو اسے روزے رکھنے چاہئیں' کیونکہ روزے شہوت کو کمزور کر دیتے ہیں۔

پاک دامنی کا بیان: اسی لیے بعد میں فرمایا اور پاک دامن مرد اور عورتیں یعنی جو حرام کاموں سے اور گناہوں سے محفوظ اور پاک

دامن ہیں فرمایا وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ الخ (معارج ۲۹/۷۰/۳۱) جولوگ اپنی عصمتوں کے محافظ ہیں بجز اپنی بیویوں کے یا لونڈیوں کے جن میں وہ قابل مذمت نہیں' پھر جوان کے علاوہ بھی کچھ اور طلب کریں وہ حد سے گذر جانے والے ہیں۔

ذکر اللہ کا بیان: پھر فرمایا کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص رات میں اپنی بیوی کو اٹھا دے اور دونوں میاں بیوی دو رکعت نماز پڑھ لیں تو اس رات وہ کثرت سے اللہ کو ذکر کرنے والے مرد وعورتوں میں شامل ہو جائیں گے (ابن ابی حاتم' ون' ابن ماجۃ)۔ ابوسعیدؓ خدری نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک کس کا درجہ سب سے اونچا ہوگا فرمایا کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں کا پوچھا کیا اللہ کی راہ کے غازیوں سے بھی؟ فرمایا اگر کسی مجاہد کی تلوار بھی ٹوٹ جائے اور خود بھی خون میں نہا جائے پھر بھی اللہ کو یاد کرنے والے اس سے افضل ہیں (۱)۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے اچھا عمل نہ بتاؤں؟ جو تمہارے رب کی نگاہ میں نہایت صاف اور ستھرا ہو' تمہارے درجوں کو خوب بلند کرنے والا اور تمہارے لیے درہم و دینار اور خیرات کرنے سے بہتر ہو اور اس بات سے بھی کہ کل تم دشمن سے بھڑ کر ان کی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں' صحابہ بولے اے اللہ کے رسول ایسا عمل ضرور بتائیے فرمایا یہ ذکر اللہ ہے (۱)۔

پھر فرمایا اللہ نے ان کے لیے وسیع مغفرت اور عظیم اجر تیار کر رکھا ہے یعنی اس آیت میں جن کا بیان ہے حق تعالیٰ نے ان کے لیے ان کے گناہوں کی مغفرت تیار کر رکھی ہے کہ اپنے فضل وکرم سے ان کے تمام گناہ معاف فرما دے گا اور اجر عظیم بھی تیار کر رکھا ہے کہ انہیں بہشت بریں میں عزت کے ساتھ رکھے گا۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۭ﴿۳۶﴾

''کسی مومن مرد وعورت کو اللہ کے اور اس کے رسول کے فیصلے کے بعد کسی قسم کا اختیار باقی نہیں رہتا اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں پڑ جائے گا''۔

شان نزول: (۳۶) ابن عباسؓ فرماتے ہیں رحمت عالم ﷺ زید بن حارثہ کا پیام لے کر زینبؓ بنت جحش اسدیہ کے پاس تشریف لائے اور انہیں زید کا پیام دیا' زینب نے کہا میں تو ان سے نکاح نہیں کرتی فرمایا کیوں؟ انہیں سے نکاح پر راضی ہو جاؤ بولیں اچھا سوچوں گی ابھی دونوں میں گفتگو ہو ہی رہی تھی جو اللہ نے آپ پر یہ آیت اتار دی بولیں اے اللہ کے رسول کیا آپ اس نکاح سے راضی ہیں فرمایا بے شک کہنے لگیں تب تو میں اللہ کے رسول کی بات نہ ٹالوں گی میں بھی راضی ہوں ایک روایت میں ہے کہ زینبؓ نے زیدؓ سے عار کی اور کہا میں حسب کے لحاظ سے زیدؓ سے بہتر ہوں' ان کے مزاج میں تیزی تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت جلیبیب کے بارے میں اتری۔ ابو برزہؓ اسلمیؓ کہتے ہیں جلیبیب عورتوں سے ہنسی مذاق کیا کرتے تھے میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا تھا کہ جلیبیب کو گھر میں نہ آنے دینا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا انصاری اپنی بچیوں کا نکاح اللہ کے رسول ﷺ کی مرضی کے بغیر نہیں کیا

کرتے تھے' آپ نے ایک انصاری سے کہا اپنی بیٹی سے میرا نکاح کر دو بولا اس سے بڑھ کر عزت کی اور آنکھ کی ٹھنڈک کی اور کیا بات ہوگی فرمایا میں اپنے لیے نہیں مانگتا پوچھا پھر کس کے لیے فرمایا حبیب کے لیے بولے میں اس کی ماں سے مشورہ کروں گا چنانچہ یہ اپنی بیوی سے آ کر کہنے لگے تمہاری بچی کا پیام اللہ کے رسول نے ڈالا ہے بولیں بڑی اچھی بات ہے بولے آپ خود نکاح کرنا نہیں چاہتے' حبیب کا پیام ڈالا ہے بولیں حبیب کیا حبیب تمہارا داماد ہوگا اللہ کی قسم ہم حبیبؓ سے نکاح نہیں کریں گے پھر جب یہ انکار کرنے کے لیے جانے لگے' تو بچی نے پوچھا میرا پیام کس نے ڈالا ہے ماں نے کہا اللہ کے رسول نے بچی نے کہا کیا رسول اللہ کی بات رد کر دی جائے گی میرا معاملہ آپ پر چھوڑ دو' آپ مجھے ضائع نہ کریں گے چنانچہ باپ نے کہا یا رسول اللہ آپ کو اختیار ہے جو چاہیں کریں چنانچہ آپ نے ان کا حبیبؓ سے نکاح کرا دیا' ایک دن رحمت عالم ﷺ لڑائی کے لیے نکلے' لوٹتے وقت آپ نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا کس کو ڈھونڈ رہے ہو بولے فلاں فلاں کو فرمایا اگر کسی کو ڈھونڈھنا ہو تو ڈھونڈھ لو میں تو حبیب کو ڈھونڈھ رہا ہوں فرمایا انہیں شہداء میں ڈھونڈھو چنانچہ ڈھونڈا گیا تو سات لاشوں کے درمیان آپ کی لاش ملی۔ آپ نے سات کافر مارے پھر کافروں نے آپ کو شہید کر دیا' صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ حبیب کی لاش یہاں ہے' آپ سات کو قتل کر کے شہید ہو گئے' آپ نے ان کی لاش کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا یہ سات کو قتل کر کے خود بھی شہید ہو گئے یہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں (دو یا تین بار فرمایا) پھر آپ نے ان کی لاش اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر قبر میں اتاری' آپ کے جنازے کے لیے کوئی چارپائی نہ تھی بس رحمت عالمؐ کے ہاتھوں پر آپ کا جنازہ اٹھایا گیا یہ بیان نہیں کہ انہیں غسل بھی دیا گیا کہ نہیں) ثابتؓ فرماتے ہیں مدینے میں کوئی بیوہ ان کی بیوی سے زیادہ خرچیلی نہ تھی (۱)۔ ثابتؓ سے کہا گیا جانتے ہو ان کے لیے اللہ کے رسول نے کیا دعا فرمائی تھی آپ نے یہ دعا مانگی تھی اے اللہ اس خاتون پر اپنی رحمتوں کی بارش فرما اور اس کا عیش مکدر نہ فرما دعا قبول ہوئی مدینہ میں ان سے زیادہ خرچیلی کوئی اور عورت نہ تھی' (مان)۔ جب اس نیک بچی نے پردے کے پیچھے سے یہ کہا کہ اللہ کے رسول کے فرمان کو رد نہ کرو اور میرا معاملہ آپ کے اختیار پر چھوڑ دو تو اللہ نے یہ آیت اتاری (استیعاب لابن عبداللہ)۔

رحمت عالم ﷺ کے فیصلہ کے آگے جھک جانا چاہیے: یہ آیت عام ہے اور اللہ کے رسول کے کسی فیصلے کے بعد کسی مومن مرد کو یا عورت کو اختیار باقی نہیں رہتا' کسی کی رائے یا قول کا تو کہنا ہی کیا ہے دوسری جگہ فرمایا فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ الخ (نساء ۴/ ۶۵) اللہ کی قسم لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے اختلافات میں آپ کو پنچ نہ بنالیں پھر آپ کے فیصلے سے اپنے دل میں تنگی محسوس نہ کریں اور خوشی خوشی سر تسلیم خم نہ کر دیں' حدیث میں ہے اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی مومن نہیں جب تک کہ اس کی خواہش میری شریعت کے تابع نہ بن جائے اسی لیے رسول کی مخالفت پر سخت وعید آئی ہے فرمایا کہ مخالفت کرنے والا کھلی گمراہی میں ہے دوسری جگہ فرمایا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ الخ (نور ۲۴/ ۶۳) نبی کے حکم کی مخالفت کرنے والے ڈر جائیں کہیں انہیں کوئی فتنہ نہ گھیر لے اور ان پر کوئی دردناک عذاب نہ آ جائے۔

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ
زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ج
وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۭ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ

عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ﴿٣٧﴾

''اور جب آپ اس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ کا انعام ہے اور آپ کا بھی کہ اپنے لیے اپنی بیوی روک لو اور اللہ سے ڈر جاؤ اور آپ کے دل میں ایک بات چھپی ہوئی تھی جسے اللہ ظاہر کردینے والا تھا اور اللہ زیادہ حق دار ہے کہ اس سے ڈرا جائے' پھر جب زید نے اس عورت سے اپنی غرض پوری کرلی تو ہم نے اس کا نکاح آپ سے کردیا تا کہ ایمان والوں پر ان کے لے پالکوں کی بیویوں کے بارے میں تنگی نہ ہو جب کہ وہ ان سے اپنی غرض پوری کرلیں اور اللہ کا حکم تو ہو کر ہی رہنے والا تھا''۔

زیدؓ نے زینبؓ کو طلاق دے دی: (۳۷) یعنی رحمت عالم ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام زیدؓ بن حارثہ کو خوب سمجھایا بجھایا کہ بیوی کو طلاق نہ دو اور اپنے پاس رہنے دو اور اللہ سے ڈر جاؤ' زیدؓ پر اللہ کا تو یہ انعام تھا کہ اس نے انہیں اسلام کی توفیق اور اپنے رسول کی پیروی کا جذبہ عطا فرمایا اور آپ کا انعام یہ تھا کہ آپ نے انہیں آزاد کردیا' رحمت عالم ﷺ کی نگاہ میں آپ کی بڑی عزت اور بڑا اونچا مقام تھا' زیدؓ آپ کے محبوب تھے لوگ آپ کو جب رسول اللہ اور آپ کے بیٹے کو حب ابن حب رسول اللہ کہا کرتے تھے' آپ محبوب رسول ﷺ اور آپ کے صاحبزادے محبوب بن محبوب رسول تھے' صدیقہؓ فرماتی ہیں آپ نے جب کبھی زیدؓ کو کسی رسالے میں بھیجا تو امیر ہی بنا کر بھیجا اگر آپ کے بعد یہ زندہ ہوتے تو آپ کے خلیفہ چن لیے جاتے (ا)۔

پھر فرمایا کہ تم اپنے دل میں جو بات چھپائے ہوئے تھے اسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا' انسؓ فرماتے ہیں یہ آیت زینب بنت جحش اور زیدؓ کے بارے میں اتری (ب)۔

پھر فرمایا پھر جب زیدؓ نے زینبؓ سے اپنی حاجت پوری کرلی تو ہم نے ان کا نکاح آپ سے کردیا' یعنی جب زیدؓ زینبؓ سے سیر ہو گئے اور سمجھانے بجھانے کے باوجود نکاح قائم نہ رکھ سکے تو ہم نے زینبؓ سے آپ کا نکاح کرادیا۔ چونکہ یہ نکاح خود حق تعالیٰ نے کرایا تھا اس لیے اس میں ولی کی اور ایجاب وقبول کی اور گواہوں کی ضرورت نہ تھی' حق تعالیٰ کا نکاح کرنا یہ ہے کہ اس نے آپ پر وحی بھیج دی' کہ آپ ان کے پاس چلے جائیں' انسؓ فرماتے ہیں جب زینبؓ کی طلاق کی عدت پوری ہو چکی تو آپ نے زیدؓ سے کہا کہ ان سے میرا خیال ظاہر کرو یہ گئے آپ آٹا گوندھ رہی تھیں فرماتے ہیں مجھ پر ان کی عظمت اس قدر چھائی کہ میں نظر ملا کر بات نہ کرسکا اور پیٹھ پھیر کر بولا زینبؓ خوش ہو جاؤ مجھے اللہ کے رسول نے بھیجا ہے آپ تمہارا ذکر فرما رہے تھے بولیں میں کچھ فیصلہ نہیں کرتی جب تک اپنے رب سے مشورہ نہ کرلوں پھر آپ نماز پڑھنے کی جگہ نماز پڑھنے کھڑی ہو گئیں' فوراً اللہ کے رسول پر وحی اتر آئی' کہ ہم نے زینبؓ سے آپ کا نکاح پڑھا دیا آپ بلا اجازت ان کے پاس چلے جائیں' پھر آپ نے ولیمے میں ہم سب کو گوشت روٹی کھلائی لوگ کھانا کھا کر چلے گئے لیکن چند حضرات کھانا کھا کر وہیں بات چیت کرتے رہے' آپ خود باہر نکل کر ازواج مطہرات کے ایک ایک حجرے کے پاس جا جا کر انہیں سلام کرنے لگے اور ازواج مطہرات آپ سے پوچھنے لگیں کہ دولہن کیسی ہیں پھر مجھے یاد نہیں رہا کہ میں نے آپ کو خبر دی یا کسی اور نے کہ لوگ چلے گئے آپ گھر میں تشریف لائے میں بھی پیچھے پیچھے تھا آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈلوا دیا اور پردے کی آیتیں اتریں فرمایا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ الخ (احزاب ۳۳/۵۳) نبی کے گھروں میں بلا اجازت نہ جایا کرو (من)۔

زینبؓ ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں کہ تم سب کا نکاح لوگوں نے کرایا اور میرا نکاح ساتوں آسمانوں پر اللہ نے کرایا (ب)۔ سورہ نور میں گزر چکا کہ ایک دفعہ زینبؓ اور عائشہؓ میں بحث چھڑ گئی' زینب نے کہا میں وہ ہوں جس کا نکاح آسمان پر ہوا اور وحی سے خبر دی گئی' عائشہؓ نے فرمایا میں وہ ہوں جس کی پاک دامنی آسمان سے اتری آخر زینبؓ بھی عائشہؓ کی فضیلت مان گئیں۔ پھر فرمایا کہ ایمان والوں پر ان کے لے پالکوں کی بیویوں میں کوئی حرج نہ ہو جب لے پالک اپنی حاجت پوری کر لیں یعنی ہم نے جو آپ کا زینبؓ سے نکاح کر دیا اور اس کو آپ کے لیے جائز قرار دیا تو ایسا اس لیے کیا تاکہ مومن لے پالکوں کی مطلقہ عورتوں کے بارے میں نکاح میں کوئی حرج نہ سمجھیں' رحمت عالم ﷺ نے نبوت سے پہلے زید کو بیٹا بنا لیا تھا اور لوگ انہیں زید بن محمد ﷺ کہا کرتے تھے پھر اللہ نے وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ الخ اتار کر یہ نسبت ختم کر دی اور زینبؓ سے آپ کا نکاح کر کے اس میں اور استحکام پیدا کر دیا کہ بنائے ہوئے بیٹے صلبی بیٹے نہیں ہوتے ورنہ طلاق کے بعد ان کی بیویاں بنائے ہوئے باپوں پر حرام ہوتیں' حالانکہ حلال ہیں اسی وجہ سے آیت تحریم میں یہ قید لگائی کہ ان بیٹوں کی بیویاں تم پر حرام ہیں جو تمہارے صلبی بیٹے ہوں یعنی بنائے ہوئے بیٹوں کی بیویاں حرام نہیں پھر فرمایا اللہ کا حکم تو ہو کر ہی رہنا ہے یعنی اللہ جس کام کو پہلے سے لکھ چکا ہے وہ لامحالہ ہو کر ہی رہے گا' اللہ کی تقدیر میں زینبؓ کو ازواج مطہرات میں شامل ہونا تھا سو ہو گئیں' اللہ کی تقدیر ٹلنے والی نہیں۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ﴿۳۸﴾

''ان چیزوں میں نبی کے لیے کوئی حرج نہیں جو اللہ نے ان کے لیے حلال کر دی ہیں پہلے لوگوں میں بھی یہی اللہ کا طریقہ رہا اور اللہ کے کام ایک اندازے کے ساتھ مقرر ہیں''۔

متبنّٰی کی مطلقہ بیوی حرام نہیں: (۳۸) یعنی اللہ نے اپنے نبی کے لیے جو چیزیں حلال کر دی ہیں اور جن کا انہیں حکم دے دیا ہے مثلاً زینبؓ سے نکاح آپ کے لیے حلال ہے اور آپ کو اس کا حکم بھی مل گیا ہے ان میں آپ کے لیے کوئی حرج نہیں' اللہ کا یہی طریقہ پہلے نبیوں میں رہ چکا ہے کہ جن باتوں کا انہیں حکم تھا ان میں وہ اپنے لیے کوئی حرج اور گناہ نہیں سمجھا کرتے تھے' اس آیت کے لانے سے منافقوں کی اس بات کا رد مقصود ہے کہ لے پالکوں کی بیویوں سے نکاح حرام ہے' اللہ کے مقرر کیے ہوئے کام تو ہو کر ہی رہتے ہیں ان میں کسی قسم کی مزاحمت اور رکاوٹ نہیں ہوتی' اس کی مشیت پر کاموں کا ہونا نہ ہونا موقوف ہے اس نے جو چاہا ہو گیا اور جو نہ چاہا نہ ہوا۔

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ ع

''جو اللہ کے احکام اور پیغام پہنچاتے ہیں اور اس سے لرزتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ حساب لینے کے لیے

کافی ہے' محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے بھی باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ ہر چیز اچھی طرح سے جانتا ہے''۔

تبلیغ کرنے والوں کی تعریف: (۳۹) حق تعالیٰ ان کی تعریف فرما رہا ہے جو لوگوں کو اللہ کے احکام بتاتے اور اس کے پیغام پہنچاتے ہیں اور ان کی امانتیں ادا کر دیتے ہیں جو اللہ ہی سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا دنیا کی کسی طاقت سے نہیں ڈرتے' کسی کا رعب اور کسی کا غلبہ وقہر انہیں اللہ کے احکام پہنچانے سے مانع نہیں آتا اور اللہ مدد کرنے اور غلبہ عطا کرنے کے لیے کافی ہے' نہ صرف اس مقام پر بلکہ تمام مقامات پر رحمۃ للعالمین ہی سردار وسید ہیں کیونکہ آپ نے رسالت کا حق پوری طرح سے انجام دیا اللہ کے احکام دنیا کے مشرق ومغرب میں پھیلائے اور روئے زمین کے تمام انسانوں کو سکھائے' حق تعالیٰ نے آپ کے دین کو اور آپ کے بول کو دنیا کے تمام مذاہب وادیان پر غلبہ عطا فرمایا کیونکہ آپ سے پہلے انبیاء اپنی اپنی قوموں کی طرف بھیجے جاتے تھے لیکن آپ دنیا کی تمام قوموں کی طرف عرب وعجم کی طرف اور گوروں اور کالوں کی طرف بھیجے گئے۔ فرمایا یَآ اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّی الخ (اعراف ۷/ ۱۵۸) آپ فرما دیں لوگو میں تم سب کا رسول ہوں۔

آپ کے بعد آپ کی امت نے یہ منصب سنبھالا اور یہ خدمت سب سے بہترین طریقے پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے انجام دی' ان بزرگ ہستیوں نے آپ کے دن رات کے سفر واقامت کے اور خلوت وجلوت کے تمام افعال' اقوال اور احوال لوگوں کے کانوں میں ڈالے' اللہ ان سے راضی ہو جائے اور انہیں خوش کر دے آمین پھر بعد میں آنے والے اپنے اسلاف سے لے کر یہ خدمات انجام دیتے رہے آج تک یہی سلسلہ جاری ہے' ہدایت والے انہیں کی روشنی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور خوش نصیب وتوفیق والے انہیں کی راہ پر چل رہے ہیں' اللہ رب العزت جو بڑے احسان والا ہے ہمیں بھی ان کا سچا جانشین بنائے اور ہم سے تادم واپسیں دین کی خدمت لیتا رہے آمین' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کوئی اللہ کے دین میں بگاڑ دیکھ کر اپنے آپ کو حقیر جان کر اس کے اصلاح کرنے کی کوشش کرنے سے باز نہ رہے' اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے روز پوچھے گا کہ تو نے اصلاح کی کوشش کیوں نہیں کی تھی' یہ جواب دے گا کہ اے اللہ مجھے لوگوں سے ڈر معلوم ہوتا تھا' حق تعالیٰ فرمائے گا ڈرنا تو مجھ سے چاہیے تھا کیونکہ اس کا میں ہی حق دار تھا نہ کہ لوگوں سے (۱)۔

متبنیٰ کو اس کے اصلی باپ سے منسوب کرو: (۴۰) اس سے لوگوں کو منع کیا گیا کہ آئندہ زید بن محمد ﷺ نہ کہنا آپ زید کے باپ نہیں ہیں گو آپ نے اسے بیٹا بنا لیا ہے' رحمت عالم ﷺ کے ہاں بیٹے تو ہوئے مگر وہ کم سنی ہی میں فوت ہو گئے' خدیجہؓ سے قاسم' طیب' طاہر تین بیٹے ہوئے' مگر تینوں کم سنی ہی میں فوت ہو گئے' پھر ماریہ قطبیہؓ سے ابراہیم پیدا ہوئے' آپ بھی مدت رضاعت ہی میں فوت ہو گئے' رحمت عالم ﷺ کی خدیجہؓ سے چار صاحبزادیاں تھیں زینب' رقیہ' ام کلثوم' فاطمہ الزہرا' تین صاحبزادیاں تو آپ کی زندگی ہی میں اللہ کو پیاری ہو گئیں' صرف فاطمہ آپ کے بعد آپ کی وفات کا صدمہ اٹھانے کے لیے چھ ماہ تک زندہ رہیں۔

رحمت عالم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں: پھر فرمایا کہ آپ تو اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں' دوسری جگہ فرمایا اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ الخ (انعام ۶/ ۱۲۴) اللہ رسالت کی جگہ کو خوب جانتا ہے' اس آیت میں اس بات کی صراحت ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں' پھر جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول بھی بدرجہ اولیٰ نہیں' کیونکہ مقام رسالت مقام نبوت سے خاص ہے ہر رسول نبی ہوتا ہے لیکن

ہر نبی رسول نہیں ہوتا' ختم نبوت کے بارے میں متواتر حدیثیں آئی ہیں مثلاً (۱) نبیوں میں میری مثال ایسی ہے جیسے کسی نے ایک گھر بنوایا جسے خوبصورت اور مکمل بنوالیا مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی' لوگ گھر دیکھنے آنے لگے اور اس کی تعریف کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اگر اس جگہ بھی اینٹ رکھ دی جائے تو خوب ہو' اس لیے میں نبیوں کے اس مکان کی آخری اینٹ ہوں (تا)۔ (۲) رسالت ونبوت ختم ہوگئی' اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی یہ بات سن کر لوگ گھبرائے فرمایا لیکن مبشرات باقی ہیں' پوچھا گیا مبشرات کیا ہے' فرمایا مسلمانوں کے خواب جو نبوت کا ایک حصہ ہیں (تا)۔ (۳) مجھ سے نبیوں پر مہر لگا دی گئی (قات)۔ (۴) مجھے نبیوں پر چھ باتوں میں فضیلت حاصل ہے مجھے جامع کلمے عطا فرمائے گئے' دشمن کے دلوں میں رعب ڈال کر میری مدد کی گئی' میرے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا' میرے لیے تمام روئے زمین نماز پڑھنے کی جگہ اور پاک بنادی گئی' میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور مجھ پر نبوت ختم کر دی گئی ہے (تا' ابن ماجۃ)۔ (۵) میرے یہ نام ہیں محمد ﷺ، احمد ﷺ، ماحی ﷺ۔ اللہ میری وجہ سے کفر مٹا ڈالے گا' حاشر لوگ میرے بعد قبروں سے اٹھیں گے اور عاقب ﷺ (میں سب سے پیچھے آنے والا ہوں) میرے بعد کوئی نبی نہیں (ق)۔ (۶) ایک دن رحمت عالم ﷺ تشریف لائے جیسے ہمیں رخصت کرنے آئے ہوں اور تین بار آپ نے فرمایا میں محمد ﷺ اور امی نبی ہوں پھر فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں مجھے جامع مانع اور فاتح وخاتم کلمے دیئے گئے ہیں مجھے معلوم ہے کتنے جہنم کے داروغہ ہیں اور کتنے عرش اٹھانے والے فرشتے میرا امت سے تعارف کرا دیا گیا ہے اور مجھے اور میری امت کو عافیت عطا کی گئی ہے' لہٰذا جب تک میں تم میں زندہ ہوں میری بات سن کر اس پر عمل کرتے رہو اور جب اللہ مجھے بلا لے گا تو اللہ کی کتاب کو مضبوط پکڑ لو اسی کی حلال وحرام کردہ چیزوں کو حلال وحرام سمجھو (ا)

ختم نبوت کے بارے میں اور بھی بہت سی حدیثیں آئی ہیں' اللہ کی اپنے بندوں پر یہ زبردست نعمت ہے کہ اس نے ان کی طرف رحمت للعالمین نبی ﷺ بھیجا پھر آپ کو خاتم الانبیاء بنایا اور آپ کے لیے توحید والا دین مکمل بنایا' اللہ نے اپنی کتاب مقدس میں اور اس کے رسول نے احادیث متواترہ میں صاف صاف بتا دیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تا کہ امت کو معلوم ہو جائے کہ آپ کے بعد قیامت تک جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا کذاب مفتری اور دجال ہے' خود بھی گمراہ ہے اور لوگوں کو بھی گمراہ کر رہا ہے' اگر چہ وہ شعبدے کمالات' طلسمات اور کرتب دکھائے اور دیگر حیرت انگیز باتوں کا اظہار کرے' ارباب دانش خوب جانتے ہیں کہ یہ سب دھوکہ' فریب' مکاری' عیاری اور چال بازی ہے اور سراسر گمراہی ہے' تم کو معلوم نہیں یمن میں اسود عنسی نے اور یمامہ میں مسیلمۃ کذاب نے کیا کیا جھوٹے کمالات دکھائے تھے اور کیسی کیسی باتیں گھڑ لی تھیں' ان کی انہیں باتوں سے' اور انہیں جھوٹے کمالوں سے ارباب فہم سمجھ گئے کہ کم بخت دونوں جھوٹے اور گمراہ ہیں' اسی طرح قیامت تک جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا جھوٹا اور کذاب ہوگا' ایسے جھوٹوں کا سلسلہ مسیح دجال پر ختم ہو جائے گا۔

حق تعالیٰ اپنی مہربانی سے ہر مدعی نبوت میں کچھ ایسی باتیں پیدا فرما دیتا ہے جن سے اہل علم اور ایمان والے ان کے جھوٹ اور تلبیس کو تاڑ جاتے ہیں ان بدبختوں کو یہ خدمت نصیب ہی نہیں ہوتی کہ لوگوں کو بری باتوں سے روک کر انہیں اچھی باتوں کی طرف لے آئیں کبھی شاذ ونادر ہی ایسا کام ان سے سرزد ہوتا ہے کیونکہ اس میں بھی ان کی دنیوی اغراض فاسدہ جھانک رہی ہوتی ہیں' ان کے اقوال وافعال فسق وفجور کی پوٹ اور افتراء پردازیوں کی پٹاریاں ہوتی ہیں فرمایا هَلۡ اُنَبِّئُكُمۡ عَلٰی مَنۡ (شعراء ۲۶/۲۲۱۔۲۲۲) کیا میں تم کو خبر دوں کن لوگوں پر شیطان اترتے ہیں ہر افتراء پرداز وگنہگار پر شیطان اترتے ہیں' لیکن انبیاء کا حال

بالکل ان کے برعکس ہوتا ہے کیونکہ وہ انتہائی نیک' پکی سچی ہدایت و استقامت والے اقوال و افعال میں عادل اچھی باتوں کی رغبت دلانے والے اور بری باتوں سے روکنے والے ہوتے ہیں علاوہ ازیں ان کی صداقت معجزوں سے بھی ظاہر ہو جاتی ہے ان پر حق تعالیٰ قیامت تک اپنی رحمتوں کی بارش فرماتا رہے آمین۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿٤١﴾ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٤٢﴾ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ﴿٤٣﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ۚ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ﴿٤٤﴾

''اے ایمان والو کثرت سے اللہ کا ذکر کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرو اللہ ہی تم پر اپنی رحمتیں بھیجتا ہے' اور فرشتے تمہارے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے' اور اللہ ایمان والوں پر بڑا ہی مہربان ہے جس روز یہ اللہ سے ملیں گے ان کا تحفہ سلام ہو گا اور اللہ نے ان کے لیے بڑا بھاری عزت والا صلہ تیار کر رکھا ہے''۔

ذکر اللہ کی کثرت کی فضیلت: (۴۱'۴۲) مومنوں کو حکم ہے کہ وہ اپنے رب کا جو انہیں طرح طرح کی نعمتوں سے اور قسم قسم کے احسانات سے نوازتا رہتا ہے' کثرت سے ذکر کرتے رہیں ذکر اللہ کا ثواب بے شمار ہے اور اس کا نتیجہ بڑا اچھا ہے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں تمہارے بہترین عمل کی خبر نہ دوں جو تمہارے بادشاہ یعنی اللہ کے نزدیک بے حد صاف و ستھرا ہے تمہارے درجے بلند کرنے میں خوب ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں چاندی سونا لٹانے سے بھی بہت بہتر ہے اور اس بات سے بھی کہ تم دشمن سے بھڑ جاؤ اور ان کی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں' صحابہؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول ایسا عمل کیا ہے فرمایا ذکر اللہ (تا' ابن ماجۃ)۔

(۲) ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے ایک دعا رحمت عالم ﷺ سے سنی ہے جسے میں کبھی چھوڑتا نہیں یعنی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي أُعْظِمُ شُكْرَكَ وَأَتَّبِعُ نَصِيحَتَكَ وَأُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَأَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ : اے اللہ تعالیٰ مجھے اپنے عظیم شکر کی اپنی خیر خواہی کی پیروی کی اپنے ذکر کی کثرت کی اور اپنے حکموں کی حفاظت کی توفیق عطا فرما (تا) (۳) اگر کوئی کسی مجلس میں اللہ کا ذکر کیے بغیر اٹھ جائے تو قیامت کے دن ایسی مجلس اس کے لیے باعث حسرت ہو گی (ا)۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ نے اپنے بندوں پر جو عبادت فرض کی ہے اس کی ایک حد مقرر فرما دی ہے اور حالت عذر میں اس کا چھوڑ دینا معاف فرما دیا ہے بجز ذکر اللہ کے کہ اس کی حد مقرر نہیں کی اور حالت عذر میں معاف بھی نہیں فرمایا جب تک کہ انسان مجبور ہی نہ ہو جائے چنانچہ فرمایا اُذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا الخ (نساء۴/۱۰۳) کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ کا ذکر کرتے رہو یعنی رات دن خشکی میں' تری میں' دیس میں پردیس میں' آسودگی میں' ناداری میں' بیماری میں' تندرستی میں' خلوت میں' جلوت میں' زور سے' آہستہ' ظاہر' باطن اور ہر حال میں اللہ کا ذکر نہ بھولو پھر فرمایا کہ صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرتے رہو جب تم ایسا کرو گے تو اللہ تم پر اپنی رحمتیں بھیجے گا اور فرشتے بھی تمہارے لیے رحمت کی دعائیں مانگیں گے۔

ذکر اللہ سے اللہ بھی یاد کرتا ہے: (۴۳) اس آیت میں ذکر اللہ کا شوق دلایا یعنی اللہ بھی تم کو یاد کرتا ہے اس لیے تم بھی اس کے ذکر میں کوتاہی نہ کرو فرمایا فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ الخ (بقرہ ۲/۱۵۲) تم مجھے یاد کرو میں بھی تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور ناشکری نہ کرو حق تعالیٰ فرماتا ہے جو مجھے اپنے دل میں یاد کرے گا میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کروں گا اور جو مجھے مجلس میں یاد کرے گا میں اسے مقدس فرشتوں کی مجلس میں یاد کروں گا (ب)۔

پھر فرمایا تا کہ وہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکال لائے یعنی اللہ اپنی رحمت کی وجہ سے فرشتوں میں ذکر خیر کی وجہ سے اور فرشتوں کی دعاؤں کی وجہ سے تم کو جہالت و گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت و یقین کے اجالے کی طرف لانا چاہتا ہے وہ مومنوں پر بڑا ہی مہربان ہے دنیا میں اس کی مہربانی کی نشانی راہ ہدایت کی توفیق ہے جس سے بہت سی مخلوق اندھی ہے الحمدللہ اس نے تمہیں سیدھی راہ دکھائی جس سے لوگ بھٹک گئے اور اس سے کافر و مشرک اور بدعتی اور ان جیسے سرکش بہک گئے اور آخرت کی مہربانی یہ ہوگی کہ حق تعالیٰ انہیں اس دن کی بڑی گھبراہٹ سے امن میں رکھے گا فرشتوں کو حکم دے گا کہ جنت کی کامیابی کی اور جہنم سے نجات کی بشارت لے کر جاؤ اور ان کا استقبال کرو یہ اس کی محبت و شفقت اور عنایت و مہربانی ہی کی تو علامت ہے۔

عمرؓ فرماتے ہیں رحمت عالمؐ نے ایک قیدی عورت کو دیکھا کہ اس نے اپنے بچھڑے ہوئے بچے کو دوڑ کر سینے سے چمٹا لیا اور اسے دودھ پلانے لگی یہ دیکھ کر رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے خیال میں ماں اپنی خوشی سے اپنے بچے کو آگ میں ڈال دے گی صحابہؓ نے کہا نہیں فرمایا اللہ کی قسم اللہ اپنے بندوں پر ماں سے بھی زیادہ شفیق و مہربان ہے۔

اللہ مومنوں کو سلام کرے گا: (۴۴) اس آیت سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس دن مومن اللہ سے ملیں گے اس دن خود اللہ انہیں سلام کرے گا جیسے دوسری آیت میں فرمایا سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ الخ (یٰسین ۳۶/۵۸) مہربان رب کی طرف سے انہیں سلام کیا جائے گا پھر جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے فرمایا دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ الخ (یونس ۱۰/۱۰) جنت میں جنت والوں کے منہ سے سبحان اللہ ہی نکلے گا اور ان کی باہمی دعا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ہی ہوگی اور ان کی آخری بات اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہوگی پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے عزت والا انعام تیار کر رکھا ہے یعنی جنت اور جنت کی نعمتیں کھانے پینے کی چیزیں کپڑے لتے بلند و بالا مکانات حور و غلمان اور دیگر لذت آفریں نعمتیں اور نظارے جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں تصور آیا فسبحان اللہ بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾

''اے نبی یقیناً ہم نے ہی آپ کو گواہی دینے والا مژدہ سنانے والا ہوشیار کر دینے والا اور اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا

رسول اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے آپ مومنوں کو مژدہ سنا دیں کہ اللہ کا بہت بڑا فضل انہیں کے لیے ہے اور آپ ان کافروں کا اور منافقوں کا کہنا نہ مانیں اور ان کے ستانے کا خیال بھی نہ کریں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں اور اللہ کام بنانے والا کافی ہے''۔

رحمت عالم ﷺ کے صفات: (۴۵) عطاء بن یسار نے میں نے عمرو بن العاص سے پوچھا تورات میں اللہ کے رسول ﷺ کی کیا کیا صفتیں ہیں فرمایا اچھا لو سنو تورات میں قرآن کی بھی بعض صفتیں آئی ہیں کہ اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو گواہی دینے والا مژدہ سنانے والا اور ہوشیار کر دینے والا رسول بنا کر بھیجا اور ان پڑھ لوگوں کی پناہ گاہ بھی آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں میں نے آپ کا نام متوکل (بھروسہ رکھنے والے) رکھا ہے آپ بداخلاق' سنگدل اور بازاروں میں شور مچانے والے نہیں ہیں' آپ برائی کو برائی سے نہیں ہٹاتے بلکہ معاف و درگزر کر دیتے ہیں' اللہ آپ کو اپنے پاس نہیں بلائے گا جب تک کہ آپ کے ذریعہ ٹیڑھا دین سیدھا نہ بنا دے گا اور جب تک لوگ لا الہ الا اللہ کے قائل نہ ہو جائیں گے جس سے اندھی آنکھوں کو بینائی اور بہرے کانوں کو سماعت نصیب ہو اور پردے والے دل کھل جائیں (ب' ابن ابی حاتم)۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری تو آپ علیؓ اور معاذؓ کو یمن بھیجنے کا حکم فرما رہے تھے آپ نے فرمایا جاؤ مژدہ سناؤ' نفرت نہ دلاؤ' آسانی برتو سختی نہ کرو کیونکہ مجھ پر یہ آیت اتر آئی ہے (ابن ابی حاتم)۔ شاہد آپ کی صفت ہے یعنی آپ اللہ کی توحید پر اور قیامت کے دن لوگوں کے عملوں پر گواہ ہوں گے ہم آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے فرمایا لِتَکُوْنُوْا شُهَدَآءَ الخ (بقرہ ۲: ۱۴۳) تاکہ تم لوگوں پر گواہ بن جاؤ اور رسول تم پر گواہ بن جائے۔

(۴۶ تا ۴۸) مُبَشِّرٌ نَذِیْرٌ بھی آپ کی صفت ہے یعنی آپ ایمان والوں کو بڑے ثواب کا مژدہ سناتے ہیں اور کافروں کو بڑے عذاب سے ڈراتے ہیں اور اللہ کے حکم سے لوگوں کو ان کے رب کی عبادت کی طرف بلاتے ہیں' آپ جس بڑے حق کو اور جس قرآن کو لے کر آئے ہیں وہ اپنی چمک و دمک میں روز روشن کی طرح ہے جس کا انکار دشمن اور ضدی ہی کرتا ہے چونکہ آپ بشیر ہیں اس لیے مومنوں کو بشارت دے دیں کہ ان پر اللہ کا بڑا فضل ہے اور وہ تمام امتوں میں بہتر ہیں۔ یعنی آپ کافروں اور منافقوں کی باتیں نہ مانیں بلکہ سنیں بھی نہیں نہ ان کی ایذاؤں کا خیال کریں ہر کام میں اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں' اللہ ہی کافی ہے وہی آپ کے سارے کام بنا دے گا۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا نَكَحۡتُمُ ٱلۡمُؤۡمِنَٰتِ ثُمَّ طَلَّقۡتُمُوهُنَّ مِن قَبۡلِ أَن
تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمۡ عَلَيۡهِنَّ مِنۡ عِدَّةٖ تَعۡتَدُّونَهَاۖ فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ
سَرَاحٗا جَمِيلٗا ۝٤٩

''اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے پہلے طلاق دے دو تو ان پر تمہاری کوئی عدت نہیں جسے تم شمار کرنے لگو' ہذا انہیں کچھ دے دلا کر خوب صورت طریقے سے رخصت کر دو''۔

صحبت سے پہلے طلاق پر عدت نہیں: (۴۹) اس آیت میں بہت سے مسائل ہیں منجملہ دیگر مسائل کے ایک یہ بھی ہے کہ نکاح کا اطلاق عقد پر بھی ہوتا ہے قرآن میں اس سے زیادہ صریح اور کوئی آیت نہیں۔

پھر فرمایا اگر تم عقد کر کے عورتوں کو چھوئے بغیر طلاق دے دو اس سے معلوم ہوا کہ صحبت سے پہلے طلاق دینا جائز ہے' ایمان والی عورتوں کی قید غلبہ کے اعتبار سے ہے کیونکہ بالاتفاق اس میں مسلمان و اہل کتاب خواتین برابر ہیں' معلوم ہوا کہ نکاح کے بغیر طلاق نہیں پڑتی کیونکہ اس آیت میں پہلے تو نکاح کا بیان ہے پھر طلاق کا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق اسی وقت پڑتی ہے جب پہلے نکاح ہو چکا ہو۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ جس عورت سے میں نکاح کروں اس پر طلاق ہے تو یہ کچھ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ الخ (ابن ابی حاتم) ایک روایت میں ہے تم دیکھتے نہیں کہ طلاق نکاح کے بعد ہے اور ایک روایت میں ہے کہ نکاح سے پہلے کوئی طلاق نہیں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا انسان جس کا مالک نہیں اس پر اس کے لیے طلاق نہیں ہے (دات' ابن ماجۃ)۔ (۲) نکاح سے پہلے طلاق نہیں (ابن ماجۃ)۔ پھر فرمایا کہ تمہارے لیے ان پر کوئی عدت نہیں جسے تم شمار کرو۔ یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ اگر عورت کو اس پر داخل ہونے سے پہلے پہلے طلاق دے دی جائے تو اس کے ذمے کوئی عدت نہیں وہ اگر چاہے تو فوراً نکاح کر سکتی ہے البتہ جس عورت کا اس پر داخل ہونے سے پہلے پہلے شوہر مر گیا ہو۔ تو وہ چار ماہ دس دن عدت گزارے' پھر فرمایا پھر تم انہیں کچھ دے دلا کر خوب صورتی سے رخصت کر دو' متعہ یہاں عام معنی میں استعمال کیا گیا ہے خواہ آدھا مہر ہو اگر متعین ہو اور اگر مہر متعین نہ ہو تو کچھ نہ کچھ دے دینا چاہیے' متعہ دونوں معنی کو شامل ہے فرمایا (۱) وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ الخ (بقرہ ۲/ ۲۳۷) اور اگر تم انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے پہلے طلاق دے دو اور تم ان کا مہر مقرر کر چکے ہو تو آدھا مہر دے دو۔ (۲) لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ الخ (بقرہ ۲/ ۲۳۶) اگر تم عورتوں کو بلا ہاتھ لگائے یا بلا مہر مقرر کیے طلاق دے دو تو کوئی حرج نہیں اور انہیں کچھ دے دلا دو' وسعت والے کے ذمے اس کی حیثیت کے مطابق ہے اور تنگ دست کے ذمے اس کی حیثیت کے مطابق حسب دستور کچھ دینا خوش معاملہ لوگوں کے لیے ضروری ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْۤ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ٘ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَاۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَیْهِمْ فِیْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ لِكَیْلَا یَكُوْنَ عَلَیْكَ حَرَجٌؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۵۰﴾

''اے نبی ہم نے آپ کے لیے وہ بیویاں حلال کر دی ہیں جن کے مہر آپ نے ادا کر دیے ہیں اور وہ لونڈیاں بھی جو اللہ نے آپ

کو مال غنیمت میں دی ہیں اور چچا زاد بہنیں' پھوپھی زاد بہنیں' ماموں زاد بہنیں اور خالہ زاد بہنیں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے اور وہ ایمان والی عورت جو خود کو نبی کے لیے ہبہ کر دے اگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہیں یہ دیگر مسلمانوں کے علاوہ خاص طور سے آپ ہی کے لیے ہے ہمیں معلوم ہے جو ہم نے ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں ان پر احکام مقرر فرمائے ہیں تا کہ آپ پر تنگی واقع نہ ہو اور اللہ بڑی بخشش والا اور کمال مہربان ہے''۔

نبی ﷺ کے لیے حلال عورتوں کا بیان: (۵۰) حق تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرما رہا ہے کہ عورتوں میں سے آپ کے لیے آپ کی وہ بیویاں حلال ہیں جن کا آپ مہر ادا کر چکے ہیں' اجر سے مراد مہر ہے آپ کی تمام عورتوں کے مہر پانچ پانچ سو درہم تھے بجز ام حبیبہؓ بنت ابی سفیانؓ کے ان کا مہر نجاشی شاہ حبش نے چار سو دینار ادا کیا تھا اور بجز صفیہ بنت حیی کے کہ آپ نے انہیں خیبر کے قیدیوں میں سے اپنے لیے چن لیا تھا' پھر آزاد کر کے آپ کی آزادی ہی کو آپ کا مہر مقرر فرما دیا تھا اسی طرح آپ نے جویریہ بنت الحارث کی کتابت کی رقم ثابت بن قیس کو ادا کر کے ان سے نکاح کر لیا تھا' پھر فرمایا کہ اللہ نے مال غنیمت میں سے جو لونڈیاں آپ کو دیں وہ بھی آپ کے لیے حلال ہیں' دو لونڈیوں صفیہ اور جویریہ سے تو آپ نے آزاد کر کے نکاح کر لیا تھا اور آپ کے پاس ریحانہ بنت شمعون نضریہ اور ماریہ قبطیہ بھی تھیں' ماریہ سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے یہ دونوں لونڈیاں ہی رہیں پھر فرمایا کہ آپ کے لیے چچا کی' پھوپھی کی' ماموں کی اور خالہ کی بیٹیاں حلال ہیں۔ یہ معتدل اور درمیانی راہ ہے' نہ اس میں افراط ہے اور نہ تفریط کیونکہ عیسائی کسی عورت سے نکاح نہیں کرتے جب تک کہ ان میں اور اس عورت میں سات پشت کی یا اس سے زیادہ نسب میں دوری نہ پائی جاتی ہو اور یہودی بھتیجی اور بھانجی سے بھی نکاح کر لیتے ہیں' ہماری شریعت مطہرہ نے جو کامل ہے عیسائیوں کی افراط بھی مٹائی اور چچا' پھوپھی' ماموں کی بیٹیاں اور خالہ زاد بہنیں حلال کر دیں اور یہودیوں کی تفریط بھی مٹائی اور بھتیجی اور بھانجی حرام قرار دے دی'

پھر فرمایا جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے' ام ہانیؓ کہتی ہیں میرے پاس رحمت عالم ﷺ نے پیغام بھیجا' میں نے عذر کیا' آپ نے عذر مان لیا' پھر اللہ نے اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ الخ اتاری میں ہجرت کرنے والیوں میں سے نہ تھی' میں تو فتح مکہ کے روز ایمان لائی تھی' اور طلقاء میں شامل تھی (ابن جریر' ابن ابی حاتم' ت)۔

پھر فرمایا جو مومن عورت خود کو آپ کے لیے ہبہ کر دے اگر آپ اس سے نکاح کرنا چاہیں۔ یعنی بلا مہر کے تو وہ عورت خاص طور سے آپ ہی کے لیے جائز ہے اور کسی مسلمان کو جائز نہیں یہ حکم دو شرطوں کے ساتھ ہے۔

عورت خود کو ہبہ کرے اور آپ کی بھی نکاح کرنے کی مرضی ہو سہل بن سعدؓ ساعدی فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے ایک عورت نے آ کر کہا میں نے آپ کو اپنا نفس ہبہ کر دیا یہ کہہ کر وہ دیر تک کھڑی رہی پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ اللہ کے رسول مجھ سے نکاح کرا دیں اگر آپ کو خواہش نہ ہو پوچھا مہر میں دینے کے لیے کچھ ہے بولے میرے پاس تو صرف یہی تہہ بند ہے فرمایا اگر اسے تہہ بند دے دو گے تو تم بلا تہہ بند کے بیٹھے رہو گے کچھ اور ڈھونڈھو بولے میرے پاس اور کچھ نہیں ہے فرمایا ایک لوہے کی انگوٹھی ہی ڈھونڈھ لاؤ مگر ان کے پاس لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں تھی پوچھا قرآن کی کوئی سورت بھی یاد ہے بولے ہاں فلاں فلاں سورت یاد ہے فرمایا میں نے تمہارا اس سے بعوض قرآن کی ان سورتوں کے جو تم کو یاد ہیں نکاح کر دیا (قا)۔ ثابتؒ فرماتے ہیں میں انسؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور ان کے پاس ان کی بچی بھی تھی فرمایا ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے آ کر کہا یا رسول اللہ کیا آپ کو میری ضرورت ہے یہ سن کر ان کی بچی نے کہا عورت بڑی بے شرم تھی فرمایا تم سے تو اچھی تھی کہ اس نے اللہ کے رسول کی

طرف رغبت کی'(ا)۔ صدیقہؓ فرماتی ہیں مجھے ان عورتوں پر غیرت آتی تھی جو خود کو نبی ﷺ کے لیے ہبہ کیا کرتی تھیں اور میں تعجب سے کہا کرتی تھی کیا کوئی عورت بھی اپنے آپ کو ہبہ کر سکتی ہے پھر جب یہ آیت اتری تو میں نے کہا اللہ آپ کی مرضی کو پورا فرما دیتا ہے(ب)۔

رحمت عالم ﷺ کے علاوہ موہوبہ بلا مہر کے حرام ہے: ابن عباسؓ فرماتے ہیں رحمت عالم ﷺ کے پاس کوئی ایسی عورت نہ تھی جس نے آپ کے لیے اپنے کو ہبہ کیا ہو (ابن جریر ابن ابی حاتم) یعنی آپ نے کسی ایسی عورت کو قبول نہیں فرمایا تھا اگرچہ یہ حکم آپ کے ساتھ خاص تھا اور ایسی عورت آپ کے لیے حلال تھی مگر نکاح آپ کی مرضی پر موقوف تھا' پھر فرمایا یہ حکم محض آپ ہی کے لیے ہے دوسرے مسلمانوں کے لیے نہیں یعنی آپ کے علاوہ کسی اور مسلمان کے لیے موہوبہ عورت حلال نہیں تاوقتیکہ وہ اس کا مہر ادا نہ کرے اگر مہر مقرر نہ ہو تو مہر مثل دینا پڑے گا' بروع بنت واشق نے اپنا نفس ہبہ کر دیا تھا جب ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا تو اللہ کے رسول نے انہیں مہر مثل دلوایا' موت اور خلوت صحیحہ مہر کے واجب کرنے میں برابر ہیں البتہ رحمت عالم ﷺ کے ذمے ایسی عورت کا کچھ مہر واجب نہیں گو آپ اس کے پاس چلے جائیں کیونکہ آپ کو بغیر مہر کے بغیر ولی اور گواہوں کے نکاح کر لینے کا اختیار ہے جیسا کہ زینبؓ بنت جحش کے واقعہ سے ثابت ہے پھر فرمایا ہمیں معلوم ہے جو کچھ ہم نے ان کی بیویوں کے اور لونڈیوں کے بارے میں فرض کیا ہے کہ چار سے زیادہ آزاد عورتیں حلال نہیں اور لونڈیاں حسب خواہش رکھی جا سکتی ہیں اور نکاح میں ولی کی' مہر کی اور گواہوں کی شرط ہے یہ امت کا حکم ہے نبی پر اس کی پابندی لازم نہیں تاکہ ان پر کوئی تنگی نہ ہو۔

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُــْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾

''ان عورتوں میں سے آپ جسے چاہیں موقوف رکھیں اور جسے چاہیں پاس رکھ لیں اور جنہیں آپ نے موقوف کر دیا ہے اگر آپ انہیں بھی بلا لیں تو کوئی حرج نہیں' اس میں اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غم زدہ نہ ہوں اور جو کچھ آپ انہیں دیں گے سب اس سے راضی ہو جائیں گی اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ جانتا ہے اور اللہ بڑے علم والا اور کمال حلم والا ہے''۔

رسول ﷺ پر باری مقرر کرنا واجب نہیں: (۵۱) یعنی اس بات کی اجازت ہے کہ ازواج مطہراتؓ کے پاس رہنے کی باری برابر یا کمی بیشی جس طرح چاہیں مقرر کر لیں یہ آپ کی مرضی پر موقوف ہے آپ کے ذمہ واجب نہیں۔ اس لیے بعد میں فرمایا کہ اس میں اس بات کی زیادہ تر توقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ رنجیدہ نہ رہیں یعنی جب انہیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ تقسیم آپ کے ذمے واجب نہیں' پھر بھی آپ مساویانہ سلوک فرما رہے ہیں تو وہ اس حسن سلوک سے خوش ہو کر آپ کے عدل و انصاف کی تعریفیں کریں گی اور آپ کے احسانات مانیں گی اور جو کچھ آپ انہیں دیں گے اسی سے خوش ہو جائیں گے' پھر فرمایا تمہارے

دلوں میں کسی کی طرف جو رجحان ہے اسے اللہ خوب جانتا ہے دلی محبت ورجحان کا ہٹانا ممکن نہیں' صدیقہ فرماتی ہیں رحمت عالم ﷺ عدل وانصاف سے ازواج مطہراتؓ کے پاس باری باری جایا کرتے تھے پھر بھی اللہ سے دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ میں مقدور بھر ان باتوں میں عدل ومساوات کی کوشش کرتا ہوں جو میرے بس میں ہیں لہٰذا مجھ سے ان باتوں کی باز پرس نہ فرما جو تیرے اختیار میں ہیں اور میرے اختیار میں نہیں (السنن) ابوداؤد والی روایت میں اس کی تفسیر بھی ہے یعنی دل کے رجحان ومیل کا مجھے اختیار نہیں' دلوں کی باتوں کا اختیار اللہ کو ہے وہی ان کا جاننے والا ہے اور وہی ان سے درگزر فرمانے والا اور معاف کرنے والا ہے۔

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ ع

ربع

''ان عورتوں کے بعد اور عورتیں آپ کے لیے حلال نہیں اور نہ ان کے بدلے اور عورتوں کو لے آنا حلال ہے گو آپ کو ان کا حسن وجمال بھاتا ہو بجز آپ کی لونڈیوں کے اور اللہ ہر چیز کا پورا پورا نگہبان ہے''۔

دامن رسول سے وابستہ رہنے کا صلہ: (۵۲) چونکہ امہات المؤمنین رضوان اللہ علیہن نے دامن رسول ہی سے وابستہ رہنا چاہا اور آپ کی رفاقت کو چھوڑنا گوارا نہیں کیا اس لیے اللہ نے انہیں یہ نیک صلہ دیا کہ اپنے رسول کو حکم فرمایا کہ آپ ان عورتوں میں سے کسی کو چھوڑ کر اس کی جگہ کسی اور عورت سے نکاح نہیں کر سکتے گو وہ آپ کو کیسی ہی بھلی کیوں نہ معلوم ہو' اختیار والی آیتیں اوپر گزر چکیں' پھر فرمایا اگر لونڈیاں ہوں تو دوسری بات ہے' یعنی ان میں کوئی حرج نہیں پھر اللہ نے آپ سے پابندی بھی اٹھا دی اور یہ آیت منسوخ فرما دی اور آپ کو دوسری عورتوں سے نکاح کرنے کی رخصت مل گئی لیکن آپ نے اس آیت کے بعد کسی عورت سے نکاح نہیں کیا تاکہ آپ کا احسان ازواج مطہراتؓ پر قائم رہے' صدیقہؓ فرماتی ہیں آپ کی وفات سے پہلے اللہ نے آپ کے لیے عورتیں حلال کر دی تھیں (ت)۔

پھر فرمایا کہ آپ کو ازواج مطہراتؓ کے بدلے اور عورتیں کرنا حلال نہیں گو ان کا حسن وجمال آپ کو اچھا معلوم ہو اس آیت میں اللہ نے آپ کو ازواج مطہراتؓ پر اور عورتیں لانے سے منع فرمایا اور اس بات سے بھی منع فرمایا کہ کسی کو علیحدہ کر کے اس کے بدلے دوسری لے آئیں البتہ لونڈیاں حلال رکھی گئیں ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں عہد جاہلیت میں تبادلہ کی یہ صورت تھی کہ ایک شخص کہتا تھا میری عورت سے اپنی عورت بدل لو یعنی تم اسے چھوڑ دو میں کر لوں گا اور میں چھوڑے دیتا ہوں تم کر لو پھر اللہ نے یہ آیت اتاری کہ اس قسم کی باتیں نہ آپ کے لیے حلال ہیں اور نہ کسی مسلمان کے لیے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ

فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا
فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ
وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ
مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾ اِنْ تُبْدُوْا
شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾

''اے ایمان والو تم نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو جایا کرو اور کھانے کے لیے بھی اجازت لے کر جاؤ پہلے سے جا کر مت بیٹھو کہ اس کے پکنے کا انتظار کرو' بلکہ جب تم کو بلایا جائے تو جاؤ اور جب کھا چکو تو چلے آؤ' اور نہ وہاں باتوں میں مصروف ہو جایا کرو' یقین مانو تمہارا یہ کام نبی کو تکلیف پہنچاتا ہے اور وہ تم سے شرم کرتے ہیں (اور لحاظ میں کچھ کہتے نہیں) اور اللہ حق بات میں کسی کی شرم نہیں کرتا اور جب تم امہات المومنین سے کوئی چیز مانگو تو ان سے پردے کے پیچھے سے مانگا کرو' اس میں تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی ہے اور تمہیں یہ لائق نہیں کہ اللہ کے رسول کو ستاؤ اور نہ تمہیں یہ لائق ہے کہ آپ کی بیویوں سے آپ کے بعد کسی وقت بھی نکاح کرو' یقین مانو تمہارا یہ فعل اللہ کے نزدیک بہت بھاری گناہ ہے' خواہ تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا چھپاؤ' اللہ تو ہر چیز کو خوب جانتا ہے''۔

پردے کا بیان: (۵۳) یہ پردے کی آیت ہے اور اس میں شرعی احکام و آداب کا بیان ہے' عمرؓ کی صائب رائے کے موافق جو آیتیں اتری ہیں ان میں سے ایک آیت یہ بھی ہے' عمرؓ کا قول ہے کہ میری رائے میرے رب کے تین حکموں کے موافق پڑی میں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا اچھا ہوا گر آپ مقام ابراہیم کو مصلیٰ بنالیں' اللہ تعالیٰ نے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى الخ (بقرہ ۲/ ۱۲۵) اتاری یعنی (مقام ابراہیم کو مصلیٰ بنالو)۔ میں نے کہا اے پیارے نبی ازواج مطہرات کے پاس نیک و بد ہر قسم کے آدمی آتے جاتے ہیں کیا اچھا ہوا گر آپ انہیں پردے کا حکم فرما دیں' پھر پردے کی آیت اتری میں نے ازواج مطہراتؓ سے کہا جب وہ غیرت سے آپ کو کچھ کہہ سن رہی تھیں کہ غرور نہ کرنا اگر اللہ کے رسول ﷺ تم کو طلاق دے دیں تو توقع ہے کہ اللہ آپ کو تم سے بہتر بیویاں عطا فرما دے پھر عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ الخ (تحریم ۶۶/ ۵) بعینہ میرے الفاظ کے مطابق اتری' مسلم کی روایت میں بدر کے قیدیوں کا بھی بیان ہے جو چوتھی بات ہوئی (ق)۔ عمرؓ فرماتے ہیں میں نے رحمت عالم ﷺ سے کہا کہ آپ کے پاس نیک و بد ہر قسم کے آدمی آتے جاتے ہیں اگر آپ امہات المومنین کو پردے کا حکم دے دیں تو کیا ہی اچھا ہو پھر اللہ نے پردے کی آیت اتاری یہ آیت زینبؓ بنت جحش سے شادی کے دن صبح کو اتری یہ واقعہ ذی قعدہ ۵ھ کا ہے۔ انسؓ فرماتے ہیں جب رحمت عالم نے زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو آپ نے لوگوں کو کھانا کھانے کے لیے بلوایا' لوگ کھانا کھا کر وہیں بیٹھے ہوئے باتوں میں لگ گئے آپ چاہتے تھے کہ لوگ چلے جائیں مگر یہ اٹھتے ہی نہ تھے جب آپ نے یہ معاملہ دیکھا تو خود کھڑے ہو گئے اور کچھ لوگ اور بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے' لیکن پھر بھی تین آدمی بیٹھے ہی رہے پھر آپ اندر آنے کے خیال سے آئے تو اب بھی یہ بیٹھے ہوئے تھے پھر کچھ دیر کے بعد یہ لوگ چلے گئے میں نے آپ کو ان کے جانے کی اطلاع دی' آپ آئے اور گھر میں

داخل ہو گئے' میں بھی اندر آنا چاہتا ہی تھا کہ آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا' پھر اللہ نے یہ پردے کی آیت اتاری (ب)۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے گھر سے نکل کر یہ آیت پڑھ کر سنائی فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے مجھے یہ آیت سنائی اور سب سے پہلے مجھے ان آیتوں کی خبر ہوئی (بن مت' ابن ابی حاتم) پھر فرمایا مسلمانو نبی کے گھروں میں نہ جاؤ یعنی بلا اجازت کے نبی کے گھروں میں نہ جاؤ جیسے جاہلیت کے زمانے میں اور ابتدائے اسلام میں لوگ اپنے گھروں میں بلا اجازت آنے کے عادی تھے' اللہ نے اس امت کی عزت کی خاطر انہیں یہ حکم دیا البتہ اجازت مل جائے تو چلے جاؤ یعنی اگر دعوت کے وقت جاؤ تو آپ سے اجازت مانگ کر جاؤ یہ نہیں کہ پہلے ہی سے چلے جاؤ اور کھانا پکنے کا انتظار کرتے رہو اور جب پک جائے فوراً جا گھسو اللہ کو یہ عادت پسند نہیں' معلوم ہوا کہ دعوت میں طفیلی بن کر جانا حرام ہے پھر فرمایا جب تم کو بلایا جائے تو جاؤ اور کھانا کھا کر چلے آؤ' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے بھائی کی دعوت کرے تو اسے اس کی دعوت قبول کر لینی چاہیے خواہ شادی کی دعوت ہو یا کوئی اور دعوت (م' اس کی اصل ق میں بھی ہے)

پھر فرمایا کہ تمہاری یہ حرکت اللہ کے نبی کو ایذاء پہنچا رہی ہے اور آپ لحاظ کے مارے کچھ کہتے نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا نبی کے گھروں میں بلا اجازت کے آنا آپ کو برا معلوم ہو گا اس سے آپ کو دکھ پہنچے گا اور آپ لحاظ و شرم کے مارے روک بھی نہ سکیں گے' آخر کار اللہ نے اس بات کی ممانعت اتار دی اور فرمایا حق تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا اسی وجہ سے اس نے تم کو اس بات سے روک دیا' پھر فرمایا جب تم امہات المومنین سے گھر کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو اس سے نہ صرف ان کے پاس جانے کی ممانعت نکلی بلکہ دیکھنے کی بھی ممانعت نکلی' اگر کسی کو ان سے کچھ کام ہو اور وہ کوئی چیز ان سے لینا چاہے تو وہ نہ انہیں دیکھے اور نہ سامنے آ کر وہ چیز مانگے ہاں پردے کے پیچھے سے بات بھی کر سکتا ہے اور وہ چیز مانگ کر لے بھی سکتا ہے۔

مسلمانوں پر امہات المومنین حرام ہیں: پھر فرمایا یہ حکم تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے پاکیزگی' کا ایک عمدہ ذریعہ ہے اور تمہیں یہ لائق نہیں کہ اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ لائق ہے کہ آپ کے بعد کسی ام المومنین سے نکاح کرو۔ ایسا کرنا اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔

(۵۴) یعنی اللہ تمہارے دلوں کے حال سے واقف ہے تمہارے اسرار و رموز جانتا ہے اس سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں فرمایا یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ الخ (غافر ۴۰/ ۱۹) وہ خیانت کرنے والی آنکھ کو جانتا ہے اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو بھی۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾

''عورتوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے باپوں کے بیٹوں کے' بھائیوں کے' بھتیجوں کے' بھانجوں کے' عورتوں کے اور غلاموں کے سامنے ہوں' اے عورتو اللہ سے ڈرتی رہو یقین مانو اللہ ہر چیز پر اچھی طرح سے گواہ ہے''۔

کن عزیزوں سے پردہ نہیں: (۵۵) اوپر اللہ نے عورتوں کو اجنبی مردوں سے پردہ کرنے کا حکم دیا تھا' اس آیت میں فرمایا کہ وہ ان قریبی رشتے داروں کے سامنے ہوسکتی ہیں' سورہ نور میں بھی انہیں لوگوں کو مستثنیٰ فرمایا تھا فرمایا وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ الخ (نور ۲۴/۳۱) عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں ہاں شوہروں کے' باپوں کے' خسروں کے' بیٹوں کے' شوہروں کے بیٹوں کے' بھائیوں کے' بھتیجوں کے' بھانجوں کے' عورتوں کے غلاموں کے' ماتحتوں کے جو حاجت والے نہ ہوں اور ان بچوں کے جو عورتوں کے رازوں سے واقف نہ ہوں سامنے ظاہر کرسکتی ہیں' سورہ نور والی آیت میں اس آیت سے زیادہ لوگوں کا بیان ہے ان دونوں آیتوں میں چچا اور ماموں کا اس لیے ذکر نہیں کہ ہوسکتا ہے وہ اپنے لڑکوں کے آگے اس کے اوصاف بیان کریں۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٥٦﴾

''یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت و دعائے رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو' اور کثرت سے سلام بھیجو''۔

رحمت عالم ﷺ پر درود: (۵۶) فرشتوں میں آپ کی تعریف کرنا اللہ کا درود بھیجنا ہے اور دعا کرنا فرشتوں کا درود بھیجنا ہے (ب)۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں فرشتے آپ کے لیے برکت کی دعا کرتے ہیں (ب' ابن ابی حاتم)۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں کو اپنے بندے اور نبی کے مرتبے اور اس عالی مقام کی خبر دی ہے جو فرشتوں کی اعلیٰ جماعت میں اس کے نزدیک آپ کا مرتبہ ہے کہ اللہ مقرب فرشتوں کے سامنے آپ کی تعریف کرتا ہے اور فرشتے بھی آپ کے لیے برکت کی دعائیں کرتے ہیں' پھر حق تعالیٰ نے دنیا کے انسانوں کو حکم دیا کہ وہ بھی آپ پر درود بھیجیں تاکہ آپ کی تعریف و توصیف میں دنیا والے اور آسمان والے سب مل جائیں و نیز اللہ اپنے مومن بندوں پر بھی درود بھیجتا ہے فرمایا هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَآئِكَتُهٗ الخ (احزاب ۳۳/۴۳) اللہ اور اس کے فرشتے تم پر درود بھیجتے ہیں تاکہ وہ تم کو اندھیروں سے اجالے کی طرف نکال لائے وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الخ (بقرہ ۲/۱۵۵ تا ۱۵۷) آپ صبر کرنے والوں کو بشارت سنادیں جب انہیں کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہیں انہیں لوگوں پر ان کے رب کی طرف سے درود ہیں' حدیث میں ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے صفوں کی سیدھی جانب والوں پر درود بھیجتے ہیں ایک اور حدیث میں ہے کہ اے اللہ آل ابی اوفیٰ پر درود بھیج' جابرؓ کی اہلیہ نے آپ سے اپنے اوپر اور اپنے شوہر کے اوپر درود بھیجنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تم پر اور تمہارے شوہر پر درود بھیجے۔

درود کے سلسلے میں چند حدیثیں: متواتر حدیثوں سے ثابت ہے کہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ رحمت عالم ﷺ پر درود بھیجیں اور درود کی کیفیت بھی ثابت ہے' ہم اللہ کی توفیق سے کچھ حدیثیں بیان کرتے ہیں' رحمت عالم ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ پر سلام کرنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہے' آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟ فرمایا ان الفاظ کے ساتھ بھیجو (۱) اللهم صل علىٰ محمد و علىٰ ال محمد كما صليت على ال ابراهيم انك حميد مجيد اللهم بارك على محمد و على ال محمد كما باركت على ال ابراهيم انك حميد مجيد (ب) (۲) اللهم صل على محمد و على ال محمد كما صليت على ابراهيم و على ال ابراهيم انك حميد مجيد و بارك على محمد و على ال

محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انك حمید مجید (ج) یہ جو صحابہؓ نے فرمایا کہ آپ پر سلام تو ہم نے پہچان لیا اس کا یہ مطلب ہے کہ تشہد میں جو آپ صحابہ کرامؓ کو قرآن کی سورت کی طرح سکھایا کرتے تھے السلام علیك ایھا النبی و رحمة الله و برکاته موجود ہے۔(۳)اللھم صل علی محمد عبدك و رسولك کما صلیت علی ال ابراھیم و بارك علی محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم (ب)۔(۴) اللھم صل علی محمد و ازواجه و ذریته کما صلیت علیٰ ابراھیم و بارك علی محمد و ازواجه و ذریّته کما بارکت علی ال ابراھیم انك حمید مجید اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ال ابراھیم و بارك علی محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ال ابراھیم فی العالمین انك حمید مجید (تمدن' ابن جریر و غیرھم). مسند شافعی میں بھی یہ روایت ہے۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جب تم رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجو تو آپ پر بہترین درود بھیجو کیونکہ تم کو معلوم نہیں شاید وہ آپ کے سامنے پیش کیا جائے لوگوں نے کہا آپ ہمیں درود سکھا دیجئے فرمایا یوں درود بھیجو (۵)اللھم اجعل صلواتك و رحمتك و برکتك علی سیدالمرسلین و امام المتقین و خاتم النبیین محمد عبدك و رسولك امام الخیر و قائد الخیر و رسول الرحمة اللھم ابعثه مقاما محمودا یغبطه به الا ولون و الاخرون اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انك حمید مجید اللھم بارك علی محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم انك حمید مجید (ابن ماجہ)۔(۶) اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم و ارحم محمد او ال محمد کما رحمت ال ابراھیم انك حمید مجید و بارك علی محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم انك حمید مجید (ابن جریر)۔

کیا آپ ﷺ کے لیے دعائے رحم جائز ہے؟: اس حدیث میں آپ ﷺ کے لیے رحم کی دعا بھی ثابت ہوئی' جیسا کہ اس کی تائید اعرابی والی حدیث بھی کرتی ہے کہ اس نے دعا مانگی تھی اے اللہ مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرما تو آپ نے فرمایا تھا تم نے تو اللہ کی وسیع رحمت تنگ کر دی (مشکوٰۃ)۔

ابوطلحہؓ فرماتے ہیں ایک دن رحمت عالم ﷺ تشریف لائے آپ کے چہرے سے مسرت کے آثار نمایاں تھے' صحابہؓ نے پوچھا کہ آج ہم آپ کو خوش دیکھ رہے ہیں فرمایا میرے پاس فرشتے نے آ کر کہا محمد ﷺ! کیا یہ بات آپ کو خوش نہ کر دے گی کہ آپ کا رب فرما رہا ہے کہ آپ کا جو امتی آپ پر ایک درود بھیجے گا میں اسے اپنی دس رحمتیں عطا کروں گا اسی طرح ایک سلام کے بدلے دس سلام دوں گا میں نے کہا کیوں نہیں (نا)۔ایک روایت میں ہے کہ ایک درود کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی دس بدیاں مٹا دی جائیں گی' دس درجے بلند کر دیئے جائیں گے اور اس جیسا درود لوٹا دیا جائے گا (ابا سناد جید)۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جس کے سامنے میرا ذکر آ جائے اسے مجھ پر درود بھیجنا چاہیے جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ اس پر اپنی دس رحمتیں اتارے گا (ندطیالسی)۔فرمایا وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر آیا پھر بھی اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا (تا)۔فرمایا انسان کو یہی بخل کافی ہے کہ میرا اس کے سامنے ذکر آئے پھر وہ مجھ پر درود نہ بھیجے (اسماعیل قاضی مرسل) فرمایا اس

شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے‘ اس کی ناک خاک آلود ہو جس پر رمضان آئے اور وہ گزر جائے مگر اس کے گناہ معاف نہ ہوں اور اس کی ناک خاک آلود ہو جو اپنے بوڑھے ماں باپ کو پائے لیکن وہ اسے جنت میں داخل نہ کرائیں (یعنی ان کی خدمت نہ کرے جس کے صلہ میں جنت مل سکے)۔ (بت)۔

فرمایا جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو جو وہ کہہ رہا ہے وہی تم کہو پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ اس پر دس بار درود بھیجے گا‘ پھر میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو وہ جنت میں ایک ایسا مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی خاص بندے کے لائق ہے مجھے امید ہے کہ وہ مجھ کو ملے گا پھر جس نے اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگا اس پر میری شفاعت حلال ہوگئی (مادتن)۔

کیا نماز میں درود واجب ہے؟: تشہد میں نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا واجب ہے اگر درود چھوٹ جائے گا تو نماز نہیں ہوگی‘ کیونکہ نماز میں درود کا واجب ہونا اور اس کا حکم صحابہ کی ایک جماعت سے منقول ہے اور ظاہر آیت بھی وجوب ہی پر دلالت کرتی ہے اور اس حدیث سے بھی وجوب ثابت ہے۔ ونیز مسجد میں آتے جاتے وقت بھی درود کا حکم ہے‘ فاطمہؓ فرماتی ہیں جب رحمت عالم ﷺ مسجد میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تو درود بھیج کر اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ پڑھتے اور نکلتے وقت بھی درود بھیج کر اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ پڑھتے (ا)۔ علیؓ فرماتے ہیں جب تم مسجدوں میں گزرو تو نبی ﷺ پر درود بھیجو‘ اسی طرح نماز جنازے میں بھی آپ پر درود بھیجنے کا حکم ہے کیونکہ سنت یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھی جائے دوسری کے بعد آپ پر درود بھیجا جائے تیسری کے بعد میت کے لیے دعا مانگی جائے اور چوتھی کے بعد اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ پڑھا جائے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ ع

’’جو اللہ کو اور اس کے رسول کو ایذاء پہنچاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے‘ اور اللہ نے ان کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو ان کی کسی ناکردہ گناہ کی وجہ سے ایذاء دیتے ہیں انہوں نے بڑا بہتان اور کھلا گناہ اپنے اوپر لاد لیا‘‘۔

اللہ کو گناہ کر کے اور رسول ﷺ میں عیب نکال کر اسے ایذاء دینے والے: (۵۷) اللہ ان لوگوں کو ڈرا رہا ہے جو اس کی حکم عدولی کر کے اس کی ممانعتوں کا ارتکاب کر کے اور گناہوں پر اصرار کر کے اسے دکھ پہنچاتے ہیں اور اس کے رسول میں کوئی عیب یا برائی نکال کر اس کے محبوب رسول کو ایذاء پہنچاتے ہیں‘ اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ صاحب عزت وجلال فرماتا ہے زمانے کو برا بھلا کہہ کر انسان مجھے ایذاء پہنچاتا ہے حالانکہ میں زمانہ ہوں اور میں زمانے کے دن رات الٹتا پلٹتا ہوں (ق)۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں اتری جنہوں نے رحمت عالم ﷺ کو صفیہؓ بنت حیی بن اخطب سے نکاح کرنے پر طعنہ دیا تھا' بظاہر آیت عام ہے اور ہر قسم کی ایذاء کو شامل ہے' جس نے رسول کو دکھ پہنچایا اس نے اللہ کو دکھ پہنچایا اور جس نے آپ کی بات مانی اس نے اللہ کی بات مانی جیسا کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا لوگو میرے صحابہ کے بارے میں اللہ واحد وقہار سے ڈر جاؤ میرے بعد انہیں نشانہ طعن وتشنیع نہ بناؤ جسے صحابہؓ سے محبت ہے اسے مجھ سے محبت ہے اور جسے ان سے عداوت ہے اسے مجھ سے عداوت ہے جس نے انہیں ایذاء پہنچائی' اس نے مجھے ایذاء پہنچائی اور جس نے مجھے دکھ پہنچایا' اس نے اللہ کو دکھ پہنچایا اور جس نے اللہ کو دکھ پہنچایا اللہ اسے جلدی ہی پکڑ لے گا (ت)۔

الزام لگانے کی وعید: (۵۸) یعنی جو لوگ بے گناہوں کے ذمے گناہ تھوپ دیں جن کی انہیں خبر بھی نہیں اور ان پر ناحق الزام لگا کر ان کا دل دکھائیں' انہوں نے اپنے اوپر بڑا بھاری بہتان اور کھلا گناہ لا دلیا' یہ بہت بڑا بہتان ہے کہ انسان کسی مسلمان مرد یا عورت کی طرف سے از راہ عیب ونکتہ گیری ایسی باتیں نقل کرے جن کی ان کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہو اور نا کردہ گناہ ان کے سر تھوپ دے اس وعید میں اکثر کافر ہی شامل ہیں پھر رافضی جو صحابہ کرام پر زبان طعن دراز کرتے ہیں اور ان میں عیب نکالتے ہیں جن سے اللہ نے انہیں بری رکھا ہے' اللہ نے ان کی طرف سے جو قابل تعریف باتیں نقل کی ہیں' ان کے برعکس وہ ان میں کیڑے نکالتے ہیں' اللہ نے مہاجر وانصار کے بارے میں بتایا کہ میں ان سے خوش ہوں اور ان کی مدح فرمائی' لیکن جاہل و نادان انہیں گالیاں دیتے ہیں ان میں عیب نکالتے ہیں اور ان کی طرف ایسی ایسی شرمناک باتیں منسوب کرتے ہیں جن کی انہیں خبر تک بھی نہیں اور نہ انہوں نے ایسی کسی بات کا ارتکاب کیا تھا' حقیقت میں یہ لوگ اوندھے دلوں کے ہیں کہ قابل تعریف وستائش بزرگوں کی برائی کرتے ہیں اور شیطانوں کی تعریفوں میں آسمان وزمین کے قلابے ملاتے ہیں۔

غیبت کی تعریف: رحمت عالم ﷺ سے پوچھا گیا غیبت کیا ہے؟ فرمایا اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرنا کہ اسے ناگوار معلوم ہو پوچھا اگر اس میں وہ بات ہو جس کا ذکر کیا گیا ہے فرمایا یہی تو غیبت ہے ورنہ الزام ہے (ذ ت) رحمت عالم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا اللہ کے نزدیک سب سے بڑا سود کیا ہے بولے اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے فرمایا مسلمان کی آبروریزی اللہ کے نزدیک سب سے بڑا سود ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۚ ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾

الربع

''اے نبی ﷺ! آپ اپنی بیویوں سے' بیٹیوں سے اور مسلمانوں کی خواتین سے فرمادیں کہ وہ اپنی چادریں اپنے اوپر لٹکا لیا کریں' اس سے آسانی سے ان کی پہچان ہو جایا کرے گی پھر ستائی نہ جائیں گی اور اللہ بڑی بخشش والا اور کمال مہربان ہے' اگر منافق اور وہ جن کے دلوں میں بیماری ہے باز نہ آئے اور مدینے کے وہ لوگ بھی جو غلط افواہیں اڑا رہے ہیں تو ہم آپ کو ان پر مسلط فرمادیں گے' پھر وہ کچھ دنوں ہی آپ کے ساتھ شہر میں رہ سکیں گے' وہ پھٹکارے ہوئے ہیں جہاں مل جائیں گے پکڑ لیے جائیں گے اور خوب مارا پیٹا جائے گا یہ اللہ کا وہ دستور ہے جو ان سے پہلے لوگوں میں بھی جاری رہا' اور آپ اللہ تعالیٰ کے دستور میں کبھی ردوبدل نہ پائیں گے''۔

پردے کا بیان: (۵۹) اللہ اپنے رسول کو حکم فرما رہا ہے کہ آپ مسلمان عورتوں کو خصوصاً ازواج مطہرات کو اور صاحبزادیوں کو (کیونکہ وہ سب سے افضل واشرف ہیں) فرمادیں کہ وہ جب گھر سے باہر نکلیں تو چادریں اوڑھ کر نکلیں تاکہ جاہلیت کی عورتوں اور لونڈیوں سے ممتاز ہو جائیں۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں حق تعالیٰ نے مسلمان خواتین کو حکم فرمایا کہ جب وہ کسی ضروری کام سے اپنے گھروں سے باہر جائیں تو سروں کے اوپر سے چادریں لٹکا کر اپنا چہرہ چھپالیں صرف ایک آنکھ ظاہر رکھیں۔

پھر فرمایا کہ یہ امتیاز کی قریب ترین علامت ہے یعنی اس ہیئت سے وہ پہچان لی جائیں گی کہ آزاد و پاک دامن خواتین ہیں لونڈیاں اور کسبیاں نہیں' اس زمانے میں مدینہ کی گلیاں تنگ تھیں اور رات کو اندھیرے میں عورتیں قضائے حاجت کے لیے گھروں سے باہر جایا کرتی تھیں مدینہ کے بدمعاش رات کو اندھیرے میں راستوں پر جا کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور عورتوں سے چھیڑ چھاڑ کیا کرتے تھے اگر پردے والی خاتون کو دیکھتے تو یہ سمجھ کر کچھ نہ کہتے کہ یہ تو آزاد و پاک دامن ہے اور اگر بے پردہ کسی کو دیکھتے تو لونڈی سمجھ کر اس کو چھیڑتے۔ پھر فرمایا کہ جاہلیت میں لاعلمی کی وجہ سے جو کچھ گزر چکا سو گزر چکا۔ اللہ اسے بخشنے والا مہربان ہے۔

بدمعاشوں کو انتباہ: (۶۰) پھر اللہ نے منافقوں کو جو بظاہر مومن ہیں مگر اندرونی کافر ہیں اور انہیں جن کے دلوں میں کھوٹ ہے یعنی زناکاروں کو اور مدینے کے غنڈوں کو جو دشمن کے آنے کی جھوٹی افواہیں اڑایا کرتے ہیں ڈرایا ہے کہ اگر وہ اپنی حرکتوں سے باز آکر نیک نہ بنیں گے تو ہم آپ کو ان پر مسلط کر کے آپ سے انہیں تباہ کرادیں گے اور آپ کو ان کی پہچان کروادیں گے پھر وہ آپ کے پاس مدینے میں کچھ ہی دنوں اور ٹھہر سکیں گے۔

(۶۱) مگر اس تھوڑی سی مدت اقامت میں بھی ان پر لے دے ہی رہے گی ہر طرف سے دھتکارے جائیں گے اور لعنت و پھٹکار ہی میں گرفتار رہیں گے جہاں بھی ملیں گے بوجہ ذلت وقلت کے پکڑ لیے جائیں گے اور اچھی طرح سے مرمت بنادی جائے گی۔ (۶۲) یعنی پہلے لوگوں میں بھی ایسے غنڈوں کے بارے میں اللہ کا یہی دستور رہا ہے کہ ایمان والوں کو ان پر مسلط کر کے انہیں ان کے قبضے میں دے دیا گیا تھا' اس سلسلے میں اللہ کے دستور میں تغیر آج تک نہیں ہوا' اور نہ کبھی ہوگا۔

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾

کَفَرُوْا الخ (حجر ۲/۱۵) بسا اوقات کافر یہ تمنا کریں گے کاش وہ مسلمان ہوتے یہاں بتایا گیا کہ جب جہنم میں جھونکے جائیں گے تو اس وقت اور جہنم میں جلتے ہوئے یہ تمنا کریں گے کاش انہوں نے دنیا میں اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کر لی ہوتی۔

اے رب امراء اور علماء کو دگنا عذاب دے جو ہمیں گمراہ کرنے والے تھے: (۶۷) یعنی ہم نے اپنے امراء اور بزرگ علماء کی اطاعت اور رسولوں کی مخالفت کی تھی ہمارا خیال تھا کہ ہمارے بزرگوں کے پاس سچا دین ہے مگر افسوس ان کے پاس تو کچھ بھی نہ تھا محض دھوکا ہی دھوکا تھا' شرک و بت پرستی کے سوا اور رکھا ہی کیا تھا' انہیں لوگوں نے ہماری راہ ماری اور ہمیں راہ سے بے راہ کر دیا' ہم سے زیادہ ان بدبختوں کا گناہ ہے۔

(۶۸) سو اے رب انہیں ہم سے دگنا عذاب فرما اور ان پر سخت لعنت فرما کیونکہ ان کے دلوں میں کفر و شرک بھی تھا اور انہوں نے ہماری راہ بھی ماری خود گمراہ تھے ہی ہمیں بھی گمراہ کر دیا اور اپنے ساتھ ہمیں بھی لے ڈوبے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۭ﴿۶۹﴾

''اے ایمان والو ان کی طرح نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف پہنچائی تھی' پھر اللہ نے انہیں ان کے الزام سے بری کر دیا اور وہ اللہ کے نزدیک عزت والے تھے''۔

یہودیوں کا حضرت موسیٰ پر الزام: (۶۹) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ بڑے شرمیلے اور پردے والے تھے اسی شرم کی وجہ سے آپ اپنے جسم کا ہر حصہ ہر وقت چھپائے رکھتے تھے چند یہودی کہنے لگے کہ موسیٰ جو اس قدر احتیاط سے جسم کو چھپاتے ہیں ضرور ان کے جسم میں کوئی نہ کوئی عیب ہے خواہ سفید داغ ہو یا فوطوں پر ورم ہو یا کوئی اور بیماری ہو ان کی باتوں سے آپ کو صدمہ ہوا' اللہ نے آپ کو اس الزام سے بری کرنا چاہا ایک دن تنہائی میں آپ نے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیئے اور نہانے لگے جب نہا چکے تو کپڑے اٹھانے کے لیے اس پتھر کی طرف بڑھے لیکن پتھر آپ کے کپڑے لے کر بھاگ کھڑا ہوا' آپ اپنا عصا ہاتھ میں لے کر پتھر کے پیچھے پیچھے یہ کہتے ہوئے بھاگے اے پتھر میرے کپڑے میرے کپڑے یہاں تک اسی حالت میں بنی اسرائیل کے سرداروں میں پہنچ گئے' انہوں نے آپ کو سر سے پا تک ننگا دیکھ لیا آپ کے جسم میں کوئی بھی عیب نہ تھا اور خوب صورت و بے داغ جسم تھا' لوگوں کے الزام سے حق تعالیٰ نے آپ کو بری کر دیا پتھر وہاں جا کر ٹھہر گیا' آپ نے کپڑے اٹھا کر جلدی سے پہن لیے اور پتھر کو اپنے عصا سے مارنے لگے' اللہ کی قسم اس پتھر پر آج بھی تین یا چار یا پانچ لکڑی کے نشان موجود ہیں' اس آیت میں اسی کی طرف اشارا ہے (با) اسی طرح اور بھی دوسری ایذائیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہنچائی گئیں تھیں مثلاً حضرت علی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون پہاڑ پر چڑھ گئے اتفاق سے حضرت ہارون فوت ہو گئے' اسرائیلیوں نے حضرت موسیٰ پر ان کے قتل کا الزام لگایا اور کہا وہ ہمارے لیے تم سے زیادہ نرم اور شرمیلے تھے یہی الزام تھا جس سے آپ کو دکھ پہنچا تھا' پھر اللہ کے حکم سے فرشتے حضرت ہارون کا جنازہ اٹھا کر اسرائیلیوں کی مجلس سے گزرے لاش سے آواز آئی کہ میں اپنی موت سے مرا ہوں آپ کی قبر کا پتہ نہیں البتہ وہ ٹیلہ معلوم ہے جہاں آپ کو دفن کیا گیا تھا (ابن ابی حاتم' ابن جریر)۔

كَفَرُوْا الخ (حجر ۲/۱۵) بسا اوقات کافر یہ تمنا کریں گے کاش وہ مسلمان ہوتے یہاں بتایا گیا کہ جب جہنم میں جھونکے جائیں گے تو اس وقت اور جہنم میں جلتے ہوئے یہ تمنا کریں گے کاش انہوں نے دنیا میں اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کر لی ہوتی۔

اے رب امراء اور علماء کو دگنا عذاب دے جو ہمیں گمراہ کرنے والے تھے: (۶۷) یعنی ہم نے اپنے امراء اور بزرگ علماء کی اطاعت اور رسولوں کی مخالفت کی تھی ہمارا خیال تھا کہ ہمارے بزرگوں کے پاس سچا دین ہے مگر افسوس ان کے پاس تو کچھ بھی نہ تھا محض دھوکا ہی دھوکا تھا' شرک و بت پرستی کے سوا اور رکھا ہی کیا تھا' انہیں لوگوں نے ہماری راہ ماری اور ہمیں راہ سے بے راہ کر دیا' ہم سے زیادہ ان بدبختوں کا گناہ ہے۔

(۶۸) سوائے رب انہیں ہم سے دگنا عذاب فرما اور ان پر سخت لعنت فرما کیونکہ ان کے دلوں میں کفر و شرک بھی تھا اور انہوں نے ہماری راہ بھی ماری خود گمراہ تھے ہی ہمیں بھی گمراہ کر دیا اور اپنے ساتھ ہمیں بھی لے ڈوبے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ؕ﴿۶۹﴾

''اے ایمان والو ان کی طرح نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف پہنچائی تھی' پھر اللہ نے انہیں ان کے الزام سے بری کر دیا اور وہ اللہ کے نزدیک عزت والے تھے''۔

یہودیوں کا حضرت موسیٰ پر الزام: (۶۹) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ بڑے شرمیلے اور پردے والے تھے یہی شرم کی وجہ سے آپ اپنے جسم کا ہر حصہ ہر وقت چھپائے رکھتے تھے چند یہودی کہنے لگے کہ موسیٰ جو اس قدر احتیاط سے جسم کو چھپاتے ہیں ضرور ان کے جسم میں کوئی نہ کوئی عیب ہے خواہ سفید داغ ہو یا فوطوں پر ورم ہو یا کوئی اور بیماری ہو ان کی باتوں سے آپ کو صدمہ ہوا' اللہ نے آپ کو اس الزام سے بری کرنا چاہا ایک دن تنہائی میں آپ نے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیئے اور نہانے گئے جب نہا چکے تو کپڑے اٹھانے کے لیے اس پتھر کی طرف بڑھے لیکن پتھر آپ کے کپڑے لے کر بھاگ کھڑا ہوا' آپ اپنا عصا ہاتھ میں لے کر پتھر کے پیچھے پیچھے یہ کہتے ہوئے بھاگے اے پتھر میرے کپڑے میرے کپڑے یہاں تک اسی حالت میں بنی اسرائیل کے سرداروں میں پہنچ گئے' انہوں نے آپ کو سر سے پا تک ننگا دیکھ لیا آپ کے جسم میں کوئی بھی عیب نہ تھا اور خوب صورت و بے داغ جسم تھا' لوگوں کے الزام سے حق تعالیٰ نے آپ کو بری کر دیا پتھر وہاں جا کر ٹھہر گیا' آپ نے کپڑے اٹھا کر جلدی سے پہن لیے اور پتھر کو اپنے عصا سے مارنے لگے' اللہ کی قسم اس پتھر پر آج بھی تین یا چار یا پانچ لکڑی کے نشان موجود ہیں' اس آیت میں اسی کی طرف اشارا ہے (با) اسی طرح اور بھی دوسری ایذائیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہنچائی گئیں تھیں مثلاً حضرت علی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارونؑ پہاڑ پر چڑھ گئے اتفاق سے حضرت ہارون فوت ہو گئے' اسرائیلیوں نے حضرت موسیٰ پر ان کے قتل کا الزام لگایا اور کہا وہ ہمارے لیے تم سے زیادہ نرم اور شرمیلے تھے یہی الزام تھا جس سے آپ کو دکھ پہنچا تھا' پھر اللہ کے حکم سے فرشتے حضرت ہارونؑ کا جنازہ اٹھا کر اسرائیلیوں کی مجلس سے گزرے لاش سے آواز آئی کہ میں اپنی موت سے مرا ہوں آپ کی قبر کا پتہ نہیں البتہ وہ ٹیلہ معلوم ہے جہاں آپ کو دفن کیا گیا تھا (ابن ابی حاتم' ابن جریر)۔

یہ بھی احتمال ہے کہ ان دونوں ایذاؤں کے ساتھ اور بھی ایذائیں مراد ہوں' ایک دن رحمت عالم ﷺ نے مال غنیمت بانٹا اس پر ایک انصاری نے کہا کہ اس تقسیم میں اللہ کی رضامند نظر نہیں رکھی گئی' عبداللہؓ کہتے ہیں میں نے کہا میں اس بات کی رحمت عالم ﷺ کو ضرور خبر کر کے رہوں گا' آخر میں نے خبر کر دی' آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا' پھر آپ نے فرمایا اللہ حضرت موسیٰ پر رحم فرمائے انہیں اس سے بھی زیادہ دکھ دیا گیا تھا مگر آپ نے صبر کیا (ق)۔ پھر فرمایا کہ موسیٰ اللہ کے نزدیک عزت والے تھے یعنی مستجاب الدعوات تھے جو اللہ سے مانگتے تھے ضرور مل جاتا تھا البتہ دیدار دلدار کی آرزو پوری نہ ہو سکی اللہ کی مشیت کا یہی تقاضا تھا چونکہ اللہ کے نزدیک آپ بڑے ذی عزت تھے آپ نے اپنے بھائی ہارونؑ کے لیے حق تعالیٰ سے نبوت کی سفارش کی جو منظور کر لی گئی اور فرما دیا گیا وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَّحْمَتِنَا الخ (مریم ۱۹/۵۳) کہ ہم نے انہیں اپنی مہربانی سے ان کے بھائی ہارونؑ کو بطور نبی کے ہبہ کر دیا۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَقُولُوا۟ قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَٰلَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧١﴾

''اے ایمان والو اللہ سے ڈرجاؤ اور سیدھی اور صحیح صحیح بات کہو اللہ تمہارے کام سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جس نے اللہ کی اور اس کے رسول کی بات مان لی اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی''۔

مومنوں کو تقویٰ اور سچ کا حکم: (۷۰-۷۱) مومنوں کو تقویٰ کا اور ایسی عبادت کا حکم ہو رہا ہے جو اس تصور کے ساتھ ہو گویا عابد معبود کو دیکھ رہا ہے اور سیدھی اور سچی بات کہنے کا بھی جس میں ایچ پیچ نہ ہو' دھوکہ اور فریب نہ ہو اور بھلائی اور خیر خواہی کی ہو ان سے وعدہ کیا گیا کہ جب وہ ان ہدایات پر عمل کریں گے تو اللہ انہیں نیک عملوں کی توفیق عطا فرمائے گا' ان کے ماضی کے گناہ بخش دے گا اور مستقبل کے گناہوں پر دل میں توبہ ڈال دے گا' پھر فرمایا کہ اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والوں کو بڑی زبردست کامرانی نصیب ہے وہ جہنم سے بچا لیے جائیں گے اور بہاروں والی دائمی جنتوں میں موج اڑائیں گے' ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھا کر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہو' ہم سب بیٹھے رہے فرمایا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو حکم دوں کہ اللہ سے ڈرتے رہو' اللہ کا خوف دلوں میں رکھو اور سیدھی اور صحیح باتیں کرو پھر آپ نے عورتوں کے پاس آ کر یہی ہدایت دہرائی (ابن ابی حاتم)۔ ابن عباسؓ:۔ جس کو سب سے زیدہ عزت دار بننے کا شوق ہو اسے اللہ سے ڈرنا چاہیے (یعنی اللہ کا خوف باعث عزت و اکرام ہے)۔

إِنَّا عَرَضْنَا ٱلْأَمَانَةَ عَلَى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱلْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا ٱلْإِنسَٰنُ ۖ إِنَّهُۥ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ﴿٧٢﴾ لِّيُعَذِّبَ ٱللَّهُ ٱلْمُنَٰفِقِينَ وَٱلْمُنَٰفِقَٰتِ وَٱلْمُشْرِكِينَ وَٱلْمُشْرِكَٰتِ وَيَتُوبَ ٱللَّهُ

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾ ع

''ہم نے آسمان وزمین پر اور پہاڑوں پر یہ امانت پیش کی تھی لیکن انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھا لیا' کیونکہ وہ بڑا ظالم اور بڑا نادان ہے تا کہ اللہ منافق اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب میں مبتلا فرمائے' اور مومن مردوں اور عورتوں پر رجوع فرمائے اور اللہ بڑی بخشش والا اور کمال مہربان ہے''۔

انسان نے بار امانت اٹھالیا: (۷۲) جب اللہ نے اپنی مخلوق پیدا فرمائی تو انسانوں' جنوں' آسمانوں' زمینوں کو اور پہاڑوں کو جمع کیا پھر پہلے تو امانت آسمانوں پر پیش کی گئی اور حق تعالیٰ نے ان سے فرمایا کیا تم اس کو قبول کرتے ہو میرے ذمے اس کا جنت میں ثواب ہے اور تم پر اور بھی اپنا فضل وکرم کروں گا' بولے اے رب ہم میں اس کی طاقت نہیں نہ ہم اسے اٹھا سکیں گے ویسے ہم تیرے اطاعت گزار ہیں' پھر زمین پر پیش کر کے کہا تم اسے قبول کرتی ہو میں تمہیں دنیا میں اپنا فضل اور بزرگی عطا کروں گا انہوں نے جواب دیا کہ اے رب ہم سے ان پر صبر نہ ہو سکے گا یہ ہماری طاقت سے باہر ہے' ویسے ہم تیرے مطیع وفرماں بردار ہیں تیرے کسی حکم کو ٹالنے والے نہیں پھر آدم کو قریب بلا کر کہا تم یہ امانت اٹھاتے ہو اور اس کی صحیح صحیح نگہداشت کا اقرار کرتے ہو' آدمؑ نے پوچھا اگر میں اسے اٹھالوں تو تیرے ہاں مجھے کیا ملے گا فرمایا اے آدمؑ اگر تو نے صحیح صحیح اطاعت کی اور امانت کا پورا حق ادا کر دیا تو تیرے لیے میرے پاس بزرگی ہے فضل ہے اور جنت میں دل خوش کن ثواب ہے اور اگر نافرمانی کی اس کی نگہداشت کا حق نہیں ادا کیا اور برے کام کیے تو سزا ملے گی اور جہنم کی آگ میں ڈال دیئے جاؤ گے' بولے اے رب میں تیار ہوں اور اس کے اٹھانے پر راضی ہو گئے حق تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ میں نے بار امانت تمہارے کندھوں پر رکھ دیا اسی بات کو یہاں فرمایا کہ امانت کو انسان نے اٹھالیا (ابن ابی حاتم)۔

حذیفہؓ فرماتے ہیں ہم سے رحمت عالم ﷺ نے دو حدیثیں بیان فرمائیں ان میں سے ایک تو میں نے دیکھ لی' اور دوسری کا منتظر ہوں آپ نے فرمایا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جڑوں میں اتری ہے پھر قرآن اترا اور انہوں نے قرآن وحدیث سے امانت پہچانی' پھر آپ نے فرمایا کہ یہ امانت اٹھالی جائے گی' انسان سو کر اٹھے گا تو اس کا دل امانت سے خالی ہو گا' بس آگ کی چنگاری کے داغ کی طرح اس کے دل پر اس کا اثر باقی رہ جائے گا جیسے چنگاری پر پاؤں پڑ جانے سے آبلہ پڑ جاتا ہے اور اس میں کچھ نہیں ہوتا پھر آپ نے ایک سنگریزہ لے کر اپنے پاؤں پر لڑھکایا اور فرمایا پھر لوگ معاملے کریں گے اور ان میں ایک بھی امانت دار نہ ہو گا لوگ کہا کریں گے کہ فلاں قبیلہ میں فلاں شخص بڑا امین تھا انسان کی قوت وظرافت اور عقل کی تعریف ہو گی حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہو گا اللہ کی قسم میں نے ایسا زمانہ دیکھا ہے کہ مجھے کسی سے معاملہ کرنے میں جھجک نہ ہوتی تھی کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ مسلمان تو میری حق تلفی کر نہیں سکتا کیونکہ اس کا دین اسے اس بات سے روکتا ہے اور عیسائی یا یہودی کو بے ایمانی کی جرأت ہی نہیں ہو سکتی اگر وہ حق تلفی کریں گے تو اسلامی حکومت مجھے میرا حق دلوا دے گی لیکن آج تو میں صرف فلاں فلاں ہی سے معاملہ کرتا ہوں (قا) فرمایا اگر تم میں چار عادتیں پائی جائیں تو اگر تم سے ساری دنیا بھی چھوٹ جائے تو کوئی پرواہ کی بات نہیں' امانت' صداقت' حسن اخلاق اور حلال روزی (۱)۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں امانت سے مراد فرائض ہیں' حق تعالیٰ نے انہیں آسمان وزمین اور پہاڑوں پر پیش کر کے فرمایا تھا

کہ اگر انہیں بجالاؤ گے تو ثواب پاؤ گے اور اگر ان میں کوتاہی کرو گے اور ضائع کرو گے تو سزا پاؤ گے لیکن انہوں نے اس خیال سے کہ ہم صحیح طور سے بجانہ لاسکیں گے' اللہ کے دین کی عظمت کی خاطر اپنی مجبوری اور معذوری کا اظہار کیا کہ بارالٰہا یہ بار امانت ہماری طاقت سے باہر ہے' اس لیے ہمیں معذور رکھا جائے پھر جب یہ بار امانت حضرت آدمؑ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے اسے اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور فرمایا کہ میں تیار ہوں چونکہ امانت کا قبول کرنا یا نہ کرنا خوشی پر موقوف تھا اللہ کا حکم نہ تھا اس لیے اگر کسی نے وہ قبول نہیں کی اور پوری طاقت کے باوجود ڈر گیا تو اس میں کوئی گناہ کی بات نہ تھی پھر فرمایا کہ انسان بڑا ہی ظالم نادان ہے یعنی اس نے اپنے بھولے پن سے بار امانت اٹھالیا' کہا جاتا ہے کہ عصر کے وقت بار امانت اٹھایا گیا اور مغرب کے وقت خطاء بھی سرزد ہو گئی۔

بار امانت اٹھانے کی وجہ: (۷۳) یعنی انسان نے بار امانت اس لیے اٹھایا کہ اللہ منافق اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے منافق وہ ہے جو ظاہر میں مسلمانوں کے ڈر سے مومن ہو مگر دل میں کافروں کی طرح کفر رکھتا ہو اور مشرک ظاہر و باطن ہر حالت میں اللہ کے اور اللہ کے رسول کے مخالف ہیں اور شرک و بت پرستی میں مبتلا رہتے ہیں اور (اس لیے بھی) کہ اللہ مومن مردوں اور عورتوں پر رحم فرمائے' جو اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کے احکام کی دل و جان سے خوشی خوشی تعمیل کرتے رہتے ہیں' اللہ توبہ کرنے والوں کے گناہ معاف کرنے والا ہے اور ایمان والوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔

الحمدللہ سورہ احزاب کی تفسیر ختم ہوئی' حق تعالیٰ قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت بنائے آمین

سورۃ سبا

یہ بترتیب مصحف ۳۴ ویں سورہ ہے اور بترتیب نزول ۵۸ ویں سورہ ہے اور یہ مکی سورہ ہے۔ اس میں ۵۴ آیتیں اور ۶ رکوع ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَ لَہُ الۡحَمۡدُ فِی الۡاٰخِرَۃِ ؕ وَ ہُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ۝۱ یَعۡلَمُ مَا یَلِجُ فِی الۡاَرۡضِ وَ مَا یَخۡرُجُ مِنۡہَا وَ مَا یَنۡزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا یَعۡرُجُ فِیۡہَا ؕ وَ ہُوَ الرَّحِیۡمُ الۡغَفُوۡرُ ۝۲

''میں اس اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو کمال مہربان اور نہایت رحم والا ہے تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس کی ملکیت میں آسمان و زمین کی تمام چیزیں ہیں اور آخرت میں بھی اسی کی تعریفیں ہیں وہ بڑی حکمت والا اور خوب خبردار ہے جو کچھ زمین میں

داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے باہر آتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس پر چڑھتا ہے' سب کی اللہ کو خبر ہے وہ کمال مہربان اور انتہائی مغفرت والا ہے''۔

عزت وحمد اللہ ہی کی ہے: (۱) یعنی اللہ بڑی عزت والا ہے دنیا اور آخرت میں مطلق تعریفیں اسی کی کی جاتی ہیں اس کی تعریفوں سے آسمان وزمین گونجے ہوئے ہیں کیونکہ وہی دنیا اور آخرت والوں پر انعامات واحسانات فرماتا ہے اور اپنے فضل وکرم سے انہیں نوازتا رہتا ہے وہی تمام کائنات کا مالک ہے اور سب پر حاکم ہے فرمایا وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ الخ (قصص ۲۸/۷۰) وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریفیں ہیں اسی کا حکم دنیا اور آخرت والوں پر نافذ ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹ کر جاؤ گے' یہاں بھی یہی فرمایا کہ تمام کائنات اس کی مملوک وغلام ہے اور اس کے تصرف واختیار میں ہے فرمایا وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ الخ (لیل ۹۲/۱۳) ہمارے ہی لیے آخرت ہے اور دنیا ہے' پھر فرمایا کہ آخرت میں بھی اسی کی تعریفیں ہیں یعنی وہ ازل میں بھی موجود ہے اور ابد میں بھی اور آخرت میں بھی محمود ہے اس کے افعال واقوال اس کے احکام وشرائع اور اس کی تقدیریں حکمتوں سے لبریز ہیں اس کے علم سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں اور نہ اس کی نگاہ سے کوئی چیز چھپ سکتی ہے وہ اپنی مخلوق سے خبردار ہے اور اپنے احکام میں حکمت والا ہے۔

اللہ ہی عالم الغیب ہے: (۲) یعنی اسے زمین میں جانے والے بارش کے قطروں کی تعداد اور زمین میں بوئے ہوئے غلہ کے دانوں کا شمار معلوم ہے اور اس سے باہر آنے والی چیزوں کی تعداد' ان کی کیفیت اور ان کی صفتوں کو بھی خوب جانتا ہے اللہ آسمان سے اترنے والی بوندوں سے اور روزیوں سے خوب واقف ہے اور اپنی طرف چڑھنے والے نیک عملوں سے بھی خوب آگاہ ہے وہ اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے' اسی لیے تو گناہگاروں کی سزا میں جلدی نہیں کرتا اور توبہ کرنے والوں کے گناہ معاف کر دیتا ہے جو اپنے ہر کام میں اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ
عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ
وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۙ ﴿۳﴾ لِّيَجْزِيَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۴﴾
وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ
اَلِيْمٌ ﴿۵﴾ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ
وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿۶﴾

''اور کافروں نے کہا ہم پر قیامت نہیں آئے گی آپ فرما دیں کیوں نہیں مجھے اپنے غیب کے جاننے والے رب کی قسم قیامت تم پر

ضرور آئے گی' اس سے آسمان وزمین کا ایک ذرہ بھی چھپا ہوا نہیں اور کوئی چھوٹی بڑی ایسی چیز نہیں' جو ایک روشن کتاب میں نہ ہو تا کہ اللہ ایمان والوں کو اور نیک عمل کرنے والوں کو بدلہ دے' انہیں کے لیے بخشش ہے اور عزت والی روزی ہے اور جو لوگ ہماری آیتوں کے مقابلے میں ہمیں ہرانے کی کوشش کرتے ہیں' انہیں کے لیے دردناک سزاؤں کا عذاب ہے اور اہل علم دیکھ لیں گے کہ جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے اترا ہے وہ سرتا سر حق ہے اور اللہ غالب وخوبیوں والے کی راہ کی رہنمائی کرتا ہے''۔

قیامت کا انکار: (۳) قرآن میں تین جگہ قسم کھا کر قیامت کے آنے کا یقین دلایا گیا ہے' ایک تو یہ آیت اس میں حق تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم فرمایا ہے کہ آپ اپنے عظمت والے رب کی قسم کھا کر فرمادیں کہ قیامت ضرور آئے گی گو کافر ومشرک اور ضدی قسم کے لوگ اسے نہ مانیں گے (۲) وَيَسْتَنْبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْ الخ (یونس ۱۰/۵۳) مشرک آپ سے معلوم کر رہے ہیں کیا واقعی قیامت آئے گی؟ آپ فرمادیں ہاں ہاں مجھے میرے رب کی قسم یہ بالکل سچی بات ہے اور تم اللہ کو ہرانے والے نہیں (۳) قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ الخ (تغابن ۶۴:۷) آپ فرمادیں کیوں نہیں مجھے میرے رب کی قسم تم ضرور دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے اور تمہیں تمہارے عملوں کی خبر دی جائے گی اور یہ بات اللہ کے لیے بہت آسان ہے' یہاں فرمایا مجھے اپنے رب کی قسم قیامت ضرور آئے گی پھر اور تاکید کی اور فرمایا اس کی قسم جو غیب جاننے والا ہے' قیامت ضرور آئے گی پھر قسم میں اور زور پیدا کرنے کے لیے فرمایا اس عالم الغیب رب کی قسم جس کی نگاہ سے کوئی چیز اوجھل نہیں اور جس کی روشن کتاب میں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے قیامت آ کر رہے گی' تمام چیزیں اس کے علم کے دائرے میں بند ہیں اس سے کوئی چیز بھی پنہاں نہیں' تمہاری ہڈیاں لاکھ گل سڑ کر مٹی میں بکھر جائیں اور اس کے ذروں میں تمہارے جسم کے ذرے مل جائیں مگر اللہ کو جو تمہارا رب ہے تمہارے ایک ایک ذرے کی خبر ہے کہ وہ کہاں کہاں پڑا ہوا ہے پھر وہ دوبارہ اسی طرح پیدا کر دے گا جس طرح شروع میں پیدا کر دیا تھا کیونکہ وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

زندگی بعد الموت کی غرض وغایت: (۴' ۵) زندگی بعد الموت اور قیامت قائم کرنے کی غرض بتائی گئی کہ ایسا اس لیے ضروری ہے کہ نیکوں کو صلہ اور بروں کو سزا مل جائے' ایمان دار نیک عمل والوں کے گناہ معاف کر دیئے جائیں اور انہیں عزت والی نعمتیں اور عزت کی روزی نصیب ہو' برعکس اس کے جنہوں نے ہماری آیتوں کے اور احکام کے مقابلہ پر کھڑے ہو کر ہماری راہ سے لوگوں کو روکنے کی جان توڑ کوششیں کیں اور رسولوں کو جھوٹا مانا انہیں دردناک سزاؤں کے ہولناک عذاب میں ہمیشہ کے لیے گرفتار کر دیا جائے تا کہ خوش نصیب ایمان والوں کو جنت کی بہاریں نصیب ہوں اور بدنصیب کافروں اور مشرکوں کو جہنم کی دردناک سزائیں فرمایا (۱) لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ الخ (حشر ۵۹/۲۰) جہنمی اور جنتی برابر نہیں ہیں جنتی ہی کامیاب ہیں (معلوم ہوا کہ جہنمی ناکام ونامراد رہیں گے)۔ (۲) اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ (ص ۳۸/۲۸) کیا ہم ایمان والوں کو اور نیک عمل والوں کو دنیا کے شرارت پسندوں کی برابر کر دیں گے؟ یا نیکوں کو بدوں کی برابر کر دیں گے؟ (۶) قیامت اور زندگی بعد الموت کی یہ دوسری حکمت ہے۔ یعنی جو لوگ دنیا میں رسولوں پر ایمان لائے تھے اللہ کے احکام پر یقین رکھتے تھے قیامت کے دن جب وہ اپنی آنکھوں سے نیکوں کے صلوں کا اور بدوں کی سزاؤں کا حال دیکھ لیں گے جو انہوں نے دنیا میں اللہ کی کتابوں میں پڑھا تھا تو انہیں علم الیقین سے عین الیقین حاصل ہو جائے گا' اور وہ اس وقت بے ساختہ کہیں گے (۱) لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا الخ (اعراف ۷/۴۳) اللہ کی قسم ہمارے رب کے رسول سچی باتیں لے کر آئے تھے (۲) هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ الخ (یسین ۳۶/۵۲) یہی تو ہے جس کا مہربان

اللہ نے وعدہ فرمایا تھا اور اس کے پیغمبروں نے سچا وعدہ لیا تھا۔
عزیز اس اونچی عزت والے کو کہا جاتا ہے جو نہ کسی سے دب سکے اور نہ اس کے کسی کام میں کوئی کچھ مزاحمت کر سکے بلکہ وہ ہر چیز پر غالب وقاہر ہو اور حمید وہ ہے جس کی ایک ایک بات ایک ایک فعل ایک ایک حکم ایک ایک ممانعت اور ایک ایک اندازہ قابل تعریف وستائش ہو اور ان سب پر دنیا اور آخرت والے اس کی تعریفیں کریں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۚ﴿۷﴾ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ﴿۸﴾ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ﴿۹﴾ ع

''اور کافروں نے کہا کیا ہم تمہیں ایک ایسا شخص بتائیں؟ جو تم کو یہ خبر دے رہا ہے کہ جب تم سراسر ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو تم پھر ضرور ایک نئی پیدائش میں آؤ گے' معلوم نہیں اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے یا اسے جنون ہے نہیں نہیں بلکہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہی عذاب اور سخت گمراہی میں مبتلا ہیں' کیا انہوں نے اپنے آگے پیچھے آسمان وزمین کو نہیں دیکھا اگر ہمیں منظور ہو تو ہم انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں یقیناً اس میں ہر متوجہ ہونے والے شخص کے لیے پوری پوری دلیل ہے''۔

زندگی بعد الموت کا انکار اور رسول پر الزام جنون: (۷) یعنی کافر زندگی بعد الموت کو اور قیامت کو محال جانتے ہیں اور جب اللہ کے رسول انہیں یہ باتیں بتاتے ہیں تو وہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں کہ آؤ ہم تمہیں ایک ایسے آدمی کو بتائیں جو تمہیں یہ خبر دے رہا ہے کہ جب تم بالکل ریزہ ریزہ ہو کر اور مٹی میں پیوست ہو کر بے نام ونشان ہو جاؤ گے تمہارے جسم کا کوئی ریزہ بھی نظر نہ آئے گا بجز خاک کے تو تم پھر ایک نئی پیدائش میں آ کر زندہ ہو جاؤ گے اور کھاؤ پیو گے حالانکہ یہ بات ناممکن ہے کہ براہ راست تمہیں پھر اس خاک سے پیدا کر دیا جائے۔

(۸) معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص یا تو جان بوجھ کر اللہ کی طرف ایک جھوٹی بات منسوب کرتا ہے کہ اللہ نے مجھ پر اس بات کی وحی بھیجی ہے یا بے چارہ دیوانہ ہے اور دیوانوں اور پاگلوں کی طرح بڑ ہانک رہا ہے حق تعالیٰ نے ان گمراہوں کو جواب دیا کہ ان بے ایمانوں نے اللہ کے رسول کے بارے میں جو رائے قائم کر رکھی ہے وہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے آپ تو سچے ہیں نبوت سے پہلے کی چالیس سالہ زندگی میں آپ کا کوئی ایک جھوٹ بھی ثابت نہیں کر سکتا پھر نیک وصالح ہیں جھوٹ بولنا شرارت پسندوں اور بروں کا کام ہوتا ہے اور صاحب عقل وہوش ہیں دیوانوں کی سی باتیں نہیں کر رہے ہیں بلکہ خود تمہارے دماغ الٹ گئے ہیں آپ تو اللہ

کے پاس سے ایک سچا دین لے کر آئے ہیں اور یہ جھوٹے' جاہل کندۂ ناتراش ایسے کفر میں مبتلا ہیں جو انہیں کشاں کشاں جہنم کے عذاب کی طرف کھینچ کر لے جا رہا ہے اور دنیا میں سچائی سے میلوں دور ہٹے ہوئے ہیں۔

جواب میں قدرت کی ہمہ گیری کا بیان: (۹) اس میں حق تعالیٰ نے نہ ماننے والوں کو اپنی بے مثال قدرت کی طرف توجہ دلائی کہ ذرا آسمان و زمین میں غور کرو جو ہر وقت تم کو نظر آتا ہے' تمہارے آگے پیچھے دائیں بائیں اور اوپر نیچے آسمان و زمین ہے' جدھر بھی جاؤ گے تمہارے سروں پر اللہ کا یہ نیلا سائبان ہوگا اور تمہارے نیچے یہ زمردیں زمین ہوگی چنانچہ فرمایا وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ الخ (ذاریات ۵۱/ ۴۷'۴۸) ہم نے آسمان اپنی قدرت سے بنایا اور اسے وسیع بنایا اور زمین خوب صورتی اور قرینے سے پھیلا دی' پھر جب اللہ نے اپنی بے مثال قدرت سے ایسی بڑی بڑی چیزیں بنا دیں تو تمہارا دوبارا پیدا کرنا کیا مشکل ہے اس کی قدرت میں سب کچھ ہے۔

رسول کا انکار عذاب کا پیش خیمہ ہے: پھر فرمایا کہ اگر ہم چاہیں تو انہیں ان کے کفر کی پاداش میں زمین میں دھنسا دیں یا آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دیں کہ یہ چکنا چور ہو کر رہ جائیں ہم ہر بات پر قادر ہیں مگر ہم نے اپنے حلم و عفو کی وجہ سے انہیں ڈھیل دے دی ہے (مطلب یہ نکلا کہ اللہ کے رسول کا انکار اللہ کے عذاب کو کسی نہ کسی دن ضرور کھینچ لائے گا' اس لیے جو رسولوں کی بات نہیں مانتے انہیں اللہ کے عذاب کا منتظر رہنا چاہیے' بڑی بڑی مخلوق کو دیکھ کر سوچنے والے تو سمجھ جاتے ہیں کہ اللہ زندگی بعد الموت پر بھی جو ایک معمولی سی بات ہے قادر ہے اور اللہ کے عدل کا یہی تقاضا ہے)۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۙ﴿۱۰﴾ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱﴾

''بلاشبہ ہم نے داؤدؑ کو اپنا فضل عطا فرمایا تھا' پہاڑو! ان کے ساتھ بار بار تسبیح پڑھا کرو اور اے پرندو تم بھی' اور ہم نے ان کے لیے لوہا نرم بنا دیا تھا کہ پوری پوری زرہ بناؤ اور جوڑوں میں اندازہ رکھو اور تم سب نیک عمل کرو یقیناً میں تمہارے تمام کام اچھی طرح دیکھ رہا ہوں''۔

حضرت داؤدؑ پر اللہ کے فضل کا بیان: (۱۰) حق تعالیٰ نے اپنے بندے اور رسول حضرت داؤد علیہ السلام کو جو نعمتیں عطا فرمائی تھیں ان کا بیان ہے کہ اللہ کا آپ پر ظاہری فضل و کرم تھا کہ آپ کو نبوت بھی ملی اور طاقت و حکومت بھی آپ کے پاس جنگی طاقت بھی کافی تھی اور فوج بھی اور حسب ضرورت اسلحہ بھی' علاوہ ازیں آپ کو ایک مخصوص نعمت سے نوازا گیا تھا کہ آپ کو کمال خوش الحانی عطا کی گئی تھی' جب آپ خوش الحانی سے زبور پڑھتے تھے اور اللہ کی پاکی بیان فرماتے تھے تو آپ کے ساتھ سر بفلک' ٹھوس اور مرتفع پہاڑ بھی تسبیح پڑھنے لگتے تھے' اڑتے اڑتے پرندے بھی ٹھہر جاتے تھے اور آنے جانے والے کھڑے ہو کر سننے لگتے تھے اور وجد میں آ کر مختلف بولیوں میں آپ کی آواز میں آواز ملانے لگتے تھے' ایک دفعہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو رات میں قرآن پڑھتے ہوئے سنا' آپ نے ٹھہر کر ان کی قراءت سنی پھر فرمایا کہ انہیں بھی آل داؤد کی خوش الحانیوں میں سے پیاری آواز ملی ہے۔

پھر فرمایا کہ ہم نے ان کے لیے لوہا نرم بنا دیا تھا یعنی آپ اسے آگ میں گرم کر کے ہتھوڑے مار مار کر چیزیں نہیں بناتے تھے بلکہ دھاگے کی طرح ہاتھ سے بٹ لیا کرتے تھے' زرہوں میں زنجیریں ڈالنا آپ ہی کی ایجاد ہے اس سے پہلے زرہیں لوہے کے چوڑے چوڑے پتروں کی بنتی تھیں آپ روزانہ ایک زرہ بنالیا کرتے تھے اور اسے چھ ہزار درہم میں فروخت کر دیا کرتے تھے جس میں سے دو ہزار اپنے خرچ کے لیے رکھ کر باقی چار ہزار دینی کام کرنے والوں کے کھانے پر خرچ کر دیا کرتے تھے (ابن ابی حاتم) پھر فرمایا اور جوڑوں میں اندازہ رکھو خود حق تعالیٰ آپ کو زرہ بنانا بتا رہا ہے کہ کڑیاں اندازے سے رکھو حلقے اتنے چھوٹے نہ ہوں کہ ٹھیک نہ بیٹھیں اور نہ اتنے بڑے کہ ڈھیلے رہ جائیں بلکہ اندازے سے ٹھیک رکھو۔

پھر فرمایا کہ اے لوگو اللہ نے تم کو جو نعمتیں دی ہیں ان کے شکریہ میں نیک عمل کرتے رہو میں تمہارے عملوں کا نگران ہوں میرے علم کے کارندے ۲۴ گھنٹے تمہارے پیچھے لگے رہتے ہیں اور تمہاری ایک ایک بات لکھتے رہتے ہیں اور تمہاری ہر وقت کی کارگزاری میرے سامنے رہتی ہے۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾

''ہم نے سلیمانؑ کے لیے ہوا مسخر کر دی جس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی مسافت کی برابر ہوتی تھی اور شام کی منزل بھی اور ہم نے ان کے لیے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا' بعض جن ان کے رب کے حکم سے ان کے سامنے کام کیا کرتے تھے اور ان میں سے جو کوئی بھی ہمارے حکم سے ٹیڑھا ہو جائے گا ہم اسے آگ کا مزا چکھائیں گے جو کچھ وہ چاہتے جن بنا دیا کرتے تھے مثلاً قلعے' مجسمے' حوضوں جیسے بڑے بڑے لگن اور چولھوں پر جمی ہوئی بڑی بڑی دیگیں' اے آل داؤدؑ بطور شکر کے عمل کرو اور میرے شکر گزار بندے تھوڑے سے ہیں''۔

حضرت سلیمانؑ پر اللہ کا فضل: (۱۲) اوپر حضرت داؤدؑ پر جو نعمتیں تھیں ان کا بیان تھا یہاں ان کے صاحبزادے حضرت سلیمان کی نعمتوں کا بیان ہے کہ حق تعالیٰ نے ہوا ان کے قبضے میں دے دی تھی جو آپ کا تخت اور لاؤ لشکر لے کر ایک ماہ کی مسافت آدھے دن میں طے کر لیا کرتی تھی' صبح کو دمشق سے سوار ہوتے اور اصطخر میں جا کر ناشتہ کر لیا کرتے تھے' اسی طرح زوال کے بعد اصطخر سے چل کر شام تک کابل پہنچ جاتے اور وہاں رات گزارتے' دمشق سے اصطخر تک پہنچنے میں ایک تیز رفتار مسافر کو پورا ایک ماہ لگتا ہے' اسی طرح اصطخر سے کابل تک ایک ماہ لگتا ہے پھر فرمایا کہ ہم نے ان کے لیے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا تھا' پھر فرمایا کہ جو جن اطاعت سے خارج ہو جائے گا اور ہمارا کہنا نہ مانے گا ہم اسے بھڑکتی ہوئی آگ کا مزا چکھا دیں گے جن ابلیس کی اور انسان آدمؑ کی

اولاد ہیں‘ جنوں اور انسانوں میں مومن بھی ہیں اور کافر بھی‘ مومنوں کو اللہ کا ولی اور کافروں کو شیطان کہا جاتا ہے‘ جنوں کو بھی جزا و سزا ملے گی۔

(۱۳) یعنی خوب صورت عمارت‘ گھر کا ممتاز و بہترین اور خوب صورت کمرہ‘ شاہی محل جیسی شان دار عمارت‘ شاہی محل‘ مسجد تمثال دھات یا شیشے بڑا حوض‘ پھر فرمایا ایک جگہ رکھی ہوئی دیگیں جو ہلائی جلائی نہیں جاسکتیں کیونکہ بڑے ہونے کی وجہ سے کسی سے ہل نہیں سکتیں اور تانبے کے تین پایوں پر رکھی ہوئی ہیں جو چولہے کا کام دیتے ہیں بہر حال یہ غیر منقول و غیر متحرک دیگیں حضرت سلیمانؑ کے حکم سے جن بنایا کرتے تھے تا کہ ایک ہی دفعہ تمام لشکر کا کھانا تیار ہو جائے‘ پھر فرمایا کہ ہم نے ان سے کہا اے آل داؤد ان دینی اور دنیوی نعمتوں کے شکر میں نیک عمل کرتے رہو‘ معلوم ہوا کہ شکر فعل سے بھی ادا کیا جاتا ہے اور قول و نیت سے بھی رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ کو سب سے زیادہ پیاری حضرت داؤد کی نماز تھی‘ آدھی رات تک سوتے پھر تہائی رات تک نماز پڑھتے‘ پھر رات کے چھٹے حصے میں آرام کرتے اور سب سے زیادہ پیارے حضرت داؤد کے روزے تھے کہ ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھا کرتے تھے اور دشمن کے مقابے سے پیٹھ نہیں موڑتے تھے (ق)۔ حضرت سلیمانؑ کی والدہ نے آپ سے کہا چاند! رات میں زیادہ نہ سویا کرو کیونکہ رات میں زیادہ سونے سے انسان قیامت کے دن فقیر ہوگا (ابن ماجہ)۔ پھر فرمایا کہ میرے شکر گزار بندے تھوڑے ہیں یعنی نعمتوں کا شکر بہت کم لوگ ادا کرتے ہیں۔

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝۱۴

”پھر جب ہم نے ان کے پاس موت کا حکم بھیجا تو جنوں کو ان کی موت کی دیمک ہی نے خبر دی جو ان کی لکڑی چاٹ رہی تھی پھر جب وہ گرے تو جنوں پر یہ بات کھلی کہ اگر ہم غیب داں ہوتے تو اس ذلت والے عذاب میں اب تک نہ رہتے“۔

حضرت سلیمانؑ کی وفات کا بیان: (۱۴) حضرت سلیمانؑ کی وفات کا بیان ہے کہ کس طرح واقع ہوئی‘ اور اللہ نے کس طرح آپ کی وفات جنوں پر ظاہر نہیں ہونے دی جو سخت کاموں میں آپ کے حکم کے تابع تھے آپ موت کے بعد ایک زمانے تک اپنے عصا پر ٹیک لگائے کھڑے رہے‘ ابن عباسؓ فرماتے ہیں تقریباً آپ کی لاش ایک سال تک لکڑی سے ٹیک لگائے کھڑی رہی‘ پھر جب اسے اندر ہی اندر دیمک چاٹ گئی اور وہ کمزور ہو کر زمین پر گری تو جنوں کو معلوم ہوا کہ وہ تو اب سے بہت دنوں پہلے وفات پا چکے ہیں‘ اس وقت جنوں اور انسانوں پر یہ بات کھل گئی کہ جن غیب داں نہیں ہیں جیسا کہ لوگوں کو خیال تھا اور جن بھی لوگوں کے دلوں میں اپنی غیب دانی کا سکہ بٹھایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ یہ معلوم کرنے کے لیے کہ آپ کی وفات کو کتنا عرصہ ہوا‘ دیمک کو اس لکڑی پر رکھ دیا‘ اس نے چوبیس گھنٹے میں جس قدر لکڑی کھائی اس سے اندازہ لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ آپ کی وفات کو ایک سال گزر گیا ہے‘ جنوں نے آپ کی موت کے بعد آپ کے مطیع ہو کر پورے ایک سال کام انجام دیئے‘ اب لوگوں کو یقین آیا کہ جن جو غیب دانی کا دعویٰ کیا کرتے تھے جھوٹ بولا کرتے تھے اگر غیب داں ہوتے تو آپ کی موت جان لیتے اور آپ کی خدمتیں بجالاتے

ہوئے سال بھر تک اس عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۬ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾

''بلاشبہ قوم سبا کے لیے اپنی آبادیوں میں ایک نشانی تھی' ان کے دائیں بائیں باغ تھے اپنے رب کی روزی کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو یہ عمدہ شہر ہے اور گناہ معاف کر دینے والا رب ہے لیکن انہوں نے اعراض کیا' آخر ہم نے ان پر زوردار سیلاب بھیج دیا اور ان کے دورویہ باغوں کے عوض بدمزہ پھلوں کے اور جھاؤ کے اور تھوڑے سے بیریوں کے درختوں کے دو باغ دے دیئے یہ ہم نے انہیں ان کے کفر کا بدلہ دیا اور ہم ناشکروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں''۔

سبا والوں کی ناشکری کا بیان: (۱۵) سبا والے یمن کے بادشاہ اور اس کے باشندے تھے یہاں کے بادشاہ تبع کہلاتے تھے بلقیس بھی جس کو حضرت سلیمان نے اسلام کی دعوت دی تھی ملک سبا ہی کی ملکہ تھیں یہ لوگ بڑے عیش و آرام سے اس علاقے میں رہتے سہتے تھے ان کا ہرا بھرا اور سرسبز علاقہ رشک آفریں تھا' روزیوں کی فراوانی غلوں کی ارزانی اور میووں اور پھلوں کی بہتات تھی اللہ نے ان کی طرف رسول بھیجے جو انہیں یہ ہدایت کرتے رہتے تھے کہ اللہ کی عطا کردہ روزیاں کھاؤ پیو اور اس کی توحید کے قائل ہو کر اسی کی عبادت کیے جاؤ تاکہ اس کی نعمتوں کا کچھ تو تھوڑا بہت شکر ادا ہو سکے چنانچہ جب تک اللہ کو منظور رہا یہ توحید پرست رہے اور خالص اللہ کی عبادت پر قائم رہے پھر انہوں نے تعلیمات انبیاء سے روگردانی کی آخر اللہ کے عذاب میں جو ایک سیلاب کی شکل میں آیا تھا مبتلا ہو گئے اور یہاں سے ہجرت کر کے دنیا میں تتر بتر ہو گئے رسول اللہ ﷺ سے سبا کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ مرد تھا یا عورت یا کسی جگہ کا نام ہے فرمایا سبا ایک مرد تھا جس کے دس بیٹے تھے ان میں سے کچھ یمن میں بس گئے تھے اور چار شام میں یمن والوں کے نام یہ ہیں مذحج' کندۃ' ازد' اشعری' انمار' حمیر اور شام میں بسنے والے لخم' جذام عاملہ اور غسان ہیں (۱)۔

سد مآرب کا واقعہ: دیوار کا واقعہ یہ ہے کہ پہاڑوں کے درمیان پانی روک کر ایک بند بنایا گیا تھا جس سے یمن کا تمام علاقہ سیراب ہوتا تھا' بارش کا تمام پانی جو میدانوں سے بہہ کر آتا تھا یہاں جمع ہو جایا کرتا تھا' کسی قدیمی بادشاہ نے دو پہاڑوں کے درمیان مضبوط و مستحکم پشتہ باندھ کر اور ایک مستحکم دیوار بنوا کر اس پانی کو محفوظ کر دیا تھا' اسی پانی سے نہروں کا جال تمام علاقے میں پھیلا ہوا تھا' نہروں کے دونوں جانب میلوں تک باغ پھیلے ہوئے تھے' پھلوں کی عمدگی اور فراوانی تھی اور افراط کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی عورت سر پر ٹوکری لے کر ان باغوں میں سے گزر جاتی تو اس کی ٹوکری پکے پھلوں سے بھر جایا کرتی تھی اسے نیچے سے اٹھانے کی یا درخت سے توڑنے کی زحمت اٹھانی نہیں پڑتی تھی یہ پشتہ مآرب میں تھا جو ایک شہر تھا' اور صنعاء سے تین منزل پر تھا' یہ شہر سد مآرب

کے نام سے مشہور تھا' یہاں کی آب و ہوا انتہائی معتدل پاکیزہ اور صاف تھی یہی وجہ ہے کہ وہاں مکھیاں' مچھر' پسو اور دیگر کیڑے مکوڑے نہیں تھے' حق تعالیٰ کی ان پر بڑی مہربانی تھی یہ سب توحید ہی کی برکتیں تھیں لوگوں کو لائق تھا کہ توحید پر قائم رہتے پہاڑوں کے دائیں بائیں دورویہ باغ تھے اور بیچ میں شہر آباد تھا حکم تھا کہ اپنے رب کی دی ہوئی پاکیزہ چیزیں کھاؤ پیو اور اس کا شکر ادا کرتے رہو یہ شہر پاکیزہ اور صحت افزاء ہے اور تمہارا رب تمہارے گناہ معاف کرنے والا ہے بشرطیکہ تم توحید پر قائم رہو۔

(۱۶) لیکن انہوں نے توحید سے اللہ کی عبادت سے اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے روگردانی کی اور اللہ کو چھوڑ کر سورج کی پرستش کرنے لگے جیسا کہ ہدہد نے حضرت سلیمان سے کہا تھا وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ الخ (نمل ۲۷/۲۲) میں آپ کے پاس سبا سے ایک یقینی خبر لایا ہوں میں نے ایک عورت کو دیکھا جوان کی ملکہ ہے اسے ہر چیز دی گئی ہے اور اس کا ایک بڑا تخت بھی ہے میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا' شیطان نے انہیں ان کے عمل اچھے سجھا دیئے ہیں اور انہیں سیدھی راہ سے روک دیا ہے' اب وہ راہ نہیں پاتے۔

جب اللہ نے پانیوں کا سیلاب بھیج کر انہیں سزا دینا چاہا تو اسے پشتے کی طرف گھونس بھیجی گئی جس نے اس دیوار میں سوراخ کر دیا۔ آخر کار ایک دن پانی کے زور سے یہ چھوٹے چھوٹے سوراخ بڑے ہو کر دیوار ٹوٹ گئی اور شہر پر ایک بے پناہ سیلاب ٹوٹ پڑا' گھونسوں نے اس پشتے کی بنیاد میں جگہ جگہ بل بنا رکھے تھے' جس سے دیوار کی بنیاد کمزور ہو گئی تھی' جب برسات کا زمانہ آیا اور پانی کی کثرت ہوئی تو پانی کے زور سے یہ دیوار گر پڑی اور طوفان پوری تباہیوں کے ساتھ آ دھمکا جو نہ صرف باغوں کو بلکہ تمام عمارتوں کو بھی گراتا چلا گیا' جب سیلاب اتر گیا اور پانی خشک ہوا تو ہرے بھرے باغوں کے بجائے جھاؤ' جھاڑیاں' اور کچھ جنگلی بدمزہ پھلوں کے درخت رہ گئے تھے یہ پیلو کے اور ببول کے درخت اگ آئے تھے' ان لدے پھندے باغوں کا جن پر ہر وقت پکے اور گدرائے ہوئے پھل رہتے تھے' ان خوب صورت نظاروں کا ان ٹھنڈے گھنے سایوں کا اور ان جاری نہروں کا یہ انجام ہوا کہ اب ان کی جگہ پیلو کے' جھاؤ کے اور جھڑ بیریوں کے درخت ہیں جن پر پھل تھوڑے اور کانٹے بہت ہیں یہ ہے کفر و شرک کا صداقت کو جھٹلانے کا اور حق سے باطل کی طرف پھر جانے کا خوف ناک انجام اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے بعد والی آیت میں فرمایا۔

(۱۷) یعنی ہم نے انہیں ان کے کفر ہی کی سزا دی ہے اور ناشکروں ہی کو سزا دی جاتی ہے حق تعالیٰ نے سچ فرمایا ایسی سزائیں ناقدروں پر ہی آتی ہیں اور احسان فراموشوں ہی سے باز پرس کی جاتی ہے' علیؓ فرماتے ہیں گناہوں کی سزا عبادت میں سستی روزی میں تنگی اور خوشی کا بہ مشکل تمام حاصل ہونا ہے جہاں کوئی خوشی نصیب ہوئی' فوراً غم نے آ کر اسے مکدر کر دیا اور ساری مسرت کرکری ہو کر رہ گئی۔

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ﴿١٨﴾ فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿١٩﴾

''اور ہم نے ان کے اور ان کے شہروں کے درمیان جن میں برکت دے رکھی تھی اور شہر بھی آباد کر رکھے تھے جو سر راہ ظاہر تھے' اور ہم نے ان میں چلنے کی منزلیں مقرر کر رکھی تھیں کہ ان میں دن رات امن و امان سے سفر کرتے رہو لیکن انہوں نے دعا مانگی کہ اے ہمارے آقا ہمارے سفر لمبے کر دے' اور انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا' آخر کار ہم نے انہیں افسانہ بنا دیا' اور ان کے پوری طرح سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے یقیناً اس میں ہر صبر کرنے والے اور ہر شکر گزار کے لیے بڑی بڑی عبرتیں ہیں''۔

مآرب والوں کے عیش و آرام کا بیان: (۱۸) مآرب والوں کے عیش و آرام کا اور ان کی عافیت و امن و امان کا بیان ہے کہ وہ خوشگوار عیشوں میں' رشک آفریں نعمتوں میں' پر بہار شہروں میں اور امن والے اور قریب قریب شہروں والے علاقوں میں زندگی گزار رہے تھے' جہاں کی زمین سونا اگل رہی تھی' پھل دار درختوں کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ مسافروں کو اپنے ساتھ سامان سفر میں کھانے پینے کی چیزوں کے لے جانے کی ضرورت نہ تھی ہر جگہ پھل اور پانی موجود تھا اگر کوئی دو پہر کو ایک شہر میں آرام کرتا تو شام کو دوسرے شہر میں جا رات گزارتا' آرام و عیش کے ساتھ گھنی چھاؤں میں امن و امان سے سفر کیا کرتے تھے۔

پھر فرمایا کہ ہم نے ان میں چلنے کی منزلیں مقرر کر دی تھیں' یعنی ان میں فاصلہ مسافروں کی ضرورت کے مطابق رکھا گیا تھا' انہیں سفر میں نہ صرف دن ہی میں بلکہ رات کو بھی امن نصیب تھا۔

سبا والے قریب قریب کی بستیوں سے اکتا گئے: (۱۹) ان لوگوں نے اللہ کی یہ نعمت ٹھکرا دی' قریب قریب آبادیوں سے اکتا گئے .اور یہ آرزو کرنے لگے کہ سفر کے لیے لمبے چوڑے میدان و بیابان ہوں تا کہ سفر کا لطف حاصل ہو' سواریاں بھی ہوں' کھانے پینے کا سامان بھی ساتھ ہو اور سفر کی تمام صعوبتوں سے دو چار ہوں تو پھر سفر میں مزا آئے۔

ان لوگوں نے اللہ کی نعمت کی قدر نہیں کی اور دعا کرنے لگے کہ اے اللہ ہمارے سفر لمبے لمبے کر دے اور کفر و شرک کر کے اپنے اوپر ظلم ڈھایا' آخر کار ہم نے انہیں لوگوں کے لیے افسانہ بنا کر چھوڑ دیا' اب لوگ ان کے واقعات بیان کرتے ہیں کہ اللہ نے ان پر کیسا عذاب بھیجا جس سے وہ تتر بتر ہو کر رہ گئے نہ عزیزوں کا قرب ہی رہا نہ دوستوں کا آنا جانا ہی رہا نہ وہ عیش و آرام ہی رہا اور نہ مل بیٹھنا ہی رہا سب دنیا میں ادھر ادھر متفرق ہو گئے جب لوگ تتر بتر ہو جاتے ہیں تو اس تفریق و تشت کی مثال میں عرب والے سبا والوں ہی کو پیش کیا کرتے ہیں کہ یہ تو ان کی طرح سے تتر بتر ہو گئے۔

پھر فرمایا کہ اس واقعہ میں ہر صبر و شکر گزار کے لیے بڑی بڑی عبرتیں ہیں کہ کفر و شرک کا نعمتوں پر شکر ادا نہ کرنے کا اور اللہ کو بھول جانے کا ایسا عبرت ناک انجام ہوتا ہے کہ انسان دانے دانے کو ترس جاتا ہے' تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور تتر بتر ہو جاتا ہے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا مومن کے حق میں اللہ کا جو فیصلہ ہوتا ہے وہ اچھا ہی ہوتا ہے اگر اسے نعمتیں ملتی ہیں تو وہ اپنے رب کا شکر بجالاتا ہے اور اس کی حمد کرتا ہے اور اگر اس پر مصیبتیں آتی ہیں تو اپنے رب کی حمد کر کے صبر کر لیتا ہے مومن کو ہر چیز میں ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ اپنی بیوی کے منہ میں نوالے دینے کا بھی ثواب ہے (تا)۔(۲) مومن کے لیے اللہ کا ہر فیصلہ بہتر ہی ہوتا ہے وہ خوشی پر شکر کرتا ہے اور رنج پر صبر کرتا ہے' دونوں باتیں اس کے لیے بہتر ہیں' یہ چیز مومن کے علاوہ کسی اور کو نصیب نہیں (ق)۔

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۰﴾
وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ

هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ۭ وَرَبُّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾ ع

''بلاشبہ شیطان نے اپنے گمان کو سچا کر دکھایا' سب کے سب اس کے پیچھے لگ گئے' بجز ایمان والوں کی جماعت کے اور شیطان کا ان پر کوئی زور نہ تھا مگر یہ کہ ہم آخرت پر ایمان رکھنے والوں کو اس پر ایمان رکھنے والوں سے ممتاز کر دیں' اور آپ کا رب ہر چیز پر نگہبان ہے''۔

ناشکروں نے شیطان کی بات سچی کر دکھائی: (۲۰) اوپر سبا والوں کا بیان تھا کہ جب انہوں نے خواہش پرستی اور شیطان پرستوں کی پیروی کی تو ان کا کس قدر عبرت ناک و حسرت خیز حشر ہوا' اس آیت میں ان کی اور ان جیسے خواہش پرستوں اور شیطان کے مریدوں کی طرف سے خبر دی کہ ان پر ابلیس نے اپنا گمان سچا کر دکھایا جب شیطان نے حضرت آدم کو سجدہ نہیں کیا تھا تو یہ کہا تھا (۱) اَرَاَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ الخ (اسراء ۱۷/۶۲) تو نے اس کو جو مجھ پر عزت عطا فرمائی ہے اگر تو مجھے قیامت تک مہلت دے دے تو میں اس کی اولاد کو خوب تباہ کر کے چھوڑوں گا علاوہ تھوڑے سے لوگوں کے جو میرا کہنا نہیں مانیں گے۔

شیطان کا کسی پر زور نہیں: (۲۱) یعنی شیطان بلا دلیل و حجت کے بہکاتا ہے لوگوں پر اس کا کوئی غلبہ' دلیل و حجت اور زور زبردستی نہیں اور نہ ان پر دباؤ ڈال کر انہیں مجبور کر سکتا ہے وہ تو دھوکے دے دے کر جھوٹی امیدیں دلا دلا کر اپنی عیاریوں سے کام لے کر انسان کی راہ مارتا ہے لوگ اس کے جھوٹے بہلاووں میں آ جاتے ہیں اور اس کا کہنا مان لیتے ہیں۔

شیطان مسلط کرنے کی حکمت: پھر حق تعالیٰ نے لوگوں پر شیطان مسلط کر دینے کی حکمت بیان فرمائی کہ اس طرح مومن و کافر میں امتیاز ہو جاتا ہے کہ کون غیب کی باتیں مان کر اللہ کی فرماں برداری کرتا ہے اور کون نہیں' پھر فرمایا کہ آپ کا رب ہر چیز کا محافظ ہے' اس کی حفاظت کے باوجود گمراہ ہو جانے والے گمراہ ہو جاتے ہیں مگر مومن اس کی حفاظت کا سہارا لے لیتے ہیں' اس لیے شیطان ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي
السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ
ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓي اِذَا فُزِّعَ عَنْ
قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾

''آپ فرما دیں کہ تمہیں اللہ کے سوا جن معبودوں کا گمان ہے سب کو پکار لو' ان میں سے کسی کو آسمان و زمین کے ایک ذرے کا بھی اختیار نہیں' نہ آسمان و زمین میں ان کا ساجھا ہے' اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے' اللہ کے پاس سفارش بھی کام نہیں دیتی ہاں جس کو وہ اجازت دے دے' یہاں تک کہ جب ان کی گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو آپس میں پوچھتے ہیں' تمہارے رب نے کیا فرمایا وہ جواب دیتے ہیں کہ سچی بات کا حکم فرمایا وہی سب سے بلند و بالا اور سب سے بڑا ہے''۔

اللہ ہی سچا معبود ہے: (۲۲) یعنی تنہا اور اکیلا معبود اللہ ہی ہے جو یکتا اور بے نیاز ہے' اللہ کا نہ کوئی نظیر ہے اور نہ کوئی ساجھی' بلکہ وہ

تنہا تمام کام مستقل طور پر انجام دیتا ہے اور بلا شرکت غیرے تمام کام کرتا ہے نہ اس سے کوئی جھگڑا کرنے والا ہے اور نہ مزاحمت کرنے والا فرمایا اللہ کے سوا جتنے اور معبودوں کی پرستش کی جاتی ہے اے مشرکو تم ان سب کو بلا لو انہیں آسمان و زمین کے ایک ذرے کا بھی تو اختیار نہیں' دوسری جگہ فرمایا وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ الخ (فاطر ۳۵/۱۳) اللہ کو چھوڑ کر جن لوگوں کو تم پکارتے ہو ان کا کھجور کی جھلی تک پر بھی اختیار نہیں بالکل بے بس و لاچار ہیں پھر فرمایا کہ آسمان و زمین میں ان کا ساجھا بھی نہیں یعنی نہ تو وہ کسی چیز کے مستقل طور پر مالک ہیں اور نہ شرکت کے طور پر اور نہ ان میں سے کوئی رب کا مددگار رہی ہے بلکہ تمام مخلوق ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک اللہ کی محتاج ہے اور اس کی رعیت و غلام ہے۔

اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کرے گا: (۲۳) یعنی اللہ کی عظمت و جلال کا اور اس کی کبریائی کا اور رعب و داب کا یہ عالم ہے کہ کوئی کسی کی سفارش کے لئے اس کی مرضی کے بغیر لب بھی نہیں ہلا سکتا جب تک کہ خود حق تعالیٰ سفارش کی اجازت نہ دے فرمایا (۱) مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ الخ (بقرہ ۲/۲۵۵) بلا اس کی مرضی کے اس کے پاس کوئی بھی کسی کی سفارش نہیں کر سکتا (۲) وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ الخ (نجم ۵۳/۲۶) آسمانوں میں بہت سے ایسے فرشتے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی کام نہیں آئے گی ہاں اللہ جس کے لئے انہیں سفارش کی اجازت دے دے (تو سفارش کام دے دے گی) اور راضی بھی ہو (۳) وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى الخ (انبیاء ۲۱/۲۸) فرشتے انہیں کی سفارش کریں گے جن سے اللہ راضی ہوگا اور وہ اس کے خوف سے کانپ رہے ہوں گے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ (جو بنی نوع آدم کے سردار ہیں اور اللہ کے پاس سب سے بڑے سفارشی ہوں گے جب مقام محمود حاصل فرمالیں گے اور سفارش کبریٰ کا ارادہ فرمائیں گے تو سفارش کے لئے رب کے پاس آئیں گے) فرماتے ہیں میں اللہ کے سامنے سجدے میں گر پڑوں گا جب تک اسے منظور ہوگا میں سجدے میں پڑا رہوں گا' اس وقت ایسی ایسی تعریفیں میرے دل میں ڈال دی جائیں گی جواب دماغ میں نہیں ہیں پھر کہا جائے گا محمد ﷺ سر اٹھاؤ تمہاری بات سنی جائے گی سوال کرو تمہیں دیا جائے گا اور سفارش کرو تمہاری سفارش منظور کر لی جائے گی (ق) پھر فرمایا کہ جب فرشتوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتا ہے تمہارے رب نے کیا فرمایا وہ جواب دیتے ہیں کہ سچی بات فرمائی' یعنی جب دلوں کی گھبراہٹ جاتی رہتی ہے تو آپس میں پوچھنے لگتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا تو اس کے فرمان کی اطلاع عرش اٹھانے والے فرشتے دیتے ہیں اور پھر درجہ بدرجہ پہلے آسمان والے فرشتوں کو خبر ہوتی ہے اس مقام سے بھی اللہ کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے کہ جب حق تعالیٰ وحی فرماتا ہے اور آسمان والے اس کی بات سن لیتے ہیں تو مارے مصیبت کے کانپنے لگتے ہیں اور ان پر خود فراموشی طاری ہو جاتی ہے پھر فرمایا فرشتے اس حق کا اظہار کرتے ہیں یعنی جوں کا توں بتا دیتے ہیں ایک حرف کی بھی کمی بیشی نہیں ہونے پاتی اللہ بڑے بلند مقام والا اور سب سے بڑا ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ آسمان میں کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے عاجزی سے اپنے سر جھکا لیتے ہیں' اللہ کا کلام پتھر پر زنجیر کی جھنکار کی طرح کا ہوتا ہے پھر جب فرشتوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا تو وہ فرشتے جن سے اللہ کا کلام کیا گیا تھا اسے جوں کا توں بتا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ سب سے بلند و برتر اور سب سے بڑا ہے' پھر کوئی بات چوری سے سننے والے شیطان بھی سن لیتے ہیں اور اپنے پاس والے سے وہ پھر اپنے پاس والے سے کہتا چلا جاتا ہے' یہاں تک کہ سلسلہ بہ سلسلہ نیچے والے تک خبر پہنچ جاتی ہے وہ جادوگر یا کاہن کے دل میں ڈال دیتا ہے کبھی تو بتانے سے پہلے ہی اوپر والے شیطان کو انگارا مار کر ختم کر دیا جاتا ہے اور کبھی بتانے کے بعد پھر کاہن یا جادوگر

اس میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں میں پھیلا دیتے ہیں اور ایک بات صداقت کی وجہ سے لوگ کاہنوں اور جادوگروں کی ہر بات پر یقین کرنے لگتے ہیں (بدت' ابن ماجۃ)۔ (۲) اللہ کسی کام کی وحی کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو وحی کے الفاظ ارشاد فرماتا ہے جب وہ کلام کرتا ہے تو مارے خوف کے تمام آسمانوں پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے اس وحی کو سن کر سب فرشتے سجدے میں گر جاتے ہیں اور ان کے ہوش اڑ جاتے ہیں پھر سب سے پہلے حضرت جبرئیل سر اٹھاتے ہیں' اللہ اپنا ارادہ ان پر ظاہر فرماتا ہے اور حضرت جبرئیل تمام آسمان کے فرشتوں کو اس سے خبردار کرتے ہیں ہر آسمان والے فرشتے آپ سے پوچھتے ہیں کہ جبرئیل حق تعالیٰ نے کیا فرمایا آپ اللہ کی عظمت و بلندی کو سراہتے ہوئے اسے جوں کا توں بتا دیتے ہیں پھر سب فرشتے بھی اللہ کی عظمت و پاکی بیان کرنے لگتے ہیں پھر آپ یہ وحی لے کر اس مقام پر پہنچتے ہیں جہاں یہ وحی بھیجی گئی ہے یعنی پہلے آسمان پر یا زمین پر (ابن ابی حاتم' ابن جریر' ابن خزیمۃ)۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ لَّا تُسْـَٔــلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔــلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۭ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَاۗءَ كَلَّا ۭ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾

''آپ پوچھیں تمہیں آسمان و زمین سے کون روزی دیتا ہے پھر خود ہی جواب دیں کہ اللہ' بلاشبہ ہم یا تم یقیناً کھلی ہدایت پر یا کھلی گمراہی پر ہیں' آپ فرما دیں کہ ہمارے جرائم کے بارے میں تم سے سوال نہ ہوگا اور تمہارے کرتوتوں کے بارے میں ہم سے نہیں پوچھا جائے گا' آپ فرما دیں ہمیں ہمارا رب جمع فرمائے گا پھر انصاف سے ہمارے فیصلے فرمائے گا وہی جھگڑے چکانے والا اور بڑے علم والا ہے آپ فرما دیں کہ ذرا مجھے بھی تو انہیں دکھا دو جنہیں تم اللہ کے شریک بنا کر اس کے ساتھ ملا رہے ہو ہرگز اس کا کوئی شریک نہیں' بلکہ وہی ایک اللہ ہے جو سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے''۔

کسی بات میں اللہ کا کوئی شریک نہیں: (۲۴) یہ بات ثابت کی جا رہی ہے کہ اللہ ہی پیدا کرنے میں روزی پہنچانے میں اور معبود ہونے میں تنہا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں پھر اے مشرکو جس طرح تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ آسمان سے مینہ اللہ ہی برساتا ہے' زمین سے کھیتیاں اللہ ہی اگاتا ہے اور آسمان و زمین سے وہی روزی پہنچاتا ہے اسی طرح تم کو اس بات کا بھی یقین کر لینا چاہیے کہ اللہ ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی اور معبود ہو ہی نہیں سکتا' پھر فرمایا کہ ہم دونوں میں سے کوئی ضرور باطل پر ہے اور دوسرا ضرور حق پر ہے نہ دونوں حق پر ہو سکتے ہیں اور نہ دونوں باطل پر' چونکہ ہم نے تمہارے سامنے توحید کی ایک قطعی دلیل پیش کر دی جس کو تم بھی مانتے ہو اس لیے تمہاری شرک کی راہ غلط ثابت ہوئی۔

(۲۵) اس قسم کے جملے کا مطلب اظہار نفرت ہوتا ہے یعنی ہماری راہ الگ ہے اور تمہاری الگ ہمیں تم سے کوئی تعلق نہیں اور

نہ تمہیں ہم سے' بلکہ ہم تم کو اللہ کی توحید کی دعوت دیتے ہیں کہ خالص اسی کی عبادت کرو اگر تم اس بات کو مان لو تو پھر تم ہمارے بھائی ہو اور اگر نہ مانو تو ہم تم سے بیزار ہیں ہمیں تم سے کوئی واسطہ نہیں فرمایا (۱) فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ الخ (یونس ۱۰/۴۱) پھر اگر مخالف آپ کو جھٹلائیں تو آپ فرما دیں میرا عمل میرے لیے ہے اور تمہارا عمل تمہارے لیے تم میرے عملوں سے الگ ہو اور میں تمہارے عملوں سے (۲) قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (کافرون ۱۰۹/۱-۶) آپ فرما دیں کہ اے کافرو میں تمہارے معبودوں کی پرستش نہیں کروں گا اور نہ تم میرے معبود کی پرستش کرنے والے ہو نہ میں اسے پوجوں گا جسے تم پوجتے ہو اور نہ تم میرے معبود کو پوجو گے' تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔

قیامت کے دن سعادت وشقاوت کھلے گی: (۲۶) یعنی حق تعالیٰ قیامت کے روز تمام مخلوق کو ایک میدان میں جمع فرما دے گا پھر وہ انصاف سے ہمارے جھگڑے چکا دے گا اور ہر ایک کو اس کے عملوں کی جزاء وسزاء دے گا اس دن تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کو عزت کی سعادت اور دائمی نصرت ومسرت نصیب ہوگی اور کس کو نہیں فرمایا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ الخ (روم ۳۰/۱۴ تا ۱۶) جس دن قیامت آ جائے گی اس دن لوگ متفرق ہوں گے لیکن ایمان وعمل صالح والے باغ بہشت میں موج اڑائیں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلانے والے عذاب جہنم میں مبتلا کر دیئے جائیں گے' پھر فرمایا کہ اللہ حاکم وعادل ہے اور حالات کے حقائق سے خوب واقف ہے۔

اللہ کا کوئی شریک نہیں: (۲۷) یعنی ذرا مجھے اپنے معبود دکھاؤ تو سہی جن کو تم نے اللہ کا شریک اور برابر کا سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ اس کا کوئی نظیر وشریک نہیں اور نہ کوئی اس کے ہمسر وبرابر ہے وہ تو ایک ہے اکیلا ہے یکتا ہے کسی اور میں اس کے شریک بننے کی صلاحیت ہی نہیں وہ اس قدر زبردست عزت والا ہے کہ اس نے ہر چیز اپنے زیر اقتداء کر رکھی ہے اور ہر چیز پر غالب ہے' اللہ اپنے اقوال وافعال میں اور احکام ومقدرات میں حکمت والا ہے' مشرکوں کے بہتانوں سے پاک وبری ہے' سب سے بلند وبالا اور تمام کائنات سے اعلیٰ ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لَّكُمْ
مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع ۹ انصف

''ہم نے تو آپ کو تمام لوگوں کے لیے بشارت سنانے والا اور جگانے والا بنا کر بھیجا ہے' لیکن اکثر لوگ سمجھ سے محروم ہیں' پوچھتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا سچے ہو تو بتاؤ آپ انہیں جواب دیں کہ وعدے والا دن معین ہے' جس سے نہ گھڑی بھر تم پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو''۔

رحمت عالم ﷺ بشیر ونذیر بنا کر بھیجے گئے: (۲۸) یعنی اے پیارے رسول ہم نے آپ کو تمام دنیا کی طرف بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے دوسری جگہ فرمایا قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ الخ (اعراف ۷/۱۵۷) آپ فرما دیں لوگو میں تم سب کی طرف رسول ہوں (۲) تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ الخ (فرقان ۲۵/۱) وہ اللہ برکت والا ہے جس نے جھوٹ سچ کو الگ الگ کرنے

والا یہ قرآن اپنے بندے پر اتارا تاکہ وہ دنیا والوں کے لیے ہوشیار کرنے والا بن جائے یعنی آپ اطاعت کرنے والوں کو جنت کی بشارت دیتے ہیں اور نافرمانوں کو جہنم کے عذاب سے ڈراتے ہیں پھر فرمایا لیکن لوگوں کی اکثریت علم و یقین سے محروم ہے فرمایا وَمَا اَکْثَرُ النَّاسِ الخ (یوسف ۱۲/۱۰۳) گو آپ کا کتنا ہی دل چاہے مگر اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں وَاِنْ تُطِعْ اَکْثَرَ الخ (انعام ۶/۱۱۶) اگر روئے زمین کے اکثر لوگوں کا آپ کہنا مان لیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گے' حق تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین کو عرب و عجم سب کا رسول بنا کر بھیجا' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ مخصوص چیزیں دی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں' ایک ماہ کی مسافت سے میرا دشمن پر رعب پڑ جاتا ہے' میرے لیے تمام زمین سجدہ گاہ اور پاک بنائی گئی' میرے امتی کو جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز پڑھ لینی چاہیے میرے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا جو مجھ سے پہلے کسی کو حلال نہیں تھا مجھے شفاعت دی گئی اور پہلے نبی خاص طور سے اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے مگر میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

تمسخر کے طور پر قیامت کی تاریخ کا سوال: (۲۹) کافروں کی طرف سے خبر دی جا رہی ہے جو قیامت کو ناممکن سمجھتے تھے کہ وہ کہتے ہیں اگر سچے ہو تو بتاؤ کہ قیامت کب آئے گی' دوسری جگہ فرمایا یَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا الخ (شوریٰ ۴۲/۱۸) قیامت پر ایمان نہ لانے والے اس کی جلدی مچا رہے ہیں اور ایمان والے اس سے خوف زدہ ہیں اور انہیں یقین ہے کہ وہ ضرور آئے گی۔

وعدے کا ایک دن مقرر ہے: (۳۰) یعنی تمہارے لیے وعدے کا ایک دن مقرر کیا جا چکا ہے جو شمار میں آ چکا اور لکھا جا چکا ہے جس کے وقت میں کمی بیشی ناممکن ہے' جب وہ آئے گا تو گھڑی بھر کی بھی تقدیم و تاخیر نہ ہوگی فرمایا اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ الخ (نوح ۷۱/۴) اللہ کی مقرر کی ہوئی مدت میں تاخیر نہیں ہوتی وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا الخ (ھود ۱۱/۱۰۴' ۱۰۵) ہم اسے مقررہ وقت تک ہی ڈھیل دے رہے ہیں جس دن وہ آ جائے گا تو کوئی اجازت کے بغیر لب بھی نہ ہلا سکے گا اس روز کچھ تو خوش نصیب ہوں گے اور کچھ بدنصیب۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ
وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚۖ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ
الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾
قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ
الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ
اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ
لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ

فِيٓ اَعۡنَاقِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ؕ هَلۡ يُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۳۳﴾

''اور کافروں نے کہا ہم کبھی اس قرآن کو نہ مانیں گے اور نہ اس سے پہلے کی کتابوں کو اے مخاطب اس وقت ان کی حالت دیکھنے کے قابل ہے جب یہ ظالم اپنے رب کے آگے کھڑے ہوں گے اور ایک دوسرے کو الزام دے رہا ہوگا' عوام بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم سب کے سب مسلمان ہوتے بڑے لوگ عوام سے کہیں گے جب یہ ہدایت تمہارے پاس آ گئی تھی تو کیا ہم نے اس سے تمہیں روکا تھا' تم خود ہی محروم ہو' اور عوام ان بڑوں سے کہیں گے کہ تمہارے دن رات کے مکروفریب سے (ہم بے ایمان رہے) جب کہ تم ہم کو حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ کو نہ مانیں اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرائیں' جب یہ عذاب دیکھیں گے تو دل ہی دل میں پشیمان ہوں گے اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے' انہیں صرف ان کے عملوں ہی کا بدلہ دیا جائے گا''۔

کافروں کی منہ زوری اور قرآن و آخرت پر ایمان نہ لانا: (۳۱) کافروں کی انتہائی سرکشی' منہ زوری' دشمنی اور قرآن کریم و آخرت پر ایمان نہ لانے کی ہٹ کا بیان ہے کہ ہم تو کبھی بھی اس پر ایمان لانے والے نہیں' حق تعالیٰ انہیں ڈرانے کے طور پر فرما رہا ہے کہ یہ ایک دن انتہائی ذلت کے ساتھ ہمارے سامنے کھڑے ہوئے جھگڑ رہے ہوں گے اور ایک دوسرے کو الزام دے رہا ہو گا' مرید اپنے لیڈروں اور سرداروں سے کہیں گے کہ اگر تم ہمیں ایمان لانے سے نہ روکتے تو ہم نے رسولوں کی باتیں مان لی ہوتیں اور ان پر ایمان لے آئے ہوتے' ہماری راہ تو تم نے ماری اللہ تم سے سمجھے۔

(۳۲) لیڈر اور سردار یہ جواب دیں گے کیا ہدایت آ چکنے کے بعد ہم نے تم کو اس سے روکا تھا؟ ہم نے زیادہ سے زیادہ یہ کیا تھا کہ تم کو اپنی راہ کی دعوت دی تھی تم نے بلا دلیل کے آنکھیں بند کر کے ہمارا کہنا مان لیا اور رسول جو قطعی دلیلیں لے کر آئے تھے انہیں ٹھکرا دیا کیونکہ تمہارا دلی رجحان اسی راہ کی طرف تھا تم نے اپنی پسند سے یہ راہ اختیار کی' تمہارے دلوں میں تو خود کھوٹ تھا قصور تو تمہارا ہے ہمیں کیوں الزام دے رہے ہو۔

(۳۳) مرید اپنے لیڈروں اور سرداروں کے جواب الجواب میں کہیں گے کہ تم تو دن رات ہمیں دھوکے دے دے کر شرک پر ابھارتے رہتے تھے اور ہمیں یقین دلاتے رہتے تھے کہ ہماری ہی سیدھی راہ ہے ہمیں ہدایت و صحیح دین پر ہیں' آج تمہاری تمام باتیں جھوٹ' فریب اور دھوکہ ثابت ہوئیں تمہیں تو ہم سے کہا کرتے تھے کہ اللہ کو نہ مانو وہ براہ راست نہیں ملتا بلکہ بتوں اور آستانوں کو پوجو یہی تم کو اللہ سے بخشوا دیں گے اور اپنے زور بیان سے ہمارے دلوں میں سیدھی راہ کی طرف سے شکوک وشبہات پیدا کیا کرتے تھے' جن سے تم ہم کو صحیح راہ سے بہکایا کرتے تھے' پھر جب آنکھوں سے اللہ کا عذاب دیکھیں گے تو عوام اور لیڈر سب کے سب دل ہی دل میں پشیمان ہو رہے ہوں گے کہ ہائے یہ کیا غضب کیا اللہ کی راہ سے بھٹک گئے پھر فرمایا ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے یعنی زنجیروں سے ان کے ہاتھ ان کی گردنوں میں باندھ دیں گے اور ان سے کہیں گے کہ ہم تم کو تمہارے عملوں ہی کی سزا دے رہے ہیں لیڈروں کو ان کے کرتوتوں کی سزا ہے اور ان کی ماننے والوں کو ان کے کرتوتوں کی ہر ایک کو اس کے عملوں کے مطابق سزا دی گئی ہے فرمایا قَالَ لِكُلٍّ ضِعۡفٌ الخ (اعراف ۷/ ۳۸) عذاب تو ہر ایک کے لیے دگنا ہے لیکن تم کو اس کا علم نہیں' رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ جب جہنمیوں کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو جہنم کے شعلے ان کا استقبال کریں گے اور ایسا جھلسیں گے کہ تمام جسم کا گوشت جھلس کر پیروں پر آ پڑے گا (ابن ابی حاتم)۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ
بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ
بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا
زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۡ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا
وَهُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِكَ
فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ
عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۳۹﴾

''ہم نے جس بستی میں بھی کوئی آگاہ کرنے والا بھیجا اس کے مال داروں نے یہی کہا کہ تم جس چیز کے ساتھ بھیجے گئے ہو ہم اس کو نہیں مانتے' انہوں نے کہا ہمارے پاس کثرت سے مال واولاد ہے اور ہم پر عذاب آنے والا نہیں' آپ فرمادیں کہ میرا رب جس کے لیے چاہے رزق فراخ وتنگ کردے' لیکن اکثر لوگ علم سے محروم رہتے ہیں' تمہارے مال اور اولاد ایسی نہیں جو تم کو ہمارے پاس مرتبہ کے لحاظ سے قریب کردے' البتہ جو ایمان لاکر نیک عمل کرے گا' انہیں ان کے عملوں کا دھرا اجر ملے گا اور وہ بے خوف ہوکر بالا خانوں میں موج اڑائیں گے اور جو ہماری آیتوں کے مقابلہ کی کوشش میں ہرانے کے لیے مصروف رہتے ہیں وہی عذاب میں حاضر کیے جائیں گے آپ فرمادیں میرا رب جس کے لیے چاہے اس کی روزی میں فراخی اور تنگی کردے اور تم جو کچھ بھی خرچ کروگے اللہ اس کا پورا پورا بدلہ عطا فرمائے گا' وہ بہترین روزی رساں ہے''۔

رسولوں کو پہلے مال دار ہی جھٹلاتے ہیں: (۳۴) اس آیت میں رسول کریم ﷺ کو تسلی اور دلاسا دیا جارہا ہے اور آپ کو ہدایت کی جارہی ہے کہ آپ رسولوں کی اقتداء کریں اور مخالفوں کی مخالفانہ تگ ودو کی پرواہ نہ کریں آپ سے پہلے ہم نے جس بستی میں بھی رسول بھیجا پہلے اسے اس بستی کے مال داروں ہی نے جھٹلایا' البتہ گرے پڑے اور کمزوروں نے ان کی پیروی کی جیسا کہ قوم نوح نے حضرت نوح سے کہا تھا (۱) اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الخ (شعراء ۲۶/ ۱۱۱) کیا ہم آپ پر ایمان لے آئیں حالانکہ آپ کو ماننے والے گرے پڑے لوگ ہیں (۲) وَمَا نَرٰاكَ اتَّبَعَكَ الخ (ھود ۱۱/ ۲۷) ہم آپ کے ماننے والے موٹی عقل والوں کو اور گرے پڑوں ہی کو دیکھ رہے ہیں' قوم صالح کے سرداروں نے کمزور ایمان والوں سے کہا (۳) اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا الخ (اعراف ۷/ ۷۵،۷۶) کیا تم کو یقین ہے کہ صالح اپنے رب کے رسول ہیں' انہوں نے کہا وہ جس چیز کو دے کر بھیجے گئے ہیں ہمارا اس پر ایمان ہے' ان سرکشوں نے جواب دیا کہ جس چیز پر تمہارا ایمان ہے ہم اسے نہیں مانتے (۴) وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ الخ (انعام ۶/ ۵۳) اسی طرح ہم نے بعض کو بعض سے آزمایا تاکہ وہ کہیں کیا یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے ہمیں چھوڑ کر

اپنا احسان فرمایا ہے کیا اللہ شکر گزاروں کو اچھی طرح سے نہیں جانتا (۵) وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ الخ (۱۲۴/۶) اسی طرح ہم نے ہر آبادی میں آبادی کے بڑوں ہی کو مجرم بنایا تا کہ وہ اس میں مکر و فریب کریں (۶) وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ الخ (اسراء ۱۶/۱۷) جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس میں مال داروں کی کثرت کر دیتے ہیں پھر وہ اس میں گناہ کرتے ہیں پھر اس پر اللہ کا قول ثابت ہو جاتا ہے پھر ہم اسے ہلاک کر دیتے ہیں' یعنی سب سے پہلے بستی کے بڑے لوگ ہی رسولوں پر ایمان نہ لانے کا اور ان کی پیروی نہ کرنے کا ڈھول پیٹتے ہیں' دو شخص شرکت میں کام کیا کرتے تھے' ان میں سے ایک تو سمندر پار رہتا تھا اور ایک اپنی جگہ پر مقیم تھا' پھر جب رحمت عالم ﷺ مبعوث ہوتے تو سمندر پار والے نے اپنے شریک کو لکھا کہ مکہ کے نبی کا کیا حال ہے اس نے جواب میں لکھا کہ ان پر قریش تو ایمان لائے نہیں البتہ گرے پڑے اور محتاج ایمان لے آئے ہیں جب یہ خط اس کے پاس پہنچا تو وہ اپنا کاروبار چھوڑ کر مکہ کی طرف چل پڑا جب مکہ پہنچا تو اپنے شریک سے کہنے لگا مجھے نبی سے ملا دو (یہ شخص پہلی کسی کتاب سے واقف تھا)۔ چنانچہ آپ کے پاس آ کر اس نے پوچھا کہ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں فرمایا میں فلاں فلاں بات کی دعوت دیتا ہوں بولا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں' آپ نے پوچھا تم نے کیسے جانا بولا جب بھی کوئی رسول مبعوث ہوا' پہلے اس کی پیروی غریبوں نے اور گرے پڑے لوگوں ہی نے کی پھر یہ آیت اتری آپ نے اسے بلا کر اس سے کہا کہ حق تعالیٰ نے تمہاری تصدیق میں یہ آیت اتاری ہے (ابن ابی حاتم)۔ ھرقل نے بھی یہی کہا تھا (جب اس نے ابوسفیان سے پوچھا تھا اور ابوسفیان نے یہ جواب دیا تھا کہ غرباء نے اسے مانا ہے مال داروں اور شریفوں نے نہیں مانا) کہ ابتداء میں رسولوں کو ماننے والے کمزور اور غریب لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔

کثرت مال و اولاد پر پھول کر رسولوں کا انکار کر بیٹھے: (۳۵) یعنی ان دولت مندوں نے جنہوں نے رسول کو نہ مانا تھا مال و اولاد کی کثرت پر فخر کیا اور یہ خیال کیا کہ یہ اللہ کی محبت کی اور اس کے لطف و کرم کی نشانی ہے جب اس نے دنیا میں خوب مال و اولاد دے کر مہربانی فرمائی ہے تو کیا وہ آخرت میں مہربانی نہ فرمائے گا ضرور فرمائے گا حالانکہ یہ خیال خام ہے' اللہ نے خود اس خیال کی تردید فرمائی فرمایا (۱) اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ الخ (مومنون ۲۳/ ۵۵'۵۶) کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نے جو انہیں مال و اولاد سے امداد پہنچائی ہے ہم ان کے لیے بہتری فراہم کر رہے ہیں؟ نہیں بلکہ انہیں شعور نہیں (۲) فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ الخ (توبہ ۹/ ۵۵) تمہیں ان کے مال و اولاد سے دھوکہ نہ ہونے پائے' اللہ ان سے انہیں دنیوی زندگی میں عذاب دینا چاہتا ہے اور کفر ہی کی حالت میں ان کے دم نکلیں گے۔ قرآن کریم میں یعنی سورہ کہف میں اللہ نے اس کا بھی قصہ بیان فرمایا ہے جس کے دو باغ تھے اور خوب مال و اولاد تھی لیکن اس کے کوئی بھی کام نہ آیا بلکہ تمام چیزیں دنیا ہی میں آخرت سے پہلے ہی چھین لی گئیں اسی وجہ سے بعد والی آیت میں فرمایا۔

مال دوست دشمن سب کو ملتا ہے: (۳۶) یعنی آپ یہ جواب دیں کہ اللہ مال تو دوستوں اور دشمنوں سب کو دیتا ہے اور اپنی حکمت عالیہ سے کسی کو فقیر بناتا ہے اور کسی کو مال دار اس میں بھی اس کی حکمت اور گہری مصلحت کارفرما ہے جس سے اکثر لوگ ناواقف ہیں اور اس کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتے معلوم ہوا کہ مال و اولاد کی کثرت اللہ کی رضا کی دلیل نہیں ہے اسی وجہ سے فرمایا۔

مال و اولاد اللہ کی رضا کی نشانی نہیں: (۳۷) کہ یہ چیزیں ہمارے پاس تمہارا مرتبہ اور درجہ بڑھانے والی نہیں اور نہ ہماری مہربانی اور رضا کی علامت ہیں' رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری صورتیں اور مال نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دل اور عمل

ہی دیکھتا ہے (م' ابن ماجۃ) پھر فرمایا کہ ہمارے پاس تمہارے مرتبے کو بڑھانے والا ایمان اور نیک عمل ہی ہیں اس لیے ایمان لا کر نیک عمل کرنے والوں کو ان کے عملوں کا بڑھا چڑھا کر بدلہ دیا جائے گا' ان کی نیکیاں ایک سے دس اور دس سے سات سو تک بڑھا دی جائیں گی' آگے بھی بڑھانے کا اللہ کو اختیار ہے ایسے لوگ جنت کے عالی شان بلند و مرتفع محلوں میں بے خوف ہو کر امن و امان اور اطمینان سے عیش اڑائیں گے' انہیں نہ کسی کا ڈر ہوگا' اور نہ کسی کی ایذاء کا اندیشہ' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایسے ایسے شان دار محل ہوں گے جن کے بیرونی مناظر اندر سے اور اندرونی مناظر باہر سے نظر آئیں گے ایک دیہاتی نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول وہ کس کے لیے ہوں گے فرمایا نرمی سے بات کرنے والوں کے لیے کھانا کھلانے والوں کے لیے ہمیشہ روزہ رکھنے والوں کے لیے اور رات میں تہجد پڑھنے والوں کے لیے جب دنیا سوتی ہو (ابن ابی حاتم)۔

(۳۸) یعنی جو لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے میں اور رسولوں کی پیروی اور اللہ کی آیتوں کی تصدیق نہ کرنے میں سرگرم رہتے ہیں' اس قسم کے تمام لوگ اپنے اپنے عملوں کے مطابق عذاب جہنم میں مبتلا کر دیئے جائیں گے اور انہیں قرار واقعی سزا دی جائے گی۔

تنگی فراخی اللہ کے ہاتھ میں ہے: (۳۹) یعنی اللہ کسی کو خوب مال دیتا ہے اور کسی کو بقدر سد رمق ہی دیتا ہے کسی کو خوش حال و فارغ البال کر دیتا ہے اور کسی کو تنگ حال اور کنگال بنا دیتا ہے کوئی تخت شاہی پر رونق افروز ہے اور کوئی کاسہ گدائی لیے در در پھر رہا ہے' ان تمام باتوں میں حق تعالیٰ کی گہری گہری حکمتیں کارفرما ہوتی ہیں' اگرچہ انسان ان کی گہرائیوں تک پہنچنے سے قاصر ہے فرمایا اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا الخ (اسراء۱۷/۲۱) غور کرو ہم نے کس طرح بعض کو بعض پر فضیلت دی اصل فضیلت و فوقیت آخرت کی ہے یعنی جس طرح دنیا میں لوگوں کے مراتب میں فرق ہے کہ کوئی تو فقیر ہے اور کوئی امیر اسی طرح آخرت میں فرق ہوگا کوئی تو جنت کے عالی شان اونچے اونچے محلوں میں موج اڑا رہا ہوگا اور کوئی جہنم کے سب سے نیچے کے طبقے میں اور اس کی تہہ میں کراہ رہا ہوگا' دنیا میں سب سے زیادہ پاکیزہ اور اچھا وہ شخص ہے' جس کے اوصاف اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بتائے ہیں کہ اس میں اسلام ہے' حسب حاجت روزی میسر ہے' اور اللہ کی دی ہوئی روزی پر قانع ہے ایسا شخص ضرور کامیاب ہے (م)۔ پھر فرمایا کہ تم جو کچھ اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہو اللہ تمہیں اس کی جگہ ضرور دے دیتا ہے' دنیا میں بھی تلافی مافات ہو جاتی ہے اور آخرت میں بھی ناقابل انقطاع اجر ملے گا جیسا کہ حدیث قدسی سے ثابت ہے کہ اے انسان خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا' ایک حدیث میں ہے کہ روزانہ صبح صبح دو فرشتے آواز لگاتے ہیں' ایک کہتا ہے اے اللہ بخیل کا مال برباد کر' دوسرا کہتا ہے اے اللہ سخی کو بدلے میں اور دے (۳) بلال فرماتے ہیں خرچ کرتے رہو اور مالک عرش کی طرف سے کم ہو جانے کا اندیشہ نہ کرو (۴) سنو تمہارے بعد مال کو دانتوں سے پکڑ کر رکھنے والا زمانہ آ رہا ہے' اچھا خاصا کھاتا پیتا آدمی خرچ کے اندیشے سے پیسوں کو بچا کر رکھ لے گا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی (ابویعلی' ابن ابی حاتم)۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ أَهَٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا۟ يَعْبُدُونَ ﴿٤٠﴾

قَالُوا۟ سُبْحَٰنَكَ أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِم ۖ بَلْ كَانُوا۟ يَعْبُدُونَ ٱلْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُم

بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿٤١﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُوْلُ
لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿٤٢﴾

''اور جس دن اللہ سب کو جمع فرمائے گا اور فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے' فرشتے جواب دیں گے کہ اے رب تو پاک ہے' ہمارا دوست تو تو ہے یہ نہیں بلکہ یہ جنوں کی عبادت کیا کرتے تھے اکثر لوگ جنوں پر ایمان لائے ہوئے تھے' لہٰذا آج ان میں سے کوئی کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے پر قادر نہیں اور ہم ان ظالموں سے کہیں گے کہ آگ کے عذاب کا مزہ چکھو' جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے''۔

فرشتوں نے اپنی عبادت کا حکم نہیں دیا: (۴۰) اللہ قیامت کے دن مشرکوں کو سب کے سامنے قائل کرے گا' اور انہیں شرمندہ اور ذلیل کرنے کے لیے فرشتوں سے (جن کی مفروضہ شکلوں کے بت بنا کر دنیا میں انہیں پوجا کرتے تھے) پوچھے گا کیا تم نے انہیں اپنی عبادت کرنے کا حکم دیا تھا فرمایا ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ الخ (فرقان ۲۵/ ۱۷) کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود ہی راہ سے بھٹک گئے تھے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا جائے گا ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ الخ (مائدہ ۵/ ۱۱۶) کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو یہ جواب دیں گے اے اللہ تو شرک سے پاک ہے بھلا میں ایسی بات کیسے کہہ سکتا تھا جس کا مجھے حق نہ تھا۔

(۴۱) فرشتے بھی یہی جواب دیں گے اے اللہ تو اس بات سے بلند و پاک ہے کہ تیرے ساتھ کوئی اور معبود ہو ہم تو تیرے غلام ہیں اور ان لوگوں سے بیزار جب بھی تھے اور اب بھی ہیں یہ تو شیطان کو پوجا کرتے تھے' شیطانوں ہی نے بت پرستی کی خوبیاں ان کے دلوں میں بٹھا کر ان کی راہ مار رکھی تھی اکثر لوگ انہیں شیطانوں کے پجاری تھے فرمایا اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا الخ (نساء ۴/ ۱۱۷' ۱۱۸) یہ اللہ کو چھوڑ کر عورتوں ہی کو پکارتے ہیں اور سرکش شیطان ہی کی عبادت کرتے ہیں جس پر اللہ نے پھٹکار ڈال دی ہے۔

(۴۲) یعنی اے بتوں کے پجاریو آج تمہارے معبود اور آستانے کام نہ آئیں گے جن کی عبادت کا ذخیرہ تم نے آڑے وقت اور نازک دور کے لیے جمع کر رکھا تھا کل کی طرح آج بھی وہ تم کو نفع نقصان پہنچانے پر قادر نہیں' پھر مشرکوں کو شرمندہ اور ذلیل کرنے کے لیے کہا جائے گا کہ جس جہنم کو تم جھٹلایا کرتے تھے آج اس کے عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ
عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٤٣﴾ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ
يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿٤٤﴾ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ

وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾

''اور جب ان کے سامنے ہماری صاف صاف آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں یہ تو صرف ایک ایسا شخص ہے جو تمہیں تمہارے باپ دادا کے معبودوں سے روک دینا چاہتا ہے اور کہنے لگے یہ تو ایک گھڑا ہوا جھوٹ ہے اور جب حق کافروں کے پاس آیا تو انہوں نے اس کے متعلق کہہ دیا کہ یہ تو کھلا جادو ہے اور ہم نے انہیں نہ تو کتابیں دیں کہ یہ انہیں پڑھتے اور نہ آپ سے پہلے ہم نے ان کی طرف کوئی آگاہ کرنے والا بھیجا' ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا تھا یہ تو اس کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے' لیکن انہوں نے بھی میرے رسولوں کو جھٹلایا' پھر کس طرح ان پر میرا عذاب آیا''۔

کافروں کا رسولوں کے دین پر الزام: (۴۳) کافروں کے بارے میں خبر دی جا رہی ہے کہ وہ اللہ کی سزا کے اور دردناک عذابوں کے مستحق ہیں کیونکہ جب انہیں اللہ کے رسول ﷺ تازہ تازہ قرآن عزیز کی آیتیں پڑھ کر اپنی زبان مبارک سے سناتے ہیں اور یہ انہیں سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ شخص تو تمہیں تمہارے آبائی دین سے ہٹا دینا چاہتا ہے یعنی ان کی نگاہ میں آبائی دین سچا ہے اور رسولوں کا لایا ہوا دین جھوٹا ہے' حق تعالیٰ نے ان کے باپ دادا پر پھٹکار ڈال دی تھی کہ وہ راہ توحید سے بھٹک گئے تھے' اسی طرح ان پر پھٹکار ہے' ان لوگوں نے دوسرا الزام اللہ کے رسول پر یہ باندھا کہ یہ قرآن خود تراشیدہ ہے اللہ نے نہیں اتارا' اور جب سچا دین کافروں کے پاس پہنچا تو اسے انہوں نے کھلا جادو بتا کر ٹال دیا۔

عرب کتاب و رسول ﷺ کے متمنی تھے: (۴۴) یعنی عربوں پر قرآن سے پہلے کوئی کتاب نہیں اتری تھی اور رحمت للعالمین سے پہلے کوئی نبی نہیں آیا تھا انہیں نبی اور کتاب کی بڑی آرزو تھی اور کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کوئی نبی آتا یا کوئی کتاب آتی تو ہم سب سے زیادہ سیدھی راہ پر ہوتے' پھر جب اللہ نے نبی بھیج کر اور قرآن اتار کر ان پر اپنا احسان رکھا تو انہوں نے اسے جھٹلایا بسرایا اور مخالفت کی۔

رسولوں کو نہ ماننے والوں پر عذاب آتا ہے: (۴۵) یعنی ان سے پہلے دیگر قوموں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا اور انہیں ہم نے اس قدر دنیا دے رکھی تھی کہ ان لوگوں کے پاس تو اس کا دسواں حصہ بھی نہیں' فرمایا وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ الخ (احقاف ۴۶/۲۶) بلاشبہ ہم نے انہیں دنیا پر اس قدر قدرت دے رکھی تھی کہ تمہیں اس قدر قدرت نہیں دی' اور ہم نے ان کو کان' آنکھیں اور دل دیئے تھے پھر ان کے کان' آنکھ اور دل کچھ بھی کام نہ آئے کیونکہ یہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور اسی عذاب نے انہیں آ گھیرا جس کا یہ مذاق اڑایا کرتے تھے اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ الخ (غافر ۴۰/۸۲) کیا یہ روئے زمین پر چلے پھرے نہیں جو دیکھتے کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیا برا حشر ہوا جو ان سے تعداد و قوت میں بہت زیادہ تھے یعنی یہ چیزیں ان سے اللہ کا عذاب نہ ہٹا سکیں' جب انہوں نے رسولوں کی باتیں نہ مانیں تو حق تعالیٰ نے انہیں تباہ کر دیا' غور کر وان کا کیسا برا انجام ہوا اور کس طرح میری پکڑ آئی۔

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾

''آپ فرما دیں کہ میں تمہیں ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم (تعصب چھوڑ کر) دو دو اور ایک ایک کھڑے ہو کر سوچو تو سہی کہ تمہارے نبی ﷺ کو کوئی جنون نہیں' وہ تو سخت مصیبت کے آنے سے پہلے ہی تم کو محض ہوشیار کر رہے ہیں''۔

رحمت عالم ﷺ مجنون نہیں ہیں: (۴۶) یعنی آپ ان کافروں سے جو آپ کو دیوانہ سمجھ رہے ہیں فرما دیجئے کہ تم میری ایک ہی بات پر عمل کر لو کہ تعصب وضد کو چھوڑ کر خالص اللہ کے لیے کھڑے ہو کر سوچو اگر دیانت داری سے مشورہ کر کے خوب غور کرو گے تو یہی بات ثابت ہوگی کہ اللہ کے فضل سے آپ کو جنون نہیں ہے پھر فرمایا کہ آپ تو صرف آنے والے عذاب سے لوگوں کو آگاہ کر دینے والے ہیں' ایک دن رحمت عالم ﷺ صفا پر چڑھے اور یا صباحاہ کا نعرہ لگایا مکہ کے تمام قریش لپک کر آپ کے پاس جمع ہو کر پوچھنے لگے کیا بات ہے فرمایا بتاؤ اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ دشمن تم پر صبح وشام میں حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات سچی مانو گے؟ سب نے کہا کیوں نہیں ضرور مانیں گے فرمایا اچھا تو میں تمہیں آنے والے سخت عذاب سے آگاہ کر رہا ہوں ابولہب نے (جل کر) کہا تو غارت ہو گیا تو نے ہمیں اسی لیے جمع کیا تھا اس پر تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ نازل ہوئی (یہ حدیث وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ کی تفسیر میں گزر گئی ہے) (ب) ایک دن رحمت عالم ﷺ نے تین بار صحابہ کو پکار پکار کر فرمایا لوگو میری اور اپنی مثال جانتے ہو صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتا ہے فرمایا کہ میری اور تمہاری مثال ان لوگوں کی سی ہے جن کو دشمنوں کے حملے کا خطرہ درپیش تھا انہوں نے دشمن کی خبر لانے کے لیے ایک شخص کو بھیجا اس نے دشمن کو دیکھ لیا' اور دشمن سے انہیں آگاہ کرنے کے لیے آنا چاہا لیکن اسے یہ اندیشہ ہوا کہ میرے آگاہ کرنے سے پہلے ہی کہیں دشمن ان پر حملہ نہ کر دے لہٰذا وہ اپنا کپڑا اہلانے لگا اور چیخ چیخ کر کہنے لگا دشمن آ پہنچا' دشمن آ پہنچا' دشمن آ پہنچا(۱)۔ (۲) میں اور قیامت اکھٹے ہی آئے قریب تھا کہ وہ مجھ سے پہلے آ جاتی (۱) یعنی آپ کے آنے میں اور قیامت میں اس قدر قرب ہے جیسے دو آدمی ایک جگہ سے دوڑیں' اور ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرے پھر ایک شخص پہلے آ جائے ظاہر ہے دوسرا شخص بھی اس کے بعد بہت جلدی آ جائے گا۔

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰي نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ﴿۵۰﴾

''آپ فرما دیں میں تم سے جو صلہ مانگوں میں نے وہ تمہیں کو دے دیا' میرا صلہ اللہ ہی کے ذمے ہیں اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے' آپ فرما دیں کہ میرا رب سچی وحی اتارتا ہے وہ خوب غیب داں ہے آپ فرما دیں کہ حق آ پہنچا اور باطل نہ پہلے ابھرا تھا اور نہ دوبارہ ابھر سکتا ہے' آپ فرما دیں کہ اگر میں بہک جاؤں تو اس کا وبال مجھی پر پڑے گا اور اگر ہدایت پر ہوں تو اس لیے کہ میرے پاس میرے رب کی وحی آتی ہے وہ خوب سننے والا اور بہت قریب ہے''۔

میں تبلیغ پر تم سے اجرت نہیں مانگتا: (۴۷) یعنی آپ مشرکوں سے فرما دیں کہ میں تم تک اللہ کے احکام پہنچانے پر تم سے مزدوری نہیں طلب کرتا' میں بلا کسی معاوضہ کے تم کو اللہ کے احکام پہنچا رہا ہوں' اس کی خالص عبادت کا حکم دے رہا ہوں اور

تمہارے ساتھ ہر طرح کی خیر خواہی کر رہا ہوں' مجھے اس کا صلہ ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کے ہاں ملے گا' اللہ ہر چیز پر گواہ ہے وہ میری مخلصانہ سرگرمیوں کو بھی دیکھ رہا ہے اور تمہاری مخالفانہ روش کو بھی۔

میرے پاس وحی آتی ہے: (۴۸) یعنی میرا رب مجھ پر سچی سچی وحی اتارتا ہے وہ علام الغیوب ہے فرمایا یُلۡقِی الرُّوۡحَ مِنۡ اَمۡرِهٖ الخ (غافر ۴۰/۱۵) حق تعالیٰ جس بندے پر چاہتا ہے اس کے پاس اپنی وحی کو دے کر حضرت جبرئیلؑ کو بھیج دیتا ہے یعنی روئے زمین کے بندوں میں سے جس بندے پر چاہتا ہے اس کے پاس روح الامین کو بھیج دیتا ہے اور خوب غیب دان ہے' آسمان وزمین کی کوئی چیز بھی اس سے چھپی ہوئی نہیں' ہر ایک کی صلاحیت سے خوب واقف ہے۔

اللہ کے پاس سے شریعت عظمیٰ آ گئی: (۴۹) یعنی اللہ کے پاس سے حق اور شریعت آ پہنچی اور باطل مٹ گیا فرمایا بَلۡ نَقۡذِفُ بِالۡحَقِّ الخ (انبیاء ۲۱/ ۱۸) بلکہ ہم حق کو باطل پر دے مارتے ہیں پھر وہ اس کا دماغ پاش پاش کر دیتا ہے اور باطل فوراً ہی مٹ جاتا ہے' یہی وجہ ہے کہ جب رحمت عالم ﷺ فتح مکہ کے دن بیت اللہ میں داخل ہوئے اور بت اس کے چاروں طرف گڑے ہوئے پائے تو آپ انہیں اپنی کمان سے گراتے جاتے تھے اور وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الخ (اسراء ۱۷/۸۱) اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے (فتن) مطلب یہ ہے کہ اب باطل کو عروج وفروغ نہیں رہا' اس کی ریاست ختم ہوئی اور اس کا بول دب گیا۔

صریح حق وحی سے معلوم ہوتا ہے: (۵۰) یعنی خیر سرتاپا اللہ کی طرف سے ہے اور انہیں باتوں میں ہے جو اللہ نے اپنے رسولوں پر اتاری ہیں' صریح حق وحی کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے بہک جانے والا حق بات لے کر نہیں بہکتا بلکہ اپنے دل کی خواہش پر عمل کر کے بہکتا ہے (ابن مسعودؓ سے جب مفوضہ کا مسئلہ پوچھا گیا تو فرمایا میں اس میں اپنی رائے سے فتویٰ دیتا ہوں اگر صحیح ہو تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر غلط ہو تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے اور اللہ اور اس کا رسول دونوں اس سے بری ہیں) پھر فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں کی باتیں خوب سننے والا ہے اور ان سے بہت ہی قریب ہے' جب دعا کرنے والا اس سے دعا کرتا ہے تو وہ اس کی دعا قبول فرماتا ہے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا تم کسی بہرے سے اور کسی غیر موجود سے دعائیں نہیں مانگ رہے ہو تم تو اسی سے دعائیں مانگ رہے ہو جو خوب سننے والا بہت قریب اور دعائیں قبول کرنے والا ہے (ن)۔

وَلَوۡ تَرٰۤى اِذۡ فَزِعُوۡا فَلَا فَوۡتَ وَاُخِذُوۡا مِنۡ مَّكَانٍ قَرِيۡبٍ ﴿۵۱﴾ وَّقَالُوۡۤا اٰمَنَّا
بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنۡ مَّكَانٍۢ بَعِيۡدٍ ۖۚ ﴿۵۲﴾ وَّقَدۡ كَفَرُوۡا بِهٖ مِنۡ قَبۡلُ ۚ
وَيَقۡذِفُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ مِنۡ مَّكَانٍۢ بَعِيۡدٍ ﴿۵۳﴾ وَحِيۡلَ بَيۡنَهُمۡ وَبَيۡنَ مَا يَشۡتَهُوۡنَ
كَمَا فُعِلَ بِاَشۡيَاعِهِمۡ مِّنۡ قَبۡلُ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا فِىۡ شَكٍّ مُّرِيۡبٍ ﴿۵۴﴾

ع ۱۲

''کاش آپ انہیں دیکھتے جب یہ گھبرا رہے ہوں گے اور بچاؤ کی کوئی تدبیر نہ ہو گی' اور پاس کے پاس ہی پکڑ لیے جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم قرآن پر ایمان لے آئے بھلا اتنی دور سے کیسے وہاں تک ان کا ہاتھ پہنچ سکتا ہے حالانکہ اس سے پہلے یہ اسے ٹھکرا چکے تھے اور یہ دور ہی سے بن دیکھے ہانکتے رہتے ہیں ان کے اور ان کی خواہشوں کے درمیان آڑ کر دی جائے گی' جیسا کہ ان جیسوں کے ساتھ ان سے پہلے بھی کیا گیا' یہ تھے لقیناً یہ بڑے گہرے شک وتردد میں مبتلا تھے''۔

قیامت کے دن کافروں کی گھبراہٹ قابل دید ہوگی: (۵۱) یعنی اے رحمت عالم ﷺ قیامت کے روز ان جھٹلانے والوں کی گھبراہٹ وسراسیمگی آپ کے دیکھنے کے قابل ہے جب کہ بچاؤ کی کوئی صورت نہ ہوگی' کہیں بھاگ کر چھپ نہ سکیں گے بلکہ بھاگنے کی سکت ہی نہیں ہوگی اور فوراً ہی پکڑ لیے جائیں گے' قبروں سے نکل کر کھڑے ہوتے ہی پکڑ لیے جائیں گے یا دنیا میں ہی عذابوں میں پکڑ لیے جائیں گے جیسا کہ بدر کی جنگ میں قتل کیے گئے اور گرفتار ہوئے لیکن صحیح بات یہی ہے کہ قیامت کے دن کی پکڑ مراد ہے جو ایک بڑی دارو گیر کا دن ہوگا۔

مشرک قیامت کے دن ایمان لے آئیں گے: (۵۲) یعنی مشرک قیامت کے دن کہیں گے کہ ہمارا اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان ہے فرمایا وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ (سورہ ۳۲/۱۲) کاش تم دیکھتے جب مجرم سر جھکائے ہوئے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ اے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا ہمیں دنیا میں واپس بھیج دے ہم نیک عمل کریں گے' اب ہمیں یقین آ گیا ہے' اسی وجہ سے فرمایا کہ اب ایمان لانا بیکار ہے' اب تو یہ ایمان کی قبولیت والی جگہ سے بہت دور ہٹ کر آخرت میں آ گئے ہیں جو جزاء کا گھر ہے دار الامتحان نہیں' اگر یہ دنیا میں رہ کر ایمان لاتے تو قابل قبول تھا' آخرت میں آنے کے بعد ایمان لانا بے سود ہے' اب تو ان کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص میلوں دور سے کسی چیز کو پکڑنا چاہتا ہو پھر جیسے وہ چیز اتنی دور سے اس کے ہاتھ میں نہیں آ سکتی' اسی طرح آخرت میں ایمان لانے کی خواہش بے سود ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس وقت یہ دنیا میں واپس آنے کی اور کفر و شرک سے باز رہنے کی خواہش کریں گے' مگر وہ وقت نہ واپس بھیجنے کا ہے اور نہ توبہ کا۔

(۵۳) یعنی اب آخرت میں ایمان کیسے قبول کیا جا سکتا ہے جب کہ دنیا میں حق کو ٹھکرا دیا اور رسولوں کو جھٹلایا تھا۔ بلا دیکھے نشانے پر تیر مارا کرتے تھے اور محض قیاس و رائے سے اللہ کی اور اس کے رسول کی باتوں کو رد کرتے رہتے تھے کبھی آپ کو شاعر بتا دیتے تھے کبھی کاہن کبھی جادوگر اور کبھی دیوانہ' نہ زندگی بعد الموت کے قائل تھے نہ روز جزاء کے جیسا کہ فرمایا اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا الخ (جاثیہ ۴۵/۳۲) ممکن ہے ایسا ہو ہمیں یقین تو آتا نہیں۔

(۵۴) یعنی اب تو ان میں اور ایمان میں حجاب حائل ہو گیا' اب توبہ کہاں' اب تو ان میں اور ان کی خواہشوں میں دیواریں کھنچ گئیں اور دنیا کی بہاریں ان سے چھن گئیں اب ایمان و توبہ کی خواہش بے سود و بے محل ہے' پھر فرمایا جیسا ان سے پہلوں اور ان جیسوں کے ساتھ کیا گیا یعنی گزشتہ قوموں نے بھی جو رسولوں کو جھٹلایا کرتی تھیں عذاب کے وقت یہی تمنا کی تھی کہ ہم ایمان لے آئے لیکن ان کا ایمان رد کیا گیا اور قبول نہیں کیا گیا فرمایا فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا الخ (غافر ۴۰/۸۴'۸۵) جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے ہم خالص اللہ پر ایمان لے آئے اور تمام شریکوں سے بیزار ہو گئے لیکن عذاب کے معائنہ کے بعد انہیں ان کا ایمان فائدہ پہنچانے والا نہیں اللہ کا یہی دستور ہے جو اس کے بندوں میں برابر جاری رہا اور کافر فائدوں سے محروم ہی رہیں گے پھر فرمایا کہ یہ تھے ہی شک و تردد میں یعنی چونکہ دنیا میں ان کے دلوں میں شکوک و شبہات تھے' اسی وجہ سے عذاب کا مشاہدہ کرنے کے بعد اس وقت ان کا ایمان قبول نہیں کیا گیا۔

الحمدللہ سورۂ سبا کی تفسیر ختم ہوئی اللہ پاک عمل کی توفیق دے آمین

سورہ فاطر

یہ ۳۵ ویں سورہ ہے بترتیب مصحف اور ۴۳ ویں سورہ بترتیب نزول۔ اور یہ مکی سورہ ہے اس میں ۴۵ آیتیں اور ۵ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ①

''میں اللہ شفیق و مہربان کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ تمام تعریفیں اسی معبود کو سزاوار ہیں جو آسمان و زمین پیدا کرنے والا ہے اور دو دو' تین تین اور چار چار پروں والے فرشتوں کو پیغام رساں بنا کر بھیجنے والا ہے' وہ پیدائش میں جس قدر چاہے زیادہ کر دیتا ہے' بلاشبہ اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے''۔

فطر کی تفسیر: (۱) ابن عباسؓ فرماتے ہیں مجھے فاطر کے ٹھیک معنی معلوم نہ تھے ایک دفعہ میں نے دو دیہاتیوں کو ایک کنویں کے بارے میں جھگڑتا ہوا پایا' ان میں سے ایک دیہاتی دوسرے سے بولا (اَنَا فَطَرْتُهَا) یعنی شروع میں میں نے اسے کھودا تھا' تب میں نے جانا کہ فاطر کے معنی شروع میں پیدا کرنے والے کے ہیں یعنی اللہ نے شروع میں بلا کسی نمونے کے اپنی قدرت کاملہ سے آسمان و زمین ایجاد فرمائے۔

اللہ فرشتے کے ذریعہ وحی بھیجتا ہے: پھر فرمایا کہ اسی کو تعریفیں سزاوار ہیں جو اپنے اور نبیوں کے درمیان فرشتوں کو پیغام رساں بنا کر بھیجتا ہے جن کے پر ہیں تا کہ ان سے اڑ کر جلدی سے اللہ کا پیغام نبیوں تک پہنچا دیں' بعض فرشتوں کے دو' بعض کے تین' بعض کے چار اور بعض کے اور بھی زیادہ پر ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معراج والی رات میں حضرت جبرئیلؑ کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے اور ہر دو پروں کا فاصلہ مشرق و مغرب جتنا تھا' پھر فرمایا وہ اپنی مخلوق میں جس قدر چاہے زیادتی کر دے اگر وہ چاہے تو اس سے بھی زیادہ پر عطا فرما دے اور انہیں جس طرح چاہے پیدا کر دے۔

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ②

''اللہ اپنی جو رحمت بندوں پر کھول دے اسے کوئی بند نہیں کر سکتا اور جو روک لے اس کے بعد کوئی کھول نہیں سکتا وہ سب پر غالب ہے اور بڑی حکمت والا ہے''۔

اللہ کی رحمت کوئی روکنے والا نہیں: (۲) یعنی اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا' اس کی بخشش کو کوئی روکنے والا نہیں اور اس کی روکی ہوئی چیز کو کوئی دینے والا نہیں۔ معاویہؓ نے مغیرہؓ بن شعبہ کو لکھا کہ اللہ کے رسول سے سنی ہوئی حدیثیں

لکھ کر بھیجو۔ وراد فرماتے ہیں مغیرہؓ نے مجھے بلا کر یہ لکھوایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نماز سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ اور میں نے سنا آپ چون و چرائے کثرت سوال سے مال برباد کرنے سے بچیوں کو زندہ دبانے سے ماؤں کی نافرمانی سے اور کنجوسی اور بھیک سے منع فرماتے تھے (قا)

جب رسول اللہ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَمِلْاَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَللّٰهُمَّ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ (مـ) دوسری جگہ فرمایا وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ الخ (یونس ۱۰/ ۱۰۷) اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اسے ٹالنے والا بھی وہی ہے اور اگر وہ تم پر کوئی بھلائی کرنا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳﴾

''لوگو اللہ نے تم پر جو نعمتیں اتار رکھی ہیں انہیں یاد رکھو کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے جو تمہیں آسمان و زمین سے روزی پہنچائے' اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں پھر تم کہاں اوندھے جا رہے ہو؟''۔

توحید کی دلیل: (۳) حق تعالیٰ بندوں کی توجہ توحید کی طرف مبذول فرما رہا ہے اور انہیں توحید و خالص اللہ کی عبادت کی دلیل بتا رہا ہے کہ جس طرح وہ پیدا کرنے میں اور روزی پہنچانے میں مستقل و بلا شرکت غیرے ہے اسی طرح عبادت بھی اسی کی کرنی چاہیے اور بتوں کو' تھانوں کو اور آستانوں کو اس کی عبادت میں شریک نہیں کرنا چاہیے اسی وجہ سے فرمایا کہ سچا معبود اللہ ہی ہے' اس کے سوا کسی اور میں معبود بننے کی صلاحیت ہی نہیں اور نہ کسی کو معبود بننے کا حق پہنچتا ہے پھر اس قدر صاف اور سلجھی ہوئی بات کے بعد اور ایسی پکی دلیل کے بعد بھی افسوس تم بت پرستی کرتے اور غیروں کے آگے جھکتے ہو یہ تو سراسر اوندھی بات ہوئی اور تم روشنی کے بجائے اندھیرے کی طرف چل پڑے ایسا نہ کرو دیدہ و دانستہ جہنم کے خوفناک شعلوں میں نہ گھسو اور خالص اللہ ہی کی عبادت کرو۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٜ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۵﴾ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ؕ ﴿۶﴾

''اگر یہ آپ کو جھٹلائیں تو جائے تعجب نہیں' آپ سے پہلے کے رسول بھی جھٹلائے جا چکے ہیں اور اللہ ہی کی طرف تمام کام لوٹائے جاتے ہیں' لوگو یقین مانو اللہ کا وعدہ سچا ہے' خبردار تمہیں دنیوی زندگی دھوکہ میں نہ ڈال دے اور شیطان تمہیں اللہ سے غافل نہ کر

دے، یاد رکھو شیطان تمہارا دشمن ہے، سوائے دشمن ہی جانو وہ اپنی جماعت کو محض اس لیے بلا رہا ہے کہ سب جہنمی بن جائیں"۔

پہلے رسول بھی جھٹلائے گئے تھے: (۴) یعنی اگر آپ کو مشرک جھٹلائیں اور توحید کی مخالفت کریں تو کوئی تعجب کی بات نہیں، آپ کے لیے پہلے رسولوں کے نمونے موجود ہیں، آپ کی طرح وہ بھی اپنی اپنی قوموں کے پاس کھلے کھلے معجزے لے کر آئے تھے اور انہیں توحید کا پیغام دیا تھا، قوم نے ان کی بھی مخالفت کی تھی اور ان کی دعوت ٹھکرا دی تھی، پھر فرمایا کہ تمام کام اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جاتے ہیں، ہم ان مشرکوں اور دریدہ دہن پاجیوں کو قرار واقعی سزا دیں گے چھوڑیں گے نہیں۔

زندگی بعد الموت یقینی ہے: (۵) زندگی بعد الموت کا وعدہ بالکل سچا ہے اور قیامت کا آنا یقینی ہے، دنیا کا ناپائدار عیش تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے، حق تعالیٰ نے اپنے دوستوں اور انبیاء کے ماننے والوں کے لیے جو بے شمار و غیر منقطع نعمتیں اور جو خیر کثیر تیار کر رکھی ہے دنیا کا چند روزہ عیش تو اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں اس لیے اس ناپائدار بہار پر رنجھ کر دہ پائدار نعمتیں نہ ٹھکراؤ، خبردار تمہیں عیار شیطان اللہ سے بے خبر کر کے، فتنے میں نہ ڈال دے اور اللہ کے رسولوں کی پیروی سے اور ان کی باتوں کی تصدیق سے نہ روک دے کیونکہ شیطان بڑا ہی دھوکہ باز اور جھوٹا ہے یہی آیت ۲۳ بعینہ سورہ لقمان میں ہے فرمایا یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ الخ (حدید ۵۷/۱۳،۱۴) جب قیامت کے دن مسلمانوں اور منافقوں کے درمیان ایک دیوار حائل ہو جائے گی جس میں دروازہ بھی ہوگا، اس کے اس طرف رحمت ہوگی اور اس طرف عذاب ہوگا، تو منافق مسلمانوں کو آواز دے کر کہیں گے کیا ہم (دنیا میں) تمہارے ساتھ نہ تھے یہ جواب دیں گے کہ تم ضرور ہمارے ساتھ تھے لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنے میں ڈال لیا تھا تم تو سوچتے ہی رہے اور شکوک وشبہات ہی میں مبتلا رہے اور تمہیں تمناؤں نے دھوکے میں ڈالے رکھا، آخر کار اللہ کا حکم آ پہنچا اور تمہیں اللہ سے شیطان نے بے خبر ہی رکھا۔

شیطان پرانا دشمن ہے: (۶) یعنی ابلیس تمہارا قدیمی دشمن ہے، دشمن کو دشمن ہی سمجھو، دوست نہ سمجھو، اس کی بات نہ مانو، سختی سے اس کی مخالفت کرو، اس کے دھوکوں سے ہوشیار رہو اور اسے جھٹلا دو، اس کا مقصد تو اتنا ہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح تم گمراہ ہو جاؤ اور اس کے ساتھ جہنم کے عذاب میں جلو بھنو یہ کھلا دشمن ہے، جس کی دشمنی میں کلام نہیں، آؤ ہم بھی اپنے قوی و عزیز اللہ سے دعا مانگیں کہ اے اللہ ہمیں شیطان کی دشمنی پر تا دم واپسیں قائم رکھ ہمیں قرآن پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرما، رسول کی راہ پر چلنے کا جذبہ بے پناہ عطا فرما، اور مرتے دم کلمہ توحید نصیب فرما آمین اے اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے اور تو دعائیں بھی قبول فرماتا ہے، تمام مسلمانوں کا خاتمہ بخیر فرما آمین ثم آمین۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۥ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ
مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ فَاِنَّ اللّٰهَ ع
يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ڮ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ
حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝

''کافروں کے لیے سخت عذاب ہے اور جو ایمان والے اور نیک عمل کرنے والے ہیں' ان کے لیے بڑی مغفرت اور بڑا ابھاری صلہ ہے' پھر کیا وہ شخص جس کے لیے اس کے برے عمل خوب صورت دکھائے گئے اور وہ انہیں صحیح سمجھ رہا ہے (اور وہ شخص جو اچھے کو اچھا اور برے کو برا سمجھتا ہے دونوں برابر ہو سکتے ہیں) واقعی اللہ جسے چاہے گمراہ کر دیتا ہے اور جسے چاہے ہدایت پر لے آتا ہے آپ ان پر افسوس نہ کریں' یقیناً اللہ ان کے کرتوتوں کو خوب جانتا ہے''۔

کافروں کے لیے سخت عذاب ہے: (۷) اوپر ذکر تھا کہ شیطان کے پجاریوں کا ٹھکانہ جہنم ہے یہاں فرمایا کہ کافروں کے لیے سخت عذاب ہے کیونکہ انہوں نے شیطان کا کہنا مانا اور مہربان اللہ کی نافرمانی کی' اور ایمان والوں کے لیے جو نیک عمل کرتے رہتے ہیں زبردست مغفرت ہے ان کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور انہیں ان کی نیکیوں کا بڑا ابھاری صلہ ملے گا۔

کافر و بدعتیوں کو اللہ نے گمراہ کر دیا ہے: (۸) یعنی جیسے کافر و فاسق و فاجر اور بدعتی کہ برے عمل کرتے ہیں' اور عقیدہ یہ رکھتے ہیں کہ ان کے عمل نیک ہیں اور اپنے خیال میں وہ انہیں اچھا ہی جان کر کرتے ہیں ایسے لوگوں کو اللہ نے گمراہ کر دیا ہے' اس میں آپ کے بس کی کوئی بات نہیں اللہ کو اختیار ہے جسے چاہے گمراہ کر دے اور جسے چاہے راہ ہدایت دکھا دے یہ تقدیری باتیں ہیں آپ ایسے لوگوں پر افسوس نہ کریں اور ان کے لیے کڑھیں نہیں' اللہ کے تمام مقدرات حکمتوں سے لبریز ہیں' ہدایت و گمراہی بھی حکمتوں پر قائم ہے' اور وہ تمام لوگوں کے حالات قبل از وقت خوب جانتا ہے' عبداللہؓ بن دیلمی کہتے ہیں میں عبداللہؓ بن عمرو کے پاس آیا آپ اپنے طائف والے باغ وہط میں تھے' فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ نے اندھیرے میں اپنی مخلوق پیدا کی' پھر ان پر اپنا نور ڈالا اس دن جس پر اس کا نور پڑ گیا وہ راہ پا گیا اور جس پر نہ پڑا وہ گمراہ ہو گیا اسی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق تحریر کر کے قلم خشک ہو چکا (ابن ابی حاتمؒ)۔

وَاللّٰهُ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا
بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝۹ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ
الْعِزَّةُ جَمِیْعًا ؕ اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِیْنَ
یَمْكُرُوْنَ السَّیِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ یَبُوْرُ ۝۱۰ وَاللّٰهُ
خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ
اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ
اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۝۱۱

''اللہ ہی نے ہوائیں بھیجیں جو بادل اٹھاتی ہیں' پھر ہم اسے کسی مردہ زمین کی طرف ہانک کر لے جاتے ہیں' پھر اس سے مردہ زمین زندہ کر دیتے ہیں' اسی طرح زندگی بعد الموت بھی ہے' جو شخص عزت چاہتا ہے تو اللہ ہی کے لیے تمام عزت ہے اسی کی طرف پاکیزہ

کلمے چڑھتے ہیں' اور نیک عمل بھی جن کو وہ بلند فرما دیتا ہے اور جو برائیوں کے گھات میں لگے رہتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اور ان کا یہ مکر مٹ کر ہی رہے گا' اللہ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا' پھر نطفے سے' پھر اس نے تمہیں جوڑا جوڑا بنایا' اور عورتوں کا حاملہ ہونا' اور ان کے بچے پیدا ہونا ساری باتیں اس کے علم میں ہیں' کسی کو لمبی عمر کا دیا جانا اور کسی کو کم عمر کا سب کچھ کتاب میں ہے' یہ سب کچھ اللہ کے لیے بہت ہی آسان ہے''۔

زندگی بعد الموت کی دلیل: (۹) اللہ اکثر احیاء زمین سے زندگی بعد الموت پر استدلال فرماتا ہے' سورۂ حج کے شروع میں بھی یہی دلیل ہے اس سے انسان کو زندگی بعد الموت کا نقشہ ذہن نشین کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے' کہ دیکھو زمین خشک و بنجر ہے' اس پر روئیدگی کا نام و نشان تک نہیں' پھر جب اللہ کے حکم سے گھٹا جھک کر آتی ہے اور اس پر اپنے فوارے چھوڑ جاتی ہے تو وہی زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے' لہلہانے لگتی ہے اور ہر نفیس جوڑا پیدا کر دیتی ہے پہلے اس پر خاک اڑ رہی تھی' زندگی کا نام و نشان تک نہ تھا' پانی برس جانے کے بعد اب اس کی ہر جگہ زندگی اور حیات سے بھرپور ہے اور زندگی کے خوش نما نظارے جھومتے ہوئے نظر آ رہے ہیں' انسان بھی اسی طرح پیدا ہو جائیں گے پھر جیسے آج تمہیں اس زندگی بعد الموت میں شبہ نہیں ہوتا' اسی طرح کل والی زندگی بعد الموت میں شبہ نہیں ہونا چاہیے' جب اللہ تمہارے جسم پیدا کرنا چاہے گا تو عرش کے نیچے سے ایک عام بارش فرمائے گا اور تمام جسم اس کے حکم سے اپنی اپنی قبروں میں اس طرح پیدا ہو جائیں گے جیسے آج زمین میں دانہ پیدا ہو جاتا ہے۔

اللہ کی اطاعت میں دنیا اور آخرت کی عزت ہے: (۱۰) یعنی جو دنیا اور آخرت کی عزت محبوب رکھتا ہے اسے اللہ کی اطاعت کو چمٹ جانا چاہیے کیونکہ اللہ دنیا اور آخرت کا مالک ہے اور تمام عزتیں اسی کے قبضے میں ہیں جیسا کہ فرمایا (۱) اَلَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکَافِرِیْنَ الخ (نساء۴/ ۱۳۹) جو ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا وہ ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں؟ یاد رکھو تمام عزتیں اللہ کے قبضے اور ملکیت میں ہیں (۲) وَلَا یَحْزُنْکَ قَوْلُھُمْ الخ (یونس۱۰/ ۶۵) آپ کو ان کی بات صدمہ نہ پہنچائے واقعی تمام عزت اللہ ہی کے قبضے میں ہے وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ الخ (منافقون۶۳/ ۸) اور عزت اللہ ہی کے لیے اس کے رسول ہی کے لیے اور ایمان والوں ہی کے لیے ہے لیکن منافقوں کو اس بات کا یقین نہیں' لہٰذا جو بتوں کو پوج کر عزت کا خواہش مند ہے اسے عزت نصیب نہ ہوگی کیونکہ عزت اللہ کے قبضے کی چیز ہے' اللہ اسے اپنے دشمنوں کو نہیں دے گا عزت اللہ کی اطاعت کر کے حاصل کرو یا یہ مطلب ہے کہ جو یہ جاننا چاہتا ہے کہ عزت کس کی ملکیت ہے تو تمام عزتیں اللہ کی ملکیت میں ہیں (ابن جریر)۔

نیک عمل اللہ کی طرف چڑھتے ہیں: پھر فرمایا پاکیزہ صاف اور ستھرے کلمے اسی کی طرف چڑھتے ہیں یعنی ذکر اللہ تلاوت قرآن اور دعائیں سب کا مرجع وہی ہے' ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جب ہم تم سے کوئی حدیث بیان کرتے ہیں تو اس کا ثبوت اللہ کی کتاب سے دیتے ہیں دیکھو جب کوئی مسلمان سبحان اللہ و بحمدہ و الحمدللہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اور تبارك اللہ کہتا ہے تو انہیں فرشتے اپنے پروں میں چھپا کر آسمان پر لے کر چڑھتے ہیں یہ فرشتوں کی جس جماعت سے بھی گزرتے ہیں' وہی ان کلموں کے پڑھنے والے کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہے یہاں تک کہ یہ حق تعالیٰ کے سامنے پیش کر دیئے جاتے ہیں پھر ثبوت میں یہ آیت پڑھی۔ (ابن جریر)

رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا جو لوگ حق تعالیٰ کے جلال کا اس کی پاکی کا اس کی بڑائی کا اس کی تعریفوں کا اور اس کی توحید کا

ذکر کرتے رہتے ہیں تو یہ (سبحان اللہ، اللہ اکبر الحمدللہ لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ العظیم) کلمے عرش کے پاس ان کا ذکر کرتے رہتے ہیں ان کی شہد کی مکھیوں جیسی بھنبھناہٹ ہوتی ہے کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ ہمیشہ تمہارا ذکر خیر کرنے والی اللہ کے پاس کوئی چیز ہو (ابن ماجۃ)۔

ریا کاروں کا بیان: پھر فرمایا جو مکر وفریب سے برائیاں کرتے ہیں یعنی ریا کار جو لوگوں کو دکھانے کے لیے بظاہر نیک عمل کرتے ہیں چونکہ ان کے عمل خلوص سے خالی ہیں اس لیے منہ پر مار دیئے جاتے ہیں وہ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ والے ہیں حالانکہ اللہ کی حضوری سے کوسوں دور رہتے ہیں فرمایا وَلَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا الخ (نساء ۴/۱۴۲) یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر تو کرتے ہی نہیں مگر تھوڑا پھر فرمایا ایسے لوگوں کے لیے سخت عذاب ہے ان کا دھوکہ کھل جائے گا اور عن قریب ان کا کھوٹ ارباب دانش پر واضح ہو جائے گا کیونکہ چھپی چوری چور کے چہرے سے ظاہر ہو جاتی ہے قاتل کا چہرہ خون کی غمازی کرتا ہے جو بات چھپاؤ اللہ اسے ضرور ظاہر فرما دیتا ہے خود چھپانے والے ہی کی زبان پر وہ غیر شعوری طور پر آ جاتی ہے اور باطن کا عکس ظاہر پر نمودار ہو جاتا ہے ریا کار کی ریا کاری کافی عرصے تک چھپی ہوئی نہیں رہ سکتی کوئی بدھو ہی ان کے دام فریب میں پھنس جائے تو پھنس جائے ایمان والے تو نور فراست رکھتے ہیں ان کی بے ایمانی کا رنگ ان پر نہیں چڑھ سکتا بلکہ جلد ہی ان کے سامنے ان کا پول کھل جاتا ہے اور علام الغیوب حق تعالیٰ سے تو کوئی بات بھی چھپی ہوئی نہیں اس پر ہر ایک کا حال ظاہر ہے۔

اللہ خالق وعلام الغیوب ہے: (۱۱) یعنی حق تعالیٰ نے تمہارے باپ آدم کی ابتداء مٹی سے کی پھر ان کی نسل کا سلسلہ ناچیز پانی کے قطرے سے چلایا پھر اس نے اپنی مہربانی سے کسی کولڑکا اور کسی کولڑکی بنایا یہ اس کا لطف وکرم ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنسوں سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان سے آرام حاصل کرو پیٹ کے بچوں کا بھی اسے پورا پورا علم ہے اور بچوں کے پیدا ہونے کا بھی اس سے کوئی چیز پنہاں نہیں مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ الخ (انعام ۶/ ۵۹) بلکہ وہ ہر گرنے والے پتے کو بھی جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی خشک وتر چیز ایسی نہیں جو ایک روشن کتاب میں موجود نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ اسے نطفے کی لمبی عمر کی بھی خبر ہے اور اس کی لمبی عمر بھی اس کے پاس مندرج ہے۔

غرض یہ کہ حق تعالیٰ نے جس کی جتنی عمر لکھ دی اور مقدر فرما دی وہ ضرور اتنی عمر کو پہنچ کر داعی اجل کو لبیک کہے گا اس پر کمی بیشی ناممکن ہے سب کچھ ایک کتاب میں پہلے ہی سے لکھا ہوا ہے عمر کے کم ہونے کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ ساقط ہونے والے حمل کو بھی اللہ جانتا ہے بعض سو سو سال تک زندہ رہتے ہیں اور بعض بچے پیدا ہوتے ہی مر جاتے ہیں ان سب باتوں کا اللہ کو علم ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جسے روزی کی فراخی اور عمر کی زیادتی منظور ہو وہ صلہ رحمی کیا کرے (قدن) اللہ کسی شخص کو اس کی مقررہ مدت کے بعد ڈھیل نہیں دیتا عمر کی زیادتی سے نیک اولاد مراد ہے جو انسان کو حق تعالیٰ عطا فرما دیتا ہے نیک اولاد انسان کے مرنے کے بعد اس کے لیے دعائیں کرتی ہے اور ان کی دعائیں قبر میں پہنچ جاتی ہیں (ابن ابی حاتم)۔

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ
وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى

الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢﴾

''اور دونوں دریا برابر نہیں ایک تو میٹھا پیاس بجھانے والا اور ہضم کرنے والا ہے اور دوسرا کھارا اور کڑوا ہے اور تم ہر ایک میں سے تازہ تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیورات بھی نکالتے ہو جن کو تم پہنتے ہو اور تم اس میں کشتیاں پانی چیرتی پھاڑتی آتی جاتی دیکھتے ہو تاکہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو اور اس کا شکر ادا کرو''۔

اللہ نے دو طرح کے دریا پیدا کیے: (۱۲) اللہ نے اپنی ہمہ گیر و عظیم قدرت سے طرح طرح کی چیزیں پیدا فرمائیں ان میں سے دو طرح کے دریا بھی پیدا کیے انہیں کی طرف توجہ مبذول کرائی جا رہی ہے کہ کس نے ایک میٹھا دریا پیدا کیا' میٹھے دریا یہی چھوٹے بڑے دریا ہیں جو مختلف ملکوں اور علاقوں میں اور مختلف جنگلوں میں جاری ہیں ان کا پانی میٹھا' لذیذ اور اچھا ہوتا ہے اور ہاضم بھی ہے دوسرا دریا بحر منجمد ہے جس کا پانی کڑوا ہے اس میں بڑے بڑے جہاز چلتے ہیں اس کا پانی کھارا' تلخ اور بدمزہ ہوتا ہے' پھر فرمایا کہ تم ہر ایک دریا میں سے تازہ تازہ گوشت کھاتے ہو یعنی ان کی مچھلیاں استعمال کرتے ہو اور ان سے پہننے کے لیے زیورات نکالتے ہو فرمایا يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ الخ (رحمان ۵۵/۲۲) ان میں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ تم کشتیوں کو دیکھو گے کہ وہ اپنے سینوں سے پانی چیرتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہیں' جہاز پانی تو پانی ہوا بھی چیرتے پھاڑتے آگے بڑھتے ہیں' پھر فرمایا تاکہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو یعنی ان تجارتی سفروں سے مال ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجا کر فروخت کرو روزیاں کماؤ اور اپنے رب کا شکر ادا کرو کہ اس نے سمندر کا مہیب و عظیم دیو تمہارے قبضے میں دے دیا تم اس میں حسب مرضی تصرف کر رہے ہو اور جہاں چاہتے ہو چلے جاتے ہو کہیں بھی تمہاری مزاحمت نہیں ہوتی بلکہ اللہ نے تو اپنی قدرت اور مہربانی سے آسمان و زمین کی تمام چیزیں تمہارے کاموں میں لگا رکھی ہیں اور تمہارے لیے مسخر کر رکھی ہیں۔

يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ﴿١٣﴾ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۚ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴿١٤﴾

''وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں اور اس نے سورج اور چاند مسخر کر دیا ہے ہر ایک مقررہ مدت کے لیے جاری ہے وہی تمہارا اللہ ہے جو تمہارا رب ہے اور اسی کی بادشاہت ہے اور اس کو چھوڑ کر جن کو تم پکارتے ہو وہ تو کھجور کی جھلی تک پر بھی قادر نہیں اگر تم انہیں پکارو تو تمہاری پکار کو نہ سنیں اور اگر بفرض محال سن بھی لیں تو تمہاری دعائیں قبول نہ کریں اور قیامت کے دن تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے اور تم کو اللہ کی طرح کوئی واقف کار خبر نہیں دے سکتا''۔

اللہ ہی معبود ہے بت کسی چیز پر بھی قادر نہیں: (۱۳) اللہ کے عظیم غلبے اور کامل قدرت کا بیان ہے کہ اس نے تمہارے قبضے میں رات کو معہ اپنی تاریکیوں کے اور دن کو معہ اپنی روشنیوں کے دے دیا' اللہ ایک کے طول میں سے کچھ لے کر دوسرے کی کمی میں داخل فرما دیتا ہے اور دن رات دونوں برابر ہو جاتے ہیں پھر اسی طرح کبھی رات بڑی دن چھوٹا اور کبھی دن بڑا اور رات چھوٹی ہو جاتی ہے جیسا کہ جاڑے اور گرمی میں ہوتا ہے' اللہ ہی نے سورج' چاند گردش کرنے والے اور ٹھہرے ہوئے درخشاں ستارے جو آسمانوں کو روشن کیے ہوئے ہیں اور ایک معین مقدار کے ساتھ اللہ کے مقرر کردہ قانون کے مطابق جاری ہیں تمہارے مطیع کر دیئے خود اللہ غالب و علیم نے ان کا اندازہ مقرر فرمایا ہے ہر ایک قیامت تک گردش میں ہے جس نے یہ سب کچھ کیا وہی تمہارا سچا معبود اور عظیم رب ہے جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور تم جو ان بتوں کو اور تھانوں کو پوج رہے ہو جو تمہارے خیال خام کے مطابق مقرب فرشتوں کے بت ہیں وہ تو کھجور کی گٹھلی والی جھلی پر بھی قادر نہیں' آسمان و زمین کی کسی اور چیز پر تو کیا قادر ہوں گے۔

جھوٹے معبود تمہاری دعائیں نہیں سنتے: (۱۴) یعنی تمہارے جھوٹے معبود چونکہ غیر جان دار جمادات ہیں اس لیے تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ سن لیتے ہیں تو قبول نہیں کر سکتے تم جو مرادیں ان سے مانگ رہے ہو یہ تو ان میں سے کسی کی مراد برلانے پر بھی قادر نہیں بھلا غیر جان دار کسی کے کیا کام آ سکتا ہے فرمایا اور جن کے یہ بت ہیں وہ قیامت کے دن تم سے بیزار ہوں گے فرمایا وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا الخ (احقاف ۴۶/ ۶۵) اس سے بڑا کوئی گمراہ نہیں جو اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکارے جو قیامت تک اس کی دعا قبول ہی نہ کر سکیں اور ان کی پکار سے بے خبر رہیں اور جب لوگ جمع کیے جائیں تو الٹے ان کے دشمن ہو جائیں اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں۔

پھر فرمایا کہ آپ کو ایک واقف کار کی طرح کوئی خبر نہیں دے سکتا یعنی کاموں کے نتائج کی اللہ کی طرح کوئی خبر نہیں دے سکتا' اللہ نے جو کچھ خبر دی ہے اس میں کوئی کلام نہیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾ اِنْ
يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾ وَلَا
تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ
شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا
الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾

"لوگو تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بڑا ہی بے نیاز و خوبیوں والا ہے اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کر دے' اور تمہاری جگہ ایک نئی مخلوق لے آئے اور یہ بات اللہ پر کوئی دشوار نہیں ہے اور کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور اگر کوئی بوجھ میں دبا ہوا کسی کو بوجھ اٹھانے کے لیے بلائے گا تو اس سے کچھ بوجھ نہ اٹھائے گا۔ گو وہ رشتے دار ہی کیوں نہ ہو آپ تو انہیں کو ہوشیار کرتے ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز کے پابند ہیں اور جو پاک ہو جائے وہ اپنے ہی فائدے کے لیے پاک ہوگا اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا

ہے''۔

ہر شخص اللہ کا محتاج ہے اور وہ بے نیاز ہے: (۱۵) یعنی حق تعالیٰ تمام مخلوق سے بالکل بے نیاز ہے اور تمام کائنات ہر وقت اس کی محتاج اور اس کے آگے ذلیل و سرنگوں ہے ہر شخص ہر وقت اپنی حرکات و سکنات میں اللہ کا محتاج ہے اور اللہ بالذات سب سے بے پروا ہے اس کی بے نیازی میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں وہ اپنے افعال و اقوال میں اور اپنے مقدرات و شرائع میں خوبیوں اور کمالوں والا ہے۔

اللہ تمہاری جگہ دوسری قوم لا سکتا ہے: (۱۶' ۱۷) یعنی اگر اللہ چاہے تو تم سب کو فنا کر کے تمہاری جگہ دوسروں کو لے آئے' یہ بات اس کے لیے کوئی دشوار اور محال نہیں۔

قیامت کے دن آپا دھاپی ہوگی: (۱۸) یعنی قیامت کے دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا' اگر اس دن کوئی اپنے بوجھ میں دبا ہوا اپنے کسی عزیز کو اپنی مدد کے لیے بلائے گا تو وہ بھی دغا دے جائے گا گو باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو ہر شخص اپنی اپنی پریشانی میں مبتلا ہوگا قیامت کے دن ایک ہمسایہ اپنے ہمسائے کو لپٹ کر اللہ سے عرض کرے گا کہ اے رب اس سے پوچھا جائے کہ یہ میرے آنے پر اپنا دروازہ کیوں بند کر لیا کرتا تھا کافر مسلمان کو اپنے دنیوی احسانات یاد دلا کر کہے گا آج میں تمہارا محتاج ہوں اللہ کے واسطے میرے کام آؤ' مومن اپنے رب سے اس کے حق میں دعائیں مانگتا رہے گا جب تک کہ وہ جہنم میں ذرا کم درجے کے عذاب میں منتقل نہ کر دیا جائے' باپ بیٹے سے کہے گا بیٹا میں تمہارا کیسا باپ تھا بیٹا جواب دے گا آپ بہت ہی اچھے تھے' باپ کہے گا بیٹا دیکھتے ہو آج میں تمہاری نیکیوں میں سے ایک رائی بھر نیکی کا محتاج ہوں اگر وہ مجھے دے دو تو میں نجات پا جاؤں تم میرے ناگفتہ بہ حالت دیکھ ہی رہے ہو بیٹا عرض کرے گا ابا جان اگرچہ آپ کا سوال معمولی سا ہے مگر افسوس جو ڈر آپ کو ہے وہی مجھے ہے آج تو میں ذرا سی بھی نیکی نہیں دے سکتا۔ شوہر (بیوی سے) پیاری! میں کیسا شوہر تھا' بیوی! آپ مجھے بہت ہی چاہتے تھے مجھ پر جان چھڑکتے تھے' میری خوشی سے کھل اٹھتے تھے اور میرے رنج سے بے قرار ہو جاتے تھے آپ سے مجھے بڑا آرام ملا۔ شوہر: آج میں تم سے صرف ایک نیکی کی بھیک مانگتا ہوں مجھ پر ترس کھا کر ایک نیکی دے دو تاکہ نجات پا لوں۔ بیوی: سوال تو کچھ بھی نہیں مگر میں مجبور ہوں جو کھٹکا آپ کو ہے وہی مجھے بھی ہے۔ فرمایا لَا يَجْزِيْ وَالِدٌ الخ (لقمان ۳۱/۳۳) نہ باپ بیٹے کے کچھ کام آئے گا اور نہ بیٹا باپ کے (۲) يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ الخ (عبس ۸۰/۳۴ تا ۳۷) جس دن انسان اپنے بھائی سے اپنی ماں سے اپنے باپ سے اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹوں سے بھاگے گا اس روز ہر ایک کی ایک ایسی حالت ہوگی جو اسے خود فراموش کیے ہوئے ہوگی۔

آپ ڈرنے والوں کو بیدار فرماتے ہیں: پھر فرمایا کہ آپ تو اللہ سے ڈرنے والوں ہی کو بیدار کرنے کے لیے ہیں یعنی آپ قرآن سے عقل و ہوش والوں کو بیدار فرمانے کے لیے آئے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور اس کے احکام بجالانے میں سرگرم رہتے ہیں' انسان نیکیاں اپنے ہی لیے کرتا ہے اس لیے نیک عمل کرنے والوں کو ان کی نیکیوں کا ثواب ملے گا اور سب کو لوٹ کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے وہی ایک ٹھکانہ ہے اللہ جلدی سے حساب لینے والا ہے وہ ہر شخص کو اس کے عملوں کا بدلہ عطا فرمائے گا اور نیکیوں کی جزاء اور برائیوں کی سزا دے گا۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظِّلُّ

وَلَا الْحَرُورُ (21) وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ
يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ (22) إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ (23) إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ
بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ (24) وَإِنْ
يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ
وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ (25) ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ (26) ع ۳ ۱۲ ۱۵

''اور بینا اور نابینا برابر نہیں ہوتے نہ تاریکیاں اور اجالا نہ چھاؤں اور دھوپ اور مردے اور زندے برابر نہیں ہوتے اللہ جسے چاہے سنا دے اور آپ قبر والوں کو نہیں سنا سکتے آپ تو صرف بیدار کرنے والے ہیں ہم نے آپ کو سچائی کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی آگاہ کرنے والا نہ آیا ہو اور اگر یہ آپ کو جھٹلائیں تو ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا ہے ان کے پاس ان کے رسول صاف صاف معجزے اللہ کی کتابیں اور روشن کتاب لے کر آئے تھے آخر کار میں نے نہ ماننے والوں کو پکڑ لیا پھر میرا عذاب کیسا رہا''۔

مومن و کافر برابر نہیں ہو سکتے: (۱۹ تا ۲۱) یعنی جس طرح دو متضاد چیزیں برابر نہیں ہوتیں' مثلاً بینا اور نابینا برابر نہیں دونوں میں بہت بڑا فرق ہے' اسی طرح اندھیرا اور اجالا برابر نہیں اور چھاؤں اور دھوپ برابر نہیں اور زندے اور مردے برابر نہیں' اسی طرح مسلمان و کافر برابر نہیں کیونکہ مسلمان زندہ ہیں اور کافر مردہ فرمایا (۱) اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا الخ (انعام ۶/ ۱۲۳) وہ جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کر دیا اور اس کے لیے روشنی مقرر کر دی جسے لے کر وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے کیا اس کی طرح ہو سکتا ہے جو اندھیروں میں ہے اور ان سے نکلنے والا نہیں (۲) مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ الخ (ھود ۱۱/ ۲۴) دونوں گروہوں دونوں گروہوں کی مثال نابینا بہرے اور بینا اور سننے والے کی طرح ہے کیا یہ دونوں ایک ہی مثال میں ہو سکتے ہیں' مومن تو دیکھنے والا سننے والا روشنی کے ساتھ سیدھی راہ پر دنیا اور آخرت میں چلتا رہتا ہے' جب تک کہ گھنے سایوں والی اور نہروں والی جنتوں میں جا کر قرار نہ پکڑ لے اور کافر اندھا' بہرا اور اندھیروں میں چل رہا ہے اسے ان اندھیروں سے باہر آنے کی کوئی صورت ہی نظر نہیں آتی بلکہ وہ تو روز بروز اپنی گمراہی اور بے راہ روی میں بڑھتا ہی جاتا ہے' دنیا اور آخرت میں اس کا یہی حال رہے گا جب تک کہ وہ جہنم کی آگ کی لپٹوں میں بے پناہ تپش میں کھولتے ہوئے پانی میں اور دھوئیں دار سایوں میں جس میں ٹھنڈک اور عزت نصیب ہونے والی نہیں جا کر قرار نہ پکڑ لے۔

حجت سننے کی توفیق اللہ ہی عطا فرماتا ہے: (۲۲) یعنی اللہ جسے چاہتا ہے اسے حجت سننے کی اسے قبول کرنے کی اور اس کے آگے سر تسلیم خم کرنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے پھر فرمایا کہ اے نبی آپ مردوں کو سنانے سے تو رہے یعنی جس طرح آپ کی دعوت سے مردے قبروں میں مستفید نہیں ہو سکتے' اسی طرح یہ ازلی مشرک اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے' آپ ایسوں کو کسی طرح بھی ہدایت پر نہیں لا سکتے۔

آپ کا فریضہ تبلیغ ہے: (۲۳) یعنی آپ کے فرائض میں تبلیغ دعوت ہے آگے اللہ کا کام ہے وہ جسے چاہے ہدایت پر لے آئے

اور جسے چاہے گمراہ کر دے۔

آپ بشیر و نذیر ہیں: (۲۴) یعنی آپ ایمان والوں کو جنت کی اور اللہ کی رضا کی خوش خبری سناتے ہیں' اور بے ایمانوں کو جہنم سے اور اللہ کے قہر و غضب سے ڈراتے ہیں۔

ہر قوم میں نبی آیا ہے: ہر قوم کے پاس کوئی نہ کوئی نبی یا آگاہ کرنے والا ضرور آیا ہے جس نے ان کے شکوک و شبہات دور کر دیئے تاکہ عذر باقی نہ رہنے پائے چنانچہ اللہ نے فرمایا (۱) اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ الخ (رعد ۱۳/ ۷) آپ تو صرف ایک ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے ایک راہنما ہے (۲) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ الخ (نحل ۱۶/ ۳۶) بلا شبہ ہم نے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا کہ وہ دعوت دے کہ اللہ کی عبادت کرو اور بتوں سے بچو پھر ان میں سے بعض کو تو اللہ نے ہدایت دے دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوگئی۔

رسول جھٹلائے گئے: (۲۵'۲۶) یعنی رسول ان کے پاس غالب معجزے پکی پکی دلیلیں' صحیفے اور روشن و واضح کتاب لے کر آئے لیکن ان تمام چیزوں کے ہوتے ہوئے بھی لوگوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور انہیں نہ مانا' آخر کار عذاب میں گرفتار کر لیے گئے' دیکھئے میرے انکار کا کیسا انجام ہوا اور وہ کس طرح عظیم و سخت عذاب میں پھنس کر ہلاک ہوئے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾

''کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے مختلف رنگ کے پھل پیدا کیے اور بعض پہاڑوں میں مختلف رنگوں کی سفید و سرخ گھاٹیاں ہیں اور بعض سخت سیاہ ہیں اسی طرح بعض انسان' چوپائے اور جانور مختلف رنگوں کے ہیں' اللہ سے اس کے علم والے بندے ہی ڈرتے ہیں یقین مانو اللہ بڑی عزت والا اور بڑا ہی بخشنے والا ہے''۔

قدرت کی ہمہ گیری اور کمال کا بیان: (۲۷) اللہ اپنی کامل قدرت کی طرف توجہ دلا رہا ہے کہ اس نے طرح طرح کی رنگ برنگ چیزیں ایک ہی چیز سے پیدا کیں یعنی پانی سے جس کو وہ آسمان سے اتارتا ہے اسی سے مختلف رنگوں کے پھل پیدا فرمائے جیسے کہ ہم مختلف رنگوں کے پھلوں کا مشاہدہ کرتے ہیں پھر نہ صرف رنگ ہی مختلف ہیں بلکہ شکلیں' ذائقے اور خوشبوئیں بھی مختلف ہیں فرمایا وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ الخ (رعد ۱۳/ ۴) اور زمین پر آپس میں ملے جلے کھیت ہیں اور انگوروں کے اناجوں کے اور کھجوروں کے باغات ہیں بعض کھجوریں ایک تنے والی ہیں اور بعض کے اوپر جا کر دو تنے ہو جاتے ہیں ان سب کی ایک ہی پانی سے آب پاشی ہوتی ہے مگر ہم نے بعض کے پھلوں کو بعض پر فوقیت دے دی ہے یقیناً اس میں سمجھنے والوں کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں اسی طرح رنگ برنگ کے پہاڑ پیدا کر دیئے جیسا کہ دیکھنے میں آتا ہے کہ کوئی سفید ہے اور کوئی سرخ اور بعض پہاڑوں میں مختلف رنگوں کی گھاٹیاں بھی ہیں۔

(۲۸) اسی طرح انسان وحیوان بھی مختلف رنگوں کے ہیں' بربری' حبشی وغیرہ بہت کالے ہوتے ہیں اور صقلبی' اور رومی بہت گورے' عرب درمیانی ہیں اور ہندوستانی ان کے قریب قریب ہیں اسی وجہ سے دوسری آیت میں فرمایا وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ الخ (روم۳۰/۲۲) اوراس کی نشانیوں میں سے تمہاری بولیوں اور رنگوں کے اختلافات بھی ہیں یقیناً اس میں جاننے والوں کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں' اسی طرح جانور مختلف رنگوں کے ہیں یہاں تک کہ ایک ہی جنس میں بلکہ ایک ہی نوع میں بلکہ ایک ہی جانور میں مختلف رنگ ہوتے ہیں اللہ جو بہترین پیدا کرنے والا ہے برکت والا ہے۔

اللہ سے علماء ہی ڈرتے ہیں: پھر فرمایا کہ اللہ سے جوڈرنے کا حق ہے اسے اللہ کے علم و معرفت والے بندے ہی ادا کرتے ہیں' اللہ کی جس قدر معرفت بڑھی ہوئی اور کامل ہوگی اسی قدر انسان اس سے زیادہ ڈرے گا جن کو اس بات کا یقین ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے وہی اس سے ڈرتے رہتے ہیں علم والا وہ ہے جو مشرک نہ ہو اللہ کی حلال وحرام کی ہوئی چیزوں کو حلال وحرام سمجھے اس کے احکام یادرکھے اوراس بات کا یقین رکھے کہ وہ اللہ سے ملنے والا ہے اوراس سے اس کے عملوں کی باز پرس کی جائے گی۔ اللہ کا خوف انسان کے اور گناہوں کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اگر کسی کے اندر یہ کیفیت پیدا ہو جائے وہی اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ حقیقت میں عالم وہی ہے جو غائبانہ بھی مہربان اللہ سے ڈرتا رہے اوراس کی خلوت اس کی جلوت سے زیادہ ڈروالی ہو' اللہ کی رغبت دلائی ہوئی چیزوں میں رغبت کرتا رہے اور اللہ کو ناراض کرنے والے عملوں سے بچتا رہے' چرب زبانی اور باتوں کی کثرت کا نام علم نہیں بلکہ علم کثرت خشیت آلہی ہے۔

علماء کی تین قسمیں: علماء کی تین قسمیں ہیں (۱) عالم باللہ (۲) عالم بامر اللہ (۳) اور عالم باللہ و بامر اللہ سو عالم باللہ عالم بامر اللہ نہیں ہوتا اور عالم بامر اللہ عالم باللہ نہیں ہوتا' عالم باللہ و بامر اللہ وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو اور حدود وفرائض کا عالم بھی ہو' عالم باللہ وہ ہے جو اللہ سے تو ڈرتا ہو مگر حدود وفرائض سے آگاہ نہ ہو اور عالم بامر اللہ وہ ہے جو حدود وفرائض سے تو آگاہ ہو مگر اس کے دل میں اللہ کا خوف نہ ہو' لہٰذا صحیح وہی عالم ہے جو عالم باللہ و بامر اللہ ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ
مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾

''جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں' نماز قائم رکھتے ہیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے کھلم کھلا اور چھپ چھپ کر خرچ کرتے ہیں' وہ ایسی تجارت' کے خواہش مند ہیں جو کبھی سست نہیں پڑے گی تا کہ اللہ انہیں ان کے پورے پورے اجر دے اور اپنے فضل سے زیادہ بھی دے' واقعی وہ بڑا ہی بخشنے والا اور بڑا ہی قدر دان ہے''۔

آخرت کی تجارت کرنے والے مسلمان: (۲۹) آخرت کی تجارت کرنے والے مسلمانوں کا بیان ہے جو ایمان لا کر احکام پر عمل کرتے ہیں' قرآن کی تلاوت میں اور نماز روزے میں مصروف رہتے ہیں اور اللہ کی عطا کردہ روزیوں میں سے ظاہر و باطن ہر حال میں خرچ کرتے رہتے ہیں' ایسے لوگ ایسے کاروبار میں لگے ہوئے ہیں جو ہمیشہ گرم رہتا ہے۔ کبھی مندا نہیں پڑتا' یعنی اللہ سے

ثواب کے منتظر رہتے ہیں جس کا ملنا یقینی ہے‘ ہم نے شروع تفسیر میں فضائل قرآن کے بیان میں بتایا ہے کہ قرآن صاحب قرآن سے کہے گا کہ ہر تاجر اپنی اپنی تجارت کے پیچھے ہے اور تو آج تمام تجارتوں کے پیچھے ہے (تیری تجارت میں دین و دنیا کی تمام خیر و برکتیں سمٹ آئی ہیں)

(۳۰) اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں ان کے عملوں کا پورا پورا اجر ملے گا اور مزید انعامات بھی جن کا تصور بھی نہ تھا‘ یقیناً اللہ لوگوں کے گناہ معاف کرنے والا ہے اور ان کے تھوڑے سے عملوں کا کافی قدردان ہے۔

وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝۳۱

”اور ہم نے جو کتاب آپ پر وحی کے ذریعہ اتاری وہ ایک سچی کتاب ہے اور اگلی کتابوں کو بھی سچا بتا رہی ہے یقیناً اللہ اپنے بندوں سے بڑا ہی خبردار ہے اور انہیں خوب دیکھنے والا ہے“۔

قرآن اللہ کی سچی کتاب ہے: (۳۱) یعنی اے محبوب نبی ہم نے جو آپ پر یہ قرآن اتارا ہے یہ ایک سچی کتاب ہے اور اگلی تمام کتابوں کی تصدیق بھی کرتا ہے جیسا کہ اگلی کتابوں نے اس کی تصدیق کی اور اس کی عظمت کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے اتارا ہوا ہے‘ اللہ اپنے بندوں کے حالات سے خوب خبردار ہے کہ کون دوسروں پر فضیلت دیئے جانے کا مستحق ہے اور کون نہیں اسی وجہ سے اس نے نبیوں اور رسولوں کو تمام انسانوں پر اور بعض نبی کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی اور بعض کے درجے بلند فرمائے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا مرتبہ سب سے اونچا رکھا‘ تمام نبیوں پر اللہ کا درود و سلام ہو آمین۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ
وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ
الْكَبِيْرُ ۝۳۲ ۭ

”پھر ہم نے اس کتاب کا اپنے چنے ہوئے بندوں کو وارث بنایا پھر ان میں سے کچھ تو اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں کچھ درمیانی ہیں اور کچھ وہ ہیں جو اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہیں اور اللہ کا بڑا فضل یہی ہے“۔

قرآن پر عمل کرنے والے تین قسم کے مسلمان ہیں: (۳۲) یعنی ہم نے یہ عظیم کتاب جو اگلی آسمانی کتابوں کو بھی سچا بتاتی ہے اس امت کے منتخب بزرگوں کے ہاتھوں میں دی ہے اس پر عمل کرنے والے تین قسم کے لوگ ہیں بعض تو بعض واجب احکام چھوڑ کر گناہوں میں مبتلا ہیں‘ بعض کی درمیانی رفتار ہے کہ فرائض و واجبات ادا کرتے ہیں اور گناہوں سے بچتے ہیں اور کبھی بعض مستحب کام چھوڑ کر کوئی مکروہ کام کر بیٹھتے ہیں اور بعض نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہیں کہ شوق و ذوق سے تمام فرض و مستحب کام بجا لاتے ہیں اور تمام حرام و مکروہ کاموں سے بچتے ہیں۔ (معلوم ہوا کہ امت محمدیہ تمام امتوں میں برگزیدہ ہے) ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری شفاعت کبریٰ گنہگار امتیوں کے لیے ہے (ط)۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نیکیوں میں سبقت کرنے والے

بلاحساب جنت میں جائیں گے اور درمیانی درجے کے اللہ کی مہربانی سے' اور گناہ گار واصحاب اعراف رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے۔

(۱) رحمت عالم ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ سب ایک ہی مرتبے میں ہیں اور سب جنت میں جائیں گے یعنی اسی امت کے لوگ ہیں اور جنتی ہیں گو مرتبہ کے لحاظ سے ان میں فرق ہے۔ (۲) نیکیوں میں سبقت کرنے والے تو بلاحساب جنت میں جائیں گے درمیانی درجے کے لوگوں کا آسان حساب لیا جائے گا اور ظالموں یعنی گناہ گاروں کو میدان محشر میں مدت دراز تک روک دیا جائے گا پھر حق تعالیٰ اپنی مہربانی سے ان کے گناہوں کی بھی تلافی فرما دے گا' یہی لوگ خوش ہو کر کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ الخ (فاطر ۳۵/۳۴' ۳۵) اس اللہ کی تعریفیں ہیں جس نے ہمارا غم زائل کر دیا یقیناً ہمارا رب بڑی ہی بخشش والا اور بڑا ہی قدردان ہے جس نے اپنے فضل سے ہمیں اس عزت والے گھر میں اتارا جہاں تکلیف نہیں اور نہ کوئی دکھ ہے (ا)۔ (۳) میری امت کے تین حصے کر دیئے جائیں گے ایک حصہ تو بلاحساب وعذاب کے جنت میں چلا جائے گا ایک حصے سے آسان حساب لیا جائے گا اور پھر وہ بھی جنت میں چلے جائیں گے اور ایک حصے سے حساب میں کرید کی جائے گی کہ ایسا کیوں کیا پھر فرشتے عرض کریں گے کہ ہم نے تو انہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ کا قائل پایا تھا حق تعالیٰ فرمائے گا انہوں نے سچا عقیدہ رکھا' بے شک میرے سوا کوئی بھی حق دار عبادت نہیں جاؤ اس عقیدے کی بدولت ہی انہیں جنت میں لے جاؤ اور ان کے گناہ جہنمیوں پر ڈال دو' اسی بات کا بیان وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ الخ (عنکبوت ۲۹/۱۳) میں ہے یعنی جہنمی اپنا بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسروں کا بوجھ بھی اٹھائیں گے' اس کی تصدیق اس آیت میں بھی ہے جس میں فرشتوں کا بیان ہے۔

علماء کی فضیلت: علماء اس نعمت ورحمت کے سب سے زیادہ حق دار ہیں کیونکہ رحمت عالم ﷺ نے انہیں کے بارے میں فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن علماء سے فرمائے گا میں نے تم کو علم وحکمت اسی لیے دیا تھا کہ میں تمہیں بخش دوں خواہ تم کیسے ہی کیوں نہ ہو مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ
وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ
اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا
فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾

''یہ دائمی جنتوں میں جائیں گے جہاں انہیں سونے اور موتیوں کے کنگن پہنائے جائیں گے اور جہاں ان کا لباس ریشمی ہوگا اور یہ کہیں گے الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا غم دور فرما دیا' یقیناً ہمارا رب بڑا ہی بخشش والا اور بڑا ہی قدردان ہے' جس نے اپنے فضل سے ہمیں اس ہمیشگی والے محل میں اتارا جہاں نہ ہمیں کوئی دکھ پہنچے گا اور نہ کسی قسم کی تھکن محسوس ہوگی''۔

کتاب کے وارث جو منتخب بندے ہیں جنت کے وارث ہوں گے: (۳۳) یعنی یہ منتخب بندے جن کو رب العلمین کی طرف سے نازل کردہ کتابوں کا وارث بنایا گیا ہے قیامت کے دن ہمیشگی والی جنتوں میں ہوں گے' جہاں انہیں سونے اور اصلی

موتیوں کے کنگن پہنائے جائیں گے جیسا کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جہاں تک مومن کے جسم پر وضو کا پانی پہنچے گا وہ تمام حصہ زیور سے آراستہ ہوگا پھر فرمایا جنت والوں کا جنت میں ریشمی لباس ہوگا چونکہ دنیا میں مردوں پر ریشم حرام تھا اس لیے آخرت میں انہیں مباح کر دیا جائے گا' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔ (۲) ریشم کافروں کے لیے دنیا میں ہے اور تمہارے لیے آخرت میں (۳) جنت والوں کو سونے اور چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے جن پر اصلی موتی جڑے ہوئے ہوں گے اور موتی اور یاقوت کا کام ہوگا' ان کے سروں پر شاہانہ تاج ہوں گے یہ نوجوان ہوں گے جسم پر بال نہ ہوں گے بے ڈراڑھی مونچھ کے ہوں گے اور سرمگیں آنکھیں ہوں گی۔

نعمت جنت پر اللہ کا شکر: (۳۴) یعنی الحمد للہ حق تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں خوف سے نجات بخشی اور اسے ہٹا کر ہمیں مسرت وراحت نصیب فرمائی اور دنیا اور آخرت کے فکروں سے چھڑا دیا' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا توحید والوں کو نہ قبروں میں وحشت ہوگی اور نہ قبروں سے اٹھتے وقت' میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے قبروں سے اٹھ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں الحمد للہ اللہ نے ہمارا فکر دور فرما دیا (ابن ابی حاتم) طبرانی کی روایت میں ہے کہ توحید والوں کو نہ موت کے وقت وحشت ہوتی ہے نہ قبروں میں ہوگی اور نہ اٹھنے کے بعد ہوگی' حق تعالیٰ غفور اس لیے ہے کہ اس نے لوگوں کے بہت سے گناہ معاف فرما دیئے اور شکور اس لیے ہے کہ تھوڑی سی نیکی کی بھی قدر فرمائی۔

جنت میں جانے کا شکریہ: (۳۵) یعنی اس اللہ کا بڑا شکر ہے جس نے اپنی مہربانی سے ہمیں یہ اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہم تو خالی ہاتھ تھے مگر رحمت عالم ﷺ کے ایک امتی تھے' چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کسی کو اس کے عمل حق دار جنت نہیں بنا سکتے صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول کیا آپ کے عمل بھی؟ فرمایا ہاں میرے عمل بھی جب تک اللہ مجھے اپنی مہربانی سے اپنی رحمت میں نہ چھپا لے۔ پھر فرمایا کہ جنت میں نہ کوئی تکلیف پہنچے گی۔ اور نہ تھکن نہ جسم کو اذیت پہنچے گی اور نہ روح کو۔ دنیا میں عبادتوں میں جو تکلیفیں اٹھائی تھیں' آج ان کا یہ بدلہ ملا ہے کہ آرام ہی آرام ہے اور دائمی راحت و سرور والا مقام ہے فرمایا كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا الخ (حاقہ ۶۹/۲۴) اپنے گزشتہ زمانے کے عملوں کی وجہ سے رچتا پچتا کھاؤ پیو۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۚ﴿۳۶﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۳۷﴾ ع

''اور کافروں کے لیے جہنم کی آگ ہے نہ تو ان کا کام ہی تمام کر دیا جائے گا کہ وہ مر جائیں اور نہ اس کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا ہم ناشکروں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں وہ جہنم میں چیخ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے آقا ہمیں (اس سے) نکال ہم

برعکس ان عملوں کے جو کیا کرتے تھے نیک عمل کریں گے کیا ہم نے تم کو اس قدر عمر نہیں دی تھی کہ اس میں نصیحت حاصل کرنے والے نصیحت حاصل کر لیں اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آ چکا تھا' اس لیے عذاب کا مزا چکھتے رہو' آج ظالموں کا کوئی مددگار نہیں''۔

جہنمی نہ مریں گے نہ عذاب ہلکا ہوگا: (۳۶) اوپر خوش نصیبوں کی راحتوں کا بیان تھا یہاں بدنصیبوں کی تکلیفوں کا بیان ہے کہ جہنمی جہنم میں نہ تو مریں گے اور نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی فرمایا لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى الخ (اعلیٰ ۸۷/۱۳) (طٰہٰ ۲۰/۷۴) نہ بدنصیب اس میں مرے گا اور نہ زندہ ہی رہے گا یعنی چین والی زندگی نصیب نہ ہوگی' نبی ﷺ نے فرمایا کہ جہنمی نہ تو جہنم میں مریں گے اور نہ زندہ ہی رہیں گے (م) اللہ نے فرمایا وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ الخ (زخرف ۴۳/۷۷) وہ مالک کو پکار کر کہیں گے کہ اے مالک تم ہی دعا کرو کہ اللہ ہمیں موت دے دے وہ جواب دے گا کہ اب تو تم ہمیشہ اسی میں ٹھہرنے والے ہو' معلوم ہوا کہ جہنمی جہنم کی تکلیفوں میں موت کو ذریعہ راحت و آرام سمجھیں گے لیکن موت کی بھی کوئی صورت نہ نکلے گی ؎

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

وہاں نہ تو ان کا کام ہی تمام کیا جائے گا کہ مر جائیں اور نہ عذاب ہی ہلکا ہوگا پھر فرمایا کہ ہم ہر ناشکرے کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں جو اپنے رب کی ناشکری کرتا ہے اور حق کو جھٹلاتا ہے۔

جہنمیوں کی جہنم میں چیخ و پکار: (۳۷) جہنمی جہنم میں چیخیں چلائیں گے روئیں دھوئیں گے اور گڑگڑا کر اور بلک بلک کر کہیں گے کہ اے سچے معبود و مربی ہمیں اس مصیبت سے نجات دے اور پھر دنیا میں بھیج دے اب ہم اپنے عملوں کے برعکس نیک عمل کریں گے اور نیک بن جائیں گے چونکہ حق تعالیٰ کو معلوم ہے کہ دنیا میں لوٹائے جانے کے بعد بھی یہ نیک عمل کرنے والے نہیں اور پھر انہیں باتوں کا ارتکاب کریں گے' جن سے انہیں روک دیا گیا ہے اور یہ جھوٹے ہیں' اس لیے اللہ ان کی دعاؤں کی پرواہ نہیں کرے گا اور انہیں کوئی جواب ہی نہیں دیا جائے گا چنانچہ اللہ نے ان کی طرف سے خبر دیتے ہوئے فرمایا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ الخ (غافر ۴۰/۱۱) جب انہوں نے کہا کیا اب دنیا میں واپس لوٹنے کی کوئی صورت ہے؟ تو فرمایا تم وہی تو ہو نا کہ جب اللہ کی توحید کا بیان ہوتا تھا تو تم توحید ماننے کو تیار نہ تھے اور اگر اس کے ساتھ شرک کا بیان ہوتا تھا تو تم ایمان لے آتے تھے یعنی تمہاری یہ خواہش اس لیے پوری نہیں کی جاتی کہ تمہاری مذکورہ بالا عادت گزر چکی ہے اب بھی اگر تم کو لوٹا دیا جائے تو پھر وہی کرو گے جو کر کے آئے ہو یہی وجہ ہے کہ یہاں یہ جواب دیا گیا کہ ہم نے تم کو دنیا میں اس قدر عمر دے دی تھی جس میں نصیحتوں سے فائدہ اٹھانے والے فائدہ اٹھا لیا کرتے ہیں۔

سنجیدگی کی عمر کتنی ہے: ابن عباس ؓ فرماتے ہیں چالیس سال کے بعد انسان کا عذر قابل سماعت نہیں ہوتا۔

ابن عباس ؓ فرماتے ہیں یہاں ساٹھ سال کی عمر مراد ہے یہی روایت زیادہ صحیح ہے اور حقیقت میں یہاں یہی عمر مراد ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جسے اللہ نے ساٹھ یا ستر سال کی عمر دی اس کا عذر ناقابل قبول ہے (با) بخاری میں ساٹھ سال ہی کی روایت ہے (یہ حدیث مختلف صحیح سندوں سے ثابت ہے اگر صرف بخاری والی سند ہی ہوتی تو وہ اکیلی ہی کافی تھی مگر یہاں تو اور بھی صحیح سندیں موجود ہیں) بعض طبیبوں نے بھی کہا ہے کہ انسان کی طبعی عمر ۱۲۰ سال ہے اور انسان ساٹھ سال تک بڑھتا رہتا ہے پھر

انحطاط شروع ہونے لگتا ہے اور بڑھاپے کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔

اذا بلغ الفتی ستین عاما فقد ذهب المسرة والفتاء

جب انسان ساٹھ سال کا ہو جاتا ہے تو مسرت و جوانی کھسک جاتی ہے چونکہ ساٹھ سال کی عمر سے پہلے پہلے انسان کے عذر قابل قبول رہتے ہیں اس لیے امت محمدیہ کی اکثر عمریں اتنی ہی ہیں جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے آپ نے فرمایا میری امت کی عمر ۶۰ اور ۷۰ کے درمیان ہے اس سے آگے بڑھنے والے بہت کم ہیں (ت' ابن ماجۃ)۔ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۶۳ سال زندہ رہے۔

نذیر کی تفسیر: پھر فرمایا کہ تمہارے پاس نذیر بھی آ چکا تھا یعنی بالوں کی سفیدی نے تمہیں جگا بھی دیا تھا یا اللہ کے رسول تم کو ہوشیار کر گئے تھے چنانچہ فرمایا ھٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰی (نجم ۵۳/۵۶) یہ پیغمبر بھی پہلے بیدار کرنے والوں کی طرح ایک بیدار کرنے والے ہیں یہی قول زیادہ صحیح ہے کہ نذیر سے مراد پیغمبر علیہم السلام ہیں یعنی تمہارے پاس رسول بھی آ چکے اور اصلاح کی عمر بھی اب بھی اگر تم ہوش میں نہیں آئے تو اب تمہارا کوئی عذر قبل پذیرائی نہیں' فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ الخ (اسراء ۱۷/۱۵) ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک کہ رسول نہ بھیج دیں (۲) كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ الخ (ملک ۶۷/ ۹'۸) جب بھی اس میں کوئی جماعت ڈالی جائے گی تو جہنم کے داروغہ اس سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا' یہ جواب دیں گے آیا تھا لیکن ہم نے اسے جھوٹا مانا اور یہ کہہ دیا کہ اللہ نے کچھ نہیں اتارا تم تو دور والی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو' پھر فرمایا کہ عذاب چکھتے رہو ظالموں کا کوئی مددگار نہیں یعنی عملوں کے زمانے میں تم نے جو نبیوں کی مخالفت کی تھی اس کے بدلے آج یہ عذاب چکھتے رہو' آج تمہارا کوئی حمایتی نہیں جو تم کو اس عذاب سے چھڑا لے اور اس قید و بند سے نجات دلا دے۔

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٣٨﴾
هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۭ وَلَا يَزِيْدُ
الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا
خَسَارًا ﴿٣٩﴾

''یقین مانو اللہ آسمان و زمین کے غیب جاننے والا ہے اور وہ دلوں کے بھیدوں سے خوب آگاہ ہے' اسی نے تم کو زمین میں جانشین بنایا پھر جو کفر کرے اس کے کفر کا وبال اسی پر ہوگا اور کافروں کا کفران کے رب کے پاس رب کے غصے ہی کو بڑھاتا ہے اور ان کا کفر نقصان ہی میں اضافہ کرتا ہے''۔

اللہ عالم غیب و واقف اسرار ہے: (۳۸) یعنی اللہ کو آسمان و زمین کی چھپی ہوئی تمام باتوں کا علم ہے اور اسے دلوں کے اندر کی چھپی ہوئی باتیں بھی معلوم ہیں اور وہ سینوں کے رازوں سے بھی واقف ہے وہ ہر عامل کو اس کے عملوں کی جزا و سزا دے گا۔

کفر سے دن بدن اللہ کا قہر بڑھتا ہے: (۳۹) یعنی اللہ ہی نے تم کو دوسروں کا جانشین بنایا ہے پچھلے پہلوں کی جگہ لے لیتے ہیں دوسری جگہ فرمایا وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ الخ (نمل ۲۷/۶۲) وہی تم کو زمین پر جانشین بناتا ہے' پھر فرمایا کہ کفر کا وبال کفر

کرنے والوں ہی پر پڑے گا دوسروں پر نہیں یہ لوگ اپنے کفر سے روز بروز اللہ کے قہر وعتاب کو بڑھا رہے ہیں اور نہ صرف اپنی جانوں کے بلکہ اہل وعیال کے نقصانات میں بھی اضافہ کر رہے ہیں برعکس ان کے ایمان والوں کی جوں جوں عمر بڑھتی ہے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور جنتی درجے بلند ہوتے ہیں خالق کی ان سے محبت بڑھتی جاتی ہے اور وہ رب العالمین کی نظر میں زیادہ معزز بنتے چلے جاتے ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿٤٠﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿٤١﴾

”آپ فرمادیں کہ ذرا اپنے ان شریکوں کو جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا حصہ پیدا کیا یا آسمان کے کس حصے میں ان کی شرکت ہے یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دے دی ہے جو وہ اس کی (شرک پر) دلیل رکھتے ہوں کچھ بھی نہیں بلکہ یہ ظالم تو ایک دوسرے کو سبز باغ دکھا رہے ہیں یاد رکھو آسمان وزمین کو ادھر ادھر نہ ہونے سے اللہ ہی تھامے ہوئے ہے اور اگر یہ دونوں اپنی اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو اللہ کے بعد انہیں کوئی بھی نہیں تھام سکتا واقعی اللہ بڑے ہی تحمل والا اور بڑا ہی بخشنے والا ہے“۔

بت بے بس ہیں اور شرک پر کوئی دلیل نہیں: (۴۰) یعنی آپ ذرا ان مشرکوں سے پوچھیں تو سہی کہ تم اللہ کو چھوڑ کر جن جن معبودوں کو پوج رہے ہو ذرا مجھے بھی تو دکھاؤ انہوں نے زمین کی کیا چیز بنائی یا ان کا آسمان کے کس حصے میں ساجھا ہے یہ تو بالکل بے بس ہیں کھجور کی گٹھلی والی جھلی بھی پیدا کرنے سے عاجز ہیں انہوں نے کچھ بھی نہیں بنایا اور نہ بنا سکتے ہیں اور نہ کسی چیز میں ان کا ساجھا ہے پھر فرمایا کہ ان مشرکوں کے پاس شرک کی کیا دلیل ہے کیا ہم نے ان پر کوئی کتاب اتاری تھی جس کی کسی آیت سے یہ شرک ثابت کرتے ہوں پھر فرمایا کچھ نہیں بلکہ یہ کفر وشرک میں خواہش وآراء کے پیروکار ہیں ان کے پاس دلیل تو کچھ بھی نہیں محض دھوکہ اور فریب میں گرفتار ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو دھوکہ دے رہے ہیں اور محض جھوٹی امیدیں باندھ رکھی ہیں جو کبھی پوری ہونے والی نہیں۔

آسمان وزمین کا تھامنے والا اللہ ہی ہے: (۴۱) یعنی اللہ آسمان وزمین کو اپنی جگہ سے ہٹنے نہیں دیتا دوسری جگہ فرمایا وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ الخ (حج ۲۲/۶۵) اللہ آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے مگر اس کے حکم سے (آسمان زمین پر گر جائے گا) وَمِنْ اٰيَاتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ الخ (روم ۳۰/۲۵) اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی نشانی ہے کہ زمین وآسمان اس کے حکم سے قائم ہیں پھر فرمایا کہ اگر زمین وآسمان ہٹ جائیں تو اللہ کے بعد کوئی بھی انہیں روک دینے والا نہیں یعنی آسمان وزمین کو

باقی رکھنے پر اور ان کے دائمی وجود پر وہی قادر ہے کوئی اور نہیں وہ بردبار اور درگزر کر دینے والا ہے یعنی باوجودیکہ لوگ اسے نہیں مانتے اور اس کی نافرمانی کرتے ہیں پھر بھی وہ تحمل فرماتا ہے اور انہیں ڈھیل دے دیتا ہے فوراً عذاب میں گرفتار نہیں کرتا بلکہ بہت سے بندوں کے گناہوں پر پردہ بھی ڈال دیتا ہے فرمایا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الخ (بقرہ ۲/۲۵۵) اللہ ہی زندہ اور کائنات کو سنبھالنے والا ہے نہ اس پر اونگھ طاری ہوتی ہے اور نہ اسے نیند آتی ہے آسمان وزمین کی تمام کائنات پر اسی کی بادشاہت ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ نہیں سوتا اور نہ سونا اس کی شان کے لائق ہے وہ ترازو کو جھکاتا اور اٹھاتا ہے اس کی طرف رات کے عمل دن سے پہلے اور دن کے عمل رات سے پہلے چڑھا دیئے جاتے ہیں اس کا حجاب نور یا نار ہے اگر وہ اس حجاب کو اٹھا دے تو اس کے چہرے کی کرنیں اس کی انتہائے نگاہ تک مخلوق کو جلا دیں (ق)۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ﴿۴۲﴾ ۙ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۭ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۭ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾

''انہوں نے پکی قسمیں کھا کر کہا کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آ جاتا تو یہ ہر قوم سے زیادہ راہ پر ہوتے پھر جب ان کے پاس ایک ڈرانے والا آیا تو اس سے یہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے اور اپنی بری سازشوں کی وجہ سے اور بھی بدک پڑے اور بری سازشوں کا وبال سازش والوں پر ہی پڑے گا' اب انہیں پہلے لوگوں کے دستور ہی کا انتظار ہے' تم کبھی اللہ کا دستور بدلنے والا نہ پاؤ گے اور نہ کبھی اللہ کے دستور میں ردوبدل دیکھو گے''۔

رسول کے متمنی رسول کو ٹھکرانے لگے: (۴۲ و ۴۳) خصوصاً قریش اور عموماً عربوں کو خبر دی جا رہی ہے کہ وہ رسول عربی کے آنے سے پہلے پکی قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی جگانے والا نبی آتا تو دنیا کی تمام قوموں سے زیادہ راہ یافتہ ہوتے دوسری جگہ فرمایا اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الخ (انعام ۶/۱۵۶' ۱۵۷) کہیں تم یہ نہ کہو کہ کتاب تو ہم سے پہلی امت پر اتاری گئی تھی اور ہم تو اس کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر تھے یا یہ نہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب اترتی تو ہم ان سے زیادہ راہ پر ہوتے اب تو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس معجزہ اور ہدایت ورحمت آ گئی۔ لہٰذا اس سے بڑھ کر اور کون ظالم ہو گا جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے اور ان سے لوگوں کو روکے وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ الخ (نمل ۲۷/۱۶۷ تا ۱۷۰) وہ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس پہلے لوگوں کے عبرت ناک واقعات ہوتے تو ہم اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے بن جاتے مگر اس کے آ جانے کے بعد انہوں نے اسے نہ مانا عن قریب انہیں اس کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا پھر فرمایا پھر جب ان کے پاس ڈرانے والا آ گیا یعنی محمد رسول اللہ ﷺ قرآن عظیم لے کر آ گئے تو ان کا کفر اور تیز ہو گیا' اور کفر در کفر میں مبتلا ہو گئے ایک تو انہوں نے اللہ کی آیتوں کی پیروی سے اپنے

آپ کو بڑا جاننا دوسرے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے کے لیے شرمناک سازشیں کرنے لگے حالانکہ ان سازشوں کا وبال بھی انہیں پر پڑے گا۔

پھر فرمایا انہیں تو پہلی قوموں جیسے عذاب کا انتظار ہے کہ جس طرح پہلی قوموں نے رسولوں کو جھٹلا کر ان کی دعوت کی مخالفت کی پھر ان پر عذاب آیا اسی طرح ان میں عذاب آ جائے پھر جب ان کا وہی حال ہے جو پہلوں کا تھا تو عذاب ضرور آئے گا کیونکہ اللہ کا دستور تو بدلنے والا نہیں اور نہ اس میں کبھی ترمیم و تنسیخ ہوتی ہے' اس کا جھٹلانے والوں کے لیے یہ اٹل قانون ہے کہ ان پر عذاب بھیج دیا جائے فرمایا اِذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ الخ (رعد ۱۳/ ۱۱) جب اللہ کسی قوم کو برائی پہنچانا چاہے تو اس برائی کو کوئی ٹالنے والا نہیں' اللہ کے عذاب کو نہ کوئی ٹال سکتا ہے اور نہ اسے کوئی ہرا سکتا ہے۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿۴۴﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ ع ۱۷

''کیا انہوں نے اس زمین پر چل پھر کر دیکھا نہیں کہ ان سے پہلوں کا کیسا (برا) انجام ہوا حالانکہ وہ ان سے زیادہ طاقت ور تھے' اللہ کی ایسی شان نہیں کہ آسمان و زمین کی کوئی چیز اسے عاجز کر دے واقعی وہ بڑا جاننے والا اور بڑی قدرت والا ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ان کی کمائیوں پر پکڑ لیتا تو روئے زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں بچ سکتا تھا مگر وہ تو ایک مقررہ مدت تک انہیں ڈھیل دے دیتا ہے پھر جب ان کی مقررہ مدت آ پہنچے گی تو اللہ کے بندے سب کے سب اس کی نگاہ میں ہیں''۔

تکذیب انبیاء کا برا انجام یاد رکھو: (۴۴) حق تعالیٰ اپنے نبی کو ہدایت فرما رہا ہے کہ آپ ان جھٹلانے والوں سے فرما دیں کہ ذرا روئے زمین پر چل پھر کر دیکھو کہ ان قوموں کا کیسا برا انجام ہوا جو رسولوں کو جھٹلایا کرتی تھیں' اللہ نے انہیں کس طرح ہلاک کیا' کافروں کے لیے ان جیسے آج بھی عذاب تیار ہیں' ان کے گھر ویران و اجاڑ پڑے ہیں' ان کے عیش و آرام چھین لیے گئے' ان کی طاقتیں سلب کر لی گئیں' ان کی اکثریت ختم کر دی گئی اور ان کے اسلحے برباد کر دیئے گئے جب ان پر اللہ کا عذاب آیا تو نہ ہیرے جواہرات کے خزانے ان کے کام آئے اور نہ جاں نثار اولاد ہی نے انہیں بچایا اللہ کی بڑی زبردست طاقت ہے جب وہ کسی چیز کے کرنے کا ارادہ فرما لیتا ہے تو کائنات کی کوئی طاقت اسے نہیں ہرا سکتی وہ تمام کائنات کو جانتا ہے اور سب پر قادر ہے۔

فوراً نہ پکڑنے کی حکمت: (۴۵) یعنی اگر اللہ لوگوں کو ان کے کرتوتوں پر فوراً پکڑ لیا کرتا تو تمام روئے زمین کی اور آسمان کی مخلوق اور ان کے مملوکہ جانور اور روزیاں بھی تباہ ہو جاتیں' ابن مسعودؓ فرماتے ہیں انسان کے گناہوں سے بلوں میں کیڑے مکوڑوں کو بھی عذاب میں مبتلا ہونا پڑتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔

الحمد للہ سورہ فاطر کی تفسیر ختم ہوئی اللہ قبول فرما کر آخرت کی بہاروں کا ذریعہ بنائے آمین۔

سورہ یٰسٓ

یہ بترتیب مصحف ۳۶ ویں سورہ ہے اور بترتیب نزول ۴۱ ویں سورہ ہے۔ اور یہ مکی سورہ ہے۔ اس میں ۸۳ آیتیں اور ۵ رکوع ہیں۔

یاسین کی فضیلت: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ جو رات میں سورہ یاسین پڑھ لے اللہ اسے بخش دے گا اور جو حم دخان پڑھ لے اسے بھی (ابویعلی باسناد جید) (۲) جو اللہ کی رضا کے لیے رات کو یٰسین پڑھ لے اسے بخش دیا جائے گا (ج) یہی وجہ ہے کہ ارباب علم فرماتے ہیں کہ سورہ یاسین کی ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ یہ جس مشکل کام کے لیے پڑھی جائے گی' اللہ اس کام کو آسان فرما دے گا' سکرات موت کے وقت پڑھنا اسی لیے ہے کہ حق تعالیٰ کی رحمت و برکات کا نزول ہو اور روح آسانی سے نکل آئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰسٓ ۚ ﴿١﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿٢﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٣﴾ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤﴾
تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿٥﴾ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٦﴾
لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٧﴾

''میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے یاسین (کے معنی تو اللہ ہی کو معلوم ہیں) اس قرآن کی قسم بلاشبہ آپ بھیجے ہوئے پیغمبروں میں سے ہیں اور سیدھی راہ پر ہیں جو غالب و مہربان اللہ کی طرف سے اتاری ہوئی ہے تا کہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے تھے اور وہ غفلت میں ہیں' بلاشبہ اکثر لوگوں پر (اللہ کی) بات ثابت ہو چکی اب وہ ایمان نہیں لائیں گے''۔

---

(۱) یٰسٓ حروف مقطعات میں سے ہے اس کا معنی اللہ ہی جانتا ہے۔

حکیم کی تفسیر: (۲) (حکیم محکم کے معنی میں ہے) یعنی اس محفوظ و پکے قرآن کی قسم جس میں باطل کا کسی گوشے سے بھی گزر نہیں اور جو حکمت والے اور خوبیوں والے اللہ کی طرف سے اتارا ہوا ہے۔

رحمت عالم ﷺ کی پیغمبری کی شہادت: (۳ تا ۵) اے محمد آپ یقیناً اللہ کے پیغمبر ہیں اور سیدھی راہ پر' مضبوط دین پر اور سیدھی سادی شریعت پر ہیں یعنی یہ راہ' یہ مسلک اور یہ دین جس کو آپ لے کر آئے ہیں معزز و مہربان اللہ کی طرف سے اتارا ہوا ہے جس کا خاص لطف و کرم اپنے مؤمن بندوں پر رہتا ہے فرمایا وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ الخ (فصلت ۴۲/۵۲' ۵۳) آپ تو سیدھی راہ کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں جو اللہ کی راہ ہے جس کی آسمان و زمین پر بادشاہت ہے یاد رکھو اللہ ہی کی طرف تمام کام لوٹتے ہیں۔

قوم سے عرب مراد ہیں: (۶) عرب مراد ہیں کیونکہ ان میں آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا خاص طور سے عرب کے

ذکر سے دوسروں کی نفی لازم نہیں آتی' جیسے بعض افراد کا بیان عموم کی نفی نہیں کرتا۔

اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں: (۷) یعنی اکثر لوگوں پر عذاب واجب ہو چکا ہے کیونکہ اللہ نے ام الکتاب میں لکھ دیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے اس لیے اب وہ اللہ پر ایمان لانے والے نہیں اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرنے والے نہیں۔

إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُم مُّقْمَحُونَ ﴿٨﴾ وَجَعَلْنَا مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿٩﴾ وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾ إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ ﴿١١﴾ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ﴿١٢﴾

''یقین مانو ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں پھر وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچ گئے' اس لیے ان کے سر بھی اٹھے ہوئے ہیں ہم نے ان کے آگے بھی دیواریں کھڑی کر دی ہیں اور پیچھے بھی اور انہیں چھپا دیا ہے اس لیے وہ دیکھ نہیں سکتے' انہیں آپ کا ڈرانا نہ ڈرانا برابر ہے وہ ایمان لانے والے نہیں آپ تو اسی کو ڈرا سکتے ہیں جو اس نصیحت والے قرآن کی پیروی کرلے اور بن دیکھے رب سے ڈرتا بھی ہو آپ انہیں مغفرت کی اور عزت والے اجر کی بشارت دے دیں' ہاں ہاں ہم ہیں جو مردے جلا دیتے ہیں اور ان کے آگے بھیجے ہوئے عملوں کو اور ان کے آثار کو لکھتے جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز لوح محفوظ میں لکھ رکھی ہے''۔

ازلی بدبخت ایمان نہیں لاتے: (۹'۸) یعنی ان بدبختوں کو ہدایت ملنا ناممکن ہے ان کی مثال تو ان لوگوں کی سی ہے جن کے ہاتھ گردنوں سے بندھے ہوئے ہوں سر اٹھے ہوئے ہوں اور گردنوں میں طوق پڑے ہوئے ہوں۔ یعنی ہم نے ان کے چاروں طرف دیواریں کھڑی کر دی ہیں اسی وجہ سے حق دیکھ نہیں سکتے اور شکوک وشبہات میں پھنس کر گمراہیوں میں بھٹک رہے ہیں اور آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں پھر بھلا بھلائی کی راہ کیسے پائیں اور اس سے کیسے فائدہ اٹھائیں۔

ابوجہل نے کہا تھا اگر میں محمد ﷺ کو دیکھ لوں گا تو اس کے ساتھ ایسا اور ایسا کروں گا اس پر یہ آیت اتری لوگ اسے بتاتے تھے کہ یہ محمد ﷺ ہیں مگر آپ اسے دکھائی ہی نہ دیتے تھے اور یہی پوچھتا رہتا تھا کہ کہاں ہیں اور کدھر ہیں (ابن جریر)۔

(۱۰) یعنی اللہ نے گمراہی کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اب وہ پند ونصائح سے متاثر نہیں ہو سکتے انہیں ڈرانا نہ ڈرانا یکساں ہے' اسی جیسی آیت بقرہ کے شروع میں گزر چکی فرمایا إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ الخ (یونس ۱۰/۹۶'۹۷) جن پر اللہ کی بات واجب ہو چکی وہ ایمان نہیں لائیں گے' جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں گے گو ان کے پاس دنیا بھر کے معجزے آ جائیں۔

رحمت عالم ﷺ سے فائدہ اٹھانے والے: (۱۱) یعنی آپ کے ڈرانے سے ایمان والے ہی فائدہ اٹھاتے ہیں جو قرآن

عظیم کی ہدایتوں پر عمل پیرا رہتے ہیں اور تنہائی میں جب اللہ کے سوا انہیں کوئی نہیں دیکھتا اس وقت بھی وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں کیونکہ انہیں یقین ہے کہ اللہ ان کی تمام حرکات وسکنات سے واقف ہے' آپ ایسے لوگوں کو گناہوں کی معافی کی بشارت سنا دیں اور عزت والے' کثیر وفراخ اور نفیس وعمدہ عمدہ انعامات کی بھی۔

حشر ونشر کا بیان: (۱۲) یعنی ہم قیامت کے دن مردے زندہ کردیں گے' اس میں اس بات کی طرف بھی اشارا ہے کہ اللہ اگر کسی کافر کا دل زندہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اور مردہ دلوں کو بھی زندہ کر کے حق کی رہنمائی فرما سکتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے سنگدلی کے ذکر کے بعد فرمایا اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ الخ (حدید ۵۷/ ۱۷) یقین مانو اللہ مردہ زمین کو زندہ فرما دیتا ہے' ہم نے تمہارے سامنے کھول کھول کر احکام بیان کر دیئے تا کہ تم عقل سے کام لو۔

صدقہ جاریہ کا بیان: پھر فرمایا ہم ان کے آگے بھیجے ہوئے عمل لکھتے رہتے ہیں اور ان کے چھوڑے ہوئے آثار کو بھی اگر یہ اچھی باتیں چھوڑ آئے تو نیکیاں ورنہ برائیاں لکھتے رہتے ہیں جیسا کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جس نے اسلام میں کوئی نیک دستور جاری کر دیا اسے اس کا اجر ملے گا اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی ملے گا' اور عمل کرنے والوں کے اجروں میں سے کمی نہیں کی جائے گی' یہی حال برے دستور کے جاری کرنے کا فرمایا (م' ابن ابی حاتم)۔ مسلم ایک کی ایک لمبی حدیث میں چند مضری چادر پوش حضرات کا واقعہ ہے (۲) جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل ختم ہو جاتے ہیں مگر تین قسم کے عمل ختم نہیں ہوتے' علم جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچ رہا ہو نیک اولاد جو بعد میں اس کے لیے دعائے خیر کرتی رہے اور وہ صدقہ جو اس کے مرنے کے بعد بھی جاری رہے (م)۔

(۱) جابرؓ فرماتے ہیں مسجد نبوی کے آس پاس کی جگہ خالی تھی' بنو سلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا' رحمت عالم ﷺ کو بھی خبر لگی آپ نے ان سے دوبار فرمایا اپنے اپنے گھروں میں رہو تمہارے قدم لکھے جا رہے ہیں (ما)۔

ابن عمروؓ فرماتے ہیں ایک شخص مدینے میں فوت ہوا' نبی کریم ﷺ نے اس کے جنازے کی نماز پڑھا کر فرمایا کاش یہ پردیس میں فوت ہوا ہوتا' ایک شخص نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول آپ نے یہ تمنا کیوں فرمائی فرمایا جب انسان پردیس میں مر جاتا ہے تو اس کے وطن سے اس کے آخری قدم تک جس قدر جگہ ہوتی ہے' اتنی اسے جنت میں ناپ کر دے دی جاتی ہے۔ (نا)۔ ثابتؒ فرماتے ہیں میں انسؓ کے ساتھ ساتھ تھا اور تیز چل رہا تھا' آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا' پھر ہم دونوں آہستہ آہستہ چلنے لگے پھر جب نماز پڑھ چکے تو انسؓ نے فرمایا کہ میں زیدؓ بن ثابت کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا تیز چلنے لگا تو انہوں نے فرمایا انس تم کو معلوم نہیں کہ قدم لکھے جاتے ہیں (ابن جریر) (پہلے اور اس قول میں کوئی مخالفت نہیں بلکہ اس سے پہلے قول کی تائید ہوتی ہے کیونکہ جب آثار پا لکھے جاتے ہیں تو بعد میں چھوڑے ہوئے دستور بدرجہ اولیٰ لکھے جائیں گے) پھر فرمایا کہ ہم نے ہر چیز ایک روشن کتاب میں لکھ لی ہے یعنی تمام کائنات اور تمام مخلوقات ایک لکھی ہوئی کتاب میں مندرج ہے جو لوح محفوظ میں جو سب سے بڑی کتاب ہے محفوظ ہے یہاں امام مبین سے ام الکتاب مراد ہے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۚ ﴿۱۳﴾ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وقف لازم

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾

''اور آپ ان کے سامنے بستی والوں کا حال بیان کیجئے جب ان کے پاس پیغمبر آئے جب ہم نے ان کے پاس دو نبی بھیجے تو انہوں نے انہیں جھٹلا دیا تو ہم نے انہیں ایک تیسرے نبی سے تقویت دی ان تینوں نے کہا' کہ ہم تمہاری طرف اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں' انہوں نے جواب دیا تم تو ہم جیسے انسان ہی ہو' مہربان اللہ نے تو کچھ بھی نہیں اتارا تم تو محض جھوٹ بول رہے ہو' انہوں نے فرمایا کہ ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف اس کے رسول ہی ہیں اور ہمارے ذمہ تو صاف صاف پہنچا دینا ہی ہے''۔

انبیاء کو جھٹلانے والوں کے واقعات سے عبرت حاصل کرو: (۱۳) رحمت عالم ﷺ کو ہدایت ہے کہ آپ ان جھٹلانے والوں کے سامنے ان پہلے لوگوں کے واقعات بیان فرمائیں جنہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تھا کہا جاتا ہے کہ یہ شہر انطاکیہ کا واقعہ ہے واللہ اعلم۔

(۱۴'۱۵) یعنی پہلے تو ہم نے دو رسول بھیجے لیکن لوگوں نے ان کی سخت مخالفت کی پھر ہم نے تیسرا رسول بھیج کر انہیں تقویت پہنچائی تو ان لوگوں نے کہا۔ کہ تم ہماری طرح کے انسان ہو پھر خاص طور سے تم کو وحی کے لیے کیوں منتخب کیا گیا اور دوسرے تمام انسانوں کو کیوں چھوڑ دیا گیا جب تم پر وحی آتی ہے تو ہمارے اوپر بھی آنی چاہیے تم جھوٹے ہو اگر تم رسول ہوتے تو فرشتے ہوتے انسان نہ ہوتے' جھٹلانے والی اکثر قوموں کا نبیوں پر یہی اعتراض رہا' چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے (۱) ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ الخ (تغابن ۶۴/۶) یہ اس لیے ہے کہ ان کے پاس ان کے رسول حیران کن صاف صاف معجزے لاتے تھے تو لوگ یہی کہتے تھے کیا ایک انسان ہمیں راہ دکھاتا ہے؟ یعنی لوگوں کو ان کی رسالت پر تعجب ہوتا اور اس کا انکار کر بیٹھتے فرمایا (۲) قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا الخ (ابراھیم ۱۴/۱۰) تم تو ہم جیسے انسان ہو تم ہم کو ہمارے باپ دادا کے معبودوں سے روک دینا چاہتے ہو اچھا اگر تم سچے ہو تو ہمارے سامنے کوئی ظاہر معجزہ لے کر آ ؤ اس آیت میں بھی یہی فرمایا گیا کہ ان لوگوں نے تینوں رسولوں کو یہ جواب دیا کہ تم تو ہم جیسے انسان ہو (رسول نہیں ہو) اور مہربان اللہ نے کوئی چیز نہیں اتاری تم تو جھوٹ بول رہے ہو۔

(۱۶'۱۷) ان تینوں رسولوں نے انہیں جواب دیا کہ ہمارا رب خوب جانتا ہے کہ یقیناً ہم تمہاری طرف اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اگر ہم اس پر جھوٹ بولتے تو وہ ہم سے سخت ترین انتقام لے لیتا لیکن وہ ہماری عزت افزائی کرنے والا ہے اور ہمیں تم پر غلبہ عطا کرنے والا ہے تمہیں عن قریب معلوم ہو جائے گا کہ انجام کس کا بہتر اور رشک آفریں ہوتا ہے فرمایا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ الخ (عنکبوت ۲۹/۵۲) آپ فرما دیں میرے اور تمہارے درمیان اللہ بطور گواہ کے کافی ہے وہ آسمان و زمین کی ایک ایک چیز سے خبردار ہے اور جو لوگ جھوٹے معبودوں پر ایمان رکھتے ہیں اور سچے معبود کو ٹھکرا دیتے ہیں وہی زبردست نقصان اٹھانے والے ہیں۔ یعنی ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اللہ کے پیغام تم کو سنا دیں' اگر تم ہماری اطاعت کرو گے تو دین و دنیا کی سعادتیں سمیٹ لو گے ورنہ تمہاری سرکشی کا خطرناک انجام تمہارے سامنے آ جائے گا۔

قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۸ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝۱۹

''انہوں نے کہا ہم تو تم کو منحوس قرار دیتے ہیں اگر تم باز نہیں آئے تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے اور ہم سے تم کو دردناک تکلیفیں پہنچیں گی' انہوں نے جواب دیا کہ تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے بس یہی بات تو ہے کہ تمہیں سمجھایا گیا ہے بلکہ تم لوگ حد سے آگے بڑھ جانے والے ہو''۔

انبیاء کو دھمکی: (۱۸) شہر والوں نے رسولوں کو جواب دیا کہ ہمیں تمہارے چہروں سے اپنے عیش و آرام میں خلل آتا دکھائی دے رہا ہے ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں اگر ناگہانی کوئی ایسی ویسی بات ہوگئی تو وہ تمہاری نحوست ہی کی وجہ سے ہوگی تم جیسا جب بھی کوئی کسی بستی میں آیا اسی بستی کو تباہی نے گھیرا اور ہلاکت نے وہاں ڈیرے ڈال دیئے اگر تم اپنی ان باتوں سے باز نہیں آئے تو ہم تم کو سنگسار کر ڈالیں گے یا گالیوں اور طعن و تشنیع کی تم پر بوچھاڑ کر دیں گے اور تم کو ہمارے ہاتھوں سے خطرناک و سخت قسم کی تکلیفیں پہنچیں گی۔

انبیاء کا جواب: (۱۹) رسولوں نے جواب دیا کہ تمہاری نحوست تم ہی پر لوٹا دی جائے گی چنانچہ فرعونیوں کے بارے میں فرمایا فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ الخ (اعراف ۷/۱۳۱) اگر ان کو آرام پہنچتا تو کہہ دیتے کہ آرام کے تو ہم حق دار ہیں ہی اور اگر کوئی تکلیف پہنچ جاتی تو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں سے بدفالی لیتے (کہ ان کی وجہ سے ہمیں یہ روز بد دیکھنا پڑا' خبردار! ان کی نحوست و بدفالی اللہ ہی کے پاس سے ہے قوم صالح نے کہا تھا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ الخ (نمل ۲۷/۴۷) ہم نے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو منحوس قرار دیا' آپ نے جواب دیا کہ تمہاری نحوست اللہ کے پاس سے ہے۔

پھر فرمایا کیا اس لیے کہ ہم نے تمہیں نصیحت کر دی اور اللہ کی توحید و خالص عبادت کی دعوت دے دی؟ اس کا بدلہ یہی افسوس ناک باتیں ہیں اور یہی ڈراوے اور دھمکیاں ہیں اگر ہم تمہیں سمجھاتے ہیں تو تم ہمیں منحوس سمجھتے ہو بڑی بے انصافی کی بات ہے تم لوگ اللہ کی حدوں سے آگے بڑھ رہے ہو اور بے انصافی پر اتر آئے ہو۔

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝۲۰ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۲۱

''اور اس شہر کے پرلے کونے سے ایک شخص بھاگا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ اے قوم ان رسولوں کی پیروی کر لو ان کی پیروی کر لو جو تم سے اجرت کا سوال نہیں کرتے اور سیدھی راہ پر ہیں''۔

انبیاء کے قتل کی سازش پر نیک شخص کی وصیت: (۲۰) انطاکیہ والوں نے ان تینوں رسولوں کو قتل کر ڈالنے کا ارادہ کر لیا جب انہیں لوگوں میں سے ایک شخص کو جو شہر کے ایک کنارے رہتا تھا اس ناپاک عزم کی خبر لگی تو یہ نیک انسان بھاگا بھاگا رسولوں کی مدد کے لیے آیا اس شخص کا نام حبیب تھا یہ ریشم بنایا کرتا تھا بے چارہ جذام کی بیماری میں مبتلا تھا اور بہت خیرات کیا کرتا تھا' سیدھی سادھی طبیعت کا انسان تھا اور اپنی آدھی کمائی اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا کرتا تھا (سیرت ابن اسحاق)

اس نے کہا کہ ان رسولوں کی دعوت پر لبیک کہو اور ان کے پیروکار بن جاؤ یہ تمہارے پاس خیر و برکات لے کر آئے ہیں۔

(۲۱) تم ان مخلص رسولوں کی پیروی کیوں نہیں کرتے جو تبلیغ کا تم سے کوئی معاوضہ بھی نہیں مانگتے اور ہیں بھی راہ یافتہ تم کو جس بات (توحید و اخلاص عبادت) کی دعوت دے رہے ہیں وہی سیدھی راہ ہے یہ تمہارے خیر خواہ ہیں ان کا کہنا مان لو پھلو پھولو گے۔

❀❀❀

وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ
اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾
اِنِّیْٓ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾

''میں اس کی عبادت کیوں نہ کروں جس نے مجھے پیدا فرمایا اور تم سب اسی کی طرف لوٹ جاؤ گے کیا میں اسے چھوڑ کر ایسے معبود بنا لوں کہ اگر مہربان اللہ مجھے کوئی دکھ پہنچانا چاہے تو مجھے ان کی سفارش کچھ بھی کام نہ دے اور نہ وہ مجھے اس سے چھڑا سکیں، پھر تو میں واقعی کھلی گمراہی پر ہوں، میں تو تمہارے رب پر ایمان لا چکا (کان کھول کر) سن لو''۔

حبیب نے سب کے سامنے توحید کا اقرار کیا: (۲۲-۲۵) یعنی مجھے حق تعالیٰ کی خالص عبادت سے کون روک سکتا ہے میں تو اسی کو پوجوں گا جس نے مجھے تنہا بلا شرکت غیرے پیدا کیا، یاد رکھو قیامت کے دن تم سب اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے پھر وہ تمہیں تمہارے عملوں کی جزاء وسزا دے گا۔ کیا میں اسے چھوڑ کر ایسوں کو معبود بنا لوں جو آڑے وقت میرے کام نہ آ سکیں اگر میرا مہربان اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو نہ تو ان کی سفارش میرے کچھ کام آ سکے اور نہ وہ خود ہی مجھے اس کی تکلیف سے بچا سکیں کیونکہ انہیں تو کچھ بھی اختیار نہیں سراسر بے بس محتاج ہیں، یعنی میں اللہ کو چھوڑ کر ایسے بے بسوں کو معبود نہیں بنا سکتا' اس سے بت پرستوں پر دھتکار اور لعنت بھی پڑ گئی کہ نادانو بت پرستی سے بچ جاؤ یہ کام دانش مندوں کا نہیں ہے۔ اور نہ مجھے دکھوں سے اور تکلیفوں سے چھڑا سکتے ہیں' اگر میں سچے معبود کو چھوڑ کر انہیں معبود بنا لوں تو بلاشبہ میں کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ یعنی اے قوم میں تو تمہارے سچے مربی پر ایمان لے آیا جس کو تم مانتے نہیں تم میری یہ بات سن لو' یا رسولوں سے خطاب ہے کہ اے مقدس رسولو میں تمہارے رب پر جس نے تم کو رسول بنا کر بھیجا ہے ایمان لے آیا تم اللہ کے پاس میرے ایمان کی گواہی دینا (ابن جریر) یہی مطلب زیادہ ظاہر ہے۔

ابن عباس﷜ فرماتے ہیں جب اس اللہ کے بندے نے اپنے اسلام و ایمان کا اظہار کیا تو سب اس پر پل پڑے یہاں تک کہ اسے قتل کر ڈالا اور انہیں اس کے خون سے کسی نے بھی نہیں روکا۔

قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ
وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ ﴿۲۷﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ
مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا
هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾

''اس سے کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ بولا کاش میری قوم کو بھی معلوم ہو جاتا کہ مجھے میرے پروردگار نے بخش دیا اور عزت عطا فرمائی اور ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر کوئی آسمانی لشکر نہیں اتارا' اور نہ ہم اس طرح اتارا کرتے ہیں وہ تو ایک گرج دار چیخ تھی

کہ یکا یک سب کے سب بجھے کے بجھے رہ گئے''۔

حبیب نجار کی شہادت: (۲۶) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں لوگوں نے ان کو اس قدر پیروں تلے روندا کہ ان کی مقعد سے انتڑیاں باہر آ گئیں' اللہ نے ان سے فرمایا جنت میں چلے جاؤ چنانچہ وہ جنت میں چلے گئے وہاں انہیں روزی پہنچائی جاتی ہے حق تعالیٰ نے ان سے دنیا کے درد و دکھ اور غم و رنج دور فرما دیئے چونکہ حبیب نجار شہید کر دیئے گئے تھے اس لیے ان پر جنت واجب ہوگئی تھی۔

(۲۷) جب انہوں نے ثواب دیکھا تو یہ آرزو فرمائی کہ کاش میری قوم کو بھی ان نعمتوں کا علم ہو جاتا۔ مجھے میرے رب نے بخش دیا اور مجھے عزت والوں میں شامل فرما دیا' زندگی میں بھی قوم کی خیر خواہی کی اور مرنے کے بعد بھی (ابن ابی حاتم)۔ میں دنیا میں اپنے رب پر ایمان لایا تھا اور اس کے رسولوں کی تصدیق کی تھی اس کا مجھے آخرت میں یہ بدلا ملا کہ میں کیسے کیسے جلیل الشان انعامات واعزازات سے نوازا جا رہا ہوں کاش میری قوم کو ایمان وتصدیق کے یہ نتائج معلوم ہو جائیں اگر انہیں یہ ثواب بیکراں یہ اجر غیر منقطع اور یہ دائمی نعمتیں معلوم ہو جائیں تو شاید وہ بھی رسولوں کے پیروکار بن جائیں اللہ ان پر رحم فرمائے اور ان سے راضی ہو جائے آپ دل سے قوم کی ہدایت کے خواست گار رہتے۔

تکذیب انبیاء اور حبیبؓ کی شہادت کے بعد عذاب آیا: (۲۸) یعنی جب ان بدبختوں نے اس اللہ کے ولی کو قتل کر دیا تو حق تعالیٰ کا ان پر غصہ بھڑک اٹھا اور اس نے ان کی قوم سے انتقام لیا کیونکہ انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تھا اور اس اللہ کے ولی کو شہید کر ڈالا تھا' حق تعالیٰ نے ان پر آسمان سے فرشتے نہیں اتارے کہ وہ انہیں آ کر تباہ کرتے اور نہ اسے کسی کو تباہ کرنے کے لیے آسمانی لشکر کے اتارنے کی ضرورت پڑتی ہے بلکہ اس کا تو حکم ہی کافی ہے۔

(۲۹) یعنی صرف ایک گرج دار آواز ہی سے سب کے پتے پانی ہو گئے اور سب مرے کے مرے رہ گئے' بادشاہ اپنے محل میں اور رعایا اپنے اپنے گھروں میں دم کے دم میں لوٹ پوٹ ہو گئے اور روئے زمین سے ایسے فنا ہوئے کہ ان میں سے ایک بھی تو نہیں بچا' سب کی زندگی کے شعلے آن کی آن میں بجھ گئے (سیرت ابن اسحاق از ابن مسعود) حق تعالیٰ نے انطاکیہ کی تباہی کے لیے حضرت جبریئل کو بھیجا تھا' آپ نے شہر کے پھاٹک کے دونوں چوکھٹے پکڑ کر ایک دل ہلا دینے والی خوفناک چیخ ماری جس سے سب مرے کے مرے رہ گئے' ممکن ہے کہ مشہور شہر انطاکیہ کے علاوہ کسی اور شہر کا نام بھی انطاکیہ ہو۔ کیونکہ مشہور شہر انطاکیہ تو نہ عیسائی مذہب کے زمانے میں تباہ کیا گیا اور نہ پہلے زمانے میں اس کی تباہی مشہور ہے۔ واللہ اعلم۔

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٠﴾
أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٣١﴾ وَإِنْ
كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٣٢﴾

''ہائے بندوں پر افسوس! ان کے پاس جو رسول بھی آتا ہے اسی کا یہ مذاق اڑاتے ہیں کیا انہیں معلوم نہیں کہ ہم ان سے پہلے بہت سی قومیں ہلاک کر چکے یقیناً وہ ان کے پاس واپس لوٹ کر نہیں آئے' اور کوئی ایسا نہیں جو مجموعی طور پر ہمارے سامنے حاضر نہ کیا جائے''۔

رسول ﷺ کے جھٹلانے والوں پر ہزار افسوس: (۳۰) یعنی لوگوں کے لیے خرابی ہے اور ان پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے، قیامت کے دن یہ خود حسرت وافسوس کریں گے کہ ہائے ہم نے اللہ کے حکم کیوں ضائع کیے اور اللہ کے دین پر عمل کرنے میں کیوں کمی کی عذاب کا مشاہدہ کر کے کس کس طرح پچھتائیں گے اور پشیمان ہوں گے کہ ہائے انہوں نے اللہ کے رسولوں کو کیوں جھٹلایا تھا اور کیوں اللہ کے حکم کی نافرمانی کی تھی، دنیا میں ان کا یہ حال تھا کہ جو بھی اللہ کا رسول ان کے پاس آیا اسی کا انہوں نے مذاق اڑایا اور اسے جھٹلایا اور اس کے پاس والے حق کو ٹھکرایا اور ہر طرح سے ان کی توہین کی اور دل کھول کر انہیں ستایا۔

(۳۱) انہوں نے دنیا میں یہ سوچنے کی زحمت گوارا کی ہی نہیں کہ اللہ نے جو پہلی قومیں کو جو رسولوں کو جھٹلانے والی تھیں یوں تباہ کر دیا؟ اگر وہ ان قوموں کی تباہی سے سبق حاصل کر لیتے تو آج پچھتانا اور کف افسوس ملنا نہ پڑتا اللہ نے جھٹلانے والوں کو کس کس انداز سے تباہ فرمایا۔

تناسخ کی تردید: پھر فرمایا یہ دنیا میں لوٹ کر آنے کی بار بار تمنا کریں گے مگر واپس نہ بھیجے جائیں گے یعنی مرنے کے بعد انسان پھر دنیا میں لوٹ کر نہیں آتا یہ جو جاہلوں نے گمان کر رکھا ہے اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا الخ (مومنوں ۲۳/ ۳۷) کہ زندگی بعد الموت اور قیامت کچھ نہیں صرف یہی دنیوی زندگی ہے، یونہی ہم مرتے جیتے چلے جائیں گے اور دہریہ دنیا میں بار بار آ جانے کا عقیدہ رکھتے ہیں، حق تعالیٰ نے ان کے اس خیال خام کی تردید فرمائی کہ ہم ان سے پہلے بہت سی قوموں کو ہلاک کر چکے ان میں سے کوئی لوٹ کر واپس آیا بھی؟

(۳۲) یعنی تمام گزرے ہوئے موجودہ اور قیامت تک آنے والے اللہ کے سامنے حساب دینے کے لیے حاضر کیے جائیں گے، اللہ انہیں ان کے اچھے برے تمام عملوں کی جزا و سزا دے گا فرمایا وَاِنْ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ الخ (ھود ۱۱/ ۱۱۱) آپ کا رب ہر شخص کو اس کے عملوں کا پورا پورا بدلہ عطا فرمائے گا۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚۖ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾

''اور ان کے لیے مردہ زمین بھی ایک نشانی ہے ہم نے اسے زندہ کیا اور اس سے غلہ اگایا اس سے لوگ کھاتے بھی ہیں اور ہم نے اس پر کھجوروں کے اور انگوروں کے باغ پیدا کیے اور اس پر نہریں بہائیں تاکہ لوگ ان کے پھل کھائیں اور یہ پھل ان کے ہاتھوں نے نہیں بنائے کیا پھر بھی یہ شکر ادا نہیں کرتے وہ اللہ پاک ہے جس نے تمام جوڑے پیدا کیے خواہ وہ نباتات ہوں جن کو زمین پیدا کرتی ہے یا وہ خود ہوں خواہ وہ ایسی مخلوق ہو جس کو یہ جانتے بھی نہیں''۔

ثبوت صانع عالم وزندگی بعد الموت: (۳۳) یعنی صانع عالم کے وجود پر اس کی کمال والی قدرت پر اور زندگی بعد الموت پر مردہ زمین کی مثال ان کے سامنے موجود ہے کہ اس پر خاک اڑتی نظر آتی ہے اور گھاس کا ایک تنکا بھی دکھائی نہیں دیتا پھر جب حق

تعالیٰ اس پر بارش کر دیتا ہے تو وہ لہلہانے' ابھرنے اور ہر طرح کا نفیس اور عمدہ جوڑا پیدا کرنے لگتی ہے یہ اس کی زندگی ہے' اسی سے تمہارے لیے اور تمہارے جانوروں کے لیے روزی پیدا ہوتی ہے۔

(۳۴'۳۵'۳۶) یعنی ہم نے ضرورت والے علاقوں میں حسب ضرورت دریا جاری کر دئے تا کہ باغ اور کھیتیاں ان سے سیراب ہوں اور لوگ ان کے پھل کھائیں یہ سب کچھ تم پر اللہ کی مہربانی تمہاری محنتوں اور کوششوں کا نتیجہ نہیں بلکہ جس طرح اس نے اناج پیدا کر کے تم پر اپنا احسان فرمایا اسی طرح طرح طرح کے تمہارے لیے لذیذ پھل پیدا کر کے اپنی مہربانی کا ثبوت دیا اب تم خود ہی حق تعالیٰ کی ان بے شمار نعمتوں کا شکر یہ ادا کرو یہ نہیں کہ اس کی نعمتیں کھا کر نمک حرامی کرو۔ زمین کی پیداوار کھیتیاں پھل اور نباتات ہیں اللہ نے انسانوں سے بھی مرد وعورت پیدا فرمائے اور اور بھی اپنی بے شمار مخلوق کے جوڑے جوڑے پیدا فرمائے جو تمہارے علم سے باہر ہیں فرمایا وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا الخ (ذاریات ۵۱/ ۴۹) ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے تا کہ تم نصیحت قبول کر لو۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾

''اور رات بھی ان کے لیے ایک نشانی ہے ہم اس سے دن کھینچ لیتے ہیں' پھر یکا یک لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں اور سورج ایک مقرر کردہ راہ پر چلتا رہتا ہے یہ اندازہ غالب وصاحب علم اللہ کا ہے اور ہم نے چاند کی منزلیں مقرر کر دی ہیں آخر کار وہ ہر پھر کر ایک پرانی شاخ کی طرح بن جاتا ہے نہ آفتاب کی یہ شان ہے کہ وہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن سے بڑھ سکتی ہے سب فلک میں تیر رہے ہیں''۔

(۳۷) یعنی حق تعالیٰ کی عظیم قدرت کی نشانی شب وروز کا پیدا کرنا بھی ہے' رات اندھیروں کو اور دن اجالے کو لے کر آتا ہے پھر ایک دوسرے کے پیچھے باری باری آتا جاتا رہتا ہے فرمایا يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ الخ (اعراف ۷/ ۵۴) اللہ دن پر رات کا پردہ ڈال دیتا ہے اور رات دن کو تیزی سے ڈھونڈھتی ہوئی آتی ہے پھر فرمایا ہم رات سے دن کو علیحدہ کر دیتے ہیں دن چھپ جاتا ہے اور رات آجاتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے دنیا پر اندھیرا چھا جاتا ہے ایک حدیث میں ہے کہ جب ادھر سے رات آجائے اور ادھر سے دن چلا جائے اور سورج ڈوب جائے تو روزہ دار روزہ کھول لے (مشکوٰۃ) یہی معنی آیت سے ظاہر ہے۔

لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا کی تفسیر: (۳۸) لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا کے دو معنی ہیں (۱) یا تو اس سے مراد سورج کے ٹھہرنے کی جگہ ہے جو عرش بریں کے نیچے زمین کی مقابل سمت میں ہے سورج جس جگہ بھی ہو عرش کے نیچے ہی رہے گا اور نہ صرف سورج ہی بلکہ تمام مخلوق عرش کے نیچے ہے کیونکہ سب کی چھت عرش بریں ہے جو کرہ نہیں ہے جیسا کہ اکثر علمائے ہیئت کا خیال ہے بلکہ گنبد نما ہے جس کے پائے ہیں اسے فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ عالم کے اوپر لوگوں کی سر والی سمت میں ہے عین دو پہر کے وقت جب سورج فلک میں ہوتا

ہے تو عرش سے زیادہ سے زیادہ قریب ہوتا ہے' پھر جب چوتھے فلک میں اس مقام کے عین مقابلہ میں ہوتا ہے تو آدھی رات ہوتی ہے اور عرش سے زیادہ سے زیادہ دور ہوتا ہے اب یہ سجدہ کرتا ہے اور حق تعالیٰ سے نکلنے کی اجازت مانگتا ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ ابوذرؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں رحمت عالم ﷺ کے پاس سورج ڈوبنے کے وقت مسجد میں تھا آپ نے پوچھا ابوذرؓ جانتے ہو سورج کہاں ڈوبتا ہے میں نے کہا نہیں فرمایا یہ عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی (ب)۔ ابوذرؓ کہتے ہیں میں نے رحمت عالم ﷺ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو فرمایا اس کے ٹھہرنے کی جگہ عرش کے نیچے ہے (ب) بعض روایتوں میں یہ زیادہ ہے' پھر واپس جانے کی اجازت مانگتا ہے اجازت مل جاتی ہے گویا اس سے کہا جاتا ہے کہ جدھر سے نکلا ہے ادھر ہی لوٹ جا چنانچہ وہ اپنے مطلع کی طرف لوٹ جاتا ہے یہی اس کا مستقر ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ ایک روایت میں ہے کہ عن قریب ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ اس کا سجدہ قبول نہ ہوگا اور اسے واپس جانے کی اجازت نہیں ملے گی' چنانچہ مغرب سے طلوع ہوگا۔ ابن عمروؓ کہتے ہیں سورج نکلتا ہے مگر اسے لوگوں کے گناہ واپس کر دیتے ہیں آخر کار جب غروب ہوتا ہے تو سلام کر کے سجدے میں گر پڑتا ہے اور حق تعالیٰ سے پھر طلوع ہونے کی اجازت مانگتا ہے اجازت مل جاتی ہے ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ سورج غروب ہو جائے گا اور سلام کر کے سجدہ کرے گا اور مشرق سے نکلنے کی اجازت مانگے گا مگر آج اسے اجازت نہیں ملے گا عرض کرے گا کہ دور دراز کا سفر ہے اگر اجازت نہیں ملی اور روک دیا گیا تو میں مشرق میں طلوع ہونے کے لیے نہ پہنچ سکوں گا پھر اللہ اسے جس قدر روکنا چاہے گا روک لے گا پھر اس سے کہا جائے گا کہ اسی جگہ سے طلوع ہو جہاں غروب ہوا تھا' اس دن سے قیامت آنے تک کسی شخص کا تازہ ایمان قبول نہیں کیا جائے گا (۲) یا مستقر سے سورج کی آخری اور سب سے پچھلی گردش کی ساعت مراد ہے جس کا وقوع قیامت کے دن ہوگا سورج کی گردش ختم ہو جائے گی اور اس کی حرکت سکون سے بدل جائے گی اور اسے لپیٹ لیا جائے گا (روشنی بھی ختم ہو جائے گی) اور دنیا اپنی انتہا کو پہنچ کر ختم ہو جائے گی یہ اس کا زمانی مستقر ہوگا (اور پہلا مکانی مستقر تھا)۔

پھر فرمایا یہ اس غالب اللہ کا اندازہ ہے جس کے کام میں نہ تو کسی کو مخالفت کی جرأت ہے اور نہ مزاحمت کی اور جو ایک ایک حرکت و سکون سے واقف ہے اسی نے سورج کی رفتار مقرر فرمائی ہے اور اسے ایک مقررہ مدت تک باقاعدہ قرینے سے رکھا ہے جس میں نہ اختلاف ہو سکے اور نہ اس کے برعکس ہو سکے فرمایا فَالِقُ الْاِصْبَاحِ الخ (انعام ۶/۹۶) وہی صبح ظاہر کرتا ہے اسی نے رات کو باعث سکون اور سورج و چاند کو (باقاعدہ) حساب سے بنایا حم سجدہ کی آیت نمبر ۱۲ انہیں الفاظ (ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ) پر ختم کی گئی ہے۔

شمس و قمر کی رفتار کی غرض: (۳۹) یعنی چاند کی سورج سے ایک علیحدہ رفتار ہے جس سے مہینوں کا علم ہوتا ہے جیسے سورج کی رفتار سے دن رات معلوم ہوتے ہیں فرمایا يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ الخ (بقرہ ۲/۱۸۹) لوگ آپ سے ہلالوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں آپ جواب دے دیں کہ یہ وقتوں کے اور حج کے زمانے کے لیے ہیں هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاۗءً الخ (هود ۱۰/۵) اسی نے سورج کو روشنی اور چاند کو نور بخشا اور چاند کی منزلیں مقرر فرمائیں تاکہ تم سالوں کی تعداد کو اور حساب کو معلوم کر لو وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ الخ (اسراء ۱۷/۱۲) ہم نے دن رات کو دو نشانیاں بنائیں پھر ہم نے رات کی نشانی کو مدہم اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا تاکہ تم اپنے رب کا فضل ڈھونڈھو اور برسوں کی تعداد اور حساب معلوم کر و اور ہم نے ہر چیز خوب تفصیل سے بیان کر دی۔ سورج کے لیے روشنی مخصوص کر دی گئی اور چاند کے لیے نور اور دونوں کی رفتار جداگانہ مقرر فرمائی گئی سورج دن بھر چمکتا ہے اور

ایک ہی روشنی پر چمکتا ہوا شام کو ڈوب جاتا ہے البتہ روز مرہ نئے نئے مطلع سے طلوع ہوتا ہے اور نئی نئی مغرب میں ڈوب جاتا ہے جس کی وجہ سے کبھی دن بڑے راتیں چھوٹی اور کبھی راتیں بڑی اور دن چھوٹے ہوتے رہتے چونکہ سورج کی سلطنت دن بھر رہتی ہے اس لیے وہ دن کا تارا ہے برعکس اس کے چاند کی ۲۸ منزلیں مقرر کی گئیں' ہلال ناخن نما اور انتہائی مدہم ہوتا ہے پھر دوسری رات ایک منزل اور بڑھ جاتا ہے اور روشنی بھی تیز ہو جاتی ہے پھر جوں جوں منزلیں طے کرتا ہوا آگے بڑھتا ہے اس کا حجم اور نور بڑھتا جاتا ہے گویہ روشنی سورج سے لی ہوئی ہے پھر چودھویں رات کو پورا چاند ہو جاتا ہے اور روشنی کامل ہو جاتی ہے پھر گھٹنا شروع ہوتا ہے اور گھٹتے گھٹتے ایک کھجور کی پرانی شاخ کی طرح رہ جاتا ہے' یعنی کھجور کی اس شاخ کی طرح جس پر کھجوریں سوکھ گئی ہوں اور وہ بل کھا گئی ہو پھر اسے اللہ شروع ماہ دی پہلی شب میں ہلال بنا کر طلوع فرما دیتا ہے' چاندکی رفتار کے حساب سے عربی زبان میں چاند کی ہر تین راتوں کا ایک جداگانہ نام ہے جن کی ترتیب حسب ذیل ہے غرر' نفل' تسع (کیونکہ اس کے اخیر میں نویں شب ہے) عشر (کیونکہ اس کے اول میں دسویں شب ہے) بیض (کیونکہ ان تینوں راتوں میں تقریباً رات بھر چاندنی رہتی ہے' درع (کیونکہ سولھویں شب کا اول تاریک ہے۔ درع (درعا کی جمع ہے شاۃ درعاء اس بکری کو کہا جاتا ہے جس کا سر سیاہ ہو) ظلم' حنادس' داذی' محاق کیونکہ ان میں چاند و ماہ ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن ابوعبیدہ تسع اور عشر کو نہیں مانتے'' (غریب المصنف)''۔

شمس و قمر میں سے کوئی کسی کو نہیں پکڑ سکتا: (۴۰) سورج کی مجال نہیں کہ چاند کو پکڑ لے ہر ایک کی ایک حد ہے جس سے وہ آگے نہیں بڑھتا اور نہ اس حد میں لوٹ ہی کرتا ہے جب سلطان آفتاب آ جاتا ہے تو چاند دکھائی نہیں دیتا اور جب وہ چلا جاتا ہے تو شاہ قمر جلوہ افروز ہو جاتا ہے پھر فرمایا نہ رات دن پر سبقت کر سکتی ہے یعنی ایسا ناممکن ہے کہ لگا تار دو راتیں آ جائیں اور ان میں دن نہ ہو' سورج کی بادشاہت دن میں ہے اور چاند کی رات' پھر فرمایا کہ یہ سب فلک میں تیر رہے ہیں یعنی دن' رات' سورج اور چاند سب اپنے اپنے محور پر فلک پر گھوم رہے ہیں یا آسمان و زمین کے درمیان گھوم رہے ہیں جیسے تکلے میں پنڈیا گھومتی ہے یا جیسے چکی کا پاٹ بیچ والے لوہے کے ارد گرد گھومتا ہے جب کہ چرخے اور چکی کو چلایا جائے۔

وَاٰیَۃٌ لَّھُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَھُمْ فِی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَخَلَقْنَا لَھُمْ مِّنْ مِّثْلِہٖ مَا یَرْکَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْھُمْ فَلَا صَرِیْخَ لَھُمْ وَلَا ھُمْ یُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحْمَۃً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ ﴿۴۴﴾

''اور ان کے لیے ایک یہ بھی نشانی ہے کہ ہم نے ان کی اولاد بھری ہوئی کشتی میں سوار کر دی اور ہم نے ان کے لیے اسی جیسی اور سواریاں بھی پیدا کیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں اور اگر ہم چاہتے تو انہیں ڈبو دیتے پھر نہ تو ان کا کوئی حمایتی کھڑا ہوتا اور نہ یہ بچائے جاتے لیکن ہم انہیں اپنی مہربانی سے ایک مقررہ مدت تک فائدہ اٹھانے کے لیے بچا لیتے ہیں''۔

قدرت کی ایک اور نشانی: (۴۱) حق تعالیٰ کی قدرت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے سمندر تمہارے قبضے میں دے دیا تاکہ کشتیاں اور جہاز لاد لاد کر مال ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر منتقل کیا جا سکے' چنانچہ سب سے پہلی کشتی حضرت نوح کی ہے جس میں حق تعالیٰ نے انہیں اور مسلمانوں کو طوفان سے بچا لیا تھا اور دنیا کے تمام لوگ برباد کر دیئے گئے تھے پھر فرمایا ہم نے اس میں ان کی

نسل کو سوار کیا یعنی باپ دادا کو جن سے دنیا کی نسل چلی۔ یہ کشتی سامان اور جانوروں سے بھری ہوئی تھی' حضرت نوح نے اللہ کے حکم سے اس میں ہر جانور کا ایک جوڑا چڑھا لیا تھا۔

اللہ نے ہر طرح کی سواریاں بنائیں: (۴۲) اس سے مراد اونٹ وغیرہ ہیں کیونکہ اونٹ ریگستان کی کشتیاں ہیں ان پر سامان بھی لادا جاتا ہے اور لوگ بھی سوار ہو کر سفر کرتے ہیں' (۴۳) اگر ہم چاہتے تو کشتی والوں کو ڈبو دیتے اور کوئی ان کی طرف سے بولنے والا نہ ہوتا اور نہ انہیں کوئی مصائب سے بچانے والا ہوتا۔ (۴۴) لیکن ہم اپنی رحمت سے تم کو خشکی اور تری میں چلاتے پھراتے ہیں اور ایک مقررہ مدت تک صحیح وسلامت رکھتے ہیں تا کہ تم ایک معین وقت تک دنیا سے فائدہ اٹھا لو۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾
وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اگلے اور پچھلے گناہ کے کاموں سے بچتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے اور ان کے پاس ان کے رب کی نشانیوں میں سے جو نشانی بھی آتی ہے اسی سے یہ منہ موڑ لیتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی دی ہوئی روزی میں سے کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں کیا ہم انہیں کھلائیں جن کو اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا تم تو بس ایک کھلی غلطی میں گرفتار ہو''۔

مشرکوں کی گمراہی کا بیان: (۴۵) مشرکوں کی حد درجے کی سرکشی' بے سمجھی' گمراہی اور اگلے پچھلے گناہوں پر بے پرواہی کا بیان ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اگلے اور پچھلے گناہوں سے بچو اور ان سے احتیاط برتو' کیے ہوئے گناہوں پر نادم ہو کر سچے دل سے توبہ کر لو اور آئندہ کسی گناہ کا ارتکاب نہ کرو ایسا کرنے سے توقع ہے کہ اللہ کی تم پر مہربانیاں ہوں اور وہ تمہیں اپنے عذاب سے بچا لے اور عافیت سے رکھے تو وہ بجائے نصیحت کو ماننے کے اور الٹا منہ پھلا لیتے اور ناک بھوں چڑھا لیتے ہیں (جواب کا ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ بعد والی آیت سے اس کا جواب نکل آتا ہے' اس لیے اسی پر قناعت کر کے جواب چھوڑ دیا گیا۔

مشرک ہر نشانی جھٹلا دیتے ہیں: (۴۶) یعنی مشرکوں کی تو عادت ہی یہی ہے کہ ان کے سامنے اللہ کی نشانیوں میں سے جو نشانی بھی آ جائے جس سے توحید و رسالت ثابت ہوتی ہو تو وہ اس میں غور و فکر کرنے کی زحمت نہیں اٹھاتے اسے بلا تامل ٹھکرا دیتے ہیں اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔

اللہ کی راہ میں نہ دینے کی غلط تاویل: (۴۷) جب ان کو یہ حکم ہوتا ہے کہ اللہ کی دی ہوئی روزی میں سے کچھ فقیروں اور محتاجوں پر بھی خرچ کرو تو کافر ان مسلمانوں سے جنہوں نے انہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی رغبت دلائی تھی کہتے ہیں کہ تم جو ہمیں ان محتاجوں اور غریبوں پر خرچ کرنے کا حکم دے رہے ہو تو ہم ان پر کیوں خرچ کریں؟ اگر اللہ کی مرضی ہوتی تو یہ مال دار ہوتے اور ان کے پاس بھی اللہ کی دی ہوئی روزی ہوتی بھلا ہم اللہ کی مرضی کے خلاف کیسے کر سکتے ہیں تمہارا ہم کو ان پر خرچ کرنے

کا حکم دینا ہی سراسر غلطی پر مبنی ہے۔

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ﴿٤٩﴾ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ﴿٥٠﴾ ع

''یہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب آئے گا وہ تو ایک چنگھاڑ ہی کے منتظر ہیں جو انہیں آ دبوچے گی اس حال میں کہ یہ جھگڑ ہی رہے ہوں گے پھر نہ تو یہ وصیت ہی کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر لوٹ کر ہی آ سکیں گے''۔

مشرک قیامت کو ناممکن جانتے ہیں: (۴۸) یعنی کافر قیامت کو عقل سے بعید اور ناممکن سمجھتے ہیں اس لیے نبیوں سے کہتے پھرتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ قیامت کب آئے گی؟ فرمایا یَسْتَعْجِلُ بِهَا الخ (شوریٰ ۴۲/ ۱۸) بے ایمان قیامت کی جلدی مچا رہے ہیں۔

صور کا بیان: (۴۹) یعنی وہ تو ایک چیخ ہی کے انتظار میں ہیں یہ صور گھبراہٹ میں ڈال دینے والا ہوگا' لوگ بازاروں میں اور کاروبار میں مشغول ہوں گے اور اپنی عادتوں کے مطابق لڑ جھگڑ رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت اسرافیل کو حکم ہوگا کہ صور پھونک دو پھر دیر تک صور پھونکتے رہیں گے جس سے [illegible] ہو جائے گی [illegible] سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھے گا پھر موجودہ لوگوں کو میدان محشر میں آگ ہانک کر لے جائے گی جو انہیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہوگی۔

(۵۰) اس وقت لوگوں کو مقبوضہ چیزوں میں وصیت کا ہوش بھی نہ رہے گا کیونکہ خود فراموش اور گھبراہٹ بہت ہوگی اور نہ وہ گھر ہی واپس آ سکیں گے جو جہاں ہوگا وہیں کا وہیں رہ جائے گا' پھر اس کے بعد موت کا صور پھونکا جائے گا جس سے بجز اللہ حی و قیوم کے تمام زندہ مخلوق مر جائے گی پھر تیسرا صور قبروں سے زندہ ہو کر اٹھنے کا پھونکا جائے گا۔

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ﴿٥١﴾ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ﴿٥٢﴾ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٥٣﴾ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٤﴾

وقف لازم

''اور صور پھونکا جائے گا پھر یکا یک لوگ قبروں سے اپنے رب کی طرف تیزی سے جانے لگیں گے اور کہیں گے ہائے افسوس ہمیں ہماری خواب گاہوں سے کس نے اٹھا دیا یہی ہے جس کا وعدہ مہربان اللہ تعالیٰ نے کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ سچ بتا دیا تھا یہ تو صرف

ایک چنگھاڑ ہوگی کہ یکا یک وہ سب کے سب ہمارے پاس حاضر کر دیئے جائیں گے لہٰذا آج کسی پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا اور تمہیں تمہارے عملوں ہی کی جزا دی جائے گی۔''

زندگی بعد الموت کا صور: (۵۱) یہ تیسرا صور زندہ کرنے کے لیے پھونکا جائے گا اور لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور تیزی سے اپنے رب کی طرف جا رہے ہوں گے فرمایا یَوۡمَ یَخۡرُجُوۡنَ مِنَ الۡاَجۡدَاثِ الخ (معارج ۷۰/۴۳) جس دن لوگ قبروں سے تیزی سے نکل کر چلیں گے جیسے وہ کسی نشان کی طرف لپک رہے ہوں۔

منکر زندہ ہو کر افسوس کریں گے: (۵۲) جو لوگ زندگی بعد الموت کے قائل نہ تھے جب اپنے عقیدے کے خلاف زندگی بعد الموت کا معائنہ کر لیں گے تو کہیں گے ہائے افسوس افسوس ہمیں ہماری خواب گاہوں (قبروں) سے کس نے جگا دیا۔ تو مومن جواب دیں گے کہ یہ وہ دن ہے جس کا مہربان اللہ نے تم سے وعدہ کیا تھا اور اس کے رسولوں نے بھی دنیا میں تم کو یہی سچی بات بتائی تھی (اس سے عذاب قبر کی نفی نہیں نکلتی' کیونکہ قبر کا عذاب شدت کے اعتبار سے مابعد والے عذاب سے خواب جیسا ہوگا)

(۵۳) دوسری جگہ فرمایا فَاِنَّمَا ہِیَ زَجۡرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ الخ (نازعات ۷۹/۱۳' ۱۴) وہ تو صرف ایک ڈانٹ ہی ہوگی پھر یکا یک لوگ ایک میدان میں آ جمع ہوں گے (۲) وَمَاۤ اَمۡرُ السَّاعَۃِ الخ (نحل ۱۶/ ۷۷) قیامت کا معاملہ پلک جھپکنے کی طرح بلکہ اس سے بھی قریب تر ہے (۳) یَوۡمَ یَدۡعُوۡکُمۡ فَتَسۡتَجِیۡبُوۡنَ الخ (اسراء ۱۷/۵۲) جس دن اللہ تم کو بلائے گا تو تم اس کی تعریف کرتے ہوئے اس کی دعوت قبول کر لو گے اور خیال کرو گے کہ تم دنیا میں تھوڑی سی دیر ہی ٹھہرے تھے یعنی ہم انہیں ایک ہی دفعہ حکم کریں گے' پھر یکا یک وہ سب کے سب ہمارے سامنے آ موجود ہوں گے۔ (۵۴) یعنی آج کسی کا کوئی عمل مارا نہ جائے گا اور کسی کی ذرا سی بھی حق تلفی نہیں کی جائے گی اور ہر ایک کو اس کے عملوں ہی کی جزا اور سزا ملے گی۔

اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّۃِ الۡیَوۡمَ فِیۡ شُغُلٍ فٰکِہُوۡنَ ﴿۵۵﴾ ہُمۡ وَ اَزۡوَاجُہُمۡ فِیۡ ظِلٰلٍ عَلَی الۡاَرَآئِکِ مُتَّکِـُٔوۡنَ ﴿۵۶﴾ لَہُمۡ فِیۡہَا فَاکِہَۃٌ وَّ لَہُمۡ مَّا یَدَّعُوۡنَ ﴿۵۷﴾ سَلٰمٌ ۟ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ ﴿۵۸﴾

''یقیناً جنت والے آج اپنے من پسند شغلوں میں خوش و خرم ہوں گے وہ معہ اپنی بیویوں کے تختوں پر سایوں میں آرام سے ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے' جنت میں انہیں کے لیے طرح طرح کے میوے ہوں گے اور وہ چیزیں بھی جن کی یہ خواہش کریں گے۔ کمال مہربان رب کی جانب سے انہیں سلام کہا جائے گا''۔

ارباب جنت کے عیش کا بیان: (۵۵) جنت والوں کے عیش و آرام کا بیان ہے کہ وہ قیامت کے روز میدان حشر سے فارغ ہو کر بہشتوں کے پر بہار باغوں میں جا بسیں گے جہاں انہیں نہ فنا ہونے والی نعمتیں ملیں گی اور عظیم کامیابی ان کے قدم چومے گی جس کی وجہ سے انہیں دوسروں کی طرف توجہ نہ رہے گی جہنم سے اور دوزخیوں سے بے فکر ہوں گے اور لذتوں میں اس قدر چور ہوں گے کہ خود فراموش ہو جائیں گے بہت خوش و خرم اور ہشاش بشاش ہوں گے اور ہر چیز سے بے خبر ہو جائیں گے' دوشیزہ حوریں جلوہ آرا ہوں گی جن سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے اور اللہ کی پاکی کی رس بھری صدائیں انہیں خوش کر رہی ہوں گی۔

(۵۶'۵۷) وہ اوران کی پاکیزہ بیویاں جنت کے درختوں کی گھنی چھاؤں میں پلنگوں اور مسہریوں پر بے فکری سے آرام کے ساتھ ٹیک لگائے بے حد مہربان میزبان کی مہماں نوازیوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ جنت میں ان کے لیے ہر قسم کے تازہ تازہ پھل تیار رہیں گے اور جس لذت کے خواہاں ہوں گے وہی مل جائے گی ان کی ہر خواہش پوری ہوگی۔ اور آج ان نازنینوں کا ناز بردار حق تعالیٰ ہوگا' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہے تم میں سے کوئی جو جنت کی تیاری میں لگا ہوا ہو؟ جنت میں کوئی غم و فکر نہ ہوگا' رب کعبے کی قسم جنت سراسر نور ہی نور ہے اور جگمگا رہی ہے اس میں لہلہاتے پھول ہی پھول ہیں' عالی شان و بلند محل ہیں' موجیں مارتی ہوئی نہریں ہیں گدرائے ہوئے پھل ہیں' ان میں خوب صورت حسین و جمیل اور انتہائی گوری چٹی حوریں' جن کے پاس بے شمار ریشمی جوڑے ہیں یہ ایک ابدی مقام ہے سلامتی والا گھر ہے سبز اور شاداب پھلوں کا باغ ہے وہاں ہر قسم کی بھلائیاں اور نعمتیں موجود ہیں جو بلند و بالا اور اعلیٰ درجے کی ہیں صحابہؓ نے کہا اے اللہ کے رسول ہم اس کی تیاریوں میں اور اسے حاصل کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں فرمایا ان شاء اللہ کہہ لو چنانچہ صحابہ کرامؓ نے انشاء اللہ کہا (ابن ابی حاتم ابن ماجۃ)۔

(۵۸) یعنی حق تعالیٰ شانہ خود جنت والوں کے لیے سلام ہے جیسے اس آیت میں فرمایا تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ الخ (احزاب ۳۳/۴۴) مومنوں کا تحفہ جب وہ اللہ سے ملاقات کریں گے سلام ہوگا۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٩﴾ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنِ اعْبُدُونِي ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ﴿٦٢﴾

منزل ۵ | غفران ۱۲

''اے مجرمو آج تم علیحدہ ہو جاؤ اے آدم کے بیٹو کیا میں نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھی راہ ہے بلا شبہ شیطان نے تم میں سے بہت سی مخلوق کو بہکا دیا' کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے تھے؟''۔

قیامت کے دن مسلمان و کافر ممتاز ہوں گے: (۵۹) قیامت کے دن کافر و مشرک حق تعالیٰ کے حکم سے میدان محشر میں مسلمانوں سے ممتاز کر دیئے جائیں گے فرمایا (۱) وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا الخ (یونس ۱۰/ ۲۸) اور جس دن ہم سب کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو پھر ہم ان میں پھوٹ ڈال دیں گے (۲) وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ (روم ۳۰/۱۴) جس دن قیامت آ جائے گی اس دن لوگ الگ الگ ہو جائیں گے (۳) یَوْمَئِذٍ یَّصَّدَّعُوْنَ الخ (روم ۳۰/۴۳) اس دن لوگ فرقے فرقے ہو جائیں گے (۴) اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا الخ (صافات ۳۷/۲۲) ظالموں کو اور ان جیسوں کو اور مشرکوں کو جو اللہ کو چھوڑ کر غیروں کی عبادت کیا کرتے تھے جمع کرو پھر انہیں جہنم کی طرف لے جاؤ۔

کافروں کو پشیمان کرنے کے لیے اللہ کی ڈانٹ: (۶۰'۶۱) قیامت کے دن کافروں کو حق تعالیٰ یہ کہہ کر قائل کرے گا کہ کیا ہم نے تم سے اس بات کا عہد نہیں لے لیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ خبردار اپنے خالق و رازق کی نافرمانی نہ کرنا اور میری ہی عبادت کرنا جو سیدھی راہ ہے یعنی میں نے دنیا میں تم کو شیطان کی نافرمانی کرنے کا اور اپنی فرماں برداری کرنے کا

حکم دیا تھا کہ میری ہی عبادت کرنا جو سیدھی راہ ہے مگر افسوس تم نے یہ سیدھی راہ چھوڑ کر غلط راہ اختیار کر لی اور شیطان کے اشاروں پر چلنے لگے۔

(۶۲) دیکھو اس نے تو تم میں سے اللہ کی بہت سی مخلوق کو بہکا کر راہ سے بے راہ کر دیا کیا پھر بھی تم نے عقل سے کام نہیں لیا کہ تم نے اپنے رب کی مخالفت کی اور اس کی خالص عبادت چھوڑ کر اپنے کھلے دشمن کی پیروی کی' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ کے حکم سے جہنم سے ایک لمبی اور سیاہ گردن ظاہر ہوگی جو یہ کہے گی کہ اے لوگو کیا تم سے تمہارے رب نے یہ عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی عبادت کرنا یہ سیدھی راہ ہے اس نے تو تم میں سے بہت سے لوگوں کو راہ سے بے راہ کر دیا کیا پھر بھی تم نے عقل سے کام نہیں لیا یہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا سوائے گنہگارو آج تم مسلمانوں سے علیحدہ ہو جاؤ چنانچہ اس وقت اچھے اور برے الگ الگ ہو جائیں گے فرمایا وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً الخ (جاثیہ ۴۵/ ۲۸) اور ہر ایک گھٹنوں کے بل گر پڑے گا اور ہر گروہ اپنے اپنے اعمال نامے کی طرف بلایا جائے گا کہ آج تمہیں تمہارے کیے ہوئے عملوں کا بدلہ ملے گا۔

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَ لَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰۤى اَعْیُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى یُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَ لَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِیًّا وَّ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾ ع

''یہی وہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا آج اس میں اپنے کفریہ عملوں کی وجہ سے داخل ہو جاؤ' آج ہم ان کے مونہوں پر مہریں لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ بولیں گے اور پاؤں ان کے عملوں کی گواہی دیں گے اگر ہم چاہتے تو ان کی بینائی ختم کر دیتے پھر یہ راہ کی طرف دوڑے دوڑے پھرتے مگر انہیں دکھائی کیسے دیتا اگر ہم چاہتے تو انہیں ان کی جگہ پر ہی مسخ کر ڈالتے پھر یہ نہ تو حرکت کر سکتے اور نہ واپس ہی آ سکتے''۔

مشرکوں پر اللہ کی ایک اور ڈانٹ: (۶۳' ۶۴) یہ بات روز قیامت کافروں سے انہیں قائل کرنے اور لعنت و ملامت کرنے کی غرض سے کہی جائے گی جب کہ جہنم ان کے سامنے کر دی جائے گی کہ لو دیکھو یہی وہ جہنم ہے جس سے اللہ کے رسول تم کو ڈراتے رہے لیکن تم نے انہیں جھٹلا دیا اور ان کی بات نہیں مانی۔ آج کفر و شرک کی وجہ سے اس میں داخل ہو جاؤ فرمایا یَوْمَ یُدَعُّوْنَ الخ (طور ۵۲/ ۱۳ تا ۱۵) جس دن انہیں جہنم کی آگ میں دھکے دے دے کر ڈالا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ یہی وہ آگ ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے پھر کیا یہ جادو ہے یا تم دیکھتے نہیں۔

قیامت کے دن مونہوں پر مہر: (۶۵) قیامت کے دن جب منافق و مشرک قسمیں کھا کھا کر گناہوں کا انکار کر دیں گے تو اللہ

ان کے مونہوں پر مہر لگا دے گا اور ان کے اعضاء گناہوں کو بتا دیں گے ہر ایک عضو اپنے کیے ہوئے گناہوں کا اقرار کرلے گا۔ انس بن مالک فرماتے ہیں ہم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ یکایک آپ خوب کھل کر ہنسے یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں پھر آپ نے پوچھا جانتے ہو میں کیوں ہنسا؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا میں قیامت کے دن اللہ سے انسان کے جھگڑنے پر ہنس رہا ہوں' انسان کہے گا کہ اے رب کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی حق تعالیٰ فرمائے گا بے شک آج تجھ پر ظلم نہ ہوگا یہ عرض کرے گا کہ میں اپنے بدن کے سوا کسی اور کی گواہی نہیں مانوں گا اللہ فرمائے گا اچھا آج تیرا نفس ہی تجھ پر گواہ ہوگا اور لکھنے والے بزرگ فرشتے بھی گواہ ہوں گے' چنانچہ اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء کو حکم ہوگا کہ بتاؤ چنانچہ ہر عضو اپنے کیے ہوئے کاموں کا اقرار کرے گا پھر اس کے منہ سے مہر ہٹالی جائے گی یہ ان سے کہے گا ارے کم بختو تم پر لعنت ہو میں تمہاری ہی طرف سے تو جھگڑ رہا تھا (ابن ابی حاتم' من)۔ (۲) تم کو اس حال میں بلایا جائے گا کہ تمہارے مونہوں پر مہر ہوگی اور سب سے پہلے رانوں اور کندھوں سے سوال ہوگا (عبدالرزاق' نسائی)۔

اللہ نے آنکھیں اور دل دیئے: (۶۶) یعنی اگر ہم چاہتے تو انہیں راہ ہدایت سے ہٹا دیتے اور اندھا بنا دیتے پھر یہ کبھی بھی ہدایت نہ پا سکتے اور ہمیشہ حیران و سرگرداں ہی رہتے' اور راستے کو ٹٹولتے ہی پھرتے مگر راستہ نہ پا سکتے (مگر ہم نے ایسا نہیں کیا اور آنکھیں دے دیں' اسی طرح باطنی آنکھیں (دل) عطا کر دیں اگر کوئی خود ہی آنکھیں بند کرلے تو ہم پر کیا الزام ہے)۔

اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو: (۶۷) یعنی اگر ہم چاہتے تو انہیں ان کی جگہوں پر ہلاک کر ڈالتے ان کو مسخ کر ڈالتے ان کی صورتیں بدل دیتے انہیں پتھر بنا دیتے اور انہیں اپاہج کر دیتے پھر نہ یہ آگے ہی کو حرکت کر سکتے اور نہ پیچھے ہی کو بلکہ ایک ہی جگہ بیٹھے رہتے اور آگے پیچھے کو جنبش ہی نہ کر سکتے۔

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۗ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهٗ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿٦٩﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٠﴾

''اور ہم جس کو بوڑھا کر دیتے ہیں اسے اس کی حالت پیدائش کی طرف پھر لوٹا لاتے ہیں کیا پھر بھی وہ عقل سے کام نہیں لیتے اور ہم نے اس نبی کو نہ تو شعروں کی تعلیم دی اور نہ یہ اس کے لائق ہی ہے یہ تو صرف ایک نصیحت اور روشن قرآن ہے تاکہ یہ ہر زندہ شخص کو بیدار کر دے اور کافروں پر حجت قائم ہو جائے''۔

انسان بڑھاپے میں بچہ ہو جاتا ہے: (۶۸) انسان جوں جوں بڑا ہوتا جاتا ہے قوت و جوانی کے بعد کمزور و بوڑھا ہوتا چلا جاتا ہے اور چستی اور پھرتی کے بعد سستی اور کمزوری رونما ہوتی جاتی ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا (۱) اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ الخ (روم ۳۰/۵۴) اللہ ہی نے تم کو کمزوری کی حالت میں پیدا کیا پھر اسی نے کمزوری کے بعد طاقت بخشی پھر وہی طاقت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دے دیتا ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے وہی خوب جاننے والا اور بڑی قدرت والا ہے (۲) وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ الخ (حج ۲۲/۵) اور تم میں سے بعض ردی عمر کی طرف لوٹا دیئے جاتے ہیں تاکہ ہوش کے بعد انہیں ذرا سا بھی ہوش نہ رہے' یعنی دنیا دار فانی

ہے یہاں کی ہر چیز زوال وتغیر پذیر ہے' یہاں کسی چیز کو پائیداری بقا اور قرار نہیں یہی وجہ ہے کہ فرمایا کیا پھر بھی لوگ عقل سے کام نہیں لیتے کہ غور وفکر سے انہیں معلوم ہو جائے کہ وہ اس جہان فانی کے لیے نہیں بلکہ یہاں سے انہیں ایک ایسے عالم کی طرف منتقل ہونا ہے جہاں انہیں پائیداری' بقا اور دوام مل جائے یہی آخرت ہے۔

رحمت عالم ﷺ شاعر نہ تھے: (٦٩) یعنی ہم نے اپنے محبوب نبی کو شاعری نہیں سکھائی اور نہ یہ آپ کی شان کے شایاں ہے نہ آپ کو شعر وشاعری سے محبت ہے اور نہ اس کی طرف آپ کا طبعی رجحان ہے کہا جاتا ہے کہ رحمت عالم ﷺ کو ایک شعر بھی وزن کے ساتھ یاد نہ تھا بلکہ اگر پڑھتے تھے تو اس کا وزن ٹوٹ جاتا تھا یا اسے پورا پڑھ ہی نہ سکتے تھے ایک دفعہ آپ نے عباس بن مرداس سلمی سے فرمایا کیا یہ شعر تمہارا ہی ہے

اتجعل نهبى و نهب العبيد لا بين الا قرع وعيينة

تو اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے شعر کا وزن توڑ دیا شعر یوں ہے

اتجعل نهبى و نهب العبيد بين عيينة والاقرع

(بیہقی در دلائل نبوت) آپ نے فرمایا کہ معنی تو دونوں کے ایک ہی ہیں سہیلی نے اس تقدیم وتاخیر کی بڑی پیاری وجہ بتائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے اقرع کو عیینہ پر اس لیے مقدم فرمایا کہ اقرع ثابت قدم رہے اور عیینہ خلافت صدیقی میں مرتد ہو گیا تھا (الروض الانف)۔

صدیقہؓ سے پوچھا گیا کیا رحمت عالم ﷺ بطور مثال کے کوئی شعر پڑھا کرتے تھے؟ فرمایا شعروں سے آپ کو سخت نفرت تھی ہاں کبھی کبھی قیسی شاعر کا کوئی شعر پڑھتے تھے تو اس میں بھی تقدیم وتاخیر کر دیا کرتے تھے' ابوبکرؓ اسے صحیح کر دیا کرتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے اللہ کی قسم میں شاعر نہیں اور نہ شعر میرے لائق ہے (ابن ابی حاتم) صدیقہؓ فرماتی ہیں: کبھی کبھی طرفہ کا یہ شعر پڑھ دیا کرتے تھے

ستبدى لك الايام ما كنت جاهلا و ياتيك بالاخبار ما لم تزود

مگر آپ من لم تزود بالاخبار پڑھا کرتے تھے ابوبکرؓ صحیح کر دیتے تھے آپ فرماتے کہ میں شاعر نہیں ہوں اور نہ شعر میری شان کے لائق ہے جب صحابہ کرامؓ آپ کے ساتھ خندق کھود رہے تھے اور عبداللہؓ بن رواحۃ کے اشعار پڑھ رہے تھے تو ا سے سن سن کر آپ بھی پڑھ رہے تھے اشعار یہ ہیں

فَاَنْزِلَ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا — اے اللہ ہم پر سکون نازل فرما۔
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّا قَيْنَا — اور دشمن کے مقابلہ پر ہمیں ثابت قدم رکھ۔
اِنَّ الْاُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا — واقعی ان لوگوں نے ہم پر زیادتی کی ہے۔ جب وہ ہم
اِذَآ اَرَادُوا فِتْنَةً اَبَيْنَا — پر کوئی فتنہ لانا چاہتے ہیں تو ہم اسے رد کر دیتے ہیں۔

ابینا پر آواز کو لمبی اور بلند فرما دیتے (ق) یہ اشعار بخاری مسلم میں غیر موزوں بھی آئے ہیں جنگ حنین کے موقعہ پر آپ ایک سفید خچر پر سوار تھے اور اسے دشمن کی طرف بڑھاتے ہوئے یہ فرما رہے تھے

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ — میں سچا نبی ہوں۔ اور

اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ — عبدالمطلب کا بیٹا ہوں

اس کا وزن صحیح ہے یہ حسن اتفاق سے آپ کی زبان پر صحیح وزن سے ادا ہو گیا' آپ کا ارادہ یہ نہ تھا کہ شعر بن جائے مگر غیر شعوری طور پر شعر بن گیا۔ جندبؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں ہم غار میں رحمت عالم ﷺ کے ساتھ تھے آپ کی انگلی میں خراش آ گئی تو آپ نے فرمایا۔

هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيتِ — تو تو محض ایک انگلی ہے جس سے خون جاری ہو گیا۔

وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ — اور اللہ کی راہ میں یہ خون جاری ہوا (ق)۔

الا اللمم کی تفسیر میں آپ کا یہ شعر پڑھنا بھی آ رہا ہے۔

اِنْ تَغْفِرِ اللّٰهُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا — اے اللہ اگر تو بخشنا چاہے تو سب کو بخش سکتا ہے۔

وَاَيُّ عَبْدٍ لَّكَ مَا اَلَمَّا — تیرا ایسا کون بندہ ہے جس سے گناہ سرزد نہ ہوا ہو۔

ان تمام اشعار کے باوجود یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ نے اشعار سیکھے ہوں اور اشعار آپ کی شان کے لائق ہوں حق تعالیٰ نے آپ کو قرآن عظیم سکھایا تھا لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ الخ (فصلت ۴۱/۴۲) جس کے پاس باطل کسی سمت سے بھی نہیں پھٹک سکتا اور جو حکمت والے اور خوبیوں والے اللہ کی طرف سے اتارا ہوا ہے' قرآن حکیم شعر نہیں جیسا کہ جاہل اور مشرک قریش نے خیال کر لیا تھا نہ کہانت ہے نہ خود تراشیدہ ہے اور نہ کہیں سے نقل کیا ہوا ہے جیسا کہ جاہلوں اور گمراہوں کی مختلف رائیں تھیں' آپ ان تمام باتوں سے معصوم تھے' آپ کو شعروں سے طبعی اور شرعی نفرت تھی آپ نے فرمایا قرآن کے ہوتے ہوئے نہ مجھے اکسیر کی پرواہ ہے نہ تعویذ کی اور نہ شعر کی (د)۔

بعض موقعوں پر شعر بنانے مسنون بھی ہیں مثلاً مشرکوں کی برائی میں شعر بنانا جیسا کہ یہ خدمت اسلامی شاعروں نے انجام دی ہے مثلاً حسان بن ثابت' کعبؓ بن مالک اور عبداللہ بن رواحۃ اور ان جیسے اور بزرگ اسلامی شعراء نے اسی طرح وہ اشعار مسنون ہیں جن میں حکمتیں' پند و مواعظ اور آداب ہوں جیسا کہ بعض جاہلیت کے شعراء کے شعروں میں پند و نصائح پائے جاتے ہیں مثلاً امیۃ بن ابی السلت کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اس کے اشعار مومن اور دل کافر ہے' کسی شاعر نے آپ کے سامنے سو شعر پڑھے ہر شعر سن کر آپ لذت اندوز ہوتے اور فرماتے اور سناؤ' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا بعض بیان جادو ہوتا ہے اور بعض شعر سراسر حکمت ہوتا ہے (د) یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے نبی کو شعر نہیں سکھائے اور نہ اشعار آپ کی شان کے شایاں ہیں ہم نے آپ کو جو کچھ سکھایا ہے وہ غور و فکر کرنے والوں کے لیے نصیحت والا روشن اور واضح قرآن ہے۔

قرآن سے فائدہ اٹھانے والے: (۷۰) تاکہ یہ مبارک اور روشن قرآن اپنے ڈراووں سے انہیں فائدہ پہنچائے جو دنیا میں زندہ ہیں دوسری جگہ فرمایا (۱) لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ الخ (انعام ۶/ ۱۹) تاکہ میں اس سے تم کو اور جس کو بھی یہ پہنچ جائے اس کو بیدار کر دوں (۲) وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ الخ (ھود ۱۱/ ۱۷) اور جو جماعت اس کو نہ مانے اس کا ٹھکانہ آگ ہے قرآن سے وہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جن کے دل زندہ ہیں' جو روشن بصیرت والے ہیں اور عقل و سمجھ سے کام لیتے ہیں پھر فرمایا کہ کافروں پر عذاب کی بات

ثابت ہو چکی ہے یعنی قرآن ایمان والوں کے لیے رحمت ہے اور کافروں پر حجت ہے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُم مِّمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾

''کیا انہیں معلوم نہیں کہ ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی چیزوں میں ان کے لیے چوپائے بھی پیدا کیے اور وہ ان کے مالک بن گئے اور ہم نے انہیں ان کا فرماں بردار بنا دیا پھر بعض تو ان کی سواریاں ہیں اور بعض کا گوشت کھاتے ہیں اور ان میں ان کے لیے اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور پینے کی چیزیں ہیں کیا پھر بھی لوگ اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے''۔

استعمال کے جانور اللہ کی ایک نعمت ہیں: (۷۱'۷۲) مویشی بھی اللہ کی ایک نعمت ہیں جن کو اس نے انسان کے تابع بنا دیا ہے یہاں اسی نعمت کا بیان ہے کہ وہ انسان کے کیسے مطیع ومنقاد ہیں کہ کبھی انکار ہی نہیں کرتے ایک بچہ بھی اونٹ کو بٹھا اور اٹھا دیتا ہے اور اس پر سوار ہو کر جہاں چاہے چلا جاتا ہے یہ اونٹ کی اطاعت کی دلیل ہے اگر سو یا اس سے بھی زیادہ اونٹوں کی قطار ہو تو ایک بچے کے ہانکنے سے سب کے سب چل پڑتے ہیں پھر فرمایا کہ بعض تو سواریاں ہیں اور بعض کا گوشت کھایا جاتا ہے یعنی ان پر سوار ہو کر اور سامان لاد کر لمبے لمبے سفر کرتے ہیں اور چاروں طرف چکر لگا آتے ہیں اور جب ضرورت ہوتی ہے تو انہیں ذبح کر کے کھا بھی لیتے ہیں۔

جانوروں کے فوائد: (۷۳) جانوروں کی اون ان کا رواں ان کے بال اور ان کی کھال سب کام کی چیزیں ہیں دودھ پیا جاتا ہے اور کبھی پیشاب بھی بطور دواء کے استعمال کر لیا جاتا ہے' علاوہ ازیں اور بھی فائدے ہیں کیا پھر بھی لوگ ان کے پیدا کرنے والے کو اور ان کو تابع فرمان بنانے والے کو واحد و یکتا نہیں سمجھتے اور اس کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنے سے نہیں چوکتے' ایسے محسن

وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنصَرُونَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُندٌ مُّحْضَرُونَ ﴿٧٥﴾ فَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٦﴾

اعظم اور منعم اکبر کی خالص عبادت کرنی چاہیے اور اس کے ساتھ شرک نہیں کرنا چاہیے۔

''انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود بنا لیا ہے تاکہ ان کی مدد کی جائے حالانکہ وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے اور مشرک ان کے لیے حاضر رہنے والے لشکر ہیں سو آپ کو ان کی بات رنجیدہ نہ کرنے پائے ہمیں ان کی باطنی اور ظاہری ساری باتیں معلوم ہیں''۔

کیا بت مدد وروزی پہنچانے والے اور اللہ سے قریب کرنے والے ہیں؟: (۷۴) مشرک کہتے تھے کہ ہم بتوں کو اس لیے پوجتے ہیں کہ یہ دقت پڑنے پر ہماری مدد کریں گے ہمیں روزی پہنچائیں گے اور اللہ کے قریب کر دیں گے۔

بت تو اپنی مدد پر بھی قادر نہیں: (۷۵) یعنی یہ اپنے پجاریوں کی تو کیا مدد کریں گے خود اپنی مدد پر بھی قادر نہیں اگر کوئی انہیں توڑ

چھوڑ جائے تو اس سے بدلہ بھی نہیں لے سکتے محض بے بس اور حقیر و ذلیل ہیں نہ بولنے پر قادر ہیں نہ سننے اور سمجھنے پر۔ پھر فرمایا اور وہ ان کے لیے حاضر کیے ہوئے لشکر ہیں۔ یعنی قیامت کے دن وہ لوگ جن کے یہ بت تھے اپنے پجاریوں کے حساب کے وقت موجود ہوں گے تاکہ بلا مدد کے ان کی حاضری مشرکوں کے لیے باعث قلق وملال ہو اور ہر طرح سے حجت پوری ہو جائے۔

رحمت عالم ﷺ کو تسکین: (۷۶) یعنی آپ مشرکوں کے جھٹلانے اور اللہ پر ایمان نہ لانے سے اپنے دل پر میل نہ لائیں ہم ان کے ظاہری باطنی ہر حال سے خبردار ہیں وقت آرہا ہے کہ ہم انہیں ان کے کاموں کی سزا دیں اور ان کے ہر چھوٹے بڑے اور اعلیٰ اور ادنیٰ کام سے باز پرس کریں اور ان کے تمام نئے اور پرانے کرتوت ان کے سامنے پیش کریں۔

اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمُۨ ﴿۷۹﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾

''کیا انسان کو معلوم نہیں کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا پھر وہ کھلم کھلا جھگڑالو بن گیا اور ہمارے بارے میں باتیں بنانے لگا اور اپنی پیدائش کو بھول گیا کہتا ہے کہ بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرسکتا ہے آپ فرمادیں کہ انہیں وہ زندہ کردے گا جس نے انہیں شروع میں پیدا کیا تھا وہ ہر پیدائش کو اچھی طرح سے جانتا ہے جس نے تمہارے فائدے کے لیے ہرے بھرے درخت سے آگ بنائی پھر تم اس سے آگ سلگاتے ہو''۔

زندگی بعد الموت کا انکار: (۷۷) ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ کے پاس ابی بن خلف آیا اس کے ہاتھ میں ایک بوسیدہ اور خستہ ہڈی تھی جس کو مل مل کر اور ہوا میں اڑا اڑا کر کہنے لگا محمد ﷺ! کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ اس ہڈی کو پھر زندہ فرمادے گا؟ فرمایا ہاں ضرور زندہ کردے گا اللہ تجھ کو مار کر زندہ فرمائے گا اور جہنم میں بھیج دے گا اس پر یہ آیتیں اتریں۔ ابن عباسؓ عاص بن وائل کو بتاتے ہیں (ابن ابی حاتم)۔

بہر حال خواہ یہ آیتیں ابی کے بارے میں اتری ہوں یا عاص کے بارے یا دونوں کے بارے میں مگر عام ہیں اور ہر اس شخص کو شامل ہیں جو زندگی بعد الموت کا قائل نہ ہو یعنی جو کوئی زندگی بعد الموت کا قائل نہ ہوگا اس آیت کے حکم میں شامل ہوگا۔

زندگی بعد الموت کا ثبوت: فرمایا کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا یعنی جو لوگ زندگی بعد الموت کو نہیں مانتے وہ اپنی ابتدائی پیدائش سے زندگی بعد الموت پر کیوں استدلال نہیں کرتے جس اللہ نے انسان کو بلا کسی نمونہ کے ایک حقیر پانی کی بوند سے پیدا کر دیا بھلا اس کی قدرت پر کوئی حرف گیری کرسکتا ہے فرمایا اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ الخ (مرسلات ۷۷/۲۰ تا ۲۲) کیا ہم نے تم کو حقیر پانی سے نہیں پیدا کیا پھر ہم نے اس کو ایک مضبوط قرار گاہ میں ایک معلوم انداز ے تک محفوظ رکھا ایک دن رحمت عالم ﷺ نے اپنی ہتھیلی پر تھوک کر اور اس پر انگلی رکھ کر فرمایا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے انسان تو مجھے کہاں ہرا سکتا ہے میں نے تجھے اس جیسے مادہ سے پیدا کیا یہاں تک کہ جب میں نے تجھے ٹھیک ٹھاک کر دیا اور درست و برابر کر دیا تو تو لباس پہن کر اترا اترا کر چلنے لگا اور تو نے

مال جوڑنا شروع کر دیا اور حق داروں کی حق تلفی کرنے لگا پھر جب تیرے حلق میں سانس آ کر اٹک گئی تو اب تو نے صدقے کی خواہش کی، اب صدقے کا وقت کہاں؟ (أ، ابن ماجہ)۔

زندگی بعد الموت کو قدرت سے باہر سمجھنا قابل تعجب ہے: (۷۸) یعنی تعجب ہے کہ جو اتنی عظیم و ہمہ گیر قدرت کا مالک ہے اور جس کی قدرت کے مظاہر آسمان و زمین بھی ہیں انسان زندگی بعد الموت کو اس کی قدرت سے باہر سمجھے کہ وہ بوسیدہ ہڈیوں کو اور جسموں کو دوبارا پیدا نہیں کر سکتا اور اپنی پیدائش کو بھول جائے کہ حق تعالیٰ نے اسے عدم سے نکال کر وجود کا خلعت بخشا۔ یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے کیونکہ ثانی پیدائش اول پیدائش سے آسان ہے پھر جس نے شروع میں پیدا کر دیا اس کی قدرت سے دوبارہ پیدا کرنا کیسے باہر ہو سکتا ہے؟

اللہ کے علم میں جسم کے ذرات ہیں: (۷۹) یعنی اللہ کو معلوم ہے کہ انسان کے جسم کے ذرات روئے زمین پر کہاں کہاں بکھرے ہوئے ہیں اس کے حکم سے سب لپک کر آ کر مل جائیں گے اور جسم تیار ہو جائے گا پھر وہ اس میں روح پھونک دے گا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص جب اپنی زندگی سے ناامید ہو گیا تو اس نے وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو لکڑیاں جمع کر کے ان میں آگ لگا کر میری لاش جلا دینا جب آگ میرا گوشت جلا ڈالے اور ہڈیوں تک پہنچ جائے تو ان ہڈیوں کو اٹھا کر باریک باریک پیس کر ان کا سفوف دریا میں ڈال دینا مرنے کے بعد وارثوں نے ایسا ہی کیا پھر اللہ نے اس کے جسم کے ذرات جمع کر کے اور اسے زندہ کر کے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تھا؟ بولا اے رب تیرے ڈر سے حق تعالیٰ نے اسے معاف فرما دیا یہ شخص کفن چور تھا۔ (أ)۔

اللہ ہر چیز پر قادر ہے: (۸۰) یعنی جس قدرت والے اللہ نے پانی سے درخت پیدا کر دیئے اور انہیں سرسبز و شاداب اور بار آور بنا دیا پھر خشک کر دیا جن کی لکڑیوں سے تم آگ جلاتے ہو بھلا کہاں تو وہ سرسبز و تر اور ہری بھری ٹہنیاں اور کہاں یہ آگ کی گرم و خشک چنگاریاں وہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے سچ ہے اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی چیز بھاری نہیں وہ جو چاہے کر دے ہر چیز پر قادر ہے، خشک کو تر اور تر کو خشک بنانے پر بھی اور مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ کرنے پر بھی اس کے ارادے میں کوئی حائل نہیں ہو سکتا جو اس مردہ درخت سے زندہ آگ پیدا کر سکتا ہے وہ زندگی بعد الموت پر بھی قادر ہے (یا یہاں مرخ و عفار کے درخت مراد ہیں جو حجاز میں پیدا ہوتے ہیں اگر کسی کے پاس چمقاق نہ ہو اور وہ ان دونوں درختوں میں سے ایک ایک ہری ٹہنی توڑ کر دونوں کو رگڑے تو رگڑ سے چقماق کی طرح آگ پیدا ہو جاتی ہے ایک عربی ضرب المثل ہے لکل شجر نار واستمجد المرخ والعفار حکماء کہتے ہیں بجز غاب کے درخت کے ہر درخت میں آگ ہے۔

اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۭ بَلٰى ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝۸۱ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۸۲ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۸۳

وقف غفران

ع ۵

''کیا جس نے آسمان وزمین پیدا کئے وہ ان جیسے انسان پیدا کرنے پر قادر نہ ہوگا؟ کیوں نہیں وہ تو خوب پیدا کرنے والا اور خوب جاننے والا ہے وہ جب کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کا اتنا حکم کر دینا کافی ہوتا ہے کہ ہو جا پھر وہ ہو جاتی ہے لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ پاک ہے جس کے ہاتھ میں ایک ایک چیز کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹا دیئے جاؤ گے''۔

اللہ کی ہمہ گیر قدرت کا بیان: (۸۱) اللہ اپنی ہمہ گیر قدرت کی طرف اشارا فرما رہا ہے کہ اس نے ساتوں آسمان پیدا کئے تارے یعنی ثوابت وسیارے پیدا کیے ساتوں زمینیں پیدا کیں پہاڑ' ریگستان سمندر میدان بن اور تمام کائنات پیدا کی اگر انسان ان تمام مخلوقات میں سے کسی ایک مخلوق میں بھی غور کرے تو زندگی بعد الموت کا مسئلہ اس کی سمجھ میں آ جائے فرمایا لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ (غافر ۴۰/ ۵۷) آسمان وزمین کی پیدائش انسان کی پیدائش سے بہت بڑی ہے جب ہم نے آسمان وزمین پیدا کر دیئے تو زندگی بعد الموت تو کچھ بھی نہیں یعنی جس طرح اللہ نے بلا نمونے کے آسمان وزمین اور انسان پیدا کر دیئے' اسی طرح دوبارہ بھی انسان کو پیدا کر دے گا کیونکہ وہ انسانوں کو ان کے عملوں کا بدلہ دینے کے لیے خود پیدا کرے گا فرمایا اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ الخ (احقاف ۴۶/ ۳۳) کیا انہیں معلوم نہیں کہ جس اللہ نے آسمان وزمین پیدا کیے اور ان کے پیدا کرنے سے تھکا نہیں کیا وہ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں کیوں نہیں وہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

(۸۲) یعنی اللہ کے صرف ایک دفعہ کے حکم کرنے سے چیز ہو جاتی ہے اسے بار بار حکم کرنے کی اور تاکید کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ادھر حکم ہوا ادھر چیز کا وجود ہوا' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو تم سب گنہگار ہو مگر جس کو میں معاف کر دوں لہٰذا مجھ سے دعائے مغفرت مانگو میں تمہیں بخش دوں گا اور تم سب فقیر ہو مگر جس کو میں مال دار بنا دوں واقعی میں بڑی بخشش والا بڑی بزرگی والا اور بڑی وسعت والا ہوں میں جو چاہتا ہوں کر دیتا ہوں بخشش بھی میری ایک شان ہے اور عذاب بھی جب میں کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں تو اس کو حکم کر دیتا ہوں کہ ہو جا پھر وہ ہو جاتی ہے۔(۱)

اللہ ہی خالق وحاکم اور تمام برائیوں سے پاک ہے: (۸۳) تمام برائیوں سے تمام کمیوں سے اور تمام عیبوں سے حق تعالیٰ کی ذات اقدس پاک وبری ہے وہ دائمی حیات والا اور کائنات کو سنبھالنے والا ہے اسی کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمینوں کی کنجیاں ہیں اور تمام باتیں اسی کی طرف لوٹ کر جاتی ہیں وہی خالق وحاکم ہے اور اسی کی طرف تمام لوگ قیامت کے دن لوٹ کر جائیں گے وہ عادل ومنعم ومحسن ہر ایک کو اس کے عملوں کی جزاء وسزاء دے گا۔ فرمایا فَسُبْحَانَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ الخ (یسین ۳۶/ ۸۳) آپ فرما دیں وہ پاک ہے جس کے قبضہ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے (۲) تَبَارَكَ الَّذِيْ الخ (ملک ۶۷/ ۱) وہ برکت والا ہے جس کے ہاتھ میں ملک ہے۔ ملک اور ملکوت ہم معنی ہیں۔

الحمد للہ! آج سورہ یاسین کی تفسیر پوری ہوئی اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ مترجم کو اپنے فضل وکرم سے نوازے اور اس ترجمہ کو قبول فرما کر آخرت کا ذخیرہ بنائے آمین۔

سورہ والصافات

یہ ۳۷ ویں سورہ ہے بترتیب مصحف اور ۵۶ ویں سورہ ہے بترتیب نزول' اور یہ مکی سورہ ہے اس میں ۱۸۲ آیتیں اور ۵ رکوع ہیں۔

سورہ والصافات کے بارے میں: (ابن عمرؓ فرماتے ہیں رحمت عالم ﷺ جماعت میں تخفیف کا حکم فرمایا کرتے تھے اور جماعت کی نماز میں والصافات پڑھا کرتے تھے۔ (ن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۳﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿۵﴾

''شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے۔ قسم ہے ٹھیک صفیں باندھنے والے فرشتوں کی پھر سختی سے ڈانٹنے والے فرشتوں کی پھر قرآن پڑھنے والے فرشتوں کی یقیناً تمہارا معبود ایک ہی ہے جو آسمان و زمین کا اور ان کی درمیانی چیزوں کا رب ہے اور مشرقوں کا بھی رب ہے''۔

(۱ تا ۳) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں تینوں آیتوں میں صافات سے فرشتے مراد ہیں' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہمیں لوگوں پر تین باتوں میں فوقیت ہے' ہماری صفیں فرشتوں جیسی ہیں' ہم ہر جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں اور پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی سے پاکی حاصل کر سکتے ہیں (م)۔ اس طرح صفیں کیوں نہیں باندھتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صفیں باندھتے ہیں۔ پوچھا فرشتے رب کے سامنے کس طرح صفیں باندھتے ہیں فرمایا پہلے اگلی صف پوری کر لیتے ہیں اور صف میں اچھی طرح سے مل کر کھڑے ہوتے ہیں (مدن' ابن ماجہ)۔ یعنی ان فرشتوں کی قسم جو بادل ڈانٹ کر ہانکتے ہیں یا جن چیزوں سے اللہ نے لوگوں کو قرآن میں ڈانٹا اور روکا ہے ان سے ڈانٹتے اور روکتے ہیں یعنی فرشتے اللہ کے پاس سے کتاب اور قرآن لوگوں کے پاس لا کر انہیں سناتے ہیں فرمایا فَالْمُلْقِيَاتِ ذِكْرًا الخ (مرسلات ۷۷/۵) پھر قرآن لانے والے فرشتوں کی قسم۔

سچا معبود ایک ہی ہے: (۴' ۵) قسم کھا کر یقین دلایا گیا کہ سچا معبود ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں جو آسمان و زمین کا' ان کی درمیانی مخلوق کا تمام کائنات کا اور کائنات کے گوشے گوشے کا رب ہے وہی سب کا مالک و مختار ہے' وہی مخلوق میں ہر طرح کا تصرف کرتا ہے' اسی نے چلنے والے اور ٹھہرے ہوئے تاروں کو مسخر کر رکھا ہے کہ مشرق سے نکلتے ہیں اور مغرب میں ڈوب جاتے ہیں۔

سورہ معارج میں فرمایا فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ الخ (معارج ۷۰/۴۰) مشارق و مغارب کے رب کی قسم ہم ان جیسے دوبارہ پیدا کرنے پر ضرور قادر ہیں (۲) رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ الخ (رحمٰن ۵۵/۱۷) دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کے رب کی قسم جاڑے اور گرمی میں سورج اور چاند کی دو دو نمایاں مشرق و مغرب ہیں' ویسے ہر روز سورج نئی مشرق سے نکل کر نئی مغرب میں ڈوبتا ہے۔

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِالْكَوَاكِبِ ﴿۶﴾ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿۷﴾ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿۸﴾

دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿۹﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾

''ہمیں نے دنیوی آسمان کو تاروں کی خوب صورتی سے آراستہ کیا اور ہمیں نے اس کی ہر سرکش شیطان سے حفاظت کی' یہ اعلیٰ جماعت کی باتوں کی طرف کان بھی نہیں لگا سکتے اور انہیں ذلیل کرنے کے لیے ان پر چاروں طرف سے انگارے برسائے جاتے ہیں اور ان کے لیے ہمیشگی والا عذاب ہے مگر جو شیطان کوئی بات اچک کر لے بھاگے تو اس کے پیچھے ایک دہکتا ہوا انگارا لگ جاتا ہے''۔

آسمان کو تاروں سے زینت دی گئی: (۶'۷) حق تعالیٰ نے دیکھنے والوں کے لیے دنیوی آسمان کو تاروں سے جگمگا دیا' متحرک وغیر متحرک تاروں کی کرنیں شفاف آسمان سے منعکس ہو کر زمین کو جگمگا دیتی ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ الخ (ملک ۶۷/۵) ہم نے دنیوی آسمانوں کو چراغوں سے جگمگا دیا اور انہیں شیطانوں کے مار بھگانے کے لیے بھی بنایا اور ان کے لیے شعلے مارنے والی آگ کا عذاب بھی تیار کر رکھا ہے۔ اور اس کی ہر مردود شیطان سے حفاظت کی مگر جو شیطان چوری سے کچھ سن لے تو اس کے پیچھے ایک روشن شعلہ لگ جاتا ہے۔

شہاب ثاقب شیطانوں سے حفاظت کے لیے ہیں: (۹'۸) تاکہ یہ شیطان اعلیٰ جماعت (آسمان کے فرشتوں) تک نہ پہنچ سکیں جب وہ اللہ کی وحی کے بارے میں اور شرعی یا تقدیری باتوں میں گفتگو کر رہے ہوں۔

پھر فرمایا ہر طرف سے ان پر مار پڑتی ہے یعنی اس صورت سے وہ ذلت سے دھتکار دیئے جاتے ہیں' وہاں تک پہنچنے نہیں دیا جاتا اور ڈانٹ دیا جاتا ہے۔ ان کے لیے آخرت میں ہمیشگی والا عذاب ہے جو سخت دردناک ہوگا فرمایا وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ الخ (ملک ۶۷/۵) ہم نے ان کے لیے بھڑکتی ہوئی جہنم کا عذاب تیار کر رکھا ہے اگر کسی شیطان نے آسمان سے کوئی بات اچک لی تو فوراً ہی اس کے انگارا مارا جاتا ہے جس سے وہ جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔

(۱۰) پھر اگر اللہ کو منظور ہوتا ہے تو کبھی یہ شیطان انگارا لگنے سے پہلے دوسرے کو بات بتا بھی دیتا ہے اور کبھی بتائے بغیر ہی ڈھیر ہو کر رہ جاتا ہے چونکہ شیاطین کا سلسلہ اوپر تلے آسمان تک ہوتا ہے اس لیے جلنے والا اگر نیچے والے کو بتانے میں کامیاب ہو گیا تو نیچے والا اپنے نیچے والے کو بتا دیتا ہے اسی طرح یہ سلسلہ چل کر سب سے نیچے والے شیطان تک پہنچ جاتا ہے پھر وہ کاہن کو بتا دیتا ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾
بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا
رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾
ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَاٰبَاۗؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾

قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿١٩﴾

''لہٰذا آپ ان سے پوچھیں کیا ان کی پیدائش مشکل ہے یا ان کی جن کو ہم نے پیدا کیا' یقیناً ہم نے انہیں چپک جانے والی مٹی سے پیدا کیا بلکہ آپ تعجب فرما رہے ہیں اور یہ مذاق اڑا رہے ہیں اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو نصیحت نہیں مانتے اور جب یہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو مذاق میں اڑا دیتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ قرآن تو کھلا ہوا جادو ہی ہے جب ہم مرکر مٹی اور ہڈیاں بن جائیں گے تو کیا اس وقت زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے' یا ہمارے سابق باپ دادا بھی' آپ فرمادیں ہاں ہاں اور تم ذلیل بھی ہو گے' قیامت تو صرف ایک ڈانٹ ہی ہوگی پھر اتنے میں وہ دیکھ رہے ہوں گے''۔

زندگی بعد الموت کا ثبوت: (۱۱) اللہ کا اپنے نبی سے ارشاد ہے کہ آپ زندگی بعد الموت نہ ماننے والوں سے پوچھیں کہ آسمان و زمین کی' فرشتوں کی' شیطانوں کی اور بڑی بڑی مخلوق کی پیدائش مشکل ہے یا ان کی جب ہم نے بڑی بڑی حیرت انگیز چیزیں بنا دیں تو انسان کا بنانا تو بہت ہی آسان ہے خصوصاً جب کہ پہلی دفعہ اس کو بنایا جا چکا بھی ہو' ظاہر ہے کہ یہ اس بات کا ضرور اقرار کریں گے کہ انسان سے زیادہ دشوار مذکورہ بالا تمام چیزوں کی پیدائش ہے جب یہ بات ہے تو کیوں زندگی بعد الموت کا انکار کرتے ہیں حالانکہ جس کا انکار کرتے ہیں اس سے کہیں بڑی بڑی چیزوں کی پیدائش کا مشاہدہ کر رہے ہیں فرمایا لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ (غافر ۴۰/ ۵۷) یقیناً آسمان وزمین کی پیدائش انسان کی پیدائش سے بہت بڑی ہے لیکن اکثر لوگ بے علم ہیں۔

انسان اپنی حقیقت پر غور کرے: پھر فرمایا کہ انسان کی حقیقت ہی کیا ہے ہم نے اس کو ایک کمزور چیز سے بنایا ہے یعنی چکنے والی (چکنی) مٹی سے جو ہاتھ کو چپک کر رہ جاتی ہے (۱۲و۱۳'۱۴) آپ تو ان کی حالت پر افسوس وتعجب کر رہے ہیں کہ زندگی بعد الموت پر ایمان کیوں نہیں لاتے لیکن زندگی بعد الموت کے منکر آپ کو پورے زور شور سے جھٹلا رہے ہیں اور آپ کی باتوں کا مذاق اڑا رہے ہیں اور ان پر ہنس رہے ہیں آپ کو تو ان کے ایمان نہ لانے پر تعجب ہے اور انہیں آپ کی باتوں پر جب یہ زندگی بعد الموت پر کوئی صاف سلجھی ہوئی اور روشن دلیل دیکھتے ہیں تو بجائے قائل ہونے کے اور الٹا مذاق اڑاتے ہیں۔

کافروں کا الزام کہ قرآن جادو ہے: (۱۵) کہتے ہیں کہ جو کچھ آپ لے کر آئے ہیں یہ صرف جادو ہے اور اس کی جادو سے زیادہ کوئی اور حیثیت نہیں۔

زندگی بعد الموت پر تعجب: (۱۶'۱۷) بڑے یہ تعجب سے کہہ رہے ہیں کہ جب ہم مرکر بوسیدہ ہڈیاں اور خاک کے ڈھیر بن جائیں گے تو کیا اس کے بعد ہم اور ہمارے باپ دادا دوبارہ زندہ کیے جائیں گے گویا دوبارہ زندگی کو عقل سے بعید و ناممکن جان رہے ہیں اور ماننے کے لیے تیار ہی نہیں۔ (۱۸) آپ فرمادیں ہاں ہاں جب تم ہڈیاں اور مٹی کے ڈھیر بن کر رہ جاؤ گے پھر بھی تمہیں اللہ دوبارہ زندہ کرے گا اور تم اپنے عملوں کی سزا کے لیے قبروں سے اٹھائے جاؤ گے اللہ کی ہمہ گیر اور عظیم الشان قدرت کے آگے تمہاری حقیقت ہی کیا ہے فرمایا وَكُلٌّ اَتَوْهُ دَاخِرِيْنَ الخ (نمل ۲۷/ ۸۷) ہر ایک اس کے پاس دبا جھکا حاضر ہوگا۔

ایک ڈانٹ سے حشر ونشر: (۱۹) اللہ کی صرف ایک ہی ڈانٹ ہوگی اور وہ ایک ہی دفعہ سخت آواز سے بلائے گا' پھر دفعتہً سب کے سب اللہ کے سامنے کھڑے ہوئے قیامت کے ہولناک اور جگر پاش حوادث دیکھ رہے ہوں گے۔

وَقَالُوا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿٢٠﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ
بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢١﴾ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿٢٢﴾
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿٢٣﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿٢٤﴾
مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿٢٥﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿٢٦﴾

''اور کہیں گے ہائے ہماری شامت یہ تو جزاء کا دن ہے (ان سے کہا جائے گا) یہ ہے فیصلہ کا دن جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے ان لوگوں کو جمع کرو جو ظالم تھے' اور ان کے جوڑوں کو اور ان معبودوں کو بھی جن کی وہ اللہ کو چھوڑ کر پرستش کیا کرتے تھے' انہیں جہنم کی راہ دکھلاؤ اور انہیں ٹھہرالو کیونکہ ان سے پوچھ گچھ ہونے والی ہے آج تمہیں کیا ہو گیا کیوں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے بلکہ آج تو وہ سب فرماں بردار ہیں''۔

ہائے ہم ہی ظالم ہیں: (۲۰) اللہ کافروں کی طرف سے خبر دے رہا ہے کہ وہ قیامت کے دن خود اپنے اوپر ملامت کریں گے اور اقرار کرلیں گے کہ سچ مچ ظالم ہم ہی ہیں ہم نے دنیا میں اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی ماری اور آخرت کا ذرا بھی خیال نہیں کیا پھر جب قیامت کے جگر دوز و ہولناک حادثے دیکھیں گے تو انتہائی ندامت و پشیمانی کا اظہار کریں گے' لیکن افسوس آج کی ندامت و پشیمانی اور آج کی خجالت و شرمندگی کام آنے والی نہیں یہ سر پر خاک اڑائیں گے' رو رو کر کہیں گے ہائے ہم مارے گئے' ہائے ہماری بدقسمتی' ہائے ہماری شامت اور یہ تو جزاء کا دن آ گیا جس کو ہم جھٹلایا کرتے تھے اور مذاق اڑایا کرتے تھے۔

(۲۱ تا ۲۳) پھر فرشتے اور مومن ان سے انہیں اور بھی شرمندہ کرنے کے لیے اور جھڑکنے کے لیے کہیں گے یہی ہے فیصلہ کا دن جس کو تم دنیا میں مانا نہیں کرتے تھے اب تو آنکھوں سے دیکھ لیا یا اب بھی کچھ شبہ ہے پھر اللہ فرشتوں سے فرمائے گا کہ قبروں سے اٹھتے وقت بھی مومن کافروں سے ممتاز رہیں اور میدان محشر میں بھی۔ یعنی ان کو جنہوں نے دنیا میں اللہ کی نافرمانیاں کر کے اپنے اوپر ظلم کیا تھا اور ان کے ہم نواؤں اور جوڑ کے لوگوں کو' ایک ایک قسم کے گنہگاروں کو اور ان کے بھائی بندوں کو علیحدہ علیحدہ جمع کرو۔ یعنی زناکار زناکاروں کے ساتھ سود خوار سود خواروں کے ساتھ اور شراب پینے والے شراب پینے والوں کے ساتھ جمع کیے جائیں۔ پھر فرمایا ان معبودوں کو بھی جمع کرلو جنہیں یہ بدبخت اللہ کو چھوڑ کر پوجا کرتے تھے' دیویوں کو' دیوتاؤں کو' بتوں کو' مورتیوں کو' تھانوں کو اور ہر اس چیز کو جس کو اللہ کے سوا پوجا جاتا تھا انہیں کے ساتھ ملا کر سب کو جہنم کی راہ دکھاؤ فرمایا وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ الخ (اسراء ۱۷/ ۹۷) قیامت کے دن ہم انہیں ان کے مونہوں کے بل اندھے' بہرے اور گونگے اٹھائیں گے ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا جب کبھی اس کے شعلوں میں کمی ہو گی ہم اس کے شعلوں کو بھڑکا دیں گے۔

(۲۴) یعنی انہیں ٹھہرالو تاکہ ان کرتوتوں اور باتوں کی باز پرس کرلی جائے جن سے یہ دنیا میں اودھم مچا کر آئے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہر راہ نما جس نے لوگوں کی کسی بات میں رہنمائی کی ہو گی' ان کے ساتھ قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا وہ نہ انہیں چھوڑے گا۔ اور نہ ان سے علیحدہ ہو گا خواہ کسی نے کسی ایک ہی شخص کی رہبری کی ہو پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی (ت)۔

(۲۶٬۲۵) مزید ڈانٹنے اور دھتکارنے کے لیے کہا جائے گا' اب تمہیں کیا ہو گیا کیوں مر گئے کیوں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے جس طرح دنیا میں کیا کرتے تھے آج وہ حمایت کیا ہوئی تمہارا تو یہ خیال تھا کہ ہماری بڑی بڑی جماعتیں ہیں ہم بدلہ لینے میں کسی سے ہٹے نہیں' ہم میں کافی کس بل موجود ہے' آج وہ کس بل اور وہ طاقت کہاں گئی کیوں شیرازہ بکھر گیا بلکہ آج تو یہ اللہ کے حکم کے مطیع و منقاد ہیں' اس سے انچ بھر بھی ہٹنے کو تیار نہیں نہ اس کی مخالفت کا ارادہ رکھتے ہیں' بلکہ دبے جھکے اور شرمندہ کھڑے ہیں۔

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾

''اور بعض بعض کی طرف متوجہ ہو کر آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں گے کہیں گے تم ہی تو تھے جو ہمارے پاس سیدھی جانب سے آیا کرتے تھے یہ جواب دیں گے نہیں نہیں بلکہ تم ہی ایمان لانے والے نہ تھے ہمارا تم پر کچھ زور تو تھا نہیں' بلکہ تم ہی سرکش تھے پھر ہم پر ہمارے رب کی بات ثابت ہو گئی کہ ہم سب کو (عذاب) چکھنا ہے تو ہم نے تمہیں گمراہ کیا کیونکہ ہم خود گمراہ تھے' یاد رکھو یہ اس دن عذاب میں شریک ہوں گے ہم مجرموں کے ساتھ اسی طرح کرتے ہیں' دیکھو جب ان سے یہ کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں تو یہ غرور کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کیا ہم ایک دیوانے شاعر کی بات پر اپنے معبود چھوڑ بیٹھیں گے بلکہ وہ حق لے کر آیا ہے اور اس نے تمام نبیوں کی تصدیق کی ہے''۔

جہنم میں مشرکوں کا جھگڑا: (۲۷) مشرک میدان محشر میں ایک دوسرے کو برا بھلا کہیں گے اور جہنم کے گڑھوں میں جھگڑیں گے فرمایا فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا الخ (غافر ۴۰/ ۴۷، ۴۸) کمزور سرکشوں اور مغروروں سے کہیں گے ہم تمہارے پیچھے تھے تو کیا تم آج آگ کے عذاب سے ہمارے کچھ کام آ سکتے ہو؟ مغرور جواب دیں گے کہ ہم سب آگ میں جل بھن رہے ہیں اللہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا آج ہم تمہارے کام آنے والے نہیں ہم خود اس عذاب میں مبتلا ہیں فرمایا وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ الخ (سبا ۳۴/ ۳۱ تا ۳۳) کاش آپ دیکھتے جب گنہگار اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ رہا ہو گا کمزور مغروروں سے کہہ رہے ہوں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایمان لے آتے' مغرور کمزوروں کو جواب دیں گے کہ تمہارے پاس

ہدایت آ جانے کے بعد کیا ہم نے تمہیں اس سے روک دیا تھا نہیں نہیں بلکہ تم خود ہی گنہگار تھے اور کمزور مغروروں سے کہیں گے بلکہ تم رات دن ہمیں دھوکا دیتے تھے جب تم ہمیں حکم کرتے رہتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ کفر کریں اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرائیں اور ندامت کو چھپائیں گے جب عذاب دیکھیں گے اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے صرف ان کے عملوں ہی کا بدلہ دیا جائے گا۔

(۲۸) اسی طرح یہاں فرمایا یعنی تم بڑے رعب وداب اور شدومد کے ساتھ ہمارے پاس آ کر بہکایا کرتے تھے اور اپنا رعب جما کر ہمیں کفر سے ہٹنے نہیں دیتے تھے کیونکہ تمہارا زور تھا اور ہم کمزور تھے یا کافر شیطانوں سے کہیں گے کہ تم ہمیں حق سے روکا کرتے تھے (۲۹) راہبر خواہ جن ہوں یا انسان عوام سے کہیں گے کہ تمہارا خیال غلط ہے بات یہ ہے کہ تمہارے دل ہی ایمان سے خالی تھے اور ان میں کفر وشرک اور نافرمانیوں ہی کی صلاحیت تھی (تم میں ایمان تھا کب جو ہم تم سے ایمان چھین کر تمہیں کافر بناتے)۔ (۳۰) ہمارا تم پر کوئی زور وزبردستی تو تھی نہیں نہ ہماری بات میں کوئی زور تھا کہ دلیل رکھتی ہو خود تم میں سرکشی اور غرور تھا اور حدوں سے آگے پھلانگنے کی عادت تھی اسی وجہ سے تم رسولوں کے لائے ہوئے حق کو پس پشت ڈال کر ہماری آواز پر ہماری طرف لپک آئے حالانکہ رسولوں کی باتیں زوردار تھیں انہوں نے دلائل بھی پیش کیے لیکن پھر بھی تم نے ان کی بات نہیں مانی اور مخالفت ہی پر اڑے رہے۔ (۳۱) مغرور کمزوروں سے کہیں گے کہ اللہ کا یہ کلمہ ہم پر ثابت ہو گیا کہ ہم ازلی بد بخت ہیں اور قیامت کے دن عذاب چکھیں گے (۳۲) پھر ہم نے تمہیں بھی گمراہی کی دعوت دی جس پر ہم قائم تھے' تم نے ہماری دعوت مان لی (۳۳) یعنی مغرور اور کمزور سب جہنم میں پڑے ہوئے جھلس رہے ہوں گے (۳۴) ہمارا مجرموں کے ساتھ یہی سلوک ہے۔

مشرک لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سننے کے روادار نہ تھے: (۳۵) یعنی جب دنیا میں ان سے یہ کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں تو یہ اس کلمہ کے سننے سے ناک بھوں چڑھاتے تھے اور ایمان لانے کے لیے تیار نہ تھے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم ہے جب تک وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہ کہہ لیں پھر جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا اس نے مجھ سے اپنا جان ومال بچا لیا علاوہ حق اسلام کے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے اللہ نے عزت والی کتاب میں بھی یہی مضمون اتارا اور مغرور لوگوں کا ذکر کر کے فرمایا کہ وہ اس مبارک کلمے سے متنفر تھے (ابن ابی حاتم)۔

کیا ایک دیوانے شاعر کے کہنے سے ہم اپنے معبود چھوڑ دیں گے؟: (۳۶) یعنی کیا ہم اپنے اور اپنے باپ دادا کے معبودوں کی عبادت ایک دیوانے شاعر کے کہنے سے چھوڑ دیں گے' ان بدبختوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیوانہ شاعر بتایا حق تعالیٰ نے انہیں جھٹلا کر فرمایا۔

رحمت عالم ﷺ اللہ کے رسول ہیں دیوانے شاعر نہیں: (۳۷) یعنی اللہ کے رسول ﷺ بحمدہ نہ شاعر ہیں اور نہ دیوانے آپ تو اللہ کے پاس سے سچی باتیں اور پاک شریعت لے کر آئے ہیں اور سابق پیغمبروں نے جو آپ کی صفات حمیدہ اپنی اپنی جگہ بیان کی ہیں وہ آپ میں بخوبی پائی جاتی ہیں' آپ انہی اخلاق حمیدہ کا مجموعہ ہیں اور جو توحید پہلے پیغمبر لے کر آئے تھے اسی کو آپ لے کر آئے ہیں فرمایا مَا يُقَالُ لَكَ الخ (شوریٰ ۴۱/۴۳) آپ کے بارے میں بھی وہی بات کہی جا رہی ہے جو آپ سے پہلے تمام رسولوں کے بارے میں کہی جا چکی ہے۔

اِنَّكُمْ لَذَآىِٕقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾
اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۚ
وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾
يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا
غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾
كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾

''یقیناً تم دردناک عذاب چکھنے والے ہو اور تمہیں تمہارے عملوں ہی کا بدلہ دیا جائے گا' بجز اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے انہی کے لیے معین و معلوم روزی ہے یعنی میوے ہیں اور یہ نعمت والے باغوں میں عزت کے ساتھ آمنے سامنے تختوں پر ہوں گے اور لطیف نتھری ہوئی اور سفید شراب کا جام ان پر گردش کرے گا جو پینے والوں کو مزہ دے گی نہ اس سے دردسر ہوگا اور نہ اس سے نشہ پیدا ہوگا کہ عقل جاتی رہے اور ان کے پاس نیچی نگاہوں اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی گویا وہ چھپائے ہوئے انڈے ہیں''۔

قیامت کے دن بجز مسلمانوں کے سب دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے: (۳۸'۳۹) یعنی تم اس روز دردناک عذاب چکھو گے تم پر ظلم نہ ہوگا بلکہ یہ طرح طرح کے خوفناک اور بھیانک عذاب تمہارے عملوں ہی کا بدلہ ہوں گے پھر اللہ نے اس عذاب سے اپنے مخلص اور بے لوث بندوں کا استثناء فرما دیا جیسا کہ سورہ عصر میں فرمایا وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ الخ قسم ہے زمانے کی یقیناً انسان بڑے بھاری ٹوٹے میں ہوگا' بجز ایمان والوں اور نیک عمل والوں کے جو آپس میں ایک دوسرے کو حق اور صبر کی وصیت کرتے رہتے ہیں۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا الخ (مریم ۱۹/ ۷۱'۷۲) تم میں سے ایک ایک دوزخ سے گزرنے والا ہے یہ آپ کے رب کا اٹل فیصلہ ہے پھر ہم پارساؤں کو نجات دے دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ (مدثر ۷۴/ ۳۸'۳۹) ہر شخص اپنے اپنے عملوں میں بندھا ہوا ہوگا بجز اصحاب الیمین کے۔

قیامت کے دن مسلمانوں کے عیش: (۴۰) تمام لوگ دردناک عذابوں میں مبتلا ہوں گے مگر اللہ کے مخلص اور بے لوث بندے عزت کے ساتھ سدا بہار نعمتوں کے باغوں میں آرام سے تختوں پر رونق افروز ہوں گے نہ انہیں عذاب کی خبر ہوگی نہ ان کے حساب میں کریدہ ہوگی بلکہ اگر ان کی برائیاں ہوں گی تو ان سے درگزر کی جائے گی اور ان کی نیکیوں کا بدلہ دس سے سات سو تک اور سات سو سے جس قدر اللہ پاک چاہے بڑھا کر دے گا (۴۱'۴۲) انہیں کے لیے معلوم روزی ہے یعنی جنت ہے جس میں طرح طرح کے میوے ہیں وہاں یہ بڑی عزت و شان کے ساتھ رہیں گے بے شمار خدمتگار ہوں گے اور یہ خوش حال' فارغ البال اور نہ ختم ہونے والی نعمتوں سے مالا مال ہوں گے۔ (۴۳'۴۴) نعمتوں والی جنتوں میں آمنے سامنے تختوں پر آرام سے لیٹے یا بیٹھے ہوں گے اور کسی کی طرف کسی کی پیٹھ نہ ہوگی۔ زید بن اوفیٰ فرماتے ہیں ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے ہمارے پاس آ کر یہ آیت

پڑھ کر فرمایا کہ بعض بعض کو دیکھ رہا ہوگا (غریب)۔

(۴۵'۴۶'۴۶) ساقیان گلفام و نازک اندام لطیف و پرکیف شراب کے لبالب جام لے کر ان کے پاس آئیں جائیں گے جس میں انتہائی کیف وسرور ہوگا اور جو پینے والوں کو اپنی لذت سے مخمور و مسرور کر دے گی جس سے نہ دردسر پیدا ہوگا اور نہ عقل میں فتور آئے گا' بے ہودگی کا تو ذکر ہی کیا ہے فرمایا یَطُوۡفُ عَلَیۡهِمۡ وِلۡدَانٌ مُّخَلَّدُوۡنَ (واقعہ ۵۶/ ۱۷ تا ۱۹) سدابہار حسن و جمال والے لڑکے ان کے پاس نتھری ہوئی شراب کے لبریز جام جگ اور آبخورے لے کر آئے جائیں گے جس کو پی کر نہ دردسر پیدا ہوا اور نہ دماغی توازن بگڑے۔ حق تعالیٰ نے جنت کی پاک شراب کو ان خرابیوں سے پاک وصاف رکھا ہے جو دنیا کی شراب میں پائی جاتی ہیں کہ انہیں پی کر دردسر بھی ہوتا ہے اور درد پیٹ بھی اور عقل تو بالکل ہی جاتی رہتی ہے جنت کی پاکیزہ شراب میں یہ باتیں نہیں اور اس میں کیف وسرور کی انتہا نہیں اور لذت و نفاست کی حد نہیں لیکن نہ دردسر ہو نہ درد پیٹ نہ دماغی توازن بگڑے اور نہ بے ہودہ بکواس کی نوبت آئے' معین یعنی جاری نہروں کی شراب جس کے نہ ختم ہو جانے کا اندیشہ اور نہ تمام ہونے کا خطرہ سفید شراب کی نہر بہہ رہی ہوگی جس کا رنگ چمکیلا دل فریب اور دیدہ زیب ہوگا دنیا کی شراب کی طرح نہ ہوگی جو دیکھنے میں مکروہ اور بری معلوم ہوتی ہے خواہ سرخ ہو یا سیاہ' زرد ہو یا گدلی یا کوئی اور رنگ ہو' طبع سلیم اسے دیکھتے ہی گھن کرنے لگتی ہے جنت کی شراب کا ذائقہ نہایت پاکیزہ رنگ انتہائی دیدہ زیب اور خوشبو انتہائی مست کن ہوگی بھلا دنیا کی شراب کو یہ خوبیاں کہاں نصیب۔

(۴۷) یہ پاکیزہ شراب پی کر پینے والوں کے پیٹ میں درد نہیں ہوگا جیسا کہ دنیوی شراب سے قولنج تک کی نوبت آجاتی ہے کیونکہ اس میں رطوبت کی زیادتی ہوتی ہے نہ سر چکرائے گا نہ عقلیں زائل ہوں گی نہ اس کو پی کر کوئی ناگوار خاطر بات پیش آئے گی اور نہ کسی قسم کی تکلیف کا سامنا ہوگا' اور نہ جنتی' یہ جنتی شراب پی کر بے ہودہ بکیں گے ان کی عقلیں ٹھیک رہیں گی اور ہوش وحواس قائم رہیں گے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں شراب میں چار باتیں پائی جاتی ہیں' نشہ' دردسر' قے اور پیشاب اللہ نے جنت کی شراب کو ان چاروں باتوں سے پاک وصاف رکھا ہے' جیسا کہ سورہ صافات میں بیان فرمایا ہے۔

حوروں کی خوب صورتی کا بیان: (۴۸) یعنی ان اللہ کے نیک بندوں کے پاس پست نگاہ والی' پاک دامن حوریں جو اپنے شوہروں کے علاوہ کسی کو نگاہ غلط انداز سے بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتیں' بڑی بڑی آنکھوں والی اور حسن و جمال میں یکتا نازنین جلوہ آرا ہوں گی جن کی آنکھیں بڑی ہونے کے علاوہ انتہائی خوب صورت بھی ہوں گی' جن سے حسن کے ساتھ ساتھ حیا اور پاک دامنی بھی ٹپک رہی ہوگی۔

حوروں کی مثال: (۴۹) حوروں کو تازہ شاداب اور چھپے ہوئے موتیوں سے تشبیہ دی ان کے چہروں اور جسموں کی رونق اور صاف شفاف اور جھلکتا ہوا رنگ چھپے ہوئے موتیوں کو بھی مات کرتا ہے ''مکنون'' یعنی محفوظ جو اچھوتا ہو ابھی تک ہاتھوں نے اسے چھوا تک نہ ہو۔

ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے حورعین کے بارے میں پوچھا فرمایا بڑی بڑی آنکھوں والی اور سیاہ پلکوں والی حوریں پھر کَاَنَّهُنَّ بَيۡضٌ مَّكۡنُوۡنٌ کے بارے میں پوچھا فرمایا ان کی نزاکت انڈے کی جھلی کی طرح ہوگی (۲) جب لوگ دوبارہ زندہ کیے جائیں گے تو میں سب سے پہلے اٹھوں گا' اس روز میں ہی خطیب بنوں گا جب وہ رنجیدہ اور اداس ہوں گے تو میں ہی انہیں دلاسا دوں گا اور جب وہ روک لیے جائیں گے تو میں ہی ان کی سفارش کروں گا اس دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا

میں اللہ کے نزدیک تمام اولاد آدم میں سب سے زیادہ عزت والا مانا جاؤں گا یہ بات میں کوئی فخر سے نہیں بتا رہا' میرے پاس ہزار خادم آئے جائیں گے گویا وہ نزاکت و لطافت میں انڈوں کی اندرونی جھلیاں ہیں جو اچھوتی ہیں یا چھپے ہوئے شاداب و پررونق سچے موتی ہیں۔

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٥٠﴾ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ
لِي قَرِينٌ ﴿٥١﴾ يَقُولُ أَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِينَ ﴿٥٢﴾ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا
تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَدِينُونَ ﴿٥٣﴾ قَالَ هَلْ أَنتُم مُّطَّلِعُونَ ﴿٥٤﴾
فَاطَّلَعَ فَرَآهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ ﴿٥٥﴾ قَالَ تَاللَّهِ إِن كِدتَّ لَتُرْدِينِ ﴿٥٦﴾
وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي لَكُنتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ﴿٥٧﴾ أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ ﴿٥٨﴾
إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿٥٩﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٦٠﴾
لِمِثْلِ هَٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ ﴿٦١﴾

''پھر بعض بعض سے متوجہ ہو کر پوچھیں گے ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا دنیا میں ایک دوست تھا جو کہا کرتا تھا کہ آپ بھی قیامت کے ماننے والوں میں سے ہیں جب ہم مر کر خاک اور ہڈیاں ہی ہڈیاں رہ جائیں گے تو کیا ہمیں (عملوں کا) بدلہ دیا جائے گا کہے گا کہ اسے جھانک کر دیکھ کیوں نہیں لیتے آخر وہ جھانکے گا اور اسے دوزخ کے ٹھیک بیچ میں دیکھے گا کہے گا اللہ کی قسم تو تو مجھے بھی اپنے ساتھ لے مرتا اگر مجھ پر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو آج میں بھی (عذاب میں) حاضر کیا گیا ہوتا' کیا پھر ہم مرنے والے نہیں بجز اپنی پہلی موت کے اور ہم عذاب میں پھنسنے والے نہیں' یقین مانو یہی بڑی زبردست کامیابی ہے اس جیسی نعمت کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے''۔

مجلس شراب پر جنتیوں کا اجتماع: (۵۰) جب مجلس شراب میں جنت والوں کا اجتماع ہوگا اور وہ مجلسوں میں مل جل کر تختوں پر بیٹھے ہوئے ہوں گے اور ہزار خادم ان کے پاس کھانے پینے اور پہننے کی بیش قیمت شان دار نعمتیں جن کو آج تک نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کا تصور ہی ان تک پہنچا لے کر آ جا رہے ہوں گے تو اس وقت دور شراب کے ساتھ ساتھ انہیں دنیا بھی یاد آئے گی کہ ہم کبھی دنیا میں بھی رہتے سہتے تھے' وہاں طرح طرح کی تکلیفیں اٹھاتے رہتے تھے' رنج و غم کا سامنا رہتا تھا کبھی چین سے بیٹھنا بھی نصیب نہ ہوتا تھا' پھر وہ آپس میں ایک دوسرے کے دنیوی حالات پوچھیں گے۔

جنتی کو ایک دنیوی ساتھی یاد آتا ہے: (۵۱) اسی پوچھ گچھ میں ایک جنتی کہے گا کہ میرا دنیا میں ایک ساتھی تھا جو زندگی بعد الموت کے عقیدے پر میرا انداق اڑایا کرتا تھا۔

ساتھی کی چکنی چپڑی باتیں: (۵۲'۵۳) کیا تم قیامت کو' زندگی بعد الموت کو' حساب و کتاب کو اور جزاء کو مانتے ہو بڑے تعجب

کی بات ہے ہم تو نہیں مانتے ہمارے نزدیک تو یہ ساری باتیں عقل سے باہر اور ناممکن ہیں یہ کفر و سرکشی کی وجہ سے ایسا کہا کرتا تھا۔ جب ہم مر کر اور گل سڑ کر مٹی بن جائیں گے اور بوسیدہ ہڈیاں رہ جائیں گی تو کیا ہمیں عملوں کا بدلہ دیا جائے گا اور ہم سے حساب و کتاب لیا جائے گا؟۔

آ ؤ اسے دوزخ میں جھانک کر دیکھیں: (۵۴'۵۵) مومن اپنے ساتھیوں سے اور جنت والے دوستوں سے کہے گا آ ؤ ہم سب اسے دوزخ میں جھانک کر دیکھیں چنانچہ جنتی جھانک کر دیکھے گا تو وہ اسے جہنم کے بیچ میں جلتا جھلتا پائے گا جیسے کوئی چنگاری بھڑک رہی ہو۔

مومن اسے دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کرے گا: (۵۶) اس وقت مومن اس جہنمی کافر سے مخاطب ہو کر کہے گا کہ کم بخت تو تو مجھے بھی اپنے ساتھ لے ڈوبا ہوتا اگر میں تیرا کہا مان لیتا (۵۷) اگر مجھ پر میرے رب کا انعام و اکرام نہ ہوتا تو آج میں بھی تیری طرح جہنم میں جل جھلس رہا ہوتا لیکن رب کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے مجھ پر رحم فرمایا اور اپنے فضل و کرم سے مجھے تیری باتوں میں نہ آنے دیا' ایمان پر ثابت قدم رکھا اور توحید پر جمائے رکھا فرمایا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ الخ (اعراف ۷/۴۳) اگر اللہ ہمیں راہ نہ دکھاتا تو ہم کبھی سیدھی راہ پر نہ ہوتے (۵۸) مومن جنت کی سدا بہار نعمتوں سے خوش ہو کر اور عزت والے گھر میں جہاں نہ موت کا اندیشہ اور نہ عذاب کا خطرہ قیام فرما کر اپنے اوپر رشک کر کے کہتا ہے۔ (۵۹) سبحان اللہ کیسی بہار آفریں اور کیف انگیز مقدس جگہ ہے جہاں ہمیں موت آنے والی نہیں جو موت آنی تھی وہ تو آ چکی اب تو ہماری ابدالآباد کی زندگی ہے اور زندگی بھی کیسی۔ خوش گوار و پر بہار جہاں لالہ زار ہی لالہ زار ہے اور بہار پر بہار ہے' دنیوی زندگی کی طرح نہ موت کا اندیشہ ہے اور نہ تکلیف کا خطرہ سلامتی ہی سلامتی اور راحت ہی راحت ہے۔

جنت کا مل جانا بڑی کامیابی ہے: (۶۰) جنت کا مل جانا بڑی زبردست کامیابی اور سرخروئی ہے یہ اللہ کی زبردست نعمت ہے جو خوش نصیبوں ہی کو ملتی ہے۔

ابن عباسؓ (كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا الخ (طور ۵۲/۱۹) کی تفسیر میں) فرماتے ہیں جنتیوں کو جنت میں موت نہیں آئے گی' کہیں گے کیا ہم بجز پہلی موت کے اب مرنے والے نہیں اور ہم پر عذاب ہونے والا نہیں (جواب ملے گا بے شک نہ اب تمہیں موت ہے اور نہ تم پر کوئی عذاب ہے)۔ (۶۱) اس کے لیے تو عمل کرنے والے اپنے جان اور دھڑ کی بازی لگا دیں یہ جنت والوں کا یا اللہ کا کلام ہے' یعنی اس جیسی نعمت اور کامیابی کے لیے دنیا میں عمل کرنے والوں کو عمل کرنے چاہئیں تاکہ آخرت میں انہیں یہ نعمت عظمیٰ اور یہ سعادت کبریٰ نصیب ہو اس آیت کے عموم میں دو اسرائیلیوں کا قصہ بھی داخل ہے جو آپس میں شریک تھے۔

دو اسرائیلیوں کا قصہ: فرات بن ثعلبہ نہرانی فرماتے ہیں دو شخص کسی کاروبار میں شریک تھے' دونوں کے پاس آٹھ ہزار دینار جمع ہو گئے ایک تو کاروبار سے واقف تھا اور دوسرا اس میں گہری دلچسپی نہیں لیتا تھا اول الذکر نے ثانی الذکر سے کہا کہ تم کاروبار سے دلچسپی لیتے نہیں میں علیحدہ ہونا چاہتا ہوں مال بانٹ لو چنانچہ دونوں نے مال بانٹ لیا اور علیحدہ ہو گئے اول الذکر نے ایک ہزار دینار کا ایک مکان جس کا مالک ہو گیا تھا خریدا اور اپنے ساتھی کو مکان دکھا کر پوچھا کہ یہ گھر تمہارے خیال میں کیسا ہے میں نے ایک ہزار میں خریدا ہے فرمایا بہت اچھا ہے مکان دیکھ کر یہ گھر آئے اور اللہ سے دعا مانگی کہ اے اللہ میرے ساتھی نے ایک ہزار دینار کا گھر خریدا ہے مجھے جنت کا گھر عطا فرما' یہ دعا مانگ کر انہوں نے ایک ہزار دینار خیرات کر دیئے پھر کچھ دنوں تک کوئی نئی

بات پیش نہیں آئی پھر اس کے ساتھی نے کسی عورت سے شادی کی جس کا مہر ایک ہزار دینار مقرر ہوا' بڑی دھوم دھام سے ولیمہ ہوا جس میں اس نے اپنے غریب ساتھی کو بھی بلایا جب کھانا کھا چکا تو کہنے لگا میں نے ایک ہزار دینار پر شادی کی ہے کہو کیسی رہی' فرمایا بہت اچھی رہی' کھانا کھا کر یہ گھر آئے اور اللہ سے دعا مانگی کہ اے اللہ میرے ساتھی نے ایک عورت سے ایک ہزار دینار مہر پر شادی کی ہے تو مجھے حوریں عطا فرما یہ دعا مانگ کر ایک ہزار دینار اور خیرات کر دیئے کچھ دنوں کے بعد مال دار ساتھی نے دو ہزار دینار کے دو باغ خرید لیے اور اپنے غریب ساتھی کو بلا کر کہنے لگا میں نے یہ باغ دو ہزار میں خریدے ہیں کیسے ہیں؟ فرمایا ٹھیک ہیں پھر گھر آ کر دعا مانگی اے اللہ میرے ساتھی نے دو باغ خریدے ہیں مجھے جنت میں دو باغ عطا فرما یہ کہہ کر باقی دو ہزار دینار بھی اس نے اللہ کی راہ میں لٹا دیئے پھر دونوں کو موت آ گئی خیرات کرنے والے کو ایک ایسے شاندار شاہانہ قصر میں داخل کیا گیا جس کو دیکھ کر یہ دنگ رہ گیا اتنے میں اس نے ایک حور دیکھی جس کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ باہر سے اس کا اندرونی جسم جگمگا رہا تھا پھر اس کو دو باغوں میں لے جایا گیا اور دیگر نعمتوں میں بھی جنہیں اللہ جانتا ہے' اس نے کہا یہ تو میرے مال دار ساتھی کا سا معاملہ ہے کہ اس نے گھر بھی خریدا تھا' عورت سے بھی شادی کی تھی اور دو باغ بھی خریدے تھے' فرشتے نے کہا اس کے لیے دنیوی چیزیں تھیں اور تمہارے لیے یہ گھر ہے یہ دو باغ ہیں اور یہ حور ہے اس وقت یہ بولا کہ میرا ایک ساتھی تھا جو مجھ سے کہا کرتا تھا کیا تو آخرت پر یقین کر کے مال صدقے میں بہا رہا ہے؟ وہ کہاں ہے۔ فرشتہ: جہنم میں ہے' جنتی: اسے جھانک کر دیکھوں تو سہی کیا حال چال ہے چنانچہ جھانک کر دیکھے گا تو اسے وسط جہنم میں جلتا جھلستا پائے گا' اس وقت شکریہ کے طور پر کہے گا' اللہ کی قسم تو تو مجھے بھی لے مرا ہوتا۔ اگر مجھ پر میرے رب کا انعام و اکرام نہ ہوتا تو میں بھی تیری طرح آج جہنم میں حاضر کیا جاتا۔ (ابن جریر) جنتی کہے گا کہ ہم کس قدر عیش و آرام میں ہیں ہمیں جو موت آنی تھی وہ آ چکی اب ہمیں موت نہیں اور نہ کوئی دکھ ہے' یہ بڑی بھاری خوش نصیبی اور کامیابی ہے' اسی جیسی کامیابی کے لیے دنیا میں عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے' مومن جنت میں دنیوی تکالیف کو یاد کرے گا مگر ان تکالیف میں موت سے زیادہ کوئی تکلیف محسوس نہیں کرے گا۔

أَذَٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ﴿٦٢﴾ إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِّلظَّالِمِينَ ﴿٦٣﴾
إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ﴿٦٤﴾ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ
الشَّيَاطِينِ ﴿٦٥﴾ فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿٦٦﴾ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ
عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ﴿٦٨﴾ إِنَّهُمْ
أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ﴿٦٩﴾ فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ ﴿٧٠﴾

''کیا یہ دعوت بہتر ہے یا زقوم (سینڈھ) کا درخت یقیناً ہم نے اس کو گنہگاروں کے لیے ایک بلا بنایا ہے یہ وہ درخت ہے جو جہنم کی جڑ سے پیدا ہوتا اس کی شاخیں گویا شیطانوں کے سر ہیں' یقیناً انہیں اس میں سے کھانا پڑے گا اور پیٹ بھرنے پڑیں گے پھر اس پر سخت گرم پانی ملا کر پانی پینا پڑے گا' پھر ان کا لوٹنا جہنم ہی کی طرف ہے' یقیناً انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا تھا اور یہ انہیں کے

قدموں کے نشانوں پر دوڑتے جا رہے تھے"۔

زقوم کا بیان: (۶۲) حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ جنت اور اس کی کھانے پینے اور شادی بیاہ کی نعمتیں اور لذتیں بخشش و مہمانی کے لحاظ سے اچھی ہیں یا زقوم کا درخت جو جہنم میں ہے اس کا کھانا اور پیپ ملا ہوا کھولتا ہوا گرم پانی کا پینا اچھا ہے۔

مشرک بولے کیا آگ میں بھی درخت ہو سکتا ہے: (۶۳) ہم نے یہ درخت گنہگاروں کے لیے فتنہ بنایا ہے۔ زقوم کے بیان سے گمراہ طبقہ چونکا کہ محمد ﷺ تمہیں خبر دیتا ہے کہ آگ میں درخت ہوگا' حالانکہ آگ درخت کو جلا ڈالتی ہے اس پر اگلی آیت اتری کہ وہ درخت آگ ہی سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ ہی سے اس کی پرورش ہوتی ہے۔

(۶۴'۶۵) یعنی یہ درخت جہنم کی جڑ میں پیدا ہوتا ہے' جہنم کی جڑ اس کے اگنے کی جگہ ہے اس کی شاخیں شیطانوں کے سر معلوم ہوتے ہیں جب کسی کا بیان برا سمجھا جاتا ہے تو اسے شیطان کے سر سے تشبیہ دی جاتی ہے گویا زقوم کے بیان سے گھن آتی ہے' وہ نہایت بدشکل اور بھونڈا ہے۔

جہنمی زقوم کھائیں گے: (۶۶) یعنی زقوم میں سے کھانا ہی پڑے گا اور اس سے پیٹ بھرنے ہی پڑیں گے جہنمی چار و ناچار اس درخت سے کھائیں گے جو انتہائی طور پر حلق میں اٹکنے والا انتہائی کھٹا' انتہائی بدشکل اور گھناؤنا ہوگا' اس کے باوجود بے حد بدمزہ انتہائی سڑا ہوا' اتنا متعفن کہ ناک بھی نہ دی جائے اور انتہائی نقصان رساں ہوگا' جب بھوک کے مارے ان کا برا حال ہوگا اور کھانے کو کچھ ملے گا نہیں تو مجبور ہو کر یہی کھائیں گے یا اس کے جو قائم مقام ہوگا وہ کھائیں گے فرمایا لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ الخ (غاشیہ ۸۸/۶:۷)۔ سوائے ایک خاردار جھاڑی کے انہیں اور کوئی کھانا نصیب نہ ہوگا جو نہ موٹا ہی کرے گا اور نہ بھوک ہی مارے گا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا کہ اللہ سے جو ڈرنے کا حق ہے ڈر جاؤ اگر زقوم کے رس کا ایک قطرہ دنیا کے دریاؤں میں ٹپکا دیا جائے تو دنیا والوں کا عیش کرکرا کر دے پھر اس کا کیا حال ہوگا جس کو یہی کھانا پڑے گا (ابن ماجہ' نت)۔

(۶۷) یعنی زقوم کھلا کر سخت کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا ایک روایت میں ہے کہ اس درخت میں سخت کھولتا ہوا پانی ملا دیا جائے گا' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جہنمیوں کے قریب یہ پانی لایا جائے گا جس سے وہ منہ بنائیں گے جب یہ پانی ان کے بالکل ہی قریب لایا جائے گا تو اس کی تپش سے ان کا چہرہ جھلس جائے گا اور ان کے سر کی کھال اتر پڑے گی' پھر جب یہ اسے پی لیں تو آنتیں کٹ کٹ کر دبر کی راہ نکل جائیں گی۔

(۶۸) پھر اس کے بعد جہنم ہی کی طرف لوٹیں گے جو بھڑک رہی ہوگی اور انگارے برسا رہی ہوگی کبھی تو اس عذاب میں مبتلا ہوں گے اور کبھی جہنم کی آگ میں جھلس رہے ہوں گے فرمایا يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ اٰنٍ الخ (رحمٰن ۵۵/۴۴) دوزخی جہنم میں اور کھولتے ہوئے سخت گرم پانی میں گردش کرتے رہیں گے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' قیامت کے دن دوپہر کو جنت والے جنت میں آرام کریں گے۔ جہنم میں جہنم والے رسید ہوں گے پھر یہ آیت پڑھی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ الخ (فرقان ۲۵/۲۴) اس دن جنت والے قرار گاہوں و آرام گاہوں کے اعتبار سے اچھے ہوں گے۔

تقلید کی برائی: (۶۹'۷۰) یعنی ہم نے انہیں یہ سزا اس لیے دی کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہی پر پایا اور بلا دلیل کے ان کی پیروی کی اسی وجہ سے فرمایا کہ یہ انہیں کے قدموں کے نشانات پر دوڑتے رہے۔

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٧١﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٧٢﴾
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ
الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٧٤﴾ ع۵۲/۹

''دیکھوان سے قبل اکثر پہلے لوگوں میں بھی گمراہ تھے ہم نے ان میں ڈرانے والے بھی بھیجے تھے پھر آپ غور کریں کہ ڈرائے ہوئے لوگوں کا انجام کیسا ہوا علاوہ اللہ کے مخلص بندوں کے''۔

پہلے مشرکوں کا کتنا برا انجام ہوا: (۷۱) اللہ گزشتہ قوموں کی خبر دے رہا ہے کہ ان میں اکثر لوگ گمراہ تھے اور اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کی بھی عبادت کیا کرتے تھے۔

(۷۲) یعنی ہم نے ان میں انبیاء بھیجے جنہوں نے انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرایا' شرک و بت پرستی کی خرابیاں بیان کیں اور صاف بتا دیا کہ جو اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرے گا اسے اللہ کے قہر و عتاب اور اس کے غیظ و غضب سے کسی حالت میں بھی پناہ نہیں مل سکتی لیکن ان لوگوں نے ان کی مخالفت کی' ضد اور ہٹ پر جمے رہے اور نبیوں کو جھٹلاتے رہے' آخر اللہ نے ان نافرمانوں کو غارت کر دیا' مومنوں کو نجات بخشی ان کی مدد فرمائی اور انہیں فتح و ظفر سے کامران بنایا۔

(۷۳' ۷۴) آپ غور فرمائیں ان ڈرائے ہوئے جھٹلانے والوں کا کیسا برا انجام ہوا البتہ جو مخلص مسلمان تھے' انہیں حق تعالیٰ نے عذاب سے محفوظ رکھا باقی تمام نافرمانوں کو دم کے دم میں موت کے گھاٹ اتار دیا یہ ہے انجام اللہ کے پیارے پیغمبروں کی باتیں نہ ماننے کا حق تعالیٰ مسلمانوں کو اتباع رسول کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ
الْعَظِيْمِ ﴿٧٦﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿٧٨﴾
سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٩﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٠﴾ اِنَّهٗ
مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨١﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿٨٢﴾

''(آخر تنگ آ کر) ہمیں نوح نے پکارا پھر ہم نے ان کی دعا قبول کی' ہم کیا ہی اچھے قبول کرنے والے تھے ہم نے سخت بے قراری سے انہیں اور ان کے گھر والوں کو نجات دی اور ہم نے انہیں کی اولاد کو باقی رکھا اور ہم نے ان کا ذکر خیر پچھلوں میں چھوڑا' جہان والوں میں نوح پر سلامتی ہو' ہم اسی طرح اپنے مخلصوں کو بدلہ دیتے ہیں یقیناً وہ ہمارے ایمان والے بندوں میں سے تھے پھر ہم نے دوسروں کو ڈبو دیا''۔

قوم پر نوحؑ کی بد دعا: (۷۵) پہلے یہ بیان کہ پہلے اکثر لوگ گمراہ تھے اور نجات کی راہ سے ہٹے ہوئے تھے اجمالی تھا اب اس اجمال کی تفصیل بیان کی جارہی ہے چنانچہ نوح علیہ السلام کا بیان کیا گیا اور انہیں قوم سے جو ایذائیں پہنچیں ان کا بھی کہ انہیں جھٹلایا گیا

آپ نے ایک طویل مدت تک اللہ کا پیغام پہنچایا مگر آپ پر بجز چند لوگوں کے کوئی بھی ایمان نہیں لایا' آپ نے ساڑھے نو سو سال تک تبلیغ کی مگر گنتی ہی کے لوگ مسلمان ہوئے' اتنی لمبی مدت میں چند نفوس کا ایمان لانا حیرت انگیز ہے' یہ بد بخت قوم آپ کو جھٹلاتی ہی رہی آپ انہیں اللہ کی طرف بلاتے قوم اللہ سے اور دور بھاگتی' آپ جوں جوں اللہ سے ملانا چاہتے قوم اسی نسبت سے اللہ سے کٹتی جاتی' آخر تنگ آ کر بد دعا کر بیٹھے کہ اے میرے رب مجھ پر لوگ حاوی ہو گئے' میری بات ٹھکرا دیتے ہیں' اب تو میری مدد فرما جب اس بد بخت قوم سے اللہ کا پیارا نبی ناراض ہو گیا تو اللہ کیسے راضی رہ سکتا ہے' آخر حق تعالیٰ کا ان پر قہر و عتاب بھڑکا اور یہ قوم برباد کر دی گئی۔

(۷۶) فرمایا ہم نے اپنے نبی کو اور ان کے گھر والوں کو سخت بے چینی اور بے قراری سے نجات بخشی' یہ سخت بے چینی قوم کا آپ کو جھٹلانا اور طرح طرح کی ایذائیں پہنچانا تھی۔

حضرت نوحؑ آدم ثانی ہیں: (۷۷) اور ہم نے دنیا کو انہیں کی اولاد سے نئے سرے سے آباد کیا' اسی لیے حضرت نوحؑ کو آدم ثانی کہا جاتا ہے' ابن عباسؓ فرماتے ہیں طوفان نوح سے صرف حضرت نوحؑ کی اولاد ہی بچی تھی' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ آپ کے سام' حام' یافث تین ہی بیٹے بچے تھے' (ت)۔ (۲) سام عرب کا' حام حبش کا اور یافث روم کا باپ ہے (ل)۔ یہاں روم سے مراد اول روم یعنی یونان ہے جو رومی بن لیطی بن یونان بن یافث کی طرف منسوب ہیں۔

قیامت تک نوحؑ کا ذکر خیر رہے گا: (۷۸) ابن عباسؓ فرماتے ہیں یعنی پچھلوں میں ان کا ذکر خیر قیامت تک باقی رہے گا۔

(۷۹) حق تعالیٰ نے جو ذکر خیر اور ثنائے جمیل پچھلوں میں باقی رکھی ہے اس کی وضاحت اس آیت میں ہے کہ جہان والوں میں نوحؑ پر سلامتی ہو' تمام قومیں اور تمام مذہب والے حضرت نوحؑ کے ذکر خیر اور ثنائے جمیل میں رطب اللسان رہیں گے' اور سب ہی ان کے لیے سلامتی کی دعائیں مانگتے رہیں گے۔

اپنے اپنے مرتبہ کے مطابق تمام مومنوں کا ذکر خیر رہتا ہے: (۸۰) اسی طرح ہم اپنے مخلص بندوں کا ذکر خیر باقی رکھتے ہیں اپنے اپنے مرتبہ کے مطابق لوگوں میں ان کا ذکر خیر باقی رہتا ہے' (۸۱'۸۲) نوح علیہ السلام ہمارے مومن بندے تھے موحد تھے اور انہیں ہماری ملاقات کا یقین تھا' باقی تمام نافرمانوں کو ہم نے پانی کی موجوں میں ڈوبتا ہوا چھوڑ دیا سب ہلاک ہو گئے' کوئی بھی تو باقی نہیں رہا' ان کا نام و نشان تک مٹ گیا' کوئی ان کا نام لیوا اور پانی دیوا نہیں رہا سب اللہ کے عذاب میں پکڑے گئے' اور موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے' ان کے افسانے بھی رہے تو برائیوں کے ساتھ رہے۔

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ (وقف لازم)
لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ
تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾

''یقیناً انہیں کے تابعداروں میں سے ابراہیمؑ بھی ہیں جب آپ اپنے رب کے پاس سلامتی والا دل لے کر آئے' جب آپ نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کس چیز کی عبادت کر رہے ہو کیا اللہ کو چھوڑ کر جھوٹے معبودوں کو چاہتے ہو' پھر جہانوں کے رب کے ساتھ

تمہارا کیا گمان ہے''۔

خلیل اللہ کا بصیرت افروز وعظ: (۸۳تا۸۷) حضرت نوحؑ کے دین وسنت پر خلیل اللہ بھی ہیں۔قلب سلیم شرک وبرائی سے محفوظ دل کو کہتے ہیں جس میں یہ عقیدہ ہو کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اللہ برحق ہے اور زندگی بعد الموت یقینی ہے۔تعجب ہے تم بتوں اور مورتیوں کو پوج رہے ہو یہ کام تمہارے لائق نہیں' انسان کا اشرف المخلوقات ہو کر مخلوق کو پوجنا واقعی تعجب انگیز ہے آپ نے بت پرستی کی تردید فرمائی اور غیرت دلائی کہ عقل کے خلاف کام نہ کرو اسی وجہ سے حق تعالی نے فرمایا کہ اللہ کو اور سچے معبود کو چھوڑ کر اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہو اور غیر اللہ کی عبادت کر رہے ہو تمہیں اللہ سے ڈر نہیں لگتا جب تم اللہ سے ملو گے تو تم نے کیا سوچا' اللہ تمہارے ساتھ کیا کرے گا' تم نے تو اس کی شان میں بڑی بھاری گستاخی کی ہے کہ اس کے ساتھ غیروں کی بھی عبادت کر رہے ہو یہ کیا ظلم ڈھا رہے ہو اللہ سے ڈر جاؤ اور شرک کے وبال کا خیال کرو۔

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ﴿٨٨﴾ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ﴿٨٩﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ﴿٩٠﴾
فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿٩١﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنطِقُونَ ﴿٩٢﴾ فَرَاغَ
عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ﴿٩٣﴾ فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ ﴿٩٤﴾ قَالَ أَتَعْبُدُونَ
مَا تَنْحِتُونَ ﴿٩٥﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا
فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ ﴿٩٧﴾ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ﴿٩٨﴾

''پھر آپ نے تاروں پر ایک نگاہ ڈالی' پھر فرمایا دیکھو میں بیمار ہوں' آخر لوگ آپ سے پیٹھ موڑ کر چل دیئے' پھر آپ بتوں میں جا گھسے اور پوچھنے لگے کہ تم کھاتے کیوں نہیں؟ تمہیں کیا ہو گیا بولتے بھی نہیں' پھر آپ بتوں پر سیدھے ہاتھ سے مارتے ہوئے پل پڑے' پھر لوگ آپ کے پاس بھاگتے ہوئے آئے' فرمایا کیا اس چیز کی عبادت کرتے ہو جسے تم خود تراشتے ہو' حالانکہ اللہ نے تمہیں اور تمہارے کاموں کو پیدا کیا' کہنے لگے اس کے لیے ایک عمارت بناؤ' پھر اسے آگ میں ڈال دو' آخر انہوں نے ان کے ساتھ مکر کرنا چاہا لیکن ہم نے انہیں کو نیچا کر دیا''۔

خلیل اللہ کا غور وفکر کے بعد گھر ہی میں رہنے کا فیصلہ: (۸۸) خلیل اللہ نے یہ اس لیے فرمایا کہ آپ گھر ہی میں رہیں اور لوگوں کے ساتھ عید گاہ نہ جائیں کیونکہ تمام لوگ عید گاہ جانے والے تھے' آپ نے اس تنہائی کے موقعہ کو غنیمت سمجھا تاکہ آسانی سے بت توڑ سکیں اور ذو معنی جملہ بولا جو حقیقت میں صحیح ہے' مگر انہوں نے آپ کو واقعی بیمار سمجھا' حالانکہ آپ کسی جسمانی بیماری میں مبتلا نہ تھے بلکہ دلی بیماری میں مبتلا تھے یعنی قوم کی بت پرستی سے دل برداشتہ تھے۔

(۸۹) آخر فرمایا کہ میں بیمار ہوں' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ نے تین جھوٹوں کے علاوہ کبھی جھوٹ نہیں بولا' دو جھوٹ تو خالص اللہ کے لیے بولے فرمایا میں بیمار ہوں' اور فرمایا بلکہ بڑے نے یہ کام کیا ہے اور حضرت سارہؑ کے بارے میں فرمایا کہ یہ میری ہمشیرہ ہیں یہ واقعی جھوٹ نہیں ہیں جن پر آپ کی پکڑ ہو حاشا وکلا اللہ کا اولوالعزم پیغمبر جھوٹ سے پاک وبری ہے'

اگر کسی نبی کی طرف جھوٹ منسوب کر دیا جائے تو اس کی نبوت باقی نہیں رہتی' بلکہ ان بتوں کی باتوں کو مجازی طور پر جھوٹ کہا گیا یہ تعریض ہے اور کلام میں کسی شرعی اور دینی غرض سے تعریض جائز ہے' تعریضات میں جھوٹ نہیں ہوتا۔ رحمت عالم ﷺ نے خلیل اللہ کی ان تینوں باتوں کے بارے میں فرمایا کہ ہر بات شرعی غرض پر موقوف ہے۔

(۹۰) لوگ عید گاہ چلے گئے' سارا شہر خالی ہو گیا' مرد' عورت' بچے' جوان' بوڑھے' لونڈی' غلام' غرض شہر میں کوئی نہ رہا' خلیل اللہ نے یہ موقعہ غنیمت سمجھا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

خلیل اللہ نے تکمیل مقصد کے لیے موقعہ غنیمت سمجھا: (۹۱) آخر کار آپ پھرتی سے بتوں میں پہنچے اور فرمانے لگے کہ کھانا کیوں نہیں کھاتے اللہ کی قسم قسم کی نعمتیں تمہارے سامنے چنی ہوئی ہیں انہیں ٹھونستے کیوں نہیں' لوگوں نے جاتے وقت بتوں کے سامنے اپنے کھانے برکت کے لیے لا رکھے تھے۔

بت تو حیوانوں سے بھی گئے گزرے ہیں: (۹۲' ۹۳) یعنی کھانا کھاتے کیوں نہیں' کیا بات ہے' بولتے کیوں نہیں اور جو اب کیوں نہیں دیتے خلیل اللہ سیدھے ہاتھ کی ضرب کے ساتھ ان پر ٹوٹ پڑے' سیدھے ہاتھ سے اس لیے مارا کہ یہ ہاتھ طاقت ور ہوتا ہے آپ نے انہیں توڑ پھوڑ کر چھوڑ دیا' البتہ بڑے دیوتا کو ہاتھ نہیں لگایا تاکہ لوگ اس کی طرف رجوع کریں جیسا کہ سورہ انبیاء میں گزر چکا۔

لوگوں کو خلیل اللہ کی تلاش: (۹۴) پھر لوگ دوڑ کر آپ کے پاس پہنچے یہ قصہ اس جگہ مختصر ہے اور سورہ انبیاء میں تفصیل کے ساتھ ہے کیونکہ جب یہ مشرک عید گاہ سے لوٹ کر آئے اور بتوں کی یہ درگت دیکھی تو خون کے سے گھونٹ پی کر رہ گئے شروع شروع میں تو ان کی سمجھ میں یہ بات آ بھی نہ سکی کہ کس نے یہ نامعقول حرکت کی ہے' آخر پوچھا گچھا' کرید کی' معاملہ سمجھا اور پہچان گئے کہ یہ کام ابراہیمؑ کے سوا کسی اور کا نہیں' پھر جب آپ کے پاس آپ کو ڈانٹنے اور دھمکانے کے لیے آئے تو آپ نے انہیں آڑے ہاتھوں لیا' انہیں شرم و غیرت دلائی اور بت پرستی پر افسوس کا اظہار کیا۔

خلیل اللہ نے مشرکوں کو غیرت دلائی: (۹۵) بڑے افسوس کی بات ہے ذرا سوچو تو تم نے حقیقی معبود تو چھوڑ رکھا ہے اور ان جھوٹے معبودوں کے پیچھے پڑ گئے ہو جن کو خود تم نے اپنے ہاتھوں سے تراش کر اپنے آپ بنایا ہے۔

انسان کا اور اس کے کاموں کا خالق اللہ ہے: (۹۶) حالانکہ تمہارا اور تمہارے کاموں کا خالق اللہ ہی ہے عبادت اسی کی کرنی چاہیے' ہرگز کسی مخلوق کی عبادت انسان کو زیب نہیں دیتی رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ ہی ہر کاریگر کا اور اس کی کاریگری کا صانع ہے (ب)۔ پھر جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنی حجت سے انہیں قائل کر دیا اور لاجواب بنا دیا تو یہ اپنی طاقت پر اتر آئے اور کہنے لگے۔

سزائے خلیل کی تجویز: (۹۷) کہ اس کی سزا یہ ہونی چاہیے کہ ایک عمارت بنائی جائے' اور اسے لکڑیوں سے بھر کر اس میں آگ لگا دی جائے اور اس میں یہ مجرم ڈال کر بھسم کر دیا جائے' سورہ انبیاء میں پورا واقعہ گزر چکا اللہ نے اپنے خلیل پر نمرودی نار گل و گلزار بنا دی' آگ نے آپ کا ایک بال بھی نہیں جلایا' مشرک جل بھن کر رہ گئے اللہ نے ان کی تدبیر خاک میں ملا دی' خلیل اللہ کی مدد ہوئی اور آپ کی حجت غالب رہی'

(۹۸) اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ ان مشرکوں نے ہمارے خلیل کو اپنی تدبیر سے آگ میں جلانا چاہا تھا لیکن ہم نے انہی کو

ذلیل و پست کر دیا اور غلبہ خلیل ہی کو دیا۔

وَ قَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۰﴾
فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ
اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ
مَا تُؤْمَرُ ٘ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ
لِلْجَبِیْنِ ﴿۱۰۳﴾ ۚ وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰهِیْمُ ﴿۱۰۴﴾ ۙ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ اِنَّا
كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَیْنٰهُ
بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۰۸﴾ ۖ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ ﴿۱۰۹﴾
كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَبَشَّرْنٰهُ
بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَیْهِ وَعَلٰٓی اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ
ذُرِّیَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِیْنٌ ﴿۱۱۳﴾ ع

''فرمایا میں اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں وہ ضرور میری رہبری فرمائے گا اے میرے رب مجھے نیک اولاد عطا فرما' چنانچہ ہم نے انہیں ایک سنجیدہ بیٹے کی خوش خبری دی' پھر جب یہ بچہ ان کے ساتھ دوڑنے کی عمر کو پہنچا تو بولے پیارے بچے میں نے خواب دیکھا کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں' لہٰذا بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے' بولا: ابا جان جس بات کا آپ کو حکم ملا ہے اسے کر گزریئے' آپ مجھے ان شاءاللہ صابر ہی پائیں گے' پھر جب دونوں اللہ کے حکم کے مطیع ہو گئے اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل گرایا تو ہم نے پکار کر کہا ابراہیمؑ تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا یقیناً ہم مخلصوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں یقیناً یہ تھی بھی ایک بڑی آزمائش' اور ہم نے انہیں ایک بڑی قربانی دے کر چھڑا لیا اور ہم نے پچھلوں میں ان کا ذکر خیر چھوڑا' سلامتی ہو ابراہیمؑ پر ہم مخلصوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں' وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے' ہم نے انہیں اسحاق کی بشارت دی جو نیکوں میں سے نبی بننے والے تھے' اور ہم نے ان پر اور اسحاق پر برکتیں اتاریں اور ان کی اولاد میں سے بعض مخلص ہوں گے اور بعض اپنے اوپر کھلا ظلم کرنے والے ہوں گے''۔

جذبہ ہجرت: (۹۹) خلیل اللہ کے جذبہ حقانیت کا بیان ہے کہ جب حق تعالیٰ نے ان کی قوم پر مدد فرمائی اور بڑی بڑی نشانیوں کے مشاہدہ کے بعد بھی قوم ٹس سے مس نہ ہوئی اور آپ ان کے ایمان سے ناامید ہو گئے تو آپ ہجرت کر کے علیحدہ ہو گئے اور قوم سے کہہ گئے کہ میں اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں وہ ضرور میری رہبری فرمائے گا۔

نیک اولاد کی دعا: (۱۰۰) دعا مانگی کہ اے رب مجھے نیک اور صالح اولاد عطا فرما' تاکہ قوم و خاندان کا بدل بن جائے اور غم غلط ہو

جائے۔

دعا کی قبولیت کی اور حلیم بیٹے کی بشارت: (۱۰۱) فرمایا ہم نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور ایک بردبار اور سنجیدہ بیٹے کی خوش خبری دی۔

ذبیح اسمٰعیلؑ تھے یا اسحاقؑ: یہ تحمل والے فرزند دلبند حضرت اسمٰعیل ہیں' آپ حضرت اسحاق سے بڑے ہیں اس حد تک مسلمانوں اور عیسائیوں میں اتفاق ہے بلکہ عیسائیوں کی کتاب میں ہے کہ جب حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے تو خلیل اللہ کی عمر ۸۶ سال کی تھی اور جب اسحاقؑ پیدا ہوئے تو آپ کی عمر ایک کم سو تھی' گویا حضرت اسماعیلؑ حضرت اسحاقؑ سے تیرہ سال بڑے ہوئے' بائبل میں یہ بھی ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم فرمایا کہ اپنے وحید (اکلوتے) بیٹے کو ذبح کریں' اور ایک نسخہ میں لفظ بکر ہے جس کے معنی اول کے ہیں' غرض یہ کہ وحید یا بکر سے اکلوتا بیٹا مراد ہے' لیکن اس لفظ (وحید یا بکر) کے آگے ایک جھوٹ بھی ملا دیا گیا ہے' یعنی اسحاق کو داخل کر دیا گیا ہے حالانکہ ان کی کتاب کی آیتوں کی رو سے اس جگہ اسحاق کا لفظ درست نہیں' لفظ اسحاق حسد کی وجہ سے داخل کیا گیا کیونکہ اسحاق ان کے جد امجد ہیں' اور اسماعیلؑ عرب کے' عربوں سے حسد کر کے انہوں نے وحید کی تحریف کی اور یہ تفسیر بیان کی کہ وحید یعنی وہ بچہ جس کے ساتھ آپ کے پاس کوئی اور بچہ نہیں' کیونکہ آپ نے حضرت اسمٰعیل کو اور ان کی والدہ کو مکہ میں بسا دیا تھا اور آپ شام میں رہتے تھے' لیکن یہ تفسیر سراسر غلط ہے کیونکہ وحید اسی بچے کو کہا جاتا ہے جو تنہا ہو اور اس کا کوئی بھائی نہ ہو' جس کو اردو زبان میں اکلوتا کہا جاتا ہے' علاوہ ازیں اکلوتے کو ذبح کرنے میں بڑی کڑی آزمائش ہے جو غیر اکلوتے میں نہیں کیونکہ غیر اکلوتے میں تو باپ کو یہ صبر ہوتا ہے کہ اگر ایک کو اللہ کی راہ میں ذبح کر بھی ڈالا تو کیا بات ہے' دوسرے بیٹے تو موجود ہیں لیکن اکلوتے کو ذبح کرنا کارے دارد' یہ تو ابراہیمؑ ہی کا دل گردہ تھا کہ بڑھاپے کی اکلوتی نرینہ اولاد کے گلے پر ارشاد ربانی کی تعمیل کے لیے چھری رکھ دی بعض اسلامی کتب سیر و تاریخ اور تفاسیر میں بھی ہے کہ ذبیح اسحاق ہیں سلف کی ایک جماعت سے بلکہ بعض صحابہ سے بھی یہی قول آیا ہے' لیکن اس کا ثبوت نہ کتاب اللہ میں ہے اور نہ سنت رسول اللہ میں' میرے خیال میں یہ قول ان بزرگوں نے اہل کتاب کے علماء سے لیا ہے اور بلا برہان کے مان لیا ہے' ورنہ قرآن عظیم گواہ ہے اور ہماری رہنمائی فرما رہا ہے کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل ہی تھے کیونکہ اس میں ہے کہ ہم نے انہیں ایک متحمل مزاج بچہ کی خوش خبری دی اور یہی بچہ ذبیح بھی ہے' جان دینے پر صبر کرنا تحمل کی حد ہے پھر چند آیتوں کے بعد اسی سورت میں ہے وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِينَ اور ہم نے انہیں اسحاق کی خوش خبری دی جو ایک صالح نبی تھے اور جب فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسحاق کی بشارت دی تھی تو انہوں نے کہا تھا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ہم آپ کو ایک علم والے بچے کی خوش خبری دیتے ہیں' پھر حق تعالیٰ نے فرمایا فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ پھر ہم نے انہیں اسحاق کی اور ان کے بعد یعقوبؑ کی خوش خبری دی یعنی ان دونوں ہی کی زندگی میں ایک بچہ ہو گا جس کا نام یعقوب رکھا جائے گا اور یعقوبؑ کی اولاد سے نسل چلے گی ہم اس آیت کی تفسیر میں یہ بات بتا چکے ہیں کہ جب حق تعالیٰ نے ان کی نسل کے چلانے کا وعدہ فرمایا ہے تو انہیں چھٹپنے میں ذبح کیے جانے کا حکم نہیں ہو سکتا' ورنہ اللہ کا وعدہ غلط ٹھہرتا ہے اور اسمٰعیلؑ کا وصف حلیم آیا ہے جو ذبح کے عین مناسب ہے' اللہ کی راہ میں خوشی خوشی جان دینے سے بڑھ کر اور کیا تحمل ہو گا۔

ذبح اسمٰعیل کا خواب: (۱۰۲) جب اسمٰعیل ہوشیار ہو کر باپ کے ساتھ چلنے پھرنے لگے' حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیل اور حضرت ہاجرہ کی خیر خبر لینے کے لیے فاران کے شہروں میں آتے جاتے رہتے تھے' ایک دفعہ آپ کے سامنے یہ ذکر آیا کہ اسمٰعیلؑ

گھوڑے پر سوار ہونے لگے ہیں' اس وقت کا یہ واقعہ ہے' جب اسمٰعیلؑ اس قابل ہو گئے کہ باپ کے ساتھ محنت مشقت کا کام کر سکیں اور خاصے ہوشیار ہو گئے تو خلیل اللہ نے ذبح کا خواب دیکھا' انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا انبیاء کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں' حضرت ابراہیمؑ نے اپنے اکلوتے لاڈلے کو یہ خواب سنایا تا کہ اللہ کی راہ کی قربانی خوشی سے قبول فرمالیں اور ان کے عزم استقلال کی صبر و سہار کی اور ماں باپ کی اور اللہ کی فرماں برداری کی آزمائش ہو جائے' بھولے سے منہ سے بولے ابا جان آپ کو اللہ کا جو حکم ہوا ہے اسے بخوشی بجا لایئے' اور مجھے بڑے شوق سے اللہ کی راہ میں ذبح کر دیجئے میں ان شاء اللہ صبر کروں گا اور اپنی جان اللہ کی رضا کے لیے اور اخروی ثواب کے لیے جان آفریں پر نثار کر دوں گا' آپ مجھے ان شاء اللہ صابر ہی پائیں گے میں اپنی جان کی قربانی کے لیے تیار ہوں آیئے اپنا کام کیجئے' اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمٰعِيلَ الخ (مریم ۱۹/۵۴'۵۵) کتاب میں اسمٰعیل کو یاد کیجئے وہ وعدے کے پکے تھے اور اللہ کے نبی اور رسول تھے اور اپنے گھر والوں کو نماز وزکوٰۃ کا حکم فرماتے تھے اور اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھے۔

خلیل اللہ و ذبیح اللہ کا جذبہ ایثار: (۱۰۳) پھر جب دونوں اللہ کے حکم کی تعمیل پر تل گئے اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل اوندھا لٹا دیا یعنی جب دونوں نے کلمہ شہادت پڑھا باپ نے ذبح کرنے کے لیے اور بیٹے نے شہادت کے وقت یا دونوں اللہ کے حکم پر راضی ہو گئے' باپ قتل کرنے پر اور بیٹا شہادت پر' خلیل اللہ نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی اور ذبیح اللہ نے اللہ کی اطاعت کی اور محترم والد کا کہنا مان لیا۔

بیٹے کو لٹاتے ہی تعبیر خواب پوری ہو گئی: (۱۰۴) یعنی آپ کی خواب کی تعبیر بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے زمین پر لٹاتے ہی پوری ہو گئی' چھری چلانے کی نوبت ہی نہیں آئی یا حضرت ابراہیمؑ نے گردن پر چھری چلائی لیکن چھری کند ہو گئی' کھال بھی نہ کاٹ سکی' گویا گردن تانبے کی بن گئی' اس وقت حضرت ابراہیمؑ کو آواز دے کر کہا گیا کہ بس کرو آپ کی خواب کا مقصد حاصل ہو چکا' اللہ نے آپ کا پر خلوص عمل قبول فرما لیا۔

فدیہ میں جنتی مینڈھا: پھر پیچھے سے آواز آئی کہ اے ابراہیمؑ آپ نے اپنا خواب سچا کر دکھایا' حضرت ابراہیمؑ نے پیچھے پھر کر جو دیکھا تو ایک سفید سینگوں والا اور بڑی بڑی آنکھوں والا مینڈھا موجود تھا' ابن عباسؓ فرماتے ہیں اسی لیے ہم اس طرح کے جانور قربانی کے لیے چننا پسند کرتے ہیں ابن عباسؓ فرماتے ہیں آپ کے لیے جنت سے ایک مینڈھا آیا تھا جو چالیس سال تک جنت میں چرتا رہا تھا' آخر حضرت ابراہیمؑ فرزند دلبند کو چھوڑ کر اس مینڈھے کے پیچھے لگے' جمرۂ اولیٰ کے پاس لا کر جمرہ اولیٰ پر سات کنکریں ماریں' پھر جمرہ وسطیٰ پر لا کر جمرہ وسطیٰ پر سات کنکریں ماریں' پھر جمرہ کبریٰ پر لا کر جمرہ کبریٰ پر سات کنکریں ماریں پھر اسے منیٰ کے منحر میں لے جا کر ذبح کیا' اس کی قسم جس کے ہاتھ میں ابن عباسؓ کی جان ہے' شروع اسلام میں اسی مینڈھے کے دونوں سینگ کعبہ کے پرنالے کے نیچے لگے ہوئے تھے' پھر خشک ہو گئے (ابن اسحاق)۔

مخلصوں سے پریشانیاں ہٹ جاتی ہیں: (۱۰۵) ہم اپنے مخلص بندوں سے اسی طرح پریشانیوں اور بلاؤں کو ہٹا دیتے ہیں فرمایا وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا الخ (طلاق ۶۵/۲-۳) جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے ایک راہ نکال دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی پہنچاتا ہے جہاں سے اسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا (اس آیت اور اس واقعہ سے علمائے اصول کی ایک جماعت نے کسی فعل پر قادر ہونے سے پہلے اس فعل کے منسوخ ہو جانے پر استدلال کیا ہے بخلاف معتزلہ کی ایک جماعت کے۔

دلیل ظاہر ہے) حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے لیے بیٹے کا ذبح کرنا حلال کیا' پھر ذبح کرنے سے پہلے اس حکم کو منسوخ فرما کر ان کے فدیہ میں جنت کا دنبہ بھیج دیا' شروع میں اس کے جواز کا مقصد خلیل اللہ کو ان کے عزم صادق پر ثواب پہنچانا تھا اور ان کے کامل صبر پر انہیں انعام دینا تھا اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے فرمایا۔

بیٹے کی قربانی کڑی آزمائش ہے: (۱۰۶'۱۰۷) کہ یہ بڑی کڑی آزمائش تھی مگر ادھر اللہ کا حکم ہوا ادھر اس کے خلیل نے تیزی سے قدم بڑھایا تاکہ حکم کی تعمیل جلد سے جلد ہو جائے فرمایا وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى (نجم۵۳/۳۷) ابراہیم وہ ہیں جنھوں نے اپنی بات پوری کر دکھائی' یعنی سفید سینگوں اور بڑی آنکھوں والا مینڈھا جو ببول کے ایک درخت سے بندھا ہوا تھا' اسمٰعیلؑ کے فدیہ میں موجود تھا۔ یہ درخت کوہ ثبیر کے دامن میں تھا' ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ وہ مینڈھا تھا جو چالیس سال تک جنت میں چرتا رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے بیت اللہ میں مینڈھے کے سینگ دیکھے تھے جب میں اس میں داخل ہوا تھا میں تمہیں یہ حکم کرنا بھول گیا کہ انہیں ڈھانک دو لہٰذا اب انہیں ڈھانک دو کیونکہ بیت اللہ میں کسی ایسی چیز کا رہنا مناسب نہیں جو نمازی کا خیال بٹائے (ا)

(۱۰۸'۱۱۱) یعنی ہم نے یہ سنت آپ کے بعد پچھلے لوگوں میں بطور یادگار کے باقی رہنے دی اللہ کی سلامتی ہو ابراہیمؑ پر بے شک ہم محسنوں کو اسی طرح بدلا دیتے ہیں بلاشبہ ابراہیمؑ ہمارے نیک بندوں میں سے تھے۔

اسحٰق کی بشارت: (۱۱۲) اور پر ذبیح اللہ کی بشارت تھی' پھر ان کے بھائی اسحٰق کی بشارت دی گئی' سورۂ ہود اور سورہ حجر میں دونوں بشارتیں گزر چکیں' اس آیت میں اسحاق کی نبوت کی بشارت ہے یعنی مستقبل میں وہ نبی ہونے والے ہیں۔

اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ کی اولاد میں برکت کا مژدہ: (۱۱۳) یعنی ہم نے دونوں بیٹوں کی اولاد میں برکت دی اور دونوں کی اولاد نیک بھی ہوگی اور بد بھی جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا الخ (ھود۱۱/ ۴۸) کہا گیا اے نوح اترو ہماری طرف سے تم پر سلامتی ہو اور برکتیں ہوں تم پر بھی اور تمہارے ساتھ والے لوگوں پر بھی اور ان پر بھی جنہیں ہم دنیا برتنے دیں گے پھر ہماری طرف سے انہیں دردناک عذاب آ دبوچے گا۔

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾

''یقیناً موسیٰؑ اور ہارونؑ پر ہمارا احسان ہے' ہم نے ان دونوں کو اور ان دونوں کی قوم کو سخت بے قراری سے نجات بخشی ہم نے ان کی مدد کی' پھر یہی غالب رہے ہم نے ان دونوں کو (احکام شرع) بیان کرنے والی ایک کتاب دی اور دونوں کو سیدھی راہ دکھائی اور دونوں کا پچھلوں میں ذکر خیر چھوڑا سلامتی ہو موسیٰ پر اور ہارون پر ہم اسی طرح مخلصوں کو بدلہ دیتے ہیں یقیناً یہ دونوں ہمارے مومن

بندے تھے"۔

موسیٰ کو انعامات کی یاددہانی: (۱۱۴'۱۱۵) حق تعالیٰ ان نعمتوں کو بیان کر رہا ہے جو موسیٰ اور ہارونؑ اور ان کی قوم کو دی تھی فرمایا کہ انہیں نبوت سے بھی سرفراز کیا گیا اور انہیں اور ان کے ساتھ والے ایمان والوں کو فرعون کے پنجہ جوروا ستبداد سے بھی نجات بخشی گئی' فرعون ان کے جگر کے ٹکڑوں کو یعنی نرینہ اولاد کو قتل کرتا تھا اور بچیوں کو نہیں مارتا تھا' حقیر اور گندے کام اسرائیلیوں سے لیتا تھا اور ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھاتا تھا' حق تعالیٰ نے انہیں حضرت موسیٰ اور ہارونؑ کی وجہ سے فرعون کے مظالم سے نہ صرف خلاصی ہی عطا فرمائی بلکہ ان کی مدد بھی فرمائی اور فرعون کو ہلاک کر کے ان کے دلوں کو سرور اور آنکھوں کو نور عطا فرمایا' اسرائیلی ان پر غالب آئے اور ان کی جائدادوں پر ماؤں پر اور عمر بھر کے جمع کردہ اثاثے پر قابض ہو گئے۔

تورات کی بخشش: (۱۱۶'۱۱۸) پھر حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو ایک عظیم واضح روشن اور تفصیل سے احکام شرع بتانے والی کتاب تورات عطا فرمائی جیسا کہ خود حق تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ الخ (انبیاء ۲۱/ ۴۸) یقیناً ہم نے موسیٰ اور ہارونؑ کو حق اور باطل میں فرق کرنے والی کتاب اور روشنی عطا فرمائی یہاں فرمایا ہم نے انہیں ایک بیان کرنے والی کتاب دی اور سیدھی راہ دکھا دی' یعنی اقوال وافعال دونوں میں سیدھی راہ ہے' نہ ان کے شریعت کے خلاف اقوال ہیں اور نہ افعال بلکہ دینی سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں۔

(۱۱۹ تا ۱۲۲) ہم نے دونوں کا پچھلے لوگوں میں ذکر خیر باقی رکھا' دنیا ان کی ثنائے جمیل میں رطب اللسان ہے موسیٰ اور ہارونؑ پر سلام بھیجتی ہے' ہم اپنے ایمان دار مخلص بندوں کو یہی جزاء دیتے ہیں کہ دنیا میں لوگوں کے دلوں میں ان کی عظمت و محبت ڈال دیتے ہیں' دنیا ان کی تعریفیں کرتی ہے' بنی نوع آدم ان کے گن گاتے ہیں اور رہتی دنیا تک لوگوں میں ان کا ذکر خیر ہوتا رہتا ہے۔

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٢٣﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٢٤﴾ اَتَدْعُوْنَ
بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿١٢٥﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٢٦﴾
فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿١٢٧﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿١٢٨﴾ وَتَرَكْنَا
عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٢٩﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿١٣٠﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣١﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٢﴾

"اور یقیناً الیاسؑ بھی ایک پیغمبر تھے' جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تم اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے کیا تم بعل بت کو پکارتے ہو' اور سب سے اچھے پیدا کرنے والے کو چھوڑ بیٹھے ہو جو اللہ ہے اور تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے لیکن قوم نے انہیں جھٹلایا پھر دیکھیے وہ دوزخ میں حاضر کیے جائیں گے مگر جو اللہ کے مخلص بندے تھے اور ہم نے ان کا ذکر خیر پچھلوں میں چھوڑ دیا' سلامتی ہو الیاسین پر ہم اسی طرح مخلصوں کو جزاء دیتے ہیں' یقیناً وہ ہمارے مومن بندے تھے"۔

الیاسؑ کی تحقیق: (۱۲۳) الیاسؑ ادریسؑ ہیں' آپ الیاسؑ بن نسی بن فنحاص بن عیزار بن ہارون بن عمران ہیں' حزقیل علیہ السلام کے بعد حق تعالیٰ نے ان کو بنی اسرائیل میں مبعوث فرمایا تھا یہ لوگ بعل بت کو پوجا کرتے تھے' انہوں نے قوم کو توحید کی دعوت دی اور شرک سے روکا' پہلے تو ان کا بادشاہ ایمان لے آیا لیکن پھر وہ کم بخت مرتد ہو گیا یہ لوگ اپنی گمراہی اور طغیانی پر اڑے رہے ان میں سے ایک بھی تو ایمان نہیں لایا۔

اللہ سے ڈر جاؤ اور شرک نہ کرو: (۱۲۴) غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو کیا غضب کر رہے ہو اللہ سے نہیں ڈرتے کہیں اللہ کی پکڑ نہ آ جائے اور تمہیں شرک کی نحوست ملیامیٹ نہ کر دے۔

بعل کی تفسیر: (۱۲۵'۱۲۶) یمن والوں کی اور ازدشنوءۃ کی زبان میں رب کو بعل کہا جاتا ہے دمشق کے غربی جانب ایک شہر بعلبک تھا' اس شہر کے باشندے ایک بت کو پوجتے تھے جس کا نام بعل تھا اسی وجہ سے فرمایا کہ تم کو اللہ سے ڈر معلوم نہیں ہوتا کہ تم بعل کو پکار رہے ہو اور بہترین خالق کو چھوڑ بیٹھے ہو جو تمہارا اور تمہارے بزرگوں کا رب ہے وہی عبادت کا حق دار ہے وہ یکتا ہے اس کا کوئی ساجھی یا شریک نہیں

(۱۲۷) انہوں نے نبی کو جھٹلایا ان کی بات نہیں مانی نعمت غیر مترقبہ کی قدر نہیں کی' آخر کار حساب کے دن عذاب کے لیے حاضر ہوں گے یہ ہے برا انجام' بزرگوں کی باتیں نہ ماننے کا اور نبیوں کی باتیں نہ ماننے کا تو انجام بے حد خطرناک ہوتا ہے۔

(۱۲۸) البتہ جو موحد اور مخلص بندے تھے وہ جنت کی بہاروں میں موج اڑائیں گے۔

(۱۲۹'۱۳۰) ہم نے ان کا بھی پچھلوں میں ذکر خیر باقی رکھا' رہتی دنیا تک لوگ ان کی بڑائی بیان کرتے رہیں گے (۱۳۰) سلامتی ہو الیاس پر جیسے اسمٰعیل کی ایک لغت اسماعین ہے' اسی طرح الیاس کی ایک لغت الیاسین ہے یہ اسدیوں کی لغت ہے۔

(۱۳۱'۱۳۲) یعنی یہ اس لیے کہ وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ اور ہم اپنے مومن بندوں کو اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں۔

وَإِنَّ لُوطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٣٣﴾ إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٣٤﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿١٣٥﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٣٦﴾ وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِم مُّصْبِحِينَ ﴿١٣٧﴾ وَبِاللَّيْلِ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٣٨﴾

''یقیناً لوط بھی اللہ کے ایک پیغمبر تھے' جب کہ ہم نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو سب کو نجات دی' علاوہ اس بڑھیا کے جو باقی رہنے والوں میں تھی' پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا' تم ان کے پاس سے صبح و شام گزرتے ہو کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے''۔

قوم لوطؑ پر عذاب کا بیان: (۱۳۳ تا ۱۳۶) یعنی ہم نے لوطؑ کو ان کی قوم میں بھیجا لیکن قوم نے انہیں نبی نہیں مانا اور برابر جھٹلایا' آخر کار اللہ نے ان میں سے حضرت لوطؑ کو اور ان کے گھرانے کو علاوہ ان کی عورت کے بچا لیا اور ان کی عورت قوم کے ساتھ ہلاک ہو گئی' حق تعالیٰ نے اس رذیل اور گھناؤنی قوم کو کئی طرح کے عذابوں سے غارت کیا' اور ان کے علاقے کو ایک بدبودار بحیرہ بنا کر

چھوڑ دیا جو کریہہ المنظر ہے اس کا مزا بھی خراب ہے اور اس کی بدبو بھی دماغ کو خراب کرنے والی ہے' یہ سڑا ہوا بحیرہ ایک عام گزرگاہ کے پاس ہے جہاں سے دن رات مسافر گزرتے رہتے ہیں۔

قوم لوطؑ کے واقعہ سے عبرت پکڑو: (۱۳۷'۱۳۸) اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم وہاں سے صبح وشام گزرتے ہو' ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نافرمانی اور گھناؤنے افعال کی وجہ سے کس طرح ان کا ہمیشہ کے لیے منہ کالا کیا' اور ان کی جگہ ایک گھناؤنا سڑا ہوا بحیرہ باقی رکھا' رسول وقت کے جھٹلانے والوں کا یہی انجام ہوتا ہے' ایک دانش مند کو عبرت کے لیے یہی واقعہ کافی ہے۔

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ النصف فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾

''یقیناً یونسؑ بھی ایک پیغمبر تھے جب کہ یہ بھاگ کر ایک لدی ہوئی کشتی کی طرف پہنچے' پھر قرعہ ڈالا' پھر یہ مغلوب ہو گئے' پھر انہیں مچھلی نے لقمہ بنالیا اور یہ ملامت میں پڑے ہوئے تھے' پھر اگر یہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو اٹھائے جانے والے دن تک مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے' پھر ہم نے انہیں ایک بے گھاس والی زمین پر پھینک دیا اور یہ بیمار تھے' اور ان پر ایک بیل والا درخت اگا دیا اور ہم نے انہیں ایک لاکھ بلکہ زیادہ لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا پھر وہ ایمان لے آئے آخر ہم نے' ایک مدت تک انہیں فائدہ اٹھانے دیا''۔

حضرت یونسؑ کا بیان: (۱۳۹) حضرت یونسؑ کا قصہ سورہ انبیاء میں گزر چکا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی کو میرے بارے میں یہ کہنا لائق نہیں کہ میں یونسؑ بن متیٰ سے بہتر ہوں (ق) متی یا تو ان کی والدہ کا نام تھا یا والد کا۔

قرعہ میں یونسؑ کا نام نکلا: (۱۴۰'۱۴۱) مشحون یعنی سامان سے لدی ہوئی کشتی میں ان کے سوار ہوتے ہی گڑ بڑ پیدا ہو گئی' ڈانواڈول ہونے لگی اور ایسا طوفان آیا کہ موجوں کے رحم وکرم پر کشتی رہ گئی' کشتی کے مالک کو فکر ہوئی' کہنے لگا کہیں ہم ڈوب نہ جائیں' معلوم ہوتا ہے کوئی غلام مالک سے بھاگ کر آیا ہے' آخر قرعہ ڈالا گیا تین دفعہ قرعہ میں انہیں کا نام نکلا' بات یہ ٹھہری تھی کہ جس کے نام قرعہ نکل آئے گا' اسی کو دریا میں ڈال دیا جائے گا تاکہ کشتی ہلکی ہو جائے' لیکن ان کی پاکیزہ صورت دیکھ کر کشتی والے انہیں دریا میں ڈالتے ہوئے ہچکچانے لگے' مگر انہوں نے خود ہی اپنے کپڑے اتارے تاکہ آپ ہی دریا میں کود جائیں پھر بھی کشتی والے ان کو پکڑتے ہی رہے لیکن یہ کود گئے۔

(۱۴۲) اللہ کا بحر اخضر کی مچھلی کو حکم ہوا کہ وہ پانی کو چیرتی ہوئی موقعہ پر پہنچ جائے اور حضرت یونسؑ کو اپنا نوالہ بنالے لیکن

احتیاط رکھے کہ ان کا گوشت چھلنے نہ پائے اور نہ ان کی کوئی ہڈی ٹوٹنے پائے' چنانچہ موقعہ پر وہ مچھلی موجود تھی' جب حضرت یونسؑ دریا میں کود ے' کودتے ہی اس مچھلی نے انہیں سالم کونگل لیا اور سمندر میں تیرتی پھرتی رہی' جب حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں جا ٹھہرے تو انہیں خیال پیدا ہوا شاید وہ فوت ہو گئے ہیں پھر انہوں نے اسی جگہ اپنا سر اور ہاتھ پاؤں ہلائے تو محسوس کیا کہ زندہ ہیں' آخر اس جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور منجملہ دعاؤں کے ایک یہ بھی دعا مانگی کہ اے رب تو نے ایسی جگہ میرے لیے سجدہ گاہ بنائی جو کسی متنفس کو نصیب نہیں ہوئی۔

ایام عافیت کے نیک عملوں کی برکت: (۱۴۳'۱۴۴) یعنی اگر عافیت کی حالت میں یہ عمل نہ کرتے ہوتے تو قیامت کے دن مچھلی کے پیٹ ہی سے پیدا ہوتے ابن عباسؓ والی حدیث میں ہے کہ عافیت میں اللہ کو پہچانو وہ مصیبت کے وقت تمہیں پہچانے گا۔

فرمایا فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ الخ (انبیاء ۲۱/ ۸۷'۸۸) آپ کئی اندھیروں میں پکار اٹھے کہ اے اللہ تیرے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں تو پاک ہے یقیناً میں ہی مجرم ہوں' آخر کار ہم نے ان کی دعا قبول فرمالی' انہیں رنج وغم سے نجات عطا فرمائی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح نجات دے دیتے ہیں' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جب حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں ان کلموں کے پڑھنے کا ارادہ فرمایا اور دعا مانگی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الخ تو دعا عرش کے پاس جا کر گونجی' فرشتوں نے کہا اے رب یہ کمزور وغیر مشہور آواز ہے جو دور کے کسی اجنبی شہر سے آ رہی ہے' حق تعالیٰ نے فرمایا تم اس کو نہیں پہچانتے' بولے یا رب یہ کون ہیں فرمایا میرا بندہ یونسؑ ہے بولے کیا یہی وہ یونس ہیں جن کے مقبول عمل ہمیشہ چڑھتے رہتے تھے اور مقبول دعائیں اٹھائی جاتی تھیں' اے اللہ یونس پر ان کے ان عملوں کی وجہ سے جن کو وہ عافیت کے زمانے میں انجام دیا کرتے تھے رحم فرما اور انہیں اس بلائے ناگہانی سے نجات دے' آخر حق تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ انہیں اگل دے' مچھلی نے ساحل پر آ کر ایک چٹیل میدان میں انہیں اگل دیا' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا مچھلی کے اگلتے ہی اللہ نے ان پر کدو کی بیل پھیلا دی اور اللہ نے ایک جنگلی بکری کو متعین فرما دیا جو گھاس پھونس چر کر صبح وشام انہیں دودھ پلا جایا کرتی تھی یہاں تک کہ یہ قوی ہو گئے۔

(۱۴۵'۱۴۶) سَقِيْمٌ یعنی بدن کمزور ہو گیا تھا جیسے مرغی کا چوزہ ہوتا ہے جس پر بال نہیں ہوتے یا جیسے نومولود بچہ ہم نے ان کے سائے کے لیے کدو کی بیل اگا دی نہ صرف کدو بلکہ ہر بیل والی بوٹی یقطین کہلاتی ہے۔ لیکن کدو کی بیل میں چند خصوصیات ہیں' بہت جلد بڑھتی ہے' چوڑے چوڑے پتے ہونے کی وجہ سے گھنا سایہ ہوتا ہے نرم ونازک ہوتی ہے اس کے قریب مکھی نہیں آتی' اس کا پھل بہترین غذا کا کام دیتا ہے اور کچا پکا ہر صورت سے کھایا جاتا ہے صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کدو بہت مرغوب تھا آپ اسے برتن میں سے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر کھایا کرتے تھے۔

(۱۴۷) جن کی طرف پہلے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے انہیں کی طرف بعد میں رسول بنا کر بھیجے گئے' اب آپ کی سب نے تصدیق کی اور سب ایمان لے آئے لیکن بغوی کی نقل کے مطابق آپ بعد میں ایک نئی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے' جن کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی اور بقول ابن عباسؓ ایک لاکھ تیس ہزار تھی بلکہ اس سے بھی کچھ اوپر تھی یا ایک لاکھ اور چالیس ہزار سے کچھ اوپر تھی۔

قوم یونسؑ ایمان لے آئی: (۱۴۸) یعنی جس قوم کی طرف آپ کو رسول بنا کر بھیجا گیا تھا وہ ساری قوم آپ پر ایمان لے آئی' پھر ہم نے مقررہ وقت تک ان کو دنیا سے فائدہ اٹھانے دیا جیسا کہ فرمایا فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ الخ (یونس ۱۰/ ۹۸) کوئی ایسی

بستی نہیں جس کو عذاب دیکھ کر ایمان لانے سے ہم نے فائدہ پہنچایا ہو بجز قوم یونس کے کہ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان سے دنیوی رسوائی کا عذاب ہٹا دیا اور ایک مدت تک انہیں فائدہ اٹھانے دیا۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾

''بھلا آپ ان سے پوچھیں تو کیا آپ کے رب کے لیے تو بیٹیاں اور ان کے لیے بیٹے؟ کیا ہم نے فرشتوں کو مؤنث پیدا کیا ہے اور وہ (پیدائش کے وقت) حاضر تھے' دیکھو یہ جھوٹا الزام لگاتے ہیں کہ اللہ صاحب اولاد ہے اور یقیناً یہ جھوٹے ہیں کیا اس نے بیٹوں پر بیٹیوں کو ترجیح دی' تمہیں کیا ہو گیا کیسا حکم لگاتے ہو کیا پھر سوچتے نہیں' کیا تمہارے پاس کوئی روشن دلیل ہے اچھا اگر تم سچے ہو تو اپنی کتاب لے آؤ' انہوں نے اللہ کے اور جنوں کے درمیان نسب گھڑ لیا' اور جن خوب جانتے ہیں کہ وہ (حساب کے لیے) حاضر کیے جائیں گے' جن باتوں کو یہ بیان کرتے ہیں ان سے اللہ پاک ہے مگر اللہ کے مخلص بندے (جو بیان کرتے ہیں وہ اس کے لائق ہے)''۔

فرشتے اللہ کے بندے ہیں بیٹیاں نہیں: (۱۴۹) مشرکوں کی تردید ہے کہ ان ذلیلوں نے اس ذات اقدس کے لیے جو اولاد سے پاک و برتر ہے بیٹیاں تراش لیں جو ان کے خیال میں کھوٹا مال ہے اور اپنے لیے بیٹے پسند کیے جو کھرا مال ہے گویا ردی چیز تو اللہ کی اور عمدہ چیز ان کی اور ان کے باپ دادا کی فرمایا وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ الخ (نحل ۱۶/۵۸) جب ان میں سے کسی کو بچی کے پیدا ہونے کی خوش خبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور خون کے سے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے' یعنی لوگ بیٹیوں کو نہیں چاہتے اور بیٹوں کو پسند کرتے ہیں جب یہ بات ہے تو اللہ کی طرف اس قسم کی کیوں نسبت کی جاتی ہے جو خود کو محبوب نہیں اسی لیے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی ذرا آپ ان سے پوچھیں تو کہ آپ کے رب کی تو بچیاں ہوں اور تمہارے بچے کیا یہ بات تمہیں زیب دیتی ہے کہ جس جنس کو تم نہ چاہو وہ اللہ کی طرف منسوب کر دو فرمایا اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى الخ (طور ۵۳/۲۱' ۲۲) کیا تمہارے لیے تو بیٹے ہوں اور اس کے لیے بیٹیاں تب تو یہ تقسیم بڑی بھونڈی ہوئی۔

یہ کیسے معلوم ہوا کہ فرشتے مؤنث ہیں: (۱۵۰) انہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ فرشتے عورتیں ہیں حالانکہ ان کی پیدائش ان کے مشاہدہ میں آئی بھی نہیں' بلا دیکھے بھالے عورتوں کا حکم لگا دیا کیا کوئی عقل مند منہ سے ایسی بے ہودہ بات نکال سکتا ہے فرمایا وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الخ (زخرف ۴۳/۱۹) ان مشرکوں نے فرشتوں کو جو رحمان کے بندے ہیں عورتیں ٹھہرا لیا کیا فرشتوں کی پیدائش کے

وقت یہ حاضر تھے ان کی یہ بکواس لکھ لی جائے گی اور اس کی قیامت کے روز باز پرس ہوگی۔

مشرکوں کے اللہ پر تین الزام: (۱۵۱و۱۵۲) دیکھئے یہ لوگ اپنے کذب وافتراء کی وجہ سے بکواس کرتے ہیں کہ اللہ کے اولاد ہے حالانکہ یہ کذاب ہیں' حق تعالیٰ نے ان مشرکوں کی طرف سے انتہائی کفر کے تین الزام نقل فرمائے (۱) فرشتوں کو عورتیں بتانا (۲) انہیں اللہ کی بیٹیاں بتانا (۳) اللہ تعالیٰ کو صاحب اولاد بتانا' اور اللہ کو چھوڑ کر فرشتوں کی عبادت کرنا ان میں سے ہر بات جہنم کی ہیشگی کے لیے کافی ہے۔

(۱۵۳) یعنی کیا بات ہے کہ حق تعالیٰ نے بیٹوں کو چھوڑ کر بیٹیوں کو پسند فرمایا آخر کوئی وجہ ترجیح ہونی چاہیے کچھ نہیں محض بکواس ہے وہ تو اولاد ہی سے پاک و برتر ہے' بیٹے اور بیٹی کا تو بعد کا سوال ہے فرمایا اَفَاَصْفٰكُمْ رَبُّكُمْ الخ (اسراء ۱۷/۴۰) کیا تمہارے رب نے تمہیں تو بیٹوں کے لیے چن لیا اور فرشتوں کو اپنی بیٹیاں بنالیا' یقیناً تم ایک زبردست گناہ والی بات کہہ رہے ہو۔

(۱۵۴ و تا ۱۵۷) تمہاری عقلوں پر کیوں پتھر پڑ گئے اور سمجھیں کیوں گئی گزری ہو گئیں بدنصیبو غور و فکر کیوں نہیں کرتے اور یہ کیسا خلاف عقل و فہم فیصلہ کر رہے ہو' اس فیصلے سے باز آ جاؤ اور نصیحت قبول کرلو کیا تمہارے پاس تمہاری اس بکواس کی کوئی واقعی دلیل ہے؟ اگر ہے تو لاؤ اگر تم نے اللہ کی کتاب میں اس کے ثبوت میں کوئی حکم دیکھا ہے تو پیش کرو عقلی دلیل تو پیش ہی نہیں کر سکتے' کیونکہ عقل تو قطعی طور پر اس قسم کی بکواس سے دست بردار ہے' عقل تو بھول کر بھی اس قسم کی نامعقول اور ناشائستہ بات کی تائید نہیں کر سکتی اور اللہ کی کتابوں میں بھی ان عقیدوں کی تردید ہے۔

مشرکوں نے جنوں میں اور اللہ میں رشتے داری سمجھ لی: (۱۵۸) مشرکوں کا عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں' اس پر ابوبکرؓ نے پوچھا ان کی مائیں کون ہیں بولے جنوں کے سرداروں کی بیٹیاں' اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ان مشرکوں نے جنوں کے اور اللہ کے درمیان نسب قائم کر دیا اور رشتہ داری ٹھہرا دی حالانکہ جن جنوں کی طرف یہ رشتہ داری منسوب کی گئی ہے خوب جانتے ہیں کہ جن لوگوں نے یہ شرکیہ بکواس کی ہے وہ قیامت کے دن حساب و عذاب میں حاضر کیے جائیں گے کیونکہ انہوں نے اللہ پر افتراء باندھا اور جھوٹ بولا اور بلاعلم کے شرکیہ بات تراش لی۔

(۱۵۹) اللہ اولاد سے پاک و بلند ہے اور وہ ذات اقدس ان تمام کافروں' ملحدوں' مشرکوں اور مفسدوں کے الزاموں سے بری ہے اور انتہائی بلند و بالا ہے۔

اللہ کی طرف مخلصوں کی نسبتیں صحیح ہیں: (۱۶۰) ہاں اللہ کے مخلص بندے جو اوصاف اس کے بیان کرتے ہیں وہ اس کی ذات کے لائق ہیں اور اسے زیب دیتے ہیں' جن سے اس کی عظمت و پاک دامنی پر دھبہ نہیں آتا اور اس کی شان الوہیت داغ دار نہیں ہوتی یہ مخلص بندے اس حق کے پیروکار ہیں جو اس کے رسولوں پر اللہ کی طرف سے اترتا ہے۔

فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ
الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾
وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا

مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

''یقیناً تم اور تمہارے معبود اپنے گمراہ عقیدوں سے کسی کو بہکا نہیں سکتے بجز اس کے جو جہنم میں داخل ہونے والا ہے' اور ہم میں سے ہر ایک کے لیے ایک مقام معین ہے اور بے شک ہم (طاعت رب العالمین میں) صف باندھے ہوئے ہیں' اور اسی کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں' دیکھو یہ قریشی عرب یہی کہتے تھے کہ اگر ہمارے پاس بھی پہلوں کی طرح کوئی ذکر ہوتا تو ہم ضرور اللہ کے مخلص بندے ہوتے پھر انہوں نے اس ذکر کو نہ مانا' اچھا جلدی ہی جان لیں گے''۔

مشرکوں کی باتیں مخبوط الحواس ہی مانے گا: (۱۶۱ تا ۱۶۳) اللہ مشرکوں سے خطاب کر کے فرما رہا ہے کہ تمہاری گمراہ کن باتیں اور حرام پرستی وہی مانے گا جو تم سے بھی زیادہ گمراہ ہوگا اور اللہ کے علم میں جہنم کا کوئلہ بننے والا ہوگا فرمایا لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا الخ (اعراف ۷/ ۱۷۹) ان کے دل ہیں لیکن سمجھ سے خالی' ان کی آنکھیں ہیں لیکن دیکھنے سے محروم ان کے کان ہیں مگر سننے سے دور یہ تو نرے چوپائے ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے یہی غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں' اسی قسم کے لوگ شرک' کفر اور گمراہی کو ایمان' توحید اور ہدایت پر ترجیح دے سکتے ہیں فرمایا اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ الخ (ذاریات ۵۱/ ۸) تم مختلف باتیں پکڑے ہوئے ہو کوئی مخبوط الحواس ہی تمہاری بات مانے تو مانے صحیح الدماغ تو تمہاری بات مان نہیں سکتا۔

فرشتوں کی برأت: (۱۶۴) ان مشرکوں نے فرشتوں پر جو الزام لگایا اور کفر کی ان کی طرف جو نسبت کی تھی اللہ نے اس سے ان کو بری قرار دیا اور یہ جو ان پر طوفان اٹھایا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اس کو بھی غلط قرار دیا اور فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک فرشتہ کا آسمان میں عبادت میں ایک مقام ہے جس سے کوئی آگے نہیں بڑھ سکتا' ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا آسمان چرچرا رہا ہے اور اسے چرچرانا چاہیے بھی' اس میں ایک قدم جگہ بھی ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ رکوع یا سجدہ کرتا ہوا نہ ہو پھر آپ نے یہ آیت معہ پچھلی دو آیتوں کے پڑھی۔

نماز میں صف بندی کا بیان: (۱۶۵) یعنی اللہ کی اطاعت وفرماں برداری میں ہم صفیں باندھے ہوئے کھڑے ہیں ولید بن عبداللہ فرماتے ہیں لوگ نماز میں صفیں نہیں باندھا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت اتری پھر نماز میں صفیں باندھی جانے لگیں۔ ابو نضرہؒ فرماتے ہیں جب نماز کے لیے تکبیر کہی جاتی تو عمرؓ نمازیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے صفیں سیدھی کرلو' برابر برابر کھڑے ہو جاؤ' حق تعالیٰ تمہاری فرشتوں جیسی صفیں دیکھنا چاہتا ہے پھر فرماتے وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ یقیناً ہم بھی صفیں باندھے کھڑے ہیں' اے فلاں پیچھے ہٹ اے فلاں آگے بڑھ' پھر آگے بڑھ کر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیتے (ابن ابی حاتمؒ' ابن جریرؒ) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہمیں لوگوں پر تین باتوں میں فوقیت ہے' ہماری صفیں فرشتوں جیسی ہیں' تمام زمین ہمارے لیے مسجد بنائی گئی' اور زمین کی مٹی ہمارے لیے طاہر ومطہر بنائی گئی۔

(۱۶۶) یعنی صفیں باندھ کر ہم اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں اس کی عظمت وتقدیس کا ذکر کرتے ہیں اور اس کو تمام عیبوں' کمیوں اور برائیوں سے پاک سمجھتے ہیں لہٰذا ہم اس کے بندے ہیں' اسی کے محتاج ہیں اور اس کے سامنے اپنی فروتنی' عاجزی اور بے بسی کا اظہار کرتے ہیں۔

بعثت نبوی ﷺ سے پہلے قریش کی تمنا: (۱۶۷'۱۶۹) اے پیارے نبی قبل اس کے کہ آپ ان کے پاس رسول بن کر تشریف لائیں' یہ مکہ والے آرزو مند تھے کہ ہم میں بھی کوئی نبی ہوتا جو ہمیں اللہ کے احکام یاد دلاتا اور وہ واقعات سناتا جو پہلی قوموں پر گزر چکے اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب لاتا فرمایا وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ الخ (فاطر ۳۵/۴۲) انہوں نے پکی قسمیں کھا کر کہا تھا کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آتا تو یہ تمام قوموں سے زیادہ راہ پر ہوتے پھر جب ان کے پاس ڈرانے والا آ گیا تو اس سے انہیں اور بھی نفرت پیدا ہوگئی۔

(۱۷۰) اور یہاں میں فرمایا کہ انہوں نے حق کا انکار کیا اس کا انجام انہیں جلدی ہی معلوم ہو جائے گا منکروں کے لیے یہ سخت ڈانٹ اور کڑی وعید ہے' اللہ مسلمانوں کو رسول کی مخالفت سے بچائے آمین۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧١﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿١٧٢﴾ صـ
وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿١٧٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٤﴾ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ
يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٥﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٧٦﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ
الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٧﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٨﴾ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٩﴾

''بے شک ہمارا کلمہ اپنے بھیجے ہوئے بندوں کے بارے میں سبقت کر چکا کہ انہیں کی مدد کی جائے گی اور یقیناً ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا لہٰذا آپ کچھ مدت تک ان سے اعراض کیے رہیں' آپ انہیں دیکھتے رہیں اور یہ بھی عن قریب دیکھ لیں گے تو کیا یہ ہمارے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں' پھر جب یہ عذاب ان کی آنگنوں میں اتر آئے گا تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ثابت ہوگی' آپ کچھ عرصہ تک ان سے اعراض کیے رہیں اور دیکھتے رہیں' یہ بھی جلدی ہی دیکھ لیں گے''۔

رسولوں اور مسلمانوں کی امداد کا وعدہ: (۱۷۱'۱۷۲) یعنی پہلی کتاب میں یہ بات لکھی جا چکی کہ خوش گوار انجام نبیوں کا اور ان کے ماننے والوں ہی کا ہوتا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی فرمایا كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ الخ (مجادلہ ۵۸/۲۱) اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ یقیناً میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے۔ یاد رکھو اللہ بڑی طاقت والا اور بڑی عزت والا ہے (۲) اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا الخ (غافر ۴۰/۵۱) بلاشبہ ہم ضرور اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد کرتے ہیں اس دنیا میں بھی اور جس دن گواہ قائم ہوں گے' اس دن بھی یعنی قیامت کے دن بھی۔ رسولوں کی اور ایمان والوں کی کافروں پر امداد کا بیان گزر چکا کہ جن قوموں نے نبیوں کو جھٹلایا اور ان کی مخالفت کی اللہ نے انہیں کس طرح تباہ کر ڈالا اور انہیں میں سے اپنے رسولوں کو اور ایمان والوں کو کس طرح بچا لیا' بھلا جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔

(۱۷۳) یعنی انجام ہمارے ہی غلبہ کا ہے اور اخیر میں میدان ہمارے ہی ہاتھ رہے گا۔

(۱۷۴) یعنی آپ ان کی ایذاؤں پر ایک مقررہ مدت تک صبر کرتے رہیں اور حقیقت منتظرہ کے منتظر رہیں' بہت جلدی آپ کا غلبہ ہونے والا ہے' فتح و ظفر آپ کے قدم چومے گی' آپ ہی کی حکومت ہوگی اور آپ ہی کا اقتدار ہوگا یہ مقررہ وقت فتح مکہ تک تھا' پھر تو سب نے رسول اللہ ﷺ کا لوہا مان لیا اور سارا عرب مسلمان ہو گیا۔

(۱۷۵) یعنی آپ انہیں ذرا ڈھیل دیں اور دیکھتے رہیں کہ ان پر کیا کیا مصائب ٹوٹنے والے ہیں' آپ کی مخالفت وتکذیب کی وجہ سے یہ کس کس دردناک عذاب وعتاب کے شکار ہونے والے ہیں' اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے دھمکی دی اور جھڑک کر فرمایا کہ یہ اپنا بدترین انجام جلدی دیکھنے والے ہیں۔

(۱۷۶ تا ۱۷۹) اے نبی آپ کو جھٹلانے اور آپ کو نہ ماننے کی وجہ سے یہ ہمارے عذاب کو جلدی سے بلا رہے ہیں' حق تعالیٰ ان کی اس حرکت سے سخت ناراض ہے اور جلدی ہی عذاب بھیجے گا' جلدی تو مچا رہے ہیں لیکن افسوس اور ہزار افسوس۔ جب عذاب ان کی آنگنوں میں ان کے محلہ میں اور ان کے شہر میں اتر آئے گا تو وہ دن وہ تاریخ وہ وقت اور وہ ساعت ان کے حق میں بدترین ثابت ہوگی' اس روز ان پر ہلاکت وتباہی اور نحوست چھا رہی ہوگی' اور عذاب کی صبح بدترین صبح ہوگی' رسول اللہ ﷺ نے صبح صبح خیبر پر حملہ کیا' لوگ اپنے پھاوڑے اور ٹوکریاں لے کر کام کے لیے نکل رہے تھے' اسلامی لشکر دیکھ کر بدحواس ہو کر یہ کہتے ہوئے بھاگے محمد ﷺ! اللہ کی قسم محمد ﷺ لشکر کے ساتھ آ گیا' آپ نے فرمایا اللہ اکبر خیبر برباد ہوا یقیناً جب ہم کسی قوم کی آنگنوں میں اتر آتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بدترین ہوتی ہے (ب)۔

(۱۷۸۔۱۷۹) یہ دونوں آیتیں مذکورہ بالا آیتوں کی تاکید کے لیے لائی گئیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٨٠﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٢﴾

ع

''آپ اپنے عزت والے رب کی ان باتوں سے پاکی بیان کریں' جن کو یہ مشرک اس کی طرف منسوب کرتے ہیں اور پیغمبروں پر سلامتیاں ہوں اور تمام بڑائیاں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے''۔

اللہ مشرکوں کی بکواس سے پاک ہے: (۱۸۰) حق تعالیٰ اپنی ذات والا صفات کو ظالموں کی بکواس اور خرافات سے بلند و برتر' پاک وصاف اور بری قرار دیتا ہے کہ وہ ان نافرمانوں' جھٹلانے والوں اور حدود سے آگے پھلانگنے والوں کی لغویات وخرافات سے مقدس ومنزہ ہے اسی وجہ سے فرمایا کہ آپ عزت والے رب کی (جس کی عزت وشان کو کوئی پا نہیں سکتا' ان حد سے آگے بڑھنے والے اور طوفان اٹھانے والوں کی باتوں سے پاکی بیان کریں۔

انبیاء کو سلامتی کی بشارت: (۱۸۱) دنیا اور آخرت میں پیغمبروں پر سلامتی ہی سلامتی ہو' کیونکہ رب کے بارے میں ان کے اقوال وافعال شرک سے سلامتی والے تھے اور صحیح و برحق تھے۔ (۱۸۲) بڑائیاں ہر حال میں دنیا اور آخرت میں اللہ ہی کے لیے ہیں' چونکہ تسبیح میں کمیوں اور برائیوں سے برأت پائی جاتی ہے جس کو ثبوت کمال لازم ہے جیسے حمد کمال والی صفتوں پر دلالت کرتی ہیں اور عیوب ونقائص سے پاکی کو لازم ہے اس لیے تسبیح وحمد کو ایک ساتھ بیان کیا گیا' قرآن میں اکثر جگہ دونوں کا بیان ایک ساتھ ہی آیا ہے۔

کفارۂ مجلس کی دعا: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جب تم مجھے سلام بھیجو تو تمام رسولوں پر بھی سلام بھیجو کیونکہ میں بھی دیگر رسولوں کی طرح ایک رسول ہوں۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی قیامت کے دن پیمانہ بھر کر اجر لینا چاہے تو جب کسی مجلس سے اٹھنے کا ارادہ کرے تو سُبْحَانَكَ الخ پڑھ لیا کرے (ابن ابی حاتم) جس نے ہر نماز کے بعد سُبْحَانَكَ الخ تین دفعہ پڑھ لیا اس نے پورا پورا اجر سمیٹ لیا (ط)۔ چند حدیثوں میں مجلس کے کفارے کی یہ دعا بھی آئی ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ اے اللہ تو پاک ہے اور لائق تعریف ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

الحمدللہ سورہ صافات کی تفسیر مکمل ہوئی۔ اللہ قبول فرما کر ذخیرہ آخرت بنائے آمین۔

سورہ صٓ

یہ ۳۸ ویں سورہ ہے بترتیب مصحف اور ۳۸ ویں ہی سورہ بترتیب نزول۔ اور یہ مکی سورہ ہے اس میں ۸۸ آیتیں اور ۵ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ۝۱ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝۲ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝۳

''میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بے حد مہربان و شفیق ہے۔ صٓ (کے معنی تو اللہ ہی جانتا ہے) اس نصیحت والے قرآن کی قسم، بلکہ کافر غرور و مخالفت پر ہیں، ہم نے ان سے پہلے بہت سی قومیں ہلاک کر دیں، پھر وہ چیختے پھرے اور خلاصی کا وقت نہ تھا''۔

(۱) صٓ یہ حروف مقطعات ہے اس کا معنی اللہ ہی جانتا ہے۔ پھر فرمایا اس نصیحت والے قرآن کی قسم یعنی یہ وہ قرآن ہے جس میں انسان کے لیے دنیوی اور اخروی مواعظ و منافع ہیں، فرمایا لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا الخ (انبیاء ۲۱/۱۰) یعنی ہم نے تم پر ایک ایسی کتاب اتاری ہے جس میں تمہارے لیے پند و موعظت ہے۔

قرآن سے نصیحت ماننے والے ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں: (۲) یعنی اس عظیم قرآن میں نصیحت ماننے والوں کے لیے نصیحت ہے اور عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے عبرت ہے کافر اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ وہ اس سے بچتے ہیں اور اس کے مخالف ہیں اور خود کو اونچا سمجھتے ہیں یعنی اس شان والے قرآن کی قسم تمہارے پاس حق آ گیا اور حق نے سچ فرمایا۔

(۳) پھر اللہ نے کتاب و رسول کے مخالفوں کو ڈرایا کہ ہم نے اسی مخالفت کی وجہ سے پہلی قومیں غارت کر دیں جب انہیں ہمارے عذاب نے آ گھیرا تو چیختے چلاتے اور دعائیں مانگتے ہی رہ گئے، عذاب نے انہیں نہیں چھوڑا فرمایا فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ (انبیاء ۲۱/۱۲، ۱۳) پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پالی تو بستی سے بھاگنا چاہا، مت بھاگو اور اپنے معزز مقامات و گھروں کی طرف لوٹ جاؤ تاکہ تم سے سوال کیا جائے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں بھاگنے کا وقت نہیں رہا، ترس کھانے کا وقت جاتا رہا، اب کوئی رحم کھانے والا نہیں لاکھ روؤ اور گڑگڑاؤ عذاب کے بغیر چارہ نہیں، توبہ کا وقت بھی ہاتھ سے نکل گیا اب چیخ و پکار بیکار

ہے اور توحید کا اقرار کارآمد نہیں۔

وَعَجِبُوٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۡ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۚ ۝۴
اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝۵ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ
اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝۶ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي
الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝۷ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا ۭ
بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ۚ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝۸ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ
رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۝۹ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۣ
فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ۝۱۰ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝۱۱

”انہیں اس بات پر تعجب ہے کہ انہیں میں سے ان کے پاس ایک چوکنا کر دینے والا آیا' کافروں نے کہا یہ ایک جھوٹا جادوگر ہے کیا اس نے تمام معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود رہنے دیا' یقیناً یہ ایک بڑی حیرت انگیز بات ہے' ان میں سے سرداروں کی ایک جماعت یہ کہتی ہوئی چلی کہ چلو اپنے اپنے معبودوں پر قائم رہو' یقیناً یہ کوئی مطلب کی بات ہے' ہم نے پچھلے دین میں یہ بات نہیں سنی یہ تو صرف ایک خود ساختہ بات ہے کیا ہم میں سے صرف اسی پر قرآن اترا بلکہ یہ میرے قرآن کی طرف سے شک میں ہیں بلکہ ابھی انہوں نے میرا عذاب نہیں چکھا ہے کیا ان کے پاس آپ کے غالب وبخشنے والے پروردگار کی رحمت کے خزانے ہیں یا انہیں کی آسمان وزمین پر اور درمیان کی چیزوں پر بادشاہت ہے تو انہیں آسمان کی رسیوں پر چڑھ جانا چاہیے گذشتہ فرقوں میں سے بڑے بڑے لشکر اس جگہ شکست کھا گئے“۔

بعثت رسول ﷺ پر حیرت: (۴) یعنی رحمت عالم ﷺ کی بعثت پر مشرکوں کو تعجب ہے اور ان کے لیے آپ کا بشیر ونذیر بن کر آنا حیرت آفریں ہے فرمایا اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا الخ (یونس ۱۰/۲) یعنی کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب ہے کہ ہم نے انہیں میں سے ایک شخص کی طرف یہ وحی بھیج دی کہ لوگوں کو چوکنا کر دو اور ایمان والوں کو خوش خبری سنا دو کہ ان کا ان کے رب کے پاس بڑا مرتبہ ہے' کافروں نے کہا یقیناً یہ تو کھلا جادوگر ہے۔

عقیدۂ توحید پر حیرت: (۵) یعنی ان کا یہ خیال ہے کہ معبود ایک ہی ہے جو اللہ ہے اللہ کے سوا کوئی بھی حق دار عبادت نہیں' مشرکوں کو عقیدۂ توحید عجیب سا معلوم ہوا کیونکہ شرک کے عادی تھے' انہوں نے باپ دادا سے بت پرستی سیکھی تھی جو ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی' جب رحمت عالم ﷺ نے انہیں توحید کی دعوت دی اور شرک سے غیرت دلائی تو تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے یہ تو ایک نئی بات ہے۔

رحمت عالم ﷺ پر الزام: (۶) یعنی بڑے لوگ یہ کہتے ہوئے جانے لگے کہ تم اپنے دین پر جمے رہو محمد ﷺ کی دعوت کو قبول

نہ کرو اور اپنے معبودوں کی عبادت میں لگے رہو' اس دعوت سے محمد ﷺ کا یہ مقصد ہے کہ وہ تم سب سے بڑا بننا چاہتا ہے اور اپنی پیروی کا خواہش مند ہے ہم اس کے آگے ہرگز نہیں جھکیں گے۔

ابو طالب سے رحمت عالم ﷺ کی شکایت: ابن عباسؓ فرماتے ہیں ابو طالب کی بیمار پرسی کے لیے قریش کی ایک جماعت آئی جس میں ابوجہل بھی تھا' انہوں نے ابو طالب سے اس کے بھتیجے کی شکایت کی کہ وہ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے اور ان کی شان کے خلاف گستاخیوں سے پیش آتا ہے اللہ کے واسطے آپ اسے بلا کر سمجھا دیں اور ان حرکتوں سے روک دیں ابو طالب نے آپ کو بلایا' آپ تشریف لائے ابو طالب کے اور لوگوں کے درمیان ایک آدمی کی جگہ خالی تھی ابوجہل کو ڈر ہوا کہ اگر اس جگہ محمد ﷺ بیٹھ جائے گا تو ابو طالب کو اس پر رحم آ جائے گا' چنانچہ یہ فوراً اٹھ کر وہاں جا بیٹھا' جب آپ نے چچا جان کے پاس خالی جگہ نہیں دیکھی تو آپ دروازے کے قریب ہی بیٹھ گئے' آپ سے ابو طالب نے کہا بیٹا تمہاری قوم تمہاری شکایت لے کر آئی ہے اور کہتی ہے کہ تم ان کے معبودوں کو گالیاں دیتے ہو اور انہیں ایسا ایسا کہتے ہو' حاضرین میں سے لوگوں نے تمام شکایتیں دہرا دیں' آپ نے فرمایا چچا جان میں تو ان سے صرف ایک بات کا مطالبہ کرتا ہوں جس کی برکت سے تمام عرب ان کا تابعدار بن جائے گا اور عجم باجگزار' آپ کی بات سے لوگ گھبرا گئے اور پوچھنے لگے وہ بات کون سی ہے ہم نہ صرف ایک بلکہ اس جیسی دس باتیں مان لیں گے' ابو طالب نے بھی پوچھا بیٹا وہ کون سی بات ہے فرمایا **لا الہ الا اللہ** یہ سن کر لوگ لال پیلے ہوتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے' کپڑوں کو جھاڑتے ہوئے کہتے جاتے تھے اس نے تو تمام معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود رہنے دیا یہ تو ایک عجیب بات ہے اس پر یہ آیتیں بَلْ لَّمَّا يَذُوقُوا الْعَذَابَ تک اتریں۔ (نات)۔

کیا توحید کا مطالبہ نیا ہے: (۷) محمد ﷺ ہم سے جس توحید کا مطالبہ کرتا ہے وہ ایک نئی بات ہے' ہم نے پچھلے دین (آبائی دین) میں یہ بات نہیں پائی' الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ سے قریش کا دین یا عیسائیت مراد ہے' کہنے لگے اگر یہ قرآن سچا ہوتا تو عیسائی ضرور ہمیں اس کی صداقت کی خبر دیتے یہ تو سراسر جھوٹ اور خود ساختہ ہے۔

محمد ﷺ ہی پر قرآن کیوں اترا؟: (۸) تعجب تو یہ ہے کہ قرآن اسی پر کیوں اترا اور کوئی اس قابل ہی نہ تھا آخر اس کی تخصیص کی کوئی معقول وجہ تو ہونی چاہیے' دوسری جگہ فرمایا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ الخ (زخرف ۴۳/۳۱'۳۲) یہ قرآن مکہ یا طائف کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں اترا' کیا یہ آپ کے رب کی رحمت بانٹنا چاہتے ہیں ہم ہی نے دنیوی زندگی میں ان میں ان کی روزیاں بانٹی ہیں اور ہم نے بعض پر بعض کے مراتب بلند فرما دیئے ہیں' یہ بات ان کی جہالت اور کم عقلی پر دلالت کرتی ہے۔

اللہ کا جواب: (۹) کیا ان کے پاس آپ کے رب کی رحمت کے خزانے ہیں (کہ وہ جسے دنیوی ساز و سامان کی وجہ سے بڑا سمجھیں' اسی کو نبوت سونپ دیں) جو سب پر غالب اور خوب دینے والا ہے ایسا زبردست و غالب جس کے آگے سب حقیر ہیں اور ایسا فیاض کہ جس کو جس قدر چاہے حسب صلاحیت عطا فرما دے فرمایا اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ الخ (نساء ۴/۵۳تا۵۵) کیا ملک میں ان کا حصہ ہے' تب تو یہ لوگوں کو ایک چھلکا بھی نہ دیں' یا یہ لوگوں سے اللہ کے دیئے ہوئے فضل پر حسد کرتے ہیں بلاشبہ ہم نے اولاد ابراہیمؑ کو کتاب و سنت عطا فرمائی' اور انہیں ایک بڑا ملک بھی دیا پھر کچھ تو اس کتاب پر ایمان لائے اور بعض نے انکار کیا' ان پر جہنم بھڑکنے کے لیے کافی ہے۔

(۱۰) یعنی اگر انہیں آسمان پر چڑھنے کی طاقت ہو تو رسیوں کے ذریعہ ساتویں آسمان تک چڑھ جائیں' اسباب سے آسمان

کی راہیں مراد ہیں (۱۱) یعنی یہ جھٹلانے والے جو غرور و مخالفت پر تلے رہتے ہیں تباہ و برباد اور مغلوب و ذلیل ہو جائیں گے جیسے پہلی جھٹلانے والی قوموں کا عبرتناک انجام ہوا وہی ان کا ہوگا فرمایا اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ الخ (قمر۵۴/۴۴۔۴۵) کیا یہ کہتے ہیں کہ ہم بدلے لینے والی جماعتیں ہیں جلدی ہی یہ جماعت شکست کھا کر پیٹھ موڑ لے گی فرمایا بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ الخ (قمر۵۴/۴۶) بلکہ قیامت ان کے وعدے کی جگہ ہے اور قیامت بڑی اندوہناک اور کڑوی ہے بدر کے دن ایسا ہی ہوا۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ﴿۱۲﴾ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ
لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ ؕ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ﴿۱۳﴾ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ
فَحَقَّ عِقَابِ ﴿۱۴﴾ ع وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾
وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ

''ان سے پہلے نوحؑ کی قوم نے عادیوں نے میخوں والے فرعون نے ثمودیوں نے لوطیوں نے اور بن والوں نے جو بڑی بڑی جماعتیں تھیں جھٹلایا ہر ایک نے اپنے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا پھر میرا عذاب واجب ہو گیا یہ بس ایک چیخ کے منتظر ہیں جس میں دم لینے کی مہلت نہیں ملے گی انہوں نے کہا اے ہمارے رب ہمیں ہمارا حصہ حساب کے دن سے پہلے پہلے جلدی سے دے دے آپ ان کی باتوں پر صبر کریں۔ آپ ہمارے بندے داؤد کو جو قوت والے تھے یاد کریں یقیناً وہ بڑے رجوع کرنے والے تھے دیکھو ہم نے پہاڑوں کو حکم دیا تھا کہ آپ کے ساتھ صبح و شام تسبیح پڑھتے رہیں اور جمع ہو جانے والے پرندوں کو بھی حکم دیا تھا کہ سب ان کی وجہ سے تسبیح میں مصروف تھے ہم نے ان کی حکومت کو مضبوط بنایا تھا اور انہیں حکمت اور فیصلہ کن بات عطا فرمائی تھی''۔

اگلے سرکشوں کا بیان: (۱۲ تا ۱۴) جن گزشتہ قوموں پر رسول وقت کی مخالفت کی وجہ سے اللہ کا عذاب واجب ہو گیا تھا ان کا بیان ہے ان کے مفصل حالات قرآن میں جگہ جگہ موجود ہیں فرمایا یہ قومیں تعداد میں تم سے زیادہ طاقت میں تم سے بڑھی ہوئی مال و جائداد میں تم سے کہیں اونچی اور اولاد میں تم سے کہیں زیادہ تھیں لیکن جب اللہ کا عذاب آیا تو کچھ بھی ان کے کام نہ آیا ہر ایک قوم نے اپنے رسول کو جھٹلایا اور حق دار عذاب بنی ان کے ہلاک کیے جانے کا سب سے بڑا سبب رسولوں کی تکذیب و مخالفت تھی اسی لیے تم کو رسول اللہ ﷺ کی مخالفت سے سخت پرہیز کرنا چاہیے اور اللہ کے عذاب سے ڈر جانا چاہیے۔

کافروں کو نفخ صور کا انتظار ہے: (۱۵) یعنی یہ تو بس نفخ صور کے منتظر ہیں جو مقررہ وقت پر پھونکا جانے والا ہے ذلت آ جانے پر اس کو موقوف نہیں کیا جائے گا قیامت کی شرطیں تو ظاہر ہو رہی ہیں اب وہ قریب ہی ہے دور نہیں جب اللہ تعالیٰ اسرافیل کو صور پھونکنے کا حکم فرمائے گا تو زمین و آسمان والوں میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہے گا اور سب بے ہوش ہو جائیں گے علاوہ ان کے جن کو حق تعالیٰ نے مستثنیٰ فرما دیا ہے۔

مشرکوں کی مذمت: (۱۶) اس میں مشرکوں کی مذمت ہے کہ وہ عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں اور اپنے اوپر بددعائیں کر رہے ہیں کافروں نے عذاب کی جلدی مچائی تھی مثلاً انہوں نے یہ کہا تھا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ الخ (انفال ۸/۳۲) اے اللہ اگر یہ دین سچا اور تیرے پاس والا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمارے پاس دردناک عذاب بھیج کہا جاتا ہے

کہ انہوں نے دنیا ہی میں اپنا جنتی حصہ مانگا تھا گویا جنت کو بعید از عقل سمجھ کر اسے جھٹلانے کے طور پر یہ مذاق کیا تھا' یعنی جو بھلائی یا برائی آخرت میں پہنچنے والی ہے وہ دنیا ہی میں پہنچ جائے' چونکہ یہ باتیں دل لگی کے طور پر تھیں' اس لیے حق تعالیٰ نے رسول کو حکم فرمایا کہ آپ ان کی ایذاء پر صبر کرتے رہیں' صبر کا نتیجہ شاندار فتح ونصرت کی صورت میں برآمد ہوگا۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿١٧﴾ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ﴿١٨﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ ﴿١٩﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿٢٠﴾

آپ ہمارے بندے داؤد کو جو قوت والے تھے یاد کریں یقیناً وہ بڑے رجوع کرنے والے تھے دیکھو ہم نے پہاڑوں کو حکم دیا تھا کہ آپ کے ساتھ صبح وشام تسبیح پڑھتے رہیں اور جمع ہو جانے والے پرندوں کو بھی حکم دیا تھا کہ سب ان کی وجہ سے تسبیح میں مصروف تھے' ہم نے ان کی حکومت کو مضبوط بنایا تھا اور انہیں حکمت اور فیصلہ کن بات عطا فرمائی۔

حضرت داؤد کا بیان: (۱۷'۱۸) یعنی حضرت داؤد بڑے قوی علم وعمل والے تھے آپ عبادت واطاعت میں بڑے چست تھے' حق تعالیٰ نے آپ کو عبادت میں بے حد مستعد بنایا تھا اور دینی سمجھ دی تھی' آپ نے رات کا ۱/۳ حصہ عبادت کے لیے مقرر کر لیا تھا اور ایک دن ناغہ کر کے برابر روزے رکھتے تھے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ کو حضرت داؤد کی نماز اور آپ کے روزے بہت پیارے ہیں' آدھی رات تک سوتے' پھر تہائی رات تک عبادت کرتے پھر رات کے چھٹے حصہ میں سو جاتے' ایک دن روزہ رکھتے' اور ایک دن نہ رکھتے' جب دشمن سے مقابلہ کرتے تو ڈٹے رہتے بھاگتے نہیں اور بڑے توبہ کرنے والے تھے (ق) (اواب یعنی تمام کاموں میں اور ہر حال میں اللہ کی طرف رجوع کرنے والے)۔ اللہ کے حکم سے آپ کے ساتھ صبح وشام پہاڑ اور پرندے تسبیح خواں رہتے تھے فرمایا یَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ الخ (سبا ۳۴/۱۰) اے پہاڑو اور اے پرندو ان کے ساتھ بار بار حمد وتسبیح کرو۔ جب آپ اپنی مخصوص ودل کش آواز میں زبور پڑھتے تو فضا میں اڑتے ہوئے پرندے بھی ٹھہر جاتے' اور آپ کی رس بھری آواز سن کر اللہ کی پاکی اور حمد بار بار بیان کرتے پہاڑوں کا بھی یہی حال تھا۔

چاشت کی نماز کا بیان: (ام ھانیؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھیں' ابن عباسؓ فرماتے ہیں میرے خیال میں چاشت کے وقت نماز ہے' ثبوت میں یہ آیت پڑھی' پہلے ابن عباسؓ چاشت کی نماز نہیں پڑھا کرتے تھے' ایک دفعہ عبداللہ بن حارث آپ کو ام ہانیؓ کے پاس لے گئے اور ان سے کہا کہ آپ نے جو حدیث اشراق کی نماز کے بارے میں مجھے سنائی تھی' انہیں بھی سنا دیجئے کہنے لگیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے پھر میں نے آپ کے حکم سے پردے کا انتظام کر کے پردہ میں ایک لگن پانی رکھا۔ آپ نے غسل کر کے گھر کے ایک گوشہ میں پانی چھڑک کر آٹھ رکعتیں پڑھیں جن کے قیام' قعود' رکوع اور سجدے سب برابر تھے' پھر ابن عباسؓ یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کہ میں نے سارا قرآن پڑھا مگر مجھے اس میں چاشت کی نماز نہیں ملی تھی آج مل گئی' پھر یہ آیت پڑھی میں کہا کرتا تھا قرآن میں اشراق کی نماز کہاں ہے' اب معلوم ہوا کہ یہ اشراق کی نماز ہے)۔

(۲۰،۱۹) ہم نے آپ کا ملک مضبوط کیا کہ اس میں تمام شاہی ضرورت کی چیزیں مہیا کر دیں' آپ دنیا کے تمام بادشاہوں میں زبردست بادشاہ تھے' روزانہ چار ہزار یا ۳۲ ہزار یا ۴۰ ہزار پہرے دار پہرہ دیا کرتے تھے' اور ایک ایک سال تک ان کی باری نہیں آتی تھی حکمت یعنی فہم' عقل' صحیح بات کی سوجھ بوجھ' اللہ کی کتاب کی پیروی اور نبوت' فصل خطاب یعنی گواہ' قسمیں' صالح مؤمن جو قیامت کے دن دیگر امتوں پر ان کے رسولوں کی حمایت میں گواہی دیں گے' معاملہ کی تہہ کو پہنچ جانا فیصلہ کن بات یا پہنچ' (امابعد حضرت داؤد کی ایجاد ہے یہی فصل خطاب ہے)۔

وقف لازم

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝٢١ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ۝٢٢ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ۝٢٣ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۭ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۝٢٤ السجدة فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۭ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝٢٥

السجدۃ ۱۰

''کیا آپ کے پاس جھگڑنے والوں کی خبر آئی' جب وہ دیوار پھاند کر عبادت خانے میں آ گئے اور داؤد کے سامنے جا کھڑے ہوئے' آپ ان سے ڈر گئے' انہوں نے کہا آپ ڈریں نہیں ہم دو جھگڑنے والے ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے' آپ انصاف سے ہمارے درمیان فیصلہ فرما دیں زیادتی نہ کریں اور ہمیں سیدھی راہ دکھا دیں یہ میرا بھائی ہے جس کے پاس ۹۹ دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے اس نے کہا' اپنی دنبی بھی مجھے دے دے اور بات میں مجھ پر غالب آ گیا فرمایا اس نے اپنی دنبیوں میں ملانے کی غرض سے تیری دنبی مانگ کر تجھ پر ظلم کیا بہت سے شریک ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں بجز ایمان والوں اور نیک عمل والوں کے جو تھوڑے سے ہیں' اور داؤد نے خیال کیا کہ ہم نے انہیں آزمایا ہے' چنانچہ اپنے رب سے معافی مانگی رکوع میں جھک گئے اور حق کی طرف رجوع کیا' آخر ہم نے انہیں معاف کر دیا' یقیناً ان کا ہمارے پاس قرب کا مرتبہ ہے اور بہترین لوٹنے کی جگہ ہے''۔

دو جھگڑنے والوں کا بیان: (۲۱، ۲۲) یہ واقعہ اسی طرح ہے جیسا کہ اللہ رب العالمین نے بیان فرمایا ہے یعنی حقیقتاً دو شخص حضرت داؤد علیہ السلام کے گھر میں دیوار پھاند کر داخل ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنا مدعا بیان کیا جو آگے آ رہا ہے۔ البتہ حضرت داؤد علیہ السلام اس طرح ان کے آنے سے فطری طور پر گھبرا اٹھے کہ شاید یہ بدمعاش کسی بد ارادے سے داخل ہوئے ہوں جیسا کہ اللہ رب

العالمین نے فرمایا آپ ان سے ڈر گئے کیونکہ آپ عبادت خانے میں مصروف تھے' یہ جگہ آپ کے گھر میں حرمت والی تھی آپ نے حکم فرما دیا تھا کہ ان کے پاس کوئی نہ آئے' اس کے باوجود دو شخص دیوار پھاند کر آپ کے سامنے جھگڑا لے کر نمودار ہو گئے تو آپ ان کو دیکھ کر گھبرا گئے۔

(۲۳) یعنی بات میں مجھ پر غالب آ گیا اور زبردستی میری دنبی پر قابض ہو گیا۔

یہاں رکوع سے سجدہ مراد ہے: (۲۴) یعنی سجدے میں گر پڑے یا پہلے رکوع کیا پھر سجدے میں گئے۔

(۲۵) ہم نے آپ کی لغزش معاف کر دی کیونکہ نیکوں کی نیکیاں بھی مقرب حضرات کے حق میں لغزشیں ہیں۔ یعنی آپ کی ذمہ داری رعایا کی دیکھ بھال ہے لیکن آپ نے اس سے غفلت برتی اور عبادت خانے میں بیٹھ گئے۔ اور ایک نے دوسرے پر ظلم کیا پھر ظالم اور مظلوم نے مجبور ہو کر آپ تک پہنچنے کی کوشش کی اور مجبوراً دیوار پھاند کر داخل ہوئے۔ حالانکہ حضرت داؤدؑ کو مظلوموں کے لیے اپنا دروازہ کھلا رکھنا چاہیے۔

سورہ صٓ کا سجدہ: ابن عباسؓ نے فرمایا کہ صٓ کا سجدہ واجب سجدوں میں سے نہیں' ہاں مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا (بدنت)' نسائی میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صٓ میں سجدہ کیا اور فرمایا کہ حضرت داؤد نے بطور توبہ کے سجدہ کیا تھا اور ہم بطور شکر کے سجدہ کرتے ہیں۔

ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے منبر پر سورہ صٓ پڑھی پھر جب سجدے کی آیت پر پہنچے تو منبر سے اتر کر سجدہ کیا' اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی سجدہ کیا' دوسرے دن پھر آپ نے یہی سورت پڑھی اور سجدے کی آیت بھی پڑھی لوگوں نے سجدے کا انتظار کیا فرمایا یہ ایک نبی کی توبہ ہے لیکن میں تمہیں سجدے کے انتظار میں دیکھ رہا ہوں چنانچہ آپ نے اتر کر سجدہ کیا (اگرچہ یہ روایت ابوداؤد کی ہے مگر اس کی سند بخاری مسلم کی شرط پر ہے)۔

ابوسعیدؓ خدری نے ایک خواب دیکھا کہ کسی نے ان سے سورۂ صٓ لکھنے کو کہا یہ لکھنے لگے جب سجدے کی آیت پر پہنچے تو یکایک دوات قلم اور ہر چیز سجدے میں گر پڑی آپ نے یہ خواب رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا فرمایا' پھر آپ برابر اس آیت پر سجدہ کرتے رہے (ا)۔

سجدۂ تلاوت کی دعا: (ابن عباسؓ فرماتے ہیں کسی نے رحمت عالم ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں' جب میں نے سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کیا تو درخت نے بھی سجدہ کیا اور یہ دعا پڑھی اَللّٰھُمَّ اکْتُبْ لِیْ بِھَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَاجْعَلْھَا لِیْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَضَعْ بِھَا عَنِّیْ وِزْرًا وَّاقْبَلْھَا مِنِّیْ كَمَا قَبِلْتَھَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ۔ اے اللہ میرے لیے اس کا اجر لکھ لے اے اللہ اسے میرے لیے اپنے پاس ذخیرہ بنا' مجھ سے میرے گناہ مٹا اور یہ مجھ سے قبول فرما جیسے تو نے اپنے بندے داؤد سے قبول فرما لیا تھا' ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ کھڑے ہوئے اور یہی آیت پڑھ کر سجدہ کیا اور یہی دعا سجدے میں پڑھی (ابن ماجہ' ت)۔

حضرت داؤدؑ کو قرب و بلند مقام کی بشارت: (۲۵) یعنی قیامت کے دن حضرت داؤدؑ کو اللہ کا خاص قرب اور عدل و توبہ کی وجہ سے جنت میں بلند مقام نصیب ہوگا' ایک صحیح حدیث میں ہے کہ انصاف پسند اللہ کی سیدھی طرف نور کے منبروں پر ہوں گے' اور رحمان کے دونوں ہاتھ سیدھے ہیں یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے گھر والوں اور ماتحتوں میں انصاف کیا کرتے تھے (۲) قیامت کے

دن اللہ کے محبوب اور اس سے قریب انصاف پسند خلفاء ہوں گے اور اس روز اللہ کے دشمن اور اس کے عذاب میں گرفتار ظالم بادشاہ ہوں گے (ت)۔

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾

''اے داؤد! ہم نے تمہیں ملک کا بادشاہ بنایا' لہٰذا لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرو' ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی یقیناً جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لیے اس لیے سخت عذاب ہیں کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے تھے''۔

حکام وسلاطین کو وصیت: (۲۶) اللہ حکام وسلاطین کو وصیت فرما رہا ہے کہ لوگوں میں اس حق سے فیصلہ کریں جو اللہ کے پاس سے اترا ہے' یعنی کتاب وسنت سے اور ان سے انچ بھر نہ ہٹیں ورنہ اللہ کی راہ سے بھٹک جائیں گے' اللہ نے اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو اور حساب بھول جانے والوں کو سخت دھمکی اور سخت عذاب کا ڈراوا دیا ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾

''ہم نے زمین وآسمان کو اور ان کی درمیانی چیزوں کو بیکار پیدا نہیں کیا یہ کافروں ہی کا خیال ہے کافروں کے لیے آگ میں ویل ہے' کیا ہم ایمان والوں کو اور نیک عمل والوں کو دنیا کے غنڈوں کی طرح کر دیں گے یا کیا ہم پرہیزگاروں کو نافرمانوں کی طرح کر دیں گے؟ یہ برکت والی کتاب ہم نے آپ پر اتاری ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ عقل والے اس سے نصیحت قبول کریں''۔

دنیا پیدا کرنے کی ایک حکمت ہے: (۲۷) یعنی اللہ نے مخلوق کسی حکمت ہی سے پیدا کی ہے اس نے لوگ اپنی عبادت اور توحید کے لیے پیدا کیے' پھر قیامت کے دن ہم سب کو جمع کر کے فرماں برداروں کو ثواب اور نافرمانوں کو عذاب دے گا' پھر فرمایا یہ تو ان کافروں کا گمان ہے جو زندگی بعد الموت اور قیامت کے قائل نہیں اور کہتے ہیں کہ دنیا کا سلسلہ ہمیشہ ہمیش کے لیے قائم ہے ان کے لیے جہنم کی آگ تیار ہے' جس میں ایک کنواں ہے' جس کو ویل کے نام سے پکارتے ہیں یہ کافر قیامت کے دن اسی میں جھونکے جائیں گے۔

قیامت کی کیوں ضرورت ہے: (۲۸) یعنی ہماری حکمت وعدالت کا تقاضا ہے کہ قیامت کے دن فرماں برداروں اور نافرمانوں میں برابری نہ ہو جب یہ بات ہے تو چونکہ دنیا میں اکثر باتوں میں برابری ہے بلکہ نافرمانوں کے پاس دنیا زیادہ ہے اس لیے ایک ایسے گھر کی ضرورت ہے جہاں یہ مساوات قائم نہ رہے اور دونوں کے درمیان فرق کر دیا جائے فرماں برداروں کو نعمتوں والی بہاروں میں رکھا جائے اور نافرمانوں کو شعلے مارنے والی آگ میں اس سے فطرت سلیمہ اور عقل مستقیم نے اس بات کا اشارا پایا کہ زندگی بعد الموت کا اور جزاء کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ جو ظالم و باغی ہوتا ہے اس کے پاس مال و دولت کی فراوانی عیش وعشرت کی ارزانی اور اولاد کی کثرت ہوتی ہے انہی نعمتوں اور بہاروں میں یہ شخص مر جاتا ہے اور فرماں بردار اللہ والے دنیا میں تکالیف ومصائب سے دوچار رہتے ہیں اور تنگی ترشی اور فاقہ مستی کی حالت میں دنیا کو چھوڑ دیتے ہیں لہذا حکمت وعلم والے اللہ کی حکمت وعلم اور عدل والے رحمان کے (جو کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا)۔ انصاف کا یہ تقاضا ہے کہ اس کو فرماں برداری کا اور اس کو نافرمانی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے چونکہ یہ جزاء دنیا میں مرتب نہیں ہوتی اس لیے ایک ایسے گھر کا ہونا ضروری ہے جہاں ہر ایک کو اس کے عملوں کا پورا پورا بدلہ عدل وانصاف سے دیا جائے وہ گھر آخرت ہے جس کو دار الجزاء کہا جاتا ہے اور یہ دنیا دار العمل ہے دنیا میں جو جنس بوئی جائے گی آخرت میں وہی کاٹ لی جائے گی چونکہ قرآن اغراض صحیحہ اور مقاصد عظیمہ کی طرف ہدایت فرماتا ہے اسی لیے حق تعالیٰ نے آنے والی آیت یعنی آیت (۲۹) میں فرمایا کہ:

قرآن کا مقصد اسلامی زندگی بنانا ہے: (۲۹) یہ برکت والی کتاب ہم نے آپ پر اتاری تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور و فکر کریں اور ارباب دانش اس کی نصیحتوں سے فائدہ اٹھائیں۔

وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾ۙ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ وقفة رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾

''ہم نے داؤد کو سلیمان بخشا وہ کیسے اچھے بندے تھے واقعی بڑے جھکنے والے تھے جب تیسرے پہر ان کے سامنے ایک پاؤں اٹھائے ہوئے عمدہ گھوڑے پیش کیے گئے تو انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے رب کے ذکر پر مال کی محبت کو ترجیح دی یہاں تک کہ سورج پردہ میں چلا گیا انہیں میرے پاس لاؤ آخر ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے''۔

سلیمانؑ بن داؤدؑ کا بیان: (۳۰) اللہ نے حضرت داؤدؑ کو سلیمانؑ جیسا بیٹا عطا فرمایا جو نبی بھی ہوئے اور بادشاہ بھی فرمایا وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ الخ (نمل ۲۷/ ۱۶) سلیمانؑ داؤدؑ کے وارث ہوئے یعنی ورثہ نبوت کے ورنہ داؤدؑ کے اور بھی بیٹے تھے جو ورثے کے حق دار تھے سلیمانؑ کی کیا خصوصیت تھی آپ کی سو بیگمات تھیں۔

سلیمانؑ کی عہد حکومت کا ایک واقعہ: (۳۱و۳۲) حضرت سلیمانؑ کے عہد حکومت میں آپ کے معائنہ کے لیے تیسرے پہر کو ایک پاؤں اٹھائے ہوئے عمدہ گھوڑے پیش کیے گئے۔ صافنة اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو تین پیروں پر اور چوتھے پاؤں کے ایک کنارے پر کھڑا ہوتا ہے جیاد یعنی تیز رفتار گھوڑے یہ بیس گھوڑے تھے جن کے پر تھے یا بیس ہزار تھے ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ

جنگ تبوک یا خیبر سے واپس تشریف لائے عائشہ فرماتی ہیں میری گڑیوں کے طاق پر پردہ پڑا ہوا تھا ہوا جو چلی تو پردہ اڑ گیا اور گڑیاں کھل گئیں پوچھا یہ کیا ہے بولیں میری گڑیاں ان میں چیتھڑوں کا ایک پردار گھوڑا بھی تھا' پوچھا یہ کیا ہے؟ بولیں یہ گھوڑا ہے پوچھا یہ اس پر کیا لگا ہوا ہے' بولیں پر ہیں فرمایا کہیں گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہیں' بولیں آپ کو معلوم نہیں حضرت سلیمانؑ کے پروں والے بھی گھوڑے تھے یہ سن کر آپ ہنس پڑے کہتے ہیں کہ آپ گھوڑوں کا معائنہ کر رہے تھے اسی میں عصر کا وقت جاتا رہا' آپ نے ایسا جان بوجھ کر نہیں کیا بلکہ بھول گئے رسول اللہ ﷺ بھی خندق کے موقعہ پر لڑائی کی وجہ سے عصر کی نماز نہ پڑھ سکے تھے پھر غروب کے بعد پڑھی تھی' خندق کے موقعہ پر عمرؓ کافروں کو کہہ سن رہے تھے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں عصر کی نماز نہ پڑھ سکا اور سورج ڈوبنے لگا' فرمایا اللہ کی قسم میں نے بھی نماز نہیں پڑھی ہے' چنانچہ آپ وہاں سے ہٹ کر میدان میں آئے سب نے وضو کیا' پھر سورج ڈوب جانے کے بعد پہلے آپ نے عصر کی نماز پڑھائی پھر مغرب کی (ق)۔

مسح سوق واعناق کی تفسیر: (۳۳) ابن عباسؓ نے کہا کہ آپ ان کی پیشانیوں اور ٹانگوں پر ہاتھ پھیرنے لگے' ابن جریر کہتے ہیں کہ یہی قول صحیح ہے قتل کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ بلا وجہ کسی جان کو مار ڈالنا اور اللہ کا مال ضائع کرنا محض اس بنا پر کہ ان کے معائنہ سے نماز جاتی رہی روا نہیں' اور اس طرح بے گناہوں کا قتل جائز نہیں ہاں یہ ممکن ہے ان کے شرع میں یہ چیز جائز ہو' خصوصاً اس صورت میں کہ آپ نے اللہ کے لئے ایسا کیا تھا اسی لئے اللہ نے آپ کو گھوڑوں سے بہتر سواری عطا فرما دی' یعنی ہوا کو آپ کا تابعدار بنا دیا جو آپ کو آسانی سے جہاں چاہتے لے جاتی تھی آپ صبح و شام ایک ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتے تھے' ظاہر ہے کہ یہ سواری گھوڑوں سے تیز اور بہتر ہے (آج ہوائی جہاز کا زمانہ ہے کہ انسان فضا میں پرواز کر کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتا ہے مگر اس زمانے میں ہوائی جہاز نہ تھے یہ حضرت سلیمان کا معجزہ تھا کہ آپ فضائی سفر کیا کرتے تھے)۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ
اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾
فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَالشَّيٰطِيْنَ
كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَآؤُنَا
فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ ع

''دیکھو ہم نے سلیمانؑ کو آزمایا اور ان کی کرسی پر ایک بدن ڈال دیا' پھر انہوں نے حق کی طرف رجوع کیا دعا مانگی کہ اے رب مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی کو نصیب نہ ہو' یقیناً تو ہی بڑی بخشش والا ہے پھر ہم نے آپ کے تابع ہوا بنا دی جو آپ کے حکم سے جہاں آپ پہنچنا چاہتے آسانی سے لے جاتی تھی اور ہر شیطان کو بھی جو عمارت بنانے والے اور دریاؤں میں غوطہ لگانے والے تھے اور طرح طرح کے جکڑے ہوئے شیطان بھی آپ کے تابع بنا دیئے' یہ ہے ہماری بلا حساب بخشش خواہ آپ بخشیں یا روک لیں' بلا شبہ ہمارے پاس ان کا نزدیک والا مرتبہ اور لوٹ کر آنے کی بہترین جگہ ہے''۔

سلیمانؑ کی آزمائش: (۳۴) یعنی ہم نے سلیمانؑ کو حکومت و ملک دے کر آزمایا' اور ہم نے آپ کی کرسی پر ایک بے جان جسم ڈال دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے اپنی ساری بیویوں سے صحبت کی اور کہا کہ سب حاملہ ہوں گی اور سب سے لڑکے پیدا ہوں گے جو مجاہد بنیں گے لیکن انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ بس ایک ہی عورت حاملہ ہوئی اور وہ بھی حمل ساقط ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر انشاء اللہ کہہ لیتے تو ساری بیویوں سے لڑکے پیدا ہوتے۔ (قا)

بے نظیر بادشاہت کی دعا: (۳۵) حضرت سلیمانؑ نے دعا مانگی اے رب مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما جو کسی کو لائق نہ ہو مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو قیامت تک بھی کسی کو نصیب نہ ہو' متن آیت بھی یہی چاہتا ہے اور احادیث سے بھی اسی کا ثبوت ملتا ہے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کل رات ایک دیو اچانک مجھ پر ٹوٹ پڑا' تا کہ میری نماز توڑ دے' پھر حق تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت عطا فرمادی' میں نے اسے مسجد کے ایک تھم سے باندھنا چاہا کہ تم صبح کو اٹھ کر اسے دیکھ لو' پھر مجھے اپنے بھائی سلیمانؑ کا قول یاد آیا کہ اے رب میرے گناہ معاف فرما اور مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو روحؒ نے کہا پھر آپ نے اسے ذلیل وخوار کر کے لوٹا دیا (قن)۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے' میں نے آپ سے سنا آپ فرما رہے تھے تجھ سے اللہ کی پناہ' پھر آپ نے تین بار فرمایا تجھ پر اللہ کی لعنت ہو' اور آپ نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا' جیسے کوئی چیز پکڑنا چاہتے ہوں' پھر جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو ہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم نے آپ کو نماز میں کچھ کہتے ہوئے سنا جو اس سے پہلے آپ نہیں کہا کرتے تھے اور آپ کو ہاتھ پھیلاتے ہوئے بھی دیکھا' فرمایا اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا شعلہ لے کر آیا تا کہ اسے میرے منہ پر مارے میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ پڑھنے لگا میں نے تین بار یہی دعا پڑھی' پھر تین دفعہ اَلْعَنُکَ بِلَعْنَةِ اللّٰہِ التَّامَّةِ بھی' لیکن پھر بھی وہ پیچھے نہیں ہٹا' پھر میں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا' اللہ کی قسم اگر میرے بھائی سلیمانؑ کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح تک بندھا رہتا اور اس سے مدینے کے بچے کھیلتے۔

(۳۶) ہم نے ہوا ان کے تابع بنادی جو ان کے اشاروں پر چلتی تھی' اور جہاں چاہتے نہایت آرام سے پہنچادیتی تھی۔

جنوں کے مختلف کام: (۳۷) بعض دیو حیرت انگیز عمارتیں بناتے ہیں مسجدیں' مجسمے' حوضوں کی طرح بڑے بڑے لگن اور بڑی بڑی دیگیں جو ناقابل انتقال ہوں بنا کر حیرت میں ڈال دیتے ہیں اور ایسے ایسے بھاری کام کرتے ہیں جو انسانی طاقت سے باہر ہیں' جنوں کی ایک جماعت غوطہ خور ہے جو دریا سے موتی' جواہرات اور قیمتی چیزیں برآمد کرتی ہے جو دریا ہی میں پائی جاتی ہیں اور دیگر طرح طرح کے جن زنجیروں بیڑیوں اور طوقوں میں جکڑے ہوئے ہیں جو سرکش و نافرمان ہیں اور کام کر کے نہیں دیتے یا کام میں گڑبڑ کرتے ہیں۔

بے نظیر سلطنت کی منظوری: (۳۹٬۳۸) یعنی تمہاری خواہش کے مطابق یہ انوکھی بادشاہت اور عجیب وغریب سلطنت ہم نے تمہیں عطا کر دی تم جسے چاہو دو اور جسے چاہو نہ دو' جو چاہو کرو یا نہ کرو تمہارے لیے جائز اور جو فیصلہ کرو ٹھیک ہے تم سے کوئی حساب لینے والا نہیں' جب رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا گیا کہ اگر آپ عبدیت و رسالت چاہیں (کہ اللہ کے حکم کے مطابق احکام بجالائیں اور لوگوں میں اللہ کے حکم کے مطابق دین بانٹ دیں) تو وہ آپ کو مل جائے اور اگر بادشاہت و رسالت چاہیں جسے چاہیں دیں جس سے چاہیں روک لیں اور کوئی باز پرس نہ ہو تو وہ مل جائے' آپ نے اس بارے میں جبرئیلؑ سے مشورہ فرمایا' انہوں نے اللہ کی

تواضع کا مشورہ دیا' چنانچہ آپ نے عبدیت و رسالت کو پسند فرمایا کیونکہ یہ مقام اللہ کے نزدیک آخرت میں سب سے زیادہ جلیل القدر اور اونچا ہے' اگر چہ نبوت و سلطنت بھی دنیا اور آخرت میں عظیم ہے' اسی وجہ سے جب اللہ نے سلیمانؑ کو دنیا میں ایک انوکھی سلطنت عطا فرمائی تو یہ بھی بتادیا کہ آپ قیامت کے دن آخرت میں بھی اللہ کے نزدیک بڑے حصے والے ہیں۔

(۴۰) یعنی آپ ہم سے زیادہ قریب ہیں اور آپ کے لوٹنے کی جگہ بہترین ہے' یعنی آپ دنیا اور آخرت میں اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ؕ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾

''آپ ہمارے بندے ایوب کو یاد کریں' جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھے رنج و آزار پہنچایا ہے (تو ہم نے کہا) اپنا پاؤں مارو یہ نہانے کی ٹھنڈی جگہ ہے' اور پینے کو پانی بھی' ہم نے اپنی رحمت سے انہیں ان کے اہل و عیال اور ان کی مانند اور بھی عطا فرمائے' یہ نصیحت ہے عقل والوں کے لیے' ہاتھ میں جھاڑو لے کر اس سے مارو اور اپنی قسم نہ توڑو' واقعی ہم نے انہیں صبر و شکر والا پایا وہ کیسے اچھے بندے تھے' اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے''۔

حضرت ایوبؑ کا بیان: (۴۱ و ۴۲) اس آیت میں ایوب علیہ السلام کی تعریف ہے کہ آپ کیسے جاں نثار بندے تھے اللہ نے آپ کو جسمانی بیماری میں مبتلا کر کے مال و جائداد تباہ کر کے اور اولاد کو مار کر طرح طرح سے آزمایا' آپ کے جسم مبارک میں ایک سوئی کے ناکہ کی برابر بھی تندرست جگہ باقی نہ رہی تھی البتہ دل محفوظ تھا' پیسہ پاس نہ رہا جس سے بیماری کی طرف توجہ کی جاتی۔ اس حالت میں کوئی قریبی رشتے دار بھی آپ کی امداد و اعانت کے لیے باقی نہ رہا' ہاں آپ کی نیک صالح اور ایمان دار رفیقہ حیات نے اس بیچارگی کی حالت میں بھی آپ کا ساتھ دیا' آپ لوگوں کی خدمت کر کے خود بھی اپنا پیٹ پالتیں اور اپنے شوہر کی بھی خدمت بجا لاتیں اور ہر طرح سے خبر گیری رکھتیں' اس سے پہلے یہ حال تھا کہ مال کی ریل پیل تھی' اولاد کی کثرت تھی' فراغت اور عیش و عشرت میں زندگی بسر ہو رہی تھی' قسمت سے یہ تنگی کے دن بھی دیکھنے پڑے' جن کے یہاں نوکر چاکر لگے رہتے تھے وہ اب خود دوسروں کی خدمت کر کے نان شبینہ پر گزارا کر رہی ہیں' مال و دولت کی فراوانی اور عیش و عشرت کی ارزانی' دیکھتے ہی دیکھتے ہوا ہو گئی پھر بیمار پڑے تو ایسے پڑے کہ ایک دو دن نہیں' سال دو سال نہیں پورے اٹھارہ سال کی طویل مدت گزر گئی' جسم چھلنی ہو گیا' لوگ گھن کرنے لگے' اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپ کو شہر سے باہر ایک گندی جگہ ڈال دیا گیا' اپنے پرائے آئے گئے' آس پاس والے اور دوست آشنا سب ہی نے منہ پھیر لیا' کام آئی تو رفیقہ حیات اور ساتھ دیا تو عمر بھر کے ساتھی نے جو آپ کی دل و جان سے خدمت کرتیں آپ کو کسی وقت چھوڑنا پسند نہیں کرتیں' البتہ مزدوری کے اوقات میں سینہ پر پتھر رکھ کر بادل ناخواستہ چھوڑ کر جاتیں' جب تک جدا

رہتیں دل اپنے محبوب شوہر ہی میں پڑا رہتا' چھوٹتے ہی روزی دوڑی دوڑی آتیں اور خدمت میں مصروف ہو جاتیں' جب بیماری نے عمر کی اٹھارہ بہاریں لوٹ لیں سر سے پانی اتر گیا اور بیماری ٹس سے مس نہیں ہوئی آخر اللہ کا فضل ہوا تقدیر کی تحریر سامنے آئی' صحت کے لیے موت آئی ہے اور شفا کے لیے چشمے جاری ہوئے۔ آپ کی دکھ بھری زبان سے انتہائی خلوص و عاجزی سے بے ساختہ یہ کلمے نکلے کہ اے اللہ مجھے بیماری نے گھیر لیا تو سب سے زیادہ رحیم و شفیق ہے اے اللہ مجھے شیطان نے دکھ اور آزار پہنچایا ہے' مال برباد ہوا' اولاد تباہ ہوئی اور جسم چھلنی ہوا اے رب مجھ پر رحم فرما اور مجھے شفا عطا فرما' دعا قبول ہوئی' اجابت کا در کھلا' آسمان سے فرشتہ اترا اور اس نے کہا اے صبر و شکر والے بیمار اٹھ ایڑی زمین پر مار' جوں ہی اس لاغر و نحیف بیمار نے زمین پر اپنی کمزور و ناتواں ایڑی ماری اللہ نے اس جگہ ایک چشمہ جاری فرما دیا جس کا صاف و شفاف پانی اکسیر بے نظیر اور تریاق فاروق ثابت ہوا' فرشتے نے کہا اس پانی سے نہاؤ' نہاتے ہی تمام جسمانی روگ ڈھل کر بدن کندن بن گیا' فرشتے نے کہا اب یہاں سے ہٹ کر دوسری جگہ ایڑی مارو حکم بجا لائے' دوسرا چشمہ جاری ہوا فرشتے نے کہا اس کا پانی پیو پانی پیا پانی کیا تھا اکسیر اعظم تھا' پیتے ہی تمام اندرونی اعضا دھل گئے اور ظاہری باطنی مکمل شفا ہو گئی۔

صبر کا اجر: (۴۳) اللہ نے آپ کی تمام اولاد زندہ فرما دی اور اتنے ہی اور بچے دے دیئے۔ اور پھر پہلے سے بھی زیادہ خوش حالی و عیش و عشرت کا دور آ گیا۔

بیوی کو سو کوڑے مارنے کی قسم کھالی: (۴۴) ایک دفعہ آپ بیوی سے ناراض ہو گئے تھے کہتے ہیں کہ ایک دن آپ نے اپنے بالوں کی ایک لٹ فروخت کر کے کھانا مہیا کیا تھا' جب ایوبؑ کو یہ بات معلوم ہوئی تو ناراض ہو گئے اور قسم کھالی کہ جب اللہ انہیں تندرست فرما دے گا تو سو کوڑے ماریں گے' پھر جب آپ تندرست ہو گئے تو ایسی ہمدرد و غمگسار ساتھی کے ساتھ مار دھاڑ کا سلوک نامناسب تھا اور وہ تھیں بھی بے قصور' چونکہ آپ نے قسم کھائی تھی اس لیے اللہ نے یہ ترکیب بتائی کہ ایک جھاڑو جس میں سو تنکے ہوں لے کر مار دیں' قسم بھی پوری ہو جائے گی اور چوٹ بھی نہیں آئے گی' اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے بچاؤ کی کوئی نہ کوئی صورت پیدا ہو ہی جاتی ہے' اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ ہم نے انہیں صبر و شکر والا پایا' آپ نہایت ہی اچھے بندے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے فرمایا وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا الخ (طلاق ۶۵/ ۲'۳) جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے' اللہ اس کے بچاؤ کی راہ نکال دیتا ہے اور ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے وہم و گمان بھی نہ ہو اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اسے کافی ہوتا ہے اور اللہ اس کے کام بنا دیتا ہے' اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر فرما دیا ہے۔

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ۝۴۵ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ
بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝۴۶ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝۴۷
وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ۝۴۸ هٰذَا
ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝۴۹ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ

الْاَبْوَابُ ۝٥٠ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝٥١ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝٥٢ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝٥٣ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝٥٤

''ہمارے بندوں ابراہیمؑ' اسحاقؑ' اور یعقوبؑ کو یاد کرو جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے' یقیناً ہم نے انہیں ایک خاص خوبی سے جو آخرت کی یاد ہے مخصوص فرمایا تھا' واقعی یہ ہمارے نزدیک بہترین چنے ہوئے لوگوں میں سے ہیں' اسمٰعیلؑ کو الیسعؑ اور ذوالکفل کو یاد کر ہر ایک چنے ہوئے نبیوں میں سے ہے' یہ ہے نصیحت۔ یقین مانو پرہیزگاروں کے لیے بہترین لوٹنے کی جگہ ہے ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں' جن کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوئے ہیں' یہ وہاں ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے' یہ بہت سے میوے اور پینے کی چیزیں وہاں منگا لیں گے اور ان کے پاس ہم عمر پست نگاہ رکھنے والی حوریں ہوں گی' یہ ہے جس کا حساب کے دن تم سے وعدہ تھا دیکھو یہ ہے ہماری روزی جس کو فنا نہیں''۔

عبادت گزار انبیاء کا بیان: (۴۵) نیک بندوں اور عبادت گزار انبیاء کا بیان ہے اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ سے نیک عمل والے مفید علم والے' عبادت میں چست' کامل بصیرت رکھنے والے' قوت والے' دینی سمجھ بوجھ رکھنے والے' حق والی نگاہ رکھنے والے اور نیکیوں میں سبقت کرنے والے مراد ہیں۔

(۴۶) یعنی لوگوں کو آخرت یاد دلاتے ہیں اور خود بھی آخرت کے لیے عمل کرتے ہیں' ان کو آخرت کے سوا اور کوئی فکر ہی نہیں' اور دنیا والوں کو آخرت کے بنانے والے عملوں کا شوق دلاتے ہیں' اللہ نے ان کے دلوں سے دنیا کی محبت و عزت نکال دی ہے اور آخرت کی محبت و عظمت عطا فرما دی ہے اور خصوصیت سے انہیں آخرت کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔

(۴۷' ۴۸) یعنی یہ اللہ کے ولی بہترین اور چنے ہوئے ہیں سورہ انبیاء میں ان انبیاء کے واقعات مفصل گزر چکے'

(۴۹) یعنی یہ ایسی فضیلت ہے جس میں نصیحت ماننے والے کے لیے نصیحت ہے۔

خوش نصیبوں کا بیان: ان آیتوں میں خوش نصیبوں کا بیان ہے کہ ان کے لیے لوٹنے کی جگہ بہترین ہے اور وہاں ان کے لیے بڑی بڑی بہاریں ہیں' آخرت کے گھر ہی میں سب لوٹ کر جانے والے ہیں' فرماں برداروں کے لیے وہاں جو جو نعمتیں ہیں' ان کا اگلی آیت میں بیان ہے (۵۰) یعنی ہمیشہ رہنے والی سدا بہار جنتوں کی بہاریں جن کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوئے ہیں یعنی جب یہ وہاں پہنچیں گے تو جنتوں کے دروازے ان کے لیے کھل جائیں گے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک قصر ہے جس کو عدن کہا جاتا ہے اس کے چاروں طرف برج ہی برج اور باغ ہی باغ ہیں' اس کے پانچ ہزار پھاٹک ہیں ہر دروازے پر پانچ ہزار چادریں ہیں' اس میں بجز نبی یا صدیق یا شہید یا منصف بادشاہ کے کوئی اور نہیں جائے گا' آٹھوں جنتوں کے بارے میں بہت سی حدیثیں متعدد سندوں سے آئی ہیں۔

(۵۱) یعنی آرام سے چار زانو تختوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے ہوں گے جو طلب کریں گے موجود ہوگا اور ارادہ کرتے ہی حاضر کر دیا جائے گا' جس قسم کی شراب چاہیں گے فوراً اس کو گل اندام وگل فام خدام آبخوروں' لوٹوں' جگوں اور جاموں میں بھر کر

پیش کر دیں گے۔

(۵۲) ان کے پاس وہ حوریں ہوں گی جو اپنے شوہروں کے سوا کسی کو نگاہ غلط انداز سے بھی نہیں دیکھتیں، یہ نہایت پاک دامن و عصمت مآب حوروں کی رفاقت میں ہوں گے جو ہم عمر ہوں گی۔

(۵۳) یہ جو ہم نے جنت کے اوصاف بیان کیے یہ وہ جنت ہے جس کا حق تعالیٰ نے اپنے نیک و پرہیزگار بندوں سے وعدہ کیا ہے جو اس میں زندگی بعد الموت کے بعد قبروں سے اٹھ کر جائیں گے اور بہاریں لوٹیں گے اور جہنم کی آنچ سے محفوظ رہیں گے۔

جنتوں کا بیان: (۵۴) جنت کے بارے میں بتایا جا رہا ہے کہ نہ جنت خالی ہوگی نہ اس کی نعمتوں کو زوال ہوگا نہ اس کی بہاریں کبھی ختم ہوں گی اور نہ ان کی حد و انتہاء ہے کیونکہ فرمایا کہ یہ ہمارا رزق ہے جس کو زوال و انقطاع نہیں فرمایا مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ الخ (نحل ۱۶/ ۹۶) تمہارے پاس والی چیزیں فنا ہو جائیں گی اور اللہ کے پاس والی چیزوں کو بقاء دوام ہے (۲) عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ الخ (ھود ۱۱/ ۱۰۸) اس کی بخشش ناقابل انقطاع ہے (۳) لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ الخ (انشقاق ۸۴/ ۲۵) انہی کے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے (۴) اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا الخ (رعد ۱۳/ ۳۵) اس کے پھل اور سایہ دائمی ہے۔

هٰذَا ؕ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۫ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿۶۱﴾ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ ع

''بات یہی ہے اور سرکشوں کے لیے بدترین لوٹنے کی جگہ ہے یعنی جہنم جس میں وہ داخل ہوں گے جو بدترین بچھونا ہے' یہ ہے عذاب اس کو چکھو یعنی گرم گرم پانی اور پیپ کو اور دیگر طرح طرح کے اسی قسم کے عذابوں کو' ایک جماعت ہے جو تمہارے ساتھ جہنم میں جا رہی ہے ان پر اللہ کی مار ہو یہ بھی آگ ہی میں داخل ہو رہے ہیں' یہ کہیں گے بلکہ تم پر اللہ کی مار ہو تمہیں تو اسے ہمارے لیے لائے' یہ تو بدترین ٹھکانہ ہے' کہیں گے اے ہمارے رب جو اسے ہمارے واسطے لایا اسے جہنم میں دگنا عذاب دے اور کہیں گے ہمیں کیا ہو گیا ہم ان کو نہیں دیکھ رہے جن کو شریر سمجھا کرتے تھے کیا ہم نے انہیں مذاق میں اڑایا تھا یا ان سے ہماری نگاہیں چکرا رہی ہیں' یقیناً یہ سچی بات ہے یعنی دوزخ والوں کا جھگڑا''۔

بدنصیبوں کا بیان: (۵۵) خوش نصیبوں کا ذکر فرما کر بدنصیبوں کا ذکر فرمایا کہ زندگی بعد الموت کے بعد ان کا کہاں ٹھکانا ہوگا کس کس عذاب کا شکار ہوں گے اور کیسے کیسے حساب لیا جائے گا یعنی ایسے بدبختوں کا ٹھکانہ جہنم ہے کیونکہ یہ دنیا میں اللہ کی نافرمانیاں

اور رسول وقت سے ہٹ دھرمیاں کیا کرتے تھے اور انہیں اللہ کی اطاعت سے نفرت اور رسول کی مخالفت میں لذت آتی تھی۔

(۵۶) یعنی آخرت میں ایسے سرکشوں کے رہنے کی جگہ جہنم ہے جس کے شعلے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیں گے' ان کے اوپر نیچے اور دائیں بائیں ہر طرف آگ ہی آگ ہوگی۔

(۵۷) یعنی حمیم انتہائی کھولتا ہوا پانی اور غساق بے حد سردو بدبودار پانی۔

(۵۸) یعنی اس طرح کی اور طرح طرح کی چیزوں سے اور ان کی ضدوں سے انہیں سزا دی جائے گی' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اگر غساق کا ایک ڈول دنیا میں الٹ دیا جائے تو دنیا والے سڑ جائیں (ا ت)۔

جہنمیوں کا جہنم میں جھگڑا: (۵۹) یعنی دوزخی بعض بعض پر ملامت کریں گے دوسری جگہ فرمایا كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا الخ (اعراف ۷/ ۳۸) جب ایک جماعت دوزخ میں داخل ہوگی تو دوزخی بجائے سلام کے اس پر لعنت کریں گے اور ایک دوسرے کو جھوٹا اور نمک حرام بتائے گا' پچھلی جماعت معہ جہنم کے حکام کے نئی آنے والی جماعت سے کہے گی ارے کم بختو تم پر اللہ کی مار ہو تم بھی ہمارے ساتھ جہنم میں آ گئے اور اللہ کی رحمت سے دور ہو گئے' کیونکہ جہنم اور اس کے عذاب اللہ کے قہر کا نمونہ ہیں۔

(۶۰'۶۳) آنے والے ان پچھلوں سے کہیں گے بلکہ تم پر اللہ کی مار پڑے خبیثو تمہی نے تو ہمیں اس بدترین جگہ لا جھونکا' تمہاری باتیں ماننے ہی سے تو ہمارا یہ برا انجام ہوا اور ہمیں یہ بدترین ٹھکانہ ملا' یہ آنے والے اللہ سے دعا مانگیں گے کہ اے اللہ جنہوں نے ہمیں جہنم کی دعوت دی تھی انہیں جہنم کا دگنا عذاب دے' دوسری جگہ فرمایا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ الخ (اعراف ۷/ ۳۸) پچھلے پہلوں سے کہیں گے اے رب انہی نے ہمیں گمراہ کیا تھا انہیں دگنا عذاب دے' اللہ فرمائے گا کہ ہر ایک کے لیے عذاب دگنا ہے (یعنی اسے کافی ہے) لیکن تم جانتے نہیں' کہیں گے ہم دنیا میں جن کو برا اور فتنہ پرواز سمجھتے تھے کیا بات ہے انہیں دوزخ میں نہیں دیکھتے' مثلاً ابوجہل کہے گا میں بلال ؓ کو' عمار ؓ کو صہیب ؓ کو اور فلاں فلاں کو دوزخ میں نہیں دیکھتا ہم جن کا دنیا میں مذاق اڑایا کرتے تھے وہ کہاں ہیں ہم انہیں اپنے ساتھ دوزخ میں کیوں نہیں دیکھتے کیا وہ دوزخ میں ہیں اور ہماری ان سے نگاہ چوک گئی ہے' ناممکن بات فرض کر کے دل کو تسلی دے لیں گے پھر انہیں جنت میں دیکھ کر پہچان جائیں گے۔ کہ وہ تو جنت کے بلند و بالا بالا خانوں میں موج اڑا رہے ہیں فرمایا وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ الخ (اعراف ۷/۴۴) جنت والے دوزخ والوں کو آواز دے کر کہیں گے کہ ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ فرمایا تھا ہم نے تو اسے سچا پا لیا کیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدے کو سچا پایا؟ وہ کہیں گے ہاں پھر ان کے درمیان ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔

(۶۴) اے پیارے نبی یہ جو ہم نے دوزخیوں کے جھگڑنے کی اور ایک دوسرے پر لعنت کرنے کی خبر دی ہے قطعی سچی بات ہے جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ﴿۶۷﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ
مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾ اِنْ

یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۷۰﴾

''آپ فرما دیں میں تو صرف ڈرانے والا ہوں' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے' سب پر قادر ہے آسمان وزمین کا اوران کی درمیانی مخلوق کا رب ہے سب پر غالب ہے اور بڑا فیاض ہے' آپ فرما دیں کہ وہ ایک بڑی خبر ہے تم اس سے منہ پھیر رہے ہو' میرے پاس فرشتوں کی باتوں کا علم نہ تھا مجھ پر صرف یہی وحی کی جاتی ہے کہ میں ایک ظاہر ڈرا دینے والا ہوں''۔

رحمتِ عالم ﷺ صرف رسول ہیں: (۶۵) یعنی آپ کافروں' مشرکوں اور رسولوں کو نہ ماننے والوں سے فرما دیں کہ میں تو صرف ایک ڈرانے والا ہوں۔ اور اللہ کا رسول ہوں۔

اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں: ایسا نہیں ہوں جیسا کہ تمہارا گمان ہے' اللہ کے سوا کوئی بھی حقدار عبادت نہیں وہ ہر چیز پر قادر ہے' اور ہر چیز اس کے غلبہ واقتدار میں ہے۔

(۶۶) وہ تمام کائنات (علوی اور سفلی) کا رب ہے' جس میں اسے ہر طرح کا تصرف واختیار حاصل ہے اور انتہائی عزت وعظمت کے باوجود بڑا ہی بخشنے والا ہے۔

میں اللہ کا رسول ہوں: (۶۷ تا ۷۰) آپ فرما دیں کہ یہ ایک بڑی شان وعظمت والی خبر ہے کہ اللہ نے مجھے تمہاری رہنمائی کے لیے رسول بنا کر بھیجا مگر افسوس تم اس سے منہ پھیر رہے ہو اور غافل ہو اگر میرے پاس وحی نہ آتی ہوتی تو مجھے کہاں سے خبر ہوتی کہ حضرت آدم کے بارے میں فرشتے جھگڑ رہے ہیں' ابلیس آپ کو سجدہ نہیں کرتا اور آدم پر اپنی فضیلت کا رب کے سامنے اظہار کرتا ہے ایک دفعہ صبح کی نماز میں دیر ہوگئی' سورج نکلنے کے قریب تھا کہ اتنے میں آپ جلدی سے تشریف لائے' تکبیر کہی گئی' اور آپ نے مختصر نماز پڑھائی' سلام پھیر کر آپ نے حاضرین کو ٹھہر جانے کا حکم فرمایا پھر آپ نے ہم سے متوجہ ہو کر فرمایا۔

میں نے رات جتنا میرے مقدر میں تھا' تہجد پڑھا پھر نماز ہی میں اونگھنے لگا پھر میں بیدار ہونے تک سوتا رہا اسی اثناء میں نے رب العزت کو نہایت ہی پیاری صورت میں دیکھا' رب نے پوچھا محمد ﷺ جانتے ہو بڑے بڑے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں' میں نے کہا اے رب مجھے معلوم نہیں تین دفعہ پوچھا اور میں نے یہی جواب دیا پھر میں نے رب کو دیکھا کہ اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھ دیا' یہاں تک کہ اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی اور تمام چیزیں میرے سامنے روشن ہوگئیں اور میں نے پہچان لیا کہ کس بات میں فرشتے جھگڑ رہے ہیں پھر رب العزت نے پوچھا محمد ﷺ فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں میں نے کہا گناہوں کے کفاروں کے بارے میں پوچھا کفارے کیا ہیں میں نے کہا جماعت کے لیے چل کر مسجد میں جانا' نماز کے بعد مسجدوں میں کچھ دیر تک قیام کرنا اور اس وقت مکمل وضو کرنا جب ٹھنڈیا کسی اور وجہ سے وضو کو جی نہ چاہتا ہو' پوچھا درجات (وہ عمل جن سے انسان کے درجے بلند ہوں) کیا ہیں؟ میں نے کہا کھانا کھلانا میٹھی بات کرنا اور اس وقت نماز پڑھنا جب لوگ سو رہے ہوں یہ خواب ہے جس نے اس کو بیداری کا واقعہ بتایا غلطی کی۔

اِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ طِیۡنٍ ﴿۷۱﴾ فَاِذَا سَوَّیۡتُہٗ وَ نَفَخۡتُ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ فَقَعُوۡا لَہٗ سٰجِدِیۡنَ ﴿۷۲﴾ فَسَجَدَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّہُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّاۤ

اِبْلِيْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ
تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿٧٥﴾ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ
خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿٧٦﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿٧٧﴾ وَّاِنَّ
عَلَيْكَ لَعْنَتِيْۤ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٧٨﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿٧٩﴾ قَالَ
فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿٨٠﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿٨١﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ
اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٢﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٨٣﴾ قَالَ فَالْحَقُّ ؗ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿٨٤﴾
لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٥﴾

''جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے انسان بنانے والا ہوں' پھر جب میں اسے ٹھیک ٹھاک کر دوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے آگے سجدے میں گر جانا' چنانچہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ اس نے غرور کیا اور کافر ہو گیا پوچھا کہ اے ابلیس تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا کہ تو نے اسے سجدہ نہیں کیا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا کیا تو نے غرور کیا یا تو اس سے اونچا ہے بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے اور اسے مٹی سے بنایا' فرمایا نکل جا یہاں سے تو رحمت سے دور کر دیا گیا' اور قیامت تک تجھ پر میری لعنتیں پڑتی رہیں گی' بولا اے رب مجھے زندگی بعد الموت تک کے لیے ڈھیل دے دے' فرمایا ایک معلوم وقت تک تجھے ڈھیل دے دی گئی' بولا مجھے تیری عزت کی قسم میں سب کو گمراہ کروں گا؟ بجز تیرے منتخب بندوں کے فرمایا حق یہ ہے اور میں حق ہی کہتا ہوں کہ میں ضرور تجھ سے اور تیری پیروی کرنے والوں سے سب سے جہنم بھر دوں گا''۔

تخلیق آدمؑ کا واقعہ: (۷۱ تا ۸۳) حق تعالیٰ نے یہ واقعہ سورہ بقرہ میں' سورہ اعراف کے شروع میں' سورہ حجر میں' سورہ بنی اسرائیل میں' سورہ کہف میں اور یہاں بیان فرمایا واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کرنے سے پہلے فرشتوں کو خبردار کر دیا کہ میں لیسدار کھنکھناتی اور چکنی مٹی سے انسان بنانے والا ہوں اور حکم دے دیا کہ جب وہ تیار ہو جائے اور اس میں جان پڑ جائے تو اسے سجدہ کرنا' جس سے نئی مخلوق کی عظمت و عزت افزائی اور اللہ کے حکم کی فرماں برداری مقصود تھی' ابلیس کے علاوہ تمام فرشتے رب کا حکم بجالائے' لیکن ابلیس چونکہ ان کی نوع میں سے نہ تھا' اس لیے اس نے ناک بھوں چڑھائی اور اس کی اصلیت آشکارا ہوئی' اس نے آدمؑ کو سجدہ کرنے میں اپنی توہین سمجھی اور رب سے جھگڑا کہ میں اس سے بہتر ہوں کیونکہ یہ مٹی کا اور میں آگ کا ہوں ظاہر ہے آگ مٹی سے بہتر ہے لیکن یہ قیاس بھی غلط ہے کہ آگ مٹی سے بہتر ہے' کم بخت قیاس کی دلدل میں پھنس کر مارا گیا رب کی نافرمانی بھی کی اور کافر بھی ہوا' اللہ نے اسے اپنی رحمت سے دور کر کے ذلیل و خوار کر دیا' اور بابِ رحمت سے ... درگاہِ قدس سے ... اور محفلِ انس سے بھگا دیا' اس کا نام ابلیس رکھا' کیونکہ اللہ کی رحمت سے ناامید کر دیا گیا اور آسمان سے ذلیل کر کے زمین پر اتار دیا گیا' اس

نے قیامت تک کی رب سے ڈھیل حاصل کر لی' بردبار رحمٰن نے جو نافرمان کو جلدی نہیں پکڑتا' حسب درخواست ڈھیل دے دی' پھر جب یہ قیامت تک کے لیے ہلاکت دنیا سے محفوظ ہو گیا تو اب اس نے ہاتھ پاؤں نکالنے شروع کیے اور کہنے لگا کہ تیری عزت کی قسم میں تمام انسانوں کو اغوا کرنے کی کوشش کروں گا' البتہ میرا داؤ تیرے منتخب بندوں پر نہیں چلے گا' دوسری جگہ فرمایا اَرَاَیْتَكَ هٰذَا الَّذِیْ كَرَّمْتَ الخ (اسراء ۱۷/۶۲) میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ اس کو جو تو نے مجھ پر بزرگی دی ہے اگر تو مجھے قیامت تک کے لیے ڈھیل دے دے تو میں بھی اس کی اولاد کی جڑ کاٹ ڈالوں گا' بجز تھوڑے سے لوگوں کے' جن کا استثناء کیا ان کا بیان اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ الخ (اسراء ۱۷/ ۶۵) میں ہے یعنی یقیناً میرے بندوں پر تیرا غلبہ نہ ہوگا' تیرے رب کا وکیل ہو جانا ہی کافی ہے۔

(۸۵٬۸۴) یہ آیت اس طرح ہے وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَئَنَّ الخ (سجدہ ۳۲/۱۳) لیکن میری یہ بات ثابت ہو چکی کہ میں جنوں اور انسانوں سے جہنم بھر کر رہوں گا (۲) قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ الخ (اسراء ۱۷/۶۳) فرمایا دور ہو ان میں سے جس نے تیری پیروی کی تو جہنم تم سب کا پورا پورا بدلہ ہے۔

قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ
لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾ ع

''آپ فرما دیں کہ میں تم سے تبلیغ پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا اور نہ میں بناوٹ کرنے والا ہوں یہ قرآن تو جہان والوں کے لیے نصیحت ہی ہے' تم جلدی ہی اس کی صداقت جان جاؤ گے''۔

بلا علم کوئی بات نہ کہی جائے: (۸۶) یعنی اے نبی آپ ان مشرکوں سے کہہ دیں کہ میں تم سے تمہاری خیر خواہی اور تبلیغ پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا کہ مجھے کچھ دو' میرے پاس جو وحی آتی ہے میں اس میں کم و بیش کرنے والا اور بناوٹ کرنے والا نہیں' مجھے جو حکم ملتا ہے بلا کم و کاست ادا کر دیتا ہوں میرا مقصد اللہ کی خوشنودی اس کی رضا اور آخرت کی اصلاح ہے' مسروقؒ کہتے ہیں ہم ابن مسعودؓ کے پاس آئے فرمایا لوگو جس کے علم میں کوئی بات ہو تو بیان کرے ورنہ اللہ اعلم (اللہ خوب جانتا ہے) کہہ دے کیونکہ انسان جس بات کو نہیں جانتا اس کے متعلق اللہ اعلم کہنا علم ہی کی بات ہے' کیونکہ حق تعالیٰ نے تمہارے نبی سے فرمایا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی (ق)۔

قرآن تمام جنوں اور انسانوں کے لیے نصیحت ہے: (۸۷) یعنی یہ قرآن تمام انسانوں اور جنوں کے لیے نصیحت ہے جیسے فرمایا لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ الخ (انعام ۶/ ۱۹) تاکہ میں تم کو اور جس کو یہ پہنچے اس کو اس سے ڈراؤں (۲) وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ الخ (ھود ۱۱/ ۱۷) اور جماعتوں میں سے جو اسے نہ مانے آگ اس کے وعدے کی جگہ ہے۔

(۸۸) یعنی تم بہت جلدی اس کی صداقت و شہرت کو جان جاؤ گے یا موت کے بعد یا قیامت کے دن جان جاؤ گے' ان اقوال میں کوئی منافات نہیں' کیونکہ مرنے والا قیامت کے حکم میں داخل ہے' اور دنیوی زندگی گو کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو تھوڑی ہے۔

الحمد للہ سورہ ص کی تفسیر مکمل ہوئی اللہ قبول فرمائے آمین۔

سورہ زمر

یہ ۳۹ ویں سورہ ہے بترتیب مصحف اور ۵۹ ویں سورہ ہے بترتیب نزول اور یہ مکی سورہ ہے اس میں ۷۵ آیتیں اور ۸ رکوع ہیں۔

زمر کی فضیلت: عائشہ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ جب روزے رکھتے تو ہمیں خیال ہوتا کہ اب آپ روزے نہ چھوڑیں گے اور جب روزے چھوڑ دیتے تو خیال ہوتا کہ اب آپ روزے نہ رکھیں گے آپ روزانہ رات کو سورہ بنی اسرائیل اور سورہ زمر پڑھا کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿١﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿٢﴾ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۗ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴿٣﴾ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٤﴾

''میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے یہ غالب وحکمت والے اللہ کی طرف سے اتاری ہوئی کتاب ہے یقیناً ہم نے حق کے ساتھ آپ پر کتاب اتاری اس لیے آپ خلوص سے اللہ ہی کی عبادت کریں' دیکھو خالص اللہ ہی کی عبادت ہے' جن لوگوں نے اس کے سوا اسے چھوڑ کر (غیروں کو) دوست بنالیا ہے (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی صرف اس لیے عبادت کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں گے یقیناً اللہ ان کے اختلافات میں ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا' یاد رکھو اللہ جھوٹے اور ناشکرے کو راہ نہیں دکھاتا' اگر اللہ کسی کو اولاد بنانا چاہتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن لیتا (مگر) وہ تو پاک ہے' وہ ایک ہی اللہ ہے جو سب پر غالب ہے''۔

قرآن اللہ کی کتاب ہے: (۱) یعنی اس کتاب کا اتارا جانا اللہ کی طرف سے ہے' لہٰذا بلاشبہ یہ اللہ ہی کی کتاب ہے فرمایا وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الخ (شعراء ۲۶/۱۹۲ تا ۱۹۵) یقیناً یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے' جسے روح الامین (جبرئیلؑ) آپ کے دل پر لے کر اترے تا کہ آپ خواب سے متوالے کو جگا دیں اور یہ فصیح عربی زبان میں ہے (۲) وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ الخ (فصلت ۴۱/۴۱'۴۲) یہ ایک عزت والی کتاب ہے جس کے آگے پیچھے سے باطل نہیں آسکتا' یہ حکمت والے اور تعریفوں والے اللہ کی طرف سے اتاری ہوئی ہے' عزیز وہ ہے جس کے حدود تک آنے کا کوئی تصور بھی نہ کرے اور حکیم وہ ہے جس کا ہر فعل' ہر قول' ہر حکم اور ہر تقدیر حکمتوں سے لبریز ہو۔

قرآن توحید کی دعوت دیتا ہے: (۲) ہم نے آپ کے اوپر سچی کتاب اتاری جو توحید کی دعوت دیتی ہے' اس لیے آپ اللہ ہی کی عبادت کریں جو تنہا ہے اور جس کا کوئی شریک وساجھی نہیں' اور دنیا کے لوگوں کو بھی اسی کی عبادت کی اور توحید کی دعوت دیں اور انہیں سمجھا دیں کہ انسان کو حق تعالیٰ کے سوا کسی غیر کی عبادت لائق نہیں' کیونکہ کسی غیر میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ اس کی عبادت کی جا سکے' اللہ کا کوئی شریک وسہیم نہیں' نہ کوئی اس کے برابر کا ہے اور نہ مقابل کا۔

اللہ کی پر خلوص عبادت کی جائے: (۳) ہوشیار ہو جایئے خالص عبادت اللہ ہی کے لیے سزاوار ہے' پھر بت پرستوں کے عقائد کا بیان ہے کہ یہ غیروں کو واسطہ سمجھ کر ان کی عبادت کرتے ہیں کہ یہ ہم سے راضی ہو کر ہمیں اللہ کے قریب کر دیں گے اور بخشوا دیں گے' مشرک اپنے خیال کے مطابق مقرب فرشتوں کے بت بنا کر اور بتوں کو فرشتے تصور کر کے ان کی عبادت کرنے لگے تاکہ یہ اللہ سے سفارش کر کے ان کی دنیوی مرادیں پوری کرا دیں' اور بلائیں ٹلوا دیں' رہا آخرت کا سوال تو یہ آخرت کو مانتے ہی نہ تھے۔

قیامت کے دن فیصلہ ہو جائے گا: پھر فرمایا اللہ قیامت کے دن ان کے اختلافات میں فیصلہ فرما دے گا اور ہر ایک کو اس کے عمل کی جزاء یا سزاء پوری پوری مل جائے گی فرمایا وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا الخ (سباء۳۴/۴۰'۴۱) یعنی جب ہم سب کو جمع کریں گے پھر فرشتوں سے پوچھیں گے کیا یہ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے' فرشتے جواب دیں گے اے اللہ تو پاک ہے تو ہی ہمارا دوست ہے یہ نہیں یہ تو شیطان کے پجاری تھے اور اکثر شیطان پر ایمان لائے ہوئے تھے' پھر فرمایا جو اللہ پر کذب وافتراء چاہے اور اس کا دل اللہ کی آیتوں کو اور پکی دلیلوں کو نہ مانے' اسے اللہ سیدھی راہ نہیں سمجھاتا۔

اللہ اولاد والا نہیں: (۴) یعنی اللہ اولاد والا نہیں' نہ اولاد اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہے' اگرچہ جاہل مشرک فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں اور یہودی اور عیسائی عزیر و مسیح کو اللہ کے بیٹے سمجھتے ہیں اگر اللہ اولاد چاہتا تو معاملہ پھر بھی ان کے خیالات کے برعکس ہوتا' شرط سے اولاد کا وقوع نہ لازم آتا ہے اور نہ جائز ہے بلکہ بفرض محال یہ بات کہی گئی ہے اور مشرکوں کی غلط فہمیاں اور جہالت دکھلانی مقصود ہے فرمایا لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا الخ (انبیاء۲۱/ ۱۷) یعنی اگر ہم کھلونا بنانا چاہتے تو اپنے پاس والوں میں سے بنا لیتے اگر ایسا کرنے والے ہوتے (یعنی اگر ہم بیٹا چاہتے تو اپنے پاس والوں سے بنا لیتے)۔ (۲) قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَ لَدٌ الخ (زخرف۴۳/ ۸۱) آپ فرما دیں اگر رحمٰن کے اولاد ہوتی تو میں پہلا ماننے والا ہوتا' ان تمام آیتوں میں شرط ہے اور متکلم کسی غرض سے شرط کو ناممکن چیز پر معلق کر سکتا ہے' پھر فرمایا اللہ اولاد سے بلند و بری ہے' کیونکہ وہ ایک ہے' یکتا ہے' بے نیاز ہے اور ایک ایک چیز اس کی لونڈی اور غلام ہے اور منت منت پر اس کی محتاج ہے' اللہ اپنے ماسوا سے مستغنی ہے' تمام چیزوں پر غالب ہے اور سب اس کے آگے سرنگوں' عاجز اور ذلیل ہیں' اللہ ظالموں کی نسبتوں سے اور منکروں کی بکواس سے بری ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۵﴾
خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ
ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ

ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ لَہُ الۡمُلۡکُ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ فَاَنّٰی تُصۡرَفُوۡنَ ﴿۶﴾

''اس نے آسمان وزمین حق کے ساتھ بنائے وہ دن کورات پر اور رات کو دن پر لپیٹ دیتا ہے سورج اور چاند اس کے حکم کے مطیع و مسخر ہیں' ہر ایک مقررہ مدت تک جاری ہے' سن لو وہی سب پر غالب اور بڑی بخشش والا ہے' اس نے ایک جان سے تمہیں پیدا کیا' پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور تمہارے لیے چوپایوں کے آٹھ جوڑے اتارے' اللہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک کے بعد دوسری پیدائش میں تین تین اندھیروں میں پیدا کرتا ہے یہی تمہارا اللہ ہے جو تمہارا رب ہے اسی کی بادشاہت ہے اور اس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں پھر تم کہاں سے پھرے جاتے ہو''۔

خالق کائنات اللہ ہی ہے: (۵) یعنی اللہ ہی خالق کائنات ہے' وہی سب کا مالک و بادشاہ ہے اور اسی کے ہاتھ میں ہر قسم کا تصرف ہے' وہی رات کو دن سے اور دن کو رات سے بدل دیتا ہے' لپیٹنے کے یہ معنی ہیں کہ دونوں اللہ کے مطیع و منقاد ہیں' ایک دوسرے کے بعد برابر آتا جاتا رہتا ہے' ایک سیکنڈ کی بھی دیر نہیں ہوتی' بلکہ ایک دوسرے کو باقاعدہ نظام کے ساتھ دوڑ کر پکڑ لیتا ہے فرمایا یُغۡشِی الَّیۡلَ النَّہَارَ الخ (اعراف ۷/۵۴) یعنی اللہ رات کا دن پر پردہ ڈال دیتا ہے' اور رات دن کو دوڑ کر پکڑ لیتی ہے' پھر فرمایا سورج' چاند ایک مقررہ مدت تک جاری ہیں' جس کا علم اللہ ہی کو ہے' پھر جب ان کی مقررہ مدت پوری ہو جائے گی تو قیامت آ جائے گی' کان کھول کر سن لو اللہ ہی غالب و غفار ہے' یعنی جو سچے دل سے اللہ کے سامنے قطرۂ ندامت گراتا ہے اللہ اپنی انتہائی عظمت و کبریائی کے باوجود اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

(۶) یعنی اگرچہ' تمہاری جنسیں' صنفیں' زبانیں اور صورتیں مختلف ہیں مگر اللہ نے تمہیں ایک ہی جان سے پیدا کیا ہے یعنی آدمؑ سے' پھر انہیں سے ان کا جوڑا بنایا یعنی حواء کو پیدا کیا فرمایا یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمُ الخ (نساء:۴/۱) لوگو اپنے رب سے ڈر جاؤ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور دونوں سے بہت سے مرد وعورت دنیا میں پھیلا دیئے پھر فرمایا جانوروں کے آٹھ جوڑے پیدا کیے فرمایا مِنَ الضَّاۡنِ اثۡنَیۡنِ وَ مِنَ الۡمَعۡزِ الخ (انعام ۶/۱۴۳'۱۴۴) بھیڑا بھیڑ' بکرا بکری' اونٹ اونٹنی' گائے اور بیل یہ آٹھ جانور جوڑے جوڑے ہوئے' پھر فرمایا اللہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں پیدا کرتا ہے' یعنی اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے رحموں میں پیدا کیا اور تم مختلف پیدائشوں سے گزرے فرمایا ثُمَّ جَعَلۡنٰہُ نُطۡفَۃً الخ (مومنوں ۲۳/۱۳'۱۴) ابھی نطفہ تھا کہ منجمد خون بن گیا' پھر گوشت کا لوتھڑا بن گیا' پھر تم گوشت' پوست' ہڈیوں' رگوں پٹھوں اور جوڑوں میں منتقل ہو گئے' اور تم میں روح پھونک دی گئی اور تم ایک نئی پیدائش میں آ گئے' خوب صورتی سے پیدا کرنے والا بڑی برکت والا ہے' پھر فرمایا تمہاری پیدائش تین تین اندھیروں میں ہوئی' رحم کا اندھیرا' تمہیں لپیٹنے والی جھلی کا اندھیرا اور پیٹ کا اندھیرا' پھر جس نے یہ ساری کائنات بنائی اور تمہیں اور تمہارے ماں باپ بنائے وہی تمہارا اور کائنات کا رب ہے اور تم میں اور تمام کائنات میں اسی کا تصرف کارفرما ہے' اس لیے تمہیں اللہ ہی کی عبادت لائق ہے' جو بلاشرکت غیرے ایک ہے' پھر کیوں الٹے پھرے جاتے ہو اور اس کے ساتھ غیروں کو پوجتے ہو تمہاری عقلیں کہاں ماری گئیں؟

اِنۡ تَکۡفُرُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنۡکُمۡ ۟ وَ لَا یَرۡضٰی لِعِبَادِہِ الۡکُفۡرَ ۚ وَ اِنۡ تَشۡکُرُوۡا

يَرْضَهُ لَكُمْ ۗ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ ۗ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم
بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٧﴾ وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ
ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو
إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ
قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ﴿٨﴾

''اگر تم کفر کرو گے تو اللہ تم سے بے پروا ہے اور وہ اپنے بندوں کے لیے کفر پسند نہیں فرماتا' اور اگر شکر کرو گے تو شکر تمہارے لیے پسند فرماتا ہے اور کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا' پھر تمہیں اپنے رب ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے وہ تمہیں تمہارے عملوں کی خبر دے گا' کیونکہ وہ دلوں کے بھیدوں سے خوب واقف ہے اور جب انسان کسی مصیبت میں پھنس جاتا ہے تو سچے دل سے رب کی طرف متوجہ ہو کر اسی کو پکارتا ہے' پھر جب وہ اپنے پاس سے اپنی نعمت بخش دیتا ہے تو اب دعائیں بھول جاتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے لگتا ہے' جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دوسروں کو اس کی راہ سے گمراہ کر دیتا ہے' آپ فرما دیں اپنے کفر سے تھوڑی دیر اور فائدہ اٹھا لے یقیناً تو جہنم والوں میں سے ہے''۔

اللہ کفر سے ناراض اور شکر سے راضی ہے: (۷) یعنی اللہ مخلوق سے بے نیاز و بے پروا ہے موسیٰ نے فرمایا تھا اِنْ تَكْفُرُوْا الخ (ابراہیم ۱۴/ ۸) اگر تم اور تمام زمین والے سب کفر کرنے لگیں تو اللہ کو پروا نہیں' کیونکہ وہ تو بے نیاز اور تعریفوں والا ہے' یعنی تمہارے کفر سے اس کی بادشاہت اور تعریفوں میں کمی نہیں آتی 'اللہ نے فرمایا اے بندو اگر تمہارے اگلے پچھلے انسان اور جن سب ایک انتہائی بدکار آدمی کی طرح بن جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں بال بھر نقصان نہیں آ سکتا (م) پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کفر پر راضی نہیں یعنی اللہ کفر کو پسند نہیں فرماتا اور نہ اس کا حکم دیتا ہے اور اگر تم اس کا شکر ادا کرو تو تم سے راضی ہے یعنی اللہ تعالیٰ شکر پسند فرماتا ہے اور اس سے نعمتوں میں اضافہ فرما دیتا ہے پھر فرمایا کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا' یعنی کسی کے گناہ دوسروں پر نہیں ڈالے جائیں گے بلکہ گناہ گنہگار ہی پر لدے ہوئے ہوں گے' سب کو رب ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے' وہ سب کے عملوں سے واقف ہے' اور اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں لہٰذا ہر شخص کو اسی کے عملوں کا بدلہ دیا جائے گا۔

مصیبت میں اللہ یاد آتا ہے: (۸) یعنی جب انسان مصیبت میں گھر جاتا ہے تو ضرورت وغرض کی وجہ سے اللہ کے سامنے روتا دھوتا ہے اور اسی سے فریاد کرتا ہے جو بلا شرکت غیرے ایک ہے فرمایا وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ الخ (اسراء ۱۷/ ۶۷) جب تمہاری کشتی دریا میں ڈانواڈول ہونے لگتی ہے تو اللہ کے سوا تم سب معبود کھو بیٹھتے ہو' پھر جب اللہ تمہیں کنارے پر صحیح سالم پہنچا دیتا ہے تو اس سے منہ پھیر لیتے ہو انسان ہے ہی بڑا ناشکرا' اسی لیے یہاں فرمایا کہ جب اللہ اپنی نعمت عطا فرماتا ہے اور مصیبت دور فرما دیتا ہے تو لوگ آرام کی حالت میں اللہ کو بھول جاتے ہیں اور اس کے آگے روتے دھوتے نہیں فرمایا وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ الخ (یونس ۱۰/ ۱۲) جب انسان کو مصیبت گھیر لیتی ہے تو ہم سے اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے دعائیں مانگتا رہتا ہے پھر جب ہم اس کی مصیبت

دور کردیتے ہیں تو اس طرح گزر جاتا ہے گویا مصیبت کے وقت اس نے ہم سے دعا مانگی ہی نہ تھی' پھر فرمایا حالت عافیت میں شرک کرنے لگتے ہیں تا کہ اپنی گمراہی کا دوسروں پر بھی اثر ڈالیں' اور انہیں اللہ کی راہ سے ہٹادیں' آپ ایسے شخص سے فرمادیں کہ کچھ دنوں اور اپنے کفر سے فائدہ اٹھالے یہ انتہائی سخت دھمکی ہے فرمایا قُلْ تَمَتَّعُوْا الخ (ابراہیم۱۴/۳۰) آپ فرمادیں فائدہ اٹھالو یقین، نوتم سب کو لوٹ کر جہنم ہی میں جانا ہے (۲) نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا الخ (لقمان۳۱/۴۰) ہم انہیں تھوڑی دیر اور فائدہ اٹھانے دیں گے' پھر سخت عذاب کی طرف مجبور کردیں گے۔

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۹ ع

ع ۱۵

''کیا وہ آدمی جو اوقات شب میں سجدے اور قیام کی حالت میں مصروف رہتا ہے اور آخرت سے ڈرتا رہتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار رہتا ہے (مشرک کے برابر ہوسکتا ہے)۔ آپ فرمادیں کیا عالم و جاہل برابر ہوسکتے ہیں' نصیحت کی باتیں عقل والے ہی مانتے ہیں''۔

فرماں بردار و گنہگار برابر نہیں: (۹) یعنی ایک تہجد گزار اور آخرت کا اور رضائے رب کا امیدوار ایک گنہگار و بدکردار کی برابر نہیں ہوسکتا فرمایا لَيْسُوْا سَوَآءً الخ (آل عمران۳/۱۱۳) وہ برابر نہیں' بعض اہل کتاب دین پر قائم ہیں' ساعات شب میں اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں اور سجدے کرتے ہیں۔

پھر فرمایا آخرت سے ڈر رہا ہے اور امیدوار رحمت ہے' یعنی ایک طرف اللہ سے ڈرتا ہے تو دوسری طرف اس سے اچھی امیدیں بھی رکھتا ہے' عبادت میں خوف و رجا کا ہونا ضروری ہے' اور زندگی میں خوف کا اور مرتے وقت امید کا غالب ہونا لازمی ہے' ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ ایک آدمی کی بیماری پرسی کے لیے تشریف لے گئے' بیمار جاں بلب تھا' حال پوچھا بولے اللہ کی رحمت کا امیدوار ہوں اور گناہوں پر رو رہا ہوں فرمایا ایسے وقت جس مومن کے دل میں یہ دونوں باتیں جمع ہوں اللہ اس کی امید ضرور پوری کرے گا اور اسے خوف سے یقیناً نجات بخش دے گا' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو ایک رات میں سو آیتیں پڑھ لیتا ہے اس کے لیے رات بھر کا قیام لکھ دیا جاتا ہے (نا)۔ پھر فرمایا عالم و جاہل برابر نہیں ہوتے' یعنی موحد و مشرک برابر نہیں دونوں میں فرق ارباب عقل ہی جانتے ہیں' اسی لیے وہ توحید پر قائم اور شرک سے بیزار رہتے ہیں۔

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۱۰ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۱۱ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ

أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٢﴾

''آپ فرمادیں (اللہ فرماتا ہے) اے میرے مومن بندو اپنے رب سے ڈرو جنہوں نے اس دنیا میں اچھے عمل کیے ان کے لیے جنت ہے اور اللہ کی زمین فراخ ہے صبر کرنے والوں ہی کو ان کا اجر بے شمار دیا جائے گا' آپ فرمادیں مجھے حکم ہے کہ میں خالص اللہ ہی کی عبادت کروں اور مجھے حکم ہے کہ فرمان برداروں میں اول رہوں''۔

تقویٰ کا حکم: (۱۰) مومنوں کو حکم ہے کہ وہ اطاعت و پارسائی پر جمے رہیں جو اس دنیا میں نیک عملوں پر جمے رہے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں عیش ہی عیش ہے' پھر فرمایا اللہ کی زمین کشادہ ہے' یعنی یہاں سے ہجرت کرو' اللہ کی عبادت میں مشقت اٹھاؤ اور بتوں سے الگ ہو جاؤ جب تمہیں کسی سرزمین میں گناہوں کی طرف بلایا جائے تو وہاں سے ہجرت کر جاؤ' پھر فرمایا صبر والوں کے لیے بے حساب اجر ہے یعنی ناپ تول کر نہیں دیا جائے گا بلکہ لپ بھر بھر کر دیا جائے گا اور نیکیوں کا ثواب حساب کر کے نہیں دیا جائے گا بلکہ حساب سے زیادہ دیا جائے گا اور جنتی نعمتوں سے مالا مال کر دیا جائے گا۔

اللہ کی خالص عبادت کا حکم: (۱۱'۱۲) یعنی مجھے اللہ ہی کی خالص عبادت کا حکم ہے جو بلا شرکت غیرے ایک ہے۔ اور یہ بھی حکم ہے کہ میں سب سے پہلے دولت اسلام سمیٹوں۔

قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٣﴾ قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ﴿١٤﴾ فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِنْ دُونِهِ ۗ قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ﴿١٥﴾ لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۚ ذَٰلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ ۚ يَا عِبَادِ فَاتَّقُونِ ﴿١٦﴾

''آپ فرمادیں کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے' آپ فرمادیں کہ میں خالص اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں تم اسے چھوڑ کر جسے چاہو پوجو' آپ فرمادیں کہ اصلی ٹوٹے والے وہی ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو نقصان پہنچایا' سن لو یہی کھلا ہوا نقصان ہے' انہیں آگ اوپر سے بھی گھیرے ہوئے ہوگی' اور نیچے سے بھی' اس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے کہ اے میرے بندو مجھی سے ڈرو''۔

رحمت عالم ﷺ بھی نافرمانیوں سے ڈرتے تھے: (۱۳) یعنی اے پیارے رسول ﷺ آپ ان سے فرمادیں کہ میں باوجودیکہ اللہ کا رسول ہوں پھر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے ڈرتا ہوں کیونکہ مجھے قیامت کے دن کے عذاب کا ڈر ہے' بڑوں سے خطاب کر کے چھوٹوں کو ڈرایا جا رہا ہے نیز شرط کا پایا جانا ضروری نہیں' اللہ کے نبی معصوم تھے۔

(۱۴) یعنی آپ فرمادیں کہ میں تو خلوص سے اپنے اللہ کی پرستش کرتا ہوں مشرکو! تم اللہ کو چھوڑ کر جس کی چاہو پرستش کرو' ان

الفاظ میں دھمکی اور شرک سے بیزاری کا اظہار ہے۔

(۱۵) یعنی اصلی نقصان والا وہی ہے جو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن نقصان پہنچائے ایسوں کی کبھی ایک دوسرے سے ملاقات نہ ہوگی خواہ ان کے متعلقین جنتی ہوں یا جہنمی یا دونوں ہی جہنمی ہوں اور نہ انہیں کبھی راحت نصیب ہو گی۔

(۱۶) یعنی انہیں آگ نے اوپر نیچے سے گھیر رکھا ہوگا فرمایا لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ الخ (اعراف ۷/۴۱) یعنی آگ ہی کا بچھونا ہوگا اور آگ ہی کا لحاف (۲) يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ الخ (عنکبوت ۲۹/۵۵) جس دن انہیں آگ اوپر نیچے سے ڈھانپ لے گی اور اللہ فرمائے گا اپنے عملوں کا مزا چکھو پھر فرمایا اس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈرا رہا ہے یعنی یہ خبر جو لامحالہ ہونے والی ہے دے کر اللہ اپنے بندوں کو ڈرا رہا ہے تاکہ حرمتوں کے پردے چاک نہ کریں اور گناہوں سے باز رہیں' پھر فرمایا اے بندو میرے عذاب و غلبہ سے اور میری پکڑ سے ڈر جاؤ۔

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾

''جو بت پرستی سے بچتے رہے اور اللہ کی طرف رجوع کرتے رہے' انہیں کے لیے بشارت ہے آپ میرے بندوں کو خوش خبری سنا دیں جو بات سن کر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں' انہیں کو اللہ نے ہدایت دی ہے اور وہی عقل والے ہیں''۔

(۱۷) آیت عام ہے اور ان سب حق پسندوں کو شامل ہے جو بت پرستی ٹھکرا کر توحید کو سینے سے لگاتے ہیں' ایسوں ہی کے لیے دنیوی اور اخروی زندگی میں بشارتیں ہیں۔

(۱۸) یعنی جو قرآن سن کر اور اسے سمجھ کر اس کی پیاری پیاری باتوں پر عمل کرتے ہیں' اللہ نے موسیٰ کو توریت دینے کے بعد فرمایا فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ الخ (اعراف ۷/۱۴۵) آپ اسے مضبوط پکڑ لیں اور قوم کو بھی حکم دیں کہ اس کی باتوں پر عمل کریں' پھر فرمایا انہیں لوگوں کو دنیا اور آخرت میں ہدایت ہے اور یہی صحیح عقل والے اور سیدھی فطرت والے ہیں۔

اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِى النَّارِ ﴿۱۹﴾ ۚ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿۲۰﴾

''جس پر آگ کی بات واجب ہو چکی کیا آپ اسے آگ سے چھڑا سکتے ہیں لیکن جو اپنے رب سے ڈرتے رہے' ان کے لیے ایسے محل ہیں جن کے اوپر بالا خانے بنے بنائے تیار ہیں اور جن کے نیچے نہریں جاری ہیں یہ اللہ کا وعدہ ہے جو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا''۔

ازلی بدبختوں کو کوئی جہنم سے نہیں بچا سکتا: (۱۹) یعنی کیا آپ ازلی بدبختوں کو گمراہی اور ہلاکت سے بچا سکتے ہیں یعنی بجز اللہ کے کوئی انہیں ہدایت پر نہیں لا سکتا کیونکہ جنہیں اللہ گمراہ کر دے انہیں کون ہدایت پر لا سکتا ہے اور جنہیں وہ ہدایت دے دے انہیں کون گمراہ کر سکتا ہے۔

پرہیزگاروں کا دل خوش کن صلہ: (۲۰) یعنی پرہیزگاروں کے لیے جنت کے عالی شان بلند و بالا محلوں پر بالاخانے ہیں جو اوپر نیچے سے نہایت مضبوط و خوب صورت ہیں اور بیش قیمت آرائشی چیزوں سے آراستہ ہیں' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جنت کے محلوں کے اندرونی حصے باہر سے اور بیرونی حصے اندر سے نظر آتے ہیں ایک دیہاتی نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کس کے لیے ہیں فرمایا ان کے لیے جن کی باتوں میں مٹھاس ہے جو محتاجوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور گرم گرم بستر چھوڑ کر تہجد پڑھتے ہیں' جب دنیا محوخواب ہوتی ہے۔ اور جو ہمیشہ روزے رکھتے ہیں (تا)۔ (۲) جنتیوں کو جنت کے محل افق میں ٹمٹماتے ہوئے تاروں کی طرح نظر آئیں گے (ا) یعنی جیسے مشرق و مغرب میں ٹمٹماتے تارے نظر آتے ہیں (ق)۔ (۳) کیونکہ جنت والوں کے درجوں میں فرق ہوگا' صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا ان میں رہنے والے نبی ہوں گے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نبی بھی ہوں گے اور وہ بھی جو اللہ پر ایمان لائے اور جنہوں نے اس کے رسولوں کی تصدیق کی (ت)۔ (۴) ہم نے رحمت عالم ﷺ سے کہا کہ آپ کو دیکھتے ہی ہمارے دلوں میں نرمی آ جاتی ہے اور آپ سے الگ ہو کر ہمیں دنیا اچھی معلوم ہونے لگتی ہے اور گھر بار میں مصروف ہو جاتے ہیں فرمایا اگر تم ہر وقت اسی حال پر رہو جس حال پر میرے پاس ہوتے ہو تو تم سے فرشتے مصافحہ کرنے لگیں اور تمہارے پاس آنے جانے لگیں اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ ایسی قوم پیدا کر دے جو گناہ کریں تا کہ رب انہیں معاف فرما دے ہم نے پوچھا یا رسول اللہ جنت کس چیز سے بنائی گئی ہے فرمایا سونے چاندی کی اینٹوں سے ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک چاندی کی اور مسالہ خالص مشک ہے جنت کے پتھر سچے موتی اور یاقوت کے ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے' جو جنت میں چلا جائے گا نعمتوں والی زندگی کی بہاریں لوٹے گا' کبھی تنگی نہیں اٹھائے گا اور ہمیشہ ہمیش رہے گا وہاں نہ موت کا ڈر ہوگا نہ کپڑے پرانے ہوں گے اور نہ جوانی ڈھلے گی۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ
بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ۭ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ
فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اُولٰٓئِكَ
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾

''کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اسے زمین کے سوتوں میں رواں فرمایا پھر وہ اس سے کھیتی پیدا کرتا ہے' جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں پھر وہ پک کر زرد نظر آنے لگتی ہے پھر وہ اسے ریزہ ریزہ کر ڈالتا ہے' یقین مانو اس میں بھی عقل والوں کے لیے بڑی نصیحت ہے پھر اللہ نے جس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا اور وہ اپنے رب کی روشنی پر ہے کیا وہ اور سنگ دل

برابر ہو سکتے ہیں اور ان کے لیے بڑی خرابی ہے' جن کے دل اللہ کے ذکر سے پتھر ہو گئے' ایسے لوگ کھلی گمراہی میں ہیں''۔

زمین میں آسمان کا پانی ہے: (۲۱) یعنی زمین میں پانی آسمان سے آتا ہے فرمایا وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ الخ (فرقان ۲۵/ ۴۸) یعنی ہم نے آسمان سے پاک پانی اتارا' پھر جب آسمان سے پانی برسا تو اسے زمین میں امانت کے طور پر رکھا گیا' پھر اللہ زمین میں اپنی مرضی سے اس پانی میں تصرف فرماتا ہے اور جہاں چاہتا ہے حسب ضرورت بڑے یا چھوٹے چشمے جاری کر دیتا ہے' ابن عباسؓ فرماتے ہیں زمین میں جہاں بھی پانی ہے آسمان سے اترا ہوا ہے لیکن زمین کے مختلف مقام اس میں تغیر پیدا کر دیتے ہیں' عمل تقطیر سے کھارا پانی میٹھا بن سکتا ہے۔

دنیا کی مثال: پھر فرمایا اسی آسمانی پانی سے جو براہ راست آسمان سے برسا ہو یا بواسطہ زمین لیا گیا ہو' طرح طرح کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں جن کی شکلیں' رنگ' مزے' فائدے اور پھل مختلف ہوتے ہیں پھر یہ کھیتیاں لہلہانے کے بعد مرجھا جاتی ہیں اور زرد پڑ جاتی ہیں پھر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہیں' عقل والے وہی ہیں جو اس کھیتی سے عبرت پکڑتے ہیں' یعنی دنیا بھی اسی طرح سرسبز و شاداب اور ہری بھری اور خوب صورت ہے' ایک دن یہ بھی بڑھیا اور بری شکل کی ہو جائے گی' بچہ جوان' جوان بوڑھا اور بوڑھا اردی عمر کو پہنچ جاتا ہے' پھر قبر میں جا سوتا ہے آہ یہ خوب صورتی پیغام بدصورتی ہے اور یہ کمال علامت زوال ہے' سعادت مندوہ ہے جس کا مستقبل شاندار ہو اور ہر لاحق قدم سابق قدم سے بہتر اور خیر و برکت والا ہو' دنیوی زندگی کی یہ مثال قرآن میں کئی جگہ آئی ہے فرمایا وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا الخ (کہف ۱۸/ ۴۵) آپ ان کے لیے دنیوی زندگی کی مثال بیان فرمائیں کہ جیسے ہم نے آسمان سے پانی اتارا اور اس سے زمین کی نباتات پیدا ہوئی' پلی بڑھی اور بھوسا بن گئی جسے ہوا اڑاتی پھرتی ہے اور اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔

روشنی والا اور اندھیرے والا برابر نہیں: (۲۲) یعنی جس کے دل میں نور ایمان ہو اور جو کور دل اور پتھر دل ہو دونوں برابر نہیں ہو سکتے فرمایا اَوَ مَنۡ كَانَ مَيۡتًا الخ (انعام ۶/ ۱۲۳) کیا جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیا اور اسے روشنی دی جسے لے کر وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے اس کی طرح ہے جو مردہ ہے اور اندھیروں میں ہے اور اندھیروں سے نکلنے والا ہی نہیں' پھر فرمایا جن کے دل پتھر ہیں ان کے لیے بڑی خرابی ہے یعنی جن کے دلوں میں اللہ کے ذکر سے نرمی نہ پیدا ہوا اور وہ اس کے آگے جھکیں نہیں نہ اسے یاد رکھیں اور نہ اسے سمجھنے کی کوشش کریں ان سے پتھر اچھے' پھر فرمایا ایسے لوگ کھلی گمراہی پر ہیں' جب دل ہی پتھر ہوں تو نصیحت کیا خاک فائدہ پہنچائے' ایسے آدمی جب تک دلوں کی بیماریاں دور نہ کریں گے فائدہ حاصل نہ کر سکیں گے۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ
الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ۚ ثُمَّ تَلِيۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَقُلُوۡبُهُمۡ اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ
هُدَى اللّٰهِ يَهۡدِيۡ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ ﴿۲۳﴾

''اللہ ہی نے بہترین کلام اتارا جو یکساں کتاب ہے جو دہرائی جاتی ہے اور جسے سن کر اپنے رب سے ڈرنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ان کے جسم و دل اللہ کے ذکر کے لیے نرم پڑ جاتے ہیں یہ اللہ کی ہدایت ہے کہ اس سے جسے چاہے راہ پر لے آئے اور جسے اللہ گمراہ کر دیتا ہے اسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں''۔

قرآن کی تعریف: (۲۳) قرآن کی تعریف ہے جو رحمت عالم ﷺ پر اترا ہے احسن الحدیث سے قرآن مراد ہے جو سارا یکساں ہے اور بار بار پڑھا جاتا ہے' یعنی آیت سے آیت اور حرف سے حرف مشابہ ہے' مثانی یعنی ایک بات کو بار بار دہرانا تاکہ لوگ اچھی طرح سے سمجھ لیں لہٰذا قرآن ذہن نشین کرنے کے لیے ایک ہی مضمون کو کئی کئی جدید اندازوں کے ساتھ بیان کرتا ہے یا اس میں احکام کے ساتھ ساتھ معاملات بھی ہیں یا ایک سورت کے حروف وآیات دوسری سورت کے حروف وآیات سے مشابہ ہیں یا مٹھاس کی وجہ سے بار بار پڑھا جاتا ہے یا اس میں انبیاءؑ کے واقعات بار بار دہرائے گئے ہیں یا ہم معنی آیتوں کو متشابہات اور ضد کے ساتھ بیان کیے جانے والے مضمون کو مثانی کہا گیا مثلاً جنت وجہنم کا بیان اور اچھوں اور بروں کا بیان۔

قرآن کے اثرات: پھر فرمایا قرآن سن کر اللہ سے ڈرنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ کانپنے لگتے ہیں پھر ان کے جسم ودل اللہ کی اطاعت کے لیے موم بن جاتے ہیں یہ نیکوں کی صفت ہے کہ وہ جبار وقہار اور رحمن وغفار کا کلام سن سن کر کانپ اٹھتے ہیں' کیونکہ اپنے کانوں سے رب کے وعدے اور اس کی دھمکیاں سنتے ہیں جن سے ان کے جسم کا رواں رواں کھڑا ہو جاتا ہے' اور اللہ سے ڈر کر لرزنے لگتے ہیں پھر اس کے رحم کے امیدوار بن کر دل وجان سے اس کی عبادت میں لگ جاتے ہیں' نیک نافرمانوں سے کئی باتوں میں ممتاز ہیں یہ اللہ کی آیتیں سنتے ہیں اور وہ شاعروں کی بکواس' یہ قرآن کی خوش الحانیوں پر مرتے ہیں اور وہ گانے والیوں کی رس بھری صداؤں پر' بہرحال یہ قرآن سن کر کمال ادب واحترام سے روتے ہوئے سجدوں میں گر جاتے ہیں اور اللہ سے محبت کر کے اس کی رحمت کے امیدوار بن کر علم وفہم کے ساتھ عبادت میں لگ جاتے ہیں خود اللہ نے ان الفاظ میں ان کی تعریف فرمائی ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِذَا الخ (انفال ۸/۲ تا ۴) مومن وہی ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے یہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں نماز کے پابند رہتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں یہی سچے مومن ہیں انہیں کے لیے رب کے ہاں درجے' بخشش اور عزت والی روزی ہے۔

اللہ نے ان کی یہ صفت بیان نہیں کی کہ وہ مخبوط الحواس ہو جاتے ہیں' عقلیں کھو بیٹھتے ہیں اور بے ہوش ہو جاتے ہیں' یہ حال سماع قوالی کے وقت جاہل صوفیا کا ہوتا ہے کہ انہیں حال پر حال آتے ہیں یا بدعتیوں کا ہوتا ہے جو اللہ والے نہیں ہوتے اور شیطان کے دوست ہوتے ہیں اللہ والوں کے تو جسم ودل اللہ کے وعدوں سے نرم ہو جاتے ہیں' پھر فرمایا یہ صفت اس کی ہے جسے اللہ ہدایت دے اور جو ان صفات کے برعکس ہو وہ گمراہ ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کون ہدایت پر لا سکتا ہے۔

اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝۲۴ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۲۵ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۶

وقف لازم

''بھلا جو شخص قیامت کے دن برے عذاب سے اپنا چہرا بچانا چاہتا ہوگا (تو کیا یہ اور جو ایسا نہ ہو دونوں برابر ہو سکتے ہیں) اس سے

اورظالموں سے کہا جائے گا کہ تم اپنی کمائی کا مزا چکھو ان سے پہلوں نے بھی جھٹلایا تھا پھران پر اس طرح عذاب آ گیا کہ انہیں خبر تک نہ ہوئی‘ اللہ نے انہیں دنیوی زندگی ہی میں رسوائی چکھادی‘ اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑی چیز ہے کاش یہ جان جاتے‘‘۔

ظالم و عادل برابر نہیں: (۲۴) یعنی جو شخص برے عذاب سے قیامت کے دن اپنا چہرہ بچانا چاہ رہا ہوگا اس سے اور ظالموں سے انہیں شرمندہ کرنے کے لیے کہا جائے گا کہ آج اپنی اپنی کمائیوں کے مزے لوٹو کیا ایسا آدمی قیامت کے دن امن والے آدمی کی برابر ہوسکتا ہے فرمایا اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا الخ (ملک ۶۷/ ۲۲) کیا جو شخص منہ کے بل اوندھا چلتا ہو وہ راہ پر ہوسکتا ہے یا وہ جو سیدھی راہ پر سیدھا چل رہا ہو (۲) يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ الخ (قمر ۵۴/ ۴۸) جس دن وہ آگ میں مونہوں کے بل گھسیٹے جائیں گے اوران سے کہا جائے گا جہنم کے چھونے کا مزہ چکھو۔

پہلے جھٹلانے والے تباہ ہوئے: (۲۵‘ ۲۶) یعنی ہم پہلی قومیں جنہوں نے انبیاء کو نہ مانا تھا ان کے گناہوں کی وجہ سے تباہ کر چکے اور انہیں کوئی بھی ہمارے عذاب سے نہ بچا سکا ہم نے انہیں دنیوی زندگی میں اپنے عذاب کا ذائقہ چکھا دیا اور مومنوں کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیں اس لیے آج کے لوگ بھی ہوشیار ہو جائیں کیونکہ یہ سب سے بڑے رسول کو اور خاتم الانبیاء کو جھٹلا رہے ہیں اس لیے ان پر بھی تباہی منڈلا رہی ہے‘ ایسوں کے لیے آخرت میں جو عذاب تیار ہیں وہ اس دنیوی عذاب سے کہیں بڑھ کر ہیں کاش انہیں سمجھ ہوتی اور خاتم الانبیاء کو نہ جھٹلاتے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۲۷ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝۲۸ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۹ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝۳۰ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۝۳۱

ع ۳ ۱۷

’’ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر طرح کی مثالیں بیان کیں تاکہ یہ نصیحت مان لیں ہم نے قرآن عربی زبان میں اتارا جس میں ٹیڑھا پن نہیں‘ تاکہ لوگ ڈر جائیں اللہ نے ایک مثال بیان کی کہ ایک غلام میں تو کئی بدخصلت شریک ہیں اور ایک غلام پورا ایک ہی شخص کا ہے کیا یہ دونوں غلام حیثیت میں برابر ہو سکتے ہیں ہر طرح کی تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں بلکہ اکثر لوگ علم نہیں رکھتے‘ اے نبی ﷺ! آپ بھی مرنے والے ہیں اور یہ سب بھی پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے‘‘۔

شرک کی ایک مثال: (۲۷) چونکہ مثال سے موٹی سمجھ والا آدمی بھی بات سمجھ جاتا ہے‘ اس لیے قرآن میں لوگوں کو سمجھانے کے لیے ہر طرح کی مثالیں مذکور ہیں فرمایا ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ (روم ۳۰/ ۲۸) اللہ نے تمہیں میں سے تمہارے لیے مثال بیان کی (۲) وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ الخ (عنکبوت ۲۹/ ۴۳) ہم یہ مثالیں لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں اور انہیں عالم ہی سمجھتے ہیں۔

قرآن کی تعریف: (۲۸) یعنی یہ قرآن فصیح عربی زبان میں اترا ہے جس میں نہ ٹیڑھا پن ہے اور نہ الجھاؤ بلکہ بیان ہی بیان اور دلیل ہی دلیل ہے یہ اس لیے صاف اور روشن ہے کہ لوگ اس کے ڈراووں سے ڈر جائیں اور اس کے وعدوں پر عمل کریں۔

مشرک وموحد کی مثال: (۲۹) (مُتَشَاكِسُوْنَ یعنی آپس میں جھگڑنے والے سَلَمًا) یعنی سالم یوں سمجھو کہ ایک غلام میں تو کئی بدخصلت شریک ہیں جو اس میں جھگڑتے بھی رہتے ہیں اور ایک غلام صرف ایک کا ہے اس میں کوئی شریک نہیں اب تم ہی انصاف سے بتاؤ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں اسی طرح مشرک کئی معبودوں کا بندہ ہے اور موحد صرف ایک ہی معبود کا بندہ لہٰذا مشرک موحد کی برابر نہیں' اس آیت میں مشرک اور مخلص مومن کی مثال ہے چونکہ یہ مثال بڑی صاف اور روشن ہے اس لیے فرمایا الحمد للہ مشرکوں پر حجت قائم ہوگئی' اکثر لوگ جہالت کی وجہ سے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔

(۳۰) یہ آیت بھی ان آیتوں میں سے ہے جن سے صدیق اکبرؓ نے پیغمبر اسلام کے فوت ہو جانے پر استدلال کیا تھا اس کو سن کر لوگوں کو خصوصاً فاروق اعظمؓ کو یقین آ گیا تھا کہ واقعی اللہ کے نبی فوت ہو گئے' اس موقعہ پر صدیقؓ نے یہ آیت بھی پڑھی تھی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ الخ (آل عمران ۳/۱۴۴) یعنی محمد ﷺ صرف ایک رسول ہیں اور آپ سے پہلے رسول فوت ہو چکے پھر اگر آپ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں پر لوٹ جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر لوٹ جائے گا وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا اور اللہ عنقریب شکر گزاروں کو بدلہ دے گا۔

(۳۱) یعنی تم سب قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جمع کیے جاؤ گے اور اپنے مقدمے اس کے سامنے پیش کرو گے' پھر وہ تمہارے درمیان انصاف سے فیصلہ فرمائے گا کیوں کہ وہ خوب اچھی طرح سے فیصلہ کرنے والا اور خوب جاننے والا ہے اس دن اللہ مخلص مومن کو نجات دے گا اور مشرکوں اور جھٹلانے والوں کو عذاب میں مبتلا فرما دے گا اس آیت کا انداز بیان اگرچہ مومنوں اور کافروں کے بارے میں ہے تاہم دنیا میں ہر جھگڑنے والے اس کے حکم میں داخل ہیں کیوں کہ اللہ ہی آخرت میں سب کے جھگڑوں کا فیصلہ فرمائے گا' ابن زبیرؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا دوبارہ بھی جھگڑا لایا جائے گا فرمایا ہاں میں بولا تب تو معاملہ بڑا نازک ہے۔ (ابن ابی حاتم)

❀❀❀

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾

''اس سے بڑا کون ظالم ہوگا جس نے اللہ پر جھوٹ بولا اور اپنے پاس سچائی آ جانے کے بعد اسے جھٹلایا کیا کافروں کا جہنم میں ٹھکانہ نہیں؟ اور جو صداقت لے کر آئے اور اس کی تصدیق کی وہی متقی ہیں' انہیں کے لیے ان کے رب کے پاس وہ سب کچھ ہے جسے وہ چاہیں گے' یہی مخلصوں کا صلہ ہے تاکہ اللہ ان سے ان کے برے عمل مٹا دے اور ان کے نیک عملوں کا بہترین اجر عطا فرمائے''۔

مشرک بڑے ظالم ہیں: (۳۲) مشرکوں سے (جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بتاتے ہیں حالانکہ اللہ اولاد سے پاک و بری ہے اور اس کے ساتھ دوسروں کی عبادت کرتے ہیں اور حق سے مڑ کر باطل کے آگے جھکتے ہیں) خطاب ہے کہ ایسے نالائقوں سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں کیونکہ یہ باطل کے دونوں کنارے گھیرے ہوئے ہیں' اللہ پر الزام لگاتے ہیں اور رسولوں کو مانتے نہیں اور باطل سے خوش ہیں اور حق سے ناخوش' اسی لیے اللہ نے انہیں دھمکا کر فرمایا کیا ایسوں کا ٹھکانہ جہنم نہیں؟ یعنی ایسے لوگ ضرور جہنمی ہیں جہاں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔

صداقت لانے والے: (۳۳) صداقت لے کر آنے والے رحمت عالم ﷺ یا جبرئیل ہیں' جنہوں نے صداقت مان لی یعنی رحمت عالم ﷺ کو اللہ کا رسول مان لیا یا جنہوں نے کلمہ شہادتین کا اقرار کر لیا' صداقت لانے والے انبیاء ہیں اور ان کی تصدیق کرنے والے ان کے ماننے والے مسلمان قیامت کے دن کہیں گے یہی وہ قرآن ہے جو ہمیں دیا گیا تھا اور ہم جس کے احکام پر عمل پیرا تھے یہ معنی عام ہے اور ہر مسلمان کو شامل ہے کیونکہ قرآن ہر مسلمان کے نزدیک سرتاپا صداقت ہے اور وہ اس کے احکام پر عمل پیرا بھی ہے' اس [illegible] اللہ کے نبی بھی داخل ہیں' آپ ہی قرآن لانے والے' قرآن کی تصدیق کرنے والے اور احکام قرآن پر عمل کرنے والے ہیں اور تمام مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے' سب کا اللہ پر' فرشتوں پر' کتابوں پر اور رسولوں پر ایمان ہے پھر فرمایا یہی متقی ہیں' ابن عباسؓ کہتے ہیں یعنی شرک سے بچے ہوئے ہیں۔

جنت میں حسب خواہش ہر چیز مل جائے گی: (۳۴) یعنی متقی جنت میں جو کچھ چاہیں گے موجود پائیں گے کیونکہ مخلصوں کا یہی قابل رشک صلہ ہے۔

مومنوں کے برے عملوں کی جگہ نیک عمل لے لیں گے: (۳۵) علاوہ ازیں ان پر اللہ کا یہ فضل بھی ہوگا کہ اللہ ان کے برے عمل مٹا کر انہیں اچھے عملوں کا بہترین اجر عطا فرمائے گا فرمایا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ الخ (احقاف ۴۶/۱۶) یعنی ہم ان کے

اس وعدے کی وجہ سے جوان سے کیا جاتا تھا نیک عمل قبول فرمالیں گے اور دیگر اہل جنت کی طرح ان کی برائیوں سے درگزر کر دیں گے۔

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ ۖ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِن دُونِهِ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٣٦﴾ وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّضِلٍّ ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انتِقَامٍ ﴿٣٧﴾ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلْ أَفَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ ۚ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٣٨﴾ قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٤٠﴾

''کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں' لوگ آپ کو اس کے سوا دوسروں سے ڈرا رہے ہیں اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی سیدھی راہ پر لانے والا نہیں' اور جسے سیدھی راہ پر لے آئے اسے کوئی راہ سے بھٹکانے والا نہیں' کیا اللہ سب پر غالب اور بدلہ لینے والا نہیں؟ اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان وزمین کس نے بنائے تو یہ اللہ تعالیٰ ہی کو بتائیں گے' آپ ان سے پوچھیں کہ بتاؤ تو سہی تم جنہیں اللہ کو چھوڑ کر پکار رہے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھے تکلیف دینا چاہے تو کیا یہ اس کی لائی ہوئی تکلیف رفع کر دیں گے؟ یا اگر اللہ مجھ پر رحم فرمائے تو کیا یہ اس کی رحمت کو روک دیں گے؟ آپ فرمادیں مجھے اللہ کافی ہے اور بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں' آپ فرمادیں اے قوم تم اپنے طریقہ پر عمل کرتے رہو اور میں بھی عمل کر رہا ہوں' عن قریب معلوم ہو جائے گا کہ کسے عذاب آ کر رسوا کرتا ہے اور کس پر نہ ٹلنے والا عذاب اترتا ہے''۔

عبادت گزاروں کو اللہ کافی ہے: (۳۶) یعنی اللہ اپنے بندوں کو کافی ہے جو اسی کی عبادت کرتے ہیں اور اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جسے نعمت اسلام نصیب ہوا اور برابر سرا بر روزی مل رہی ہو اور اسی پر قانع ہو وہی فلاح والا ہے (نت)۔ پھر فرمایا مشرک اللہ کے رسول کو بتوں سے ڈراتے ہیں کہ کہیں آپ ان کی لپیٹ میں نہ آ جائیں' درحقیقت اللہ نے انہیں گمراہ کر دیا ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کون راہ پر لا سکتا ہے؟۔

اللہ غالب و منتقم ہے: (۳۷) یعنی جسے اللہ راہ پر لے آئے اسے کوئی بھٹکا نہیں سکتا' کیا اللہ تعالیٰ سب پر غالب اور بدلہ لینے میں زبردست نہیں؟ اس کی تو ایسی عالی شان ہے کہ اس کا سہارا لینے والے کو کوئی ٹیڑھی نگاہ سے دیکھ بھی نہیں سکتا' اس کے در کا بھکاری تو سلاطین جہاں سے بھی بے پروا ہے کیونکہ اللہ سب پر غالب ہے' اس سے بڑا غلبہ کسی کا نہیں اور کافروں اور مشرکوں سے اللہ سے

بڑھ کر انتقام لینے والا کوئی نہیں۔

پیدائش میں اللہ ہی منفرد ہے: (۳۸) مشرک بھی اقرار کرتے ہیں کہ کائنات کا خالق اللہ ہی ہے لیکن پھر بھی یہ بد بخت اللہ کے ساتھ دوسروں کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں نفع نقصان پہنچانے پر قادر نہیں' ان کے معبود نہ اللہ کی رحمت ہٹا سکتے ہیں اور نہ اس کا عذاب ان میں کچھ بھی تو قدرت نہیں' ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے ابن عباسؓ سے فرمایا بیٹا اللہ کے دین کی حفاظت کر' اللہ تیری حفاظت کرے گا اور اللہ کے احکام کی پابندی کر تو اللہ کو اپنے پاس پالے گا (اللہ تیری مدد کرے گا) عیش کی حالت میں اللہ کو پہچان اللہ تجھے نازک اوقات میں پہچانے گا' اگر کچھ مانگنا ہو تو اللہ ہی سے مانگ اور مدد کی ضرورت ہو تو اللہ ہی سے مدد مانگ' یقین مان اگر تمام دنیا تجھے نقصان پہنچانے پر متفق ہو جائے مگر اللہ کو منظور نہ ہو تو کوئی تیرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا اور اگر سب مل کر تجھے فائدہ پہنچانا چاہیں جو اللہ نے تیرے لیے لکھا نہ ہو تو تجھے ذرہ برابر بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے' کتابیں خشک ہو چکیں' قلم اٹھا لیے گئے' اللہ ہی کے لیے یقین و شکر کے ساتھ عمل کر اور یقین مان کہ تکالیف پر صبر کرنے سے بڑی بڑی برکتیں حاصل ہوتی ہیں' اللہ کی مدد صبر ہی پر موقوف ہے' آرام بے چینی کے ساتھ ساتھ ہے اور ہر سختی کے ساتھ آسانی ہے' پھر فرمایا ایسے نازک دور میں آپ یہی فرما دیں کہ مجھے اللہ کافی ہے' اسی پر میرا اور تمام مسلمانوں کا بھروسہ ہے۔

جب قوم ہود نے آپ سے کہا تھا اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ الخ (ھود ۱۱/۵۴تا۵۶) ہمارا خیال ہے کہ ہمارے معبودوں نے تیرا دماغ خراب کر دیا ہے تو آپ نے جواب دیا میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں تم بھی گواہ رہو کہ میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں تم سب میرے خلاف سازشیں کرو اور مجھے ذرا سی بھی ڈھیل نہ دو) میرا اللہ پر بھروسہ ہے جو میرا اور تمہارا رب ہے اور روئے زمین کے ایک ایک جاندار کی پیشانی کے بال اس کے ہاتھ میں ہیں' یقیناً میرا رب سیدھی راہ پر ہے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو طاقت ور بننا چاہے وہ اللہ پر بھروسہ رکھے جو مالدار بننا چاہے اسے اپنی مملوکہ چیزوں سے زیادہ اللہ کے وعدوں پر بھروسہ رکھنا چاہیے اور جو عزت دار بننا چاہے اسے جبار و قہار سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

(۳۹'۴۰) ان آیتوں میں سخت دھمکی ہے کہ تم اپنے طریقہ کے پابند رہو اور میں اپنے دین پر قائم ہوں' تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ دنیا میں عذاب آ کر کسے ذلیل کرتا ہے اور قیامت کے دن کن پر ہمیشہ ہمیش کے لیے لعنت پڑتی ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ
وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى ع
الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا
الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾

''ہم نے لوگوں کے لیے آپ پر ایک سچی کتاب اتاری پھر جو راہ پر آ جائے گا اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اور جو گمراہ ہو جائے گا اس کا وبال اسی پر پڑے گا آپ ان پر مسلط نہیں کیے گئے' اللہ ہی موت کے وقت جانیں قبض کرتا ہے اور جو نہیں مرتے ان کی جانیں نیند

میں قبض کر لیتا ہے پھر انہیں روک لیتا ہے جن پر موت کا فیصلہ ہو چکا اور دوسری جانوں کو ایک مقررہ مدت تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے یقیناً غور کرنے والوں کے لیے اس میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں''۔

رحمت عالم ﷺ صرف نذیر وبشیر ہیں: (۴۱) اے نبی ﷺ! ہم نے تمام انسانوں اور جنوں کو چوکنا کرنے کے لیے آپ پر سچا کلام اتارا' پھر ہدایت قبول کرنے والے ہی کو ہدایت کا فائدہ پہنچے گا اور گمراہی کا وبال گمراہوں پر پڑے گا' اے نبی ﷺ آپ لوگوں کو راہ پر لانے کے ذمہ دار نہیں' آپ کا کام تو بس اللہ کا پیغام پہنچا دینا ہے' خواہ کوئی ہدایت مانے یا نہ مانے فرمایا اِنَّمَآ اَنۡتَ نَذِيۡرٌ الخ (ہود ۱۱/۱۲) آپ تو محض ڈرانے والے ہیں اور اللہ ہر چیز کا مختار ہے (۲) وَاِنَّمَا عَلَيۡكَ الۡبَلٰغُ الخ (رعد ۱۳/۴۰) آپ پر تو تبلیغ فرض ہے اور حساب ہمارے ذمہ ہے۔

کائنات میں حسب منشا ہیر پھیر کرنے والا اللہ ہی ہے: (۴۲) یعنی اللہ ہی کائنات کے وجود میں حسب مرضی ہیر پھیر پر قادر ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے اللہ ہی فرشتے بھیج کر روح قبض کر کے اسے جسم سے ہٹا لیتا ہے' اسی کو ہم موت کہتے ہیں وہی لوگوں کو سلا کر چھوٹی موت دے دیتا ہے فرمایا وَهُوَ الَّذِيۡ يَتَوَفّٰٮكُمۡ الخ (انعام ۶/ ۶۰' ۶۱) وہی تمہیں رات میں مار دیتا ہے اور تمہارے دن والے کام جانتا ہے پھر وہ تمہیں دن میں اٹھا دیتا ہے تاکہ مقررہ مدت پوری ہو جائے' پھر اسی کے پاس لوٹ کر تمہیں آنا ہے پھر وہ تمہیں تمہارے عملوں کی خبر دے گا' وہی اپنے بندوں پر قادر و غالب ہے اور تم پر حفاظت کرنے والے فرشتے بھیج دیتا ہے' پھر جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے گا تو اسے ہمارے فرشتے مار دیں گے اور وہ کمی نہیں کرتے یعنی تمہیں مقررہ وقت پر ہی موت آئے گی' فرشتے وقت کو آگے پیچھے نہیں کر سکتے' اس آیت میں پہلے چھوٹی موت (نیند) بیان کی' پھر بڑی موت بیان کی اور آیت باب میں پہلے موت پھر نیند بیان کی' معلوم ہوا کہ روحوں کا الملاء الاعلیٰ میں اجتماع ہوتا ہے' جیسا کہ ابن مندہ والی مرفوع حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

سونے کا طریقہ اور دعا: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جب کوئی سونے کا ارادہ کرے تو تہبند کے ایک پلو سے بستر کو جھاڑ دے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ بستر پر کیا پڑا ہوا ہے پھر بِاسۡمِكَ رَبِّيۡ وَضَعۡتُ جَنۡبِيۡ وَبِكَ اَرۡفَعُهٗ اِنۡ اَمۡسَكۡتَ نَفۡسِيۡ فَارۡحَمۡهَا وَاِنۡ اَرۡسَلۡتَهَا فَاحۡفَظۡهَا بِمَا تَحۡفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصّٰلِحِيۡنَ (یعنی اے میرے رب میں تیرا نام لے کر بستر پر لیٹا اور تیرے ہی نام کی برکت سے اس سے اٹھوں گا اگر تو میری روح روک لے تو اس پر رحم فرما اور اگر چھوڑ دے تو اس کی حفاظت فرما جس سے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے)۔ پڑھ کر سو جائے۔

ابن عباس فرماتے ہیں مردوں کی روحیں روک لی جاتی ہیں اور زندوں کی واپس لوٹا دی جاتی ہیں' اور غلطی کے امکان سے محفوظ رہتی ہیں یعنی یہ ناممکن ہے کہ مرنے والے کی روح غلطی سے واپس کر دی جائے یا کسی زندہ کی روح غلطی سے واپس نہ کی جائے۔ اس میں بھی غور کرنے والوں کے لیے زندگی بعد الموت کی بے شمار دلیلیں ہیں۔

اَمِ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلۡ اَوَلَوۡ كَانُوۡا لَا يَمۡلِكُوۡنَ شَيۡـًٔـا وَّلَا
يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴۳﴾ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيۡعًا ؕ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

''کیا ان مشرکوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے سفارشی بنا لیے ہیں' آپ پوچھیں اگرچہ وہ کسی چیز پر قادر نہ ہوں اور نہ عقل والے ہوں' آپ فرما دیں سفارش کا پورا پورا اختیار اللہ ہی کو ہے' اسی کی آسمان وزمین پر بادشاہت ہے' پھر تم اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے اور جب صرف اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جن کا آخرت پر ایمان نہیں ان کے دل سکڑنے لگتے ہیں اور جب اس کے علاوہ اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو یہ فوراً کھل اٹھتے ہیں''۔

سفارش کے لیے غیر اللہ کی عبادت: (۴۳) اس آیت میں مشرکوں کی برائی ہے کہ یہ اللہ کو چھوڑ کر غیروں کی اس لیے عبادت کرتے ہیں کہ وہ ان کی سفارش کر دیں گے اور اللہ کو ان سے راضی کرا دیں گے' نادانوں نے بلا کسی دلیل کے بتوں اور تھانوں کو معبود بنا لیا حالانکہ انہیں کسی بات کا بھی اختیار نہیں' اختیار تو رہا درکنار یہ تو عقل وسمجھ سے بھی کورے ہیں کہ اپنے ماننے والوں کی باتیں سمجھ لیں نہ ان کے کان ہیں کہ ان کی باتیں سن لیں اور نہ ان کی آنکھیں ہیں کہ انہیں دیکھ ہی لیں بلکہ محض جمادات و پتھر ہیں اور جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں۔

اللہ کی اجازت کے بغیر سفارش نہیں: (۴۴) اے پیارے نبی ﷺ آپ ان نادانوں سے فرما دیں کہ اللہ کے دربار میں سفارش انہیں کے لیے کارآمد ہوگی جن سے اللہ راضی ہوگا اور اپنے کسی مقرب بندے کو ان کی سفارش کی اجازت دے گا' معلوم ہوا کہ (۱) اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی لب نہیں ہلائے گا (۲) جس سے اللہ راضی ہوگا اسی کی سفارش کی اجازت دے گا (۳) اللہ مشرک سے کبھی راضی نہیں ہوگا' نتیجہ ظاہر ہے کہ مشرک کی سفارش کوئی بھی نہ کرے گا بلکہ سب اس سے بیزار ہوں گے' غرض سفارش کا پورا پورا اختیار اللہ کو ہے فرمایا مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ الخ (بقرہ ۲/۲۵۵) اللہ سے اس کی اجازت کے بغیر کون سفارش کر سکتا ہے؟ پھر فرمایا تمام کائنات میں اسی کا تصرف کارفرما ہے اور سب کو لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے وہ ہر ایک کو پورے انصاف کے ساتھ عملوں کی جزاء یا سزا دے گا۔

مشرکوں کو توحید سے نفرت اور شرک سے رغبت ہے: (۴۵) مشرکوں کو غیرت دلائی جا رہی ہے کہ جب ان کے سامنے توحید کا ذکر آتا ہے تو یہ ناک بھوں چڑھا لیتے ہیں اور ان پر مردنی چھا جاتی ہے اور ان کے دل سکڑنے اور بھینچے لگتے ہیں مشرک توحید سے بدکتے اور نفرت وغرور کرتے ہیں' ان کے دل نیکیوں کو قبول نہیں کرتے لامحالہ برائیوں کو قبول کرتے ہیں فرمایا اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ الخ (صافات ۳۷/۳۵) جب ان کے سامنے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں تو یہ غرور سے اس بات کو مانتے نہیں' پھر فرمایا اور جب اللہ کے علاوہ دیوی دیوتاؤں کا ذکر آتا ہے تو یہ فوراً کھل جاتے ہیں اور اسے خوب غور سے سنتے ہیں۔

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي

الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا

وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾

''آپ فرما دیں اے اللہ اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے' اے چھپی کھلی ہر بات کو جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں ان کے اختلافوں میں فیصلہ فرمائے گا' اگر ظالموں کے پاس زمین بھر کی دولت اور اس جیسی اور دولت ہو تو قیامت کے دن کے برے عذاب سے جان چھڑانے کے لیے فدیہ میں اسے پیش کرنے لگیں اور جس کا انہیں گمان بھی نہ تھا وہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے ظاہر ہو جائے گا اور ان کی کمائیوں کی برائیاں ان پر ظاہر ہو جائیں گی اور انہیں وہ عذاب آ گھیرے گا' جس کا یہ مذاق اڑایا کرتے تھے''۔

---

(۴۶) یعنی اے نبی ﷺ آپ اپنے اللہ ہی سے دعا مانگیں اور اسی کو پکاریں جو بلا شرکت غیرے ایک ہے اور جس نے تمام دنیا اور آسمان وزمین بنائے کہ اے اللہ تو ہی ان کے جھگڑوں کا فیصلہ فرمائے گا جب یہ آخرت میں اپنی قبروں سے اٹھ کر تیرے پاس جمع ہوں گے' رحمت عالم ﷺ تہجد کی نماز شروع کرتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے' اے اللہ اے جبرئیل میکائیل اور اسرافیل کے رب' اے آسمان وزمین کے خالق اور اے ہر چھپی کھلی بات جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں ان کے جھگڑوں کا فیصلہ فرمائے گا' اے اللہ مجھے صحیح بات کی رہنمائی فرما' یقیناً تو جسے چاہے سیدھی راہ کی راہنمائی فرما دے (م)۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جس نے اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمَلِيْكَهٗ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ وَاَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰى نَفْسِيْ سُوْٓءً اَوْ اَجُرَّهٗ اِلٰى مُسْلِمٍ۔ (یعنی اے اللہ اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے اور اے باطن وظاہر کے جاننے والے میں تجھ سے اس زندگی میں وعدہ کرتا ہوں کہ یقیناً تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ تیرا کوئی شریک ہے اور محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں اگر تو مجھے میرے نفس کے حوالہ کر دے گا تو برائی سے قریب اور بھلائی سے دور فرما دے گا' مجھے تیری رحمت ہی پر بھروسہ ہے اس لیے مجھ سے اپنی رضا کا وعدہ فرما جسے تو قیامت کے دن پورا کرے گا کیونکہ تو وعدہ خلافی نہیں کرتا) پڑھی تو اللہ قیامت کے دن فرشتوں سے فرمائے گا کہ میرے بندے نے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا اسے پورا کرو' پھر اللہ اسے جنت میں داخل فرما دے گا (ا) یہ دعا صبح وشام اور سوتے وقت پڑھنی چاہیے۔

قیامت کے دن بیش قیمت فدیہ بھی قبول نہ ہوگا: (۴۷'۴۸) اگر مشرک زمین بھر کر بلکہ اس سے بھی دگنا سونا قیامت کے دن کے عذاب سے اپنی جان چھڑانے کے لیے دیں تو وہ بھی رد کر دیا جائے گا' یعنی اس دن فدیہ قبول ہی نہیں کیا جائے گا آج دنیا کے گناہوں کا انتقام ایسے بھیانک عذابوں میں ظاہر ہوگا' جن کا مشرکوں کو گمان بھی نہ تھا اور وہ جس عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے وہی انہیں گھیرے ہوئے ہوگا۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ
اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قَدْ قَالَهَا
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ
مَا كَسَبُوْا وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا
وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ
وَيَقْدِرُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ ع ۵/۲

''پھر جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اسے اپنی نعمت دے دیتے ہیں تو کہنے لگتا ہے کہ یہ تو مجھے اپنی ہوشیاری سے ملی ہے نہیں بلکہ یہ نعمت آزمائش ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں' ان سے پہلوں نے بھی یہی بات کہی تھی لیکن ان کی ہوشیاری ان کے کچھ کام نہیں آئی' پھر ان کی کمائیوں کی برائیاں انہیں پر آپڑیں اور ان میں سے بھی جو ظالم ہیں ان پر بھی ان کی کمائیوں کی برائیاں پڑنے والی ہیں اور وہ عاجز کرنے والے نہیں' کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ جس کی روزی چاہے فراخ کردے اور جس کی چاہے تنگ کردے' بلاشبہ اس میں بھی مومنوں کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں''۔

انسان کی اوندھی عادت: (۴۹) انسان کی عادت کی اطلاع ہے کہ آڑے وقت تو اللہ کے سامنے روتا دھوتا ہے اور اللہ کی طرف بڑھتا ہے اور جب اللہ اسے اپنی نعمت عطا فرما دیتا ہے اور مصیبت ہٹا دیتا ہے تو اب بغاوت و سرکشی پر اتر آتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ یہ نعمت مجھے اپنی ہوشیاری اور حسن تدبیر سے ملی مجھے پہلے ہی سے معلوم تھا کہ میں اس کا حق دار ہوں فرمایا نہیں نہیں بلکہ ہماری یہ نعمت بھی آزمائش کے لیے ہے کہ اس نعمت کے بعد تم ہماری فرماں برداری کرتے ہو یا نہیں ہمیں تو معلوم ہے کہ تمہاری کیا حالت ہوگی مگر ہم دوسروں پر بھی تمہاری دینی حیثیت ظاہر کرنا چاہتے ہیں چونکہ اکثر لوگ اس نکتہ سے ناآشنا ہوتے ہیں اس لیے باتیں بناتے اور ناحق کے دعوے دار بن بیٹھتے ہیں۔

(۵۰'۵۱) یعنی پہلے لوگ بھی اسی طرح کی بے بنیاد باتیں بنایا کرتے تھے' پھر جب اللہ کا عذاب آیا تو ان کا جتھا اور کمائی کچھ بھی کام نہیں آئی ان کی طرح سے آج کے ظالموں کی کمائیوں کا وبال بھی ان پر پڑ کر رہے گا یہ اللہ کو ہرا نہیں سکتے' قارون سے کہا گیا تھا لَا تَفْرَحْ الخ (قصص ۲۸/ ۷۶ تا ۷۸) اترا مت یاد رکھ اللہ اترانے والوں سے خوش نہیں ہوتا' اللہ نے تجھے جو مال دے رکھا ہے اس سے آخرت بنا اور دنیا میں بھی بقدر ضرورت فائدہ اٹھا جب اللہ نے تجھ پر اپنا فضل کیا ہے تو تو بھی لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ اور اس رقم کو گناہوں میں اڑا کر دنیا میں فساد نہ مچا' کیونکہ اللہ شر پسندوں کو پسند نہیں فرماتا بولا یہ مال مجھے میری ہوشیاری اور عقل کی بدولت ملا ہے کیا اسے معلوم نہیں کہ اللہ نے اس سے پہلے بہت سی وہ قومیں غارت کر دیں جو قوت و تعداد میں اس سے کہیں زیادہ تھیں اور مجرموں سے ان کے گناہ نہیں پوچھے جائیں گے یعنی علی الحساب جہنم رسید کر دیئے جائیں گے۔

بھلا کون ہوشیاری سے نہیں کماتا: (۵۲) یعنی کمائی کے لیے تو ہوشیاری میں اور حسن تدبیر میں کوئی کمی کرتا نہیں پھر کسی کی

روزی فراخ اور کسی کی تنگ کیوں ہوتی ہے؟ معلوم ہوا کہ روزی کی تنگی اور فراخی ہوشیاری اور بے وقوفی پر موقوف نہیں، بلکہ اللہ کے اختیار میں ہے اللہ اپنی حکمت سے جس کے لیے چاہے روزی تنگ کر دے اور جس کے لیے چاہے فراخ کر دے اس میں بھی مومنوں کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ بَلٰى قَدْ جَاۗءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾

''آپ فرما دیں کہ (اللہ فرماتا ہے) اے میرے بندو جنھوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو، یاد رکھو اللہ سارے گناہ معاف فرما دے گا کیونکہ وہ بڑی درگزر کرنے والا اور نہایت ہی مہربان ہے اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس سے پہلے پہلے اس کی فرماں برداری کرلو کہ تم پر عذاب آ جائے، پھر تمہاری مدد نہ کی جائے اور اپنے رب کے اتارے ہوئے پیارے پیارے حکموں کی اس سے پہلے پہلے پیروی کرلو کہ تم پر اچانک عذاب آ جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو، ایسا نہ ہو کہ کوئی کہنے لگے ہائے افسوس اس کوتاہی پر جو میں نے اللہ کے حق میں کی یقیناً میں بھی مذاق اڑانے والوں میں سے تھا یا یہ کہنے لگے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیز گاروں میں سے ہوتا یا عذاب دیکھنے کے بعد کہنے لگے کاش میں پھر دنیا میں جا سکوں، تاکہ مخلص بن جاؤں نہیں نہیں بلکہ تیرے پاس میری نشانیاں آئیں مگر تو نے انہیں نہ مانا اور جھٹلا دیا اور غرور کیا اور تو انکار کرنے والوں میں سے تھا''۔

توبہ کی دعوت: (۵۳) اس آیت میں تمام نافرمانوں کافروں اور غیر کافروں کے لیے ایک عام دعوت ہے کہ اب بھی وقت ہے توبہ کرلیں اور اپنی موجودہ حرکتوں سے باز آ کر اللہ کی طرف آ جائیں اور یہ بشارت ہے کہ اللہ توبہ سے کفر و شرک اور ہر قسم کے گناہ معاف فرما دیتا ہے بشرطیکہ کوئی سچے دل سے توبہ کرنے کے بعد پاک زندگی بسر کرنے کا ارادہ کرلے خواہ گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر اور پہاڑ جیسے کیوں نہ ہوں، اس آیت کو بلا توبہ والے گناہوں پر محمول نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اللہ بلا توبہ صرف شرک نہیں بخشتا، ابن

عباسؓ فرماتے ہیں مشرکوں نے کثرت سے ناحق قتل کیے تھے اور کثرت سے حرام کاری کی تھی، پھر رحمت عالم ﷺ سے آ کر کہنے لگے کہ آپ کی دعوت تو اچھی اور خیر و برکت والی ہے لیکن آپ یہ بتا دیں کہ اگر ہم مسلمان ہو جائیں تو کیا ہمارے گناہ معاف ہو جائیں گے اس پر نہ صرف یہ آیت بلکہ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ الخ (فرقان ۲۵/ ۶۸) (یعنی جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی بے گناہ کو ناحق قتل نہیں کرتے اور زنا نہیں کرتے) بھی اتری آگے فرمایا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ الخ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا مجھے یہ آیت (آیت باب) دنیا و مافیہا سے زیادہ پیاری ہے (ل) ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ جس نے شرک کیا ہو کیا وہ بھی توبہ سے بخش دیا جائے گا؟ اس پر آپ خاموش ہو گئے پھر آپ نے تین بار فرمایا سن لو وہ بھی جس نے شرک کیا ہو (ل) عمرو بن عنبسہ فرماتے ہیں ایک انتہائی بوڑھا شخص اپنی لکڑی پر ٹیک لگاتا ہوا رحمت عالم ﷺ سے آ کر بولا کہ میں نے بڑے بڑے گناہ اور خوب بدکاریاں کیں ہیں کیا میرے بھی گناہ معاف ہو جائیں گے، پوچھا کیا تم نے توحید کا اقرار نہیں کیا بولا کیوں نہیں میں نے تو آپ کی رسالت کا بھی اقرار کر لیا ہے فرمایا تمہارے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے (ل)۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ نے اپنی مغفرت کی اسے دعوت دی جس نے مسیح و عزیزؑ کو اللہ کا بیٹا کہا اور جس نے اللہ کو فقیر و تنگ ہاتھ والا کہا اور جس نے اسے تین معبودوں میں سے ایک سمجھا ان سب سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰہِ الخ (مائدہ ۵/ ۷۴) پھر یہ کیوں اللہ سے دعاء و استغفار نہیں کرتے وہ تو غفور رحیم ہے، اللہ نے ان سے بھی زیادہ گندے عقیدے والے کو توبہ کی دعوت دی جس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں تم سب کا سب سے اونچا رب ہوں مجھے معلوم نہیں کہ میرے سوا تمہارا کوئی اور رب بھی ہے، اب بھی اگر کوئی اللہ کی رحمت سے ناامید ہو تو اس نے اللہ کی کتاب کا انکار کیا، لیکن انسان توبہ پر قادر نہیں ہو سکتا، جب تک اللہ اسے توبہ کی توفیق نہ دے، ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔ قرآن کی سب سے بڑی آیت اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے اور خیر و شر کی جامع آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الخ ہے اور سب سے مسرت بخش آیت قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا الخ ہے اور توکل کی سب سے بڑی آیت وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ الخ ہے (ط)۔

اللہ کی رحمت سے ناامیدی کے بارے میں: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم اتنے گناہ کرو کہ ان سے ساری فضا بھر جائے پھر اللہ سے معافی مانگو تو اللہ تمہیں ضرور معاف فرما دے گا، اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ ایسے لوگ لے آئے جو گناہ کر کے استغفار کریں اور اللہ انہیں معاف فرمائے (ل)۔ (۲) ابو ایوبؓ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا میں نے تم سے ایک حدیث چھپائی تھی، لیکن اب بیان کیے دیتا ہوں، میں نے سنا آپ فرما رہے تھے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ ایسی مخلوق پیدا کر دے جو گناہ کرے (پھر استغفار کرے) اور اللہ انہیں معاف فرمائے (متا)۔

عمرؓ فرماتے ہیں پہلے ہماری رائے تھی کہ اللہ مرتد ہونے والوں کا کوئی عمل حتیٰ کہ توبہ بھی قبول نہیں فرماتا، پھر جب رحمت عالم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اللہ نے قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْ اَسْرَفُوْا الخ اتاری میں نے اپنے ہاتھ سے یہ آیتیں لکھیں اور ہشام بن العاص کے پاس بھیجیں، ہشام فرماتے ہیں میں یہ آیتیں بلند آواز سے بار بار ذی طویٰ میں پڑھتا رہا مگر ان کا مطلب نہ سمجھ سکا، آخر کار میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ مجھے ان کا مطلب سمجھا دے پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ یہ آیتیں ہماری اس رائے کی تردید کے بارے میں اتری ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرتد ہونے والوں کی توبہ قبول نہیں فرمائے گا، پھر میں اونٹ

پر سوار ہو کر مدینہ آیا اور خدمت نبوی میں حاضر ہوا۔

نیک عمل اور توبہ میں جلدی: (۵۴٬۵۵) توبہ میں جلدی کرنے کی ترغیب ہے یعنی اگر گناہ ہو جائے تو فوراً اللہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور عذاب آنے سے پہلے پہلے اس سے معافی مانگ لو اور پرخلوص توبہ کر لو اور نیک عملوں میں سرگرم ہو جاؤ' تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے جو بہترین تحفہ (قرآن) آیا ہے اس کی اس سے پہلے پہلے پیروی کر لو کہ تم پر اچانک عذاب آ جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو' غرض یہ کہ گناہ ہوتے ہی فوراً توبہ کر لو نہ معلوم پھر توبہ کا وقت ہاتھ آئے یا نہ آئے' پھر کف افسوس ملتے ہی رہ جاؤ

(۵۶ تا ۵۸) یعنی قیامت کے دن مجرم جو توبہ میں پس و پیش کرتا رہا تھا کف افسوس ملے گا کہ ہائے کیوں میں نے توبہ و انابت میں تاخیر کی اور تمنا کرے گا کاش میں مخلص و فرماں بردار اور اطاعت گزار ہوتا' پیغمبروں کی باتوں کا مذاق نہ اڑاتا اور ان پر ایمان لے آتا مگر ہزار افسوس اس وقت مجھے عقل ہی نہیں آئی تمنا کرے گا کاش اللہ اسے بھی ہدایت دے دیتا اور وہ بھی پرہیزگار بن جاتا عذاب دیکھ کر کہے گا ہائے ہائے کاش میں ایک بار پھر دنیا میں بھیج دیا جاتا کہ میں اللہ کا مخلص و فرماں بردار بندہ بن جاتا' مجرم قیامت کے دن جو کچھ کہیں گے اس کی اللہ نے ان کے کہنے سے پہلے ہی خبر دے دی فرمایا وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ الخ (فاطر ۱۴/۳۵) یعنی خوب خبر رکھنے والے کی طرح' آپ کو کوئی خبر نہیں دے سکتا' مجرموں کی تمناؤں کا اللہ نے جواب دیا وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا الخ (انعام ۶/ ۲۸) اگر یہ لوٹا دیئے جائیں تو پھر وہی کریں گے جن سے روک دیئے گئے ہیں یعنی دنیا میں آ کر پھر وہی برائیاں کریں گے اور نیکیوں پر قادر نہ ہوں گے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہر جہنمی اپنا جنتی ٹھکانہ دیکھ کر کہے گا کاش مجھے اللہ ہدایت دیتا (تو میں بھی آج یہی بہاریں لوٹتا) اسے اس وقت سخت ندامت و حسرت ہوگی اور ہر جنتی اپنا جہنمی ٹھکانہ دیکھ کر کہے گا (الحمد للہ آج میں جنت میں ہوں) اگر اللہ مجھے ہدایت نہ دیتا (تو آج میں بھی جہنم میں جل رہا ہوتا) اور وہ اللہ کا بہت بہت شکر ادا کرے گا (ن)۔

چونکہ مجرم دنیا میں پھر آنے کی تمنا کریں گے اور شرعی احکام کو نہ ماننے پر بے حد حسرت کا اظہار کریں گے۔

(۵۹) اس لیے اللہ نے فرمایا اے شرمسار و نادم بندے دنیا میں تیرے پاس میری آیتیں آئی تھیں اور تجھ پر میری حجتیں قائم ہوئی تھیں لیکن تو نے انہیں جھٹلایا اور ان کی پیروی کرنے سے غرور کیا اور مانا نہیں اور برابر ان کا انکار ہی کرتا رہا' اب ندامت سے کیا ہوتا ہے۔

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۶۰ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْۗءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۶۱

''اور جنہوں نے اللہ پر جھوٹ بولا تھا قیامت کے دن آپ ان کے چہرے سیاہ دیکھیں گے کیا مغروروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں؟ اور اللہ پرہیزگاروں کو ان کی سابق کامیابی کی وجہ سے نجات دے دے گا' انہیں برائی نہیں پہنچے گی اور نہ وہ غمگین ہوں گے''۔

قیامت کے دن مشرکوں کا برا انجام: (۶۰) یعنی قیامت کے دن کچھ لوگوں کے چہرے کالے ہوں گے اور کچھ سرخرو ہوں گے' سیاہ چہروں والے پھوٹ ڈالنے والے تھے اور سرخ چہروں والے سنت پر عمل کرنے والے اور جماعت کے ساتھ مل کر رہنے

والے تھے مشرکوں نے اللہ کے شریک ٹھہرا کر اللہ پر جھوٹ باندھا تھا حالانکہ اللہ اولاد و شریک سے بری ہے قیامت کے دن اسی جھوٹ کی وجہ سے ان کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے پھر فرمایا کیا ان مشرکوں کے لیے قید خانہ کی حیثیت سے جہنم کافی نہیں؟ یہ بد بخت غرور کرنے اور حق نہ ماننے کی وجہ سے جہنم میں ذلیل ہو کر جلیں گے۔

مغروروں کا حشر: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن مغروروں کا حشر چیونٹیوں کی طرح ہوگا یعنی وہ چیونٹیوں کی طرح چھوٹے چھوٹے اور نہایت حقیر ہوں گے اور حقیر ہونے کی وجہ سے ہر چیز ان پر چڑھ جائے گی پھر آگ کے قید خانہ یعنی وادی بولس میں جہاں آگوں کی آگ ہے بند کر دیئے جائیں گے اور انہیں پینے کو جہنمیوں کے زخموں کا دھوون اور طینۃ الخبال دیا جائے گا۔

اللہ والوں کا حسن انجام: (۶۱) یعنی اپنی دینوی کامیابی کی وجہ سے یہ حضرات نجات پا جائیں گے انہیں قیامت کے دن کوئی برائی نہیں پہنچے گی اور نہ یہ غمگیں ہوں گے انہیں سب سے بڑی گھبراہٹ بھی نہ ہوگی بلکہ ہر گھبراہٹ اور برائی سے محفوظ رہیں گے۔

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۶۲﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾

ع ۷

''اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز پر پورا اختیار رکھتا ہے اسی کے پاس آسمان و زمین کی کنجیاں ہیں اور جو اللہ کی آیتیں نہیں مانتے وہ بڑا نقصان اٹھائیں گے آپ فرما دیں اے جاہلو کیا تم پھر بھی مجھے غیر اللہ کی عبادت کا مشورہ دیتے ہو یقین مانو آپ پر بھی اور آپ سے پہلوں پر بھی یہی وحی بھیجی گئی کہ اگر آپ شرک کریں گے تو آپ کے عمل غارت ہو جائیں گے اور آپ بڑا نقصان اٹھائیں گے بلکہ آپ اللہ ہی کی عبادت کریں اور شکر گزار رہیں''۔

اللہ ہی قادر مطلق ہے: (۶۲) یعنی میں ہی تمام چیزوں کا خالق و مربی اور مالک ہوں میرا ہی ہر چیز پر اختیار ہے اور ہر چیز میری قدرت و تدبیر اور سپردگی میں ہے۔

(۶۳) مقالید یعنی کنجیاں یا خزانے یعنی ہر کام کی باگ ڈور اللہ کے ہاتھ میں ہے اسی کی بادشاہت ہے اسی کی تعریفیں اور وہی ہر چیز پر خوب قادر ہے پھر فرمایا جو اللہ کی آیتیں جھٹلاتے رہے اور اس کے دلائل کے آگے نہیں جھکے وہی سخت نقصان اٹھائیں گے۔

رحمت عالم ﷺ کو بتوں کی طرف دعوت: (۶۴، ۶۵) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مشرکوں نے جہالت سے رحمت عالم ﷺ کو اپنے بتوں کی عبادت کی دعوت دی تھی اور یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم بھی آپ کے معبود کی عبادت کریں گے اس پر یہ آیت اتری ہر نبی سے یہی کہا گیا کہ اگر شرک کرو گے تو تمہارے سارے عمل برباد ہو جائیں گے بڑوں سے کہا جاتا ہے تاکہ چھوٹوں کے کان کھڑے ہوں

فرمایا وَلَوْ اَشْرَكُوْا الخ (انعام ۶/ ۸۸) اگر انہوں نے شرک کیا تو ان کے سارے عمل برباد ہوجائیں گے۔

شکر کی تفسیر: (۶۶) یعنی آپ اور آپ کے ماننے والے خلوص سے ایک ہی معبود کی عبادت کریں جو بلاشرکت غیرے تنہا ہے' یہی اس کی شکرگزاری ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٧﴾

''لوگوں نے اللہ کی قدر پہچاننے کا حق نہیں ادا کیا اور قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے سیدھے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے وہ مشرکوں کے شرک سے پاک اور بلند ہے''۔

مشرکوں نے اللہ کا مرتبہ نہیں پہچانا: (۶۷) یعنی مشرکوں نے اللہ کی عظمت کا حق نہیں ادا کیا اور ناقدروں نے اللہ کا مرتبہ نہیں پہچانا اور غیروں کو اس کی عبادت میں ملا لیا' حالانکہ وہ سب سے بڑا ہے جس کے اوپر کوئی نہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز کا مالک ومربی ہے' دنیا کی ہر چیز اس کی تقدیر وقدرت کے دائرہ میں بند ہے کہا جاتا ہے کہ یہ آیت قریش کے بارے میں اتری' اگر لوگ اللہ کی قدر وعظمت پہچانتے تو اس کے نبی کو نہیں جھٹلاتے اور اللہ ہی کے آگے جھکتے جو اللہ کی ہمہ گیر قدرت کے قائل نہیں وہ سب اس آیت کے حکم میں داخل ہیں خواہ شان نزول قریش کے بارے میں ہو یا کسی اور کے بارے میں اللہ کی ہمہ گیر قدرت کو تسلیم کرنے والوں نے اس کی عظمت کا حق ادا کر دیا اس آیت کے بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں' صحیح یہی راہ ہے کہ اس قسم کی آیتوں پر بلاچون وچرا ایمان لے آؤ اور کیفیت کی کرید اور معنی بدلنے کی کوشش نہ کرو' ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ کے پاس ایک یہودی عالم آیا بولا اے محمد ﷺ ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ ایک انگلی پر آسمانوں کو ایک پر زمین کو ایک پر درختوں کو ایک پر پانی اور کیچڑ کو اور ایک پر تمام مخلوق کو اٹھا کر فرمائے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں' یہ سن کر رحمت عالم ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں نظر آنے لگیں یعنی آپ نے اس کی بات کی تصدیق کی' پھر آپ نے یہی آیت پڑھ کر سنائی' (قتن)

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْۗءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٠﴾ ع

''اور صور میں پھونک ماری جائے گی' پھر تمام آسمان وزمین والے بے ہوش ہوجائیں گے مگر جسے اللہ بے ہوش نہ کرنا چاہے' پھر اس میں دوسری بار پھونک ماری جائے گی تو فوراً سب کھڑے ہوکر دیکھ رہے ہوں گے اور زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا جائے گی' اور

کتاب رکھ دی جائے گی اور نبی اور گواہ لائے جائیں گے اور لوگوں میں صحیح صحیح فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا اور ہر شخص کو اس کے عملوں کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور اللہ ان کے عملوں سے خوب خبردار ہے''۔

صور کا بیان: (۶۸) قیامت کے روح فرسا حوادث اور اس کے جگر پاش زلزلوں کا بیان ہے یہ صور دوسری بار پھونکا جائے گا' جس سے آسمان و زمین کی تمام زندہ مخلوق فوت ہو جائے گی مگر جسے اللہ تعالیٰ باقی رکھے جیسا کہ صور کی مشہور حدیث میں تفصیل ہے' پھر باقی رہنے والوں کی روحیں بھی قبض کر لی جائیں گی اور سب سے اخیر میں ملک الموت فوت ہوں گے اور تنہا اللہ کی ذات جو حیی و قیوم ہے باقی رہ جائے گی جیسے وہ شروع میں تنہا تھا' اللہ کو ہمیشہ ہمیش سے دوام و بقاء ہے اور وہی ازلی اور ابدی ہے' پھر اللہ تین بار فرمائے گا' آج کس کی بادشاہت ہے پھر خود ہی جواب دے گا کہ اللہ ہی کی حکومت ہے جو ایک ہے اور سب پر غالب ہے فرمائے گا میں ہی تنہا تھا میں ہی ہر چیز پر غالب و قاہر تھا' اور آج میں نے ہر چیز کی فنا کا حکم صادر فرما دیا' پھر سب سے پہلے اسرافیلؑ زندہ ہوں گے' آپ کو حکم ہوگا کہ صور پھونکیں' اب تیسری دفعہ صور پھونکا جائے گا جس سے سب زندہ ہو جائیں گے اور قیامت کی ہولناکیاں مشاہدہ کر رہے ہوں گے فرمایا فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ الخ (نازعات ۷۹/۱۳' ۱۴) وہ تو صرف ایک ڈانٹ ہوگی' اتنے میں سب لوگ ایک میدان میں جمع ہو جائیں گے (۲) يَوْمَ يَدْعُوكُمْ الخ (اسراء ۱۷/۵۲) اللہ تمہیں جب بلائے گا تو تم اس کی بڑائیاں بیان کرتے ہوئے اس کی آواز پر لبیک کہو گے اور سمجھ رہے ہو گے کہ بس تھوڑی سی دیر ہی دنیا میں ٹھہرے تھے رحمت عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے اس آیت کے بارے میں جبرئیل سے پوچھا کہ اللہ کن لوگوں کو مارنا نہیں چاہے گا فرمایا یہ شہداء ہوں گے جن کی تلواریں عرش کے اردگرد لٹکی ہوئی ہوں گی قیامت کے دن فرشتے قبر سے لے کر میدان محشر تک ان کا استقبال کریں گے اور اپنے ساتھ میدان محشر تک لے جائیں گے یہ یاقوت کی اونٹنیوں پر سوار ہوں گے' ان کی سواریوں کی گدیاں ریشم سے بھی زیادہ نرم و نازک ہوں گی' اور ان سواریوں کے قدم حد نگاہ تک پڑیں گے یہ لوگ جنتوں میں موج اڑائیں گے' پھر یہ خیال کر کے کہ اللہ لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کر رہا ہے میدان محشر میں آئیں گے' اللہ انہیں دیکھ کر مسکرائے گا اور جسے اللہ دیکھ کر مسکرائے وہ بلا حساب و کتاب جنتی ہے۔

رب کے نور سے زمین جگمگا جائے گی: (۶۹) جب اللہ جھگڑے چکانے کے لیے زمین پر جلوہ آرا ہوگا تو اس کے نور سے تمام زمین بقعہ نور بن جائے گی' پھر لوگوں کو ان کے اعمال نامے دیئے جائیں گے' انبیاء بلائے جائیں گے' انبیاء اقرار کریں گے کہ ہم نے اپنی اپنی قوم میں تبلیغ کر دی تھی اور بلا کم و کاست لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا' اور گواہوں کو یعنی اعمال نامے لکھنے والے فرشتوں کو بلایا جائے گا اور لوگوں میں انصاف سے فیصلے کیے جائیں گے کسی پر ظلم نہیں ہوگا فرمایا وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الخ (انبیاء ۲۱/۴۷) ہم قیامت کے دن انصاف کے لیے ترازو رکھیں گے پھر کسی پر ذرا سا ظلم بھی نہیں کیا جائے گا اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی کوئی چیز ہوگی تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم حساب کے لیے کافی ہیں (۲) إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ الخ (نساء ۴/۴۰) یقین مانو اللہ رائی کے دانہ کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہوتی ہے تو اسے بڑھا دیتا ہے اور اپنے پاس سے اجر عظیم عطا فرما دیتا ہے۔

(۷۰) یعنی ہر شخص کو اس کے عملوں کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا' اللہ ہر ایک کے عملوں سے خوب آگاہ ہے۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿71﴾ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿72﴾

''اور کافر جہنم کی طرف گروہ گروہ ہانک کر لائے جائیں گے آخر جب وہ جہنم کے پاس پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے' اور ان سے اس کے داروغے پوچھیں گے کیا تم میں سے تمہارے پاس رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں تمہارے رب کی آیتیں پڑھ کر سناتے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے جہنمی کہیں گے رسول تو آئے تھے مگر عذاب کی بات کافروں پر پوری ہو کر رہی کہا جائے گا جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسی میں رہو لہٰذا مغروروں کا بدترین ٹھکانہ ہے''۔

قیامت کے دن کافر منہ کے بل چلیں گے: (۷۱) یعنی بدبخت کافروں کو جہنم کی طرف ہانک کر لے جایا جائے گا جس سے ان کی بے حد رسوائی ہوگی اور جانوروں کی طرح انہیں ہانک کر لے جایا جائے گا اور جہنم میں جھونک دیا جائے گا فرمایا یَوْمَ يُدَعُّوْنَ الخ (طور۵۲/۱۳) یعنی انہیں دھکے دے دے کر جہنم کی طرف لے جایا جائے گا اس وقت یہ پیاس سے جاں بلب اور سخت بے چین ہوں گے (۲) وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ الخ (مریم۱۹/۸۶) ہم مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسے ہانکیں گے اور وہ بہرے' گونگے اور اندھے بھی ہوں گے اور بعض تو منہ کے بل چل رہے ہوں گے فرمایا وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الخ (اسراء۱۷/۹۷) ہم قیامت کے دن انہیں اندھے' بہرے اور گونگے بنا کر منہ کے بل چلائیں گے پھر فرمایا جب یہ جہنم کے پاس آئیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے یعنی جہنم کے پاس پہنچتے ہی فوراً اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے' تاکہ بلا تاخیر عذاب میں گھس جائیں' پھر جہنم کے داروغے جو انتہائی سخت مزاج اور طاقت ور ہیں ان سے انہیں مزید شرمندہ اور رسوا کرنے کے لیے گرج دار آواز سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس تمہاری جنس کے رسول نہیں آئے تھے؟ ان سے تم نے دین کیوں نہیں سیکھا تھا کہ آج عذاب سے بچ جاتے کیا انہوں نے دلائل سے اپنی رسالت ثابت نہیں کی تھی اور تمہیں اس دن کی برائی سے چوکنا نہیں کیا تھا؟ جہنمی کہیں گے ہاں رسول تو آئے تھے اور انہوں نے ہمیں ڈرایا بھی تھا اور اپنی رسالت پر دلائل بھی قائم کیے تھے لیکن افسوس ہم نے انہیں جھٹلا دیا تھا' ان کی مخالفت کی تھی اور ان کی بات نہیں مانی تھی کیونکہ ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی جس کے ہم مستحق تھے ہم نے انہیں الٹے ہاتھوں لیا' حق سے منہ موڑ لیا اور باطل سے رشتہ جوڑ لیا تھا۔

(۷۲) یعنی انہیں دیکھتے ہی ہر شخص معلوم کر لے گا کہ یہ کالے منہ والے جہنمی ہیں' اسی لیے فاعل حذف کر دیا گیا تاکہ عموم پر دلالت باقی رہے یعنی اب تم ہمیشہ کے لیے جہنم میں جلو بھنو نہ اس سے نکل سکتے ہو اور نہ بچ سکتے ہو' تمہارے دنیوی غرور و انکار کی وجہ سے تمہیں یہ بدترین ٹھکانہ ملا' غرض حال بھی بدترین ہے اور ٹھکانا بھی بدترین۔

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿٧٤﴾

''اور جو اپنے رب سے ڈرتے رہے انہیں گروہ گروہ جنت کی طرف لایا جائے گا یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے اور ان سے رضوان کہیں گے تم پر سلامتی ہو خوش رہو اور اس میں ہمیشہ ہمیش کے لیے داخل ہو جاؤ' یہ جواب دیں گے الحمد للہ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اور ہمیں سرزمین جنت کا وارث بنا دیا کہ جنت میں جہاں ہم چاہیں ٹھہر جائیں لہٰذا عمل کرنے والوں کا اجر کیا ہی اچھا ہے''۔

جنتیوں کا بیان: (۷۳) ان سعادت مندوں کا بیان ہے جو عمدہ سواریوں پر جنت کی طرف اللہ کے مہمان بن کر روانہ ہوں گے اور جماعت جماعت بن کر جائیں گے' پہلے مقرب حضرات جائیں گے پھر اونچے درجوں کے نیک حضرات پھر ان کے قریب والے اسی طرح حسب مراتب یکے بعد دیگرے گروہ گروہ جنت کی طرف جائیں گے' انبیاء انبیاء کے ساتھ' صدیق صدیق کے ساتھ' شہید شہید کے ساتھ' علماء علماء کے ساتھ اور ہر قسم اپنی قسم کے ساتھ فوج فوج جنت میں جائے گی' جب یہ پل صراط سے صحیح سالم پار ہو جائیں گے تو جنت کے ورے ایک پل پر روک لیے جائیں گے اور باہمی مظالم کا قصاص لیا جائے گا' جب بالکل پاک ہو جائیں گے اور کسی کا کسی کے ذمہ کوئی مطالبہ نہ رہے گا تو جنت میں جانے کا پروانہ مل جائے گا' ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا سب سے پہلے میں ہی جنت کا دروازہ جا کر کھٹکھٹاؤں گا (۳) میں قیامت کے دن جنت کا دروازہ کھلوانے کے لیے آؤں گا' رضوان پوچھے گا کون ہو' میں کہوں گا میں ہوں محمد ﷺ رضوان جواب دے گا مجھے آپ ہی کے لیے دروازہ کھولنے کا حکم ہے' اور یہ بھی حکم ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولوں (م)۔

جنت کے دروازوں کی فراخی: (۱) حدیث شفاعت میں ہے اللہ فرمائے گا اے محمد ﷺ آپ بلا حساب کے جنت میں جانے والوں کو باب ایمن (سیدھی جانب والے دروازے) سے جنت میں لے جائیے' اگرچہ وہ دوسرے دروازوں سے بھی جانے کے حق دار ہیں' اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے جنت کے دروازوں کے چوکھٹوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ مکہ اور ہجر میں ہے (ایک روایت میں ہے) جتنا فاصلہ مکہ اور بصریٰ میں ہے' ایک دفعہ عتبہؓ بن غزوان نے خطبہ میں فرمایا کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ جنت کے دروازے کے چوکھٹوں کے درمیان ستر سال کی مسافت ہے لیکن ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ بھیڑ کی وجہ سے کھوے سے کھوا چھلے گا۔ (۲) جنت کے چوکھٹوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے (عبد بن حمید)۔ پھر فرمایا رضوان جنت والوں کو سلام کریں گے' یعنی خوش رہو' سلامتی سے رہو' تمہارے کام بھی پاکیزہ تھے اور باتیں بھی اور تمہاری دوڑ دھوپ بھی قاعدے کے اندر تھی اور حلال وطیب تھی' اس لیے تمہاری کوششوں کی جزاء بھی پاک وطیب ہے' رسول اللہ نے کسی جنگ میں مسلمانوں میں اعلان کرایا کان کھول کر سن لو جنت میں مومن ہی جائے گا' فرشتے مبارک بادیاں بھی دیں گے کہ اب تم ہمیشہ ہمیش

کے لیے جنت کی بہاروں میں خوش گوار زندگی بسر کرو گے اور انہیں بہاروں میں موج اڑاؤ گے اور یہاں سے منتقل نہیں کیے جاؤ گے۔

نعمت جنت پر شکر: (۷۴) جنتی جواب میں اللہ کا شکر ادا کریں گے اور اس کی بڑائیاں کریں گے اور کہیں گے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم سے دنیا میں جو وعدہ فرمایا تھا اسے آج پورا کر دیا اس بے انتہا ثواب کو اس جزائے عظیم کو اس عطائے کثیر کو اس لازوال انعام و اکرام کو اور اس عظیم سلطنت کو دیکھ کر بے ساختہ کلمہ شکر ان کی زبانوں پر آ جائے گا اور کہیں گے کہ ہم سے اللہ کی طرف سے اس کے پیغمبروں نے جو وعدہ کیا تھا الحمد للہ وہ آج پورا ہو گیا وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا الخ (اعراف ۷/۴۳) کہیں گے اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہماری اس جنت کی طرف رہنمائی فرمائی اگر اللہ ہمیں یہاں تک نہ لاتا تو یہاں تک ہمارا آنا ناممکن تھا' اللہ کی قسم ہمارے رب کے رسول حق لے کر آئے تھے (۳) وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ الخ (فاطر ۳۵/۳۵) کہیں گے اسی اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم زائل کر دیا یقیناً ہمارا رب بڑی بخشش والا اور بڑا قدر دان ہے۔ جس نے ہمیں اپنے فضل سے عزت کی جگہ اتارا جہاں ہمیں نہ کوئی دکھ ستائے گا اور نہ تھکن محسوس ہوگی' پھر فرمایا اللہ نے ہمیں جنت کی پاکیزہ زمین کا وارث بنایا فرمایا وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ الخ (انبیاء ۲۱/۱۰۵) ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھ دیا ہے کہ ہمارے نیک بندے ہی سر زمین جنت کے وارث ہوں گے' اسی لیے جنت والے کہیں گے کہ ہمیں اختیار ہے جہاں چاہیں اٹھیں بیٹھیں اور آرام کریں ہمارے عملوں کا یہ کیسا بہترین صلہ ہے' معراج والی حدیث میں ہے میں جنت میں لے جایا گیا وہاں میں نے سچے موتیوں کے گنبد دیکھے جن کی مٹی مشک تھی (ق)۔

اس کی بنیاد و عمارت موتیوں کے رنگ برنگ کے پتھروں سے ہوگی اور ہر پتھر علیحدہ رنگ کا ہوگا' اس محل میں ستر تخت ہوں گے' ہر تخت پر ستر ستر چھول داریاں ہوں گی اور ہر حور ستر ستر جوڑوں میں ملبوس ہوگی' مگر پھر بھی اس کی ٹانگوں کا گودا جھلملاتا ہوگا' تمہاری دنیوی رات کی مقدار میں جنتی سب سے محظوظ ہوگا' اس قصر عالی شان کے نیچے صاف شفاف پانی کی لذیذ و تازہ اور گرم گرم دودھ کی اور پرکیف شراب کی جسے لوگوں نے پیروں سے روند کر نہ نچوڑا ہوگا' اور خالص شہد کی جو مکھیوں کے پیٹ سے نہ نکلا ہوگا' نہریں جاری ہوں گی پھل اس قدر قریب ہوں گے کہ کھڑے بیٹھے لیٹے آرام سے توڑے جا سکیں فرمایا وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا الخ (دہر ۷۶/۱۴) یعنی جنتی درختوں کے سائے ان کے قریب ہوں گے اور پھل ان کے حکم کے تابع ہوں گے جب جنتی کو کھانے کی خواہش ہوگی تو فوراً اس کے پاس سفید یا سبز پرندے آئیں گے اور اپنے بازو اٹھا کر کھڑے ہو جائیں گے یہ ان کی کروٹوں سے جس قسم کا کھانا چاہے گا کھا لے گا پھر وہ اڑ جائیں گے پھر فرشتہ آ کر سلام کرے گا اور پاکیزہ عملوں کی اور جنتوں کی مبارک باد دے گا۔

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾ ع

''آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ عرش کے آس پاس اسے گھیرے ہوئے ہوں گے جو اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کر رہے

ہوں گے اور لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کو سزاوار ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے"۔

فرشتے عرش کو گھیرے ہوئے اللہ کی پاکی اور حمد میں مصروف ہیں: (۷۵) فرشتوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ عرش بریں کو گھیرے ہوئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ ساتھ اس کی پاکیاں، بزرگیاں اور عظمتیں بیان کر رہے ہیں اور سُبُّوۡحٌ قُدُّوۡسٌ سے رطب اللسان ہیں، یعنی اللہ ہر برائی ہر کمی اور ہر عیب سے بلند و بری ہے، اس نے جھگڑوں کا انصاف سے فیصلہ فرما دیا، پھر فرمایا مخلوق میں انصاف سے فیصلہ فرما دیا گیا اور تمام ناطق و غیر ناطق کی زبانوں پر اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ کے ترانے گونج اٹھے کہ تمام بڑائیاں اللہ رب العالمین ہی کی ذات کے ساتھ مخصوص ہیں اور وہ اپنے حکم میں قابل تعریف ہے (فاعل کو عموم پر دلالت باقی رکھنے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا) یعنی تمام مخلوق اللہ کے حکم و عدل پر اس کی بڑائیاں کر رہی ہے اللہ نے مخلوق کا آغاز بھی حمد ہی سے کیا تھا چنانچہ فرمایا اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ الخ (انعام ۶/۱) یعنی اس اللہ کی تعریفیں ہیں جس نے آسمان و زمین بنائے اور مخلوق کا اختتام بھی حمد پر کیا فرمایا وَقُضِیَ بَیۡنَہُمۡ بِالۡحَقِّ وَقِیۡلَ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ یا اللہ ہمیں بھی جنت الفردوس عطا فرما آمین۔

الحمد للہ سورہ زمر کی تفسیر مکمل ہوئی اللہ قبول فرما کر ذخیرہ آخرت بنائے آمین۔

سورۂ مومن

یہ ۴۰ ویں سورہ ہے بترتیب مصحف اور ۶۰ ویں سورہ ہے بترتیب نزول۔ اور یہ مکی سورہ ہے اس میں ۸۵ آیتیں اور ۹ رکوع ہیں۔

حوامیم کی فضیلت: ابن مسعودؓ فرماتے ہیں حٰمٓ والی سورتیں قرآن کا دامن ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں ہر چیز کا مغز و جوہر ہوتا ہے قرآن کا مغز حٰمٓ والی سورتیں ہیں۔ مسعر بن کدام کہتے ہیں یہ سورتیں دلہنیں کہلاتی ہیں۔ عبداللہ کہتے ہیں قرآن کی مثال یوں سمجھو جیسے کوئی شخص اپنے اور اپنے بال بچوں کے لیے کسی اچھی جگہ کی تلاش میں ہے پھر یہ اسی جستجو میں کسی ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ابھی بارش ہوئی ہے پھر یہ کچھ اور آگے بڑھتا ہے تو اسے ایک گلزار پر بہار نظر آتا ہے یہ ٹھٹھک کر رہ جاتا ہے پہلے جو جگہ دیکھی تھی اس پر تو تعجب تھا ہی مگر یہ باغ دیکھ کر تو تعجب میں ڈوب جاتا ہے پھر اسے بتایا جاتا ہے کہ پہلی جگہ قرآن کی عظمت کی مثال ہے اور یہ باغ و بہار قرآن کی حامیم والی سورتیں ہیں (بغوی) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جب میں حامیم والی سورتیں شروع کرتا ہوں تو گویا باغوں میں داخل ہو کر ان کی بہاریں لوٹنے لگتا ہوں ایک شخص نے دیکھا ابوالدرداءؓ مسجد بنا رہے ہیں پوچھا کیا کر رہے ہو بولے حٰمٓ کی برکت سے مسجد بنا رہا ہوں ہوسکتا ہے یہ وہی مسجد ہو جو ان کے نام سے دمشق کے قلعہ میں ان کی اور حامیم کی برکت سے اب تک محفوظ ہے کیونکہ ان کی یہ بات فتح پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ کسی جنگ میں رحمت عالم ﷺ نے صحابہ سے فرمایا تھا اگر آج رات شب خون مارو تو حٰمٓ لَا یُنۡصَرُوۡنَ پڑھ لینا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جس نے آیت الکرسی یا سورہ مومن کی اول آیت پڑھ لی وہ اس دن ہر برائی سے محفوظ رہے گا (ت) عبدالرحمٰن بن ابی بکر ملیکی کا حافظہ کمزور ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ غَافِرِ الذَّنۡۢبِ وَ قَابِلِ

التَّوۡبِ شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ ۙ ذِی الطَّوۡلِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ ﴿۳﴾

''شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے' حامیم (کے معنی تو اللہ جانتا ہے) یہ غالب وعلم والے اللہ کی طرف سے اتاری ہوئی کتاب ہے جو گناہ بخشنے والا' توبہ قبول کرنے والا' سخت سزا دینے والا اور بڑی نعمتوں والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے''۔

حٰمٓ کی تفسیر: (۱) کہتے ہیں حم اللہ کا اسم ہے اور ثبوت میں یہ شعر پڑھتے ہیں

یذکرنی حم و الر مح شجر فھلا تلی حم قبل التقدم

یعنی لڑائی چھڑ جانے کے بعد حامیم یاد دلا رہا ہے ہو اس سے پہلے یہ اسم کیوں نہیں پڑھا۔

قرآن اللہ کی کتاب ہے: (۲) یعنی یہ کتاب اس اللہ کی طرف سے اتاری گئی ہے جو بڑی عزت وحلم والا ہے کسی کو اس کے صحن تک آنے کا تصور بھی نہیں پیدا ہوتا اس کے علم سے چیونٹی بھی پوشیدہ نہیں خواہ وہ کتنے ہی پردوں میں چھپی ہوئی ہو۔

اللہ غفور ورحیم ہے: (۳) یعنی اللہ توبہ کرنے والے اور جھکنے والے کے ماضی کے گناہ بخشنے والا اور مستقبل میں توبہ قبول کرنے والا ہے اور سرکش وتنک چڑھے اور دنیوی زندگی سے محبت کرنے والے کے لیے سخت پکڑ والا ہے فرمایا نَبِّیْٔ عِبَادِیْ (حجر ۱۵/۴۹'۵۰) آپ میرے بندوں کو خبر کر دیں کہ میں ہی گناہ بخشنے والا اور انتہائی مہربان ہوں اور میرا ہی عذاب سخت دردناک ہے قرآن میں اکثر یہ دونوں باتیں ملی جلی آتی ہیں تاکہ انسان کے دل میں امیدوں کے ساتھ ساتھ اللہ کا خوف بھی رہے پھر فرمایا اللہ بڑے احسان و کرم والا ہے یعنی اپنے بندوں سے کثرت سے احسانات سے پیش آتا رہتا ہے اور بندے اس کی کسی ایک نعمت کے شکر سے بھی سبکدوش نہیں ہو سکتے اللہ بہت بہت بھلائیوں اور خیر وبرکت والا ہے فرمایا وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ (نحل ۱۶/ ۱۸) اگر تم اللہ کی نعمتیں گننا چاہو تو گن بھی نہیں سکتے۔ پھر فرمایا اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں یعنی اس کی کسی صفت میں بھی اس کا کوئی نظیر نہیں لہٰذا اس کے سوا کوئی حق دار الوہیت وربوبیت نہیں اور سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے پھر وہ ہر ایک کو اس کے عملوں کے مطابق جزا یا سزا دے گا فرمایا وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (رعد ۱۳/۴۳) وہ بہت تیزی سے حساب لینے والا ہے۔ ابو اسحٰق سبیعیؒ کہتے ہیں ایک شخص نے عمرؓ سے کہا کہ میں قتل کر چکا ہوں کیا میری توبہ قبول ہو جائے گی آپ نے یہی آیت پڑھ کر فرمایا نیک عمل کر اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

مَا یُجَادِلُ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰہِ اِلَّا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فَلَا یَغۡرُرۡکَ تَقَلُّبُہُمۡ فِی

الۡبِلَادِ ﴿۴﴾ کَذَّبَتۡ قَبۡلَہُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ وَّ الۡاَحۡزَابُ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ ۪ وَ ہَمَّتۡ کُلُّ اُمَّۃٍۭ

بِرَسُوۡلِہِمۡ لِیَاۡخُذُوۡہُ وَ جٰدَلُوۡا بِالۡبَاطِلِ لِیُدۡحِضُوۡا بِہِ الۡحَقَّ فَاَخَذۡتُہُمۡ

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿٥﴾ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿٦﴾

''اللہ کی آیتوں میں کافر ہی جھگڑتے ہیں ان کا شہروں میں آنا جانا آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے ان سے پہلے قوم نوح نے اور ان کے بعد والی جماعتوں نے بھی نبیوں کو جھٹلایا اور ہر قوم نے اپنے رسول کو پکڑنا چاہا تھا اور ان سے باطل کے ساتھ جھگڑے تھے تاکہ اس سے حق کو مٹا دیں آخر میں نے انہیں پکڑ لیا پھر میرا عذاب کیسا رہا اسی طرح کافروں پر آپ کے رب کی بات واجب ہو چکی کہ وہ جہنمی ہیں''۔

کافروں کی عادت: (۴) یعنی حق ظاہر و غالب ہو جانے کے بعد اسے نہ ماننے والے اور اس کے خلاف جھگڑنے والے کافر ہی ہوتے ہیں جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور اس کی حجتیں نہیں مانتے آپ ان کے بڑے بڑے کاروبار سے اور کثرت و دولت و عیش سے دھوکہ نہ کھائیں فرمایا لَا يَغُرَّنَّكَ (آل عمران ۳/ ۱۹۶' ۱۹۷) آپ دنیا میں ان کافروں کے عیش و آرام اور ساز و سامان کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھا جائیں یہ تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بدترین فرش ہے (۲) نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا (لقمان ۳۱/ ۲۴) ہم انہیں تھوڑا سا فائدہ اٹھانے دیں گے پھر سخت عذاب کی طرف مجبور کر دیں گے۔

رحمت عالم ﷺ کو تسلی: (۵) رحمت عالم ﷺ کی دل جوئی ہے کہ اگر آپ کو آپ کی قوم جھٹلاتی ہے تو آپ اپنے دل پر میل نہ لائیں یہ دستور پہلے ہی سے قوموں کا چلا آتا ہے ہر نبی کو اس کی قوم نے جھٹلایا اور ان کی مخالفت کی اور ان پر چند قدسی صفات نفوس کے سوا لوگ ایمان نہیں لائے سب سے پہلے رسول نوح ہیں آپ کو اللہ نے بت پرستی سے لوگوں کو روکنے کے لیے مبعوث فرمایا آپ کو بھی قوم نے خوب ہی جھٹلایا پھر قوم نوح کے بعد ہر قوم نے اپنے اپنے زمانے میں اپنے اپنے نبی کو جھٹلایا اور ہر ممکن طریقہ سے انہیں گرفتار کر کے قتل کرنا چاہا بلکہ بعض بدبختوں نے تو ان بے گناہوں کو قتل بھی کر ڈالا اور اوہام و شکوک کی آڑ میں یقینی باتیں مٹانی چاہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو حق مٹانے کے لیے باطل کی مدد کرے اس سے اللہ کی اور اس کے رسول کی ذمہ داری ساقط ہے۔ (ط) پھر فرمایا پھر میں نے انہیں پکڑ لیا یعنی گناہوں اور بڑی بڑی زیادتیوں کی وجہ سے میں نے انہیں غارت کر دیا اور میرے ہولناک و تباہ کن عذاب سے ان کی جڑیں تک کھود پھینکیں۔

(۶) یعنی جیسے گذشتہ قوموں پر عذاب واجب ہو چکا تھا اسی طرح ان جھٹلانے والوں پر بھی بدرجہ اولیٰ واجب ہو چکا ہے اور عنقریب تباہی آنے والی ہے۔ جب یہ آپ کو نہیں مانتے تو کسی نبی کو بھی نہیں مانتے کیونکہ سب کی پکار ایک ہی ہے اس لیے عذاب کے حق دار بن چکے اور تباہی ان کے سروں پر منڈلا رہی ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿٧﴾ رَبَّنَا

وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۙ﴿۸﴾ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۧ﴿۹﴾

''جو فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور جو عرش کے آس پاس ہیں وہ اپنے رب کی تعریفوں کے ساتھ ساتھ اس کی پاکیاں بیان کر رہے ہیں اور اس کے آگے جھکے ہوئے ہیں اور مومنوں کے لیے دعائے مغفرت کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز سے زیادہ وسیع ہے (اے اللہ) انہیں معاف فرما جنہوں نے توبہ کر لی اور تیری راہ کی پیروی قبول کر لی اور انہیں جہنم کے عذاب سے بچا اے ہمارے رب اور انہیں ہیشگی والی جنتوں میں داخل فرما جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور انہیں بھی جو ان کے باپوں بیویوں اور اولاد میں سے اس کے لائق ہیں یقیناً تو ہی بڑی عزت والا اور بڑی حکمت والا ہے اور جنہیں تو برائیوں سے بچالے گا ان پر تیری بڑی مہربانی ہوگی اور یہ بڑی کامیابی ہے''۔

عرش اٹھانے والے فرشتوں کا اور کروبیوں کا بیان: (۷) عرش اٹھانے والے مقرب فرشتوں کا اور عرش کے آس پاس والے مقرب کروبیوں کا بیان ہے کہ وہ اللہ کی حمد و تسبیح میں ہمہ وقت رطب اللسان رہتے ہیں یعنی یہ اقرار کرتے رہتے ہیں کہ اللہ کی ذات اقدس تمام عیبوں، کمیوں اور برائیوں سے بری ہے اور تمام کمال والی خوبیوں سے متصف ہے اور ہر طرح کی پاکی اور بڑائی اسی کو زیبا ہے یہ مقرب فرشتے بھی اللہ کے آگے سرنگوں اور ذلیل ہیں اور اس کی عزت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں یہی فرشتے مسلمانوں کے لیے جو اللہ پر غائبانہ ایمان رکھتے ہیں اللہ سے مغفرت کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں جب کوئی مسلمان دور سے اپنے بھائی کے لیے دعائے خیر مانگتا ہے تو یہ اس پر آمین کہتے ہیں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا۔ جب کوئی مسلمان اپنے کسی بھائی کے لیے دور سے دعائے خیر مانگتا ہے تو فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ یہی بھلائی تجھے بھی نصیب ہو (م) بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت عرش اٹھانے والے فرشتے چار ہیں ہاں قیامت کے دن آٹھ ہوں گے فرمایا وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ (معارف ۶۹/۱۷) اس دن آپ کے رب کا عرش آٹھ فرشتے اٹھائیں گے۔

لیکن بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی عرش اٹھانے والے فرشتے آٹھ ہیں (جیسا کہ شہر بن حوشب کا قول ہے کہ چار کی تسبیح تو یہ ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى عِلْمِكَ بَعْدَ حِلْمِكَ) اے اللہ تو پاک ہے تیری ہی تعریفیں ہیں اور بردباری کے بعد تیرے ہی علم کی بڑائیاں ہیں اور چار کی یہ ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ اے اللہ قدرت کے بعد معافی پر تیری ہی تعریفیں ہیں اسی لیے جب یہ مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں تو کہتے ہیں تیری رحمت ان کی خطاؤں سے کہیں زیادہ ہے اور تیرا علم ان کے تمام افعال واقوال اور حرکات وسکنات کو گھیرے ہوئے ہے لہٰذا وہ اگر توبہ کر کے تیری طرف رجوع کر لیں اور گناہوں سے رک کر بھلائیاں کرنے لگیں تو ان کے گناہوں سے درگذر فرما اور انہیں جہنم کے عذاب سے جو سخت دردناک ہے بچا۔ آمین۔

مسلمانوں کی اولاد بھی جنت میں انہیں کے ساتھ ہوگی: (۸) یعنی اللہ انہیں ایک جگہ جنت میں جمع فرما دے تاکہ قریب

قریب محلوں میں جمع ہو کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش ہوں فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ (طور ۵۲/۲۱) جو مومن ہیں اور ان کی اولاد ایمان میں ان کی پیروکار ہے ہم ان کی اولاد کو ان سے ملا دیں گے اور ان کے عملوں میں سے کچھ کم نہ کریں گے یعنی سب کو ایک مرتبہ میں برابر کر دیں گے یہ نہ ہوگا کہ عالی کا مرتبہ گھٹا کر نیچے لے آئیں بلکہ نیچے والے کا مرتبہ بلند کر کے عالی کے مرتبہ میں لے آئیں گے اور یہ ان پر ہمارا افضل واحسان ہوگا۔

پھر فرمایا تو ہی غالب ہے تیرے کاموں میں کوئی مزاحم نہیں اور نہ تو مغلوب ہو سکتا ہے جو کچھ تو نے چاہا ہو گیا اور جو نہ چاہا نہ ہوا اور تو ہی اپنے اقوال وافعال اور شرع وتقدیر میں حکمت والا ہے۔

برائیوں سے بچنا بڑی کامیابی ہے: (۹) انہیں ذاتی برائیوں سے یا دوسروں کی برائیوں سے بچا اور تو نے قیامت کے دن جسے برائیوں سے بچالیا تو نے اس پر بڑا رحم فرمایا کہ اسے عذاب سے چھڑالیا یہ بڑی بھاری کامیابی اور خوش نصیبی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۱۱﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴿۱۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ۭ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

''کافروں سے قیامت کے دن پکار کر کہا جائے گا کہ جیسے آج تمہیں اپنے نفسوں سے نفرت ہے اس سے کہیں زیادہ تم سے اللہ کو نفرت تھی جب تمہیں ایمان کی دعوت دی جاتی تھی پھر تم کفر کرتے تھے کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہمیں دوبار مارا اور دوبار زندہ کیا ہم اپنے گناہوں کے معترف ہیں کیا اب نجات پانے کی کوئی صورت ہے؟ تم پر یہ عذاب اس لیے ہے کہ جب ایک اللہ کی دعوت دی جاتی تھی تو تم انکار کیا کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ شرک کیا جاتا تھا تو تم اس پر ایمان لے آتے تھے آج حکم بلند و برتر اللہ کا ہے وہی تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور آسمان سے تمہارے لیے روزی اتارتا ہے اور نصیحت رجوع کرنے والا ہی مانتا ہے تم خلوص سے اللہ ہی کی عبادت کرو اگرچہ کافر اس سے ناخوش ہوں''۔

جہنم میں جا کر ندامت: (۱۰) یعنی جب وہ خطرناک آگ کے شعلوں میں گھر جائیں گے اور آگ ان پر خوب بھڑک رہی ہو گی اور اس بھیانک عذاب سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہ دیکھیں گے تو اس وقت اپنے نفسوں پر ملامت کریں گے اور ان سے سخت بیزار ہوں گے کہ کیوں دنیا میں ایسے برے عمل کیے تھے جن کی خطرناک سزا آج بھگتنی پڑ رہی ہے اس وقت فرشتے گرجدار آواز میں ان سے کہیں گے کہ جب دنیا میں تمہیں ایمان کی دعوت دی جاتی تھی تو تم اسے ٹھکرا کر اللہ کی ناراضی خریدا کرتے تھے حالانکہ وہ وقت اللہ کو راضی کرنے کا تھا تا کہ آج آرام ملتا جیسے آج تم اپنے نفسوں پر ناراض ہو رہے ہو اس سے کہیں زیادہ اس دن

اللہ تم سے ناراض تھا اور جیسے آج اپنے نفسوں کو برا سمجھ رہے ہو تمہارے شرک کی وجہ سے اس سے کہیں بڑھ کر اللہ تمہیں برا سمجھتا تھا۔ تمہیں اس دن اللہ کو راضی کرنا تھا تا کہ تمہیں آج اپنے نفسوں سے بیزار ہونا نہ پڑتا۔

دو بار زندگی اور دو بار موت کی تفسیر: (۱۱) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں دوسری جگہ فرمایا كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ (بقرہ ۲/ ۲۸) یعنی تم کیسے اللہ کا انکار کر سکتے ہو حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا پھر مار دے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے یہی مطلب نہایت صحیح ہے۔

ان تمام باتوں سے مقصد یہ ہے کہ جب کافر میدان محشر میں رب کے سامنے کھڑے ہوں گے تو اللہ سے دوبارہ دنیا میں بھیجے جانے کی درخواست کریں گے فرمایا وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ (سجدہ ۳۲/ ۱۲) کاش آپ دیکھتے جب مجرم سب کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ اے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا پھر ہمیں دنیا میں بھیج دے ہم نیک عمل کریں گے اب ہمیں یقین آ گیا۔ لیکن انہیں کوئی جواب نہیں دیا جائے گا پھر جب جہنم کے کنارے کھڑے ہو کر اس کا معائنہ کریں گے اور اس کے عذاب دیکھیں گے تو اب اور زیادہ سرگرمی سے دنیا میں بھیجے جانے کی دعائیں مانگیں گے لیکن پھر بھی کوئی جواب نہیں ملے گا فرمایا وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ (انعام ۶/ ۲۷، ۲۸) کاش تم دیکھتے جب یہ کافر آگ کے پاس کھڑے کیے جائیں گے تو کہیں گے ہائے ہماری شامت کاش ہم لوٹا دیئے جائیں اب ہم اپنے رب کی آیتیں نہیں جھٹلائیں گے اور ایمان لے آئیں گے بلکہ ان کے لیے وہ چیز ظاہر ہو گئی جسے یہ پہلے سے چھپایا کرتے تھے اگر یہ لوٹا دیئے جائیں تو پھر وہی کریں گے جن سے روک دیئے گئے ہیں یہ بالکل جھوٹے ہیں۔

پھر جہنم میں داخل ہونے کے بعد اس کی جلن اور سوزش اور اس کے ہتھوڑے کھانے اور طوق و سلاسل پہننے کے بعد بہت ہی بلک بلک کر دنیا میں لوٹائے جانے کی دعائیں مانگیں گے فرمایا وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا (فاطر ۳۵/ ۳۷) یہ جہنم میں چیخ چیخ کر اور رو رو کر کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں یہاں سے نکال ہم دنیا میں ان عملوں کے خلاف جنہیں کیا کرتے تھے نیک عمل کریں گے کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں نصیحت ماننے والا نصیحت مان سکتا تھا اور تمہارے پاس ڈرانے والا نہیں آیا تھا اب مزا چکھو ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْهَا (مومنون ۲۳/ ۱۰۷، ۱۰۸) اے ہمارے رب ہمیں یہاں سے نکال اگر ہم پھر بھی وہی کریں تو یقیناً ہم ظالم ہیں حکم ہوگا اسی میں ذلیل ہو کر رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔

یہاں سوال میں زیادہ تاکید نہیں ہے اور سوال سے پہلے بطور تمہید کے اللہ کی قدرت کی ہمہ گیری کا اقرار ہے کہ تو جلیل الشان قدرت والا ہے کیونکہ تو نے عدم سے وجود بخشا پھر موت دی پھر زندہ کر دیا لہٰذا تو ہر چیز پر قادر ہے ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے اور اس کا بھی کہ ہم دنیوی زندگی میں ظالم تھے براہ کرم ہماری دعا قبول فرما کر ہمیں پھر دنیا میں بھیج دے کیونکہ تو اس پر بھی قادر ہے یقیناً ہم برے عملوں سے بچ کر اچھے عمل کریں گے اگر ہم پھر بھی ناکارہ عمل کریں تو بے شک ہم ظالم ہیں تو جو چاہے سزا دے سکتا ہے۔ اب انہیں جواب ملے گا کہ دنیا میں بھیجے جانے کی کوئی صورت نہیں کیونکہ تمہاری طبیعتوں میں قبول حق کی صلاحیت ہی نہیں بلکہ تمہاری سرشت میں ہی حق کو ٹھکرانا اور اکڑ کر چلنا ہے۔

(۱۲) اگر تم دنیا میں لوٹا بھی دیئے جاؤ تو پھر وہی کرو گے جو کرتے چلے آئے ہو توحید ٹھکرا کر شرک اختیار کر لو گے جیسا کہ ابھی ابھی ایک آیت گذری ہے۔ پھر فرمایا حکم اللہ ہی بلند و برتر کا ہے یعنی اپنی مخلوق پر اللہ ہی حاکم ہے وہ فیصلوں میں ظلم نہیں کرتا

اسے اختیار ہے جسے چاہے ہدایت دے اور جسے چاہے گمراہ کر دے جس پر چاہے رحم فرمائے اور جس پر چاہے اپنا قہر اتارے اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔

(۱۳) وہی اپنی مخلوق کو اپنی قدرت کے کرشمے دکھاتا ہے اسی نے لوگوں کو عالم علوی اور سفلی میں بہت سی نشانیاں دکھائی ہیں جو اس کی ایجاد کے کمال کو بتا رہی ہیں وہی آسمان سے مینہ برسا کر کھیتی اور پھل پیدا کرتا ہے جن کا مادہ ایک مگر شکل وصورت رنگ و روپ ذائقہ اور بو جدا گانہ ہے یہ سب اس کی قدرت ہی کی نیرنگیاں ہیں اور ان سے صاحب بصیرت ہی عبرت حاصل کر سکتا ہے اور وہی ان سے اپنے خالق کی عظمت پہچان سکتا ہے۔

حق دار عبادت اللہ ہی ہے: (۱۴) یعنی اللہ ہی کی عبادت کرو اسی سے دعائیں مانگو اور مشرکوں سے بیزار ہو جاؤ خواہ کسی کو گوارا ہو یا ناگوار۔ ابن زبیرؓ ہر فرض کے بعد سلام پھیر کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةَ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْكَرِهَ الْكَافِرُوْنَ اور اللہ کے رسول بھی ہر فرض کے بعد یہی دعا پڑھا کرتے تھے (مادن) (۲) قبولیت پر یقین کر کے رب سے دعائیں مانگو یاد رکھو اللہ بے خبر اور مشغول دل کی دعا قبول نہیں فرماتا۔

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ
عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ
لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ؕ
لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾

''وہ بلند درجوں والا اور عرش والا ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے روح کو اتار دیتا ہے تا کہ وہ لوگوں کو ملاقات کے دن سے ڈرائے جس دن وہ ظاہر ہوں گے اور ان میں سے کوئی بھی اللہ سے چھپا نہ رہے گا آج کس کی بادشاہت ہے؟ اکیلے غالب اللہ کی آج ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا اور آج کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا یاد رکھو اللہ جلدی حساب لینے والا ہے''۔

ارتفاع عرش کا بیان: (۱۵) اللہ کی عظمت و کبریائی کا اور اس کے ارتفاع کا بیان ہے عرش تمام مخلوق سے اونچا اور بمنزلہ چھت کے ہے فرمایا مِنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ (معارج ۷۰/۳) وہ عذاب اللہ کی طرف سے جو سیڑھیوں والا ہے اور جس کی طرف فرشتے اور روحیں چڑھتی ہیں ایسے دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے۔

پھر فرمایا وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے روح الامین اتار دے فرمایا يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ (نحل ۱۶/۲) وہ فرشتوں کو وحی کے ساتھ اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اتار دیتا ہے کہ لوگوں کو ہوشیار کر دو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا مجھ ہی سے ڈرتے رہو (۲) وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (شعراء ۲۶/۱۹۲ تا ۱۹۴) یہ رب العالمین کا اتارا ہوا قرآن ہے اسے روح الامین آپ کے قلب پر لے کر اترے تا کہ آپ بھی ڈرانے والوں میں سے ہو جائیں۔ یہاں بھی یہی فرمایا

کہ آپ اس سے اجتماع کے دن سے لوگوں کو ہوشیار کر دیں یوم التلاق بھی دیگر ناموں کی طرح قیامت کا نام ہے کیونکہ اس دن آدمؑ سے تمام اولاد آدم کی ملاقات ہو جائے گی یا اس دن اگلے پچھلے سب جمع ہو جائیں گے یا زمین و آسمان والوں کی اور خالق و مخلوق کی یہ ظالم و مظلوم کی یا ہر عامل کی اپنے عملوں کے بدلہ سے ملاقات ہو جائے گی اجتماع کا مفہوم عام ہے اور ان تمام باتوں کو شامل ہے اس دن سے اللہ نے اپنے بندوں کو ڈرایا ہے۔

میدان محشر میں سب اللہ کے سامنے جمع ہوں گے: (۱۶) یعنی سب کھلے ہوئے ہوں گے کسی قسم کا سایہ نہ ہوگا ایک کھلا میدان محشر ہوگا جس میں اگلے پچھلے تمام انسان جمع ہوں گے اور سب اللہ کے سامنے ہوں گے اس سے کسی کی کوئی بات پوشیدہ نہ ہو گی پھر فرمایا اللہ پوچھے گا آج کس کی بادشاہت ہے ابن عمرؓ والی حدیث میں گذر چکا کہ اللہ آسمان و زمین اپنے ہاتھ میں لپیٹ کر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں میں جبار ہوں میں متکبر ہوں کہاں گئے زمین کے بادشاہ اور کہاں گئے مغرور و شر پسند۔ صور والی حدیث میں ہے کہ جب اللہ اپنی تمام مخلوق کی روحیں قبض کر لے گا اور اس وحدہ لاشریک کے سوا کوئی زندہ نہ رہے گا تو اس وقت تین بار فرمائے گا آج کس کی بادشاہت ہے پھر خود ہی جواب دے گا اکیلے اور غالب اللہ کی۔

قیامت کے دن پورا پورا انصاف ہوگا: (۱۷) یعنی اللہ اپنی مخلوق میں پورا پورا عدل فرمائے گا اور اعمال کا بدلہ انصاف سے پورا پورا دے گا بھلائی یا برائی میں رائی برابر بھی ظلم نہ ہوگا بلکہ ایک نیکی کی کم از کم دس اور ایک برائی کی ایک ہی برائی ملے گی۔ اللہ نے فرمایا اے میرے بندو میں نے اپنے اوپر ظلم حرام فرمایا ہے اور تم پر بھی (حرام کر دیا ہے) لہٰذا کسی پر ظلم نہ کرو (یہاں تک کہا) اے بندو یہ تمہارے عمل ہی ہیں جن کا ایک ایک کر کے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا پھر جو بھلائی پائے اللہ کا شکر بجالائے اور جو برائی پائے خود کو ملامت کرے (م) پھر فرمایا اللہ بہت جلدی حساب لینے والا ہے یعنی اس کے نزدیک تمام مخلوق کا حساب ایک شخص کے حساب کی مانند ہے فرمایا مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ (لقمان ۳۱/ ۲۸) تمہاری پیدائش اور دوبارہ زندگی ایک شخص کی پیدائش اور دوبارہ زندگی ہی کی مانند ہے (۲) وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ (قمر ۵۴/ ۵۰) ہمارا حکم صرف ایک بار پلک جھپکنے کی طرح ہوگا۔

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۬ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ
مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ؕ ﴿۱۸﴾ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي
الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ
بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۲۰﴾ ع

’’آپ انہیں ایک قریب والے دن سے ڈرائیں جب دم گھٹ گھٹ کر کلیجے منہ کو آ جائیں گے ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ سفارشی کہ اس کی بات مانی جائے اللہ آنکھوں کی خیانت اور دلوں کی پوشیدگی جانتا ہے اللہ صحیح صحیح فیصلہ فرمائے گا اور جو اسے چھوڑ کر غیروں کو پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا بھی فیصلہ نہیں کر سکتے یاد رکھو اللہ ہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے‘‘۔

قیامت کا ڈر: (۱۸) آزفہ بھی قیامت کا نام ہے کیونکہ وہ قریب ہے فرمایا اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ (نجم ۵۳/ ۵۷) یعنی قریب آنے والی

قریب آ گئی (۲) اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ (قمر ۵۴/۱) قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا (۳) اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ (انبیاء ۲۱/۱) لوگوں کا حساب ان کے قریب آ گیا (۴) اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ (نحل ۱۶/۱) اللہ کا حکم آ گیا اس لیے جلدی نہ مچاؤ (۵) فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً (ملک ۶۷/۲۷) پھر جب اسے قریب دیکھ لیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے پھر فرمایا جانیں کھنیچ کر حلقوں میں اٹک جائیں گی یعنی قیامت کے ہولناک حوادث دیکھ کر خوف کے مارے کلیجے منہ کو آئیں گے دم گھٹنے لگے گا دل ٹھکانے نہ رہے گا اور ہوش اڑ جائیں گے جیسے جانیں حلق میں آ کر اٹک جائیں نہ نکلیں اور نہ اپنی جگہ لوٹ کر ہی جائیں۔ کاظمین یعنی سب خاموش ودم بخود ہوں گے سناٹا چھا رہا ہوگا اور اللہ کے حکم کے بغیر کوئی چوں بھی نہیں کرے گا پھر فرمایا آج مشرکوں کا کوئی دوست وسفارشی نہ ہوگا کہ اس کی بات سن جائے اور نہ کوئی اپنا پرایا رفیق وساتھی کام آئے گا اور نہ کوئی بلا اجازت کسی کی سفارش کی جرأت کرے گا غرض یہ کہ ہر طرح کی بھلائی کے ذرائع ٹوٹ جائیں گے اور سب اپنے پرائے چھوٹ جائیں گے۔

اللہ ہر چیز جانتا ہے: (۱۹) اللہ کے دائرہ علم میں ہر چیز ہے اعلیٰ ادنیٰ، بڑی چھوٹی، موٹی باریک اور ظاہر و پوشیدہ سب اسے معلوم ہے اس لیے لوگوں کو ہوشیار رہنا چاہیے کہ اس کی طرف سے خفیہ نگرانی کرنے والے ہر وقت ان کے پاس موجود رہتے ہیں جو ان کی تمام حرکات وسکنات کا ریکارڈ کر رہے ہیں اس لیے ہر وقت اللہ سے شرمانا چاہیے اور ہر لمحہ اس سے ڈرتے رہنا چاہیے اور زندگی میں اس شخص کی طرح رہنا چاہیے جسے کوئی غیبی طاقت ہر وقت دیکھ رہی ہو اور ہر لمحہ کی نگرانی کر رہی ہو پھر فرمایا اسے معلوم ہے کہ کون سی آنکھ خیانت کرنے والی اور حدود امانت سے پھلانگنے والی ہے گو امانت کا اظہار کر رہی ہو اور کون سی نہیں اسی طرح وہ دل کے رازوں سے بھی واقف ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں یعنی کوئی کسی کے گھر جاتا ہے وہاں کوئی حسین عورت ہے یا کسی مجمع میں ہے اور وہاں سے کوئی حسین عورت گزر رہی ہے تو نظریں چرا کر اسے دیکھتا ہے اور جب یہ ڈر ہوتا ہے کہ لوگ اسے دیکھ لیں گے تو فوراً نگاہ نیچی کر لیتا ہے لوگوں کی غفلت سے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے اور ان کے سامنے اپنی پاک دامنی کا اظہار کرتا ہے یہ ہے خیانت والی آنکھ جسے اللہ جانتا ہے (ابن ابی حاتم) پھر فرمایا اللہ دلوں کے راز جانتا ہے یعنی اسے معلوم ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا ہے اگر تمہیں کوئی حسین عورت مل جائے تو آیا اس سے منہ کالا کرتے ہو یا باز رہتے ہو۔ اللہ دلوں کے وسوسوں سے بھی آگاہ ہے۔

(۲۰) یعنی اللہ کا فیصلہ انصاف پر مبنی ہوتا ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ نیکی کا بدلہ نیکی سے اور برائی کا بدلہ برائی سے دینے پر قادر ہے فرمایا لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا (نجم ۵۳/۳۱) تا کہ اللہ برے عمل والوں کو برائی کا بدلہ دے اور نیک عمل والوں کو نیکیوں کا صلہ دے پھر فرمایا جو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو پکارتے ہیں تو ان کے بت تو کسی چیز پر بھی قادر نہیں اور کچھ بھی فیصلہ نہیں کر سکتے اللہ اپنی مخلوق کی باتیں خوب دیکھنے والا ہے وہ جسے چاہے گمراہ کر دے اس حاکم کا ہر طرح کا فیصلہ صحیح اور مصلحت پر مبنی ہے۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ
قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ
بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾

''کیا انہوں نے دنیا کی سیر نہیں کی کہ اپنے سے پہلی جھٹلانے والی قوموں کا انجام دیکھتے وہ قوت میں اور چھوڑے ہوئے آثار میں ان سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھیں آخر ان کے گناہوں کی وجہ سے اللہ نے انہیں تباہ کر دیا اور انہیں اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہ تھا یہ اس لیے کہ ان کے پاس ان کے نبی ظاہر دلیلوں کو لے کر آتے رہے لیکن انہیں انہوں نے مانا ہی نہیں آخر اللہ نے انہیں پکڑ لیا یاد رکھو اللہ بڑا قوی اور سخت سزا والا ہے''۔

جھٹلانے والوں کا برا انجام: (۲۱) یعنی اے نبی کیا آپ کی رسالت کو جھٹلانے والوں نے دنیا کی سیر نہیں کی کہ وہ پہلی جھٹلانے والی قوموں کے عبرت ناک انجام دیکھتے کہ کس طرح انہیں اللہ کے عذاب نے ریزہ ریزہ کر کے چھوڑا حالانکہ وہ ان سے طاقتور تھے اور انہوں نے ایسی ایسی شاندار پختہ عمارتیں چھوڑیں کہ یہ ان کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے فرمایا وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ (احقاف ۴۶/ ۲۶) یقین مانو ہم نے انہیں ایسی چیزوں کی قدرت دی تھی جن کی تمہیں نہیں دی (۲) وَاٰثَارُوا الْاَرْضَ (روم ۳۰/ ۹) اور انہوں نے زمین پر اپنی تہذیب کے آثار چھوڑے اور اسے تم سے زیادہ آباد کیا۔ لیکن باوجود قوت قاہرہ اور سخت رعب وداب کے انبیاء کو جھٹلانے کی وجہ سے اللہ نے انہیں پکڑ لیا اور ان سے اللہ کا عذاب کوئی ہٹا نہ سکا اور نہ انہیں کوئی بچا سکا

(۲۲) پھر وہ جرم جس کی وجہ سے پکڑ آئی تھی بیان فرمایا کہ ان کے پاس اللہ کے نبی کھلے کھلے اور غالب دلائل لے کر آئے لیکن یہ انہیں ٹھکراتے رہے آخر کار اللہ نے انہیں تباہ کر دیا۔ کافروں کے سامنے اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں پھر فرمایا اللہ بڑی قوت والا اور سخت پکڑ والا ہے یعنی اللہ بڑا زبردست ہے اور اس کا عذاب بڑا سخت ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾

''یقین مانو ہم نے موسیٰ کو فرعون، ہامان اور قارون کی طرف اپنی نشانیوں کے اور ظاہر غلبہ کے ساتھ بھیجا انہوں نے کہا یہ جادوگر ہے اور جھوٹا ہے پھر جب وہ ان کے پاس ہمارے پاس سے حق لائے تو انہوں نے کہا جو اس پر ایمان لے آئے ہیں ان کے بیٹوں کو قتل کر ڈالو اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دو اور کافروں کا مکر برباد ہو کر ہی رہتا ہے فرعون بولا مجھے موسیٰ کو قتل کرنے دو اسے اپنے رب کو بلا لینا چاہیے مجھے موسیٰ سے ڈر ہے کہ موسیٰ تمہارا دین بدل ڈالے گا یا ملک میں فساد مچائے گا موسیٰ بولے میں نے ہر مغرور سے جس کا جزاء کے دن پر ایمان نہیں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لی''۔

رحمت عالم ﷺ کو تسلی: (۲۳) یعنی اے نبی ﷺ قوم کے جھٹلانے سے آپ کبیدہ خاطر نہ ہوں آپ کو بشارت دی جاتی ہے کہ آپ کا مستقبل شاندار اور انجام بخیر ہے کامیابی آپ ہی کے قدم چومے گی' اقبال آپ ہی کا عروج ہوگا اور دنیا اور آخرت میں بول آپ ہی کا بالا ہوگا آپ دلی اطمینان کے لیے حضرت موسیٰ کا واقعہ پڑھیں اللہ نے انہیں واضح نشانیاں اور روشن دلائل دے کر مبعوث فرمایا تھا۔ سلطان یعنی قوی حجت

(۲۴) آپ فرعون و ہامان و قارون کی طرف بھیجے گئے مصر پر فرعون قبطیوں کا بادشاہ تھا ہامان کے ہاتھ میں قلمدان وزارت تھا اور قارون ملک التجار اور سب سے بڑا مال دار تھا ان سب نے آپ کو جھٹلایا اور جادوگر' دیوانہ' عیار و مکار اور جھوٹا بتایا فرمایا كَذٰلِكَ مَآ اَتَى (ذاریات ۵۱/۵۲'۵۳) اسی طرح ان سے پہلے جو رسول بھی آیا اسی کو انہوں نے جادوگر یا دیوانہ بتایا کیا اس کی ایک دوسرے کو وصیت کر گئے ہیں؟ نہیں بلکہ یہ سرکش ہیں ہی۔

(۲۵) جب موسیٰ ان کے پاس روشن اور پکی دلیلیں لے کر آئے کہ اللہ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے تو انہوں نے یہ قانون بنا دیا کہ یہودیوں کے بیٹے قتل کر دیئے جائیں اور لڑکیاں چھوڑ دی جائیں۔ قتل کا یہ خونی قانون دوسری دفعہ نافذ کیا گیا تھا ایک دفعہ پہلے اس قانون پر عمل کیا جا چکا تھا جب کہ موسیٰ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے تاکہ آنے والے کی جڑ ہی کاٹ دی جائے یا اسرائیلیوں کو ذلیل کیا جائے اور ان کی تعداد کم کر دی جائے یا دونوں باتیں زیر نظر تھیں اب یہ قانون دوسری دفعہ نافذ کیا گیا تاکہ اسرائیلیوں کی تعداد کم ہو جائے اور یہ ذلیل ہی رہیں اور اپنی ذلت کو موسیٰ کی نحوست سمجھیں کہ ان کی وجہ سے ہم پر یہ خونی قانون ٹھونسا گیا اسی لیے اسرائیلیوں نے موسیٰ سے کہا تھا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلُ (اعراف ۷/ ۱۲۹) ہمیں آپ کے آنے سے پہلے بھی ایذاء پہنچائی گئی اور آپ کے آنے کے بعد بھی فرمایا مجھے یقین ہے تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا اور تمہیں زمین میں جانشین بنا کر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ پھر فرمایا کافروں کا مکر کہ اسرائیلیوں کی تعداد کم ہو جائے اور ہمارے مقابل نہ کھڑے ہو سکیں نتیجہ خیز ثابت ہونے والا نہیں۔

(۲۶) اس خردماغ بادشاہ نے اللہ کے پیغمبر (موسیٰ) کے قتل کرنے کا عزم کر لیا اور اپنی قوم سے بولا مجھے موسیٰ کو قتل کرنے دو میں اس کے رب کو بھی دیکھ لوں گا موسیٰ اپنے رب کو اپنی حمایت کے لیے بلا لے اللہ اکبر غرور و خردماغی کی حد ہو گئی یہ خبیث بولا مجھے ڈر ہے کہیں موسیٰ تمہارا دین نہ بگاڑ دے یا ملک میں بدامنی نہ پھیلا دے یعنی کہیں موسیٰ لوگوں کو گمراہ نہ کر دے اور ان کی رسمیں اور عادتیں نہ بدل ڈالے مثل مشہور ہے صار فرعون مذكرا یعنی فرعون واعظ بن گیا۔ فرعون موسیٰ سے لوگوں کو ڈرانے لگا۔

(۲۷) جب موسیٰ کو فرعون کے اس شرمناک عزم کی خبر لگی تو آپ نے فرمایا کہ میں اس کی اور اس جیسوں کی برائی سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں یعنی جو حق نہ مانے اور جزاء کے دن پر ایمان نہ رکھے اس سے اللہ مجھے اپنی پناہ میں رکھے۔ رحمت عالم ﷺ کو جب کسی قوم کا ڈر ہوتا تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ وَنَدْرَأُبِكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ یعنی اے اللہ ہم ان کی برائیوں سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور تجھے ان کے سینوں کے مقابل لاتے ہیں۔

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ

كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ
مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ
فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَاۗءَنَا ۭ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا
مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾

’’آل فرعون کا ایک مومن شخص جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا بولا کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کرو گے جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور تمہارے پاس اپنے رب کے پاس سے روشن دلیلیں بھی لے کر آیا ہے اگر وہ جھوٹا ہے تو اسی پر اس کے جھوٹ کا وبال ہے اور اگر سچا ہے تو وہ جس عذاب کا تم سے وعدہ کرتا ہے وہ تمہیں پہنچ کر رہے گا یاد رکھو اللہ جھوٹے کو اور حد سے گذر جانے والے کو کامیاب نہیں فرماتا اے قوم آج تمہاری بادشاہت ہے اور تم اس ملک میں صاحب اقتدار ہو پھر اگر ہم پر اللہ کا عذاب آ جائے تو کون ہماری مدد کرے گا فرعون نے جواب دیا میں تمہیں وہی دکھاتا ہوں جو خود دیکھتا ہوں اور میں تمہاری اسی راہ کی طرف رہنمائی کرتا ہوں جو ہدایت والی ہے‘‘۔

سب سے بڑا جہاد: (۲۸) سیاق سے صاف ظاہر ہے کہ یہ مومن قبطی تھا اور فرعون کے خاندان کا تھا اور فرعون کا چچازاد بھائی تھا یہی شخص حضرت موسیٰ کے ساتھ نجات پا گیا تھا' کیونکہ فرعون اس کی بات سے متاثر ہوا اور غور وفکر کے بعد قتل موسیٰ سے باز رہا۔ لیکن اگر اسرائیلی ہوتا تو فرعون اس کے کہنے سننے سے کیوں اپنے ناپاک عزم سے رکتا بلکہ موسیٰ کے ساتھ اسے بھی سزا دلواتا ابن عباسؓ فرماتے ہیں موسیٰ پر قبطیوں میں سے بجز اس شخص کے اور اس شخص کے جس نے کہا تھا کہ سردار آپ کے قتل کا ارادہ کر رہے ہیں آپ یہاں سے بھاگ جائیں میں آپ سے ہمدردی کے طور پر کہہ رہا ہوں اور فرعون کی بیوی کے کوئی اور ایمان نہیں لایا (ابن ابی حاتم) یہ مسلمان تھے اور اپنی قوم سے ایمان چھپائے ہوئے تھے جب فرعون نے دربار میں کہا مجھے موسیٰ کو قتل کرنے دو تو ان کی ایمانی غیرت جوش میں آئی اور اللہ کی رضا کے لیے فرعون سے یہ بات کہی سب سے بڑا جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق گوئی ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔

قبطی مومن کی حق گوئی: اس مومن قبطی نے بے باکانہ فرعون جیسے ظالم بادشاہ کے سامنے صاف کہہ دیا کہ ایسے شخص کا قتل کرنا خلاف عقل ہے جو صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ عروہؒ بن زبیر کہتے ہیں میں نے ابن عمرؓ سے کہا سب سے بڑی گستاخی جو مشرکوں نے رحمت عالم ﷺ کے ساتھ کی اسے بیان فرمایئے بولے ایک دفعہ آپ صحن کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں عقبہ بن ابی معیط آیا اور آپ کے گلے میں اپنی چادر ڈال کر اسے پیچھے سے بل دینے لگا جس سے آپ کا گلہ گھٹنے لگا ابوبکرؓ کو اس کی گستاخی پر غصہ آ گیا اور آپ نے اسے دھکا دے کر اسی آیت کی تلاوت فرمائی (ب)۔

پھر فرمایا اپنے رب کے پاس سے روشن دلیلیں لے کر آیا ہے یعنی محض اس بنا پر کہ وہ اپنا رب اللہ کو بتاتا ہے قتل کرنا روا نہیں جب کہ وہ جو حق لے کر آیا ہے اس کی صداقت پر روشن دلائل بھی پیش کرتا ہے اگر بفرض محال تم پر اس کی صداقت ظاہر نہیں ہوئی تو دور اندیشی کی تو یہی بات ہے کہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو اور ایذا نہ پہنچاؤ اگر وہ جھوٹا ہے تو اللہ اسے اس کے جھوٹ کی سزا دے گا

خواہ دنیا میں دے یا آخرت میں اور اگر سچا ہے اور تم نے اسے ایذاء پہنچائی تو اللہ کا عذاب جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے ضرور آئے گا کیونکہ وہ اپنی مخالفت پر تمہیں دنیا اور آخرت کے عذاب کی دھمکی دے رہا ہے جب تمہارے نزدیک اس کے صدق کا بھی احتمال ہے تو اس کے کام میں دخل نہ دو اور اسے اور اس کی قوم کو چھوڑ دو کہ وہ ان میں نظم وضبط پیدا کرے۔

اللہ نے بھی حضرت موسیٰ کی طرف سے اسی بات کی اور صلح کے مطالبہ کی خبر دی ہے۔ فرمایا وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ (دخان ۴۴/۱۷،۲۱) ان سے پہلے ہم نے قوم فرعون کو آزمایا ان کے پاس ایک عزت والا پیغمبر آیا کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالہ کر دو یقین مانو میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں اور اللہ کے خلاف سرکشی نہ کرو میں تمہارے سامنے ایک واضح دلیل پیش کرتا ہوں میں نے تمہارے اور اپنے رب سے اس کی پناہ مانگ لی ہے کہ تم مجھے سنگسار کر دو اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو میری راہ سے ہٹ جاؤ۔ یہی بات بعینہ رحمت عالم ﷺ نے قریش سے کہی تھی کہ وہ آپ کی تبلیغ میں دخل نہ دیں اور آپ کو لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچانے دیں اور آپ کو ایذاء نہ پہنچائیں اور باہمی رشتہ کا لحاظ رکھیں فرمایا قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ (شوریٰ ۴۲/۲۳) آپ فرما دیں میں تبلیغ پر تم سے کچھ مانگتا نہیں بجز اس کے کہ رشتہ کا لحاظ رکھو اور مجھے نہ ستاؤ مجھے لوگوں کو تبلیغ کرنے دو خواہ تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ۔ اسی لفظ پر صلح حدیبیہ کا ظہور ہوا جو کھلی فتح تھی پھر فرمایا اللہ مسرف وکذاب کی راہنمائی نہیں فرماتا یعنی اگر موسیٰ جھوٹے ہیں تو ان کی باتوں سے اور ان کی حرکات وسکنات سے ان کا جھوٹ ہر ایک پر کھل جائے گا اور ان کے احکام ان کے عملوں کے خلاف ہوں گے لیکن ہم تو ان کی ہر بات ٹھیک اور ہر عمل اس کے مطابق دیکھ رہے ہیں اگر یہ مسرف وکذاب ہوتے تو ان کے افعال واحکام میں یہ نظم وضبط اور یہ باقاعدگی نہیں پائی جاتی۔

(۲۹) یہ ہمدرد قوم از راہ ہمدردی کہہ رہا ہے کہ دیکھو اللہ کی اس نعمت کی قدر کرو کہیں یہ نعمت چھن نہ جائے اور تم پر اللہ کا عذاب نہ اتر آئے اللہ نے تمہیں یہ ملک دیا ہے یہ اس کا انعام ہے اس نے تمہیں اقتدار بخشا تمہارے نام کا سکہ جاری ہے تمہارے احکام مانے جاتے ہیں اور تمہیں بہت بڑی عزت حاصل ہے اس لیے اللہ کا شکر ادا کرو اور اس کے رسول کی تصدیق کرو اور اگر اس کے رسول کو جھٹلاؤ گے تو اللہ کے عذاب سے اور سلب نعمت سے نہ بچو گے اگر اللہ کا عذاب آ گیا تو یہ لاؤ لشکر یہ دبدبہ اور یہ زور کسی کام نہیں آئے گا فرعون نے اس نیک مرد ہوشیار اور دور اندیش شخص کی تردید کرتے ہوئے جو بہ نسبت فرعون کے ملک کا زیادہ حق دار تھا کہا کہ جو بھلائی مجھے اپنے لیے پسند ہے اسی کا میں تم کو مشورہ دیتا ہوں اس میں بھی فرعون نے جھوٹ بولا کیونکہ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ موسیٰ کو اللہ کا نبی مان لو فرمایا لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ (اسراء ۱۷/۱۰۲) مجھے خوب معلوم ہے کہ یہ نشانیاں آسمان وزمین کے رب ہی نے اتاری ہیں' تاکہ لوگوں کو بصیرت حاصل ہو (۲) وَجَحَدُوْا بِهَا (نمل ۲۷/۱۴) انہوں نے ان نشانیوں کا ظلم وسرکشی کی وجہ سے انکار کر دیا حالانکہ ان کے دلوں کی آواز یہ تھی کہ ان کو مان لو اس بدبخت نے جیسے اس بات میں بھی جھوٹ بولا' اللہ کی اور اس کے رسول کی خیانت کی اور رعیت کو دھوکہ دیا اسی طرح یہ جھوٹ بولا کہ میں تمہیں صحیح راہ بتا رہا ہوں' واس کی بھولی بھالی قوم نے اس کی بات سچ جان کر اس کی پیروی کی اور اس کے آگے سر جھکا دیا فرمایا فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ (ھود ۱۱/۹۷) قوم نے فرعون کے حکم کی پیروی کی اور فرعون کا حکم درست نہ تھا (۲) وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ (طٰہٰ ۲۰/۷۹) قوم کو فرعون نے گمراہ کر دیا اور اسے سیدھی راہ نہیں سمجھائی ایک حدیث میں ہے جو امام اپنی رعایا کو دھوکہ دے اور اسی حال پر مر جائے اسے جنت کی خوشبو نصیب نہ ہوگی جب کہ اس کی خوشبو پانسو سال کی مسافت سے آتی ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿٣٠﴾
مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ
ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿٣١﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿٣٢﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ
مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ
هَادٍ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ جَاۗءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا
جَاۗءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ
كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ﴿٣٤﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ
اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ
كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿٣٥﴾

''مومن نے کہا بھائیو مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر دیگر قوموں والا جیسا دن نہ آ جائے اور قوم نوح کی عادیوں کی ثمودیوں کی اور ان کے بعد والی قوموں کی طرح تمہاری حالت نہ ہو جائے اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں چاہتا بھائیو مجھے تم پر ایک چیخ و پکار والے دن کا خطرہ ہے جس دن تم پیٹھ موڑ کر بھاگو گے اور تمہیں اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت پر نہیں لا سکتا دیکھو اس سے پہلے تمہارے پاس یوسفؑ واضح دلیلیں لے کر آئے تھے تم ان کی طرف سے بھی جس حق کو وہ لے کر آئے تھے اس میں برابر شک کرتے رہے آخر کار جب وہ فوت ہو گئے تو تم نے کہا اللہ ان کے بعد کوئی رسول مبعوث نہیں فرمائے گا اسی طرح اللہ آپے میں نہ رہنے والوں اور شکیوں کو گمراہ کرتا ہے جو اللہ کی آیتوں میں بلا دلیل کے جو ان کے پاس موجود ہو جھگڑا کرتے ہیں اللہ کے نزدیک اس کی ناراضی کے لیے یہ چیز بہت بڑی ہے اور مومنوں کے نزدیک بھی اسی طرح ہر مغرور و سرکش کے دل پر اللہ مہر لگا دیتا ہے''۔

(۳۰'۳۱) اس صالح مومن نے اپنی قوم کو ہر چند سمجھایا اور اللہ کے عذابوں سے ڈرایا اور ان سے کہا کہیں رسولوں کو جھٹلانے والی پہلی قوموں کی طرح تمہارا حشر نہ ہو مثلاً قوم نوح کی طرح' عادیوں کی طرح' ثمودیوں کی طرح اور ان کے بعد والی انبیاء کو جھٹلانے والی قوموں کی طرح کہیں تمہاری درگت نہ بنے کہ کس طرح انہیں اللہ کے عذابوں نے آ گھیرا جنہیں کوئی نہ ہٹا سکا اور نہ کوئی کسی کو بچا سکا اللہ تو بندوں پر ظلم کرتا نہیں البتہ یہ ہلاکت خود ان کی بلائی ہوئی تھی بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب' انبیاء کو جھٹلانا اور ان کی مخالفت کرنا عذاب کو دعوت دینا تھا آخر کار اللہ نے اپنی تقدیر ان میں جاری کر دی۔

یوم التناد کی تفسیر: (۳۲'۳۳) یوم التناد قیامت کا نام ہے اس لیے کہ حدیث صور میں ہے کہ جب زمین پر بھونچال آئیں گے۔ اور وہ زور زور سے ہلے گی اور قطر سے قطر تک پھٹ جائے گی تو لوگ بھاگیں گے ایک دوسرے کو پکار رہا ہوگا۔ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ

وَالْاِنْسِ (رحمٰن ۵۵/۳۳) اے انسانو اور جنو! اگر تم زمین و آسمان کے کناروں سے بھاگ سکتے ہو تو بھاگ جاؤ طاقت ہی کے ساتھ بھاگ سکتے ہو یعنی بھاگنا تمہارے بس کا نہیں۔ فرمایا کَلَّا لَا وَزَرَ (قیامہ ۷۵/۱۱٬۱۲) ہرگز نہیں۔ کوئی جائے پناہ نہیں اس دن آپ کے رب ہی کی طرف ٹھہرنا ہے۔ پھر فرمایا اس دن اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا اب بھی اگر نصیحت نہ مانو تو تمہارا مقدر، جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کون ہدایت پر لاسکتا ہے۔

(۳۴٬۳۵) موسیٰ سے پہلے مصر والوں کے بادشاہ اور نبی یوسفؑ تھے اور مصریوں کو اللہ کا پیغام پہنچاتے تھے مگر مصری ان کی عظمت و دبدبہ کی وجہ سے ان کی اطاعت کرتے تھے نبی کی حیثیت سے نہیں اسی لیے فرمایا کہ جس حق کو وہ لے کر آئے تھے تم اس میں شک ہی کرتے رہے پھر جب وہ فوت ہو گئے تو تم نے ناامید ہو کر کہا اب کوئی اللہ کا رسول نہیں آئے گا زندگی میں تو ان کی نبوت نہیں مانی اور ان کے مرنے کے بعد سلسلہ نبوت ہی کو بند کر بیٹھے یہ کفر و تکذیب ہی کا اثر تھا اسی طرح اللہ ہر آپے سے باہر ہونے والے اور شک کرنے والے کو گمراہ کر دیا کرتا ہے جو باطل سے حق کو جھٹلاتے ہیں اور اللہ کے پاس والی دلیل کے بغیر کچی دلیلوں کا مقابلہ کرتے ہیں ان کے اس مجادلہ سے نہ صرف اللہ بلکہ ارباب بصیرت بھی سخت ناراض ہوتے ہیں کیونکہ ایسے لوگوں کے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے اب وہ اچھی بات نہیں پہچانتے اور نہ بری باتوں سے باز آتے ہیں۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾

ع ۹

"فرعون ہامان سے بولا میرے لیے ایک بہت اونچی عمارت بنا تا کہ میں راستوں پر یعنی آسمانوں کے راستوں پر جا پہنچوں اور میں موسیٰ کے معبود کو جھانک آؤں بلاشبہ میں موسیٰ کو جھوٹا سمجھتا ہوں اسی طرح اس کے عملوں کی برائی اسے خوب صورت دکھائی گئی تھی اور راہ سے روک دیا گیا تھا اور فرعون کی سازش برباد ہی گئی"۔

موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کا مذاق: (۳۶) فرعون کی سرکشی اور تمرد و انکار کی حد ہو گئی اس نے اپنے وزیر ہامان سے کہا کہ میرے لیے ایک سربہ فلک پکی اینٹوں کی عمارت بنا فرمایا فَاَوْقِدْ لِيْ يَا هَامَانُ (قصص ۲۸/۳۸) اے ہامان پکی اینٹیں بنوا کر ان سے میرے لیے ایک عمارت بنا۔

(۳۷) یعنی اسی عمارت کی چھت پر چڑھ کر میں موسیٰ کے رب کو جھانک کر دیکھوں گا ان شرمناک الفاظ سے اس نے آپ کی رسالت کا مذاق اڑایا تھا کیونکہ اس کے خیال میں آپ قطعی جھوٹے تھے پھر فرمایا اس نے اپنے برے عمل اچھے سمجھے اور رعایا کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ وہ ایک انتہائی اونچی عمارت بنوا رہا ہے جس سے موسیٰ کی تکذیب ہو جائے گی پھر فرمایا فرعون کی یہ چال چلنے والی نہیں اور اس کا نتیجہ نکلنے والا نہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿٣٨﴾ يٰقَوْمِ
اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿٣٩﴾ مَنْ عَمِلَ
سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ
مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٤٠﴾

''اس مومن نے کہا بھائیو میرا کہنا مانو میں تمہیں صحیح راہ بتاتا ہوں عزیزو اس دنیوی زندگی سے صرف چند دن فائدہ اٹھانا ہے یاد رکھو آخرت ہی دارالقرار ہے جس نے برائی کی اسے برابر سرابر بدلہ ملے گا اور جس مرد یا عورت نے ایمان لا کر نیک عمل کیے وہ جنت میں جائیں گے جہاں انہیں بے حساب روزی ملے گی''۔

صالح مومن کا وعظ: (۳۸'۳۹) یہ مومن اپنی قوم کے سرکشوں اور مغروروں سے جنہیں دنیوی زندگی آخرت سے زیادہ پیاری تھی اور سب سے بڑے جبار کو بھول چکے تھے فرما رہے ہیں کہ میں تمہیں بالکل سچی اور سیدھی بات بتاتا ہوں بشرطیکہ تم میری بات پر عمل بھی کرو فرعون نے تم سے جھوٹ بولا اس کی بات بالکل غلط ہے ذرا سوچو تم نے اس دنیوی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھ رکھا ہے حالانکہ یہ ناپائیدار ہے انسان چند دن اس سے فائدہ اٹھالیتا ہے پھر مر جاتا ہے یہی کم بخت دنیا تمہیں اللہ کے رسول کی تصدیق سے روک رہی ہے دیکھتے نہیں کس طرح دیکھتے ہی دیکھتے دنیوی زندگی ہوا ہو جاتی ہے بچہ جوان جوان بوڑھا اور بوڑھا آغوش لحد میں جا سوتا ہے گذرا ہوا زمانہ ایک افسانہ سا معلوم ہوتا ہے جیسے خواب دیکھا تھا آنکھ کھلی تو کچھ بھی نہ تھا بھلا اس ناپائیدار اور غدار و مکار دنیا سے کیا دل لگانا البتہ آخرت ایک پائیدار دارالقرار ہے جسے زوال نہیں اور نہ وہاں سے انتقال مکانی ہے ہمیشہ ہمیش کے لیے وہیں رہنا سہنا ہے پھر یا تو نعمتوں سے کھیلنا اور موج اڑانا ہے یا پھر جہنم کے اندوہناک دائمی عذابوں میں ہمیشہ جلنا جھلسنا ہے۔

(۴۰) اللہ کے ہاں برائی کی برابر برائی ہے لیکن نیکی کے ثواب کی حد نہیں اس کا صلہ بے حساب ہے نیکوں پر اللہ کی بے شمار مہربانیاں ہوں گی اور نیکی کا ثواب کبھی ختم ہونے والا نہیں۔

وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿٤١﴾ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ
بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿٤٢﴾ لَا جَرَمَ
اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ
اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿٤٣﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ
لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٤٤﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ
سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿٤٥﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ

عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾

''بھائیو کیا بات ہے میں تو تمہیں نجات و بچاؤ کی طرف بلا رہا ہوں مگر تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو تم مجھے اس بات کی طرف بلا رہے ہو کہ میں اللہ کو نہ مانوں اور اس کے ساتھ اسے شریک کروں جس کے شریک کرنے کی میرے پاس کوئی دلیل نہیں اور میں تمہیں غالب و خطا پوش اللہ کی طرف بلا رہا ہوں واقع تم مجھے جس چیز کی دعوت دے رہے ہو وہ نہ تو دنیا ہی میں پکارے جانے کے قابل ہے اور نہ آخرت میں دیکھو ہم سب کو اللہ ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے اور یہ درکھو حد سے آگے بڑھنے والے جہنمی ہی ہیں عنقریب تم میری باتیں یاد کرو گے میں اپنا معاملہ اللہ کو سونپتا ہوں واقعی اللہ ہی سب کا محافظ ہے پھر اللہ نے اسے ان کی چالوں کی برائیوں سے محفوظ رکھا اور فرعونیوں کو بدترین عذاب نے آ گھیرا ان پر صبح و شام آگ پیش کی جاتی ہے اور جس دن قیامت آ جائے گی (تو حکم ہوگا کہ) فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں داخل کر دو''۔

دعوت نجات و دعوت ہلاکت: (۴۱'۴۲) مومن کا اپنے وعظ میں ارشاد ہے کہ میں تو تمہیں نجات یعنی اللہ کی توحید کی طرف بلا رہا ہوں کہ ایک اللہ ہی کی عبادت کرو جس کا کوئی شریک نہیں وہ اکیلا ہے اور اس کے بھیجے ہوئے رسول کی تصدیق کرو اور تم مجھے آگ کی طرف بلا رہے ہو کہ میں اللہ کو نہ مانوں اور بلا دلیل کے اس کے ساتھ شرک کروں حالانکہ میں تمہیں اس اللہ کی طرف بلاتا ہوں جو اپنی عزت و کبریائی میں سب پر غالب ہے اور سچے دل سے توبہ کرنے والوں کی خطائیں معاف فرما دیتا ہے۔

بت بالکل بے بس ہیں: (۴۳) تم مجھے جن بتوں کی دعوت دے رہے ہو وہ نہ تو دنیا ہی میں پکارے جانے کے قابل ہیں اور نہ آخرت میں انہیں کچھ اختیار ہے نہ تو وہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ پکارنے والوں کے کام آ سکتے ہیں فرمایا وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا (احقاف ۴۶/۶۵) بھلا اس سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب ہی نہ دیں بلکہ ان کی پکار ہی سے بے خبر ہوں اور میدان محشر میں ان کے دشمن بن جائیں اور ان کی عبادت کا بھی انکار کر دیں (۲) اِنْ تَدْعُوْهُمْ (فاطر ۳۵/۱۴) اگر تم انہیں پکارو تو تمہاری پکار نہ سنیں اور اگر بفرض محال سن بھی لیں تو تمہیں جواب نہ دیں پھر فرمایا ہم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے یعنی ہمیں آخرت ہی کی طرف جانا ہے وہاں ہر ایک کو اس کے عملوں کا بدلہ مل جائے گا اور حد سے آگے بڑھنے والے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والے دائمی جہنمی ہیں۔

کبھی نہ کبھی میری نصیحت یاد آئے گی: (۴۴) یعنی عن قریب میری نصیحت کی سچائی تم پر کھل جائے گی اور میں جن باتوں سے تمہیں روک رہا ہوں ان کی مصلحت بھی تم پر روشن ہو جائے گی وقت نکل جانے کے بعد میری نصیحت مانو گے اور اپنے فعلوں پر نادم ہو گے مگر اس وقت کی ندامت بے سود ہو گی میں نے تو اپنا معاملہ اللہ کے حوالہ کر دیا اسی سے مدد کا خواستگار ہوں تم سے قطع تعلق کر کے کہیں دور چلا جاؤں گا اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے جسے وہ ہدایت کے قابل سمجھتا ہے اسے ہدایت دے دیتا ہے اور جسے گمراہی کے لائق دیکھتا ہے اسے گمراہ کر دیتا ہے اسی کی غالب حجت اور اسی کی مکمل حکمت ہے اور اسی کی تقدیر پوری ہوتی ہے۔

اس مخلص مومن کا صلہ: (۴۵) اللہ نے ان کی شرارتوں سے اس مصلح مخلص مومن کو بچالیا دنیا میں تو حضرت موسیٰ کے ساتھ غرق ہونے سے بچ گیا اور آخرت میں جنت میں جا کر جہنم سے بچ جائے گا اور فرعونیوں کو بدترین عذاب نے گھیر لیا اور سب پانی میں

ڈوب کر جہنم رسید ہوئے۔

عذاب قبر کا ثبوت: (۴۶) یعنی صبح وشام ان کی روحوں پر قیامت تک جہنم پیش ہوتی رہے گی اور قیامت کے دن ان کی روحیں معہ اجسام کے جہنم میں اکٹھی ہو جائیں گی اور ان پر سخت ترین عذاب ہوگا معلوم ہوا کہ عذاب قبر برحق ہے چونکہ آیت مکی ہے اس میں کافروں کے عذاب قبر کا ثبوت ہے جس سے یہ لازم نہیں کہ مومنوں کو بھی گناہوں کی وجہ سے عذاب قبر ہو۔ البتہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ مومنوں کے بارے میں ہجرت کے بعد علم ہوا کہ انہیں بھی عذاب قبر بعض گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب میں ایک یہودی عورت کے ساتھ کچھ سلوک کرتی تو وہ مجھے یہ دعا دیتی اللہ تمہیں قبر کے عذاب سے بچائے ایک دن میں نے اللہ کے نبی سے پوچھا کیا قبر میں بھی عذاب ہوتا ہے فرمایا کون کہتا ہے میں نے یہودیہ کا حوالہ دیا فرمایا جھوٹ بولتی ہے یہودی اکثر جھوٹی باتیں اللہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں قیامت سے پہلے عذاب نہیں پھر کچھ دن گذر جانے کے بعد آپ ایک دن عین دوپہر کو تشریف لائے چادر میں لپٹے ہوئے تھے آنکھیں سرخ تھیں اور بلند آواز سے فرما رہے تھے لوگو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح قبر ہے جو کچھ میں جانتا ہوں گو تمہیں بھی معلوم ہو جائے تو ہنسنا چھوڑ دو اور روتے ہی رہو لوگو اللہ سے قبر کے عذاب سے پناہ مانگو یا درکھو قبر کا عذاب برحق ہے(ا)۔ (اس کی سند بخاری ومسلم کی شرط پر ہے)۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے قالبوں میں ہیں اور جنت میں حسب مرضی چرتی پھرتی ہیں اور مومن کے بچوں کی روحیں جنت کی چڑیوں میں ہیں جہاں چاہتی ہیں چرتی پھرتی ہیں اور عرش کے نیچے لٹکے ہوئے قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں اور فرعونیوں کی روحیں سیاہ پرندوں میں ہیں جو صبح وشام جہنم کی سیر کرتی ہیں یہی ان پر جہنم کا پیش کیا جانا ہے معراج والی حدیث میں ہے پھر مجھے ایک مخلوق کے پاس لے جایا گیا جن میں سے ہر ایک کا پیٹ بڑے گھڑے کی طرح تھا اور جکڑے ہوئے تھے۔ فرعونی روزانہ صبح وشام جہنم کی آگ پر کھڑے کیے جاتے ہیں جب قیامت آئے گی تو اللہ فرمائے گا ان بدبختوں کو سخت عذاب میں لے جاؤ۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جب کوئی مرجاتا ہے تو اس پر صبح وشام اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے اگر جنتی ہے تو جنت کا ورنہ جہنم کا اور کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ اللہ اسے قیامت کے دن زندہ فرمادے۔ (قا)

وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَٰٓؤُا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوٓا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ
تَبَعًا فَهَلْ أَنتُم مُّغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِّنَ النَّارِ ﴿٤٧﴾ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوٓا
إِنَّا كُلٌّ فِيهَآ إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿٤٨﴾ وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ
لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿٤٩﴾ قَالُوٓا أَوَلَمْ
تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلَىٰ قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دُعَٰٓؤُا
الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ﴿٥٠﴾ ع

''اور جب جہنم میں کافر ایک دوسرے سے جھگڑیں گے اور ادنیٰ درجہ والے بڑوں سے کہیں گے ہم تو تمہارے تابع تھے پھر کیا تم ہم

سے کچھ آگ ہٹا سکتے ہو بڑے جواب دیں گے ہم سب ہی جہنم میں ہیں بلاشبہ اللہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا اور جہنمی جہنم کے محافظ فرشتوں سے کہیں گے کہ اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ کسی دن تو ہم سے عذاب ہلکا کر دے فرشتے کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے نبی معجزے لے کر نہیں آئے تھے جہنمی کہیں گے ہاں آئے تو تھے فرشتے کہیں گے تب تو تم خود ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا محض بے اثر ہے''۔

جہنم میں جہنمیوں کا جھگڑا: (۴۷) جہنمی جن میں فرعون و فرعونی بھی داخل ہیں جہنم میں جھگڑیں گے عوام سرداروں سے کہیں گے ہم تمہارے حکم کے تابع تھے اور جیسے تم کہتے تھے اسی طرح کرتے تھے تم نے ہمیں دنیا میں کفر و گمراہی کی راہ بتائی ہم اس پر چل پڑے کیا ہم سے اس خوفناک عذاب کا تھوڑا سا حصہ ہٹا کر تم خود برداشت کر سکتے ہو؟ تھوڑا سا حصہ اپنے اوپر اوٹ لو تا کہ ہمارا عذاب ہلکا ہو جائے۔

(۴۸) سردار جواب دیں گے تمہیں دکھائی نہیں دیتا ہم بھی تو عذاب میں مبتلا ہیں تمہاری آگ اپنے اوپر کس طرح لے لیں ہم اپنی ہی آگ میں بھن کر کباب بن رہے ہیں جو تکلیف ہم برداشت کر رہے ہیں وہی ہمیں بہت ہے اللہ نے ہر ایک کو اس کے استحقاق کے مطابق عذاب تقسیم کر دیا ہے فرمایا لِكُلٍّ ضِعْفٌ (اعراف ۷/ ۳۸) ہر ایک پر ہی دگنا عذاب ہے لیکن تمہیں علم نہیں۔

(۴۹، ۵۰) جب جہنمیوں کو یقین ہو جائے گا کہ اللہ ان کا بلکنا نہیں سنتا اور ان کی دعائیں قبول نہیں فرماتا بلکہ اس کے برعکس اس نے صاف صاف فرما دیا ہے کہ جہنم ہی میں جلو بھنو اور مجھ سے بات نہ کرو تو یہ محافظین جہنم سے کہیں گے کہ تم ہی ہمارے بارے میں اللہ سے دعا کر دو کہ اللہ کم از کم ایک ہی دن کے لیے ہمارے عذاب میں تخفیف فرما دے لیکن محافظین جہنم بھی انہیں کو ڈانٹیں گے اور انہیں ذلیل و شرمندہ کرنے کے لیے کہیں گے بدبختو کیا انبیاء کی زبانی دنیا میں تم پر دلائل قائم نہیں ہوئے تھے کہیں گے ہونے کو تو سب کچھ ہو گیا تھا مگر ہماری بدقسمتی آڑے آئی فرشتے کہیں گے تم خود ہی دعا مانگو ہم دعا تو دعا تمہاری بات سننا بھی گوارا نہیں کرتے اور نہ ہم تمہارے چھوٹنے سے خوش ہیں ہم تو تم سے بیزار ہیں دیکھو ہم تمہیں بتائے دیتے ہیں تمہارا دعا مانگنا نہ مانگنا برابر ہے تمہاری دعا قبول نہیں ہو گی اور نہ تمہارے عذاب میں ایک سیکنڈ کے لیے تخفیف ہو گی اس لیے انہوں نے جواب دیا کہ ان کافروں کی دعا محض بے اثر ہے لاکھ دعائیں مانگیں ہرگز قبول نہ ہوں گی۔

إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ
الْأَشْهَادُ ﴿٥١﴾ يَوْمَ لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ ۖ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ
سُوءُ الدَّارِ ﴿٥٢﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَىٰ وَأَوْرَثْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ
الْكِتَابَ ﴿٥٣﴾ هُدًى وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٥٤﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ
حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴿٥٥﴾ إِنَّ
الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۙ إِن فِي صُدُورِهِمْ

اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۖ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾

''یقین مانو ہم اپنے رسولوں کی اور مومنوں کی اس دنیوی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس دن بھی (مدد کریں گے) جس دن گواہ کھڑے ہوں گے جس دن ظالموں کو ان کے عذر کچھ فائدہ نہ دیں گے اور ان پر پھٹکار پڑ رہی ہو گی اور ان کے لیے جہنم بڑا بدترین گھر ہے بلا شبہ ہم موسیٰ کو ہدایت دے چکے اور ہم نے اس کتاب کا یہودیوں کو وارث بنایا جو عقل والوں کے لیے ہدایت و نصیحت ہے اس لیے آپ صبر کریں اور یاد رکھیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہیں اور صبح و شام اپنے رب کی حمد و پاکی بیان کرتے رہیں واقعی جو اللہ کی آیتوں میں بلا کسی دلیل کے جو ان کے پاس ہو جھگڑتے ہیں ان کے دلوں میں ایسی برائی ہے جس تک وہ کبھی پہنچنے والے نہیں پھر آپ اللہ کی پناہ مانگتے رہیں بلا شبہ وہی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے''۔

اللہ والوں کی غیبی امداد: (۵۱) یہاں دنیوی مدد سے یہ مراد ہے کہ اللہ نے انبیاء و مومنین کے ایمان و یقین کو مضبوط بنایا اور قدم ڈگمگانے نہ دیا و نیز ہجرت کے وقت اور میدان جہاد میں بھی انبیاء کی اور مومنین کی مدد ہوئی اور جن انبیاء و مومنین کو قتل کر دیا گیا یا جلا وطن کر دیئے گئے تو اللہ نے ان کے قتل یا جلا وطنی کے بعد ان کی قوم سے ایسا انتقام لیا کہ وہ صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو گئے یا ان پر ایسا قوی ظالم مسلط کر دیا کہ تاریخی یادگار ہے مثلاً یحییٰ' زکریاؑ اور شعیبؑ کے قتل کیے جانے کے بعد انتقام لیا گیا کہ اللہ نے ان موذیوں پر دشمن کو مسلط کر دیا جنہوں نے قتل عام کر کے انہیں ذلیل کیا نمرود کو ایک غالب و صاحب اقتدار کی طرح پکڑا جن یہودیوں نے مسیح کو صلیب پر چڑھانا چاہا تھا اللہ نے ان پر رومی مسلط فرما دیئے جنہوں نے ان کی انتہائی مٹی پلید کی اور خون کی ندیاں بہا دیں قیامت سے پہلے مسیح عادل خلیفہ اور منصف حاکم بن کر تشریف لائیں گے دجال کو اور اس کے ساتھ والے یہودیوں کو قتل کریں گے خنزیر کو فنا کریں گے صلیب توڑ ڈالیں گے اور بجز اسلام کے کوئی دین قبول نہیں فرمائیں گے یہ بڑی زبردست امداد ہے اللہ کی ہمیشہ سے یہ سنت جاری ہے کہ وہ اپنے مومن بندوں کی دنیا میں مدد فرما کر موذیوں سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے اللہ نے فرمایا جس نے میرے ولی سے دشمنی کی وہ لڑائی میں میرے مقابل آیا (ب) (۲) میں اپنے اولیا کی طرف سے شیر کی طرح انتقام لیتا ہوں اسی لیے اللہ نے قوم نوح کو' عادیوں کو ثمودیوں کو' کنویں والوں کو' لوطیوں کو' مدین والوں کو' اور ان جیسی دیگر جھٹلانے والی قوموں کو تباہ کر دیا اور مسلمانوں کو بچا لیا۔

پس جب کبھی اللہ کسی رسول کو کسی قوم میں بھیجتا ہے اور وہ اسے قتل کر ڈالتی ہے یا مومن مبلغوں کو جو حق کی دعوت دینے والے ہیں لوگ قتل کر ڈالتے ہیں تو اللہ دنیا میں ایسے لوگ ضرور پیدا کر دیتا ہے جو ان کا بدلہ لیں اگر چہ انبیاء اور مبلغ دنیا میں قتل کر ڈالے گئے مگر دنیا میں پھر بھی منصور ہیں کیونکہ ان کا خون رنگ لائے بغیر نہیں رہتا اللہ نے اسی طرح رحمت عالم ﷺ کی اور صحابہ کی مدد فرمائی آپ ہی کا کلمہ بلند ہوا آپ کا دین تمام دینوں پر غالب آیا اور اللہ نے آپ کو جانی دشمنوں سے جو خود آپ کی قوم تھی صحیح سالم نکال کر مدینہ پہنچا دیا وہاں ایسے جاں نثار پیدا کر دیئے جنہوں نے آپ پر اپنی جانیں چھڑک دیں اور آپ پر ہزار جان سے قربان ہو گئے پھر اللہ کی مدد سے چند مٹھی بھر جاں نثاروں نے ایک لشکر جرار کا منہ موڑ دیا اور دشمن کے بڑے بڑے سرداروں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا اور ایک دو نہیں بلکہ پورے ستر سربراہوں کو قید کر لیا پھر انہیں احسان کے طور پر فدیہ لے کر چھوڑ دیا پھر تھوڑی سی مدت کے بعد آپ کے قبضہ میں مکہ بھی آ گیا اور آپ کا وطن عزیز آپ کو واپس مل گیا اور اللہ نے عزت و عظمت اور قدر و منزلت والا

مبارک شہر آپ کو دے دیا کہ آپ وہاں سے ہمیشہ کے لیے شرک و بت پرستی ختم کر دیں پھر یمن بھی فتح ہو گیا اور تمام جزیرۂ عرب پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا اور لوگ اللہ کے دین میں گروہ گروہ داخل ہونے لگے پھر اللہ نے اپنے محبوب نبی کو اپنے پاس بلا لیا تاکہ آپ ان عظیم وسدابہار نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں جو آپ کے لیے تیار ہیں۔

مشرکوں کا برا انجام: (۵۲) ظالم سے مشرک مراد ہیں اس دن مشرکوں کا کوئی عذر نہیں مانا جائے گا اور نہ فدیہ قبول کیا جائے گا یہ اللہ کی رحمت سے دور ہوں گے اور ان کا انجام بہت ہی برا ہو گا۔

یہودی مصر و توریت کے وارث: (۵۳٬۵۴) ہدایت سے وہ نور ہدایت مراد ہے جسے اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے پھر فرمایا ہم نے یہودیوں کو کتاب کا وارث بنایا یعنی ہم نے انہیں اطاعت و اتباع پر صبر کرنے کی وجہ سے فرعون کے شہروں اور جائدادوں کا مالک بنا دیا اور تورات کا وارث بنا دیا جس میں صحیح عقل والوں کے لیے ہدایت و نصیحت ہے۔

صبر و نماز کا حکم: (۵۵) اے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ صبر کریں اللہ کا وعدہ سچا ہے آپ کا بول بالا ہو گا اور آپ کا اور آپ کے ماننے والوں کا انجام خیر و برکت والا ہو گا کیونکہ اللہ وعدہ خلافی نہیں فرماتا اور اپنے گناہوں کی معافی مانگیں آپ تو معصوم تھے آپ سے خطاب کر کے امت کو استغفار کا شوق دلایا پھر فرمایا آپ صبح و شام اور اول و آخر رات میں اللہ کی حمد و ثنا کی بیان کرتے رہیں۔

مغرور ہی حق نہیں مانتے: (۵۶) یعنی جو باطل شبہوں سے حق ٹھکراتے ہیں اور صحیح حجتوں کو فاسد شکوک سے مٹانا چاہتے ہیں ان کے پاس اللہ کے پاس والی کوئی دلیل نہیں بس ان کے دلوں میں غرور ہے جو انہیں حق کی پیروی سے روکتا ہے اور ان کی نگاہوں میں حق والوں کو حقیر سمجھتا ہے یہ شمع حق بجھا نہیں سکتے گو ایڑی چوٹی کا روز لگالیں اور باطل کو فروغ دے نہیں سکتے گو لاکھ جتن کریں آفتاب حق چڑھ کر رہے گا اور ہدایت کی کرنوں سے دنیا جگمگا کر رہے گی ان کے ناپاک ارادے اور شرمناک سازشیں پھلنے پھولنے والی نہیں آپ ان جیسوں کی حالتوں سے اللہ کی پناہ مانگتے رہیں وہی دعائیں سننے والا اور دلی ارادے جاننے والا ہے اللہ تمام مسلمانوں کو باطل پرستوں کی برائیوں سے جو بلا دلیل کے اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں محفوظ رکھے آمین۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾

''یقین مانو آسمان و زمین کا پیدا کرنا آدمیوں کی پیدائش کی بہ نسبت بہت بڑا کام ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں نابینا اور بینا اور ایمان و نیک عمل والا اور بدکار برابر نہیں تم لوگ بہت کم سمجھتے ہو یاد رکھو قیامت یقیناً آنے والی ہے جس کے آنے میں کوئی شک ہی نہیں لیکن اکثر لوگ اسے نہیں مانتے''۔

زندگی بعد الموت: (۵۷) یعنی قیامت کے دن تمام لوگ زندہ کئے جائیں گے۔ زندگی بعد الموت اللہ کے لیے کوئی دشوار نہیں اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے جس نے آسمان و زمین جیسی بڑی مخلوق ایجاد کر دی جو زندگی بعد الموت کی بہ نسبت مشکل کام ہے وہ انسان کو

دوبارہ پیدا کرنے پر کیسے قادر نہ ہوگا فرمایا اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ (احقاف ۴۶/۳۳) کیا لوگوں کو معلوم نہیں کہ جس نے آسمان وزمین پیدا کیے اور ان کے پیدا کرنے سے تھکا نہیں کیا وہ مردے زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ کیوں نہیں ضرور ہے بلکہ وہ تو ہر چیز پر قادر ہے یہاں فرمایا غور کرو آسمان وزمین کی پیدائش انسان کی پیدائش سے بڑی ہے پھر جس نے آسمان وزمین بلا نمونہ کے پیدا کر دیئے وہ دوبارہ انسان کیوں نہیں پیدا کر سکتا لیکن اکثر لوگ اس حجت میں غور نہیں کرتے عرب اقرار کرتے تھے کہ اللہ ہی نے آسمان وزمین بنائے مگر کفر وعناد کی وجہ سے زندگی بعد الموت کا انکار کرتے تھے آسمان وزمین کی پیدائش کا اقرار تھا جو بڑی چیزیں ہیں لیکن زندگی بعد الموت کا انکار تھا جو ایک معمولی سی چیز ہے۔

یوم جزاء کی ضرورت: (۵۸) یعنی نابینا اور بینا اور نیک وبد برابر نہیں جیسے دیکھنے والا تو منتہائے نگاہ تک دیکھتا ہے مگر نابینا کچھ نہیں دیکھتا اور دنیا دونوں میں فرق کرتی ہے اسی طرح نیک وبد برابر نہیں ہو سکتے اسی لیے جزا کے دن کی ضرورت ہے جو قیامت کا دن ہے اور جس کے لیے زندگی بعد الموت کا ہونا لازمی ہے لیکن چند سعادت مند آدمی ہی نصیحت مانتے ہیں۔

قیامت ضرور آئے گی: (۵۹) یقین مانو قیامت آ کر رہے گی لیکن اکثر لوگ قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ ایک بوڑھا یمنی بولا میں نے سنا ہے جب قیامت قریب ہوگی تو لوگ کثرت سے فتنوں میں مبتلا ہوں گے اور سورج کی حرارت بڑھ جائے گی۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝۶۰ ع

''اور تمہارے رب نے فرمایا مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت سے غرور کرتے ہیں بلاشبہ وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم رسید ہوں گے''۔

دعا کا بیان: (۶۰) یہ رب کا فضل وکرم ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو دعائیں مانگنے اور عبادتیں کرنے کا حکم فرمایا اور قبولیت کی بشارت بھی سنا دی اللہ فرماتا ہے چار باتیں ہیں جن میں سے ایک میرے لیے ایک آپ کے لیے ایک میرے اور آپ کے درمیان مشترک اور ایک میرے اور بندوں کے درمیان مشترک ہے' میرے لیے یہ ہے کہ میرے ساتھ کوئی چیز شریک نہ کی جائے آپ کے لیے یہ ہے کہ آپ جو نیکی کریں گے اس کا صلہ ضرور دیا جائے گا' میرے اور آپ کے درمیان مشترک یہ ہے کہ آپ دعا کریں میرے ذمہ قبول کرنا ہے اور میرے اور بندوں کے درمیان مشترک یہ ہے کہ آپ جو بات اپنے لیے پسند فرمائیں وہی لوگوں کے لیے پسند فرمائیں (ابویعلی) (۲) دعا ہی عبادت ہے پھر یہ آیت پڑھ کر سنائی (حدات وغیرہ) (۳) جو شخص عزت وجلال والے رب سے دعا نہ کرے رب اس سے ناراض ہوتا ہے (۱) جب محمد بن مسلمہؓ انصاری فوت ہوئے تو ہمیں ان کی تلوار کی میان سے ایک خط ملا جس میں یہ تحریر تھی بسم اللہ الرحمن الرحیم میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے دنیوی زندگی میں رب کی رحمتوں کی ساعتیں آتی ہیں ان کا لحاظ رکھو اور رب سے دعائیں مانگتے رہو شاید رحمت کی گھڑی دعا پالے اور دعا والے کو ایسی سعادت نصیب ہو جائے جس کے بعد اسے کبھی نقصان کا اندیشہ ہی نہ رہے پھر فرمایا جو میری دعا سے اور میری توحید سے غرور کرتے ہیں وہ ذلیل وحقیر ہو کر جہنم میں جائیں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن مغرور چیونٹیوں کی طرح چھوٹے ہوں گے اور اس قدر ذلیل ہوں گے کہ ہر چیز انہیں پائمال کرے گی جب تک کہ جہنم کے بولس نامی قید خانے میں بند نہ کر دیئے

جائیں جہاں آگوں کی آگ ہے جو انہیں چاروں طرف سے گھیر لے گی اور انہیں طینۃ الخبال پینے کو ملے گا جہاں جہنمیوں کے زخموں کے دھوون پیپ خون اور تھوک وریٹھ وغیرہ جمع رہتے ہیں (ا)۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ
اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ
رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ
یُؤْفَكُ الَّذِیْنَ كَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ
الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ
مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۴﴾
هُوَ الْحَیُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۵﴾

وقف لازم

''اللہ ہی نے تمہارے لیے رات بنائی تا کہ تم اس میں آرام کرو اور اسی نے دن کو روشن بنایا واقعی وہ لوگوں پر بڑے فضل والا ہے مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے یہ تمہارا معبود تمہارا پروردگار ہے جو ہر چیز کا بنانے والا ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں پھر تم لوگ کہاں اوندھے جا رہے ہو اسی طرح وہ لوگ بھی اوندھے چلا کرتے تھے جو اللہ کی نشانیوں کے انکاری تھے اللہ ہی نے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو چھت بنایا اور اس نے تمہاری صورتیں بنائیں اور بہترین بنائیں اور تمہیں عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں یہ ہے معبود جو تمہارا پروردگار ہے لہٰذا سارے جہانوں کا رب بڑی برکت والا ہے وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں لہٰذا تم خلوص کے ساتھ اسی کو پکارو ہر طرح کی خوبیاں اس اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے''۔

دن رات ہی سے اللہ کو پہچانو: (۶۱) اللہ اپنا ایک انعام بیان فرما رہا ہے کہ اس نے لوگوں کے سکون و آرام کے لیے رات بنائی جس میں آرام کرنے سے دن بھر کی تھکن دور ہو جاتی ہے اور انسان صبح کو تازہ دم ہو کر اٹھتا ہے' اور دن روشن بنایا تا کہ لوگ دن میں کاروبار کریں صنعت و حرفت کے کام کریں محنت و مزدوری کریں اور حلال روزی تلاش کریں ایک جگہ سے دوسری جگہ آئیں جائیں اور سفر کر سکیں پھر فرمایا کہ اللہ کے لوگوں پر بڑے بڑے احسانات و انعامات ہیں لیکن اکثر لوگ ناقدرے ہیں اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے۔

دن رات لانے والا سچا معبود ہے: (۶۲) جس نے دن رات بنائے وہ اللہ ہے جو اکیلا ہے تن تنہا ہے تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی رب ہے پھر ہزار افسوس ہے کہ تم غیروں کو کیوں پوجتے ہو جنہوں نے ایک بھنگے کا پر بھی نہیں بنایا بلکہ وہ خود بنائے ہوئے اور تراشے ہوئے ہیں کیوں تمہاری عقلوں پر پتھر پڑ گئے۔

ان کی طرح پہلے مشرک بھی گمراہ تھے: (۶۳) جس طرح غیر اللہ کی عبادت کر کے یہ لوگ گمراہ ہو گئے اسی طرح ان سے پہلے کے لوگ گمراہ ہو کر بلا دلیل غیر اللہ کی عبادت کرنے لگے تھے جن کے پاس جہالت وخواہش نفسانی کے سوا کوئی سند نہ تھی اور اللہ کی حجتوں اور نشانیوں کے انکاری تھے۔

خالق ارض وسماء ہی لائق عبادت ہے: (۶۴) اللہ ہی نے زمین تمہارے لیے فرش اور قرار گاہ بنا دی تم اس پر زندہ رہتے ہو چلتے پھرتے ہو اور حسب مرضی تصرف کرتے ہو اسی نے اس کے سینے پر پہاڑوں کی بھاری بھاری میخیں ٹھونک دیں تاکہ اس کی جنبش وحرکت سے تمہیں نقصان نہ پہنچے آسمان کو تمہارے لیے ایک محفوظ چھت بنا دیا تمہاری طرح طرح کی صورتیں بنائیں تمہیں عمدہ عمدہ اور حسین وجمیل شکلیں عطا فرمائیں اور تمہیں اپنی قدرت کا ایک عجیب وغریب شاہکار بنایا تمہیں کھانے پینے کے لیے پاکیزہ روزیاں اور مشروب عطا فرمائے ہاں اسی نے دنیا کا گھر بنایا اس گھر کے باشندے بنائے انہیں نفیس نفیس روزیاں عطا کیں لہٰذا وہی خالق ورازق ہے فرمایا یَاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا (بقرہ۲/ ۲۱، ۲۲) لوگو اپنے رب ہی کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا تاکہ تم گناہوں سے بچو جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتارا جس سے تمہاری روزی کے لیے پھل پیدا کیے لہٰذا اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ حالانکہ تم جانتے ہو کہ کوئی بھی اس کے شریک ہونے کے لائق نہیں۔ اس آیت میں ان چیزوں کے پیدا کرنے کے بعد فرمایا یہ ہے تمہارا رب اور اللہ رب العالمین بڑی برکت والا سب سے بلند وبالا ہر خوبی والی صفت میں اعلیٰ اور ہر بات میں نرالا ہے۔

اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا: (۶۵) اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا نہ اس پر زوال آیا اور نہ آئے گا اول بھی وہی ہے اور آخر بھی وہی ہے ظاہر بھی وہی ہے اور باطن بھی وہی ہے نہ اس کا کوئی نظیر ہے اور نہ برابر کا لہٰذا یہ اقرار کرتے ہوئے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اسی کے لیے ہر طرح کی بڑائیاں ہیں خلوص سے اسی کی عبادت کرو۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہی دستور تھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ (مادن)۔

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ
الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ ۫ وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِیْ
خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ
طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُیُوْخًا ۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ
یُّتَوَفّٰی مِنْ قَبْلُ وَ لِتَبْلُغُوْۤا اَجَلًا مُّسَمًّی وَّ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ هُوَ الَّذِیْ

يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٦٨﴾ ع ۸ ۱۲

''آپ فرما دیں کہ مجھے اس بات سے روک دیا گیا ہے کہ میں ان کی پرستش کروں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر تم پکارتے ہو جب کہ میرے مالک کے پاس سے میرے پاس کھلی کھلی نشانیاں آ چکیں اور مجھے تو یہ حکم ملا ہے کہ میں تمام جہانوں کے رب ہی کے سامنے سر تسلیم خم کروں وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پھر نطفے سے پھر خون کے لوتھڑے سے بنایا پھر وہ تمہیں بچہ بنا کر باہر لاتا ہے پھر (تمہیں زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو پھر (زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ اور کوئی تم میں سے پہلے ہی مر جاتا ہے اور تاکہ تم ایک مقررہ وقت تک پہنچ جاؤ اور تاکہ تم سمجھ سے کام لو وہی اللہ جلاتا ہے وہی مارتا ہے پھر جب وہ کسی کام کو پورا کرنا چاہتا ہے تو بس اس کی بابت کن فرما دیتا ہے پھر وہ کام ہو جاتا ہے''۔

اللہ کے سوا کسی کی عبادت حرام ہے: (۶۶) یعنی اللہ نے اپنے سوا غیروں کی عبادت سے روک دیا خواہ وہ بت ہوں یا تھان و چبوترے یا درخت و جانور یا جن و ملک یا پیر و ولی یا مزار سب طاغوت ہیں سب کی عبادت حرام ہے صرف اللہ ہی کی عبادت کرنی چاہیے۔

صرف اللہ کی عبادت کی دلیل: (۶۷، ۶۸) کیونکہ اسی نے یکے بعد دیگرے کئی حالتوں کے بعد انسان کو پیدا کیا اسی کا حکم اس پر نافذ ہے اور وہ اسی کی تقدیر و تدبیر میں بند ہے بعض نطفہ روح ڈالے جانے سے پہلے ہی ساقط ہو جاتا ہے اور بعض عالم وجود میں آنے سے پہلے اور بعض بچہ یا جوان یا بوڑھا ہو کر مرتا ہے فرمایا لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ (حج ۲۲/۵) تاکہ ہم تمہارے سامنے ظاہر کر دیں اور ایک مقررہ مدت تک تمہیں پیٹوں میں رکھتے ہیں پھر فرمایا تاکہ تم سمجھ سے کام لو اور زندگی بعد الموت کو یاد رکھو جب بات سمجھ میں آ گئی تو اللہ ہی عبادت کے لائق ہے کسی اور کا یہ حق نہیں۔ زندگی اور موت اللہ ہی کا کام ہے نہ کوئی کسی کو زندگی یعنی عدم سے وجود بخش سکتا ہے اور نہ اس کے بغیر کوئی کسی کو مار سکتا ہے اور نہ کوئی اس کے حکم کی مخالفت کر سکتا ہے اور نہ کوئی مزاحمت بلکہ وہ جو کچھ چاہتا ہے ہو کر ہی رہتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿٦٩﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ڕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٠﴾ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ﴿٧١﴾ فِي الْحَمِيْمِ ڏ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿٧٢﴾ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٣﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـــًٔا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٤﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿٧٥﴾ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ

معانقہ ۱۲ عند المتاخرین ۱۲

مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۶﴾

''کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں یہ (حق سے) کہاں پھرے جارہے ہیں جنہوں نے یہ کتاب جھٹلائی اور احکام بھی جو ہم نے اپنے رسولوں کو دے کر بھیجے تھے لہٰذا بہت جلدی انہیں معلوم ہوا جاتا ہے جب ان کی گردنوں میں طوق وزنجیریں ہوں گی اور انہیں گھسیٹتے ہوئے کھولتے ہوئے پانی میں لے جایا جائے گا پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے پھر ان سے کہا جائے گا کہاں ہیں وہ تمہارے معبود جنہیں تم شریک بتاتے تھے یہ عرض کریں گے کہ وہ تو ہم سے غائب ہو گئے بلکہ اس سے پہلے ہم کسی کو بھی نہیں پوجتے تھے اسی طرح اللہ کافروں کو غلطی میں مبتلا رکھتا ہے یہ ان خوشیوں کا بدلہ ہے جنہیں تم دنیا میں ناحق مناتے تھے اور تمہارے اترانے کا بھی بدلہ ہے جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ اور اس میں ہمیشہ ہمیش رہو غرض یہ کہ غرور کرنے والوں کا بڑا برا ٹھکانہ ہے''۔

گمراہوں کا حال قابل تعجب ہے: (۶۹'۷۰) اے نبی ﷺ کیا آپ ان جھٹلانے والوں اور اللہ کی آیتوں میں جھگڑنے والوں پر تعجب نہیں کرتے کہ کس طرح ان کی عقلیں ماری گئیں ہدایت چھوڑ کر گمراہی خرید رہے ہیں ان کی سمجھ ہدایت سے پھر گئی اور گمراہی پر جم گئی یہ اللہ کی کتاب کو اور ہدایت و بیان کو جھٹلا رہے ہیں پھر ڈرایا کہ بہت جلدی انہیں معلوم ہوا جاتا ہے یعنی یہ شامت کے مارے اللہ کے عذاب کو للکار رہے ہیں جو ان کے سروں پر منڈلا رہا ہے اور جلدی ہی آ دبوچے گا پھر پیچھا چھڑانے پر قادر نہ ہوں گے فرمایا وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ (مرسلات ۷۷/۱۵) اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی بھاری خرابی ہے۔

(۷۱تا۷۴) طوق وسلاسل ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیروں کا دوسرا سرا محافظین جہنم کے ہاتھوں میں ہوگا جو انہیں کبھی منہ کے بل سخت کھولتے ہوئے پانی میں گھسیٹیں گے اور کبھی جہنم کے خوفناک آگ کے شعلوں میں فرمایا هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ يُكَذِّبُ بِهَا (رحمٰن ۵۵/۴۳'۴۴) یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھٹلایا کرتے تھے سورہ دخان میں فرمایا اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ (دخان ۴۴/۴۳ تا ۵۰) یاد رکھو زقوم کا درخت گناہ گاروں کی غذا ہے جو تلچھٹ کی طرح ہے اور جو پیٹوں میں گرم پانی کی طرح کھولے گا (فرشتوں سے کہا جائے گا) کہ انہیں پکڑ کر اور گھسیٹ کر وسط جہنم میں ڈال دو پھر سر کے اوپر سے سخت کھولتا ہوا پانی بہاؤ (اور کہو کہ) چکھ تو عزت والا چودھری تھا یہ ہے وہ جس میں تم شک کیا کرتے تھے۔ یہ بات گھڑکی اور جھڑکی کے طور پر ذلیل وشرم سار کرنے کے لیے کہی جائے گی۔ آج تمہارے معبود کہاں گئے کیوں تمہاری مدد نہیں کرتے اور کیوں سفارش کر کے عذاب سے نہیں چھڑا دیتے جواب دیں گے کہ ہائے وہ تو ہمیں شکل بھی نہیں دکھاتے غائب ہیں اور کچھ بھی کام نہیں آئے بلکہ ہم کسی کی عبادت ہی نہیں کرتے تھے صاف عبادت کا انکار کر دیں گے فرمایا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ (انعام ۶/۲۳) اللہ کی قسم ہم مشرک نہ تھے پھر فرمایا اللہ اسی طرح کافروں کو غلطیوں میں مبتلا رکھتا ہے۔

(۷۵'۷۶) فرشتے ڈانٹ کر کہیں گے کہ یہ تمہاری ناحق خوشیوں کا اور دنیا میں اترانے کا بدلہ ہے مثوی سے مراد منزل ہے اور بری منزل سے مراد ذلت وسخت عذاب والی منزل ہے یہ ان کا بدلہ ہے جو اللہ کی آیتوں سے اور حق کی پیروی سے منہ بناتے تھے۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ
مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۭ وَمَا كَانَ
لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ
بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾ ع ۱۴ ۸

’’پھر آپ صبر کیجئے یقین جانئے اللہ کا وعدہ سچا ہے ہم جس عذاب کا ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ آپ کو بھی دکھا دیں یا ہم آپ کو فوت کر دیں تو یہ ہمارے ہی پاس لوٹائے جائیں گے دیکھئے ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے بعض وہ ہیں جن کا قصہ ہم نے آپ سے بیان کیا ہے اور بعض وہ ہیں جن کا قصہ آپ سے بیان نہیں کیا اور یہ بات کسی رسول کے بس کی نہ تھی کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی معجزہ ظاہر کرے پھر جب اللہ کا حکم آ جائے گا تو ٹھیک ٹھیک فیصلہ ہو جائے گا اور اس وقت باطل والے ٹوٹے میں رہ جائیں گے‘‘۔

رحمت عالم ﷺ کو صبر کا حکم اور فتح کی بشارت: (۷۷) اے نبی ﷺ آپ اپنی قوم کی تکذیب پر صبر کریں اللہ نے فتح و امداد کا جو آپ سے وعدہ فرمایا ہے اسے ضرور پورا کرے گا اور دنیا اور آخرت میں انجام آپ ہی کا بخیر ہوگا پھر فرمایا اگر ہم اس عذاب میں سے جس کا ان سے ہم نے وعدہ کیا ہے کچھ آپ کو بھی دنیا میں دکھلا دیں چنانچہ دکھایا گیا جنگ بدر میں مشرکوں کے سرداروں کی بری گت بنی کچھ جہنم رسید ہوئے کچھ گرفتار ہو کر لائے گئے اللہ نے ان کو ذلیل کر کے رسول اللہ ﷺ کی اور مسلمانوں کی آنکھیں ٹھنڈی کیں پھر اپنے رسول ﷺ کی زندگی ہی میں نہ صرف مکہ بلکہ تمام عرب آپ کے قبضہ میں دے دیا پھر فرمایا یا آپ کو فوت کر دیں تو یہ سب ہمارے ہی پاس لوٹ کر آئیں گے اور آخرت میں ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے۔

رحمت عالم ﷺ کو تسلی: (۷۸) یعنی اے پیارے نبی ﷺ ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے جن میں سے بعض کا تذکرہ بھی آپ سے کیا ہے جیسا کہ سورۂ نساء میں ہے کہ کس طرح انہیں ان کی قوموں نے جھٹلایا اور پھر وہ قومیں کس طرح تباہ ہوئیں اور رسولوں کا اور ان کے ماننے والوں کا انجام خیر و برکت والا ثابت ہوا بول انہیں کا بالا ہوا اور دنیا میں ان کی ان تھک کوششوں سے اجالا ہوا پھر فرمایا کہ رسولوں کے قبضہ کی یہ چیز نہیں ہوتی کہ جب ان کی قومیں ان سے معجزہ طلب کریں۔ تو معجزہ کا ان سے ظہور ہو جائے۔ جب اللہ کا حکم ہوتا ہے تب معجزہ ظاہر ہوتا ہے جو ان کی صداقت کا ایک کھلا ثبوت ہوتا ہے پھر جب اللہ کا عذاب ان جھٹلانے والوں کو آ کر گھیر لے گا تو حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اللہ ایمان والوں کو بچا لے گا اور کافروں کی جڑ کاٹ ڈالے گا۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا
مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

تَحْمَلُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَيُرِيكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿٨١﴾

''اسی اللہ نے تمہارے لیے جانور بنائے تا کہ ان میں سے کسی پر سوار ہو اور کسی کو کھاؤ اور ان میں تمہارے لیے اور بھی فائدے ہیں اور اس لیے بھی کہ تم ان پر اپنی ضرورت تک پہنچو جو تمہارے دلوں میں ہے اور ان پر اور کشتیوں پر تمہیں سوار کیا جاتا ہے وہ تمہیں اپنی دوسری نشانیاں بھی دکھاتا رہتا ہے پھر تم اللہ کی کس کس نشانی کو نہ مانو گے''۔

جانور بھی اللہ کا ایک انعام ہیں: (۷۹و۸۰) اس آیت میں بھی اللہ اپنی نعمتوں کا اظہار فرما رہا ہے کہ اس نے تمہارے فائدے کے لیے جانور پیدا کر دیئے یعنی اونٹ گائے بھیڑ بکری وغیرہ بعض سواری کا کام دیتے ہیں جیسے گھوڑے گدھے وغیرہ اور بعض کھانے پینے اور پہننے میں استعمال کیے جاتے ہیں بعض کا دودھ بعض کا گوشت اور بعض کی اون استعمال کی جاتی ہے اونٹوں سے سواری کا' دودھ کا اور گوشت کا تینوں کام لیے جاتے ہیں اس پر سامان لاد کر لمبے لمبے سفر کیے جاتے ہیں یہ خشکی کا جہاز کہلاتا ہے گائے بھینس کا دودھ بھی استعمال کیا جاتا ہے اور گوشت بھی اور ان سے زمین بھی جوتی جاتی ہے بھیڑ بکری کا گوشت دودھ دونوں استعمال کیے جاتے ہیں اور بھیڑ کی اون خاص طور سے استعمال کی جاتی ہے گو اور جانوروں کی اون بھی استعمال میں آتی ہے جس سے استعمال کی چیزیں اور کپڑے وغیرہ بنائے جاتے ہیں جیسا کہ سورہ انعام وسورہ نحل میں تفصیل سے گذر چکا۔

(۸۱) آیات یعنی دلائل و براہین خواہ آفاقی ہوں یا خود انسان کے نفس کی اندرونی چیزیں ہوں پھر فرمایا کہ تم اللہ کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے یعنی ایک نعمت کے انکار کی بھی گنجائش نہیں البتہ دھاندلی اور ہٹ دھرمی اور چیز ہے۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٨٣﴾ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿٨٤﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾ ع

''کیا انہوں نے دنیا میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلوں کا کیسا انجام ہوا جو ان سے (تعداد میں) اور قوت میں اور ان نشانوں میں بھی جو وہ زمین پر چھوڑ گئے بڑھے ہوئے تھے پھر ان کی کمائی ان کے کچھ بھی کام نہ آئی بہرحال جب ہمارے رسول ان کے پاس کھلی کھلی دلیلیں لے کر پہنچ گئے تو یہ لوگ اپنے علم پر اترائے جو انہیں حاصل تھا اور انہیں اس عذاب نے آ گھیرا جس کا مذاق

اڑایا کرتے تھے پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو کہنے لگے ہم ایک اللہ پر ایمان لے آئے اور ان تمام چیزوں کے منکر ہیں جن کو ہم اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے پھر ان کے اس ایمان نے انہیں فائدہ نہیں پہنچایا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا یہ اللہ کا طریقہ ہے جو اس کے بندوں میں گذر چکا اور اس وقت کافر ٹوٹے میں رہ گئے''۔

جھٹلانے والوں کا برا انجام: (۸۲) اللہ ان قوموں کی خبر دے رہا ہے جو نبیوں کو جھٹلانے والی اور حق کو ٹھکرانے والی تھیں کہ ان کا کیسا خطرناک انجام ہوا باوجودیکہ وہ طاقتور تھے ان کے قویٰ ان قوموں سے زیادہ مضبوط تھے ان کے زمین پر چھوڑے ہوئے آثار بھی بہت تھے اور دولت و مال کی فراوانی بھی تھی لیکن انہیں اللہ کے عذاب سے کوئی چیز بھی نہ بچا سکی کیونکہ جب اللہ کے پیغمبر ان کے پاس کھلی کھلی اور صاف دلیلیں لے کر آئے تو انہوں نے ان کی طرف دھیان بھی نہیں دیا اپنا علم کافی سمجھا اور صاف کہہ دیا کہ ہمیں تمہارے علم کی ضرورت نہیں۔

عذاب دیکھ کر ایمان مقبول نہیں: (۸۳'۸۵) جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو اب آنکھیں کھلیں ہوش اڑ گئے کہنے لگے ہمارا ایک اللہ پر ایمان ہے اور ہم تمام معبودوں سے بیزار ہیں لیکن یہ وقت توبہ کرنے رونے دھونے اور ندامت و پشیمانی کا نہیں اب لاکھ عذر و معذرت کرو بے سود ہے تیر کمان سے نکل چکا فرعون نے جب دیکھا کہ دریا کی خوفناک موجیں اسے اور اس کی فوج کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر فنا کر دیں گی تو اس نے بھی کہا تھا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ (یونس ۱۰/ ۹۰) میں اس اللہ پر ایمان لے آیا جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جس پر اسرائیلیوں کا ایمان ہے اور میں مسلمان ہوں اللہ نے جواب دیا آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ (یونس ۱۰/ ۹۱) اب ایمان لا رہا ہے اور اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا اور دنیا میں اودھم مچاتا رہا اللہ نے اس کا ایمان قبول نہیں فرمایا کیونکہ اللہ نے اپنے پیارے نبی حضرت موسیٰ کی دعا قبول فرمائی تھی آپ نے دعا مانگی تھی وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (یونس ۱۰/ ۸۸) اے اللہ ان کے دل اور سخت فرما دے یہ ایمان نہ لائیں جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں پھر فرمایا کہ یہ اللہ کا حکم ہے کہ جو عذاب دیکھ کر ایمان لائے اس کا ایمان رد کر دیا جائے اسی لیے حدیث میں ہے کہ اللہ غرغرے سے پہلے انسان کی توبہ قبول فرمالیتا ہے لیکن جب جان کھینچ کر حلق میں اٹک جائے فرشتے نظر آنے لگیں اور دنیا سے آس ٹوٹ جائے تو اب توبہ ناقابل قبول ہے پھر فرمایا اس وقت کافر ٹوٹے میں رہیں گے اور ان کا ایمان ٹھکرا دیا جائے گا۔ اے اللہ ہمیں توحید پر قائم رکھ اور اسی پر اپنے پاس بلا۔ آمین۔

الحمد للہ سورہ مؤمن یعنی غافر کی تفسیر مکمل ہوئی۔

سورہ حم السجدہ (فصلت)

یہ ۴۱ ویں سورہ ہے بترتیب مصحف اور ۶۱ ویں سورہ ہے بترتیب نزول اور یہ مکی سورہ ہے اس میں ۵۴ آیتیں اور ۶ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا

عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٣﴾ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿٤﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿٥﴾

''میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان انتہائی رحم والا ہے حم (کے معنی اللہ ہی جانتا ہے) یہ قرآن کمال شفیق ومہربان اللہ کی طرف سے اتارا گیا ہے یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں صاف صاف بیان کی گئی ہیں یعنی عربی زبان والا قرآن ہے جو سمجھ والوں کے لیے خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا ہے لیکن اکثر لوگوں نے اعراض کیا اور اب وہ سنتے ہی نہیں اور کہنے لگے کہ جس چیز کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں اس سے ہمارے دل پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹیں ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان ایک حجاب ہے آپ بھی عمل کریں اور ہم بھی عمل کررہے ہیں''۔

(۱) حم یہ حروف مقطعات ہیں ان کے معنی اللہ کو ہی معلوم ہیں۔

قرآن اللہ نے اتارا ہے: (۲) یعنی یہ قرآن بڑے مہربان اور انتہائی رحم والے اللہ کے پاس سے اترا ہے فرمایا قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ (نحل ۱۶/۱۰۲) آپ فرما دیں کہ اس قرآن کو جبرئیل نے حق کے ساتھ آپ کے رب کے پاس سے اتارا ہے (۲) وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الخ (شعراء ۲۶/۱۹۲ تا ۱۹۴) یقیناً یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے جس کو روح الامین لے کر آپ کے قلب پر اترے تاکہ آپ بھی ڈرانے والوں میں سے ہو جائیں۔

قرآن کی مخصوص صفت: (۳) یعنی اس کتاب کے معانی واضح اور روشن ہیں اور احکام مضبوط ہیں یہ واضح صاف سلجھا ہوا اور عربی قرآن ہے اس کے معانی میں بھی تفصیل اور الفاظ میں بھی وضاحت اور صفائی ہے فرمایا كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ (یونس ۱۰/۱) یہ کتاب ہے جس کی آیتیں محکم ومضبوط ہیں اور جو حکمت والے اور خبردار رب کے پاس سے اتری ہے یعنی اس کے الفاظ ومعانی دونوں میں اعجاز ہے۔ فرمایا لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ (فصلت ۴۱/۴۲) باطل اس میں کسی سمت سے نہیں آ سکتا یہ حکمت والے اور تعریفوں والے رب کے پاس سے اترا ہے پھر فرمایا علم والوں کے لیے یعنی اس کے بیان وصفائی کو گہرے علماء ہی سمجھ سکتے ہیں۔

(۴) یہ عظیم کتاب ایمان والوں کو بشارت اور کافروں کو ڈراوا سنا رہی ہے لیکن اکثر قریش اس سے منہ موڑے ہوئے ہیں اور باوجود وضاحت وسلجھاؤ کے اس سے کچھ نہیں سمجھتے۔

قرآن کا ہم پر اثر نہیں ہوتا: (۵) کہنے لگے ہمارے دل پردوں میں ہیں اور ڈھکے ہوئے ہیں لہٰذا آپ کی دعوت ہم تک نہیں پہنچ سکتی اور وہ آپ کی رسالت نہیں سن سکتے ہمارے اور آپ کے درمیان پردے حائل ہیں اور بہت دوری ہے آپ اپنے طریقے پر عمل کرتے رہیں اور ہم اپنے طریقے پر ہم آپ کی باتوں میں آنے والے نہیں۔

عتبہ رحمت عالم ﷺ کو سمجھاتا ہے: جابرؓ فرماتے ہیں ایک دن قریش نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ جو سب سے زیادہ جادو، کہانت اور شعر جاننے والا ہو اسے اس شخص کے پاس جس نے ہماری قوم میں بھی پھوٹ ڈال رکھی ہے، ہمارے اتحاد کو درہم برہم کر رکھا ہے اور ہمارے مذہب کو برا بھلا کہتا رہتا ہے بھیجا جائے یہ اسے جا کر سمجھائے کہ تم نے یہ کیا غضب ڈھا رکھا ہے دیکھو کیا جواب

دیتا ہے سب نے بالاتفاق اس مہم کے لئے عتبہ بن ربیعہ کو چنا اور کہا کہ آپ ہی اس کام کے لائق ہیں آپ جا کر ذرا اسے سمجھائیں آخر عتبہ آپ سے کہتا ہے۔ محمد ﷺ تم بہتر ہو یا عبداللہ بہتر تھے آپ خاموش رہتے ہیں عتبہ۔ تم بہتر ہو یا عبدالمطلب بہتر تھے اب بھی آپ خاموش رہتے ہیں عتبہ۔ اگر عبدالمطلب اور عبداللہ تم سے بہتر تھے تو انہیں لوگوں نے ان معبودوں کی پرستش کی ہے جنہیں تم جھوٹے بتاتے ہو اور اگر تم ان سے بہتر ہو تو بات کرو ہم تمہاری بات سنیں میں نے کسی نوجوان کو اپنی قوم کے لیے تم سے زیادہ منحوس نہیں دیکھا تم نے ہماری جماعت کا شیرازہ بکھیر دیا ہمارا نظم خاک میں ملا دیا ہمارے مذہب کی توہین کی اور عرب میں ہمیں ذلیل کر دیا آج لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ قریش میں جادوگر بھی ہیں اور کاہن بھی۔ اب تو ہمیں ایسا نظر آ رہا ہے کہ کوئی گھڑی جاتی ہے کہ ہم میں سے ایک دوسرے پر تلوار سونت کر کھڑا ہو جائے گا اور ہم آپس میں لڑ بھڑ کر فنا ہو جائیں گے بھلے آدمی اگر تجھے دولت کی ضرورت ہے تو ہم سے سیدھی سیدھی بات کر ہم چندہ کر کے اتنی دولت تیرے پاس لے آئیں گے کہ تو قریش میں سب سے زیادہ مال دار بن جائے گا اگر تجھے عورت کی ضرورت ہے تو قریش کی جس لڑکی کو تو پسند کرے گا اس جیسی دس بچیوں سے ہم تیرا نکاح کرا دیں گے۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہہ چکے عتبہ ہاں کہہ چکا رحمت عالم ﷺ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے پڑھتے جب اس آیت فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ پر پہنچے تو عتبہ چیخ پڑا بس بس اس کے سوا تیرے پاس اور قرآن نہیں فرمایا نہیں آخر کار نا امید ہو کر عتبہ واپس آ گیا قوم نے دیکھتے ہی پوچھا کہو کیا بات رہی بولا میں نے سمجھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہر پہلو سے سمجھا لیا بولے پھر کیا جواب دیا بولا ہاں جواب تو دیا رب کعبہ کی قسم لیکن میں کچھ بھی نہیں سمجھا البتہ اس نے تم کو عادیوں اور ثمودیوں کی کڑک کی طرح کڑک سے ڈرایا ہے بولے بڑے افسوس کی بات ہے ایک شخص آپ سے عربی میں گفتگو کرتا ہے اور آپ اسے نہیں سمجھتے بولا اللہ کی قسم میں کچھ بھی نہ سمجھ سکا بجز کڑک کے (مسند عبد بن حمید مسند ابویعلی)

سیرت ابن اسحاق میں ہے کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت حمزہ اسلام لا چکے تھے اور مسلمان روز بروز بڑھتے ہی جا رہے تھے لوگوں نے کہا ٹھیک ہے آپ جا کر سمجھائیں آخر کار عتبہ دارالندوہ سے اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ بھانجے یہ تو تجھے معلوم ہے کہ تیرا خاندان بڑا ہے اور تیرا نسب بھی اونچا ہے مگر تو نے اپنی قوم کو ایک بڑی مشقت میں ڈال دیا ہے اور تو ایک ایسی چیز کو لے کر آیا ہے جس سے تو نے جماعت میں پھوٹ ڈال دی تو بزرگوں کو بیوقوف بنانے لگا ہمارے دیوتاؤں کی توہین اور مذہب کی ہتک کرنے لگا اور ہمارے بزرگوں کو جو فوت ہو چکے ہیں کافر کہنے لگا غور سے سن میں چند باتیں پیش کرتا ہوں شاید ان میں سے کوئی بات تیری سمجھ میں آ جائے اور تو اسے مان لے فرمایا کہو میں سن رہا ہوں بولا بھانجے اگر اس سے تیرا ارادہ مال سمیٹنے کا ہے تو ہم چندہ کر کے اس قدر مال دے دیتے ہیں کہ تو قریش میں سب سے زیادہ مال دار ہو جائے گا اگر سرداری چاہتا ہے تو ہم تجھے متفقہ طور پر سردار مان لیں گے اور تیرے حکم کے خلاف نہیں کریں گے اگر تجھے بادشاہ بننے کی خواہش ہے تو ہم تجھے بادشاہ بنا دیں گے اگر تجھ پر آسیب کا اثر ہے تو ہم سیانے ڈھونڈ لائیں گے اور تیرا علاج کرائیں گے اور علاج پر پانی کی طرح مال بہا دیں گے کیونکہ انسان پر کبھی آسیب کا بھی اثر ہو جاتا ہے اور جب تک باقاعدہ اس کا علاج نہ کرایا جائے جاتا نہیں رحمت عالم ﷺ نے پوچھا کہ جو کچھ کہنا تھا کہہ چکے عتبہ: بولا ہاں' رحمت عالم ﷺ فرمانے لگے میرا جواب بھی سن لو عتبہ بولا سناؤ۔

آپ نے بسم اللہ پڑھ کر حم سے پڑھنا شروع کیا عتبہ یہ پیارا کلام توجہ سے سننے لگا اور دونوں ہاتھ پیچھے رکھ کر ان پر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا آخر کار آپ سجدہ کی آیت پر پہنچے اور آپ نے سجدہ کیا پھر فرمایا ابو الولید سن چکے یہ معاملہ ہے اب اس کلام کا فیصلہ تمہیں پر چھوڑتا ہوں آخر کار عتبہ یہاں سے اٹھ کر اپنے رفقاء کے پاس آیا اس کے تیور سے لوگ تاڑ گئے یقین سے کہنے لگے کہ عتبہ کی حالت بدلی ہوئی ہے پھر جب وہ آ کر بیٹھ گیا تو لوگوں نے بے تابی سے پوچھا کیا بات رہی بولا بات یہ ہے میں نے ایک ایسا پیارا کلام سنا ہے کہ اس سے پہلے اتنا موثر کلام نہیں سنا تھا نہ وہ جادو ہے نہ کہانت اور نہ شعر قریشیو میری بات مانو اور معاملہ مجھ پر چھوڑ دو اس شخص سے تعرض نہ کرو اللہ کی قسم جس کلام کو یہ دے کر بھیجا گیا ہے اس سے اس کی مستقبل میں بڑی شان ظاہر ہونے والی ہے اگر اس کو عرب ختم کر دے گا تو تمہارا مقصد پورا ہو جائے گا اور اگر عرب پر اس کا غلبہ ہو جائے گا تو اس کا ملک تمہارا ملک ہے اور اس کی عزت تمہاری عزت ہے تم اس کی وجہ سے لوگوں میں نصیبے والے کہلاؤ گے۔لوگ بولے اللہ کی قسم ابو الولید اس نے تو اپنی باتوں سے آپ پر بھی جادو کر دیا بولا میرا تو مشورہ یہی ہے آگے تمہیں اختیار ہے جو چاہو کرو (ابن اسحاق)۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا
اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝۶ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ
بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۷ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ
مَمْنُوْنٍ ۝۸ ع ۱۵

’’آپ فرما دیں کہ میں بھی تم جیسا صرف ایک انسان ہوں مجھ پر یہ وحی اتری ہے کہ تمہارا معبود بس ایک ہی معبود ہے لہٰذا اسی کی طرف سیدھے ہو جاؤ اور اسی سے گناہوں کی معافی مانگو ان مشرکوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں واقعی جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اچھے عمل کئے ان کے لئے نہ ختم ہونے والا صلہ ہے‘‘۔

دعوتِ توحید: (۶) ان جھٹلانے والے مشرکوں سے آپ فرما دیں کہ میں تم جیسا ایک بشر ہوں مجھ پر یہ وحی اتری ہے کہ تمہارا معبود صرف اللہ ہی ہے جو اکیلا ہے بت وغیرہ نہیں جیسا کہ تمہارا خیال ہے معبود بہت نہیں ہیں صرف ایک ہی معبود ہے اور وہ اللہ ہے لہٰذا خلوص سے اسی کی عبادت کرو اور اپنے کیے ہوئے گناہوں کی اسی سے معافی مانگو۔

یہاں زکوٰۃ سے کلمہ توحید مراد ہے: (۷) مشرکوں کا انجام سخت گھاٹے والا ہوگا یعنی جو توحید کا اقرار نہیں کرتے اور کلمہ توحید نہیں پڑھتے فرمایا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا (شمس ۹۱/۹) وہ کامیاب ہو گیا جس نے توحید کا اقرار کر لیا اور وہ ناکام رہا جس نے نفس کو شرک کی نجاست میں لتھیڑ لیا (۲) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (اعلیٰ ۸۷/۱۴) وہ کامران ہے جس نے توحید کا اقرار کر لیا اور رب کا نام لے کر نماز پڑھی (۳) فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى (نازعات ۷۹/۱۸) اے موسیٰ فرعون سے کہہ دو کہ کلمہ توحید کا اقرار کر لے بری عادتوں سے نفس کو پاک رکھے اور سب سے بدترین عادت شرک ہے جس نے نفس کو شرک سے پاک رکھا اس نے سب سے بری عادت سے اپنے نفس کو محفوظ رکھا۔

جنتیوں کا نہ ختم ہونے والا صلہ: (۸) غَیْرُ مَمْنُوْنٍ یعنی نہ ختم ہونے والا' ایسا صلہ جو ابد الآباد تک باقی رہے فرمایا مَاكِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا (کہف ۱۸/۳) جنت میں لوگ ہمیشہ ہمیش رہیں گے (۲) عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ (هود ۱۱/ ۱۰۸) ایسا صلہ جو نا قابل ختم ہو۔

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ
ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۹ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِیْهَا
وَقَدَّرَ فِیْهَآ اَقْوَاتَهَا فِیْٓ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ۭ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ ۱۰ ثُمَّ اسْتَوٰٓى
اِلَى السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ
قَالَتَآ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ ۱۱ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ
وَاَوْحٰى فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ ۖ ق
وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۱۲

''آپ فرما دیں کیا تم اس اللہ کا انکار کر رہے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی اور تم اس کے شریک ٹھہرا رہے ہو وہی تمام جہانوں کا رب ہے اسی نے زمین کے اوپر پہاڑ نصب کر دئے اور اس زمین میں فائدہ والی چیزیں رکھ دیں اور اس میں اس کی غذائیں مقرر فرما دیں (یہ سب کچھ) چار دن میں ہوا جو پوچھنے والوں کے لئے پورے ہیں پھر اس نے آسمان کی طرف توجہ فرمائی اور وہ دھواں سا تھا پھر اس نے آسمان و زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا بادل ناخواستہ دونوں نے جواب دیا ہم خوشی سے حاضر ہیں پھر دو دن میں سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں اپنا حکم بھیج دیا اور ہم نے اس زمین والے آسمان کو تاروں سے زینت دی اور اس کی نگرانی کی یہ بڑے زبردست اور بڑے علم والے کی تجویز ہے''۔

افسوس لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو پوجتے ہیں: (۹) مشرکوں پر سخت افسوس ہے کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر غیروں کی عبادت کرتے ہیں حالانکہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے وہی ہر چیز پر غالب و قادر ہے اور اس کو ہر چیز پر پورا پورا اختیار حاصل ہے انداد سے مراد نظیریں اور مثالیں اور جھوٹے معبود ہیں جنہیں لوگ اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہیں فرمایا کہ رب العالمین کی یہ شان ہے کہ وہ ایک ایک چیز کا خالق و رازق ہے اور جھوٹے معبود ایک مچھر کے پر کے بھی خالق نہیں۔

پہلے زمین بنی یا آسمان: اس آیت میں اس مجمل آیت خَلَقَ السَّمٰوَاتِ (هود ۱۱/ ۷) یعنی اس نے آسمان و زمین چھ دن میں بنائے کی تفصیل ہے کہ پہلے زمین بنی کیونکہ زمین بنیاد ہے ظاہر ہے کہ پہلے بنیاد رکھی جاتی ہے پھر اس پر عمارت بنائی جاتی ہے فرمایا هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ (بقرہ ۲/ ۲۹) اس نے تمہارے فائدے کے لیے زمین کی تمام چیزیں بنائیں پھر آسمان کا قصد کیا اور سات آسمان بنائے لیکن ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا (۷۹/ ۲۶ تا ۳۳) کیا تمہاری پیدائش بڑی ہے یا آسمان کی کہ اللہ نے آسمان بنایا اس کی چھت بلند کی اسے درست کیا اس کی رات کو سیاہ اور دن کو روشن بنایا اور اس کے بعد زمین بچھائی اس سے اس کا پانی اور چراگاہ پیدا

کی اور اس میں پہاڑ گاڑے تاکہ تم اور تمہارے جانور فائدہ اٹھائیں میں یہ بات بتائی گئی کہ آسمان کی پیدائش کے بعد زمین بچھائی گئی اور بچھانے کی تفسیر یہ آئی کہ اس سے پانی اور چراگاہیں پیدا کی گئیں اور اس پر پہاڑ گاڑے گئے یہ آسمان کی پیدائش کے بعد کیا گیا لیکن زمین کی پیدائش آیت کی رو سے آسمان سے پہلے ہے یہی جواب ابن عباسؓ نے دیا ہے (ب) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا زمین دو دن میں یعنی اتوار و پیر کے دن پیدا کی گئی (ب)

(۱۰) یعنی زمین میں خیر و برکت' نشو ونما اور زرخیزی کی صلاحیت پیدا کی اور اس پر رہنے والوں کی روزیاں مقرر فرمائیں یہ کام بھی دو دن میں پورا کیا گیا گویا زمین میں سب کچھ چار دن میں تکمیل کو پہنچا اسی وجہ سے فرمایا کہ چار دن میں یہ کام پورا ہوا پھر فرمایا کہ سوال کرنے والوں کے لیے برابر ہیں یعنی جو شخص اس بارے میں علم حاصل کرنے کے لیے پوچھے تو اس کو بتا دیا جائے کہ چار دن میں زمین کی تکمیل ہوئی (ابن عباسؓ)

(۱۱) یعنی بھاپ کی شکل میں سمندر کا پانی تھا پھر زمین و آسمان سے فرمایا کہ میرا حکم مانو اور خوشی سے یا بادل ناخواستہ میری مرضی کے مطابق بن جاؤ (ابن عباس) آسمان سے فرمایا تجھ پر سورج چاند اور تارے طلوع ہوں اور زمین سے فرمایا نہریں اور پھل پیدا کر' دونوں نے خوشی سے رب کا حکم مان لیا یعنی فرشتے جن اور انسان سب خوشی خوشی اطاعت پر راضی ہو گئے یا آسمان و زمین ارباب عقل کے قائم مقام رکھ کر خطاب کیا گیا زمین میں کعبہ اقدس کی زمین نے اور آسمانوں میں کعبے کے محاذ والی عبادت گاہوں نے جواب دیا تھا۔

(۱۲) ساتوں آسمان دو دن (جمعرات و جمعہ) میں بنائے' اور ہر آسمان میں ان کی ضرورتوں کی چیزیں پیدا کیں جن کو اللہ ہی جانتا ہے پھر فرمایا ہم نے دنیوی آسمان چراغوں سے مزین بنایا یعنی روشن تارے اس میں بنا دیئے اور شیطانوں سے اس کی حفاظت کی کہ وہ فرشتوں کی باتیں نہ سن سکیں پھر فرمایا یہ غالب اللہ کے پیدا کرنے کا اندازہ ہے جس کو اپنی مخلوقات کی حرکات و سکنات کا علم ہے ابن عباسؓ کہتے ہیں یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے آسمان و زمین کی پیدائش کے بارے میں پوچھا تھا فرمایا اللہ نے اتوار و پیر کو زمین پیدا کی اور پہاڑوں کو اور ان کے فوائد کو منگل کے دن اور درخت پانی' شہر آبادیاں اور غیر آباد علاقے بدھ کو پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ جمعرات کو آسمان بنایا اور جمعہ کو سورج چاند تارے اور فرشتے تین ساعتوں میں پیدا کیے۔ دوسری ساعت میں ہر چیز کے خاصے پیدا کیے جن سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں تیسری ساعت میں آدم کو پیدا کیا جنت میں بسایا ابلیس کو انہیں سجدے کا حکم کیا اور آخری ساعت میں انہیں جنت سے نکال دیا پھر یہودیوں نے پوچھا پھر کیا ہوا خالدؓ بولے پھر وہ عرش پر مستوی ہوا لوگوں نے کہا تم نے ٹھیک فرمایا اب اسے مکمل بھی فرما دیجئے لوگوں نے پوچھا کیا پھر آرام فرمایا؟ اس پر آپ سخت ناراض ہو گئے اور یہ آیت اتری وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (ق ۵۰/ ۳۸'۳۹) ہم نے آسمان و زمین اور ان کی درمیان والی چیزیں چھ دن میں پیدا کیں اور ہمیں تھکن نے نہیں چھوا آپ ان کی باتوں پر صبر کریں (غریب' ابن جریر) (۲) رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اللہ نے زمین ہفتہ کے دن پہاڑ اتوار کے دن درخت پیر کے دن مکروہات منگل کے دن نور بدھ کے دن جانور جمعرات کے دن اور آدمؑ کو عصر کے بعد جمعہ کے دن پیدا کیا یہ آخری مخلوق جمعہ کی آخری ساعت میں عصر و مغرب کے درمیان پیدا کی گئی (من)۔

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ ﴿١٣﴾
إِذْ جَاءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوا
إِلَّا اللَّهَ ۖ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً فَإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم
بِهِ كَافِرُونَ ﴿١٤﴾ فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ
وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۖ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ
أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿١٥﴾ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ
رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ ۖ وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ ﴿١٦﴾ وَأَمَّا
ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ فَأَخَذَتْهُمْ صَاعِقَةُ
الْعَذَابِ الْهُونِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٧﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا
وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿١٨﴾ ع

ع ۲ / ۱۶

''پھر بھی اگر یہ لوگ اعراض کریں تو آپ فرما دیں کہ میں تمہیں ایک ایسی آفت سے ڈراتا ہوں جیسی آفت عادیوں اور ثمودیوں پر آئی تھی جب ان کے پاس ان کے آگے سے اور پیچھے سے رسول آئے (اور انہوں نے فرمایا) کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر ہمارے مالک کو منظور ہوتا تو فرشتوں کو بھیج دیتا لہٰذا ہم اس کے انکاری ہیں جسے تم دے کر بھیجے گئے ہو پھر عادی دنیا میں ناحق غرور کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے کیا انہیں یہ دکھائی نہیں دیا کہ جس اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے زیادہ طاقت والا ہے اور وہ ہماری آیتوں کا انکار ہی کرتے رہے پھر ہم نے ان پر ایام مصیبت میں ایک تیز ہوا بھیجی تا کہ ہم انہیں دنیوی زندگی میں ذلت کا عذاب چکھادیں یقین مانو آخرت کا عذاب بہت زیادہ رسوا کرنے والا ہے ان کی امداد نہیں کی جائے گی، ثمودیوں کو ہم نے راہ بتادی تھی مگر انہوں نے ہدایت کے مقابلہ میں گمراہی پسند کی پھر انہیں ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے ایک چیخ نے آ پکڑا جو سراسر ذلت والا عذاب تھا اور ہم نے انہیں نجات عطا فرمائی جو ایمان والے اور ڈرنے والے تھے''۔

جھٹلانے والوں کو تنبیہ: (۱۳ اور ۱۴) ان مشرکوں سے جو حق کو ٹھکرا رہے ہیں اور آپ کی رسالت کو جھٹلا رہے ہیں آپ فرما دیں کہ اگر تم اس اللہ کے پیغام سے منہ موڑو گے تو میں تمہیں اللہ کے عذاب سے ڈراتا ہوں کہیں پہلی جھٹلانے والی قوموں کی طرح تمہارا

بھی برا انجام نہ ہو اور عادیوں اور ثمودیوں جیسی تباہی تم پر بھی نہ آ دھمکے ان کے پاس لگاتار رسول آئے دوسری جگہ فرمایا وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ (احقاف ۴۶/۲۱) آپ عادیوں کے نبی کو یاد کریں جب انہوں نے اپنی قوم کو احقاف میں اللہ کے عذاب سے ڈرایا۔ اور ڈرانے والے قوم کے آگے پیچھے سے گذر چکے تھے ان کے شہروں کی ہمسایہ بستیوں میں اللہ نے اپنے رسول مبعوث فرما رکھے تھے جو لوگوں کو اللہ کی توحید کا پیغام دے رہے تھے اور ماننے والوں کو جنت کی بشارت اور نافرمانوں کو دوزخ سے ڈرا رہے تھے عادیوں نے اپنی آنکھوں سے نبی کے مخالفوں پر عذاب اترتا دیکھا اور ماننے والوں کو نجات وخلاصی پاتا ہوا پایا ان تمام باتوں کے باوجود بھی یہ ایمان نہیں لائے اور انہوں نے نبی کی تصدیق نہیں کی بلکہ ان کا انکار کیا اور انہیں جھٹلایا اور کہا کہ اگر ہمارے رب کو منظور ہوتا تو ہمارے پاس فرشتوں کو رسول بنا کر بھیجتا یعنی اگر رسول اللہ کی طرف سے آتا تو وہ اللہ کا فرشتہ ہوتا انسان نہ ہوتا ہم انسان کی رسالت کو نہیں مانتے اور صاف انکار کرتے ہیں کہ تم ہم جیسے بشر ہو ہم کس طرح تمہاری اتباع کر سکتے ہیں۔

عادیوں کا اپنی طاقت پر گھمنڈ: (۱۵) عادیوں نے زمین میں ناحق غرور کیا ملک میں بغاوت وسرکشی پھیلائی اور خوب اودھم مچایا انہیں یہ گھمنڈ تھا کہ ہم سے بڑھ کر کوئی طاقتور نہیں کس کی مجال جو ہماری طرف ٹیڑھی نگاہ سے بھی دیکھ لے انہیں اپنے زور وبل پر بڑا ناز تھا اور اپنی پہلوانی پر پھول رہے تھے کہ ہم اللہ کے عذاب کا مقابلہ کر کے اسے ہٹا دیں گے۔ پھر فرمایا کیا انہیں یہ خبر نہیں کہ اللہ جس نے انہیں پیدا کیا سب سے زیادہ طاقت ور ہے جو اللہ کے عذاب سے ٹکر لینا چاہتے ہیں انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ اللہ سب سے بڑا ہے جس نے چیزیں بنائیں اور ان میں قوی بخشے جن کے بل پر یہ کود رہے ہیں اس کی پکڑ بڑی سخت ہے فرمایا وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ (ذاریات ۵۱/۴۷) ہم نے آسمان اپنے ہاتھوں سے بنایا اور ہم ہی وسعت والے ہیں لیکن ان بدبختوں نے جبار و قہار اللہ سے عداوت کر کے اس سے مقابلہ چاہا اس کی آیتوں کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی اتباع نہیں کی۔

(۱۶) رِيْحًا صَرْصَرًا یعنی تیز وتند یا ٹھنڈی یا آواز والی ہوا در حقیقت رِيْحًا صَرْصَرًا تیز وتند اور سخت سرد اور آواز والی ہوا ہی کو بولا جاتا ہے یہ ہوا سخت تیز وتند تھی تا کہ ان کی طاقتوں کا گھمنڈ ٹوٹ جائے اور سخت ٹھنڈی بھی تھی فرمایا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ (۶۹/۶) انتہائی ٹھنڈی اور تیز وتند ہوا جو خوفناک دھماکوں والی بھی تھی۔

ثمودیوں پر عذاب: (۱۷) هَدَيْنٰهُمْ یعنی ہم نے ہدایت کی راہ انہیں بتا دی تھی یا اس کی دعوت دے دی تھی ان کے نبی حضرت صالح کی زبان پر انہیں راہ ہدایت دکھلا دی جتلا دی اور واضح فرما دی تھی لیکن انہوں نے بھی آپ کی مخالفت کی آپ کو نہ مانا بلکہ جھٹلایا اور اس اونٹنی کو جو نبی کی صداقت کا ایک معجزہ تھا زخمی کر ڈالا آخر کار اللہ نے انہیں دل دوز چیخ سے اور ہیبت ناک زلزلے سے ذلت کے ساتھ عبرت بنا کر غارت کر دیا یہ ان کی کمائی کا نتیجہ تھا کیونکہ تکذیب وانکار ان کا شیوہ تھا۔

(۱۸) ہم نے ان کے درمیان ایمان والوں پر آنچ بھی نہیں آنے دی اور صاف انہیں بچا لیا کیونکہ ان کے پاس ایمان و تقویٰ تھا جو ان کے بچاؤ کی ڈھالیں تھیں۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا

يَعْمَلُونَ ﴿٢٠﴾ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوا أَنْطَقَنَا
اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ
تُرْجَعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ
وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ
كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ
أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٢٣﴾ فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى
لَهُمْ ۖ وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ ﴿٢٤﴾

''اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف اکٹھے کر کے لائے جائیں گے پھر انہیں روک لیا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ دوزخ کے قریب آ جائیں گے تو ان پر ان کے کان ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے کاموں کی گواہی دیں گی وہ اپنے اعضاء سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی یہ جواب دیں گے کہ ہمیں اس اللہ نے گویائی دی جس نے ہر چیز کو گویائی عطا فرمائی اسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور اسی کے پاس تم پھر لوٹا کر لائے گئے ہو تم اس بات سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکتے تھے کہ تمہارے کان تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں لیکن تم نے تو گمان کر رکھا تھا کہ اللہ کو تمہاری بہت سی باتوں کی خبر بھی نہیں اور تمہارے اسی گمان نے جو تم نے اپنے مالک کے ساتھ کر رکھا تھا تمہیں برباد کر دیا پھر تم ٹوٹے میں پڑ گئے پھر اگر یہ لوگ صبر کریں تو پھر بھی دوزخ ہی ان کا ٹھکانہ ہے اور اگر عذر کرنا چاہیں تو ان کا عذر قبول نہ ہوگا''۔

اعضاء کی شہادت: (۱۹٬۲۰) آپ ان مشرکوں سے بیان فرما دیں کہ قیامت کے دن اللہ کے دشمنوں کو جہنم کے محافظ فرشتے جمع کریں گے فرمایا وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا (مریم ۱۹/۸۶) ہم مجرموں کو پیاسے جہنم کی طرف ہانک کر لائیں گے جب سب دوزخ کے پاس آ کر جمع ہو جائیں گے تو اب ان کے اعضاء ان کے اگلے پچھلے عملوں کی گواہی دیں گے اور یہ ایک عمل بھی نہ چھپا سکیں گے یہ معاملہ دیکھ کر جہنمی اعضاء پر ناراض ہوں گے اور انہیں برا بھلا کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی اعضاء جواب دیں گے کہ جس نے تمہیں گویائی دی تھی اس نے ہمیں گویائی دی اسی نے تم کو شروع میں پیدا کیا تھا کس کی مجال جو اس کی مخالفت کرے اور اس کے حکم کی تعمیل نہ کرے تم سب کا مرجع وہی ہے ایک روز رسول اللہ ﷺ ہنسنے لگے اور فرمانے لگے کہ تم مجھ سے ہنسنے کا سبب کیوں نہیں پوچھتے صحابہؓ نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ بیان فرمائیے فرمایا کہ مجھے قیامت کے دن رب سے انسان کے جھگڑنے پر تعجب ہو رہا ہے یہ کہے گا کہ اے رب کیا تو نے مجھ پر ظلم نہ کرنے کا وعدہ نہیں فرمایا فرمائے گا کیوں نہیں کہے گا میں وہی گواہ قبول کر سکتا ہوں جو میرے اندر کے ہوں اللہ فرمائے گا کیا میری گواہی اور بزرگ لکھنے والے فرشتوں کی گواہی کافی نہیں انسان بار بار یہی کہتا رہے گا کہ گواہ میرے اندر کے ہوں میں بیرونی گواہوں کو نہیں مان سکتا آخر کار اس کے منہ پر مہر لگا دی

جائے گی اور ہر عضو اپنے مخصوص عملوں کی گواہی دے گا وہ کہے گا تم غارت ہوارے میں تمہاری ہی طرف سے جھگڑ رہا تھا (مسند بزار)۔

جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس حبشہ کی ہجرت سے واپس آئے تو آپ نے فرمایا کہ سرزمین حبشہ میں جو عجیب بات دیکھی ہوا سے بیان کرو ایک نوجوان عورت بولی کہ ایک دن ہم بیٹھے ہوئے تھے جو ہمارے پاس ان کے حق پرستوں میں سے ایک بوڑھی عورت آئی اس کے سر پر پانی کا گھڑا تھا یہ ایک نوجوان کے پاس سے گذری اس نے پیچھے سے اسے دھکا دے دیا جس سے وہ گھٹنوں کے بل گری اور اس کا گھڑا ٹوٹ گیا پھر جب وہ اٹھی تو اس نے اس نوجوان کی طرف گھور کر دیکھا اور کہنے لگی کہ ناقدر شناس تو عن قریب جان جائے گا جب اللہ (میدان محشر میں) کرسی رکھے گا اور اگلوں پچھلوں کو جمع کرے گا اور ہاتھ پاؤں اپنے عملوں کی گواہی دیں گے تو اس وقت تجھے معلوم ہو جائے گا کہ میرا اور تیرا معاملہ کل کس طرح ہوگا (میرا ہاتھ ہوگا اور تیرا گریبان ہوگا) آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا سچ کہا وہ لوگ بھی اللہ کی کیسی کیسی تقدیس بیان کرتے ہیں جن کے کمزوروں کا انتقام طاقت وروں سے نہیں لیا جاتا (یہ روایت اس سند سے غریب ہے ابن ابی الدنیا)۔

برا بھلا کہنے پر اعضاء کا جواب: (۲۱ تا ۲۳) جب گواہی پر لوگ اپنے اپنے اعضاء کو سخت سست کہیں گے تو یہ جواب دیں گے کہ جو افعال تم کیا کرتے تھے انہیں ہم سے نہیں چھپایا کرتے تھے بلکہ کھلم کھلا اللہ کے سامنے گناہ کیا کرتے تھے اور تمہیں اللہ کی پرواہ نہ ہوتی تھی کیونکہ تمہارا عقیدہ تھا کہ اللہ تمہارے تمام کام نہیں جانتا۔ اسی بدگمانی نے تم کو برباد کیا اور میدان محشر میں آج تم نے اپنے آپ کو بھی اور اپنے گھر والوں کو بھی نقصان پہنچایا عبداللہ ؓ کہتے ہیں میں کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا تھا ایک قرشی اور دو ثقفی یا ایک ثقفی اور دو قرشی جن کی توندیں تو نکلی ہوئی تھیں مگر بالکل بے وقوف تھے آہستہ آہستہ کچھ باتیں کر رہے تھے جن کو میں سن نہ سکا ایک بولا کیا تمہارے خیال میں اللہ ہماری ان باتوں کو سن رہا ہے دوسرا بولا بلند آواز کی باتیں تو سن لیتا ہے لیکن آہستہ باتیں نہیں سنتا تیسرا بولا اگر بعض باتیں سن لیتا ہے تو ساری ہی سن لیتا ہے یہ واقعہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے ذکر کیا تو یہ آیت اتری (قاتہ)۔

(۲۴) یعنی ہر حالت میں ان کے لیے جہنم ہے خواہ صبر کریں یا نہ کریں نہ وہاں سے ہٹ سکتے ہیں اور نہ نکل سکتے ہیں اگر عذر و معذرت پیش کریں تو عذر بھی ناقابل قبول ہے اور توبہ تلا بے کار ہے۔ ابن جریر وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا الخ یعنی اگر اللہ سے دنیا میں پھر بھیجے جانے کا سوال کریں تو انہیں جواب نہیں دیا جائے گا فرمایا قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ (مومنون ۲۳/ ۱۰۶ تا ۱۰۸) کہیں گے اے رب ہماری بدبختی ہم پر غالب آ گئی تھی اور ہم گمراہ ہو گئے تھے اے مالک ہمیں یہاں سے نکال اگر ہم پھر گناہ کریں تو بے شک ہم ظالم ہیں فرمائے گا اسی میں جلتے بھنتے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ
وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا ۳/۱۷
لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾

''ہم نے ان کے کچھ ساتھ رہنے والے مقرر کر دیئے ہیں پھر انہوں نے ان کے اگلے پچھلے عمل ان کی نگاہ میں اچھے بنا رکھے ہیں۔ اوران کے بارے میں بھی ان لوگوں کے ساتھ اللہ کا قول پورا ہو کر رہا جو ان سے پہلے جن اور انسان گذر چکے ہیں یقیناً وہ بھی ٹوٹے میں رہے یہ کافر کہتے ہیں کہ تم اس قرآن کو سنو ہی مت اور اس کے درمیان شور مچا دیا کرو تا کہ تم ہی غالب رہو بہر حال ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزا چکھا دیں گے اور ضرور ان کے برے کاموں کی سزا دیں گے یہی دوزخ اللہ کے دشمنوں کی سزا ہے وہاں ان کے لیے ہمیشگی کا گھر ہے اس وجہ سے کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے اور وہ کافر عرض کریں گے کہ ہمارے رب ہمیں وہ دونوں شیطان اور انسان دکھا دے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا تا کہ ہم انہیں اپنے پیروں تلے روند ڈالیں کہ وہ خوب ہی ذلیل وخوار ہوں''۔

اللہ کی مشیت ہی سے مشرک بھٹکتے ہیں: (۲۵) اللہ کی مشیت وقدرت ہی سے مشرک راہ راست سے بھٹکے اس کے تمام افعال حکمتوں پر مبنی ہیں ان مشرکوں پر اللہ نے دنیا میں دو شیطان مسلط فرما دیئے تھے ایک انسانی شیطان تھا اور ایک جنی جو ان کے ماضی اور مستقبل کے عملوں کو سراہتے اور ٹھیک بتاتے رہتے تھے لہٰذا یہ اپنے آپ کو عبادت گذار وحق پرست ہی سمجھتے تھے فرمایا وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ (زخرف ۴۳/ ۳۶'۳۷) جو رحمن کے ذکر سے اندھا ہو جاتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اس کا ہمیشہ کا ساتھی ہوتا ہے اور وہ اسے سیدھی راہ سے روکتا رہتا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ میں سیدھی راہ پر ہی ہوں۔ پھر فرمایا کہ ان پر عذاب کا کلمہ واجب ہو چکا جیسے ان پہلی قوموں پر عذاب واجب ہو چکا تھا جنہوں نے ان جیسے فعل کیے تھے خواہ وہ جنوں میں سے ہوں یا انسانوں میں سے وہ اور یہ ٹوٹے اور ہلاکت میں برابر ہیں۔

سماع قرآن کے بارے میں کافروں کی رائے: (۲۶) مشرک آپس میں ایک دوسرے کو ہدایت کرنے لگے کہ قرآن کی اطاعت نہ کرنا اور اس کے احکام پر عمل نہ کرنا اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے مت سنو اور شور مچا دو تالیاں پیٹو سیٹیاں بجاؤ اور آپ کی قرأت میں شور مچا کر گڑ بڑ پیدا کر دو اس میں نکتہ چینی کرو اسے تسلیم نہ کرو صاف انکار کر دو اور اس کی مخالفت ہر ممکن پہلو سے کرو پھر فرمایا ایسا اس لیے کرو کہ تمہارا ہی غلبہ رہے۔ یہ آیت سماع قرآن کے متعلق ہے یہ تھا ان جاہل کافروں کا حال ان کا حال بھی جو ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں یہی ہے حالانکہ اللہ نے اپنے مومن بندوں کو اس کے خلاف حکم فرمایا وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ (اعراف ۷/ ۲۰۴) جب قرآن پڑھا جائے تو اسے خاموشی سے سنو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

قرآن نہ سننے والوں کو دھمکی: (۲۷٬۲۸) چونکہ یہ اللہ کے کلام کی توہین کا فیصلہ کر چکے ہیں اس لیے اس نے اپنے کلام کی عزت واحترام کی خاطر ان دشمنان قرآن کو سخت عذاب کا ڈراوا دیا ہے کہ ان بدبختوں کا قرآن کے مقابلہ میں اور اس کے سننے کے وقت جو رویہ ہے اسے ہم برداشت نہیں کرتے اور اس کی سزا ضرور دیں گے یہ آگ دشمنان حق کا بدلہ ہے جو ابدالآباد کے لیے ان کا ٹھکانہ ہے اور ہمیشہ ہمیش اسی میں جلتے بھنتے رہیں گے اور یہی ہماری آیتوں کے انکار کی سزا ہے۔

(۲۹) علیؓ کہتے ہیں جن دو شخصوں نے انسان کو دنیا میں گمراہ کیا ایک شیطان ہے اور ایک اس کا رفیق انسان ہے جس نے اپنے بھائی کو قتل کر ڈالا تھا لہٰذا ابلیس ہر مشرک کو شرک کی دعوت دیتا ہے اور انسان بڑے بڑے گناہوں کی' اس بنا پر ابلیس اور وہ پہلا انسان جس نے کوئی بڑا گناہ ایجاد کیا دونوں انسان کو گمراہ کرنے میں حصہ دار ہیں حدیث میں ہے جو شخص مظلوم قتل کیا جائے گا اس کا گناہ آدمؑ کے بیٹے قابیل پر بھی ضرور ہوگا یہ جو فرمایا کہ ہم انہیں اپنے پیروں تلے روند ڈالیں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں گمراہ کرنے والے عذاب میں ہم سے نیچے رہیں تاکہ ہمارے قلب کو بھی ایک گونہ تسکین حاصل ہو کم بخت خود تو ڈوبے ہی تھے ہمیں بھی اپنے ساتھ لے ڈوبے اسی وجہ سے انہوں نے کہا کہ اللہ کرے یہ دونوں موذی آگ کے سب سے نیچے والے طبقہ میں جلیں بھنیں سورہ اعراف میں گذر چکا کہ عوام اللہ سے دعا کریں گے کہ ان کے رہنماؤں پر ہم سے دگنا عذاب فرما اللہ نے یہ جواب دیا کہ ہر ایک پر اس کے استحقاق کے مناسب عذاب ہے اس لیے ہر ایک پر اس کے عملوں کے مطابق عذاب ہے فرمایا اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (نحل ۱۶/ ۸۸) جو کافر تھے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے تھے ہم نے ان کے فساد مچانے کی وجہ سے ان پر عذاب پر عذاب بڑھا دیا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ
تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ
وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾
نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ﴿۳۲﴾ رکوع ۱۸

''جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اس پر جمے بھی رہے ان کے پاس فرشتے آ کر کہیں گے کہ نہ تو تم اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو اور تم اس جنت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہم دنیوی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے اور تمہارے لیے جنت میں جس چیز کو تمہارا دل چاہے گا موجود ہے اور اس میں تمہارے لیے جو مانگو گے حاضر ہے یہ خاطر مہربان اور بخشش والے اللہ کی طرف سے بطور مہمانی کے ہوگی''۔

صاحب استقامت موحدوں کو بشارت: (۳۰) یعنی جو پر خلوص عمل کرتے رہے اور سنت کے مطابق طاعتوں میں لگے رہے رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا کہ اکثر لوگ یہ کلمہ پڑھ کر کافر ہو جاتے ہیں جس نے مرتے دم تک یہ کلمہ کہا وہ اس پر

جما رہا (ن) سعید بن عمرؓ کہتے ہیں میں نے صدیقؓ کے سامنے یہ آیت پڑھی فرمایا یہ وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہیں کیا ایک روایت میں ہے کہ صدیقؓ نے پوچھا اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہو لوگوں نے کہا جو یہ کہہ کر کہ ہمارا رب اللہ ہے گناہوں سے رک گئے فرمایا ٹھیک ہے استقامت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا کبھی کسی غیر کی عبادت نہیں کی ابن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ قرآن میں کون سی آیت زیادہ رخصت والی ہے فرمایا یہی آیت ہے جو توحید پر جم گیا اس کا بیڑا پار ہے زہریؒ کہتے ہیں عمرؓ نے اس آیت کو منبر پر پڑھ کر فرمایا اللہ کی قسم جو خلوص سے اللہ کی اطاعت پر جم گیا اور لومڑیوں کی طرح حیلے بہانے نہیں کیے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں ادائے فرائض پر جم گئے۔

مرتے وقت مومنوں کو فرشتوں کی بشارت: پھر فرمایا ان پر فرشتے اترتے ہیں یعنی مرتے دم ان کے پاس فرشتے آ کر کہتے ہیں کہ ڈورمت کیونکہ تمہاری آخرت خیر و برکت والی ہے اور تم نے دنیا میں جو اہل وعیال مال ومنال یا لین دین چھوڑا ہے اس کا غم نہ کرو اور جس جنت کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا آج تمہیں وہ جنت مبارک ہو خوش ہو جاؤ کہ تم کو وہ جنت ملنے والی ہے مبارک ہو دکھ درد اور تکلیف وغم کافور ہوا اور خیر وسعادتوں کا در کھل گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فرشتے مومن کی روح سے کہتے ہیں اے پاکیزہ جسم کی پاکیزہ روح جس سے جسم آباد تھا رحمت وروزی کی طرف نکل کر آ اور اس رب کی طرف بھی جو آج تجھ سے ناراض نہیں یا قبروں سے اٹھتے وقت فرشتے یہ بشارتیں دیں گے (ابن عباسؓ)

(۳۱) فرشتے مرتے دم مومنوں سے کہتے ہیں کہ ہم دنیوی زندگی میں بھی تمہارے دوست رہے کہ اللہ کے حکم سے ہم تم کو ٹھیک راہ سمجھاتے رہے تمہیں اچھے عملوں کا شوق دلاتے رہے اور برائیوں سے حفاظت کرتے رہے اسی طرح ہم آخرت میں تمہارے مونس وغم گسار رہیں گے قبروں کی وحشت میں تمہارے انیس وجلیس صور پھونکے جانے کے وقت تمہارے رفیق و مصاحب اور قبروں سے اٹھتے وقت میدان محشر میں تمہیں تسلی تشفی دینے والے تمہاری گھبراہٹ دور کرنے والے اور صراط مستقیم سے تم کو عبور کرا کر نعمتوں والی جنتوں میں لے جانے والے ہوں گے تمہارے لیے جنت میں جس چیز کو تمہارا جی چاہے گا وہی حاضر ہو گی اور جس وقت جس نعمت کی تم خواہش کرو گے اسی وقت وہ موجود ہو گی یہ عطاء وانعام اور ضیافت ومہمانی خطا پوش ومہربانیوں والے اللہ کی طرف سے ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو اللہ سے ملنا پسند کرے گا اللہ اس سے ملنا پسند کرے گا اور جو اس کی ملاقات کو برا جانے گا اللہ اس کی ملاقات کو برا جانے گا ہم نے کہا اے اللہ کے رسول موت کو تو ہر شخص برا جانتا ہے فرمایا یہ موت کی کراہت مراد نہیں ہے (بلکہ یہ مطلب ہے) کہ جب مومن کا دم واپسیں ہوتا ہے تو اس کے پاس جنت کی خوش خبری آتی ہے اس وقت اسے اللہ کی ملاقات ہر چیز سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو چاہتا ہے اور فاجر یا کافر کو مرتے وقت دوزخ دکھائی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو اچھا نہیں سمجھتا پھر اللہ بھی اس کی ملاقات کو اچھا نہیں سمجھتا (ل) (۳۲) یعنی ان کی آؤ بھگت مہربان و غفور رب کی طرف سے بطور مہمانی کے ہو گی۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ

بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ﴿۳۵﴾ وَ اِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۶﴾

''اور اس بات سے اچھی بات کس کی ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرتا رہے اور کہہ دے کہ میں فرمان برداروں میں سے ہوں نیکی بدی برابر نہیں ہو سکتی آپ (بدی کو) نیک برتاؤ سے ٹال دیا کیجئے پھر فوراً آپ میں اور جس شخص میں عداوت تھی وہ ایسا ہو جائے گا جیسے کوئی جگری دوست ہوتا ہے یہ بات صبر کرنے والوں ہی کو میسر آتی ہے اور یہ بات بڑے صاحب نصیب ہی کو نصیب ہوتی ہے اگر آپ کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے واقعی وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے''۔

مبلغ باعمل سب سے بہتر ہے: (۳۳) یعنی جس نے اللہ کے بندوں کو اللہ کی دعوت دی اور نیک عمل خود بھی کرتا رہا اس کا فائدہ اس کی ذات کے لیے بھی ہے اور غیروں کے لیے بھی یہ ایسا شخص نہیں کہ دوسروں کو تو اچھی باتوں کی ہدایت کرتا ہے مگر خود ان سے جی چراتا ہے اور دوسروں کو بری باتوں سے روکتا ہے مگر خود ان کا مرتکب ہوتا ہے بلکہ بھلائی کا حکم کرتا ہے برائی کو چھوڑ دیتا ہے اور مخلوق کو خالق کی دعوت دیتا ہے یہ آیت ہر اس شخص کے لیے عام ہے جو خود راہ راست پر رہ کر لوگوں کو اس کی دعوت دیتا ہو رسول اللہ ﷺ اس صفت میں سب سے بڑھ کر ہیں۔

دشمن سے حسن سلوک: (۳۴) یعنی نیکی اور برائی میں آسمان وزمین کا فرق ہے جو آپ کے ساتھ برائی کرے آپ اس برائی کو اس کے ساتھ احسان کر کے دفع کریں عمرؓ کہتے ہیں جو تیرے حق میں اللہ کی نافرمانی کرے اس کا انجام ایسا نہیں جیسا تیرا ہے جب تو اس کے حق میں اللہ کی فرمان برداری کرے۔ پھر فرمایا جب تم برائی کرنے والے کے ساتھ احسان کرو گے تو وہ احسان اس کو نادم کر کے تمہاری محبت پر مجبور کر دے گا اور وہ تمہارا جگری دوست بن جائے گا۔

(۳۵) یعنی یہ حکم صبر کرنے والا ہی اور نصیبے والا ہی انجام دے سکتا ہے ابن عباسؓ کہتے ہیں مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ غصے کے وقت صبر جہالت کے وقت بردباری اور برائی کے وقت درگزر کریں جب ایسا کریں گے تو اللہ انہیں شیطان سے محفوظ فرما دے گا اور ان کا دشمن ان کا تابعدار اور جگری دوست بن جائے گا۔

شیطانی وسوسوں سے بچنے کی دعا: (۳۶) یعنی انسانی شیطان تو حسن سلوک سے تابعدار بن جاتا ہے لیکن جنی شیطان کے وسوسوں سے بچنے کی صرف ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ اپنے خالق کی پناہ مانگو جس نے اسے تم پر مسلط فرمایا ہے اللہ ہی اس کے مکر و فریب کو تم سے مٹا سکتا ہے اور وہی محفوظ رکھ سکتا ہے رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو فرماتے کہ میں اللہ سننے والے جاننے والے کی راندے گئے شیطان سے اس کے وسوسے سے اس کے کبر سے اور اس کے دم سے پناہ مانگتا ہوں فرمایا خُذِ الْعَفْوَ (اعراف ۷/ ۱۹۹، ۲۰۰) معاف کرو بھلائی کا حکم کرو اور جاہلوں سے درگذر کرو اگر تمہارے دل میں شیطان کوئی وسوسہ پیدا

کرے تو اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے (۲) اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ (مومنون ۲۳/۹۶'۹۷) بہترین طریقے سے برائی دفع کرو ہمیں ان کی گستاخیاں خوب معلوم ہیں آپ فرمادیں اے رب میں شیطان کے وسوسوں سے اور ان کے حاضر ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

وَمِنۡ اٰیٰتِهِ الَّیۡلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ ؕ لَا تَسۡجُدُوۡا
لِلشَّمۡسِ وَلَا لِلۡقَمَرِ وَاسۡجُدُوۡا لِلّٰهِ الَّذِیۡ خَلَقَهُنَّ اِنۡ كُنۡتُمۡ اِیَّاهُ
تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسۡتَكۡبَرُوۡا فَالَّذِیۡنَ عِنۡدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوۡنَ
لَهٗ بِالَّیۡلِ وَالنَّهَارِ وَهُمۡ لَا یَسۡـَٔمُوۡنَ ﴿۳۸﴾ السجدة وَمِنۡ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ
تَرَی الۡاَرۡضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡهَا الۡمَآءَ اهۡتَزَّتۡ
وَرَبَتۡ ؕ اِنَّ الَّذِیۡۤ اَحۡیَاهَا لَمُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ؕ اِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ
قَدِیۡرٌ ﴿۳۹﴾

السجدة ۱۱

''اور اس کی نشانیوں میں سے رات بھی ہے دن بھی ہے سورج بھی ہے اور چاند بھی ہے تم نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا اگر تم کو اللہ کی عبادت کرنی ہے پھر اگر یہ غرور کریں تو وہ فرشتے جو آپ کے رب کے پاس ہیں دن رات اسی کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اور اکتاتے نہیں اور اس کی بعض نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم زمین دبی دبائی دیکھتے ہو پھر جب ہم اس پر پانی برسا دیتے ہیں تو وہ ابھر آتی ہے اور پھولنے لگتی ہے جس نے اس زمین کو زندہ کر دیا واقعی وہی مردوں کو زندہ کردے گا بلاشبہ وہ ہر چیز پر بڑے اختیار والا ہے''۔

صرف اللہ کی جو قادر مطلق ہے عبادت کرو: (۳۷) اللہ کی عظیم و ہمہ گیر قدرت کا بیان ہے کہ وہ فقید المثال قدرت والا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے اس نے رات کو تاریکی کے ساتھ اور دن کو اجالے کے ساتھ پیدا کیا ایک دوسرے کے پیچھے لگا تار آتا جاتا رہتا ہے اور کبھی کسی کی رفتار میں سستی واقع نہیں ہوتی اس نے سورج کو اس کے نور و چمک کے ساتھ اور چاند کو اس کی ٹھنڈی روشنی اور منزلوں کے ساتھ اس کے فلک میں پیدا کیا تاکہ چاند کے فرق سے اور سورج کی چال سے دن رات کی مقدار اور ہفتوں کی مہینوں کی اور سالوں کی تعداد حقوق کے اوقات' عبادتوں کی ساعتیں اور معاملات کی مدتیں معلوم ہوں چونکہ سورج و چاند عالم علوی و سفلی میں بہترین مشاہدات میں سے ہیں اس لیے اللہ نے فرمایا کہ دونوں مخلوق اور اللہ کے بندے ہیں اس کی غلامی کے دائرے میں بند ہیں اور اس کے غلبہ و تسخیر کے اندر ہیں پھر فرمایا ان مخلوقات کو سجدہ نہ کرو سجدہ ان کے خالق کو کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ کیونکہ خالق کی عبادت کے ساتھ مخلوق کی عبادت سے شرک لازم آتا ہے جو انتہائی نقصان دہ ہے اللہ مشرک کو بلا توبہ کے کسی صورت سے بھی نہیں بخشتا۔

اللہ کی عبادت کے ساتھ غیروں کی عبادت شرک ہے: (۳۸) اگر یہ مشرک اللہ کی تنہا عبادت سے غرور کریں اور اس کے ساتھ غیروں کی بھی عبادت کریں تو اللہ کو ان کی عبادت کی پرواہ نہیں اس کی عبادت کرنے والے فرشتے بے شمار ہیں جن کی تعداد اسی کو معلوم ہے جو دن رات اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور تھکتے نہیں فرمایا فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰۤؤُلَاۤءِ (انعام ۶/ ۸۹) اگر یہ انکار کریں تو ہم نے ایسوں کو تعینات کر دیا ہے جو انکار نہیں کرتے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا رات کو دن کو سورج کو چاند کو اور ہواؤں کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ یہ چیزیں ایک قوم کے لیے رحمت اور دوسرے کے لیے عذاب بنا کر بھیجی جاتی ہیں۔

زندگی بعد الموت کی دلیل: (۳۹) اللہ مردوں کے زندہ کرنے پر بھی قادر ہے جس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ زمین دبی دبائی ہوتی ہے گھاس پھونس کا نام ونشان تک نہیں ہوتا بلکہ بالکل مردہ ہوتی ہے اس پر آسمان سے پانی برستا ہے اب وہ ابھرنے لگتی اور بڑھنے لگتی اور طرح طرح کے بیل بوٹے اور پھل پھول پیدا کرنے لگتی ہے۔ پھر فرمایا جو مردہ زمین کے زندہ کرنے پر قادر ہے وہ مردوں کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے بلکہ وہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ؕ اَفَمَنْ يُّلْقٰى
فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْۤ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا
شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ
لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ
مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ
حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ
رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾

''دیکھو جو ہماری آیتوں میں گڑ بڑ کرتے ہیں وہ ہم سے چھپ نہیں سکتے پھر بھلا جو آدمی آگ میں ڈالا جائے وہ اچھا ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن وسلامتی سے آئے جو تمہارا جی چاہے کر لو بلاشبہ اللہ تمہارا سب کیا ہوا دیکھ رہا ہے جن لوگوں نے اس قرآن کا انکار کیا جب وہ ان کے پاس پہنچ گیا (وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں) اور واقعی یہ بڑی عزت والی کتاب ہے جس میں باطل بات نہ اس کے آگے سے آسکتی ہے اور نہ پیچھے سے یہ اللہ کی جو بڑی حکمتوں اور تعریفوں والا ہے اتاری ہوئی کتاب ہے آپ سے وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو آپ سے پہلے نبیوں سے کہی گئیں واقعی آپ کا رب بڑی بخشش والا اور بڑی دردناک سزا دینے والا ہے''۔

تحریف و بے دینی کی مذمت: (۴۰) الحاد یعنی کلام اس کے محل میں استعمال نہ کرنا' یا کفر وعناد مراد ہے۔ پھر فرمایا وہ ہم سے چھپ نہیں سکتے اس میں ملحدوں کے لیے سخت ڈانٹ ہے کہ اللہ کو وہ لوگ خوب معلوم ہیں جو اس کی آیتوں میں اور اس کے اسماء و صفات میں الحاد کرتے ہیں وہ آپ ان سے نمٹ لے گا اور انہیں ضرور واقعی سزا دے گا اسی وجہ سے فرمایا کہ یہ لوگ قیامت کے دن

جہنم میں جھونکے جائیں گے پھر فرمایا کیا جو جہنم میں جھونکا جائے وہ اس شخص سے بہتر ہو سکتا ہے جو قیامت کے دن امن وسلامتی سے آئے؟ ہرگز نہیں دونوں میں بہت بڑا فرق ہے پھر کافروں سے بطور ڈانٹ کے کہا جا رہا ہے کہ جو چاہو اچھے یا برے عمل کرلو اللہ تمہارے عملوں سے خوب واقف ہے۔

قرآن نہ ماننے والوں کو تنبیہ: (۴۱ و ۴۲) یعنی جن لوگوں نے اپنے پاس قرآن پہنچنے کے بعد اس کا انکار کیا (وہ نہیں معلوم ہیں) حالانکہ وہ ایک ایسی عزت والی کتاب ہے جس کے پیچھے سے (کسی سمت سے بھی) باطل (جھوٹ) نہیں آسکتا اس کے نہ ماننے کی کوئی صورت ہے ہی نہیں کیونکہ رب العالمین کے پاس سے اتری ہوئی ہے اللہ اپنی باتوں میں صاحب حکمت ہے اور اپنے کاموں میں لائق تعریف ہے یعنی اس کے احکام وممنوعات کی تعمیل کا انجام لائق تعریف ہی ہوتا ہے۔

نبی کو صبر کا حکم: (۴۳) یعنی قوم اپنی عادت کے مطابق آپ ﷺ کو ستا رہی ہے اور وہی باتیں آپ کو سنائی جا رہی ہیں جو آپ سے پہلے نبیوں کو ان کی قومیں سناتی رہیں لہٰذا جیسے انہوں نے قوم کی ایذاء پر صبر کیا تھا آپ بھی کریں اور دل پر قلق نہ لائیں پھر فرمایا آپ کا رب توبہ کرنے والے کے لیے بخشش والا ہے اور کفر وسرکشی اور غرور ونالائقی پر جمنے والے کے لیے سخت دردناک عذاب والا ہے۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾

"اگر ہم اسے کسی اور زبان میں قرآن بناتے تو یہ یوں کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف کیوں بیان نہیں کی گئیں یہ کیا بات ہے کہ عجمی کتاب ہے اور عربی رسول ہے آپ فرما دیں کہ یہ قرآن ایمان داروں کے لیے رہنما ہے اور شفا ہے اور بے ایمانوں کے کانوں میں ڈاٹ ہے اور یہ ان پر اندھیرا ہے یہ لوگ کسی بہت ہی دور والی جگہ سے پکارے جا رہے ہیں بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی پھر اس میں بھی اختلاف کیا گیا اگر ایک بات نہ ہوتی تو جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے طے ہو چکی ہے تو ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا یہ تو اس کی طرف سے تردد میں ڈالنے والے شک میں مبتلا ہیں"۔

قرآن پر ایمان نہ لانا دھاندلی ہے: (۴۴) چونکہ اللہ نے قرآن کو اس کی معجزانہ فصاحت وبلاغت کو اور اس کی لفظی اور معنوی خوبیوں کو بیان فرمایا مگر پھر بھی مشرک اس پر ایمان نہیں لائے اس لیے فرمایا کہ ان کا کفر ہٹ دھرمی اور دھاندلی کا ہے فرمایا وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ (شعراء۲۶/ ۱۹۸، ۱۹۹) اگر ہم اس کو کسی عجمی پر اتارتے اور وہ انہیں پڑھ کر سناتا تو وہ اس پر

ایمان نہیں لاتے اسی طرح اگر سارا قرآن کسی عجمی لغت میں اتر آتا تو یہ ہٹ دھرمی اور دھاندلی سے کہہ دیتے کہ کیسی بے جوڑ بات ہے رسول تو عربی ہو اور اس پر اتری ہوئی کتاب عجمی یہ کتاب عربی زبان میں تفصیل سے کیوں نہیں اتری نہ ماننے کے سو بہانے۔ یا یوں کہہ دیتے کہ کچھ تو قرآن عجمی زبان میں اترا ہے اور کچھ عربی میں آخر یہ کیوں؟ پھر فرمایا آپ فرما دیں کہ قرآن مسلمانوں کا رہنما ہے اور دلوں کے شکوک وشبہات کی بیماری کی شفا ہے اور بے ایمانوں کے کانوں میں ڈاٹ ہے وہ اسے سمجھ نہیں سکتے اور ان پر اندھیرا ہے کیونکہ اسے سمجھنے سے یہ قاصر ہیں فرمایا وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ (اسراء ۱۷/۸۲) قرآن میں ہم ایسی آیتیں اتارتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفا ورحمت ہیں اور ظالموں کے نقصان میں اضافہ ہی کرتی ہیں پھر فرمایا کہ وہ دور سے پکارے جارہے ہیں۔

صبر کا حکم: (۴۵) یعنی ہم نے موسی علیہ السلام کو تورات دی تھی لوگوں نے آپ کو بھی جھٹلایا تھا اور ایذائیں پہنچائیں تھیں لہٰذا آپ بھی اولوالعزم پیغمبروں کی طرح صبر کرتے رہیں پھر فرمایا اگر اللہ یہ بات پہلے سے طے نہ کر چکا ہوتا کہ حساب قیامت کے دن لیا جائے گا تو ان پر فوراً عذاب آجاتا بلکہ ان کے لیے ایک وعدہ ہے جس کا آگے پیچھے ہونا ناممکن ہے۔ ان کا قرآن کو جھٹلانا یقین وبصیرت پر نہیں بلکہ شک وتردد پر ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ
بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾

''جو شخص نیک عمل والا ہے وہ اپنے نفع کے لیے ہے اور جو برے عمل والا ہے اس کا وبال اسی پر پڑے گا آپ کا پروردگار لوگوں پر ظلم کرنے والا نہیں''۔

نیکی بدی کا نفع نقصان انسان ہی کو پہنچتا ہے: (۴۶) یعنی انسان کی نیکی بدی کا نفع نقصان اسی کو پہنچتا ہے اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ اپنے بندوں پر ظلم کرے قصوروں ہی کی سزا ملتی ہے اور بلا قیام حجت کسی کو سزا نہیں دی جاتی رسولوں کے آنے کے بعد بھی اگر کوئی گناہ پر قائم رہے تو سزا کا حق دار ہو جاتا ہے۔

❀❀❀

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ﴿۴۷﴾ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۴۸﴾

’’اللہ ہی کی طرف قیامت کا علم لوٹایا جاتا ہے۔ اور جو کچھ پھل اپنی اپنی کلیوں میں سے نکلتے ہیں اور جو عورت حمل سے ہوتی ہے اور جتنے بچے اس کے ہوتے ہیں سب کا اللہ ہی کو علم ہے اور جس دن اللہ انہیں پکار کر فرمائے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں تو وہ عرض کریں گے کہ ہم نے تو آپ کو مطلع کر دیا تھا کہ ہم میں سے ان کا کوئی دعویدار نہیں یہ لوگ اس سے قبل جن کی پرستش کرتے تھے وہ ان سے گم ہو جائیں گے اور یہ خیال کرلیں گے کہ اب ان کے لیے بچنے کی کوئی جگہ نہیں‘‘۔

قیامت کی تاریخ اللہ ہی جانتا ہے: (۴۷) قیامت کی تاریخ کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں جب ہمارے محبوب پیغمبر ﷺ سے سید الملائکہ حضرت جبرئیل نے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ پوچھا جانے والا پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا (ق) فرمایا اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا (نازعات ۷۹/۴۴) قیامت کے وقوع کے علم کا دارومدار آپ کے رب کے علم پر ہے (۲) لَا يُجَلِّيْهَا (اعراف ۷/ ۱۸۷) قیامت کو وقت پر اللہ ہی ظاہر کرے گا اور کسی کے بس کا یہ علم نہیں اللہ کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے کلیاں کھل کر جو پھل پیدا ہونے والے ہیں اور مادہ کے پیٹ میں جو کچھ ہے ان سب کا علم اللہ ہی کو ہے کائنات کا ایک ذرہ بھی اس کے ہمہ گیر علم سے خارج نہیں فرمایا لَا يَعْزُبُ عَنْهُ (سباء ۳۴/۳) یعنی آسمان و زمین کا ذرہ ذرہ اس کے علم کے اندر ہے (۲) وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ (انعام ۶/ ۵۹) ہر جھڑنے والا پتہ اس کے علم میں ہے (۳) اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ (رعد ۱۳/ ۸) اللہ ہی ہر مادہ کا حمل خوب جانتا ہے اور رحم جو کچھ کمی بیشی کرتے ہیں وہ بھی اسے معلوم ہے اسے ہر چیز کا اندازہ ہے۔ گھٹنے بڑھنے والی عمریں بھی کتاب میں مندرج ہیں ہر سخت سے سخت کام اللہ کے لیے آسان ترین ہے پھر قیامت کے دن منظر عام پر اللہ مشرکوں سے پوچھے گا کہ بتاؤ تمہارے وہ معبود کہاں ہیں جن کو تم عبادت میں میرے ساتھ شریک کیا کرتے تھے وہ عرض کریں گے کہ بار الٰہا ہم تو تجھ سے عرض کر چکے کہ آج کے دن کوئی بھی اس بات کا اقرار نہ کرے گا کہ تیرا کوئی شریک بھی ہے

(۴۸) آج میدان محشر میں ان کے تمام جھوٹے معبود انہیں نظر نہ آئیں گے کہ انہیں کچھ فائدہ پہنچائیں اور خود بھی انہیں اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ آج اللہ کے عذاب سے نجات کی کوئی صورت نہیں فرمایا وَرَاَى الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ (کہف ۱۸/ ۵۳) نافرمان جہنم دیکھ لیں گے اور انہیں یقین ہو جائے گا کہ اس میں یہی جھونکے جائیں گے اور اس سے نجات کی انہیں کوئی صورت نظر نہیں آئے گی۔

لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۡ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ

وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْۤ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۫ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۰﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾

''انسان بھلائی طلب کرنے سے اکتا تا نہیں اور اگر اسے کوئی برائی پہنچ جائے تو بڑا مایوس و ناامید ہو جاتا ہے اور اگر ہم اس برائی کے بعد جو اسے پہنچ چکی ہے اپنی کسی رحمت کی لذت چکھائیں تو وہ بڑے شدومد سے کہتا ہے کہ اس کا تو میں مستحق تھا ہی اور مجھے قیامت کے آنے کا یقین نہیں اور اگر میں اپنے رب کے پاس لوٹایا گیا بھی تو بلاشبہ اس کے پاس بھی میرے لیے بہتری ہوگی یقین مانو ہم کافروں کو ان کے عملوں سے خبردار کریں گے اور انہیں بدترین عذاب کا مزا چکھائیں گے۔ اور جب ہم انسان کو نعمت دیتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے اور کروٹ بدل لیتا ہے اور جب اسے برائی پہنچتی ہے تو (لمبی) چوڑی دعائیں مانگنے لگتا ہے''۔

انسان اچھی دعاؤں سے نہیں اکتاتا: (۴۹) یعنی انسان اچھی دعاؤں سے اکتاتا نہیں مال و دولت کی اور صحت و عافیت کی دعائیں خوب مانگتا ہے اور اگر ناگہانی کسی بلا کا شکار ہو جائے یا نصیب دشمناں فقر و فاقہ کی نوبت آ جائے تو اتنا اداس و ہراساں اور اس قدر مایوس ہو جاتا ہے جیسے اب کبھی فراخی کے ایام اور راحت کا زمانہ اسے میسر ہی نہ آئے گا۔

فراخی پر ہوشیاری کی تعریف: (۵۰) پھر غور کیجئے اگر کسی بلا یا فقر و فاقہ کے بعد اسے فراخی کے ایام اور زندگانی کے آرام مل جائیں تو پھولا نہیں سماتا اور اکڑ کر کہتا پھرتا ہے کہ میں انہیں خوشیوں اور فراخیوں کا حق دار تھا اللہ پر میرا حق تھا جو اس نے ادا کیا مجھ میں ان نعمتوں کی صلاحیت تھی اور آسائش و آرام پر بجائے شکر کے پھول جاتا ہے اور اللہ کو بھول جاتا ہے پھر مال و دولت پر اتنا اکڑتا ہے کہ قیامت ہی کا انکار کر بیٹھتا ہے اس کے لیے دولت و ثروت اور راحت و وسعت کفر کا سبب بن جاتے ہیں فرمایا كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ (علق ۹۶/۶، ۷) انسان دولت و راحت سے سرفراز ہوتے ہی سر اٹھاتا ہے پھر سرکشی پر ہی قناعت نہیں کرتا بلکہ اللہ سے اچھی امیدیں بھی رکھتا ہے اس کی لن ترانی ملاحظہ ہو کہتا ہے کہ اگر بفرض محال قیامت آئی بھی اور مجھے دوبارا زندہ کیا بھی گیا تو جیسے آج عیش و عزت کی زندگی بسر کر رہا ہوں کل بھی مجھے یہی کامرانی و عزت نصیب ہوگی قیامت کا انکار بھی ہے اور زندگی بعد الموت کا اقرار بھی پھر ارمان یہ ہیں کہ جو عیش یہاں حاصل ہے وہی وہاں بھی حاصل ہوگا اللہ ان کو جن کے عقیدے اور عمل ایسے ہوں ڈرا کر فرماتا ہے کہ ان کا ایک ایک عمل ان کے سامنے رکھ دیا جائے گا اور انہیں سخت عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔

انسان کی سرکشی: (۵۱) یعنی انسان اللہ کی نعمتوں سے سرفراز ہو کر اس کی اطاعت سے پھر جاتا ہے اور شرعی احکام ماننے سے جی چرانے لگتا ہے فرمایا فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ (ذاریات ۵۱/ ۳۹) فرعون معہ اپنے ارا کین سلطنت کے پھر گیا اور جب وہ کسی تنگی ترشی یا فقر و فاقہ وغیرہ میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اللہ سے بڑی لمبی چوڑی دعائیں مانگنے لگتا ہے فرمایا وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا (یونس ۱۰/ ۱۲) جب انسان کسی مصیبت میں گھر جاتا ہے تو لیٹ کر بیٹھ کر۔ اور کھڑے ہو کر ہر ممکن طریقے سے ہمارے سامنے گڑگڑاتا ہے

اور جب ہم اس سے وہ مصیبت ہٹا دیتے ہیں تو ایسی بے پرواہی سے گذر جاتا ہے جیسے اس نے کبھی ہم سے کچھ مانگا ہی نہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ
هُوَ فِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى
يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾
اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ ۭ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾ ع ۶

''آپ فرما دیجئے ذرا یہ تو بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہو پھر تم اس کا انکار کرو تو اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو مخالفت کی وجہ سے حق سے دور جا پڑے جلدی ہی ہم انہیں اپنی نشانیاں دنیا میں بھی دکھائیں گے اور ان کی ذاتوں میں بھی یہاں تک کہ ان کے لیے یہ بات ظاہر ہو جائے کہ حق یہی ہے کیا آپ کے رب کا ہر چیز سے آگاہ ہونا کافی نہیں۔ سنو یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات سے شک میں ہیں یقین مانو اللہ ہر چیز گھیرے ہوئے ہے''۔

قرآن نہ ماننے والوں کو وعید: (۵۲) یعنی اے محبوب پیغمبر ﷺ آپ قرآن نہ ماننے والوں سے یہ فرمائیں کہ تھوڑی دیر کے لیے یہ مان لو کہ اگر یہ قرآن واقعی اللہ ہی کی طرف سے ہوا اور تم اسے مانتے نہیں تو بتاؤ اللہ کے یہاں تمہارا کیا حشر ہوگا افسوس وہ بڑا گمراہ ہے جو اپنے کفر و عناد اور مخالفت کی وجہ سے صحیح راہ سے بہت دور ہٹ جائے اور ہدایت کی روشنی سے اندھا ہو جائے۔

صداقت قرآن کے دلائل: (۵۳) یعنی قرآن عظیم کی صداقت کے دلائل ہم انہیں دنیا میں ان کے ماحول و آس پاس کی بستیوں میں بھی دکھا دیں گے اسلامی فتوحات' اسلامی سلطنت کی وسعت مکہ کے اردگرد آس پاس کی بستیوں کا اسلام کے زیر نگین آنا اور رفتہ رفتہ سلطنت کا دائرہ وسیع ہوتا جانا' اسلام کا تمام دینوں اور مذاہب پر غلبہ ہونا یہ سب قرآن عظیم کی صداقت کی روشن دلیلیں ہیں پھر فتح بدر و فتح مکہ ایسے دلائل ہیں جو خود ان کی اپنی ذاتوں سے لیے ہوئے ہیں۔ کیوں کہ کافروں کی اکثریت تھی اور یہی مسلمانوں سے زیادہ طاقتور تھے مگر پھر بھی چند سر فروش حق کے پجاریوں نے انہیں شکست فاش دے کر اسلام کا بول بالا کر دیا اس سے بڑھ کر قرآن عظیم کی صداقت پر اور کیا نشانی ہوگی یا یہ مطلب ہے کہ اللہ کی حکمت و کاریگری کی بے شمار نشانیاں خود انسان کی ذات کے اندر پائی جاتی ہیں انسان کی بناوٹ مختلف شکل و صورت اور مختلف عادتوں جو ہر وقت اس کے سامنے ہیں بلکہ اس کے اندر موجود اس کے خالق و رب کو پہچانا جا سکتا ہے۔

(۵۴) یعنی منکرین قرآن کو قیامت کے آنے کا یقین ہی نہیں جبھی تو بے پرواہ ہو کر گناہوں پر دلیر ہیں اور نیکیوں کی طرف رغبت نہیں کرتے حالانکہ قیامت کا آنا یقینی ہے اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ۔ یعنی اللہ کی قدرت کامل و ہمہ گیر ہے اس کی قدرت کے دائرے کے اندر ہر شے ہے ساری کائنات اس کے قبضہ میں ہے وہ خود مختار و مطلق العنان شہنشاہ ہے۔ قیامت قائم کرنا بھی اس کی قدرت کے اندر ہے جو مقررہ وقت پر آئے گی وہ جو چاہے کرے کوئی اس کا ہاتھ روکنے والا نہیں اس کے سوا کوئی سچا حاکم نہیں اور اس کی ذات اقدس کے سوا کسی اور کی عبادت لائق نہیں اور نہ کوئی اور عبادت کے قابل ہے۔

الحمد للہ سورہ فصلت کی تفسیر مکمل ہوئی۔

سورہ شوریٰ

یہ بترتیب مصحف ۴۲ ویں اور بترتیب نزول ۶۲ ویں سورہ ہے۔اور یہ مکی سورہ ہے۔اس میں ۵۳ آیتیں اور ۵ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

حٰمٓ ۝۱ عٓسٓقٓ ۝۲ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۳ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝۴ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۵ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝۶

''شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔حم عسق (کے معنی اللہ ہی جانتا ہے) عزت وحکمت والا اللہ اسی طرح آپ کی طرف اور آپ سے پہلوں کی طرف وحی نازل فرماتا رہا ہے تمام وہ چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اسی کی ہیں وہ بلند ترین اور بڑی عظمت والا ہے قریب ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کر رہے ہیں اور زمین والوں کے لیے اللہ سے مغفرت مانگ رہے ہیں خبردار ہو جاؤ اللہ ہی معاف فرمانے والا اور نہایت رحم والا ہے اور جن لوگوں نے اسے چھوڑ کر دوسروں کو کارساز بنا رکھا ہے اللہ انہیں خوب دیکھ رہا ہے اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں''۔

(۲،۱) یہ حروف مقطعات ہیں ان کا معنی اللہ ہی جانے۔

وحی کا بیان: (۳) یعنی اے پیغمبر اسلام جس طرح یہ قرآن عظیم بذریعہ وحی آپ پر اتارا گیا ہے اسی طرح کتابیں اور صحیفے ان پیغمبروں پر بھی بذریعہ وحی اتارے گئے تھے جو آپ سے پہلے گذر چکے یہ سب الہامی کتابیں اس اللہ نے نازل فرمائی ہیں جو انتقام لینے میں غالب وزبردست اور اقوال وافعال میں صاحب حکمت ہے حارث بن ہشامؓ نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ وحی کس طرح آتی ہے فرمایا کبھی تو گھنٹی کی لگاتار آواز کی طرح آتی ہے یہ قسم میرے لیے بڑی سخت ہوتی ہے جب یہ آواز ختم ہو جاتی ہے تو مجھ سے جو کچھ فرمایا گیا تھا وہ سب مجھے یاد ہو جاتا ہے اور کبھی فرشتہ انسانی روپ میں آکر مجھ سے بات چیت کرتا ہے جو کچھ وہ کہتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب سخت جاڑوں کے ایام میں آپ پر وحی آتی تھی تو آپ وحی کے دباؤ کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو جاتے تھے اور آپ کی جبین مبارک سے پسینے کے قطرے ٹپکنے لگتے تھے (ق) ابن عمرؓ نے حضور اکرم ﷺ سے وحی کی کیفیت پوچھی تو فرمایا میں ایک زنجیر کی سی جھنکار سنتا ہوں پھر غور سے کان لگا کر سنتا ہوں وحی کی اس قسم میں مجھے اس قدر تکلیف

محسوس ہوتی ہے کہ مجھے ہر بار خیال ہوتا ہے کہ کہیں میری روح پرواز نہ کر جائے۔

سب اللہ کے غلام ہیں: (۴) یعنی کائنات عالم کی ہر مخلوق اللہ کی غلامی کے دائرے میں آئی ہوئی ہے اسی کی مملوک ہے اور اس کے آگے عاجز و مجبور ہے وہ بلندیوں والا' عظمتوں والا' عالی شان اور بڑی کبریائی والا ہے اس کی جلالت شان اور عظمت و کبریائی کا یہ عالم ہے۔

اللہ کے رعب سے فرشتے خوف زدہ رہتے ہیں: (۵) کہ اس کے خوف و ڈر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں گے اس کے رعب و داب جاہ و جلال سے فرشتے سہم جاتے ہیں اور ہر وقت اس کی پاکی اور اس کی بڑائی بیان کرتے رہتے ہیں اور انسانوں کے لیے اس سے معافی مانگتے رہتے ہیں فرمایا اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ (غافر ۴۰/ ۷) عرش اٹھانے والے اور ان کے آس پاس والے فرشتے اپنے پروردگار کی پاکی اور بڑائی بیان کرتے رہتے ہیں اس پر ایمان لائے ہوئے ہیں اور ایمان والوں کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب تیری رحمت و علم کے اندر ہر چیز گھری ہوئی ہے انہیں معاف فرما جنہوں نے توبہ کر لی ہے' اور تیری راہ کے پیروکار بن گئے ہیں اور انہیں جہنم کے عذاب سے بھی بچا چونکہ فرشتے اللہ کی مغفرت و رحمت کو جانتے ہیں اس لیے کثرت سے مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

مشرکوں کو تنبیہ: (۶) یعنی میں مشرکوں کے کرتوتوں کو خوب جانتا ہوں ان کی نگرانی خوب کر رہا ہوں اور میں آپ ہی انہیں ان کے کرتوتوں کا پورا پورا بدلہ دوں گا اے نبی ﷺ آپ کا کام تو انہیں صرف جھنجوڑ دینا ہے آپ ان کے کاموں کے ذمہ دار نہیں کیونکہ آپ ان پر حاکم یا داروغہ نہیں ہیں۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ ۞ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِىْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۞

''اسی طرح ہم نے عربی قرآن آپ کی طرف وحی کے ذریعہ اتارا تا کہ آپ مکہ والوں اور اس کے آس پاس والوں کو متنبہ کر دیں اور جمع کیے جانے والے دن سے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں انہیں چوکنا کر دیں ایک جماعت جنت میں ہوگی اور ایک جہنم میں اگر اللہ چاہتا تو ان کو ایک ہی راہ والا بنا دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں لے آتا ہے اور ظالموں کا کوئی حمایتی اور معاون نہیں''۔

قرآن کا مقصد اللہ کے احکام اور اس کے عذابوں سے لوگوں کو آگاہ کرنا ہے: (۷) یعنی اے پیغمبر آپ پر سابق انبیاء کی طرح یہ قرآن عظیم وحی کے ذریعہ اترا اس کی زبان عربی ہے یہ بڑی وضاحت اور انتہائی سلجھے ہوئے مضامین والا ہے اس کے اترنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ احکام الٰہیہ سے اور اللہ کے ہولناک عذابوں سے مکہ والوں کو اور تمام دنیا کے انسانوں کو آگاہ اور

چوکنا فرما دیں (چونکہ مکہ تقریباً وسط ربع مسکون میں ہے اس لیے اس کو ام القریٰ کہا گیا اور اس مرکزی نقطہ سے ہر چہار طرف موجود یا آیندہ ہونے والی آبادی کو آس پاس والی بستیاں کہا گیا۔

مکہ کو ام القریٰ کہنے کی وجہ: مکہ شریف کو ام القریٰ (آبادیوں کا مرکز) اس لیے بھی کہا جاتا ہے کہ یہ مقدس شہر سب شہروں سے زیادہ فضیلت والا ہے دلائل تو بہت ہیں مگر ایک مختصر اور واضح دلیل ملاحظہ ہو عبداللہ بن عدیؓ فرماتے ہیں میں نے رحمت عالم ﷺ کی زبان (فیض ترجمان) سے مکہ کے بازار حزورا میں سنا آپ کھڑے ہوئے فرما رہے تھے کہ اے مکہ! اللہ کی قسم تو اللہ کے نزدیک اس کی تمام زمین سے زیادہ پیارا اور بزرگ ہے اگر مجھے تجھ سے نہ نکالا جاتا تو میں اللہ کی قسم کبھی تجھے نہ چھوڑتا (ت ان' ابن ماجہ) پھر فرمایا کہ اس کے بھیجے جانے کا ایک یہ بھی مقصد ہے کہ آپ قیامت کے دن سے لوگوں کو ہوشیار کر دیں فرمایا ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ (ھود ۱۱/۱۰۳ تا ۱۰۶) یہ وہ دن ہوگا جس دن لوگ ایک میدان میں جمع کیے جائیں گے اور سب حاضر کر دیئے جائیں گے ہم اس کو ایک تھوڑی سی مقررہ مدت تک موقوف کیے ہوئے ہیں اس دن اللہ کی اجازت کے بغیر کسی کو بات کرنے کی جرأت نہ ہوگی پھر ان میں سے کچھ تو نصیبے والے ہوں گے اور کچھ پھوٹی قسمت والے۔

تقدیر کا بیان: ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ صحابہؓ کے پاس اپنے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں لے کر تشریف لائے صحابہ فرماتے ہیں پھر آپ نے ہم سے پوچھا جانتے ہو یہ میرے ہاتھوں میں کیا ہے ہم نے کہا معلوم نہیں آپ ہی فرمائیں آپ نے اپنے سیدھے ہاتھ والی کتاب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ پروردگار عالم کی کتاب ہے جس میں جنت والوں کے نام مع ان کے باپوں اور قبیلوں کے لکھے ہوئے ہیں اور آخر میں حساب کر کے جوڑ دیئے گئے ہیں اب ان میں کمی بیشی ناممکن ہے پھر آپ نے اپنے بائیں ہاتھ والی کتاب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس میں دوزخیوں کے نام مع ان کے باپوں اور قبیلوں کے لکھے ہوئے ہیں اور اخیر میں جوڑ دیئے گئے ہیں جن میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی صحابہؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول پھر ہمیں عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ فرمایا ٹھیک ٹھیک اور سیدھے رہو بھلائیوں کے نزدیک رہو جنت والوں کا خاتمہ نیکیوں اور اچھے عملوں ہی پر ہوگا گو وہ کیسے ہی برے عمل کرتے رہے ہوں اور جہنمیوں کا خاتمہ برے عملوں ہی پر ہوگا گو وہ کیسے ہی اچھے عمل کرتے رہے ہوں یہ فرما کر آپ نے دونوں مٹھیاں بند فرمالیں اور فرمایا کہ تمہارا پروردگار لوگوں کے فیصلوں سے فارغ ہو چکا ایک جماعت جنت میں ہے اور ایک جہنم میں اور ساتھ ہی آپ نے دونوں ہاتھ جھٹکے جیسے کوئی چیز جھٹک رہے ہوں (ت وغیرہ)۔

اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک راہ پر ڈال دیتا: (۸) یعنی اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ساری مخلوق کو ایک ہی راہ پر ڈال دیتا ہدایت کی راہ پر یا گمراہی کی راہ پر لیکن ایسا اسے منظور نہ تھا بلکہ اس نے مخلوق میں فرق رکھا کسی کو راہ ہدایت کی توفیق عطا فرمائی اور کسی کو شیطانی راہ سمجھا دی چونکہ وہ بڑی حکمت والا ہے اس لیے اپنی حکمت کو وہی خوب جانتا ہے جسے چاہے رحمت سے نوازے اور جسے چاہے دھتکار دے پھر گمراہوں کا کوئی حمایتی اور معاون کھڑا نہ ہوگا موسیٰ نے اللہ سے کہا کہ اے پروردگار تو نے انسان پیدا کیے پھر ان میں سے بعض کو تو دوزخی بنا دیا بعض کو جنتی اگر سب ہی جنتی بن جاتے تو کیا اچھا ہوتا فرمایا موسیٰ علیہ السلام اپنا لباس اٹھاؤ آپ نے اٹھایا پھر ارشاد ہوا اور اٹھاؤ آپ نے اور اٹھایا پھر فرمایا اور اٹھاؤ آپ نے عرض کیا کہ بار الٰہا سارے جسم سے تو اٹھا لیا علاوہ اس حصہ کے جس سے اٹھانے میں خیر نہیں فرمایا موسیٰ ٹھیک اسی طرح میں اپنے تمام بندوں کو جنت میں داخل کروں گا علاوہ ان کے جو خیر سے بالکل ہی محروم ہوں۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۹﴾ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖۗ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۱۰﴾ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱۱﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾

''کیا ان مشرکوں نے اللہ کے سوا اور کارساز گھڑ لیے ہیں درحقیقت اللہ ہی کارساز ہے وہی مردے جلاتا ہے اور وہی ہر چیز پر خوب قدرت والا ہے اور جس جس چیز میں تم نے اختلاف کیا اس کا فیصلہ اللہ ہی کی طرف ہے یہی اللہ میرا رب ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں جھکتا ہوں وہ آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس نے تمہارے لیے تمہارے ہم جنس جوڑے بنائے اور جانوروں کے بھی جوڑے بنا دیئے وہ تمہیں اس پیدائش میں پھیلا رہا ہے اس کی مانند کوئی چیز نہیں وہ خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے آسمان و زمین کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں وہ جس کی چاہے روزی فراخ کر دے اور جس کی چاہے تنگ کر دے بلاشبہ وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے''۔

کارساز اللہ ہی ہے: (۹) یعنی حقیقی کارساز تو میں ہوں بگڑے کام میں بناتا ہوں مردے میں جلاتا ہوں اور ہر چیز میرے قبضہ اور اختیار میں ہے پھر میرے علاوہ کسی اور کی عبادت بڑی بے انصافی ہے مشرکوں کو گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیے کہ جو انہیں کھلائے پلائے' پہنائے اڑھائے' زندگی اور موت عطا فرمائے آڑے وقت کام آئے بگڑے کام بنائے اور ہر چیز پر اختیار رکھے اس کی عبادت چھوڑ کر ناکارہ معبودوں کی طرف جھکنا کتنا بڑا ظلم ہے۔

کتاب وسنت سے جھگڑوں کے فیصلہ کا حکم: (۱۰) یعنی تمام جھگڑے اور اختلافات خواہ دینی ہوں یا دنیوی فیصلہ کے لیے اللہ کے قانون کے پاس آنے ضروری ہیں مختصر یہ کہ اللہ کی مقدس کتاب اور اللہ کے رسول کی سنت انہیں دونوں کو پنچ بناؤ چنانچہ دوسری جگہ ہے فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ (نساء ۴/ ۵۹) پس اگر تم کسی چیز میں جھگڑا کرنے لگو تو اس کو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لے آؤ یہی ایمان والوں کی شان ہے' پھر فرمایا اللہ (جو کائنات کے ذرے ذرے کا مالک ہے) وہی میرا مربی ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اس کے حوالہ میں اپنے بہت کام کر چکا ہوں اور زندگی کے ہر لمحہ میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

(۱۱) وہی کائنات کا خالق ہے اور تم پر اس کے بڑے بڑے احسانات ہیں یہ احسان کیا تھوڑا ہے کہ اس نے تمہاری دل جوئی اور تفریح کے لیے تمہاری ہی جنس وشکل وصورت سے تمہارے جوڑے بنائے مردوں کے لیے عورتیں اور عورتوں کے لیے مرد پیدا کر دیئے اور جانوروں کے بھی جوڑے بنا دیئے چوپائے آٹھ ہیں انہیں پر تمام جانوروں کو قیاس کر لو پھر وہ تمہیں اسی صفت پر یعنی

جوڑے جوڑے پیدا کرتا جا رہا ہے اور نسل در نسل تم پھیلتے چلے جا رہے ہو دو نہیں چار نہیں بلکہ ہزاروں صدیاں بیت گئیں مگر تمہاری پیدائش اسی صفت پر جاری ہے نہ انسانوں کی پیدائش میں فرق آیا اور نہ جانوروں کی پھر فرمایا لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ یعنی مخلوق میں خالق کی نظیر نہیں وہی یکتا اور بے نیاز ہے اور وہی سب کی سنتا ہے اور سب کو دیکھتا ہے۔

(۱۲) کائنات کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے قبضہ میں ہیں یعنی تمام دنیا کا حاکم و مالک اور ہر طرح کا اختیار رکھنے والا وہی شہنشاہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں وہ جسے چاہے تنگی دے اس کا ہر کام حکمت سے بھرپور ہے۔ وہ کسی صورت میں بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا اور اس کے علم کی وسعت حد تحریر سے باہر ہے یقین مانو اس کے علم کے دائرہ میں ساری مخلوق گھری ہوئی ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۴﴾

”اللہ نے تمہاری بھلائی کے لیے وہی دین مقرر فرمایا ہے جس کا نوح کو حکم دیا تھا اور جسے ہم نے وحی کے واسطہ سے آپ کے پاس بھیجا ہے اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی دیا تھا کہ یہ دین برقرار رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو مشرکوں پر یہ بات جس کی آپ انہیں دعوت دے رہے ہیں بڑی بھاری ہے اللہ جسے چاہے اپنا مقبول بندہ بنا لے اور وہ اسی کو صحیح راہ پر چلاتا ہے جو اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے یہ لوگ اپنے پاس علم آ جانے کے بعد ہی فرقہ بندی میں پھنسے اور وہ بھی آپس کی ضد سے اور اگر آپ کے رب کا فیصلہ ایک مقررہ مدت کے لیے پہلے ہی سے طے نہ پا چکا ہوتا تو ان کا کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا اور ان کے بعد جنہیں کتاب کا وارث بنایا گیا وہ بھی اس کی جانب سے گہرے شک میں مبتلا ہیں“۔

توحید ایک زبردست انعام ہے: (۱۳) اس جگہ ایک بہت بڑے انعام کا بیان ہے یعنی اللہ نے تمہارے لیے وہی دین مقرر فرمایا ہے جو نہ صرف انبیاء کو بلکہ دنیا میں سب سے پہلے اور سب سے پچھلے اور درمیانی بڑے بڑے رسولوں کو دیا گیا تھا سورۂ احزاب میں انہیں پانچ پیغمبروں کا بیان ہے معلوم ہوا کہ توحید تمام انبیاء کا متفقہ دین ہے ہر نبی توحید ہی کو پھیلانے کے لیے بھیجا گیا تھا فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ (انبیاء ۲۱/ ۲۵) ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھیجا اس کی طرف یہی وحی کی کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اس لیے میری ہی عبادت میں لگے رہو حدیث میں آ چکا ہے کہ انبیاء آپس میں علاتی بھائیوں کی مانند ہیں یعنی سب کا دین ایک ہے جیسے علاتی بھائیوں کا باپ ایک ہوتا ہے انبیاء کی شریعتیں جدا گانہ ہیں مگر سب کا دین توحید ہی ہے یعنی ہر شریعت کا سر توحید ہی ہے فرمایا لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ (مائدہ ۵/ ۴۸) ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے شریعت اور ایک راہ مقرر

کی ہے' پھر فرمایا جو وحی تمام انبیاء کو بھیجی گئی وہ یہ تھی کہ دین یعنی توحید قائم رکھو اور اسی ایک نقطہ پر جم جاؤ جماعت کے ساتھ مل کر رہو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو یہی دعوت توحید مشرکوں کو بری معلوم ہوتی ہے دراصل ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے جس کے اندر ہدایت پانے کی صلاحیت ہوتی ہے اسے ہدایت کی راہ مل جاتی ہے چونکہ وہ حق کی جستجو کرتا ہے اس لیے اللہ اسے راہ ہدایت پر ڈال دیتا ہے ہاں جو اس صلاحیت سے محروم ہے اور حق کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا اور نہ راہ ہدایت ڈھونڈھتا ہے بلکہ سیدھی راہ چھوڑ کر ٹیڑھی راہ پسند کرتا ہے اللہ بھی اسے قہر و ذلت میں دھکیل دیتا ہے۔

اختلافات کی وجہ: (۱۴) یعنی اختلافات حق آ جانے اور حجت قائم ہو جانے کے بعد باہمی ضد اور بحث سے پیدا ہوئے اگر حساب وکتاب کے لیے قیامت کا دن پہلے سے طے نہ کیا جا چکا ہوتا تو ان ظالموں کے ہر برے عمل کی سزا فوراً دنیا ہی میں مل جایا کرتی۔ آیت کے پچھلے حصہ میں اشارہ ہے کہ پچھلے جو اپنے بزرگوں کی کتابوں کے وارث ہوئے دراصل ان کے مقلد ہیں اور یہ بات مانی ہوئی ہے کہ مقلد کا ایمان شکوک وشبھات سے پر ہوتا ہے کیونکہ تقلید پر ہوتا ہے دلیل پر نہیں ہوتا کہ درجہ یقین تک پہنچا ہوا ہو بلکہ یہ اپنے ان بزرگوں کے جو حق کو نہ ماننے والے تھے مخلص مقلد ہوتے ہیں۔

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ؕ ﴿۱۵﴾

''آپ لوگوں کو یہی دعوت دیتے رہیں اور جس طرح آپ کو حکم ہے اسی پر جمے رہیں اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کریں اور فرما دیں کہ میرا ان تمام کتابوں پر ایمان ہے جو اللہ نے اتاری ہیں اور مجھے اس بات کا حکم ہے کہ تم میں انصاف کرتا رہوں ہمارا اور تمہارا رب اللہ ہی ہے ہمارے لیے ہمارے عمل ہیں اور تمہارے لیے تمہارے عمل ہیں ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی بحث نہیں اللہ ہمیں اور تمہیں جمع کرے گا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے''۔

ایک نکتہ کا بیان: (۱۵) اس آیت میں ایک نکتہ ہے جو قرآن میں علاوہ آیت الکرسی کے کسی اور آیت میں نہیں یعنی اس آیت میں دس کلمے ہیں اور ہر ایک کلمہ کا ایک مستقل حکم ہے پہلا حکم یہ ہے کہ آپ پر کوئی نئی وحی نہیں آئی سابق انبیاء پر بھی اسی طرح وحی آتی رہی ہے اور آپ کا دین کوئی نیا دین نہیں سابق انبیاء کا بھی یہی دین تھا اس لیے آپ دنیا کو اسی کی دعوت دیتے رہیں' اسی پر جمے رہیں اور اسی کے پھیلانے میں دوڑ دھوپ کرتے رہیں دوسرا حکم یہ ہے کہ آپ توحید پر جم جائیں اور مسلمانوں کو اس پر جم جانے کی رغبت دلاتے رہیں تیسرا حکم یہ ہے کہ مشرکوں کے اختلافات' حق کی تکذیب' افترا پردازی اور غیر اللہ کی عبادت سب خراب عادتیں ہیں خبردار آپ ہرگز ان گندی عادتوں کے پیچھے نہ لگیں چوتھا حکم یہ ہے کہ آپ ڈنکے کی چوٹ اس عقیدے کا اعلان فرما دیں کہ میرا تمام الہامی کتابوں پر ایمان ہے میرا یہ ظرف نہیں کہ ایک کو تو مان لوں اور باقی کتابوں کو جھٹلا دوں پانچواں حکم یہ ہے کہ میں تم میں

وہی احکام پھیلانا چاہتا ہوں جو میرے پاس اللہ کے پاس سے آئے ہیں اور سرتا سر عدل وانصاف پر مبنی ہیں۔ چھٹا حکم یہ ہے کہ سچا معبود اللہ ہی ہے وہی سب کا مربی ومحسن ہے اگر چہ کوئی اپنی خوشی سے اس کے آگے نہ جھکے مگر درحقیقت نہ صرف ہر شخص بلکہ ہر چیز اس کے آگے سرنگوں ہے اور سجدہ کر رہی ہے۔ ساتواں حکم یہ ہے کہ اپنی اپنی کرنی اور اپنی اپنی بھرنی اس حیثیت سے ہم تم میں کوئی تعلق نہیں فرمایا وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ (یونس۱۰/۴۱) اگر یہ آپ کو جھٹلائیں تو آپ فرما دیں میرے لیے میرے عمل ہیں اور تمہارے لیے تمہارے عمل تم میرے عملوں کے ذمہ دار نہیں اور میں تمہارے عملوں کا ذمہ دار نہیں۔ آٹھواں حکم یہ ہے کہ ہم میں آپس میں کوئی جھگڑا نہیں اور کسی مناظرہ کی ضرورت نہیں نواں حکم یہ ہے کہ اللہ سب کو قیامت کے دن جمع فرما دے گا فرمایا قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا (سبا۳۴/۲۶) آپ فرما دیں ہمیں ہمارا رب جمع فرمائے گا پھر ہمارے جھگڑے انصاف سے طے فرمائے گا وہی صحیح صحیح فیصلہ کرنے والا اور بڑے علم والا ہے دسواں حکم یہ ہے کہ سب کو لوٹ کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ۝ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ۝

’’جو اللہ کے دین میں جھگڑتے ہیں جب کہ وہ مان لیا گیا ہے ان کے مغالطے ان کے رب کے نزدیک باطل ہیں اور ان پر اس کا بڑا بھاری غصہ ہے اور انہیں کے لیے سخت ترین سزا ہے آپ کو کیا معلوم شاید قیامت قریب ہی آ گئی ہو جو قیامت کو نہیں مانتے انہیں کو اس کی جلدی پڑی ہے اور مومن تو اس سے خوف زدہ ہیں اور انہیں یقین ہے کہ قیامت ضرور آئے گی سن لو جو قیامت کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں وہ راہ سے بہت دور جا پڑے‘‘۔

دین میں رخنہ نکالنے والوں کو تنبیہ: (۱۶) یعنی جو احکام شرع میں مسلمانوں سے کٹ حجتی کرتے رہتے ہیں اور اللہ کے دین میں طرح طرح کے رخنے نکالتے رہتے ہیں تاکہ مومن راہ ہدایت سے بہک جائیں انہیں خوب سوچ لینا چاہیے کہ ان کی فضول بکواس اور ناکارہ لن ترانیاں اللہ کے نزدیک باطل ہیں اور اللہ ان سے سخت ناراض ہے قیامت آ رہی ہے جب انہیں ان کی اس کٹ حجتی کا مزا چکھایا جائے گا اور ایسی ہولناک وسخت سزائیں دی جائیں گی جو آج تصور میں بھی نہیں انہیں مسلمانوں سے یہ امید رکھنا کہ ان کی بکواس سے مسلمان پھر جاہلیت اختیار کر لیں گے قطعی بے بنیاد ہے جب دل میں اسلام رچ جاتا ہے تو پھر کفر وشرک کی دال نہیں گلتی تمام غیر مسلموں کو آگاہ رہنا چاہئے کہ ایک فرزند توحید کے لیے یہ ناممکن ہے کہ اپنے اچھے کھرے اصلی دل پسند اور پاکیزہ دین کو چھوڑ کر دوسرے کا بدلا ہوا اور ملاوٹی دین قبول کرلے۔

(۱۷) ترازو سے عدل مراد ہے کیونکہ ترازو کسی چیز کے دو برابر حصہ کرنے کا آلہ ہے فرمایا لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا (حدید

۵۷/ ۲۵) اللہ گواہ ہے ہم نے اپنے پیغمبروں کو غالب دلائل عطا فرما کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور ترازو اتاری تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہو جائیں (۲) وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا (رحمٰن ۵۵/ ۷ تا ۹) اللہ ہی نے آسمان بلند فرمایا اور اسی نے ترازو نصب فرمائی تا کہ تم تولنے میں گھٹاؤ بڑھاؤ نہیں اور وزن انصاف سے برابر برابر رکھو۔ پھر فرمایا عجب نہیں قیامت نزدیک ہی آ گئی ہو اس لیے دنیا سے دل نہ لگاؤ اور قیامت کی ہولنا کیوں سے ڈر کر اپنے اللہ کو راضی کر لو۔

قیامت کی جلدی مچانے والے: (۱۸) یعنی قیامت کو نہ ماننے والے ہی قیامت کی جلدی مچاتے ہیں کیونکہ وہ قیامت کو ناممکن سمجھتے ہیں لیکن اسے ماننے والے اس کے ہولوں سے خوف زدہ رہتے ہیں کیونکہ انہیں یقین ہے کہ جزاء کا دن یقینی ہے اور وہ اس سے ڈر کر ایسے عمل کر رہے ہیں جو اس دن کام آئیں۔ کسی نے بلند آواز سے اللہ کے رسول سے پوچھا قیامت کب آئے گی یہ سفر کا واقعہ ہے پوچھنے والا آپ سے کچھ دور تھا فرمایا ہاں ہاں بلاشبہ وہ آنے والی ہے یہ تو بتاؤ تم نے اس کے لیے کیا کیا تیاری کی ہے؟ بولا میرے پاس تو بس اللہ کی اور اس کے رسول کی محبت ہے فرمایا تم انہیں کے ساتھ رہو گے جن سے تمہیں محبت ہے۔ (۲) ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا سائل کے جواب میں حضور اکرم ﷺ نے قیامت کی تاریخ متعین نہیں فرمائی (کیونکہ اس کا علم صرف اللہ کو ہے آپ عالم الغیب نہیں) بلکہ سائل کو اس دن کی ہولنا کیوں سے بچنے کے لیے نیک عملوں کی تیاری کی رغبت دلائی پھر فرمایا جو قیامت کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں اور اسے ناممکن سمجھتے ہیں محض جاہل ہیں اور صحیح فکر و عقل سلیم کی راہ سے بہت دور ہٹ چکے ہیں غور کیجئے زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق بلا مثال و نمونہ تو اللہ کو مانیں لیکن تعجب پر تعجب ہے کہ انسان کو مار کر اسے دوبارہ زندہ کر دینا اس کے بس سے باہر سمجھیں۔ بریں عقل و دانش بباید گریست: کیا جس نے بلا کسی نمونے کے ایک چیز شروع شروع میں بنا دی وہ اسے فنا کر کے دوبارہ نہیں بنا سکتا اب تو اس چیز کے اجزاء بھی کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں شروع میں تو اجزاء ہی نہ تھے عقل سلیم تو بانگ دہل اعلان کر رہی ہے کہ انسان کے لیے بھی دوبارہ بنانا آسان ہے گو اللہ کے لیے شروع میں بھی آسان ہے۔

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿١٩﴾ مَنْ كَانَ
يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ
مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿٢٠﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ
مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ
وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢١﴾ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا
وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ
مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿٢٢﴾

''اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے جسے چاہتا ہے (فراخی سے) روزی دیتا ہے وہ بڑی قوت والا اور زبردست غلبہ والا ہے جو

آخرت کی کھیتی کا جویاں ہو ہم اسے اس کی کھیتی میں برکت دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی کا جویاں ہو ہم اسے اس میں سے تھوڑا بہت دے دیں گے لیکن ایسے شخص کا آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں کیا ان مشرکوں نے ایسے شریک بنا لیے ہیں جنہوں نے ان کے لیے دینی احکام مقرر کر رکھے ہیں جن کی اجازت اللہ نے نہیں دی اگر فیصلہ کے دن کی بات طے نہ ہوئی ہوتی تو ان کا فیصلہ کبھی کا ہو چکا ہوتا یا درکھو ظالموں ہی کے واسطے بڑے دردوالا عذاب ہے آپ دیکھیں گے (کہ اس دن) یہ ظالم اپنے کرتوتوں سے جو واقع ان پر ڑالے جانے والے ہیں ڈر رہے ہوں گے حالانکہ وہ ان پر پڑ کر ہی رہیں گے اور ایمان والے اور نیک اعمال والے جنتوں کے باغوں میں ہوں گے یہ جو چاہیں گے اپنے مربی کے پاس حاضر پائیں گے یہی ہے بڑا بھاری انعام''۔

اللہ ہی روزی رساں ہے: (۱۹) یعنی اللہ کی اپنے بندوں پر ہر وقت نگاہ لطف و کرم ہے وہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ذریعہ سے روزی پہنچا رہا ہے اور اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی نہیں بھولتا سب کی خیر خبر رکھتا ہے ہر چیز اسی کے خوان نعمت سے کھاتی پیتی ہے فرمایا وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ (ھود ۱۱/ ۶) زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی روزی اللہ نے اپنے ذمہ نہ لے رکھی ہو وہ ہر جاندار کے رہنے کی جگہ کو اور قرارگاہ کو خوب جانتا ہے یہ سب کچھ لوح محفوظ میں مندرج ہے پھر فراخی اور تنگی اس کی مرضی پر ہے جسے چاہتا ہے بافراغت روزی عطا فرماتا ہے کوئی اس کی دی ہوئی روزی چھین نہیں سکتا کیونکہ وہ بڑا طاقت ور اور سب پر غالب ہے کون ہے جو اس کے مقابل آئے اور اس کی دی ہوئی روزی چھینے۔

امیدوار دنیا کو دنیا اور جویان آخرت کو آخرت ملتی ہے: (۲۰) یعنی جو شخص آخرت کا متلاشی ہے اور نیک عملوں کی رغبت کرتا ہے ہم خود اس کی اعانت و حوصلہ افزائی فرماتے ہیں اور اسے توفیق و طاقت دے کر اس کی شوق کی کھیتی میں برکت و ترقی عطا فرماتے ہیں کوئی نیکی دس گنی کوئی اس سے بھی زیادہ اور کوئی سات سو تک بلکہ کوئی اس سے بھی زیادہ بڑھا دی جاتی ہے بہرحال جس دل کو آخرت کی لگن ہوتی ہے اسے اللہ کی طرف سے اچھے اچھے عملوں کی توفیق ملتی ہے البتہ جس کی شوق کی چیز دنیا ہی ہوتی ہے اور وہ آخرت سے بے پرواہ ہوتا ہے وہ دنیا اور دین دونوں سے محروم کر دیا جاتا ہے کیونکہ دنیا کا ملنا تو اللہ کی مرضی پر ہے بہت سے بیچارے ایسے بھی ہیں جو خون پسینہ ایک کر دیتے ہیں مگر پھر بھی انہیں دنیا بقدر خواہش نہیں ملتی اور بری نیت کی وجہ سے آخرت بھی برباد کر دیتے ہیں اور اگر طالب دنیا کو تھوڑی بہت دنیا مل بھی گئی تو کیا ہے روزی دینے والا تو بقدر حصہ سب ہی کو روزی پہنچاتا ہے تاہم ساری دنیا بھی آخرت کے مقابلہ پر کچھ نہیں اگر ہفت اقلیم کی سلطنت بھی مل گئی ہے تو چھن جائے گی۔

پیروی اللہ کے دین کی کرنی چاہیے لوگوں کے دین کی نہیں: (۲۱) یعنی انہیں اللہ کے دین کی پیروی کرنی چاہیے تھی مگر اسے چھوڑ کر جنوں' شیطانوں اور سرداروں کو معبود بنا لیا بے خبر اسی مجموعہ احکام کو دین سمجھ بیٹھے جو ان جھوٹے معبودوں کے خود تراشیدہ ہیں۔ ان کے اکابر جسے حلال کہیں وہ حلال اور جسے حرام کہیں وہ حرام سمجھا جاتا ہے عبادتوں کے طریقے ان کے خود ساختہ ہیں اسی طرح مال کے احکام ایجاد کردہ ہیں جنہیں یہ اللہ کا دین سمجھ بیٹھے ہیں جیسا کہ عہد جاہلیت میں جاہلوں نے بعض جانوروں کو حرام سمجھ لیا تھا جیسے دیوتاؤں کے نام پر کان چیر کر یا داغ دے کر جانور چھوڑ دیتے تھے اور حرام سمجھتے تھے اسی طرح حالت حمل میں مادین بچہ کو دیوتاؤں کے نام کا ٹھہرا دیتے تھے اور جس اونٹ سے دس بچے حاصل کر لیتے اسے دیوتاؤں کے نام کا کر کے چھوڑ دیتے تھے پھر چونکہ یہ جانور دیویوں اور دیوتاؤں کے نام کے ہوتے تھے اس لیے ان کا احترام کرتے تھے اور انہیں حرام سمجھتے تھے اسی طرح

بعض چیزوں کو از خود حلال کر لیا تھا مثلاً مردار خون اور جوا وغیرہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا میں نے عمرو بن لحی کو جہنم میں آنتیں گھسیٹتا ہوا دیکھا یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے غیر اللہ کے نام پر جانور چھوڑنے کی رسم ایجاد کی تھی یہ ایک خزاعی بادشاہ تھا اور بہت سی شرکیہ رسموں کا جو عہد جاہلیت میں پائی جاتی تھیں موجد تھا اسی نے قریش کو بت پرستی کی ترغیب دی تھی آخر یہ رفتہ رفتہ بت پرست بن گئے پھر فرمایا اگر قیامت تک کی ڈھیل کا فیصلہ طے نہ کیا جا چکا ہوتا تو آج ہی ان بت پرستوں پر میرا عذاب مسلط ہو جاتا اور یہ سب برباد ہو چکے ہوتے اب عذاب قیامت پر موقوف ہے اس دن ان بدبختوں پر جہنم کے ہولناک روح فرسا اور درد بھرے عذاب ہوں گے۔

مشرکوں کی میدان محشر میں گھبراہٹ: (۲۲) تم دیکھو گے میدان محشر میں یہ لوگ اپنے کرتوتوں کو یاد کر کے اللہ کے خوف سے کانپ رہے ہوں گے چہرے فق ہوں گے اور ہوائیاں اڑ رہی ہوں گی لیکن اللہ کے عذاب سے کوئی چیز انہیں نہ بچا ئے گی اور انہیں اپنے کرتوتوں کا مزا ضرور چکھایا جائے گا برخلاف ان کے نیک وصالح مومن عیش و آرام سے خوش وخرم بہشتوں کے پر بہار باغوں میں موج اڑا رہے ہوں گے مقابلہ کرو بے ایمانوں کی ذلت' دہشت اور بے قراری کا اور ایمان داروں کی عزت' جمعیت قلب اور سکون واطمینان کا وہ وضع وضع کی تکالیف ومصائب کا شکار اور یہ طرح طرح کی لذتوں اور راحتوں میں سرشار وہ بھوکے پیاسے اور سرگرداں اور یہ بہترین لذیذ غذاؤں سے سیر وشاد ماں' وہ ننگے پیر اور ننگے بدن اور ان کے بہترین ریشمی پوشاک زیب تن' وہ ٹھوکریں کھاتے ہوئے حیران و پریشان اور ان کے لیے ناز ونعمت کے طرح طرح کے سامان' ان کا نہ کوئی مونس نہ دلسوز اور یہ عالیشان تختوں پر رونق افروز' وہ جہنم کے خوفناک شعلوں کا شکار اور ان کی آرام گاہ دارالسلام ودارالقرار اور ان کے لیے جہنم آتش بار اور یہ فردوس ہم کنار اے اللہ ہمیں بھی فردوس کی بہار نصیب فرما آمین...

ذٰلِكَ الَّذِىْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ؕ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾

''یہی وہ نعمت ہے جس کی خوش خبری اللہ اپنے بندوں کو دے رہا ہے جو ایمان لائے اور عمل کرتے رہے آپ فرما دیجئے کہ میں اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا بجز رشتے داری کی محبت کے اور جو شخص کوئی نیک عمل کرے گا ہم اس کی نیکی میں اور خوبی کا اضافہ فرما دیں گے اللہ بڑی بخشش والا اور بڑا قدر دان ہے کیا کافر کہتے ہیں کہ انہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ہے اگر اللہ چاہے تو آپ کے دل پر مہر لگا دے اور اللہ باطل کو مٹا دیتا ہے اور حق کو اپنے احکام سے برقرار رکھتا ہے یقیناً وہ دل کی باتوں سے خوب خبردار ہے''۔

جنتی نعمتوں کی ارباب ایمان کو بشارت: (۲۳) یعنی مذکورہ بالا آیت میں جن جنتی نعمتوں کا بیان ہے ان کی ارباب ایمان و

عمل کو بشارت دی جا رہی ہے اور پیغمبر اسلام سے فرمایا جا رہا ہے کہ آپ قریش کے مشرکوں سے فرما دیجئے کہ میں تمہیں یہ جو اللہ کے احکام سکھا رہا ہوں اور تمہاری دن رات ہمدردی میں مصروف ہوں اس پر تم سے کچھ صلہ تو نہیں طلب کر رہا اور نہ میں تبلیغ پر تم سے اجرت مانگ رہا ہوں تم میری خیر خواہی تو کیا کر سکو گے اپنی شرارتوں ہی سے باز آ جاؤ اور رشتے داری کا لحاظ کر کے کم از کم مجھے دکھ تو نہ پہنچاؤ اور مجھے آزادی اور پورے اطمینان سے احکام الٰہی کی تبلیغ کرنے دو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی سعید بن جبیر رحمہ اللہ بول پڑے کہ قربیٰ سے رحمت عالم ﷺ کا خاندان مراد ہے فرمایا سعید! تم نے جواب میں جلدی کی رحمت عالم ﷺ کی رشتے داری قریش کے تمام قبیلوں سے تھی یعنی مجھ میں اور تم میں جو خونی رشتہ ہے کم از کم اسی کا لحاظ کرو (ب) ایک دفعہ اللہ کے رسول ﷺ نے قریش سے فرمایا کہ میں تم سے تبلیغ رسالت کی کوئی اجرت تو نہیں مانگتا صرف اتنا چاہتا ہوں کہ باہمی خونی رشتے ہی کا کم از کم خیال رکھو اور رشتے کا میرا تم پر جو حق ہے اسے پورا کرو (ط) پھر فرمایا ہم نیک عملوں کا ثواب بڑھا دیتے ہیں فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ (نساء ۴/۴۰) اللہ ایک ذرے کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا اگر نیکی ہوتی ہے تو اس میں اور اضافہ فرما دیتا ہے اور اپنے پاس سے عظیم الشان اجر عطا فرماتا ہے۔ پھر اگر برائیوں والا توبہ کر لے تو اللہ بڑی بخشش والا ہے اور نیکیوں کا بڑا قدردان ہے۔

نبی ﷺ پر قرآن گھڑنے کا الزام: (۲۴) یعنی ان جاہلوں کا یہ کہنا کہ قرآن آپ کا خودساختہ ہے جسے اللہ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے قطعی بے بنیاد اور غلط ہے اگر ایسا ہوتا تو اللہ آپ کے دل پر مہر لگا دیتا اور آپ سب بھول جاتے ایک لفظ بھی یاد نہ رہتا فرمایا وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا (حاقہ ۶۹/۴۴ تا ۴۷) اگر نبی خود ساختہ باتیں ہماری طرف منسوب کر دیتے تو ہم ان کا سیدھا ہاتھ پکڑ کر ان کی دل کی رگ کاٹ ڈالتے اور تم میں سے کوئی بھی انہیں اس عذاب سے نہیں نجات دلا سکتا تھا۔ پھر فرمایا اللہ دلائل پیش کر کے باطل مٹا دیتا ہے اور حق واضح فرما دیتا ہے اللہ دلوں کے رازوں سے خوب واقف ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿۲۵﴾ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۸﴾

"وہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرنے والا اور برائیوں کو مٹانے والا ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو سب اسے معلوم ہے وہ ایمان والوں اور نیک عمل والوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے اور انہیں اپنے فضل سے اور مزید عطا فرماتا ہے اور کافروں کے لیے بڑا سخت عذاب ہے اگر اللہ اپنے تمام بندوں کو بافراغت روزی عطا فرماتا تو وہ دنیا میں اودھم مچا دیتے لیکن وہ ایک اندازے سے جس قدر چاہتا ہے روزی اتارتا ہے وہ اپنے بندوں سے خوب آگاہ ہے اور انہیں خوب دیکھ رہا ہے وہی ہے جو لوگوں کے مایوس ہو جانے کے بعد بارش

اتارتا ہے اور اپنی رحمت منتشر فرما دیتا ہے اور وہی کام بنانے والا اور لائق تعریف ہے''۔

توبہ کا بیان: (۲۵) یعنی اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے اگر کوئی بڑے سے بڑا مجرم اپنے جرم سے باز آ جائے اور اس کی بارگاہ میں اشک ندامت کا ایک قطرہ بہادے اور پرخلوص توبہ کرلے تو وہ اپنی مہربانی سے اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور انہیں چھپا لیتا ہے پھر اپنا فضل وکرم بھی اسے مزید عطا فرماتا ہے وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا (نساء ۴/۱۱۰) جو شخص کوئی برا عمل کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ سے معافی مانگ لے تو وہ اسے بڑی بخشش والا اور نہایت رحم والا پائے گا اللہ بندے کی توبہ سے اس شخص سے کہیں زیادہ خوش ہوتا ہے جس کی سواری کسی بیابان میں کھوگئی ہو اور اس سواری پر اس کی کھانے پینے کی چیزیں بھی ہوں پھر وہ اسے ہر چند ڈھونڈھتا ہے مگر نہیں ملتی آخر مایوس ہو کر ایک درخت کی چھاؤں میں آ کر پڑ جاتا ہے اسے اپنی جان کا خطرہ بھی ہے (کہ کہیں بھوکا پیاسا مر نہ جاؤں) اور سواری سے قطعی ناامید ہو جاتا ہے کہ اچانک وہ دیکھتا ہے کہ سواری اس کے پاس کھڑی ہے فوراً اٹھتا ہے اور اس کی نکیل ہاتھ میں پکڑتا ہے اور خوشی کے مارے بے ساختہ اس کی زبان سے نکل جاتا ہے کہ اے اللہ تو میرا غلام ہے اور میں تیرا پروردگار (م) یعنی خوشی سے اتنا ہوش نہیں رہتا کہ کیا کہہ رہا ہے اور غلطی کر جاتا ہے۔

اللہ نیک لوگوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے: (۲۶) یعنی اس بات کے باوجود کہ اللہ ہر توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے وہ ارباب ایمان وعمل صالح کی دعائیں بھی قبول فرماتا ہے خواہ وہ اپنے لیے کریں یا دوسروں کے لیے ایک موقعہ پر ملک شام میں مسلمان جاں باز مجاہدوں کے سامنے معاذؓ نے ایک پرجوش تقریر فرمائی جس میں بیان کیا کہ تم ایمان کی دولت سے مالا مال ہو اور جنتی ہو مجھے امید ہے کہ تمہارے یہ قیدی بھی عجب نہیں جنت میں چلے جائیں کیونکہ جب ان میں سے کوئی قیدی تمہارا کوئی کام یا کوئی خدمت انجام دے دیتا ہے تو تم خوش ہو کر اسے دعا دیتے ہو اور کہتے ہو اللہ تجھ پر رحم فرمائے اور تجھے برکت عطا فرمائے اور قرآن عظیم نے وعدہ فرمایا ہے کہ اللہ مومنوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی یعنی اللہ ان کی سنتا ہے جو بات مان کر اسے عملی جامہ پہناتے ہیں فرمایا الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ (زمر ۳۹/۱۸) یعنی جو بات مان کر اس کی پیروی کرتے ہیں۔

ہر شخص کو امیر نہ بنانے کی حکمت: (۲۷) یعنی اگر ہر شخص مال دار ہوتا تو مال کے نشہ میں مخمور ہو کر دنیا میں اودھم مچا دیتا۔ اب بھی تو یہ حال ہے کہ ایک دوسرے کو دیکھنا گوارا نہیں کرتا اور اسے مٹانے کی فکر میں رہتا ہے جب تو ہر شخص فرعون وشداد بن جاتا اور عیش وآرام انہیں سرکشی، نخوت اور فساد پر آمادہ کر دیتا اس لیے فرمایا کہ اللہ ہر متنفس کو اس کی قسمت کے مطابق ایک اندازے کے ساتھ روزی دیتا ہے کیونکہ انسان کی صلاحیت کو وہ خوب جانتا ہے ایک حدیث قدسی میں ہے کہ کچھ میرے بندے وہ ہیں جن میں مال داری کی صلاحیت ہے اگر میں انہیں تنگدست بنادوں تو اپنا دین چھوڑ بیٹھیں اور کچھ میرے ایسے بندے ہیں جن کے مناسب تنگدستی ہی ہے اگر میں انہیں مال دار بنادوں تو ان کا دین خراب ہو جائے

(۲۸) یعنی لوگوں کی نگاہیں آسمان پر لگی رہتی ہیں کہ بارالٰہا رحمت ہو اگر کبھی بارش میں دیر ہو جاتی ہے تو لوگ مایوس ہو جاتے ہیں فرمایا وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ (روم ۳۰/۴۹) اور یہ لوگ قبل اس کے کہ ان کے خوش ہونے سے پہلے ان پر مینہ برسے بڑے ناامید تھے پھر سخت ناامیدی کے بعد مینہ برس جاتا ہے جس سے خشک سالی جاتی رہتی ہے اور چاروں طرف رحمت ہی رحمت پھیل جاتی ہے ایک شخص عمرؓ سے آ کر عرض کرتا ہے کہ امیر المومنین خشک سالی معلوم ہو رہی ہے اب تو لوگوں کو بارش کی قطعی امید نہیں رہی فرمایا

جاؤ انشاء اللہ اب بارش ضرور ہوگی پھر یہ آیت پڑھی۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰي جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَاۗءُ قَدِيْرٌ ﴿٢٩﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿٣٠﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ښ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿٣١﴾

''آسمان وزمین کی پیدائش اور ان میں جانداروں کا پھیلا دینا بھی اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور وہ جب چاہے ان کے اکٹھا کرنے پر قادر ہے اور تمہیں جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے سب تمہارے کرتوتوں کا بدلہ ہے اور بہت سے گناہوں کو تو اللہ معاف بھی فرما دیتا ہے تم اسے دنیا میں عاجز کرنے والے نہیں اور نہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی کام بنانے والا ہے اور نہ مدد کرنے والا''۔

ساری مخلوق اللہ کی مخلوق ہے: (۲۹) یعنی آسمان وزمین اور ان کی ساری مخلوق اللہ ہی کی پیدا کی ہوئی ہے نوری' ناری خاکی اور قسم قسم کے جاندار جو روئے زمین پر پائے جاتے ہیں قیامت کے روز سب ایک میدان میں جمع کیے جائیں گے اور سب حواس باختہ حیران و پریشان ہوں گے اور سب کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔

تکالیف کا منبع گناہ ہیں: (۳۰) یعنی دنیا میں انسان کو جو دکھ پہنچتا ہے وہ سب اس کے خود کردہ گناہوں کا بدلہ ہے جب کہ مہربان اللہ بہت سے گناہوں سے چشم پوشی فرما کر انہیں معاف بھی فرما دیتا ہے اگر وہ تمہیں ہر گناہ اور ہر لغزش کی سزا دے تو پھر تم اس کی زمین پر چل پھر نہ سکو حدیث میں ہے کہ ایمان والوں کو جو کچھ تنگی ترشی' غم و رنج اور حیرانی و پریشانی ہوتی ہے اس کی وجہ سے ان کی لغزشیں معاف کر دی جاتی ہیں یہاں تک کہ کانٹا بھی گناہ کا کفارہ بن جاتا ہے منقول ہے کہ جب فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ اتری تو صدیق کھانا تناول فرما رہے تھے آپ نے آیت سنتے ہی کھانے سے ہاتھ روک لیا اور پوچھا کہ اے اللہ کے رسول کیا ہر ایک گناہ اور برائی کا بدلہ دیا جائے گا فرمایا یاد رکھو جو چیزیں ناگوار خاطر گذرتی ہیں سب برائیوں کے بدلے ہیں اور تمام نیکیوں کا ذخیرہ اللہ کے پاس جمع ہے یہی مضمون اس آیت میں ہے۔ (۳۱) اس کا مطلب صاف ہے اور معنی واضح ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٣٢﴾ۭ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰي ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿٣٣﴾ۙ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ﴿٣٤﴾ۡ وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿٣٥﴾

''اور اس کی نشانیوں میں سے دریا میں چلنے والے پہاڑوں جیسے جہاز بھی ہیں اگر اللہ چاہے تو ہوا بند فرما دے اور یہ سمندر میں ٹھہر

جائیں بلاشبہ اس میں ہر صابر و شاکر کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں یا انہیں ان کے عملوں کے باعث برباد کردے اور وہ بہت سی خطائیں تو معاف بھی فرما دیتا ہے تا کہ ہماری نشانیوں میں جھگڑنے والے معلوم کر لیں کہ ان کے لیے چھٹکارے کی کوئی راہ نہیں''۔

دریا اور سمندر انسان کے تابع ہیں: (۳۲) یعنی اللہ نے دریا اور سمندر تمہارے تابع بنا دیئے تمہاری کشتیاں ان میں آتی جاتی رہتی ہیں دریا یا سمندر میں بڑی بڑی کشتیاں یا جہاز ایسے معلوم ہوتے ہیں گویا زمین پر پہاڑ ہیں اور ان کشتیوں کو چلانے والی ہوائیں اللہ کے اختیار میں ہیں۔

(۳۳) یعنی اگر اللہ ہوا بند فرما دے تو تمہارے بادبان کیا کام کریں لامحالہ کشتیاں درمیان ہی میں ٹھہر جائیں غور کرو ہر وہ شخص جو مصائب میں صبر و تحمل کا اور راحتوں میں شکر کا عادی ہے اس کے لیے اس میں کتنی بڑی عبرت ہے وہ انہیں سے اپنے رب کی ہمہ گیر قدرت اور غیر محدود سلطنت معلوم کر سکتا ہے۔

(۳۴) ہاں جس طرح ہوا بند کر کے انہیں ٹھہرا دینا اس کے قبضے میں ہے اسی طرح ان سمندری پہاڑوں کو ڈبو دینا بھی اس کے اختیار و بس میں ہے اگر اسے منظور ہو تو کشتی والوں کے گناہوں کی وجہ سے انہیں ڈبو دے لیکن وہ بہت سے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اس کی رحمت و شفقت یہ سواریاں ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر لے آتی ہے یا اگر اللہ چاہے تو ہوا ناساز گار بنا دے یا سخت آندھی چلا دے کہ کشتی کو سیدھی راہ چلنے ہی نہ دے یا اسے سنبھالے نہ سنبھلنے دے اور اسے ڈانوا ڈول کر کے تباہ کر دے ہوا بند ہو جائے یا ناساز گار ہو جائے یا آندھی میں تبدیل ہو جائے ہر صورت میں ناکامی ہی ناکامی ہے لیکن اس کا لطف و کرم اور اس کی رحمت و شفقت ملاحظہ ہو کہ وہ ہوائیں ساز گار و خوش گوار چلاتا ہے انسان لمبے لمبے طول طویل سفر انہیں کے ذریعہ طے کر لیتا ہے اور منزل مراد کو پہنچ جاتا ہے پانی کا بھی اسی پر قیاس کر لو اگر وہ پانی نہ برسائے تو قحط اپنی ہولناکیوں اور تباہیوں کے ساتھ آ دھمکے اور اگر خوب برسائے تو پانی کی کثرت کسی چیز کو نہ ہونے دے اور ہولناک سیلاب امنڈ آئے مکانات منہدم ہو جائیں اور جانور بہہ جائیں ہر صورت میں تباہی ہی تباہی ہے لیکن اس کا لطف و کرم ملاحظہ ہو کہ جہاں زیادہ بارش کی ضرورت ہوتی ہے وہاں زیادہ اور جہاں کم کی ضرورت ہوتی ہے وہاں کم مینہ برستا ہے۔

(۳۵) یعنی ایسے نازک موقعوں پر تو ہماری نشانیوں میں جھگڑنے والے مان جاتے ہیں کہ وہ بھی ہماری قدرت کے اندر ہیں اگر ہم ان سے انتقام لینا چاہیں تو بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں۔

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ
وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝
وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝

''تمہیں جو چیز دی گئی ہے وہ دنیوی زندگانی کی تھوڑی سی پونجی ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس سے کہیں بہتر اور پائیدار ہے جو ایمان والوں اور اپنے رب پر بھروسہ کرنے والوں کے لیے ہے جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے رہتے ہیں اور جب کبھی انہیں غصہ آتا ہے تو درگذر کرتے ہیں اور جو اپنے پروردگار کے حکم کو مان لیتے ہیں نماز با قاعدہ پابندی سے پڑھتے ہیں اور جن کا کام باہمی مشورے سے ہوتا ہے اور جو ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں اور جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو برابر سرابر بدلہ لیتے ہیں''۔

آخرت کے مقابلہ میں دنیا کچھ نہیں: (۳۶و۳۷) دنیا کی بہاروں' اس کی دل فریبیوں اور اس کی چھن جانے والی نعمتوں کا بیان ہے یعنی دنیا ناپائیدار و حقیر ہے اسے حاصل کر کے کسی کو اترانا نہیں چاہیے کیونکہ آج نہیں تو کل چھن جانے والی ہے اور آخرت پائیدار اور بہت ہی بہتر ہے اس کی طرف رغبت کرنی چاہیے اور اعمال صالحہ کر کے ثواب کا ذخیرہ جمع کرنا چاہیے جو کبھی فنا نہ ہوگا یہ کوئی دانش مندی نہیں کہ باقی چھوڑ کر فانی اور زیادہ چھوڑ کر کم چیز لی جائے' آخرت کا ثواب اعمال صالحہ پر موقوف ہے۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ ایمان میں اتنی پختگی اور اس قدر جان ہو کہ انسان لذتوں کے چھوڑنے پر صبر کر سکے اور اللہ پر پورا پورا بھروسہ رکھے تا کہ صبر کے نازک موقعوں پر اللہ کی مدد ہاتھ تھام لے اور قوانین الٰہیہ کی پابندی احکام کی تعمیل اور گناہوں سے پرہیز آسان ہو جائے خصوصاً بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچنا ضروری ہے۔ بڑے گناہوں اور بے حیائیوں کی تفصیل سورہ اعراف میں گذر چکی غصے پر اتنا قابو ہونا چاہیے کہ اس حالت میں بھی خوش اخلاقی اور معافی کی عادت نہ بدلے جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ کے رسول نے اپنے نفس کا کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا ہاں جب اللہ کے احکام کی توہین ہوتی ہو تو اللہ کے لیے انتقام لینا اور بات ہے مروی ہے کہ آپ جب حد سے زیادہ غصہ ہوتے تو زبان مبارک سے اس کے سوا اور کوئی جملہ نہیں نکلتا مَالَهٗ تَرِبَتْ يَمِيْنُهٗ اسے کیا ہوگیا ہے اس کے ہاتھ خاک آلود ہوں مسلمان کو پست و ذلیل بن کر زندگی گذارنا گوارا نہ تھا لیکن قوت پا کر انتقام سے بھی درگذر کر دیتے تھے۔

مسلمانوں کے اوصاف: (۳۸) یعنی اللہ کا حکم مانتے ہیں رسول کی پیروی کرتے ہیں احکام بجا لاتے ہیں اور ممانعتوں سے باز رہتے ہیں نماز کے (جو چوٹی کی عبادت ہے) پابند ہوتے ہیں اہم کاموں میں بلا باہمی مشورے کے ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں کرتے جب کہ خود پیغمبر اسلام کو اللہ حکم دیتا ہے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (آل عمران ۳/۱۵۹) آپ ان سے مشورہ کر لیا کیجئے تو پھر بھلا آپ کے ماننے والے کیوں نہ باہمی مشورہ سے کام کریں گے رحمت عالم ﷺ کی عادت تھی کہ جہاد یا اور نازک موقعہ پر صحابہؓ سے مشورہ کر لیا کرتے تھے تا کہ وہ خوش ہو جائیں۔

(۳۹) یعنی مسلمان ایسے ذلیل و کمزور نہیں ہوتے کہ ظلم کو نہ روک سکیں بلکہ اتنے جری اور طاقتور ہوتے ہیں کہ ظالم سے مظلوم کا حق دلوا کر اسے اس کے پنجہ جور و استبداد سے چھڑا دیں البتہ اپنی شرافت کی وجہ سے طاقت پا کر بھی درگذر کر دیتے ہیں جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کے ساتھ معاملہ کیا تھا کہ جاؤ تم سے کوئی باز پرس نہیں میں نے معاف کر دیا اور اللہ بھی تمہیں معاف فرمائے رحمت عالم ﷺ نے حدیبیہ کے موقعہ پر جاسوسوں کو جب کہ وہ اسلامی لشکر میں گھس آئے تھے اور گرفتار کر لیے گئے تھے معاف کر دیا اور سب کو چھوڑ دیا ایک دفعہ آپ ایک درخت پر تلوار لٹکا کر سو گئے تھے کہ اچانک غورث بن حارث نے آپ کی

تلوار پر قبضہ کر کے اسے سونت کر اور کڑک کر کہا اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا آپ جاگ گئے اور اپنی رعب دار آواز میں فرمایا اللہ وہ مرعوب ہو کر کانپ اٹھا تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گئی آپ نے اسے اٹھا کر صحابہ کو بلا کر واقعہ سنایا اور اسے معاف فرما دیا رحمت عالم ﷺ کے عفو و کرم کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٠﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿٤١﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٤٢﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿٤٣﴾

''برائی کا بدلہ اسی کی برابر برائی ہے لیکن جس نے درگذر کی اور صلح وصفائی کر لی اس کے اجر کا ذمہ دار اللہ ہے دراصل وہ ظالموں کو نہیں چاہتا اور جو لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کیے جانے کے بعد انتقام لیں تو ان پر کوئی الزام نہیں الزام تو محض ان لوگوں کے لیے ہے جو ناحق لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور فساد مچاتے پھرتے ہیں انہیں کے لیے دردبھرے عذاب ہیں اور جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا تو یہ ہمت والے کاموں میں سے ایک کام ہے''۔

برائی کا بدلہ بقدر برائی کے برائی ہے: (۴۰) یعنی برائی کا بقدر برائی کے بدلہ لینا جائز ہے جیسا کہ فَمَنِ اعْتَدٰى (بقرہ ۲/۱۹۴) اور وَاِنْ عَاقَبْتُمْ (نحل ۱۶/۱۲۶) وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے لیکن افضل اور اولیٰ درگذر کرنا ہی ہے جیسا کہ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ (مائدہ ۵/۴۵) سے ثابت ہے یعنی معاف کرنا اس کے لیے کفارہ ہو جائے گا اور اس آیت میں بھی ہے کہ جو معاف کر کے صلح وصفائی کر لے اللہ اس کے اجر کا ذمہ دار ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ معاف کرنے سے اللہ اور عزت میں اضافہ فرما دیتا ہے لیکن جو شخص انتقام میں اصل برائی سے بڑھ جائے (جیسا کہ کہا جاتا ہے اینٹ کا جواب پتھر ہے) وہ ظالم ہے اللہ اسے محبوب نہیں رکھتا بلکہ اس کا دشمن ہے ایسی حالت میں یہی سمجھا جائے گا کہ اسی نے برائی میں پہل کی۔

(۴۱) یعنی مظلوم کو بقدر برائی کے بدلہ لینے میں کوئی حرج نہیں زینب غصے میں بھر کر بلا اطلاع کے صدیقہ کے گھر آئیں...... اور آپ پر برس پڑیں لیکن صدیقہ خاموش رہیں جب زینب کہہ سن چکیں تو رحمت عالم ﷺ نے صدیقہ سے فرمایا تم بھی اپنا بدلہ لے لو اب جو صدیقہ نے جواب دینا شروع کیا تو زینب کا حلق خشک ہو گیا اور ان سے کچھ جواب نہ بن پڑا اور آپ کے چہرے سے بھی ملال کے آثار دور ہو گئے۔ (ن وغیرہ)

ظالم گناہ گار رہے: (۴۲) یعنی گناہ گار وہ ہیں جو دوسروں پر ظلم کریں اور ناحق اودھم مچاتے پھریں ایک حدیث میں فرمان رسول ہے دو جھگڑنے والوں کی تمام برائیوں کا بوجھ پہل کرنے والے پر ہے بشرطیکہ مظلوم انتقام کی مقرر حد سے آگے نہ بڑھے ایسے فتنہ انگیز لوگ قیامت کے دن دردناک عذابوں کے شکار ہوں گے محمد بن واسع کہتے ہیں ایک دفعہ میں مکہ کے لیے چل پڑا میں نے

دیکھا ایک کھائی پر پل بنا ہوا ہے ابھی وہاں سے آگے بھی نہ بڑھا تھا کہ گرفتار کر لیا گیا اور مروان بن مہلب امیر بصرہ کے پاس لے جایا گیا امیر نے مجھ سے پوچھا کیا چاہتے ہو میں نے کہا اگر ممکن ہو تو آپ آل عدی کے بھائی کی طرح بن جائیں بولا کون؟ میں نے کہا علاء بن زیاد کی طرح کہ انہوں نے ایک دفعہ اپنے کسی دوست کو کسی محکمہ کا حاکم بنا دیا تھا اور اسے لکھا تھا اے دوست اگر ممکن ہو تو اپنی کمر بوجھ سے' پیٹ حرام سے اور ہاتھ مسلمانوں کے خون و مال سے بچائے رکھنا اگر تم نے اس پر عمل کر لیا تو گناہ کسی صورت سے تم پر عائد نہ ہوگا الزام تو ظالموں پر ہے جو نقص امن کا باعث بنتے ہیں۔ امیر نے کہا اللہ کی قسم اس نے سچی اور خیر خواہی کی بات لکھی' اور کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا مجھے گھر پہنچا دیا جائے امیر راضی ہو گیا۔ (ابن ابی حاتم) ظلم و ظالم کی برائی بیان کر کے بقدر ظلم کے انتقام کی رخصت عطا فرما کر پسندیدہ بات بتائی جا رہی ہے۔

انتقام سے معافی بڑی اچھی ہے: (۴۳) یعنی اذیت خندہ پیشانی سے سہہ لینا اور بجائے بدلہ لینے کے معاف کر دینا بڑے دل گردے والے کا کام ہے اور بڑی بہادری ہے اس پر وہ پورے پورے ثواب کا حق دار بن جائے گا رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ابو بکرؓ یاد رکھو یہ تین باتیں یقینی ہیں (۱) اگر مظلوم ظالم سے چشم پوشی کرے گا تو اللہ اسے عزت و مدد عطا فرمائے گا (۲) جو شخص لوگوں سے احسان و سلوک کرے گا اور صلہ رحمی کی غرض سے انہیں دیتا رہے گا اللہ اسے برکت عطا فرمائے گا (۳) جو شخص مال جمع کرنے کے لیے بھیک مانگے گا اور دردر مانگتا پھرے گا اللہ اس کے مال میں بجائے برکت کے کمی کر دے گا۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ۚ۴۴ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝۴۵ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَاۗءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۝ۭ۴۶

''جسے اللہ راہ سے ہٹا دے اس کے بعد اس کا کوئی کارساز نہیں آپ ظالموں کو دیکھیں گے جب وہ عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو کہیں گے کیا (دنیا میں) واپس لوٹنے کی بھی کوئی صورت ہے آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ جہنم کے پاس لائے جائیں گے اور ذلت کے مارے جھکے ہوئے ہوں گے اور دزدیدہ نگاہوں سے دیکھ رہے ہوں گے مومن کہیں گے حقیقت میں یہی لوگ گھاٹے والے ہیں جنہوں نے آج قیامت کے دن خود کو اور اپنے اہل و عیال کو ٹوٹے میں ڈالا ہے خبردار ہو جاؤ ظالم بلاشبہ ہمیشگی والے عذاب میں رہیں گے ان کا کوئی حمایتی نہیں جو اللہ کے علاوہ ان کی حمایت کرے اور جسے اللہ راہ سے ہٹا دے اس کے لیے کوئی راہ ہے ہی نہیں''۔

اللہ ہی کا چاہا ہوتا ہے: (۴۴) یعنی اللہ کا چاہا ہوتا ہے جسے کسی کو روکنے کی مجال نہیں جو بات وہ نہ چاہے اسے کوئی نہیں کر سکتا وہ

جسے سیدھی راہ چلا دے اسے کوئی اس سے ہٹا نہیں سکتا اور جسے راہ سے ہٹا دے اسے کوئی سیدھی راہ سجھا نہیں سکتا جیسا کہ ارشاد ہے وَمَنْ یُّضْلِلْ (اعراف ۷: ۱۸۶) یعنی جسے وہ راہ سے ہٹا دے اسے کوئی راہ نہیں بتا سکتا پھر فرمایا آپ دیکھیں گے کہ مشرک جب عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو دنیا میں آنے کی تمنا کریں گے دوسری جگہ فرمایا وَلَوْ تَرٰۤی اِذْ وُقِفُوْا عَلَی النَّارِ (انعام ۶: ۲۷، ۲۸) کاش آپ دیکھتے جس وقت یہ لوگ جہنم کے پاس لا کر کھڑے کیے جائیں گے تو تمنا کریں گے کاش ہم پھر دنیا میں بھیج دیے جائیں تو ہم ہرگز ہرگز اپنے آقا کی آیتوں کو نہ جھٹلائیں گے اور ان پر ایمان لے آئیں گے بلکہ وہ چیز ان کے سامنے آ دھمکی جس کو وہ پہلے سے چھپائے ہوئے تھے اگر یہ دوبارہ لوٹا بھی دیئے جائیں تو پھر وہی کریں گے جس سے روک دیئے گئے تھے بلاشبہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

دوزخ کے کنارے مجرم کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی ہوں گی: (۴۵، ۴۶) یعنی مشرک دوزخ کے پاس لا کر کھڑے کیے جائیں گے تو ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی ہوں گی ذلت برس رہی ہوگی رسوائی کے مارے گڑے ہوئے جا رہے ہوں گے اور دزدیدہ نگاہوں سے جہنم کو دیکھ رہے ہوں گے مگر اس سے بچنے والے نہیں ایسے ایسے عذاب ہوں گے جن کا وہم وگمان بھی نہیں اس موقعہ پر مومن کہیں گے کہ اصلی نقصان یافتہ وہ بدبخت ہیں جنہوں نے اپنے اہل وعیال کو بھی جہنم رسید کر دیا خود بھی ہمیشگی والی نعمتوں سے محروم رہے اور انہیں بھی محروم رکھا اب یہ دائمی عذاب میں گرفتار ہیں آج ان کا کوئی حمایتی نہیں جو انہیں ان ہولناک عذابوں سے چھڑا لے یا کم از کم تخفیف ہی کرا دے جو اللہ کے حکم میں گمراہ ہو چکا اس کی نجات کی کوئی صورت نہیں۔

اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَکُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ یَّوْمَئِذٍ وَّ مَا لَکُمْ مِّنْ نَّکِیْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَاۤ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا ؕ اِنْ عَلَیْکَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَ اِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ کَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾

''تم اللہ کا حکم مان لو قبل اس کے کہ وہ دن آ پہنچے جس کا اللہ کی طرف سے ٹلنا نہ ہوگا اس دن تمہارے لیے نہ کوئی پناہ گاہ ہوگی اور نہ تم چھپ ہی سکو گے اگر یہ رخ پھیر لیں تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں مبعوث کیا آپ کے ذمے تو محض تبلیغ کرنا ہے اور جب ہم کسی کو اپنی رحمت سے لذت آشنا کرتے ہیں تو وہ اس پر اترانے لگتا ہے اور اگر اپنے عملوں کی وجہ سے کسی مصیبت کا شکار ہو جاتے ہیں (تو ناشکری پر اتر آتے ہیں) بلاشبہ انسان انتہائی ناشکرا ہے''۔

قیامت سے پہلے نیک عمل کرلو: (۴۷) یعنی جب تمہیں قیامت کی ہولناکیاں معلوم ہو چکیں تو اس کے آنے سے پہلے پہلے احکام شرعیہ پر عمل کرلو اور اس کے لیے ہر وقت تیار رہو جب قیامت آ جائے گی تو تمہیں نہ تو کوئی پناہ گاہ مل سکے گی اور نہ یہ ہوگا کہ تمہیں پہچانا نہ جائے یا تم دکھائی نہ دو۔

کافروں کے انکار پر رحمت عالم ﷺ کو تسلی: (۴۸) یعنی اگر اب بھی ظالموں کی آنکھیں نہ کھلیں تو آپ فکر نہ کریں کیونکہ

آپ ان کے نگہبان نہیں ہیں کہ آپ کے ذمے ان کو ہدایت پر لے آنا ہو آپ کا کام تو محض پیام پہنچا دینا ہے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے ہدایت ہمارے اختیار میں ہے ہم ان سے خود پوچھ لیں گے پھر آیت کے پچھلے حصہ میں انسان کی عجیب وغریب حالت بیان فرمائی کہ جب وہ ہماری نعمتیں پاتا ہے تو اتراتا اور اکڑتا ہے راحت میں بے ہوش اور مصیبت میں احسان فراموش بن جاتا ہے اور سابق نعمتوں کا انکار کر بیٹھتا ہے رحمت عالم ﷺ نے خواتین سے فرمایا کہ خیرات کرو میں نے جہنم میں تمہیں بڑی تعداد سے دیکھا ہے ایک خاتون نے پوچھا کیوں اے اللہ کے رسول فرمایا شکایتوں کی کثرت اور شوہروں کی نافرمانیوں کی وجہ سے اگر کوئی ایک عرصہ دراز تک حسن سلوک کرتا رہے اور پھر کسی وجہ سے کبھی نہ کر سکے تو عورت فوراً کہہ دیتی ہے کہ مجھے تجھ سے کبھی آرام ملا ہی نہیں درحقیقت عورتوں کا یہی حال ہے ہاں جس پر اللہ رحم فرما کر اسے نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے وہ اس ناشکری سے بری ہے پھر تو وہ ہر راحت پر شکر اور ہر مصیبت پر صبر سے کام لیتی ہے یہ صفت ایمان والی خاتون کے علاوہ کسی اور میں نہیں پائی جاتی۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ۝ ﴿٤٩﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ ﴿٥٠﴾

''آسمان وزمین کی بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے۔ بیٹے ہی بیٹے دے دیتا ہے یا بیٹے اور بیٹیاں دونوں عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے اولاد کی صلاحیت سے محروم فرما دیتا ہے بلاشبہ وہ خوب جاننے والا اور وسیع قدرت والا ہے''۔

انسان کی چار قسمیں: (٤٩ و ٥٠) یعنی کائنات کا خالق و مالک اور اس میں ہیر پھیر کرنے والا صرف اللہ ہے وہ جو چاہتا ہے وہی عالم وجود میں آتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں آتا جسے چاہے دے اور جس سے چاہے چھین لے کسی کو صرف بیٹیاں ہی دیتا ہے جیسے حضرت لوط علیہ السلام کو اور کسی کو صرف بیٹے جیسے حضرت ابراہیمؑ کو اور کسی کو دونوں جیسے پیغمبر اسلام ﷺ کو اور کسی کو لاولد ہی رہنے دیتا ہے۔ جیسے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ کو وہ وسیع علم والا ہے ہر حق دار کو جانتا ہے اور قدرت والا ہے حسب مرضی دیتا لیتا ہے اور اولاد میں فرق قائم رکھتا ہے یعنی اولاد کے لحاظ سے انسان کی چار قسمیں ہیں محض بیٹیوں والے، محض بیٹوں والے، بیٹیوں اور بیٹوں والے اور اولاد کی صلاحیت نہ رکھنے والے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاۗئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ ﴿٥١﴾ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِنَا ۭ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾

ع ۵

''کسی انسان کی یہ شان نہیں کہ اس سے اللہ بات کرے مگر وحی کے ذریعہ سے یا پردے کے پیچھے سے یا فرشتہ بھیج دے اور وہ اس کے حکم سے جو کچھ اللہ چاہتا ہے پیغام پہنچا دے بلاشبہ اللہ بلند ترین اور بڑی حکمت والا ہے اسی طرح ہم نے آپ کے پاس اپنے حکم سے قرآن بھیجا اس سے پہلے آپ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے لیکن ہم نے اسے نور بنایا کہ اس سے ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت کی راہ دکھا دیتے ہیں بلاشبہ آپ سیدھی راہ کی رہنمائی فرما رہے ہیں اس معبود کی راہ کی جس کی ملکیت میں تمام وہ چیزیں ہیں جو آسمان وزمین میں ہیں آگاہ ہو جاؤ سب کام اللہ ہی کے پاس لوٹ جائیں گے''۔

کیفیت وحی کا بیان: اس آیت میں کیفیات وحی کا بیان ہے جس کی کئی صورتیں ہیں کبھی تو آپ کے قلب مبارک میں وحی ڈال دی جاتی ہے اور آپ کو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ وحی الٰہی ہے جیسا کہ ابن حبان والی حدیث میں آپ نے فرمایا کہ روح القدس نے میرے قلب میں یہ پھونک دیا کہ کوئی شخص اپنی روزی اور اپنا وقت پورا کیے بغیر نہیں مرتا لہٰذا اللہ سے ڈر جاؤ اور طلب معاش میں اچھائی اختیار کرو۔ کبھی وحی پردے کے پیچھے سے ہوتی ہے جیسے کلیم اللہ سے طور پر بات چیت ہوئی اور انہوں نے کلام سن کر جمال دیکھنے کی بھی آرزو کی مگر پردے حائل تھے جب عبداللہؓ جنگ احد میں شہید ہو گئے تو اللہ کے رسول نے جابر بن عبداللہؓ سے فرمایا کہ اللہ نے علاوہ تمہارے باپ کے کسی سے دو بدو کلام نہیں فرمایا۔ ہاں انبیاءؑ سے ضرور پردے کے پیچھے سے کلام فرمایا ہے اللہ کا عبداللہ سے آمنے سامنے کلام عالم برزخ کا ہے اس لیے حدیث کا آیت سے تعارض نہیں کیونکہ آیت میں دنیا کا کلام مراد ہے۔ کبھی اللہ فرشتہ بھیج کر اپنی بات اپنے نبی تک پہنچا دیتا ہے جیسا کہ حضرت جبرئیلؑ وغیرہ پیغمبروں کے پاس وحی لاتے رہے اخیر میں فرمایا کہ وہ بزرگی اور حکمت والا ہے۔

قرآن وحی کے ذریعہ اترا: (۵۲) یہاں روح کا اطلاق قرآن پر ہوا ہے یعنی یہ قرآن عظیم وحی کے ذریعہ آپ کے پاس اتارا گیا ہے آپ کتاب کو اور بالتفصیل ایمان کو جانتے بھی نہ تھے لیکن ہم نے قرآن عظیم کو نور بنا کر بھیجا تا کہ ہم اس کے ذریعہ اپنے ایمان والے بندوں کو سیدھی راہ دکھلائیں فرمایا قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (فصلت ۴۱/۴۴) آپ فرما دیجئے یہ (قرآن) ایمان والوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے یعنی قرآن ہدایت کا نور ہے اور بے ایمانوں کے کان بھی پھوٹ گئے اور آنکھیں بھی' آیت کے پچھلے حصہ میں فرمایا کہ آپ سچی اور سیدھی راہ ہدایت کے راہنما ہیں۔

(۵۳) یعنی آئین شرعی ہی صحیح راہ ہے جسے خود اللہ نے مرتب فرمایا ہے جو کائنات کا شہنشاہ مختار کل ہے کوئی اس کے کسی حکم کو رد نہیں کر سکتا تمام کاموں کا انجام یہ ہے کہ وہ اسی کے پاس جائیں گے اور وہی سب باتوں کے فیصلے کرے گا وہ بلند و برتر اور بڑائیوں والا ہے۔

الحمدللہ سورہ شوریٰ کی تفسیر پایۂ تکمیل کو پہنچی اللہ اسے قبول فرما کر ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

سورہ زخرف

یہ ۴۳ ویں سورہ ہے بترتیب مصحف اور ۶۳ ویں سورہ ہے بترتیب نزول اور یہ مکی سورہ ہے۔ اس میں ۸۹ آیتیں اور ۷ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

''میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے حم (کے معنی اللہ ہی جانتا ہے) اس واضح کتاب کی قسم ہم نے اسے عربی زبان کا قرآن بنایا تا کہ تم سمجھ لو بلاشبہ یہ لوح محفوظ میں جو ہمارے پاس ہے بڑے مرتبے کی اور حکمت سے لبریز کتاب ہے کیا ہم اس بنا پر یہ نصیحت تم سے ہٹالیں گے کہ تم حد سے آگے بڑھ رہے ہو ہم نے پہلی قوموں میں بہت سے نبی بھیجے ان کے پاس جو بھی نبی آیا اسی کو انہوں نے مذاق میں اڑایا آخر ہم نے ان کے طاقتور ہلاک کر دیئے اور پہلوں کی یہ حالت گذر چکی ہے۔''

(۱) حم یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کا معنی اللہ کو معلوم ہے۔

قرآن کی عظمت واوصاف: (۲) قرآن عظیم کی قسم کھائی جس کے بیانات سلجھے ہوئے اور کھلے ہوئے ہیں۔

(۳) جو عربی زبان میں اترا ہے جس کی فصاحت و بلاغت مسلم ہے اس کے اترنے کی غرض لوگوں کو پند و موعظت ہے تا کہ لوگ اس میں غور وفکر کریں اور نصیحت قبول کریں ہم نے اسے عربی زبان میں اتارا دوسری جگہ فرمایا بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ (شعراء ۲۶/۱۹۵) ہم نے اسے عربی میں جو وسیع زبان ہے اتارا ہے۔

(۴) یعنی یہ لوح محفوظ میں محفوظ ہے جو ہمارے پاس ہے قرآن بڑے اونچے مرتبہ والی اور عالی شان کتاب ہے جس میں پکی پکی باتیں ہیں اس میں باطل کی ملاوٹ ناممکن ہے یعنی یہ کتاب آسمان والوں میں بڑی قدر و منزلت والی ہے زمین والوں کو بھی اس کی قدر کرنی چاہیے اور اس بیش بہا نعمت عظمی کو اپنے دلوں میں جگہ دینی چاہیے۔ فرمایا اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ (واقعہ ۵۶/۷۷ تا ۸۰) یعنی یہ بزرگ قرآن لوح محفوظ میں محفوظ ہے جس کو علاوہ مقدس فرشتوں کے کوئی نہیں چھوتا یہ اللہ رب العالمین کے پاس سے اترا ہوا ہے۔

اللہ انکار پر نصیحت بند نہیں فرماتا: (۵) اس آیت میں دو احتمال ہیں (۱) یعنی کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ باوجود تمہاری سرکشی، نافرمانی اور عدم اطاعت کے ہم تم کو یونہیں چھوڑے رکھیں گے تمہیں ادب نہیں سکھائیں گے اور بلا عذاب کے چھوڑ دیں (۲) یا جب اس امت کے پہلے لوگوں نے قرآن کو نہ مانا تھا اگر یہ اسی وقت اٹھا لیا جاتا تو ساری دنیا تباہ ہو جاتی لیکن اللہ بڑی وسیع رحمت والا ہے اس نے قرآن نہیں اٹھایا اور بیس سال تک برابر اترتا رہا یعنی اللہ کی یہ رحمت وشفقت ہے کہ وہ نافرمانوں کے انکار و شرارت کی بنا پر انہیں نصیحت کرنا بند نہیں فرماتا تاکہ صلاحیت والے ٹھیک ہو جائیں اور بدکاروں پر حجت قائم ہو جائے۔

رحمت عالم ﷺ کو تسلی: (۶-۸) رحمت عالم ﷺ کو تسلی ہے کہ اگر آپ کی قوم آپ کو جھٹلاتی ہے تو آپ اس سے ذرا نہ گھبرائیں اور صبر کریں ان کے پہلے قوم عالم کے پاس بھی ہم نے اپنے انبیاء بھیجے تھے ان لوگوں نے بھی اپنے اپنے نبی کا مذاق اڑا دیا تھا آخر ہم نے ان کو تباہی کے گھاٹ اتار دیا وہ لوگ اس زمانہ کے لوگوں سے زیادہ طاقت والے ہمت والے اور جری تھے فرمایا اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ (غافر ۴۰/۸۲) کیا انہوں نے دنیا میں چل پھر کر معائنہ نہیں کیا کہ سابق اقوام کا کیا حشر ہوا جن کی تعداد بھی بہت تھی اور قوت میں بھی ضرب المثل تھے (اسی مضمون کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں) پھر فرمایا کہ ان سابق اقوام کی عادتیں سزائیں اور نمونے گذر چکے فرمایا فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا (زخرف ۴۳/۵۶) ہم نے انہیں بعد میں آنیوالوں کے لیے گیا گذرا اور نمونہ بنا دیا (۲) سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ (غافر ۴۰/۸۵) یہ اللہ کا طریقہ ہے جو پہلے لوگوں میں چلا آتا ہے (۳) وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ (احزاب ۳۳/۶۲) آپ کبھی اللہ کا طریقہ بدلتا ہوا نہ پائیں گے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿٩﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٠﴾ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿١١﴾ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿١٢﴾ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿١٣﴾ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿١٤﴾

''اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان وزمین کس نے پیدا کیے؟ تو یہی جواب دیں گے کہ یہ عزت والے اور جاننے والے اللہ ہی نے پیدا کیے جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنا دیا اور اس میں تمہارے لیے راستے بنا دیئے تاکہ تم راہ پاؤ اور جس نے آسمان سے ایک اندازے سے پانی برسایا۔ پھر ہم نے اس سے مردہ علاقہ جلا دیا۔ اسی طرح تم (قبروں سے) نکالے جاؤ گے اور جس نے تمام اشیاء کے جوڑے بنائے اور جس نے تمہاری سواری کے لیے کشتیاں اور چوپائے بنائے تاکہ تم ان کی پشتوں پر سوار ہو کر اپنے رب

کی نعمت یاد کرو جب ان پر اچھی طرح سے بیٹھ جاؤ اور کہو کہ وہ ذات پاک ہے جس نے یہ سواریاں ہمارے بس میں کر دیں اور ہم انہیں اپنے بس میں لا نہیں سکتے تھے۔ بلاشبہ ہم اپنے پروردگار ہی کی طرف لوٹ کر جائیں گے''۔

مشرک بھی خالق کائنات اللہ ہی کو سمجھتے تھے: (۹) یعنی اگر ان مشرکوں سے پوچھا جائے کہ کائنات کس نے بنائی تو وہ بلا تامل یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے مگر افسوس باوجودیکہ یہ اس کی صفت یکتائی کو جانتے اور پہچانتے ہیں پھر بھی اس کی عبادت میں دوسروں کو شریک کر رہے ہیں۔ نادانی اور احسان فراموشی کی حد ہوگئی۔

اللہ نے انسان کے لیے زمین فرش بنا دیا: (۱۰) یہ اس کی کس کس نعمت کو ٹھکرائیں گے اس نے تو انسان کے لیے زمین بچھونے کی طرح آرام دہ اور قرارگاہ بنائی جو ساکن منجمد اور مضبوط ہے جس پر انسان چلتا پھرتا' سوتا جاگتا' اٹھتا بیٹھتا اور رہتا سہتا ہے۔ زمین خود پانی پر ہے۔ سر بفلک پہاڑوں کی میخیں اس میں نصب کر دی گئیں تا کہ اس کی حرکت سے انسان کے عیش و آرام میں خلل نہ پڑے۔ اور اس میں راستے بنا دیئے تا کہ انسان ایک ملک سے دوسرے ملک آسانی سے آ جا سکے۔

زندگی بعد الموت کی دلیل: (۱۱) اسی کی یہ جلیل الشان نعمت ہے کہ وہ ایک اندازے کے ساتھ مینہ برساتا ہے کہ زراعت کو فائدہ پہنچے' باغات لہلہائیں پھر یہ پھلوں کی دولت سے مالا مال ہو جاتے ہیں۔ پھر یہ میٹھا پانی نہ صرف تمہارے پینے میں آتا ہے بلکہ تمہارے جانور بھی سیراب ہوتے ہیں۔ اسی بارش سے اجڑی ہوئی زمین سرسبز و شاداب بن جاتی ہے خشکی کا ڈیرا لد جاتا ہے۔ سبزی سے جنگل لہلہا اٹھتے ہیں جدھر نگاہ اٹھاؤ پھل پھول اور سبزی ہی سبزی نظر آنے لگتی ہے اور قسم قسم کے لذیذ و خوش ذائقہ پھل پیدا ہو جاتے ہیں۔ نادانو' زندگی بعد الموت کے منکرو تم بھی ایک دن اپنی اپنی قبروں سے اسی طرح زندہ کر دیئے جاؤ گے۔ بارش سے زمین کی آبادی تمہاری زندگی بعد الموت کی بڑی زبردست اور ٹھوس دلیل ہے۔

اللہ نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کیے: اللہ نے ہر چیز کے جوڑے بنائے۔ یہ دنیا بھر کی نعمتیں اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ یہ مختلف قسم کے جانور اسی نے تمہارے فائدے کے لیے پیدا کیے۔ اسی نے سمندری سفر کے لیے کشتیاں اور جہاز (فضائی سفر کے لیے طیارے) اور خشکی کے سفر کے لیے جانور بنائے۔ کچھ جانور تمہاری غذائیں ہیں' بعض کا دودھ پیتے ہو اور بعض سواری کے کام آتے ہیں' تمہارا سامان اٹھا کر لے جاتے ہیں اور تم ان پر سوار ہو کر لمبے لمبے سفر طے کرتے ہو۔

سواری کی دعا: (۱۳) تمہارا فرض ہے کہ جب ان پر چڑھو اور جم کر بیٹھ جاؤ تو اپنے رب کی نعمتوں کا شکر ادا کرو کہ اس نے کیسے کیسے مہیب و طاقتور جانور اور سواریاں تمہاری فرمان بردار بنا دیں اور یہ دعا پڑھو کہ جس نے ان سواریوں کو ہمارے بس میں کر دیا۔ وہ پاک ہے' اگر وہ انہیں ہمارے بس میں نہ کرتا تو ہماری کیا طاقت تھی کہ انہیں زیر کر سکتے علیؓ جس وقت سوار ہونے لگے تو رکاب میں پاؤں رکھتے ہی فرمایا بِسۡمِ اللّٰہِ۔ پھر جب اچھی طرح بیٹھ گئے تو فرمایا اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ سُبۡحَانَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ پھر تین تین بار اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اور اَللّٰہُ اَکۡبَرُ فرمایا پھر سُبۡحَانَکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنۡتَ قَدۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ فَاغۡفِرۡلِیۡ پڑھ کر ہنسنے لگے۔ میں نے پوچھا امیر المومنین ہنسی کا کیا موقعہ ہے۔ فرمایا میں نے بھی رسول ﷺ سے یہی پوچھا تھا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ جب اللہ اپنے بندے کے منہ سے یہ کلمہ سنتا ہے کہ اے میرے رب مجھے بخش دے تو وہ انتہائی خوش ہو کر فرماتا ہے کہ میرے بندے کو معلوم ہے کہ میرے سوا کوئی اور گناہ نہیں بخش سکتا (ت وغیرہ)۔

(۲) آپ ﷺ نے ابن عباسؓ کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھا لیا پھر جب آپ ﷺ اچھی طرح سے بیٹھ گئے تو تین تین بار اللہ اکبر الحمدللہ اور سبحان اللہ اور ایک مرتبہ لا الٰہ فرمایا۔ پھر اس پر چت لیٹنے کی ہیئت بنا کر ہنسنے لگے اور ابن عباسؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جو کوئی کسی سواری پر سوار ہو کر میری طرح کرے اللہ اس کی طرف متوجہ ہو کر اسی طرح ہنس دیتا ہے جس طرح میں تمہاری طرف متوجہ ہو کر ہنس رہا تھا(۱)۔ (۳) اللہ کے نبی ﷺ اپنی سواری پر چڑھتے تو تین بار اللہ اکبر کہتے۔ پھر سُبْحَانَ الَّذِیْ سے مُنْقَلِبُوْنَ تک پڑھتے' پھر یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ فِیْ سَفَرِیْ ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا السَّفَرَ وَاطْوِلَنَا الْبُعْدَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اصْحَبْنَا فِیْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِیْ اَھْلِنَا۔ یعنی اے معبود میں اپنے اس سفر میں نیکی اور پارسائی کا سائل ہوں اور ان عملوں کا بھی جن سے تو خوش ہو جائے اے معبود ہمارے لیے ہمارا سفر آسان فرما اور ہمارے لیے بعد مسافت لپیٹ دے۔ اے معبود تو ہی رفیق سفر اور اہل وعیال کا نگران ہے' اے اللہ سفر میں ہمارے ساتھ رہ اور ہمارے اہل وعیال میں ہمارا جانشین بن (۴) پھر جب آپ سفر سے گھر واپس آتے تو فرماتے آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ہم واپس لوٹ رہے ہیں توبہ کر رہے ہیں اپنے رب کی عبادتیں کرتے رہیں گے اور اس کی بڑائیاں کرتے رہیں گے۔

(۱۴) یعنی ہم مر کر اس کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں۔ سواریوں کی آمدورفت سے اور اپنے دنیوی سفر سے آخرت کا سفر یاد کرو۔ اللہ نے ایک آیت میں دنیا کے سامان کا ذکر کر کے زاد آخرت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ فرمایا وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ (بقرہ ۲/۱۹۷) یعنی دنیوی سفر کرتے وقت زادراہ لے لیا کرو۔ لیکن بہترین توشہ پرہیزگاری ہے جو آخرت کا توشہ ہے۔ اسی طرف دنیوی لباس کا ذکر کر کے اخروی لباس کی طرف توجہ مبذول کرائی۔ فرمایا وَلِبَاسُ التَّقْوٰی (اعراف ۷/۲۶) پرہیزگاری کا لباس بہترین اور افضل ترین لباس ہے۔

ع ۵

وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾ اَمِ اتَّخَذَ
مِمَّا یَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِیْنَ ﴿۱۶﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ
لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِیْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَمَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَةِ
وَهُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِیْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ
اِنَاثًا ۭ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ۭ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَیُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ
الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ۭ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۤ اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ ۭ

''مشرکوں نے اللہ کے بعض بندوں کو اس کا جز و بنا دیا واقعی انسان بڑا اور کھلا ناشکرا ہے کیا اس نے مخلوق میں سے اپنے لیے بیٹیاں مقرر کیں اور تمہیں بیٹوں کے لیے چن لیا اور جب ان میں سے کسی کو اس کی بشارت دی جاتی ہے جس کی مثال انہوں نے رحمٰن کے لیے بیان کی ہے تو اس کے چہرے پر سیاہی چھا جاتی ہے اور وہ اداس ہو جاتا ہے کیا وہ جن کی زیورات میں پرورش ہو اور جھگڑے میں

کام نہ آئیں اللہ کی اولاد ہیں انہوں نے ان فرشتوں کو جو اللہ کے غلام ہیں عورتیں بنا دیا کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے ان کا یہ بیان لکھ لیا جائے گا اور ان سے باز پرس کی جائے گی کہتے ہیں کہ اگر رحمٰن کو منظور ہوتا تو ہم ان کی بندگی نہ کرتے ان کے پاس اس کا کوئی علم نہیں وہ صرف اٹکل سے بات کرتے ہیں''۔

مشرکوں کی اللہ پر افتراء پردازی: (۱۵) اس آیت میں اللہ پر مشرکوں کی افتراء پردازیوں کا بیان ہے کہ انہوں نے بعض جانور اللہ کے لیے اور بعض اپنے بتوں کے لیے مخصوص کر لیے ہیں فرمایا وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ (انعام ۶/۱۳۶) اللہ کے پیدا کیے ہوئے اناج اور جانوروں میں ان مشرکوں نے حصے مقرر کر لیے ہیں کچھ حصے تو اللہ کے مقرر کر کے آپ ہی آپ کہہ دیا کہ یہ اللہ کے ہیں اور کچھ حصے بتوں کے مقرر کر دیئے پھر جو بتوں کے نام کے ہیں وہ اللہ کو نہیں پہنچتے اور جو اللہ کے نام کے ہیں وہ بتوں کو پہنچ جاتے ہیں ان کی یہ تجویز کیسی بری ہے۔

شان الوہیت میں گستاخی. (۱۶) اسی طرح ان بدبختوں نے اولاد کی تقسیم کر دی اور کہنے لگے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں حالانکہ لڑکیاں ان کی نگاہ میں پست و ذلیل ہیں اور اپنے لیے لڑکوں کے امیدوار رہتے ہیں فرمایا اَلَكُمُ الذَّكَرُ (نجم ۵۳/ ۲۱، ۲۲) کیا تمہارے لیے تو بیٹے ہوں اور اللہ کے لیے بیٹیاں؟ یہ تو بڑی گھناؤنی بات ہے ان گستاخوں نے اللہ کے بندوں اور اس کی مخلوق کو اس کا جزو یعنی اولاد قرار دے دیا پھر بدتمیزی ملاحظہ ہو کہ خود تو لڑکیاں ناپسند کرتے ہیں اور اللہ کی طرف اولاد میں لڑکیوں کو منسوب کرتے ہیں۔

(۱۷) جب انہیں لڑکیوں کی خبر سنائی جاتی ہے تو ان کے چہرے سیاہ پڑ جاتے ہیں اور دل ہی دل میں گھٹتے ہیں گویا غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا اور ذرا سامنہ نکل آتا ہے۔ گویا بڑی شرمناک خبر سننے میں آئی اپنا تو یہ حال ہے مگر کتنی بڑی گستاخی ہے کہ فرشتوں کو اللہ کی لڑکیاں کہتے ہوئے شرم نہیں آتی خود تو بیٹی کے نام سے زمین میں گڑ جائیں اور انہیں زندہ درگور کرنے پر آمادہ ہوں مگر اللہ کی بیٹیاں گھڑنے میں پیشانی پر ذرا بل نہ آئے۔

(۱۸) یعنی عورتوں کی جو درحقیقت مردوں کے مقابلے میں ناقص سمجھی جاتی ہیں نقص کی تلافی زیورات اور طرح طرح کی آرائشوں سے کی جاتی ہے یہ عمر بھر بناؤ سنگھار کی دلداہ اور کنگھی چوٹی سے آراستہ و پیراستہ رہتی ہیں مناظرے کے یہ قابل نہیں لڑائیاں ان کے بس کی نہیں اور محض عاجز و مغلوب ہیں۔ افسوس مشرک یہی جنس اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں جس میں ظاہری باطنی ہر طرح کا نقص موجود ہے' ظاہری نقصان کی پردہ پوشی تو زیورات اور ہر طرح کی زیب و زینت سے کی جاتی ہے اور باطنی نقصان زبان و ہمت سے انتقام نہ لینا اور محض رونا دھونا ہے۔

مشرکوں کو تنبیہ: (۱۹) یعنی مشرکوں نے فرشتوں کو عورتیں سمجھ رکھا ہے۔ بھلا ان سے پوچھو تو سہی کیا تم ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے جو انہیں عورتیں بتاتے ہو۔ یہ نہ سمجھنا کہ ہم تمہاری ان گستاخیوں اور بے باکیوں کو نہیں جانتے۔ ہمارے پاس سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ اور قیامت کے دن ایک ایک بات کا مواخذہ ہوگا۔ اب بھی وقت ہے ڈر جاؤ اور ان شرارتوں سے باز آ جاؤ۔

مشرکوں کا اللہ پر الزام: (۲۰) مشرکوں کی مزید حماقت ملاحظہ ہو۔ فرشتوں کو عورتیں سمجھ لیا' ان کی مورتیاں بنائیں اور ان مزعومہ دیویوں کے سامنے ماتھا بھی ٹیک دیا۔ اور کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت اللہ کی مرضی سے کر رہے ہیں۔ اگر اللہ ان کی بندگی سے

ناراض ہوتا تو ہم میں اور ان کی عبادت میں حائل ہو جاتا۔ ہمیں ان کی عبادت نہیں کرنے دیتا۔ چونکہ اللہ حائل نہیں ہوتا اس لیے عبادت بالکل صحیح ہے۔ افسوس حماقت پر حماقت۔ پہلی حماقت اللہ کو صاحب اولاد قرار دینا' دوسری حماقت فرشتوں کو اللہ کی لڑکیاں سمجھنا اور تیسری حماقت ان کی پوجا پاٹ کرنا۔ پھر ان کے پاس بجز باپ دادا کی عامیانہ تقلید کے کوئی دلیل نہیں۔ چوتھی حماقت بت پرستی کو اللہ کی عین مرضی سمجھنا جس کی دلیل یہ دینا کہ اگر اللہ اس سے ناراض ہوتا تو ہمیں ان کی پوجا پاٹ کی طاقت ومہلت ہی نہ عطا فرماتا۔ قربان جائیے اس دلیل کے کیونکہ یہ دلیل تو جہالت پر دلالت کر رہی ہے۔ کیونکہ اللہ شرک وبت پرستی سے قطعی ناراض ہے۔ اسی کی تردید کے لیے دنیا میں انبیاء بھیجے گئے اور اسی کی برائی میں الہامی کتابیں اتریں۔ فرمایا وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ (نحل ۱۶/۳۶) ہم نے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا۔ جس نے کہا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور غیر اللہ کی عبادت سے بچو۔ پھر بعض کو اللہ نے ہدایت فرمائی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوگئی۔

أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِّن قَبْلِهِ فَهُم بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ ﴿٢١﴾ بَلْ قَالُوا إِنَّا
وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّهْتَدُونَ ﴿٢٢﴾ وَكَذَٰلِكَ مَا
أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا
آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّقْتَدُونَ ﴿٢٣﴾ قُلْ أَوَلَوْ جِئْتُكُم بِأَهْدَىٰ
مِمَّا وَجَدتُّمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ ۖ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ ﴿٢٤﴾ فَانتَقَمْنَا
مِنْهُمْ ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٥﴾ ع

النصف

''کیا ہم نے اس سے پہلے انہیں کوئی کتاب دی تھی جس کو یہ مضبوط پکڑے ہوئے ہیں۔ نہیں نہیں بلکہ ان کا کہنا ہے کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو ایک طریقے پر پایا اور ہم انہیں کے نقش قدم پر چل کر راہ پا سکتے ہیں۔ اسی طرح جس بستی میں ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول چوکنا کر دینے والا بھیجا تو اس کے مال داروں نے یہی جواب دیا کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو ایک طریقے پر پایا اور ہم انہیں کے نقوش کی پیروی کر رہے ہیں۔ نبی نے فرمایا بھی اگرچہ میں تمہارے پاس تمہارے بزرگوں کے طریقے سے بہترین طریقہ لے کر آیا ہوں' تو کہنے لگے ہم اس طریقے کے منکر ہیں جسے تم دے کر بھیجے گئے ہو۔ آخر ہم نے ان سے بدلہ لے لیا ذرا غور کر و جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا''۔

شرک کی نہ عقلی دلیل ہے اور نہ نقلی: (۲۱و۲۲) یعنی مشرکوں کے پاس شرک کی کوئی دلیل نہیں نہ عقلی اور نہ نقلی یعنی ہم نے انہیں کوئی ایسی کتاب نہیں دی جس سے وہ شرک پر دلیل لائیں دوسری جگہ فرمایا أَمْ أَنزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا (روم ۳۰/۳۵) کیا ہم نے ان پر کوئی ایسی دلیل اتاری ہے جو ان سے شرک کو کہے یعنی ان کے پاس شرک کی کوئی نقلی دلیل بھی موجود نہیں محض ایک سند ہے اور وہ صرف باپ دادا کی عامیانہ تقلید اور ان کی راہ پر چل پڑنا ہے ورنہ حکم تو یہ تھا کہ تمہارا دین ایک ہی دین ہے۔

(۲۳) یعنی ان سے پہلے مشرکوں کے پاس بھی یہی دلیل تھی انبیاء کی تعلیم کے مقابلے میں وہ بھی یہی بزرگوں کی تقلید پیش کرتے تھے فرمایا كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (ذاریات ۵۱/۵۲، ۵۳) اسی طرح ان سے سابق لوگوں کے پاس جو نبی آئے ان کی قوموں نے انہیں بھی جادوگر یا دیوانہ بتلایا جو جواب پہلوں کا تھا وہی پچھلوں کا ہے پہلے اور پچھلے سب سرکشی میں برابر ہیں۔

ضد سے حق ٹھکرایا جاتا ہے: (۲۴) یعنی مشرک باوجودیکہ یہ بات خوب جانتے ہیں کہ انبیاء کی ہدایتیں کورانہ تقلید سے بدرجہا بہتر ہیں مگر پھر بھی ضد و تعصب کی وجہ سے حق قبول نہیں کرتے۔

مشرکوں کو تنبیہ: (۲۵) ایسے ہٹ دھرم اور ضدی لوگوں سے ہم بھی ضرور انتقام لیں گے ہم انہیں مختلف عذابوں سے تباہ و برباد کر دیں گے قرآن میں جگہ جگہ ان کے قصے موجود ہیں کہ انبیاء کے جھٹلانے والوں کا کیسا برا اور ان کے ماننے والوں کا کیسا اچھا انجام ہوا۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْ
فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ
مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا
نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ
رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ
فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۭ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا
يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ
بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِبُيُوْتِهِمْ
اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾ ع ۹

”جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا میں ان سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اس کے جس نے مجھے پیدا کیا یقیناً وہ میری راہنمائی فرمائے گا ابراہیمؑ اپنی اولاد میں بھی اسی کو ایک باقی رہنے والی بات چھوڑ گئے تا کہ لوگ باز آتے

رہیں بلکہ میں نے انہیں اوران کے باپ دادا کو (زندگی) کا سامان دیا یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور صاف گو رسول آ گیا جب ان کے پاس حق آ گیا تو کہنے لگے یہ تو جادو ہے ہم اس کے عقیدت مند نہیں کہنے لگے یہ قرآن دونوں شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں اتارا گیا۔ کیا یہ آپ کے رب کی نعمت بانٹتے ہیں ہم نے ہی ان کی دنیوی زندگی کی روزی ان میں بانٹی ہے اور ایک سے دوسرے کے درجے بلند کیے ہیں تاکہ بعض بعض کو ماتحت بنالے اور اس مال سے آپ کے رب کی رحمت بدرجہا بہتر ہے جسے یہ سمیٹ رہے ہیں اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک ہی جماعت ہو جائیں گے تو ہم اللہ کو نہ ماننے والوں کے گھروں کی چھتیں چاندی اور سونے کی بنا دیتے اور سیڑھیاں بھی جن سے وہ چڑھتے ہیں یہ سب کچھ محض دنیوی فائدہ ہے اور آپ کے رب کے نزدیک آخرت پارساؤں ہی کے لیے ہے''۔

خلیل اللہ کا اعلان توحید: (۲۶،۲۸) چونکہ قریش کا خیال تھا کہ ہم ابراہیمی دین پر ہیں اس لیے اللہ نے ان کے سامنے ابراہیم کی سنت رکھی، اور فرمایا کہ ابراہیم نے جو ابوالانبیاء امام الموحدین اور اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں قوم تو قوم اپنے حقیقی باپ سے بھی کھلم کھلا ڈنکے کی چوٹ کہہ دیا تھا کہ میرا تمہارا کوئی تعلق نہیں میں اپنے سچے معبود کے سوا جو میرا خالق و راہنما ہے تمہارے ان جھوٹے دیوی دیوتاؤں سے متنفر اور قطعی بیزار ہوں اللہ نے ان کی حق گوئی اور جذبہ توحید کا انہیں یہ بدلہ عطا فرمایا۔

آل ابراہیمؑ میں کلمہ توحید ہمیشہ رہے گا: کہ اس کلمہ توحید کو ان کی اولاد میں ہمیشہ کے لیے قائم کر دیا آپ کی اولاد میں یہ کلمہ قیامت تک باقی رہے گا آپ ہی کی اولاد اس مقدس کلمہ کی نشر و اشاعت میں جان اور دھڑ کی بازی لگاتی رہے گی اور سعید و نیک لوگ اسی گھرانے سے توحید کا آب لال نوش جان فرمائیں گے خلاصہ یہ ہے کہ یہ گھرانا معلم اسلام و دین قرار دے دیا گیا۔

سرکشی اور شرک و کفر کی وجہ: (۲۹،۳۱) کافروں کی سرکشی اور شرک و کفر کا سبب بتایا گیا کہ یہ لوگ کفر و شرک میں مبتلا ہو کر بھی چونکہ عیش و آرام اور دنیوی ساز و سامان سے محروم نہیں کیے گئے اور ان پر آسمان سے مینہ برستا رہا تو ان کا دماغی توازن صحیح نہیں رہا دولت کے نشے میں چور ہو کر حق کو اور انبیاء کو جھٹلانے لگے اور یہ بڑ ہانکنے لگے کہ اللہ کی کتاب مقدس اور انبیاء کے معجزے سراسر جادو ہیں ہم انہیں نہیں مانتے عیش و عشرت میں مست ہو کر سرکش و ہٹ دھرم بن گئے کفر و شرک میں مبتلا ہو گئے اور تعصب سے حق کے مقابلہ پر اتر آئے اور طرح طرح کی باتیں بنانے لگے۔

اگر قرآن اللہ کا کلام ہوتا تو مکہ یا طائف کے کسی رئیس پر اترتا: کہنے لگے ذرا غور تو کیجئے اگر یہ قرآن سچ مچ اللہ ہی کا کلام ہوتا تو پھر مکہ یا طائف کے کسی بڑے اور مالدار شخص پر اتارا جاتا۔ اگر یہ اللہ کا کلام ہوتا تو کسی رئیس کے یہاں اترتا جو دنیوی وجاہت وعزت سے بھی مالا مال ہوتا اور اپنے اثر سے نشر و اشاعت بھی خوب کر سکتا رئیس سے مراد ان کی ولید بن مغیرہ یا عروہ بن مسعود یا عمیر بن عمرو، عتبہ بن ربیعہ، حبیب بن عمرو، ابن عبد یالیل اور کنانہ بن عمرو وغیرہ تھے۔

مشرکوں کی بکواس کا جواب: (۳۲) اللہ ان کی خرمستی کا جواب دیتا ہے کہ کیا یہ لوگ اللہ کی رحمت کے مالک ہیں جو اسے تقسیم کرنے لگے ہیں اللہ کی چیز، اللہ ہی مالک، اللہ ہی مختار جسے چاہے دے اور جسے چاہے نہ دے پھر کہاں تو اس کی حکمت وعلم اور کہاں تمہارا ادنیٰ سا علم اللہ خوب جانتا ہے کہ حق دار رسالت کون ہے تمہیں معلوم نہیں ہاں یہ نعمت مقدس ترین انسان کو دی جاتی ہے جس کا نفس انتہائی پاک و صاف ہو اور جو اعلیٰ گھرانے کا اور پاکیزہ اصل والا ہو رحمت تو رحمت ہم نے تو روزیاں بھی ان کے ہاتھوں میں

نہیں دیں وہ بھی ہم ہی فرق مراتب کا لحاظ کرتے ہوئے بانٹتے ہیں جسے جب اور جتنی چاہیں دیں اور جس سے جب اور جتنی چاہیں چھین لیں سمجھ بوجھ قوت وغیرہ بھی حسب مراتب ہم ہی دیتے ہیں جس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ آپس میں ایک دوسرے سے خدمت لے سکے اور کوئی کسی کے ماتحت رہے کسی کو پیسے کی ضرورت ہوتی ہے اور کسی کو کام کی' پیسے والا پیسہ دے کر اپنا کام کرا سکتا ہے اور مزدور اس سے اپنا اور اپنے گھر والوں کا پیٹ بھر سکتا ہے آخر آیت میں فرمایا کہ جمع کی ہوئی دنیا سے اللہ کی رحمت ہزار ہا درجہ بہتر ہے اگر کوئی دنیوی عزو جاہ والا ہے تو کیا ہے اللہ کے نزدیک تو کچھ بھی نہیں اور اگر کسی کے پاس اللہ کی رحمت ہے تو اس کے پاس سب کچھ ہے۔

مال و دولت رضا کی علامت نہیں: (۳۳'۳۴'۳۵) یعنی اگر اس بات کا خیال نہ ہوتا لوگ دولت کو میری رضا کی دلیل سمجھ کر مال داروں کی طرح بن جائیں گے تو میں ان مشرکوں کو اس قدر دنیا دیتا کہ ان کے گھروں کی چھتیں اور زینے چاندی کے بنا دیتا جن سے یہ چڑھا کرتے اور ان کے گھروں کے تمام دروازے اور تخت سونے چاندی کے ہوتے۔

دنیا کی مذمت: کیونکہ میری نگاہ میں دنیا نہایت حقیر و ناپائیدار ہے اور ذرا بھی قابل قدر نہیں اگر دنیا ساری بھی مل جائے تو بھی آخرت کے مقابلے میں کچھ نہیں ہے کافروں کو نیکیوں کا بدلہ دنیا ہی میں مل جاتا ہے کہ انہیں کچھ دنیا کی سہولتیں نصیب ہو جاتی ہیں مرنے کے بعد ان کے پاس کچھ بھی نہ ہوگا خالی ہاتھ سفر آخرت کریں گے جیسا کہ حدیث میں ہے' ایک حدیث میں ہے کہ اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی ایک مچھر کے پر کے برابر بھی قدر ہوتی تو کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا (ت) پھر فرمایا آخرت ان کی ہے جو دنیا میں پرہیزگار رہتے ہیں پھونک پھونک کر قدم اٹھاتے ہیں اور قیامت کے خوف سے آخرت کی تیاریوں میں لگے رہتے ہیں وہاں انہیں ان کے رب کی جو خاص خاص رحمتیں اور بڑی بڑی نعمتیں ملیں گی ان میں کوئی دوسرا شریک نہ ہوگا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ تم سونے چاندی کے برتنوں میں مت کھاؤ پیو یہ کافروں کے لیے دنیا میں ہیں اور ہمارے لیے آخرت میں' ان کے لیے دنیا میں اس لیے ہیں کہ دنیا اللہ کی نگاہ میں حقیر و ناپائیدار ہے۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾
وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾ حَتّٰٓى
اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿۳۸﴾
وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَفَاَنْتَ
تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۰﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ
بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ
مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ

مُّسْتَقِيمٍ ﴿٤٣﴾ وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۖ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ﴿٤٤﴾ وَسْئَلْ مَنْ
أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِن دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ ﴿٤٥﴾ ع

''جو شخص اللہ کی یاد سے اندھا بن جائے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہی اس کا ساتھی رہتا ہے وہ انہیں سراسر راہ سے روکتے رہتے ہیں اور وہ اس خیال میں رہتے ہیں کہ ہم راہ یافتہ ہیں یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا کیا اچھا ہوتا میرے اور تیرے درمیان پورب وپچھم جیسی دوری ہوتی تو بڑا بدترین ساتھی ہے آج تمہاری یہ بات کام نہ آئے گی جب کہ تم سب ظالم ہو کیونکہ تم سب عذاب میں شریک ہو کیا آپ بہرے کو سنا سکتے ہیں یا اندھے کو دکھا سکتے ہیں اور اسے بھی جو صاف گمراہی میں ہو اگر ہم آپ کو اٹھا بھی لیں تو بھی ان سے انتقام لینے والے ہیں یا ہم نے جو کچھ ان سے وعدہ کیا ہے اسے آپ کو دکھا دیں تو یقیناً ہم ان پر قادر ہیں آپ یہ وحی مضبوط پکڑ لیجئے جو آپ کی طرف اتری ہے یقین مانئے آپ سیدھی راہ پر ہیں اور یقیناً یہ قرآن خود آپ کے لیے بھی اور آپ کی قوم کے لیے بھی نصیحت ہے اور عنقریب تم سے مؤاخذہ کیا جائے گا آپ ان سب انبیاء سے جنہیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے پوچھ لیجئے کہ کیا ہم نے اپنے علاوہ بھی معبود مقرر کیے ہیں کہ ان کی بندگی کی جائے؟''۔

ذکر اللہ سے غافل رہنے والے پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے: (۳۶) یعنی جو انتہائی مہربان اللہ کے مبارک ذکر سے اندھا ہو جائے اور بے پرواہی سے کام لے اس پر شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہے جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے دوسری جگہ ہے وَمَنْ يُّشَاقِقِ (نساء۴/ ۱۱۵) جس شخص نے رسول کی مخالفت کی جب کہ اس کے سامنے ہدایت واضح ہو چکی تھی اور مومنوں کی راہ کے علاوہ کوئی اور راہ اختیار کی تو جس طرف وہ پھرا ہے ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے اور جہنم رسید کر دیں گے جو بدترین جگہ ہے (۲) فَلَمَّا زَاغُوْا الخ (صف ۶۱/ ۵) جب وہ ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے (۳) وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ (فصلت ۴۱/ ۲۵) یعنی ہم نے ان کے جو رفقاء مقرر کر دیئے ہیں وہ ان کے آگے اور پیچھے والی باتوں کو خوب صورت بنا کر ان کو دکھاتے ہیں۔

(۳۷، ۳۸) یعنی شیطان انہیں سیدھی راہ سے ہٹا دیتا ہے اور ان کے دلوں میں یہ بات بٹھا دیتا ہے کہ جس راہ پر تم چل رہے ہو وہی حق ہے تم قطعی صحیح مسلک پر قائم ہو یہ لوگ جب قیامت کے دن اللہ کے روبرو حاضر کیے جائیں گے اور بات کھل کر سامنے آئے گی تو اپنے شیطانی رفقاء سے بیزاری کا اظہار کریں گے اور تمنا کریں گے کہ کسی طرح ان بدبختوں کی شکلیں نہ دیکھ سکیں اور ہمارے اور ان کے درمیان انتہائی دوری ہو جائے (مشرقین سے غلبہ کے اعتبار سے مشرق ومغرب مراد ہے جیسے قمرین چاند سورج کو اور ابوین ماں باپ کو کہہ دیا جاتا ہے)۔

(۳۹) یعنی جہنم میں تم سب کا اکٹھا ہو جانا اور عذاب میں سب کا مشترک ہونا تمہارے لیے نفع بخش نہیں۔

ازلی بدبخت ایمان نہیں لا سکتے: (۴۰) اے محبوب نبی ﷺ آپ ازلی بہروں کے کانوں میں حق کی آواز نہیں پہنچا سکتے جنم کے اندھوں کو راہ ہدایت نہیں دکھا سکتے اور کھلی گمراہی میں پھنسے ہوئے آپ کی ہدایت وراہنمائی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے یعنی آپ کا یہ ذمہ نہیں کہ آپ کی ہدایت کی صدائیں ہر شخص ہی قبول کر لے اور اسلام کی دولت سمیٹ لے یہ چیز نہ آپ کے بس کی ہے اور نہ

آپ پر اس کا بار ہے ہاں ہاں جو حق کی آواز سے کترائے اور جو صراط مستقیم سے اکتائے نہ حق سننا چاہے اور نہ سیدھی راہ دیکھنا چاہے اور جو ضلالت وگمراہی میں پھنس کر اسی میں مگن رہے آپ ایسے بدبختوں کے بارے میں کیوں کڑھتے ہیں آپ کے ذمہ محض تبلیغ ہے راہ پر لانا نہ لانا ہمارے اختیار میں ہے ہم عادل وحکیم ہیں کسی کو راہ پر لائیں گے اور کسی کو نہیں۔

اللہ ظالموں سے انتقام پر خوب قادر ہے: (۴۱، ۴۲) یعنی ہم ان ظالموں سے انتقام لے کر رہیں گے اگرچہ آپ کو یہاں سے لے جائیں یا اگر ہم آپ کو وہ عذاب دکھا دیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے تو ہم دکھا سکتے ہیں عاجز نہیں ہیں بہرحال دونوں صورتوں میں عذاب تو آ کر ہی رہے گا تاہم وہ صورت اختیار کی گئی جس میں نبی علیہ السلام کی عزت کا زیادہ پہلو جھلکتا تھا یعنی دشمنان دین کو تباہ کر کے دین مکمل کر کے اور راہ کے خار ہٹا کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کی گئیں اور آپ کو کافروں کی جانوں مالوں اور جائدادوں کا مالک بنا کر بلایا گیا یا آپ وفات پا گئے اور انتقام باقی رہ گیا اللہ نے آپ کو زندگی میں آپ کی امت میں ناگوار خاطر باتیں نہیں دکھائیں یہ آپ ہی کی خصوصیت تھی ورنہ دیگر تمام نبیوں کی امتوں پر عذاب آئے یہ بھی کہا جاتا ہے جب سے آپ کو یہ معلوم ہوا کہ میری امت پر فلاں فلاں وبال آئے گا اس وقت سے آخری دم تک آپ کو کبھی کھل کھلا کر ہنستا ہوا نہیں دیکھا گیا حدیث میں ہے کہ تارے آسمان کی حفاظت کا ذریعہ ہیں ستاروں کے ٹوٹتے ہی آسمان پر مصائب چھا جائیں گے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے امن ہوں میرے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم ان مصائب میں پھنس جائیں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔

قرآن جنت کی سیدھی سڑک ہے: (۴۳ و ۴۴) یعنی آپ پر یہ قرآن جو اتارا گیا ہے سراسر حق وصداقت ہے آپ اسے مضبوط پکڑے رہیں اور اس کے احکام کے پابند رہیں یہی نعمتوں والی جنت کی سیدھی راہ ہے اس کا پابند کبھی بہک نہیں سکتا یہ قرآن نہ صرف آپ کے لیے بلکہ آپ کی قوم کے لیے بھی شرف وبڑائی کا زینہ ہے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلافت قریش ہی میں رہے گی بشرطیکہ یہ دین پر جمے رہیں اگر کوئی جھگڑ کر حق خلافت ان سے چھیننا چاہے گا تو اللہ اسے اوندھے منہ گرا دے گا۔ قرآن اس لیے بھی سبب شرف ہے کہ یہ آپ ہی کی زبان میں نازل کیا گیا یہی لوگ بہ نسبت غیروں کے اسے اچھی طرح سمجھتے ہیں اور انہیں کو انتہائی سرگرمی سے اس پر عمل کرنا زیادہ زیبا ہے قرآن اسلام وہجرت میں پہل کرنے والوں کے لیے بڑی بھاری شرف وعزت کا سبب ہے پھر ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کے لیے۔

تمام انبیاء کا پیغام توحید ہے: (۴۵) تمام انبیاء کا پیغام ایک ہی ہے توحید پر سب کا اتفاق ہے سب نے توحید پھیلائی اور شرک کی جڑیں کاٹیں خود قرآن فرماتا ہے وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ (نحل ۱۶/ ۳۶) ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور غیر اللہ کی عبادت سے بچو آیت کا یہ مطلب ہے کہ آپ ان لوگوں سے معلوم کر لیں جن میں ہم آپ سے پہلے اپنے نبی بھیج چکے ہیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۡ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْا

يَاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا
كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾

''ہم نے موسیٰ کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس معہ اپنے دلائل کے بھیجا تھا انہوں نے کہا کہ میں رب العالمین کا پیغمبر ہوں پھر جب وہ ان کے سامنے ہمارے دلائل لائے تو وہ ان پر بے ساختہ ہنسنے لگے اور ہم انہیں جو بھی نشانی دکھاتے تھے وہ دوسری نشانی سے بڑھ چڑھ کر ہوتی تھی اور ہم نے انہیں عذاب میں پکڑ لیا تاکہ وہ لوٹ آئیں (باز آجائیں) بولے اے جادوگر ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کر جس کا اس نے تجھ سے وعدہ کر لیا ہے ہم ضرور راہ پر آجائیں گے پھر جب ہم نے ان سے عذاب ہٹا لیا اسی دم انہوں نے اپنا عہد توڑ ڈالا''۔

موسیٰ فرعون وفرعونیوں کی طرف توحید لے کر آئے: (۴۶۔۵۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اس کے سرداروں' قبیلوں اور بنی اسرائیل کی طرف ایک عظیم نبی بنا کر بھیجا گیا تاکہ آپ انہیں توحید کی دعوت دیں اور شرک سے بچائیں آپ کو نو بڑے بڑے معجزے بھی دیئے گئے مثلاً عصا کا اژدہا بن جانا' ہاتھ کا روشن ہو جانا ان معجزوں کے باوجود فرعون وہامان اور اس کے سرداروں نے آپ کو نبی نہ مانا تکذیب کر کے آپ کی توہین کی اور مذاق اڑایا آخر اللہ کا عذاب آیا تاکہ دلیل نبوت بھی ہو اور باعث عبرت بھی چنانچہ سیلاب امنڈ آیا پھر ٹڈیوں کے دل کے دل ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ جوؤں کا اور مینڈکوں کا عذاب آیا اور مال جان اور پیداوار کے نقصانات ہوئے جب ان پر کوئی عذاب آتا تو بے قرار ہو کر آپ کے پاس آکر آپ کی خوشامد کرتے اور مسلمان ہونے کا عہد کرتے تو بہ تلا کرتے اور خوب روتے دھوتے آپ کو ترس آجاتا دعاء کے ننھے ہاتھ اٹھا دیتے اور عذاب ہٹ جاتا یہ پھر حسب سابق سرکش ہو جاتے پھر عذاب آتا پھر تلملا کر بھاگے بھاگے آپ کے پاس آتے جادوگران کی اصطلاح میں بڑے زبردست اور جید عالم کو کہا جاتا تھا کیونکہ جادوگر ہی اس زمانے میں عموماً عالم ہوتے تھے اس زمانے میں جادو بڑا انہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا گویا ان کی اصطلاح میں یہ عزت کا خطاب تھا طنزیہ آپ کو جادوگر نہیں کہا گیا تھا اگر طنز مقصود ہوتا تو غرض کا مقام نہ ہوتا چونکہ انہیں اپنا کام نکالنا تھا اس لیے آپ کو عزت والے خطاب سے پکارتے تھے ہر دفعہ اپنے مسلمان ہونے کا وعدہ کرتے اور یہ بھی کہہ دیتے کہ اسرائیلی آپ کے ساتھ کر دیئے جائیں گے پھر جب آپ کی دعاء سے عذاب ٹل جاتا تو پھر وہی سرکشی ہوتی اور وہی اودھم مچاتے نہ وعدہ شکنی کی پرواہ ہوتی اور نہ قول واقرار کا خیال جیسا کہ پہلے کئی بار بیان ہو چکا۔

وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا
يَكَادُ يُبِيْنُ ﴿۵۲﴾ فَلَوْلَا اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ
مُقْتَرِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۴﴾

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۵﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ ع ۱۱

''فرعون نے اپنی قوم میں ڈھنڈورا پٹوا دیا اور کہنے لگا بھائیو کیا مصر کا علاقہ میرا نہیں اور میرے نیچے یہ نہریں بھی بہہ رہی ہیں کیا تم دیکھتے نہیں بلکہ میں اس شخص سے بدرجہا بہتر ہوں جو حقیر ہے اور صاف بیان بھی نہیں کر سکتا اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈال دیئے گئے یا صف باندھ کر اس کے پاس فرشتے کیوں نہیں آئے اس نے اپنی قوم کو بے وقوف بنایا اور انہوں نے اس کا کہنا مان لیا یقیناً یہ سب کے سب نافرمان تھے پھر جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے انہیں گیا گذرا اور پچھلے لوگوں کے لیے نمونہ بنا دیا''۔

فرعون زبان زوری سے موسیٰ پر فوقیت جتانے لگا: (۵۱و۵۲) یعنی فرعون نے اپنی قوم کو جمع کر کے ان سے خطاب کیا اور شیخی بگھاری کہ میں تنہا ملک مصر کا بادشاہ ہوں تم دیکھتے نہیں میرے وسیع باغوں میں اور قلعہ معلی میں نہریں جاری ہیں میری کتنی عزت وعظمت ہے اور کیسی وسیع سلطنت ہے اب موسیٰ کو دیکھو یہ بھی حقیر ہے اور اس کے عقیدت مند بھی حقیر ہیں دوسری جگہ ہے فَحَشَرَ فَنَادٰى (نازعات ۷۹/ ۲۳، ۲۴) اس نے سب کو جمع کیا اور ان سے بلند آواز سے خطاب کیا کہ میں تم سب کا سب سے اونچا رب ہوں آخر اسے اللہ نے یہاں اور وہاں کے عذابوں میں جکڑ دیا فرعون یہ دکھانا چاہتا تھا کہ میں موسیٰ علیہ السلام سے بہتر و برتر ہوں مقابلہ کر لو حالانکہ یہ بات قطعی جھوٹ تھی (بھلا کیا فرعون اور کیا اس کی حقیقت کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ دنیا میں سب سے افضل انبیاء ہیں اور انبیاء میں افضل اولوالعزم پیغمبر ہیں جن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں پھر بھلا یہ ملعون کیسے حضرت موسیٰ سے بہتر و برتر ہو سکتا تھا)

دراصل وہ قوم پر روغن قاز مل رہا تھا اور ایک جھوٹا مسودہ گھڑ کر لوگوں کو اپنی برتری کا یقین دلانا چاہتا تھا پھر فرمایا کہ فرعون نے کہا موسیٰ صاف نہیں بول سکتے' یہ بھی بے ایمان فرعون کا سراسر جھوٹ ہے کہ موسیٰ صاف نہیں بول سکتے اور اپنے خیالات پورے طور سے اظہار کرنے پر قادر نہیں کہا جاتا ہے کہ آپ نے بچپنے میں منہ میں آگ کا انگارہ لے لیا تھا جس سے زبان جل گئی تھی اسی کا اثر زبان پر باقی تھا اور قدرے لکنت تھی فرعون کا یہ فریب اور قوم کو دھوکہ دینا ہے اور محض پروپیگنڈا ہے ورنہ حضرت موسیٰ صفائی سے صحیح صحیح بات کرتے تھے آپ کے چہرے سے رعب ٹپکتا تھا بڑے وجیہہ باوقار اور ذی عزت معلوم ہوتے تھے مگر فرعون نے آپ کو تعصب کی نگاہ سے دیکھا تھا اور قوم کے ذہن میں آپ کی برائی بٹھائی تھی اس لیے اس نے یہ جھوٹ گھڑا' لکنت کے بارے میں یہ ہے کہ جب طور پر آپ کو نبوت ملی تو آپ نے اللہ سے دعاء مانگی وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ (طٰہٰ ۲۰/ ۲۷، ۲۸) اے اللہ میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ لیں آپ کی دعا قبول ہوئی اور زبان کی گرہ کھل گئی اگر یہ بات بھی مان لی جائے کہ آپ کی زبان میں قدرے لکنت باقی تھی کیونکہ دعا میں آپ نے یہی فرمایا تھا کہ اتنی گرہ کھل جائے جس سے لوگ میری بات سمجھ لیں تو یہ کوئی عیب کی بات نہ تھی اللہ جسے جیسا چاہے بنا دے اس میں کون سا عیب ہے۔

مزعومہ نبوت کی نشانیاں: (۵۳۔ ۵۵) یعنی اگر موسیٰ علیہ السلام نبی ہے تو اس پر آسمان سے سونا کیوں نہیں برستا میرے ہاتھ میں

سونے کے کنگن ہیں اور یہ اللہ کا نبی ہو کر بھی خالی ہاتھ ہے میرے خزانے سونے سے بھرپور ہیں اور اس کے پاس تھوڑا سا بھی سونا نہیں یہ تو محض مفلس وقلاش ہے خیر سونا نہ سہی کم از کم اس کے ساتھ فرشتے ہی ہوتے جو ہمیں یقین تو دلا دیتے کہ موسیٰ اللہ کے نبی ہیں خلاصہ یہ کہ اس نے اپنے مکر وفریب سے قوم کو اپنا ہم خیال بنا لیا فاسق ہمیشہ شیطانی پکار پر لپکتا ہے چونکہ قوم فاسق تھی اس لیے فاسق کی پکار کی طرف لپکی اور اسی کی بات باور کر لی جب نافرمانیوں نے زور پکڑا اور جی بھر کر سرکشی کر لی اور اللہ کو خوب ناراض کر لیا تو اللہ کے عذاب کا کوڑا تڑا تڑ پڑنے لگا اور اگلے پچھلے سارے اعمال کا وبال ایسا پڑا کہ سب ایک ساتھ اسی پانی میں ڈبو دیے گئے جس پر فرعون ناز کیا کرتا تھا کہ میرے قصر معلی کے نیچے یا اندر نہریں بہتی ہیں موسیٰ کے پاس کیا رکھا ہے۔ یہ آخرت میں جہنم میں ہمیشہ ہمیش جھلستے رہیں گے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ کسی کو دنیا دیتا ہی چلا جائے اور وہ اللہ کی نافرمانیوں پر ڈٹا رہے تو یقین کر لو کہ اللہ نے اسے ڈھیل دے دی ہے پھر آپ نے یہی آیت پڑھ کر سنائی۔

(۵۶) یعنی ہم نے ان جیسے کام کرنے والوں کے لیے ان کو نمونہ بنا دیا کہ وہ ان کا حشر دیکھ کر شرارتوں سے باز آ جائیں اور ان کا واقعہ پچھلوں کے لیے باعث عبرت ہے کہ وہ ہرگز ایسا کام نہ کریں جس سے اللہ کا عذاب گھیر لے۔

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿٥٧﴾ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا
خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴿٥٨﴾ إِنْ
هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا
مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ
بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ
عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿٦٢﴾ وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ
لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٦٣﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ
رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٦٤﴾ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ
بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٦٥﴾

"اور جب مریم کے بیٹے کی مثال بیان کی گئی تو اس سے بے ساختہ آپ کی قوم چیخ پڑی کہنے لگے کیا ہمارے دیوتا اچھے ہیں یا وہ' آپ سے ان کا یہ بیان کرنا صرف جھگڑے کی بناء پر تھا بلکہ یہ قوم ہے ہی جھگڑالو وہ صرف ایک بندہ ہے جس پر ہم نے انعام کیا تھا اور اسے اسرائیلیوں کے لیے اپنی قدرت کا نشان بنایا تھا اگر ہم چاہتے تو تمہارے بجائے فرشتے بھیج دیتے جو زمین میں جانشین بنتے یقین مانو وہ قیامت کی ایک نشانی ہیں لہٰذا تم قیامت میں تردد نہ کرو اور میری پیروی کرو یہی سیدھی راہ ہے خبردار شیطان تمہیں اس راہ سے روک نہ دے یقینی طور پر وہ تمہارا کھلا دشمن ہے' جب عیسیٰ معجزے لائے اور فرمایا کہ میں تمہارے دین کی پکی باتیں لایا

ہوں اور (یوں آیا ہوں کہ تمہارے لیے وہ مسائل کھول دوں جن میں تمہارا اختلاف ہے لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور یقین مانو کہ میرا اور تمہارا پروردگار اللہ ہی ہے اسی کی عبادت کرو یہ سیدھی راہ ہے پھر جماعتوں نے آپس میں اختلاف کیا لہٰذا ظالموں کے لیے ایک دردناک دن کے عذاب سے بڑی خرابی ہے''۔

مشرک یہ سن کر کہ عابد و معبود جہنم کے ایندھن ہیں ہنسنے لگے: (۵۷'۵۸) یصدون یعنی ہنسنے اور تعجب کرنے لگے یا منہ پھیرنے لگے یا چیخنے لگے ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ ولید بن مغیرہ اور دیگر اکابر قریش کے پاس تشریف لے گئے اتنے میں نضر بن حارث بھی آ گیا اور آپ سے جھگڑنے لگا آپ نے اسے لاجواب کر دیا پھر یہ آیتیں اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ (انبیاء۲۱/ ۹۸ تا ۱۰۰) سنائیں پھر آپ وہاں سے اٹھ آئے کچھ دیر کے بعد اس مجلس میں عبداللہ بن زبیر تمیمی بھی آ گیا ولید اس سے کہنے لگا کہ نضر عبدالمطلب کے بیٹے سے ہار گیا وہ تو ہمیں اور ہمارے دیوتاؤں کو جہنم کا ایندھن بتاتے ہوئے چلے گئے عبداللہ نے افسوس کیا اور کہا کاش میں ہوتا تو ابن عبدالمطلب کے دانت کھٹے کر دیتا ان سے پوچھو کہ جب ہمارے دیوتا اور ہم جہنم کا ایندھن ہیں تو لامحالہ تمام فرشتے۔عزیرؑ اور ابن مریمؑ بھی جہنم کا ایندھن ہوئے کیونکہ ہم فرشتوں کو یہودی عزیرؑ کو اور عیسائی ابن مریمؑ کو معبود مانتے ہیں یہ جواب سن کر کافر اچھل پڑے اور بہت ہی خوش ہوئے کہ واہ کیا معقول جواب دیا ہے آخر شدہ شدہ آپ تک بھی خبر پہنچی فرمایا غیر اللہ کا ہر عابد اور اپنی عبادت سے راضی ہونے والا ہر معبود جہنم کا ایندھن ہیں ملائکہ یا انبیاء نے کب اپنی عبادت کا حکم دیا ہے اور وہ کب اس سے خوش ہیں درحقیقت مشرک ان کے نام سے شیطان کے پجاری ہیں وہی انہیں شرک پر اکساتا ہے اور یہ اس کی بات مان جاتے ہیں اس پر اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ (انبیاء۲۱/۱۰۱) اتری یعنی عیسیٰ' عزیرٗ ملائکہ اور اولیاء کی جو پرستش کی جاتی ہے جب کہ وہ خود موجود تھے' شرک سے بیزار تھے اور اس سے لوگوں کو روکتے تھے لیکن ان کے بعد گمراہ جاہلوں نے انہیں اپنا معبود مقرر کر لیا تو اس میں ان کا کیا قصور ہے۔

عیسیٰؑ اللہ کے بندے تھے: (۵۹) یعنی عیسیٰ بھی اللہ کے ایک بندے تھے جن کو نبوت کے انعام سے سرفراز فرمایا گیا تھا اور اللہ کی قدرت کی ایک دلیل بنا کر اسرائیلیوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا تھا کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۶۰) یعنی اگر ہمیں منظور ہوتا کہ فرشتے زمین پر تمہارے بجائے آباد ہوں تو ہم انہیں جانشین بنا کر زمین پر بسا دیتے یعنی بجائے تمہارے زمین ان سے آباد ہوتی اور تمہاری طرح ان کے پچھلے پہلوں کے جانشین بنتے چلے جاتے۔

قیامت سے پہلے عیسیٰؑ کا ظہور: (۶۱'۶۲) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں۔یاد رکھو کہ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے پہلے آسمان سے اترنا مراد ہے جیسا کہ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ (نساء۴/ ۱۵۹) میں ہے کہ ان کی وفات سے پہلے ہر اہل کتاب ان پر ایمان لے آئے گا پھر قیامت کے روز آپ ان کے ایمان پر گواہ ہوں گے۔

متواتر حدیثوں سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام عادل امام اور منصف حاکم بن کر آسمان سے اتریں گے۔تم قیامت کو برحق مانو اور میں جو کچھ تمہیں بتا رہا ہوں بلا چون و چرا مان لو کیونکہ یہی سیدھی راہ ہے کہیں تمہارا کھلا دشمن شیطان تمہیں میری پیروی سے نہ روک دے۔

عیسیٰؑ نے کہا میں اللہ کا رسول ہوں: (۶۳'۶۴) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ میں حکمت یعنی نبوت کے

ساتھ تمہاری رہنمائی کے لیے آیا ہوں اور دینی مسائل میں جو تمہارے درمیان اختلاف پڑے ہوئے ہیں ان میں جو بات حق ہے اسے بتانے کے لیے مجھے بھیجا گیا ہے لہٰذا جو حکم تمہیں دیا جائے وہ میرا نہیں ہے بلکہ اللہ کا ہے اللہ سے ڈر کر اس حکم کی تعمیل کرو اور میری بات بلا چون وچرا مان لو یقین مانو تم بھی اور میں بھی سب اللہ ہی کے غلام ومحکوم ہیں اسی کے محتاج ہیں اسی کے در کے بھکاری ہیں ہم پر اسی کی عبادت فرض ہے وہ یکتا اور بے مثال ہے اس کا کوئی شریک وہمسر نہیں اسی توحید کی اشاعت کے لیے مجھے بھیجا گیا ہے اور یہی سیدھی راہ ہے۔

لوگوں کی آپ کے بارے میں مختلف رائیں: (۶۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توحید سے لبریز تقریر سن کر لوگ مختلف ہو گئے کچھ تو آپ کو اللہ کا بندہ، اس کا نبی اور اس کا کلمہ کہتے تھے اور بعض اللہ کا فرزند اور بعض اللہ ہی کہہ بیٹھے پہلی جماعت حق پر تھی اور دوسری اور تیسری جماعت مشرکوں کی تھی۔ مشرک سے بڑھ کر بھلا کون ظالم ہوسکتا ہے کیونکہ شرک بڑا بھاری ظلم ہے اسی لیے فرمایا کہ ان مشرکوں اور ظالموں کے لیے بڑی خرابی ہے یہ قیامت کے دن بڑی بڑی سزائیں اور دردناک عذاب بھگتیں گے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٦٦﴾ اَلْاَخِلَّاۗءُ
يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٧﴾ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ ع ۱۴
الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿٦٨﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿٦٩﴾
اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ
ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ﴿٧١﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٧٢﴾ لَكُمْ فِيْهَا
فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٧٣﴾

''یہ محض قیامت کے انتظار میں ہیں کہ وہ ان پر اچانک آجائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو گہرے دوست بھی اس دن ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے بجز پارساؤں کے اے میرے بندو آج تم پر کوئی خوف وہراس نہیں اور نہ تم غم زدہ ہو گے جو ہماری آیتوں پر ایمان لے آئے تھے اور تھے بھی مسلمان۔ تم اور تم جیسے لوگ خوش وخرم جنت میں داخل ہو جاؤ ان کے پاس سونے کی رکابیاں اور گلاس لائے جائیں گے اور وہاں وہ سب چیزیں ہوں گی جنہیں ان کا دل چاہے گا اور جن سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی تم اس میں ابدالآباد تک رہو گے یہی وہ بہشت ہے جس کے تم اپنے اچھے عملوں کے سبب سے وارث بنائے گئے ہو اس میں تمہارے لیے بہت کچھ میوے ہیں جن کو تم کھاتے رہو گے''۔

قیامت اچانک آجائے گی: (۶۶) یعنی یہ رسولوں کو نہ ماننے والے قیامت کی جلدی مچا رہے ہیں حالانکہ وہ دوڑی آرہی ہے اور یہ اس سے بے خبر ہیں اور اس کی تیاریاں نہیں کر رہے جب وہ آجائے گی تو انہیں خبر بھی نہ ہوگی بس کف افسوس ملتے کے ملتے رہ

جائیں گے لیکن اس وقت کا افسوس بیکار ہے قیامت کے دن کی ندامت اللہ کا عذاب نہیں ٹالے گی۔

قیامت کے دن دوست دشمن بن جائیں گے: (۶۷) یعنی قیامت کے دن جن لوگوں میں غیر اللہ کی وجہ سے دوستانہ تعلقات تھے ان سب میں دشمنی ہو جائے گی ہاں جو اللہ ہی کے لیے محبت کرتے تھے ان کی محبت اس روز بھی باقی رہے گی جیسا کہ حضرت ابراہیم نے اپنی قوم سے فرمایا تھا اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ (عنکبوت ۲۹/ ۲۵) یہ تمہارے دوستانہ تعلقات اور یہ محبت کے رشتے دنیا ہی تک محدود ہیں جب قیامت آئے گی تو ایک دوسرے کو پہچانے گا بھی نہیں بلکہ بیزار ہوگا تمہاری قرارگاہ دوزخ ہوگی اور کوئی تمہاری امداد کے لیے کھڑا نہ ہوگا۔

قیامت کے دن پارساؤں کو مژدہ: (۶۸) یعنی قیامت کے دن پارساؤں سے کہا جائے گا آج غم و ہراس تمہارے پاس بھی نہ پھٹکے گا ہر طرح خوش وخرم اور ہشاش بشاش رہو۔ یہ بہاریں تمہارے ایمان واسلام کی وجہ سے ہیں کہ تمہارے عقائد بھی اسلامی تھے زندگی بھی اسلامی تھی اور تم ایمان کے ساتھ ساتھ نیک عملوں سے بھی آراستہ تھے۔

(۶۹) یعنی تم بھی اور تمہارے جیسے نیک اعمال والے بھی خوشی خوشی جنت میں چلے جائیں اور وہاں کی بہاریں لوٹیں۔

جنت کا بیان: (۷۰) یعنی جدھر دیکھیں گے ان کے سامنے وضع وضع کے کمال لذیذ۔ انتہائی خوش ذائقہ اور بے حد نفیس کھانوں کے خوان لگے ہوئے رکھے ہوں گے سونے کی رکابیوں میں اور سونے کے گلاسوں میں طعام وشراب سجے ہوئے ہوں گے اور غلمان ہاتھوں میں لبالب جام لیے ہوئے ان کے چاروں طرف گھوم رہے ہوں گے اللہ کے رسول نے فرمایا کمترین درجہ والا جنتی جو سب سے اخیر میں جنت میں جائے گا اس کی نگاہ سو سال کی مسافت تک پہنچتی ہوگی وہ اپنی منتہائے نگاہ تک اپنے ہی عالیشان محل جو سونے اور زمرد کے ہوں گے دیکھ رہا ہوگا یہ سب وضع وضع کے ساز وسامان اور طرح طرح کی آرائش خوب صورت اشیا سے آراستہ وپیراستہ ہوں گے صبح وشام روزانہ ستر ستر ہزار رکابیاں جدا گانہ کھانوں سے بریز اس کے سامنے رکھی جائیں گی جن میں سے ہر نعمت اس کی مرضی کے مطابق ہوگی اور شروع سے آخر تک اس کی اشتہاء یکساں رہے گی۔ پھر اگر وہ تمام زمین والوں کو بلا لے تو وہ کھانا سب کھالیں اور اس میں سے کچھ بھی نہ گھٹے (عبد الرزاق)۔

جنت اللہ کی رحمت سے ملتی ہے: (۷۱و۷۲) یعنی یہ خلد بریں اور یہ اس کی بہاریں میں نے اپنے فضل وکرم سے اور اپنی وسیع رحمت سے عطا فرمائی ہیں اس لیے کہ کوئی صرف اپنے عملوں کی وجہ سے جنت کا حق دار نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ اللہ کی وسیع رحمت اس کے شامل حال نہ ہو یہ ضرور ہے کہ تفاوت اعمال کی وجہ سے جنت کے مراتب میں بھی تفاوت ہوگا دوزخی اپنی جنت والی جگہ جہنم میں سے دیکھ کر کف افسوس ملتے رہ جائیں گے اور حسرت سے کہیں گے لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ (زمر ۳۹/ ۵۷) اگر اللہ ہمیں بھی ہدایت فرماتا تو ہم بھی پرہیزگاروں میں شامل ہو جاتے اسی طرح جنت والے جنت سے اپنی جہنم والی جگہ دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کریں گے وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا (اعراف ۷/ ۴۳) کہ ہم براہ راست خود سے جنت حاصل کرنے پر قادر نہ تھے اگر اللہ کا ہم پر فضل وکرم نہ ہوتا ہر شخص کی ایک جگہ جنت میں ہے اور ایک جگہ جہنم میں۔ کافر مومن کی جہنم والی جگہ پائے گا اور مومن کافر کی جنت والی جگہ پر قابض ہو جائے گا اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ تم اپنے اپنے عملوں کی وجہ سے جنت کے وارث بنائے گئے ہو۔

(۷۳) یعنی وہاں ہر قسم کے پھلوں کی کثرت ہوگی حسب خواہش ہر طرح کے پھل جنتی کو مل جائیں گے وہ رب کی غیر محدود نعمتوں کے ساتھ ساتھ اس کی رضا کے گھر میں موج اڑائیں گے اے اللہ ہمیں بھی ان نعمتوں سے نواز اور ہمیں جنت الفردوس کا

وارث بنا آمین ثم آمین۔

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾

’’یادرکھو نافرمان جہنم کے عذاب میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے وہ ان سے ہلکا نہیں کیا جائے گا اور وہ اس میں ناامیدی کی حالت میں پڑے رہیں گے ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن یہ تو خود ہی ظالم تھے۔ یہ زور زور سے کہیں گے کہ اے داروغہ جہنم آپ کا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے وہ جواب دے گا تم تو ہمیشہ کے لیے اسی میں رہو گے اللہ فرمائے گا ہم تو تمہارے پاس حق لے آئے تھے لیکن تم میں سے زیادہ تر لوگ اس سے بیزار تھے کیا انہوں نے کسی کام کا عزم بالجزم کر لیا ہے تو ہم بھی کام کا پکا ارادہ کر چکے ہیں کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی راز والی باتیں اور مشورے نہیں سنتے کیوں نہیں بلکہ ہمارے بھیجے ہوئے قاصد ان کے پاس ہی لکھ رہے ہیں‘‘۔

نافرمانوں کا برا انجام: (۴۳/۷۴، ۷۵) یعنی نافرمان جہنم میں ہمیشہ ہمیش بھنتے رہیں گے اور عذاب میں ایک سیکنڈ کے لیے تخفیف نہ ہوگی اور جہنم کے ہولناک گڑھے میں مایوس پڑے ہوئے نافرمانیوں کا مزہ چکھتے رہیں گے اور انہیں کسی اچھائی کی امید نہیں رہے گی۔

(۷۶، ۷۷) یعنی یہ عذاب ہماری طرف سے ہوگا اور ان پر ظلم نہ ہوگا کیونکہ ہم ظلم نہیں کرتے یہ تو ان کے دنیوی کرتوتوں کا انصاف کے ساتھ بدلہ ہے ان بدبختوں نے خود اپنی جانوں پر مظالم ڈھائے تھے آخر انہیں یہ بدلہ ملا جہنمی جہنم کے داروغہ سے چیخ چیخ کر عرض کریں گے' کوئی ایسی صورت ہو کہ اللہ ہمارا کام ہی تمام فرما دے۔ رحمت عالمؐ نے منبر پر یہ آیت پڑھ کر لوگوں کو سنائی (ب) فرمایا لَا یُقْضٰى عَلَيْهِمْ (فاطر ۳۵/۳۶) نہ تو ان کا کام ہی تمام کیا جائے گا کہ مر جائیں اور نہ عذاب میں تخفیف ہی ہوگی (۲) وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقٰى (اعلیٰ ۸۷/۱۱ تا ۱۳) بدبخت ہی نصیحت سے پرہیز کرتا ہے جو بڑی آگ میں جائے گا پھر اسے نہ تو موت ہی آئے گی کہ عذاب سے چھوٹ جائے اور نہ آرام والی زندگی ہی ملے گی جب یہ بلک بلک کر اور گڑگڑا گڑگڑا کر داروغہ جہنم سے کہیں گے کہ آپ ہی ہماری موت کی دعا فرما دیجئے' اس وقت وہ یہی کہے گا کہ تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو اب تمہیں موت نہیں آئے گی اور اس عذاب سے نجات نہیں ملے گی اور نہ کہیں بھاگ کر منہ چھپا سکو گے۔

(۷۸) یعنی عذاب تو تم نے خود خریدا ہے جب ہم نے کھلم کھلا تمہارے سامنے حق رکھ دیا تھا تو کیوں اس سے منہ بنایا تھا اور کیوں اسے مان کر قبول نہیں کیا تھا تم کیوں حق والوں سے بیزار تھے اور کیوں ناحق باطل پرستوں کے دوست بنے تھے اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتے رہتے تھے آج تم خود اپنی جانوں کو برا کہو اور خود اپنے اوپر ہی حسرت و افسوس کرو تمہاری حسرت و چیخ و پکار بے

سود ہے تیر کمان سے نکل چکا (۷۹) یعنی انہوں نے بڑے مکر وفریب سے کام لینا چاہا تھا مگر ہم نے اس کا وبال انہیں پر ڈال دیا فرمایا وَمَكَرُوْا مَكْرًا (نمل ۲۷/۵۰) انہوں نے بڑا مکر کیا اور ہم نے انہیں اس کا بدلہ اس طرح دیا کہ انہیں خبر تک نہ ہوئی مشرک حق نہ ماننے کے لیے طرح طرح کے مکر وفریب سے کام لیتے رہتے تھے اللہ نے بھی انہیں دھوکہ ہی میں رکھا جب تک اس کا وبال عذاب کی صورت میں ان کے سروں پر منڈلا کر نہ آ گئے اس وقت تک ان کی آنکھیں نہیں کھلیں۔

(۸۰) یعنی ان کا یہ گمان کہ ہم ان کی راز کی باتیں اور ان کے باہمی مشورے نہیں سنتے بالکل غلط ہے ہم تو ان کی رگ رگ سے واقف ہیں بلکہ ہمارے مقرر کیے ہوئے فرشتے ہر وقت ان کے پاس ہیں جو نہ صرف انہیں دیکھ ہی رہے ہیں بلکہ ان کے عمل برابر لکھ بھی رہے ہیں۔

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۴﴾ وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

"فرما دیجئے اگر (بفرض محال) کمال مہربان اللہ کے اولاد ہوتی تو میں سب سے پہلا عبادت گذار ہوتا آسمان وزمین کا مالک جو عرش کا بھی مالک ہے (اولاد سے) پاک ہے آپ انہیں اسی شغل وتفریح میں چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ انہیں اس دن سے واسطہ پڑ جائے جس کا ان سے وعدہ ہے وہی آسمان میں معبود ہے اور وہی زمین میں معبود ہے وہ بڑی بھاری حکمت والا بڑے اور وسیع علم والا ہے وہ بڑی برکتوں والا ہے جس کی بادشاہت آسمان وزمین اور ان کی درمیانی چیزوں پر ہے اسی کے پاس قیامت کا علم ہے اور سب اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے مشرک جن غیروں کو اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں وہ سفارش کا اختیار نہیں رکھتے ہاں جو حق کے معترف تھے اور انہیں علم بھی تھا وہ ضرور شفاعت کے حق دار ہوں گے اگر آپ ان سے پوچھیں کہ انہیں کس نے بنایا تو یقیناً اللہ ہی کو بتائیں گے پھر یہ کہاں الٹے جا رہے ہیں اور اللہ کو نبی کے اس قول کی بھی خبر ہے کہ اے میرے رب یہ ایسے لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے آپ ان سے رخ پھیر لیں اور سلام فرما دیں یہ عن قریب جان جائیں گے"۔

اللہ کی اولاد نہیں: (۸۱) یعنی آپ فرما دیں اگر اللہ کے اولاد ہوتی تو مجھے سر جھکانے میں کیا تامل ہوتا بلکہ سب سے پہلے میرا ایمان ہوتا مگر اس کی ذات مستودہ صفات ایسی نہیں کہ اس کا کوئی ہمسر یا کفو ہو یہ بات خوب یاد رکھو کہ جو کلام شرط کے ساتھ لایا جاتا ہے اس کا وقوع تو وقوع امکان بھی لازم نہیں فرمایا لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ (زمر ۳۹/۴) اگر اللہ کسی کو اولاد بنانا چاہتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن لیتا لیکن وہ پاک ہے اس کی شان وحدت و شان قہاریت اولاد کے خلاف ہے۔

(۸۲) یعنی آسمان و زمین' عرش و کرسی اور تمام کائنات کا خالق اس سے بری ہے کہ اس کے اولاد ہو کیونکہ وہ یکتا ہے فرد و احد ہے اور بے نظیر و بے مثال ہے نہ وہ اولاد والا ہے نہ بیوی والا اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے بلکہ ہر چیز کا خالق ہے۔

مشرکوں کو ڈانٹ: (۸۳) یعنی آپ انہیں اسی نادانی اور جہالت میں مشغول چھوڑ دیجئے اور دنیوی تماشوں میں مصروف رہنے دیجئے اسی بے خبری میں اچانک قیامت آ جائے گی اور محشر میں جو حشر ہوگا وہ معلوم ہو جائے گا۔

جلال رب کا بیان: (۸۴) اللہ کی عظمت و جلال کا بیان ہے کہ دنیا کی ہر چیز اسی کی پرستار ہے وہ آسمانوں میں بھی پوجا جاتا ہے اور زمین میں بھی تمام دنیا اسی کی عابد اور اسی کے آگے درماندہ و عاجز ہے پھر فرمایا اللہ بڑی حکمت والا اور بڑے وسیع علم والا ہے فرمایا وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ (انعام ۶/۳) آسمان و زمین میں وہی سچا معبود ہے۔

(۸۵) یعنی اللہ ہی آسمان و زمین کا خالق و مالک ہے اسی کو ہر چیز میں ہر طرح کا اختیار ہے اس کے کاموں میں کوئی دخل دینے والا نہیں وہ اولاد و شریک سے بری ہے اسی ذات والا صفات سے آسمان و زمین کی برکتوں کا ظہور وابستہ ہے کیونکہ وہ عالی شان اور بڑی عظمت والا ہے وہی تمام چیزوں کا مالک ہے اور ہر طرح کے بناؤ بگاڑ پر قادر ہے اور کائنات کی سلامتی اسی سے ہے وہی قیامت کا وقت جانتا ہے اس کے علاوہ کسی کو بھی خواہ وہ پیغمبر ہی کیوں نہ ہو قیامت کا علم نہیں فرمایا لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا (اعراف ۷/ ۱۸۷) وہی وقت پر قیامت لے آئے گا۔ سب کو اسی کے پاس جانا اور اپنے اپنے عملوں کا بدلہ پانا ہے۔

شفاعت کی تردید: (۸۶) اس آیت میں باطل معبودوں کی شفاعت کی تردید ہے کہ بت شفاعت پر قادر نہ ہوں گے ہاں مومن و موحد اللہ کی اجازت سے ان کی شفاعت کریں گے جن کے دلوں میں توحید کی کوئی کرن ہوگی مشرکوں کی شفاعت کوئی نہیں کر سکتا کیوں کہ ان سے اللہ راضی نہیں اور جب وہ راضی نہیں تو کوئی بھی راضی نہیں۔

اللہ ہی معبود ہے: (۸۷) یعنی یوں تو اقرار کرتے ہو کہ کائنات کا خالق صرف اللہ ہے مگر عقل کے دشمنو مجبور محض مخلوق کی عبادت بھی کرتے ہو جنہیں کچھ بھی قدرت و اختیار نہیں جب پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے تو عبادت کا حق دار بھی اللہ ہی ہے پیدا تو کرے اللہ اور پرورش و پروان چڑھا دے تو اللہ لیکن عبادت کی جائے غیروں کی کتنی بڑی بے انصافی اور نمک حرامی ہے افسوس ایسی سیدھی سادی بات مشرکوں کی سمجھ میں نہیں آتی اور سمجھانے سے بھی عقل پر پتھر پڑ جاتے ہیں اسی لیے تعجب سے فرمایا کہ اللہ کو خالق مان کر کیوں اوندھے منہ گرے جاتے ہو اور کیوں غیروں کے آگے جھکتے ہو۔

نبی ﷺ کا اللہ سے شکوہ: (۸۸) یعنی رحمت عالم ﷺ نے اللہ سے قوم کے ایمان نہ لانے کا شکوہ کیا فرمایا وَقَالَ الرَّسُوْلُ (فرقان ۲۵/۳۰) اور رسول نے کہا اے اللہ میری قوم نے یہ قرآن چھوڑ دیا ہے۔

مشرکوں کو دھمکی: (۸۹) یعنی مشرکوں سے درگزر کرو اور ان کی بدزبانی کا جواب نہ دو بلکہ تالیف قلب کے لیے قول و فعل میں نرمی برتو اور سلامتی کی دعا کر دو انہیں بہت جلدی چودہ طبق نظر آ جائیں گے اس آیت میں مشرکوں کو دھمکایا گیا ہے آخر وہی ہوا جس سے

انہیں ڈرایا گیا تھا ایسا عذاب آیا جو ٹالے نہ ٹلا بدر میں بڑوں بڑوں کا فیصلہ ہوگیا دین کا بول بولا اور مشرکوں کا منہ کالا ہوا اور دین کی دشمنی مکہ سے نکل کر ہر چہار دانگ عالم میں پھیل گئی اور دن بدن مسلمان غالب وقوی ہوتے چلے گئے اللہ کے دین میں بے شمار لوگ فوج درفوج آنے لگے اور مشرق و مغرب نور اسلام سے جگمگا اٹھا۔

الحمدللہ سورہ زخرف کی تفسیر مکمل ہوئی۔اللہ قبول فرمائے۔آمین

سورۂ دخان

یہ ۴۴ ویں سورہ ہے بترتیب مصحف اور ۶۴ ویں سورہ ہے بترتیب نزول۔اور یہ مکی سورہ ہے اس میں ۵۹ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں۔

سورۂ دخان کے بارے میں: ایک دفعہ اللہ کے نبی نے ابن صیاد کے پاس جا کر سورہ دخان دل میں چھپا کر اس سے پوچھا کہ میرے دل میں کیا ہے بولا دخ فرمایا پرے ہٹ تو نامراد ہی رہے گا جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے آخر آپ وہاں سے آ گئے۔ (بزار)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
حٰمٓ ۚ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ ﴿۲﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿۳﴾
فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۙ ﴿۴﴾ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۚ ﴿۵﴾
رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۙ ﴿۶﴾ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۷﴾ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ رَبُّكُمْ وَرَبُّ
اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸﴾

وقف لازم

''میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے حم۔اس واضح کتاب کی قسم ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا ہے ہم ہی چوکنا کر دینے والے ہیں اسی رات میں ہمارے حکم سے ہر حکمت والا کام طے کیا جاتا ہے آپ کے رب کی مہربانی سے ہم ہی پیغمبر بنا کر بھیجتے ہیں اللہ ہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے جو آسمان و زمین کا اور ان کی درمیانی چیزوں کا رب ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو اس کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں وہی جلاتا اور مارتا ہے اور وہی تمہارا اور تمہارے بزرگوں کا رب ہے''۔

(۱) حم یہ حروف مقطعات ہے اس کا معنی اللہ کو معلوم ہے۔

(۲) اللہ نے اس کتاب یعنی قرآن عزیز جو واضح بیان والی کتاب ہے اس کی قسم کھائی اور اس کی عزت کو بلند فرمایا۔

قرآن شب قدر میں اترا: (۳) یعنی ہم نے قرآن عظیم کو برکت والی رات یعنی شب قدر میں اتارا فرمایا اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (قدر ۹۷/۱) یعنی ہم نے اسے شب قدر میں اتارا معلوم ہوا کہ قرآن عزیز ماہ رمضان میں اترا فرمایا شَهْرُ رَمَضَانَ (بقرہ ۲/ ۱۸۵) یعنی رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن عظیم اترا احادیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر رمضان کے اخیر عشرے کی کسی طاق رات میں پڑتی ہے۔

پھر فرمایا ہم لوگوں کو جھنجھوڑنے والے ہیں یعنی انہیں بھلائی برائی اور نیکی بدی معلوم کرا دیتے ہیں تاکہ حجت قائم ہو جائے اور لوگ شرعی علم حاصل کرلیں۔

شب قدر کی خصوصیت: (۴) اس رات میں ہر پکی بات کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے یعنی ہر کام لوح محفوظ سے لکھنے والے فرشتوں کو دے دیا جاتا ہے اور سال بھر کے تمام اہم کام جیسے عمر روزی اور موت وغیرہ اسی رات میں طے پا جاتے ہیں (۵) یعنی یہ سب کچھ ہمارے حکم سے ہوتا ہے ہم ہی رسول بھیجتے ہیں تاکہ وہ اللہ کے احکام اللہ کے بندوں کو سکھائیں جس کی انہیں کمال حاجت ہے۔

انبیاء کی بعثت اللہ کی رحمت ہے: (۶ ـ ۷) یعنی پیغمبروں کا آنا اللہ کی رحمت ہے قرآن اتارنے والا اور انبیاء کو بھیجنے والا وہ مہربان اللہ ہے جو کل کائنات کا خالق و مالک ہے اگر یقین لانے کی جدوجہد کرو تو یقین دلانے والے کافی مسائل موجود ہیں (۸) یعنی سچا معبود بھی وہی ہے اس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اسی کے قبضہ میں موت و حیات ہے وہی تمہارا اور تمہارے بزرگ باپ دادا کا رب ہے وہی سب کو پالنے پوسنے والا ہے اور پروان چڑھانے والا ہے دوسری جگہ فرمایا قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (اعراف ۷/ ۱۸۵) یعنی آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں وہ اللہ جس کی بادشاہت زمین و آسمان پر پھیلی ہوئی ہے اس کے سوا کوئی بھی حق دار عبادت نہیں اور وہ موت و حیات کا مالک ہے۔

بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ۝۹ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۰
يَّغْشَى النَّاسَ ۭ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۱ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝۱۲
اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۳ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ
مَّجْنُوْنٌ ۝۱۴ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ۝۱۵ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ
الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ۝۱۶

وقف لازم

”بلکہ وہ شک میں اور کھیل میں مصروف ہیں آپ اس دن کا انتظار کیجئے جب کہ آسمان ایک ظاہر دھواں لائے جو لوگوں پر چھا جائے یہ دردبھرا عذاب ہے اے ہمارے رب ہم سے یہ عذاب ہٹا ہم ضرور ایمان لے آئیں گے انہیں اب نصیحت کہاں حالانکہ ان کے پاس نمایاں شان والا رسول آچکا پھر انہوں نے اس سے منہ پھیر لیا اور بولے کہ یہ تو سکھایا پڑھایا ہوا پاگل ہے ہم کچھ دیر کے لیے یہ عذاب ہٹا دیں گے تو تم پھر اسی حالت پر لوٹ آؤ گے وہ دن یاد کرو جس دن ہم بڑی سختی سے پکڑیں گے اور بدلہ لے کر ہی چھوڑیں گے“۔

کافروں کو دھوئیں والے دن کا ڈراوا: (۹) یعنی حق آ چکا ظلمت چھٹ گئی مگر کافر اب بھی شک میں ڈوبے ہوئے ہیں اور دین کو مذاق میں اڑا رہے ہیں (۱۰) آپ انہیں دھوئیں والے روز سے آگاہ فرما دیں جس دن آسمان پر سخت دھواں چھا جائے گا ایک روایت میں ہے کہ صحابہ میں قیامت کا ذکر چھڑا ہوا تھا کہ آپ تشریف لے آئے اور فرمایا دس علامتوں سے پہلے قیامت نہیں آئے گی (۱) سورج کا مغرب سے نکلنا (۲) دخان (۳) یاجوج ماجوج کا ظہور (۴) حضرت عیسیٰ کا اترنا (۵) دجال کا نکلنا (۶) مشرق (۷) مغرب (۸) اور جزیرہ (۹) عرب میں زمین کا دھنس جانا (۱۰) عدن سے آگ کا نکل کر لوگوں کو اکٹھا کرنا اور دن رات ان کے ساتھ رہنا جب تک کہ اکٹھے نہ ہو جائیں۔ (ق)

(۱۱) یعنی ان سے کہا جائے گا کہ یہ دردناک عذاب ہے فرمایا یَوۡمَ یُدَعُّوۡنَ اِلٰی نَارِ جَهَنَّمَ (طور ۵۲/۱۳، ۱۴) جہنم میں دھکیل کر ان سے کہا جائے گا کہ یہی وہ آگ ہے جسے تم جھٹلا دیتے تھے یا آپس میں ایک دوسرے سے کہے گا کہ یہ بڑا دردناک عذاب ہے (۱۲) کافر عذاب دیکھ کر اللہ سے دعا کریں گے کہ یہ عذاب ہٹ جائے فرمایا (۱) وَلَوۡ تَرٰۤی اِذۡ وُقِفُوۡا (انعام ۶/ ۲۷) کاش آپ انہیں دیکھتے جب یہ آگ کے پاس کھڑے ہو کر کہہ رہے ہوں گے کاش ہم دنیا میں دوبارہ بھیج دیئے جاتے تو اپنے رب کی باتوں کو نہ جھٹلاتے اور مومن بن جاتے (۲) وَاَنۡذِرِ النَّاسَ یَوۡمَ (ابراہیم ۱۴/۴۴) آپ لوگوں کو ہوشیار کر دیں کہ عذاب والے دن گناہ گار کہیں گے کہ اے رب ہمیں تھوڑی سی اور ڈھیل دے دے تو ہم تیری دعوت مان لیں اور تیرے رسولوں کی تابعداری کر لیں۔

نصیحت کا وقت گذر چکا: (۱۳) یعنی ایسوں کے لیے اب نصیحت کہاں؟ ان کے پاس ہمارے رسول آ چکے حق واضح ہو چکا انہوں نے حق سے منہ موڑا رسولوں کو جھٹلایا ان کی تعلیمات کو اچھا نہ جانا اور صاف صاف کہہ دیا کہ یہ تو سکھائے پڑھائے ہوئے ہیں اور ان کا دماغی توازن صحیح نہیں فرمایا یَوۡمَئِذٍ یَّتَذَکَّرُ الۡاِنۡسَانُ (فجر ۸۹/۲۳) اس دن انسان نصیحت قبول کرے گا لیکن اب اس کے لیے نصیحت کہاں اب اس کا کوئی فائدہ نہیں (۱۴ و ۱۵) یعنی اگر ہم عذاب ہٹا کر تمہیں پھر دوبارہ دنیا میں بھیج بھی دیں تو وہاں جا کر پھر نافرمانی کرو گے فرمایا وَلَوۡ رَحِمۡنٰا (مومنون ۲۳/ ۷۵) اگر ہم ترس کھا کر ان سے عذاب ہٹا بھی لیں تو پھر یہ آنکھیں بند کر کے اسی اپنی سابق سرکشی میں غوطے کھاتے پھریں گے وَلَوۡ رُدُّوۡا (انعام ۶/ ۲۸) اگر یہ لوٹا بھی دیئے جائیں تو جن باتوں سے روکے گئے ہیں یقیناً پھر وہی کریں گے اور قطعی جھوٹے ثابت ہوں گے یا اگر اسباب عذاب مہیا ہو جانے کے بعد بلکہ عذاب آ جانے کے بعد بھی ہم اسے تھوڑی دیر کے لیے ٹھہرا لیں تو یہ اپنی شرارت وخباثت سے رکنے والے نہیں۔

بطشہ کبریٰ کی تفسیر: (۱۶) اِنَّکُمۡ عَآئِدُوۡنَ سے مطلب اللہ کے عذاب کی طرف لوٹنا ہے اور سخت پکڑ سے مراد قیامت کے دن کی پکڑ مراد ہے ابن عباس سخت پکڑ سے قیامت کے دن کی پکڑ مراد ہے۔

وَلَقَدۡ فَتَنَّا قَبۡلَهُمۡ قَوۡمَ فِرۡعَوۡنَ وَجَآءَهُمۡ رَسُوۡلٌ کَرِیۡمٌ ﴿۱۷﴾ اَنۡ اَدُّوۡۤا اِلَیَّ عِبَادَ
اللّٰهِ ؕ اِنِّیۡ لَکُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ ﴿۱۸﴾ وَّاَنۡ لَّا تَعۡلُوۡا عَلَی اللّٰهِ ۚ اِنِّیۡۤ اٰتِیۡکُمۡ بِسُلۡطٰنٍ
مُّبِیۡنٍ ﴿۱۹﴾ وَاِنِّیۡ عُذۡتُ بِرَبِّیۡ وَرَبِّکُمۡ اَنۡ تَرۡجُمُوۡنِ ﴿۲۰﴾ وَاِنۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا لِیۡ

فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿٢١﴾ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿٢٢﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَيْلًا اِنَّكُمْ
مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٢٤﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ
وَّعُيُوْنٍ ﴿٢٥﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿٢٦﴾ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿٢٧﴾ كَذٰلِكَ
وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿٢٨﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿٢٩﴾
وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿٣٠﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ
عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٣١﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ
الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿٣٣﴾

''یقین مانو ہم ان سے پہلے قوم فرعون کو بھی فتنے میں ڈال چکے ہیں جن کے پاس ایک معزز رسول آیا تھا (اور اس نے کہا تھا کہ) اللہ کے بندوں کو مجھے سونپ دو اچھی طرح جان لو کہ میں تمہارا امین پیغمبر ہوں تم اللہ کے مقابلہ پر سرکشی نہ کرو میں تمہارے پاس کھلی برہان لایا ہوں اور میں اپنے رب کی اور تمہارے رب کی اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم مجھے رجم کر دو اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے ہٹے ہی رہو آخر انہوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ نافرمان قوم ہے (ہم نے وحی کی کہ) راتوں رات میرے بندوں کو نکال کر لے جاؤ بلاشبہ تمہارا تعاقب کیا جائے گا اور دریا کو ٹھہرا ہوا چھوڑ کر آگے بڑھ جاؤ بلاشبہ یہ لشکر ڈبو دیا جائے گا یہ بہت سے باغ، چشمے کھیتیاں، عالی شان محل اور وہ نعمتیں جن میں موج اڑا رہے تھے چھوڑ گئے اسی طرح ہوا ہم نے دوسری قوم کو ان چیزوں کا وارث بنا دیا پھر نہ تو ان پر آسمان و زمین روئے اور نہ انہیں ڈھیل ملی ہم نے اسرائیلیوں کو سخت ذلت والے عذاب سے چھڑا دیا جو فرعون کی جانب سے تھا واقعی وہ سرکش اور حد سے آگے چلا نکلنے والوں میں سے تھا اور ہم نے دیدہ و دانستہ انہیں جہان والوں پر فوقیت دی اور ہم نے انہیں ایسی ایسی نشانیاں دیں جن میں کھلم کھلا امتحان تھا''۔

حضرت موسیٰ کا وعظ: (۱۷ و ۱۸) یعنی ان سے پیشتر ہم نے قبطیوں کو اپنا ایک معزز رسول بھیج کر آزمایا آپ نے انہیں ہمارا یہ پیغام پہنچایا کہ اسرائیلی ہمارے حوالے کر دو انہیں تکلیف نہ پہنچاؤ میں اللہ کا نبی ہوں اور میری نبوت کی صداقت میرے پاس والے معجزوں سے ظاہر ہے سیدھی راہ پر چلنے والے امن و عافیت سے رہیں گے اللہ نے مجھے وحی کا امین بنا کر تمہاری ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا ہے اور میں تمہیں اسی کی شریعت کے احکام کی تعلیم دینے آیا ہوں (۱۹) تمہیں رب العالمین کے احکام ماننے میں کیا تامل ہے اس کے احکام قبول کرنے میں سرکشی نہ کرو اور اس کے دلائل و احکام کے سامنے بلاچون و چرا جھک جاؤ۔ دیکھو اس کی عبادت سے کترانے والے دنیا میں بھی ذلیل رہتے ہیں اور ان پر آخرت کی مار بڑی سخت پڑتی ہے میرے پاس صاف اور واضح دلائل ہیں کہ میں اللہ کا نبی ہوں (۲۰) یعنی میں تمہاری طعن و تشنیع اور تہمت سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم مجھے زبان و ہاتھ سے ایذاء پہنچاؤ یعنی تمہارے سنگسار کرنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں وہ میرا اور تمہارا سب کا آقا ہے۔

موسیٰ کی قوم پر بددعا: (۲۱) اگر تم میرا کہا نہیں مانتے مجھے اللہ کا نبی نہیں گردانتے اور میری باتوں پر اعتماد کر کے اللہ پر ایمان نہیں لاتے تو کم از کم مجھے تکلیف واذیت تو نہ پہنچاؤ اور میری راہ میں مشکلات تو نہ پیدا کرو مجھ سے الگ تھلگ ہی رہو تا قتیکہ آقا ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ نہ فرما دے۔ آخر آپ نے اپنی قیمتی عمر کا اکثر حصہ ان میں گذارا اللہ کے احکام اور پیغام رسالت لوگوں تک پہنچائے انہیں ہر طرح سمجھایا بجھایا ان کی ہدایت کے لیے ہر طرح کے جتن کیے اور ان کی خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اٹھا کر نہ رکھا مگر جب یہ دیکھا کہ باوجود میری ان تھک کوششوں کے یہ ازلی بدبخت دن بہ دن کفر میں اور ڈوبتے جارہے ہیں اور روز بروز ان کی شرارت وطغیانی بڑھتی ہی جا رہی ہے تو آپ نے اللہ سے ان کے حق میں بددعا کی اور فرمایا (۲۲) کہ بارالٰہا یہ قوم تو نافرمان وسرکش ہے یہ ایمان لانے والی نہیں دوسری جگہ فرمایا رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ (یونس ۱۰/ ۸۸'۸۹) موسیٰ نے کہا اے ہمارے مربی تو نے فرعون اور فرعونیوں کو دنیوی ٹھاٹ باٹ اور ساز وسامان سے نوازا ہے اے اللہ یہ تو اس کے نشے میں چور ہو کر دوسروں کو بھی بہکا رہے ہیں اے اللہ ان کا مال برباد کر اور ان کے دل اور سخت بنا تا کہ درد سے بھرپور عذابوں میں مبتلا ہونے تک انہیں ایمان نصیب نہ ہو جواب ملا کہ موسیٰ اور ہارون میں نے تمہاری دعا سن لی اور قبول کر لی تم استقلال سے اپنا کام کیے جاؤ۔ اس مقام پر یہ جواب ہے کہ ہم نے آپ سے کہا۔

اسرائیلیوں کو لے جانے کا حکم: (۲۳) کہ تم میرے بندوں اسرائیلیوں کو راتوں رات چپکے سے شہر سے نکال لے جاؤ فرعون اور قبطی تمہارا تعاقب کریں گے گھبرانا نہیں نڈر اور بے باک ہو کر چلتے رہنا ہم تمہارے لیے دریائے نیل کا پانی خشک کر کے راستے بنا دیں گے اور تم سلامتی سے پار ہو جاؤ گے آخر آپ ایک رات چپکے سے اسرائیلیوں کو لے کر نکل کھڑے ہوئے صبح کو جب فرعون کو خبر لگی تو وہ فوراً ایک لشکر جرار لے کر آپ کے تعاقب میں روانہ ہو گیا سامنے دریا پیچھے دشمن کا دریا کی طرح موجیں مارتا ہوا لشکر لیکن آپ ذرا نہ گھبرائے جب لب دریا پہنچے دریا میں عصا مارا جس سے دریا نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو راستے دے دیے آپ معہ اپنے رفقاء کے دریا میں اتر گئے دشمن دور سے یہ منظر دیکھ رہا تھا کہ دریا ٹھہرا ہوا ہے اور موسیٰ معہ اسرائیلیوں کے پار ہو رہے ہیں جب آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پار ہو چکے تو آپ نے پھر عصا مارنا چاہا تا کہ دریا جاری ہو جائے اور فرعون پار نہ ہو سکے مگر فوراً وحی آ گئی کہ دریا کو بدستور چھوڑ دو اور فرمایا کہ یہ سب اس میں ڈوب جائیں گے پار نہ ہو سکیں گے اور ان کی سلطنت کے تم مالک بن جاؤ گے (۲۴) یعنی پار ہو کر دریا کو جاری ہو جانے کا حکم نہ دینا جب تک دشمن ایک ایک کر کے اس کے اندر نہ آ جائے پھر روانی کا حکم ملتے ہی یہ سب کو ڈبو دے گا (۲۵۔۲۷) یعنی فرعون کو جس کو پانی پر ناز تھا اسی نے اسے اور اس کے لشکر کو تباہی کے گھاٹ اتار دیا اور وہ ایسے غارت ہوئے کہ اپنے پیچھے لہلہاتے باغ ہرے بھرے کھیت جاری نہریں عالی شان مکان اور مزین بیٹھکیں چھوڑ گئے ان کے باغ دریائے نیل کے دونوں کناروں پر دور دور تک پھیلے ہوئے تھے جن کا سلسلہ اسوان سے رشید تک تھا۔

اللہ نے ان کی ساری دولت وحشمت اور حکومت وسلطنت اسرائیلیوں کو دے دی چنانچہ فرمایا وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ (اعراف ۷/ ۱۳۷) ہم نے ان کمزوروں کو ان کے صبر کی وجہ سے اس تمرد پسند قوم کی ساری نعمتیں عطا فرما دیں اور ان کا کچومر نکال کر رکھ دیا (۲۸) یعنی ہم نے دوسرے لوگوں (اسرائیلیوں) کو ان کی نعمتوں کا وارث بنا دیا (۲۹) یعنی ان کی حسرت ناک موت پر زمین و آسمان تک نہ روئے اس لیے کہ ان ازلی پاپیوں کے پاس کون سے نیک عمل تھے جو آسمان پر چڑھتے تھے اور اب چڑھنے بند ہو گئے جس کی وجہ سے آسمان روتا یا زمین روتی فرمایا انہیں اچانک پکڑ لیا گیا مہلت ہی نہیں دی گئی۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہر انسان

کے لیے آسمان میں دو دروازے ہیں ایک سے روزی اترتی ہے اور ایک سے عمل چڑھتے ہیں جب یہ مرجاتا ہے اور ان دروازوں سے عمل اور رزق کا چڑھنا اترنا بند ہو جاتا ہے تو یہ روتے ہیں پھر آپ نے یہ آیت پڑھی (ابو یعلی)۔

اسرائیلیوں پر اللہ کا زبردست احسان: (۳۰،۳۱) یعنی ہمارا اسرائیلیوں پر یہ کتنا بڑا احسان تھا کہ ہم نے انہیں فرعون جیسے ظالم اور سنگ دل شخص کے پنجہ جبر واستبداد سے چھڑایا جس نے انہیں ذلیل وخوار بنا رکھا تھا ان سے ادنی اور ذلیل کام کراتا تھا اور بیگار لیتا تھا اس نے بڑا سر اٹھا رکھا تھا نادان اپنی نادانی سے اللہ کی مہربانی کو محدود کرنا چاہتا تھا اس کی قوم بھی اس کی ہاں میں ہاں ملاتی رہتی تھی اور اسی کی ساتھی تھی (۳۲) اسرائیلیوں پر اللہ کا دوسرا یہ احسان عظیم تھا کہ اس نے انہیں دنیا پر فوقیت عطا فرما رکھی تھی ہر زمانے کو عالم کہا جاتا ہے یعنی اپنے زمانے میں یہ دنیا پر فضیلت والے تھے یہ بات نہیں کہ آغاز عالم سے لے کر قیامت تک تمام آنے والوں پر بزرگی مل گئی تھی قَالَ يَا مُوْسٰى اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ (اعراف ۷/۱۴۴) اے موسیٰ میں نے تمہیں لوگوں پر فضیلت دی یعنی تمہارے ہمعصروں پر فضیلت دی حضرت مریم کے بارے میں ہے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ (آل عمران ۳/۴۲) اللہ نے آپ کو دنیا کی عورتوں سے چن لیا یعنی ان کی ہمعصر تمام عورتوں پر فضیلت دی کیونکہ حضرت خدیجہؓ ان سے افضل ہیں یا کم از کم برابری میں تو شک نہیں اسی طرح آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون اپنی ہمعصر خواتین میں سب سے افضل ہیں اور صدیقہؓ کی فضیلت تمام خواتین پر اس طرح ہے جس طرح اور کھانوں پر شوربے میں بھیگی ہوئی روٹی کی ہے (۳۳) اسرائیلیوں پر اللہ کا یہ تیسرا احسان ہے کہ اس نے انہیں ایسے ایسے معجزے عطا فرمائے جن میں ہدایت ڈھونڈھنے والوں کے لیے کھلی آزمائشیں تھیں۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾
فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۶﴾ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ اَهْلَكْنٰهُمْ ۡ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾

''یہ لوگ یہی کہتے ہیں کہ ہماری یہی پہلی موت ہے ہم اٹھائے جانے والے نہیں اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو لے آؤ کیا یہ لوگ بہتر ہیں یا تبع والے اور وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے ہم نے ان سب کو برباد کیا کیونکہ وہ نافرمان تھے''۔

منکرین قیامت کی تردید: (۳۴،۳۶) اس آیت میں زندگی بعد الموت کو اور قیامت کو نہ ماننے والوں کی تردید ہے ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت کا امکان نہیں اور زندگی بعد الموت ایک ڈھکوسلہ ہے جو کچھ ہے یہی دنیوی زندگی ہے موت کے بعد زندگی ناممکن ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ اگر مسلمان زندگی بعد الموت کے دعوی میں سچے ہیں تو ہمارے گذرے ہوئے باپ دادا میں سے کسی کو زندہ کر کے دکھائیں۔ دلیل کی کمزوری اور بے ہودگی ظاہر ہے زندگی بعد الموت دنیا میں تو نہیں کہ پھر کسی کو زندہ کر کے پیش کر دیا جائے وہ تو جب کی بات ہے جب یہ دنیا ختم ہو جائے گی اور قیامت آ جائے گی اس وقت یہ کٹ حجتی کرنے والے دوزخ کا ایندھن بنیں گے اور ان کی طغیانی اور سرکشی کی تصدیق امت محمدیہ کرے گی اور امت محمدیہ کی تصدیق آپ فرمائیں گے۔

مشرکوں کو عذاب کی دھمکی: (۳۷) اس آیت میں دھمکی ہے کہ خبردار کہیں ایسا نہ ہو کہ نافرمانی اور سرکشی پر جس طرح پہلی قومیں ہمارے عذابوں کا شکار بن گئیں تم بھی بن جاؤ اور تم بھی انہیں کی طرح بے نام ونشان ہو کر رہ جاؤ۔

تبع کا بیان: تبع اور تبع والوں کے واقعات سورہ سباء میں گذر چکے یہ عدنان عرب ہیں وہ قحطان عرب تھے حمیر جو سبا کے باشندے تھے اپنے بادشاہ کو تبع کہتے ہیں جیسے رومی بادشاہ کو قیصر۔ فارس کے بادشاہ کو کسریٰ مصری بادشاہ کو فرعون اور حبش کے بادشاہ کو نجاشی کہا جاتا ہے ان حمیری بادشاہوں میں ایک تبع بڑا زبردست بادشاہ گذرا ہے یہ یمن سے نکل کر سمرقند تک پہنچ گیا تھا اور ہر جگہ کے بادشاہوں کو شکست دے کر اس نے اپنی سلطنت کے حدود بہت وسیع کر لیے تھے اس کے پاس زبردست لشکر تھا اس نے ایک بستی حیرہ آباد کی تھی۔

صدیقہؓ فرماتی ہیں تبع نیک آدمی تھا کہ اسے برا نہ کہو (ط) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا تبع کو برا نہ کہو وہ مسلمان ہو گیا تھا (ابن ابی حاتم) (۲) مجھے معلوم نہیں کہ تبع نبی تھے یا نہیں (عبدالرزاق)

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۰﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۲﴾ ع

''ہم نے زمین وآسمان کو اور ان کی درمیانی چیزوں کو کھیل کے طور پر نہیں پیدا کیا ہم نے انہیں صرف حکمت سے پیدا کیا ہے لیکن اکثر لوگ علم والے نہیں بلاشبہ فیصلے والا دن ان سب کے وعدے کا دن ہے جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ ان کی حمایت کی جائے گی ہاں جس پر اللہ مہربان ہو جائے یقیناً وہ بڑے غلبہ والا اور انتہائی مہربان ہے''۔

دنیا کسی حکمت سے بنی ہے: (۳۸، ۳۹) یعنی ہمارے عدل کا یہی تقاضا ہے کہ کائنات کسی معقول حکمت سے بنائی جائے لہٰذا ہم نے دنیا کھیل کے طور پر نہیں بنائی بلکہ عدل والی حکمت سے بنائی ہے اگرچہ لوگوں کو اس کا علم نہ ہو ہماری ذات لغو کاموں سے پاک ہے فرمایا (۱) وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ (ص ۳۸/ ۲۷) ہم نے دنیا کو لغو پیدا نہیں کیا ہمارے بارے میں ایسا گمان صرف کافروں کا ہے جن کا ٹھکانہ دوزخ ہے (۲) اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ (مومنون ۲۳/ ۱۱۵، ۱۱۶) کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم نے تمہیں یونہی بیکار پیدا کر دیا اور تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے ایسی باتوں سے سچا بادشاہ بلند و برتر ہے اس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اور وہ عزت والے عرش کا مالک ہے۔

فیصلہ والا دن قیامت کا دن ہے: (۴۰) فیصلے والے روز سے مراد قیامت کا دن ہے جس دن اللہ بندوں کے درمیان حق و انصاف سے فیصلے فرمائے گا اور ہر ایک کو اس کے عمل کی جزاؤ سزا ملے گی اس دن اگلے پچھلے چھوٹے بڑے اور ادنیٰ اور اعلیٰ سب جمع ہوں گے (۴۱) اس دن سب کو اپنی اپنی پڑی ہو گی کوئی کسی کے کام نہ آئے گا دوست دوست کو چھوڑ دے گا رشتہ دار رشتہ دار سے کترائے گا جیسا کہ فرمایا فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ (مومنون ۲۳/ ۱۰۱) جب صور پھونک دیا جائے گا تو رشتے باقی نہ رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا (۲) وَلَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا (معارج ۷۰/ ۱۰، ۱۱) اس روز کوئی عزیز اپنے عزیز کو سراسیمہ و پریشان دیکھنے کے

باوجود بھی نہ پوچھے گا پھر فرمایا نہ کوئی اس روز کسی کی کسی صورت سے مدد کرے گا اور نہ کوئی غیبی مدد آئے گی (۴۲) ہاں اگر اللہ کی وسیع رحمت غم گسار بن جائے تو بن جائے اللہ بڑے غلبے والا اور وسیع رحمت والا ہے۔

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الۡاَثِیۡمِ ﴿۴۴﴾ کَالۡمُہۡلِ ۚۛ یَغۡلِیۡ فِی الۡبُطُوۡنِ ﴿۴۵﴾
کَغَلۡیِ الۡحَمِیۡمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوۡہُ فَاعۡتِلُوۡہُ اِلٰی سَوَآءِ الۡجَحِیۡمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوۡا فَوۡقَ رَاۡسِہٖ
مِنۡ عَذَابِ الۡحَمِیۡمِ ﴿۴۸﴾ ذُقۡ ۚۙ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡکَرِیۡمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ ہٰذَا مَا کُنۡتُمۡ
بِہٖ تَمۡتَرُوۡنَ ﴿۵۰﴾

معانقہ ۱۲

''یقین جانو زقوم کا درخت جو گناہ گار کی غذا ہوگا تلچھٹ کی طرح ہوگا اور سخت گرم پانی کی طرح پیٹ میں کھولے گا اسے پکڑو اور گھسیٹتے ہوئے لا کر جہنم کے درمیان جھونک دو پھر اس کے سر پر انتہائی گرم پانی چھوڑ دو کہ لے چکھ تو بڑا معزز تھا دیکھو یہی وہ چیز ہے جس میں تم شک کیا کرتے تھے''۔

قیامت کے دن مشرکوں پر سزائیں: (۴۳، ۴۴) قیامت کے دن مشرکوں پر سزا کا بیان ہے کہ جن مشرکوں کے قول وفعل گناہوں کی گندگی میں لتھڑے ہوئے رہتے تھے انہیں آج زقوم کا درخت کھانے کو دیا جائے گا' یہ آیت عام ہے لہٰذا یہ عذاب قیامت تک آنے والے تمام مشرکوں کے لیے ہے البتہ مشرکین مکہ اس میں بدرجہ اولی داخل ہیں (۴۵، ۴۶) یعنی یہ طعام تلچھٹ کی طرح کا ہوگا جو اپنی حرارت کڑواہٹ بدمزگی اور نقصان کی وجہ سے پیٹ میں ہانڈی کی طرح کھولتا ہی رہے گا (۴۷، ۴۸) اللہ جہنم کے داروغہ کو حکم دے گا کہ اس بے ایمان کو پکڑ لو فوراً ستر ہزار فرشتے لپکیں گے یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ (حج ۲۲/۱۹، ۲۱) ان کے سروں پر جہنم کا جوش مارتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کھالیں اور پیٹ کے تمام اعضا نکل پڑیں گے الامان الامان ونیز فرشتے انہیں لوہے کے گرزوں سے ماریں گے جن سے ان کے دماغ پھٹ جائیں گے پھر اوپر سے یہ سخت گرم پانی ڈالا جائے گا یہ پانی ہڈی کو کھال سے علیحدہ کرتا ہوا چلا جائے گا آخر کار آنتیں کاٹتا ہوا پنڈلیوں تک آئے گا یا اللہ ہمیں اس ہولناک عذاب ورسوائی سے اپنے فضل وکرم سے محفوظ رکھنا (۴۹) پھر مزید رسوا کرنے کے لیے کہا جائے گا لے اب مزا چکھتا رہ تو دنیا میں بڑی اونچی ناک والا تھا آج تیری عزت کہاں گئی اور کیوں انتہائی ذلت وخواری اور پستی میں ہے ایک دن اللہ کے رسول ﷺ نے ابوجہل سے فرمایا مجھے اللہ نے حکم فرمایا ہے کہ میں تجھ سے کہہ دوں کہ تیرے لیے ویل ہے پھر دوسری بار کہتا ہوں کہ تیرے لیے ویل ہے اس کمینے نے آپ کے ہاتھ سے اپنا کپڑا گھسیٹ کر کہا پرے ہٹ تو اور تیرا رب میرا کیا بگاڑ سکتا ہے اس پورے علاقے میں میں سب سے زیادہ معزز ہوں اور سارے علاقے کا رئیس ہوں (مغازی اموی) آخر اللہ نے اسے جنگ بدر میں قتل کرایا اور اس کی دنیوی عزت خاک وخون میں ملائی اس سے کہا جائے گا کہ۔ لے اب اپنی عزت کا اور اپنی سرداری کا مزہ چکھ اور اپنی بڑائی اور بلندی کا لطف اٹھا (۵۰) یعنی کافروں سے کہا جائے گا کہ لو دیکھو یہ ہے وہ دوزخ جس کا تم کو یقین ہی نہ آتا تھا فرمایا یَوْمَ یُدَعُّوْنَ اِلٰی (طور ۵۲/۱۳ تا ۱۵) جس دن انہیں دھکے دے کر دوزخ میں جھونکا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ آگ جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے کیا یہ سحر

ہے کیا یہ تمہاری آنکھوں کے سامنے نہیں۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ﴿٥١﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٢﴾ يَلْبَسُونَ مِن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿٥٣﴾ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ﴿٥٤﴾ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ﴿٥٥﴾ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿٥٦﴾ فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٥٧﴾ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥٨﴾ فَارْتَقِبْ إِنَّهُم مُّرْتَقِبُونَ ﴿٥٩﴾

''یقیناً ماننو پرہیزگار امن وعافیت والے مقام میں باغوں اور چشموں میں ہوں گے یہ دبیز و مہین ریشم کے لباس میں ملبوس آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے یہ اسی طرح ہوگا اور ہم بڑی آنکھوں والی اور گوری گوری حوروں سے ان کا جوڑا لگا دیں گے یہ وہاں اطمینان سے ہر طرح کے پھل منگارہے ہوں گے انہیں وہاں بجز پہلی موت کے جو دنیا میں آچکی تھی اور موت نہیں آئے گی اور انہیں اللہ پاک عذاب جہنم سے بچالے گا یہ آپ کے رب کے فضل سے ہوگا یہ بڑی زبردست کامیابی ہے ہم نے قرآن آپ کی زبان میں آسان کردیا تاکہ یہ نصیحت مان لیں آپ بھی منتظر رہیں اور یہ بھی انتظار میں ہیں''۔

توحید پرستوں کے عیش: (۵۱-۵۴) نافرمانوں کے بعد فرمان برداروں کا بیان ہے اسی وجہ سے قرآن کو مثانی کہا گیا ہے اس ناپائیدار دنیا میں جو اپنے بنانے والے ہمہ گیر قدرت والے اور محسن اعظم سے ڈرتے رہتے ہیں اور اس کے احکام پر خوشی خوشی اسی کی رضا کے لیے عمل کرتے رہتے ہیں وہ قیامت کے دن امن واطمینان والے گھر میں موج اڑائیں گے نہ انہیں موت کا اندیشہ ہوگا نہ وہاں سے نکلنے کا غم ہوگا نہ کوئی دکھ ہوگا اور نہ گھبراہٹ ہوگی نہ شیطان کے فریب کا ڈر ہوگا اور نہ اپنے مہربان رب کی ناراضی کا خوف ہوگا نہایت آرام واطمینان سے انتہائی دل جمعی سے اور بے حد آرام سے رہیں سہیں گے۔ کافروں کو زقوم کا درخت جیسا تلخ کھانا ملے گا اور آگ کی طرح گرم کھال گلانے والا پانی ملے گا اور مومنوں کو جنتیں ملیں گی جن کے درختوں کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور یہ طرح طرح کے ریشمی فاخرہ لباس زیب تن کیے ہوئے ہوں گے جن میں باریک بھی لباس ہوگا اور دبیز جھلملاتا ہوا بھی اور عالی شان سونے سے بنی ہوئی مسہریوں پر عزت وشان سے آمنے سامنے رونق افروز ہوں گے کسی کی طرف کسی کی پشت نہ ہوگی ہر طرح کا عیش وآرام اور چین واطمینان نصیب ہوگا اور اس بیش بہا انعام واکرام کے ساتھ ساتھ انہیں حوریں بھی ملیں گی جن کے گورے گورے جسم اور بڑی بڑی نشیلی آنکھیں ہوں گی جو اچھوتی ہوں گی اور یاقوت ومرجان کو شرما رہی ہوں گی درحقیقت حق دار انعام واکرام یہی سعادت مند ہیں جب انہوں نے دنیا میں اللہ کا خوف اپنے دلوں سے ہٹنے نہ دیا اور خواہشات نفسانی کو اللہ کی رضا کی خاطر خاک میں ملا دیا تو یہ ان پر غیر معمولی انعام کیوں نہ ہوتا اللہ ان نیک بندوں کو کیوں اس بیش بہا انعام واکرام سے نہ نوازتا

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اگران حوروں میں سے کوئی حور کسی کڑوے سمندر میں تھوک دے تو اس کا کھارا پانی میٹھا ہو جائے (۵۵) یہ وہاں جس میوے کی خواہش کریں گے موجود پائیں گے جو مانگیں گے مل جائے گا ارادے کے ساتھ ہی موجود اور طلب کے ساتھ ہی حاضر۔ پھر کیسے اطمینان وتسلی سے؟ نہ گھٹنے کا خوف' نہ ختم ہونے کا اندیشہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم (۵۶) یعنی دنیا میں تو ہر وقت موت کا کھٹکا لگا رہتا تھا یہاں یہ بھی نہیں دوبارہ موت نہیں آئے گی ایک دفعہ دنیا میں آ چکی موت ایک مینڈھے کی صورت میں لائی جائے گی اور اسے جنت وجہنم کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا (ق) (آج موت کو بھی موت آ جائے گی) اور اعلان کر دیا جائے گا کہ جنت والو اب دائمی زندگی ہے کبھی موت نہیں اور اے جہنم والو اب تمہاری بھی ہمیشگی والی زندگی ہے اب کبھی موت نہیں۔ جنت والے سونے والے نہیں وہ تو ہر وقت آرام وعیش سے محظوظ رہیں گے اور سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اللہ انہیں جہنم سے بچا لے گا مطلب پورا ہوا اور اندیشہ دور ہوا اسی لیے آگے فرمایا (۵۷) کہ دوزخ سے نجات دینا صرف اللہ کا احسان وکرم ہے ایک صحیح حدیث میں ہے کہ تم سیدھے سیدھے رہو درمیانی راہ اختیار کیے رہو یقین رکھو کہ کسی کے عمل اسے جنت میں نہیں لے جا سکتے پوچھا گیا کیا آپ کے عمل بھی؟ فرمایا ہاں میرے عمل بھی جب تک اللہ کا فضل وکرم میرے شامل حال نہ ہو۔

قرآن فصیح عربی میں اترا: (۵۸) یعنی ہم نے یہ قرآن انتہائی آسان' بے حد سلجھا ہوا۔ انتہائی ظاہر وواضح اور مدلل ومنور کر کے آپ کے پاس بھیجا اور آپ کی زبان میں اتارا ہے عربی زبان بڑی فصیح وبلیغ' بڑی میٹھی اور بڑی وسیع ہے تاکہ لوگ سہولت سے سمجھ کر خوشی خوشی عمل کرنے لگیں۔

نہ ماننے والوں کو دھمکی: (۵۹) یعنی اب بھی اگر لوگ اسے نہ مانیں اور جھٹلائیں تو آپ انہیں متنبہ کر دیجئے کہ آؤ ہم تم دونوں انتظار کریں اور دیکھیں اللہ کی طرف سے کس کی تائید ہوتی ہے' کس کا بول بولا ہوتا ہے اور کسے دنیا اور آخرت ملتی ہے نتیجہ یہ ہے کہ آپ بالکل بے فکر رہیں آپ ہی کامیاب ہوں گے اور آپ کے مخالف غارت وتباہ ہوں گے میں انبیاء اور ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کو اونچا کر دیتا ہوں فرمایا کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ (مجادلہ ۵۸/۲۱) اللہ نے یہ لکھ لیا ہے کہ یقیناً میں اور میرے نبی ہی غالب رہیں گے (۲) اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا (غافر ۴۰/۵۱'۵۲) بلاشبہ ہم اپنے رسولوں کی اور مومنوں کی دنیا میں بھی امداد فرمائیں گے اور قیامت کے دن بھی جس دن گواہ کھڑے ہوں گے اور ظالموں کو ان کے عذر کام نہ دیں گے ان پر پھٹکار ہوگی اور ان کے لیے بد ترین گھر ہوگا۔

الحمد للہ سورہ دخان کی تفسیر مکمل ہوئی۔ اللہ قبول فرما کر ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

❀❀❀

سورۂ جاثیہ

بترتیب مصحف یہ ۴۵ ویں سورہ ہے اور بترتیب نزول ۶۵ ویں۔ اور یہ مکی سورہ ہے اس میں ۳۷ آیتیں اور ۴ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝۳ وَفِیْ خَلْقِكُمْ وَمَا یَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ۝۴ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝۵

''شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے حم (کے معنی تو اللہ ہی جانتا ہے) یہ کتاب اللہ کی طرف سے جو سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے اتری ہے بلاشبہ مومنوں کے لیے آسمان وزمین میں بڑے بڑے دلائل ہیں اور یقین کرنے والوں کے لیے خود تمہاری پیدائش میں اور اللہ کے پھیلائے ہوئے جانوروں میں بھی بڑے بڑے دلائل ہیں اور عقل والوں کے لیے دن رات کے آنے جانے میں اور آسمان سے اللہ کی اتاری ہوئی روزی میں جس سے وہ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیتا ہے اور ہواؤں کے بدلنے میں بھی بڑی بڑی نشانیاں ہیں''۔

---

(۱) حم یہ حروف مقطعات ہے اس کا معنی اللہ کو معلوم۔

قرآن خود ساختہ نہیں: (۲) یعنی یہ کلام پاک محمد ﷺ کا خود ساختہ نہیں ہے بلکہ اللہ نے اتارا ہے جو سب پر غالب ہے کوئی اس کی مرضی کے خلاف کلام گھڑ کر پیش نہیں کر سکتا جھوٹوں اور کذابوں کی پول جلدی ہی کھل جاتی ہے اور وہ بڑی حکمت والا بھی ہے جس کا ہر کام حکمت سے لبریز ہوتا ہے۔

اللہ کی نشانیوں میں غور کرنے کا حکم: (۳'۴'۵) یعنی ہماری نشانیوں میں غور وفکر کرو ہماری نعمتوں کو جانو اور ان کی قدر پہچانو پھر ان کا شکر ادا کرو ذرا سوچو تو سہی کہ اللہ کی قدرت کتنی عظیم ہے جس نے نہ صرف زمین وآسمان بلکہ طرح طرح کی چیزیں پیدا کیں، جاندار بے جان، اعلیٰ ادنیٰ سب اسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں سمندری جانداروں کا بھی وہی خالق ہے دن رات کا بدلنا صبح شام کا آنا جانا نور وظلمت کا الٹ پھیر سب اسی کے قدرت کے کرشمے ہیں بوقت ضرورت ایک اندازے کے ساتھ وہی آسمان سے باران رحمت نازل فرماتا ہے یہاں رزق کا اطلاق بارش پر کیا گیا کیونکہ بارش رزق کا سبب ہے (کبھی مسبب بول کر سبب مراد لے لیا جاتا ہے جو مجاز کی قسم ہے) مردہ زمین بارش کے بعد زندہ ہو جاتی ہے خشک زمین بارش کے بعد سبزی اور پھل پھول سے لہلہانے لگتی ہے ہوائیں اسی کے اختیار میں ہیں وہی کبھی پروا کبھی پچھوا کبھی شمالی کبھی جنوبی کبھی خشک اور کبھی تر ہوائیں چلاتا ہے کچھ ہوائیں بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں کچھ ان کا پانی نچوڑ دیتی ہیں اور کچھ روح کی غذا بن جاتی ہیں علاوہ ازیں اور بھی ان کے بہت سے فوائد ہیں غرضیکہ سب ہوائیں اسی کے حکم سے چلتی ہیں ہے کوئی ایسی قدرت والا اور ایسا فیاض؟ نہیں اور ہرگز نہیں ان چیزوں میں سے ہر ایک چیز اس کی معرفت اور اس کا وجود بتاتی ہے اسی لئے فرمایا ارباب ایمان ویقین کے لئے اور اصحاب دانش کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں پہلے ایمان والے پھر یقین والے اور پھر عقل والے فرمایا یہ ایک اچھی حالت سے دوسری اعلیٰ حالت کی طرف ترقی ہے یہی مضمون اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ (بقرہ ۲/۱۶۴) میں ہے۔

تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ یُؤْمِنُوْنَ ۝۶

وَيۡلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيۡمٍ ۙ﴿۷﴾ يَّسۡمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتۡلٰى عَلَيۡهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسۡتَكۡبِرًا كَاَنۡ
لَّمۡ يَسۡمَعۡهَا ۚ فَبَشِّرۡهُ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ﴿۸﴾ وَاِذَا عَلِمَ مِنۡ اٰيٰتِنَا شَيۡئَا ۨاتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ
اُولٰۤئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ؕ﴿۹﴾ مِنۡ وَّرَآئِهِمۡ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغۡنِىۡ عَنۡهُمۡ مَّا كَسَبُوۡا
شَيۡئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡلِيَآءَ ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ؕ﴿۱۰﴾ هٰذَا هُدًى ۚ
وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمۡ لَهُمۡ عَذَابٌ مِّنۡ رِّجۡزٍ اَلِيۡمٌ ﴿۱۱﴾ ع

''یہ اللہ کی آیتیں ہیں جن کو ہم آپ کو حق کے ساتھ سنا رہے ہیں پھر اللہ کے اور اس کی آیتوں کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے ہر جھوٹے اور گناہ گار پر افسوس ہے جو اللہ کی آیتوں کو جو اس کے سامنے پڑھی جاتی ہیں سنتا ہے پھر بھی مغرور ہو کر اس طرح اڑا رہتا ہے جیسے اس نے انہیں سنا ہی نہیں آپ ایسے لوگوں کو درد بھرے عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے اور یہ جب ہماری کسی آیت کا علم حاصل کر لیتا ہے تو اسے مذاق میں اڑاتا ہے ایسے ہی لوگوں کے لیے رسوا کر دینے والا عذاب ہے ان کے پیچھے جہنم ہے اور ان کی کمائی ان کے کچھ بھی کام نہ آئے گی اور نہ وہ کام آئیں گے جنہیں انہوں نے اللہ کے سوا کارساز سمجھ رکھا تھا اور بہت بڑا عذاب انہیں کے لیے ہے یہ قرآن ہدایت ہے اور جنہوں نے اپنے مالک کی آیتوں کا انکار کیا انہیں کے لیے بہت ہی سخت اور دردناک عذاب ہے''۔

مشرک قرآن سن کر بھی ایمان نہیں لاتے: (۶) یعنی قرآن کی جو اللہ کی طرف سے صاف اور سلجھا ہوا اترا ہے آپ کے سامنے آیتیں پڑھی جاتی ہیں جن کو یہ سننے کے باوجود نہیں سنتے اور ان پر عمل کرنے سے کتراتے ہیں تو پھر بھلا یہ کس چیز پر ایمان لائیں گے اللہ کی کتاب کے بعد کون سی ایسی چیز ہے جو ان کے ایمان ویقین کے قابل ہے۔

مشرکوں کے لیے ویل کی وعید: (۷) ان کے لیے ویل ہے اور ان پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے کیونکہ ان کی زبانوں پر جھوٹ، ہاتھوں پر گناہ اور دلوں میں کفر و شرک ہے (۸) یعنی یہ قرآن سن کر بھی اسی سرکشی اور ہٹ دھرمی پر اڑے ہوئے ہیں اور اللہ کی کتاب سن کر ان ہو گئے جیسے سنا ہی نہیں آپ ان سے فرما دیں کہ قیامت کے دن ایسوں ہی کے لیے دکھ بھرے عذاب ہیں۔

قرآن کا مذاق: (۹) یعنی قرآن کی آیتیں سن کر انہیں مذاق میں اڑا دیتے ہیں جیسے آج یہ بدبخت میرے مقدس کلام کی توہین پر تلے ہوئے ہیں اسی طرح کل قیامت کے دن میں انہیں ذلت والے عذابوں میں مبتلا کر دوں گا حدیث میں ہے قرآن لے کر دشمنوں میں نہ جاؤ کہیں وہ اس کی توہین نہ کریں۔

ذلت والے عذاب کا وعدہ: (۱۰) یعنی ذلت والا عذاب جہنم کا عذاب ہے اس دن ان کے مال واولاد اور دیوی دیوتا کام نہ آئیں گے اور انہیں جہنم میں بڑے بڑے عذاب سہنے پڑیں گے۔

قرآن سراپا ہدایت ہے: (۱۱) یعنی یہ قرآن تو سرتاسر ہدایت ہے پھر جو اس کی روشنی سے آنکھیں بند کر لیں گے وہ لامحالہ قہر و ذلت میں اوندھے منہ گریں گے لہٰذا قرآن نہ ماننے والوں کے لیے بڑے دکھ بھرے عذاب ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًۢا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ۫ ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾

’’اللہ نے دریا تمہارے مطیع بنا دیئے تا کہ ان میں اس کے حکم سے کشتیاں چلتی رہیں اور تا کہ تم (ان پر سوار ہو کر) اس کا فضل ڈھونڈھو اور تا کہ تم شکر گذار بنو اور اس نے آسمان و زمین کی تمام چیزیں اپنی طرف سے تمہاری مطیع بنا دیں یقیناً اس میں ارباب فکر کے لیے بڑی بڑی دلیلیں ہیں آپ مومنوں سے فرما دیں کہ وہ ان لوگوں سے قطع نظر کر لیں جو اللہ کے دنوں کا یقین نہیں رکھتے تا کہ اللہ ایک قوم کو ان کی کمائیوں کا بدلہ دے۔ جس نے نیک عمل کیے اپنی بھلائی کے لیے کیے اور جس نے برے عمل کیے ان کا بوجھ اسی پر ہو گا پھر تم سب اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے‘‘۔

انسان کا سمندر پر قبضہ: (۱۲) یعنی اللہ کا تم پر کتنا بڑا انعام ہے کہ اس نے سمندر تمہارے قبضہ میں دے دیئے تم ان سے بہت سے کام نکالتے ہو اور اللہ کے حکم سے سمندر میں جدھر چاہتے ہو بڑی بڑی کشتیاں اور جہاز تمہیں اور تمہارے تجارتی مال کو لے کر روزانہ ادھر سے ادھر آتی جاتی ہیں تا کہ تجارت سے فائدہ اٹھا کر اللہ کا شکر ادا کرو اور اس کا احسان مانو سمندر عام ہے خواہ پانی کا سمندر ہو یا ہوا کا۔ اسی طرح جہاز میں ہوائی جہاز بھی داخل ہے جو ہوائی سمندر میں تیرتا ہے اور بار برداری اور سواری کا کام دیتا ہے۔

انسان کائنات کا رئیس ہے: (۱۳) اسی نے سورج، چاند، تارے، پہاڑ، سمندر، دریا، نہریں اور دوسری بے شمار چیزیں تمہارے فائدے کے لیے تمہاری خدمت پر متعین فرما دیں سمندروں میں غوطے لگاؤ۔ دریاؤں سے موتی نکالو فضا میں اڑے پھرو اور خشکی میں دوڑو یہ زمین یہ پانی اور یہ ہوا تم سب پر اللہ کے حکم سے چھائے ہوئے ہو تم پر اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے تمہیں کائنات کا رئیس بنایا یہ انعام اسی ایک کی طرف سے ہے فرمایا وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ (نحل ۱۶/۵۳) تمہارے پاس جس قدر نعمتیں ہیں سب اللہ کی دی ہوئی ہیں پھر جب تمہیں کوئی دکھ پہنچتا ہے تو اس کے سامنے گڑگڑاتے ہو۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں ہر چیز اللہ کی طرف سے ہے کوئی اور ایسی طاقت نہیں جو اسے جھپٹ لے یا اس میں جھگڑا کرے وہی ساری کائنات کا بادشاہ ہے۔ پھر فرمایا اس میں غور و فکر والوں کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

صبر کا حکم: (۱۴) یعنی صبر کی عادت پیدا کرو اور دوسروں کی تلخ باتیں سن لیا کرو مشرکوں اور اہل کتاب کی اذیتیں سہہ لو اور انہیں معاف کر دو شروع اسلام میں ضبط و صبر کا حکم تھا جب مسلمان کمزور و نادار تھے بعد میں جہاد و ہجرت کے احکام اترے۔ صبر و تحمل تو اب بھی ایک اچھی عادت ہے لیکن اللہ کے احکام کی توہین دیکھ کر صبر کرنا پکے ایمان کی نشانی نہیں اور کمزوری کی دلیل ہے پھر فرمایا جو اللہ

کے دنوں پر یقین نہیں رکھتے یعنی اللہ کی نعمتوں کو حاصل کرنے کی جدوجہد نہیں کرتے ان کے عملوں کی سزا ہم ہی دیں گے اسی لیے بعد والی آیت میں فرمایا کہ تم سب اسی کی طرف لوٹو گے (۱۵) یعنی نیکی کرو گے موج اڑاؤ گے بدی کرو گے دکھ اٹھاؤ گے ہمارا کچھ فائدہ نہیں تمہاری ہمدردی مقصود ہے اس لیے ہم انبیاء بھیج کر تمہیں آگاہ کر دیتے ہیں اور ہمارے ہاں تمہارے عملوں کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ؔ۱۶ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝۱۷ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰي شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۸ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَـيْــــًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۱۹ هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝۲۰

''ہم نے اسرائیلیوں کو کتاب، حکومت اور نبوت دی اور ہم نے انہیں پاکیزہ روزیاں دیں اور انہیں جہان والوں پر فوقیت بخشی اور ہم نے انہیں شریعت کے واضح احکام دیئے پھر انہوں نے باہمی ضد سے اپنے پاس علم آ جانے کے بعد ہی اختلاف ڈالا یقیناً آپ کا رب قیامت کے دن جن جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں ان سب میں ان کے درمیان فیصلہ فرما دے گا پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک خاص طریقہ پر قائم کر دیا آپ اسی راہ کی پیروی کیے جایئے اور بے علموں کی خواہشات کے پیچھے نہ لگئے یقین مانئے یہ لوگ آپ سے اللہ کا کوئی عذاب بھی نہیں ہٹا سکتے اور ظالم بعض بعض کے رفیق ہوتے ہیں اور اللہ پرہیزگاروں کا رفیق ہے یہ قرآن لوگوں کے لیے ہوشیاریوں اور ہدایت کا سبب ہے اور یقین والوں کے لیے بڑی رحمت ہے''۔

یہودیوں پر اللہ کا خاص احسان: (۱۶) یعنی ہم نے یہودیوں کو کتابیں بھی دیں اور انہیں میں سے رسول بھی بھیجے اور انہیں حکومت سے بھی نوازا نیز انہیں کھانے کے لیے صاف ستھری اور بہترین غذائیں دیں اور انہیں دنیا میں ان کے ہم عصروں پر برتری دی۔

امت محمدیہ کو تنبیہ: (۱۷) یعنی ہم نے ان کے پاس دین کی صاف صاف اور روشن دلیلیں بھیجیں اور ان کے سامنے حق رکھ دیا لیکن باہمی تعصب و نفسانیت سے حق آ جانے کے بعد انہوں نے پھوٹ ڈال دی اور کئی گروہ میں بٹ گئے۔ قیامت کے دن خود اللہ ان کے اختلافات کا فیصلہ فرما دے گا اس آیت میں امت محمدیہ کو ڈرایا گیا ہے کہ تم ان کی طرح آپس میں اختلاف نہ پیدا کر لینا اور ان کی روش اختیار نہ کر لینا اسی لیے اگلی آیت میں فرمایا (۱۸) یعنی آپ وحی کے پیروکار رہیں اور نادانوں کی خواہشوں کے پیچھے

نہ لگیں اور نہ ان سے کوئی مطلب رکھیں (۱۹) یہ لوگ اللہ کے ہاں آپ کے کام آنے والے نہیں ان کی دوستی آپس ہی میں ہے لیکن اگر غیر ان سے ملتا ہے تو یہ اس کے نقصان ہی کی فکر میں لگے رہتے ہیں پارساؤں کا رفیق و کارساز اللہ ہے جو انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور کافروں کے رفیق شیطان ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر تاریکیوں کے گہرے غاروں میں دھکیل آتے ہیں۔ قرآن دلائل کا سرچشمہ ہے (۲۰) یعنی یہ قرآن یقین والوں کے لیے دلائل کا سرچشمہ بھی ہے اور ہدایت و رحمت بھی۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٢١﴾ وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ع ۱۸
وَلِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٢﴾ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ
هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً
فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾

''کیا برائی کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم انہیں ایمان و نیک عمل والوں جیسا کر دیں گے کہ ان کی زندگی اور موت ایک سی ہو جائے یہ برا خیال کر رہے ہیں اللہ نے زمین و آسمان عدل کے ساتھ پیدا کیے ہیں تاکہ ہر شخص کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ مل جائے اور لوگوں پر ظلم نہ کیا جائے کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جس نے خواہش کو اپنا معبود بنا لیا اور سمجھ بوجھ کے باوجود اللہ نے اسے راہ سے ہٹا دیا اور اس کے کان و دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا بھلا اللہ کے بعد ایسے شخص کو کون ہدایت پر لا سکتا ہے کیا اب بھی تم نصیحت نہ مانو گے''۔

مومن و کافر برابر نہیں: (۲۱) یعنی مومن و کافر برابر نہیں فرمایا لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ (حشر ۵۹/۲۰) جہنمی اور جنتی برابر نہیں جنتی کامیاب ہیں یعنی نیک و بد دنیا اور آخرت میں یکساں نہیں ایسا خیال کرنا اللہ کی ذات کے ساتھ اور اس کی صفت عدل کے ساتھ بدگمانی کرنا ہے۔ یزید بن مرثد فرماتے ہیں اللہ نے دین کی بنیاد چار چیزوں پر رکھی ہے جو انہیں نہ مانے اور ان پر عمل نہ کرے وہ اللہ سے فاسق ہو کر ملے گا پوچھا گیا وہ چار چیزیں کیا ہیں فرمایا حلال، حرام، امر، نہی ان چاروں کو اللہ کے اختیار میں سمجھنا اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جاننا اور اس کے حکم واجب التعمیل اور ممانعت کو لائق اجتناب سمجھنا دین کی بنیاد ہے ابوالقاسم ﷺ کا فرمان ہے کہ جیسے ببول پر انگور نہیں لگ سکتے اسی طرح بدنیکوں کے مراتب نہیں پا سکتے (ابویعلی)۔

دنیا پیدا کرنے کی ایک حکمت ہے: (۲۲) یعنی دنیا یونہی نہیں بنائی گئی بلکہ عدل و حکمت کے ساتھ رچائی گئی ہے تاکہ ہر شخص اپنے کئے ہوئے کاموں کا پورا پورا بدلہ حاصل کر لے اور کسی پر ذرہ برابر ظلم نہ ہو۔

خواہش پرستوں کا بیان: (۲۳) یعنی آپ نے پرستاران خواہش کو بھی دیکھا جو اپنی خواہشوں کو معبود بنائے ہوئے ہیں جو جی میں آیا کیا اور جو بھایا وہی کھایا اڑایا اور جو نہ بھایا اس سے منہ چڑھایا یعنی حلال و حرام اور امر و نہی کو اللہ کی طرف سے نہیں سمجھا۔ خواہش کو اللہ کے دین کے تابع بنا کر حق پرستی حاصل ہوتی ہے اگر ان چاروں کو حسب مرضی اختیار کیا جائے تو حق پرستی نہ رہے۔

اس آیت سے ان لوگوں کی تردید واضح ہوتی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ بھلائی و برائی عقلی ہے۔

پھر فرمایا اللہ نے اسے گمراہ کر دیا یعنی اللہ کے علم میں یہ گمراہ تھا اس لیے اس نے اسے گمراہی کا مستحق سمجھ کر گمراہ کر دیا یا اللہ نے اس کے پاس علم و حجت بھیج دی پھر گمراہ کیا پھر فرمایا اس کے کانوں پر مہر ہے یعنی وہ نفع بخش دینی بات سنتا ہی نہیں دل پر مہر ہے یعنی دل میں نصیحت داخل ہی نہیں ہوتی آنکھوں پر پردہ ہے بے شمار دلائل کے باوجود کوئی دلیل دیکھتا ہی نہیں اب کون ہے جو اسے ہدایت پر لائے پھر فرمایا کیا تم سمجھتے نہیں فرمایا مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهِ (اعراف ۱۸۶/۷) یعنی جسے اللہ گمراہ کر دے اس کا کوئی رہبر نہیں اور وہ انہیں ان کی سرکشی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دیتا ہے۔

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ ع

''مشرک بولے زندگی دنیوی زندگی ہی ہے ہم مرتے ہیں اور پیدا ہوتے ہیں ہمیں صرف زمانہ مارتا ہے حالانکہ ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں صرف من مانی باتیں ہیں اور جب انہیں ہماری صاف صاف آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے پاس بجز اس کے اور کوئی حجت نہیں ہوتی کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو لے آؤ (زندہ کر دو) آپ فرما دیں کہ اللہ ہی تمہیں پیدا کرتا ہے اور وہی تمہیں موت دیتا ہے پھر وہی تمہیں قیامت کے دن جس کے آنے میں کوئی شک نہیں اکٹھا فرما دے گا لیکن اکثر لوگ سمجھتے نہیں''۔

زندگی بعد الموت اور قیامت کے منکروں کی تردید: (۲۴) دہریوں اور ان کے ہم نوا عرب کے مشرکوں کے عقیدے کا بیان ہے کہ وہ زندگی بعد الموت کو اور قیامت کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ موت و زندگی دنیا ہی میں ہے آگے کچھ نہیں بعض دنیا میں پیدا ہوتے ہیں اور بعض مر کر گل سڑ جاتے ہیں قیامت کا عقیدہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا فلاسفہ اور کافر متکلمین کا بھی یہی عقیدہ ہے فلاسفہ میں سے دہریہ اور دوریہ گروہ خالق کو بھی نہیں مانتے ان کے زعم میں زمانہ کا ۳۶ ہزار سال کا ایک دور ہے اس دور کے بعد ہر چیز اپنی اصلی حالت پر لوٹ آتی ہے یہ ایسے بے شمار دوروں کے قائل ہیں۔ ان کے پاس اس باطل عقیدے کی کوئی عقلی دلیل نہیں محض اٹکل پچو باتیں ہیں اور نقل کو تو یہ مانتے ہی نہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ فرماتا ہے انسان زمانہ کو برا کہہ کر مجھے دکھ پہنچاتا ہے کیونکہ زمانہ میں ہوں اور زمانہ کے تمام کام میرے اختیار میں ہیں اور دن رات کا لے جانا اور لانا میرا کام ہے (د)۔

مشرکوں کے پاس دلائل قیامت کا کوئی جواب نہیں: (۲۵) یعنی جب انہیں قیامت اور زندگی بعد الموت کی صاف و روشن دلیلیں دی جاتی ہیں تو ان سے ان کا کوئی جواب نہیں بن پڑتا زیادہ سے زیادہ یہ کہہ دیتے ہیں اچھا اگر تم سچے ہو تو ہمارے بزرگوں میں سے کسی کو زندہ کر کے دکھا دو۔

زندگی بعد الموت کی ایک مسکت دلیل: (۲۶) یعنی تم خود اپنی آنکھوں سے روزانہ بہت سے بچے پیدا ہوتے ہوئے اور بہت سے لوگ مرتے ہوئے دیکھ رہے ہو تم خود کہاں تھے اور تمہارا اب سے سو سال پہلے کہاں وجود تھا پھر اللہ نے تم کو اپنی قدرت سے پیدا کر دیا اور وہی تمہیں ایک مقررہ وقت پر مار ڈالتا ہے بھلا جس نے تمہیں شروع میں بلا نمونہ کے پیدا کر دیا کیا وہ مار کر دوبارہ اٹھانے پر قادر نہیں؟ ضرور ہے کیونکہ عقل کا کھلم کھلا یہی فیصلہ ہے کہ جس نے پہلے بنا دیا اسے دوبارہ بنانا پہلے بنانے کی بہ نسبت بہت آسان ہے پھر فرمایا پھر وہ تمہیں ایک میدان میں قیامت کے دن جس کے آنے میں کوئی شک نہیں جمع کر دے گا زندگی بعد الموت کا عقیدہ دنیا کے لیے نہیں ہے بلکہ آخرت کے لیے ہے یہ جو تم کہتے ہو کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے کسی بزرگ کو زندہ کر کے دکھاؤ محض مکابرہ ہے تم دنیا میں جو دار العمل ہے زندگی بعد الموت چاہتے ہو حالانکہ ہم اس کے قائل نہیں زندگی بعد الموت تو دار الجزاء کی چیز ہے جب کہ عملوں کی جزاء اور سزا ملے گی دنیا میں تو ہر ایک کو تھوڑی بہت مہلت مل جاتی ہے کہ اگر چاہے تو اس تھوڑے سے وقت میں آخرت کی تیاریاں کر لے اور آخرت میں تو محض بدلہ ملے گا اسی لیے اسے جزاء کا دن کہا جاتا ہے لہٰذا نادانی سے قیامت کا انکار نہیں کرنا چاہیے اور زندگی بعد الموت کو مان لینا چاہیے۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾
وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۣ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾
هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

''اور آسمان و زمین پر اللہ ہی کی بادشاہت ہے اور جب قیامت آئے گی تو باطل پرست سخت نقصان میں ہوں گے آپ ہر امت کو اپنے اپنے گھٹنوں پر گری ہوئی دیکھیں گے ہر گروہ اپنے اپنے اعمال نامہ کی طرف بلایا جائے گا آج تمہیں تمہارے سارے کاموں کا بدلہ دیا جائے گا یہ ہماری کتاب ہے جو تمہارے بارے میں سچ بول رہی ہے کیونکہ ہم تمہارے سارے عمل لکھواتے رہتے تھے''۔

رسولوں کو نہ ماننے والے سخت نقصان اٹھائیں گے: (۲۷) یعنی اللہ کائنات کا ازلی اور ابدی بادشاہ ہے اور رسولوں اور کتابوں کو نہ ماننے والے قیامت کے دن بڑا سخت نقصان اٹھائیں گے۔ ایک دفعہ سفیان ثوریؒ مدینہ منورہ آئے آپ کو معلوم ہوا کہ معافری ایک ظریف الطبع آدمی ہیں جو اپنی شگفتہ باتوں سے لوگوں کو ہنساتے رہتے ہیں آپ نے انہیں بلا کر فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے جس دن اہل باطل نقصان اٹھائیں گے معافری کے دل پر اس نصیحت کا ایسا اثر ہوا جسے وہ آخری سانس تک نہ بھولے۔

قیامت کی ہولناکیاں: (۲۸) وہ ایسا دہشت انگیز دن ہوگا کہ سب کے چھکے چھوٹ جائیں گے اور لوگ گھٹنوں کے بل گر جائیں گے جب جہنم گھسیٹ کر میدان محشر میں لائی جائے گی اور وہ ایک انگڑائی لے گی تو لوگ گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے اس وقت خلیل اللہ اور روح اللہ بھی نفسی نفسی پکار رہے ہوں گے صاف فرما دیں گے کہ بارالٰہا آج ہم تجھ سے بجز اپنی سلامتی کے اور کچھ نہیں مانگتے روح اللہ فرمائیں گے کہ سچے معبود آج میں اپنی والدہ محترمہ کے لیے بھی کچھ نہیں سوال کرتا میری جان بچ جائے رحمت عالم ﷺ فرماتے ہیں گویا میں آج بھی تمہیں جہنم کے پاس گھٹنوں پر جھکا ہوا دیکھ رہا ہوں صور والی حدیث میں ہے (۲) پھر لوگ جدا جدا

کر دیئے جائیں گے اور تمام امتیں گھٹنوں پر جھک پڑیں گی پھر فرمایا ہر گروہ کو پکار پکار کر اعمالنامہ دیا جائے گا جیسا کہ فرمایا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيْءَ (زمر ۳۹/ ۶۹) اعمالنامہ رکھا جائے گا اور انبیاء اور گواہوں کو لایا جائے گا اور انصاف سے ان کے درمیان فیصلے کیے جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ آج تمہیں تمہارے ہر عمل کا بدلہ ملے گا فرمایا يُنَبَّؤُا الْإِنْسَانُ (قیامہ ۷۵/ ۱۳) اس دن انسان کو اس کے اگلے پچھلے ہر عمل سے خبردار کر دیا جائے گا اور اس کے سارے حیلے بہانے سامنے لا کر رکھ دیئے جائیں گے۔

اعمالناموں کا بیان: (۲۹) یعنی یہ اعمالنامہ جسے ہم نے اپنے حکم سے اپنے امین و صادق فرشتوں سے لکھوایا ہے تمہارے عمل ٹھیک ٹھیک تمہارے سامنے پیش کرنے کے لیے کافی ہے فرمایا وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى (کہف ۱۸/ ۴۹) اعمالنامہ سامنے لا کر رکھ دیا جائے گا آپ گناہ گاروں کو اس سے ڈرتا ہوا دیکھیں گے وہ کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہائے ہماری بدبختی اس اعمالنامے میں تو کسی چھوٹے بڑے عمل کو لکھے بغیر چھوڑا ہی نہیں ایک ایک کر کے سارے عمل لکھے ہوئے ہیں جو کچھ کیا دھرا تھا سب اپنے سامنے موجود دیکھ لیں گے چونکہ رب کو ظلم پسند نہیں اور انصاف محبوب ہے اس لیے عدل و انصاف سے یہ اعمالنامے لکھوائے گئے۔ پھر فرمایا ہم نے بزرگ فرشتوں کو حکم دے دیا تھا کہ وہ برابر تمہارے عمل لکھتے رہیں ابن عباسؓ: انسان کے عمل فرشتے لکھتے ہیں پھر یہ عمل لے کر آسمان کا رخ کرتے ہیں آسمانی دفتر عمل کے فرشتے یہ عمل لوح محفوظ میں لکھے ہوئے عملوں سے ملاتے ہیں اللہ نے لوح محفوظ میں مخلوق کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے اپنے علم کے مطابق انسانوں کے عمل لکھ لیے ہیں جب فرشتے ملاتے ہیں تو ایک حرف کی بھی کمی بیشی نہیں پاتے۔

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِي رَحْمَتِهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
الْمُبِينُ ﴿٣٠﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا أَفَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنتُمْ
قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيهَا قُلْتُم
مَّا نَدْرِي مَا السَّاعَةُ إِن نَّظُنُّ إِلَّا ظَنًّا وَمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِينَ ﴿٣٢﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ
مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٣٣﴾ وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنسَاكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ
لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٣٤﴾ ذَٰلِكُم بِأَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ
آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَغَرَّتْكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٣٥﴾
فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٦﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣٧﴾ ع

''پھر جو لوگ ایمان لا کر نیک عملوں میں مصروف رہے ان کا رب انہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا یہی کھلی کامرانی ہے لیکن میں

کافروں سے کہوں گا کیا میری آیتیں تمہیں پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں پھر تم نے غرور کیا تھا اور تم تھے ہی بڑے گناہ گار اور جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں تو تم جواب دیتے تھے ہمیں خبر نہیں قیامت کیا چیز ہے ہمیں اس کا محض گمان ہے یقین تو ہے نہیں اور ان پر ان کے عملوں کی خرابیاں ظاہر ہو جائیں گی اور جس کا یہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہی انہیں آ گھیرے گا اور کہہ دیا جائے گا کہ آج ہم تمہیں بھول جائیں گے جیسے تم اپنے اس دن کی ملاقات کو بھول گئے تھے تمہاری قرار گاہ آگ ہے اور تمہارا کوئی حمائتی نہیں یہ اس واسطے ہے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑایا تھا اور تمہیں دنیوی زندگی نے بھلا رکھا تھا اس لیے آج یہ دوزخ سے نہیں نکالے جائیں گے اور نہ اللہ کی ناراضگی کی تلافی کی جائے گی آخر میں اللہ ہی کی بڑائی ہے جو آسمان و زمین کا اور تمام جہانوں کا رب ہے آسمان وزمین میں اسی کے لیے بڑائی ہے اور وہی سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے''۔

مخلصوں کو بشارت: (۳۰) اللہ نے ان آیتوں میں اپنے فیصلوں کی خبر دی ہے جو قیامت کے دن انسانوں کے درمیان کئے جائیں گے کہ وہ پر خلوص ایمان والوں اور سنت کے مطابق عمل کرنے والوں کو اپنے فضل وکرم سے جنت عطا فرمائے گا رحمت سے مراد جنت ہے جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے جسے میں چاہوں گا تجھے دوں گا۔ جس کو جنت مل گئی اسے اس کی حقیقی مراد مل گئی اب وہ شاد و بامراد ہے۔

قیامت کے دن کافروں پر ڈانٹ: (۳۱) یعنی جنہوں نے اللہ کی نافرمانی کی اور کافر ہی رہے انہیں قیامت کے دن ڈانٹ کر پوچھا جائے گا کیا اللہ کی آیتیں تمہیں پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں مگر تم نے سرکشی کی' سر اٹھایا غرور میں بھر گئے انہیں جھٹلایا اور ان سے منہ موڑا دلوں میں اللہ کے فرمان کی تکذیب چھپائی افعال سے ظاہر کی گناہ پر گناہ کرتے رہے اور دیدۂ دانستہ روسیاہی اختیار کر لی (۳۲) جب اللہ والے تمہیں قیامت کا یقین دلاتے اور سمجھاتے تھے کہ عزیز بھائیو اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے قیامت کا آنا برحق ہے زندگی بعد الموت اور حشر ونشر بالکل سچی باتیں ہیں تو تم انہیں یہ جواب دے دیتے تھے کہ ہمیں معلوم نہیں قیامت کیا ہے؟ اگرچہ ہمیں اس بارے میں قدرے خیال سا پیدا ہوتا ہے مگر یقین نہیں (۳۳) آج قیامت کے دن ان کی غرور ونفرت کی اور برائیوں کی سزا ظاہر ہو گئی انہوں نے اپنی آنکھوں سے اپنے کرتوتوں کی سزا دیکھ لی اور جس عذاب کو مانتے نہ تھے اور مذاق میں اڑا دیا کرتے تھے آج اسی عذاب نے انہیں گھیر رکھا ہے (۳۴) ان بدبختوں کو ہر طرح کی خیر و بھلائی سے ناامید کرنے کے لئے صاف صاف کہہ دیا جائے گا کہ جیسے تم نے یہ دن بھلا دیا تھا اور اسے مان کر ہی نہیں دیتے تھے اسی لئے اس کے لئے تم نے کوئی تیاری ہی نہیں کی تھی ہم بھی اسی طرح تمہارے ساتھ وہی معاملہ کریں گے' جیسے کوئی کسی کو بھول جاتا ہے اب تمہارے ٹھہرنے کی جگہ جہنم ہے اور ساری مخلوق میں سے کوئی بھی تمہارا معاون و مددگار نہیں ایک صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ اپنے بعض بندوں سے قیامت کے دن فرمائے گا کیا میں نے تجھے بیوی بچے نہیں دیئے تھے؟ کیا دنیا میں میں نے تجھ پر طرح طرح کی نعمتیں نہیں اتاری تھیں کیا میں نے اونٹ گھوڑے تیرے مطیع نہیں کر دیئے تھے؟ کیا تجھے میں نے اپنے گھروں میں اور حویلیوں میں آزادانہ زندگی بسر کرنے کا موقعہ نہیں دیا تھا یہ عرض کرے گا کہ یا اللہ ساری باتیں سچ ہیں بلاشبہ تیرے یہ انعامات واحسانات مجھ پر تھے اللہ فرمائے گا آج میں بھی تجھے اسی طرح بھول جاؤں گا جس طرح تو مجھے بھول گیا تھا۔

عذاب کی وجہ: (۳۵) یعنی تمہیں اس وجہ سے یہ عذاب دیئے گئے ہیں کہ تم نے اللہ کی آیتوں کا خوب مذاق اڑایا تھا اور تمہیں

دنیوی چندروزہ زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا تم اس پر قطعی مطمئن تھے آخرت کا دھیان تک نہ تھا اور ایسی غفلت میں ڈوبے ہوئے تھے کہ آج نقصان ہی نقصان میں پڑ گئے اب نہ تو تم جہنم سے آزاد کئے جاؤ گے اور نہ تم سے ہماری ناراضگی ہٹانے کے لئے کوئی عذر طلب کیا جائے گا یعنی نہ تو عذاب سے چھوٹ سکو گے اور نہ ہماری رضا حاصل کرو گے آج جیسے مومن بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے اسی طرح تم بلا حساب دوزخ میں جاؤ گے اور عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے لاکھ توبہ کرو مگر آج کی توبہ قطعی رائیگاں ہے۔(۳۶) یعنی ہر طرح کی بڑائیاں اسی اللہ کے لئے ہیں جو آسمان وزمین کا اور ہر چیز کا مالک ومختار ہے اور تمام کائنات کا مربی ہے (۳۷) اس کی سلطنت وعظمت آسمان وزمین میں ہے وہ بڑی زبردست عظمت وبزرگی والا ہے ہر چیز اس کے مقابلے میں پست ہے سب اسی کے محتاج وفقیر ہیں ایک حدیث قدسی میں ہے عظمت میرا تہمد اور کبریائی میری چادر ہے جو کوئی ان میں سے کسی کو مجھ سے لینا چاہے گا میں اسے جہنم میں جھونک دوں گا (م) یعنی بڑائی اور تکبر والا جہنمی ہے اللہ غالب ہے کبھی کوئی اس پر غالب نہیں آسکتا نہ اس پر کوئی چون و چرا کر سکتا ہے وہ حکیم ہے اس کی کوئی بات حکمت سے خالی نہیں وہی بلند و برتر ہے اس کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں۔

الحمدللہ سورۂ جاثیہ کی تفسیر مکمل ہوئی۔ رب العلمین اسے قبول فرما کر ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

❀❀❀

سورۂ احقاف

بترتیب مصحف یہ ۴٦ ویں سورہ ہے اور بترتیب نزول ٦٦ ویں اور یہ مکی سورہ ہے اس میں ۳۵ آیتیں اور ۴ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۚ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ
اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ
مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ
قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴﴾ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ
يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ
عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۵﴾ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاۗءً وَّكَانُوْا
بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿٦﴾

''شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے

حٰمٓ (کے معنی تو اللہ ہی جانتا ہے) یہ کتاب بڑی عزت وحکمت والے اللہ کی طرف سے اتاری گئی ہے ہم نے آسمان وزمین اور ان کی تمام درمیانی چیزیں ایک مصلحت ہی سے اور مقررہ مدت تک کے لئے پیدا کی ہیں اور کافر جن باتوں سے ڈرائے جاتے ہیں ان سے منہ پھیر لیتے ہیں فرمایئے بھلا بتاؤ تو سہی اللہ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کونسا حصہ بنایایا ان کا آسمانوں میں کچھ ساجھا ہے اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے کی کوئی کتاب یا کوئی منقول علم میرے پاس لے آؤ اور اس سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک بھی اسے جواب نہ دیں بلکہ وہ تو ان کی پکار سے بھی محض بے خبر ہیں اور جب لوگ اٹھائے جائیں گے تو یہ ان کے دشمن بن جائیں گے اور ان کی پوجا پاٹ کا صاف انکار کردیں گے''۔

---

(۱) حٰمٓ یہ حروف مقطعات ہیں ان کا معنی اللہ ہی کو معلوم ہے۔

قرآن اللہ ہی کا اتارا ہوا ہے: (۲) یعنی اللہ ہی نے رحمت عالم ﷺ پر یہ قرآن اتارا ہے یہ آپ کا گھڑا ہوا نہیں جیسا کہ بے ایمانوں کا خیال ہے یہ تو اس اللہ کا کلام ہے جو اس قدر بڑی عزت وعظمت والا ہے جو وہم وخیال میں بھی نہ آئے اور اتنی زبردست

حکمت والا ہے کہ اس کا کوئی قول وفعل حکمت سے خالی نہیں۔

ہر چیز خاص حکمت سے پیدا کی گئی: (۳) یعنی کائنات کا ذرہ ذرہ حکمت پر مبنی ہے جیسا کہ پہلے معلوم ہوا کہ اللہ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ لہٰذا یہ دنیا کسی بہترین حکمت وتدبیر پر مبنی ہے اور اس کی عمر کا ایک وقت مقرر ہے جس میں کمی بیشی ناممکن ہے۔ پھر جو بے ایمان اللہ کے رسول سے یا خود اس کی ڈرانے والی آیتوں سے منہ پھیرے ہوئے ہیں، انہیں جلدی ہی اپنے عظیم نقصانات کا پتہ چل جائے گا۔

بت پرستی کی تردید: (۴) یعنی ذرا ان پرستاران اصنام سے پوچھو تو کہ جن جھوٹے معبودوں کے سامنے تم اپنی ناکیں رگڑ رہے ہو، پیشانیاں گھس رہے ہو اور گھٹنے ٹیک رہے ہو، مجھے بھی تو کچھ ان کی قدرت اور عالم میں ان کا اختیار دکھلاؤ۔ زمین کا کون سا قطعہ انہوں نے بنایا یا آسمان میں ان کا کہاں قبضہ ہے۔ حقیقت کی نگاہ سے دیکھو گے تو کائنات عالم کا پیدا کرنے والا اور چھوٹی بڑی چیز بنانے والا اللہ ہی کو پاؤ گے۔ اس کے علاوہ کسی کو ایک ذرے کا بھی اختیار نہیں۔ کوئی بھنگے کا ایک پر بھی نہیں بنا سکتا۔ اپنی تمام کائنات کا وہی مالک ہے۔ اس کا ہر چیز پر کلی اختیار وقبضہ ہے۔ پھر افسوس اس سے کٹ کر دوسروں سے کیوں جڑتے ہو؟ کیوں در در کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہو؟ آڑے وقت کیوں دوسروں کو پکارتے ہو؟ وہ تمہارا کیا بنا دیں گے؟ وہ تو خود تمہارے محتاج ہیں۔ تمہیں کس نے یہ شرک سکھایا؟ کسی سمجھ دار معقول انسان کی ہرگز ہرگز یہ تعلیم نہیں ہو سکتی اور نہ اللہ کی یہ تعلیم ہے۔ اگر تمہارے پاس کوئی آسمانی دلیل ہے تو قرآن مقدس کو تو خیر چھوڑو، کیونکہ اسے تو تم مانتے ہی نہیں، کسی اور آسمانی صحیفہ ہی سے کوئی دلیل پیش کر دو۔ آسمانی صحیفہ بھی چھوڑ دو، کوئی علمی دلیل ہی پیش کر دو۔ اگر شرک صحیح ہوتا تو تمہارے پاس ہزارہا دلائل ہوتے۔ عقلی بھی اور نقلی بھی۔

مشرک سب سے بڑا نادان وگمراہ ہے: (۵) یعنی اس سے بڑھ کر کون بے وقوف اور گمراہ ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر بتوں سے مانگے۔ جن کو مرادیں پوری کرنے کی طاقت ہی نہیں بلکہ انہیں تو ان کی پکار کی بھی خبر نہیں۔ خواہ وہ قیامت تک چیختے رہیں۔ دینا دلانا تو بعد کی بات ہے کیونکہ وہ تو پتھر ہیں۔

قیامت کے دن معبود عابدوں کے دشمن بن جائیں گے: (۶) قیامت کے دن جب سب قبروں سے اٹھ کر میدان محشر میں جمع ہوں گے تو جھوٹے معبود اپنے پرستاروں کے دشمن بن جائیں گے اور صاف انکار کر دیں گے کہ یہ ہماری پرستش نہیں کرتے تھے۔ یہ تو شیطان کے پجاری تھے۔ فرمایا، وَاتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (مریم ۱۹: ۸۱، ۸۲) مشرکوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا لیے ہیں تاکہ وہ انہیں عزت دلائیں۔ ایسا نہ ہوگا۔ وہ تو ان کی عبادت ہی کا انکار کر دیں گے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے۔ یعنی جس وقت یہ ان کے محتاج ہوں گے تو وہ ان سے بے زار ہوں گے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا، اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا (عنکبوت ۲۹: ۲۵) تم نے اللہ کے سوا جو بتوں سے تعلقات قائم کر لیے ہیں، اس کا وبال قیامت کے دن تمہیں پر پڑے گا جب کہ تم ایک دوسرے کا انکار کر بیٹھو گے۔ تمہاری جگہ دوزخ میں متعین ہو جائے گی اور تمہارا کوئی مددگار کھڑا نہ ہوگا۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا

تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ ۖ كَفٰى بِهٖ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۖ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحٰى إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝

اور جب انہیں ہماری واضح آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کافر اپنے پاس حق آ جانے کے بعد کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو کھلا جادو ہے بلکہ کہتے ہیں کہ اسے اس نے گھڑ لیا ہے۔ فرما دیجئے اگر میں نے اسے گھڑ لیا ہے تو تم میرے بارے میں اللہ کی طرف سے کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ تم اس قرآن کے بارے میں جو کچھ کہہ سن رہے ہو، اسے اللہ خوب جانتا ہے۔ میرے اور تمہارے درمیان اسی کا گواہ ہونا کافی ہے۔ وہ بڑا بخشنے والا اور انتہائی مہربان ہے۔ فرما دیجئے میں کوئی نیا رسول تو ہوں نہیں اور مجھے معلوم نہیں کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ میں تو صرف وحی کی پیروی کرتا ہوں اور میں تو محض ڈنکے کی چوٹ جھنجوڑ دینے والا ہوں۔

مشرک قرآن کو جادو بتاتے ہیں: (۷) یعنی مشرک بڑے سرکش اور ہٹ دھرم ہیں۔ جب انہیں اللہ کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو صاف جادو یا خود ساختہ کلام بتا دیتے ہیں۔ نہ ماننا اور جھٹلانا ان کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے۔ شرک و کفران کی من پسند باتیں ہیں۔ اللہ نبی ہی سے جواب دلواتا ہے۔

اس الزام کا جواب: (۸) یہ بدبخت قرآن کو آپ کا گھڑا ہوا کلام بتا رہے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اگر میں نے ہی گھڑا ہے اور میں اللہ کا رسول نہیں ہوں تو اللہ یقیناً مجھے میرے اس عظیم جھوٹ پر سخت ترین سزا دے گا اور تم تو تم، ساری دنیا بھی مل کر مجھے اس کے عذاب سے نہیں چھڑا سکتی۔ فرمایا (۱) قُلْ لَّنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ (جن ۲۲:۷۲) فرما دیجئے کہ مجھے اللہ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا اور نہ میں اس کے علاوہ کہیں اور رہنے کی جگہ پا سکتا ہوں۔ میں تو اللہ کے دین کی تبلیغ کر کے فریضہ رسالت بجالا رہا ہوں۔

پھر ان کذابوں کو دھمکایا جا رہا ہے کہ تمہاری مکاریوں کا اللہ کو خوب علم ہے۔ وہی تمہارے درمیان صحیح فیصلہ فرمائے گا۔

توبہ کی ترغیب: پھر انہیں توبہ کی رغبت دلائی جا رہی ہے کہ یہ دنیا دار العمل ہے۔ تمہارے لیے اب بھی وقت ہے۔ اپنی حرکتوں سے باز آ جاؤ اور سچے دل سے توبہ کر لو۔ اللہ بڑی عظیم بخشش و کرم والا ہے اور بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اللہ تمہیں ہدایت عطا فرمائے گا اور تم پر اپنا رحم فرمائے گا۔ فرمایا، وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ (فرقان ۲۶:۵،۶) اور مشرکوں نے کہا، یہ تو پہلوں کے افسانے ہیں جو آپ نے لکھوا لیے ہیں اور یہی انہیں صبح و شام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ یہ کلام اس اللہ نے اتارا ہے جو آسمان و زمین کی ہر پوشیدگی کو جانتا ہے اور وہ بڑی بخشش والا اور انتہائی مہربان ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر تعجب کیوں؟: (۹) یعنی تمہیں میری نبوت پر اس قدر تعجب کیوں ہے۔ میں کوئی پہلا نبی تو ہوں نہیں، مجھ سے پہلے ہزاروں انبیاء آ چکے۔ پھر میرے آنے سے تم کیوں اس قدر بدک رہے ہو؟ مجھے تو یہ بھی خبر نہیں کہ میرے اور تمہارے ساتھ قیامت کے دن کیا معاملہ کیا جائے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ (فتح ۴۸:۲) اس آیت کے بعد کی

ہے۔ یعنی یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ الخ ہے۔ جب آیت لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ الخ اتری جس میں بتایا گیا کہ اللہ نے آپ کے سارے گناہ معاف فرما دیئے تو ایک صحابیؓ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! یہ تو معلوم ہو گیا کہ آپ کے ساتھ کیا ہو گا لیکن اللہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا۔ آخر لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ (فتح ۴۸: ۵) اتری یعنی تاکہ اللہ مومن مردوں اور عورتوں کو ایسی بہشتوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ صحابہ نے آپ کو مبارک باد پیش کی اور پوچھا، ہمارے لیے کیا ہے؟ اس پر یہ آیت اتری۔

پھر فرمایا کہ آپ فرما دیجئے، میں تو صرف وحی کا پیروکار ہوں۔ میرا کام صرف چوکنا کرنا ہے۔ میرے منصب کی سب کو خبر ہے کہ میرے کیا کیا فرائض ہیں۔ انہیں میں انجام دے رہا ہوں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ
مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا ع۱
سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۭ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۝۱۱ وَمِنْ
قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا
عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ڰ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۲ اِنَّ الَّذِيْنَ
قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۱۳
اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۴

فرما دیجئے، بھلا بتاؤ تو سہی، اگر قرآن اللہ ہی کی طرف سے ہو اور تم نے اسے نہ مانا اور ایک اسرائیلی اس کی گواہی بھی دے چکا ہو اور ایمان بھی لا چکا ہو اور تم نے غرور سے کام لیا ہو (تو تم ظالم ہو) اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا۔ کافروں نے ایمان والوں سے کہا کہ اگر یہ (دین) اچھا ہوتا تو یہ لوگ اسے ہم سے پہلے اختیار نہ کرتے اور چونکہ انہوں نے اس سے ہدایت نہیں پائی تو اب یہ کہہ دیں گے، یہ تو پرانا جھوٹ ہے اور اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام والی کتاب پیشوا اور رحمت والی تھی۔ اور یہ کتاب تصدیق کرنے والی ہے جو عربی زبان میں ہے تاکہ ظالموں کو چوکنا کر دے اور ایمان والوں کے لیے بشارت ہے۔ بلاشبہ جن لوگوں نے کہہ دیا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر جمے رہے تو انہیں نہ تو کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے۔ یہ جنت والے ہیں جہاں یہ اپنے عملوں کے بدلے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

بے شک قرآن اللہ ہی کا کلام ہے: (۱۰) یعنی اگر واقعی یہ قرآن اللہ کا کلام ہوا اور تم پھر بھی اس کے منکر رہے تو مجھے بتاؤ،

تمہارا کیا حشر ہوگا؟ جس اللہ نے مجھے اپنا پاک کلام دے کر حق کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا ہے، وہ تمہیں کیا کچھ سزائیں دے گا۔ تم اسے اللہ کا کلام نہیں بتاتے اور اس کی تکذیب کرتے ہو۔ حالانکہ اس کی صداقت وحقانیت کی شہادتیں اس سے پہلے آنے والی کتابیں بھی دے رہی ہیں جو اپنے اپنے زمانے والے نبی پر اتریں۔ افسوس! ایک اسرائیلی نے اس کی صداقت کی گواہی دی اور وہ اس پر ایمان بھی لے آیا اور تم اعراض ہی کرتے ہے۔ اس نے اس کی حقانیت بھانپ لی لیکن تم نے اس کی پیروی سے جی چرایا، منہ بنایا اور غرور میں بھر گئے۔ اور اس اسرائیلی گواہ نے اپنے نبی کی کتاب کی تصدیق کی اور بلاچون وچرا ایمان لے آیا۔ مگر تم اپنے نبی ﷺ کی کتاب کی تکذیب کرر ہے ہو۔ اور ایمان نہیں لاتے تو تم ظالم ٹھہرے نا۔ اللہ ظالموں کو صحیح راہ نہیں سمجھاتا۔ ان کی آنکھوں پر تو تعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔

اگر قرآن اللہ کا کلام ہوتا تو پہلے ہم ایمان لاتے: (۱۱) یعنی مشرک کہتے ہیں کہ اگر قرآن خیر وبرکت والا ہوتا تو ہم جیسے اللہ کے مقبول بندے سب سے پہلے اس پر ایمان لاتے اور یہ گرے پڑے (بلالؓ، عمارؓ اور صہیبؓ، خبابؓ وغیرہم) ہم سے آگے نہ بڑھتے۔ بھلا ہم ارباب حل وعقد کیسے پیچھے رہ جاتے اور موٹی عقل والے ہم سے کیسے آگے بڑھ سکتے تھے۔ ہمارا رب سب سے پہلے یہ ہمیں عطا فرماتا۔ انکا یہ طرز استدلال اور انداز فکر باطل ہے۔ فرمایا، وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ (انعام ۶: ۵۳) ہم نے اسی طرح بعض کو بعض سے آزمایا تا کہ کہنے لگیں، کیا یہی لوگ ہیں جن پر ہم سب میں اللہ کا احسان ہوا ہے۔ یعنی انہیں بڑا تعجب ہے کہ یہ لوگ سیدھی راہ پر آ گئے۔ اگر یہ دین سچا ہوتا تو ہم لپک کر اس کی طرف جاتے اور اسے آنکھوں اور دلوں میں جگہ دیتے۔ یہ ان کی خام خیالی ہے۔ دراصل بھلائی کی طرف دوڑنے والے اور نیکی کی طرف سبقت کرنے والے وہی ہوتے ہیں جن کی سمجھ سیدھی اور دل سلامتی والے ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ مانی ہوئی بات ہے کہ جو قول وفعل صحابہ کرام میں نہ پایا جائے، وہ بدعت ہے کیونکہ اگر وہ سنت میں داخل ہوتا تو یہ مقدس جماعت جو نیکی کی طرف لپک کر جانے والی تھی، بھلا کیوں اسے چھوڑ دیتی۔ پھر فرمایا کہ چونکہ یہ جماعت اپنی ازلی بدبختی کی وجہ سے قرآن پر ایمان نہیں لائی لہذا اپنی ندامت دور کرنے کی غرض سے قرآن پر ہی الزام رکھتی ہے اور صاف کہتی ہے کہ یہ پرانے لوگوں کی پرانی باتیں اور دقیانوسی خیالات ہیں۔ اسی سے یہ قرآن ماننے والوں کو طعنہ دیتے ہیں۔ یہی غرور ہے کہ حق نہ ماننا اور دوسروں کو حقیر جاننا۔

توریت کی طرح قرآن بھی امام ورحمت ہے: (۱۲) یعنی تورات امام ورحمت تھی اور یہ قرآن تمام سابق الہامی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور انہیں سچی کتابیں مانتا ہے۔ یہ عربی زبان میں ہے جو نہایت ہی فصیح وبلیغ اور سلجھی ہوئی اور شگفتہ زبان ہے۔ اس لیے یہ قرآن نہایت واضح اور صاف ہے۔ اس میں کافروں کے لیے ڈراوا اور مومنوں کے لیے بشارت ہے۔ (۱۳) اس کی تفسیر حم سجدہ میں گزر چکی ہے۔ یعنی انہیں آئندہ خوف نہ ہوگا اور چھوڑی ہوئی چیزوں کا غم نہ ہوگا۔ (۱۴) یہ ہمیشگی والی جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ ان کے نیک عمل اسی لائق تھے کہ شفیق ومہربان اللہ کی وسیع رحمتیں ان پر چھائیں اور انہیں اپنی آغوش رحمت میں لے لیں۔ اے اللہ! ہم گنہ گاروں پر بھی اپنی رحمتیں نازل فرما۔ آمین۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ

سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی
وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚؕ اِنِّیْ
تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ
اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ فِیْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ
وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ اس کی ماں نے اسے تکلیف برداشت کر کے پیٹ میں رکھا اور تکلیف ہی سہہ کر جنا۔ اس کے حمل کی اور دودھ چھڑانے کی مدت ۳۰ ماہ ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری قوت کو پہنچ جاتا ہے اور چالیس سال کا ہو جاتا ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جس سے تو نے مجھے اور میرے والدین کو نوازا ہے اور تیری رضا والے نیک عمل کروں اور میری اولاد کی بھی اصلاح فرما۔ میں تیرے آگے توبہ کرتا ہوں اور فرمانبردار ہوں۔ یہی وہ ہیں جن کے نیک عمل ہم قبول فرما کر ان کی برائیوں سے درگزر کر دیں گے۔ یہ اس سچے وعدے کے مطابق جس کا ان سے وعدہ کیا جا چکا ہے، جنت والوں میں سے ہوں گے۔

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک: (۱۵) اوپر توحید، اخلاص اور استقامت کا حکم تھا، یہاں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا بیان ہے۔ قرآن میں اس مضمون کی بہت آیتیں ہیں۔ مثلاً (۱) وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا الخ (اسراء ۲۳/۱۷) آپ کے رب نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔ (۲) اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ (لقمان ۳۱:۱۴) اے انسان! میرا شکر بجا لا اور اپنے والدین کا بھی۔ تجھے میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ لہٰذا انسان کو تاکید ہے کہ اپنے ماں باپ سے حسن سلوک سے پیش آئے۔ ان کی خاطر و مدارت کرے اور ان کی خدمت میں کوئی دقیقہ اٹھا کر نہ رکھے۔ سعدؓ کی مشرکہ ماں نے ان سے کہا، کیا اللہ کا یہ حکم نہیں کہ ماں باپ کی فرمانبرداری کرو۔ سعدؓ! میں کھانا پینا بند کر دوں گی جب تک تم اسلام نہ چھوڑ دو گے۔ آخر اس نے ایسا ہی کیا۔ لوگ جبریہ اس کا منہ کھول کر کچھ ڈال دیتے تھے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (مگر یاد رکھو گناہ کے کاموں میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ اسی لیے سعدؓ نے اس کا کہنا نہ مانا) ماں کی تکلیفوں کا احساس کرو۔ اس نے تمہیں نو ماہ تک اپنے پیٹ میں رکھا۔ تمہارا بوجھ اٹھایا۔ قسم قسم کے درد برداشت کیے۔ طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں۔ پھر دردزہ کی شدت بھی برداشت کی اور تم دنیا میں آ گئے۔ پھر تمہیں دو سال تک اپنا خون چسایا۔ تمہاری دن رات نگرانی کی اور تمہیں آرام سے رکھا۔ گو آپ دکھ برداشت کرتی رہی۔

حمل کی اقل مدت چھ ماہ ہے: ایک دفعہ ایک جہنی نے کسی عورت سے نکاح کیا۔ اس عورت کے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو گیا۔ اس کا شوہر عثمانؓ کے پاس آیا اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے اسے بلا بھیجا۔ جب وہ آنے لگی تو اس کی ہمشیرہ رونے لگی۔ وہ انہیں سمجھانے لگی کہ کیوں روتی ہو؟ اللہ کی قسم! میں کسی شخص سے نہیں ملی۔ نہ میں نے کبھی کوئی برا کام کیا ہے۔ انتظار کرو۔ میرے بارے میں اللہ کا

کیسا فیصلہ ہوتا ہے۔ آخر عثمانؓ نے رجم کا حکم صادر فرما دیا۔ جب علیؓ کو خبر ہوئی تو دوڑے دوڑے امیر المومنین کے پاس پہنچے۔ پوچھا، کیا حکم صادر فرمایا؟ فرمایا، رجم کا۔ چھ مہینے بعد بچہ پیدا ہوا ہے۔ لامحالہ زنا کا ہے۔ علیؓ نے یہ تینوں مذکورہ بالا آیتیں پیش کر کے فرمایا کہ حمل کی کم سے کم مدت ٦ ماہ ہے۔ وہ عورت پاک دامن ہے۔ عثمانؓ کو ماننا پڑا اور آپ نے آدمی دوڑایا کہ جلدی سے اس عورت کو بلا لاؤ۔ لیکن افسوس! وہ سنگسار کی جا چکی تھی۔ معمر راوی حدیث کہتے ہیں کہ بچہ بالکل اپنے باپ کے مشابہ تھا۔ اس کا باپ یعنی متوفیہ کا شوہر پھر ایک ناسور میں مبتلا ہو گیا جس سے وہ بھی گھلتے گھلتے مر گیا۔ (ابن ابی حاتم)

پھر فرمایا، جب وہ پوری قوت والے زمانہ کو پہنچ گیا یعنی جوان ہو گیا کیونکہ عہد شباب پوری قوت کا زمانہ ہوتا ہے۔ اس وقت انسان مردوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ چالیس سال کی عمر میں عقل پوری ہو جاتی ہے اور سمجھ بوجھ کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ یہ بردباری کا زمانہ ہے۔ کہتے ہیں، چالیس سال کی عمر میں انسان کی جو حالت ہوتی ہے، عموماً وہی حالت باقی عمر میں رہتی ہے۔

چالیس سال کی عمر میں پرخلوص توبہ کرنی چاہیے: پھر دعا کا بیان ہے کہ ہوشیار اور سمجھ دار ہو کر اس نے دعا مانگی کہ اے پروردگار! مجھے ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرما جن سے تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو سرفراز فرمایا ہے۔ اور ان نیک عملوں کی بھی توفیق دے جن سے تو راضی ہو جائے۔ علاوہ ازیں میری نسل کی اور میری پشت سے اخیر تک آنے والی اولاد کی اصلاح فرما۔ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور تیری فرمانبرداری کا اقرار کرتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ انسان کو چالیس سال کی عمر میں پرخلوص توبہ کرنی چاہیے اور از سرنو دینی کاموں میں دلچسپی لینی چاہیے اور ان پر جم جانا چاہیے۔ رحمت عالم ﷺ نے تشہد میں پڑھنے کے لیے صحابہ کرامؓ کو یہ دعا سکھائی تھی۔ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاھْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِكْ لَنَا فِیْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّیَّاتِنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ وَاجْعَلْنَا شَاكِرِیْنَ نِعْمَتَكَ مُثْنِیْنَ بِھَا عَلَیْكَ قَابِلِیْھَا وَاَتِمَّھَا عَلَیْنَا۔

اے اللہ ہمارے دلوں میں محبت پیدا کر دے اور ہماری آپس میں اصلاح فرما۔ ہمیں سلامتی کی راہوں پر چلا اور ہمیں روشنی کی طرف لا کر تاریکیوں سے نجات دے اور ہر قسم کے ظاہری اور باطنی بے حیائی کے کاموں سے بچا۔ ہمیں ہمارے کانوں میں، آنکھوں میں، دلوں میں، جوڑوں میں اور اولاد میں برکت عطا فرما۔ ہماری توبہ قبول فرما۔ یقیناً تو ہی توبہ قبول کرنے والا کمال مہربان ہے۔ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر گزار اور ان کی وجہ سے اپنی بڑائی کرنے والا اور ان کا اقراری بنا۔ اور انہیں ہم پر مکمل فرما۔

تھوڑے سے عملوں سے جنت: (١٦) یعنی یہی وہ لوگ ہیں جن کی اکثر خطائیں تو ہم معاف کر دیتے ہیں اور ان کے تھوڑے سے عملوں سے انہیں جنت میں داخل کر دیتے ہیں۔ حسب وعدہ انہیں جنت ہی ملتی ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ وہ وعدہ ہے جو قطعی سچا ہے اور جو دنیا میں ان سے کیا جاتا تھا۔ جبریلؑ فرماتے ہیں کہ انسان کی تمام نیکیاں اور برائیاں لائی جائیں گی اور ایک ایک نیکی کو ایک ایک برائی کے مقابلہ میں رکھا جائے گا۔ اگر اس کی بدی کے مقابلہ میں ایک نیکی بھی بچ گئی تو وہ اسی سے جنتی ہو جائے گا۔ آپ نے جبریل سے پوچھا، اور ایک بھی نیکی نہ بچی تو کیا ہوگا؟ فرمایا، اللہ برائیوں سے درگزر فرمائے گا۔ ایک سند سے یہ حدیث قدسی ہے۔

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ

الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
حَقٌّ ۚ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ
عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۭ
اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَذْهَبْتُمْ
طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ
الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ
تَفْسُقُوْنَ ﴿۲۰﴾ ع

جس نے اپنے والدین سے یہ کہا کہ اف ہے تم پر! کیا تم مجھ سے یہی فرماتے رہو گے کہ میں (قبر سے) نکالا جاؤں گا۔ حالانکہ مجھ سے پہلے صدیاں گزر چکی ہیں اور یہ دونوں اللہ سے فریاد کر کے کہتے ہیں، تیرے لیے خرابی ہو، ایمان لے آ۔ یاد رکھو! اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ وہ جواب میں کہتا ہے۔ یہ تو صرف پہلے لوگوں کے افسانے ہیں۔ سابق جنوں اور انسانوں کی جماعتوں میں سے یہ بھی ہیں جن پر اللہ کا وعدہ صادق آ چکا۔ یقین مانو! یہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ ہر ایک کو اپنے اپنے عملوں کے مطابق درجے ملیں گے تا کہ اللہ انہیں ان کے عملوں کا پورا پورا بدلہ عطا فرمائے اور ان پر ظلم نہ ہوگا اور جس دن کافروں کو دوزخ پر پیش کیا جائے گا (اور کہا جائے گا) کہ تم اپنی نیکیاں اپنی دنیوی زندگی میں ہی ختم کر چکے اور ان سے فائدہ اٹھا چکے۔ آج تمہیں ذلت والے عذاب کی سزا دی جائے گی۔ اس وجہ سے کہ تم ناحق دنیا میں غرور کرتے تھے اور اس وجہ سے بھی کہ تم نافرمانیاں کیا کرتے تھے۔

گستاخ اولاد کا بیان: (۱۷) اوپر فرمانبردار اولاد کا بیان تھا، یہاں نافرمان اولاد کا بیان ہے۔ یہ آیت عام ہے۔ ہر اس نافرمان اولاد کو شامل ہے جو اپنے نیک ماں باپ کے طریقہ سے اعراض کرے اور کفر پر قائم رہے۔ ایک دفعہ مروان نے اپنے کسی خطبہ میں کہا کہ اللہ نے امیر المومنین (معاویہ رضی اللہ عنہ) کے دل میں ایک اچھی بات ڈالی ہے کہ اگر وہ اپنے بعد یزید کو اپنا ولی عہد مقرر فرما جائیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ نے بھی تو خلیفہ نامزد کیا ہی ہے۔ یہ سن کر عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن ابی بکر نے ٹوک دیا اور کہا کہ آئین ہرقل کو اپنانا چاہتے ہو۔ اللہ کی قسم! خلیفہ اول نے اور دوم نے کسی کو اپنی اولاد میں سے یا اپنے کنبے قبیلہ میں سے خلافت کے لیے نامزد نہیں فرمایا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی عزت افزائی کے لیے اور اس پر ترس کھا کر ایسا کیا ہے۔ مروان کہنے لگا، تو وہی ہے نا جس نے اپنے والدین کو اف کہا تھا۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، کیا تو ایک ملعون کی اولاد نہیں۔ تیرے باپ پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی تھی۔ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے مروان سے کہا کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو کچھ تم نے کہا ہے، سراسر جھوٹ ہے۔ یہ آیت ان کے حق میں نہیں بلکہ فلاں بن فلاں کے حق میں اتری ہے۔ مروان فوراً منبر سے اتر کر صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر آیا اور آپ سے کچھ دیر باتیں کر

کے چلا گیا۔ (ابن ابی حاتم) معاویہؓ نے مروان کو حجاز کا حاکم بنا دیا تھا۔ مروان نے عبدالرحمٰنؓ کا اعتراض سن کر سپاہیوں کو انہیں گرفتار کرنے کا حکم دیا مگر یہ بھاگ کر اپنی ہمشیرہ صدیقہؓ کے حجرے میں تشریف لے آئے۔ جہاں انہیں کوئی گرفتار نہ کر سکا۔ صدیقہؓ نے پس پردہ فرمایا کہ ہمارے حق میں علاوہ میری برات کی آیتوں کے اور کوئی آیت نہیں اتری۔ (ب) مروان کا مقصد یہ تھا کہ یزید کی طرف سے لوگوں سے بیعت لے لے۔ (ن) صدیقہؓ نے فرمایا، مروان سراسر جھوٹا ہے۔ جس کے حق میں یہ آیت اتری ہے۔ وہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے۔ گو میں اسے افشا نہیں کرنا چاہتی البتہ رحمت عالم ﷺ نے مروان کے باپ پر لعنت فرمائی تھی جب کہ مروان پیدا بھی نہ ہوا تھا۔ اب یہ اس لعنت کا بقیہ ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ نہ صرف اپنے ماں باپ کی بلکہ اللہ کی بھی بے ادبی کر رہا ہے۔ زندگی بعد الموت کو نہیں مانتا اور ماں باپ سے کہتا ہے کہ مجھے اس سے کیا ڈراتے ہو۔ میں تو اس کا قائل ہی نہیں۔ مجھ سے پہلے صدیاں بیت گئیں۔ بے شمار انسان مر گئے۔ میں نے آج تک کسی کو زندہ ہوتا نہیں دیکھا اور نہ کسی سے یہ بات سنی۔ ماں باپ بیٹے کا یہ جواب سن کر اللہ سے ڈر جاتے ہیں۔ اللہ سے اس کی ہدایت کی دعائیں مانگتے ہیں اور بیٹے سے کہتے ہیں کہ یہ کیا بک رہا ہے۔ ارے توبہ کر لے۔ ابھی تو کچھ بھی نہیں بگڑا۔ ایمان لے آ اور مسلمان بن جا۔ بیٹا کہتا ہے کہ تم مجھے جس چیز پر ایمان لانے کی طرف توجہ دلا رہے ہو، میرے نزدیک تو وہ ایک فرسودہ خیال ہے۔

نافرمان اولاد اور منکر قیامت جہنمی ہیں: (۱۸) یعنی یہ لوگ نافرمان جنوں اور انسانوں کے گروہ میں شامل ہو گئے جنہوں نے اپنی ذات کو بھی نقصان پہنچایا اور ساتھ میں اپنی اہل وعیال کو بھی۔ ہر ماں باپ کے نافرمان اور منکر قیامت کا یہی حکم ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے چار شخصوں پر عرش سے لعنت فرمائی ہے اور فرشتوں نے آمین کہی ہے۔ (۱) وہ جو کسی غریب سے کہے کہ میرے ساتھ آ۔ میں تجھے دوں گا اور جب وہ آ جائے تو صاف انکار کر دے اور کچھ نہ دے۔ (۲) جو کسی پوچھنے والے کو جان بوجھ کر غلط مکان یا غلط راستہ بتا دے۔ (۳) جو اپنے والدین کو مارے اور وہ تنگ آ کر شور وغل کرنے لگیں۔ (۴) اور جو اندھے کو جھوٹ موٹ ڈرائے کہ آگے کنواں ہے۔ (ابن عساکر) (۱۹) یعنی سب کو برائی کے مطابق سزا ملے گی۔ اللہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرے گا۔

مشرکوں کو نیکیاں دنیا ہی میں مل جاتی ہیں: (۲۰) یعنی قیامت کے دن جہنمی جہنم کے پاس لا کھڑے کیے جائیں گے اور انہیں ڈانٹ کر کہا جائے گا کہ تمہاری نیکیاں دنیا ہی میں ختم ہو چکیں اور تم ان سے فائدہ اٹھا چکے۔ عمرؓ نے اسی آیت کی وجہ سے لذیذ ومرغن غذاؤں سے پرہیز کر لیا تھا۔ کہتے تھے کہ مجھے ڈر ہے کہیں میں ان میں سے نہ ہو جاؤں جن کو اللہ قیامت کے دن ڈانٹ کر فرمائے گا کہ اب تمہارے لیے کیا ہے۔ تم تو دنیا میں اپنی نعمتوں سے فائدہ اٹھا چکے۔

پھر فرمایا کہ ان کے کبر وغرور اور فسق وفجور کی وجہ سے انہیں ذلت والی سزا ملے گی۔ یہ دنیا میں عزت وجاہ والے آج ذلیل وخوار ہوں گے کیونکہ یہ زندگی میں غرور وتکبر کی وجہ سے حق بات مانتے ہی نہ تھے۔ آج اس غرور ونخوت اور اس سر بلندی کا یہ بدلہ ہے کہ ذلیل وپست اور سرنگوں ہوں گے اور جہنم کے نچلے طبقے میں جھونک دیئے جائیں گے۔ اللھم احفظنا۔

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۲۱

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ
الصّٰدِقِيْنَ ﴿٢٢﴾ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ
وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿٢٣﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا
هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ﴿٢٤﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۭ
كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٥﴾

قوم عاد کے بھائی کو یاد کرو جب انہوں نے احقاف میں اپنی قوم کو ڈرایا اور یاد رکھو، آپ سے پہلے بھی ڈرانے والے آ چکے تھے اور آپ کے بعد بھی (اور کہا) کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے خطرہ محسوس کرتا ہوں۔ قوم نے کہا، کیا آپ ہمارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ ہمارے معبودوں سے ہمیں روک دیں۔ اب آپ ہم پر وہ عذاب لے آئیں جن کا آپ ہم سے وعدہ فرماتے ہیں۔ فرمایا، یہ علم تو اللہ ہی کے پاس ہے۔ میں تو تمہیں پیغام رسالت پہنچا رہا ہوں لیکن میرے خیال میں تم جہالت پر اتر پڑے ہو۔ پھر جب انہوں نے بادل کو اپنے میدانوں کی طرف آتا ہوا دیکھا تو کہنے لگے، اسی بادل سے ہم پر بارش ہوگی۔ بلکہ یہ وہ عذاب ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے۔ یہ ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے جو اپنے رب کے حکم سے ہر چیز تباہ کر ڈالے گی۔ آخر وہ ایسے ہو گئے کہ ان کے مکانوں کے علاوہ اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ ہم گناہ گاروں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔

رحمت عالم ﷺ کی تسکین کے لیے عادیوں کا بیان: (۲۱، ۲۲) آپ اپنی قوم کے جھٹلانے سے دلگیر نہ ہوں۔ یہ تو قوموں کا پہلے ہی سے شیوہ چلا آتا ہے۔ پہلے نبیوں کے واقعات پر غور فرمائیے کہ ان کی قوم نے بھی انہیں جھٹلایا اور نہ صرف جھٹلایا بلکہ درپے آزار ہو گئے۔ بلکہ بعض نبیوں کو تو شہید بھی کر دیا گیا۔ عادیوں کے بھائی سے مراد ھود علیہ السلام ہیں۔ آپ کو اللہ نے عاد اولی کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا تھا۔ یہ لوگ احقاف میں سکونت پذیر تھے۔ احقاف ریت کے ٹیلوں کو کہا جاتا ہے۔ اس سے مطلق پہاڑ، غار اور حضر موت والی برہوت نامی وادی بھی مراد لی گئی ہے جہاں کافروں کی روحیں پھینک دی جاتی ہیں۔ ابن ماجہ میں ایک باب ہے کہ جب دعا مانگی جائے تو اپنی ذات سے شروع کی جائے۔ اس میں ایک حدیث ہے کہ اللہ ہم پر اور عادیوں کے بھائی پر رحم فرمائے۔ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ (احقاف ۴۶/۲۱) یعنی ہم نے نواحی بستیوں میں بھی اپنے رسول بھیجے تھے۔ فَاِنْ اَعْرَضُوْا (فصلت ۴۱: ۱۳) اگر انہوں نے منہ موڑا تو فرما دیجئے کہ مجھے تم پر عادیوں اور ثمودیوں جیسی کڑک کا ڈر ہے۔ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا الخ (الاحقاف ۴۶/۲۱) یعنی حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ کے سوا کسی غیر کی عبادت نہ کرو اور پکے سچے موحد بن جاؤ ورنہ ایک بڑے دن کے عذاب کا مجھے ڈر لگا ہوا ہے تو قوم نے جواب دیا کہ آپ ہمیں ہمارے بتوں کی تعظیم سے روک رہے ہیں۔ ہمیں عذاب کی پرواہ نہیں۔ جس عذاب کا آپ کو ڈر ہے، وہ ہم پر آ جائے چونکہ عذاب کو محال جان رہے تھے۔ اس لیے عذاب

مانگ رہے تھے۔ فرمایا، يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ (شوریٰ ۴۲:۱۸) جن کا قیامت پر ایمان نہیں، وہ عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں۔ (۲۳) اس نادانی کا اللہ کے نبی ﷺ نے جواب دیا کہ یہ علم تو اللہ ہی کو ہے کہ عذاب آئے گا یا نہیں۔ اگر وہ چاہے گا تو عذاب بھیج دے گا اور میرا کام تو محض تبلیغ رسالت ہی ہے مگر افسوس تم بڑے احمق ہو۔ آخر اللہ کا عذاب بادل کی صورت میں آیا۔ ایک عرصہ سے بارش بند تھی اور خوفناک قحط سالی پھیلی ہوئی تھی۔ (۲۴) یعنی اچانک ایک ابر نمودار ہوا اور ان کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ یہ مارے خوشی کے اچھلنے کودنے لگے کہ لو دیکھو! وہ کالا ابر آ رہا ہے۔ رفتہ رفتہ افق پر چھا رہا ہے اور اس کا رخ ہمارے ہی طرف ہے۔ اب بارش ہوگی لیکن ابر کی شکل میں اللہ کا قہر و غضب تھا جو اس بدنصیب قوم پر برسنے والا تھا۔ یہی وہ عذاب تھا جس کی جلدی مچائی جا رہی تھی۔ (۲۵) آخر یہ ابر سخت تیز و تند آندھی میں تبدیل ہو گیا جس نے اللہ کے حکم سے ان اشیاء کو جن کی بربادی مقدر ہو چکی تھی، غارت کر دیا۔ فرمایا، مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ (ذاریات ۵۱:۴۲) یہ ہوا جس چیز سے گزر جاتی، اسے ریزہ ریزہ کر کے چھوڑ جاتی تھی۔ سارے عادی غرور کے پتلے تباہ ہو گئے۔ کوئی بھی تو نہ بچ سکا۔ پھر فرمایا، ہم ان نافرمانوں کو جو ہمارے رسولوں کو نہیں مانتے، اسی طرح سزائیں دیتے ہیں۔

صدیقہؓ فرماتی ہیں میں نے کبھی آپ ﷺ کو اس طرح ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ کچلیاں دکھائی دیں۔ آپ صرف مسکرایا کرتے تھے۔ جب بادل یا آندھی آتی تو بے قرار ہو جاتے۔ ایک دن میں نے پوچھ ہی لیا کہ لوگ تو گھٹا دیکھ کر خوشی مناتے ہیں۔ آپ کیوں فکرمند ہو جاتے ہیں؟ فرمایا، عائشہؓ! میں کیسے مطمئن ہو جاؤں کہ اس میں عذاب نہیں۔ ایک قوم ہوا ہی سے تباہ ہوئی۔ ایک قوم نے عذاب کی گھٹا دیکھ کر کہا تھا، لو گھٹا آ گئی۔ بارش ہوگی۔ (۱) آپ جب کبھی آسمان کے کسی کنارے سے ابر آتا دیکھتے تو سارے کام حتی کہ نماز تک چھوڑ کر یہ دعا مانگنے لگتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ: اے اللہ میں اس کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں پھر کھلنے پر اللہ کی حمد فرماتے اور برس جانے پر یہ دعا مانگتے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ الخ۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی اور اس میں جو کچھ ہے، اس کی خیر و برکت اور جسے یہ ساتھ لائی، اس کی اچھائی مانگتا ہوں اور اس کی برائی سے اور اس میں جو کچھ ہے، اس کی برائی سے اور جسے یہ ساتھ لائی ہے، اس کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ قوم عاد کا واقعہ اعراف و ہود میں بیان ہو چکا۔ عادیوں پر انگوٹھی کے حلقہ کی برابر ہوا کھولی گئی تھی۔ پہلے تو یہ ہوا دیہاتوں پر چلی، پھر شہروں کی طرف رخ کیا۔ ابر آتا دیکھ کر شہری خوشی سے پھولے نہ سمائے کہ اب ضرور مینہ برسے گا لیکن یہ دیہاتیوں کو اٹھا کر لا رہی تھی جو شہریوں پر پٹخ دیئے گئے اور سب غارت ہو گئے۔ یہ ہوا اس قدر تیز تھی کہ خزانچیوں کو اس کا سنبھالنا مشکل تھا اور دروازہ کے سوراخوں سے نکلی جا رہی تھی۔ اللھم احفظنا۔ اللھم احفظنا۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّ اَبْصَارًا وَّ
اَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ
اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ ع ۳
وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَ ذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾

بلاشبہ ہم نے انہیں وہ قدرت دی تھی جو تمہیں نہیں دی اور ہم نے انہیں کان، آنکھیں اور دل دیئے۔ لیکن ان کے کانوں، آنکھوں اور دلوں نے انہیں کچھ فائدہ نہیں دیا۔ جب وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرنے لگے اور جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے، اسی نے انہیں آ گھیرا۔ ہم نے تمہاری نواحی بستیاں تباہ کر دیں اور ہم نے نئے نئے طریقوں سے اپنی نشانیاں بیان کر دیں تا کہ وہ (نافرمانیوں سے) باز آ جائیں۔ پھر ان کی انہوں نے کیوں مدد نہیں کی جنہیں انہوں نے اللہ کے علاوہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اپنا معبود بنا رکھا تھا۔ بلکہ وہ تو ان سے گم ہو گئے۔ یہ ان کا جھوٹ وافترا تھا۔

بڑی بڑی قومیں عذاب سے غارت ہوئیں: (۲۶) یعنی سابق امتوں کو جس قدر ساز وسامان اور دولت وثروت دی گئی، تم تو ان کے پاسنگ بھی نہیں۔ انہیں بھی ہم نے کان، آنکھیں اور دل دیئے تھے جن سے انہوں نے حق کو نہیں پہچانا اور انہیں رائیگاں کر دیا۔ جب انہوں نے ہماری آیتیں ٹھکرا دیں اور عذابوں پر پھبتیاں اڑائیں تو ان کی دولت وعزت انہیں کچھ کام نہ دے سکی اور ان ہولناک سزاؤں نے انہیں چاروں طرف سے آ گھیرا جن کا مذاق اڑایا جاتا تھا۔ تمہیں ان کے واقعات سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی انہیں کی طرح پکڑے جاؤ اور بے نام ونشان کر دیئے جاؤ۔

(۲۷) مکہ والو! تم آس پاس والی بستیوں ہی پر نگاہ ڈال لو۔ دیکھو کیسی کیسی قومیں تباہ کر دی گئیں اور انہوں نے کس کس طرح اپنے کرتوتوں کی سزا بھگتی۔ کسی زمانے میں احقاف یمن میں عادی آباد تھے۔ ان کی تاریخ پڑھو۔ مکہ اور شام کے درمیانی راہ میں علاقہ، عرب میں ثمودیوں کا جو حشر ہوا، اسے سوچو۔ اہل یمن (سبا) اور اہل مدین کے انجام پر غور کرو۔ تم وہاں بسا اوقات جنگ و تجارت کی غرض سے آتے جاتے رہتے ہو۔ بحیرہ قوم لوط سے عبرت حاصل کرو جو تمہارے راستے ہی میں پڑتا ہے۔ ہم نے اپنی آیتیں کھول کھول کر طرح طرح سے بیان کر دیں تا کہ لوگ برائیاں چھوڑ کر بھلائیاں اختیار کر لیں۔

آڑے وقت اللہ کے سوا کوئی کام نہیں آتا: (۲۸) یعنی ان مشرکوں نے اس باطل گمان پر غیر اللہ کو پوجنا شروع کر دیا تھا کہ یہ انہیں اللہ سے قریب کر دیں گے لیکن کیا اس وقت جب ان کو ہمارے عذابوں نے آ گھیرا تھا اور انہیں مدد کی سخت ضرورت تھی، کسی نے ان کی مدد کی اور انہیں ہمارے عذاب سے چھڑایا۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ تو آڑے وقت ان سے گم ہو گئے اور ان کا سراغ ہی نہ لگا۔ معلوم ہوا کہ ان کی پرستش سراسر غلطی پر مبنی تھی اور ان کی عبادت محض کذب وافترا تھی۔ یہ انہیں معبود سمجھ رہے تھے اور انہیں پر بھروسہ کیے بیٹھے تھے۔ کتنا زبردست دھوکہ اور نقصان تھا۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ

إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٣٠﴾ يَٰقَوْمَنَآ أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ
يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣١﴾ وَمَن لَّا يُجِبْ
دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءُ ۚ أُولَٰئِكَ
فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٣٢﴾

یاد کیجئے جب کہ ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو آپ کی طرف متوجہ کر دیا جو قرآن سن رہے تھے۔ جب آپ کے پاس آ گئے تو کہنے لگے، خاموش ہو جاؤ۔ پھر جب قرآن ختم ہو گیا تو وہ خبردار کرنے کے لیے اپنی قوم میں واپس چلے گئے۔ کہنے لگے، بھائیو! ہم نے وہ کتاب سن لی ہے جو موسیٰ کے بعد اتری ہے۔ جو سابق الہامی کتابوں کو سچا مانتی ہے اور جو سیدھی راہ کی رہبری کرتی ہے۔ بھائیو! اللہ کی طرف بلانے والے کی بات مانو اور اس پر ایمان لے آؤ۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں دکھ والے عذاب سے محفوظ رکھے گا اور جو اللہ کی طرف بلانے والے کا کہنا نہ مانے، وہ دنیا میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا اور اللہ کے سوا کوئی اور اس کا مددگار نہیں ہو سکتا۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

رحمت عالم ﷺ کے پاس جنوں کا آنا: (۲۹) یہ واقعہ نخلہ کا ہے۔ آپ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جن آپ کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ یہ نصیبین کے سات جن تھے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے قرآن شریف جنوں کو سنانے کے لیے نہیں پڑھا تھا نہ آپ نے جن دیکھے تھے۔ آپ ﷺ تو صحابہؓ کے ساتھ بازار عکاظ جا رہے تھے۔ چونکہ انگاروں کی وجہ سے شیطانوں اور آسمانی خبروں میں رکاوٹ ہو گئی تھی جس کی انہوں نے اپنے ارباب حل وعقد کو خبر کی۔ جس پر انہوں نے کہا، ضرور کوئی نہ کوئی نئی بات ہے۔ تحقیق کرو۔ چنانچہ تحقیق کے لیے شیطان دنیا میں پھیل گئے۔ ایک جماعت عرب میں علاقہ حجاز میں مکہ معظّمہ کے قریب بھی پہنچی۔ آپ عکاظ جاتے ہوئے مقام نخلہ میں صحابہؓ کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جب انہوں نے قرآن سنا تو ٹھہر گئے اور غور سے سننے لگے اور تاڑ گئے کہ یہی وجہ ہے کہ آسمانی خبریں ہم تک نہیں پہنچتیں۔ اور سننے سے پہلے ہی انگارے مار دیئے جاتے ہیں۔ پھر یہ قوم سے آ کر کہنے لگے کہ ہم نے نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا قرآن سن لیا ہے جو عجیب وغریب ہے۔ ہم تو اسے سنتے ہی ایمان لے آئے اور شرک سے توبہ کر لی۔ آپ کو اس واقعہ کی خبر سورۂ جن میں دی گئی۔ جن وحی سننے کی کوشش کیا کرتے تھے اور جب اتفاق سے کسی بات کی بھنک ان کے کان میں پڑ جاتی تو اس میں دس جھوٹی باتیں ملا کر کاہنوں کو خبر کر دیا کرتے تھے۔ جن میں سے ایک بات تو سچی نکلتی ہی تھی۔ اس سے پہلے ان پر انگارے نہیں پڑتے تھے۔ رحمت عالم ﷺ کی بعثت کے بعد وحی کی حفاظت کے لیے جنوں کو انگاروں سے مارا جانے لگا۔ جب یہ وحی سننے کے لیے پہنچتے، فوراً ایک شعلہ گرتا اور یہ بھاگ آتے۔ انہوں نے ابلیس سے شکایت کی۔ اس نے کہا، کوئی نئی بات ضرور ہے۔ آخر اس نے تحقیق کے لیے چاروں طرف شیطان دوڑا دیئے۔ عرب کی طرف جانے والے شیطانوں نے آپ کو نخلہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان صحابہ کرام کو نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا اور ابلیس کو جا کر خبر دی۔ اس نے کہا، یہی وجہ ہے جو یہ احتیاط برتی جا رہی ہے۔ آپ کو جنوں کے آنے کی خبر بھی نہ تھی۔ پھر

بعد میں وحی کے ذریعہ خبر ہوئی۔ (قان) ابن اسحاق نے آپ کے سفر طائف کا پورا واقعہ لکھا ہے اور یہ دعا بھی نقل کی ہے جو آپ نے کبیدہ خاطر ہو کر اس جگہ مانگی تھی۔ اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْا الخ یعنی اے اللہ! میں اپنی کمزوری اور بے سروسامانی کی شکایت صرف تجھ سے کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین! تو بڑا رحیم و کریم ہے۔ تو ہی کمزوروں کا آقا اور میرا مربی ہے۔ اے اللہ! مجھے کس کے حوالہ کر رہا ہے۔ کیا تو مجھے عاجز کرنے والے دور کے دشمن کے یا قریب والے دوست کے حوالہ کر رہا ہے جسے میرے بارے میں تو نے اختیار دے دیا ہو۔ مجھے اپنے اس دکھ کی بالکل پرواہ نہیں بشرطیکہ تو مجھ سے راضی رہے لیکن اگر تو مجھے عافیت اور سلامتی سے رکھے تو یہ میرے لیے آرام دہ ہے۔ میں تیرے رخ انور کے ساتھ جس سے تمام اندھیرے مٹ جاتے ہیں اور جس پر دینی اور دنیوی تمام کاموں کا دارومدار ہے، اس بات کی تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ پر تیرا قہر و عتاب نہ اترے۔ مجھے تو تیری ہی خوشنودی مطلوب ہے اور نیکی اور بدی کی طاقت تیری ہی مدد سے ہے۔ طائف سے واپس ہوتے ہوئے آپ نے نخلہ میں رات گزاری اور اسی رات قرآن پڑھتے ہوئے نصیبین کے جنوں نے آپ سے قرآن سنا۔

آپ ﷺ کا طائف کا سفر ہجرت سے ایک یا دو سال پہلے کا ہے۔ جب آپ کے چچا ابوطالب کا انتقال ہو چکا تھا۔ ابن ابی شیبہ میں نو جن بتائے گئے ہیں جن میں سے ایک کا نام زوبعہ بتایا گیا ہے۔ انہیں کے بارے میں یہ آیتیں اتریں۔ اس آیت سے اور ابن عباسؓ والی روایت سے معلوم ہوا کہ پہلی مرتبہ جنوں کی موجودگی کا آپ کو علم نہ تھا۔ جب ان کے گروہ کے گروہ وفد کی صورت میں حاضر خدمت ہوئے تو ان کا آپ کو علم تھا جو بعد کا واقعہ ہے جس کا ذکر مسلم شریف میں ہے۔

قرآن سننے کے لیے جنوں کی ایک جماعت کی توجہ: (۲۹) یعنی ہم نے آپ کی طرف جنوں کی ایک جماعت کو متوجہ فرما دیا جو آپ سے قرآن عظیم سن رہی تھی۔ جب وہ سب اکٹھے ہو گئے تو تلاوت سے پہلے انہوں نے سب سے کہہ دیا کہ خاموش ہو جاؤ۔

جنوں کا وعظ: (۳۰) ان جنوں نے قوم میں جا کر وعظ فرمایا اور کہا کہ آج ہم نے اس مقدس آسمانی کتاب کو سنا ہے جو تورات کے بعد نازل ہوئی ہے۔ چونکہ انجیل متمم تورات تھی، اس لیے اس کا بیان نہیں کیا۔ انجیل میں زیادہ تر وعظ و نصیحت ہے۔ مسائل و احکام کم ہیں۔ جنوں نے کہا کہ وہ کتاب مقدس سابقہ الہامی کتابوں کو سچا مانتی ہے اور عقائد و احکام میں صحیح رہنمائی کرتی ہے۔

(۳۱) یعنی اے پیاری قوم! اللہ کی دعوت کی طرف جھک جاؤ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول انسان اور جن دونوں کے رسول بنائے گئے کیونکہ آپ نے جنوں کو دعوت اسلام دی اور ان کے سامنے سورہ رحمٰن کی تلاوت کی جس میں جن اور انسان دونوں سے خطاب ہے۔ یَغْفِرْ لَکُمْ یعنی اسلام لانے سے اللہ تمہارے سب گناہ معاف فرما دے گا اور تمہیں دکھ والے عذاب سے اپنی پناہ میں رکھے گا۔

کیا جن بھی جنت میں جائیں گے؟: اس کے بہت سے دلائل ہیں۔ مثلاً اس کی ایک دلیل تو یہ آیت ہے، وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (رحمٰن ۵۵: ۴۶) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ الخ۔ یعنی رب سے ڈرنے والے کے لیے دو دو جنتیں ہیں پھر جنوں اور انسانوں تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے! اس آیت میں اللہ نے دونوں نوعوں پر احسان جتایا ہے کہ ان کے تقوے کا بدلہ جنت ہے۔ یہ آیت سن کر انسانوں کی بہ نسبت جنوں نے شکر زیادہ ادا کیا کہ بارالہا! ہم تیری کسی نعمت کا انکار نہیں کرتے۔ یہ تو ناممکن ہے کہ ان پر وہ احسان جتایا جائے جو ملنے والا نہ ہو۔ ایک اور دلیل لیجئے کہ جب کافر اور جنوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا جو اللہ کا عدل ہے تو

مسلمان جنوں کو جنت کیوں نہیں ملے گی؟ جو رب کا فضل ہے بلکہ جنت بدرجہ اولیٰ ملنی چاہیے۔ پھر جنوں کے جنت میں جانے کی وہ تمام آیتیں دلائل ہیں جو عام ہیں اور عام طور پر مومنوں کو جنت کی بشارت دی جاتی ہے مثلاً اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا الخ (زخرف ۱۸: ۱۰۷) اور دلیل ملاحظہ ہو کہ جنت میں تو تمام مومنوں کے جانے کے بعد بھی بہت جگہ بچے گی جس کو ایک نئی مخلوق سے بھرا جائے گا۔ پھر بھلا مومن جن کیوں نہ جنت میں جائیں۔ انہیں تو بدرجہ اولیٰ جانا چاہیے۔ ایک اور دلیل لیجیے۔ آیت میں ایمان پر دو باتیں مرتب کی گئی ہیں۔ مغفرت، عذاب سے رہائی۔ اور یہ دونوں چیزیں دخول جنت کو لازم ہیں کیونکہ آخرت میں جنت ہے یا جہنم کیونکہ جو کوئی دوزخ سے بچ گیا، وہ قطعی جنتی ہے۔ ایسی کوئی صریح آیت نہیں جس سے معلوم ہو کہ مومن جن دوزخ سے رہائی کے باوجود جنت میں نہیں جائیں گے۔

کافر اللہ کی قدرت کے اندر ہیں: (۳۲) یعنی جو مسلمان نہ ہوگا اور بے ایمان ہی رہے گا، وہ دنیا میں اللہ کو ہرا نہیں سکتا کہ اس کی قدرت کے دائرے سے باہر ہو بلکہ اس کی قدرت میں ہے۔ اور اس کے عذابوں سے بچ نہیں سکتا اور نہ کوئی بچا سکتا ہے۔ ایسے لوگ صریح دھوکہ میں ہیں۔ تبلیغ کا یہی انداز اختیار کرنا چاہیے کہ رغبت بھی دلائی جائے اور ڈرایا بھی جائے۔ اسی لیے اکثر جن مسلمان ہوئے اور قافلوں کے قافلے کئی بار خدمت رسالت میں حاضر ہوئے۔ جیسا کہ متعدد صحیح روایات سے ثابت ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ
بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا
الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا
تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۭ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ
نَّهَارٍ ۭ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع

کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ جس اللہ نے آسمان وزمین بنائے اور ان کے پیدا کرنے سے وہ تھکا نہیں، وہ بلا شبہ مردے زندہ کر دینے پر قادر ہے۔ بے شک! وہ ہر چیز پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے اور جس دن کافر دوزخ کے سامنے پیش کیے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا) کیا یہ دوزخ نہیں ہے؟ کہیں گے کہ ہمارے رب کی قسم! دوزخ ہی ہے۔ فرمائے گا، اب اپنے کفر کا مزہ چکھو۔ آپ بھی بلند ہمت رسولوں کی طرح صبر فرمائیے اور ان کے لیے عذاب مانگنے میں جلدی نہ کیجیے۔ یہ جس دن عذاب دیکھ لیں گے، جس کا ان سے وعدہ کیا جا چکا ہے تو انہیں ایسا معلوم ہوگا کہ دن کی ایک گھڑی بھر دنیا میں ٹھہرے تھے۔ ہمارا کام پہنچا دینا ہے۔ صرف بدکار ہی ہلاک ہوتے ہیں۔

زندگی بعد الموت کی دلیل: (۳۳) یعنی کیا قیامت کے منکروں نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ نے بڑے بڑے آسمان بنائے، زمین

پیدا کی اور ان کی پیدائش نے اسے کچھ بھی نہ تھکایا۔ اس نے کن کہا اور یہ چیزیں ہو گئیں۔ بھلا کس کا پتہ ہے جو حکم کی خلاف ورزی کرے بلکہ خوشی خوشی ڈرتے ہوئے حکم کی بجا آوری میں لگ گئے اور پیدا ہو گئے۔ کیا اتنی زبردست اور مکمل قوت وقدرت والا مردے جلانے پر قادر نہیں؟ جس کا صرف حکم چلتا ہے اور چیزیں ہو جاتی ہیں۔ فرمایا، لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ (غافر ۴۰؛ ۵۷) یعنی آسمان وزمین کی پیدائش بہ نسبت انسان کی پیدائش کے بڑی مشکل اور بھاری ہے لیکن اکثر لوگ شعور سے محروم ہیں۔ جب اس نے آسمان وزمین جیسی وسیع مخلوق پیدا کر دی تو انسان کا پیدا کرنا خواہ اول میں ہو یا دوسری دفعہ، کون سا مشکل کام ہے؟ اسی لیے اخیر آیت میں فرمایا کہ وہ ہر چیز پر بڑی زبردست قدرت رکھتا ہے۔ چنانچہ موت وحیات پر بھی قادر ہے اور زندگی بعد الموت پر بھی۔ ہر چیز اسی کی قدرت کے گھیرے میں گھری ہوئی ہے۔

جہنم کے کنارے پر جہنمیوں سے ایک سوال: (۳۴) یعنی جہنم میں جھونکے جانے سے پہلے ایک دفعہ اور کافروں کو جہنم کے کنارے لا کر کھڑا کیا جائے گا۔ اور انہیں لاجواب وشرمندہ کرنے کے لیے ان سے پوچھا جائے گا کہ ذرا بتاؤ تو صحیح، ہمارے رسول اور ہمارے عذاب سچے ہیں یا نہیں؟ اب بھی تمہیں یقین آیا؟ کیا یہ جادو ہے؟ تمہاری آنکھیں پھوٹی تو نہیں؟ یہ کیا دیکھ رہے ہو؟ کیا یہ حق نہیں؟ چاروناچار اقرار کرنا پڑے گا کہ ساری باتیں برحق ہیں۔ کہیں گے، اب ہماری آنکھیں کھل گئیں اور دل ایمان سے بھر گئے۔ اب تو ہمیں ذرا سا بھی شک نہیں۔ حکم ہوگا کہ اب تم اپنے کفر کا مزہ تو چکھو۔

صبر وضبط کا حکم: (۳۵) یعنی اگر آپ کی قوم آپ کی ناقدری اور تکذیب کرتی ہے اور مخالفت واذیت پر تل گئی ہے تو چاہیے تعجب نہیں، بلند ہمت اور سابق پیغمبروں کو دیکھو کہ انہوں نے کیسی کیسی اذیتیں اور کیسے کیسے دکھ سہے اور بھاری بھاری مخالفتوں کو صبر سے جھیلا۔ آپ نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو یاد کر لیجیے کیونکہ یہی چار اولوالعزم انبیاء ہیں اور پانچویں آپ ہیں جو ان چاروں سے افضل ہیں۔ ان کے نام سورۂ احزاب اور سورۂ شوریٰ میں خصوصیت سے بیان کیے گئے ہیں۔

پھر فرمایا، جب عذاب اور جہنم دیکھ لیں گے، تب انہیں ایسا معلوم ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں دن کا کچھ حصہ ہی گزارا ہے۔ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا (۷۹؛ ۴۶ نازعات) جس دن یہ قیامت دیکھ لیں گے، تو انہیں ایسا معلوم ہوگا کہ دنیا میں محض صبح یا ایک شام ہی بسر کی تھی۔ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ (یونس ۱۰/ ۴۵) جس دن اللہ انہیں اکٹھا کرے گا تو انہیں ایسا معلوم ہوگا کہ دن کی ایک ساعت کے لیے دنیا میں ٹھہرے تھے۔ بلاغ میں دو احتمال ہیں۔ (۱) یعنی دنیا کی عمر صرف ہمارے پیغام پہنچا دینے کے لیے تھی۔ (۲) یہ قرآن عظیم صرف پہنچا دینے کے لیے ہے۔ یعنی اس کی ہر ہر آیت لوگوں تک پہنچا دی جانی چاہیے کہ یہ سراسر تبلیغ ہے۔ اخیر میں فرمایا کہ علاوہ فاسقوں کے اور کوئی ہلاک نہیں ہوتا۔ پروردگار عالم کا یہ عدل ہے کہ جو خود ہی تباہ ہونا چاہتا ہو، اسے تباہ کر دے۔ جو خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارتا ہے، اللہ کی بھی اس پر مار ہی مار ہے۔

الحمد للہ سورہ احقاف کی تفسیر مکمل ہوئی ہے۔ اللہ اسے قبول فرمائے۔ آمین!

❀❀❀

سورہ محمد اور اس کا دوسرا نام سورہ قتال بھی ہے

بترتیب مصحف یہ ۴۷ ویں سورہ ہے اور بترتیب نزول ۹۰ ویں سورہ ہے۔ اور یہ مدنی سورہ ہے۔ اس میں ۳۸ آیتیں اور ۴ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اَلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ صَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَضَلَّ اَعۡمَالَہُمۡ ① وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوۡا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ ہُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّہِمۡ ۙ کَفَّرَ عَنۡہُمۡ سَیِّاٰتِہِمۡ وَ اَصۡلَحَ بَالَہُمۡ ② ذٰلِکَ بِاَنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوا اتَّبَعُوا الۡبَاطِلَ وَ اَنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الۡحَقَّ مِنۡ رَّبِّہِمۡ ؕ کَذٰلِکَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ لِلنَّاسِ اَمۡثَالَہُمۡ ③

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے

جنہوں نے کفر کیا اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا، اللہ نے ان کے عمل غارت کر دیئے اور جو ایمان لا کر اچھے عملوں میں لگ گئے اور انہیں اس کتاب پر یقین آ گیا جو محمد ﷺ پر اتری اور ان کے رب کی طرف سے برحق ہے، اللہ ان کی برائیاں مٹا دے گا اور ان کا حال سنوار دے گا۔ یہ اس لیے کہ کافروں نے باطل کی پیروی کی اور مومنوں نے اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے سچے دین کی اتباع کی۔ اسی طرح اللہ لوگوں سے ان کے حالات بیان کرتا ہے

کافروں کے عمل برباد ہیں: (۱) یعنی کافروں کے عمل کفر راہ حق سے روکنے کی وجہ سے برباد ہو جائیں گے اور ان کی نیکیاں غتربود ہو جائیں گی۔ فرمایا، وَقَدِمۡنَاۤ اِلٰی مَا عَمِلُوۡا (فرقان ۲۵:۲۳) ہم ان کے عملوں کی طرف متوجہ ہوں گے اور انہیں پراگندہ ریت کی طرح اڑا دیں گے۔

اللہ مومنوں کا حال سنوار دے گا: (۲) یعنی اللہ مومنوں کی (جنہوں نے عقائد درست رکھے اور سنت کے مطابق عملوں میں بھی لگے رہے اور دل وزبان اور ہاتھ پیر اور دیگر اعضاء سے اللہ کی طرف جھکے رہے اور دل و جان سے قرآن کو جو آخری پیغمبر پر اترا ہے اور درحقیقت میں کلام ربانی ہے اور سراپا حق وصداقت ہے اور قابل قدر ہے۔ مان لیا برائیاں مٹا کر ان کے حال کو سنوارنے کی ذمہ داری لیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایمان کی ایک یہ بھی شرط ہے کہ نبوت کے بعد آپ پر اور قرآن پاک پر ایمان لایا جائے۔ ایک حدیث میں ہے جسے چھینک آئے، وہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کہے اور سننے والا یَرۡحَمُکَ اللّٰہُ وَیُصۡلِحُ بَالَکَ سے جواب دے۔ یعنی اللہ تم پر رحم کرے اور تمہارا حال سنوار دے۔

مومنوں کی برائیاں اور کافروں کی نیکیاں مٹانے کی وجہ: (۳) یعنی کافروں کی نیکیاں اور مومنوں کی برائیاں مٹانے کی اور ان کی اصلاح کی وجہ یہ ہے کہ کافر بدکار اور باطل کے پرستار ہوتے ہیں اور مومن باطل سے بیزار اور اطاعت گزار رہتے

ہیں۔ پھر فرمایا، اللہ اسی طرح لوگوں کا انجام بیان فرماتا ہے اور وہ خوب جاننے والا ہے۔

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۛۚ ذٰلِكَ ؕۛ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۴﴾ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ﴿۵﴾ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ﴿۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴿۷﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۸﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۹﴾

ع ۳

پھر جب تم کافروں سے بھڑ جاؤ تو گردنوں پر مارو یہاں تک کہ جب تم ان کا خون بہا چکو تو مضبوط باندھ لو یعنی گرفتار کر لو۔ پھر تمہیں اختیار ہے یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لے کر جب تک جنگ اپنے ہتھیار نہ رکھ دے۔ یہی (حکم) ہے اور اگر اللہ چاہتا تو آپ ہی ان سے انتقام لے لیتا لیکن (اس کی یہ مرضی ہے) کہ وہ اس سے ایک دوسرے کو آزمائے اور جو اللہ کی راہ میں شہید کر دیئے گئے، اللہ ان کے عمل ہرگز ہرگز برباد نہ کرے گا اور ان کی راہبری فرمائے گا اور ان کی حالت سنوار دے گا اور انہیں اس بہشت میں داخل فرمادے گا جس کا اس نے ان سے تعارف کرا دیا ہے۔ اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں ثابت قدمی عطا فرمائے گا اور کافروں کے لیے بربادی ہو اور اللہ ان کے عمل ضائع فرما دے گا۔ یہ اس لیے کہ انہیں اللہ کی نازل کردہ چیزیں بری معلوم ہوئیں۔ لہٰذا اس نے ان کے عمل غارت کر دیئے۔

کافروں کا پورے جوش سے قتل: (۴) یعنی جب کافروں سے مڈبھیڑ ہو جائے اور دوبدو لڑائی شروع ہو جائے تو کافروں کی گردنیں تلواروں سے اڑا دو۔ پھر جب انہیں شکست خوردہ دیکھ لو اور یہ بھی دیکھ لو کہ معرکہ کارزار میں ان کے کافی آدمی کٹ کر گر گئے اور ان کے پاؤں اکھڑ گئے تو باقی ماندہ اشخاص کو گرفتار کر لو اور اچھی طرح سے باندھ لو۔ پھر یا تو کچھ لیے بغیر ہی احسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لے کر۔ ہر بات کا تمہیں اختیار ہے۔ بظاہر جنگ بدر کے بعد کی یہ آیت ہے کیونکہ اس جنگ میں زیادہ تر مشرکوں کو قید کرنے اور قتل میں کمی کرنے کی وجہ سے مسلمانوں پر عتاب ہوا تھا جس کا بیان مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ (انفال ۸:۶۸) میں ہے یعنی نبی ﷺ کی یہ شان نہ تھی کہ اس کے پاس قیدی ہوں۔ جب تک جی بھر کر مشرکوں کا خون نہ بہا دیا جائے۔ کیا تمہیں دنیوی اسباب کی خواہش ہے۔ اللہ کا ارادہ آخرت کا ہے اور اللہ غالب وحکمت والا ہے۔ اگر کتاب میں پہلے سے لکھا ہوا نہ ہوتا تو جو تم نے فدیہ لیا ہے، اسی پر تمہیں عذاب ہوتا۔

پھر فرمایا، یہی ہے یعنی مسلمانوں کو لڑنے کا حکم ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو خود ہی کافروں سے انتقام لے لیتا اور عذاب بھیج دیتا لیکن جہاد و جنگ کا حکم تمہاری آزمائش کے لیے ہے۔ فرمایا، اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا (آل عمران و توبہ ۳:۱۴۲)(۹:۱۶) کیا تمہارا خیال ہے کہ یہ بات جانے بغیر کہ کون تم میں سے مجاہد و صابر ہیں۔ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (۳) قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ (۹:۱۴) ان سے لڑو۔ اللہ تمہارے ہاتھوں ان پر عذاب بھیجے گا۔ انہیں رسوا کرے گا۔ تمہاری مدد فرمائے گا اور ایمان والوں کے سینوں کی بھڑاس نکال دے گا۔ اللہ توبہ جس کی چاہتا ہے، قبول فرمالیتا ہے اور اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

شہید کی فضیلت: چونکہ جنگ میں مسلمان بھی شہادت پاتے ہیں، اسی لیے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں، اللہ ان کے عمل ہرگز رائیگاں نہ جانے دے گا بلکہ ان میں برکت ہوگی۔ اور بڑھا چڑھا کر انہیں ثواب دیا جائے گا بلکہ بعض شہداء کو تو قیامت تک ثواب ملے گا جیسا کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ شہید کو چھ باتیں عطا کی جاتی ہیں۔ اس کے خون کے پہلے قطرے سے اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ اسے اس کا جنت والا گھر دکھا دیا جاتا ہے۔ اور اس کا بڑی بڑی آنکھوں والی اور گورے جسم والی حوروں سے جوڑا لگا دیا جاتا ہے۔ وہ عظیم گھبراہٹ اور عذاب قبر سے بے خوف رہتا ہے اور اسے ایمان کے صلہ سے سجا دیا جاتا ہے۔ (۱) ایک حدیث میں ہے (۲) اس کے سر پر تاج رکھا جاتا ہے جو موتی اور یاقوت سے آراستہ ہوتا ہے جس کا ہر یاقوت دنیا اور دنیا کی تمام دولت سے بیش بہا ہے۔ اسے بڑی بڑی آنکھوں والی ۷۲ حوریں ملتی ہیں اور خاندان کے ستر شخصوں کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔ (ت، ابن ماجہ) (۳) علاوہ قرض کے شہید کا ہر گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ (م) شہید کی سفارش اپنے خاندان کے ستر بھائی بندوں کے بارے میں قبول کی جاتی ہے۔ (د)

ایمان و عمل صالح والے راہ جنت پالیں گے: (۵) یعنی اللہ انہیں جنت کی راہ پر پہنچا دے گا۔ فرمایا، اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ (یونس ۱۰:۹) یعنی جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، ان کے ایمان کی بدولت ان کا رب انہیں جنت کی راہ پر ڈال دے گا جن میں نہریں بہہ رہی ہیں اور جو نعمتوں اور بہاروں سے بھرپور ہیں۔ پھر فرمایا کہ ان کے حال کی اصلاح فرما دے گا اور ان کے کام بنا دے گا۔

جنتی جنت میں اپنا اپنا گھر پہچان جائیں گے: (۶) یعنی اللہ نے جس جنت کا ان سے تعارف کرایا تھا اور اس کی طرف رہنمائی فرمائی تھی۔ اس میں انہیں داخل فرما دے گا۔ اور جنتی جنت میں اپنے گھر، اپنی سکونت گاہ اور وہ مقام جو اللہ نے ان کے لیے تجویز فرمائے ہیں۔ اس طرح پہچان جائیں گے گویا پیدائش کے زمانے سے اس میں رہتے سہتے ہیں۔ انہیں کسی کی رہنمائی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب ایمان والے جہنم کی آگ سے رہائی پائیں گے تو جنتی جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پل پر روک لیے جائیں گے اور باہمی مظالم کا انتقام لیا جائے گا۔ جب بالکل پاک وصاف ہو جائیں گے تو جنت میں جانے کی اجازت ملے گی۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے ہر شخص اپنے دنیوی گھر کی بہ نسبت جنتی گھر کو خوب پہچان جائے گا۔ (ب)

دیندار بن جاؤ، اللہ تمہاری مدد کرے گا: (۷) دوسری آیت میں فرمایا، وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ (حج ۲۲:۴۰) یعنی اللہ اس کی ضرور مدد فرمائے گا جو اس کے (دین کی) مدد کرے گا کیونکہ بدلہ عمل کی جنس سے ملتا ہے۔ اس لیے فرمایا کہ وہ تمہارے

پاؤں بھی جما دے گا۔ (جنگ میں مدد ہوگی تو دشمن کے مقابلہ پر تمہارے پاؤں جم جائیں گے اور تم جی کھول کر لڑو گے) حدیث میں ہے، جو کسی بڑے شخص کے پاس اس کی درخواست پہنچا دے جو خود اس تک نہ پہنچا سکتا ہو تو قیامت کے دن اللہ اس کے پاؤں پل صراط پر جما دے گا۔

کافروں کے قدم نہیں جمتے: (۸) یہ آیت پہلی آیت کی ضد ہے جس میں اللہ کے دین کی مدد کرنے والوں کے قدم جمانے کا مژدہ تھا یعنی اللہ کی آیتوں کو نہ ماننے والے کافروں کے لیے ہلاکت ہو۔ یہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھائیں گے اور اللہ ان کے عمل برباد کر دے گا۔ (دنیا کی تباہی، شکست اور آخرت کی تباہی عملوں کی بربادی ہے) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، روپے پیسے کا بندہ ہلاک ہو، چادر کا بندہ برباد ہو، غارت ہو، ٹھوکریں کھائے اور اگر کانٹا لگ جائے تو نکلے نہیں۔ (اللہ اسے دکھ سے اچھا ہی نہ فرمائے) ایسوں کے نیک عمل بھی بے کار ہیں کیونکہ یہ اللہ کے اتارے ہوئے احکام ناپسند کرتے ہیں۔ قرآن وحدیث ان کی زندگی کا مقصد نہیں۔ نہ یہ اس کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور نہ ان کی قدر ومنزلت کرتے ہیں۔ اس لیے ان کے جو نیک عمل تھے، وہ بھی اللہ نے اکارت کر دیئے۔ (قرآن وحدیث پر ایمان لا کر نیک عمل قابل قبول ہوں گے ورنہ رائیگاں جائیں گے البتہ دنیا میں ان کا بدلہ مل جائے گا۔)

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۖ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا ﴿١٠﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿١١﴾ ع إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿١٢﴾ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿١٣﴾

کیا یہ دنیا میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے کہ ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا۔ اللہ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ وہی حالات ان کافروں کو پیش آنے والے ہیں۔ یہ اس لیے کہ اللہ ایمان والوں کا کارساز ہے اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں۔ بلاشبہ اللہ ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ان باغوں میں داخل فرمائے گا جن میں نہریں بہہ رہی ہیں اور کافر فائدہ اٹھا رہے ہیں اور جانوروں کی طرح کھا رہے ہیں۔ ان کا ٹھکانہ آگ ہے۔ ہم نے بہت سی بستیوں کو جو آپ کی اس بستی سے جس نے آپ کو نکال دیا ہے، قوت میں کہیں زیادہ تھیں برباد کر دیا۔ پھر ان کا کوئی حمایتی نہ اٹھا۔

جھٹلانے والوں کے لیے پہلی قومیں عبرت ہیں: (۱۰) یعنی مشرکوں اور رسولوں کے مخالفوں نے پہلی قوموں کے انجام پر غور نہیں کیا کہ اللہ نے انہیں شرک ومخالفت کی وجہ سے کیسے کیسے عذابوں سے زمین دوز کر دیا اور مسلمانوں کو بچا لیا۔ اسی لیے فرمایا کہ

کافروں کے لیے ان جیسی بہت سی مثالیں ہیں۔ (ایک دونہیں بہت سی مثالیں خود قرآن میں ہیں کہ نافرمانوں کی کیسی کیسی گت بنی اور کس کس طرح زمین پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جہنم رسید ہوئے۔)

اللہ مسلمانوں کا کارساز ہے: (۱۱) مسلمانوں کا کارساز خود اللہ ہے اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں۔ اسی لیے جنگ احد میں مشرکوں کے سردار ابوسفیان نے جب نبی اکرم ﷺ، ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بارے میں پوچھا اور کچھ جواب نہ پایا تو انتہائی فخر وغرور سے کہا تھا کہ یہ سب تو ختم ہوئے۔ یہ سن کر عمرؓ سے رہا نہ گیا۔ فوراً بولے، تو جھوٹا ہے۔ تیرے سینے پر مونگ دلنے کے لیے اور تجھے کانٹوں پر لٹانے کے لیے ہم سب موجود ہیں۔ جن جن کا تو نے نام لیا ہے، ماشاء اللہ سب زندہ ہیں۔ بولا، یہ بدر کا بدلہ ہے۔ لڑائی ڈولوں کی طرح ہے۔ کبھی کوئی غالب ہوتا ہے اور کبھی کوئی۔ بعض مقتول ناک کان کٹے ہوئے بھی ملیں گے۔ یہ میرا حکم نہ تھا اور نہ یہ مجھے ناگوار گزرا۔ پھر فخریہ تک بندی کرنے لگا کہ اعلیٰ ھبل (اے ھبل! دیوتا تیرا بول بالا ہو) آپ نے فرمایا، اسے جواب کیوں نہیں دیتے؟ پوچھا، یارسول اللہ ﷺ! کیا جواب دیں؟ فرمایا، کہو، اللہ اعلیٰ واجل۔ (اللہ سب سے بلند اور بڑی شان والا ہے۔) بولا، لَنَا الْعُزیٰ وَلَا عُزّیٰ لَکُمْ۔ (ہماری دیوی عزیٰ ہے تمہاری نہیں۔) فرمایا، جواب کیوں نہیں دیتے؟ پوچھا، کیا جواب دیں؟ فرمایا، کہو، اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ (اللہ ہمارا کارساز ہے، تمہارا نہیں۔)

ایمان و نیک عمل والے ہی جنتی ہیں: (۱۲) یعنی قیامت کے دن ایمان والے اور نیک عملوں والے جنت میں جائیں گے اور کافر گو دنیا میں کچھ تھوڑا بہت فائدہ اٹھالیں اور جانوروں کی طرح سے گیلا سوکھا پیٹ میں بھرلیں اور جگالی لیں کیونکہ ان کی نگاہ میں زندگی کا صرف اتنا ہی مقصد ہے کہ حلال حرام پیٹ میں ٹھونس لیں مگر جانا جہنم ہی میں ہے۔ حدیث میں ہے کہ مومن ایک آنت میں اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے یعنی مومن بقدر زندگی کھاتا ہے کیونکہ زندگی سے اس کا مقصد عبادت ہے، کھانا نہیں اور کافر ناک تک بھرلیتا ہے کیونکہ اس کی زندگی کا مقصد ہی کھانا پینا اور پہننا اوڑھنا ہے۔ پھر فرمایا کہ کافروں کو کفر وشرک کے بدلے جہنم کی طرح طرح کی سزائیں قیامت کے دن ملنے والی ہیں۔

مکہ کے مشرکوں کو ڈراوا: (۱۳) دوسرے قریہ سے مکہ مراد ہے۔ اللہ مکہ کے مشرکوں کو ڈرا رہا ہے کہ ذرا غور تو کرو جن بستیوں والے تم سے کہیں زیادہ طاقت ور تھے، ہم نے انہیں فنا کے گھاٹ اتار دیا جب کہ انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ اب اگر تم ہمارے محبوب پیغمبر کو جھٹلا رہے ہو جو تمام رسولوں کے سردار اور خاتم الانبیاء ہیں تو کیا تم پر دنیا اور آخرت میں ہمارا عذاب نہیں اترے گا۔ یہ تسلیم کہ رحمۃ اللعالمین کے وجود مسعود کی برکت سے اگر تم پر دنیوی عذاب نہ بھی بھیجا جائے تو قیامت کے عذاب تو تم سے نہیں ہٹائے جائیں گے اور تمہیں گھیرے بغیر نہ رہیں گے۔ فرمایا، یُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ (ھود ۱۱: ۲۰) ان پر عذاب بڑھتا ہی رہے گا (کیونکہ) یہ حق بات نہیں سنتے تھے اور نہ دیکھتے تھے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب نبی ﷺ غار ثور میں چھپے ہوئے تھے تو آپ مکہ کی طرف رخ کرکے بولے، اے مکہ! تو تمام شہروں میں اللہ کو بہت پیارا ہے اور مجھے بھی بہت محبوب ہے۔ اگر مجھے تجھ سے مشرک نہ نکالتے تو میں تجھ سے نہیں نکلتا۔ اللہ کا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جس نے اللہ کے حرم میں زیادتی کی یا غیر قاتل کو قتل کیا یا جاہلیت کے جوش میں کسی کو قتل کیا۔ پھر اللہ نے اپنے نبی پر یہ آیت اتاری۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا

اَهْوَآءَهُمْ ﴿١٤﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِىْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ڬ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِى النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاۗءَهُمْ ﴿١٥﴾

تو کیا وہ جو اپنے رب کے واضح راستے پر ہوں۔ ان کی طرح ہو سکتے ہیں جنہیں ان کے برے عمل خوب صورت دکھائے گئے ہوں اور خواہشوں کے پرستار ہوں۔ اس جنت کی صفت جس کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ ہے کہ اس میں غیر متغیر پانی کی، دودھ کی جس کا مزہ بدلنے والا نہیں، شراب کی جس میں پینے والوں کو لذت آتی ہے اور صاف شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں اور جنتیوں کے لیے وہاں طرح طرح کے پھل ہیں اور ان کے رب کی بخشش ہے۔ کیا یہ ہمیشہ ہمیشہ آگ میں رہنے والوں کی طرح ہو سکتے ہیں جن کو گرم پانی پلایا جائے گا۔ جو ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

حق پرست وخواہش پرست برابر نہیں: (۱۴) یعنی جو اللہ کے دین میں سوجھ بوجھ رکھتا ہو اور اسے اللہ کی اتاری ہوئی ہدایت پر اپنی فطرت سلیمہ کی وجہ سے پورا پورا بھروسہ ہو، وہ اس طرح نہیں ہو سکتا۔ جو نیکیاں سمجھ کر برائیاں کر رہا ہو اور اپنی خواہش کا تابعدار ہو۔ فرمایا، اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ (رعد ۱۳: ۱۹) کیا پھر وہ شخص جس کو اس بات کا یقین ہو کہ جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے اتارا گیا، وہ حق ہے۔ ایک اندھے کی مانند ہو سکتا ہے۔ (۲) لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ (حشر ۵۹: ۲۰) جہنمی اور جنتی برابر نہیں ہو سکتے۔ جنتی ہی کامیاب ہیں۔

صفت جنت: (۱۵) مثل یعنی صفت آسن یعنی متغیر یا بدبودار ایک حدیث میں ہے کہ غیر آسن یعنی صاف شفاف جو ذرا بھی گدلا نہ ہو اور موتی کی طرح چمک دار ہو۔ عبداللہؓ فرماتے ہیں جنتی نہریں مشک کے پہاڑ سے نکلتی ہیں۔ پھر جنت میں دودھ کی نہریں بھی جاری ہیں جن کا ذائقہ کبھی نہیں بدلتا۔ یہ انتہائی سفید، میٹھا اور پوری ذہنیت والا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ یہ دودھ جانوروں کے تھنوں سے نکلا ہوا نہیں بلکہ قدرتی ہے۔ پھر فرمایا، وہاں شراب کی نہریں بھی جاری ہیں جو پینے والوں کو سرور و کیف بخشتی ہیں۔ دنیا کی شراب کی طرح تلخ و بدبودار نہیں بلکہ دیکھنے میں خوب صورت، ذائقہ میں انتہائی لذیذ و خوش کیف اور کمال خوشبودار ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ یہ شراب قدموں سے روند کر نہیں نچوڑی گئی۔ وہاں فرمایا، لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا (واقعہ ۵۶: ۱۹) جس سے نہ سر چکرائے اور نہ عقل میں خلل آئے۔ (۲) لَا فِيْهَا غَوْلٌ (صافات ۳۷: ۴۶) اس سے نہ درد سر پیدا ہو اور نہ عقل میں فتور آئے۔ پھر فرمایا کہ وہ موتی کی طرح سفید اور پینے والوں کو سرور و کیف بخشنے والی ہے۔ پھر فرمایا، وہاں صاف شفاف اور خالص شہد کی بھی نہریں بہہ رہی ہیں یعنی جو انتہائی صاف و شفاف، خوش کیف، خوش رنگ، خوش ذائقہ اور خوشبودار ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ یہ شہد چھتوں سے نکلا ہوا نہیں بلکہ قدرتی ہے۔ (۲) جنت میں دودھ، پانی، شہد اور شراب کے دریا ہیں جن سے نہریں نکلتی ہیں۔ (۱) (۳) ان نہروں کا منبع جنت عدن ہے۔ یہ ایک حوض میں آ کر جمع ہوتی ہیں۔ پھر وہاں سے دوسری جنتوں میں جاتی ہیں۔ رحمت

عالم ﷺ نے فرمایا، جب تم اللہ سے جنت مانگو تو فردوس مانگو کیونکہ وہ درمیانی اور اوپر والی جنت ہے۔ اور اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے۔

پھر فرمایا کہ جنت میں طرح طرح کے پھل ہیں۔ فرمایا (۱) يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِينَ (دخان ۴۴: ۵۵) جنتی جنت میں امن واطمینان کے ساتھ ہر قسم کے پھل منگوائیں گے۔ (۲) فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ (رحمٰن ۵۵: ۵۲) دونوں جنتوں میں ہر قسم کے میوے کے جوڑے ہیں۔ پھر فرمایا، کیا یہ لوگ اس کی طرح ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ آگ میں جھلسنے والا ہے یعنی جن کا ہم نے اوپر بیان کیا، وہ اور جہنمی برابر نہیں۔ جو لوگ جنتوں کے شان دار محلوں میں موج اڑا رہے ہیں، وہ جہنمیوں کی طرح نہیں ہو سکتے۔ جو جہنم کے گڑھوں میں جل بھن رہے ہیں اور جن کو گرم گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جا رہا ہے۔ جو ان کے اعضاء اور آنتوں کو کاٹ کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دینے والا ہے۔ اللہ ہمیں جہنم سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔ پھر بھلا ان کا اور ان کا کیا میل اور کیسی برابری؟ کہاں تو جنت اور کہاں جہنم۔ ایک رحمت وشفقت کا منبع اور دوسری تکلیفوں اور زحمت کا جیل خانہ۔ ببیں تفاوت رہ از کجا ست تا بہ کجا۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۫ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ
وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾
فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى
لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ
وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ ع ۲

بعض ان میں سے وہ بھی ہیں جو آپ کی طرف کان لگا کر سنتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب آپ کے پاس سے باہر آتے ہیں تو ارباب علم سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے ابھی کیا فرمایا تھا۔ انہیں لوگوں کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور یہی اپنی خواہشوں کے پیروکار ہیں۔ اور اللہ ہدایت والوں کو اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور انہیں تقویٰ عطا فرماتا ہے۔ یہ تو قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک ان کے پاس آ جائے۔ اس کی نشانیاں تو آ چکی ہیں۔ پھر جب ان کے پاس قیامت آ جائے گی تو انہیں نصیحت مان لینا کہاں ہوگا۔ اس بات کا یقین مانئے کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اور اپنے گناہ کے لیے اور ایمان والے مردوں اور عورتوں کے لیے دعائے مغفرت فرمائیے اور اللہ تمہاری آنے جانے کی جگہ سے اور رہنے سہنے کی جگہ سے خبردار ہے۔

منافقوں کی بے وقوفی کا بیان: (۱۶) منافقوں کی سفاہت کا بیان ہے کہ یہ آپ کے پاس آ کر بیٹھتے ہیں۔ آپ کی باتیں سنتے ہیں لیکن پھر بھی کچھ نہیں سمجھتے۔ پھر جب مجلس برخاست ہو جاتی ہے تو اہل علم صحابہؓ سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے ابھی کیا ارشاد

فرمایا تھا۔ نہ تو آپ کی بات سمجھتے ہیں اور نہ اس کی پرواہ کرتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ یہی ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے۔ یہی خواہشوں کے پرستار ہیں۔ ان کی نہ تو سمجھ ہی درست ہے اور نہ نیت ہی اچھی ہے۔

جویان ہدایت ہدایت پا جاتے ہیں: (۱۷) ہاں جو ہدایت کے جویاں ہیں، اللہ انہیں ہدایت کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ پھر انہیں ہدایت پر جما دیتا ہے اور اس میں اضافہ ہی فرما تا رہتا ہے۔

چہ خوش۔ قیامت کا انتظار اور تیاری سے غافل: (۱۸) یعنی قیامت کے منتظر ہیں اور اس کی تیاری سے غافل ہیں حالانکہ قیامت کے قرب کی نشانیاں ظاہر ہو چکیں ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا، هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى (نجم ۵۳: ۵۶ تا ۵۷) یہ پہلے ڈرانے والوں میں سے ایک ڈرانے والا ہے۔ قریب آ جانے والی قریب آ گئی ہے۔ (۲) اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ (قمر ۵۴: ۱) قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ (۳) اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ (انبیاء ۲۱: ۱) لوگوں سے ان کا حساب قریب آ لگا۔ پھر بھی وہ غفلت میں ہیں اور اعراض کر رہے ہیں۔ (۴) اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ (نحل ۱۶: ۱) اللہ کا عذاب آ پہنچا۔ اس کی جلدی نہ مچاؤ۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت قیامت کی نشانی ہے کیونکہ آپ سب سے پچھلے نبی ہیں، جن کے ذریعہ اللہ نے اپنا دین مکمل فرما کر دنیا پر اپنی حجت قائم فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے قیامت کی نشانیاں بڑی وضاحت سے بیان فرما دیں جن کا تفصیل سے بیان اپنی جگہ پر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو اٹھا کر فرمایا کہ میری بعثت اور قیامت اس طرح ہے۔ (ب) پھر فرمایا کہ جب قیامت آ جائے گی تو پھر نصیحت مان لینے سے کیا حاصل ہوگا۔ (۱) يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ (فجر ۸۹: ۲۳) جس دن انسان نصیحت مان لے گا۔ اب نصیحت ماننے کا موقعہ کہاں رہا؟ یعنی اب بے سود ہے۔ وقت نکل گیا۔ (۲) وَقَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖ (سباء ۳۴: ۵۲) وہ کہیں گے، ہم نے قرآن مان لیا اور دور والی جگہ سے ان کے لیے پکڑنا کہاں ہے۔ یعنی اب ایمان لانا بے کار ہے۔

توحید کا بیان: (۱۸) اس آیت میں توحید کا بیان ہے۔ علم توحید کا حکم نہیں۔ اسی لیے عطف ڈال کر فرمایا کہ اپنے اور مومن مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی رب سے مغفرت مانگو۔

استغفار کی فضیلت: رحمت عالم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ الخ اے اللہ! میرے گناہوں کو، میری نادانی کو اور میری زیادتی کو جو مجھ سے میرے ہی بارے میں سرزد ہوگئی ہو اور ہر اس گناہ کو جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، معاف فرما دے۔ اے اللہ! غیر شعوری گناہوں کو، شعوری گناہوں کو، دیدہ دانستہ کیے ہوئے گناہوں کو اور خطاؤں کو معاف فرما۔ میں نے ہر طرح کا گناہ کیا ہے۔ (سب گناہ معاف فرما) آپ نماز کے اخیر میں یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ! میرے اگلے، پچھلے، چھپے کھلے گناہوں کو، میری زیادتیوں کو اور ان کو جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، بخش دے۔ تو ہی میرا معبود ہے۔ تیرے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں۔ (۲) لوگو! اپنے رب سے توبہ کر لو۔ میں روزانہ ستر بار سے بھی زیادہ اللہ سے توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا
الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ
عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۭ فَاَوْلٰى لَهُمْ ۝۲۰ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۣ فَاِذَا عَزَمَ

الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿٢١﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾

اور ایمان والے کہتے ہیں، کوئی سورت کیوں نہیں اتاری گئی؟ پھر جب کوئی صاف مطلب والی سورت اتاری جاتی ہے اور اس میں جنگ کا ذکر ہوتا ہے تو آپ ان کو دیکھیں گے جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ وہ آپ کو اس طرح دیکھتے ہیں جیسے اس کی نظر ہوتی ہے جس پر موت کی غشی چھائی ہوئی ہوتی ہے۔ پھر فرمانبرداری کرنا اور اچھی بات کہنا ان کے لیے بہت ہی اچھا تھا۔ پھر جب کام پکا ہو جائے تو اگر اللہ سے سچے رہیں تو یہ بات ان کے لیے بہت ہی بہتر ہو اور تم سے یہ بات کچھ دور نہیں کہ اگر تمہیں سلطنت مل جائے تو ملک میں اودھم مچا دو اور رشتے توڑ ڈالو۔ انہیں پر اللہ نے لعنت کی۔ انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

بعض لوگ جہاد سے گھبراتے ہیں: (۲۰) یعنی مسلمان جہاد کے خواہش مند تھے۔ پھر جب ان کی خواہش کے مطابق جہاد فرض ہو گیا تو اس سے بہت سے لوگ ہٹ گئے۔ فرمایا، اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ (نساء۴: ۷۷) آپ نے ان کو نہیں دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رہو۔ نماز پابندی سے پڑھتے رہو اور مال کی زکوٰۃ نکالتے رہو۔ پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا تو ان میں سے ایک جماعت لوگوں سے اللہ کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنے لگی۔ کہنے لگے کہ اے ہمارے رب! تو نے ہمیں موت تک کیوں ڈھیل نہ دی۔ فرما دیجئے، دنیا کا فائدہ تھوڑا سا ہے اور تقوے والے کے لیے آخرت بہترین ہے اور تم پر تل بھر بھی ظلم نہیں ہو گا۔ یہاں اللہ نے فرمایا کہ ایمان والے کہتے ہیں، ان پر کوئی ایسی سورت کیوں نہیں اتاری گئی جس میں جہاد کا حکم ہوتا۔ اسی لیے فرمایا، پھر جب صاف بیان والی سورت اتاری جاتی ہے اور اس میں جہاد کا حکم ہوتا ہے تو بعض لوگ آپ کو اس طرح دیکھتے ہیں گویا ان پر موت کی غشی چھا گئی یعنی دشمنوں کے مقابلہ سے گھبرا جاتے ہیں اور بزدلی کا اظہار کرنے لگتے ہیں۔

جہاد میں حصہ لینا ہی بہتر ہے: پھر انہیں بہادری اور جواں مردی کا شوق دلانے کے لیے فرمایا، ان کے حق میں بہتر یہی تھا کہ شریعت کی تابعداری کرتے، بات مانتے، سن کر سرگرم عمل ہو جاتے، جہاد میں خوشی خوشی جاتے اور اپنے خلوص کا ثبوت دیتے۔

(۲۱) یعنی جب جہاد پیش آتا، دشمنان اسلام سے جنگ کی تیاری ہوتی تو انہیں بھی اپنی نیک نیتی اور خلوص کا ثبوت دینا تھا۔ یہ بات ان کے حق میں بہتر تھی۔

فساد و قطع رحمی کی ممانعت: (۲۲) یعنی یہ احتمال ہے کہ تم جہاد سے باز رہو اور معرکہ کارزار میں نہ جاؤ تو ملک میں بدامنی پھیلا دو، فساد برپا کر دو اور قطع رحمی پر اتر آؤ۔ یعنی تم اپنی جاہلیت والی حالت پر لوٹ جاؤ کہ ناحق خون ریزی کرنے لگو اور رشتے توڑنے لگو۔

(۲۳) اسی لیے فرمایا کہ ایسوں پر اللہ کی لعنت اور اس کی پھٹکار ہے اور اللہ نے ان کے کان پھوڑ دیئے ہیں اور آنکھیں اندھی کر دی ہیں۔ اس آیت میں فساد مچانے کی عموماً اور قطع رحمی کی خصوصیت سے ممانعت ہے بلکہ اللہ نے اصلاح و امن قائم کرنے کا اور صلہ رحمی کا حکم فرمایا ہے یعنی رشتے داروں سے نہ صرف محبت و پیار سے بلکہ جانی اور مالی حسن سلوک سے بھی پیش آؤ۔ ان سے اچھی باتیں کرنا، ان کے کام میں ان کا ہاتھ بٹانا اور ان کی مالی امداد کرنا ایک اسلامی حق ہے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ جب مخلوق پیدا کر

کے فارغ ہوا تو رحم نے رحمٰن کا دامن پکڑ لیا۔ فرمایا، ہائیں! کیا بات ہے؟ بولا، یہ پناہ مانگنے والے کا مقام ہے۔ جو قطع رحمی سے تیری پناہ مانگتا ہے۔ فرمایا، کیا تو اس سے خوش نہیں کہ میں صلہ رحمی کرنے والے کو ملاؤں اور قطع رحمی کرنے والے کو کاٹ دوں؟ بولا، کیوں نہیں۔ فرمایا، یہ بات تیرے لیے ہے۔ ابوہریرہؓ نے کہا، اگر تم چاہو تو فَهَلْ عَسَيْتُمْ الخ پڑھ لو۔ (ب)

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا
عَلَىٰ أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ
لَهُمْ ﴿٢٥﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ
الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ
وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ﴿٢٧﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ
فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ﴿٢٨﴾

تو کیا یہ قرآن میں غور نہیں کرتے۔ ان کے دلوں پر تالے ہیں۔ جو لوگ اپنے سامنے ہدایت واضح ہو جانے کے بعد اپنی پیٹھوں پر پھر گئے، بلاشبہ شیطان نے ان کے عمل ان کے لیے خوب صورت بنائے ہیں اور انہیں ڈھیل دے دی گئی ہے۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے ان سے جنہوں نے اللہ کی اتاری ہوئی وحی کو ناپسند کیا، یہ کہہ دیا کہ ہم بھی بعض باتوں میں تمہارا کہنا مانتے ہیں اور اللہ ان کے چھپانے کو جانتا ہے۔ پھر ان کا کیسا برا حشر ہو گا جب فرشتے ان کی روحیں نکالیں گے تو ان کے چہروں اور کمروں پر مار رہے ہوں گے۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جس نے اللہ کو ناراض کر دیا اور انہوں نے اس کی رضا کو برا جانا۔ آخر اللہ نے ان کے عمل بے کار کر دیئے۔

قرآن میں غور کرنے کا حکم: (۲۴) اللہ قرآن میں غور وفکر کرنے کی اور اسے سمجھنے کی ترغیب دے رہا ہے اور اس سے منہ پھیرنے کی ممانعت فرما رہا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ ازلی بدبخت قرآن میں غور وفکر کیا کریں گے۔ ان کے دلوں پر تو تالے ٹھک گئے ہیں۔ اب وہ بند ہیں۔ پھر قرآن کے معانی ان تک کیسے پہنچیں۔ جب پہنچنے کی راہ ہی مسدود ہے تو پھر اثر کس طرح پیدا ہو۔ عروہؒ کہتے ہیں ایک روز عمرؓ نے یہ آیت پڑھی تو ایک یمنی نوجوان نے کہا، ہاں ان کے دلوں پر تالے ہیں تاوقتیکہ انہیں اللہ نہ کھولے اور نہ ہٹائے۔ آپ کے دل میں اس نوجوان کی بات رہی اور اپنی خلافت کے زمانے میں اس سے مدد لیتے رہے۔

مرتد ہونے کی مذمت: (۲۵) یعنی جو لوگ ہدایت ظاہر ہو جانے کے بعد پھر اپنی سابقہ حالت پر آ گئے اور ایمان کے بدلہ کفر اختیار کر لیا، شیطان نے انہیں چکمہ دے رکھا ہے کہ یہ فعل اچھا سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ یہ سراسر برا ہے۔

نفاق کی نحوست: (۲۶) یہ کفر وارتداد اور برے کام کو اچھا جاننا ان کے اس نفاق کا وبال ہے جو ان کے دلوں پر چھا رہا تھا جس کی بنا پر ان کا ظاہر باطن الگ الگ تھا۔ یہ درپردہ کافروں سے مل کر انہیں اپنا بنانے کے لیے ان سے ہمدردی کا اظہار کرتے تھے اور

کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ تم سے الگ نہیں ہیں۔ عنقریب بعض باتوں میں تمہارا ساتھ دینے والے ہیں۔ منافقوں کی یہی حالت ہوتی ہے کہ ان کا ظاہر باطن کے اور باطن ظاہر کے خلاف ہوتا ہے۔ اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ اللہ ان کی چھپی ہوئی باتوں سے واقف ہے اور ان سے خبردار ہے۔ فرمایا، وَاللّٰهُ يَكْتُبُ (نساء۴:۸۱) اور اللہ ان مشوروں کو لکھ لیتا ہے جن پر یہ رات بسر کرتے ہیں۔

فرشتے کافروں کی مار مار کر روحیں نکالتے ہیں: (۲۷) یعنی ان کی کیسی بری گت بنے گی جب فرشتے ان کی روحیں نکالنے کے لیے آئیں گے اور روحیں ان کے جسموں میں چھپتی پھریں گی۔ آخر فرشتے سختی سے اور مار مار کر ان کی روحیں نکالیں گی۔ فرمایا، وَلَوْ تَرٰى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ (انفال ۸:۵۰) کاش! آپ دیکھتے جب کافروں کی روحیں ان کے چہروں پر اور کمروں پر مار مار کر فرشتے نکال رہے ہوں گے۔ (۲) وَلَوْ تَرٰى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ (انعام ۶:۹۳) کاش آپ ظالموں کو موت کی سختیوں میں اس حال میں دیکھتے کہ فرشتے ان کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہتے ہیں۔ نکالو اپنی جانیں۔ آج تم پر ذلت والا عذاب مسلط ہے کیونکہ تم اللہ پر ناحق بہتان باندھا کرتے تھے اور اس کی آیتوں سے غرور کرتے رہتے تھے۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾
وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۭ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۭ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ
وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾

کیا بیمار دل والوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ اللہ ان کے کینے ظاہر ہی نہیں کرے گا۔ اگر ہم چاہتے تو انہیں آپ کو دکھا دیتے۔ پھر آپ انہیں ان کے چہروں سے پہچان لیتے اور آپ تو انہیں ان کے انداز کلام ہی سے پہچان جائیں گے اور اللہ تمہارے عمل جانتا ہے۔ ہم تمہارا امتحان لے کر ہی رہیں گے تاکہ تم میں سے مجاہدوں کو اور صبر کرنے والوں کو معلوم کر لیں اور تمہارے حالات آزما لیں۔

منافقوں کی پول کھل کر رہے گی: (۲۹) کیا منافقوں کا یہ گمان ہے کہ اللہ مسلمانوں پر ان کی پول نہ کھولے گا بلکہ اللہ تو ان کی منافقت کا انکشاف کرنے والا ہے اور ایمان والوں کے سامنے ان کی حقیقت ظاہر کرنے والا ہے۔ یہاں تک کہ ارباب عقل انہیں پہچان جائیں۔ آخر انہیں کے بارے میں اللہ نے سورۂ برات اتاری جس میں ان کی شرمناک عادتیں بیان کی گئیں۔ اسی لیے اسے فاضحہ (رسوا کرنے والی) بھی کہا جاتا ہے۔ (اضغان ضغن کی جمع ہے) یعنی کینہ، حسد، بغض۔ اور اسلام و اہل اسلام سے کدورت و عداوت اور ان سے بھی جو اسلام کی اعانت کرتے ہیں اور اس کی نشر و اشاعت میں لگے رہتے ہیں۔

آپ کو منافقوں کی صورتیں نہیں دکھائی گئیں: (۳۰) یعنی اے محبوب نبی ﷺ! اگر ہم چاہیں تو ان منافقوں کی صورتیں بھی آپ کو دکھا دیں اور آپ انہیں دیکھتے ہی پہچان جائیں لیکن اللہ نے ایسا نہیں کیا کیونکہ اس نے دنیا میں اپنی مخلوق پر پردہ ڈال رکھا ہے۔ اسلامی احکام ظاہر پر لگتے ہیں، باطن کا علم اللہ ہی کو ہے۔ پھر فرمایا کہ آپ تو انہیں ان کے لہجے سے ہی پہچان جائیں گے

کیونکہ ان کی باتیں ان کے دلوں کی غمازی نہیں کرتی ہیں اور ان کا بھانڈا پھوڑ دیتی ہیں۔ اور انہیں ان کے طرز کلام سے ہی پہچان لیا جاتا ہے۔ عثمانؓ کہتے ہیں اللہ انسان کا راز اس کے چہرے پر ظاہر فرما دیتا ہے اور اس کی زبان سے غیر شعوری طور پر ایسی باتیں نکل جاتی ہیں جن سے بھانڈا پھوٹ جاتا ہے۔

احکام شریعت پر عمل کرنے سے انسان ممتاز ہو جاتا ہے: (۳۱) یعنی ہم تمہیں احکام وممانعتوں سے آزمائیں گے کہ تم کتنے پانی میں ہو۔ کون کون مجاہد ہے، کون کون صبر گزار اور محنت پسند ہے۔ ہر مسلمان کو خوب معلوم ہے کہ اللہ علام الغیوب ہے۔ اسے وقوع سے پہلے ہی ہر شخص کی حالتیں، اس کے عمل اور اس کے تغیرات معلوم ہیں تو پھر یہ مطلب ہے کہ دنیا جان جائے اور مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ کون ان کا رفیق و مخلص ہے اور کون در پردہ دشمن و منافق۔ اسی لیے ابن عباسؓ لِنَعْلَمَ کا ترجمہ لِنَرِیَ (تاکہ ہم دکھا دیں) سے کرتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ﴿٣٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ﴿٣٤﴾ فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٥﴾

جو کافر ہوئے، انہوں نے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی جب کہ ان کے سامنے ہدایت ظاہر ہو چکی تھی۔ وہ یقیناً اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اور اللہ ان کے عمل غارت کر دے گا۔ اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی بات مانو اور اپنے عمل ضائع نہ کرو۔ جو کافر ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روک رہے ہیں، پھر کفر پر ہی مر گئے۔ اللہ انہیں کبھی نہیں بخشے گا۔ اس لیے نہ سست بنو اور نہ صلح کی درخواست کرو۔ تم ہی غالب و بلند ہو اور اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ وہ ہرگز تمہارے عمل ضائع نہ فرمائے گا۔

ارتداد و کفر کی نحوست: (۳۲) یعنی کافر جو لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے والے، رسول کی مخالفت کرنے والے اور ہدایت آ جانے کے بعد ایمان سے پھر جانے والے ہیں، اللہ کا کیا بگاڑ لیں گے یہ تو خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔ کچھ اپنا ہی کھو رہے ہیں۔ یہ قیامت کے دن دیوالیہ اور خالی ہاتھ ہوں گے۔ اللہ ان کے عمل غارت کر دے گا۔ ارتداد سے پہلے کے نیک عمل مرتد ہونے کی وجہ سے برباد کر دیئے جائیں گے اور انہیں ان عملوں کا مچھر کے پر کے برابر بھی ثواب نہیں ملے گا۔ جس طرح نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، اسی طرح ارتداد و کفر نیکیوں کو مٹا دیتا ہے۔ ابوالعالیہ رحمہ اللہ صحابہ کرام کا خیال تھا کہ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ کوئی گناہ نقصان دہ نہیں جس طرح شرک کے ساتھ کوئی نیک عمل مفید نہیں۔ اس پر یہ آیت اتری۔ پھر صحابہ ڈرنے لگے کہ کہیں گناہ

نیکیوں کو کھا نہ جائیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہمارا یہ خیال تھا کہ ہر نیکی مقبول ہے۔ یہاں تک کہ یہ آیت اتری۔ ہم نے سوچا، وہ کون سے گناہ ہیں جو ہماری نیکیوں کو برباد کر دیں گے۔ پھر ہم نے یہ رائے قائم کی کہ ایسے بڑے بڑے گناہ ہیں جو جہنم کو واجب کرنے والے ہیں اور بے حیائیوں کے کام ہیں۔ اس پر اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ الخ (نساء ۴/ ۴۸) اتری۔ پھر جب یہ آیت اتر آئی تو ہم اس بارے میں کچھ کہنے سے رک گئے۔ ہم کبائر و خواہش کے ارتکاب کرنے والے پر ڈرتے رہتے تھے اور ان سے بچنے والوں کے بارے میں امیدوار رہتے تھے۔

اطاعت رسول ﷺ کا حکم: (۳۳) یعنی اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کرو۔ جس سے تم کو دنیا اور آخرت کی سعادت نصیب ہو اور ارتداد سے باز آ جاؤ جس سے نیک عمل غارت ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے فرمایا کہ اپنے عمل بے کار نہ کرو یعنی مرتد ہو کر انہیں ضائع نہ کرو۔

(۳۴) یعنی کفر کرنے والے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے والے اگر حالت کفر پر ہی مر گئے تو ان کی بخشش نہیں ہو گی۔ اللہ شرک کو نہیں بخشے گا۔ باقی اور گناہوں کو اگر چاہے تو بخش دے۔

اگر مسلمانوں کی اکثریت ہے تو صلح نہ کریں: (۳۵) یعنی مسلمانو! دشمن کے مقابلہ پر سستی کا اظہار نہ کرو۔ کمزور نہ بنو اور صلح کے خواستگار نہ ہو۔ ان سے دبو نہیں بلکہ ان پر غالب آ کر رہو۔ اگر قوت و تعداد میں تم ان سے بڑھے ہوئے ہو اور اگر کافر بڑھے ہوئے ہوں اور امام و خلیفہ صلح ہی میں مصلحت دیکھے تو صلح کر سکتا ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے قریشی مشرکوں سے صلح کر لی تھی جب انہوں نے آپ کو مکہ سے روک دیا تھا۔ اور آپ کو صلح کی دعوت دی تھی۔ آپ نے دس سال کے لیے صلح کر لی تھی جس کا نام صلح حدیبیہ ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ اس میں مسلمانوں کو فتح و ظفر کی اور غیبی امداد کی بشارت ہے۔ پھر فرمایا، اللہ تمہارے عمل برباد نہیں کرے گا۔ یعنی تمہارے نیک عملوں کا پورا پورا ثواب ملے گا۔

اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔــلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾ اِنْ يَّسْـَٔــلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾ ع

دنیوی زندگی تو صرف کھیل تماشا ہے۔ اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو اللہ تمہیں تمہارے عملوں کا ثواب دے گا۔ وہ تم سے تمہارے مال نہیں مانگتا۔ اگر وہ تم سے تمہارے مال زور دے کر مانگے تو تم کنجوسی کا اظہار کرو جو تمہارے کینے ظاہر کر دے۔ دیکھو! تم وہ ہو کہ تمہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ پھر تم میں سے بعض کنجوسی کرنے لگتا ہے اور جو شخص کنجوسی کرتا

ہے، وہ درحقیقت اپنی جان سے کنجوسی کرتا ہے۔ اللہ مال دار ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم پھر جاؤ گے تو وہ تمہارے بدلہ میں دوسرے لوگوں کو لے آئے گا۔ پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

دنیا حقیر و ہیچ ہے: (۳۶) اللہ دنیا کی حقارت و ناپائیداری بیان فرما رہا ہے یعنی دنیوی زندگی محض ایک کھیل تماشا ہے۔ یعنی اس کا انجام کھیل کود جیسا ہے جس میں نہ تو عزت و عظمت ہے اور نہ پائیداری۔ جیسے بچوں نے مٹی کا گھروندا بنالیا اور کھیلنے لگے۔ پھر جب کھیل سے اکتا گئے تو اسے بگاڑ دیا لیکن وہ دنیا جس سے اللہ کی رضا تلاش کی جائے، وہ بڑی عظمت والی ہے کیونکہ اس کا نتیجہ آخرت میں ظاہر ہوگا جو پاکیزہ اور عظیم ہوگا۔ اسی لیے فرمایا کہ اگر تم اللہ پر ایمان لا کر گناہوں سے بچتے رہو اور پارسا بن کر زندگی گزارنے لگو تو تمہاری نیکیوں کا قیامت کے دن تمہیں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اللہ تم سے تمہارے مال نہیں مانگتا۔ وہ تو تم سے ایمان و تقویٰ کا مطالبہ فرماتا ہے۔ وہ تم سے بے نیاز و غنی ہے۔ تمہارے پاس بھی اس کا دیا ہوا مال ہے۔ رہا مال میں صدقہ فرض کر دینا سو وہ اللہ کو نہیں ملتا۔ وہ بھی تمہارے محتاج بھائیوں کی ہمدردی کی غرض سے فرض کیا گیا ہے اور قیامت کے دن اس کا ثواب بھی تمہیں کو ملے گا۔

اللہ مال نہیں مانگتا: (۳۷) یعنی اگر اللہ تم سے تمہارے مال کا مطالبہ کرتا اور تمہیں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے پر مجبور کرتا تو تم بخیلی پر اتر آتے جس سے تمہارے دلوں کے کینے ظاہر ہو جاتے۔

کنجوسی کا بیان: (۳۸) اس آیت میں کنجوسی کا بیان ہے کہ تم وہ ہو کہ جب تمہیں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو بعض لوگ بخل کرنے اور سکڑنے لگتے ہیں۔ درحقیقت یہ ان کی نادانی ہے کہ اپنی جانوں سے کنجوسی کر رہے ہیں۔ اس کنجوسی نے ایک تو ان کا اجر گھٹا دیا، دوسرے اس کا وبال انہیں پر پڑے گا۔ اللہ کا کیا بگڑے گا۔ وہ تو سب سے بے نیاز ہے اور ہر وقت ساری مخلوق اس کی محتاج رہتی ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ تم اپنی ذات کے اعتبار سے اسی کے محتاج اور اسی کے در کے بھکاری ہو۔ غنی اللہ کا اور احتیاج مخلوق کا لازمی وصف ہے۔ نہ اللہ سے غنا الگ ہو اور نہ مخلوق سے احتیاج۔ پھر فرمایا کہ اگر تم نے اس کی تابعداری نہیں کی، منہ موڑ لیا اور اس کے احکام پس پشت ڈال دیئے تو وہ تمہاری جگہ ایک اور قوم لے آئے گا جو تم جیسی نافرمان و سرکش نہ ہو گی۔ وہ اللہ کی بات سنیں گے۔ اسے جانیں گے اور اس پر عمل کریں گے۔

الحمدللہ سورہ محمد کی تفسیر مکمل ہوئی۔ اللہ قبول فرمائے۔

سورہ فتح

بترتیب مصحف یہ ۴۸ ویں سورہ ہے اور بترتیب نزول ۱۱۱ ویں سورہ ہے۔ اور یہ سورہ مدنی ہے۔ اس میں ۲۹ آیتیں اور ۴ رکوع ہیں معاویہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال اپنی سواری پر سورہ فتح بار بار پڑھی۔ معاویہؓ نے کہا کہ اگر مجھے لوگوں کے جمع ہو جانے کا ڈر نہ ہوتا تو میں آپ کی قرات کی نقل کر دیتا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ۙ لِّیَغۡفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِكَ وَمَا

تَاَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝۲ وَّ يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝۳

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! بلاشبہ ہم نے آپ کو ایک ظاہری فتح دی تا کہ اللہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دے اور آپ پر اپنی نعمت مکمل کر دے اور آپ کو سیدھی راہ پر پہنچا دے اور آپ کو ایک بڑی مدد سے نوازے

سورہ فتح کا شان نزول: (۱) ذی قعدہ ۶ ھ کو مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ کے مقام پر عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ میں جانے سے روک دیا اور آپ کے اور مکہ کے درمیان حائل ہو گئے۔ پھر صلح کے خواستگار ہوئے اور یہ استدعا کی کہ اس سال تو آپ واپس چلے جائیں البتہ آئندہ سال آپ آ سکتے ہیں۔ آپ نے یہ بات مان لی اور صلح کی درخواست کو مسترد نہیں فرمایا۔ باوجودیکہ صحابہ کی ایک جماعت کو خصوصاً عمرؓ کو دب کر صلح کرنا ناگوار گزر رہا تھا۔ جیسا کہ اس کی تفصیل اسی سورۃ میں اپنی جگہ پر آ رہی ہے۔ پھر جب آپ نے حدیبیہ میں قربانی کر دی اور مدینہ کو واپس آنے لگے تو اس وقت اللہ نے یہ سورت اتاری جس میں صلح کے واقعہ کا بیان ہے۔ اسی صلح کو نتیجہ کے اعتبار سے فتح کہا گیا ہے جیسا کہ ابن مسعودؓ وغیرہ کا قول ہے کہ تم فتح مکہ کو فتح کہتے ہو اور ہم صلح حدیبیہ کو۔ جابرؓ کہتے ہیں ہم صلح حدیبیہ کو ہی فتح شمار کرتے تھے۔ براء رضی اللہ عنہ تم فتح مکہ کو فتح گنتے ہو۔ بے شک فتح مکہ بھی فتح تھی۔ ہم تو فتح حدیبیہ کے دن بیعت رضوان کو شمار کرتے ہیں۔ آپ کے ساتھ ۱۴ سو صحابہ تھے۔ حدیبیہ ایک کنواں تھا جس کو ہم نے نچوڑ لیا تھا۔ اور ایک قطرہ بھی پانی نہیں چھوڑا تھا۔ جب آپ کو خبر لگی تو آپ اس کے کنارے پر تشریف لائے۔ وضو کیا۔ پھر کلی کی۔ پھر دعا کی اور پانی کو کنویں میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر تو ہم نے چھوڑے رکھا۔ پھر اس میں اتنا پانی ہو گیا کہ اس سے ہم نے اپنے برتن بھی بھر لیے اور سواریوں کو بھی پلایا۔ عمرؓ کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ میں نے کوئی بات آپ سے تین بار پوچھی لیکن آپ نے ایک دفعہ بھی جواب نہیں دیا۔ آخر میں نے اپنے جی میں کہا، اے عمرؓ! تجھے تیری ماں گم کرے۔ تو نے چمٹ کر بار بار سوال کیا۔ لیکن آپ نے ایک دفعہ بھی جواب نہیں دیا۔ فرماتے ہیں، آخر میں سوار ہو کر تیزی سے اس ڈر سے آگے بڑھ گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو، میرے بارے میں کچھ وحی آ جائے۔ اتنے میں ایک پکارنے والا مجھے پکار رہا تھا۔ میں لوٹ کر آیا۔ ڈر رہا تھا کہ میرے بارے میں کچھ وحی تو نہیں اتر آئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، گزشتہ رات مجھ پر ایک سورت اتری ہے جو مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ پیاری ہے یعنی اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا الخ (ت ن) انس بن مالکؓ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ الخ حدیبیہ سے واپس ہوتے وقت اتری۔ آپ نے فرمایا کہ رات مجھ پر ایک ایسی سورت اتری ہے جو دنیا کی تمام چیزوں سے پیاری ہے۔ پھر آپ نے صحابہ کو یہ سورت پڑھ کر سنائی۔ صحابہ نے کہا، مبارک ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ نے آپ کے بارے میں تو فرما دیا لیکن ہمارے ساتھ کیا معاملہ پیش آئے گا۔ آخر لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ الخ اتری۔ (ق) مجمع بن حارثؓ انصاریؓ کہتے ہیں (آپ قاری قرآن تھے) حدیبیہ سے واپسی پر لوگ اونٹوں کو بھگائے چلے جا رہے تھے۔ پوچھا، کیا بات ہے؟ بولے، حضرت پر کوئی وحی اتری ہے۔ آخر ہم بھی لوگوں کے ساتھ سواریاں دوڑاتے آئے۔ آپ اس وقت اپنی سواری پر کراع الغمیم کے پاس تھے۔ پھر آپ

کے پاس لوگ جمع ہو گئے۔ آپ نے انہیں انا فتحنا الخ پڑھ کر سنائی۔ ایک صحابی نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ فتح ہے؟ فرمایا، ہاں ہاں۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! یقیناً یہ فتح ہے۔ خیبر کا مال غنیمت حدیبیہ والوں پر تقسیم کیا گیا۔ اس میں کسی اور کو شامل نہیں کیا گیا۔ آپ نے اس کے ۱۸ حصے کیے۔ لشکر میں پندرہ سو افراد تھے جن میں تین سو شہ سوار تھے۔ سواروں کو دہرا اور پیادوں کو اکہرا حصہ ملا۔ (سواروں کو ۶ سہام اور پیادوں کو بارہ سہام ملے۔ کل ۱۸ سہام ہوئے۔) (د)

آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے: (۲،۳) پھر فرمایا کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ یہ رحمت عالم ﷺ کا ہی خاصہ ہے جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ کسی صحیح حدیث میں عملوں کے ثواب کے لیے کسی غیر کے لیے یہ الفاظ استعمال نہیں کیے گئے۔ اس سے رحمت عالم ﷺ کی بڑی بھاری عظمت وسیادت کا ثبوت ہوا۔ آپ تمام دینی کاموں میں طاعت و استقامت کے اعلیٰ مقام پر تھے۔ جس کو اگلوں اور پچھلوں سے کوئی بھی حاصل نہ کر سکا۔ آپ مطلق کامل ترین انسان اور دنیا اور آخرت میں سب کے سردار ہیں۔ چونکہ آپ لوگوں میں کمال اطاعت گزار اور اللہ کے احکام کی انتہائی عظمت وحرمت کرنے والے تھے۔ اس لیے جب آپ کی اونٹنی آپ کو حدیبیہ میں لے کر بیٹھ گئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کو اس نے روکا ہے جس نے (ابرہہ کے) ہاتھی کو روکا تھا۔ پھر فرمایا، اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! آج مشرک جو بات کہیں گے، میں اسی کو مان لوں گا۔ بشرطیکہ اس سے اللہ کی حرمتوں کے پردے چاک نہ ہوتے ہوں۔ پھر جب آپ نے اللہ کی اطاعت کی اور صلح قبول فرمالی تو اللہ نے آپ پر سورۂ فتح اتاری جس میں فرمایا کہ ہم نے آپ کو ایک کھلی فتح دی تاکہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر کے آپ پر دنیا اور آخرت کی نعمتوں کی تکمیل کر دیں اور آپ کو منزل مقصود تک پہنچا دیں۔ سیدھی راہ سے شریعت عظمیٰ کی راہ مراد ہے اور تاکہ اللہ آپ کو عزت والا غلبہ عطا فرمائے۔ چونکہ آپ اللہ کے حکم کے مطیع ومنقاد ہیں، اس لیے آپ کو سربلند کر کے دشمنوں پر غلبہ دیا جائے۔ صحیح حدیث میں ہے معافی سے اللہ انسان کی عزت ہی میں اضافہ فرماتا ہے اور تواضع اور مسکینی سے اللہ سربلندی ہی فرماتا ہے۔ عمرؓ کہتے ہیں تو نے کسی شخص کو جس نے تیرے بارے میں اللہ کی نافرمانی کی ہو (اور تجھ پر زیادتی کی ہو) ایسی اچھی سزا نہیں دے سکتا کہ تو اس کے بارے میں اللہ کی فرمانبرداری کرے (اور اس سے انتقام نہ لے بلکہ اس کے ساتھ نیکی کرے)

هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْۤا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ ؕ
وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۙ﴿۴﴾ لِّیُدْخِلَ
الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا
وَ یُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِیْمًا ۙ﴿۵﴾ وَّ یُعَذِّبَ
الْمُنٰفِقِیْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ
السَّوْءِ ؕ عَلَیْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ لَعَنَهُمْ وَ اَعَدَّ لَهُمْ
جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا ﴿۶﴾ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ

عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

اسی نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان وسکون اتارا تا کہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ اور ایمان میں اضافہ کر لیں اور آسمان و زمین کے لشکر اللہ ہی کے ہیں اور اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے تا کہ ایمان والے مردوں اور عورتوں کو ان باغوں میں داخل فرمائے جن میں نہریں بہہ رہی ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور ان سے ان کی برائیاں مٹا دے اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی بھاری کامیابی ہے اور تا کہ منافق مردوں اور عورتوں کو اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے جو اللہ کے ساتھ بدگمانی کر رہے ہیں۔ انہیں پر برائی گھوم گھام کر آتی رہے۔ اللہ ان پر غصہ ہوا۔ اس نے ان پر لعنت کی اور ان کے لیے جہنم تیار کی جو بدترین ٹھکانہ ہے۔ اور آسمان وزمین کے لشکر اللہ ہی کے ہیں اور اللہ سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر صحابہؓ کے دل سکون سے لبریز تھے: (۴) سکینہ یعنی سکون واطمینان یا رحمت یا وقار، صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جن صحابہؓ نے آپ کی بات مان لی اور اللہ اور رسول کے فرمان گرامی کے آگے سر جھکا دیا۔ اللہ نے ان کے دل سکون و اطمینان اور رحمت و وقار سے لبریز کر دیئے یعنی ان کے دل مطمئن اور وقار والے ہو گئے۔ پھر جب انہیں جمعیت قلب میسر آئی تو ان کے ایمان ویقین میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اس آیت سے امام بخاریؒ وغیرہ نے ایمان کے گھٹنے اور بڑھنے پر استدلال کیا ہے۔

فرضیت جہاد کی کوئی خاص حکمت ہے: پھر فرمایا کہ اگر اللہ چاہے تو کافروں سے آپ انتقام لے لے مگر اس کے کام علم و حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔ اللہ کے لشکر میں کمی نہیں۔ آسمان وزمین کے سارے لشکر اللہ ہی کے ہیں۔ اگر وہ ایک ہی فرشتے کو بھیج دے تو وہی ان سب کو تہہ و بالا کر کے موت کے گھاٹ اتار دے لیکن اللہ نے ایمان والوں پر کسی خاص انتہائی حکمت و مصلحت پر جہاد فرض فرمایا ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ خوب جاننے والا اور بڑا حکیم ہے جس کا کوئی کام بھی علم وحکمت سے خالی نہیں۔

فرضیت جہاد کی حکمتیں: (۵) یعنی جہاد کے فرض کرنے میں ایک یہ بھی مصلحت ہے کہ ایمان والوں کو اس بہانے سے جنت کی بہاریں اور اس کی لازوال نعمتیں اور ایسے باغ مل جائیں جہاں نہریں بہہ رہی ہیں جہاں وہ ابد الآباد تک رہیں گے اور یہ بھی مصلحت ہے کہ اس بہانے سے ان کے گناہ مٹ جائیں۔ انسان کے گناہوں کا مٹایا جانا اور اسے پر بہار بہشتوں کے سدا بہار باغوں میں بسایا جانا کتنی بڑی کامیابی ہے۔ انسؓ والی حدیث گزر چکی کہ صحابہؓ نے اِنَّا فَتَحْنَا سن کر آپ کو مبارک باد پیش کی اور پوچھا کہ ہمارے لیے کیا ہے؟ تو اس پر لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ الخ اتری۔ برائیوں سے سیہ کاریاں، غداریاں اور نافرمانیاں مراد ہیں کہ اللہ ان پر سزا نہیں دے گا بلکہ درگزر فرمادے گا۔ اور پردہ ڈال دے گا اور عزت سے پیش آئے گا۔ جنت کا مل جانا بڑی بھاری کامیابی ہے۔ فرمایا، فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ (آل عمران ۳: ۱۸۵) جو کوئی آگ سے ہٹا دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا، وہ کامیاب و بامراد ہوا۔ (۶) یعنی جہاد میں ایک یہ بھی مصلحت ہے کہ منافقوں اور مشرکوں کی سرکوبی تمہارے ہاتھوں ہو جائے جو اللہ کے وعدوں سے بدگمان ہیں، اس کو متہم کرتے ہیں اور یہ خیال کیے بیٹھے ہیں کہ آپ اور آپ کے رفقاء موت کے گھاٹ (خاکم بدہن) اتار دیئے جائیں گے اور یہ شور وشر سب ختم ہو جائے گا۔ اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ ان کی بدگمانی ہر پھر کر انہیں پر لوٹ آئے گی۔ انہیں کا دنیا سے نام ونشان مٹا دیا جائے گا کیونکہ ان پر اللہ کا قہر وعتاب اور اس کی لعنت ہے۔ ان کے لیے جہنم تیار ہے جو ان کی منتظر ہے اور جو بدترین ٹھکانہ ہے۔ پھر اللہ نے بطور تاکید فرمایا کہ ہمیں اعداء اسلام سے انتقام لینے کی قدرت ہے۔

(۷) آسمان و زمین میں ہمارے لشکر پھیلے ہوئے ہیں اور ہم بڑی علم وحکمت والے ہیں۔ جہاد کے بہانے سے ہم اپنے نیک بندوں کو انعام واکرام سے نوازنا اور انہیں جنتوں کی بہاروں میں لے جانا چاہتے ہیں۔

إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ شَٰهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٨﴾ لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَتُعَزِّرُوهُ
وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ
اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۚ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ ۖ وَمَنْ
أَوْفَىٰ بِمَا عَٰهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٠﴾ ع ۹

ہم نے آپ کو حق ظاہر کرنے والا خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تا کہ تم (اے مسلمانو) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، ان کی مدد کرو، ان کا ادب واحترام کرو اور اللہ کی صبح وشام پاکی بیان کرو۔ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں، وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پھر جس نے عہد توڑا، وہ اپنی جان ہی سے عہد توڑتا ہے اور جو اللہ کے ساتھ کیے ہوئے عہد کو پورا کرتا ہے، ہم اس کو بھاری اجر دینے والے ہیں۔

---

(۸) یعنی اے پیارے نبی ﷺ! ہم نے آپ کو مومنوں کے لیے خوش خبری دینے والا اور کافروں کے لیے ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ اس کی تفسیر سورہ احزاب میں گزر گئی۔ (۹) تعزیر یعنی تعظیم کرنا، توقیر یعنی ادب واحترام کرنا یعنی تا کہ تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اس کی تعظیم کرو اور اس کا ادب واحترام بجالاؤ اور صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کرتے رہو۔ پھر اللہ خود اپنے رسول کی تعظیم وتکریم اور عزت افزائی کے طور پر فرماتا ہے۔

بیعۃ الرضوان کا بیان: (۱۰) جن لوگوں نے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر بیعۃ الرضوان کے وقت آپ کے ہاتھ پر بیعت کی، انہوں نے اللہ ہی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ چنانچہ فرمایا، مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ (نساء۴: ۸۰) جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ پھر فرمایا، سب کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے یعنی اللہ ہر وقت ان کی باتیں سنتا ہے۔ ان کی جگہ دیکھتا ہے اور ان کے ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ اس لیے رسول کے ہاتھ کے واسطہ سے اسی سے بیعت کی جاتی ہے۔ فرمایا، اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (توبہ۹: ۱۱۱) یاد رکھو! اللہ نے ایمان والوں سے جنت کے بدلے ان کی جانیں اور ان کا مال خرید لیا ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ پھر مارتے ہیں اور شہید بھی ہو جاتے ہیں۔ اللہ کا یہ سچا وعدہ تورات وانجیل وقرآن مجید میں موجود ہے اور جس نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ پورا کیا (اسے مبارک ہو) تم اپنی اس بیع سے خوش ہو جاؤ جس کا تم نے معاملہ کیا ہے۔ درحقیقت حقیقی کامیابی یہی ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جس نے اللہ کی راہ میں تلوار سونتی، اس نے اللہ سے بیعت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کے بارے میں فرمایا، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اٹھا دے گا اور اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھتا ہو گا۔ زبان ہو گی جس سے بولتا ہو گا اور اس کی طرف سے گواہی دے گا جس نے خلوص سے اس کا بوسہ لیا ہو گا۔ پھر جس نے اس کا بوسہ لیا، اس نے اللہ سے بیعت کی۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ اسی لیے یہاں اللہ نے فرمایا کہ جس نے عہد توڑا، اس کا

وبال اسی کی ذات پر پڑے گا۔ اللہ تو اس سے بے نیاز ہے اور جس نے اللہ سے کیے ہوئے عہد و پیمان پورے کیے، اللہ اسے ایفائے عہد کے بدلے بے انتہا ثواب دے گا۔ اس بیعت کا نام بیعۃ الرضوان ہے۔ یہ بیعت حدیبیہ میں ببول کے درخت کے نیچے لی گئی تھی۔ اس وقت تقریباً تیرہ سو یا چودہ سو صحابہؓ نے آپ کے ہاتھ پر جنگ کرنے کی بیعت کی تھی۔

بیعۃ الرضوان کے اسباب: رحمت عالم ﷺ نے عمرؓ کو مکہ بھیجنے کے لیے طلب فرمایا تا کہ وہ قریشی سرداروں سے آپ کے آنے کی وجہ بیان کریں کہ آپ جنگ کے ارادے سے نہیں آئے بلکہ عمرے کی غرض سے آئے ہیں۔ عمرؓ بولے، مجھے قریش کی طرف سے جان کا خطرہ ہے کیونکہ عدی کے خاندان میں میری حمایت کرنے والا کوئی بھی نہیں۔ قریش کو میری عداوت معلوم ہی ہے کہ میں ان سے کیا کچھ عداوت رکھتا ہوں اور ان پر کیا کیا سختیاں کرتا ہوں البتہ میں آپ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو بہ نسبت میرے قریش میں زیادہ معزز ہے۔ وہ عثمان بن عفانؓ ہیں۔ آپ انہیں ابوسفیان اور قریش کے پاس بھیج دیں۔ وہ انہیں مطلع کر دیں کہ آپ لڑائی کی غرض سے نہیں آئے۔ آپ تو صرف بیت اللہ کی زیارت کے لیے اور اس کی عظمت وحرمت کو برقرار رکھنے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ آپ کے حکم سے عثمانؓ مکہ روانہ ہو گئے۔ مکہ میں داخل ہوتے وقت یا داخل ہونے سے پہلے آپ کو ابان بن سعید مل گیا۔ اس نے آپ کو آگے آگے کر لیا اور پناہ دے دی یہاں تک کہ آپ نے اللہ کے رسول ﷺ کا پیغام سرداران قریش کو پہنچا دیا۔ چنانچہ آپؓ ابوسفیان کے اور قریشی سرداروں کے پاس گئے اور جس پیام کو لے کر آئے تھے، وہ ان کے گوش گزار کر دیا۔ ان لوگوں نے عثمانؓ سے کہا کہ اگر تم بیت اللہ کا طواف کرنا چاہو تو کر سکتے ہو۔ آپؓ نے فرمایا، میں رسول اللہ ﷺ کے بغیر طواف نہیں کر سکتا۔ آپ کو قریش نے اپنے پاس ٹھہرائے رکھا ادھر مسلمانوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ عثمانؓ شہید کر دیئے گئے۔ اب مسلمان ان کا قریش سے بدلہ لیے بغیر نہیں ٹلیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو بیعت کے لیے بلوایا اور ایک درخت کے نیچے بیعت لی۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے موت پر بیعت لی تھی مگر جابرؓ کہتے ہیں، موت پر نہیں بلکہ نہ بھاگنے پر بیعت لی تھی۔ آخر سب لوگوں نے بیعت کر لی۔ حاضرین میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا بجز جد بن قیس کے جو بنی سلمہ کا آدمی تھا۔ اللہ کی قسم! وہ منظر مجھے اب تک یاد ہے کہ جد بن قیس اپنی اونٹنی کی بغل کی آڑ میں ہے اور لوگوں سے چھپ رہا ہے۔ پھر آپ کو معلوم ہوا کہ عثمانؓ کی شہادت کی خبر غلط ہے۔ قریش نے سہیل بن عمرو کو حویطب بن عبدالعزیٰ کو اور مکرز بن حفص کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور عثمانؓ کو اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ یہ لوگ مسلمانوں میں تھے کہ اتنے میں مسلمانوں اور مشرکوں میں کچھ تو تو میں میں ہو گئی اور تیر و پتھر تک نوبت آ گئی اور دونوں طرف کے لوگ تن گئے۔ ادھر عثمانؓ رکے ہوئے تھے اور ادھر یہ تینوں پیغام رساں رک گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اعلان کیا کہ ہوشیار، حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس اتر آئے ہیں اور بیعت کا حکم دے دیا ہے۔ لہذا اللہ کا نام لے کر بڑھو اور بیعت کرو۔ آخر مسلمان آپ کے پاس آ گئے۔ آپ درخت کے نیچے تھے۔ پھر لڑائی سے نہ بھاگنے پر بیعت لی گئی۔ اس منظر نے مشرکوں کو مرعوب کر دیا۔ آخر انہوں نے اپنے پاس والے مسلمانوں کے ذریعہ صلح کی درخواست پیش کر دی۔ انسؓ بن مالک کہتے ہیں جب آپ نے بیعۃ الرضوان کا حکم فرمایا تو عثمانؓ اللہ کے رسول کے پیام بر بن کر مکہ گئے ہوئے تھے۔ آخر آپ ﷺ نے لوگوں سے بیعت لی۔ پھر فرمایا، اے اللہ! عثمانؓ اللہ اور اس کے رسول کے کام کے لیے گئے ہوئے ہیں۔ پھر آپ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا یعنی عثمانؓ کی طرف سے بیعت کر لی۔ لہذا عثمانؓ کے لیے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ صحابہؓ کے ہاتھوں سے کہیں افضل تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام)

جابرؓ حاطب بن ابی بلتعہ کا غلام ان کی شکایت کرتا ہوا آیا اور کہنے لگا، یا رسول اللہ ﷺ! حاطبؓ جہنمی ہیں۔ فرمایا، غلط ہے۔ وہ جہنمی نہیں کیونکہ بدر و حدیبیہ میں موجود تھے۔ اسی لیے اللہ نے آپ کی تعریف بیان کی اور فرمایا کہ جو آپ سے بیعت کریں گے، وہ اللہ سے بیعت کریں گے۔ سب کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ پھر جو عہد توڑے گا، اس کا وبال اس کی گردن پر ہوگا۔ جو پورا کرے گا، اسے اللہ اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ فرمایا، لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (الفتح ۴۸: ۱۸) اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا۔ جب کہ وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ اسے معلوم ہے جو ان کے دلوں میں ہے۔ پھر اللہ نے ان پر سکون و اطمینان اتارا اور انہیں نزدیک والی فتح عطا فرمائی۔

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۱۱ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ښ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ۝۱۲ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ۝۱۳ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۴

پیچھے رہنے والے دیہاتی عنقریب آپ سے کہیں گے کہ ہم کاروبار اور بیوی بچوں میں لگے رہے۔ آپ ہمارے لیے دعائے مغفرت فرمادیجئے۔ یہ اپنی زبان سے وہ کہہ رہے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہیں۔ فرمادیجئے، پھر وہ کون ہے جو اللہ کے سامنے تمہارے لیے کسی بات کا اختیار رکھتا ہو۔ اگر اللہ تمہیں کوئی نقصان یا فائدہ پہنچانا چاہے بلکہ اللہ تمہارے عملوں سے خوب خبردار ہے بلکہ تمہارا تو یہ گمان تھا کہ نبی اور ایمان والے اپنے بیوی بچوں میں لوٹ کر آ ہی نہ سکیں گے۔ یہی بات تمہارے دلوں میں رچا دی گئی تھی اور تم نے برے برے گمان کر رکھے تھے اور تمہی برباد ہونے والے ہو اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے تو ہم نے کافروں کے لیے شعلے مارتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ آسمان و زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے۔ وہ جس کو چاہے، بخش دے اور جس کو چاہے، عذاب دے اور اللہ بڑا بخشنے والا اور انتہائی مہربان ہے۔

جہاد چھوڑنے والوں کے جھوٹے عذر: (۱۱) اللہ اپنے رسول کو لڑائی میں نہ شامل ہونے والے دیہاتیوں کے عذر کی خبر دے رہا ہے جنہوں نے بیوی بچوں اور کاروبار میں مشغول ہو کر گھروں میں ٹھہر جانا پسند کیا تھا اور جہاد چھوڑ دیا تھا کہ وہ بیوی بچوں اور کاروبار میں مصروفیت کا عذر پیش کریں گے اور آپ سے استغفار کا سوال کریں گے۔ لیکن جو باتیں ان کی زبانوں پر ہیں، وہ ان

کے دلوں میں نہیں ہیں۔ یہ جھوٹے ہیں اور اپنے بچاؤ کے لیے جھوٹا سچا عذر پیش کر رہے ہیں۔ (کیونکہ یہ درحقیقت موت کے ڈر اور کافروں کے رعب سے گھر سے باہر نہیں نکلے۔ ان کا گمان تھا کہ کفر کی طاقتیں مسلمانوں کا نام ونشان باقی نہ چھوڑیں گی اور مسلمان صفحہ ہستی سے مٹا دیئے جائیں گے۔ پھر جب انہوں نے مسلمانوں کو فاتحانہ شان سے واپس آتے دیکھا تو اب لگے تدبیریں سوچنے کہ بات بھی بنی رہے اور مسلمان بھی ناراض نہ ہوں۔) پھر فرمایا، کہہ دیجئے کہ اگر اللہ تمہیں نقصان یا نفع پہنچانا چاہے تو اس کے ٹالنے پر کون قادر ہے۔ وہ تمہارے دلوں کے ایک ایک بھید سے خبردار ہے۔ خواہ تم مکروفریب سے کام لو یا نہ لو۔ اللہ کو تمہارا سب حال معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ تم استغفار کی درخواست کر کے مسلمانوں کو اپنے ظاہری ایمان کا یقین دلانا چاہتے ہو۔

(۱۲) یعنی تمہارا جہاد میں شامل نہ ہونا کسی عذر کی بنا پر نہ تھا۔ نہ نافرمانی ہی اس کی بنا تھی بلکہ تمہارا نفاق اس کا باعث تھا۔ تم نے مشرکوں کو ہوا سمجھ رکھا تھا اور ان سے اور ان کی باطل طاقتوں سے اس قدر سہم گئے تھے کہ یہ خیال کر بیٹھے تھے کہ مسلمانوں کی مٹھی بھر جماعت اس منظم اور باقاعدہ فوج کا کیا مقابلہ کر سکے گی۔ لامحالہ مسلمان تباہ ہو جائیں گے۔ ان کا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا اور انہیں بھوسے کی طرح اڑا کر ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے گا۔ دراصل تمہی برباد و ہلاک ہونے کے قابل ہو۔

نفاق کا انجام: (۱۳) یعنی جس کے ظاہری اور باطنی عمل میں خلوص نہ ہو، اس کے لیے جہنم کے دھکتے ہوئے شعلے تیار ہیں۔ گو وہ اپنے عقیدے کے خلاف دنیا کے سامنے ان کے عقیدوں کی موافقت کا اظہار کرتا رہے۔

(۱۴) یعنی اللہ ہی کا آسمانوں پر حکم چلتا ہے اور اسی کا زمین والوں پر حکم واختیار ہے۔ یہاں کی اور وہاں کی بادشاہت اسی کی ہے۔ اسی کی شہنشاہیت اور اختیارات غیر محدود ہیں اور وہ عذاب ومعافی پر قادر ہے اور غفور ورحیم ہے۔ جو اس کے سامنے جھک جائے اور ندامت کے آنسو بہائے، روئے دھوئے، توبہ کرے اور خلوص کے ساتھ آئے تو وہ رحمت ومغفرت سے پیش آتا ہے۔

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۖ يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ ۚ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِن قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٥﴾

جب تم غنیمت کی طرف جانے لگو گے تو فوراً یہ پیچھے رہنے والے کہہ دیں گے۔ آپ لوگ ہمیں بھی اپنے پیچھے چلنے دیں۔ یہ اللہ کے کلمے بدلنا چاہتے ہیں۔ فرما دیجئے کہ اللہ نے پہلے ہی فرما دیا ہے کہ تم ہماری پیروی کبھی نہ کرو گے۔ اس پر وہ جھٹ سے کہہ دیں گے بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو بلکہ یہ کچھ یونہی سی سمجھ بوجھ والے ہیں۔

جہاد میں شامل نہ ہونے والے مال غنیمت بٹتا دیکھ کر نادم ہوں گے: (۱۵) یعنی جن دیہاتیوں نے صلح حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہیں دیا، یہ جب آپ کو اور صحابہ کو خیبر کی غنیمت جمع کرنے کے لیے جاتا ہوا دیکھیں گے تو ان کے منہ میں پانی بھر آئے گا اور درخواست کریں گے کہ انہیں بھی مال غنیمت جمع کرنے میں شامل کر لیا جائے حالانکہ کارزار کے وقت یہ موجود نہ تھے۔ جب بہادر اپنی جوانمردیاں اور جولانیاں دکھا رہے تھے اور دشمن کے مقابلہ پر سینہ تانے ہوئے صبر کے ساتھ کھڑے تھے۔ اللہ

نے فرمایا کہ ان کو اجازت ہرگز ہرگز نہ دی جائے تا کہ یہ جنس گناہ کی سزا میں مبتلا ہوں کیونکہ اللہ نے حدیبیہ والوں سے خیبر کی غنیمت کا وعدہ فرمالیا ہے تو اس میں غیر کیوں شریک ہوں جب کہ وہ معرکہ کارزار میں موجود بھی نہ تھے۔اس میں غیروں کو شامل ہونے کا نہ تو شرعی اعتبار سے حق حاصل ہے اور نہ تقدیری اعتبار سے۔اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ یہ اللہ کے کلمے بدل دینا چاہتے ہیں۔کلموں سے خیبر کے مال غنیمت کا وعدہ یا منافقوں کا مسلمانوں کو بھی جہاد سے باز رکھنا مراد ہے۔پھر فرمایا، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ نے تمہاری اس درخواست سے پہلے ہی مجھ کو مطلع کر دیا تھا کہ تم ہمارے ساتھ شریک نہ ہو گے اور اہل حدیبیہ سے خیبر کے مال غنیمت کا وعدہ فرمایا تھا۔پھر وہ یہ کہیں گے کہ اب ہمیں معلوم ہوا کہ تم ہم سے حسد کرتے اور جلتے ہو اور غنیمت میں ہمیں شریک نہیں کرنا چاہتے لیکن بات یہ نہیں ہے جیسا کہ انہوں نے بدگمانی کر لی ہے۔دراصل بدگمانی ان کی کم فہمی کا نتیجہ ہے۔

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾

آپ ان پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے کہہ دیں کہ تمہیں ایک سخت جنگ جو قوم کی طرف بلایا جانے والا ہے کہ تم ان سے جنگ کرو یا وہ مسلمان ہو جائیں۔پھر اگر تم کہنا مانو گے تو اللہ تم کو بہترین اجر دے گا اور اگر پھر جاؤ گے، جیسے تم پہلے پھر گئے تھے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔اندھے لنگڑے اور بیمار پر کوئی حرج نہیں اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی بات مانیں گے، اللہ انہیں ان بہشتی باغوں میں داخل فرمائے گا جن میں نہریں بہہ رہی ہیں اور جو شخص پھر جائے گا، اللہ اسے دردناک عذاب دے گا۔

جنگجو قوم سے مراد: (۱۶) یہ سخت لڑاکا قوم بنو ہوازن یا بنو ثقیف یا بنو حنیفہ یا اہل فارس یا اہل روم یا روم و فارس یا مطلق مشرک یا کرد ہیں۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، قیامت نہیں آئے گی جب تک تم اس قوم سے نہ لڑو جس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں اور چپٹی ناکیں ہوں گی اور ان کے چہرے ڈھالوں کی طرح چوڑے ہوں گے۔یعنی ترکوں سے۔ابوہریرہؓ نے اس حدیث تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ (تم ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے بالوں کے جوتے ہوں گے) کی وضاحت میں فرمایا، وہ کرد قوم ہے۔پھر فرمایا کہ تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں یعنی ان سے لڑنا تم پر فرض ہے جس کا حکم قیامت تک رہے گا۔اللہ اس جنگ میں تمہاری مدد کرے گا یا جنگ کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔وہ بلا لڑے مسلمان ہو جائیں گے اور خوشی خوشی اسلام لے آئیں گے۔

پھر فرمایا کہ تم اگر رسول کی بات مان جاتے، ان کی آواز پر لبیک کہتے، جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوتے اور اپنا فرض ادا کرتے تو اللہ تمہیں اس کا اچھا بدلہ دیتا۔ اگر اب بھی بات نہ مانو گے اور رسول کی بات سے منہ موڑ لو گے جیسا کہ حدیبیہ کے زمانے میں تمہارا رویہ رہ چکا ہے کہ تمہیں بلایا گیا مگر تم جہاد میں شامل نہیں ہوئے اور گھروں میں ہی گھسے رہے تو اللہ تم کو دردناک عذاب میں مبتلا فرما دے گا۔

ترک جہاد کے شرعی عذر: (۱۷) اس آیت میں اللہ نے ترک جہاد کے شرعی عذر بیان فرمائے ہیں۔ یہ عذر بعض تو لازمی ہوتے ہیں جیسے نابینائی اور پیدائشی لنگڑا پن اور بعض عارضی جیسے بیماری چند دن رہتی ہے۔ پھر انسان اچھا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا بیمار بیماری کی حالت میں تندرست ہونے تک لازمی عذر والوں میں داخل ہے۔

جہاد کی ترغیب: پھر جہاد اور طاعت وانقیاد کا شوق دلاتے ہوئے فرمایا کہ اطاعت گزاروں کو جنتیں ملیں گی جن میں نہریں جاری ہیں اور نافرمانوں کو، جہاد میں نہ شامل ہونے والوں کو اور جہاد کے مقابلہ میں کاروبار میں مصروف ہو جانے والوں کو اللہ دنیا میں ذلیل فرما دے گا اور آخرت میں جہنم کی آگ میں جھونک دے گا۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾

بلاشبہ اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب کہ وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ اسے معلوم تھا کہ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے۔ آخر اس نے ان پر سکون واطمینان اتارا اور انہیں قریب والی فتح عطا فرمائی اور بہت کچھ غنیمتیں بھی جن کو وہ حاصل کر لیں گے اور اللہ بڑے غلبہ والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

بیعۃ الرضوان والوں کو رضا کی بشارت: (۱۸،۱۹) یعنی بیعت الرضوان والوں سے حق تعالیٰ شانہ جل جلالہ راضی ہے۔ یہ گزر چکا ہے کہ وہ تیرہ یا چودہ سو تھے اور یہ بھی کہ وہ درخت ببول کا تھا جو حدیبیہ کے قریب تھا۔ عبدالرحمٰنؒ کہتے ہیں میں حج کے لیے جا رہا تھا۔ راہ میں ایک قوم کے پاس سے گزرا جو نماز پڑھ رہی تھی۔ پوچھا، یہ کون سی مسجد ہے؟ بولے، یہ وہ درخت ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے بیعۃ الرضوان کا معاملہ فرمایا تھا۔ پھر میں نے سعیدؒ بن مسیب کو اس بات کی خبر دی۔ سعیدؒ نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ بھی اس بیعت میں شامل تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب ہم آئندہ سال حج کے لیے روانہ ہوئے تو ہم اس درخت کو بھول گئے اور اسے ڈھونڈنے کے باوجود بھی نہ پا سکے۔ سعیدؒ نے کہا کہ صحابہ کرام تو اس درخت کو جانتے نہ تھے لیکن تمہیں وہ درخت کیسے معلوم ہو گیا۔ اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ تم صحابہ سے زیادہ علم والے ہو۔ پھر فرمایا کہ اللہ کو تمہارے دلوں کا حال معلوم تھا یعنی تمہارے دلوں میں خلوص وصداقت تھی۔ وعدے کو نبھانے کا اور رسول کی اطاعت کا خیال تھا۔ اسی لیے اللہ نے تمہارے دلوں میں سکون واطمینان اتار دیا اور قریب والی فتح عنایت فرما دی یعنی تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان صلح کرا دی جس سے ایک عام اور دائمی خیر وبرکت حاصل ہوئی جس کا سلسلہ فتح خیبر سے پھر فتح مکہ سے اور پھر تمام ممالک کے فتوحات سے جا ملا۔

جس کی بدولت مسلمانوں کو عزت وافتخار، فتح وظفر اور سربلندی حاصل ہوگئی اور مسلمان دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو گئے۔ اسی لیے فرمایا کہ ہم نے بہت سی غنیمتیں بھی تم کو دیں جن کو تم حاصل کرنے والے تھے اور اللہ ہی سب پر غالب وحکمت والا ہے۔ (وہ اپنی زمین پر انہیں غلبہ عطا فرماتا ہے جو اس کے فرمان کو جاری کریں اور اس کے آئین وقوانین کو رواج دیں۔ اس کا ہر کام حکمت پر مبنی ہے۔

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ
النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲۰﴾
وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ
وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ
اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ
مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۲۴﴾

اللہ نے تم سے بہت کچھ غنیمتوں کا وعدہ فرمالیا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے۔ پھر یہ غنیمت تو جلدی ہی دے دی اور تم سے لوگوں کے ہاتھ روک دیئے اور تاکہ یہ ایمان والوں کے لیے ایک نشانی بن جائے اور تاکہ وہ تمہیں سیدھی راہ پر چلائے اور دوسری غنیمتیں بھی عطا فرمائے جن پر تمہیں قدرت نہیں۔ اللہ انہیں گھیرے ہوئے ہے اور اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ اگر کافر تم سے لڑیں گے تو تم سے پیٹھیں موڑ کر بھاگیں گے۔ پھر کوئی دوست اور حمایتی نہ پائیں گے۔ اللہ کے اس طریقہ کے موافق جو پہلے ہی سے چلا آرہا ہے اور آپ اللہ کا طریقہ بدلا ہوا کبھی نہ پائیں گے۔ اسی نے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے خاص مکہ میں روک دیئے۔ اس کے بعد کہ اس نے تمہیں ان پر فتح دے دی تھی اور اللہ تمہارے عمل خوب دیکھنے والا ہے۔

بہت سی غنیمتوں کی بشارت: (۲۰) بہت سی غنیمتوں سے اب تک کی غنیمتیں مراد ہیں جن میں سے صلح حدیبیہ کے بعد خیبر کی غنیمت بہت جلدی مل گئی یا جلدی والی غنیمت سے صلح حدیبیہ مراد ہے۔ لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے یعنی تمہارے دشمنوں نے تم سے جنگ کی جو تجویز سوچی تھی، اس سے وہ تم کو ذرا بھی نقصان نہ پہنچا سکے اور اللہ نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے۔ اس طرح مکہ میں جو تمہارے بیوی بچے گھرے ہوئے تھے، ان سے بھی تمہارے دشمنوں کے ہاتھ روک دیئے۔ (اور مدینہ کے منافقوں کے شر سے بھی بچالیا) صلح حدیبیہ کو ایمان والوں کے لیے نمونہ بنایا گیا تاکہ وہ اس سے عبرت حاصل کریں کہ اللہ ان کا محافظ ونگراں ہے اور تمام دشمنوں پر ان کی مدد کرنے والا ہے۔ اگرچہ مومنوں کی تعداد کم ہو۔ مسلمان کثرت اعداء سے مرعوب نہ ہوں اور اللہ کے اس احسان عظیم سے انہیں یہ بھی یقین ہو جائے کہ اللہ ہر کام کے انجام سے بخوبی واقف ہے اور بہتری اسی بات میں ہے جس کو اللہ

مسلمانوں کے لیے پسند فرمائے۔ اگر چہ وہ بظاہر انہیں نا گوار گزرتی ہو۔ فرمایا، عَسٰۤی اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْئًا (بقرہ۲:۲۱۶) ممکن ہے کوئی بات تم بری جانو حالانکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہو۔ پھر فرمایا، اس لیے بھی کہ وہ تمہیں سیدھی راہ پر چلائے یعنی اطاعت اور رسول کی تابعداری کی وجہ سے تم سیدھی راہ پر رہو گے۔

قیامت تک کی تمام فتوحات کا مژدہ: (۲۱) یعنی دوسری فتح وغنیمت کا بھی اللہ نے تم سے وعدہ کر رکھا ہے جو تمہارے قبضہ سے باہر ہے۔ اللہ اسے بھی تمہارے لیے آسان فرمادے گا اور تم اس کی مشکلات پر قابو پاؤ گے۔ اللہ اپنے پرہیزگار بندوں کو ایسی جگہ سے روزیاں پہنچاتا ہے جہاں سے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔ اس غنیمت سے فتح خیبر یا فتح مکہ یا فتح روم وفارس یا قیامت تک کی تمام فتوحات مراد ہیں یا وہ فتوحات مراد ہیں جو اب تک مسلمانوں کو حاصل ہوئی ہیں۔

مسلمان کافروں سے مرعوب نہ ہوں: (۲۲) اس آیت سے ایمان والوں کو بشارت دی گئی کہ وہ کافروں اور مشرکوں سے ہرگز مرعوب نہ ہوں۔ اگر مشرک ان کے مقابلہ پر آئیں گے بھی تو اللہ مسلمانوں کی مدد فرمائے گا۔ کافر شکست کھائیں گے اور بدحواس ہو کر بھاگ کھڑے ہوں گے۔ پھر اپنا کوئی حمایتی اور مددگار نہ پائیں گے کیونکہ یہ بدبخت اللہ سے، اس کے رسول سے اور ایمان والوں سے لڑ رہے ہیں اور مومنوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں۔

حق باطل پر غالب آتا ہے: (۲۳) یعنی یہ اللہ کی عادت ہے کہ جب کفر وایمان، حق وباطل اور نور وظلمت کسی جگہ ٹکرا جائیں تو اللہ ایمان کو کفر پر، حق کو باطل پر اور روشنی کو اندھیرے پر غلبہ عطا فرماتا ہے۔ حق کا بول بالا اور باطل کا منہ کالا ہوتا ہے جیسا کہ جنگ بدر میں اللہ نے مسلمانوں کو سرخرو اور سربلند فرمادیا باوجودیکہ ان کی اقلیت اور دشمن کی اکثریت تھی۔ بے سروسامان مٹھی بھر مسلمانوں نے ساز وسامان والے ٹڈی دل مشرکوں کے دانت کھٹے کر دیئے اور ناکوں چنے چبوا ڈالے۔

مسلمانوں پر اللہ کا ایک عظیم احسان: (۲۴) یعنی مسلمانو! میرا یہ احسان نہ بھولو کہ میں نے مشرکوں کے ہاتھ تم تک پہنچنے نہیں دیئے اور ان سے کوئی ایذا تمہیں نہ ہونے دی اور تم کو بھی حرمت والی جگہ جنگ کرنے سے روک دیا اور دونوں میں صلح کرادی جس میں تمہارے لیے دنیا اور آخرت میں خیر وبرکت ہی ہے۔ صلح کی برکتوں کا ظہور امن وامان اور عافیت وسلامتی کے روپ میں ہوا جو مسلمانوں کے لیے خیر کثیر کا سبب بنا۔ سلمہؓ بن اکوع فرماتے ہیں، حدیبیہ کے دن جب صحابہ ستر قیدی لائے اور انہیں آپ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو اور شر کی ابتدا انہیں سے ہونے دو اور دوسری بار بھی انہیں سے شراٹھنے دو۔ اس پر یہ آیت اتری۔ انس بن مالکؓ فرماتے ہیں حدیبیہ کے دن آپ پر اور صحابہؓ پر تنعیم سے اسی مسلح مشرک اتر کر آئے جو موقعہ پا کر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے ان پر بددعا کی۔ آخر وہ پکڑ لیے گئے۔ عفانؒ کا قول ہے کہ آپ نے انہیں معاف کر دیا اور یہ آیت اتری۔ (مدنت)

هُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْیَ مَعْكُوْفًا اَنْ یَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِیْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۚ لِیُدْخِلَ اللّٰهُ فِیْ

رَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٢٥﴾
إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ
اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ
وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٢٦﴾

انہیں لوگوں نے کفر اختیار کیا اور تمہیں حرمت والی مسجد سے روکا اور قربانی کے جانور جو رکے ہوئے رہ گئے تھے، انہیں موقع پر پہنچنے سے روک دیا۔ اگر بہت سے مومن مرد اور عورتیں نہ ہوتیں، جن کی تمہیں خبر نہیں یعنی ان کے روند میں آ جانے کا خطرہ نہ ہوتا جس پر ان کی بدولت تم کو بھی بے خبری میں نقصان پہنچ جاتا تو قصہ چکا دیا گیا ہوتا لیکن ایسا نہیں ہوا تا کہ اللہ جسے چاہے، اپنی رحمت میں داخل فرمالے۔ اگر یہ ٹل جاتے تو ہم ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب میں مبتلا کر دیتے جب کہ کافروں نے اپنے دلوں میں حمایت کو جگہ دی یعنی جاہلیت کی حمایت کو۔ پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر جمعیت قلب (صبر و تحمل) نازل فرمایا اور تقویٰ والی باتوں پر انہیں جمائے رکھا اور وہ تقویٰ کے زیادہ حق دار بھی ہیں اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

حقیقی کافر قریشی مشرک اور ان کے حمایتی ہیں: (۲۵) قریشی مشرکوں اور ان کے طرف داروں کی طرف سے اللہ خبر دیتا ہے کہ حقیقی کافر یہی ہیں۔ انہوں نے ہی تمہیں حرمت والی مسجد سے روکا حالانکہ تم اس کے زیادہ حق دار ہو اور حقیقت میں تمہیں اس کے اہل ہو اور انہوں نے ہی تمہارے قربانی کے جانور موقعہ پر پہنچنے نہیں دیئے اور انہیں روک لیا۔ یہ ان کی بغاوت و سرکشی کا نتیجہ تھا۔ قربانی کے ستر اونٹ تھے جیسے کہ آگے ان شاء اللہ آ رہا ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر مکہ میں مومن مرد و عورت نہ ہوتے یعنی اس وقت جنگ کی تمہیں اس مصلحت سے بھی اجازت نہیں دی گئی کہ مکہ میں تمہارے بھائی مسلمان کافروں میں گھرے ہوئے ہیں اور اپنے ایمان سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں اور اپنی جانوں کے اندیشے سے اس کو ظاہر نہیں کرتے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم تم کو ان پر مسلط کر دیتے۔ تم انہیں قتل کر دیتے اور ان کا نام و نشان تک مٹا دیتے لیکن ان میں مومن بھی ملے جلے ہیں جن کی تم کو قتل کرتے وقت خبر بھی نہ ہوتی۔ یعنی اگر تم کو جنگ کی اجازت دے دی جاتی تو تم لاعلمی میں ان بے چارے مسلمانوں کو بھی شہید کر ڈالتے اور دیت و گناہ تمہارے سر تھپ جاتا۔ اس لیے ان کافروں کی سزا کو ابھی موقوف رکھا گیا۔ اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ تم ان سے بے خبر ہو۔ تم انہیں بھی پیس دو گے۔ پھر تم پر ان کا گناہ اور تاوان پڑ جائے گا۔ لہٰذا کافروں کی سزا کو پیچھے ہٹا دیا گیا تا کہ کافروں سے مسلمان نجات پا لیں اور جس کی قسمت میں ایمان لانا ہو، وہ ایمان لے آئے۔ پھر فرمایا کہ اگر وہ ہٹ جاتے یا ان کی اور کافروں کی پہچان ہوتی تو ہم کافروں کی بھوسی تک اڑا دیتے اور انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیتے یعنی تم کو ان پر مسلط کر دیتے اور تم ان میں سے ایک ایک کو موت کے گھاٹ اتار دیتے اور قتل عام کر دیتے۔ جنید بن سبیعؓ کہتے ہیں میں صبح کو کافروں کے ساتھ لڑ رہا تھا اور شام کو کافروں سے لڑ رہا تھا یعنی مسلمان ہو کر کافروں سے لڑ رہا تھا۔ ہمارے ہی بارے میں وَلَوْلَا رِجَالٌ الخ اتری۔ ہم نو اشخاص تھے۔ سات مرد اور دو عورتیں۔ (ط)

جاہلیت کی حمایت کی وضاحت: (۲۶) جاہلیت کی حمایت یہ تھی کہ سہیل نے صلح نامے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنا گوارا نہیں کیا۔ اور رسول اللہ کے لفظ کو بھی ناپسند کیا۔ اس پر گو مسلمان مشتعل ہوئے مگر اللہ نے ان کے دلوں میں صبر و تحمل پیدا کر دیا۔ اور انہیں تقوے والے کلمہ پر جمائے رکھا۔ تقوے والا کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔ (ابن جریر) ابی بن کعب کہتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے یہی تفسیر فرمائی ہے۔ (ت)

انسؓ فرماتے ہیں قریش نے نبی ﷺ سے صلح کی۔ ان کی طرف سے سہیل بن عمرو تھا۔ آپ نے علیؓ سے فرمایا، بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھو۔ سہیل نے کہا، ہم بسم اللہ کو نہیں جانتے۔ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھو۔ پھر آپ نے فرمایا، لکھو۔ پھر آپ نے فرمایا، لکھو من محمد رسول اللہ۔ سہیل بولا، اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول جانتے تو آپ کی پیروی کیوں نہ کرتے؟ اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھو۔ آخر آپ نے فرمایا، من محمد بن عبداللہ ہی لکھ دو۔ مشرکوں نے یہ شرط کی کہ تم میں سے جو آدمی ہمارے پاس آئے گا، ہم اسے نہیں لوٹائیں گے اور ہمارا جو آدمی مسلمان ہو کر آئے گا، تمہیں اس کو لوٹانا پڑے گا۔ بولے، یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم یہ شرط لکھ لیں؟ فرمایا، ہاں کیونکہ ہم میں سے جو کوئی ان میں جائے گا، اللہ اسے ہم سے دور ہی رکھے۔ (م) عمرؓ بولے، کیا ہم حق پر اور دشمن باطل پر نہیں؟ کیا ہمارے شہداء جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں؟ فرمایا، کیوں نہیں۔ بولے، پھر کیوں ہم دین میں دب جائیں اور بلا طواف کیے واپس ہو جائیں حالانکہ اللہ نے ہمارے درمیان اب تک کوئی فیصلہ کن بات نہیں فرمائی۔ فرمایا، اے ابن خطابؓ! میں اللہ کا رسول ہوں۔ مجھے اللہ کبھی ضائع نہیں فرمائے گا۔ آخر عمرؓ غصہ میں پھرے ہوئے لوٹ کر ابوبکرؓ کے پاس آ گئے اور ان سے بھی وہی سوال کیا اور وہی جواب پایا۔ پھر سورۂ فتح اتری۔ (ب)

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ؕ ﴿۲۸﴾

بلاشبہ اللہ نے اپنے رسول کو واقع کے مطابق سچا خواب دکھایا ہے کہ ان شاء اللہ تم ضرور حرمت والی مسجد میں امن و سلامتی سے بال منڈاتے اور کتاتے ہوئے جاؤ گے۔ اور تمہیں خوف نہ ہوگا۔ اسے وہ باتیں معلوم ہیں جو تمہیں معلوم نہیں۔ لہذا اس نے اس سے پہلے تم کو ایک قریب والی فتح دے دی۔ اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے ہر دین پر غلبہ عطا فرمائے اور گواہ ہونے کے اعتبار سے اللہ کافی ہے۔

رحمت عالم ﷺ کا خواب: (۲۷) رحمت عالم ﷺ نے خواب دیکھا تھا کہ آپ مکہ میں تشریف لے گئے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ آپ نے اس خواب کی صحابہؓ کو مدینہ میں اطلاع دے دی تھی۔ جب صحابہؓ آپ کے ساتھ حدیبیہ کے سال

عمرے کے لیے روانہ ہوئے تو ایک جماعت کو یقین تھا کہ یہ خواب اسی سال پورا ہوگا۔ پھر جب صلح ہوگئی اور یہ معاملہ طے ہو گیا کہ مسلمان اس سال تو واپس جائیں گے البتہ اگلے سال آ کر طواف کر سکتے ہیں تو اس سے بعض صحابہ کو کچھ قلق ہوا۔ یہاں تک کہ عمرؓ نے اس بارے میں آپ سے پوچھ بھی لیا۔ عمرؓ نے جہاں اور سوال کیے وہاں یہ بھی پوچھا، کیا آپ نے ہمیں یہ خبر نہیں دی تھی کہ ہم مکہ میں داخل ہو کر بیت اللہ کا طواف کرنے والے ہیں؟ فرمایا، ہاں۔ کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال طواف کرو گے؟ بولے، نہیں۔ فرمایا، پس تو تم مکہ میں جا کر طواف کرنے والے ہو۔ بعینہ یہی جواب ابوبکرؓ نے دیا تھا۔

لَا تَخَافُوْنَ یعنی بے خوف ہو کر مکہ میں داخل ہو گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ۷ھ میں ذی قعدہ میں عمرۃ القضا فرمایا اور مسلمان امن وامان سے مکہ میں داخل ہوئے۔ پھر بے خوف ہو کر وہاں تین دن ٹھہرے۔ ذی قعدہ ۶ھ میں آپ حدیبیہ سے لوٹے اور مدینہ میں ذی الحج اور محرم ٹھہرے رہے۔ پھر صفر ۷ھ میں خیبر فتح کیا۔ خیبر کا بعض علاقہ تلوار سے فتح کیا اور بعض علاقہ بطور صلح کے قبضہ میں آیا۔ خیبر ایک بہت بڑا علاقہ ہے جہاں کثرت سے کھجوروں کے باغ اور ہرے بھرے کھیت ہیں۔ آپ نے باغ و زراعت کو آدھے پر یہودیوں کے پاس ہی رہنے دیا اور مال غنیمت کو صرف حدیبیہ والے مسلمانوں ہی پر تقسیم فرمایا۔ پھر فرمایا کہ اللہ کو وہ باتیں معلوم ہیں جن کا تمہیں علم نہیں اور مکہ میں داخل ہونے سے پہلے اس نے تمہیں ایک قریب والی فتح نصیب فرمائی یعنی مکہ سے واپس کرنے میں اور آئندہ سال مکہ میں داخل کرنے میں جو بھلائیاں اور مصلحتیں تھیں، انہیں اللہ ہی جانتا ہے۔ تم نہیں جانتے۔ فتح قریب سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔

مسلمانوں کو دنیا پر چھا جانے کی بشارت: (۲۸) اس آیت میں ایمان والوں کو خوش خبری ہے کہ اللہ اپنے رسول کو نہ صرف قریش پر بلکہ تمام لوگوں پر فتح نصیب فرمائے گا کیونکہ اس نے آپ کو مفید علم اور نیک عمل کے ساتھ بھیجا ہے۔ شریعت میں دو ہی چیزیں ہیں۔ علم اور عمل۔ شرعی علم صحیح علم ہے اور شرعی عمل مقبول عمل ہے۔ شریعت مطہرہ کی خبریں برحق ہیں اور ان کے احکام عین عدل ہیں۔ پھر فرمایا تا کہ آپ کے دین کو تمام دینوں پر غلبہ عطا فرمائے یعنی دنیا بھر کے دینوں پر آپ کا دین غالب رہے۔ خواہ عربوں کا دین ہو یا عجمیوں کا اور خواہ مسلمانوں کا دین ہو یا مشرکوں کا۔ ان سب دینوں میں محمد رسول اللہ ﷺ کا دین غالب رہے گا۔ آپ کے رسول ہونے کی خود اللہ گواہی دیتا ہے۔ اس کی گواہی اور مدد کافی ہے۔ اگر آج آپ کو یہ مشرک رسول نہیں مانتے تو کل ان کو ماننا پڑے گا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ
تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِیْمَاهُمْ فِیْ
وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۖۛ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ۫
كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ
لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا

عَظِيمًا ﴿٢٩﴾ ع ۱۲

محمد اللہ کے نبی ہیں اور جو آپ کے ساتھ ہیں، وہ کافروں کے حق میں سخت ہیں اور آپس میں رحیم وشفیق ہیں۔ اے مخاطب! تو انہیں رکوع کرتا ہوا اور سجدہ کرتا ہوا دیکھے گا۔ وہ اللہ کے فضل ورضا کے جویاں ہیں۔ یہی ان کی علامت سجدوں کی تاثیر سے ان کے چہروں سے نمایاں ہے۔ یہی ان کی تورات میں صفت ہے اور یہی انجیل میں ہے۔ اس کھیتی کی طرح جس نے اپنی سوئی نکالی، پھر اسے مضبوط کیا۔ پھر اور موٹا کیا۔ پھر اپنی جڑ پر سیدھا کھڑا ہو گیا جو کاشت کاروں کو بھی اچھا معلوم ہونے لگا تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو جلائے۔ اللہ نے ایمان والوں سے اور نیک عمل کرنے والوں سے بخشش کا اور بڑے ثواب کا وعدہ فرمالیا ہے۔

اللہ کی طرف سے رسالت محمدیہ کی شہادت اور صحابہ کے اوصاف: (۲۹) یعنی رحمت عالم ﷺ بلاشبہ اللہ کے پیغمبر اور سچے رسول ﷺ ہیں۔ وصف رسالت میں تمام اوصاف حمیدہ شامل ہیں۔ آپ کے بعد صحابہ کرامؓ کی صفتیں بیان کی جارہی ہیں کہ یہ قدسی صفات کافروں کے حق میں تو بڑے سخت ہیں لیکن آپس میں انتہائی رحم دل ہیں اور محبت و پیار سے رہتے ہیں۔ فرمایا، فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ (مائدہ ۵:۵۴) پھر اللہ ایسی قوم لے آئے گا جسے وہ چاہے گا اور جو اسے چاہیں گے۔ جو مومنوں کے لیے انتہائی نرم اور کافروں پر انتہائی گرم ہوں گے۔ یہ مومنوں کی شان ہے کہ وہ کافروں کے حق میں سخت اور مومنوں کے حق میں نرم ہوتے ہیں۔ کافروں کو قہر کی نگاہ سے اور ایمان والوں کو محبت ورحم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کافروں سے ترش روئی سے اور ایمان والوں سے خندہ پیشانی سے ملتے ہیں۔ فرمایا، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا (توبہ ۹:۱۲۳) اے ایمان والو! اپنے پاس والے کافروں سے جنگ کرو اور ان کو تم میں سختی محسوس کرنی چاہیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ محبت و پیار میں ایمان والوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے۔ جب جسم کا کوئی عضو ماؤف ہو جاتا ہے تو سارا جسم بے قرار ہو جاتا ہے۔ کبھی بخار چڑھ آتا ہے اور کبھی نیند نہیں آتی۔ (۲) مومن مومن کے لیے عمارت کی اینٹوں کی طرح ہے کہ ایک کو دوسرے سے تقویت پہنچتی ہے۔ پھر آپ نے انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر دکھلائیں۔ (ق)

کثرت عمل مومن کی امتیازی صفت ہے: پھر فرمایا کہ تم انہیں رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے ہی دیکھو گے۔ یعنی کثرت عمل خصوصًا کثرت نماز مومن کی امتیازی صفت ہے۔ نماز تمام عملوں میں چوٹی کا عمل ہے۔ پھر مومن کی شان اخلاص ہے کہ وہ محض اللہ کو راضی کرنے کے لیے اس سے ثواب کی امید کرتا ہوا عمل کرتا ہے کہ اللہ اسے جلیل الشان ثواب یعنی جنت اپنے فضل وکرم سے عطا فرمائے جہاں روزیوں کی فراوانی ہے اور جو اللہ کی رضامندی کی دلیل ہے۔ رب کی رضا تمام نعمتوں سے بڑھ چڑھ کر اور بہت بڑی چیز ہے۔ فرمایا، وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ (توبہ ۹:۷۲) اللہ کی رضا بہت بڑی چیز ہے۔ پھر فرمایا، ان کی علامت سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں سے نمایاں ہے یعنی وہ اچھے اخلاق والے اور خشوع وخضوع اور تواضع والے ہیں۔

صحابہ کرام کی نیتوں میں خلوص اور عملوں میں احسان تھا۔ جو شخص انہیں دیکھتا تھا، ان کے اخلاق وطریقے پر گرویدہ ہو جاتا تھا۔ مالکؒ فرماتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ عیسائی جب ان صحابہ کرام کو دیکھتے جنہوں نے شام کے ممالک فتح کیے ہیں تو کہتے تھے، اللہ کی قسم! یہ لوگ حواریوں سے کہیں بہتر ہیں کیونکہ پہلی کتابوں میں امت محمدیہ کی عظمت موجود ہے۔ ان کا بیان صداقت پر مبنی ہے۔ کیونکہ پہلی کتابوں میں امت محمدیہ کی عظمت پائی جاتی ہے۔ اور امت محمدیہ میں اعظم وافضل صحابہ کرام ہیں۔ ان کا بیان خاص

طور سے اللہ نے پہلی کتابوں میں کیا ہے۔ نیز مشہور واقعات میں بھی ان کا تذکرہ ہے۔ اسی وجہ سے اللہ نے یہاں فرمایا کہ ان کا یہی وصف تورات وانجیل میں ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ کھیتی کی طرح ہیں۔ مثلاً گیہوں کا دانہ جب پیدا ہوتا ہے تو صرف ایک ہوتا ہے۔ پھر وہ مینڈھا بنا تا ہے جس سے درخت مضبوط ہوتا ہے۔ پھر وہ دن بہ دن فربہ اور تن آور ہوتا جاتا ہے۔ پھر آخر کار اپنے بل پر کھڑا ہو جاتا ہے جس کو دیکھ کر مالک باغ باغ ہو جاتا ہے۔ اس طرح صحابہ کرام ہیں کہ سب نے مل کر آپ کو تقویت پہنچائی۔ آپ کی تائید کی اور آپ کو زور آور بنایا۔ صحابہ آپ کے ساتھ کونپل کی طرح ہیں تاکہ صحابہ کو دیکھ کر کافر جل کر کباب ہوتے رہیں۔

پھر فرمایا کہ اللہ نے ایمان والوں اور نیک عمل والوں سے ان کے گناہ معاف کرنے کا، بے انتہا ثواب کا اور عزت والی روزی کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ کا وعدہ بالکل سچا اور برحق ہے جس کے نہ خلاف ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس میں تغیر وتبدل ہوتا ہے۔ جو صحابہ کے نقش قدم پر چلا اور ان جیسی راہ اختیار کی، وہ انہیں کے حکم میں ہے لیکن فضیلت اور فوقیت انہیں کو ہے۔ جو مقام اور کمال انہوں نے پیدا کر لیا تھا، اس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ ان سے راضی رہے۔ انہیں خوش فرمائے اور ان کا ٹھکانہ جنت الفردوس میں بنائے۔ آمین۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ کو برا نہ کہو۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر کوئی احد پہاڑ جیسا سونا بھی خیرات کر دے تو کسی صحابی کے ایک مد کے ثواب کو بھی نہ پا سکے گا بلکہ آدھے مد کا بھی ثواب حاصل نہ کر سکے گا۔ (ایک مد تقریباً گیارہ چھٹانک کا ہوتا ہے۔)

الحمدللہ سورہ فتح کی تفسیر مکمل ہوئی۔ اللہ اسے قبول فرمائے۔ آمین۔

سورہ حجرات

بترتیب مصحف یہ ۴۹ ویں اور بترتیب نزول ۱۰۶ ویں سورہ ہے۔ اور یہ مدنی سورہ ہے۔ اس میں ۱۸ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجۡہَرُوۡا لَہٗ بِالۡقَوۡلِ کَجَہۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۲﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَہُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوۡبَہُمۡ لِلتَّقۡوٰی ؕ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ﴿۳﴾

اے ایمان والو! اللہ سے اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ یاد رکھو! اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے

والا ہے۔اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آوازوں سے بلند نہ کرو اور نہ ان سے بلند آواز سے بات کرو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز سے کرتے ہو۔ایسا نہ ہو تمہارے عمل برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔جو اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، انہیں کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لیے آزمایا ہے۔انہیں کی بخشش ہے اور انہیں کو بڑا ثواب ہے۔

رسول کی اطاعت کا حکم: (۱) اللہ نے ان چند آیتوں میں ایمانداروں کو ادب وتمیز سکھایا ہے کہ جب وہ اللہ کے رسول سے معاملہ کریں تو ان کے ادب واحترام کا، ان کے وقار وعظمت کا اور ان کے معزز مقام کا خیال رکھیں۔چنانچہ فرمایا کہ اے ایمان والو! اللہ کے اور رسول کے آگے نہ بڑھو یعنی کاموں میں اور معاملات میں رسول اللہ سے سبقت نہ کرو۔بلکہ تمام باتوں میں آپ کے پیچھے رہو۔آپ کی پیروی کرو اور آپ کے نقش قدم پر چلو۔آیت کے عموم میں شرعی ادب بھی آ گیا کہ احکام شرعیہ میں رسول ﷺ کے قول وفعل پر کسی کے قول وفعل کو ترجیح نہ دو۔

پھر فرمایا کہ اللہ کے حکم کی تعمیل کرنے میں اللہ کا لحاظ رکھو اور اس کی نافرمانی سے بچتے رہو۔اللہ تمہاری باتیں سنتا ہے۔اور تمہاری نیتوں کو خوب جانتا ہے۔

رحمت عالم ﷺ کے سامنے آواز پست رکھنے کا حکم: (۲) یہ ادب کی دوسری قسم ہے۔اللہ نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی آواز سے اپنی آوازیں پست رکھیں۔یہ آیت ابوبکرؓ وعمرؓ کے بارے میں اتری۔ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں دو شخصیتیں ابوبکرؓ وعمرؓ ہلاک ہونے کے قریب تھیں۔رحمت عالم ﷺ کے سامنے ان دونوں کی آوازیں بلند ہوئی تھیں۔جب آپ کے پاس بنوتمیم کا قافلہ آیا تھا۔ایک نے تو اقرع بن حابس کی طرف اشارہ فرمایا جو بنومجاشع کا ایک آدمی تھا اور دوسرے نے دوسرے شخص کو بتایا۔مجھے اس کا نام یاد نہیں رہا۔اس پر ابوبکرؓ نے عمرؓ سے کہا، تم میری مخالفت ہی کیا کرتے ہو۔عمرؓ بولے نہیں۔اس میں مخالفت کی کیا بات ہے۔پھر ان کی آوازیں بلند ہو گئیں تو اللہ نے یہ آیت اتاری۔ابن زبیرؓ کہتے ہیں اس آیت کے اترنے کے بعد عمرؓ آپ کے سامنے اتنے آہستہ بولتے تھے کہ آپ کو دوسری دفعہ پوچھنا پڑ جاتا تھا۔لیکن انہوں نے یہ بات اپنے نانا ابوبکرؓ کی طرف سے بیان نہیں کی۔

جب یہ آیت اتری تو چونکہ ثابتؓ بلند آواز تھے۔انہوں نے خیال کیا کہ میں ہی آپ کی آواز پر آواز بلند کرتا تھا۔میں جہنمی ہوں۔میرے عمل غارت ہو گئے اور گھر میں کبیدہ خاطر ہو کر بیٹھ گئے۔رسول اللہ ﷺ نے کئی روز تک انہیں نہیں دیکھا۔ایک شخص ان کے گھر پہنچا اور ان سے پوچھا کہ ہم کئی روز سے رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں تم کو نہیں دیکھ رہے۔کیا بات ہے؟ بولے، میں زور سے بات کیا کرتا تھا۔میرے عمل غارت ہو گئے اور میں جہنمی ہو گیا۔لوگوں نے آپ کو بھی اس بات کی خبر کر دی۔فرمایا نہیں بلکہ وہ تو جنتی ہیں۔

رحمت عالم ﷺ سے عزت واحترام سے بات کرو: پھر اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے سامنے احترام وادب سے بولنے کی تعلیم دی اور باہمی طرز گفتار سے منع فرمایا۔چنانچہ فرمایا، آپ کے ساتھ آپس کی طرح زور سے بات نہ کرو بلکہ اطمینان وسکون سے، ادب واحترام سے اور عزت کے ساتھ بات کرنی چاہیے اور آہستہ بولنا چاہیے۔فرمایا، لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ الخ (نور۲۴: ۶۳) رسول کو اس طرح نہ پکارو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔پھر فرمایا، کہیں تمہارے عمل غارت نہ ہو

جائیں اور ان کا تمہیں احساس بھی نہ ہو۔ یعنی آپ کے سامنے بلند آواز سے بولنے کی اس لیے ممانعت کی ہے کہ کہیں آپ ناراض نہ ہو جائیں اور آپ کے ناراض ہونے کی وجہ سے اللہ ناراض نہ ہو جائے اور اللہ عمل غارت نہ کر دے اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔ صحیح حدیث میں ہے کہ ایک شخص غیر شعوری طور پر اللہ کی رضا کا کوئی کلمہ بول دیتا ہے جس کی اسے پرواہ بھی نہیں ہوتی مگر اس کی بدولت جنت میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح کوئی شخص بے پرواہی سے اللہ کی ناراضی کا کوئی کلمہ منہ سے نکال دیتا ہے جس کی وجہ سے جہنم میں آسمان وزمین کی مسافت سے بھی زیادہ دور گرا دیا جاتا ہے۔

نبی ﷺ کے سامنے آواز پست رکھنے کی ترغیب: (۳) اس آیت میں نبی ﷺ کے سامنے آواز کو پست رکھنے کی ترغیب ہے۔ یعنی جو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے اپنی آواز پست رکھتے ہیں۔ اللہ نے ان کے دل تقوے کے لیے خالص کر دیے اور تقوے کا اہل بنا دیا۔ بلاشبہ وہ تقوے والے ہیں۔ انہیں کے گناہ بخش دیے جائیں گے اور انہیں بہت بڑا اجر ملے گا۔ مجاہد فرماتے ہیں عمرؓ کو لکھا گیا کہ ایک شخص تو ایسا ہے جسے گناہ کی خواہش ہی نہیں اور نہ اس نے کبھی گناہ کیا اور ایک شخص وہ ہے جسے گناہ کی خواہش تو ہے مگر اپنے نفس کو گناہ سے روکتا ہے۔ ان دونوں میں کون سا شخص افضل ہے؟ آپ نے جواب میں لکھا، دوسرا شخص افضل ہے۔ انہیں لوگوں کے دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے آزما لیے ہیں۔ انہیں کی مغفرت ہے اور انہیں کو بہت بڑا ثواب ملے گا۔ (۱)

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۴ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵

جو حجروں کے پیچھے سے آپ کو آواز دیتے ہیں، ان میں سے اکثر یقیناً ناسمجھ ہیں۔ اگر وہ صبر کرتے جب تک آپ ان کے پاس نکل کر نہیں آ جاتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا اور اللہ بڑی بخشش والا اور کمال مہربان ہے۔

آپ کو پکارنے والوں کی مذمت: (۴) اس میں اللہ نے ان کی مذمت کی ہے جو آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے تھے۔ یعنی ازواج مطہرات کے کمروں کے اور حجروں کے باہر سے بازاری لوگوں کی طرح پکارتے تھے جیسا کہ دیہاتیوں کا دستور ہوتا ہے۔ فرمایا، ایسے اکثر لوگ نادان ہیں۔ پھر اللہ نے اس سلسلے میں ادب سکھایا۔

بجائے پکارنے کے آپ کا انتظار کیا جائے: (۵) یعنی ادب اور تمیز تو یہ ہے کہ لوگ آپ کے باہر تشریف لانے کا انتظار کریں۔ یہ انتظار ان کے لیے دنیا اور آخرت میں بہتری کا ذریعہ ہے۔ اور اسی میں مصلحت ہے۔ پھر ان کو جنہوں نے آپ کو پکارا تھا، ترغیب دی کہ توبہ کر لو۔ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ اللہ تمہارا گناہ معاف فرما دے گا۔ کیونکہ وہ بندوں پر کمال مہربان ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ آیت اقرع بن حابس تمیمی کے بارے میں اتری۔ اقرع نے آپ کو "یا محمد ﷺ! یا محمد ﷺ!" اور ایک روایت میں ہے "یا رسول اللہ ﷺ" کہہ کر پکارا تھا۔ آپ خاموش رہے۔ اقرع بولے، یا رسول اللہ ﷺ! میری تعریف انسان کے لیے سبب زینت ہے اور میری برائی سبب صد عیب ہے۔ فرمایا، ایسی ذات تو اللہ کی ہے۔ (۱)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝۶ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ

رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۙ﴿۷﴾ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۸﴾

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کرلیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ جہالت سے کسی قوم کو مصیبت پہنچا دو۔ پھر اپنے فعل پر شرمندگی اٹھاؤ۔ یقین مانو! تم میں اللہ کے رسول ہیں۔ اگر وہ تمہاری اکثر باتوں میں تمہارا کہنا مان لیں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ گے لیکن اللہ نے تم کو ایمان کی محبت دی ہے اور اسے تمہارے دلوں کی بہار بنایا ہے۔ اور تمہیں کفر سے، فسق سے اور نادانی سے نفرت دلائی ہے۔ یہی لوگ اللہ کے فضل و انعام سے ہدایت یافتہ ہیں اور اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

بلا تحقیق کے فاسق کی خبر پر اعتماد نہ کرو: (۶) یعنی فاسق کی خبر پر اعتماد نہ کرو جب تک خوب تحقیق نہ کرلو تاکہ اس کی بات پر کوئی فیصلہ نہ کیا جائے کیونکہ ہوسکتا ہے، وہ بات جھوٹی ہو یا غلطی سے کہہ دی ہو تو گویا حاکم نے اس کی بات کی پیروی کی اور اللہ نے شر پسندوں کی راہ کی پیروی سے ممانعت فرمائی ہے۔

یہ آیت ولید بن عقبہ کے بارے میں اتری۔ آپ نے ان کو بنی المصطلق سے زکوٰۃ لینے کے لیے بھیجا تھا۔ جب ان لوگوں نے یہ سنا کہ آپ کا قاصد آ رہا ہے تو آپ کے فرمان عالی شان کی تعظیم کی غرض سے اس کے استقبال کو نکل کھڑے ہوئے۔ اس کے دل میں شیطان نے یہ وسوسہ ڈالا کہ یہ اس کے قتل کے ارادے سے آئے ہیں۔ اس لیے یہ واپس لوٹ آیا اور بولا، بنی المصطلق نے اپنی زکوتیں نہیں دیں۔ یہ سن کر آپ کو اور مسلمانوں کو غصہ آیا۔ جب ان لوگوں کو ولید کے لوٹ جانے کی خبر لگی تو وہ آئے۔ آپ ظہر کی نماز پڑھ چکے تھے۔ یہ حضرات سب کے سب آپ کے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہو کر کہنے لگے، ہم اللہ کے غصہ سے اور اس کے رسول کے غصہ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ آپ نے ہمارے پاس ایک محصل (تحصیل دار) بھیجا تھا۔ اس کے آنے کی خبر سن کر ہمیں مسرت ہوئی اور ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ پھر وہ راستے ہی سے واپس آ گیا۔ ہمیں ڈر ہوا کہیں اللہ اور رسول ناراض نہ ہو گئے ہوں۔ یہ لوگ برابر آپ سے بات کرتے رہے۔ جب تک بلال نے عصر کی اذان نہ دے دی۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (ابن جریر)

رحمت عالم ﷺ کے احترام و تابعداری کا حکم: (۷،۸) یعنی ان کی عظمت بجا لاؤ۔ ان کی توقیر کرو۔ ان سے ادب سیکھو اور ان کے حکم کی تابعداری کرو کیونکہ وہ تم سے زیادہ تمہاری مصلحتوں کو جانتے ہیں اور تم پر تم سے زیادہ مہربان و شفیق ہیں۔ تمہارے بارے میں آپ کی رائے تمہاری رایوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ فرمایا، اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ (احزاب ۳۳:۶) رحمت عالم ﷺ مسلمانوں سے خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ مسلمانوں کی رائیں اپنی مصلحتوں کو نہیں پاسکتیں۔ اگر

نبی ﷺ اکثر باتوں میں تمہاری باتیں مان لے تو تم بڑی مشکل میں پڑ جاؤ گے اور تمہارا ہی نقصان ہوگا۔ یعنی آپ کا تمہاری باتوں کو مان لینا تمہاری مشکلات کا پیش خیمہ ہے۔ فرمایا، وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاۗءَهُمْ (مومنون ۲۳:۷۱) اگر اللہ ان کی خواہشوں کی پیروی کرے تو آسمان وزمین اور ان کی درمیانی چیزوں میں گڑبڑ پیدا ہو جائے۔ پھر فرمایا، لیکن اللہ نے تمہیں ایمان کی محبت دے کر ایمان کو تمہارے دلوں کی بہار بنا دیا ہے۔

ایمان واسلام میں فرق: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، اسلام ظاہر ہے اور ایمان دل میں ہے۔ پھر آپ نے تین بار سینے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، پرہیز گاری یہاں ہے۔ پرہیز گاری یہاں ہے۔ پرہیز گاری یہاں ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ نے تم کو کفر، فسق اور بڑے بڑے گناہوں سے بے زار کر دیا۔ تمہارے دلوں میں ان کی طرف سے نفرت پیدا کر دی۔ تم انہیں برا سمجھنے لگے اور آہستہ آہستہ تم پر اپنی نعمت کی تکمیل فرما دی۔ پھر فرمایا کہ جن میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں، وہی راہ یافتہ ہیں اور اللہ نے انہیں ہدایت و بھلائی دے رکھی ہے۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جس کو نیکی سے مسرت اور برائی سے ملال ہو، وہ ایمان والا ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ اللہ کا فضل اور اس کی نعمت ہے۔ یعنی یہ انعام جو اس نے تم کو دیا ہے۔ اس کا فضل وکرم اور اس کی نعمت عظمیٰ ہے۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ کون ہدایت کا مستحق ہے اور کون نہیں۔ اس کی ہر بات میں کوئی نہ کوئی مصلحت کارفرما ضرور ہوتی ہے۔

وَاِنْ طَاۗىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَي الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْۗءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَاۗءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ؑ

اگر ایمان والوں کی دو جماعتیں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ اگر ان میں سے کوئی جماعت دوسری جماعت پر بغاوت کر دے تو بغاوت کرنے والی جماعت سے لڑتے رہو جب تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ نہ آئے۔ پھر اگر وہ لوٹ آئے تو دونوں میں انصاف سے صلح کرا دو اور عدل کرتے رہو۔ یاد رکھو! اللہ انصاف پسندوں کو دوست رکھتا ہے۔ مسلمان تو سب بھائی بھائی ہیں۔ لہٰذا اپنے بھائیوں میں میل کرا دو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

دو لڑنے والی اسلامی جماعتوں میں صلح کرانے کا حکم: (۹) اللہ پاک دو لڑنے والی جماعتوں میں صلح کرانے کا حکم فرما رہا ہے۔ ان دو کو باوجود آپس میں لڑنے کے ایمان والا کہا گیا ہے۔ اسی آیت سے امام بخاریؒ نے استدلال کیا ہے کہ گناہ خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، مسلمان کو ایمان سے خارج نہیں کرتا۔ خارجیوں اور معتزلہ وغیرہ کا یہ کہنا کہ گناہ سے انسان کافر ہو جاتا ہے، غلط ہے۔ ابوبکرؓ فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ نے خطبہ فرمایا۔ آپ منبر پر حسنؓ کو لیے ہوئے تھے۔ کبھی حسنؓ کی طرف دیکھتے اور کبھی

لوگوں سے خطاب کرتے۔ فرما رہے تھے کہ میرا یہ بیٹا سردار ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ اللہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں اس سے صلح کرائے گا۔ (ب) آپ کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ اللہ نے حسنؓ کے ذریعہ عراقیوں اور شامیوں میں صلح کرا دی جب کہ ان میں لمبی لمبی لڑائیاں اور خوف ناک واقعات رونما ہو چکے تھے۔

باغیوں سے لڑنے کا حکم: پھر فرمایا کہ باغی جماعت سے اس وقت تک لڑتے رہو جب تک وہ حق کی طرف لوٹ نہ آئے۔ یعنی اللہ کے اور اس کے رسول کے حکم کو نہ ماننے لگے اور حق بات سن کر اس کی مطیع ومنقاد نہ ہو جائے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، اپنے بھائی کی خواہ ظالم ہو یا مظلوم، مدد کرو۔ میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! مظلوم ہونے کی حالت میں تو اس کی مدد کرنا ٹھیک ہے لیکن ظالم ہونے کی حالت میں میں کیونکر مدد کروں؟ فرمایا، اسے ظلم سے روک دو۔ یہی اس کی مدد ہے۔ (ق) پھر فرمایا، دونوں جماعتوں میں عدل کرو۔ اللہ عادلوں کو پسند فرماتا ہے۔ یعنی بعض کو بعض سے جو صدمہ پہنچتا ہے، انصاف سے اس کا فیصلہ کر دو۔ کسی پر کسی کی زیادتی باقی نہ رہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، دنیا میں انصاف کرنے والے قیامت کے دن رحمٰن کے سامنے انصاف کرنے کی وجہ سے موتیوں کے منبروں پر ہوں گے۔ (ن)

(۱۰) یعنی سارے مسلمان آپس میں دینی بھائی ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ کوئی مسلمان کسی مسلمان پر ظلم نہ کرے اور نہ رسوا ہونے کے لیے اس کی امداد ترک کرے۔ صحیح حدیث میں ہے، اللہ انسان کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔ ایک اور صحیح حدیث میں ہے۔ جب کوئی مسلمان پس پشت اپنے مسلمان بھائی کی دعا کرتا ہے، فرشتہ آمین کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ اللہ کرے، تجھے بھی ایسا ہی ملے۔ صحیح حدیث میں ہے، محبت کرنے میں، ترس کھانے میں اور میل جول میں مسلمان کی مثال ایک جسم کی طرح ہے۔ جب اس کا کوئی عضو ماؤف ہو جاتا ہے تو سارا جسم بخار سے اور پلک نہ جھپکنے سے بے قرار رہتا ہے۔ مسلمان مسلمان کے لیے عمارت کی طرح ہے کہ بعض عمارت بعض کو مضبوط بناتی ہے۔ آپ نے انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر بتایا یعنی اس طرح مسلمان رہتے ہیں۔ مومن کا مومنوں سے ایسا تعلق ہے جیسے سر کا دھڑ سے ہوتا ہے۔ ایک مسلمان تمام مسلمانوں کے لیے اس طرح دکھ محسوس کرتا ہے جس طرح جسم سر کے لیے دکھ محسوس کرتا ہے۔ (ا) پھر فرمایا کہ اپنے بھائیوں میں صلح کراؤ۔ یعنی لڑنے والی جماعتوں میں صلح کرا دو اور اپنے تمام کاموں میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے یعنی ڈرنے والے کے لیے اللہ کی رحمت مخصوص ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿١١﴾

اے ایمان والو! مرد مردوں سے مذاق نہ کریں۔ ممکن ہے یہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے۔ ممکن ہے یہ ان سے بہتر ہوں اور ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔ ایمان کے بعد گناہ کا نام لگنا برا ہے۔ اور جس

نے توبہ نہیں کی، وہی ظالم ہے۔

مذاق اڑانے اور حقیر جاننے کی ممانعت: (۱۱) یعنی لوگوں کا مذاق نہ اڑایا جائے اور نہ انہیں حقیر سمجھا جائے۔ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ غرور حق کو ٹھکرا دینا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔ ایسا کرنا حرام ہے کیونکہ کبھی یہ شخص، جس کو حقیر سمجھا جا رہا ہے، اللہ کے نزدیک قدر و منزلت والا اور بڑا پیارا ہوتا ہے۔ بہ نسبت اس حقیر جاننے والے اور مذاق اڑانے والے کے۔ اس میں صراحت سے مردوں کو مذاق سے منع کر دیا اور عورتوں کو بھی منع فرما دیا۔ پھر فرمایا کہ آپس میں ایک دوسرے کو ملامت نہ کرو۔ یعنی لوگوں پر نکتہ چینی نہ کرو۔ نکتہ چیں اور عیب جو لوگوں کی نگاہ میں ملعون و مردود ہیں۔ فرمایا، وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ (ہمزہ ۱۰۴:۱) ہر نکتہ چین عیب جو کے لیے بڑی خرابی ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک دوسرے کو کسی لقب سے نہ پکارو۔ یعنی جو لقب اسے برا معلوم ہوتا ہو اور اس سے چڑ جاتا ہو۔ ابو جبیرہ بن ضحاک: ہم بنی سلمہ کے بارے میں یہ آیت اتری۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو کوئی ایسا شخص نہ تھا جس کے دو یا تین نام نہ ہوں۔ پھر جب ان ناموں میں سے کسی کو کسی نام سے پکارتے تو لوگ کہتے، اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ اس نام سے چڑتا ہے۔ تو یہ آیت اتری۔ (د) پھر فرمایا کہ ایمان لا کر فسق والے القاب سے ایک دوسرے کو یاد کرنا انتہائی بری بات ہے۔ یہ جاہلیت کا طریقہ ہے۔ اسلام سے تعلق رکھنے کے بعد ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ لہٰذا توبہ کرو۔ اگر توبہ نہیں کی تو ظالموں میں شمار کیے جاؤ گے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲﴾

اے ایمان والو! اکثر بدگمانیوں سے بچتے رہو۔ یاد رکھو! بعض بدگمانی گناہ ہے۔ کرید نہ کرو اور کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے۔ اسے تو تم برا سمجھتے ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ یاد رکھو! اللہ توبہ قبول کرنے والا اور انتہائی مہربان ہے۔

بدگمانی کی ممانعت: (۱۲) یعنی مسلمانوں کو بدگمانیاں نہیں کرنی چاہئیں اور بیوی بچوں سے، عزیز و اقارب سے خواہ مخواہ بدگمان نہیں ہونا چاہیے۔ ان پر الزام نہیں رکھنا چاہیے اور ان کی طرف سے خوف و دہشت نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ بعض بدگمانی گناہ کا سبب بن جاتی ہے۔ اس لیے اکثر بدگمانیوں سے بچتے رہو تاکہ احتیاط مدنظر ہے۔ عمرؓ کہتے ہیں جہاں تک ہو سکے، مسلمان کی بات کو اچھائی اور خیر خواہی پر محمول کرنا چاہیے۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو کعبہ کا طواف کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے دیکھا۔ اے گھر! تو کتنا ستھرا اور پاک ہے۔ کیسی پیاری خوشبو والا ہے۔ کیسی عظمت والا ہے اور کس قدر بڑی حرمت والا ہے۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، مومن کی حرمت، اس کے مال و جان کی حرمت اور اس کے ساتھ اچھا گمان کرنا اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ (ابن ماجہ) حدیث میں ہے کہ بدگمانی سے بچتے رہو کیونکہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے۔ کرید نہ

کرو۔ بھید نہ ٹٹولو۔ ایک دوسرے کی بزرگی حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ ایک دوسرے سے حسد وبغض نہ رکھو۔ اور ایک دوسرے سے منہ نہ پھلاؤ اور اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ (قد)

پھر فرمایا کہ ایک دوسرے کے عیب نہ ٹٹولو اور کرید نہ کرو۔ تجسس کا استعمال برائی کے موقعہ پر ہوتا ہے۔ اسی سے جاسوس بنا ہے جو دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لیے روانہ کیا جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ اس میں غیبت کی ممانعت ہے۔ غیبت کی شارع علیہ السلام نے تفسیر کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا، اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرنا کہ اسے برا معلوم ہو۔ پوچھا، اگر وہی بات اس میں موجود ہو تو؟ فرمایا، یہی تو غیبت ہے ورنہ بہتان ہے۔ (ت) صدیقہؓ فرماتی ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، صفیہؓ ایسی ویسی ہیں یعنی ٹھگنی ہیں۔ فرمایا، اللہ کی قسم! تو نے ایسی بات کہی، اگر اسے دریا میں ڈال دیا جائے تو اس کا پانی کڑوا ہو جائے۔ (د)

غیبت بالاتفاق حرام ہے۔ اس سے کوئی صورت مستثنیٰ نہیں۔ ہاں وہ صورت جائز ہے جس میں مصلحت راجح موجود ہو جیسے راویوں پر جرح وتعدیل یا ہمدردی اور خیر خواہی کے موقعہ پر جیسا کہ آپ نے ایک فاجر وفاسق کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ بدترین آدمی ہے۔ اور آپ نے فاطمہ بنت قیسؓ سے فرمایا تھا۔ جب ان پر معاویہؓ اور ابوجہمؓ نے پیام ڈالا تھا کہ معاویہؓ تو فقیر وقلاش ہے اور ابوجہمؓ کے کندھے سے لاٹھی اترتی ہی نہیں یعنی عورتوں کو بہت مارتا ہے۔ یہاں فاطمہ کے ساتھ محض خیر خواہی مدنظر تھی۔ اور بھی جو معاملات ان جیسے ہوں، ان میں تو رخصت ہے۔ باقی ہر طرح کی غیبت سخت حرام ہے۔ جس کے بارے میں سخت وعید آئی ہے۔ اسی وجہ سے غیبت کو اللہ نے مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے تشبیہ دی۔ فرمایا، کیا اپنے مردہ بھائی کا کوئی گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ پھر فرمایا، تمہیں تو اس سے گھن آئے گی یعنی جس طرح مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے طبعی طور پر گھن آتی ہے، اسی طرح غیبت سے شرعی طور پر گھن کرو کیونکہ اس کی سزا اس کی سزا سے زیادہ سخت ہے۔ اس مثال سے غیبت سے نفرت دلانا اور اس سے بچنے کی ترغیب مقصود ہے۔

پھر فرمایا کہ اللہ سے ڈر جاؤ یعنی اس سے ڈر کر اس کے احکام بجالاؤ۔ ممانعتوں سے باز آ جاؤ اور ہر بات میں اسی کے حکم کا خیال رکھو۔ یاد رکھو! اللہ توبہ قبول کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔ یعنی جو اس سے توبہ کرے، وہ اس کی توبہ قبول کرنے والا ہے اور جو اس کے پاس لوٹ کر آئے اور اس پر بھروسہ کرے، اللہ اس پر بڑا مہربان ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے منافق کے مقابلہ میں جو غیبت کر رہا تھا، مومن کی حمایت کی۔ قیامت کے دن اللہ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس کا گوشت جہنم کی آگ سے بچائے گا اور جس نے کسی مومن پر الزام لگایا، جس سے اس کو ذلیل کرنا چاہتا تھا۔ اللہ اس کو پل صراط پر روک لے گا۔ جب تک کہ بدلہ نہ لے لیا جائے۔ (۱) (۲) جو شخص کسی مسلمان کی کسی جگہ توہین کرے جس سے اس کی آبروریزی ہوتی ہو، اللہ اسے ایسی جگہ رسوا کرے گا جہاں اس کو اپنی حمایت وآخرت محبوب ہوگی۔ اور جو کسی مسلمان کی اس جگہ حمایت کرے گا، جہاں اس کی عزت میں فرق آ رہا ہو اور آبروریزی کی جا رہی ہو، اللہ ضرور اس کی ایسی جگہ مدد فرمائے گا جہاں اس کو اپنی مدد کی ضرورت ہوگی۔ (د)

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ

لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تم کو جماعت جماعت اور قبیلہ قبیلہ بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان لو۔ یاد رکھو! اللہ کی نگاہ میں تم میں زیادہ عزت والا وہی ہے جو تم سب میں اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ یقین مانو اللہ خوب جاننے والا اور کمال خبردار ہے۔

تمام لوگ آدم وحوا سے پیدا ہوئے: (۱۳) اللہ نے لوگوں کو ایک ہی شخص سے پیدا کیا۔ پھر اس سے اس کی بیوی پیدا کی یعنی آدم سے حوا کو اور آدم وحوا سے ساری دنیا کو پیدا کیا۔ شعوب قبائل سے عام ہے۔ قبائل کے بعد فصائل عشائر، عمائر اور افخاذ ہیں۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، نسبوں کا اتنا علم سیکھ لو کہ صلہ رحمی کر سکو کیونکہ صلہ رحمی کرنے سے لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ تمہارے مال میں خیر و برکت ہوگی اور لوگوں میں تمہارا ذکر خیر رہے گا۔ (ت) پھر فرمایا کہ حسب ونسب دنیوی دھندے ہیں۔ یہ اللہ کے یہاں کام آنے والے نہیں۔ وہاں تو تقوے اور دینداری کی پوچھ ہے۔

تقوے کی فضیلت: رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ زیادہ عزت والا کون ہے؟ فرمایا، اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا زیادہ تقوے والا ہے۔ صحابہؓ نے کہا، ہم یہ نہیں پوچھ رہے۔ فرمایا، پھر زیادہ عزت والے یوسف ہیں جو اللہ کے نبی کے بیٹے ہیں۔ اللہ کے نبی کے پوتے ہیں اور اللہ کے نبی کے پڑپوتے ہیں۔ بولے، یہ بھی سوال نہیں فرمایا۔ اچھا عرب کے بارے میں سوال کر رہے ہو۔ بولے، ہاں۔ فرمایا، جو جاہلیت میں بہتر تھے۔ وہی اسلام میں بہتر ہیں بشرطیکہ سمجھ پیدا کر لیں۔ (ب) (۲) اللہ تمہاری صورتیں اور مال نہیں دیکھتا۔ وہ تو تمہارے دل اور اعمال دیکھتا ہے۔ (ق) (۳) آپ نے ابوذرؓ سے فرمایا، دیکھو! تم کسی گورے یا کالے سے بہتر نہیں ہو۔ ہاں اگر تقوے میں بڑھ کر ہو تو بہتر ہے۔ (ا) (۴) مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ تقوے کے علاوہ کسی کو کسی پر فضیلت نہیں۔ (ط) (۵) تم سب آدم کی اولاد ہو۔ آدم مٹی سے پیدا کیے گئے۔ باپ دادا پر فخر کرنے والے فخر کرنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ کے نزدیک ریت کے ٹیلوں سے بھی زیادہ بے وقعت ہو جائیں گے۔ (بزار)

عائشہؓ کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کو دنیا کی کوئی چیز یا کوئی شخص اچھا معلوم نہ ہوتا تھا علاوہ متقی کے۔ (ا) یعنی آپ کو تقوے والا شخص پسند آتا تھا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تمہیں خوب جانتا ہے اور تمہارے کاموں سے خوب واقف ہے۔ جسے چاہتا ہے، گمراہ کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے، ہدایت کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ وہ جسے چاہے، عذاب دے اور جس پر چاہے، رحم فرمائے اور جس پر جس کو چاہے، فضیلت دے۔ یہ تمام باتیں اس کے علم پر موقوف ہیں۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ
الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ
اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴿١٥﴾ قُلْ أَتُعَلِّمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا
فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٦﴾ يَمُنُّونَ عَلَيْكَ
أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ ۖ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ
أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٧﴾ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾ ع ۲ / ۱۴

دیہاتیوں نے کہا، ہم ایمان لے آئے۔ فرمائیے، تم ایمان تو لائے نہیں۔ یوں کہو، ہم مسلمان ہو گئے۔ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں نہیں گھسا۔ اگر تم اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے لگو تو اللہ تمہارے عملوں کا ثواب کچھ بھی کم نہ کرے گا۔ یاد رکھو اللہ بڑی بخشش والا اور بڑا ہی مہربان ہے۔ مومن وہی ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ پھر شک نہیں کیا اور جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے۔ یہی سچے ہیں۔ فرما دیجئے، کیا تم اللہ کو اپنے دین کی خبر دے رہے ہو؟ حالانکہ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے، سب اللہ جانتا ہے اور اللہ ہر چیز سے خوب خبردار ہے۔ یہ آپ پر اس بات کا احسان رکھ رہے ہیں کہ مسلمان ہو گئے۔ فرما دیجئے کہ مجھ پر اسلام کا احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر اس بات کا احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی۔ بشرطیکہ تم سچے ہو۔ یاد رکھو اللہ آسمان و زمین کے غیب جانتا ہے اور اللہ تمہارے عمل خوب دیکھ رہا ہے۔

اسلام عام ہے اور ایمان خاص: (۱۴) اس آیت میں ان دیہاتیوں کی تردید ہے جو مشرف بہ اسلام ہوتے ہی مقام ایمان کا بڑھ چڑھ کر دعویٰ کرنے لگتے تھے۔ حالانکہ ابھی تک ایمان کی جڑیں ان کے دلوں میں پھیلی بھی نہ تھیں۔ کہتے تھے، ہم مومن ہیں اور ایمان لے آئے۔ اللہ نے فرمایا، اے نبی ﷺ! آپ ان سے فرما دیں کہ یہ دعویٰ نہ کرو بلکہ یوں کہو، ہم مشرف بہ اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے مطیع ہو گئے کیونکہ ایمان ابھی تک تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان خاص اور اسلام عام ہے۔ یہی مذہب اہل سنت والجماعت کا ہے۔ جبریل والی حدیث بھی ایمان کے خاص ہونے کو بتاتی ہے جب انہوں نے آپ سے اسلام، پھر ایمان اور پھر احسان کے بارے میں پوچھا تھا اور عام سے خاص اور خاص سے خاص الخاص کی طرف اترتے ہوئے سوال کیا تھا۔ ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے چند صحابہ کو مال دیا۔ مگر ایک صحابی کو کچھ نہیں دیا۔ سعدؓ بولے، یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فلاں فلاں کو تو اتنا کچھ دیا لیکن فلاں کو کچھ بھی نہیں دیا۔ حالانکہ وہ مومن ہے۔ فرمایا، مسلمان ہے۔ سعدؓ نے تین دفعہ یہی جملہ دہرایا اور آپ نے تینوں دفعہ وہی ایک ہی جواب دیا۔ پھر فرمایا کہ میں بعض لوگوں کو اس ڈر سے کہ کہیں منہ کے بل آگ میں نہ گر جائیں، دیتا ہوں اور جو مجھے زیادہ پیارا ہوتا ہے، اسے چھوڑ دیتا ہوں۔ (ق)

معلوم ہوا کہ مومن و مسلم میں فرق ہے اور ایمان خاص اور اسلام عام ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ شخص مسلمان تھا، منافق نہ تھا کیونکہ اسلام کی ہی وجہ سے آپ نے کچھ نہیں دیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دیہاتی بھی جو دعوے دار ایمان تھے، مسلمان تھے۔ منافق نہ تھے لیکن ابھی ایمان ان کے دلوں میں مضبوط و مستحکم نہیں ہوا تھا۔ اور اپنے مقام سے اونچے مقام کا دعویٰ کر رہے

تھے۔ لہٰذا انہیں ادب سکھایا گیا۔

پھر فرمایا، اگر تم رسول اللہ ﷺ کے مطیع بن جاؤ گے تو تمہارے عملوں کے ثواب میں کمی نہیں کی جائے گی۔ فرمایا، وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ (طور۵۲:۲۱) ہم نے ان کے عملوں کا ثواب کچھ بھی نہیں گھٹایا۔ پھر فرمایا کہ توبہ کرنے والے اور رجوع کرنے والوں کے لیے اللہ غفور و رحیم ہے۔

کامل مومن کون ہے؟: (۱۵) یعنی کامل ایمان والے وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لا کر اس میں شک و شبہ نہ کریں۔ اور نہ متزلزل ہوں بلکہ ایک ہی حالت پر جمے رہیں یعنی خالص تصدیق پر جم جائیں اور اللہ کی اطاعت و رضامندی میں اپنے نفیس مال اور اپنی جانیں قربان کر دیں۔ اگر ایسے لوگ ایمان کا دعویٰ کریں تو حق بجانب اور سچے ہیں۔ یہ ان دیہاتیوں کی طرح نہیں ہیں جن کا ایمان صرف ظاہری کلمہ ہے۔

مومنوں کی تین قسمیں: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، مومنوں کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا کر اس میں شک و شبہ نہ کریں اور اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی پیش کرتے رہیں۔ (۲) جن سے لوگ اپنے مال و جانوں کی طرف سے بے خوف رہیں۔ اور (۳) جو لالچ اللہ کی وجہ سے چھوڑ دیں۔ (۱)

(۱۶) یعنی کیا تم اللہ کو اپنے دلوں کی باتوں کی خبر دے رہے ہو۔ حالانکہ اس سے آسمان و زمین کا کوئی ذرہ بھی چھپا ہوا نہیں اور وہ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔

توفیق اسلام اللہ کا احسان ہے: (۱۷) جو دیہاتی اسلام و اطاعت اور مدد کا آپ پر احسان رکھتے ہیں، اللہ ان کی تردید فرماتا ہے۔ اور اپنے رسول سے کہتا ہے کہ آپ ان سے فرما دیں کہ اپنے اسلام کا احسان نہ جتاؤ۔ اس کا فائدہ تمہیں حاصل کرنے والے ہو۔ یہ تو اللہ کا تم پر بڑا زبردست احسان ہے کہ اس نے تمہیں ہدایت کی توفیق عطا فرمائی۔ اگر تم ایمان کے دعوے میں سچے ہو تو اللہ کا شکر ادا کرو مگر تم اور الٹا اللہ پر احسان جتا رہے ہو۔ حنین کی لڑائی میں نبی ﷺ نے انصار سے فرمایا تھا کہ اے گروہ انصار! کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا۔ پھر اللہ نے تمہیں میری وجہ سے ہدایت دی۔ تم میں پھوٹ تھی۔ اللہ نے میری وجہ سے محبت پیدا کر دی اور تم فقیر تھے، اللہ نے میری وجہ سے مال دار بنا دیا۔ جب آپ کوئی بات کہتے تو انصار صرف یہی جواب دیتے کہ ہم پر اللہ کا اور اس کے رسول ﷺ کا بہت بڑا احسان ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں بنو اسد رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ! ہم مسلمان ہو گئے۔ عرب نے آپ سے جنگ کی مگر ہم نے جنگ نہیں کی۔ فرمایا، ان میں سمجھ نہیں ہے۔ ان کی زبانوں پر شیطان بول رہا ہے۔ پھر یہ آیت اتری۔ (۱۸) اس آیت میں دوسری دفعہ اللہ نے اپنے وسیع علم کی خبر دی کہ تمام آسمان و زمین کے غیب سے وہ واقف و آگاہ ہے اور تمہارے ایک ایک عمل سے باخبر ہے۔

الحمد للہ سورہ حجرات کی تفسیر مکمل ہوئی۔ اللہ قبول فرمائے۔ آمین۔

سورہ ق

بترتیب مصحف یہ ۵۰ ویں سورہ ہے اور بترتیب نزول ۳۴ ویں اور یہ مکی سورہ ہے۔ اس میں ۴۵ آیتیں اور تین رکوع ہیں

عمرؓ نے ابو واقد لیثی سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ عید کی نماز میں کیا پڑھتے تھے۔ فرمایا، ق اور اقتربت۔ (م) ابن ہشامؓ

بنت حارثہ کہتے ہیں ہمارا اور رسول اللہ ﷺ کا ایک سال سے کچھ اوپر یا دو سال تک ایک ہی تنور رہا۔ میں نے سورہ قاف آپ کی زبان ہی سے یاد کی۔ جب آپ جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیتے تو منبر پر اسے پڑھا کرتے تھے۔ (م)

حارثؓ بن نعمان کی صاحبزادی کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے منہ سے سورہ قاف یاد کی۔ آپ اسے پڑھ کر ہر جمعہ کو خطبہ دیا کرتے تھے۔ ہمارا اور آپ کا تنور ایک ہی تھا۔ (مدن) مقصد یہ ہے کہ آپ یہ سورت بڑے بڑے مجمعوں میں پڑھا کرتے تھے۔ جیسے عید کی نماز میں اور جمعہ کے خطبہ میں کیونکہ اس میں آغاز خلق کا، زندگی بعد الموت کا، اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا، حساب و کتاب کا، عذاب و ثواب کا اور ترغیب و ترہیب کا بیان ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ① بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ② ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ③ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ④ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ⑤

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے

ق۔ اس بڑی شان والے قرآن کی قسم (رسولوں کا آنا برحق ہے اور زندگی بعد الموت یقینی ہے) بلکہ انہیں اس پر تعجب ہے کہ انہیں میں سے ان کے پاس ایک ڈرانے والا آ گیا۔ منکر تو کہنے لگے کہ یہ ایک عجیب بات ہے۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی بن جائیں گے (تو پھر زندہ ہوں گے) دوبارہ زندہ ہونا تو عقل سے دور ہے۔ ان میں سے زمین جو کچھ گھٹاتی ہے، وہ ہمیں معلوم ہے اور وہ ہمارے پاس لکھا ہوا محفوظ ہے بلکہ جب کبھی ان کے پاس حق آیا۔ اسے انہوں نے جھٹلایا۔ اس لیے یہ الجھن والی بات میں پڑ گئے۔

ق کی تفسیر: (۱) سورتوں کے شروع میں جو حروف تہجی جیسے ص، ن، الم، طس وغیرہ آتے ہیں، انہیں میں سے قاف بھی ہے۔ یہ حروف مقطعات کہلاتے ہیں۔ ان کا معنی اللہ جانتا ہے۔

اثبات نبوت: پھر فرمایا، اس عزت والے قرآن کی قسم جس میں باطل کا دخل نہ آگے سے ہو سکتا ہے اور نہ پیچھے سے اور جو بڑی حکمت والے اور لائق تعریف اللہ کی طرف سے اتارا گیا ہے۔

(۲) یعنی کافروں کو اس بات پر تعجب ہے کہ ان میں انہیں میں سے ایک چونکا دینے والا آیا۔ کہنے لگے، یہ ایک عجیب بات ہے یعنی انہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ ان کے پاس ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا گیا۔ فرمایا، اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ (یونس ۱۰:۲) کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب ہے کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کی طرف اس بات کی وحی کی کہ تم لوگوں کو ڈراؤ۔ یعنی یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اللہ فرشتوں اور انسانوں میں سے جس کو چاہے، رسول منتخب فرما سکتا ہے۔

اثبات زندگی بعد الموت: (۳) یعنی جو زندگی بعد الموت کو ناممکن سمجھتے ہیں، کہتے ہیں کہ جب ہم مر کر فنا ہو جائیں گے اور ہمارا ایک ایک جوڑ علیحدہ ہو جائے گا اور ہم مٹی میں مل کر مٹی بن جائیں گے تو پھر اسی ہیئت موجودہ اور اسی صورت مرکبہ میں لوٹ کر آ جانا ناممکن الوقوع اور قطعی محال ہے۔

کافروں کے عقلی گھوڑوں کا جواب: (۴) اللہ نے جواب دیا کہ ہمیں معلوم ہے کہ زمین نے ان کے جسم کھا لیے ہیں۔ ان کے جوڑ جوڑ علیحدہ کر دیئے ہیں اور اپنا جزو بنا لیا ہے۔ نیز ہمیں معلوم ہے کہ جسموں کے ذرات کہاں کہاں بکھرے ہوئے اور کس حالت میں ہیں۔ ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو اس کی محافظ ہے اور ہمارا علم ان سب کو گھیرے ہوئے ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ زمین ان کے گوشت، چمڑے، ہڈیاں اور بال کھا جاتی ہے۔ یعنی زمین کا کھایا ہوا ہماری نظروں کے سامنے ہے۔ جب ہم چاہیں گے، اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر سب کچھ اگلوا لیں گے۔

حق سے کترانے والوں کو صحیح سمجھ نصیب نہیں ہوتی: (۵) اس آیت میں کافروں کے کفر وعناد کا اور زندگی بعد الموت کو محال سمجھنے کے وجوہات کا بیان ہے کہ سچی بات تو یہ ہے کہ یہ حق کو نہ ماننے والے لوگ ہیں۔ پھر جو لوگ حق آ جانے کے بعد اس کو نہ مانیں اور اس سے منہ موڑ لیں، بھلا انہیں صحیح سمجھ کیسے نصیب ہو۔ (مریج یعنی خلط ملط، منکر، مضطرب اور مختلف فرمایا، اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ (ذاریات ۵۱: ۸، ۹) یقیناً تم اختلاف والی بات میں پڑے ہوئے ہو۔ قرآن کی اتباع سے وہی رکتا ہے جس کو بھلائی سے موڑ دیا گیا ہو۔

اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَاۤءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ
فُرُوْجٍ ۞ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا
مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۞ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۞ وَنَزَّلْنَا
مِنَ السَّمَاۤءِ مَاۤءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۞
وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۞ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً
مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۞

کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے کس طرح بنایا اور کس طرح زینت دی اور اس میں کوئی شگاف تک نہیں اور ہم نے زمین کھینچ کر بچھا دی اور اس میں پہاڑوں کی میخیں ڈال دیں اور اس میں طرح طرح کی خوش نما چیزیں پیدا کر دیں تا کہ ہر رجوع کرنے والے بندے کی نصیحت وتبصرہ کا ذریعہ بن جائے۔ اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا۔ پھر اس سے باغ اور کاٹے جانے والا غلہ اور کھجوروں کے اونچے اونچے درختوں کو بھی جن کے تہ بہ تہ خوشے ہوتے ہیں، بندوں کی روزی کے لیے پیدا کیا اور ہم نے اس سے مردہ زمین زندہ کی۔ اسی طرح (قبروں سے) نکلنا ہوگا۔

اللہ کی قدرت کی ہمہ گیری کے چند نمونے: (۶۔۸) اللہ کی عظیم قدرت کے چند نمونے پیش کیے جا رہے ہیں جو زندگی بعد

الموت سے کہیں بڑھ کر ہیں جس پر کافروں کو بڑا تعجب ہے اور اسے محال سمجھ رہے ہیں۔ فرمایا، یہ لوگ اپنے سروں پر آسمان کو نہیں دیکھتے کہ ہم نے اسے کس خوبی اور کاریگری سے تاروں کے چراغوں سے خوب صورت اور مزین کر دیا جس میں نہ کوئی سوراخ ہے اور نہ کوئی شگاف و دراڑ۔ یعنی آسمان کی کیسی خوب صورت بناوٹ ہے۔ یہ بالکل گول اور ہموار ہے۔ جس میں جگہ جگہ روشن تارے نظر آتے ہیں جہاں نہ کوئی چھید ہے اور نہ شگاف و دراڑ اور نہ کہیں بال ہی نظر آتا ہے۔ فرمایا، اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ (ملک ۶۷: ۳، ۴) اللہ نے تہہ بہ تہہ سات آسمان پیدا فرمائے۔ تم کو اللہ کی کاریگری میں کوئی خلل دکھائی نہ دے گا۔ بار بار آسمان پر نگاہیں ڈالو اور اسے غور سے دیکھو۔ کیا تمہیں کوئی خلل دکھائی دیا؟ نہیں۔ اچھا پھر بار بار نگاہیں ڈالو۔ نگاہیں نامراد و بےبس ہو کر واپس لوٹ آئیں گی۔ پھر فرمایا کہ زمین کو کھینچ کر پھیلا دیا گیا اور اس میں جگہ جگہ پہاڑوں کی میخیں گاڑ دی گئیں۔ اس میں سر بفلک پہاڑ جما دیئے گئے تاکہ زمین جنبش نہ کر سکے کیونکہ زمین پانی پر ٹھہری ہوئی ہے۔ اسے چاروں طرف سے پانی گھیرے ہوئے ہے اور اس میں طرح طرح کی چیزیں، وضع وضع کی کھیتیاں، قسم قسم کے پھل اور رنگ برنگ کی نباتات پیدا کر دی۔ فرمایا، وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ (ذاریات ۵۱/ ۴۹) ہم نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا بنایا تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔ ''بہیج'' یعنی خوب صورت، خوش نما، خوش منظر اور رونق دار۔ آسمان و زمین کا مشاہدہ کرنے سے اور ان کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھنے سے انسان کے اندر بصیرت پیدا ہوتی ہے۔ اس کی سمجھ روشن ہوتی ہے اور وہ نصیحت ماننے کو تیار ہوتا ہے۔ اس لیے یہ ساری چیزیں ہم نے تمہاری بصیرت و نصیحت قبول کرنے کے لیے بنائیں۔ لیکن ان سے وہی فائدہ اٹھا سکتا ہے جو اللہ سے ڈرنے والا اور اس کی طرف جھکنے والا ہو جو بندہ بن کر بندگی کی حد سے آگے نہ پھلانگے اور جس کا قلب اللہ کی طرف جھکنے والا ہو اور جو عاجزی اور بےبسی کا اظہار کرنے والا ہو۔

(۹، ۱۰) یعنی ہم نے آسمان سے نفع بخش و بابرکت پانی اتارا جس سے ہرے بھرے باغات، لہلہاتی کھیتیاں اور لمبے لمبے کھجوروں کے درخت پیدا کیے۔ یہ پانی ہی کی برکتیں ہیں جو روئے زمین پر مختلف رنگ و روپ میں دکھائی دے رہی ہیں۔ باغوں میں طرح طرح کے پھل اور کھیتیوں سے طرح طرح کے غلے پیدا ہوتے ہیں۔

(۱۱) یعنی جو بندوں کی روزیاں ہیں، اسی پانی سے ہم نے مردہ زمین زندہ کر دی جو خشکی کے بعد تر و تازہ ہو گئی۔ لہلہانے لگی۔ اس پر زندگی کی حرکت پیدا ہو گئی اور اس پر طرح طرح کی پیاری پیاری خوش نما بوٹیاں اگ آئیں جن پر رنگ برنگ کے پھول اور پھل لد گئے۔ جن کی خوب صورتی اور حسن و جمال کو دیکھ کر آنکھ حیران رہ جاتی ہے۔ یہ ساری بہاریں زمین پر خاک اڑنے کے بعد پیدا ہوئیں اور ہر جگہ ہریالی ہی ہریالی نظر آنے لگی۔ یہ زندگی بعد الموت کا نمونہ نہیں تو اور کیا ہے۔ ایسے ہزارہا نمونے تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے رہتے ہو۔ کیا اللہ تمہیں جلانے پر قادر نہیں؟ ضرور ہے اور زندگی بعد الموت برحق ہے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ﴿۱۲﴾ وَعَادٌ
وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿۱۳﴾ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ
الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ
خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۵﴾ ع ۱۵

ان سے پہلے قوم نوحؑ نے، رس والوں نے، ثمودیوں نے، عادیوں نے، فرعون نے، لوط کے بھائیوں نے، ایکہ والوں نے اور تبع کی قوم نے بھی جھٹلایا تھا۔ ہر ایک نے پیغمبروں کو جھوٹا سمجھا تھا۔ پھر میرا ڈراوا ان پر واجب ہو گیا۔ کیا ہم پہلی بار کی پیدائش سے تھک گئے بلکہ یہ ایک نئی پیدائش کی طرف سے شک میں ہیں۔

قریش کو پہلی قوموں کی تباہی کی یاد دہانی: (۱۲ تا ۱۴) اللہ قریش کو ان عذابوں سے ڈرا رہا ہے جو دنیا میں ان سے پہلے ان جیسے جھٹلانے والوں پر آ چکے ہیں۔ مثلاً قوم نوح کو ایک عام سیلاب میں ڈبو دیا گیا جو اس کے وقت آباد زمین پر پھیلا ہوا تھا۔ اسی طرح اصحاب الرس کو تباہ کر دیا گیا جن کا قصہ سورہ فرقان میں گزر چکا ہے۔ ثمودی، عادی، فرعون اور برادران لوط سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ برادران لوط سے آپ کے امتی مراد ہیں یعنی سدوم والے جن کو زمین میں دھنسا دیا گیا تھا۔ پھر اس زمین کو ایک سڑا ہوا بدبودار بحیرہ بنا دیا گیا۔ یہ سارا وبال ان کے کفر، سرکشی اور حق کی مخالفت کا تھا۔ شعیب علیہ السلام کی قوم کو یعنی اصحاب ایکہ کو تباہ کر دیا گیا۔ تبع یمن کی قوم کو برباد کر دیا گیا جس کا بیان سورہ دخان میں گزر گیا۔ ان میں سے ہر ایک قوم نے اپنے اپنے رسول کو نہیں مانا اور انہیں جھوٹا سمجھا۔ پھر جس نے اپنے رسول کو نہ مانا۔ گویا اس نے تمام رسولوں کا انکار کیا۔ فرمایا، كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ (شعراء ۲۶: ۱۰۵) قوم نوحؑ نے پیغمبروں کو جھٹلایا حالانکہ صرف نوحؑ کو جھٹلایا تھا۔ معلوم ہوا کہ ایک نبی کو نہ ماننے سے تمام نبیوں کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ اگر ان کے پاس سارے نبی آتے تو یقیناً ان سب کو جھٹلا دیتے۔ آخر ان پر اللہ کے عذاب واجب ہو گئے۔ ان واقعات سے قریش عبرت پکڑیں۔ کہیں ان کی طرح سے ان پر بھی عذاب نہ آ جائے کیونکہ ان کی طرح یہ بھی تو اپنے نبی کو جھٹلا رہے ہیں۔

دوبارہ پیدا کرنا آسان ہے: (۱۵) یعنی کیا ان کا یہ خیال ہے کہ پہلی پیدائش نے ہمیں تھکا دیا، اس لیے اب دوبارہ پیدا نہ کر سکیں گے بلکہ وہ نئی پیدائش کی طرف سے شک میں ہیں یعنی ابتدائی پیدائش نے ہمیں تھکایا نہیں۔ (نہ کوئی کام ہمیں تھکا سکتا ہے) بلکہ دوبارہ پیدا کرنا تو پہلی بار پیدا کرنے سے بہت ہی آسان ہے۔ فرمایا (۱) وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ (روم ۳۰: ۲۷) وہی ہے جس نے پیدائش کی ابتدا کی۔ پھر وہ اس کو لوٹائے گا اور لوٹانا تو اس کے لیے بہت ہی آسان ہے۔ (۲) وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ (یسین ۳۶: ۷۸ تا ۸۱) انسان ہمارے سامنے مثالیں بیان کرنے لگا اور اپنی پیدائش کو بھول گیا۔ کہنے لگا، بھلا بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے۔ فرما دیجئے، انہیں وہ زندہ کر دے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ صحیح حدیث میں گزر چکا ہے کہ اللہ فرماتا ہے، ابن آدم! مجھے یہ کہہ کر ایذا دیتا ہے کہ اللہ نے جس طرح مجھے پیدا کیا تھا، لوٹائے گا نہیں حالانکہ لوٹانے کی بہ نسبت ابتدائی پیدائش مشکل ہوتی ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ ۖ وَنَحْنُ أَقْرَبُ
إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ﴿١٦﴾ إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ
الشِّمَالِ قَعِيدٌ ﴿١٧﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿١٨﴾
وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذَٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ﴿١٩﴾ وَنُفِخَ

فِي الصُّورِ ۗ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ۝ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ۝ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝

بلا شبہ ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم اس کے دلی خیالات جانتے ہیں اور ہم اس سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ جب دو لینے والے لیے جا رہے ہیں۔ ایک سیدھی جانب اور ایک بائیں جانب بیٹھا ہوا ہے۔ انسان کوئی لفظ نہیں بولتا مگر اس کے پاس ایک نگہبان تیار ہے۔ یقیناً سکرات موت پیش آنے والی ہے۔ یہی تو وہ ہے جس سے تو بدکا کرتا تھا اور صور پھونک دیا جائے گا۔ یہی عذاب کے وعدے کا دن ہوگا۔ ہر شخص معہ اپنے ہمراہ کے اور گواہی کے آئے گا۔ بلا شبہ تو اس سے غفلت میں تھا۔ ہم نے تجھ سے تیرا پردہ ہٹا دیا۔ آج تیری نگاہ تیز ہے۔

اللہ مختار مطلق اور قادر مطلق ہے: (۱۶) اللہ انسان پر اپنے اختیار و قدرت کی خبر دے رہا ہے کہ میں اس کا خالق ہوں۔ میرا علم اس کی تمام باتوں کو تمام رازوں کو بلکہ دلی خیالوں تک کو گھیرے ہوئے ہے اور میں اس کے برے بھلے ارادوں تک سے باخبر ہوں۔ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ نے میری امت کے خیالات سے درگزر فرما دی ہے تاوقتیکہ انہیں زبان پر نہ لائے یا عمل نہ کرلے۔ پھر فرمایا کہ ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں یعنی اللہ کے فرشتے انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

مرنے والے کے بارے میں فرمایا۔ (۱) وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ (واقعہ ۵۶: ۸۵) ہم اس سے بہ نسبت تمہارے زیادہ قریب ہیں لیکن تم دیکھتے نہیں۔ یعنی ہمارے فرشتے بہ نسبت تمہارے اس کے بہت قریب ہیں لیکن تم کو نظر نہیں آتے۔ (۲) اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ (حجر ۱۵: ۹) ہمیں نے قرآن اتارا اور ہمیں اس کے محافظ ہیں یعنی فرشتے ہی اللہ کے حکم سے قرآن لے کر اترے تھے۔ اسی طرح اللہ نے فرشتوں کو یہ قدرت دی ہے کہ وہ بہ نسبت انسانوں کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب رہیں۔ لہذا انسان کو ایک چوکا فرشتہ مارتا ہے اور ایک شیطان۔ اسی طرح شیطان بھی خون کی طرح جسم میں چلتا پھرتا ہے جیسا کہ سب سے سچے رسول نے فرمایا۔

اعمال نامہ لکھنے والے فرشتے: (۱۷) دو لینے والوں سے وہ دو فرشتے مراد ہیں جو انسان کا اعمال نامہ لکھتے رہتے ہیں یعنی کراماً کاتبین اعمال نامہ لکھ رہے ہیں۔ ایک سیدھے کندھے پر بیٹھا ہوا ہے اور ایک بائیں پر اور انسان کی سیکنڈ سیکنڈ کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ ایک ایک بات اور ایک ایک عمل لکھا جا رہا ہے۔ (۲) ادھر انسان کی زبان سے کچھ نکلا، ادھر ان فرشتوں نے اسے لکھا۔ فرشتے اسی انتظار میں رہتے ہیں اور اسی کام پر مقرر ہیں کہ لکھتے رہیں۔ یہ کسی قول و فعل کو لکھے بغیر نہیں چھوڑتے۔ اللہ کے دو کراماً کاتبین انسان کے کندھوں پر موجود رہتے ہیں اور انسان کو خبر تک بھی نہیں ہوتی۔ زندگی کے ہر ہر لمحے کا ریکارڈ کیا جا رہا ہے۔ جو قیامت کے دن سامنے لاکر رکھ دیا جائے گا۔ فرمایا، وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ (انفطار ۸۲: ۱۰ تا ۱۲) یاد رکھو! تم پر نگران مقرر ہیں جو عزت والے اور لکھنے والے فرشتے ہیں۔ وہ تمہارے کاموں کو جانتے ہیں۔

سکرات کا بیان: (۱۹) یعنی اے انسان! سکرات موت آکر رہے گی۔ اور آج تو جس شک میں گرفتار ہے، سکرات موت آکر

اسے دور کر دے گی۔ پھر تجھے یقین آ جائے گا۔ جب تجھ سے کہا جائے گا کہ یہی تو وہ ہے جس سے تو بھاگا کرتا تھا۔ آج اس نے تیرا گلا آ کر پکڑ لیا ہے۔ اب تو نہ بھاگ سکتا ہے نہ چھپ سکتا ہے، نہ دامن چھڑا سکتا ہے اور نہ رہائی پا سکتا ہے۔ صدیقہؓ فرماتی ہیں میں نزع کے وقت اپنے والد کے سرہانے آ کر بیٹھ گئی۔ اتنے میں آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ اس وقت میں نے یہ شعر پڑھا۔ جس کے آنسوں ہمیشہ ٹھہرے رہتے ہیں۔ ایک نہ ایک دن ضرور ٹپک پڑتے ہیں۔ آپ نے سر اٹھا کر فرمایا، بیٹا یوں نہ کہو۔ بلکہ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ پڑھو۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، موت سے بھاگنے والے کی مثال اس لومڑی کی سی ہے جس سے زمین کسی دن اپنا قرض مانگنے لگی اور وہ اس سے چھپنے کے لیے ادھر ادھر بھاگنے لگی۔ پھر جب تھک کر چور ہوگئی تو بل میں آ گھسی۔ یہاں بھی زمین تھی۔ پھر اس نے قرض مانگا۔ لومڑی پھر بل سے نکل کر بھاگی۔ سانس پہلے ہی سے پھولا ہوا تھا اور تھک کر چور ہو چکی تھی۔ آخر بھاگتے بھاگتے گری اور گردن ٹوٹ کر مر گئی۔ یعنی جس طرح لومڑی زمین سے ہٹ نہ سکی اور زمین پر ہی بھاگتے بھاگتے مر گئی۔ اسی طرح انسان کو موت کے بغیر چارہ نہیں۔

صور کا بیان: (۲۰) اس آیت میں صور پھونکے جانے کا بیان ہے۔ قیامت کے قریب صور پھونکا جائے گا۔ صور کا، گھبراہٹ و بے ہوشی کا اور زندگی بعد الموت کا بیان گزر چکا ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، میں کیسے چین سے بیٹھوں حالانکہ صور والے فرشتہ نے صور منہ میں لے لیا ہے۔ اور سر جھکائے اللہ کے حکم کا منتظر ہے۔ صحابہ نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ! ہم کیا پڑھیں۔ فرمایا، حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ پڑھتے رہو۔

سائق وشاہد کی تفسیر: (۲۱) سائق سے وہ فرشتہ مراد ہے جو انسان کو گھیر گھار کر میدان محشر میں لائے گا اور شاہد سے اس کے عملوں پر گواہ فرشتہ مراد ہے۔ بظاہر آیت سے یہی مراد ہے اور یہی ابن جریر نے پسند کیا ہے۔ ایک دفعہ عثمانؓ نے خطبہ میں یہی آیت پڑھ کر فرمایا کہ سائق سے انسان کو اللہ کے پاس لانے والا اور شاہد سے اس کے عملوں کی گواہی دینے والا فرشتہ مراد ہے۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں سائق فرشتہ ہے اور شاہد عمل ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں سائق فرشتہ ہے اور شاہد خود انسان ہے۔

دنیا میں غفلت تھی، آج آنکھیں کھل گئیں: (۲۲) کافر سے یا ہر نیک و بد سے خطاب ہے کیونکہ دنیا کی بہ نسبت آخرت ایسی ہے جیسے خواب کے مقابلہ میں بیداری۔ آخرت بیداری ہے اور دنیا خواب ہے۔ یعنی اے انسان! تو اس دن کی طرف سے غفلت میں پڑا ہوا تھا۔ آج تیری آنکھوں سے پردہ ہٹا دیا گیا اور تیری نگاہ تیز ہوگئی کیونکہ قیامت کے دن ہر شخص کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ یہاں تک کہ کافر بھی سیدھی راہ پر آ جائیں گے لیکن اس وقت سیدھی راہ اختیار کرنا بے سود ہوگا۔ فرمایا، اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ (مریم ۱۹: ۳۸) جس دن یہ ہمارے سامنے آئیں گے تو خوب دیکھنے اور سننے والے ہوں گے۔

وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ﴿۲۳﴾ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۲۴﴾
مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ﴿۲۵﴾ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي
الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿۲۶﴾ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۭ

بَعَبِيدٍ ﴿٢٧﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُم بِالْوَعِيدِ ﴿٢٨﴾ مَا يُبَدَّلُ
الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿٢٩﴾ ع

اور اس کا ہم نشین فرشتہ کہے گا، یہ تیار ہے جو میرے پاس تھا۔ ہر کافر سرکش کو جہنم میں ڈال دو۔ جو بھلائی سے روکنے والا، حد سے آگے بڑھنے والا اور شک کرنے والا تھا۔ جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بنالیا تھا۔ اس لیے ایسے شخص کو سخت عذاب میں ڈال دو۔ اس کا ہم نشین شیطان کہے گا، اے ہمارے رب! میں نے اس کو سرکش نہیں بنایا تھا بلکہ یہ خود ہی راہ سے بہت دور ہٹا ہوا تھا۔ اللہ فرمائے گا، میرے پاس مت جھگڑو۔ میں نے دنیا ہی میں تمہارے پاس عذاب کا وعدہ پہنچا دیا تھا۔ میری بات بدلنے والی نہیں اور نہ میں بندوں پر ظلم کرنے والا ہوں۔

فرشتہ قیامت کے دن اعمال نامہ پیش کردے گا: (۲۳ تا ۲۵) اللہ تعالیٰ ان آیات میں اس فرشتے کی طرف سے خبر دے رہا ہے جو انسان کے عمل لکھنے پر تعینات ہے کہ وہ فرشتہ اس کے عملوں کی قیامت کے دن گواہی دے گا اور کہے گا کہ لیجئے، یہ میرے پاس اس کا کچا چٹھا تیار ہے جس میں ذرا سی بھی کمی بیشی نہیں۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خطاب سائق اور شہید دونوں فرشتوں سے ہے۔ سائق نے اس کو اللہ کے سامنے حساب کے لیے پیش کیا اور شہید نے عملوں کی گواہی دی۔ اللہ انہیں دونوں سے فرمائے گا کہ سرکش کافر کو جہنم میں جھونک دو جو بدترین ٹھکانہ ہے۔ کفار سے، بڑے کفر والا، کثرت سے کفر و تکذیب کرنے والا اور عنید سے حق کا مخالف اور جان بوجھ کر باطل کو حق پر ترجیح دینے والا مراد ہے۔ مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ یعنی حقوق واجبہ نہ ادا کرنے والا، نہ کسی سے حسن سلوک کرنے والا، نہ صلہ رحمی کرنے والا اور نہ صدقہ خیرات کرنے والا، مُعْتَدٍ یعنی باطل پر خرچ کرنے میں حد سے آگے بڑھ جانے والا، مسرف اور بول چال میں اللہ کے احکام کی پرواہ نہ کرنے والا۔

مشرک پر سخت عذاب: (۲۶) یعنی جس نے اللہ کے ساتھ دوسروں کی عبادت کر کے شرک کیا ہے، اس کو سخت عذاب میں ڈالو۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ جہنم سے ایک گردن ظاہر ہوگی جو بات کرے گی۔ کہے گی، آج میں تین شخصوں پر مسلط کی گئی ہوں۔ ہر ظالم و جابر اور سرکش پر۔ ہر مشرک پر اور ناحق قتل کرنے والے پر۔ پھر وہ ان سے لپٹ کر انہیں جہنم کی گہرائیوں میں پھینک دے گی۔ (۱)

شیطان کی صفائی: (۲۷) قرین سے مراد وہ شیطان ہے جو دنیا میں انسان کو گمراہ کیا کرتا تھا۔ یہ شیطان انسان کو دیکھ کر قیامت کے دن اپنی برات ظاہر کرے گا اور کہے گا کہ اے رب! میں نے اس کو نہیں بہکایا بلکہ یہ خود ہی گمراہ باطل پسند اور حق کا مخالف تھا۔ فرمایا، وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ (ابراہیم ۱۴: ۲۲) اور جب تمام باتوں کا فیصلہ ہو جائے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ نے تم سے سچا وعدہ فرمایا تھا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا لیکن میں تو وعدے کو پورا کرنے والا ہوں ہی نہیں۔ میرا تم پر کوئی زور و غلبہ تھا نہیں البتہ میں نے تم کو ایک کام کی دعوت دی تھی۔ جس کو تم نے قبول کر لیا۔ مجھ پر لعنت نہ بھیجو بلکہ اپنے اوپر ہی لعنت بھیجو۔ نہ تو میں تمہاری خیر خواہی کر سکتا ہوں۔ اور نہ تم میری۔ میں پہلے ہی سے تمہارے شرک کا انکاری ہوں۔ یاد رکھو! ظالموں ہی کے لیے

دردناک عذاب ہے۔

انسان اور اس کا ساتھی ایک دوسرے کو جھٹلائے گا: (۲۸) اللہ انسان سے اور اس کے ساتھی جن سے فرمائے گا کیونکہ یہ دونوں رب کے سامنے جھگڑیں گے۔ انسان کہے گا، اے رب! اسی نے مجھے بہکا رکھا تھا اور نصیحت نہیں ماننے دیتا تھا۔ نصیحت میرے پاس آ گئی مگر مجھ میں اور نصیحت میں یہ بدبخت حائل ہو گیا تھا۔ اور شیطان کہے گا، اے رب! میں نے اس کو سرکش نہیں بنایا تھا۔ یہ تو خود ہی گمراہ شر پسند اور حق کا مخالف تھا اور سخت گمراہی میں مبتلا تھا۔ اس پر اللہ ان دونوں سے فرمائے گا کہ میرے پاس جھگڑا نہ کرو۔ میں نے پہلے ہی رسول بھیج کر اور کتابیں نازل فرما کر حجتیں پوری کر دی تھیں اور جہنم سے تمہیں ہوشیار کر دیا تھا۔

(۲۹) میری بات بدلنے والی نہیں۔ میں نے جو کچھ فیصلہ کرنا تھا، کر دیا۔ میں کسی دوسرے کے گناہ کی وجہ سے اسے عذاب میں مبتلا نہ کروں گا بلکہ اسی کے گناہ کے عذاب میں اس کو مبتلا کروں گا جب کہ عذاب کا مکمل ثبوت بھی ہوگا۔

يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ ﴿۳۰﴾ وَأُزْلِفَتِ
الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ﴿۳۱﴾ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيظٍ ﴿۳۲﴾
مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ﴿۳۳﴾ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ذَٰلِكَ
يَوْمُ الْخُلُودِ ﴿۳۴﴾ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ﴿۳۵﴾

جس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے، کیا تو بھر گئی اور وہ جواب دے گی۔ کیا کچھ مزید ہے؟ اور جنت متقیوں کے قریب کر دی جائے گی جو ذرا بھی دور نہ ہو گی۔ (کہا جائے گا) کہ یہ وہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ اور ہر اس شخص کے لیے ہے جو رجوع کرنے والا اور پابندی کرنے والا تھا۔ جو رحمان کا غائبانہ ڈر رکھتے ہوں اور رجوع ہونے والے دل لائے ہوں۔ ان سے کہا جائے گا کہ تم اس جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ۔ یہ ہمیشگی والا دن ہے۔ وہاں انہیں جو چاہیں گے، سب کچھ ملے گا اور ہمارے پاس زیادہ بھی ہے۔

---

(۳۰) اللہ قیامت کے دن دوزخ سے پوچھے گا کہ بھری ہے یا نہیں؟ وہ جواب میں هَلْ مِنْ مَزِيدٍ (ابھی اور ہے) کا نعرہ لگائے گی۔ اللہ نے جہنم سے یہ وعدہ فرما لیا ہے کہ وہ اسے سرکش جنوں اور انسانوں سے قیامت کے دن بھر دے گا لیکن وہ هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ ہی کا نعرہ لگاتی رہے گی یعنی ابھی اور جو گناہ گار باقی ہیں، ان کو مجھ میں ڈال دیجئے۔ بظاہر آیت سے یہی مطلب معلوم ہوتا ہے اور اسی پر حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، گنہ گار جہنم میں ڈالے جائیں گے لیکن وہ هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ ہی کہتی رہے گی۔ پھر جب اللہ اس میں اپنا قدم رکھے گا تو وہ بس بس کہے گی۔ (ب) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا۔ ایک دفعہ جنت و دوزخ میں گفتگو ہوئی۔ دوزخ بولی، مجھ میں سرکش و مغرور ہوں گے۔ جنت بولی، مجھ میں کمزور و محتاج ہوں گے۔ اللہ نے دونوں میں فیصلہ فرما دیا۔ جنت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے۔ میں تیرے ذریعہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا، رحم کروں گا اور دوزخ سے کہا کہ تو میرا عذاب ہی ہے۔ میں تجھ سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا، عذاب کروں گا اور تم میں سے ہر ایک کو

بھر دوں گا۔ (م)

جنت پارساؤں کے قریب کر دی جائے گی: (۳۱) یعنی قیامت کے دن جنت پر ہیز گاروں کے قریب کر دی جائے گی جو دور نہیں ہے کیونکہ جو چیز یقینی طور پر آنے والی ہو، وہ دور نہیں ہے بلکہ قریب ہی ہے۔

اوّاب کی تفسیر: (۳۲) اواب یعنی رجوع کرنے والا، توبہ کرنے والا اور گناہوں سے باز رہنے والا۔ حفیظ یعنی وعدے کا سچا اور عہد نہ توڑنے والا۔ عبید بن عمیرؒ فرماتے ہیں اوّاب حفیظ سے وہ شخص مراد ہے جو کسی مجلس میں بیٹھتا ہے تو استغفار پڑھ کر ہی اٹھتا ہے۔

(۳۳) یعنی جس نے تنہائی میں اللہ کا خوف رکھا۔ جب اللہ کے سوا کوئی اور دیکھنے والا نہ تھا جیسا کہ اللہ کے رسول نے فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن اپنے عرش کے نیچے اسے بھی سایہ دے گا جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کے خوف سے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر شرک سے محفوظ دل لے کر حاضر ہوا۔ یعنی قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملاقات کی کہ دل شرک سے محفوظ اور اللہ کی طرف جھکنے والا اور اللہ کا فرماں بردار تھا۔

(۳۴) یعنی ایسے خوش نصیبوں سے کہا جائے گا کہ سلامتی سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ کے عذاب سے تم بچ گئے اور فرشتے بھی تمہیں سلام کر رہے ہیں۔

جنتی جنت میں جو چاہیں گے، ملے گا: (۳۵) جنتی جنت میں جو چاہیں گے، وہی پائیں گے بلکہ اس سے بھی زیادہ ملے گا۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جب تم جنت میں کسی پرند کے گوشت کی خواہش کرو گے تو وہ بھنا بھنایا تمہارے سامنے آ موجود ہوگا۔ (۲) جب کوئی مومن جنت میں اولاد کی خواہش کرے گا تو گھڑی بھر میں حمل، وضع حمل اور بچہ کی جوانی ظاہر ہو جائے گی۔ (ت، ابن ماجہ) (۳) جنتی جو چاہے گا، وہی ہو جائے گا۔ (ت) فرمایا، لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ (یونس ۱۰:۲۶) جن لوگوں نے خلوص سے نیک عمل کیے، ان کے لیے نیکی ہے اور زیادہ بھی ہے۔ مسلم کی صہیب بن سنان رومی والی حدیث میں گزر چکا کہ زیادۃ سے مراد اللہ کے رخ انور کا دیدار ہے۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جنتی ستر سال تک رخ بدلے بغیر ٹیک لگائے جنت میں بیٹھا رہے گا۔ پھر ایک حور آ کر اس کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھ کر اس کو اپنی طرف متوجہ کرے گی۔ اسے اس کے رخسارے میں اپنا چہرہ اسی طرح دکھائی دے گا جیسے صاف شفاف آئینے میں چہرہ نظر آ جاتا ہے۔ اس حور کے زیور کا ادنیٰ موتی مشرق و مغرب کو جگمگا دے گا۔ یہ اسے سلام کرے گی۔ جنتی سلام کا جواب دے کر پوچھے گا، تم کون ہو؟ عرض کرے گی کہ میں مزید سے ہوں۔ یہ حور ستر جوڑے زیب بدن کیے ہوئے ہوگی مگر پھر بھی اس کی پنڈلی کا گودا نظر آ رہا ہوگا۔ یعنی اس قدر خوب صورت اور چمک دمک والی ہوگی کہ ستر جوڑوں کے باوجود نگاہ اس کی پنڈلی کے گودے کو دیکھ لے گی۔ اس کے سر پر تاج ہوگا جس کے ادنیٰ موتی کی جوت سے مشرق و مغرب جگمگا جائے گا۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِى الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ

شَهِيدٌ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾

ان سے پہلے ہم نے بہت سی قومیں غارت کر دیں جوان سے طاقت میں کہیں زیادہ تھیں۔ یہ شہروں میں بھاگنے کی جگہ تلاش کرتے ہی رہے۔ دل والے کے لیے اس میں یقیناً زبردست عبرت ہے اور اس کے لیے بھی جو دل حاضر کر کے کان لگائے۔ بلا شبہ ہم نے آسمان وزمین کو اور ان کی درمیانی چیزوں کو چھ دن میں بنا دیا اور ہمیں تکان نے چھوا تک بھی نہیں۔ جو کچھ یہ کہتے ہیں، ان پر آپ صبر کرتے رہیں اور اپنے رب کی پاکی اس کی حمد کے ساتھ بیان کرتے رہیں۔ سورج نکلنے سے پہلے بھی اور سورج ڈوب جانے سے پہلے بھی اور رات کو بھی آپ اس کی پاکی بیان کریں اور سجدوں کے بعد بھی۔

تمام پہلے انبیاء کو جھٹلانے والے تباہ ہوئے: (۳۶) یعنی ہم نے ان جھٹلانے والوں سے پہلے بہت سی قومیں غارت کر دیں جو قوت وتعداد میں ان سے بڑھ کر تھیں اور انہوں نے ان سے زیادہ زمین آباد کر رکھی تھی اور کثرت سے لمبے لمبے تجارتی سفر کیا کرتی تھیں اور دنیا میں اپنی یادگاریں چھوڑ گئیں۔ انہوں نے دنیا میں فساد مچا رکھا تھا۔ پھر فرمایا کہ ہے کوئی بچنے کی جگہ؟ یعنی ہمارے عذاب سے بچنے کے لیے امن کی جگہ تلاش ہی کرتی رہ گئیں۔ بھلا اللہ کے فیصلہ اور تقدیر کی تحریر سے کہاں بھاگ کر جا سکتی تھیں۔ جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور انہیں اللہ کے عذاب نے آ گھیرا تو بغلیں جھانکتے ہی رہ گئے۔ بھاگنا چاہا مگر بھاگ کر جا ہی کہاں سکتے تھے؟ نہ دولت وثروت کام آئی اور نہ قوت وطاقت اللہ کے عذاب سے بچا سکی۔ اے قریش! تم بھی اللہ کے رسول کو جھٹلا رہے ہو۔ تمہارے سامنے پہلی قوموں کے نمونے موجود ہیں۔ اگر تم پر بھی اللہ کا عذاب آ جائے تو پھر کف افسوس ہی ملتے رہ جاؤ گے۔ نہ کہیں بھاگ کر جا سکو گے، نہ کہیں سر چھپا سکو گے، نہ کوئی پناہ گاہ بچائے گی اور نہ کوئی محفوظ قلعہ کام آئے گا۔

(۳۷) یعنی پہلی قوموں کے واقعات میں اہل بصیرت کے لیے بڑی زبردست عبرت ہے اور سن کر سمجھنے والوں کے لیے کافی نصیحت ہے یعنی جنہوں نے بات سن کر اسے یاد رکھ کر اس میں غور وفکر کیا اور اسے خوب سمجھنے کی کوشش کی۔

قیامت اور زندگی بعد الموت کا ثبوت: (۳۸) اس آیت میں قیامت کا اور زندگی بعد الموت کا ثبوت ہے کیونکہ جو آسمان و زمین جیسی مخلوق بنانے پر قادر ہو اور تکان محسوس نہ کرے، وہ مردے زندہ کرنے پر بدرجہ اولی قادر ہوگا۔

صبر کی تعلیم: (۳۹) یعنی آپ جھٹلانے والوں کی باتوں پر صبر کریں۔ انہیں خوب صورتی کے ساتھ چھوڑ دیں اور سورج کے طلوع و غروب سے پہلے رب کی پاکی مع اس کی حمد کے بیان کریں۔ معراج سے پہلے صبح وعصر کی نماز ہی پڑھی جاتی تھی۔ جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھ کر ہم سے فرمایا کہ تم سب اللہ کے سامنے پیش کیے جاؤ گے اور اسے اس طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ اس کے دیکھنے کے لیے دھکم دھکا نہ ہوگی۔ خبردار! صبح وعصر کی نماز ہرگز نہ چھوڑنا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ (ج)

(۴۰) یعنی رات میں بھی نماز پڑھو۔ فرمایا، وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ (اسراء ۱۷: ۷۹) رات میں تہجد پڑھئے جو آپ کی نفلی

نماز ہوگی۔امید ہے کہ آپ کو آپ کا رب مقام محمود عطا فرمائے گا۔

نماز کے بعد تسبیح کا بیان: پھر فرمایا کہ سجدوں کے بعد بھی یعنی نماز کے بعد تسبیح پڑھی جائے۔(ابن عباسؓ) غریب مہاجروں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! مال دار بلند درجوں اور پائیدار نعمتوں کے حاصل کرنے میں ہم سے بڑھ گئے۔فرمایا، کیسے؟ بولے، وہ نماز و روزہ تو ہماری طرح انجام دیتے ہیں مگر خیرات بھی کرتے ہیں اور غلام بھی آزاد کرتے ہیں۔ان عبادتوں سے ہم محروم ہیں۔ فرمایا، کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ سکھادوں جس کے پابند ہو کر تم اپنے بعد والوں سے بڑھ جاؤ اور تم سے بجز اس پر عمل کرنے والے کے کوئی افضل نہ ہو۔نماز کے بعد ۳۳، ۳۳، ۳۳ دفعہ سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھتے رہو۔پھر ایک زمانہ کے بعد غرباء آ کر کہنے لگے، یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے مال دار بھائی بھی سن کر یہ عمل پڑھنے لگے۔فرمایا، یہ تو اللہ کا فضل ہے۔اللہ اپنا فضل جسے چاہے عطا فرمائے۔(ق)

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿٤١﴾ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ﴿٤٢﴾ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ﴿٤٣﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذَٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ﴿٤٤﴾ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ وَعِيدِ ﴿٤٥﴾ ع

سنئے جس دن ایک پکارنے والا قریب کی جگہ سے پکارے گا۔جس دن لوگ یقین سے چیخ کو سن لیں گے۔یہ (قبروں سے) نکلنے کا دن ہوگا بلاشبہ ہمیں جلاتے ہیں اور ہمیں مارتے ہیں اور ہمارے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے۔جس دن زمین ان سے پھٹ جائے گی اور یہ اس سے دوڑتے ہوئے نکل پڑیں گے۔یہ جمع کرنا ہمارے لیے آسان ہے۔یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں، ہمیں بخوبی معلوم ہے۔ آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں۔آپ ان کو جو میرے ڈراوے سے ڈرتے ہیں، قرآن سے نصیحت کرتے رہیں۔

ایک فرشتہ کا اعلان: (۴۱) یہ خطاب نبی ﷺ سے ہے کہ آپ صبر کیجئے۔وہ دن آ رہا ہے جب یہ منکرین رسالت و قیامت پریشانیوں سے دوچار ہوں اور آپ اپنی نظروں سے اسے دیکھیں گے یعنی بروز قیامت۔

صور کا بیان: (۴۲) چیخ سے مراد صور ہے یعنی آج تو مشرک قیامت میں متردد ہیں، اس دن تو یقینی طور پر صور کی آواز سن لیں گے۔وہ دن قبروں سے نکل اٹھنے کا ہوگا۔

زندگی بعد الموت کا بیان: (۴۳) یعنی اللہ ہی نے پیدائش کا آغاز کیا، وہی انسان کو دوبارہ پیدا کر دے گا۔دوبارہ پیدا کرنا تو اور بھی آسان ہے۔اور تمام مخلوق لوٹ کر اس کے پاس آ جائے گی تاکہ ہر ایک کو اس کے اچھے یا برے عملوں کا بدلہ دیا جائے۔

(۴۴) اللہ کے حکم سے ایک بارش ہوگی جس سے تمام انسانوں کے جسم اپنی اپنی قبروں میں پیدا ہو جائیں گے۔جس طرح نمی میں دانہ اگ آتا ہے۔جب جسم مکمل ہو جائیں گے تو اللہ اسرافیل کو دوسرا صور پھونکنے کا حکم دے گا۔صور کے بے شمار سوراخوں میں ہر ایک کی روح ہوگی۔جب اسرافیل صور پھونکیں گے تو روحیں ذرات کی طرح آسمان و زمین کی درمیانی فضا میں منتشر ہو جائیں گی۔

اللہ اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر فرمائے گا کہ ہر ایک روح اپنے اپنے جسم کی طرف جس سے وہ دنیا میں آباد تھا، لوٹ کر چلی جائے۔ یہ فرمان سنتے ہی ہر روح اپنے اپنے جسم میں گھس جائے گی۔ جس طرح زہر کا اثر رگ و ریشے میں سرایت کر جاتا ہے۔ اسی طرح وہ روح جسم کے رگ و ریشے میں سرایت کرتی ہوئی فوراً دوڑ جائے گی۔ پھر زمین پھٹ کر لوگ اپنی اپنی قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے اور میدان محشر میں اللہ کے حکم کے مطابق دوڑتے ہوئے آموجود ہوں گے۔

فرمایا، وَمَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ (لقمان ۳۱: ۲۸) بنانا اور مارنے کے بعد جلا دینا ایک شخص کے مارنے جلانے کی طرح ہے۔ بلاشبہ اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

رحمت عالم ﷺ کو تسکین: (۴۵) یعنی اے پیارے رسول ﷺ! یہ مشرک آپ کی جو تکذیب کر رہے ہیں، ہمیں بخوبی معلوم ہے۔ آپ پرواہ نہ کریں۔ ہم ان سے خود بدلہ لے لیں گے۔ فرمایا، وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ (حجر ۱۵: ۹۷ تا ۹۹) بلاشبہ ہم جانتے ہیں، آپ ان مشرکوں کی باتوں سے تنگ دل ہوتے ہیں۔ آپ حمد کے ساتھ اپنے رب کی پاکی بیان کرتے رہیں۔ نماز پڑھتے رہیں اور موت آنے تک اپنے رب کی عبادت میں لگے رہیں۔ یعنی تنگ دلی کا یہ علاج ہے۔ پھر فرمایا، آپ ان پر زبردستی کرنے والے نہیں۔ یعنی آپ انہیں ہدایت پر لانے کے ذمے دار نہیں، نہ اس کی آپ کو تکلیف دی گئی ہے۔

پھر فرمایا کہ قرآن سے انہیں سمجھاتے رہیں۔ جن کو میرے ڈراوے کا ڈر اور میرے وعدے کا یقین ہے۔ فرمایا (۱) فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ (رعد ۱۳: ۴۰) آپ کے ذمہ صرف تبلیغ کرنا ہے اور ہمارے ذمہ حساب ہے۔ (۲) فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ (غاشیہ ۸۸: ۲۱، ۲۲) آپ نصیحت کرتے رہیں۔ آپ صرف نصیحت ہی کرنے والے ہیں، حاکم نہیں ہیں۔ (۳) لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ (بقرہ ۲: ۲۷۲) آپ کے ذمے ہدایت نہیں ہے۔ اللہ جسے چاہے، ہدایت دے۔ (۴) اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ (قصص ۲۸: ۵۶) آپ جس کو اپنا محبوب سمجھتے ہیں، اسے ہدایت پر نہیں لا سکتے۔ لیکن اللہ جس کو چاہے، ہدایت پر لے آئے۔ اسی لیے یہاں فرمایا کہ آپ ان پر جبار نہیں ہیں۔ آپ ڈرانے والوں کو قرآن سے نصیحت فرماتے رہیں۔

الحمدللہ سورہ ق کی تفسیر پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ رب العالمین قبول فرما کر ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین۔

سورۂ ذاریات

بترتیب مصحف یہ ۵۱ ویں سورہ ہے اور بترتیب نزول ۶۷ ویں اور یہ مکی سورہ ہے۔ اس میں ۶۰ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝١ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝٢ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝٣ فَالْمُقَسِّمٰتِ
اَمْرًا ۝٤ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝٥ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۝٦ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ
الْحُبُكِ ۝٧ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝٨ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝٩ قُتِلَ

الْخَرّٰصُوْنَ ⑩ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ⑪ یَسْـَٔلُوْنَ اَیَّانَ یَوْمُ
الدِّیْنِ ⑫ یَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ یُفْتَنُوْنَ ⑬ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ هٰذَا الَّذِیْ
كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ⑭

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اورنہایت رحم والا ہے

اڑا کر بکھیرنے والی ہواؤں کی قسم! پھر بوجھ اٹھانے والے بادلوں کی قسم! پھر آسانی سے چلنے والی کشتیوں کی قسم! پھر کام تقسیم کرنے والے فرشتوں کی قسم! تم سے جو وعدہ کیا گیا ہے، وہ سچا ہی ہے۔اور بدلہ مل کر ہی رہے گا۔ راہوں والے آسمان کی قسم! تم اختلاف والی بات میں پڑے ہوئے ہو۔اس سے وہی پھیرا جاسکتا ہے جو پھیر دیا گیا ہو۔ اٹکل کرنے والے غارت ہوں جو غفلت میں بھولے ہوئے ہیں۔آپ سے پوچھتے ہیں کہ جزا کا دن کب ہوگا؟ جس دن یہ آگ کے فتنے میں مبتلا کیے جائیں گے اوران سے کہا جائے گا کہ اپنے فتنے کا مزہ چکھتے رہو۔یہ وہی ہے جس کی تم جلدی مچایا کرتے تھے۔

(۱ تا ۴) ایک دفعہ علیؓ نے منبر پر فرمایا کہ تم قرآن کی جو آیت اور اللہ کے رسول ﷺ کی جو حدیث پوچھو گے، میں اس کا جواب دوں گا۔اس پر ابن الکواء نے کھڑے ہوکر کہا کہ اے امیر المومنین! وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا، ''ہوا'' مراد ہے۔ بولا، فالحاملات وقرا کے؟ فرمایا، بادل۔ پوچھا، فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا کے؟ فرمایا، کشتیاں۔ پوچھا، فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا کے؟ فرمایا، فرشتے۔

قیامت، زندگی بعدالموت، جنت وجہنم اورحساب برحق ہے: (۵، ۶) اللہ نے قیامت کا اور زندگی بعدالموت کا قسم کھا کر یقین دلایا ہے۔اسی لیے فرمایا کہ جس کا تم سے وعدہ ہے، وہ سچی بات ہے اور حساب جو اللہ کے انصاف کا تقاضا ہے، یقیناً ہوگا۔

(۷) یعنی خوب صورت اور ہموار آسمان کی قسم! معلوم ہوا آسمان حسن و جمال اور رونق و بہار والا ہے جیسا کہ ابن عباس کا قول ہے۔آسمان کا بلند ہونا، صاف شفاف ہونا، ہموار ہونا، اس کی بناوٹ کا عمدہ ہونا، اس کا مضبوط ہونا، اس کا چوڑا اور وسیع ہونا، اس پر بہار کا ہونا، اس کا تاروں سے جگمگانا سب اس کی خوب صورتی اور بہار کی چیزیں ہیں۔

مشرکوں کے باہمی اختلاف کا بیان: (۸) یعنی اے جھٹلانے والے مشرکو! تمہاری باتوں میں اختلاف واضطراب ہے۔تم ایک بات پر متحد نہیں ہوتے اور کسی نتیجے پر نہیں پہنچتے۔

(۹) یعنی ایسی حالت گمراہ شخص ہی کی ہوتی ہے کیونکہ باطل کا وہی مطیع ہوتا ہے اور جو صحیح راہ سے بھٹک جاتا ہے اور صحیح سمجھ اور تجربہ سے محروم ہوتا ہے۔فرمایا فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ (صافات ۳۷: ۱۶۱ تا ۱۶۳) تم اور تمہارے معبود اسی کو فتنے میں ڈال سکتے ہیں جو جہنم میں داخل ہونے والا ہے۔

قیامت میں شک کرنے والوں پر اللہ کی لعنت: (۱۰) خراصون یعنی جھوٹے جیسے قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ (عبس ۸۰: ۱۷) انسان غارت ہو، کیسا ناشکرا ہے۔ بددعا ہے۔اسی طرح یہاں قتل الخراصون ہے یعنی غارت ہوں جھوٹ بولنے والے جو زندگی بعدالموت اور قیامت کا عقیدہ نہیں رکھتے۔ابن عباسؓ فرماتے ہیں قیامت میں شک کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

(۱۱'۱۲) غمرۃ یعنی کفر وشک یعنی یہ لوگ کفر وشک میں ڈوبے ہوئے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں۔ انکار وتکذیب کی غرض سے پوچھتے ہیں کہ آخر جزا کا دن کب آئے گا۔

(۱۳'۱۴) یعنی جس دن یہ سونے کی طرح آگ میں تپائے جائیں گے اور جہنم میں جلائے جائیں گے۔ انہیں دھتکار کر اور ذلیل کر کے کہا جائے گا کہ اب جلنے کا اور عذاب کا مزا چکھو۔ یہ وہی ہے جس کی تم جلدی مچایا کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿۱۵﴾ آخِذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُحْسِنِينَ ﴿۱۶﴾ كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ﴿۱۷﴾ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿۱۸﴾ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴿۱۹﴾ وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴿۲۰﴾ وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿۲۱﴾ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴿۲۲﴾ فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ ﴿۲۳﴾

ع ۲ / ۱۸

یقیناً پرہیز گار باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ ان کے رب نے جو نعمتیں انہیں دی ہوں گی، انہیں لے رہے ہوں گے۔ بلاشبہ یہ اس سے پہلے مخلص تھے۔ یہ رات کو تھوڑی دیر ہی سویا کرتے تھے اور سحر کے وقت استغفار کرتے رہتے تھے۔ ان کے مال میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں سب ہی کا حق تھا۔ اور یقین کرنے والوں کے لیے زمین میں بہت کچھ نشانیاں ہیں اور تمہاری ذاتوں میں بھی تو پھر کیا تم دیکھتے نہیں ہو آسمان میں تمہاری روزی ہے اور وہ بھی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ آسمان وزمین کے رب کی قسم! یہ بالکل سچی بات ہے۔ اسی طرح جس طرح تم باتیں کرتے ہو۔

پرہیز گاروں کی آؤ بھگت: (۱۵'۱۶) پرہیز گاروں کا بیان ہے کہ یہ قیامت کے دن جنتوں میں اور ہماری نہروں میں ہوں گے جب کہ بدکار طوق وزنجیروں میں جکڑے ہوئے جہنم میں مار کھا رہے ہوں گے اور ان پر لعنت پڑ رہی ہوگی۔ جنتی جنتوں میں اللہ کی دی ہوئی نعمتیں حاصل کر رہے ہوں گے اور قابل رشک نعمتوں اور مسرتوں میں موج اڑا رہے ہوں گے۔ یعنی یہ دنیا میں بھی خلوص کے ساتھ عمل کرتے تھے۔ فرمایا، كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا (حاقہ ۶۹: ۲۴) ان نیکیوں کے صلہ میں جو گزشتہ زمانے میں کی تھیں، مزے سے کھاؤ پیو۔ پھر اللہ نے ان کے عملوں کا خلوص بیان فرمایا۔

(۱۷) یعنی رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔ کوئی رات ایسی بسر نہ کرتے تھے جس کے کچھ حصے میں اللہ کی یاد نہ کر لیتے ہوں۔ خواہ اول میں یا درمیان میں یا آخر میں۔ بہر حال رات کے کسی نہ کسی حصہ میں نوافل ضرور پڑھ لیتے تھے یا کوئی ایسی رات نہیں ہوتی تھی جس میں یہ صبح تک سوتے رہیں اور تہجد نہ پڑھیں۔

تہجد کا بیان: عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں جب رحمت عالم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ آپ سے ملاقات کے لیے

ٹوٹ پڑے۔ میں بھی انہیں میں سے تھا۔ جب میں نے آپ کا چہرۂ مبارک دیکھا تو بھانپ لیا کہ یہ چہرہ جھوٹے شخص کا نہیں ہے۔ سب سے پہلے جو حدیث میں نے سنی، وہ یہ تھی۔ آپ فرما رہے تھے، لوگو! کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، سلام کا رواج دو اور رات کو اٹھ کر جب لوگ سو رہے ہوں، نماز پڑھو۔ سلامتی سے جنت میں چلے جاؤ گے۔

دعائے سحری: (۱۸) یعنی آخری رات میں اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگتے ہیں۔ راتوں کو قیام کرتے ہیں۔ فرمایا، وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ (آل عمران ۳؛ ۱۷) اور پچھلی رات میں گناہوں سے معافی مانگنے والے۔

اللہ کے رسول نے فرمایا کہ روزانہ رات کو پچھلی تہائی رات میں صبح صادق تک اللہ پہلے آسمان پر اتر کر فرماتا ہے۔ ہے کوئی توبہ کرنے والا، میں اس کی توبہ قبول کروں۔ ہے کوئی معافی مانگنے والا، میں اس کو معاف کر دوں۔ ہے کوئی مانگنے والا، میں اس کی مراد بر لاؤں۔

اللہ والوں کے مال میں سب کا حصہ ہے: (۱۹) جب اللہ والوں کی یہ صفت بیان کی کہ وہ راتوں کو بیدار رہتے ہیں اور اپنے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں تو دوسری یہ صفت بیان کی کہ ان کے مال میں سب کا حصہ ہے۔ وہ لوگوں کے حقوق نہیں بھولتے۔ زکوٰۃ بھی نکالتے ہیں۔ خیرات بھی کرتے ہیں۔ حسن سلوک بھی کرتے ہیں اور صلہ رحمی بھی۔ یعنی ان اللہ والوں نے اپنے مال میں سے ایک مقرر حصہ مانگنے والوں کے لیے مقرر کیا ہوا ہے۔ سائل مشہور ہے جو لوگوں سے سوال کرتا ہے، اس کا حق ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، سائل کا حق ہے۔ خواہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ (۱۱)

محروم کی تفسیر: محروم وہ ہے جس کا بیت المال میں کچھ حصہ نہ ہو۔ نہ اس کا کوئی پیشہ ہو اور نہ کاریگر ہو کہ اپنی روزی پیدا کر سکے۔ (ابن عباسؓ)

زمین کا ہر ذرہ خالق کو پکار رہا ہے: (۲۰) یعنی یقین والوں کے لیے زمین میں بھی بہت کچھ قدرت کے نشانات موجود ہیں جو خالق کی عظمت اور غلبہ والی قدرت پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ قسم قسم کی بوٹیاں، یہ طرح طرح کے حیوانات، یہ ہموار میدان، یہ سر بفلک پہاڑ اور جنگل، یہ نہریں، دریا اور سمندر، لوگوں کی مختلف زبانیں، مختلف رنگ و روپ، مختلف اخلاق، عادات و قویٰ، مختلف عقلیں، مختلف سمجھیں، مختلف حرکتیں، سعادت و شقاوت اور ہر ایک عضو کو اس کے مقام پر رکھا جانا۔ یہ ساری باتیں خالق و مالک کو بتاتی ہیں۔ اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ:

خالق کا ثبوت اپنے اندر ہی جھانک کر دیکھ لو: (۲۱) تم اپنے نفسوں میں کیوں غور نہیں کرتے؟ اگر تم اپنے نفسوں پر غور کرو گے تو تم کو اللہ کی عجیب قدرت کا یقین آ جائے گا اور تمہیں اس کی صنعت و کاریگری کا کرشمہ معلوم ہو جائے گا۔

جنت آسمان میں ہے: (۲۲) یعنی آسمان سے بارش ہوتی ہے جس سے تمہاری روزی پیدا ہوتی ہے۔ آسمان ہی میں وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ یعنی جنت بھی آسمان ہی میں ہے۔ اور تمہاری روزیاں بھی آسمان ہی سے اترتی ہیں۔

اللہ کی قسم قیامت و جزا برحق ہے: (۲۳) اللہ نے اپنی عزت والی ذات کی قسم کھا کر یقین دلایا کہ اس نے ان سے جو قیامت کا اور زندگی بعد الموت کا اور جزا کا وعدہ کر رکھا ہے، وہ برحق ہے جو ضرور پیش آنے والا ہے۔ جس میں بال برابر بھی شک کی گنجائش نہیں۔ جس طرح گفتگو کے وقت گفتگو میں شک نہیں کیا جاتا، اسی طرح اس میں شک نہ کیا جائے۔ معاذؓ جب کسی سے کوئی بات کرتے تو فرماتے، یہ بات بالکل سچی ہے۔ جس طرح تم یہاں موجود ہو۔ حسنؒ: مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ

انہیں غارت کرے جنہیں اللہ قسم دلا کر یقین دلائے مگر پھر بھی وہ ایمان نہ لائیں۔ (ابن جریر مرسل)

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ
قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَاۗءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗٓ
اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۭ وَبَشَّرُوْهُ
بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾
قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۰﴾

کیا آپ کے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی ہے جب انہوں نے آپ کے پاس آ کر سلام کیا تو آپ نے انہیں سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ اجنبی معلوم ہو رہے ہیں۔ پھر چپکے سے گھر جا کر ایک فربہ بچھڑے کا گوشت لائے اور اس کو مہمانوں کے سامنے رکھا اور فرمایا کہ آپ لوگ کھاتے کیوں نہیں؟ پھر ان کی طرف سے آپ کے دل میں خوف پیدا ہوا۔ مہمانوں نے کہا، آپ خوف نہ کریں اور انہوں نے آپ کو ایک علم والے بچے کی خوش خبری سنائی۔ آپ کی بیوی تعجب سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگیں کہ میں تو بڑھیا اور بانجھ ہوں۔ انہوں نے کہا، ہاں تمہارے رب نے اسی طرح فرمایا ہے۔ بلاشبہ وہ بڑی حکمت والا اور غیر محدود علم والا ہے۔

مہمانداری کا وجوب: (۲۴) یہ واقعہ سورۂ ہود اور سورۂ حجر میں گزر چکا۔ یعنی انسانی روپ میں فرشتے جن کو اللہ نے عزت و شرف بخش رکھا ہے، آ گئے تھے۔ یہ آیت مہمانوں کی ضیافت کے وجوب پر دال ہے اور حدیث سے بھی ثابت ہے۔

خلیل اللہ نے سلام کا جواب دیا: (۲۵ تا ۲۷) فرشتوں نے آ کر سلام کیا۔ آپ نے ان کے سلام کا جواب بڑھا کر دیا۔ قرآن میں ہے، وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ (نساء۴:۸۶) جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے اچھا جواب دو یا کم از کم لوٹا ہی دو۔ چنانچہ خلیل اللہ نے اچھا جواب پسند فرمایا۔ آپ چپکے سے گھر میں گئے اور اپنے اچھے جانوروں میں سے ایک موٹا تازہ بچھڑا ذبح کر کے اس کا گوشت بھنوا کر مہمانوں کے سامنے پیش کیا۔ فرمایا، فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاۗءَ (ہود۱۱:۶۹) تھوڑی ہی دیر کے بعد آپ بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت لے آئے اور ان کے قریب کر کے کہنے لگے کہ آپ لوگ کھاتے کیوں نہیں؟

(۲۸) جب مہمانوں نے کھانا نہیں کھایا تو حضرت ابراہیم کو ڈر ہوا کہ کہیں یہ بد ارادے سے تو نہیں آئے۔ فرمایا، فَلَمَّا رَآٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ (ہود۱۱:۷۰) پھر جب آپ نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے تک پہنچ ہی نہیں رہے اور نوالہ کے لیے بڑھتے ہی نہیں تو آپ نے ان سے خوف محسوس کیا۔ انہوں نے کہا، آپ ڈریں نہیں۔ ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے تھے۔ یہ سن کر آپ کی بیوی ہنسنے لگیں۔ یعنی لوطیوں کی ہلاکت کی خبر سن کر انہیں مسرت ہوئی کیونکہ یہ لوگ بڑے سرکش تھے۔

اسحاقؑ و یعقوبؑ کا مژدہ: اس وقت فرشتوں نے انہیں اسحاقؑ کی اور اسحاقؑ کے بعد یعقوبؑ کی خبر دی۔ وہ یہ مژدہ جانفزا سن کر تعجب سے کہنے لگیں، ہائیں میرے اولاد ہو گی۔ میں تو بڑھیا ہوں اور میرا شوہر بھی بوڑھا ہے۔ یہ ایک بڑی حیرت انگیز اور تعجب خیز

بات ہے۔ فرشتوں نے جواب دیا، تم اللہ کے حکم پر تعجب کر رہی ہو؟ اے ابراہیمؑ کے خاندان والو! تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں۔ یقیناً اللہ بے شمار تعریفوں کے لائق اور بڑی عزت والا ہے۔ اسی لیے یہاں اللہ نے فرمایا کہ انہوں نے خلیل اللہ کو ایک صاحب علم بچے کی خوش خبری سنائی۔ خلیل اللہ کی خوشی عین ان کی اہلیہ کی خوشی اور بشارت ہے کیونکہ بچہ تو دونوں ہی کا ہوگا یعنی دونوں کو ذی علم بیٹے کی خوش خبری دی گئی۔

(۲۹، ۳۰) یعنی ان کے منہ سے یَا وَيْلَتَا کی بے ساختہ زور کی آواز نکلی اور پیشانی پر ہاتھ مار کر بولیں یا تعجب سے منہ پر ہاتھ مار کر کہا۔ (ابن عباسؓ) جیسا کہ تعجب کے وقت عورتیں کیا کرتی ہیں اور بولیں کہ میرے کس طرح بیٹا پیدا ہوگا۔ میں تو جوانی کے زمانے میں بھی بانجھ تھی۔ فرشتوں نے جواب دیا کہ ہوگا ایسا ہی۔ ہم اپنی طرف سے خوش خبری نہیں دے رہے۔ بلکہ اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں اور اس کا پیام پہنچا رہے ہیں۔ وہ بڑی حکمت وعلم والا ہے۔ اسے خوب معلوم ہے کہ تم کس عزت و بزرگی کے مستحق ہو۔ وہ اپنے قول وفعل میں کمال حکمت والا ہے۔

❀❀❀

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾

فرمایا، اے بھیجے ہوئے فرشتو! تمہارا کیا مقصد ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم گناہ گاروں کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ہم ان پر کنکر برسائیں جو حد سے آگے بڑھنے والوں کے لیے آپ کے رب کے پاس نامزد ہو چکے ہیں۔ اس لیے ہم نے وہاں سے تمام ایمان والوں کو باہر کر دیا ہے۔ وہاں ہم نے مسلمانوں کا ایک ہی گھر پایا اور ہم نے اس میں ان لوگوں کے لیے نشانی چھوڑ دی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں۔

خلیل اللہ نے فرشتوں کے آنے کی وجہ پوچھی: (۳۱ تا ۳۵) دوسری آیت میں فرمایا، فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ (ھود ۱۱: ۷۴ تا ۷۶) پھر جب ان سے خوف ہٹ گیا اور انہیں خوش خبری مل گئی تو وہ ہم سے لوطیوں کے بارے میں جھگڑنے لگے۔ بلاشبہ ابراہیم بڑے متحمل مزاج، رحم دل اور اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔ اے ابراہیم! اس بات سے اعراض کرو۔ بلاشبہ آپ کے رب کا حکم آ پہنچا۔ یقیناً ان پر عذاب آنے والا ہے جو لوٹایا نہیں جا سکتا۔ یہاں فرمایا کہ ابراہیم نے پوچھا، فرشتو! کیا بات ہے؟ تم کس لیے آئے ہو؟ بولے ہمیں اللہ نے لوطیوں کو تباہ کرنے کے لیے بھیجا ہے جو گناہ گار ہیں۔ تاکہ ہم ان پر آسمان سے اللہ کے حکم سے کنکر یلے پتھر جن پر ہر شخص کا نام لکھا ہوا ہے، برسا کر سنگسار کر دیں۔ کیونکہ یہ مسرف ہیں اور بے محل اپنی قوتیں خرچ کر رہے ہیں۔ فرمایا، قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا (عنکبوت ۲۹: ۳۲) بولے، اس میں تو لوط بھی ہیں۔ فرشتوں نے جواب دیا کہ ہمیں معلوم ہے کہ وہاں کون کون ہیں۔ ہم ضرور انہیں اور ان کے گھر والوں کو بجز ان کی بیوی کے بچا لیں گے۔ ان کی بیوی پیچھے رہ کر عذاب سے ہلاک ہو جائے گی۔ یہاں فرمایا کہ ہم ان مومنوں کو نکال لیں گے جو اس بستی میں ہوں گے یعنی لوط کو اور ان کے خاندان کو بجز ان کی بیوی کے۔

(۳۶، ۳۷) یعنی وہاں ہم نے صرف ایک ہی مسلمان خاندان پایا ہے۔ یعنی ہم نے لوطیوں کے علاقے کو لوگوں کے لیے عبرت بنا دیا جہاں ایک بدبودار سڑا ہوا بحیرۃ باقی چھوڑ دیا۔ اس میں مومنوں کے لیے بڑی زبردست عبرت ہے جن کو اللہ کے دردناک عذاب کا خوف ہے۔

وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾ وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ

عَلَيۡهِ اِلَّا جَعَلَتۡهُ كَالرَّمِيۡمِؕ‏ ﴿۴۲﴾ وَفِىۡ ثَمُوۡدَ اِذۡ قِيۡلَ لَهُمۡ تَمَتَّعُوۡا حَتّٰى حِيۡنٍ‏ ﴿۴۳﴾

فَعَتَوۡا عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهِمۡ فَاَخَذَتۡهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمۡ يَنۡظُرُوۡنَ‏ ﴿۴۴﴾ فَمَا اسۡتَطَاعُوۡا مِنۡ

قِيَامٍ وَّمَا كَانُوۡا مُنۡتَصِرِيۡنَۙ‏ ﴿۴۵﴾ وَقَوۡمَ نُوۡحٍ مِّنۡ قَبۡلُ‌ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا

فٰسِقِيۡنَ‏ ﴿۴۶﴾ ع

اور موسیٰ (کے قصے) میں بھی (عبرت ہے) جب کہ ہم نے انہیں فرعون کے پاس ایک کھلی دلیل دے کر بھیجا۔ پھر وہ معہ اپنے سرداروں کے پھر گیا اور کہنے لگا کہ یا تو یہ جادوگر ہے یا دیوانہ۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں ڈال دیا اور وہ تھا بھی قابل ملامت۔ اور عاد کے بارے میں بھی جب کہ ہم نے ان پر خیر و برکت سے خالی آندھی بھیجی۔ یہ آندھی جس چیز سے بھی گزرتی تھی، اس کو چور چور کیے بغیر نہ چھوڑتی تھی۔ اور ثمود کے بارے میں بھی جب کہ ان سے کہا گیا کہ ایک مقررہ وقت تک اور فائدہ اٹھا لو۔ انہوں نے اپنے رب کے فرمان سے سرتابی کی۔ آخر انہیں ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ایک تیز کڑک نے ہلاک کر دیا۔ پھر وہ کھڑے بھی نہ ہو سکے اور نہ بدلہ لینے کے قابل بن سکے اور قوم نوح کا بھی اس سے پہلے یہی انجام ہو چکا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ بھی نافرمان تھے۔

موسیٰ روشن دلیل لے کر آئے تھے: (۳۸) یعنی روشن دلیل اور پکی حجت کے ساتھ ہم نے موسیٰ کو فرعون کے پاس بھیجا تھا۔

فرعون کی سرکشی اور اس پر عذاب: (۳۹'۴۰) لیکن فرعون نے اپنے غرور و سرکشی سے صریح حق سے جس کو حضرت موسیٰ لے کر آئے تھے، منہ موڑ لیا اور طاقت کے گھمنڈ میں ہمارا فرمان ٹھکرا دیا اور حق کی پرواہ نہیں کی۔ یہ اللہ کا دشمن اپنی قوم پر غالب آ گیا۔ پھر فرمایا، فرعون بولا۔ موسیٰ یا تو جادوگر ہے یا دیوانہ۔ ذاتیات پر اتر آیا اور حق ماننا تو کیا اور جانی دشمن بن گیا۔ آخر کار ہم نے اسے معہ اس کے لشکریوں کے دریا میں ڈبو دیا۔ تھا ہی کم بخت قابل لعنت و ملامت کیونکہ کافر تھا۔ متکبر و مغرور تھا اور حق کا مخالف و منکر تھا۔

(۴۱) رِيۡحٌ عَقِيۡمٌ یعنی خیر و برکت سے خالی اور خطرناک اور تباہ کن ہوائیں، آندھیاں جو بطور عذاب بھیجی گئی تھیں۔

ریح عقیم کی تفسیر: (۴۲) یعنی جس چیز سے بھی یہ ہوائیں گزر جاتیں، اسے چورا کیے بغیر نہ چھوڑتیں۔ یعنی اس کو ایسا بنا کر چھوڑ جاتیں، جیسے کوئی پرانی گلی سڑی ہڈی ہوتی ہے کہ ہاتھ میں ملو تو چورا چورا ہو جائے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، ہوا دوسری زمین میں مسخر ہے۔ پھر جب اللہ نے عادیوں کو ہلاک کرنا چاہا تو داروغہ ہوا کو حکم فرمایا کہ ان پر اتنی ہوا چھوڑ دے جو انہیں ہلاک کر دے۔ پوچھا، کیا بیل کے نتھنے کے برابر چھوڑ دوں؟ فرمایا نہیں۔ یہ تو تمام دنیا کو پٹخنیاں دے کر ہلاک کر دے گی۔ ہاں انگوٹھی کے حلقے کی برابر چھوڑ دے۔ پھر اسی سوراخ سے اس قدر تند و تیز ہوائیں نکلیں کہ انہوں نے ہاتھی جیسے ڈیل ڈول والے عادیوں کو پٹخنیاں دے دے کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ (ابن ابی حاتم)

(۴۳-۴۵) حَتّٰى حِيۡنٍ یعنی موت کے وقت تک فائدہ اٹھا لو۔ (ابن جریر) فرمایا، وَاَمَّا ثَمُوۡدُ فَهَدَيۡنٰهُمۡ (حم سجدہ ۴۱: ۱۷) ہم نے ثمودیوں کو ہدایت پر لانا چاہا مگر انہوں نے ہدایت پر گمراہی کو ترجیح دی۔ آخر انہیں ذلت والے عذاب کی ہولناک چیخ

نے پکڑ لیا۔ اس جگہ بھی یہی فرمایا کہ ہم نے ان سے کہا اور تھوڑا بہت فائدہ اٹھا لو۔ پھر انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی۔ آخر کار انہیں ایک دلدوز چیخ نے آ پکڑا اور وہ دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ گئے۔ انہوں نے تین دن تک عذاب کا انتظار کیا۔ چوتھے دن کی صبح کو دن چڑھے ایک ہولناک چیخ ان پر مسلط ہوگئی۔ ایسے بے بس ہوئے کہ گرے تو اٹھ نہ سکے اور بھاگنا چاہا تو بھاگ نہ سکے۔ حواس باختہ ہوگئے۔ ہوش اڑے کے اڑے رہ گئے۔ کوئی تدبیر نہ بن سکی۔ اللہ کے عذاب نے مہلت نہ دی اور عذاب سے بچنے پر قادر ہی نہ ہو سکے۔

(۴۶) یعنی ہم ان سے پہلے قوم نوح کو فنا کے گھاٹ اتار چکے تھے کیونکہ وہ بھی سرکش و نافرمان تھے۔ یہ تمام واقعات بہت جگہ متعدد سورتوں میں اپنی اپنی جگہ پر تفصیل سے گزر چکے ہیں۔

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۱﴾

اور ہم نے آسمان ہاتھوں سے بنایا اور ہمیں نے اسے کشادہ بنایا اور ہم نے زمین بچھا دی۔ ہم کیا ہی اچھے بچھانے والے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا بنایا تاکہ تم نصیحت مانو۔ لہذا اللہ ہی کی طرف بھاگ کر آؤ۔ بے شک میں تم کو اس سے کھلا ڈرانے والا ہوں اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو شریک نہ کرو۔ بے شک میں تم کو اس سے کھلا ڈرانے والا ہوں۔

آسمان کی پیدائش: (۴۷) اللہ عالم علوی کی پیدائش بتاتا ہے کہ ہم نے آسمان بنایا اور اس کی چھت محفوظ و بند بنائی اور اسے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور ہم ہی کشادہ کرنے والے ہیں۔ یعنی ہم نے اس کے کنارے کشادہ کر دیئے ہیں اور اسے بلاستون کھڑا کر دیا ہے۔

زمین کی پیدائش: (۴۸) یعنی زمین اپنی مخلوق کے لیے فرش بنا دی اور بچھونے کی طرح بچھا دی۔ پھر یہ بچھونا کتنا نفیس اور عمدہ ہے۔

تمام مخلوق کے جوڑوں کی پیدائش: (۴۹) یعنی ہم نے تمام مخلوق کو جوڑا جوڑا بنایا۔ مثلاً زمین و آسمان، دن رات، سورج چاند، بحر و بر، اندھیرا اجالا، کفر و ایمان، موت و حیات، سعادت و نحوست، جنت و جہنم۔ اسی طرح حیوانات و نباتات میں جوڑے جوڑے ہیں۔ یہ اس لیے کہ تم کو نصیحت حاصل ہو اور تم جان لو کہ ان سب کا خالق و مالک اللہ ہی ہے۔ جو صرف ایک ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں۔

توحید کا بیان: (۵۰، ۵۱) یعنی اللہ ہی کی پناہ میں آؤ اور اپنے تمام کاموں میں اسی پر بھروسہ کرو۔ میں تم کو صاف صاف اللہ کے عذاب سے ڈرا رہا ہوں۔ اللہ کے ساتھ کسی غیر کو عبادت میں شریک نہ کرو۔ میں نے کھول کھول کر ہر بات بتا دی اور چوکنا کر دیا

ہے۔

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۵۲﴾ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۵۹﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

اسی طرح تم سے پہلوں کے پاس کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس کو انہوں نے جادوگر یا دیوانہ قرار دیا ہو۔ کیا یہ اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آئے ہیں بلکہ یہ سرکش ہیں۔ آپ ان سے منہ موڑ لیں۔ آپ پر کوئی الزام نہیں اور نصیحت کرتے رہیں کیونکہ نصیحت مومنوں کو فائدہ پہنچاتی ہے اور میں نے جن اور انسان کو عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ نہ میں ان سے روزی چاہتا ہوں اور نہ مجھے یہ خواہش ہے کہ یہ مجھے کھلائیں پلائیں۔ یقیناً اللہ ہی روزی رساں اور زبردست قوت والا ہے۔ بلاشبہ ظالموں کے لیے ان کے ساتھیوں کے حصہ کی مانند حصہ ہے۔ یہ جلدی نہ مچائیں اور کافروں کے لیے اس دن کی خرابی ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔

رحمت عالم ﷺ کو تسلی: (۵۲) یعنی اے نبی! جس طرح یہ مشرک آپ کو دیوانہ یا جادوگر سمجھ رہے ہیں، ٹھیک اسی طرح آپ سے پہلے نبیوں کو جھٹلانے والے اسی طرح کہتے چلے آئے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ یہ تو کافروں کا پرانا دستور ہے کہ ہر ایک رسول کو انہوں نے جادوگر اور دیوانہ بتایا۔

(۵۳تا۵۵) یعنی کیا یہ اس بات کی آپس میں ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آئے ہیں۔ نہیں نہیں۔ بلکہ یہ قوم سرکش ہے ہی۔ سب کے دل ایک ہیں اور ملتے جلتے ہیں۔ اگلے پچھلے سب ایک ہی پلڑے کے بٹے ہوئے ہیں۔ اگلوں نے جو کچھ بکواس کی، پچھلے بھی وہی بکواس کر رہے ہیں۔ آپ ان کی باتوں کا خیال نہ کریں اور ان سے منہ موڑ لیں۔ آپ ہمارے نزدیک اس بات پر قابل ملامت نہ ہوں گے اور نصیحت کرتے رہیں کیونکہ نصیحت سے ایمان والے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

جن اور انسان عبادت ہی کے لیے پیدا کیے گئے ہیں: (۵۶) یعنی ہم نے جن اور انسان کو اپنی کسی ضرورت کے لیے نہیں بنایا بلکہ عبادت کے لیے پیدا کیا ہے کہ یہ خوشی ناخوشی میرے سچے معبود ہونے کا اقرار کریں اور مجھے پہچانیں۔

(۵۷، ۵۸) یعنی اللہ نے انسان کو صرف اپنی ہی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے کہ وہ اسی ایک کی عبادت کریں جس کا کوئی شریک نہیں۔ پھر جس نے اس کی اطاعت کی، اللہ اسے مکمل جزا عطا فرمائے گا اور جس نے نافرمانی کی، اسے عذاب میں مبتلا فرما

دے گا۔ اور سخت ترین سزا دے گا۔ اس آیت میں یہ بھی خبر دی گئی ہے کہ اللہ بندوں کا محتاج نہیں ہے۔ وہ بے نیاز ہستی ہے۔ البتہ بندے اس کے محتاج اور اس کے در کے بھکاری ہیں اور ہر حال میں اسی کے فضل کے دست نگر ہیں اور اللہ ان کا پیدا کرنے والا اور روزی رساں ہے۔ ایک اور روایت میں ہے، اللہ نے فرمایا، اے آدم کے بیٹے! میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا۔ میں تیرا دل غنا سے بھر دوں گا۔ اور تیرا افلاس ہٹا دوں گا۔ اور اگر تو ایسا نہ کرے گا تو میں تیرا دل پریشانیوں سے بھر دوں گا اور تیری ضرورت رفع نہ کروں گا۔ (ات، ابن ماجہ)

(۵۹) ذَنُوب یعنی عذاب کا حصہ یعنی عذاب کے اس حصہ کی جلدی نہ مچائیں کیونکہ وہ تو چار و ناچار انہیں ملنے والا ہے ہی۔

(۶۰) یعنی قیامت کے دن کافروں کے لیے بڑی خرابی ہے۔

الحمدللہ سورہ ذاریات کی تفسیر مکمل ہوئی۔ اللہ رب العالمین قبول فرما کر ذخیرہ عقبی بنائے۔ آمین۔

سورۂ طور

بترتیب مصحف یہ ۵۲ ویں سورہ ہے اور بترتیب نزول ۷۶ ویں اور یہ مکی سورہ ہے۔ اس میں ۴۹ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

سورہ طور کے بارے میں: جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو مغرب میں سورہ طور پڑھتے ہوئے سنا۔ میں نے آپ کی آواز یا قرات سے زیادہ پیاری کسی کی آواز یا قرات نہیں سنی۔ (ق) ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے نبی ﷺ سے اپنی بیماری کی شکایت کی۔ فرمایا، لوگوں کے پیچھے پیچھے سوار ہو کر طواف کر لو۔ چنانچہ میں نے طواف کیا۔ آپ بیت اللہ کے ایک طرف نماز پڑھ رہے تھے اور سورہ طور کی قرات فرما رہے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
وَالطُّوْرِ ﴿۱﴾ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ﴿۲﴾ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ﴿۳﴾ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ﴿۴﴾
وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ﴿۵﴾ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ﴿۶﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ
لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ﴿۸﴾ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ﴿۹﴾ وَّتَسِيْرُ
الْجِبَالُ سَيْرًا ﴿۱۰﴾ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ
يَّلْعَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿۱۳﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ
كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۱۵﴾
اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

وقف لازم

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

طور کی قسم! لکھی ہوئی کتاب کی قسم جو کھلے ہوئے کاغذ پر لکھی ہوئی ہے، آباد گھر کی قسم! اونچی چھت کی قسم! اور بھڑ کے ہوئے سمندر کی قسم! آپ کے رب کا عذاب ہو کر ہی رہے گا۔ اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ جس دن آسمان کانپنے لگے گا اور پہاڑ چلنے لگیں گے، اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی خرابی ہے جو اپنی بکواس میں اچھل کود رہے ہیں۔ جس دن انہیں دھکے دے کر جہنم کی آگ کے پاس لایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا، یہی وہ آگ ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ کیا یہ جادو ہے؟ یا تمہیں دکھائی ہی نہیں دیتا؟ اس میں داخل ہو جاؤ۔ اب اس پر تمہارا صبر کرنا نہ کرنا یکساں ہے۔ یہ تمہارے عملوں ہی کا بدلہ ہے۔

اللہ کا عذاب یقیناً آ کر رہے گا: (۱) اللہ اپنی ان عظیم الشان مخلوقات کی قسم کھا کر جو اس کی قدرت عظمیٰ پر دلالت کرتی ہیں۔ لوگوں کو اپنے عذاب کا یقین دلا رہا ہے کہ اس کا عذاب اس کے دشمنوں کو ہو کر ہی رہے گا۔ اس میں بال بھر بھی شک کی گنجائش نہیں۔ کسی مائی کے لال کی مجال نہ ہوگی کہ اس کے عذاب کو ہٹا سکے۔

طور کی تفسیر: طور ہر ہرے بھرے پہاڑ کو کہا جاتا ہے۔ ایک پہاڑ پر موسیٰ سے اللہ نے باتیں کی تھیں، وہ بھی ہرا بھرا پہاڑ تھا۔ جہاں سے حضرت عیسیٰ کو بھیجا تھا وہ بھی موسیٰ ﷺ والا طور ہے۔ جس پہاڑ پر درخت نہ ہوں، اس کو طور نہیں کہا جاتا بلکہ جبل کہا جاتا ہے۔

لکھی ہوئی کتاب سے کیا مراد ہے؟: (۲) لکھی ہوئی کتاب سے لوح محفوظ اور تمام الہامی کتابیں مراد ہیں جو لوگوں کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ (۳) اسی لیے فرمایا کہ وہ پھیلے ہوئے ورق میں لکھی ہوئی ہے۔

بیت المعمور کا بیان: (۴) معراج والی حدیث میں ہے کہ جب آپ ساتویں آسمان سے اوپر چلے گئے تو آپ نے فرمایا، پھر مجھے بیت المعمور کی طرف چڑھایا گیا جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور اللہ پاک کی عبادت کرتے ہیں اور اس کا طواف کرتے ہیں۔ جس طرح زمین والے بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں لیکن پھر قیامت تک ان کی باری نہیں آتی۔ بیت المعمور ساتویں آسمان والے فرشتوں کا کعبہ ہے۔ اسی وجہ سے خلیل اللہ کو بیت المعمور سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا دیکھایا گیا کیونکہ آپ بیت اللہ کے بانی ہیں اور عمل کی جنس سے عمل کی جزا ملتی ہے۔ بیت المعمور کعبہ کے محاذ میں ساتویں آسمان والوں کا کعبہ ہے۔ ہر آسمان میں بیت اللہ کے محاذ میں ایک گھر ہے جس کا فرشتے طواف کرتے ہیں۔ پہلے آسمان کے گھر کا نام بیت العزت ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں بیت المعمور عرش کے محاذ میں ایک گھر ہے جسے فرشتے آباد رکھتے ہیں۔ روزانہ اس میں ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ پھر کبھی ان کی باری نہیں آتی۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن صحابہ سے کہا، جانتے ہو بیت المعمور کیا ہے؟ بولے، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا، کعبہ کے مقابلے میں آسمان کی مسجد ہے۔ اگر گرے تو کعبہ ہی پر گرے۔ اس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ پھر جب اس سے نکل آتے ہیں تو پھر کبھی قیامت تک ان کی باری نہیں آتی۔

(۵) بلند چھت سے مراد آسمان ہے۔ (علیؓ) پھر آپ نے یہ آیت پڑھی، وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا (انبیاء ۲۱:۳۲) پڑھی یعنی ہم نے آسمان کی چھت محفوظ بنائی ہے اور کافر اللہ کی نشانیوں سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔

بحر مسجور سے کیا مراد ہے؟: (۶) یعنی بھڑکتے ہوئے سمندر۔ دوسری جگہ قرآن میں ہے۔ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ (تکویر ۸۱:۶) جب دریا بھڑکائے جائیں گے یعنی موقف والوں کو یہ آگ چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہوگی۔

ایک حدیث میں ہے کہ ہر رات دریا تین بار اللہ سے اجازت مانگتا ہے کہ اگر حکم ہو تو لوگوں کو غرق کر دوں لیکن اللہ اسے روک دیتا ہے۔(۱) سمندری سرحد کے لشکروں میں سے ایک بزرگ مجاہد تھے جو جہاد کی تیاری میں اسی جگہ رہا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں پہرہ دینے کے لیے نکلا۔ میرے سوا کوئی اور پہرے دار نہ تھا۔ آخر میں گشت کرتا ہوا ایک میدان میں جا نکلا۔ اب جو وہاں سے سمندر کو دیکھتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ سمندر پہاڑوں کی چوٹیوں سے ٹکرا رہا ہے۔ میں نے بار بار سمندر کو دیکھا۔ اسی طرح دکھائی دیا۔ میں نے ابو صالح سے یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے عمرؓ والی مذکورہ حدیث سنائی۔(۷) یعنی ان سب کی قسم! اللہ کا عذاب کافروں پر ہو کر ہی رہے گا۔

اللہ کا عذاب روکنے والا کوئی نہیں: (۸) یعنی جب اللہ عذاب کا ارادہ فرمائے گا تو کوئی طاقت ایسی نہیں کہ اس کا عذاب ہٹا سکے۔ عمرؓ ایک رات گشت کرتے ہوئے ایک مسلمان کے گھر سے گزرے۔ وہ مسلمان نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت عمرؓ ٹھہر گئے اور قرات سننے لگے۔ اس نے والطور شروع کی اور اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّالَهٗ مِنْ دَافِعٍ تک پہنچے۔ آپ کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔ رب کعبہ کی قسم! رب کعبہ کی قسم! قسم سچی ہے۔ سواری سے اتر پڑے اور دیر تک ایک دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے رہے۔ پھر گھر جا کر بیمار ہو گئے اور ایک مہینے تک بیمار رہے۔ لوگ بیمار پرسی کو آنے جانے لگے۔ کسی کو کیا خبر کہ امیر المومنین کو کیا بیماری ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

آسمان کی کپکپاہٹ اور قیامت کی آمد: (۹) یعنی جس دن آسمان خوب زور زور سے کانپنے لگے گا یا پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا یا گھومنے لگے گا۔(۱۰) اور پہاڑ چلنے لگیں گے یعنی بکھرے ہوئے ریت اور اڑتے ہوئے ذروں کی مانند ہو جائیں گے۔

قیامت کے دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی خرابی ہے: (۱۱) اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی بھاری خرابی ہے۔ یعنی اللہ کا عذاب اور اس کی ہولناک سزائیں انہیں گھیر لیں گی۔(۱۲) یعنی جو دنیا میں اپنی ہوا اس میں اچھل کود رہے ہیں اور انہوں نے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے۔(۱۳) یعنی اس دن انہیں دھکے دے دے کر جہنم کی آگ میں جھونک دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا۔(۱۴) کہ یہ وہ جہنم ہے جس کو تم مانتے ہی نہ تھے۔ اللہ کے نبی ہر چند تمہیں اس کے عذاب سے ڈراتے تھے مگر تم انہیں جھٹلا دیتے تھے۔ پھر جھڑک کر کہا جائے گا۔(۱۵) بتاؤ یہ جادو ہے یا تمہاری آنکھیں پھوٹ رہی ہیں؟ (۱۶) اس میں داخل ہو جاؤ اور اس کی آگ میں جلتے جھلستے رہو۔ خواہ اس کی تمہیں سہار ہو یا نہ ہو اور خواہ ہائے ہائے کرو یا خاموش رہو۔ سو اب اس میں جھلستے رہو گے۔ کسی طرح چھوٹ نہ سکو گے اور کوئی نجات کی راہ نہ پا سکو گے۔ یہ سب کچھ تمہارے گھناؤنے عملوں کا نتیجہ ہے۔ اللہ نے تم پر ظلم نہیں کیا ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ﴿۱۷﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۱۸﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۲۰﴾

یقیناً پرہیز گار بہشتوں اور نعمتوں میں ہوں گے اور جو نعمتیں ان کو ان کے رب نے دی ہوں گی، ان سے خوش ہوں گے اور انہیں ان کا رب جہنم کے عذاب سے بچالے گا۔ مزے سے اپنے عملوں کے بدلے کھاؤ پیو۔ یہ برابر برابر بچھے ہوئے تختوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے اور ہم ان کا جوڑا گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے لگا دیں گے۔

خوش نصیبوں کا بیان: (۱۷، ۱۸) یہاں خوش نصیبوں کا بیان ہے کہ یہ جہنم کے عذابوں سے جو بدبختوں کو ہو رہا ہوگا، محفوظ ہوں گے۔ جنت کی بہاروں میں موج اڑا رہے ہوں گے اور اس کی بہترین اور طرح طرح کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہوں گے۔ طرح طرح کے کھانے، وضع وضع کے مشروب، قسم قسم کے لباس، رنگ برنگ کے مکانات اور نوع بنوع کی سواریوں میں جو اللہ کی دی ہوئی نعمتیں ہیں، محظوظ ہو رہے ہوں گے۔ انہیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رہنا بھی ایک مستقل نعمت ہے۔ پھر جنت کی بہاریں اور سونے پر سہاگہ ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا اور نہ دلوں میں کھٹکا گزرا۔

(۱۹) یعنی یہ تمہارے عملوں کا صلہ ہے۔ اب جنت میں مزے سے کھاؤ پیو۔ موج اڑاؤ اور آرام سے رہو سہو۔ فرمایا، كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا (حاقہ ۶۹:۲۴) یعنی تم نے گزرے ہوئے زمانے میں جو اچھے عمل کیے تھے، ان کے صلہ میں مزے سے کھاؤ پیو۔ جنت میں تمہارے لیے نفیس ولذیذ چیزیں مہیا ہیں۔ ان سے خوب موج اڑاؤ۔ یعنی یہ بہاریں، یہ نعمتیں اور یہ لذتیں اللہ نے اپنے فضل واحسان سے تمہارے نیک عملوں کی وجہ سے تمہیں عطا فرمائی ہیں۔

(۲۰) یعنی آراستہ و پیراستہ اور جڑاؤ تختوں پر کمال بے فکری سے ٹیک لگائے ہوئے آرام سے بیٹھے ہوئے ہوں گے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جنتی کو جنت میں ٹیک لگائے ہوئے آرام سے بیٹھے چالیس چالیس سال گزر جائیں گے۔ انہیں ملنے جلنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ اور نہ ایک وضع پر بیٹھنے سے وہ اکتا جائیں گے۔ جس چیز کو دل چاہے گا، وہی آ موجود ہوگی۔ آنکھوں کی ٹھنڈک اور اس کی لذت آنکھوں کے سامنے ہوگی۔ سلیمان بن مغیرہؒ کہتے ہیں ہمیں یہ خبر پہنچی کہ جنتی کو جنت میں ٹیک لگائے ستر ستر سال گزر جائیں گے۔ اس کے پاس اس کی بیویاں، خدمت گار اور ہر طرح کی نعمتیں اور عزت کی چیزیں ہوں گی۔ پھر جب ستر سال کے بعد دوسری طرف نگاہ جائے گی تو وہاں اور ہی کچھ نظر آئے گا۔ ادھر بھی حوریں منتظر ہوں گی جن کو پہلے نہیں دیکھا تھا۔ وہ کہیں گی، اللہ کا شکر ہے ہماری جانب بھی آپ کی توجہ ہوئی۔

پھر فرمایا کہ ہم ان کو جنت میں خوب صورت، خوب سیرت، گوری گوری اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں دے دیں گے جو ان کی ہر طرح کی دلجوئی کریں گی اور ہر وقت ان کی خاطر تواضع کرتی رہیں گی۔ حوروں کا بیان جگہ جگہ تفصیل سے گزر چکا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ
ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ
رَهِيْنٌ ۝۲۱ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝۲۲ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا
كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ۝۲۳ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ

لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ﴿٢٤﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٥﴾ قَالُوا
إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿٢٦﴾ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ
السَّمُومِ ﴿٢٧﴾ إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ﴿٢٨﴾ ع

جو ایمان لائے اور ایمان میں ان کی اولاد نے بھی ان کی پیروی کی۔ ہم ان کی اولاد کو ان سے ملا دیں گے اور ان کے عمل میں سے بال بھر کمی نہ کریں گے۔ ہر شخص اپنے اپنے عملوں میں گروی ہوگا۔ ہم ان کے لیے میووں کی اور پسندیدہ گوشت کی ریل پیل کر دیں گے۔ یہ جنت میں ایک دوسرے سے (دل لگی کے طور پر) جام شراب میں چھینا جھپٹی کریں گے۔ جس کے کیف و سرور میں نہ تو بکواس ہوگی اور نہ کوئی بے ہودہ بات ہوگی اور ان کے آس پاس نوعمر غلام پھر رہے ہوں گے۔ گویا وہ چھپے ہوئے موتی ہیں اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر باتیں کریں گے۔ کہیں گے کہ اب سے پہلے ہم اپنے گھر والوں میں سہمے ہوئے تھے۔ آخر اللہ نے اپنا احسان فرمایا اور ہمیں سخت لو کے عذاب سے بچایا۔ ہم تو پہلے ہی سے اس کو پکارا کرتے تھے۔ بلاشبہ وہی محسن اور بڑا مہربان ہے۔

کم مرتبہ اولاد مومن ماں باپ کے مرتبہ تک پہنچ جائے گی: (۲۱) یعنی اگر ایمان والوں کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی تو اللہ اپنے فضل و کرم سے انہیں بھی ان کے ماں باپ کے مرتبہ تک پہنچا دے گا۔ گو ان کے عمل جیسے ان کے عمل نہ ہوں تاکہ ماں باپ انہیں اپنے مرتبہ میں دیکھ کر خوش ہوں۔ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اولاد بھی اپنے بزرگوں کو دیکھ کر ہشاش بشاش رہے۔ یعنی کم عمل والی اولاد کو کامل والے بزرگوں کے مرتبہ تک پہنچا دیا جائے اور ان بزرگوں کے عملوں اور مرتبوں میں کمی نہ کی جائے گی۔ اللہ نے اولاد کو اپنے بھرپور خزانوں میں سے دے دیا۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ ہم ان کی اولاد کو ان سے ملا دیں گے مگر ان کے عملوں میں سے کچھ کمی نہ کریں گے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ مومن کی اولاد کے درجے بلند فرما دے گا۔ جب وہ عمل میں ماں باپ سے کم ہوگی تاکہ انہیں دیکھ کر مومن کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ یہ مومن کی وہ اولاد ہوگی جس کا ایمان پر خاتمہ ہوگا۔ اگر ان کے باپوں کے مراتب ان کے مراتب سے بلند ہوں گے تو یہ اپنے باپوں کے ساتھ ملا دیئے جائیں گے اور باپوں کے عملوں کے ثواب میں کمی نہیں کی جائے گی۔ ایک حدیث میں ہے، جنتی جنت میں داخل ہو کر اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کے بارے میں پوچھے گا۔ کہا جائے گا کہ وہ تمہارے مرتبہ تک نہیں پہنچے۔ عرض کرے گا کہ اے اللہ! میں نے اپنے اور ان کے لیے عمل کیے تھے۔ اللہ حکم فرمائے گا، اچھا انہیں اپنے ہی پاس بلا لے۔ پھر ابن عباسؓ نے یہ آیت پڑھی۔ (ط) مومن کے چھوٹے بچے بھی اپنے باپوں سے ملا دیئے جائیں گے۔

اللہ کے عدل کا بیان: پھر فرمایا کہ ہر شخص اپنے عمل میں گروی ہے۔ یہاں عدل کی خبر دی ہے چونکہ مقام فضل کی خبر دی گئی تھی کہ اللہ اپنے فضل سے ایمان دار اولاد کو باپوں کے بلند درجے تک پہنچا دے گا، جس کا سبب کوئی عمل نہ ہوگا بلکہ محض اللہ کا فضل و کرم ہوگا تو مقام عدل کی بھی خبر دی گئی کہ کوئی کسی کے گناہ میں نہیں پکڑا جائے گا۔ یعنی ہر شخص اپنے اپنے عملوں میں گرفتار ہوگا۔ کسی غیر کے گناہ اس پر نہیں لادے جائیں گے۔ خواہ وہ غیر باپ ہو یا بیٹا۔ فرمایا، كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ (مدثر ۷۴: ۳۸، ۳۹) ہر شخص

اپنے عملوں میں گرفتار ہوگا۔علاوہ سیدھے ہاتھ میں اعمال نامے دیئے جانے والے کے۔وہ جنتوں میں آرام سے بیٹھے ہوئے گناہ گاروں سے پوچھیں گے۔

جنتی شراب کا بیان: (۲۲) یعنی جنت والوں کو قسم قسم کے میوے اور نفیس ومرغوب اور لذیذ وخوش ذائقہ اور خواہش کے مطابق پاکیزہ گوشت دیا جائے گا۔ (۲۳) یعنی جنتی ایک دوسرے سے دل لگی کے طور پر جام شراب میں چھینا جھپٹی کریں گے یعنی انہیں جنت میں لبالب جام شراب دیئے جائیں گے۔جسے پی کر ایک عجیب سرور و کیف حاصل ہوگا۔جس سرور میں نہ تو بکواس ہوگی اور نہ بے ہودگی اور نہ تو لغو کلام ہوگا اور نہ بے حیائی کی باتیں جیسے دنیا والے شراب کے نشے میں چور ہو کر بے ہودہ بکواس اور فحش باتیں کیا کرتے ہیں۔جنت کی شراب ہر عیب سے پاک ہے۔

غلمان کا بیان: (۲۴) اس میں خلدیوں کے خدمت گاروں اور حاشیہ برداروں کی خبر دی گئی ہے کہ ان کے خدمت گزار فرمانبردار و اطاعت شعار غلام ہوں گے۔یہ حسن و جمال میں ایسے ہوں گے جیسے تازہ سیپ سے نکلا ہوا موتی۔ان کا حسن و جمال، ان کی زیب و زینت، ان کی رونق و بہار، ان کا صاف ستھرا پن اور ان کی پوشاک کی خوب صورتی قابل دید ہوگی۔فرمایا یَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ (واقعہ ۵۶: ۱۷ تا ۱۹) ہمیشہ نوعمر رہنے والے بچے ان کا طواف کر رہے ہوں گے جن کے ہاتھوں پر آب خورے، آفتابے اور صاف و شفاف شراب کے جام ہوں گے۔

جنت میں گزرے ہوئے واقعات کی یاد: (۲۵) یعنی جنتی ایک دوسرے سے باتیں کریں گے۔عملوں کا مذاکرہ ہوگا۔دنیاوی حالات کا ذکر چھیڑیں گے کہ جب ہم دنیا میں تھے تو ہمیں ہر وقت اللہ کے خوف کا اس کے عذاب کا اور اس کے غصہ کا دھڑکا لگا رہتا تھا۔مطلب یہ ہے کہ جام شراب پی کر سرور و کیف میں بھر کر گزرے ہوئے واقعات یاد کریں گے۔ (۲۶) یعنی جب ہم دنیا میں بیوی بچوں میں تھے تو رب کے خوف سے لرزتے رہتے تھے اور ہر وقت عذاب کا دھڑکا لگا رہتا تھا۔ (۲۷) اللہ کا ہم پر کتنا عظیم احسان ہے کہ اس نے سخت لو کے عذاب سے ہمیں بچا لیا اور خوف سے ہمیں بے خوف بنا دیا۔ (۲۸) ہم دنیا میں اللہ سے دعائیں مانگتے رہتے تھے اور اس کے سامنے گڑگڑاتے رہتے تھے۔اس نے ہماری دعائیں قبول فرمالیں۔ہماری امیدیں پوری کر دیں اور ہمیں کامیاب بنا دیا۔بلاشبہ وہ بڑا محسن اور بڑا مہربان ہے۔عائشہؓ نے نماز میں یہ آیت پڑھی اور دعا مانگی، اَللّٰهُمَّ مُنَّ عَلَيْنَا وَقِنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ اِنَّكَ اَنْتَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ۔ اے اللہ! ہم پر اپنا احسان فرما اور ہمیں دوزخ کی لپٹوں سے بچا۔یقیناً تو ہی محسن و مہربان ہے۔

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿۳۱﴾ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۳۴﴾

آپ نصیحت فرماتے رہیں، رب کے فضل سے نہ تو آپ کاہن ہیں اور نہ دیوانے۔کیا مشرک کہتے ہیں کہ یہ ایک شاعر ہے۔ہم اس

پر زمانے کے حوادث (موت) کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ فرما دیں، اچھا منتظر رہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ کیا ان کی عقلیں ان کو یہی سکھاتی ہیں؟ بلکہ یہ لوگ سرکش ہیں ہی۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ آپ نے قرآن بنا لیا ہے بلکہ یہ ایمان والے ہی نہیں۔ اچھا تو اس جیسی ایک ہی بات لا کر دکھلا دیں اگر یہ سچے ہیں۔

الزام جنون و کہانت بالکل جھوٹ ہے: (٢٩) یعنی اے پیارے نبی ﷺ! آپ لوگوں کو سمجھاتے رہیں، فرض رسالت ادا کرتے رہیں اور قرآن سنا سنا کر انہیں نصیحت فرماتے رہیں۔ یہ مشرک آپ کے سر جو کہانت اور دیوانگی کا الزام تھوپ رہے ہیں، سراسر جھوٹ ہے۔ اللہ کے فضل سے آپ دیوانے اور کاہن نہیں۔ کاہن یعنی جس کے پاس شیطان آتا ہو اور اسے کوئی آسمانی سنی ہوئی خبر بتلا جاتا ہو، جس میں سو جھوٹ ملا دیئے ہوں۔ یعنی بحمد اللہ نہ تو آپ کے پاس جن آتے ہیں اور نہ آپ کو جنون ہے اور نہ اوپری اثر ہے۔ آسیب زدہ کو بھی مجنون کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی دیوانوں کی سی حرکتیں کرنے لگتا ہے۔

رحمت عالم ﷺ پر شاعری کا الزام: (٣٠) یعنی کیا یہ جاہل آپ کو شاعر کہتے ہیں۔ ہمیں تو اس کی موت کا انتظار ہے تاکہ اس سے اور اس کے فتنوں سے چین نصیب ہو۔ (٣١) یعنی تم بھی انتظار میں رہو اور میں بھی اور دیکھیں کہ کس کا مستقبل شاندار ہوتا ہے اور کس کا انجام دنیا اور آخرت میں اچھا ہوتا ہے۔ عباس ؓ فرماتے ہیں جب قریش نبی ﷺ کے سلسلے میں دار الندوہ میں جمع ہوئے تو کسی نے یہ مشورہ دیا کہ محمد ﷺ کو باندھ کر قید کر دو اور اس کی موت کا انتظار کرو تاکہ پہلے شاعروں کی طرح یہ بھی ہلاک ہو جائے۔ جیسے نابغہ اور زہیر ہلاک ہوئے۔ کیونکہ وہ بھی انہیں کی طرح ایک شاعر ہے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (ابن اسحاق) (٣٢) یعنی کیا ان کی عقلیں انہیں یہی بے بنیاد باتیں سکھاتی ہیں جن کو یہ خود بھی غلط سمجھ رہے ہیں لیکن یہ قوم سرکش و گمراہ اور حق کی مخالف ہے۔ یہی گمراہی اور حق کی مخالفت ان سے یہ باتیں کہلوا رہی ہے۔

آپ پر قرآن گھڑنے کا الزام: (٣٣) یعنی کیا ان نادانوں کا یہ خیال ہے کہ آپ نے قرآن خود بنا لیا ہے۔ دراصل ان کے سینوں میں ایمان نہیں اور کفر کی وجہ سے اس قسم کی بکواس کر رہے ہیں۔ (٣٤) یعنی اگر یہ سچے ہیں تو قرآن جیسی ایک بات بنا کر لائیں تو سہی۔ اگر تمام روئے زمین کے جن اور انسان جمع ہو جائیں تو بھی قرآن جیسی ایک آیت بھی پیش نہ کر سکیں گے۔

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ
الْمُصَيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ
مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ﴿٣٩﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ
مُّثْقَلُونَ ﴿٤٠﴾ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤١﴾ أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ
كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ﴿٤٢﴾ أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٤٣﴾

کیا یہ خود بخود ہی خالق کے بغیر پیدا ہو گئے یا خود ہی اپنے خالق ہیں یا انہوں نے آسمانوں کو یا زمین کو پیدا کیا بلکہ یہ لوگ یقین لانے

والے نہیں۔ کیا آپ کے رب کے خزانے ان کے پاس ہیں یا یہ ان پر داروغہ ہیں یا ان کے لیے کوئی زینہ ہے جس پر چڑھ کر سن آئے ہیں۔ پھر تو ان کے سننے والے کو کوئی روشن دلیل پیش کرنی چاہیے۔ کیا اللہ کے لیے بیٹیاں ہیں اور تمہارے لیے بیٹے۔ کیا آپ ان سے کچھ اجر مانگ رہے ہیں جس کے بوجھ کے نیچے یہ دبے جا رہے ہیں۔ یا ان کے پاس غیب ہے جس کو یہ لکھ لیتے ہیں یا کوئی دھوکہ کرنا چاہتے ہیں۔ کافر خود ہی برائی میں مبتلا ہوں گے۔ کیا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور معبود بھی ہے۔ اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

توحید ربوبیت و توحید الوہیت کا بیان: (۳۵) توحید ربوبیت اور توحید الوہیت کا ثبوت ہے۔ یعنی کیا یہ موجد کے بغیر خود بخود موجود ہو گئے یا انہوں نے خود کو آپ ایجاد کر لیا ہے۔ نہ یہ خود بخود موجود ہوئے اور نہ اپنے موجد آپ ہیں بلکہ ان کا خالق اللہ ہے۔ ان کا نام و نشان تک نہ تھا۔ اللہ انہیں پردۂ عدم سے منصۂ شہود تک لے آیا۔ جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھتے ہوئے سنا۔ جب آپ اس آیت پر آئے تو میرا دل اڑنے لگا اور میری حالت دگرگوں ہونے لگی۔ (ب) جبیر بن مطعمؓ بدر کے بعد قیدیوں کے فدیہ کے سلسلے میں آپ کے پاس آئے تھے۔ یہ اس وقت مشرک تھے۔ اس سورت کی اس آیت کو سن کر انہیں مسلمان ہونے کا شوق پیدا ہوا۔ ان کے اسلام کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے۔ (۳۶) کیا انہوں نے زمین کو یا کسی آسمان کو پیدا کیا ہے یعنی نہیں پیدا کیا۔ پھر جب صرف اللہ ہی نے آسمان و زمین بنائے تو وہی حق دار عبادت ہے۔ پھر کیوں اس کے ساتھ شرک کرتے ہو۔ بات یہ ہے کہ سب کچھ جانتے بوجھتے یہ یقین نہیں لاتے۔ ان کے یقین نہ لانے نے ان کو شرک پر آمادہ کر رکھا ہے۔ (۳۷) یعنی کیا دنیا میں ان کا کچھ اختیار ہے اور خزانوں کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں ہیں یا یہ مخلوق کے محاسب ہیں۔ دونوں میں سے کوئی بات بھی نہیں پائی جاتی۔ کائنات میں اللہ ہی کا تصرف و اختیار ہے۔ اسی کے ہاتھ میں خزانوں کی کنجیاں ہیں اور وہی مخلوق کا حساب لینے والا ہے۔ (۳۸) کیا ان کے پاس کوئی ایسی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر ملا اعلیٰ تک پہنچ جاتے ہیں۔ اگر یہ بات ہے تو جو کوئی آسمانی کلام سن آتا ہے، اس پر کوئی آسمانی دلیل پیش کرے لیکن نہ کوئی دلیل لا سکتا ہے اور نہ یہ حق کے پابند ہی ہیں۔ (۳۹) یہ ان بدبختوں کی کتنی زبردست غلطی ہے کہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مانتے ہیں اور اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہیں اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوش خبری سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور خون کے سے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔ یہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں سمجھ کر اللہ کے ساتھ ان کی عبادت کرنے لگے۔ اسی لیے فرمایا، کیا اللہ کے بیٹیاں ہیں اور تمہارے بیٹے؟ اس میں ان پر انتہائی ڈانٹ اور ڈراوا ہے۔

مبلغ بلا معاوضہ کے تبلیغ کرتے ہیں: (۴۰) کیا آپ تبلیغ پر ان سے اجرت کا مطالبہ کر رہے ہیں جس کے بوجھ میں یہ دبے چلے جا رہے ہیں۔ یعنی ایسا بھی نہیں۔ آپ تبلیغ بلا معاوضہ کرتے ہیں اور ان سے کچھ بھی نہیں مانگتے۔ پھر انہیں تبلیغ کا کیوں بوجھ محسوس ہوتا ہے۔

اللہ کے سوا غیب دان کوئی نہیں: (۴۱) کیا یہ غیب دان ہیں یعنی غیب دان بھی نہیں کیونکہ زمین و آسمان کا غیب اللہ کے سوا کسی کو بھی معلوم نہیں۔ (۴۲) یا دین کے خلاف پروپیگنڈا کر کے رسول ﷺ کو اور ایمان والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں لیکن یاد رکھیں، اس کا وبال انہیں کو سمیٹنا پڑ جائے گا۔

عبادت میں بتوں کو شریک کرنے کی تردید: (۴۳) اس آیت میں اللہ کی عبادت میں بتوں کو اور دوسری چیزوں کو شریک کرنے کی تردید ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ ان کے شرک و بت پرستی سے بلند و برتر اور پاک وصاف ہے۔

وَإِنْ يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿٤٤﴾ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا
يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ﴿٤٥﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٤٦﴾
وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٧﴾
وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٤٨﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ
فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ﴿٤٩﴾

اگر یہ آسمان کے کسی ٹکڑے کو گرتا ہوا دیکھیں تو یہی کہیں گے کہ یہ تہ بہ تہ بادل ہے۔ آپ انہیں چھوڑ دیں۔ یہاں تک کہ انہیں اس دن سے واسطہ پڑ جائے۔ جس دن بے ہوش کیے جائیں گے۔ جس دن انہیں ان کا مکر کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ بلاشبہ ظالموں کے لیے اس کے علاوہ اور بھی عذاب ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔ آپ اپنے رب کے حکم پر صبر کرتے رہیں کیونکہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور جب (خواب سے) اٹھیں تو اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے رہیں اور رات کو بھی اس کی پاکی بیان کریں اور تارے ڈوبتے وقت بھی۔

مشرکوں کی سرکشی کا بیان؟: (۴۴) مشرکوں کی سرکشی کا بیان ہے کہ ان کی سرکشی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ اگر اللہ کا عذاب بھی آنکھوں سے دیکھ لیں تو پھر بھی ایمان نصیب نہ ہو۔ یعنی اگر آسمان کا کوئی ٹکڑا اپنے اوپر گرتا ہوا دیکھ لیں جس سے انہیں عذاب میں مبتلا کیا جانے والا ہو تو اس پر بھی یقین نہ لائیں گے بلکہ صاف کہہ دیں کہ یہ تو گاڑھا ابر ہے۔ جو پانی برسانے آ رہا ہے۔ فرمایا، وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ (حجر ۱۵:۱۴، ۱۵) اگر ہم ان پر آسمان کا دروازہ کھول دیں اور یہ اس میں چڑھنے لگیں تو پھر بھی کہہ دیں گے کہ ہماری نظر بند کر دی گئی ہے بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔

نہ ماننے والوں کو چھوڑ دینے کا حکم: (۴۵) اے پیارے نبی ﷺ! اب انہیں چھوڑ دیں۔ یہاں تک کہ ان پر وہ دن آ جائے جس دن یہ بے ہوش کر دیے جائیں گے۔ یعنی آپ قیامت تک یا موت کے وقت تک انہیں چھوڑ دیں۔

قیامت کے دن سارے مکر ہوا ہو جائیں گے: (۴۶) جس دن ان کا مکر ان کے کچھ بھی کام نہ آئے گا۔ دنیا میں تو خوب شاطرانہ چالیں چلیں لیکن قیامت کے دن سب چوکڑی بھول جائیں گے اور بغلیں جھانکتے نظر آئیں گے۔ آج حمایت کی امید پر جن جن کو پوج رہے ہیں، اس دن یہ سب آنکھیں دکھائیں گے اور کوئی بھی حمایتی کھڑا نہ ہوگا۔

ظالموں پر دنیا میں بھی عذاب آتے ہیں: (۴۷) یعنی ظالموں کے لیے اس عذاب کے علاوہ اور بھی عذاب ہیں۔ وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ (سجدہ ۳۲:۲۱) آخرت سے پہلے انہیں دنیا ہی میں عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ فرمایا، ہم آخرت کے بڑے عذاب کے علاوہ دنیا میں بھی انہیں عذاب کا مزہ ضرور چکھائیں گے۔ تاکہ باز آ جائیں۔ اسی لیے فرمایا، لیکن

اکثر لوگ نہیں جانتے۔یعنی دنیا میں عذاب تو اس لیے بھیجا جاتا ہے کہ اللہ کے عذاب سے ڈر کر سیدھی راہ پر آ جائیں۔اکثر چھوڑ دیں لیکن اکثر لوگ اس سے بے خبر ہوتے ہیں کہ جب عذاب ان سے ہٹ جاتا ہے تو پہلے سے بھی زیادہ بدتر کام کرنے لگتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ اللہ کی نافرمانیوں سے اس کا عذاب واجب ہو جاتا ہے اور اس کی پکڑ آ جاتی ہے۔

رحمت عالم ﷺ کو صبر کا حکم: (۴۸) یعنی آپ ان کی ایذا پر صبر کرتے رہیں اور پرواہ نہ کریں۔آپ ہماری حفاظت میں ہیں اور ہر وقت ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور جب آپ نماز کے لیے اٹھیں تو اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کریں۔یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ پڑھیں۔عمرؓ فرماتے ہیں آپ یہ دعا نماز کے شروع میں پڑھا کرتے تھے۔(م) یا جب آپ رات کو نیند سے جاگ جائیں تو اللہ کی پاکی بیان کریں۔رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے رات کو بیدار ہو کر یہ دعا پڑھی، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الخ کہا کہ رب مجھے بخش دے یہ دعا کی تو اس کی دعا قبول ہوگی۔پھر اگر اس نے پکا ارادہ کیا اور وضو کر کے نماز بھی پڑھ لی تو اس کی نماز قبول کر لی جائے گی۔(بدنت)

کفارہ مجلس کی دعا: مجلس سے کھڑے ہوتے وقت تسبیح پڑھ لیا کرو۔اگر اچھی مجلس ہوگی تو تسبیح سے نیکیوں میں اضافہ ہوگا اور اگر بری ہوئی تو برائی کا کفارہ ہو جائے گا۔ابوعثمان فقیر کہتے ہیں جبریلؑ نے نبی ﷺ کو تعلیم دی کہ جب آپ مجلس سے کھڑے ہوں تو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ پڑھ لیا کریں۔یہ کلمے مجلس کا کفارہ ہیں۔(عبدالرزاق) (۲) جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور وہاں کثرت سے بے ہودہ باتیں اور بک بک ہوئی تو مجلس سے اٹھنے سے پہلے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ پڑھ لے۔اس مجلس میں جو کچھ گناہ ہوئے ہوں گے، اللہ انہیں ضرور بخش دے گا۔(تن،وغیرہ)

رات میں ذکر اللہ کا بیان: (۴۹) رات کے وقت اس کی پاکی بیان کرو۔یعنی ذکر اللہ کرو۔عبادت کرو۔قرآن پاک کی تلاوت کرو اور نماز پڑھو۔فرمایا، فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ (اسراء ۱۷:۷۹) رات کے وقت تہجد پڑھ لیا کیجئے جو آپ کے لیے نفل ہو جائے گا۔امید ہے، آپ کا رب آپ کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔پھر فرمایا، اور تاروں کے ڈوبتے وقت بھی۔

الحمد للہ سورہ طور کی تفسیر مکمل ہوئی۔اللہ اسے قبول فرما کر ذخیرہ آخرت بنائے۔آمین۔

سورہ نجم

بترتیب مصحف یہ ۵۳ویں اور بترتیب نزول ۲۳ویں سورہ ہے۔اور یہ مکی سورہ ہے۔اس میں ۶۲ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں

سورہ نجم کے بارے میں: عبداللہ کہتے ہیں سب سے پہلے سجدے والی سورت نجم ہے۔(ب) فرمایا کہ نبی ﷺ نے سجدہ کیا اور آپ کے پیچھے تمام سامعین نے بھی علاوہ ایک شخص کے میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے ہاتھ پر مٹی لے کر سجدہ کیا، اس کے بعد میں نے اس کو دیکھا کہ وہ کفر پر قتل کر دیا گیا۔یہ تھا امیہ بن خلف یا عقبہ بن ربیعہ۔(مدن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ﴿۲﴾ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ؕ﴿۳﴾
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۙ﴿۴﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے۔

تارے کی قسم! جب وہ ڈوبے۔ تمہارا ساتھی نہ بہکا ہے اور نہ ٹیڑھی راہ پر ہے۔ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتا۔ آپ کا فرمان تو صرف وحی ہوتی ہے جو آپ پر بھیجی جاتی ہے۔

اللہ نے قسم کھا کر یقین دلایا کہ آپ حق پر ہیں: (۱،۲) یعنی ڈھلتے اور ڈوبتے ہوئے ستاروں کی قسم! آپ حق پر اور سیدھی راہ پر ہیں اور یہ مشرک اور آپ کے مخالفین غلط اور ٹیڑھی راہوں پر ہیں۔ فرمایا، فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ (واقعہ ۵۶: ۷۵ تا ۸۰) تاروں کے ڈوبنے کی قسم! اور اگر تم سوچو تو یہ بہت بڑی قسم ہے کہ یہ عزت والا قرآن ہے جو ایک محفوظ کتاب میں محفوظ ہے۔ جسے بجز مقدس فرشتوں کے کوئی نہیں چھوتا۔ یہ رب العالمین کی طرف سے اترا ہوا ہے۔ اللہ نے قسم کھا کر یقین دلایا کہ رحمت عالم ﷺ سیدھی راہ پر اور حق پر ہیں اور علم و بصیرت کے ساتھ صحیح راہ پر گامزن ہیں۔ نہ آپ گمراہ عیسائیوں کی طرح ہیں اور نہ جان بوجھ کر حق کے خلاف چلنے والے یہودیوں کی طرح۔ اللہ نے اپنے رسول کو اور اپنی شریعت کو گمراہ عیسائیوں کی اور متعصب یہودیوں کی مشابہت سے پاک رکھا ہے۔ یہودی جان بوجھ کر علم چھپاتے تھے۔ اور علم کے خلاف عمل کرتے تھے۔ آپ اور آپ کی شریعت عظمیٰ انتہائی معتدل، انتہائی صحیح اور سیدھی ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا۔

رحمت عالم ﷺ جی سے کچھ نہیں کہتے: (۳،۴) یعنی آپ کی بات کسی غرض یا خواہش پر مبنی نہیں ہوتی بلکہ آپ بلا کم و کاست وحی کے مطابق بات کرتے ہیں۔ جو فرض آپ کے سپرد ہے، اس کی تبلیغ فرماتے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص کی شفاعت سے جو نبی نہیں ہے، دو قبیلوں (ربیعہ و مضر) کی یا ایک قبیلہ کے برابر آدمی جنت میں جائیں گے۔ پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا ربیعہ مضر سے نہیں ہے؟ فرمایا، میں صرف وہی کہتا ہوں جو کہہ رہا ہوں۔ (۱) (۲) ابن عمرؓ فرماتے ہیں میں جن حدیثوں کو یاد کرنا چاہتا، انہیں لکھ لیا کرتا تھا۔ چنانچہ نبی ﷺ سے جو حدیث سنتا، لکھ لیتا۔ ایک قریشی نے مجھے منع بھی کیا کہ تم نبی ﷺ سے جو بات سنتے ہو، لکھ لیتے ہو۔ حالانکہ آپ ایک بشر ہیں۔ میں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ پھر میں نے آپ سے پوچھا تو فرمایا، لکھ لیا کرو۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری زبان سے حق بات ہی نکلتی ہے۔ (د)

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۙ﴿۵﴾ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ۙ﴿۶﴾ وَهُوَ بِالْاُفُقِ
الْاَعْلٰى ؕ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ﴿۸﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ﴿۹﴾
فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ؕ﴿۱۰﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ

عَلٰى مَا يَرٰى ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿١٣﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿١٤﴾
عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿١٥﴾ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿١٦﴾ مَا زَاغَ
الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿١٨﴾

انہیں بڑی طاقت والے فرشتے نے تعلیم دی ہے جو زور والا ہے۔ پھر وہ آسمان کے بلند کنارے پر اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہوا اور پھر قریب ہوا اور اتر آیا۔ پھر دو کمانوں کے فاصلہ تک بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ تک آ گیا۔ پھر اللہ نے اپنے بندے پر وحی کی۔ جو کچھ بھی وحی کی، جو کچھ دیکھ، اس میں نبی کے قلب نے جھوٹ نہیں بولا، جو کچھ نبی نے دیکھا، تمہیں اس میں شک ہے؟ بلاشبہ آپ یہ فرشتہ ایک اور بار بھی دیکھ چکے ہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جس کے پاس جنت الماویٰ ہے جب کہ سدرہ پر وہ چیزیں چھائی ہوئی تھیں جو اس پر چھا رہی تھیں۔ نہ تو نگاہ بہکی اور نہ حد سے آگے بڑھی۔ یقیناً آپ نے رب کی بعض بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

امین الامت کے معلم روح الامین ہیں: (۵، ۶) یعنی امین الامت کے معلم روح الامین ہیں اور آپ جو کچھ لوگوں کے پاس لے کر آئے ہیں، وہ اللہ کی تعلیم کی ہوئی باتیں ہیں جو روح الامین کے ذریعہ آپ پر اتاری گئی ہیں۔ سخت قوتوں والے سے مراد روح الامین ہیں۔ فرمایا، اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ (تکویر ۸۱: ۱۹ تا ۲۱) یعنی بلاشبہ یہ قرآن ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا ہے، جو بڑا قوی ہے۔ اور عرش کے مالک کے نزدیک عزت والا ہے۔ جس کی آسمانوں پر بات مانی جاتی ہے اور جو امانت دار ہے۔ پھر فرمایا کہ پھر وہ فرشتہ نمودار ہو گیا یعنی حضرت جبریل اپنی اصلی صورت میں افق پر نمودار ہوئے۔

آپ نے جبریل کو اصلی صورت میں دو بار دیکھا: (۷) افق اعلیٰ سے مراد آسمان کا وہ کنارہ ہے جہاں سے صبح صادق نمودار ہوتی ہے۔ اور سورج نکلتا ہے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے حضرت جبریل کو اصلی صورت میں دو دفعہ ہی دیکھا ہے۔ ایک دفعہ تو آپ کی خواہش کے مطابق روح الامین آپ کو اپنی اصلی صورت میں دکھائی دیئے۔ آپ سے تمام مشرقی افق بھرا ہوا تھا اور دوسری دفعہ معراج کے موقعہ پر جب آپ کو لے کر آسمان پر چڑھے تھے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، میں نے جبریل کو دیکھا۔ ان کے چھ سو پر تھے۔

(۸، ۹) یعنی جب جبریل زمین پر اترے تو آپ محمد ﷺ سے اتنے قریب ہو گئے کہ دونوں میں بقدر دو کمانوں کے بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

(۱۰) یعنی رب العالمین نے اپنے بندے محمد ﷺ پر بذریعہ جبریل ﷺ اور بلا واسطہ جو کچھ وحی نازل کی، وہ حق ہے۔

(۱۱، ۱۲) یعنی جو کچھ آپ نے شب معراج میں دیکھا، وہ سب حق ہے۔ یعنی آپ کے قلب مبارک نے حق کو قبول کیا اور اسے ہی بیان کیا۔ اس سے یہ ثابت نہیں کہ آپ نے ظاہری آنکھوں سے اپنے رب کو دیکھا بلکہ آپ نے اپنے قلب مبارک سے اپنے رب کو دیکھا۔ جیسا کہ ابن عباس سے مسلم میں روایت ہے کہ آپ نے اپنے دل سے دو دفعہ اللہ کو دیکھا۔ ابوذر سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا، وہ تو نور ہی نور ہے۔ میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں؟ (م)

مسروق نے صدیقہؓ سے کہا، کیا رحمت عالم ﷺ کو رب کا دیدار ہوا ہے؟ فرمایا، تم نے ایسی بات کہی جس سے میرا رواں

رواں کانپ اٹھا۔ میں نے کہا، ام المومنین سنئے تو قرآن میں ہے، لَقَدْ رَاٰی مِنْ آیَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى۔ آپ نے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ بولیں، کہاں جا رہے ہو؟ اس سے مراد جبریل کا دیکھنا ہے جو تمہیں یہ خبر دے کہ رحمت عالم ﷺ نے رب کو دیکھا یا کچھ علم چھپا لیا یا ان پانچ باتوں کو جانتے ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جن کا بیان اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (لقمان ۳۱:۳۴) میں ہے۔ اس نے اللہ پر بڑا بہتان باندھا۔ آپ نے جبریل کو دیکھا تھا۔ جبریل کو صرف دو ہی بار اصلی صورت میں دیکھا ہے۔ ایک دفعہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور ایک دفعہ اجیاد میں۔ آپ کے چھ سو پر تھے اور افق کو گھیرے ہوئے تھے۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جبریل کو دیکھا۔ ان کے چھ سو پر تھے جن سے آنکھیں خیرہ کرنے والے بے انتہا موتی اور یاقوت جھڑ رہے تھے۔ (۱) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، میں نے جبریل کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا۔ آپ کے چھ سو پر تھے۔ (۱)

سدرۃ المنتہیٰ پر فرشتوں کی کثرت: (۱۶) احادیث معراج میں گزر چکا کہ سدرہ پر کثرت سے فرشتے چھائے ہوئے تھے۔ اس پر رب کا نور جگمگا رہا تھا اور طرح طرح کے رنگ چھائے ہوئے تھے۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا تھے؟ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی تو آپ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر ہے۔ زمین سے جو عمل چڑھتے ہیں، یہاں آ کر رک لیے جاتے ہیں۔ پھر یہاں سے اٹھا لیے جاتے ہیں اور جو احکام اللہ کے پاس سے اترتے ہیں، وہ بھی یہیں تک پہنچتے ہیں اور یہیں سے پہنچا دیئے جاتے ہیں۔ اس پر سونے کے پروانے چھائے ہوئے تھے۔ آپ کو تین چیزیں دی گئیں۔ پنج وقتہ نماز، سورہ بقرہ کی آخری آیتیں اور موحد۔ جس نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو کے لیے کبیرہ گناہوں کی بخشش۔ (الف)

(۱۷) یعنی آپ کی نگاہ ادھر ادھر نہیں ہٹی اور جن باتوں کا حکم ہوا، آپ ان سے آگے نہیں بڑھے۔ یعنی آنکھیں وہیں لگی رہیں جن کو دیکھنے کا حکم ملا تھا۔ (ابن عباسؓ) یہ صفت آپ کی کمال ثابت قدمی اور اطاعت کو بتا رہی ہے کیونکہ آپ نے وہی کیا جس کا آپ کو حکم ملا۔ حکم ربانی بجا لائے اور جو نعمتیں آپ کو دی گئیں، انہیں کو لے کر خوش ہو گئے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

رای جنة الماویٰ و مافوقها و لو   رآی غیره ما قدرآه لتاها

آپ نے جنت الماوی اور اس سے اوپر والی چیزیں دیکھیں جو آپ نے دیکھا، اگر کوئی اور دیکھتا تو ششدر رہ جاتا۔

معراج میں آپ نے بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں: (۱۸) یعنی آپ نے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ فرمایا، لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيَاتِنَا (اسراء ۱۷:۱) تاکہ ہم آپ کو اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھلائیں جو ہماری قدرت و عظمت کو بتا رہی ہوں۔ انہیں دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ اس رات دیدار نہیں ہوا کیونکہ اللہ نے فرمایا کہ آپ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ اگر آپ رب کو بھی دیکھتے تو دیدار کا بھی بیان ہوتا اور آپ صحابہ سے بھی ذکر فرماتے۔ اس پر مفصل روشنی سورہ بنی اسرائیل میں گزر چکی ہے۔

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ اَلَكُمُ
الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾ اِنْ هِيَ اِلَّآ

أَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوهَآ أَنتُمْ وَءَابَآؤُكُم مَّآ أَنزَلَ ٱللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَٰنٍ ۚ
إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّ وَمَا تَهْوَى ٱلْأَنفُسُ ۖ وَلَقَدْ جَآءَهُم مِّن رَّبِّهِمُ
ٱلْهُدَىٰٓ ﴿٢٣﴾ أَمْ لِلْإِنسَٰنِ مَا تَمَنَّىٰ ﴿٢٤﴾ فَلِلَّهِ ٱلْءَاخِرَةُ وَٱلْأُولَىٰ ﴿٢٥﴾ وَكَم ع ۴
مِّن مَّلَكٍ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ لَا تُغْنِى شَفَٰعَتُهُمْ شَيْـًٔا إِلَّا مِنۢ بَعْدِ أَن يَأْذَنَ
ٱللَّهُ لِمَن يَشَآءُ وَيَرْضَىٰٓ ﴿٢٦﴾

بھلاتم نے لات وعزیٰ اور تیسرے منات کے بارے میں سوچا۔ کیا تمہارے لیے تو بیٹے ہوں اور اللہ کے لیے بیٹیاں؟ اس صورت میں تو یہ بڑی گندی تقسیم ہوئی۔ یہ تو صرف نام ہی ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے مقرر کر لیے ہیں۔ اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ یہ لوگ تو صرف اٹکل اور خواہشات ہی کے پیروکار ہیں۔ یقیناً ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آ چکی ہے۔ کیا انسان کی ہر امید بر آتی ہے؟ اللہ ہی کی آخرت اور دنیا ہے۔ آسمانوں میں بہت سے فرشتے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی کام نہ آئے گی۔ جب تک اللہ اپنی خوشی اور مرضی سے جس کے لیے چاہے، اجازت نہ دے۔

(۱۹، ۲۰) ان آیتوں میں ان نالائقوں کی تردید ہے جو اللہ کو چھوڑ کر مورتیوں کی پرستش کرتے ہیں۔ بیت اللہ کے مقابلے میں ان کے لیے عمارتیں بناتے ہیں۔ اور خلیل اللہ کی ریس کرتے ہیں۔ خلیل اللہ نے تو خالص اللہ کی عبادت کے لیے بیت اللہ بنایا اور یہ شیطان کی پرستش کے لیے گھر بناتے ہیں تاکہ شرک و بت پرستی کا رواج ہو۔

لات کی تحقیق: لات ایک سفید منقش پتھر تھا جس پر گنبد بنا لیا گیا تھا۔ یہ طائف میں ثقفیوں کا معبود تھا۔ اس پر غلاف چڑھائے جاتے تھے۔ خدام بھی مقرر تھے جو جھاڑو دیا کرتے تھے اور اس کے نگراں تھے۔ اس کے پاس کی جگہ حرم کی طرح حرمت والی سمجھی جاتی تھی۔ طائف کے باشندے بجز قریش کے دیگر تمام قبیلوں پر اپنی بزرگی بڑے فخر سے جتایا کرتے تھے۔ ابن جریرؒ فرماتے ہیں انہوں نے لاہ سے لات بنایا۔ گویا اللہ مذکر ہے اور اللہ کا مونث لات ہے۔ (معاذ اللہ، معاذ اللہ) اللہ پاک ان کی گستاخیوں سے بری اور پاک ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ لفظ لات (ستو گھول کر پلانے والا) ہے۔ جاہلیہ میں ایک شخص حاجیوں کو ستو گھول گھول کر پلایا کرتا تھا اور جب یہ مر گیا تو لوگ اس کی قبر پر مجاور بن کر عبادت کے لیے بیٹھنے لگے۔ پھر رفتہ رفتہ اسی کی عبادت کی جانے لگی۔ (ب)

عزیٰ کی تحقیق: ابن جریر فرماتے ہیں عزیٰ عزیز سے بنایا گیا۔ مقام نخلہ میں جو مکہ اور طائف کے درمیان ہے، ایک درخت تھا جس پر گنبد بنا دیا تھا۔ اور غلاف چڑھایا جاتا تھا۔ قریش بھی اس کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ جنگ احد کے موقعہ پر ابوسفیان نے کہا تھا، لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ۔ ہمارا عزیٰ ہے، تمہارا نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا تھا کہ اس کا یہ جواب دو، اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ۔ ہمارا کارساز اللہ ہے تمہارا نہیں ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جس نے لات وعزیٰ کی قسم کھائی، اسے لا الٰہ الا اللہ کہہ لینا چاہیے اور جس نے اپنے ساتھی کو جوا کھیلنے کے لیے بلایا، اسے خیرات کرنی چاہیے۔ (ب) (جو غیر

شعوری طور پر غیر اللہ کی قسم کھالے، اسے لا الہ الا اللہ پڑھ کر تلافی کر لینی چاہیے۔) لوگ جاہلیت میں اس قسم کی قسموں کے عادی تھے۔ چونکہ نئے مسلمان تھے۔ اس لیے کبھی کبھی یہ قسمیں غیر شعوری طور پر زبان پر آ جاتی تھیں۔

منات کی تحقیق: منات بھی ایک بت تھا جو قدید کے پاس مکہ اور مدینہ کے درمیان مشلل میں تھا۔ جاہلیت میں اوس اور خزرج اس کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور یہیں سے بیت اللہ کے حج کے لیے احرام باندھا کرتے تھے۔ یہ ان کا میقات تھا۔ (ب) علاوہ ازیں جزیرۂ عرب میں اور دیگر ممالک میں اور بھی دیوی دیوتاؤں کے بت کدے تھے جن کا عرب کعبہ کی طرح احترام کرتے تھے۔ ان کے مجاور بھی ہوتے تھے۔ ان پر غلاف بھی چڑھائے جاتے تھے اور ان کی طرف قربانی کے جانور بھی بھیجے جاتے تھے۔ ان کا طواف بھی کیا جاتا تھا اور ان کے نام کی قربانیاں بھی کی جاتی تھیں لیکن بیت اللہ عظمت کے لحاظ سے سب سے بڑا مانا جاتا تھا کیونکہ عرب کو معلوم تھا کہ یہ عبادت خانہ خلیل اللہ کا بنایا ہوا ہے۔

مشرکوں کی شرمناک تقسیم: (۲۱،۲۲) یعنی کیا تم اللہ کے اولاد ٹھہرا رہے ہو اور وہ بھی لڑکیاں اور خود لڑکوں کو پسند کرتے ہو۔ اگر تم آپس میں اس طرح کی تقسیم کرنے لگو تو یہ تقسیم انصاف سے بعید ہوگی۔ پھر اللہ کی طرف لڑکیاں کیوں منسوب کرتے ہو؟ معاذ اللہ اگر اللہ کے اولاد ہوتی تو اچھی اولاد ہوتی مگر اللہ کے تو سرے سے اولاد ہی نہیں، وہ تو بیوی بچوں سے پاک ہے۔

تقلید کی برائی: (۲۳) یعنی بتوں کے اپنی طرف سے نام گھڑ کر انہیں پوج رہے ہو ورنہ وہ معبود نہیں۔ نہ کوئی غیر اللہ کے سوا اس عظمت کا حق دار ہے۔ تم صرف باپ دادا کی تقلید کرتے آ رہے ہو۔ ان سے ایسا حسن ظن ہے کہ اب نبیوں کی باتوں کو بھی نہیں مانتے اور واضح دلیل آ جانے کے بعد بھی غلط راہ نہیں چھوڑتے۔ محض اس وجہ سے کہ ریاست قائم رہے اور بزرگوں کی عظمت داغ دار نہ ہونے پائے۔

نیکی محض دعوے سے حاصل نہیں ہوتی: (۲۴) یعنی جو کوئی کسی نیکی کا دعوے دار ہو، محض اس کے دعوے سے وہ نیکی حاصل نہیں ہو جاتی۔ فرمایا، لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ (نسا۴:۱۲۳) جنت نہ تو تمہاری آرزوؤں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں پر۔ ہدایت پر ہونے کا ہر گمان کرنے والا ہدایت پر نہیں ہوتا اور نہ انسان کی ہر تمنا پوری ہوتی ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، ہر شخص کو اپنی خواہش پر غور کر لینا چاہیے۔ اسے معلوم نہیں کہ اس کی خواہش پر کیا لکھا جائے گا۔ (الف) (۲۵) یعنی تمام کاموں کا اور دنیا و آخرت کا مالک اللہ ہی ہے۔ اسی کا دونوں جہانوں میں اختیار ہے۔ اس نے جو چاہا، ہو گیا اور جو نہ چاہا، نہ ہوا۔

اللہ کی اجازت کے بغیر شفاعت نہیں: (۲۶) یعنی آسمانوں میں بے شمار فرشتے ہیں۔ وہ شفاعت کر ہی نہیں سکتے اگر اللہ اجازت نہ دے۔ اللہ اپنی خوشی سے جس کے لیے چاہے، شفاعت کی اجازت دے دے۔ دوسری جگہ فرمایا، مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ (بقرہ۲:۲۵۵) وَلَا يَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ (سبا۳۴:۲۳) اس کی اجازت کے بغیر کوئی کسی کی سفارش کر ہی نہیں سکتا۔ اس کی اجازت کے بغیر سفارش سے کوئی فائدہ ہی نہیں۔ پھر جب بڑے بڑے مقرب فرشتوں کا یہ حال ہے تو اے جاہلو! تم ان بتوں کی سفارش پر کیوں پھول رہے ہو؟ اللہ نے کب ان کے پوجنے کی اجازت دی۔ اس نے تو تمام انبیاء کے ذریعہ ان کی عبادتوں سے تمہیں روکا اور تمام کتابوں میں شرک کی تردید فرمائی۔ جس جگہ مقرب فرشتوں کے پتے پانی ہوں اور برگزیدہ نبیوں کے چھکے چھوٹ جائیں، وہاں یہ بت جو محض بے جان ہیں، کیا کام دے سکتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنثَىٰ ﴿٢٧﴾
وَمَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ۖ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ
الْحَقِّ شَيْئًا ﴿٢٨﴾ فَأَعْرِضْ عَن مَّن تَوَلَّىٰ عَن ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا
الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٢٩﴾ ذَٰلِكَ مَبْلَغُهُم مِّنَ الْعِلْمِ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن
ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدَىٰ ﴿٣٠﴾

جن کا آخرت پر ایمان نہیں، وہ فرشتوں کا عورتوں جیسا نام مقرر کرتے ہیں حالانکہ ان کے پاس اس کی کوئی دلیل تو ہے نہیں۔ محض اٹکل کے پیروکار ہیں اور گمان حق کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ آپ اس سے اعراض کریں جس نے ہمارے ذکر سے منہ موڑ لیا۔ اور اس کا منتہائے نظر دنیا ہی ہے۔ ان کے علم کی یہی انتہا ہے۔ بلاشبہ آپ کا رب خوب جانتا ہے کہ کون راہ سے بہک گیا اور وہ اسے بھی خوب جانتا ہے جو راہ پر ہے۔

مشرکوں کی تردید جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں سمجھتے ہیں: (۲۷) جو فرشتوں کو عورتیں اور اللہ کی لڑکیاں بتاتے ہیں، ان کی تردید ہے۔ دوسری آیت میں ہے، وَجَعَلُوا الْمَلَآئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبَادُ (زخرف ۴۳: ۱۹) انہوں نے فرشتوں کو جو اللہ کے بندے ہیں، عورتیں ٹھہرالیا۔ کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے؟ ان کی یہ بات لکھ لی جاتی ہے اور ان سے باز پرس کی جائے گی۔

شرک کی کوئی دلیل نہیں: (۲۸) یعنی ان کے پاس بت پرستی کی کوئی دلیل ہی نہیں۔ محض کذب وافترا ہے۔ یہ بزرگوں کی راہ پر چل رہے ہیں۔ سانپ نکل گیا، لکیر کو پیٹ رہے ہیں۔ تقلید کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اور تقلید تحقیق کے مقابلہ میں کام آنے والی نہیں۔ بھلا ظن حق سے کیا ٹکر لے سکتا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ گمان سے بچتے رہو۔ یاد رکھو! گمان سب سے جھوٹی بات ہے۔

دنیا داروں سے اعراض کیجئے: (۲۹) یعنی آپ بھی ان سے اعراض کریں جنہوں نے حق سے اعراض کرلیا اور اسے چھوڑ بیٹھے اور ان کے علم کی انتہا بس دنیا ہے۔ ان کی زندگی کا مقصد محض دنیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مقصد خیر و برکت سے خالی ہے۔ اسی لیے فرمایا۔ (۳۰) ان کے علم کی انتہا محض دنیا طلبی ہے۔ اسی لیے یہ دن رات دنیا میں ڈوبے رہتے ہیں۔ آخرت کی فکر ہی نہیں کرتے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، دنیا اسی کا گھر ہے جس کا گھر آخرت میں نہ ہو۔ اسی کا مال ہے جس کے پاس آخرت میں مال نہ ہو۔ اور اسے نادان ہی جمع کرتا ہے۔ (الف) یعنی جو آخرت میں بے گھر اور فقیر رہنا چاہتا ہے، وہ دنیا کو اپنا گھر اور اس کے مال کو اپنا اصلی مال سمجھتا ہے۔ ایک مسنون دعا میں ہے، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا۔ اے اللہ! ہمارا انتہائی فکر اور منتہائے علم دنیا کو نہ بنا۔ پھر فرمایا، اللہ راہ یافتہ اور گمراہوں کو خوب جانتا ہے۔ یعنی وہ تمام کائنات کا خالق ہے اور بندوں کی بہتریوں کا عالم ہے۔ وہی جس کو چاہے، سیدھی راہ کی توفیق دیدے اور جسے چاہے، راہ سے ہٹادے۔ یہ تمام باتیں اس کی قدرت،

علم اور حکمت پر موقوف ہیں۔ وہ ایسا انصاف پسند شہنشاہ ہے کہ کبھی بے انصافی نہیں فرماتا۔ نہ احکام شرعیہ میں اور نہ مسائل قدریہ میں۔

وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۙ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی ﴿۳۱﴾ اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی ﴿۳۲﴾ ع ۲

جو کچھ آسمان و زمین میں ہے، سب اللہ ہی کا ہے تا کہ بروں کو ان کے عملوں کی سزا دے اور مخلصوں کو جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بجز چھوٹے چھوٹے گناہوں کے بچتے رہتے ہیں، اچھا بدلہ دے۔ یاد رکھئے آپ کا رب وسیع مغفرت والا ہے۔ وہ تمہیں خوب جانتا ہے۔ جب اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماں کے پیٹ میں تھے۔ لہذا آپ اپنی پاکیزگی بیان نہ کرو۔ وہی پرہیزگاروں سے خوب واقف ہے۔

تمام دنیا کا خالق و مالک اللہ ہی ہے: (۳۱) تمام کائنات کا مالک، زمین و آسمان کا خالق، بے نیاز شہنشاہ، اپنی مخلوق پر انصاف سے حکومت کرنے والا اور مخلوق کو حق کے ساتھ پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے۔ اس نے دنیا اس لیے بنائی کہ آخرت میں بروں کو ان کی برائیوں کا اور اچھوں کو ان کی اچھائیوں کا بدلہ دے۔

مخلصوں کی مدح: (۳۲) اس آیت میں مخلصوں کی تعریف ہے یعنی خلوص سے عمل کرنے والے وہ ہیں جو بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں۔ حرام کے مرتکب نہیں ہوتے۔ اگر کوئی چھوٹا گناہ سرزد ہو جائے تو اللہ ان کو معاف فرما کر اس پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ فرمایا، اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ (نساء۴: ۳۱) اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تمہیں روکا جاتا ہے، بچتے رہو گے تو ہم تم سے برائیاں مٹا دیں گے اور تمہیں عزت والے گھر میں داخل فرما دیں گے۔

پھر فرمایا کہ آپ کا رب وسیع مغفرت والا ہے یعنی اس کی رحمت ہر چیز پر غالب ہے اور اس کی مغفرت میں ہر گناہ کی گنجائش ہے بشرطیکہ اس گناہ سے توبہ کر لی جائے۔ فرمایا، قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا (زمر ۳۹: ۵۳) فرما دیجئے (اللہ فرماتا ہے) اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کر لی ہے۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ یاد رکھو! اللہ تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ بلاشبہ وہ بڑی بخشش والا اور کمال مہربان ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تمہارا حال خوب جانتا ہے۔ اسی نے تم کو مٹی سے بنایا۔ وہی تمہاری ہر بات جانتا اور ہر فعل جس کا تم ارتکاب کر چکے ہو، یا کرو گے پہچانتا ہے۔ اسی نے تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور ان کی پشت سے چیونٹیوں کی مانند اولاد نکالی۔ پھر انہیں دو گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک گروہ جنت کے لیے بنایا اور ایک گروہ دوزخ کے لیے اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں تھے تو جو فرشتہ تم پر تعینات تھا، اس نے تمہاری روزی، عمر اور عمل کہ جنتی ہو یا

جہنمی لکھ لیا۔ یعنی اللہ کے حکم سے۔ (م)

پھر فرمایا، آپ اپنی تعریف نہ کرو اور اپنی نیکیاں نہ جتاؤ۔ کیونکہ اللہ کو خوب معلوم ہے کہ کس کے دل میں اس کا ڈر ہے اور کس کے دل میں نہیں۔ دوسری جگہ فرمایا، اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ (نساء ۴: ۴۹) کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جو اپنی تعریفیں آپ کرتے ہیں اور اپنی بڑائیاں جتاتے ہیں بلکہ اللہ جس کو چاہے، پاک کر دے۔ کسی پر ذرا سا بھی ظلم نہ ہوگا۔ محمدؒ بن عمرو بن عطار کہتے ہیں میں نے اپنی بچی کا نام برہ رکھا۔ پھر مجھ سے زینب بنت ابی سلمہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس نام سے منع فرمایا۔ خود میرا نام برہ تھا۔ آپ نے فرمایا، اپنی پاکی بیان نہ کرو۔ جس کے دل میں اللہ کا ڈر ہے، اللہ ہی کو خوب معلوم ہے۔ اللہ تم سے زیادہ نیکوں کو جانتا ہے۔ لوگوں نے کہا، پھر کیا نام رکھیں۔ فرمایا، زینب رکھ لو۔ (م) ابو بکرؓ فرماتے ہیں نبی ﷺ کے سامنے ایک شخص نے کسی کی تعریف کی۔ فرمایا، تف ہے تجھ پر تو نے اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی۔ آپ نے یہ کلمہ بار بار دہرایا۔ پھر فرمایا، جب تمہیں کسی کی چار و ناچار تعریف ہی کرنی پڑ جائے تو اسے یوں کہنا چاہیے کہ فلاں کے بارے میں میرا ایسا خیال ہے لیکن صحیح بات اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اس سے زیادہ اس کی تعریف نہ کی جائے اور خواہ مخواہ کسی کو نیک نہ سمجھو۔ (ا) ہمام بن حارثؒ کہتے ہیں کسی نے عثمانؓ کے سامنے آ کر ان کی تعریف کی۔ مقداد بن اسود اس کے منہ میں مٹی بھرنے لگے اور فرمانے لگے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ جب ہم تعریف کرنے والوں کو دیکھیں تو ان کے منہ میں مٹی بھر دیں۔ (ق)

اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِىْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰىٓ ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾

بھلا آپ نے اسے دیکھا جس نے منہ موڑ لیا اور کم دیا اور سنگ دل بن گیا۔ کیا وہ غیب دان ہے؟ جو سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ کیا اسے اس کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ کے صحیفوں اور باوفا ابراہیم کے صحیفوں میں موجود ہے کہ کوئی شخص کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور یہ کہ ہر شخص کے لیے صرف وہی ہے جس کی اس نے خود کوشش کی اور یہ کہ جلدی اس کی کوشش اس کو دکھلا دی جائے گی۔ پھر اس کو کامل ترین بدلہ دیا جائے گا۔

اطاعت سے منہ موڑنے والوں کی برائی: (۳۳) جو اللہ کی اطاعت، رسول کی رسالت اور نماز کی پابندی سے منہ موڑ لیں، انہیں جھٹلائیں اور حق نہ مانیں، ان کی برائی ہے۔

بخیل کی مذمت: (۳۴) یعنی اللہ کی راہ میں مال خرچ نہ کریں اور بخیل بن جائیں اور سنگ دلی سے نصیحت مان کر ہی نہ دیں۔ کبھی کبھار تھوڑی بہت بات مان لی۔ پھر ہاتھ جھاڑ کر الگ ہو گئے۔ (جب کنواں کھودتے وقت کوئی سخت چٹان آ جائے اور اس کی

وجہ سے کام رک جائے تو اکداء استعمال کیا جاتا ہے۔یعنی تھوڑا سا کام کیا تھا کہ بیچ ہی میں ہاتھ جھاڑ کر کھڑے ہو گئے۔)

بخل کی مذمت: (۳۵) بخل کی مذمت ہے یعنی کیا بخیل کے پاس علم غیب ہے جس کی وجہ سے وہ آئندہ کے واقعات دیکھ رہا ہے کہ اگر میں نے روپیہ پیسہ اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالا تو فقیر ہو جاؤں گا۔اس ڈر سے خرچ سے ہاتھ روک کر نیکی کا سلسلہ کاٹ رکھا ہے۔ظاہر ہے یہ بات تو ہے نہیں۔غیب دان تو اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں بلکہ یہ خیرات وحسن سلوک سے اس لیے رکا ہوا ہے کہ اس کی طبیعت میں بخل ہے۔حدیث میں آیا ہے، بلال! خرچ کرتا رہ اور عرش والے کی طرف سے کمی کا اندیشہ نہ کر۔قرآن میں ہے، وَمَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَهُوَ یُخۡلِفُهٗ (سبا ۳۴: ۳۶) جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے، اللہ تمہیں اس کا بدلہ دے گا اور وہ بہترین روزی رساں ہے۔

(۳۶، ۳۷) یعنی آپ نے وحی بلا کم و کاست لوگوں تک پہنچا دی۔یا جو حکم ملا، اس کے آگے سر جھکا دیا اور خوشی خوشی بجا لائے یا انبیاء نے تبلیغ و تعمیل دونوں کام نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیئے۔فرمایا، وَاِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ (بقرہ ۲: ۱۲۴) اور جب ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو انہوں نے وہ پوری کر دکھائیں۔فرمایا، میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔یعنی ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے احکام بجا لائے، ممانعتوں سے رک گئے اور انتہائی خوش اسلوبی سے فرائض رسالت بھی بجا لائے۔انہیں نیک عملوں کی وجہ سے آپ کو پیشوائی کا منصب ملا تا کہ لوگ آپ کی زندگی کے ہر گوشے کو نمونۂ عمل بنائیں اور آپ کی ہر بات کی اقتدا کریں۔فرمایا، ثُمَّ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ (نحل ۱۶: ۱۲۳) پھر ہم نے آپ پر وحی کی کہ آپ ملت ابراہیم کی پیروی کریں جو موحد تھے اور مشرک نہ تھے۔

قیامت کے دن کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا: (۳۸) ان باتوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں یہ بھی ہے کہ انسان کو اپنی کوششوں کا بدلہ ملے گا۔جس طرح کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، یعنی جس نے اپنے اوپر کفر و شرک کر کے یا گناہوں میں پھنس کر ظلم کیا، اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔کسی دوسرے پر نہیں۔دوسری جگہ ہے، وَاِنۡ تَدۡعُ مُثۡقَلَةٌ (فاطر ۳۵: ۱۸) اگر کوئی بوجھ میں دبا ہوا اسے اٹھانے کے لیے کسی کو بلائے گا تو کوئی اس کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔خواہ وہ رشتے دار ہی کیوں نہ ہو۔

کسی کو اس کی کوششوں ہی کا بدلہ ملے گا: (۳۹) ان صحیفوں میں یہ بھی ہے کہ انسان کو اپنی کوششوں کا بدلہ ملے گا جس طرح کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اسی طرح کسی کو کسی کی نیکی کا ثواب نہیں ملے گا۔اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ قرآن کی تلاوت سے مردوں کو ثواب نہیں پہنچتا کیونکہ تلاوت مردوں کا عمل وکسب نہیں۔اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ تو اس کا جواز ثابت ہے، نہ آپ نے امت کو شوق دلایا اور نہ ہی صراحت سے یا اشارے کنائے سے اس پر ابھارا۔ایصال ثواب کے لیے تلاوت صحابہ سے بھی ثابت نہیں۔اگر یہ عمل خیر ہوتا تو صحابہ کرام ہم سے پہلے اس میں سبقت لے جاتے۔یاد رکھو! نیکیوں کے کام قرآن و حدیث کے صاف صاف حکم ہی سے ثابت ہوتے ہیں۔یہاں قیاس ورائے کی گنجائش نہیں البتہ دعاؤں اور صدقہ کا ثواب میت کو ضرور ملتا ہے جو حدیث و اجماع سے ثابت ہے۔رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔البتہ تین عمل جاری رہتے ہیں۔نیک اولاد جو اس کے لیے دعائیں کرتی رہے یا جاری رہنے والا صدقہ جو اس کے بعد بھی پہلے کی طرح جاری رہے یا وہ علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔

درحقیقت یہ تینوں عمل مرنے والے کی کوششوں کا پھل ہیں حدیث میں ہے کہ انسان کی پاکیزہ اور حلال روزی وہ ہے جو اس

نے اپنے آپ کمائی ہو اور اس کی اولاد اسی کی کمائی میں سے ہے معلوم ہوا کہ جو انسان کے مرنے کے بعد اس کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہے۔ خود اسی کا عمل ہے اور صدقہ جاریہ جیسے وقف وغیرہ۔ اس کے عمل کے آثار ہیں کیونکہ اسی کا کیا ہوا وقف ہے قرآن میں ہے وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ (یٰسین: ۳۶-۱۲) ہم ہی مردوں کے عمل لکھ لیتے ہیں جن کو وہ آگے بھیج چکے اور جوان کے بعد نشانات رہے۔ جس علم کی نشر واشاعت کی تھی اور اس کے بعد لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا، وہ بھی اسی کی کوشش وعمل کا نتیجہ ہے۔ صحیح حدیث میں ہے جس نے ہدایت کی طرف کسی کو بلایا، ہدایت پر آنے والے کے برابر اسے بھی ثواب ملے گا اور ہدایت پر آنے والوں کے ثواب میں کمی نہ ہوگی۔

(۴۰:۴۱) یعنی قیامت کے دن انسان کو اس کی کوششوں کا پھل دکھلایا جائے گا۔ فرمایا، وَقُلِ اعْمَلُوْا (توبہ ۹:۱۰۵) آپ فرمادیں، تم عمل کیے جاؤ۔ عنقریب اللہ اور اس کا رسول ﷺ اور مومن تمہارے عمل دیکھیں گے اور تم جلدی ہی چھپے کھلے، جاننے والے اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پھر وہ تمہیں تمہارے عملوں کی جزا دے گا یعنی ان کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ اگر اچھے عمل ہیں تو اچھا بدلہ اور برے عمل ہیں تو برا بدلہ۔ یہاں بھی یہی کہا گیا ہے۔

وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ
الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ
النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾
وَاَنَّهٗٓ اَهْلَكَ عَادَا ۨ الْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَثَمُوْدَاۡ فَمَآ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ
قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا
مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾

اور یہ کہ آپ کے رب ہی کے پاس پہنچنا ہے اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رلاتا ہے اور یہ کہ وہی مارتا اور جلاتا ہے اور یہ کہ اس نے نطفے سے جب وہ ڈالا جاتا ہے، جوڑا یعنی نر اور مادہ پیدا کیا اور یہ کہ اسی کے ذمہ دوبارہ پیدا کرنا ہے اور یہ کہ وہی مال دار بناتا ہے اور سرمایہ دیتا ہے اور یہ کہ وہی شعریٰ کا رب ہے اور یہ کہ اسی نے پہلے عادیوں کو ہلاک کیا اور ثمودیوں کو بھی جن میں سے ایک کو بھی نہیں چھوڑا اور ان سے پہلے قوم نوح علیہ السلام کو بھی کیونکہ وہ بڑے ظالم اور بڑے سرکش تھے اور الٹے ہوئے علاقے کو بھی اسی نے الٹا۔ پھر اسے چھپا لیا جس نے چھپا لیا، آپ اپنے رب کی کس کس نعمت میں جھگڑیں گے۔

مخلوق میں غور کرو، ذات خالق میں نہیں: (۴۲) یعنی قیامت کے دن لوٹ کر رب ہی کے پاس جانا ہے۔ اور سب کو اسی کی عدالت کے کٹہرے میں کھڑا ہونا ہے۔ میمون اودی کہتے ہیں ایک دفعہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے تقریر میں فرمایا کہ اے اودیو! میں رسول اللہ ﷺ کا ایلچی ہوں۔ یقین رکھو، اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے یعنی جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔ بغوی کی ابی بن کعب والی مرفوع حدیث میں ہے کہ رب میں فکر نہیں ہے۔ یعنی اللہ کی ذات میں غور وفکر کرنا روا نہیں ہے۔ (۲) ایک صحیح حدیث میں ہے کہ تم

میں سے ایک کے پاس شیطان آ کر کہتا ہے، فلاں فلاں چیز کس نے پیدا کی؟ پھر کہتا ہے، اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ جب کوئی اس حد تک پہنچ جائے تو وسوسے سے اللہ کی پناہ مانگے اور یہ خیال دل سے ہٹا دے۔ (۳) اللہ کی مخلوق میں غور وفکر کرو۔ اس کی ذات میں نہ کرو۔ اللہ نے ایک ایسا فرشتہ پیدا کیا ہے کہ اس کے کان کی لو سے کندھے تک تین سو سال کی مسافت ہے۔

انسان میں ہنسنے اور رونے کی صلاحیت: (۴۳) یعنی اللہ نے انسان میں ہنسنے اور رونے کی صلاحیت پیدا کی اور اس کے اسباب بھی اسی نے مہیا فرمائے جو سراسر مختلف ہیں۔ (۴۴) یعنی اس نے موت وحیات پیدا کی۔ فرمایا، اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ (ملک ۶۷:۲) جس نے موت وحیات پیدا کی۔

خالق موت وحیات اللہ ہے، اللہ ہی نے نطفہ سے حیوان کا جوڑا بنایا: (۴۵، ۴۶) یعنی اس نے نطفہ سے ہر حیوان کا جوڑا بنایا اور نر و مادہ پیدا کیے۔ فرمایا، اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ (قیامہ ۷۵:۳۶ تا ۳۹) کیا انسان کا یہ گمان ہے کہ وہ بے کار چھوڑ دیا جائے گا؟ کیا وہ ٹپکائی ہوئی منی کا ایک نطفہ نہیں تھا؟ پھر کیا وہ جما ہوا خون نہیں تھا؟ پھر کیا اللہ نے اسے پیدا نہیں فرمایا اور اسے ٹھیک ٹھاک نہیں کیا؟ اور اس سے جوڑا نر و مادہ نہیں بنایا؟ کیا اتنی بڑی قدرت والا رب مردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں؟

زندگی بعد الموت کا ثبوت: (۴۷) یعنی جس طرح اللہ نے شروع شروع میں انسان کو بلا نمونے کے پیدا کر دیا، اسی طرح وہ اس کے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ جب قیامت آئے گی تو وہ سب کو دوبارہ پیدا کر دے گا۔

اللہ ہی مال دیتا ہے: (۴۸) یعنی اللہ ہی نے روپیہ پیسہ لوگوں کے قبضے میں دے دیا جو ان کے پاس سرمایہ کے طور پر رہتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ نے دیا اور خوش ہوا۔ کسی کو مال دار بنا کر دوسروں کو اس کا محتاج بنا دیا۔ جسے چاہا، امیر بنا دیا اور جسے چاہا فقیر بنا دیا۔ (ابن جریر)

شعریٰ کا رب اللہ ہے، اللہ ہی کو پوجو: (۴۹) وہی شعریٰ کا رب ہے۔ شعریٰ ایک روشن تارہ ہے۔ (اسے مرزم الجوزاء بھی کہتے ہیں) جاہلیت میں بعض عرب اسے پوجتے بھی تھے۔

پہلی قوموں کی ہلاکت کا بیان: (۵۰) یعنی عاد بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد کو چونکہ یہ لوگ بڑے سرکش ومغرور تھے، اس لیے تباہ کر دیئے گئے۔ فرمایا، اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ (فجر ۸۹:۶ تا ۸) کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ آپ کے رب نے عادیوں کے ساتھ کیا کیا۔ یعنی ارم کے ساتھ جو بڑے بڑے قد آور تھے اور ان جیسے دنیا میں پیدا نہیں کیے گئے تھے۔ عادی بڑے شہ زور، بڑے طاقت ور اور بڑے سرکش تھے۔ اللہ کی اور اس کے رسول کی بڑی نافرمانی کرتے تھے۔ اللہ نے ان پر سخت وسرکش آندھی مسلط فرما دی۔ سات رات اور آٹھ دن تک برابر چلتی رہی جس سے وہ سب ہلاک ہو گئے۔ (۵۱) یعنی ثمودیوں میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑا۔ سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ (۵۲) ان سے پہلے قوم نوح تھی جو بڑے ظالم وسرکش تھے اور بعد میں آنے والوں سے سرکشی میں بڑھے ہوئے تھے۔ ان کو بھی ہمہ گیر طوفان نے نہیں چھوڑا اور سب تباہ کر دیئے گئے۔ (۵۳) یعنی اللہ نے لوطیوں کے شہر پلٹ دیئے۔ نیچے کا حصہ اوپر اور اوپر کا حصہ نیچے کر دیا اور آسمان سے پتھر برسائے جس سے سب ہلاک ہو گئے۔ (۵۴) پھر ان شہروں کو پتھروں نے چھپا لیا یعنی آسمان سے جو پتھر ان پر برسے تھے، ان سے شہر چھپ گیا۔ فرمایا، وَاَمْطَرْنَا عَلَیْھِمْ مَّطَرًا (نحل ۲۷:۵۸) اور ہم نے ان کے اوپر بارش کی، پھر ڈرائے ہوئے لوگوں کی بارش بڑی تھی۔ ان شہروں میں چار لاکھ انسان آباد تھے۔ آبادی کی ساری زمین آگ، گندھک اور تیل بن کر ان پر بھڑک اٹھی۔ جس سے سب ہلاک ہو گئے۔ (ابن ابی حاتم)

(۵۵) اے انسان! اللہ کی کس کس نعمت میں شک کرے گا۔

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿٥٦﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿٥٧﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿٥٨﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا
تَبْكُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿٦١﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿٦٢﴾ ع

آپ بھی پہلے ڈرانے والوں کی طرح ایک ڈرانے والے ہیں۔نزدیک آنے والی نزدیک آ گئی۔اللہ کے سوا کوئی اسے ہٹانے والا نہیں۔کیا پھر تم کو اس بات پر تعجب ہے اور تم دانت پھاڑ رہے ہو۔روتے نہیں بلکہ تم کھیل رہے ہو لہٰذا اللہ ہی کو سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو۔

رحمت عالم ﷺ پہلے نبیوں کی طرح نبی ہیں: (۵۶) آپ یعنی محمد ﷺ پہلے ڈرانے والوں کی طرح ایک ڈرانے والے ہیں۔یعنی انہیں کی جنس سے ہیں اور انہیں کی طرح رسول ہیں۔فرمایا، قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ (احقاف ۴۶:۹) آپ فرما دیں کہ میں کوئی نیا رسول تو نہیں ہوں۔

قرب قیامت کی خبر: (۵۷، ۵۸) یعنی قیامت قریب آ گئی ہے۔نہ تو کوئی اسے ہٹا سکے اور نہ کوئی اس کے آنے کا وقت مقرر کر سکے۔(نذیر یعنی چوکنا کر دینے والا، خواب خرگوش سے جگانے والا، خطرے کو دیکھ کر اس سے ڈرانے والا) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، اِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ۔ میں تمہیں سخت آنے والے عذاب سے خبردار کرنے والا ہوں۔(۲) انا النذیر العریان. یعنی میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔نَذِيْرٌ عُرْيَانٌ وہ شخص ہے جو سخت خطرے سے گھبرا کر کپڑے بھی نہ پہن سکا ہو اور ننگا ہی لوگوں کو خبر کرنے کے لیے آ گیا ہو۔قیامت قریب آ لگی۔آپ اس کی ہولناکیاں دیکھ کر قوم کو خواب غفلت سے جھنجوڑ رہے ہیں کہ اب بھی اٹھ جاؤ ورنہ مجھ میں اور قیامت میں اتنا فاصلہ ہے جتنا ان دونوں انگلیوں میں ہے۔پھر فرمایا، میری اور قیامت کی مثال گھڑ دوڑ کے دو گھوڑوں کی طرح ہے۔یعنی اگر ایک پہلے پہنچ گیا تو دوسرا بھی آنے والا ہی ہے۔پھر فرمایا، میری اور قیامت کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے ایک دستہ دشمن کی دیکھ بھال کے لیے بھیجا۔اس نے دشمن کو قریب ہی کمین گاہ میں چھپا دیکھ کر خیال کیا، کہیں ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی دشمن حملہ نہ کر دے۔اس لیے وہ ٹیلے پر چڑھ کر کپڑا اہلانے لگا کہ دشمن سر پر ہے۔ہوشیار ہو جاؤ۔پھر آپ نے فرمایا، میں وہی ہوں۔

قرآن سے منہ پھیرنے والوں کی مذمت: (۵۹، ۶۰) اس میں ان لوگوں کی مذمت ہے جو قرآن سن کر اعراض کرتے اور بے پرواہی سے کام لیتے ہیں۔یعنی قرآن کی صحت میں تمہیں کلام ہے؟ تم اسے سن کر بجائے رونے کے ہنستے ہو اور اس کا مذاق اڑاتے ہو۔حالانکہ یقین کرنے والوں کی طرح تمہیں رونا چاہیے تھا۔فرمایا، وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ (اسراء ۱۷:۱۰۹) مومنوں کی تو یہ شان ہے کہ وہ قرآن سن کر روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے ہیں اور ان میں قرآن خشوع و خضوع اور بڑھا دیتا ہے۔

(۶۱) سَامِدُوْنَ یعنی تم اعراض کر رہے ہو۔قرآن سے غافل اور مغرور ہو۔

سجدہ اللہ ہی کے لیے ہے: (۶۲) مومنوں کو حکم ہے کہ اللہ ہی کو سجدہ کریں اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کریں۔عبادت کے

معنی متابعت اور توحید واخلاص کے ہیں۔ یعنی اللہ ہی کی طرف جھکو اور خلوص سے اس کی توحید کے قائل ہو جاؤ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے نجم میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمان مشرکوں اور جن وانسان سب نے سجدہ کیا۔ (ب) مطلب بن ابی وداعہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں سورہ نجم پڑھی۔ پھر آپ نے اور آپ کے ساتھ والوں نے سجدہ کیا مگر میں نے سجدہ نہیں کیا۔ اس وقت تک یہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ پھر تو جب یہ سورت سنتے، پڑھنے والوں کے ساتھ ضرور سجدہ کرتے۔ (ن)

الحمدللہ سورہ نجم کی تفسیر مکمل ہوئی۔ اللہ قبول فرمائے۔ آمین۔

سورہ قمر

بترتیب مصحف یہ ۵۴ ویں اور بترتیب نزول ۳۷ ویں سورہ ہے۔ اور یہ مکی سورہ ہے۔ اس میں ۵۵ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں

سورہ قمر کے بارے میں: احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورہ قاف اور اقتربت الساعۃ عید وبقرعید کی نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ آپ یہ دونوں سورتیں بڑے بڑے اجتماعوں میں پڑھا کرتے تھے کیونکہ ان میں ترغیب وترہیب، دنیا کی پیدائش، زندگی بعد الموت اور توحید ورسالت کا بیان ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ① وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا
وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ② وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ
مُّسْتَقِرٌّ ③ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ④ حِكْمَةٌۢ
بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ⑤

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا اور اگر یہ کوئی نشانی دیکھتے تو ٹال کر کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو جادو ہے اور جلدی ہی ختم ہو جائے گا اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر بات ایک ٹھہرے ہوئے وقت پر موقوف ہے۔ بلاشبہ ان کے پاس ایسی خبریں آ چکی ہیں جن میں عبرت ہے اور انتہائی حکمت ہے لیکن یہ ڈرانے والی باتیں ان کے کچھ کام نہیں آئیں۔

قرب قیامت کا بیان: (۱) اس آیت میں قرب قیامت کی اور دنیا کے خاتمہ کی خبر ہے۔ دوسری جگہ فرمایا، اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ (نحل ۱۶:۱:۱) اللہ کا حکم آ پہنچا، عذاب کی جلدی نہ مچاؤ۔ (۲) اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ (انبیا ۲۱:۱) لوگوں کے حساب کا وقت آ پہنچا اور وہ بے خبر ہیں اور منہ موڑے ہوئے ہیں۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا۔ سورج ڈوبنے والا ہی تھا۔ بس تھوڑا سا کنارہ باقی رہ گیا تھا۔ فرمایا، اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! گزری ہوئی دنیا کے مقابلے میں باقی دنیا صرف اتنی ہی سی ہے جتنا آج کے گزرے دن کے مقابلہ میں باقی دن رہ گیا ہے۔ (بزار)

آپ نے شہادت کی اور درمیانی انگلی ملا کر فرمایا۔ میں قیامت کے ساتھ اس طرح مبعوث کیا گیا ہوں۔ (م) یعنی جتنا ان دونوں انگلیوں میں فاصلہ ہے، اتنا ہی مجھ میں اور قیامت میں فاصلہ ہے۔ (ق) ایک روایت میں ہے، قریب تھا کہ قیامت مجھ سے آگے بڑھ جائے۔ (دو بھاگنے والوں میں دوسرا بھی پہلے کے بعد جلدی ہی آ جاتا ہے) تم اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں۔ (الف)

معجزۂ شق القمر کا بیان: انس بن مالکؓ فرماتے ہیں مکہ والوں نے نبی ﷺ سے معجزہ کا مطالبہ کیا۔ آخر مکہ میں دو دفعہ چاند پھٹا۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ (م) انسؓ بن مالک: مکہ والوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں۔ آپ نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھایا۔ ایک ٹکڑا حرا کے اس طرف تھا اور دوسرا اس طرف۔ درمیان میں حرا تھا۔ (ق) جبیر بن مطعم فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر تھا اور دوسرا اس پہاڑ پر۔ مشرک بولے، محمد ﷺ نے ہم پر جادو کر دیا ہے اور یہ بھی کہا کہ اگر ہم پر جادو کر دیا گیا ہے تو تمام لوگوں پر تو جادو نہیں کیا جا سکتا۔ (بیہقی) ابن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چاند پھٹ گیا تھا۔ (ق) ابن عباسؓ: چاند کا پھٹ جانا گزر چکا۔ یہ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ (ابن جریر)

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چاند پھٹ گیا۔ قریش بولے کہ یہ ابن ابی کبشہ کا جادو ہے۔ پھر کہنے لگے، سفر سے آنے والوں کا انتظار کرو کیونکہ محمد تمام لوگوں پر تو جادو نہیں کر سکتے۔ سفر سے واپس آنے والوں نے بھی چاند کے پھٹ جانے کی تصدیق کی۔ (ب) پھر اللہ نے یہ آیت اتاری۔ (ابن جریر) عبداللہؓ فرماتے ہیں میں نے خود چاند کے ٹکڑوں کے درمیان پہاڑ دیکھا تھا۔ (الف)

مشرکوں کی ہٹ دھرمی: (٢) یعنی جب کوئی دلیل و معجزہ دیکھتے ہیں تو صاف کہہ دیتے ہیں، یہ تو جادو ہے جو ابھی ختم ہوا جاتا ہے اور اس سے منہ موڑ لیتے ہیں اور مانتے نہیں۔ کہتے ہیں جو کچھ ہم نے دیکھا، وہ محض جادو ہے۔ ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے۔ مستمر یعنی چلتا ہوا، باطل، دھوکہ، ختم ہو جانے والا جس کی پائیداری نہ ہو۔

خواہشات کی پیروی حق جھٹلانے کا باعث تھی: (٣) یعنی انہوں نے حق جھٹلایا اور اسے ٹھکرا دیا۔ احکام شرعیہ چھوڑ کر خواہشات کے بندے بن بیٹھے اور اپنی نادانی اور جہالت سے خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے۔ پھر فرمایا، ہر کام ٹھہرا دیا گیا ہے۔ یعنی خیر خیر والوں کے لیے اور شر شر والوں کے لیے مقرر کر دیا گیا ہے۔

جھٹلانے والی قوموں کا برا انجام: (٤، ٥) یعنی رسولوں کو جھٹلانے والی قوموں کا ہولناک انجام اور ان کی تباہی کے واقعات قرآن میں جگہ جگہ موجود ہیں۔ نصیحت و عبرت کے لیے اور شرک و تکذیب سے روکنے کے لیے کافی ہیں اور سر تا سر پند و موعظت ہیں۔ اللہ جسے چاہے، ہدایت دے اور جسے چاہے، راہ ہدایت سے ہٹا دے۔ اس میں بھی حکمت بالغہ ہے۔ لیکن یہ عبرت انگیز واقعات بھی ان کے کام نہ آئے، جن پر اللہ نے شقاوت لکھ دی اور جن کے دلوں پر مہر لگا دی۔ بھلا انہیں کون ہدایت پر لا سکتا ہے۔ جو ازلی بدبخت ہیں، وہ ٹیڑھی راہ ہی چلیں گے۔ کبھی سیدھی راہ نہیں چل سکتے۔ دوسری جگہ فرمایا، فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ (انعام ٦: ١٤٩) اللہ ہی کی دلیلیں مکمل ہیں۔ اگر وہ چاہے تو تم سب کو ہدایت کی توفیق عطا فرما دے۔ (٢) فَمَا تُغْنِي الْاٰيَاتُ وَالنُّذُرُ (یونس ١٠: ١٠١) ان بے ایمانوں کو کسی معجزے نے کام دیا اور نہ انہوں نے کبھی عبرت انگیز واقعہ سے فائدہ اٹھایا۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ﴿٦﴾ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ
يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ﴿٧﴾ مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ
يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿٨﴾

لہٰذا اے نبی ﷺ! آپ ان سے اعراض کریں۔ جس دن ایک پکارنے والا ایک ناگوار خاطر چیز کی طرف پکارے گا، یہ نیچی نگاہیں کیے ہوئے قبروں سے نکل کر ٹڈیوں کی طرح پھیل جائیں گے اور پکارنے والے کی طرف دوڑ کر جائیں گے اور کافر کہیں گے کہ یہ دن تو بڑا سخت ہے۔

نہ ماننے والوں کو قیامت منوا دے گی: (۶) اے نبی ﷺ! آپ ایسے لوگوں سے اعراض کریں جو معجزہ دیکھ کر اسے چلتا جادو بتائیں اور حق کو بلا تامل ٹھکرا دیں۔ آپ ان کے لیے اس دن کا انتظار کریں جس دن ایک پکارنے والا انہیں موقف کی طرف بلائے گا جو نہایت ہولناک اور گھبرا دینے والا میدان ہو گا۔ جہاں طرح طرح کے مصائب ہوں گے۔ (۷) لوگ جھکی آنکھوں سے قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور میدان محشر کی طرف ٹڈیوں کے دل کی طرح دوڑ کر پھیل جائیں گے اور بلانے والے کی آواز پر دوڑے چلے جائیں گے۔ نہ اس کی مخالفت کر سکیں گے اور نہ جائے بغیر چارہ ہی ہو گا۔ (۸) کافر کہہ رہے ہوں گے، آج کا دن بڑا بھاری اور انتہائی سخت ہے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ﴿٩﴾
فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ ﴿١٠﴾ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ
مُّنْهَمِرٍ ﴿١١﴾ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿١٢﴾
وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ﴿١٣﴾ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِّمَن
كَانَ كُفِرَ ﴿١٤﴾ وَلَقَد تَّرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿١٥﴾ فَكَيْفَ كَانَ
عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿١٦﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿١٧﴾

ان سے پہلے قوم نوح نے نبیوں کو جھٹلایا۔ چنانچہ انہوں نے ہمارے بندے کو جھوٹا مانا اور کہنے لگے کہ یہ دیوانہ ہے۔ اور انہیں ڈانٹ دیا۔ آخر انہوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں بے بس ہوں۔ اے رب میری مدد فرما۔ آخر ہم نے آسمان کے دروازے موسلا دھار بارش کے ساتھ کھول دیئے اور زمین میں جگہ جگہ چشمے جاری کر دیئے اور اندازہ لگائے ہوئے حکم کے مطابق پانی جمع ہو گیا اور ہم نے انہیں تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کیا جو ہمارے سامنے چل رہی تھی۔ یہ بدلہ ہے اس کی طرف سے جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا۔ بلاشبہ ہم نے یہ واقعہ ایک نشان بنا کر چھوڑا۔ ہے کوئی نصیحت ماننے والا۔ پھر میرا عذاب اور میرے ڈراوے کیسے رہے۔

بلاشبہ ہم نے قرآن سمجھنے کے لیے آسان کر دیا، اس لیے ہے کوئی نصیحت ماننے والا۔

رحمت عالم ﷺ کو تسلی: (۹) اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ سے پہلے قوم نوح نے بھی نوح ﷺ کو جھٹلایا اور ان پر دیوانگی کا الزام لگایا تھا۔ اور دھمکی دی تھی کہ اگر تم اس مجنونانہ حرکت سے باز نہیں آئے تو ہم تمہیں رجم کر دیں گے۔

نوحؑ کی اللہ سے مدد کے لیے دعا: (۱۰) آخر ہمارے بندے نے دعا مانگی کہ اے رب! میں بے بس و کمزور ہوں۔ ان کا تنہا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اپنا دین غالب کرنے کے لیے میری مدد فرما۔

طوفان نوحؑ کے روپ میں دعا کی قبولیت: (۱۱، ۱۲) ہم نے ان کی دعا قبول فرمالی اور آسمان و زمین کے دہانے کھول کر آسمان کے دروازوں سے لگاتار زور کا مینہ برسایا اور زمین سے بے شمار چشمے جاری کر دیئے۔ آسمان و زمین کا پانی ایک اندازے کے مطابق مل گیا اور زمین سے تنور تک سے بھی چشمے پھوٹ پڑے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں پانی ہمیشہ ابر سے برسا کرتا ہے مگر اس دن آسمان کے دہانے کھول دیئے گئے تھے۔ ایسی خطرناک بارش ہوئی کہ ایسی بارش نہ آج تک کبھی ہوئی تھی اور نہ قیامت تک کبھی ہوگی۔ بلا بادل آسمان سے مسلسل دھواں دار بارش ہوتی رہی اور زمین سے بے شمار چشمے ابل پڑے۔ ایسا زبردست طوفان آیا کہ پہاڑوں کی بلند سے بلند ترین چوٹیوں سے بھی گزر گیا۔ ابن کواءؒ نے حضرت علیؓ سے کہکشاں کے بارے میں پوچھا، فرمایا، یہ پانی کی آسمانی نالیاں ہیں۔ یہیں سے آسمان کھولا گیا تھا جس سے دھواں دھار بارش ہوئی تھی۔

(۱۳، ۱۴) دسر (دسار کی جمع) یعنی میخیں اور کیلیں یا تختے یا کشتی کا اگلا حصہ جس سے وہ موجیں کاٹتی ہوئی آگے بڑھتی ہے یا کشتی کا سینہ یا اس کی جڑ اور دونوں ضلعے۔ پھر فرمایا کہ ہمارے سامنے کشتی چل رہی تھی یعنی ہمارے حکم سے ہماری نگرانی میں چل رہی تھی۔ یہ طوفان ان کے کفر کا نتیجہ اور بدلہ تھا اور حضرت نوحؑ کی غیبی امداد تھی۔ (۱۵) ہم نے وہ کشتی ایک نشان بنا کر چھوڑی۔ کہا جاتا ہے کہ اللہ نے حضرت نوحؑ کی کشتی باقی رکھی۔ یہ امت محمدیہ کے پہلے لوگوں نے بھی دیکھی لیکن ظاہری معنی یہ ہے کہ اسی کشتی کے نمونے ہم نے دنیا میں باقی رکھے۔ آج تمام کشتیاں اسی کشتی کے نمونے پر ہیں فرمایا وَاٰیَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا (یٰسین ۴۱/۴۲:۳۶) یہ ان کے لیے ایک نشانی ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا اور اس کشتی کی مانند ان کے لیے اور سواریاں بنائیں۔

کافروں کا برا انجام: (۱۶) یعنی جنہوں نے میرے ساتھ کفر کیا، میرے نبیوں کو جھٹلایا اور میرے ڈراووں سے عبرت نہیں پکڑی ان کا انجام کیسا ہوا، ان پر میرا عذاب کس طرح ٹوٹا اور وہ کس طرح تباہ ہوئے میں نے ایمان والوں کی کس طرح مدد کی اور کس طرح ان کا بدلہ لیا۔

قرآن کے الفاظ بھی آسان ہیں اور معانی بھی: (۱۷) یعنی ہم نے قرآن کے الفاظ و معانی ہر اس شخص کے لیے آسان بنا دیے ہیں جو ان کو یاد رکھنے اور ان سے نصیحت حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں دوسری جگہ ہے كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ (ص ۲۹/۳۸) ہم نے آپ پر یہ برکت والی کتاب اتاری تاکہ لوگ اس میں غور کریں اور ارباب عقل اس سے عبرت پکڑیں (۲) فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ (مریم ۹۷/۱۹) ہم نے قرآن کو آپ کی زبان میں آسان بنا دیا تاکہ آپ اس سے پرہیزگاروں کو خوش خبری بنائیں اور جھگڑالو قوم کو ڈرائیں۔ پھر فرمایا ہے کوئی طالب علم جو قرآن کا علم حاصل کرے جس کے الفاظ کا حفظ کرنا اور معنی کا سمجھنا بہت ہی آسان ہے یا ہے کوئی جو گناہوں سے باز آجائے یا ہے کوئی طالب کہ اس کی اس پر مدد کی جائے۔

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿١٨﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍّ ﴿١٩﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ ﴿٢٠﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٢١﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿٢٢﴾

عادیوں نے بھی نبی کو جھٹلایا پھر میرا عذاب اور میرے ڈراوے کیسے رہے یقین مانو ہم نے ان پر سخت تیز اور لگاتار ہوا ایک غیر برکت والے دن میں بھیج دی جو لوگوں کو کھجوروں کے کٹے ہوئے تنوں کی طرح اٹھا اٹھا کر پٹخیاں دے رہی تھی پھر میری سزا اور میرے ڈراوے کیسے رہے یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا ہے' ہے کوئی غور کرنے والا۔

عادیوں کی ہلاکت: (١٨) یعنی قوم نوح کی طرح عادیوں نے بھی اپنے رسول کو جھٹلایا تھا آخر اللہ نے ان پر سخت آندھی کا عذاب مسلط فرمایا دیا۔

(١٩) صرصر یعنی سخت ٹھنڈی ہوا یوم نحس یعنی وہ دن برکت سے خالی تھا کیونکہ عذاب کا دن تھا اس کی نحوست و عذاب کا سلسلہ ایک ہفتہ تک جاری رہا یا یہ عذاب اخروی عذاب سے جاملا۔ (٢٠) اللہ کی پناہ ہوا کیا تھی اللہ کا قہر تھا ہوا انسان کو اٹھا کر اتنا بلند لے جاتی کہ وہ نگاہوں سے غائب ہو جاتا پھر اس کو پلٹ کر سر کے بل زمین پر پٹختی جس سے اس کا دماغ کچل جاتا اور سر دھڑ سے الگ ہو کر جا پڑتا یہ کھجوروں کے ٹھنٹ کی طرح پڑے کے پڑے رہ گئے۔ (٢١) دیکھا اللہ کے عذاب کا انجام اور اس کے ڈراووں کا نتیجہ۔ (٢٢) ہم نے نصیحت ماننے والوں کے لیے قرآن کا سمجھنا آسان کر دیا ہے۔

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ﴿٢٣﴾ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِنَّا وَاحِدًا نَتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٢٤﴾ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ﴿٢٥﴾ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ﴿٢٦﴾ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿٢٧﴾ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُحْتَضَرٌ ﴿٢٨﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَى فَعَقَرَ ﴿٢٩﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٠﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿٣٢﴾

ثمودیوں نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا پھر کہنے لگے کیا ہم ایک بشر کی پیروی کریں جو ہمیں میں سے ہے پھر تو ہم یقیناً گمراہی اور

دیوانگی میں مبتلا ہوں گے کیا ہم میں سے اسی پر وحی اتاری گئی بلکہ یہ بڑا جھوٹا اور شیخی باز ہے یہ کل جان جائیں گے کہ کون جھوٹا اور شیخی خوار تھا۔ ہم اونٹنی کو ان کی آزمائش کے لیے بھیجنے والے ہیں۔ آپ ان کا انتظار کریں اور صبر کریں۔ آپ انہیں اطلاع دے دیں کہ پانی ان میں بانٹ دیا گیا ہے۔ ہر حصہ برابر برابر پہنچایا جائے گا۔ پھر انہوں نے اپنے ساتھی کو آواز دی۔ اس نے دست درازی کی۔ اونٹنی ، رڈالی۔ پھر میرا عذاب اور میرے ڈراوے کیسے رہے۔ ہم نے ان پر ایک ہی چیخ بھیج دی۔ پھر وہ ایسے ہو گئے جیسے کانٹوں کی باڑ ھ اوندھی کر دی جائے۔ بلاشبہ ہم نے قرآن کو یاد کرنے کے لیے آسان بنا دیا۔ پھر ہے کوئی نصیحت ماننے والا۔

ثمودیوں کی تباہی: (۲۳) ثمودیوں نے حضرت صالح کو اللہ کا رسول نہیں مانا۔ ان کو جھٹلایا، پھر ان پر جو عذاب آیا، اس کا پہلے کئی بار بیان ہو چکا۔ اور یہاں بھی مختصراً بیان ہو رہا ہے۔

ہم دیوانے تو نہیں کہ صالح کی بات مان لیں: (۲۴) بولے، یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اپنے ہی جیسے ایک شخص کی باتوں میں آ جائیں۔ اگر ہم ان کی بات مان لیں تو غلطی اور دیوانگی پر محمول کر لیے جائیں گے۔

صالح کی وحی پر تعجب: (۲۵) بڑے تعجب کی بات ہے کہ اتنی بڑی قوم میں صالح پر ہی وحی آتی ہے اور بڑوں بڑوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یہ بات تو ہماری سمجھ میں آتی نہیں۔ یہ بڑے جھوٹے ہیں اور خواہ مخواہ نبوت کی شیخی بگھارتے پھر رہے ہیں۔ (۲۶) یعنی کل پتہ چل جائے گا کہ کون جھوٹا اور شیخی خورا ہے۔ اس آیت میں زبردست دھمکی ہے۔

حضرت صالح کا معجزہ: (۲۷، ۲۸) اللہ نے ایک چٹان سے حضرت صالح کی دعا سے ایک اونٹنی پیدا کر دی جو دس ماہ کی گابھن بھی تھی۔ انہوں نے حضرت صالح سے یہی معجزہ مانگا تھا جس کا ظہور ایک سخت چٹان سے ہو گیا۔ اور اونٹنی ان کی آنکھوں کے سامنے نکل آئی۔ اب ان کا فرض تھا کہ صالح کو اللہ کا سچا نبی مان لیتے کیونکہ اللہ نے اپنی حجت پوری کر دی تھی۔ پھر اللہ نے اپنے رسول کو حکم فرمایا کہ آپ ان لوگوں کے انجام کے منتظر رہیں اور ان کی ایذاؤں پر صبر کرتے رہیں کیونکہ آپ کا مستقبل شاندار ہے۔ جیت آپ ہی کی ہوگی اور دنیا و آخرت میں آپ ہی کی مدد کی جائے گی۔ آپ انہیں بتا دیں کہ اب پانی آدھا آدھا بٹ گیا ہے۔ ایک دن ان کے تمام جانوروں کو پانی ملے گا اور ایک دن اس اونٹنی کو۔ فرمایا، هٰذِهٖ نَاقَةٌ (شعراء: ۲۶/۱۵۵) یہ اونٹنی ہے۔ ایک دن یہ پانی پیئے گی اور ایک دن تمہارے جانور۔ پھر فرمایا کہ ہر ایک کو برابر حصہ ملے گا۔ ہر باری موجود کی گئی ہے یعنی جب اونٹنی کی باری ہو تو اس کا دودھ حاضر ہے اور جب اس کی باری نہ ہو تو پانی حاضر ہے۔

اونٹنی کا قتل اور عذاب کی آمد: (۲۹، ۳۰) پھر انہوں نے اپنے ساتھی کو پکارا۔ اس ساتھی کا نام قدار بن عانص تھا۔ یہ بڑا ہی بدبخت تھا۔ فرمایا، اِذِ انۢبَعَثَ اَشْقٰهَا (شمس ۹۱:۱۲) جب ان میں سب سے زیادہ جو بدبخت تھا، اٹھا۔ اس کم بخت نے اونٹنی پر ہاتھ صاف کیا اور اسے تیر سے مار ڈالا۔ آخر اللہ کا عذاب آ گیا اور پھر ان کا جو انجام ہوا، سب تمہارے سامنے ہے۔ کفر و تکذیب پر میرا عذاب اور میرے ڈراوے کیسے رہے؟ (۳۱) ہم نے ان پر ایک ہولناک چیخ مسلط کر دی جس سے سب فنا ہو گئے اور بھوسے کی طرح اڑا دیئے گئے۔ مُحْتَظِرِ یعنی خشک گھاس جو جل کر راکھ ہو کر ہوا میں اڑ جائے۔ (۳۲) ہم نے تو یہ قرآن نصیحت و ہدایت ہی کے لیے آسان کیا ہے، ہے کوئی تم میں اس سے نصیحت حاصل کرنے والا۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ

نَّجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾
وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ
فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً
عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ
لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ ع ۱۹/۲

قوم لوط نے بھی نبیوں کو جھٹلایا۔ ہم نے ان پر پتھر برسانے والی ہوا مسلط کر دی مگر آل لوط کو سحر کے وقت اپنے احسان وکرم سے بچا لیا۔ ہم شکر گزاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ لوطؑ نے انہیں ہماری پکڑ سے ڈرایا تھا لیکن انہوں نے ڈرنے میں شک کیا۔ انہوں نے لوط کو بہلا پھسلا کر مہمانوں سے غافل کرنا چاہا لیکن ہم نے ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔ اب چکھو میرے عذاب کو اور میرے ڈراوں کو اور صبح صبح ان پر ایک ٹھہرے ہوئے عذاب نے دھاوا بول دیا۔ اب چکھو میرے عذاب کو اور میرے ڈراوں کو اور ہم نے قرآن یاد کرنے کے لیے آسان کر دیا۔ پھر ہے کوئی یاد کرنے والا۔

قوم لوطؑ پر تباہی: (۳۳،۳۴) یعنی لوطیوں نے بھی حضرت لوط کو جھٹلایا اور ان کی مخالفت کی تھی اور ایسی بدفعلی کے عادی تھے جس سے ان سے پہلے دنیا میں کوئی آشنا نہ تھا۔ یعنی لواطت کرتے تھے۔ اسی لیے اللہ نے ان کو ایک ایسے طریقے سے غارت کیا جس سے آج تک کوئی قوم غارت نہیں کی گئی تھی۔ حضرت جبریل اللہ کے حکم سے ان کے پر رونق وآباد شہروں کو اپنے پروں پر اٹھا کر اوپر لے گئے، پھر انہیں پلٹ کر پٹخ دیا۔ جس سے سب دب کر ہلاک ہو گئے۔ پھر ان پر ہر ایک کے نام کے پتھر برسائے۔ (حاصب پتھر کو کہتے ہیں) پھر فرمایا، مگر ہم نے لوط کے گھر والوں کو علاوہ ان کی بیوی کے بچا لیا کیونکہ یہ پچھلی رات کو ان شہروں سے نکل کھڑے ہوئے تھے۔ اس لیے قوم پر جو عذاب آیا، اس سے بچ گئے۔ حضرت لوط پر کوئی بھی ایمان نہیں لایا تھا یہاں تک کہ ان کی بیوی بھی کافرہ ہی تھی جو ہلاک ہو گئی۔ (۳۵) یعنی ہم اسی طرح احسان مندوں کو جزا دیتے ہیں۔ (۳۶) عذاب آنے سے پہلے آپ نے قوم کو ہماری پکڑ سے ڈرایا بھی تھا اور ہمارا قہر اور طرح طرح کا عذاب یاد بھی دلایا تھا لیکن انہوں نے اس کی پرواہ ہی نہ کی۔ اس کان سنا، اس کان اڑا دیا۔ بلکہ اور ان کے نبی ہونے میں شک کیا۔ (۳۷) عذاب والی رات میں جبریل، میکائیل اور اسرافیل انتہائی خوب صورت لڑکوں کی شکل میں ان کو آزمانے کے لیے آپ کے مکان پر پہنچے۔ آپ نے اپنے ان مہمانوں کو ٹھہرا لیا۔ آپ کی کافرہ بیوی نے قوم کو خبر کر دی کہ آج ہمارے گھر بڑے ہی خوب صورت لڑکے آئے ہیں۔ لوگوں کے منہ میں پانی بھر آیا اور چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے۔ حضرت لوط نے گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ ان بدبختوں نے دروازہ توڑنے کا قصد کیا۔ شام کا وقت تھا۔ حضرت لوط ان کو سمجھاتے رہے اور ان سے فہمائش کرتے رہے کہ تمہاری بیویاں موجود ہیں۔ اپنی خواہش ان سے پوری کرو۔ مجھے کیوں رسوا کرتے ہو۔ کیا تم میں کوئی بھی سمجھ دار نہیں؟ کیوں عقل کھو بیٹھے۔ ارے کم بختو! مرنا ہے۔ اللہ کو منہ دکھانا ہے۔ ایک ایک عمل کی پوچھ ہو گی۔ اللہ سے ڈر جاؤ اور اپنی حرکتوں سے باز آ جاؤ۔ لیکن اس مدہوش قوم نے یہی جواب دیا کہ آپ کو معلوم ہی

ہے، ہمیں عورتوں کی خواہش ہی نہیں۔ ہم تو لڑکوں پر جان دیتے ہیں۔ جب یہ اپنے بد ارادے سے باز ہی نہیں آئے اور اندر گھسنا چاہا تو جبریل نے اپنے پروں کے کنارے ان کی آنکھوں پر مار دیئے۔ جس سے ان کی آنکھیں پھوٹ گئیں۔ عقل کی آنکھیں تو پھوٹی ہوئی تھیں۔ اب پیشانی کی آنکھیں بھی پھوٹ گئیں اور اندر کو دھنس گئیں۔ یا بالکل ہی ختم ہو گئیں۔ یہ لوگ دیواروں کے سہارے ٹٹول ٹٹول کر الٹے پاؤں یہ کہتے ہوئے واپس لوٹے کہ صبح کو ہم تجھ سے نمٹ لیں گے۔ (٣٨) لیکن صبح صبح انہیں ایک ایسے چمٹ جانے والے عذاب نے آ گھیرا کہ اس سے کوئی بھی نہ بچ سکا۔ (٣٩، ٤٠) ان سے کہا گیا، اب میرا عذاب اور میرے ڈراوے چکھو۔ پھر اللہ نے فرمایا کہ ہم نے یہ قرآن سمجھنے والوں کے لیے آسان کر دیا ہے۔ کوئی غور و فکر کرنے والا ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿٤١﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٤٢﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِى الزُّبُرِ ﴿٤٣﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿٤٤﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿٤٦﴾

دیکھو فرعونیوں کے پاس بھی ڈرانے والے آئے۔ انہوں نے ہماری ساری نشانیاں جھٹلا دیں۔ آخر ہم نے ایک قوی و غالب کی پکڑ کی طرح انہیں پکڑ لیا۔ کیا تمہارے کافران کافروں سے بہتر ہیں یا کتابوں میں تمہارے لیے معافی آ گئی ہے یا ان کا یہ گمان ہے کہ ہم بدلہ لینے والی جماعت ہیں۔ جلدی ہی جماعت شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گی بلکہ قیامت ان کا وعدہ ہے اور وہ بڑی سخت اور انتہائی تلخ ہے۔

فرعون کی مع قوم کے تباہی: (٤١، ٤٢) یعنی قوم فرعون کے پاس بھی ڈرانے والے آئے۔ موسیٰ اور ہارون بشیر و نذیر بن کر آئے کہ اگر تم ایمان لے آؤ گے تو ہم تمہیں جنت کی خوش خبری سناتے ہیں اور اگر کفر و شرک پر ہی جمے رہو گے تو اللہ کے عذاب و قہر سے ڈراتے ہیں۔ اللہ نے انہیں بڑے بڑے معجزے دے کر بھیجا تھا مگر لوگوں نے تمام معجزے جھٹلا دیئے۔ آخر اللہ نے انہیں ایک زبردست پکڑ کی طرح اپنے عذاب میں مبتلا کر کے نیل میں غرق کر دیا۔ ان میں سے ایک بھی نہ بچا جو ہلاک ہونے والوں کی خبر دیتا۔ ایسے غارت ہوئے کہ نام و نشان تک نہ رہا۔

خبردار اے قریش تمہارا بھی یہی انجام نہ ہو: (٤٣) اے قریش کے مشرکو! کیا تمہارے کافران ہلاک ہونے والی قوموں کے کافروں سے کچھ بہتر ہیں کہ تم ہلاکت سے نڈر ہو یا اللہ کے پاس سے تمہارے پاس معافی آ گئی ہے۔ (٤٤) یا تم اپنی جماعت زبردست سمجھ رہے ہو کہ ان کا کوئی کچھ بگاڑ نہ سکے گا۔ (٤٥) یعنی ساری جماعت پراگندہ اور مغلوب ہو جائے گی۔ رحمت عالم ﷺ نے بدر کے موقعہ پر سرخ خیمے میں فرمایا، اللہ میں تجھ کو تیرے وعدے کا واسطہ دیتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تیری یہی مرضی ہے کہ دنیا میں آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے تو تجھے اختیار ہے۔ آخر ابوبکرؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ آپ نے اپنے رب سے بہت کچھ مانگ لیا۔ پھر آپ خیمے سے سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ الخ پڑھتے ہوئے باہر تشریف لائے۔

(ب)

إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ
وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وَمَا أَمْرُنَا
إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِن
مُّدَّكِرٍ ﴿٥١﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ
مُّسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ﴿٥٤﴾ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ
عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٥٥﴾

یقیناً گناہ گار گمراہی اور عذابوں میں ہیں۔ جس دن انہیں آگ میں منہ کے بل گھسیٹا جائے گا تو ان سے کہا جائے گا کہ دوزخ کی آگ لگ جانے کا مزا چکھو۔ بلاشبہ ہم نے ہر چیز ایک اندازے سے بنائی ہے ہمارا حکم تو ایک ہی بار ہوتا ہے (اور چیز) پلک جھپکنے کی طرح (ہو جاتی ہے) ہم نے تم جیسے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ ہے کوئی نصیحت ماننے والا۔ جو کچھ انہوں نے عمل کیے ہیں، وہ سب اعمال ناموں میں لکھے ہوئے ہیں اور ہر چھوٹی بڑی بات مندرج ہے۔ یقین مانو پرہیزگار باغوں میں اور نہروں میں ہوں گے اور عزت والے مقام میں بااقتدار شہنشاہ کے پاس ہوں گے

گناہ گار گمراہ ہیں: (۴۷) یعنی بدکار و گناہ گار گمراہ ہو چکے ہیں اور راہ حق سے بھٹک کر شک والی راہ پر چل رہے ہیں۔ ہر شخص جس میں یہ باتیں پائی جائیں، آیت کے حکم میں داخل ہے۔ خواہ مشرک ہو یا بدعتی۔ (۴۸) یعنی جس طرح شک و تردد نے آگ واجب کر دی، اسی طرح گمراہی کی وجہ سے منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے اور جس طرح آج یہ غافل ہیں، قیامت کے دن بھی اسی طرح بے خبر ہوں گے۔ انہیں خبر نہ ہو گی کہ کس طرف گھسیٹ کر لے جائے جا رہے ہیں۔ پھر انہیں شرمندہ کرنے اور جھڑکنے کے لیے کہا جائے گا کہ اب آگ میں جلنے کا مزا چکھو۔

تقدیر کا بیان: (۴۹) اللہ نے ہر چیز پیدا کی۔ پھر اس کا ایک اندازہ مقرر فرمایا۔ (۲) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى (الاعلیٰ ۸۷: ۱ تا ۳) آپ اپنے رب کے بلند و برتر نام کی پاکی بیان کرتے رہیں جس نے پیدا کیا۔ پھر ٹھیک ٹھاک کیا اور جس نے ایک اندازہ مقرر کیا۔ پھر ہدایت عطا فرمائی یعنی مخلوق کا ایک اندازہ کر کے اسی کی طرف مخلوق چلا دی۔

یعنی اللہ کا علم چیزوں کے پیدا ہونے اور لکھے جانے سے پہلے بھی ایسا ہی تھا جیسا آج ہے۔ اس نے اپنے علم کے مطابق ہر شخص کی تقدیر لکھ لی۔ جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے، وہ ضرور ہو کر رہے گا کیونکہ اللہ کا علم کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ تمام مسلمانوں کا تقدیر پر ایمان ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، اللہ سے مدد مانگ اور اپاہج نہ بن۔ پھر اگر کچھ نقصان پہنچ جائے تو کہہ دے، اللہ نے یہی تقدیر میں لکھا تھا۔ جو کچھ اسے منظور تھا، وہی اس نے کیا۔ یوں نہ کہو کہ اگر میں یوں کرتا تو یوں ہو جاتا کیونکہ لفظ اگر شیطانی عمل کا

دروازہ کھولتا ہے۔(ا) یقین مان اگر تمام لوگ تجھے کسی ایسی چیز سے فائدہ پہنچا دینے پر متفق ہو جائیں جسے اللہ نے تیری تقدیر میں لکھا نہ ہو تو تجھے فائدہ نہ پہنچا سکیں گے اور اگر کسی ایسی چیز سے نقصان پہنچانے پر متفق ہو جائیں جسے اللہ نے تیری تقدیر میں لکھا نہ ہو تو تیرا بال بھی بیکا نہ کرسکیں گے۔ قلموں کی سیاہیاں خشک ہوگئیں اور صحیفے طے کر کے رکھ دیئے گئے۔

اللہ کی تقدیر اور اس کا حکم بندوں پر نافذ ہے: (۵۰) یعنی جس طرح ہماری تقدیر بندوں میں رائج ہے، اسی طرح ہمارا حکم بھی رائج ہے۔ میں جس کام کا ارادہ کرتا ہوں، اس کو ایک ہی دفعہ کہہ دینا کافی ہوتا ہے۔ دوبارہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ پھر وہ کام حسب مرضی پلک جھپکنے میں ہو جاتا ہے۔

بہت سی پہلی جھٹلانے والی قومیں تباہ ہوگئیں: (۵۱) اشیاع یعنی امثال ہم نے تم جیسی نبیوں کو جھٹلانے والی پہلی قومیں کتنی ہی غارت کر ڈالیں۔ کیا ان کی رسوائیوں اور ہولناک تباہیوں سے کوئی عبرت حاصل کرنے والا ہے۔ فرمایا، وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ (سباء۳۴: ۵۴) ان کے اوپر ان کی خواہشوں کے درمیان رکاوٹ ڈال دی گئی جیسا ان جیسی پہلی قوموں کے ساتھ کیا گیا تھا (۵۲) یعنی یہ جو کچھ کر رہے ہیں، سب ان کتابوں میں لکھ لیا گیا ہے جو فرشتوں کے مقدس ہاتھوں میں ہیں۔ (۵۳) یعنی ان کا ہر چھوٹا بڑا عمل ان کے اعمال ناموں میں جمع کر دیا گیا ہے کیونکہ یہ ایسی کتاب ہے جو نہ چھوٹے عمل کو چھوڑتی ہے اور نہ بڑے کو۔ ایک ایک عمل اس میں مندرج ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، عائشہؓ! چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچتی رہو کیونکہ اللہ کی طرف سے ان کی بھی پوچھ ہونے والی ہے۔ (نا)

متقیوں کا حسن انجام: (۵۴) یعنی پرہیزگار باغوں اور نہروں میں عزت والی بیٹھکوں میں موج اڑا رہے ہوں گے۔ برخلاف نافرمانوں کے کہ وہ منہ کے بل گھسیٹے جا رہے ہوں گے، ذلیل کیے جا رہے ہوں گے کیونکہ وہ گمراہی میں اور عذابوں میں مبتلا تھے۔ یہ عزت والی جگہوں میں ہوں گے۔ ان کی آؤ بھگت اور خاطر داری ہوگی اور جنت کے باغوں میں مگن ہوں گے۔ ان پر لے دے ہو رہی ہوگی اور ان کو سلام کیا جا رہا ہوگا۔ (۵۵) مَقْعَدِ صِدْقٍ یعنی اللہ کی رضا والا اور عزت والا گھر اور اس کے فضل و احسان والا گھر۔ یہ وہ گھر ہے جو اس عظیم بادشاہ کے پاس ہے جو تمام کائنات کا خالق ہے۔ تمام چیزوں کے اندازے مقرر کرنے والا ہے اور جس چیز کو چاہے، اس پر قادر ہے۔ جنت والوں کی، پرہیزگاروں کی اور اپنے مقرب بندوں کی وہی ہر خواہش پوری کرے گا اور ان کی ہر تمنا بر لائے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ انصاف پسند اللہ کے پاس نور کے منبروں میں ہوں گے جو رحمان کے سیدھی طرف رکھے ہوئے ہوں گے۔ رحمان کے دونوں ہاتھ سیدھے ہی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے حکموں میں، بیوی بچوں کے ساتھ اور ماتحتوں کے ساتھ انصاف سے کام لیا کرتے تھے۔ (من)

الحمدللہ سورہ قمر کی تفسیر مکمل ہوئی۔ اللہ قبول فرمائے۔ آمین۔

سورہ رحمٰن

بترتیب مصحف یہ ۵۵ویں اور بترتیب نزول ۹۷ویں سورہ ہے۔ اور یہ مکی سورہ ہے۔ جیسا کہ سند احمد کی روایت سے ثابت ہے۔ اور اس میں ۷۸ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں۔

سورہ رحمٰن کے بارے میں: جابرؓ فرماتے ہیں ایک دن رحمت عالم ﷺ صحابہ میں تشریف لائے اور انہیں اول سے آخر تک

سورہ رحمٰن پڑھ کر سنائی۔ صحابہ خاموش رہے۔ فرمایا، تم سے تو جن ہی اچھے رہے۔ میں نے جن والی رات میں یہ سورت جنوں کو پڑھ کر سنائی تھی۔ جب میں فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پڑھتا تو وہ جواب دیتے، لَا بِشَیْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ۔ اے ہمارے رب! تیری کوئی ایسی نعمت نہیں ہے جس کو ہم تسلیم نہ کریں۔ لہٰذا تیرے ہی لیے ہر طرح کی بڑائی ہے۔

(ت) ابن عمرؓ: رحمت عالم ﷺ نے سورہ رحمٰن پڑھی یا آپ کے پاس پڑھی گئی۔ فرمایا، کیا بات ہے۔ تم سے تو جنوں نے ہی اس سورت کے رب کو اچھا جواب دیا۔ صحابہ نے پوچھا، انہوں نے کیا جواب دیا، فرمایا، جب میں نے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پڑھی تو جنوں نے کہا، لَا بِشَیْءٍ مِّنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ (بزار)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلرَّحْمٰنُ ۝۱ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝۲ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝۳ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ۝۴
اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝۵ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدٰنِ ۝۶ وَالسَّمَآءَ
رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ ۝۷ اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ ۝۸ وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ
بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ ۝۹ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝۱۰ فِیْهَا فَاكِهَةٌ
وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝۱۱ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّیْحَانُ ۝۱۲ فَبِاَیِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۱۳

سورہ رحمٰن مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھہتر آیتیں اور تین رکوع ہیں۔

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

رحمٰن نے قرآن سکھایا۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بیان سکھایا۔ سورج اور چاند حساب سے ہیں اور تارے و درخت سجدہ کر رہے ہیں۔ آسمان کو اسی نے بلند فرمایا اور اسی نے ترازو مقرر کی تاکہ تم تولنے میں کمی بیشی نہ کرو۔ اور انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تول میں کمی نہ کرو۔ اور اسی نے زمین مخلوق کے لیے بچھا دی جس میں میوے اور خوشے والی کھجوریں ہیں اور بھوسے والا غلہ ہے اور پھول ہیں۔ پھر اے جنوں اور انسانو! تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

رحمٰن نے ہی قرآن اتارا: (۱ تا ۴) اللہ اپنی رحمت و شفقت کی خبر دے رہا ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے لیے قرآن اتارا اور اپنی مہربانی سے اس کا سمجھنا اور یاد کرنا آسان کر دیا۔ جہاں اس نے جسمانی تربیت دی، وہاں روحانی تربیت سے بھی نوازا۔ پھر انسان کو اس نے پیدا کیا اور اسی نے قوت گویائی عطا فرمائی۔ چونکہ آیت میں قرآن کی تعلیم کا بیان ہے اور تعلیم زبان سے ادا کرنے پر موقوف ہے جس کا دارومدار قوت گویائی کو آسان بنانے پر اور حلق، زبان اور ہونٹوں سے ہر حرف کو اس کے مخرج سے نکالنے کو آسان کرنے پر ہے، مخارج مختلف ہیں اور زبان سے ادا کیے جاتے ہیں۔ مختلف قسم کے مخرجوں کا ادا کرنا اللہ نے انسان کو بتا دیا۔

اب آسانی سے زبان مخرج ادا کر دیتی ہے خواہ وہ ہونٹوں سے نکل رہا ہو یا حلق سے یا نوک زبان سے۔

سورج چاند باقاعدہ نظام کے ساتھ سرگرم عمل ہیں: (۵) یعنی سورج چاند ایک باقاعدہ نظام کے ساتھ ایک دوسرے کے پیچھے گردش کر رہے ہیں اور اپنے اپنے مقررہ حساب سے دوڑ رہے ہیں۔ نہ ان میں اختلاف پیدا ہوتا ہے اور نہ اضطراب۔ نہ سورج چاند سے آگے بڑھے اور نہ چاند سورج پر غالب آئے۔ فرمایا، لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِيْ لَهَا (یس ۳۶: ۴۰) نہ سورج چاند کو پکڑ سکتا ہے اور نہ رات دن پر سبقت کر سکتی ہے۔ ہر ایک اپنے اپنے فلک میں گردش کر رہا ہے۔ (۲) فَالِقُ الْاِصْبَاحِ (انعام ۶: ۹۶) اللہ ہی صبح صادق کو نمودار کرنے والا ہے اور اسی نے رات کو تمہارے لیے سکون و آرام کا سبب بنایا اور اسی نے سورج اور چاند کو ایک مقررہ نظام سے رکھا۔ یہ بڑے علم والے اور غالب اللہ کا مقرر کیا ہوا اندازہ ہے۔ (۶) یعنی ستارے اور درخت اللہ کو سجدے کرتے ہیں۔ فرمایا، اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ (حج ۲۲: ۱۸) کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ کو تمام آسمان و زمین والے، سورج چاند، تارے، پہاڑ، درخت، چوپائے اور اکثر لوگ سجدہ کر رہے ہیں۔ (۷) میزان یعنی انصاف فرمایا، لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا (حدید ۵۷: ۲۵) ہم نے نبیوں پر کتاب وانصاف اتارا تاکہ لوگ اعتدال پر رہیں۔ (۸) یعنی اللہ نے دنیا حق واعتدال پر پیدا کی تاکہ تمام چیزیں اعتدال پر آجائیں۔

صحیح صحیح ماپنے کا حکم: (۹) یعنی وزن میں کمی بیشی نہ کرو۔ فرمایا، وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ (اسراء ۱۷: ۳۵) سیدھی ترازو سے وزن کرو یعنی صحیح تولو۔ (۱۰) یعنی خالق نے جیسے آسمان بلند کیا، اسی طرح زمین بچھا دی اور اس میں سربفلک پہاڑوں کی میخیں ٹھوک دیں تاکہ جاندار چل سکیں اور راحت سے زندگی بسر کر سکیں۔ پھر انسان بھی مختلف شکل ورنگ کے مختلف زبانوں والے زمین کے تمام گوشوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

اللہ نے زمین سے طرح طرح کے پھل پھول پیدا کیے: (۱۱) یعنی زمین سے مختلف قسم کے رنگوں، ذائقوں اور خوشبو والے پھل پیدا کر دیئے اور خوشے والی کھجوریں بھی۔ کھجور کو خاص طور پر اس لیے بیان کیا کہ اسے پھلوں پر ایک گونہ فوقیت حاصل ہے۔ اس سے لوگ لگنے کے بعد سے خشک ہونے تک فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ اکمام گلیوں والا وہ ڈنڈا ہے جس پر پھل آتے ہیں۔ اسی پر خوشے بنتے ہیں۔ پھر پھٹ کر پھل بنتے ہیں۔ پھر گدرا کر تر اور پک کر خشک کھجوریں بن جاتی ہیں۔ کھجور کا درخت بالکل سیدھا ہوتا ہے جو تھوڑی سی زمین گھیرتا ہے۔ اس لیے بے ضرر بھی ہے۔

(۱۳) ذُو الْعَصْفِ یعنی بھوسے والا (بالوں کا خاص بھوسہ عصف اور تنے کا بھوسہ ریحان کہلاتا ہے) یا عصف خشک بھوسے کو اور ریحان ہرے چارے کو کہتے ہیں یا بالیں نکلنے سے پہلے عصف ہے اور دانے پڑنے کے بعد ریحان ہے۔

انسان اللہ کی نعمتوں میں غرق ہے: (۱۳) یعنی تم سر سے پاؤں تک اللہ کی نعمتوں میں غرق ہو۔ کسی نعمت کے انکار کی گنجائش ہی نہیں۔ پھر ہم وہی کیوں نہ کہیں جو مسلمان جنوں نے کہا تھا کہ اے اللہ! تیری کوئی ایسی نعمت نہیں جسے ہم جھٹلائیں۔ تو ہی تعریفوں کے لائق ہے۔ ابن عباسؓ یہ جواب دیتے تھے لا بابها یا رب۔ یعنی اے اللہ! ہم تیری کوئی نعمت بھی ٹھکرا نہیں سکتے۔ اسماؓ فرماتی ہیں میں نے رحمت عالم ﷺ سے آغاز رسالت میں جب کہ ابھی اسلام کا پوری طرح اعلان بھی نہیں ہوا تھا، سنا کہ آپ بیت اللہ میں رکن کی طرف نماز میں فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پڑھ رہے تھے اور مشرک سن رہے تھے۔ (۱)

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ
مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ
الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾
بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ
مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ
النصف الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ ع ۲۵

اسی نے ٹھیکرے جیسی آواز دینے والی مٹی سے انسان پیدا کیا اور آگ کے شعلے سے جن۔ لہٰذا اے جنوں اور انسانوں! تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ وہ دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا رب ہے۔ پس اے جنوں اور انسانو! تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اس نے دو دریا ملا دیئے جو ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں جن میں ایک حد ہے۔ جس سے آگے بڑھ نہیں سکتے۔ لہٰذا اے جنوں اور اے انسانو! تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔ لہٰذا اے جنوں اور انسانو! تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اللہ ہی کی کشتیاں ہیں جو سمندروں میں پہاڑوں کی طرح کھڑی ہیں۔ لہٰذا اے جنوں اور انسانو! تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

آدم کی پیدائش کا بیان: (۱۴، ۱۶) یعنی آدم بجنے والی مٹی سے اور جن آگ کے شعلے سے بنا۔ ایک حدیث میں ہے، فرشتے نور سے، جن آگ کے شعلوں سے اور انسان اس سے پیدا کیا گیا جس کا تم سے ذکر کیا گیا ہے۔ (الف) (۱۷، ۱۸) یعنی گرمی اور جاڑے کے مشرق و مغرب۔ موسم کے لحاظ سے سورج کے دو مشرق اور دو مغرب ہیں۔ فرمایا، فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ (معارج ۷۰: ۴۰) میں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی قسم کھاتا ہوں۔ چونکہ مشارق و مغارب بدلتے رہتے ہیں۔ اس لیے جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا۔ (۲) رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (مزمل ۷۳: ۹) اللہ مشرق و مغرب کا رب ہے۔ یہاں جنس مشرق و مغرب مراد ہیں۔ چونکہ مشارق و مغارب کے اختلاف سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے، اسی لیے فرمایا کہ تم رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

قدرت کا نظارہ: (۱۹: ۲۰) اللہ کی قدرت کا نظارہ کرنا ہو تو آؤ تماشا دیکھو۔ دو دریا مل کر بہہ رہے ہیں۔ لیکن عجیب بات ہے کہ اس کا پانی اس میں اور اس کا اس میں ملتا نہیں۔ میٹھا کڑوا نہیں ہوتا اور کڑوا میٹھا نہیں ہوتا۔ دونوں میں ایک پردہ حائل ہے اور ہر ایک اپنی اپنی حد میں رہتا ہے۔ بحرین یعنی میٹھے اور کھارے پانی کے دریا۔ میٹھے دریا تو یہی ہیں جن سے لوگ خود بھی پانی لیتے ہیں اور آبپاشی کرتے ہیں۔ اس کی سورہ فرقان کی آیت نمبر ۵ میں تفسیر گزر چکی۔

موتیوں اور مونگوں کے معدن: (۲۲، ۲۳) ان دونوں میں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں یعنی ایک میں سے موتی اور مونگے

برآمد ہوتے ہیں۔ جب کسی ایک میں سے برآمد ہوئے تو یہ کہنا صحیح ہوگا کہ مجموعہ میں سے برآمد ہوئے۔ ایک آیت میں جن اور انسان سے خطاب کر کے پوچھا گیا ہے، یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ (انعام ۶: ۱۳۰) اے جنوں اور انسانو! کیا تمہیں میں سے تمہارے پاس رسول نہیں آئے حالانکہ رسول انسانوں ہی میں سے آئے۔ کوئی جن رسول بن کر نہیں آیا۔ لہذا یہی مطلب ہے کہ تم دونوں کے مجموعہ میں سے رسول آئے۔ پھر جب انسانوں میں سے آئے تو دونوں سے خطاب صحیح ہے۔ موتی اور مونگے کھارے دریا میں پائے جاتے ہیں۔ موتی تو مشہور ومعروف ہے اور مرجان چھوٹا موتی یا بڑا عمدہ آب دار موتی یا سرخ جواہر یا سرخ مہرہ ہے۔ (۲) وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا (فاطر ۳۵: ۱۲) تم ہر ایک میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیورات نکالتے ہو۔ جسے استعمال کرتے ہو۔ مچھلیاں کھارے اور میٹھے دونوں دریاؤں سے نکلتی ہیں اور زیور (موتی اور مونگے) صرف کھارے پانی سے نکلتے ہیں۔

جہازوں اور کشتیوں کا فائدہ: (۲۴، ۲۵) منشآت یعنی وہ کشتیاں جن کا بادبان اٹھا دیا گیا ہو۔ یا مخلوقات یا وہ جو نمایاں نظر آئیں۔ اعلام یعنی پہاڑ۔ یعنی جہاز سمندر میں پہاڑوں کی طرح کھڑے معلوم ہوتے ہیں جو سینکڑوں من وزنی مال ادھر سے ادھر منتقل کرتے رہتے ہیں جس سے لوگوں کو بہت بڑا فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ ان کی وجہ سے ان کی ضروریات دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل جاتی ہیں اور ہر شخص آسانی سے اپنی ضرورتیں مہیا کر لیتا ہے۔ یہ بھی اللہ کے قبضہ وتصرف میں ہیں۔ یہ کتنی جلیل الشان نعمت ہے۔ اب بتاؤ تم رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ عمرۃ بن سوید: میں ساحل فرات پر علیؓ کے ساتھ تھا۔ اتنے میں ایک بہت بڑی کشتی آئی جس کے بادبان اٹھے ہوئے یعنی کھلے ہوئے تھے۔ علیؓ نے اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے یہ آیت پڑھ کر فرمایا، اس کی قسم جس نے ان پہاڑوں جیسی کشتیوں کو سمندر کی موجوں میں چلایا۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلَّ
يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾

سطح زمین پر جو بھی ہے فنا ہونے والا ہے۔ بس آپ کے عزت وجلال والے رب کی ذات باقی رہے گی۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے۔ تمام آسمان وزمین والے اسی کے بھکاری ہیں۔ ہر روز وہ ایک حالت میں ہے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو نہ مانو گے۔

ہر شخص فنا ہو جائے گا: (۲۶، ۲۷، ۲۸) یعنی تمام روئے زمین کے باشندے فنا ہو جائیں گے۔ اسی طرح تمام آسمان والے ختم ہو جائیں گے۔ ہاں جس کو اللہ باقی رکھے اور رب کی عزت والی ذات کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ شروع سورت میں مخلوق پیدا کرنے کا بیان تھا۔ پھر بتایا کہ سب پر فنا چھا جائے گی۔ ایک مسنون دعا میں ہے۔ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا بَدِيْعَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ، نَسْتَغِيْثُ اَصْلِحْ لَنَا شَاْنَنَا كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنَا اِلٰى اَنْفُسِنَا طَرْفَةَ عَيْنٍ وَلَا اِلٰى اَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ۔ اے ہمیشہ زندگی والے! اے کائنات کو

سنبھالنے والے! اے آسمان وزمین کو ایجاد کرنے والے اور اے جلال وعزت والے اللہ! تیرے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں۔ ہم تیری رحمت مانگتے ہیں۔ ہماری پوری حالت سنوار دے۔ ہمیں ایک سیکنڈ کے لیے بھی ہمارے نفسوں کے حوالے نہ کر اور نہ اپنی مخلوق میں سے کسی کے حوالہ کر۔ شعبیؒ کہتے ہیں جب كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ پڑھو تو خاموش نہ ہو جاؤ۔ جب تک وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ نہ پڑھو۔ فرمایا، كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (قصص ۲۸: ۸۸) ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ اللہ نے اپنی ذات کو جلال واکرام سے متصف فرمایا یعنی وہی بڑائی اور عظمت کے لائق ہے۔ انسان کو اس کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے۔ ذوالجلال والاکرام یعنی اللہ عظمت وکبریائی والا ہے۔ چونکہ لوگوں کی موت اور قیامت کے دن انصاف کی خبر دی گئی اور موت وزندگی بعد الموت ایک نعمت عظمٰی ہے کیونکہ انصاف سے عملوں کا بدلہ موت وزندگی بعد الموت ہی کے بعد پورا پورا ملتا ہے۔ اس لیے فرمایا کہ رب کی کس کس نعمت سے منہ موڑو گے۔

اللہ کسی کا محتاج نہیں: (۲۹، ۳۰) اس آیت میں رب نے اپنی شان استغناء ظاہر فرمائی کہ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ سب سے بے نیاز ہے اور تمام مخلوق ہر حالت میں اس کی محتاج ہے۔ اس کی بے شمار نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔ سب زبان حال وقال سے اللہ ہی سے مانگ رہے ہیں۔ ہر کس وناکس کے ہاتھ اسی کی طرف اٹھے ہوئے ہیں اور ہر کہ ومہ اسی کے سامنے گڑگڑا رہا ہے۔ رب العالمین کی روزانہ ایک شان ہے۔ وہی دعا کرنے والے کا دامن امید بھرتا ہے۔ مانگنے والے کی امید بر لاتا ہے۔ اسیر کو رہائی عطا فرماتا ہے اور بیمار کو شفا بخشتا ہے۔ یہی اس کی شانیں ہیں۔ مصیبت زدہ کی مصیبت دور فرماتا ہے غم زدہ کا غم ٹالتا ہے بے قرار کی سنتا ہے گناہ معاف فرماتا ہے اس سے زمین وآسمان کا کوئی فرد بے نیاز نہیں، وہی زندہ فرماتا ہے۔ وہی موت دیتا ہے۔ وہی بچے کی پرورش کرتا ہے۔ وہی نیکوں کی حاجتوں کا منتہی اور فریاد رس ہے۔ اسی تک ان کی شکایتیں پہنچتی ہیں۔ وہی غلام آزاد کرتا ہے۔ وہی نفیس نعمتیں عطا کرتا ہے اور وہی عذاب میں داخل فرماتا ہے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ ہم نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ! وہ شان کیا ہے؟ فرمایا، گناہ معاف فرمانا، غم ورنج ہٹانا، کسی کو عروج دینا اور کسی کو پست کرنا۔ پھر فرمایا کہ تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ۝۳۱ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۳۲ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝۳۳ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۳۴ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۝۳۵ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۳۶

اے جنو! اور انسانو! ہم تمہارے لیے فارغ ہونے والے ہیں۔ پھر اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اے جنو! اور انسانو! کے گروہ! اگر تم آسمان وزمین کے کناروں سے نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ۔ غلبہ کے بغیر نہیں نکل سکتے۔ پھر اپنے رب کی کس کس نعمت کو

جھٹلاؤ گے۔ تم پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا۔ پھر تم بدلہ نہ لے سکو گے۔ پھر اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

فراغت کے معنی: (٣١، ٣٢) فارغ ہونے کا یہ معنی نہیں ہے کہ اب اللہ مشغول ہے اور حساب کے لیے فارغ ہو جائے گا۔ اللہ تو ہر وقت فارغ ہی فارغ ہے۔ دراصل یہ جملہ بطور ڈانٹ کے فرمایا گیا ہے کہ لوگو! ہوشیار ہو جاؤ۔ تمہاری گرفت کا اور حساب و کتاب کا زمانہ قریب آ رہا ہے۔ جب پورے انصاف کے ساتھ فیصلے کر دیئے جائیں گے۔ تم سے حساب لے لیا جائے گا۔ مجھ کو حساب سے کوئی چیز مشغول نہ کرے گی۔ جیسے کوئی غصہ میں کہہ دے، فرصت میں تجھ سے نمٹوں گا۔ حالانکہ وہ کسی کام میں گھرا ہوا نہ ہو۔ اس کا مطلب صرف اتنا ہوتا ہے کہ وقت آنے پر تیری خبر لوں گا۔ اسی طرح یہاں اللہ نے فرمایا کہ ہم تمہارے حساب کے لیے فارغ ہونے والے ہیں یعنی اب ہم بھی فارغ ہیں اور مقررہ وقت آنے پر تمہارا حساب لے لیں گے اور تم سے نمٹ لیں گے۔ کس قدر موثر پیرایہ ہے جس سے نیند کے متوالے گھبرا کر آنکھیں ملتے ہوئے کھڑے ہو جائیں اور اپنے اپنے بچاؤ کی فکر میں مشغول ہو جائیں۔ لہذا تم اپنے رب سے غافل ہو کر اس کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

کوئی تقدیر سے بھاگ نہیں سکتا: (٣٣، ٣٤) یعنی اللہ کے حکم و تقدیر سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے، وہ تمہیں گھیرے ہوئے ہے۔ اس سے بچ کر جا نہیں سکتے۔ اس کا فیصلہ تم پر جاری ہو کر ہی رہے گا۔ جدھر بھاگ کر جاؤ گے، پکڑ لیے جاؤ گے۔ یہ میدان محشر کا بیان ہے۔ موقف میں تمام مخلوق کو چاروں طرف سے فرشتے گھیرے ہوئے ہوں گے جن کی سات صفیں ہوں گی۔ کوئی شخص اپنی جگہ سے کھسک ہی نہ سکے گا۔ سلطان یعنی اللہ کا حکم یعنی بغیر اللہ کے حکم کے ایک قدم بھی نہ اٹھا سکو گے۔ فرمایا، یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ (قیامۃ ٧٥: ١٠ تا ١٢) اس دن انسان کہے گا کہ بھاگ کر کدھر جاؤں۔ نہیں نہیں۔ کوئی پناہ گاہ ہے ہی نہیں۔ آج تو تیرے رب ہی کے پاس تیری ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ (٢) وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ (یونس ١٠: ٢٧) جنہوں نے برائیاں کیں، ان کے بدلہ انہیں کی برابر ان کو برائیاں دی جائیں گی اور ان پر ذلت چھا رہی ہوگی اور اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔ گویا ان کے چہرے سیاہ رات کے ٹکڑوں سے ڈھانک دیئے گئے ہیں۔ یہی جہنمی ہیں جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ تم رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(٣٥، ٣٦) شواظ آگ کا شعلہ یا دھواں یا سبز رنگ کا ختم ہو جانے والا شعلہ، یا وہ شعلہ جو آگ کے اوپر اور دھویں کے نیچے ہوتا ہے، شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ یعنی آگ، سیلاب۔ نُحَاسٌ یعنی آگ کا دھواں۔ نابغہ کے ایک شعر میں یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں شواظ وہ شعلہ ہے جس کے ساتھ دھواں نہ ہو۔ جب ان سے اس معنی کا شاہد پوچھا گیا تو انہوں نے امیہ بن ابی الصلت کا شعر پڑھ کر سنا دیا۔ (ط) نافع بن ازرق نے کہا، آپ نے ٹھیک فرمایا، اچھا نحاس کیا ہے؟ فرمایا، وہ دھواں جس کے ساتھ شعلہ نہ ہو۔ نافع نے پوچھا، کیا اس معنی کو عرب پہچانتے ہیں؟ فرمایا، ہاں اور نابغہ کا شعر پڑھ کر سنا دیا۔ بہر حال یہ معنی ہوئے کہ اگر تم قیامت کے روز بھاگنا چاہو گے تو جہنم پر یقیناً فرشتے آگ برسا کر دھواں چھوڑ کر تمہارے سروں پر پگھلا ہوا تانبہ بہا کر تمہیں کہیں بھاگنے نہ دیں گے۔ تم نہ ان کا مقابلہ کر سکتے ہو نہ ان سے انتقام لے سکتے ہو۔ اور نہ ہی ان کو ہٹا سکتے ہو۔ بتاؤ تم رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾ فَبِاَيِّ الْاٰءِ

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٣٨ فَيَوْمَىِٕذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَاۗنٌّ ۝٣٩
فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٤٠ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ
بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ۝٤١ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٤٢ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ
الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝٤٣ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ
اٰنٍ ۝٤٤ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٤٥

پھر جب آسمان پھٹ کر تری کی طرح سرخ ہو جائے گا، پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو نہ مانو گے۔ اس دن کسی انسان یا جن سے اس کے گناہ نہ پوچھے جائیں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو نہ مانو گے۔ اس دن مجرم اپنے حلیے سے پہچان لیے جائیں گے۔ پھر ان کی پیشانیاں اور قدم پکڑ لیے جائیں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ یہ ہے جہنم جس کو مجرم جھٹلایا کرتے تھے۔ یہ اس میں اور کھولتے ہوئے گرم پانی میں چکر کھائیں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

قیامت کے دن آسمان پھٹ جائے گا: (۳۷، ۳۸) قیامت کے دن آسمان پھٹ جائے گا۔ جیسا کہ فرمایا، وَانْشَقَّتِ السَّمَاۗءُ فَهِيَ يَوْمَىِٕذٍ وَّاهِيَةٌ (حاقہ ۶۹:۱۶) اور آسمان پھٹ جائے گا۔ پھر وہ اس دن بودا ہو جائے گا۔ (۲) يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاۗءُ بِالْغَمَامِ (فرقان ۲۵: ۲۵) جس دن آسمان بادلوں میں پھٹ جائے گا اور فرشتے اتار دیئے جائیں گے۔ (۳) اِذَا السَّمَاۗءُ انْشَقَّتْ (انشقاق ۸۴:۱،۲) جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب سے اجازت مانگے گا اور اس کو یہی لائق ہے یعنی پگھل کر تلچھٹ اور پگھلی ہوئی چاندی کی مانند ہو جائے گا اور کپڑے کی طرح رنگ پر رنگ بدلے گا۔ کبھی زرد کبھی نیلا اور کبھی سبز ہو گا۔ معاملہ کی نزاکت اور قیامت کی ہولناکی وگھبراہٹ نے اس کی یہ حالت بنا رکھی ہوگی۔ حدیث میں ہے، جب قیامت کے دن لوگ اٹھائے جائیں گے تو ہلکی بارش ہو رہی ہوگی۔ (۱) لہٰذا تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو نہ مانو گے۔

قیامت کے دن ایک موقعہ پر مجرم بات نہ کر سکیں گے: (۳۹، ۴۰) فرمایا، هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ (مرسلات ۷۷:۳۵، ۳۶) آج کے دن مجرم نہ بول سکیں گے اور نہ انہیں بولنے کی اجازت ملے گی کہ عذر پیش کریں۔ ایسا بھی ایک موقعہ آئے گا کہ کسی مجرم کو اللہ کا قہر وجلال دیکھ کر بات کرنے کی جرات نہ ہوگی اور نہ بات کی اجازت ملے گی۔ پھر ایک ایسا موقعہ آئے گا کہ مخلوق کے ایک ایک عمل کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ فرمایا، فَوَرَبِّكَ لَنَسْــَٔـلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (حجر ۱۵:۹۲، ۹۳) آپ کے رب کی قسم! ہم ان کے عمل ضرور بالضرور پوچھ لیں گے۔ یعنی مجرموں سے حساب وکتاب لے کر ان کے مونہوں پر مہر لگا دی جائے گی۔ اب ان کے ہاتھ پاؤں ان کے عمل کی گواہی دیں گے۔ یا اللہ یہ نہیں پوچھے گا کہ کیا تم نے فلاں فلاں عمل کیا کیونکہ اللہ کو عمل خوب معلوم ہیں بلکہ یہ پوچھے گا کہ کیوں کیا یا فرشتے مجرموں سے ان کے عمل نہ پوچھیں گے بلکہ صورتوں سے پہچان جائیں گے۔ پھر انہیں زنجیروں میں جکڑ کر اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم رسید کر دیں گے۔ جب صورتوں سے مجرموں کو تاڑ لیا جائے گا تو گناہوں کے پوچھنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ فرشتے سیاہ چہروں اور کیری آنکھوں سے تاڑ جائیں گے کہ یہ اللہ کے مجرم ہیں۔ میں کہتا ہوں، مومن بھی

الگ پہچان لیے جائیں گے۔ان کے وضو کے اعضاء چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ بتاؤ تو سہی۔

مجرم جکڑ دیئے جائیں گے: (۴۱،۴۲) دوزخ پر تعینات فرشتے ان کے قدموں کو پیشانی کے پاس لا کر جکڑ دیں گے اور دوزخ میں دھکا دے دیں گے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں ان کی پیشانیوں اور پیروں کو پکڑ کر لکڑی کی طرح توڑ کر جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔اب بتاؤ تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے۔

لو دیکھو یہ جہنم ہے: (۴۳) یعنی یہی وہ جہنم ہے جس کے تم قائل نہ تھے اور جسے جھٹلایا کرتے تھے۔ دیکھو یہ موجود ہے۔تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہو۔ قائل اور ذلیل کرنے کے لیے جھڑک کر یہ الفاظ کہے جائیں گے۔

مجرموں کی درگت: (۴۴،۴۵) کبھی تو جہنم میں جھونک کر عذاب دیا جائے گا اور کبھی گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جایا گا۔حمیم وہ مشروب ہے جو پگھلے ہوئے تانبے جیسا ہوگا اور اندر جاتے ہی آنتوں اور احشاء کو ریزہ ریزہ کر دے گا۔فرمایا، اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ۔ (غافر ۴۰؛ ۷۱،۷۲) جب ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے، زنجیروں میں جکڑ کر جہنم میں گھسیٹے جائیں گے۔ پھر جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔ آن حمیم کی صفت ہے یعنی انتہائی گرم جس سے آگے گرم کرنا ناممکن ہے۔اب بتاؤ۔اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾
ذَوَاتَاۤ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ
تَجْرِیٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ
زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾

اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا، اس کے لیے دو دو جنتیں ہیں۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ جن میں بہت سی شاخیں ہیں۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں دو جاری چشمے ہیں۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں ہر قسم کے میووں کے جوڑے جوڑے ہیں۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

خواہش مارنے والے کے لیے دو دو جنتیں: (۴۶،۴۷) کہا گیا ہے کہ یہ آیت اس کے بارے میں اتری جس نے کہا تھا، مجھے جلا دینا۔ شاید اللہ کے تلاش کرنے پر میں نہ مل سکوں۔ یہ کہہ کر اس نے ایک دن رات توبہ کی۔ اللہ نے اس کی توبہ قبول فرمالی اور جنت میں داخل فرما دیا۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ آیت عام ہے۔ فرمایا، وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى (نازعات ۷۹؛ ۴۰) یعنی جو اپنے رب کے آگے کھڑے ہونے سے ڈر گیا اور اس نے جی کو خواہشوں سے روک لیا۔ سرکشی نہیں کی۔ دنیوی زندگی کو آخرت پر ترجیح نہیں دی۔ اس بات کا یقین کیا کہ آخرت بہتر اور پائیدار ہے۔ اللہ کے فرائض بجا لاتا رہا اور حرام کاموں سے بچتا رہا۔ اس کے لیے قیامت کے دن اس کے رب کے پاس دو دو جنتیں ہیں۔ ایک حدیث میں ہے، دو جنتیں چاندی کی ہوں گی۔ اور ان کا سارا

ساز وسامان چاندی ہی کا ہوگا اور دو جنتیں سونے کی ہوں گی اور ان کا سارا ساز وسامان سونے ہی کا ہوگا۔ اور لوگوں کے اور اپنے رب کے دیدار میں بجز کبریائی کے پردے کے اور کوئی چیز حائل نہ ہوگی۔ یہ عدن والی جنت میں ہوں گے۔ (بد)

یہ آیت انسان اور جن سب کے لیے عام ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن ومتقی جن جنتی ہیں۔ اسی لیے اللہ نے اس صلہ کا جن اور انسان دونوں پر احسان جتایا ہے۔ پھر ان جنتوں کی صفتیں بیان فرمائیں۔

جنتوں کے اوصاف: (۴۸ تا ۵۱) فرمایا، ہرے بھرے پھلوں سے لدی پھندی خوب صورت اور دیدہ زیب شاخوں والی جنتیں ہیں۔ ان شاخوں پر بے نظیر اور پکے پکے پھل لدے ہوئے ہیں۔ ان میں جو درخت ہیں ان کی شاخیں گھنی ہیں۔ شاخوں کا سایہ دیواروں پر بھی ہوگا اور سیدھی سیدھی اور رنگین شاخیں ہوں گی۔ یعنی اس میں قسم قسم کی آرام گاہیں ہوں گی۔ ہر ٹہنی طرح طرح کے پھلوں سے لدی ہوئی ہوگی۔ دونوں جنتوں میں وسیع صحن ہوں گے اور ان کے اندر نہریں جاری ہوں گی۔ بھلا تم کن کن نعمتوں کا انکار کرو گے۔

(۵۲، ۵۳) فرمایا کہ ان میں ہر قسم کے میووں کے جوڑے ہیں یعنی جن کو ہم جانتے ہیں اور ایسے ہی پھل ہیں جن کو ہم جانتے نہیں اور ہمارے جانے ہوئے پھلوں سے بہتر ہیں۔ جن کو نہ ہماری آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا۔ اور نہ کسی شخص کے دل میں ان کا تصور آیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دنیا میں جو پھل ہیں، خواہ میٹھے ہوں یا تلخ۔ سب جنت میں موجود ہیں۔ یہاں تک کہ حنظل بھی، دنیا کے پھل جنت کے پھلوں کے مقابلے میں محض برائے نام ہیں۔ دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے۔ جنت کے پھل دنیا کے پھلوں سے بہت اچھے ہیں۔ اب تم ہی بتاؤ، کن کن نعمتوں کا انکار کرو گے۔

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَاۗىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ۭ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَاۗنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ هَلْ جَزَاۗءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾

جنتی ایسے فرشوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے جن کے بستر دبیز ریشم کے ہوں گے اور دونوں جنتوں کے پھل قریب ہی ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں نیچی نگاہوں والی حوریں ہیں جن کو ان سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ جن نے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ گویا وہ یاقوت اور مونگے ہیں۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

اتکاء کی تفسیر: (۵۴، ۵۵) یہاں ٹیک لگا کر بیٹھنے سے مراد لیٹنا یا چوکڑی مار کر بیٹھنا ہے یعنی جنتی آرام سے ان فرشوں پر ٹیک لگا کر بیٹھے یا لیٹے ہوں گے۔ استبرق یعنی دبیز ریشم جس پر سونے کا کام کیا ہوا ہوگا۔ یہ تو اندرونی حصے کا ذکر ہے تو اس کا ظاہری حصہ کیا

ہی خوبصورت ہوگا۔ جب ادنیٰ حصہ دبیز ریشم کا ہے، جس پر سونے کا کام کیا گیا ہے تو ظاہری حصہ جو کہ اعلیٰ ہے کتنا خوبصورت اور کتنا قیمتی ہوگا۔ ابن مسعود فرماتے ہیں یہ ذکر تو اندرونی حصوں کا ہے اور اگر تم ظاہری حصوں کو دیکھ لو تو تم حیران رہ جاؤ۔ جن پر خوب صورت گلکاریاں ہوں گی۔ ان کا علم اللہ ہی کو ہے۔ پھر فرمایا کہ ان جنتوں کے پھل جنت والوں کے قریب ہوں گے۔ وہ جس حالت میں ہوں گے۔ جب چاہیں گے انہیں توڑ لیں گے۔ فرمایا، قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ (حاقہ ۶۹: ۲۳) یعنی اس کے پھل قریب ہی ہوں گے۔ (۲) وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا (دھر ۷۶: ۱۴) بہت ہی قریب پھل ہوں گے لینے والے کو کسی تکلیف یا تکلف کی ضرورت نہ ہوگی۔ بلکہ خود شاخیں جھک جھک کر انہیں میوے دے رہی ہوں گی۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ جب فرش اور اس کی عظمت کو بیان کیا تو فرش والیوں کو بھی بیان کیا۔

حوروں کا بیان: (۵۶، ۵۷) یعنی فرشوں پر نیچی نگاہوں والی حوریں ہوں گی جو اپنی شرمیلی اور رسیلی نگاہوں سے اپنے شوہروں کو ہی دیکھیں گیں۔ کسی اور پر ہرگز نگاہ نہ ڈالیں گی۔ وہ جنت میں اپنے شوہروں سے زیادہ کسی کو خوب صورت، پیاری پیاری شکل کا اور دلربانہ پائیں گی۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ دوشیزہ حسن و جمال اپنے شوہر کو دیکھ کر اپنی سریلی آواز میں اس سے عرض کرے گی، اللہ کی قسم! میں آپ سے زیادہ خوب صورت، آپ سے زیادہ پیارا اور آپ سے زیادہ سوہنا جنت میں کوئی اور نہیں پاتی۔ آپ سے مجھ کو بڑی محبت ہے۔ پھر میں اس اللہ کی کیوں بڑائی بیان نہ کروں جس نے مجھے آپ جیسا حبیب عنایت فرمایا اور مجھے آپ کے لیے بنایا۔ یہ دوشیزائیں بالکل اچھوتی ہوں گی۔ ان کے شوہروں سے پہلے انہیں نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔ ہم عمر اور نوجوان ہوں گی۔ ان تک ان کے شوہروں سے پہلے کسی کی رسائی تک نہ ہوئی ہوگی۔ یہ آیت بھی مسلمان جنوں کے جنت میں داخل ہونے کی ایک دلیل ہے۔ بتاؤ تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

حوروں کے اوصاف: (۵۸، ۵۹) اس میں حوروں کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں کہ وہ صفائی، خوب صورتی اور پاکیزگی میں یاقوت کی مانند ہوں گی اور گورے پن میں آب داری میں اور سفیدی میں موتی کی طرح ہوں گی۔ مرجان سے یہاں موتی مراد ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، حور کی پنڈلی کی سفیدی ستر ریشمی جوڑوں میں سے بھی جھلملائے گی۔ یہاں تک کہ اس کے اندر کا مغز نظر آجائے گا۔ ابن مسعودؓ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ دیکھو، یاقوت ایک پتھر ہے لیکن اس میں اللہ نے غضب کی جوت رکھی ہے۔ اگر اس کے بیچ میں دھاگہ پرو دیا جائے تو باہر سے نظر آجائے گا۔ (ابن ابی حاتم) صحیح یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے۔ (۲) جنتی کو دو حوریں ملیں گی۔ ہر ایک ستر ستر جوڑے زیب تن کیے ہوئے ہوگی۔ ان سب جوڑوں میں سے اس کا پنڈلی کا گودا جھلملائے گا۔ (الف)

جنت میں مرد زیادہ ہوں گے یا عورتیں؟: (۳) لوگوں میں تذکرہ ہوا کہ جنت میں مرد زیادہ ہوں گے یا عورتیں۔ ابوہریرہؓ بولے، کیا ابوالقاسم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے اور اس کے بعد والے گروہ کے چہرے آسمان کے روشن تارے کی طرح درخشاں ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اندر سے نظر آئے گا اور جنت میں کوئی مجرد نہیں ہوگا۔ (اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں عورتیں زیادہ ہوں گی۔) (ق) پھر بتاؤ تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

مخلصوں کا صلہ: (۶۰، ۶۱) یعنی جس نے دنیا میں خلوص سے عمل کیا۔ اس کا بدلہ اعلیٰ درجے کی نعمت ہے۔ دوسری جگہ ہے،

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ (یونس ۱۰:۲۶) جن لوگوں نے پرخلوص عمل کیے، انہیں کے لیے نیکی ہے اور زیادہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا، جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ صحابہؓ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا، وہ کہتا ہے کہ جس کو میں نے توحید کی نعمت سے نوازا، اس کے لیے جنت ہی ہے۔ چونکہ مذکورہ بالا بڑی بڑی نعمتیں ہیں جن کا بدلہ کوئی عمل نہیں۔ اللہ نے صرف اپنے فضل و کرم سے اپنے نیک بندوں سے ان نعمتوں کا وعدہ فرمالیا ہے۔ اس لیے اس کے بعد ہی فرمایا، پھر تم میری کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ کے مناسب یہ حدیث بھی ہے کہ جس نے خوف کیا، وہ راتوں رات ہی چل پڑا اور جو راتوں رات چل پڑا، وہ منزل تک پہنچ گیا۔ سن لو، اللہ کا سودا گراں ہے۔ سن لو اللہ کا سودا جنت ہے۔ (ت)

وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَيِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۵﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ
وَالْاِكْرَامِ ﴿۷۸﴾ ع

اور ان دو کے علاوہ دو جنتیں اور ہیں۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ جو گہری سبز ہیں۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں جوش مارتے ہوئے دو چشمے ہیں۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ جن میں میوے ہیں، کھجوریں ہیں اور انار ہیں۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ جن میں خوب سیرت اور خوب صورت حوریں ہیں۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ گورے بدن والیاں خیموں میں محفوظ ہیں پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے جن کو ان سے پہلے کسی انسان نے اور کسی جن نے چھوا تک نہیں۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ وہ سبز مسندوں پر اور خوب صورت فرشوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ آپ کے رب کا نام برکت والا ہے جو عظمت و کبریائی والا ہے۔

سونے اور چاندی کی جنتوں کا مقابلہ: (۶۲، ۶۹) یہ دونوں جنتیں پہلی جنتوں سے کمتر ہیں اور حدیث گزر چکی کہ دو جنتیں معہ اپنے ساز و سامان کے سونے کی ہوں گی اور دو چاندی کی۔ پہلی جنتیں مقرب لوگوں کے لیے ہیں اور دوسری اصحاب الیمین کے لیے۔ پہلی جنتیں پچھلی جنتوں سے افضل ہیں کیونکہ تقدم بیان فضیلت کی دلیل ہے۔ پھر فرمایا، وَمِنْ دُوْنِهِمَا الخ یعنی ان سے کم دو جنتیں ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ پہلی جنتیں دوسری جنتوں پر شرف و بلندی کے لحاظ سے بھی مقدم ہیں۔ ان کے بارے میں فرمایا کہ ان میں گھنی شاخوں والے درخت یا قسم قسم کی آرام گاہیں ہیں اور ان کے بارے میں فرمایا کہ کثرت پانی کی وجہ سے اس قدر سبز ہیں کہ سیاہ معلوم ہوتی ہیں۔ ان میں موج مارتے ہوئے چشمے ہیں۔ ہر قسم کے آرام و آسائش کے سامان ہیں۔ پھر تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

حوروں کا بیان: (۷۰، ۷۱) یعنی جنت میں بکثرت خوب صورت اور اچھے اخلاق والی اور دل لبھانے والی حوریں ہوں گی۔ ایک حدیث میں ہے کہ حوریں جو اشعار پڑھیں گی، ان میں یہ بھی ہوگا کہ ہم خوب صورت و خوب سیرت ہیں۔ ہمیں معزز شوہروں کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ پھر اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

حوروں کے اوصاف: (۷۲، ۷۳) وہاں فرمایا تھا کہ خود حوریں اپنی نگاہیں نیچی رکھتی ہیں اور یہاں فرمایا کہ ان کی نگاہیں نیچی کر دی گئی ہیں۔ ایک کام تو خود اپنے خیال سے کرنا اور ایک کام کو دوسروں کے کہنے سے کرنا، دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ اگرچہ سب پردہ نشین ہیں کیونکہ پردہ دونوں صورتوں میں پایا جاتا ہے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ہر مسلمان کے لیے ایک خوب صورت و خوب سیرت حور ہے۔ ہر حور کے لیے ایک خیمہ ہے۔ ہر خیمے کے چار دروازے ہیں۔ ان میں سے روزانہ تحفے تحائف اور عزت کی شاندار چیزیں آتی رہتی ہیں۔ وہاں فساد و گندگی، بدبو اور سختی کا نام و نشان نہیں۔ وہاں گوری گوری بڑی آنکھوں والی پیاری پیاری حوریں ہیں۔ گویا وہ آبدار اچھوتے موتی ہیں۔ (ابن ابی حاتم) خیموں سے مراد جنتی خیمے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جنت میں ایک جوہر دار موتی کا خیمہ ہے جس کا عرض ۶۰ میل ہے۔ اس کے ہر گوشے میں جنتی کی بیویاں ہیں جن کو دوسرے گوشے والے نظر نہیں آتے۔ مومن ان سب کے پاس آتا جاتا رہے گا۔ (ق)

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، ادنیٰ جنتی کے اسی ہزار خادم ہوں گے اور بہتر بیویاں ہوں گی۔ اس کے لیے موتی، زبرجد اور یاقوت کا خیمہ گاڑا جائے گا جو جابیہ سے صنعاء تک پہنچے گا۔ یعنی خیمہ اتنی دور تک پھیلا ہوا ہوگا۔ (ت) پھر تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ (۷۴، ۷۵) یعنی ان کے جسم اچھوتے ہیں۔ ان تک کسی کی رسائی نہیں۔ اوپر اسی قسم کی آیت تفسیر کے ساتھ گزر چکی۔ البتہ پہلی جنتوں کی حوروں کے اوصاف میں یہ بھی تھا کہ وہ یاقوت و مرجان کی طرح گوری گوری اور نازک نازک ہیں۔ یہاں ان صفات کا بیان نہیں۔ پھر تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

جنتی غالیچوں کا بیان: (۷۶، ۷۷) (رفرف، گدے، مسندیں اور جنت کے باغات۔ عبقری. غالیچہ، قالین، نئے غالیچے۔ منقش ریشم۔) جنت والوں کے گدے، تکیے جو سرخ زرد اور سبز ہوں، فرش غالیچے سے گھٹیا ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جنتی سبز رنگین بڑھیا اور بیش بہا فرشوں، قالینوں اور مسندوں پر ٹیک لگا کر آرام سے بیٹھے یا لیٹے ہوں گے۔ اونچے اونچے تخت ہوں گے اور ان پر صاف ستھرے پاپا کیزہ قیمتی منقش اور رنگین فرش ہوں گے۔ جن پر نہایت ہی نفیس منقش تکیے رکھے ہوئے ہوں گے۔ یہ تخت جنت کے پر بہار باغوں میں اور باغوں کی کیاریوں میں ہوں گے۔ فرش اعلیٰ قسم کے دھاری والے ریشم کے ہوں گے جن کے

قسم قسم کے خوش نما رنگ ہوں گے۔ جنتیوں کی پوشاکیں بھی ایسی ہی اعلیٰ قسم کی بیش بہا ہوں گی۔ دنیا کی کسی چیز سے جنتی چیزوں کو تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔ وہاں تو ہر چیز کا عالم ہی نرالا ہوگا۔ یہ محض بستروں پر جو نہایت نرم و نازک و منقش ہوں گے اور کئی کئی رنگوں کے ملے جلے کام ان پر کیے گئے ہوں گے، رونق افروز ہوں گے۔ بس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

اللہ کی نافرمانی نہ کی جائے اور اسی کی عبادت کی جائے: (۷۸) یعنی وہ لائق عظمت ہے۔ اس کی نافرمانی نہ کی جائے اور لائق عزت ہے۔ اس لیے اسی کی عبادت کی جائے اور اسی کا شکر ادا کیا جائے۔ اسے یاد رکھا جائے اور کسی وقت بھی اس سے غافل نہ ہوا جائے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، تم اللہ کی تعظیم کرو۔ اللہ تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔ (۲) اللہ کی عظمت میں یہ بھی داخل ہے کہ بوڑھے مسلمان کی بادشاہ اور صاحب قرآن کی جو قرآن میں غلو نہ کرتا ہو اور نہ اس میں کمی بیشی کرتا ہو، عزت کی جائے۔ (الف) (۳) یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ سے چمٹ جاؤ۔ (ت) رسول اللہ ﷺ سلام پھیر کر اتنی دیر بیٹھتے کہ یہ کلمے پڑھ لیں۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ اے اللہ! تو ہی سلام ہے اور تجھی سے سلامتی ہے۔ اے عظمت و کبریائی والے! تو ہی برکت والا اور بلند و بالا ہے۔

الحمدللہ سورہ رحمٰن کی تفسیر مکمل ہوئی۔ والشکر للہ اولا و اخرا۔

سورہ واقعہ

بترتیب مصحف یہ ۵۶ ویں اور بترتیب نزول ۴۶ ویں سورہ ہے اور یہ مکی سورہ ہے۔ اس میں ۹۶ آیتیں اور تین رکوع ہیں۔

سورہ واقعہ کے بارے میں: ابوبکرؓ نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ آپ بوڑھے ہو گئے۔ فرمایا، مجھے ہود، واقعہ، مرسلات، عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا۔ ان سورتوں میں قیامت کی ہولناکیوں، اس کی دہشتیں اور اس کے روح فرسا واقعات کا بیان ہے۔ آپ کو انہیں باتوں کی فکر نے جلدی بوڑھا کر دیا۔ (ت) جابرؓ بن سمرہ فرماتے ہیں نبی ﷺ بھی تمہاری ہی جیسی نماز پڑھتے تھے لیکن ہلکی پڑھتے تھے اور فجر میں سورہ واقعہ اور اس کی مانند سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿۲﴾ خَافِضَةٌ
رَّافِعَةٌ ﴿۳﴾ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿۵﴾ فَكَانَتْ
هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿۶﴾ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۸﴾ مَآ اَصْحٰبُ
الْمَيْمَنَةِ ﴿۸﴾ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۹﴾ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۹﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾
اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۱۲﴾

وقف لازم

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

جب قائم ہو جائے قائم ہونے والی جس کے قائم ہونے میں جھوٹ نہیں، وہ گرانے والی اور اٹھانے والی ہوگی۔ جب زمین زلزلہ سے ہلا دی جائے گی اور پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے۔ پھر وہ ایک پراگندہ غبار کی طرح بن جائیں گے اور تمہاری تین جماعتیں ہو جائیں گی۔ پھر داہنے والے کیا حال ہے داہنے والوں کا؟ اور بائیں والے کیا حال ہے بائیں والوں کا۔ اور سبقت کرنے والے تو آگے آگے ہیں۔ یہی لوگ اللہ سے قریب تر ہیں جو نعمت والی جنتوں میں ہوں گے۔

قیامت کا بیان: (۱) واقعہ قیامت کا نام ہے کیونکہ اس کے قیام و وقوع میں یقین ہے۔ فرمایا، فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ (حاقہ ۶۹:۱۵) پھر اس دن قائم ہونے والی قائم ہو جائے گی۔ (۲) جب اللہ قیامت قائم کرنا چاہے گا تو اسے کوئی ٹالنے والا نہ ہوگا۔ فرمایا، اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ (شوریٰ ۴۲:۴۷) یعنی اپنے رب کے آگے اس دن سے پہلے پہلے جسے کوئی ہٹانے والا نہیں، سر جھکا دو۔ (۳) سَأَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ (معارج ۷۰:۱،۲) یعنی سائل نے اس عذاب کا سوال کیا ہے جو قائم ہونے والا ہے۔

(۳) یعنی کچھ لوگوں کو تحت الثریٰ (سب سے نیچے) جہنم میں گرا کر پست و خوار کر دے گی۔ گو وہ دنیا میں بڑی لمبی ناک والے اور معزز سمجھے جاتے تھے اور کچھ کو اعلیٰ علیین میں سربلند فرما کر بہاروں والی پائیدار جنت میں پہنچا کر سرفراز کر دے گی۔ اگرچہ دنیا میں یہ گرے پڑے اور معمولی سمجھے جاتے تھے۔ اللہ کے دشمنوں کو پست کر دے گی اور اوندھے منہ جہنم میں گرا دے گی اور اللہ کے دوستوں کو جنت میں پہنچا کر بلند کر دے گی جو دنیا میں اونچے تھے، انہیں نیچا کر دے گی اور جو نیچے تھے، انہیں اونچا کر دے گی۔ مغروروں کو نیچا اور مسکینوں کو اونچا کر دے گی۔ یا قیامت نزدیک و دور والے ہر ایک کو سنا دے گی اور انہیں چوکنا کر دے گی۔ نیچی ہوگی تو قریب کے لوگوں کو سنائے گی اور اونچی ہوگی تو دور والوں کو سنائے گی۔

(۴) یعنی جب زمین خوب ہلا دی جائے گی تو زمین پر زلزلے آ جائیں گے۔ وہ زیر و زبر ہونے لگے گی اور اس کے طول و عرض میں سخت بھونچال آ جائے گا۔ زمین اس طرح جھٹکے کھائے گی جیسے چھلنی میں کوئی چیز چھانتے ہیں۔ فرمایا، اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا (زلزال ۹۹:۱) جب زمین پر ہولناک بھونچال آ جائے گا۔ (۲) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ (حج ۲۲:۱) لوگو! اپنے رب سے ڈر جاؤ۔ یاد رکھو! قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے۔

پہاڑوں کا ریت بن جانا: (۵) یعنی دھنسی ہوئی روئی کی طرح پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور پراگندہ ریت کی طرح اڑیں گے۔ (۶) یعنی غبار کی طرح ہو جائیں گے جس کو ہوا اڑا کر ادھر ادھر لے جائے اور اس کا نام و نشان تک نہ چھوڑے۔ اس آیت اور اس جیسی دیگر آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ کر ختم ہو جائیں گے۔ ہوا میں اڑیں گے اور دھنی ہوئی روئی کی طرح پراگندہ ہو جائیں گے۔

قیامت کے دن لوگوں کی اقسام: (۷،۸) یعنی قیامت کے دن لوگوں کی تین قسمیں ہو جائیں گی۔ مقرب، اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال۔ کچھ عرش کے داہنی طرف ہوں گے۔ یہ وہ ہوں گے جو آدم کی داہنی کروٹ سے نکلے۔ ان کے سیدھے ہاتھوں میں اعمال نامے دیئے جائیں گے اور دائیں جانب چلائے جائیں گے۔ یہ عام جنتی ہوں گے۔ کچھ عرش کے بائیں طرف ہوں گے جو آدم کی بائیں کروٹ سے نکلے۔ ان کے بائیں ہاتھوں میں اعمال نامے دیئے جائیں گے اور بائیں جانب چلائے جائیں گے۔ یہ عام جہنمی ہوں گے۔ اللہ جہنم سے بچائے اور فردوس عطا فرمائے۔ آمین۔ کچھ اللہ کے سامنے ہوں گے۔ یہ خاص الخاص اور

بڑے ہی سعادت مند، اصحاب الیمین کی یہ نسبت اللہ سے قریب تر اور جنت والوں کے سردار ہوں گے۔ ان میں انبیاء، صدیق اور شہداء شامل ہیں۔ یہ تعداد میں اصحاب الیمین سے کم ہوں گے۔ موقف والوں کی یہی تین قسمیں ہوں گی۔ اس سورت کے اخیر میں بھی یہی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ جب ان کی موت کا نقشہ کھینچا ہے، فرمایا، ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا (فاطر ۳۵: ۳۲) پھر ہم نے اپنے برگزیدہ بندوں کو کتاب کا وارث بنایا۔ پھر کچھ تو ان میں سے ظالم ہو گئے، کچھ درمیانی راہ پر رہے اور کچھ نیکیوں میں اللہ کے حکم سے سبقت کرنے والے رہے۔ دو قسمیں جنتی ہیں اور ایک جہنمی۔

سبقت کرنے والوں کا بیان: (۱۰) اس آیت میں سبقت کرنے والوں کا بیان ہے یعنی وہ لوگ مراد ہیں جو انبیاء کی دعوت اور نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہیں۔ سبقت کرنے والے ہر امت میں ہیں۔ یہ سب سے پہلے مسجد میں اور اللہ کی راہ میں جانے والے ہیں۔ دراصل بھلائیوں میں سبقت کرنے والوں میں یہ تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ فرمایا، وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ (آل عمران ۳: ۱۳۳) اپنے رب کی مغفرت کی اور اس کی جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمان و زمین کے برابر ہے۔ (۲) سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ (حدید ۵۷: ۲۱) اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمان و زمین کے برابر ہے۔ جس نے دنیا میں نیکیوں میں سبقت کی، وہ آخرت میں بھی اللہ کی نعمتوں میں سابق رہے گا۔ کیونکہ جزا جنس عمل سے طے ہوگی۔ جو کرو گے وہی پاؤ گے۔

(۱۱، ۱۲) یعنی یہ اللہ سے بہت ہی قریب ہوں گے اور بہاروں والی جنت میں ہوں گے۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں فرشتوں نے اللہ سے کہا کہ اے رب! تو نے انسانوں کے لیے دنیا بنا دی۔ جہاں وہ کھاتے پیتے ہیں اور شادی بیاہ کرتے ہیں۔ ہمارے لیے آخرت مقرر فرما دے۔ فرمایا، ایسا نہیں کروں گا۔ فرشتوں نے تین بار یہی دعا مانگی۔ فرمایا، جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے، اس کو ان جیسا نہیں بناؤں گا جن کو میں نے لفظ کن سے پیدا کیا ہے۔ (ابن ابی حاتم) دارمی میں ہے، اس کی صالح اولاد کو میں ان جیسا نہ کروں گا جن کو میں نے فقط لفظ کن سے پیدا کیا ہے۔

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ عَلٰى سُرُرٍ
مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ
مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ
عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا
يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ
بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِلَّا
قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾

پہلے لوگوں میں سے ایک بڑی جماعت ہوگی اور پچھلوں میں سے تھوڑے ہوں گے جو سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر آمنے سامنے ٹیک لگائے ہوئے آرام سے بیٹھے ہوں گے۔ ان کے پاس ایسے بچے جو ہمیشہ بچے ہی رہیں گے، بہتی ہوئی شراب سے جس سے نہ سر میں درد ہو اور نہ عقل جائے، لبالب جام اور جگ اور ان کی پسند کے میوے اور ان کی رغبت کے پرندوں کے گوشت لے کر آتے جاتے رہیں گے اور گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں بھی جو ''درمکنون'' کی طرح اچھوتی ہوں گی، یہ ان کے عملوں کا بدلہ ہے۔ وہاں وہ نہ بکواس سنیں گے اور نہ گناہ کی کوئی بات۔ البتہ سلام ہی سلام کی آوازیں آئیں گی۔

مقرب حضرات پہلوں میں سے بہت مگر پچھلوں میں سے تھوڑے ہوں گے: (۱۳،۱۴) نیکیوں میں سبقت کرنے والے پہلوں میں سے تو ایک بڑی جماعت ہوگی اور پچھلوں میں سے تھوڑے سے ہوں گے۔ ہوسکتا ہے کہ پہلوں سے گزشتہ اقوام اور پچھلوں سے امت محمد یہ مراد ہوں۔ جیسا کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، ہم پچھلے ہیں مگر جنت میں سب سے پہلے جائیں گے۔ یہ آیت صحابہ کو بڑی بھاری معلوم ہوئی۔ چنانچہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ اتری۔ نبی ﷺ نے فرمایا، مجھے امید ہے کہ تم تمام جنت والوں میں چوتھائی، بلکہ تہائی بلکہ آدھے ہو۔ یعنی آدھی جنت کے تم مالک ہوگے اور آدھی میں دنیا کی تمام قومیں ہوں گی۔ جن میں تم بھی ہوگے۔ جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں جب سورہ واقعہ میں ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ اتری تو عمرؓ نے پوچھا، یارسول اللہ! کیا پہلوں میں سے تو ایک بڑی جماعت اور ہم میں سے تھوڑے سے۔ اس سورت کا پچھلا حصہ سال بھر تک نہ اترا تھا۔ آخر ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ اتری۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عمرؓ آ کر سنو۔ اللہ نے کیا اتارا ہے۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۔ سنو آدم سے مجھ تک ایک جماعت ہے اور میری امت ایک جماعت ہے۔ ہم اپنی جماعت مکمل کرنے کے لیے اونٹ چرانے والے جنتی بھی لے لیں گے جنھوں نے اس بات کا اقرار کیا ہوگا کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں۔ وہ تنہا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ متعدد سندوں سے یہی آیا ہے کہ مجھے امید ہے کہ تم جنت والوں میں چوتھائی ہو۔ الحمدللہ یہ بھی ایک بشارت عظمیٰ ہے۔

جنتیوں کے تخت سونے کے تاروں سے بنے ہوں گے: (۱۵) جنت والوں کے تخت سونے سے یا سونے اور موتیوں سے یا موتیوں اور یاقوت سے بنے ہوئے ہوں گے۔ یعنی جنتی تخت سونے کی تاروں اور موتیوں سے بنے ہوئے ہوں گے۔ (۱۶) یعنی آمنے سامنے آرام سے ٹیک لگائے بیٹھے یا لیٹے ہوں گے۔ کسی کی کسی طرف پشت نہ ہوگی۔ (۱۷) مخلد یعنی ایک ہی ہیئت پر رہنے والے۔ نہ ان پر جوانی آئے گی نہ بڑھاپا اور نہ ان کی پیاری پیاری شکلوں میں تغیر پیدا ہوگا۔ (۱۸) یعنی جام، گلاس یہ سکورے یہ لوٹے اور یہ سب شراب طہور سے لبالب ہوں گے جو شراب کی جاری نہر سے بھرے گئے ہوں گے۔ ان پاکیزہ گلاسوں میں نہ تو شراب ختم ہو اور نہ کمی آئے۔ یہ جام گلفام نازک اندام ساقیوں کے ہاتھوں میں ہوں گے جو جنت والوں کے پاس لے کر آئیں گے۔ (۱۹) جام شراب طہور پی کر نہ دردسر ہوگا اور نہ ہوش وحواس ہی میں فرق آئے گا۔ بے پناہ سرور و کیف پیدا کرنے والی یہ صاف ستھری شراب دردسر اور خلل عقل سے پاک ہوگی۔ شراب میں چار عیب پائے جاتے ہیں۔ نشہ، دردسر، قے، پیشاب۔ اللہ نے جنت کی شراب کو ان چاروں عیبوں سے پاک رکھا ہے۔ (۲۰،۲۱) گل اندام ساقی نہ صرف شراب طہور ہی پلائیں گے بلکہ ان کی پسند کے پھل، ان کی رغبت کے میوے اور ان کی طبیعت کو بھانے والے پرندوں کے گوشت بھی مہیا فرمائیں گے۔ ان تمام

نعمتوں کو لے کر یہ سلیقے والے خدام ان کے پاس گھومتے رہیں گے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ انسان پھل چن چن کر اپنی مرضی کے مطابق کھا سکتا ہے۔

جنتی پرندے بختی اونٹوں کی طرح ہوں گے: ایک حدیث میں ہے کہ جنت کے پرندے بختی اونٹوں کی مانند بڑے بڑے ہیں اور جنت میں چرتے پھرتے ہیں۔ ابوبکرؓ بولے، اے رسول اللہ ﷺ! یہ پرندے تو بڑے لذیذ ہوں گے۔ فرمایا، ان کے کھانے والے ان سے بھی زیادہ ناز و نعمت میں پلے ہوں گے۔ آپ نے تین بار یہی کلمہ دہرایا اور فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ تم بھی انہیں کھاؤ گے۔ (الف) (۲) رسول اللہ ﷺ کے سامنے طوبیٰ کا ذکر ہوا۔ فرمایا، ابوبکرؓ طوبیٰ کے متعلق کچھ معلوم ہے؟ بولے، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ فرمایا، طوبیٰ جنت کا ایک درخت ہے جس کا طول اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کی ایک شاخ کے نیچے سوار ستر سال تک چلے گا۔ اس کے پتے بڑے چوڑے ہیں جن پر بختی اونٹوں کی مانند پرندے آ آ کر بیٹھتے ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! وہاں کے پرندے بڑے ہی نازک اندام ہوں گے۔ فرمایا، ان سے زیادہ نازک اندام اور ناز و نعمت میں پلے ہوئے ان کے کھانے والے ہوں گے۔ انشاء اللہ تم بھی انہیں میں سے ہو گے۔ (صفۃ الجنۃ، قدسی)

حوروں کا بیان: (۲۲) یعنی جنت میں جنتیوں کے لیے حوریں ہیں یا یہ مطلب ہے کہ غلمان اپنے ساتھ حوریں بھی لیے ہوئے ہوں گے۔ یعنی جنت والوں کے محلوں میں اور ان کے خیموں میں حوریں غلمان کے ساتھ ساتھ ہوں گی۔

حوروں کے اوصاف: (۲۳) یعنی حوریں چمک دمک اور صفائی و آب داری میں درمکنون کی طرح ہوں گی۔ فرمایا، كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ (صافات ۳۷:۴۹) گویا وہ چھپے ہوئے انڈے ہیں۔ سورہ رحمٰن میں بھی حوروں کا وصف گزر چکا۔ (۲۴) یعنی یہ تمام نعمتیں جو ہم نے جنت والوں کو تحفہ و انعام میں دی ہیں، ان کے نیک و پرخلوص عمل کا بدلہ ہیں۔

جنت میں سلام ہی سلام گونجے گا: (۲۵) یعنی جنتی جنت میں لغو، بے کار اور بے معنی بات نہ سنیں گے۔ حقارت کا یا کمزوری کا اور برائی کا کوئی کلمہ ان کے کانوں میں نہ پڑے گا۔ فرمایا، لَا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً (غاشیہ ۸۸:۱۱) تو جنت میں فضول کلمہ نہ سنے گا اور نہ کوئی ایسی بات سنے گا جس میں برائی اور تنقیص کا کوئی پہلو نکلتا ہو۔ (۲۶) چاروں طرف سے سلام ہی سلام کی آواز سنائی دے گی۔ جنتی آپس میں سلام کریں گے تو سلام ہی سلام کی آوازیں کانوں میں پڑیں گی۔ فرمایا، وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ (یونس ۱۰:۱۰) جنت میں ان کا ہدیہ سلام ہی ہوگا۔ علاوہ ازیں ان کی ہر بات فضول و گناہ سے سلامتی والی ہوگی۔

وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ؀۲۷ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ؀۲۸
وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ؀۲۹ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ؀۳۰ وَّمَاۗءٍ مَّسْكُوْبٍ ؀۳۱
وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ؀۳۲ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ؀۳۳ وَّفُرُشٍ
مَّرْفُوْعَةٍ ؀۳۴ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَاۗءً ؀۳۵ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ؀۳۶ عُرُبًا اَتْرَابًا ؀۳۷
لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ؀۳۸ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ؀۳۹ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ؀۴۰ ع

اور سیدھی جانب والے کیا ہی اچھے ہیں۔ سیدھی جانب والے یہ بے کانٹوں والی بیریوں میں اور تہہ در تہہ کیلوں میں اور لمبے لمبے سایوں میں اور بہتے ہوئے پانی میں اور کثرت والے پھلوں میں جو نہ ختم ہوں گے اور نہ روک ٹوک ہوگی اور بلند و برتر فرش پر ہوں گے۔ ہم نے حوریں پیدا کی ہیں اور انہیں دوشیزہ رکھا ہے۔ انہیں محبت کرنے والیاں اور ہم عمر بنایا ہے۔ یہ تمام نعمتیں سیدھی جانب والوں کے لیے ہوں گی۔ ان میں ایک بڑی جماعت پہلوں کی ہوگی اور ایک بڑی جماعت پچھلوں کی ہوگی۔

ابرار و اصحاب الیمین کا بیان: (۲۷) مقرب حضرات کا حال بیان فرما کر ابرار و اصحاب الیمین کا حال بیان کیا جا رہا ہے۔ ابرار کا مرتبہ مقرب حضرات سے کم ہے یعنی اصحاب الیمین۔ (ابرار) کون ہیں، ان کا کیا حال ہے اور انہیں کن کن نعمتوں سے نوازا جائے گا۔ (۲۸) مخضود پھلوں والی اور بے کانٹوں والی کیونکہ دنیا کی بیریاں زیادہ کانٹوں والی اور کم پھلوں والی ہوتی ہیں لیکن آخرت کی بیریاں اس کے خلاف بے کانٹوں والی اور پھلوں سے اس قدر لدی ہوئی ہوں گی جن کی وجہ سے ان کے تنے بھی جھکے جا رہے ہوں گے۔ صحابہ کرام فرماتے تھے کہ اللہ ہمیں دیہاتیوں سے اور ان کے سوالات سے فائدہ پہنچا دیتا تھا۔ ایک دن ایک دیہاتی نے کہا، یارسول اللہ ﷺ! اللہ نے جنت میں ایک درخت کا ذکر فرمایا ہے جس سے لوگوں کو ایذا پہنچتی ہے۔ پوچھا، کون سا درخت؟ بولا، بیری کا درخت کیونکہ اس میں تکلیف دہ کانٹے ہوتے ہیں۔ فرمایا، کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا، فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ۔ اللہ نے اس سے کانٹے ہٹا کر ہر کانٹے کی بجائے پھل پیدا فرمائے ہیں۔ ہر بیر میں بہتر بہتر قسم کے جداگانہ ذائقے ہوں گے۔

منضود یعنی تہہ بہ تہہ پھلوں والا پھلوں سے لدا پھندا جیسے کیلوں کا خوشہ ہوتا ہے کہ اس پر اوپر تلے پھلیاں ہوتی ہیں۔ ان دونوں درختوں کا خاص طور سے ذکر کیا گیا کیونکہ قریش ان درختوں کی گہری، گھنی اور میٹھی چھاؤں کو بہت ہی پسند کرتے تھے۔

(۲۹) ابوسعید کہتے ہیں طلح یعنی کیلا یمن والے کیلے کو طلح اور حجازی موز کہتے ہیں۔ (۳۰) ایک حدیث میں ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں ایک سوار سو سال تک چلے گا۔ پھر بھی اسے طے نہ کر سکے گا۔ اگر چاہو تو پڑھ لو۔ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ (ق) (۲) جنت میں ایک درخت (شجرۃ الخلد) ہے جس کے سائے میں ایک سوار ستر سال یا سو سال تک چلے گا۔ ابن ابی حاتم میں یہ زیادہ ہے کہ سو سال تک چلنے کے باوجود بھی اسے طے نہ کر سکے گا۔ (بت) الغرض یہ سایہ ختم نہیں ہوتا۔ نہ اس میں دھوپ ہے اور نہ گرمی۔ ہاں طلوع فجر سے پہلے کا سا سماں رہتا ہے۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں جنت میں ایسا سماں رہے گا جیسے طلوع فجر سے طلوع آفتاب کے درمیان رہتا ہے۔ فرمایا، وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا (نساء۴: ۵۷) ہم انہیں گھنے سائے میں داخل کر دیں گے۔ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا (رعد۱۳: ۳۵) اس کے پھل اور اس کی چھاؤں ہمیشگی والی ہے۔ (۳) اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ (مرسلات ۷۷: ۴۱) تقوے والے سایوں میں اور چشموں میں ہوں گے۔ (۳۱) یعنی یہ پانی ہموار زمین پر بہتا ہے۔ گڑھوں میں نہیں۔ یعنی جنت والوں کے پاس کثرت سے قسم قسم کے پھل ہوں گے جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا اور نہ ان کا دل میں تصور ہی آیا۔ فرمایا، كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ (بقرہ۲: ۲۵) جنت والوں کو پھل دیئے جائیں گے تو کہیں گے، یہ تو وہی ہیں جو دنیا میں دیئے گئے تھے۔ یہ پھل شکل و صورت میں تو دنیا کے پھلوں سے ملتے جلتے ہوں گے لیکن لذت و ذائقہ کمال درجے کا ہوگا۔ سدرۃ المنتہٰی والی حدیث میں ہے کہ اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے اور بیر مٹکوں جیسے ہیں۔ (ق) رحمت عالم ﷺ نے معہ صحابہ کے نماز پڑھی۔ صحابہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے دیکھا جیسے آپ کچھ لے رہے ہیں۔ پھر آپ پیچھے ہٹ گئے۔

فرمایا، میں نے جنت سے خوشہ لینا چاہا تھا اور اگر لے لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی، تم اسے کھاتے۔ (ب)

(۳۳) یعنی سدا بہار درخت ہیں۔ ہر موسم میں ان پر پھل رہتے ہیں۔ نہ جاڑوں میں ختم ہوتے ہیں اور نہ گرمی میں۔ جب جنتی کو خواہش ہوگی تو درخت لدے پھندے دیکھے گا۔ قدرت کا یہی منشا ہے کہ پھل ہر وقت موجود رہیں۔ کوئی رکاوٹ و آڑ نہیں۔ کوئی کانٹا نہیں اور نہ دور ہی ہیں۔ حدیث میں گزر چکا کہ جب کوئی پھل توڑ لیا جائے گا تو فوراً ہی اس کی جگہ دوسرا پھل تیار ہو جائے گا۔

جنتی فرش کا بیان: (۳۴) ان کے فرش بلند و بالا، نرم و نازک گدگدے اور آرام دہ ہوں گے۔ جنتی فرش کی اونچائی آسمان و زمین کی درمیانی مسافت کے برابر ہوگی۔ (نت)

حوروں کا بیان: (۳۵، ۳۶) چونکہ اوپر فرش کا بیان تھا جن پر حوریں ہوں گی، اس لیے فرمایا کہ ہم نے حوریں پیدا کی ہیں اور ان کو پاکیزہ رکھا ہے۔

(۳۷) ام سلمہؓ فرماتی ہیں یا رسول اللہ ﷺ! حور عین کی تفسیر بیان فرمائیے۔ فرمایا، حور عین گدھ کے پر کی طرح گوری ہوں گی۔ ان کی بڑی بڑی آنکھیں ہوں گی۔ سخت سیاہ بال ہوں گے۔ میں نے کہا، كَاَمۡثَالِ اللُّؤۡلُوٴِ الۡمَكۡنُوۡنِ کی بھی۔ فرمایا، ان کی صفائی، آب داری اور جوت سیپ والے موتی کی طرح ہوگی جس کو ابھی کسی ہاتھ نے نہ چھوا ہو۔ میں نے کہا، فِيۡهِنَّ خَيۡرٰتٌ حِسَانٌ کی۔ فرمایا، اچھے اخلاق کی اور پیاری پیاری صورت والی ہوں گی۔ کہا كَاَنَّهُنَّ بَيۡضٌ مَّكۡنُوۡنٌ کی بھی۔ فرمایا، ان کی جلد اتنی نرم و نازک ہوگی جیسے انڈے کے اندر جھلی ہوتی ہے۔ میں نے کہا، عُرُبًا اَتۡرَابًا کی بھی۔ فرمایا، جو عورتیں دنیا میں بوڑھی ہو کر مریں گی، ان کو اللہ از سر نو پیدا فرمائے گا۔ جو نوجوان و دوشیزائیں ہوں گی، شوہروں کی پیاریاں اور خود ان پر عاشق زار ہوں گی اور ہم عمر ہوں گی۔ گویا ایک ہی ولادت میں سب پیدا ہوئیں۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا حوریں؟ فرمایا، دنیا کی عورتیں افضل ہیں جیسے گدا غلاف پر افضل ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا، کیوں؟ فرمایا، نماز، روزے اور عبادت کی وجہ سے اللہ نے ان کے چہروں پر نور اور ان کے جسموں کے لیے ریشم عطا فرمایا ہوگا۔ ان کے لیے سفید کپڑے سبز زیورات، سنہرے، بخور دان موتیوں کے اور کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ وہ کہیں گی، ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں۔ کبھی مریں گی نہیں۔ ہم ناز و نعمت میں پلنے والیاں ہیں۔ سختیوں سے کبھی دوچار نہ ہوں گی۔ ہم جنتوں میں رہنے والیاں ہیں۔ جہاں سے ہلیں گی نہیں۔ ہم ہنس مکھ رہنے والیاں ہیں۔ کبھی روٹھنے والی نہیں۔ وہ بڑا خوش نصیب ہے جس کے لیے ہم ہیں اور جو ہمارے لیے ہے۔ یعنی وہ کس قدر خوش قسمت ہے جو ہمیں دیا گیا اور ہم کتنی نصیبے والیاں ہیں کہ اسے ہمیں دیا گیا۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ایک عورت دو دو تین تین چار چار شوہر کر لیتی ہے، پھر وہ مر کر جنت میں چلی جاتی ہے۔ جہاں اس کے سب دنیوی شوہر موجود ہوں گے۔ وہ کس کو ملے گی؟ فرمایا، ام سلمہؓ یہ ان شوہروں میں سے جو اچھے اخلاق والا ہوگا، اسے اپنے اختیار سے چن لے گی۔ یعنی جس شوہر نے اس سے دنیا میں بہترین برتاؤ کیا ہوگا، اسی کو پسند کرے گی۔ یہ اللہ سے عرض کرے گی کہ یا اللہ! یہ مجھ سے بڑی اچھی طرح پیش آتے تھے۔ شریفانہ برتاؤ رکھتے تھے۔ اچھے اخلاق والے تھے۔ میرا ان سے نکاح کر دیا جائے۔ (ط)

(۳۸) یعنی حوریں اصحاب الیمین کے لیے پیدا کر کے محفوظ رکھی گئی ہیں۔ (ابن جریر) یا وہ حوریں اصحاب الیمین کی ہم سن

ہوں گی جیسا کہ حدیث میں ہے کہ پہلا گروہ جنت میں چودھویں رات کے چاند کی طرح، پھر اس کے بعد والا آسمان کے روشن ترین تارے کی طرح جنت میں جائے گا۔ وہاں پیشاب، پاخانہ، تھوک اور رینٹھ کچھ نہ ہوگا۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ پسینہ مشک ہوگا۔ انگھیٹیاں عود کی ہوں گی۔ بیویاں انتہائی گوری اور بڑی بڑی آنکھوں والی ہوں گی۔ سب کے اخلاق ایک ہی ہوں گے اور سب اپنے باپ آدم کی طرح ساٹھ ساٹھ ہاتھ کے ہوں گے۔ (ق) (۲) جنت میں جنتی بے بال و بے ریش گورے رنگ کے گھونگھر بالوں والے اور سرمگیں آنکھوں والے ۳۳، ۳۳ برس کے ۶۰، ۶۰ ہاتھ لمبے اور سات سات ہاتھ چوڑے اپنے باپ آدم کی طرح ہوں گے۔ (طات) (۳۹، ۴۰) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، میرے سامنے نبی معہ اپنی امتوں کے پیش کیے گئے۔ کسی کے ساتھ پوری جماعت تھی۔ کسی کے ساتھ صرف تین ہی آدمی تھے اور کسی کے ساتھ ایک بھی نہیں تھا۔ و نیز ان آیتوں کی تفسیر پہلے آیت ۱۳، ۱۴ کے ضمن میں بیان ہو چکی ہے۔

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۥ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِیْ سَمُوْمٍ وَّحَمِیْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا کَرِیْمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّهُمْ کَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَکَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَی الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ﴿۴۶﴾ وَکَانُوْا یَقُوْلُوْنَ ۥ اَئِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۥ اِلٰی مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّکُمْ اَیُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُکَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰکِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ الْحَمِیْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِیْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۵۶﴾

اور بائیں والے کیا ہیں۔ بائیں والے یہ لو میں اور گرم پانی میں ہوں گے۔ سیاہ دھویں کے سائے میں ہوں گے جو نہ ٹھنڈا ہی ہوگا اور نہ میٹھا۔ یقیناً یہ لوگ اس سے پیشتر ناز و نعمت میں پلتے رہے اور عظیم گناہوں پر اڑے رہے۔ کہا کرتے تھے، جب ہم مر کر مٹی اور ہڈی بن جائیں گے تو کیا زندہ کیے جائیں گے۔ کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی (زندہ کیے جائیں گے) فرما دیجئے کہ سب اگلے پچھلے یقیناً ایک معین تاریخ پر اکٹھے کیے جائیں گے۔ پھر تم اے گمراہو اور جھٹلانے والو یقیناً تھوہر کے درخت میں سے کھاؤ گے۔ پھر اسی سے پیٹ بھرو گے۔ پھر اس پر گرم گرم پانی پیو گے اور پیاسے اونٹوں کی طرح پیو گے۔ ان کی قیامت کے دن یہ خاطر ہوگی۔

اصحاب الشمال کا بیان: (۴۱، ۴۲) اوپر اصحاب الیمین کا بیان تھا، یہاں اصحاب الشمال کا بیان ہے کہ ان کی یہ حالت زار ہوگی

کہ لو کی تپش اور لپٹوں میں جھلس رہے ہوں گے اور سخت گرم پانی میں ہوں گے اور سیاہ دھویں میں اٹ رہے ہوں گے۔ فرمایا، اِنۡطَلِقُوۡۤا اِلٰی مَا كُنۡتُمۡ (مرسلات ۷۷:۳۰ تا ۳۴) تین شاخوں والے سائے کی طرف چلو جو نہ سایہ ہی ہے اور نہ شعلوں سے بچانے والا۔ دوزخ قلعہ جیسی چنگاریاں پھینکتی ہے۔ گویا وہ زرد زرد اونٹ ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کی بڑی شامت آئے گی۔

(۴۳، ۴۴) یعنی وہ سایہ نہ تو ٹھنڈا ہی ہے کہ جسم کو اچھا محسوس ہو اور نہ خوب صورت ہے کہ آنکھوں کو بھلا معلوم ہو۔ جو پانی میٹھا نہ ہو، اس کو غیر کریم کہا جاتا ہے۔ عربی محاورہ میں اگر کسی چیز کی برائی کرنی ہو تو اس کا ہر عیب بیان کر کے ولا کریم کہہ دیا کرتے ہیں یعنی اس میں کوئی خوبی نہیں۔

(۴۵، ۴۶) یعنی یہ لوگ ان ہولناک سزاؤں کے اس لیے مستحق ہوئے کہ دنیا میں ناز و نعمت سے پل رہے تھے۔ اللہ کی نعمتوں میں مست و مگن تھے۔ کھاتے تھے، غراتے تھے۔ دنیوی لذتوں پر فریفتہ تھے۔ رسول کی باتیں سننے کے روادار نہ تھے۔ بڑے بڑے گناہ کرتے تھے اور ذرا نہیں شرماتے تھے۔ گناہ کر کے فخر کرتے تھے اور توبہ نہیں کرتے تھے۔ کفر و شرک اور بت پرستی ان کے خاص شوق کی چیزیں تھیں۔ حنث عظیم یعنی شرک یا جھوٹی قسم۔

زندگی بعد الموت کا انکار: (۴۷، ۴۸) قیامت کو جھٹلاتے اور ناممکن بتاتے تھے۔ کہتے تھے کہ یہ بات عقل میں نہیں آتی کہ جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں بن جائیں گے تو پھر ہم یا ہمارے بزرگ زندہ کیے جائیں گے۔

زندگی بعد الموت کا ثبوت: (۴۹، ۵۰) اے نبی ﷺ! آپ انہیں بتا دیں کہ تمام اگلے پچھلے قیامت کے ایک میدان میں جمع کیے جانے والے ہیں۔ ایک ایک کو اٹھایا جائے گا اور کسی کو بھی میدان محشر میں لائے بغیر نہ چھوڑا جائے گا۔ فرمایا، ذٰلِكَ يَوۡمٌ مَّجۡمُوۡعٌ (ھود ۱۱: ۱۰۳ تا ۱۰۵) یہ وہ دن ہے جس میں لوگوں کو جمع کیا جائے گا اور اس دن سب لوگ حاضر کیے جائیں گے۔ ہم انہیں ایک گنتی والی مدت تک ہی ڈھیل دیئے ہوئے ہیں۔ جب وہ دن آ جائے گا تو کوئی شخص اللہ کے حکم کے بغیر کلام نہ کرے گا۔ کچھ تو بدنصیب ہوں گے اور کچھ خوش نصیب۔

(۵۱، ۵۲، ۵۳) یعنی انہیں عنقریب موت آ جائے گی اور جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے جہاں کھانے کو تھوہر کا درخت ملے گا۔ اس کو اپنے پیٹ میں بھریں گے۔ (۵۴، ۵۵) پھر اوپر سے پیاسے اونٹوں کی طرح کھولتا ہوا پانی پئیں گے۔ (ھیم اھیم کی جمع ہے یعنی سخت پیاسے اونٹ) (۵۶) جزا کے دن یہی ان کی خاطر ہو گی۔ اللہ نے مومنوں کے بارے میں فرمایا، كَانَتۡ لَهُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا (کہف ۱۸: ۱۰۷) ایمان والوں اور نیک عمل والوں کی خاطر فردوس والی جنتوں سے ہو گی جیسے مہمانوں کی خاطر تواضع ہوتی ہے۔

نَحۡنُ خَلَقۡنٰكُمۡ فَلَوۡلَا تُصَدِّقُوۡنَ ﴿۵۷﴾ اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تُمۡنُوۡنَ ﴿۵۸﴾ ءَاَنۡتُمۡ
تَخۡلُقُوۡنَهٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡخٰلِقُوۡنَ ﴿۵۹﴾ نَحۡنُ قَدَّرۡنَا بَيۡنَكُمُ الۡمَوۡتَ وَمَا نَحۡنُ
بِمَسۡبُوۡقِيۡنَ ﴿۶۰﴾ عَلٰۤى اَنۡ نُّبَدِّلَ اَمۡثَالَكُمۡ وَنُنۡشِئَكُمۡ فِىۡ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۱﴾
وَلَقَدۡ عَلِمۡتُمُ النَّشۡاَةَ الۡاُوۡلٰى فَلَوۡلَا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۶۲﴾

ہم ہی نے تمہیں پیدا کیا۔ پھر تم کیوں سچ نہیں مانتے۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ جو تم پانی ٹپکاتے ہو، کیا اس سے تم انسان پیدا کرتے ہو یا ہم ہمیں نے موت کو تم پر مقرر کر دیا اور ہم پر کوئی اس بات میں غالب آنے والا نہیں کہ تم جیسے اور پیدا کر دیں اور تمہیں نئے سرے سے ایسے عالم میں پیدا کر دیں جسے تم جانتے نہیں۔ تم اپنی پہلی پیدائش کو تو قطعی طور پر جانتے ہی ہو۔ پھر نصیحت کیوں قبول نہیں کرتے؟

قیامت کا ثبوت: (۵۷) قیامت کا ثبوت اور ٹیڑھے دماغ والوں کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد زندہ ہو جانا ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ چونکہ یہ زندگی بعد الموت کو ناممکن سمجھتے تھے، اس لیے جھٹلانے کے لیے باتیں بنایا کرتے تھے۔ فرمایا، ہمیں نے تو تم کو پیدا کیا ہے۔ جب تمہارا نام ونشان، اتا پتہ اور نمونہ نہ تھا۔ ہم نے اپنی قدرت سے تمہیں پیدا کر دیا۔ پھر جو ابتدائے آفرینش پر قادر ہو، کیا وہ لوٹانے پر قادر نہ ہو گا؟ بطریق اولی ہو گا۔ کیونکہ شروع میں بلا نمونہ کے بنانا مشکل ہے اور جب وہ چیز بن گئی تو اب اسے بار بار بنانا آسان ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ پھر تم زندگی بعد الموت کو مانتے کیوں نہیں؟

زندگی بعد الموت کی دلیل: (۵۸، ۶۲) یعنی تم رحم میں انسان بناتے ہو یا اللہ؟ تمہارا کام تو ہماری توفیق سے منی کا ٹپکانا تھا، سو ٹپکا چکے۔ اس پانی کے قطرے سے رحم میں انسان ہم بناتے ہیں۔ جب ہم پانی کے قطرے سے انسان بنا سکتے ہیں تو مٹی سے بدرجہ اولی بنا سکتے ہیں۔ پھر موت بھی ہم نے اپنے ہی اختیار میں رکھی ہے۔ آسمان و زمین والوں کی موت ہمارے ہی اختیار میں ہے۔ موت میں ساری مخلوق برابر ہے۔ خواہ انسان ہوں یا فرشتے۔ سب کو ہی موت آنے والی ہے۔ پھر ہم اس بات سے عاجز نہیں کہ قیامت کے دن تمہاری موت کو پیدائش میں تبدیل کر کے تم کو جس حال میں چاہیں، از سر نو پیدا کر دیں یعنی جو اتنی بڑی قدرت والا ہو، جو عدم سے وجود کا جامہ پہنا دے۔ وہ موت دے کر موت کو زندگی میں تبدیل کرنے پر کیسے قادر نہ ہو گا۔ جب تم یہ بات روزمرہ دیکھتے ہو، جانتے ہو اور مانتے بھی ہو کہ پہلی پیدائش اسی کی قدرت کا عجوبہ ہے اور عقل کہتی ہے کہ شروع کی پیدائش دوبارہ پیدائش سے مشکل ہے، پھر کیسے دوسری پیدائش کا انکار کرتے ہو؟ فرمایا، وَهُوَ الَّذِي يَبْدَؤُا الْخَلْقَ (روم ۳۰: ۲۷) جو پیدائش کی ابتدا کرتا ہے، وہی پیدائش کو لوٹا دے گا بلکہ لوٹانا تو اور بھی آسان ہے۔

أَفَرَءَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ ﴿٦٣﴾ ءَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُۥٓ أَمْ نَحْنُ ٱلزَّٰرِعُونَ ﴿٦٤﴾
لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَٰهُ حُطَٰمًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ﴿٦٥﴾ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ﴿٦٦﴾ بَلْ
نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿٦٧﴾ أَفَرَءَيْتُمُ ٱلْمَآءَ ٱلَّذِى تَشْرَبُونَ ﴿٦٨﴾ ءَأَنتُمْ
أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ ٱلْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ ٱلْمُنزِلُونَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنَٰهُ أُجَاجًا
فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ أَفَرَءَيْتُمُ ٱلنَّارَ ٱلَّتِى تُورُونَ ﴿٧١﴾ ءَأَنتُمْ
أَنشَأْتُمْ شَجَرَتَهَآ أَمْ نَحْنُ ٱلْمُنشِـُٔونَ ﴿٧٢﴾ نَحْنُ جَعَلْنَٰهَا تَذْكِرَةً وَمَتَٰعًا
لِّلْمُقْوِينَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحْ بِٱسْمِ رَبِّكَ ٱلْعَظِيمِ ﴿٧٤﴾ ع ۲ / ۱۵

بھلا بتاؤ تو سہی جو کچھ تم بوتے ہو، کیا تم اسے اگاتے ہو یا ہم۔ اگر ہم چاہیں تو اسے خشک کر ڈالیں اور تم یہی کہتے رہ جاؤ کہ ہم پر تاوان پڑ گیا بلکہ محروم ہی رہ گئے۔ بھلا بتاؤ تو سہی جو پانی تم پیتے ہو، کیا تم نے اسے بادلوں سے برسایا یا ہم نے؟ ہم چاہیں تو اسے کڑوا کر دیں۔ پھر کیوں احسان مند نہیں ہوتے؟ بھلا بتاؤ تو سہی، وہ آگ جسے تم سلگاتے ہو، کیا اس کا درخت تم نے پیدا کیا یا ہم نے؟ ہم نے اس کو عبرت کا ذریعہ اور مسافروں کے فائدہ کی چیز بنایا ہے۔ لہٰذا آپ اپنے عظیم رب کے نام کی پاکی بیان کرتے رہیں۔

پیدا کرنا اللہ کا کام ہے: (۶۳) یعنی زمین کا جوتنا، اسے تیار کرنا، پھر اس میں قاعدے سے بیج بکھیرنا تو تمہارا کام ہے، پھر اس میں بکھرا ہوا بیج اگانا اور اسے پروان چڑھانا ہمارا کام ہے۔ (۶۴) کیا بکھرا ہوا بیج تم اگاتے ہو یا ہم؟ سخت و بے جان مٹی کی چھاتی سے نرم و نازک سوئی ہم نکالتے ہیں جو زمین کا سینہ چیر کر باہر آ جاتی ہے۔ پھر اس کو پھل پھول دینا اور پروان چڑھانا ہمارا کام ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، میں نے بویا کہہ سکتے ہو، میں نے اگایا نہیں کہہ سکتے۔ ابو ہریرہؓ نے پھر یہ آیت پڑھی۔ (بزار)

(۶۵) یعنی ہم نے اپنی مہربانی سے یہ بیج باقی رہنے دیا اور تم پر ترس کھا کر اسے پیدا کر دیا۔ بڑھایا، پکایا، پروان چڑھایا، پھر بڑھا چڑھا کر تمہیں واپس کر دیا۔ اگر ہم چاہتے تو اسے مضبوط و تنے پر کھڑا ہونے اور کٹنے سے پہلے ہی سکھا دیتے۔ پھر تم کف افسوس ملتے ہوئے اور باتیں ہی بناتے ہوئے رہ جاتے کہ ہائے ہماری شامت! ہمارا تو بیج بھی واپس نہ لوٹا اور ہم محنت کر کے تھک کے بیٹھ گئے اور سرمایہ الگ غارت ہوا۔ (۶۶) ہم پر تاوان پڑ گیا، کاش کہ ہم بیج نہ ڈالتے۔ ہمیں کس بات کی سزا ملی اور کیوں برباد کیا گیا۔ غرضیکہ طرح طرح کی باتیں بناتے۔ (۶۷) یعنی تم یہ کہتے کہ ہم محروم ہی رہ گئے۔ ہمارے نصیب میں کچھ بھی نہ رہا۔ (''تفکہ'' یعنی ملامت کرنا، پچھتانا یعنی یا تو بیج کے برباد ہو جانے پر پچھتاتے یا گناہوں پر نادم ہوتے کہ ہمارے عملوں کی شامت ہمارے سامنے آئی۔ یہ لغت اضداد میں سے ہے۔ یعنی خوش ہونا اور رنجیدہ ہونا دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔ (۶۸) کا معنی واضح ہے۔

پانی اللہ ہی برساتا ہے: (۶۹) کا معنی بھی واضح ہے۔ (۷۰) یعنی اگر ہم چاہیں تو اسے کڑوا زہر بنا دیں جو نہ پینے کے قابل رہے اور نہ آب پاشی کے قابل۔ پھر تم اللہ کی اس نعمت عظمیٰ کا شکر کیوں نہیں ادا کرتے کہ اس نے تمہارے لیے آسمان سے میٹھا صاف و شفاف خالص پانی اتارا جسے تم پیتے بھی ہو اور آب پاشی بھی کرتے ہو۔ اس میں سوچنے والوں کے لیے بڑی زبردست نشانی ہے۔

پانی پی کر دعا: نبی ﷺ پانی پی کر دعا فرماتے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَقَانَا عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَةٍ وَلَمْ یَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا۔ اسی اللہ کی بڑائی ہے جس نے ہمیں اپنی رحمت سے میٹھا اور صاف پانی پلایا اور اسے ہمارے گناہوں کی وجہ سے نمکین و کڑوا نہیں بنایا۔

آگ اللہ ہی پیدا کرتا ہے: (۷۱) یعنی چقماق پتھر سے آگ تم پیدا کرتے ہو یا ہم؟ کیا آگ کے درختوں کو تم نے ایجاد کیا یا ہم نے؟ ہمیں نے آگ کے مقام پر آگ محفوظ فرمائی اور اسے امانت رکھا۔ (ملک عرب میں دو درخت پائے جاتے ہیں جن کو مرخ اور عفار کہا جاتا ہے۔ جب ان درختوں کی سبز ٹہنیاں رگڑ کھاتی ہیں تو آگ کی چنگاریاں جھڑتی ہیں۔)

یہ آگ دیکھ کر جہنم کی آگ یاد کرو: پھر فرمایا، ہم نے آگ کو تذکرہ بنایا یعنی یاد دلانے والی تاکہ اسے دیکھ کر جہنم کی آگ یاد رکھو۔ ایک حدیث میں آیا ہے، لوگو! تمہاری یہ آگ جس کو تم جلاتے ہو جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ صحابہ نے کہا، یارسول اللہ ﷺ! یہی کافی تھی۔ فرمایا، یہ بھی دو دفعہ پانی سے بجھائی گئی ہے تب انسان کے فائدہ اٹھانے کے لائق ہوئی ہے۔ (الف) (۲) یہ آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ لوگوں نے کہا، یارسول اللہ ﷺ! یہی کافی تھی۔ فرمایا، جہنم کی آگ اس سے ۶۹ حصے تیز ہے۔ (ق)

(۷۳) مُقْوِيْنَ یعنی مسافر۔ اسی سے یہ محاورہ ہے۔ اَقْوَتِ الدَّارُ یعنی گھر خالی ہو گیا۔ اس کے باشندے سفر کر گئے۔ چونکہ (قِیٌّ اور قَوَاءٌ) سنسان جگہ کو کہتے ہیں۔ اس صورت میں مقوین سے مراد جنگل کے رہنے والے ہوئے یا بھوکے خواہ انسان مقیم ہو یا مسافر ہو۔ یعنی ہر حال میں آگ ہی سے کھانا تیار کرتا ہے یعنی تمام لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ امیر، غریب، دیہاتی، شہری، مقیم، مسافر، عورت، مرد سب ہی اس سے پکاتے، بھونتے، تاپتے اور روشنی کرتے ہیں۔ پھر اللہ کی مہربانی ملاحظہ ہو کہ اس نے آگ پتھروں میں اور خالص لوہے میں ودیعت فرمادی کہ مسافر آسانی سے سفر کے سامان میں پتھر یا لوہا رکھ سکیں۔ جب کہیں پڑاؤ ڈالیں تو پتھر یا لوہے سے آگ کی چنگاریاں نکال کر اسے استعمال کر لیں۔ (ہمارے زمانے میں ماچس کی چھوٹی چھوٹی تیلیوں میں جن کے سروں پر گندھک وغیرہ کا مسالہ لگا رہتا ہے، اللہ نے آگ ودیعت فرمادی ہے۔ تیلی کو ماچس پر رگڑنے سے تیلی جل اٹھتی ہے۔) اسی لیے یہاں مسافروں کو خاص طور سے بیان فرمایا ورنہ آگ سے سب ہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔

تسبیح اللہ ہی کی کی جائے: (۷۴) یعنی تمہیں چاہیے کہ اتنی بڑی وسیع قدرت والے اللہ کی پاکی بیان کرتے رہو جس نے اپنی ہمہ گیر قدرت سے یہ متضاد چیزیں پیدا کر کے تمہیں عیش و آرام پہنچایا۔ آسمان سے صاف میٹھا اور خالص پانی برسایا۔ اگر وہ چاہتا تو اسی پانی کو سمندر کے پانی کی طرح کڑوا بنا دیتا اور پتھروں میں، لوہے میں اور دھاتوں میں اور سرسبز ٹہنیوں میں آگ ودیعت فرما دی۔ جسے انسان کے استعمال کے قابل بنایا کہ وہ اس سے اپنی دنیوی زندگی میں ہر طرح کا فائدہ اٹھائے اور اسے دیکھ کر جہنم کی آگ یاد کر کے اپنی اخروی زندگی سنوار لے۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾

تاروں کے ڈوبنے کی جگہوں کی قسم! اور اگر تمہیں معلوم ہو تو یہ قسم بہت ہی بڑی ہے۔ یہ قرآن بڑی عزت والا ہے جو ایک محفوظ کتاب میں ہے۔ جسے پاک ہی چھوتے ہیں۔ یہ رب العالمین کی طرف سے اتارا ہوا ہے۔ کیا تم یہ کلام معمولی سمجھ رہے ہو اور اپنی روش جھٹلانے ہی کو بناتے ہو۔

اللہ نے قسم کھا کر قرآن کی صداقت کا یقین دلایا: (۷۵) اللہ اپنی مخلوق میں سے جس چیز کی چاہے، قسم کھائے۔ کسی چیز کی قسم کھانا اس کی عظمت کی دلیل ہے۔ پس اس آیت کا معنی یہ ہوا کہ اَلَیْسَ الْاَمْرُ کَمَا زَعَمْتُمْ فِی الْقُرْاٰنِ اَنَّہٗ سِحْرٌ اَوْ کَھَانَۃٌ بَلْ ھُوَ قُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ۔ قرآن کریم کے بارے میں تم نے جادو یا کہانت کا جو گمان کر رکھا ہے، غلط ہے۔ بلکہ یہ عزت والا قرآن ہے۔

اللہ نے بڑی بھاری قسم کھائی: (۷۶) یعنی یہ وہ عظیم قسم ہے کہ اگر تمہیں اس کی عظمت و قدر معلوم ہو تو جواب قسم کو بھی عظیم سمجھو۔ اور قرآن کے رب کی طرف سے اتارے جانے میں قطعی شک نہ کرو۔

قرآن بڑی عزت والا ہے: (۷۷۔۷۹) یعنی یہ قرآن عظیم جو محمد ﷺ پر اتارا گیا ہے، بڑی عزت والا ہے اور یہ عزت والی لوح محفوظ میں درج ہے۔ جس کی فرشتے بھی بہت عزت کرتے ہیں اور وہی اسے چھوتے ہیں۔ لوح محفوظ کو جس میں یہ قرآن درج ہے، صرف فرشتے چھوتے ہیں جو سرتا پا پاک ہیں یعنی اس عظیم قرآن کو اللہ کے پاس مقدس فرشتے ہی چھوتے ہیں۔ گو دنیا میں منافق و مشرک بھی چھو لیتے ہیں۔

(۸۰) یعنی یہ قرآن اللہ رب العالمین کی طرف سے اتارا گیا ہے۔ یہ بات نہیں کہ یہ جادو یا کہانت یا شعر ہے؟ بلکہ یہ برحق ہے اور اللہ کا کلام ہے۔ واقعی اس میں ایسی صداقت ہے جس سے زیادہ کوئی اور صداقت ہو نہیں سکتی۔ (۸۱) یعنی کیا تم اسے جھٹلا رہے ہو اور مانتے نہیں۔ کیوں اس سے ہٹ رہے ہو اور شیطان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہو۔ (۸۲) کیا تمہارا شکر یہی ہے کہ تم اسے جھٹلاؤ یعنی شکر کے بجائے اور اسے جھٹلاتے ہو۔

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَاَنْتُمْ حِیْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْکُمْ وَلٰکِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَآ اِنْ کُنْتُمْ غَیْرَ مَدِیْنِیْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَھَآ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۸۷﴾

پھر جب روح حلق تک پہنچ جاتی ہے اور تم اس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو۔ ہم بہ نسبت تمہارے مرنے والے کے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم دیکھ نہیں سکتے۔ پھر اگر تم کو بدلہ دیا جانے والا نہیں اور تم اس بات میں سچے ہو تو روح کو لوٹا لو۔

مرنے والے کے پاس ہمارے فرشتے ہوتے ہیں: (۸۴،۸۳) ایک شخص کی آخری سانسیں ہیں۔ سکرات کا عالم ہے۔ روح کھنچ کر حلق میں اٹک گئی ہے۔ تم سب پاس بیٹھے ہوئے حسرت بھری نگاہوں سے تک رہے ہو اور کچھ کر نہیں سکتے۔ فرمایا، کَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ (قیامہ ۷۵: ۲۶ تا ۳۰) نہیں نہیں۔ جب روح سینے میں آ کر اٹک جائے گی اور یقین ہو جائے گا کہ اب جدائی کا وقت آ پہنچا اور پنڈلی پر پنڈلی چڑھ جائے گی، آج تیرے رب ہی کے پاس چلنا ہے۔ (۸۵) یعنی ہمارے فرشتے تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تمہیں نظر نہیں آتے۔ فرمایا، وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ (انعام ۶: ۶۱، ۶۲) وہ اپنے بندوں پر مسلط ہے اور تمہارے پاس حفاظت والے فرشتے بھیجتا ہے۔ آخر جب کسی کی موت کا وقت آ پہنچتا ہے تو ہمارے فرشتے اسے فوت کر دیتے ہیں اور وہ کمی نہیں کرتے۔ پھر لوگ اپنے سچے مولا کے پاس لوٹائے جاتے ہیں۔ سن لو، اسی کی حکومت ہے اور وہ جلدی حساب لینے والا

ہے۔

زندگی بعد الموت اور جزا کے دن کی دلیل: (۸۶،۸۷) یعنی اگر تم جزا کو اور زندگی بعد الموت کو نہیں مانتے اور کسی کے زیر فرمان نہیں ہو تو روح نکلنے کیوں دیتے ہو۔ اسے لوٹا کیوں نہیں دیتے۔ دیکھو! جیسے ہم نے جسم میں روح ڈالی تھی، آج ہم ہی اسے نکال رہے ہیں اور اسی طرح دوبارہ ڈال دیں گے۔ جب تمہارا موت وحیات میں ذرا سا بھی دخل نہیں تو زندگی بعد الموت میں کیوں دخل دیتے ہو اور اسے مانتے کیوں نہیں؟

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿٨٩﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩٠﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩١﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٩٣﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿٩٤﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٩٦﴾ ع

پھر اگر وہ مقرب حضرات میں سے ہے تو اسے راحت وروزی ہے اور عیش وآرام والی جنتیں ہیں اور اگر اصحاب الیمین میں سے ہے تو بھی سلامتی ہی سلامتی ہے کہ اصحاب الیمین میں سے ہے اور اگر کوئی جھٹلانے والوں اور گمراہوں میں سے ہے تو گرم پانی اور دوزخ میں جھونکے جانے کی ضیافت ہے۔ یقین مانو! سچ مچ ایسا ہونا ہے۔ اس لیے آپ اپنے عظیم رب کے نام کی پاکی بیان کرتے رہیں۔

سکرات کے وقت انسانی حالات: (۸۸،۸۹) سکرات کے وقت حالات کا بیان ہے کہ مرنے والا یا تو مقرب بندہ ہوگا یا اصحاب الیمین میں سے ہوگا یا گمراہ وبدبخت ہوگا جو اللہ کے احکام سے جاہل ہوتے ہیں۔ مقرب واجب ومستحب پر عمل کرتے ہیں اور حرام ومکروہ سے بچتے ہیں بلکہ بعض مباح سے بھی بچتے ہیں۔ ان اللہ کے بندوں کو سکرات کے وقت فرشتے بشارت دیتے ہیں کہ مبارک ہو، تم راحت وسرور میں، پاکیزہ روزیوں میں، جنت کی بہاروں میں اور خلد کے آرام گاہوں میں قدم رنجہ فرما رہے ہو۔ براءؓ والی حدیث میں گزر چکا ہے کہ رحمت کے فرشتے کہتے ہیں کہ اے پاکیزہ جسم کی پاکیزہ روح! جسے تو نے آباد کر رکھا تھا، راحت وروزی اور رب کی طرف چل۔ اللہ تجھ سے راضی ہے، ناراض نہیں۔

ابرار کو مژدہ: (۹۰،۹۱) اگر مرنے والا اصحاب الیمین میں سے ہے تو فرشتے اسے مژدہ سناتے ہیں کہ آپ کے لیے سلامتی ہی سلامتی ہے۔ اور چین ہی چین ہے۔ فکر کی کوئی بات نہیں۔ آپ اصحاب الیمین میں سے ہیں۔ سلام یعنی آپ اللہ کے عذاب سے محفوظ ہیں۔ زہے نصیب فرشتے بھی سلام کر رہے ہیں اور اصحاب الیمین میں سے ہونے کی بشارت دے رہے ہیں۔ فرمایا، اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ (فصلت ۴۱: ۳۰ تا ۳۲) جنہوں نے اللہ کے رب ہونے کا اقرار کر لیا اور اس پر جمے رہے، ان کے پاس (موت کے وقت) فرشتے آ کر کہتے ہیں کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ آپ کبیدہ خاطر نہ ہوں اور دنیا کے چھوٹ جانے کا غم نہ

کریں۔ جس جنت کا آپ سے وعدہ کیا گیا تھا، آج آپ کو وہی جنت مبارک ہو۔ ہم دنیا میں بھی آپ کے دوست تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے۔ آپ جنت میں جو چاہیں گے، ملے گا۔ غفور و رحیم کی مہمانی ہے۔ بھلا کیا کچھ نہ ملے گا۔ یا آپ کا اصحاب یمین میں سے ہونا مسلم ہے یا سلام دعا کے معنی میں ہے۔

گمراہوں کی خاطر حمیم و جحیم سے ہوگی: (۹۳، ۹۴) یعنی مکذبین کی ضیافت حمیم و جحیم سے ہوگی جو احشاء اور کھال تک کو بھون کر رکھ دے گی اور یہ آگ کے خوف ناک لپٹوں میں ڈوبے ہوئے کباب بنتے رہیں گے۔ (۹۵) یعنی یہ باتیں یقینی ہیں۔ جن کے سچ ہونے میں شک و شبہ نہیں۔

تسبیح کا بیان: (۹۶) جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت اتری تو فرمایا، اسے رکوع میں پڑھا کرو اور جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى اتری تو فرمایا، اسے سجدہ میں پڑھا کرو۔ (د) (۲) جس نے سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ کہا، اس کے لیے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگا دیا گیا۔ (ت) (۳) دو بول ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں۔ ترازو میں بھاری ہیں اور رحمٰن کو بڑے پیارے ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

الحمد للہ سورہ واقعہ کی تفسیر مکمل ہوئی۔ اللہ اسے قبول فرما کر ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین۔

سورہ حدید

بترتیب مصحف ۵۷ ویں اور بترتیب نزول ۹۴ ویں سورہ ہے۔ اور یہ مدنی سورہ ہے۔ اس میں ۲۹ آیتیں اور ۴ رکوع ہیں

سورہ حدید کے بارے میں: رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے تسبیح والی سورتیں پڑھ لیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا، ان میں ایک آیت (هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ الخ) ہزار آیتوں سے افضل ہے۔ (تان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① لَهٗ مُلْكُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ②
هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمٌ ③

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے

جو کچھ آسمان و زمین میں ہیں، سب اللہ کی پاکی بیان کر رہے ہیں۔ وہ بڑی عزت و حکمت والا ہے۔ آسمان و زمین کی بادشاہت اسی کی ہے۔ وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ وہی پہلے ہے، وہی پیچھے ہے۔ وہی ظاہر ہے، وہی باطن ہے اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

کائنات کا ذرہ ذرہ تسبیح خواں ہے: (۱) یعنی حیوانات ونباتات سب اللہ کی تسبیح بیان کر رہے ہیں۔ فرمایا، تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ (اسراء۱۷:۴۴) ساتوں آسمان اور زمین اور ان میں رہنے والے سب اللہ کی تسبیح بیان کر رہے ہیں۔ کوئی ایسی چیز نہیں جو اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کر رہی ہو لیکن تم اس کی تسبیح سمجھتے نہیں۔ بلاشبہ وہ بڑے تحمل والا اور بڑی بخشش والا ہے۔ (عزیز) وہ زبردست شہنشاہ جس کا ہر چیز کہا مانتی ہو اور اس کے آگے بے بس ہو۔ (حکیم) وہ جس کا ہر قول وفعل حکمت سے لبریز ہو۔

اللہ ہی مختار کل ہے: (۲) یعنی دنیا میں اسی کا اختیار ہے۔ وہی اس کا مالک ہے۔ موت وزندگی اسی کے قبضے میں ہے اور جسے جس قدر چاہے، دینا دلانا اسی کو زیبا ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس نے جو چاہا، ہو گیا اور جو نہ چاہا، نہ ہوا۔ وہی مختار کل ہے۔

ہزار آیتوں سے افضل آیت: (۳) یہی آیت ہزار آیتوں سے افضل ہے۔ ابوزمیل (ابن عباسؓ سے) کہتے ہیں میرے دل میں جو وسوسہ ہے، اسے بیان نہیں کر سکتا۔ فرمایا، کیا ہے؟ بولے، کیا عرض کروں۔ فرمایا، (مسکرا کر) کیا کچھ شک ہے؟ بھائی شک سے کوئی نہیں بچا۔ قرآن میں ہے، فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ (یونس۱۰:۹۴) اگر اس میں جو آپ پر اتارا گیا ہے، کچھ شک ہو تو آپ سے پہلے جو کتابیں پڑھتے ہیں، آپ ان سے پوچھ لیں۔ دیکھئے آپ کے پاس آپ کے رب کی جانب سے سچائی آ گئی ہے۔ فرمایا، جب دل میں کوئی وسوسہ گزرے تو هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ پڑھ لیا کرو۔ (د) یہ بات یاد رہے کہ اس آیت میں رسول کو مخاطب کر کے امت کو حکم دیا گیا ہے۔

سوتے وقت کی دعا: رحمت عالم ﷺ سوتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ۔ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ۔ اے اللہ! اے ساتوں آسمانوں کے اور عرش عظیم کے رب! اے ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! اے تورات، انجیل اور فرقان اتارنے والے! اے دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے! تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں ہر چیز کی برائی سے جس کی پیشانی کے بال تیرے ہاتھ میں ہیں، تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تو ہی اول ہے۔ تجھ سے پہلے کچھ نہ تھا اور تو ہی آخر ہے کہ تیرے بعد کچھ نہ ہوگا۔ تو ظاہر وغالب ہے۔ تجھ سے اونچی کوئی چیز نہیں اور تو باطن ہے کہ تجھ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔ ہم سے قرض چکا اور محتاجی سے بے نیاز فرما۔ (۱)

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى
عَلَى الْعَرْشِ ۭ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ
مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۴ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

الْاُمُوْرُ۝ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۭ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

وہی ہے جس نے آسمان وزمین چھ دن میں پیدا کیے۔ پھر مستوی عرش ہوا۔ وہ زمین میں جانے والی اور اس سے نکلنے والی ہر چیز کو اور آسمان سے اترنے والی اور اس پر چڑھنے والی ہر چیز کو جانتا ہے۔ وہ تمہارے ساتھ ہے۔ تم جہاں کہیں بھی ہو اور اللہ تمہارے عمل خوب دیکھ رہا ہے۔ آسمان وزمین پر اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف تمام کام لوٹائے جاتے ہیں۔ وہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل فرماتا ہے اور وہ دلوں کے بھیدوں سے خوب آگاہ ہے۔

اللہ عالم الغیب ہے: (۴) آسمان وزمین کی اور ان کے درمیانی چیزوں کی پیدائش چھ دن میں مکمل کر کے اللہ رب العالمین مستوی عرش ہوا۔ آسمان وزمین کی پیدائش کا بیان استویٰ کا ذکر پہلے کئی بار بیان ہو چکا ہے۔ زمین میں جانا اور اس سے نکلنا یعنی اللہ کو ان قطروں اور دانوں کی تعداد معلوم ہے جو زمین کے اندر جاتے ہیں اور اسے ان بوٹیوں کی، دانوں کی اور پھلوں کی تعداد بھی معلوم ہے جو زمین سے باہر آتے ہیں۔ فرمایا، وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ (انعام ۶:۵۹) اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں اس کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اسے معلوم ہے کہ خشکی اور تری میں کیا کیا چیزیں ہیں اور درخت سے جو بھی پتہ گرتا ہے اس کے علم میں ہے۔ زمین کی تاریکیوں میں پوشیدہ دانہ اور کوئی تر اور خشک چیز ایسی نہیں جو روشن کتاب میں نہ ہو۔ جو کچھ آسمان سے اترتا ہے مثلاً بارش، پالا، اولے، تقدیریں اور احکام جو بزرگ فرشتوں کے ساتھ اتارے جاتے ہیں، سب کا علم اللہ کو ہے۔ بقرہ میں گزر چکا ہے کہ اللہ کے حکم سے ہر قطرہ فرشتہ اس جگہ اتارتا ہے جہاں اللہ کو منظور ہوتا ہے۔ آسمان سے جو قطرہ بھی گرتا ہے، اس کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اس کو اس جگہ ٹھہرا دیتا ہے جہاں اللہ کا علم ہوتا ہے۔ آسمان پر فرشتے اور عمل چڑھتے ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رات کے عمل دن کے عملوں سے پہلے اور دن کے عمل رات کے عملوں سے پہلے اللہ کی طرف چڑھائے جاتے ہیں۔

اللہ کا علم تمہارے ساتھ ہے: پھر فرمایا، تم جہاں کہیں بھی ہو، اللہ تمہارے ساتھ ہے یعنی وہ تمہارا نگراں ہے اور تمہارے عملوں کے وقت اس کا علم موجود ہے۔ تم جس حالت میں ہو، جہاں کہیں بھی ہو، خواہ خشکی میں ہو یا تری میں، رات میں ہو یا دن میں، گھروں میں ہو یا چٹیل میدانوں میں اور خلوت میں ہو یا جلوت میں۔ ہر حال میں ہر عمل کا علم اللہ کو ہے۔ اس کی آنکھیں ہر وقت اور یکساں تمہارے ساتھ ہیں اور اس کے کان تمہاری ہر بات یکساں سن رہے ہیں۔ وہ تمہاری باتیں سن رہا ہے۔ تمہارے عمل دیکھ رہا ہے۔ تمہارے رازوں سے آگاہ ہے اور تمہاری سرگوشیوں سے واقف ہے۔

(۵) یعنی اللہ ہی دنیا اور آخرت کا مالک ہے۔ جیسا کہ فرمایا، وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى (لیل ۹۲:۱۳) آخرت اور دنیا کے ہمیں مالک ہیں۔ اللہ کے کلی اختیارات وشہنشائیت پر ہمیں اس کی تعریف بھی کرنی ضروری ہے۔ فرمایا، وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ (قصص ۲۸:۷۰) وہی اللہ ہے۔ اس کے سوا کوئی اور حق دار عبادت نہیں اور آخرت میں اسی کی تعریفیں ہیں۔ (۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ (سبا ۳۴:۱) اس اللہ کی تعریفیں ہیں جس کی آسمان وزمین پر بادشاہت ہے اور اسی کی آخرت میں تعریفیں ہیں۔ وہ بڑی حکمت والا اور خوب خبردار ہے۔ آسمان وزمین کی ساری مخلوق ایک ایک اللہ کے سامنے غلامانہ حیثیت سے

آنے والی ہے۔ اس نے ایک ایک کو گن رکھا ہے۔ سب تنہا تنہا اس کے پاس آنے والے ہیں۔ پھر فرمایا کہ سب کام اسی کی طرف لوٹتے ہیں یعنی قیامت کے دن اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ پھر وہ اپنی مخلوق کا انصاف سے فیصلہ فرمائے گا۔ ایک ایک نیکی کو دس دس گناہ بڑھا دے گا اور اپنے پاس سے بھی اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ فرمایا، وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ (انبیآء ۲۱: ۴۷) ہم قیامت کے دن انصاف کے لیے ترازو رکھیں گے۔ اگر رائی کے دانہ کی برابر بھی نیکی ہوگی تو اسے لے آئیں گے اور ہم حساب لینے کے لیے کافی ہیں۔

(٦) یعنی دنیا میں اللہ ہی کا اختیار ہے۔ اسی کے حکم سے رات دن آتے جاتے ہیں۔ وہی انہیں اپنی حکمت کاملہ سے گھٹاتا بڑھاتا ہے۔ اور کبھی دن رات برابر کر دیتا ہے۔ اس کے حکم سے کبھی جاڑے آتے ہیں، کبھی گرمی اور کبھی بہار آتی ہے اور کبھی خزاں۔ یہ تمام اختلاف اس کی حکمت وتقدیر پر مبنی ہیں۔ اللہ بندوں کے لیے جو مناسب سمجھتا ہے، کرتا ہے۔ وہ دلوں کے کھٹکوں اور پوشیدہ اسرار سے خوب آگاہ ہے۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۞ ٧ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ
وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۞ ٨ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ
مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۞ ٩ وَمَا
لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ
دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ
الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۞ ١٠ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا
حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۞ ١١ ۚ

اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو جس میں اس نے تم کو دوسروں کا جانشین بنا دیا ہے۔ پھر جو تم میں سے ایمان لائے، اور اللہ کی راہ میں مال صرف کیا، انہیں کو بہت بڑا اجر ملے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے، کیوں اللہ پر ایمان نہیں لاتے؟ حالانکہ رسول تم کو اپنے رب پر ایمان لانے کی دعوت دے رہا ہے اور اگر تم یقین کرنے والے ہو تو وہ تم سے مضبوط وعدہ بھی لے چکا ہے۔ وہی اپنے بندے پر صاف صاف آیتیں اتارتا ہے۔ تاکہ تمہیں تاریکیوں سے روشنی کی طرف لے

آئے۔ یاد رکھو! اللہ تم پر بڑی نرمی کرنے والا اور انتہائی مہربان ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا کیوں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ حالانکہ آسمان وزمین کی میراث اللہ ہی کی ہے۔ جنہوں نے فتح سے پہلے اللہ کی راہ میں مال دیا اور جہاد کیا اور دوسرے یکساں نہیں بلکہ یہ ان سے بڑے درجے والے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد مال دیا اور جہاد کیا۔ اللہ کا سب ہی سے ثواب کا وعدہ ہے اور اللہ تمہارے عملوں سے خوب خبر دار ہے۔ ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسنہ دے۔ پھر وہ اس رقم کو اس کے لیے بڑھاتا ہی چلا جائے گا اور اسی کے لیے عزت والا اجر ہے۔

اللہ پر اور رسول پر ایمان لانے کا حکم: (۷) اللہ پر اور اس کے رسول پر صحیح معنی میں مکمل ایمان لا کر اس پر جمے رہو اور اسے کسی قیمت پر نہ چھوڑو۔

نیک کاموں پر خرچ کرنے کی ترغیب: پھر نیک کاموں میں خرچ کرنے کا شوق دلایا اور بتایا کہ یہ وہ مال ہے جس میں تم دوسروں کے جانشین بنا دیئے گئے اور چند دن کے لیے تمہارے پاس چھوڑ دیا گیا ہے۔ سمجھ لو جس طرح دوسروں سے تمہارے پاس آیا ہے، اسی طرح تمہارے پاس سے دوسروں کے پاس چلا جائے گا۔ اس لیے موجودہ حالت غنیمت سمجھو اور اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو ایک ایک کوڑی کا حساب لے لیا جائے گا اور یہ مال جان لیوا ثابت ہوگا۔ کیونکہ مال تو ہاتھوں سے نکل جائے گا اور حق داروں کی حق تلفیاں تمہارے گلے منڈھ جائیں گی جس کی آخرت میں سخت پکڑ ہوگی۔ جانشین سے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ بہت ممکن ہے تمہارا جانشین جس کے پلے یہ مال پڑے، نیک ہو اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر کے اللہ کا پیارا بن جائے اور تم اس نعمت سے محروم رہ جاؤ۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ برا ہو اور آوارگی میں خرچ کر کے اللہ کا معتوب بن جائے۔ جس کا ذریعہ تم بنے کیونکہ تم چھوڑتے نہ یہ آوارہ بنتا اگر تم اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے تو یہ کہاں سے اڑاتا پھر ایمان لا کر مال خرچ کرنے کا شوق دلایا جاتا ہے اور اس پر اجر عظیم کا وعدہ کیا جاتا ہے۔

ایمان لانے کے لیے روشن اور پکے دلائل: (۸) یعنی ایمان سے کیا چیز مانع ہے۔ تمہارے پاس رسول موجود ہے۔ ایمان کی دعوت دے رہا ہے۔ اور تمہارے پاس جو دین لے کر آیا ہے، اس کی صداقت پر روشن اور پکے دلائل پیش فرما رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز صحابہ سے فرمایا، تمہارے خیال میں اعلیٰ درجے کے ایمان والے کون ہیں؟ بولے، فرشتے۔ فرمایا بھلا وہ کیسے ایمان نہیں لائیں گے وہ تو رب کے پاس ہیں۔ صحابہ بولے، پھر نبی اعلیٰ درجہ کے ایمان والے ہیں۔ فرمایا، بھلا وہ کیسے ایمان نہیں لائیں گے۔ ان پر تو وحی اترتی ہے۔ کہنے لگے، پھر ہم اعلیٰ درجہ کے ایمان والے ہیں۔ فرمایا، بھلا تم کیسے ایمان نہیں لاؤ گے۔ میں تمہارے پاس جو موجود ہوں۔ وہ لوگ اعلیٰ درجے کے ایمان والے ہوں گے جو تمہارے بعد آئیں گے اور کتابوں کی تحریر کے مطابق ایمان لائیں گے۔

روز ازل کا وعدہ یاد رکھو: پھر انسان روز ازل جو وعدہ کر آیا ہے، اسے یاد دلایا گیا۔ فرمایا، وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (مائدہ ۵: ۷) اللہ کا انعام یاد کرو اور اس کا عہد بھی جس کا اس نے تم سے عہد کیا ہے۔ جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور مان لیا۔ (۹) بینات میں صاف صاف دلیلیں ظلمات یعنی کفر وشرک، گندے عقیدے، ظلم وتعدی اور رائے وقیاس۔ اللہ نے اس لیے رسول بھیجا کہ وہ تمہیں ان اندھیروں سے نکال کر نور ہدایت ویقین پر لے آئے۔ اس نے کتابیں اور رسول بھیج کر تم کو راہ ہدایت پر کھڑا کر دیا

اور تمہارے شکوک وشبہات دور کر کے تمہیں ایمان ویقین کی منزل پر پہنچا دیا۔ پہلے ایمان وصدقہ کا حکم فرمایا۔ پھر ایمان کا شوق دلا کر فرمایا کہ ایمان لانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ راہ کی ساری رکاوٹیں دور کر دی گئی ہیں۔ پھر صدقہ کی رغبت دلائی گئی۔

اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرو: (۱۰) یعنی دل کھول کر اللہ کی راہ میں خرچ کرو، محتاجی یا کمی کا اندیشہ نہ کرو کیونکہ جس کی رضا کے لیے خرچ رہے ہو، وہ آسمان وزمین کا بادشاہ ہے۔ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں ہیں اور عرش بریں کا مالک ہے۔ وہ نعم البدل کا وعدہ بھی فرما چکا ہے۔ فرمایا، وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ (سبا ۳۴:۳۹) تم جو کچھ خرچ کرو گے، اللہ تمہیں اس کا بدلہ دے دے گا اور وہ بہترین روزی رساں ہے۔ (۲) وَمَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ (نحل ۱۶:۹۶) جو کچھ تمہارے پاس ہے، فنا ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے، ابدی ہے۔ اسی لیے جس کا اللہ پر بھروسہ ہے، وہ نیکی کے کاموں میں بلا تامل خرچ کر دیتا ہے اور کمی کا اندیشہ نہیں کرتا۔ اسے یقین ہوتا ہے کہ اللہ اس کی جگہ اور دیدے گا۔ پھر فرمایا، فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے فتح مکہ کے بعد خرچ کرنے والوں اور جہاد کرنے والوں کے برابر نہیں۔ ان کا درجہ ان سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ فتح مکہ سے پہلے مسلمانوں کی اقتصادی اور جنگی قوت کمزور تھی۔ اس وقت صدیقین ہی ایمان لاتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد اسلام کا غلبہ ہو گیا اور اللہ کے دین میں جماعتوں کی جماعتیں داخل ہونے لگیں مگر سب سے اللہ کا وعدہ ثواب کا ہے۔

پھر فرمایا، اللہ کو تمہارے سب عملوں کی خبر ہے۔ اس نے اپنے علم کی رو سے دونوں کے درجوں میں فرق رکھا ہے کیونکہ پہلوں میں جو کامل اخلاق پائے جاتے ہیں، وہ دوسروں میں نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں فتح سے پہلے تنگی ترشی تھی اور فتح کے بعد مسلمانوں کی اقتصادی اور جنگی حالت درست ہو گئی تھی۔ صحیح حدیث میں ہے کہ ایک درہم ایک لاکھ درہموں سے بڑھ گیا۔ مسلمانوں کا اس بات پر ایمان ہے کہ صدیقؓ اس آیت میں بڑے حصہ دار ہیں کیونکہ اس پر عمل کرنے والے تمام امتوں کے سردار آپ ہی ہیں کیونکہ آپ نے اپنا سارا مال اللہ کی رضا کے لیے اللہ کے رسول کے قدموں میں ڈال دیا تھا۔

قرض حسنہ کا بیان: (۱۱) قرض حسنہ یعنی اللہ کی راہ میں یا حقوق واجبہ میں خرچ کرنا۔ مگر آیت عام ہے جو کوئی خلوص سے خرچ کرے، اس کا خرچ اس کے عموم میں داخل ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ جو اللہ کو قرض حسنہ دے گا، اللہ اسے بڑھا کر دے گا۔ فرمایا، اَضْعَافًا كَثِيْرَةً (بقرہ ۲:۲۴۵) اللہ اسے بہت بڑھا دے گا۔ پھر فرمایا، اسے پاکیزہ روزی ملے گی۔ یعنی قیامت کے دن جنت ملے گی۔ جو بڑا نیک بدلہ ہے۔ جب یہ آیت اتری تو ابوالدحداح انصاری بولے، یارسول اللہ ﷺ! اللہ ہم سے قرض مانگ رہا ہے۔ فرمایا، ہاں۔ بولے، ذرا ہاتھ بڑھائیے۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا۔ بولے، میں نے اپنا باغ اللہ کو قرض دے دیا۔ باغ میں کھجور کے چھ سو درخت تھے۔ وہاں ام دحداح اور ان کے بچے بھی رہتے تھے۔ ابوالدحداح نے ام الدحداح کو پکار کر کہا، آؤ یہاں سے چلیں۔ میں نے یہ باغ اللہ کو قرض دے دیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ام دحداح بولیں، تمہاری بیع فائدہ والی ہے۔ پھر انہوں نے وہاں سے اپنا سامان اور بچے منتقل کر لیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ نے لدے پھندے بہت سے کھجوروں کے باغ جن کی شاخیں موتیوں اور یاقوت کی ہیں، ابوالدحداح کو دے دیئے۔

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ
وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٢﴾ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَاۗءَكُمْ
فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ
وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿١٣﴾ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوْا
بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى
جَاۗءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿١٤﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ
فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ
الْمَصِيْرُ ﴿١٥﴾

جس دن آپ ایمان والے مردوں اور عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کی روشنی ان کے آگے آگے اور دائیں جانب پھیلی ہوئی ہوگی، آج تم کو ان جنتوں کی بشارت ہے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی زبردست کامیابی ہے جس دن منافق عورتیں اور مرد مومنوں سے کہیں گے، ہمارا انتظار کرو۔ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی پالیں تو کہا جائے گا، پیچھے لوٹ جاؤ اور روشنی تلاش کرو۔ پھر ان میں ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں دروازہ بھی ہوگا جس کے اندر رحمت ہوگی اور باہر عذاب ہوگا۔ منافق چلا چلا کر مومنوں سے کہیں گے، کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ یہ جواب دیں گے کہ ٹھیک ہے لیکن تم گمراہی میں پھنسے ہوئے تھے۔ تم ہماری تباہی کے منتظر رہا کرتے تھے۔ تم شک کیا کرتے تھے اور تم کو تمناؤں نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا۔ آخر اللہ کا حکم آ پہنچا اور تمہیں شیطان نے دھوکہ ہی میں رکھا۔ لہٰذا آج نہ تم سے فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ کافروں سے۔ تمہارا ٹھکانہ آگ ہے۔ وہی تمہاری رفیق ہے اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے۔

قیامت کے دن مسلمانوں کو حسب درجہ نور ملے گا: (۱۲) یعنی مسلمانوں کو نیک عملوں کے مطابق نور ملے گا۔ میدان محشر میں ان کا نور ان کے آگے آگے اور دائیں جانب دور دور تک پھیلا ہوا ہوگا۔ لوگ اپنے اپنے عملوں کے مطابق پل صراط سے گزر جائیں گے۔ کسی کا نور پہاڑ جیسا ہوگا، کسی کا کھجور کے درخت جیسا اور کسی کا کھڑے ہوئے آدمی جیسا۔ سب سے کم نور والے کا نور اس کے انگوٹھے پر ہوگا۔ جو کبھی تو جل جائے گا اور کبھی بجھ جائے گا۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں، کسی کا نور مدینہ سے عدن تک، کسی کا مدینہ سے صنعاء تک اور کسی کا اس سے بھی کم ہوگا۔ یہاں تک کہ بعض ایسے مومن ہوں گے جن کا نور محض ان کے قدموں پر ہی ہوگا۔

موقف کے اندوہناک واقعات کا بیان: (۱۳) یہاں موقف کے اندوہناک اور دل ہلا دینے والے واقعات کا بیان ہے۔ اس دن اسی کا بیڑا پار ہو سکتا ہے جو اللہ پر ایمان لا کر نیک عمل کرتا رہا اور گناہوں سے بچتا رہا۔ سلیم بن عامر کہتے ہیں ہم باب دمشق پر ایک جنازے میں شریک ہوئے۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ باہلی بھی تھے۔ جب جنازے کی نماز پڑھی جا چکی اور لوگ دفن کرنے لگے تو ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے

فرمایا، بھائیو! تم ایسی منزل میں صبح وشام گزار رہے ہو جہاں نیک عمل بھی کرتے ہو اور برے بھی۔ تم یہاں سے منتقل ہو کر دوسری منزل کی طرف جانے والے ہو۔ جو یہ (قبر) ہے۔ یہ تنہائی کا، تاریکیوں کا، کیڑوں کا اور تنگی کا گھر ہے مگر اللہ جس کے لیے فراخ فرما دے۔ پھر اس منزل سے بھی آگے اور بہت ہی آگے بڑھنے والے ہو۔ اور محشر کے میدان کے مختلف مقامات پر جانے والے ہو۔ جہاں مدتوں رہو گے۔ یہاں تک کہ اللہ فیصلہ فرما دے۔ پھر بہت چہرے مسرت سے سفید ہوں گے اور کھل جائیں گے اور بہت سے غم کے مارے سیاہ پڑ جائیں گے۔ پھر تم وہاں سے بھی ایک نئی منزل کی طرف منتقل کر دیئے جاؤ گے اور سخت تاریکی آگھیرے گی۔ پھر نور بانٹا جائے گا۔ مومن کو بقدر عملوں کے نور دیا جائے گا اور کافر ومنافق کو کچھ بھی نور نہ ملے گا۔ یہ گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھٹکتے رہیں گے۔ اسی کی مثال اللہ نے اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ (نور۲۴: ۴۰) میں دی ہے۔ یعنی یا ایک بھنور والے دریا کی تاریکیوں کی طرح جس میں موجوں کی موجیں آ رہی ہوں، اوپر سے بادل چھایا ہوا ہو، تاریکی پر تاریکی ہو۔ اگر کوئی ہاتھ نکالے تو اسے دیکھ نہ سکے اور جس کو اللہ نے نور نہیں دیا، اس کے پاس نور نہ ہوگا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں تمام لوگ اندھیرے میں ہوں گے۔ اتنے میں اللہ نور بھیجے گا۔ جب ایمان والے روشنی دیکھیں گے تو ادھر متوجہ ہو جائیں گے۔ یہ نور جنت میں لے جانے کے لیے ان کا رہنما ہوگا۔ جب منافق دیکھیں گے کہ مومن جا رہے ہیں تو یہ بھی ان کے پیچھے ہو لیں گے لیکن منافقوں پر اندھیرا چھا جائے گا۔ اس وقت یہ مومنوں سے درخواست کریں گے کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ ہم بھی تمہاری روشنی سے فائدہ اٹھالیں۔ ہم تمہارے دنیا کے ساتھی ہیں۔ مومن کہیں گے، تم جس تاریک مقام سے آئے ہو، اسی جگہ جا کر نور تلاش کرو۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، لوگوں کو پردہ پوشی کی وجہ سے قیامت کے دن ان کے ناموں سے پکارا جائے گا۔ پل صراط پر اللہ ہر مومن ومنافق کو روشنی عطا فرمائے گا۔ جب سب پل صراط پر چڑھ جائیں گے تو اللہ منافقوں کے نور کو سلب فرما لے گا۔ اس وقت منافق مسلمانوں سے ٹھہر جانے کی درخواست کریں گے تا کہ ان کے نور سے فائدہ اٹھالیں۔ اور مومن رب سے دعا کریں گے کہ اے اللہ! ہمارا نور مکمل فرما۔ یہ اس قدر نازک مقام ہوگا کہ کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا۔ سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ پھر ان میں دیوار حائل کر دی جائے گی یعنی جنت اور دوزخ کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی۔ اب منافق مومنوں کو دیکھ بھی نہ سکیں گے۔ یہی وہ حجاب ہے جس کا بَيْنَهُمَا حِجَابٌ (ان دونوں میں آڑ ہو جائے گی) میں بیان ہے۔ اس دیوار کے اندر رحمت یعنی جنت ہوگی اور باہر عذاب یعنی دوزخ ہوگی۔

(۱۴) فرمایا کہ منافق مومنوں سے چیخ چیخ کر کہیں گے، کیا ہم نے تمہارا دنیا میں ساتھ نہیں دیا تھا۔ ہم تمہاری مسجدوں میں تمہارے ساتھ جمعہ پڑھنے بھی آتے تھے۔ اور روزانہ پنج وقتہ جماعت میں حاضری دیا کرتے تھے۔ تمہارے ساتھ عرفات میں بھی قیام کیا کرتے تھے۔ تمہارے ساتھ مل کر دشمنان دین سے جنگ بھی کیا کرتے تھے اور تمہارے ساتھ تمام واجبات وفرائض ادا کرتے رہے تھے۔ اب تم کیوں ہمارا ساتھ چھوڑتے ہو؟ ہمیں بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ مومن جواب دیں گے کہ تمہارا کہنا بجا ہے۔ بلاشبہ تم نے ہمارا ساتھ دیا لیکن تم دنیوی لذتوں، گناہوں اور خواہشوں میں پھنسے رہے اور وقت پر توبہ بھی نہیں کی۔ اگر بے وقت توبہ کی بھی تو کس کام کی۔ تمہیں حق اور ارباب حق کے اوپر مصائب ٹوٹ پڑنے کا انتظار رہتا تھا اور تم زندگی بعد الموت میں شک کرتے تھے۔ تمناؤں نے تمہیں دھوکہ میں ڈالے رکھا کہ اللہ بڑا غفور ورحیم ہے۔ ذرہ نواز ہے۔ اس کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ ہمیں بھی بخش ہی دے گا۔ تمہاری یہی بے کار تمنائیں رہیں لیکن عمل خلوص سے خالی رہے۔ دنیوی زندگی کی بہاروں نے تمہارا دل

موہ لیا اور تم نے اسی کو سب کچھ سمجھ لیا۔ آخر کار تمہارے سروں پر موت آ دھمکی اور ملک الموت نے اسی حالت پر تمہارا گلہ آ دبایا۔ شیطان نے تمہیں اللہ کی جانب سے دھوکہ میں رکھا۔ یہاں تک کہ تم قبر میں جا اترے۔ اللہ نے تمہیں دوزخ میں جھونک دیا۔ تمہارے جسم ہمارے ساتھ تھے مگر دل نہ تھے۔ تم تو شک وشبہ میں تھے۔ لوگوں کو دکھانے کے لیے عبادت کرتے تھے اور اللہ کی عبادت اور اس کا ذکر نہیں کرتے تھے۔ پھر اللہ نے سورہ مدثر میں فرمایا، فَمَا تَنفَعُهُمْ (مدثر ۷۴: ۴۸) سفارش کرنے والوں کی سفارش ان کے کام نہ آئے گی (۱۵) اور یہاں فرمایا کہ اے منافقو! آج تم سے اور کافروں سے فدیہ نہیں لیا جائے گا۔ تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے جو بدترین ٹھکانہ ہے۔ یعنی اگر آج کوئی زمین بھر کر سونا بلکہ اتنا ہی اور اللہ کے عذاب سے جان چھڑانے کے لیے پیش کرے تو ناقابل قبول ہے۔ آج کے دن فدیہ ہے ہی نہیں آج تو تم جیسوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اس میں چلو پھرو لیٹو بیٹھو اور کروٹیں بدلتے رہو دوزخ کا گھر ہی تمہارے لائق ہے جو کفر وشرک کا نتیجہ ہے۔ ظاہر ہے کہ دوزخ بہت بری جگہ ہے۔ اللہ تمام مسلمانوں کو دوزخ سے محفوظ فرمائے اور راقم الحروف کو بھی نار جہنم سے بچائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿١٦﴾ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٧﴾

کیا ایمان والوں کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے اور اتارے جانے والے حق سے پگھل جائیں۔ پہلے اہل کتاب کی طرح نہ ہوں جن کو ان سے پیشتر کتاب دی گئی پھر جب ایک مدت دراز گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور انہیں سے اکثر فاسق بن گئے۔ یاد رکھو، اللہ ہی زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ فرما دیتا ہے۔ ہم نے تمہارے سامنے اپنی آیتیں صاف صاف بیان کر دیں تا کہ تم سمجھ سے کام لو۔

کیا ابھی اللہ کے آگے جھکنے کا وقت نہیں آیا: (۱۶) کیا ابھی مومنوں کے لیے وہ گھڑی نہیں آئی کہ اللہ کے ذکر وتلاوت قرآن سے اور پند وموعظت سے ان کے دل جھک جائیں اور انہیں پوری توجہ سے سنیں اور خوشی خوشی عمل کریں۔ اور جن سے روکا گیا ہے، انہیں چھوڑ دیں۔ بلکہ ادھر کا رخ بھی نہ کریں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں قرآن اترے ہوئے تیرہ سال بھی نہ گزرے تھے کہ اللہ نے یہ شکایت کی کہ مسلمانوں کے دل نہیں جھک رہے اور وہ اس سے کترا رہے ہیں۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ہمارے اسلام اور اللہ کے عتاب میں چار سال بھی نہ گزرے تھے کہ یہ عتاب اترا۔ (م)

اہل کتاب کی متابعت سے ممانعت: پھر فرمایا، اہل کتاب کی طرح نہ ہو جانا۔ جب ان پر ایک عرصہ گزر گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے۔ یعنی مسلمانو! اہل کتاب کی مشابہت اختیار نہ کرنا کہ جب دین کو آئے ہوئے ایک عرصہ ہو گیا تو انہوں نے اللہ کی کتاب

بدل ڈالی جو الہامی کتاب ان کے پاس تھی، اس کے مطالب و معانی غلط بیان کیے اور اس سے تھوڑی سی پونجی خرید لی۔ کتاب کو پس پشت ڈال کر متضاد رایوں اور مختلف اقوال کی طرف جھک پڑے۔ اللہ کے دین میں تقلید شروع کر دی اور عالموں اور درویشوں کو رب بنا لیا اور اللہ کی ربوبیت پر قناعت نہیں کی۔ آخر اللہ نے ان کے دل پتھر بنا دیے۔ اب ان میں نصیحت اثر ہی نہیں کرتی۔ ان کے دل وعدوں سے کھلتے ہی نہیں اور وعیدوں سے جھکتے ہی نہیں۔ دلوں میں ایمان نہیں عمل شریعت کے خلاف ہیں۔ دل بگڑے تو عمل بھی اجڑے۔ ایمان اڑا تو عمل بھی صلاح و تقوے سے محروم ہوئے۔ فرمایا، فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ (مائدہ ۵: ۱۳) عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے انہیں اپنی رحمت سے دور کر کے ان کے دل پتھر بنا دیئے۔ یہ کلموں کو ان کی جگہوں سے ہٹا رہے ہیں اور ہماری نصیحتوں کو طاق نسیان پر رکھ چکے ہیں۔ انہیں ایک بھی نصیحت یاد نہیں رہی۔ یعنی دل اس قدر پتھر بن گئے کہ صحیح مطلب بھی بیان نہیں کرتے۔ الٹ پھیر کر وہی معنی بیان کرتے ہیں جو رائے کے موافق ہو۔ عمل چھوڑ بیٹھے اور حرام کے پیچھے پڑ گئے۔ اسی وجہ سے ایمان والوں کو منع فرمایا گیا کہ ان کی ریس نہ کریں اور ہر بات میں ان سے الگ رہیں۔

ربیع بن عمیلہؒ کہتے ہیں میں نے ابن مسعودؓ سے ایک بڑی پیاری بات سنی ہے۔ (یعنی علاوہ قرآن و حدیث کے جس کی حلاوت مومن کو معلوم ہی ہے) کہ جب بنی اسرائیل پر ایک عرصہ گزر گیا اور ان کے دل سخت ہو گئے تو انہوں نے ایک کتاب خود بنائی جس میں اپنی پسند کے مسائل لکھے۔ پھر اسے مزے لے لے کر پڑھنے لگے تاکہ معلوم ہو کہ اس میں بڑی ہی مٹھاس ہے۔ اس کے اکثر مسائل اللہ کی شریعت کے خلاف تھے۔ بھلا خواہشات کو حق سے کیا نسبت؟ اب انہیں یہ سوجھی کہ تمام بنی اسرائیل سے یہ کتاب منوائیں اور اس پر عمل کرنے کا شوق دلائیں۔ اگر لوگوں نے پیروی کر لی تو غرض حاصل ہو گئی۔ ان سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا جائے گا اور اگر کسی نے انکار کیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ اس کی نہایت سرگرمی سے تبلیغ کی گئی اور اس کے پھیلانے میں ہر ممکن کوشش کی گئی۔ رفتہ رفتہ یہ جماعت اتنا زور پکڑ گئی کہ جو اس کا انکار کرتا، اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا بشرطیکہ سمجھانے بجھانے سے وہ باز نہ آتا۔

ان میں ایک سمجھدار عالم بھی تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ طاغوتی قوت روز بروز زور پکڑتی جا رہی ہے تو اس نے کتاب اللہ کسی باریک چیز پر لکھ کر اسے بانس کے خول میں ڈال کر اپنے گلے میں ڈال لی۔ اس طاغوتی قوت کا روز بروز فساد بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ بہت سے اللہ والے ان بدمعاشوں کے ہاتھوں سے قتل ہو گئے۔ پھر جب یہ بہت سے بے گناہوں کے خون میں ہاتھ رنگ چکے تو مجلس شوریٰ میں یہ مسئلہ اٹھایا گیا کہ اس طرح تو اکثر قوم ختم ہو جائے گی۔ ہم کب تک عوام کو قتل کرتے رہیں گے۔ ان سب کا جو سرغنہ اور پیشوا ہے، اسی کو بلا کر کیوں نہ اس کے سامنے کتاب رکھی جائے۔ اگر وہ مان لے، فبہا ورنہ پہلے اسی کو قتل کیا جائے۔ چنانچہ اسے بلا کر کہا گیا، اس کتاب پر آپ کا ایمان ہے۔ فرمایا، سامنے لاؤ جب بتاؤں گا۔ چنانچہ کتاب لا کر پوچھا گیا۔ فرمایا، ہاں۔ میرا اس (گلے میں جو لٹکی ہوئی کتاب ہے) پر ایمان ہے۔ آخر انہیں چھوڑ دیا گیا۔ پھر جب یہ فوت ہو گئے تو لوگوں نے ان کی تلاشی لی اور بانس کے خول میں کتاب اللہ کو لکھا ہوا پایا۔ آپس میں کہنے لگے، ہم نے تو یہ باتیں کبھی سنی ہی نہیں۔ یہ باتیں ہمارے دین کی نہیں۔ پھر بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے۔ ان میں بہتر فرقہ قرن (خول والی کتاب پر عمل کرنے) والے ہیں۔ اگر کوئی زندہ رہا تو جلدی ہی خلاف شریعت باتیں دیکھ لے گا جنہیں تم بدل نہ سکو گے۔ اس وقت تمہارا یہ فرض ہے کہ کم از کم دل سے تو یہ بات ثابت کر دو کہ ہمیں یہ باتیں بری معلوم ہوتی ہیں۔ کسی نے ابن مسعودؓ سے کہا، ابو عبداللہ! کیا وہ ہلاکت کے مستحق ہیں جو

اچھائیوں کی روایت نہیں کرتے اور برائیوں سے نہیں روکتے؟ فرمایا، ہلاکت کے وہ مستحق ہیں جن کے دل اچھائیوں کو اچھا اور برائیوں کو برا نہیں سمجھتے۔ اسرائیلیوں پر جب ایک طویل عرصہ گزر گیا اور ان کے دل پتھر ہو گئے تو انہوں نے حسب مرضی ایک کتاب گھڑلی۔ (آگے حسب سابق روایت ہے) (ابن ماجہ)

اللہ سخت دل بھی نرم فرما دیتا ہے: (۱۷) فرمایا، اللہ زمین کو موت کے بعد زندہ فرما دیتا ہے یعنی سخت دل بھی نرم کر دیتا ہے۔ گمراہوں کو بھی ہدایت کی توفیق دے دیتا ہے اور پریشانوں کی پریشانیاں بھی دور فرما دیتا ہے۔ جیسے خشک زمین بارش سے سیراب فرما کر زندہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح دلوں کی ویران بستیاں نور ہدایت سے جگمگا دیتا ہے۔ اللہ ہر عیب ونقص سے پاک ہے۔ وہ جسے چاہے، گمراہی کے بعد ہدایت عطا فرمائے۔ اور جسے چاہے، کمال ہدایت کے بعد گمراہ کر دے۔ وہ جو چاہے کر گزرے۔ وہ اپنے تمام افعال میں صاحب حکمت وعدل اور باریک بین وخبردار اور بلند وبرتر ہے۔

إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿١٨﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ ۖ وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١٩﴾ ع

صدقہ کرنے والے مرد وعورت جو اللہ کو قرض حسنہ دے رہے ہیں، یقیناً ان کے لیے یہ قرض بڑھا دیا جائے گا اور انہیں کے لیے عزت والی روزی ہے جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، بلاشبہ وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ انہیں کے لیے ان کا اجر و نور ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں، وہی جہنم والے ہیں۔

صدقہ وخیرات کے ثواب کا بیان: (۱۸) اس ثواب کا بیان ہے جو حاجت مندوں، فقیروں اور مسکینوں پر خیرات کرنے سے خیرات کرنے والوں کو ملے گا بشرطیکہ انہوں نے خلوص سے اللہ کی رضا کے لیے خیرات کی ہو اور لوگوں سے بدلہ یا شکر کی امید نہ باندھی ہو۔ ان مخلصوں کا مال بڑھتا ہی رہے گا۔ ایک ایک کے بدلہ دس دس بلکہ سات سات سو بلکہ اس سے بھی زیادہ ملیں گے۔ اللہ انہیں خوش کر دے گا اور ان کے رہنے کی جگہ بہترین وخوب صورت ہوگی۔

مومن صدیق ہیں: (۱۹) یعنی اللہ پر اور رسولوں پر ایمان لانے والے صدیق ہیں اور شہداء کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر و نور ہے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔ مصدق، صدیق، شہید۔ فرمایا، وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ (نساء۴: ۶۹) جو اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے، وہ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکوں کے ساتھ ہوں گے۔ اس آیت کی رو سے صدیق وشہید دو قسمیں ہیں۔

صدیق شہید سے افضل ہیں: اس میں کوئی شک نہیں کہ شہید کی بہ نسبت صدیق کا درجہ بڑھا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جنتی اپنے اوپر بالا خانے والوں کو اسی طرح دیکھیں گے جس طرح تم افق مشرق یا مغرب میں کسی روشن تارے کو ڈوبتا ہوا

دیکھتے ہو۔ کیونکہ جنت والوں کے مراتب میں فرق ہے۔ صحابہ نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! وہ تو انبیاء کے گھر ہوں گے۔ ان تک نبیوں کے سوا دوسرا کون پہنچ سکتا ہے؟ فرمایا، کیوں نہیں۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ ان کے گھر ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور اس کے رسول کی تصدیق کی یعنی صدیقوں کے۔ (ق)

پھر فرمایا، ان کے لیے ان کا اجر و نور ہے یعنی اللہ کے یہاں ان کے لیے بے انتہا ثواب ہے اور ایک عظیم نور ہے جو ان کے آگے آگے دوڑے گا۔ یہ اس ثواب و نور میں بھی دنیوی عملوں کے مطابق درجہ بدرجہ ہوں گے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، شہیدوں کی چار قسمیں ہوتی ہیں۔ اللہ کی راہ میں لڑتے لڑتے جان دینے والا پکا سچا مومن۔ اس کی طرف لوگ دیکھیں گے۔ (آپ نے سر اٹھا کر بتایا جس سے آپ کی یا عمرؓ کی ٹوپی گر گئی) دوسرا وہ مومن ہے جو دشمن سے بھڑ گیا۔ گویا اپنی پشت کانٹوں سے جھاڑنے لگا کہ ایک دم تیر آ کر لگا اور جاں بحق ہو گیا۔ یہ دوسرے درجے میں ہو گا۔ تیسرا وہ مومن ہے جس نے اچھے برے دونوں طرح کے عمل کیے۔ پھر دشمن سے جا بھڑا۔ یہاں تک کہ لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔ اس کا تیسرا درجہ ہے۔ چوتھا وہ مومن ہے جو سر تا پا گناہ گار ہے مگر لڑائی میں لڑتا لڑتا مارا گیا۔ اس کا چوتھا درجہ ہے۔ (تا)

اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ وَّزِیۡنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیۡنَکُمۡ وَتَکَاثُرٌ فِی الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ ؕ کَمَثَلِ غَیۡثٍ اَعۡجَبَ الۡکُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیۡجُ فَتَرٰىهُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ یَکُوۡنُ حُطَامًا ؕ وَفِی الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ۙ وَّمَغۡفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانٌ ؕ وَمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ ﴿۲۰﴾ سَابِقُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَجَنَّةٍ عَرۡضُهَا کَعَرۡضِ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ۙ اُعِدَّتۡ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰهِ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۲۱﴾

یاد رکھو! دنیوی زندگی ایک کھیل تماشا ہے۔ باہمی فخر ہے اور مال و اولاد کی کثرت کو ظاہر کرنا ہے۔ جس طرح بارش اور اس سے پیداوار کاشت کاروں کو اچھی معلوم ہوتی ہے، پھر وہ خشک ہو جاتی ہے اور اے مخاطب تو اسے زرد دیکھنے لگتا ہے۔ پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی مغفرت اور اس کی رضا ہے۔ دنیوی زندگی تو ایک دھوکہ والا سامان ہے۔ اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف دوڑ کر آؤ۔ جس کا عرض آسمان و زمین کے برابر ہے۔ اور ان کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

دنیا کی مثال: (۲۰) دنیا کی ناپائیداری اور حقارت کا بیان ہے کہ دنیا میں سوائے کھیل تماشے کے اور فخر و مباہات کے اور مال و

اولاد کی کثرت وجاہت کے اور رکھا ہی کیا ہے۔فرمایا، زُيِّنَ لِلنَّاسِ (آل عمران ۳:۱۴) لوگوں کو خواہشات کی محبت خوب صورت بنا دی گئی ہے یعنی عورتوں کی اور بیٹوں کی، سونے چاندی کے ڈھیروں کی، نشان والے گھوڑوں کی، جانوروں کی اور کھیتوں کی چاہت۔ یہ دنیوی زندگی کا سامان ہے اور اللہ کے پاس بہترین ٹھکانہ ہے۔ پھر اللہ نے دنیوی زندگی کی مثال دے کر بتایا کہ دنیا کی بہار ناپائیدار اور عیش وآرام ختم ہو جانے والا اور نعمتیں چھن جانے والی ہیں۔ غیث بارش جو شدید انتظار و ناامیدی کے بعد ہو۔ فرمایا، وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ (شوریٰ ۴۲:۲۸) وہی لوگوں کے ناامید ہو جانے کے بعد بارش کرتا ہے۔ جب بارش سے کھیت لہلانے لگے، ہرے بھرے ہو گئے۔ کاشت کار پھولا نہ سمایا اور خوشی کے مارے بانسوں اچھلنے لگا۔ ہرے بھرے لدے پھندے کھیتوں کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں نور اور دل میں سرور پیدا ہونے لگا۔ جس طرح آج یہ ہرا بھرا کھیت دیکھ کر کسان خوش ہو رہا ہے، اسی طرح کافر دنیا میں مست و مگن ہیں۔ دنیا انہیں بڑی پیاری معلوم ہوتی ہے اور اس پر ہزار جان سے قربان ہیں۔ غور کرو، یہ کھیت جس کو کسان دیکھ کر پھولا نہیں سماتا۔ دیکھتے ہی دیکھتے خشک ہو جاتا ہے۔ سبزی کے بجائے زردی اور بہار کے بجائے خزاں چھا جاتی ہے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔

یہی حال دنیوی زندگی کا ہے۔ آج جوانی کی بہاریں ہیں اٹھتا ہوا شباب ہے۔ جوانی کی چاندنی ہے۔ ہرا ہی ہرا نظر آتا ہے بلکہ ساری دنیا جوان دکھائی دیتی ہے۔ زندگی میں رنگینی اور حیات میں خوب صورتی جھلکتی ہے۔ پھر چراغ شباب بجھ کر کہولت کا زمانہ آ جاتا ہے۔ کھلی ہوئی چاندنی جاتی رہتی ہے۔ جوانی کی امنگیں ختم ہو جاتی ہیں۔ نئی عمر کے ولولے اور جذبات ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ خون میں حرارت باقی نہیں رہتی۔ افسوس یہ بھی دور ختم ہو جاتا ہے۔ پھر بڑھاپا پورے زور کے ساتھ آ کر دباتا ہے۔ رگ رگ ڈھیلی پڑ جاتی ہے۔ جوڑ جوڑ جواب دے دیتا ہے۔ عضو عضو کمزور ہو جاتا ہے اور ساری طاقتیں رفتہ رفتہ آنکھیں دکھانے لگتی ہیں۔ کل اٹھتی جوانی تھی۔ چہرے پر رونق و بہار تھی۔ گالوں پر سرخی دوڑ رہی تھی۔ جاذب چہرہ تھ۔ ایسا رنگ وروپ تھا کہ دیکھنے والا بھی ٹھٹک کر رہ جاتا تھا لیکن ایک خواب تھا جو آنکھ کھلتے ہی ختم ہو گیا۔ زندگی نے کروٹ لی۔ جوانی بھاگی۔ بڑھاپا آیا۔ جوانی کیا روٹھی، ہر ہر عضو نے منہ پھیر لیا۔ جوانی کی بہار کیا گئی، زندگی کی بہار ختم ہونے لگی۔ مزاج بھی بدلا۔ عادتیں بھی بدلیں۔ قویٰ بھی بدلے۔ زمانہ شباب کیا بدلا، سارے ساتھی ہی بدل گئے۔ اب نہ جسم میں طاقت رہی، نہ بدن میں قوت رہی۔ اور نہ زندگی میں کوئی کیف رہا۔ بہار کی کائنات لٹی، رنگینی کی دنیا ختم ہوئی اور تروتازگی کا زمانہ رخصت ہوا۔

پھر فرمایا دنیوی زندگی میں دھوکے کے سوا رکھا ہی کیا ہے۔ جو اس میں پھنس گیا، اس نے بڑا دھوکہ کھایا۔ دنیا نے اس کے دل کو ایسا موہ لیا اور وہ اسے ایسی پیاری معلوم ہونے لگی کہ اب اس کا عقیدہ بھی یہی ہو گیا کہ دنیا ہی دنیا ہے، آخرت کچھ نہیں۔ کیسی زندگی بعد الموت، کیسی معاد اور کیسی قیامت؟ سب بے کار باتیں ہیں حالانکہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی ذرہ برابر بھی وقعت نہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، کوڑے کی برابر (ذراسی) جنت دنیا سے بہتر ہے۔ چاہو تو پڑھ لو، وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (۲) جنت دوزخ جوتے کے تسمے سے زیادہ قریب ہے۔ (قا) معلوم ہوا کہ انسان سے خیر و شر قریب ہے۔ اسی لیے اللہ نے نیکیوں کی طرف سبقت کرنے کا اور برائیوں سے بھاگنے کا شوق دلایا۔ جس سے گناہ اور لغزشیں مٹ جاتی ہیں۔ ثواب ملتا ہے اور درجے بلند ہوتے ہیں۔

جنت ومغفرت کی ترغیب: (۲۱) اسی معنی میں فرمایا، سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ (آل عمران ۳:۱۳۳) اپنے رب کی

بخشش اور جنت کی طرف دوڑو۔ جس کا عرض آسمان وزمین کے برابر ہے اور جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ پھر فرمایا، یہ اللہ کا فضل ہے۔ یعنی یہی اللہ کے فضل کے لائق تھے۔ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے جنت دے دی۔ اوپر بیان ہو چکا کہ مہاجر فقراء نے کہا، یارسول اللہ ﷺ! مال دار سبقت لے گئے۔ پوچھا، کس طرح؟ بولے، نماز روزے میں تو ہم سب شریک ہیں۔ لیکن وہ خیرات کرتے ہیں، ہم نہیں کر سکتے۔ وہ غلام آزاد کرتے ہیں، ہم نہیں کر سکتے۔ فرمایا، میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں کہ اگر تم اس پر عمل کرو تو سب پر سبقت لے جاؤ علاوہ اس کے جو تم جیسا عمل کرے۔ ہر نماز کے بعد ۳۳، ۳۳ دفعہ سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ پڑھ لو۔ یہ پھر آ کر کہنے لگے، ہمارے مال دار بھائی یہ حدیث سن کر اس پر عمل کرنے لگے۔ فرمایا، یہ اللہ کا فضل ہے۔ جسے چاہے عطا فرمائے۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۲۲﴾ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِۨ ﴿۲۳﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾

نہ دنیا میں کوئی مصیبت آتی ہے اور نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں قبل اس کے کہ ہم مخلوق پیدا کریں، مندرج کر دی گئی ہے۔ یقین مانو! یہ کام اللہ کے لیے بہت ہی آسان ہے تا کہ تم اس چیز پر غم نہ کھاؤ جو تم سے جاتی رہی اور نہ اس پر اتراؤ جو تم کو ملی۔ اللہ ہر مغرور وشیخی خورے کو پسند نہیں فرماتا جو خود بھی کنجوسی کریں اور لوگوں کو بھی کنجوسی کی رغبت دلائیں اور جو پھر جائے گا تو اللہ بے نیاز ولائق حمد ہے۔

تقدیر کا بیان: (۲۲) تقدیر کا بیان ہے جو مخلوق پیدا کیے جانے سے پہلے ہی لکھی جا چکی ہے۔ یعنی کوئی مصیبت خواہ دنیا کے کسی گوشے میں آئے یا تم پر آئے، ہم اسے مخلوق کی یا تمہاری پیدائش سے پہلے ہی ایک کتاب میں لکھ چکے ہیں۔ یعنی اگر کسی پر کوئی مصیبت آ پڑے تو اسے خیال کرنا چاہیے کہ اس مصیبت کا آنا ضروری تھا اور دنیا کی پیدائش سے پہلے ہی اللہ کے علم میں یہ مقرر کی جا چکی تھی۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ نے آسمان وزمین پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے تقدیریں لکھ لی تھیں۔ (م) ابن وہب کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں ''اور اس کا عرش پانی پر تھا۔'' (ت) پھر فرمایا کہ یہ بات اللہ کے لیے بہت آسان ہے یعنی دنیا کے وجود میں آنے سے پہلے چیزوں کا اندازہ لگا کر لکھ لینا اللہ کے لیے آسان ہے کیونکہ اس کے لیے ماضی و مستقبل حال ہیں۔ اور وہی سب کا خالق ہے۔

صبر وشکر کا حکم: (۲۳) یعنی ہم نے تم کو اپنے سابق علم اور تقدیر کی اس لیے خبر دی ہے کہ تم یقین کر لو کہ جو مصیبت تم پر آئی، وہ کسی

صورت سے ٹلنے والی نہ تھی۔ اس لیے مصیبت کے وقت صبر و شکر سے کام لو اور کڑا دل کر کے ثابت قدمی سے اسے برداشت کر لو۔ اور بے صبری، واویلا اور ہائے وائے نہ کرو۔ اسی طرح اگر تمہیں کچھ مسرت حاصل ہو تو اس پر اتراؤ نہیں، اللہ کے انعام و اکرام پر لوگوں پر فخر نہ جتاؤ اور خوشی میں آپے سے باہر نہ ہو جاؤ۔ اللہ کا یہ انعام تمہاری ذاتی کوششوں کا ثمرہ نہیں بلکہ تمہارے مقدر میں تھا اور تمہیں لامحالہ پہنچنا تھا۔ اللہ کی نعمتوں کو فخر و مباہات کا ذریعہ نہ بناؤ۔ پھر فرمایا، اللہ ہر مغرور و شیخی خورے کو محبوب نہیں رکھتا یعنی جو خود کو بڑا سمجھتا ہو اور غیروں پر اپنی بڑائی جتاتا اور شیخیاں بگھارتا ہو۔

کنجوسی کی برائی: (۲۴) یعنی جو خود بھی کنجوس ہیں اور دوسروں کو بھی کنجوس بنانا چاہتے ہیں، پھر جو شخص اللہ کے حکم اور اس کی اطاعت سے پھر جائے، وہ یاد رکھے کہ اللہ بے پرواہ اور سزاوار حمد ہے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا تھا، اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ (ابراہیم ۱۴: ۸) اگر تم اور تمام زمین والے سب مل کر کفر کریں تو اللہ بے پرواہ اور لائق حمد ہے۔ ان کی نافرمانی سے اللہ کا کچھ نہیں بگڑتا۔ وہ بے نیاز ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾ ع ۳ ۱۹

یقین مانو ہم نے اپنے رسول صاف صاف دلیلیں دے کر بھیجے اور ان کے ساتھ کتاب و ترازو بھی اتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہو جائیں اور ہم نے لوہا اتارا جس میں بڑی ہیبت ہے اور لوگوں کے لیے فائدے بھی ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ اللہ جان لے کہ کون اس کی اور اس کے رسول کی بے دیکھے مدد کرتا ہے۔ یاد رکھو! اللہ بڑی طاقت والا اور انتہائی زبردست ہے۔

انبیاء معجزے اور عدل و حق لے کر آئے: (۲۵) بینات یعنی معجزے کی دلیلیں یعنی ہم نے اپنے رسولوں کو معجزے اور غالب دلیلیں دے کر لوگوں میں مبعوث فرمایا۔ پھر انہیں آسمانی کتابیں بھی دیں جو صاف اور سچی تھیں اور عدل و حق بھی بخشا۔ عدل کی وہ پکی باتیں ہیں جو ارباب عقل میں مانی ہوئی ہوں۔ معیاری اصول فرمایا (۱) اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ (یونس ۱۰: ۱۷) کیا پھر جو شخص اپنے رب کی پاس والی دلیل پر ہو اور رب کی طرف سے اس کے ساتھ ساتھ شاہد بھی۔ وہ اور دوسرا برابر ہیں؟

لوہے کے فوائد: پھر فرمایا کہ ہم نے لوہا اتارا جس میں سخت ہیبت ہے۔ یعنی ہم نے لوہا اس لیے پیدا کیا کہ یہ حق کے مخالف سے حق منوا دیتا ہے۔ جب حق کی تائید میں دلیل قطعی دی جاتی ہے اور کوئی اسے ٹھکرا دیتا ہے تو لوہا اسے سیدھا کر دیتا ہے اور تلوار کی چمک اسے راہ پر لے آتی ہے اور دشمنان حق مرعوب ہو جاتے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نبوت کے بعد ۱۳ سال تک مکہ میں رہے۔ آپ پر مکی سورتیں اترتی رہیں۔ ان تمام سورتوں میں مشرکوں کو قائل معقول کیا گیا ہے۔ توحید صاف صاف اور کھول کھول کر مدلل بیان کی گئی ہے۔ پھر جب مخالفوں پر حجت قائم ہو گئی تو آپ کو ہجرت کا حکم مل گیا اور تلوار سے جنگ کرنے کا اور دشمنان دین کی

گردنیں اڑانے کا حکم اتر آیا۔ ایک حدیث میں ہے کہ میں قیامت کے قریب تلوار کے ساتھ معبوث کیا گیا ہوں۔ جب تک کہ ایک اللہ کی عبادت نہ کی جانے لگے، جس کا کوئی شریک نہیں، میری روزی میرے نیزے کے نیچے رکھ دی گئی ہے اور میرے مخالفوں پر ذلت وحقارت مقرر کر دی گئی ہے۔ جس نے کسی قوم کی ریس کی، وہ انہیں میں سے ہے۔ (الف)

پھر فرمایا کہ لوہے میں سخت دہشت ہے۔ یعنی اس سے ہتھیار بنائے جاتے ہیں۔ تمام خوف ناک جنگی اسلحہ لوہے ہی سے بنائے جاتے ہیں۔ جیسے تلواریں، برچھے، چھریاں، خنجر، زرہیں وغیرہ اور اس میں فائدے بھی ہیں۔ یعنی بہت سی صنعتوں میں لوہے کے اوزاروں سے کام لیا جاتا ہے۔ جیسے کدال، پھاوڑے، کلہاڑی، بسولہ، آرا، پھالی وغیرہ۔ کھیتی کے اور کپڑا بننے کے تمام اوزار اور کھانے پکانے کے روزمرہ کے استعمال کے اوزار اور وہ اوزار جن پر انسانی روزمرہ کی ضروریات موقوف ہیں۔ سب لوہے ہی سے بنائے جاتے ہیں۔ پھر فرمایا تاکہ اللہ کو معلوم ہو جائے یعنی اس کے بندوں کو معلوم ہو جائے کہ ان ہتھیاروں کو نیک ارادوں سے کون اٹھاتا ہے تاکہ اللہ کے دین کی اور اس کے رسول کی شریعت کی لاج باقی رکھ لے۔ درحقیقت اللہ خود ہی بڑے زبردست غلبہ و قوت والا ہے۔ وہی اپنے نیک بندوں کی غیبی امداد فرماتا ہے اور اپنے دین کو طاقت ور بناتا ہے۔ جہاد تو اس لیے فرض کر دیا ہے کہ نیک بندوں کا مرتبہ بلند ہو جائے اور کسی کو کسی سے آزمائے۔ یہ بھی اس کی ایک رحمت ہے کہ اس نے جنت کی لازوال بہاریں بخشنے کے لیے بہانے مقرر فرما دیئے ہیں تاکہ اس کے بندے کسی نہ کسی طرح جنت کی لازوال نعمتیں حاصل کر لیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ
وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ
قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ
وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً
وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا
ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾

یقین مانو ہم نے نوح و ابراہیم کو رسول بنا کر بھیجا اور ان کی اولاد میں بھی رسالت وکتاب باقی رکھی۔ پھر ان میں سے بعض تو ہدایت پر رہے اور اکثر فاسق ہو گئے۔ پھر ہم نے ان کے پیچھے لگاتار رسول بھیجے اور ان کے بعد عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور ان کو انجیل دی اور ان کی اطاعت کرنے والوں کے دلوں میں نرمی اور رحم پیدا کر دیا۔ البتہ رہبانیت (ترک دنیا) ان کی خود گھڑی ہوئی ہے۔ ہم نے ان پر صرف اللہ ہی کی رضا کی تلاش رکھی تھی لیکن انہوں نے اس کی پوری پوری رعایت نہیں کی اور ان سے ہم نے ایمان والوں کو ان کا اجر دے دیا اور ان میں سے اکثر فاسق ونافرمان ہیں۔

بدعتیوں کی برائی: (۲۶۔ ۲۷) یعنی حضرت نوح کے بعد جتنے نبی آئے، آپ ہی کی اولاد میں سے آئے۔ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کے بعد

جو کتاب بھی اتری، جو رسول بھی آیا اور جس بشر کی طرف وحی بھیجی گئی، وہ آپ ہی کی اولاد میں سے تھا۔ جیسا کہ فرمایا۔ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ (عنکبوت ۲۹: ۲۷) رسالت و کتاب ہم نے انہیں کی اولاد میں جاری رکھی۔ آخر کار حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل کے پچھلے پیغمبر ہوئے۔ آپ نے اپنے بعد رحمت عالم ﷺ کی بشارت دی۔ حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے بعد حضرت عیسیٰ تک لگا تار سلسلہ رہا۔ حضرت عیسیٰؑ پر انجیل اتری۔ آپ کے حواریوں کے دلوں میں اللہ کا خوف اور رحم تھا۔ یہ لوگ نرم دل اور اللہ سے ڈرنے والے تھے۔ پھر انہوں نے ایک بدعت گھڑی جس کا نام ونشان ان کی شریعت میں نہ تھا۔ اللہ کی رضا سے یا تو یہ مراد ہے کہ انہوں نے اس نئی چیز سے اللہ کی رضا تلاش کی تھی اور نیت ان کی اچھی تھی یا یہ مطلب ہے کہ ہم نے ان پر صرف اللہ کی رضا کا ڈھونڈ نا فرض کیا تھا۔ رہبانیت واجب نہیں کی تھی مگر افسوس اس کی رضا جوئی پر بھی نہ جم سکے اور اس فرض کی بھی اچھی طرح ادائیگی نہ کر سکے۔ اس آیت میں بدعتیوں کی دو وجہ سے برائی ہے۔ ایک تو یہ کہ یہ اپنے زعم میں جس چیز کو اللہ کے قرب کا ذریعہ سمجھ رہے تھے، اس پر بھی نہ جم سکے۔ دوسری وجہ خود بدعت ہے۔

پھر فرمایا کہ ہم نے ایمان والوں کو ان کا اجر دیا یعنی ان کو جو مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی لیکن جنہوں نے مجھے جھٹلایا اور میری مخالفت کی، وہ فاسق ہیں اور اکثر فاسق ہی ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کے بعد بادشاہوں نے تورات وانجیل بدل ڈالی لیکن کچھ لوگ ان میں سے مومن بھی رہے۔ وہ آپ کی تورات وانجیل پڑھتے رہے۔ ایک دفعہ تورات وانجیل بدلنے والوں نے بادشاہ سے شکایت کی کہ یہ لوگ جو تورات وانجیل پڑھتے ہیں، اس میں ہمیں گالیاں اور برا بھلا لکھا ہوا ہے۔ یہ لوگ پڑھتے ہیں کہ جس نے اللہ کی اتاری ہوئی کتاب سے فیصلہ نہیں کیا، وہ کافر ہے۔ اس طرح کی اور بہت سی آیتیں ہیں۔ علاوہ ازیں یہ لوگ ہمارے عملوں پر نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں۔ آپ انہیں بلا کر سمجھائیں کہ یا تو اس طرح تلاوت کریں جس طرح ہم کرتے ہیں اور ہمارے جیسے عقائد و ایمان رکھیں ورنہ انہیں سخت اور عبرت ناک سزا دیں۔ یہ بات بادشاہ کی سمجھ میں آ گئی۔ ایمان والے بلوائے گئے۔ ان کے سامنے دو باتیں رکھی گئیں کہ یا تو ہماری طرح تلاوت کرو اور ہمارے جیسے عقائد رکھو ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے۔ انہوں نے کہا، ہمارے پیچھے نہ پڑو۔ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو۔ ایمان والوں میں سے کچھ لوگوں نے تو کہا کہ ہمارے لیے ایک اونچا منارا بنا کر اس میں پہنچا دو اور رسیاں دے دو تا کہ ہم اپنی ضروریات زندگی کو اوپر ہی سے کھینچ لیا کریں۔ نہ نیچے اتریں گے، نہ گڑبڑ پیدا ہو گی۔ بعض کچھ لوگوں نے کہا، ہمیں یہاں سے نکل جانے دو۔ اگر ہم پھر کبھی تمہارے شہر میں آئیں تو قتل کر دینا۔ اور بعض نے کہا، ہمیں جنگلوں میں بسنے دو۔ ہم کنویں کھود لیں گے، کھیتی باڑی کر لیں گے اور تمہارے پاس سے نہ گزریں گے۔ چونکہ ہر خاندان میں ان کے رشتے دار موجود تھے، اس لیے انہوں نے ان کی خواہشوں کے مطابق کر دیا۔ اس پر رَهْبَانِيَّةَ ۨابْتَدَعُوْهَا الخ اتری۔ پھر ہر جماعت کے ساتھ اور لوگ بھی لگ گئے۔ جن کا ایمان تقلیدی تھا، ان کے دلوں میں ایمان و یقین تھا ہی نہیں۔ پھر جب اللہ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو ان میں سے بہت تھوڑے لوگ رہ گئے تھے۔ کوئی اپنے عبادت خانے سے، کوئی جنگل سے اور کوئی گرجہ سے نبی ﷺ کے پاس آ کر ایمان لے آیا۔ اس پر یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ الخ اتری۔ یعنی ان لوگوں کو دہرا اجر ملے گا۔ ایک تو حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لانے کا، دوسرا نبی ﷺ پر ایمان لانے کا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ

كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۚ﴿۲۸﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا
يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ
يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ ع

مومنو! اللہ سے ڈر جاؤ اور اس کے نبی پر ایمان لے آؤ۔ اللہ اپنی مہربانی سے تمہیں اس کا دہرا اجر دے گا اور تمہیں روشنی دے گا جس میں تم چلو گے اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ یہ اس لیے کہ اہل کتاب کو معلوم ہو جائے کہ انہیں اللہ کے فضل کے کسی حصہ پر بھی اختیار نہیں اور یہ کہ تمام فضل اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جسے چاہے دے اور اللہ بڑے بھاری فضل والا ہے۔

اہل کتاب مومن کو دہرا اجر ملے گا: (۲۸،۲۹) ابن عباسؓ فرماتے ہیں مومنوں سے اہل کتاب مومن مراد ہیں۔ انہیں دہرا اجر ملے گا۔ (ن) ایک حدیث میں ہے، تین آدمیوں کو دہرا اجر ملے گا۔ اہل کتاب کو جو اپنے نبی پر اور مجھ پر ایمان لایا۔ غلام کو جس نے اللہ کا اور اپنے آقا کا حق ادا کیا اور اسے جس نے اپنی لونڈی کو بہترین ادب وسلیقہ سکھا کر آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ (ق)

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، تمہاری اور یہودیوں اور عیسائیوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے صبح سے دوپہر تک ایک ایک قیراط (۱/۱۰ دینار) پر مزدور کیے۔ یہودیوں نے یہ مزدوری قبول کر لی۔ پھر اس نے ظہر سے عصر تک مزدور کیے اور یہی مزدوری دی۔ یہ عیسائیوں نے قبول کر لی۔ پھر اس نے عصر سے مغرب تک مزدور کیے اور دو دو قیراط دینے کا وعدہ کیا۔ اس کے لیے تم تیار ہو گئے۔ اور دہری مزدوری لے لی۔ اس پر عیسائی اور یہودی ناراض ہو گئے اور کہنے لگے، ہم سے کام زیادہ لیا اور مزدوری کم دی۔ اس نے جواب دیا، میں نے تمہیں ٹھہرائی ہوئی مزدوری میں سے کم مزدوری تو نہیں دی؟ بولے ٹھیک ہے۔ فرمایا، پھر میں جسے چاہوں اپنا مال دوں۔ (با)(۲)

مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائیوں کی مثال اس کی طرح ہے جس نے کام کرانے کے لیے کچھ مزدور کیے تاکہ وہ مقررہ اجرت پر دن بھر کام کریں مگر انہوں نے دوپہر تک کام کر کے چھوڑ دیا اور مزدوری بھی چھوڑ دی اور یہ بھی کہہ دیا کہ اب ہم کام نہیں کریں گے۔ اس نے انہیں ہر چند سمجھایا بھی کہ کیوں محنت برباد کر رہے ہو۔ شام تک کام کر کے پوری مزدوری لے لو لیکن پھر بھی وہ کام پر تیار نہیں ہوئے۔ پھر اس نے شام تک کے لیے دوسرے مزدور تیار کیے۔ انہوں نے عصر تک کام کر کے چھوڑ دیا اور مزدوری بھی چھوڑ دی۔ اس نے سمجھایا بھی کہ کیا غضب کر رہے ہو، تھوڑا سا دن باقی رہ گیا ہے۔ کیوں مزدوری کھو رہے ہو؟ لیکن پھر بھی وہ نہ مانے۔ آخر اس نے اور مزدور تیار کیے تاکہ وہ کام مکمل کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے عصر سے مغرب تک کام کیا اور پوری مزدوری لے کر لوٹ آئے۔ یہ ان کی اور اس روشنی کی مثال ہے جو انہوں نے قبول کی۔ پھر فرمایا تاکہ اہل کتاب جان جائیں کہ وہ اللہ کے فضل کے کسی حصہ پر بھی قادر نہیں۔ یعنی تاکہ اہل کتاب کو یقین ہو جائے کہ اللہ کی بخشش کو کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے وہ روک لے، اس کو کوئی دے نہیں سکتا۔ اللہ کا فضل اس کے ہاتھ میں ہے۔ جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

الحمد للہ سورہ حدید کی تفسیر مکمل ہوتی ہے۔

سورہ مجادلہ

بترتیب مصحف ۵۸ ویں اور بترتیب نزول ۱۰۵ ویں سورہ ہے۔ اور یہ مدنی سورہ ہے۔ اس میں ۲۲ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ①

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑ رہی تھی اور اللہ سے شکایت کر رہی تھی۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے۔ یقیناً اللہ بڑا سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے۔

ظہار کا بیان: (۱) صدیقہؓ فرماتی ہیں اللہ ہی کے لیے بڑائیاں مخصوص ہیں جو تمام آوازیں سنتا ہے۔ یہ خاتون نبی ﷺ سے باتیں کرنے لگیں۔ میں بھی گھر میں ہی تھی۔ مگر ان کی باتیں نہ سن سکی۔ پھر اللہ نے یہ آیت اتاری۔ (بان، ابن ماجہ) صدیقہؓ فرماتی ہیں اللہ برکت والا ہے۔ جس کا کان ہر اونچی نیچی بات سن لیتا ہے۔ میں خولہؓ بنت ثعلبہ کی بعض باتیں تو سن رہی تھی لیکن بعض کی بھنک میرے کانوں میں نہیں پڑتی تھی۔ یہ رسول اللہ ﷺ سے اپنے شوہر کا شکوہ کر رہی تھی کہ انہوں نے میرا مال و جوانی کھالی۔ سب بچے انہیں سے ہیں۔ اب جب میں بوڑھی ہوگئی اور اولاد ہونی بند ہوگئی تو ظہار کر بیٹھے۔ اے اللہ! میں اپنے غم کا تجھ ہی سے شکوہ کرتی ہوں۔ ابھی یہ کہہ کر باہر بھی نہ نکل سکی تھیں کہ اتنے میں جبریلؑ یہ آیتیں لے کر آ گئے۔ ان کے شوہر کا نام اوس بن صامت تھا۔ اوسؓ کو کبھی کبھی جنون کا سا دورہ پڑا کرتا تھا۔ آپ نے اسی حالت میں ظہار کر لیا تھا۔ ان کی بیوی خولہؓ رحمت عالم ﷺ سے پوچھنے لگیں اور اپنی بپتا بیان کرنے لگیں۔ انہیں کے بارے میں یہ آیت اتری۔ عمر اپنے عہد خلافت میں کہیں جا رہے تھے کہ ایک عورت خولہ نے آپ کو ٹھہرالیا۔ آپ بات پوری کر کے چلی گئیں۔ پھر آپ سے ایک شخص نے کہا کہ ایک بڑھیا کی وجہ سے آپ معہ تمام قریش کے رک گئے۔ فرمایا، اللہ تیرا بھلا کرے، جانتا ہے یہ کون تھیں؟ بولا نہیں۔ فرمایا، یہ وہ تھیں جن کی شکایت اللہ نے ساتویں آسمان کے اوپر سے سنی۔ اگر یہ رات تک بھی نہیں جاتیں تو میں ان کے پاس ہی کھڑا رہتا۔ ہاں نماز کے لیے ضرور جاتا اور فارغ ہو کر پھر آ جاتا۔ جب تک یہ ضرورت پوری نہ کر لیتیں یعنی اپنی حاجت بیان نہ کر لیتیں۔

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ

اولاد ہے۔

کشتی نوح کا بیان وتذکرہ: (۱۲) ہم نے جنس کشتی باقی رکھی جس پر تم سوار ہو کر سفر کرتے ہو۔ فرمایا، وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ الخ (زخرف ۴۳: ۱۲، ۱۳) اللہ نے تمہارے لیے کشتیاں اور جانور بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔ تاکہ جب تم سوار ہو تو رب کی نعمت یاد رکھو۔ (۲) وَاٰيَةٌ لَّهُمْ الخ (یس ۳۶: ۴۱، ۴۲) ان کے لیے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا اور اس کے علاوہ اس جیسی اور بھی سواریاں بنا دیں۔ پھر فرمایا کہ اس نعمت کو سمجھنے والا سمجھ لے اور یاد رکھنے والا یاد رکھ لے۔ صحیح سمجھ والوں کے لیے جو اللہ کے احسانات نہیں بھولتے، یہ نعمت ہی نصیحت کا ذریعہ بن گئی۔

فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝١٣ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً
وَّاحِدَةً ۝١٤ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝١٥ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِىَ يَوْمَئِذٍ
وَّاهِيَةٌ ۝١٦ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ
ثَمٰنِيَةٌ ۝١٧ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝١٨

پھر جب ایک دفعہ صور میں پھونک ماری جائے گی اور زمین و پہاڑ اٹھا کر ایک ہی چوٹ میں چور چور کر دیئے جائیں گے تو اس دن ہو پڑنے والی ہو پڑے گی۔ (قیامت آ جائے گی) پھر آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اس دن کمزور پڑ جائے گا۔ آسمانوں کے کنارے پر فرشتے ہوں گے۔ اس دن آٹھ فرشتے اپنے کندھوں پر آپ کے رب کا عرش اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اس دن تم سب پیش کیے جاؤ گے اور تمہاری کوئی بات چھپی نہ رہے گی۔

قیامت کے ہولوں کا بیان: (۱۳) قیامت کی دہشت و ہولوں کا بیان ہے۔ سب سے پہلے لوگوں کو صور گھبرا دے گا۔ پھر اس کے بعد بے ہوشی کا صور پھونکا جائے گا جس سے سب آسمان و زمین والے بے ہوش ہو جائیں گے بجز ان کے جنہیں اللہ ہوش میں رکھے۔ پھر تیسرا صور اللہ کے آگے کھڑے ہونے کے لیے پھونکا جائے گا جس سے مردے اپنی اپنی قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے۔ اس آیت میں اول نفخ صور کا بیان ہے۔ یہاں تاکید کے لیے یہ بھی فرمایا کہ صور ایک بار پھونکا جائے گا کیونکہ بار بار پھونکے جانے کی ضرورت ہی نہیں۔ اللہ کا حکم صادر ہونے کے بعد نہ ٹل سکتا ہے اور نہ بار بار حکم کی ضرورت ہے اور نہ تاکید کی۔

(۱۴، ۱۵) یعنی آسمان و زمین اٹھا لیے جائیں گے اور چمڑے کی طرح پھیلا دیئے جائیں گے۔ نئی زمین ہوگی اور قیامت آ جائے گی۔ (۱۶) علیؓ کہتے ہیں آسمان کہکشاں سے پھٹ جائے گا۔ (ابن ابی حاتم) فرمایا، وَفُتِحَتِ السَّمَآءُ الخ (نبأ ۷۸: ۱۹) آسمان کھول دیا جائے گا اور اس میں دروازے ہو جائیں گے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں آسمان پرانے کپڑے کی طرح جگہ جگہ سے پھٹ جائے گا۔ اس کے محاذ میں عرش بریں ہوگا۔ فرشتے ان کناروں پر ہوں گے جو ابھی ٹوٹے نہ ہوں گے یا آسمان کے دروازوں پر ہوں گے یا آسمان پر پھیلے ہوئے اہل زمین کو دیکھ رہے ہوں گے۔ (۱۷) یعنی قیامت کے دن عرش کو آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ عرش یعنی عرش بریں یا وہ عرش جو قیامت کے دن زمین پر جھگڑوں کا فیصلہ کرنے کے لیے اللہ کے لیے رکھا جائے گا۔

عباسؓ فرماتے ہیں یہ فرشتے پہاڑی بکروں جیسے ہوں گے۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں عرش اٹھانے والے فرشتے آٹھ ہوں گے۔ ہر ایک کی آنکھ کے دونوں سروں کا فاصلہ سو سال کی مسافت کا ہوگا۔ (ابن ابی حاتم)

عرش اٹھانے والے فرشتے قوی ہیکل ہوں گے: نبی ﷺ فرماتے ہیں مجھے اجازت ہے کہ تمہیں عرش اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کی خبر دوں۔ اس کی گردن اور کان کے لوکی درمیانی مسافت ایک اڑنے والے پرندے کے لیے سات سو سال کی ہے۔ (سند عمدہ) (راوی ثقہ) ابوداؤد میں کان کی لو سے کندھے تک کا فاصلہ سات سو سال کا آیا ہے۔

بڑی پیشی: (۱۸) یعنی اس دن رب کے سامنے پیشی ہوگی جس سے تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہیں اور وہ ظاہر و باطن، افکار و اسرار اور تصورات وخیالات سب سے واقف ہے۔ عمرؓ فرماتے ہیں لوگو! حساب لیے جانے سے پہلے آپ اپنا حساب لے لو۔ وزن اعمال سے پہلے اپنے نفس تول لو اور بڑی پیشی کے لیے تیار رہو۔ آج کے حساب سے تمہارے لیے کل قیامت کے دن والے حساب میں آسانی ہو جائے گی۔ (ابن ابی الدنیا) ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن تین پیشیاں ہوں گی۔ پہلی دو پیشیوں پر تو لوگ حیلے بہانے اور جھگڑے کرتے رہیں گے لیکن تیسری پیشی پر اعمال نامے اڑائے جائیں گے اور کسی کے سیدھے ہاتھ میں اور کسی کے بائیں ہاتھ میں آئیں گے۔ (ابن ماجہ)

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ۚ ﴿۱۹﴾ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۚ ﴿۲۰﴾ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۙ ﴿۲۱﴾ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۙ ﴿۲۲﴾ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ﴿۲۳﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـئًۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ﴿۲۴﴾

پھر جس کا اعمال نامہ اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ کہے گا۔ آؤ! میرا اعمال نامہ پڑھو۔ مجھے یقین تھا کہ حساب ہونے والا ہے۔ پھر وہ دل پسند عیش یعنی جنت میں ہوگا جس کے درختوں کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے۔ (کہا جائے گا) ان عملوں کی وجہ سے جو تم نے گزشتہ زمانہ میں کیے تھے۔ (مزے سے کھاؤ پیو اور موج اڑاؤ۔)

سیدھے ہاتھ میں اعمال نامہ پانے والوں کی مسرت: (۱۹) ان نصیبے والوں کا بیان ہے جن کے اعمال نامے ان کے سیدھے ہاتھوں میں آئیں گے۔ اس سے انہیں بڑی خوشی ہوگی اور مسرت کے مارے جس سے ملیں گے، مسکرا کر کہیں گے۔ میرا اعمال نامہ تو پڑھئے۔ کیونکہ جانتے ہیں کہ اس میں نیکیاں ہی نیکیاں ہیں اور انہیں کی برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئی ہیں۔

شان رحمت کا اظہار: عبداللہ بن عبداللہ بن حنظلہ فرماتے ہیں اللہ قیامت کے دن بندے کو اپنے سامنے کھڑا کرے گا اور اس کے اعمال نامے کی پشت پر اس کی برائیاں ظاہر فرما کر اس سے پوچھے گا، کیا یہ تیرے ہی عمل ہیں؟ بندہ کہے گا، ہاں اے رب! یہ میرے ہی عمل ہیں۔ ارشاد ہوگا، میں نے ان پر پردہ ڈال کر تجھے دنیا میں بھی رسوا نہیں کیا تھا اور آج بھی تجھے معاف کرتا ہوں۔ جب بندہ اس فرمان ذی شان سے قیامت کی رسوائی سے امن پائے گا تو فرط مسرت سے پھولا نہ سمائے گا۔ اور ہر ایک کو اعمال نامہ

دکھاتا پھرے گا۔ (ابن ابی حاتم) جب نبی ﷺ سے سرگوشی کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا، قیامت کے دن اللہ اپنے بندے کو اپنے پاس بلا کر اس سے ایک ایک گناہ کا اقرار کرائے گا۔ جب بندہ یہ خیال کرے گا کہ اب خیر نہیں اور ہلاکت سر پر ہے تو اللہ فرمائے گا، میں نے ان تمام گناہوں پر دنیا میں پردہ ڈال دیا تھا اور آج بھی تجھے بخش دیتا ہوں۔ پھر اس کی نیکیوں کی کتاب اس کے سیدھے ہاتھ میں دے دی جائے گی۔ اور کافروں اور منافقوں کے بارے میں گواہ اعلان کر دیں گے کہ انہیں لوگوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا۔ کان کھول کر سن لو۔ ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔

مومن کو قیامت کا یقین ہے: (۲۰) مجھے دنیا میں یقین تھا کہ قیامت ضرور آئے گی۔ فرمایا، اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ الخ (بقرہ ۲:۴۶) جنہیں یقین ہے کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور اسی کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں۔ (۲۱) آج ان کے لیے یہ بہترین بدلہ ہے کہ وہ دل خوش کن اور من پسند زندگی اور عیش و آرام پائیں گے۔ (۲۲) بلند و بالا جنت کی سدا بہار بہاروں میں موج اڑائیں گے اور ان کے راحت کدے اور محل اونچے اونچے ہوں گے۔ حوروں کی خوب صورتی حد سے فزوں ہوگی اور نہ فنا ہونے والی نعمتوں سے مالا مال ہوں گے۔ ابوامامہ: کسی نے نبی ﷺ سے پوچھا، کیا جنتی آپس میں ملاقات بھی کریں گے؟ فرمایا، کیوں نہیں۔ بلند درجوں والے نیچے درجے والوں کے پاس ملاقات کے لیے اتر کر آئیں گے۔ انہیں سلام کریں گے اور مبارک باد دیں گے۔ ہاں نیچے والے عملوں کی کمی کی وجہ سے اوپر نہ چڑھ سکیں گے۔ (ابن ابی حاتم) (جنت میں سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان زمین سے آسمان تک کی مسافت ہے۔) (حدیث صحیح) (۲۳) جنت کے ان درختوں کی شاخیں پھلوں سے جھکی ہوئی ہوں گی اور جنتیوں کے اس قدر قریب ہوں گی کہ اگر جنتی چاہیں تو تخت پر لیٹے لیٹے پھل توڑ کر کھا سکتے ہیں۔

دخول جنت کا اجازت نامہ: نبی ﷺ نے فرمایا کوئی شخص جنت میں بلا اجازت نہ جائے گا۔ اجازت نامے میں یہ عبارت ہو گی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ اللہ کی طرف سے فلاں بن فلاں کے لیے اجازت نامہ ہے۔ انہیں بلند و بالا جنت میں بسا دو جس کی پھل دار شاخیں جھکی ہوئی ہیں۔ یہ اجازت نامہ پل صراط پر گزرنے سے پہلے ملے گا۔ (طبرانی) (۲۴) دنیا کی نیکیاں مبارک ہوں کہ آج جنت ملی۔ اب جو جی چاہے، کھاؤ پیو اور موج اڑاؤ۔

نیک عمل موجب جنت نہیں: بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ نیک عملوں کی وجہ سے جنت ملی لیکن یہ بات نہیں۔ یہ الفاظ حوصلہ افزائی اور قدر دانی کے لیے ہیں۔ ورنہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ عمل کرتے رہو، سیدھے رہو۔ درمیانی راہ چلتے رہو اور یقین رکھو کہ کسی کا عمل اسے جنت نہیں دلاتا۔ پوچھا، کیا آپ کا عمل بھی؟ فرمایا، نہ میرا عمل۔ جب تک اللہ مجھے اپنی رحمت میں نہ ڈھانپ لے۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۚ ﴿۲۵﴾
وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۚ ﴿۲۶﴾ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۚ ﴿۲۷﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ
مَالِيَهْ ۚ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۚ ﴿۲۹﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۙ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ
صَلُّوْهُ ۙ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۭ ﴿۳۲﴾ اِنَّهٗ
كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۙ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۭ ﴿۳۴﴾

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾
لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ﴿۳۷﴾ ع

رکوع ۵

لیکن جس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ چیخے گا کہ ہائے ہائے کاش! مجھے میرا اعمال نامہ دیا ہی نہ جاتا۔ کاش! میں حساب سے بے خبر ہی رہتا۔ کاش! موت ہی آ کر میرا کام تمام کر جاتی۔ آج میرا مال میرے کام نہیں آیا۔ میرا غلبہ بھی مجھ سے کھو گیا۔ (حکم ہوگا) اسے پکڑ کر طوق پہنا دو۔ پھر جہنم میں جھونک دو۔ پھر ستر گز لمبی زنجیر میں جکڑ دو۔ کیونکہ اسے عظیم معبود کا یقین نہ تھا۔ نہ یہ (کسی کو) محتاجوں کے کھانے پر آمادہ کرتا تھا۔ لہٰذا آج اس کا کوئی دوست نہیں اور نہ اس کے لیے پیپ کے سوا کوئی اور غذا ہے جسے گنہ گار کھاتے ہیں۔

بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ پانے والوں کی پشیمانی: (۲۵۔۲۷) جب ازلی بدبختوں کے بائیں ہاتھ میں اعمال نامے دیئے جائیں گے تو ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔ بے حد پشیمان ہوں گے اور فرط تاسف سے ٹھنڈی سانس بھر کر کہیں گے، کاش! ہمیں اعمال نامہ دیا ہی نہ جاتا۔ اور ہم اس سے بے خبر ہی رہتے۔ بھرے مجمع میں ہماری پول کھل رہی ہے اور سخت رسوائی ہو رہی ہے۔ کاش! ہمیں موت ہی اچک لے اور پھر زندگی نصیب نہ ہوتا کہ یہ بکھیڑے دیکھنے ہی نہ پڑیں۔

(۲۸) آہ! آج اللہ کے عذاب سے مجھے نہ میرا مال ہی بچا سکتا ہے اور نہ عزت ہی کام آ سکتی ہے۔ افسوس مال وعزت کے اثر نے بھی ساتھ چھوڑ دیا اور تنہا میری جان پر عذاب آ پڑا۔ آج میرا نہ کوئی حمایتی ہے اور نہ پناہ دینے والا۔ (۲۹ تا ۳۱) داروغہ جہنم کو حکم ہوگا کہ انہیں موقف میں سختی سے پکڑ لو۔ گردنوں میں طوق ڈال کر جہنم کی طرف گھسیٹ کر لاؤ اور جہنم میں دھکا دے دو۔ منہال بن عمرو کہتے ہیں فوراً ستر ہزار فرشتے جھپٹیں گے اور جو چیز ان کی راہ میں آئے گی، اسے چور چور کر دیں گے۔ پوچھے گا، تمہیں مجھ سے کیا واسطہ؟ جواب دیں گے کہ اللہ کی ناراضگی کی وجہ سے آج ہر چیز تجھ سے ناراض ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

اہل جہنم کے لیے لمبی اور بھاری زنجیریں: (۳۲) پھر ایسی لمبی لمبی زنجیروں میں جکڑ دیا جائے گا جس کے ہر ایک حلقہ میں دنیا کا تمام لوہا آ جائے گا۔ یہ زنجیریں فرشتوں کے ہاتھوں سے ستر ہاتھ لمبی ہوں گی۔ (ابن عباسؓ وغیرہ) زنجیروں کو منہ اور دبر سے نکال کر ان میں اس طرح پرو دیے جائیں گے جیسے گوشت سلاخ میں بھوننے کے لیے پرو دیا جاتا ہے۔ (ابن عباسؓ) ایک روایت میں ہے کہ مقعد میں ڈال کر نتھنوں سے نکال لی جائیں گی تاکہ پیروں پر کھڑا نہ ہوا جائے۔

عبادت کے چوروں کا برا انجام: (۳۳، ۳۴) یہ عبادت کے چور تھے اور مخلوق کی حق تلفی کیا کرتے تھے۔ نفع تو کیا پہنچاتے، اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ توحید پر کاربند رہیں اور شرک سے بچیں۔ اور لوگوں کے باہمی حقوق، حسن سلوک ومعاونت ہے۔ اسی وجہ سے اللہ نے نماز وزکوٰۃ کا ساتھ ساتھ حکم فرمایا ہے۔ نبی ﷺ یہ کہتے کہتے سدھارے کہ نماز کا اور کمزوروں کا خیال رکھنا۔ (۳۵) یعنی آج اللہ کے عذاب سے کوئی چیز نہیں چھڑا سکتی۔ نہ رشتہ دار، نہ دوست اور نہ دیوی دیوتا جنہیں معبود بنا رکھا تھا۔ (۳۶، ۳۷) آج پیپ کے سوا کوئی غذا نہیں اور یہ غذا نمک حراموں ہی کی ہے جو سب غذاؤں سے بدترین ہے۔

غسلین کی تفسیر: ابن عباسؓ فرماتے ہیں غسلین وہ خون اور پانی ہے جو جہنمیوں کے گوشت سے بہے گا۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾

مجھے ان چیزوں کی قسم جنہیں تم دیکھتے ہو اور نہیں دیکھتے بلا شبہ یہ قرآن ایک بزرگ رسول کا قول ہے۔ کسی شاعر کا قول نہیں۔ تم یقین نہیں کرتے اور نہ کسی کاہن کا قول ہے۔ تم نصیحت نہیں مانتے، یہ تو رب العالمین کی طرف سے اتارا ہوا ہے۔

قرآن اللہ ہی کا کلام ہے: (۳۸، ۳۹) اسماء صفات پر دلالت کرنے والی کائنات کی نظر آنے والی اور نہ نظر آنے والی نشانیوں کی قسم کھا کر اللہ قرآن کا یقین دلا رہا ہے کہ یہ میرا ہی کلام ہے۔ اور میں نے ہی اپنے مقبول و برگزیدہ بندے پر اتارا ہے تا کہ آپ تبلیغ رسالت اور ادائے امانت کا فرض ادا کریں۔

قرآن کو بزرگ رسول کا قول کہنے کی وجہ: (۴۰) بزرگ رسول یعنی محمد رسول اللہ ﷺ، قرآن کو بزرگ رسول کا کلام مجازی طور پر کہا گیا کیونکہ آپ ہی اس کے مبلغ ہیں۔ رسول کسی کا کلام ہی پہنچاتا ہے اور جو پہنچاتا ہے، وہ رسول کا نہیں ہوتا۔ گو رسول کی زبان سے ادا ہوتا ہے لیکن ہوتا ہے بھیجنے والا ہی کا۔ رسول تو نقل کرتا ہے۔ اسی وجہ سے تکویر میں اس کی نسبت ملکی رسول کی طرف کی گئی۔ فرمایا، اِنَّهٗ لَقَوْلُ الخ (تکویر ۸۱: ۱۹ تا ۲۱) یقیناً یہ قرآن ایک معزز رسول کا قول ہے جو طاقت ور اور اللہ کے نزدیک مرتبہ والا ہے۔ جس کی آسمانوں میں اطاعت کی جاتی ہے اور جو امانت دار ہے۔ یہ تمام صفتیں حضرت جبریل کی ہیں۔ پھر فرمایا، وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ (تکویر ۸۱: ۲۲ تا ۲۵) تمہارے صاحب دیوانے نہیں ہیں۔ آپ نے جبریل کو اصلی صورت میں آسمان کے ظاہری کنارے پر دیکھا۔ آپ غیب کی باتوں پر بخیل نہیں۔ یہ راندے ہوئے شیطان کا قول نہیں ہے۔ اسی طرح یہاں فرمایا۔ (۴۱) کہ یہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے لیکن تم یقین نہیں کرتے۔ (۴۲) اور نہ کسی کاہن کا قول ہے لیکن افسوس تم نصیحت نہیں مانتے۔ رسول بشری اور رسول ملکی دونوں مبلغ اور وحی و کلام کے امین ہیں۔ (۴۳) اسی وجہ سے فرمایا کہ یہ رب کی طرف سے اتارا ہوا ہے۔

قرآن کی فصاحت کے دشمن بھی معترف ہیں: عمرؓ کہتے ہیں اسلام لانے سے پہلے ایک دفعہ میں نبی ﷺ کے پاس گیا۔ آپ پہلے ہی سے مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے سورۂ حاقہ پڑھی۔ میں نشست الفاظ اور بندش مضامین اور کمال فصاحت و بلاغت پر سر دھنتا رہ گیا۔ دل میں خیال آیا، قریشی سچ کہتے ہیں۔ واقعی یہ شاعر ہیں۔ پڑھتے پڑھتے یہ آیت اِنَّهٗ لَقَوْلُ الخ بھی پڑھی کہ یہ بزرگ رسول کا قول ہے، شاعر کا نہیں۔ گو تمہیں یقین نہ آئے۔ پھر میں نے سوچا، اگر شاعر نہیں تو کاہن ضرور ہیں۔ فوراً ہی آپ نے وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ کے الفاظ پڑھے۔ اور نہ کسی کاہن کا قول ہے۔ مگر تم تو نصیحت مانتے ہی نہیں۔ میرے لیے یہ پہلا موقعہ تھا کہ اسلام نے میرے دل میں گھر کیا اور مجھے آپ کی صداقت کا یقین ہو گیا۔ (الف) یہ واقعہ بھی آپ کے اسلام لانے کا ایک اہم سبب ہے۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ

لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾

اگر محمد ﷺ ہمارے خلاف کوئی بات گھڑتے تو ہم ان کا سیدھا ہاتھ پکڑ کر ان کی شاہ رگ کاٹ ڈالتے۔ پھر ہمیں تم میں سے کوئی بھی اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔ واقعی قرآن ڈرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔ ہمیں خوب معلوم ہے کہ تم میں سے بعض اسے جھٹلاتے ہیں۔ یاد رکھو! یہ جھٹلانا کافروں کے لیے باعث حسرت ہوگا۔ واقعی قرآن یقینی طور پر حق ہے۔ آپ اپنے عظیم رب کے نام کی پاکی بیان کرتے رہیں۔ (سبحان ربی العظیم)

جھوٹوں کی عبرت ناک سزا: (۴۴) یعنی بقول تمہارے اگر نبی ﷺ واقعی رسالت میں کمی بیشی کرنے والے یا ہمارے نام سے کوئی بات گھڑ کر لانے والے ہوتے تو ہم اسی وقت انہیں عبرت ناک سزا دے دیتے۔ (۴۵، ۴۶) اور ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کی شاہ رگ کاٹ ڈالتے۔ جس سے دل کا خون نکل جاتا۔ (۴۷) اور ہماری کوئی مزاحمت نہیں کر سکتا تھا اور نہ آپ کو ہم سے چھڑا سکتا تھا۔

رسول پر بدگمانی اللہ پر اتہام ہے: چونکہ ہم نے انہیں اور ان کی تحریک کو پروان چڑھایا۔ اور روز بروز فروغ ہی دیا۔ معلوم ہوا کہ آپ سچے، نیک اور راہ یافتہ ہیں۔ خائن و کذاب نہیں بلکہ امین و صادق ہیں۔ وحی کو جوں کی توں ادا کر دیتے ہیں۔ لہذا ایسے بے لوث و مخلص ہادی کے حق میں بدگمانیاں صحیح نہیں۔ اللہ نے آپ کو رسالت کے لیے چنا ہے اور آپ کی تائید کھلے معجزوں اور قطعی دلائل سے فرمائی ہے۔ لہذا آپ کی رسالت میں ذرا سا بھی شک نہیں اور آپ پر بدگمانی اللہ پر اتہام ہے۔

قرآن نصیحت ہے: (۴۸) قرآن پارساؤں کے لیے بڑی بھاری نصیحت ہے۔ فرمایا، قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ الخ (فصلت ۴۱: ۴۴) آپ فرما دیں کہ قرآن مومنوں کے لیے ہدایت و شفا ہے اور بے ایمانوں کے کانوں میں ڈاٹ ہے۔ وہ اس روشنی کے باوجود بھی اندھے ہی ہیں۔ (۴۹) یعنی قرآن کو باوجود کمال وضاحت کے بعض لوگ نہیں مانیں گے۔

تکذیب قرآن باعث ندامت ہوگی: (۵۰) قرآن کی تکذیب قیامت کے دن باعث ندامت ہوگی۔ (یا) یہ قرآن اور اس پر ایمان کافروں کے لیے باعث حسرت ہوگا۔ فرمایا، كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ الخ (شعراء ۲۶: ۲۰۰، ۲۰۱) اسی طرح ہم قرآن مجرموں کے دلوں میں اتارتے ہیں۔ یہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔ (۲) وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ الخ (سباء ۳۴: ۵۴) ان میں اور ان کی خواہشوں میں پردہ حائل کر دیا گیا۔ (۵۱) یہ بالکل سچی خبر ہے جس میں شک کی بال بھر بھی گنجائش نہیں۔ (۵۲) آپ قرآن اتارنے والے کے اسم مبارک کی پاکیاں بیان کرتے رہیں۔ سبحان ربی العظیم۔

الحمدللہ سورہ حاقہ کی تفسیر پوری ہوئی۔ اللہ اسے قبول فرمائے۔ آمین۔

سورہ معارج

بترتیب مصحف یہ ۷۰ ویں اور بترتیب نزول ۷۹ ویں سورہ ہے۔ اور یہ مکی سورہ ہے۔ اس میں ۴۴ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان و شفیق ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۭ﴿۳﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ﴿۴﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۙ﴿۶﴾ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ۭ﴿۷﴾

ایک سائل نے اس عذاب کا سوال کیا جو صاحب مراتب اللہ کی طرف سے کافروں پر اترنے والا ہے۔ اور جسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔ چڑھتے ہیں اس کی طرف فرشتے اور روحیں ایک دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہے۔ آپ صبر جمیل سے کام لیں۔ یہ عذاب کو دور سمجھ رہے ہیں اور ہم اسے قریب ہی دیکھ رہے ہیں۔

قیامت کی جلدی مچانا: (۱) یعنی کافر قیامت و عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں۔ فرمایا، وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ الخ (عنکبوت ۲۹:۵۳) وہ آپ سے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اس کا عذاب سچ مچ آ کر رہے گا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا یہ سوال عذاب کے بارے میں تھا۔ حالانکہ عذاب چوکنے والا نہیں۔ (ن) (۲) یعنی اس عذاب کا سوال کیا جو کافروں کے لیے تیار اور ان کی گھات میں ہے اور بھاگا ہوا آ رہا ہے۔ جب اللہ اسے بھیجنا چاہے گا تو کوئی اسے روکنے والا نہ ہوگا۔

ذوالمعارج کی تفسیر: (۳) ذوالمعارج= درجوں یا بلندیوں یا بزرگیوں یا سیڑھیوں یا فضل و کرم والا۔ یعنی یہ عذاب اس کا ہوگا جو مذکورہ بالا صفتوں والا ہے۔

روح کی تعریف: (۴) یہاں اس آیت میں فرشتوں کے ساتھ روح کا ذکر ہے۔ ممکن ہے کہ روح سے مراد حضرت جبرئیل ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ جنس روح مراد ہو جو تمام ارواح انسانیہ کو شامل ہے۔ کیونکہ مرنے کے بعد روحیں آسمان پر چڑھائی جاتی ہیں۔ جیسے کہ براء والی حدیث سے ثابت ہے۔ براء والی حدیث میں یہ بھی ہے کہ فرشتے پاک روحوں کو آسمان سے آسمان تک چڑھا کر لے جاتے ہیں۔ حتی کہ ساتویں آسمان پر پہنچ جاتے ہیں۔ (ادن، ابن ماجہ) (یہ حدیث گو مشہور ہے مگر اس کی صحت میں کلام ہے۔ مگر ابوہریرہؓ والی حدیث اس کی شاہد ہے جس کی سند شرط جماعت پر ہے۔) (ت، ابن ماجہ)

پچاس ہزار سال والے دن کی تفسیر: پچاس ہزار سال والے دن سے قیامت کا دن مراد ہے۔ (ابن ابی حاتم از ابن عباسؓ بسند صحیح) ایک روایت میں ابن عباس کا قول ہے کہ قیامت کا دن کافروں کے لیے پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ (۲) ابوعمر غدانی کہتے

ہیں میں ابو ہریرہؓ کے پاس تھا۔ اتنے میں ایک عدانی گزرا۔ ابو ہریرہؓ سے کہا گیا، یہ شخص بہت مال دار ہے۔ فرمایا، اسے میرے پاس بھیج دو چنانچہ وہ آ گیا۔ پوچھا، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم بہت مالدار ہو۔ بولا، ہاں اللہ کا فضل ہے۔ میرے پاس ہر قسم کے اونٹ ہیں۔ طرح طرح کے غلام اور بیش قیمت گھوڑے ہیں۔ فرمایا، چوکنا رہو۔ کہیں یہ جانور تمہیں کھروں سے نہ روندیں اور سینگوں سے نہ ماریں۔ آپ بار بار یہی فرماتے رہے۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ بولا، کیوں؟ فرمایا، میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے جو شخص سختی اور آسانی میں اونٹوں کا حق ادا نہیں کرے گا۔ اسے قیامت کے دن اللہ ایک چٹیل، صاف اور کھلے، لمبے میدان میں چت لٹائے گا اور ان تمام جانوروں کو جب کہ موٹے تازے ہوں گے، حکم ملے گا کہ اسے روندتے ہوئے چلے جاؤ۔ آخر ایک ایک کر کے سب اسے کچلتے ہوئے گزر جائیں گے۔ جب پچھلا گزر جائے گا تو پھر پہلا آ جائے گا۔ اس پر اس دن جو پچاس ہزار سال کے برابر ہو گا، یہی عذاب ہوتا رہے گا۔ حتیٰ کہ اللہ لوگوں میں فیصلہ فرما دے اور وہ اپنا راستہ دیکھ لے۔ اور اگر اس کے پاس بیل ہوں گے اور سختی اور آسانی میں ان کا حق ادا نہیں کرے گا تو اسے ایک صاف اور کھلے میدان میں چت لٹایا جائے گا۔ اور وہ بیل خوب موٹے تازے ہو کر آئیں گے اور ہر کھر والا جانور اسے کچلتا جائے گا اور ہر سینگ والا جانور سینگوں سے مارتا جائے گا اور ان میں کوئی جانور بے سینگوں کا یا ٹوٹے ہوئے سینگوں کا نہ ہو گا۔ جب اس پر سب سے پچھلا جانور گزر جائے گا تو پھر پہلا آ جائے گا۔ یہی عذاب اس پر پچاس ہزار سال والے دن ہوتا رہے گا۔ حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا اور وہ اپنی راہ دیکھ لے۔ یہی حال بکریوں کا ہو گا۔ اس شخص نے پوچھا، اونٹوں کا کیا حق ہے؟ فرمایا، سواری کے لیے کسی غریب کو دے دینا۔ اور دودھ کا جانور پینے کے لیے اور نر گابھن کے لیے دے دینا۔ (دن)

کسی نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ ایک ہزار سال کا دن کون سا ہے؟ فرمایا، پچاس ہزار سال کا دن کون سا ہے؟ بولا، میں آپ سے یہی معلوم کرنے آیا ہوں۔ فرمایا، اللہ نے قرآن میں ان دونوں دنوں کا بیان فرمایا ہے اور ان کی حقیقت اسی کو معلوم ہے۔ میں بلاعلم کے قرآن میں کچھ کہنا بہت برا سمجھتا ہوں۔

نبی ﷺ کو صبر کی تلقین: (۵) اے نبی ﷺ! آپ کی قوم آپ کو جھٹلا کر جو آپ کا دل دکھا رہی ہے اور قیامت کی اس خیال سے جلدی مچا رہی ہے کہ وہ آنے والی نہیں۔ آپ اس پر صبر جمیل سے کام لیں اور اپنے دل پر میل نہ آنے دیں۔ فرمایا، یَسْتَعْجِلُ الخ (شوریٰ ۴۲؛ ۱۸) بے ایمان ہی قیامت کی جلدی مچا رہے ہیں اور ایمان والے تو اس سے ڈر رہے ہیں۔ کیونکہ انہیں قیامت کا پکا یقین ہے۔ (۶، ۷) کافر عذاب و قیامت کو غلط سمجھ رہے ہیں اور مومن صحیح و قریب سمجھتے ہیں۔ اگرچہ اس کی تاریخ اللہ ہی جانتا ہے کیونکہ آنے والی چیز قریب ہی ہے۔ اور ایک نہ ایک دن آ ہی جائے گی۔

يَوْمَ تَكُونُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ﴿٨﴾ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿٩﴾ وَلَا يَسْـَٔلُ
حَمِيمٌ حَمِيمًا ﴿١٠﴾ يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ
يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ﴿١١﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ﴿١٢﴾ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُـْٔوِيهِ ﴿١٣﴾ وَمَن
فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنجِيهِ ﴿١٤﴾ كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ﴿١٥﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ ﴿١٦﴾

تَدۡعُوۡا مَنۡ اَدۡبَرَ وَتَوَلّٰی ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ فَاَوۡعٰی ﴿۱۸﴾

جس دن آسمان تیل کی گاد کی طرح اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے، اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا، جب کہ ایک دوسرے کو دکھلا بھی دیئے جائیں گے۔ اس دن مجرم آرزو کرے گا، کاش! وہ اپنے بیٹوں کو، بیوی کو، بھائی کو، کنبہ کو جو اسے پناہ دیتا تھا اور زمین کے تمام لوگوں کو فدیہ میں دے کر عذاب سے اپنی جان چھڑا لے۔ مگر ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ واقعی وہ شعلہ والی آگ ہے جو کھال کھینچنے والی ہے۔ یہ ہر اس شخص کو بلائے گی جو پیچھے ہٹاتا تھا۔ جس نے حق سے منہ موڑا تھا اور مال جمع کر کے سنبھال کر رکھ چھوڑا تھا۔

---

(۸) یعنی جس عذاب کی جلدی ہے، وہ اس دن آئے گا جس دن آسمان تیل کی گاد کی طرح ہو جائے گا۔ (۹) اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہوں گے۔ فرمایا، وَتَكُوۡنُ الۡجِبَالُ الخ (قارعہ ۱۰۱:۵) اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے۔

قیامت کے دن ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی: (۱۰) اس دن کوئی عزیز و دوست کسی عزیز و دوست کو نہ پوچھے گا۔ پریشان حال دیکھنے کے باوجود بھی کوئی کسی کا حال نہ پوچھے گا اور کترا کر نکل جائے گا۔ ہر شخص کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ ایسے ہول ہوں گے کہ ہر ایک خود فراموش و بے خبر ہوگا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا جان پہچان والے پہچاننے کے باوجود کترا جائیں گے۔ فرمایا، لِكُلِّ امۡرِئٍ الخ (عبس ۸۰:۳۷) اس دن ہر ایک کی ایسی حالت ہوگی جو اسے خود فراموش بنا دے گی۔

آخرت میں فدیہ بھی نامنظور: (۱۴) آج فدیہ قبول نہ ہوگا۔ اگرچہ کوئی روئے زمین کے باشندے یا دنیا کا تمام خزانہ لے آئے۔ وہ ایسا نازک دن ہوگا کہ انسان اپنے جگر پاروں کو بھی، بھائی بہنوں کو بھی، محبوب بیوی کو بھی اور خاندان والوں کو بھی فدیہ میں دینا چاہے گا بلکہ اس کی یہ خواہش ہوگی کہ تمام دنیا جہنم میں ڈال کر مجھے بچا لیا جائے۔ مگر یہ تمنا فضول ہے۔ جڑیں اور شاخیں بطور فدیہ کے حاضر مگر قابل پذیرائی نہیں۔ (۱۵، ۱۶) آج فدیہ نہ منظور ہوگا آج تو اس کے سامنے بلند و خوفناک اور شعلہ مارنے والی آگ ہوگی جو کھال جھلس کر اتار پھینکے گی اور کھوپڑی پلپلی کر دے گی۔

جہنم کی آگ کے خواص: جہنم کی آگ ہڈیوں سے گوشت الگ کر دے گی، رگ پٹھے کھنچنے لگیں گے، ہاتھ پاؤں اینٹھنے لگیں گے، پنڈلیاں کٹتی معلوم ہوں گی، نہ صرف چہرے کو بلکہ ہر عضو کو مسخ کر دے گی، ہڈیوں کا بھس بنا دے گی اور جسم کی رگ رگ پھونک ڈالے گی۔ صرف دل باقی رہ جائے گا۔

مال جوڑ کر رکھنے کی مذمت: (۱۷، ۱۸) یہ خوف ناک آگ اپنے فرزندوں کو جن کو اللہ نے جہنم ہی کے لیے پیدا کیا تھا کہ دنیا میں آ کر اودھم مچائیں اور دوزخ کے عمل کریں، خطیبانہ انداز سے پکارے گی۔ پھر انہیں پرندے کی طرح ایک ایک کر کے چن لے گی کیونکہ انہوں نے دنیا میں دل سے حق جھٹلایا تھا۔ نیکیوں سے دل چرایا تھا اور مال جوڑ جوڑ کر رکھا تھا۔ نہ اللہ کے حقوق کی پرواہ کی تھی اور نہ لوگوں کے حقوق کی۔ ایک حدیث میں ہے کہ سنبھال سنبھال کر نہ رکھ ورنہ اللہ بھی تجھ سے سنبھال کر رکھ لے گا۔

اِنَّ الۡاِنۡسَانَ خُلِقَ هَلُوۡعًا ﴿۱۹﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوۡعًا ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الۡخَيۡرُ مَنُوۡعًا ﴿۲۱﴾ اِلَّا الۡمُصَلِّيۡنَ ﴿۲۲﴾ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَلٰى صَلَاتِهِمۡ دَآئِمُوۡنَ ﴿۲۳﴾

وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝۲۴ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝۲۵ وَالَّذِيْنَ
يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝۲۶ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝۲۷
اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۝۲۸ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۲۹
اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۳۰ فَمَنِ
ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۳۱ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ
وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۳۲ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۝۳۳ وَالَّذِيْنَ هُمْ
عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۳۴ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝۳۵ ع

دیکھو انسان بڑا کچ دلا بنایا گیا ہے۔ جب اس پر کوئی مصیبت آ جاتی ہے تو گھبرا جاتا ہے اور جب مال ملتا ہے تو کنجوس بن جاتا ہے۔ بجز نمازیوں کے جو اپنی نماز پر ہمیشگی کرتے ہیں۔ جن کے مالوں میں مانگنے اور نہ مانگنے والوں کا ایک مقرر حصہ ہے جو جزا کے دن پر یقین رکھتے ہیں۔ جو رب کے عذاب کے ڈر سے سہمے رہتے ہیں۔ واقعی ان کے رب کا عذاب ایسا نہیں جس سے انسان بے خوف ہو جائے۔ جو اپنی عصمتوں کے بجز بیویوں اور لونڈیوں کے جن کے وہ مالک ہیں، محافظ ہیں۔ ایسوں پر کوئی ملامت نہیں پھر جنہوں نے اس کے علاوہ بھی کوئی راہ ڈھونڈی، وہی حد سے گزرنے والے ہیں اور جو امانتوں اور عہدوں کے پابند رہتے ہیں، جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں اور جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ جنتی باغوں میں ایسوں ہی کی تکریم وعزت ہوگی۔

انسان کمزور دل کا ہے: (۱۹) یعنی انسان بڑا کچ دلا ہے۔ ذرا سی تکلیف سے صبر کھو بیٹھتا ہے۔ (۲۰) جہاں ادنیٰ سا دکھ یا معمولی سی تکلیف پہنچی، چیخ پڑتا ہے، بے چین ہو جاتا ہے، گھبرا جاتا ہے اور ہائے ہائے کرنے لگتا ہے۔ جیسے اب یہ دکھ جانے والا ہی نہیں اور آرام پہنچنے کی کوئی صورت ہی نہیں۔ (۲۱) اور جب مال ہاتھ آ جاتا ہے اور اللہ اسے اپنی اس عظیم نعمت سے نوازتا ہے تو احسان فراموش وکنجوس بن جاتا ہے۔ اور تمام حقوق چھوڑ کر جوڑنے کی فکر میں لگ جاتا ہے اور اللہ کو بھی بھول جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا، انسان کی بری خصلت اس کی انتہائی کنجوسی اور بزدلی ہے۔ (الف د)

نمازیوں کے اوصاف: (۲۲) غرضیکہ انسان میں انسان ہونے کی حیثیت سے یہ بری عادتیں ہیں مگر جنہیں اللہ ان سے محفوظ رکھے اور بھلائی کی توفیق دے۔ بری عادتوں سے بچنے والے نمازی ہیں۔ (۲۳) جو پابندی سے ہمیشہ اور ہر حال میں نماز پڑھتے ہیں، نماز کے اوقات کا اور اس کے واجبات وفرائض کا لحاظ رکھتے ہیں اور نماز ذوق وشوق سے اور خشوع وخضوع سے پڑھتے ہیں اور نماز کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ فرمایا، قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (مومنون ۲۳:۱) انہیں مومنوں کے لیے کامرانی ہے جو نماز دل لگا کر پڑھتے ہیں۔

نماز میں سکون واعتدال واجب ہے: دوام میں سکون کے معنی بھی ہیں جیسے ماء دائم ٹھہرے ہوئے پانی کو کہتے ہیں۔ معلوم

ہوا نماز میں سکون و جمعیت قلب واجب ہے کیونکہ جس کے رکوع وسجدہ میں اطمینان اور اعتدال نہیں، اس کی نماز میں ہیشگی نہیں۔ بلکہ کوے کی طرح ٹھونگیں مار رہا ہے۔ اس لیے اسے نماز کا ثمرہ (کامرانی) بھی حاصل نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا، اللہ کو سب سے پیارا عمل ہیشگی والا ہے گو وہ تھوڑا ہی ہو۔ صدیقہؓ فرماتی ہیں نبی ﷺ جب کوئی عمل کرتے تو اس پر ہیشگی کیا کرتے تھے۔ (ایک لفظ میں ہے) اسے قائم رکھا کرتے تھے۔

(۲۵،۲۴) یعنی ان کے مال میں ارباب حاجات کا ایک مقررہ حصہ ہے۔ خواہ کوئی مانگے یا نہ مانگے۔ اس کی تفسیر ذاریات میں گزر چکی۔ (۲۶) یعنی جن کا ایمان جزا پر، زندگی بعد الموت پر اور حساب و کتاب پر ہے اور ان کی طرح عمل کرتے ہیں جو ثواب حاصل کرنے اور عذاب سے بچنے کے لیے سرگرم عمل رہتے ہیں۔ (۲۷) جو اپنے رب کے عذاب سے خوف زدہ رہتے ہیں اور اس کے تصور سے ہی کانپ اٹھتے ہیں۔ (۲۸) یعنی کسی سمجھدار آدمی کو اللہ کے عذاب سے نڈر نہیں رہنا چاہیے مگر جسے اللہ ہی بے خوف کر دے اور امن نصیب فرمادے۔

نماز مکارم اخلاق کا عادی بناتی ہے: (۲۹) یعنی جو اپنی عصمتوں کے محافظ ہیں اور بداخلاقی سے بچتے ہیں اور جہاں آئین اسلام اجازت نہیں دیتا، ادھر کا رخ بھی نہیں کرتے۔ (۳۰) ہاں ان کے لیے بیویاں اور باندیاں مباح ہیں۔ ظاہر ہے کہ حلال کے استعمال پر انہیں کوئی ٹیڑھی نگاہ سے دیکھنے والا نہیں کیونکہ راہ سیدھی ہے، ٹیڑھی نہیں۔ (۳۱) حلال چھوڑ کر حرام اختیار کرنا حد سے بڑھنا ہے۔ ان دونوں آیتوں کی تفسیر (مومنون ۲۳: ۱) میں گزر چکی۔ (۳۲) یعنی جو امین صادق ہیں، خائن وغدار نہیں کیونکہ امانت وایفائے عہد مومنوں کی صفتیں ہیں اور خیانت وغداری منافقوں کی۔ حدیث میں ہے کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ بات بات میں جھوٹ بولنا، وعدہ کر کے توڑ دینا اور امانت میں خیانت کرنا۔ (ایک روایت میں ہے) اور جھگڑے میں بدکلامی کرنا۔ (۳۳) یعنی جو شہادتوں پر قائم رہتے ہیں۔ نہ انہیں چھپاتے ہیں اور نہ کمی بیشی کرتے ہیں۔ فرمایا، وَمَنْ يَّكْتُمْهَا الخ (بقرہ ۲: ۲۸۳) جس نے شہادت چھپائی، اس کا دل گنہ گار ہے۔ (۳۴) نماز ہی سے سلسلہ کلام کا آغاز کیا اور اسی پر ختم کر دیا۔ معلوم ہوا کہ نماز بڑا اہم اور افضل واشرف عمل ہے۔ آیت مومنون ۲۳: ۱۰، ۱۱ میں یہ باتیں بیان کر کے فرمایا، اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ الخ (مومنون ۲۳: ۱۰) یہی جنت الفردوس کے وارث ہیں جہاں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ یہاں فرمایا، (۳۵) انہیں کی جنتوں میں عزت ہوگی۔ اور یہی طرح طرح کی نعمتوں سے اور قسم قسم کی لذتوں سے محظوظ ہوں گے۔

فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ۝٣٦ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ۝٣٧
اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ۝٣٨ كَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا
يَعْلَمُوْنَ ۝٣٩ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ۝٤٠ عَلٰٓى
اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۝٤١ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا
وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝٤٢ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ

الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾

انہیں کیا ہو گیا کہ آپ کے دائیں بائیں سے گروہ گروہ بن کر (مذاق کے لیے) آپ کی طرف دوڑے چلے آ رہے ہیں۔ کیا ان میں سے ہر ایک کو یہ لالچ ہے کہ وہ نعمت والی جنت میں چلا جائے گا؟ کبھی نہیں۔ ہم نے انہیں اس چیز سے پیدا کیا جسے وہ جانتے ہیں۔ مشارق ومغارب کے رب کی قسم! ہم ان کی جگہ ان سے بہتر لانے پر قادر ہیں، عاجز نہیں۔ اچھا آپ انہیں جھگڑتے اور کھیلتے چھوڑ دیں۔ جب تک کہ یہ اس دن سے جاملیں جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ جس دن یہ قبروں سے بھاگتے ہوئے نکل کھڑے ہوں گے، جیسے کسی عبادت گاہ کی طرف بھاگے جا رہے ہیں۔ آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی اور ذلت چھائی ہوئی ہوگی۔ یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ تھا۔

عہد رسالت کے کافروں کی مذمت: (۳۶، ۳۷) ان کافروں کی مذمت ہے جو عہد رسالت میں تھے اور آپ کو دیکھتے بھالتے رہتے تھے۔ ان کے سامنے رسالت کی روشنی بھی تھی اور صاف صاف معجزے بھی دیکھتے تھے جو مقدس رسول کے دست مبارک سے وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہتے تھے مگر پھر بھی آپ سے بدکتے ہی رہے۔ دین قیم سے ہٹتے ہی رہے اور ٹولیاں بن کر دائیں بائیں بھاگتے ہی رہے۔ فرمایا، فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ (مدثر ۷۴: ۴۹ تا ۵۱) انہیں کیا ہو گیا؟ کیوں نصیحت سے کترا رہے ہیں؟ جیسے بدکے ہوئے گدھے ہیں جو شیر سے ڈر کر بھاگے ہوں۔ یہاں فرمایا کہ ان بے ایمانوں کو کیا ہو گیا کہ آپ سے بدک کر بھاگ رہے ہیں؟ آخر یہ دائیں بائیں کیوں ٹولی ٹولی بھاگی چلی جا رہی ہے؟ یعنی نقطۂ حق چھوڑ کر اتحاد قائم نہیں رہتا اور لوگ مختلف گروہوں میں بٹ جاتے ہیں اور جوں جوں حق سے دور ہوتے جاتے ہیں، اختلافات کی خلیج گہری اور وسیع ہوتی جاتی ہے۔

(۳۸) یعنی نبی ﷺ سے تو کترا کر ادھر ادھر بھاگے جا رہے ہیں مگر لطف یہ ہے کہ ہر شخص اپنے آپ کو جنتی سمجھتا ہے۔ حق سے اعراض اور جنت کا لالچ! یہ منہ اور مسور کی دال۔ یہ جنت میں جانے والے نہیں۔ ان کا ٹھکانہ تو جہنم ہے۔

زندگی بعد الموت کا ثبوت: (۳۹) اس میں زندگی بعد الموت کا اور آنے والے عذاب کا ثبوت ہے کہ کافر اسے بعید از عقل سمجھتے ہیں۔ حالانکہ جس نے انہیں پیدا کیا، وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بدرجہ اولیٰ قادر ہے۔ جب پہلی بات مانتے ہیں کہ اللہ نے انسان کو پیدا کیا جب کہ اس کا نام ونشان بھی نہ تھا تو لامحالہ دوسری بات بھی ماننی پڑے گی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ انسان منی سے پیدا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا، اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ الخ (مرسلات ۷۷: ۲۰ تا ۲۳) کیا ہم نے تمہیں ایک حقیر قطرۂ منی سے نہیں بنایا؟ (۲) فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ الخ (طارق ۸۶: ۵ تا ۷) انسان کو سوچنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے بنایا گیا۔ وہ کودنے والے پانی سے پیدا کیا گیا جو پشت اور پسلیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔ یقیناً اللہ اسے دوبارہ لوٹانے پر قادر ہے۔ (۴۰، ۴۱) جس نے زمین وآسمان اور مشرق ومغرب پیدا فرمائے اور تارے مسخر کیے کہ مشرقوں سے طلوع ہو کر مغربوں میں ڈوب جاتے ہیں، اسی کی قسم! تمہاری رایوں کے مطابق واقعات نہیں۔ زندگی بعد الموت، قیامت اور حساب وکتاب سچی باتیں ہیں۔

اللہ کسی بات سے عاجز نہیں: پھر فرمایا، ہم عاجز نہیں ہیں۔ فرمایا، اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ الخ (قیامہ ۷۵: ۳، ۴) کیا انسان کا خیال

ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہیں کریں گے۔ کیوں نہیں۔ ہم تو اس کا پور پور جمع کر کے اسے درست کرنے پر قادر ہیں۔ (۲) نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الخ (واقعہ ۵۶: ۶۰) ہم نے تمہاری موت مقدر کر دی اور ہم اس سے عاجز نہیں کہ تمہاری جگہ تمہارے مثل بدل دیں اور تمہیں ایک نئی پیدائش میں لے آئیں جس کا تمہیں علم بھی نہیں۔

جو نصیحت نہ مانے، اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے: (۴۲) یعنی آپ انہیں سرکشی ہی میں گرفتار چھوڑ دیں۔ جب تک یہ وہ دن نہ پا لیں جس کا ان سے وعدہ ہے، اس دن یہ اپنے کفر کا وبال چکھ لیں گے۔ (۴۳) جب اللہ انہیں حساب کے لیے میدان محشر میں طلب فرمائے گا تو یہ قبروں سے اٹھ اٹھ کر اس طرح بھاگیں گے جیسے تھانوں، یا علم یا کسی مقررہ حد کی طرف بھاگے جا رہے ہوں۔ جیسے دنیا میں سب سے پہلے چھو کر شرف سعادت حاصل کرنے کے لیے بتوں کی طرف دوڑ کر جایا کرتے تھے۔ اسی طرح سرپٹ دوڑ کر جائیں گے۔ (۴۴) پشیمانی کے مارے نگاہیں جھکی ہوئی اور ذلت چھائی ہوئی ہوگی کیونکہ یہ دنیا میں بڑے مغرور و معزز سمجھے جاتے تھے۔ پھر فرمایا کہ یہ قیامت کا دن ہوگا جس کا یہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

الحمدللہ سورہ معارج کی تفسیر تمام ہوئی۔

سورہ نوح

بترتیب مصحف یہ ۷۱ ویں اور بترتیب نزول بھی ۷۱ ویں ہی سورہ ہے۔ اور یہ مکی سورہ ہے۔ اس میں ۲۸ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّآ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِۦٓ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١﴾ قَالَ يَٰقَوْمِ إِنِّى لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢﴾ أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ﴿٣﴾ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ ٱللَّهِ إِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان و شفیق ہے۔

بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کے پاس رسول بنا کر بھیجا کہ تم اپنی قوم کو اس سے پہلے پہلے کہ ان پر دردناک عذاب آ جائے، ہوشیار کر دو۔ فرمایا، اے قوم! میں تمہیں ایک ظاہر خطرے کی خبر دے رہا ہوں۔ (جس سے بچنے کی یہی صورت ہے کہ) اللہ ہی کی عبادت کرو، اسی سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور تمہیں ایک خاص وقت تک چھوڑ دے گا۔ یاد رکھو! جب اللہ کا مقررہ وقت آ جاتا ہے تو پھر موقوف نہیں کیا جاتا۔ کاش! تمہیں (اس بات کا) یقین ہو جائے۔

دعوت نوح: (۱) اللہ نے حضرت نوح کو ان کی قوم کے پاس رسول بنا کر بھیجا تا کہ عذاب آنے سے پہلے قوم کو چوکنا کر دیا جائے کہ اگر وہ عذاب آنے سے پہلے گناہوں سے توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لیں گے تو عذاب نہیں آئے گا۔ اور زندگی کی لذتوں سے

بدستور لطف اندوز رہیں گے۔ (۲) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں صاف صاف آگاہ کر رہا ہوں کہ اللہ کے آنے والے عذاب سے ڈر جاؤ۔ آسمانی عذاب سروں پر منڈلا رہا ہے۔ اب بھی وقت ہے، سچے دل سے توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لو۔

آسمانی عذاب سے بچنے کی صورت: (۳) آسمانی عذاب سے بچانے والی تین چیزیں ہیں۔ توحید و عدم شرک، خشیت الٰہی و گناہوں سے پرہیز اور رسول وقت کی فرمانبرداری۔ (۴) یعنی اگر تم میری رسالت مان کر میرا کہنا مانو گے تو اللہ تمہارے بڑے بڑے گناہ جن کی وجہ سے تم عذاب کے مستحق بن چکے تھے، معاف فرما دے گا۔ اور تمہاری عمروں میں برکت عطا فرمائے گا اور آنے والا خطرناک عذاب تم سے ہٹا دے گا۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا ۙ﴿۵﴾ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا ﴿۶﴾ وَاِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۚ﴿۷﴾ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۙ﴿۸﴾ ثُمَّ اِنِّیْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۙ﴿۹﴾ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ﴿۱۰﴾ یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّیُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؕ﴿۱۲﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۚ﴿۱۳﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ اَلَمْ تَرَوْا كَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۙ﴿۱۵﴾ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۙ﴿۱۷﴾ ثُمَّ یُعِیْدُكُمْ فِیْهَا وَیُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۙ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ ع

بولے، اے رب! میں نے اپنی قوم کو دن رات توحید کی طرف بلایا مگر وہ میری دعوت سے اپنے بدکنے میں بڑھتی ہی گئی۔ میں نے جب کبھی انہیں تیری بخشش کی طرف بلایا تو انہوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ کپڑے اوڑھ لیے، اڑ گئے اور کمال سرکشی اختیار کر لی۔ پھر میں نے انہیں پکار پکار کر توحید کی دعوت دی اور ان سے زور زور سے بھی کہا اور چپکے چپکے سے بھی کہ اپنے رب سے معافی مانگ لو۔ یقین مانو وہ خوب بخشنے والا ہے۔ تم پر خوب برستے ہوئے بادل بھیج دے گا۔ تمہیں مال و اولاد میں برکت دے گا۔ تمہیں باغ دے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کر دے گا۔ تم پر کیوں پتھر پڑ گئے؟ کیوں اللہ کی بزرگی نہیں مانتے؟ حالانکہ اس نے تمہیں مختلف حالتوں سے پیدا کیا۔ دیکھتے نہیں اللہ نے کس خوبی سے اوپر تلے آسمان بنا دیئے ہیں اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنا دیا ہے۔ اللہ نے تمہیں زمین ہی سے پیدا کیا ہے۔ پھر اسی میں لوٹا دے گا اور اسی سے دوبارہ پیدا کر دے گا۔ اس نے زمین

کو تمہارے لیے فرش بنا دیا ہے تا کہ تم اس کی چوڑی چکلی راہوں میں چلو پھرو۔

قوم نوح کی شکایت: (۵۔۷) اب نوحؑ اپنی قوم کی شکایت اللہ کے پاس لے آئے۔ایک طویل مدت تک تو ایذا پر صبر کرتے رہے مگر اب پیمانہ چھلک پڑا۔ساڑھے نو سو سال تک قوم کو اللہ کے قانون کی دعوت دی، راہ پر لانے کے ہر ممکن جتن کیے، ہر طرح سمجھایا بجھایا اور ہر تکلیف برداشت کی مگر قوم اسی غلط راہ پر اڑی رہی اور بتوں کے آگے پڑی رہی۔آخر تنگ آ کر اللہ سے شکایت کی کہ اے رب! تو خوب جانتا ہے میں نے تبلیغ میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ہر تکلیف سہہ کر قوم کو دن رات سمجھایا اور تیرے قریب لانے کی سرتوڑ کوشش کی۔مگر افسوس! قوم اپنی ضد پر اڑی رہی۔میں انہیں قریب لانا چاہتا مگر یہ اور دور ہٹ جاتے۔میں چیخ چیخ کر دعوت توحید وطاعت دیتا مگر یہ اور شرک وکفر پر پل پڑتے۔آخر میں نے ان سے کہا، دیکھو! سمجھ سے کام لو اور رب کا کہنا مانو۔جب تم رب کے فرمانبردار بن جاؤ گے تو وہ تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔لیکن ہزار افسوس ان بے ایمانوں نے میری نصیحت کو سننا بھی گوارا نہیں کیا۔کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور منہ پر کپڑے ڈال لیے تا کہ نہ میرا چہرہ دیکھیں اور نہ میری بات سنیں۔قریشی بھی، کافر بھی قرآن وحدیث سننا گوارا نہیں کرتے تھے اور اسی طرح کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیا کرتے تھے۔فرمایا، وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا الخ (فصلت ۴۱: ۲۶) کافروں نے کہا، یہ قرآن نہ سنو اور شور وغل کرو تا کہ تم غالب رہو۔(۸،۹) یعنی میں نے بھرے مجمع میں زور زور سے کھلم کھلا توحید کی دعوت دی اور فرداً فرداً تنہائی میں بھی سمجھایا تا کہ کسی طرح راہ پر آ جائیں اور نار جہنم سے بچ جائیں۔

توبہ سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں: (۱۰،۱۱) میں نے کہا، تم اپنی ان ناشائستہ حرکتوں سے باز آ جاؤ اور اللہ کی طرف رجوع کرو۔کیونکہ اگر گنہ گار نادم ہو کر اللہ سے توبہ کرتا ہے، اللہ اس کی توبہ قبول فرما کر گناہ معاف کر دیتا ہے۔گو شرک ہی کیوں نہ ہو، وہ بڑا غفور ورحیم ہے۔اس کی فرمانبرداری سے وقت پر بارش ہوگی اور روزیوں میں برکت ہوگی۔(استسقاء کی نماز میں سورۂ نوح کا پڑھنا اسی آیت کی وجہ سے مستحب ہے)

عمرؓ کی دعائے استسقاء: ایک دفعہ عمرؓ بارش کی دعا مانگنے کے لیے منبر پر چڑھے اور یہی آیت پڑھی اور اللہ سے گناہوں کی معافی بھی مانگی اور استغفار کی آیتیں پڑھیں۔پھر فرمایا، میں نے بارش تمام آسمانی راہوں سے جن سے بارش مانگی جا سکتی ہے، مانگ لی ہے۔

ترغیب وترہیب: (۱۲) جب تم سچے دل سے توبہ کر کے گناہوں سے معافی مانگ لو گے اور فرمانبردار بن کر آئندہ زندگی گزارو گے تو تم پر بارش کی ارزانی اور روزی کی فراوانی ہوگی اور آسمانی برکتوں سے مالا مال اور ارضی برکتوں سے خوش حال ہو جاؤ گے۔بہار ہی بہار ہوگی۔جانوروں کے تھن دودھ سے بھرپور رہیں گے۔گھاس کی افراط اور دودھ کی بہتات ہوگی۔مال واولاد میں برکتیں اور چاروں طرف نعمتیں ہی نعمتیں ہوں گی۔پھلوں کی بھرمار اور بکثرت پیداوار ہوگی۔جگہ جگہ آب رواں ہوگا اور نہروں اور چشموں کا دلخوش کن سماں ہوگا۔یہاں تک تو آپ نے رغبت دلائی تا کہ وہ چیزوں کی محبت اور لالچ کی وجہ سے اللہ والے بن جائیں۔آگے ڈراوے ہیں۔(۱۳) یعنی تمہاری عقلوں پر کیوں پردے پڑ گئے ہیں۔کیوں اللہ کی عظمت سے غافل اور اس کے جلال وسطوت سے جاہل بن گئے؟ کیوں اس کی شان عظمت نہیں مانتے اور کیوں اس کی شان سطوت سے بے خوف ہو؟ (۱۴) اللہ ہی نے تمہیں

مختلف حالتوں سے پیدا کیا۔ منی کے قطرے سے پھر جمے ہوئے خون سے اور پھر لوتھڑے سے بنایا۔ کیا اب بھی رب کی عظمت نہیں مانو گے؟ اور اس کی ہمہ گیر قدرت کے قائل نہ ہو گے۔

رب کی قدرت کے چند بڑے بڑے نمونے: (۱۵،۱۶) رب کی قدرت کی ہمہ گیری کے بڑے بڑے نمونے دیکھو۔ اس نے اوپر تلے سات آسمان بنائے۔ اگرچہ دیکھنے میں ایک ہی آتا ہے مگر ہیں سات۔

علم ہیئت کا خلاصہ: علم ہیئت والے بھی سات ہی بتاتے ہیں۔ ان کا حس سے ادراک ہوتا ہے۔ یعنی تاروں کی رفتار سے اور ان کے گہنانے سے کیونکہ متحرک تارے بڑے سات ہیں جنہیں سبعہ سیارہ کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو دوسرے کی وجہ سے گہن لگتا ہے۔ قریب ترین سیارہ چاند ہے جو دنیوی آسمان پر ہے۔ چاند اپنے اوپر والے تاروں کو گہن لگاتا ہے۔ فلک دوم میں عطارد، سوم میں زہرہ، چہارم میں سورج، پنجم میں مریخ، ششم میں مشتری اور ہفتم میں زحل ہے۔ باقی تاروں کو ثوابت کہتے ہیں جو فلک ہفتم میں ہیں۔ ارباب دیانت کی اصطلاح میں اس کا نام کرسی ہے۔ فلک نہم (فلک اطلس، اثیر) کی حرکت آٹھویں افلاک کی حرکت کے خلاف ہے اور تمام افلاک کی حرکات کا مبدا ہے۔ یہ حرکت مغرب سے مشرق کی طرف ہے۔ باقی آٹھوں افلاک کی حرکت مشرق سے مغرب کی طرف ہے۔ افلاک کے ساتھ باقی تمام تارے بالتبع گھومتے ہیں لیکن سبعہ سیارہ کی گردش اپنے اپنے فلک کی گردش کے خلاف ہے۔ یعنی مغرب سے مشرق کی طرف ہے۔ ہر سیارہ اپنے آسمان کی مسافت اپنی حیثیت سے طے کرتا ہے۔ چاند کا دورہ ایک ماہ میں، سورج کا دورہ ایک سال میں اور زحل کا ۳۰ سال میں پورا ہوتا ہے۔ یہ تفاوت اپنے اپنے فلک کی وسعت کی وجہ سے ہے۔ ورنہ سرعت میں سب یکساں ہیں۔ یہ علم ہیئت کا خلاصہ ہے۔ اس میں کچھ اختلافات بھی ہیں جن کا بیان ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ ہماری غرض صرف اتنی ہے کہ اللہ نے اوپر تلے سات آسمان بنائے اور ان میں سورج چاند بنا دیئے۔ جن کی روشنی میں تفاوت ہے۔ ہر ایک اللہ کی عظیم الشان قدرت کا نمونہ ہے۔ انہی سے دن رات پیدا ہوتے ہیں۔ چاند کی مقررہ منزلیں ہیں اور گھٹتا بڑھتا بھی رہتا ہے تاکہ مہینے اور سال معلوم ہو جائیں۔ فرمایا، هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ الخ (یونس ۱۰:۵) اسی نے سورج کو روشن اور چاند کو نورانی بنایا۔ اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تمہیں سالوں کا حساب معلوم ہو جایا کرے۔ اللہ نے انہیں حکمت سے پیدا کیا۔ سمجھ داروں کے آگے قدرت کے یہ مختلف نمونے موجود ہیں۔ (۱۷) یعنی اللہ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا جس طرح زمین سے نباتات پیدا ہوتے ہیں۔ (۱۸) اللہ مرنے کے بعد تمہیں زمین میں ہی لوٹا دے گا اور قیامت کے دن دوبارہ پیدا کر دے گا۔ ابتدا بھی مٹی ہی سے کی تھی۔ (۱۹،۲۰) اللہ نے تمہارے آرام کے لیے زمین پھیلا دی، کھینچ دی اور ٹھہرا دی اور سر بہ فلک پہاڑوں کی مضبوط میخیں اس میں ٹھونک دیں تاکہ تم زمین پر ٹھہر سکو، گھر بنا سکو اور جہاں چاہو، چل پھر سکو۔

محسن اعظم کا حق: غرضیکہ اللہ کے نبی ﷺ نے قوم کے سامنے اللہ کی ہمہ گیر قدرت کے چند بڑے بڑے نمونے رکھے اور یہ بات جتائی کہ جس نے تمہیں زمین و آسمان کی برکتیں دیں، جو تمام دنیا کا خالق اور رازق ہے اور جس کی قدرت کے یہ چند نمونے تمہارے سامنے ہیں، کیا اس کا اتنا بھی حق نہیں کہ تم اسی کی پرستش اور اس کے کہنے سے اس کے سچے رسول کی پیروی کرو۔ تمہارا فرض ہے کہ اسی کی عبادت کرو اور شرک سے بچو۔ کیونکہ اس کا کوئی نظیر و مثل اور ہمسر و کفو نہیں۔ نہ اس کی شان کے لائق بیوی بچے ہیں اور نہ وزیر و مشیر۔ وہ سب سے بلند و برتر اور کل کائنات کا رب ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

قَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا
خَسَارًا ﴿٢١﴾ وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿٢٢﴾ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ
وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ﴿٢٣﴾ وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا ۖ وَلَا
تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا ﴿٢٤﴾

نوح نے کہا، اے رب! قوم نے میری بات نہیں مانی اور ان کے پیچھے لگ گئے جو ان کے مال و اولاد کی کمی ہی کے باعث بنے اور بڑی بڑی تدبیریں کیں اور کہنے لگے، خبردار! اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ نہ ود کو چھوڑنا، نہ سواع کو، نہ یغوث کو، نہ یعوق کو اور نہ نسر کو۔ انہوں نے ایک کثیر مخلوق گمراہ کر دی۔ اے اللہ! ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھا۔

گنہ گاروں کے لیے مال و اولاد کی کثرت استدراج ہے: (۲۱) اے رب! تجھے معلوم ہے کہ میں نے قوم کو ہر طرح سے سمجھا دیا۔ نعمتوں کو بھی یاد دلا کر اور عذابوں سے بھی ڈرا ڈرا کر۔ لیکن ان کی نافرمانی و تکذیب بڑھتی ہی رہی۔ یہ دنیا والوں کی ہاں میں ہاں ملاتے رہے۔ جو اللہ کے عذاب سے غافل اور مال و اولاد کی مستی میں چور تھے۔ حالانکہ نافرمانیوں کے ساتھ مال و اولاد کی کثرت بہ طور استدراج کے تھی مگر وہ اسے تیری رضا اور اپنی عزت کی نشانی پر محمول کرنے لگے۔ (۲۲) ان کے رؤساء نے انہیں سخت دھوکے میں رکھا اور انہیں سمجھا دیا کہ ہم حق پر ہیں۔ اللہ ہم سے خوش ہے۔ جبھی تو اس نے ہمیں اپنی ان بیش بہا نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ اگر اللہ ہمارے عملوں سے ناراض ہوتا تو کیوں ہمیں مال و دولت اور جاہ و عزت دیتا۔ قیامت کے دن عوام ان کو یہی کہہ کر جھٹلائیں گے۔ فرمایا، بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ الخ (سباء ۳۴:۳۳) تم دن رات ہمیں دھوکہ دے دے کر کفر و شرک پر ابھارتے رہتے تھے۔ (۲۳) یہ عزت و جاہ والے نواب و رئیس عوام سے یہی کہتے رہے کہ خبردار! اپنے دیوی دیوتاؤں کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ ساتھ ہی ساتھ چند مشہور بتوں کے نام بھی گنوا دیئے۔

عربوں میں قوم نوح کے بتوں کا رواج ہوا: ابن عباسؓ کہتے ہیں عربوں نے قوم نوح کے بتوں کی پرستش کی۔ دومتہ الجندل میں کلب کا بت ود، ہذیل کا سواع، سبا کے پاس جرف میں مراد کا، پھر بنو غطیف کا یغوث، ہمدان کا یعوق اور حمیر اور آل ذوالکلاع کا نسر تھا۔ یہ قوم نوح کے بزرگوں کے نام ہیں۔ جب یہ مر گئے تو شیطان نے ان کے ماننے والوں کے دلوں میں یہ خیال ڈالا کہ ان کی قیام گاہوں پر کچھ نشانیاں بنا دو اور انہیں انہی کے نام سے پکارو۔ آخر ایسا ہی کیا گیا مگر جب تک یہ زندہ رہے، ان کی پرستش نہیں ہوئی۔ پھر جب یہ مر گئے اور علم ختم ہوا تو پرستش ہونے لگی۔ (ب) ابن عباسؓ کہتے ہیں عہد رسالت نوح میں یہی اصنام پوجے جاتے تھے۔

مورتیوں کی پرستش شیطان نے سکھائی: محمد بن قیس کہتے ہیں یغوث، یعوق اور نسر آدم و نوح کے درمیانی زمانہ کے نیک حضرات تھے۔ عوام ان کے معتقد بھی تھے۔ مرنے کے بعد ان کے معتقدوں نے یہ سوچ کر کہ اگر ان کے مجسمے بنا کر رکھ لیے جائیں تو عبادت کا شوق پیدا ہوگا، ان کے مجسمے بنا کر رکھ لیے۔ ان کے مرنے کے بعد ان کی نسلوں سے ابلیس کہنے لگا کہ تمہارے بزرگ

انہیں پوجتے تھے اور ان کے نام لے کر بارش مانگا کرتے تھے۔ آخر کار یہ انہیں پوجنے لگے۔ (ابن جریر)

یعنی انہوں نے ان بتوں سے کثیر مخلوق کو گمراہ کر دیا۔ کیونکہ ان کی پرستش کا رواج صدیوں سے چلا آ رہا تھا۔ اور ہمارے زمانہ تک موجود ہے۔ عرب و عجم کی اکثر قومیں بت پرستی میں مبتلا ہیں۔ خلیل اللہ نے فرمایا تھا، وَاجْنُبْنِي الخ (ابراہیم ۱۴: ۳۵) اے رب! مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچانا۔ اے رب! ان بتوں نے بہت سے لوگ گمراہ کر دیئے۔ پھر فرمایا کہ اے رب! ان کی گمراہی اور بڑھا۔

سرکشوں پر دونبیوں نے بددعا کی: نوح نے اپنی قوم کی سرکشی پر بددعا کی جس طرح موسیٰ نے فرعون پر اور اس کے سرداروں پر بددعا کی تھی کہ رَبَّنَا اطْمِسْ الخ (یونس ۱۰: ۸۸) اے رب! ان کے مال غارت کر۔ ان کے دل سخت کر۔ یہ ایمان نہ لائیں گے جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔ اللہ نے دونوں نبیوں کی دعا قبول کی اور دونوں کی قومیں پانی میں ڈبو دیں۔

مِمَّا خَطِيٓـَٔـٰتِهِمْ أُغْرِقُوا۟ فَأُدْخِلُوا۟ نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا۟ لَهُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ أَنصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى ٱلْأَرْضِ مِنَ ٱلْكَـٰفِرِينَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ إِنَّكَ إِن تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا۟ عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوٓا۟ إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَّبِّ ٱغْفِرْ لِى وَلِوَٰلِدَىَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيْتِىَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَـٰتِ وَلَا تَزِدِ ٱلظَّـٰلِمِينَ إِلَّا تَبَارًۢا ﴿۲۸﴾

یہ اپنے گناہوں سے ڈبوئے گئے۔ پھر آتش جہنم میں جھونکے گئے اور انہوں نے اپنا کوئی مددگار اللہ کے سوا نہیں پایا۔ نوح نے بددعا کی کہ اے رب! روئے زمین پر کوئی کافر زندہ نہ چھوڑ۔ کیونکہ اگر انہیں زمین پر رہتا بستا چھوڑ دیا گیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کی اولاد بھی بدکار و ناشکری ہی ہوگی۔ اے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور اسے بھی جو مومن بن کر میرے گھر میں آیا اور مومن مردوں اور عورتوں کو بھی اور ظالموں کی ہلاکت ہی بڑھا۔

مجرموں کو ان کے گناہ لے ڈوبے: (۲۵) یہ کثرت گناہ، کفر و سرکشی اور رسول کی تکذیب کی وجہ سے ڈوبے۔ پھر آگ کے شعلوں میں جھونک دیئے گئے۔ اب انہیں اللہ کے عذاب سے چھڑانے والا اور پناہ دینے والا کوئی نہیں۔ فرمایا، لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ الخ (ھود ۱۱: ۴۳) بیٹا آج اللہ کے عذاب سے کوئی پناہ دینے والا نہیں۔ بس وہی بچ سکتا ہے جس پر اللہ کی مہربانی ہو۔ (۲۶) اللہ نے اپنے نبی کی دعا قبول کی اور دنیا کے تمام کافروں کو ڈبو دیا۔ حتیٰ کہ نبی کا اپنا خاص بیٹا بھی جو باپ سے الگ ہو گیا تھا، ڈوب گیا۔ اس نے کہا تھا، سَاٰوِيْٓ اِلٰى الخ (ھود ۱۱: ۴۳) میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر بچ جاؤں گا۔ اللہ کے نبی نے جواب دیا، بیٹا تیرا یہ خام خیال ہے۔ یہ پانی نہیں، اللہ کا عذاب ہے۔ اس سے کوئی نہیں بچ سکتا بجز اس کے جس پر اللہ رحم فرمائے۔ آخر کار باتیں ہی کرتے کرتے باپ بیٹے کے درمیان موج حائل ہو گئی اور باپ کی آنکھوں کے سامنے بیٹا پانی کی موجوں کا شکار ہو گیا۔

قوم نوح کی ایک عورت کا واقعہ: ایک حدیث میں ہے، اگر اللہ قوم نوح کے کسی شخص پر رحم فرماتا تو اس عورت پر رحم فرماتا جو

طوفان کی موجیں دیکھ کر بچہ کو گود میں لے کر پہاڑ پر چڑھنے لگی تھی۔ جب پانی پہنچا تو اس نے بچے کو کندھے پر اٹھالیا۔ جب کندھے تک پہنچا تو بچے کو سر پر لے لیا۔ اور جب سر پر پہنچا تو بچے کو دونوں ہاتھوں پر اٹھالیا۔ (ابن ابی حاتم)

طوفان سے کشتی والے بچ گئے: اللہ نے اس تباہ کن طوفان سے کشتی والوں کو بچا لیا جو حضرت نوح پر ایمان لے آئے تھے۔ یہ وہ تھے جن کے بارے میں اللہ نے حضرت نوح کو حکم فرمایا تھا کہ انہیں بھی اپنے ساتھ کشتی میں سوار کر لو۔

کافروں سے کافر ہی پیدا ہوتے ہیں: (۲۷) کافروں کی اولاد بھی کافر ہی بنتی ہے۔ سانپ کا بچہ سانپ ہی ہوتا ہے۔ فرمایا، اگر یہ زندہ رہے تو ان کی نسل بے ایمان، عمل شرم ناک و حیا سوز اور دل ایمان سے خالی ہوں گے۔ حضرت نوحؑ نے اپنے سابق تجربہ کی بنا پر ایسا کیا کیونکہ آپ نے انہیں ساڑھے نو سو سال تک تبلیغ کی مگر اس قدر سنگ دل تھے کہ بجز چند آدمیوں کے کوئی بھی ایمان نہ لایا۔

نوحؑ کی ہر مومن کے لیے دعا: (۲۸) جو میرے گھر میں آئے، یعنی میری مسجد میں آئے۔ آیت کے ظاہری عام معنی لینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ آپ نے ہر اس شخص کے لیے دعا کی ہو جو حالت ایمان میں آپ کے گھر آئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا، مومن ہی کی صحبت اختیار کرو اور تمہارا کھانا متقی ہی کھائے۔ (دات) نوحؑ نے تمام مومنوں کے حق میں دعا فرمائی، خواہ زندہ ہوں یا مردہ۔ اس لیے اس قسم کی دعا میں نوح کی اقتدا کرنا مستحب ہے تا کہ ان آثار پر بھی عمل ہو جائے، جو اس بارے میں آئے ہیں۔ پھر فرمایا، اے رب! انہیں اور بھی زیادہ سنگ دل بنا کہ انہیں ایمان نصیب نہ ہوتا کہ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں برباد ہی برباد رہیں۔

الحمدللہ سورہ نوح کی تفسیر تمام ہوئی۔

سورہ جن

بترتیب مصحف یہ ۷۲ ویں اور بترتیب نزول ۴۰ ویں سورہ ہے اور مکی ہے۔ اس میں ۲۸ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿١﴾
يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ﴿٢﴾ وَّاَنَّهُ تَعٰلٰى
جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ﴿٣﴾ وَّاَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى
اللّٰهِ شَطَطًا ﴿٤﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿٥﴾
وَّاَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ
رَهَقًا ﴿٦﴾ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ﴿٧﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان وشفیق ہے۔

آپ فرما دیں کہ میرے پاس یہ وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سن کر کہا، ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو سیدھی راہ بتاتا ہے۔ چنانچہ ہم اس پر ایمان لے آئے۔ ہم کبھی اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور ہمارے رب کی شان بلند ہے۔ نہ تو اس نے کسی کو بیوی بنایا اور نہ اولاد۔ ہم میں سے بے وقوفوں نے اللہ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کر دی ہیں۔ ہمارا یہ خیال تھا کہ کبھی انسان اور جن اللہ پر جھوٹ نہیں بولیں گے اور چند انسان ایسے بھی تھے جو بعض جنوں کی پناہ لیا کرتے تھے۔ انہوں نے جنوں کی سرکشی اور بڑھا دی۔ اور جیسا تم نے سمجھ رکھا تھا، ویسا ہی انہوں نے بھی سمجھ لیا تھا کہ اللہ کسی کو دوبارہ زندہ نہیں کرے گا۔

قرآن پر جنوں کا ایمان: (۱) اے نبی ﷺ! آپ اپنی قوم کو بتا دیں کہ جن قرآن سن کر ایمان لے آئے۔ قرآن کو مان گئے، اس کے آگے جھک گئے اور اس کے بارے میں یہ رائے قائم کی۔ (۲) کہ قرآن سیدھی اور کامیابی کی راہ سمجھاتا ہے۔ چنانچہ ہم اس پر ایمان لے آئے۔ اب ہم کبھی کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہیں کریں گے۔ دوسری جگہ فرمایا، وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ الخ (احقاف ۴۶:۲۹) اور جب ہم نے جنوں کی ایک ٹولی آپ کی طرف لوٹائی تاکہ وہ قرآن سنیں۔ پھر جب وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے تو کہنے لگے، خاموش ہو جاؤ۔ پھر جب قرآن ختم ہو گیا تو اپنی قوم کو ہوشیار کرنے چلے گئے۔ اس کے متعلق حدیثیں سورۂ احقاف کی تفسیر میں بیان ہو چکی ہیں۔

جد کی تفسیر: (۳) یعنی ہمارا رب بلند و بالا، سب سے اعلیٰ اور بڑی شان والا ہے۔

جنوں کا اقرار کہ اللہ بیوی و اولاد سے بری ہے: پھر فرمایا، اللہ پاک بیوی اور اولاد سے پاک ہے۔ یہ لفظ جنوں نے مسلمان ہو کر رب کی پاکی بیان کرنے کے لیے بولا کہ رب العالمین بیوی اور اولاد سے پاک ہے۔ یعنی بے وقوفوں نے اللہ پر الزام لگایا، جھوٹ باندھا کہ وہ صاحب اولاد ہے۔

جن و انسان کا ایک فحش غلطی پر اتفاق: (۵) یعنی ہمارا یہ گمان بھی نہ تھا کہ جن اور انسان سب جھوٹ پر اتفاق کر لیں گے اور اللہ کی طرف بیوی بچوں کی نسبت کر دیں گے۔ پھر جب ہم نے قرآن سنا اور اس پر ایمان لے آئے تو ہمیں معلوم ہوا کہ اس بارے میں سب جھوٹے ہیں۔

جاہلیت میں جنوں سے پناہ طلب کرنا: (۶) ہمارا خیال تھا کہ ہم انسانوں سے افضل ہیں کیونکہ انسان جب کسی میدان میں یا کسی خوفناک جگہ یا جنگل وغیرہ میں ٹھہرتے ہیں تو ہماری پناہ مانگا کرتے ہیں۔ جاہلیت میں عربوں کا دستور تھا کہ وہ اس قسم کے مقام پر اس مقام کے بڑے جن کی پناہ مانگا کرتے تھے تاکہ کوئی ناگوار خاطر بات پیش نہ آئے۔ جس طرح کوئی شخص دشمنوں کے شہر میں جاتا ہے تو اس شہر کے رئیس کی پناہ طلب کر لیتا ہے تاکہ اسے کوئی نہ ستائے۔ جب جنوں نے یہ دیکھا کہ انسان ان سے ڈرتے ہیں اور پناہ طلب کرتے ہیں تو انہوں نے ان کو اور بھی ستانا شروع کیا اور طرح طرح سے خوف زدہ کرنے لگے۔ یہاں تک کہ انسان جنوں سے بہت ہی ڈرنے لگے اور خاص طور سے ان کی پناہ طلب کرنے لگے۔

جنوں کی مکاری: کردم بن ابی السائب انصاری کہتے ہیں میں کسی ضرورت کے لیے اپنے والد کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوا۔

آغاز اسلام کا وقت تھا۔ ہم ایک چرواہے کے پاس ٹھہرے۔ جب آدھی رات ہوئی تو بھیڑیے نے ریوڑ میں سے ایک بکری کا بچہ لیا۔ چرواہے نے بھیڑیے کے پیچھے دوڑ کر کہا کہ اے اس میدان کے آباد کرنے والوں کے سردار! میں تیرا پڑوسی ہوں۔ اتنے میں ایک پکارنے والے نے جسے ہم نے دیکھا نہیں، پکار کر کہا کہ اے بھیڑیے! بچہ کو چھوڑ دے۔ چنانچہ بچہ دوڑ کر ریوڑ میں آ گیا اور اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر مکہ میں یہ آیت اتاری۔ (ابن ابی حاتم) ممکن ہے وہ بھیڑیا جن ہوتا کہ انسان اس سے ڈر جائے۔ پھر جب اس نے اس کی پناہ طلب کی تو اس نے اس بچے کو واپس کر دیا تا کہ اس سے وہ گمراہ ہو کر بددین ہو جائے کہ جنوں کی پناہ میں آ کر انسان نقصان سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ (۷) یعنی تمہاری طرح انسانوں کا بھی یہی خیال تھا کہ حضرت موسیٰ کے بعد اللہ کوئی رسول نہیں بھیجے گا یا زندگی بعد الموت کوئی چیز نہیں۔

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ﴿٨﴾ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴿٩﴾ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿١٠﴾

ہم نے آسمان ٹٹول کر دیکھا تو اسے سخت پہرے داروں سے اور شعلوں سے بھرا پایا۔ ہم آسمان میں (اس سے پہلے) باتیں سننے کے لیے جگہ جگہ بیٹھا کرتے تھے، اب جو سنتا ہے وہ ایک شعلے کو تاک میں پاتا ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ زمین کے باشندوں کو کوئی تکلیف پہنچانی منظور ہے یا رب کو ان کی ہدایت مقصود ہے۔

بعثت رسول ﷺ سے قبل جنوں کی کارستانی: (۸) محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے جن آسمانوں تک پہنچ جایا کرتے تھے اور جگہ جگہ بیٹھ کر فرشتوں کی باتیں سنا کرتے تھے۔ اگر کان میں کوئی بھنک پڑ جاتی تو کاہنوں سے آ کر کہہ دیتے۔ کاہن ایک بات میں سو جھوٹ ملا کر اپنے عقیدت مندوں سے کہہ دیتا لیکن جب آپ کو مبعوث فرمایا گیا اور آپ پر قرآن اتارنے کا اہتمام کیا گیا تو آسمان کی حفاظت کی گئی اور سخت پہرے دار جگہ جگہ متعین کر دیئے گئے اور شیطان بھگا دیئے گئے تا کہ آئندہ شیطانوں کے کانوں میں کسی آسمانی بات کی بھنک نہ پڑنے پائے۔ تا کہ قرآن چرا کر نہ لے جائیں ورنہ قرآن میں گڑ بڑ ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ انسان پر اللہ کا یہ خاص لطف و کرم تھا تا کہ اس کا معزز کلام ہر طرح سے محفوظ رہے۔ اسی وجہ سے جن کہہ رہے ہیں کہ ہم نے آسمان کا ایک ایک کونا چھان مارا، جدھر بھی گئے وہیں سخت پہرے داروں اور خوفناک شعلوں سے آسمان کو بھرا ہوا دیکھا۔

(۹) پہلے تو ہم باتیں سننے کے لیے آسمان پر جگہ جگہ بیٹھ جایا کرتے تھے لیکن اب آسمان تک گزر بھی ممکن نہیں۔ دور ہی سے ہمیں شعلوں سے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ (۱۰) اللہ ہی جانتا ہے کہ اس نے مخلوق کے بارے میں کیا ارادہ فرمایا ہے۔ کیا ان سخت انتظامات سے ان پر کوئی عذاب آنے والا ہے یا کسی نعمت کا ظہور ہونے والا ہے۔ جنوں کا ادب و تہذیب ملاحظہ ہو کہ برائی کا فاعل نہیں بیان کیا اور بھلائی کا فاعل (اللہ) ظاہر کر دیا۔ صحیح حدیث میں ہے، وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ۔ اے اللہ! تیری طرف سے برائی نہیں۔ شعلے اس سے پہلے بھی پھینکے جاتے تھے لیکن اس کثرت سے نہیں جس طرح اب اہتمام ہو گیا۔ کبھی کبھی ایسا واقعہ پیش آ جایا کرتا تھا۔

آسمانی حفاظت کا کوئی نہ کوئی سبب ہے: جب جنوں نے کثرت سے تارے ٹوٹتے اور شیطانوں کو تباہ ہوتے دیکھا تو سوچا کہ آسمان کی اس قدر حفاظت کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہے۔ اس وجہ کی کرید میں جنوں کی ٹولیاں دنیا کے گوشوں میں پھیل گئیں۔ ایک ٹولی وہاں بھی پہنچی جہاں اللہ کے رسول ﷺ صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے۔ اب انہیں معلوم ہوا کہ آسمان کی حفاظت کی یہی وجہ ہے۔ ان میں سے کچھ تو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آئے اور کچھ اپنی سرکشی پر جمے رہے جیسا کہ آیت (احقاف ۴۶:۲۹) میں ابن عباسؓ والی حدیث گزر چکی۔ بلاشبہ جب کثرت سے آسمان پر تارے ٹوٹنے لگے تو اس سے انسان و جن گھبرا کر تشویش میں پڑ گئے اور ان کو یہ خیال ہوا کہ شاید یہ انقلاب دنیا کی بربادی کے لیے ہے۔ اس رات شیطان بھی گھبرائے ہوئے ابلیس سے آ کر کہنے لگے کہ ہماری قوم کثرت سے تباہ ہو رہی ہے۔ آخر کیا بات ہے؟ بولا، مجھے جگہ جگہ مٹی لا کر سنگھاؤ۔ پھر حجاز کی مٹی بھی آئی۔ سونگھ کر کہنے لگا کہ مکہ میں نبی مبعوث ہوا ہے۔ آخر کار نصیبین کے سات جنوں کا وفد مکہ روانہ کیا۔ جب یہ مکہ میں آئے تو نبی ﷺ بیت اللہ میں صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے اور قرآن پڑھ رہے تھے۔ یہ بڑے شوق سے قریب آ کر سننے لگے اور آپ کے اس قدر قریب آ گئے کہ ان کے سینے آپ سے لگنے والے تھے۔ پھر مسلمان ہو گئے۔ چنانچہ یہ آیتیں اتریں۔

وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ كُنَّا طَرَاۗىِٕقَ قِدَدًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ۭ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۙ﴿۱۳﴾ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۭ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰۗىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۙ﴿۱۵﴾ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَي الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّاۗءً غَدَقًا ۙ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۙ﴿۱۷﴾

اور یہ کہ ہم میں سے کچھ تو نیک ہیں اور کچھ اس کے برعکس ہیں۔ ہم مختلف راہوں پر ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ہم زمین پر کبھی بھی اللہ کو ہرا نہیں سکتے اور نہ بھاگ کر اسے عاجز کر سکتے ہیں۔ جب ہم نے ہدایت کی باتیں سنیں تو ان پر ایمان لے آئے۔ پھر جو شخص اپنے رب پر ایمان لے آئے گا، اسے نہ کمی کا خوف ہوگا اور نہ زیادتی کا۔ اور ہم میں کچھ تو مسلمان ہیں اور کچھ ظالم ہیں۔ پھر جو مسلمان ہو گیا، اس نے رشد و ہدایت کا قصد کیا اور جو ظالم بن گئے، وہ جہنم کا ایندھن ہیں اور اگر یہ لوگ راہ پر قائم ہو جاتے تو ہم انہیں فراغت کے ساتھ پانی سے سیراب کرتے تاکہ اس سے انہیں آزمائیں اور جو شخص اپنے رب کے ذکر سے اعراض کرے گا، اللہ اسے سخت عذاب میں ڈال دے گا۔

نیک و بد ہر طرح کے جن ہیں: (۱۱) یعنی جنوں نے یہ بھی کہا کہ ہم میں سے کچھ تو اچھے ہیں اور کچھ برے ہیں۔ جو اچھوں کے

برعکس ہیں۔ہم متعدد اور مختلف راہوں پر ہیں اور ہماری جدا جدا راہیں ہیں۔کوئی مومن ہے کوئی کافر۔

جن بھی اللہ کی ہمہ گیر قدرت کے قائل ہیں: (۱۲) ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم اللہ کی قدرت کے اندر ہیں۔اسے ہرا نہیں سکتے۔ اگر بھاگ کر کہیں جانا چاہیں تو اس کی قدرت کے دائرے ہی میں رہیں گے کیونکہ یہ دائرہ غیر متناہی ہے۔اللہ ہم پر قادر ہے اور ہمیں پکڑ لائے گا۔(۱۳) یعنی ہم نصیحت سنتے ہی ایمان لے آئے۔واقعی اسلام کمال شرف وسعادت کی دلیل ہے۔اس پر جس قدر بھی ناز کیا جائے،کم ہے۔

مومن کو کمی یا زیادتی کا ڈر نہیں: پھر فرمایا،مومن کو ایمان لا کر کمی یا زیادتی کا ڈر نہیں ہوتا یعنی نہ نیکیوں میں کمی کا ڈر رہتا ہے اور نہ یہ ڈر رہتا ہے کہ کسی اور کی برائیاں اس کے اوپر ڈال دی جائیں گی۔(۱۴) یعنی ہم میں سے تو کچھ مسلمان ہیں اور کچھ ظالم ہیں۔ پس جو اسلام لائے،انہوں نے اسلام لا کر اپنی نجات کا ذریعہ ڈھونڈ لیا۔

ظالم جہنم کا ایندھن ہیں: (۱۵،۱۶) یعنی ظالموں سے جہنم سلگائی جائے گی۔اگر یہ سیدھی راہ (اسلام) پر جمے رہتے اور اللہ کی فرمانبرداری کو تمام باتوں پر مقدم سمجھتے اور اسی پر قائم رہتے تو ہم ان کی روزیوں میں فراخی عطا فرماتے۔فرمایا، وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوْا (مائدہ ۵:۶۶) اگر وہ تورات وانجیل اور اترے ہوئے آسمانی احکام پر عمل کرتے تو اوپر نیچے سے کھاتے،وقت پر بارش ہوتی۔ خوب پیداوار ہوتی اور روزی کی ریل پیل ہوتی۔(۲) وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰی الخ (اعراف ۷:۹۶) اگر بستی والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کر لیتے تو ہم ان پر آسمان وزمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔پھر فرمایا کہ فراخی اور تونگری محض ایک آزمائش ہے کہ کون عیش وفراخی میں ہدایت پر جما رہتا ہے اور کون اس راہ کو ٹھکرا کر شیطانی راہ اختیار کرتا ہے۔

ذکر سے غفلت پر وعید: (۱۷) جو اپنے رب کے ذکر سے اعراض کرے گا،حق تعالیٰ اسے سخت دردناک اور تکلیف دہ عذاب میں مبتلا فرما دے گا۔

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ
يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ ع۱۹
اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ
مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ
وَرِسٰلٰتِهٖ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ
اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ
عَدَدًا ﴿۲۴﴾

اور مسجدیں اللہ ہی کی ہیں۔لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی غیر کو نہ پکارو۔اور یہ کہ جب کوئی اللہ کا بندہ اللہ کی عبادت کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو

بھیڑکی بھیڑ اس پر ٹوٹ پڑتی ہے۔ آپ فرما دیں کہ میں اپنے رب ہی کی عبادت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ آپ فرما دیں کہ میں تمہارے نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ آپ فرما دیں کہ مجھے اللہ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا اور نہ میں اس کے سوا کوئی جائے پناہ پاتا ہوں۔ میرا کام تو اللہ کی طرف سے صرف پہنچا دینا اور اس کے پیغاموں کو بتا دینا ہے اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کریں گے، ان کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ جب تک کہ اسے دیکھ نہ لیں جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس وقت جان جائیں گے کہ کس کا معبود کمزور ہے اور کس کی تعداد کمتر۔

شرک سے اجتناب: (۱۸) یعنی عبادت گاہیں شرک سے پاک رکھو۔ اللہ کی عبادت کرو اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس آیت کے اترنے کے وقت دنیا میں دو ہی مسجدیں تھیں۔ عرب میں بیت اللہ اور شام میں بیت المقدس۔

قرآن سنتے ہی کافر چراغ پا ہو جاتے ہیں: (۱۹، ۲۰) یعنی جب اللہ کے رسول ﷺ لوگوں میں توحید کا اعلان فرماتے ہیں تو کافر آپ پر دانت پیستے ہیں اور آپ سے الجھ پڑتے ہیں اور سب مل کر آپ کے مقدس دین کو مٹانے کی متفقہ کوششیں کرتے ہیں تاکہ اسلام کا چراغ بجھا دیں مگر اللہ ان کے بدارادوں کے خلاف ارادہ کر چکا ہے۔ اللہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کر کے رہے گا۔ اگرچہ کافروں کو برا معلوم ہو۔ آپ فرما دیں کہ میں اپنے رب کی ہی عبادت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ یعنی جب دعوت توحید کی آواز ان کے کانوں میں پڑی جس سے ایک طویل عرصہ سے کان نا آشنا ہو چکے تھے تو کافروں نے مخالفت و تکذیب پر کمر کس لی۔ ایذا رسانی پر پل پڑے۔ اسلام کو کچل دینا چاہا اور متفقہ طور پر رسول اللہ ﷺ کے خلاف محاذ قائم کر لیا۔ اس وقت ان بدبختوں سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو اپنے رب ہی کی عبادت کرتا رہوں گا۔ اسی کی پناہ میں رہوں گا۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے۔ اور وہی میرا سہارا ہے۔ مجھ سے یہ امید نہ رکھو کہ میں اپنی مقدس پیشانی غیر اللہ کے آگے جھکا دوں۔

رحمت عالم ﷺ بشر ہیں: (۲۱) میں تم جیسا ایک بشر ہوں۔ البتہ میرے پاس وحی آتی ہے۔ میں اللہ کا ایک عاجز بندہ ہوں۔ میرے اختیار میں کچھ نہیں۔ میں تمہیں راہ راست پر نہیں لا سکتا اور نہ تمہیں کوئی اس سے ہٹا سکتا ہے۔ اللہ ہی کو ہر چیز کا اختیار ہے۔

مجرم کا کوئی ساتھی نہیں: (۲۲) اگر میں بفرض محال اللہ کی نافرمانی کر بیٹھوں تو کوئی ایسی طاقت نہیں جو مجھے اس کے عذاب سے چھڑا سکے۔ مجھے اس کے سوا کوئی جائے پناہ نظر نہیں آتی یعنی اس وقت نہ میرا کوئی حمایتی کھڑا ہو سکتا ہے اور نہ کہیں جائے پناہ مل سکتی ہے۔

رسول کا کام صرف تبلیغ ہے: (۲۳) یعنی مجھے کائنات میں کوئی اختیار نہیں۔ نہ میرے بس کی ہدایت اور ضلالت ہے۔ میں تو صرف ایک رسول و مبلغ ہوں۔ اللہ کا پیغام پہنچانا میرا فرض ہے۔ اسے ادا کر رہا ہوں۔ یا مجھے اللہ کے عذاب سے تبلیغ رسالت ہی بچا سکتی ہے۔ فرمایا، یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ (مائدہ ۵: ۶۷) اے رسول ﷺ! آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس جو احکام آ چکے ہیں، ان کی تبلیغ کرتے رہیں۔ اگر آپ نے تبلیغ نہیں کی تو رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔ اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔

(۲۴) جب یہ مشرک جن اور انسان قیامت کے عذابوں کی ہولناکیاں دیکھیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کی مدد نہیں ہوگی اور کس کی جماعت کم ہوگی۔ ان کی یا موحدوں کی۔ یعنی اس روز مشرکوں کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور وہ اللہ کے لشکر کے مقابلہ

میں ہوں گے بھی تھوڑے ہی۔

قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا ﴿۲۵﴾
عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ
رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّیَعْلَمَ اَنْ
قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَاَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾ ع ۲ ۱۲

آپ فرما دیں کہ مجھے معلوم نہیں جس (قیامت) کا تم سے وعدہ ہے، وہ قریب ہی ہے۔ یا اس کے لیے میرے رب نے کوئی طویل مدت مقرر فرما دی ہے۔ وہی غیب داں ہے۔ اور اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتا۔ بجز اس نبی کے جس کو وہ چن لے۔ لیکن ان کے آگے پیچھے بھی پہرے دار مقرر فرما دیتا ہے تاکہ وہ جان جائے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغام پہنچا دیئے ہیں۔ اللہ نے ان کے پاس والی تمام چیزیں گھیر رکھی ہیں اور ہر چیز کی گنتی کر رکھی ہے۔

رحمت عالم ﷺ غیب دان نہیں: (۲۵) یعنی آپ لوگوں سے فرما دیں کہ مجھے بھی قیامت کا علم نہیں۔ نہ معلوم وہ قریب ہے یا بعید ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ جو حدیث جاہلوں میں مشہور ہے کہ نبی ﷺ زمین کے اندر کی چیزوں کے عالم تھے، سراسر جھوٹ ہے۔ یہ روایت کسی کتاب میں نہیں۔ نبی ﷺ سے جب کبھی قیامت کے وقت کے بارے میں پوچھا جاتا، آپ خاموش رہتے۔

حضرت جبرئیل نے ایک دیہاتی (دحیہ کلبی) کی صورت میں آکر آپ سے دیگر سوالات کے ساتھ قیامت کا وقت بھی پوچھا تھا۔ فرمایا، سوال کیے جانے والا سوال کرنے والے سے زیادہ عالم نہیں۔ یعنی نہ جاننے میں دونوں برابر ہیں۔ ایک دیہاتی نے بلند آواز سے آپ سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ فرمایا، اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ قیامت تو آنے والی ہے۔ یہ بتا تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ بولا میں نے زیادہ نماز روزے سے تیاری نہیں کی۔ البتہ مجھے اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہے۔ فرمایا، تو انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے تجھے محبت ہے۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، یہ سن کر مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی۔

رسول ﷺ کے غیب کی حقیقت: (۲۶) وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کو نہیں گھیر سکتے مگر جس قدر وہ چاہے یعنی انسانی اور ملکی رسول کو اتنا ہی غیب معلوم ہے جتنا اسے اللہ نے بتا دیا ہے اور اللہ جسے جتنا چاہتا ہے، بتا دیتا ہے۔ بس وہ اتنا ہی جانتے ہیں۔ اس سے زیادہ رتی بھر بھی نہیں جانتے۔

حفاظت وحی کے لیے محافظ: (۲۷) رسول کی مزید خصوصیت یہ ہے کہ وحی کی حفاظت واشاعت کے لیے اس کے آس پاس ہر وقت پہرے دار فرشتے مقرر رہتے ہیں۔

(۲۸) یعنی اللہ فرشتے بھیج کر انبیاء کی حفاظت کرتا ہے تاکہ احکام پورے اطمینان سے پہنچائیں۔ وحی کی حفاظت کر سکیں اور اللہ جان لے کہ انبیاء نے وحی کا حق ادا کر دیا۔ فرمایا، وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ (بقرہ ۲:۱۴۳) اے نبی ﷺ! آپ جس قبلہ پر تھے، اس کو ہم نے اس لیے مقرر کیا تھا تاکہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ رسول ﷺ کی پیروی پر کون ثابت قدم رہتا ہے اور کون الٹا کفر کی طرف

لوٹ جاتا ہے۔ (۲) وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ (عنکبوت ۲۹:۱۱) تا کہ اللہ ایمان والوں کو اور منافقوں کو جان جائے۔ اگرچہ چیزیں وجود میں آنے سے پہلے ہی اللہ کو معلوم ہیں لیکن انہیں ظاہر کرکے دوسروں کو بتایا جارہا ہے۔ اسی بتانے کو جاننے سے تعبیر کیا۔ اسی لیے اختتام سورت پر فرمایا کہ ہر چیز کی تعداد اللہ کے دائرۂ علم میں ہے۔

الحمدللہ سورہ جن کی تفسیر تمام ہوئی۔ اللہ قبول فرمائے۔ آمین۔

سورۂ مزمل

بترتیب مصحف یہ ۷۳ ویں اور بترتیب نزول تیسری سورہ ہے اور مکی ہے اس میں ۲۰ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں

مزمل و مدثر کا شان نزول: ایک دفعہ قریش دارالندوہ (مجلس شوریٰ) میں جمع ہوئے اور یہ تجویز ہوئی کہ محمد ﷺ کا کوئی ایسا لقب تجویز کیا جائے جس پر سب کا اتفاق ہوتا کہ باہر والے ایک ہی لقب سن کر مکہ سے واپس ہوں۔ آخر کسی نے کاہن، کسی نے دیوانہ اور کسی نے جادوگر کی رائے پیش کی۔ لیکن دوسروں نے یہ کہہ کر کہ نہ وہ کاہن ہے، نہ دیوانہ ہے اور نہ جادوگر۔ ہر ایک کی رائے ٹھکرا دی اور کسی لقب پر اتفاق کے بغیر ہی مجلس برخاست ہوگئی۔ جب آپ کو خبر لگی تو اس سے آپ کو صدمہ ہوا اور کمبل اوڑھ کر اور منہ لپیٹ کر لیٹ گئے۔ پھر يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ اور يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ اتریں۔ (بزار)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۭ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۭ﴿۶﴾ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۭ﴿۷﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۭ﴿۸﴾ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿۹﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان و شفیق ہے۔

اے کمبل اوڑھنے والے! رات کو تھوڑی سی رات ہی میں اٹھ کر تہجد پڑھ۔ خواہ آدھی رات قیام کر یا اس سے کچھ کم یا زیادہ۔ اور قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھ۔ یقیناً ہم تجھ پر ایک بھاری بات ڈالنے والے ہیں۔ یاد رکھ، رات کا اٹھنا نفس کو خوب پامال کر دیتا ہے۔ اور بات بھی درست بنا دیتا ہے۔ بلاشبہ دن میں تیرے لیے لمبے لمبے نوافل ہیں۔ تو اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہ۔ اور دنیا سے کٹ کر اسی کی طرف متوجہ ہو جا جو مشرق و مغرب کا رب ہے اور جس کے سوا کوئی دوسرا حق دار عبادت نہیں۔ لہٰذا اسی کو کارساز بنا۔

تہجد کا حکم: (۱-۴) رسول ﷺ کو حکم ہے کہ رات میں کمبل لپیٹ کر سونا چھوڑ دیں اور عزت و جلال والے رب کے سامنے شب بیدار رہیں جیسا کہ مومنوں کی صفت میں فرمایا، تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ الخ (سجدہ ۳۲:۱۶) ان کی کروٹیں گرم گرم بستروں سے جدا ہو

جاتی ہیں اور خوف وطمع سے اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے، اس میں سے خیرات کرتے رہتے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ عمر بھر اس جلیل الشان فرمان رحمٰن کی بجا آوری میں لگے رہے کیونکہ شروع میں تہجد آپ پر فرض تھا۔ فرمایا، وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ الخ (اسراء، ۱۷:۷۹) بعض رات میں اٹھ کر آپ تہجد پڑھا کریں جو آپ کے لیے زائد ہے۔ یقین ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں بھیجنے والا ہے۔ اس آیت میں رات کے قیام کی مقدار بیان کی ہے کہ آپ آدھی یا آدھی سے زیادہ یا آدھی سے کم رات میں تہجد پڑھا کریں۔

تلاوت قرآن کا طریقہ: اے قرآن کو اچھی طرح سے سیکھنے والے! ہم نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ آپ آدھی یا آدھی سے کم و بیش رات میں اٹھ کر تہجد میں ٹھہر کر قرآن پڑھا کریں کیونکہ اس سے فہم وفکر قرآن میں مدد ملتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اسی طرح قرآن پڑھا کرتے تھے۔ صدیقہ کہتی ہیں آپ اس قدر ٹھہر ٹھہر کر سورت پڑھا کرتے تھے کہ وہ لمبی سے لمبی معلوم ہوتی تھی۔ انسؓ سے آپ کی تلاوت کا حال پوچھا گیا۔ فرمایا، کھینچ کھینچ کر مد کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ پھر آپ نے بسم اللہ پڑھی۔ بسم اللہ کو کھینچا، رحمٰن کو کھینچا اور رحیم کو کھینچا۔ (ب) ام سلمہؓ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ آپ ہر آیت پر پورا وقف فرماتے تھے۔ (دات)

عظمت قرآن: (۵) بھاری قول یعنی عمل میں بھاری یا اترتے وقت عظمت میں بھاری جیسا کہ زید بن ثابت کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ران میری ران پر تھی کہ اچانک وحی آ گئی۔ (اتنا بوجھ محسوس ہوا کہ) ران کے ٹوٹ جانے کا ڈر پیدا ہو گیا۔

کیفیت وحی: ابن عمرو نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، کیا آپ کو وحی کا احساس بھی ہوتا ہے؟ فرمایا، جب میں زنجیر کی جھنکار کی سی آواز سنتا ہوں تو اس وقت چپ ہو جاتا ہوں۔ جب بھی وحی اتری، میں نے یہی خیال کیا کہ کہیں میری روح پرواز نہ کر جائے۔

(ا) حارث بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کے پاس وحی آنے کی کیا کیفیت ہے؟ فرمایا، وحی کبھی تو گھنٹی کی آواز کی طرح ہوتی ہے جو مجھے بہت سخت محسوس ہوتی ہے۔ پھر جب وہ ختم ہو جاتی ہے تو ساری وحی جوں کی توں مجھے یاد ہوتی ہے۔ اور کبھی فرشتہ انسانی صورت میں آ کر مجھ سے بات کرتا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے، اسے میں یاد کر لیتا ہوں۔ عائشہ کہتی ہیں میں نے نزول وحی کے وقت سخت جاڑے میں آپ کو دیکھا کہ جب وحی ختم ہوتی تو آپ کی پیشانی سے اس طرح پسینے کے قطرے ٹپکتے تھے جیسے کسی نے فصد کھول دی ہو۔ (ب) عائشہؓ کہتی ہیں: کبھی سواری پر بھی وحی اتر آتی تو اس کے بوجھ سے سواری جھک جاتی۔ (ا)

شب بیداری کی خوبیاں: (۶) ساری رات کو یا عشاء کے بعد والی رات کو یا رات کی ہر ساعت کو "ناشئة" کہا جاتا ہے کیونکہ ہر ساعت میں اللہ والے تہجد کے لیے اٹھ سکتے ہیں۔ رات کے قیام سے دل اور زبان میں کمال موافقت اور تلاوت میں کمال یکسوئی پیدا ہوتی ہے۔ دل زیادہ تر حاضر ہی رہتا ہے۔ اور فہم قرآن کے در کھل جاتے ہیں۔ دن کے قیام میں یہ خوبیاں نہیں۔ لوگ آتے جاتے ہیں، شور وغل رہتا ہے اور فکر معاش بھی ہوتا ہے۔

(۷) یعنی آپ دن میں فارغ رہتے ہیں، آرام بھی کر سکتے ہیں، نوافل بھی پڑھ سکتے ہیں، حوائج ضروریہ بھی پوری کر سکتے ہیں اور سو بھی سکتے ہیں۔ اور ان تمام کاموں کے لیے کافی وقت دے سکتے ہیں یا آپ دن میں اپنی ضرورتوں سے فارغ ہو کر رات میں خوب دل جمعی سے اللہ کی عبادت کریں۔ یہ حکم اس وقت کا ہے جب تہجد فرض تھا۔ پھر اللہ نے تخفیف فرمائی اور فرضیت ہٹا دی۔ یہ اس کا احسان عظیم ہے کہ ساری رات کے بجائے تھوڑی سی رات تہجد کے لیے مقرر فرما دی۔

سعید بن ہشام کہتے ہیں میں نے کہا، ام المومنین! آپ کے قیام کے بارے میں بتلائیے۔ فرمایا، تم سورۂ مزمل نہیں

پڑھتے ؟ میں نے کہا، پڑھتا تو ہوں۔ فرمایا، اللہ نے اس سورت کے اول میں قیام شب فرض فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ اور آپ کے صحابہ سال بھر تک شب بیدار رہے۔ اتنے لمبے لمبے قیام کیا کرتے تھے کہ ورم آ آ کر ان کے پیر پھٹ جایا کرتے تھے۔ اللہ نے اس سورت کے خاتمہ کو سال بھر تک روکے رکھا۔ پھر اس سورت کے اخیر میں تخفیف اتاری۔ اب شب بیداری نفل ہوگئی جب کہ پہلے فرض تھی۔ پھر میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا۔ پھر میرے جی میں آیا کہ وتر کو بھی پوچھ لوں۔ میں نے کہا، ام المومنین! آپ کے وتر کی خبر دیجئے۔ فرمایا، ہم مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھا کرتے تھے۔ پھر جب اللہ کو منظور ہوتا، آپ رات میں اٹھ کھڑے ہوتے۔ پہلے مسواک کرتے، پھر وضو کر کے آٹھ رکعت نماز پڑھتے۔ ان میں نہ بیٹھتے، البتہ آٹھویں رکعت میں تشہد کے لیے بیٹھتے۔ ذکر اللہ فرماتے، دعائیں مانگتے۔ پھر سلام پھیرے بغیر نویں رکعت کے لیے اٹھ جاتے۔ پھر بیٹھتے، ذکر اللہ کرتے۔ دعائیں مانگتے اور زور سے سلام پھیرتے تاکہ ہم سونے والے بھی سن لیں۔ پھر بیٹھے بیٹھے دو رکعت نماز پڑھتے۔ اس طرح گیارہ رکعتیں ہو جاتیں۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ الخ مومنوں پر بھاری پڑی۔ پھر اللہ نے اپنا رحم فرما کر تخفیف نازل فرمادی اور اس کے بعد عَلِمَ اَنْ سَیَكُوْنُ مِنْكُمْ الخ اتار دی۔ اب تہجد میں وسعت ہے، تنگی نہیں ہے۔

کثرت ذکر اللہ کا حکم: (۸) آپ ذکر اللہ کی کثرت رکھیں۔ دنیا سے کٹ کر اسی کا دھیان رکھیں اور ضروریات سے فارغ ہو کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جائیں تاکہ فارغ البال ہو کر پوری توجہ سے عبادت کر سکیں۔ جیسا کہ فرمایا، فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ (انشراح ۹۴؛ ۷) یعنی جب آپ اپنی ضروریات سے فارغ ہو جائیں تو طاعت وعبادت کے لیے کھڑے ہو جائیں تاکہ دل جمعی سے عبادت کریں۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ نے تبتل سے منع فرمایا یعنی عبادت کے لیے نکاح بھی چھوڑ دینا۔

عبادت وتوکل اللہ ہی کے لیے مخصوص ہیں: (۹) یعنی ساری کائنات کا مالک ومختار کل اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جس طرح وہ عبادت میں تنہا ہے، اسی طرح توکل میں بھی تنہا ہے۔ لہٰذا اسی کو اپنا کارساز بناؤ۔ فرمایا، فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ (ھود ۱۱؛ ۱۲۳) اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ (۲) اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (فاتحہ ۱؛ ۴) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ اور بہت سی آیتیں ہیں جن میں حکم ہے کہ اللہ ہی عبادت وطاعت کے ساتھ تنہا ہے اور توکل اسی کے ساتھ مخصوص ہے۔

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ﴿۱۰﴾ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي
النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿۱۱﴾ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ
وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا
مَّهِيْلًا ﴿۱۴﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ
اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ﴿۱۶﴾
فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴿۱۷﴾ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ

بِهٖ ۭ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ⑱

آپ ان کی باتوں پر صبر کریں اور انہیں خوب صورتی سے چھوڑ دیں۔ آپ مجھے اور ان آسودہ حال جھٹلانے والوں کو چھوڑ دیں اور انہیں تھوڑی سی اور مہلت دے دیں۔ یاد رکھو ہمارے پاس سخت بیڑیاں اور شعلہ مارنے والی آگ ہے اور حلق میں اٹک جانے والی غذا ہے اور دردناک عذاب ہے۔ جس دن پہاڑ ہلنے لگیں گے اور پہاڑ بھربھرے ریت کے ٹیلوں کی مانند ہو جائیں گے۔ بلاشبہ ہم نے تمہارے پاس رسول بھیج دیا جو تم پر گواہی دے گا۔ جس طرح ہم نے فرعون کے پاس رسول بھیجا تھا۔ پھر فرعون نے رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے سخت گرفت میں لے لیا۔ اگر تم کافر ہی رہے تو اس دن کیسے نجات پاسکو گے جو بچوں کو بھی بوڑھا کر دے گا۔ جس دن آسمان پھٹ جائے گا۔ اس کا یہ وعدہ ہو کر ہی رہے گا۔

صبر کا حکم: (۱۰) اللہ اپنے رسول ﷺ کو مشرکوں کی ایذا پر صبر کا حکم دے رہا ہے کہ آپ کی قوم کے جاہل و نادان جو آپ کو جھوٹا بتا رہے ہیں اور آپ کی مخالفت کر رہے ہیں، اس پر آپ صبر سے کام لیں۔ کبیدہ خاطر نہ ہوں اور انہیں خوب صورتی سے چھوڑ دیں جس میں عتاب و غضب کی ذرا بھی جھلک نہ ہو۔

غداران قوم پر قہر کی وعید: (۱۱) اس میں آپ کی قوم کے کافروں کو سخت ملامت و ڈانٹ ہے۔ بھلا جس پر اللہ کا قہر اتر آئے، اس کا کہاں ٹھکانہ یعنی میں ان بے ایمانوں سے آپ نمٹ لوں گا۔ انہیں تو سب سے پہلے آپ کی اطاعت کرنی چاہیے تھی کیونکہ ان پر دہرے حقوق ہیں۔ مال کے بھی اور جان کے بھی۔ آپ انہیں تھوڑی سی مہلت اور دے دیں۔ ہم آپ ان سے سمجھ لیں گے۔ فرمایا، نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا (لقمان ۳۱: ۲۴) ہم انہیں تھوڑا سا فائدہ اٹھانے دیں گے۔ پھر سخت عذاب کی طرف مجبور کر دیں گے۔ (۱۲) ہمارے پاس بیڑیاں، بھڑکی ہوئی جہنم، پھندا لگانے والا کھانا اور دردناک عذاب تیار ہے۔ چند روز اور آرام کر لیں۔ پھر عذابوں میں پھنس جائیں گے۔ (۱۳، ۱۴) جس دن سخت زلزلہ آئے گا۔ زمین اور پہاڑ زور زور سے ہلا دیئے جائیں گے اور پہاڑوں کے سخت پتھر اور بھاری بھاری چٹانیں ٹکرا ٹکرا کر چور چور ہو جائیں گی اور ان کے ذرات ادھر ادھر بکھر جائیں گے۔ پہاڑوں کا نام و نشان تک نہ رہے گا اور زمین ایک چٹیل اور صاف میدان کی طرح رہ جائے گی۔ نہ اس میں کوئی وادی ہو گی اور نہ نشیب و فراز۔

(۱۵) قریشی کافروں سے خصوصاً اور تمام لوگوں سے عموماً خطاب ہے کہ ہم نے تمہارے پاس ایک رسول ﷺ بھیجا جو تمہارے عملوں پر شاہد ہے۔ جیسے ہم نے فرعون کے پاس ایک رسول بھیجا تھا۔ (۱۶) لیکن فرعون نے اپنے رسول کی نافرمانی کی۔ آخر ہم نے اس کو اپنی سخت گرفت میں لے لیا۔ لہذا اے رسول وقت کی نافرمانی کرنے والو! اللہ کی سخت گرفت سے ڈر جاؤ اور رسول کی نافرمانی نہ کرو۔ ورنہ تمہارا بھی حشر فرعون جیسا ہو گا کہ اللہ نے اس کو ایک غالب و صاحب اقتدار کی پکڑ کی طرح پکڑ لیا۔ فرمایا، فَأَخَذَهُ اللَّهُ (نازعات ۷۹: ۲۵) پھر اس کو اللہ نے دنیا اور آخرت کے عذاب میں پکڑ لیا۔ اگر تم اپنے رسول ﷺ کو جھٹلاؤ گے تو ہلاکت و تباہی کے ان سے زیادہ حق دار ہو کیونکہ تمہارے رسول ﷺ حضرت موسیٰ سے زیادہ عظیم و شریف ہیں۔

اہل تقویٰ قیامت کو مانتے ہیں: (۱۷) اگر آج تم نے اللہ کو نہ مانا اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق نہیں کی تو اس دن کی عظیم گھبراہٹوں سے کیسے نجات پاؤ گے۔

وہ دن جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا، یعنی اس دن کی سخت ترین زلزلوں اور اندوہناک وجگر دوز دہشتوں کو اگر بچے بھی دیکھ لیں تو بوڑھے ہو جائیں۔

فی ہزار ایک جنتی ہوگا: اس دن سخت گھبراہٹ والی گھڑی وہ ہوگی جب اللہ حضرت آدم سے فرمائے گا، اٹھو اور جہنمیوں کو جدا کر لو۔ پوچھیں گے، یا اللہ! کتنوں میں سے کتنے الگ کر لوں؟ حکم ہوگا کہ فی ہزار نو سو ننانوے کو جو سب جہنمی ہیں اور صرف ایک جنتی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا، یہ قیامت کا دن ہوگا جس دن اللہ حضرت آدم سے فرمائے گا کہ اٹھو اور اپنی اولاد میں سے ایک لشکر کو جہنم کی طرف بھیجو۔ پوچھیں گے، یا رب کتنوں میں سے کتنوں کو؟ حکم ہوگا کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے کو۔

(۱۸) یعنی اس دن آسمان پھٹ جائے گا۔ یعنی اس دن کے ہول وگھبراہٹ اور ہیبت ودہشت سے آسمان بھی پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ پس اس دن کا وعدہ پورا ہی ہو کر رہے گا۔ یعنی قیامت لامحالہ آ کر ہی رہے گی۔ کوئی اسے روکنے والا نہیں۔

ع ۱۹ ۱۲ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۱۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ
يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ
الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ
فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ
يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ
تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ
ع ۲۰ ۱۳ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾

یقین مانو یہ ایک بڑی نصیحت ہے۔ پھر جو شخص چاہے، اپنے رب کی راہ اختیار کر لے۔ بلاشبہ آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھی تقریباً دو تہائی رات اور ایک تہائی رات کے وقت قیام کرتے ہیں اور اللہ رات اور دن کا اندازہ مقرر فرماتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ تم اس عبادت کو نہ نبھا سکو گے۔ لہذا وہ تم پر متوجہ ہوا۔ اب جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکو، پڑھو۔ اسے معلوم ہے کہ تم میں سے کچھ بیمار بھی ہوں گے اور کچھ سفر میں اللہ کا فضل (روزی) تلاش کرنے میں مصروف ہوں گے اور کچھ اللہ کی راہ میں جہاد کر

رہے ہوں گے۔ لہذا جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جاسکے، پڑھو۔ نماز پابندی سے باقاعدہ پڑھتے رہو۔ زکوۃ دیتے رہو اور اللہ کو اچھا قرض دو۔ اور تم اپنے لیے جو نیکی آگے بھیجو گے، اسے اللہ کے پاس بہتر اور اجر میں بڑھی ہوئی پاؤ گے۔ تم اللہ سے دعائے مغفرت کرتے رہو۔ یاد رکھو! اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور انتہائی مہربان ہے۔

(۱۹) یعنی یہ سورت نصیحت ہے۔ اس سے ارباب ہوش وخرد نصیحت حاصل کر سکتے ہیں۔ پھر اللہ کو جس کی ہدایت منظور ہوگی، وہ رب کی راہ پر چل پڑے گا۔ فرمایا، وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ (دہر ۷۶: ۳۰، ۳۱) تم نہیں چاہتے بلکہ اللہ چاہتا ہے۔ یقیناً اللہ بڑے علم والا اور زبردست حکمت والا ہے۔ (۲۰) یعنی آپ اور آپ کے ساتھی تقریباً دو تہائی رات کو یا آدھی رات کو یا ایک تہائی رات کو اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور تہجد پڑھتے ہیں۔ ان کا قصد وقت کی تعین نہیں بلکہ تہجد پڑھنا ہے اور خاص وقت معلوم کرنا ان کے بس کا بھی نہیں۔ کیونکہ رات دن کا ٹھیک ٹھیک اندازہ اللہ کے سوا کسی کو بھی معلوم نہیں۔ یعنی تم شب بیداری میں ہیشگی نہیں کر سکتے اور اس کا نبھانا تمہارے بس سے باہر ہے۔ لہذا اب تم رات میں جس قدر نماز آسانی سے پڑھ سکو، پڑھو۔ پھر فرمایا، شب و روز کا صحیح صحیح اندازہ اللہ ہی کو ہے۔ کبھی دن رات برابر ہو جاتے ہیں، کبھی دن بڑا رات چھوٹی اور کبھی رات بڑی اور دن چھوٹا ہو جاتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ جو فرض اس نے تم پر واجب فرمادیا ہے، تم اسے نبھا نہ سکو گے۔ لہذا جس قدر آسانی سے قرآن پڑھ سکو، پڑھو۔ یعنی رات کی حد بندی نہ کرو اور رات میں جس قدر نماز آسانی سے پڑھی جاسکے، پڑھو۔ (یہاں قرات سے نماز مراد ہے۔ بنی اسرائیل میں اس کا عکس ہے۔ فرمایا، وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ (۱۷: ۱۱۰) اور اپنی صلاۃ (قرات) نہ زور سے پڑھو اور نہ آہستہ۔)

پھر فرمایا، اللہ کو یہ بھی معلوم ہے کہ ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ بیمار بھی ہوتے ہیں اور مسافر بھی ہوتے ہیں۔ کوئی تجارت کے لیے سفر کرتا ہے، کوئی حج کے لیے اور کوئی جہاد کے لیے۔ یہ عذر والے ہیں اور تہجد کو نہیں نباہ سکتے۔ اس لیے اللہ نے فرضیت منسوخ کر دی۔

اثبات نبوت: یہ آیت بلکہ پوری سورت مکیہ ہے اور مکہ میں جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ لہذا یہ نبوت کے ثبوت کی دلیل ہے کیونکہ اس میں مستقبل کے غیب کی خبر ہے۔ جو آپ کو وحی کے ذریعہ معلوم ہوا۔ پھر فرمایا، لہذا تم کو جس قدر قرات یعنی نماز آسان ہو، پڑھ لو۔ یعنی جس قدر قیام آسانی سے کر سکو، کر لو۔

پھر فرمایا کہ فرائض کی حفاظت کرو، نماز پابندی سے باقاعدہ پڑھتے رہو اور زکوۃ نکالتے رہو۔ معلوم ہوا کہ زکوۃ مکہ میں فرض ہوئی، پھر مدینہ میں نصاب مقرر ہوا۔

فرضیت تہجد کی تنسیخ: یہی آیت تہجد کے فرضیت کی ناسخ ہے۔ جو اس سورت کی ابتدائی آیتوں سے فرض ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے کہا کہ دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ اس نے پوچھا، کیا ان کے علاوہ بھی فرض ہیں؟ فرمایا، نہیں۔ البتہ نوافل ہیں۔ (ق) پھر فرمایا کہ اللہ کو قرض حسنہ دو۔ یعنی صدقہ خیرات کرتے رہو۔ اللہ تمہیں اس کا بہترین اور بہت زیادہ بدلہ عطا فرمائے گا۔

قرض حسن کی تفسیر: حق تعالی شانہ عم نوالہ نے فرمایا، مَنْ ذَا الَّذِیْ (بقرہ ۲: ۲۴۵) ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے۔ پھر اللہ اسے دو چند بڑھا کر لوٹا دے۔

نیکیاں مال سے بہتر ہیں: پھر فرمایا کہ تم جو نیکیاں کرلو گے، وہ تمہارے لیے اس مال سے کہیں بہتر ہیں۔ جسے تم پیچھے چھوڑ جاؤ گے۔ ان کا آخرت میں بہترین بدلہ ملنے والا ہے۔ ایک حدیث میں ہے، بتاؤ کسے اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال پیارا ہے۔ صحابہ بولے، یارسول اللہ ﷺ! ایسا تو ہم میں کوئی نہیں جسے اپنے مال سے زیادہ وارث کا مال پیارا ہو۔ ہم سب کو اپنا ہی مال پیارا ہے۔ فرمایا، جواب پر خوب غور کرلو۔ بولے، ہمیں تو یہی معلوم ہے۔ فرمایا، تمہارا مال وہ ہے جو تم نے آگے بھیج دیا۔ اور جو وارثوں کے لیے چھوڑ دیا، وہ تمہارا نہیں بلکہ تمہارے وارثوں کا ہے۔ (تم کو یہی مال پیارا ہے جس کو تم چھوڑ کر جانے والے ہو۔ اگر اپنا مال پیارا ہوتا تو خوب دل کھول کر خوشی خوشی اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے؟) (بن) پھر فرمایا، اللہ سے گناہوں کی معافی مانگتے رہا کرو اور پکا یقین رکھو کہ اللہ سے بڑھ کر کوئی معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے ہی نہیں۔ جو نادم ہو کر سچے دل سے اللہ سے گناہوں کی معافی مانگتا ہے، اللہ اسے معاف فرما دیتا ہے۔

الحمدللہ سورہ مزمل کی تفسیر مکمل ہوئی۔ اللہ قبول فرمائے۔ آمین۔

سورہ مدثر

بترتیب مصحف یہ ۷۴ ویں اور بترتیب نزول چوتھی سورہ ہے اور مکی ہے۔ اس میں ۵۶ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝١ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝٢ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝٣ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝٤
وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝٥ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝٦ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝٧ فَاِذَا نُقِرَ
فِي النَّاقُوْرِ ۝٨ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝٩ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝١٠

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان وانتہائی شفیق ہے۔

اے کپڑا اوڑھنے والے! اٹھ کر لوگوں کو چوکنا کر۔ اپنے رب ہی کی بڑائی بیان کر۔ اپنے کپڑے پاک رکھ، ناپاکی سے بچ۔ اس لیے احسان نہ کر کہ اس کے بدلہ میں زیادہ آ جائے اور اپنے رب ہی کی راہ میں صبر کر۔ پھر جب صور پھونکا جائے گا تو وہ وقت یعنی دن ایک سخت دن ہوگا اور کافروں کے لیے آسان نہ ہوگا۔

شان نزول: (۱) ابن عباسؓ کہتے ہیں ولید بن مغیرہ نے قریشیوں کی دعوت کی۔ جب لوگ کھانا کھا چکے تو بولا، اس شخص (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ بعض نے کہا، جادوگر ہے۔ بعض نے کہا نہیں۔ بعض نے کہا، کاہن ہے۔ بعض نے کہا، غلط ہے۔ چند لوگوں نے شاعر کہا اور چند نے کہا، شاعر نہیں ہے اور بعض نے کہا، یہ قرآن نقل کیا ہوا جادو ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہوگیا۔ آپ کو بھی خبر لگ گئی۔ کبیدہ خاطر ہوئے اور کپڑا اوڑھ کر سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ اس پر اللہ نے اس سورت کی ابتدائی آیتیں اتاریں۔ (طبرانی) (۲) اب آپ کمر کس لیں اور تبلیغ وحی کے لیے تیار رہیں۔

منصب رسالت ونبوت: پہلی وحی سے آپ کو منصب نبوت ملا تھا۔ اور اس وحی سے آپ کو منصب رسالت بھی مل گیا۔ (۳)

اس شکریئے میں آپ اپنے پروردگار کی بڑائیاں بیان کریں۔

دل کی پاکی کا حکم: (۴) کسی نے ابن عباسؓ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا، گناہوں سے، عہد شکنی سے اور غداری سے بچتے رہو۔

فانی بحمد لله لا ثوب فاجر لبست ولا من غدرة اتقنع

بحمد للہ میں نے فاجر کا لباس نہیں پہنا اور نہ غداری کا نقاب ڈالا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں عربی محاورہ میں ہے ''نق الثیاب'' یعنی کپڑے پاک رکھ۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ گناہ سے بچتا رہ۔ یعنی آپ دل گناہوں سے پاک رکھیں اور عملوں کی اصلاح کر لیں۔ بحمد للہ آپ نہ کاہن ہیں اور نہ جادوگر۔ ان باتوں سے دل پر میل نہ لائیں۔ عربی محاورے میں بدعہد وغدار کو میلے کپڑوں والا کہا جاتا ہے اور وفادار کو پاک کپڑوں والا۔

شرک و بت پرستی سے اجتناب: (۵) بتوں سے بچیں اور گناہ چھوڑ دیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پہلے آپ بتوں اور گناہوں سے نہیں بچا کرتے تھے۔ فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ الخ (احزاب۳۳:۱) اے نبی ﷺ! اللہ سے ڈریئے اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانئے۔ یہاں یہ لازم نہیں آتا کہ پہلے آپ اللہ سے نہیں ڈرا کرتے تھے اور کافروں اور منافقوں کی باتیں مان لیا کرتے تھے۔ (۲) وَقَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ الخ (اعراف ۷:۱۴۲) حضرت موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ قوم میں میری نیابت کرو اور اصلاح کرو اور شرارتیوں کی راہ کی پیروی نہ کرو۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت ہارون اس سے پہلے ان کی راہ کی پیروی کیا کرتے تھے بلکہ اس سے مزید تاکید استقامت ودوام پر ابھارنا مقصود ہے۔

زیادتی کے لالچ سے احسان کرنا: (٦) یعنی بڑھانے کے لیے احسان نہ کرو۔ یا اللہ پر عملوں کا احسان نہ جتاؤ کہ اس سے طلب میں زیادتی کرو۔ یا کثرت سے بھلائی کرنے میں سست نہ بنو۔ (۷) رب کی رضا کے لیے مخالفوں کی ایذا پر صبر کرتے رہو۔ اور اللہ نے تم کو جو منصب نبوت ورسالت عطا فرمایا ہے، اس پر جمے رہو۔ (۸۔۱۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں کیسے چین سے بیٹھوں۔ حضرت اسرافیل نے صور منہ میں لے لیا ہے، پیشانی جھکا لی ہے اور منتظر ہیں کہ حکم ملتے ہی صور پھونک دیں۔ صحابہ نے کہا، ہمیں کیا حکم ہے؟ فرمایا، حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ عَلَی اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا (ہمیں اللہ ہی کافی ہے۔ وہ بہترین کارساز ہے۔ ہمارا اللہ پر ہی بھروسہ ہے) پڑھا کرو۔

صور جو سینگ کی شکل کا ہوتا ہے، جب پھونکا جائے گا تو وہ سخت برا دن ہوگا۔ دوسری جگہ ہے، یَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ الخ (قمر۵۴:۸) کافر کہیں گے، یہ دن سخت ہے۔

زرارہؓ کا واقعہ: زرارہ بن اوفی کا جو بصرہ کے قاضی تھے، واقعہ ہے کہ انہوں نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور یہ سورت پڑھی۔ پھر جب فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ پر پہنچے تو چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے اور روح پرواز کر گئی۔

ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا ﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾ وَّبَنِیْنَ شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ یَطْمَعُ اَنْ اَزِیْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ

كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿١٦﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿١٧﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿١٨﴾ فَقُتِلَ
كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿٢١﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ
اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿٢٤﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ
الْبَشَرِ ﴿٢٥﴾ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿٢٦﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿٢٨﴾
لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿٢٩﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾

مجھے اور اسے چھوڑ دو جسے میں نے تنہا پیدا کیا۔ اسے بہت کچھ مال دیا اور حاضر رہنے والے بیٹے دیئے اور بہت فراخی دی۔ پھر اس کی خواہش ہے کہ میں اسے اور دوں۔ ہرگز نہیں۔ وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے۔ میں اسے جلدی ہی صعود پہاڑ پر چڑھاؤں گا۔ اس نے سوچا اور ایک تجویز کی۔ غارت ہو کیسی تجویز کی۔ پھر غارت ہو کیسی تجویز کی۔ پھر دیکھا، پھر برامنہ بنایا اور تیوری پر بل ڈال لیے۔ پھر پیچھے ہٹا اور غرور کا اظہار کیا۔ پھر بولا، یہ تو نقل کیا ہوا جادو ہے۔ یہ انسان ہی کا کلام ہے۔ میں اسے جہنم میں ڈالنے والا ہوں۔ جانتے ہو جہنم کیا ہے؟ جہنم نہ باقی رہنے دیتی ہے اور نہ چھوڑتی ہے۔ وہ کھال جھلس دینے والی ہے۔ اس پر ۱۹ فرشتے مقرر ہیں۔

ولید کی نمک حرامی: (۱۱) اللہ اس نمک حرام ولید کو دھمکی دے رہا ہے کہ میں نے تو اسے دنیوی نعمتیں دیں لیکن اس بد بخت نے میرے احسانات وانعامات کا یہ بدلہ دیا کہ قرآن کا انکار کیا اور اسے انسانی کلام بتایا۔ پھر اللہ نے اپنی بڑی بڑی نعمتیں گنوائیں کہ جب پیدا ہوا تھا تو تنہا تھا۔ اس کے پاس مال تھا نہ اولاد تھی۔ (۱۲) پھر اللہ نے اسے مالا مال کر دیا۔ ہزاروں اشرفیوں کا مالک اور بڑا زمیندار بنا دیا۔ لونڈی وغلام اور نوکر چاکر دیئے۔ غرضیکہ ہر قسم کا مال دے کر رئیس بنا دیا۔ (۱۳) دس یا تیرہ فرزند عطا کیے جو وطن میں رہتے تھے۔ تجارت کے لیے گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ بیرونی تجارت کے فرائض نوکر چاکر اور غلام انجام دیتے تھے اور بیٹے گھر میں عیش وآرام سے زندگی گزارتے تھے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوگی کہ تمام فرزند آنکھوں کے سامنے موجود، ہر قسم کا عیش و عشرت فراہم اور ہر طرح کی نعمتیں مہیا ہیں۔ (۱۴) میں نے طرح طرح کے مال کا مالک بنا دیا۔ بڑے ٹھاٹ باٹ اور کثیر ساز و سامان والا بنا دیا۔ (۱۵) لیکن اب بھی اس قدر حریص ہے کہ چاہتا ہے کہ اور مال ہاتھ لگ جائے۔ دل کی پیاس اب بھی نہیں بجھی۔ (۱۶) ایسا ہرگز نہ ہوگا کہ آخرت میں بھی اسے عزت وعیش ملے کیونکہ یہ ہمارے احکام کا مخالف ہے اور ہماری باتیں جاننے کے باوجود کفر وسرکشی پر اڑا ہوا ہے۔

ویل صعود کی تفسیر: اب ہم اسے صعود پہاڑ پر چڑھائیں گے۔ ایک حدیث میں ہے۔ ویل جہنم کی ایک وادی ہے جس میں کافر چالیس سال تک گرتا رہے گا۔ مگر اس کی گہرائی تک نہ پہنچے گا۔ صعود جہنم کا ایک پہاڑ ہے جس پر کافر چڑھایا جائے گا۔ ستر سال تک چڑھتا ہی رہے گا۔ پھر ستر سال تک اترتا ہی رہے گا۔ اس پر ہمیشہ کے لیے یہی عذاب مسلط رہے گا۔ (ات) (اس میں غرابت و نکارت ہے) (۲) صعود جہنم میں ایک آگ کا پہاڑ ہے۔ کافر سے کہا جائے گا کہ اس پہاڑ پر چڑھ۔ جب وہ اس پر ہاتھ رکھے گا، تو

اس کی آگ اس کا ہاتھ پگھلا دے گی۔ پھر جب ہاتھ اٹھالے گا تو پھر ہاتھ حسب سابق ٹھیک ہو جائے گا۔ یہی حال پاؤں کا ہوگا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں صعود جہنم میں ایک چٹان ہے۔ جس پر کافر منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ یہ جہنم کا ایک چکنا پہاڑ ہے۔ کافر سے کہا جائے گا کہ کچھ ہی ہو، اس پر چڑھ یا اللہ اسے عذاب کی تکلیف میں مبتلا کر دے گا۔ یا سخت تکلیف دہ عذاب مراد ہے۔ (۱۸ تا ۲۰) ہم نے اسے اس تکلیف دہ عذاب سے اس لیے قریب کیا کہ یہ ایمان سے بہت دور تھا۔ اس کم بخت پر بار بار اللہ کی مار ہو، جب قرآن کے بارے میں اس کی رائے پوچھی گئی تو اس نے سوچ کر یہ بات گھڑی۔ (۲۱ تا ۲۴) اور تیوری پر بل ڈال کر منہ بگاڑ کر، حق سے ہٹ کر، پیٹھ موڑ کر غرور کا اظہار کر کے یہ تجویز پیش کی۔ (۲۵) کہ قرآن انسانی کلام ہے۔ اور منقول جادو ہے۔

یہ واقعہ ولید بن مغیرہ مخزومی کا ہے جو قریشی سردار تھا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں ایک دفعہ ولید نے ابوبکرؓ سے قرآن کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے اس کے سامنے قرآن کی خوبیاں بیان کیں اور کچھ آیتیں بھی پڑھ کر سنائیں۔ یہ کافی متاثر ہو کر اٹھا اور لوگوں سے بولا، حیرت کی بات ہے۔ ابن ابی کبشہ جو قرآن پڑھتے ہیں، اللہ کی قسم نہ تو وہ شعر ہے، نہ جادو ہے، نہ دیوانے کی بڑ ہے، کلام تو اللہ ہی کا معلوم ہوتا ہے۔ جب لوگوں نے اپنے سردار کے خیالات بدلتے دیکھے تو فوراً مجلس شوریٰ منعقد کی اور بولے کہ اگر ولید مسلمان ہو گیا تو سارے قریشی مسلمان ہو جائیں گے۔ ابوجہل بولا، کوئی فکر کی بات نہیں۔ تم خاموش رہو۔ میں ایک تدبیر سے اس کے خیالات تبدیل کر دوں گا۔ چنانچہ ابوجہل ولید کے گھر جا کر ولید سے کہتا ہے کہ آپ کی قوم نے آپ کے لیے خیرات جمع کر لی ہے۔ کیا آپ کو خبر نہیں؟ ولید کہنے لگا کیا میں سب سے زیادہ مالدار نہیں؟ پھر میرے لیے خیرات جمع کرنے کے کیا معنی؟ ابوجہل بولا لوگوں کا خیال ہے کہ آپ ابوبکرؓ کے پاس آتے جاتے ہیں تا کہ کچھ اور مال ہاتھ لگ جائے۔ ولید کہتا ہے کیا میرے خاندان میں بھی اس بات کا چرچا ہے؟ اللہ کی قسم! اب میں کبھی ابن ابی قحافہ، عمر اور ابن ابی کبشہ کے پاس نہ جاؤں گا۔ اس کا قرآن تو نقل کیا ہوا جادو ہے۔ اس پر یہ آیتیں اتریں۔

(۲۶) ہم اس بدبخت کو بھڑکتی ہوئی آگ میں غوطہ دینے والے ہیں۔ پھر اس آگ کی اہمیت اور ہولناکی ظاہر کرنے کے لیے فرمایا۔ (۲۷) جانتے ہو، سقر کیا ہے؟ (آپ کو خبر نہیں کہ سقر کیا ہے) (۲۸) سقر وہ ہے جو نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے گی۔ اور دوزخیوں کے گوشت، رگ، پٹھے اور چمڑے سب کھا جائے گی۔ پھر اور جسم بن جائیں گے۔ ان کا بھی یہی حشر ہوگا۔ یہی عذاب ان پر مسلط رہے گا۔ انہیں نہ جہنم میں موت ہی آئے گی اور نہ آرام کی زندگی ہی نصیب ہوگی۔ (۲۹) جلد کو پھونک کر رکھ دے گی۔ اندر سے گوشت ہی گوشت نظر آئے گا۔ پھر اسے بھی پھونک دے گی۔ یہاں تک کہ ہڈیاں تک جلا دے گی یا کھال کو جھلس کر رات کی سیاہی کی طرح سیاہ فام کر دے گی۔ کوئلہ بنا کر چھوڑ دے گی اور کھال ادھیڑ کر رکھ دے گی۔ (۳۰) اس پر ۱۹ داروغہ متعین ہیں جو چوڑے چکلے جسم والے اور بے رحم ہیں۔ نہ عذاب دینے سے تھکیں اور نہ کسی پر ترس کھائیں۔

وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ

مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ
يَّشَآءُ ؕ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾
وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيْرًا
لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾

ع ۱۵

ہم نے جہنم کے داروغہ فرشتوں ہی کو بنایا ہے اوران کی تعداد کافروں کی آزمائش ہی کے لیے مقرر فرمائی ہے۔تاکہ اہل کتاب یقین کر لیں اور ایمان والوں کا ایمان بڑھ جائے اور اہل کتاب وایمان والے شک نہ کریں اور تاکہ بیمار دل والے اور کافر کہیں کہ اس بیان سے اللہ کی کیا مراد ہے۔اسی طرح اللہ جسے چاہتا ہے،گمراہ کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے،ہدایت دے دیتا ہے۔آپ کے رب کے لشکروں کو صرف وہی جانتا ہے۔یہ انسان کے لیے نصیحت ہی ہے۔یہ سچی بات ہے۔چاند کی قسم اور رات کی قسم جبکہ وہ پیٹھ موڑ لے اور صبح کی قسم جب کہ وہ روشن ہو جائے،یقیناً جہنم ایک بڑی چیز ہے جو انسان کو ڈرانے والی ہے۔یعنی اس کو جو تم میں سے آگے بڑھنا چاہے یا پیچھے ہٹنا چاہے۔

جہنم کے محافظ فرشتوں کی تعداد سن کر ابوجہل کا تمسخر: (۳۱) فرمایا،ہم نے جہنم کی دیکھ بھال کے لیے فرشتوں ہی کو مقرر کیا ہے جو بے رحم اور طاقت ور ہیں۔اس آیت میں مشرکوں کی مذمت ہے۔جب انہیں جہنم کے محافظوں کی تعداد ۱۹ بتائی گئی تو ابوجہل نے ہنس کر کہا،قریشیو! کیا تمہارے دس جوان بھی ایک داروغہ کا مقابلہ نہ کر سکیں گے؟ ان انیس فرشتوں کو تمہارے ایک سونوے نوجوان مار بھگائیں گے۔اس پر اللہ نے یہ آیت اتاری کہ دوزخ پر جو فرشتے تعینات ہیں،وہ دیو پیکر ہیں۔انسان نہیں ہیں کہ تم ان کا مقابلہ کر سکو۔فرشتے ہیں۔نہ تم انہیں ہرا سکتے ہو اور نہ تھکا سکتے ہو۔

ابوالاشدین کی بکواس: کہتے ہیں کہ ابوالاشدین کلاہ بن اسید نے کہا کہ سترہ سے تو میں نمٹ لوں گا۔باقی رہے دو۔ان سے تم نمٹ لینا۔اسے اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا۔کہا جاتا ہے کہ یہ شخص اتنا طاقت ور تھا کہ گائے کے چمڑے پر کھڑا ہو جاتا اور دس نوجوان اس چمڑے کو اس کے قدموں سے پوری طاقت سے کھینچتے تو اس کے قدم اسی جگہ جمے رہتے۔البتہ چمڑا چر کر پارا پارا ہو جاتا۔

جہنم کے محافظ ۱۹ کیوں ہیں: پھر فرمایا،ہم نے لوگوں کو آزمانے کے لیے فرشتوں کی تعداد انیس مقرر کی۔چنانچہ اس سے کافروں کا کفر ظاہر ہوا۔اہل کتاب کو آپ کی رسالت کا کامل یقین ہو گیا کیونکہ ان کی کتابوں میں بھی یہی تعداد بتائی گئی ہے۔ایمان والوں کے ایمان میں اضافہ ہو گیا۔کیونکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خبروں کی صداقت اپنی آنکھوں سے معاینہ کر لی۔اہل کتاب کو اور مسلمانوں کو کچھ بھی شک وتردد نہ رہا۔البتہ منافق جن کے دلوں میں پہلے ہی سے روگ تھا وہ اور کافر کہنے لگے کہ یہاں فرشتوں کی تعداد بیان کرنے کا موقعہ اور محل ہے۔فرمایا،اس قسم کی باتوں سے کچھ لوگوں کے دلوں میں ایمان مضبوط ہو جاتا ہے اور کچھ لوگ ڈانواڈول ہو جاتے ہیں۔اللہ کے تمام کام حکمتوں سے لبریز ہیں اور دلیلوں کے پتھروں سے باطل کا دماغ توڑ دیتے ہیں۔فرمایا،رب کے بے شمار لشکر ہیں جن کی تعداد وہی جانتا ہے۔پھر فرمایا کہ یہ انسان کے لیے نصیحت ہے۔

(۳۲ تا ۳۴) چاند کی، جانے والی رات کی اور آنے والی روشن صبح کی قسم کھا کر بتایا جاتا ہے کہ (۳۵) یہ آگ بڑی اور اہم چیز ہے۔ (۳۶، ۳۷) اور انسان کو چوکنا کر دینے والی ہے۔ پھر جو شخص اس ڈراوے کو قبول کر کے حق کی راہ پر چلنا چاہے، چل پڑے۔ اور جو حق سے پیٹھ موڑنا چاہے، پیٹھ موڑ لے۔

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿٣٨﴾ إِلَّآ أَصْحَٰبَ ٱلْيَمِينِ ﴿٣٩﴾ فِى جَنَّٰتٍ
يَتَسَآءَلُونَ ﴿٤٠﴾ عَنِ ٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٤١﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِى سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوا۟ لَمْ نَكُ مِنَ
ٱلْمُصَلِّينَ ﴿٤٣﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ ٱلْمِسْكِينَ ﴿٤٤﴾ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ ٱلْخَآئِضِينَ ﴿٤٥﴾
وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ ٱلدِّينِ ﴿٤٦﴾ حَتَّىٰٓ أَتَىٰنَا ٱلْيَقِينُ ﴿٤٧﴾ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَٰعَةُ
ٱلشَّٰفِعِينَ ﴿٤٨﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ ٱلتَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ﴿٤٩﴾ كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ
مُّسْتَنفِرَةٌ ﴿٥٠﴾ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍۭ ﴿٥١﴾ بَلْ يُرِيدُ كُلُّ ٱمْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن
يُؤْتَىٰ صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿٥٢﴾ كَلَّا ۖ بَل لَّا يَخَافُونَ ٱلْءَاخِرَةَ ﴿٥٣﴾ كَلَّآ إِنَّهُۥ
تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾ فَمَن شَآءَ ذَكَرَهُۥ ﴿٥٥﴾ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ ۚ
هُوَ أَهْلُ ٱلتَّقْوَىٰ وَأَهْلُ ٱلْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾ ع ۱۶

ہر شخص اپنی کمائی میں گروی ہوگا۔ مگر سیدھے ہاتھ والے کہ وہ جنتوں میں ہوں گے اور گنہ گاروں سے پوچھ رہے ہوں گے کہ تمہیں کس چیز نے دوزخ میں لا ڈالا۔ وہ کہیں گے، ہم نمازی نہ تھے۔ نہ محتاجوں کو کھانا کھلاتے تھے اور ہم بحث کرنے والوں کے ساتھ بحث میں مشغول ہو جاتے تھے اور جزا کا دن جھٹلایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمیں موت نے آ دبایا۔ اب سفارش کرنے والوں کی سفارش انہیں کام نہ دے گی۔ انہیں کیا ہو گیا۔ نصیحت سے اعراض کیے جا رہے ہیں۔ گویا وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں جو شیر سے ڈر کر بھاگے ہوں۔ بلکہ ان میں سے ہر شخص کی یہی آرزو ہے کہ اسے ایک کھلی ہوئی کتاب دی جائے۔ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ یہ لوگ آخرت سے ڈرتے ہی نہیں۔ حق بات تو یہ ہے کہ قرآن ایک نصیحت ہے۔ پھر جو چاہے، اس کو یاد کر لے۔ یہ اسی وقت یاد کریں گے جب اللہ چاہے گا۔ وہ اسی لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور مغفرت مانگی جائے۔

---

(۳۸) یعنی ہر شخص قیامت کے دن اپنے اپنے عملوں میں بندھا ہوا ہوگا۔ (۳۹ تا ۴۱) مگر اصحاب الیمین چین و آرام سے جنت کے بالا خانوں میں ہوں گے۔ اور بالا خانوں سے جہنمیوں کو جہنم کے عذاب میں مبتلا دیکھ کر ان سے پوچھیں گے۔

جہنم میں آنے کی وجوہات: (۴۲) تم اس بدترین خوفناک جگہ کیسے آ گئے؟ (۴۳، ۴۴) یہ جواب دیں گے کہ ہم نے دنیا میں رب کی عبادت سے جی چرایا تھا۔ نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ بدنی عبادت سے بھی کتراتے تھے اور مالی عبادت سے بھی۔ ہمیں

اپنے ہم جنس محتاجوں پر ترس نہ آتا تھا۔ ان کے دکھوں کا ذرا احساس نہ ہوتا تھا۔ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ مال پیارا تھا۔ ہم سے کسی غریبوں کو کھانا کبھی نہیں دیا۔ کبھی ان کی ضرورتوں کا خیال رکھا۔ (۴۵) جہالت کے باوجود جو زبان پر آتا، بکتے رہتے۔ اسلام پر اعتراض کرنے والوں کی ہاں میں ہاں ملاتے رہے۔ عقلی گھوڑے دوڑاتے رہے۔ احکام شرعیہ پر بے تحاشا اعتراض کرتے رہے اور مذاق اڑاتے رہے۔ ہر گمراہ کے پیچھے ہو گئے اور ہر ڈوبنے والے کا دامن پکڑ لیا۔ (۴۶، ۴۷) جزا کے دن کو مانا ہی نہیں۔ ہر چند علماء نے سمجھایا مگر اپنی ضد پر اڑے رہے اور ٹس سے مس نہ ہوئے۔ افسوس اسی حالت پر ہمارا موت نے کام تمام کر دیا۔ (یقین یعنی موت۔ فرمایا: وَاعْبُدْ رَبَّكَ (۱۵:۹۹) مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت کرتے رہو۔ اور توحید پر قائم رہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَمَّا هُوَ فَقَدْ جَآءَهُ الْيَقِيْنُ مِنْ رَّبِّهٖ۔ لیکن ان (عثمان بن مظعون) کے پاس رب کے پاس سے موت آ گئی ہے) (۴۸) ان بے ایمان مشرکوں کو کسی سفارش کرنے والے کی سفارش فائدہ نہ پہنچا سکے گی کیونکہ یہ شفاعت کا محل نہیں۔ اور شفاعت اپنے محل ہی میں کام دیتی ہے۔ جو شخص قیامت کے دن کفر کی حالت میں اللہ سے ملے گا، اس کا ٹھکانہ لامحالہ جہنم ہے جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہے گا۔ (۴۹) ان کافروں کی عقلوں پر کیوں پتھر پڑ گئے؟ جب آپ انہیں نصیحت کرتے ہیں اور توحید کی طرف بلاتے ہیں تو یہ منہ موڑ لیتے ہیں۔ (۵۰، ۵۱) جیسے شیر سے ڈر کر گدھے بدک جاتے ہیں۔ گویا یہ حق سے بھاگنے میں اور منہ موڑنے میں وحشی گدھوں کی طرح ہیں۔ جب وہ شیر سے جوان کا شکار کرنا چاہتا ہے، ڈر کر بھاگے ہوں۔

ہر مشرک کتاب کا متمنی ہے: (۵۲) یعنی ہر مشرک کی یہی تمنا ہے کہ اسے بھی کتاب دی جائے جیسے نبی ﷺ کو کتاب (قرآن) دی گئی۔ جیسا کہ فرمایا: وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ (انعام ۶:۱۲۴) اور جب ان کے پاس کوئی آیت آتی ہے تو کہتے ہیں، ہم اس پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے۔ جب تک اللہ کے رسولوں کی طرح ہمیں بھی کتابیں نہ دی جائیں۔ اللہ وہ جگہ خوب جانتا ہے، جہاں وہ رسالت رکھتا ہے۔ (۵۳) ان کی آرزو کبھی پوری نہ ہوگی۔ آخرت پر ایمان نہ لانے اور قیامت کو نہ ماننے نے انہیں بگاڑا۔

قرآن سراپا نصیحت ہے: (۵۴، ۵۵) واقعہ تو یہ ہے کہ قرآن سراسر نصیحت ہے۔ جو چاہے اسے یاد کر لے اور اللہ کی مشیت کے بغیر کوئی یاد بھی نہیں کر سکتا۔ فرمایا: وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ (دہر ۷۶:۳۰) تمہارا چاہا کچھ نہیں، اللہ ہی کا چاہا ہوتا ہے۔

بس اللہ سے ڈرو: (۵۶) اللہ کی شان اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔ اور جو اس سے توبہ کر لے۔ اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا، تمہارے رب نے فرمایا کہ میں اس لائق ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے اور میرے ساتھ کسی جھوٹے معبود کو شریک نہ کیا جائے۔ پھر جو شخص میرے ساتھ دوسروں کو شریک کرنے سے ڈر گیا۔ وہ اس لائق ہے کہ میں اس کے گناہ معاف کر دوں۔ (اجنت) (سہیل قوی نہیں ہے۔)

الحمدللہ سورہ مدثر کی تفسیر مکمل ہوئی۔ اللہ قبول فرمائے۔ آمین۔

سورہ قیامہ

بترتیب مصحف یہ ۷۵ ویں اور بترتیب نزول ۳۱ ویں سورہ ہے۔ اور مکی ہے۔ اس میں ۴۰ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

لَاۤ اُقۡسِمُ بِيَوۡمِ الۡقِيٰمَةِۙ ﴿۱﴾ وَلَاۤ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَةِؕ ﴿۲﴾ اَيَحۡسَبُ
الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ نَّجۡمَعَ عِظَامَهٗؕ ﴿۳﴾ بَلٰى قٰدِرِيۡنَ عَلٰۤى اَنۡ نُّسَوِّىَ بَنَانَهٗ ﴿۴﴾ بَلۡ
يُرِيۡدُ الۡاِنۡسَانُ لِيَفۡجُرَ اَمَامَهٗۚ ﴿۵﴾ يَسۡـَٔلُ اَيَّانَ يَوۡمُ الۡقِيٰمَةِؕ ﴿۶﴾ فَاِذَا
بَرِقَ الۡبَصَرُۙ ﴿۷﴾ وَخَسَفَ الۡقَمَرُۙ ﴿۸﴾ وَجُمِعَ الشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُۙ ﴿۹﴾ يَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ
يَوۡمَئِذٍ اَيۡنَ الۡمَفَرُّۚ ﴿۱۰﴾ كَلَّا لَا وَزَرَؕ ﴿۱۱﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوۡمَئِذِ اۨلۡمُسۡتَقَرُّؕ ﴿۱۲﴾ يُنَبَّؤُا
الۡاِنۡسَانُ يَوۡمَئِذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَؕ ﴿۱۳﴾ بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰى نَفۡسِهٖ بَصِيۡرَةٌۙ ﴿۱۴﴾ وَّلَوۡ
اَلۡقٰى مَعَاذِيۡرَهٗؕ ﴿۱۵﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان و انتہائی رحم والا ہے!

قیامت کی قسم! اور ملامت کرنے والے نفس کی قسم! کیا انسان کا یہ خیال ہے کہ اب ہم کبھی اس کی ہڈیاں جمع ہی نہ کریں گے۔ ہاں ہاں ضرور کریں گے۔ ہم اس کا پور پور بنانے پر قادر ہیں بلکہ انسان کا یہ ارادہ ہے کہ اپنے آگے فسق و فجور کرتا رہے۔ پوچھتا ہے کہ قیامت کب آئے گی؟ پھر جب نگاہ پتھرا جائے، چاند گہن میں آ جائے اور سورج اور چاند اکٹھے کر دیئے جائیں۔ اس دن انسان کہے گا کہ آج کدھر بھاگوں؟ ہرگز نہیں، آج کوئی پناہ گاہ نہیں۔ آج آپ کے پروردگار ہی کی طرف ٹھکانہ ہے۔ آج انسان کو اس کے اگلے پچھلے عملوں سے خبردار کیا جائے گا۔ بلکہ انسان آپ اپنی حالت سے واقف ہوگا۔ اگرچہ سارے عذر سامنے لا ڈالے۔

---

(۱) یہاں قیامت کی قسم کھائی جس سے قیامت کے دن کی عظمت کو ظاہر کرنا مقصود ہے۔

نفس لوامہ مومن کا نفس ہے: (۲) نفس لوامہ مومن کا نفس ہے کیونکہ وہ اپنے نفس کو ملامت ہی کرتا رہتا ہے کہ یہ بات کیوں کہی۔ یہ نوالہ کیوں کھایا۔ یہ خیال دل میں کیوں کیا اور کافر درانہ قدم اٹھاتا چلا جاتا ہے۔ وہ کیوں اپنی خواہش کو دبائے۔

اللہ کی قدرت میں سب کچھ ہے: (۳) کیا انسان کا یہ خیال ہے کہ ہم قیامت کے دن اس کے متفرق اجزا جمع کرنے پر اور اسے زندہ کرنے پر قادر نہ ہوں گے؟ (۴) ہم تو اس کے جوڑ جوڑ کو پور پور کو اور ذرے ذرے کو درست کر کے اسے زندہ کر دیں گے۔ بلکہ ہم تو اس بات پر بھی قادر ہیں کہ اس کے ہاتھ پاؤں اونٹ یا گھوڑے جیسے بنا دیں۔ اور اس کے ہاتھ پیروں سے انگلیاں بالکل ہی اڑا دیں۔ (ابن جریر کہتے ہیں یعنی اگر ہم دنیا میں بھی چاہتے تو اس کو ایسا ہی بنا دیتے۔)

توبہ کی امید پر گناہ: (۵) یہی ایک گناہ نہیں بلکہ انسان آگے بڑھتا ہی جاتا ہے اور گناہ پر گناہ کیے جاتا ہے۔ صرف اس امید پر کہ گناہ کر لوں، مرنے سے پہلے توبہ کر لوں گا۔ لیکن افسوس! نادان کو یہ خبر نہیں کہ موت اچانک آ جائے گی۔ اس بات کی کون ضمانت دے سکتا ہے کہ مرنے سے پہلے توبہ نصیب ہو جائے گی۔ یا قیامت سے پہلے انسان قدم قدم پر فسق و فجور میں مبتلا نظر آتا ہے۔

پھونک پھونک کر قدم نہیں اٹھاتا۔ بڑا سر چڑھا ہے۔ منت منت پر اللہ کی نافرمانی کرتا رہتا ہے۔ نفس کی شرارت سے وہی محفوظ رہ سکتا ہے جسے اللہ محفوظ رکھے۔ گناہوں میں جلدی ہے اور توبہ میں لیت ولعل۔ یا کافر قیامت کو جھٹلاتا ہے اور حساب کا قائل نہیں۔ اس لیے دل کھول کر گناہ کرتا ہے۔

قیامت کا مذاق: (۶) کہتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہوگا؟ یہ دن ہمارے خیال میں تو ہوتا ہوا تا ہے نہیں، نہ ہم اس کے قائل ہیں۔ جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا، وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ الخ (سبا ۳۴:۲۹، ۳۰) کہتے ہیں کہ اے مسلمانو! اگر تم سچے ہو تو وہ وعدہ کب پورا ہوگا؟ آپ ان سے فرما دیں کہ اس دن کا ایک وقت مقرر ہے۔ جس سے تم نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکو گے اور نہ آگے بڑھ سکو گے۔ یہاں فرمایا، (۷) جب تیور چڑھ جائے گا اور آنکھیں پتھرا جائیں گی۔ جیسا کہ فرمایا، لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ الخ (ابراہیم ۱۴:۴۳) جس دن ان کی نگاہیں ان کی طرف لوٹ کر نہ آئے گی۔ یعنی پلک جھپک نہ سکیں گے۔ اس قدر رعب و دہشت اور خوف و دہشت سوار ہوگی کہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تک رہے ہوں گے اور دل زور زور سے دھڑک رہے ہوں گے۔ قیامت کی ہولناکیوں سے آنکھیں پتھرا جائیں گی۔ نگاہیں جھک جائیں گی اور حیرت و ذلت سے انسان ادھر ادھر تک رہا ہو گا۔ (۸) چاند گہن میں آ جائے گا اور اس کا نور چھن جائے گا۔ (۹) سورج چاند دونوں کو اکٹھا کر دیا جائے گا اور دونوں کو لپیٹ لیا جائے گا۔ فرمایا، اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ الخ (تکویر ۸۱:۱، ۲) جب سورج لپیٹ لیا جائے گا اور جب تارے گدلے ہو جائیں گے۔ (۱۰) قیامت کی ہولناکیاں دیکھ کر انسان بھاگنا چاہے گا اور کہے گا، ہے کوئی پناہ کی جگہ جہاں میں چین سے جا کر بیٹھ جاؤں۔ (۱۱، ۱۲) ہرگز نہیں۔ یہاں جائے پناہ کا کیا کام۔ یہاں نجات کی کوئی صورت ہے ہی نہیں۔ یہاں ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں چھپ کر بیٹھ جاؤ اور پہچانے نہ جاؤ۔ فرمایا، مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ الخ (شوریٰ ۴۲:۴۷) آج نہ تمہارے لیے کوئی جائے پناہ ہے اور نہ چھپنے کی جگہ کہ پہچانے نہ جا سکو۔ اسی لیے فرمایا، آج تو رب کے پاس ٹھکانہ ہے۔

قیامت کے دن تمام عمل سامنے ہوں گے: (۱۳) آج انسان کو اس کے اگلے پچھلے، چھوٹے بڑے، نئے اور پرانے سارے گناہوں کی خبر دے دی جائے گی۔ فرمایا، وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا (کہف ۱۸:۴۹) لوگ اپنے تمام عمل موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ (۱۴) آج خود انسان اپنے عملوں پر گواہ ہوگا۔ اور انہیں خوب پہچانتا ہوگا۔ گو انکار کرے اور لاکھ عذر پیش کرے۔ فرمایا، اِقْرَاْ كِتٰبَكَ (اسراء ۱۷:۱۴) اپنا اعمال نامہ پڑھ لے اور خود اپنے کو جانچ لے۔ (کہ تو جنت کے قابل ہے یا دوزخ کے) کان، آنکھ، ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء گواہی دیں گے اور گناہوں کا اقرار کر لیں گے۔ انسان اپنے گریبان میں جھانک کر نہیں دیکھتا۔ دوسروں کے عیب ٹٹولتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انجیل میں ہے، اے فرزند آدم! تجھے اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو نظر آ جاتا ہے مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں دکھائی دیتا۔

مجرم لاکھ چھپانا چاہیں گے مگر جرم چھپ نہ سکیں گے: (۱۵) یعنی گو انسان اپنے نفس کی طرف سے جھگڑے لیکن اپنے عملوں پر گواہ ہے۔ اگرچہ جھوٹے سچے حیلے بہانے تراش لے لیکن وہ ناقابل سماع ہوں گے۔ لاکھ حجتیں کرے مگر رد کر دی جائیں گی۔ گو وہ اپنے گناہوں پر پردہ ڈالنا چاہے لیکن پردہ نہ پڑ سکے گا۔ اللہ نے فرمایا، ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ (انعام ۶:۲۳) جب ان کے پاس کوئی معقول عذر نہ ہوگا تو صاف کہہ دیں گے کہ ہمیں اپنے اللہ کی اور اپنے رب کی قسم! ہم مشرک نہ تھے۔ فرمایا، يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا (مجادلہ ۵۸:۱۸) جس روز اللہ پاک انہیں دوبارہ اٹھائے گا تو اس کے سامنے بھی قسمیں کھا لیں گے۔ جس

طرح دنیا میں تمہارے سامنے جھوٹی قسمیں کھایا کرتے تھے اور خیال کریں گے کہ ہم بھی کچھ تھے۔ دیکھو یہ بڑے جھوٹے ہیں۔ بہرحال عذر اس روز بے کار ہوں گے۔ فرمایا، یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظّٰلِمِیْنَ مَعْذِرَتُهُمْ (غافر۴۰: ۵۲) اس دن ظالموں کو ان کے عذر کام نہ آئیں گے۔ اس دن اللہ سے صلح کرنا چاہیں گے اور صاف کہہ دیں گے کہ ہم نے کوئی برائی نہیں کی۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۲۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۢ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾

آپ قرآن کو جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں۔ اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے۔ پھر جب ہم اسے پڑھیں تو آپ اس کی قرات کی پیروی کریں۔ پھر اس کا بیان کر دینا ہمارا کام ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ تم کو دنیا سے محبت ہے اور آخرت چھوڑ بیٹھے ہو۔ اس روز بہت سے لوگوں کے چہرے شاداب اور کھلے ہوئے ہوں گے جو اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے اور بہت سے چہرے مرجھائے ہوئے ہوں گے۔ خیال کر رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ سخت سے سخت معاملہ کیا جائے گا۔

آدابِ تعلیم: (۱۶) الامین کو روح الامین سے وحی سیکھنے کے آداب بتائے جا رہے ہیں کیونکہ آپ وحی کو یاد کرنے کی غرض سے جلدی جلدی پڑھا کرتے تھے۔ اللہ نے حکم دیا کہ جب فرشتہ وحی لے کر آئے تو آپ اسے پوری توجہ سے سنا کریں۔ یاد کرنے کی کوشش نہ کیا کریں۔ آپ کے سینہ میں وحی کا محفوظ کر دینا اور دوسروں تک وحی پہنچانے کی راہ کی آسانیاں فراہم کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ اسی طرح آپ کی زبان فیض ترجمان سے وضاحت وتفسیر کرانا ہمارے ذمہ ہے۔ یعنی یہ تین باتیں ہم نے اپنے ذمہ لے لی ہیں۔ وحی کو آپ کے سینہ میں محفوظ کرنا، اس کی تلاوت کرانا اور اس کی تفسیر کرانا جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا، وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ (طٰہٰ۲۰: ۱۱۴) آپ وحی ختم ہونے سے پہلے قرات میں جلدی نہ کریں۔ اور اللہ سے دعا مانگتے رہیں کہ اے رب! میرا علم بڑھا تا رہ۔ (۱۸) پھر جب ہم آپ کے سامنے فرشتے سے قرآن پڑھوائیں تو آپ اس کی قرات کی پیروی کریں۔ یعنی خوب غور سے سنتے رہیں اور ہماری بتائی ہوئی قرات کے مطابق پڑھیں۔ (۱۹) جب آپ وحی یاد کر لیں گے اور اس کی تلاوت کر لیں گے تو ہم اس کی تفسیر، اس کی وضاحت اور اس کے مطالب اپنی مراد کے مطابق آپ کو الہام کر دیں گے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو وحی سیکھنے کے وقت بڑی تکلیف ہوا کرتی تھی۔ بھولنے کے اندیشہ سے آپ فرشتے کے ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے تھے اور ہونٹ ہلاتے رہتے تھے۔ پھر ابن عباسؓ نے اپنے شاگرد کو ہونٹ ہلا کر بتائے۔ اس پر اللہ پاک نے یہ آیت اتاری یعنی لَا تُحَرِّكْ الخ۔ اس آیت کے بعد آپ پوری توجہ سے وحی سنا کرتے تھے۔ جب جبرئیل چلے جاتے تو پھر آپ اس کی تلاوت حضرت جبرئیل کے بتانے کے مطابق کر لیتے۔ (ق)

دنیا کی محبت اور آخرت سے غفلت: (۲۰، ۲۱) یعنی قیامت کو نہ ماننے کا اور حق کی مخالفت کا بنیادی سبب یہ ہے کہ لوگ یہ سمجھ

بیٹھے ہیں کہ جو کچھ ہے، دنیوی زندگی ہی ہے۔ اپنی تمام تر کوشش اسی کے حاصل کرنے پر صرف کرتے رہتے ہیں اور آخرت سے بالکل بے فکر بیٹھے ہیں۔ دنیا کے مزوں میں پھنس کر آخرت کو بھول گئے۔ تعجب ہے اس پردیسی پر جو کہیں ٹھہر کر اپنا دیس بھول جائے۔

دیدار باری: (۲۲،۲۳) اللہ والوں کو اس روز دیدار باری نصیب ہوگا۔ مومن آمنے سامنے اللہ کو دیکھیں گے۔ ان کے چہرے مارے مسرت کے کھلے ہوئے، شاداب اور درخشاں ہوں گے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ تم اپنے رب کو اپنے سامنے دیکھو گے۔ (ب) دیدار باری تعالیٰ صحیح حدیثوں اور متواتر سندوں سے محدثین کے نزدیک ثابت ہے۔ انکار کی گنجائش نہیں۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے، صحابہ نے پوچھا، یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم قیامت کے دن اللہ کو دیکھیں گے؟ فرمایا، جب مطلع صاف ہو تو کیا سورج یا چاند کے دیکھنے میں تمہیں کوئی رکاوٹ ہوتی ہے؟ بولے نہیں۔ فرمایا، رب کو بھی اسی طرح دیکھو گے جس طرح آج بدر کو دیکھ رہے ہو۔ لہٰذا اگر تم سے ہو سکے کہ صبح کی اور عصر کی نماز سے نہ ہرائے جاؤ تو نہ ہارو۔ (ق) یعنی ان دونوں نمازوں میں کبھی سستی نہ کرو۔ تمہیں اللہ کا دیدار ہوگا۔ (۳) دو جنتوں کے برتن اور سارا سامان سونے کا ہوگا۔ اور دو کا چاندی کا۔ اور جنت عدن میں دیدار باری کے اور اہل جنت کے درمیان کبریائی ہی کی چادر حائل ہوگی جو رخ باری پر ہوگی۔ (ق) (۴) اللہ جنت میں اہل جنت سے پوچھے گا، اب میں تمہیں مزید کیا دوں؟ کیا چاہتے ہو؟ عرض کریں گے، اے اللہ! کیا ہمیں سرخ رو نہیں کیا گیا اور جہنم سے نہیں بچایا گیا؟ (سب کچھ حاصل ہے اور کیا مانگیں؟) پھر اللہ پردہ اٹھادے گا اور انہیں نعمت دیدار تمام نعمتوں سے پیاری معلوم ہوگی۔ یہ ہے مزید نعمت۔ پھر آپ نے لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الخ (یونس ۱۰:۲۶) پڑھی۔ یعنی ارباب خلوص کے لیے جنت کے ساتھ مزید نعمت (دیدار باری) بھی ہے۔ (م) (۵) اللہ قیامت کے میدان میں مومنوں کے سامنے مسکراتا ہوا تجلی فرمائے گا۔ (م) معلوم ہوا کہ مومنوں کو اللہ کا دیدار جنت میں بھی ہوگا اور میدان محشر میں بھی۔

قیامت کے دن نافرمانوں کے منہ کالے ہوں گے: (۲۴،۲۵) اس روز نافرمانوں کا رنگ فق ہو جائے گا۔ یہ پژمردہ، اداس، مرجھائے ہوئے اور بے رونق ہوں گے۔ انہیں یقین ہوگا کہ ان پر ایک زبردست مصیبت آنے والی ہے جو ان کی کمر توڑ دے گی اور جوڑ جوڑ ہلا دے گی۔ برائی اور ہلاکت ان کے انتظار میں ہے اور یہ جہنم میں جھونکے جانے والے ہیں۔ فرمایا، يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ (آل عمران ۳:۱۰۶) جس دن چہرے سفید ہوں گے اور سیاہ پڑ جائیں گے۔ (۲) وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ (عبس ۸۰:۳۸ تا ۴۲) اس دن بہت سے چہرے درخشاں ہوں گے جن پر مسکراہٹ و مسرت جھلک رہی ہوگی اور بہت سے چہرے کالے ہوں گے جو غبار سے اٹے ہوئے ہوں گے۔ یہ کافر و بدکار ہوں گے۔ (۳) وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ (غاشیہ ۸۸:۲ تا ۱۰) اس دن بہت سے چہرے ذلیل اور مصیبت کے مارے خستہ حال ہوں گے۔ جو بے کار عملوں کی تکلیفیں اٹھاتے رہتے تھے۔ وہ دہکتی ہوئی آگ میں جائیں گے اور انہیں سخت گرم چشمے سے پانی پلایا جائے گا۔ ان کے لیے بجز کانٹے دار درختوں کے اور کچھ کھانا نہ ہوگا۔ جو نہ جسم کی پرورش کرے گا اور نہ بھوک مٹائے گا۔ اور اس دن بہت سے چہرے تر و تازہ اور آسودہ حال ہوں گے۔ اپنے عملوں سے خوش ہوں گے اور بلند و بالا جنتوں میں ہوں گے۔

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿۲۶﴾ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾

وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾ فَلَا صَدَّقَ
وَلَا صَلَّىٰ ﴿٣١﴾ وَلَٰكِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿٣٢﴾ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ﴿٣٣﴾ أَوْلَىٰ
لَكَ فَأَوْلَىٰ ﴿٣٤﴾ ثُمَّ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ﴿٣٥﴾ أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَن يُتْرَكَ سُدًى ﴿٣٦﴾
أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُمْنَىٰ ﴿٣٧﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ ﴿٣٨﴾ فَجَعَلَ
مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ﴿٣٩﴾ أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن يُحْيِيَ
الْمَوْتَىٰ ﴿٤٠﴾

ہرگز نہیں، جب روح حلق تک پہنچ جائے گی اور کہا جائے گا، ہے کوئی دم کرنے والا اور یقین آ جائے گا کہ اب جدائی آ پہنچی اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی، اس دن تجھے اپنے رب ہی کی طرف چلنا ہے۔ یہ نہ ایمان لایا اور نہ نماز پڑھی۔ لیکن جھٹلاتا رہا اور منہ موڑے رہا۔ پھر اپنے گھر اکڑتا ہوا گیا۔ تجھ پر افسوس پر افسوس۔ پھر تجھ پر افسوس پر افسوس۔ کیا انسان کا یہ خیال ہے کہ اسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وہ منی کا ایک قطرہ نہ تھا جسے ٹپکایا گیا۔ پھر وہ لوتھڑا ہو گیا۔ پھر اللہ نے اسے پیدا کیا اور ٹھیک ٹھاک کیا۔ پھر اس سے جوڑے نر اور مادہ کے بنائے۔ کیا اللہ مردے زندہ کرنے پر قادر نہیں؟

سکرات کا بیان: (٢٦۔٢٨) سکرات کا بیان ہے جب روح کھینچ کر سینہ میں آ جاتی ہے تو اس وقت کی نزاکت مرنے والا ہی جانتا ہے۔ اے اللہ! اس وقت بھی ہمیں توحید پر قائم رکھ۔ موحد کے لیے دنیا کچھ نہیں۔ اگر چھوٹ رہی ہے تو مبارک ہو۔ راحت کی گھڑیاں آ گئیں۔ اب آرام ہی آرام ہے۔

اس وقت کا آنا یقینی ہے۔ جب تیری روح رگ رگ سے کھنچ کر حلق میں آ کر اٹک جائے گی۔ فرمایا، فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ (واقعہ ٥٦: ٨٣ تا ٨٧) پھر جب روح نرخرے تک پہنچ جائے گی اور تم اس وقت (حسرت بھری نگاہوں سے) تک رہے ہو گے اور ہم بہ نسبت تمہارے مرنے سے زیادہ قریب ہیں۔ لیکن تم دیکھتے نہیں۔ پھر اگر تمہیں بدلا دیا جانے والا نہیں تو اگر تم سچے ہو تو ذرا روح لوٹا کر تو دکھاؤ۔ ہے کوئی طبیب جو مرنے نہ دے اور بچا لے؟

پنڈلی پر پنڈلی لپٹ جانے کی تفسیر: (٢٩) یعنی آخرت اور دنیا دونوں مل جاتی ہیں۔ دنیا کی آخری گھڑی اور آخرت کی پہلی گھڑی ہوتی ہے جس کی وجہ سے حسرت پر حسرت اور غم پر غم بڑھ جاتا ہے۔ مگر جس پر رحمن اپنا فضل و کرم فرمائے۔ یا خود شدت موت سے مرنے والے کی ٹانگ پر ٹانگ چڑھ جاتی ہے یا ٹانگوں سے بھی جان نکل جاتی ہے اور ٹانگیں مرنے والے کو اٹھا نہیں سکتیں۔ یہی وہ ٹانگیں تھیں جن سے کبھی بھاگا بھاگا پھرا کرتا تھا۔ یا کفن میں دونوں ٹانگیں ملا کر لپیٹ دی جاتی ہیں۔ یا دو کام جمع ہو جاتے ہیں۔ ادھر عزیز نہلا دھلا کر قبر میں اتار رہے ہیں اور ادھر فرشتے روح کو لے کر آسمان پر چڑھ رہے ہیں۔ (٣٠) یعنی اب رب ہی کے پاس جانا ہے۔ جب فرشتے روح لے کر آسمان پر چڑھتے ہیں تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے کو زمین ہی میں لوٹا دو۔

میں نے اسے مٹی ہی سے پیدا کیا، اسی میں لوٹا دوں گا۔ اور دوسری بار اسی سے پیدا کروں گا۔ جیسا کہ براء والی لمبی حدیث میں آیا ہے۔ فرمایا، وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ (انعام ۶:۶۱) اللہ ہی اپنے بندوں پر غالب ہے۔ وہی تمہارے پاس نگرانی کے لیے فرشتے بھیجتا ہے۔ پھر جب کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو ہمارے فرشتے اسے فوت کر دیتے ہیں اور وہ کوئی کمی نہیں کرتے۔ پھر سب اپنے سچے آقا کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ یاد رکھو! اسی کا حکم جاری ہے اور وہ جلدی حساب لینے والا ہے۔

ایمان و عمل صالح کے چوروں پر صد افسوس: (۳۱-۳۳) ان کافروں کا بیان ہے جو دنیا میں دل سے حق کے اور جسموں سے عملوں کے چور تھے۔ جن کا نہ باطن اچھا تھا اور نہ ظاہر۔ اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ نہ حق پر ایمان لایا، نہ نماز پڑھی۔ ہاں حق کو جھٹلانے پر دلیر تھا۔ اور عملوں سے کوسوں دور بھاگتا تھا۔ ان بے ہودگیوں کے باوجود اکڑتا اور اتراتا ہوا گھر پہنچ جاتا تھا۔ فرمایا، وَإِذَا انْقَلَبُوْا الخ (مطففین ۸۳:۳۱) جب یہ گھر جاتے تو دل لگی کرتے ہوئے جایا کرتے تھے۔ (۲) إِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ الخ (انشقاق ۸۴:۱۳) یہ اپنے گھر میں خوش تھا۔ اس کا گمان تھا کہ اللہ کی طرف لوٹ کر نہیں جائے گا۔ بھلا یہ کیسے ہوسکتا تھا۔ اس کا رب اسے خوب دیکھ رہا تھا۔ (۳۴، ۳۵) یعنی تیری زندگی، موت، تہی دامنی اور محرومی پر افسوس ہے۔ اللہ کی طرف سے اترانے والے کافر کے لیے یہ بڑا زبردست ڈراوا ہے کہ کم بخت اللہ کو چھوڑ کر اتراتا ہے۔ کفر کے باوجود اکڑتا ہے۔ خالق کو مانتا نہیں اور فرعون بے سامان بنا ہوا ہے۔ فرمایا، ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الخ (دخان ۴۴:۴۹) لے اب اپنے کفر کا مزہ چکھ۔ تو دنیا میں لمبی ناک والا تھا۔ (۲) كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا الخ (مرسلات ۷۷:۴۶) تھوڑا بہت اور کھا پی لو اور فائدہ اٹھا لو آخر ہو تو مجرم ہی۔ (۳) فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ (زمر ۳۹:۱۵) اللہ کو چھوڑ کر جس کی چاہو، پرستش جا کرو۔ ان آیتوں میں یہ احکام ڈراوے کے لیے بیان کیے گئے ہیں۔

زندگی بعد الموت برحق ہے: (۳۶) یعنی کیا اسے دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا یا مطلق العنان چھوڑ دیا جائے گا۔ یعنی دنیا میں مطلق العنان اور قبر میں دوبارہ زندہ کیے بغیر نہیں چھوڑا جائے گا۔ دنیا میں بھی اس کے منہ میں شرع کی لگام دی جائے گی اور آخرت میں بھی جوابدہی کے لیے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ مقصد یہ ہے کہ زندگی بعد الموت برحق ہے۔ جو جاہل اسے نہیں مانتے، اللہ ان کی اس آیت میں تردید فرما رہا ہے۔ اسی وجہ سے اس نے ابتدائی زندگی سے زندگی بعد الموت پر استدلال کیا ہے۔

ابتدائی زندگی زندگی بعد الموت کی دلیل ہے: (۳۷) یعنی انسان حقیر پانی کا کمزور نطفہ ہے۔ جو پشت سے رحم میں ڈالا گیا ہے۔ اس میں نہ زندگی تھی اور نہ کوئی حقیقت تھی۔ (۳۸-۴۰) پھر اللہ نے اسی قطرے کو خون، پھر خون سے گوشت کا لوتھڑا، پھر اس سے شکل و صورت والا پتلا بنایا۔ پھر اس میں روح پھونکی اور صحیح سالم انسان بنا کر مرد یا عورت کی صورت میں دنیا میں بھیج دیا۔ پھر جس قدرت والے بے مثال کاریگر نے ایک پانی کے قطرے سے ایک سرو قد جیتا جاگتا اور چلتا پھرتا صحیح سالم انسان بنا دیا، کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ اسے فنا کر کے پھر دوبارہ مقررہ وقت پر پیدا کر دے؟ جب اس نے ایک بے بنیاد چیز کو انسان بنا دیا تو انسان کو فنا کر کے دوبارہ بنا دینا تو بدرجہ اولیٰ آسان ہے۔

فرمایا، وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ الخ (روم ۳۰:۲۷) اس نے پیدائش کی ابتدا کی۔ پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا اور دوبارہ پیدا کرنا تو زیادہ آسان ہے۔

ختم سورت کی دعا: ایک صحابی اپنے گھر کی چھت پر قرآن پاک با آواز بلند پڑھ رہے تھے۔ جب انہوں نے آیت اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى پڑھی تو فرمایا، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ فَبَلٰى (اے اللہ! تو کمی سے پاک ہے اور ضرور قادر ہے)

جب ان سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا۔ (ہ) اگر صحابی کا نام معلوم نہیں تو کوئی حرج نہیں
(۲) سورہ تین کے ختم پر بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذَالِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ اور سورۃ قیامۃ کے ختم ہونے پر بلٰی اور مرسلات کے ختم پر اٰمَنَّا باللہ
پڑھا جائے۔ (ت) (۳) جب رسول اللہ ﷺ سورہ قیامہ ختم فرماتے تو سُبْحَانَكَ وَبَلٰی پڑھتے۔ (جر) ابن عباسؓ سے سُبْحَانَكَ
فَبَلٰی آیا ہے۔ (ابن ابی حاتم)
الحمدللہ سورہ قیامہ کی تفسیر ختم ہوئی۔ اللہ قبول فرمائے۔ آمین۔

سورہ دہر

بترتیب مصحف یہ ۷۶ ویں اور بترتیب نزول ۹۸ ویں سورہ ہے اور مکی ہے۔ اس میں ۳۱ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں
جمعہ کو صبح کے فرضوں میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر پڑھنی مسنون ہے: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں پہلی
رکعت میں الم تنزیل السجدہ اور دوسری میں سورۂ دہر پڑھا کرتے تھے۔ (م)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ اِنَّا خَلَقْنَا
الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَيْنٰهُ
السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان و شفیق ہے۔
بلاشبہ انسان پر ایک ایسا وقت بھی آچکا ہے جب کہ یہ کچھ نہ تھا۔ واقعی ہم نے انسان کو ملے جلے نطفہ سے پیدا کیا تاکہ ہم اسے آزمائیں۔ پھر ہم نے اس کو سننے والا اور دیکھنے والا بنا دیا۔ ہم نے اسے سیدھی راہ دکھا دی۔ خواہ وہ احسان مند ہو یا احسان فراموش۔

خالق نے وجود بخشا: (۱،۲) تخلیق بنی آدم کا بیان ہے کہ ایک وقت اس کا نام و نشان تک نہ تھا۔ پھر اسے ایک حقیر و خسیس چیز سے جو نا قابل ذکر ہے، اللہ نے پیدا فرمایا۔
پیدائش انسان کی حکمت: یعنی عورت اور مرد کی ملی ہوئی منی سے جو یکے بعد دیگرے نئے نئے روپ، نئے نئے حال اور نئے وجود بدلتی چلی گئی۔ ہم نے انسان کو آزمانے کے لیے پیدا کیا۔ فرمایا، لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ الخ (ملک ۶۷:۲) تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔ پھر فرمایا، ہم نے اسے کان اور آنکھیں بخشیں تاکہ حق کی دعوت سن کر دیکھ بھال کر حق کی راہ اختیار کرلے اور ان دونوں قوتوں سے بھلائی اور برائی میں تمیز کر سکے۔
راہ حق کی رہنمائی: (۳) یعنی حق کی راہ کھول دی اور دکھا دی۔ فرمایا، وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ الخ (فصلت ۴۱:۱۷) ہم نے ثمودیوں کو حق والی راہ دکھا دی۔ پھر انہوں نے روشنی پر اندھے پن کو اختیار کرلیا۔ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ الخ (بلد ۹۰:۱۰) ہم نے

اس کے سامنے بھلائی برائی کی راہیں واضح کر دیں۔

عمل سعادت وشقاوت کے اسباب ہیں: ''اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا''

یعنی اس حالت میں یا تو وہ شکرگزار وسعید ہے یا ناشکرا اور شقی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ صبح صبح ہر شخص اپنا نفس فروخت کرتا ہے۔ پھر یا تو اسے تباہ کر ڈالتا ہے یا آزاد کرا لیتا ہے۔ (م) یعنی عملوں سے انسان تباہ بھی ہوتا ہے اور دوزخ سے آزاد بھی۔

گھر سے باہر جانے والے کے سر پر فرشتے کے علم کا سایہ ہوتا ہے یا شیطان کے علم کا: جب کوئی شخص اپنے گھر سے باہر نکلتا ہے تو اس کے دروازے پر دو جھنڈے ضرور ہوتے ہیں۔ ایک جھنڈا فرشتہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور ایک شیطان کے ہاتھ میں۔ اگر اللہ کی رضا کے لیے نکلا ہے تو فرشتہ اس کے ساتھ ہو جاتا ہے اور اس پر اپنے جھنڈے کا سایہ کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے گھر واپس آ جائے۔ اور اگر اللہ کی نافرمانی کے لیے نکلا ہے تو اس پر گھر آنے تک شیطان اپنے جھنڈے کا سایہ کیے رہتا ہے۔

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ﴿۴﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ
كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿۵﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۶﴾
يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ﴿۷﴾ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ
عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ
جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ﴿۱۰﴾ فَوَقٰهُمُ
اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً
وَّحَرِيْرًا ﴿۱۲﴾

ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں، طوق اور شعلے مارتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ یاد رکھو! نیک لوگ ایسے جام سے پئیں گے جس میں کافور ملا ہوا ہوگا یعنی اس چشمے سے جس سے اللہ کے بندے پئیں گے اور اس سے نہریں جدھر چاہیں گے، نکال لیں گے۔ وہ جو نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے خوف زدہ رہتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہوگی۔ اور اللہ کی محبت میں وہ مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (کہتے ہیں) ہم تمہیں صرف اللہ کو خوش کرنے کے لیے کھلاتے ہیں۔ نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔ ہمیں اپنے رب سے اس دن کا خوف ہے جو تلخ وسخت ہوگا۔ پھر اللہ انہیں اس دن کی برائی سے بچا لے گا۔ انہیں مسرت و شادابی پہنچائے گا اور صبر کے بدلے جنت اور ریشم کا لباس عطا فرمائے گا۔

اہل جہنم کا بیان: (۴) دوسری جگہ فرمایا، اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ (غافر ۴۰: ۷۱، ۷۲) جب کہ ان کی گردنوں میں طوق اور سلاسل ہوں گے۔ یہ حمیم میں گھسیٹے جائیں گے اور جہنم میں جلائے جائیں گے۔

اہل جنت کا بیان: (۵، ۶) بدنصیبوں کی درگت کے بعد خوش نصیبوں کی آؤ بھگت کا بیان ہے کہ جنت والوں کو پینے کے لیے جو

چیزیں ملیں گی، ان میں نہر کافور کا پانی بھی ہوگا۔ کافور میں عمدہ خوشبو کے علاوہ دل کی تراوٹ اور ٹھنڈک بھی ہے۔ یہ دل وجگر کی گرمی بجھا دیتا ہے۔ پھر جنت کے کافور کی لذت وخوشبو کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ کافور کی برودت سونٹھ کی مست کن خوشبو میں ایک عجیب کیف پیدا کردے گی۔ اس نہر کا پانی کافور جیسی ٹھنڈک اور سونٹھ جیسی بھینی بھینی خوشبو والا ہوگا۔

قربان جایئے اس خاطر داری کے کہ ان مقدس مہمانوں کو پانی پینے کے لیے دریا پر جانا نہیں پڑے گا بلکہ ان کے شاہانہ محلوں میں دریا سے نہریں جاری ہوں گی اور جہاں چاہیں گے، نہر آ جائے گی۔

آخرت بنانے کے لیے شریعت کی پابندی: (۷) یعنی اللہ نے ان پر جو عبادتیں فرض کر دی ہیں، انہیں بھی خوشی خوشی بجا لاتے ہیں اور جو عبادتیں انہوں نے اپنے اوپر واجب کر لی ہیں مثلاً نذر وغیرہ انہیں بھی۔ ایک حدیث میں ہے جو شخص اللہ کی اطاعت کی نذر مانے، اس کا پورا کرنا واجب ہے اور نافرمانی کی نذر مان لے تو نافرمانی نہ کرے۔ (ت) (نذر توڑ دے اور قسم کا کفارہ دیدے) اور حرام چیزوں سے قیامت کے عذاب کے ڈر سے بچتے رہتے ہیں۔ قیامت کا دن وہ دن ہے جس کی پریشانی ہمہ گیر ہوگی مگر جس پر اللہ کی رحمت کی نگاہیں ہوں۔ اس کی بے چینی وگھبراہٹ عام ہوگی۔ یہاں تک کہ آسمان وزمین کی فضا اس سے لبریز ہوگی۔

مومن کا مال اللہ کی رضا کے لیے ہے: (۸) یعنی اللہ کی محبت میں یا مال کی محبت کے باوجود ضرورت مندوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ فرمایا، وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ (بقرہ۲: ۱۷۷) یعنی مال کی محبت کے باوجود مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ (۲) لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ الخ (آل عمران۳: ۹۲) کبھی جنت نہ پاؤ گے جب تک اپنا محبوب ترین مال اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے۔

ابن عمرؓ کا واقعہ: ایک دفعہ ابن عمرؓ بیمار ہوئے۔ انگوروں کو دل چاہا۔ انگور ابھی چلے ہی تھے۔ آپ کی بیگم صفیہ نے ایک درہم کے انگور منگائے۔ ابھی انگور لا کر رکھے ہی تھے کہ اتنے میں ایک سائل نے آ کر صدا دی۔ فرمایا، یہ انگور سائل کو دے دو۔ دے دیئے گئے۔ پھر صفیہ نے ایک اور درہم کے منگائے۔ مگر اس دفعہ بھی سائل آ گیا اور انگور دے دیئے گئے۔ لیکن اس سے یہ کہہ دیا گیا کہ اگر پھر آئے تو کچھ نہیں ملے گا۔ پھر تیسری بار منگا کر کھائے۔ (بیہقی)

فضیلت والا صدقہ: (۲) تندرستی اور حالت بخل کا صدقہ بڑی فضیلت والا ہے۔ جب تمہیں مال کی محبت، حرص اور حاجت ہو، اس وقت کا صدقہ کرنا افضل ہے۔ مسکین اور یتیم کا بیان گزر چکا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں اس وقت مشرک ہی قیدی تھے۔ مسلمان تو تھے نہیں۔ (یعنی عام قیدی مراد ہیں) اس کی شہادت میں رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان ہے جس میں آپ نے بدر کے قیدیوں کی خاطر داری کا حکم فرمایا تھا۔ انہیں مسلمان اپنے سے اچھا کھانا کھلاتے تھے۔ یا غلام مراد ہیں۔ ابن جریر نے عام معنی مراد لیے ہیں جو مسلم مشرک سب کو شامل ہیں۔ غلاموں، کمزوروں اور ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ یہاں تک کہ آپ نے دنیا سے سدھارتے وقت آخری وصیت یہی فرمائی کہ نماز کا اور غلاموں کا خیال رکھنا۔ یہ اللہ والے اپنی ضرورتوں کے باوجود ان لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور زبان حال سے یہ کہتے جاتے ہیں۔ (۹) کہ ہم تمہاری خاطر داری ثواب ورضائے باری کی خاطر کر رہے ہیں۔ نہ ہم تم سے بدلہ کے خواہش مند ہیں اور نہ یہ چاہتے ہیں کہ تم لوگوں کے سامنے ہماری تعریفیں بیان کرو۔

اللہ کے رحم کے امیدوار اس کے بندوں پر رحم کرتے ہیں: (۱۰) ہم یہ سلوک صرف اس لیے کرتے ہیں کہ سخت پریشان کن دن اللہ ہم پر بھی رحم فرمائے اور ہم سے اپنے لطف وکرم سے پیش آئے۔ اس دن کافروں کے چہروں سے پریشانی ٹپکے گی۔

اور آنکھوں کے درمیان تارکول جیسا پسینہ بہتا ہوگا۔ یہ ہونٹ نکالے ہوئے اور منہ بسورے ہوئے ہوں گے۔ دہشت و وحشت سے ان کے چہرے فق ہوں گے۔ تیوری چڑھی ہوئی ہوگی اور پیشانی پر بل ہوں گے۔ یہ دن ان کے لیے بڑا تلخ اور سخت نازک ہو گا۔(۱۱) آخر اللہ انہیں خوف سے نجات دے گا اور اس دن کی برائی سے بچالے گا۔ ان کے چہروں پر شادابی اور دلوں میں مسرت ہوگی۔ فرمایا، وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ مُّسْفِرَةٌ (عبس ۸۰: ۳۸) اس دن بہت سے چہرے کھلے ہوئے ہوں گے اور ہنس مکھ اور خوش ہوں گے۔ دلی مسرت سے چہرہ چمک اٹھتا ہے۔ جب نبی ﷺ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ چاند کی طرح چمک اٹھتا۔ عائشہؓ فرماتی ہیں ایک روز رسول اللہ ﷺ میرے پاس خوش وخرم تشریف لائے۔ آپ کے چہرے کے خطوط چمک رہے تھے۔(۱۲) اللہ انہیں صبر کی وجہ سے جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے گا۔ یعنی وسیع وفراخ گھر، بافراغت عیش اور خوب صورت لباس دے گا۔

مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ۝۱۳ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ۝۱۴ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ۝۱۵ قَوَارِيْرَا۟ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ۝۱۶ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ۝۱۷ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ۝۱۸ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۝۱۹ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ۝۲۰ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۡ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۝۲۱ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاۗءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ۝۲۲ ع

جنتی جنت میں تختوں پر گاؤ تکیے لگائے ہوں گے۔ نہ وہاں تپش دیکھیں گے اور نہ ٹھنڈ۔ ان پر جنت کے سائے ہوں گے اور ان کے خوشے ان کے قبضے میں ہوں گے اور ان کے پاس چاندی کے برتن اور شیشے جیسے چاندی کے جام لائے جائیں گے جنہیں بھرنے والوں نے ایک اندازے سے بھرا ہوگا اور جنت میں انہیں ایسے جام پلائے جائیں گے جن میں سونٹھ کی ملاوٹ ہوگی۔ یعنی وہاں کے چشمہ سلسبیل سے اور ان کے پاس ایسے بچے آتے جاتے رہیں گے جو ہمیشہ بچے ہی رہیں گے۔ جب تم انہیں دیکھو گے تو سمجھو گے کہ یہ تو سچے موتی بکھرے ہوئے ہیں۔ جدھر بھی نگاہ اٹھاؤ گے، نعمتیں ہی نعمتیں اور ایک بڑی سلطنت دیکھو گے۔ یہ مہین ودبیز سبز ریشمی لباس میں ہوں گے اور انہیں چاندی والے کنگنوں کا زیور پہنایا جائے گا اور انہیں ان کا مربی پاکیزہ شراب پلائے گا۔ (ان سے کہا جائے گا) یہ تمہارے عملوں کا بدلہ ہے اور تمہاری کوششوں کی قدر دانی ہے۔

(۱۳،۱۴) جنت والوں کا، ان کی سدا بہار نعمتوں کا اور ان پر اللہ کے ہمہ گیر فضل وکرم کا بیان ہے۔ اس آیت کے ابتدائی ٹکڑے کا

بیان سورۂ صافات میں گزر چکا۔

جنت کا ہمیشہ خوشگوار وسراپا بہار موسم: پھر فرمایا، نہ تو جنت میں پریشان کن گرمی ہوگی اور نہ تکلیف دہ جاڑا ہوگا۔ بلکہ بہار کا سا ایک ہی موسم رہے گا۔ اور جنت والوں کا جنت کی بہاروں میں ایسا دل لگے گا کہ لاکھوں برس گزر جانے کے بعد بھی وہاں سے ہٹنا نہ چاہیں گے۔

جنت کے پھلوں کا بیان: جنتی درختوں کی لدی پھندی شاخیں ان کے قریب ہوں گی۔ جب کبھی جنتی ان ٹہنیوں میں سے کوئی خوشہ توڑنا چاہے گا، تو وہ اس کے سامنے جھک جائیں گی جیسے انہوں نے دلی ارادے کو بھانپ کر حکم کی بجا آوری کا شرف حاصل کیا ہو۔ فرمایا، وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ (رحمٰن ۵۵:۵۴) دونوں جنتوں کے پھل قریب ہوں گے۔ یہاں فرمایا، ان شاخوں کے خوشے قریب ہوں گے۔ اگر انہیں جنتی کھڑا ہو کر توڑنا چاہے تو اس کے قد کے مطابق اونچے ہو جائیں گے۔ اگر بیٹھ کر توڑنا چاہے تو اسی انداز سے اونچے ہوں گے۔ اور اگر لیٹ کر توڑنا چاہے تو اس کے سامنے ہی لٹکے ہوئے ہوں گے۔ غرضیکہ جس طرح مرضی ہو گی، لیٹے بیٹھے کھڑے ہو کر پھل اسی کی مرضی کے مطابق اتنے قریب رہیں گے کہ وہ آرام سے توڑ سکے۔ نہ کانٹا ہوگا کہ ہاتھ میں چبھے اور نہ دور ہوں گے کہ ہاتھ ہی نہ آسکیں۔

(۱۵، ۱۶) یعنی ان کے پاس چاندی کے برتنوں اور چاندی کے گلاسوں میں خدمت گار طعام وشراب لے کر آتے جاتے رہیں گے۔ یہ گلاس صاف شفاف چاندی کے ہوں گے جو شیشے کی طرح چمکتے ہوں گے جن کی صفائی کا یہ عالم ہوگا کہ اندر کی چیز باہر سے صاف نظر آئے گی۔ ان چاندی کے بلوری گلاسوں کی دنیا میں کوئی مثال نہیں۔ بلکہ جنت کی تمام چیزوں کی دنیوی چیزوں سے برائے نام مشابہت ہے۔ ورنہ کہاں جنت کی چیزیں اور کہاں دنیا کی؟ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ (ابن ابی حاتم) فرمایا کہ ساقی نے پینے والوں کی سیرابی کے اندازے سے وہ گلاس بھرے ہوں گے کہ مشروب نہ کم ہو نہ زیادہ۔ اور جس کو حسب خواہش پی لیا جائے۔ قربان جائیے اس قدر ومنزلت اور خاطر ومدارت کے کہ پینے والے کی خواہش کے مطابق مشروب ہے۔ نہ کمی ہو کہ مانگنے کی تکلیف ہو اور نہ زیادتی کہ بادل نخواستہ پیا جائے یا بچا دیا جائے۔ یہ جنتی کی انتہائی خاطر ومدارت کی نشانی ہے۔ یا ساقیان گل اندام کے مبارک ہاتھوں کے اندازے کے مطابق بلوریں جام ہوں گے۔

نیکوں کی شراب میں کافور یا سونٹھ کی آمیزش: (۱۷، ۱۸) ان چاندی کے بلوریں اور نایاب گلاسوں میں جنت والوں کو پر کیف وسرور پاکیزہ شراب پلائی جائے گی۔ یعنی نہر سلسبیل کے پاکیزہ مشروب میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔ کبھی شراب میں کافور کی ملاوٹ ہوگی جو ٹھنڈا ہے اور کبھی سونٹھ کی جو گرم ہے تاکہ اعتدال برقائم رہے۔ یہ ملی جلی شراب نیک لوگوں کو ملے گی لیکن جو مقرب ہیں، وہ خالص شراب کافور یا شراب زنجبیل پئیں گے۔ (جیسا کہ اوپر گزرا)

زنجبیل یا سلسبیل جنتی نہر ہے: یہاں فرمایا کہ زنجبیل جنت کی ایک نہر ہے جس کو سلسبیل بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ بڑی تیز چلتی ہے اور اس کی روانگی قائم رہتی ہے۔ جس کی شراب ہلکی اور زود ہضم ہے۔

خدمت گار غلام: (۱۹) جنت والوں کے پاس جنتی بچے خدمت کے لیے آتے جاتے ہوں گے جن کی ایک ہی حالت رہے گی۔ یعنی وہی کم سنی، وہی نوخیزی، وہی حسن وجمال اور وہی خوب صورتی قائم رہے گی۔ یہ حسین وبیش قیمت فاخرانہ لباس میں خدمت پر مامور ہوں گے۔ معلوم ہوگا جیسے کسی نے جنت میں سفید وشاداب تر وتازہ موتی بکھیر دیئے ہوں۔ اس سے زیادہ اچھی اور خوب

صورت مثال ناممکن ہے کہ یہ حسین وجمیل، گل اندام وشکیل، باکمال وشائستہ، ظاہری اور باطنی محاسن سے آراستہ وپیراستہ سرو قامت، سراپا قیامت، شاداب چہروں والے، کمال بہاروں والے شاہانہ لباس میں ملبوس، قیمتی اور فاخرانہ جوڑے زیب تن کیے ہوئے کمال چستی اور چالاکی سے ادھر ادھر جنتی کی خدمت میں دوڑے دوڑے پھر رہے ہوں گے۔ ایسا معلوم ہوگا جیسے کسی نے تازے تازے موتی کسی خوب صورت اور مزین فرش پر بکھیر دیئے ہوں۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں جنت میں ہر جنتی کے ایک ہزار خادم ہوں گے جو مختلف کاموں میں لگے ہوئے ہوں گے۔ سبحان اللہ! قربان جائیے اس اعزاز کے۔ اے اللہ! ہمیں بھی اپنا بلند پایہ نعمتوں کا حق دار بنا۔ آمین۔

جنت کی نعمتوں کی معمولی جھلک: (۲۰) اے محمد ﷺ! جب آپ جنت کو نگاہ اٹھا کر دیکھیں گے اور اس کی نعمتوں، فراخیوں، بلندیوں، خوب صورتیوں اور بہاروں کا معائنہ فرمائیں گے تو آپ کو راحت وسرور اور نعمت ونور ہی سے جنت کا گوشہ گوشہ معمور دکھائی دے گا۔ آپ وہاں سدا بہار نعمتیں اور شاندار سلطنتیں دیکھیں گے جن سے اللہ کی ظاہری قدرت وشوکت نظر آئے گی۔ ایک حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ سب سے اخیر میں جنت میں جانے والے سے فرمائے گا کہ تجھے دنیا کے برابر اور اس سے دس گنا ملک دے دیا گیا۔ ابن عمرؓ والی مرفوع حدیث میں ہے کہ سب سے ادنیٰ جنتی کا ملک اور اس کے مقبوضات دو ہزار سال کی مسافت کے ہوں گے اور جنتی قریب ودور کی ہر چیز یکساں دیکھے گا۔ پھر جب ادنی جنتی کا یہ حال ہے تو اعلیٰ جنتی کے تو کہنے ہی کیا۔

مقرب وابرار کا لباس وسنگھار: (۲۱) جنت میں جنت والوں کا لباس سبز، مہین اور چمک دار ودبیز ریشم کا ہوگا۔ سندس اعلیٰ درجہ کا خالص ریشم جو جسم سے متصل رہے اور نہایت نرم ہو۔ استبرق چمک دار بیش بہا ریشم جو اوپر پہنایا جائے گا۔ یعنی کرتے تو انتہائی نرم ونازک اور مہین وسبز چمک دار ریشم کے ہوں گے اور شیروانیاں دبیز بیش قیمت چمکیلے اور سبز ریشم کی ہوں گی اور ہاتھوں میں چاندی کے کنگن ہوں گے۔ یہ ابرار کا لباس ہوگا۔ مقرب حضرات کا لباس خالص نرم وچمک دار اور دبیز ریشم کا ہوگا۔ اور ہاتھوں میں ہیروں سے جڑاؤ سونے اور موتیوں کے کنگن ہوں گے۔ فرمایا، یُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا (فاطر ۳۵:۳۳) جنت میں انہیں موتیوں کے جڑاؤ سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اور ان کا لباس خالص ریشم کا ہوگا۔ چونکہ یہاں جسمانی اور ظاہری زینت کا ذکر تھا جو ریشم اور زیورات کی مرہون منت ہے، لہٰذا اس کے بعد ہی فرمایا کہ انہیں ان کا رب کیف وسرور والی خوش ذائقہ، خوش رنگ اور غیر نشہ آور جنت کی پاکیزہ شراب پلائے گا۔ جو خود بھی پاک ہوگی اور تمام ظاہری اور باطنی برائیوں کو دھو کر جنت والوں کو بھی پاک وصاف کر دے گی۔ حسد، کینہ، بدخلقی، غصہ اور دیگر تمام اخلاق ذمیمہ کو دھو کر دل کو پاک وصاف کر دے گی۔

اہل جنت کی حوصلہ افزائی: (۲۲) اہل جنت کی عزت وتوقیر کے لیے ان سے بطور احسان کہا جائے گا کہ یہ تمہارے عملوں کی جزا ہے۔ ہم نے تمہارے عمل قبول کر لیے۔ فرمایا، كُلُوْا وَاشْرَبُوْا الخ (حاقہ ۶۹:۲۴) دنیا میں تم نے جو نیک عمل کیے تھے، آج انہیں عملوں کے عوض تمہیں یہ کھانا پینا مبارک ہو۔ (۲) وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ (اعراف ۷:۴۳) انہیں اعلان کر کے بتا دیا جائے گا کہ تمہیں جو یہ جنت ملی ہے تمہارے نیک عملوں کے بہانے سے ملی ہے۔ اللہ نے تمہاری کوششوں کی قدردانی کی اور تمہیں تھوڑے سے عمل پر جلیل الشان ثواب عطا فرمایا۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا

أَوْ كَفُورًا ﴿٢٤﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٢٥﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ
وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ﴿٢٦﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا
ثَقِيلًا ﴿٢٧﴾ نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ ۖ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا ﴿٢٨﴾ إِنَّ
هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿٢٩﴾ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ
اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٣٠﴾ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمِينَ
أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٣١﴾

یقیناً ہم نے آپ پر تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن اتارا۔ آپ اپنے رب کے حکم کی خاطر صبر کرتے رہیں اور کسی گنہ گار یا ناشکرے کا کہنا نہ مانیں اور اپنے رب کے نام کا صبح وشام ورد رکھیں۔ اور اس کو کسی قدر رات میں بھی سجدے کریں اور زیادہ رات تک اس کی پاکی بیان کرتے رہیں۔ بے شک یہ لوگ دنیا سے محبت کرتے ہیں اور اپنے پیچھے بھاری دن کو چھوڑے ہوئے ہیں۔ ہم نے انہیں پیدا کیا اور ہمیں نے ان کے جوڑ مضبوط بنائے۔ اور جب ہم چاہیں تو ان کے عوض ان جیسوں کو بدل کر لے آئیں۔ یقین مانو! یہ ایک نصیحت ہے۔ پھر جو شخص چاہے، اپنے رب کی راہ اختیار کر لے اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ چاہے۔ بے شک اللہ بڑے علم وحکمت والا ہے۔ وہ جسے چاہے، اپنی رحمت میں داخل فرما لے اور اللہ نے ظالموں ہی کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

قرآن ایک بیش بہا نعمت ہے: (۲۳) اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو اپنا خاص احسان یاد دلایا ہے کہ ہم نے آپ پر تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن اتارا۔

صبر وثابت قدمی: (۲۴) جیسے ہم نے قرآن اتار کر آپ کو معزز بنایا۔ اسی طرح آپ رب کی تقدیر پر ثابت قدم رہیں۔ آپ رب کی حسن تدبیر سے تمام مخلوق کے سردار بننے والے ہیں۔ اگر آپ کو اس عظیم قرآن کے احکام پر عمل کرنے سے کافر یا منافق روکنا چاہیں تو ان کی بات ٹھکرا دیں۔ بلکہ انہیں اللہ کی وحی پہنچا دیں۔ اور بلا دھڑک سمجھاتے رہیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ وہ آپ کو لوگوں کی ایذا سے محفوظ رکھے گا۔

تہجد وپنجگانہ نمازیں: (۲۵) یعنی صبح کی نماز اور ظہر وعصر ومغرب کی نماز رب کی رضامندی کے لیے پڑھا کیجئے۔ (۲۶) عشاء کی نماز کے علاوہ رات میں دیر تک تہجد پڑھا کیجئے اور رب کی پاکی بیان کیا کیجئے۔ فرمایا، وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ (اسراء ۱۷:۷۹) رات کو تہجد پڑھا کرو۔ جو تمہاری نفل نماز ہوگی۔ تمہارا رب تم کو جلدی ہی مقام محمود میں بھیجنے والا ہے۔ (۲) يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ الخ (مزمل ۷۳:۱) اے کمبل اوڑھنے والے! تھوڑی سی رات کے علاوہ رات میں اٹھ۔ آدھی رات یا آدھی سے کم وبیش رات میں قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھ۔

دنیا داروں کی مذمت: (۲۷) کافروں اور دنیا داروں کی مذمت ہے۔ جو دنیا کے کتے ہیں اور دنیا پر ٹوٹے پڑتے ہیں لیکن

آخرت سے بے خبر ہیں۔ حالانکہ قیامت کا دن بڑا بھاری اور انتہائی نازک ہو گا۔ اس فنا ہو جانے والی دنیا میں پھنس کر آخرت کو بھول جانا سمجھ والوں کا کام نہیں۔

موجودہ زندگی زندگی بعد الموت کی دلیل ہے: (۲۸) ہمیں انسان کے خالق ہیں اور ہمیں نے اس کی پیدائش مکمل کی۔ پھر جب ہم چاہیں گے، قیامت کے دن دوبارہ زندہ کر کے اٹھالیں گے۔ یہاں بھی آغاز پیدائش سے دوبارہ زندہ کرنے پر استدلال فرمایا۔ (ابن عباسؓ) یا ہم تمہیں فنا کر کے تمہاری جگہ ایک نئی مخلوق پیدا کرنے پر قادر ہیں۔ فرمایا، اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ الخ (نساء۴: ۱۳۳) لوگو! اگر اللہ چاہے تو تمہیں فنا کر دے اور دوسرے تمہاری جگہ لے آئے۔ اللہ اس پر قادر ہے۔ (۲) اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ الخ (فرقان ۲۵: ۱۶ تا ۱۸) اگر وہ چاہے تو تمہیں فنا کر کے نئی مخلوق لے آئے۔ یہ بات اللہ کے لیے کوئی دشوار نہیں۔

قرآن سراپا نصیحت ہے: (۲۹) یہ سورت نصیحت ہے۔ پھر جو شخص چاہے، قرآن عظیم کی روشنی میں رب کی راہ اختیار کر لے۔ فرمایا، وَمَا ذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا الخ (نساء۴: ۳۹) کیا حرج تھا اگر یہ اللہ کو اور قیامت کو مان لیتے اور اللہ کی راہ میں مال صرف کرتے۔

ہدایت اللہ ہی کے اختیار میں ہے: (۳۰) یعنی ہدایت پر اور ایمان و نفع پر کوئی قادر نہیں۔ جب تک اللہ نہ چاہے، یقین مانو! اللہ اسے خوب جانتا ہے جو ہدایت کا مستحق ہے۔ اس کے لیے ہدایت کی راہیں آسان و فراہم فرما دیتا ہے۔ اور جو ہدایت کا مستحق نہیں، اسے ہدایت کی راہ سے ہٹا دیتا ہے۔ اس کا ہر کام انتہائی حکمت پر موقوف ہے۔ اور ہر فعل مضبوط حجت سے بندھا ہوا ہے۔ پھر جسے اللہ گمراہ کر دے؛ اسے کون راہ پر لا سکتا ہے اور جسے راہ پر لے آئے، اسے کون گمراہ کر سکتا ہے؟

الحمد للہ سورہ دہر کی تفسیر تمام ہوئی۔ اللہ رب العالمین قبول فرمائے۔ آمین۔

سورۂ مرسلات

بترتیب مصحف یہ ۷۷ ویں اور بترتیب نزول ۳۳ ویں سورہ ہے اور مکی ہے۔ اس میں ۵۰ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں

نماز مغرب میں مرسلات کی قرات: ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ کے ایک غار میں تھے۔ اتنے میں آپ پر سورۂ مرسلات اتری۔ آپ اسے تازہ تازہ پڑھ رہے تھے اور میں آپ کی زبان سے سن کر یاد کرتا جاتا تھا۔ اتنے میں ایک سانپ نکل آیا۔ آپ نے اسے مار ڈالنے کا حکم دیا۔ ہم اس کی طرف لپکے مگر وہ بھاگ گیا۔ فرمایا، سانپ تمہاری برائی سے اور تم اس کی برائی سے بچ گئے۔ (ق) ام الفضلؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب کی نماز میں یہ سورت پڑھتے ہوئے سنا۔ (۱) ابن عباسؓ فرماتے ہیں مجھ سے ام الفضلؓ نے یہ سورت سن کر کہا، بیٹا تم نے یہ سورت پڑھ کر مجھے یہ سورت یاد دلا دی۔ میں نے سب سے اخیر میں آپ سے مغرب میں یہ سورت سنی تھی۔ (ق)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿۴﴾

فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿٥﴾ عُذْرًا أَوْ نُذْرًا ﴿٦﴾ إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾ فَإِذَا
النُّجُومُ طُمِسَتْ ﴿٨﴾ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ ﴿٩﴾ وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿١٠﴾ وَإِذَا الرُّسُلُ
أُقِّتَتْ ﴿١١﴾ لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ ﴿١٢﴾ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿١٣﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿١٤﴾
وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٥﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان وشفیق ہے۔

ہلکی ہواؤں کی قسم! تیز ہواؤں کی قسم! بادل پھیلانے والی ہواؤں کی قسم! پھر (حق سے باطل کو) جدا کردینے والے فرشتوں کی قسم! پھر وحی لانے والے فرشتوں کی قسم جولوگوں کے عذر ختم کرنے یا آگاہ کرنے کے لیے (وحی لے کر آتے ہیں) جس کا تم سے وعدہ ہے، وہ یقیناً آنے والی ہے۔ پھر تارے بے نور کردیئے جائیں گے۔ جب آسمان پھاڑ دیا جائے گا اور جب پہاڑ ریزہ ریزہ کرکے اڑا دیئے جائیں گے اور جب نبیوں کو وقت پر جمع کیا جائے گا۔ کس دن کے لیے انہیں ٹھہرایا گیا ہے۔ فیصلے والے دن کے لیے۔ جانتے ہو فیصلہ کا دن کیا ہے؟ اس دن نہ ماننے والوں کے لیے بڑی خرابی ہے۔

(۱ تا ۳) ہواؤں کی قسم۔ پہلی تین قسموں سے ہوائیں مراد ہیں۔ اور چوتھی قسم سے فرشتے مراد ہیں۔ فرمایا، وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ الخ (حج ۱۵: ۲۲) ہم نے ایسی ہوائیں بھیجیں جو بادل بوجھ والے بنا دیتی ہیں۔ (۲) وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ الخ (فرقان ۲۵: ۴۸) وہی اپنی رحمت (بارش) سے پہلے ہوائیں خوش خبری دینے کے لیے بھیجتا ہے۔ اسی طرح دوسری قسم سے بھی ہوائیں مراد ہیں۔ عَاصِفَةٌ = زناٹے کی ہوا۔ اسی طرح تیسری قسم سے بھی ہوائیں مراد ہیں جو آسمان پر رب کی مرضی کے مطابق گھٹائیں پھیلا دیتی ہیں۔ (۴ تا ۶) چوتھی اور پانچویں قسم سے بالاتفاق فرشتے مراد ہیں کیونکہ یہ اللہ کے احکام لے کر رسولوں پر اترتے ہیں جن سے حق وباطل، ہدایت وضلالت اور حلال وحرام میں فرق ہو جاتا ہے۔ اس وحی سے لوگوں کے عذر ختم ہو جاتے ہیں اور نہ ماننے والوں کو تنبیہ ہو جاتی ہے کہ اگر یہ اللہ کے حکم کے خلاف کریں گے تو اس کا خوفناک عذاب ان کے لیے تیار ہے۔

حساب وقیامت کا یقین دلانے کے لیے پانچ قسمیں: (۷) تم سے جو صور پھونکے جانے کا، قیامت کے آنے کا اور زندگی بعد الموت کا وعدہ ہے، وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ اگلے پچھلے ایک میدان میں جمع ہوں گے اور ہر ایک کو اس کے عملوں کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ نیکوں کو جزا اور بدوں کو سزا ضرور مل کر رہے گی۔

قیامت کے چند بڑے بڑے حوادث کا ذکر: (۸) جب تاروں کی روشنی بجھ جائے۔ فرمایا، وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ الخ (تکویر ۸۱: ۲) جب تارے بے نور ہو جائیں۔ (۲) وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ (انفطار ۸۲: ۲) جب تارے جھڑ جائیں۔ (۹) جب آسمان پھٹ جائیں۔ ان میں دراڑیں پڑ جائیں اور وہ بودے ہو کر کناروں سے گر پڑیں۔ (۱۰) پہاڑ چور چور ہو کر اڑ جائیں۔ ان کا نام ونشان تک نہ رہے۔ فرمایا، وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ الخ (طٰہٰ ۲۰: ۱۰۵ تا ۱۰۷) یہ منکر آپ سے پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیں، انہیں تو میرا رب ریزہ ریزہ کر ڈالے گا اور صاف چٹیل میدان رہ جائے گا۔ (۲) وَيَوْمَ

نُسَيِّرُ الْجِبَالَ الخ (کہف ۱۸: ۴۷) جس دن ہم پہاڑ چلائیں گے اور آپ زمین کو ہموار بلا نشیب وفراز کے دیکھیں گے اور ہم انہیں جمع کریں گے اور ان میں سے کسی کو بھی جمع کیے بغیر نہ چھوڑیں گے۔

(۱۱) اُقِّتَتْ یعنی جمع کیے جائیں گے۔ (ابن عباسؓ) فرمایا، يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ الخ (مائدہ ۵: ۱۰۹) جس روز اللہ رسولوں کو جمع فرمائے گا یا انہیں وقت مقررہ پر لا یا جائے گا۔ یا ان سے شہادتیں لی جائیں گی۔ فرمایا، وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا الخ (زمر ۳۹: ۶۹) زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی۔ اعمال نامے دیئے جائیں گے۔ نبیوں اور گواہوں کو بلایا جائے گا۔ حق و انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور لوگوں پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (۱۲ تا ۱۵) ان رسولوں کو قیامت کے دن تک فیصلوں کے لیے مہلت دی گئی تھی۔ جیسا کہ فرمایا، فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ الخ (ابراہیم ۱۴: ۴۷) یہ خیال بھی نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے گا۔ یقین رکھو! اللہ بڑے غلبہ والا اور صاحب انتقام ہے۔ جس دن یہ زمین وآسمان بدل ڈالے جائیں گے اور تمام لوگ اللہ واحد وقہار کے سامنے پیش ہو جائیں گے، وہ دن فیصلہ کا ہوگا۔ پھر اس دن کی اہمیت جتانے کی غرض سے فرمایا کہ آپ کو کیا خبر کہ فیصلہ کا دن کیا ہے۔ اس دن حق کو اور رسول وقت کو جھٹلانے والوں کے لیے بڑی بڑی خرابیاں ہوں گی۔ اس روز اللہ کا عذاب ان پر چھا جائے گا۔ (یہ حدیث گزر چکی کہ ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔)

اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۸﴾
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ
مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا
رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۸﴾

کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا۔ پھر ہم ان کے بعد ہی پچھلوں کو لائے۔ ہم بدکاروں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کی بڑی مٹی پلید ہوگی۔ کیا ہم نے تمہیں ایک حقیر پانی سے نہیں پیدا کیا۔ پھر اسے ایک محفوظ جگہ ایک مقررہ مدت تک رکھا۔ پھر ہم نے اندازہ لگایا اور ہم کس قدر اچھا اندازہ لگانے والے ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کی بڑی مٹی پلید ہوگی۔ کیا ہم نے زمین جمع کرنے والی نہیں بنائی۔ زندوں کو بھی (جمع کرتی ہے) اور مردوں کو بھی۔ اور ہم نے اس پر سر بفلک پہاڑ نہیں گاڑے۔ اور تمہیں میٹھا پانی نہیں پلایا۔ اس دن جھٹلانے والوں کی مٹی پلید ہوگی۔

---

(۱۶) کیا ہم نے حق کے مخالفوں کو اور رسول وقت کو جھٹلانے والوں کو ہلاک نہیں کر دیا۔ (۱۷) پھر ان کے بعد ہم نے ان جیسے پچھلوں کو پیدا کر دیا۔

آغاز پیدائش دلیل اعادہ ہے۔ (۱۸، ۱۹) ہمارا گنہ گاروں کے ساتھ یہی طریقہ رہا ہے۔ اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی مٹی پلید ہوگی۔ (۲۰) لوگوں کو احسان یاد دلا کر آغاز پیدائش سے اعادۂ پیدائش پر دلیل دی کہ اے انسان! کیا ہم نے تجھے حقیر ومعمولی

پانی کے قطرے سے نہیں پیدا کیا جو خالق کی قدرت کے سامنے کچھ بھی نہ تھا۔ جیسا کہ بشیر بن حجاج والی حدیث میں سورۂ یاسین میں گزر چکا کہ اے فرزند آدم! بھلا تو مجھے کیسے ہرا سکتا ہے؟ میں نے تو تجھے اس جیسی حقیر وادنیٰ چیز سے پیدا کیا ہے۔ (۲۱) پھر ہم نے یہ قطرہ ایک محفوظ جگہ جمع کر دیا یعنی رحم میں۔ جو مرد وعورت کے منی کی قرارگاہ ہے۔ پھر رحم اللہ کی قدرت سے اس پانی کا محافظ و پرورش کنندہ بن گیا۔ (۲۲) ہم نے یہ پانی مختلف شکلوں میں ایک مقررہ مدت تک یعنی چھ ماہ سے نو ماہ تک رحم میں رکھا۔ ((۲۳، ۲۴) پھر اندازہ لگایا۔ ذرا ہمارے اس اندازے پر غور کرو۔ کس قدر صحیح اور درست نکلا۔ ''قَدَّرْنَا'' یعنی ہم انسان کے تمام اعضا و قویٰ بنانے پر قادر ہوئے۔ (یا) اعضاء وقویٰ خاص اندازے سے بنائے۔ (یا) رحم میں ٹھہرنے اور شکل وصورت کا جو اندازہ ہم نے لگایا تھا، اس کے مطابق انسان کی تکمیل ہوتی ہے۔ اس دن جھٹلانے والوں کی بڑی مٹی پلید ہوگی۔ (۲۵، ۲۶) یعنی تم زندگی میں زمین پر گھر بنا کر رہتے سہتے ہو۔ اور مر کر زمین کے پیٹ میں چلے جاتے ہو اور زمین تمہیں چھپا لیتی ہے۔ تم زمین کی پشت استعمال کرتے ہو اور تمہارے مردے اس کا پیٹ۔ (۲۷، ۲۸) پھر ہم نے زمین پر آسمان سے باتیں کرنے والے پہاڑ گاڑ دیئے تاکہ وہ ہلے نہیں اور تمہیں تکلیف نہ ہونے پائے اور تمہیں بادلوں اور چشموں سے صاف وشفاف ومیٹھا پانی پلایا۔ اب بھی اگر تم حق جھٹلاتے رہتے تو قیامت کے دن جھٹلانے والوں کی مٹی بڑی پلید ہوگی۔ یعنی ان بڑی بڑی مخلوق کو جو اپنے خالق کی عظمت وقدرت کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ دیکھ کر بھی اگر تم جھٹلانے پر اڑے رہے اور کفر وشرک پر جمے رہے تو تمہاری قیامت کے دن بری درگت بنے گی۔

اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾
لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ
صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ
فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ
وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾

اس جہنم کی طرف جاؤ جسے تم مانا نہیں کرتے تھے۔ تین شاخوں والے سائے کی طرف جاؤ جس میں نہ سایہ ہوگا اور نہ وہ شعلوں سے بچائے گا۔ یاد رکھو! دوزخ قلعہ کی مانند بڑے بڑے انگارے اگل رہی ہوگی۔ جیسے زرد زرد اونٹ ہوتے ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کی مٹی بڑی پلید ہوگی۔ یہ ان کے نہ بولنے کا دن ہے اور نہ انہیں عذر پیش کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ اس دن جھٹلانے والوں کی مٹی بڑی پلید ہوگی۔ یہ فیصلہ والا دن ہے۔ ہم نے تمہیں اور پہلوں کو جمع کر لیا ہے۔ اگر تم مجھ سے کوئی چالا کی کر سکتے ہو تو کرو۔ اس دن جھٹلانے والوں کی مٹی بڑی پلید ہوگی۔

قیامت کے نہ ماننے والوں کا انجام: (۲۹، ۳۰) کافروں سے جو زندگی بعد الموت کو، قیامت کو، جزا کو، جنت کو اور دوزخ کو نہیں مانتے تھے، قیامت کے دن کہا جائے گا کہ جاؤ، جہنم میں جھکو۔ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے اور دوزخ کے تین شاخوں والے خوف

ناک دھویں میں گھٹتے رہو۔ جب جہنم کی آگ کے شعلے بھڑکیں گے اوران کے ساتھ ساتھ دھواں بھی ہوگا تو یہ شعلے اپنی کثرت و شدت کی وجہ سے اوپر اٹھ کر تین حصوں میں بٹ جائیں گے اوران کے ساتھ ساتھ دھواں بھی اوپر کو چڑھے گا۔ جس سے نیچے کی طرف سایہ معلوم ہوگا لیکن حقیقت میں وہ سایہ نہ ہوگا کہ انسان اس میں آرام سے بیٹھ جائے اور آگ کی گرمی سے محفوظ ہوکر ٹھنڈک محسوس کرے بلکہ اللہ کا عذاب ہوگا۔ جہنم کی آگ کی تپش الگ اسے بولائے گی اور دھواں الگ دم گھونٹ رہا ہوگا۔

جہنم کے خوف ناک شعلے: (۳۲ تا ۳۴) دوزخ کے خوف ناک شعلوں سے قلعہ کی مانند انگارے اڑ رہے ہوں گے جو درختوں کے تنوں کی طرح لمبے لمبے ہوں گے۔ گویا وہ اونٹ ہیں۔ یا جہازوں کی موٹی موٹی رسیاں ہیں یا پگھلے ہوئے تانبے کے ٹکڑے ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں ہم تین ساڑھے تین ہاتھ کی لمبی لکڑیاں گاڑ کر ان پر کچھ ڈال لیتے تھے۔ اسی کو ہم قصر کہا کرتے تھے۔ جب کشتی کی رسیاں اکٹھی کی جائیں تو اوسط درجے کے انسان کے قد کے برابر ہو جاتی ہیں۔ یہاں یہی رسیاں مراد ہیں۔ اب بھی اگر تمہارے کان کھڑے نہیں ہوئے اور جھٹلاتے ہی رہے تو اس دن جھٹلانے والوں کی مٹی بڑی پلید ہوگی۔

قیامت کے دن مشرکوں کو بات کرنے کی ممانعت: (۳۵۔۳۷) آج قیامت کے دن مشرکوں کو بات کرنے کی اور عذر و معذرت کی اجازت نہ ملے گی کیونکہ حجت قائم، جرائم کا ثبوت مکمل اور گناہوں کی وجہ سے عذاب کا استحقاق ہو چکا ہے۔ اس سے پہلے تو عذر و معذرت کر رہے تھے لیکن اب بول بھی نہ سکیں گے۔ محشر میں مختلف حالتیں ہوں گی۔ اللہ کبھی کسی حالت کی خبر دیتا ہے اور کبھی کسی حالت کی۔ تاکہ اس دن کے زلزلوں اور ہولناکیوں کی شدت کا نقشہ کھنچ جائے۔ اسی وجہ سے اس کلام کے خاتمہ کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اس دن جھٹلانے والوں کی مٹی بڑی پلید ہوگی۔

اگلوں پچھلوں کا میدان محشر میں اجتماع: (۳۸) اس روز خالق و مالک اپنے بندوں سے فرمائے گا کہ میں نے اپنی قدرت سے تمہیں اور سب اگلے پچھلوں کو ایک میدان میں جمع کر دیا ہے۔ جہاں ہر ایک کی ہر ایک کو آواز پہنچ رہی ہے اور ہر ایک ہر ایک کو دیکھ رہا ہے۔

انسان کی بے بسی: (۳۹،۴۰) یہ سخت ڈانٹ ہے کہ اگر تم میں سکت ہے کہ میرے قبضہ سے چھوٹ جاؤ اور میرے فیصلے سے نکل جاؤ تو چھوٹ کر دکھاؤ۔ یعنی قطعی بے بس ہو اور تم میں کچھ بھی سکت نہیں۔ کیوں خاموش ہو، چہکنا کیوں بھول گئے۔ چالاکی، ہوشیاری، مکاری، دغابازی، چستی اور تیزی کہاں گئی ہے۔ کوئی تدبیر ہے کہ میرے حکم سے بچ کر نکل سکو۔ اگر ہے تو عمل میں لاؤ۔ فرمایا، یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ الخ (رحمٰن ۵۵:۳۳) اے جنوں اور انسانو! اگر تم کو آسمان و زمین سے باہر نکل جانے کی سکت ہو تو نکل جاؤ۔ قوت کے بغیر جس سے تم محروم ہو، کیسے نکل سکو گے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا
هَنِيْٓـًٔۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ

بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٠﴾ ع۲

یقیناً پرہیزگار چھاؤں میں اور چشموں پر ہوں گے اور ان پھلوں کے پاس ہوں گے جن کو انہیں خواہش ہوگی۔ (اے جنت والو!) مزے سے اپنے عملوں کے بدلے کھاؤ پیو۔ بلاشبہ ہم اسی طرح مخلصوں کو بدلہ دیتے ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کی مٹی بڑی پلید ہو گی۔ تھوڑا سا کھا پی لو اور فائدہ اٹھا لو۔ بے شک تم مجرم ہو۔ اس دن جھٹلانے والوں کی مٹی بڑی پلید ہوگی۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو رکوع نہیں کرتے۔ اس دن جھٹلانے والوں کی مٹی بڑی پلید ہوگی۔ یہ قرآن کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے؟

پرہیزگاروں کا بیان: (۴۱) پرہیزگاروں کا بیان ہے جو دنیا میں فرائض ادا کرتے رہے اور حرام سے بچتے رہے کہ وہ قیامت کے روز جنت کے سدابہار باغوں میں رہیں گے۔ جہاں نہریں جاری ہوں گی جب کہ نافرمان، گنہ گار سخت سیاہ اور بدبودار دھوئیں میں گھٹ رہے ہوں گے۔ (۴۲) جنت میں میووں کی ارزانی اور پھلوں کی فراوانی ہوگی۔ جس قسم کے پھل کی خواہش ہوگی، وہی موجود ہوگا۔ (۴۳) احسان کے طور پر کہا جائے گا کہ یہ تمہارے عملوں کا صلہ ہے۔ مزے سے کھاؤ پیو۔ جنت کی بہاریں مبارک ہوں۔ (۴۴) ہم اپنے مخلص بندوں کو اسی طرح بہترین وعمدہ بدلہ دیتے ہیں۔ (۴۵) آج جھٹلانے والوں کی مٹی بڑی پلید ہوگی۔

منکر قیامت کے لیے ڈراوا: (۴۶، ۴۷) قیامت اور زندگی بعد الموت کے منکروں کو ڈرایا جا رہا ہے کہ اچھا تم دنیا میں کچھ اور تھوڑا بہت کھا پی لو۔ اور کچھ چیزیں اور برت برتا لو۔ چند دنوں کے بعد موت آ جائے گی۔ جاؤ گے مجرم ہی بن کر۔ دنیا کی ساری لذتیں دنیا ہی میں ختم ہو جائیں گی اور آنکھ بند ہوتے ہی آخرت کے عذاب شروع ہو جائیں گے۔ اس دن جھٹلانے والوں کی مٹی بڑی پلید ہوگی۔ فرمایا، نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا الخ (لقمان ۳۱:۲۴) انہیں تھوڑی بہت چیزیں برت لینے دیں گے۔ پھر سخت عذاب کی طرف مجبور کر دیں گے۔ (۲) اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ الخ (یونس ۱۰:۶۹، ۷۰) جو اللہ پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں، وہ کامیاب نہ ہوں گے۔ ان کے لیے دنیا کا تھوڑا سا فائدہ ہے۔ پھر ہماری ہی طرف لوٹ کر آئیں گے۔ پھر ہم انہیں ان کے کفر کی وجہ سے سخت عذاب چکھائیں گے۔

نماز سے انکار: (۴۸) جب ان نادانوں سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رب کے سامنے جھک جاؤ اور نمازیوں کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھ لو۔ تو مجال ہے کہ جھک جائیں اور جماعت سے نماز پڑھ لیں۔ یہ نمازیوں کو اور نماز کو حقارت سے دیکھتے ہیں اور غرور سے انکار کر دیتے ہیں۔ (۴۹) ان جھٹلانے والوں کی اس دن مٹی بڑی پلید ہوگی۔ (۵۰) جب یہ قرآن پر ایمان نہیں لاتے تو پھر کس کلام پر ایمان لائیں گے۔ فرمایا، فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ الخ (جاثیہ ۴۵:۶) پھر یہ لوگ اللہ کے اور اس کی آیتوں کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے۔

مرسلات کے ختم پر دعا: ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی والمرسلات پڑھے اور فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ پر پہنچے تو اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِمَا اُنْزِلَ (میں اللہ پر اور قرآن پر ایمان لایا) پڑھ لے۔

سورۂ مرسلات کا خلاصہ: اس سورت میں حق تعالیٰ شانہ نے ہواؤں اور فرشتوں کی قسم کھا کر لوگوں کو یقین دلایا ہے کہ قیامت کا آنا، صور کا پھونکا جانا، مردوں کا زندہ ہو کر اٹھنا، تمام اگلے پچھلے لوگوں کا ایک وسیع میدان میں جمع ہونا اور ہر ایک کو اس کے اچھے اور برے عملوں کی جزا و سزا کا ملنا برحق ہے۔ اور یہ تمام واقعات ظہور میں آنے والے ہیں۔ پھر قیامت کا نقشہ کھینچ کر بتایا ہے کہ وہ ایک

ایسا پر ہول و ہیبت ناک دن ہوگا کہ نظام عالم درہم برہم ہو جائے گا۔ نہ ستاروں میں نور رہے گا اور نہ شمس و قمر برقرار رہیں گے۔ تمام ستارے ختم ہو جائیں گے۔ آسمان پھٹ جائے گا اور زمین پر پہاڑوں کا نام و نشان تک نہ رہے گا۔ انبیاء جمع کیے جائیں گے۔ ان سے ادائے رسالت پر گواہ طلب کیے جائیں گے اور لوگوں میں حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔ یہ فصل والا دن ہوگا۔ لوگوں کو دنیا میں تو مہلت دی گئی تھی لیکن آج کسی کو بھی مہلت نہیں ملے گی۔ آج نیا آسمان ہوگا اور نئی زمین ہوگی اور اللہ نے رسولوں کی زبانی جو وعدہ فرمایا تھا، وہ پورا کیا جائے گا۔ قیامت کا دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی خرابی کا باعث ہوگا۔ اور انہیں چاروں طرف سے اللہ کا عذاب گھیرے ہوئے ہوگا اور نجات کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ دنیا میں جن جن لوگوں نے رسولوں کو نہیں مانا، ان کا انجام یہ ہوا کہ اللہ نے اپنے طرح طرح کے عذابوں سے انہیں غارت کر دیا اور آخرت میں ان کے لیے تصور سے ماوراء عذاب تیار ہیں۔ جن میں یہ ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ مجرموں کا یہی خطرناک انجام ہوتا ہے اور ان کی دنیا اور آخرت دونوں برباد کر دیئے جاتے ہیں۔

ذرا غور تو کرو جب اللہ نے انسان کو ایک بوند پانی سے بنا دیا تو وہ بھلا اسے دوبارہ مٹی سے بنانے پر کیوں قادر نہ ہوگا؟ پھر اللہ کی قدرت کے آگے تو کوئی بات بھی دشوار نہیں۔ تعجب ہے لوگ کیوں قیامت کا انکار کرتے ہیں اور کیوں زندگی بعد الموت کے قائل نہیں ہوتے؟ اللہ نے زمین کو انسان ہی کے لیے بنایا۔ زندگی میں انسان اس کی پشت پر چلتا پھرتا ہے۔ اور مر کر اس کے پیٹ میں چلا جاتا ہے۔ جس نے پہلی بار ماں کے پیٹ سے پیدا کر دیا، وہ دوسری بار زمین کے پیٹ سے بھی پیدا کر سکتا ہے۔ اس کی قدرت تو بہت وسیع و ہمہ گیر ہے۔ اسی نے اپنی قدرت سے زمین پر پہاڑ گاڑ دیئے اور آسمان سے میٹھا پانی برسایا۔ پھر بھی ناقدرے اللہ کی قدرت کی عظمت کو نہیں پہچانتے۔ اور قدرت کی رنگ برنگ کی کاریگری دیکھ کر بھی نہیں پسیجتے۔ کفر و تکذیب پر اڑے رہتے ہیں۔ کیا انہیں اپنے ہولناک انجام کی خبر نہیں کہ جہنم ان کی تاک میں ہے۔ قیامت کے دن لب تک نہ ہلا سکیں گے۔ انہیں عذر پیش کرنے کی بھی اجازت نہیں ملے گی اور کسی صورت سے بھی اللہ کے عذاب سے رہائی نہ پا سکیں گے اور کف افسوس ملتے رہ جائیں گے۔ ان کے برعکس جنتی جنتوں میں موج اڑا رہے ہوں گے۔ اور اللہ کی رحمت میں گھرے ہوئے ہوں گے۔ پھر مجرموں سے خطاب ہے کہ دنیا میں چند روزہ اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا لو۔ تمہیں جانا اللہ ہی کے پاس ہے اور کفر و شرک کا مزہ چکھنا ہے۔ کیونکہ تم کو اپنی سرکشی سے اللہ کے آگے جھکنا پسند نہ تھا اور نماز باجماعت سے بھاگا کرتے تھے۔

اخیر سورت میں فرمایا کہ جب تم اللہ کے اس مقدس کلام پر ایمان نہیں لاتے تو پھر کس کلام پر ایمان لاؤ گے۔ جب تم اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلاتے ہو تو تمہارے پاس آسمان سے فرشتے تو آنے سے رہے۔ اسی تکذیب پر تمہارا خاتمہ ہو جائے گا اور جہنم کا ایندھن بن جاؤ گے۔ غرض حق تعالیٰ شانہ نے اس سورت میں قیامت کا نقشہ کھینچ کر لوگوں کو آگاہ کر دیا ہے۔ اب بھی اگر لوگ نہ مانیں تو وہ جانیں۔ حق تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں کا زنگ اپنی رحمت سے دھو کر انہیں مجلّا فرما دے۔ آمین۔

الحمد للہ سورہ مرسلات کی تفسیر مکمل ہوئی۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔ آمین۔

❀❀❀

سورۂ نبأ

بترتیب مصحف یہ ۷۸ ویں اور بترتیب نزول ۸۰ ویں سورہ ہے اور مکی ہے۔ اس میں ۴۰ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں

سورۂ نبا میں خوب صورتی کے ساتھ قیامت اور زندگی بعد الموت کو نہ ماننے والوں کی تردید ہے۔ تردید میں نظام شمسی کو بطور دلیل کے پیش کر کے فرمایا کہ تم دن رات اپنے سامنے اور اپنے اوپر اللہ کی ہمہ گیر قدرت دیکھ رہے ہو۔ زندگی بعد الموت کے نمونے جگہ جگہ بکھرے پڑے ہیں، پھر بھی اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو صاف صاف اللہ کی آنکھوں دیکھی قدرت کا انکار کیوں نہیں کر دیتے۔ اگر تمہیں اللہ کی غیر محدود قدرت کا اقرار ہے تو قیامت بھی ماننی پڑے گی۔ اس میں کون سا عقلی استحالہ ہے۔ ذرا سوچو تو جس اللہ نے بلا نمونے کے پہلی بار تمہیں بنا دیا، وہ دوسری بار بدرجہ اولی بنا سکتا ہے اور جس نے تمہیں پانی سے پیدا کر دیا، وہ مٹی سے بدرجہ اولی پیدا کر سکتا ہے۔ دنیا پیدا کرنے کا کوئی نتیجہ ضرور ہے۔ افسوس کہ تم کوئی چیز بنانے سے پہلے اس کا نتیجہ سوچ لو اور اللہ کو حکمت سے معطل سمجھو۔ یہ تو بڑی گستاخی ہے۔ پھر جب دنیا پیدا کرنے کی کوئی حکمت ہے تو زندگی بعد الموت بھی ضروری ہے۔ تاکہ ہر شخص کو انصاف سے اس کے عملوں کا پورا پورا بدلہ مل جائے۔ تم کہتے ہو، قیامت کا امکان نہیں۔ ہم کہتے ہیں، قیامت کا آنا ضروری ہے ورنہ اللہ کی قدرت وحکمت کا انکار لازم آتا ہے۔ قیامت کا دن بڑا ہولناک اور آپا دھاپی والا ہوگا۔ پھر نافرمانوں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ جس میں دائمی اور دکھ بھری زندگی گزارنی پڑے گی۔ کھولتا ہوا پانی اور بہتی ہوئی سخت بدبودار پیپ استعمال کرنی ہو گی۔ اس دن قیامت کا یقین رکھنے والے بڑے مزے میں ہوں گے۔ ان کے لیے ہر نعمت وراحت موجود ہوگی۔ اور ہر تکلیف و اذیت مفقود۔ ان کے لیے مبارک بادیوں اور سلامتیوں کی روح پرور صدائیں گونج رہی ہوں گی۔ انہیں شہنشاہ حقیقی کا دیدار بھی نصیب ہوگا۔ جو تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہوگی۔ اس دن مشرکوں کی کوئی سفارش نہیں کرے گا اور جنہیں یہ آج سفارشی سمجھ رہے ہیں، قیامت کے دن وہ ان کے دشمن بن جائیں گے۔ اللہ نے قسم کھا کر یقین دلایا کہ قیامت ضرور آئے گی۔ قیامت کے دن انسان اپنے نیک عمل ڈھونڈے گا۔ اگر نہ ہوں گے تو کیسا کیسا پچھتائے گا اور کف افسوس ملتا رہ جائے گا۔ جب ارباب توحید کا یہ حال ہوگا تو کافروں اور مشرکوں کے پچھتاوے کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ اس دن تو یہ مٹی بن جانے کی خواہش کریں گے۔ اللہ پاک نے آنے والے عظیم خطرے سے آگاہ فرما دیا ہے۔ آگے ہر شخص مختار ہے۔ جو چاہے، کرے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

عَمَّ یَتَسَآءَلُوۡنَ ۚ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الۡعَظِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیۡ ہُمۡ فِیۡہِ مُخۡتَلِفُوۡنَ ؕ﴿۳﴾ کَلَّا
سَیَعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ ثُمَّ کَلَّا سَیَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵﴾ اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ مِہٰدًا ۙ﴿۶﴾
وَّ الۡجِبَالَ اَوۡتَادًا ۪ۙ﴿۷﴾ وَّ خَلَقۡنٰکُمۡ اَزۡوَاجًا ۙ﴿۸﴾ وَّ جَعَلۡنَا نَوۡمَکُمۡ سُبَاتًا ۙ﴿۹﴾ وَّ جَعَلۡنَا
الَّیۡلَ لِبَاسًا ۙ﴿۱۰﴾ وَّ جَعَلۡنَا النَّہَارَ مَعَاشًا ﴿۱۱﴾ وَّ بَنَیۡنَا فَوۡقَکُمۡ سَبۡعًا شِدَادًا ۙ﴿۱۲﴾

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿١٣﴾ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿١٤﴾
لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ﴿١٥﴾ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿١٦﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

لوگ کس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟ کیا اس بڑی خبر کے بارے میں جس میں مختلف ہیں؟ ایسا کبھی نہیں کرنا چاہیے۔ انہیں جلد معلوم ہو جائے گا۔ پھر ہم کہتے ہیں، ایسا کبھی نہیں کرنا چاہیے۔ انہیں جلد معلوم ہو جائے گا۔ کیا ہم نے زمین کو فرش اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا اور تمہیں جوڑا جوڑا بنایا اور تمہاری نیند کو آرام دہ بنایا اور رات پردے والی اور دن روزی کے لیے بنایا اور تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے اور ایک روشن چراغ بنایا اور پانی سے لبریز بادلوں سے خوب پانی برسایا تا کہ ہم اس سے غلہ، سبزی اور گھنے باغ اگائیں۔

قیامت کے بارے میں مشرکوں کی تردید: (۱) مشرکوں کا رد ہے جو قیامت کو جھٹلانے کے لیے طرح طرح کے سوال کیا کرتے تھے۔ یہ سوال بطور انکار کے ہوتے تھے۔ اور ان سے غرض لوگوں کی توجہ ادھر سے ہٹانا ہوتی تھی۔ (۲) کیا یہ قیامت کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟ وہ تو بڑی خوفناک اور دل دہلا دینے والی خبر ہے اور ہے بھی روز روشن کی طرح ظاہر۔

قیامت میں اختلاف: (۳) کوئی قیامت کو مانتا ہے اور کوئی نہیں۔ کوئی کہتا ہے، صرف روح شادی وغم سے متاثر ہوگی اور کوئی کہتا ہے کہ روح کے ساتھ جسم بھی شریک ہوگا۔ (۴) قیامت میں اختلاف لائق نہیں۔ اس کی حقیقت بہت جلد معلوم ہو جائے گی۔ (۵) بلکہ ابھی معلوم ہوئی جاتی ہے۔ (موت سر پر کھڑی ہے) قیامت کا نہ ماننا اللہ کی قدرت کا انکار کرنا ہے۔ ان دونوں آیتوں میں زندگی بعد الموت کو نہ ماننے والوں کے لیے سخت دھمکی ہے۔ جس اللہ کی قدرت وحکمت دنیا کو گھیرے ہوئے ہے، اسے انسان کا دوبارہ پیدا کرنا کچھ مشکل نہیں۔

قدرت کی ہمہ گیری کے چند نمونے: (۶، ۷) یعنی ہماری قدرت کے چند نمونے دیکھو۔ ہم نے زمین کا فرش بچھا کر اسے ٹھہرانے کے لیے اس پر پہاڑوں کا بوجھ ڈال دیا۔ تا کہ تم آرام سے رہو۔ مکان بناؤ، کھیتی کرو اور باغ لگاؤ۔ (۸) کبھی لڑکا پیدا ہوتا ہے اور کبھی لڑکی۔ اور ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتا ہے اور نسل کا سلسلہ چلتا ہے۔ اپنے آپ ہی کو دیکھ لو۔ کیا تمہیں بلا نمونے کے پیدا کرنے میں کچھ کم قدرت ہے؟ فرمایا، وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ (روم ۳۰: ۲۱) اللہ کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے بیویاں بنائیں تا کہ تمہیں ان سے آرام ملے۔ (۹) دیکھو! اللہ ہی نے تمہاری نیند کو آرام کا سبب بنایا تا کہ تم رات کو آرام سے سو کر صبح کو تازہ دم اٹھو۔ کیا یہ خواب و بیداری زندگی بعد الموت کی نشانی اور اللہ کی کمال قدرت کی دلیل نہیں؟ فرمایا، وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ (فرقان ۲۵: ۴۷) اللہ ہی نے تمہارے لیے رات پردے والی اور نیند راحت والی بنائی۔ اور دن کو زندہ ہو جانے کا وقت مقرر فرما دیا۔

(۱۰) یعنی رات کی سیاہی چادر کی طرح سب پر چھا جاتی ہے۔ جس میں لوگ اپنا اپنا کام چھوڑ کر آرام کرتے ہیں۔ پھر صبح کی روشنی نمودار ہو جاتی ہے اور لوگ اپنے اپنے کاروبار میں لگ جاتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح موت کی نیند کے بعد صبح قیامت آ

جائے گی اور سب اٹھ کھڑے ہوں گے۔ یہی حالت اس وقت ہوتی ہے جب دنیا میں آفتاب ہدایت طلوع ہوتا ہے۔ اس وقت سرمست خواب غفلت آنکھیں ملتے ہوئے اٹھ بیٹھتے ہیں۔ فرمایا، وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى (لیل ۹۲:۱) رات کی قسم جب وہ چھپالے۔ (شعراء بھی رات کو پردے سے تشبیہ دیتے ہیں) (۱۱) یعنی دن روشن بنایا تاکہ اس میں کاروبار کیا جاسکے۔ اور انسان آرام سے چل پھر سکے۔ کیا رات کے بعد دن کا اور دن کے بعد رات کا آنا قیامت کی روشن دلیل نہیں؟ جیسے رات کو انسان گہری نیند سو جاتا ہے۔ اسی طرح زندگی کے ایام گزار کر موت کی نیند سو جائے گا۔ اور جیسے صبح کو اٹھ بیٹھتا ہے۔ اسی طرح صبح قیامت کو اٹھ بیٹھے گا۔ زندگی بعد الموت کا نمونہ روزانہ آنکھوں کے سامنے ہے۔ پھر تمہیں کیا ہوگیا؟ کیوں عقل و بصیرت سے کام نہیں لیتے؟ (۱۲) اچھا نظام شمسی ہی میں غور کرو۔ ہم نے بڑے بڑے چوڑے چکلے اور مضبوط و مزین سات آسمان بنائے۔ (۱۳) جن میں ہیروں کی طرح چمکیلے تارے ٹکے ہوئے ہیں۔ جن میں کوئی متحرک ہے اور کوئی ساکن اور سورج سب سے زیادہ درخشاں سیارہ ہے۔ جو بہ یک وقت آدھی دنیا کو روشن کر دیتا ہے۔ اس نظام میں جتنا جتنا غور کرو گے، حیرت میں بڑھتے ہی جاؤ گے۔ پھر جس قدرت کی یہ نیرنگیاں ہیں، وہ زندگی بعد الموت پر کیسے قادر نہیں؟

(۱۴) وہ کون ہے جس کے حکم سے ہوا اپنی پیٹھ پر سمندر سے پانی کے مشکیزے بھر بھر کر فضا میں لا کر ان کے دہانے کھول دیتی ہے۔ اور پیاسی زمین کو سیراب کر دیتی ہے۔ جس سے مردہ زمین جی اٹھتی ہے۔ اور کل جہاں خاک اڑ رہی تھی، آج وہاں طرح طرح کے پھل پھول مسکراتے نظر آتے ہیں۔ کیا یہ زندگی بعد الموت نہیں؟ فرمایا، اَللّٰهُ الَّذِيۡ يُرۡسِلُ الخ (روم ۳۰:۴۸) اللہ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے۔ پھر وہ ابر اٹھاتی ہیں۔ پھر اس کی مرضی کے مطابق فضا میں پھیلا دیتی ہیں۔ پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ پھر تم اس میں سے پانی ٹپکتا دیکھتے ہو۔ (۱۵) ہم اس مبارک و مفید پانی سے اناج و سبزیاں پیدا کرتے ہیں۔ (۱۶) اسی سے باغ پھلتے، پھولتے اور شاداب رہتے ہیں۔ اور طرح طرح کے ذائقوں کے وضع وضع کے رنگوں سے اور قسم قسم کے خوشبودار پھل پھول پیدا ہوتے ہیں اور سب ایک ہی زمین سے پیدا ہوتے ہیں۔ فرمایا، وَفِي الۡاَرۡضِ قِطَعٌ (رعد ۱۳:۴) اور زمین سے ملے جلے قطعے ہیں اور انگور کے باغ اور کھیتیاں ہیں۔ اور بعض کھجوریں شاخوں والی ہیں اور بعض بے شاخوں کی ہیں۔ یہ سب ایک ہی پانی سے سیراب ہوتی ہیں اور پھل ایک سے ایک بڑھ کر ہوتا ہے۔

اِنَّ يَوۡمَ الۡفَصۡلِ كَانَ مِيۡقَاتًا ﴿۱۷﴾ يَّوۡمَ يُنۡفَخُ فِي الصُّوۡرِ فَتَاۡتُوۡنَ اَفۡوَاجًا ﴿۱۸﴾
وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتۡ اَبۡوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّسُيِّرَتِ الۡجِبَالُ فَكَانَتۡ سَرَابًا ﴿۲۰﴾
اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتۡ مِرۡصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطّٰغِيۡنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَحۡقَابًا ﴿۲۳﴾
لَا يَذُوۡقُوۡنَ فِيۡهَا بَرۡدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيۡمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمۡ
كَانُوۡا لَا يَرۡجُوۡنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَكُلَّ شَيۡءٍ اَحۡصَيۡنٰهُ
كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوۡقُوۡا فَلَنۡ نَّزِيۡدَكُمۡ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ ع ۱

بلا شبہ فیصلہ کا ایک مقررہ وقت ہے۔ جس دن صور پھونکا جائے گا اور تم فوج در فوج آؤ گے۔ اور اس دن آسمان کھول دیا جائے گا اور اس میں دروازے ہو جائیں گے اور پہاڑ چلائے جائیں گے اور وہ سفید ریت کی طرح ہو جائیں گے۔ دیکھو جہنم ایک گھات کی جگہ ہے۔ جو سرکشوں کا ٹھکانہ ہے۔ اس میں لوگ بے شمار صدیوں تک پڑے رہیں گے۔ نہ وہاں ٹھنڈک پائیں گے اور نہ پانی بجز گرم پانی اور بہتی ہوئی پیپ کے جو پورا پورا بدلہ ہوگا۔ انہیں حساب کا یقین ہی نہ تھا۔ اور ہماری آیتیں جھٹلانے میں پیش پیش تھے۔ ہم نے ہر چیز لکھ کر محفوظ کر لی ہے۔ اب تم اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھو۔ ہم تم پر عذاب بڑھاتے ہی رہیں گے۔

یوم فصل: (۱۷) یعنی قیامت کا ایک دن مقرر ہے جسے یوم الفصل کہتے ہیں۔ یہ جمعہ کا دن ہوگا اور نیک و بد جدا جدا کر دیئے جائیں گے۔ فرمایا، وَمَا نُؤَخِّرُهٗ (ہود ۱۱: ۱۰۴) ہم اسے صرف تھوڑی سی مدت کے لیے ملتوی کیے ہوئے ہیں۔ (۱۸) قیامت کے دن صور پھونکا جائے گا۔ ہر عمل والے کا جداگانہ گروہ ہوگا۔ ہر امت اپنے نبی کے ساتھ اور ہر قوم اپنے امام کے ساتھ بلائی جائے گی۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، دونوں صوروں کی درمیانی مدت چالیس (دن یا ماہ یا سال) ہوگی۔ پھر اللہ کے حکم سے مینہ برسے گا اور لوگ گھاس کی طرح زمین سے پیدا ہوں گے۔ (الف۔ب) ریڑھ کا پچھلا مہرہ (رائی جیسا) باقی رہتا ہے جو بیج کا کام دے گا اور قیامت کو اسی سے مخلوق پیدا ہوگی۔ فرمایا، یَوْمَ نَدْعُوْا (اسراء ۱۷: ۷۱) جس دن ہم لوگوں کو ان کے اماموں کے ساتھ بلائیں گے۔ (۱۹) آسمان میں فرشتوں کے اترنے کے لیے بہت سے دروازے ہو جائیں گے۔ (۲۰) پہاڑ فضا میں اڑائے جائیں گے اور سفید بادلوں کی طرح بن جائیں گے۔ فرمایا، وَتَرَى الْجِبَالَ (نمل ۲۷: ۸۸) تم پہاڑ منجمد سمجھ رہے ہو حالانکہ یہ بادلوں کی طرح اڑیں گے۔ (۲) وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ (قارعہ ۱۰۱: ۵) پہاڑ دھنی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے۔ (۳) وَيَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ (طٰہٰ ۲۰: ۱۰۵ تا ۱۰۸) آپ سے لوگ پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجئے، انہیں میرا رب اڑا دے گا۔ اور زمین بالکل ہموار رہ گی۔ جس میں نہ کوئی موڑ ہوگا اور نہ ابھار۔ (۴) وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ (کہف ۱۸: ۴۷) اور جس دن ہم پہاڑ چلائیں گے اور آپ زمین کو کھلا میدان دیکھیں گے۔ اس دن ہم سب کو جمع کر دیں گے اور کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے۔

جہنم گھات میں ہے: (۲۱، ۲۲) جہنم میں اللہ کا عذاب سرکشوں کی گھات میں ہے۔ کوئی بھی جہنم سے گزرے بغیر جنت میں نہیں جا سکتا۔ اگر عمل ٹھیک ہیں تو بیڑا پار ہے۔ ورنہ روک لیا جائے گا اور جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ جہنم پر تین پل ہیں۔ ہر پل سے گزرنا پڑے گا۔ (۲۳) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، اللہ کی قسم! جہنم سے کوئی شخص ایک لمبی مدت تک رہے بغیر نہ نکلے گا۔ (۲۴، ۲۵) پانی سے کلیجہ ٹھنڈا ہوتا ہے مگر وائے بدبختی! ظالموں کے نہ تو کلیجے ہی ٹھنڈے ہوں گے اور نہ دل پسند پانی ہی ملے گا۔ بلکہ سخت کھولتا ہوا پانی اور سخت بدبودار بہتی ہوئی پیپ ملے گی۔ (۲۶) یہ ظالموں کے کرتوتوں کا ٹھیک ٹھیک بدلہ ہے۔ (۲۷) کیونکہ یہ قیامت کے قائل نہ تھے۔ (۲۸) اور پیغمبروں کو جھٹلایا کرتے تھے۔ (۲۹) ان کا ایک ایک عمل ہمارے پاس محفوظ ہے۔ اور سب کا بدلہ بھی تیار ہے۔ (۳۰) انہیں شرمندہ کرنے کے لیے کہا جائے گا کہ تم تو قیامت کو اور حساب کو مانتے ہی نہ تھے۔ اب یہ کیا ہے؟ کیوں شور کرتے ہو؟ اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھو اور مستقبل میں تم پر ایسے ہی بلکہ اس سے بدتر عذاب ہوتے رہیں گے اور دم بہ دم عذاب بڑھتا ہی رہے گا۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں دوزخیوں کے لیے اس سے سخت اور مایوس کن کوئی آیت نہیں۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّكَاْسًا

دِهَاقًا ﴿٣٤﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا ﴿٣٥﴾ جَزَاءً مِّن رَّبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا ﴿٣٦﴾

یقین مانو! پرہیز گاروں کے لیے کامرانی اور (تیار) باغ ہیں اور انگور ہیں اور نو جوان وہم عمر دوشیزائیں ہیں اور چھلکتے ہوئے جام ہیں۔ جہاں یہ بے ہودہ اور جھوٹی باتیں نہ سنیں گے۔ انہیں آپ کے رب کی طرف سے یہ بدلہ ملے گا جو کافی انعام والا ہوگا۔

سب سے بڑی کامیابی: (۳۱ تا ۳۳) نیک لوگ بڑے کامیاب ونصیبے والے ہیں کہ دوزخ سے بچ گئے اور جنت میں چلے گئے۔ جہاں انہیں نوجوان وہم عمر حسین بیویاں ملیں گی۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جنت والوں کے لباس اللہ کی رضامندی کے ہوں گے۔ ان پر رحمت کے بادل گھر گھر کر آئیں گے اور ان سے پوچھیں گے۔ بتاؤ، کیا برسائیں؟ پھر ان کی حسب مرضی بارش ہو گی۔ یہاں تک کہ نوجوان وہم عمر حوریں بھی برسیں گی۔ (۳۴، ۳۵) انہیں پاکیزہ شراب کے لبالب جام ملیں گے۔ جن میں سرور کے ساتھ نشہ نہ ہوگا کہ منہ سے بے ہودہ باتیں نکلیں اور کسی کے کان میں پڑیں۔ فرمایا، لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا (واقعہ ۵۶: ۲۵) وہاں نہ بک بک سنیں گے اور نہ کوئی بے ہودہ بات۔ جنت تو دار السلام ہے۔ جہاں عیب یا برائی کی کوئی بات نہ ہوگی۔ (۳۶) ان پارساؤں کو جو کچھ انعام ملے گا، ان کے نیک عملوں کا صلہ ہوگا۔ اور حق تعالیٰ انہیں اپنے فضل و کرم سے نوازے گا۔ یہ انعام کافی پورے اور بہت ہوں گے۔

رَّبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَٰنِ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿٣٧﴾ يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿٣٨﴾ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ مَآبًا ﴿٣٩﴾ إِنَّا أَنذَرْنَاكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا يَوْمَ يَنظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا ﴿٤٠﴾ ع۲

جو آسمان وزمین اور ان کی درمیانی تمام چیزوں کا رب ہے اور بڑا ہی مہربان ہے، کسی کو اس سے بات کرنے کی جرات نہ ہوگی۔ جس دن روح اور فرشتے صفیں باندھ کر کھڑے ہوں گے تو کسی کو بات کرنے کی جرات نہ ہوگی مگر جسے رحمٰن اجازت دیدے اور وہ بات بھی درست کہے۔ واقعی یہ دن آنے والا ہے۔ اب جو چاہے (نیک عمل کر کے) اپنے رب کے ہاں ٹھکانہ بنالے۔ ہم نے قریبی عذاب سے تمہیں چوکنا کر دیا ہے۔ جس دن انسان اپنے عملوں کا بدلہ دیکھ لے گا اور کافر کہے گا، کاش! میں مٹی ہی بن جاتا۔

(۳۷) بھلا فرماں برداروں کو کیوں نہ بے شمار و خوب انعام ملیں۔ منعم تو شہنشاہ مطلق ہے جو تمام کائنات کا مربی اور مخلوق پر بڑا مشفق و مہربان اور عظیم عظمت وجلال کا مالک ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ اس کی مرضی کے خلاف لب ہلا سکے اور کسی کی ناجائز سفارش کر سکے۔ فرمایا، مَنْ ذَا الَّذِيْ (بقرہ ۲: ۲۵۵) کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکے۔ (۲) يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ (طٰہٰ ۲۰: ۱۰۹) اس دن سفارش اسی کو نفع دے گی جسے اللہ نے اجازت دے دی ہو اور اس کی بات بھی پسند فرمائی ہو۔ (۳) وَلَا يَشْفَعُونَ (انبیاء ۲۱: ۲۸) فرشتے اسی کی سفارش کریں گے جس کے لیے اللہ کی مرضی ہوگی۔ وہ خود اللہ کی ہیبت سے خوف زدہ

رہتے ہیں۔ سفارش کی اجازت توحید والوں ہی کے لیے ہوگی، مشرکوں کے لیے نہیں۔ اس روز مشرکوں سے تو سب بے زار ہوں گے۔ چونکہ سفارش اللہ کی رضا پر موقوف ہے اور مشرک کے حق میں اللہ کی رضا نہیں ہوگی۔ لہذا مشرک کی سفارش نہ ہوگی۔ یہاں سے مشرکوں کے اس دعوے کی قلعی کھل گئی کہ دیوی دیوتا اللہ سے سفارش کر کے انہیں بخشوا دیں گے۔ فرمایا، اِنۡ تَكۡفُرُوۡا (زمر ۳۹: ۷) اگر تم کفر کرو تو اللہ تم سے بے نیاز ہے اور وہ کفر سے راضی نہیں۔ پس شرک سے بھی بدرجہ اولی راضی نہیں۔ (۳۸) روح سے حضرت جبرئیل مراد ہیں۔ قرآن میں کئی جگہ جبرئیل کو روح سے پکارا گیا ہے۔ فرمایا، نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الۡاَمِيۡنُ (شعراء ۲۶: ۱۹۳؛ ۱۹۴) قرآن آپ کے دل میں ایک امین روح نے اتارا ہے۔ حضرت جبرئیل سب سے بزرگ ومقرب فرشتے ہیں۔ آپ ہی نبیوں پر وحی لے کر آتے رہے۔

پھر فرمایا کہ اس دن اجازت کے بغیر کوئی لب نہیں ہلائے گا۔ حدیث میں ہے اس دن نبیوں کے علاوہ کسی کو بات کرنے کی جرات نہ ہوگی۔ قول صواب یعنی سب سے زیادہ سچا اور صحیح کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ یعنی انبیاء توحید پرستوں ہی کی سفارش فرمائیں گے۔ (۳۹) قیامت واقعی آنے والی ہے۔ اس میں شک کی گنجائش ہی نہیں۔ لوگوں کے کان کھول دیئے گئے ہیں۔ اب جو چاہے، اپنے رب کے پاس عزت سے جانے کی تیاریاں کر لے۔ قرآن نے قسم کھا کر یقین دلایا ہے کہ قیامت برحق ہے۔ جب تک کسی کا قیامت پر اور زندگی بعد الموت پر ایمان نہ ہوگا، وہ مومن نہ ہوگا۔

قیامت قریب ہی ہے: (۴۰) لوگو! ہم نے تمہیں قریب کے عذاب سے خبردار کر دیا ہے۔ آنے والی چیز کو قریب ہی سمجھو۔ اس دن نئے پرانے، چھوٹے بڑے اور اچھے برے تمام عمل انسان کے سامنے آ جائیں گے۔ فرمایا، يُنَبَّؤُا الۡاِنۡسَانُ (قیامہ ۷۵: ۱۳) اس دن ہر شخص اپنے اگلے پچھلے عملوں سے خبردار کر دیا جائے گا۔ اور قیامت کے منکر تمنا کریں گے کہ وہ مٹی بن جاتے یا پیدا ہی نہ ہوتے کہ عذاب آنکھوں سے دیکھتے۔ جب جانوروں سے بدلہ دلوا کر انہیں مٹی بنا دیا جائے گا تو اس وقت کافر مٹی بن جانے کی حسرت کا اظہار کریں گے۔

الحمدللہ سورہ نبا کی تفسیر مکمل ہوئی۔

سورہ نازعات

بترتیب مصحف یہ ۷۹ ویں اور بترتیب نزول ۸۱ ویں سورہ ہے اور مکی ہے۔ اس میں ۴۶ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
وَالنّٰزِعٰتِ غَرۡقًا ۙ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشۡطًا ۙ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبۡحًا ۙ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ
سَبۡقًا ۙ﴿۴﴾ فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا ۘ﴿۵﴾ يَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ﴿۶﴾ تَتۡبَعُهَا الرَّادِفَةُ ؕ﴿۷﴾
قُلُوۡبٌ يَّوۡمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۙ﴿۸﴾ اَبۡصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۘ﴿۹﴾ يَقُوۡلُوۡنَ ءَاِنَّا لَمَرۡدُوۡدُوۡنَ
فِى الۡحَافِرَةِ ؕ﴿۱۰﴾ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ؕ﴿۱۱﴾ قَالُوۡا تِلۡكَ اِذًا كَرَّةٌ

خَاسِرَةٌ ۝١٢ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ۝١٣ فَإِذَا هُم بِالسَّاهِرَةِ ۝١٤

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان و شفیق ہے۔

ان فرشتوں کی قسم جو سختی سے جان نکالتے ہیں اور جو بند کھول دیتے ہیں اور جو تیرتے پھرتے ہیں اور جو فرمانبرداری میں سبقت کرتے ہیں۔ پھر ہر کام کا انتظام کرتے ہیں۔ (قیامت ضرور آئے گی) جس دن کانپنے والی کانپنے لگے گی اور اس کے پیچھے پیچھے آنے والی آ جائے گی۔ اس دن بہت سے دل دھڑک رہے ہوں گے جن کی نگاہیں نیچی ہوں گے۔ مشرک کہتے ہیں، کیا ہم سابق حالت پر لوٹا دیئے جائیں گے؟ کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے (تو پھر واپس ہوں گے) کہتے ہیں، تب تو یہ واپسی بڑے گھاٹے والی ہوگی۔ بس ایک ہی سخت ڈانٹ ہوگی جس سے سب فوراً ایک میدان میں آ جمع ہوں گے۔

اللہ قیامت کا یقین دلاتا ہے: (۱ تا ۵) مختلف قسم کے فرشتوں کی قسم کھا کر قیامت کا یقین دلایا گیا ہے۔ بعض فرشتے جان گھسیٹ کر نکالتے ہیں، بعض گرہ کھول دیتے ہیں اور روح خوشی خوشی عالم بالا کی طرف اڑنے لگتی ہے۔ کافروں کی روحیں گھسیٹ کر اور مومنوں کی گرہ کھول کر نکالی جاتی ہے۔ جیسے لٹکے ہوئے مشکیزہ کا بند کھولتے ہی پانی آسانی سے نکل آتا ہے۔ اسی طرح مومن کی روح نکل آتی ہے۔ گو جسمانی تکلیف میں دونوں برابر ہیں مگر بد روح خوشی سے نہیں نکلنا چاہتی اور نیک روح خوشی خوشی نکل آتی ہے۔ بعض فرشتے احکام الٰہیہ کی بجا آوری کے لیے ہوا میں تیرتے اور دوڑ کر آگے بڑھتے ہیں تاکہ مرتبہ بلند ہو۔

نفخ صور: (۶، ۷) پہلے صور سے زمین پر لرزلے آئیں گے اور وہ پھٹ جائے گی۔ پھر اس کے بعد دوسرا صور پھونکا جائے گا، پہلے صور کا بیان يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ (مزمل ۷۳:۱۴) میں ہے۔ یعنی جس دن زمین و پہاڑ کپکپائیں گے اور پہاڑ ریگ رواں بن جائیں گے۔ اور دوسرے صور کا بیان فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ (حاقہ ۶۹:۱۳، ۱۴) میں ہے۔ یعنی جب یکبارگی پہلے صور میں پھونک ماری جائے گی اور زمین و پہاڑ اٹھا لیے جائیں گے۔ پھر دونوں ایک ہی بار چور چور کر دیئے جائیں گے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، کانپنے والی آئے گی اور اس کے پیچھے پیچھے آنے والی ہوگی۔ یعنی موت پوری کٹھنائیوں اور تباہیوں کے ساتھ دھمکے گی۔

حدیث شریف میں ہے کہ دو تہائی رات گزرنے کے بعد رحمت عالم ﷺ بستر چھوڑ دیتے۔ اور یہ فرماتے رہتے تھے، لوگو! اللہ کو یاد کرو کہ کپکپا دینے والی آ رہی ہے اور اس کے پیچھے پیچھے آنے والی آ رہی ہے۔ موت اپنے ساتھ تمام آفتوں کو لیے چلی آ رہی ہے۔

منکروں کی حسرت ناک حالت: (۸ تا ۱۲) اس دن ڈر سے دل زور زور سے دھڑک رہے ہوں گے اور بہت سی نگاہیں ذلت سے جھکی ہوئی ہوں گی۔ لوگ رب کے دردناک عذاب دیکھ کر گناہوں پر شرمسار ہوں گے۔ جو دنیا میں یہ کہا کرتے تھے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ قبر میں گل سڑنے کے بعد کیسے زندہ ہوں گے۔ آج وہ اپنی زندگی ذلت و برائی سے بھرپور دیکھ لیں گے۔

اللہ کے لیے زندگی بعد الموت معمولی ہے: (۱۳، ۱۴) کافر جسے مشکل سمجھ رہے ہیں، وہ ہماری قدرت میں معمولی سی بات ہے۔ آواز دیتے ہی سب ایک میدان میں جمع ہو جائیں گے۔ جب اللہ کے حکم سے اسرافیل دوسرا صور پھونکیں گے تو سب اگلے پچھلے اور چھوٹے بڑے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ فرمایا، يَوْمَ يَدْعُوكُمْ (اسراء ۱۷:۵۲) جس دن اللہ تمہیں پکارے گا، تو تم اس دن

اس کی برائی بیان کرتے ہوئے اس کے حکم کی تعمیل کرو گے اور یہ سمجھ رہے ہو گے کہ دنیا میں ذرا سی دیر ہی رہے۔ فرمایا، وَمَآ اَمْرُنَآ (قمر۵۴: ۵۰) ہمارا حکم بس پلک جھپکنے کی طرح آناً فاناً ہو جائے گا۔ (۲) وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ (نحل۱۶: ۷۷) قیامت کا معاملہ پلک جھپکنے کی طرح بلکہ اس سے بھی قریب ہے۔ اس دن پروردگار سخت غصے میں ہوگا اور اٹھانے کی آواز بھی غصے ہی کی ہوگی۔ یہ پچھلا صور ہوگا جس سے نیچے والے سب اوپر آ جائیں گے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۶﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۲۶﴾

کیا تمہیں موسیٰ کا واقعہ معلوم ہے؟ جب انہیں ان کے رب نے ایک پاک میدان طویٰ میں پکار کر کہا کہ فرعون کے پاس جاؤ۔ وہ سرکش ہو گیا ہے۔ اور اس سے پوچھو، کیا تو اپنی اصلاح چاہتا ہے؟ اور میں تیرے رب کی طرف تیری رہنمائی کروں تاکہ تو ڈرنے لگے۔ آخر موسیٰ نے اسے ایک بڑی نشانی دکھائی جسے اس نے جھٹلایا اور کہنا نہ مانا۔ پھر الگ ہو کر کوشش کرنے لگا۔ پھر لوگوں کو جمع کر کے بلند آواز سے بولا کہ میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں۔ آخر اللہ نے اسے دنیا اور آخرت کے عذاب میں پھانس دیا۔ دیکھو اس میں اس کے لیے بڑی عبرت ہے جو ڈرتا ہو۔

موسیٰ کے واقعہ سے رحمت عالم ﷺ کو تسکین: (۱۵) حضرت موسیٰ کے واقعہ سے رحمت عالم ﷺ کی تسکین مقصود ہے کہ جیسے نافرمانیوں سے فرعون مع اپنی قوم کے ڈوبا۔ یہی انجام آپ کے مخالفوں کا ہوگا۔ اسی لیے اس واقعہ کے ختم پر فرمایا کہ اس میں ڈرنے والوں کے لیے عبرت ہے۔ (۱۶) طٰہٰ میں گزر چکا کہ طویٰ ایک میدان کا نام ہے۔ (۱۷) بے غیرتی اور شرارت پر اتر آیا۔

فرعون کو توحید و رسالت کی دعوت: (۱۸) کیا تجھے وہ راہ پسند ہے جس پر چل کر تو پاک ہو جائے، سلامت رہے اور اللہ کا اطاعت گزار بن جائے۔ (۱۹) یعنی عبادت کی رہنمائی میرے ذمے ہے۔ اسے اختیار کرنے سے تیرا دل اللہ کی طرف جھک جائے گا اور اس میں نرمی، پاکی اور نیکی پیدا ہوگی۔ (۲۰) پھر آپ نے دعوت توحید کے ساتھ ساتھ صداقت رسالت پر ایک مضبوط و روشن نشانی بھی دکھلائی۔

فرعون کی سرکشی: (۲۱) مگر اس نے آپ کو جھوٹا مانا اور تابعداری سے انکار کر دیا۔ اللہ کے نبی کے وعظ نے اس کے دل پر اثر نہیں کیا اور حسب سابق اندرونی و بیرونی گندگیوں میں لتھڑا رہا۔ اگرچہ اس کے دل میں آپ کی صداقت کا یقین تھا۔ اس سے یہ لازم

نہیں آتا کہ وہ آپ پر ایمان بھی لے آتا۔ کیونکہ معرفت اور چیز ہے اور ایمان اور چیز۔ اگر ایمان لے آتا تو حق کے آگے جھک جاتا اور انکار نہ کرتا۔ (۲۲) یعنی حق کا باطل سے مقابلہ کرنے کے لیے سامان فراہم کرنے چلا تا کہ جادوگر جمع کر کے ان کا حضرت موسیٰ سے مقابلہ کرائے۔ (۲۳) یعنی لوگوں کو جمع کر کے اعلان کیا۔ (۲۴) اب سے چالیس سال پہلے یہ کہا تھا کہ مجھے معلوم نہیں کہ میرے سوا تمہارا کوئی اور بھی معبود ہے۔ اب یہ دعویٰ کیا کہ میں ہی تمہارا سب سے اونچا رب ہوں۔

فرعون پر عبرت ناک عذاب: (۲۵) یعنی اللہ نے ایسا انتقام لیا جو دنیا میں اس جیسے سرکشوں کے لیے باعث عبرت ہے اور قیامت میں برا سلوک کیا جائے گا۔ فرمایا، وَجَعَلْنٰهُمْ (قصص ۲۸: ۴۲) ہم نے انہیں جہنم کی طرف بلانے والے امام بنائے جن کی قیامت کے دن مدد نہیں کی جائے گی۔ (۲۶) یعنی ڈر کر نصیحت ماننے والوں کے لیے اس میں عبرت ہے۔

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾
وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ
مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾

کیا تمہارا پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا آسمان کا؟ اللہ نے آسمان بنایا۔ اس کی چھت بلند کی اور اسے درست کیا۔ اس کی رات تاریک اور دن روشن بنایا اور اس کے بعد زمین بچھائی۔ اس سے پانی اور چارہ نکالا اور اس پر پہاڑ گاڑ دیئے تا کہ تم اور تمہارے جانور فائدہ اٹھائیں۔

زندگی بعد الموت سے زیادہ مشکل کام تخلیق آسمان و زمین ہے: (۲۷) یعنی زندگی بعد الموت سے زیادہ مشکل کام آسمانوں کو پیدا کرنا ہے۔ فرمایا، لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ (غافر ۴۰: ۵۷) زمین و آسمان کی پیدائش انسان کی پیدائش سے زیادہ مشکل ہے۔ (۲) اَوَلَيْسَ الَّذِيْ (یٰس ۳۶: ۸۱) جس نے زمین و آسمان بنائے۔ کیا وہ ان جیسے انسانوں کو دوبارہ نہیں پیدا کر سکتا؟ ضرور پیدا کر سکتا ہے۔ (۲۸) اللہ نے آسمان اونچا، چوڑا چکلا اور ہموار بنایا۔ پھر اس میں تارے جڑ دیئے جو اندھیری رات میں خوب چمکتے ہیں۔ (۲۹) یعنی رات میں اندھیرا کر دیا اور دن میں اجالا۔

پہلے زمین بنی پھر آسمان: (۳۰) (اوپر گزر چکا کہ) آسمان سے پہلے زمین بنائی گئی۔ ہاں برکات زمین کا ظہور آسمان کی پیدائش کے بعد ہوا۔ (۳۱) زمین سے پانی نکال کر طرح طرح کے پھل پھول اور سبزیاں پیدا کی گئیں۔ (۳۲) زمین پر پہاڑوں کا بوجھ ڈال دیا گیا۔ اس کی تدابیر کا علم اللہ ہی کو ہے۔ اور اللہ لوگوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔

انسان بڑا سخت ہے: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جب اللہ نے زمین پیدا کی تو وہ ہلتی تھی۔ آخر اس پر پہاڑ گاڑ دیئے گئے جس سے زمین کا ہلنا بند ہو گیا۔ پہاڑوں پر فرشتوں کو بڑا تعجب ہوا۔ پوچھنے لگے، اے اللہ! کیا تیری مخلوق میں ان پہاڑوں سے بھی زیادہ کوئی سخت چیز ہے؟ فرمایا، ہاں لوہا۔ پوچھا، لوہے سے زیادہ؟ فرمایا، آگ۔ پوچھا، آگ سے زیادہ؟ فرمایا، پانی۔ پوچھا، پانی سے زیادہ؟ فرمایا، ہوا۔ پوچھا، ہوا سے زیادہ؟ فرمایا، انسان جو سیدھے ہاتھ سے اس طرح خرچ کرتا ہے کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ (الف)

زمین اور زمین کی ساری بہاریں انسان کے لیے ہیں: (۳۳) یعنی زمین سے چشموں کا جاری کرنا، اس کے چھپے خزانوں کو باہر لانا، اس سے غلہ اور پھل پھول اگانا اور اس پر پہاڑوں کا بوجھ ڈالنا اس لیے ہے کہ اس سے تم اور تمہارے جانور پورا پورا فائدہ اٹھا سکیں۔ پھر جانور بھی انسان ہی کے کام آتے ہیں۔

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَبُرِّزَتِ
الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ
هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾
فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾ فِيْمَ
اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾
كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾ ع ۲

پھر جب بڑے حادثے کا ظہور ہوگا جس دن انسان اپنے کیے ہوئے کام یاد کرے گا اور دوزخ دیکھنے والوں کے سامنے لائی جائے گی تو جس کسی نے سرکشی کی ہوگی اور دنیوی زندگی محبوب سمجھی ہوگی، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی میں ہوگا اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور جی کو خواہشوں سے روکتا رہا ہوگا، اس کا ٹھکانہ جنت ہی ہوگا۔ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ کو اس کی تاریخ سے کیا تعلق؟ اس کی انتہا آپ کے رب کی طرف ہے۔ آپ تو صرف ڈرنے والوں کو اس سے ہوشیار کر دینے والے ہیں۔ جس روز یہ اسے دیکھ لیں گے تو انہیں ایسا معلوم ہوگا، گویا وہ دن کے آخری یا اول حصے میں رہے ہیں۔

طامہ کبریٰ کی تفسیر: (۳۴) طَآمَّۃُ الْکُبْرٰی قیامت کا حادثہ۔ کیونکہ وہ سب سے بڑا اور ہولناک حادثہ ہوگا۔ فرمایا، وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى (قمر ۵۴:۴۶) قیامت بڑی سخت اور انتہائی تلخ ہے۔

قیامت کے دن عمل یاد آئیں گے: (۳۵) اس دن انسان اپنے عمل یاد کرے گا۔ فرمایا، يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ (فجر ۸۹:۲۳) اس دن انسان کو ہوش آئے گا لیکن اب ہوش کا موقعہ کہاں رہا؟ (۳۶) اس دن لوگ اپنی آنکھوں سے جہنم دیکھیں گے کیونکہ وہ ان کے سامنے گھسیٹ کر لائی جائے گی۔

جہنمیوں کے اوصاف: (۳۷) یعنی جس نے سرکشی اور اللہ کی نافرمانی کی ہوگی۔ (۳۸) دنیا کو آخرت پر ترجیح دی ہوگی اور اسے دین پر مقدم کیا ہوگا۔ (۳۹) ایسوں کا ٹھکانہ جہنم، غذا زقوم کے تلخ و ناگوار پھل اور پینے کے لیے سخت کھولتا ہوا پانی ہوگا۔

جنتیوں کے اوصاف: (۴۰) یعنی جو ہمارے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتے، خواہشوں کو مارتے اور نافرمانیوں سے بچتے تھے۔ (۴۱) ان کے آرام کی جگہ جنت ہوگی۔

قیامت کا علم کسی کو بھی نہیں: (۴۲ تا ۴۴) قیامت کا بجز اللہ کے نہ آپ کو علم ہے اور نہ کسی اور کو۔ فرمایا، ثَقُلَتْ (اعراف ۷:

۱۸۷) اس کا علم آسمان وزمین والوں پر بھاری ہے۔ وہ تو اچانک آ جائے گی۔ لوگ تو آپ سے ایسے پوچھ رہے ہیں جیسے آپ جانتے ہی ہوں۔ حضرت جبرئیل کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا تھا کہ پوچھا جانے والا پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ (۴۵) یعنی آپ کا کام تو صرف لوگوں کو چوکنا کر دینا ہے۔ پھر جو اللہ سے اور اس کے ڈراووں سے ڈرے گا اور یہ سمجھے گا کہ اسے ایک دن عدالت کے کٹہرے میں کھڑا ہونا ہے، وہ آپ کی اطاعت کرے گا اور کامیاب ہو جائے گا۔ ورنہ بدبخت تو آپ کی باتوں کو اور جھٹلا دیں گے اور اس دن کے مہلک عذابوں میں گرفتار ہو جائیں گے۔

محشر میں دنیوی زندگی بہت کم معلوم ہوگی: (۴۶) جب لوگ قبروں سے اٹھ کر میدان محشر میں جمع ہوں گے تو انہیں اس وقت دنیوی زندگی بہت ہی کم محسوس ہوگی۔ ایسا معلوم ہوگا جیسے صبح یا شام کا کچھ حصہ دنیا میں گزارا تھا۔ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی لمبی عمر بھی دو چار گھنٹے کی معلوم ہوگی۔

الحمدللہ سورہ نازعات کی تفسیر تمام ہوئی۔

سورہ عبس

بترتیب مصحف یہ ۸۰ ویں اور بترتیب نزول ۲۴ ویں اور مکی سورہ ہے۔ اس کی ۴۲ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۙ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۭ﴿۲﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۙ﴿۳﴾
اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۭ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۙ﴿۵﴾ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۭ﴿۶﴾
وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۭ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۙ﴿۸﴾ وَهُوَ يَخْشٰى ۙ﴿۹﴾ فَاَنْتَ عَنْهُ
تَلَهّٰى ۚ﴿۱۰﴾ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ﴿۱۱﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۘ﴿۱۲﴾ فِيْ صُحُفٍ
مُّكَرَّمَةٍ ۙ﴿۱۳﴾ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۢ ۙ﴿۱۴﴾ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۙ﴿۱۵﴾ كِرَامٍۢ بَرَرَةٍ ۭ﴿۱۶﴾

وقف لازم

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

آپ ترش رو ہوئے اور متوجہ نہ ہوئے کہ آپ کے پاس ایک نابینا آ گیا تھا۔ آپ کو کیا خبر شاید وہ سنور جاتا یا نصیحت مان جاتا۔ اور نصیحت سے اسے فائدہ پہنچ جاتا۔ لیکن جو شخص بے پرواہ ہے، آپ اس کی فکر میں ہیں حالانکہ اس کے پاک نہ ہونے سے آپ پر کوئی الزام نہیں اور جو آپ کے پاس دوڑ کر آتا ہے اور ڈرتا بھی ہے، اسی سے بے اعتنائی برتتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ قرآن ایک نصیحت ہے۔ تو جس کا جی چاہے، مان لے۔ یہ عزت والے صحیفوں میں ہے جو بلند ومقدس ہیں اور بزرگ ونیک لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں۔

واعظ سب کو یکساں نگاہ سے دیکھے: (۱ تا ۱۰) ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ ابی بن خلف کو سمجھا رہے تھے کہ شاید مسلمان ہو جائے۔ اتنے میں آپ کے پاس ابن ام مکتوم آ گئے۔ چونکہ یہ مسلمان تھے اور حاضر خدمت ہو کر عموماً دینی باتیں پوچھتے رہتے تھے۔ اس لیے حسب عادت آج بھی پوچھنے لگے اور آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ آپ اس خیال سے کہ شاید یہ سردار مسلمان ہو جائے، جس کی وجہ سے اور بھی بہت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں گے، ابن ام مکتوم کی طرف متوجہ نہیں ہوئے بلکہ ان کے سوالات آپ کے دل مبارک پر گراں گزرے اور پیشانی مبارک پر بل پڑ گئے۔ اس بارے میں یہ آیتیں اتریں۔ یعنی آپ کی بلند شان اور اعلیٰ اخلاق کے لائق یہ بات نہیں کہ اس نابینا سے جو ہمارے ڈر سے دین سیکھنے کے لیے دوڑتا ہوا آپ کے پاس آیا ہے، منہ پھیر لیں اور مغروروں سے بات کرتے رہیں۔ ممکن ہے یہی پاک بن کر اللہ کے احکام بجالائے اور برائیوں سے بچ جائے۔ یہ کیا کہ آپ اپنی تمام توجہ انہیں لوگوں کی طرف مبذول فرمالیں؟ انہیں راہ پر لے آنا آپ کے ذمہ نہیں۔ اگر یہ آپ کا کہنا نہ مانیں تو آپ پر کیا الزام؟ بہرحال تبلیغ میں سب برابر ہیں۔ آپ سب کو برابر نصیحت کرتے رہیں۔ ہدایت اللہ کے قبضے میں ہے۔ اگر اللہ کسی کو سیدھی راہ سے دور رکھے تو وہ اپنی حکمت خوب جانتا ہے اور اگر کسی کو راہ پر لگا دے تو بھی اپنی مصلحت وہی جانتا ہے۔ ان آیتوں کے بعد آپ ابن مکتوم کی بڑی عزت کرنے لگے تھے۔

ایک حدیث میں ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ رات میں اذان دیتے ہیں۔ ان کی اذان پر سحری کھاتے رہو جب تک ابن ام مکتوم کی اذان نہ سن لو۔ یہ بھی آپ کے موذن تھے۔ مگر نابینا ہونے کی وجہ سے جب لوگ انہیں صبح صادق کی خبر دیتے تھے، تب اذان دیتے تھے۔ ان کا نام عبداللہ یا عمرو تھا۔

تذکرہ کی تفسیر: (۱۱) تذکرہ یعنی قرآن یا سورت یا مساوات تبلیغ ونصیحت ہے۔ (۱۲) جو چاہے اپنے تمام کاموں میں قرآن کا یا وحی کا خیال رکھے۔

قرآن کی حفاظت: (۱۳) تمام قرآن معزز صحیفوں میں ہے جو بلند قدر و گرامی شان ہیں۔ (۱۴) یہ صحیفے شرک و کمی بیشی سے پاک ہیں۔ (۱۵) اور فرشتوں کے پاک ہاتھوں میں ہیں۔ (۱۶) یہ مقدس فرشتے ظاہر و باطن میں اچھے ہیں۔ ظاہر میں خوب صورت و بزرگ اور باطن میں پاکیزہ اخلاق وافعال کے مالک ہیں۔ معلوم ہوا کہ قرآن پڑھنے والوں کو خلیق و کریم ہونا چاہیے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جو قرآن میں مہارت پیدا کرلے، وہ بزرگ لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو مشقت کے باوجود پڑھے گا، اسے دہرا اجر ملے گا۔ (ج) بہرحال آسمان پر قرآن کو فرشتے لکھتے تھے اور اسی تحریر کے مطابق وحی اترتی تھی۔ اور اسے دنیا میں بھی اوراق میں جمع کرنے والے بزرگ ترین پاکباز اور فرشتہ سیرت صحابہ کرام تھے جنہوں نے ہر طرح کی کمی بیشی، تغیر وتبدل اور تحریف سے اسے محفوظ رکھا۔

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ ۭ خَلَقَهٗ
فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَاۗءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾
كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ اَنَّا صَبَبْنَا

الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَأَنۢبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّعِنَبًا
وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّزَيْتُونًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّفَاكِهَةً وَّأَبًّا ﴿۳۱﴾
مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾

انسان غارت ہو، کیسا ناشکرا ہے؟ اسے اللہ نے کس چیز سے پیدا کیا۔ نطفے سے اس کی صورت بنائی۔ اور ایک اندازے سے بنایا۔ پھر اس کے لیے راہ آسان بنادی۔ پھر اسے موت دی۔ پھر قبر میں اتار دیا۔ پھر جب چاہے گا، اسے زندہ کرلے گا۔ ہرگز نہیں۔ اس نے اب تک اللہ کے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ اچھا تو انسان کو اپنی غذا میں غور کرنا چاہیے کہ ہم نے پانی برسایا، پھر زمین پھاڑ دی اور اس سے غلہ اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجور اور گھنے باغ اور میوے اور چارہ تمہارے اور تمہارے جانوروں کے فائدہ کے لیے پیدا کیا۔

زندگی بعد الموت نہ ماننے والوں کی تردید: (۱۷) زندگی بعد الموت نہ ماننے والوں کی برائی ہے۔ یعنی ناشکری کی حد ہو گئی۔ انسان محض اپنے خیال سے ایک چیز کو ناممکن سمجھ کر جہالت کے باوجود بلا دلیل کے اللہ کی باتوں کو جھٹلا دیتا ہے۔ واقعی انسان بڑا ناشکرا ہے۔ آخر اسے کس چیز نے آخرت جھٹلانے پر آمادہ کیا۔ (۱۸) اللہ نے اسے کتنی حقیر چیز سے بنایا۔ پھر وہ اسے دوبارہ بنانے پر کیسے قادر نہ ہوگا؟ ضرور ہوگا۔ (۱۹، ۲۰) نطفے سے شکل وصورت بنائی۔ پھر تقدیر (جیسے عمر، عمل، روزی وغیرہ) مقرر کی یا مناسب صورت وشکل بنا کر دنیا میں آنے کا راستہ آسان بنادیا یا دین کی راہ آسان بنادی۔ یعنی دین ظاہر کردیا۔ فرمایا، اِنَّا هَدَيْنٰهُ (دہر۷۶:۳) ہم نے اسے راہ دکھائی، پھر یا تو وہ شکرگزار بن گیا یا ناشکرا۔ (۲۱) پھر اللہ نے اسے موت دے کر قبر میں اتار دیا۔ جب ان سب باتوں کا اقرار کرتے ہو تو پھر دوبارہ پیدا کرنے سے کیوں اللہ کو عاجز سمجھتے ہو؟ وہ اللہ ہی کیا جو عاجز ہو۔ (۲۲) قرآن کی اصطلاح میں زندگی بعد الموت کو بعث یا نشور کہتے ہیں۔ فرمایا، وَمِنْ اٰيَاتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ (روم۳۰:۲۰) اللہ کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے بنایا۔ پھر تم انسان بن کر پھیل گئے۔ (۲) وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ (بقرہ۲:۲۵۹) ہڈیوں کو دیکھو ہم کس طرح انہیں زندہ کرتے اور کیسے ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔

تخم انسان: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، مٹی تمام جسم کو بجز ریڑھ کی پچھلی ہڈی کے کھا جاتی ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا، وہ کیا ہے؟ فرمایا، وہ رائی کے دانے کی برابر ہے۔ اسی سے پھر تمہاری پیدائش ہوگی۔ (ابن ابی حاتم) (۲) اسی سے پیدا کیا گیا تھا اور اسی سے پھر پیدا کیا جائے گا۔ (م) (۲۳) یہ ناشکرا سمجھتا ہے کہ میں نے تن من دھن ہر طرح سے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کردیا لیکن یہ کبھی فرائض بھی پورے ادا نہیں کرسکتا۔

اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ فیصلے کا مقرر دن آنے پر اللہ اس کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ جب انسان کی تقدیر کی تحریر پوری ہو جائے گی یعنی دنیا میں آکر انسان کی قسمت میں جو کام کرنے مقدر ہو چکے ہیں، وہ سب کام جب تک اللہ کے اندازے کے مطابق پورے نہ ہو جائیں گے، اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی۔

غذا زندگی بعد الموت کا نمونہ ہے: (۲۴ تا ۳۱) ہمارا احسان دیکھو، ہم نے تمہیں غذا دی۔ یہ بھی زندگی بعد الموت کا ایک نمونہ

ہے کہ جیسے خشک وغیر آباد زمین سے اور مردہ بیج سے زندہ نباتات پیدا ہو جاتی ہیں اور اس سے غذا مہیا ہوتی ہے۔اسی طرح ایک روز اللہ تمہیں بھی زندہ کر دے گا۔ دیکھتے نہیں، ہم نے آسمان سے پانی برسا کر اسے زمین میں پہنچا کر ٹھہرا دیا۔ پھر ہمارے حکم سے پانی نے زمین میں پڑے ہوئے دانے میں اثر کیا۔ پانی کی رطوبت اور زمین کی حرارت دونوں نے مل کر دانے کو پھاڑا اور ننھا سا نازک درخت پیدا ہو گیا۔ اور تمام جنگل سبزے سے لہلہانے لگا۔ کہیں اناج ہے تو کہیں پھل پھول۔ کہیں زیتون ہے جس کا تیل روٹی سے کھایا جاتا ہے اور کہیں کھجوروں کے جھنڈ کے جھنڈ جن کے پھل گدرائے ہوئے بھی کھائے جاتے ہیں اور پکے بھی۔ اور ان کا شیرہ بھی بنایا جاتا ہے اور سرکہ بھی۔

ابّ کی تفسیر: ایک دفعہ عمرؓ نے منبر پر یہ سورت پڑھی۔ جب اس آیت پر پہنچے تو فرمایا، ہم فَاکِھَةً کو تو خوب جانتے ہیں لیکن یہ ابّ کیا ہے؟ پھر فرمایا، عمرؓ یہ تکلف چھوڑو۔ یعنی ابّ کی شکل وصورت اور اس کا تعین معلوم نہیں ورنہ اتنا تو معلوم ہے کہ یہ زمین کی کوئی بوٹی ہے۔ کیونکہ پہلے فَاَنْبَتْنَا گزر چکا ہے۔ (۳۲) یہ سب کچھ تمہاری زندگی قائم رکھنے اور تمہیں اور تمہارے جانوروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے ہے۔

فَإِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿٣٣﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾
وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾ وُجُوهٌ
يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ
عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾ أُولَٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾ ع ۲ ۴۲/۵

پھر جب بہرا کر دینے والی آئے گی جس دن انسان اپنے بھائی سے، اپنی ماں سے، اپنے باپ سے، اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔ اس دن انہی سے ہر ایک کے لیے ایک ایسی حالت ہوگی جو خود فراموش بنا دے گی۔ اس دن بہت سے چہرے چمکتے ہوں گے جو شگفتہ اور کھلے ہوئے ہوں گے اور بہت سے چہرے سیاہ ہوں گے جن پر کدورت چھا جائے گی۔ وہ یہی بدکردار کافر ہوں گے۔

صاخہ کی تفسیر: (۳۳) صَآخَّةُ قیامت کا نام ہے کیونکہ صور کی کریہہ و انتہائی بلند آواز کان کے پردے پھاڑ ڈالے گی۔

قیامت کی بدحواسی: (۳۴ تا ۳۶) اس دن عزیز عزیز سے بھاگے گا۔ کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ شوہر (بیوی) سے کہے گا، میں نے تمہیں دنیا میں پھول بنا کر رکھا تھا۔ یاد ہے نا۔ بیوی بولے گی مجھے سب کچھ یاد ہے۔ شوہر کہے گا آج میں صرف ایک نیکی کا محتاج ہوں۔ اگر آج میرے ساتھ یہ سلوک کر دو گی تو مجھے نجات مل جائے گی۔ بیوی بولے گی افسوس نیکی کی تو مجھے بھی ضرورت ہے۔ بیٹا باپ سے اور باپ بیٹے سے سوال کر کے یہی کورا جواب پائے گا۔ سفارش والی حدیث میں ہے کہ لوگ اولوالعزم نبیوں سے سفارش کرانا چاہیں گے مگر ہر ایک کو اپنی اپنی جان کی پڑی ہوگی۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ بھی یہی فرمائیں گے کہ آج میں بجز اپنی جان کے کسی کے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ آج میں اپنی والدہ کی طرف سے بھی نہیں کھڑا ہو سکتا۔ غرضیکہ ایسا آپا دھاپی کا عالم ہوگا

کہ دوست دوست سے اور عزیز عزیز سے منہ چھپاتا پھرے گا۔ کچھ ایسی خود فراموشی چھا جائے گی کہ کسی کو کسی کا ہوش نہیں رہے گا۔
(۳۷) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، تم ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون اللہ کے ہاں جمع ہو گے۔ صدیقہؓ یا سودہؓ پوچھتی ہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا پردے والے مقامات پر نظر نہیں پڑے گی؟ فرمایا، اس دن کی گھبراہٹ ہر شخص کو خود فراموش بنا دے گی۔ کسی کو کسی کی طرف دیکھنے کا کچھ ہوش نہ ہوگا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔
جنتی اور جہنمی کی پہچان: (۳۸۔۴۲) جیسے دنیا میں کافر و مومن ہیں، آخرت میں بھی اسی طرح ہوں گے۔ بعض کے چہرے مسرت سے شگفتہ اور بعض کے غم سے سیاہ اور دھوئیں میں اٹے ہوئے ہوں گے۔ پہلے جنتی ہوں گے اور پچھلے جہنمی۔ حدیث میں ہے کہ ان کا پسینہ لگام کی طرح جاری ہوگا جس پر گرد پڑ پڑ کر جم جائے گی۔ ان کے دلوں میں کفر اور عملوں میں کھوٹ تھا۔ فرمایا، وَلَا يَلِدُوْا (نوح ۷۱: ۲۷) ان کافروں سے کافر ہی پیدا ہوں گے۔

الحمد للہ سورہ عبس کی تفسیر تمام ہوئی۔ والحمد للہ اولا وآخرا۔

سورہ تکویر

بترتیب مصحف یہ ۸۱ ویں اور بترتیب نزول ۸ ویں اور مکی سورہ ہے۔ اس میں ۲۹ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿۱﴾ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ﴿۲﴾ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿۳﴾
وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿۴﴾ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ﴿۵﴾ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿۶﴾
وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ﴿۷﴾ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ﴿۸﴾ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ ﴿۹﴾
وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿۱۰﴾ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ﴿۱۱﴾ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ﴿۱۲﴾
وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ﴿۱۳﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ﴿۱۴﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

جب سورج بے نور کر دیا جائے گا اور جب تارے جھڑ جائیں گے اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے اور جب پورے دنوں کی اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی اور جب جنگلی جانور اکٹھے کر دیئے جائیں گے اور جب دریا بھڑکا دیئے جائیں گے اور جب قسم قسم کے لوگ ملا دیئے جائیں گے۔ اور جب زندہ گاڑی ہوئی بچیوں سے پوچھا جائے گا کہ کس گناہ پر ماری گئی تھیں اور جب اعمال نامے کھول دیئے جائیں گے اور جب آسمان کھول دیا جائے گا اور جب دوزخ سلگائی جائے گی۔ اور جب جنت قریب لائی جائے گی تو ہر شخص اپنے لائے ہوئے عمل جان لے گا۔

قیامت کا نقشہ تکویر وانفطار وانشقاق میں ہے: (۱) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، اگر کوئی اپنی آنکھوں سے قیامت دیکھنا

چاہے تو سورۂ تکویر، انفطار اور انشقاق پڑھے۔ (الف)

تارے لپیٹ کر پھینک دیئے جائیں گے: سورج لپیٹ کر اوندھا کر کے زمین پر پھینک دیا جائے گا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں سورج چاند اور تارے لپیٹ کر بے نور کر کے سمندر میں ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر پچھوا ہوا سے سمندر میں آگ لگ جائے گی۔ قیامت کے بے پناہ قیامت خیز اور ہول انگیز شعلے ہوں گے جو تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ سورج لپیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (۲) قیامت کے دن سورج اور چاند لپیٹ لیے جائیں گے۔ (ب) یعنی بے نور ہو جائیں گے۔

قبل از قیامت چھ نشانیاں: (۲) ابی بن کعب کہتے ہیں قیامت سے پہلے چھ نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ لوگ کاروبار میں ہوں گے کہ اچانک سورج کی روشنی جاتی رہے گی۔ پھر یکبارگی تارے ٹوٹنے لگیں گے۔ پھر یکا یک پہاڑ زمین پر گر پڑیں گے۔ پھر زبردست بھونچال آئیں گے۔ پھر انسان وجن اور پالتو اور جنگلی جانور گڈمڈ ہو جائیں گے۔ پھر لوگ ایسے بدحواس ہو جائیں گے کہ اپنے قیمتی مال سے بھی بے خبر ہو جائیں گے۔ آخر جن اس حادثے کی تحقیق کے لیے پھیل جائیں گے۔ دیکھیں گے کہ سمندر میں آگ لگ رہی ہے۔ جس کے شعلے آسمان تک جا رہے ہیں۔ لوگ اسی حال میں ہوں گے کہ ایک دم زمین پھٹنے لگے گی اور آسمان ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگیں گے۔ ساتوں زمین و آسمان کا یہی حشر ہوگا۔ پھر تیز وتند ہوا سے سب جاندار مر جائیں گے۔ (ابن ابی حاتم) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، تمام تارے اور تمام معبود جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔ صرف حضرت عیسیٰ معہ مریم علیہما السلام محفوظ رہیں گے۔ اگر یہ بھی اپنی عبادت سے خوش ہوتے تو جہنم میں جاتے۔ (۳) پہاڑوں کا نام ونشان بھی نہ رہے گا۔ زمین صاف چٹیل اور ہموار میدان رہ جائے گی۔

عالم بدحواسی: (۴) عربوں کا پیارا اور قیمتی مال پورے دنوں کی اونٹنیاں ہیں۔ اس وقت یہ مال بھی چھوڑ دیا جائے گا۔ گھبراہٹ و پریشانی میں محبوب مال کا بھی ہوش نہ رہے گا۔ پتے پانی ہوں گے اور کلیجے منہ کو آئیں گے۔ (۵) آج وحشی بھی ہوش کھو بیٹھیں گے اور انسانوں کے پاس آ آ کر جمع ہو جائیں گے۔ فرمایا، وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ (انعام۶: ۳۸) چوپائے اور پرندے بھی تمہاری طرح قومیں ہیں۔ ہم نے اپنی کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ پھر اپنے رب کے پاس سب جاندار یہاں تک کہ مکھیاں بھی جمع ہوں گی اور سب کا انصاف سے فیصلہ ہوگا۔ جانوروں کا حشر تو ان کی موت ہے۔ ہاں انسان وجن حساب کے لیے اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ (۶) پچھوا ہوا سے سمندر بھڑک اٹھیں گے۔ (اس کی تفصیل وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ میں گزر چکی۔)

تزویج نفوس کی تفسیر: (۷) فرمایا، اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ (صافات ۳۷: ۲۲) ظالموں کو اور ان کے جوڑوں کو یعنی ان جیسوں کو جمع کرلو۔ حدیث میں ہے، ہر شخص کا اس قوم کے ساتھ حشر ہوگا جو اس قوم کے سے عمل کرتا ہوگا۔ فرمایا، وَكُنْتُمْ اَزْوَاجًا (واقعہ۵۶: ۷، ۸) تم تین حصوں میں بٹ جاؤ گے۔ بعض کے سیدھے ہاتھ میں اعمال نامے ہوں گے اور بعض کے بائیں ہاتھ میں اور کچھ سبقت کرنے والے ہوں گے۔ ایک دفعہ عمرؓ نے خطبے میں یہ آیت پڑھ کر فرمایا، ہر جماعت اپنے جیسوں سے مل جائے گی۔ ایک روایت میں ہے، ایک جیسے عمل والے یا تو جنت میں ساتھ ساتھ رہیں گے یا جہنم میں۔ عمرؓ سے اس کا مطلب پوچھا گیا تو فرمایا، نیک نیکوں سے اور بد بدوں سے مل جائیں گے۔ ایک دفعہ فاروقؓ نے اس کی تفسیر صحابہ سے پوچھی۔ صحابہؓ خاموش رہے۔ فرمایا، انسان کا جوڑا جنت وجہنم میں اسی جیسا ہوگا۔

قیامت کے دن ظالم ومظلوم دونوں کے بیانات لیے جائیں گے: (۸، ۹) جاہلیت میں بچیوں کو عار کی وجہ سے زندہ گاڑ دیا کرتے تھے۔ قیامت کو قاتلوں کو شرمندہ کرنے کے لیے ان بچیوں سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں کیوں مارا گیا تھا؟ جب مظلوم سے سوال ہوگا تو ظالم سے بدرجہ اولی ہوگا۔ یا بچیاں خود پوچھیں گیں کہ انہیں زندہ کیوں گاڑا گیا تھا؟

عزل کا حکم: رحمت عالم ﷺ فرماتے ہیں، میں نے چاہا کہ لوگوں کو حمل ورضاعت کی حالت میں صحبت سے روک دوں۔ لیکن روم وفارس والے ایسا کرتے ہیں جس سے ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ صحابہؓ نے عزل کے بارے میں پوچھا تو فرمایا، وہ چھپ کر زندہ گاڑنا ہے۔ (الف)

بچوں کو زندہ گاڑنے کے گناہ کی تلافی: قیس بن عاصمؓ پوچھتے ہیں، میں نے جاہلیت میں بچیوں کو زندہ گاڑا ہے، کیا کروں؟ فرمایا، ہر بچی کے بدلے ایک غلام آزاد کر۔ بولے، میرے پاس غلام نہیں ہیں۔ فرمایا، تو ہر ایک کے بدلے ایک اونٹ کی قربانی کر۔ ایک روایت میں ہے، میں نے آٹھ اور ایک روایت میں ہے، بارہ تیرہ بچیاں زندہ گاڑی ہیں۔ فرمایا، ان کی تعداد کے مطابق غلام آزاد کر۔ چنانچہ انہوں نے حسب تعداد غلام آزاد کیے۔ دوسرے سال سو اونٹ لے کر آئے کہ یہ میری قوم کا صدقہ ہے۔ جو اس کے بدلے میں ہے جو میں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا۔ علیؓ کہتے ہیں، ہم نے ان کا نام قیسیہ رکھ لیا تھا اور انہیں چرانے لے جایا کرتے تھے۔

اعمال نامے: (۱۰) پھر اعمال نامے بانٹے جائیں گے۔ کسی کو سیدھے ہاتھ میں، سامنے سے اور کسی کو الٹے ہاتھ میں پیچھے سے ملیں گے۔ اے انسان! آج تو جو لکھوا رہا ہے، یہ لپیٹ لیا جائے گا۔ پھر یہی کھول کر کل تیرے ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ لہذا آج ہی سوچ سمجھ کر لکھوا۔ (۱۱) یعنی بے نور و برباد کر دیا جائے گا۔ (ات) (۱۲) جہنم اللہ کے قہر اور بندوں کے گناہوں کی وجہ سے شعلے مار رہی ہوگی۔ (۱۳) جنت اہل جنت کے پاس کر دی جائے گی۔

عملوں کے پھل: (۱۴) تب ہر شخص جان لے گا کہ اس نے دنیا میں کیسے عمل کیے تھے۔ زندگی بھر کا کیا دھرا سامنے ہوگا۔ فرمایا، یَوْمَ تَجِدُ (آل عمران ۳: ۳۰) جس دن ہر شخص اپنے کیے ہوئے عمل پالے گا۔ نیک ہے تو سامنے دیکھ لے گا۔ اور بد ہے تو تمنا کرے گا کہ اس کے اور ان کے درمیان بہت دوری ہوتی۔ (۲) یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ (قیامہ ۷۵: ۱۳) اس دن انسان کو اس کے تمام اگلے پچھلے عملوں سے مطلع کر دیا جائے گا۔ عمرؓ یہ سورت سنتے رہے۔ پھر فرمایا، اچھا یہ تمام باتیں اس لیے بیان کی ہیں۔ (یعنی یہ اوپر کی تمام قسموں کا جواب ہے۔)

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۹﴾ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿۲۰﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿۲۱﴾ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۳﴾ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ

رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾

پیچھے ہٹنے والے تاروں کی قسم جو چلتے رہتے ہیں، پھر چھپ جاتے ہیں اور رات کی قسم جب وہ جانے لگے اور صبح کی قسم جب وہ آنے لگے۔ واقعی یہ قرآن ایک عزت والے فرشتے کا لایا ہوا ہے۔ جو بڑا طاقت ور ہے۔ اور عرش والے کے نزدیک معزز ہے۔ اس کا وہاں کہا مانا جاتا ہے اور امین ہے۔ اور تمہارا ساتھی سر پھرا نہیں ہے۔ آپ نے اسے آسمان کے کھلے کنارے پر دیکھا ہے۔ آپ غیب کے بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔ اور یہ قرآن شیطان مردود کا کلام نہیں ہے۔ پھر تم کدھر جا رہے ہو؟ یہ تو دنیا کے لیے نصیحت نامہ ہے۔ خصوصاً اس کے لیے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے۔ اور تم بلا پروردگار کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے۔

(۱۵، ۱۶) عمرؓو بن حریث نے سنا کہ رحمت عالم ﷺ صبح کی نماز میں یہ سورہ پڑھ رہے ہیں۔ اس وقت آپ ہی مقتدی تھے۔ (مسلم)

خنس وکنس کی تفسیر: تاروں کی قسمیں کھائی گئی ہیں جو دن میں ڈوب جاتے ہیں اور رات کو نکل آتے ہیں۔ تاروں کو طلوع کے وقت خنس اور غروب کے وقت کنس کہتے ہیں۔ پھر یہ طلوع وغروب کے درمیان اپنے اپنے فلک میں گردش کرتے رہتے ہیں۔

(۱۷) عَسْعَسَ آنے جانے دونوں معنی میں مستعمل ہے۔ یعنی جب رات پیٹھ موڑ کر چل دے۔ ایک دن علیؓ صبح کی نماز کے لیے نکلے اور بولے کہ وتر کے بارے میں پوچھنے والے کہاں ہیں؟ پھر یہ آیت پڑھی۔ (د) (۱۸) یعنی جب سحر کی روشنی پھیل جائے۔

قرآن جبرئیلؑ کا لایا ہوا ہے: (۱۹) (قسموں کا جواب ہے) یعنی یہ قرآن ایک بزرگ وشریف اور خوب صورت فرشتے کا لایا ہوا ہے۔ یعنی جبرئیل کا جو بڑے طاقت ور ہیں۔ فرمایا، عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ (نجم ۵۳: ۵، ۶) انہیں یہ قرآن ایک فرشتے نے سکھایا ہے جو طاقت ور ہے۔ (۲۰) یہ پیدائشی طاقت ور ہے اور مالک عرش کے نزدیک بلند مقام وعزت دار ہے۔ آپ کو نور کے ستر پردوں تک جانے کی اجازت ہے۔ (۲۱) یعنی آسمانوں میں آپ کی بات مانی جاتی ہے۔ فرشتے آپ کے تابع ہیں اور ان کے آپ سردار ہیں۔ اللہ نے آپ کو رسالت کے لیے چن لیا ہے۔

نبی ﷺ بحمدہ دیوانے نہیں: (۲۲) یعنی الحمد للہ پیغمبر اسلام دیوانے نہیں۔ آپ جبرئیل کو ان کی اصلی صورت میں بھی دیکھ چکے ہیں جب یہ اپنے چھ سو پروں کے ساتھ ظاہر ہوئے تھے۔ (۲۳) یہ واقعہ بطحاء کا ہے۔ اس وقت رحمت عالم ﷺ نے آپ کو آسمان کے بلند وصاف کنارے پر پہلی بار دیکھا تھا۔ جس کا بیان سورۂ نجم میں ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت معراج سے پہلے اتری ہے کیونکہ اس میں پہلی بار دیکھنے کا بیان ہے۔ دوسری بار دیکھنے کا بیان سورۂ نجم میں ہے۔ فرمایا، وَلَقَدْ رَاٰهُ (نجم ۵۳: ۱۳ تا ۱۵) آپ نے انہیں دوسری بار سدرۃ کے پاس دیکھا جس کے قریب جنت الماویٰ ہے جب کہ اس پر ایک عجیب کیفیت چھائی ہوئی تھی۔

یہ سورت معراج کے بعد اتری۔

نبی ﷺ نے وحی پہنچانے میں کوتاہی نہیں کی: (۲۴) یعنی آپ کو اللہ کی طرف سے غیب کی جو باتیں بتائی جاتی ہیں، آپ انہیں بلاکم وکاست لوگوں کو بتا دیتے ہیں۔ (ظنین کی صورت میں یہ معنی ہیں کہ آپ پر کوئی الزام نہیں۔) یعنی آپ نے رسالت پہنچانے میں ذرا سی بھی کوتاہی نہیں کی۔

قرآن شیطانی کلام نہیں: (۲۵) یعنی قرآن شیطان کا کلام نہیں ہو سکتا۔ نہ شیطان اس پر قابو پا سکتا ہے۔ نہ یہ اس کے مطلب کی چیز ہے اور نہ یہ اس کے لائق ہے۔ فرمایا، وَمَا تَنَزَّلَتْ (شعراء ۲۶: ۲۱۰ تا ۲۱۲) نہ ہی اسے شیطان لے کر اترے اور نہ یہ ان کے لائق ہے اور نہ وہ اس پر قادر ہیں۔ شیطان تو وحی سننے سے بھی روک دیئے گئے ہیں۔

بنو حنیفہ کا ایک واقعہ: (۲۶) جب تم پر قرآن کی صداقت ظاہر ہو چکی تو پھر اسے کیوں جھٹلاتے ہو؟ کیوں عقلیں ماری گئیں؟ جب بنو حنیفہ کے کچھ آدمی صدیقؓ کے پاس مسلمان ہو کر حاضر ہوئے تو آپ نے حکم دیا کہ مسیلمہ کا جو مدعی نبوت تھا اور تم اسے آج تک نبی مانتے رہے، گھڑا ہوا کلام تو سناؤ۔ سنایا تو انتہائی رکیک اور محض بکواس تھا۔ فرمایا، تمہاری عقلیں کہاں تھیں؟ تم نے ذرا بھی نہیں سوچا کہ اس بکواس کو اللہ کے کلام سے کیا نسبت؟ ناممکن ہے کہ ایسا بے تکا کلام اللہ کا ہو۔ (یا) تم اللہ کی کتاب اور اس کی فرمانبرداری سے کہاں بھاگ رہے ہو؟

قرآن دنیا کے لیے نصیحت نامہ ہے: (۲۷) یعنی یہ تو دنیا کے لیے نصیحت نامہ ہے۔ یہی نجات وہدایت کا ذریعہ ہے۔ اسی پر عمل کر کے آخرت بناؤ۔ (۲۸) جو سیدھی راہ کے متلاشی ہیں، قرآن انہیں سیدھی راہ بتا دے گا اور ہر طالب ہدایت کو اس کے احکام پر عمل کرنا پڑے گا۔ یہ سن کر ابوجہل بولا، پھر تو ہدایت وضلالت ہمارے اختیار میں ہے۔ اس کا جواب اگلی آیت میں ہے۔ (۲۹) یعنی تمہاری یہ خواہش کہ ہدایت وضلالت ہمارے اختیار میں ہے، پوری ہونے والی نہیں۔ سب کچھ اللہ کے قبضے میں ہے۔ وہ دنیا کا رب ہے، جو چاہے کرے۔

الحمد للہ سورہ تکویر کی تفسیر بخیر وخوبی تمام ہوئی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

سورہ انفطار

بترتیب مصحف یہ ۸۲ ویں اور بترتیب نزول بھی ۸۲ ویں ہی سورہ ہے اور مکی ہے۔ اس میں ۱۹ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

ایک دفعہ معاذؓ نے عشاء کی نماز پڑھائی اور قرات لمبی کر دی۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، معاذ کیا یہ سورتیں (اعلیٰ، ضحیٰ اور انفطار) نہ تھیں۔ (ن، ق) میں بھی اس کی اصل ہے۔ ہاں انفطار کا ذکر نسائی ہی میں ہے۔ وہ حدیث گزر چکی جس میں ہے کہ جو شخص قیامت کا مشاہدہ کرنا چاہے، وہ تکویر، انفطار اور انشقاق پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿۱﴾ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿۲﴾ وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿۳﴾

وَإِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿۴﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ﴿۵﴾ يٰٓأَيُّهَا

الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿٦﴾ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴿٧﴾ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿٨﴾ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ﴿٩﴾ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿١٠﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿١١﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿١٢﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب تارے جھڑ جائیں گے۔ اور جب دریا بہہ پڑیں گے اور جب قبریں اکھاڑ دی جائیں گی۔ اس وقت ہر شخص اپنے اگلے اور پچھلے عمل جان لے گا۔ اے انسان! تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بہکا دیا۔ جس نے تجھے پیدا کیا۔ تیرے اعضا ٹھیک کیے اور تجھے معتدل بنایا۔ اور جس صورت میں چاہا، تجھے ڈھال دیا۔ ہرگز نہیں! بلکہ تم تو جزا کا دن جھٹلاتے ہو۔ حالانکہ تم پر یاد رکھنے والے، لکھنے والے اور بزرگ فرشتے تعینات ہیں۔ جو کچھ تم کرتے ہو، وہ جانتے ہیں۔

قیامت کا نقشہ: (۱) قیامت کے دن آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ فرمایا، اَلسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ (مزمل ۷۳:۱۸) اس دن آسمان پھٹ جائے گا۔ اللہ کا یہ وعدہ ہو کر ہی رہے گا۔ (۲) تمام تارے گر پڑیں گے۔ (۳) کھارے اور میٹھے دریا مل جائیں گے یا پانی سوکھ جائے گا۔ (۴) قبریں پھٹ کر مردے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ (۵) پھر ہر ایک اپنے اگلے پچھلے عمل خوب جان لے گا۔

انسان کا اللہ کو بھول جانا لائق نہیں: (۶) یہ جبار وقہار کی دھمکی ہے کہ اے انسان! تو کس چیز پر پھول کر اللہ کو بھول گیا ہے۔ قیامت کے دن اللہ فرمائے گا، اے انسان! تجھے کس نے مجھ سے مغرور بنا دیا تھا؟ تو نے میرے نبیوں کی کیا بات مانی؟ جب عمرؓ نے کسی کو یہ آیت پڑھتے ہوئے پایا تو فرمایا کہ جہالت نے اسے مغرور بنا دیا۔

شان رسالت میں اسود کی گستاخی: یہ آیت اسود بن شریق کے بارے میں اتری۔ اس نے شان رسالت میں گستاخی کی تھی۔ چونکہ فوراً کوئی عذاب نہیں اترا تھا تو وہ اور پھول گیا تھا۔

انسان کی حقیقت: (۷) رحمت عالم ﷺ نے ہتھیلی پر تھوک کر اس پر انگلی رکھ کر فرمایا۔ اللہ فرماتا ہے، اے انسان! کیا تو مجھے ہرا سکتا ہے؟ حالانکہ میں نے تجھے اس جیسے مادہ سے درست کر کے معتدل القامت بنایا۔ پھر تجھے پہنا اوڑھا کر چلنا پھرنا سکھایا۔ آخیر میں تیرا ٹھکانہ زمین کے اندر ہے۔ تو نے خوب دولت جمع کی اور میری راہ میں خرچ نہیں کی۔ یہاں تک کہ جب تیرا دم حلق میں آ کر اٹک گیا تو اب صدقہ کرنا چاہتا ہے۔ بھلا اب صدقے کا وقت کہاں؟ (الف)

بچہ کی مشابہت: (۸) باپ یا ماں کی یا ددھیال ونھیال میں سے کسی کی صورت پر پیدا کیا۔ کسی نے رحمت عالم ﷺ سے کہا، ہمارے ہاں بچہ سیاہ پیدا ہوا ہے۔ فرمایا، تیرے پاس اونٹ ہیں؟ بولا، ہاں۔ فرمایا، کس رنگ کے؟ بولا، سرخ۔ پوچھا، کوئی چت کبرا بھی ہے؟ بولا، ہاں۔ فرمایا، چت کبرا بچہ سرخ اونٹوں سے کیسے پیدا ہو گیا؟ بولا، شاید کوئی رگ اوپر کی نسل کی طرف کھینچ کر لے گئی ہو۔ فرمایا، شاید یہی تیرے بچے کے سیاہ ہونے کی وجہ ہو۔

نافرمانی کی بنیادی وجہ: (۹) یعنی نافرمانی پر ابھارنے والا قیامت کا عدم یقین ہے۔ اسی وجہ سے بے پرواہ ہو۔

فرشتوں ہی سے شرماؤ: (۱۰ تا ۱۲) یعنی ان بزرگ فرشتوں ہی کا لحاظ کر کے برائی سے شرماؤ۔ یہ تمہارا ہر عمل لکھ رہے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ فرماتے ہیں۔ یہ بزرگ فرشتے تم سے بجز جنابت وقضائے حاجت کے کسی وقت بھی جدانہیں ہوتے۔ ان کا احترام کرو اور نہاتے وقت پردہ کرلیا کرو۔ خواہ دیوار کی یا اونٹ ہی کی آڑ ہو۔ اور کچھ نہیں تو کسی ساتھی ہی کو کھڑا کر کے آڑ کرلو۔ (ابن ابی حاتم)

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿١٣﴾ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿١٤﴾ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ ﴿١٦﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٨﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ ﴿١٩﴾

دیکھو نیک بڑے آرام میں ہوں گے اور بدجہنم میں ہوں گے۔ جزا کے دن اس میں داخل ہوں گے اور اس سے کبھی باہر نہ ہوں گے۔ معلوم ہے کہ جزا کا دن کیا ہے؟ ہاں معلوم ہے کہ جزا کا دن کیا ہے؟ وہ ایسا دن ہے جس دن کسی کا کسی کے لیے کچھ بس نہ چلے گا اور اس دن حکومت اللہ ہی کی ہوگی۔

ابرار کی وجہ تسمیہ: (۱۳) فرماں برداروں کو جنت کی بشارت ہے۔ حدیث میں ہے کہ نیکوں کو ابرار اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ ماں باپ کے فرماں بردار اور اولاد سے نیک سلوک کرتے ہیں۔ (۱۴) نافرمان جہنم میں جھلس رہے ہوں گے۔ (۱۵) یہ حساب و کتاب کے دن جہنم میں جائیں گے اور عذاب میں ایک سیکنڈ کے لیے بھی تخفیف نہ ہوگی۔ نہ انہیں موت ہی آئے گی اور نہ راحت کی زندگی ملے گی۔

ایک ہوش ربا دن آرہا ہے: (۱۷، ۱۸) وہ دن بڑا ہولناک وہوش ربا ہوگا۔ اسی لیے مکرر فرمایا کہ تمہیں خبر بھی ہے، جزا کا دن کیا ہے اور کیسا ہے؟ (۱۹) اس دن کوئی کسی کو عذاب سے نہ چھڑا سکے گا۔ یہ اور بات ہے کہ کسی کو کسی کی سفارش کی اللہ ہی اجازت دیدے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، اے اولاد ہاشم! جہنم سے بچنے کے لیے نیک عملوں سے تیار رہو۔ اس دن میں بھی تمہیں عذاب سے نہ بچا سکوں گا۔ اس دن بس اللہ ہی حاکم ہوگا۔ دنیا کی طرح کوئی مجازی حاکم بھی نہ ہوگا۔ جیسا کہ (غافر ۴۰: ۱۶)، (فرقان ۲۵: ۲۶) اور (فاتحہ ۱: ۳) میں ہے کہ اس دن حکومت وملکیت صرف واحد وقہار ہی کی ہوگی۔ گو آج بھی وہی حاکم و مالک ہے مگر اس دن تو کوئی مجازی حکومت وملکیت والا بھی نہ ہوگا۔

الحمد للہ سورہ انفطار کی تفسیر تمام ہوئی۔

❀❀❀

سورہ مطففین

بترتیب مصحف یہ ۸۳ ویں اور بترتیب نزول ۸۶ ویں اور مدنی سورہ ہے۔ اس میں ۳۶ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴿۳﴾ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۙ﴿۴﴾ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۙ﴿۵﴾ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے بڑی خرابی ہے کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ناپ یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ کیا انہیں یقین نہیں کہ وہ ایک بڑے دن کے لیے زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

ماپ تول میں کمی: (۱ تا ۳) جب رحمت عالم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو مدینہ والے ناپ تول میں بڑی گڑبڑ کیا کرتے تھے۔ اس آیت کے بعد انہوں نے ماپ تول ٹھیک کر لی (نخ) بلال بن طلق ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ مکہ والے ناپ تول ٹھیک رکھتے ہیں۔ فرمایا، کیوں نہ رکھیں جب اللہ کا فرمان وَیْلٌ الخ ہے۔ (ابن ابی حاتم) فرمایا، وَاَوْفُوا الْكَيْلَ (اسراء ۱۷: ۳۵) جب ناپو یا تولو تو انصاف مدنظر رکھو۔ (۲) وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ (انعام ۶: ۱۵۳) انصاف سے ناپ تول میں برابر لیا دیا کرو۔ (۳) وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ (رحمٰن ۵۵: ۹) اور انصاف سے وزن ٹھیک رکھو اور تول نہ گھٹاؤ۔ اسی بدعادت کی وجہ سے قوم شعیب غارت ہوئی۔

قیامت کا نقشہ: (۴ تا ۶) کیا حق تلفیاں کرنے والے قیامت سے نہیں ڈرتے۔ جس دن اپنے مربی کی عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہوں گے جس سے ان کی کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہوگی۔ کیا انہیں زندگی بعد الموت کا یقین نہیں؟ قیامت کا دن بڑا ہولناک، ہوشربا اور پریشان کن ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، اس دن آدھے آدھے کانوں تک پسینہ پہنچ جائے گا۔ (موطا مالک) (۲) اس دن عزت وجلال والے رحمان کی عظمت کے سامنے سب کپکپائیں گے۔ (الف) (۳) قیامت کے دن سورج ایک یا دو نیزے اونچا ہوگا۔ اس وقت اس کی تیزی کا عالم۔ الامان والحفیظ۔ ہر شخص اپنے اپنے عملوں کے مطابق پسینے میں غرق ہوگا۔ کوئی ایڑیوں تک، کوئی گھٹنوں تک، کوئی کمر تک اور کوئی منہ تک۔ (۴) دھوپ اس قدر تیز ہوگی کہ کھوپڑی جھنا اٹھے گی۔ اور ہانڈی کی طرح کھدبدائے گی۔ (۵) آپ نے انگلی رکھ کر بتایا کہ اس طرح پسینے کی لگام چڑھی ہوگی۔ پھر اشارے سے بتایا کہ بعض تو بالکل ہی غرق ہوں گے۔

كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝
كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ
الدِّيْنِ ۝ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيْمٍ ۝ إِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا
قَالَ أَسَاطِيْرُ الْأَوَّلِيْنَ ۝ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝
كَلَّآ إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا
الْجَحِيْمِ ۝ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝

واقعی بدوں کے اعمال نامے سجین میں ہوں گے۔ جانتے ہو، سجین کیا ہے؟ وہ ایک نشان والے دفتر کی جگہ ہے۔ اس دن جھٹلانے والوں کی بڑی بری گت بنے گی۔ جو جزا کا دن جھٹلایا کرتے تھے۔ اسے وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے گزر جانے والا مجرم ہو۔ جب اسے ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو اگلوں کے افسانے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کے عملوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ اس دن اللہ کے دیدار سے روک دیئے جائیں گے۔ پھر جہنم میں جائیں گے۔ پھر کہا جائے گا، یہی ہے وہ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

سجین: (۷) بروں کا ٹھکانہ سجین ہے۔ یعنی عالم برزخ میں ان کی روحیں سجین میں جو ساتویں زمین کے نیچے سے نیچے ایک تنگ و تاریک قید خانہ ہے، قیامت تک رہتی ہیں اور اسی جگہ ان کے اعمال نامے رکھ دیئے جاتے ہیں۔ (۸) یعنی سجین ایک ہولناک و دائمی قید خانہ ہے۔ جہاں مجرم دردناک عذابوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ براءؓ بن عازب والی لمبی حدیث میں گزر چکا کہ حق تعالیٰ کافر کی روح کے بارے میں فرماتا ہے کہ اس کا اعمال نامہ سجین میں لکھ لو۔ کہتے ہیں، سجین سبز رنگ کی چٹان یا جہنم کا گڑھا ہے۔ ہر اوپر کی جگہ فراخ اور نیچے کی جگہ تنگ ہوتی ہے۔ سب سے زیادہ فراخ جنت الفردوس اور سب سے زیادہ تنگ ساتویں زمین کا درمیانی مرکز ہے۔ چونکہ کافروں کا ٹھکانہ جہنم ہے، اس لیے جہنم سب سے نیچے ہے۔ فرمایا، ثُمَّ رَدَدْنٰهُ (تین ۹۵: ۵) پھر ہم نے اسے سب نیچوں سے نیچا کر دیا۔ (۲) وَإِذَآ أُلْقُوْا (فرقان ۲۵/۱۳) اور جب وہ جہنم کی کسی تنگ جگہ ہاتھ پاؤں جکڑ کر ڈال دیئے جائیں گے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے۔ (۹) یہ سجین کی تعریف نہیں ہے بلکہ جو نتیجہ دوزخیوں کے لیے لکھا جا چکا ہے، اس کی تفسیر ہے کہ آخر کار وہ جہنم ہی میں پہنچ جائیں گے۔ تحریر و تقدیر میں کمی بیشی ناممکن ہے۔ یعنی دوخیوں کا سجین میں جانا ہماری تحریر میں پہلے ہی آ چکا ہے۔ (۱۰) جہنم کا قید خانہ اور رسوا کن عذاب پر عذاب، خرابی پر خرابی نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ تو عالم برزخ کا عذاب ہے اور قیامت کے ذلت والے عذاب الگ رہے۔ ویل کی تفسیر گزر چکی۔ یہاں ہلاکت مراد ہے۔ ایک حدیث میں ہے، اس کے لیے ویل ہے جو جھوٹ بول کر لوگوں کو ہنسائے۔ اس کے لیے ویل ہے، اس کے لیے ویل ہے۔ (سنن) ویل جہنم کا ایک خطرناک کنواں بھی ہے۔ (۱۱) کیونکہ یہ جزا کے قائل نہ تھے اور اسے خلاف عقل کہہ کر ٹال دیا کرتے تھے۔ حالانکہ عقل کے عین مطابق ہے۔

قیامت کو کون نہیں مانتے؟: (۱۲) قیامت کے وہی قائل نہیں جو حد سے بڑھنے والے اور بے شرم ڈھیٹ ہیں۔ حرام

کاریوں اور بڑے بڑے گناہوں سے نہیں چوکتے۔ اور جھوٹ، وعدہ خلافی اور گالیاں بکنے سے نہیں شرماتے۔ (۱۳) قرآن کو نہیں مانتے۔ بدگمانیاں کرتے ہیں اور صاف کہہ دیتے ہیں کہ یہ پہلی کتابوں سے گھڑ لیا گیا ہے۔ فرمایا، وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ (نحل ۱۶؛ ۲۴) جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا اتارا تو کہتے ہیں یہ تو پہلوں کے افسانے ہیں۔ (۲) وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ (فرقان ۲۵؛ ۵) لوگ کہتے ہیں کہ یہ اگلوں کے افسانے ہیں جو انہیں صبح و شام لکھوائے جاتے ہیں۔

کافروں کے دلوں پر زنگ چھا گیا ہے: (۱۴) نہیں نہیں۔ ان کا خیال غلط ہے۔ بلکہ یہ تو کلام الٰہی ہے۔ یہ اللہ کی اپنے بندے پر اتاری ہوئی وحی ہے لیکن کافروں کے دلوں پر زنگ چھا گیا ہے۔ ان پر بداعمالیوں نے پردے ڈال دیئے ہیں اور کثرت گناہ نے سیاہ بنا دیا ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، گناہ سے دل پر سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے۔ پھر اگر توبہ کر لی جائے تو وہ مٹ جاتا ہے۔ اور اگر گناہ پر گناہ کیے جاتا ہے تو سیاہی پھیلتی جاتی ہے۔ یہی بیان كَلَّا بَلْ رَانَ میں ہے۔ (تخ)

دیدار باری: (۱۵) گناہوں کا صرف اتنا ہی بار نہیں کہ انسان طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہو جائے بلکہ اسے اللہ کا دیدار نہ نصیب نہ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ قیامت کے دن مسلمانوں کو اللہ کا دیدار ہوگا۔ فرمایا، وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ (قیامہ ۷۵؛ ۲۲،۲۳) اس دن بہت سے چہرے شگفتہ ہوں گے اور اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے۔ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ مومن قیامت کے موقف و جنت میں دیدار باری سے مشرف ہوں گے۔

(۱۶، ۱۷) مجرم نہ صرف دیدار ہی سے محروم ہوں گے بلکہ جہنم میں بھی جھونک دیئے جائیں گے اور انہیں ذلیل کرنے کے لیے کرخت آواز سے کہا جائے گا کہ یہی وہ جہنم ہے جسے تم دنیا میں جھٹلایا کرتے تھے۔

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۲۲﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ﴿۲۴﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۚ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿۲۷﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۸﴾

ہرگز ایسا نہیں۔ نیکوں کے اعمال نامے علیین میں رہیں گے۔ معلوم ہے علیین کیا ہے؟ وہ ایک نشان والے دفتر کی جگہ ہے۔ جسے مقرب فرشتے دیکھتے ہیں۔ واقعی نیک بڑی راحت میں ہوں گے۔ مسہریوں پر دیکھ رہے ہوں گے۔ تم ان کے چہروں سے راحت کی تازگی پہچان لوگے۔ انہیں سربہ مہر خالص شراب پلائی جائے گی جس پر مشک کی مہر ہوگی۔ رغبت کرنے والوں کو ایسی ہی چیز کی رغبت کرنی چاہیے۔ اس کی آمیزش تسنیم سے ہوگی جو ایک چشمہ ہے جس کا پانی مقرب لوگ پئیں گے۔

علیین کی تفسیر: (۱۸) علیین سجین کا مقابل ہے۔ یہ نیکوں کی آرام گاہ ہے۔ ابن عباسؓ کعبؓ سے پوچھتے ہیں سجین کیا ہے؟ فرمایا، سجین ساتویں زمین ہے جہاں کافروں کی روحیں رہتی ہیں اور علیین ساتواں آسمان ہے۔ جہاں ایمان والوں کی روحیں رہتی

ہیں۔ابن عباسؓ فرماتے ہیں علیین جنت ہے۔(۱۹) یعنی وہ ایک بڑی اہم جگہ ہے۔ پھر مزید تاکید کی کہ وہ ایک یقینی آرام گاہ ہے۔ (۲۰،۲۱) صلحاء کا علیین میں جانا ایک ایسی کتاب میں مندرج ہے جس کے پاس مقرب فرشتے ہی جا سکتے ہیں۔(۲۲) خوش نصیب قیامت کے دن عیش و آرام میں ہمیشگی والی نعمتوں میں اور پر بہار باغوں میں ہوں گے اوران پر اللہ کے فضل وکرم کی بارش ہوگی۔ (۲۳) نیک حضرات مسہریوں پر جلوہ آرا ہوں گے اور طرح طرح کی نعمتیں اور خاطر مدارات دیکھ کر خوش ہو رہے ہوں گے۔ یہ خیر و برکت اور نعمت و راحت نہ کبھی ختم ہوگی اور نہ کم ہوگی۔ یا نیک اپنی آرام گاہوں میں تختوں پر بیٹھے بیٹھے اللہ کے دیدار سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ بدوں پر دیدار حرام تھا۔ نیکوں کے لیے حلال ہے۔ابن عمرؓ والی حدیث گزر چکی کہ سب سے نیچے درجے کا جنتی اپنا ملک ہزار سال کی راہ تک دیکھے گا۔ اور پچھلی چیزیں پہلی چیزوں کی طرح اس کے سامنے ہوں گی اور اونچے جنتی تو دن میں دو دو بار دیدار کا لطف اٹھائیں گے۔(۲۴) ان کے چہروں سے رونق، آسودگی، فراغت اور عیش و سرور جھلک رہا ہوگا۔

رحیق کی تفسیر: (۲۵) رحیق جنت کی ایک شراب ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جو کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلا دے، اسے حق تعالیٰ رحیق مختوم پلائے گا اور جو بھوکے کو کھانا کھلا دے، اللہ اسے جنت کے میوے کھلائے گا اور جو کسی ننگے مسلمان کو کپڑا پہنا دے گا۔ اللہ اسے جنتی سبز ریشم کے کپڑے پہنائے گا۔(الف)(۲۶) یہ وہ شراب ہے جسے اللہ نے پاک وصاف رکھا ہے اور اس پر مشک کی مہر لگادی ہے یا اس میں مشک کی آمیزش ہے اور اس قدر خوشبودار ہے کہ اگر کسی دنیا والے کی اس پر انگلی پڑ جائے اور وہ فوراً اسے ہٹا لے تو پھر بھی تمام دنیا خوشبو سے مہک جائے۔ یہی وہ نعمت عظمیٰ ہے جس کی دلوں میں تڑپ ہونی چاہیے اور جس میں حصہ لینے کی ہر ایک کو بڑھ چڑھ کر کوشش کرنی چاہیے اور ایسی ہی نعمتوں کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔

تسنیم کی تفسیر: (۲۷،۲۸) تسنیم جنت کی بہترین شراب ہے۔ یہ ایک جنت کی شراب کی نہر ہے جس سے سبقت کرنے والے تو برابر پیتے ہی رہتے ہیں لیکن اصحاب الیمین کو رحیق میں ملا کر پلائی جاتی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۲﴾ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ ع ۸

یہ مجرم دنیا میں مسلمانوں کی ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ جب ان کے پاس سے گزرتے تھے تو آپس میں اشارے کرتے تھے اور جب اپنے گھر جاتے تو دل لگی کرتے ہوئے جاتے اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے، بلاشبہ یہ گمراہ ہیں۔ مجرم مومنوں پر محافظ بنا کر تو نہیں بھیجے گئے۔ لہذا آج مومن ان مجرموں پر ہنسیں گے اور تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے کہ واقعی مجرموں نے اپنے کرتوتوں کا خوب بدلہ پالیا۔

مسلمانوں سے تمسخر کا خوفناک انجام: (۲۹) ان کافروں کی دنیا میں تو خوب بن آئی تھی۔ مومنوں سے دل لگی کیا کرتے تھے۔ (۳۰) انہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ (۳۱) یعنی باتیں بھی بناتے تھے کہ ہم جو نعمت چاہتے ہیں، وہی مل جاتی ہے۔ پھر شکر تو کیا کرتے اور ناشکری پر اڑ جاتے تھے۔ (۳۲) مسلمانوں کو ایذا پہنچاتے رہتے تھے۔ چونکہ مسلمان ان کے دین پر نہ تھے۔ اس لیے انہیں گمراہ کہا کرتے تھے۔ (۳۳) یعنی یہ ان کے محافظ تو بنا کر بھیجے نہیں گئے۔ پھر کیوں ہر وقت مسلمانوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں؟ اور ان کی ایک ایک بات دھیان میں رکھتے ہیں۔ فرمایا، اِخْسَاُوْا (مومنون ۲۳: ۱۰۸، ۱۰۹) جہنم میں پڑے جھلتے رہو۔ مجھ سے بات نہ کرو۔ میرے بندے کہا کرتے تھے کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے۔ ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو بڑا رحیم و کریم ہے تو تم ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ اور ایسے مدہوش تھے کہ مجھے بھی بھول بیٹھے تھے۔ دیکھو آج میں نے انہیں ان کے صبر کا یہ بدلہ دیا ہے کہ وہ ہر طرح کامیاب ہیں۔

(۳۴) آج قیامت کے دن مومن بھی ان بدکاروں پر ہنس رہے ہیں۔ (۳۵) یعنی مسہریوں پر آرام سے دیدار باری سے لطف اٹھا رہے ہیں۔ یہ وہی ہیں جنہیں کافر دنیا میں گمراہ کہا کرتے تھے۔ یہ تو اللہ والے اور اس کے خاص بندے تھے۔ آج یہی اللہ کے مہمان بن کر اس کے عزت والے گھر میں ٹھہرے ہیں۔ (۳۶) جیسا انہوں نے مسلمانوں سے کیا تھا۔ ویسا ہی انہیں پورا پورا بدلہ مل گیا۔ انہوں نے مومنوں کو گھٹایا تھا، اللہ نے انہیں بڑھایا اور انہوں نے انہیں حقیر سمجھا تھا، اللہ نے انہیں عزت دی۔

بحمدہ تعالیٰ سورہ مطففین کی تفسیر تمام ہوئی۔

سورۃ انشقاق

بترتیب مصحف یہ ۸۴ ویں اور بترتیب نزول ۸۳ ویں اور مکی سورہ ہے۔ اس میں ۲۵ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝۱ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝۲ وَاِذَا الْاَرْضُ
مُدَّتْ ۝۳ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝۴ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝۵
يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝۶ فَاَمَّا مَنْ
اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝۷ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝۸
وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝۹ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۝۱۰
فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝۱۱ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۝۱۲ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ
مَسْرُوْرًا ۝۱۳ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۝۱۴ بَلٰٓى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۝۱۵

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان و شفیق ہے۔

جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب کے حکم پر کان لگائے گا اور اس کا یہی فرض ہے اور جب زمین پھیلا دی جائے گی اور اپنی اندرونی چیزیں اگل دے گی اور اپنے رب کے حکم پر کان لگائے گی اور اس کا یہی فرض ہے۔ اے انسان! تو اپنے رب کے پاس جانے تک عمل میں کوشش کر رہا ہے۔ پھر اس سے جا ملے گا۔ پھر جسے اعمال نامہ سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا، اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔ اور وہ خوش ہو کر اہل وعیال کی طرف لوٹے گا اور جسے اعمال نامہ پیچھے سے دیا جائے گا، وہ ہلاکت ہی ہلاکت پکارے گا اور جہنم میں جائے گا۔ یہ (دنیا میں) اپنے گھر میں خوش رہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اسے واپس ہونا نہیں ہے۔ کیوں نہیں، اس کا رب اسے خوب دیکھ رہا ہے۔

آسمان کا پھٹ جانا اور زمین کا کھینچا جانا: (۱) یہ قیامت کا دن ہوگا۔ (۲) آسمان کان لگائے ہوئے رب کے حکم کا منتظر ہے۔ پھٹنے کا حکم پاتے ہی پھٹ جائے گا۔ اس کا یہی فرض ہے کہ اپنے رب کا حکم بجالائے کیونکہ رب کے حکم میں دم مارنے کی مجال نہیں۔ اللہ کسی سے ہار نہیں سکتا بلکہ ہر چیز پر غالب ہے۔ (۳) اسی طرح زمین کھینچ کر پھیلا دی جائے گی۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، اللہ پاک زمین کو چمڑے کی طرح کھینچ دے گا (تا کہ اس میں موقف والے سما سکیں اور اتنی بھیڑ ہوگی کہ) ہر شخص کو صرف قدم ٹکانے کی جگہ ملے گی۔ مجھے سب سے پہلے بلایا جائے گا۔ جبرئیل اللہ کی دائیں جانب ہوں گے۔ اللہ کی قسم! اس سے پہلے انہوں نے اللہ کو نہیں دیکھا تھا۔ میں کہوں گا، اے اللہ! جبرئیل نے مجھ سے کہا تھا کہ مجھے اللہ نے لوگوں کے پاس بھیجا ہے۔ ارشاد ہوگا، جبرئیل سچے ہیں۔ پھر میں سفارش کی اجازت مانگوں گا اور اجازت ملنے پر کہوں گا، اے اللہ! تیرے بندوں نے زمین کے گوشے گوشے پر تیری عبادت کی ہے۔ یہی مقام محمود ہے۔ (ابن جریر) (۴، ۵) قیامت کے دن زمین اپنے تمام مردے اگل دے گی اور خالی ہو جائے گی۔ یہ بھی اللہ کے حکم پر کان لگائے ہوئے ہے اور اسے بھی یہی لائق ہے۔

جزائے اعمال یقینی ہے: (۶) اے انسان! تو دنیا میں برابر کوشش و محنت سے عمل کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ ایک دن موت آ جائے گی اور رب سے ملاقات کرلے گا۔ پھر وہاں اپنا سارا کیا کرایا سامنے دیکھ لے گا۔ ایک دفعہ جبرئیل نے رحمت عالم ﷺ سے کہا محمد ﷺ! جب تک چاہو، جی لو۔ آخر موت ہے۔ جس سے چاہو دل لگا لو، آخر جدائی ہے۔ جو چاہو کر لو، ایک دن بدلہ ملنے والا ہے۔ (طیالسی)

آسان حساب و کرید والا حساب: (۷ تا ۹) جس کے سیدھے ہاتھ میں اعمال نامہ دے دیا جائے گا، اس سے آسان حساب ہوگا اور معمولی خطائیں معاف کر دی جائیں گی لیکن جس کے تمام عملوں کا حساب ہوگا، وہ یقیناً ہلاک ہو جائے گا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جس سے پوچھ گچھ ہوگی، وہ ضرور برباد ہوگا۔ (۱) آپ نے یہ بیان فرماتے ہوئے ہاتھ پر انگلی رکھ کر اسے ہلا کر (جیسے کچھ کریدا جاتا ہے) بتایا۔ یعنی جس سے کرید ہوگی، وہ عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ (۲) ایک دفعہ صدیقہؓ نے سنا کہ آپ نماز میں دعا مانگ رہے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا (اے اللہ! مجھ سے آسان حساب لے۔) جب فارغ ہوئے تو پوچھا، آسان حساب کیا ہے؟ فرمایا، صرف اعمال نامے پر نظر ڈال کر کہہ دیا جائے گا، جاؤ ہم نے درگزر کی۔ لیکن جس سے حساب لیا جائے گا، وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (الف)

(۱۰ تا ۱۳) اور جسے بائیں ہاتھ میں پیٹھ پیچھے سے اعمال نامہ ملے گا، اس کے لیے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ وہ جہنم میں جائے گا۔ دنیا میں موج اڑا رہا تھا اور آخرت بھولے سے بھی یاد نہ آتی تھی۔ (۱۴) زندگی بعد الموت پر ایمان نہ تھا۔ (۱۵) کیوں نہیں۔ اللہ ضرور دوبارہ زندہ کرے گا جیسے شروع میں پیدا کر دیا تھا اور اپنے اپنے کرتوتوں کی ضرور سزا ملے گی۔ اللہ کو لوگوں کے عمل خوب معلوم ہیں۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿۱۷﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾
لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ
الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۱﴾ السجدة بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾

السجدة ۱۴ | ع ۹ ۲۵

شفق کی اور رات کی اور ان کی جنہیں رات جمع کرتی ہے اور پورے چاند کی قسم! تم یقیناً ایک حالت سے دوسری حالت پر پہنچو گے۔ انہیں کیا ہو گیا کہ ایمان نہیں لاتے اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے بلکہ یہ کافر اسے جھوٹا سمجھتے ہیں اور اللہ کو خوب معلوم ہے، جو کچھ یہ دلوں میں جمع کیے ہوئے ہیں۔ آپ انہیں ایک دکھ بھرے عذاب کی خوش خبری سنا دیجیے۔ ہاں ایمان والوں اور نیک عمل والوں کے لیے ہی نہ ختم ہونے والا بدلہ ہے۔

شفق کی تفسیر: (۱۶) شفق وہ سرخی ہے جو طلوع یا غروب آفتاب کے قبل و بعد آسمان کے مغربی یا مشرقی کنارے پر ظاہر ہوتی ہے۔ ابو ہریرہؓ سے سفیدی بھی منقول ہے۔ مسلم میں ہے مغرب کا وقت شفق کے باقی رہنے تک ہے۔

(۱۷) وسق۔ جمع کرنا۔ رات میں جانور، تارے اور اندھیرے جمع ہو جاتے ہیں اور ہر چیز اپنے اپنے ٹھکانے پر پہنچ جاتی ہے۔ (۱۸) یعنی چاند کی جب اس میں پورا پورا نور آ جائے (بدر کی) قسم۔

ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف چڑھنا: (۱۹) یعنی ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف چڑھتے چلے جاؤ گے۔ (ب) بقول انسؓ لاحق سال سابق سال سے برا ہی ہو گا۔ یا نبی ﷺ سے خطاب ہے یعنی آپ ایک آسمان کے بعد دوسرے آسمان پر چڑھیں گے۔ یعنی منزل بہ منزل چڑھتے چلے جائیں گے۔ (معراج مراد ہے) یا عوام سے خطاب ہے یعنی تم اپنے اپنے عملوں کے مطابق منزلیں طے کرو گے۔ حدیث میں ہے کہ تم پہلوں کے قدم بہ قدم چلو گے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی گوہ کے بل میں گھسا ہو گا تو تم بھی گھس جاؤ گے۔ پوچھا گیا، کیا پہلوں سے اہل کتاب مراد ہیں؟ فرمایا، پھر اور کون۔

(۲۰، ۲۱) یعنی ایمان کیوں نہیں لاتے؟ اور قرآن سن کر تعظیم کے لیے سجدے میں کیوں نہیں گر پڑتے؟ (۲۲) بلکہ یہ تو اور الٹے جھٹلاتے ہیں۔ حق کے دشمن ہیں اور برائیوں میں مبتلا ہیں۔ (۲۳) یعنی اللہ کو ان کے دلوں کا حال خوب معلوم ہے جسے یہ چھپائے ہوئے ہیں۔ (۲۴) اے نبی ﷺ! آپ انہیں جتا دیجیے کہ اللہ نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (۲۵)

اس سے بچنے والے اور بہترین اجر کے حق دار مومن ہی ہیں۔ انہیں پورا پورا اور کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ملے گا۔ فرمایا، عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ (ھود ۱۱: ۱۰۸) وہ غیر منقطع بخشش ہوگی۔ حق تعالیٰ کے ہر آن اہل جنت پر احسان ہوں گے اور اسی کے فضل و کرم سے انہیں جنت ملی ہے۔ اس کی ذات اقدس ہمیشہ ہمیشہ ہر طرح کی تعریفوں کی حق دار ہے۔ اسی وجہ سے جنت والوں کو اللہ کی طرف سے تسبیح وحمد کا اس طرح الہام ہوگا جیسے سانس بلا تکلیف و تکلف کے جاری رہتا ہے۔ فرمایا، وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ (یونس ۱۰: ۱۰) ان کی پچھلی بات یہ ہوگی کہ ہر طرح کی تعریفیں جہان کے پالنے والے اللہ ہی کے لیے ہیں۔

انشقاق میں سجدۂ تلاوت: ایک دفعہ ابو ہریرہؓ نے نماز پڑھائی جس میں یہ سورۃ پڑھی اور سجدہ کیا۔ پھر فارغ ہو کر فرمایا، رحمت عالم ﷺ نے بھی سجدہ کیا تھا۔ (من) ابو رافعؓ کہتے ہیں میں نے ابو ہریرہؓ کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھی۔ آپ نے یہ سورت پڑھی اور سجدہ کیا۔ میں نے پوچھا تو جواب دیا کہ میں نے اس میں نبی ﷺ کے پیچھے سجدہ کیا ہے۔ میں مرتے دم تک اسی طرح سجدہ کرتا رہوں گا۔ (ب)

الحمدللہ سورہ انشقاق کی تفسیر تمام ہوئی۔ والحمدللہ رب العالمین۔

سورہ بروج

بترتیب مصحف ۸۵ ویں اور بترتیب نزول ۲۷ ویں اور مکی سورہ ہے۔ اس میں ۲۲ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

نبی کریم ﷺ بروج و طارق عشاء میں پڑھتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ نے سماوات والی سورتوں کو عشاء میں پڑھنے کا حکم فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۙ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۙ﴿۲﴾ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ؕ﴿۳﴾
قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۙ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۙ﴿۵﴾ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا
قُعُوْدٌ ۙ﴿۶﴾ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ؕ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوْا
مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿۸﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ؕ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا
الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ
الْحَرِيْقِ ؕ﴿۱۰﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان و شفیق ہے۔

برجوں والے آسمان کی اور وعدے کے دن کی اور حاضر ہونے والے اور حاضر کیے جانے والے دن کی قسم! کھائی والے یعنی بڑے ایندھن والی آگ والے ملعون ہوئے۔ جب یہ اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور جو کچھ مومنوں کے ساتھ کر رہے تھے، اسے دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے مسلمانوں میں کوئی خرابی نہیں پائی تھی۔ بجز اس کے کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئے تھے جو بے حد قابل تعریف ہے۔ جس کی بادشاہت آسمان و زمین پر ہے اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔ جنہوں نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو ستایا اور بعد میں توبہ بھی نہیں کی۔ یقیناً انہیں کے لیے جہنم کا اور جلنے کا عذاب ہے۔

بروج کی تفسیر: (۱) بروج یعنی بڑے تارے یا پہرے کے مقام یا آسمانی محل یا خوب صورت بناوٹ والا آسمان یا سورج اور چاند کی منزلیں۔

یوم موعود و یوم شاہد کی تفسیر: (۲) وعدے کا دن قیامت کا دن ہے۔ (۳) شاہد سے جمعہ کا دن۔ کیونکہ یہ دن تمام دنوں میں افضل ہے اور اس میں قبولیت والی ایک ساعت بھی ہے۔ ایک حدیث میں جمعہ کو تمام دنوں کا سردار بھی بتایا گیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اسے خاص ہمارے لیے خزانے کی طرح چھپا کر رکھا گیا۔

مشہود کی تفسیر: مشہود سے عرفے کا دن یا قیامت کا دن۔ فرمایا، وَذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ (هود ۱۱: ۱۰۳) وہ دن حاضر کیا گیا ہے۔) شاہد سے جمعہ اور مشہود سے عرفے کا دن مراد ہے۔

کھائی والے کافروں کے مسلمانوں پر مظالم: (۴۔۹) کھائی والے کافروں نے مسلمانوں کو توحید سے ہٹانا چاہا اور ان کے انکار پر خندقیں کھود کر ان میں لکڑیاں بھر کر اور آگ لگا کر ان سے کہا۔ بولو توحید چھوڑتے ہو یا آگ پسند کرتے ہو؟ مگر ان کوہ پیکر عزم والے مومنوں نے پھر بھی شرک سے انکار کیا۔ آخر ان ظالموں نے ان بے گناہوں کو آگ میں ڈال کر جلا دیا۔ کافر بھڑکتی ہوئی آگ کی خندقوں کے پاس بیٹھے ہوئے مسلمانوں کے جلنے کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ بے چارے مسلمانوں کا صرف یہ قصور تھا کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئے تھے۔ درحقیقت غلبے والا اللہ ہی ہے۔ جس کی پناہ میں آ جانے والا کبھی برباد نہیں ہوتا۔ اللہ اپنے ہر کام میں لائق تعریف ہے۔ اگر وہ اپنے خاص بندوں کو کبھی کافروں کے ہاتھ سے تکلیف بھی پہنچا دے تو اس میں بھی مصلحت ہوتی ہے۔ اگرچہ ہمیں معلوم نہ ہو۔ اللہ کی آسمان و زمین پر بادشاہت ہے اور وہی حاضر و ناظر ہے۔

ایک جادوگر کا واقعہ: رحمت عالم ﷺ فرماتے ہیں۔ پہلے زمانے میں ایک بادشاہ تھا جس کے پاس ایک جادوگر رہتا تھا۔ جب جادوگر بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا، مجھے کوئی ذہین بچہ دیجیے جسے جادو سکھا دوں۔ چنانچہ اسے ایک بچہ دیدیا گیا۔ یہ بچہ اس کے پاس آتا جاتا رہا۔ راستے میں ایک عالم کا گھر پڑتا تھا۔ ادھر سے گزرتے ہوئے کبھی کبھی یہ بچہ اس عالم کا وعظ سننے لگتا تھا اور کبھی عبادت بھی کرنے لگتا تھا۔ ادھر تو اسے جادوگر ڈانٹتا تھا اور ادھر ماں باپ تنبیہ کرتے رہتے تھے۔ کیونکہ دونوں جگہ دیر سے پہنچتا تھا۔ ایک دن اس نے تنگ آ کر عالم سے شکایت کی۔ فرمایا، اگر جادوگر پوچھے تو کہہ دیا کرو، گھر والوں نے اور اگر ماں باپ پوچھیں تو کہہ دیا کرو، جادوگر نے روک لیا تھا۔ آخر اسی طرح ایک زمانہ گزر گیا۔ بچہ ادھر تو جادو سیکھتا رہا اور ادھر اللہ کا دین۔

ایک دن اس نے دیکھا کہ ایک ہیبت ناک جانور راستہ گھیرے پڑا ہے اور لوگوں کی آمد و رفت بند ہے۔ دل میں کہا، یہ موقعہ ہے کہ میں دین الٰہی اور جادو کا امتحان کروں کہ کون سا طریقہ اللہ کو پسند ہے۔ آخر اس نے ایک پتھر اٹھا کر اور یہ کہہ کر کہ اے

اللہ! اگر تیرے نزدیک عالم کی تعلیم جادوگر کی تعلیم سے بہتر ہے تو یہ جانور اس پتھر سے مرجائے تاکہ لوگوں کو نجات مل جائے۔ اس جانور کے پھینک کر مارا۔ اللہ کی شان، پتھر لگتے ہی جانور مر گیا۔ پھر بچے نے عالم سے یہ واقعہ جا کہا۔ فرمایا، بیٹا اب تم مجھ سے افضل ہو۔ تمہاری آزمائش ہوگی۔ اگر ایسا ہو تو میرے متعلق نہ بتانا۔ پھر تو اس کے پاس ضرورت مندوں کا ٹھٹ کا ٹھٹ لگا رہنے لگا۔ اس کی دعا سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی اور ہر قسم کے بیمار اچھے ہونے لگے۔ دربار میں ایک نابینا وزیر بھی تھا۔ جب اس کے کان میں بھنک پڑی تو وہ بھی تحفے تحائف لے کر حاضر ہوا اور کہنے لگا، اگر میری بینائی لوٹ آئے تو یہ سب کچھ تجھے دے دوں گا۔ بولا، شفا اللہ کے اختیار میں ہے۔ میں کچھ نہیں۔ اگر تم اللہ کا دین قبول کر لو گے تو میں تمہارے لیے دعا کروں گا۔ وزیر نے اقرار کر لیا۔ بچے نے دعا کی۔ اللہ نے وزیر کی بینائی لوٹا دی۔ اب تو وزیر حسب سابق دربار میں کام کرنے لگا۔ بادشاہ نے تعجب سے پوچھا کہ بینائی کیونکر لوٹی؟ وزیر بولا، پروردگار نے شفا دی۔ بادشاہ بولا کیا میں نے؟ وزیر بولا نہیں ہمارا اور تمہارا رب اللہ ہے۔ بادشاہ کہنے لگا کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی اور رب ہے؟ وزیر نے کہا ہاں۔ ہم سب کا رب اللہ ہے۔ بادشاہ نے وزیر کو مارا پیٹا اور طرح طرح کی سزائیں دیں اور پوچھا، تجھے یہ تعلیم کس نے دی ہے؟ وزیر، فلاں بچے کے ہاتھ پر میں مشرف بہ اسلام ہوا۔ بادشاہ نے بچہ کو بلا کر کہا اب تو جادو میں خوب ماہر ہو گیا ہے کہ جادو سے ہر قسم کی بیماریاں دور کرنے لگا۔ بچہ بولا غلط ہے۔ بھلا میں کیا اور جادو کیا۔ شفا اللہ کے اختیار میں ہے۔ بادشاہ نے کہا یعنی میرے اختیار میں۔ بچہ بولا ہرگز نہیں۔ بادشاہ کہنے لگا کیا تیرا بھی میرے سوا کوئی اور رب ہے؟ بچہ بولا ہاں۔ ہم سب کا رب اللہ ہے۔

بادشاہ نے بچے کو بھی طرح طرح کی تکلیفیں پہنچا کر عالم کا پتہ لگا لیا اور اسے بلا کر ترک اسلام کا حکم دیا۔ اس نے انکار کر دیا۔ آخر آرے سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے۔ پھر بچے کو ترک اسلام کا حکم دیا۔ بچے نے بھی انکار کر دیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ فلاں پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر ایک دفعہ پھر اسے ترک دین کے لیے سمجھاؤ۔ مان جائے تو خیر ورنہ چوٹی سے دھکا دے کر گرا دو۔ چنانچہ پہاڑ پر لے جایا گیا۔ جب اسے دھکا دینا چاہا تو اس نے اللہ سے دعا مانگی۔ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ۔ اے اللہ! مجھے حسب مرضی ان سے نجات دے۔ دعا کرتے ہی پہاڑ ہلنے لگا۔ سب سپاہی لڑھک گئے۔ بچہ وہیں جما رہا۔ پھر پہاڑ سے اتر کر ہنستا کھیلتا بادشاہ کے پاس پہنچ گیا۔ بادشاہ نے پوچھا، سپاہی کہاں ہیں؟ بولا، اللہ نے مجھے ان سے بچا لیا۔ پھر بادشاہ نے دوسرے سپاہی بلا کر کہا، سمندر کے بیچ میں لے جا کر اسے ڈبو آؤ۔ پھر جب سپاہیوں نے اسے سمندر میں پھینکنا چاہا تو بچے نے پھر وہی دعا مانگی۔ اچانک ایسی موج آئی جو تمام سپاہیوں کو کھینچ کر سمندر میں لے گئی اور بچہ کشتی ہی میں جما رہا۔ پھر بادشاہ سے آ کر بولا۔ میرے اللہ نے مجھے ان سے بھی بچا لیا۔ تم مجھے کسی تدبیر سے مار نہ سکو گے۔ ہاں ایک تدبیر ہے۔ پوچھا، کیا؟ بولا، تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرو اور کھجور کے تنے پر سولی چڑھا کر میرے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر میری کمان میں چڑھا کر بِسْمِ اللّٰهِ وَرَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ پڑھ کر مجھے مارو۔ میں مر جاؤں گا۔ بادشاہ نے یہی تدبیر کی۔ تیر بچے کی کنپٹی پر لگا۔ اس نے اس جگہ اپنا ہاتھ رکھ لیا اور شہید ہو گیا۔

پھر تو لوگوں کو اس کے دین کی سچائی کا یقین ہو گیا۔ چاروں طرف سے آوازیں آئیں، ہم اس بچے کے رب پر ایمان لے آئے۔ بادشاہ کے آدمی یہ حال دیکھ کر گھبرائے۔ کہنے لگے، اس بچے کی ترکیب ہم سمجھ ہی نہ سکے۔ لوگوں نے اسی کا دین قبول کر لیا اور جو ڈر تھا، وہ سامنے آ گیا۔ آخر بادشاہ نے تمام محلوں اور راستوں میں کھائیاں کھدوا کر، ان میں لکڑیاں بھروا کر آگ لگوا دی اور

ان بے گناہوں کو آگ میں ڈالنا شروع کر دیا۔ مسلمان صبر وسکون سے آگ میں جل گئے۔ ایک عورت جس کی گود میں ایک شیر خوار بچہ تھا، ذرا جھجکی۔ اللہ نے اس بچے کو زبان دے دی۔ بولا، امی جان! تم تو حق پر ہو۔ صبر سے آگ میں کود جاؤ۔ (امن) صہیبؓ کہتے ہیں رحمت عالم ﷺ عصر کی نماز کے بعد ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ فرمایا کرتے تھے۔ پوچھا، آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا، ایک نبی تھے۔ انہیں اپنی امت پر فخر تھا۔ ایک دن سوچنے لگے کہ ان کی دیکھ بھال کون کرے گا؟ اللہ نے وحی بھیجی کہ یا تو میرا عذاب پسند کرو یا تم پر دشمن مسلط کر دیا جائے۔ انہوں نے عذاب پسند کر لیا۔ آخر ایک ہی دن میں ستر ہزار مر گئے۔ پھر صہیبؓ نے مذکورہ بالا واقعہ بیان کیا۔ پھر قتل سے مجید تک آیتیں پڑھیں۔ (ت)

توبہ سے بڑے سے بڑا گناہ بھی معاف ہو جاتا ہے: (١٠) جنہوں نے مسلمانوں کو جلایا ہے، اگر اب بھی توبہ نہیں کی تو ان کے لیے جہنم اور جلن والا عذاب ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ ﴿١١﴾ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ﴿١٢﴾ إِنَّهُ
هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ ﴿١٣﴾ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ﴿١٤﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ﴿١٥﴾
فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴿١٦﴾ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ﴿١٧﴾ فِرْعَوْنَ
وَثَمُودَ ﴿١٨﴾ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ ﴿١٩﴾ وَاللَّهُ مِن وَرَائِهِم
مُّحِيطٌ ﴿٢٠﴾ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ﴿٢١﴾ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ﴿٢٢﴾

واقعی ایمان و نیک عمل والوں کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ یہ بڑی بھاری کامیابی ہے۔ یقین مانئے آپ کے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ وہی شروع میں پیدا کرتا ہے اور وہی دوسری بار پیدا کرے گا۔ وہ بڑی بخشش والا اور انتہائی شفیق ہے۔ عرش کا مالک ہے۔ بڑی عزت والا ہے۔ جو چاہتا ہے، کر گزرتا ہے۔ کیا آپ کے پاس لشکروں کی بھی خبر آئی ہے یعنی فرعونیوں اور ثمودیوں کی؟ بلکہ کافر جھٹلانے والوں میں ہیں۔ اور اللہ بھی انہیں چاروں طرف سے گھیر رہا ہے۔ بلکہ یہ عظمت والا قرآن ہے جو لوح محفوظ میں محفوظ ہے۔

---

(١١) دشمنوں کا وہ انجام تھا۔ دوستوں کا یہ ہے کہ ان کے لیے پر بہار باغ ہیں۔ جن میں پانی کی ریل پیل ہے۔ ان جیسی کامرانی کسے نصیب۔

اللہ کی پکڑ بڑی سخت ہے: (١٢ تا ١٥) اللہ اپنی پکڑ سے بچائے۔ وہ اپنے دشمنوں کو جو انبیاء کو جھٹلاتے رہے اور نافرمانیوں میں مصروف رہے، ایسی زبردست قوت سے پکڑتا ہے کہ انہیں کہیں بھی پناہ نہیں ملتی۔ وہ بڑی قوتوں والا ہے۔ جو چاہتا ہے، کرتا ہے اور جو چاہا کیا۔ اس نے اپنی قدرت سے تمہیں عدم سے وجود بخشا اور موت کے بعد پھر ایک مقررہ وقت پر تم کو پیدا کر دے گا۔ اسے کون

روک سکتا ہے؟ وہی اپنے بندوں کے گناہ معاف کرنے والا ہے۔ اگر وہ خلوص سے توبہ کرلیں اور قطرۂ ندامت گرادیں تو پھر چاہے، کیسی ہی خطائیں ہوں۔ سب معاف ہو جاتی ہیں۔ اسے اپنے بندوں سے پیار ہے۔ وہ عرش والا ہے۔ جو سب سے بڑا اور اونچا ہے۔

ابوبکرؓ کے مرض الموت کا واقعہ: (۱۶) مرض الموت میں ابوبکرؓ سے پوچھا گیا کہ کسی طبیب نے بھی آپ کو دیکھا؟ فرمایا، ہاں۔ پوچھا، کیا کہا؟ فرمایا، وہ کہتا ہے، اِنِّیْ فَعَّالٌ لِّمَا اُرِیْدُ۔ جن قوموں پر اللہ کا عذاب آیا، کیا کسی نے ان کی مدد کی؟ یا ان سے عذاب ہٹایا؟ اللہ کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ راستے سے گزر رہے تھے۔ سنا کوئی عورت ھَلْ اَتٰکَ الخ پڑھ رہی ہے۔ فرمایا، ہاں میرے پاس خبر آ گئی ہے۔

تکذیب وحی کا وبال جھٹلانے والوں پر ہی پڑے گا: (۱۹، ۲۰) کافر قرآن کو یا رسول کو جھٹلاتے ہیں اور اللہ انہیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ اس کا وبال انہیں پر پڑے گا۔

لوح محفوظ کا بیان: (۲۱، ۲۲) یعنی یہ قرآن عظمت والا ہے جو لوح محفوظ میں محفوظ ہے۔ انسؓ فرماتے ہیں لوح محفوظ حضرت اسرافیل کی پیشانی کے سامنے ہے۔ عبدالرحمٰنؒ فرماتے ہیں بلا اجازت حضرت اسرافیل اسے دیکھ نہیں سکتے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں لوح محفوظ کی پیشانی پر یہ عبارت ہے۔ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں۔ وہ صرف ایک ہے۔ اس کا دین اسلام ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ جو اللہ پر ایمان لائے۔ اس کا وعدہ سچا جانے اور اس کے رسول کی تابعداری کرے، اللہ اسے جنت دے گا۔

الحمدللہ سورہ بروج کی تفسیر تمام ہوئی۔ والحمدللہ رب العالمین۔

سورۂ طارق

بترتیب مصحف یہ ۸۶ ویں اور بترتیب نزول ۳۶ ویں سورہ ہے اور مکی ہے۔ اس میں ۱۷ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

خالدؓ بن جبل عدوانی نے ثقیف قبیلے کے مشرقی جانب رسول اللہ ﷺ کو لکڑی یا کمان پر ٹیک لگا کر یہ سورت پڑھتے ہوئے سنا۔ جب آپ یہاں طلب امداد کے لیے آئے تھے۔ انہوں نے یاد کر لی۔ اس وقت یہ مشرک تھے۔ پھر جب خالد ثقیف کے پاس آئے تو ثقیف نے ان سے پوچھا، یہ (رسول اللہ ﷺ) کیا کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے پوری سورت سنا دی۔ حاضرین قریش بول پڑے۔ اگر یہ قرآن سچا ہوتا تو کیا ہم نہ مان لیتے۔ (۱) معاذؓ نے مغرب کی نماز میں بقرہ یا نساء پڑھی تو آپ نے فرمایا، کیا تم لوگوں کو فتنے میں ڈالو گے۔ کیا تمہیں طارق وشمس اور ایسی ہی سورتیں پڑھنی کافی نہیں۔ (ن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۙ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۙ﴿۲﴾ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۙ﴿۳﴾
اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۭ﴿۴﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۭ﴿۵﴾

خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۙ﴿۶﴾ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ؕ﴿۷﴾
اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ؕ﴿۸﴾ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۙ﴿۹﴾ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا
نَاصِرٍ ؕ﴿۱۰﴾

۔۔۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے۔

آسمان کی اور رات میں آنے والے کی قسم! معلوم ہے کہ رات میں آنے والا کیا ہے؟ وہ ایک روشن تارہ ہے۔ ایسا کوئی بھی نہیں جس پر کوئی نگراں نہ ہو۔ انسان کو سوچنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے بنا ہے۔ وہ اچھلتے ہوئے پانی سے بنا ہے جو پشت و سینہ کے درمیان سے نکلتا ہے۔ بلاشبہ اللہ اسے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔ جس روز چھپی ہوئی باتیں کھل جائیں گی۔ پھر اس کے پاس نہ تو طاقت ہی ہوگی اور نہ کوئی حمایتی ہوگا۔

(۱) اللہ پاک آسمان اور روشن تاروں کی قسم کھاتا ہے۔ ۔۔۔ (۲) طارق کی تفسیر اگلی آیت میں ہے۔ (۳) ثاقب، چمکیلا اور ٹوٹنے والا انگا۔ جو شیطان پر گر کر اسے جلا دیتا ہے۔

ہر شخص پر محافظ مقرر ہیں: (۴) ہر شخص پر محافظ مقرر ہیں جو اسے حوادث سے بچاتے ہیں۔ فرمایا، لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ (رعد ۱۳:۱۱) انسان پر آگے پیچھے باری باری آنے والے فرشتے مقرر ہیں۔ جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

انسان کی بے بسی: (۵) انسان کی کمزوری کا بیان ہے جس سے لطیف پیرائے میں قیامت کا یقین دلایا گیا ہے کہ جو بلا نمونے کے پیدا کر سکتا ہے، وہ دوبارہ بھی پیدا کرنے پر قادر ہے۔ کیونکہ اول بار کی بہ نسبت دوسری بار پیدا کرنا آسان ہے۔ (۶، ۷) انزال کے وقت منی اچھل کر نکلتی ہے اور میاں بیوی کی منی کے امتزاج سے حمل قرار پاتا ہے۔ (چونکہ منی کی درستگی صحت بدن پر ہے اور دماغ اعضائے رئیسہ کا سردار اور اعصاب کا مرکز ہے اور اعصاب پشت کے مہروں میں اور سینے کی جانب پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا ٹھیک ہے کہ منی پشت و سینے سے نکلتی ہے۔ ورنہ منی کا خزانہ انثیین ہے۔) (۸) یعنی نکلی ہوئی منی کو واپس لے جانے یا زندگی بعد الموت پر حق تعالیٰ قادر ہے۔

افشائے راز کا دن: (۹) قیامت کے دن تمام راز کھل جائیں گے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، ہر غدار کی رانوں کے درمیان اس کی غداری کا جھنڈا نصب ہوگا۔ اور اعلان کر دیا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی غداری ہے۔ (۱۰) اس دن نہ تو انسان خود ہی اپنے کو اللہ کے عذاب سے بچا سکے گا اور نہ اس کا کوئی حمایتی ہی کھڑا ہوگا۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۙ﴿۱۱﴾ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۙ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ
فَصْلٌ ۙ﴿۱۳﴾ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ؕ﴿۱۴﴾ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۙ﴿۱۵﴾ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۚۖ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ
الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۧ﴿۱۷﴾

بارش والے آسمان کی اور پھٹ جانے والی زمین کی قسم! واقعی یہ قرآن قطعی فیصلہ کن کلام ہے۔ بے ہودہ کلام نہیں۔ یہ کافر قسم قسم کی تدبیریں کررہے ہیں۔ اور میں بھی تدبیریں کررہا ہوں۔ سو آپ انہیں کچھ اور مہلت دیجئے اور کچھ عرصے تک چھوڑے رکھئے۔

(۱۱) رَجْعٌ بارش یا بارش والا بادل یا مخلوق کی سالانہ روزی لوٹانا۔ یا سیاروں کا ادھر ادھر لوٹنا۔ (۱۲) صَدْعٌ زمین کا پھٹ کر دانہ وغیرہ نکلنا۔

قرآن طے شدہ معاملات کی خبر دیتا ہے: (۱۳، ۱۴) یہ قرآن صدق و کذب کا دوٹوک فیصلہ ہے۔ ہنسی مذاق کی بات نہیں۔ بلاشبہ یہ سچا کلام ہے جو اس طے شدہ معاملے کی خبر دیتا ہے جو یقیناً پیش آئے گا۔ (۱۵) کافر لوگوں کو طرح طرح کے مکروفریب سے قرآن کی مخالفت پر اکساتے ہیں۔ (۱۶) یعنی ہم بھی مکروفریب کا بدلہ دیں گے۔ (۱۷) ذرا صبر کیجئے۔ پھر دیکھئے گا کہ یہ کیسے کیسے بدترین عذابوں میں مبتلا ہوں گے۔ فرمایا، سَنُمَتِّعُهُمْ (۱۱: ۴۸) ہم انہیں تھوڑا سا فائدہ اٹھانے دیں گے۔ پھر سخت عذاب کی طرف بے بس کرکے لے آئیں گے۔

بحمدہ تعالیٰ سورہ طارق کی تفسیر تمام ہوئی۔ وللہ الحمد۔

سورہ اعلیٰ

بترتیب مصحف ۸۷ ویں اور بترتیب نزول ۸ ویں سورہ ہے اور مکی ہے۔ اس میں ۱۹ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

سورہ اعلیٰ کی فضیلت: براءؓ بن عازب کہتے ہیں میں نے آپ کے آنے سے پہلے ہی یہ اور اس جیسی چند سورتیں یاد کر لی تھیں۔ (ب) آپ کو یہ سورت بڑی پیاری تھی۔ (الف) آپ نے معاذؓ سے فرمایا تھا کہ تم نے اعلیٰ، شمس اور لیل کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھائی؟ (ق) آپ عیدین میں اور اگر جمعہ کی عید ہوتی تو عید و جمعہ میں یہ اور غاشیہ پڑھا کرتے تھے۔ (ج) صدیقہؓ فرماتی ہیں آپ وتر میں اعلیٰ، کافرون اور اخلاص پڑھا کرتے تھے۔ (الف)

عقبہؓ بن عامر جہنی کہتے ہیں جب فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ اتری تو آپ نے فرمایا، اسے رکوع میں پڑھا کرو۔ جب آپ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھتے تو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھتے تھے۔ (د) اور جب سورہ قیامہ میں عَلٰى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى پڑھتے تو فرماتے، سُبْحَانَكَ وَبَلٰى۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۠﴿۲﴾ وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۠﴿۳﴾ وَالَّذِيْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۠﴿۴﴾ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ؕ﴿۵﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ۙ﴿۶﴾ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ؕ﴿۷﴾ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۚ﴿۸﴾ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ؕ﴿۹﴾ سَيَذَّكَّرُ مَنْ

يَّخْشٰى ﴿١٠﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ﴿١١﴾ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ﴿١٢﴾ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿١٣﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

اپنے عالی شان رب کے نام کی پاکی بیان کیجئے جس نے انسان پیدا کر کے اسے ٹھیک بنایا۔ اور جس نے اندازہ کر کے راہ دکھائی۔ اور جس نے تازہ گھاس پیدا کر کے اسے سیاہ کوڑا بنا دیا ہم آپ کو پڑھائیں گے تو آپ بھولیں گے نہیں۔ مگر جس قدر اللہ کو منظور ہو گا۔ اللہ ظاہر و باطن سے واقف ہے۔ ہم آسان شریعت آپ کے لیے بے حد آسان بنا دیں گے۔ لہذا آپ نصیحت فرماتے رہیے اگر وہ مفید ہو۔ اس سے ڈرنے والا ہی فائدہ اٹھائے گا اور بڑا بدنصیب بھاگتا ہی رہے گا جو بڑی آگ میں داخل ہوگا۔ پھر نہ تو اس میں مرے گا ہی اور نہ جیئے گا۔

تقدیر کا بیان: (۱ تا ۳) ارشاد ہے کہ انتہائی عالی شان رب کے پاک نام کی پاکی بیان کرو جس نے مخلوق پیدا کی۔ اور سب کو اچھی شکلیں دیں۔ اور انسان کو سعادت کی اور جانور کو چرنے وغیرہ کی رہنمائی فرمائی۔ فرمایا، رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى (طٰہٰ۲۰: ۵۰) ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز پیدا کی۔ پھر اس کی رہبری فرمائی۔ اللہ نے آسمان و زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوق کی تقدیر لکھ لی تھی۔ اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ (م)

دوبارہ زندگی کا نمونہ: (۴، ۵) یعنی پیدا کر کے خشک و سیاہ بنا دیا۔ (یہ بھی زندگی بعد الموت کا نمونہ ہے۔)

وحی بھولی نہیں جاتی: (۶) یعنی ہم وحی سے آپ کو جو کچھ بتائیں گے، آپ اسے بھولیں گے نہیں۔ ہاں اگر خود ہی بھلانا چاہیں تو دوسری بات ہے۔ یعنی جو وحی آپ کے پاس آتی ہے، اسے نہ بھولئے۔ علاوہ اس کے جسے ہم منسوخ کر دیں۔ (۷) اللہ انسان کے چھپے کھلے اعمال، احوال اور عقائد خوب جانتا ہے۔ (۸) ہم آپ پر نیکی کے سب کام آسان کر دیں گے۔ نہ ان میں کجی ہوگی اور نہ ناقابل عمل ہوں گے۔

نااہل وعظ کے لائق نہیں: (۹) نصیحت کیجئے بشرطیکہ اس سے فائدہ بھی ہو۔ معلوم ہوا کہ نااہلوں کو نصیحت نہیں کرنی چاہیے۔ (تبلیغ سب کے لیے ہے اور وعظ انہیں کے لیے ہے جو بات مانیں۔) علیؓ فرماتے ہیں اگر تم لوگوں سے ان کی عقل میں نہ آنے والی باتیں کرو گے تو تمہاری اچھی باتیں بھی انہیں بری معلوم ہوں گی اور باعث فتنہ بن جائیں گی۔ ان سے ان کی سمجھ کے مطابق خطاب کرو تا کہ وہ اللہ کو اور اس کے رسول کو نہ جھٹلائیں۔

وعظ و تبلیغ سے فائدہ اٹھانے والے: (۱۰) نصیحت سے صرف انہیں کو فائدہ ہوگا جن کے دلوں میں اللہ کا خوف اور زندگی بعد الموت کا یقین ہوگا۔ (۱۱) بدبخت تو اس سے کتراتے ہی رہیں گے۔ یہ جہنم میں جانے والے ہیں جہاں نہ راحت کی زندگی ملے گی اور نہ موت ہی آئے گی۔ بلکہ دائمی عذاب اور ابدی برائی میں مبتلا رہیں گے۔

جن پر اللہ کا رحم ہوگا، وہ آگ میں گرتے ہی مر جائیں گے: (۱۲، ۱۳) دائمی جہنمی کو نہ تو موت ہی آئے گی اور نہ کارآمد حیات ہی ملے گی ہاں اللہ جن پر رحم کرنا چاہے گا وہ آگ میں گرتے ہی جل کر مر جائیں گے پھر سفارش کرنے والے ان کی راکھ اٹھا

لائیں گے اور نہر حیات میں ڈال دیں گے جہاں سے جنت کی نہروں کا پانی گزرتا ہے پھر وہ اس پانی سے اس طرح زندہ ہو جائیں گے جیسے پڑا ہوا دانہ نالی کے کنارے پر کوڑے میں اگ آتا ہے پہلے زرد ہوتا ہے پھر سبز صحابہؓ بولے آپ تو اس طرح فرما رہے ہیں جیسے جنگل سے واقف ہوں (الف)

کافروں کو جہنم میں موت نہیں: فرمایا وَنَادَوْا (زخرف ۴۳: ۷۷) جہنمی دھاڑ دھاڑ کر کہیں گے کہ اے داروغہ جہنم! اللہ سے کہہ کر ہمیں موت دلوا دیجئے۔ داروغہ جواب دے گا۔ تم اسی حالت میں رہو گے۔ (۲) لَا یُقْضٰی عَلَیْھِمْ (فاطر ۳۵: ۳۶) نہ تو انہیں موت آئے گی اور نہ عذاب ہی کم ہوں گے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۷﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾
صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿۱۹﴾

ع ۱۹

اس کا بیڑا پار ہو گیا جو پاک ہوا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔ لیکن تم دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت بہت ہی بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ یہ بیان پہلی کتابوں میں بھی ہے۔ یعنی ابراہیم وموسیٰ کی کتابوں میں۔

توحید ورسالت اور نماز پر فلاح موقوف ہے: (۱۴، ۱۵) جس نے اپنا دل برے اخلاق سے پاک کر لیا، احکام کی تابعداری کی اور اللہ کی رضا کے لیے نماز قائم کی۔ وہ واقعی فلاح پائے گا۔ ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا کہ جو شخص اللہ کے ایک ہونے کی گواہی دے، اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرے، میری رسالت مان لے اور پنج وقتہ نماز کی حفاظت کرے، وہ نجات پالے گا۔ (بزار) ابن عباسؓ فرماتے ہیں پنج وقتہ نماز مراد ہے۔

آخرت کے آگے دنیا کچھ نہیں: (۱۶، ۱۷) یعنی تم آخرت کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ دنیا کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ تمہارا فائدہ آخرت میں ہے۔ دنیا تو ہیچ وفانی ہے اور آخرت قابل قدر و باقی ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، دنیا اس کا گھر ہے جس کا آخرت میں گھر نہ ہو۔ دنیا اس کا مال ہے جس کا آخرت میں مال نہ ہو۔ اور دنیا بے وقوف ہی جمع کرتا ہے۔ (۱) ایک دفعہ عرفجہ ثقفی جب اس آیت پر پہنچے تو تلاوت چھوڑ کر ابن مسعودؓ کے سامنے اپنے ساتھیوں سے فرمانے لگے، سچ ہے۔ ہم نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی۔ لوگ خاموش رہے۔ فرمایا، کیونکہ ہم دنیا پر لٹو ہو گئے۔ دنیا کی زینت یعنی عورتوں اور طعام وشراب کو دیکھ لیا اور آخرت غیر موجود ہے۔ پس غیر موجود کو چھوڑ کر موجود پر ٹوٹ پڑے۔ (ابن جریر) رحمت عالم ﷺ فرماتے ہیں، جس نے دنیا سے محبت کی، اس نے آخرت کا نقصان کیا۔ لوگو! باقی رہنے والی کو فنا ہونے والی پر ترجیح دو۔ (الف) (۱۸، ۱۹) یعنی قَدْ اَفْلَحَ سے آخر تک جو مضمون ہے، وہ سب اگلی کتابوں میں بھی تھا۔

بفضلہٖ تعالیٰ سورہ اعلیٰ کی تفسیر تمام ہوئی۔ وله الحمد و له الفضل۔

❀❀❀

سورہ غاشیہ

بترتیب مصحف ۸۸ ویں اور بترتیب نزول ۶۸ ویں سورہ ہے اور مکی ہے۔ اس میں ۲۶ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔
رحمت عالم ﷺ جمعہ کی نماز کی پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں غاشیہ پڑھتے تھے۔ (مندج)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ
نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝ لَيْسَ
لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔
کیا آپ کو ایک ہمہ گیر واقعہ کی اطلاع ملی ہے۔ اس دن بہت سے چہرے ذلیل، مصیبت میں گرفتار اور خستہ حال ہوں گے اور دہکتی آگ میں جائیں گی۔ اور انہیں سخت گرم پانی پلایا جائے گا۔ انہیں بجز کانٹوں والی جھاڑی کے اور کسی قسم کا کھانا نہ ملے گا۔ جو نہ تو فربہ کرے گا اور نہ بھوک مارے گا۔

غاشیہ کی تفسیر: (۱) غاشیہ قیامت کا نام ہے کیونکہ یہ سب کے پاس آئے گی اور سب کو گھیر لے گی۔ (یعنی چھا جانے والی) رحمت عالم ﷺ کہیں جا رہے تھے۔ سنا کہ کوئی عورت قرآن پڑھ رہی ہے۔ کھڑے ہو کر سننے لگے۔ جب وہ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ پڑھ چکی۔ تو آپ نے فرمایا، ہاں۔ میرے پاس خبر پہنچ گئی ہے۔ (ابن ابی حاتم)

عملوں کے باوجود جہنمی: (۲ تا ۴) قیامت کے دن بہت سے چہروں پر نیستی برس رہی ہوگی۔ عمر بھر تکلیفیں اٹھا کر بڑے بڑے عمل کرتے رہے مگر پھر بھی جہنم میں جھونک دیئے گئے۔ عمل برباد گئے اور گناہ پلے پڑے۔ ایک دفعہ عمرؓ ایک خانقاہ کے پاس سے گزرے۔ راہب کو آواز دی۔ وہ آیا۔ آپ اسے دیکھ کر رونے لگے۔ پوچھا، کیا بات ہے؟ فرمایا، اسے دیکھ کر عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ یاد آ گئی۔ یہ لوگ سخت ریاضت کے باوجود بھی جہنمی ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے مراد عیسائی ہیں۔ دنیا میں نیک عمل سمجھ کر گناہوں کے کاموں میں تکلیفیں اٹھاتے رہے اور آخرت میں عذاب و مار دھاڑ کی تکلیفیں اٹھائیں گے۔

اہل جہنم کا طعام و شراب: (۵ تا ۷) یہ بے حد بھڑکی ہوئی آگ کا ایندھن بنیں گے اور انہیں پینے کو سخت گرم چشمے کا پانی اور کھانے کو صرف ضریع ملے گا۔ ضریع آگ کی کانٹے دار جھاڑی ہے۔ جس میں زہریلے خاردار پھل آتے ہیں۔ یہی پھل انہیں کھانے کو دیئے جائیں گے جو نہ تو موٹا کریں گے اور نہ بھوک ہی مٹائیں گے۔ بلکہ بدن کو چھید ڈالیں گے۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝
لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝ فِيْهَا سُرُرٌ

مَّرْفُوْعَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ﴿۱۵﴾ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ﴿۱۶﴾

اس دن بہت سے چہرے رونق والے اور اپنے کاموں کی وجہ سے خوش وخرم ہوں گے۔ بہشت بریں میں ہوں گے۔ جہاں کوئی بے ہودہ بات نہ سنیں گے۔ ان میں چشمے جاری ہوں گے۔ ان میں اونچے اونچے تخت ہوں گے اور رکھے ہوئے آب خورے ہوں گے اور برابر برابر بچھے ہوئے گدے اور قالین پھیلے ہوئے ہوں گے۔

اہل جنت کے چہرے شگفتہ ہوں گے: (۸تا۱۱) اس دن بہت سے چہروں سے خوشی اور آسودگی برسے گی۔ پھول کی طرح شگفتہ ہوں گے۔ اپنے عملوں سے خوش ہوں گے اور جنتوں کے بلند وبالا خانوں میں موج اڑائیں گے۔ جہاں کوئی بے ہودہ بات کان میں نہ پڑے گی۔ فرمایا، لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا (مریم ۱۹:۶۲) وہاں سلامتی والی بات کے سوا کوئی بے ہودہ بات نہ سنیں گے۔ (۲) لَا لَغْوٌ فِيْهَا (طور۵۲:۲۳) نہ وہاں بے ہودگی ہوگی اور نہ گناہ کی باتیں۔ (۳) لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا (واقعہ۵۶:۲۵،۲۶) نہ وہاں بے ہودہ باتیں سنیں گے اور نہ بری باتیں۔ بجز سلامتی والی باتوں کے اور کچھ نہ سنیں گے۔ (۱۲) رحمت عالم ﷺ فرماتے ہیں، جنت کی نہریں مشک کے پہاڑوں اور ٹیلوں سے نکلتی ہیں۔ (۱۳) جنت میں اونچے اونچے سبک ونازک تخت ہوں گے جن پر بہترین قسم کے فرش ہوں گے۔ اور ان پر حوریں جلوہ افروز ہوں گی۔ جب یہ ان پر بیٹھنا چاہیں گے تو یہ تخت جھک جائیں گے۔ (۱۴) قرینے سے شراب کے لبالب جام ادھر ادھر چنے ہوئے ہوں گے کہ جب کوئی جنتی شراب پینا چاہے، پی لے۔

جنت کی تیاری: (۱۵،۱۶) ایک قطار میں قرینے سے تکئے لگے ہوئے اور قالین بچھے ہوئے ہوں گے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہے، کوئی جو مستعد ہو کر اس جنت کی تیاری کرلے جس کی وسعت غیر محدود ہے؟ رب کعبہ کی قسم! وہ ایک چمکتا ہوا نور، لہلہاتا ہوا سبزہ، اونچے اونچے محل، بہتی ہوئی نہریں، خوب صورت وخوب سیرت بیویاں، بے شمار ریشمی جوڑے اور تیار و نفیس پھل ہیں۔ وہ ہمیشگی والی جگہ ہے جہاں میوے ہی میوے، سبزی ہی سبزی اور نعمت ہی نعمت ہے۔ اور پر رونق وعالی شان مقام ہے۔ صحابہ بولے، ہم سب اس کی تیاری میں مصروف ہیں۔ فرمایا، انشاءاللہ کہہ لو۔ پھر سب نے انشاءاللہ کہا۔

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾ وقفۃ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾ وقفۃ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾ وقفۃ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾ وقفۃ فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿۲۲﴾ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ﴿۲۳﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾ ع

النصف

کیا یہ اونٹ میں غور نہیں کرتے کہ کس طرح پیدا کیا گیا ہے اور آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بلند کیا گیا ہے اور پہاڑوں کو نہیں دیکھتے

کہ کس طرح نصب کیے گئے ہیں اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بچھا دی گئی ہے۔ آپ نصیحت فرماتے رہیں۔ آپ تو صرف نصیحت فرمانے والے ہیں۔ ان پر جبر کرنے والے نہیں۔ مگر جو پیٹھ موڑ لے گا اور انکار کرے گا تو اللہ اسے بھاری سزا دے گا۔ دیکھو ہمارے ہی پاس انہیں آنا پڑے گا۔ پھر ہم ہی ان سے باز پرس کریں گے۔

قدرت کے آگے جنتی نعمتیں قابل تعجب نہیں: (۱۷) یعنی جنت کی حیرت انگیز نعمتوں پر تعجب نہ کرو۔ ہماری قدرت میں سب کچھ ہے۔ ذرا ہماری مخلوق پر نگاہ ڈالو۔ ہر چیز سے ہماری حیرت انگیز کاریگری اور ہمہ گیر قدرت ٹپک رہی ہے۔ اونٹ ہی دیکھ لو۔ اس کی عجیب وغریب ہیئت وصورت ہے۔ اتنا مضبوط وقوی ہونے کے باوجود انسان کا کیسا تابعدار ہے کہ اگر بچہ بھی نکیل پکڑ کر چلتا ہے تو اسی کے پیچھے ہو لیتا ہے۔ اس کا دودھ، گوشت اور بال سب تمہارے کام آتے ہیں۔ چونکہ عرب میں بڑا جانور کثرت سے یہی ہوتا ہے اور اس کے کھانے پینے، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے اور رفع حاجت اور تناسل کا طریقہ سب جانوروں سے جدا ہے، اس لیے خاص طور پر شروع جملے میں بیان کیا گیا۔ (۱۸) یعنی غور کرو کہ آسمان زمین سے کس قدر بلند ہے۔ فرمایا، اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا (ق ۵۰:۶) کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان نہیں دیکھا۔ ہم نے اسے کس طرح بنایا، کیسا سجایا اور اس میں کہیں سوراخ تک نہیں چھوڑا۔ (۱۹) غور کرو، پہاڑ زمین کو دبائے ہوئے جمے کھڑے ہیں۔ ان کی عجیب وغریب بوٹیوں کو دیکھو۔ کیسے کیسے حیرت انگیز خواص رکھتی ہیں۔ (۲۰) زمین ہی کو دیکھ لو کہ کس طرح پھیلا کر بچھا دی گئی ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو عرب کے ہر وقت پیش نظر رہتی ہیں۔ ایک دیہاتی جو اونٹ پر سوار ہو کر نکلتا ہے، اس کے نیچے زمین، اوپر آسمان، سامنے پہاڑ اور خود اونٹ پر سوار ہے۔ انہیں موٹی موٹی چیزوں سے اللہ کی انتہائی وسیع قدرت وعظمت ظاہر ہے۔ بجز اس کے کوئی اور ایسا نہیں ہے جو کسی چیز کے بنانے میں ذرا سا بھی اختیار رکھتا ہو۔ اللہ کے سامنے ساری کائنات جھکی ہوئی ہے اور ہر وقت اس کی محتاج ہے۔ پھر جس نے دنیا میں ایسی ایسی عجیب چیزیں بنا دیں، اس نے اپنے خاص بندوں کے لیے جنت میں کیا کچھ پیدا نہ کیا ہوگا۔

ضمام بن ثعلبہ کا واقعہ: انسؓ فرماتے ہیں چونکہ ہمیں زیادہ پوچھ گچھ سے روک دیا گیا تھا، اس لیے ہمیں طلب رہتی تھی کہ باہر کا کوئی دانا شخص ہماری موجودگی میں آپ سے سوال کرے اور ہم جواب سنیں۔ ایک دن ایک دیہاتی کہنے لگا کہ آپ کے آدمی ہم سے کہتے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں، اللہ نے آپ کو رسول بنایا ہے۔ فرمایا، ٹھیک ہے۔ پوچھا، آسمان کس نے بنائے؟ فرمایا، اللہ نے۔ پوچھا، زمین کس نے بنائی؟ فرمایا، اللہ نے۔ بولا، پہاڑ کس نے گاڑے؟ فرمایا، اللہ نے۔ بولا، مفید چیزیں کس نے پیدا کیں؟ فرمایا، اللہ نے بولا، آپ کو اس اللہ کی قسم! جس نے زمین وآسمان بنائے اور پہاڑ گاڑے، کیا اللہ ہی نے آپ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے؟ فرمایا، ہاں۔ بولا، آپ کے قاصد یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم پر روزانہ پنج وقتہ نماز فرض ہے۔ فرمایا، ٹھیک ہے۔ بولا، اللہ کی قسم! جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، کیا یہ اللہ کا حکم ہے؟ فرمایا، ہاں۔ بولا، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے مال میں زکوٰۃ فرض ہے؟ فرمایا، ٹھیک ہے۔ بولا، آپ کو بھیجنے والے اللہ کی قسم! کیا یہ اللہ کا حکم ہے؟ فرمایا، ہاں۔ بولا، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مقدور والے مسلمانوں کو حج کا بھی حکم ہے۔ فرمایا، ٹھیک ہے۔ یہ سن کر وہ یہ کہتا ہوا جانے لگا کہ اس یکتا اللہ کی قسم جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے، میں ان میں کمی بیشی نہ کروں گا۔ فرمایا، اگر یہ سچا ہے تو جنتی ہے۔ بولا، میں ضمام بن ثعلبہ ہوں اور بنی سعد کی برادری کا ہوں۔ (متفق)

رسول کا فرض محض تبلیغ ہے: (۲۱،۲۲) آپ کا کام محض تبلیغ ہے۔ تبلیغ کیے جائیے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔ آپ کا کام ان سے منوانا نہیں کہ زبردستی منوا بھی لیں۔ نہ آپ دلوں میں ایمان کی کرن ڈال سکتے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، مجھے لوگوں سے جہاد کا حکم ہے۔ جب تک وہ توحید کا اقرار نہ کرلیں۔ ہاں جب وہ توحید کا اقرار کرلیں گے تو مجھ سے بجز حقوق واجبہ کے اپنی جانیں اور مال بچالیں گے۔ اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ (الف)

حق نہ ماننے کی وعید: (۲۳) یعنی جو کوئی عمل سے باز رہا اور حق کا اقرار نہیں کیا اور نہ حق سے اس کا دل ٹھنڈا ہی رہا۔ فرمایا، فَلَا صَدَّقَ (قیامہ ۷۵: ۳۱،۳۲) نہ اس نے تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی۔ البتہ جھٹلاتا رہا اور منہ موڑے رہا۔ یعنی عمل سے باز رہا۔ (۲۴) ایسوں پر بڑا سنگین عذاب ہوگا۔ ابوامامہؓ باہلی نے خالدؓ بن یزید سے سب سے زیادہ آسان حدیث پوچھی۔ فرمایا، میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے ہر شخص جنت میں جائے گا بجز اس کے جو شریر اونٹ کی طرح سرکشی پر اتر آئے۔ (الف) (۲۵، ۲۶) شریروں کو خبردار رہنا چاہیے کہ انہیں لوٹ کر ہمارے ہی پاس آنا ہے اور ہم ہی ان کے عملوں کا بدلہ دیں گے۔

الحمدللہ سورہ غاشیہ کی تفسیر مکمل ہوئی۔ والحمدللہ۔

سورۂ فجر

بترتیب مصحف ۸۹ ویں اور بترتیب نزول ۱۰ ویں سورہ ہے اور مکی ہے۔ اس میں ۳۰ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

ایک دفعہ معاذؓ نے نماز میں قرات لمبی کردی۔ ایک نمازی نیت توڑ کر مسجد کے ایک گوشے میں نماز پڑھ کر چلا گیا۔ معاذؓ بولے، وہ منافق ہے۔ اس نے رحمت عالم ﷺ سے شکایت کی کہ میں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے آیا تھا۔ مگر لمبی قرات کی وجہ سے مجھے الگ نماز پڑھنی پڑی اور اونٹنی کو فارغ ہوکر چارہ ڈالا۔ فرمایا، معاذ! کیا تم لوگوں کو فتنے میں ڈالو گے؟ تم نے اعلیٰ، شمس، فجر اور واللیل کیوں نہیں پڑھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْفَجْرِ ۝۱ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝۲ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝۳ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۝۴ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۝۵ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝۶ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝۷ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝۸ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝۹ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝۱۰ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝۱۱ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝۱۲ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝۱۳ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝۱۴

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان و شفیق ہے۔

فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت وطاق کی اور جانے والی رات کی قسم! کیا ان میں دانا کے لیے ایک کافی قسم ہے، کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ آپ کے رب نے ارم عادیوں کے ساتھ کیا کیا جوستون جیسے قد والے تھے۔ جن کے مثل دنیا میں کوئی نہیں پیدا کیا گیا۔ اور ثمودیوں کے ساتھ بھی، جو وادی قریٰ میں پتھر تراشتے تھے اور میخوں والے فرعون کے ساتھ بھی۔ انہوں نے دنیا میں سر اٹھا رکھا تھا اور بڑا اودھم مچا رکھا تھا۔ آخر آپ کے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا۔ یاد رکھئے! آپ کا رب تاک میں ہے۔

[illegible] (۱) فجر سے عام صبح یا بقر عید کی صبح، یا صبح کی نماز یا پورا دن مراد ہے۔

[illegible] دس راتوں سے ذی الحجہ کا پہلا عشرہ مراد ہے۔ اس عشرے میں اللہ کو نیک عمل تمام دنوں سے زیادہ پیارے [illegible] سے بھی۔ فرمایا، جہاد سے بھی۔ مگر جو جان و مال لے کر نکلا ہو اور کچھ بھی لے کر نہ لوٹا ہو۔ (ب)

طاق و [illegible] یر: (۳) یعنی عرفے کا اور بقر عید کا دن۔ کیونکہ اول طاق اور دوسرا جفت ہے۔

رات کی تفسیر: (۴) یعنی رات کی قسم جب وہ جا رہی ہو! کیونکہ فجر رات کے جانے کو کہتے ہیں۔ یہاں مزدلفہ کی رات مراد ہے۔

نافرمانی باعث ہلاکت ہے: (۵) (یہ استفہام تقریری ہے) یعنی یہ قسمیں دلانے کے لیے کافی ہیں کہ نافرمانوں کو اللہ کا عذاب غارت کر کے چھوڑتا ہے۔ حجر = عقل۔ کیونکہ اس کے معنی روکنے کے ہیں اور عقل ناشائستہ اقوال و افعال سے روک دیتی ہے۔ دانا وہی ہیں جو عبادت کر کے اللہ کا قرب تلاش کرتے رہتے ہیں اور اپنی پستی، درماندگی اور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کے بعد ان کا بیان ہے جو نیکوں کی ضد ہیں۔ جن میں تعلّی، سرکشی اور غرور پایا جاتا ہے۔

عاد ارم کا بیان: (۶) حضرت نوح کے بعد عادیوں کا زمانہ ہے۔ عاد سام بن نوحؑ کا پڑپوتا تھا۔ اسی کی اولاد عادی کہلاتی ہے۔ اس کا باپ یا دادا ارم تھا۔ اسی لیے اسے عاد ارم بھی کہتے ہیں۔ ان کے نبی حضرت ہودؑ تھے جن کی انہوں نے سخت مخالفت کی۔ آخر اللہ کا عذاب آیا۔ اور انہیں ایک ہفتہ کی متواتر ہولناک ہواؤں نے ہلاک کر دیا۔ بس مومن بچ گئے تھے۔ (۷) یہ عاد کی وضاحت ہے۔ یعنی عاد بن ارم کا قبیلہ جوستونوں والے تھے۔ چونکہ یہ بلند و مضبوط ستونوں والے گھروں میں رہتے تھے یا خانہ بدوش تھے یا لمبے لمبے قد اور بھاری ڈیل ڈول کے تھے۔ اس لیے انہیں ذات العماد کہا گیا۔ حضرت ہودؑ نے اللہ کی یہی نعمتیں یاد دلا کر انہیں شوق دلایا کہ اپنی طاقتیں اللہ کی اطاعت میں صرف کرو۔ فرمایا، وَاذْكُرُوْٓا (اعراف ۷:۶۹) یاد کرو کہ اللہ نے تمہیں قوم نوحؑ کے بعد آباد کیا۔ اور ڈیل ڈول میں بھی پھیلا دیا۔ (۲) فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا (فصلت ۴۱:۱۵) لیکن عادیوں نے دنیا میں ناحق غرور کیا اور بولے، بھلا ہم سے زیادہ کون قوی ہوگا۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ جس نے انہیں پیدا کیا، ان سے زیادہ زور آور ہے۔ یہاں فرمایا کہ وہ ایسا طاقت ور سخت اور قد آور قبیلہ تھا جس کے مقابلہ میں کوئی دوسرا قبیلہ نہ تھا۔ اگر ان میں کا کوئی شخص چٹان اٹھا کر کسی قبیلے پر پھینک دیتا تو لوگ دبے کے دبے رہ جاتے تھے۔

ثمودیوں کا بیان: (۹) اسی کے ہم معنی فرمایا، وَتَنْحِتُوْنَ (شعراء ۲۶:۱۴۹) تم پہاڑوں میں آرام دہ اور فراخ گھر تراش کر بناتے ہو۔ ثمودی عرب تھے جو وادی القریٰ میں رہتے تھے۔

فرعون کا بیان: (۱۰) یعنی فرعون کی جنگی طاقت کافی تھی اور فوجیوں کے گھوڑوں کے نعل سونے کے ہوتے تھے۔ یا جس سے وہ ناراض ہوتا تھا، اس کے ہاتھ پیروں میں میخیں ٹھکوا کر اور اوپر سے بھاری چٹان ڈلوا کر اس کی جان لے لیتا تھا۔ اس ظالم نے اپنی

رفیقہ حیات کو جو مسلمان ہوگئی تھیں، یہ سزا دی تھی۔ (۱۱، ۱۲) ان سرپھروں نے دنیا میں بدامنی پھیلا رکھی تھی۔ دوسروں کو حقارت سے دیکھتے تھے اور اپنے مظالم سے ایک اودھم مچا رکھا تھا۔ (۱۳) آخر ان پر اللہ کا عذاب بہہ پڑا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایسے برباد ہوئے کہ ان کے افسانے ہی باقی رہ گئے۔

رب کی گھات: (۱۴) جیسے شکاری چھپ کر شکار کی نقل و حرکت دیکھتا ہے اور موقعہ پا کر شکار کر لیتا ہے، اللہ بھی ظالموں کی نقل و حرکت دیکھتا ہے۔ اور ان کی نقل و حرکت سے خبردار ہے۔ اور انہیں دیکھ رہا ہے اور ان کی باتیں بھی سن رہا ہے۔ ان سے دم بھر کے لیے بھی غافل نہیں۔ پھر جب اس کی مقرر کی ہوئی گھڑی آ جائے گی تو پھر ہرگز مہلت نہیں ملے گی۔ اور ہر شخص کو عدل و انصاف سے اس کے عملوں کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ؁ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ؁ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ؁ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰي طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ؁ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ؁ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ؁

جب انسان کو اس کا رب عزت و نعمت دے کر آزماتا ہے تو وہ کہتا ہے، میرے رب نے میری عزت کی اور جب روزی تنگ کر کے آزماتا ہے تو کہتا ہے، میرے رب نے میری توہین کی۔ یہ بات نہیں ہے بلکہ تم یتیموں کی عزت نہیں کرتے اور نہ کسی کو مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو اور میراث سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔ اور مال سے بے حد محبت کرتے ہو۔

تونگری رحمت کی نشانی نہیں: (۱۵۔۱۸) دولت اللہ کی مہربانی کی نشانی نہیں ہے بلکہ اس سے انسان کو آزمایا جاتا ہے۔ فرمایا، اَیَحْسَبُوْنَ (مومنون ۲۳: ۵۵، ۵۶) کیا لوگ کثرت مال و اولاد کو نیکی کی نشانی سمجھتے ہیں؟ یہ ان کی ناسمجھی ہے۔ اسی طرح تنگی بھی ناراضی کی نشانی نہیں بلکہ آزمائش ہے۔ اس لیے "کلا" سے دونوں باتوں کی تردید کر دی گئی۔ اللہ کی رضا اور ناراضی اس کی اطاعت و نافرمانی پر موقوف ہے۔ اگر مالدار اللہ کی راہ میں مال صرف کرے تو اللہ راضی ہوگا۔ ورنہ ناراض۔ اسی طرح اگر غریب تنگی پر صبر کرے تو اللہ راضی ہوگا ورنہ ناراض۔ معلوم ہوا کہ عزت و ذلت کا دارومدار اطاعت پر ہے۔ اطاعت ہی کا ایک شعبہ یتیموں اور محتاجوں کے حقوق کی نگرانی ہے۔ اگر مال دار ان کی نگرانی نہیں کرتا تو مال اسے اللہ سے دور کر دے گا اور اگر غریب نگرانی کرتا ہے تو اللہ کو راضی کر لے گا۔ حدیث میں ہے، بہترین وہ گھر ہے جس میں یتیم ہو۔ اور اس کے ساتھ حسن سلوک ہو۔ اور بدترین وہ گھر ہے جس میں اس کے ساتھ بدسلوکی ہو۔ پھر آپ نے دو انگلیاں ملا کر فرمایا کہ جنت میں میں اور یتیم کا سرپرست اس طرح ہوں گے۔ یعنی پاس پاس ہوں گے۔

محبت مال میں حق تلفیاں: (۱۹) ورثہ جائز و ناجائز ہر طرح سے اڑا جاتے ہو۔ اور وارثوں کی حق تلفی سے نہیں شرماتے۔ (۲۰)

مال سے بڑی محبت ہے اور اسے حاصل کرنے میں حلال وحرام کی تمیز نہیں کرتے۔

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا
صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۢ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ
وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿۲۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ
لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيَّتُهَا
النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ
عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾ ع

ایسا ہر گز نہیں۔ جب زمین ریزہ ریزہ ہو جائے گی اور آپ کا رب آئے گا اور فرشتے بھی جوق در جوق آئیں گے اور اس دن جہنم بھی لائی جائے گی۔ اس دن انسان کو ہوش آئے گا۔ لیکن اب ہوش کا کہاں موقعہ؟ کہے گا، کاش! میں زندگی کے لیے کچھ عمل پہلے بھیج چکا ہوتا۔ پھر اس دن اللہ کے عذاب جیسا کوئی عذاب نہ دے گا۔ اور نہ اس کی جکڑ بندی جیسی کسی کی جکڑ بندی ہوگی۔ اے مطمئن روح! اس حال میں اپنے رب کی طرف چل کہ تو اس سے خوش ہے اور وہ تجھ سے خوش۔ پھر میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں آ جا۔

ہر دل عزیزی کے کام: (۲۱) عزت کے یہ کام ہیں کہ کمزوروں کی عزت کرو۔ غریبوں کو خود بھی کھلاؤ اور اپنے حلقہ اثر میں لوگوں کو بھی ان کے ساتھ سلوک کرنے کا شوق دلاؤ۔ کسی کی حق تلفی نہ کرو۔ کسی کا ناحق مال نہ مارو۔ اور روپے پیسے کے بندے نہ بنو۔ قیامت کو یاد رکھو۔ جس زمین پر تم چل رہے ہو، یہ ختم ہو جائے گی۔ پہاڑ اڑے اڑے پھریں گے۔ بس ایک ہموار میدان رہ جائے گا۔ جہاں نہ ٹیلہ ہوگا اور نہ درخت۔ تمام مردے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور محشر میں جمع ہو جائیں گے۔

مقام شفاعت کبریٰ: (۲۲) جب لوگوں کے کہنے سننے سے رحمتہ اللعالمین اللہ سے تمام محشر والوں کی طرف سے سفارش فرمائیں گے تو اللہ لوگوں کے فیصلہ کے لیے اترے گا۔ یہی شفاعت کبریٰ اور مقام محمود ہے۔ فرشتے بھی صف بہ صف حاضر ہوں گے اور جہنم بھی لائی جائے گی۔ فرمایا، اس دن جہنم کو ستر ہزار لگام میں ڈال کر ہر لگام پر ستر ستر ہزار فرشتے متعین کر کے اسے گھسیٹ کر لایا جائے گا۔ (م)

محشر میں نیک و بد سب ہی کف افسوس ملیں گے: (۲۳، ۲۴) اس دن انسان کف افسوس ملے گا۔ اور ہر ایک کو نیکیوں کی کوتاہی پر افسوس ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ اگر کوئی پیدائش کے وقت سے مرتے دم تک سجدے ہی میں پڑا رہے اور اللہ کا پورا پورا مخلص، عابد ہو، اس دن وہ بھی اپنی عبادت حقیر سمجھے گا۔ اور دنیا میں پھر بھیجے جانے کی آرزو کرے گا۔ (الف)

اللہ کا عذاب تصور سے ماورا ہے: (۲۵، ۲۶) یعنی اللہ کا عذاب اور اس کی پکڑ تصور کی رسائی سے بھی باہر ہے۔ اللہ اپنے

عذابوں سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

سکرات کے وقت مومنوں کو مژدہ: (۲۷) یعنی جو گناہوں سے بچ کر زندگی بھر حق کی راہ پر چلتے رہے، ان سے یا تو دنیا میں موت کے وقت یا عالم برزخ میں قبر سے اٹھتے وقت کہا جائے گا کہ اٹھ کر رب کے پڑوس میں چلئے اور اس کی نعمتوں اور راحتوں سے لطف اٹھائیے۔ (۲۸) کتنی مسرت کا مقام ہے کہ اللہ تم سے خوش ہے اور تم اللہ سے خوش ہو۔ طالب و مطلوب دونوں راضی۔ (۲۹، ۳۰) آؤ میرے پیارے بندوں میں آ جاؤ اور میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔ یہ آیت عثمانؓ یا حمزہؓ کے بارے میں اتری۔ فرمایا، ثُمَّ رُدُّوْٓا (انعام ۶: ۶۲) پھر سب اپنے سچے مولا کی طرف لوٹا دیئے جائیں گے۔ (۴) وَاَنَّ مَرَدَّنَآ (غافر ۴۰: ۴۳) ہم سب کا لوٹنا اللہ ہی کی طرف ہے۔ صدیقؓ کی موجودگی میں یہ آیتیں اتریں۔ بولے، کیسا پیارا کلام ہے۔ فرمایا، یہ بات تم سے بھی کہی جائے گی۔ (ابن ابی حاتم) طائف میں ابن عباسؓ کے انتقال کے وقت ایک عجیب و غریب پرندہ نمودار ہوا جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا تھا۔ یہ آپ کی لاش میں چلا گیا مگر نکلتا ہوا معلوم نہیں ہوا۔ دفن کے بعد قبر کے ایک گوشے سے آواز آئی۔ یَآ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ الخ (طبرانی)

مسلمان کے صبر کی آزمائش: ایک دفعہ چند مسلمان رومیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔ قیصر نے انہیں ترک اسلام کا حکم دیا اور انکار پر قتل کی دھمکی دی۔ تین تو مرتد ہو گئے مگر چوتھے نے انکار کر دیا۔ تو اس کی گردن اڑا کر سر کو نہر میں ڈال دیا گیا۔ سر پہلے تو نہر میں ڈوبا پھر فوراً اوپر آ گیا۔ اور اپنے تینوں ساتھیوں سے اس طرح خطاب کرنے لگا۔ خبردار اللہ کا فرمان ہے، یَآ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ الخ۔ پھر پانی میں ڈوب گیا۔ حاضرین پر سناٹا چھا گیا اور لوگوں پر بڑا ہی اچھا اثر ہوا۔ لوگ مسلمان ہونا ہی چاہتے تھے کہ بادشاہ نے دربار موقوف کرا دیا۔ تینوں مرتد مسلمان ہو گئے اور قیدی ہی میں رہے۔ آخر منصور کی طرف سے فدیہ آ کر جاں بخشی ہوئی۔

ایک دل پسند دعا: رحمت عالم ﷺ نے کسی کو یہ دعا پڑھنے کو بتائی تھی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ نَفْسًا بِكَ مُطْمَئِنَّةً تُؤْمِنُ بِلِقَائِكَ وَتَرْضٰى بِقَضَائِكَ وَتَقْنَعُ بِعَطَائِكَ۔ اے اللہ میں تجھ سے اطمینان والا نفس مانگتا ہوں۔ جسے تجھ پر بھروسہ اور تیری ملاقات پر یقین ہو اور تیرے فیصلے پر راضی ہو اور جو کچھ مل جائے، اسی پر قانع ہو۔

الحمدللہ سورہ فجر کی تفسیر تمام ہوئی۔ وللہ الحمد۔

سورۂ بلد

بترتیب مصحف یہ ۹۰ ویں اور بترتیب نزول ۳۵ ویں سورہ ہے۔ اور مکی ہے۔ اس میں ۲۰ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝١ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝٢ وَوَالِدٍ وَّمَا
وَلَدَ ۝٣ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝٤ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ

عَلَيْهِ اَحَدٌ ﴿٥﴾ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ﴿٦﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ
اَحَدٌ ﴿٧﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ﴿٨﴾ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ﴿٩﴾ وَهَدَيْنٰهُ
النَّجْدَيْنِ ﴿١٠﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

اس شہر کی قسم! اور آپ کے لیے اس میں جہاد حلال ہونے والا ہے اور باپ کی اور اولاد کی قسم! ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے۔ کیا اس کا خیال ہے کہ اس پر کوئی قادر نہ ہوگا۔ کہتا ہے، میں نے بڑا مال برباد کر دیا۔ کیا اس کا خیال ہے کہ اسے کسی نے دیکھا ہی نہیں؟ کیا ہم نے اسے دو آنکھیں، ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے؟ اور ہم نے اسے دو راہیں سجھا دیں۔

مکہ کا احترام: (۱) یعنی مکہ کی قسم جو حرم محترم ہے اور جہاں لوگ امن وچین سے زندگی گزارتے ہیں۔ (۲) اے نبی ﷺ! گو آپ کا وطن حرم ہے اور اس میں کسی کو لڑائی حلال نہیں مگر عنقریب ایک ایسی ساعت آ رہی ہے جس میں یہاں جہاد آپ کے لیے حلال ہو جائے گا اور اس سے ملا ہوا مال غنیمت بھی۔ حدیث میں ہے، مکہ معظمہ شروع ہی سے حرمت والا ہے اور اس کی حرمت قیامت تک باقی رہے گی۔ لہٰذا نہ اس کا درخت کاٹا جائے اور نہ جھاڑی کے کانٹے توڑے جائیں۔ یہ شہر میرے لیے بھی صرف ایک ساعت کے لیے حلال کیا گیا تھا۔ پھر بدستور اس کی حرمت لوٹ آئی۔ اگر کوئی اپنی جنگ کے جواز میں میرا جہاد پیش کرے تو اس سے کہہ دو کہ اللہ نے اپنے نبی کو اجازت دی تھی، کسی اور کو نہیں۔ (ب) (۳) پہلے ام القریٰ کی قسم کھائی۔ پھر اس کے باشندوں کی جن کی اصل آدم ہیں۔

انسان آغاز آفرینش ہی سے دکھ اٹھاتا ہے: (۴) ہم نے انسان کو تکلیفیں اٹھاتا ہوا پیدا کیا۔ پہلے نطفہ، پھر منجمد خون۔ پھر گوشت کا لوتھڑا ہوا۔ پھر مختلف مدارج طے کرتا ہوا مکمل ہو کر پیدا ہوا۔ پھر پیدائش کے وقت بھی تکلیفیں اٹھاتا ہے۔ فرمایا، حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا (احقاف ۴۶:۱۵) ماں نے حالت حمل میں بھی تکلیفیں اٹھائیں اور وضع حمل میں بھی اور سچ پوچھو تو دودھ پلانے میں اور تعلیم وتربیت میں بھی تکلیف ہی تکلیف ہے۔

ایک غلط عقیدے کی تردید: (۵) کافروں کا خیال ہے کہ زندگی بعد الموت نہیں۔ جب انسان مر کر گل سڑ جاتا ہے تو پھر دوبارہ کیسے بنایا جائے گا۔ ان کے خیال میں وہ گل سڑ کر اللہ کے بس سے باہر ہو جاتا ہے۔ یا مال دار اپنے مال کے نشے میں لوگوں کو حقیر سمجھتا ہے اور حق تلفی سے نہیں شرماتا۔ جیسے وہ یہ سمجھ رہا ہو کہ مال بڑھتا ہی رہے گا اور خوش حالی بدستور باقی رہے گی۔ حالانکہ مال چلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ حالات بدلتے دیر نہیں لگتی۔ ذرا سی دیر میں حکومتیں بدل جاتی ہیں۔ چند پیسوں کی تو حقیقت ہی کیا ہے۔

کسب وصرف مال میں آئین شریعت مدنظر رکھو: (۶، ۷) یعنی اللہ کے مال کو اپنا سمجھتا ہے اور گناہوں پر یا اللہ کی راہ میں خرچ کر کے شیخی بگھارتا ہے کہ میں نے پانی کی طرح مال بہا دیا۔ گو چند پیسے ہی خرچ کیے ہوں۔ کیا جبار وقہار یہ نہ پوچھے گا کہ مال کس طرح کمایا تھا، اور کن کاموں پر کس نیت سے خرچ کیا تھا۔ یقیناً اللہ کے بس میں کائنات کا ذرہ ذرہ ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یہ جھوٹ کہ میں نے دولت پانی کی طرح بہا دی، اسی کے سامنے چل سکتا ہے جو حالات سے واقف نہ ہو۔ اللہ تو ہر حال سے

واقف ہے۔ گو وہ یہ سمجھ رہا ہو کہ میں اللہ کی نگاہ سے غائب ہوں۔

صرف اعضاء قویٰ میں بھی آئین شرع کا لحاظ رکھو: (۸، ۹) آخر یہ دو آنکھیں کس نے دیں کہ ان سے کائنات کا مشاہدہ کر کے اللہ کو پہچانا جائے اور اظہار خیال کے لیے زبان کس نے بخشی اور ہونٹ کس نے عطا فرمائے۔ جن سے بات کرنے اور کھانا کھانے میں مدد ملتی ہے اور چہرے کی خوب صورتی بھی قائم رہتی ہے۔ ہر نعمت اپنی جگہ پر جلیل الشان ہے۔ اللہ فرماتا ہے، اے انسان! میں نے تجھے بڑی بڑی بے شمار نعمتیں دیں جنہیں تو گن بھی نہیں سکتا۔ شکریہ تو کیا ادا کرے گا۔ یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ میں نے تجھے دیکھنے کے لیے دو آنکھیں دیں اور انہیں دو دو غلافوں میں محفوظ کر دیا۔ ان آنکھوں سے جائز وحلال چیزیں دیکھ۔ حرام و ممنوع نہ دیکھ۔ اگر محرمات تیرے سامنے آ جائیں تو انہیں بند کر لے۔ میں نے تجھے زبان دی اور اسے بھی دو غلافوں میں بند کر دیا۔ زبان سے جائز باتیں نکال اور ناجائز باتیں نہ نکال۔ میں نے تجھے شرم گاہ دی اور اسے بھی پردے میں محفوظ کر دیا۔ اسے حلال میں استعمال کر اور حرام سے بچا۔ اے انسان! تجھ پر میرا غصہ اور عذاب جھیلنے کی طاقت نہیں۔ (ابن عساکر)

بھلائی برائی میں قوت فیصلہ بھی ایک نعمت ہے: (۱۰) یعنی بھلائی و برائی کے دو راستے دکھا دیئے تا کہ بھلائی کی راہ اختیار کر کے برائی کی راہ سے بچا جائے۔ فرمایا، اِنَّا خَلَقْنَا (دہر ۷۶: ۲، ۳) بلاشبہ ہم نے انسان کو ملے جلے نطفے سے امتحان کے لیے پیدا کیا اور اسے کان اور آنکھیں دیں اور اسے راہ دکھا دی۔ خواہ شکر کرے یا ناشکری۔

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾
اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿۱۵﴾ اَوْ مِسْكِيْنًا
ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا
بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ
اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾ ع ۱۵

پھر وہ گھاٹی سے کیوں نہیں بچا۔ معلوم ہے، گھاٹی سے بچنا کیا ہے؟ کسی گردن کو چھڑا دینا یا فاقے کے دن کسی عزیز یتیم کو یا خاک نشین محتاج کو کھانا کھلا دینا۔ پھر ان میں سے ہوتا جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو صبر و ترحم کی فہمائش کرتے رہے۔ یہی داہنے والے ہیں اور جنہوں نے ہماری آیتیں نہیں مانیں، وہ بائیں والے ہیں۔ انہیں بند کی ہوئی آگ گھیرے ہوئے ہوگی۔

ایک دشوار گزار گھاٹی: (۱۱ تا ۱۴) عقبہ دوزخ کے ایک پھسلن والے پہاڑ کا نام ہے جس کے ستر درجے ہیں۔ یہ داخلے کی بڑی بھاری گھاٹی ہے۔ اس سے اللہ کی فرماں برداری سے آسانی سے پار ہو سکتے ہیں۔ خصوصاً مندرجہ ذیل بڑے عمل اس کی دشواریوں سے نجات دلا سکتے ہیں کہ کسی کی گردن چھڑا دو، یعنی غلام ہے تو آزاد کر دو۔ قرض دار ہے تو قرضہ ادا کر دو۔ اور اللہ کے واسطے غرباء اور محتاجوں کو کھانا کھلاتے رہو۔ یہی راہ خیر و نجات ہے۔ اسی پر چلنا چاہیے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو آزاد کرنے سے اللہ آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو آزاد کیے جانے والے کے ہر عضو کے بدلے جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ ہاتھ

کے بدلے ہاتھ کو، پاؤں کے بدلے پاؤں کو اور شرم گاہ کے بدلے شرم گاہ کو۔ (با) زین العابدینؒ نے یہ حدیث سن کر دس ہزار کا ایک غلام آزاد کر دیا تھا۔ (م)

خودکشی کے گناہ کی تلافی: ایک دفعہ واثلہؓ بن اسقع سے حدیث سنانے کی فرمائش کی گئی۔ فرمایا، ہم ایک موقعہ پر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں اپنے ایک رفیق کے بارے میں حاضر ہوئے جس نے خودکشی سے اپنے اوپر جہنم واجب کر لی تھی۔ فرمایا، اس کی طرف سے ایک غلام آزاد کر دو۔ حق تعالیٰ اس کا ایک ایک عضو غلام کے ایک ایک عضو کے بدلے آزاد کر دے گا۔ (ہ)

حصول جنت کا ایک جامع عمل: ایک دیہاتی رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں آ کر کہنے لگا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جس سے میں جنت کا حق دار بن جاؤں۔ فرمایا، تو اس مختصر سی بات میں بہت سی باتیں پوچھ رہا ہے۔ جان آزاد کرا اور گردن چھڑا۔ بولا، اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ تو دونوں ایک ہی ہیں۔ فرمایا، نہیں۔ جان آزاد کرنے سے غلام آزاد کرنا اور گردن چھڑانے سے کچھ امداد کرنا مراد ہے۔ دودھ کا جانور کسی محتاج کو دے اور ظالم عزیز سے حسن سلوک کر۔ یہ کام جنت میں لے جانے والے ہیں۔ اگر یہ بس کے نہ ہوں تو پھر بھوکے کو کھلا۔ پیاسے کو پلا۔ اور نیکیوں کی رغبت اور برائیوں سے نفرت دلا۔ اگر ان کا بھی مقدور نہ ہو تو بجز خیر و نیکی کے کوئی بات زبان سے نہ نکال۔ (الف)

یتیم کی خبر گیری: (۱۵) یعنی بھوک کے وقت یتیم کو کھلاؤ۔ خصوصاً جب کہ رشتہ دار بھی ہو۔ ایک حدیث میں ہے محتاج کو دینے میں اکہرا ثواب ہے اور عزیز کو دینے میں دہرا۔ (الف)

مسکین کو دینا دلانا: (۱۶) ایسے محتاج کو دو جس کا گھر دور نہ ہو۔ راہ میں پڑا ہوا ہو۔ بوریا بستر بھی نہ رکھتا ہو اور بھوکا یا مسافر یا مقروض ہو۔ کوئی اسے دیتا نہ ہو۔ یا صاحب عیال ہو۔

ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے عمل مفید ہوتے ہیں: (۱۷) مذکورہ بالا مکارم اخلاق کے ساتھ دل میں ایمان بھی ہو اور ثواب کا یقین بھی۔ فرمایا، وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ (اسراء ۱۷؛ ۱۹) جو مومن مرد و عورت نیک عمل کرے، وہ جنت میں جا کر وہاں بے شمار روزیاں پائے گا۔ (۲) مَنْ عَمِلَ صَالِحًا (نحل ۱۶؛ ۹۷) جو مرد یا عورت صاحب ایمان ہو کر نیک عمل کرے گا، ہم اسے پاکیزہ زندگی دیں گے۔ حدیث میں ہے، رحم کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم فرماتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ (۲) جو رحم نہ کرتا ہو، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (۳) جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔ (ہ) (۱۸) مذکورہ بالا خوبیوں والے اصحاب الیمین ہیں۔ (۱۹) یعنی کافر اصحاب الشمال ہیں۔

جہنم کی آگ روشنی سے محروم ہے: (۲۰) یعنی جہنم کی آگ میں روشنی نہ ہوگی۔ (سخت سیاہ ہوگی) نہ روشن دان ہوگا اور نہ کبھی وہاں سے نکل سکیں گے۔ قیامت کے دن اللہ کے حکم سے ہر مغرور و سرکش اور ہر شریر کو جس کی شرارت سے دنیا میں لوگ ڈرا کرتے تھے، زنجیروں میں جکڑ کر جہنم میں جھونک دیا جائے گا اور جہنم بند کر دی جائے گی۔ اللہ کی قسم! کبھی ان کے پاؤں ٹکیں گے ہی نہیں۔ نہ کبھی انہیں آسمان دکھائی دے گا۔ نہ کبھی آرام سے پلک جھپکے گی اور نہ کبھی کوئی لذیذ چیز کھانے کو ملے گی۔

الحمد للہ سورہ بلد کی تفسیر مکمل ہوئی۔

❀❀❀

سورۂ شمس

بترتیب مصحف یہ ۹۱ ویں اور بترتیب نزول ۲۶ ویں سورہ ہے۔ اس میں ۱۵ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔
یہ حدیث گزر چکی کہ رحمت عالم ﷺ نے معاذ سے فرمایا، تم نے اعلیٰ، شمس اور لیل کیوں نہیں پڑھی؟ (ق)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝۱ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝۲ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝۳
وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ۝۴ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝۵ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝۶
وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝۷ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۝۸ قَدْ اَفْلَحَ
مَنْ زَكّٰهَا ۝۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝۱۰

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

سورج کی اور اس کی دھوپ کی قسم! اور چاند کی قسم جب کہ اس کے پیچھے آئے اور دن کی قسم جب کہ سورج اسے نمایاں کر دے۔ اور رات کی قسم جب کہ وہ سورج کو چھپالے اور آسمان کی اور اس کے بنانے والے کی قسم اور زمین کی اور اس کے پھیلانے والے کی قسم! اور نفس کی اور اس کی جس نے اُسے درست بنایا پھر اس میں نافرمانی اور پارسائی ڈالنے والے کی قسم! وہ کامیاب ہے جس نے دل پاک کر لیا اور وہ ناکام ہے جس نے اسے آلودہ کر لیا۔

---

(۱) سورج اور دن چڑھے کی قسم! (۲) تَلَاهَا یعنی چاند کی قسم جو سورج کے یا دن کے پیچھے آئے۔ یا سورج ڈوبتے ہی ہلال والی رات کو ہلال کی قسم۔ مہینے کے پہلے پندرواڑہ میں سورج کے پیچھے اور پچھلے میں سورج چاند کے پیچھے رہتا ہے۔ (۳) یعنی دن کی قسم جب سورج اسے روشن کر دے اور اندھیرا دور کر دے۔ یا جب وہ روشن ہو جائے۔ (۴) رات کی قسم! جب وہ سورج کو چھپالے کیونکہ سورج رات ہی میں غائب رہتا ہے' اور اندھیرا چھا جاتا ہے۔ (۵) وَمَا بَنَاهَا یعنی آسمان بنانے کی یا بنانے والے کی قسم۔ فرمایا، وَالسَّمَآءَ بَنَيْنَاهَا (ذاریات ۵۱: ۴۷) ہم نے آسمان اپنے ہاتھوں سے بنایا اور ہم کشادہ کرنے والے ہیں۔ (۶) وَمَا طَحَاهَا یعنی زمین بچھانے کی قسم یا اس کے بچھانے والے کی قسم۔ (۷) یعنی ٹھیک ٹھاک اور فطرت پر قائم ہونے کی حالت میں نفس کے پیدا کرنے یا کرنے والے کی قسم۔ فرمایا، فَاَقِمْ وَجْهَكَ (روم ۳۰: ۳۰) یکسو ہو کر دین پر اپنی ذات قائم رکھ جو اللہ کی پیدائش ہے جس پر اس نے لوگ پیدا کیے۔ اس کی پیدائش میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ حدیث میں ہے، ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی یا مشرک بنا دیتے ہیں۔ جیسے جانور کا بچہ صحیح پیدا ہوتا ہے۔ کیا تم نے کوئی بچہ کن کٹا دیکھا ہے؟ (ق) (۲) میں نے اپنے بندے توحید پر پیدا کیے۔ پھر شیطان نے انہیں ان کے دین سے ہٹا دیا۔ (م)

تقدیر کا بیان: (۸) پھر دلوں میں نیکی و بدی ڈالنے کی اور تقدیر میں لکھے ہوئے کاموں کی طرف راہنمائی کرنے کی یا کرنے

والے کی قسم۔

ایک مزنی یا جہنی نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا لوگ تقدیر کی تحریر کے مطابق عمل کرتے ہیں؟ یا اپنی طرف سے کرتے ہیں جب کہ نبی آ چکے اور حجت قائم ہو چکی۔ فرمایا، تحریر تقدیر عمل کراتی ہے۔ بولا، تو پھر ہم عمل کیوں کریں؟ فرمایا، اللہ نے جسے جنت یا دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے، اس کے عمل اس کے لیے آسان فرما دیئے ہیں۔ اس کی تصدیق قرآن (وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا الخ) میں بھی موجود ہے۔ (م)

دل کی پاکی پر فلاح موقوف ہے: (۹) یعنی جس نے فرمانبرداری کر کے برے اخلاق سے دل پاک کر لیا، وہ کامیاب ہے۔ فرمایا، قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (اعلیٰ ۸۷: ۱۴، ۱۵) جو برے اخلاق سے پاک ہو گیا، وہ کامیاب ہو گیا یا وہ کامیاب ہے جسے اللہ نے پاک فرما دیا۔ اور وہ ناکام ہے جسے اس نے گندہ کر دیا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ وتقواھا پڑھ کر ذرا ٹھہر جاتے اور یہ پڑھتے، اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا وَخَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا۔ اے اللہ! مجھے پارسائی عطا فرما۔ تو ہی میرا دوست و آقا ہے۔ اور پاک کرنے والوں میں تو سب سے بہتر ہے۔ (طبرانی) (۱۰) برعکس اس کے جس نے نافرمانی میں زندگی بسر کی، وہ نامراد ہیں۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ﴿۱۱﴾ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ﴿۱۲﴾ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ﴿۱۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ﴿۱۴﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾

ثمودیوں نے اپنی سرکشی کی وجہ سے جھٹلایا۔ جب ان میں سب سے زیادہ بدبخت اٹھا۔ ان سے اللہ کے رسول نے فرما دیا تھا کہ اللہ کی اونٹنی کا اور اس کے پانی پلانے کا خیال رکھنا۔ آخر ثمودیوں نے رسول کو جھٹلایا اور اونٹنی کو مار ڈالا۔ پھر ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کے رب نے تباہی بھیج کر انہیں برابر کر دیا اور وہ انجام کی پرواہ نہیں کرتا۔

ہدایت سے نفرت بدبختی کی جڑ ہے: (۱۱، ۱۲) یعنی ثمودیوں نے سرکشی و بد... ت سے حضرت صالح کو جھٹلایا۔ بے ایمانی اور ہدایت سے نفرت نے انہیں اس بات پر آمادہ کر دیا کہ انہیں کا مشہور غنڈہ کھڑا ہو گیا جو سب سے زیادہ بدبخت تھا۔ اسی نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں۔ یہ بہت ہی سرخ تھا۔ اسی کے بارے میں فرمایا، فَنَادَوْا (قمر ۵۴: ۲۹) ثمودیوں نے اپنے ساتھی کو آواز دی۔ اور اس نے آ کر اونٹنی کو زخمی کر دیا۔ یہ اسی قوم میں شریف و رئیس تھا اور اس کی بات مانی جاتی تھی۔ عبداللہؓ بن زمعۃ کہتے ہیں ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے خطبے میں اونٹنی کا اور اسے مارنے والے کا ذکر کیا اور یہ آیت پڑھ کر فرمایا، یہ اپنی قوم میں عزت دار اور بڑا آدمی تھا۔ اور ابوزمعہ کی طرح تھا۔ (متفق)

شہادت علیؓ کی پیشین گوئی: (۲) آپ نے علیؓ سے فرمایا، کیا میں بڑا منحوس آدمی نہ بتاؤں۔ بولے، ضرور بتایئے۔ فرمایا، دو شخص

ہیں۔ ایک تو ثمودیوں کا سرخ آدمی جس نے اونٹنی کو مارا تھا اور ایک وہ جو تمہارے سر پر تلوار مارے گا۔ یہاں تک کہ خون سے تمہاری داڑھی رنگ جائے گی۔ (ابن ابی حاتم) (۱۳) ان کے رسول حضرت صالحؑ تھے۔ آپ نے تاکید کردی تھی کہ خبردار! اونٹنی کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے۔ اس کے ساتھ بدسلوکی نہ کرے اور اس کی باری کے دن زیادتی نہ کرے۔ ایک دن تمہارے جانوروں کا ہے اور ایک دن اللہ کی اونٹنی کا۔ (۱۴) لیکن ان شامت کے ماروں نے ان کی بات نہیں مانی اور اسے زخمی کردیا۔ جو ایک چٹان سے بطور معجزے کے پیدا ہوئی تھی اور ان پر حجت بن کر آئی تھی۔ آخر کار اللہ کا قہر ان پر امنڈ آیا۔ تباہی نے آ گھیرا اور سب ہی پر عذاب آیا۔ (۱۵) یعنی اللہ کو کسی کے انجام کی پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ انجام سے بے خوف ہو کر سزا دیتا ہے۔

الحمدللہ سورۂ شمس کی تفسیر تمام ہوئی۔

سورۂ لیل

بترتیب مصحف یہ ۹۲ ویں سورہ اور بترتیب نزول ۹ ویں سورہ ہے۔ اور مکی ہے۔ اس میں ۲۱ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۙ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ۙ﴿۳﴾
اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۭ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۙ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ
بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۶﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۭ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۙ﴿۸﴾
وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۹﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۭ﴿۱۰﴾ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ
اِذَا تَرَدّٰى ۭ﴿۱۱﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

رات کی قسم جب وہ چھا جائے اور دن کی قسم جب وہ روشن ہو جائے اور اس کی قسم جس نے نر و مادہ پیدا کیے، تمہاری کوششیں مختلف ہیں۔ تو جو دیتا رہا اور ڈرتا رہا اور نیکی کی تصدیق کرتا رہا، ہم اس کے لیے راستہ آسان کردیں گے لیکن جو روکتا رہا اور بے پرواہ رہا اور نیکی کو جھٹلاتا رہا، ہم اس کے لیے تنگ راہ آسان کردیں گے اور جب وہ گڑھے میں گرے گا تو اس کا مال اس کے کام نہیں آئے گا۔

---

(۱) یعنی رات کی قسم جب وہ چھائے اور سناٹا ہو جائے۔

(۲) یعنی دن کی قسم جب وہ روشنی کے ساتھ آ جائے۔ (۳) یعنی نر و مادہ کے خالق کی قسم۔ فرمایا، خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا۔ (نبا ۷۸:۸) یعنی ہم نے تمہیں جوڑا جوڑا پیدا کیا۔ (۲) وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ (ذاریات ۵۱:۴۹) ہم نے ہر چیز کا جوڑا بنایا۔

نیک و بد ہر طرح کے لوگ ہیں: (۴) تمہارے عمل متضاد ہیں۔ کوئی اچھے عمل کر رہا ہے اور کوئی برے۔ کوئی اللہ کو راضی کر رہا

ہے اور کوئی ناراض اور کوئی جنتی ہے اور کوئی جہنمی۔

جنت کی راہ کس پر آسان ہے اور کس پر مشکل: (۵) یعنی جو نیکیوں پر مال خرچ کرتا رہا۔ گناہوں سے بچتا رہا۔ جزائے اعمال پر یقین لے آیا اور توحید کا قائل ہوگیا۔ یا جس نے اللہ کی نعمتوں کی تصدیق کی۔ نماز روزے کا پابند رہا۔ اور زکوۃ وفطرہ دیتا رہا۔ رحمت عالم ﷺ سے حسنیٰ کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا، اس سے مراد جنت ہے۔ (ابن ابی حاتم) (۷) یعنی بھلائی یا جنت کا راستہ ایسوں کے لیے آسان کر دیتا ہے جو اس کے فرمانبردار ہیں۔ (۸) یعنی نیکیوں پر خرچ نہیں کیا اور رب سے بے نیازی کا اظہار کیا۔ (ابن ابی حاتم) (۹) قیامت وجزا کا منکر رہا۔ (۱۰) فرمایا، وَنُقَلِّبُ (انعام ۶: ۱۱۰) ہم ان کے دل اور آنکھیں پلٹ دیں گے۔ جیسے یہ پہلی بار ایمان نہیں لائے تھے۔

تقدیر کا بیان: معلوم ہوتا ہے کہ طالب خیر کو خیر کی اور طالب شر کو شر کی توفیق مل جاتی ہے اور ہر طلب تقدیر کی رہین منت ہے۔ ابوبکرؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، کیا ہم تحریر وتقدیر کے مطابق عمل کرتے ہیں یا نئے عمل کرتے ہیں؟ فرمایا، تمہارا ہر عمل تقدیر کی تحریر کے مطابق ہوتا ہے۔ میں بولا، پھر عمل کی ضرورت ہی کیا رہی؟ فرمایا، ہر شخص جس گھر کے لیے پیدا کیا گیا ہے، اسی کے عمل اس کے لیے آسان ہوجاتے ہیں۔ (الف) علیؓ فرماتے ہیں ہم آپ کے ساتھ جنت البقیع میں ایک جنازے کے ہمراہ تھے۔ فرمایا، ہر شخص کا جنت کا یا دوزخ کا ٹھکانا لکھا ہوا ہے صحابہؓ بولے پھر تقدیر پر بھروسہ کر کے ہم بیٹھ نہ جائیں فرمایا عمل کرتے رہو ہر شخص کے لیے وہی عمل آسان ہیں جن کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیتیں پڑھیں۔ (الف)

سخاوت کی تعریف وبخل کی مذمت: روزانہ سورج غروب ہوتے وقت اس کے دونوں طرف دو فرشتے اعلان کرتے ہیں (جسے بجز انسان کے تمام مخلوق سنتی ہے) کہ اے اللہ! سخی کو بدلہ دے اور بخیل کا مال برباد کر۔ پھر راوی نے یہ آیت پڑھی۔ (ابن ابی حاتم)

ابوبکرؓ کی مدح: کہتے ہیں، یہ آیت ابوبکرؓ کے بارے میں اتری۔ آپ شروع اسلام میں مکہ کے کمزور مسلمانوں کو اور بوڑھی عورتوں کو خرید کر آزاد کر دیا کرتے تھے۔ آپ کے والد بولے، بیٹا تم کمزور آزاد کرتے ہو۔ اگر طاقت ور نوجوان آزاد کرو تو وقت پر تمہارے کام آئیں اور تمہاری حمایت میں کھڑے ہوں۔ بولے، ابا جان میری نیت دنیوی فائدے کی نہیں ہے۔ میں تو اس سے رب کی رضا کا جویا ہوں۔ چنانچہ یہ آیتیں اتریں۔ (ابن جریر) (۱۱) یعنی جب مر کر آگ کے گڑھے میں گرے گا تو اس وقت یہ مال اس کے کام نہیں آئے گا۔

إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ ﴿١٢﴾ وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ ﴿١٣﴾ فَأَنذَرْتُكُمْ
نَارًا تَلَظَّىٰ ﴿١٤﴾ لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى ﴿١٥﴾ الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿١٦﴾
وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ﴿١٧﴾ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ﴿١٨﴾ وَمَا
لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ﴿١٩﴾ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ

الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿۲۱﴾ ع

یقین مانو، راہ دکھانا ہمارے ذمے ہے اور دنیا و آخرت ہماری ہی ہے۔ میں تو تمہیں بھڑکی ہوئی آگ سے ڈرا چکا جس میں بد بخت ہی جائیں گے۔ جنہوں نے حق کو جھٹلایا اور اس سے منہ موڑ لیا تھا اور اس سے پرہیز گار دور رکھے جائیں گے جو پاک بننے کے لیے اپنا مال اللہ کی راہ میں دیتے رہتے تھے۔ اور ان پر کسی کا احسان بھی نہ تھا کہ بدلہ اتارتے ہوں۔ انہیں تو محض اپنے عالی شان رب کی رضا مقصود تھی اور وہ عنقریب خوش ہو جائیں گے۔

آئین شرع کا اظہار اللہ کے ذمے ہے: (۱۲) یعنی حلال و حرام کا ظاہر کر دینا ہمارے ذمے ہے یا جو ہدایت کی راہ اختیار کر لے گا، وہ ضرور ہم تک پہنچ جائے گا۔ فرمایا، وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ (نحل ۱۶:۹) اور اللہ ہی تک سیدھا راستہ پہنچتا ہے۔ (۱۳) یعنی دنیا و آخرت میں ہمارا ہی اختیار ہے۔ دونوں ہماری ہی ملکیت وحکومت میں ہیں۔

جہنم کا ادنیٰ عذاب: (۱۴) نعمانؓ بن بشیر کہتے ہیں (خطبے میں) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے، میں نے تمہیں آگ سے چوکنا کر دیا ہے۔ آپ کی آواز اتنی بلند تھی کہ اگر کوئی بازار میں بھی ہوتا تو وہ بھی سن لیتا۔ اور حرکت سے آپ کے کندھے کی چادر قدموں پر آ پڑی تھی۔ (الف) (۲) قیامت کے دن جسے سب سے ہلکا عذاب ہوگا، اس کے تلووں کے نیچے دو انگارے رکھ دیے جائیں گے جن سے اس کا دماغ کھولے گا۔ (ب) (۳) اس کے آگ کے دو جوتے یا دو تسمے ہوں گے۔ جن سے ہانڈی کی طرح اس کا دماغ کھدبدائے گا۔ اس کے خیال میں اس سے زیادہ کسی پر عذاب نہ ہوگا حالانکہ یہ سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔ (م)

شقی کون ہے؟: (۱۵) یعنی جہنم میں انتہائی بد بخت ہی جھونکا جائے گا جسے چاروں طرف سے آگ گھیر لے گی۔ (۱۶) یعنی جس کے نہ دل میں ایمان تھا نہ اعضاء سے اطاعت کرتا تھا اور نہ اللہ سے ڈر کر گناہ چھوڑتا تھا۔ رحمت عالم ﷺ سے پوچھا گیا، شقی کون ہے؟ فرمایا، جو فرائض بجا نہیں لاتا۔ اور حرام کا ارتکاب کیا کرتا ہے۔ (الف) (۲) قیامت کے دن میرا ہر امتی جنت میں جائے گا بجز اس کے جو جانے سے انکار کر دے۔ پوچھا گیا، جنت میں جانے سے کون انکار کر سکتا ہے؟ فرمایا، میری اطاعت کرنے والا جنت میں جائے گا اور میری نافرمانی کرنے والا جنت میں جانے سے انکار کرتا ہے۔ (ب) (۱۷) جو وفادار، پرہیز گار، نیوکار، اطاعت شعار اور صاف وستھرا ہوگا، اسے جہنم سے دور کر دیا جائے گا۔

سعید کون ہے؟: (۱۸) جو قلب و مال پاک کرنے کے لیے اللہ کی راہ میں نیکیوں پر اپنا حلال مال خرچ کرتا رہتا ہے اور ہر قربانی کے لیے تیار رہتا ہے۔ (۱۹، ۲۰) یعنی اس لیے مال خرچ نہیں کرتا کہ اس پر ان کا جن کے ساتھ اس نے سلوک کیا ہے، کچھ احسان ہے اور بدلہ چکا رہا ہے۔ بلکہ محض رب کی رضا کے لیے اور آخرت بنانے کے لیے خرچ کرتا ہے تاکہ اسے پروردگار کا دیدار پر بہار نصیب ہو اور جنتوں کی شاندار سدا بہار نعمتوں سے مالا مال اور خوش حال ہو۔

مژدۂ فضل باری: (۲۱) یعنی اللہ اسے اتنا دے گا کہ وہ خوش ہو جائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ آیتیں ابو بکرؓ کے بارے میں اتری ہیں۔ کوئی شک نہیں کہ صدیقؓ ان کے حکم میں داخل ہیں اور ان کے عموم میں تمام لوگوں سے آگے ہیں۔ آیتیں عام ہیں اور

ان خوبیوں میں صدیقؓ ساری امت کے امام ہیں۔ بلکہ تمام مکارم اخلاق کے مالک ہیں اور سب سے پیش پیش ہیں کیونکہ آپ صدیقؓ بھی تھے، پرہیز گار بھی تھے، فیاض و کریم بھی تھے، اور اپنا مال نیکیوں پر خوب خرچ کرنے والے بھی تھے۔ رحمت عالم ﷺ کی حمایت میں دل و جان سے ہر وقت تیار بھی رہتے تھے۔ اللہ کی رضا کے لیے ہر قسم کی قربانی کی تڑپ رکھتے تھے۔ حسن سلوک سے نہ کسی سے بدلے کے جویاں تھے اور نہ کسی فائدے کے امیدوار۔ چھوٹے بڑے، ادنیٰ اعلیٰ، امیر و غریب ہر قبیلے کے ہر شخص پر آپ کے احسانات تھے۔ اسی وجہ سے سردار ثقیف عروۃ بن مسعود نے صلح حدیبیہ کے موقع پر کہا تھا کہ اگر تمہارا مجھ پر احسان نہ ہوتا جسے میں اب تک اتار نہ سکا تو میں تمہیں تمہاری جرات کا مزہ چکھاتا۔ اس روز آپ نے عروہ کو سخت سست کہا تھا۔ پھر جب سرداروں اور رئیسوں کے ساتھ آپ کا یہ حال تھا تو دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کہ بدلہ چکا رہا ہو۔ بلکہ اللہ کی رضا مطلوب ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جس نے اللہ کی راہ میں جوڑا جوڑا خرچ کیا ہوگا، اسے جنت کے محافظ آواز دے کر کہیں گے کہ اے اللہ والے! ہمارے دروازے سے جنت میں جا۔ یہ دروازہ نہایت خوب صورت ہے۔ اس پر صدیقؓ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! کچھ ضرورت تو ایسی ہے نہیں لیکن کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جس کی پکار جنت کے ہر دروازے پر ہوگی؟ فرمایا، ہاں۔ مجھے امید ہے کہ تم بھی انہیں میں سے ہو گے۔ (ق)

الحمدللہ سورہ لیل کی تفسیر تمام ہوئی۔

سورہ ضحیٰ

بترتیب مصحف ۹۳ ویں اور بترتیب نزول ۱۱ ویں سورہ ہے اور مکی ہے۔ اس میں ۱۱ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالضُّحٰى ۙ ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۭ ﴿۳﴾ وَلَلْاٰخِرَةُ
خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۭ ﴿۴﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۭ ﴿۵﴾ اَلَمْ يَجِدْكَ
يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۠ ﴿۶﴾ وَوَجَدَكَ ضَاۗلًّا فَهَدٰى ۠ ﴿۷﴾ وَوَجَدَكَ عَاۗىِٕلًا
فَاَغْنٰى ۭ ﴿۸﴾ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۭ ﴿۹﴾ وَاَمَّا السَّاۗىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْ ۭ ﴿۱۰﴾ وَاَمَّا
بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان و شفیق ہے۔

صبح کی قسم اور رات کی قسم جب وہ ٹھہر جائے، آپ کو آپ کے رب نے نہ چھوڑا اور نہ وہ بے زار ہوا۔ یقیناً آپ کا انجام آغاز سے بہتر ہی ہے۔ عنقریب آپ کو آپ کا رب اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ کیا اللہ نے آپ کو یتیم پا کر پناہ نہیں دی اور طالب راہ پا کر راہ نہیں بتائی اور نادار پا کر مالدار نہیں بنایا۔ لہٰذا آپ بھی یتیموں پر سختی نہ کریں اور مانگنے والوں کو نہ ڈانٹیں اور اپنے

رب کی نعمتوں کا اظہار کرتے رہیں۔

سورۂ ضحٰی کا شان نزول: (۱) ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ بیمار ہوگئے تو ایک یا دو رات تہجد کے لیے اٹھ نہ سکے۔ آپ سے ایک عورت آ کر کہنے لگی۔ محمد ﷺ! تجھے شیطان نے چھوڑ دیا معلوم ہوتا ہے۔ اس پر یہ آیتیں اتریں۔ (متفق) جبرئیل نے آپ کے پاس آنے میں دیر کی تو مشرک کہنے لگے، محمد ﷺ کو ان کے رب نے چھوڑ دیا ہے۔ اس پر یہ آیتیں اتریں۔ (۲) اور رات کی قسم جب وہ ٹھہر جائے اور سخت اندھیرا ہو جائے۔ یعنی اندھیرے اجالے کا خالق اللہ ہی ہے اور وہ دونوں اس کی قدرت کے متضاد نمونے ہیں۔ فرمایا، وَالَّيْلِ (لیل ۹۲: ۱، ۲) رات کی قسم جب وہ چھا جائے اور دن کی قسم جب وہ روشن ہو جائے۔ (۲) فَالِقُ الْاِصْبَاحِ (انعام ۶: ۹۶) وہی صبح طلوع کرنے والا ہے۔ اسی نے رات کو سکون و آرام کے لیے اور سورج و چاند کو ایک اندازے اور حساب سے بنایا۔

آخرت دنیا سے کہیں اچھی ہے: (۳) آپ غم نہ کریں۔ نہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا اور نہ وہ آپ سے بے زار ہے۔ (۴) آپ کے لیے آخرت دنیا سے بہتر ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو دنیا سے بے حد بے رغبتی ہے۔ آپ کے حالات کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ جب آخری عمر میں آپ کو یہ اختیار دیا گیا کہ یا تو آخر تک دنیا میں رہ کر جنت میں آئیں یا ابھی سے اللہ کا پڑوس قبول فرمالیں تو آپ نے دنیا پر اللہ کے پڑوس کو ترجیح دی۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ بوریئے پر سو گئے۔ آپ کے جسم مبارک پر بوریئے کے نشان پڑ گئے۔ جب جاگے تو میں ان پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگا، آپ نے ہم سے بستر کیوں نہ بچھوالیا؟ فرمایا، مجھے دنیا سے کیا لینا۔ میری اور دنیا کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی مسافر کسی درخت کے نیچے ستانے کو تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر جائے اور پھر اسے چھوڑ کر چل دے۔ (ت ج)

آخرت کے بے شمار انعام نبی ﷺ کے منتظر ہیں: (۵) یعنی آخرت میں آپ پر اس قدر انعام ہوں گے کہ آپ امت کے بارے میں خوش ہو جائیں گے۔ نہ معلوم اللہ نے کیا کیا عزت والی نعمتیں آپ کے لیے تیار کر رکھی ہیں۔ کوثر بھی ایک نعمت ہے جس کے دونوں کناروں پر ایک ایک خول دار موتی کے بے شمار خوب صورت اور گول گول کمرے ہوں گے اور جس کی مٹی خالص مشک کی ہوگی۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں آپ کے سامنے وہ تمام خزانے لائے گئے جو آپ کے بعد آپ کی امت کو ملنے والے ہیں۔ آپ خوش ہوئے۔ پھر اللہ نے یہ آیت اتاری۔ آپ کو جنت میں لاکھوں محل ملیں گے۔ ہر محل میں اس کے مناسب حوریں اور خادم ہوں گے۔ (ابن جریر)

نبی ﷺ کو دن بدن ترقی کی بشارت: (۶) اللہ اپنی خاص خاص نعمتیں اپنے رسول کو یاد دلا رہا ہے کہ ہم شروع ہی سے آپ کی حالت اچھی بناتے چلے آ رہے ہیں۔ آپ کا لاحق حال سابق حال سے اچھا ہی ہوتا جا رہا ہے۔ آپ یتیم تھے۔ ہم نے آپ کو آرام کی جگہ دی۔ آپ کے والد تو آپ کے پیدا ہونے سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ پھر آپ کی والدہ بھی چھ سال کا چھوڑ کر چل بسیں اور آپ اپنے دادا عبدالمطلب کے پاس رہے۔ دادا بھی آٹھ سال کا چھوڑ کر داغ مفارقت دے گئے۔ پھر آپ اپنے چچا ابو طالب کی پرورش میں رہے۔ ابو طالب زندگی بھر آپ کے سینہ سپر رہے اور آپ کی زیادہ سے زیادہ عزت اور آؤ بھگت کرتے رہے۔ اور جب اللہ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں نبی بنا دیا تو آپ کو قوم کی شرارت سے بچاتے رہے۔ حالانکہ مشرک تھے۔

حق تعالیٰ نے مشرک سے دین کی آبیاری کا کام لیا۔ رب کی حسن تدبیر اور تحریر و تقدیر کے قربان، ایک مشرک کے ذریعے دین پھلتا پھولتا اور پروان چڑھتا رہا۔ آخر ابو طالب کو بھی موت نے آ گھیرا۔ اس وقت آپ کی عمر ایک کم پچاس سال تھی۔ ہجرت سے کچھ دنوں پہلے کا واقعہ ہے کہ ابو طالب کی وفات کے بعد قوم کے جاہلوں نے آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ اس وقت اللہ نے آپ کو ہجرت کا حکم دے دیا کہ یثرب چلے جائیں۔ جو آپ کے جانے کے بعد مدینۃ النبی ﷺ کے نام سے مشہور ہوا اور رہے گا۔ آخر آپ مکہ سے بادل نخواستہ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے۔ مدینہ والوں نے آپ کو اور مسلمانوں کو سر آنکھوں پر جگہ دی اور وہ وہ خاطر مدارات کیں جو صفحات تاریخ پر منقش ہیں۔ گھروں میں جگہ دی، مال بانٹ دیئے، مدتوں خرچ اٹھایا، ہر طرح کی مدد کی، دشمنوں کے مقابلہ میں سینہ سپر رہے اور مخلص جاں نثار بن کر ہر طرح کی قربانیاں دیں۔ یہ تھی اللہ کی حفاظت۔ جب آپ کو اپنوں نے دھکا دیا تو غیروں نے سینے سے لگا لیا اور اپنی جانیں چھڑک دیں۔ اللہ ان سے راضی ہو۔ کیسے سچے جاں نثار اور پکے وفادار انصار تھے۔ حق تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطا فرمائے۔ پھر بے لوث خدمت گار اور رضائے الٰہی کے طلب گار۔

دین حق کی تلاش: (۷) اللہ نے آپ کو دین کا متلاشی پا کر صحیح راہ پر ڈال دیا۔ فرمایا، وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ (شوریٰ ۴۲:۵۲) اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے آپ پر روح (قرآن) کی وحی کی۔ آپ کو خبر نہ تھی کہ ایمان کیا ہے اور کتاب کیا ہے؟ لیکن ہم نے قرآن کو نور بنا دیا جس سے ہم جسے چاہیں ہدایت پر لے آئیں۔

تونگری کے معنی: (۸) فقیر صابر اور امیر شاکر کے دونوں مقام آپ کے لیے جمع فرما دیئے گئے۔ ایک حدیث میں ہے، سامان کی کثرت پر تونگری موقوف نہیں۔ اصل تونگری دل کی ہے۔ (ق) (۲) جو اسلام لانے کے بعد برابر سرا برروزی پاتا رہا اور اللہ کی دی ہوئی روزی پر قانع رہا، وہ کامیاب ہے۔ (م)

یتیموں کا خیال رکھا جائے اور دینی مسائل محبت و پیار سے بتائے جائیں: (۹) یعنی کبھی آپ بھی یتیم تھے اور اللہ نے آپ کو پناہ دی تھی۔ اس لیے آپ بھی یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیرتے رہیں۔ انہیں ذلیل نہ ہونے دیں، نہ انہیں ڈانٹیں اور نہ ان پر سختی کریں۔ بلکہ ان سے حسن سلوک کریں۔ نرمی سے پیش آئیں اور پدرانہ محبت کریں۔ (۱۰) کبھی آپ کو بھی دین کی تلاش تھی۔ حق تعالیٰ نے آپ کی رہنمائی فرما کر آپ کی مراد پوری کی۔ پس اگر کوئی آپ سے دینی بات پوچھے تو آپ اسے ڈانٹیں نہیں بلکہ محبت و پیار سے بتا دیں۔ آپ کمزوروں کے حق میں مغرور و ظالم، فحش گو اور سنگ دل نہ بنیں اور محتاجوں کو محبت و پیار اور لطف و نرمی سے لوٹائیں۔

اظہار نعمت باری: (۱۱) یعنی جس طرح آپ نادار تھے۔ پھر اللہ نے آپ کو مال دار بنا دیا۔ اسی طرح آپ ہماری نعمتوں کا اظہار فرماتے رہیں۔ آپ یہ بھی دعا مانگا کرتے تھے۔ وَاجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ بِنِعْمَتِكَ مُثْنِيْنَ بِهَا عَلَيْكَ قَابِلِيْهَا وَاَتِمَّهَا عَلَيْنَا۔ اے اللہ! ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر گزار ان کی وجہ سے اپنی حمد کرنے والا اور نعمتوں کا اقرار کرنے والا بنا اور انہیں ہم پر مکمل فرما۔ اللہ نے آپ کو نعمت نبوت سے سرفراز فرمایا۔ آپ لوگوں سے اس کا ذکر کریں اور انہیں اس کی دعوت دیں۔ چنانچہ آپ نے شروع میں دعوت توحید اپنے گھر والوں کو دی۔ اور پھر آہستہ آہستہ دعوت کا دائرہ وسیع کرتے چلے گئے۔ اور جب آپ پر نماز فرض ہوئی تو آپ نے نماز پڑھی۔

الحمد للہ سورہ ضحیٰ کی تفسیر مکمل ہوئی۔

سورۂ انشراح

بترتیب مصحف یہ ۹۴ ویں اور بترتیب نزول ۱۲ ویں سورہ ہے اور مکی ہے۔ اس میں ۸ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ① وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ② الَّذِيْٓ
اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ③ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ④ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ
يُسْرًا ⑤ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ⑥ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ⑦ وَاِلٰى
رَبِّكَ فَارْغَبْ ⑧ ع

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھولا اور ہم نے آپ سے آپ کا بوجھ اتار دیا جس نے آپ کی کمر توڑ دی تھی۔ اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا۔ یقیناً ہر مشکل کے ساتھ ایک آسانی ہے۔ یقیناً ہر مشکل کے ساتھ ایک آسانی ہے۔ پھر جب آپ فارغ ہو جائیں تو عبادت میں لگ جائیں اور اپنے رب ہی سے دل لگائیں۔

شرح صدر: (۱) ہم نے آپ کا سینہ روشن کر دیا اور اسے چوڑا اور گنجائش والا بنا دیا۔ فرمایا، فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ (انعام ۶: ۱۲۵) جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے، اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔ پھر جس طرح اللہ نے آپ کا دل منور کیا، اسی طرح آپ کی شریعت میں لچک، آسانی اور نرمی رکھ دی۔ اور طاقت سے زیادہ کسی کو تکلیف نہیں دی۔

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ہم رحمت عالم ﷺ سے کثرت سے مسئلے پوچھا کرتے تھے۔ کسی اور کو جرات نہ تھی۔ بولے، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے نبوت کے سلسلے میں سب سے پہلے کیا دیکھا تھا؟ آپ ٹھیک ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا، ابو ہریرہؓ تم نے پوچھا ہے۔ لو سنو۔ میں دس سال کچھ ماہ کا تھا جو جنگل میں گیا۔ سر پر کچھ کھسر پھسر سنی۔ غور کیا تو ایک شخص دوسرے سے کہہ رہا تھا، کیا یہ وہی ہیں؟ پھر یہ دونوں میرے سامنے آئے۔ ایسے نورانی چہرے تھے کہ میں نے آج تک نہیں دیکھے۔ ان کے کپڑوں سے خوشبو کی تیز لپٹیں آ رہی تھیں۔ آج تک میں نے ایسی خوشبو نہیں سونگھی تھی اور نہ ایسے کپڑوں میں کسی کو دیکھا تھا۔ یہ دونوں میرے پاس آئے اور دونوں نے میرا ایک ایک بازو تھام لیا۔ ہاتھ کیا تھے، پھول تھے۔ مجھے معلوم بھی نہیں کہ کسی نے میرے بازو تھام رکھے ہیں۔ پھر کہنے لگے، انہیں لٹا دو۔ پھر انہوں نے مجھے اس طرح لٹا دیا کہ مجھے محسوس بھی نہیں ہوا۔ پھر بولے، ان کا سینہ چیر دو۔ آخر ایک شخص میرے سینے پر آ بیٹھا اور اس نے سینہ چیر دیا۔ جس سے نہ تو خون نکلا اور نہ مجھے دکھ محسوس ہوا۔ پھر بولے، دل سے کینہ، حسد، بغض وغیرہ سب نکال دو۔ چنانچہ اس نے منجمد خون کی طرح کچھ نکال کر پھینک دیا۔ پھر بولے، اب اس میں نرمی و رحم بھر دو۔ پھر دل سے جو کچھ نکالا تھا، اس کی جگہ کوئی چاندی جیسی سفید چیز ڈال دی۔ پھر میرے سیدھے پاؤں کا انگوٹھا ہلا کر بولے، جاؤ۔ اللہ آپ کو زندہ

اور سلامت رکھے۔ اب جو میں چلا تو میں نے اپنے دل کو ہر چھوٹے پر نرم اور ہر بڑے پر مہربان پایا۔ (الف) (۲) فرمایا: لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ (فتح ۴۸: ۲) تاکہ اللہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دے۔ یعنی بار نبوت اٹھانے کے اسباب فراہم فرما دے۔ (۳) یعنی کمر جھکا دی تھی۔

رفع ذکر: (۴) جہاں میرا ذکر ہوگا، وہاں آپ کا بھی ہوگا۔ مثلاً اذان وتکبیر میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ بھی آتا ہے۔ اللہ نے آپ کا ذکر دنیا اور آخرت میں بلند فرمایا۔ کوئی خطیب اور کلمہ گو ایسا نہیں جو اللہ کی توحید اور محمد ﷺ کی رسالت کا اقرار نہ کرتا ہو۔ موذن اذان میں اور مکبر تکبیر میں توحید کے ساتھ رسالت کی بھی گواہی دیتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔ مجھ سے حضرت جبرئیل نے کہا کہ میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے کہ آپ کا ذکر کس طرح بلند کروں۔ میں بولا، اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ فرمایا، جب میرا ذکر ہوگا تو اس کے ساتھ آپ کا بھی ذکر ہوگا۔ (ابویعلی)

ہر سختی کے بعد آسانی ہے: (۵، ۶) ہر سختی کے بعد نرمی اور ہر دشواری کے بعد آسانی ہے۔ (تاکید کے لیے جملہ مکرر لایا گیا) انس کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ کے سامنے ایک چٹان تھی۔ فرمایا، اگر سختی اتر کر اس چٹان میں گھس جائے تو آسانی بھی اس میں گھس کر سختی کو باہر نکال دے گی۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (بزار)

عبادت کے لیے یکسوئی کی ضرورت ہے: (۷) یعنی جب آپ خانگی اور دنیوی کاموں سے فارغ ہو جائیں اور ان کے بندھن کاٹ دیں تو عبادت کے لیے فارغ البال ہو کر کھڑے ہو جائیں اور خلوص و رغبت سے اللہ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ حدیث میں ہے، جب کھانا سامنے ہو یا زور سے قضائے حاجت کا احساس ہو تو نماز نہیں ہوتی۔ (ق) (۲) اگر تکبیر ہو جائے اور کھانا سامنے ہو تو پہلے اطمینان سے کھا لو۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں جب آپ فرائض سے فارغ ہوں تو تہجد کی بھی تکلیف گوارا کر لیں اور نماز سے فارغ ہو کر بیٹھ کر بھی اللہ اللہ کرتے رہیں۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں جب آپ فارغ ہوں تو دعا کی تکلیف گوارا فرمائیں۔

عبادت خلوص سے کی جائے: (۸) عمل خالص اللہ ہی کے لیے کیجئے اور نیت بخیر رکھئے۔

الحمد للہ سورہ انشراح کی تفسیر مکمل ہوئی۔

سورۂ تین

بترتیب مصحف یہ ۹۵ ویں اور بترتیب نزول ۲۸ ویں سورہ ہے اور مکی ہے۔ اس میں ۸ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝۳

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝۴ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ

سٰفِلِيْنَ ۝۵ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ

مَمْنُوْنٍ ۞ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۞ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۞ ع

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

انجیر وزیتون کی اور ہریالے پہاڑ کی اوراس پرامن شہر کی قسم! ہم نے انسان کو بہترین شکل میں بنایا ہے۔ پھر ہم نے اسے نیچے سے نیچا کر دیا۔ بجز ان کے جو ایمان لا کر نیک عمل کرتے رہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے کبھی نہ ختم ہونے والا صلہ ہے۔ پھر کیا چیز تجھے جزا کے دن کے نہ ماننے پر آمادہ کرتی ہے؟ کیا اللہ تمام حاکموں کا حاکم نہیں ہے؟

---

(۱) تین سے انجیر مراد ہے۔ زیتون سے زیتون ہی مراد ہے۔

(۲) ہریالے پہاڑ سے کوہ طور مراد ہے۔ جہاں حضرت موسیٰ کو دیدار باری ہوا تھا۔ یہ پہاڑ ہرا بھرا ہے۔

(۳) پرامن شہر سے مکہ معظمہ مراد ہے۔

انسان تمام مخلوق میں خوب صورت ہے: (۴) ہم نے انسان کو نہایت موزوں اور کمال پیاری سی شکل دی۔ اس کے قد میں استقامت، اعضاء میں تناسب، جسم میں سڈول پن اور چہرے میں کشش رکھی۔ تمام مخلوق میں اسی کو ایسی پیاری صورت اور دلفریب چہرہ مہرہ ملا۔ گویا انسان تمام مخلوق کا جوہر اور سب سے افضل ہے۔

خوب صورتی مشرک کے کام نہیں آئے گی: (۵'۶) پھر ہم نے اسے بد سے بدترین اور نیچی سے نیچی جگہ لوٹا دیا۔ (جہنم کا کندہ بنا دیا) اگر وہ اللہ کا نافرمان ہے۔ رسول ﷺ کا مخالف ہے۔ شیطان کا پجاری ہے اور توحید سے بھاگتا ہے تو اس کی خوب صورتی اس کے کام آنے والی نہیں۔ اس پر اللہ کا قہر ٹوٹے گا اور جہنم میں جائے گا۔ اسی وجہ سے صالح مومنوں سے استثناء فرمایا۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ ہم نے انسان کو حسن و جمال اور شباب وکمال دے کر پھر ردی عمر میں لوٹا دیا۔ نہ حسن و جمال رہا اور نہ شباب و کمال۔ چہرہ مرجھا گیا۔ پہلی سی جولانی نہ رہی اور نہ جذبات میں حرارت اور خون میں حدت رہی۔

(۷) یعنی جب یہ معلوم ہے کہ اللہ نے انسان کو بلانمونے کے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کر دیا اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ جو ابتدائی آفرینش پر قادر ہے، وہ دوبارہ لوٹانے پر بدرجہ اولیٰ قادر ہوگا تو پھر کون سی بات زندگی بعد الموت نہ ماننے پر ابھارتی ہے۔

قیامت حاکم عادل کے انصاف کا تقاضہ ہے: (۸) کیا اللہ تمام حاکموں کا عادل حاکم نہیں؟ اس کے انصاف کا یہی تقاضہ ہے کہ قیامت آئے تاکہ ظالموں سے مظلوموں کا انتقام لے اور ہر ایک کو اس کے اچھے برے عملوں کی جزا یا سزا دے۔ یہ حدیث گزر چکی کہ سورۂ تین کے ختم پر بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذَالِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ پڑھ لیا جائے۔

الحمدللہ سورۂ تین کی تفسیر تمام ہوئی۔

سورۂ علق

بترتیب مصحف یہ ۹۶ ویں اور بترتیب نزول پہلی سورہ ہے۔ اور مکی ہے۔ اس میں ۱۹ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ① خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ② اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ③ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ④ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ⑤

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

آپ اپنے رب کا نام لے کر پڑھیں جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو ایک لوتھڑے سے بنایا۔ آپ پڑھتے رہیں۔ آپ کا رب بڑی عزت والا ہے۔ جس نے قلم سے تعلیم دی۔ جس نے انسان کو وہ چیزیں سکھائیں جنہیں وہ جانتا نہ تھا۔

آغاز نبوت: (۱۔۵) صدیقہؓ فرماتی ہیں وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی۔ رات کا خواب صبح کو روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتا۔ پھر آپ کو خلوت کا شوق ہوا۔ کئی کئی دن غار حرا میں گزار دیتے تھے۔ کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے۔ جب ختم ہو جاتا تو پھر آ کر لے جاتے۔ آخر اچانک آپ کے پاس اسی غار میں وحی آ گئی۔ فرشتہ ظاہر ہو کر آپ سے کہنے لگا، پڑھیے۔ فرماتے ہیں، میں نے کہا، میں پڑھا ہوا نہیں۔ پھر اس نے مجھے اس قدر زور سے دبوچا کہ مجھے تکلیف محسوس ہوئی۔ پھر چھوڑ کر بولا، پڑھیے۔ میں نے کہا، میں پڑھا ہوا نہیں۔ پھر اس نے دوسری بار مجھے زور سے بھینچا کہ مجھے دکھ محسوس ہوا۔ پھر چھوڑ کر بولا، اپنے رب کے نام سے پڑھیے۔ آخر آپ نے یہ آیتیں یاد کر لیں اور کانپتے ہوئے گھر آ کر کہنے لگے، مجھ پر کپڑا ڈال دو۔ (سخت جاڑا محسوس ہو رہا ہے) کپڑا ڈال دیا گیا۔ تھوڑی دیر میں کپکپاہٹ دور ہوئی اور ڈر جاتا رہا۔ آپ خدیجہؓ سے بولے، مجھے کیا ہو گیا تھا؟ اور سارا واقعہ سنا کر فرمایا، مجھے جان کا اندیشہ ہے۔ بولیں، نہیں نہیں۔ اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی ذلیل نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں۔ سچ بولتے ہیں۔ ناداروں اور محتاجوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ مہمان نواز ہیں اور مکارم اخلاق میں لوگوں کی اعانت کرتے ہیں۔ پھر آپ کو ورقہ کے پاس لے گئیں۔ ورقہ خدیجہ کے چچا زاد بھائی تھے اور جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے۔ عربی لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور عبرانی زبان میں انجیل لکھا کرتے تھے۔ بوڑھے تھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ خدیجہ ان سے بولیں، بھائی جان! ذرا اپنے بھتیجے کی بات تو سن لیں۔ ورقہ بولے تم نے کیا دیکھا؟ آپ نے تمام واقعہ بتا دیا۔ ورقہ نے کہا: یہ تو وہی راز دار فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰؑ پر وحی لے کر آیا کرتا تھا۔ کاش میں تمہاری دعوت کے زمانے میں زندہ رہتا اور طاقتور ہوتا۔ جب تم کو تمہاری قوم نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا قوم مجھے نکال دے گی؟ ورقہ نے کہا ضرور نکالے گی کیونکہ تم جیسی رسالت جو نبی لے کر آیا، لوگ اسی کے دشمن بن گئے۔ اگر مجھے تمہارا دن ہاتھ آ گیا تو میں تمہاری دل و جان سے پوری پوری مدد کروں گا۔ تھوڑے دنوں کے بعد ورقہ فوت ہو گئے اور وحی بھی رک گئی۔ آپ وحی کے رک جانے سے رنجیدہ رہنے لگے اور کئی دفعہ آپ نے ارادہ کیا کہ پہاڑ کی چوٹی سے گر پڑیں۔ جب کبھی ایسا ارادہ کرتے تو حضرت جبرئیل فرماتے، محمد ﷺ! آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اس سے آپ کو تسکین ہو جاتی اور دل ٹھہر جاتا۔ پھر جب کچھ دنوں کے بعد آپ کو وحی کا خیال آتا تو یہی ارادہ کرتے اور جبرئیل وہی جملہ دہرا دیتے۔ (ق) سب

سے پہلے یہی آیتیں اتریں۔

آسمان سے روحانی بارش: یہی وہ پہلی نعمت ہے جس سے حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نوازا اور یہی وہ پہلی رحمت ہے جس کی آسمان سے بارش ہوئی۔

انسان کی عزت و شرافت علم سے ہے: اس میں اس بات کی طرف اشارا ہے کہ انسان آغاز پیدائش میں منجمد خون تھا۔ اللہ کا اس پر یہ کرم ہوا کہ اس نے اسے وہ باتیں بتادیں جنہیں وہ جانتا نہ تھا۔ سو انسان کی شرافت و عزت علم پر ہے۔ جس کی وجہ سے حضرت آدمؑ کی فرشتوں پر فضیلت ثابت ہوئی۔

علم کے اقسام: علم کبھی تو دل میں ہوتا ہے اور کبھی زبان پر اور کبھی تحریری گرفت میں آ جاتا ہے۔ پس علم کی تین قسمیں ہیں۔ ذہنی، لفظی اور رسمی۔ رسمی ذہنی اور لفظی کو لازم ہے لیکن ذہنی اور لفظی رسمی کو لازم نہیں۔ اسی وجہ سے اِقْرَاْ الخ فرمایا۔ ایک اثر میں ہے کہ علم لکھ لیا کرو۔ اور یہ بھی ہے کہ جس نے علم پر عمل کیا، اللہ پاک اسے اس علم کا بھی وارث بنادے گا جسے وہ جانتا نہ ہوگا۔

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ﴿٦﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ﴿٧﴾ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ﴿٨﴾
اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى ﴿٩﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ﴿١٠﴾ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى
الْهُدٰٓى ﴿١١﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ﴿١٢﴾ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿١٣﴾ اَلَمْ يَعْلَمْ
بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ﴿١٤﴾ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ﴿١٥﴾ نَاصِيَةٍ
كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿١٦﴾ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ﴿١٧﴾ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ﴿١٨﴾ كَلَّا ۭ
لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿١٩﴾ السجدۃ ع

واقعی انسان اتراتا ہے کیونکہ اپنے آپ کو مالدار دیکھتا ہے۔ (اے انسان) یقین مان تجھے اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ بھلا تو نے اسے بھی دیکھا جو بندے کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے۔ بھلا بتا تو سہی! اگر یہ جھٹلاتا ہو اور منہ پھیرتا ہو؟ کیا اسے خبر نہیں کہ اسے اللہ دیکھتا ہے۔ اگر یہ باز نہ آیا تو سچ مچ ہم اس کی چوٹی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے۔ جو جھوٹی اور گنہ گار ہے۔ پھر یہ اپنی مجلس والوں کو بلالے۔ ہم دوزخ پر تعینات فرشتوں کو بلالیں گے۔ دیکھو اس کا کبھی کہنا نہ ماننا اور سجدے کرتے رہنا اور اللہ کی نزدیکی ڈھونڈتے رہنا۔

مال پر ناز کرنا لائق انسانیت نہیں. (۶، ۷) یعنی بڑا اترانے والا اور سرکش و مغرور ہے۔ جب دیکھتا ہے کہ میں فارغ البال، خوش حال اور صاحب مال ہوں تو متکبر بن جاتا ہے۔ پھر اللہ نے انسان کو ڈرا کر سمجھایا۔ (۸) کہ اے سرمست بادۂ غفلت تیرے پاس ساری دنیا کا خزانہ ہی کیوں نہ جمع ہو جائے مگر کے دن کے لیے؟ یہ دنیا سب ہوا ہو جائے گی۔ موت آ کر گلا گھونٹ دے گی۔ مر کر جانا اللہ ہی کے پاس ہے۔ یہاں تیری سرکشی اور فرعون سامانی خاک میں مل جائے گی۔ تجھے اللہ کو حساب دینا ہے۔ نادان دنیا

کچھ نہیں۔ آخرت بنا کہ زندگی بن جائے۔ یہاں کی عزت کچھ نہیں۔ آخرت کی عزت پیدا کر کہ تمام مخلوق کے سامنے عزت ہو۔ حق تعالیٰ تجھ سے پوچھے گا کہ کس طرح مال کمایا اور کس طرح خرچ کیا؟

دو حریصوں کا پیٹ نہیں بھرتا: ابن مسعودؓ فرماتے ہیں دو حریصوں (عالم، دنیادار) کا کبھی پیٹ نہیں بھرتا لیکن دونوں برابر نہیں۔ عالم حرص سے مہربان اللہ کی مہربانی میں اضافہ کرتا ہے اور دنیادار سرکشی میں۔ پھر دنیادار کے بارے میں یہ آیت پڑھی اور عالم کے بارے میں اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر ۳۵: ۲۸) پڑھی کہ اللہ سے علماء ہی ڈرنے والے ہیں۔ (ابن ابی حاتم) (یہ حدیث مرفوع بھی آئی ہے)

ابوجہل کی مذمت: (۹، ۱۰) یہ آیتیں ابوجہل کے بارے میں اتریں جو رحمت عالم ﷺ کو بیت اللہ کے پاس نماز پڑھنے پر دھمکی دیا کرتا تھا۔ پہلے تو اللہ نے بہترین طریقے سے سمجھایا۔ (۱۱ تا ۱۳) کہ تو جنہیں بیت اللہ میں نماز پڑھنے سے روک رہا ہے، اگر یہی سیدھی راہ پر ہوں۔ ان کی عبادتیں اللہ کی مرضی کے عین موافق ہوں اور ان کی باتیں پرہیزگاری پر مبنی ہوں اور تو انہیں نماز پر دھمکائے اور اللہ کے گھر میں عبادت کرنے سے روکے تو کیا اللہ کے غضب کا حق دار نہ ہوگا؟ اور تیری بدبختی میں کچھ شبہ رہے گا؟ (۱۴) کیا اللہ کے گھر سے ایک راہ یافتہ اور نیک آدمی کو روکنے والا یہ نہیں جانتا کہ اللہ کو اس کی نالائق حرکتوں کی خبر ہے۔ اور وہ اس کی نامعقول باتیں سن رہا ہے۔ کیا یہ اللہ کی سزا سے نڈر ہے؟ (۱۵) اللہ نے جھڑک کر فرمایا کہ اگر یہ اپنی ناشائستہ حرکتوں سے باز نہیں آیا اور سرکشی سے نہ رکا تو ہم قیامت کے دن اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹ کر جہنم کی طرف لائیں گے۔ (۱۶) یہ اس بدبخت کی پیشانی ہوگی جو جھوٹا اور گنہ گار تھا۔ (۱۷) اب وہ اپنی قوم و قبیلے کو، نوکروں و چاکروں کو اور حمایتیوں کو بلا لے کہ اس کی مدد کریں۔ (۱۸) ہم عذاب کے فرشتے بلالیں گے۔ پھر دیکھیں گے کہ کون غالب آتا ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ ابوجہل بولا، اگر میں محمد ﷺ کو کعبے کے پاس نماز پڑھتا ہوا دیکھ لوں تو اس کی گردن کچل دوں گا۔ آپ کو خبر ملی تو فرمایا، اگر یہ ایسا کرے گا تو فرشتے اسے پکڑ لیں گے۔ (بتن) ابن عباسؓ کہتے ہیں ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ ادھر سے ابوجہل بڑبڑاتا ہوا گزرتا ہے کہ کیا میں نے تجھے یہاں نماز پڑھنے سے روکا نہیں؟ اور گستاخی سے پیش آتا ہے۔ آپ بھی تیزی سے جواب دیتے ہیں تو کہتا ہے، محمد ﷺ! کس برتے پر مجھ پر بھبکتے ہو؟ کیا خبر نہیں کہ اس شہر میں میرے ماننے والے پھیلے ہوئے ہیں۔ اس پر یہ آیتیں اتریں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر یہ اپنے آدمیوں کو بلا لیتا تو اسے فوراً عذاب کے فرشتے پکڑ لیتے۔ (تن)

نبی ﷺ کو دلاسا: (۱۹) اے سید الانبیاء! آپ اس کم بخت کی باتوں کا اثر نہ لیں۔ یہ آپ کو اللہ کے گھر میں نماز سے روکتا ہے۔ آپ اللہ کی نزدیکی حاصل کرنے کے لیے کثرت سے نماز پڑھتے رہیں۔ رحمت عالم ﷺ سورۂ انشقاق اور سورۂ اقرا میں سجدہ کیا کرتے تھے۔ (م)

الحمدللہ سورۂ علق کی تفسیر تمام ہوئی۔

سورۂ قدر

بترتیب مصحف یہ ۹۷ ویں اور بترتیب نزول ۲۵ ویں سورہ ہے اور مکی ہے۔ اس میں ۵ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۖ ۚ ﴿۱﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ؕ ﴿۲﴾ لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ؕ ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۛ ۙ ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۛ هِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ﴿۵﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

یقیناً ہم نے قرآن شب قدر میں اتارا۔ معلوم ہے شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینے کی راتوں سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے ہر کام سرانجام دینے کو اترتے ہیں۔ یہ رات سلامتی والی ہے اور صبح صادق ہونے تک رہتی ہے۔

شب قدر: (۱) شب قدر کو شب مبارک بھی کہتے ہیں۔ فرمایا، اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ (دخان ۴۴:۳) ہم نے قرآن برکت والی رات میں اتارا۔ شب قدر (مرتبے والی رات) رمضان میں آتی ہے۔ فرمایا، شَهۡرُ رَمَضَانَ (بقرہ ۲:۱۸۵) ماہ رمضان جس میں اللہ نے قرآن اتارا۔ اور قرآن شب قدر میں اترا۔ ابن عباسؓ وغیرہ۔ قرآن لوح محفوظ سے ایک ہی دفعہ پہلے آسمان پر اترا اور بیت العزت میں رکھا گیا۔ پھر حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا ۲۳ سال میں رحمت عالم ﷺ پر اترا۔ چونکہ شب قدر جلیل القدر وعظیم رات ہے۔ اس کی عظمت وقدر کا اس سے اندازہ لگاؤ کہ اس میں قرآن جو سراسر ہدایت ورحمت ہے، اترا۔ اس لیے اللہ نے فرمایا۔ (۲) کہ اے نبی ﷺ! آپ کو شب قدر کی عظمت وفضیلت کی خبر نہیں۔ (۳) اس رات کی عبادت ثواب میں ہزار مہینوں کی عبادت سے بھی بہتر ہے۔

رمضان کی فضیلت: ایک دفعہ رمضان کی آمد پر رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، تمہارے پاس ماہ رمضان آ گیا ہے۔ یہ برکت والا مہینہ ہے۔ اللہ نے تم پر اس کے روزے فرض کیے ہیں۔ اس میں جنت کے دروازے کھولے اور جہنم کے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان باندھ کر ڈال دیئے جاتے ہیں۔ اس میں ایک رات ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ جو اس سے محروم رہا، وہ ہر خیر وبرکت سے محروم رہا۔ (الف۔ن) ایک حدیث میں ہے جس نے ثواب پر یقین کر کے ثواب کی نیت سے شب قدر میں عبادت کی، اس کے تمام اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (ق)

نزول ملائک باعث خیر وبرکات ہے: (۴) یعنی اس مبارک رات میں کثرت سے فرشتے اترتے ہیں کیونکہ یہ بڑی برکت والی رات ہے اور فرشتے برکتوں اور رحمتوں کے موقعوں ہی پر اترتے ہیں۔ مثلاً تلاوت قرآن کے موقعہ پر اترتے ہیں، ذکر کی مجلسوں کو گھیر لیتے ہیں اور طلبہ کی عظمت کے لیے ان کے قدموں کے نیچے پر بچھا دیتے ہیں۔

روح کا بیان: روح یعنی حضرت جبرئیل (خاص کا عطف عام پر ہے۔)

فرشتے رات بھر سلامتی کی دعائیں مانگتے ہیں: (۵) یعنی فرشتے صبح تک سجدہ گزاروں کے لیے سلامتی کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ علیؓ کہتے ہیں فرشتے اترتے ہیں۔ نمازیوں کے پاس سے گزرتے ہیں اور ان کے لیے برکتوں کی دعائیں مانگتے ہیں۔

(فضائل الاوقات)

شب قدر کی تعیین: حدیث میں ہے شب قدر رمضان کی ستائیسویں یا انتیسویں شب ہے۔ اس رات فرشتے سنگ ریزوں سے بھی زیادہ زمین پر ہوتے ہیں۔ (د۔ طیالسی)

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، شب قدر اخیر عشرے میں ہے۔ جس نے ان دس راتوں کی ثواب کی نیت سے عبادت کی، اللہ اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرمادے گا۔ (الف) شب قدر طاق رات ہے۔ یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۲۹ ویں رات ہے۔

ابوسعید خدری کی والی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا اور ہم نے بھی۔ پھر آپ سے حضرت جبرئیل نے کہا کہ جو رات آپ ڈھونڈ رہے ہیں، وہ آپ کے آگے ہے۔ پھر آپ نے درمیانی عشرے کا اعتکاف کیا اور ہم نے بھی۔ پھر جبرئیل نے وہی الفاظ دہرائے۔ پھر آپ نے بیسویں کی صبح کے خطبے میں فرمایا، جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا، وہ لوٹ سکتا ہے۔ میں نے شب قدر دیکھی تھی تعیین بھلا دیا گیا۔ اسے اخیر عشرے کی طاق راتوں میں ڈھونڈو۔ میں نے دیکھا، گویا میں کیچڑ اور پانی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ مسجد نبوی کی چھت کھجور کے پتوں کی تھی۔ آسمان پر کوئی بادل نہ تھا۔ اتنے میں بادل آکر برسنے لگا۔ صبح کو آپ نے نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد میں نے آپ کی پیشانی پر کیچڑ اور پانی کے نشان دیکھے۔ آپ کے خواب کی تعبیر ظاہر ہوگئی۔ (ایک لفظ میں ہے اکیسویں کی صبح ہے) (ق)

شب قدر کی نشانی: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، شب قدر کی نشانی یہ ہے کہ یہ بالکل صاف شفاف و پرسکون اور روشن ہوتی ہے۔ گویا چاندنی چھپی ہوئی ہے۔ نہ زیادہ جاڑا ہوتا ہے اور نہ زیادہ گرمی۔ اس رات میں صبح تک کوئی تارا نہیں ٹوٹتا۔ اس کی صبح کا سورج مغلوب ہوتا ہے۔ اس کی کرنیں تیز نہیں ہوتیں جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے۔ اس روز سورج کے ساتھ شیطان کو نکلنا حلال نہیں۔ (اس کی سند تو حسن ہے مگر متن میں غرابت۔ بلکہ بعض الفاظ میں نکارت بھی ہے۔) ایک حدیث میں ہے، شب قدر نہایت سکون والی اور برائی سے خالی ہوتی ہے۔ نہ زیادہ گرم ہوتی ہے اور نہ زیادہ ٹھنڈی۔ اس کی صبح کا سورج کمزور و سرخ نکلتا ہے۔ (د۔ طیالسی)

(۲) میں نے خواب میں شب قدر دیکھی۔ پھر میں اسے بھول گیا۔ یہ پچھلی دس راتوں میں ہے۔ یہ رات رکاوٹوں سے پاک و پروقار ہے۔ نہ زیادہ گرم ہوتی ہے اور نہ زیادہ ٹھنڈی۔ گویا چاند نکلا ہوا ہے۔ اس میں شیطان نہیں نکلتا جب تک صبح صادق نہ ہو جائے۔

شب قدر کی دعا: یہ مستحب ہے کہ تمام دنوں میں دعاؤں کی کثرت رکھی جائے۔ تمام رمضان میں اور خصوصاً اخیر عشرے میں اور خاص طور سے پچھلے عشرے کی طاق راتوں میں کثرت سے یہ دعا پڑھنی مستحب ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ اے اللہ! تو بڑا ہی معاف کرنے والا ہے۔ معافی کو پسند کرتا ہے۔ میرے گناہ بھی معاف فرما۔ (تماج) صدیقہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، اگر مجھے شب قدر مل جائے تو کیا پڑھوں؟ آپ نے یہی دعا بتائی۔

الحمد للہ سورۂ قدر کی تفسیر تمام ہوئی۔

سورۂ بینہ

بترتیب مصحف یہ ۹۸، ں اور بترتیب نزول ۱۰۰ ویں اور مدنی سورہ ہے۔ اس میں ۸ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

ابیؓ کو خاص طور سے سورۂ بینہ سنائی گئی: مالکؓ بن عمرو کہتے ہیں جب یہ سورت اتری تو حضرت جبرئیل نے فرمایا، اے اللہ کے نبی ﷺ! رب کا حکم ہے کہ آپ اسے ابی کو پڑھ کر سنائیں۔ آپ نے اس حکم کی ابیؓ کو خبر دی۔ بولے، یا رسول اللہ ﷺ! کیا میرا وہاں ذکر ہوا تھا؟ فرمایا، ہاں۔ یہ سن کر ابیؓ رو پڑے۔ (قتان) ابیؓ کہتے ہیں: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے یہ حکم ملا ہے کہ تمہیں فلاں فلاں سورت سناؤں۔ میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میرا وہاں ذکر آیا تھا۔ فرمایا، ہاں۔ عبدالرحمٰن بن ابزیٰ بولے، ابوالمنذرؓ (ابیؓ) آپ تو یہ سن کر خوش ہوئے ہوں گے؟ بولے، خوش کیوں نہ ہوتا۔ اللہ کا ارشاد ہے، قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ (یونس ۱۰: ۵۸) آپ فرمادیں، مسلمان اللہ کے فضل وکرم سے خوش ہو جائیں۔ وہ جمع کیے جانے والے مال سے بہتر ہے۔ (الف)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۱ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝۲ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝۳ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۴ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝۵

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان وشفیق ہے۔

اہل کتاب کے کافر اور مشرک رکنے والے نہ تھے جب تک ان کے پاس کوئی ظاہر دلیل نہ آجاتی۔ یعنی اللہ کا رسول جو انہیں پاکیزہ صحیفے پڑھ کر سناتا ہے۔ جن میں ٹھیک ٹھیک احکام ہیں۔ اہل کتاب اپنے پاس ظاہر دلیل آجانے کے بعد ہی اختلاف میں پڑے۔ انہیں یہی حکم تھا کہ اللہ ہی کی عبادت کریں۔ اور دین کو اسی کے لیے یک طرفہ ہو کر خالص رکھیں۔ نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں۔ یہی درست و مستحکم دین ہے۔

بینہ کی تفسیر: (۱) اہل کتاب سے یہود وعیسائی اور مشرکوں سے بت پرست (عجمی ہوں یا عربی) مراد ہیں۔ یعنی یہ شرک سے باز آنے والے نہ تھے۔ جب تک ان کے سامنے کوئی روشن دلیل نہ آجاتی۔ بینہ سے مراد قرآن ہے۔

عظمت قرآن: (۲) یہ روشن دلیل کی تفسیر ہے کہ وہ رحمت عالم ﷺ اور قرآن ہے جسے آپ پڑھ کر سناتے ہیں۔ جو اعلیٰ فرشتوں کے پاس پاکیزہ ورقوں میں لکھا ہوا ہے۔ فرمایا، فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ (عبس ۸۰: ۱۳ تا ۱۶) قرآن عزت والے ورقوں میں ہے جو بلند و پاکیزہ ہیں اور بزرگ و نیک لکھنے والے فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ پھر فرمایا، ان پاکیزہ صحیفوں میں حق تعالیٰ

کے عدل وحکمت والے احکام ہیں۔ جن میں غلطی کا احتمال نہیں کیونکہ اللہ کے احکام ہیں۔

اختلاف کی مذمت: (۴) فرمایا، وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا (آل عمران ۳: ۱۰۵) تم ان کی طرح مت ہو جانا جو گروہ گروہ ہو گئے اور اپنے پاس ظاہر دلیلوں کے آ جانے کے بعد اختلاف میں پڑ گئے۔ اس سے اہل کتاب مراد ہیں۔ جب ان کے پاس اللہ کی حجتیں اور روشن دلیلیں آ گئیں تو وسیع اختلافات کا شکار ہو گئے اور آسمانی کتابوں میں جو احکام اتارے گئے تھے، ان میں مختلف ہو گئے۔

جنتی فرقے کی پہچان: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، یہودی ۷۱ اور عیسائی ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے۔ اور میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں بجز ایک فرقے کے سب جہنمی ہیں۔ صحابہ نے پوچھا، جنتی کون سا فرقہ ہے؟ فرمایا، جو میری اور میرے صحابہ کی راہ پر ہو۔

تمام لوگوں کو خلوص، توحید، نماز اور زکوٰۃ کی تعلیم دی گئی: (۵) یعنی تمام لوگوں کو خالص اللہ کی عبادت کرنے کا اور شرک سے بچنے کا حکم ہے۔ فرمایا، وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ (انبیاء ۲۱: ۲۵) ہم نے جو رسول بھیجا، اس کے پاس یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ سو میری ہی عبادت کرو۔ (۲) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ (نحل ۱۶: ۳۶) ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور بت پرستی سے بچتے رہو۔ پھر فرمایا، نماز قائم رکھیں۔ یہ بدنی عبادتوں میں چوٹی کی عبادت ہے۔ جو اس کا پابند ہو گا، وہ ہر طرح کی بدنی عبادتوں میں سرگرم عمل رہے گا۔ زکوٰۃ مالی عبادتوں میں اعلیٰ درجے کی ہے جس سے اللہ کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک ہوتا ہے۔ پھر فرمایا، یہی درست و مستحکم دین ہے۔ یعنی مستقیم ومعتدل، عدل پر مبنی اور صحیح ومضبوط دین یہی ہے۔

محدثین نے اس سے یہ دلیل لی ہے کہ عمل ایمان میں داخل ہیں کیونکہ اس آیت میں خلوص، توحید، نماز اور زکوٰۃ کو دین (ایمان) فرمایا گیا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝۶ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝۷ۭ جَزَاۗؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝۸ۧ

یقیناً اہل کتاب کے کافر اور مشرک جہنم کی آگ میں ہوں گے جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بدترین مخلوق ہے۔ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، وہ بہترین مخلوق ہیں۔ ان کی جزا ان کے رب کے پاس ہمیشگی والے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے خوش اور یہ اللہ سے خوش ہوں گے۔ یہ ہے اپنے رب سے ڈرنے والوں کے لیے۔

مشرک بدترین مخلوق ہیں اور ان کا بدانجام: (۶) اہل کتاب کے کافروں کے اور مشرکوں کے جو الہامی کتابوں اور انبیاء کے مخالف ہیں، ہولناک انجام کا بیان ہے کہ یہ قیامت کو جہنم میں ہوں گے جہاں ہمیش ہمیش رہیں گے۔ نہ وہاں سے منتقل ہوں گے

اور نہ ہٹیں گے۔مخلوقات میں یہی بدترین وذلیل ہیں۔

مخلص بہترین مخلوق ہیں اور ان کا حسن انجام: (۷) مخلصوں کا بیان ہے جو سچے دل سے ایمان لاکر سرگرم عمل رہے کہ ان کا انجام خیر و برکت والا ہے اور یہ دنیا میں بہترین وقابل رشک ہیں۔ اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ مومن فرشتوں سے افضل ہیں کیونکہ بریہ میں فرشتے بھی داخل ہیں۔ (۸) یعنی قیامت کے دن انہیں نیک عملوں کا بہترین صلہ ملنے والا ہے اور یہ ہمیشگی والے سدابہار گلزار میں رہیں گے جن میں خوب صورتی کے ساتھ نہریں جاری ہیں۔ وہاں آب رواں کا سماں جو زیب جناں ہے، قابل دید اور لائق گفت وشنید ہے۔ وہاں یہ ابد والے عیش میں موج اڑائیں گے۔ نہ وہاں سے جدا ہوں گے، نہ وہ بہاریں ختم ہوں گی اور نہ وہ عیش ان سے چھینے جائیں گے۔ اللہ ان سے خوش ہوگا اور وہ اللہ سے۔ اللہ کی رضا کا مقام جنت کی بہاروں سے بھی زیادہ دل خوش کن اور حوصلہ افزا ہوگا۔ بھلا یہ کیوں اللہ سے خوش نہ ہوں۔ اس کے ہمہ گیر فضل کی ان پر بارش ہے۔ جھوم جھوم کر ابر بہاری آتا ہے اور گھر گھر کر رحمت کی بارشیں ہوتی رہتی ہیں۔ پھر فرمایا، یہ ثواب، یہ نعمتیں اور یہ بہاریں انہیں نصیب ہوں گی جن کے دلوں میں اللہ کا خوف تھا۔ اور دنیا میں اس طرح عبادت کیا کرتے تھے جیسے وہ اللہ کو دیکھ رہے ہیں یا کم از کم اللہ انہیں دیکھ رہا ہے۔ ایک حدیث میں ہے، کیا میں تمہیں بہترین مخلوق نہ بتاؤں؟ صحابہ بولے، ضرور بتایئے۔ فرمایا، یہ وہ ہے جس نے اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑ لی ہے کہ جہاد کا اعلان ہوتے ہی کود کر اس پر سوار ہو جائے۔ کیا میں تمہیں بہترین مخلوق نہ بتاؤں؟ بولے، ضرور بتایئے۔ فرمایا، جو اپنی بکریوں کے ریوڑ میں ہے۔ وقت پر نماز پڑھتا ہے اور مال کی زکوٰۃ نکالتا ہے۔ کیا میں تمہیں بدترین مخلوق نہ بتاؤں؟ بولے، ضرور بتایئے۔ فرمایا، یہ وہ ہے جس سے اللہ کے نام پر سوال کیا جائے اور کچھ نہ دے۔ (الف)

الحمدللہ سورہ بینہ کی تفسیر تمام ہوئی۔

سورۂ زلزال

بترتیب مصحف یہ ۹۹ ویں اور بترتیب نزول ۹۳ ویں اور مدنی سورہ ہے اور اس میں ۸ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

زلزال کی فضیلت: کسی نے رحمت عالم ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے کچھ پڑھایئے۔ فرمایا، "الرا" والی تین سورتیں یاد کرو۔ بولا، بوڑھا ہو گیا ہوں۔ حافظہ ٹھیک نہیں اور زبان موٹی ہے۔ فرمایا، حم والی سورتیں یاد کرلو۔ پھر اس نے حسب سابق جواب دیا۔ فرمایا، تسبیح والی تین سورتیں یاد کرلو۔ پھر اس نے حسب سابق جواب دیا اور کہا، کوئی جامع سورت سکھا دیجئے۔ آپ نے اسے سورۂ زلزال سکھا دی۔ یاد کرنے کے بعد بولا، اس کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے، میں اس پر زیادتی نہیں کروں گا۔ پھر جب جانے کے لیے پیٹھ موڑی تو آپ نے فرمایا، یہ کامیاب ہو گیا۔ یہ کامیاب ہو گیا۔ اسے لوٹا کر میرے پاس لاؤ۔ وہ واپس آیا تو فرمایا، مجھے بقرعید منانے کا حکم ہے۔ اللہ نے یہ دن مسلمانوں کی عید کا دن مقرر فرمایا ہے۔ بولا، اگر میرے پاس قربانی کے لیے جانور نہ ہو مگر دودھ والی بکری ہو جو کسی نے مجھے دودھ پینے کے لیے دے رکھی ہو تو کیا میں اس کی قربانی کر سکتا ہوں؟ فرمایا نہیں۔ تم اس دن اپنے بال، ناخن اور مونچھیں کٹوالو اور زیر ناف کے بال مونڈ لو، یہی اللہ کے نزدیک تمہاری قربانی ہو جائے گی۔ (تند)

(۲) زلزال پڑھنے والے کو آدھے قرآن کا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ﴿۱﴾ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ﴿۲﴾
وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ﴿۳﴾ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۙ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ
اَوْحٰى لَهَا ؕ﴿۵﴾ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ؕ﴿۶﴾
فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ؕ﴿۷﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
شَرًّا يَّرَهٗ ع ﴿۸﴾

ع ۲۴

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

جب زمین خوب ہلادی جائے گی اور وہ اپنے بوجھ نکال باہر کرے گی اور انسان کہے گا کہ زمین کو کیا ہوگیا؟ اس دن زمین اپنی ساری خبریں ظاہر کردے گی کیونکہ اس کے رب نے اسے حکم دیا ہے۔ جس دن لوگ پراگندہ ہوکر واپس لوٹیں گے تاکہ انہیں ان کے عمل دکھادیئے جائیں۔ پھر جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی، وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر بدی کی ہوگی، وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔

قیامت کے قریب خوف ناک زلزلے: (۱) زمین میں اندر سے حرکت شروع ہوگی اور خوف ناک بھونچال آجائیں گے۔ فرمایا، یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا (حج ۲۲:۱) لوگو! اپنے رب سے ڈر جاؤ۔ یاد رکھو، قیامت کا بھونچال بڑا بھاری ہے۔ (۲) یعنی مردے نکال کر باہر کرے گی۔ (۲) وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ (انشقاق ۸۴:۳،۴) اور جب زمین کھینچ کر پھیلا دی جائے گی اور جو کچھ اس میں ہے، اسے پھینک کر خالی ہوجائے گی۔

زمین زر وسیم کے ستون اگل دے گی: حدیث میں ہے، زمین سونے چاندی کے ستون یعنی اپنے جگر کے ٹکڑے اگل دے گی۔ قاتل کہے گا، میں نے اسی کے لیے مقتول کی جان لی تھی۔ قطع رحمی کرنے والا کہے گا، میں نے اسی کے لیے قطع رحمی کی تھی اور چور کہے گا، میرا اسی کی وجہ سے ہاتھ کٹا تھا۔ پھر سب اسے چھوڑ دیں گے اور اس میں سے کوئی بھی کچھ نہ لے گا۔

زمین کا انقلاب انسان کو حیرت میں ڈال دے گا: (۳) انسان کو تعجب ہوگا کہ زمین کو کیا ہوگیا ہے؟ ٹھہری ہوئی تھی۔ کہیں سے بھی نہ ہلتی تھی۔ ہم اس پر آرام سے چلتے پھرتے تھے۔ اب تو یہ پارے کی طرح ہل رہی ہے اور اس پر بھونچال ہی بھونچال ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ختم ہوجائے گی اور جب وہ یہ دیکھے گا کہ زمین نے اپنا سارا خزانہ اگل دیا ہے تو اور بھی ششدر ہوکر رہ جائے گا۔ اور یہ نیا انقلاب دیکھ کر سخت پریشان ہوگا۔ آخر کار یہ زمین وآسمان فنا ہوجائیں گے اور ان کی جگہ نئی زمین اور نیا آسمان آجائے گا۔ اور سب اپنے سچے معبود واحد وقہار کی عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہوں گے۔

زمین اعمال کی شہادت دے گی: (۴) اس دن زمین ہر شخص کا ہر عمل بتادے گی۔ خلوت وجلوت کی تمام باتیں کھول دے گی۔ اور چھپی کھلی تمام بے حیائیوں سے پردہ اٹھا دے گی۔ رحمت عالم ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا، جانتے ہو، زمین کیا خبر دے گی؟

صحابہ بولے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ خوب جانتے ہیں۔ فرمایا، ہر مرد وعورت کے عمل بتا دے گی کہ اس پر فلاں نے فلاں دن فلاں وقت فلاں عمل کیا تھا۔ (تن) (۲) زمین سے احتیاط برتو۔ یہ تمہاری ماں کے قائم مقام ہے۔ تمہارے ہر برے بھلے عمل کی قیامت کے دن خبر دے دی گی۔ (طبرانی) (۵) یعنی اس سے اس کے رب نے لوگوں کے عمل پوچھے تھے اور اسے بولنے کی اجازت دی تھی۔ اس لیے اس نے سارے واقعات کھول کر رکھ دیئے۔

میدان حساب سے قسم قسم کے لوگوں کی واپسی: (۶) یعنی حساب کے میدان سے قسم قسم کے لوگ واپس ہوں گے۔ کوئی بدنصیب ہوگا اور کوئی خوش نصیب۔ کسی کو جہنم میں جانے کا حکم ملا ہوگا اور کسی کو جنت میں جانے کا۔ (یا) یہاں سے الگ ہو کر پھر کبھی ان کی ملاقات نہ ہوگی۔ اَشْتَاتًا یعنی گروہ گروہ تاکہ اپنے اپنے عمل پہچان جائیں اور جزا یا سزا پالیں۔

چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی بلا جزا کے نہ چھوڑا جائے گا: (۷، ۸) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، گھوڑے تین وجہ سے پالے جاتے ہیں۔ ان کا پالنا ثواب بھی ہے۔ وہ پردہ بھی ہیں۔ اور ان کا پالنا عذاب بھی ہے۔ جو باعث ثواب ہیں، وہ وہ ہیں جو اللہ کی راہ میں پالے گئے ہوں۔ جن کی مالک نے کسی چراگاہ یا باغ میں رسی ڈھیلی کر دی ہو۔ پھر وہ اس لمبی رسی میں اس چراگاہ یا باغ میں سے جو تنکے کھائیں گے، وہ مالک کے لیے نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور اگر رسی توڑ کر ادھر ادھر چڑھ جائیں گے تو ان کے ایک ایک قدم پر اور لید پر نیکیاں ملیں گی اور اگر وہ کسی نہر پر جا کر خود بخود پانی پی لیں گے جب کہ مالک نے پانی پلانے کا ارادہ بھی نہ کیا ہوگا تو بھی نیکیاں لکھی جائیں گی۔ ایسے گھوڑے انسان کے لیے باعث ثواب ہوتے ہیں۔ اگر کسی نے سوال سے بچنے اور اپنی ضرورت رفع کرنے کے لیے گھوڑا پالا اور اس کی گردن وپیٹھ میں اللہ کا حق بھی نہیں بھولا۔ ایسا گھوڑا مالک کے لیے پردہ ہے۔ اور اگر کسی نے فخر و ریا کے لیے اور مسلمانوں سے دشمنی کے لیے گھوڑا پالا۔ ایسا گھوڑا اس کے لیے وبال ہے۔ پھر آپ سے گدھوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا، اللہ نے ان کے بارے میں یہ جامع آیت فَمَنْ يَّعْمَلْ الخ اتاری ہے۔ (ق) (۲) صعصعہ ؓ بن معاویہ کہتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے مجھے یہ آیت سنائی میں بولا، مجھے یہی کافی ہے۔ اگر اور آیتیں نہ بھی سنوں تو یہی بہت ہے۔ (نا)

معمولی نیکی اور چھوٹا گناہ حقیر نہ سمجھا جائے: (۳) آگ سے بچو اگرچہ کھجور کی ایک پھانک ہی خیرات کر دیا کوئی اچھی بات ہی بتا دو۔ (ب) (۴) کوئی نیکی حقیر نہ سمجھو اگرچہ اپنے ڈول سے کسی پیاسے کے برتن میں ذرا سا پانی ہی انڈیل دو یا اپنے بھائی سے خندہ پیشانی ہی سے ملو۔ (۵) اے ایمان والی عورتو! کوئی ہمسائی اپنے ہمسائی کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ وہ اسے بکری کا ایک کھر ہی دے۔ (۶) سائل کو کچھ نہ کچھ دے کر لوٹاؤ اگرچہ جلا ہوا کھر ہی کیوں نہ ہو۔ (۷) عائشہؓ فرماتی ہیں آگ سے بچو کو کھجور کی ایک پھانک ہی خیرات کرو۔ یہ پیٹ بھرنے کے لیے تو کچھ نہیں مگر بھوکے کے لیے بہت کچھ ہے۔ (الف)

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، معمولی گناہوں سے بھی بچتے رہو۔ کیونکہ یہ بھی جمع ہو کر انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ آپ نے مثال دے کر فرمایا، جیسے کوئی جماعت کسی میدان میں ٹھہر جائے اور کام کے وقت ہر ایک ایک ایک، دو دو لکڑیاں اٹھا کر لائے اور سب انہیں ایک جگہ جمع کر دیں تو لکڑیوں کا ڈھیر ہو جائے گا جن سے وہ آگ جلا کر جو چاہیں، پکا سکتے ہیں۔ اسی طرح چھوٹے چھوٹے گناہ جمع ہو کر آگ بن جاتے ہیں اور انسان کو جلا سکتے ہیں۔ (الف)

الحمد للہ سورۂ زلزال کی تفسیر مکمل ہوئی۔

سورۂ عادیات

بترتیب مصحف یہ ۱۰۰ ویں اور بترتیب نزول ۱۴ ویں اور مکی سورہ ہے۔ اس میں ۱۱ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ﴿۱﴾ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ﴿۲﴾ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۙ﴿۳﴾ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ﴿۴﴾ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ﴿۶﴾ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ﴿۷﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۭ﴿۸﴾ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۙ﴿۹﴾ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

ہانپ کر دوڑنے والوں کی، پھر ٹاپ مار کر آگ نکالنے والوں کی، پھر صبح صبح حملہ کرنے والوں کی، پھر حملہ کے وقت غبار اڑانے والے اور فوج میں گھس جانے والے گھوڑوں کی قسم! یقیناً انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔ اور وہ اس پر خود بھی گواہ ہے اور اسے مال کی انتہائی محبت ہے۔ کیا اسے وہ وقت معلوم نہیں جب قبروں سے مردے اکھاڑ دیئے جائیں گے اور دلوں کے راز کھولے جائیں گے۔ یقیناً ان کا رب ان کے حال سے اس دن پوری طرح سے خبردار ہوگا۔

---

(۱) اللہ مجاہد کے ہانپ کر دوڑتے ہوئے اور ہنہناتے ہوئے گھوڑوں کی قسم کھا رہا ہے۔ (۲) جب ان کے نعل پتھروں پر پڑتے ہیں تو ان سے چنگاریاں نکلتی ہیں۔

مجاہد علی الصباح حملہ کریں: (۳) یعنی صبح صبح دشمنوں پر دھاوا بولتے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ دشمنوں پر صبح صبح حملہ کیا کرتے تھے۔ اگر اذان سنتے تو حملہ سے رک جاتے ورنہ حملہ کرتے۔ (۴) میدان کارزار میں جب گھوڑے دوڑتے ہیں تو گرد اڑتی ہے۔ (۵) یعنی دشمنوں میں گھس کر مار کاٹ کرنے والے گھوڑوں کی قسم۔ غرضیکہ مجاہدوں کے گھوڑوں کی قسم کھا کر اللہ نے یقین دلایا کہ انسان بڑا ناقدرا، بے حد ناشکرا اور انتہائی احسان فراموش ہے۔

انسان بڑا ہی ناشکرا ہے: (۶) (یہ جواب قسم ہے کہ) انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔ رب کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتا۔ ابوامامہؓ کہتے ہیں ناشکرا آپ ہی کھاتا ہے۔ غلام کو مارتا ہے اور کسی کو دیتا نہیں۔ (۷) یعنی اس کی ناشکری پر گواہ ہے۔ یا خود انسان اپنی ناشکری کا اقراری ہے۔ اور ناشکری اس کے اقوال وافعال سے ٹپکتی ہے۔ فرمایا، مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ (توبہ ۹: ۱۷) مشرک اللہ کی مسجدیں

آباد نہیں کرتے۔ یہ خود اپنے کفر پر گواہ ہیں۔

انسان مال پر مرتا ہے: (۸) یعنی انسان کو مال سے بڑا پیار ہوتا ہے تبھی تو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہوا آ سکتا ہے۔

مال سے اللہ کی رضا ڈھونڈو: (۹) اللہ نے مال کی نفرت اور آخرت کی رغبت دلانے کے لیے مرنے کے بعد آنے والی وحشت اور قیامت کی دہشت یاد دلا کر فرمایا: کیا انسان کو معلوم نہیں کہ ایسا نازک و پر آشوب وقت آ رہا ہے کہ مردے قبروں سے اٹھائے جائیں گے اور انسان کفن پھاڑ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ (۱۰) اس وقت دلوں کے راز کھول دیئے جائیں گے اور چھپائی جانے والی باتیں منظر عام پر آ جائیں گی۔ (۱۱) اس روز رب العالمین لوگوں کے ایک ایک عمل سے واقف ہو گا۔ ان کا پورا پورا بدلہ دے گا اور کسی پر ذرا سا بھی ظلم نہ ہو گا۔

الحمدللہ سورۂ عادیات کی تفسیر مکمل ہوئی۔

سورۂ قارعہ

بترتیب مصحف یہ ۱۰۱ ویں اور بترتیب نزول ۳۰ ویں اور مکی سورہ ہے۔ اس میں ۱۱ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْقَارِعَةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الْقَارِعَةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ؕ﴿۳﴾ يَوْمَ يَكُوْنُ
النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ﴿۴﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ؕ﴿۵﴾
فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۶﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا
مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ﴿۹﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ؕ﴿۱۰﴾ نَارٌ
حَامِيَةٌ ۧ﴿۱۱﴾ ع ۱۱ / ۲۶

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان و شفیق ہے۔

کھڑ کھڑانے والی! کیا ہے کھڑ کھڑانے والی؟ معلوم ہے کیا ہے کھڑ کھڑانے والی؟ جس دن لوگ پراگندہ پتنگوں کی طرح ہو جائیں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگین اون کی طرح دکھائی دیں گے۔ پھر جس کے عمل جھک جائیں گے، وہ خاطر خواہ عیش میں ہو گا اور جس کے عمل اٹھ جائیں گے، اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے۔ معلوم ہے، ہاویہ کیا ہے؟ وہ تیز آگ ہے۔

قارعہ کی تفسیر: قارعہ بھی حاقہ، طامہ، صاخہ اور غاشیہ وغیرہ کی طرح قیامت کا نام ہے۔ (۲،۳) قیامت کی اہمیت اور اس کے ہول بیان کرنے کے لیے فرمایا کہ قارعہ کیا ہے؟ جانتے ہو قارعہ کیا ہے؟ (۴) قارعہ وہ پریشان کن دن ہے جس دن لوگ میدان حشر میں رواں دواں اور سرگرداں پروانوں کی طرح پھیل پڑیں گے۔ فرمایا، كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ (قمر ۵۴: ۷) گویا وہ پراگندہ ٹڈیاں ہیں۔

پہاڑ روئی کے ذروں کی طرح اڑیں گے: (۵) جیسے دھنتے وقت روئی کے ذرات ہوا میں اڑتے نظر آتے ہیں۔ اسی طرح پہاڑ پھٹ کر چور چور ہو کر فضا میں اڑتے پھریں گے۔

نیکوں کا حسن انجام: (۶، ۷) عبادت گزاروں اور نیکوں کے نیک انجام کا بیان ہے کہ اس روز ان کی کیسی کیسی آؤ بھگت ہوگی۔ ان کے عملوں کا وزن بھاری ہوگا۔ نیکیاں برائیوں پر غالب آ جائیں گی اور ان کا پلہ جھک جائے گا۔ یہ خوش نصیب دل پسند اور عیش و آرام والی زندگی سے لطف اندوز ہوں گے اور سدا بہار جنتوں کی بہاروں میں مگن ہوں گے۔

بروں کا برا انجام: (۸) اس دن بدبختوں کی بڑی بری گت بنے گی۔ بڑی مٹی پلید ہوگی۔ بڑی ذلت و رسوائی اور ندامت و شرمندگی ہوگی۔ ان کی برائیاں، نیکیوں پر غالب آ جائیں گی اور برائیوں کا پلہ جھک جائے گا۔ یہ بدنصیب سر کے بل جہنم کی آگ میں گرا دیے جائیں گے۔

ہاویہ بروں کی ماں ہے: ہاویہ بھی جہنم کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اسے ام اس لیے کہا گیا کہ اس روز ان کا ٹھکانہ اسی کی گود میں ہوگا۔

ہاویہ کی حقیقت: (۱۰) یعنی ہاویہ خوفناک شعلے مارتی ہوئی آگ ہے جو جلا کر بھسم کر دے گی۔ اشعث بن عبداللہ کہتے ہیں مرنے کے بعد مومن کی روح مومنوں کی روحوں کے پاس لے جائی جاتی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں، اپنے بھائی کو تسکین دو اور اس کی دلجوئی کرو۔ کیونکہ یہ دنیوی پریشانیوں میں پھنسا ہوا تھا۔ ارواح کہتی ہیں فلاں کا کیا حال ہے؟ آنے والی روح کہتی ہیں وہ تو کبھی کا مر چکا ہے۔ کیا تمہارے پاس نہیں آیا؟ ارواح کہتی ہیں (سمجھ کر) اس کا ذکر چھوڑو۔ وہ اپنی ماں ہاویہ کی طرف گیا معلوم ہوتا ہے اے اللہ! ہمیں جہنم سے بچا اور فردوس کی بہاریں نصیب فرما۔

جہنم کی آگ دنیوی آگ سے ستر گنا تیز ہے: (۱۱) یعنی سخت گرم آگ ہے جس کے شعلے انتہائی تیز ہیں۔ حدیث میں ہے، دنیا کی آگ جسے تم استعمال کرتے ہو، جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ صحابہ بولے، اے اللہ کے رسول ﷺ! جلانے کو تو یہی کافی تھی۔ فرمایا، جہنم کی آگ اس سے ۶۹ حصے زیادہ تیز ہے۔ (ق) (۲) ہر حصے کی گرمی تمہاری آگ جیسی ہے۔ (الف)

جہنم کی آگ کے اوصاف: (۳) تمہاری آگ جہنم کی آگ کے ستر اجزا میں سے ایک جز ہے۔ اور یہ بھی دو دفعہ پانی میں بجھائی گئی، تب استعمال کے قابل ہوئی ورنہ کوئی اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ (م) (۴) جانتے ہو تمہاری آگ کی جہنم کی آگ کے مقابلے میں کیا حقیقت ہے؟ جہنم کی آگ تمہاری آگ کے دھوئیں سے ستر گنا زیادہ سیاہ ہے۔ (موطا)

الحمد للہ سورہ قارعہ کی تفسیر مکمل ہوئی۔

سورۂ تکاثر

بترتیب مصحف یہ ۱۰۲ ویں اور بترتیب نزول ۱۶ ویں اور مکی سورہ ہے۔ اس میں ۸ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿۲﴾ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝٤ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ۝٥ لَتَرَوُنَّ
الْجَحِيمَ ۝٦ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ۝٧ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ
النَّعِيمِ ۝٨

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

حرص نے تمہیں غافل کر دیا حتیٰ کہ قبروں میں جا اترے۔نہیں نہیں۔ابھی معلوم ہوا جاتا ہے۔ پھر (ہم کہتے ہیں) ابھی معلوم ہوا جاتا ہے۔اگر تم یقین سے جان جاؤ۔(تو غافل نہ بنو) تم ضرور جہنم دیکھو گے۔تم اسے یقیناً یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے۔ پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

حرص دنیا کا نتیجہ آخرت سے غفلت: (۱) یعنی دنیا کی بہاروں نے اور مال کی حرص وطمع نے تمہیں آخرت کی فکر وتلاش سے غافل بنا دیا۔ پھر اسی پر تمہیں موت آ گئی اور آغوش لحد میں جا سوئے۔حدیث میں ہے، زیادتی کی حرص نے تمہیں طاعت سے غافل کر دیا۔حتی کہ موت نے تمہیں آ گھیرا۔(ابن ابی حاتم) ابیؓ بن کعبؓ کہتے ہیں ہم لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادٍ مِنْ ذَهَبٍ الخ کو قرآن ہی سمجھتے رہے۔یہاں تک کہ یہ سورت اتری۔(ب)

انسان کا وہی مال ہے جو اس نے استعمال کر لیا: عبداللہؓ بن شخیر کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔آپ یہ سورت پڑھ رہے تھے۔فرمایا، انسان کہتا ہے، میرا مال میرا مال۔نادان تیرا مال وہ ہے جو تو نے کھا کر ختم کر دیا۔یا پہن کر پھاڑ دیا۔یا خیرات کر کے آگے بھیج دیا۔(امتن) (۲) باقی مال تو اس کے ہاتھ سے چھن جانے والا ہے۔(م)

قبر میں نیک عمل ہی مونس ہوں گے: (۳) میت کے ساتھ قبر تک تین چیزیں جاتی ہیں۔دو تو قبر میں اتار کر واپس آ جاتی ہیں اور ایک ساتھ رہتی ہے۔اس کے ساتھ اس کے اہل وعیال اور مال واعمال جاتے ہیں۔عزیز و مال تو واپس آ جاتے ہیں اور اعمال ساتھ جاتے ہیں۔(ستن)

بڑھاپے میں حرص وامید کا شباب: (۴) انسان بوڑھا ہو جاتا ہے مگر دو چیزیں جوان رہتی ہیں۔حرص وامید۔(ق)

طمع دنیا کی مذمت: (۴،۳) یہ وعید پر وعید ہے۔یا پہلی آیت میں کافروں سے اور دوسری میں مومنوں سے خطاب ہے۔(۵) اگر تمہیں پورے طور پر علم ہوتا تو یہ حرص تمہیں آخرت سے نہ روکتی اور مرتے دم تک غفلت کے شکار نہ رہتے۔(۶، ۷) یہ نمبر ۳ و نمبر ۴ کی تفسیر ہیں۔یعنی تم جہنم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے جب وہ چیخے گی تو بڑوں بڑوں کے چھکے چھوٹ جائیں گے۔مقرب فرشتے اور اولوالعزم پیغمبر بھی اس کی ہیبت وعظمت اور اس کے ہولوں کا معائنہ کر کے مارے دہشت کے گھٹنوں پر گر جائیں گے۔ اور سب کے کلیجے الٹنے لگیں گے۔

نعمتوں کے بارے میں حساب: (۸) یعنی تم نے نعمتوں کا کیا شکر ادا کیا۔تمہیں صحت وعافیت اور روزی ملی اور بھی طرح طرح کی نعمتیں ملیں۔تم نے ان کا کہاں تک شکر ادا کیا اور کہاں تک اللہ کی عبادت کی؟۔ایک روز رحمت عالم ﷺ عین دوپہر کے وقت گھر سے باہر آئے۔صدیقؓ کو بھی مسجد میں دیکھا۔پوچھا، اس وقت کیسے باہر آئے؟ بولے، جو ضرورت آپ کو لائی، وہی مجھے بھی لائی۔

پھر عمرؓ بھی آ گئے۔ آپ نے ان سے بھی پوچھا، انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ پھر تینوں بیٹھ گئے اور رحمت عالم ﷺ سے باتیں کرنے لگے۔ پھر فرمایا، آؤ اس باغ میں چل کر کچھ کھائیں اور چھاؤں میں آرام کریں۔ پھر آپ دونوں کو لے کر ابوالہیثمؓ انصاری کے باغ کے دروازے پر آئے۔ سلام کیا اور تین دفعہ اجازت مانگی۔ ام ہیثم دروازے کے پیچھے سے سن رہی تھیں اور اس لالچ سے کہ رحمت عالم ﷺ کا کئی کئی بار سلام سنیں، آہستہ سے جواب دے رہی تھیں۔ پھر جب آپ نے واپس ہونا چاہا تو وہ دوڑتی ہوئی آئیں اور بولیں، یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپ کا سلام سن لیا تھا لیکن میں نے اس لالچ سے زور سے جواب نہیں دیا کہ آپ بار بار سلامتی کی دعا فرمائیں۔ آپ نے ان کی تعریف کی اور پوچھا، ابوالہیثمؓ کہاں ہیں؟ بولیں، ابھی آتے ہیں۔ میٹھا پانی لینے گئے ہیں اور چھاؤں میں فرش بچھا کر بولیں، یہاں تشریف رکھئے۔ اتنے میں ابوالہیثمؓ بھی آ گئے۔ دیکھ کر باغ باغ ہو گئے۔ سر اور آنکھوں پر بٹھایا۔ درخت پر چڑھ کر چند خوشے توڑ کر لائے اور مقدس مہمانوں کے سامنے رکھے۔ پھر اور لانے کا قصد کیا۔ آپ نے فرمایا، بس کرو۔ یہی کافی ہیں۔ بولے، یارسول اللہ ﷺ! گدرائی ہوئی تر اور پختہ کھجوریں کھائیے جو آپ کو پسند ہوں۔ پھر پانی حاضر کیا۔ مہمانوں نے کھجوریں کھا کر پانی پیا۔ آپ نے فارغ ہو کر فرمایا، یہی وہ نعمت ہے جس کا تم سے سوال کیا جائے گا۔ ایک روایت میں ہے، اتنے میں ابوالہیثمؓ بھی مشک لے کر آ گئے اور دیکھ کر مرحبا کہا۔ اور بولے، آج میں بڑا خوش قسمت ہوں۔ میرے غریب خانے پر اللہ کے نبی ﷺ نے قدم رنجہ فرمایا۔ پھر مشکیزہ لٹکا کر چلے گئے اور ایک خوشہ لے کر آئے۔ آپ نے فرمایا، گری ہوئی کھجوریں لے آتے۔ بولے، اپنی پسند کے مطابق کھائیے۔ پھر چھری نکالی۔ آپ نے فرمایا، دودھ کی بکری ذبح نہ کرنا۔ پھر بکری ذبح کر کے کھانا تیار کیا اور مہمانوں کو کھلایا۔ آپ نے فرمایا، قیامت کے دن انہیں نعمتوں سے پوچھا جائے گا۔ تم بھوک سے مجبور ہو کر گھر سے نکلے۔ پھر گھر واپس نہ لوٹے جب تک یہ نعمتیں تمہیں مل نہیں گئیں۔ (م)

الحمدللہ سورہ تکاثر کی تفسیر تمام ہوئی۔

سورۂ عصر

بترتیب مصحف یہ ۱۰۳ ویں اور بترتیب نزول ۱۳ ویں سورہ ہے اور مکی ہے۔ اس میں ۳ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

قرآن کے معجزانہ انداز بیان کے دشمن بھی قائل تھے: کہتے ہیں، رحمت عالم ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد مسلمان ہونے سے پہلے عمرو بن العاص ایک وفد میں مسیلمہ کذاب کے پاس گئے۔ مسیلمہ کہنے لگا: اس عرصے میں تمہارے نبی پر کیا اترا؟ عمرو کہتے ہیں نہایت مختصر و جامع اور کمال فصیح و بلیغ سورت اتری ہے۔ مسیلمہ بولا پڑھو۔ عمرو نے پڑھ کر سنائی۔ مسیلمہ تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد بولا، اس جیسی مجھ پر بھی ایک سورت اتری ہے۔ عمرو کہتے ہیں: سنائیے۔ مسیلمہ یا وبر یا وبر انما انت اذنان و صدر و سائرك حفر نقر۔ بولو، کیا رائے ہے؟ عمرو کہنے لگے آپ کو خوب معلوم ہے کہ مجھے آپ کے کذاب ہونے کا یقین ہے۔ وبر بلی کی طرح کا چھوٹا سا جانور ہوتا ہے۔ اس کے جسم کا زیادہ حصہ کانوں اور سینے پر شامل ہوتا ہے اور باقی جسم بدشکل ہوتا ہے۔ اس کم بخت نے اپنی گندی بکواس سے قرآن کی سورت کا مقابلہ کرنا چاہا۔ جسے سن کر ایک عربی مشرک نے اسے کذاب کہا۔ عبیداللہ بن حصن کہتے ہیں جب کبھی دو صحابی ملتے تو سورۂ عصر پڑھے بغیر جدا نہیں ہوتے تھے۔ ایک پڑھتا، دوسرا سنتا۔ پھر سلام کر کے رخصت ہو جاتے۔ (طبرانی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالۡعَصۡرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ٪﴿۳﴾ ع ۲ / ۲۸

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان و شفیق ہے۔

زمانے کی قسم! انسان بڑے گھاٹے میں ہے۔ بجز ان کے جو ایمان لائے۔ نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں ایک دوسرے کو حق و صبر کی وصیت کرتے رہے۔

عصر کی تفسیر: (۱) عصر = زمانہ جس میں انسان کے اچھے برے عمل ظاہر ہوتے ہیں۔ (۲) اللہ نے زمانہ کی قسم کھا کر یقین دلایا کہ انسان سراسر گھاٹے میں ہے۔ (نفع تو رہا در کنار۔ زندگی کا سرمایہ بھی دم بہ دم گھٹ رہا ہے۔) زندگی کے سرمایہ سے مومن ہی فائدہ اٹھاتے ہیں: (۳) بس وہی نفع کما رہے ہیں جن کے دلوں میں ایمان ہے اور اعضاء سے نیازمندی کے افعال ٹپک رہے ہیں۔ جو اللہ کے فرماں بردار بندے ہیں۔ ایمان لانے کے بعد ہر وقت سرگرم عمل رہتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو احکام بجالانے کی اور حرام سے بچنے کی تاکید کرتے رہتے ہیں۔ پریشانیوں کے وقت راضی برضا رہتے ہیں۔ لوگوں کی ایذا پر صبر کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی صبر کی تاکید کرتے ہیں کہ راہ تبلیغ میں ہر تکالیف جھیل لو۔ تقدیر کی تحریر پر راضی رہو اور پریشانیوں کے وقت صبر کا دامن نہ چھوڑو۔ یہ اللہ کے بندے واقعی تجارت سے مالا مال ہو رہے ہیں اور ابدی زندگی بنا رہے ہیں۔

الحمد للہ سورہ عصر کی تفسیر تمام ہوئی۔

سورۂ ھمزہ

بترتیب مصحف یہ ۱۰۴ ویں اور بترتیب نزول ۳۲ ویں سورہ ہے اور مکی ہے۔ اس میں ۹ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِۣ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَہٗ ۙ﴿۲﴾ یَحۡسَبُ اَنَّ
مَالَہٗۤ اَخۡلَدَہٗ ۚ﴿۳﴾ کَلَّا لَیُنۡۢبَذَنَّ فِی الۡحُطَمَۃِ ۫ۖ﴿۴﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡحُطَمَۃُ ؕ﴿۵﴾
نَارُ اللّٰہِ الۡمُوۡقَدَۃُ ۙ﴿۶﴾ الَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَۃِ ؕ﴿۷﴾ اِنَّہَا عَلَیۡہِمۡ
مُّؤۡصَدَۃٌ ۙ﴿۸﴾ فِیۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ ٪﴿۹﴾ ع ۹ / ۲۹

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان و شفیق ہے۔

ہر عیب ٹٹولنے والے اور غیبت کرنے والے کے لیے بڑی بھاری خرابی ہے۔ جس نے مال جمع کر کے اسے گن گن کر رکھ چھوڑا ہے، سمجھ رہا ہے کہ یہ مال اس کے پاس ہمیشہ رہے گا۔ یہ نہ ہوگا۔ سچ مچ یہ چور چور کرنے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ معلوم ہے، حطمہ کیا ہے؟ اللہ کی سلگائی ہوئی آگ ہے جو دلوں پر چھاتی چلی جائے گی۔ یقین مانو! یہ ان پر لمبے لمبے ستونوں میں بند کی ہوئی ہو گی۔

ہمزہ ولمزہ کی تفسیر

(۱) ھمز زبان سے اور لمز اعضاء کے اشاروں سے برائی کرنا۔

بخل کی برائی: (۲) یعنی پیسہ پیسہ کر کے مال جوڑا اور گنتا رہا کہ اب اتنی رقم ہوگئی۔ فرمایا، وَجَمَعَ فَاَوْعٰى (معارج ۷۰:۱۸) مال جوڑا اور اسے برتن میں بند کر کے رکھ دیا۔ دن بھر کمانے کے لیے دوڑ دھوپ کرتا رہا اور حلال وحرام میں تمیز نہیں کی۔ اور رات کو ایک سڑی ہوئی لاش کی طرح سناتا رہا۔ (۳) اس کے مال جمع کرنے سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا یہ دنیا میں ہمیشہ ہمیش رہے گا۔ اسے مرنا نہیں۔ جیسے اسے ابدی زندگی مل گئی ہے۔ (۴) حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ واقعی یہ کنجوس خزانے کا سانپ بن کر بیٹھنے والا اور زکوۃ نہ نکالنے والا ایسی آگ میں پھینکا جائے گا جو اسے ریزہ ریزہ کر دے گی۔ اس کا جوڑ جوڑ علیحدہ کر دے گی۔ اور ہڈی پسلی توڑ کر جلا کر بھسم کر دے گی۔

حطمہ کی تفسیر: حطمۃ جہنم کا ایک خوف ناک طبقہ ہے جو اپنے اندر آنے والوں کو سفوف بنا دیتا ہے۔ (۵) یعنی یہ بڑی خطرناک جگہ ہے۔ نبی ﷺ کو بھی اس کی حقیقت معلوم نہیں جب تک اللہ پاک نہ بتائے۔ (۶، ۷) وہ اللہ کی سلگائی ہوئی آگ ہے جو دل جلا کر خاکستر بنا دے گی اور انسان زندہ رہے گا۔ یعنی دل پھونک کر رکھ دیتی ہے۔ اور مرنے بھی نہیں دیتی۔ (۸) موصدۃ = بند کی ہوئی۔ دیکھو مریم ۱۹: ۲۰

عمد کی تفسیر: (۹) لوہے کے یا آگ کے ستون یا آگ کے دروازے لمبے لمبے ستونوں کی طرح ہوں گے۔ اللہ انہیں آگ کے ستونوں میں داخل فرمائے گا۔ جن میں یہ جکڑے ہوئے ہوں گے۔ گردنوں میں زنجیریں ہوں گی۔ پھر آگ کے دروازے بند کر کے بدترین عذابوں کا شکار ہوں گے۔

الحمد للہ سورہ ہمزہ کی تفسیر تمام ہوئی۔

سورۂ فیل

بترتیب مصحف یہ ۱۰۵ ویں اور بترتیب نزول ۱۹ ویں اور مکی سورہ ہے۔ اس میں ۵ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ؕ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ
فِيْ تَضْلِيْلٍ ۙ﴿۲﴾ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۙ﴿۳﴾ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ

سِجِّيْلٍ ۝۴ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝۵ ع

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ ان کی تدبیر خاک میں نہیں ملا دی اوران پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیئے جوان پر کنکر والے پتھر برسا رہے تھے۔ پھر اللہ نے انہیں چبائے ہوئے بھوسے کی طرح کر کے چھوڑ دیا۔

اہل قریش پر اللہ کا ایک خاص ومشہور احسان عظیم: (۱ تا ۴) یوں تو قریش پر اللہ کے بڑے بڑے احسانات تھے ہی لیکن یہ ایک عظیم احسان تھا جسے ان کا بچہ بچہ بھی جانتا تھا کہ اللہ نے ان کے شہر سے دشمن کو پسپا کر کے بھگا دیا تھا اور کسی کے نکسیر بھی نہیں پھوٹی تھی۔ یہ تھا ابرہہ کا لشکر جو بیت اللہ کو ڈھانے کی نیت سے آیا تھا۔ اللہ نے ان گندوں کو تباہ کر دیا۔ ان کی ناکیں کٹ گئیں۔ ذلیل ہو کر رہ گئے۔ کوششیں رائیگاں گئیں اور محنت برباد ہوئی۔ یہ عیسائی تھے لیکن اس وقت ان کے دین کی حالت زار قریشی مشرکوں کے قریب قریب تھی اور ان کی شکست خاتم الانبیاء کی آمد کا پیش خیمہ تھی۔ کیونکہ آپ اسی سال پیدا ہوئے۔ جیسا کہ مشہور قول ہے۔ گویا قدرت زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہی تھی کہ اے قریشیو! ہم نے تمہیں حبشیوں پر اس لیے فتح نہیں دی کہ تم ان سے اچھے ہو بلکہ ہماری غرض بیت اللہ کی حفاظت ہے۔ جس کی بزرگی کو ایک امی نبی کی بعثت سے چار چاند لگنے والے ہیں اور جس کی عظمت و توقیر رحمۃ اللعالمین سے نکھرنے والی ہے۔

(۵) یعنی اللہ نے انہیں خاک میں ملا دیا۔ خیر وبرکت سے محروم ہو گئے۔ اکثر تو وہیں ڈھیر ہو کر رہ گئے۔ ان کی کوئی خبر دینے والا بھی نہیں رہا اور بعض مجروح ہو کر جوں توں کر کے یمن پہنچ گئے اور یمن میں لقمۂ نہنگ اجل ہو گئے۔ ابرہہ جب اپنے شہر صنعاء میں پہنچا تو لوگوں سے سارا واقعہ بیان کیا۔ پھر دل کے پھٹنے سے اس کی موت ہوئی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا یکسوم اور اس کے بعد اس کا بھائی مسروق والی سلطنت ہوا۔ اسی کے زمانے میں سیف بن ذی یزن حمیری نے کسریٰ سے حبشیوں کے خلاف مدد مانگی۔ اس نے فوجی امداد دی۔ سیف نے چڑھائی کی۔ مسروق کو شکست ہوئی اور پھر یمن حمیروں کے قبضہ میں آ گیا۔ سیف کے پاس مبارک بادی کے لیے جگہ جگہ سے وفد آئے۔

ہم سورۂ فتح میں بیان کر چکے ہیں کہ جب رحمت عالم ﷺ صلح حدیبیہ کے دن اس ٹیلے پر چڑھے جس سے اتر کر آپ قریشیوں کے پاس جانے والے تھے تو اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگوں نے اسے ڈانٹ کر اٹھانا چاہا مگر نہیں اٹھی۔ لوگ سمجھے شاید تھک گئی ہے۔ فرمایا، نہ تھکی اور نہ اس کی بیٹھنے کی عادت ہے۔ اسے اللہ نے روک لیا ہے جس نے ہاتھی کو روک لیا تھا۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! آج قریشی صلح کی جو شرط بھی پیش کریں گے، میں اسے مان لوں گا۔ بشرطیکہ اس سے بیت اللہ کی عزت میں کوئی فرق نہ آتا ہو۔ پھر آپ نے اونٹنی کو ڈانٹا، وہ فوراً کھڑی ہو گئی۔ ایک حدیث میں ہے، اللہ نے مکہ سے ہاتھی روک لیا تھا اور اس پر اپنے رسول اور مسلمانوں کو غالب فرما دیا تھا۔ یاد رکھو، آج بھی اس کی وہی حرمت لوٹ آئی جو کل تھی۔ خبردار! ہر موجود غیر موجود کو یہ خبر پہنچا دے۔ (ق)

الحمد للہ سورہ فیل کی تفسیر تمام ہوئی۔

سورۂ قریش

بترتیب مصحف یہ ۱۰۶ ویں اور بترتیب نزول ۲۹ ویں اور مکی سورہ ہے۔ اس میں ۴ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

قریش کی فضیلت: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، اللہ نے قریش کو سات باتوں سے فوقیت دی۔ میں بھی قرشی ہوں۔ ان میں نبوت ہے۔ وہ بیت اللہ کے نگران ہیں۔ زمزم کے ساقی ہیں۔ اللہ نے انہیں ہاتھی والے پر غالب کیا۔ انہوں نے دس سال تک اللہ کی عبادت کی جب کہ کوئی اور اس کی عبادت نہیں کرتا تھا اور انہیں کے بارے میں سورۂ قریش اتری۔ پھر آپ نے یہ سورت پڑھ کر سنائی۔ (بیہقی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝۱ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝۲ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ
هٰذَا الْبَيْتِ ۝۳ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝۴ ع ۲۱

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

قریش کو الفت دلانے کے لیے، انہیں جاڑے اور گرمی کے سفر میں الفت دلانے کے لیے، لہٰذا انہیں اس گھر کے رب کی عبادت کرنی چاہیے جس نے انہیں بھوک میں کھلایا اور خوف سے امن دی۔

قریش سفر و وطن ہر حالت میں محفوظ رہتے تھے: (۱،۲) یعنی ہم نے مکہ سے ہاتھی روکا اور ہاتھی والے لشکر کو غارت کیا تا کہ قریش امن و عافیت سے اپنے حرمت والے شہر میں رہیں اور سلامتی سے یمن وشام کا سفر کر سکیں۔ چونکہ یہ حرمت والے شہر کے باشندے تھے، اس لیے ان کے قافلوں کی ہر جگہ عزت ہوتی تھی۔ دوسروں کے قافلے لٹ جاتے تھے لیکن قریش کے قافلوں پر کوئی ہاتھ نہیں ڈالتا تھا بلکہ ان کے ساتھ والا بھی لوٹ مار سے محفوظ رہتا تھا۔ پھر جیسے ان کے لمبے لمبے سفر پر امن ہوتے تھے، اسی طرح یہ اپنے وطن میں بھی امن سے رہتے سہتے تھے۔ فرمایا، اَوَلَمْ یَرَوْا (عنکبوت ۲۹:۶۷) کیا انہیں معلوم نہیں کہ ہم نے حرم کو پر امن بنایا جب کہ اس کے آس پاس والے اچک لیے جاتے ہیں۔ (لِاِیْلٰفِ میں لام تعجب کا ہے) یعنی قریشیوں کا اجتماع اور ان پر نعمتوں کی بھرمار قابل تعجب ہے۔ ان میں سفر کا شوق بھی حیرت انگیز اور بیت اللہ کی برکت سے سفر میں امن سے رہنا بھی تعجب خیز ہے۔

اہل قریش کو اس نعمت کا شکر گزار ہونا چاہیے: پھر اللہ نے اس نعمت کے شکریہ کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا، (۳) یعنی اللہ نے ان کا شہر امن وسلامتی والا اور ان کا عبادت خانہ عزت وحرمت والا بنایا جس کی وجہ سے ان کی ہر جگہ خاطر و مدارات ہوتی ہیں اور یہ بے خوف ہو کر لمبے لمبے پر امن سفر کرتے ہیں۔ غرضیکہ سفر و حضر میں امن و عافیت سے رہتے ہیں۔ اس لیے انہیں اس عظیم نعمت کے صلے میں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اس گھر والے رب ہی کی عبادت کرنی چاہیے اور اس کی عبادت میں غیروں کو کبھی شریک نہیں کرنا چاہیے۔ فرمایا، قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ (نمل ۲۷:۹۱) آپ فرما دیں، مجھے تو اس شہر کے رب ہی کی عبادت کرنے کا حکم

ہے جس نے اسے حرمت والا بنایا۔

مربی اللہ ہی ہے

(۴) یعنی اللہ اس مقدس گھر کا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ وہی تمہیں بھوک میں پیٹ بھر کر کھانا کھلاتا ہے اور اسی نے تمہیں امن و عافیت بخش رکھی ہے۔ ہر چیز آسانی سے اور سستی مل جاتی ہے اور کسی کا ڈر بھی نہیں۔ سو اسی کی عبادت کرو اور شرک سے بچو۔ اسی لیے جس نے اللہ کا یہ حکم مان لیا، اسے دونوں جہانوں میں امن مل گیا اور جس نے نافرمانی کی، اسے کہیں بھی امن نہیں۔ فرمایا، وَضَرَبَ اللّٰهُ (نحل ۱۶:۱۱۲) اللہ نے ایک بستی کی مثال بیان کی جو پر امن و مطمئن تھی۔ اور وہاں چاروں طرف سے بافراغت روزیاں کھنچ کھنچ کر آ رہی تھیں۔ پھر اس کے رہنے والوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی۔ آخر اللہ نے انہیں بھوک اور خوف کا لباس ان کے کرتوتوں کی وجہ سے چکھا دیا۔ انہیں میں سے ایک رسول آیا جسے انہوں نے جھٹلایا۔ پھر گناہوں کی حالت میں عذاب نے انہیں آ گھیرا۔

انس بن یزید کہتے ہیں میں نے رحمت عالم ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے، قریشیو! تف ہے تم پر۔ اللہ تو تمہیں آرام سے کھلائے پلائے اور تم اس کی نافرمانی کرو۔ (ابن ابی حاتم) (۲) سورۂ قریش پڑھ کر فرمایا، قریشیو! اللہ تم پر رحم فرمائے۔ اس گھر کے رب کی عبادت کرو جو تمہیں آرام سے بافراغت کھلاتا پلاتا ہے اور امن و عافیت سے رکھتا ہے۔ تمہارا سفر بھی پر امن ہوتا ہے اور حضر بھی۔ تمہیں کہیں بھی کسی کا ڈر نہیں جب کہ دنیا میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہوں۔ (ابن ابی حاتم) (میں نے یہ روایت اسامہ بن زید ہی سے دیکھی ہے لیکن صحیح اسماء بنت یزید ہے۔ یا تو نسخے کی غلطی ہے یا اصل روایت کی۔)

الحمد للہ سورۂ قریش کی تفسیر مکمل ہوئی۔

سورۂ ماعون

بترتیب مصحف یہ ۱۰۷ ویں اور بترتیب نزول ۱۷ ویں اور مکی سورہ ہے۔ اس میں ۷ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝۱ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝۲
وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝۳ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝۴ الَّذِيْنَ
هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝۵ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝۶ وَيَمْنَعُوْنَ
الْمَاعُوْنَ ۝۷ ع

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان، شفیق ہے۔

آپ نے اسے بھی دیکھا جو جزا کو جھٹلاتا ہے۔ یہی ہے وہ جو یتیم کو دھکے دے دے کر نکالتا ہے اور کسی کو محتاجوں کو کھلانے کا شوق نہیں

دلاتا۔ ان نمازیوں کے لیے خرابی (ویل) ہے جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔ جو ریاکار ہیں اور برتنے کی چیزیں نہیں دیتے۔

قیامت کے منکروں کے اوصاف: (۱) یعنی جو قیامت کو، زندگی بعد الموت کو اور ثواب و عذاب کو نہیں مانتا اور آپ کو جھٹلاتا ہے۔ (۲) یہی یتیم کو دھتکارتا ہے۔ ناحق اس کا مال ڈکار جاتا ہے۔ اس کے ساتھ حسن سلوک نہیں کرتا اور نہ اسے کھلاتا پلاتا ہے۔ (۳) خود تو کیا کھلائے گا، دوسروں کو بھی کھلانے کا شوق نہیں دلاتا۔ فرمایا، كَلَّا بَلْ لَّا (فجر ۸۹: ۱۷، ۱۸) ایسا ہرگز نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ تم یتیموں کی عزت نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی محتاجوں کو کھلانے کی رغبت نہیں دلاتے۔

منافقوں کی ریاکاری: (۴، ۵) اس سے مراد منافق ہیں جو لوگوں کے سامنے تو نماز پڑھتے ہیں مگر ان سے غائب ہو کر نہیں پڑھتے۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ ویل ان کے لیے ہے جو نمازی ہونے کے باوجود نماز سے غافل ہیں یا تو بالکل ہی نماز نہیں پڑھتے یا وقت بے وقت پڑھتے ہیں۔

منافق کی نماز: رحمت عالم ﷺ نے تین بار فرمایا۔ یہ منافق کی نماز ہے کہ سورج ڈوبنے کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے۔ حتی کہ جب سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان آ جاتا ہے تو کھڑے ہو کر چار ٹھونگیں مار لیتا ہے جس میں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا۔ (ق) یہ وقت عصر کی نماز کا آخر وقت ہے۔ یہ اس آخر وقت کھڑے ہو کر کوے کی طرح ٹھونگیں مار لیتا ہے۔ نہ اعتدال و اطمینان سے سروکار رکھتا ہے اور نہ خشوع وخضوع سے۔ اس وقت لوگوں کو دکھانے کے لیے نماز پڑھتا ہے۔ اللہ کی رضا کے لیے نہیں۔ ایسی نماز کا پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے۔ فرمایا، اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ (نساء ۴: ۱۴۲) منافق اللہ کو دھوکا دیتے ہیں۔ اللہ ان کے دھوکے کا وبال انہیں پر ڈال دے گا۔ اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سست کھڑے ہوتے ہیں تاکہ لوگوں کو دکھائیں کہ ہم بھی نمازی ہیں اور اللہ کا ذکر کرنے والے ہیں۔

ریاکاروں کے لیے جہنم کا ایک خطرناک میدان: ایک حدیث میں ہے، جہنم میں ایک میدان ہے جس سے جہنم بھی روزانہ چار سو بار پناہ مانگتی ہے۔ یہ میدان امت محمدیہؐ کے ریاکار علماء کے لیے، ریاکار خیرات کرنے والوں کے لیے، ریاکار حاجیوں کے لیے اور ریاکار مجاہدوں کے لیے ہے۔ (یہی ویل ہے) (طبرانی) عمرو بن مرہ کہتے ہیں ہم ابوعبیدہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ریا کا ذکر آ گیا۔ ایک شخص ابو زید بولا، میں نے ابن عمروؓ سے سنا، وہ کہتے تھے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے جو سنانے کے لیے عمل کرے گا، اللہ لوگوں کو سنا کر اس پر عذاب کرے گا اور اسے سب کے سامنے ذلیل کر دے گا۔ (الف) (۶) اگر کسی کا کوئی عمل لوگوں کو معلوم ہو گیا جس کی وجہ سے اسے خوشی ہوئی تو یہ ریا میں داخل نہیں۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اتنے میں ایک شخص آ گیا۔ اس کے آنے سے مجھے خوشی ہوئی۔ اس خوشی کے بارے میں میں نے آپ سے پوچھا۔ فرمایا، تمہیں دہرا اجر ملے گا۔ پوشیدہ عمل کا بھی اور ظاہر کا بھی۔ (ابویعلیٰ)

غافل نمازی کی تعریف: سعدؓ بن ابی وقاص فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان نمازیوں کے بارے میں پوچھا جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ فرمایا، وقت نکال کر نماز پڑھنے والے مراد ہیں یعنی یا تو سرے سے نماز پڑھتے ہی نہیں یا وقت شرعی کے بعد پڑھتے ہیں یا اول وقت نہیں پڑھتے۔ (ابویعلیٰ) ایک موقوف روایت میں ہے، نماز سے بے فکر رہتے ہیں حتی کہ تنگ وقت ہو جاتا ہے۔ (ابویعلیٰ)

منافق حسن عبادت وحسن سلوک سے محروم ہیں: (۷) ان میں نہ حسن عبادت ہے نہ حسن سلوک۔ ایسے کنجوس ہیں کہ برتنے کی چیزیں مانگنے سے نہیں دیتے کہ کوئی ان سے تھوڑا بہت فائدہ اٹھا لے۔ پھر جب ان کی یہ حالت ہے کہ ذرا ذرا سی برتنے کی چیز دینے سے سکتے ہیں تو زکوۃ کیا نکالیں گے اور عبادتوں کی تکلیف کیا گوارا کریں گے۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ماعون سے برتنے کی چیزیں مراد ہیں جنہیں لوگ آپس میں ایک دوسرے کو برتنے کے لیے دے دیا کرتے ہیں۔ جیسے کلہاڑی، ہانڈی، ڈول وغیرہ۔ ہر نیکی صدقہ ہے۔ ہم نبی ﷺ کے زمانے میں ماعون ڈول یا ہانڈی وغیرہ مانگ کر برتنے کو سمجھتے تھے۔ (ن) ابن عباسؓ فرماتے ہیں: یعنی گھریلو سامان۔

الحمدللہ سورۂ ماعون کی تفسیر تمام ہوئی۔

سورۂ کوثر

بترتیب مصحف یہ ۱۰۸ ویں اور بترتیب نزول ۱۵ ویں اور مکی سورہ ہے۔ اس میں ۳ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّاۤ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَكَ
هُوَ الْاَبْتَرُ ﴿۳﴾ ع ۲۲

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

دیکھئے ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی ہے۔ لہذا آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔ یقیناً آپ کو برا کہنے والا ہی بے نام ونشان رہے گا۔

کوثر کی تفسیر: (۱) ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ کو اونگھ آئی۔ پھر آپ نے مسکرا کر سر اٹھا کر صحابہ سے فرمایا یا صحابہ نے آپ سے پوچھا، یارسول اللہ ﷺ! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ فرمایا، ابھی مجھ پر ایک سورت اتری۔ پھر آپ نے یہ سورت پڑھ کر فرمایا، جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ صحابہ بولے اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی کو خوب معلوم ہے۔ فرمایا، کوثر جنت کی ایک نہر ہے جو اللہ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ اس کے پاس بڑی خیر وبرکت ہے۔ قیامت کے دن اس پر میری امت آئے گی۔ اس پر گلاس تاروں کی طرح بے شمار ہیں۔ بعض آنے والے اس سے روک دیئے جائیں گے۔ میں کہوں گا، یارب! یہ تو میرے امتی ہیں۔ جواب ملے گا، آپ کو معلوم نہیں، آپ کے بعد انہوں نے آپ کے دین میں کیا کیا نئی باتیں گھڑ لی تھیں۔ (مدان) ایک روایت میں حوض کے بارے میں ہے کہ اس میں آسمان سے نہر کوثر سے دو پرنالے گرتے ہیں۔

انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ سورت پڑھ کر فرمایا، مجھے کوثر عطا کی گئی ہے۔ یہ ایک جاری نہر ہے جو گڑھے میں نہیں بہتی۔ اس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے ہیں۔ میں نے ہاتھ سے اس کی مٹی نکال کر دیکھی تو خالص مشک تھی۔ اس کے سنگریزے سچے موتیوں کے ہیں۔ (الف) (۲) میں جنت میں گیا تو ایک نہر دکھائی دی جس کے دونوں کناروں پر آمنے سامنے

موتیوں کے خیمے نصب ہیں۔ میں نے مٹی نکال کر دیکھی تو خالص مشک تھی۔ پوچھا، جبرئیل یہ کیا ہے؟ فرمایا، کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو دی ہے۔ (الف) (۳) میں ایک نہر پر پہنچا جس کے دونوں کناروں پر جوفدار سچے موتیوں کے آمنے سامنے گنبد ہی گنبد تھے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ کوثر ہے۔ (ق)

نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے: (۲) یعنی ہم نے آپ کو دنیا اور آخرت میں بھلائیں ہی بھلائیں عطا کیں۔ جن میں سے کوثر بھی ہے۔ لہذا آپ شکریہ کے طور پر رب کی رضا کے لیے خلوص سے نماز و (فرائض ونوافل) پڑھتے رہیں۔ اسی کے نام کی قربانی کرتے رہیں اور اسی کی عبادت کریں جو یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ فرمایا، قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ (انعام ۶:۱۶۲، ۱۶۳) آپ فرما دیں، میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ یہ حکم مشرکوں کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ غیر اللہ کی عبادت بھی کرتے ہیں اور بتوں کے نام پر قربانیاں بھی کرتے ہیں۔ اللہ والوں کو ان کی راہ کے بالکل خلاف چلنا چاہیے۔

نبی ﷺ کا دشمن ذلیل ہوگا: (۳) اے نبی ﷺ! آپ ﷺ کا اور آپ کے پاس والی صریح ہدایت کا دشمن ذلیل وگمنام ہو کر رہ جائے گا۔ یہ آیت عاص بن وائل کے بارے میں اتری۔ یزید بن رومان کہتے ہیں: اگر کسی مجلس میں رحمت عالم ﷺ کا ذکر آ جاتا اور اس میں عاص بھی ہوتا تو منہ بنا کر کہتا۔ چھوڑو بھئی اس کا ذکر۔ یہ شخص مرنے کے بعد بے نام ونشان ہو جائے گا۔ اس کے اولاد تو ہے نہیں جس سے اس کا نام باقی رہے۔ اس پر اللہ نے یہ سورت اتاری۔ (ابن اسحاق) ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ایک دفعہ کعب بن اشرف مکہ میں آیا۔ قریشیوں نے اس سے پوچھا کہ آپ یہودیوں کے سردار ہیں۔ ذرا اس جوان کو تو دیکھیں جو اپنی قوم سے بالکل کٹ گیا ہے اور اس خیال میں مگن ہے کہ ہم سے بہتر ہے۔ حالانکہ ہم حاجیوں کے خدمت گار ہیں۔ بیت اللہ کے پاسبان ہیں اور آب زمزم پلاتے ہیں۔ بولا تم اس سے بہتر ہو۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (بزار) (سند صحیح ہے)

نبی ﷺ قیامت تک ہمہ گیر شہرت کے مالک ہیں: ابتر = تن تنہا جس کا کوئی نام لیوا اور پانی دیوانہ ہو۔ جب کسی کی نرینہ اولاد نہ رہے تو کہا جاتا ہے، وہ ابتر ہے۔ یعنی اس کی نسل کٹ گئی۔ اب اس کا نام نہیں چلے گا۔ جب رحمت عالم ﷺ کے فرزند فوت ہو گئے تو مشرکوں نے آپ کو بھی اسی لفظ سے پکارا۔ لوگوں نے اپنی جہالت سے سمجھا کہ جب آپ کے فرزند فوت ہو گئے تو اب آپ کے بعد آپ کا نام کون لے گا۔ حالانکہ اللہ آپ کا نام ہمیشہ قائم ودائم رکھے گا۔ آپ کی شریعت قیامت تک رہے گی اور آپ کے ماننے والے روز بروز بڑھتے ہی جائیں گے۔ آپ کی اطاعت ہر چھوٹے بڑے پر فرض ہے۔ ہر زمانے میں کروڑ در کروڑ مسلمان عزت سے آپ کا نام لے کر آپ پر درود بھیجتے رہیں گے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قیامت تک فضا میں گونجتا رہے گا۔ خشکی میں اور تری میں۔ آبادیوں میں اور ویرانوں میں۔ جنگلوں میں اور کھیتوں میں اور غاروں میں اور پہاڑوں پر اس پیارے نام کا اعلان قیامت تک ہوتا رہے گا۔ آج بھی اسی ۸۰ کروڑ انسان آپ کے مدح خواں ہیں اور اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے جان دینے کو تیار ہیں۔ دنیا کے گوشے گوشے میں آپ کا نام پھیلا ہوا ہے اور دنیا کا بچہ بچہ آپ کو جانتا ہے۔ ہے کوئی اولاد والا جس کا نام اس شان وعظمت کے ساتھ صفحہ ہستی پر باقی رہے۔ صلی اللہ علیہ و علی اله و صحبه اجمعین الی یوم الدین۔

الحمد للہ سورہ کوثر کی تفسیر تمام ہوئی۔

سورۂ کافرون

بترتیب مصحف یہ ۱۰۹ ویں اور بترتیب نزول ۱۸ ویں اور مکی سورہ ہے۔ اس میں ۶ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

کافرون کی فضیلت: رحمت عالم ﷺ نے طواف کے بعد والی رکعتوں میں یہ سورت اور سورۂ اخلاص پڑھی۔ (م) اور یہی دونوں سورتیں برابر فجر کی سنتوں میں پڑھیں۔ (م) آپ نے فجر کی اور مغرب کی سنتوں میں دس یا بیس دفعہ سے زیادہ کافرون و اخلاص پڑھی۔ (الف) ابن عمر سے ۲۴ یا ۲۵ بار رسول اللہ ﷺ کا پڑھنا منقول ہے۔ (الف) یہ گزر چکا کہ کافرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (تخ) (۲) رحمت عالم ﷺ سوتے وقت یہ سورت پڑھ لیا کرتے تھے۔ (طبرانی) حارث بن جبلہ کہتے ہیں میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! مجھے سوتے وقت کچھ پڑھنے کے لیے سکھا دیجئے۔ فرمایا، سورۂ کافرون پڑھ لیا کرو کیونکہ اس میں شرک سے بے زاری ہے۔ (الف)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ﴿۴﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۗ﴿۵﴾ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ﴿۶﴾ ع

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان شفیق ہے۔

آپ فرما دیں، اے کافرو! میں تمہارے معبودوں کی عبادت نہیں کروں گا اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کرو گے اور نہ میں تمہارے معبودوں کی عبادت کرنے والا ہوں۔ اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کرو گے۔ تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین ہے۔

شرک سے نفرت: (۱) اس سورت میں شرک سے بے زاری کا اظہار ہے اور حکم ہے کہ اللہ کی سچے دل سے عبادت کرو۔ اور اخلاص مدنظر رکھو۔ خطاب خصوصاً قریشیوں سے ہے اور عموماً تمام مشرکوں سے ہے۔ کہتے ہیں کہ قریشی مشرکوں نے فرط جہالت سے ایک سال کے لیے رحمت عالم ﷺ کو بت پرستی کی دعوت دی تھی اور کہا تھا کہ باری میں ہم بھی ایک سال تک آپ کے معبود کی عبادت کر لیں گے۔ اس پر یہ سورت اتری اور حکم آیا کہ آپ شرک و کفر سے کلی طور پر بے زار ہو جائیں اور صاف صاف کہہ دیں۔ (۲) کہ میں کسی صورت میں بھی تمہارے بتوں کی عبادت نہیں کر سکتا۔ میں تو شرک سے قطعی بے زار ہوں۔ (۳) یعنی ضد میں آ کر تم بھی حق سے پھر جاؤ گے اور اللہ کے آگے نہ جھکو گے۔ سچا معبود تو اللہ ہی ہے جو یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہی حق دار عبادت ہے۔ کسی غیر کو عبادت کا حق نہیں پہنچتا۔ (۴) یعنی جو راہ تم نے اختیار کر رکھی ہے، میں اس راہ پر کسی صورت سے بھی چلنے والا نہیں۔ میں تو اپنے سچے معبود کی اس طرح عبادت کرتا ہوں جس طرح اس کی مرضی ہے۔

شرک خود ساختہ ہے: (۵) تم احکام شریعت ماننے والے نہیں۔ تم نے تو اپنی طرف سے عبادت کے طریقے گھڑ لیے ہیں جن سے تم بے زار ہے۔ فرمایا، اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ الخ (نجم ۵۳: ۲۳) مشرک صرف اٹکل اور خواہشوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ حالانکہ ان کے رب کے پاس سے ان کے پاس ہدایت آ چکی ہے۔

عبادت ورسالت میں کسی کو شریک نہ کیا جائے: رحمت عالم ﷺ نے مشرکوں کے تمام طریقوں سے بے زاری کا اظہار کیا کیونکہ عابد کے لیے ایک معبود کا ہونا اور اس کی عبادت کے طریقوں کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ لہذا آپ اور تمام مسلمان صرف اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور اسی طریقے سے کرتے ہیں جو وحی کے ذریعہ معلوم ہوا۔ اسی لیے اسلام اللہ کی خالص عبادت کا اور رسول کی خالص رسالت مان لینے کا نام ہے۔ نہ تو اللہ کی عبادت میں کوئی دوسرا شریک ہو سکتا ہے اور نہ رسول کی رسالت کے سوا کسی دوسرے طریقے کو مانا جا سکتا ہے۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ کے طریقے کے سوا کوئی طریقہ صحیح نہیں۔ مشرک غیروں کی عبادت کرتے ہیں۔ جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔ اسی وجہ سے ان سے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا۔ (۶) کہ تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔ فرمایا، وَاِنْ كَذَّبُوْكَ (یونس ۱۰: ۴۱) اگر مشرک آپ کو جھٹلائیں تو آپ فرما دیں کہ میرے لیے میرا عمل ہے اور تمہارے لیے تمہارا۔ تم میرے عملوں سے بری ہو اور میں تمہارے عملوں سے۔ (۲) لَنَاۤ اَعْمَالُنَا (قصص ۲۸: ۵۵) ہمارے لیے ہمارے عمل ہیں اور تمہارے لیے تمہارے۔ یعنی تمہارے لیے تمہارا دین (شرک) ہے اور میرے لیے میرا دین (اسلام) ہے۔

الحمد للہ سورۂ کافرون کی تفسیر ختم ہوئی۔

سورۂ نصر

بترتیب مصحف یہ ۱۱۰ ویں اور بترتیب نزول ۱۱۴ ویں اور مدنی سورہ ہے۔ اس میں ۳ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

سورۂ نصر کی فضیلت: اوپر گزر چکا کہ سورۂ نصر اور سورۂ زلزال چوتھائی قرآن ہیں۔ عبیداللہ بن عبداللہ فرماتے ہیں مجھ سے ابن عباس نے پوچھا، کیا تمہیں سب سے پیچھے اترنے والی سورت معلوم ہے؟ میں نے کہا، ہاں۔ سورۂ نصر ہے۔ فرمایا، ٹھیک ہے۔ (ن) یہ سورت وسط ایام تشریق (۱۲ ذی الحجہ ۱۰ھ و اترى) (بزار) آپ پہچان گئے کہ اب اللہ کے پاس جانا ہے۔ پھر آپ کے حکم سے قصواء پر کجاوا کسا گیا اور آپ نے اس پر کھڑے ہو کر مشہور خطبہ دیا۔ (بزار)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝۱ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝۲ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝۳ ع ۲۵

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

جب اللہ کی مدد اور فتح آ جائے اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے دیکھیں تو اپنے رب کی پاکی مع حمد کے بیان کریں اور اس سے معافی مانگیں۔ یقیناً وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔

ابن عباسؓ کی وجہ فضیلت: (۱۔۳) ابن عباسؓ فرماتے ہیں عمرؓ مجھے مجلس شوریٰ میں بدری بزرگوں کے ساتھ بلایا کرتے تھے۔ بعض صحابہ کو اس کا خیال ہوا اور بولے، یہ ہمارے ساتھ کیوں آتے ہیں؟ ان جیسے ہمارے بھی تو بچے ہیں۔ (عمرؓ انہیں تو نہیں بلاتے) فرمایا، ابن عباسؓ کی علمی استعداد تمہیں خوب معلوم ہے۔ پھر ایک دن آپ نے مجلس شوریٰ میں مجھے بلایا تا کہ میری قابلیت صحابہ کو دکھائیں۔ پوچھا، سورۂ نصر کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ کسی نے کہا، فتح کے بعد شکریہ کے طور پر حمد و تسبیح کا اور استغفار کا حکم ہے اور بعض خاموش ہو گئے۔ پھر مجھ سے پوچھا، تم بھی یہی کہتے ہو؟ میں بولا نہیں۔ فرمایا، پھر کیا کہتے ہیں۔ میں نے کہا، اس میں آپ کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اللہ کی مدد اور فتح کا آ جانا آپ کی موت کی نشانی ہے۔ لہٰذا آپ تسبیح، حمد اور استغفار میں مصروف ہو جائیں۔ فرمایا، مجھے بھی یہی معلوم ہے۔ (ب) اوپر گزرا کہ اس سورت سے رحمت عالم ﷺ نے بھی یہی سمجھا تھا اور اسی سال آپ فوت ہو گئے۔ (۱۲ ذی الحجہ ۱۰ھ کو یہ سورت اتری اور ۹ یا ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو آپ کی وفات ہوئی۔

فتح مکہ کے بعد ہجرت موقوف ہو گئی: ابوسعیدؓ خدری کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے یہ تمام سورت پڑھ کر فرمایا کہ دین میں داخل ہونے والے لوگ بہتر ہیں اور میں اور میرے صحابہ بہتر ہیں۔ فرمایا، فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں رہی۔ ہاں جہاد اور نیت باقی ہے۔ جب مروانؓ نے ابوسعیدؓ سے کہا، تم جھوٹے ہو۔ تو اس وقت مروانؓ کے پاس رافع بن خدیج اور زیدؓ بن ثابت بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوسعیدؓ بولے، اگر یہ دونوں چاہیں تو آپ سے یہ حدیث بیان کر سکتے ہیں مگر ایک کو اپنی چودھراہٹ چھن جانے کا ڈر ہے اور دوسرے کو صدقہ کی وصول یابی سے معطل کیے جانے کا۔ آخر مروان نے ابوسعیدؓ کو مارنے کے لیے درہ اٹھایا۔ جب ان دونوں نے یہ معاملہ دیکھا تو فوراً بول پڑے کہ ابوسعیدؓ سچے ہیں۔ (الف) یہ بات ابن عباسؓ والی روایت سے بھی ثابت ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے مکہ کی فتح کے دن فرمایا کہ اب ہجرت باقی نہیں رہی۔ البتہ جہاد اور نیت ہے لیکن جب تم سے جہاد میں چلنے کو کہا جائے تو بلا تامل اٹھ کھڑے ہو۔ (قا) عمرؓ کے پاس بیٹھنے والے صحابہ نے اس کا یہ جو مطلب بیان کیا ہے کہ جب اللہ ہمیں شہروں اور قلعوں پر فتح دے تو ہمیں حکم ہے کہ ہم اس کی حمد و پاکی بیان کریں۔ اس کا شکر بجا لائیں۔ نماز پڑھیں اور کثرت سے استغفار کریں۔ یہ بھی صحیح اور عمدہ ہے۔

(۴) صدیقہؓ فرماتی ہیں آپ اپنی آخری عمر میں کثرت سے یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ یعنی اللہ پاک ہے۔ اسی کی بڑائیاں ہیں۔ میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔ اور فرماتے تھے کہ میرے رب نے مجھے خبر دی ہے کہ میں اپنی امت میں ایک نشانی دیکھوں گا۔ اور مجھے حکم دیا کہ جب وہ نشانی دیکھوں تو اس کی تسبیح و تحمید بیان کروں اور اس سے معافی مانگوں۔ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ چنانچہ میں نے وہ نشانی دیکھ لی۔ پھر آپ نے سورۂ نصر پڑھ کر سنائی۔ (م) صدیقہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کثرت سے رکوع اور سجدے میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ۔ (ج)

نبی ﷺ کا آخری عمر میں ورد: ام سلمہؓ فرماتی ہیں: آپ آخری عمر میں اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے یہ کلمے کثرت سے پڑھا

کرتے تھے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ۔ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں دیکھتی ہوں۔ آپ کثرت سے سبحان اللہ و بحمدہ پڑھتے رہتے ہیں۔ آتے جاتے، اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے آپ کا یہی شغل ہے۔ فرمایا، مجھے ان کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر آپ نے سورۂ نصر پڑھ کر سنائی۔ (ابن جریر) عبداللہؓ کہتے ہیں: جب آپ پر سورۂ نصر اتری تو آپ اسے نماز میں پڑھتے اور رکوع میں تین بار یہ پڑھتے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ (ابن ابی حاتم)
فتح سے فتح مکہ مراد ہے: فتح یعنی فتح مکہ کیونکہ عربی قبائل فتح مکہ کے منتظر تھے کہ جب آپ کا غلبہ ہو تو اسلام لائیں۔ ان کا خیال تھا کہ اگر آپ اپنی قوم پر غالب آ گئے تو ضرور نبی ہیں۔ پھر جب مکہ فتح ہو گیا تو یہ تمام قبیلے فوج درفوج اسلام میں داخل ہو گئے۔ ابھی دو سال بھی نہیں گزرے تھے کہ تمام جزیرۂ عرب نور اسلام سے جگمگا اٹھا اور کوئی غیر مسلم باقی نہیں رہا۔ فتح مکہ کے بعد ہر قبیلہ اسلام لانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس دوڑا ہوا آیا۔ (ب)

جابرؓ بن عبداللہ کا پڑوسی کہتا ہے میں کسی سفر سے گھر آیا تو جابرؓ مجھ سے ملے۔ میں ان سے باتیں کرنے لگا اور لوگوں کی فرقہ بندی اور نئی نئی باتوں کا ذکر کرنے لگا۔ یہ سن کر جابرؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر بولے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ لوگ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوں گے اور اس کے دین سے جوق در جوق ہی نکل جائیں گے۔ (الف)

الحمدللہ سورۂ نصر کی تفسیر تمام ہوئی۔ اللہ اسے قبول فرمائے۔ آمین۔

سورۂ لہب

بترتیب مصحف یہ ۱۱۱ویں اور بترتیب نزول یہ چھٹی اور مکی سورہ ہے۔ اس میں ۵ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝۱ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝۲
سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝۳ وَّامْرَاَتُهٗ ۚ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝۴ فِيْ جِيْدِهَا
حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝۵

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی شفیق و مہربان ہے۔
ٹوٹ گئے ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ غارت ہو گیا۔ نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔ وہ شعلے والی آگ میں داخل ہونے والا ہے اور اس کی عورت بھی جو لکڑیاں ڈھو کر لاتی رہتی ہے۔ اس کی گردن میں کھجور کی رسی ہو گی۔

اعلان توحید: (۱) ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ بطحاء کی طرف روانہ ہوئے اور آپ نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر زور زور سے اعلان فرمایا۔ یا صباحاہ! یا صباحاہ۔ (بھائیو! صبح صبح دشمن تم پر ٹوٹ پڑنے والا ہے۔) جب آپ کے پاس قریشی سردار

جمع ہو گئے تو فرمایا، بتاؤ! اگر میں تم سے یہ کہوں کہ تم پر صبح وشام میں دشمن حملہ کرنے والا ہے، کیا مجھے سچا مانو گے؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا، بے شک۔ فرمایا، میں تمہیں قریب والے سخت عذاب سے ہوشیار کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ (اس سے بچنے کی فکر کرو) ابولہب بڑبڑایا۔ تو غارت ہو۔ کیا تو نے ہمیں اسی لیے جمع کیا تھا؟ اس پر یہ سورت اتری۔ (ب) ایک روایت میں ہے کہ ابولہب ہاتھ جھاڑتا ہوا اور بڑبڑاتا ہوا کھڑا ہوا کہ اللہ ہمیشہ کے لیے تجھے غارت کرے۔ تو نے اسی لیے ہمیں جمع کیا تھا۔ یہ جملہ بددعا کا ہے اور تبت اس کی خبر ہے۔

ابولہب رحمت عالم ﷺ کا چچا تھا۔ اس کا نام عبدالعزیٰ اور کنیت ابوعتبہ تھی۔ سرخ وسفید ہونے کی وجہ سے لوگ اسے ابولہب (شعلے کا باپ) کہا کرتے تھے۔ یہ اپنے بھتیجے سے سخت عداوت رکھتا تھا۔ طرح طرح سے ستاتا اور نئے نئے ڈھنگ سے عیب جوئی میں لگا رہتا تھا۔ اور آپ کے دین کی برائیاں کرتا رہتا تھا۔ ربیعہؓ بن عباد کہتے ہیں میں نے رحمت عالم ﷺ کو اپنے جاہلیت کے زمانے میں ذوالمجاز میں دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے، لوگو لا الہ الا اللہ پڑھ لو۔ کامیاب ہو جاؤ گے۔ لوگ آپ کے اردگرد جمع تھے۔ آپ کے پیچھے ایک خوب صورت، بھینگا اور دوزلفوں والا آدمی کھڑا ہوا یہ کہہ رہا تھا کہ یہ بے دین اور جھوٹا ہے۔ جس جگہ آپ جاتے، یہ بھی آپ کے پیچھے پیچھے وہیں پہنچ جاتا۔ میں نے پوچھا، یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ آپ کا چچا ابولہب ہے۔ ابوالزنادؒ کہتے ہیں، میں نے ربیعہ سے پوچھا۔ تم اس وقت بچے تھے؟ بولے نہیں۔ اچھا ہوشیار تھا اور مشکیں بھر بھر کرلایا کرتا تھا۔

آخرت میں مال واولاد کام آنے والی نہیں: (۲) کمائی سے مراد اولاد ہے یعنی قیامت کے دن مال اور اولاد کام نہ آئے گی۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جب آپ نے اپنی قوم کو ایمان کی دعوت دی تو ابولہب بولا: جو کچھ میرا بھتیجا کہتا ہے، اگر واقعی سچ ہے تو میں قیامت کے دن مال واولاد دے کر عذاب سے بچ جاؤں گا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (۳) ذَاتَ لَهَبٍ یعنی انگارے والی آگ جو جلانے میں انتہا کو پہنچ گئی ہو۔ (۴) اس کی بیوی ام جمیل قرشی خواتین میں سیدہ تھی۔ اس کا نام اروی بنت حرب بن امیہ تھا اور ابو سفیان کی بہن تھی۔ یہ اپنے شوہر کا کفر وشرک پر اور اس کی فرعون سامانی پر ساتھ دیتی تھی۔ اسی وجہ سے جہنم کی آگ میں اس کی مدد گار ہوگی۔ اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ جہنم میں بھی لکڑیاں اٹھا اٹھا کر لائے گی اور ابولہب پر ڈالے گی تاکہ آگ اور بھڑکے کیونکہ دنیا میں بھی لکڑیاں لا دلا دکر لایا کرتی تھی۔ اسے اس کام کی پہلے ہی سے عادت ہے۔

ام جمیل کی شرم ناک حرکتیں: (۵) یہ کم بخت رحمت عالم ﷺ کی راہ میں کانٹے بچھایا کرتی تھی۔ آپ کو غربت کا طعنہ دیا کرتی تھی اور لکڑیاں لا دلا دکر لایا کرتی تھی۔ اس لیے اسے لکڑیوں کا پھندا یاد دلایا گیا۔

اسماءؓ کہتی ہیں: جب یہ سورت اتری تو یہ بھینگی عورت ہاتھ میں ایک نوک دار پتھر لے کر غیظ وغضب میں بھری ہوئی یہ گن گناتی ہوئی نکلی۔ مُذَمَّمًا اَبَيْنَا وَدِيْنَهٗ قَلَيْنَا، وَاَمْرَهٗ عَصَيْنَا۔ مذمم (بدنام وبرے) کو ہم نے قبول نہیں کیا۔ اس کے دین سے نفرت کی اور اس کی بات نہیں مانی۔ رحمت عالم ﷺ مسجد میں ابوبکرؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ جب اسے ابوبکرؓ نے بڑبڑاتے اور ہاتھ میں پتھر لیے ہوئے آپ کی طرف آتے دیکھا تو بولے، یا حضرت! وہ کم بخت آ رہی ہے۔ کہیں آپ کے پتھر نہ مار دے۔ فرمایا، بے فکر رہو۔ میں اسے نظر ہی نہیں آؤں گا۔

دشمن کو نظر نہ آنے کا عمل: پھر آپ حفظ ماتقدم کے لیے یہ آیت وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا الخ (اسراء۱۷: ۴۵) جب آپ

قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور بے ایمانوں کے درمیان ایک دبیز پردہ حائل کر دیتے ہیں) پڑھنے لگے۔ آخر ابو بکرؓ کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ رحمت عالم ﷺ نظر نہیں آئے۔ بولی، ابو بکر مجھے خبر لگی ہے کہ تیرے ساتھی نے میری برائی کی ہے۔ فرمایا نہیں اس گھر کے رب کی قسم! آپ نے تیری برائی نہیں کی۔ پھر یہ بڑبڑاتی ہوئی لوٹی کہ قریش جانتے ہیں کہ میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔ (ابن ابی حاتم)

نبی ﷺ کا معجزہ: یہ سورت رحمت عالم ﷺ کا معجزہ ہے اور آپ کی نبوت کی کھلی دلیل ہے کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ ابولہب اور ام جمیل دونوں ازلی بد بخت ہیں۔ ایمان لانے والے نہیں۔ نہ ظاہری طور پر اور نہ باطنی طور پر۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

الحمدللہ سورۂ لہب کی تفسیر تمام ہوئی۔

سورۂ اخلاص

بترتیب مصحف یہ ۱۱۲ ویں اور بترتیب نزول ۲۲ ویں اور مکی سورہ ہے۔ اس میں ۴ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

اخلاص کی فضیلت و شان نزول: ابیؓ بن کعب کہتے ہیں مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ رب کے اوصاف بیان فرمائیے۔ اس پر یہ سورت اتری۔ (ات) ایک روایت میں یہ زیادہ ہے کہ صمد اسے کہتے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہو اور نہ ماں باپ کیونکہ جو پیدا ہوتا ہے، وہ مرتا ضرور ہے اور جو مرتا ہے، دوسرے اس کے وارث بھی ہوتے ہیں مگر اللہ کو فنا نہیں۔ نہ اس کا کوئی وارث بنتا ہے نہ اس جیسا یا اس کے برابر کوئی ہے۔ اور نہ اس کے مثل کوئی ہے۔ فرمایا، لَيْسَ كَمِثْلِهِ (شوریٰ ۴۲:۱۱) اس کے مثل کوئی نہیں۔ (ت، ابن ابی حاتم) جابرؓ کہتے ہیں ایک دیہاتی نے نبی ﷺ سے کہا کہ رب کی صفت بیان کیجئے۔ اس پر یہ سورت اتری۔ (ابویعلی) رب کی صفت کسی قریشی نے پوچھی تھی۔ ایک حدیث میں ہے، ہر چیز کی صفت ہوتی ہے۔ اللہ کی صفت اخلاص ہے۔ (طبرانی) صدیقہؓ فرماتی ہیں ایک دفعہ نبی ﷺ نے کسی لشکر میں ایک شخص کو روانہ فرمایا۔ یہ نماز میں جب کوئی سورت پڑھتے تو اخیر میں سورۂ اخلاص ضرور پڑھتے۔ واپسی پر لوگوں نے آپ سے ذکر کیا۔ فرمایا، پوچھو ایسا کیوں کرتے ہیں؟ پوچھا تو بولے۔ یہ رحمٰن کی صفت ہے اور مجھے اس سے کمال محبت ہے۔ فرمایا، جاؤ انہیں بتا دو کہ اللہ کو بھی ان سے محبت ہے۔ (قن)

اخلاص تہائی قرآن کی برابر ہے: کسی نے کسی کو بار بار اخلاص پڑھتے ہوئے سنا۔ صبح کو رحمت عالم ﷺ سے ذکر کیا کہ فلاں بار بار اخلاص پڑھ رہا تھا۔ گویا اس نے اخلاص کو معمولی سمجھا۔ فرمایا، اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اخلاص تہائی قرآن کی برابر ہے۔ (بدن) (۲) کیا کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھ لے؟ یہ بات صحابہ کو مشکل معلوم ہوئی (کہ رات میں تہائی قرآن روزانہ کون پڑھ سکتا ہے؟) بولے، یہ تو کسی کے بس کی بات نہیں۔ فرمایا، اخلاص تہائی قرآن ہے۔ (ب) (۳) ابوسعیدؓ خدری فرماتے ہیں ایک دفعہ قتادہؓ نے پوری رات اخلاص پڑھتے پڑھتے گزار دی۔ اس کا ذکر رحمت عالم ﷺ کے سامنے بھی آیا۔ فرمایا، اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ آدھے یا تہائی قرآن کی برابر ہے۔ (الف) (۴) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جمع ہو جاؤ۔ میں تمہیں ایک تہائی قرآن پڑھ کر سناؤں گا۔ چنانچہ جنہیں جمع ہونا تھا، جمع ہو گئے۔ آپ اخلاص پڑھ کر حجرے میں تشریف لے گئے۔ صحابہ کہنے لگے، آپ نے تو فرمایا تھا کہ تہائی قرآن سناؤں گا۔ (مگر صرف اخلاص ہی پڑھی) شاید آپ وحی میں مشغول ہو گئے۔ پھر آپ نے نکل کر فرمایا، میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہیں تہائی

قرآن سناؤں گا۔ یاد رکھو! اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (مت)

صبح وشام کا وظیفہ: عقبہ کہتے ہیں ہم پیاسے تھے۔ اندھیرا ہو رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ تشریف لا کر نماز پڑھائیں۔ آپ باہر آئے اور میرا ہاتھ تھام کر فرمانے لگے، کہو۔ پھر چپ ہو گئے۔ پھر فرمایا، کہو۔ میں بولا، کیا کہوں؟ فرمایا، صبح وشام تین تین بار اخلاص ومعوذتین پڑھ لیا کرو۔ یہی تمہیں کافی ہوں گی۔ (تند)

اسم اعظم: بریدہؓ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں آیا۔ ایک شخص نماز میں یہ دعا مانگ رہا تھا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

اے اللہ! میں تجھ سے اس اقرار کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں۔ تو یکتا ہے اور بے نیاز ہے۔ تیرے نہ اولاد ہے اور نہ ماں باپ اور تیرا کوئی ہمسر نہیں۔

فرمایا، اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے اللہ کے اسم اعظم کے ساتھ مانگا ہے جس کے ساتھ جب کوئی مانگتا ہے تو مراد ضرور بر آتی ہے اور جب دعا کرتا ہے تو دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ (تندج)

تین باتوں پر عمل موجب جنت ہے: جو ایمان لا کر ان تین باتوں پر عمل کرتا رہے گا، وہ جس دروازے سے چاہے، جنت میں جا سکتا ہے اور جس حور سے چاہے، شادی کر سکتا ہے۔ قاتل کو معاف کرنے والا، بلا ثبوت کے قرض ادا کرنے والا اور ہر فرض نماز کے بعد دس بار اخلاص پڑھنے والا۔ صدیقؓ بولے، یارسول اللہ ﷺ! اگر ان میں سے ایک پر کاربند ہو؟ فرمایا، اسے بھی وہی ثواب ہے۔ (ابویعلی) حدیث حُبُّكَ اِيَّاهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ گزر چکی۔

نجات والا عمل: عقبہؓ بن عامر فرماتے ہیںؓ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی۔ دوڑ کر دست مبارک پکڑ کر کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مومن کی کس عمل سے نجات ہو گی؟ فرمایا، عقبہ! گونگے بن کر گھر میں بیٹھ جاؤ اور اپنے گناہوں پر روتے رہو۔ پھر مجھ سے آپ نے ملاقات کی اور جلدی سے میرا ہاتھ تھام کر کہا۔ عقبہ! کیا میں تمہیں توریت، انجیل، زبور اور قرآن کی تمام سورتوں سے زیادہ خیر وبرکت والی تین سورتیں نہ سکھاؤں؟ میں بولا، ضرور سکھائیے۔ میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں۔ پھر آپ نے مجھے اخلاص ومعوذتین پڑھا کر فرمایا کہ انہیں مت بھولنا اور سونے سے پہلے ضرور پڑھ لیا کرنا۔ کہتے ہیں، اس وقت سے لے کر آج تک نہ تو میں انہیں بھولا اور نہ میں نے انہیں سونے سے پہلے کبھی ناغہ کیا۔ برابر پڑھتا ہوں۔ پھر میں نے آپ سے ملاقات کی اور جلدی سے آپ کا دست مبارک تھام کر کہا، یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی معقول اور افضل عمل بتائیے؟ فرمایا، جو تم سے رشتہ توڑے، اس سے رشتہ جوڑو۔ جو تمہیں نہ دے، اسے دو۔ اور جو تم پر ظلم کرے، اسے معاف کر دو۔ (الف)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ ﴿١﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ ﴿٢﴾ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ ﴿٣﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۧ ﴿٤﴾

ع ۳۸

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان وشفیق ہے۔

آپ فرما دیں، اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اولا د والا ہے اور نہ ماں باپ والا۔ اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔

مشرکوں کی تردید میں اخلاص اتری: (۱) یعنی عبادت اللہ ہی کے لیے مخصوص ہے۔ جو یکتا ہے، بے مثال و بے نظیر ہے اور بے وزیر و بے مشیر ہے، نہ کوئی اس کا ہمسر ہے اور نہ کوئی اس کے برابر۔ احد کا استعمال حق تعالیٰ کی ذات اقدس ہی کے لیے ہوتا ہے۔ کیونکہ وہی اپنی تمام صفتوں اور کاموں میں کامل و یکتا ہے۔

مخلوق محتاج اور اللہ بے نیاز ہے: (۲) یعنی مخلوق اپنی تمام ضرورتوں میں اسی کی محتاج ہے اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔ سب سے الگ تھلگ اور بے نیاز و بے پرواہ ہے۔

صمد کی تفسیر: صمد سب سے اونچے سردار، اعلیٰ درجے کے شریف، انتہائی عظمت والے، بے حد سنجیدہ ذات، بے انتہا وسیع عالم اور کامل صاحب حکمت کو کہتے ہیں۔ یعنی جو شرافت وسیادت اور ریاست وامارت کے تمام گوشوں میں کامل و یکتا ہو۔ یہ شان اللہ رب العالمین کی ہے اور اسی میں یہ کمالات پائے جاتے ہیں۔ لہذا صمد وہی ہے۔ وہی ہر عیب و کمی سے پاک ہے اور وہی بے پناہ قہر و جلال والا ہے۔ صمد = سردار، مخلوق کے بعد باقی رہنے والا، زندہ جاوید جس پر فنا نہ آئے، جو ازلی ابدی ہو۔ ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ ہی رہے۔ جس سے کوئی چیز نہ نکلے اور نہ وہ کچھ کھائے پیئے۔ جو نہ اولا د والا ہو اور نہ ماں باپ والا۔ اس کے بعد والی آیتیں صمد کی تفسیر ہی میں ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ صمد وہ ٹھوس چیز جو جوف والی اور کھوکھلی نہ ہو جو کھانے پینے سے پاک ہو اور جو جگمگاتا ہوا نور ہو (طبرانی وغیرہ)

توالد و تناسل اللہ کی شان کے شایاں نہیں: (۳،۴) یعنی اللہ توالد و تناسل سے پاک ہے۔ نہ اس کے بیوی بچے ہیں اور نہ ماں باپ۔ فرمایا، بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ (انعام ۶: ۱۰۲) اللہ آسمان وزمین کا موجد ہے۔ اس کے کیسے اولاد ہو سکتی ہے؟ اس نے ہر چیز پیدا کی اور وہ ہر چیز سے اچھی طرح واقف ہے۔ یعنی وہ ہر چیز کا خالق و مالک ہے۔ مخلوق میں سے کوئی کیسے اس کا ہم جنس ہو سکتا ہے اور اس کی ہمسری اور برابری کون کر سکتا ہے؟ وہ تو ہر عیب و کمی سے، ہر نقص و برائی سے اور ہر طرح سے پاک و بری ہے۔ (۲) وَقَالُوْا (مریم ۱۹: ۸۸ تا ۹۵) مشرک بولے، رحمٰن کے اولاد ہے۔ بلاشبہ تم ایک بہت ہی بری چیز لائے جس سے اگر آسمان پھٹ جائیں زمین شق ہو جائے اور پہاڑ چور چور ہو کر گر جائیں تو روا ہے۔ انہوں نے رحمٰن کی طرف اولاد کی نسبت کی۔ حالانکہ رحمٰن کی یہ شان نہیں کہ اس کے اولاد ہو۔ آسمان وزمین والے سب اسی کے غلام ہیں۔ اس کے پاس سب کی گنتی ہے اور اس نے ایک ایک کو گن رکھا ہے۔ ایک ایک رب کے سامنے تنہا تنہا آنے والا ہے۔ (۳) وَقَالُوْا (انبیاء ۲۱: ۲۶) مشرک بولے کہ رحمٰن کے اولاد ہے۔ حالانکہ وہ اولاد سے پاک ہے بلکہ فرشتے تو اللہ کے معزز بندے ہیں۔ وہ تو اس کے آگے دم بھی نہیں مارتے اور اس کے حکم کے پابند ہیں۔ (۴) وَجَعَلُوْا (صافات ۳۷: ۱۵۸) مشرکوں نے اللہ کے اور جنوں کے درمیان نسب پیدا کر لیا ہے۔ حالانکہ جنوں کو معلوم ہے کہ وہ اللہ کے پاس حاضر کیے جانے والے ہیں۔ اللہ ان کی بیان کی ہوئی باتوں سے پاک ہے۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، تکلیف دہ باتیں سن کر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں۔ لوگ اس کے اولاد بتاتے ہیں۔ پھر بھی وہ انہیں روزیاں پہنچاتا ہے اور امن وامان سے تندرستی کے ساتھ رکھتا ہے۔ (ب) (۲) مجھے انسان نے جھٹلایا حالانکہ اسے

یہ لائق نہ تھا۔ مجھے اس نے گالیاں دیں۔ حالانکہ یہ اسے زیبا نہ تھا۔ یہ عقیدہ رکھ کر تو جھٹلایا کہ میں نے جیسے اسے شروع میں پیدا کیا، دوبارہ پیدا نہ کرسکوں گا۔ حالانکہ ابتدائی پیدائش دوبارہ پیدا کرنے سے آسان نہیں اور یہ عقیدہ رکھ کر گستاخی کی کہ اللہ کے اولاد ہے۔ حالانکہ میں یکتا ہوں، بے نیاز ہوں، نہ میرے اولاد ہے، نہ میں ماں باپ والا ہوں اور نہ میرا کوئی ہم جنس ہے۔

الحمد للہ سورۂ اخلاص کی تفسیر مکمل ہوئی۔

سورۂ فلق

بترتیب مصحف یہ ۱۱۳ویں اور بترتیب نزول ۲۰ویں سورہ ہے اور مکی ہے۔ اس میں ۵ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

معوذتین کی فضیلت: عقبہؓ بن عامر کہتے ہیں میں آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے مدینہ کی گلی میں چلا جا رہا تھا۔ اتنے میں آپ نے مجھ سے فرمایا، عقبہؓ سوار کیوں نہیں ہو جاتے؟ کہتے ہیں، مجھے گناہ کا ڈر ہوا۔ آپ اتر گئے اور میں تھوڑی سی دیر سوار ہو گیا۔ پھر میں اتر گیا اور آپ سوار ہو گئے۔ پھر فرمایا، عقبہؓ کہتے ہیں کیا میں تمہیں وہ بہترین سورتیں نہ بتاؤں جنہیں لوگ پڑھتے ہیں۔ میں بولا، ضرور بتایئے۔ آخر آپ نے مجھے فلق و ناس پڑھائی۔ پھر تکبیر ہوگئی۔ آپ آگے بڑھ گئے اور آپ نے یہی سورتیں پڑھیں پھر میرے پاس سے گزرتے ہوئے فرمایا عقبہ کیا خیال ہے کیسی ہیں انہیں سوتے وقت بھی پڑھ لیا کرو اور جاگتے وقت بھی۔ (دان) عقبہؓ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ فلق و ناس ہر فرض نماز کے بعد پڑھا کروں۔ (تناد) سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھا کرو کیونکہ ان جیسی سورتیں تم نے پڑھی ہی نہیں ہے۔ (الف)

بیماریاں دور کرنے کا عمل: صدیقہؓ والی حدیث کہ رسول اللہ ﷺ انہیں پڑھ کر ہاتھوں پر دم کر کے ہاتھوں کو سر اور چہرے اور تمام جسم پر پھیر لیا کرتے تھے۔ صدیقہؓ فرماتی ہیں جب آپ بیمار ہو جاتے تو فلق و ناس پڑھ کر دم کر لیا کرتے تھے۔ پھر جب آپ کی بیماری نے زور پکڑا تو میں یہ دونوں سورتیں پڑھ کر برکت کی وجہ سے آپ کے دست مبارک کو آپ کے جسم مبارک پر پھیر دیا کرتی تھی۔ (تدنخ) سورۂ ن کے خیر میں ابوسعیدؓ کا بیان گزر چکا کہ رسول اللہ ﷺ انسانوں کی اور جنوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ پھر جب یہ دونوں سورتیں اتر آئیں تو آپ نے یہ لے لیں اور باقی دعائیں چھوڑ دیں۔ (تخ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَ مِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَ مِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَ مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾ ع

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان و شفیق ہے۔

آپ فرمائیں، میں صبح کے رب کی پناہ مانگتا ہوں مخلوق کی برائی سے اور اندھیری رات کی برائی سے جب اس کا اندھیرا چھا جائے اور گرہوں پر پھونکنے والیوں کی برائی سے اور حاسد کی برائی سے جب وہ حسد کرے۔

فلق کی تفسیر: (۱) فلق سے صبح۔ (فرمایا، فَالِقُ الۡاِصۡبَاحِ (انعام ۶:۹۶) اللہ صبح کو پھاڑنے والا ہے) (۲) اللہ نے اپنے نبی کو حکم فرمایا کہ آپ تمام مخلوق کے رب سے، تمام مخلوق کی شرارت سے پناہ مانگیں۔

غاسق کی تفسیر: (۳) غَاسِقٍ سے اندھیری رات مراد ہے۔ وقب یعنی جب سورج ڈوب جائے اور دنیا پر رات کا اندھیرا چھا جائے۔ (۴۔۵) یعنی ڈائنوں اور جادوگرنیوں کی برائی سے اللہ کی پناہ جب کہ وہ گرہوں پر پھونک ماریں اور ہر حاسد کے شر سے۔

نبی ﷺ پر ایک یہودی نے جادو کر دیا تھا: زیدؓ بن ارقم کہتے ہیں رحمت عالم ﷺ پر ایک یہودی نے جادو کر دیا تھا۔ جس سے آپ چند دن بیمار رہے۔ پھر آپ سے حضرت جبرئیل نے آ کر کہا کہ ایک یہودی نے آپ پر جادو کر دیا ہے اور چند گرہوں پر منتر پڑھ کر فلاں کنویں میں دفن کر دیا ہے۔ آپ اسے اکھڑوا کر منگوالیں۔ چنانچہ آپ نے اسے نکلوالیا اور اسے کھول دیا۔ اس کے کھلتے ہی آپ کھڑے ہو گئے۔ جیسے کسی نے آپ کو رسی سے کھول دیا ہو۔ آپ نے اس کا ذکر تک اس یہودی سے نہیں کیا۔ اور نہ اسے آخری دم تک دیکھا۔ (ن) صدیقہؓ فرماتی ہیں آپ ﷺ پر جادو کیا گیا۔ آپ کو وہم ہوتا تھا کہ آپ عورتوں کے پاس آئے ہیں حالانکہ ایسا نہ ہوتا تھ۔ سفیانؒ فرماتے ہیں، جب کسی کی ایسی حالت ہو جائے تو اس پر سخت قسم کا جادو ہوتا ہے۔ ایک دن آپ نے فرمایا، عائشہؓ! تمہیں معلوم ہے کہ میں اللہ سے جو بات پوچھ رہا تھا، وہ اس نے مجھے بتا دی۔ میرے پاس دو شخص آئے۔ ایک سرہانے بیٹھ گیا اور ایک پائنتی۔ سرہانے والے نے پائنتی والے سے کہا، ان کا کیا حال ہے؟ وہ بولا، ان پر جادو ہے۔ پوچھا، کس نے کیا ہے؟ بولا، لبید بن اعصم نے جو منافق ہے اور بنو زریق کا جو یہودیوں کے حلیف ہیں، آدمی ہے۔ پوچھا، کس چیز میں جادو ہے؟ بولا، سر کے بالوں میں اور کنگھی میں۔ پوچھا، بال اور کنگھی کہاں ہیں؟ بولا، کھجور کے درخت کی چھال میں جو ایک پتھر کے نیچے ہے۔ جو ذروان والے کنویں میں ہے۔ آخر آپ نے اس کنویں پر جا کر پتھر کے نیچے سے وہ کنگھی اور بال نکلوا لیے۔ اور فرمایا، اسی کنویں کو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا۔ اس کا پانی اس قدر متغیر تھا جیسے اس میں حنا ڈال دی گئی ہو اور اس باغ میں شیطان کے سر کی طرح لمبی لمبی کھجوریں تھیں۔ میں نے کہا، آپ نے اس سے انتقام نہیں لیا۔ فرمایا، اللہ نے مجھے تندرستی دے دی۔ اب میں اس کی برائی کسی پر پھیلانا اچھا نہیں سمجھتا۔ (ب)

الحمد للہ سورۂ فلق کی تفسیر تمام ہوئی۔

سورۂ ناس

بترتیب مصحف ۱۱۴ ویں اور بترتیب نزول ۱۹ ویں اور مکی سورہ ہے۔ اس میں ۶ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○
قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۙ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ ۝۳ مِنۡ
شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۙ الۡخَنَّاسِ ۙ ۝۴ الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ
النَّاسِ ۙ ۝۵ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶

ع ۱۹

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔
آپ فرمادیں، میں لوگوں کے رب سے، لوگوں کے بادشاہ سے اور لوگوں کے معبود سے شیطانی وسوسوں کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے، خواہ وہ جن ہو یا انسان۔

شیطان سے حفاظت کے لیے کس کی پناہ مانگی جائے: (۱) اس سورت میں اللہ کی تین صفتوں کا بیان ہے۔ ربوبیت، ملوکیت اور الوہیت۔ لہٰذا اللہ ہر چیز کا رب ہے۔ ہر چیز کا بادشاہ ہے اور ہر چیز کا معبود ہے۔ اور تمام چیزیں مخلوق، مملوک اور اس کی لونڈی غلام ہیں۔ پناہ مانگنے والے کو حکم ہوا کہ جس میں یہ تینوں کمال بہ یک وقت پائے جائیں، وسوسہ ڈال کر پیچھے ہٹ جانے والے کی برائی سے اسی کی پناہ مانگنی چاہیے۔ (کیونکہ وہ ایسے خبیث پر بخوبی قادر ہے، کوئی اور قادر نہیں۔) وَسْوَاسٍ وَّخَنَّاس شیطان ہے جو انسان پر تعینات ہے۔ کیونکہ ہر آدمی کا ساتھی ایک پیدائشی شیطان ہے جو اس کے سامنے برے کام اچھی صورتوں میں پیش کرتا رہتا ہے اور برائیوں کو نیکیوں کا لبادہ اوڑھا کر ان پر اسے آمادہ کرتا رہتا ہے۔ یہ قرین (ساتھی) دھوکہ دینے میں کوئی دقیقہ اٹھا کر نہیں رکھتا۔ اس سے محفوظ وہی رہ سکتا ہے جسے اللہ محفوظ رکھے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ ہر شخص پر ایک قرین مسلط کر دیا گیا ہے۔ صحابہ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ پر بھی؟ فرمایا، مجھ پر بھی مگر اللہ نے میری مدد فرمائی اور اسے میرا فرمانبردار بنادیا۔ اب وہ مجھے بھلائی ہی کی ترغیب دیتا ہے۔

نبی ﷺ کی احتیاط: ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ اعتکاف میں تھے۔ صفیہؓ آپ سے ملنے گئیں اور دیر تک آپ سے باتیں کرتی رہیں۔ رات زیادہ ہوگئی تھی۔ آپ انہیں پہنچانے کے لیے مسجد سے نکلے۔ راہ میں دو انصاریوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ یہ دونوں آپ کو دیکھ کر تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ فرمایا، ذرا ٹھہرو۔ یہ صفیہؓ بنت حیی ہیں۔ وہ بولے، یارسول اللہ ﷺ! سبحان اللہ۔ (ہمیں کوئی شبہ نہیں) فرمایا، شیطان انسان کی رگ رگ میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ مجھے خیال آیا کہیں تمہارے دل میں بدگمانی پیدا نہ کر دے۔ (ق)

شیطان انسان کے دل پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے: (۲) شیطان انسان کے دل پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ اگر انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے تو یہ ہاتھ اٹھا کر پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اگر غافل ہو جاتا ہے تو اس کا دل اپنی مٹھی میں لے لیتا ہے۔ یہی وسوسہ ڈالنے والا اور پیچھے ہٹ جانے والا ہے۔ (ابویعلی)

شیطان ذکر اللہ سے ذلیل ہو کر سکڑ جاتا ہے: (۳) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے آپ کی سواری پر بیٹھنے والے کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ کے گدھے نے آپ کو گرادیا۔ میں بولا، شیطان غارت ہو۔ فرمایا، یہ نہ کہو۔ کیونکہ تمہارے کوسنے سے شیطان اور پھول جائے گا اور کہے گا، میں نے اپنی طاقت سے اسے گرادیا لیکن برعکس اس کے اگر بسم اللہ کہو گے تو وہ سکڑ کر مکھی کی طرح ہو جائے گا۔ (الف) معلوم ہوا کہ جب دل اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان سکڑ جاتا ہے اور ہار جاتا ہے۔ اور ذکر چھوڑ دینے سے وہ گدھے کی طرح پھول جاتا اور غلبہ پالیتا ہے۔

نماز میں شیطان کی تھپکی: (۴) مسجد میں نمازی کے پاس شیطان آ کر اسے تھپکتا ہے جیسے انسان اپنے جانور کو تھپکتا ہے۔ پھر اگر یہ خاموش کھڑا رہتا ہے تو شیطان اس کی ناک میں نکیل اور منہ میں لگام چڑھا دیتا ہے۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں، تم اسے دیکھتے بھی ہو۔

دیکھو نکیل والا تو وہ ہے جو ایک طرف کو جھکا کھڑا ہو اور اللہ کا ذکر نہ کرتا ہو اور لگام چڑھا ہوا وہ ہے جو منہ کھول دے اور اللہ کا ذکر نہ کرے۔(الف)

وسواس کی تفسیر: ابن عباسؓ فرماتے ہیں وسواس وہ شیطان ہے جو انسان کو برائی پر ابھارتا ہے۔ پھر جب انسان اس کی بات مان لیتا ہے تو یہ خوشی خوشی ہٹ جاتا ہے۔(۵) شیطان انسانوں اور جنوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔(۶) یعنی وسوسے ڈالنے والا خواہ جن ہو یا انسان۔ فرمایا، وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا (انعام ۶:۱۱۲) اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن شیطان بنا دیئے خواہ وہ انسان ہوں یا جن کہ ایک دوسرے کے دل میں بات بنا سنوار کر ڈالتے رہتے ہیں تاکہ دھوکہ میں پڑ جائیں۔

شیطان جن و انسان دونوں میں سے ہوتے ہیں: ابوذرؓ فرماتے ہیں میں مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ پوچھا، نماز پڑھ لی؟ میں بولا، نہیں۔ فرمایا، پڑھ لو۔ آخر میں نے اٹھ کر نماز پڑھی اور پھر آپ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ فرمایا، ابوذرؓ! انسانی اور جناتی شیطانوں کی شرارت سے اللہ کی پناہ مانگو۔ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا انسانی شیطان بھی ہوتے ہیں؟ فرمایا، ہاں۔ میں نے پوچھا، نماز کیا ہے؟ فرمایا، خیر و برکت ہے۔ خواہ کوئی کم اٹھائے یا زیادہ۔ پوچھا، روزہ کیا ہے؟ فرمایا، ایک فریضہ ہے جو کافی ہونے والا ہے اور اللہ کے پاس مزید انعام بھی ہے۔ پوچھا، صدقہ کیا ہے؟ فرمایا، اس کا قیامت کے دن کئی گنا بڑھا کر بدلہ دیا جائے گا۔ پوچھا، کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا، وہ صدقہ جو غریب آدمی محنت مزدوری کر کے نکالے یا چپکے سے محتاج کو دے دے۔ پوچھا، سب سے پہلے نبی کون ہیں؟ فرمایا، حضرت آدم۔ پوچھا، کیا حضرت آدم نبی تھے؟ فرمایا، ہاں اور اللہ نے ان سے بات بھی کی۔ پوچھا، رسول کتنے ہوئے؟ فرمایا، تین سو دس سے کچھ اوپر ایک بڑی جماعت ہے۔ (ایک روایت میں ۳۱۵ ہیں) پوچھا، قرآن کی کون سی آیت سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ فرمایا، آیۃ الکرسی۔ (ن، ابن حبان) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کسی نے نبی ﷺ سے کہا، میرے دل میں ایسے ایسے وسوسے آتے ہیں کہ انہیں بیان کرنے سے میں یہ اچھا سمجھتا ہوں کہ اوپر سے گر کر مر جاؤں۔ فرمایا، اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اسی اللہ کی بڑائیاں ہیں جس نے شیطان کے مکر و فریب کو وسوسوں کی طرف لوٹا دیا۔(دان)

الحمد للہ سورۂ ناس کی تفسیر تمام ہوئی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل سے
المکتبة السلفیة کو تفسیر السراج المنیر شائع
کرنے کی سعادت بخشی، جو قرآن مجید کی مقبول ترین تفسیر
''تفسیر ابن کثیر'' کی تلخیص ہے۔ **الحمدللہ حمد الشاکرین**

خصوصیات

- اوّلاً قرآن مجید کا متن پھر ترجمہ اور اس کے بعد تفسیر ہے۔
- تفسیر کے سلسلہ میں آنے والی آیات کا حوالہ قوسین میں یوں دیا گیا ہے کہ پہلے سورہ کا نام پھر اس کا نمبر اور آخر میں آیت کا نمبر ہے تاکہ آیت کی تلاش میں آسانی ہو۔
- افادۂ عام کے لیے ترجمہ بامحاورہ اور زبان عام فہم رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔
- رسول اللہ ﷺ نے تفسیر بالرائے سے منع فرمایا اس لیے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی ذکر فرمودہ احادیث سے تفسیر بالحدیث کی کوشش کی گئی ہے، جس میں مرفوع اور صحیح احادیث پر اعتماد کیا گیا ہے۔
- اس تفسیر میں فقہی مسائل اور ائمہ کے اختلافات بیان کرنے سے امکانی حد تک احتراز کیا گیا ہے تاکہ عام مسلمانوں تک اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی سیدھی سیدھی باتیں پہنچ جائیں۔
- متن جلی، طباعت اجلی، کاغذ لطیف، شش رنگہ نفیس سرورق سے مزین 2400 صفحات صرف دو جلدوں میں۔